نادر کا پتہ:- پیغام صلح لاہور

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا ترجمان خصوصی

ہفت روزہ

پیغام صلح

لاہور

فون نمبر:- ۳۷۳۷

زرِ سالانہ
پاک و ہند سے: چھ روپے
بیرونی ممالک سے
ایک پونڈ

مدیر:- دوست محمد

مدیر معاون:- بشیر احمد سوز

قیمت فی پرچہ:- ۱۲ پیسے

"لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں۔ لاہور میں ہمارے پاک محب ہیں۔ میں تیرے خالص محبّوں کا گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے نفوس و اموال میں برکت دوں گا۔"

(الہامات حضرت مسیح موعودؑ)

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا۔
۲- قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی۔
۳- سب صحابہ اور آئمہ قابلِ احترام ہیں۔
۴- سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے۔
۵- کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۶- اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا۔

حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفےٰ مارا امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوّت را بروشد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآں نامِ اوست
بادۂ عرفانِ ما از جامِ اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

جلد ۵۵ ‖ یوم پنجشنبہ مورخہ ۲۳ رمضان المبارک ۱۳۸۶ھ مطابق ۵ جنوری ۱۹۶۷ء ‖ نمبر ۱

انواعِ رنج و مصائب میں ثابت قدمی دکھاؤ

اگر تمہاری زمینی عزت ساری جاتی رہے تو خدا تمہیں ایک لازوال عزت آسمان پر دے گا

ارشادات حضرت امامِ وقت مجدد زمان مسیح موعود علیہ السلام

ضرور ہے کہ انواعِ رنج و مصیبت سے تمہارا امتحان بھی ہو۔ جیسا کہ پہلے مومنوں کے امتحان ہوئے سو خبردار رہو۔ ایسا نہ ہو کہ ٹھوکر کھاؤ۔ زمین تمہارا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکتی اگر تمہارا آسمان سے پختہ تعلق ہے جب کبھی تم اپنا نقصان کروگے تو اپنے ہاتھوں سے نہ دشمن کے ہاتھوں سے۔ اگر تمہاری زمینی عزت ساری جاتی رہے تو خدا تمہیں ایک لازوال عزت آسمان پر دے گا۔ سو تم اس کو مت چھوڑو۔ اور ضرور ہے کہ تم دکھ دیئے جاؤ۔ اور اپنی کئی امیدوں سے بے نصیب کئے جاؤ۔ سو ان صورتوں سے تم دلگیر مت ہو کیونکہ تمہارا خدا تمہیں آزماتا ہے کہ تم اس کی راہ میں ثابت قدم ہو یا نہیں۔ اگر تم چاہتے ہو کہ آسمان پر فرشتے بھی تمہاری تعریف کریں تو تم ماریں کھاؤ اور خوش رہو۔ اور گالیاں سنو اور شکر کرو۔ اور ناکامیاں دیکھو اور پیوند مت توڑو۔ تم خدا کی آخری جماعت ہو۔ سو وہ عمل نیک دکھلاؤ جو اپنے کمال میں انتہائی درجہ پر ہوں ہر ایک جو تم میں سست ہو جائے گا وہ ایک گندی چیز کی طرح جماعت سے باہر پھینک دیا جائیگا اور حسرت سے مریگا۔ اور خدا کا کچھ نہ بگاڑ سکے گا۔ دیکھو میں بہت خوشی سے خبر دیتا ہوں کہ تمہارا خدا درحقیقت موجود ہے۔ اگرچہ سب اسی کی مخلوق ہے لیکن وہ اس شخص کو چن لیتا ہے جو اس کو چنتا ہے۔ وہ اس کے پاس آجاتا ہے جو اس کے پاس جاتا ہے وہ اس کو عزت دیتا ہے جو اس کو بھی عزت دیتا ہے۔

(کشتیٔ نوح صفحہ ۲۱ مطبوعہ ۲۵ اکتوبر ۱۹۰۲ء)

عید مبارک

"پیغام صلح" کا یہ آخری پرچہ ہے جو عید سے پہلے قارئین کرام تک پہنچے گا ہم اس موقعہ پر اپنے تمام قارئین کرام اور احباب کی خدمت میں صدقِ دل سے عید مبارک عرض کرتے ہیں، اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ اس عید کو ان کے لئے ہر قسم کی خوشیوں اور ماہ رمضان کی برکات کا موجب فرمائے۔

صدقۂ فطر اور عید فنڈ

صدقۂ فطر کی شرح اس سال ایک روپیہ فی کس مقرر ہے جو ہر چھوٹے بڑے مسلمان مرد و عورت پر واجب ہے اگر کوئی بچہ عید کی صبح کو پیدا ہوا ہو تو اس کی طرف سے بھی ادا ہونا چاہیئے، عورتوں، بچوں اور نوکروں کے [illegible] ان لوگوں کے ذمہ ہوتی ہے جو ان کے راعی ہوں۔

[illegible] فطر نماز عید سے پہلے ادا ہونا چاہیئے متعلقہ جماعتوں کے سیکرٹری صاحبان وصول کر کے [illegible] مرکز [illegible] ارسال کریں۔

[illegible] حضرت مسیح موعودؑ نے اشاعت [illegible] کے لئے [illegible] مستقل [illegible] مقرر کیا تھا۔
[illegible]

عیدالفطر کے مسائل

(۱)- عیدالفطر کے دن صبح سویرے اُٹھ کر غسل کرنا اور صاف کپڑے پہننا، خوشبو لگانا عیدگاہ کو جانے سے قبل ناشتہ کرنا سنت ہے۔

(۲)- عیدگاہ کو جاتے ہوئے تکبیر و تہلیل یا ذکر الٰہی کرتے جانا افضل ہے۔

(۳)- عید کی نماز سے قبل صدقۂ فطر ادا کر دینا چاہیئے خواہ غلّہ کی شکل میں ہو خواہ نقدی کی صورت میں۔ جو صدقہ عید کے بعد ادا کیا جائے گا وہ معمولی صدقہ شمار ہوگا۔ اسے صدقہ عیدالفطر نہیں کہا جاسکتا۔ حدیث شریف میں صدقہ عیدالفطر روزوں کے ایام میں بعض کمزوریوں کے سرزد ہو جانے کی تلافی کے لئے ہے۔ دوسرا فائدہ یہ ہے کہ غرباء و مساکین کو اناج مل جاتا ہے جس سے وہ بھی اپنی عید منا لیتے ہیں گویا ساری قوم کو عید میں شمولیت کا موقعہ مل جاتا ہے۔ مساکین محروم نہیں رہتے صدقہ عیدالفطر ہر فرد پر واجب ہے خواہ وہ عید کی صبح ہی کو پیدا ہوا ہے۔ عورتوں اور بچوں کا اور نوکر اور غلام کا صدقہ ان کے شوہروں اور والدین اور آقاؤں کے ذمہ ہے جو ان کے رزق کے کفیل ہیں صدقہ فی کس تقریباً ۲ دو سیر گیہوں یا اس کے برابر قیمت نقد ہے لاہور کی جماعت نے فی کس ایک روپیہ مقرر کیا ہے۔

(۴)- عید کی نماز دو رکعت ہوتی ہے۔ اس میں اذان و تکبیر و اقامت کوئی نہیں، پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ سے قبل سات تکبیریں اور دوسری رکعت میں سورۃ فاتحہ سے قبل پانچ تکبیریں ہیں، تکبیروں کے درمیان ہاتھ کھلے چھوڑ دینے چاہئیں۔ قرأت جہری ہوتی ہے۔

(۵)- نماز کے بعد خطبہ مسنون ہے۔ پاکستان میں چونکہ یہاں کی زبان اُردو ہے۔ اسے [illegible] قرآن کریم کی تلاوت کے بعد اُردو میں مسائل و مہمات ضروریہ پر تقریر کرنی چاہیئے۔ کاغذ کا ایک رول لے کر مولوی لوگ جو پرانا لکھا ہوا خطبہ پڑھ دیتے ہیں نہایت لایعنی چیز ہے اس لئے لوگ سنتے سناتے کچھ نہیں۔ آپس میں معانقہ کرنے اور سینہ سے سینہ رگڑنے اور عید مبارک کہنے میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ بعض خطیب کے سامنے غلّہ پھینکتے رہتے ہیں یہ سب بدعت اور آداب کے خلاف ہے خطبہ کو غور سے سننا اور اس سے فائدہ اُٹھانا چاہیئے اگر خطیب کو کچھ دینا ہے تو نماز سے قبل دے دو یا خطبہ کے بعد صدقہ عیدالفطر ہمیشہ نماز سے قبل دے دینا چاہیئے۔

(۶)- عید کے خطبہ کے درمیان میں خطیب کو بیٹھنا نہیں چاہیئے جیسا کہ جمعہ کے خطبہ کے درمیان میں بیٹھا کرتے ہیں۔

(۷)- خطبہ ختم ہونے کے بعد جماعت کی شکل میں چلنا افضل ہے کہ اسلام کی شوکت کا اظہار اسی میں ہے۔ جس راستہ سے آئے ہیں اس راستہ کی بجائے کسی دوسرے راستہ سے جانا مستحسن ہے۔

(۸)- عید میں آپس میں ملنا جُلنا اور ایک دوسرے کو ہدایا یا تحائف یا طعام میں شریک کرنا تمدن کے لئے نہایت مستحسن چیز ہے۔ عیدگاہ سے واپسی پر گھر میں گھس کر دن کاٹ دینا یہ قومی مردگی کی علامت ہے۔

(۹)- چونکہ آج کل اسلام سے بڑھ کر کوئی غریب نہیں اس لئے حضرت مسیح موعودؑ کے زمانے سے احمدی جماعت کے افراد صدقہ عیدالفطر کا کل یا اکثر حصہ انجمن کے بیت المال میں بھیجدیتے ہیں۔ اس لئے احباب کو اس پر عمل کرنا چاہیئے۔ نماز عید سے قبل محاسب کو صدقہ ادا کر دینا چاہیئے۔

(۱۰)- صدقہ عیدالفطر کے علاوہ حضرت صاحب کے حکم سے ایک روپیہ عید فنڈ بھی مقرر ہے آخر عید کے دن بچوں اور عزیزوں کو عیدی اور تحائف دیتے ہیں۔ اسی طرح اس خوشی کے دن میں اسلام کا بھی کچھ حق ہے لہٰذا احباب کو خاص توجہ اس فنڈ کی طرف مبذول فرمانی چاہیئے۔ اور عید فنڈ کے لئے روپے جمع کر کے انجمن کے بیت المال میں بھیجدیں۔ یہ حضرت صاحب کا حکم ہے اور یہ ایک مالی جہاد ہے اسے استخفاف کی نظر سے نہ دیکھنا چاہیئے۔

مرزا غلام احمد قادیانی کیا تھے؟

(۲)

اس مضمون کی پہلی قسط میں معاصر "الاعتصام" کے مندرجہ بالا سوال کے جواب میں ہم بتا چکے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب اس چودھویں صدی کے مجدد تھے، اس سے بڑھ کر ان کا کوئی منصب نہیں، مسیح موعود کا نام صرف اس کام کے لحاظ سے جو انہیں سونپا گیا مجازی طور پر دیا گیا۔

رہ گیا دعوٰے نبوت کا الزام، ان کالموں میں بارہا حضرت مرزا صاحب کی اپنی عبارات سے یہ ثابت کر چکے ہیں کہ یہ محض ایک افتراء ہے، جو ان کے متعلق کیا جاتا ہے، انہوں نے کبھی نبوت کا دعوٰے نہیں کیا اور ہمیشہ اس الزام کی تردید کرتے رہے اور اپنے آپ کو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خادم بتاتے رہے ملاحظہ ہوں الفاظ ذیل:۔

"صاحب انصاف طلب کو یاد رکھنا چاہیئے کہ اس عاجز نے کبھی اور کسی وقت نبوت یا رسالت کا دعوٰے نہیں کیا اور غیر حقیقی طور پر کسی لفظ کو استعمال کرنا اور لغت کے عام معنوں کے لحاظ سے اس کو بول چال میں لانا مستلزم کفر نہیں، مگر میں اسکو پسند نہیں کرتا کہ اس میں عام مسلمانوں کو دھوکہ لگ جانے کا احتمال ہے۔......
بار بار کہتا ہوں کہ ان الہامات میں جو لفظ مرسل یا رسول یا نبی کا میری نسبت آیا ہے......... وہ اپنے حقیقی معنوں پر مستعمل نہیں ہے اور اصل حقیقت جس کی میں علی رؤس الاشہاد گواہی دیتا ہوں یہی ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ کوئی پرانا اور نہ کوئی نیا ومن قال بعد رسولنا وسیدنا انی نبی او رسول علیٰ وجہ الحقیقۃ والافتراء وترک القرآن واحکام شریعت الغراء فھو کافر کذاب۔

فرمایئے اس سے بڑھ کر صراحت اور کیا ہوگی، پھر بار بار انہیں مدعی نبوت کہکر بدنام کرتے رہنا کہاں کی دیانت اور ایمانداری ہے، مرزا صاحب تو نہ خود مدعی نبوت ہیں اور نہ کسی اور نئے اور پرانے نبی کے آنے کے قائل ہیں لیکن آپ لوگوں کو کیا کہا جائے جو خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایک پرانے نبی کی آمد کے منتظر بیٹھے ہیں، کیا یہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے منافی نہیں؟

اور سنیئے! حضرت مرزا صاحب فرماتے ہیں:۔

"ہم خادم دین اسلام ہیں اور یہی ہمارے ظہور کی علت غائی ہے اور نبی اور رسول کے لفظ استعارہ اور مجاز کے رنگ میں ہیں رسالت لغت عرب میں بھیجے جانے کو کہتے ہیں اور نبوت یہ ہے کہ خدا سے علم پا کر پوشیدہ حقائق اور معارف کو بیان کرنا سو اسی حد تک مفہوم کو ذہن میں رکھ کر دل میں اس کے معنے کے موافق اعتقاد کرنا مذموم نہیں ہے مگر چونکہ اسلام کی اصطلاح میں نبی اور رسول کے یہ معنے ہوتے ہیں کہ وہ کامل شریعت لاتے ہیں یا بعض احکام شریعت سابقہ کو منسوخ کرتے ہیں یا نبی سابق کی اُمت نہیں کہلاتے اور براہ راست بغیر استفادہ کسی نبی کے خداتعالےٰ سے تعلق رکھتے ہیں اس لئے ہوشیار رہنا چاہیئے کہ اس جگہ بھی یہی معنے نہ سمجھ لیں کیونکہ ہماری کتاب بجز قرآن کریم کے نہیں ہے اور کوئی دین بجز اسلام کے نہیں اور ہم اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء اور قرآن شریف خاتم الکتب ہے، سو دین کو بچوں کا کھیل نہیں بنانا چاہیئے اور یاد رکھنا چاہیئے کہ ہمیں بجز خادم اسلام ہونے کے کوئی دعوٰے بالمقابل نہیں اور جو شخص ہماری طرف اس کے خلاف منسوب کرے وہ ہم پر افتراء کرتا ہے ہم اپنے نبی کریم کے ذریعہ فیض و برکات پاتے ہیں اور قرآن کے ذریعہ ہمیں فیض معارف ملتا ہے سو مناسب ہے کہ کوئی شخص اس ہدایت کے خلاف کچھ بھی دل میں نہ رکھے، ورنہ وہی خداتعالےٰ کے نزدیک اس کا جوابدہ ہوگا اگر ہم اسلام کے خادم نہیں ہیں تو ہمارا سب کاروبار عبث اور مردود اور قابلِ مواخذہ ہے"

یہ ہیں حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی رحمۃ اللہ علیہ، اس وضاحت کے ہوتے ہوئے انہیں مدعی نبوت قرار دینا کتنا بڑا ظلم اور کس قدر ناحق کی بات ہے، کیا ایسا افتراء کرنے والوں کو خداتعالےٰ کے ہاں جوابدہی کا خوف نہیں؟

ایک نیک تحریک

بیان القرآن بلاکس ایڈیشن کے لئے

چوہدری عبداللطیف صاحب کا عطیہ مالیتی -/۵۰۰ روپے پیشگی

آزاد کشمیر سے ہماری جماعت کے ایک نہایت ہی مخلص اور پُرجوش نوجوان چوہدری عبداللطیف صاحب نے بیان القرآن بلاکس ایڈیشن کے لئے -/۵۰۰ روپے ارسال کئے ہیں۔ اور یہ التماس کی ہے کہ احباب جماعت کو تحریک کی جائے کہ وہ اپنے لئے اور دیگر احباب کو تحفتاً دینے کے لئے اپنے آرڈر کی رقوم پیشگی ارسال کریں تاکہ اس ایڈیشن کی طباعت کے اخراجات کا بوجھ انجمن کو کم سے کم اُٹھانا پڑے۔ انجمن اس سلسلہ میں ایک خاص رعایت کا اعلان کرتی ہے کہ جو احباب پیشگی رقوم ارسال فرمائیں گے اُن سے اصل لاگت وصول کی جائے گی۔ اس ایڈیشن کی دو قسمیں ہوں گی۔ اوّل قسم کی اصل قیمت فروخت -/۴۰ روپے ہے۔ اصل لاگت -/۳۰ روپے ہوگی۔ اور دوئم قسم اصل قیمت فروخت -/۳۰ روپے ہے اصل لاگت -/۲۰ روپے ہوگی۔ اس طرح دونوں قسم میں خریدار کو دس روپیہ کی رعایت مل جائے گی۔

احباب جماعت سے التماس ہے کہ وہ قرآن مجید کی اشاعت کے اس سنہری موقعہ سے فائدہ اُٹھائیں اور جلد از جلد اپنی رقوم امانت پیشگی برائے بیان القرآن محاسب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے نام بھجوا کر عنداللہ ماجور ہوں۔

پیشگی رقوم بھیجکر جہاں احباب جماعت انجمن کے لئے سہولت مہیا کریں گے وہ رعایت سے بھی فائدہ اُٹھانے والے ہوں گے۔ اس لئے احباب جماعت کو اس طرف فوری توجہ دینا لازم ہے۔

آنریری جنرل سیکرٹری
احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

خطبہ جمعہ (بسلسلہ صفحہ ۱)

اختیار کریں۔ بیہودہ باتوں سے اجتناب کریں۔ قولوا للناس حسنًا کے مصداق بنیں۔ لوگوں کو دُکھ دینے والے نہ ہوں۔ لوگوں کے تمہاری وجہ سے حقوق تلف نہ ہوں یہ ہے تقویٰ۔ روزہ کا مقصد بھوکا مرنا نہیں ہے۔ صرف بھوک پیاس سے روزے کا مقصد پورا نہیں ہوتا۔ تقویٰ اختیار کرنے سے مقصد حاصل ہوتا ہے اور خواہشات اور جذبات پر قابو پانے سے حاصل ہوتا ہے۔ ایسا کرنے سے خدا راضی ہوگا اور مخلوق خدا کو آرام میسر ہوگا۔

بیماروں اور بارش کے لئے دعا

تمام مسلمان عورتوں، مردوں اور بچوں کے لئے دعا کریں کہ خداتعالیٰ ان سب پر اپنا فضل نازل کرے اور جو لوگ ابتلاء اور بیماری سے دوچار ہیں اُنکی تکلیف کو دُور فرمائے اور بارش کے لئے بھی دعا کریں تاکہ خداتعالیٰ اس ملک کے باشندوں کو قحط سالی سے محفوظ فرمائے۔ ایک بچی کی طرف سے رقعہ آیا ہے کہ میرے بھائی عزیز تحدایم ایس سی کی آنکھوں میں تکلیف ہے باوجود علاج کے

رمضان کے مجاہدہ کی دعائیں

مکرمی ایڈیٹر صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ ماہ رمضان کے آخری عشرہ کے لئے ان دعاؤں کو پھر اخبار میں چھپوا دیں جو حضرت امیر مرحوم نے جالیس کے مجاہدہ کے سلسلہ میں اخبار پیغام صلح میں چھپوائی تھیں۔ خاکسار ممتاز احمد فاروقی۔

قرآن کریم کی دعائیں

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا ج رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا ج رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ج وَاعْفُ عَنَّا۔ وَاغْفِرْ لَنَا۔ وَارْحَمْنَا۔ اَنْتَ مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝

اے ہمارے رب ہم کو نہ پکڑ اگر ہم بھول جائیں یا خطا کریں اے ہمارے رب ہم پر نافرمانی کا بوجھ نہ ڈال جیسا تو نے ان پر ڈالا جو ہم سے پہلے تھے۔ اے ہمارے رب اور ہم پر ایسا بوجھ نہ رکھ جس کی طاقت ہم میں نہیں اور ہمیں معاف فرما اور ہماری حفاظت فرما اور ہم پر رحم فرما تو ہمارا مولیٰ ہے پس ہمیں کافر قوم کے خلاف نصرت دے۔

رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَاِسْرَافَنَا فِيْٓ اَمْرِنَا وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ط

اے ہمارے رب ہمارے قصور اور ہمارے کام میں ہماری خطائیں معاف فرما اور ہمارے قدموں کو مضبوط رکھ اور ہم کو کافر قوم پر نصرت دے۔

رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝ وَنَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ مِنَ الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝

اے ہمارے رب ہمیں ظالم قوم کے ظلم کا تختۂ مشق نہ بنا اور اپنی رحمت سے ہمیں کافر لوگوں سے نجات دے۔

رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَاغْفِرْ لَنَا رَبَّنَا اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝۔

اے ہمارے رب ہمیں ان لوگوں (کے ہاتھ سے) جو کافر ہیں دکھ نہ پہنچا اور اے ہمارے رب ہماری حفاظت فرما تو ہی غالب حکمت والا ہے۔

رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَاَنْتَ خَيْرُ الْفٰتِحِيْنَ ۝

اے ہمارے رب ہم میں اور ہماری قوم کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ فرما اور تو بہترین فیصلہ کرنے والا ہے۔

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝

اے ہمارے رب ہمیں دنیا میں بھلائی عطا فرما اور آخرت میں بھی بھلائی اور ہمیں آگ کے دکھ سے بچا۔

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ط اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ۝

اے ہمارے رب ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ کیجیو اس کے بعد جو تو نے ہمیں ہدایت کی اور ہمیں اپنی جناب سے رحمت عطا فرما تحقیق تو بڑا بخشش کرنے والا ہے۔

احادیث کی دعائیں

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِيْ نُحُوْرِهِمْ وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ۔

اے اللہ ہم تجھے ہی ان کے مقابلہ میں رکھتے ہیں (کیونکہ ہم میں مقابلہ کی طاقت نہیں) اور انکی شرارتوں سے تیری ہی پناہ چاہتے ہیں۔

اَللّٰهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ سَرِيْعَ الْحِسَابِ اَللّٰهُمَّ اهْزِمِ الْاَحْزَابَ۔

اے اللہ کتاب کے اتارنے والے جلد حساب لینے والے تو ان جماعتوں کو بھگا (جو ناحق ہماری تکلیف رسانی کے درپے ہیں)

اَللّٰهُمَّ اهْزِمْهُمْ وَزَلْزِلْهُمْ۔

اے اللہ تو ان کو بھگا اور ان کے پاؤں اکھیڑ دے۔

اَللّٰهُمَّ اَنْجِزْ وَعْدَكَ وَاهْزِمِ الْاَحْزَابَ وَحْدَكَ۔

اے اللہ اپنے وعدہ کو پورا فرما اور تو اکیلا ہی ان جماعتوں کو بھگا دے۔

اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلِ الدُّنْيَا اَكْبَرَ هَمِّنَا وَلَا مَبْلَغَ عِلْمِنَا وَلَا تُسَلِّطْ عَلَيْنَا مَنْ لَّا يَرْحَمُنَا۔

اے اللہ نہ تو دنیا ہمارے لئے سب سے بڑھکر فکر کا موجب ہو اور نہ ہی وہ ہمارے علم کا منتہی ہو، اور نہ تو ہم پر ایسے لوگوں کو مسلط فرما جو ہم پر رحم نہیں کرتے۔

اَللّٰهُمَّ انْصُرْ مَنْ نَصَرَ دِيْنَ مُحَمَّدٍ صلعم وَاجْعَلْنَا مِنْهُمْ وَاخْذُلْ مَنْ خَذَلَ دِيْنَ مُحَمَّدٍ صلعم وَلَا تَجْعَلْنَا مِنْهُمْ۔

اے اللہ تو اس شخص کو نصرت دے جو دین محمد صلعم کی نصرت کرتا ہے اور ہمیں انہی میں سے بنا اور اس شخص کی نصرت کو چھوڑ دے جو دین محمد صلعم کی نصرت کو چھوڑتا ہے اور ہمیں ان میں سے نہ بنا

اَللّٰهُمَّ اِلَيْكَ نَشْكُوْ ضُعْفَ قُوَّتِنَا وَقِلَّةَ حِيْلَتِنَا وَهَوَانَنَا عَلَى النَّاسِ۔

اے اللہ ہم اپنی طاقت کی کمزوری کی اور اپنے سامانوں کی قلت کی اور لوگوں کی نگاہوں میں اپنی ذلت و تحقیر کی شکایت تیری ہی جناب میں [illegible]

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبُّنَا وَرَبُّ الْمُسْتَضْعَفِيْنَ۔

اے اللہ تو ہماری ربوبیت کرنیوالا اور سب کمزوروں کی ربوبیت کرنے والا ہے۔

اَللّٰهُمَّ اهْدِنَا فِيْمَنْ هَدَيْتَ وَعَافِنَا فِيْمَنْ عَافَيْتَ وَتَوَلَّنَا فِيْمَنْ تَوَلَّيْتَ وَبَارِكْ لَنَا فِيْمَا اَعْطَيْتَ وَقِنَا شَرَّ مَا قَضَيْتَ۔

اے اللہ ہمیں منزل مقصود پر پہنچا ان لوگوں میں جنہیں تو نے منزل مقصود پر پہنچایا اور ہمیں عافیت دے ان لوگوں میں جنہیں تو نے عافیت عطا فرمائی اور ہماری کارسازی فرما ان لوگوں میں جن لوگوں کی تو نے کارسازی فرمائی اور برکت عطا فرما اس میں جو تو نے ہمیں دیا اور جو تیری قضا ہے اس کی شر سے ہمیں بچا۔

احکام رمضان المبارک میں ایک ضروری حکم

آپس میں ایک دوسرے کے اموال باطل طریق سے مت کھاؤ

باہمی معاملات اور لین دین میں دوسروں کے حقوق غصب نہ کرو

مقدمات میں غلط دلائل سے اپنے حق میں فیصلہ لینا دوزخ خریدنا ہے

خطبہ جمعہ۔ مورخہ ۳۰ دسمبر ۱۹۶۶ء۔ فرمودہ حضرت امیر قوم مولینا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ۔ بمقام جامع احمدیہ۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور

ولا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل وتدلوا بھا الی الحکام لتاکلوا فریقا من اموال الناس بالاثم وانتم تعلمون۔

(البقرہ ۔ ۱۸۸)

احکام رمضان میں ایک نہایت ضروری حکم لوگوں کے اموال ناحق مت کھاؤ

رمضان المبارک کے احکام میں سے ایک حکم اس آیت میں بیان کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ تم اپنے بھائیوں کے اموال ناحق طور پر مت کھاؤ۔ یہ حکم اہمیت کا حامل ہے اس پر عمل کرنے سے انسان معصیت کی زندگی سے بچ جاتا ہے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رمضان کے مہینہ میں دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیطان کو زنجیروں میں جکڑ دیا جاتا ہے۔ وہ اس طرح کہ رمضان شریف کے مہینہ میں انسان اپنی خواہشات پر قابو پانے کی مشق کرتا ہے۔ یہ خواہشات ہی سرچشمہ ہیں تمام گناہوں کا۔ خواہشات پر قابو پانے سے انسان متقی بن جاتا ہے اور لعلکم تتقون میں یہی غرض روزے کی بتائی ہے۔

خواہشات پر قابو پانے سے دوزخ کے دروازے بند ہوتے ہیں

خواہشات اور اُمنگوں کے بغیر دنیا ترقی نہیں کر سکتی۔ لیکن یہی خواہشات انسان کو ذلیل کر دیتی ہیں۔ خواہش کو عربی زبان میں الھوٰی کا نام دیا جاتا ہے۔ ھوٰی کے معنے ہیں مائل ہونا اور گرنا۔ الھوی یھوی لصاحبہ فی الدنیا الی کل بلیۃ وفی الاخرۃ الی الھاویہ۔ خواہشات اس دنیا میں بھی انسان کو رسوا کر دیتی ہیں اور اس کے مقام سے اٹھا کر زمین پر گرا دیتی ہیں والی الھاویۃ فی الاخرۃ۔ اور آخرت میں دوزخ میں پہنچانے کا موجب ہوتی ہیں۔ جنہوں نے گناہ کی زندگیاں اختیار کیں [illegible] مبتلا ہو گئے۔ انہوں نے دوزخی زندگی کا مزہ چکھا اس سے عیاں ہوا کہ دوزخ کے دروازے اسی وقت بند ہوتے ہیں جب خواہشات پر قابو پایا جاتے۔

. . . .

ناپاک خواہشات کا اثر قوم اور ملک پر

اگر جج رشوت نہ لیں اور پاکستان کے پولیس افسر تمام دفاتر کے سیکرٹری اور کلرک قسم کھالیں کہ ہم نے رشوت نہیں لینی۔ تو آن واحد میں قوم میں بلندی اور پاکیزگی پیدا ہو سکتی اور بہت سی مصیبتیں ٹل سکتی ہیں۔ اگر فوج کا کمانڈر چند کروڑ روپیہ لے کر دشمن فوج کے مقابلہ میں شکست کھا جائے اور وطن کا کچھ حصہ دشمن کے سپرد کر دے تو اس نے قوم و ملک کا کتنا نقصان کیا۔ اگر کوئی انجینیر رشوت کھا کر کمزور پل بنا دے یا عمارت کمزور بنا دے تو اس نے قوم کے ساتھ دغا کیا ایک ڈاکٹر اس خیال سے غلط سے غلط علاج کرتا رہے کہ مریض جانے نہ پائے تو وہ کتنا ظلم کرتا ہے۔ شیخ نثار احمد وزیر آباد کے والد شیخ نیاز احمد صاحب مرحوم بڑے بزرگ متقی باخدا اور ولی اللہ تھے۔ تجارت میں انہوں نے ساری عمر جھوٹ نہیں بولا۔ اُن کے بھائی عبدالرحمٰن صاحب بیمار ہو گئے ایک ڈاکٹر سیالکوٹ سے ان کے علاج کے لئے آیا کرتا تھا۔ اس نے بیماری کو چھپائے رکھا۔ اور اسے لمبا کر کے روپیہ کماتا رہا۔ بعد میں یہ بات ان پر روشن بھی ہو گئی۔ شیخ عبدالرحمان صاحب بھی بڑے متقی اور قابل انسان تھے میں نے کئی دفعہ کہا کہ ان کو لاہور لے جائیں۔ وہاں ڈاکٹر بھی ہیں اور ہسپتال بھی ہیں۔ خدا نے چاہا تو علاج ٹھیک ہو جائے گا۔ لیکن اس ڈاکٹر کا جادو ان پر مسلط تھا اور ان کو ہلنے نہیں دیتا تھا۔ آخر وہ نوجوانی کی عمر میں ہی انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

رضائے الٰہی کے لئے روزے رکھنے سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا من صام رمضان ایماناً واحتساباً جس نے خدا تعالےٰ کو حاضر و ناظر یقین کر کے اور یہ سمجھ کر کہ خدا ہے وہ مجھے دیکھتا ہے۔ وہ میرے دل کی باتوں سے واقف ہے۔ اس ایمان کے ساتھ احتساباً اور رضائے الٰہی چاہنے کے لئے روزے رکھے غفرلہ ما تقدم من ذنبہ۔ اس کے تمام گناہ معاف ہو گئے شیطان جکڑا گیا اور دوزخ کا دروازہ بند ہو گیا۔ دوزخ کے دروازے بند کرنے کے لئے یہ نسخہ یاد رکھو۔ واتقوا اللہ۔ خدا کا تقوےٰ اختیار کرو۔ واعلموا ان اللہ بکل شیء علیم۔ جان لو کہ وہ خدا تمہاری نیات۔ تمہارے کاروبار۔ تمہارے ارادوں اور خیالات سے کماحقہ واقف ہے۔

لین دین میں دغابازی کرنیوالا متقی نہیں

فرمایا ولا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل۔ بینکم۔ یعنی جس سے تمہارا کسی قسم کا لین دین ہے، دوکاندار ہے یا ٹھیکیدار ہے۔ تاجر ہے آقا ہے یا مزدور ہے۔ جہاں کہیں بھی دو آدمیوں کا لین دین اور واسطہ اور تعلق ہے وہ ایک دوسرے کا مال نہ کھائیں۔ اگر آقا مزدوروں سے چالاکی سے زیادہ کام لیتا ہے تو یہ متقی نہیں ہے۔ یہ مخلوق خدا کا ہمدرد نہیں ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ یہ مزدور میرے پنجہ میں ہیں۔ انہوں نے میرا کیا کر لینا ہے۔ جہاں کہیں زیادہ مزدور ہوں اگر تھوڑا سا زائد وقت ہر ایک مزدور سے کام لے لے تو مالک ناجائز طور پر مزدور کی کمائی کھاتا ہے۔ کتنا روپیہ کما لیا۔ اسٹیشنوں پر اور جہازوں کی گودیوں میں ہزارہا مزدور کام کرتے ہیں۔ پاکستان میں طرح طرح کے کارخانے ہیں۔ ان میں ہزاروں مزدور کام کرتے ہیں۔ اگر مالک اُن سے ناجائز کام لیتا ہے۔ تو وہ خدا خوفی سے کام نہیں لیتا مخلوق خدا کا حق مارتا ہے۔ اسی طرح وہ دوکاندار اور وہ تاجر یا کارخانہ دار جو اچھے مال میں ناقص مال ملاتے ہیں وہ خدا کے نافرمان ہیں، اور مخلوق خدا کے حقوق تلف کرنے والے ہیں اور بعض صورتوں میں ان کی صحت کو نقصان پہنچا رہے ہیں۔

دوسروں کے حقوق کی نگہداشت روزے کی اصل غرض ہے۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے پوچھا کہ

ما الاسلام یا رسول اللہ - حضورؐ! اسلام کس کو کہتے ہیں - آپؐ نے فرمایا التعظیم لامر اللہ والشفقت لخلق اللہ - اسلام یہ ہے کہ خدا تعالےٰ کے احکام کی پابندی اختیار کی جائے اور مخلوق خدا سے ہمدردی اور محبت و شفقت کا برتاؤ کیا جائے - اور ان کے حقوق کی نگہداشت کی جائے -

ناجائز طور پر دوسرے کا مال کھانے سے روزہ باطل ہوجاتا ہے

تو یہاں رمضان کے روزوں کا حکم دیا وہیں اسی رکوع کے آخر میں فرمایا ہے ولا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل - آپس میں ایک دوسرے کا مال نہ کھایا کرو یہاں اموالکم فرمایا ہے یعنے اپنے مال نہ کھایا کرو یعنی اپنے بھائی کے مال کو اپنا مال سمجھ کر اس کی حفاظت کرو اگر تم نے ناجائز مال کھالیا تو تمہارے تمام روزے باطل ہو گئے - کیونکہ تم نے روزوں کی غرض پوری نہیں کی - اور جب غرض پوری نہ ہوئی تو خدا راضی نہ ہوا - اگر تمام پاکستان کے لوگ یقین کرلیں کہ رمضان کا مہینہ ہمیں یہ سبق دیتا ہے کہ خدا کی رضا حاصل کرنے کے لئے اپنے بھائیوں کے مال مت کھاؤ تو ایک ہی وقت میں ہزاروں سماجی اور اخلاقی برائیوں کا قلع قمع ہوسکتا ہے - باطل ذریعہ سے مال کھانے سے دل سیاہ ہوجاتے ہیں - اس صحن خانہ میں خدا تعالےٰ کا نزول کبھی نہیں ہوسکتا جس کے اندر گندا اس کے ڈھیر لگے ہوں - وہاں تو انسان بھی جانا پسند نہیں کرتا چہ جائیکہ خدا کا وہاں ورود ہو -

ناجائز مال حاصل کرنیکے لئے حاکم کو رشوت نہ دو

مزید فرمایا وتدلوا بہا الی الحکام لتاکلوا فریقاً من اموال الناس بالاثم - دلی اور ادلی کا صلہ با اور الیٰ ہو تو اس کے معنے ادا کرنے یا دینے کے ہوتے ہیں یقال ھو ادلی بمالہ الی فلان اے ھو دفع الیہ المال - یہاں یہ ذکر فرمایا ہے کہ لوگوں کا مال اڑانے کے لئے حاکم کو مال بطور رشوت نہ دو -

حلال ترک کرنا اور حرام کھانا ناواجب اور روزہ کی اصل غرض کے منافی ہے

رمضان کے مہینہ میں مسلمان اپنا حلال طیب کھانا ترک کر دیتے ہیں اور پھر بھوکے پیاسے رہنے کے بعد لوگوں کا مال کھا جانا بہت ناواجب فعل ہے اور روزہ کی غرض کے بالکل منافی ہے -

نماز روزہ کے ذریعہ طہارت قلبی مقصود ہے

نماز پڑھنے کی غرض بھی پاکیزگی اور طہارت حاصل کرنا ہے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی کے مکان کے پاس سے نہر بہتی ہو، اور وہ اس میں پانچ وقت غسل کرے تو کیا پھر اس کے بدن پر میل کچیل رہ جائے گی ؟ صحابہ رضنے کہا نہیں یا رسول اللہ - فرمایا اسی طرح اللہ تبارک و تعالےٰ نے پنجوقتہ نماز کے ذریعہ سے مسلمان قوم کو پاکیزہ اور مطہر قوم بنانا چاہا ہے - نماز سے طہارت اور پاکیزگی حاصل ہوتی ہے - روزہ سے بھی طہارت و پاکیزگی حاصل ہوتی ہے غرض نماز روزہ کے ذریعہ طہارت قلبی حاصل کرنا مقصود ہے

رشوت کے طریق

ایک دفعہ ایک چوہدری صاحب گھی کا ٹین لے کر ڈپٹی کمشنر عبدالمجید صاحب مرحوم کے پاس پہنچے - اور عرض کی کہ صاحب! آپ ہمارے ضلع سے بدل کر یہاں تشریف لے آئے ہیں - ہم اور کوئی خدمت نہیں کرسکتے یہ گھی لایا ہوں قبول فرمایئے - ڈپٹی کمشنر صاحب نے کہا تم میرے احاطہ سے باہر نکل جاؤ - اس ٹین گھی کے ذریعہ سے نہ جانے مجھ سے کیا کیا غلط کام لوگے - اور کیا کیا بے انصافیاں کرواؤ گے نکل جاؤ اس جگہ سے! کبھی کبھی لوگ اپنا کام نکلوانے کے لئے بڑی خوبصورتی سے رشوت دینا چاہتے ہیں - پھر کہتے ہیں کہ ہم تو آپ کی خدمت کرنا چاہتے ہیں ہم اس کو رشوت سمجھتے ہی نہیں ایسے طریقوں سے اجتناب کرنا چاہیئے -

مقدمات میں غلط طریق سے اپنے حق میں فیصلہ لینا دوزخ خریدنا ہے -

رشوت دے کر دوسرے کا حق مار لینا - یا مقدمہ جیت لینا - یا اراضی وغیرہ حاصل کر لینا حضور نبی کریمؐ کے ارشادات کے خلاف ہے - حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس بارے میں فرمایا لوگو! تم میرے پاس اپنے مقدمے لیکر آتے ہو، انما انا بشر میں انسان ہوں - تم میں سے کوئی فریق خوش بیانی سے اور طلاقت لسان سے ناجائز طور پر مقدمہ اپنے حق میں فیصلہ کرالیتا ہے مگر میرے فیصلہ سے حق بدل نہیں سکتا - جس کو میرے فیصلہ کی بناء پر ناحق مال مل جائے وہ نہ لے کیونکہ وہ قطعۃ من النار ہے حضورؐ کی اس تنبیہہ کے ہوتے ہوئے کون یہ کہہ سکتا ہے کہ میرے ہر فیصلہ کو خدائی فیصلہ سمجھو کہ میرا فیصلہ برحق ہے؟

تقوےٰ کی ایک مثال

میں نے پہلے بھی آپ کو مرحوم شیخ محمد اسمٰعیل صاحب کا قصہ سنایا تھا - پاکستان بننے سے پہلے وہ میرے پاس تشریف لائے اور انہوں نے کہا کہ میری مشین ہنڈرڈ کی مشین سے بڑھ کر عمدہ اور اعلےٰ سٹارچ پیدا کرتی ہے گورنمنٹ کے پاس سٹارچ کا نمونہ بھیجتا ہوں تو ہر بار دفتر اس کو تھرڈ کلاس بتلاتے ہیں - میں تنگ آکر آج سرکاری دفتر میں گیا اور بیان کیا کہ میرا سٹارچ سب سے اعلیٰ ہے مگر تم اس کو تھرڈ کلاس قرار دے رہے ہو، اس کی کیا وجہ ہے انہوں نے جواب دیا کہ آپ کا سٹارچ بے شک اوّل نمبر ہے مگر جب تک اہل دفتر کی خدمت نہ کروگے یہ تھرڈ ہی رہے گا - یہ جواب سن کر محترم شیخ صاحب مرحوم میرے پاس آئے اور فتوےٰ پوچھا - میں نے کہا حضرتؐ فرماتے ہیں واستفت قلبک اپنے دل سے فتوےٰ لو - شیخ صاحب مرحوم کہنے لگے مجھے سمجھ آگئی - میں مشین توڑ دوں گا مگر رشوت نہیں دوں گا - اس کو تقوےٰ کہتے ہیں -

حضرت مسیح موعودؑ کے اتقاء کا ایک واقعہ

حضرت مرزا صاحب نے امرتسر کے ایک عیسائی اخبار کو ایک مضمون بھیجا اور اسی مضمون کے پیکٹ میں ایک خط بھی ڈال دیا جس میں اسلام کی تائید اور دوسرے مذاہب کے بطلان کی طرف اشارہ تھا - ایک کھلے پیکٹ میں کوئی خط رکھنا قانوناً جرم ہے، جس کی حضرت مرزا صاحب کو خبر نہ تھی، اس عیسائی نے افسران ڈاک سے مخبری کرکے حضرت صاحب پر فوجداری مقدمہ دائر کرادیا۔ حضرت امام زمان نے وکیل فضل دین صاحب سے مشورہ کیا - وکیل صاحب نے کہا مرزا صاحب یہ تو مقدمہ کچھ ہے ہی نہیں آپ کہہ دیں کہ میں نے اس پیکٹ میں خط نہیں رکھا وہ علیحدہ بھیجا گیا تھا، رلیا رام نے خود ڈال دیا ہوگا لیکن حضرت صاحب نے فرمایا کہ خط تو میں نے اس پیکٹ میں رکھا تھا - فضل دین صاحب وکیل کچھ دیر ادھر ادھر کی باتیں کرنے کے بعد کہنے لگے کہ مرزا صاحب! یہ مقدمہ تو کچھ ہے ہی نہیں آپ کہدیں کہ خط میں نے اس پیکٹ میں رکھا ہی نہیں - حضرت صاحب نے فرمایا کہ وکیل صاحب خط تو میں نے اس میں رکھا تھا - وکیل صاحب کہنے لگے تو پھر مجھے کس لئے وکیل کیا ہے جائیں جا کر کہدیں، پھر قید ہو یا جرمانہ، میرا کیا کام - حضرت صاحب نے فرمایا کہ میں نے ایک تو گناہ انسان کا کیا ہے کہ غیر قانونی طور پر وہ خط اس پیکٹ میں رکھ دیا اور اب تم چاہتے ہو کہ جھوٹ بول کر خدا کا بھی گناہ کروں - یہ مجھ سے نہیں ہو سکتا - اس کو کہتے ہیں تقوی اللہ - آخر جب حضرت صاحب عدالت میں پیش ہوئے تو حاکم عدالت کے دریافت کرنے پر آپ نے فرمایا کہ خط تو میں نے پیکٹ میں ڈالا تھا لیکن وہ اس مضمون کے متعلق ہی ہوگا جو اس پیکٹ میں بھیجا گیا، اس پر باوجودیکہ ڈاک خانہ کا انگریز افسر بہت بحث بازی کرتا رہا لیکن حاکم عدالت نے جو وہ بھی انگریز تھا اس کی بات کو نہ مانا اور آپ کو بری کر دیا یہ ہے تقوےٰ کا نتیجہ۔

حضرت نبی کریم صلعم کو کفار کی لالچ دہی اور آپؐ کا جواب

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب دین اسلام کی تبلیغ کا آغاز فرمایا تو اس تبلیغ کی وجہ سے وہ قوم جو بت پرستی میں غرق تھی توحید کی آواز سن کر مشتعل ہوگئی اور ایک لمبے عرصہ تک حضورؐ کو اذیت پہنچانے میں مصروف رہی - جب انکی تکالیف حضورؐ کو اپنے کام سے نہ روک سکیں تو انہوں نے لالچ دینے کا ارادہ کر لیا وہ لالچ یہ تھا کہ ہم آپ کو بادشاہ بنا لیتے ہیں) اگر آپ کسی قبیلہ کی حسین ترین شہزادی دوشیزہ سے شادی کرنا چاہتے ہیں تو شادی کر دیتے ہیں، اگر مال و دولت چاہتے ہیں تو سیم و زر کے ڈھیر لگا دیتے ہیں، لیکن یہ ہمارے بتوں کی توہین کرنا ترک کر دیں - حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان چیزوں کا حصول میری زندگی کا مقصود نہیں ہے میرے آنے کی یہ غرض نہیں ہے - میں تو آپ کو سنوارنا چاہتا ہوں اور آپ کو اس بت پرستی کی ذلت سے نکال کر خدا کی طرف لانا چاہتا ہوں۔ غرض

مسلمان پاکیزہ زندگی اختیار کریں یہی روزہ کی غرض ہے

تو خدا تعالےٰ چاہتا ہے کہ مسلمان پاکیزہ طور طریقہ

(باقی برصفحہ کالم ...)

طاہرہ عرفانی صاحبہ

"میں دین کو دُنیا پر مقدّم کروں گا"

یہ وہ اقرار ہے جسے ہر مسلمان ذیل کے الفاظ میں کرتا ہے :- "اِنّ صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للّٰہ ربّ العٰلمین ۔ لاشریک لہ وبذٰلک امرتُ وانا من المسلمین" میری نماز، میری قربانی، میری زندگی اور میری موت ربّ العالمین اللہ تعالےٰ کے لئے ہے، اس کا کوئی شریک نہیں یہی حکم دیا گیا ہے، اور میں اس کے احکام کے سامنے سر جھکانے والوں میں سے ہوں۔

یہ بہت وزنی اقرار ہے، جسے انیسویں صدی عیسوی کے مسلمان بالخصوص نباہ نہ سکے، تو اللہ تعالےٰ نے تجدید دین کے لئے مجدد زمان حضرت مرزا غلام احمد رحمۃ اللہ علیہ کو بھیجا اور انہوں نے نئے سرے سے مسلمانوں سے

"میں دین کو دنیا پر مقدم کروں گا"

کا اقرار چاہا، ایک گروہ نے آپ کی دردبھری صدا پر لبیک کہا اور دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کا اقرار کر لیا۔

یہ چھوٹا سا جملہ ادا کرتے میں نہایت ہی ہلکا پھلکا ہے، لیکن ان الفاظ میں حیات انسانی میں حق و باطل کے درمیان کشمکش کی تمام تاریخ سمٹی ہوئی ہے۔ علامہ اقبال مرحوم نے اسی مفہوم کو ادا کرتے ہوئے لکھا ہے

چوں می گویم مسلمانم بلرزم
کہ دانم مشکلاتِ لا الٰہ را

کلمہ توحید کا اقرار دنیا بھر کی باطل طاقتوں کو دعوت مبارزت دینا ہے، دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کا اقرار بھی بدی کی تمام طاقتوں کو للکارنا اور اُن کے خاتمے کے لئے میدانِ جہد

یہ شہادت گہِ اُلفت میں قدم رکھنا ہے
لوگ آساں سمجھتے ہیں مسلماں ہونا

دین حق کے علمبرداروں کی زندگیوں پر نظر ڈالئے، حضرت نوحؑ نے صدیوں مخالفین کا مقابلہ کیا اور آپ کے ساتھ گنتی کے چند مسلمانوں نے مخالفت کی چٹانوں سے ٹکر لی، آپ کے بعد حضرت ہودؑ اور صالحؑ نے حق کا علم سنبھالا، حضرت ابراہیمؑ اور نمرود، حضرت موسیٰؑ اور فرعون، حضرت داؤدؑ اور جالوت، حضرت عیسےٰؑ اور رومی سلطنت کی آویزش "دین و دنیا" کے تقدم و تاخر کی داستان ہے۔

ہمارے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب رضی اللہ عنہم کی ارفع و اعلیٰ زندگی "دین کو دنیا پر مقدم رکھنے" کی ایک کامیاب کوشش تھی۔ اس اُمت کے لاکھوں صلحاء اور اولیاء، مجددین و محدثین، نے اسی مقصد کے پیش نظر دنیا کی طاغوتی طاقتوں سے ٹکر لی اور خود ہمارے زمانے میں، مجدد زمانؒ اور آپ کے مخلص وابستگانِ دامن نے دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کے سلسلے میں شیطان کے تمام حربوں کا مقابلہ کیا، شیطان نے حق کو زیر کرنے کے لئے ہر پہلو سے حملے کئے، لیکن دنیا کی رغبت اور خوف اسلام کے ان پہلوانوں کو متاثر نہ کر سکا اور اس طرح ان بزرگ انسانوں نے باطل کے خلاف حق کی کامیاب جارحیت سے تاریخ میں ایک درخشاں باب کا اضافہ کیا۔

خود مجدد وقتؒ کے دل میں دین کے لئے قربانی کی جو تڑپ موجود تھی اور جس قربانی کو وہ احیائے دین کے لئے ضروری سمجھتے تھے، اس کا اندازہ ذیل کے اشعار سے کیجئے:-

اسلام چیز کیا ہے؟ خدا کے لئے فنا
ترکِ رضائے خویش پئے مرضیٔ خدا
جو مر گئے انہی کے نصیبوں میں ہے حیات
اس رہ میں زندگی نہیں ملتی بجز ممات

ہم خاک میں ملے ہیں شاید ملے وہ دلبر
جیتا ہوں اس ہوس سے میری غذا یہی ہے
مشتِ غبار اپنا تیرے لئے اڑایا
جب سے سنا کہ شرطِ مہر و وفا یہی ہے

جب سے میرے ہوش غمِ دین کے ہیں جاتے رہے
طور دنیا کے بھی بدلے ہیں دیوانہ کے دن

میں دل کی کیا سناؤں کس کو یہ غم بتاؤں
دکھ درد کے ہیں جھگڑے مجھ پر بلا یہی ہے
دین کے غموں نے مارا اب دل ہے پارہ پارہ
دلبر کا ہے سہارا ورنہ فنا یہی ہے
ہم مر چکے ہیں غم سے کیا پوچھتے ہو ہمدم
اس یار کی نظر میں شرطِ وفا یہی ہے
موت کی راہ سے ملے گی اب تو دیں کو کچھ مدد
ورنہ دیں اے دوستو اک روز مر جانے کو ہے

حضرت صاحب کے یہ الفاظ ہمارے مقام اور منزل کی نشاندہی کرتے ہیں۔ خدا کا شکر ہے کہ اس نے ہمیں حق و باطل میں امتیاز کی توفیق بخشی۔ لیکن جب تک کوئی انسان لما یدخل الایمان فی قلوبکم سے آگے نہیں بڑھتا اس کا اقرار فریبِ نفس سے بڑھ کر نہیں۔ دراصل دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے الفاظ کے ساتھ ہی انسان [illegible] قلب و نظر میں ایک انقلاب آنا چاہیئے۔ اس کی زندگی یکسر بدل جانی چاہیئے اور اس کا قبلہ مقصود دنیا کی بجائے رضائے الٰہی کا حصول ہو جانا چاہیئے۔

اس اقرار پر عمل خدا کے فضل و کرم کا مرہونِ احسان ہے اور خدا کے فضل و کرم کا مقناطیس تقوےٰ ہے۔ ان اللّٰہ مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون ۔ اللہ تعالےٰ کا دستِ تائید ان لوگوں کی پشت پر ہے جو تقوےٰ اختیار کرتے ہیں، اور مخلوقِ خدا سے بھلائی اختیار کرتے ہیں۔

تقوےٰ اور احسان کے الفاظ میں انفرادی اور اجتماعی ترقی کا راز پوشیدہ ہے۔ اسی سے اللہ تعالےٰ انسان کا پشت پناہ بن جاتا ہے۔

غارِ ثور میں جب صدیق اکبر رضی اللہ نے حزن و غم کا اظہار کیا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا لاتحزن ان اللّٰہ معنا اور دنیا نے اس معیت کو دیکھ لیا، حضرت موسےٰ جب قوم کو لے کر سمندر کے کنارے پہنچے اور فرعون نے پیچھا کیا تو لوگوں نے عرض کی انّا لمدرکون ہم پکڑے گئے۔ تو آپ نے نہایت اطمینان سے فرمایا کلّا ان ربّی معی ۔ ہرگز نہیں۔ میرا رب میری پشت پر ہے یہی وعدہ مذکورہ آیت میں متقین کے ساتھ ہے، حضرت صاحب بھی فرماتے ہیں :-

وہ دور ہیں خدا سے جو تقوےٰ سے دور ہیں
ہر دم اسیر نخوت و کبر و غرور ہیں
تقوےٰ یہی ہے یارو کہ نخوت کو چھوڑ دو
کبر و غرور و بخل کی عادت کو چھوڑ دو
اس بے ثبات گھر کی محبت کو چھوڑ دو
اس یار کے لئے رہِ عشرت کو چھوڑ دو
تلخی کی زندگی کو کرو صدق سے قبول
تا تم پہ ہو ملائکہ عرش کا نزول
تقوےٰ کی جڑ خدا کے لئے خاکساری ہے
عفت جو شرطِ دیں ہے وہ تقویٰ میں ساری ہے
جو خاک میں ملے اسے ملتا ہے آشنا
اے آزمانے والے یہ نسخہ بھی آزما

تقوےٰ ایک حصار ہے جو انسان اپنے گرد کھینچ لیتا ہے اور اس میں محفوظ ہو جاتا ہے۔ اگرچہ تقوےٰ ایک بہت زبردست جہاد ہے۔ لیکن اس کا اثر زیادہ تر ایک فرد کی زندگی پر ہوتا ہے اللہ تعالےٰ کی معیت کے لئے دوسری صورت "احسان" یعنی خلقِ خدا کی خیرخواہی میں لگے رہنا ہے مومن کی زندگی کا نمایاں پہلو یہی ہے کہ اطاعت الٰہی کے ساتھ ساتھ وہ مخلوق خدا کی خدمت میں مصروف رہتا ہے آنحضرت صلعم کی راتیں اگر یادِ الٰہی میں بسر ہوتی تھیں۔ تو دن مخلوقِ خدا کی بہتری کے لئے وقف تھے۔ اللہ تعالیٰ نے یضع عنھم اصرھم والاغلال التی کانت علیھم کا تاج آپ کے سر پر رکھا۔

ناتواناں را بہ رحمت دستگیر
خستہ جاناں را بشفقت غم خورے
خواجہ و مر عاجزاں را بندۂ
بادشاہ و بیکساں را چاکرے

(امام وقتؒ)

اولیاء اور صلحائے اُمت کی خصوصیت یہی رہی ہے کہ انہوں

نے انسانوں کے آلام کی خاطر ہر قسم کی قربانی قبول کی، اپنی حاجات کو خلقِ خدا کی بہتری پر قربان کیا اور خدا کی خوشنودی اور رضا کے حصول کی راہ خدمتِ خلق میں تلاش کی۔

اللہ تعالےٰ نے دولت کو فضلِ الٰہی قرار دیا ہے اور مال کو انسانی استحکام کا موجب بیان فرمایا ہے لیکن بزرگانِ دین کی زندگیوں سے عیاں ہے کہ نہ صرف انھوں نے مال کو خدا کی راہ میں لٹایا۔ بلکہ اس سے قطع تعلق کیا، اس لئے کہ دنیا کمانا مقصود بالذات نہیں اور عملاً یہی دیکھنے میں آیا ہے کہ جب انسان دولت کمانے میں لگ جاتا ہے تو پھر کسب دولت مقصودِ دین جاتا ہے۔ اور اکثر حالات میں مال حق وصداقت سے بہت دور لے جاکر ہر قسم کی دنیاوی لذات کے سمندر میں غرق کر دیتا ہے۔ تاہم خدا کسی کو مال و دولت دے تو اسے چاہیئے کہ وہ لتبلون فی اموالکم و انفسکم کی روشنی میں اسے خدا کی طرف سے ایک آزمائش سمجھے، اصحابِ رسولؐ کو خدا نے دولت دی۔ انہوں نے یہ دولت جائز طریق سے کمائی، خدا کی مقرر کردہ حدود کے اندر اسے ذاتی مصرف میں لائے اور اپنی دولت کو خلقِ خدا اور تقویتِ دین کے لئے خرچ کیا۔

دنیوی مال کی طرح اللہ تعالےٰ نے انسان کو جسمانی قوت، اثر و رسوخ، جاہ و مرتبہ، علم و ہنر کی خوبیوں سے بھی سرفراز کیا ہے۔ یہ تمام خصوصیات انسان کے پاس امانتیں ہیں۔ انسان ان سے دنیا میں نیکی بھی پھیلا سکتا ہے اور بدی کو بھی رواج دے سکتا ہے۔ وہ لوگ جنہوں نے دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد کر رکھا ہے، ان کا مال طاقت جاہ و مرتبہ، علم و ہنر خدا کی راہ میں صرف ہونے چاہئیں اور انہیں چاہیئے کہ دنیا میں فخر و غرور کی بجائے ان سے اپنی ضروریات کو کماحقہٗ پوری کرے۔ لیکن اپنی حیات کی طرح انہیں بھی راہِ حق میں لگائے۔ امامِ وقتؑ کی تمام تربیت کا یہی محور تھا، آپ نے فرمایا کہ اسلام کا زندہ ہونا

تم سے ایک قربانی چاہتا ہے اور وہ، تمہارا اسی راہ میں مرنا۔

امامِ زماںؑ سے خدمتِ دین کا عہد اس امر کا متقاضی ہے کہ ہم ہر روز سونے سے پہلے اپنے نفس کا محاسبہ کریں کہ آیا ہم نے آج کا دن، مہینہ، سال اور گذشتہ زندگی اسلام کی زیادہ سے زیادہ خدمت گذاری ہے۔ اگر ضمیر کی آواز آپ کے حق میں ہے تو الحمدللہ اور اگر آپ زیادہ کر سکتے تھے، تو آئندہ اگلے ہی دن۔ اس کمی کی تلافی کیجئے۔ و لتنظر نفسٌ ما قدمت لغد کا سنہری اصول سامنے رہے تو انسان کا آج گذشتہ کل سے، اور آئندہ دن آج سے بہتر ہوتا چلا جائے گا۔

دورِ اول کے احمدی، جن میں سے خال خال اب بھی نظر آتے ہیں، جہاں کہیں بھی تھے دین کو دنیا پر مقدم کرنے میں اپنے ماحول میں ایک بلند مثال تھے، ان کی اسلام سے محبت، قرآن سے عشق، تحصیلِ علم سے رغبت، شب زندہ داریاں، نمازوں سے شغف، سنتِ رسولؐ سے وابستگی زہد و تقویٰ، جانی اور مالی قربانیاں، اپنوں اور بیگانوں سے خراجِ تحسین حاصل کرتی رہیں، انہی کا گلہ کرتے ہوئے شیطان نے کہا تھا۔

خال خال اب بھی نظر آتے ہیں اس امت میں وہ
کرتے ہیں اشکِ سحر گاہی سے ظالم وضو

انہیں روزی کی فکر، بال بچوں کی دیکھ بھال، فرضِ منصبی کی ادائیگی، دنیا کی حرص و محبت، اور دنیا کی چیکا چوند، دین کی خدمت سے نہ روک سکتی تھی، یہی لوگ اُمت کا نمک تھے اور یسبح له فیها بالغدو والاٰصال ٥ رجال لا تلهیهم تجارة ولا بیع عن ذکر الله و اقام الصلوٰة و ایتاء الزکوٰة لا یخافون یومًا تتقلب فیه القلوب والابصار کی عملی تصویر۔ کیا ہم ان کے نقشِ قدم پر چل رہے ہیں،

اسلام اپنی ترویج کے لئے مالی وسائل کا محتاج نہیں اس کے لئے ضرورت ہے اشکِ سحر گاہی کی، راتوں کو قیام اور سجود کی، درود و صلوٰۃ کی، استغفار کی، علومِ قرآنی کے حصول کی، اسوۂ حسنہ کی، رافت و رحمت کی، مخلوق کی تڑپ کی، اللہ تعالےٰ سے لو لگانے اور معرفت کی۔ تاکہ آپ کے وجود میں صفاتِ الٰہی کا ظہور ہو، آپ کا وجود اسلامی حقانیت اور خدا کے وجود پر حجت ہو، اور آپ کی پیشانیوں سے وہ نور عیاں ہو جو تاریکی میں بھٹکتی ہوئی دنیا کی رہنمائی کرے۔

اندر دلِ پروری آمد عروج اندر تحت
باز چوں آید بباید ہم ازیں رہ بایقین

اور اگر اللہ تعالےٰ سے لو لگانے کی تڑپ نہیں، حب رسولؐ اور سنتِ رسولؐ کی اتباع کا جوش نہیں۔ قرآن کی معرفت کے حصول کی لگن نہیں، اشاعتِ دین کا جنون نہیں، تو پھر اللہ تعالیٰ کا پیغام سن لیجئے:۔

ان کان اٰباؤکم و ابناؤکم و اخوانکم و ازواجکم و عشیرتکم و اموال ن اقترفتموها و تجارة تخشون کسادها و مسٰکن ترضونها احب الیکم من الله و رسوله و جهاد فی سبیله فتربصوا حتیٰ یاتی الله بامره والله لا یهدی القوم الفاسقین (التوبہ)

"اگر تمہارے باپ، اور تمہارے بیٹے، اور تمہارے بھائی، اور تمہاری بیویاں اور تمہارے کنبے والے اور وہ مال جو تم نے کمائے ہیں۔ اور تجارت جس کے مندا پڑنے کا تمہیں خوف ہے، اور تمہارے مکانات جو تمہیں پسند ہیں۔ تمہیں اللہ، اس کے رسولؐ اور راہِ حق میں جہاد کرنے سے زیادہ محبوب ہیں تو انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ تعالےٰ کا حکم آجائے، اللہ تعالےٰ نافرمان قوم کو ہدایت نہیں دیتا۔"

ان الفاظ کے مخاطب وہ لوگ تھے جنہوں نے مکے کے علاوہ راہِ خدا میں دس سال تک مدینے میں جان مال گھر بار خویش و اقارب کی بے نظیر قربانیاں دی تھیں، دلوں کو ٹٹولیئے کیا ہماری قربانیاں اصحابِ رسولؐ کے مقام تک پہنچی ہیں۔ اپنا مقابلہ دنیا کے فاسق و فاجر لوگوں سے نہ کیجئے ہمارے لئے نمونہ تو بزرگانِ دین ہی ہیں اور یہ محسوس کرکے تو گردنیں ندامت سے جھک جاتی ہیں کہ اس زمانے کی بعض ظالم و فاسق جماعتیں باطل کے عروج کے لیے عظیم قربانیاں دے رہی ہیں اور اسی کے مطابق اپنے مقاصد میں کامیابیاں بھی حاصل کر رہی ہیں۔

جماعت احمدیہ لاہور اور پاکستان

حضرت مسیح موعودؑ کا پاکستان میں مبعوث ہونا

(قادیان دراصل پاکستان کا ایک حصہ ہے جو ایک گروہ کی حماقت اور ریڈکلف کی بددیانتی سے بھارت میں چلا گیا ہے) اور لاہور کو مدینہ قرار دینا آسمانی مصلحتوں کی بدولت تھا۔ جماعت احمدیہ لاہور کا مسلک پاکستان کے بارے میں حق و صداقت کا مظہر تھا۔ ہمیں پاکستان پر وطن ہونے کی وجہ سے بھی فخر ہے اور اس لحاظ سے بھی کہ یہاں مسلمانوں کی عظیم ترین جمعیت ہے، اس ملک کو اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا ہے، یہاں سے جماعت احمدیہ کی وساطت سے روئے زمین پر اسلام کی روشنی پھیلائی جا رہی ہے، اور اسی وجہ سے پاکستان کے متعلق ہماری ذمہ داریاں بڑھ گئی ہیں۔

جماعت احمدیہ کا مقصد وحید دنیا میں توحید و سنت کا قیام اور بھولی بھٹکی انسانیت کو اسلام کے دائرے میں یکجا کرنا ہے۔ پاکستان کی آبادی اسلام کے فرزندوں پر مشتمل ہے۔ لیکن عوام کی اکثریت اپنے معتقدات اور بالخصوص اعمال کے لحاظ سے جس پستی میں گر چکی ہے وہ اس حد تک خطرناک ہے کہ اگر حالات بدستور رہے اور مجلسی اور اخلاقی خرابیاں برقرار رہیں تو اس ملک کا مستقبل اپنے ہی ہاتھوں تاریک ہو جائے گا۔ امامِ وقتؑ کو اس قوم کی فلاح و بہبود کا جس قدر خیال تھا، اس کا کسی قدر عکس ذیل کے اشعار میں دیکھئے:۔

گو وہ کافر کہہ کے ہم سے دور تر ہیں جا پڑے
ان کے غم میں ہم تو پھر بھی ہیں حزین و دلفگار

کافر و ملحد و دجال ہمیں کہتے ہیں
نام کیا کیا غمِ ملت میں رکھایا ہم نے

اے دل تو نیز خاطر ایناں نگہدار
کآخر کنند دعوئے حبِ پیمبرم

بہر وستے یار کہ از بہر قوم می سوزم
مگر دلش بود لِ ریش و زار بخود بگیرم

عام طور پر مشہور ہے کہ دولت کے بڑھنے سے بہت سی اخلاقی برائیاں دور ہو جاتی ہیں لیکن یہ اس وقت ممکن ہے جب قوم کے معتقدات اور نظریات میں پاکیزگی اور اجتماعیت ہو، اور ذاتی اغراض کو قومی مصالح کے ماتحت رکھنے کا پختہ احساس ہو، لیکن ہمارے "تن" "تنم ہمہ داغ داغ شد۔ پنبہ کجا کجا نہم" کے مصداق عملی زندگی میں اخلاقی اقدار کا مقام انتہائی پست ہے، محراب و منبر کو تو چھوڑ دیئے مولوی — کم نگاہ و کور ذوق و ہرزہ گرد
ملت از قال و اقولش فرد فرد
کا نمونہ ہے۔ وہ خود علمی اور اخلاقی لحاظ سے رسوا ہو چکا

باقی بر صفحہ ۱۲

مولوی عبدالحمید صاحب مولوی فاضل

رمضان المبارک کا آخری عشرہ

رمضان شریف کا مبارک مہینہ آیا مسلمان نے اپنے خالق و مالک کے آگے اپنے آپ کو پابند کر لیا۔ مومن اپنے محبوب کے عشق میں دو چند ہو گئے، وہ اپنے پیارے سے پیار کرتے کرتے اور قریب ہو گئے عاصی گڑگڑائے اور اپنے مولا سے بخشش مانگ لی خطا کاروں کو غفار کی صفت رحیمیت پر سہارا ہوا اب اس مبارک مہینہ میں جس میں شیطانی قوتیں پابند سلاسل ہوتی ہیں اور رحمت ایزدی بندہ کے عجز و الحاح پر پکار اٹھتی ہے انی قریب۔ تھوڑے دن باقی ہیں۔ ان ایام میں لیلۃ القدر کی تلاش کی جاتی ہے، زاہد لوگ تو اعتکاف میں بیٹھ جاتے ہیں اور عابد تہجد کی پوری پابندی کرتے ہیں اور قاری اور تمام چھوٹے بڑے مسلمان تلاوت قرآن میں صبح و مسا مشغول پائے جاتے ہیں۔ آیئے اس بارہ میں اپنے ہادی صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ میں سے کچھ حاصل کرنے کی کوشش کریں۔

حضرت عائشہ رض فرماتی ہیں کہ جب رمضان کا آخری عشرہ شروع ہوتا تو حضورؐ شد مئزرہ اپنی کمر کس لیتے واحیا لیلہ وایقظ اھلہ اور رات نہ صرف خود جاگتے بلکہ گھر والوں کو بھی جگاتے اور عبادت میں ان کو مشغول رکھتے۔

لیلۃ القدر

لیلۃ القدر کی اہمیت سے کون مسلمان واقف نہیں قرآن حکیم میں اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے انا انزلنٰہ فی لیلۃ القدر وما ادراک ما لیلۃ القدر لیلۃ القدر خیر من الف شھر تنزل الملٰئکۃ والروح فیھا باذن ربھم من کل امر سلام ھی حتی مطلع الفجر۔

ترجمہ:۔ اس کتاب قرآن کریم کو ہم نے لیلۃ القدر میں نازل کیا۔ جانتے ہو لیلۃ القدر کیا ہے لیلۃ القدر ہزار مہینہ سے بھی افضل ہے (کیونکہ) ملٰئکہ اور روح اپنے ربّ کے حکم سے ہر امر خیر کو لئے ہوئے اترتے ہیں۔ اور یہ سلسلہ طلوع فجر تک قائم رہتا ہے۔

روایت ہے کہ آنحضرت صلعم پر پہلی وحی پچیسویں رمضان کو نازل ہوئی۔ احادیث میں پچیس، ستائیس اور انتیس میں اس رات کو تلاش کرنے کا حکم ہے۔ اور وہ تلاش اور کوشش (مجاہدہ) سے ہی مل سکتی ہے۔

حضرت ابن عمر رض سے روایت ہے کہ حضورؐ کے بعض صحابہ کو آخری سات راتوں میں خواب کے اندر لیلۃ القدر دکھلائی گئی تو حضور صلعم نے فرمایا کہ میں دیکھتا ہوں کہ تمہارے خواب لیلۃ القدر کے بارے میں آخری سات راتوں پر متفق ہیں، فرمایا پس جو لیلۃ القدر کا متلاشی ہو، وہ اسے آخری سات راتوں میں تلاش کرے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فی العشرۃ ھی یعنے وہ لیلۃ القدر آخری دس راتوں میں ہے

حضرت عائشہ رض سے بھی یہی روایت ہے کہ حضورؐ فرمایا کرتے تھے تحروا لیلۃ القدر فی العشر الاواخر من رمضان کہ لیلۃ القدر کی تلاش رمضان کے آخری عشرہ میں کرو۔

الاعتکاف

قرآن شریف میں رمضان ہی کے ذکر میں عاکفون فی المساجد کے الفاظ میں مساجد کے اندر اعتکاف کی طرف بھی توجہ دلائی ہے۔ اعتکاف رمضان شریف کے آخری دس دنوں میں ہوتا ہے اس وقت انسان تارک الدنیا ہو کر محض خدا تعالےٰ کی رضا چاہنے کے لئے گھر بار چھوڑ کر مسجد میں الگ بیٹھ جاتا اور عبادت الٰہی میں منہمک ہو جاتا ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ ہمیشہ رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف بیٹھا کرتے تھے البتہ جس سال آنحضرت صلعم کا وصال ہوا آپ بیس دن اعتکاف بیٹھے۔ ایک روایت میں حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں حضورؐ سے مسجد میں ملاقات کے لئے حاضر ہوئی اور آپؐ آخری عشرۂ رمضان میں اعتکاف میں تھے میں تھوڑی دیر بیٹھی باتیں کرتی رہی پھر میں واپس ہونے کے لئے اٹھ کھڑی ہوئی تو حضورؐ بھی مجھے مسجد کے دروازہ تک چھوڑنے کے لئے اٹھے تو جب حضورؐ دروازہ تک پہنچے تو دو انصاری وہاں سے گذرے اور انہوں نے حضور صلعم کو السلام علیکم کہا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ٹھہریئے سنئے یہ میری بیوی صفیہ بنت حیی ہیں، وہ دونوں بیک زبان پکار سبحان اللہ یا رسول اللہ یہ آپؐ نے کیا فرما دیا۔ فرمایا شیطان خون کی طرح اندر پہنچ جاتا ہے۔ مجھے ڈر ہوا کہ (شیطان) کچھ آپ کے دلوں میں نہ ڈال دے۔ اللہ اللہ کتنا اونچا کردار ہے۔ ایک طرف اپنی اہلیہ کی یہ عزت کہ اسے دروازہ تک چھوڑنے کے لئے آئے ہیں۔ دوسری طرف یہ خیال نہیں کیا کہ میں تو خدا کی طرف سے ہوں مجھ پر کون انگلی اٹھا سکتا ہے، بلکہ وساوس شیطانی کو دور کرنے کا عملی نمونہ دکھلاتے ہیں سبحان اللہ العظیم۔ وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ۔ اعتکاف میں حاجت کے لئے گھر جانا، ضروری گفتگو کرنا اور غسل کرنا جائز ہے۔

تہجد

قرآن شریف میں ذکر ہے ومن الیل فتھجد بہٖ نافلۃ لک۔ رات کو اٹھ کر نوافل ادا کرو یہ تیرے لئے نفل کے طور پر ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم باقاعدگی سے راتوں کو اٹھتے اور نوافل ادا کرتے تھے۔ یہ نوافل اللہ تعالےٰ سے تعلق کا بہترین ذریعہ ہیں اللہ تعالےٰ نے مومنوں کے بارے میں فرماتا ہے تتجافی جنوبھم عن المضاجع کہ مومن رات کو بستر چھوڑ دیتے ہیں۔ اس زمانہ کے امامؑ نے جہاں قوم کو جہاد فی المال والقلم پر اشاعت دین کے لئے لگایا وہاں تہجد پر بھی بہت زور دیا اور قوم کو تہجد خواں بنا دیا۔

حضرت مغیرہ رض سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز تہجد میں اتنا لمبا کھڑے رہتے کہ آپ کے پاؤں پنڈلیاں سوج جاتیں جب اس بارے میں آپ سے پوچھا جاتا (کہ آپ تو معصوم ہیں پھر کیوں اتنا اپنے رب کے حضور گڑگڑاتے اور مشقت برداشت کرتے ہیں) تو آپ فرماتے افلا اکون عبداً شکوراً کیا میں اللہ تعالےٰ کا شکر گذار بندہ نہ بنوں۔

ابوہریرہ رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تبارک تعالےٰ (کی رحمت) کا نزول ہر رات نچلے آسمان کی طرف رہتا ہے جب رات کی آخری تہائی رہ جاتی ہے۔ تو فرماتا ہے کون میرے ہاں فریادی ہے اس کی فریاد قبول کی جاوے گی۔ کون میرا دروازہ کھٹکھٹاتا ہے اسے دیا جاوے گا، کون مجھ سے بخشش مانگتا ہے تا میں اسے بخش دوں۔

حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن رض نے حضرت عائشہ صدیقہ رض سے حضورؐ کی رمضان کی نماز کی بابت پوچھا فرمانے لگیں گیارہ رکعت پڑھا کرتے تھے۔ چار رکعت پڑھتے فلا تسئل عن حسنھن وطولھن حسن ادائیگی اس طول استغراق کا کیا پوچھنا، پھر چار رکعت پڑھتے پس ان کی خوبصورتی اور طوالت کو مت پوچھئے، پھر تین رکعت پڑھتے اس طرح گیارہ نوافل ادا کرتے۔

مجاہدہ کی حد

لیکن حضورؐ نے حد سے زیادہ مجاہدہ کرنے سے کہ صحت ہی برباد ہو جائے منع فرمایا ہے۔ عبداللہ بن عمرؓ سے فرمایا تو دن بھر روزہ رکھتا ہے اور رات بھر عبادت میں کھڑا رہتا ہے؟ عرض کیا حضورؐ معاملہ تو ایسا ہی ہے فرمایا یاد رکھو تیری آنکھیں ختم ہو جاویں گی اور جسم نحیف و نزار ہو جاوے گا اور فرمایا وان لنفسک علیک حقا ولاھلک علیک حقا تیرے اپنے جسم کا بھی تجھ پر حق ہے اور تیری اہلیہ کا بھی تجھ پر حق ہے۔ روزہ بھی رکھا کرو روزے چھوڑا بھی کرو، نوافل بھی ادا کیا کرو سویا بھی کرو۔ ایسا ہی بعض لوگوں نے آپ کی دیکھا دیکھی روزوں کا وصل شروع کر دیا تو آپؐ نے منع فرمایا اور کہا کہ میں تمہاری طرح نہیں ہوں مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے روحانی غذا ملتی ہے۔

آنحضرت صلعم کے تبتل الی اللہ کی شہادت

آخر میں میں عبداللہ بن رواحہ کے چند اشعار لکھتا ہوں

باقی بر صفحہ ۱۲

جلسہ سالانہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا مختصر جائزہ

(۳)

اجلاس دوئم

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے سہ روزہ جلسہ سالانہ کے دوسرے روز ۱۰ دسمبر ۱۹۶۶ء بروز ہفتہ دوسرا اجلاس ½ ۲ بجے بعد دوپہر مکرم حضرت الحاج شیخ میاں محمد صاحب بلڈ اونرلائل پور کی زیر صدارت جامع احمدیہ، احمدیہ بلڈنگس لاہور میں منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن کریم و نظم

محترم مولوی عبدالرحمٰن صاحب امام مسجد احمدیہ مری نے قرآن کریم کی تلاوت فرمائی۔ طلبا ئے مسلم ہائی سکول ۲ لاہور نے حضرت امام زمانؑ کا منظوم کلام ترنم سے پڑھا۔ مکرم صدر صاحب جلسہ نے ان طلباء کو نقد انعام مرحمت فرمایا۔

"جماعت احمدیہ کی غرض وغایت کیا ہے"

ڈاکٹر سعید احمد خاں صاحب کی تقریر

مکرم جناب خان بہادر ڈاکٹر سعید احمد خان صاحب ستارۂ خدمت نے موضوع بالا پر تقریر کا آغاز کرتے ہوئے فرمایا کہ

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام خالصتاً دینی جماعت ہے یہ نہ تو کوئی سیاسی گروہ ہے اور نہ کوئی کاروباری ادارہ ہے اس جماعت کا مقصد دین اسلام کی تبلیغ و اشاعت ہے۔ دین کی غرض کیا ہے؟ انسان کا اپنے خالق و مالک سے تعلق کا پیدا ہونا۔ یہ غرض حاصل کرنے کے لئے سب قوموں کے پاس ہدایت نامے ہیں اور ان کے ساتھ ان پر عامل شخصیتوں کے نمونہ ہیں ان ہدایتوں کی پیروی اور ان نمونوں کی تقلید انہیں یہ یقین دلاتی ہے کہ ان کا تعلق اپنے خالق و مالک خدا سے ہو جاتا ہے۔ یہودیوں کے لئے تورات ہدایت نامہ ہے اور حضرت موسیٰ انکے لئے اطاعت و پیروی کا نمونہ ہیں، اور عیسائیوں کے پاس ہدایت نامہ انجیل ہے اور ان کے لئے نمونہ حضرت عیسیٰؑ ہیں۔ اسی طرح تقریباً تمام قومیں اپنے پاس ہدایت، اور نمونے رکھتی ہیں۔ مسلمان قوم کے پاس قرآن کریم ذریعہ ہدایت ہے اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پیروی و اطاعت کا نمونہ ہیں۔

مکرم ڈاکٹر صاحب نے اپنی عالمانہ تقریر جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ بانیٔ اسلام حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کی قوموں پر بڑا احسان کیا ہے۔ عرب کی گمراہی اور جہالت اور ہزار قسم کی بدیوں اور بد اخلاقیوں کو دُور کرنے کے علاوہ دنیا کو ایک ہدایت نامہ دیا ہے جو ہمہ گیر اور عالمگیر ہے۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ توحید الٰہی اور وحدت انسانی کا بے نظیر پیغام بخشا ہے کہ تمام مذاہب کا سرچشمہ خدا تعالےٰ کی ذات ہے۔ ان سب کی بنیاد خدا تعالےٰ کی طرف سے ہے۔ تمام انبیاء اور رُسل علیہم السلام خدا تعالےٰ کے برگزیدہ انسان ہیں، اور خدا تعالےٰ نے ہی ان کو قوموں کی رہنمائی اور بھلائی کے لئے مبعوث فرمایا۔ ان سب پر ایمان لانا ضروری ہے۔ ان پر ایمان، مسلمان کے ایمان کا جزو ہے، یہ صلح و آشتی کا عالمگیر پیغام ہے جو حضرت نبی کریم سرور کائنات صلعم نے دنیا جہاں کے انسانوں کو عطا فرمایا۔

مکرم قبلہ ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ دنیا جہان کے جس قدر ہادی اور نیک انسان گذرے ہیں انہوں نے صلح اور خیر و خوبی کا پیغام دیا ہے لیکن قدیم سے ایک نہ ایک گروہ ان پاک انسانوں کو گالیاں دیتا ان سے تمسخر کرتا ہے اور ان کو رسوا کرنے کی ناپاک کوششیں کرتا رہا ہے اور اب بھی یہ سلسلہ دنیا میں جاری ہے اور آئندہ بھی جاری رہے گا۔

قبلہ ڈاکٹر صاحب نے امت مرحومہ کا ایک افسوسناک المیہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ مسلمان خود جو دنیا جہاں کے انسانوں کو ایک کرنے اور ان کو اخوت و مساوات کی لڑی میں پرونے آیا تھا۔ وہ خود تتر بتر ہے۔ فرقوں اور گروہوں میں منقسم ہے۔ الگ الگ ٹولیاں بنائی ہیں۔ آپس کا شدید اختلاف جاری ہے۔ ایک دوسرے کو غلط اور گمراہ یقین کرنا اور ان کو باطل قرار دینا ان فرقوں کا مقصد بن کر رہ گیا ہے۔ اس افسوسناک روش نے مسلمانوں کا شیرازہ بکھیر کر رکھ دیا ہے۔ عقائد اسلام اور مسلمان قوم کے عمل میں کمزوری اور سستی اور تغافل کے پیش نظر اللہ تبارک و تعالیٰ نے مامورین مجددین کا سلسلہ قائم فرمایا، تاکہ مسلمانوں کی اصلاح ہوتی رہے لیکن جب ہم اسلامی تاریخ کے اس باب پر نظر ڈالتے ہیں تو ہماری گردنیں جھکی کی جھکی رہ جاتی ہیں۔ اور احساس ندامت جاگ اٹھتا ہے کہ ہم نے خدا تعالےٰ کے ان برگزیدہ مامورین سے اچھا سلوک نہیں کیا۔ انہیں تنگ کیا، دو ہر تکلیف اور مشکل ان کے لئے رَوا رکھی۔

جناب ڈاکٹر صاحب مکرم نے اپنی تقریر جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ سنت اللہ کے مطابق اس زمانہ میں اللہ تبارک و تعالےٰ نے ایک عظیم الشان مجدد مبعوث فرمایا۔ جنہوں نے صلح و آشتی کا پیغام دیا۔ دین کی وہ اغراض جو حضرت رحمۃ للعالمینؐ نے پیش فرمائی تھیں ان کو دوبارہ دنیا کے سامنے پیش فرمایا۔ اور ان اغراض کو پورا کرنے کے لئے ایک جماعت کی بنیاد رکھی، اور ایک باعمل اور نمونہ کی جماعت پیدا کی۔ یہ جماعت نہ شخصی اعتماد پر قائم ہوئی ہے اور نہ کسی اجتہاد کی بنا پر کھڑی گئی ہے۔ حضرت امام زمانؑ نے جو اس جماعت کی اغراض و مقاصد ارشاد فرمائے تھے وہ یہ ہیں :-

"بہ سلسلہ بیعت بمراد فراہمی طائفہ متقین یعنی تقویٰ شعار لوگوں کی جماعت جمع کرنے کے لئے ہے۔ تا ایسے متقیوں کا ایک بھاری گروہ دنیا پر اپنا نیک اثر ڈالے اور ان کا اتفاق اسلام کے لئے برکت و عظمت و نتائج خیر کا موجب ہو۔ اور وہ بہ برکت کلمۂ واحدہ پر متفق ہونے کے اسلام کی پاک و مقدس خدمات میں جلد کام آسکیں۔ اور ایک کاہل اور بخیل و بے مصرف مسلمان نہ ہوں۔ اور نہ نالائق لوگوں کی طرح جنہوں نے اپنے تفرقہ اور نا اتفاقی کی وجہ سے اسلام کو بہت نقصان پہنچایا ہے۔ اس کے خوبصورت چہرہ کو اپنی فاسقانہ حالتوں سے داغ لگا دیا ہے اور نہ ایسے غافل درویشوں اور گوشہ گزینوں کی طرح جن کو اسلامی ضرورتوں کی کچھ بھی خبر نہیں اور اپنے بھائیوں کی ہمدردی سے کچھ غرض نہیں اور بنی نوع انسان کی بھلائی کے لئے کچھ جوش نہیں بلکہ وہ ایسی قوم کے ہمدرد ہوں کہ غریبوں کی پناہ ہو جائیں۔ یتیموں کے لئے بطور باپوں کے بن جائیں اور اسلامی کاموں کے سرانجام دینے کے لئے عاشق زار کی طرح فدا ہونے کو تیار ہوں اور تمام کوشش اس بات کے لئے کریں کہ ان سے عام برکات دنیا میں پھیلیں اور محبت الٰہی اور ہمدردی بندگان کا پاک چشمہ ہر ایک دل سے نکل کر ایک جگہ اکٹھا ہو کر ایک دریا کی صورت میں بہتا ہوا نظر آئے۔"

حضرت امام وقتؑ کے اس ارشاد کا ذکر کرنے کے بعد قبلہ ڈاکٹر صاحب مکرم نے فرمایا کہ خدا تعالےٰ مجددینؒ کو لغو طور پر نہیں بھیجتا، وہ بے مقصد اور بے بنیاد نہیں ہوتا۔ اور یہ اعتراض کہ جماعت کیوں بنائی اس کی کیا ضرورت تھی۔ بالکل غلط ہے، خدا نے تو فرمایا ہے کہ کونوا مع الصادقین باوجود اس الٰہی ارشاد کے یہ سمجھ لینا کہ مجدد آتا رہے۔ جماعت بنتی ہے۔ اس سے کیا ہوتا ہے یہ موقف اختیار کرنا خدا تعالےٰ کے فعل پر اعتراض کرنا ہے

جناب مقرر موصوف نے فرمایا کہ ہم سب لوگ جو اس سلسلہ میں شامل ہیں، یقین کے ساتھ جانتے ہیں کہ خدا تعالےٰ کی اس زمین پر، معتقدات، خیالات اور مقاصد کے لحاظ سے یہ واحد جماعت ہے جو صراطِ مستقیم پر قائم ہے، ہم اپنے دلوں کے اندر ایک بصیرت محسوس کرتے ہیں کہ یہ ایک ربانی تحریک ہے یہ خدا کا منشاء تھا کہ اس فتنوں اور الحاد و تشکک کے دَور میں ایک جماعت قائم ہو۔ جو الٰہی مشن کو اپنے ہاتھ میں لے کر رواں دواں ہو۔

مکرم ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ پچھلے دنوں مکرم جناب شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری کا ایک مضمون پڑھنے کا موقعہ ملا جس میں انہوں نے ایک صاحب کے اس اعتراض کا جواب دیا تھا۔ کہ آپ سے لوگ برہم ہیں، آپ الگ تھلگ بیٹھے ہوئے ہیں اور ان کے ساتھ مل کر کام نہیں کرتے

جناب قبلہ مولنا صاحب ممدوح نے اس کا بڑا مدلل اور کافی و شافی جواب دیا کہ آپ ہمیں کن کے ساتھ

ملنے کی دعوت دیتے ہیں - کیا ہم ان کے ساتھ مل جائیں جو حدیث نبویؐ کے قائل نہیں، کیا ہم اس گروہ کے ساتھ مل جائیں جو حدیث کو قرآن پر قاضی یقین کرتے ہیں اور کیا ہم ان لوگوں کے ساتھ ہو جائیں - جو یہ کہتے ہیں کہ کوئی مسلمان اگر اسلام کو چھوڑ دے تو اس کو مرتد قرار دے کر قتل کر دو - اور کیا وہ چاہتے ہیں کہ ہم ان لوگوں کے ساتھ ہو جائیں جو کہتے ہیں کہ دعا کوئی چیز نہیں، اس کے کوئی نتائج اور اثرات نہیں ہوتے - اور کیا ہم ان لوگوں کے ساتھ ہو لیں جو حضرت مسیحؑ کے اندر خدائی صفات کا ہونا یقین کرتے ہیں - اور پھر کیا ہم ان کے ساتھ وابستہ ہو جائیں جو حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایک اور نبی کی آمد کے انتظار میں ہیں، اور کیا ہم اس گروہ سے اپنا دامن وابستہ کریں کہ جو حضور خاتم الرسل کے بعد ایک اور شخص کو مسند نبوت پر بٹھاتے ہیں اور اس نے پوپ جیسی خلافت قائم کر لی ہے - وغیرہ وغیرہ -

منجملہ اور سوالوں اور اعتراضوں کے ایک اعتراض یہ بھی ہے کہ آپ کی جماعت قلیل ہے - یہ سوال کرتے ہوئے معترض صاحبان کو یہ سمجھ نہیں آتی کہ کثرت و قلت کوئی حق و باطل کا معیار نہیں - یہ جماعت قلیل ہی سہی لیکن یہ واحد جماعت ہے جو اپنے معتقدات، مسلک اور موقف کے لحاظ سے انفرادی حیثیت رکھتی ہے - اور اگر کوئی دوسری جماعتیں اسلام کی خدمت کر رہی ہیں تو ہم ان کو بھی قابل قدر اور مستحسن کام سمجھتے ہیں اور ان خدمات کے اعتراف میں بخل نہیں کرتے، خدا کے فضل سے ہمارے اعتقادات قرآن و سنت کے مطابق صحیح ہیں، ہم کسی کلمہ گو کو کافر نہیں کہتے - تمام مذاہب کو آسمانی سرچشمہ سے یقین کرتے ہیں، ہمارا ایمان ہے کہ اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا - اور اس کے تصورات تمام دنیا میں پھیلیں گے - قرآن کی تعلیمات فطرت انسانی کے مطابق ہیں۔ اسکی تعلیمات کی اشاعت کے لئے تلوار کی ضرورت نہیں حضرت نبی کریم صلعم کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا نہ نیا اور نہ پرانا حضرت صلعم کے متبعین خدا تعالےٰ سے شرف حاصل کرتے ہیں - ہمارا کام یہ ہے کہ تمام دنیا میں خدا و رسولؐ کا پیغام پہنچایا جائے - اس سلسلہ کا مطالبہ ہے کہ اس جماعت کے اندر اعلےٰ درجہ کے اخلاق قائم رہیں -

حضرت امام زمان مسیح موعودؑ نے جماعت کی خصوصیات کے متعلق بڑے پر ہیبت الفاظ میں ارشاد فرمایا - فرماتے ہیں:

"میں تو بہت دعا کرتا ہوں کہ میری سب جماعت ان لوگوں میں ہو جائے جو خدا تعالےٰ سے ڈرتے ہیں - اور نماز پر قائم رہتے ہیں اور رات کو اٹھ کر گرتے اور روتے ہیں اور خدا تعالےٰ کے فرائض کو ضائع نہیں کرتے - اور بخیل اور ممسک اور غافل اور دنیا کے کیڑے نہیں ہیں - اور میں امید رکھتا ہوں کہ یہ میری دعائیں خدا قبول کرے گا -"

(ملفوظات حضرت مسیح موعودؑ)

قبلہ مقرر صاحب موصوف نے حاضرین کو متوجہ کرتے ہوئے فرمایا کہ جماعت کی زندگی حقیقی زندگی ہے - انہوں نے روحانیت

لے کر آتے ہیں لیکن ان کو بھی جماعت کی ضرورت ہوتی ہے ہمارے سلسلہ کی غرض و غایت یہی ہے - یہاں لوگ جمع ہوتے ہیں جب کمزور اور نیک لوگ جماعتی طور پر مل کر دعا کرتے ہیں تو وہ خدا کی جناب میں درجہ قبولیت حاصل کرتی ہے اور نیکوں کے ساتھ کمزور لوگوں کو بھی خدا کی رضا میں سے حصہ مل جاتا ہے - بالکل اسی طرح جس طرح برسات ہر کہیں اور ہر جگہ ہوتی ہے - ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ خدا کے مقرب لوگوں کی نظریں کیمیا کا اثر رکھتی ہیں - جن لوگوں نے حضرت امام زمانؑ کی صحبت اور دعاؤں سے فائدہ اٹھایا اُن پر خدا نے بڑا فضل کیا - ہم دیکھیں کہ ہم کون تھے لیکن خدا نے جہاں ہمیں دین سے حصہ بخشا وہاں ہم پر بھی پیسہ یا دنیاوی برکات کی بھی بارش فرمائی ہمارے مخالفین ہمارا کچھ نہ بگاڑ سکے - اب ہمیں سوچنا چاہیئے بحیثیت جماعت جو عظیم پروگرام ہمیں وراثت کے طور پر ملا ہے اس کو کہاں تک نبھا رہے ہیں، اگر ہم دنیا کی تمام نعمتیں پاکر خدا سے دُور ہو جائیں تو ہماری بدقسمتی ہوگی - اور ہمیں اپنے انجام کے متعلق فکر کرنی چاہیئے ہمارے پاس جو بزرگ تھے وہ ہماری بہت بڑی دولت تھے - لیکن وہ ہم میں سے ایک ایک کر کے اُٹھتے جاتے ہیں - ہمارے پاس سرمایہ صحیح معتقدات کا ہے - اور ان معتقدات کو پھیلانا ہمارا لائحہ عمل ہے اپنی کوششوں میں کوتاہی نہیں کرنی چاہیئے اور دنیا میں ڈوب کر دین کو بھلا نہیں دینا چاہیئے - چاہیئے کہ خدا کا خوف ہمارے دلوں میں پیدا ہو، ان صحیح معتقدات پر عامل ہوتے ہوئے ان کی ترویج کے لئے دنیا میں جہاں جہاں جاؤ گے خدا تمہاری نصرت و تائید کرے گا - اور تم پر اپنی رضا کی راہوں کو کھول دے گا -

سالانہ رپورٹ

مکرم جناب ڈاکٹر سعید احمد صاحب کی مندرجہ بالا تقریر کے بعد مکرم جناب ڈاکٹر اللہ بخش صاحب آنریری جنرل سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے انجمن کی ترپن ویں سالانہ رپورٹ پیش کرتے ہوئے انجمن کی کارگذاریوں پر مفصل تبصرہ فرمایا اور جملہ شعبہ جات کی رپورٹ پیش کرتے ہوئے ان قابل ذکر نمایاں کاموں کا جو سال زیر رپورٹ میں انجام پذیر ہوئے ذکر فرمایا - اور سال رواں میں جو بزرگ اور احباب مولائے حقیقی سے جا ملے تھے ان کے لئے دعائے مغفرت کی تحریک کی - مکمل رپورٹ چھپ کر جلسہ گاہ میں تقسیم ہوئی ضرورتمند احباب خط لکھ کر افسر انچارج شعبہ نشر و اشاعت سے حاصل فرما سکتے ہیں -

ضبط کی چند کیفیات

مکرم مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع مبلغ جزائر فیجی نے موضوع بالا پر تقریر فرماتے ہوئے ہندوستان، پاکستان اور جزائر فیجی میں اپنی کامیاب تبلیغی مساعی کا ذکر فرمایا اور اپنی تقریر میں ایک مسلمان مبلغ کے مقام و مرتبہ اور اس کی اہمیت پر روشنی ڈالی -

الوصیت اور اسکی اہمیت

پروگرام کے مطابق موضوع بالا پر مکرم مولینا شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری نے جلسہ سے خطاب فرمانا تھا

مگر ناسازیٔ صحت کے باعث تقریر نہ فرما سکے - یہ ایک اہم موضوع ہے - قبلہ مولینا صاحب سے التماس ہے کہ وہ اس موضوع پر مضمون رقم فرما کر برائے اشاعت عنایت فرمائیں تاکہ قارئین پیغام صلح کی اس پہلو پر معلومات وسیع ہوں - اور مکرم محترم مولینا کے خیالات گرامی سے مستفید ہو سکیں -

الحاج جناب شیخ میاں محمد صاحب

صدر جلسہ کی تقریر

آخر میں مکرم حضرت الحاج شیخ میاں محمد صاحب ملک اوبز نے صدارتی تقریر کرتے ہوئے فرمایا:-

"خواتین و حضرات! السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

اس اجلاس میں آپ نے نہایت پیارے ڈاکٹر سعید احمد خان صاحب کا روحانی لیکچر سنا ہے - انہوں نے بڑے دلنشین انداز اور مؤثر پیرایہ میں بیان فرمایا کہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے قیام کی غرض و غایت کیا ہے اور احمدیت دنیا میں کس لئے معرض وجود میں آئی ہے - اس ضمن میں انہوں نے حضرت امام زمان مسیح موعود علیہ السلام کے حوالہ جات بھی آپ کے سامنے پڑھ کر سنائے ہیں - جلسہ کے انعقاد کا حقیقی مقصد یہ ہوتا ہے کہ حقائق و معارف سنیں اور سنائیں تا ایمان، یقین اور معرفت میں ترقی ہو - اور اپنے بھائیوں کے لئے دعائیں کی جائیں - ایک دوسرے سے مودت و اخوت کا تعلق استوار ہو - اور دین کی اشاعت و تبلیغ کے لئے اپنی مساعی پر غور کیا جائے اور آئندہ کے لئے ٹھوس لائحہ عمل تیار کیا جائے گویا یہ ایام اپنے عمل و مساعی کے محاسبہ کے ایام ہیں - اور جماعتی تعلق کو مضبوط سے مضبوط تر کرنے کے اوقات ہیں - اور اپنی کمزوریاں دُور کرنے کی مہلتیں ہیں -

جناب میاں صاحب نے اس موقعہ پر حضرت مسیح موعودؑ کے چند ارشادات پڑھ کر سنائے جن میں جماعت کو تکبر و غرور [illegible] دیا اور ایک دوسرے کو بُرا بھلا کہنے سے منع کیا گیا ہے اور آپس میں صلح کرنے کی تلقین فرمائی ہے -

اس کے بعد آپ نے فرمایا:-

بھائیو! حضرت امام زمان مسیح موعود علیہ السلام [illegible] یہ ہے کہ ہمارے اندر ایک پاک اور روحانی انقلاب ہو جائے - جب تک یہ انقلاب رونما نہیں ہوتا اس وقت تک اشاعت اسلام کے مقدس کام کی توفیق میسر نہیں جب تک نفس میں انقلاب پیدا نہ ہو اس وقت تک کبر، ریا اور رعونت کو ختم نہیں کیا جا سکتا - اور نہ اس وقت تک اشاعت اسلام کے آسمانی فرض کو سرانجام دینے کی توفیق میسر آ سکتی ہے - میرے بھائیو! آپ حضرت امام زمانؑ کی جماعت میں داخل ہونے کا کامل نمونہ دکھلاؤ -

حضرت میاں صاحب نے ریڈرز ڈائجسٹ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اس میں اسلام اور رسول کریم صلعم کے خلاف مضامین آتے ہیں، لیکن انجمن کے اخبارات میں ان کا جواب نہیں دیا جاتا - ایک وقت تھا کہ دشمنان اسلام کا علمی اور مدلل جواب دینا صرف اور صرف احمدیوں کا کام تھا - ادھر کوئی اعتراض ہوتا ادھر اس کا جواب نکل آتا - آج پھر وہ غیرت و حمیت پیدا کرنے کی ضرورت ہے - ہم جمع ہوتے ہیں اور روتے ہیں کہ ہم میں اسلامی قدریں

ہوتی جاتی ہیں۔ بھائیو! فکر کرو کہ ہم مومن ہو جائیں، تا ہم حضرت امام زمان علیہ السلام کی منشاء کو پورا کرنے والے ہوں)۔

حضرت شیخ میاں محمد صاحب نے اپنی تقریر جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ ہم میں حضرت مولانا نورالدین رحؒ کی سی غیرت حمیت اور ایمان و عشق پیدا ہونا چاہیئے کہ انہوں نے ایک دفعہ فرمایا تھا کہ میں حضرت مرزا صاحب کے پودے کی آبیاری کے لئے خون دینے کے لئے تیار ہوں۔ ہم میں بھی وہی جذبۂ عشق اور ولولہ ہونا چاہیئے۔ ہم میں ایسے آدمی ہونے چاہئیں۔ یہ قربانی کا کام ہے۔ یہ روحانی سلسلہ ہے کوئی سیاسی اور کاروباری سلسلہ نہیں ہے بلکہ یہ ایثار و عشق کا سلسلہ ہے۔

آپ نے اس بات پر اظہار افسوس کرتے ہوئے فرمایا کہ ہم میں سے بعض لوگ کوئی وعدہ اور عہد کرتے ہیں مگر اس کو پورا نہیں کرتے۔ بعض مبلغین انجمن کے فیصلوں پر عمل کرنے میں بہت لیت و لعل سے کام لیتے ہیں مبلغین جو باہر مشنوں میں بھیجے جاتے ہیں سال نہیں گذرتا کہ انہیں واپس گھر چلے آنے کی فکر ہو جاتی ہے۔ آخر جب انہوں نے اپنے آپ کو وقف کر دیا ہے کہ باہر جا کر اشاعت اسلام کرنا ہے ان کا فرض ہے کہ وہ اس عزم میں استقلال و ثبات دکھلائیں۔ اور خدا کے کام اپنی اغراض پر مقدم کریں۔ آپ کو یاد رکھنا چاہیئے کہ آپ خدا کے لئے نکلے ہیں اگر آپ اس کے لئے مخلص اور بے غرض ہیں تو خدا بھی آپ اور آپ کے اہل و عیال کا ناصر و حافظ رہے گا۔

ہالینڈ مسلم مشن کے متعلق ذکر کرتے ہوئے میاں صاحب مکرم نے فرمایا کہ یہ مشن ۱۹۵۱ء میں قائم ہوا تھا۔ وہاں اس کی مساعی بڑی کامیاب ہیں۔ نہ صرف اسلام کے بارے میں یورپ کے غلط نقطۂ نظر میں اصلاح ہو رہی ہے بلکہ لوگوں کو ہماری تحریک پر بہتر طور پر غور کرنے کے لئے اور اسے سمجھنے کے مواقع حاصل ہو رہے ہیں۔ وہاں کی صوفی تحریک کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ان کے زعما حضرات ہالینڈ مسلم ، تعاون کرنے لگے ہیں ہمارے مبلغ کے ساتھ مل نمازیں پڑھتے ہیں اور تبلیغ و اشاعت اسلام میں ہمارے مدد و معاون ہے۔ پیارے بھائیو! میں آپ کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ اب عمل کا وقت ہے وعدہ کریں اور اس پر پختہ ہو جائیں باتیں نہ کریں۔ میدانِ عمل میں آئیں۔ آپ کے سامنے میدان وسیع ہے۔ زمین زرخیز ہے اس میں تخم ریزی کی ضرورت ہے۔ یہ آپ کی ذمہ داری ہے۔ آپ اپنی اپنی جگہ سوچ کر قربانی کا مادہ پیدا کریں، دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد معمولی عہد نہیں ہے۔ میں نے جو باتیں بیان کی ہیں ان پر غور کریں۔ اگر یہ نیک ہیں تو عمل کریں غلط ہوں تو عمل نہ کریں۔

صاحب صدر کی اس ناصحانہ تقریر کے بعد آج کے اجلاس کے اختتام کا اعلان کیا گیا۔ اگلے دن کی روداد آئندہ اشاعت میں ملاحظہ ہو۔

(باقی سب باقی)

رمضان المبارک کا آخری عشرہ

(بسلسلہ صفحہ ۹)

جس میں حضورؐ کا کلمات ربانی سنانا، پیشگوئیوں کا پورا ہونا اور آپؐ کا راتوں کو اٹھ کر اللہ تعالےٰ کے حضور کھڑے ہونا بیان کیا گیا ہے فرماتے ہیں۔

وفینا رسول اللہ یتلو کتابہ
اذا انشق معروف من الفجر ساطع

ہمارے درمیان اللہ تعالےٰ کی طرف سے ایک پیغام لانے والا اس (خدا تعالےٰ) کا پیغام سناتا ہے اور وہ طلوع فجر کے وقت اس پیغام کی تلاوت کرتا اور ہمیں پڑھ کر سناتا ہے۔

ارانا الھدیٰ بعد العمیٰ فقلوبنا
بہ موقنات ان ما قال واقع

ہم اندھے تھے اس شخص (صلعم) نے ہمیں راہ دکھلائی اور ہمارے قلوب میں اس کی سچائی پر یقین اس قدر راسخ ہو گیا کہ ہم نے سمجھ لیا کہ جو بات اس نے کہی ہے یہ ہو کر رہیگی۔

یبیت یجافی جنبہ عن فراشہ
اذا استثقلت بالمشرکین المضاجع

وہ رات کو خدا کے حضور حاضری کے لئے بستر ترک کر دیتا ہے۔ جب مشرک لوگوں کے بستر ان سے بوجھل ہوتے ہیں۔

یہ ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی کی دلیل، اگر نعوذ باللہ آپ خدا کی طرف سے نہیں تھے تو کس لئے آرام ترک کر سکتے تھے۔ کیوں عبادت الٰہی میں آپ کے پاؤں سوج جاتے تھے، کیوں رات بھر اور دن بھر آپ تلاوت قرآن پاک کرتے تھے کیا مفتری بھی ایسی مشقت برداشت کیا کرتے ہیں؟ آپ کو کلام پاک پر منجانب اللہ ہونے کا یقین ہے ما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ وہ لوگوں کو خدا کی طرف سے وحی سناتا ہے۔ دوسرے پیروں فقیروں کی طرح گیتیں نہیں ہانکتا رہا۔ نام نہاد مسلحوں کی طرح بے تکی نہیں چھوڑ رہا لچھے دار تقریریں نہیں کر رہا بلکہ جامع کلمات منجانب اللہ سناتا ہے۔ اللہ ہم سب کو سرور کائناتؐ کی سنت پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور ان ایام میں خصوصاً قرآن کا فہم اور عبادت کا ذوق بخشے آمین

میں دین کو دنیا پر مقدم کروں گا

(بسلسلہ صفحہ ۸)

ہے۔ لیکن قوم مجموعی طور پر دینی مصلحتوں سے عاری [illegible] بلیک مارکیٹ، لوٹ کھسوٹ، سمگلنگ، بددیانتی اور باہمی بدخواہی کا منظر بن چکی ہے، اور بدانتظامی خرابیاں [illegible] مستحکم ہو چکی ہیں کہ عظیم قربانیوں کے بغیر ان [illegible] ناممکن ہے اور ان سے چشم پوشی اپنی موت [illegible] دستخط کرنے کے مترادف ہے۔ اللہ کا قانون اٹل ہے [illegible] سے کسی بھی فاسق و فاجر، ظالم، خلوت آشنا [illegible] تک معاف نہیں کیا اور پہلوں کے ساتھ [illegible] آیا ہے۔ اس ملک میں اسلام کی آزادی اور بقا کا تقاضا ہے کہ بدی کی قوتوں کو کچلنے کے لئے پوری کوشش کی جائے، ان امور میں حکومت کا ہاتھ بٹایا جائے، جو [illegible] خلق خدا کی بہبود کے لئے اختیار کئے جا رہے ہیں یاد رکھئے ہمارے ہاں قلت اشیاء نہیں، بلکہ قلت تدبر اور قلت اخلاص اور قلت دیانت کا مسئلہ ہے اس لئے دینی مصلحتوں کا تقاضا ہے کہ جماعت احمدیہ [illegible] جہاں حکومت کا ہاتھ بٹائیں، وہاں اخلاقی برائیوں کو دور کرنے کے لئے مہم چلائیں، [illegible] کریں جو مجلسی خرابیوں کی وجہ سے [illegible] کی تشکیل کریں، اسلام کی تعلیم لوگوں تک پہنچائیں [illegible] اور کانوں میں جا کر مجلسی خرابیوں کے خلاف [illegible] کو ابھاریں، یہ کام مشکل ہے۔ لیکن [illegible]

ہمارا کام حتی الوسع کام کرنا ہے، اور بس

خیر سے کن اے فلاں و غنیمت شمار عمر
زاں پیشتر کہ بانگ برآید فلاں نماند

جماعت کے ذی مرتبہ، اعلیٰ منصب [illegible] تجار وغیرہ کو چاہیئے کہ وہ اپنے اپنے حلقہ [illegible] نہ دیں بلکہ بدی کو ختم کرنے میں حکومت [illegible] ہم پیشہ لوگوں کو خطرات سے آگاہ کریں اور [illegible] انسداد کے لئے منظم کریں، پھر یہی ہوگا [illegible] کے لئے اپنے مال، اثر اور تدبر کو کام میں لائیں [illegible] معلوم ہو کہ دنیا پر دین کو مقدم کرنے والا [illegible] لئے خدا کی رحمت ہے، اس مرحلہ [illegible] کی کوشش اور کامیابی اسلام اور قوم کی خدمت ہے، اور اس کی بدولت جماعت [illegible] قومی تاریخ میں ایک سنہرے [illegible]

پیغام صلح مورخہ ۵ فروری ۱۹۶۷ء

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام ملک نور الٰہی صاحب پرنٹر چھپا اور مولوی [illegible] صاحب پبلشر نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع کیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۞

تار کا پتہ:- "تبلیغ" لاہور

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا ترجمان خصوصی

ہفت روزہ

پیغام صلح

لاہور

فون نمبر:- ۳۷۲۷

زرِ مبادلہ
پاک و ہند سے:- چھ روپے
بیرونی ممالک سے
ایک پونڈ

ایڈیٹر:- دوست محمد
مدیر معاون:- بشیر احمد موز

فی پرچہ ۱۳ پیسے

جلد ۵۴ | یوم پنجشنبہ مؤرخہ ۳۰ رمضان المبارک ۱۳۸۶ھ مطابق ۱۲ جنوری ۱۹۶۷ء | نمبر ۲

"لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں۔ لاہور میں ہمارے پاک محب ہیں
میں تیرے خالص محبوں کا گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے نفوس و
اموال میں برکت دوں گا۔"

(الہامات حضرت مسیح موعودؑ)

حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفٰے مارا امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآن نامِ اوست
بادۂ عرفانِ ما از جامِ اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا۔
۲- قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آئندہ ہو گی۔
۳- سب صحابہؓ اور ائمہؒ قابلِ احترام ہیں
۴- سب مجددوںؒ کا ماننا ضروری ہے
۵- کوئی کلمہ گو کافر نہیں
۶- اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا۔

جو خدا تعالیٰ کے لئے آگ میں پڑتے ہیں

وہی نجات پائیں گے

فرمودات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

رحم کے لائق بنو تا تم پر رحم کیا جائے۔ اضطراب دکھلاؤ تا تسلی پاؤ۔ بار بار چلاؤ تا ایک ہاتھ تمہیں پکڑ لے۔ کیا ہی دشوار گذار وہ راہ ہے جو خدا کی راہ ہے۔ پر اُن کے لئے آسان کی جاتی ہے جو مرنے کی نیت سے اس اتھاہ گڑھے میں پڑتے ہیں وہ اپنے دلوں میں فیصلہ کر لیتے ہیں کہ ہمیں آگ منظور ہے ہم اس میں اپنے محبوب کیلئے جلیں گے پھر وہ آگ میں اپنے تئیں ڈال دیتے ہیں پس کیا دیکھتے ہیں کہ وہ بہشت ہے۔ یہی ہے جو خدا نے فرمایا وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا۔ یعنی اے بدو اور اے نیکو تم میں سے کوئی بھی نہیں جو جہنم کی آگ پر گذر نہ کرے مگر وہ جو خدا کے لئے اس آگ میں پڑتے ہیں، وہ نجات دیئے جائیں گے لیکن وہ جو اپنے نفس امارہ کے لئے آگ پر چلتا ہے وہ آگ اُسے کھا جائے گی۔ پس مبارک وہ جو خدا کے لئے اپنے نفس سے جنگ کرتے ہیں اور بدبخت وہ جو اپنے نفس کے لئے خدا سے جنگ کر رہے ہیں اور اس سے موافقت نہیں کرتے۔ (کشتی نوح صفحہ ۴۳ مطبوعہ ۲۵ اکتوبر ۱۹۰۲ء)

بحرِ حکمت کے موتی

صدقہ کی مختلف انواع

مولانا شیخ عبد الرحمٰن صاحب مصری

صدقہ کے متعلق عام طور پر یہی خیال کیا جاتا ہے کہ نقدی کی صورت میں کسی محتاج کی امداد کر دینا یا اس کو کھانا کھلا دینا یا اس کے لئے کپڑا وغیرہ مہیا کر دینا اسی کا نام صدقہ ہے اگر صدقہ اسی کا نام ہو تو صرف ذی ثروت لوگ ہی صدقہ کے ثواب کو حاصل کر سکتے ہیں لیکن حضرت نبی کریم صلعم نے صدقہ کی اور بھی کئی صورتیں بیان فرمائی ہیں جن کو عملی جامہ پہنا کر ہر مومن خواہ وہ کیسا ہی نادار کیوں نہ ہو صدقہ کے ثواب سے متمتع ہو سکتا ہے۔ ذیل میں وہ صورتیں بیان کی جاتی ہیں:-

(۱) حضرت ابو موسےٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علٰی کل مسلم صدقۃ یعنے ہر مسلمان پر صدقہ لازم ہے اس پر جب آنحضور صلعم نے صدقہ کی بعض ایسی صورتیں بیان فرمائیں جن میں مال خرچ کرنا پڑتا ہے تو صحابہ رضؓ نے عرض کیا کہ اگر کوئی مسلمان اس کی استطاعت نہ رکھتا ہو تو وہ اس فرض کو کس طرح ادا کرے فرمایا فیامر بالخیر۔ یعنی لوگوں کو نیکی کا حکم کرے عرض کیا گیا کہ اگر وہ ایسا نہ کرے تو فرمایا فیمسک عن الشر فانہ لہ صدقۃ یعنی کسی کو تکلیف نہ پہنچائے یہ بھی اس کے لئے صدقہ ہے بخاری اور مسلم دونوں نے اس کو روایت کیا ہے۔

(۲) یعدل بین الاثنین صدقۃ۔ دو

(باقی بر صفحہ ۱۲ کالم اول)

تبلیغی خط و کتابت

دیکھو خدا نے ایک جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا (حضرت مسیح موعود)

(مرتبہ: الحاج میاں ممتاز احمد صاحب فاروقی، لاہور)

جنوبی افریقہ

ترجمہ خط ابراہیم باہ صاحب احمدی سرالیون - جنوبی افریقہ -

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

آپ کی ارسال کردہ کتب موصول ہوئیں، شکریہ - میں نے ان کتابوں کا مطالعہ شروع کر دیا ہے ان میں سے جو کتابیں پڑھی ہیں وہ نہایت ہی مفید پائی ہیں مہربانی فرما کر اگر آپ تبیس ان سیون آن اریخا ارسال کریں تو بہت مشکور ہوں گا عیسائیوں کے متعلق بھی کتابیں اور صحیح بخاری اول و دوم ارسال کریں میں ان کی قیمت آپکو ارسال کر دوں گا -

امید ہے کہ میری گزارش کو قبول کریں گے - اللہ تعالیٰ آپ کا حامی و ناصر ہو - والسلام

(ان کو اسلام اینڈ کرسچینٹی - فہرست کتب بھیجی گئی - اور خط کا جواب دیا گیا)

گھانا

ترجمہ خط از گلبرٹ صاحب امورو کالبین - گھانا

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ - آپ کا مکتوب گرامی ملا - جو لٹریچر آپ مجھے بھیج رہے ہیں اُن کا بہت شکریہ اور میں نے قبل ازیں خط میں آپ کو التماس کی تھی ایک تصویر حضرت بانیٔ سلسلہ کی ارسال کریں - نیز ماہ رمضان نزدیک آ رہا ہے مہربانی فرما کر مجھے ماہ رمضان کے متعلق کتب ارسال کریں -

امید ہے کہ آپ مجھے یاد رکھیں گے - والسلام

(حضرت بانی سلسلہ کی تصویر - اسلام اینڈ کرسچینٹی - اسلام دی ریلیجن آف ہیومینیٹی بھیجی گئیں)

(۲)

ترجمہ از لامینی صاحب - ڈمبی اسوماتو - گھانا

تسلیم و نیاز - میں بہت خوش ہوں گا اگر آپ مہربانی فرما کر میری امداد کریں -

میں حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ اور آپؐ کے فرمودات اور آپؐ کے مشن کے متعلق معلومات حاصل کرنا چاہتا ہوں - مہربانی فرما کر مجھے چند عربی کتابیں ارسال فرمائیں - امید ہے کہ اس پر غور فرما کر کتابیں ارسال کریں گے - والسلام

(ان کو خطبہ الہامیہ، الاستفتاء، اسلام اینڈ کرسچینٹی بھی ارسال کی گئیں)

نائیجیریا

ترجمہ خط ملام ابوبکر صاحب بالوگن الورن - نائیجیریا

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

میں آپ کو خط لکھتے ہوئے بہت خوشی محسوس کرتا ہوں میں اب مسلمان ہوں اور مذہب اسلام کی تعلیم کے متعلق زیادہ واقفیت حاصل کرنا چاہتا ہوں - مجھے میرے ایک دوست سعادالدین نے جو ابھی مسلمان ہوئے ہیں چند کتب ارسال کی ہیں اور اُن کے مطالعہ سے مجھے اسلام پر زیادہ واقفیت حاصل ہوئی ہے -

میں بہت خوش ہوں گا اگر آپ مجھے مزید کتابیں ارسال کریں تاکہ مجھے زیادہ سے زیادہ اسلام سے واقفیت ہو جواب کا منتظر -

(ان کو پرافٹ آف اسلام - اسلام اینڈ کرسچینٹی - ایسنس آف اسلام ارسال کی گئیں)

(۲)

ترجمہ خط از لطیمو اولے صاحب ادیبی - نائیجیریا -

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ -

میری مؤدبانہ التماس ہے کہ مجھے مذہب اسلام کے متعلق کتابیں ارسال کی جائیں - میں اپنے علاقہ میں ایک عربی سکول کھولنا چاہتا ہوں - میرے ماں باپ نہیں ہیں کہ میں قیمتاً کتابیں خرید سکوں. میں نے اپنے بھائی سے کہا ہے کہ میں فیسوں کی ذمہ داری لے سکتا ہوں لیکن میں کتابوں کی خریدنے کی ذمہ داری نہیں لے سکتا -

میں نے اپنے ایک دوست سے ذکر کیا تو اس نے مجھے مشورہ دیا کہ آپ کو خط لکھوں. اس لئے ملتجی ہوں کہ مجھے چند کتابیں مطالعہ کے لئے ارسال کریں - اللہ تعالیٰ آپ کی مدد کرے اور جو کام آپ کر رہے ہیں اس کا معاون ہو - آپ کے جواب کا منتظر (ان کو اینہا آف اسلام

مرزا غلام احمد قادیانی کیا تھے؟

(۱۳)

ہم اس سے پیشتر بتا چکے ہیں کہ وہابی معاصر کا یہ الزام قطعاً صحیح نہیں کہ حضرت مرزا صاحب نے خدائی کا دعوے یا نبی و رسول ہونے کا ادعا کیا۔ انہوں نے بار بار اپنے آپ کو خدا تعالےٰ کا ایک عاجز بندہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اُمتی اور خادم دین اسلام قرار دیا ہے۔ لیکن اس کو کیا کیا جائے کہ ہمارے ظالم مخالف ان پر خواہ مخواہ دعوے الوہیت و رسالت کے الزامات لگانے سے دریغ نہیں کرتے۔

ایک اور الزام وہابی معاصر نے یہ لگایا ہے کہ:۔

"اس کے بعد ابن اللہ کا شوق چرایا تو اربعین ۲ ص۲۳ پر کہا:۔ انت منی بمنزلۃ اولادی (اے مرزا تو مجھ سے میری اولاد جیسا ہے) خدا فرمائے لم یلد و لم یولد اور نبی صاحب اس خدائی فرمان کے خلاف علم بغاوت ہی بلند کریں، خدا کی اولاد ہونے کا دعوے کر ڈالیں کیا شانِ کبریائی ہے"

غور کیجئے الہام میں بمنزلۃ ولدی کے لفظ ہیں، اور وہابی معاصر نے خود ہی ترجمہ بھی کیا ہے "تو مجھ سے میری اولاد جیسا ہے"۔ بمنزلۃ اور "جیسا" کے الفاظ بتا رہے ہیں کہ اس میں خدا کا بیٹا ہونے کا دعوے نہیں بلکہ جس طرح ایک باپ اپنے بیٹے سے محبت و شفقت کا برتاؤ کرتا ہے ویسی ہی محبت و شفقت کا اظہار اللہ تعالےٰ نے اس الہام میں کیا ہے۔ اور یہ کوئی خلاف شریعت بات نہیں نہ حضرت مرزا صاحب نے اس الہام کی بناء پر کبھی خدا کا بیٹا ہونے کا دعوے کیا بلکہ اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے صاف لفظوں میں فرمایا کہ

"پیروی کرنے کے لائق یہ باتیں ہیں کہ وہ یقین کریں کہ ان کا ایک قادر و قیوم اور خالق کل خدا ہے جو اپنی صفات میں ازلی ابدی اور غیر متغیر ہے نہ وہ کسی کا بیٹا اور نہ کوئی اس کا بیٹا"

ان صریح الفاظ کے ہوتے ہوئے یہ کہنا کہ انہوں نے خدا کا بیٹا یا اولاد ہونے کا دعوے کیا کس قدر ظلم عظیم ہے، بمنزلۃ اولادی کے الفاظ میں ویسے ہی محبت و شفقت کا اظہار کیا گیا ہے جیسے حدیث نبوی میں تمام مخلوق کو الخلق عیال اللہ کہا گیا ہے اور مولانا روم نے اولیاء اللہ کے متعلق لکھا ہے

گشت اطفال حق ازایں اولیاء ✤ درغریبی فرد از کار و گیاہ

اولیاء اطفال حق اند اے پسر ✤ غائبی و حاضری لبس باخبر

غور کیجئے ان دونوں اشعار میں مولانا روم نے اولیاء اللہ کو نہ صرف اطفال حق (خدا تعالےٰ کے بیٹے) قرار دیا ہے بلکہ غائب و حاضر ہر دو حالتوں میں باخبر بتایا ہے اور یہیں تک نہیں وہ فرماتے ہیں

برتر از عرش و کرسی و خلا ✤ ساکنانِ مقعد صدق و صفا

اولیاء را ہست قدرت از الٰہ ✤ تیر جستہ باز گردانند ز راہ

یعنے اولیاء اللہ کا مرتبہ عرش و کرسی اور خلا سے بھی اُونچا ہے اور انہیں اللہ تعالےٰ کی طرف سے یہ قدرت حاصل ہے وہ کمان سے چھوٹا ہوا تیر نشانہ تک پہنچنے سے پہلے رستہ ہی سے واپس لے آتے ہیں۔

آخر میں وہابی معاصر جیسے معترضین کو ڈانٹ پلاتے ہوئے کہتے ہیں

تو ہمیدانی یجوز و لایجوز ✤ خود نمے دانی کہ حوری یا عجوز

یعنے تو جائز اور ناجائز ہی کو لئے پھرتا ہے اور اپنا پتہ نہیں کہ دینی اور روحانی معاملات میں ایک حور کا مرتبہ رکھتا ہے یا بڑھی کھوسٹ عورت کا،

کیا مولانا روم کے ان بیانات پر وہابی معاصر فتوے دینے کے لئے تیار ہے؟

اور سُن لیجئے امام فخر الدین رازیؒ نے تفسیر کبیر میں یہود کے دعوے نحن ابناء اللّٰہ و احباءہٗ کی تفسیر میں یہ لفظ لکھے ہیں:۔

ان لفظ الابن کما یطلق علی ابن الصلب فقد یطلق علی من یتخذ ابناء واتخاذہ ابناء بمعنی تخصیصہ بمزید الشفقۃ والمحبۃ فالقوم ادعوا ان عنایۃ اللّٰہ بھم اشد واکمل عنایاتہ بکل ما سواھم لاجرم عبر اللّٰہ تعالیٰ عن دعوٰھم انھم ابناء اللّٰہ۔

یعنے ابن کے لفظ کا اطلاق جس طرح صلبی بیٹے پر ہوتا ہے اسی طرح اس پر بھی ہوتا ہے جو بیٹا بنایا جائے اور کسی

کو بیٹا اس طرح بنایا جاتا ہے کہ اس کو زیادہ شفقت اور محبت کے ساتھ خاص کیا جاتا ہے۔ پس یہود و نصاریٰ نے جب دعوے کیا کہ اللہ تعالےٰ کا فضل اور عنایت ان کے ساتھ اوروں کی نسبت زیادہ اور کامل ہے تو اللہ تعالےٰ نے ان کا دعوے ان الفاظ سے تعبیر کیا کہ وہ ابناء اللہ ہیں۔

غور کیجئے جب یہود و نصاریٰ کے خدا کے ساتھ محبت و شفقت کے دعوے کو اللہ تعالےٰ نے دعوے ابنیت کے مترادف قرار دیا، تو انت منی بمنزلۃ اولادی کے الہام کو محبت و شفقت کے معنوں میں کیوں نہیں لیا جا سکتا۔ بالخصوص جبکہ حضرت مرزا صاحب نے نہ کبھی خدا کا بیٹا ہونے کا دعوے کیا اور نہ ان کا کوئی مرید انہیں ایسا سمجھتا ہے،

کیا ہم امید کریں کہ "الاعتصام" اس وضاحت کے بعد اپنے الزام کو واپس لینے کے لئے تیار ہوگا؟

خلیفہ صاحب کی "خوشخبری"

ربوہ کے خلیفہ ثالث کی طرف سے ایک "خوشخبری" ذیل کے الفاظ میں شائع ہوئی ہے:۔

"ہندوستان کے جتنے غیر مبائع تھے ان کی اکثریت بیعت کر کے مبائعین میں شامل ہوگئی ہے، جو گھرانے باقی رہ گئے ہیں ان کے لئے بھی دعا کرنی چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ انہیں بھی جماعت میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔"

ہم حیران ہیں کہ خلیفہ صاحب کی یہ "خوشخبری" عالم خواب سے تعلق رکھتی ہے یا ان الشیاطین لیوحون الیٰ اولیاءھم کے مصداق کوئی الہام نہیں ہوا ہے، کیونکہ اگر کوئی حقیقت اس میں ہوتی، تو وہ بیعت کرنے والے "غیر مبائع" حضرات کے نام اور پتے ضرور شائع کرتے۔ جہاں تک ہمیں علم ہے جماعت احمدیہ لاہور سے تعلق رکھنے والے کسی بھی ہندوستان کے احمدی دوست نے ان کے ہاتھ پر بیعت نہیں اور خلیفہ صاحب کا یہ بیان کوئی حقیقت اپنے اندر نہیں رکھتا، کیا وہ اسکی وضاحت کرنے کے لئے تیار ہیں؟

اخبار احمدیہ

ختم قرآن کریم

جامع احمدیہ لاہور میں حافظ محمد بوستان خان صاحب نے نماز تراویح میں قرآن شریف کا ختم رمضان المبارک کی ستائیسویں شب کو کیا، حضرت امیر ایدہ اللہ تمام رمضان میں باقاعدہ نماز تراویح میں شامل ہوتے رہے اور صبح کی نماز کے بعد درس دیتے رہے۔

اعتکاف

رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں آفتاب عالم صاحب اور نذر محمد صاحب جامع احمدیہ لاہور میں اعتکاف بیٹھے۔

یادِ رفتگان یعنی تذکرہ انصارِ احمدیہ

اس نام کی ایک کتاب دو سال ہوئے انجمن کی طرف سے شائع کی گئی تھی جس میں مندرجہ ذیل بزرگوں کے حالات درج کئے گئے تھے :-

۱ - حضرت مولانا نورالدین صاحبؓ
۲ - حضرت مولانا محمد احسن صاحب
۳ - حضرت مولانا محمد علی صاحب
۴ - حضرت خواجہ کمال الدین صاحب
۵ - شیخ رحمت اللہ صاحب
۶ - مرزا یعقوب بیگ صاحب
۷ - ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب
۸ - مولانا غلام حسن خان صاحب
۹ - ڈاکٹر بشارت احمد صاحب
۱۰ - ڈاکٹر غلام محمد صاحب
۱۱ - میاں غلام رسول صاحب تیمم
۱۲ - شیخ نیاز احمد صاحب
۱۳ - مولانا عزیز بخش صاحب
۱۴ - شیخ میاں محمد اسماعیل صاحب و شیخ میاں مولا بخش صاحب - لائلپوری
۱۵ - مولانا آفتاب الدین احمد صاحب
۱۶ - ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ صاحب -
۱۷ - بابو منظور الٰہی صاحب
۱۸ - خان محمد عجب خان صاحب
۱۹ - مولانا محمد یحییٰ صاحب و ضلع ہزارہ کی متعدد دیگر ہستیاں -
۲۰ - خان مطیع اللہ خان صاحب
۲۱ - شیخ قمرالدین صاحب
۲۲ - حکیم شاہ نواز صاحب
۲۳ - سید اسد اللہ شاہ صاحب
۲۴ - مولوی محمد یمین صاحب
۲۵ - مرزا دلاور خان صاحب
۲۶ - نواب خان صاحب گوجرانوالہ
۲۷ - مرزا خدا بخش صاحب
۲۸ - شیخ فضل کریم صاحب
۲۹ - ڈاکٹر صاحبزادہ اے آر یوسف صاحب -

ان بزرگوں کے علاوہ بعض اور دوستوں اور بزرگوں کے حالات بھی ہمیں برائے اندراج موصول ہوئے تھے - لیکن کتاب کا حجم بڑھ جانے کی وجہ سے ان کی اشاعت دوسرے حصہ کے لئے ملتوی کر دی گئی - ان بزرگوں کے اسمائے گرامی جن کے حالات دوسرے حصہ کے لئے موصول ہو چکے ہیں حسب ذیل ہیں :-

۱ - شیخ اللہ دین صاحب -
۲ - شیخ مولا بخش صاحب سیالکوٹی
۳ - شیخ محمد میاں صاحب
۴ - چودھری علی گوہر صاحب
۵ - چودھری غلام حسن صاحب
۶ - چودھری سرفراز خان صاحب
۷ - چودھری غلام حیدر صاحب
۸ - سید عابد علی شاہ صاحب
۹ - شیخ یعقوب علی صاحب
۱۰ - حاجی محمد حسن صاحب لدھیانوی
۱۱ - ڈاکٹر نظام الدین صاحب
۱۲ - مولوی عبداللہ خان صاحب - مولوی مصطفےٰ خان صاحب، مولوی مرتضےٰ خان صاحب
۱۳ - مرزا جمال الدین صاحب
۱۴ - حافظ محمد بخش صاحب
۱۵ - قاضی ثناء اللہ صاحب
۱۶ - ڈاکٹر عصمت اللہ صاحب
۱۷ - پروفیسر عنایت علی خان صاحب
۱۸ - شیخ انعام الحق صاحب
۱۹ - میاں محمد عبداللہ صاحب سیالکوٹی
۲۰ - گنج ہائے گرانمایہ اصحاب راولپنڈی
۲۱ - جماعت شیخ محمدی کے خان محمد ایوب خان شہید استاد گل صاحب -
۲۲ - میر مدثر شاہ صاحب
۲۳ - مولانا عبدالہادی صاحب
۲۴ - ابن اکبر خان صاحب مجاہد برما
۲۵ - خلیفہ رجب دین صاحب
۲۶ - خان نور محمد خان صاحب میانوالیہ
۲۷ - مولانا احمد صاحب
۲۸ - میاں محمد یعقوب صاحب
۲۹ - مستری قادر بخش صاحب
۳۰ - شیخ عبدالعزیز صاحب صدیقی
۳۱ - قاضی محبوب عالم صاحب
۳۲ - ڈاکٹر مرزا عزیز الرحمٰن صاحب
۳۳ - خلیفہ محمد اکرم صاحب سامانوی
۳۴ - جماعت بھیرہ واہ کے وفات یافتہ بزرگ
۳۵ - میاں رحیم بخش صاحب نوری والا
۳۶ - ملک غلام سرور صاحب کنجاہی
۳۷ - شیخ محمد یوسف صاحب گرنتھی
۳۸ - مولوی وارث خان صاحب -
۳۹ - حافظ محمد ابراہیم صاحب
۴۰ - ملاں سید احمد صاحب
۴۱ - خان محمد زمان خان صاحب

انجمن کا ارادہ ہے کہ ان بزرگوں کے حالات "یادِ رفتگان" کے دوسرے حصہ میں شائع کئے جائیں لیکن اس سے پیشتر احباب کرام سے دریافت کرنا ضروری ہے کہ ان کے علاوہ اگر کوئی اور بزرگ رہ گئے ہوں جن کی پاکیزہ زندگی اور دینی خدمات کا تذکرہ اس کتاب میں درج ہونا ضروری ہو، تو اس سے مطلع کیا جائے، اور ایسے بزرگوں کے حالات لکھکر ادارہ پیغام صلح کو بھیجے جائیں تاکہ کتاب میں اندراج کے لئے انہیں مرتب کیا جا سکے -

علاوہ ازیں یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ کتاب کا پہلا حصہ ابھی تک سب احباب کے ہاتھوں میں نہیں پہنچا اور اس کی بہت سی کاپیاں دفتر انجمن میں قابل فروخت پڑی ہوئی ہیں، حالانکہ ضرورت ہے کہ اپنے گذرے ہوئے بزرگوں کی پاک زندگیوں سے نہ صرف ہم خود مستفید ہوں بلکہ اپنی آئندہ نسلوں کو ان کے پاک نمونوں سے مستفید کرنے کے لئے ہر گھر میں اس کتاب کا کم از کم ایک ایک نسخہ ضرور رکھا جائے قیمت حصہ اول پانچ روپیہ ہے، جو اس کی ۳۴۴ صفحات کے مقابلہ میں کچھ زیادہ نہیں، امید ہے سب دوست اس حصہ کو جلد از جلد خرید کر دوسرے حصہ کی تیاری کا سامان پیدا کر دیں گے ؟

ایک نیک تحریک

بیان القرآن ڈیلکس ایڈیشن کے لئے چوہدری عبداللطیف صاحب کا عطیہ مالیتی -/۵۰۰ روپے پیشگی

آزاد کشمیر سے ہماری جماعت کے ایک نہایت ہی مخلص اور پُرجوش نوجوان چوہدری عبداللطیف صاحب نے بیان القرآن ڈیلکس ایڈیشن کے لئے -/۵۰۰ روپے ارسال کئے ہیں - ان کی یہ التماس بھی ہے کہ احباب جماعت کو تحریک کی جائے کہ وہ اپنے لئے اور دیگر احباب کو تحفتاً دینے کے لئے اپنے آرڈر کی رقوم پیشگی ارسال کریں تاکہ اس ایڈیشن کی طباعت کے اخراجات کا بوجھ انجمن کو کم سے کم اٹھانا پڑے - انجمن اس سلسلہ میں ایک خاص رعایت کا اعلان کرتی ہے کہ جو احباب پیشگی رقوم ارسال فرمائیں گے اُن سے اصل لاگت وصول کی جائے گی - اس ایڈیشن کی دو قسمیں ہوں گی - اوّل قسم کی قیمت فروخت -/۴۰ روپے ہے - رعایتی قیمت -/۳۰ روپے ہوگی - اور دوئم قسم کی قیمت فروخت -/۳۰ روپے ہے رعایتی قیمت -/۲۰ ہوگی - اس طرح دونوں قسموں میں خریدار کو دس روپیہ کی رعایت مل جائے گی -

احباب جماعت سے التماس ہے کہ وہ قرآن مجید کی اشاعت کے اس سنہری موقع سے فائدہ اٹھائیں اور جلد از جلد اپنی رقوم امانت پیشگی برائے بیان القرآن محاسب صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے نام بھیجا کر ممنون فرمائیں - پیشگی رقوم بھیجکر جہاں احباب جماعت انجمن کیلئے سہولت مہیا کریں گے وہ رعایت سے بھی فائدہ اٹھا لیں گے اس لئے احباب جماعت کو اس طرف فوری توجہ دینا لازم ہے -

آنریری جنرل سیکرٹری - احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

رمضان کے روزے بلندیٔ کردار اور ملّی اجتماعی زندگی پیدا کرنے کا موجب ہیں

حضرت نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی بعثت اور قرآن کی تعلیمات

اخلاق فاضلہ اور شرف و عزت پیدا کرتی ہیں

کعبۃ اللہ کا حج قوم میں حیاتِ اجتماعیہ پیدا کرنے کا موجب ہے

بعض مہینوں، دنوں اور مقامات کی تقدیس اور بزرگوں کی یادگاریں

خطبہ جمعہ مورخہ ۶ جنوری ۱۹۶۷ء فرمودہ حضرت امیر قوم مولینا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ بمقام جامع احمدیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

یاایّھا الذین امنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون۔
وقال اللہ تعالیٰ:۔ شھر رمضان الذی انزل فیہ القراٰن ۔ھدًی للنّاس وبیّنٰت من الھدٰی والفرقان
وقال اللہ تعالیٰ:۔ من کان یرید العزّۃ فللّٰہ العزّۃ جمیعًا الیہ یصعد الکلم الطیّب والعمل الصالح یرفعہ

روزہ رکھنے کی غرض کردار کی بلندی اور ملّی زندگی پیدا کرنا ہے

یہ آیات جو میں نے پڑھی ہیں۔ ان کے اندر دو تین باتوں کا خاص طور پر ذکر کیا گیا ہے۔ ایک یہ کہ روزہ رکھنے سے مسلمان متقی بن جائیں۔ ان کا کردار بلند ہو جائے کردار بلند ہونے سے قوم ممتاز بن جاتی ہے۔ دوسرے یہ کہ مسلمان متحد ہو کر اجتماعی زندگی بسر کریں۔ رمضان کے مہینہ میں دنیا جہان کے پچاس ساٹھ کروڑ مسلمانوں میں ملّی زندگی نظر آتی ہے۔ سارے کے سارے مسلمان ایک وقت میں سحری کھاتے ہیں اور ایک ہی وقت پر افطار کرتے ہیں۔ مسلمان اس میں قرآن کریم پڑھتے اور اکثر محتاجوں کو کھانا کھلاتے ہیں۔

آج کل مسجدیں نمازیوں اور روزہ داروں سے بھرپور ہیں ان سب کے لئے ارشاد الٰہی ہے کہ تقوےٰ اختیار کرو۔ کیونکہ تقوےٰ سے کردار بنتا ہے اور کردار کے بغیر کوئی قوم مضبوط اور معزز نہیں ہو سکتی۔ فرمایا ۔ یایھا الذین امنوا ان تتقوا اللہ یجعل لکم فرقانًا۔ یعنی اگر تم تقوےٰ کی زندگی اختیار کرو گے تو تم کو ممتاز بنا دیا جائے گا۔

وہ کون شخص ہے جو اپنے گھر میں اپنے اقربا اور دوستوں میں معزز نہیں بننا چاہتا ۔ من کان یرید العزۃ فللّٰہ العزّۃ جمیعًا۔ سن رکھو جو کوئی عزّت حاصل کرنا چاہتا ہے۔ تو خدا کی فرمانبرداری میں تمام قسم کی عزّت ہے۔ خدا تعالےٰ کی ایک فرمانبرداری روزہ رکھنا ہے اس روزہ کا مقصد کردار پیدا کرنا ہے یعنی اپنے تئیں اخلاق فاضلہ سے آراستہ کرنا ہے۔

حضرت نبی کریمؐ کی بعثت کی غرض اخلاقِ فاضلہ پیدا کرنا ہے

حضور نبی کریم صلعم کی بعثت کی اغراض میں سے ایک اہم غرض یہ ہے کہ وہ لوگوں میں اچھی سیرت پیدا کریں۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا انّی بعثت لاتمم مکارم الاخلاق۔ میری رسالت کی یہ غرض ہے کہ لوگوں کے اخلاق فاضلہ کی تکمیل کر دوں۔ جس سے قوم ممتاز اور باعزّت ہو جائیگی۔

قرآن کریم کی تعلیمات موجب عزّت و شرف ہیں

اور یہی اہم مقصد قرآن کریم کی تعلیمات کے پیشِ نظر ہے جیسا کہ فرمایا وانہ لذکر لک ولقومک یعنے قرآن کریم کی تعلیمات آپ کے لئے موجب عزّت و شرف ہوں گی اور آپ کی قوم کو بھی ان تعلیمات سے عزّت و شرف حاصل ہو گا۔ جو لوگ اس کتاب کی طرف توجّہ نہیں کرتے وہ مسلمان کہلا کر معزز نہیں ہو سکتے۔

نماز کا مقصد طہارت پیدا کرنا ہے

بناوٹ سے نماز پڑھ لینا۔ دکھاوے کے روزے رکھ لینا کوئی فائدہ نہیں دیتا۔ اخلاص سے نماز پڑھنا کہ طہارت اور تزکیہ پیدا ہو یہ اس کی اصل غرض اور مقصد ہے ان اللہ طیب و یحب الطیب۔ خدا طیب اور پاک ہے اور پاکوں سے محبت اور پیار رکھتا ہے۔

آج لوگ جمعۃ الوداع میں قضائے عمری پڑھتے ہیں۔ یعنی کوئی نماز چھوٹ گئی ہو تو اس کی قضا پڑھتے ہیں یہ احساس مفید ہے۔

ہر شخص خود اپنا محاسبہ کرے

چاہیئے کہ ہر شخص آج اپنے نفس کا خود محاسبہ کرے کہ میرا ایمان کس حد تک صحیح ہے۔ میری عادات اور اخلاق میں کس حد تک کمی ہے۔ اس ارادے سے ہماری کی ساری قوم کے افراد اپنا محاسبہ کریں۔ خدا تعالےٰ بھی ہم کو محاسبہ کرنے کا حکم دیتا اور اس کا جواب بھی محاسبہ کرنے کی تلقین کرتے ہیں اس طرف ضرور توجّہ کرنا چاہیئے۔

انسانی روح کی آبیاری کے لئے رمضان میں قرآن کریم کا نزول

فرمایا شھر رمضان الذی انزل فیہ القراٰن ۔ یہ وہ عظیم الشان مہینہ ہے جس میں قرآن کریم جیسی نعمت نازل ہوئی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے انسان کی خاطر زمین و آسمان کی تمام نعمتیں فراہم کر رکھی ہیں۔ آسمان انسان کی خدمت کے لئے مامور ہے۔ پہاڑ اور ان کی روئیدگی، دریا، چشمے، سمندر، سمندر کی مخلوق، جنگل، میدان، سب کے سب انسان کی خدمت میں لگے ہوئے ہیں۔ یہ سب کچھ انسان کے جسم کے لئے ہے انسان کا جسم اس کے قلب اور روح کی نسبت کمتر درجہ رکھتا ہے۔ قرآن کریم اس کی روح کی آبیاری کے لئے ہے۔ چنانچہ اس کے متعلق فرمایا ہے ھدًی للناس وبیّنٰت من الھدٰی والفرقان یہ کتاب لوگوں کی ہدایت کا موجب ہے اور اس میں ہدایت کے کھلے کھلے دلائل موجود ہیں اور یہ حق و باطل میں امتیاز پیدا کرتا ہے۔

بعض مہینوں اور دنوں اور جگہوں کی تقدیس

خدا تعالےٰ کبھی کسی مہینے کا ذکر کرتا ہے۔ کبھی

کسی دن کا ذکر کرتا ہے یہ ان کی تقدیس قوم کے لئے برکات کا موجب ہے کہ اس سے حیات ملی اور حیات اجتماعیہ پیدا کرنا مقصود ہے۔ اس سے قوم کا کردار بلند رکھنا مقصود ہے۔ ایسا ہی کسی مکان یا جگہ کی تقدیس بیان کی گئی ہے جیسا کہ مکہ معظمہ کا وہ مکان ہے جسے بیت اللہ کہا جاتا ہے۔

کعبۃ اللہ قوم میں اتحاد اور طہارت پیدا کرنے کا موجب ہے

اس مکان کی برکت سے قوم بنتی ہے یہ قوم کو طہارت کا سبق دیتا ہے۔ دیکھنے کو تو کعبۃ اللہ ایک معمولی کوٹھا ہی ہے لیکن اس کوٹھے کے ذریعے قوم کو اہم فوائد حاصل ہو رہے ہیں۔ ویسے یہ کوٹھا ان گھڑے پتھروں کا بنا ہوا ہے جس کی دیواریں بھی ایک جیسی نہیں ہیں ایک چھوٹی ہے اور دوسری اس کے مقابلہ میں بڑی لیکن اس کوٹھے کو کس قدر شرف اور عزت حاصل ہے یہاں بنی نوع انسان کے تزکیہ و طہارت کا سامان ہوتا ہے۔ لوگ اس کی دیواروں سے چمٹے ہوئے زار و قطار روتے ہیں، تاکہ خدا تعالےٰ ان کے قصور معاف کر دے اور آئندہ ان کو اپنی رضا کی راہوں پر چلنے کی توفیق بخشے یہ کوٹھا فن تعمیر کے لحاظ سے کسی قسم کی کشش نہیں رکھتا تاہم دنیا جہان کے لوگوں کو اس نے اپنا شیدائی بنا رکھا ہے۔

صفا و مروہ کی سعی

اس کے سامنے ایک میدان ہے جس کے دونوں سروں پر دو پہاڑیاں ہیں جن کو صفا اور مروہ کہتے ہیں۔ ان دونوں کے درمیان حضرت ہاجرہؓ ماتا کی ماری بچے کی جان بچانے کے لئے سرگرداں تھیں کہ کسی جگہ کچھ پانی مل جائے۔ وہ بیٹے کے اضطراب کو دیکھ کر تڑپ رہی تھیں، کبھی صفا کی پہاڑی پر چڑھتی تھیں تو کبھی مروہ کی پہاڑی پر۔ یہ معمولی سی چھوٹی چھوٹی پہاڑیاں ہیں۔

حضرت ہاجرہؓ کی یادگار

اس میدان اور ان دو پہاڑیوں کو خدا تعالےٰ نے اس عورت کی یاد میں مقدس کر دیا ہے۔ ان الصفا والمروۃ من شعائر اللہ۔ ہر حاجی کا فریضہ ہے کہ حضرت ہاجرہؓ کی سنت پر عمل کر کے ان پہاڑیوں اور ان کے درمیان کے میدان میں سعی کرے یہ ارکان حج کا ضروری رکن ہے یہ دنیا کے مسلمانوں کا مرجع ہے۔ یہ قوم میں کعبۃ اللہ کی طرح اتحاد پیدا کرنے کا ذریعہ ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کبھی دن اور کبھی مکان قوموں کو قیمتی سبق سکھانے کا موجب ہوتے ہیں۔

کعبۃ اللہ یہاں توحید الٰہی کا سبق دیتا ہے وہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یادگار بھی قائم کرتا ہے چنانچہ فرمایا واتخذوا من مقام ابراھیم مصلی۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ توحید کے مقامات پر خدا سے انسانوں کی یادگاریں قائم کر رکھی ہیں

یہ یادگاریں قائم کرنا شرک نہیں ہوتا۔ اگر کسی وقت صفا و مروہ پر بت نصب شدہ تھے یا کعبۃ اللہ میں تین سو ساٹھ بُت تھے تو اب تو وہاں بُت نہیں آج وہ توحید کا مقام ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر کسی خراب جگہ پر خدا کی یادگار قائم کی جائے تو وہ پاک ہو جاتی ہے جس طرح ایک انسان ناجائز طریق سے روپیہ حاصل کرتا ہے اور وہی روپیہ علاج معالجہ کے لئے ڈاکٹر کو دیتا ہے تو ڈاکٹر کے لئے وہ روپیہ پاک ہے ڈاکٹر کے لئے یہ روپیہ ناپاک نہیں ہو گیا۔ اسی طرح سے کعبۃ اللہ بھی پاک ہے اگرچہ وہاں کسی وقت بُت رکھے ہوئے تھے۔

اسی صفا اور مروہ کے طواف کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے ومن تطوع خیراً فان اللہ شاکر علیم جس طرح خدا تعالےٰ قدردان ہے اسی طرح مومنوں کو بھی شکر گذاری کا قیمتی سبق سیکھنا چاہیئے اس سے قوم زندہ ہوتی ہے۔

پاک نیات اور نیک اعمال شرف قبولیت اور بلندی درجات کا موجب ہیں

جو امور قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ نے بیان فرمائے ہیں یہ ہماری تربیت کے لئے ہیں۔ ان سے فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ خدا کی فرمانبرداری میں عزت ہے الیہ یصعد الکلم الطیب۔ اعلےٰ درجہ کی نیات، اعلےٰ درجہ کے خیالات خدا کے نظریات اور خیالات اپنائے تاکہ خدا کے ہاں وہ پسند کئے جائیں۔ والعمل الصالح یرفعہ۔ جہاں نیات اعلےٰ درجہ کی ہوں وہاں اس کے ساتھ اعمال بھی اعلےٰ ہوں تو وہ انسان کے درجات بلند کرنے کا موجب بنتے ہیں۔ اچھے اعمال اللہ تعالےٰ سے شرف قبولیت پاتے ہیں، اللہ تعالےٰ مسلمان کو معزز کرنا چاہتا ہے۔ وہ فرماتا ہے کنتم امۃ وسطاً لتکونوا شھداء علی النّاس تم ایسی قوم ہو جو اعتدال پر قائم ہے تاکہ لوگوں کے لئے شاہد اور نمونہ بن جائے، ویکون الرسول علیکم شھیداً۔ جس طرح کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے لئے شاہد اور نمونہ ہیں۔

جناب میاں محمد صاحب کو دل کا دورہ اور ان کے لئے دُعا

آج میاں ظہور احمد صاحب کا لائل پور سے فون آیا ہے کہ شیخ میاں محمد صاحب کے دل پر حملہ ہوا تھا مگر اب آفاقہ ہے، آج جمعتہ الوداع ہے میاں صاحب ہماری جماعت کے رکن رکین اور قیمتی وجود ہیں۔ ان کے لئے سب احباب درد دل سے دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ ان کو صحت عطا فرمائے۔

دیگر بیماروں اور مصیبت زدوں کے لئے دُعا

علاوہ ازیں چوہدری عبد[illegible] منیر احمد

کی آنکھوں میں تکلیف ہے۔ ان کے لئے بھی دعا کی جاوے۔ ان تمام لوگوں کے لئے دعا کریں جو کسی بیماری یا تکلیف میں گھرے ہوئے ہیں کہ اللہ تعالےٰ ان کی بیماریاں اور مصیبت دُور فرمائے۔

چوہدری اللہ دتہ صاحب کہتے ہیں کہ ان کی والدہ صاحبہ فوت ہو گئی ہیں ان کے لئے دعائے مغفرت کی جائے۔ جماعت کے ایک مخلص رکن چوہدری نور دین صاحب کا بھی انتقال ہو گیا ہے۔ وہ بڑے متقی اور قابل انسان تھے ان کے لئے بھی نماز جنازہ غائبانہ میں مغفرت کی دُعا کی جائے (دُعا کی گئی)

طلبائے مسلم ہائی سکول نمبر ۲ کی ادبی سرگرمیاں

مکرمی ایڈیٹر صاحب پیغام صلح احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور۔

السلام علیکم۔ ہمارے سکول کی امسال کی ادبی کارکردگی درج ذیل ہے۔ براہ کرم پیغام صلح میں اشاعت فرما کر مشکور فرما دیں۔

اکتوبر ۱۹۶۶ء میں یوتھ موومنٹ کے زیر اہتمام بچوں میں بیت بازی۔ نعت و نظم خوانی۔ تقاریر اور قوالیوں کے مقابلے ہوئے۔ اس کی صدارت صوبائی اسمبلی کی رکن صاحبزادی محمودہ بیگم نے کی۔ ہمارے سکول کے طلباء نے ہر شق میں شرکت کی۔ نعت خوانی اور قوالی میں داد تحسین حاصل کی۔

نومبر ۱۹۶۶ء میں یونیسکو کے تحت "کتاب میلہ" کا انعقاد ہوا۔ ایک ہفتہ کا رنگ ... ہمارے سکول کے بچوں نے بیت بازی۔ ڈرامہ اور قوالی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ حسن قرأت میں محمد زاہد متعلم ششم دوم اول۔ قوالی ٹیم اوّل قرار دی گئی۔ ہمارے دیگر بچوں کو بھی میلہ کے منتظمین کی طرف سے تعریفی اسناد اور کتابیں بطور انعام دی گئیں۔

نومبر ۱۹۶۶ء کے دوسرے ہفتے کے دوران میں فیض الاسلام ہائی سکول راولپنڈی میں حسن قرأت۔ نعت خوانی اور تقاریر سیرت کے آل ویسٹ پاکستان مقابلے ہوئے۔ ہر شق میں ہمارے بچوں نے شرکت کی ہمارے سکول کے حافظ محمد زاہد کو انعام دیا گیا۔ ہمارے مقرر محمد علی اور نعت خواں عبدالرزاق کو خوب داد ملی۔ مجموعی طور پر مغربی پاکستان کے تمام سکولوں میں ہماری پانچویں پوزیشن رہی۔

نومبر ۱۹۶۶ء کے آخری ہفتہ میں ہزنگ کارپوریشن ہائی سکول لاہور میں ایک آل ویسٹ پاکستان حسن قرأت نعت خوانی اور تقاریر سیرت کے مقابلے ہوئے۔

حسن قرأت میں حافظ محمد زاہد متعلم ششم کو دوم انعام ملا۔ ہمارے مقرر محمد علی متعلم ہشتم کی تقریر کو بہت سراہا گیا۔ مجموعی طور پر مغربی پاکستان کے تمام سکولوں میں ہماری چوتھی پوزیشن آئی۔ (باقی برصفحہ کالم ...)

شانِ مسیح موعودؑ پر تبصرہ

کیا حضرت مسیح موعودؑ نے تعریف نبوّت میں تبدیلی کی؟

بسلسلہ اشاعت مؤرخہ ۸ ر دسمبر ۱۹۶۶ء

(۵)

دوسری غلطی قاضی صاحب کو لفظ "ضروری" کے استعمال سے ناواقفیت کی بناء پر لگی ہے یہ لفظ اُردو زبان میں "مطلوب" کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے جسے قاضی صاحب نے اپنا غلط استدلال کرتے ہوئے نظر انداز کر دیا ہے۔ اس معنی کے لحاظ سے حضور کی عبارت کا مفہوم یہ ہوگا کہ حدیث میں آنے والے مسیح کے لئے لفظ نبی وارد کرتے سے حدیث کا یہ مطلوب مقصود نہیں کہ آنے والا مسیح شریعت لائے گا یا رسول اکرم صلعم کی اتباع سے علیحدہ ہو کر براہِ راست خدا سے تعلق رکھے گا بلکہ وہ حضرت نبی کریم صلعم کی لائی ہوئی شریعت پر ہی عامل ہو کر اور آنحضرت صلعم کی ہی کامل اتباع کے نتیجہ میں ہی خدا سے وحی پانے اور الٰہی مکالمہ مخاطبہ سے مشرف ہونے کا انعام پائے گا

یقینی ثبوت

اس بات کا یقینی ثبوت کہ حضور نے ضروری کا لفظ عبارت مذکورہ بالا میں مقصود کے مفہوم میں ہی استعمال کیا ہے یہ ہے کہ حضور نے اسی کتاب میں دوسری جگہ اپنے آپ کو جماعت محدثین کا فرد ثابت کرتے ہوئے جس کا تفصیلی حوالہ گذشتہ قسط میں گذر چکا ہے صراحت سے ضروری کی بجائے مقصود کا لفظ استعمال کیا ہے۔ حضور کے الفاظ حسب ذیل ہیں:-

"اب جبکہ ان حدیثوں سے ثابت ہے کہ آنے والا عیسٰے اُمتی ہے تو کلام الٰہی میں اس کا نام نبی رکھنا ان معنوں سے نہیں ہے جو ایک مستقل نبی کے لئے مستعمل ہوتے ہیں (یعنی شریعت لانے والے اور براہِ راست ہونے والے کے معنی میں نہیں ہوا جس کے معنی صاف ہیں کہ محض لغوی معنی میں ہی استعمال ہوا ہے - ناقل) بلکہ اس جگہ (یعنی حدیث میں - ناقل) صرف یہ مقصود ہے کہ خدا تعالیٰ اس سے مکالمہ مخاطبہ کرے گا اور غیب کی باتیں اس پر ظاہر کرے گا اس لئے باوجود اُمتی ہونے کے وہ نبی بھی کہلائے گا" صـــ۱۸۲ -

قاضی صاحب کے پیشکردہ حوالہ کی وضاحت حضور کی مندرجہ بالا عبارت سے ہو جاتی ہے۔ پس قاضی صاحب کی پیش کردہ عبارت "شریعت کا لانا اس کے لئے ضروری نہیں اور نہ یہ ضروری ہے کہ صاحب شریعت رسول کا متبع نہ ہو" کے معنی حضور کی دوسری عبارت کو محفوظ رکھتے ہوئے اور دونوں عبارتوں کو ملا کر پڑھنے سے یہی ہوں گے کہ اے سائل یاد رکھ کہ حدیث میں آنے والے مسیح کے لئے وارد شدہ لفظ نبی سے یہ مقصود نہیں کہ وہ شریعت لائے گا یا مستقل ہوگا کہ اس کو اُمتی ہونے کے منافی سمجھ کر بنی اسرائیل کے نبی مسیح ناصری کے آسمان سے نازل ہونے کا عقیدہ رکھا جائے بلکہ حدیث میں اس لفظ سے صرف اتنا مقصود ہے کہ وہ محض لغوی معنی میں نبی کہلائے گا جیسا کہ مخاطبہ الٰہیہ سے مشرف ہونے اور غیب کی خبریں پانے کا شرف حاصل کرنے کی وجہ سے ہر کامل اُمتی نبی کہلا سکتا ہے اسی لئے حضور نے فرمایا کہ ہر نبی اور ہر دین ایسے نبی بناتا رہا ہے اور اسی لئے مزید وضاحت کرتے ہوئے فرمایا:-

"اگر نبی کے (یعنی حدیث میں آنے والے مسیح کے لئے وارد شدہ لفظ نبی کے — ناقل) صرف (لفظ صرف پر بھی غور کریں - ناقل) یہ معنی کئے جائیں کہ اللہ جلشانہ اس سے مکالمہ مخاطبہ رکھتا ہے اور بعض اسرار غیب کے اس پر ظاہر کرتا ہے تو اگر ایک اُمتی ایسا نبی ہو جائے تو اس میں حرج کیا ہے خصوصاً جبکہ خدا تعالےٰ نے قرآن شریف میں اکثر جگہ یہ امید دلائی ہے کہ ایک اُمتی شرف مکالمہ الٰہیہ سے مشرف ہو سکتا ہے اور خدا تعالےٰ کے اپنے اولیاء سے مکالمات اور مخاطبات ہوتے ہیں بلکہ اسی نعمت کے (یعنی

انعمت علیہم"

یہ ساری عبارتیں قاضی صاحب کے پیش کردہ [illegible] کے ساتھ ہی ملحق ہیں جنہیں قاضی صاحب [illegible] سے کہنا پڑتا ہے عمداً ترک کر دیا ہے کیا [illegible] اس سے بھی بدتر مثال ہو سکتی ہے [illegible] چند صفحات بعد ہی اپنے آپ کو صریح [illegible] محدثین کے گروہ میں داخل کیا ہے [illegible] کی اپنی کتاب مواہب الرحمٰن میں اس کی مزید [illegible] بھی فرما چکے ہیں:-

وللہ مکالمات ومخاطبات مع [illegible]
فی ھذہ الامۃ وانھم یعطو[illegible]
صبغۃ الانبیاء ولیسوا [illegible]
فی الحقیقۃ فان القرآن اکمل [illegible]
وطر الشریعۃ۔

کیا اس سے صاف ثابت نہیں ہوتا کہ [illegible] مواہب الرحمٰن میں صراحت کے ساتھ محض [illegible] مخاطبہ الٰہیہ سے مشرف ہونے والے امتی کو [illegible] اولیاء میں داخل کیا ہے اور ایسے امتی کے متعلق [illegible] انبیاء کا فرد ہونے سے بالتصریح انکار کیا ہے [illegible] لفظ نبی کا اطلاق وہاں بھی موجود ہے [illegible] براہین احمدیہ حصہ پنجم والے حوالہ میں بھی [illegible] الٰہیہ سے مشرف ہونے والے امتی کے [illegible] استعمال جائز رکھا ہے لیکن داخل اس کو [illegible] میں ہی کیا ہے اور حضور کی عبارت المحدث [illegible]
نبی باعتبار حصول نوع من انواع [illegible]
سے ثابت ہے کہ محدث پر بھی نبی کا لفظ [illegible] سکتا ہے کیونکہ وہ نبوت کی مبشرات [illegible] کو حاصل کرتا ہے۔ اسی طرح دوسری جگہ [illegible] کہ محدث من وجہ نبی ہوتا ہے [illegible] حقیقی نبی کو جو درحقیقت زمرۂ انبیاء [illegible] ہوتا ہے دو نعمتوں سے نوازا جاتا ہے [illegible] اور دوسری نعمت شریعت یا کتاب یا [illegible] سے نامزد کی جاتی ہے۔ محدث کو [illegible] والی نعمت ملتی ہے کیونکہ ہر نبی کی نبوت کو [illegible] نبوت کے جاری رہنے کے زمانہ تک [illegible] کے لئے اس کے متبعین میں مبشرات [illegible] کا جاری رکھنا ضروری ہے ورنہ [illegible] کے فیض کا ثبوت ملنا محال ہے [illegible] صلعم کی نبوت چونکہ قیامت تک [illegible] اس لئے اس کے فیض کا بھی قیامت تک [illegible] رہنا لازمی ہے [illegible] آنحضور صلعم کی نبوت کا فیض [illegible] میں امت کو پہنچتا ہے قیامت تک [illegible]

گا۔ اور ایسے کاملین اس امت میں پیدا ہوتے رہیں گے جو اس نعمت کو پاتے رہیں گے اور انہی کاملین میں حضرت مسیح موعود بھی تھے جنہوں نے اس نعمت کا سب سے وافر حصہ پایا جیسا کہ احادیث سے ثابت ہے کہ اس امت میں آنے والا مسیح اس نعمت کا سب سے زیادہ حصہ پائے گا اسی لئے حضرت نبی کریم صلعم نے فرمایا لم یبق من النبوۃ الا المبشرات یعنی شریعت والا حصہ تو میرے وجود با جود میں کمال کو پہنچ گیا ہے اس کی تو اب دنیا کو ضرورت نہیں ہوگی ہاں میری نبوت کے فیض کو ثابت کرنے کے لئے مبشرات والا حصہ جاری رہے گا اسی حصہ کے متعلق تمام اہلِ قلوب کا اتفاق ہے کہ اس کا نام وحی ولایت ہوتا ہے اسی وجہ سے حضرت مسیح موعود نے بھی بار بار فرمایا کہ وحی نبوت قیامت تک منقطع ہے ہاں وحی ولایت قیامت تک جاری ہے اور اپنی وحی کے متعلق بھی صراحت سے فرما دیا کہ وہ وحی نبوت نہیں بلکہ وحی ولایت ہے جو زیر سایہ نبوت محمدیہ اور آنجناب صلعم کی اتباع سے اولیاء اللہ کو ملتی ہے۔

انشاء اللہ آئندہ قسط میں قاضی صاحب کے استدلال کی غلطی پر مزید دلائل سے بھی روشنی

طلبائے مسلم ہائی سکول نمبر ۲ کی ادبی سرگرمیاں

(بسلسلہ صفحہ ...)

امسال ہمارے سکول کے باسکٹ بال کے دو کھلاڑی زاہد حسین اور ساجد حسین بورڈ کی ٹیم میں شامل کئے گئے کھیل کے میدان میں ہمارے سکول کا یہ قابل قدر کارنامہ ہے کہ دونوں کھلاڑیوں کو بورڈ آف انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن کی طرف سے سرٹیفکیٹ ملے ہیں۔

ہمارے سکول کا ایک مستقل فیم کیمپ ہائر ہے۔ امسال کیمپ فائر کا افتتاح صوبائی وزیر تعلیم جناب محمد علی خان نے کیا۔ پروگرام بے حد پسند کیا گیا۔

ینگ مینز احمدیہ ایسوسی ایشن کے زیر اہتمام "اسلام میں فرض شناسی" کے موضوع پر تقاریر کا انعامی مقابلہ ہوا۔ ہمارا مقرر محمد علی متعلم ہشتم مقابلے میں اول قرار دیا گیا حاضرین اس کے زورِ خطابت اور شگفتگی الفاظ سے بہت متاثر ہوگئے۔ والسلام۔

محمد الطاف حسین
انچارج بزم ادب مسلم ہائی سکول ۲ لاہور

سہارن پور میں:
حیات النبی صلعم پر لیکچر

مسلم یوتھ ایسوسی ایشن سہارنپور کے دفتر میں ایک بہت بڑا جلسہ ۳۰ر اکتوبر ۱۹۶۶ء کو بوقت ۹ بجے صبح منعقد ہوا جس میں حضرت نبی کریم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ اور اخلاق عالیہ پر مسٹر خورشید قریشی، مسٹر عبدالسلام خیری اور چند اور اصحاب نے انگریزی زبان میں مقالات پڑھے، سب سے آخر انگریزی زبان کے مشہور فصیح اللسان مقرر علامہ سمیع الرحمان شاہ صاحب نے معلومات افزا اور فصیح وبلیغ تقریر کی جس میں ان لوگوں کا خاص طور پر ذکر کیا جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام لیکر دنیا کے دور دراز ممالک مثلاً ٹرینیڈاڈ اور جزائر فیجی تک جا رہے ہیں۔

اس تقریر کے بعد پریذیڈنٹ مسلم یوتھ ایسوسی ایشن نے فاضل مقرر کا شکریہ ادا کرتے ہوئے ان سے درخواست کی کہ ۶ر نومبر ۱۹۶۶ء کو "اسلام کیا ہے؟" کے موضوع پر اپنے بیش قیمت خیالات سے مستفید فرمائیں۔ شاہ صاحب ممدوح نے اس درخواست کو منظور فرما لیا۔

(نامہ نگار از سہارن پور)

عصر حاضر میں تبلیغ و اشاعت اسلام کی اہمیت

مجلس مذاکرہ بر موقعہ جلسہ سالانہ کی مختصر روئیداد

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے تریپن ویں سالانہ جلسہ سالانہ محترم ڈاکٹر سعید احمد صاحب ریٹائرڈ ڈپٹی ڈائرکٹر ہیلتھ سروسز منعقد ہوا۔ اس مجلس مذاکرہ میں دیگر مکاتیب فکر کے علماء حضرات اور مقررین کرام کو بھی اظہار خیال کی دعوت دی گئی تھی۔ لیکن صرف ادارہ ثقافت اسلامی لاہور کے مولانا شاہ محمد صاحب جعفری پھلواروی ندوی نے شرکت کی۔

تلاوت قرآن کریم

محترم عبدالعلی صاحب از دیوبند نے قرآن کریم کی تلاوت فرمائی۔ مکرم چوہدری سید احمد صاحب بدوملہی اور محترم محمد اعظم صاحب علوی نے اپنا منظوم کلام پڑھ کر حاضرین کو محظوظ فرمایا۔

مولانا شاہ محمد جعفری کی تقریر

ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور کے جناب مولینا شاہ محمد صاحب جعفری پھلواروی ندوی نے عنوان مذاکرہ پر تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ میرا خیال یہ ہے کہ آج سے زیادہ بہتر موقعہ تبلیغ و اشاعت اسلام کا پہلے ادوار میں کبھی نہیں آیا۔ ادوار کی اکثر [illegible] وجہ ہے۔ اگر ہم اس کی اہمیت کو محسوس کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں پچھلے دور کا آج کے دور سے مقابلہ کرنا ہوگا۔ آج کا دور مسئلہ ارتقاء کی رو سے علمی اور فنی اور سائنسی حیثیت کے لحاظ سے بہت آگے بڑھ گیا ہے۔ اور حسب ارشاد الہیٰ و الیہ ترجع الامور ہم سب کے سب چار و ناچار اس مقصد کی طرف جا رہے ہیں جہاں ہمیں اسلام لے جانا چاہتا ہے۔ کچھ تو شعوری طور پر اس مقصد و مطلوب کی طرف بڑھ رہے ہیں اور کچھ غیر شعوری طور پر اس منزل کی طرف چلتے چلے جا رہے ہیں۔

مولینا نے اپنی تقریر کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ شائد سامعین کرام میری اس بات سے اتفاق نہ کریں۔ کہ اگر اس دنیا میں [illegible] کا وجود نہ ہوتا تو بھی دنیا کو بالآخر وہیں پہنچنا تھا۔ جہاں قرآن انسان کو پہنچانا چاہتا ہے۔ مگر ذہن سے لاکھوں سینکڑوں ٹھوکریں کھانے اور ہزاروں برسوں کی خاک چھاننے کے بعد اسے اپنی منزل مقصود کی خبر ملتی۔ ان مرسلین اور مصلحین نے اپنی بعثت سے جو انسانوں پر احسان کیا ہے وہ صرف یہی ہے کہ انہوں نے منزل مقصود کی نشاندہی کر دی۔ اور اس کا راستہ ہموار و آسان کر دیا اور تاریک راہوں کو روشن کر دیا۔ اور عالم انسانیت کے لئے ان راہوں پر قدم [illegible] آسان ہو گیا۔ مرسلین اور مصلحین نے انسان کا وقت بچا دیا۔ اس کی جہت اسلام لے جانا چاہتا ہے، وہ عقل و خرد اور علم و حکمت کا راستہ ہے۔ یہ عقل وحی الہیٰ کی روشنی میں اپنا راستہ ڈھونڈھ رہی ہے اور اس وحی الہیٰ کی روشنی میں جو قرآن کی شکل میں ارتقاء کی آخری منزل پر پہنچ گئی ہے۔ انسان اپنی عقل کو بروئے کار لا کر ہدایت کا راستہ پا سکتا ہے اب مزید کسی وحی و الہام کی ضرورت نہیں۔ اب عقل کا زمانہ ہے اس سے ہم نے کام لینا ہے۔ چودہ سو سال پہلے تک مسلسل وحی اور الہام نے انسان کی عقل کو سہارا دیا۔ اس کو راستہ پر ڈال دیا۔ اس کو پختہ شعور دے دیا۔ اس کی اپنی پیدائش کی غرض و غایت سے مطلع کر دیا۔ تو اب وحی کا آنا ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو گیا۔ اب جو کچھ کرنا ہے علم و حکمت کے ساتھ قرآن کی وحی کی روشنی میں کرنا ہے۔ نری عقل بھی محض سرباری سے کم نہیں۔ جب تک اس کو وحی کی روشنی حاصل نہ ہو۔ آج عقل و حکمت عروج پر ہے۔ اس نے اور ترقی کرنا ہے۔ جوں جوں عقل کو پر لگتے جائیں گے، یہ خود بخود اس حقیقت تک پہنچ جائے گی جہاں اس کائنات کا خالق و مالک عالم انسانیت کو پہنچانا چاہتا ہے۔

مکرم مولینا نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ آج سے قبل ایسا دور کبھی نہیں آیا تھا کہ دنیا کے سامنے اسلام عقل کی روشنی میں پیش کیا جاسکے، چونکہ اسلام فطرت اور عقل کا مذہب ہے۔ اس لئے عقل و علم کے اس دور میں اس عقل و علم کے دین کو سمجھانا آسان تر ہو گیا ہے اس لئے ضرورت ہے کہ ہمیں اول علم و حکمت میں ترقی کرنی چاہیئے اور اس راہ میں مسابقت پیدا کرنی چاہیئے۔ دوسری چیز کردار کی کمزوری ہے۔ ہم اپنا کردار اس معیار پر نہ لے جا سکے جس پر اسلام ہمیں لے جانا چاہتا ہے۔ ہمیں وہ کیریکٹر اور وہ بلندی اپنے اندر پیدا کرنی چاہیئے جو اسلام ہم میں دیکھنا چاہتا ہے۔ مکرم فاضل مقرر نے افسوس کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ علم و حکمت اور بلند کرداری جو اسلام مسلمان میں پیدا کرنا چاہتا ہے وہ مسلمان میں نہیں، اس کے برعکس یہ خوبیاں مغرب کی غیر مسلم قوم میں دیکھنے میں آتی ہیں۔ وہ علم و حکمت میں ہم سے بہت آگے ہیں۔ اور وہ کردار میں بھی ہم سے بہت آگے نکل چکے ہیں ہمارے عقائد ان کے اعمال بن کر رہ گئے ہیں اور ہمارے عمل ان کے عقیدے کی طرح ہیں۔ ان کے اندر ہم سے زیادہ ایمانداری ہے۔ ان کے اندر سماجی اور معاشی اور معاشرتی برائیاں ہمارے مقابلہ پر کم ہیں۔ وہ قول کے پکے ہیں۔ وہ خوردنی اشیاء میں ملاوٹ سے قوم اور معاشرہ کو بیمار نہیں کرتے وہ مرچ میں گیرو نہیں ملاتے۔ وہ نمک میں پتھر نہیں پیستے۔ وہ دودھ میں چھپڑوں کا پانی نہیں ملاتے۔ وہ گندم میں سے سب خوردنی اجزاء اور وٹامن نکال کر محض بھس قوم کو نہیں کھلاتے۔ وہ گھی میں آلو اور [illegible] ہیں۔ غرض یہ جو ہم مسلمان محاسبہ عمل اور مکافات عمل پر یقین رکھنے والے مسلمان اور جنت اور دوزخ کے قائل مسلمان پاکستان میں کر رہے ہیں وہ کچھ غیر مسلم جو خدا کو نہیں مانتے جو جنت اور دوزخ کی جزا و سزا کے قائل نہیں وہ نہیں کر رہے۔ ہم خدا کو مانتے ہیں لیکن اس کی منشاء کو پورا نہیں کر رہے۔ وہ خدا کے منکر ہیں مگر خدا کی ہر منشاء کو پورا کر رہے ہیں۔

مولینا نے فرمایا کہ دنیا آج علم و حکمت اور عقل و دلیل میں بہت آگے نکل گئی ہے۔ اسے کوئی ذہنی اور نظری فلسفہ قائل نہیں کر سکتا۔ وہ عمل اور حقیقت دیکھنا چاہتی ہے۔ ہم اگر مغرب میں اسلام کے پیامبر بن کے جائیں تو وہ ہم سے پوچھ سکتے ہیں کہ تم ہمیں کونسا اسلام سکھلانا چاہتے ہو۔ تمہارے اپنے اندر اسلام کی کیا عزت ہے اس کا کیا احترام ہے اس کا کیا پاس ہے۔ تم ہمیں اسلام سکھانے آئے ہو تمہاری اپنی قوم نے اسلام کس قدر سیکھ لیا ہے؟ اور اس کی کہاں تک پابند ہو گئی ہے۔

مکرم مولینا نے فرمایا کہ دنیا آہستہ آہستہ غیر شعوری طور پر اسلام کی طرف آ رہی ہے۔ مغرب میں علم و حکمت کی شمع روشن ہے۔ روس اور چین کا عمل و کردار اسلامی ہے۔ افریقہ اور ایشیا اور امریکہ کی قومیں اسلام کے ضوابط حیات کے قائل اور پابند ہوتے چلے جا رہے ہیں، دنیا تو اسلام کو قبول کرتی چلی جا رہی ہے مگر اقرار نہیں کرتی۔ اور ہم ہیں کہ اسلام کا نام لے کر اپنے قول و فعل سے اس کا انکار کر رہے ہیں۔ ہم جن مسائل میں اُلجھے ہیں اُن کا تعلق کسی بھی طور زندگی سے وابستہ نہیں ہمیں تو اپنی زندگی کے ان مسائل پر غور کرنے اور اس کے لئے لائحہ عمل تیار کرنا چاہیئے کہ ہماری ضروریات زندگی کیا ہیں۔ ہمیں ان کو کس طور حاصل کرنا چاہیئے۔ ہماری رہائش کے مسائل ہیں، گرمی سردی کے کپڑوں کے مسائل ہیں، رزق تعلیم، صحت اور تفریح کے مسائل ہیں۔ ہمارے ملکی، ملی اور بین الاقوامی مقام و وقار کے مسائل ہیں، اور ہماری معیشت اور سماج کی برائیوں اور بیماریوں کے دور کرنے کے مسائل ہیں، ان کی طرف تو ہماری نظر نہیں۔ لے دے کر ہمارے مسائل صرف یہی رہ گئے ہیں، کہ خدا جھوٹ بول سکتا ہے یا نہیں ہے، حضور صلعم بشر ہیں یا نہیں۔ غیب جانتے تھے یا نہیں، ان کا سایہ تھا یا نہیں تھا۔

حضورؐ حاضر و ناظر ہیں یا نہیں۔ براق کا گوشت حلال ہے یا حرام۔ کافر کون ہیں، مرتد کون ہیں، وغیرہ وغیرہ۔ ہم نے تیرہ سو سال سے اپنا وقت اور اپنا مال اور اپنی صلاحیتیں انہی دور از کار مسائل میں ضائع کر دی ہیں۔ کیا آپ انہی مسائل کو لے کر دنیا جہان میں تبلیغ کے لئے نکلنا چاہتے ہیں۔

مکرم مولینا نے فرمایا کہ مسلمان کی دعوت فرقہ بندی گروہ بندی اور ایک دوسرے کو مرتد و کافر بنانے کی دعوت ہے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی ایسی دعوت نہیں دی۔ حضورؐ صلعم کی دعوت کبھی مشقت کی دعوت نہیں تھی حضرت نبی کریم صلعم نے فرمایا کہ اپنے خالق حقیقی کے فرمانبردار بن جاؤ۔ اور مخلوقِ خدا پر حسن و احسان کا سلوک روا رکھو۔ حضرت صلعم کی پوری معاشی زندگی کسی پہلو پر بھی کسی امتی سے بلند نہیں ہوئی۔ حضرت نبی کریم صلعم نے خدا تعالےٰ کی طرف دعوت عام دی۔ توحید و وحدت الٰہی کا سبق دیا مسلمان مبلغ کو بھی خیال رکھنا چاہیئے کہ اسے کسی فرقہ کی دعوت نہیں دینی چاہیئے۔ اسلام نے فرقہ بندی کی تعلیم نہیں دی۔ اگر مسلمان خدا کو ایک مانتا ہے تو اس کے بندوں کو بھی ایک ماننا پڑے گا۔ جس طرح خدا تعالےٰ کی وحدانیت کے ٹکڑے کرنا شرک ہے اسی طرح انسانوں کے ٹکڑے کرنا بھی شرک ہے۔

مکرم مولینا نے اپنی تقریر ختم کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ علم و عقل کے اس زمانہ میں اسلام کی تبلیغ کے مواقع بڑے روشن ہیں۔ جو چیز ایک مبلغ اسلام کے لئے ضروری ہے وہ صرف یہ ہے کہ دعوت صرف خدا کی طرف ہو، باعمل مبلغ ہو۔ اپنی قوم سے سرخرو ہو کر جائے۔ اصولی اور عملی زندگی بتائے اس کی تبلیغ میں نرمی، بشارت اور آسانی ہو۔ اور آہستہ آہستہ انہیں حکمت قرآنی اور خلق محمدی سے اسلام کا پابند کیا جائے۔

ریمارکس صاحب صدر

مکرم مولینا جعفری کی مندرجہ بالا تقریر پر صدر مکرم ڈاکٹر شیخ عطاء اللہ صاحب نے تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ جماعت احمدیہ کسی فرقہ بندی کی قائل نہیں اور اس کے جو مشن بیرونی ممالک میں کام کر رہے ہیں کسی فرقہ کی دعوت نہیں دیتے اسلام اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم پیش کرتے ہیں۔

آپ نے فرمایا کہ مولینا جعفری نے جو یہ فرمایا ہے کہ اب عقل انسانی اس درجہ پر پہنچ گئی ہے کہ اسے کسی وحی و الہام کی ضرورت نہیں یہ صحیح نہیں بے شک قرآن کی تعلیم کامل و مکمل ہے اور اس کے بعد کسی نئی شریعت یا کسی نبی کی ضرورت نہیں لیکن اُمتِ محمدیہ میں ایسے لوگ اولیاء اللہ اور مجددین پیدا ہوتے رہے ہیں جو اللہ تعالےٰ سے الہام اور بشارت حاصل کرتے ہیں جیسا کہ قرآن کریم کا ارشاد ہے لھم البشریٰ فی الحیوٰۃ الدنیا۔

مولینا عبدالمنان عمرؐ صاحب کی تقریر

اس کے بعد مولینا عبدالمنان عمر صاحب نے اسی موضوع پر ایک جامع تقریر ارشاد فرمائی، جو ماہنامہ "روح اسلام" کے تازہ شمارہ (بابت ماہ جنوری ۱۹۶۷ء) میں شائع ہو رہی ہے۔

ڈاکٹر اللہ بخش صاحب کی تقریر

بعد ازاں مکرم ڈاکٹر اللہ بخش صاحب نے موضوع مذاکرہ پر تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ عصر حاضر میں علمی اور سائنسی ترقیات نے مذہب کی ترویج و اشاعت کے لئے راستہ ہموار کر دیا ہے۔ اب سائنس کی تحقیقات اور انکشافات بتلاتے ہیں کہ ایٹم تقسیم ہو سکتا ہے۔ اس زمانہ میں سائنس کی غلطیاں واضح ہو رہی ہیں۔ انیسویں صدی کا نظریہ کہ مادہ غیر فانی ہے بیسویں صدی کی اپنی تحقیقات سے غلط ثابت ہو چکا ہے اور ابھی سائنس نے قرآن کریم کی آیت — اللہ نور السموٰت والارض کی تفسیر کر دی ہے کہ کائنات نوری لہر اور بجلی کے ذرات کا کھیل ہے۔ مثبت اور منفی ذرے اس کائنات میں کام کر رہے ہیں جن کی وجہ سے اس دنیا میں زندگی اور رونق ہے۔

مکرم ڈاکٹر صاحب نے اپنی تقریر جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ تاریخ کا مشاہدہ اور تجربہ ہے کہ اب تک سائنس نے قرآن کے مقابلہ میں شکست کھائی ہے۔ سائنس اپنے اصول بنا کر ان کو بناتا اور بگاڑتا رہتا ہے۔ اور آخر کار وہی اُصول تجربہ اور مشاہدہ سے سچے اور درست ثابت ہو رہتے ہیں جو قرآن کریم نے بیان فرمائے ہیں۔ حضرت امام زمانؑ نے بھی فرمایا تھا کہ قرآن کریم کی تعلیمات کے مقابلہ میں دنیا کا علم اور سائنس اور فلسفہ ہمیشہ ہمیشہ شکست کھائیگا اور قرآنی تعلیمات ہمیشہ ہمیشہ سچی اور برحق ثابت ہوں گی۔ چنانچہ مادہ کی فنائیت پر موجودہ ایٹمی شہادت اس کی ایک نمایاں اور درخشاں مثال ہے کہ کائنات و مخلوق کے فانی ہونے کا جو اصول قرآن کریم نے صدیوں قبل تلقین فرمایا تھا وہی خود سائنس کے نزدیک بھی سچا ثابت ہو کر رہا۔ اس لئے جب قرآن اور سائنس کے کسی اصول اور یا کسی بات میں تضاد اور ٹکراؤ ہو تو ہمیں ہمیشہ قرآن کریم کی بات کو مقدم اور سچا یقین کرنا چاہیئے۔

مکرم محترم ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ یہ زمانہ جو سائنس اور حکمت کا زمانہ ہے۔ اسلام جو عقل و علم کا دین ہے۔ اس کی تبلیغ و اشاعت کے لئے بڑا موزوں ہے۔ لیکن تبلیغ و اشاعت کے لئے کن کن چیزوں کی ضرورت ہے وہ یہ ہیں

یہ خیال کہ عظمت و قدر کی چیزیں طاقت حکومت اور سیاست کا غلبہ ہے۔ یہ غلط خیال ہے، بلکہ عظمت و قدر حقیقت میں بہترین اصول دین ہی ہیں جو اسلام میں موجود ہیں دوسرے یہ کہ ایک باعمل جماعت کے نمونہ کی ضرورت ہے۔ حضرت امام زمان علیہ السلام نے اس مقصد کی تکمیل کے پیش نظر ایک باعمل اور نمونہ کی جماعت تیار کی۔ اس جماعت نے دین اسلام کی اشاعت و تبلیغ کے لئے بہترین کارنامے انجام دیے ہیں۔ اس نے اسلام کے چہرے پر پڑے ہوئے بدنما داغوں کو صاف کر دیا۔ اور اسلام کی صداقتوں کا یورپ کو قائل کر دیا۔ اور آج بھی سائنس کے علوم دینی صداقتوں کی مہر تصدیق ثبت کر رہے ہیں اور اہل علم و فضل لوگ تحریک احمدیت کی خدمات دینیہ کا اعتراف کر رہے ہیں اس سلسلہ میں ایک عیسائی مصنف کینیتھ کریگ کی ایک تازہ تصنیف کا حوالہ دیتے ہوئے فرمایا کہ مصنف موصوف نے لکھا ہے کہ احمدیوں نے جو عیسائیوں کے برخلاف موقف اختیار کیا ہے۔ اور جو دلائل وضع کئے ہیں وہ عیسائیت کے خاتمہ کے لئے کافی ہیں۔

کیا عیسائیت کا خاتمہ احمدیوں نے اپنے سیاسی غلبہ، طاقت و قوت یا حکومت کے اثر سے کیا ہے، نہیں نہیں ایسا نہیں ہے بلکہ یہ اس وجہ سے ہوا ہے کہ اسلام کا دین عقل و علم کے مطابق ہے اس کے اصول فطرت کے اصول کے مطابق ہیں۔ احمدیوں نے اگر کچھ کام کیا ہے تو صرف یہی کہ انہوں نے انسان کی فطرت کو اپیل کرتے ہوئے اس فطرتی اسلام سے اس کو روشناس کرایا ہے۔

محترم ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ جماعت احمدیہ لاہور کوئی اسلام سے الگ تھلگ فرقہ یا گروہ نہیں ہے۔ یہ مسلمانوں میں کی ہی ایک جماعت ہے۔ یہ متقیوں اور مومنوں کا ایک اتحاد ہے۔ جو ارشاد الٰہی ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینھون عن المنکر کے ماتحت وجود میں آیا ہے۔ اس جماعت کے عقائد قرآن و سنت کے مطابق ہیں اس کا عمل قرآن و سنت سے ہے اس کا کام قرآن و سنت کی تبلیغ و اشاعت ہے۔ یہ اسلام سے کوئی الگ فرقہ نہیں ہے۔ فرقہ تب بنتا ہے جب اس کے اصول مخالف ہوں اور وہ کسی تنگ نظری کا مظاہرہ کرنے والے اور جبر اور بائیکاٹ کرنے والے اور تشدد روا رکھنے والے ہوں۔ جماعت احمدیہ لاہور ایسے مخالف اسلام عقائد و اصول نہیں رکھتی۔ اس کا نظام جبر پر نہیں بلکہ محبت، اتفاق اور صلح جوئی پر ہے اور اس کے معتقدات صحیح ہیں۔

مکرم ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ دنیا ابھی تک جماعت احمدیہ لاہور کے بارے شک میں ہے۔ یہ ہماری سستی اور تغافل ہے کہ ہم اپنے مسلک اور مقام اور اپنے عمل کو دنیا پر واضح نہیں کر سکے۔ ضرورت ہے کہ اس پر توجہ دی جائے تاکہ ہمارے دوسرے مسلمان بھائی حقیقت حال سے آگاہ ہو کر اپنے شک و شبہات دور کر دیں اور آپ سے بھرپور معاونت کریں۔ آپ کی ان مساعی سے وہ دور جلد آنے والا ہے جبکہ لوگ آپ کی جماعت میں شامل ہوں اور اسلام کو دنیا میں پھیلائیں۔

باقی — باقی

درخواست دعائے صحت

انجمن کے شعبۂ ووکنگ مشن کے کارکن فیض الرحمان سانتوی جو جلسہ سالانہ پر رہائش مہمانان کا انتظام کرتے ہیں کا بروز بدھ مورخہ ۱۲/۱۲/۶۶ کو میو ہسپتال میں اپنڈے سائٹس کا آپریشن ہوا تھا جو خدا کے فضل و کرم سے کامیاب رہا۔ ۹ روز کے بعد بروز منگل مورخہ ۲۰/۱۲/۶۶ کو گھر واپس آ گئے ہیں۔ لیکن زخم کی تکلیف ابھی باقی ہے۔ اور کمزوری بھی کافی ہے۔ وہ سب احباب جماعت سے درخواست کرتے ہیں کہ صحت کاملہ کے لئے دردِ دل سے دعائیں فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

جزائر فیجی میں مولینا احمد یار صاحب کی تبلیغی سرگرمیاں

جزائر فیجی کے مختلف علاقوں میں تبلیغی دورہ اور درس قرآن کریم

تین اصحاب کی جماعت میں شمولیت

مورخہ ۵/۱۱/۶۶ کی صبح کو سووا سے روانہ ہو کر قریباً تین بجے مارو پہنچا۔ احباب سے ملاقات ہوئی۔ اس دن یعنی ۵/۱۱/۶۶ کو درس قرآن کریم وغیرہ کا کوئی پروگرام نہیں تھا۔ انفرادی طور پر احباب جماعت و غیر از جماعت آتے رہے۔ مسائل سلسلہ کے بارہ میں گفتگو ہوتی رہی۔ اگلے دن مورخہ ۶/۱۱/۶۶ کو خان محمد جبار خاں صاحب کے مکان پر نماز مغرب کے بعد درس کا انتظام تھا۔ چنانچہ نماز مغرب کے بعد کھانا کھا کر صاحب خانہ جن کا اسم گرامی ولایت حسین خاں ہے کی معیت میں موٹر پر سوار ہو کر ½ ۷ بجے کے قریب خان محمد جبار خانصاحب کے مکان پر پہنچے۔ احمدی۔ غیر احمدی اور کچھ غیر مسلم دوست پہلے سے موجود تھے۔ درس مولوی محمد ناظم صاحب کی صدارت میں شروع ہوا۔ میں نے سورۃ البقرہ کی پہلی چند آیات پڑھ کر ان کی تفسیر کی اور حاضرین کو یہ بتایا کہ ہر مسلمان پر آخرت پر ایمان لانا بھی ضروری اور فرض ہے۔ جو شخص قیامت پر ایمان نہیں رکھتا وہ کافر ہوتا ہے۔ ان آیات سے یہ بھی واضح ہے کہ آنحضرت صلعم سے قبل جتنے انبیاء اور رسول آئے ان سب کا ماننا ایسا ہی فرض ہے جیسا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا۔ نبیوں اور رسولوں کی آمد نہ کسی خاص قوم کے ساتھ از روئے قرآن کریم مخصوص ہے اور نہ کسی خاص علاقہ اور ملک کے ساتھ۔ بلکہ قرآن کریم کے مطابق اللہ تعالیٰ نے ہر قوم اور ہر علاقہ کی ہدایت کے لئے اپنے رسول بھیجے۔ ہندومت، بدھ مت، اور زرتشتی مذہب کے بانی سب کے سب اپنے اپنے وقت میں رسول و نبی تھے، قرآن کریم کی تعلیم کے مطابق آنحضرت صلعم کے بعد کوئی ایسی شخصیت اور ہستی نہیں جس پر ایمان لائے بغیر آدمی مسلمان نہ رہ سکتا ہو۔ یہ درس تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ تک جاری رہا۔ اس کے بعد حاضرین کو سوال و جواب کا موقعہ دیا گیا۔ دو دیوبندی حضرات نے سوال کئے جن کے جواب دیئے گئے۔ اختتام پر محترم محمد جبار خان صاحب نے حاضرین مجلس کی چائے وغیرہ سے تواضع کی۔ قریباً ½ ۱۰ بجے بس برخاست ہوئی۔ اگلے دن یعنی مورخہ ۷/۱۱/۶۶ کو ارد گرد کے دوستوں سے ملاقات کی اور شام کو بعد از نماز مغرب چوہدری خوشی محمد صاحب کے مکان پر درس قرآن کریم دیا چوہدری صاحب ضلع جالندھر کے رہنے والے ہیں۔ تقسیم ہند کے بعد ان کے بھائی وغیرہ ضلع منٹگمری میں آباد ہیں۔ ان کے ایک لڑکے کی شادی محترم محمد جبار خانصاحب کی صاحبزادی کے ساتھ ہوئی ہے۔ اس جگہ حاضرین کے اصرار پر وفات و ولادت مسیح پر تقریر کی، اختتام پر سوالات کے جوابات دیئے گئے۔ تقریباً گیارہ بجے شب واپس اپنی جائے رہائش پر پہنچا۔ مورخہ ۸/۱۱/۶۶ کو مارو سے نانڈی پہنچا۔ اس دن درس وغیرہ کا یہاں کوئی انتظام نہیں تھا۔ احباب جماعت اور غیر از جماعت سے ملاقات میں یہ دن گذرا۔ چار نسخے "فتح حق" کے بھی فروخت کئے۔ حضرت اقدس کا کلام شام کے بعد احباب کو سنایا۔ دوسرے دن نانڈی سے تقریباً پانچ میل دور ایک گاؤں میں درس قرآن کریم کا پروگرام تھا۔ چنانچہ نماز مغرب کے بعد یہ خاکسار عبدالعزیز خان صاحب فنانشل سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام۔ اور عبداللطیف خاں صاحب ٹرسٹی احمدیہ انجمن کی معیت میں موٹر کے ذریعہ محمد خانصاحب کے مکان پر پہنچے۔ بہت سے احباب ہمارے پہنچنے سے قبل موجود تھے۔ یہ سب کے سب غیر از جماعت اصحاب تھے۔ نانڈی مسلم لیگ کے صدر بھی اس اجتماع میں موجود تھے۔ خاکسار نے ختم نبوت کے فلسفہ پر درس دیا۔ آخر پر سوالات کا موقعہ دیا۔ صدر صاحب موصوف نے سلسلہ عالیہ احمدیہ کے بارے میں کچھ سوالات پوچھے۔ جن کا جواب دیا گیا پھر ایک اور دوست نے جو یہاں کے ایک سکول کے ہیڈ ماسٹر بھی ہیں سوال پوچھا کہ جو لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد کے قائل ہیں کیا ان کے اس عقیدہ سے ختم نبوت ٹوٹتی ہے یا نہیں۔ تو ان کو میں نے کہا کہ نہ صرف ختم نبوت ٹوٹتی ہے بلکہ اس صورت میں خاتم النبیین حضرت عیسیٰ ٹھہریں گے نہ آنحضرت صلعم۔ تقریباً گیارہ بجے شب یہ تقریب اختتام پذیر ہوئی۔ نانڈی انٹرنیشنل ایرپورٹ کے قریب ایک گاؤں ہے جسے مارٹن ٹار کہتے ہیں۔ یہاں درس جمعہ کی شام کو مقرر تھا۔ اس عاجز نے نماز جمعہ نانڈی میں احباب جماعت کے ساتھ عبدالعزیز خاں صاحب کے مکان کے احاطہ میں ادا کی۔ شام کو مارٹن ٹار پہنچا۔ یہاں تقریباً چالیس حاضرین موجود تھے۔ یہاں درس میں ختم نبوت۔ حضرت کی صداقت، اور اتحاد بین المسلمین کی وضاحت کی گئی۔ حاضرین کو سوالات کا موقعہ دیا گیا۔ چنانچہ حاضرین نے زیادہ تر حضرت اقدس کے دعاوی کے متعلق دریافت کیا۔ جن کے بارہ میں ان کی تسلی کرانے کی پوری پوری کوشش کی گئی۔ ہفتہ کی صبح کو نانڈی سے روانہ ہو کر لٹوکا پہنچا۔ یہاں ایک دوست کے صاحبزادے کی شادی خانہ آبادی تھی۔ اس میں شمولیت کی۔ اتوار مورخہ ۱۳/۱۱/۶۶ کو دعوت ولیمہ تھی۔ اس میں بھی شامل ہوا۔ اس ذریعہ سے بہت سے غیر از جماعت اور دیوبندی دوستوں سے تعارف و ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ اس مجلس میں گورے اور گوریاں بھی شامل ہوئے۔ ان میں سے بعض سے تعارف حاصل ہوا۔ اس جگہ پر یعنی لٹوکہ میں بہت بڑی شوگر مل قائم ہے۔ اس میں بہت سے گورے اور گوریاں کام کرتے ہیں۔ ویسے فیجی میں کافی گورے گوریاں آباد ہیں۔ عیسائیت کا بڑا زور ہے اصلی باشندے جنہیں کیوسی کہتے ہیں۔ قریباً سب کے سب عیسائی ہیں۔ ان میں سے ایک نے مسیح ہونے کا دعویٰ بھی کیا ہوا ہے۔ مجھے کبھی کبھی ملا کرتا ہے۔ دلچسپ آدمی ہے۔ پادریوں کا سخت مخالف ہے۔ اسلامی لٹریچر پڑھتا رہتا ہے۔ لٹوکہ میں مختلف دوستوں سے ملاقات کی اور انفرادی طور پر تبلیغ کی۔ یہاں تین دوست جماعت میں شامل ہوئے الحمد للہ علیٰ ذالک۔ ایک کا نام عبدالجلیل خان ہے۔ دوسرے کا نام میر صاحب اور تیسرے کا نام حسن خاں صاحب ہے۔ یہاں باقاعدہ جماعت کی تشکیل کی گئی۔ اور نماز جمعہ کا انتظام کیا گیا۔ جو عہدیدار ہیں وہ اس اتوار کو منتخب کریں گے ان کی اطلاع بعد میں دے دوں گا محمد خان صاحب جو نہایت مخلص اور پُر جوش احمدی ہیں یہاں سپلائی ڈیپارٹمنٹ میں ملازم ہیں۔ پہلے یہ سووا میں تھے اب تبدیل ہو کر لٹوکہ میں آ گئے ہیں۔ ان کی وجہ سے ان شاء اللہ تعالیٰ جماعت لٹوکہ پوری طرح منظم ہو جائیگی لٹوکہ کے تین دیہات میں بھی تبلیغی دورہ کیا۔ یہاں کچھ دوست ایسے ہیں جو جماعت کے معاون تھے مگر لمبا عرصہ تک مبلغ نہ آنے کی وجہ سے بددل ہو کر بیٹھ گئے۔ ان سے ملاقات کی اور انہیں جماعتی کاموں میں حصہ لینے کی تلقین کی۔ دعا فرماویں اللہ تعالیٰ ان کے سینے کھول دے۔ آمین۔ مورخہ ۱۶/۱۱/۶۶ کو میں لٹوکہ سے "با" پہنچا بہت سے غیر از جماعت دوستوں سے ملاقات کی۔ لٹریچر دیا۔ تابوآ۔ اور راکی راکی سے ہوتا ہوا واپس مورخہ ۱۸/۱۱/۶۶ کی شام کو سووا پہنچا۔ ۲۰/۱۱/۶۶ کو دو بجے دوپہر نسوری میں قرآن کریم کا درس دیا۔

بفضلہ تعالیٰ تینوں جگہوں پر سووا مرکز میں۔ نسبتواڈ نسوری میں درس قرآن کریم باقاعدہ جاری ہے۔ فراہمی چندہ کی تحریک کے لئے بھی باقاعدہ کام ہو رہا ہے۔ بیعت فارم پُر کرانے کی کارروائی باقاعدہ ہو رہی ہے۔ کچھ رکاوٹیں پیش آ رہی ہیں۔ دعاؤں میں ضرور یاد فرماویں۔ مرکز کے لئے خرید کردہ بلڈنگ کی مرمت اور درستگی کا کام باقاعدہ جاری ہے۔ خیال ہے انشاء اللہ تعالیٰ دو ماہ میں تیار ہو جائے گی۔

بچوں اور مستورات کو ناظرہ قرآن کریم پڑھانے کا کام بھی باقاعدہ ہو رہا ہے۔

الحمد للہ علیٰ ذالک

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں۔ منیجر

ادیبوں کے درمیان انصاف کرنا یہ بھی صدقہ ہے۔

(۳) کسی کمزور کو اس کی سواری پر سوار کرا دینا یا اس کا سامان لدوا دینا یہ بھی صدقہ ہے

(۴) ہر قدم جو مسلمان نماز ادا کرنے کے لئے اُٹھاتا ہے وہ بھی صدقہ ہے۔

(۵) یمیط الاذی عن الطریق صدقۃ راستہ سے تکلیف دہ یا مضر رساں چیز کو ہٹا دینا یہ بھی صدقہ ہے ان تمام امور کو بھی بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے۔

(۶) عن انسؓ قال قال رسول اللہ صلعم ما من مسلم یغرس غرسا او یزرع زرعا فیاکل منہ انسان او طائر او بہیمۃ الا کانت لہ صدقۃ متفق علیہ یعنی حضرت انس رضؓ روایت کرتے ہیں کہ حضرت نبی کریم صلعم نے فرمایا جو مسلمان بھی کوئی پود الگاتا ہے یا غلہ وغیرہ پیدا کرتا ہے اور اسے انسان پرندے اور چوپائے کھاتے ہیں تو یہ اس کسان کے لئے صدقہ کا حکم رکھتا ہے یعنی اس انسان کو اس کا ایسا ہی ثواب ملے گا جو صدقہ کرنے والے کو ملتا ہے۔ کسانوں کے لئے یہ کتنی عظیم الشان خوشخبری ہے آج کل حکومت کی طرف سے غلہ زیادہ اگاؤ کی جو مہم چلائی جا رہی ہے اگر کسان اس کو اس نیت سے عملی جامہ پہنائیں کہ حضرت نبی کریم صلعم کا بھی یہی ارشاد ہے کہ جس کسان کی محنت کے پھل جتنے زیادہ لوگ اور جانور وغیرہ فائدہ اُٹھائیں گے اللہ تعالیٰ کے نزدیک اتنا ہی وہ زیادہ ثواب کا مستحق ہوگا تو اس کی یہ محنت یقیناً صدقہ میں داخل ہو کر اس کو مقرب الٰہی بنانے میں بھی محمد ہوگی۔

(۷) عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلعم غفر لامرأۃ مومسۃ مرت بکلب علی راس رکی یلھث کاد یقتلہ العطش فنزعت خفھا فاوثقتہ بخمارھا فنزعت لہ من الماء فغفر لھا بذالک قیل ان لنا فی البھائم اجرا قال فی کل ذات کبد رطبۃ اجر متفق علیہ ۔ حضرت ابوہریرہ رضؓ روایت کرتے ہیں کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک بازاری عورت کی مغفرت کا یہ فعل ذریعہ بن گیا کہ اس نے ایک کتے کو ایک کنوئیں کے پاس پیاس کی شدت سے تڑپتے ہوئے دیکھا جس کی وجہ سے قریب تھا کہ وہ ہلاک ہو جاتا تو اس نے اپنا چمڑے کا موزہ اتارا اور اپنی اوڑھنی سے اسے باندھا اور اس کے ذریعہ کنوئیں سے پانی نکال کر کتے کو پلا دیا جس سے اس کی پیاس بجھ گئی اللہ تعالیٰ نے اس کے اس فعل کو شرف قبولیت بخش کر اس کو بخش دیا۔ صحابہ رضؓ نے عرض کیا کہ کیا جانوروں کے ساتھ نیکی کرنے میں بھی ہمارے لئے اجر ہے، فرمایا ہاں ہر جانور کے ساتھ نیک سلوک کرنے میں بھی اجر ہے۔ اسی طرح فرمایا کہ ایک عورت اس لئے عذاب میں ڈالی گئی کہ اس نے ایک بلی کو باندھ رکھا تھا نہ اسے خود کھانے کے لئے کچھ دیا اور نہ ہی اسے چھوڑا کہ وہ خود اپنی خوراک تلاش کر لے۔ یہاں تک کہ وہ بلی مر گئی۔

(۸) عن ابی ذرؓ قال قال رسول اللہ صلعم تبسمک فی وجہ اخیک صدقۃ ۔ دوسری روایت میں ہے ان تلقی اخاک بوجہ طلق یعنی ابوذر رضؓ روایت کرتے ہیں کہ حضرت نبی کریم صلعم نے فرمایا کہ اگر تم اپنے بھائی کو بشاش چہرہ مسکراتے ہوئے ملو تو یہ تمہاری طرف سے صدقہ ہے۔

(۹) عن جابر قال قال رسول اللہ صلعم ان تفرغ من دلوک فی اناء اخیک صدقۃ یعنی تمہارا اپنے ڈول سے اپنے بھائی کے برتن میں پانی ڈال دینا یہ بھی صدقہ ہے۔

(۱۰) ارشادک الرجل فی ارض الضلال لک صدقۃ ونصرک الرجل الردی البصر لک صدقۃ ۔ یعنی کسی شخص کو راستہ دکھلا دینا جبکہ اس کو صحیح راستہ کا پتہ نہ چلتا ہو یہ بھی اس کے لئے صدقہ ہے اسی طرح کسی کمزور آنکھ والے کی مدد کر دینا یہ بھی صدقہ ہے۔ اگر حضرت نبی کریم صلعم کے مندرجہ بالا ارشادات پر خلوص نیت سے عمل کیا جائے تو کوئی مسلم بھی صدقہ کے ثواب سے محروم نہیں رہ سکتا۔

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام ملک نور الٰہی صاحب پرنٹر چھپا اور جناب مولوی دوست محمد صاحب پبلشر نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس برانڈرتھ روڈ لاہور سے شائع کیا۔

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

ہفت روزہ

پیغام صلح لاہور

فون نمبر ۳۷۳۷

زرِ مبادلہ
پاک و ہند سے :- چھ روپے
بیرونی ممالک سے
ایک پونڈ

مدیر :- دوست محمد
مدیر معاون :- بشیر احمد سوز

فی پرچہ :- ۱۲ پیسے

جلد ۵۵ | یوم پنجشنبہ مؤرخہ ۸ ر شوال المکرم ۱۳۸۶ھ ۔ مطابق ۱۹ ر جنوری ۱۹۶۷ء | ۳

"لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں۔ لاہور میں ہمارے پاک محب ہیں
میں تیرے خالص محبوں کا گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے نفوس و
اموال میں برکت دوں گا"
(الہامات حضرت مسیح موعودؑ)

حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بر و شد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفانِ ما از جامِ اوست
یک قدم دُوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا۔
۲- قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی۔
۳- سب صحابہؓ اور آئمہؒ قابلِ احترام ہیں
۴- سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے۔
۵- کوئی کلمہ گو کافر نہیں
۶- اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا۔

بحرِ حکمت کے موتی

مسلم مومن۔ مجاہد اور مہاجر کی تعریف

مولینا شیخ عبد الرحمان صاحب مصری

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلعم المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ والمؤمن من امنہ الناس علیٰ دمائھم واموالھم رواہ الترمذی والنسائی وزاد بیھقی فی شعب الایمان بروایۃ فضالۃ والمجاھد من جاھد نفسہ فی طاعۃ اللہ والمھاجر من ھجر الخطایا والذنوب (مشکوٰۃ المصابیح کتاب الایمان)

حضرت ابو ہریرۃ رضہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت نبی کریم صلعم نے فرمایا مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور جس کے ہاتھ سے مسلمان محفوظ رہیں اور مومن وہ ہے جس سے لوگ اپنے خونوں اور اپنے اموال کے متعلق امن میں رہیں یعنے ان کی جانوں اور ان کے مالوں کو اس سے کوئی خطرہ نہ ہو اور انہیں اطمینان ہو کہ نہ ان کی جانوں کو اور نہ ان کے اموال کو اس سے کوئی نقصان پہنچے گا اس کو ترمذی اور نسائی (یہ صحاح ستہ کی دو کتابوں کا نام ہے) نے روایت کیا ہے اور بیہقی نے شعب الایمان میں فضالہ کی روایت کی بناء پر زائد کیا ہے کہ مجاہد وہ ہے جو اپنے نفس کے ساتھ جہاد کرتا ہے یعنی نفس اس کا اس کو اللہ تعالےٰ کی نافرمانی کی طرف بلاتا ہے اور وہ اس کا مقابلہ

(باقی بر صفحہ ۱۱ کالم ۳)

خدا کے پسندیدہ لوگ

جو خدا کے لئے تلخ زندگی اختیار کرتے ہیں

ارشادات حضرت مجدد زمان مسیح موعود علیہ السلام

"تم خدا کے ہاتھ کا ایک بیج ہو جو زمین میں بویا گیا۔ خدا فرماتا ہے کہ یہ بیج بڑھے گا، اور پھولیگا اور ہر ایک طرف سے اس کی شاخیں نکلیں گی۔ اور ایک بڑا درخت ہو جائیگا پس مبارک وہ جو خدا کی بات پر ایمان رکھے، اور درمیان میں آنیوالے ابتلاؤں سے نہ ڈرے۔ کیونکہ ابتلاؤں کا آنا بھی ضروری ہے تا خدا تمہاری آزمائش کرے کہ کون اپنے دعوٰی بیعت میں صادق اور کون کاذب ہے۔ وہ جو کسی ابتلاء سے لغزش کھائے گا۔ وہ کچھ بھی خدا کا نقصان نہیں کریگا۔ اور بدبختی اس کو جہنم تک پہنچائے گی، اگر وہ پیدا نہ ہوتا، تو اس کیلئے اچھا تھا مگر وہ سب لوگ جو اخیر تک صبر کریں گے۔ اور ان پر مصائب کے زلزلے آئیں گے اور حوادث کی آندھیاں چلیں گی، اور قومیں ہنسی اور ٹھٹھا کریں گی۔ اور دنیا ان سے سخت کراہت کیساتھ پیش آئیگی۔ وہ آخر فتحیاب ہوں گے۔ اور برکتوں کے دروازے اُن پر کھولے جائیں گے۔ خدا نے مجھے مخاطب کرکے فرمایا کہ میں اپنی جماعت کو اطلاع دوں کہ جو لوگ ایمان لائے، ایسا ایمان جو اُس کے ساتھ دنیا کی ملونی نہیں اور وہ ایمان نفاق یا بزدلی سے آلودہ نہیں۔ اور وہ ایمان اطاعت کے کسی درجہ سے محروم نہیں۔ ایسے لوگ خدا کے پسندیدہ لوگ ہیں۔ اور خدا فرماتا ہے کہ وہی ہیں جن کا قدم صدق کا قدم ہے"۔

(کتاب رسالہ الوصیت صفحہ ۱۰ و ۱۱)

نائے جیریا

ترجمہ خط از ڈاکٹر اے - آر - آئی - ڈوئی صاحب - نائجیریا۔

تسلیم ونیاز - آپ کی ارسال کردہ اسلامی کتب وصول کر کے بہت خوش ہوا ہوں۔ ہمیں مذہب اسلام کے متعلق نائجیریا یونیورسٹی میں کتابوں کی بہت ضرورت ہے - ہمارے طلباء اس مذہب کی تعلیم کے متعلق معلومات حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ اس لئے اُمید ہے کہ آپ مزید کتابیں ارسال فرمائیں گے۔

عیسائی لوگ ہمیں کافی روپیہ اور کتابیں اپنے دینی تعلیمی فنڈ یونائیٹڈ سٹیٹ آف امریکہ سے ارسال کرتے ہیں۔ مگر ہمیں اسلامی سوسائٹیاں بالکل کچھ ارسال نہیں کرتیں۔ یاد رہے کہ اس وقت دنیا کے لوگ ہر مذہب کی معلومات حاصل کرنے کے شائق ہیں - مجھے امید ہے کہ آپ ہمارے ساتھ تعاون کریں گے اور ہمیں کتابیں اور لٹریچر ضرور ارسال فرمائیں گے

ہم اسلام کے متعلق اپنے ادارہ میں جو کہ افریقہ میں ہے - تعلیم دیتے ہیں۔ اس لئے امید ہے کہ آپ ہمیں گاہ بگاہ اپنا لٹریچر ارسال کرتے رہیں گے - والسلام

(ان کو قرآن شریف انگریزی - ریلیجن آف اسلام - مینول آف حدیث - اولی کیلیفیٹ محمد ورلڈ آرڈر - محمدؐ دی پرافٹ - ٹیچنگز آف اسلام - لونگ تھاٹس آف محمدؐ ارسال کی گئیں)

(۲)

ترجمہ خط از محمد وطاہر و صاحب نائجیریا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - میں نے آپ کی دینی تبلیغی مساعی کے بارے میں بہت کچھ سُنا ہے۔ نائجیریا کے لوگ اسلام کے متعلق بہت شک میں ہیں اور اس سے بے بہرہ ہیں

اس لئے میری التماس ہے کہ اسلام کی تبلیغ کے لئے مجھے ایک عدد قرآن شریف انگریزی اور دیگر کتب ارسال کریں - تاکہ میں لوگوں کو اسلام کی اصل تصویر پیش کر سکوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی کوششوں کو بار آور کرے۔

(ان کو پرافٹ آف اسلام - اسلام آر کرسچینٹی - ایسنس آف اسلام مع فہرست کتب بھی بھیجی گئی)

(۳)

ترجمہ خط ابوبکر اے لاول صاحب - نائجیریا - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اللہ تعالیٰ کی عنایات آپ کے شاملِ حال ہوں - مجھے یہ سُن کر بہت اثر ہوا کہ آپ کا مشن بہت بہترین اسلام کا کام کر رہا ہے - از راہ کرم ہماری امداد کریں اور اسلام کے متعلق لٹریچر ارسال کریں - ہمارے پڑوسی جو مغربی تعلیم سے خوب واقف ہیں وہ طلباء اور عوام میں یہ پروپیگنڈا کر رہے ہیں کہ اسلام ایک غیر مہذب مذہب ہے اور مسلمان لوگ کیوں غیر قوم کی زبان (عربی) میں نماز ادا کرتے ہیں جو کہ بہت کم لوگ سمجھ سکتے ہیں۔ ایک مسلمان ان کو سمجھانے کی اشد کوشش کرتا ہے مگر وہ نہیں سمجھتے (میں نے اپنے قصبہ میں ایک سوسائٹی قائم کی ہے جو اسلام کے متعلق معلومات حاصل کر کے ان میں تبلیغ کرے گی) میں مغربی سکول کا طالب علم ہوں اور میرے پاس اتنا وقت نہیں کہ میں میٹنگ کروں اور اپنے مذہبی لوگوں میں تبلیغ کروں سوائے چھٹی کے روز کے۔

اس لئے میری آپ سے التماس ہے کہ بہت تعداد میں لٹریچر اور کتب لوگوں میں بانٹنے کے لئے ارسال کریں تاکہ وہ ان کا مطالعہ کریں اصل حقیقت مذہب سے واقف ہوں۔ اسلام تمام دنیا کے لئے ہے - اور یہی ایک مذہب ہے جس کو دنیا قبول کرے گی امید ہے کہ میری درخواست پر غور فرما کر ہماری امداد کریں گے۔

(انہیں ٹیچنگز آف اسلام - اسلام اینڈ کرسچینٹی - فہرست کتب - خطبہ الہامیہ - کال آف اسلام - ارسال کیا گیا)

(۴)

ترجمہ خط از :- وحید عالم کارین صاحب - نائجیریا - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جب میں نے آپ کی سوسائٹی کے متعلق سُنا تو میں بہت خوش ہوا مسرت خوش ہی نہیں ہوا بلکہ میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے اپنی سوسائٹی کا ممبر بنا لیں جب مجھے سرٹیفکیٹ ملے گا میں داخلہ کی فیس ادا کروں گا - اور لٹریچر متعلقہ سوسائٹی مجھے ارسال کریں تاکہ میں ان کا مطالعہ کروں - میں آپ کا بہت ممنون رہوں گا - آپ کے جواب کا منتظر

(آپ کو بیعت فارم - ٹیچنگز آف اسلام - اسلام اور کرسچینٹی - کال آف اسلام ارسال کئے گئے)

مرزا غلام احمد قادیانی کیا تھے؟

اس سے قبل ہم وہابی معاصر الاعتصام کے مندرجہ بالا سوال کے جواب میں بتا چکے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب نہ خدائی کے دعویدار تھے نہ ابن اللہ ہونے کے، ان کا دعوےٰ صرف مجدد ہونے کا تھا اور مسیح موعود کا خطاب اس کام کی وجہ سے آپ کو دیا گیا جو مسیحیت کی تردید کے لئے آپ کے سپرد کیا گیا تھا۔ ہم آئندہ اشاعت میں آپ کی مجددیت اور اس عظیم الشان کام پر تفصیلی تبصرہ کریں گے جو آپ کے ذریعہ سے سرانجام پایا، فی الحال ہم الاعتصام کے بقیہ الزامات پر غور کرنا چاہتے ہیں، ایک الزام یہ ہے کہ :۔

" ایک جگہ حضرت مسیح علیہ السلام سے لڑائی کا خیال ہوا تو کہہ دیا ؎

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو ٭ اس سے بہتر غلام احمد ہے

" لیکن معلوم نہیں کہ اس سے ان کو کیا خطرہ لاحق ہوا کہ اس کی تردید کی ضرورت آ گئی حقیقۃ الوحی ص۱۵۵ پر لکھتے ہیں۔
یہ شیطانی وسوسہ ہے کہ یہ کہا جائے کہ تم مسیح ابن مریم سے اپنے تئیں افضل قرار دیتے ہو"

ہاں صاحب! حضرت مرزا صاحب نے مندرجہ بالا شعر ارشاد فرمایا ہے، لیکن یہ ایک ہی شعر نہیں اس کے ساتھ اور بھی اشعار ہیں جن سے پہلے اپنا ایک الہام لکھ کر یہ فرمایا ہے کہ :۔

" وہ خدا تو واحد لاشریک ہے جو موت اور تولد سے پاک ہے اس کا کوئی ہمسر نہیں یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ عیسائیوں نے شور مچا رکھا تھا کہ مسیح بھی اپنے قرب اور وجاہت کی رُو سے واحد لاشریک ہے، اب خدا بتلاتا ہے کہ دیکھ میں اس کا ثانی پیدا کروں گا جو اس سے بھی بہتر ہے جو غلام احمد ہے یعنے احمد کا غلام"

اس کے بعد یہ اشعار لکھے ہیں ؎

زندگی بخش جام احمد ہے ٭ کیا ہی پیارا یہ نام احمد ہے
لاکھ ہوں انبیاء مگر بخدا ٭ سب سے بڑھ کر مقام احمد ہے
باغ احمد سے ہم نے پھل کھایا ٭ میرا بستاں کلام احمد ہے
ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو ٭ اس سے بہتر غلام احمد ہے

اور اس کے ساتھ ہی یہ بھی فرمایا ہے :۔

" یہ باتیں شاعرانہ نہیں بلکہ واقعی ہیں اور اگر تجربہ کی رُو سے خدا کی تائید مسیح ابن مریم سے بڑھ کر میرے ساتھ نہ ہو تو میں جھوٹا ہوں خدا نے ایسا کیا نہ میرے لئے بلکہ اپنے نبی مظلوم کے لئے"

دیکھا آپ نے؟ "ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو" میں مسیح علیہ السلام سے کوئی لڑائی مقصود نہیں بلکہ عیسائیوں کے اس اعتقاد کی کہ مسیح واحد لاشریک ہے" تردید مقصود ہے اور بتلایا ہے کہ احمد یعنے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور آپ کا مقام اس قدر اعلےٰ وارفع ہے کہ آپ کا غلام بھی مسیحیت کے مرتبہ پر پہنچ سکتا بلکہ اس سے بہتر مقام حاصل کر سکتا ہے، فرمایئے اس میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کا ذکر ہے یا محض اپنی فضیلت کا، اپنی فضیلت جو کچھ بھی بیان کی ہے وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بلند مقام اور آپ کی غلامی کی وجہ سے ہے، اس کے سوا اور کچھ نہیں تعجب ہے کہ الاعتصام کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ عظمت کیوں گوارا نہیں کہ آپ کی غلامی میں مسیح علیہ السلام سے برتری حاصل ہو سکتی ہے کیا اس وجہ سے کہ یہ برتری مرزا غلام احمد کو کیوں حاصل ہو گئی؟ ہم کہتے ہیں مرزا صاحب ہوں یا کوئی اور عظمت تو بہرحال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس سے ثابت ہوتی ہے، مرزا صاحب کی وجہ سے اس عظمت سے انکار کرنا ایسا ہی ہے جیسا کہ حافظ شیرازیؒ نے اس شعر میں فرمایا ہے ؎

شادم کہ از رقیباں دامن کشیدہ رفتم ٭ گو مشت خاک ما ہم بر باد رفتہ باشد

آپ کہیں گے کہ مسیح علیہ السلام نبی ہیں، کسی نبی کو تو دوسرے نبی پر فضیلت ہو سکتی ہے اور اُمت محمدیہ میں اولیاء اللہ کو ایسی فضیلت حاصل ہوتی رہی ہے اس بارہ میں سب سے پہلے حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے اس ارشاد کو پڑھیئے جو سیف ربانی میں منقول ہے فرماتے ہیں :۔

منّ اللہ تعالیٰ علیّ بالمجاورۃ بطیبۃ المبارکۃ فکنت یوماً فی الخلوۃ متوجھاً اذکر اللہ تعالیٰ فاخذنی الحق تعالیٰ عن العالم وعن نفسی ثم ردنی کان اقول لو کان موسیٰ بن عمران حیاً ما وسعہ الا اتباعی علیٰ طریق الانشاء لا علیٰ طریق الحکایۃ (سیف ربانی صفحہ ۱۰۰)

یعنی اللہ تعالےٰ نے مجھ پر مدینہ مبارکہ طیبہ کی مجاورت کا احسان کیا اور میں ایک دن خلوت میں اللہ تعالےٰ کے ذکر میں مشغول تھا پھر کھینچ لیا۔ مجھ کو اللہ تعالےٰ نے اس عالم سے اور میرے نفس سے پھر مجھ کو لوٹا دیا، اور اس وقت میں یہ کہتا تھا کہ اگر موسیٰ ابن عمران زندہ ہوتا۔ تو اس کو میری تابعداری بطور انشاء کے نہ بطور حکایت کے کرنی پڑتی۔

ایسا ہی قلائد الجواہر میں محمد بن یحییٰ تادانی نے ارقام فرمایا ہے کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :۔

جاءنی ابو العباس الخضر علیہ السلام یمتحننی بما امتحن بہ الاولیاء من قبلی فکشف لی عن سریرتہ فحتے علیّ بما خاطبہ بہ ثم قلت لہ وھو مطرق ان یا خضر ان کنت قلت لموسیٰ انک لن تستطیع معی صبراً یا خضر ان کنت اسرائیلیا فانی اسرائیلی وانا محمدی فہا انا وانت وھذہ الکرۃ وھذا المیدان ھذا محمد و ھذا الرحمٰن"

یعنی ابو العباس جناب خضر علیہ السلام میرے پاس آئے۔ تاکہ میرا امتحان لیں جس طرح مجھ سے پہلے اولیاء اللہ کا امتحان انہوں نے لیا۔ پس مجھ پر ان کی سریرۃ منکشف کر دی گئی اور وہ بات مجھ پر کھول دی گئی جس سے وہ مجھ سے خطاب کرنے والے تھے۔ پھر میں نے کہا کہ اے خضر! اگر تو نے موسےٰ سے کہا تھا۔ کہ تو میرے ساتھ صبر نہیں کرے گا تو میں تجھ سے کہتا ہوں کہ تو میرے ساتھ صبر نہیں کر سکے گا اے خضر اگر تو اسرائیلی ہے تو میں محمدی ہوں۔ پس یہ میں ہوں اور یہ تو ہے یہ گیند ہے اور یہ میدان ہے یہ محمد ہے اور یہ رحمٰن ہے"

ان دونوں مثالوں سے ظاہر ہے کہ کسی غیر نبی کا کسی امر میں کسی نبی سے افضل ہونا کوئی بعید از امکان بات نہیں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نبی نہ تھے، باوجود اس کے وہ حضرت موسےٰ علیہ السلام جیسے عظیم الشان نبی کے متعلق فرماتے ہیں کہ اگر وہ بھی تبی ہوتے تو میری متابعت کرتے اور خضر علیہ السلام سے کہتے ہیں کہ میں محمدی ہوں، تو نے موسےٰ علیہ السلام سے کہا تھا کہ تو میرے ساتھ صبر نہیں کرے گا میں تجھ سے کہتا ہوں کہ تو میرے ساتھ صبر نہیں کر سکے گا۔

یہ ہے شان امت محمدیہ کی کہ اس کے اولیاء بعض امور میں انبیاء پر فوقیت رکھتے ہیں، اگر حضرت مرزا صاحب نے بھی اس عظیم الشان کام کی وجہ سے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ہونے کی وجہ سے آپ کے سپرد کیا گیا، اپنے آپ کو مسیح علیہ السلام سے برتر قرار دیا تو کونسا ظلم ہو گیا اس سے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بلندی شان اور عظمت کا اظہار مقصود ہے۔ آخری مہدی علیہ السلام کے متعلق بھی تو ابن سیرین نے لکھا ہے ھو افضل من بعض الانبیاء حالانکہ مہدی علیہ السلام کو نبی نہیں مانا جاتا اور یہ بھی تو ایک مسلّمہ حقیقت ہے کہ ایک ادنےٰ شہید بھی ایک بڑے نبی سے افضل ہو سکتا ہے۔

اور یہ بھی یاد رکھیئے کہ حضرت مرزا صاحب نے

(باقی بر صفحہ ۱۱)

جماعت اسلامی کی صالحیت

مولانا کوثر نیازی کے اخبار شہاب سے:-

ہم تو خیر جماعت اسلامی کے حلقوں میں اس وجہ سے بدنام ہیں ہی کہ ہمیں سچ بولنے کی عادت ہے اور ہم جماعت کے بڑے بڑے شیوخ کی لمبی لمبی صحبتوں کے باوجود اس "بدعادت" سے چھٹکارا نہیں پا سکے گویا جماعت کی پوری مشینری اس عادت کو جڑ بنیاد سے اکھاڑ کر ہمارے ذہن کو "پاک صاف" کر کے ہمیں اس حد تک صالح نہیں بنا سکی کہ ہم دن کو رات یا رات کو دن کہنے پر اتر آئیں۔ ہم سے پہلے بھی جماعت اسلامی میں ایسے کئی اللہ کے بندے تھے جو اس عادت سے چھٹکارا نہ پا سکے — پہلے تو جماعت کے "قلعہ الموت" میں انہوں نے "برگ حشیش" کے اثرات کو قبول کرنے سے انکار کیا اور سچ بولتے رہے اور جب باہر آئے تب بھی انہوں نے سچ ہی بولا جس پر جماعت اسلامی بہت ناراض ہوئی اور متعدد تنخواہ دار لوگوں نے "حضور" کے اشارۂ ابرو سے شہ پا کر ان کا پیچھا دور تک کیا اور کوشش کی کہ بہ کم از کم اس حد تک ضرور صالح ہو جائیں کہ جماعت کے متعلق سچ نہ بولیں۔

یہ ان لوگوں کا ذکر ہے جو پہلے جماعت اسلامی میں تھے اور اب علیٰ وجہ البصیرت اس جماعت میں شامل ہونے کو صرف ملک اور قوم ہی کے لئے نقصان نہیں سمجھتے بلکہ اپنے دین و ایمان کو بھی اس میں محفوظ نہیں پاتے۔ لطیفہ یہ ہے کہ جماعت اسلامی نے اپنی اسی صالحیت کو اپنے اس حلقہ سے باہر بھی پہنچا دیا ہے اور بیرون جماعت ایسے گروہ پیدا کرنے کی مہم کا آغاز کر دیا ہے جو جماعت کی حقیقت اور اصلیت کو جماعت سے علیحدہ ہونے والوں کے ذریعے نہیں بلکہ براہ راست سمجھ سکیں گے۔ یہ گویا فسٹ ہینڈ نالج ہے جو جماعت اسلامی اپنے حلقہ اثر سے باہر عام لوگوں کو پہنچا رہی ہے تاکہ غیر جانبدار مستند ذرائع سے حاصل شدہ اطلاعات عوام و خواص کے لئے سند رہیں اور بوقت ضرورت ان لوگوں کے کام آئیں جو منہ پر آنکھیں اور آنکھوں میں دیکھنے کی صلاحیت رکھتے ہیں اور ان اطلاعات کو اپنے بھلے کے لئے بروقت استعمال کر سکتے ہیں۔

تفصیل اس خامے دلخراش اجمال کی روزنامہ امروز نے اپنے ۵ جنوری ۱۹۶۷ء کے شمارے کے صفحہ دو پر ایک طویل چھ کالمی سرخی والی خبر کی صورت میں شائع کی ہے۔ یہ خبر لاہور کے ایک ممتاز شہری کے بیان پر مشتمل ہے جس کا ہمارے خیال میں جماعت اسلامی کے ساتھ کبھی کوئی تعلق نہیں رہا ہوگا۔ اس قیاس کی وجہ یہ ہے کہ اگر یہ شریف شہری جماعت سے کسی زمانے میں "چھو" گیا ہوتا تو اسے یہ شکایت نہ ہوتی کہ اس نے جماعت کے بعض "بزرجمہروں" پر اعتماد کر لیا اور نتیجے میں وہ سنگین حالات پیش آئے جو اخباری بیان کی ضرورت پیدا کر گئے۔ ان "بزرجمہروں" پر اعتماد اس بات کی بہت بڑی دلیل ہے کہ اس سے قبل انہیں کبھی ان کے "ہاتھ نہیں لگے تھے۔"

بہرحال اس شہری کا نام حاجی سردار محمد ہے۔ آپ سستا دواخانہ، کرشن نگر لاہور کے سیکرٹری ہیں۔ اپنے اخباری بیان میں فرماتے ہیں:—

"گذشتہ عید قربان کے موقعہ پر سستا دواخانہ کرشن نگر لاہور کے لئے گذشتہ برسوں کی طرح قربانی کی کھالیں جمع کی گئیں اور انہیں فروخت کرنے کے لئے اکبری منڈی لے جایا گیا۔ جماعت اسلامی کے ایک ممتاز رکن نے جو ہمارے ساتھ گئے تھے کہا کہ کھالوں کو اگر جماعت اسلامی کے سٹاک میں جمع کرا دو تو رقم زیادہ وصول ہوگی، ہم نے اعتماد کرتے ہوئے ایسا ہی کیا۔ لیکن وہ کئی روز تک کہتے رہے — کہ کھالیں ابھی تک نہیں بکیں۔ پھر پوچھا تو کہنے لگے، میں نے رقم کو بنک میں جمع کرا دیا ہے۔ چند روز کے بعد اپنے نام پر ایک نیا شفاخانہ سنت نگر میں کھول دیا۔

بیان میں آگے چل کر انکشاف ہوتا ہے:—

"اسی پر بس نہیں بلکہ فسطائی (حد ہے۔ جماعت انہی طریقوں کو اسلامی کہتی ہے۔ حاجی صاحب ہیں کہ فسطائی کہے چلے جا رہے ہیں) طریقوں سے کام لیتے ہوئے جماعت اسلامی والوں کی الگ کمیٹی بنائی ہے اس لئے کہ قانونی یا اخلاقی طور پر (حاجی صاحب کی اطلاع کے لئے جماعت اسلامی والے پوچھا کرتے ہیں کہ یہ تمام چیزیں کس نجائب گھر میں پائی جاتی ہیں) وہ کسی طرح بھی شفاخانہ کا کوئی عہدہ نہ لے سکتے تھے (اس موقعہ پر جماعت اسلامی والے ایک سوال کیا کرتے ہیں۔ اگر عہدہ نہیں خدمت خلق کیسی؟) اور نہ اس پر قابض ہو سکتے تھے ..... دو ایک روز میں اس کمیٹی کو رجسٹرڈ کرا لیا گیا۔ حالانکہ اس کمیٹی کا شفاخانے کے ساتھ کوئی تعلق نہ تھا (مگر اس کمیٹی کو تو شفاخانے کے ساتھ تعلق تھا) اس طرح انہوں نے گورنمنٹ کو بھی دھوکا دیا۔ کیونکہ رجسٹریشن کے دو دن بعد تک شفاخانہ کے تمام امور کے ہم نگران تھے۔ پھر اگلے روز ہی یہ بورڈ لکھوایا "سستا شفاخانہ رجسٹرڈ"۔ ۱۰ اکتوبر ۱۹۶۶ء کی رات کو شفاخانہ کا تالا کھول کر بورڈ وغیرہ لگائے اور ڈاکٹر صاحب اور کمپوڈر صاحب سے زبردستی آمدنی کی رقم وصول کرنے لگے۔ ہم نقص امن کے خدشہ کے پیش نظر ان کے راستہ میں حائل نہ ہوئے بلکہ سپرنٹنڈنٹ صاحب پولیس کو درخواست دی کہ مناسب کارروائی کی جائے۔ پولیس والوں نے دونوں فریقوں کو دو دو ثالثوں کے نام دینے کو کہا۔ تاکہ وہ اس قضیہ کا فیصلہ کریں۔ ہمارے ثالث تو اب تک دلچسپی لے رہے ہیں لیکن ان کے ثالث ٹال مٹول اور عدیم الفرصتی کا بہانہ کر کے اس کے فیصلہ ناحق کو طول دینے کی کوشش کر رہے ہیں۔ تاکہ ان کا قبضہ پختہ ہو جائے۔"

جیسا کہ بیان سے ظاہر ہے، معاملہ ثالثوں کے سپرد ہے، اس لئے ہم اس مخصوص "واقعہ" کے متعلق کچھ عرض کرنا نہیں چاہتے۔ لیکن بیان کو پڑھ کر ہمیں وہ اونٹ بے تحاشا یاد آ رہا ہے جس نے اعرابی کے خیمے میں سر چھپانے کی اجازت مانگی تھی۔ اجازت کے بعد "اس اونٹ صاحب" نے آہستہ آہستہ پورے کا پورا "جسم صالح" خیمے میں داخل فرما دیا اور اعرابی کو یہ نیک مشورہ دیا کہ وہ ذرا باہر سردی میں تشریف رکھیں۔ کیونکہ انہوں نے کئی بقراط اور افلاطون قسم کے اونٹوں سے سن رکھا ہے کہ سردی حیوانی جسم کے لئے نہایت مفید اور صحت مند چیز ہے — وجہ اس "اونٹ صاحب" کے یاد آنے کی یہ ہے کہ یہ داستان جماعت اسلامی کے حلقوں میں بہت مقبول اور مشہور ہے اور ان حلقوں کے بعض لوگ اس داستان کو بطور لائحہ عمل کے جانتے ہیں۔ اس "اونٹیت" پر عمل کرنے کی مثالیں بھی ان کے یہاں بڑی دلچسپ اور صالحیت افروز موجود ہیں۔ ہاتھی کے پاؤں میں سب کا پاؤں کے طور پر خود ماہنامہ "ترجمان القرآن" کی تاریخ دست یابی ملاحظہ ہو کہ پہیہ اللہ یاد آتا ہے اور پھر وہ اونٹ جس نے اعرابی کی سادگی سے گردن داخل کرنے کی اجازت حاصل کر لی تھی۔

اصل میں حاجی سردار محمد صاحب اللہ تعالیٰ کے ان نہایت سادہ دل بندوں میں سے معلوم ہوتے ہیں جن کی اس جہان میں بہت بڑی کثرت ہے اور جو کبھی دوسروں کے تجربات سے فائدہ نہیں اٹھاتے۔ یہ حضرات اول اور آخر اپنے ہی تجربہ پر بھروسہ کرتے ہیں اور جب تک بہت سے داغ وصول نہ پالیں، آگ کو آگ قبول کرنے پر تیار نہیں ہوتے۔ جماعت اسلامی کے متعلق یہ نیا انکشاف نہیں بلکہ انکشافات کے دفتر کے دفتر لوگوں نے سیاہ کئے ہیں تجربہ کار لوگوں نے کتابیں بھی لکھیں۔ رسالے بھی چھاپے۔ اخبارات میں مضامین لکھے۔ یہ سب کچھ ہم لیکوپ بابل ہمہ جماعت کو رکن بھی ملتے رہے۔ متفقین بھی میسر آتے رہے۔ اور اس طرح "ترویج دین" رہی۔ جماعت اسلامی والے اس کو محض اللہ کا احسان کہتے رہے اور انہیں کبھی اس سے اختلاف نہیں ہے کیونکہ مسلمانوں میں سادہ لوح بندوں کی تعداد جتنی زیادہ ہوتی جائے جماعت اسلامی اسے اپنے پر اللہ کا خاص احسان ہی تصور کرے گی اور وہ ہوگا بھی ایسا ہی۔

(باقی بر صفحہ کالم ...)

مخلوقِ خدا کی خدمت نماز اور عبادات پر مقدم ہے

(نبی کریمؐ اور صحابہ کرامؓ کا عمل)

بیماروں کی عیادت اور بھوکے اور پیاسے کو کھانا اور پانی دینا خدا تک پہنچتا ہے (حدیث قدسی)

غرباء کے ذریعہ امراء کی امداد اور رزق رسانی (فرمان نبویؐ)

غرباء کو امراء کی عزت کرنے اور امراء کو انہیں اپنا بھائی سمجھنے کی ہدایت

خطبہ عید الفطر - مؤرخہ ۱۲ جنوری ۱۹۶۷ء فرمودہ حضرت امیر قوم مولینا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ بمقام جامع احمدیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

یاایھا الذین امنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون ——— (البقرۃ) -

خطبہ عید میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عید کے موقعہ پر خطبہ فرماتے - اور جب کبھی مسلمان مرد اور عورتیں کسی تقریب میں جمع ہوا کرتیں - تو اس وقت بھی حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ ارشاد فرمایا کرتے - عید کا موقعہ بڑا اہم موقعہ ہے اس موقعہ پر تمام کی تمام قوم جمع ہوتی ہے - اس لئے اس وقت قوم کو وہ ارشادات بتانے چاہئیں جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ مبارک سے نکلے - عید کے موقعہ پر دو چار باتیں حضورؐ نے فرمائیں وہ قوم کو سناتا ہوں۔

مخلوق کی خدمت نماز پر مقدم ہے

صحابہ کرام رضؓ میں ایک بزرگ حضرت انس رضؓ ہیں - انہوں نے اپنی زندگی کا زیادہ حصہ حضورؐ کی صحبت مبارک میں گذارا ہے وہ فرماتے ہیں کنا اذا نزلنا منزلا لانسبح حتی تحل الرحال جب کبھی ہم جہاد کے لئے نکلتے اور کسی جگہ ڈیرہ لگاتے تو جب تک جانوروں کے پالان آتار نہ لیتے نماز ادا نہ کرتے تھے - باوجود اس کے کہ قوم کو نماز ادا کرنے کا ولولہ تھا - تاہم جب تک جانوروں کے پالان نہ اُتار لئے جاتے، جب تک گھوڑوں خچروں اور اُونٹوں وغیرہ کو آرام نہ پہنچا لیا جاتا - اُنکو پانی چارہ نہ دے دیا جاتا اور ان کی مالش وغیرہ نہ کر دی جاتی اس وقت تک ہم نماز ادا نہیں کیا کرتے تھے - یہ ہیں ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اور رحمۃ للعالمین - جنہوں نے قوم کو تعلیم دی کہ خدا راضی نہیں ہوتا جب تک مخلوقِ خدا پر رحم و کرم نہ کیا جائے - حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قوم کے اندر عبادت کا جذبہ پیدا کیا - اور ساتھ ہی یہ بھی تلقین فرمائی کہ اگر خدا کی مخلوق کی خدمت نہ کی جائے تو نماز کا بھی کوئی فائدہ نہیں -

نماز عید سے پہلے فطرانہ کی ادائیگی

اسی طرح آپؐ نے فرمایا کہ عید کی نماز قبول نہیں ہوتی جب تک غرباء کی خاطر فطرانہ نہ ادا کیا جائے - جس طرح سے جانوروں کو آرام پہنچانے سے پیشتر نماز ادا نہیں کی جاتی تھی - اسی طرح سے نماز عید قبول نہیں ہوسکتی جب تک غرباء کے لئے فطرانہ ادا نہ کیا جائے - یہ ہیں وہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بلندیاں اور آپ کے رحم و کرم کی حالت جو آپ کو دنیا جہان میں ممتاز کرنے والی ہیں -

خدا کی تلاش غرباء میں

آپؐ کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وابغونی فی الضعفاء اگر میری تلاش مطلوب، ہو یا میرا قرب مقصود ہو تو مجھے غرباء میں پاؤ گے -

بیماروں کی عیادت، بھوکے اور پیاسے کو پانی دینا خدا کو پہنچتا ہے ——— حدیث قدسی

حدیث قدسی میں ہے یعنی اس حدیث میں جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا تعالیٰ کی طرف سے بیان فرمائی - فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یا ابن آدم مرضت فلم تعدنی - اے آدم زاد! میں بیمار ہو گیا تھا - تو میری احوال پرسی کے لئے نہیں آیا تھا خدا کا بندہ عرض کرنے لگا یارب کیف اعودک و انت رب العلمین - میں کیسے آپکی عیادت اور احوال پرسی کرتا - آپ تو دنیا جہان کے حاجت روا ہیں اللہ تعالیٰ فرمائے گا ——— اما علمت ان عبدی فلاناً مرض فلم تعدہ کیا تم کو پتہ نہیں کہ میرا فلاں بندہ بیمار ہو گیا تھا - تو اس کی احوال پرسی کے لئے نہ گیا اما علمت لو انک عدتہ لوجدتنی عندہ - اگر تو اس کی احوال پرسی کے لئے جاتا تو تو مجھے وہاں پاتا - پھر فرمائے گا ——— یا ابن آدم استطعمتک فلم تطعمنی - اے بنی آدم - میں نے تجھ سے کھانا مانگا تھا - مگر تو نے کھانا نہ دیا - بندہ عرض کرے گا - یارب کیف اطعمک و انت رب العالمین - اے مولا آپ تو رب العالمین ہیں، آپ کو کھانے کی کیا حاجت ہوسکتی ہے جو آپ کو کھانا کھلاتا - اس پر اللہ تعالیٰ فرمائے گا اما علمت ان عبدی فلاناً استطعمک فلم تطعمہ کیا تم کو پتہ نہیں کہ میرے فلاں بندے نے تجھ سے کھانا مانگا تھا مگر تو نے اس کو کھانا نہ دیا - اما علمت لو انک اطعمتہ لوجدت ذالک عندی - اگر تو اس کو کھانا کھلا دیتا تو وہ مجھے پہنچ جاتا - پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا یا ابن آدم استسقیتک فلم تسقنی - اے ابن آدم میں پیاسا تھا میں نے تجھ سے پانی مانگا تھا مگر تو نے پانی نہ دیا - بندہ عرض کرے گا یارب کیف اسقیک و انت رب العالمین - اے ربّ آپ تو دنیا جہان کی پرورش کرتے ہیں - آپ کو پانی کی کیا حاجت ہے جو میں آپ کو پانی پلاتا - اس پر اللہ تعالیٰ فرمائے گا اما علمت ان عبدی فلانا استسقاک فلم تسقہ اما علمت لو انک سقیتہ لوجدت ذالک عندی - تجھے پتہ نہیں کہ میرا فلاں بندہ پیاسا تھا - اس نے تجھ سے پانی مانگا تھا - مگر تو نے اس کو نہ دیا - اگر تو اس کو پانی پلاتا تو وہ مجھے پہنچتا -

نماز طہارت قلب کے لئے ہے

خدا تعالیٰ تو غنی ہے اُس کو ہماری نمازوں کی حاجت نہیں - نمازیں تو ہماری اپنی پاکیزگی اور طہارت کے لئے ہیں کہ ہمارا باطن پاک ہو جائے - ہمارے قلب پر خدا کا نزول ہو -

جو خدا کی مخلوق سے محبت نہیں کرتا وہ خدا سے محبت نہیں کرتا

خدا تعالیٰ سے جو محبت کرنے کا دعویٰ کرتا ہے جب تک وہ خدا کی مخلوق سے محبت نہیں

کرتا خدا سے اس کی محبت رائگاں ہے۔ مسلمان کی تو یہ شان بیان فرمائی ہے کہ یطعمون علی حبہ مسکیناً ویتیماً و اسیراً۔ مسلمان خدا تعالےٰ کی محبت کی وجہ سے مساکین کو یتامےٰ کو اسیروں کو کھانا کھلاتا ہے و اتی المال علیٰ حبہ ذوی القربیٰ والیتامیٰ والمسٰکین و ابن السبیل والسائلین وفی الرقاب۔ خدا کی محبت کی وجہ سے قریبیوں، یتیموں اور مسکینوں مسافروں، سوالیوں، اور غلاموں کو مال دیتا ہے۔

احسان جتانے سے صدقات باطل ہو جاتے ہیں۔

اور پھر یہ بھی فرمایا لا تبطلوا صدقاتکم بالمن والاذیٰ، اپنے صدقات کو احسان جتلا کر اور ایذا پہنچا کر ضائع نہ کرو۔ تم نے اپنے بھائی بندوں کے لئے سب کچھ کیا۔ لیکن احسان جتلا کر تم نے اپنے احسان اور اموال سب کچھ برباد کر دیا۔ مقصد یہ ہے کہ خدا کی محبت کی وجہ سے خدا کی مخلوق پر مال صرف کرو مگر احسان جتا کر اس کو مجروح نہ کرو۔ اس سے احسان باطل ہو جاتا ہے۔ خدا بھی ناراض اور مخلوق بھی۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انا و کافل الیتیم کھاتین یتیم کی کفالت کرنے والا قیامت کے دن میرے ساتھ ہو گا۔ جس طرح دو انگلیاں ایک دوسری کے ساتھ ہیں۔

غرباء کے ذریعہ امراء کی امداد اور رزق رسانی

اور اسی طرح رحم و کرم کا سبق دینے کے بعد مسلمان کے دماغ کو روشن کرنے کے لئے فرمایا الا تنصرون وترزقون بضعفائکم۔ ہوش سے سنو غرباء تمہاری نصرت کرتے ہیں۔ تمہارے مکان غرباء بناتے ہیں۔ تمہاری سڑکیں غرباء کوٹتے ہیں۔ تمہارے پل غرباء بناتے ہیں۔ تمہاری کار چلانے کے لئے ڈرائیور چاہیئے۔ تمہاری کوٹھی میں ایک مالی چاہیئے۔ ایک باورچی ایک بیرا ایک چوکیدار، ایک دھوبی اور حجام چاہیئے غرض تم غرباء کے محتاج ہو، وہ ہر طرح کی خدمات انجام دیتے ہیں علاوہ ازیں وترزقون بضعفائکم غرباء کی وجہ سے تمہیں رزق ملتا ہے۔ غلہ، پھل، پھول دودھ مکھن وغیرہ وغیرہ غرباء ہی مہیا کرتے ہیں، کھیتوں میں غرباء کام کرتے ہیں۔ کارخانوں میں غرباء کام کرتے ہیں

امراء کی دولت میں غرباء کا حق

اس لئے تمہاری دولت میں غرباء کا حصہ ہے وفی اموالکم حق للسائل والمحروم سائل کا بھی تمہارے مال میں حق ہے اور جو نہیں مانگتا اور اس کے پاس کچھ نہیں ان سب کا تمہارے اموال میں حصہ ہے۔ کیا شان ہے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کہ قوم کو یہ قیمتی سبق دیا کہ قوم کی زندگی کا انحصار غرباء پر ہے امراء غرباء کے ممنون ہیں۔ غرباء کا امراء کے اموال میں حق ہے۔

غرباء کو امراء کی عزت کرنے اور امراء کو غرباء کو بھائی سمجھنے کا حکم۔

ایک طرف غرباء کی پرورش کرنے کا حکم دیا اور دوسری طرف غرباء کو امراء کی عزت کرنے کا ارشاد فرمایا اس طرح قوم کے اخلاق کے اندر توازن پیدا کر دیا۔ غرباء کو بلند کر دیا اور امراء کو غرباء کا بھائی بنا دیا۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا امراء کی عزت کرو۔ امراء قوم کے لئے موجب عزت ہیں۔ اور امراء کو حکم دیا کہ غرباء کو اپنے بھائی یقین کرو۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قوم کو لڑواتے مرواتے نہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ قوم میں امراء اور غرباء قیامت تک رہیں گے۔ اس لئے دونوں میں تعاون ہونا چاہیئے۔

غرباء کو عزت کا مقام

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غرباء کی صرف روٹی کا انتظام ہی نہیں فرمایا۔ بلکہ غرباء کو عزت کا مقام عطا کیا۔ چنانچہ حضرت عمرؓ صہیب رومیؓ کی امامت میں نماز ادا کیا کرتے تھے۔ زیدؓ کے فرزند اسامہؓ کو کمانڈر بنا دیا گیا۔

معاشرے میں اہم انقلاب

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے معاشرے اور ملک میں ایک نہایت مشکل اور نہایت اہم اور مفید انقلاب پیدا کر دکھایا۔ روس کے انقلاب نے امراء کو قتل کرایا اور غرباء کو حکومت عطا کر دی لیکن

عید کی مبارک باد۔ حضرت نبی کریم صلعم انسانیت کے لئے رحمت ہیں

اس خطبہ کے بعد سب خواتین، و حضرات کو عید کی تقریب پر مبارک باد کہتا ہوں۔ اور توجہ دلاتا ہوں کہ ہم ایسے عظیم الشان پیغمبر کی امت ہیں جن پر ہم فخر کر سکتے ہیں۔ اپنے دین کو اقوام عالم کے سامنے فخر سے پیش کر سکتے ہیں۔ اور ان پر واضح کر سکتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم انسانیت کے لئے رحمت ہیں۔ آپ اپنے اخلاق و کردار کی وجہ سے فرشتوں سے بھی بڑھ گئے۔

دُعا

آیئے ہم سب مل کر دُعا کریں کہ اللہ تعالےٰ سب مردوں، عورتوں اور بچوں پر اپنی برکات نازل فرمائے جو بیمار ہیں ان کو اللہ تعالےٰ شفا بخشے۔ مکرم میاں محمد صاحب جماعت کے رکن رکین اور قیمتی وجود ہیں۔ ان کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے بھی دُعا کریں۔ اور بھی جو بیمار ہیں یا کسی مصیبت میں مبتلا ہیں ان سب کے لئے دُعا کریں۔ اور برادران ملت کے لئے بھی دُعا کریں، یہ بھی دعا کریں کہ مسلمان قوم نے رمضان شریف سے جو طہارت، تقویٰ ضبط نفس کا سبق سیکھا ہے اس پر قائم رہے تاکہ قوم کا کردار بلند ہو اور پاکستان مضبوط ہو۔ ملک کا استحکام قومی کردار سے وابستہ ہے۔ خدا تعالےٰ ہماری قوم اور ہمارے ملک کے کردار کو بلند کرے اور ہمارے ملک کو استحکام بخشے۔

عید کا چاند اور مودودی کی "صائب منطق"

روزنامہ مشرق (مورخہ ۱۵ر جنوری ۱۹۶۸ء) رقمطراز ہے:۔

"بدھ کی شام کو مرکزی رویت ہلال کمیٹی کی طرف سے ریڈیو پر یہ اعلان ہو رہا تھا کہ شوال کا چاند نظر آگیا ہے اور عید کل منائی جائے گی۔ دوسری طرف مولانا ابوالاعلیٰ مودودی یہ خفیہ اعلان کر رہے تھے کہ میں نے فلاں فلاں شہروں میں اپنے احباب سے رابطہ قائم کیا اور فلاں فلاں شہروں میں احباب سے رابطہ قائم نہیں کر سکا۔ تاہم مجھے اور میرے احباب کو چاند نظر نہیں آیا اس لئے میں تو کل روزہ رکھوں گا اور پرسوں جمعہ کے دن عید مناؤں گا۔ اب مولانا نے اپنے "خطبہ ترو" میں فرمایا ہے کہ ہم تو اخبارات میں عام اعلان بھی نہیں کرا سکتے تھے، صرف ایک اخبار نے جرأت کی کہ میرا پورا بیان شائع کر دیا اور اسی وجہ سے وہ افراتفری رونما ہوئی جو کل دیکھی گئی۔

. . . .

جمعرات کے دن اخبارات کے دفاتر عید الفطر کے سلسلہ میں بند تھے۔ جمعہ کی صبح کو، جب یہ دفاتر کھلے تو ہمیں مولانا مودودی کے "خطبہ ترو" کی بعض تفصیلات کا علم ہوا اور اس کے ساتھ ہی مولانا کے اس بیان کی تلاش شروع ہوئی جس کے بارے میں ان کا ارشاد ہے کہ صرف ایک اخبار نے جرأت کی اور شائع کر دیا۔

جب مذکورہ بیان کا کوئی سراغ نہ ملا تو ادارہ مشرق کے ایک رکن نے مولانا سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کی ٹیلیفون پر ان کی ملاقات جماعت اسلامی کے ایک فاضل لیڈر سے ہوئی، جنہوں نے صورت حال کی صراحت کا وعدہ کیا۔ موصوف شاید خود بھی کچھ دیر تک مولانا مودودی کے اس بیان کی نقل تلاش کرتے رہے، جسے صرف ایک اخبار نے بادِ امانت سمجھ کر اٹھانے کی جرأت کی تھی، لیکن آخر میں انہوں نے (غالباً مولانا سے مشورہ کے بعد) بتایا کہ فی الاصل مولانا مودودی نے بدھ کی شام کو رویت ہلال کے باب میں باقاعدہ اخباری بیان جاری نہیں کیا تھا، البتہ ایک اخبار نے مولانا سے ٹیلیفون پر گفتگو کے دوران میں ان کا بیان لکھ لیا تھا۔

. . . .

قصہ مختصر مولانا مودودی نے بدھ کی رات میں ایک اخبار کے رپورٹر کو ٹیلی فون پر بیان لکھوایا، جمعرات کو روزہ رکھا اور جمعہ کو اپنے "خطبہ ترو" میں یہ کہتے ہوئے پائے گئے کہ ہم اخبارات میں عام اعلان بھی نہیں کرا سکتے تھے، صرف ایک اخبار نے جرأت کی اور میرا پورا بیان شائع کر دیا۔ مولانا تو ہر معاملہ میں بڑی "صائب منطق" رکھتے ہیں لیکن اخبارات کو بیان دیئے بغیر ان میں اپنے بیان کی اشاعت کی توقع کرنا آخر کہاں کی منطق ہے۔؟

خط و کتابت کرتے وقت

چٹ نمبر کا حوالہ دیں۔ (مینیجر)

طاہر عرفانی

مامورین کی مخالفت کے محرکات اور اصلاحِ احوال

بے لوث خیر خواہی

اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو نیک بندے خلق خدا کی رہنمائی کے لئے بھیجے جاتے ہیں، اُن کی نمایاں خصوصیت یہ ہوتی ہے کہ ان کے پیشِ نظر کوئی بھی ذاتی اغراض نہیں ہوتیں، وہ انسان کو خدا کی طرف بلاتے ہیں، مجلسی برائیوں کو ترک کرنے کی ترغیب دیتے ہیں، سماجی اُونچ نیچ، ظلم، بے انصافی، لوٹ کھسوٹ کو ختم کر کے دنیاوی زندگی میں باہمی محبت، قربانی اور احترام کی فضا قائم کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور آخر کار کامیابی کے بعد بھی خالی ہاتھ دنیا سے رخصت ہو جاتے ہیں۔

لیکن یہی ایک گروہ ہے، جس کی سب سے زیادہ مخالفت کی جاتی ہے۔ اسے ہر قسم کے جور و ستم کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ زنجیروں میں جکڑا جاتا ہے۔ استہزاء و استخفاف کے تیر چلائے جاتے ہیں، غرضیکہ جبر و جور کا کوئی پہاڑ نہیں جو اس گروہ کے پاک و مخلص انسانوں پر نہیں گرایا جاتا۔

آخر انسانی کردار میں اس تضاد کی کیا وجہ ہے؟ انسان کیوں اپنے محسن کی مخالفت پر کمربستہ ہو جاتا ہے؟ اپنے خیر خواہ کے مشن کو ناکام بنانے کے لئے تمام قوتیں صرف کر دیتا ہے؟ اور کوئی حربہ ایسا نہیں جو اس کے خلاف استعمال نہیں کرتا۔

دراصل اس کی پشت پر بظاہر کوئی بڑا جذبہ نہیں ہوتا۔ ہر انسان اپنی بہتری چاہتا ہے، وہ اپنے خیر خواہ کا بدخواہ کیسے ہو سکتا ہے، اپنی بھلائی کی خاطر تو وہ مامورین کی دشمنی مول لیتا ہے۔ اور اس مخالفت کی دو اہم وجوہ ہوتی ہیں۔ (۱) جہالت اور (۲) ذاتی مفاد کا تحفظ۔

دنیا دار اور خدا شناس، اہلِ باطل اور اہل اللہ، کے روحانی مقامات میں بعد المشرقین ہوتا ہے۔ دنیا دار گروہ اخلاق اور روحانی پستیوں کی اتھاہ گہرائیوں میں گرا ہوتا ہے جب کہ مامور من اللہ روحانیت کی انتہائی بلندیوں پر محو پرواز ہوتا ہے، دنیا دار انسان جسمانی لذتوں میں کھویا ہوتا ہے اور اہل اللہ مامور روحانیت اور معرفت کی فضاؤں میں تعلق باللہ کی لذات سے سرشار ہوتا ہے، ایک کا منتہائے نظر جسمانی آسائشیں، سونا چاندی، محلات، کارخانے، جاہ و حشمت اور دوسرا "دل زلف و زرق اُفتادہ کلاہ کی" عزت نعرہ بلند کرتا ہے۔

نقش ہستی تیری الفت سے مٹایا ہم نے
اپنا ہر ذرہ تیری راہ میں اڑایا ہم نے

دلبرا مجھ کو قسم ہے تیری یکتائی کی
آپ کو تیری محبت میں بھلایا ہم نے

خدا سے وہی لوگ کرتے ہیں پیار
جو سب کچھ ہی کرتے ہیں اس پر نثار
اسی فکر میں رہتے ہیں روز و شب
کہ راضی وہ دلدار ہوتا ہے کب
اسے دے چکے مال و جاں بار بار
ابھی خوف دل میں کہ ہیں نابکار
لگاتے ہیں دل اپنا اس پاک سے
وہی پاک جاتے ہیں اس خاک سے

دنیا پرست انسان کا معیارِ حق و باطل دنیاوی علم، ذاتی تجربہ اور ان پر مبنی محدود اور ناقص عقل ہے۔ روح کی دنیا کے تجربات واردات، مشاہدات اس سے مختلف ہوتے ہیں، جن کی لذت اور سرور سے اہلِ خرد بے خبر رہتا ہے۔

درون خانہ ہنگامے ہیں کیا کیا
چراغِ رہ گزر کو کیا خبر ہے

جس مقام سے روح کی حد شروع ہوتی ہے۔ وہاں تک پہنچنے سے قبل عقل و خرد کے پَر جل چکے ہوتے ہیں۔ اس زمانے کے مامور نے کیا ہی سچ فرمایا ہے

بندوں میں اپنے بھید خدا کے ہیں بے شمار
تم کو نہ علم ہے نہ حقیقت ہے آشکار
اس قدر عرفاں بڑھا میرا کہ کافر ہو گیا
آنکھ میں اس کی کہ ہے وہ دور تر از صحنِ یار

بگو ہر آنچہ بگوئی بہ خود نمیدانی
کہ سالکانِ درش راچہ ابتلا باشد
از خرد منداں و اانکار نیست
لیکن این رہ راہِ وصلِ یار نیست

اسی حقیقت کو اقبال نے ان الفاظ بھی ادا کیا ہے ؎

حدِ ادراک سے باہر ہیں باتیں عشق و مستی کی
سمجھ میں اس قدر آیا کہ دل کی موت ہے دُوری
خرد کی گتھیاں سلجھا چکا میں
میرے مولا مجھے صاحب جنوں کر

عقل کی حد سے پرے بندۂ مومن کے لئے
لذتِ شوق بھی ہے نعمتِ دیدار بھی ہے

دونوں کے مقامات میں اس قدر دوری کی موجودگی میں اگر کثیر التعداد گروہ مامورین کو مجنون، دیوانہ، مسحور اور جادوگر نہ کہے تو اور کیا کہے، تعلق باللہ کے جو انوار اس کے وجود سے ظاہر ہوتے ہیں۔ جو معجزات وہ دکھاتا ہے۔ جو خارق عادت کرامات اس سے مشاہدہ میں آتی ہیں، وہ انسانی عقل اور تجربہ کے دائرہ عمل سے باہر ہوتی ہیں، اور عقل ان کا نہ صرف انکار کرتی ہے۔ بلکہ اسے باطل سمجھ کر اس کی تکذیب اور تخریب میں لگ جاتی ہے۔ عصائے موسیٰ کے مقابل فرعون نے جادوگروں کو اکٹھا کیا۔ کیونکہ وہ موسوی معجزے کو جادو ہی سمجھتا تھا۔

دنیا پرست لوگ انبیاء کے حسب نسب کے منکر نہیں ہوتے۔ ان کے بلند اخلاق اور شرافت کا انکار نہیں کرتے ان کی دانائی، فراست اور راستبازی کے معترف ہوتے ہیں۔ لیکن اُن کے روحانی مقام تک چونکہ ان کے تجربے اور علم کی رسائی نہیں ہوتی اس لئے یہ سمجھ کر کہ "کہیں ایسا بھی ہو سکتا ہے؟" مامورین کا انکار کر دیتے ہیں۔

مادہ پرست ہونے کی وجہ سے مامورین سے ان کے مطالبات کچھ اس قسم کے ہوتے ہیں۔ "ہمارے سامنے آسمان پر چڑھ جاؤ"۔ "خدا سے اپنے لئے باغات حاصل کر لو"۔ "تمہارے ہاتھوں میں سونے کے کنگن پڑ جائیں"۔ "محلات بنوا لو"۔ "آسمان سے جا کر کتاب لے آؤ"۔ ان کے کمالات اور عروج کی حد مادی اسباب تک رہتی ہے۔

حد ان کے کمالات کی ہے برق و بخارات

قریش مکہ میں سے کسی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس قسم کے معجزات طلب کئے اور آپؐ کے انکار پر رُوٹھ کر چلا گیا۔ اس کی حد نگاہ مادی اسباب سے آگے بڑھ بھی کیسے سکتی تھی۔

حضرت موسیٰ اور حضرت خضرؑ کا واقعہ عقل و معرفت کے دائرہ عمل کی علیحدگی پر روشن دلیل ہے۔ خضرؑ کی ہر بات عقل اور مشاہدہ کے خلاف تھی۔ موسیٰ کے اعتراضات بظاہر درست تھے، لیکن قدرت کی طرف سے خضرؑ کی تائید ہوئی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کوہ صفا پر چڑھ کر قریش مکہ کو پکارا، وہ آ گئے تو پوچھا کہ اگر میں کہوں کہ پہاڑ کی دوسری طرف دشمن کا لشکر ہے تو کیا مان لو گے؟ سب نے یک آواز کہا کیوں نہیں کیونکہ آپ نے کبھی غلط بیانی نہیں کی۔ یہ بات ان کی نظروں میں ممکن تھی لیکن جب آپ نے فرمایا کہ "میں خدا کا رسول ہوں" تو انہوں نے فوراً انکار کر دیا کہ خدا بندے سے کیسے ہمکلام ہو سکتا ہے، وجہ یہ تھی کہ یہ بات ان کے علم، تجربے اور عقل کے خلاف تھی۔ انسان کی محدود ناقص عقل کے خلاف۔

لیکن قدرت ہر دَور میں انسان کی رہنمائی ہے ایک گروہ ہمیشہ ہی محبت اور وصالِ الٰہی کے جامِ صاف اور آبِ معرفت سے محظوظ ہوتا رہا ہے، اور اس گروہ نے ہمیشہ اپنے وحدہٗ لاشریک محبوب کے اشارے پر خلق خدا کی رہنمائی کا بیڑا اٹھایا ہے۔ اپنے محبوب کی ہر شئے محبوب ہوتی ہے۔ خدا کی رحمت گنہگار سے گنہگار انسان

کو بھی لا تقنطوا کا پیغام دیتی رہی ہے۔ اس نے فرعون کے لئے بھی حضرت موسےٰؑ کو فرمایا فقولا لہ قولاً لینًا۔ کہ محبت اور نرمی سے سمجھاتا۔ انبیاء علیہم السلام نے اسی محبت کے جذبے سے مدتوں مخالفوں کے ستم سہے لیکن راہ حق کی طرف بلاتے اور ما ارید الا الاصلاح ما استطعت کی نوید سناتے رہے۔ آقائے نامدار سرتاج انبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ۲۳ سال تک دلسوزی کا اظہار کیا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہوا کہ:۔

فلعلک باخع نفسک الا یکونوا مومنین

کہ آپ اس غم میں اپنے آپ کو ہلاک کرلیں گے کہ یہ لوگ ہدایت کی راہ پر نہیں آتے۔ اور یہی شفقت تھی جس کے زیر اثر آپ نے بدترین دشمنوں، قاتلوں، لیٹروں، باطل پرستوں پر غلبے کے بعد لا تثریب علیکم الیوم کا مژدہ سنایا۔

آپ کی اقتداء میں اولیائے اُمت نے بدترین معاندوں اور منکرین کو بھی ہمیشہ معاف کیا۔ اور جب غالب آئے تو دشمنوں کے دلوں کو محبت سے جیت لیا، اس دور کے مامور کی تڑپ کو دیکھئے۔

گالیاں سُن کے دُعا دیتا ہوں ان لوگوں کو
رحم ہے جوش میں اور غیظ گھٹایا ہم نے

بدل دردیکہ دارم از برائے طالبانِ حق
نمیگردد بیاں آں درد از تقریر کوتاہم
دل و جانم چناں مستغرق فکر اوشان ہست
کہ نے از دل خبر دارم نہ از جانِ خود آگاہم
بدیں شادم کہ غم از بہرِ مخلوقِ خدا دارم
ازیں در لذتم کز درد می خیزد ز دل آہم
مرا مقصود و مطلوب و تمنا خدمتِ خلق است
ہمیں کارم ہمیں بارم ہمیں رسمم ہمیں راہم
نہ من از خود نہم در کوچہ پند و نصیحت پا
کہ ہمدردی برد آنجا بجبر و زور و اکراہم
غم خلقِ خدا صرف از زباں خوردن چہ کار ست ایں
گرش صد جاں بپاریزم ہنوزش عذر می خواہم
چو شام پُر غبار و تیرہ حالِ عالمے بینم
خدا بردے فرود آرد دعا ہائے سحرگاہم

مامورین کے مخالفین میں سے دوسرا گروہ ایسے افراد پر مشتمل ہوتا ہے جن کے مفاد پر زد پڑتی ہے۔ ان میں اہلِ جاہ و مال، دینی راہنما اور ان کے متوسلین شامل ہوتے ہیں۔ جن لوگوں نے قارون کی طرح دنیا کی دولت سمیٹ رکھی ہو۔ جنہوں نے مادی وسائل پر اپنی سازشوں، عیاریوں اور باہمی جوڑ توڑ سے قبضہ جما رکھا ہو۔ وہ معاشی انصاف، مجلسی رواداری اور اخوت کے نام پر عوام کو شریک دولت نہیں کرسکتے جن لوگوں نے سیاسی اقتدار اور جاہ و مرتبہ حاصل کر رکھا ہے وہ کب گوارا کرسکتے ہیں کہ یہ مناصب ان کے عزیز و اقربا یا گروہ کے ہاتھ سے نکل جائیں۔ اسی طرح جو مذہبی رہنما حکمرانوں کی تقویت کا باعث بنتے ہیں اور ان کی بدولت دینی مناصب سے مستفید ہوتے ہیں، وہ کب برداشت کرسکتے کہ ان کی گدیاں چھن جائیں اس لئے یہ دونوں گروہ مامورین کے پیچھے تیغے جھاڑ کر پڑ جاتے ہیں اور ملک کی سلامتی قومی اتحاد، دینی حفاظت، ایکجہتی اور اسلاف کی روایات کے بچاؤ کی آڑ میں مامورین کی ناکامی کے لئے تمام قوتیں صرف کردیتے ہیں۔

مخالفین حق کا عناد معمولی نوعیت کا نہیں ہوتا۔ خلیل و نمرود، موسےٰ و فرعون، داؤد و جالوت، مسیح و پیلاطوس، سیدنا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) و ابوجہل کی کشمکش حق و باطل کی آویزش کی نوعیت پر روشنی ڈالتی ہے۔

اللہ تعالےٰ نے بدی کی طاقتوں کو کچلنے کے لئے ہر زمانے میں مامورین بھیجے جن کی غرض و غایت دنیا میں توحید کا قیام، ظلم و جور کا خاتمہ، مجلسی خرابیوں کا انسداد اور قہر زدہ مظلوم عوام کی اکثریت کو شیطان صفت، درندہ خصلت صاحبانِ جاہ و اقتدار سے نجات دلانا رہا ہے ویضع عنھم اصرھم والاغلال التی کانت علیھم

اُمتِ محمدیہ کو یہ شرف حاصل رہا ہے کہ اس کے صلحاء کو اللہ تعالےٰ سے شرف مکالمہ و مخاطبہ حاصل رہا ہے، لیکن یہی وہ واحد امت ہے جس کے اولیاء میں سے بعض کو اللہ تعالےٰ تجدید دین اور ہدایت اور اصلاح خلق کے لئے مامور فرماتا چلا آیا ہے اور یہ مامورین مجددیت کے خلعت فاخرہ سے سرفراز ہوکر ہر صدی میں دین کے منور چہرے سے توہمات اور غلط افکار کی تاریکی کو دور کرتے چلے آتے ہیں۔ اسلام کو اندرونی اور بیرونی حملوں سے بچاتے رہے ہیں اور زمانے کے تقاضوں کے مطابق قرآنی علوم کے انوار اقصائے عالم میں بکھیرتے چلے آئے ہیں۔ اور انہی بندگانِ خدا میں سے چودھویں صدی کی ابتداء میں حضرت مرزا غلام احمد قادیانی رحمۃ اللہ علیہ تھے جنہیں اللہ تعالےٰ نے اپنی حکمتِ بالغہ سے تجدید دین کے لئے چُن لیا اور جنہوں نے زندہ خدا، زندہ رسول اور زندہ کتاب کو دلائل ساطعہ سے دنیا کے سامنے پیش کیا۔ جنہوں نے باطل کے قلعوں پر گولہ باری کرکے انہیں مسمار کیا، اللہ تعالےٰ نے اخبار غیب اور بشارات کے ذریعہ اسلام کی سچائی پیش کی اور مسلمانوں کے ایک گروہ میں یہ جذبہ پیدا کیا کہ اسلام کا سورج مغرب سے طلوع ہونے کے دن آگئے ہیں کہ

آ رہا ہے اس طرف احرار یورپ کا مزاج

اسلام کی تبلیغ اقوامِ مغرب میں کرو وہ پکتے ہوئے پھل کی طرح حق و صداقت کی جھولی میں گرنے کے لئے تیار ہیں، اور دنیا نے مشاہدہ کرلیا کہ ایک گمنام بستی کا یہ مامور اپنے دعاوی میں راست گو تھا۔

اغراض کے بندوں نے مدت ہوئی دینِ حق کو اپنی اغراض کے لئے استعمال کرنا چاہا لیکن بندگانِ حق نے ناموں سے متاثر ہوئے بغیر اسلام کی حمایت میں آستین کے سانپوں کا مقابلہ کیا۔ اس داستان کی ابتداء میدانِ کربلا سے ہوئی اس کے بعد امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ، امام احمد بن حنبلؒ نے اعلائے کلمۃ الحق کی پاداش میں قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں، حق پرستوں نے دار و رسن کو چوما۔ یہ سلسلہ دراز تر ہوتا گیا، حتیٰ کہ قریبی صدیوں میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت سید احمد بریلوی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت سید اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ وغیرہم کو بھی ہوس کے بندوں نے ہدف ملامت و تکفیر بنایا، اور آخر میں اس صدی کے امام رحمۃ اللہ علیہ کو بھی علم و مذہب کے اجارہ داروں نے نشانۂ ستم بنایا۔ اور اس کی وجہ یہی تھی کہ ان بندگانِ خدا کے پیغام میں ان کے اپنے سنگھاسن ڈولتے نظر آتے تھے۔

اللہ تعالےٰ مامورین کو کیوں مبعوث فرماتا ہے

کیا اس لئے کہ وہ دنیا میں دلائل کے ساتھ اس کے دین کو پیش کریں؟ اس لئے کہ وہ مساجد تعمیر کرائیں؟ اس لئے کہ وہ قرآن کو شائع فرما کر اسے دنیا میں تقسیم کریں؟ یہ کام تو کم و بیش ہوتا چلا آیا ہے۔ اسے غیر مامور بھی سرانجام دیتے رہے ہیں اور آج بھی دے رہے ہیں۔ پھر مامورین کی کیا خصوصیت ہوئی؟ بلاشبہ قرآن کی اشاعت براہین نیرہ سے صفِ دشمن کو پامال کرنا اور مساجد کی تعمیر کرنا مامورین کے مشن میں شامل ہے لیکن انہیں دوسرے لوگوں پر یہ فوقیت حاصل ہوتی ہے کہ وہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے آتے ہیں۔ ان کا ذات باری تعالےٰ سے ذاتی علاقہ ہوتا ہے اللہ تعالےٰ اُن سے ہمکلام ہوتا ہے۔ وہ دنیا میں آیات خداوندی پر دلیل ہوتے ہیں۔ وہ اخبار غیب اور بشارات سے ثابت کرتے ہیں کہ خدا ہے، اور

وہ خدا اب بھی بناتا ہے جسے چاہے کلیم
اب بھی اس سے بولتا ہے جس سے وہ کرتا ہے پیار

ایسا مامور بیانگ دہل کہتا ہے کہ

غافلاں من زیارِ آمدہ ام
ہمچو ابرِ بہار آمدہ ام

اس مامور کی غرض و غایت اپنے محبوب کے حسین چہرے کو دنیا کے سامنے پیش کرنا ہوتا ہے جس طرح کسی شخص کے قبضے میں کوئی قیمتی چیز ہو اور وہ بار بار اس کی تعریف کرتا اور لوگوں کو دکھاتا ہے اسی طرح یہ مامور

تعلقات دلآرام خویش بنمائم
ہمائے اوجِ سعادت شکار خود بکنم

کے نشہ میں مگن، چاہتے ہیں کہ دنیا ان کے محبوب کی دیوانی ہو جائے۔ ان کی تڑپ ہوتی ہے کہ سعید الفطرت انسانوں کا ایک گروہ ان کے گرد جمع ہو جائے جو ان کے تعلقات باللہ پر گواہی دے۔ ان کے رنگ میں رنگین ہو اور جس طرح چراغ سے چراغ روشن ہوتا ہے وہ اپنے نورِ ایمان اور معرفتِ الٰہی سے مزید انسانوں کو خدا کی ذات سے روشناس کراتے جائیں۔

ان بندگانِ حق کو اس بات کی چنداں خواہش نہیں ہوتی کہ رسمی طور پر کس قدر لوگ خدا کی ہستی کا اقرار کرتے ہیں کیونکہ اللہ تعالےٰ کی ذات کو ایسے انسانوں سے کوئی غرض نہیں جو اسے ماننے کے ساتھ ساتھ خواہشات نفسانی کے غلام ہیں۔ جن کی زندگیاں تقوےٰ سے خالی ہیں۔ جو فسق و فجور میں مبتلا ہیں۔ جن کے سینے خوف خدا اور اطاعت رسولؐ سے خالی ہیں۔ جن کی دوڑ دھوپ کی منزل دنیاوی جاہ و حشمت، دولت کی فراوانی۔ عیش و عشرت، جسمانی آسائش، فخر و تکبر اور نفسانی خواہشات

(باقی بر صفحہ)

لیلۃ البرأت کی حقیقت

خلاصہ تقریر مولینا عبدالحق صاحب ودیارتھی برموقعہ مجلسِ مذاکرہ منعقدہ مورخہ ۱۱ر دسمبر ۱۹۶۶ء

حٰمٓ والکتاب المبین انا انزلناہ فی لیلۃٍ مبارکۃ انا کنا منذرین فیھا یفرق کل امر حکیم امراً من عندنا انا کنا مرسلین رحمۃً من ربک انہ ھو السمیع العلیم۔
(سورۃ الدخان)

قرآن مجید میں سورۃ ۴۰ تا ۴۶ سات سورتوں کا ایک مجموعہ حٰمٓ۔ آل حٰمٓ یا ذوات حٰمٓ کہلاتا ہے ان تمام سورتوں کا مضمون حق کا اپنی کمزوری کے باوجود غالب آنا اور باطل کا باوجود اپنی انتہائی طاقت اور غلبہ کے تباہ اور ہلاک ہوجانا مذکور ہے سورۃ الدخان کی ان آیات میں ایک مبارک رات۔ فیصلہ اور انصاف کی رات نزول امر حکیم رحمۃ و زندگی اور موت کا ذکر ہے۔ مسلمان اسے شب برأت یا لیلۃ البرأت کا نام دیتے ہیں۔ احادیث میں اس کے چار نام لیلہ مبارکہ۔ لیلۃ البرأت لیلۃ الصک اور لیلہ رحمۃ آئے ہیں۔

جن حروف سے یہ آیات شروع ہوتی ہیں وہ حا اور میم دو حروف ہیں تفاسیر میں ان کے متعدد معنی مذکور ہیں (۱) قضی ما ھو کائن (۲) خلاصہ الرحمان ہے (۳) حروف قسم ہیں (۴) صفات الٰہی حمید اور مجید یا جمال و جلال کی دو صفات ہیں۔

مسلمانوں کے خیال میں شب برأت میں زندگی اور موت۔ رزق کی تنگی اور فراخی اور گناہوں کی معافی کا فیصلہ ہوتا ہے۔

اس کے خلاف احمدی دوست اور وہ لوگ جو اپنے آپ کو روشن خیال سمجھتے ہیں لیلۃ القدر کے سوا کسی رات کی فضیلت اور بزرگی کے قائل نہیں۔ ہر شخص سمجھ سکتا ہے کوئی رات بحیثیت رات اور کوئی دن بحیثیت دن نہ مبارک ہو سکتے ہیں نہ منحوس۔ جمعہ ایک مبارک دن ہے۔ لیکن جو شخص اس دن بڑے سے بڑا کام کرتا ہے اس کے لئے وہ برکت کا دن نہیں۔ رمضان مبارک مہینہ ہے مگر کن کے لئے جو اس کی برکت سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ یہ لیلہ مبارکہ۔ رحمت کی رات ان معنوں میں نہیں جن معنوں میں عوام اسے سمجھتے ہیں۔ لیلۃ القدر کے علاوہ بلاشبہ یہ ایک لیلۃ البرأت رحمت کی رات۔ حق و باطل کے فیصلہ زندگی اور موت رزق کی تنگی اور فراخی اور قضی بما ھو کائن جس کا فیصلہ ازل میں ہوچکا تھا اس کے نفاذ کی رات ہے اور اس کی تشریح اور تفصیل اسی رکوع میں آیات ۱۷ سے لیکر قریباً نصف سورت تک موجود ہے۔ حضرت موسٰے کو حکم ہوتا ہے فاسر بعبادی لیلاً انکم متبعون ۔ و اترک البحر رھوا انھم جند مغرقون (آیات ۲۳-۲۴) تو میرے بندوں کو رات کے وقت لے جا تمہارا تعاقب کیا جائے گا۔ دریا کو سکون کی حالت میں چھوڑ دو۔ بے شک وہ لشکر ہے جو غرق ہونے والا ہے۔ بائبل کی بنا پر یہ رات لیلۃ البرأت۔ لیلۃ الصک اقرار کی مبارک اور رحمت کی رات ہے۔

حٰم کے معنی

حا کا تلفظ حیط یا خیط ہے اور میم کے معنی پانی کی لہر اور موج ہیں۔ یہ معنی فنیشیا کی زبان سے عبرانی اور عربی میں آئے۔ فنیقی قوم جو عرب میں آباد ہوئی اس نے حروف کو پہلے پہل ایجاد کیا اور اسے علمی اصطلاح میں IDEOGRAPHY کہتے ہیں یعنی تمام حروف تصاویر کے قائم مقام ہیں حا یا خیط اس خط یا دھاری کو کہتے ہیں جو دو چیزوں کو الگ الگ کر دے قرآن مجید میں ارشاد باری ہے کلوا واشربوا حتی یتبین لکم الخیط الابیض من الخیط الاسود من الفجر (۲: ۱۸۷) اور کھاؤ اور پیو یہاں تک کہ سفید دھاری سیاہ دھاری سے کھل کر ظاہر ہو جائے پس خیط وہ نشان ہے جو روشنی اور تاریکی۔ حق اور باطل دونوں کو کھول کر ظاہر کر دے۔ حٰم پانی کی وہ موج اور لہر تھی جس نے حق اور باطل دونوں کو کھول کر الگ الگ کر دیا۔

لیلۃ البرأت کی اصلیت

حضرت موسٰے نے ۹ نشانات اپنی صداقت کے فرعون کو دکھلائے۔ ہر نشان کو وہ عذر اور بہانے سے ٹالتا گیا۔ بالآخر موسٰے نے اللہ تعالےٰ کے حکم سے ہجرت کا عزم کر لیا۔ اللہ تعالےٰ نے حکم دیا کہ چاند کی دسویں تاریخ کو ہر گھر کے حساب سے ایک ایک بھیڑ خرید وا اور چودھویں تاریخ کو اسے ذبح کر دو اور پندرھویں رات کو ذبح کر کے آگ میں بھون کر مسافروں کی طرح کھڑے کھڑے کھاؤ اور سفر کے لئے نکل پڑو۔ موسٰے کی قوم اسی چاند کی ۱۵ تاریخ کو مصر چھوڑ کر نکل پڑی اسی رات کو فرعون کی فوجیں بھی ان کے تعاقب میں نکلیں۔ یہ رات برأت حق و باطل میں فیصلہ کی رات۔ توبہ و استغفار کی رات تھی۔ لیلۃ الصک اس لئے کہ بنی اسرائیل نے خدا تعالےٰ کے احکامات کی فرمانبرداری کا اقرار کیا۔ اس میں جو برکت اور رحمت نازل ہوئی وہ حٰم کے دو حرفوں میں مذکور ہے بنی اسرائیل دشمن کی آنکھوں کے سامنے صحیح سلامت دریا پار ہوگئے اور فرعون اور فرعون کے گھوڑ سوار لشکر دریا کی خوفناک موجوں کے اندر غرق ہو گئے اور بنی اسرائیل نے اپنی آنکھوں کے سامنے ان کا غرق ہونا دیکھ لیا۔ یہاں سے یہودی سنہ ہجری کی بنا پڑی جیسے رسول اللہ صلعم کی ہجرت سے سنہ ہجری ہوا۔

اس سے پہلے ہندوؤں میں پھاگن کے مہینہ میں چاند کی چودھویں اور پندرھویں رات کو شورا تری منائی جاتی ہے جس میں گناہوں کی معافی۔ رزق کی فراخی اور صحت سلامتی عمر کی دعا کی جاتی ہے جس کی تفصیل کا یہ موقعہ نہیں۔

لیلۃ البرأت سے ایک عملی سبق

آپ کسی رات کو اٹھیں دل سے یہ عہد کریں کہ جن غفلتوں اور گناہوں میں گرفتار تھا ان سے میں آج توبہ کرتا ہوں آئندہ ان سے بیزاری اور برأت کا اقرار کرتا ہوں۔ اگر آپ کسی مصیبت میں گرفتار ہوں، بیمار ہوں یا کوئی اور بڑی سے بڑی مصیبت۔ گناہوں سے استغفار کرنے کے بعد کسی نیک کام کرنے کا عہد کریں۔ یہ رات اور دن آپ کا مبارک ہوگا قومی مصیبتوں کے لئے قوم کی متفقہ دعائیں اور کوششیں لیلۃ البرأت کا حکم رکھتی ہیں۔ بشرطیکہ قوم میں منافق اور فاسق کم ہوں اور اتفاق کے علاوہ خلوص دل سے دعائیں ہوں۔

ذاتی تجربہ

میں نے بارہا اس نسخہ کو آزمایا ہے اور مجرب پایا ہے ابھی کچھ دن زیادہ نہیں گزرے مجھے ایک حادثہ پیش آیا بازار میں سے گزر رہا تھا کہ ایک تانگہ اور رکشا کی ٹکر ہو گئی اور تانگہ کا بمب اس زور سے میری کنپٹی پر لگا کہ موت یقینی تھی۔ میں بے ہوش ہو کر بازار میں گر گیا۔ کسی راہ گیر نے رحم کھا کر مجھے ہسپتال پہنچا دیا وہاں میرے زخموں کی سلائی اور مرہم پٹی ہوتی کئی دن تک نیم بے ہوشی کی حالت میں رہا مجھے خیال آیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق پیشگوئیوں پر میں نے جو کتاب ۲۰۰۰ صفحات کی لکھی ہے اس کی طباعت میں تاخیر ہو رہی ہے۔ میں نے اللہ تعالےٰ سے دعا کی اور اپنے قصور کی معافی مانگی کہ چار سال میں اس کے صرف ۲۰۰ صفحات چھپ سکے ہیں اس کے بعد میں نے اس کام کو اپنے ہاتھ میں لیا دو مہینہ میں۔ ۴۴ صفحات کی یہ پہلی جلد تیار ہے اور دوسری جلد ۵۰۰ صفحات ۳ ماہ میں انشاء اللہ تعالےٰ طبع ہو جائے گی اور تیسری جلد بھی ۵۰۰ صفحات پر ختم ہوتی ہے۔ یہ ایک کتاب ہے جس میں واوحیٰ ربک الی النحل کی موجودہ سائنس کی روشنی میں تفسیر ہے مصر کی کتاب الموتیٰ کی پیشگوئیوں پر تفصیلی بحث ہے۔ تمام مذاہب کے کلمات راز کی تشریح ہے کہ یہ سب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بشارات ہیں۔ اس کتاب کا دوسرا حصہ یہودی مذہب اور مسیحی کتب کی بشارات پر تفصیلی بحث ہے اور اس کی تیسری جلد ہندوؤں کے وید۔ پارسیوں کی کتب مقدسہ اور بدھ کی پیشگوئیوں پر مفصل تبصرہ ہے۔ یہ ۲۰۰۰ صفحات کی کتاب گنجان ٹائپ میں ۱۵۰۰ صفحات پر میں نے ختم کی ہے انشاء اللہ

ڈاکٹر شیخ عبدالسلام خیبری صاحب

ختم نبوت اور حضرت میرزا صاحب رحمۃ اللہ علیہ

(بسلسلۂ اشاعت مورخہ ۱۷ نومبر ۱۹۶۷ء)

(۱۰)

حضرت مولانا نورالدینؒ کی خلافت کا اقرار اور میاں محمود احمد کی خلافت کا انکار

قادیانیوں کا کہنا ہے کہ جب آپ میرزا صاحب کو نبی نہیں مانتے تو اکابرین جماعت احمدیہ لاہور نے مولوی نورالدین رح کی بیعت کیوں کی، وہ یہ حربہ اسوقت استعمال کرتے ہیں جب وہ میرزا صاحب کی نبوت ثابت کرنے میں عاجز آجاتے ہیں۔ یہاں اس سلسلے میں بھی روشنی ڈالنا نہایت مفید ہوگا۔

۱۹۰۸ء میں مرزا صاحب کی وفات کے بعد اکابرین جماعت احمدیہ لاہور نے مولوی نورالدین صاحب کی بیعت کی، یہ بیعت صرف اتحاد جماعت قائم رکھنے کے لئے کی گئی تھی۔ دوسرے اس بیعت کرنے سے یہ پتہ چلتا ہے کہ گویا حضرت مولوی نورالدین رح کا تقویٰ اور علم و فضل میں اتنا بلند مقام تھا جسے جماعت لاہور نے سر آنکھوں پر رکھا۔ قادیانی لوگ مولانا کی اکابرین جماعت احمدیہ لاہور والی بیعت کو بار بار دہراتے رہتے ہیں اور کہتے ہیں جب پہلے خلیفہ کو مانا تو دوسرے سے انکار کیوں؟ افسوس ہے کہ ان حوالوں پر ناز کرتے ہیں وہ یہ کیوں نہیں سوچتے کہ جس کی طرف سے اتنا زور لگاتے ہیں وہ تو ایسی خلافت کا اور مولانا کی عظمت اور انکے مطاع ہونے کا قائل ہی نہیں وہ انہیں اپنے کام میں فیل سمجھتے ہیں فرماتے ہیں" نورالدین نے کونسے مشن کھولے ہیں" اور یہ کہ "مشن میں نے کھولے ہیں" اور پھر یہیں پر بس نہیں کیا کہتے ہیں قیامت کے دن نورالدین کی گردن شرم کے مارے جھکی ہوگی اور پھر اسی شخص نے یہ کہہ کر کروڑوں مسلمانوں کے دلوں کو چھلنی کرکے رکھ دیا کہ اسی طرح ابوبکرؓ کی گردن قیامت کے دن شرم سے جھکی ہوگی"۔ غرض معلوم ہوا اول تو یہ لوگ صحیح خلافت کو مانتے نہیں بلکہ یہ تو باطل خلافت کو مانتے ہیں۔ اس باطل یزیدی خلافت کا نظام دلوں کی بجائے جسموں کا جکڑنا ہوتا ہے ایسا خلیفہ اگر کوئی اپنے ضمیر کے مطابق اظہار رائے کردے تو سزا دیتا ہے۔ ذرا ملاحظہ ہو خلیفہ وقت پہ سچے اعتراض بھی قابل مواخذہ ہوتے ہیں۔

پس جو کوئی یہ کہتا ہے کہ پہلی خلافت اور دوسری خلافت ایک ہی طرح کی ہیں وہ نادان اور بے وقوف ہے۔ خلافت حقہ نور میں اور محمودی یزیدی خلافت میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ ناظرین غور فرمائیں اب ہم دونوں خلافتوں کا موازنہ پیش کر رہے ہیں، یقین کامل ہے ذرا بھی عقل رکھنے والا شخص خود ہی پڑھ کر فوراً سمجھ لے گا کہ محمودی خلافت کا انکار کیوں کیا گیا۔

حضرت میرزا صاحب کا قائم کردہ بے نظیر جمہوری نظام

۱۹۱۴ء میں میاں محمود احمد نے خلیفہ بننے پر پہلا کام یہ کیا کہ اپریل ۱۹۱۴ء میں صدر انجمن احمدیہ کے قاعدہ نمبر ۱۸ کو تبدیل کیا اور میرزا صاحب کے نام کی بجائے اپنا نام اس میں درج کرا دیا۔ یعنے جہاں یہ قاعدہ تھا کہ انجمن کے فیصلے ناطق ہیں سوائے اس کے کہ حضرت اقدسؑ کو ان میں تبدیلی کا اختیار ہے وہاں ایسی توثیق و تبدیلی کے مجاز میاں محمود احمد قرار دیئے گئے۔ کیا مولوی نورالدین رح نے بھی انجمن کے قواعد میں ایسی تبدیلی کی؟ اگر نہیں تو یہ دونوں خلافتیں کیونکر ایک ہی کہلانے کی مستحق ہیں؟

دوسرا مرحلہ صدر انجمن احمدیہ کو بکلی کالعدم کرنے کا ۱۹۲۷ء میں آیا جب میاں صاحب کے بعض مریدوں نے ان کے کردار پر صحیح الزام لگائے (اس کی پوری تفصیل آئندہ بعنوان "آئینہ محمودیت" میں لکھی جائے گی) چنانچہ صاف لفظوں میں خلیفہ کو انجمن پر حاکم قرار دے دیا گیا۔ چنانچہ میاں محمود احمد فرماتے ہیں:

صدر انجمن کالعدم قرار دیدی گئی

"جیسا کہ میں نے بارہا سنا ہے۔ صدر انجمن کا نام اور اس کے کام کا طریق کار اوروں کا تجویز کردہ تھا نہ کہ حضرت مسیح موعودؑ کا............ آئندہ مجلس شوریٰ کا نام صدر انجمن احمدیہ قرار پایا ہے اور جیسا کہ جماعت کا حق ہونا چاہیئے کہ جماعت چند معتمدین سے زیادہ با اختیار ہو اور مجلس معتمدین کے لئے جماعت کا فیصلہ یا جو فیصلہ خلیفہ نے کیا ہو منظور کرنا ضروری ہو"

(ملاحظہ ہو الفضل ۱۳ اکتوبر ۱۹۲۵ء)

صدر انجمن کا نام اور اس کے کام کا طریق حضرت میرزا صاحب کا تجویز کردہ نہ تھا بلکہ اوروں کا تھا۔ میری طرح ہر انصاف پسند احمدی کا خون ضروری کھولا ہوگا ذرا غور کریں "انجمن خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کی جانشین ہے"۔ حضرت کی (الوصیت) کے الفاظ ہیں پھر اس کا طریق کار کہ کثرت رائے کے فیصلے صحیح سمجھنے چاہئیں بھی مرزا صاحب کے اپنے قلم کے لکھے ہوئے الفاظ ہیں۔ نیز یہ کہ "میرے بعد ہر ایک امر میں اس انجمن کا اجتہاد کافی ہوگا"۔ بھی میرزا صاحبؒ کے قلم سے ہیں۔ اس صراحت کے بعد میاں محمود احمد کا یہ کہنا کہ انجمن کا نام اور کام کا طریق کار اوروں کا تجویز کردہ تھا کس قدر جسارت ہے۔ انجمن تو میرزا صاحب کی زندگی کے آخری پورے دو سال کام کرتی رہی اسی نام اور اسی طریق کار کے مطابق، تو پھر اگر میرزا صاحب کے نزدیک یہ صحیح نہ تھے تو آپ نے انہیں تبدیل کیوں نہ کر دیا؟ پھر حضرت کے بعد مولانا نورالدین رح کی زندگی کے چھ سال کیوں انجمن کا نام اور کام وہی رہا؟ میاں محمود احمد کو یہ اعلان کرنے کا کیا حق تھا کہ "مجلس معتمدین کے لئے جماعت کا فیصلہ یا وہ فیصلہ جو خلیفہ نے کیا ہو منظور کرنا ضروری ہوگا"

کہاں حضرت میرزا صاحب کے یہ فرمان کہ "میرے بعد ہر ایک امر میں اس انجمن کا اجتہاد کافی ہوگا"۔

"میری تو یہی رائے ہے کہ جس امر میں انجمن کا فیصلہ ہو جائے اور کثرت رائے ہو جائے تو وہی امر صحیح سمجھنا چاہیئے" اور کہاں یہ میاں محمود کا فرمان کہ معتمدین یعنی انجمن کو ہر وہ فیصلہ جو خلیفہ کرے منظور کرنا ہوگا۔ کیونکہ انجمن اب با اختیار حیثیت نہیں رکھتی بلکہ محض مجلس مشاورت بنا دی گئی ہے۔ اب جائے غور ہے کہ مولانا نورالدینؒ کی خلافت اور میاں محمود احمد کی خلافت کیا دونوں ایک ہی قسم کی ہیں؟

(باقی آئندہ)

(بقیہ مقالہ از صفحہ ۳)

حضرت مسیح علیہ السلام پر فضیلت کو جزئی فضیلت قرار دیا۔ یہ جو غیر نبی کو اپنی شان اور کام کے لحاظ سے نبی پر ہو سکتی ہے پھر مرزا صاحب پر اعتراض کس طرح جائز ہو سکتا ہے۔

دوسری بات جو "الاعتصام" نے لکھی ہے کہ حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۱۵۵ پر لکھا ہے:۔

"یہ شیطانی وسوسہ ہے کہ یہ کہا جائے کہ تم مسیح ابن مریم سے اپنے تئیں افضل قرار دیتے ہو"

یہ صحیح نہیں، حقیقۃ الوحی کی اصل عبارت یہ ہے:۔

"جبکہ خدا نے اور اس کے رسول نے اور تمام نبیوں نے آخری زمانہ کے مسیح کو اسکے کارناموں کی وجہ سے افضل قرار دیا ہے تو یہ شیطانی وسوسہ ہے کہ یہ کہا جائے کہ کیوں تم مسیح ابن مریم سے اپنے تئیں افضل قرار دیتے ہو۔"

آخری فقرہ سے "کیوں" کا لفظ حذف ہو جانے کی وجہ سے معنی کچھ کے کچھ بنا لئے گئے اور یہ اصل عبارت کو نہ دیکھنے اور نقل سوالجات نقل کرنے کا نتیجہ ہے اگر ہمارے مخالفین اعتراض کرنے سے پہلے حضرت مرزا صاحب کی عبارات کو ان کی اپنی کتابوں سے نقل کیا کریں تو شاید زیادہ اعتراضات کی گنجائش نہ رہے۔

جزائر فیجی میں مولینا احمد یار صاحب کی تبلیغی سرگرمیاں

درسِ قرآن کریم، صلوٰۃ التراویح۔ ربوی مولوی سے گفتگو
ریڈیو پر نشری تقریر

ماہ رواں یعنی دسمبر میں کوئی دورہ نہیں کیا۔ دورہ عیدالفطر کے بعد کروں گا۔ ویسے تبلیغ کا کام سووا اور اس کے گرد و نواح میں جاری ہے۔ اس وقت روزانہ جو فرائض ادا کرتا ہوں وہ یہ ہیں روزانہ قریباً دو گھنٹے بچوں اور عورات اور نوجوانوں کو ناظرہ قرآن کریم پڑھاتا ہوں۔ نیسونو اور نسوری میں جو ہفتہ وار قرآن کریم کا درس ہوتا ہے وہ رمضان شریف میں ملتوی کر دیا گیا تھا۔ عید کے بعد پھر جاری کیا جائے گا۔ سووا مرکز میں جو ہر بدھ کو قرآن کریم کا درس ہوتا تھا وہ بدستور جاری ہے۔ نماز عشاء اور تراویح کے بعد یہ درس ہوتا ہے۔ صلوٰۃ التراویح باقاعدہ ہوتی ہے۔ یہ خاکسار پڑھاتا ہے۔ خرید کردہ بلڈنگ کی مرمت کا کام جاری ہے۔ نماز تراویح اور جمعہ وغیرہ اسی اپنی خرید کردہ بلڈنگ میں ادا کئے جاتے ہیں الحمدللہ علیٰ ذالک۔ ہر اتوار کو بلڈنگ مذکورہ کی مرمت و تعمیر وغیرہ کے لئے چندہ فراہم کرنے جاتے ہیں۔ گذشتہ اتوار کو تمام لوگ آ گئے تھے۔ ۲۳ پونڈ جمع کئے۔ یہ رقم مرمت وغیرہ پر اخراجات کے لئے جمع کی جا رہی ہے۔ دعاؤں میں یاد فرماتے رہیں۔

مورخہ ۱۸-۱۲-۶۶ کے نئے نسوری سے ایک دوست نے (جو پہلے ہماری جماعت میں تھا پھر جماعت ربوہ میں شامل ہو گیا۔ تا ہنوز وہ جماعت ربوہ میں ہے) فون کیا کہ تاریخ مذکورہ کو تین بجے دن آپ اور جماعت کے چار پانچ آدمی میرے مکان واقع نسوری پر تشریف لے آویں۔ پہلے ایک گھنٹہ آپ درس دیں گے۔ اور ایک گھنٹہ مولوی عبدالواحد فاضل صاحب مبلغ جماعت ربوہ درس دیں گے۔ مسٹر جی۔ این ڈین صاحب تین اور دوست اور یہ خاکسار وقت مقررہ سے پہلے نسوری پہنچ گئے۔ چار پانچ اور دوست بھی ہم سے پہلے وہاں بیٹھے ہوئے تھے۔ آدھ گھنٹہ انتظار کرنے کے بعد خاکسار نے درس شروع کر دیا۔ ابھی اس عاجز کا لیکچر حضرت اقدس کی صداقت پر جاری تھا کہ مولوی عبدالواحد صاحب مبلغ جماعت ربوہ بھی آ گئے اس وقت پانچ بج چکے تھے۔ مولوی صاحب موصوف کی آمد پر میں نے تقریباً دس منٹ اور لیکچر دیا۔ دعا کے ساتھ اپنا لیکچر ختم کر دیا۔ مولوی فاضل صاحب نے اپنا لیکچر سورۃ فاتحہ کی تلاوت سے شروع کیا۔ اور آیت صراط الذین انعمت علیہم سے نبوت کے جاری ہونے کا ثبوت بہم پہنچانے کی سعی لاحاصل شروع کر دی

چونکہ افطار کا وقت قریب ہو رہا تھا اس لئے مولوی صاحب موصوف کو اپنا لیکچر ختم کرنے کے لئے کہدیا گیا۔ اس مجلس کے چیئرمین صاحب نے اعلان کیا کہ دونوں مولوی صاحبان نے جو درس دیا ہے اس کے بارہ میں اگر کسی دوست نے کوئی سوال پوچھنا ہو تو وہ پوچھ سکتا ہے۔ چنانچہ ایک دوست نے مولوی فاضل صاحب سے ایک معمولی سوال پوچھا جس پر مولوی صاحب نے لمبی چوڑی تقریر شروع کر دی۔ آخر انہیں کہا گیا کہ آپ بس کریں اور لوگ بھی کچھ پوچھنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ اس عاجز نے مولوی صاحب موصوف سے بعض متعلقہ امور کے بارہ میں وضاحت طلب کرنے کے لئے بات شروع کی۔ ابھی مجھے بات کرتے ہوئے پانچ منٹ بھی نہ گذرے تھے کہ مولوی صاحب موصوف بغیر اجازت صدر مجلس میری بات کاٹتے ہوئے بول اٹھے کہ آپ جھوٹ بولتے ہیں۔ جماعت احمدیہ لاہور میں سے کسی نے نبوت کا دعوے نہیں کیا۔ [illegible] بہتیرا کہا کہ آپ خاموش ہو جائیں۔ میں ابھی آپ کو ان لوگوں کے نام بتاتا ہوں جنہوں نے نبوت کا دعوے کیا۔ مگر مولوی صاحب نے ایک نہ سنی۔ کہتے رہے کہ آپ جھوٹ بول رہے ہیں۔ نیز یہ بھی کہ آپ غلطی کے ازالہ سے منکر ہیں۔ میں نے بہتیرا کہا کہ ہم تو غلطی کے ازالہ کے ہر لفظ کو مانتے ہیں۔ اور اسے درست تسلیم کرتے ہیں مگر آپ ابھی حضرت اقدس کی نصف سے زیادہ کتب کو منسوخ ہونے کا فتویٰ لگائیں گے۔ حاضرین نے مولوی صاحب کی اس حرکت کو بہت ناپسند کیا۔ ان کی اپنی جماعت کے آدمیوں نے بھی سوائے دو کے اسے برا منایا۔ مولوی صاحب کو اصل میں یہ خطرہ پڑ گیا کہ اگر میری تقریر کو حاضرین نے پوری طرح سُن لیا تو یہ مرید بھی ہاتھ سے جاتے رہیں گے۔ لہٰذا انہوں نے عمداً یہ طریق اختیار کیا۔ سوائے مولوی عبدالواحد اور ان کے دو ساتھیوں کے باقی سب حاضرین نے نماز مغرب ہمارے ساتھ ادا کی۔ نماز کے اختتام پر سب حاضرین نے کھانا کھایا۔ دعا پر یہ مجلس ختم ہوئی۔

مؤرخہ ۱۹-۱۲-۶۶ کو فیجی ریڈیو پر روزہ کے متعلق ایک تقریر ریکارڈ کرائی ہے۔ جو پنجم جنوری ۱۹۶۷ء کو صبح کے پروگرام میں نشر کی جائے گی۔ اس سے قبل بھی دسمبر کے پہلے عشرہ میں روزہ پر ایک تقریر نشر کر چکا ہوں۔ یہاں پہلا روزہ ۱۴-۱۲-۶۶ کو رکھا گیا۔ پاکستان کے متعلق علم نہیں کہ کس تاریخ کو پہلا روزہ رکھا گیا۔ فروری ۱۹۶۷ء کے شروع میں لباسہ جو جزائر فیجی میں دوسرے نمبر پر بڑا جزیرہ ہے جانے کا ارادہ ہے۔ وہاں سے کئی دعوت نامے آ چکے ہیں۔ سووا سے تقریباً تین چار سو میل دور ہے۔ عموماً آمد و رفت ہوائی جہاز سے ہوتی ہے اور تقریباً ۱۳ پونڈ ایک طرف کا کرایہ لگتا ہے۔

بحرِ حکمت کے موتی

(بسلسلہ صفحہ اوّل)

کر کے اس کو اللہ تعالےٰ کی اطاعت کی طرف لانے کی کوشش کرتا ہے اور اس جہاد میں بالآخر کامیاب ہو جاتا ہے۔ یعنے اپنے نفس کو اللہ تعالےٰ کی اطاعت پر آمادہ کر لیتا ہے اور مہاجر وہ ہے جو خطاؤں اور گناہوں کو ترک کر دیتا ہے۔ شُرّاح حدیث نے اس حدیث کی شرح میں لکھا ہے کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ نفس کے ساتھ جہاد کرنا درحقیقت جہادِ اکبر ہے اور دوسرا جہاد جہادِ اصغر ہے۔

کس قدر افسوس اور دکھ کا مقام ہے کہ پاکستان جیسے اسلامی ملک میں ایسے مسلمان بھی پائے جاتے ہیں جن کی نہ زبان سے اور نہ ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ ہیں سب و شتم تو ایسے مسلمان کہلانے والوں کا معمول ہے اس سے بڑھ کر ظلم یہ ہے کہ اپنے مسلمان بھائی کو کافر قرار دینے میں ان کی زبان قینچی کی طرح چلتی ہے حالانکہ اس کے متعلق ارشاد نبوی میں سخت وعید موجود ہے اور ہاتھ سے ضرر پہنچانا بھی عام معمول بنا ہوا ہے روزانہ اخباروں میں اس قسم کی خبریں شائع ہوتی رہتی ہیں کہ معمولی سے جھگڑے پر فلاں مسلمان نے فلاں مسلمان کو قتل کر دیا یا اسے شدید زد و کوب کے ذریعہ زخمی کر دیا حالانکہ عمداً مومن کو قتل کرنے کی سزا قرآن کریم میں جہنم لکھی ہے حضرت نبی کریم صلعم کا ارشاد تو مسلمان کو یہاں تک تاکید کرتا ہے کہ وہ مسلمان تو کجا کسی انسان کے خون سے بھی اپنے ہاتھ نہ رنگے اور نہ ان کے اموال کو ہڑپ کرنے یا انہیں نقصان پہنچانے کی جسارت کرے۔ میں اپنی جماعت کے دوستوں کی خدمت میں بھی مخلصانہ اپیل کرتا ہوں کہ وہ اپنے اعمال میں ہمیشہ حضرت نبی کریم صلعم کے مندرجہ بالا ارشاد کو مدنظر رکھیں اور اپنے کردار کو اس کے سانچے میں ڈھالنے کی کوشش کرتے رہیں۔ اللہ تعالےٰ ہمیں مندرجہ بالا ارشاد نبوی کو اپنی عملی زندگیوں کا طغرہ امتیاز بنانے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔ والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ

اخبارِ احمدیہ

مرکزی جماعت احمدیہ لاہور نے رویت ہلال کمیٹی کے اعلان کے مطابق جمعرات مؤرخہ ۱۲ جنوری ۶۷ء کو عیدالفطر منائی۔ حضرت امیر مولینا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ نے نماز کے بعد مختصر خطبہ دیا جو اسی اشاعت میں دوسری جگہ درج ہے۔ عید کا یہ اجتماع بہت با رونق تھا جس میں احباب جماعت احمدیہ کے علاوہ بہت سے

(بقیہ از صفحہ)

کی تسکین ہے۔ وہ ایسے کروڑوں انسانوں پر اس ایک بندہ حق کو ترجیح دیتے ہیں، جو تمام بندھنوں کو توڑ کر اپنے مالک کا ہو جاتے۔

اس زمانے کا امام بھی یہی تڑپ لے کر آیا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ ناقص الفہم اور کور چشم لوگوں نے آپ کی مخالفت کی۔ گو آپ کے تقوے، دین پروری، اور تبحر علمی کا اقرار کیا، لیکن خدا سے شرف مکالمہ و مخاطبہ کا انکار کیا، اور باوجودیکہ آپ سے پہلے اس امت میں بہت سے محدث اور مجدد ہو چکے تھے۔ جن کی عظمت بزرگی اور للہیت کے وہ قائل تھے، لیکن پہلے اہل اللہ کے زمانوں کے کور چشم مولویوں کی طرح اپنے زمانے کے مامور اور ولی اللہ کے منکر ہو گئے، چونکہ وہ خود اس نعمت سے محروم تھے۔ اور اس کوچے سے نابلد۔ اس لئے حضرت مجدد وقت نے جب اخبار غیب کو دلیل کے طور پر پیش کیا، تو کمال ڈھٹائی سے انہیں علم نجوم کا کرشمہ قرار دے دیا۔ اور آپ کی تصانیف کو کسی دوسرے شخص کی طرف منسوب کر دیا۔ اس طرح گو بالفاظ دیگر آپ کی عظمت کا اقرار کیا لیکن حق بات کہنے اور آپ کو قبول کرنے کی سعادت سے محروم رہے، اور ماموریں کے مخالفوں کی صف میں کھڑے ہو گئے۔

اندریں حالات جن لوگوں کو مامور کے مشن سے تعلق ہو، جن کی ہدایات آسمانی پر گہری نظر ہو، جنہیں محض رضائے دوست مطلوب ہو، جن کا مرنا اور جینا خدا کے لئے ہو۔ جو دنیا کی چار روزہ زندگی پر مفتون نہ ہوں، جن کے دل میں یہ تڑپ ہو کہ دنیا خدا کے نور سے مستنیر ہو جنہیں یہ فکر شب و روز بے چین رکھتی ہو، کہ ان کا دلدار کیسے راضی ہو۔ اور جو اسوۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر چلنے کو حاصل زندگی سمجھیں، ان کے لئے دنیا کے سلاطین، دولتمندوں کارخانہ داروں اور اہل جاہ و ثروت کی طرف نگاہیں دوڑانے کی ضرورت نہیں، ان کے لئے تعلیمات قرآن واحد رہنما ہیں۔ حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ بہترین اسوہ ہے اور مامور وقت کا مقصد خلوص، تڑپ، للہیت، اور جذبۂ خدمت دین بہترین ہوتا ہے۔ ماموریں نہ دنیا کی شان و شوکت اور مادی وسائل سے آگے بڑھتے نہ ان کا صحیح نظر دنیا کا حصول رہا ہے۔ نہ خدا کے کام سرمایہ کی کمی سے کبھی رکے ہیں۔ بلکہ یہ اسباب بہت بڑا ابتلا بن جاتے ہیں۔ ماموریں کا پہلا کام ہی سب کچھ راہ حق میں نثار کرنا ہے۔

پس امام وقت کے وابستگان دامن کے لئے میدان خالی پڑا ہے۔ دنیا پہلے سے زیادہ نور حق اور آب حیات کی ضرورت مند ہے۔ سعید روحیں رہنمائی کے لئے بیقرار [illegible] قبولیت حق کے لئے آمادہ ہیں۔ بس اپنے دلوں کو اس نور سے روشن کیجئے جو امام وقت لے کر آئے [illegible] امام وقت کی [illegible] یقین رکھئے کہ [illegible] آپ وہ نور [illegible] دیکھنے لگیں گے آپ وہ [illegible] بن جائیں گے۔ جن [illegible] کرے گی، اور

جماعت اسلامی کی صالحیت

(بسلسلہ صفحہ ۴)

حاجی صاحب محترم کو ہم ذاتی طور پر کچھ زیادہ لمبا چوڑا نہیں جانتے البتہ یہ بات واضح ہے کہ اس مخصوص واقعہ میں تو حاجی صاحب کا وجود جماعت اسلامی کے لئے اللہ میاں کا خاص احسان ہی معلوم ہوتا ہے۔ جماعت اسلامی اسی احسان کی دعائیں مانگا کرتی ہے اور جب دعائیں شرف قبولیت کو پہنچتی ہیں تو اس مشہور و معروف "اونٹنیت" بڑی سنجیدگی اور خلوص سے عمل پیرا ہو جاتی ہے جو اس کے حلقوں میں خاص طور پر معروف اور محبوب ہے۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ حاجی صاحب کے تجربہ سے دوسروں کو سبق حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور وہ حضرات جو جماعت اسلامی کے لئے اللہ کا خاص احسان بنے ہوئے ہیں یا بننے والے ہیں ان کے تجربہ سے روشنی حاصل کر سکیں۔

آپ وہ صراط مستقیم بن جائیں گے، جس پر چل کر دنیا معرفت کی منزل تک جا پہنچے گی۔ پھر آپ کو تبلیغ کی حاجت نہیں ہوگی۔ اسلام آپ کی ذات میں زندہ ہو جائے گا۔ لیکن اس کے لئے ایک ہی شرط ہے ——— اسلام کی راہ میں مرنا ———

دور منزل لیلےٰ کہ خطر ہاست بجاں
شرط اول قدم آنست کہ مجنوں باشی

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام ملک نور الٰہی صاحب پرنٹر چھپا اور جناب مولوی دوست محمد صاحب پبلشر نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع کیا۔

پیغام صلح مورخہ ۱۹ جنوری ۱۹۶۷ء — رجسٹرڈ ایل ۸۳۸ شمارہ ۳

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

ہفت روزہ

پیغام صلح

لاہور

فون نمبر ۳۷۲۳۷

زر مبادلہ
پاک و ہند سے :- چھ روپے
بیرونی ممالک سے
ایک پونڈ

مدیر - دوست محمد

مدیر معاون : بشیر احمد سوز

فی پرچہ :- ۱۳ پیسے

"لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں - لاہور میں ہمارے پاک محب ہیں - میں تیرے خالص محبوں کا گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے نفوس و اموال میں برکت دوں گا۔"

(الہامات حضرت مسیح موعودؑ)

حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰؐ مارا امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفانِ ما از جامِ اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب،
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا۔
۲- قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی۔
۳- سب صحابہؓ اور آئمہؒ قابلِ احترام ہیں۔
۴- سب مجددین کا ماننا ضروری ہے۔
۵- کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۶- اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا۔

جلد ۵۵ | یوم پنجشنبہ - مؤرخہ ۱۵ شوال المکرم ۱۳۸۶ ھ مطابق ۲۶ جنوری ۱۹۶۷ء | نمبر ۴

بحرِ حکمت کے موتی

عاجز اور کمزور بندوں کے لئے مغفرت الٰہی کی وسیع بشارت

مولانا شیخ عبدالرحمان صاحب مصری

عن انس رض قال سمعت رسول اللہ صلعم یقول قال اللہ تعالیٰ یا ابن آدم انک ما دعوتنی ورجوتنی غفرت لک علیٰ ما کان منک ولا ابالی یا ابن آدم لو بلغت ذنوبک عنان السماء ثم استغفرتنی غفرت لک یا ابن آدم انک لو اتیتنی بقراب الارض خطایا ثم لقیتنی لا تشرک بی شیئاً لاتیتک بقرابھا مغفرۃً رواہ الترمذی وقال حدیث حسن۔

حضرت انس رض روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت نبی کریم صلعم کو فرماتے سنا کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ اے ابن آدم اس وجہ سے کہ تو مجھ سے جو دعا کرتا ہے اور جو تو مجھ سے امید رکھتا ہے میں تیرے تمام گناہوں کو جو تجھ سے سرزد ہوئے ہوں بخش دوں گا اے ابن آدم مجھے اس بات کی پرواہ نہیں کہ تیرے گناہ یا قصور خواہ آسمان کی سطح تک پہنچ گئے ہوں اگر تو مغفرت طلب کرتے ہوئے تو یہ کہ ساتھ میری طرف رجوع کرے گا تو میں تیرے تمام گناہ معاف کر دوں گا اور اپنی مغفرت کے دامن میں تجھے لے لوں گا اے ابن آدم اگر تو میرے پاس زمین بھر گناہ لے کر

(باقی بر صفحہ ۱۲ کالم ۱)

جو خدا کو مقدم سمجھتا ہے خدا اس کو مقدم رکھتا ہے

اور دنیا میں ہر قسم کی ذلتوں سے بچا لیتا ہے

ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

اس اصول کو ہمیشہ مدنظر رکھو - مومن کا کام یہ ہے کہ وہ کسی کامیابی پر جو اسے دی جاتی ہے شرمندہ ہوتا ہے اور خدا کی حمد کرتا ہے کہ اس نے اپنا فضل کیا اور اس طرح پر وہ قدم آگے رکھتا ہے اور ہر ابتلاء میں ثابت قدم رہ کر ایمان پاتا ہے - بظاہر ایک ہندو اور مومن کی کامیابی ایک رنگ میں مشابہ ہوتی ہے لیکن یاد رکھو کہ کافر کی کامیابی ضلالت کی راہ ہے اور مومن کی کامیابی سے اس کے لئے نعمتوں کا دروازہ کھلتا ہے - کافر کی کامیابی اس لئے ضلالت کی طرف لے جاتی ہے کہ وہ خدا کی طرف رجوع نہیں کرتا بلکہ اپنی محنت دانش اور قابلیت کو خدا بنا لیتا ہے مگر مومن خدا کی طرف رجوع کرکے خدا سے ایک نیا تعارف پیدا کرتا ہے - اور اس طرح پر ہر ایک کامیابی کے بعد اس کا خدا سے نیا معاملہ شروع ہو جاتا ہے اور اس میں تبدیلی ہونے لگتی ہے - ان اللہ مع الذین اتقوا خدا ان کے ساتھ ہوتا ہے جو متقی ہوتے ہیں - یاد رکھنا چاہیئے کہ قرآن شریف میں تقوےٰ کا لفظ بہت مرتبہ آیا ہے اس کے معنے پہلے لفظ سے کئے جاتے ہیں - یہاں معَ کا لفظ آیا ہے یعنے جو خدا کو مقدم سمجھتا ہے خدا اس کو مقدم رکھتا ہے اور دنیا میں ہر قسم کی ذلتوں سے بچا لیتا ہے - میرا ایمان یہی ہے کہ اگر انسان دنیا میں ہر قسم کی ذلت سے بچنا چاہے تو اس کے لئے ایک ہی راہ ہے کہ متقی بن جائے - پھر اس کو کسی چیز کی کمی نہیں - پس مومن کی کامیابیاں اس کو آگے لے جاتی ہیں اور وہ وہیں پر نہیں ٹھہر جاتا۔

اکثر لوگوں کے حالات کتابوں میں لکھے ہیں کہ اوائل میں دنیا سے تعلق رکھتے تھے اور شدید تعلق رکھتے تھے لیکن انہوں نے کوئی دعا کی اور وہ قبول ہوگئی - اس کے بعد ان کی حالت بدل گئی - اس لئے اپنی دعاؤں کی قبولیت اور کامیابیوں پر نازاں نہ ہو بلکہ خدا کے فضل اور عنایت کی قدر کرو - قاعدہ ہے کہ کامیابی پر ہمت اور حوصلہ میں ایک نئی زندگی آجاتی ہے - اس زندگی سے فائدہ اٹھانا چاہیئے - اور اس سے اللہ تعالےٰ کی معرفت میں ترقی کرنی چاہیئے کیونکہ سب سے اعلیٰ درجہ کی بات جو کام آنے والی ہے وہ یہی معرفت الٰہی ہے اور یہ خدا تعالےٰ کے فضل و کرم پر غور کرنے سے پیدا ہوتی ہے - اللہ تعالےٰ کے فضل کو کوئی روک نہیں سکتا۔"

(الحکم ۲۴ - جون ۱۹۰۱ء)

تبلیغی خطوکتابت

دیکھو خدا نے ایک جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا
(حضرت مسیح موعود)

—(مرتبہ: الحاج میاں ممتاز احمد صاحب فاروقی)—

سیلون

ترجمہ خط از ایم۔ ابن محی الدین صاحب۔ سیلون۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کے ارسال کردہ اسلامی لٹریچر کا شکریہ۔ میں نے یہ کتابیں لائبریری میں رکھ دی ہیں۔ خط کے جواب میں تاخیر کی معافی چاہتا ہوں۔ میرا اپنا سکول ایک آباد علاقہ میں ہے، یہاں پر سینکڑوں مسلمان رہتے ہیں۔ ڈیڑھ سو کے قریب طالب علم ہیں۔ اُمید ہے کہ آپ کتب و رسائل کی صورت میں میری مزید امداد کرتے رہیں گے۔ والسلام

(ان کو ترجمہ مرام۔ ٹیچنگز آف اسلام۔ پرافٹ آف اسلام کتب ارسال کی گئیں۔

رہوڈیشیا

ترجمہ خط از جے مورگن جانس صاحب۔ رہوڈیشیا۔ تسلیم و نیاز

یونین پرنٹنگ ورکس ڈربن ناٹال نے آپ کا ایڈریس دیا کہ وہاں سے آپ کو سواہیلی ترجمہ قرآن شریف ملے گا۔ میں نے سنا ہے کہ آپ کے پاس جو قرآن شریف ہے وہ عربی۔ سواہیلی اور انگریزی ترجمہ ہے۔ مجھے اس کے متعلق مزید معلومات درکار ہیں۔ اس کی قیمت کیا ہے اور ڈاک خرچ وغیرہ کیا ہوگا۔

(ان کو اسلام اینڈ کرسچینٹی، ایسنس آف اسلام بھیجے گئے اور خط کا جواب دیا گیا۔)

نائیجیریا

ترجمہ خط از ملام عبدالعزیز صاحب کادونا۔ نائجیریا۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

میں یہ خط آپ کو لکھ رہا ہوں، اس لئے کہ مجھے اپنی جماعت کا ممبر بنالیں۔ میں ۲۵ سال کا ہوں۔ میری بیوی بھی ہے۔ میرے والدین بھی مسلمان ہیں۔ اور میرے والد صاحب حاجی ہیں۔ مجھے اُمید ہے کہ آپ مجھے اپنی جماعت میں شامل کرلیں گے والسلام

(ان کو خط لکھا گیا ہے۔ بیعت فارم۔ ایسنس آف اسلام۔ اسلام اینڈ کرسچینٹی ارسال کئے گئے)

(۲)

ترجمہ خط از واثی۔ اے۔ الاگا۔ نائجیریا۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے آپ کا ایڈریس ایک دوست کی وساطت سے موصول ہوا۔ مہربانی کرکے مجھے ایک قرآن کریم تلاوت کے لئے ارسال کریں۔ اللہ تعالےٰ آپ کو اس کا بہت بڑا اجر دے گا۔ اور مفید لٹریچر بھی ارسال کریں۔ والسلام

(ان کو اسلام اینڈ کرسچینٹی۔ ایسنس آف اسلام بھیجے گئے اور خط کا جواب دیا گیا)

(۳)

ترجمہ خط از مسٹر ادریس محمد صاحب نائیجیریا۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں آپ کو یہ خط بحیثیت ممبر تحریر کر رہا ہوں۔ مجھے آپ کی مدد کی ضرورت ہے، میں ایک مسلمان ہوں اور میری عمر ۱۷ سال ہے۔

میں آپ کی توجہ خط کی طرف اسی لئے مبذول کراتا ہوں کہ میں نے قرآن شریف کا مطالعہ کیا ہے مگر مجھے عربی کی کوئی سمجھ نہیں آتی۔ میں انگریزی بول سکتا ہوں اس لئے مجھے انگریزی ترجمۃ القرآن ارسال کریں۔

میں ہر وہ کتاب پڑھ سکتا ہوں جس میں اسلامی تعلیم کے متعلق لکھا ہوا ہو۔ آپ مہربانی کرکے مجھے انگریزی ترجمۃ القرآن ضرور ارسال فرمادیں۔ والسلام (انکو ٹیچنگز آف اسلام۔ اسلام اینڈ کرسچینٹی اور خط کا جواب دیا گیا۔)

(۴)

ترجمہ خط از اولوا۔ اے ابوبکر صاحب۔ الورن۔ نائیجیریا۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں یہ خط آپکی خدمت میں ارسال کر رہا ہوں میں عیسائی تھا مگر عرصہ تین سال کا ہوا ہے کہ میں نے اسلام قبول کرلیا ہے اور احمدیہ جماعت میں شامل ہوگیا ہوں۔ اگر میں آپکی سوسائٹی میں شامل رہوں تو میں کافی تجربہ حاصل کرلوں گا۔ میری خواہش ہے کہ آپ مجھے قرآن شریف انگریزی مفت ارسال کریں اور مجھے اُمید ہے اس کا جواب آپ ضرور ارسال کرینگے۔ والسلام

(انکو ایسنس آف اسلام۔ اسلام اینڈ کرسچینٹی ارسال کی گئی)

مرزا غلام احمد قادیانی کیا تھے؟

(۵)

اس بات کے تو اہل حدیث حضرات بھی قائل ہیں اور غالباً "الاعتصام" کو بھی اس سے انکار نہ ہوگا کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر صدی کے سر پر ایک مجدد کے آنے کی پیشگوئی کی ہے، اس پیشگوئی کو حدیث کی کتاب ابو داؤد میں مذکور ہے۔ اہلحدیث کے ایک سربرآوردہ رکن نواب صدیق حسن خان نے بھی اپنی کتاب حجج الکرامہ میں نقل کیا ہے اور اس کے ساتھ ان بزرگوں کے اسمائے گرامی بھی درج کئے ہیں جو گذشتہ تیرہ صدیوں میں منصب نبوت پر فائز ہونے اور اس کے ساتھ ہی لکھا ہے :-

"در سر مائۃ چہاردہم کہ دہ سال کامل آنرا باقیست اگر ظہور مہدی علیہ السلام و نزول عیسےٰ صورت گرفت پس ایشاں مجدد و مجتہد باشند (حجج الکرامہ صـ ۱۳۹)

یعنے چودھویں صدی کے سر پر جس میں دس سال باقی ہیں اگر مہدی علیہ السلام ظاہر ہوئے اور عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوئے تو وہی مجدد و مجتہد ہوں گے۔"

اب غور کیجئے صدی کا سر تو ایک طرف اس میں سے ۱۳۸۶ سال گذر چکے ہیں، یعنی چودھویں صدی کا خاتمہ آگیا لیکن ہمارے مخالفین کے نزدیک مہدی علیہ السلام کا ظہور اور عیسیٰ علیہ السلام کا نزول تو ایک طرف حدیث نبویؐ اور مسلسل تیرہ صدیوں کے عمل کے خلاف کوئی مجدد بھی پیدا نہ ہوا، اور جس شخص نے مجددیت و مہدویت اور مسیحیت کا دعوےٰ کیا اس کو ہمارے اہلحدیث بھائی کافر اور دجال اور کیا کیا کچھ نہیں کہتے، ہم الاعتصام سے پوچھنا چاہتے ہیں کہ اگر مرزا صاحب ایسے ہی ہیں جیسا کہ ان کا خیال ہے تو حدیث نبویؐ کے متعلق جس کی صحت پر گذشتہ تیرہ صدیوں کی مہر لگ چکی ہے، ان کی کیا رائے ہے، کیوں یہ حدیث اس صدی میں پوری نہ ہوئی، کیوں عیسےٰ علیہ السلام کا نزول اس صدی میں نہ ہوا، اور کیوں مہدی علیہ السلام ظاہر نہ ہوئے۔ یہ سوال ہمارے اہل حدیث بھائیوں کے لئے بالخصوص غور کے قابل ہے، کیا وہ اس سنجیدگی سے غور کر کے کوئی تسلی بخش جواب دے سکتے ہیں؟ اگر نہیں دے سکتے تو اس شخص کے حالات پر غور کریں جسے وہ سُنی سنائی باتوں کی بناء پر کافر قرار دینے پر تلے ہوئے ہیں۔

ہم سابقہ اشاعتوں میں بتا چکے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب کا دعوےٰ صرف مجدد ہونے کا تھا، مسیحیت کا خطاب ان کو بذریعہ الہام آپ کو دیا گیا، جو عیسائیت کی تردید کے لئے آپ کے سپرد کیا گیا۔ مسیح ناصری کے متعلق جس کے نزول کے ہمارے اہلحدیث بھائی منتظر بیٹھے ہیں، قرآن کریم اور دیگر شواہد سے یہ ثابت کیا جا چکا ہے کہ وہ آسمان پر نہیں اٹھائے گئے بلکہ اپنی طبعی موت سے وفات پا چکے ہیں، اور یہ وہ امر ہے جس کی تائید آج کئی غیر از جماعت علماء نے بھی کی ہے، مصر کے مفتی محمد عبدہٗ علامہ رشید رضا، علامہ شلتوت ریکٹر جامعہ ازہر اسی بات کے قائل ہیں کہ عیسےٰ علیہ السلام وفات پا گئے اور سب سے بڑھ کر قرآن کریم کے اس انگریزی ترجمہ میں جو حال ہی میں مکہ معظمہ سے شائع ہوا ہے بدلائل قاطعہ یہ ثابت کیا گیا ہے کہ مسیح علیہ السلام اسی دنیا میں اپنی طبعی موت سے فوت ہو گئے۔ اور واقعات نے بھی ثابت کر دیا ہے کہ کوئی مسیح آسمان سے اُترنے والا نہیں کیونکہ چودھویں صدی جس میں اس کے نزول کی انتظار تھی۔ اب قریب الاختتام ہے، ایسی حالت میں سوائے حضرت مرزا صاحب کے اور کون ہے جس کو اس صدی میں مجددیت کے منصب پر سرفراز کیا جائے۔

اور صرف دعوےٰ مجددیت و مسیحیت ہی نہیں، وہ کام جو حضرت مرزا صاحب نے کیا۔ اگر انصاف کی نظروں سے دیکھا جائے تو اس صدی میں کسی عالم، کسی مجتہد، کسی بڑی سے بڑی مذہبی جماعت نے کر کے نہیں دکھایا، آپ نے اس گمشدہ ایمان کو جو بقول حدیث نبویؐ اس سطح ارضی سے اُٹھ کر ثریا پر چلا گیا تھا، دوبارہ دلوں کے اندر لا بٹھایا، اور ایک ایسی جماعت پیدا کر دی جو نورِ ایمان سے منور ہو کر خداتعالےٰ کی سچی پرستار بن گئی۔ اور دین کی تبلیغ و اشاعت ان کا رات دن کا شغل بن گیا اس وقت جب مسلمان قوم اسلام کے اثر و نفوذ بلکہ ایک حد تک اس کی صداقت کے منکر اور مایوس ہو چکے تھے۔ اور فلسفہ و سائنس کے حملہ سے اس قدر متأثر تھے، کہ اس کے مقابلہ میں اسلام کو عاجز سمجھنے لگ گئے۔ اس پاک مذہب کی عالمگیر صداقتوں کو دلائل قاطعہ سے ثابت کر دکھایا اور یہ خوشخبری سنائی کہ :-

"اس زمانہ میں جو مذہب اور علم کی نہایت سرگرمی سے لڑائی ہو رہی ہے۔ اس کو دیکھ کر اور علم کے مذہب پر حملے مشاہدہ کر کے بیدل نہیں ہونا چاہیئے کہ اب کیا کریں .... یہ پیشگوئی یاد رکھو کہ عنقریب اس لڑائی میں بھی دشمن ذلت سے پسپا ہو گا اور اسلام فتح پائے گا۔ حال کے علوم جدیدہ کیسے ہی زور آور حملے کریں، کیسے ہی نئے نئے ہتھیاروں کے ساتھ چڑھ چڑھ کر آئیں مگر انجام کار ان کے لئے ہزیمت ہے میں شکر نعمت کے طور پر کہتا ہوں کہ اسلام کی اعلےٰ طاقتوں کا مجھ کو علم دیا گیا ہے، جس علم کے رُو سے میں کہہ سکتا ہوں کہ اسلام نہ صرف فلسفہ جدیدہ کے حملہ سے اپنے تئیں بچائے گا بلکہ حال کے علوم جدیدہ کی جہالتیں ثابت کر دے گا۔"

(آئینہ کمالات اسلام)

یہ وہ خوشخبری ہے جس نے مسلمانوں اور بالخصوص اس جماعت کے دلوں میں جو حضرت مرزا صاحب نے پیدا کی، اسلام کی عظمت پیدا کر دی اور وہ اس پاک مذہب کو بے کراں ممالک (یورپ اور امریکہ) میں لے جا دھمکے جو علوم جدیدہ کی پیدائش گاہ ہیں، ان کے اس اقدام کو مایوس مسلمانوں نے اس وقت تمسخر اور تمسخر کی نظروں سے دیکھا، لیکن واقعات نے ثابت کر دیا کہ حضرت مرزا صاحب نے جو کچھ فرمایا تھا وہ بالکل سچ اور برحق تھا اور اسلام کی اعلےٰ طاقتوں کا علم جو انہوں نے اپنی جماعت کو دیا اس کے سامنے یورپ کے بڑے بڑے فلسفہ دانوں کے سر جھک گئے، اور ان میں سے کئی اسلام کی چوکھٹ پر آ کر خدائے واحد کے آگے سربسجود ہو گئے، جس کا یہ نتیجہ ہے کہ مایوسی کے بادل چھٹ گئے، اور آج تمام عالم اسلام اور اس پاک مذہب کی اعلےٰ طاقتوں کا قائل ہو چکا ہے۔

کیا مجددیت اس کے علاوہ کسی اور چیز کا نام ہے؟ تم حضرت مرزا صاحب کی چند پیشگوئیوں اور الہامات کو لئے بیٹھے ہو کہ وہ تمہاری نظروں میں صحیح ثابت نہیں ہوئے تم ان کی بعض متشابہ عبارات کو لے کر غلط دعاوی ان کی طرف منسوب کرتے ہو۔ لیکن اس بات کو نہیں دیکھتے کہ انہوں نے کام کیا ہے، ان کے وجود سے اسلام کو کس قدر طاقت حاصل ہوئی ہے، عیسائیت جو ان کے دعوے سے پہلے مسلمانوں پر چڑھ چڑھ کر آ رہی تھی، حضرت مرزا صاحب اور ان کے مریدوں کے سامنے جھاگ کی طرح بیٹھ گئی، اور ان کے مقابلہ کی سکت نہ پا کر یہ سرکلر شائع کر دیا کہ ان کے ساتھ کوئی عیسائی مناظرہ وغیرہ نہ کرے۔

کیا مسیحیت کسی اور چیز کا نام ہے؟ غور کیجئے، اور حضرت مرزا صاحب کے ان کاموں کو دیکھ کر فیصلہ کیجئے کہ ان کو مجدد ماننے میں آپ کو کیا انکار ہے اور اگر وہ مجدد نہیں ہیں تو بتایئے کہ یہ چودھویں صدی مجدد کے وجود سے کیوں خالی چلی گئی؟

مکرم الحاج شیخ میاں محمد صاحب کی صحت

مکرمی مولوی دوست محمد صاحب سلمہ الرحمٰن

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کا خط ۱/۷ ملا۔ بیمار پرسی کا شکریہ۔ اُمید ہے کہ آپ آئندہ بھی جناب والد صاحب کی صحت کے لئے دعا کرتے رہیں گے۔ طبیعت کافی بہتر ہے۔ انشاءاللہ صحت کلی عنایت ہوگی۔ والسلام

مخلص ظہور احمد۔ پریمیئر فلور ملز اوکاڑہ۔

۱۹۶۷-۱-۱۲

انگلستان میں تبلیغِ اسلام

آج سے چھیالیس سال پہلے

سنہ ۱۹۱۹ء میں جب حضرت مولینا صدرالدین صاحب تبلیغ اسلام کے لئے دوبارہ انگلستان تشریف لے گئے اور مدیر پیغام صلح کو بھی ان کی معیت کا شرف حاصل تھا اور حضرت مولینا کی تبلیغی سرگرمیوں کا حال لکھکر اپنے محبوب اخبار پیغام صلح کو بھیجتا رہا، اور اس کے علاوہ بعض اوقات انگلستان کی مذہبی اور نیم مذہبی تحریکات پر بھی مختصر نوٹوں کی شکل میں تبصرہ کیا کرتا تھا۔ یہ نوٹس اور حضرت مولینا کی تبلیغی سرگرمیوں کا ذکر اس قابل ہے کہ انہیں دوبارہ قارئین کرام کے علم میں لایا جائے۔ اس لئے ہم مندرجہ بالا عنوان کے تحت انکو وقتاً فوقتاً ان صفحات میں درج کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

قادرِ مطلق خدا انسانوں کو ہولناک جنگوں سے کیوں نہیں روکتا؟

اس اتوار - مورخہ ۱۴ر دسمبر ۱۹۱۹ء کو مسجد ووکنگ میں مولینا مولوی صدرالدین صاحب نے آنحضرت صلعم کی سیرت کے چیدہ چیدہ واقعات حاضرین کو سنائے۔ اور آپ کے ابتداء سے لے کر آخری عمر تک مختلف مراحل زندگی کے اندر پاکیزگی اور اخلاقِ حسنہ کا شاندار مجسمہ ہونے پر تفصیل کے ساتھ روشنی ڈالی۔

اس خطبہ میں لنڈن کی سپرچولسٹ سوسائٹی کی ایک انگریز خاتون بھی موجود تھی۔ خطبہ کے بعد مولوی صاحب نے انہیں کچھ بیان کرنے کے لئے کہا۔ چنانچہ اس خاتون نے کوئی دس پندرہ منٹ تک نہایت فصاحت کے ساتھ برجستہ تقریر کی، اور خدا تعالےٰ کی عالمگیر ربوبیت اور کل انسانوں کے بھائی بھائی ہونے کو مذہب کا اصل الاصول بتایا اور امید ظاہر کی کہ کچھ عرصہ بعد دنیا اسی پرامن مذہب پر ہی قائم ہو کر رہے گی۔

خاتون موصوفہ کے بعد ایک ہندوستانی طالب علم نے یہ سوال پیش کیا۔ جو اس پر کسی معترض نے کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ اگر قادر مطلق ہے تو باوجود قدرتِ کاملہ رکھنے کے کیوں انسانوں کو ہولناک جنگوں سے نہیں روکتا اور ایک دوسرے کا گلا کاٹنے کو بند نہیں کرتا۔

اس سوال کا مولینا موصوف نے اسی وقت جواب دیا۔ کہ یہ سوال اس بات کو نہ سمجھنے کی وجہ سے پیدا ہوا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے انسانوں کو اپنی مرضی پر ایک حد تک اختیار دیا ہے جو اس کی انسانیت کے عین متقاضی ہے ورنہ اس کی مرضی اور اختیار کو اللہ تعالےٰ سلب کر لے (جس کی قدرت اسے فی الحقیقت حاصل ہے) تو انسان اور حیوان میں کوئی فرق نہیں رہ جاتا۔ انسان کا درجہ بہت اونچا ہے یہاں تک کہ فرشتوں سے بھی جن کو کوئی طاقت اور اختیار حاصل نہیں وہ افضل ہے۔ کیونکہ فضیلت اس میں نہیں کہ زبردستی خدائی ہاتھ اسے برے کام سے روک دے یا اس میں اس کی طاقت نہ ہو۔ بلکہ فضیلت اس میں ہے اور یہی اس کا شرف انسانیت ہے کہ باوجود بدی کی طاقت رکھنے کے اس طرف نہ جائے اور اسے نیک کام میں صرف کرے۔ لیکن اگر کوئی انسان اس طاقت سے ناجائز فائدہ اٹھا کر خواہ مخواہ اسے برے کام میں استعمال کرتا ہے تو قدرت کاملہ کے لئے ہرگز اس کے ہاتھوں کو اس سے پرے ہٹا دینا مناسب نہیں۔ جب تک کہ وہ انسان ہے۔ وہ اپنی مرضی اور اللہ تعالےٰ کے دیئے ہوئے اختیار سے جائز یا ناجائز دونوں طرح کے کام لے سکتا ہے۔ قدرت کاملہ ان کی نوعیت کے مطابق ان پر نتائج مترتب کرے گی نہ کہ اس کے ہاتھوں کو پکڑ کر روکے گی۔ ورنہ اگر وہ ایسا کرے تو انسان انسان نہیں رہتا۔ پھر اسے فرشتوں کے اوپلے مقام پر سمجھنا چاہیئے۔ اور اس کی نیکیوں کو ناقابلِ وقعت۔ کیونکہ اپنی مرضی اور اختیار سے نہیں بلکہ قدرت کاملہ کے ہاتھ میں بطور کٹھ پتلی اس نے وہ نیکیاں کیں جو ہرگز قابلِ اجر نہیں۔ قابلِ اجر وہی چیز ہے جو انسان اپنی طاقت اور مرضی سے کرے۔ اس سے تعلق نہیں کہ وہ نیک ہے یا بد۔ نیک ہوگی تو نیک پھل ملے گا۔ بد ہوگی تو برا پھل اٹھائیگی

یہ جواب اس طالب علم اور کل حاضرین کی تسلی اور اطمینان کا موجب ہوا۔ جس کے بعد جلسہ برخاست ہو گیا۔

خاکسار دوست محمد از ووکنگ - انگلستان

بالشویزم اور مسیحیت

ٹائمز کی بعض اشاعتوں میں ایک پادری صاحب نے جو روس میں رہ آئے ہیں مسیحیت کے حامیوں اور رعاقبین پر بالشویک فریق کے خطرناک مظالم کی دردانگیز داستان سنائی ہے جس میں بعض پادریوں کے آرہ سے چیرے جانے۔ بعض کے پابجولاں ہونے اور بعض کو وعظ وغیرہ سے ممانعت کے مختلف واقعات بیان ہوئے ہیں۔ اور ان واقعات کی روشنی میں پادری صاحب یہ نتیجہ نکالنے پر مجبور ہیں کہ بالشویزم کی ترقی کے معنے سوائے اس کے نہیں کہ مسیحیت کو اس کے پاؤں تلے دبا دیا جائے۔

یہ نتیجہ اور یہ واقعات کہاں تک صحیح ہیں۔ آیا پادریوں وغیرہ کے ستائے جانے کا اصل موجب عیسائیت ہے یا ان کا برسراقتدار بالشویک فریق کے بالمقابل سرکشی سے کام لینا۔ اس کا فیصلہ کرنے کی نہ ہمیں ضرورت ہے اور نہ ہم پادری صاحب کے قائم کردہ نتیجہ کے خلاف ہیں لیکن ہمیں ڈر ہے کہ بالشویزم کا یہ اصل الاصول کہ دولت ایک جگہ جمع نہ رہے بلکہ ہر ایک کی کمائی سب میں بحصہ رسدی تقسیم ہو جایا کرے۔ کہیں جناب مسیح کے حواریوں کے اس فعل ہی کی تقلید تو نہیں جو اعمال، باب ۲ - آیت ۴۴ - ۴۵ میں بدین الفاظ مذکور ہے:-

” اور جو ایمان لائے تھے وہ سب ایک
جگہ رہتے تھے۔ اور ساری چیزیں شریک
تھے اور اپنی جائداد اور اسباب بیچ بیچ کر
ہر ایک کی ضرورت کے موافق سب کو بانٹ
دیا کرتے تھے۔“

امریکہ کے یونیٹیرین فریق کا اخبار کرسچین رجسٹر ایک بالشویسٹ مدبر کے اس بارہ میں تائیدی الفاظ کو نقل کیا جاتا ہے، کہ بالشویسٹوں کے نزدیک مسیحیت کا اصل الاصول وہی ہے جس کا کتاب اعمال کے ان الفاظ میں ذکر ہے۔ اس کو وہ سچی مسیحیت سمجھتے ہیں۔ موجودہ مسیحیت ان کے نزدیک پولوس کی ایجاد ہے اس لئے وہ اس مسیحیت کے دشمن ہیں۔ لیکن اس خدائی مسیحیت کے دشمن نہیں۔ جس پر منقولہ بالا الفاظ کے مطابق حواریانِ مسیح کا عمل تھا۔

پس اس کا فیصلہ کرنا اب پادری صاحبان کے ذمہ ہے کہ سچی مسیحیت وہ تھی یا یہ ہے؟ پہلی اگر سچی تھی تو کیوں اب وہ بھی اس کی سچائی کا ساتھ نہیں دیتے۔ اور باطل پر گامزن ہیں۔ اور اگر اصل مسیحیت وہ نہ تھی بلکہ پولوس نے اسے قائم کیا تو حواریان مسیح بلکہ خود مسیح کے بھی دین وایمان کا فیصلہ ہے اصل بانیٔ مذہب پولوس کو سمجھنا چاہیئے اور اسی کے نام پر اسے نامزد کرنا چاہیئے

لیکن نہ تو ابتدائی اور نہ موجودہ مسیحیت اس کا فیصلہ کر سکتی ہے اور نہ بالشویکوں کے اصول تمدن انسانی کو درہم برہم کئے بغیر رہ سکتے ہیں۔ اصل چیز جس کی دنیا کو ضرورت ہے وہ سود سے پرہیز اور صدقات پر زور دینا ہے تاکہ دولت وہ تمام کا تمام ایک خاص گروہ کے پاس جمع ہو کر غرباء کی ہلاکت کا موجب ہو جیسا کہ سود نے آج کل حالت بنا رکھی ہے۔ اور نہ ہی بالشویک اصول کے مطابق لوگوں کا تمام کا تمام مال ایک جیسا تقسیم کر کے انہیں کمانے اور محنت کرنے کی تحریص سے عاری کر دیا جائے۔

یمحق اللہ الربوا ویربی الصدقات اسلام ہی کا قائم کردہ اصول ہے۔ اور دنیا کا امن وامان اسی اصول میں ہے۔ دنیا دیکھے گی کہ بالشویزم اور مسیحیت کو آخر کار اسی پرامن اصول کے آگے سر تسلیم خم کرنا پڑے گا۔ انشاء اللہ تعالےٰ۔

کائنات اور مسلمان کا ایک ہی دین ہے

خدا تعالیٰ اور اس کا رسول صلعم ساری قوموں کو ایک کرنا چاہتے ہیں
لیکن مسلمان اپنے اتحاد کا شیرازہ بکھیرنے میں مصروف ہیں

خطبہ جمعہ مؤرخہ ۲۰ رجنوری ۱۹۶۷ء فرمودہ حضرت امیر قوم مولینا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ
بمقام جامع احمدیہ - احمدیہ بلڈنگس لاہور

وقالوا نحن ابناء الله واحباءه - وقالوا لن تمسنا النار الا ایاماً معدودات
وقالوا لن یدخل الجنة الا من کان هوداً او نصاریٰ - وقالت الیهود
لیست النصاریٰ علیٰ شیء وقالت النصاریٰ لیست الیهود علیٰ شیء
وهم یتلون الکتاب ——— (قرآن کریم) ———

مذہب کی غرض

یہ چند آیات جو میں نے قرآن کریم سے تلاوت کی ہیں۔ ان میں مذہبی قوموں کی تاریخ بیان کی گئی ہے۔ مذہب تو اس لئے دنیا میں آیا کہ انسانوں کو باخدا بنایا جائے اور انہیں خدا کی مخلوق کا خادم بنایا جائے۔ اس کے برخلاف وہ لوگ، جن کو کتاب دی گئی۔ اور جن کی ہدایت کے لئے باخدا انسان بھیجے گئے جنہوں نے اپنے اخلاق فاضلہ سے اور اپنے نمونہ سے ان کی تربیت کی۔ وہ تنگ دل

قوموں کی تنگیٔ نفس

اس تنگیٔ نفس کا ذکر قرآن کریم نے بہت سی آیات میں کیا ہے۔ مثلاً ان کا یہ عقیدہ کہ نحن ابناء الله۔ یعنی صرف ہم ہی خدا کے پیارے ہیں اپنے متعلق غلو اور اپنے سوا دوسرے لوگوں کو جن کے پاس کتاب اور پیغمبر آیا ان کو حقیر سمجھنا اور یہ کہنا کہ لن تمسنا النار اس میں بھی غلو اور تکبر ہے ایسا اعتقاد رکھنے سے دوسروں کے ساتھ ہر طرح کی دشمنی کرنا ثواب کا موجب ہے۔ لن تمسنا النار کہ دوزخ کی آگ ہمیں نہیں چھوئے گی۔

قرآن کریم کی عالمگیر تعلیمات

قرآن کریم قوموں کے عیوب نہیں گنتا بلکہ یہ سبق دینا چاہتا ہے کہ مسلمان بھی اس قسم کے مضر اعتقادات نہ سیکھ لیں۔

قرآن کریم کی پہلی ہی آیت کریمہ یعنی الحمد لله رب العالمین تمام قسم کی تنگ ظرفیوں کا خاتمہ کر دیتی ہے۔ وہ صرف عرب۔ فارس۔ ترکی اور پاکستان کا رب نہیں۔ وہ ساری انسانیت کا رب ہے۔ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم رحمة للعالمین ہے اور اس کی کتاب ان هو ذکر للعالمین ہے

مسلمانوں کی تنگ دلی

خدا تعالیٰ تو مسلمانوں کو حکم دیتا ہے کہ دوسری قوموں کے انبیاء اور کتب پر ایمان رکھو۔ لیکن جس طرح یہود و نصاریٰ کی قوموں کے دلوں میں باوجود اس کے کہ خدا کی طرف سے اُن پر کتاب اتاری گئی اور ان کے لئے ایک رسول بھیجا گیا مگر انہوں نے تنگ دلی سیکھ لی۔ اسی طرح آج مسلمان جماعتیں بھی ایک دوسرے کی تکفیر کرتی ہیں اور منافرت پھیلاتے ہوئے یہ تلقین کرتی ہیں کہ دیکھنا کسی دوسری جماعت کا ٹریکٹ یا کتاب نہیں پڑھنا نہیں گمراہ نہ ہو جاؤ لا تؤمنوا الا لمن تبع دینکم

لمحۂ فکریہ

خدا تعالیٰ ان کے متعلق فرماتا ہے کہ انہوں نے خدا کی کتاب کو پس پشت ڈال دیا ہے نبذ فریق منهم کتاب الله وراء ظهورهم مسلمان غور کریں اور دیکھیں کہ آیا وہ غلط طریق جو دوسری قوموں نے اختیار کر رکھا ہے اس طریق کا رنگ ہم میں تو نہیں نظر آرہا۔ افسوس ہے ایسا ہو کر رہا۔ مسلمانوں میں تنگی ظرف آگئی۔ مسلمان نے بے شمار جماعتیں اور فرقے پیدا کر لئے آپس میں دشمنیاں پیدا کر لیں۔ ہم لوگ اس بیماری میں مبتلا ہیں ہم قرآن شریف پڑھتے ہیں۔ بعض لوگوں کے نزدیک یہودی یا نصاریٰ کہلانا ہی جنت حاصل کرنے کے لئے کافی ہے غور طلب امر ہے کہ آیا ہمارے اعتقادات بھی ان باطل پرست لوگوں کے سے تو نہیں ہیں۔

ہندو قوم کی تنگ نظری

ہمارا ہمسایہ ہندو یقین کرتا ہے کہ کوہ ہمالیہ سے لے کر بحر ہند تک برہما ورتی یعنی خدا کی دھرتی ہے۔ ہم خدا کی قوم ہیں۔ اس برہما ورتی کے علاوہ جہاں کہیں لوگ رہتے ہیں وہ ملیچھ اور ناپاک ہیں۔ اس قوم میں بڑے بڑے قابل آدمی ہوتے ہیں۔ لیکن وہ بت پرستی سے بچ نہ سکے ایک پنڈت مالویہ جی بڑے تجربہ اور علم کا مالک تھا وہ اپنی قوم کے کسی پنڈت کے ہاتھ کا تیار کردہ کھانا کھا سکتا تھا اور دوسری کسی جاتی کے ہاتھ کا کھانا حرام سمجھتا تھا۔

ڈاکٹر امبیدکار سے ملاقات

ایک دفعہ ہماری جماعت نے تجویز کیا کہ بمبئی پہنچکر ڈاکٹر امبیدکار کو تبلیغ کروں۔ وہ اچھوت تھا۔ امریکہ جرمنی اور لنڈن کی ڈگریاں حاصل کرنے کے باوجود۔ لاکالج کا پرنسپل ہونے کے باوجود ہندو اس کے ساتھ ہاتھ نہیں ملا سکتا تھا اور نہ کھانا کھاتا تھا۔ اس سلوک سے وہ جل گیا۔ اس کو تبلیغ کرنے کی خاطر جب میں نے رخت سفر باندھا تو ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب نے کہا کہ میں آپ کے رکاب پکڑ کر آپ کے ساتھ جاؤں گا۔ یہ کلمات ان کے محبت بھرے دل کے آئینہ دار تھے وہ بھی میرے ساتھ گئے۔ نواب سعادت علی صاحب جن کا مکان موچی دروازہ کے باہر ہے ان کے رشتہ دار دلیا کے ہاں بمبئی میں ہمارا قیام ہوا۔ اس مکان پر ڈاکٹر امبیدکار کو مدعو کیا گیا۔ اور ان کو اسلام کی برکت بھری تعلیمات سے واقف کیا گیا۔ اس نے اپنی دکھیا زندگی کے حالات سنائے اور اپنی مایوسیوں کی داستان سنائی مگر وہ نہ تو مسلمان ہوا اور نہ ہی ہندو رہا۔ اس نے آخر بدھ مذہب اختیار کر لیا اور اسی حالت میں اس جہان سے رخصت ہو گیا۔

تکفیر بین المسلمین کا مرض

یہودی کہتے ہیں کہ نصرانیوں کا کوئی مذہب نہیں اور نصرانی کہتے ہیں کہ یہودیوں کا کوئی مذہب نہیں۔ حالانکہ وہ دونوں خدا کی کتاب پڑھتے ہیں وهم یتلون الکتاب۔ باوجود اس کے تمام مسلمان جماعتوں اور فرقوں کا قرآن ایک ہے۔ باوجود اس کے کہ سب کی نماز ایک ہے۔ سب ایک ہی قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے ہیں اور سب ایک ہی طرح کے روزے، زکوٰۃ اور حج کے پابند ہیں۔ وہ مسلمان کا ذبیحہ کھاتے ہیں مگر باوجود اس کے ایک جماعت دوسری جماعت کو حق پر نہیں سمجھتی۔ اور تکبر سے کہتے ہیں کہ صرف ہم مسلمان ہیں۔ اور دوسری جماعتیں کافر۔ ان سب کے لئے وهم یتلون الکتاب کی آیت تازیانے کا حکم رکھتی ہے۔

ہم جب بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک ہیں۔ ترکی۔ افغانستان۔ ایران۔ عرب اور پاکستان۔ مسلمان سب کا مذہب ایک ہے۔ اس پر یورپین لوگ ہم سے پوچھتے ہیں کہ تم بے شمار فرقوں میں منقسم ہو یہ کیا بات ہے بھلا ہم اس کا کیا جواب دیں۔ ایک فرقہ کہتا ہے کہ ہمارے فرقے کے سوا کسی دوسرے فرقے کے پمفلٹ اور ٹریکٹ نہیں پڑھنا ان کے ساتھ نہیں بیٹھنا۔ یہ مضر اعتقادات ہمارے اندر سرایت کر گئے۔ اور ہم نے خدا کی کتاب کو پس پشت ڈال دیا ہے۔

قرآن کریم کے ذریعہ سے ادیان اقوام کی حفاظت

خدا تعالیٰ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں وانزلنا الیه الذکر لتبین للناس ما نزل الیهم آپ کی

(باقی پر صفحہ)

برلن اور جزائر فیجی میں نمازِ عید کی چند جھلکیاں

برلن مسجد میں نمازِ عید الفطر

عید الفطر کا مبارک دن ہم نے مسجد میں ۱۲ جنوری ۶۷ء بروز جمعرات منایا۔ خدا کے فضل سے مسجد میں رونق رہی۔ مسلمان بھائیوں اور عیسائی دوستوں نے اس اجتماع میں شرکت کی۔ معززین شہر میں سے ہمارے علاقہ ولمرسں ڈورف کے میئر مسٹر شمڈ بھی اس اجتماع میں موجود تھے۔ مسلمان بھائیوں میں سے ترکی سے آئے ہوئے بعض ڈاکٹر، افغانستان سے آئے ہوئے بعض ڈنٹسٹ اور پاکستان و ایران و مصر و شام جنوبی افریقہ سے آئے ہوئے بعض طلباء اور برلن میں زیر تربیت افسران ہمارے اجتماع میں شامل تھے۔ نماز سے پیشتر میں نے مسلمان بھائیوں کو صدقۃ الفطر کی ادائیگی کی طرف توجہ دلائی۔ اس کے بعد ٹھیک ساڑھے دس بجے نماز ادا کی ازاں بعد میں نے ۲۰ منٹ کے قریب حاضرین کو خطاب کیا اور عید الفطر کی اہمیت کو بیان کرتے ہوئے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس جذبہ کو جو آپؐ کو غربا اور سوسائٹی کے نادار طبقہ کی بہبودی کے لئے تھا اسے بیان کیا۔ میں نے کہا کہ جوانی میں یہی وہ جذبہ تھا جس کے تحت آپ غرباء کی بہبود کے لئے اپنا کمایا ہوا مال خرچ کرتے تھے۔ اور بعد میں یہی وہ جذبہ تھا جس کے تحت آپؐ نے وحی الٰہی کی روشنی میں یتیموں اور بیواؤں اور غرباء اور عورتوں کے حقوق کو سوسائٹی میں قائم کیا۔ بادشاہ بن کر قومی خزانوں کے مالک ہوتے ہوئے آپ کے قومی اموال کو عوام کی بہبود کے لئے خرچ کیا۔ اور قوم کے نادار لوگوں کی بہبودی کو اپنی بہبودی پر اور اپنے رشتہ داروں کی سہولت کے لئے سامان بہم پہنچانے پر ترجیح دی۔ اسی جذبۂ محبت کو مزید بیان کرتے ہوئے میں نے کہا یہی وہ نسلِ انسانی کے لئے جذبۂ محبت تھا جس کے تحت آپؐ نے جنگ کی ہولناکیوں کو کم کرنے کا قانون بنایا اور فرمایا کہ جنگ میں عورتوں، بوڑھوں اور بے گناہ بچوں کو نہ مارا جائے۔ دہائش کے مکانوں کو مسمار نہ کیا جائے۔ آپؐ نے صرف قانون ہی نہیں بنا دیا بلکہ اس پر عمل کر کے دکھایا۔ آپ کو مجبوراً جنگ کرنی پڑی۔ اور جب آٹھ سال کے بعد دشمن کو فتح کیا تو ان کی عورتوں کو ذلیل نہیں کیا۔ ان کے سرداروں کو تہ تیغ نہیں کیا گیا۔ بلکہ انہیں معاف کر دیا گیا۔ محبت محبت کرنا لیکن نسلِ انسانی کے ساتھ اس محبت کو عمل میں نہ دکھانا اپنے آپ کو دھوکا دینا ہے۔ دنیا کو دھوکا دینا ہے۔ آپؐ کی یہ محبت جو آپ کو نسلِ انسانی سے تھی یہ نتیجہ تھی اس محبت کا جو آپؐ کو خدا سے تھی۔ اسی محبت سے بھرپور آپؐ دن رات خدا کے پیغام کو لوگوں تک پہنچانے میں مصروف رہتے۔ ماریں کھاتے لیکن حوصلہ نہ ہارتے ایک یا دو سال تکالیف ہی برداشت نہیں کیں بلکہ ۲۱ سال متواتر ان تکالیف کو برداشت کیا۔ اسی محبت کے بدلہ میں خدا نے آپؐ سے محبت کی۔ اور اپنی محبت کا اظہار یوں کیا کہ دشمن کے تمام منصوبوں کو جو وہ آپؐ کے خلاف کرتے تھے بے کار کر دیا۔ اور ان کے قتل کے خطرناک منصوبوں سے آپؐ کو بچا لیا۔ خدا کی محبت تقاضا کرتی ہے کہ وہ اپنے محبوب کو دشمن کے ہاتھوں بچا لے چنانچہ اس محبت کا اظہار خدا نے آپؐ کے ساتھ کیا۔ نہ صرف دشمن سے بچایا بلکہ اپنے محبوب کو اس کے کام میں کامیابی عطا کی اور وہ انقلاب جو وہ نیک دین قوم میں پیدا کرنا چاہتے تھے اس کے پیدا کرنے میں آپکو کامیابی دی۔ چنانچہ آپؐ نے اپنی قوم سے شراب خوری کی لعنت کو دور کیا۔ جنسیاتی بے راہ روی کی اصلاح کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کامیابی اس محبت کے نتیجہ میں ہے جو خدا کو اپنے محبوب سے تھی۔

میں نے آخر میں کہا کہ خوشی کو حاصل کرنے اور امن کو پیدا کرنے کے اصول اسلام نے ہمیں ماہ رمضان میں سکھائے۔ یعنی خدا تعالیٰ کی حاضری کو ہر آن محسوس کرنا اور اپنے جذبات کو خدا کی خاطر کنٹرول میں رکھنا آئندہ گیارہ مہینوں میں ہم میں سے ہر ایک کو چاہیئے کہ وہ ان اصولوں کو ہر وقت مدِ نظر رکھے۔ خطبہ کے اختتام پر میں نے حاضرین کو عید مبارک کہی۔ احباب ایک دوسرے سے عید ملنا شروع ہو گئے۔ حاضرین کی تواضع چائے اور ڈبل روٹی اور مکھن سے کی گئی۔ بارہ بجے دوپہر تک احباب مسجد میں ہمارے ساتھ ٹھہرے اور بعد میں چند ایک دوست گھر پر چند گھنٹے مزید ٹھہرے رہے۔ الحمد للہ یہ اجتماع بصد خوشی انجام پایا۔

عید کے اس اجتماع کے بعد ۱۸ جنوری کو لیلۃ القدر کی تقریب پر قرآن کریم کی ۱۳۹۹ سالہ برسی منائی گئی۔ سات بجے شام مسجد میں اجتماع کیا۔ نماز عشاء کے بعد اس اجتماع کا افتتاح قرآن خوانی سے کیا گیا۔ بعد میں سیدنا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھا گیا۔ اس کے بعد اردو میں قرآن کریم کی شان میں امام زمان حضرت مسیح موعودؑ کی لکھی ہوئی نظم پڑھی گئی۔ یعنی جمال وحسنِ قرآن نورِ جانِ ہر مسلماں ہے........ اس کے بعد میں نے ایک گھنٹہ تقریر کی اور اس میں مندرجہ ذیل امور پر بحث کی (۱) قرآن کی پہلی وحی کا آپؐ پر نازل ہونا اور اس کا پیغام

(۲) قرآن کریم کا جمع کرنا

(۳) قرآن کریم کی تعلیمات کی خصوصیات

(۴) مکی اور مدنی وحی میں فرق۔

(۵) عیسائی سکالرز کا یہ دعوےٰ کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے قرآن کریم کی تعلیم توریت و انجیل سے نقل کی ہے۔ اس کا جواب۔

اس اجتماع کے بعد حاضرین کی تواضع چائے ڈبل روٹی مکھن سے کی گئی۔ دس بجے شام تک احباب میرے ساتھ گھر بیٹھے گفتگو کرتے رہے۔ الحمد للہ یہ اجتماع بھی بخیر و خوبی انجام پایا۔ والسلام

خاکسار۔ محمد یحییٰ بٹ

برلن مسلم مشن۔ ۱۷ جنوری ۱۹۶۷ء

جزائر فیجی میں نمازِ عید الفطر

جزائر فیجی میں عید الفطر کا تہوار جمعرات کے روز مورخہ ۱۲/۱/۶۷ کو منایا گیا یہاں عموماً فضا میں بادل رہتا ہے۔ اس لئے پہلی کا چاند شاذونادر ہی نظر آتا ہے۔ یہاں حکومت کا محکمہ موسمیات سارے سال کے لئے ایک کیلنڈر تیار کرتا ہے جس میں شمسی اور قمری دونوں لحاظ سے مہینے دکھائے جاتے ہیں۔ اس کیلنڈر کے مطابق امسال عید الفطر کے لئے ۱۲/۱/۶۷ کی تاریخ مقرر تھی۔ چنانچہ عید کی نماز وغیرہ کے متعلق یہاں کے واحد انگریزی روزنامہ (فیجی ٹائمز) میں عید سے چند روز قبل اعلان کر دیا گیا ہوا تھا کہ عید جمعرات کے روز مورخہ ۱۲/۱/۶۷ کو منائی جائے گی چنانچہ احباب جماعت تاریخ مذکورہ کو وقت مقررہ یعنی دس بجے سے پہلے اپنے مرکز پر جمع ہوتے شروع ہو گئے۔ یہاں نماز عید قدرے تاخیر سے پڑھی جاتی ہے اس لئے ہم نے بھی نماز عید کے لئے دس بجے کا وقت مقرر کیا ہوا تھا۔ دس بجنے پر جماعت کھڑی ہو گئی نماز خاکسار نے پڑھائی۔ نماز کے بعد خطبہ دیا۔ جس میں احباب کو چندوں کی ادائیگی اور جماعتی نظام کے استحکام کی طرف خصوصیت سے توجہ دلائی۔ کیونکہ اشاعت اسلام کا کام ان دونوں باتوں کی عدم موجودگی میں ہرگز سر انجام نہیں دیا جا سکتا۔ پھر روزہ کی غرض و غایت جو کتاب اللہ میں بیان فرمائی گئی ہے اس کی طرف توجہ مبذول کرائی گئی کہ اگر ایک مسلمان روزہ تو رکھتا ہے مگر جھوٹ وغیرہ ایسی بُری باتوں کو نہیں چھوڑتا تو اس کے بھوکا یا پیاسا رہنے کی اللہ تعالیٰ جلشانہٗ کو ہرگز پرواہ نہیں۔ اس کی رضا اور خوشنودی اس بات میں ہے کہ انسان روزہ سے اپنے اندر تقوےٰ پیدا کرے اور بُرے کاموں کو ترک کر دے۔ اختتام پر اسلام اور مسلمانوں کی ترقی و بھلائی کے لئے سب نے مل کر دعا کی۔ صدقۃ الفطر قریباً -/۹۰ £ جمع ہوا۔ دیگر تحریکات میں بھی بعض دوستوں نے چندہ دیا جو (-/۴۰ £) چالیس پونڈ جمع ہوا۔ الحمد للہ علےٰ ذالک۔

ریڈیو فیجی کا نمائندہ نماز عید شروع ہونے سے قبل ہی مرکز پر پہنچ گیا تھا۔ اس نے تکبیر اولیٰ سے لیکر آخری دعا تک سب کارروائی ریکارڈ کی۔ پھر مورخہ ۱۵/۱/۶۷ کو صبح کے پروگرام میں اسے ریڈیو سے نشر کیا گیا۔ مردوں اور مستورات دونوں کو ملا کر حاضرین کی تعداد تین صد سے اوپر تھی۔ ۴۰×۴۰ فٹ کا ہال کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ یہ پہلی عید ہے جو فیجی کی جماعت نے اپنی جگہ منائی۔ الحمد للہ علےٰ ذالک یہ سب کامیابی احباب جماعت کی دعاؤں کے نتیجہ میں حاصل ہوئی۔

اخبارِ احمدیہ

—— حضرت الحاج امیر قوم ایدہ اللہ تعالےٰ بخیر و عافیت ہیں اور خدماتِ دینی میں مصروف ہیں۔ الحمدللہ علیٰ ذالک

—— حضرت الحاج شیخ میاں محمدؐ صاحب کی صحت کے بارے میں محترم میاں ظہور احمد صاحب لائل پور سے اطلاع کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ قبلہ والد صاحب موصوف روبہ صحت ہیں، ان کی صحت کاملہ عاجلہ کے لئے احباب کرام سے نیم شبی دعاؤں کی ضرورت ہے۔

—— محترم الحاج حافظ محمد حسن صاحب چیمہ ایڈووکیٹ گجرات ساہیوال سے لاہور تشریف لا رہے تھے کہ ان کی کار ایک بیل گاڑی سے ٹکرا گئی۔ اس حادثہ میں چوہدری صاحب موصوف ان کے فرزند احمد پرویز اور پوتے اسد ضیاء کو چوٹیں آئیں۔ میو ہسپتال لاہور میں زیر علاج رہنے کے بعد ۱۴ جنوری ۱۹۶۷ء کو سرگودھا تشریف لے گئے ہیں۔ اب ان کی حالت تسلی بخش ہے۔ احباب ان کی صحت کاملہ کے لئے دعا فرمائیں۔

—— محترم ایم اے صمد صاحب ریٹائرڈ سب جج گیا بہار، بھارت آج کل کچھ پریشانیوں میں مبتلا ہیں۔ احباب سلسلہ سے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔

—— محترم تبرالدین صاحب سگو بیرسٹر ایٹ لا آج کل احمدیہ بلڈنگس لاہور میں قیام پذیر ہیں۔ ان کا صاحبزادہ ذہنی توازن بگڑنے کے باعث ان دنوں دماغی ہسپتال لاہور میں داخل ہیں۔ وہ جماعت سے درخواست کرتے ہیں کہ ان کے لڑکے کی صحت کاملہ کے لئے دردِ دل سے دعا فرما دیں۔

—— محترم کرنل سعید احمد صاحب کے خسر جناب سراج الدین بٹ صاحب کا انتقال پُرملال گزشتہ جمعہ لاہور میں ہو گیا ہے انا للہ و انا الیہ راجعون۔ دعا ہے اللہ تعالےٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ احباب سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

—— صوفی کرم رسول صاحب چک ۵۵۹/گ ب تحصیل جڑانوالہ ضلع لائل پور کے والد محترم ۷ رمضان المبارک کو انتقال کر گئے ہیں انا للہ و انا الیہ راجعون۔ اللہ تعالےٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں داخل فرمائے۔ اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

—— اے ایل منیار صاحب شولاپور (بھارت) سے رقمطراز ہیں کہ میرے نواسے محمد شبیر محمد شکور چاند کے لئے دین و دنیا میں فلاح پانے کی دعا کی جائے۔ اور احباب سلسلہ اور مولینا عبدالحق ودیارتھی صاحب کو سلام عرض ہو۔

—— مولوی احمد گل صاحب لائبریرین احمدیہ لائبریری لاہور لکھتے ہیں کہ محترم طارق پرویز صاحب ولد چوہدری رحمت خاں بلد مرحوم نے بر پیدائش پسر -/5 روپے عطیہ انجمن کو دیا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ نومولود کو دین و دنیا کی حسنات سے بہرہ مند فرمائے۔

—— کراچی سے یہ تکلیف دہ خبر موصول ہوئی ہے کہ شیخ محمود احمد صاحب پارٹنر کیفے گرینڈ، وکٹوریہ روڈ کراچی کے جوان سال فرزند اظہر محمود ۱۸ جنوری ۱۹۶۷ء کو فوت ہو گئے ہیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ اللہ تعالےٰ ان کو غریق رحمت کرے اور خدا شیخ محمود احمد صاحب اور مرحوم کے بہن بھائیوں کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

نمازِ عید

امسال عیدالفطر کی نماز بروز جمعرات روز گھی نیکرڈی میں تمام احباب جماعت ملتان کی معیت میں ادا کی گئی۔ اگرچہ علماء ملتان نے فتوےٰ دیا تھا کہ عید بروز جمعہ ہو گی لیکن پھر بھی تقریباً نصف آبادی نے عید بروز جمعرات ہی پڑھی۔ احقر العباد۔ محمد داؤد دھلوی

سیکرٹری جماعت اسمٰعیل آباد۔ ملتان

قابلِ ستائش علمی کامیابی

یہ خبر احباب جماعت کی بے حد مسرت کا موجب ہوگی کہ پروفیسر ایم اے رحمان صاحب پرنسپل پبلک سکول ایبٹ آباد کے چھوٹے صاحبزادے حامد رحمان صاحب نے امسال ایم۔ ایس سی جیولوجی میں اوّل درجہ میں شاندار کامیابی حاصل کی ہے اور پنجاب یونیورسٹی میں اوّل حیثیت حاصل کی ہے۔ ان کو سونے کا تمغہ بھی یونیورسٹی کی طرف سے دیا جائے گا۔ عزیزم حامد صاحب نے بی۔ ایس سی میں بھی آنرز کیا تھا اور ان کو انکی امتیازی علمی قابلیت کی بناء پر وظیفہ دیا گیا تھا۔ حامد صاحب نے اپنے طالب علمی کے دور میں شاندار تعلیمی امتیازات حاصل کئے۔ اب خدا کے فضل سے وہ پاکستان انٹر نیشنل ایرلائنز میں کمرشل آفیسر کے اعلےٰ عہدہ پر فائز ہیں خدا ان کو اور زیادہ علمی اور دنیاوی ترقیاں عطا فرمائے۔ ہم دعا کرتے ہیں کہ خدا پروفیسر صاحب اور بیگم ایم اے رحمان کو اور زیادہ اپنی اولاد کی خوشیاں اور کامیابیاں دیکھنا نصیب کرے۔

پروفیسر صاحب نے اس خوشی میں -/۱۰ روپے بطور عطیہ اشاعت اسلام مرحمت فرمایا ہے۔ جزاک اللہ

ماہنامہ "الفارق" کا اجراء

شیخ میاں محمدؐ ٹرسٹ لائل پور کا جریدہ ماہنامہ "الفارق" جو ہیگ (ہالینڈ) سے شائع ہوتا تھا آئندہ مرکزی دفتر لائل پور (پاکستان) سے شائع ہوا کرے گا۔ اس کا پہلا شمارہ اپریل ۱۹۶۷ء میں منظر عام پر لانے کی کوشش کی جائے گی انشاء اللہ تعالےٰ۔ اس رسالہ میں ڈچ۔ انگریزی اور اردو زبانوں میں اسلامی تبلیغی اور تحقیقی مقالے شائع کئے جانے کا اہتمام ہوتا ہے۔ انگریزی اور اردو ادب سے دلچسپی رکھنے والے احباب سے التجا ہے کہ وہ اپنے رشحاتِ قلم ارسال فرما کر اس تبلیغی مہم میں ہمارے ساتھ تعاون فرمائیں۔

جزاکم اللہ احسن الجزاء

(میاں فضل احمد) اعزازی سیکرٹری

شیخ میاں محمدؐ ٹرسٹ۔ پوسٹ بکس ۴۳

لائل پور

۴۵ چند ہفتہ پیشتر بیگم ایم اے رحمان صاحبہ نے مبلغ -/200 روپے بیرونی ممالک میں اسلامی لٹریچر کی تقسیم کے لئے مرحمت فرمائے۔ ہماری یہ بھی دعا ہے کہ خدا تعالےٰ اُن کے دل میں اشاعت اسلام کے لئے زیادہ سے زیادہ جذبہ پیدا کرے۔ آمین

مولانا شیخ عبدالرحمان صاحب مصری

قاضی محمد نذیر صاحب لائل پوری کی کتاب

شانِ مسیح موعودؑ پر تبصرہ

کیا حضرت مسیح موعودؑ کی کسی کتاب میں تعریفِ نبوّت میں تبدیلی پائی جاتی ہے

نبوّت کی لغوی اور اسلامی اصطلاح کی رُو سے دو مختلف تعریفیں

قاضی صاحب نے نبوّت کی تعریف میں تبدیلی کے ثبوت میں ضمیمہ براہین احمدیہ پنجم کی ایک عبارت پیش کی تھی جس کا مفصل جواب گذشتہ اقساط میں گذر چکا ہے، اب اشتہار "ایک غلطی کا ازالہ" کی اس عبارت کا بھی صحیح مفہوم پیش کیا جاتا ہے جس سے تعریف نبوّت میں تبدیلی کا ثبوت پیش کرنے کی علماء ربوہ کوشش کرتے رہتے ہیں لیکن پیشتر اس کے کہ وہ عبارت اور اس سے ان علماء کا استدلال پیش کیا جائے نبوّت کی دو تعریفیں جو حضور نے تحریر فرمائی ہیں پہلے اُن سے قارئین کرام کو روشناس کرا دیا جائے۔

اربعین کا حوالہ

حضورؑ اپنی کتاب اربعین نمبر ۲ کے صفحہ ۱۸ کے حاشیہ پر اپنے الہام "یہ خدا کا رسول ہے نبیوں کے حُلّوں میں" کی تشریح میں فرماتے ہیں:۔

"یہ الفاظ (یعنی نبی اور رسول کے الفاظ۔ناقل) بطور استعارہ ہیں جیسا کہ حدیث میں بھی مسیح موعود کے لئے نبی کا لفظ آیا ہے ظاہر ہے کہ جس کو خدا بھیجتا ہے وہ اس کا فرستادہ ہی ہوتا ہے اور فرستادہ کو عربی میں رسول کہتے ہیں اور جو غیب کی خبر خدا سے پا کر دیوے اس کو عربی میں "نبی" کہتے ہیں اسلامی اصطلاح کے معنی الگ ہیں اس جگہ محض لغوی معنی مراد ہیں"۔

اس عبارت سے ایک بات تو یہ ثابت ہوتی ہے کہ کسی لفظ کے عربی زبان میں جو معنی ہوتے ہیں وہ حضور کے نزدیک لغوی معنی کہلاتے ہیں۔ دوسری بات یہ ثابت ہوتی ہے کہ حضور کے لئے حدیث میں یا حضورؑ کے الہامات میں نبی اور رسول کے جو الفاظ استعمال ہوئے ہیں وہ انہی لغوی معنوں میں استعمال ہوئے ہیں "محض" کا لفظ حضور نے اس لئے زائد کیا ہے کہ حقیقی نبیوں سے جو درحقیقت زمرہ انبیاء کے فرد ہوتے ہیں اپنے آپ کو الگ کریں کیونکہ خدا کے فرستادہ ہونے اور خدا سے غیب کی خبریں پانے کی صفت میں تو حقیقی نبی بھی لغوی نبی کہلا سکتے ہیں لیکن وہ محض لغوی معنی میں نبی نہیں کہلا سکتے کیونکہ ان میں اس کے علاوہ بعض مزید خصوصیتیں بھی پائی جاتی ہیں۔ مثلاً شریعت کا لانا اور براہ راست ہونا جن سے محض لغوی معنی میں نبی کہلانے والے محروم ہوتے ہیں پس "محض" کا لفظ اصلی اور حقیقی نبیوں سے اپنے آپ کو الگ کرنے کے لئے استعمال کیا گیا ہے تیسری بات اس سے یہ ثابت ہوتی ہے کہ حضور جب اپنے لئے نبی اور رسول کے استعمال کو بطور استعارہ لکھیں تو مراد حضور کی محض لغوی معنی والی نبوّت ہی ہوگی چوتھی بات اس سے یہ ثابت ہوتی ہے کہ محض لغوی معنی اور اسلامی اصطلاح دو الگ الگ حقیقتیں ہیں اسلامی اصطلاح میں لغوی معنی کا مفہوم بھی پایا جاتا ہے لیکن محض لغوی معنی میں اسلامی اصطلاح والا مفہوم قطعاً نہیں پایا جاتا پانچویں بات اس سے یہ ثابت ہوتی ہے کہ دونوں میں بعض امور کا مشترک ہونا لازمی ہے مثلاً خدا کے فرستادے جس غرض کے لئے مبعوث کئے جاتے ہیں یعنی مخلوق کی اصلاح اور ان کو گمراہی سے نکال کر ہدایت کی طرف لانا اور ایسے وسائل پیدا کرنا جن کو اختیار کرنے کے نتیجہ میں خدا اور اس کے رسول سے دلوں میں محبت پیدا ہو جائے اور خدا کی کتاب اور اس کے رسول کے اسوہ سے دلی لگاؤ ترقی کرے وغیرہ وغیرہ ان دونوں میں ان باتوں میں اشتراک پایا جاتا ہے اسی طرح اپنے فرستادوں کو غیب کی خبریں دینے میں خدا کا جو منشاء ہوتا ہے اس کو پورا کرنے میں بھی دونوں شریک ہوتے ہیں۔

نبوّت کی لغوی اصطلاح

نبی اور رسول کے لغوی معنی تو اربعین نمبر ۲ کے حوالہ سے واضح ہو گئے۔ ہیں اب نبوّت کی اسلامی اصطلاح کو ذیل میں پیش کیا جاتا ہے جسے حضور نے محض لغوی اصطلاح سے الگ قرار دیا ہے اور جس کا ذکر حضور نے اپنے ایک خط میں کیا ہے جو اخبار "الحکم" ۱۷ اگست ۱۸۹۹ء میں شائع ہوا ہے اس خط میں نبوّت کے اسلامی اصطلاح میں جو معنی ہیں اسکو بیان کرنے کے علاوہ نبی اور رسول کے لغوی معنی بھی بیان کئے گئے ہیں اسلئے مزید وضاحت کے لئے اس جگہ دونوں کو درج کیا جاتا ہے مکتوب الیہ کو حضور کے الہامات میں نبی اور رسول کے الفاظ دیکھ کر یہ خیال پیدا ہوا تھا کہ کیوں نہ حضور کو نبی اور رسول جانئے اس کی اس غلطی کو دور فرمانے کے لئے لکھتے ہیں

"لیکن وہ شخص غلطی کرتا ہے جو ایسا سمجھتا ہے کہ اس نبوّت اور رسالت سے مراد حقیقی نبوّت اور رسالت ہے جس سے انسان خود صاحب شریعت کہلاتا ہے بلکہ رسول کے لفظ سے اسی قدر مراد ہے کہ خدا تعالےٰ کی طرف سے بھیجا گیا اور نبی کے لفظ سے صرف اسی قدر مراد ہے کہ خدا تعالےٰ کی طرف سے علم پا کر پیشگوئی کرنے والا یا معارف پوشیدہ بتانے والا۔ سو چونکہ ایسے لفظوں سے جو محض استعارہ کے رنگ میں ہیں اسلام میں فتنہ پڑتا ہے اور اس کا نتیجہ سخت بد نکلتا ہے اس لئے اپنی جماعت کی معمولی بول چال اور دن رات کے محاورات میں یہ الفاظ نہیں آنے چاہئیں (احباب ربوہ جو ہماری جماعت پر عموماً اعتراض کرتے رہتے ہیں کہ ان الفاظ کو عام طور پر کیوں استعمال نہیں کیا جاتا حضور کی اس ہدایت پر غور کی نظر ڈالیں۔ناقل) اور دلی ایمان سے یہ سمجھنا چاہیئے کہ نبوّت آنحضرت صلعم پر ختم ہو گئی ہے جیسا کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے ولٰکن رسول اللہ وخاتم النبیّین .... جاننا چاہیئے کہ خدا تعالےٰ نے اپنی تمام نبوّتوں اور رسالتوں کو قرآن شریف اور آنحضرت صلعم پر ختم کر دیا ہے (کیا اس سے واضح نہیں ہوتا کہ حضور کے نزدیک درحقیقت وہی شخص نبیوں کے زمرہ میں داخل سمجھا جا سکتا ہے جو شریعت لاتا ہے محض مکالمہ الٰہیہ اور غیب کی خبریں پانے والا زمرہ انبیاء کا فرد نہیں قرار دیا جا سکتا ورنہ یہ کبھی نہ فرماتے کہ نبوّت آنحضرت صلعم پر ختم ہو گئی ہے جبکہ غیب کی خبریں پانے والے فرستادے الٰہی اس امت میں پیدا ہونے والے تھے۔ناقل) .... (میرے لئے۔ناقل) نبی اور رسول کے لفظ استعارہ اور مجاز کے رنگ میں ہیں رسالت لغت عرب میں بھیجے جانے کو کہتے ہیں اور نبوّت یہ ہے کہ خدا سے علم پا کر پوشیدہ حقائق اور معارف کو بیان کرنا سو اسی حد تک مفہوم کو ذہن میں رکھ کر دل میں اس کے معنی کے موافق اعتقاد کرنا مذموم نہیں (احباب ربوہ پر واضح ہو کہ ہماری جماعت کا اعتقاد اسی مفہوم کے مطابق ہے۔ناقل)

نبوّت کی اسلامی اصطلاح

مگر چونکہ اسلام کی اصطلاح میں نبی اور رسول کے یہ معنی ہوتے ہیں کہ وہ کامل شریعت لاتے ہیں یا بعض احکام شریعت سابقہ کو منسوخ کرتے ہیں یا نبی سابق کی اُمّت نہیں کہلاتے

اور براہ راست بغیر استفادہ کسی نبی کے خدا تعالےٰ سے تعلق رکھتے ہیں اس لئے ہوشیار رہنا چاہیئے کہ اس جگہ بھی یہی معنے نہ سمجھ لیں ۔"

اشتہار "ایک غلطی کا ازالہ" میں اسلامی اصطلاح سے انکار اور لغوی معنوں میں اقرار

یہ بات ہر عقلمند بآسانی سمجھ سکتا ہے کہ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میں نے کل ایک انسان سے ملاقات کی یا یہ کہے کہ میں نے کل ایک حیوانِ ناطق سے ملاقات کی سننے والا ان دونوں فقروں کا ایک ہی مفہوم سمجھے گا اسی طرح اگر حضور یہ کہیں کہ میں اسلامی اصطلاح میں نبی نہیں ہوں یا یہ فرمائیں کہ نہ میں صاحب شریعت ہوں اور نہ میں مستقل نبی ہوں تو حضور کے ان دونوں قولوں کا لازماً ایک ہی مفہوم ہوگا ۔

اس حقیقت کو پیش کرنے کے بعد میں علماء ربوہ سے مخلصانہ اپیل کرتا ہوں کہ وہ اشتہار "ایک غلطی کا ازالہ" میں حضور کے مندرجہ ذیل الفاظ غور سے پڑھیں :۔

"اور جس جس جگہ میں نے نبوت یا رسالت سے انکار کیا ہے صرف ان معنوں سے کیا ہے کہ میں مستقل طور پر کوئی شریعت لانے والا نہیں ہوں اور نہ میں مستقل طور پر نبی ہوں ۔"

اب علماء ربوہ حقیقت مذکورہ بالا کو مدنظر رکھتے ہوئے بتلائیں کہ کیا حضور کی مندرجہ بالا عبارت صاف نہیں بتلا رہی کہ حضور اسلامی اصطلاح میں نبی ہونے سے انکار کر رہے ہیں کیونکہ اسلامی اصطلاح کہکر نبی ہونے سے انکار کیا جائے یا اس کی تفصیل بیان کرکے انکار کیا جائے دونوں کا مفہوم ایک ہی ہوگا ۔

پھر اس کے بعد فرماتے ہیں :۔

"مگر ان معنوں سے کہ میں نے اپنے رسول مقتدا سے باطنی فیوض حاصل کرکے اور اپنے لئے اس کا نام پاکر اس کے واسطہ سے خدا کی طرف سے علم غیب پایا ہے رسول اور نبی ہوں مگر بغیر کسی جدید شریعت کے اس طور کا نبی کہلانے سے میں نے کبھی انکار نہیں کیا (کیا اسی کو محض لغوی معنی میں نبی نہیں لکھا ۔ ناقل) بلکہ انہی معنوں سے خدا نے مجھے نبی اور رسول کرکے پکارا ہے سو اب بھی میں ان معنوں سے نبی اور رسول ہونے سے انکار نہیں کرتا"

علماء ربوہ غور فرمائیں کہ اربعین ۲ والی عبارت اور اس عبارت میں کیا سرمو بھی فرق ہے کیا دونوں عبارتیں ایک ہی مفہوم کی حامل نہیں یعنی کیا دونوں عبارتیں یہی نہیں بتلا رہیں کہ اسلامی اصطلاح والی نبوت اپنی طرف منسوب کرنے سے حضور اپنی ہر کتاب میں انکار کرتے چلے آرہے ہیں اور اپنی ہر کتاب میں محض لغوی معنے میں ہی اپنے لئے نبی و رسول کے استعمال کو از روئے شریعت ہمیشہ جائز قرار دیتے چلے آرہے ہیں ۔ اسی طرح فرماتے ہیں کہ :۔

"نبی ایک لفظ ہے جو عربی اور عبرانی میں مشترک ہے یعنی عبرانی میں اس لفظ کو نابی کہتے ہیں اور یہ لفظ نابا سے مشتق ہے جس کے یہ معنی ہیں خدا سے خبر پاکر پیشگوئی کرنا"

اس عبارت میں بھی صرف لغوی معنی کو ہی اپنے اوپر چسپاں کیا ہے ۔

اب جبکہ خود اشتہار "ایک غلطی کا ازالہ" میں ہی صراحت سے اسلامی اصطلاح والی نبوت سے انکار اور محض لغوی معنی والی نبوت کا اقرار موجود ہے تو یہ کس طرح ممکن ہے کہ اسی اشتہار میں حضور اسلامی اصطلاح والی تعریف نبوت کو تبدیل کر دینے والی عبارت لکھ دیتے کیا اس سے حضور پر یہ لازم نہ آتا کہ آپ ایک ہی تحریر میں دو متناقض باتیں لکھ رہے ہیں ۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ اشتہار مذکورہ کی جس عبارت سے علماء ربوہ تعریف نبوت میں تبدیلی کا نتیجہ نکالتے ہیں اس کو سمجھنے میں انہوں نے غلطی کھائی ہے

اس اشتہار کے علاوہ اپنی آخری تحریر میں بھی یعنی اس خط میں بھی جو حضور نے ۲۳ مئی ۱۹۰۸ء کو یعنی وفات سے تین دن قبل ایڈیٹر اخبار عام کو لکھا اس میں بھی اسلامی اصطلاح والی نبوت سے انکار اور لغوی معنی میں نبی ہونے کا اقرار موجود ہے ۔ چنانچہ فرماتے ہیں :۔

"میں ہمیشہ اپنی تالیفات کے ذریعہ سے لوگوں کو اطلاع دیتا رہا ہوں اور اب بھی ظاہر کرتا ہوں کہ یہ الزام جو میرے ذمہ لگایا جاتا ہے کہ گویا میں ایسی نبوت کا دعوےٰ کرتا ہوں جس سے مجھے اسلام سے کچھ تعلق باقی نہیں رہتا اور جس کے یہ معنی ہیں کہ میں مستقل طور پر اپنے تئیں ایسا نبی سمجھتا ہوں کہ قرآن شریف کی پیروی کی کچھ حاجت نہیں رکھتا اور اپنا علیحدہ کلمہ اور علیحدہ قبلہ بناتا ہوں اور شریعت اسلام کو منسوخ کی طرح قرار دیتا ہوں اور آنحضرت صلعم کے اقتداء اور متابعت سے باہر جاتا ہوں یہ الزام صحیح نہیں ہے بلکہ ایسا دعوےٰ نبوت کا میرے نزدیک کفر ہے اور نہ آج سے بلکہ اپنی ہر ایک کتاب میں ہمیشہ میں یہی لکھتا آیا ہوں کہ اس قسم کی نبوت کا مجھے کوئی دعویٰ نہیں اور یہ سراسر میرے پر تہمت ہے (کیا اس تحریر میں صراحت سے اسلامی اصطلاح والی نبوت کا انکار موجود نہیں ہے ۔ ناقل) اور جس بناء پر میں اپنے تئیں نبی کہلاتا ہوں وہ صرف اس قدر ہے (صرف کے لفظ پر غور کیجیئے ۔ ناقل) کہ میں خدا تعالیٰ کی ہمکلامی سے مشرف ہوں اور میرے ساتھ بکثرت بولتا اور کلام کرتا ہے اور میری باتوں کا جواب دیتا ہے اور بہت سی غیب کی باتیں میرے پر ظاہر کرتا اور آئندہ زمانوں کے وہ راز میرے پر کھولتا ہے کہ جب تک انسان کو اس کے ساتھ خصوصیت کا قرب نہ ہو دوسرے پر وہ اسرار نہیں کھولتا"

(کیا اس عبارت میں صریح طور پر لغوی معنی میں نبوت کا اقرار موجود نہیں ۔ ناقل) اس کے معاً بعد دوبارہ اسی انکار اور اقرار کو دوہرایا ہے فرماتے ہیں :۔

"مگر میں ان معنوں سے نبی نہیں ہوں کہ گویا میں اسلام سے اپنے تئیں الگ کرتا ہوں یا اسلام کا کوئی حکم منسوخ کرتا ہوں میری گردن اس جوئے کے نیچے ہے جو قرآن شریف نے پیش کیا اور کسی کو مجال نہیں کہ ایک نقطہ یا ایک شعشہ قرآن شریف کا منسوخ کر سکے سو میں صرف اس وجہ سے نبی کہلاتا ہوں (احباب ربوہ یہاں بھی صرف کے لفظ پر غور کریں کیا اربعین ۲ کے لفظ محض اور اس عبارت کے لفظ صرف میں کوئی فرق ہے ۔ ناقل) کہ عربی اور عبرانی زبان میں نبی کے یہ معنی ہیں کہ خدا سے الہام پاکر بکثرت پیشگوئی کرنے والا اور بغیر کثرت کے یہ معنی تحقیق نہیں ہو سکتے ۔"

اب احباب ربوہ غور فرمائیں کہ جب حضور آخر عمر تک اسلامی اصطلاح والی نبوت سے انکار اور محض لغوی معنی میں نبوت کا اقرار فرماتے رہے اور اسلامی اصطلاح والی نبوت کے حامل کو حقیقی نبی اور زمرۂ انبیاء کا فرد قرار دیتے رہے اور لغوی معنی کے حامل نبی کو زمرۂ اولیاء کا فرد قرار دیتے رہے اور اس نبوت کو مجاز اور استعارہ کے الفاظ سے تعبیر کرتے رہے اور ظلی ۔ امتی لغوی جزوی اور ناقص نبوت قرار دیتے رہے اور اپنی ہر کتاب میں یہ لکھتے رہے کہ اس کا حامل زمرہ اولیاء کا فرد ہوتا ہے تو یہ کس طرح ممکن ہو سکتا ہے کہ کسی کتاب میں حضور اسلامی اصطلاح والی نبوت کی تعریف کو بدل کر یہ لکھ دیں کہ وہ زمرۂ اولیاء کا نہیں بلکہ زمرہ انبیاء کا فرد ہوتا ہے یہ تمہید حضور کی عبارت کے اصل مفہوم کو سمجھنے کے لئے ضروری تھی، اس لئے اس کو جزو تحریر بنا لایا گیا ہے انشاء اللہ اگلی قسط میں اس عبارت کا صحیح مفہوم بیان کیا جائیگا جس سے علماء ربوہ غلط استدلال کرتے ہیں ۔

وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم

ڈاکٹر شیخ عبدالسلام خیبری صاحب سہارنپوری

ختمِ نبوّت اور حضرت میرزا صاحب رحمۃ اللہ علیہ

(۱۱)

قارئین کرام! خلافت کے بارے میں اس سے زیادہ اہم انقلابی قدم میاں محمود احمد نے تب اُٹھایا تھا جب انھوں نے مندرجہ ذیل اعلان جاری کیا:۔

"مجلس معتمدین کے بنیادی اصول میں جو دراصل ہے اسلام کا بنیادی مسئلہ خلیفہ وقت کا وجود شامل نہ تھا ایک ریزولیوشن خلافت تابنہ میں پاس کیا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ جو خلیفہ کہے گا مجلس مانے گی مگر یہ اصولی بات نہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک ممبروں کی جماعت کہتی ہے میں ایسا کرونگی لیکن جو جماعت یہ کہہ سکتی ہے وہ یہ بھی کہہ سکتی ہے کہ میں ایسا نہ کروں گی کیونکہ جو انجمن یہ پاس کر سکتی ہے کہ ہم خلیفہ کی ہر بات مانیں گے وہی اگر آج سے دس سال بعد کہے کہ نہیں مانیں گے تو انجمن کے قانون کے لحاظ سے وہ ایسا کہہ سکتی ہے۔ اگر اتنی قربانی کے بعد بھی سلسلہ کی حالت غیر محفوظ ہو یعنی چند لوگوں کے رحم پر ہو جو اگر چاہیں کہ خلافت کا انتظام قائم رہے اور اگر وہ نہ چاہیں تو نہ رہے۔ تو یہ کبھی گوارا نہیں کیا جا سکتا۔ اور چونکہ مسئلہ خلافت کے جماعت کے بنیادی اصول میں شامل نہ ہونے سے جماعت ایسے خطرہ میں رہ سکتی ہے جو مبائعین کو غیر مبائعین میں بدل دے اور دس گیارہ آدمیوں کی جنبشِ قلم سے قادیان معاً لاہور بن جائے۔ اس لئے جماعت کے وہ کام جو تبلیغ و تربیت سے تعلق رکھتے تھے وہ خواہ مبائعین ہی کی انجمن ہو اور خواہ بہترین مخلص ہی اس کے ممبر کیوں نہ ہوں اس کے لئے ضرورت تھی کہ ایک ایسا نقطہ قرار دیا جائے جس پر جماعت قائم کر دی جائے تا اسے اس بارہ میں ٹھوکر نہ لگ سکے۔" (دیکھو الفضل ۳۰ر نومبر ۱۹۲۵ء)

ناظرین خط کشیدہ لائنوں پر غور فرمائیں اس طرح میاں محمود احمد نے تسلیم کر لیا کہ مسئلہ خلافت جماعت احمدیہ کے بنیادی اصولوں میں کہیں شامل نہیں مگر یہ یزیدی خلافت اس قدر اہم و مرکزی نکتہ ہے کہ اس کے بغیر اگر انجمن ہی با اختیار مجلس قائم رہے تو کسی وقت بھی خلافت کالعدم ہو سکتی اور "قادیان لاہور بن سکتا ہے"۔ یہی تو وہ اصول ہیں جو جماعت احمدیہ لاہور مانتی ہے کہ خلافت کا ذکر نہ الوصیت میں ہے نہ جماعت کے بنیادی اصولوں میں۔ اور یہی تو جماعت احمدیہ لاہور کا موقف ہے کہ اگر ایک شخص کو انجمن کی کثرت رائے پر حاکم مان لیا جائے تو انجمن جو میرزا صاحب نے قائم کی وہ ختم ہو گئی۔ اصل میں یہی امر جماعت میں باعث اختلاف ہے کہ نظام شخصی ہو یا جمہوری؟ میاں محمود نے مندرجہ بالا تحریر میں تسلیم کر لیا کہ آمرانہ نظام پر ہی قادیانی یا ربوی جماعت کی بقا قائم ہے کیونکہ اگر نظام انجمن قائم ہو جائے تو اس سے لاہوری جماعت بن جاتی ہے۔ مشہور ہے جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے اب جب خلافت اور انجمن کے بارہ میں جماعت احمدیہ لاہور کا موقف خود میاں محمود نے تسلیم کر لیا تو پھر ربوائی حضرات سوچیں کہ باقی مابہ النزاع امر کیا رہا؟ میاں محمود ارشاد فرماتے ہیں کہ اگر نظام انجمن قائم رہے تو خلافت قائم نہیں رہتی اور اگر خلافت کو قائم کرنا ہے تو انجمن قائم نہ رہنی چاہیئے اس لئے وہ مامور من اللہ کے جمہوری نظام انجمن کی بجائے خلافت کے باطل نظام کو منظور کر کے خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کی جانشین "انجمن" کو کالعدم قرار دیتے ہیں تاکہ یہ یزیدی خلافت مستحکم ہو۔ اور یہی تو جماعت لاہور کے پاک ممبران مولانا محمد علی رح، خواجہ کمال الدین رح ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب رح اور ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب رح کہتے رہے کہ میاں محمود نے مرزا صاحب کے قائم کردہ صحیح جمہوری نظام انجمن کی بجائے باطل خلافت کا آمرانہ نظام قائم کر دیا ہے جو نہ صرف مرزا صاحب کی الوصیت کے صریحاً خلاف ہے بلکہ صحیح اسلامی خلافت کے بھی نقیض ہے اور انہی امور کو میاں محمود نے خود تسلیم کر کے انجمن کو توڑ کر رکھ دیا ہے۔

میاں محمود کا ایک اور ارشاد

میاں محمود نے صرف انجمن کو توڑ کر ہی دم نہ لیا۔ بلکہ اپنی پوزیشن کو مامور کی پوزیشن بنا کر رکھ دیا۔ [illegible] ارشاد ملاحظہ ہو:۔

"اگر تم سچے اعتراض تلاش کر کے بھی
میری ذات پر کرو گے تو خدا کی لعنت
ہو گی اور تم تباہ ہو جاؤ گے۔"
(الفضل ۲۹ر مئی ۱۹۲۸ء)

معلوم ہوا کہ جماعت لاہور کا جو الزام ابتداء میں تھا کہ میاں محمود نظام انجمن کو توڑ کر آمر مطلق بننا چاہتے ہیں وہ بالکل صحیح تھا اور میاں محمود نے عملاً اسے صحیح ثابت کر دکھلایا۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ کیا مولوی نورالدین رح بھی آمر مطلق بنے اور نظام انجمن کو انہوں نے کبھی توڑا؟ اگر ایسا نہیں ہوا اور ہرگز ہرگز نہیں ہوا تو پھر یہ کہنا کہ پہلی خلافت کو مان کر دوسری کو کیوں نہ مانا کس قدر غلط الزام ہے۔ پہلی خلافت کچھ اور تھی اور میاں محمود کی خلافت بالکل دگر شئے۔ کیا مولوی نورالدین رح نے اپنی بیعت نہ کرنے والوں کو جماعت سے کبھی خارج کیا؟ مولوی غلام حسن پشاوری نے آپ کی بیعت نہیں کی تو کیا آپ نے اُن کے خلاف منافقت، یا فسق کے فتاوے دیئے؟ اگر نہیں دیئے اور ہرگز ہرگز نہیں دیئے گئے تو یہ کس منہ سے کہا جاتا ہے کہ دونوں خلافتیں ایک سی ہیں؟ اگر کوئی اس صراحت کے باوجود بھی یہی کہتا ہے کہ دونوں خلافتیں ایک سی ہیں تو وہ نادان و بیوقوف ہے۔ (باقی باقی)

(خطبہ جمعہ از صفحہ ۵)

طرف ہم نے ایک ذکر اُتارا ہے تاکہ آپ دوسری قوموں کی اصلاح کریں۔ قوموں کو صحیح رستہ پر لے آئیں اسی غرض کے پیش نظر قرآن کریم کے متعلق **مہیمن** کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ قرآن کریم اصل تعلیمات کی حفاظت کرنے والی کتاب ہے خدا کا نام بھی **مہیمن** ہے۔ یعنی وہ اصل تعلیمات کا محافظ ہے جن میں غلطیوں کی آمیزش ہو گئی خدا تعالیٰ نے ان آمیزشوں کو دور کر کے اصل تعلیم کو بیان کرنا اور اس طرح سے اس کی حفاظت فرماتا ہے۔

ساری کائنات خدا تعالیٰ کی فرمانبرداری کر رہی ہے

اسلام کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا اس کائنات اور زمین و آسمان کے درمیان جس قدر چیزیں ہیں وہ خدا تعالیٰ کے قوانین کی پابندی کر رہی ہیں ولہ اسلم من فی السموٰات وما فی الارض۔ یہ تارے یہ سیارے یہ درند یہ پرند یہ درخت سب کے سب قانونِ الٰہی کی فرمانبرداری کر رہے ہیں۔

اعلیٰ درجہ کا فلسفہ

اور مسلمان بھی مسلم ہے یعنی خدا تعالیٰ کا فرمانبردار ہے۔ معلوم ہوا کہ مسلمان کا بھی وہ اعتقاد ہے۔ جو کائنات کے ہر ذرّے اور ہر پتے کا اعتقاد ہے۔ اور یہ کس قدر اعلیٰ درجہ کا فلسفہ ہے۔ یہ فلسفہ آج پڑھی لکھی قوموں کے سامنے پیش کرنے کے قابل ہے۔

علمائے اسلام کی ضرورت

کاش ہم نے گذشتہ پچاس سال میں علماء پیدا کئے ہوتے جو اس سائنس اور فلسفہ کو دنیا کے سامنے رکھتے تو آج یورپ میں اسلام کا ڈنکا بج رہا ہوتا۔

مسلمان کی دین سے عدم توجہ

مسلمان دنیاوی لذات کی طرف متوجہ ہیں۔ اسی غرض سے دولت فراہم کرنے کے لئے استغراق ہے اگر توجہ کم ہے تو اسلام کی تعلیمات کی طرف کم ہے خدا تعالیٰ اور اس کا رسولؐ ساری قوموں کو متحد کرنا چاہتے ہیں اور مسلمان اپنے اتحاد کا شیرازہ بکھیرنے میں مصروف

جنّت میں فساد

[illegible] اختر صاحب

ہبوطِ آدم کا قصّہ ایک ایسا واقعہ ہے جو خدا نے اولادِ آدم کو اس لئے سنایا ہے کہ وہ عبرت حاصل کرے۔ جب ہم اس واقعہ کا بغور مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں پتا چلتا ہے کہ حضرت آدمؑ اور حضرت حوّا جنّت میں پرسکون زندگی بسر کر رہے تھے، انہیں سب کچھ میسّر تھا۔ جو چاہتے مل جاتا اس سب کچھ ہونے کے ساتھ خدا کی طرف سے صرف ایک قدغن لگائی گئی تھی کہ شجرِ ممنوعہ کے قریب بھی نہ جاؤ۔ حضرت حوّا کے کہنے پر حضرت آدمؑ نے دانہ گندم کھایا اور پھر جنّت میں فساد کرنے کے جرم کی پاداش میں ایسی سزا پائی کہ کروڑوں سال بیت چکنے کے باوجود آج بھی اولادِ آدم وہ سزا بھگت رہی ہے۔

آخر یہ جرم اتنا سنگین کیوں ہے؟ یہ مسئلہ ٹیڑھا ہے۔ مختلف انداز اور زاویہ نگاہ سے اس کا جواب سوچا گیا ہے بہرحال یہ بات مسلّمہ ہے کہ جب کوئی خدا کے حکم کی نافرمانی کرتا ہے تو اسے ایسی سزا ملتی ہے کہ اس کی اولاد در اولاد کو بھی اسے بھگتنا پڑتا ہے دوسرے اس قصّے سے یہ بات بھی عیاں ہوتی ہے کہ ہبوطِ آدم کا سبب حوّا تھیں۔ انہوں نے آدمؑ کو شجرِ ممنوعہ کے قریب جانے پر آمادہ کیا۔

اگر ہم ہبوطِ آدمؑ کے قصّے کو اپنے موجودہ زمانے کے حالات کی روشنی میں دیکھیں تو بہت سی باتیں سامنے آتی ہیں۔ آدمؑ اور حوّا کی زندگی کا آغاز جنّت سے ہوا۔ یہ جنّت گھر ہے۔ آج بھی جو گھرانے احکامِ خداوندی کی فرمانبرداری کرتے ہیں ان کے لئے ان کا گھر جنّت ہے انہیں سکون میسّر ہے اور اس سکون کا مرکزی نقطہ گھر کی خاتون ہوتی ہے چنانچہ جس گھر کی خاتون ایسی نیک ہو کہ وہ سکون بخش فضا پیدا کر سکے تو اس گھر کے بچے بھی نیک ہوتے ہیں اور اسی لئے یہ ارشادِ نبوی ہے کہ ماں کے پاؤں تلے جنّت ہے۔

لیکن اگر ماں کو اپنے مرتبے کا احساس نہیں ہے وہ اپنی ذمہ داریوں کو نہیں سمجھتی بلکہ وہ قانونِ فطرت کی خلاف ورزی کرتی ہے تو اس کو سزا ضرور ملے گی اور آج کے معاشرہ میں خواتین جس طرح قانونِ فطرت کو توڑ کر شجرِ ممنوعہ کی طرف لپک رہی ہے اسکا نتیجہ یہ ہے کہ ساری دنیا میں ایک انتشار کی سی کیفیت پھیل چکی ہے اور آئندہ نسل تخریب پسند ہوتی جا رہی ہے۔ گھر برباد ہو چکا ہے۔ ہوٹل آباد ہیں۔ سکون کی تلاش میں انسان سرگرداں ہے اور روز بروز حالات کے بھنور میں ایسا پھنستا جا رہا ہے کہ نکلنے کا راستہ نہیں پاتا۔

فطرت کے قوانین بڑے سخت ہیں۔ انکی خلاف ورزی کرنے کی ایسی سزا ملتی ہے کہ انسان برداشت نہیں کر سکتا ——— مذہبی کتابوں کا مطالعہ ہمیں اس بات سے آگاہ کرتا ہے کہ انسان کے لئے دنیا میں جو چیز سب سے زیادہ قابلِ حصول ہے وہ جنّت ہے۔ انسان کو اس کی اچھائیوں اور نیکیوں کا انعام دیا جاتا ہے وہ جنّت ہے۔ خدا کے نیک بندے جنّت الفردوس کے حقدار ہوں گے ——— یہ وہ بلند ترین مقام ہے جو انسان کے لئے بطورِ انعام رکھا گیا ہے۔

جب میاں بیوی کی زندگی قوانینِ فطرت کے تحت بسر ہو رہی ہو تو ان کے لئے ان کا گھر جنّت کا نمونہ بن جاتا ہے۔ دونوں کو سکون ملتا ہے۔ یاد رکھنے کی بات یہ ہے کہ اس سکون کے لئے دولت کا ہونا ضروری نہیں بلکہ اطمینانِ قلب کی دولت سکون پیدا کرتی ہے۔ کیا آج سکون کہیں ملتا ہے۔ آخر گھر کی جنّت میں فساد کیوں رونما ہو چکا ہے؟ یہ مسئلہ بہت اہم ہے۔

ہم نے سائنس کے ذریعے زندگی کی ہر آسائش بنانے کی ہر ممکن کوشش کی ہے۔ کونسی نعمت ہے جو خریدی نہیں جا سکتی لیکن پھر کیا وجہ ہے کہ اطمینانِ قلب معدوم ہوتا جا رہا ہے ——— اچھا گھر، دولت، اولاد، سب کچھ ہونے کے باوجود گھر دوزخ کا نمونہ پیش کرتا ہے ——— مہذب ترین ملکوں کے حالات ہمارے سامنے ہیں۔ تہذیب کے نام پر وہاں کیا کچھ نہیں ہوتا۔ وہاں کی خواتین مردوں کے شانہ بشانہ زندگی گزارنے میں ایسا جن صعوبتوں سے دوچار ہیں۔ انہوں نے ان کی جان عذاب میں ڈال رکھی ہے۔ وہ ترقی کرتے کرتے جس بلند مقام تک پہنچی ہیں۔ چونکہ وہ قانونِ فطرت کی خلاف ورزی ہے اس لئے اس کا خمیازہ بھگتنا پڑ رہا ہے۔ گھر کا سکون ختم ہو گیا ہے۔ نسوانیت سے محرومی اس پر مستزاد۔ اولاد نے الگ ہی طوفان برپا کر رکھا ہے۔ غرض مہذب ملکوں میں ان دنوں جو بدتہذیبی کا مظاہرہ ہو رہا ہے وہ محض اس لئے ہے کہ عورت نے قانونِ فطرت کو توڑا ہے۔

ہمارے ہاں بھی ان دنوں حالات مخدوش ہیں۔ بحیثیت مسلمان ہمارا ایمان ہے کہ قرآن مجید کی تعلیمات پر عمل کر کے ہم جنّت کے حق دار بن سکتے ہیں۔ خداوند کریم نے عورت کے بارے میں بھی جو فطری قوانین نافذ فرمائے ان پر عمل پیرا ہونے کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ ہمارا گھر بلکہ ہر مسلمان کا گھر جنّت ہو جائے گا اس کو سکون میسّر آئے گا۔ اس دنیا میں بھی اسے جنّت میسّر آئے گی اور آخرت میں بھی۔ شرط صرف ایک ہے کہ لَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ۔ میرے نزدیک شجرِ ممنوعہ سے قرب کا مطلب قانونِ فطرت کو توڑنا بھی ہے جنّتِ ارضی میں جو فساد رونما ہو چکا ہے۔ اس کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ ہماری مسلمان خواتین جنّت سے نکل کر ایک ایسی وادی میں داخل ہو گئی ہیں جہاں سوائے بھٹکنے کے اور کوئی چارہ نہیں آزادی کے نام پر انہوں نے گھر کو خیرباد کہہ کر ایسی غلامی کو اختیار کیا ہے کہ اب اس کے طوق ان کے گلے کا ہار بن گئے۔ دولت کے ڈھیر ان کے سامنے ہیں مگر ان کے حرص کی پیاس نہیں بجھتی ——— اور مرد مجبور ہے کہ وہ گھر کے بقا کے لئے ہر وہ عمل کرے گا جو خلافِ قانون بھی ہے اور خلافِ ضابطۂ اخلاق بھی۔

خواتین نے آزاد ہو کر کیا حاصل کیا ہے؟ اگر کبھی وہ اس پر غور فرمائیں تو بہت سے قومی مسائل حل ہو سکتے ہیں۔ ایسی خواتین جن کے خاوند اپنی تنخواہ سے زیادہ اخراجات پورے کرتے ہیں۔ اگر یہ سوچیں کہ زائد آمدنی کہاں سے ہوتی ہے تو چند ماہ میں ہزاروں مرد رشوت لینا چھوڑ دیں جھوٹی نمائش نے معاشرے میں رشوت ستانی اور بداخلاقی کو ایسی وسعت دے دی ہے کہ رشوت نہ لینے والا اپنے تئیں گنہگار خیال کرتا ہے۔ اس سلسلے میں خواتین مؤثر قدم اٹھا کر گھر کو جنّت نظیر بنا سکتی ہیں۔ حرام کی کمائی وہ زہر ہے جو خاندانوں کی شرافت، نجابت، نیک نامی اور روایات کی رگ رگ میں اتر کر رہا ہے۔

حسن عورت کا زیور ہے اور سادگی حسن کا زیور ——— شرم و حیا سے حسن اور نکھرتا ہے لیکن آج حسن کی نمائش سے عورت اپنی نسوانیت سے ہاتھ دھو بیٹھی ہے۔ شرم و حیا، عصمت کے زیورات ہوس کے ڈاکو اس سے چھین کر لے گئے ہیں اور وہ خاتون جس کے قدموں تلے جنّت ہوتی تھی آج خود دوزخ کی آگ میں جھلس رہی ہے اور اس کی اولاد آیا کی گود میں ممتا کے لئے ترستی ہے ——— اور آیا مالکن کے نقشِ قدم پر چل رہی ہے۔ اولاد جب ماں اور آیا کے کردار کو دیکھتی ہے تو ان کے اذہان میں ایک ہیجان پیدا ہوتا ہے جو ٹیڈی لباس اور ٹیڈی گرل کا روپ دھار کر معاشرے کا چہرہ نوچنے لگتا ہے۔ اور معاشرہ پھر پکار اٹھتا ہے کہ "ایسا کیوں ہوا؟"

ہم نے ہبوطِ آدم کے واقعہ کو پھر دہرایا ہے۔ عورت جنّت سے نکل کر ایک ایسی وادی میں آ گئی ہے جہاں کوئی راستہ نہیں۔ ابنِ آدم کی حالت بد سے بدتر ہوتی جا رہی ہے مرد اور عورت دونوں ذمہ دار ہیں۔ خدا نے حضرت آدمؑ کو بھی تو سزا دی تھی۔ لیکن عورت ہی گھر کو جنّت بنا سکتی ہے۔ عورت کو اپنے حقیقی اور قابلِ احترام مقام کو پھر حاصل کرنا چاہیئے ——— ورنہ دنیا میں اور فساد پھیلے گا۔ انسان درندہ تو بن چکا ہے، درندوں سے بھی بدتر ہو جائیگا

عورت کا مقام بحیثیت بیٹی والدین کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ بحیثیت بہن وہ بھائی کی ہمدرد، خیرخواہ اور اس کے دکھ کو محسوس کرنے والی۔ بحیثیت ماں جنّت اس کے قدموں میں ہے اور بحیثیت بیوی وہ خاوند کے لئے اس گھر کو فردوس بنا سکتی ہے ——— یہ چاروں بلند ترین مقامات ہیں مگر کیا آج ہماری خواتین ان مقامات پر ہیں؟ کبھی فرصت ہو تو اس پر سوچیئے اور پھر اپنے گھر کی اصلاح کیجیئے۔

خط و کتابت کرتے وقت
چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔ (منیجر)

بحرِ حکمت کے موتی

(بسلسلہ صفحہ اوّل)

آئے پھر تو مجھ سے اس حالت میں ملاقی ہو کہ تونے میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا ہو تو میں تیرے پاس زمین بھر مغفرت لے کر پہنچوں گا اس کو ترمذی نے روایت کیا ہے اور اس حدیث کے متعلق کہا ہے کہ اس کی صحت میں کوئی شک نہیں۔

اس حدیث میں ایک طرف تو انسان کو ہر وقت کے استغفار میں مشغول رہنے کی تلقین فرمائی گئی ہے، اور دوسری طرف شرک سے مجتنب رہنے پر زور دیا گیا ہے اور تیسری طرف اس بات کا یقین دلایا گیا ہے کہ صدق دل سے مغفرت طلب کرنے والا انسان خدا تعالےٰ کی حفظ امان میں آجاتا ہے اور اپنی خطاؤں کی سزا سے محفوظ ہو جاتا ہے اور اس کے ساتھ ہی اس بات کی بھی بشارت دی گئی ہے کہ خطاکار کے لئے مایوس ہونے کی کوئی وجہ نہیں اس کا خالق اور مالک غفّار کی صفت سے متصف ہونے کی وجہ سے جتنی دفعہ بھی گنہ گار انسان اس سے طالب مغفرت ہو گا وہ اس کے گناہ بخشتا جائے گا بشرطیکہ اس کی توبہ دلی صدق سے ہو اور اس نیت سے ہو کہ وہ آئندہ اپنی اس غلطی سے بچنے کی کوشش کرے گا خواہ کمزوری کے باعث اس سے وہی غلطی دوبارہ سرزد ہو ہی جائے اس کی مثال اس بچے کی سے جو چلنے کی کوشش کرتا ہے مگر کمزوری کے باعث گر پڑتا ہے لیکن پھر اٹھتا ہے اور خدا سے نئی طاقت پاکر چلنے کے لئے پھر کوشش کرتا ہے اور پہلے سے زیادہ چل لیتا ہے لیکن پھر گرتا ہے۔ اس طرح بار بار گرتا اور بار بار خدا تعالےٰ کی طرف سے طاقت حاصل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ پوری طاقت حاصل کرنے میں کامیاب ہو کر گرنے سے ہمیشہ کے لئے بچ جاتا ہے اسی طرح گناہ کا مرتکب بھی جب دلی صدق سے توبہ کرتے ہوئے خدا سے مغفرت کا طالب ہوتا ہے جس کا مطلب دوسرے الفاظ میں یہ ہوتا ہے کہ وہ خدا تعالےٰ سے اپنے گناہ کی سزا سے محفوظ رہنے کی دعا کے ساتھ آئندہ گناہ سے محفوظ رہنے کی طاقت بھی طلب کرتا ہے تو اسے آہستہ آہستہ ملتی رہتی ہے یہاں تک کہ ایک وقت ایسا آجاتا ہے کہ خدا کے فضل سے وہ کلیتہً پاک ہو جاتا ہے اور ہمیشہ کے لئے گناہ سے محفوظ رہنے کی طاقت بھی حاصل کر لیتا ہے۔ حدیث مندرجہ بالا کا مضمون بالکل قرآن کی اس آیت کے مطابق ہے۔

قل یاعبادی الذین اسرفوا علی انفسھم لاتقنطوا من رحمۃ اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا انہ ھو الغفور الرّحیم وانیبوا الی ربکم واسلموا لہ من قبل ان یاتیکم العذاب ثم لاتنصرون (سورۃ زمر ع ۶)

اے رسول اعلان کر دو اے میرے بندو جنہوں نے اپنے نفسوں پر ظلم اور زیادتی کی ہوئی ہے اللہ کی رحمت سے ناامید مت ہو کیونکہ تمہارا خدا تمہارے سارے گناہ بخش سکتا ہے یقیناً وہ بار بار بخشنے والا اور سچے تائب کی محنت ضائع نہیں کرنے والا بلکہ اس کا نیک پھل ہمیں دینے والا ہے شرط یہ ہے کہ تم دل سے اپنے ربّ کی طرف جھکے رہو اور اس کی فرمانبرداری میں لگے رہو پیشتر اس کے کہ تم پر عذاب آوارد ہو اس وقت تم مدد نہیں کئے جاؤ گے۔

حدیث کی مندرجہ بالا تشریح مندرجہ ذیل آیات کو مدنظر رکھ کر کی گئی ہے انما التوبۃ علی اللہ للذین یعملون السوء بجھالۃ ثم یتوبون من قریب فاولٓئک یتوب اللہ علیھم وکان اللہ علیما حکیما ولیست التوبۃ للذین یعملون السیئات حتی اذا حضر احدھم الموت قال انی تبت الٓان ولا الذین یموتون وھم کفار اولٓئک اعتدنا لھم عذابا الیما (النساء ع ۳)

اللہ تعالےٰ پر انہی لوگوں کی توبہ قبول کرنا واجب ہے جو معرفت الٰہی کی کمی کی وجہ سے برائی کے مرتکب ہوتے ہیں پھر وہ جلد ہی پشیمان ہو کر اپنی غلطی کی معافی مانگتے ہوئے خدا کی طرف جھک جاتے ہیں ایسے لوگوں کی طرف خدا بھی رحمت کے ساتھ جھکتا ہے۔ باقی وہ چونکہ علیم ہے اس لئے اس کو ہر ایک کی نیت اور ارادے کا صحیح علم ہوتا ہے کہ کون صدق دل سے تائب اور کون بناوٹ سے تائب ہے اور خدا کی یہی شان ہے کہ وہ اپنی مغفرت کے لئے ایسا ہی پُر حکمت اصول وضع کرے۔ ان لوگوں کی توبہ ان کو کوئی فائدہ نہیں پہنچاتی جو آخر عمر تک بغیر توبہ کرنے کے بدیوں میں مبتلا رہتے ہیں یہاں تک کہ جب موت آنکھوں آ دیکھتی ہے تو اس وقت کہتے ہیں کہ ہم توبہ کرتے ہیں اور نہ ان لوگوں کی توبہ ان کے لئے سود مند ثابت ہوتی ہے جو کفر کی حالت میں ہی اس دنیا سے گذر جاتے ہیں ان دونوں قسم کے لوگوں کے لئے ہم نے دردناک عذاب تیار کیا ہوا ہے۔ اسی طرح سورۃ التحریم میں فرمایا یاایھا الذین اٰمنوا توبوا الی اللہ توبۃً نصوحًا۔ اے مومنو اللہ کی طرف جھکے رہو ایسا جھکنا جو خالص ہو اور اس میں کسی قسم کا کھوٹ اور غش نہ ہو۔ شرک کے متعلق سورۃ النساء ع میں فرمایا ان اللہ لایغفر ان یشرک بہ ویغفر مادون ذالک لمن یشاء ومن یشرک باللہ فقد افترٰی اثمًا عظیمًا

خدا شرک کو معاف نہیں کرتا اس سے نیچے نیچے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے جس کے لئے چاہتا ہے یا جو خود چاہتا ہے یعنی خدا کے حضور توبہ نصوح کے ساتھ حاضر ہوتا ہے جو شخص خدا کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہراتا ہے وہ بہت بڑے افترا کا مرتکب ہونے کی وجہ سے بہت بڑے گناہ کا مرتکب قرار پاتا ہے

پیغام صلح مؤرخہ ۲۶ جنوری ۱۹۶۱ء - رجسٹرڈ ایل ۵۳۳ شمارہ ۳

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام ملک نور الٰہی صاحب پرنٹر چھپا اور مولوی دوست محمد صاحب پبلشر نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع کیا۔

"لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں۔ لاہور میں ہمارے پاک محب ہیں۔ میں تیرے خالص محبوں کا گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے نفوس و اموال میں برکت دُوں گا۔" (الہامات حضرت مسیح موعودؑ)

حضرت مسیح موعودؑ اور آپ کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفٰے مارا امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآں نامِ اوست
بادۂ عرفانِ ما از جامِ اوست
یک قدم دُوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا۔
۲۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں اور نہ آئندہ ہوگی۔
۳۔ سب صحابہؓ اور آئمہؒ قابلِ احترام ہیں۔
۴۔ سب مجددین کا ماننا ضروری ہے۔
۵۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۶۔ اسلام تمام دُنیا پر غالب آئے گا۔

جلد ۵۴ | یوم پنجشنبہ مؤرخہ ۲۲ شوال المکرم ۱۳۸۶ھ مطابق ۲ فروری ۱۹۶۷ء | نمبر ۵

بحرِ حکمت کے موتی

نبی کی تعریف از حضرت نبی کریم صلعم

مولانا شیخ عبدالرحمان صاحب مصری

عن ابی نجیح عمرو بن عبسۃ انی دخلت علی رسول اللہ صلعم بمکتہ فقلت لہ ما انت قال انا نبی قلت وما نبی قال ارسلنی اللہ قلت بای شیٔ ارسلک قال ارسلنی بصلۃ الارحام وکسر الاوثان وان یوحد اللہ لایشرک بہ شیٔ۔ رواہ مسلم۔

ابی نجیح عمرو بن عبسۃ رض روایت کرتے ہیں کہ میں مکہ میں حضرت نبی کریم صلعم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے عرض کیا کہ آپ کیا ہیں آنحضور صلعم نے فرمایا میں نبی ہوں۔ وہ کہتے ہیں میں نے کہا نبی کیا ہوتا ہے فرمایا اللہ نے مجھے بھیجا ہے۔ وہ کہتے ہیں میں نے عرض کیا آپ کو اللہ تعالےٰ نے کس چیز کے ساتھ بھیجا ہے فرمایا اللہ تعالےٰ نے مجھے صلہ رحمی کے حکم کے ساتھ بھیجا ہے بتوں کو توڑنے کے حکم کے ساتھ بھیجا ہے یعنی ان کی شوکت اور مقبولیت کو دلوں سے مٹانے کے لئے اور اس امر کے ساتھ بھیجا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی توحید کو دلوں میں قائم کر دوں اور اس بات کی تلقین کروں کہ اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرایا جائے اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا ہے۔

وہ لوگ جو یہ سمجھتے ہیں کہ نبی صرف شریعت کی تبدیلی بتلانے کے لئے مبعوث کیا جاتا ہے وہ اس حدیث پر غور کریں کیا یہ

(باقی بر صفحہ ۱۲ کالم ۱)

"کوئی بڑا نہیں مگر وہی جو اپنے تئیں چھوٹا خیال کرے"

کوئی دُنیا کا کیڑا ہو کر مجھ سے پیوند نہ کرے

حضرت امامِ وقت مجددِ زمانؑ کی اپنی جماعت کو نصائح

اے نادانو! خوب سمجھو۔ اے غافلو! خوب سوچ لو کہ بغیر سچی پاکیزگی ایمانی اور اخلاقی اور اعمال کے کسی طرح رہائی نہیں اور جو شخص ہر طرح سے گندہ رہ کر پھر اپنے تئیں مسلمان سمجھتا ہے وہ خدا تعالےٰ کو نہیں بلکہ اپنے تئیں دھوکا دیتا ہے۔ اور مجھے ان لوگوں سے کیا کام جو سچے دل سے دینی احکام اپنے سر پر نہیں اٹھا لیتے۔ اور رسول کریم کے جوئے کے نیچے صدق دل سے اپنی گردنیں نہیں رکھ دیتے اور راستبازی کا اختیار نہیں کرتے اور فاسقانہ عادتوں سے بیزار ہونا نہیں چاہتے اور ٹھٹھے کی مجالس کو نہیں چھوڑتے اور ناپاکی کے خیالوں کو ترک نہیں کرتے اور انسانیت اور تہذیب اور صبر اور نرمی کا جامہ نہیں پہنتے بلکہ غریبوں کو ستاتے اور عاجزوں کو دھکے دیتے اور اکڑ کر بازاروں میں چلتے اور تکبر سے کرسیوں پر بیٹھتے ہیں۔ اور اپنے تئیں بڑا سمجھتے ہیں۔ اور کوئی بڑا نہیں مگر وہی جو اپنے تئیں چھوٹا خیال کرے۔ مبارک وہ لوگ جو اپنے تئیں سب سے زیادہ ذلیل اور چھوٹا سمجھتے ہیں اور شرم سے بات کرتے ہیں اور غریبوں اور مسکینوں کی عزت کرتے اور عاجزوں کو تعظیم سے پیش آتے اور کبھی شرارت اور تکبر کی وجہ سے ٹھٹھا نہیں کرتے اور اپنے رب کریم کو یاد رکھتے ہیں۔ اور زمین پر غریبی سے چلتے ہیں۔

سو میں بار بار کہتا ہوں کہ ایسے ہی لوگ ہیں جن کے لئے نجات تیار کی گئی ہے۔ جو شخص شرارت اور تکبر اور خود پسندی اور غرور اور دنیا پرستی اور لالچ اور بدکاری کی دوزخ سے اسی جہان میں باہر نہیں وہ اس جہان میں کبھی باہر نہیں ہوگا۔ میں کیا کروں اور کہاں سے ایسے الفاظ لاؤں جو اس گروہ کے دلوں پر کارگر ہوں۔ خدایا مجھے ایسے الفاظ عطا فرما۔ اور ایسی تقریریں الہام کر جو ان دلوں پر اپنا نور ڈالیں اور اپنی تریاقی خاصیت سے ان کی زہر کو دور کر دیں۔ میری جان اس شوق سے تڑپ رہی ہے کہ وہ بھی دن ہو کہ اپنی جماعت میں بکثرت ایسے لوگ دیکھوں جنہوں نے درحقیقت جھوٹ چھوڑ دیا اور ایک سچا عہد اپنے خدا سے کر لیا کہ وہ ہر ایک شر سے اپنے تئیں بچائیں گے اور تکبر سے جو تمام شرارتوں کی جڑ ہے بالکل دور جا پڑیں گے اور اپنے رب سے ڈرتے رہیں گے۔ مگر ابھی تک بجز خاص چند آدمیوں کے ایسی شکلیں مجھے نظر نہیں آتیں۔ ہاں نماز پڑھتے ہیں مگر نہیں جانتے کہ نماز کیا شئے ہے؟ جب تک دل فروتنی کا سجدہ نہ کرے صرف ظاہری سجدوں پر امید رکھنا طمع خام ہے۔ جیسا کہ قربانیوں کا خون اور گوشت خدا تک نہیں پہنچتا صرف تقوےٰ پہنچتا ہے۔ ایسا ہی جسمانی رکوع و سجود بھی ہیچ

(باقی بر صفحہ ۱۲ کالم ۲)

تبلیغی خط و کتابت

دیکھو خدا نے ایک جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا
(حضرت مسیح موعودؑ)

—(مرتبہ: الحاج میاں ممتاز احمد صاحب فاروقی)—

دی شانگ انڈیانا

ترجمہ خط - احمد - ای - ایل صاحب - دی شانگ انڈیانا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ آپ کا خط موصول ہوا تھا۔ اُمید ہے کہ آپ مجھے مزید کتابیں ارسال کریں گے۔ بہت مشکور ہوں گا۔

اللہ تعالیٰ آپکی نصرت فرمائے اور اپنے افضال کی بارش کرے۔

(ان کو ایسنس آف اسلام - اسلام اینڈ کرسچینٹی بھجوائی گئیں)

نائجیریا

ترجمہ خط مس ادیباتو قادری صاحبہ نائجیریا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ میں اسلام کے متعلق کچھ معلومات حاصل کرنا چاہتی ہوں۔ میں مسلمان ہوں۔ میرے والدین بھی مسلمان ہیں۔ میں سکول کی طالبہ ہوں۔ اس وقت جماعت چہارم میں پڑھتی ہوں۔ اور مجھے اسلام سے بہت اُلفت ہے لیکن مجھے اس کا علم نہیں کیونکہ میں عربی کتابیں نہیں پڑھ سکتی۔ میری ایک سہیلی عیسائن ہے وہ مجھے اپنے مذہب کی طرف کھینچتی ہے۔ کیونکہ مجھے اسلام سے واقفیت نہیں اور میں ایسا ہرگز کرنا نہیں چاہتی۔ اور میں چاہتی ہوں کہ مجھے مذہب اسلام کی معلومات حاصل ہوں جو کہ ایک دنیا کا بہترین مذہب ہے اس لئے مجھے مذہب اسلام سے واقفیت حاصل کرنے کے لئے کتابیں ارسال کریں۔ اور انگریزی قرآن شریف بھی ارسال کریں تاکہ مجھے مذہب اسلام کے سیکھنے میں مدد دے۔ والسلام۔

(ان کو ایسنس آف اسلام - اسلام اینڈ کرسچینٹی - پرانٹ آف اسلام ارسال کی گئیں)

—(۲)—

ترجمہ خط - ملام - اے - کے - صاحب - الیو - نائجیریا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ مجھے ایک کاپی قرآن شریف انگریزی نیا ایڈیشن ارسال کریں۔ مجھے مذہب سے بہت لگاؤ ہے میں قرآن شریف بغیر ترجمہ پڑھ سکتا ہوں۔ میں اس کے معنے بخوبی نہیں سمجھ سکتا۔ ہم جماعت لڑکے جو میکینیکل ورک پڑھتے ہیں میرے ساتھ مباحثہ کرتے ہیں۔ یہاں زیادہ عیسائی لڑکے ہیں۔ میں قریباً ۳۰۰ میل سے اس کام کو سیکھنے کے لئے آیا ہوں۔ میں کسی طرح بھی قرآن شریف انگریزی کی قیمت ادا نہیں کر سکتا۔ اس لئے مہربانی فرما کر مجھے قرآن شریف انگریزی مفت ارسال کریں۔ اللہ تعالیٰ اس میں آپ کی نصرت فرمائے۔ والسلام۔

(ان کو ایسنس آف اسلام - اسلام اینڈ کرسچینٹی ارسال کی گئیں)

—(۳)—

ترجمہ خط - جیمو اوکو کو بیاکو مشین لاگس - نائجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ چند دن ہوئے میں نے آپ کا لٹریچر پڑھا۔ مجھ پر بہت اثر ہوا۔ اب میرے دل میں انتہائی شوق ہے کہ آپ کا مزید لٹریچر پڑھوں۔ تاکہ اسلام کے متعلق معلومات حاصل ہوں۔ یہ لٹریچر میں نے اپنے ایک دوست کی معرفت پڑھا اور اس نے مجھے آپ کا ایڈریس دیا۔ میں اسلام کے متعلق مزید معلومات حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ اس لئے میری التماس ہے کہ جو لٹریچر آپ شائع کریں وہ مجھے ارسال کیا کریں۔

ان کو توضیح المرام - اسلام اینڈ کرسچینٹی ارسال کی گئیں)

—(۴)—

ترجمہ خط - محمد لاول حسین حسا کا دونا - نائجیریا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مجھے آپ کی جماعت کے متعلق معلوم ہوا ہے کہ آپ اسلام کا بہترین کام کر رہے ہیں۔

میں ایک مسلم سکول میں اُستاد ہوں۔ مجھے ایک کاپی قرآن شریف انگریزی درکار ہے اس کے ساتھ چند کتابیں بھی ارسال کریں میں چاہتا ہوں میں آپ کے ساتھ خط و کتابت کرتا رہوں۔ تاکہ اگر کوئی ایسی اسلامی [illegible] حل کرنے کی ضرورت پڑے تو آپ سے رجوع کر سکوں۔

(ان کو ٹیچنگز آف اسلام - اسلام اینڈ کرسچینٹی اور کال آف اسلام بھیجی گئیں)

17/7/72   17/7/72   17/7/72

حضرت مرزا صاحب کی پیشگوئیاں
اور اسلام کی صداقت کے نشانات

حضرت مسیح موعودؑ کے متعلق سب سے بڑا اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ آپ کی پیشگوئیاں صحیح ثابت نہیں ہوئیں چنانچہ ہمارے وہابی معاصر "الاعتصام" نے اس قسم کی چار پیشگوئیوں کی نشاندہی کرتے ہوئے یہ لکھا ہے کہ:۔

"مرزا صاحب نے جہاں بیسیوں پیشگوئیوں کو اپنے صدق وکذب کا معیار بنایا تھا (جن میں سے بفضلہ تعالیٰ ایک بھی سچی ثابت نہ ہوئی) وہاں چار پیشگوئیاں بڑے ہی بلند بانگ دعاوی کے ساتھ پیش کی گئی تھیں۔"

پیشتر اس کے کہ "الاعتصام" کی پیشکردہ چار پیشگوئیوں پر غور کیا جائے، ہم ان الفاظ پر حیرت کا اظہار کئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ اس کے نزدیک حضرت مرزا صاحب کی بیسیوں پیشگوئیوں میں سے ایک بھی سچی ثابت نہ ہوئی معلوم ہوتا ہے بغض و تعصب نے ہمارے معاصر کی آنکھوں کو اس قدر خیرہ کر دیا ہے کہ وہ کھلی کھلی پیشگوئیاں بھی اس کو نظر نہ آسکیں۔ جن کی صداقت ظاہراً و معناً اظہر من الشمس ہو چکی ہے، مثلاً لیکھرام کی ہلاکت کی پیشگوئی۔ مشہور امریکی معاند اسلام ڈوئی کی ہلاکت کی پیشگوئی؛ ہنری مارٹن کلارک کے مقدمہ اقدام قتل سے بریت کی پیشگوئی، جلسہ اعظم مذاہب میں مضمون بالا رہنے کی پیشگوئی، اور اسی قسم کی بیسیوں پیشگوئیاں اور الہامات ہیں جو بفضلہ تعالیٰ صحیح اور سچے ثابت ہوئے۔ معلوم نہیں معاصر "الاعتصام" کو وہ کیوں نظر نہ آئے، کیا اس لئے کہ ان سے مرزا صاحب کے ملہم من اللہ ہونے کا ایک واضح اور روشن ثبوت ملتا ہے؟ لیکن یہ بھی تو غور کیا ہوتا کہ یہ الہامات اور پیشگوئیاں اسلام اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تائید میں پیش کی گئیں، اگر یہ غلط ثابت ہوئیں تو مرزا صاحب کی صداقت تو ایک طرف، مخالفین اسلام کی نظروں میں اسلام کی صداقت بھی مشتبہ ہو کر رہ جائے گی، کیا لیکھرام کا یہ اعلان نہ تھا کہ میں

"قرآن اور اس کے اصولوں اور تعلیموں کو جو وید کے مخالف ہیں ان کو غلط اور جھوٹا جانتا ہوں لیکن میرا دوسرا فریق میرزا غلام احمد ہے وہ قرآن کو خدا کا کلام جانتا اور اس کی سب تعلیموں کو درست اور صحیح سمجھتا ہے....
.... اے پرمیشر ہم دونوں فریقوں میں سچا فیصلہ کر کیونکہ کاذب صادق کی طرح کبھی تیرے حضور میں عزت نہیں پا سکتا۔"

اس علان اور اس دعا کے بعد اگر یہ کہا جائے کہ حضرت مرزا صاحب کی یہ پیشگوئی کہ لیکھرام ملائکہ غلاظ و شداد کے ہاتھوں مارا جائے گا سچی ثابت نہیں ہوئی (حالانکہ واقعات نے اس کی صداقت کو اظہر من الشمس کر دیا) تو کیا قرآن اور اس کے اصول اور تعلیموں پر وہ زد نہیں پڑے گی جس کا لیکھرام نے مندرجہ بالا اعلان میں ذکر کیا ہے، غور کیجئے کہ مرزا صاحب کو جھٹلا کر اور ان کی پیشگوئیوں کو غلط اور جھوٹی قرار دے کر آپ کی زد کہاں جا کر پڑتی ہے۔

ایسا ہی امریکہ کا مسیحی معاند ڈوئی اسلام کا سخت ترین دشمن تھا، اور اس نے اپنے اخبار لیوز آف ہیلنگ میں یہ لکھا کہ
"میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ وہ دن جلد آوے کہ اسلام دنیا سے نابود ہو جاوے اے خدا تو ایسا ہی کر اے خدا اسلام کو ہلاک کر دے"

اور پھر دعوے نبوت کرتے ہوئے لکھا کہ:۔
"اگر میں سچا نبی نہیں ہوں تو پھر روئے زمین پر کوئی ایسا شخص نہیں ہے جو خدا کا نبی ہو"

اس جھوٹے مدعی نبوت کی مندرجہ بالا دعا پر جب حضرت مرزا صاحب نے اس کو مباہلہ کا چیلنج دیا، جس کو امریکہ کے تمام اخبارات نے نہایت شد و مد کے ساتھ شائع کیا تو اس نے لوگوں کے مجبور کرنے پر نہایت متکبرانہ لہجے میں لکھا:۔
"ہندوستان میں ایک بیوقوف محمدی مسیح ہے جو مجھے بار بار لکھتا ہے کہ یسوع مسیح کی قبر کشمیر میں ہے اور لوگ مجھے کہتے ہیں کہ تو اس کا جواب کیوں نہیں دیتا کیا تم خیال کرتے ہو کہ میں ان مچھروں اور مکھیوں کا جواب دوں گا اگر میں ان پر اپنا پاؤں رکھوں تو میں ان کو کچل کر مار ڈالوں گا"

ان تمام بیانات میں یہ غور کیجئے کہ ڈوئی نے جو دعا کی، نبوت کا جو دعوے کیا اور اس کے مقابلہ میں تمام نبیوں کو جھوٹا قرار دیا تو کیا یہ حضرت مرزا صاحب پر زد تھی یا اسلام پر؟ کیا حضرت مرزا صاحب نے اپنی ذات کو منوانے کے لئے اسے مباہلہ کا چیلنج دیا تھا؟ ظاہر ہے کہ اس نے اسلام کی ہلاکت کے لئے دعا کی تھی اور حضرت مرزا صاحب نے اسی کی صداقت کو ثابت کرنے کے لئے اسے مباہلہ کا چیلنج دیا تھا اور اس کی ہلاکت کی پیشگوئی کی تھی، اگر یہ سچی ثابت نہیں ہوئی تو کیا اس کی زد اسلام پر نہیں پڑتی اور ایسے موقعہ پر مرزا صاحب کا ڈوئی کے مقابلہ پر ہارنا اسلام کی ہار کے مترادف نہیں؟ لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے عاجز بندہ کی دعا کو سنا اور ڈوئی کی ہلاکت ایسی ذلت اور خواری کے ساتھ ہوئی کہ دیکھنے اور سننے والوں نے عبرت کے ساتھ کانوں پہ ہاتھ رکھے، پھر کس طرح "الاعتصام" یہ کہنے کا حق رکھتا ہے کہ مرزا صاحب کی ایک بھی پیشگوئی سچی ثابت نہیں ہوئی

اور دیکھئے ایک عیسائی پادری ہنری مارٹن نے محض اس بنا پر کہ مرزا صاحب نے عیسائیت پر ایسی یلغار کی کہ اس کا کوئی جواب کسی مسیحی کے پاس نہ تھا۔ اقدام قتل کا جھوٹا مقدمہ ان کے خلاف کھڑا کر دیا۔ اور اس کی تائید میں ایسے زبردست شواہد پیدا کر دیئے کہ کوئی شخص یہ نہ کہہ سکتا تھا کہ مرزا صاحب اس سے بچ سکیں گے لیکن آپ نے خدا تعالیٰ سے الہام پا کر پہلے ہی سے اپنی بریت کا اعلان کر دیا، اور خدا تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے ایسا ہی کر دکھایا اور انگریز حاکم پر یہ ثابت ہو گیا کہ یہ مقدمہ جھوٹا ہے اور اس نے حضرت مرزا صاحب کو نہایت عزت کے ساتھ بری کر دیا، اور اس طرح حضرت مرزا صاحب ہی کو نہیں بلکہ اسلام کو عیسائیت کے مقابلہ میں وہ عظیم الشان فتح نصیب ہوئی جس کی نظیر ملنی مشکل ہے۔ کیا "الاعتصام" اس کو جھوٹا قرار دے سکتا ہے؟

پھر جلسہ اعظم مذاہب میں حضرت مرزا صاحب کو اسلامی تعلیمات کی صداقت و عظمت بیان کرنے میں جو عظیم الشان فتح حاصل ہوئی اور پیشگوئی کے مطابق ان کا مضمون بالا رہا کیا وہ ایسی کھلی حقیقت نہیں جس کا انکار کرنا گویا روز روشن سے آنکھیں بند کرنا ہے۔

اور بھی بہت سی پیشگوئیاں اور دعائیں اور الہامات ہیں جو حضرت مرزا صاحب اور اسلام کی صداقت کا زندہ ثبوت ہیں۔ لیکن ہم فی الحال انہی مندرجہ بالا چار پیشگوئیوں پر اکتفاء کرتے ہوئے الاعتصام سے یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ اس کا یہ بیان کہ مرزا صاحب کی ایک بھی پیشگوئی سچی ثابت نہ ہوئی، کہاں تک صداقت اور راستبازی پر مبنی ہے؟

روانگی حج بیت اللہ شریف

یہ خبر احباب سلسلہ کے لئے نہایت ہی خوش کن ہے کہ جماعت چک 2/4-L سے مندرجہ ذیل احباب حج کے لئے مورخہ ۲۱-۴-۹۷ بروز ہفتہ بذریعہ خیبر میل روانہ ہوئے ہیں۔ حجاج کرام کو الوداع کہنے کے لئے سینکڑوں لوگ اسٹیشن پر جمع تھے۔ مبلغ 35 روپے صدقہ برائے روانگی حج حجاج کرام نے دیئے ہیں۔ احباب جماعت سے استدعا ہے کہ حجاج کرام کے لئے دعا فرمادیں۔ کہ خداوند کریم انہیں مقدس فریضہ ادا کرنے کے بعد بخیریت واپس لائے۔ اسمائے گرامی حجاج کرام حسب ذیل ہیں:۔

۱- والدہ صاحبہ چوہدری بشیر احمد صاحب (۵) والدہ صاحبہ چوہدری عبدالرحمان صاحب
۲- " " " " بشیر احمد " (۶) " " " " نور محمد صاحب
۳- " " " " مشتاق احمد " (۷) چوہدری اکبردین صاحب
۴- " " " " شریف احمد " (۸) چوہدری شاہ محمد صاحب

(خاکسار قاضی طارق محمود)

ٹرینیڈاڈ میں شیخ محمد طفیل صاحب کی تبلیغی سرگرمیاں

کثیر اصحاب کی سلسلہ احمدیہ میں شمولیت

محترم شیخ محمد طفیل صاحب اپنے ایک تازہ خط میں رقمطراز ہیں :—

آپ کو یہ معلوم کرکے خوشی ہوگی کہ اب تک کوئی پچاس نئے ممبر سلسلہ میں داخل ہوچکے ہیں۔ محترم عزیز احمد صاحب اُن کے فارم وغیرہ آپ کو بھجوادیں گے۔ انکے نام لائٹ اور پیغام صلح میں چھپوا دیں۔ اُمید ہے ابھی اور بھی بہت سی سعید روحیں شامل ہوں گی۔ چھ ماہ تک کافی لیکچر دیئے ہیں۔ اب ہر لیکچر کے بعد سلسلہ میں شامل ہونے کی اپیل کی جاتی ہے۔

بعض حضرات تو اسی وقت بیعت فارم پُر کردیتے ہیں۔ اور بعض بعد میں سوچ سمجھ کر شامل ہوجاتے ہیں۔ اور بعض کو ہمارے عقائد سے متفق ہوجاتے ہیں۔ لیکن بعض وجوہات کی بناء پر شامل ہونا نہیں چاہتے۔ ایک دلچسپ واقعہ پیش آیا۔ ایک مجلس میں ایک صاحب تھے۔ ان کی اہلیہ نے بیعت فارم پُر کردیا۔ اور ان کے شوہر فارم کو ہاتھ میں لئے سوچ میں غرق رہے میں نے کہا۔ آپ کس سوچ میں کھڑے ہیں۔ آپ کی اہلیہ تو شامل ہوگئی ہیں۔ آپ بھی شامل ہوجائیں۔ کچھ جواب نہ دیا۔ اسی طرح حیران و غلطان کھڑے رہے۔ پھر ادھر اُدھر دیکھا اپنے ایک دوست کو فارم پُر کرتے دیکھا تو کہنے لگے۔ "آل رائیٹ (Alright) مجھے ذرا قلم دو۔ میرا خیال تو تھا کہ نہیں شامل ہوں گا۔ لیکن اب دوسرے لوگ شامل ہورہے ہیں تو پھر مجھے کیا اعتراض ہے"۔ مسلم لیگ کے اندرونی جھگڑے نے تو عدالت تک پہنچا ہوا ہے۔ بہت نقصان پہنچایا ہے ورنہ ایک کثیر تعداد ہمارے ساتھ ہوجاتی۔ اچھا جو اللہ تعالےٰ کو منظور۔

ایک کلاس میں ہم نے ساری مینول آف حدیث ختم کردی ہے۔ لوگ بہت خوش ہیں۔ اب چند ہفتوں کے لئے اسلامی فقہ پر لیکچر دوں گا۔ تاکہ اسلام کے اسی رُخ سے ہمارے معاونین اور ممبر شناسا ہوجائیں۔ بہت سے لوگ اب قرآن بھی پڑھنے لگ گئے ہیں مجھے بھی ابھی مطالعہ کا کافی موقعہ ملا ہے۔ اور ایسے ایسے مسائل کی طرف توجہ مبذول ہوئی جن پر اس سے قبل معمولی شناسائی تھی۔

فہرست بیعت کنندگان

(۱) سلطان۔ المیسٹرڈم
(۲) جعفر محمد یلین ہیم۔
(۳) ایمن احمد دریقان
(۴) جیمز فریس (عبدالرحیم)
(۵) احمد علی سنسی ساسی
(۶) آفتاب ظہور سنسی ساسی
(۷) خلیل الرحمان " " " "
(۸) عبدالکریم " " " "
(۹) مسز عائشہ کریم " " "
(۱۰) مسز ابراھیم " " "
(۱۱) ابراھیم " " "
(۱۲) رشید الرحمن سراہو۔
(۱۳) عبدالقسین گڈسکس۔
(۱۴) فضل کریم سنسی سانسی۔
(۱۵) محمد سعید خاں گڈسکس۔
(۱۶) یورن (کلام آزاد) گڈسکس۔
(۱۷) عثمان علی۔
(۱۸) ڈوم خان (کاٹنی فیلڈ الشنکیو)
(۱۹) بی بی جیبتوں
(۲۰) سلیمون علی انارلمیانہ
(۲۱) ممتاز علی " " "
(۲۲) شبیر اعلی۔ انارلمیانہ
(۲۳) سلطان علی۔ " " "
(۲۴) یورن " " "
(۲۵) بی بی عائشہ علی " " "
(۲۶) بی بی خیرول " " "
(۲۷) ظہور دین " " "
(۲۸) محمد غفور " " "
(۲۹) مسز ایم۔ علی " " "
(۳۰) بشیراں علی " " "
(۳۱) حیدر علی " " "
(۳۲) علیم اللہ " " "
(۳۳) نادر علی " " "
(۳۴) عظیم اللہ " " "

ایک نوجوان کی وفات

احباب کرام کو یہ سن کر افسوس ہوگا کہ ڈاکٹر بشارت احمد صاحب مرحوم کا نوجوان نواسہ اظہر محمود ابن شیخ محمود احمد صاحب وزیرآبادی کراچی میں کچھ عرصہ علیل رہ کر وفات پاگیا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ہمیں شیخ محمود احمد صاحب اور دیگر لواحقین سے اس صدمہ میں دلی ہمدردی ہے دُعا ہے اللہ تعالےٰ انہیں صبر جمیل عطا فرمائے اور مرحوم کو جنت نصیب کرے۔ گذشتہ جمعہ کو ان کا جنازہ غائبانہ مسجد احمدیہ میں پڑھا گیا۔ بیرونی احباب سے بھی جنازہ

اخبار احمدیہ

آہ! شیخ فضل الرحمن صاحب گورداسپوری

—— جماعت احمدیہ کے تمام حلقوں میں یہ خبر نہایت رنج و افسوس کے ساتھ سُنی جائے گی کہ سلسلہ احمدیہ کے ایک باصفا انسان شیخ فضل الرحمن صاحب گورداسپوری جو حضرت مسیح موعودؑ کے پُرانے رفقاء میں سے تھے انتقال فرما گئے، شیخ صاحب موصوف (جیسا کہ حضرت امیر ایدہ اللہ نے اپنے خطبہ جمعہ کے آخر میں بیان کیا) نہایت باوقار راستباز اور حق گو انسان تھے، وہ کلمہ حق کہنے میں کسی کا نہ لحاظ کرتے تھے نہ خوشامد۔ جماعت کے ہر فرد سے نہایت شفقت اور ہمدردی کا برتاؤ کرتے تھے، حضرت مسیح موعودؑ کے علاوہ حضرت مولینا نورالدین صاحب کے عاشق صادق تھے ایسا ہی حضرت مولینا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولینا صدرالدین صاحب کے ساتھ نہایت گہرے دوستانہ روابط رکھتے تھے۔ راقم الحروف بھی ان کے مشفقانہ برتاؤ سے مستفیض تھا۔ غرض جماعت کا جو فرد اُن سے ملتا ان کی ملنساری، شفقت و ہمدردی اور نیکی و راستبازی کا قائل ہوجاتا تھا۔ اصل وطن تبجھ اللہ چک تھا جو قادیان کے قریب ایک گاؤں ہے۔ ضلع گورداسپور کی کچہری میں بطور ریڈر ملازم رہے، دوران ملازمت میں بھی ان کی راستبازی اور حق گوئی ضرب المثل تھی، ریٹائر ہونے اور تقسیم ملک کے بعد اپنے فرزند ظہور الحسن صاحب کے ساتھ راولپنڈی میں رہائش اختیار کی۔ انکے دوسرے فرزند ضیاء الحسن صاحب خان پور میں مقیم ہیں، کچھ دنوں سے وہیں چلے گئے تھے اور وہیں پر وفات پائی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ہمیں ان کی وفات کے صدمہ سے ہردو فرزندوں کے ساتھ دلی ہمدردی ہے۔ دعا ہے اللہ تعالےٰ انہیں صبر جمیل عطا فرمائے، اور مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور ان کے درجات بلند کرے آمین۔ ان کا جنازہ غائبانہ گذشتہ جمعہ مسجد احمدیہ لاہور میں پڑھا گیا، بیرونی جماعتوں سے بھی جنازہ غائبانہ کی استدعا ہے۔

ان کے دونوں بیٹوں کا پتہ حسب ذیل ہے :—

(۱) شیخ ظہور الحسن صاحب مکان نمبر C-۳۹
ٹرنک بازار۔ راولپنڈی

(۲) شیخ ضیاء الحسن صاحب چک نمبر ۱۰ معرفت میاں غلام نبی صاحب بزاز (خاکسار) خانپور۔
بہاول پور ڈویژن

۲۴ غائبانہ کی درخواست ہے۔

شیخ محمود احمد صاحب کا پتہ حسب ذیل ہے :—
معرفت کمپیٹر کیفی گراؤنڈ۔ وکٹوریہ روڈ
کراچی

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف علمائے یہود و نصاریٰ اور مشرکین عرب کا خطرناک پراپیگنڈا

غریب مسلمانوں کو سخت ترین ایذائیں اور اُن کی فوق الکرامت استقامت

خانہ کعبہ کی سمت منہ کر کے نماز پڑھنا اتحادِ قومی کے لئے ہے۔ نماز قبلہ رُو ہونے سے نہیں بلکہ تقویٰ و اخلاص سے ہوتی ہے

اٹلی کے شاندار گرجا کی ویرانی اور خانہ کعبہ کی پُرتاثیر کشش۔

رہبانیت یا دولت خدا رسی کا موجب نہیں عبادتِ الٰہی اور مخلوقِ خدا کی خدمت سے خدا ملتا ہے

خطبہ جمعہ مؤرخہ ۲۷ جنوری ۱۹۶۷ء۔ فرمودہ حضرت امیرِ قوم مولٰنا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ۔ بمقام جامع احمدیہ۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور

سیقول السفھاء من الناس ما ولّٰھم عن قبلتھم التی کانوا علیھا۔ قل للّٰہ المشرق والمغرب۔ یھدی من یشاء الٰی صراطٍ مستقیم۔ وکذالک جعلنٰکم امّۃً وسطًا لتکونوا شھداء علی الناس ویکون الرسول علیکم شھیدًا ———— ان اللّٰہ علٰی کل شیءٍ قدیر ———— (البقرہ ۱۴۲ تا ۱۴۸)

حضرت نبی کریم صلعم کی مشکلات اور آپؐ پر ایمان لانے والوں کی استقامت

ان آیات میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مشکلات کا ذکر ہے۔ حضورؐ پر طرح طرح کے ابتلا آئے اور حضورؐ کے ساتھیوں کو بے انداز طرح طرح کی مشکلات جھیلنا پڑیں۔ حضورؐ کے مریدین کی اکثر تعداد غرباء پر مشتمل تھی۔ ان پر مشکلات کے پہاڑ ڈھائے گئے۔ باوجود اس ایذا رسانی کے نہ تو کوئی مسلمان مرد مرتد ہوا اور نہ ہی کسی مسلمان عورت نے اسلام ترک کیا۔

شاہ مقوقس کے سامنے ابوسفیان کی شہادت

شام کے بادشاہ مقوقس نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تبلیغی چھٹی کی بناء پر اس وقت کے عرب تاجروں کو جو وہاں گئے ہوئے تھے اپنے دربار میں طلب کیا اور پوچھا کہ تم میں سے جو سب سے قریب تر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جاننے والا ہے۔ وہ آگے آ جائے اور دوسرے تاجر پیچھے بیٹھ جائیں۔ آگے آنے والے شخص سے جو کچھ میں پوچھوں اس کے جواب میں اگر کوئی غلط بیانی ہو تو پیچھے بیٹھنے والے مجھے مطلع کریں۔ ان تاجروں میں سے ابوسفیان سب سے آگے بیٹھا اور اس نے کہا کہ میں محمد (صلعم) کو سب سے بڑھ کر جاننے والا ہوں۔ یہ بات یاد رہے کہ وہ حضرت نبی کریم صلعم کا انتہا درجہ کا دشمن تھا۔

شام کے بادشاہ نے جو اس سے سوال کئے ان سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ کس قدر اعلیٰ درجہ کا دماغ رکھتا تھا۔ یہ سوال بڑے دُور رس نتائج کے حامل تھے۔ ان سب سوالات کو تو یہاں بیان کرنا ضروری نہیں۔ ان میں سے ایک سوال یہ تھا کہ کیا محمد (صلعم) کے باپ دادا میں سے بھی کسی نے بادشاہ بننے کی کوشش کی تھی؟ اس کا جواب دیا گیا کہ نہیں کوئی بادشاہ آپؐ کے آباء و اجداد میں سے نہیں ہوا اور نہ ہی کسی نے ایسا دعوےٰ کیا۔ دوسرا سوال یہ کیا کہ ان کے ماننے والے زیادہ تر امراء ہیں یا غریب لوگ۔ جواب دیا گیا کہ زیادہ تر غرباء ان پر ایمان لائے ہیں پھر پوچھا گیا کہ کیا کوئی ان میں سے ایسا ہے کہ جو یہ نیا مذہب قبول کر کے پھر مرتد ہو گیا ہو۔ جواب ملا کہ نہیں ہرگز نہیں۔ ایک بھی ایسا واقعہ نہیں۔ خواہ ان کو مار ڈالو قتل کر ڈالو۔ مصائب کے پہاڑ ان پر گراؤ کوئی مرد یا عورت، آزاد یا غلام مرتد نہیں ہوتا۔

تحویلِ قبلہ پر علمائے یہود کا پراپیگنڈا

یہ حال تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں کا۔ کہ سخت ترین اذیتیں ان کو دی گئیں تاکہ وہ کسی طرح آپ کا ساتھ چھوڑ دیں انہی ایذاؤں میں سے ایک پراپیگنڈا ہے جو آپؐ کے خلاف کیا جاتا رہا، یہ پراپیگنڈا جب علماء کی طرف سے ہو تو بہت ہی مؤثر ہوتا ہے۔ علماء کے خطرناک اور غلط پراپیگنڈا کے سامنے کوئی بڑا ہی مستقل مزاج شخص کھڑا رہے تو رہے ورنہ اکثر لوگ اس کے زیر اثر آجاتے ہیں علماء کا پراپیگنڈا بڑا خطرناک ہوتا ہے۔ یہاں بھی یہی ذکر ہے۔ فرمایا سیقول السفھاء من الناس ما ولّٰھم عن قبلتھم التی کانوا علیھا۔ عقل و دانش نہ رکھنے والے لوگوں نے یہ کہنا شروع کر دیا لوگو! خود دیکھ لو، محمد (صلعم) نے انبیاءؑ کے قبلہ کو چھوڑ کر کعبہ کو قبلہ بنا لیا ہے۔ پہلے سترہ مہینہ تک بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے رہے جو انبیاء کا قبلہ رہا ہے، اور اب اس کو چھوڑ کر خانہ کعبہ کی طرف منہ کر لیا ہے۔ اگر یہ قبلہ جو خدا نے مقرر کیا ہوا ہے اور انبیاء کا قبلہ رہا ہے اور توراۃ میں بھی اس کا ذکر ہے۔ اور قوموں نے بھی اس کی طرف منہ کر کے نمازیں پڑھی ہیں۔ اور خود محمد (صلعم) نے بھی سترہ مہینہ اس کی طرف منہ کر کے اس کی تصدیق کر دی ہے کہ یہ قبلہ خدا اور انبیاء کرامؑ کا مقرر کردہ ہے تو اب بتلاؤ اس قبلہ کو کیا ہو گیا ہے کیا یہ خدا کا مقرر کردہ نہیں رہا کیا انبیاء کرامؑ اس کی طرف منہ کر کے نمازیں نہیں پڑھتے رہے اور کیا وہ خود اس کی طرف سترہ ماہ تک منہ نہیں کرتے رہے۔

مشرکین عرب کا پراپیگنڈا

دوسری طرف مشرکین عرب نے بھی کہا کہ پہلے تو یہودیوں کو خوش کرنے کے لئے بیت المقدس کی طرف منہ کرتے رہے۔ اور اب کعبۃ اللہ کی طرف منہ کر کے اہلِ مکہ کو خوش کرنا چاہتے ہیں۔ ان میں اعتدال کوئی نہیں اضطراب ہی اضطراب نظر آتا ہے۔ سارے کے سارے ملک میں یہ پراپیگنڈا کیا گیا۔

فوق الکرامت استقامت

یہ کتنا بڑا امتحان تھا اس سے دلوں میں بڑے شبہات پیدا ہوتے ہیں، کمزور دل اور ضعیف الایمان لوگ ایسی باتیں سن کر علیحدہ ہو جاتے ہیں۔ اس وقت طاقت بھی مخالفین کی ہی تھی۔ اور کثرت بھی مخالف لوگوں کی تھی

ایسے حالات میں [illegible] انفعال ولہا سے اس کی ایک صفت استقلال کہتے ہیں اور یہی وہ استقامت ہے جس کے متعلق کہا گیا ہے الاستقامۃ فوق الکرامۃ۔ یہ آپ کی صداقت کی زبردست دلیل ہے کہ ایسے حالات میں آپؐ یا آپؐ کے ساتھیوں کے قدم نہیں ڈگمگائے۔

نماز کی قبولیت دلی اخلاص اور توجہ سے ہوتی ہے نہ کہ سمت سے

فرمایا سیقول السفہاء من الناس یہ لوگ جو عقل و دانش سے محروم ہیں اعتراض کریں گے۔ کہ کیا وجہ ہے کہ مسلمانوں نے بیت المقدس سے رُخ پھیر کر خانہ کعبہ کی طرف منہ کر لیا ہے اس کا جواب ارشاد فرمایا ہے کہ کیا کسی سمت رخ کرنے کی وجہ سے نماز قبول ہوتی ہے۔ یا دل کی توجہ کی وجہ سے اگر کسی سمت یا رخ کی وجہ سے قبول ہوتی ہے تو ان کو کہہ دو کہ للہ المشرق والمغرب۔ خدا ہر طرف بستا ہے جس طرف بھی تمہارا منہ ہوگا اسی طرف خدا ہوگا۔ اینما تکونوا یات بکم اللہ جمیعا۔ کسی طرف بھی تم منہ کرو خدا نماز قبول کرے گا۔

خانہ کعبہ کی طرف رُخ اعتدال پسندی اور اتحاد اقوام کے لئے کیا گیا۔

یہ امر کہ ہم نے اس سمت کی طرف کیوں منہ کر لیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم اعتدال پسندی کا سبق دینا چاہتے ہیں۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خیر الامور اوسطھا۔ جو درمیانی طرز ہے وہی پسندیدہ ہے جیسا کہ آگے چل کر فرمایا کذالک جعلنکم امۃ وسطا لتکونوا شہداء علی الناس ویکون الرسول علیکم شہیدا۔ ہم نے تم کو امت وسط بنایا ہے اور ہم سب قوموں کو ایک کرنا چاہتے ہیں۔ یہودیوں اور نصرانیوں اور مسلمانوں کو ایک متحدہ پلیٹ فارم پر کھڑا کرنا چاہتے ہیں اس وجہ سے ان تینوں قوموں کے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے تعمیر کردہ کعبہ کی طرف ہم نے منہ کرنے کا حکم دیا ہے حضرت ابراہیمؑ کی عزت یہودیوں، نصرانیوں اور مشرکین سب کے دلوں میں ہے ان کی ذات پر ان کو فخر ہے۔ ان تمام خیالات اور جذبات کو مدِنظر رکھتے ہوئے ہم ایک اعتدال پسند قوم پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ جہات کی طرف منہ کرنا اصول دین میں سے نہیں۔ اصول دین یہ ہے کہ دلوں کا رُخ خدا کی طرف ہو۔ دل اس کی رضا کو چاہنے والے ہوں۔ خلق خدا کی خدمت کرنے والے ہوں۔ ولکل وجہۃ ھو مولیھا فاستبقوا الخیرات۔ مسلمان قوموں کو ایک کرنے کے لئے حضرت ابراہیمؑ کے بناء کردہ بیت اللہ کی طرف رُخ کرنا ہے۔ اس کے ساتھ یہ بات یاد رکھو کہ کسی طرف منہ کرنا فی الحقیقت کوئی نیکی کا کام نہیں ہے اس بات کے اندر کوئی اصول اور فلسفہ نظر نہیں آتا۔ جب تک نیکی پیدا نہیں ہوتی اس وقت تک کچھ بھی فائدہ نہیں۔ پس نیکی کرنے میں مسابقت ہونی چاہیئے۔

اصول دین نیکی اور تقوےٰ ہے نہ کہ رُخ اور سمت

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا گیا ہے۔ حضورؐ ساری قوموں کے لئے ہیں وما ارسلنک الا رحمۃ للعالمین۔ قرآن کریم ساری قوموں کے لئے رحمت ہے۔ ان ھو الا ذکر للعالمین اور خدا رب العالمین ہے۔ اس سے قومیں متحد ہو سکتی ہیں۔ چنانچہ فرمایا کہ یہ رُخ اور قبلہ کی بات ہے۔ یہ اصول نہیں ہے۔ فاستبقوا الخیرات ایک قوم دوسروں سے بڑھ کر نیکی کی طرف قدم مارے تو اس سے فائدہ ہو سکتا ہے۔ ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم۔ خدا کے نزدیک فضیلت اسی شخص کی ہے۔ جو خدا خوف ہو۔

خانہ کعبہ کی کشش اور قومی اتحاد

خانہ کعبہ کو قبلہ بنانے کی غرض یہ ہے کہ مسلمان متحد قوم بنے گی۔ اگر کوئی خانہ کعبہ کی طرف رُخ کرتا ہے تو اس سے ساری کی ساری قوم متحد ہوتی ہے خواہ وہ کہیں ہو چین میں ہو یا افغانستان میں۔ امریکہ میں ہو یا روس میں۔ غرض کہیں بھی کوئی مسلمان ہو۔ جب سب کا منہ اس قبلہ کی طرف ہوگا تو اس سے ساری قوم متحد ہو جائے گی۔ اسی غرض کو قائم و دائم رکھنے کے لئے فرمایا لا تکفروا اھل قبلتکم ہم سب قوموں کو اکٹھا کرنا چاہتے ہیں۔ خانہ کعبہ میں خدا نے بڑی کشش پیدا کر رکھی ہے۔ دور دراز کے سفر طے کر کے لوگ وہاں پہنچ جاتے ہیں۔ وہاں رنگ رنگ کے لوگ دُنیا جہان کے اطراف و اکناف سے آئے ہوتے ہیں۔ ایک دوسرے کو دیکھ کر دل لذت سے معمور ہو جاتے ہیں۔

اٹلی کا شاندار گرجا اور اس کی ویرانی

میں نے اس سے پہلے بھی ذکر کیا تھا کہ مجھے اٹلی میں سینٹ پیٹرس چرچ دیکھنے کا موقعہ ملا ہے۔ یہ وہ گرجا ہے جو حضرت عیسٰیؑ کے ارشاد کے مطابق تعمیر کیا گیا۔ اس کو سینٹ پیٹرس چرچ کہتے ہیں۔ حضرت عیسٰیؑ کے ایک حواری کا نام پطرس تھا، جس کے معنے چٹان کے ہیں حضرت عیسٰیؑ نے اس کو مخاطب کر کے فرمایا تھا کہ اے پطرس تیرے اوپر میرا گرجا بنے گا۔ اسی ارشاد کے مطابق اس گرجا کو سینٹ پیٹرس چرچ کہتے ہیں۔ یورپ کے ایک ایک بادشاہ نے اس کو شاندار بنانے کے لئے اپنے خزانے انڈیل دیئے۔ وہ بہت خوبصورت اور زرق برق شان رکھتا ہے اور بہت بڑی وسعت رکھتا ہے۔ میں جب اس گرجا میں داخل ہوا تو دائیں ہاتھ پر ایک کالا سیاہ بت وہاں رکھا ہے اس کا ایک قدم آگے بڑھا ہوا ایک سٹول پر رکھا ہوا ہے جو زائرین کے بوسوں کی وجہ سے چاندی کی طرح سفید ہو گیا ہے یہ بت مرقس کا ہے۔ میں نے وہاں کے مہتمم سے کہا کہ میں اتوار کو یہاں گرجا دیکھنے آنا چاہتا ہوں۔ اس نے جواب دیا کہ یہاں تو کوئی گرجا نہیں ہوتا۔ ساتھ ہی ویٹیکن میں پوپ صاحب کا محل ہے۔ اس کے اندر ایک چھوٹا سا گرجا ہے۔ پوپ صاحب وہیں گرجا کرتے ہیں۔ کبھی کوئی خاص

[illegible] کی شان و شوکت کے علاوہ اس کے اردگرد بڑی عالیشان عمارتیں ہیں۔ قابلِ دید عمارتیں ہیں۔ اٹلی فنون کا شہر ہے پتھر کے عجیب و غریب بت تراشے ہوئے ملتے ہیں وہاں کے قبرستان میں قبروں کے اُوپر مجسمے بنے ہوئے ہیں۔ ایک عورت کی قبر پر اس کا مجسمہ ہے۔ اس کے اوپر پتھر کی اوڑھنی ہے جس میں سے اس کا جسم نظر آتا ہے۔ اس شہر میں نہریں ہیں، دریا ہیں، پہاڑ ہیں۔ تمام علاقہ بڑا سرسبز ہے۔ باوجود طرح طرح کی کشش کے سامانوں کے یہ گرجا ویران پڑا ہے۔

کعبۃ اللہ کی جائے وقوع اور اسکی طرف لوگوں کی کشش اور آبادی۔

ادھر کعبۃ اللہ بھی ایک عبادت گاہ ہے جہاں ریت ہی ریت ہے۔ کوئی درخت نظر نہیں آتا۔ بارشیں کم ہوتی ہے زمین ریتلی اور پتھریلی ہے۔ ایک وقت یہ بھی تھا کہ جو لوگ جاتے تھے بدوؤں کا شکار ہو جاتے تھے ان کا مال لوٹ لیا جاتا اور کئی ایک کو ہلاک کر دیا جاتا تھا۔ ایسی حالت میں بھی لوگ جاتے ہی رہے۔ باوجود اس کے کہ یہاں کوئی مرغزار نہیں کوئی قابلِ دید منظر نہیں زائرین کی تعداد ہر سال بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ عرفات کا میدان بڑا وسیع ہے۔ وہاں یہ بارہ لاکھ کا مجمع تھوڑا سا معلوم ہوتا تھا مزدلفہ میں کوئی مکان نہیں بڑا وسیع میدان ہے جو اس دفعہ بارہ لاکھ آدمیوں کے لئے کافی سے کہیں زیادہ تھا۔ سب لوگوں نے ریت پر بستر ڈالے ہوئے تھے اور سب پر آسمان کی چھت تھی۔ اس میں بھی بارہ لاکھ آدمی تھوڑے نظر آتے ہیں۔ سب ریت پر لیٹے ہوئے ہیں سارے کے سارے ایک ہی رنگ میں رنگے ہوئے ہیں۔ یہ مجمع خدا نما ہے مگر جس گرجا پر یورپ کی ساری دولت خرچ کی گئی وہ اُجڑا ہوا اور ویران پڑا ہے۔ اس وادی غیر ذی زرع یعنی مکہ میں آٹھ آٹھ دس دس منزل کے ہوٹل پائے جاتے ہیں۔ ہر آرام اور سہولت وہاں میسر ہے۔ وہاں پر تمام ضروریات کی چیزیں امریکہ اور یورپ اور دیگر ممالک سے آئی ہوئی موجود ہیں۔ سب قسم کے پھل بافراط ملتے ہیں رنگی کے انبار لگے ہوئے ہیں۔ سب قسم کی خوراک اور طرح طرح کی ڈبل روٹیاں دکانوں پر موجود ہیں۔ کپڑا ہے۔ بیگ ہیں چپلیاں ہیں، چھاتے ہیں۔ غرض حاجیوں کی ضرورت کی چیزیں ہیں وہاں بکثرت موجود ہیں۔ اب پانی کی بھی کوئی کمی نہیں۔ عرفات کے میدان میں بے شمار بسوں میں ٹھنڈے پانی کی ٹینکیاں موجود ہوتی ہیں۔

دعائے ابراہیمی اور ایمان و عرفان کا مشاہدہ

یہ نتیجہ ہے اس دعا کا جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کی رب اجعل ھذا بلدا امنا وارزق اھلہ من الثمرات وہاں خدا نظر آتا ہے۔ دنیا ہر سال اس کا مشاہدہ کرتی ہے جس سے دلوں پر ایمان و عرفان کا نقش بیٹھ جاتا ہے۔ وما کان اللہ لیضیع ایمانکم یہ کہنا کہ کعبہ کی طرف منہ کرنے سے ایمان ضائع ہو گیا بالکل

اور ایمان کو ضائع کرے۔

مسلمان کے لئے سبق

جس استقلال کا نمونہ حضرت نبی کریم صلعم نے دکھلایا وہ قوم کو سیکھنا چاہیئے ۔ حق پرستی کا یہ تقاضا ہے کہ مسلمان صحیح راستہ پر کھڑا رہے ادھر ادھر ڈولنا مسلمان کی شان کے بعید ہے ۔ فرمایا ہم نے تم کو اُمتِ وسط بنایا ہے ۔ اعتدال پسند قوم بنایا ہے ۔

خدا ترک دُنیا یا فراہمی دولت سے نہیں بلکہ اعمال و کردار سے ملتا ہے۔

ہندو لاکھوں کی تعداد میں جنگلوں میں تپسیا کرتے پھرتے ہیں وہ کپڑے نہیں پہنتے اور سر میں راکھ ملی ہوتی ہے ان کو یقین ہے کہ جسم کو تکلیف دینے سے خدا ملتا ہے حضرت عیسٰے کو ماننے والے بھی کئی ایک دنیا کو ترک کر کے راہب بن جاتے ہیں یا تو وہ دنیا کو ترک کر دیتے ہیں اور یا اس حد تک دنیا پرست ہو جاتے ہیں کہ خدا کو بھی بھول جاتے ہیں ۔ لوگ آج دولت دولت پکارتے ہیں ۔ آج دنیا میں بھی بڑا ہے دولت دولت ۔ اکنامکس اکنامکس ان کی زبان پر ہے ۔ ہر کوئی چاہتا ہے کہ لاکھوں روپے میرے بنک میں ہوں ۔ یہ بیماری پاکستان میں بھی آ گئی ہے اسلام یہ تلقین کرتا ہے کہ دنیا کو ترک کر کے خدا نہیں ملتا ۔ بلکہ دُنیا کو حاصل کرتے ہوئے اپنے اعمال و کردار سے انسان یہ ثابت کرے کہ میں خدا سے محبت کرتا ہوں میں پکا مسلمان اور مومن ہوں ۔ لیکن پاکستان میں بھی آج دولت کی ہوس بڑھ رہی ہے ۔ دولت تو بڑھتی جا رہی ہے مگر اخلاق بگڑتے چلے جا رہے ہیں ۔ خدا تعالےٰ نے اس رنگ کو ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے ۔ ارایت من اتخذ الٰھه ھواہ کیا تم نے اس شخص کو دیکھا جس نے اپنی خواہش کو اپنا مقصود بنا رکھا ہے ۔

اعلیٰ اعتقادات اور اخلاق سے دوسروں پر حجّت قائم کرو۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اعلےٰ درجہ کے اعتقادات سے اعلےٰ درجہ کے اخلاق فاضلہ سے دنیا پر حجت قائم کر کے دکھلائی مسلمان بھی اس رنگ میں حجت قائم کرنے کا ارادہ کرے اپنے کاروبار کے ذریعہ اور اپنی طرز زندگی کے ذریعہ سے آپ امت وسط بن جائیں ۔ اس کے پیش نظر ہر شخص اپنے گریبان میں منہ ڈالے کہ میں کس حد تک تعلیماتِ اسلامیہ کا پابند ہوں کس حد تک عبادت الٰہی کر کے اور مخلوق خدا کی خدمت کر کے میں لوگوں پر اسلام کے حق ہونے کے متعلق حجت قائم کر سکتا ہوں ۔ اس کے بغیر دوسروں پر حجت قائم نہیں کی جا سکتی

جناب میاں محمد صاحب ۔ محمود احمد صاحب ملنگ اور دیگر بیماروں کے لئے دُعا

ہمارے بعض دوست بیمار ہیں ۔ ان کی صحت کے لئے دعا کریں ۔ ہمارے ... میاں ... صاحب بیمار ہیں ۔ مجھے وہاں جانے کا دو دفعہ موقعہ ملا ہے ۔ پہلی دفعہ میاں ظہور احمد صاحب اور میاں اللہ بخش صاحب موجود تھے ۔ دوسری دفعہ میاں فضل احمد بھی تھے اب ان کی حالت بہتر ہو رہی ہے ۔ میں نے پہلے بھی تحریک کی ہے اور اب پھر آپ سے کہتا ہوں کہ میاں صاحب کی صحت کاملہ عاجلہ کے لئے درد دل سے دعا کریں دعاؤں میں بڑا اثر ہے ۔ وہ کام جو انسانی تدابیر سے نہیں ہو سکتے وہ دعاؤں سے پورے ہو جاتے ہیں ۔

ڈاکٹر تیر الدین سگو صاحب بیرسٹر ایٹ لاء کے فرزند بیمار ہیں ان کی والدہ اور والد بہت پریشان ہیں ۔ اس کی صحت کے لئے بھی دعا کریں ۔

پشاور کے نزدیک شیخ محمدی ایک گاؤں ہے ۔ وہاں ہماری جماعت کے بڑے مخلص لوگ رہتے ہیں ان میں ایک محمود احمد ملنگ صاحب بھی ہیں ۔ جب کبھی وہ آتے ۔ وہ بیمار ہی نظر آتے ۔ وہ دائم المریض ہو چکے ہیں ان کا خط آیا ہے کہ میں موت و حیات کی کشمکش میں مبتلا ہوں ۔ میں نہیں جانتا کہ خدا کو یہی چیز پسند ہے ۔ یا اس کی تقدیر میں میری زندگی کے کچھ اور دن باقی ہیں جماعت تک میری التماس پہنچا دیں کہ میرے حق میں دعا کریں لہذا آپ ان کی صحت کاملہ کے لئے دعا کریں ۔ اور ان سب کے لئے دعا کریں جو مختلف بیماریوں ۔ مشکلوں اور پریشانیوں میں مبتلا ہیں ۔

شیخ فضل الرحمٰن گورداسپوری کا انتقال پُرملال

ایک تکلیف دہ خبر آپ کو سناتا ہوں حضرت صاحب کا ایک عاشق اور با وفا انسان شیخ فضل الرحمان صاحب گورداسپوری انتقال فرما گئے ہیں ۔ انّا للّٰه و انّا الیه راجعون ۔ شیخ صاحب مرحوم بڑے صدق و صفا رکھنے والے انسان تھے ۔ کئی سال حضرت صاحب کی صحبت میں رہے ۔ ان کا گاؤں قادیان کے قریب ہی تھا ۔ وہ ایک متمول اور معزز زمیندار گھرانے سے تعلق رکھتے تھے ۔ وہ حق پرست انسان تھے اور بغیر کسی ڈر کے حق بات زبان پر لے آتے تھے ۔ وہ خوش شکل اور خوش گفتار تھے اور نہایت باوفا شخص تھے ۔ حضرت مجدد زمان اور حضرت مولینا نور الدینؓ سے خصوصی محبت رکھتے تھے ۔ ان کے والد بھی بڑے مخلص انسان تھے ان کی خاطر مولینا نور الدین صاحب فیض اللہ چک جایا کرتے تھے ۔ مرحوم شیخ صاحب کبھی کبھی حضرت صاحب ؑ اور حضرت مولینا نور الدین صاحب کی بے نظیر کہانیاں سنایا کرتے تھے مرحوم کی اولاد میں بھی اپنے والد بزرگوار کی قیمتی صفات موجود ہیں ۔ ان کا اعتقاد تھا کہ حضرت امام مجدد زمان تھے ۔

ہر جگہ وہ اس عقیدہ کا اظہار کرتے تھے ۔ ان کی حضرت مولینا محمد علی صاحب کے ساتھ بھی عقیدت تھی ۔ پٹھانکوٹ کی کچہری میں ناظر تھے میرے ساتھ بھی عقیدت رکھتے تھے ۔ مجھے ان کی وفات سے بڑا صدمہ ہے ۔ ان کی مغفرت کے لئے دُعا کریں ۔

”جماعت پشاور کا تربیتی اجلاس“

مورخہ ۲۷ کو مسجد احمدیہ پشاور میں حضرت قبلہ جناب پروفیسر محمد فاضل صاحب ایم ایس سی نے خطبہ جمعہ دیا ۔ آپ ایک بہت بڑے عالم و پارسا بزرگ ہیں آپ نے نہایت خوبصورتی سے خطاب فرمایا اور سامعین کے علم اور روحانیت میں اضافہ کا باعث ہوئے ۔ نماز کے بعد جماعت کا تربیتی اجلاس زیر صدارت جناب عبد الرشید خاں صاحب منعقد ہوا ۔ اس اجلاس کا آغاز صاحبزادہ فضل عالی صاحب نے تلاوت قرآن مجید سے کیا عزیزم فضل رحیم نے چند اشعار سنائے ۔ راقم الحروف نے حضرت مسیح موعود کے ملفوظات پڑھے اور احباب سے درخواست کی کہ اپنے معمولی معمولی اختلافات کو نظر انداز کر کے بھائیوں کی طرح رہو جس طرح حضرت مسیح موعودؑ نے ارشاد فرمایا ہے ۔ پھر جناب شیخ شریف احمد صاحب نے تقریر کی آپ نے سورۃ مریم کی ابتدائی آیات سے اپنی تقریر کو شروع کیا جس میں حضرت زکریا کی ایک دُعا نقل کی گئی ہے جو انہوں نے ایک وارث (یعنی لڑکے) کی پیدائش کے لئے کی ۔ شیخ صاحب نے فرمایا حضرت زکریا کا مدعا یہ تھا کہ ان کی تعلیم کو پھیلانے والا وارث ہو ۔ اسی طرح نبی اکرم صلعم نے جنگ بدر میں نہایت سوز اور تڑپ سے دعا کی کہ اے اللہ اس جماعت اسلام کو قائم رکھ تاکہ تیرے دین کی اشاعت ہو سکے ۔ اللہ تعالےٰ نے آپ کے دین کو ہمیشہ کے لئے قائم کر دیا آپ آخری نبی اور آپ کی کتاب آخری کتاب قرار پائی اور اس دین کی حفاظت کے لئے ہر صدی کے سر پر مجدد آتے رہے ہیں چنانچہ موجودہ صدی کے ابتداء میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب مجدّد صدی چہاردہم ہو کر آئے اور آپ نے استحکام دین کے لئے ایک جماعت قائم کی جس کے ہم سب ممبر ہیں ۔ ہمیں فکر ہونی چاہیئے کہ ہم نے جو وعدہ اس مجدد کے ساتھ کیا ہے اس میں کوتاہی نہ ہو اور موردِ سزا نہ ہو جائیں ۔ ہم نے بہت بڑی ذمہ داری اٹھا رکھی ہے اس کو بھولنا نہیں چاہیے دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد فراموش نہ کرنا چاہیئے ۔ آپ نے بزرگانِ سلسلہ کے واقعات بھی بیان کئے ۔ آپ کی تقریر کو بہت پسند کیا گیا ۔ آپ کا بیان سوز اور درد سے لبریز تھا اللہ تعالےٰ جزائے خیر دے ۔

عزیزم عبد الغفور نے سورۃ بقرہ کی چند آیات کی تلاوت کی اور پھر ترجمہ اور مطلب نہایت خوبصورتی سے بیان کیا جو نہایت قابلِ قدر ہے ۔ آپ کے بعد محمد ادریس صاحب متعلم فضیلت اگریکلچر سٹوڈنٹ نے ”کسر صلیب اور مسیح موعود“ کے موضوع پر مدلل تقریر کی آپ نے واقعات اور دلائل سے ثابت کیا کہ کسر صلیب کا کام حضرت مسیح موعود نے نہایت اعلےٰ رنگ میں سر انجام دیا ہے ۔ آپ کے بعد عزیزم محمد جمیل الرحمان نے فضائل القرآن پر تقریر کی ۔

اس کے بعد صدر جلسہ نے مختصر تقاریر پر تبصرہ کر کے جلسہ کو برخواست کیا ۔ بعد میں سب احباب نے مل کر چائے نوش فرمائی اور تبادلہ خیالات کرتے رہے ۔

مولانا عین الحق [illegible]

[illegible] گائے پر مساوات

پرستش حیوانات جسے علمی اصطلاح میں ZOOLATRY کہا جاتا ہے۔ وحشی قوموں کی یادگار ہے۔ ان قوموں میں بندروں، بھیڑیوں، ہاتھیوں، سؤروں، گائیوں بلکہ سانپوں تک کی پوجا کی جاتی ہے ان کو انسان سے افضل یا دیوی دیوتا سمجھا جاتا ہے۔ یہ ایک عجیب بات ہے کہ ہندو کلچر کی بنا خدا پرستی پر نہیں نہ کسی رشی منی اور کتاب پر ہے بلکہ اس کا انحصار گائے کی عظمت اور پوجا پر ہے۔ نہ صرف مادی کلچر بلکہ روحانی کلچر کی بنا بھی گائے کے گوبر اور پیشاب کے استعمال پر ہے۔

یہ آپ جانتے ہیں گائے کی نمایاں خصوصیت اس کے دو سینگ ہیں آپ باقی سینگ دار جانوروں کی طرح اس کے دو سینگ سمجھتے ہوں گے لیکن ویدوں کی رُو سے ان کی تعریف سنئے :۔

خالق کائنات (پرجاپتی اور پرمیشٹھی) دو اس کے سینگ ہیں۔ اندر دیوتا اس کا سر ہے۔ اگنی دیوتا اس کی پیشانی ہے۔ یم دیوتا اس کے گلے کی گھنٹی ہے سوم دیوتا اس کا مغز ہے۔ آسمان اوپر کا جبڑا ہے۔ زمین نیچے کا جبڑا ہے۔ اتھروید کانڈ ۹۔ سوکت ۷

اسی طرح گائے کے ہر عضو کی تعریف کرتے ہوئے آخر پر فرمایا :۔

"سارا جہان اور کل دیوتا گائے کا ہی سراپا ہیں"

باقی بت تو گھڑ گھڑا کر تیار ہوتے ہیں تو ان کی پوجا ہوتی ہے مگر گائے :۔

"تجھے پیدا ہوتی ہوئی۔ اور پیدا ہو چکی ہوئی کو سجدہ۔ تیرے بالوں کے لئے۔ تیرے کھروں کے لئے اے اگنی دیوتا کے مجسمہ تجھے سجدہ ہے" (اتھروید کانڈ ۱۰ سوکت ۱۰)

رگوید میں ہے :۔

"بیل نے اٹھایا ہوا ہے زمین و آسمان"

(رگوید ۱۰: ۳۱-۸۰ - اتھروید ۴: ۱۱)

اس قسم کی تعلیم کا یہ اثر تھا کہ ہندوستان قدیم میں دھرماتما لوگ گائے کے گوبر میں سے دانے چن چن کر کھاتے اور اس کا پانی نچوڑ کر پیتے تھے۔ مہابھارت میں لکھا ہے کہ بڑے بڑے دھرماتماؤں کو پونچھ کر اس سے غسل لیتے تھے۔

ہندو گھروں میں اب بھی جسمانی پاکیزگی کی خاطر گائے کا پیشاب پیا جاتا ہے اور گوبر سے باورچی خانہ لیپا جاتا ہے قرآن مجید نے جیسا کہ فرمایا واشربوا فی قلوبہم العجل ان کے دلوں میں بچھڑے کی محبت رچی ہوئی ہے۔

اگر آج ہندوستان میں شنکر آچاریہ وغیرہ گائے پر قربان ہونے کو تیار ہیں تو گاندھی کے فرمان کی تعمیل بھی ہے آپ نے فرمایا تھا :۔

Freedom is no freedom at all if cow slaughter is not prohibited.

پھر فرماتے ہیں :۔

That he makes no distinction between the slaughter of man and that of cow

یہ تو ہوئی گاندھی کی رائے۔ اب سنئے سوامی دیانند بانی آریہ سماج کا وید کی بنا پر فتوے۔ آپ فرماتے ہیں :۔

"ذبح گاؤ کے جرم میں ہزاروں اور لاکھوں انسانوں کو ذبح کر کے گائے کو خوش کرنا چاہیئے"

(دیانند رگوید بھاشی منڈل ۱ سوکت ۱۲۱ منتر ۱۰ - یجروید بھاشی ادھیائے ۱۳ - منتر ۱۲)

گویا ایسا ہی ایک قصہ ہے کہ ایک برہمن سر بازار ایک موٹی تازی گائے کو جو بازاروں میں لوگوں کی خوراک پر ڈاکہ ڈالنے کے لئے آزاد چھوڑ دی گئی تھی گھی کے پراٹھے کھلا رہا تھا۔ ایک دبلا پتلا خستہ حال فقیر جو اپنی ٹانگوں پر مشکل کھڑا ہو سکتا تھا۔ یہ دیکھکر آگے بڑھا اور اپنے پیٹ پر دونوں ہاتھ مار کر اپنا بھوکا ہونا ظاہر کیا اور نہایت عاجزی سے ایک ٹکڑا روٹی کا سوال کیا۔ برہمن نے اس کے جواب میں ایسی غصہ بھری نگاہ سے اس کی طرف دیکھا کہ غریب لڑکھڑا کر زمین پر گر پڑا۔ اتنے میں برہمن کا ایک دوست آگیا اور وہ منہ موڑ کر اس سے باتیں کرنے لگا۔ بھوکے بھک منگے نے موقع دیکھکر گائے کے منہ سے جو چھوٹے ٹکڑے روٹی کے زمین پر گر گئے تھے وہ اٹھا کرنے کی کوشش کی۔ برہمن نے پلٹ کر بھوکے فقیر کی یہ جرأت دیکھی تو ایک ڈنڈا غریب کی پیٹھ پر اس زور کا مارا کہ وہ چیختا چلاتا وہاں سے دور ہٹ گیا۔

ذہن کی پستی اور دماغی کجی کی یہ ایک مثال ہے کہ انسانیت کی اس قدر ذلت اور تحقیر کہ موٹی تازی گائے کو گھی کا پراٹھا کھلایا جا سکتا ہے لیکن بھوک سے تڑپتے انسان کی جان بچانے کے لئے نہیں دیا جا سکتا۔

گائے کی دُم اور انسان کا سَر

وہ قوم جو گائے کی دُم اور انسان کے سر میں فرق کرنا نہیں جانتی وہ تہذیب اور کلچر کی نعمتوں سے [illegible] پیشاب و پاخانہ پورا اور پاک ہوگا بلکہ اس کا پیشاب تبرکاً پیا اور باورچی خانہ میں اس کے پیشاب کا چھڑکاؤ اور گوبر کا لیپ طیب سمجھا جاتا ہے۔ مگر کسی چیز کی افادیت قیمت اور اہمیت غلط عقائد اور نامعقول خیالات اور توہمات کی بنا پر نہیں ہوتی۔ اس کے لئے کسی شئے کے عملی فوائد اور زندگی کی اہم ضروریات پورا کرنے کی اہلیت دیکھی جاتی ہے۔ انسان اپنی نفسی اور ذہنی قابلیت اور اخلاقی قوت کے لحاظ سے بحیثیت مجموعی حیوانات پر فائق ہے اس لئے کسی جانور کے ساتھ اس کا مقابلہ کرنا یا برابری کا درجہ دینا از روئے عقل و علم غلط ہے انسان کے بالمقابل گائے کی عظمت تو کچھ ہو ہی نہیں سکتی۔ اسے تو جانوروں کی صف میں بھی کھڑا کر کے نفسی قابلیت کی رُو سے نمبر دیئے جائیں تو گائے سب سے کم نمبر حاصل کرے کیونکہ یہ ایک مسلمہ امر ہے :۔

There is no fundamental difference between the man and the highest mammals in their mental faculties.

(Darwin)

ذہنی قوتوں کے لحاظ سے انسان اور دوسرے اعلیٰ درجہ کے دودھ پلانے والے جانوروں میں اصولی فرق نہیں۔ فرق صرف یہ ہے کہ انسان میں یہ ذہنی قوتیں بحیثیت مجموعی پائی جاتی ہیں اور جانوروں میں انفرادی قوتیں موجود ہیں۔ ڈارون نے جس حقیقت کا اعلان ۱۸۷۱ء میں کیا قرآن مجید نے ۱۳۰۰ برس پہلے اس کا اظہار فرمایا۔

وما من دابۃ فی الارض ولا طائر یطیر بجناحیہ الا امم امثالکم ما فرطنا فی الکتاب من شئ ثم الی ربہم یحشرون۔

"زمین میں کوئی جانور نہیں اور نہ کوئی پرندہ جو اپنے بازوؤں پر پرواز کرتا ہے مگر وہ تمہاری ہی صفات کی جماعتیں ہیں۔ ہم نے کتاب (نیچر) میں کوئی کمی نہیں چھوڑی اور وہ الگ الگ درجوں میں اپنے رب کے حضور جمع کئے جاتے ہیں"

پس حیوان اور انسان کے دماغ میں فرق کیفیت کا نہیں بلکہ درجہ اور جماعت بندی کا ہے انسان نے اپنی تعلیم اور تہذیب اور معاشرت تمدن کے سفر میں بے شمار سبق جانوروں سے سیکھے ہیں۔ قرآن مجید نے بیسیوں آیات میں حیوانات کی نفسیات سے ہماری رہنمائی کے لئے استدلال کیا ہے۔

(باقی ــــ باقی)

(ضبط نور)

قادیانی خلیفہ ثانی کے لاثانی کارنامے

شعائر اللہ کی تقدیس۔ جماعتی نظام کی فوقیت

ارباب ربوہ کے خلیفہ ثانی اپنے بعض اوصاف کے لحاظ سے "لاثانی" تھے۔ اگر ان کو "خلیفہ لاثانی" کہا جائے تو یہ محض حقیقت پسندی اور حق پروری ہوگی۔ وہ ہمیشہ اپنی مدافعت قرآن کریم کی اس آیت لا یمسہ الا المطھرون سے کیا کرتے تھے۔ گویا وہ اپنے کردار کی پردہ داری اور اپنی قرآن دانی کا اعلان کرتے رہتے تھے۔ اس میں کسی کو کوئی کلام نہیں ہو سکتا کہ قرآن کریم سے مس پاکیزہ اور خدا خوف لوگوں کو ہی ہو سکتا ہے۔ اس کے مطالب اور معانی کا فروغ اور عروج وہ اکابر رجال ہی کر سکتے ہیں جن کی زندگیاں اس کی تعلیمات کے سانچوں میں ڈھلی ہوتی ہیں۔ قرآن کریم سے "خلیفہ ثانی" کو مس تھا اور کس انداز کا تھا وہ ان کے اقوال سے ظاہر ہے۔ ۱۹۱۴ء میں جماعتی اختلافات کے بعد انہوں نے بڑے زور و شور سے قرآن کریم کے پہلے پارہ کی تفسیر انگریزی میں شائع کی۔ اور دعویٰ کیا کہ اسی انداز میں یہ اہم کام پایہ تکمیل کو پہنچ جائے گا۔ لیکن تکمیل کی توفیق سلب ہو گئی۔ اور یہ کام کھٹائی میں رہا۔ جب اس پر چہ میگوئیاں خلیفہ صاحب کے کان تک پہنچیں تو انہوں نے بارہا جلسوں اور خطبوں میں فرمایا کہ قرآن کریم کی تفسیر کرنا ان پر فرض نہیں ہے۔ اس کے جواز میں بڑے تمرّد اور تہوّر سے کہا کرتے تھے:۔ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی تفسیر کی۔ کیا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یا کسی اور خلیفہ راشد نے کوئی تفسیر کی۔ کیا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کوئی تفسیر کی۔ جماعت استخفاف اور استحقار کے یہ فقرات سن کر چپ ہو جاتی کیونکہ ان کے نزدیک جماعتی تنظیم کی تقدیس شعائر اللہ کی تقدیس پر بھی فائق اور مقدم ہے۔ یہی وجہ ہے علالت کے دوران میں بھی خلیفہ صاحب ہی امام الصلوٰۃ رہے۔ اور نماز پر ستگین کو تباہیاں کر جاتے۔ لیکن جماعت ہزاروں کی تعداد میں ان لغزشوں اور فروگزاشتوں میں شامل رہتی اور بول نہ سکتی۔ گویا نماز کی صحیح ادائیگی بھی خلیفہ صاحب کی اطاعت کے تابع ہے۔ ایک مقتدر شخصیت نے ایک دفعہ ایک جلسے میں کہا کہ تمام ابتلاؤں سے بڑھ کر "حضور کی علالت" ہے کیونکہ ان کی امامت میں نماز بھی صحیح ادا نہیں ہو سکتی۔ اس کو ربوہ میں مستحسن نہ سمجھا گیا۔ قرآن کریم سے مس نہ ہونے کا اس سے بڑھ کر کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ قرآن کریم کی انگریزی کی تفسیر کی تکمیل کا سارا کام ان کی علالت کے عرصے میں ہوا جب وہ بالکل عاجز اور معذور ہو چکے تھے۔ اردو کی تفسیر ہنوز تشنۂ تکمیل ہے۔ حالانکہ اسی تفسیر کے مطالعہ کا دائرہ زیادہ وسیع ہوتا ہے۔

قرآن کریم سے مس نہ ہونے کے اور بہت سے واقعات ہیں۔ ایک باہمت شخص نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب کے عرق ریز مطالعہ کے بعد ایک تفسیر مرتب کی اور اس کا نام "خزینۃ المعارف" رکھا اس کے چند پارے طبع ہو کر شائع ہوئے۔ اسی وقت "بارگاہِ خلافت" سے امتناعی فرمان جاری ہوا اور حضرت مامور من اللہ کے بیان کردہ معارف کو ممنوع کر دیا گیا۔ ارباب قادیان کے نزدیک لا یمسہ الا المطھرون کی یہ بھی ایک تعبیر تھی۔ سچ ہے غیر مطہر قرآن کریم کے فروغ کا سہرا اپنے سر پر نہیں باندھ سکتا۔

خلیفہ صاحب مکرم نے مردوں میں درس قرآن کریم دینا بند کر دیا تھا۔ وہ جمعرات کے دن مستورات کو اپنے قصرِ خلافت میں اپنے درس سے سرفراز کرتے تھے اور یہ سلسلہ شاید علالت تک جاری رہا۔ اس کی کیا حکمت تھی اللہ تعالیٰ ہی اس کو جانتا ہے یا خود خلیفہ صاحب مکرم اس سے آگاہ تھے۔ قادیان میں مرد درسِ قرآن کو ترس گئے۔ اس کیفیت کو دیکھتے ہوئے میر محمد اسحاق صاحب نے مہمان خانے میں عشاء کے بعد درس قرآن کریم شروع کیا درس بڑا مقبول ہوا۔ مہمان خانے کا صحن لوگوں سے بھر جاتا تھا۔ یہ مقبولیت خلیفہ صاحب مکرم کو ناگوار گذری کیونکہ اس سے نہ صرف ان کا درس نہ کرنا بے نقاب ہوتا تھا بلکہ قرآن دانی کا سکہ کسی اور عالم کا رواں ہو گیا تھا۔ انہوں نے درحقیقتا فوق کمالطور کے جو معانی بیان کئے گئے تھے خطبہ میں خلیفہ صاحب مکرم نے اس پر میر صاحب کو ملامت کی اور ان کا درسِ قرآن بھی بند کر دیا۔

اب ملاحظہ ہو کہ ایک شخص کا دعوے ہے کہ اس دور میں اس سے زیادہ کسی کو قرآن کریم کا فہم نہیں۔ وہ یہ اعلان کرتے میں ذرا باک محسوس نہ کرے کہ جب وہ تفسیر کرنے لگتا ہے تو قرآن کریم کے مطالب و مفاہیم اس کے سامنے صف بستہ کھڑے ہو جاتے ہیں۔ لیکن نہ وہ خود قرآن کریم کا درس دے اور نہ کسی اور عالم کے درس کو گوارا کرے۔ اس کا مطلب لا یمسہ الا المطھرون کی آیت کے مطابق یہ ہوا کہ نہ اس کو قرآن کریم سے مس ہے اور نہ قرآن کریم نے اس کو چھوا ہے۔ گویا یہ آیت اس شخص پر صادق آتی ہے۔ لیکن ایک دوسرے زاویے سے ارباب ربوہ کا ایک طعنہ ہوتا ہے کہ لاہور کی جماعت قلیل ہے۔ لیکن قرآن کریم کی خدمت میں اسکے مقام سے انکار ناممکن ہے۔ حضرت مولانا محمد علی رحمہ اللہ کی اردو اور انگریزی کی تفسیر کو جو مقبولیت حاصل ہوئی وہ اپنی مثال آپ ہے۔ ربوہ سے انگریزی تفسیر شائع ہوئی لیکن مقبولیت کی کوئی علامت کہیں نظر نہیں آئی۔ اور نہ ہی الفضل کسی کا قول شائع کر سکا۔ یہ موہبت ہے جو ادعا۔ اور تقابل سے نہیں ملتی۔ دونوں ہی تفسیر کے طور پر شائع ہوئی ہیں لیکن ایک ربوی عالم کی تفسیر ہے اور ایک مجاہد کبیر کی۔ الفاظ و معانی میں تفاوت نہیں لیکن

ملّاں کی اذاں اور مجاہد کی اذاں اور

یہاں ایک واقعہ درج کرنا نامناسب نہ ہوگا۔ جب خلیفہ صاحب مکرم (اپنے ماموں جان کے فارمولے کے مطابق) ایک ایسی علالت میں اسیر ہوئے جس کے متعلق حضرت مسیح موعود کا فتوےٰ میر احمدی کے علم میں ہے۔ اور جب حواس بھی جواب دے گئے، تو اس وقت ۱۹ر جون ۱۹۵۹ء کو ربوہ کے حضرت "قمر الانبیاء" نے ایک مضمون لکھا جس میں یہ ثابت کرنے کی سعی کی کہ خلیفہ صاحب مکرم کی حواس باختگی ایک قسم کا نسیان ہے اور یہ ایک بشری تقاضا ہے۔ اس کے اثبات میں حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نسیان منسوب کر کے حاطب اللیل قسم کی روایت کا طومار لگا دیا اور کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی بشریت کی معذوریوں اور لاچاریوں سے محفوظ نہ تھے جس سے خلیفہ صاحب کی "بچتیوں کی غلام" جماعت میں اضطراب پیدا ہوا۔ اگر یہ استخفاف خلیفہ صاحب کی طرف سے ہوتا تو جماعت کے ایمانی اطمینان میں کوئی خلل نہ آتا۔ چونکہ "منجھلے میاں" کی طرف سے تھا۔ لوگوں نے خطوط لکھے۔ ان پر زجر و توبیخ ہوئی۔ ایک احمدی عالم کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریروں سے ایک حوالہ ملا جس میں حضور نے یہ فرمایا تھا کہ انہیں اللہ تعالیٰ نے الہاماً بتایا ہے کہ اس نے سید البشر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت کو بھی مامون و مصئون کیا ہوا ہے اور ان کی بشری زندگی میں بھی کوئی اختلال واقع نہیں ہو سکتا۔

یہ تحریر بڑی ایمان افروز تھی اس سے حضرت مسیح موعود کا اللہ تعالیٰ سے تعلق اور رحمۃ اللعالمین سے فدائیت عیاں تھی لیکن اس میں حضرت "قمر الانبیاء" کے مضمون کی تنقیص ہوتی تھی اس لئے یہ شائع نہ ہوئی اور جماعت جہر بلب ہو کر اس توہین کو ہضم کر گئی کیونکہ اس کو تلقین تھی :۔

دیکھ جو کچھ سامنے آئے منہ سے کچھ نہ بول
آنکھ آئینے کی پیدا کر۔ دہن تصویر کا

درخواست دُعا

ہمارے محترم دوست محمود احمد صاحب ملک سکنہ شیخ محمدی ضلع پشاور عرصہ سے بیمار چلے آ رہے ہیں اور اب آپ کی بیماری بہت بڑھ گئی ہے ان کی استدعا ہے کہ احباب انکی صحت کے لئے دلی درد سے دعا کریں۔

محمد صالح نور لائل پور

مُدیر "المنیر" خوفِ خُدا سے کام لیں!

جو خدا کا ہے اسے للکارنا اچھا نہیں
ہاتھ شیروں پر نہ ڈال اے روبۂ زار و نزار (حضرت مسیح موعودؑ)

محترم مولینا عبد الرحیم اشرف صاحب
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

عرصہ دراز سے آپ کا قلم ہمارے پیارے اور مقدس امام حضرت مسیح موعودؑ مرزا غلام احمد علیہ السلام کی توہین کے لئے وقف ہو چکا ہے جو طریق آپ نے اختیار کر رکھا ہے یہ اولوالالباب کا شیوہ نہیں ہے تمام نسلِ انسانی کا مذہب ۔ رنگ، نسل اور طریق کبھی بھی ایک سا نہیں رہا ۔ اور اس چمن زارِ حیات کی تمام رنگینیاں اختلاف سے ہی قائم ہیں ۔ اور یہ تضادِ رنگ و نسل اور عقیدہ و خیال حضرت آدمؑ سے لے کر چلا آ رہا ہے اور تا روزِ قیامت یوں ہی رہے گا ۔ مگر اس اختلاف سے فائدہ اُٹھا کر جس قسم کی فضا آپ پیدا کرنا چاہتے ہیں وہ کسی بھی ذی شعور اور عقلمند شخص کو زیب نہیں دیتا ۔ آپ ماشاءاللہ سمجھدار اور ہوشمند علماء میں شمار ہوتے ہیں اور جہاں تک میرا علم ہے آپ کو اُمم سابقہ اور اُمتِ مسلمہ کی تاریخ کا بھی بخوبی مطالعہ ہے اور آپ جانتے ہیں کہ اختلاف رائے کا اظہار بلا سب و شتم اور بلا دلآزاری کے بھی کیا جا سکتا ہے بایں ہمہ آپ اس دنیائے رنگ و بُو کے آبِ شیریں کو جس طریق سے زہرِ ہلاہل میں تبدیل کرنا چاہتے ہیں وہ کچھ بھلا معلوم نہیں دیتا ایک مومن و مسلم کی زبان اور قلم حفاظت کی ضامن ہوتی ہیں اگر آپ مسلمانانِ پاکستان کا کچھ سنوار نہیں سکتے تو خدا را بگاڑنے کی طرف قدم نہ اُٹھایئے اور ایسی فضا پیدا کرنے کی سعی نہ فرمایئے جس سے ہر ایک ایک دوسرے کے خلاف اُلجھ کر اپنی ملکی اور ملّی طاقت کو ضائع کرنے کا موجب بن جائے۔

آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ لاکھوں کلمہ گو دل حضرت امام زمان مرزا غلام احمد علیہ السلام کے وجود مسعود سے انتہائی گہری عقیدت و محبت کے جذبات سے معمور ہیں ۔ اور آپ کو دورِ حاضر کا سب سے بڑا خادمِ دینِ متین یقین کرتے ہیں ۔ "المنیر" کی موجودہ روش کو تبدیل کرنے کی طرف توجہ دیجئے ۔ اور ان کی دلآزاری کے شغل سے اپنا دامن داغدار نہ کیجئے ۔

میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ زمینی حکومتیں اپنی گونا گوں مصلحتوں کی بناء پر خدا کے پیاروں کے خلاف زبان درازی کو معاف کر سکتی ہیں مگر خدا کی قسم وہ زمین و آسمان کا مالک وہ قادر و توانا خدا اپنے ماموروں کی توہین کبھی برداشت نہیں کرتا اور اس کے مرتکب ہونے والوں کو کبھی بھی معاف نہیں کیا کرتا نہ دنیا میں اور نہ آخرت میں ۔

آپ غور فرمائیں کہ ابتدائے آفرینش سے تا این دم خدا تعالےٰ نے اپنے فرستادہ کے مقابل آنے والوں میں سے کس دریدہ دہن کو معاف کیا ہے ۔ اس کی لاٹھی میں آواز نہیں ہے بڑی سے بڑی قوت و جبروت کے مالک جادوگر عربیان ہیں کہ آن واحد میں ناپید ہو گئے ۔ یقین کیجئے کہ خدا کے ماموروں اور اس کے پیاروں سے خدا کا گھر ہوتے ہیں ۔ ان کی طرف بڑھنے والے اصحابِ فیل مع اپنے تخت و تاج اور لاؤ لشکر کے آسمان والے کے ہاتھوں پیوندِ زمین کر دیئے جاتے ہیں اور یہی ازل سے خداوند تعالےٰ کا قانون ہے ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا ۔

حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کے مقابل آنے والوں میں سے ایک ایک کو لیجئے اپنا یا پرایا کوئی بھی خدا تعالےٰ کی "بطشِ شدید" سے محفوظ نہ رہ سکا کیونکہ اُن سے خدا کا وعدہ ہے کہ میں اس سے توہین آمیز سلوک کروں گا جو میری توہین کا ارادہ بھی کریگا ۔ آپ مخالفین حق کے انجام سے عبرت حاصل کیجئے گا ۔ اگر آپ کو خدا کے مامور کی نصرت کی توفیق نہیں مل سکی تو پھر مخالفت کر کے دنیا و آخرت میں خسران کا سامان کیوں کرتے ہیں ۔ اسلامی تعلیم کی ترویج و اشاعت پر زور دیجئے لوگوں کی اخلاقی رہنمائی کیجئے آپ اسلامی ادارے قائم کریں ۔ اسلامی معاشرہ کی تشکیل کے لئے کوشش کریں ملک کو ایک فلاحی مملکت بنانے میں حکومت کا ہاتھ بٹائیں اور ایک مسلم کو جنت میں جانے اور لے جانے کی آسان راہیں تجویز کیجئے مگر حیرت ہے کہ آپ جانتے بوجھتے اور سوچتے سمجھتے خدا کے ایک مقرب اور پیارے اور مامور کے خلاف زبانِ طعن دراز کر کے اور لاکھوں کی دلآزاری کر کے اس گناہ بے لذت کا شکار کیوں ہو رہے ہیں ۔

یہ چند سطور محض مخلصانہ جذبات سے سرشار ہو کر اور اس تعلقِ خاطر کی بناء پر جو مجھے آپ سے ہے سپردِ قلم کر رہا ہوں ۔ ورنہ میرا مذہب تو بقول میرے پیارے امام علیہ السلام یہی ہے کہ ؎

گالیاں سن کر دعا دو پا کے دُکھ آرام دو
کبر کی عادت جو دیکھو تم دکھاؤ انکسار
تم نہ گھبراؤ اگر وہ گالیاں دیں ہر گھڑی
چھوڑ دو ان کو کہ چھپوائیں وہ ایسے اشتہار
چُپ رہو تم دیکھ کر ان کے رسالوں میں ستم
دم نہ مارو گر وہ ماریں اور کر دیں حال زار
دیکھ کر لوگوں کا جوش و غیظ مت کچھ غم کرو
شدتِ گرمی کا ہے محتاج بارانِ بہار

آپ کا خیر اندیش ۔ محمد صالح نورؔ
پوسٹ بکس نمبر ۳۴ ۔ لائل پور

تبلیغی رپورٹ جماعت بھدرواہ کشمیر

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور علمائے سلسلہ کی کتب کی جو قدیم لائبریری ہمارے پاس ہے اس کے ذریعے سے ہم لوگوں تک سلسلۂ احمدیہ اور اسلام کا پیغام پہنچانے میں کامیاب ہیں ۔ الحمدللہ خدا کے فضل سے یہاں کی اکثر مسلم آبادی ہمارے عقائد اور تبلیغی کام سے مطمئن ہے ۔ بلکہ تعلیم یافتہ طبقہ ہمارے قریب ہو رہا ہے ۔

اس سلسلے میں تازہ لٹریچر اور اخبارات کی بے حد ضرورت ہے ۔

مدرسہ احمدیہ بھدرواہ میں بدستور تعداد طلباء و طالبات بڑھ رہی ہے ۔ اس وقت مجموعی تعداد طلباء و طالبات (۷۰) ستر سے تجاوز کر چکی ہے ۔ اس میں اپنی جماعت کے علاوہ غیر احمدی اور قادیانی بچوں کی تعداد ۳۵ ہے ۔ علاوہ دینی مسائل صوم و صلاۃ ۔ ترجمہ مسائل دینی ۔ قرآن مجید ناظرہ ۔ اور ترجمہ کے ساتھ پڑھایا جاتا ہے ۔ ہر تین ماہ کے بعد بچوں کا امتحان ہوتا ہے ۔ اور اس طرح بچوں کو اگلے درجہ اور منزل میں بٹھایا جاتا ہے ۔ محترمہ نسیم اختر صاحبہ معلمہ بعلاوہ مدرسہ میں بچوں کو پڑھانے کے مستورات میں تبلیغ اور تربیت کا کام نہایت عمدہ اور کامیاب طریقہ سے کر رہی ہیں حتیٰ کہ یہاں کے سماجی ماحول میں انہوں نے ایک نئی رُوح اور اسلامی سپرٹ پیدا کی ہے ۔ درجے میں پاس ہونے والے طلباء کو انعامات بھی دیئے جاتے ہیں ۔

معلمہ صاحبہ موصوفہ کے تبلیغی اور تربیتی کام سے اپنی جماعت کے علاوہ غیر از جماعت بھائی اور قادیانی بھی بے حد متاثر ہیں ۔ خدا تعالیٰ اس ہونہار اور محنتی معلمہ کو اجرِ عظیم دے ۔ خاکسار عبد الکریم سیکرٹری جماعت بھدرواہ

ایک غلطی کی اصلاح

گذشتہ اشاعت کے مقالہ افتتاحیہ کی، شروع کی سطور میں نواب صدیق حسن خان کے حوالہ سے پہلے اس فقرہ میں کہ گذشتہ تیرہ صدیوں میں منصب مجددیت پر فائز کئے گئے "مجددیت" کے بجائے غلطی سے "نبوت" کا لفظ لکھا گیا، قارئین کرام اصلاح فرمالیں ۔

تحریر: شیخ عبدالسلام خیبری صاحب سہارنپوری

ختمِ نبوت اور حضرت مرزا صاحب علیہ الرحمۃ

(۱۳)

نبی و رسول کے الفاظ سابق بزرگانِ دین پر بولے جا سکتے ہیں۔

قادیانی خلیفۂ ثانی میاں بشیرالدین محمود احمد نے مولوی محمد علی صاحب پر یہ الزام لگایا تھا۔ کہ مولوی صاحب مرزا صاحب کو پہلے حقیقی نبی مانتے تھے۔ دلیل یہ دی تھی کہ آپکی تحریروں میں لفظ نبی و رسول بکثرت موجود ہے، اس کے جواب میں مولوی صاحب نے لکھا کہ جن معنوں میں مَیں نے حضرت مرزا صاحب کو نبی و رسول لکھا ہے۔ ان معنوں کی رُو سے پہلے بزرگوں کو بھی لکھا جا سکتا ہے۔ ناظرین ذرا اب الحکم ۱۷ اپریل ۱۹۰۳ء صفحہ ۹ کو بھی ملاحظہ فرمائیں جس میں پہلے تمام بزرگوں کو اس بات کا حق دار قرار دیا گیا ہے کہ انہیں نبی کہا جائے :۔

" اگر غور سے دیکھا جائے تو ہمارے نبی کریم صلعم کو آپ کے بعد کسی دوسرے کے نبی نہ کہلانے سے شوکت ہے اور حضرت موسٰی کے بعد اور لوگوں کے بھی نبی کہلانے سے ان کی کسرِ شان کیونکہ حضرت موسٰی بھی ایک نبی تھے۔ اور اُن کے بعد ہزاروں اور بھی نبی آئے۔ تو ان کی نبوت کی خصوصیت اور عظمت کوئی نہیں ثابت ہوتی۔ برعکس اس کے آنحضرت صلعم کی اُمت کی ایک عظمت اور آپؐ کی نبوت کے لفظ کا پاس اور ادب کیا گیا ہے کہ آپؐ کے بعد کسی دوسرے کو اس نام سے کسی طرح بھی شریک نہ کیا گیا۔ اگرچہ آنحضرت صلعم کی اُمت میں بھی ہزاروں بزرگ نبوت کے نُور سے منوّر تھے اور ہزاروں کو انوارِ نبوت کا حصہ عطا ہوتا رہا ہے اور اب بھی عطا ہوتا ہے۔ مگر چونکہ آنحضرت صلعم کا نام خاتم الانبیاء رکھا گیا تھا۔ اس لئے خدا نے نہ چاہا کہ کسی دوسرے کو بھی یہ نام دے کر آپ کی کسرِ شان کی جائے۔ آنحضرت صلعم کی نبوت میں ہزارہا انسانوں کو نبوت کا درجہ ملا۔ اور نبوت کے آثار اور برکات ان کے اندر موجزن تھے۔ مگر نبی کا نام اُن پر صرف شانِ نبوت آنحضرت صلعم اور سدِّ بابِ نبوت کی خاطر ان کو اس نام سے ظاہراً ملقب نہ کیا گیا۔ مگر دوسری طرف چونکہ آنحضرت صلعم کے فیوض اور روحانی برکات کا دروازہ بند بھی نہ کیا گیا تھا اور نبوت کے انوار بھی جاری تھے۔ جیسا کہ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ سے نکلتا ہے کہ آنحضرت صلعم کی مُہر اور اذن سے اور آپؐ کے نور سے نورِ نبوت جاری بھی ہے اور یہ سلسلہ بند بھی نہیں ہوا۔ یہ بھی ضروری تھا کہ اسے ظاہراً بھی شائع کیا جائے۔ تاکہ موسوی سلسلہ کے نبیوں کے ساتھ آپ کی اُمت کے لوگ بھی مماثلت کے پورا کرنے میں صاف طور سے نبی اللہ کا لفظ فرما دیا اور اس طرح سے دونوں امور کا لحاظ نہایت حکمت اور کمال لطافت سے رکھ لیا گیا ادھر یہ کہ آنحضرت صلعم کی کسرِ شان بھی نہ ہو۔ اور ادھر موسوی سلسلہ سے مماثلت بھی پوری ہو جائے ۱۳۰۰ برس تک نبوت کے لفظ کا اطلاق تو آپ کی نبوت کی عظمت کے پاس سے نہ کیا اور اس کے بعد اب مدت دراز کے گزرنے سے لوگوں کے چونکہ اعتقاد اس امر پر پختہ ہو گئے کہ آنحضرت صلعم ہی خاتم الانبیاء ہیں۔ اور اب اگر کسی دوسرے کا نام بھی نبی رکھا جاوے تو اس سے آنحضرت صلعم کی شان میں کوئی فرق نہیں آتا اس واسطے اب نبوت کا لفظ مسیح کے لئے ظاہراً بھی بول دیا۔ یہ ٹھیک اسی طرح سے ہے جیسے آپ نے پہلے فرمایا تھا کہ قبروں کی زیارت نہ کیا کرو اور پھر فرما دیا کہ اَب اچھا کر لیا کرو۔ پہلے منع کرنا بھی حکمت رکھتا تھا۔ کہ لوگوں کے خیالات ابھی تازہ تازہ بُت پرستی سے ہٹے تھے تا پھر وہ اسی عادت کی طرف عود نہ کریں۔ اور پھر جب دیکھا کہ اب اُن کے ایمان کمال کو پہنچ گئے ہیں اور کسی قسم کے شرک اور بدعت کو ان کے ایمان میں راہ نہیں تو اجازت دے دی۔ بالکل اسی طرح یہ امر ہے پہلے ۱۳۰۰ سو برس اس عظمت کے واسطے نبوت کا لفظ نہ بولا۔ اگرچہ حقیقی رنگ میں صفت نبوت اور انوارِ نبوت موجود تھے۔ اور حق تھا کہ ان لوگوں کو نبی کہا جاوے۔ مگر خاتم الانبیاء کی نبوت کی عظمت کے پاس کی وجہ سے وہ نام نہ دیا گیا مگر مگر اَب وہ خوف نہ رہا تو آخری زمانہ میں مسیح موعود کے واسطے نبی اللہ کا لفظ فرما دیا آپ کے جانشینوں اور آپ کی اُمت کے خادموں کے صاف صاف نبی اللہ بولنے کے واسطے دو امور مدنظر رکھنے ضروری تھے۔ اوّل عظمت آنحضرت صلعم اور دوم عظمتِ اسلام سو آنحضرت صلعم کی عظمت کے پاس کی وجہ سے ان لوگوں پر ۱۳۰۰ برس تک نبی کا لفظ نہ بولا گیا۔ تاکہ آپ کی ختم نبوت کی ہتک نہ ہو کیونکہ اگر آپ کے بعد ہی آپ کی اُمت کے خلیفوں اور صلحاء لوگوں پر نبی کا لفظ بولا جانے لگتا جیسا حضرت موسٰی کے بعد لوگوں پر بولا جاتا رہا۔ تو اس میں آپ کی ختم نبوت کی ہتک تھی۔ اور کوئی عظمت نہ تھی سو خدا نے ایسا کیا کہ اپنی حکمت اور لطف سے آپکے بعد ۱۳۰۰ برس تک اس لفظ کو آپ کی اُمت پر سے اٹھا دیا۔ تا آپ کی نبوت کی عظمت کا حق ادا ہو جائے اور پھر چونکہ اسلام کی عظمت چاہتی تھی کہ اس میں بھی بعض ایسے افراد ہوں جن پر آنحضرت صلعم کے بعد لفظ نبی اللہ بولا جاوے۔ اور تا پہلے سلسلے سے اس کی مماثلت پوری ہو۔ آخری زمانہ میں مسیح موعود کے واسطے آپ کی زبان سے نبی اللہ کا لفظ نکلوایا۔ اور اس طرح پر نہایت حکمت و بلاغت سے دو متضاد باتوں کو پورا کیا۔ اور موسوی سلسلہ کی مماثلت بھی قائم رکھی اور عظمت اور نبوت آنحضرت صلعم بھی قائم رکھی "

اس کے علاوہ حضرت مرزا صاحب اپنی کتاب توضیح مرام میں تحریر فرماتے ہیں :۔

" سو جان لے اللہ تجھے ہدایت دے کہ نبی مُحدَّث ہے اور مُحدَّث نبی ہے۔ اس اعتبار سے کہ انواع نبوت میں سے ایک نوع اُسے حاصل ہے اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہیں باقی رہی نبوت سے مگر مبشرات یعنی نبوت کی انواع میں سے صرف ایک نوع باقی رہ گئی ہے اور وہ مبشرات ہیں۔ از قسم رؤیا صادقہ اور صحیح مکاشفات اور وحی جو خواص اولیاء پر اترتی ہے اور نور جو ایک دردمند قوم کے دل پر اترتا ہے "

(دیکھو توضیح مرام صفحہ ۱۰)

مسلم ہائی سکول نمبر ۱ کی شاندار فتح

ہیڈ ماسٹرز ایسوسی ایشن کے زیر اہتمام مورخہ ۲۶ جنوری ۱۹۶۷ء کو لاہور کے تمام ہائی سکولوں کے طلباء کے درمیان انگریزی میں تقریری مقابلے منعقد ہوئے۔ موضوع تھا۔ اسلام ہی امن عالم کا ضامن ہے، اس مقابلہ میں لاہور کے اکثر ہائی سکولوں کے طلباء نے حصہ لیا۔ جس میں گورنمنٹ کے ہائی سکول بھی شامل تھے۔

ہمارے سکول کے ایک طالب علم محمد اشفاق نے بھی اس مقابلہ میں حصہ لیا۔ اور خداوند تعالٰے کے فضل و عنایت سے اوّل انعام جیت لیا۔ فالحمد للہ علٰی ذالک۔

اس شاندار کامیابی پر جناب چوہدری عبدالحمید صاحب اسسٹنٹ ماسٹر مبارکباد کے مستحق ہیں جن کی توجہ اور رہنمائی سے جناب سید مظہر صاحب نے بچے کو مقابلہ میں حصہ لینے کے لئے تیار کیا۔

ہیڈ ماسٹر مسلم ہائی سکول ۱

بحرِ حکمت کے موتی (صفحہ اول)

حدیث ان کے نظریہ کو صریح طور پر غلط ثابت نہیں کر رہی ایک شخص جس کا دل ابھی اسلام کے نور سے منور بھی نہیں ہوا وہ بھی اس بات کو سمجھتا تھا کہ خدا کی طرف سے جو شخص رسول بنا کر اہل دنیا کی طرف بھیجا جاتا ہے وہ خدا کی طرف سے کوئی تعلیم لے کر آتا ہے محض پیشگوئیاں کرنے نہیں آتا جیسا کہ عمرو بن عبسہ کے سوال سے ظاہر ہے جب حضرت نبی کریم صلعم نے فرمایا کہ خدا نے مجھے بھیجا ہے تو آنحضور صلعم کے جواب پر اس شخص نے یہ نہیں دریافت کیا کہ آپ کو کونسی کونسی پیشگوئی دی گئی ہے بلکہ آنحضور صلعم کے جواب پر اس شخص نے جو بات دریافت کی وہ یہ تھی کہ آپ خدا تعالےٰ کی طرف سے اہل دنیا کے لئے کیا تعلیم لے کر آئے حضرت نبی کریم صلعم نے بھی اس شخص کے اس سوال پر یہ نہیں فرمایا کہ نبی تو پیشگوئیاں لاتا ہے اس لئے تمہیں مجھ سے تعلیم کے متعلق سوال نہیں کرنا چاہیئے بلکہ یہ پوچھنا چاہیئے کہ آپ کونسی کونسی پیشگوئیاں لائے ہیں تعلیم کے مطابق تمہارا سوال کرنا بالکل بے محل ہے کیونکہ نبی کے لئے کسی تعلیم کا لانا ضروری نہیں پس اگر میں کوئی تعلیم نہیں لایا تب بھی میں نبی ہوں کیونکہ میں نے فلاں فلاں پیشگوئیاں کی ہیں۔ آنحضور صلعم بھی اس شخص کے سوال کے جواب میں اس کی توجہ اسی امر کی طرف مبذول کرانے کی بجائے اس تعلیم کا ہی ذکر کرتے ہیں جس کے ساتھ آپ خدا تعالےٰ کی طرف سے بھیجے گئے تھے سائل اور مجیب دونوں کا رسول کے آنے کی علت غائی دنیا کے سامنے خاص اس تعلیم کو پیش کرنا بتلانا ثابت کرتا ہے کہ رسول کے لئے شریعت کا لانا ضروری ہے حضرت نبی کریم صلعم کے جواب سے نبی کی تعریف واضح ہو جاتی ہے۔ علماء ربوہ سے میں امید کرتا ہوں کہ حضرت نبی کریم صلعم کی زبان مبارک سے نکلی ہوئی تعریف نبوت سے واقف ہو جانے کے بعد اپنی غلطی سے تائب ہو کر حضرت مسیح موعود کو آئندہ کے لئے زمرہ انبیاء کا فرد قرار دینے کے عقیدہ سے رجوع کر کے حضور کو زمرہ اولیاء کا فرد ہی لکھا کریں گے۔ تقوی اللہ اور قرآن کریم کے ارشاد فان تنازعتم فی شئی فردوہ الی اللہ والرسول وآیۃ ولا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی اور آیت وما کان لمؤمن ولا مؤمنۃ اذا قضی اللہ ورسولہ امراً ان یکون لھم الخیرۃ من امرھم کا تقاضا یہی ہے کہ ہر مؤمن رسول کے فیصلہ کے آگے سر تسلیم خم کر دے اور یہی وہ تعریف ہے جو حضرت مسیح موعود نے بھی اپنی کتب میں اسلامی اصطلاح میں نبی کی بیان کی ہے کیونکہ اسلامی اصطلاح کا ماخذ قرآن کریم اور حدیث نبوی ہی ہیں سو حضور نے نبی کے مستقل ہونے کی حیثیت کو قرآن کریم کی آیت وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ سے استنباط کیا ہے اور معلوم ہوتا ہے شریعت لانے کی حیثیت کو مندرجہ بالا حدیث ہی سے استنباط کیا ہے اور آنحضرت صلعم کے بعد کسی نئے یا پرانے نبی کے آنے کے امتناع کو حدیث لا نبی بعدی سے استنباط فرمایا ہے کاش ہمارے غلطی خوردہ بھائی حضرت نبی کریم صلعم کے مندرجہ بالا قول اور حضرت مسیح موعود کے اقوال کی بناء پر تقلید کا جُوا گردن سے

اُن اکرز نظر غائر ڈالیں اگر وہ ایسا کریں گے تو حق اُن پر ظاہر ہو جائے گا۔ اللہ تعالےٰ انہیں قبول حق کی توفیق عطا فرمائے آمین۔ والسلام علی من اتبع الھدیٰ ؛

بقیہ ملفوظات

(بسلسلہ صفحہ اوّل)

ہے جب تک دل کا رکوع و سجود و قیام نہ ہو۔ دل کا قیام یہ ہے کہ اس کے حکموں پر قائم ہو اور رکوع یہ ہے کہ اس کی طرف جھکے اور سجدہ یہ ہے کہ اس کے لئے اپنے وجود سے دستبردار ہو۔ سو افسوس ہزار افسوس کہ ان باتوں کا کچھ بھی اثر میں ان میں نہیں دیکھتا مگر دُعا کرتا ہوں اور جب تک مجھ میں دم زندگی ہے کئے جاؤں گا۔ اور دُعا یہی ہے کہ خدا تعالےٰ میری اس جماعت کے دلوں کو پاک کرے اور رحمت کا ہاتھ لمبا کر کے اُن کے دل اپنی طرف پھیر دے اور تمام شرارتیں اور کینے اُن کے دلوں سے اُٹھا دے اور باہمی سچی محبت عطا کر دے۔ اور میں یقین رکھتا ہوں کہ یہ دُعا کسی وقت قبول ہوگی، اور خدا میری دُعاؤں کو ضائع نہیں کرے گا۔ ہاں میں یہ بھی دُعا کرتا ہوں کہ اگر کوئی شخص میری جماعت میں خدا تعالےٰ کے علم اور ارادہ میں بدبخت ازلی ہے جس کے لئے یہ مقدر نہیں کہ سچی پاکیزگی اور خدا ترسی اس کو حاصل ہو تو اس کو اے قادر خدا میری طرف سے بھی منحرف کر دے جیسا کہ وہ تیری طرف سے منحرف ہے اور اس کی جگہ کوئی اور لا جس کا دل نرم اور جس کی جان میں تیری طلب ہو۔ اب میری یہ حالت ہے کہ بیعت کرنے والے سے میں ایسا ڈرتا ہوں جیسا کہ شیر سے۔ اسی وجہ سے میں نہیں چاہتا کہ کوئی دُنیا کا کیڑا ہو کر میرے ساتھ پیوند کرے۔"

(شہادت القرآن صفحہ ۱۰۳، ۱۰۴)

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام ملک نور الٰہی صاحب پرنٹر، چھپا اور مولوی دوست محمد صاحب نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع کیا۔

13/1/72

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تار کا پتہ: تبلیغ لاہور

"لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں۔ لاہور میں ہمارے پاک محب ہیں میں تیرے خالص محبوں کا گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے نفوس و اموال میں برکت دوں گا" (الہامات حضرت مسیح موعودؑ)

حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفیٰؐ مارا امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بر و شد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآں نامِ اوست
بادۂ عرفانِ ما از جامِ اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا۔
۲- قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں اور نہ آئندہ ہوگی۔
۳- سب صحابہؓ اور ائمہؒ قابلِ احترام ہیں۔
۴- سب مجددوںؒ کا ماننا ضروری ہے۔
۵- کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۶- اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا۔

جلد ۵۴ | یوم پنجشنبہ مورخہ ۲۹ شوال المکرم ۱۳۸۶ھ مطابق ۹ فروری ۱۹۶۷ء | نمبر ۶

بحرِ حکمت کے موتی

کونسے اعمال انسان کے ایمان کی تکمیل کا موجب ہوتے ہیں

مولانا شیخ عبد الرحمٰن صاحب مصری

عن ابی امامۃ قال قال رسول اللہ صلعم من احب للہ وابغض للہ واعطی للہ ومنع للہ فقد استکمل الایمان۔

(رواہ ابوداؤد)

ابو امامہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت نبی کریم صلعم نے فرمایا جو شخص کسی سے محبت کرتا ہے لیکن اگر اس کی یہ محبت محض خدا کے لئے ہو جس میں اس کی اپنی کوئی نفسانی غرض نہ ہو اور نہ ہی نفاق کا اس میں کوئی شائبہ ہو اسی طرح اگر وہ کسی سے بغض رکھتا ہے اور وہ بغض بھی اس کا کسی ذاتی اغراض کے ماتحت نہ ہو کسی انسان کو تنگ کرنے کے لئے ہو بلکہ یہ بغض بھی اس کا محض خدا کے لئے ہی ہو اسی طرح اگر وہ کسی کو اپنی عطا کا مورد بناتا ہے تو وہ عطا بھی اس کی محض خدا کے لئے ہی ہو دنیا یا سخی کہلانے کی شہرت وغیرہ حاصل کرنے کے خیال سے پاک ہو پھر اس کے بعد اس شخص کو اپنی عطا کا احسان جتلانے سے بھی پرہیز کرے اسی طرح اگر وہ اپنی عطا کو کسی سے روک لیتا ہے تو وہ روکنا بھی اس کا محض خدا کے لئے ہی ہو تو ایسے شخص نے یقیناً اپنے ایمان کی تکمیل کر لی۔

(باقی بر صفحہ ۱۲ کالم اوّل)

مسیح موعودؑ کی صداقت معلوم کرنے کا آسمانی ذریعہ

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

اس جگہ یہ بھی بطور تبلیغ کے لکھتا ہوں کہ حق کے طالب جو مواخذۂ الٰہی سے ڈرتے ہیں۔ وہ بلا تحقیق اس زمانہ کے مولویوں کے پیچھے نہ چلیں اور آخری زمانہ کے مولویوں سے جیسا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈرایا ہے ویسا ہی ڈرتے رہیں اور ان کے فتووں کو دیکھ کر حیران نہ ہو جائیں۔ کیونکہ یہ فتوے کوئی نئی بات نہیں اور اگر اس عاجز پر شک ہو اور وہ دعوے جو اس عاجز نے کیا ہے اس کی صحت کی نسبت دل میں شبہ ہو تو میں ایک آسان صورت رفع شک کی بتلاتا ہوں جس سے ایک طالب صادق انشاء اللہ مطمئن ہو سکتا ہے اور وہ یہ ہے کہ اوّل تو بہ نصوح کر کے رات کے وقت دو رکعت نماز پڑھیں جس کی پہلی رکعت میں سورۃ یٰسین اور دوسری رکعت میں اکیس مرتبہ سورۃ اخلاص ہو۔ اور پھر بعد اس کے تین سو مرتبہ درود شریف اور تین سو مرتبہ استغفار پڑھ کر خدا تعالیٰ سے دعا کریں کہ اے قادر کریم تو پوشیدہ حالات کو جانتا ہے اور ہم نہیں جانتے۔ اور مقبول اور مردود اور مفتری اور صادق تیری نظر سے پوشیدہ نہیں رہ سکتا۔ پس ہم عاجزی سے تیری جناب میں التجا کرتے ہیں کہ اس شخص کا تیرے نزدیک کہ جو مسیح موعود اور مہدی اور مجدد الوقت ہونے کا دعوے کرتا ہے کیا حال ہے کیا صادق ہے یا کاذب۔ اور مقبول ہے یا مردود۔ اپنے فضل سے یہ حال رؤیا یا کشف یا الہام سے ہم پر ظاہر فرما۔ تا اگر مردود ہے تو اس کے قبول کرنے سے ہم گمراہ نہ ہوں اور اگر مقبول ہے اور تیری طرف سے ہے تو اس کے انکار اور اس کی اہانت سے ہم ہلاک نہ ہو جائیں۔ ہمیں ہر ایک قسم کے فتنہ سے بچا کہ ہر ایک قوت تجھ کو ہی ہے۔ آمین۔

یہ استخارہ کم سے کم دو ہفتے کریں لیکن اپنے نفس سے خالی ہو کر کیونکہ جو شخص پہلے ہی بغض سے بھرا ہوا ہے اور بدظنی اس پر غالب آ گئی ہے اگر وہ خواب میں اس شخص کا حال دریافت کرنا چاہے جس کو وہ بہت ہی برا جانتا ہے تو شیطان آتا ہے اور موافق اس ظلمت کے جو اس کے دل میں ہے اور پُرظلمت خیالات اپنی طرف سے اس کے دل میں ڈال دیتا ہے پس اس کا پچھلا حال پہلے سے بھی بدتر ہوتا ہے۔ سو اگر تو خدا تعالیٰ سے کوئی خبر دریافت کرنا چاہے تو اپنے سینہ کو بکلی بغض اور عناد سے دھو ڈال اور اپنے تئیں بکلی خالی النفس کر کے اور دونوں پہلوؤں بغض اور محبت سے الگ ہو کر اس سے ہدایت کی روشنی مانگ کہ وہ ضرور اپنے وعدہ کے موافق اپنی طرف سے روشنی نازل کرے گا جس پر نفسانی اوہام کا کوئی دخان نہیں ہوگا۔ سو اے حق کے طالبو! ان مولویوں کی باتوں سے فتنہ میں مت پڑو۔ اٹھو اور کچھ مجاہدہ کر کے اس قوی اور قدیر اور علیم اور ہادی مطلق سے مدد چاہو اور دیکھو کہ اب میں نے یہ روحانی تبلیغ بھی کر دی ہے آئندہ تمہیں اختیار ہے۔ والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ منہ

نائے جیریا

ترجمہ خط از عبدالحمید قادری صاحب نائیجیریا -

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ - میں یہ درخواست آپ کی خدمت میں اس لئے ارسال کر رہا ہوں کہ مجھے قرآن شریف انگریزی مفت ارسال کریں -

میں ۱۲ سال کا ہوں - میں انگریزی بخوبی بول سکتا ہوں - اور میں قرآن شریف انگریزی کو سمجھ سکتا ہوں اور میں آپ کو واضح طور پر کہتا ہوں کہ میں قرآن شریف کو وقت نکال کر ضرور مطالعہ کروں گا اس لئے میری مؤدبانہ التماس ہے کہ ازراہ کرم ایک قرآن شریف ضرور ارسال کریں - اللہ تعالےٰ آپ کی حفاظت کرے - آمین -

(ان کو ایسنس آف اسلام - اسلام اینڈ کرسچئینٹی ارسال کی گئیں)

(۲)

ترجمہ خط از بابا محمد سنیامی صاحب - نائیجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ - میں نے آپ کی ارسال کردہ کتابوں کا مطالعہ کیا ہے اور بہت مفید ثابت ہوا ہے مہربانی فرما کر مجھے مندرجہ ذیل کتب ارسال کریں -

اسلام دی ریلیجن آف ہیومینٹی - مسلم پریئر بک - احمدیہ موومنٹ - پےچنگ آف اسلام - کال آف اسلام - میں بہت مشکور ہوں گا اگر آپ مندرجہ بالا ٹریکٹ ارسال کریں -

(ان کو اسلام دی ریلیجن آف ہیومینٹی - وٹ از احمدیت - ارسال کئے گئے -)

(۳)

ترجمہ خط وائی اے - صاحب الاگا - نائے جیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ - میں بہت خوش ہوا جب میں نے اپنے ایک عزیز دوست سے سنا کہ آپ انگریزی ترجمۃ القرآن مفت ارسال کرتے ہیں - اس لئے مجھے ایک نسخہ قرآن شریف انگریزی ارسال کریں - میں عربی اور انگریزی قرآن کا مطالعہ کرنا چاہتا ہوں - اللہ تعالےٰ آپ کو جزا دے گا نیز اللہ تعالےٰ آپ پر رحمتوں کی بارش نازل فرمائے ازراہ کرم مجھے مفید لٹریچر بھی ارسال کریں میں چونکہ پہلے عیسائی تھا اس لئے مجھے انگریزی ترجمۃ القرآن کی ضرورت ہے تاکہ مجھے اسلام سے واقفیت ہو - السلام

(ان کو اسلام اینڈ کرسچئینٹی - ایسنس آف اسلام بھیجا گیا اور خط کا جواب دیا گیا)

(۴)

ترجمہ خط از احمد موسےٰ صاحب - نائے جیریا -

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ - میں بڑی خوشی سے یہ خط تحریر کر رہا ہوں - بہت موقعوں پر میں نے سنا ہے کہ آپ اسلام کی اشاعت کے لئے بہت موثر کام کر رہے ہیں اور لوگوں کو مفت لٹریچر اسلام کے متعلق بھیجتے ہیں - اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے میری خواہش ہے کہ آپ مجھے بھی کچھ لٹریچر حسب ذیل ارسال فرمائیں تاکہ میں ارلی کیلیفیٹ - اسلام اینڈ کرسچئینٹی - محمد دی پرافٹ - دی ریلیجن آف اسلام کے متعلق مزید واقفیت حاصل کرسکوں -

(ان کو اسلام اینڈ کرسچئینٹی - ایسنس آف اسلام - ارسال کیا گیا)

(۵)

ترجمہ خط از سید غلام رضا سیدی صاحب - ایران -

اسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ - میں یہ چند حروف لکھکر بہت خوشی محسوس کرتا ہوں میں کسی وقت قم میں رہتا ہوں اور میں اسلام کی تعلیم حاصل کرنے کی خاطر حضرت مولینا آیات اللہ شریعت مداری دام ظلہ جو کہ بہت بڑے شیعوں کے مجاہد ہیں اور جو اسلام سے کافی واقفیت رکھتے ہیں ان کے پاس ہوں ہم ان کو دنیا کے تمام مذاہب کا روحانی باپ تصور کرتے ہیں -

میری التماس ہے کہ مجھے چند کتب عیسائیت کے متعلق مثلاً فنڈامنٹل آف کرسچئینٹی اور ایک فہرست کتب اور دیگر کتب ارسال کریں - ہم ان کا فارسی میں ترجمہ کرنا چاہتے ہیں - اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کو جو اسلام کی تعلیم کی اشاعت کے لیے کوشاں ہیں جزائے خیر دے - والسلام - (ان کو فنڈامنٹل آف دی کرسچئین ٹیچنگ - آف دی ہولی قرآن اور دیگر -

خلیفہ صاحب کی خوشخبری

"پیغام صلح" کی ایک سابقہ اشاعت میں ہم نے خلیفہ صاحب ربوہ کی ایک خوشخبری کا ذکر کیا تھا، جو انہوں نے اپنی جماعت کو دی تھی اور بتایا تھا کہ :-

"ہندوستان میں جتنے غیر مبائع تھے ان کی اکثریت بیعت کر کے مبائعین میں شامل ہو گئی ہے، جو تھوڑے باقی رہ گئے ہیں۔ ان کے لئے بھی دعا کرنی چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ انہیں بھی جماعت میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔" (الفضل ۱۴ دسمبر ۱۹۶۶ء)

اس نام نہاد خوشخبری کو نقل کرنے کے بعد ہم نے لکھا تھا کہ :-

"ہم حیران ہیں کہ خلیفہ صاحب کی یہ خوشخبری عالم خواب سے تعلق رکھتی ہے یا ان الشیاطین لیوحون الی اولیاءھم کے مصداق کوئی الہام انہیں ہوا ہے کیونکہ اگر کوئی حقیقت [illegible] ہوتی تو وہ ان کی بیعت کرنے والے "غیر مبائع" حضرات کے نام اور پتے ضرور شائع کرتے، جہاں تک ہمیں علم ہے جماعت احمدیہ لاہور سے تعلق رکھنے والے کسی بھی ہندوستان کے احمدی دوست نے ان کے ہاتھ پر بیعت نہیں کی اور خلیفہ صاحب کا یہ بیان کوئی حقیقت اپنے اندر نہیں رکھتا کیا وہ اس کی وضاحت کرنے کے لئے تیار ہیں۔" (پیغام صلح مورخہ ۱۱ جنوری ۱۹۶۷ء)

اس صاف اور سیدھے سوال پر قادیان کے اخبار بدر نے ایک لمبا چوڑا مضمون لکھ مارا ہے جس میں اصل سوال کا جواب دینے کے بجائے ہمیں خوف خدا کرنے اور خدا سے شرمانے کی تلقین کرتے ہوئے خلیفہ صاحب کی خوشخبری کو حقیقت حال پر مشتمل اور "پیغام صلح" والوں کے لئے "پیغام موت" قرار دیا گیا ہے اور ہماری کارگزاری کا سرمایہ محض پراپیگنڈا اور مبالغہ آمیز رپورٹوں پر مشتمل ٹھہراتے ہوئے اس پُر حقیقت خبر کو "بلیک میل" قرار دیا ہے اور ہر قسم کی دشنام طرازی کر کے خلیفہ کی نام نہاد خوشخبری کو اُجاگر کرنے کی کوشش کی ہے۔ ہم اپنے لائق معاصر کی ان اخلاق سوز حرکات کے جواب میں ہماذا خصم فجر کی مصداق ہیں صرف اتنا عرض کرنا چاہتے ہیں کہ آپ بے شک جی بھر کر گالیاں دے لیں، لیکن ہمارے اس سوال کا جواب بھی تو دیں کہ وہ کون "غیر مبائع" حضرات ہیں جن کی اکثریت بیعت کر کے مبائعین میں شامل ہو گئی ہے؟

معاصر بدر کو یہ شکایت ہے کہ ہم نے خلیفہ صاحب کا بیان صحیح طور پر نقل نہیں کیا، چنانچہ لکھا ہے :-

"ارے صاحب! حضور انور کی عبارت کو پڑھیئے حضور نے کہاں فرمایا ہے میری بیعت کر کے یہ لوگ مبائعین کی جماعت میں شامل ہوئے ہیں حضور نے جو کچھ فرمایا وہ صرف یہ ہے کہ ہندوستان میں جتنے غیر مبائع تھے اُن کی اکثریت بیعت کر کے مبائعین میں شامل ہو گئی ہے۔"

ہم حیران ہیں کہ اس کے جواب میں کیا کہیں، سُنا کرتے تھے کہ ایک سکھ سردار سے دوسرے سکھ نے پوچھا بھائی جی! کیا گوردوارہ سے آتے ہیں، تو سردار جی نے کہا نہیں جی میں تو گوردوارہ سے آیا ہوں، اس پر دوسرے سکھ نے کہا اچھا! میں نے سمجھا آپ گوردوارہ سے آتے ہیں، آج معاصر بدر جو قادیان کی سکھ اکثریت کے ماحول میں زندگی کے دن کاٹ رہا ہے نے اس مثال کو زندہ کر کے رکھ دیا ہے ہم مانتے ہیں کہ "حضور" نے یہ نہیں فرمایا کہ میری بیعت کر کے یہ لوگ مبائعین کی جماعت میں شامل ہوئے ہیں حضور نے یہی فرمایا ہے کہ ہندوستان کے جتنے غیر مبائع تھے اُن کی اکثریت بیعت کر کے مبائعین میں شامل ہو گئی ہے۔

بہت اچھا یونہی سہی لیکن ذرا مہربانی کر کے ان بیعت کرنے والے حضرات کے نام اور پتے تو لکھ دیجئے تاکہ یہ معلوم ہو سکے کہ "حضور" کے بیان میں کیا حقیقت اور کتنی صداقت ہے۔

ہمارے اس مطالبہ کے جواب میں بدر لکھتا ہے :-

"پھر پیغام صلح کا فہرست پیش کرنے کا مطالبہ بھی اُلٹا چور کوتوال کو ڈانٹے والی کیفیت رکھتا ہے اور محض غلط تاثر قائم کرنے کے لئے ایسا اندازِ بیان جان بوجھ کر اختیار کیا گیا ہے ورنہ کون نہیں جانتا کہ بھارت میں غیر مبائعین کے حامی دن بدن کم ہوتے جا رہے ہیں اور خدا کے فضل سے ایک معقول تعداد انہیں میں سے راہ ہدایت پا کر مبائعین میں شامل ہو چکی ہے۔ ہم سے مبائعین کی فہرست طلب کرنے والو! ذرا ہمت کر کے ایسی فہرست خود تو شائع کر کے دکھاؤ کہ بھارت کے فلاں فلاں شہر میں آپ کی باقاعدہ جماعتیں بھی ہیں۔"

اب اس کا فیصلہ تو قارئین ہی کر سکتے ہیں، کہ کون اُلٹا چور کوتوال کو ڈانٹ رہا ہے۔ سوال یہ ہے کہ جب آپ کے نزدیک

بھارت کے کسی بھی شہر میں ہماری باقاعدہ جماعتیں بھی نہیں ہیں تو "غیر مبائعین" کی وہ کونسی اکثریت ہے، جس کے بیعت کرنے کی خوشخبری خلیفہ صاحب نے سُنائی ہے؟

ہاں کچھ نام بدر نے بتائے بھی ہیں۔ ان میں سے ایک تو پونچھ کے خواجہ محمد صدیق فانی ہیں اور دوسرے مدراس کے محمد کریم اللہ ایڈیٹر ہفت روزہ "آزاد نوجوان" ہیں، جو کبھی جماعت احمدیہ لاہور سے تعلق رکھتے تھے لیکن اپنے اخبار "آزاد نوجوان" کے لئے انجمن سے خاطر خواہ امداد نہ ملنے کی وجہ سے بہت مُدّت ہوئی انہوں نے قادیان کے خلیفہ ثانی کی بیعت کر لی تھی۔ یہ ہے ہندوستان کے غیر مبائعین کی اکثریت جس کے مبائعین میں شامل ہونے کی خوشخبری خلیفہ صاحب نے سنائی ہے۔

معاصر بدر کو یہ سُن کر تعجب ہوگا کہ خلیفہ صاحب کی خوشخبری کو سُن کر ہندوستان سے ہمیں ایسے پیغامات موصول ہو رہے ہیں جن میں اس "خوشخبری" کی حقیقت پر واضح روشنی ڈالی گئی ہے۔ ہم اخبار بدر اور اہل ربوہ کی ضیافت طبع کے لئے ذیل میں ان میں سے دو تین پیغام درج کرتے ہیں :-

(۱) بہار شریف (بھارت) سے ایم اے صمد ایم اے بی ایل ریٹائرڈ جج لکھتے ہیں :-

"بخدمت جناب ایڈیٹر صاحب اخبار پیغام صلح۔ لاہور۔ یہ سُن کر نہایت تعجب ہوا کہ موجودہ خلیفہ ربوہ کا دعویٰ ہے کہ ہندوستان میں ہماری جماعت کے احمدی قادیانی ہو گئے ہیں۔ قادیانی ہونا تو درکنار حقیقت یہ ہے کہ ان کی جماعت کے لوگ اب قادیانیت میں دلچسپی بہت کم لینے لگے ہیں اور اس گھرانے کی لڑکیاں جن کی شادی غیر قادیانی سے نہیں ہوتی تھی۔ اب بے تکلف عام مسلمان لڑکوں سے جو قادیانیت کیا احمدیت کے بھی خلاف ہیں ہونے لگی ہے۔ چنانچہ ابھی چند مہینے ہوئے کہ ہمارے شہر میں ایک ایسی شادی ہوئی ہے لڑکی کی ماں نہایت متعصب قادیانی ہیں، ہم سے اور اس گھرانے سے کافی ربط ہے۔ لڑکی کی والدہ مع صاحبزادی کے برابر میرے یہاں تشریف لاتی رہتی ہیں۔ اور شادی سے قبل جب بھی آئیں ہماری بچیوں سے احمدیت کے متعلق بحث کرتی رہیں کہ حقیقی احمدیت قادیان (یا ربوہ) میں ہے۔ وہ بھاگلپور کی تھیں۔ اس سے قبل بھی ہم کو یہ دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے کہ خاص بھاگلپور میں جہاں ہمارے صوبہ میں قادیانیت کا قلعہ ہے قادیانی لڑکی کی شادی غیر قادیانی لڑکے سے ہوئی۔ جہاں تک ہم کو واقفیت ہے اب قادیانی عام مسلمانوں میں مل رہے ہیں اور قادیانیت کو پیش بھی نہیں کرتے اور اب جب سے دار الخلافت قادیان سے ربوہ چلا گیا ہے ان کے چرچے اخبارات بھی بہت کم آتے ہیں اور تبلیغ بھی بند ہے۔ ورنہ قبل میں ہر سال کوئی نہ کوئی تبلیغی جماعت دورہ کرتی رہتی تھی۔ ناچیز ایم اے صمد۔ ایم اے بی۔ ایل

اشاعت الحق۔ بہار شریف (بھارت)

(۲) سہارنپور (بھارت) سے امیر علی خاکی رقمطراز ہیں:-

"آج ہی پیغام صلح ملا، آپ نے خلیفہ کی خوشخبری پر خوب بہت عمدہ لکھا ہے، اس خلیفہ کے بیان پر ایک ...

(باقی بر صفحہ کالم ۲)

غلط فیصلہ کے بارہ میں انتباہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قوم کو آزادیٔ رائے کی تربیت دی

خلفائے راشدینؓ اپنے آپ کو قوم کے سامنے جوابدہ سمجھتے تھے

خلفاءؓ کی سادہ طرزِ زندگی اور موجودہ زمانہ کے خلفاء کے لئے سبق

خطبہ جمعہ۔ مؤرخہ ۳ فروری ۱۹۶۷ء۔ فرمودہ حضرت امیر قوم مولینا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ بمقام جامع احمدیہ۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور

انا انزلنا الیک الکتٰب بالحق لتحکم بین النّاس بما ارٰئک اللہ۔ ولا تکن للخائنین خصیماً واستغفر اللہ۔ ان اللہ کان غفوراً رحیما۔ ولا تجادل عن الذین یختانون انفسھم ان اللہ لا یحب من کان خوّاناً اثیما۔

—سورۃ النساء۔ (۱۰۶ تا ۱۰۸)—

نبی کریم صلعم خدا کے فرمانبردار بندے اور اس کے محبوب ہیں

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خدا تعالےٰ کے محبوب ہیں۔ ان سے بڑھ کر دنیا میں کوئی انسان پیدا نہیں ہوا۔ حضورؐ کا وہ مقام ہے جس مقام تک فرشتے بھی نہیں پہنچ سکے۔ مگر حضور خدا کے فرمانبردار بندے ہیں چنانچہ وہ فرماتے ہیں انا اوّل المسلمین خدا تعالےٰ خود حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ان کی ان خدمات کی وجہ سے درود بھیجتے ہیں۔ کہ آپ نے سارے عرب کو پاک کر دیا۔ بُت پرستی۔ جوا۔ چوری چکاری۔ لوٹ کھسوٹ سب بداخلاقیاں اور سماجی برائیاں ختم ہو گئیں۔ عرب ایک سرے سے دوسرے سرے تک باخدا بن گیا۔ اس لئے فرمایا۔ ان اللہ وملٰئکتہ یصلون علی النبی۔

خدا کے دیئے ہوئے علم کے مطابق فیصلے کرنے کا حکم۔

خود حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آپ کو خدا تعالےٰ کا فرمانبردار بندہ بتایا ہے۔ قولوا عبدہٗ ورسولہ۔ میں خدا کا فرمانبردار بندہ ہونے کے بعد اس کا رسول ہوں۔ ان کو خدا تعالےٰ بطور بندے اور فرمانبردار بندے کے حکم دیتا۔ انا انزلنا الیک الکتٰب۔ ہم نے آپؐ پر حق و حکمت بھری کتاب نازل کی ہے۔ لتحکم بین النّاس آپؐ کو بادشاہت ملنے والی ہے۔ اور انسان کے لئے حکومت چلانا سب سے بڑا مشکل امتحان ہے ہزاروں انسان جب ان کو اقتدار ملا اور ان کو حکومت نصیب ہوئی و ذلیل ہو گئے۔ فرمایا لتحکم بین النّاس بما ارٰئک اللہ۔ ہم نے جو آپ کو علم دیا آپ نے اس علم کی روشنی میں فیصلے دینے ہیں۔ یہ بڑی قید لگا دی گئی ہے۔ جو علم آپ کو دیا گیا ہے اس کی حدود کے اندر کام کرنا ہوگا۔ اس لئے جو حقائق آپ پر واضح کئے گئے ہیں ان کی روشنی میں آپ نے حکومت کرنی ہے۔ ولا تکن للخائنین خصیما۔ خیر دار خائن آدمی کی حمایت نہیں کرنا۔ رشتہ دار کی رعایت نہیں کرنا۔ دوست پروری نہیں کرنا بلکہ حق و انصاف کے ساتھ مقدمات کے فیصلے کرتے ہیں۔

قریشی عورت کو چوری کی سزا۔

ایک عورت نے چوری کی۔ وہ قریشی خاندان سے تعلق رکھتی تھی۔ قریشیوں کو خطرہ ہوا کہ اگر یہ سزا پا گئی تو قوم بدنام ہو جائے گی۔ وہ حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ کہ وہ عورت ہے۔ آپ کے قریشی خاندان سے ہے۔ آپ اس کو چھوڑ دیں تاکہ قوم بدنام نہ ہو فرمایا هلک من کان قبلکم۔ تم سے پہلے اسی طرح قومیں تباہ ہو گئیں کہ جب کوئی بڑا چوری کرتا تو کہتے۔ خیال ہوتا کہ امیر آدمی ہے بڑی شان رکھتا ہے۔ ہم کو نقصان پہنچا سکتا ہے۔ اس کو چھوڑ دو۔ اور جب کوئی کمزور آدمی پکڑا جاتا ہے۔ اقاموا علیہ الحد تو اس کو سزا دیتے تھے۔ قومیں اس طرح کا طریق اختیار کرنے سے تباہ ہو گئیں۔ یہ رولنگ دے دیا۔ لو کان فاطمۃ بنت محمد [illegible] سرقت لقطعت یدھا۔ اگر میری بیٹی فاطمہ بھی چوری کرے تو میں اس کا ہاتھ کاٹ دوں گا۔

غلط فیصلہ پر عمل کرنا دوزخ خریدنا ہے

اور مقدمات کے فیصلوں کے متعلق فرمایا انما انا بشر مثلکم۔ میں انسان ہوں ولا اعلم الغیب میں غیب دان نہیں ہوں۔ میں لوگوں کے دلوں کے اندر جھانک نہیں لگا سکتا وتختصمون الیّ۔ تم میرے پاس اپنے جھگڑے فیصلے کے لئے لاتے ہو۔ میں انسان ہوں۔ میں تمہارے بیانات کی بناء پر فیصلہ دیتا ہوں۔ ہو سکتا ہے کہ تم میں سے کوئی فریق بڑا لسان ہو اور طلاقت زبان کی وجہ سے اپنی بات ایسے مؤثر طریق سے پیش کرے کہ میں اسے حق پر سمجھوں اور اس کے حق میں فیصلہ دے دوں لیکن وہ حق پر نہ ہو۔ میں لوگوں کے دلوں کو نہیں جانتا۔ اگر میں اس طرح تمہارے کسی بھائی کا حق دوسرے بھائی کو دے دوں تو اسے چاہیئے کہ ہرگز اسے نہ لے۔ میرا فیصلہ ناحق کو حق نہیں کر سکتا۔ یہ دوزخ کا ٹکڑا ہے جو تمہیں دیا جانے کا فیصلہ کرتا ہوں۔ اس میں کتنی وضاحت سے اپنے بشر ہونے اور غیب کا علم نہ رکھنے کا ذکر کیا ہے۔ اور اپنے فیصلہ کو خدا کا فیصلہ نہیں بلکہ ایک انسان کا فیصلہ قرار دیا ہے جو دھوکہ کھا سکتا ہے۔

مفتی کے بجائے اپنے دل سے فیصلہ لو

یہ مقام ہے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا۔ آپ اس مقام پر قوم کو لے جانا چاہتے ہیں اور بتانا چاہتے ہیں کہ کسی انسان کے فیصلے سے ناحق کبھی حق نہیں ہو سکتا۔ فرمایا کہ تم مفتیوں اور قاضیوں کو دھوکہ دے سکتے ہو یا مفتی اور قاضی کو چند روپے یا مٹھائی وغیرہ دے کر غلط فیصلہ لے سکتے ہو۔ لیکن اپنے دل کو دھوکہ نہیں دے سکتے تمہارا دل جانتا ہے کہ اصل حقیقت کیا ہے۔ اس لئے فرمایا کہ مفتی سے فتوے لینے کے بجائے واستفت قلبک تم اپنے دل سے فتوے لو۔ تمہارا دل کبھی غلط فیصلہ نہیں دے گا۔

امراء کی وجہ سے غرباء کو مجلس سے نہ اٹھاؤ

اس قسم کے بے شمار حکم ہیں جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے دیئے۔ حضور محبوب خدا ہیں۔ لیکن احکام الٰہی کے پابند ہیں۔ ایک اور حکم ہوا کہ ولا تطرد الذین یدعون ربھم بالغداوۃ والعشی یریدون وجھہ اپنی مجلس میں سے غرباء کو مت اٹھاؤ۔ یہ غرباء خدا کی رضا چاہتے ہیں، ان کو امراء کی وجہ سے اپنی مجلس سے نہیں اٹھانا۔

حضرت داؤدؑ کو عدل و انصاف کا حکم

یہ تو ہمارے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کا معاملہ تھا ایک اور پیغمبر کی بات سناتا ہوں حضرت داؤدؑ کو حکم دیا گیا یاداؤد انا جعلناک خلیفۃ فی الارض فاحکم بین الناس بالحق۔ اے داؤدؑ! ہم نے تم کو زمین میں بادشاہت دی ہے۔ پس لوگوں میں فیصلہ کرتے وقت حق اور انصاف سے کام لینا۔ ولا تتبع الھوٰی اپنی خواہشات کی پیروی نہ کرنا۔ تمہارا دل چاہے کہ کسی کو چھوڑ دو، کسی کے ساتھ ناجائز رعایت کرو، یا غلط فیصلہ دے دو۔ ایسا نہیں کرنا۔ خواہشات کی پیروی سے فیصلہ جات کرو گے فیضلک عن سبیل اللہ تم گمراہ ہو جاؤ گے۔ اور فرمایا ان الذین یضلون عن سبیل اللہ لھم عذاب شدید وہ لوگ جو خدا کے راستہ کو چھوڑ کر گمراہ ہو جاتے ہیں ان کیلئے سخت ترین عذاب ہے، یہ ایک پیغمبرؑ کو ارشاد فرمایا ہے، پیغمبر بھی خدا کے قانون اور اس کی سرزنش سے باہر نہیں۔

مقدمات کے فیصلہ کے بعد طلب مغفرت

پھر ان آیات میں جو پہلے میں نے پڑھی ہیں یہ فرمانے کے بعد کہ خدا کے دیئے ہوئے علم کے مطابق فیصلے دیئے جائیں۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تلقین فرمائی ہے واستغفر اللہ۔ فیصلہ کرنے کے بعد استغفار پڑھ لیا کریں ہو سکتا ہے کہ کسی فیصلہ میں غلطی ہو جائے اس لئے فیصلہ کے بعد مغفرت الٰہی طلب کرنا چاہیئے ان اللہ کان غفوراً رحیما۔ اللہ تعالیٰ بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

خلیفہ بننے کے بعد حضرت ابوبکرؓ کا اعلان

اب میں آپ کو خلفاءؓ اسلام کی بات سناتا ہوں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تعلیم سے قوم کو اور ان خلفاءؓ کو جو آپؐ کے جانشین ہوئے بہت بلند کر دیا۔ حضرت ابوبکرؓ جب مسند خلافت پر متمکن ہوئے تو انہوں نے قوم کو مخاطب کر کے فرمایا انی قد ولیت علیکم ولست بخیرکم۔ میں تمہارا حاکم تو ضرور ہو گیا ہوں مگر میں تم سے بہتر نہیں ہوں۔ کیا کمال کے انسان حضرت صلعم نے پیدا کئے ہیں، جس کمال کے حضورؐ خود ہیں۔ اسی کمال کے انسان آپ نے پیدا کئے ہیں فرمایا میں تمہارا حاکم تو ہو گیا ہوں لیکن تم سے بہتر نہیں ہوں لیکن ایک قاعدہ یاد رکھو ان استقمت اعینونی (۱) ان زغت فقومونی۔ اگر میں سیدھا چلوں پھر تم میرے ساتھ چلو اور میری مدد کرنا۔ میرے کام میں میرے مددگار بن جانا اور اگر میں ٹیڑھا چلوں تو مجھے سیدھا کر کے رکھ دینا۔ انہوں نے یہ نہیں فرمایا کہ میں خلیفہ ہو گیا ہوں جو میری بات ہے وہ خدا کی بات ہے، جو میرا فیصلہ ہے وہ خدا کا فیصلہ ہے اس کے برعکس فرمایا کہ ایک میرا فرض ہے اور ایک تمہارا فرض ہے۔ اگر میں ٹیڑھا چلوں تو پوری طاقت کے ساتھ مجھے سیدھا کر کے رکھ دیں۔ اور قوم نے اس کے جواب میں کہا ان زغت لقومناک باسنۃ رماحنا اگر آپ ٹیڑھے چلیں گے تو ہم نیزوں کی نوک سے آپ کو سیدھا کر دیں گے، خلیفہ اور قوم کے اس طریق سے ایک توازن پیدا ہوتا ہے اور پتہ لگتا ہے کہ خلیفہ قوم کے سامنے جواب دہ ہے۔ وہ چھوٹ نہیں ہے وہ بے لگام نہیں ہو سکتا۔

حضرت عمرؓ کا ارشاد

حضرت عمرؓ نے بھی یہی فرمایا قال عمر علی المنبر من رای منی عوجا فلیقومہ حضرت عمرؓ نے منبر پر کھڑے ہو کر فرمایا جو شخص مجھ میں ٹیڑھا پن دیکھے وہ اسے سیدھا کر دے۔

خلیفہ غلطی کرنے پر قوم کی گرفت سے نہیں چھوٹ سکتا

پس حضرت نبی کریم صلعم نے طریقہ حکومت کرنے کا جو خدا تعالیٰ نے ان کو تلقین فرمایا وہ واضح کر دیا اور حضورؐ کے بعد حضور کے خلفاء نے بھی وہی طریقہ اختیار کیا اور قوم کو خلیفہ کی غلطی پکڑنے کا مجاز قرار دیا جس طرح سے مقتدی امام کے پیچھے کھڑے ہوتے ہیں اور اس کی پوری اطاعت کرتے ہیں، مگر جب امام غلطی کرتا ہے، تو مقتدیوں کا فرض ہے کہ اس کی اصلاح کریں۔ اسی طرح کوئی خلیفہ غلطی کرنے پر قوم کی گرفت سے چھوٹ نہیں سکتا۔ قوم کا فرض ہے کہ خلیفہ ادھر ادھر چلے تو اس کو سیدھا کر دے۔

قوم کی آزادی رائے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آزاد قوم پیدا کی ہے۔ عورتیں بھی آزاد ہیں، مرد بھی آزاد ہیں۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب جہاد کے لئے میدان کی طرف نکلے تو رستہ میں ایک ایسی جگہ ڈیرہ لگایا جہاں پانی میسر نہ تھا۔ اس پر الحباب بن المنذر نے عرض کیا۔ یارسول اللہ ھذا امر من عند اللہ او من عند نفسک۔ یہ جو آپ نے یہاں ڈیرہ لگایا ہے کیا یہ خدا کے حکم سے کیا گیا ہے یا آپ نے اپنی رائے سے ایسا کیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم صادق و مصدوق انسان ہیں جواب میں فرماتے ہیں کہ خدا کی طرف سے نہیں بلکہ میں نے اپنے خیال سے یہاں ڈیرہ لگایا ہے۔ اس پر اس صحابیؓ نے عرض کیا کہ فالصواب یارسول اللہ ان ترتحل من ھھنا وتنزل علی الماء ولا نخاف العطش ولا نخاف العدو۔ حضور! صحیح بات یہ ہے کہ یہاں سے کوچ کیا جائے اور کہیں پانی پر چل کر ڈیرہ لگایا جائے۔ وہاں نہ ہم پیاسے مریں گے۔ اور نہ ہمیں وہاں دشمن کا ڈر لاحق ہو گا۔ فامر بالرحیل اس کی اس بات کو سن کر کوچ کا حکم دے دیا گیا۔

خولہؓ کی حضرت نبی کریم صلعم سے بحث

ایک عورت نے حضرت نبی کریم صلعم سے جھگڑا کیا اس نے کہا کہ میرے خاوند نے مجھے ماں بہن کہہ دیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ رواج یہی ہے کہ ایسا کہنے سے طلاق ہو جاتی ہے، اس نے جھگڑا کیا کہ یہ کس طرح ہو سکتا ہے میں بوڑھی عورت ہوں اور میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں اگر وہ میرے پاس رہیں تو میں انہیں کہاں سے کھلاؤں گی اور اگر خاوند کے حوالے کر دوں تو ضائع ہو جائیں گے ان کی تربیت نہیں ہو سکے گی۔ اس جھگڑے پر خدا تعالیٰ نے اسی عورت کے حق میں فیصلہ دیا۔ وہ رب العالمین ہے اس کے سامنے اس کا محبوبؐ اور ایک عورت برابر ہیں۔ اور یہ معاملہ قرآن میں ہمیشہ کے لئے ریکارڈ کر دیا جاتا ہے۔ اور اسی جھگڑے کی بناء پر اس سورت کا جس میں اس کا ذکر ہے المجادلہ نام رکھ دیا گیا ہے، اللہ تعالیٰ نے اس جھگڑے کو سن کر یہ آیات نازل کیں قد سمع اللہ قول التی تجادلک فی زوجھا اللہ تعالیٰ نے اس عورت کی بات سن لی جو اپنے خاوند کے بارہ میں تجھ سے جھگڑا کرتی ہے اور فرمایا کہ وہ ایک غلام آزاد کرے یا ساٹھ روزے رکھے یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔ اس سے ظاہر ہے کہ نبی کریم صلعم کے ساتھ ایک عورت بھی آزادانہ گفتگو اور بحث کر سکتی تھی۔

موجودہ زمانہ کے خلفاء کیلئے درس عبرت

ان واقعات کی روشنی میں موجودہ زمانہ کے خلفاء کے لئے یہ سزاوار نہیں کہ اپنے فیصلہ کو وہ خدا کا فیصلہ قرار دیں۔ اور اپنے کام کو خدا کا کام ٹھہرائیں۔ اس سے قوم برباد ہو گئی۔ قوم کی تمام آزادی ختم ہو گئی۔ قوم کا کردار ختم ہو گیا وہ مفلوج ہو جاتے ہیں۔

حضور نبی کریمؐ اور خلفائے راشدینؓ نے جائدادیں نہیں بنائیں۔

علاوہ ازیں حضورؐ نے اپنی بادشاہت ہوتے ہوئے اپنے لئے اور اپنوں کے لئے جاگیریں مقرر نہیں کیں اور نہ ہی حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمرؓ نے اپنے اقرباء کے لئے جاگیریں مقرر کیں، نہ ہی محلات بنائے نہ ہی سواریاں فراہم کیں وہ نہ خدام رکھتے تھے نہ انہوں نے ملبوسات تیار کئے۔

حضرت عمرؓ کا طریق عمل

حضرت عمرؓ رات کو شہر کا چکر لگاتے ہیں یہ دیکھنے کے لئے کہ کوئی مصیبت زدہ ہو تو اس کی مدد کریں۔ ایک دفعہ آپؓ رات کو چکر لگا رہے تھے

ایک گھر میں دیکھا کہ بچے رو رہے ہیں - ان کی ماں سے پوچھا کہ یہ کیوں رو رہے ہیں اس نے بتایا کہ یہ بھوکے ہیں کھانے کو کچھ نہیں، انہیں بہلانے کے لئے چولھے پر ہنڈیا میں پانی رکھ دیا ہے تاکہ یہ سو جائیں حضرت عمرؓ فوراً بیت المال میں گئے اور آٹا گھی اپنی پیٹھ پر لاد کر لے آئے پھر خود وہاں آگ جلاتے ہیں اور آپ کی ڈاڑھی میں سے دھواں نکل رہا ہوتا ہے -

ایک دفعہ دن کے وقت بیت المال کا اونٹ گم ہو گیا - آپ تلاش میں نکل گئے - سموم چل رہی ہے جب کسی نے کہا کہ اس سموم میں آپ کیوں نکل گئے جواب دیتے ہیں کہ کیا کروں بیت المال کا اونٹ گم ہو گیا ہے یہ میری ذمہ داری ہے - اسی طرح ایک دفعہ رات کے وقت چکر لگا رہے تھے کہ انہوں نے ایک ماں بیٹی کی گفتگو سنی - ماں بیٹی کو کہتی ہے کہ دودھ میں پانی ڈالو - بیٹی کہتی ہے کہ خلیفہ نے پانی ڈالنے سے منع کیا ہے - ماں کہتی ہے کہ یہاں خلیفہ کا کیا گذر وہ تو آرام کی نیند سو رہا ہوگا - بیٹی نے کہا اگر خلیفہ نہیں دیکھتا تو خدا تو دیکھ رہا ہے اس پر دوسرے دن اپنے فرزندوں کو جمع کر کے فرمایا کہ میں ایک با خدا لڑکی دیکھ آیا ہوں تم میں سے کوئی اس کے ساتھ نکاح کر لے اس کے بطن سے نورانی بچے پیدا ہوں گے چنانچہ ایک بیٹے نے اس سے شادی کر لی اور اس لڑکی کے بطن سے عمر بن عبدالعزیزؒ جیسا با خدا انسان پیدا ہوتا ہے -

خلفاءؓ کی سادہ طرز زندگی -

یہ وہ خلفاءؓ ہیں - جنہوں نے محلات نہیں بنوائے برتن اور کراکری نہیں خریدی، باورچی نہیں رکھے ملبوسات نہیں تیار کروائے - ان کے کپڑوں میں پیوند لگے ہوتے ہیں لیکن شان یہ ہے کہ عجم کے بادشاہ کی طرف سے شام سے ایک ایلچی آیا - آپ مسجد میں اکیلے سو رہے تھے کوئی چوکیدار، چوبدار یا دربان نہیں تھا - ایلچی نے بڑی حیرانگی کا اظہار کیا - اور پوچھا کہ ان کا کوئی باڈی گارڈ نہیں ہے کسی نے جواب دیا کہ ان کو کسی سے خطرہ نہیں تو باڈی گارڈ کی کیا ضرورت! بیت المقدس جب فتح ہوا تو وہاں کے لوگوں کے کہنے پر آپ خود تشریف لے گئے، آپ اور آپ کا غلام باری باری اونٹ پر سواری کرتے تھے، جب بیت المقدس پہنچے تو غلام اونٹ پر سوار تھا اور آپ مہار پکڑے ہوئے پیدل چل رہے تھے، باری کے مطابق حضرت عمرؓ نے اونٹ کی لگام پکڑی ہوئی تھی - اور پیدل چل رہے تھے اور نوکر سوار تھا - شامیوں نے سمجھا کہ شاید سوار ہی خلیفہ وقت ہے - لوگوں نے اس کو اسلام کرنا شروع کر دیا - مگر حقیقت معلوم ہونے پر بہت ہی متاثر ہوئے

ان خلفاءؓ نے قوم کا مال جمع نہیں کیا، بلکہ جو کچھ گھر میں تھا وہ قوم کو سپرد کر دیا - وہ قوم سے گھل مل کر رہتے - قوم کے حالات سے باخبر رہتے - وہ اپنے آپ کو محض انسان اور خادم قوم خیال کرتے تھے

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی انسان تھے، اور بادشاہ ہو کر انسان رہے - وہ انسان جس سے اقتدار حاصل ہونے پر انسانیت بھاگ جائے وہ انسان نہیں ہوتا - بہت سے بادشاہوں سے انسانیت بھاگ گئی - لیکن اگر انسانیت نہ بھاگی تو وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاءؓ اسلام سے نہ بھاگی -

حضرت عثمانؓ کی فیاضی -

خلفاءؓ میں سے حضرت عثمانؓ خود غنی تھے - انہوں نے یہ دولت اپنی خلافت اور امارت سے نہیں جمع کی - وہ مکہ میں بھی امیر تھے - قوم ان کی سخاوت اور قربانی کی مرہون منت ہے - قوم کے آڑے وقتوں میں انہوں نے اپنی دولت بے دریغ صرف کی - ایک ایک وقت میں دو دو سو اونٹ اور ان کی پلانیں دیں اور اشرفیوں کی تھیلیاں حضرت نبی کریم صلعم کے سپرد کر دیں - وہ معزز ترین اور امیر کبیر انسان تھے مکہ میں بھی ان کو بڑی عظمت حاصل تھی - ان کا نورانی چہرہ تھا، اور باوجود امارت کے قوم کے خدمت گذار تھے -

یہ خلفاءؓ کا حال ہے - اور یہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حال ہے - اس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ خلافت کتنی ذمہ داری کی چیز ہے - خلافت قوم کی تربیت کے لئے ہوتی ہے اپنے نفس کو پالنے کے لئے نہیں ہوتی یہی خلافت کا طریقہ قرآن وحدیث نے بیان کیا ہے -

بیماروں اور مصیبت زدوں کے لئے دعا

کچھ لوگ بیمار ہیں - دو تین دفعہ میں آپ سے التماس کر چکا ہوں کہ محترم شیخ میاں محمدؐ صاحب کے لئے دعا کریں - آج بھی ان کی صحت کاملہ کے لئے دعا کریں - چودھری محمد حسن صاحب چیمہ کو بھی حادثہ پیش آیا تھا - وہ زخمی ہو گئے تھے - دو تین دن لاہور کے ہسپتال میں بھی رہے - کچھ افاقہ ہوا تو سرگودھا چلے گئے ابھی تک پوری صحت نہیں ہوئی - وہ قوم سے التماس کرتے ہیں کہ ان کی صحت کے لئے درد دل سے دعا کی جائے ؂

بقیہ مقالہ از صفحہ ۳

مضمون بعنوان "ہندوستان میں احمدیت و دیوانیت" قلمبند کر کے جلد از جلد ارسال کر رہا ہوں، آپ براہ کرم قریبی اشاعت میں درج فرما دیں تاکہ بات صحیح بنے"

(۳) سہارنپور ہی سے ڈاکٹر محمد عبدالسلام خیری کے (جو آج کل لکھنؤ میں ہیں) مضامین بعنوان "ختم نبوت اور حضرت مرزا صاحب" کئی اقساط میں مسلسل شائع ہو رہے ہیں، جن میں نہایت خوش اسلوبی سے قادیانی عقائد دربارہ نبوت و تکفیر مسلمین کی دھجیاں بکھیر کر رکھدی گئی ہیں۔

کیا ان سب پیغامات اور مضامین کو بھی بیعت کرنے والی "اکثریت" میں ہی شامل سمجھا جائے گا؟ ؂

حافظ محمد حسن چیمہ صاحب کی صحت کی صورت حال

الحاج حافظ محمد حسن چیمہ صاحب کے حادثہ کی خبر گذشتہ سے گذشتہ اشاعت میں درج ہو چکی ہے - ذیل میں ان کے فرزند ضیاء الحسن صاحب کا خط درج کیا جاتا ہے جس میں انہوں نے انجمن کے ایک کارکن چوہدری فضل احمد صاحب ملغی کو ان کی صحت کی موجودہ کیفیت لکھی ہے -

محترمی بھائی جان -

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ سب سے پہلے عزیز تھے جو ابا جان احمد اور اسد کے پاس ہسپتال پہنچے - اور آپ کے ساتھ ڈاکٹر اللہ بخش صاحب، چوہدری ظہور احمد صاحب چوہدری عبدالمجید صاحب اور علوی صاحب وغیرہ بھی آ گئے جس سے ابا جان کو بے حد تقویت پہنچی - اور ان کے اندر خاص روحانیت کی کیفیت پیدا ہوئی - دوسرے دن احمدیہ بلڈنگس سے شیخ صاحب اور ہیڈ کلرک صاحب وغیرہ بھی آئے - بیمار پرسی کی جس سے بیماروں کی ڈھارس بندھی - ان سب صاحبان کا آپ میری طرف سے فرداً فرداً شکریہ ادا کریں مجھے تو کراچی اتوار کو رات کے ساڑھے دس بجے اطلاع پہنچی اور میں اسی وقت FLY کر کے ½1 بجے رات لاہور پہنچ گیا - شکر ہے کہ زخمیوں کی حالت اچھی تھی اور وہ خطرہ سے باہر تھے اور کوئی فریکچر وغیرہ نہ تھا - اب میں زخمیوں کو یہاں سرگودھے میں لے آیا ہوں - یہاں وہ ہمارے اپنے ہی عزیز ڈاکٹر نصراللہ خان کے زیر علاج ہیں - اور انشاء اللہ جلدی صحت یاب ہو جائیں گے - شاید ابا جان کو کچھ زیادہ وقت لگے اس کی وجہ ان کی ضعیفی ہے - ابا جان کی جماعت سے بالعموم اور حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ العزیز سے بالخصوص استدعا ہے کہ ان کے لئے دعا فرمادیں - خدا نے ان کی زندگی شاید کسی کار خیر کے لئے بچائی ہو - انہیں توفیق ملے کہ وہ کوئی نیک کام سرانجام دینے کے قابل ہو جائیں - دوسرے اصحاب جن کو ابا جان سے محبت ہے وہ سب کے سب اللہ تعالیٰ کے حضور گڑگڑا کر دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کے گناہ معاف فرماوے اور انہیں خدمت اسلام کی توفیق بخشے - وہ چاہتے ہیں کہ جب وہ اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہوں تو احباب کی دعائیں وہاں مجسم ہو کر سراپا شفاعت بن جائیں - - والسلام

آپ کا ضیاء

۲۹ جنوری ۱۹۶۷ء

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں - (منیجر)

مولانا شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری

کیا اشتہار "ایک غلطی کا ازالہ" میں

اسلامی اصطلاح والی نبوّت کی تعریف میں کوئی تبدیلی پائی جاتی ہے

(۲)

الہامات میں نبی اور رسول کے الفاظ کی موجودگی حضور کو زمرۂ انبیاء میں داخل نہیں کرتی

گذشتہ قسط میں بتلایا جا چکا ہے کہ "اشتہار ایک غلطی کا ازالہ" میں بھی اسی طرح اسلامی اصطلاح والی تعریف نبوّت کی رُو سے حضور نے نبوّت سے انکار کیا ہے اور محض لغوی معنی میں ہی اپنی شان میں لفظ نبی و رسول کا جواز تسلیم کیا ہے جس طرح پہلی تمام کتب میں کرتے چلے آ رہے تھے اس لئے اشتہار مذکور میں کس طرح اسلامی اصطلاح والی تعریف نبوّت کی تبدیلی کا اعلان کر سکتے تھے ذیل میں اس کے علاوہ اس اشتہار میں بھی وحی نبوّت کے انقطاع کا اسی طرح ذکر موجود ہے جس طرح پہلی کتب میں پایا جاتا ہے جیسا کہ ذیل کی عبارت سے ظاہر ہے۔

اشتہار کی عبارت اور اس میں ۱۲ فقرے

اس بات کا ذکر کرنے کے بعد کہ بے شک میرے الہامات میں الفاظ نبی اور رسول کے موجود ہیں فرماتے ہیں:۔

"سو اگر یہ کہا جائے کہ آنحضرت صلعم تو خاتم النبیّین ہیں پھر آپ کے بعد اور نبی کس طرح آ سکتا ہے اس کا جواب یہی ہے کہ بے شک اس طرح سے تو کوئی نبی نیا ہو یا پرانا نہیں آ سکتا جس طرح سے آپ لوگ حضرت عیسٰی علیہ السلام کو آخری زمانہ میں اتارتے ہیں اور پھر اس حالت میں ان کو نبی بھی مانتے ہیں بلکہ چالیس برس تک سلسلہ وحی نبوّت کا جاری رہنا اور زمانہ آنحضرت صلعم سے بھی بڑھ جانا آپ لوگوں کا عقیدہ ہے بے شک ایسا عقیدہ تو معصیت ہے اور آیت ولٰکن رسول اللہ وخاتم النبیّین اور حدیث لانبی بعدی اس عقیدہ کے کذب صریح ہونے پر کامل شہادت ہے لیکن ہم اس قسم کے عقائد کے سخت مخالف ہیں اور ہم اس بات پر سچا اور کامل ایمان رکھتے ہیں جو فرمایا ولٰکن رسول اللہ وخاتم النبیّین اور اس آیت میں ایک پیشگوئی ہے جس کی ہمارے مخالفوں کو خبر نہیں اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس آیت میں فرماتا ہے کہ آنحضرت صلعم کے بعد پیشگوئیوں کے دروازے قیامت تک بند کر دیئے گئے اور ممکن نہیں کہ اب کوئی ہندو یا یہودی یا عیسائی یا کوئی رسمی مسلمان نبی کے لفظ کو اپنی نسبت ثابت کر سکے نبوّت کی تمام کھڑکیاں بند کی گئیں مگر ایک کھڑکی سیرت صدیقی کی کھلی ہے یعنی فنا فی الرسول کی پس جو شخص اس کھڑکی کی راہ سے خدا کے پاس آتا ہے اس پر ظلّی طور پر وہی نبوّۃ کی چادر پہنائی جاتی ہے جو نبوّت محمدی کی چادر ہے اس لئے اس کا نبی ہونا غیرت کی جگہ نہیں کیونکہ وہ اپنی ذات سے نہیں بلکہ اپنے نبی کے چشمہ سے لیتا ہے اور نہ اپنے لئے بلکہ اسی کے جلال کے لئے اس لئے اس کا نام آسمان پر محمدؐ اور احمدؐ ہے اس کے یہ معنی ہیں کہ محمد کی نبوّت آخر محمد ہی کو ملی گو بروزی طور پر مگر نہ کسی اور کو پس یہ آیت کہ ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولٰکن رسول اللہ وخاتم النبیّین اس کے معنی یہ ہیں کہ لیس محمد ابا احد من رجال الدنیا ولٰکن ھو اب لرجال الاٰخرۃ لانہ خاتم النبیّین ولا سبیل الیٰ فیوض اللہ من غیر توسطہ غرض میری نبوّت اور رسالت باعتبار محمد اور احمد ہونے کے ہے نہ میرے نفس کی رُو سے اور یہ نام بحیثیت فنا فی الرسول مجھے ملا لہٰذا خاتم النبیّین کے مفہوم میں فرق نہ آیا لیکن عیسٰی کے اترنے سے ضرور فرق آئے گا اور یہ بھی یاد رہے کہ نبی کے معنی لغت کی رُو سے یہ ہیں کہ خدا کی طرف سے اطلاع پا کر غیب کی خبر دینے والا پس جہاں یہ معنی صادق آئیں گے نبی کا لفظ بھی صادق آئے گا اور نبی کا رسول ہونا شرط ہے کیونکہ اگر وہ رسول نہ ہو تو پھر غیب مصفّٰی کی خبر اس کو مل نہیں سکتی اور یہ آیت روکتی ہے فلا یظھر علیٰ غیبہ احداً الا من ارتضیٰ من رسول اب اگر آنحضرت صلعم کے بعد ان معنوں کی رُو سے نبی سے انکار کیا جائے تو اس سے لازم آتا ہے کہ یہ عقیدہ رکھا جائے کہ یہ امت مکالمات و مخاطبات الٰہیہ سے بے نصیب ہے کیونکہ جس کے ہاتھ پر اخبار غیبیہ منجانب اللہ ظاہر ہوں گے بالضرورت اس پر مطابق آیت فلا یظھر علیٰ غیبہ کے مفہوم نبی کا صادق آئے گا اسی طرح جو خدا تعالیٰ کی طرف سے بھیجا جائے گا اسی کو ہم رسول کہیں گے فرق درمیان یہ ہے کہ ہمارے نبی صلعم کے بعد قیامت تک ایسا نبی کوئی نہیں جس پر جدید شریعت نازل ہو یا جس کو بغیر توسط آنجناب اور ایسی فنا فی الرسول کی حالت کے جو آسمان پر اس کا نام محمد اور احمد رکھا جائے یونہی نبی کا لقب عطا کیا جائے ومن ادعٰی فقد کفر"

عبارت نقل کرنے کی غرض

یہ طویل عبارت اس لئے نقل کی گئی ہے کہ اس سے بہت سے ایسے حقائق پر روشنی پڑتی ہے جو ایک تو دونوں جماعتوں میں امور متنازعہ فیہ کے حل کرنے میں ممد ثابت ہو سکتے ہیں دوسرے اشتہار مذکورہ بالا کی حقیقی غرض و غایت اور اس کے مفہوم کو صحیح رنگ میں ذہن نشین کرا سکتے ہیں۔

پہلے فقرہ کا مفہوم

اس عبارت کے پہلے فقرہ میں ہی حضرت اقدسؑ نے حضرت عیسٰیؑ کو بطور مثال کے پیش کر کے جن کو حقیقی نبی یقین کیا جاتا ہے جیسا کہ حضور کے اشتہار مندرجہ تبلیغ رسالت جلد ہفتم کے صفحہ ۵۷-۵۸ کی مندرجہ ذیل عبارت سے ظاہر ہے:۔

"چوتھے یہ کہ قرآن شریف صاف فرماتا ہے کہ آنحضرت صلعم خاتم الانبیاء ہیں مگر ہمارے مخالف حضرت عیسٰیؑ کو خاتم الانبیاء ٹھہراتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جو صحیح مسلم وغیرہ میں آنے والے مسیح کو نبی اللہ کے نام سے یاد کیا ہے وہاں حقیقی نبوّت مراد ہے۔"

اس حقیقت کو واشگاف الفاظ میں بیان کر دیا ہے کہ وحی نبوّت صرف حقیقی یعنی صاحب شریعت اور مستقل نبیوں پر ہی نازل ہو سکتی ہے اس سے ظاہر ہے کہ حضور پر وحی نبوّت نازل ہونے کا کوئی امکان ہی نہیں اسی لئے حضور نے ہمیشہ اپنی وحی کو وحی ولایت ہی بتلایا۔

دوسرے فقرہ کا مفہوم

دوسرے فقرہ سے ظاہر ہے کہ وحی نبوّت پانے والا ہی درحقیقت زمرہ انبیاء کا فرد ہو سکتا ہے کیونکہ وہی حقیقی نبی ہوتا ہے۔

فقرہ نمبر ۳ کا مفہوم

تیسرے فقرہ سے ظاہر ہے کہ حضور کے نزدیک وحی نبوّت کے جاری رہنے کا عقیدہ رکھنا معصیت میں داخل ہے کاش علماء ربوہ حضور کے ان الفاظ پر غور کریں۔

فقرہ نمبر ۴ کا مفہوم

فقرہ نمبر ۴ بتلا رہا ہے کہ آیت خاتم النبیّین اور حدیث لانبی بعدی اس عقیدہ کے بطلان پر زبردست دلیل کا کام دے رہے ہیں۔ اس فقرہ پر علماء ربوہ غور کی نظر ڈالیں۔

فقرہ نمبر ۵ کا مفہوم

فقرہ نمبر ۵ حضور اور حضور کی جماعت کا اس عقیدہ کا مخالف ہونا ثابت کر رہا ہے کیونکہ حضور نے "ہم" کے لفظ سے اپنی مخالفت کا اظہار کیا ہے گویا اپنی جماعت کو بھی اپنے ساتھ مخالفت میں شریک کیا ہے کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ حضور کی وفات کے تھوڑے عرصہ بعد ہی جماعت کے ایک حصہ نے اس مخالفت میں حضور

کا ساتھ دینے سے انکار کر دیا۔

فقرہ نمبر ۶ کا مفہوم

فقرہ نمبر ۶ بتلا رہا ہے کہ حضور کے نزدیک آیت خاتم النبیین میں ایک پیشگوئی ہے اور اس پیشگوئی سے حضور کے مخالف ناواقف ہیں۔

فقرہ نمبر ۷ کا مفہوم

فقرہ نمبر ۷ اس پیشگوئی کی تعیین کرتے ہوئے بتلا رہا ہے کہ پیشگوئیوں کے دروازے قیامت تک بند کر دیئے گئے ہیں۔

فقرہ نمبر ۸ کا مفہوم

فقرہ نمبر ۸ بتلا رہا ہے کہ پیشگوئیوں کا یہ دروازہ اب نہ کسی ہندو کے لئے نہ کسی یہودی کے لئے نہ کسی عیسائی کے لئے اور نہ ہی کسی محض رسمی مسلمان کے لئے کھل سکتا ہے گویا بالفاظ دیگر اسلام کے سوا تمام مذاہب کے پیروان اس نعمت عظمیٰ سے ہمیشہ کے لئے محروم کر دیئے گئے ہیں کیونکہ ان کے نبیوں اور ان کی لائی ہوئی کتب کی تاثیرات روحانیہ ختم ہو چکی ہیں اس لئے وہ اپنی پیروی کرنے والے کو اس مقام تک نہیں پہنچا سکتیں کہ اللہ تعالیٰ ان پر اپنے اسرارِ غیب کے دروازے کھولے۔ رسمی مسلمان پر بھی یہ دروازہ اس لئے نہیں کھلتا کہ اس کی پیروی کمال اور اخلاص سے خالی ہوتی ہے۔

فقرہ نمبر ۹ کا مفہوم

فقرہ نمبر ۹ سے ثابت ہو گیا کہ حضور نبوت کا لفظ محض پیشگوئیوں کے معنی میں بھی استعمال کرتے ہیں پہلے فرمایا کہ پیشگوئیوں کا دروازہ بند ہے اور دوبارہ اس مضمون کو ان لفظوں میں ادا کیا "نبوت کی تمام کھڑکیاں بند کی گئی ہیں" صاف ظاہر ہے کہ نبوت سے مراد یہاں پیشگوئیاں ہی ہیں اور خدا سے پیشگوئیاں حاصل کرنے والے پر لفظ نبی کا اطلاق بھی اس لئے جائز دکھا ہے کہ نبی کے معنی لغت کی رو سے پیشگوئی کرنے والے کے ہیں جیسا کہ حضور کی پہلی کتب میں بھی اس کی وضاحت موجود ہے اور اس اشتہار میں بھی اس کی وضاحت پائی جاتی ہے جیسا کہ فقرہ نمبر ۱۳ سے ظاہر ہے۔ فقرہ نمبر ۱۰ میں بتلایا کہ گو دوسرے تمام مذاہب کے پیرو تو اس نعمت عظمیٰ سے محروم ہیں لیکن محمد رسول اللہ صلعم کے کامل متبعین جو اطاعت اور محبت رسول میں فنافی الرسول کے مقام تک پہنچ جاتے ہیں وہ اس نعمت عظمیٰ سے بہرہ ور ہوتے ہیں اور صرف وہی بہرہ ور ہوتے ہیں۔

براہین احمدیہ کی عبارت

یہ دونوں مضامین صرف اشتہار مذکورہ بالا میں ہی بیان نہیں ہوئے بلکہ ان دونوں کو حضور اس سے قبل اپنی سب سے پہلی تصنیف یعنی براہین احمدیہ میں بھی بیان فرما چکے ہیں چنانچہ اس کتاب کے صفحہ ۲۱۵ پر منکرین الہام یعنی برہمو سماج والوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ صرف نبیوں پر ہی اظہار غیب نہیں ہوتا بلکہ اسرار غیب کے پانے کے لئے ایک اور راستہ بھی کھلا ہوا ہے وہ کونسا راستہ ہے اس کی تشریح یوں فرماتے ہیں:۔

"اور یہ بھی ان کو معلوم رہے کہ تحقق وجود الہام ربانی کے لئے جو خاص خدا کی طرف سے نازل ہوتا اور امور غیبیہ پر مشتمل ہوتا ہے۔ ایک اور بھی راستہ کھلا ہوا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ امت محمدیہ میں جو سچے دین پر ثابت اور قائم ہیں ہمیشہ ایسے لوگ پیدا کرتا ہے کہ جو خدا تعالیٰ کی طرف سے ملہم ہو کر ایسے امور غیبیہ بتلاتے ہیں۔ جن کا بتلانا بجز خدائے واحد لاشریک کے کسی کے اختیار میں نہیں اور خدا تعالیٰ اس پاک الہام کو انہیں ایمانداروں کو عطا کرتا ہے۔ کہ جو سچے دل سے قرآن شریف کو خدا کا کلام جانتے ہیں۔ اور صدق اور اخلاص سے اس پر عمل کرتے ہیں اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کا سچا اور کامل پیغمبر اور سب پیغمبروں سے افضل اور اعلیٰ اور بہتر اور خاتم الرسل اور اپنا ہادی اور رہبر سمجھتے ہیں۔ دوسروں کو یہ الہام یعنی یہودیوں۔ عیسائیوں آریوں اور برہموؤں وغیرہ کو ہرگز ہرگز نہیں ہوتا۔ بلکہ ہمیشہ قرآن شریف کے کامل تابعین کو ہوتا رہا ہے۔ اور اب بھی ہوتا ہے اور آئندہ بھی ہو گا۔ اور گو وحی رسالت بجہت عدم ضرورت منقطع ہے لیکن یہ الہام کہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بااخلاص خادموں کو ہوتا ہے۔ یہ کسی زمانے میں منقطع نہیں ہو گا۔ اور یہ الہام وحی رسالت پر ایک عظیم الشان ثبوت ہے جس کے سامنے ہر ایک منکر مخالف اسلام ذلیل و رسوا ہے۔ اور چونکہ یہ مبارک الہام اپنی تمام برکت اور عزت اور عظمت اور جلال کے ساتھ صرف ان عزت دار بندوں میں پایا جاتا ہے کہ جو امت محمدیہ میں داخل ہیں اور خدام آنحضرت والا جاہ ہیں۔ دوسرے کسی فرقے میں یہ نور کامل کہ جو تقرب اور قبولیت اور خوشنودی حضرت عزت کی بشارتیں بخشتا ہے۔ ہرگز نہیں پایا جاتا۔ اس لئے وجود اس مبارک الہام کا صرف نفس الہام کی حقانیت ہی کو ثابت نہیں کرتا۔ بلکہ یہ بھی ثابت کرتا ہے کہ دنیا میں مقبول اور مستقیم دین پر جو فرقہ ہے وہ فقط اہل اسلام ہی کا فرقہ ہے اور باقی سب لوگ باطل پرست اور کج رو اور مورد غضب الٰہی ہیں"

علمائے ربوہ اور ان کے ہم نوا احباب دیکھ لیں کہ حضور کے بالکل ابتدائی کلام اور اشتہار مذکورہ بالا کی عبارتوں میں کس قدر ہم آہنگی ہے۔ اس سے یہ بھی ثابت ہو جاتا ہے کہ اس امت میں ایسے الہامات مشتمل بر امور غیبیہ پانے والے نبیوں کے زمرہ میں شمار نہیں ہوتے یعنی امتی زمرہ انبیاء میں داخل نہیں ہو سکتا اور یہی حضور کا شروع سے آخر تک مذہب رہا ہے۔

فقرہ نمبر ۱۱ کا مفہوم

فقرہ نمبر ۱۱ میں بھی وہی مفہوم بیان کیا گیا ہے جو پہلی کتب میں بھی بار بار بیان ہوا ہے یعنی یہ کہ حضور کے وجود میں نبوت محمدیہ ہی جلوہ گر ہے

یاد رہے کہ انبیاء علیہم السلام کی نبوت دو امور پر مشتمل ہوتی ہے ایک شریعت پر اور دوسری پیشگوئیوں پر نبی کریم صلعم کی نبوت بھی انہی دو امور پر مشتمل تھی جس پر کہ قرآن کریم شاہد ہے۔ آنحضور صلعم کی نبوت کے شریعت والے پہلو کا تو جیسا کہ سب کو مسلم ہے کوئی وارث ہو سکتا ہی نہیں اس لئے نبوت محمدیہ کی چادر پہنائے جانے کا مفہوم یہی ہو سکتا ہے کہ آنحضور صلعم کی نبوت کے پیشگوئیوں والے پہلو کا ہی وارث کامل تبع کو بنایا جاتا ہے اور ذکر بھی پیشگوئیوں کو پانے کا ہی چلا آ رہا ہے۔ اس لئے نبوت سے مراد پیشگوئیوں والا حصہ ہی ہو سکتا ہے۔

فقرہ نمبر ۱۲ کا مفہوم

فقرہ نمبر ۱۲ میں اس کی وجہ بتلا دی ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم کے بعد آپ کوئی شخص براہ راست اس نعمت کو حاصل نہیں کر سکتا بلکہ اپنے نبی متبوع صلی اللہ علیہ وسلم کے چشمہ سے سیراب ہو کر ہی حاصل کر سکتا ہے یہی مضمون حضور نے اپنے اشتہار مورخہ ۵ اکتوبر ۱۸۹۹ء میں بیان فرمایا ہوا ہے، فرماتے ہیں:۔

" دوسرا سبب سلب ایمان کا یہ بھی ہو جاتا ہے کہ وہ ولی اللہ کی ہر حالت میں مخالفت کرتا رہتا ہے جو سرچشمہ نبوت سے پانی پیتا ہے جس کو سچائی پر قائم کیا جاتا ہے سو چونکہ اس کی عادت ہو جاتی ہے کہ خواہ مخواہ ہی ہر ایک ایسی سچائی کو رد کرتا ہے جو اس ولی کے منہ سے نکلتی ہے اور جس قدر اس کی تائید میں نشان ظاہر ہوتے ہیں یہ خیال کر لیتا ہے کہ ایسا ہونا بھی ممکن ہے اس لئے رفتہ رفتہ سلسلہ نبوت بھی اس پر مشتبہ ہو جاتا ہے۔"

فقرہ نمبر ۱۳ کا مفہوم

اس ساری حقیقت کو بیان کرنے کے بعد آخر میں اس امر کو فقرہ نمبر ۱۳ میں واضح کر دیا کہ میرے الہامات میں جو لفظ نبی اور رسول وارد ہوئے ہیں وہ ایک تو میرے وجود میں نبوت محمدیہ کے جلوہ گر ہونے کی وجہ سے بروزی رنگ میں استعمال ہوئے ہیں اور دوسرے محض لغوی معنی میں استعمال ہوئے ہیں یعنی خدا کی طرف سے غیب کی خبریں پانے اور خدا کی طرف سے بھیجے جانے کے معنی میں۔

خلاصہ کلام

اور یہی بات حضور نے اپنی کتاب اربعین نمبر ۲ کے صفحہ ۱۰ کے حاشیہ پر اور اپنے خط مندرجہ اخبار الحکم ۱۷ اگست ۱۸۹۹ء میں بیان فرمائی ہوئی ہے گویا اشتہار "ایک غلطی کا ازالہ" جس کو تبدیلی کی بنیاد بتلایا جاتا ہے اس میں اور پہلی تحریروں میں جہاں تک لفظ نبی اور رسول کے استعمال کا تعلق ہے ذرہ بھر بھی فرق نہیں جس طرح پہلی کتب میں فرمایا کہ وحی نبوت اب قیامت تک بند ہے اس طرح اس اشتہار میں بھی یہی فرمایا

(باقی بر صفحہ ۱۱ کالم نمبر ۲)

طاہر عرفانی صاحب

آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی بے نظیر عظمت کی بے مثال دلیل

دُنیا بھر کے جن اہلِ علم اکابر کی تاریخ عالم پر نظر ہے وہ اس بات کے معترف ہو گئے ہیں کہ مشاہیرِ عالم میں خاتم النبیّین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلّم کو منفرد مقام حاصل ہے گو آپؐ کی ذات ؎

آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

کی مصداق تھی۔ تاہم اسلام کا بانی ہونے کی وجہ سے آپؐ دُنیا میں انبیاءؑ اور بانیانِ مذاہب کی صف میں شمار کئے جاتے ہیں۔ اس لئے ضروری ہے کہ مذہبی مشاہیر سے آپؐ کا موازنہ کیا جائے۔ اور بتایا جائے کہ گو آپؐ اُن رجال میں سے تھے جنہیں اللہ تعالےٰ نے وقتاً فوقتاً لوگوں کی ہدایت کے لئے بھیجا تاہم کئی وجوہ سے آپؐ ان پر فوقیت رکھتے تھے۔

ایک عظیم چیلنج

مختلف مذاہب کے پیروکار اپنے اپنے نبیوں کی صداقت پر مختلف دلائل دیتے ہیں، اور ان کی بلند پایہ تعلیمات کو بطور شواہد پیش کرتے ہیں، لیکن صاحبِ خُلقِ عظیم، حاملِ اُسوۂ حسنہ، محبوبِ ربّ العالمین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلّم کے سوا کوئی نبی، مصلح یا عظیم انسان ایسا نہیں گذرا جس نے اپنی چالیس سال پر پھیلی ہوئی زندگی کو اپنی صداقت پر دلیل کے طور پر پیش کیا ہو۔ یہ آپؐ کی ذات والاصفات ہی تھی جس نے اپنے مخالفین کو کہا کہ میری چالیس سالہ زندگی کھلی ہوئی کتاب کی طرح تمہارے سامنے موجود ہے۔ میرا کردار، میری صداقت، راست بیانی امانت و دیانت پر گواہ ہے۔ فقد لبثت فیکم عمراً من قبلہ افلا تعقلون۔ اگر تمہارے پاس علم و عقل ہے تو اس سے میرے ماضی کے شب و روز پر روشنی ڈالو، تم میری صداقت پر ایمان لائے بغیر نہیں رہو گے۔

سابق انبیاءؑ کی زندگیوں کے حالات معلوم نہیں

دنیا میں کسی دوسرے رہنما کا نام لو، جس نے ہمعصروں کو یہ عظیم چیلنج دیا ہو، بانیانِ مذاہب کی زندگیوں اور تعلیمات پر نظر ڈالئے، ان کی زندگیوں کے حالات تاریکیوں کے دبیز پردوں میں چھپے ہوئے ملیں گے، ان میں سے اکثر کی پیدائش، بچپن اور جوانی کے حالات کسی کو معلوم نہیں اور اگر کسی کے متعلق کچھ معلومات کتبِ تاریخ میں ملتی ہیں، تو وہ بھی چند افسانوی اشاروں سے زیادہ نہیں

ان کی روزمرّہ کی زندگی، نشست و برخاست، لین دین، معاملات، اہلی زندگی، خویش و اقرباء اور اہلِ وطن سے میل جول، دیانت، صداقت، کردار، گفتار، زندگی کی روش، دنیا کی نظروں سے اوجھل ہے۔ حتیٰ کہ ہمارے زمانے سے قریب ترین نبی حضرت مسیح علیہ السّلام کے حالاتِ زندگی دوچار افسانوی واقعات سے آگے نہیں بڑھتے۔ اس لئے اُن کی قبل از نبوّت زندگی، ان کی صداقت پر دلیل کے طور پر پیش نہیں کی جا سکتی۔ اور نہ ہی انکے ان محدود واقعات میں کوئی عظمت پائی جاتی ہے جنہیں دنیا کے سامنے بطور دلیل پیش کیا جا سکے،

رسول کریم صلعم کے حالاتِ زندگی۔

اس کے برعکس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کی روزمرّہ زندگی کا ایک ایک واقعہ — بچپن سے جوانی تک — من وعن محفوظ ہے مسلمانوں کو اپنے محبوب ہادی سے اس قدر شغف تھی کہ نہ صرف انہوں نے آپؐ کی کامل اتباع سے آپؐ کے کردار کو اپنی زندگیوں میں جذب کر لیا۔ بلکہ مختلف ذرائع سے معلومات بہم پہنچا کر ایک ایک واقعہ، قول، اشارے اور روش کو قلمبند کر لیا، اور ان جزئیات میں آپ کا اُٹھنا، بیٹھنا، چلنا، کھانا، پینا، گفتگو، خاموشی، آنا، جانا، تھوکنا کلی کرنا، رفع حاجت، بچّوں اور بڑوں سے سلوک جھاڑو دینا، بھیڑ بکریوں، گھوڑوں، اُونٹوں کی نگرانی، اہلِ بیت سے سلوک، متاہل زندگی کی جزئیات، نماز تہجّد، مسجد میں حاضری، خطبہ، تبلیغ، وفود کی پذیرائی، صلح و جنگ، فوج کشی، دشمنوں سے سلوک، حکومت، معاشی مسائل کی نگہبانی، نظم و نسق، غرضیکہ زندگی کے تمام انسانی گوشے شامل ہیں۔ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کا یہ چیلنج آج بھی موجود ہے اور رہتی دنیا تک موجود رہے گا۔ اور اس سلسلے میں آپؐ کا کوئی حریف نہیں۔

چیلنج کے اصل مخاطب اور انکی خاموشی

لیکن اس چیلنج کے اصل مقابل قریشِ مکّہ آپؐ کے قریبی رشتہ دار، اہلِ محلّہ، دوست و احباب، اہلِ شہر — زن و مرد، سبھی تھے۔ اور یہ لوگ کون تھے؟ وہی جن کے سامنے آپؐ پیدا ہوئے، وہ آپؐ کے خاندان، والدین، آباء و اجداد، خاندانی عظمت و شرافت سے واقف تھے۔ انہی لوگوں میں آپؐ کے شب و روز ماہ و سال، بچپن، لڑکپن اور جوانی کا دَور گذرا، انہی لوگوں کو مختلف حیثیتوں سے آپؐ سے روزانہ معاملہ پڑتا تھا۔

آپؐ کہیں باہر سے نہ آئے تھے کہ مخالف یہ کہتے کہ آپؐ تو ہم میں سے نہیں، ہم تمہاری عُمر کے فلاں حصّے سے واقف نہیں ہیں اور یہ چیلنج بھی کھُلا چیلنج تھا۔ جب آپؐ کے مخالفین میں سے آپؐ کے چچے، چچیاں، خویش و اقرباء، دوست و احباب، سبھی شامل تھے، تو اگر انہیں آپؐ کے خلاف کچھ معلوم ہوتا تو وہ برملا کہہ دیتے، آپؐ کی عظمت کی اس سے بڑھ کر کیا دلیل ہے۔ کہ کسی کو آپؐ کے خلاف جھوٹا الزام لگانے کی بھی جرأت نہ ہوئی۔ کیونکہ ہر شخص کو معلوم تھا کہ آپ کے خلاف الزام تراشی کی تردید آپؐ کے دشمن بھی کر دیں گے۔

عظمت کی ایک عظیم دلیل

آپؐ کی عظمت کی عظیم دلیل یہ بھی ہے کہ اپنے عزیز ترین دوست حضرت ابوبکر صدیقؓ اور اپنے چچازاد بھائی حضرت علی رضؓ سے اپنی نبوّت کا ذکر کیا تو وہ بلا توقف ایمان لے آئے، اور یہ آپؐ کی عظمت پر مضبوط ترین دلیل ہے۔ بیوی اور دوستوں سے انتہائی بے تکلفی ہوتی ہے اور غلام سے کوئی پردہ نہیں ہوتا۔ اس لئے ان کے لئے یہ انتہائی مشکل مقام ہوتا ہے کہ وہ اُن کا ہم نوالہ و ہم پیالہ رفیق نبوّت کا دعوےٰ کرے اور وہ اچانک مرید اور متبع کا مقام اختیار کر لیں اور یہ اسی وقت ممکن ہے جبکہ خاوند یا دوست کی عظمت اور اخلاق کا طبیعت پر اس قدر گہرا نقش ہو کہ اس کی صداقت پر ایمان لانے میں ذرہ بھر بھی ہچکچاہٹ محسوس نہ ہو۔

بیوی کی شہادت

محض زوجہ محترمہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا ہی آپؐ پر ایمان لانا آپؐ کی صداقت کے لئے کافی ہے حضرت خدیجہؓ ایک بلند پایہ خاتون تھیں۔ وہ اپنی شرافت خاندانی نسبی، فراست، کاروباری سوجھ بوجھ اور مردم شناسی میں مکّہ کے شرفاء اور تاجروں میں اعلےٰ مقام رکھتی تھیں، وہ بیوہ ہو چکی تھیں۔ مکّہ کے رؤساء انہیں شادی کا پیغام دے چکے تھے، لیکن انہوں نے انکار کر دیا تھا۔ کاروبار کے سلسلے میں آپ کو کسی کارکن کی ضرورت تھی، جو ان کا تجارتی سامان لے کر دوسرے ملکوں میں جائے۔ اس امر کے لئے ایسے انسان کی ضرورت تھی جو کاروبار کا ماہر ہو، جو دیانت، امانت، شرافت، حیاء اور خوش خلقی جیسے اوصاف کا حامل ہو، مکّہ کے تمام پیر و جواں انکی نظر میں تھے۔ لیکن آپ کی نظرِ انتخاب آمنہؓ کے لال، عبداللہؓ کے دُرِّ یتیمؓ، صاحبِ خلقِ عظیمؐ (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وسلّم) پر پڑی۔ یہ کاروباری تعلق چند سال تک چلتا رہا، حضرت خدیجہؓ کو موقعہ ملا کہ آپؐ کو قریب سے دیکھیں، آپؐ کے اخلاقِ حمیدہ اور صفاتِ ستودہ نے اس جہاندیدہ خاتون کو اپنی طرف کھینچا اور حضرت خدیجہؓ نے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کو شادی کی دعوت دی، اور یہ اسی صورت میں ممکن ہو سکتا تھا کہ خدیجہؓ نے آنحضرت صلعم کو ہر پہلو سے اپنے آپ سے عظیم تر پایا ہو،

آپ زندگی نے کروٹ لی۔ مالکہ نے بیوی کا روپ دھار لیا۔ ایک دوسرے کی زندگی شب و روز ایک دوسرے پر اثر انداز ہونے لگی، شوہر کی عمر پچیس سال اور بیوی کی عمر چالیس سال لیکن پچیس سالہ محمدؐ نے چالیس سالہ ادھیڑ عمر کی خدیجہؓ پر اپنی شرافت، محبت، حسن سلوک اور عظمت کا وہ نقش چھوڑا، معاشرے میں وہ عزت بخشی، ہم جلیسوں کی نظر میں اس قدر اونچا کیا، اور خود ان کی نظروں میں اس قدر بلند، محترم، معزز اور مقتدر ہو گئے کہ جب آپؐ نے پندرہ سال بعد نبوت کا دعوےٰ کیا تو یہ محرم راز، حقیقت شناس۔ حق آگاہ، مردم شناس خاتون پکار اٹھی۔ آپؐ خدا کے سچے رسول ہیں:۔

"خدا کی قسم اللہ تعالےٰ آپ کو ہرگز رُسوا اور غمگین نہیں کرے گا آپؐ اقرباء پر شفقت فرماتے، سچ بولتے، رانڈوں یتیموں، اور بیکسوں کی دستگیری کرتے مہمان نوازی فرماتے، اور مصیبت زدوں سے ہمدردی فرماتے ہیں"

یہ الفاظ حضرت خدیجہؓ کی وسیع معلومات اور بالغ النظری پر بھی دلالت کرتے ہیں، ان کی معلومات کا دائرہ پہلے انبیاءؑ اور عظیم انسانوں کے حالات تک وسیع تھا، آنحضرتؐ کی زندگی کی نازک ترین جزئیات آپ کے سامنے تھیں آپ بیوی کے مقام سے بلند ہوئیں، اور ایک راست باز انسان کی طرح آپؐ کی نبوت پر ایمان لے آئیں۔

حضرت خدیجہؓ نے ایمان لاکر لقد لبثت فیکم عمراً من قبلہ کے دعوےٰ کی تصدیق کی، جس سے بڑھ کر تصدیق ممکن نہیں۔ بیس سال سے چالیس سال کی زندگی کی رازدار رفیقہ حیات کا ایمان لانا کوئی معمولی بات نہیں،

دوست کی شہادت

آپؐ کی عظمت کا دوسرا نشان آپؐ کے جگری دوست حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا تھا۔ انسان بیرونی زندگی کے بعض گوشوں کو اہلِ خانہ سے پوشیدہ رکھ سکتا ہے، گو مکہ جیسے شہر میں حضرت خدیجہؓ جیسی باخبر خاتون سے چھپانا مشکل تھا، تاہم دوستوں سے چھپانا آسان نہیں۔ بالخصوص جوانی کے احساسات، جذبات حرکات، معاملات میں دوستوں کو شریک کر لیا جاتا ہے اور انتہائی مسرت کے مواقع پر ذہنی تحفظات اور اسلوب گفتار و کردار پر گرفت ڈھیلی پڑ جاتی ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضؓ اسی نوعیت کے دوست تھے، پھر وہ اپنی ذہنی صلاحیتوں، پاکیزہ زندگی شرافت اور بلند مقام کی وجہ سے رؤسائے قریش میں سے تھے، قبائلانہ جھگڑوں کے آپ ہی تصفیے کرتے تھے۔ اور بعض غیر مسلموں کی نظر میں صدیقؓ کا ایمان لانا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت پر کافی حجت ہے۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کے سامنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ارفع و اعلےٰ زندگی کے تمام گوشے بے نقاب تھے۔ چنانچہ جب آپؐ نے ابوبکر صدیق رضؓ کو اسلام کی دعوت دی تو آپ بلا توقف اور بلا حیل و حجت ایمان لے آئے۔ ایک دوست کا آنِ واحد میں ایک فرمانبردار امتی بن جانا اور اپنے آقا کے اشاروں پر جان و مال اور وقار قربان کرنا اسی صورت میں ممکن ہو سکتا تھا کہ صدیق اکبر رضؓ آپؐ کی بزرگی کے قائل ہوتے۔ اس اطاعت کے اظہار میں حضرت ابوبکر رضؓ کو نہ صرف مال کی قربانی دینی پڑی بلکہ اس احترام اور منزلت سے بھی محروم ہونا پڑا جو انہیں قوم میں حاصل تھا۔ یہ امر جہاں حضرت ابوبکر رضؓ کی عظمت کی دلیل ہے وہاں حضرت نبی اکرمؐ کی صداقت کا بھی مظہر ہے۔

غلام کی شہادت

حضرت زید بن حارثہ رضؓ آنحضرت صلعم کے آزاد کردہ غلام تھے۔ آنحضرتؐ کی زیدؓ سے شفقت کا یہ عالم تھا کہ جب زیدؓ کے والد اپنے فرزند کو تلاش کرتے کرتے مکہ میں حضورؐ کے پاس آئے اور زیدؓ کی واپسی کا مطالبہ کیا تو آپؐ نے بلا توقف زید کو اجازت دی کہ وہ چاہے تو اپنے والدین کے ساتھ اپنے بہن بھائیوں میں جا سکتا ہے۔ لیکن زیدؓ تو آنحضرتؐ کے حسن سلوک سے مسحور ہو چکے تھے۔ چنانچہ حضرت زیدؓ نے والدین کے پاس جانے پر آنحضرت صلعم کی رفاقت اور غلامی کو ترجیح دی۔

جب آنحضرت صلعم نے زیدؓ کے سامنے اسلام پیش کیا تو وہ بھی فوراً ایمان لے آئے۔ زیدؓ کا آپؐ کے پیغام کو قبول کرنا کوئی معمولی بات نہ تھی۔ دوستوں اور بیوی بچوں سے تو انسان بالعموم اچھا برتاؤ کرتا ہے لیکن زیدؓ کا ایمان لانا ظاہر کرتا ہے کہ آپؐ کا غلاموں اور ماتحتوں سے بھی اسی قدر عمدہ برتاؤ تھا اور وہ بھی آپ کی عظمت کے اس حد تک قائل تھے، کہ آپ کے اعلانِ حق کے ساتھ ہی انہوں نے آمنّا و صدّقنا کہہ کر گردنیں جھکا دیں۔ ایسی ہی تعجب اور حیرت کی بات ان غلاموں کا قبول اسلام ہے۔ جو مکہ کے جابر اور اسلام دشمن رؤسا کے ماتحت تھے۔ جن کی زندگیاں اپنے آقاؤں کے رحم و کرم پر تھیں۔ اور دنیا کا کوئی نظام اور قانون اُن کے حق میں نہ تھا۔ ان میں حضرت بلالؓ، حضرت یاسر رضؓ، حضرت سمیہ رضؓ، حضرت عمار رضؓ، حضرت خباب رضؓ، حضرت زنیرہ رضؓ، حضرت لبینہ رضؓ سرفہرست ہیں۔ ان پر جو تشدد کیا گیا، اس کے تصور سے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں۔ لیکن آنحضرتؐ کی حیات طیبہ، حسنِ سلوک اور خلق عظیم نے انہیں اس قدر گرویدہ بنا رکھا تھا کہ عقیدت و محبت کے اس نشے کو تشدد کی کوئی ترشی نہ اُتار سکی۔ کیا اس قدر عظیم تبدیلی محض تعلیم اور معجزہ نمائی سے ممکن تھی؟ دنیا کی تاریخ پر نگاہ ڈالیئے آپؐ کے نام لیواؤں نے جس قدر عظیم قربانیاں پیش کیں، ان کی مثال نہیں ملتی۔ عہد نامہ عتیق کی ورق گردانی سے عیاں ہے کہ اسرائیلی انبیاء کے متبعین نے قدم قدم پر اُن کی نافرمانی کی، حضرت موسےٰ علیہ السلام نے اسرائیلیوں پر جو احسانات کئے انکے مقابل اسرائیلیوں نے ان سے بارہا غداری کی، خدائی احکام کو نظر انداز کیا، بار بار معتوب ہوتے تھے کہ حضرت موسےٰؑ نے مایوسی کے عالم میں اُن سے رخصت ہو گئے۔ حضرت داؤدؑ اور سلیمانؑ کا حال چنداں مختلف نہ تھا۔ پھر حضرت مسیحؑ کے ساتھ خود آپ کے منظور نظر حواریوں نے جو سلوک کیا، وہ کس سے پوشیدہ ہے۔ چنانچہ وہ آزمائش کے وقت نہ صرف آپ کو چھوڑ کر بھاگ گئے۔ بلکہ ایک نے غداری کرکے گرفتار کرایا اور سب سے بڑے حواری پطرس نے اسی رات آپ سے لاتعلقی کا اظہار کیا اور آپ پر لعنت بھی بھیجی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ آپ کو صلیب پر لٹکایا گیا لیکن کوئی حواری مدد کو نہ آیا۔

اس کی بڑی وجہ یہ تھی کہ مسیحؑ نے اپنے بلند کردار سے انہیں متاثر نہیں کیا تھا۔ وہ آپ کی قبل از نبوت زندگی سے بھی بے خبر تھے۔ پھر آپ حواریوں کو وقتاً فوقتاً لعنت ملامت بھی کرتے رہے ان سے تمثیلوں میں باتیں کیں، جنہیں حواری اکثر سمجھتے بھی نہ تھے۔ پھر ایک فاحشہ عورت سے عطر ملوانے پر حواریوں کو آپ کے متعلق شکوک تک پیدا ہوئے اور اسی بنا پر ایک حواری نے گرفتار کرا دیا۔ لیکن آنحضرت صلعم کی محبت سالہا سال سے دلوں میں گھر کرتی جا رہی تھی جو آپ کے دعوےٰ نبوت پر دلوں میں گڑ گئی اور قتل و اذیت کا کوئی حربہ اُن کے پائے ثبات میں لغزش پیدا نہ کر سکا۔

مخالفینِ مکہ کی شہادت

مکہ کے جن عوام و خواص نے آپ کا ساتھ نہ دیا، انہیں بھی آپ کی ذات کی تکذیب کی جرأت نہ ہوئی۔ بلاشبہ یہ بات ان کی سمجھ میں نہ آئی کہ اللہ تعالےٰ ایک بندہ سے ہمکلام ہوتا ہے۔ ان کے آباء و اجداد کے معبود باطل ہیں۔ اور مرنے کے بعد بھی کوئی زندگی ہے۔ تاہم وہ آنحضرتؐ کو ہرگز جھوٹا نہیں سمجھتے تھے۔ خود قرآن حکیم کا ارشاد ہے انھم لا یکذبونک یہ مخالفین آپ کو جھوٹا نہیں سمجھتے۔ اور بعد کے واقعات نے بھی اس بات کی تصدیق کی اسلام کا سب سے بڑا دشمن رئیس مکہ ابوجہل کہا کرتا تھا:۔

"محمد! میں تجھے جھوٹا نہیں سمجھتا، لیکن تیری تعلیم پر میرا دل نہیں ٹھہرتا"

(کتاب شفاء ص۵۹)

نہ صرف ابوجہل بلکہ تمام اہالیانِ مکہ نے آپ کی بھلائی پر گواہی دی۔ چنانچہ جب آپ کو تبلیغ کا حکم ملا تو آپ نے کوہ صفا پر چڑھ کر اہلِ مکہ کو بلایا۔ جب چھوٹے بڑے سب جمع ہو گئے تو آپ نے فرمایا،

تم مجھے سچا سمجھتے ہو یا جھوٹا جانتے ہو

اس پر سب نے بیک آواز کہا:۔

"ہم نے کوئی غلط یا بیہودہ بات تیرے منہ سے نہیں سنا ہم یقین کرتے ہیں کہ تو صادق اور امین ہے"

اس پر آپؐ نے فرمایا اگر میں یہ کہوں کہ رہزنوں کا ایک مسلح گروہ پہاڑ کی دوسری سمت تم پر حملہ کرنے والا ہے

قوتم میری بات مان لو گے ۔ سب نے کہا :۔

" بے شک ! کیونکہ ہمارے پاس تم جیسے راستباز آدمی کے جھٹلانے کی کوئی وجہ نہیں"

تاریخ کے اوراق ایک ایک کرکے اُلٹ جائیے، کونسا انسان ہے جس کی صدق بیانی پر اس قدر عظیم گواہی پیش کی گئی ہو ۔

امانت و دیانت

صداقت کی طرح آپؐ کی امانت و دیانت کا ایک زمانہ معترف تھا ۔ اس کی اولین آزمائش تو حضرت خدیجہؓ نے کی تھی، جب کہ آپؐ کو اپنا کارندہ مقرر کیا ۔ اور جب آپؐ کی انتہائی دیانت کا مشاہدہ کیا تو آپ کو شادی کا پیغام دے دیا ۔

آپؐ مکے میں صادق و امین کے نام سے پکارے جاتے تھے، چنانچہ حجرِ اسود کی تنصیب پر جھگڑا بڑھا تو فیصلہ ہوا کہ جو شخص سب سے پہلے باہر سے یہاں آئے اس پر فیصلہ چھوڑ دیا جائے ۔ اتفاق سے آنحضرتؐ تشریف لائے تو تمام قریش پکار اُٹھے ۔

ھٰذا الامین رضینا ہ

امانت و دیانت کا پُتلا آگیا ہم اس کے فیصلے پر راضی ہیں صداقت کی طرح آپ کی امانت پر بھی یہ اجتماعی شہادت تھی جو تمام اہلِ شہر نے دی،

اس سے بھی زیادہ حیرت انگیز ایک اور شہادت ملتی ہے ۔ اہلِ مکہ آپ کے جانی دشمن تھے، اور شب و روز آپ کو، آپ کے مٹھی بھر نام لیواؤں اور آپ کے دین کو مٹانے کے درپے تھے، حتیٰ کہ آپ گھر بار چھوڑنے پر مجبور ہو گئے ۔ لیکن ان حالات میں بھی اہلِ مکہ کی امانتیں آپؐ کی تحویل میں تھیں ۔ چنانچہ آپؐ جاتے وقت امانتیں حضرت علیؓ کے سپرد کر گئے کہ انہیں وارثوں کو لوٹا دیں

اللہ اللہ ! آپؐ کی عظمت کی اس سے بڑی دلیل کیا ہو سکتی ہے ؟

تدبر اور صلح جوئی

حضرت خدیجہؓ نے آپؐ کو ان الفاظ میں تسلی دی :۔

" آپ صلہ رحمی کرتے ہیں، راستباز ہیں اور حق کا ساتھ دیتے ہیں" خانہ کعبہ کی از سرِ نو تعمیر کے بعد جب حجرِ اسود کی تنصیب پر جھگڑا ہوا اور قریب تھا کہ حرم کعبہ لالہ زار بن جائے ۔ تو آپؐ کو منصف چُن لیا گیا ۔ اب آپ کو اختیار تھا کہ اپنے ہاتھ سے پتھر اُٹھا کر دیوار میں لگا دیتے، اپنے کسی عزیز کو یہ شرف بخشتے اور کسی کو اعتراض نہ ہوتا، لیکن قدرت کو منظور تھا کہ آپؐ کے تدبر، صلح جوئی اور معاملہ فہمی کی مثال قائم ہو، چنانچہ آپؐ نے اپنی چادر زمین پر بچھا کر اس کے درمیان حجرِ اسود کو رکھ دیا ۔ اور پھر تمام قبائل کے سرداروں کو کہا کہ وہ مل کر چادر اُٹھائیں، سب نے ایسا ہی کیا، جب حجرِ اسود دیوار کے برابر اُٹھ گیا تو آپ نے اپنے ہاتھ سے اسے مقررہ مقام پر نصب کر دیا ۔ آپؐ کی [illegible] اور انصاف کا یہ نتیجہ ہوا کہ تمام اہلِ مکہ خوشی خوشی لوٹے ۔

. . . .

انسان دوستی کا جذبہ

آپؐ پر ایمان لانے والوں میں ایسے لوگ بھی تھے جو مجبور و مظلوم غلام تھے، اور ظلم و ستم کا شکار تھے لیکن انہیں آپ کی صورت میں ایک نجات دہندہ نظر آگیا تھا اور اس کا عملی مشاہدہ بھی آپ کی قبل از نبوت زندگی میں مل چکا تھا ۔ چنانچہ آپ نے اپنے غلام زیدؓ کو آزاد کر کے اپنا منہ بولا بیٹا بنا لیا تھا ۔ اپنی لونڈی اور انّا حضرت اُم ایمنؓ کا احترام اپنی والدہ کی طرح کیا حضرت اُم ایمنؓ کی شادی حضرت زیدؓ سے کی، اُن کے فرزند حضرت اسامہؓ سے حضرت حسنؓ اور حسینؓ کی طرح پیار کرتے انہیں گود میں بٹھلاتے، کندھے پر سوار کرتے اور وفات سے چند روز قبل اس اٹھارہ سالہ نوجوان کو اس لشکر کا سالار مقرر کیا جس میں حضرات صدیق اکبر، فاروق اعظم، عثمان غنی، علی مرتضیٰ اور دیگر تمام اصحاب عظام (رضوان اللہ علیہم اجمعین) بطور سپاہی شامل تھے

نبوت سے چند سال قبل آپ نے دردِ دل رکھنے والے لوگوں کو متحد کیا اور مسافروں، مظلوموں، بے نواؤں کی مدد کے لئے "حلف الفضول" کے نام سے ایک مجلس قائم کی جس کے مقاصد درج ذیل ہیں :۔

۱ ۔ ہم ملک سے بے امنی دور کریں گے ۔

۲ ۔ ہم مسافروں کی حفاظت کریں گے ۔

۳ ۔ ہم غریبوں کی امداد کرتے رہیں گے ۔

۴ ۔ ہم زبردست کو زیردست پر ظلم کرنے سے روکا کریں گے ۔

کسی باقاعدہ حکومت کی عدم موجودگی میں یہ اقدام تمام سرکش، جابر، بدقماش افراد کے خلاف اعلانِ جنگ تھا اور عربوں کی اکثریت انہی پر مشتمل تھی اس سے آپ کی شجاعت شفقت، انصاف پسندی، انسان دوستی اور امن نوازی پر روشنی پڑتی ہے اور یہی وہ مشن تھا، جس کی آپ نے زندگی میں تکمیل کی، اور دنیا سے رخصت ہونے سے قبل عرب میں کامل امن، سلامتی، مساوات، انصاف اور حریت کا علم بلند کر گئے ۔

آپؐ کی عظمت کا اعتراف

قریش مکہ مخالفت کے باوجود آپؐ کی عظمت کے معترف تھے، اور ان کی نظروں میں آپ دنیوی زندگی میں بڑے سے بڑے مقام کے حق دار تھے ۔ چنانچہ جب آپ نے نبوت کا دعوےٰ کیا اور آپ کے نام لیواؤں کی تعداد میں اضافہ ہونے لگا، تو وہ بہت بے چین ہو گئے انہیں وحی، توحید، رسالت اور آخرت کے مسائل کی سمجھ ہی نہیں آرہی تھی، ان کا خیال تھا کہ آپؐ یہ سب کچھ دُنیا میں مال و دولت، جاہ و حشمت اور سربلندی کے لئے کر رہے ہیں ۔ اور اگر یہ بات درست ہے تو آپ تو تمام باتوں کے اہل ہیں ۔ کیوں نہ آپ کو یہ مقام مہیا کر کے روزمرہ کے اختلافات کو ختم کر دیا جائے ۔ چنانچہ قریش کے رؤساء کا ایک وفد آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی :۔

(۱) اگر آپ کو مال و دولت کی ضرورت ہے تو ہم سونے چاندی کے ڈھیر آپ کے قدموں میں لگا دیتے ہیں ۔

(۲) اگر آپ حکومت چاہتے ہیں تو ہم بطیب خاطر آپ کو اپنا سردار چُن لیتے ہیں ۔

(۳) اگر آپ کو شادی کی خواہش ہے تو عرب کی حسین سے حسین دوشیزائیں حاضر ہیں ۔

بلاشبہ آپ نے یہ پیشکش ٹھکرا دی، تاہم اس سے پتہ چلتا ہے کہ قریش میں آپ کا کیا مقام تھا ۔ قریش نے یہ پیشکش آپ کو آزمانے کے لئے نہیں کی تھی ۔ ان کے خودسر سرداروں کی شان سے یہ امر بعید تھا ۔ آپ بنی ہاشم میں سے تھے، جو سرداران قریش میں سے تھے ۔ آنحضرتؐ کی ذات خود محترم تھی ۔ آپؐ کے نام لیواؤں میں حضرت صدیق، حضرت حمزہ حضرت عمرؓ، حضرت عثمان، حضرت عبدالرحمٰن، حضرت زبیر وغیرہم بہادر، رئیس اور معزز لوگ تھے ۔ اس لئے انہیں آپؐ کی سرداری سے کیسے انکار ہو سکتا تھا ۔ ان کی پیشکش صدق پر مبنی تھی ۔ جو آپ کے محترم چچا حضرت ابوطالب کی معرفت بھی کی گئی تھی ۔

یہاں اس امر کی طرف توجہ دلانا مقصود ہے کہ اس پیشکش کی پشت پر آنحضرت صلعم کی قبل از نبوت چالیس سالہ زندگی کے تاثرات موجود تھے ۔ اور یہی وہ مقام ہے جو کسی اور انسان کو نصیب نہیں ہوا ۔

عجیب اتفاق ہے کہ مظلوم و کمزور محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) عرب کے بادشاہ بن گئے ۔ دولت بھی آپ کے قدموں میں تھی ۔ مخالفین یکے بعد دیگرے آپ کے قدموں میں آگرے لیکن آنحضرتؐ کی شرائط پر، اور آپ نے جو کامیابی حاصل کی اس کی نظیر دنیا میں موجود نہیں ۔

آپؐ کی قبل از نبوت زندگی چالیس سال پر ختم نہیں ہو گئی ۔ آپ نے اپنی زندگی کا نور عام کرنا چاہا اپنے افکار کو عام کیا، اپنی تعلیم کو پھیلایا اور ایسے لوگوں کا ایک عظیم گروہ پیدا کیا ۔ جن کی زندگیوں میں آپ کا کردار درخشاں تھا ۔ جنہوں نے آپ کے اُسوہ حسنہ کو اپنی زندگیوں اور تعلیمات میں زندہ رکھا، اور جن کا پرتو آج بھی آپ کے سچے پیروکاروں میں موجود ہے ۔ ع

زیں چہ باشد بخت روشن ترے

اشتہار ایک غلطی کا ازالہ (بقیہ صفحہ ۱)

بلکہ اس اشتہار میں مزید صراحت سے فرمایا کہ وحی نبوت کے جاری رہنے کا عقیدہ رکھنا معصیت میں داخل ہے ۔ جس طرح پہلی کتب میں بتلایا کہ خاتم النبیین کی پیروی میں صرف مبشرات یعنی پیشگوئیاں مل سکتی ہیں اس اشتہار میں بھی اسی کو دوہرایا ہے کہ پیشگوئیوں کو حاصل کرنے والے پر نبی کا لفظ محض لغوی، مجازی اور ظلی معنی میں اطلاق پاتا ہے نہ کہ حقیقی معنی میں، گویا بالفاظِ دیگر یہ اشتہار پہلی کتب کا مصدق ہے نہ کہ ناسخ ۔ اس لئے اس کی کوئی عبارت تعریف نبوت کو تبدیل کرنے والی ہو سکتی ہی نہیں ۔ آئندہ قسط میں انشاء اللہ و بتوفیقہ اس عبارت کا صحیح مفہوم پیش کیا جائیگا جس سے تعریف نبوت میں تبدیلی ثابت کرنے کے متعلق استدلال کرنے کی ناکام کوششیں کی جاتی ہیں ۔

بحرِ حکمت کے موتی

(بسلسلۂ صفحۂ اوّل)

شراح حدیث نے لکھا ہے کہ مندرجہ بالا چار امور بطور مثال کے بیان کئے گئے ہیں ورنہ مومن کامل خدا کے نزدیک وہی ہو سکتا ہے جس کے تمام اعمال محض خدا کے لئے ہی ہوں، ریاء اور نفسانی اغراض سے بکلی پاک ہوں ۔ ۔ ۔ وہ مسلمان جو دوسرے مسلمان بھائیوں پر محض اس بناء پر کُفر کا فتوےٰ لگاتے ہیں کہ کسی مسئلہ میں ان کے خیالات آپس میں متحد نہیں وہ غور کریں کہ کیا ان کا یہ عمل محض اللہ کے لئے کہلا سکتا ہے خدا کے رسول کا تو یہ ارشاد ہے کہ اگر کوئی مسلمان دوسرے مسلمان کو کافر کہتا ہے اور حقیقت یہ ہو کہ جس کو تکفیر کا نشانہ بنایا گیا ہے کفر اس میں نہیں پایا جاتا تو نتیجہ یہ ہوگا کہ کفر فتوےٰ کفر لگانیوالے پر لوٹ کر پڑے گا یعنی کفر خود فتوےٰ دینے والے کے دل میں پیدا ہو جائے گا یہ کیسی خطرناک وعید ہے جس سے حضرت نبی کریم صلعم نے اپنی اُمّت کو تکفیر بازی کے متعلقہ کے انجام بد سے ڈرایا ہوا ہے جو مسلمان اس وعید کی پرواہ نہ کرتے ہوئے حضرت نبی کریم صلعم کے قیمتی ارشاد کو پس پشت ڈالتا ہے اس کا یہ عمل کس طرح خدا کے لئے کہلا سکتا ہے

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس جگہ حضرت نبی کریم صلعم کے اس ارشاد کا مطلب واضح کر دیا جائے کہ فتوےٰ کُفر کا نشانہ بنائے جانے والے مسلمان کے اندر اگر کُفر نہیں پایا جاتا تو کفر کا نشانہ خود فتوےٰ دینے والا بنتا ہے سو اس کی وجہ ظاہر ہے کہ فتوےٰ کفر دینے والا دوسرے مسلمان بھائی کو اسی لئے کافر قرار دیتا ہے کہ وہ اس کے عقائد اور اعمال کو شریعت کے خلاف یقین کرتا ہے لیکن اگر وہ ایسا سمجھنے میں غلطی پر ہے بلکہ اس کے برعکس اللہ تعالےٰ کے نزدیک اس مسلمان کے عقائد اور اعمال بالکل درست اور شریعت کے عین مطابق ہیں تو لامحالہ فتوےٰ کُفر لگانے والا ان عقائد کے خلاف عقائد اختیار کرے گا اور اعمال میں بھی اس کے خلاف طریق اختیار کرتے ہوئے ایسے اعمال کا مرتکب ہوگا جو خدا تعالےٰ اور اس کے رسول مقبول صلعم کے منشاء کے خلاف ہوں گے تو لازماً اس کے دل میں بل ران علیٰ قلوبھم ما کانو یکسبون کے ماتحت سیاہ دھبّہ پڑنا شروع ہو جائے گا اور اگر وہ اس پر مصر رہے گا تو اس کا دل بالکل ہی سیاہ ہو جائے گا جس سے اس کا ایمان سلب ہو جائے گا گو وہ بظاہر مسلمان ہی کہلائے گا کیونکہ آخر وہ اُمتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا تو بہرحال فرد ہے لیکن سلب ایمان کی وجہ سے روحانی حالت اس کی کافروں کی حالت کے مشابہ ہو جائے گی یہی معنی ہیں حضرت نبی کریم صلعم کے اس ارشاد کے کہ کفر اس کی طرف لوٹے گا یہ نہیں کہ وہ کسی کافر قوم کیسا تھ جا ملے گا صرف روحانی کیفیت کا اظہار مقصود ہے پس ہر مسلمان کو دوسرے مسلمان کو کافر کہتے ہوئے ڈرنا چاہیئے کہ کہیں وہ خود ہی اس کا شکار نہ ہو جائے۔

حضرت مسیح موعودؑ پر فتوےٰ کفر لگانے والوں کا یہی حال ہوا ان کی روحانی حالت ایسی بگڑی کہ نہ ہونے کے برابر ہو گئی ثبوت اس کا یہ ہے کہ حضور نے ان علماء کو تفسیر نویسی ۔ دُعاؤں کی قبولیت ۔ خوارق دکھلانے ۔ خدا سے غیب کی خبریں پانے اور مباہلہ کے میدان میں مقابلہ کے لئے بلایا اور چیلنج پر چیلنج کئے مگر کسی ایک کو بھی ان روحانی امور میں سے کسی ایک میں بھی مقابلہ کی جرأت نہ ہوئی جس سے ان کی روحانی حالت کا اندازہ لگانا مشکل نہیں حالانکہ حقیقی علماء کے متعلق ارشاد نبوی ہے العلماء ورثۃ الانبیاء اور علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل ۔

فاعتبروا یا اولی الابصار ۔

اخبارِ احمدیہ

محمد الزمان صاحب سیکرٹری جماعت پشاور لکھتے ہیں کہ محمد اکرم خاں صاحب لگہ والا برادر کلاں صوبیدار میجر عبدالحکیم خاں صاحب بعارضہ قلب سخت بیمار ہیں اور لیڈی ریڈنگ ہسپتال میں زیر علاج ہیں ۔ بزرگان سلسلہ خصوصاً حضرت امیر ایدہ اللہ سے دعائے صحت کی درخواست ہے ۔ عبدالحکیم خاں صاحب اور ان کی اہلیہ صاحبہ نے مبلغ پانچ روپے اشاعت اسلام کے لئے اور پانچ روپے "گردن چھڑائی" نذر میں عطا کئے ہیں ۔

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام ملک [illegible] پرنٹر چھپا اور جناب مولوی دوست محمد صاحب پبلشر نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع کیا ۔

پیغامِ صلح ۹ر فروری ۱۹۶۷ء رجسٹرڈ ایل ۴۲ شمارہ [illegible]

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

ہفت روزہ

پیغام صلح لاہور

فون نمبر ۳۷۴۳۷

زرِ مبادلہ
پاک و ہند سے چھ روپے سالانہ
بیرونی ممالک سے
ایک پونڈ

مدیر: مولوی دوست محمد
مدیر معاون: بشیر احمد سوز

فی پرچہ ۱۲ پیسہ

"لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں۔ لاہور میں ہمارے پاک محب ہیں
میں تیرے خالص محبوں کا گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے نفوس
اموال میں برکت دوں گا" (الہامات حضرت مسیح موعودؑ)

حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآں نامِ اوست
بادۂ عرفانِ ما از جامِ اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا
۲۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں اور نہ آئیندہ ہوگی۔
۳۔ سب صحابہؓ اور آئمہؒ قابلِ احترام ہیں۔
۴۔ سب مجددین کا ماننا ضروری ہے
۵۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۶۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا۔

جلد ۵۴ | یوم پنجشنبہ مؤرخہ ۶ ذی قعد ۱۳۸۶ھ ۔ مطابق ۱۶ فروری ۱۹۶۷ء | نمبر ۷

سانحۂ عظیم

جماعت احمدیہ کے تمام حلقوں میں یہ خبر نہایت رنج و اندوہ کے ساتھ پڑھی جائے گی کہ ہماری جماعت کے نہایت قیمتی رکن جناب الحاج شیخ میاں محمد صاحب ملز اونر لائل پور ۱۳ فروری ۱۹۶۷ء کو صبح ۴-۵ بجے بقضائے الٰہی انتقال فرما گئے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

میاں صاحب ممدوح کچھ دنوں سے بعارضہ قلب بیمار تھے، درمیان میں طبیعت کچھ سنبھل گئی لیکن مذکورہ تاریخ کو اچانک دوبارہ حملہ ہوا، جس سے جانبر نہ ہو سکے،

مرحوم میاں صاحب کا وجود جماعت احمدیہ کے لئے ایک ستون کی حیثیت رکھتا تھا، اور ان کا انتقال ایک ایسا قومی نقصان ہے، جس کی تلافی ناممکن ہے دعا ہے اللہ تعالےٰ انہیں اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور انکے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے

اس حادثہ جانکاہ کی خبر سن کر حضرت امیر ایدہ اللہ اور جماعت کے دیگر ارکان ان کے جنازہ میں شمولیت کے لئے لائل پور تشریف لے گئے جہاں ہزاروں احمدی وغیر احمدی اصحاب تے جن میں سرکاری وغیر سرکاری افسران اور تجار و صنعت کار وغیرہ شامل تھے۔ انکے جنازہ میں شرکت کی انکے فرزند میاں فضل احمد صاحب ڈھاکہ گئے ہوئے تھے، جہاں اطلاع ملنے پر وہ عین نماز جنازہ کے وقت پہنچ گئے۔ شام کے ½۵ بجے حضرت امیر ایدہ اللہ کی قیادت میں نماز جنازہ ادا کی گئی جس کے بعد مرحوم کو اُن کے کارخانہ اور مسجد سے ملحق قبرستان میں سپرد خاک کیا گیا، مرحوم کی مخیرانہ زندگی اور تبلیغی سماجی کاموں پر آئندہ اشاعت میں مفصل تبصرہ کیا جائے گا انشاءاللہ تعالےٰ۔

بحرِ حکمت کے موتی

اخلاقی اور روحانی امور

مولانا شیخ عبدالرحمن صاحب مصری

عن عمرو بن عبسة اتیت رسول اللہ صلعم فقلت یا رسول اللہ من معك علی ھذا الامر قال حر و عبد قلت ما الاسلام قال طیب الکلام و اطعام الطعام قلت ما الایمان قال الصبر والسماحة قال قلت ای الاسلام افضل قال من سلم المسلمون من لسانه ویده قال قلت ای الایمان افضل قال خلق حسن قال قلت ای الصلوٰة افضل قال طول القنوت قال قلت ای الھجرة افضل قال ان تھجر ما کره ربك قال فقلت فای الجھاد افضل قال من عقر جواده واھریق دمه قال قلت ای الساعات افضل قال جوف اللیل الآخر رواه احمد۔

عمرو بن عبسہ روایت کرتے ہیں کہ میں حضرت نبی کریم صلعم کے پاس آیا اور عرض کیا اللہ کے رسول آپ کے اس امر میں جس کی طرف آپ دعوت دے رہے ہیں آپ کے ساتھ کون کون لوگ ہیں آنحضور صلعم نے فرمایا آزاد اور غلام یعنی دونوں قسم کے لوگ اسلام میں داخل ہو کر میرے ساتھ ہیں راوی کہتا ہے میں نے عرض کیا وہ بات بتلایئے جس سے

(باقی بر صفحہ کالم ۳)

تبلیغی خط و کتابت

دیکھو خدا نے ایک جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا
(حضرت مسیح موعودؑ)

(مرتبہ:- الحاج میاں ممتاز احمد صاحب فاروقی)

آسام

ترجمہ خط از محمد جلال الدین لشکر صاحب - آسام -

السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ - مجھے ایک دوست کی وساطت سے معلوم ہوا کہ آپ کی جماعت اسلام کی تبلیغ و اشاعت کر رہی ہے مجھے شوق پیدا ہوا کہ میں اسلامی لٹریچر آپ سے طلب کروں۔ یہ کتابیں اور لٹریچر مجھے لائبریری کے لئے درکار ہیں۔ اُمید ہے کہ آپ ارسال کر کے مشکور فرمائیں گے -

(ان کو ٹیچنگز آف اسلام - مسلم پریئر بک - کال آف اسلام - فیوچر آف اسلام ان انڈیا - مرزا غلام احمد وغیرہ کتب ارسال کی گئیں اور خط کا جواب دیا گیا -)

گھانا

ترجمہ خط: از حکیم لوانگ یام صاحب - گھانا -

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہٗ - میں عیسائی سکول میں پڑھاتا ہوں، مذہبی تعلیم و تعلم کا کام کرتا ہوں - آپ مجھے انگریزی میں عیسائی معتقدات کی ایک کتاب ارسال کریں -

انجیل اور دوسری کتابوں کی وساطت سے میں مسلمان بچوں کو کس طرح اسلام کے متعلق اچھی تعلیم دے سکتا ہوں جب تک کہ میرے پاس اسلامی کتب نہ ہوں میں چاہتا ہوں کہ مسلمان بچوں کو اسلام کی بہترین تعلیم دوں -

آپ کے تعاون اور رہنمائی کے لئے از حد مشکور ہوں گا - والسلام

(ان کو فنڈامینٹل - محمد دی پرافٹ - اسلام اینڈ کرسچینٹی - ٹیچنگز آف اسلام ارسال کیں -)

فلپائن

ترجمہ خط:- از مسٹر اسمٰعیل - ٹی سقو کو صاحب - فلپائن -

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ - مجھے ایک نسخہ قرآن شریف اور دیگر اسلامی کتب اور لٹریچر ارسال کریں - میری بیوی ابھی عیسائی ہے اس نے اسلام قبول کرنے کا وعدہ کیا ہے - لیکن جب تک وہ اسلام کی اصلی حقیقت سے واقفیت حاصل نہ کر لے -

مجھے اور کوئی راستہ نظر نہیں آتا - کہ میں اسے قرآن شریف اور دیگر اسلامی کتب کا مطالعہ کراؤں -

میاں بیوی کے مذہبی اختلافات کی وجہ سے آئندہ خاندان پر بُرا اثر پڑتا ہے۔ دراصل بیوی کو ہمیشہ خاوند کے مذہب کو قبول کرنا چاہیئے -

اس لئے جناب عالی مسلمان ہونے کی حیثیت سے میری امداد کریں - والسلام

(ان کو ٹیچنگز آف اسلام - اسلام اینڈ کرسچینٹی - اور پریئر بک ارسال کی گئی - اور خط کا جواب بھی دیا گیا -)

تائے جیریا

ترجمہ خط:- عبدالرزاق اداسے صاحب - لاگس - نائیجیریا -

سلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ - میں آپ کی انجمن کو بہت کم جانتا ہوں - میں نے چند

دوستوں کی وساطت سے اسلام قبول کیا ہے اور مذہب اسلام کو سمجھنے کے لئے ابھی مطالعہ شروع کیا ہے - میں ملحد ماں باپ کے گھر پیدا ہوا ہوں - مجھے قرآن شریف کے متعلق بالکل ناواقفیت ہے اور مجھے یہ بتایا گیا کہ انگریزی ترجمۃ القرآن اور دیگر اسلامی کتب آپ کے ادارہ میں سے مل سکتے ہیں ، جو آپ امید ہے مجھے ارسال کریں گے تاکہ میں خدا تعالےٰ کی اس تعلیم کو پڑھوں اور والدین کو بھی سمجھاؤں -

میں بہت مشکور ہوں گا اگر آپ مجھے ایک نسخہ انگریزی قرآن شریف اور دیگر کتب اسلام کے متعلق ارسال کریں تاکہ میں اپنے بے دین دوستوں اور عیسائیوں کو جو مجھے گاہ بگاہ اسلام کے متعلق سوالات کرتے رہتے ہیں جواب دے سکوں - اللہ تعالےٰ آپ کا معاون ہو - اور آپکی کوششوں کو جو آپ اسلام کے پھیلانے میں کرتے ہیں مدد دے - آمین (ترجمہ قرآن کو ٹیچنگز آف اسلام - اسلام اینڈ کرسچینٹی - برآفٹ آف اسلام بھیجا گیا اور خط کا

مسیحیت اور اسلام

کچھ عرصہ سے ہمارے عیسائی دوستوں کا یہ دستور چلا آرہا ہے کہ وہ مسیح کو ابن اللہ اور خدائی کا مالک ثابت کرنے کے لئے قرآن کریم کی آیات کا سہارا لینے کی کوشش کرتے ہیں، مثلاً یہ کہ

(۱) قرآن نے مسیح کی پیدائش کو بے باپ قرار دیا ہے اور اسے انسانی نطفہ کی آلائش سے پاک ٹھہرایا ہے۔

(۲) حضرت مریمؑ کو پاکباز عورت اور تمام دنیا کی عورتوں سے اطہر قرار دیا ہے۔

(۳) حضرت مسیح کو روح اللہ اور کلمۃ اللہ ٹھہرایا ہے، جس سے یہ مراد ہیں کہ وہ انسانی جنس سے نہیں بلکہ خدا کی جنس سے ہے۔ اس قسم کے متعدد مضامین حال ہی میں مسیحی اخبار "اخوت" کے کرسمس نمبر میں شائع ہوئے ہیں، جن کو دیکھنے سے حیرت ہوتی ہے کہ قرآن کریم کی اس صریح تعلیم کے باوجود کہ مسیح ابن اللہ نہیں اور اس کی ابنیت اور الوہیت کا عقیدہ اتنا خطرناک ہے کہ گویا زمین آسمان پھٹ پڑیں اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں۔ تکاد السمٰوات یتفطرن منہ و تنشق الارض و تخر الجبال ھدا ان دعوا للرحمٰن ولدا وما ینبغی للرحمٰن ان یتخذ ولدا۔ ان کل من فی السمٰوات والارض الا اتی الرحمٰن عبدا قریب ہے کہ آسمان پھٹ پڑیں اور زمین شق ہو جائے اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو کر گر جائیں کہ وہ رحمٰن کے لئے بیٹا بناتے ہیں اور رحمان کو یہ شایاں نہیں کہ وہ بیٹا بنائے آسمانوں اور زمین پر جتنی چیزیں ہیں سوائے اسکے نہیں کہ وہ رحمٰن کے پاس بندہ بن کر آئیں گی۔

قرآن کریم کی ان صریح آیات کے ہوتے ہوئے مسیح کی بے باپ پیدائش اور کلمۃ اللہ اور روح اللہ کے الفاظ سے اس کی خدائی ثابت کرنا کیا صریح بددیانتی اور ناپاک جسارت نہیں؟ قرآن کریم کے ایک حصہ کو صحیح مان کر اس پر الوہیت مسیح کو سہارا دینا اور دوسرے حصہ کا انکار کن کس طرح جائز اور صحیح ہو سکتا ہے۔

اور جن آیات سے الوہیت مسیح کو سہارا دیا جاتا ہے، وہ بھی تو مسیحی استدلال کی مؤید نہیں، مثلاً اس آیت کو لیجئے جس سے مسیح کا بن باپ ہونا ثابت کیا جاتا ہے، اس کے الفاظ یہ ہیں ان مثل عیسیٰ کمثل آدم خلقہ من تراب ثم قال لہ کن فیکون عیسےٰ کی مثال آدم کی مثال طرح ہے، اس کو مٹی سے پیدا کیا پھر کہا ہو جا پس ہو گیا۔ اول تو اس آیت سے مسیح کی بن باپ پیدائش ثابت نہیں ہوتی، کیونکہ دوسری جگہ قرآن کریم نے تمام بنی آدم کی پیدائش مٹی ہی سے قرار دی ہے ومن آیتہ ان خلقکم من تراب ثم انتم بشر تنتشرون (سورہ روم آیت ۲۰) یعنے اللہ تعالےٰ کے نشانات میں سے ہے کہ اس نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا ہے۔ پھر تم انسان بن کر منتشر ہو جاتے ہو، اس میں تمام انسانوں سے خطاب ہے اور جب سب انسان مٹی ہی سے پیدا ہوئے تو مسیح کی کیا خصوصیت رہ گئی، اور اگر یہ تسلیم بھی کر لیا جائے کہ مسیح علیہ السلام بن باپ کے پیدا ہوئے، تو بھی یہ ان کی الوہیت اور معصومیت پر دلیل نہیں ہو سکتی، جبکہ آدم علیہ السلام جن سے انہیں مشابہت دی گئی ہے، بغیر باپ اور ماں پیدا ہوئے، وہ تو بدرجہ اولیٰ معصوم ہوتے کیونکہ ان کی ماں بھی نہ تھی، اور ایسا ہی ایک شخص ملک صدق کا ذکر بائبل میں ہے، جس کے متعلق لکھا ہے کہ اسکا نہ باپ تھا نہ ماں۔ مسیح تو پھر بھی ماں کے پیٹ میں نو مہینہ رہے، جو آدم ہی کی اولاد تھی، جہاں سے عیسائی معتقدات کے مطابق گناہ نسل آدم میں آیا (اور اناجیل میں تو مسیحؑ کے باپ کا بھی ذکر موجود ہے) لیکن جو ماں کے بھی پیٹ سے نہیں نکلا اور نہ اس کا کوئی باپ تھا، وہ مسیح سے بڑھ کر معصوم کیوں نہیں ہو سکتا۔

دوسری بات کہ قرآن کریم نے مریمؑ کو پاکباز عورت اور نساء العالمین میں برگزیدہ قرار دیا ہے صحیح ہے لیکن عیسائی حضرات کو سوچنا چاہیئے کہ قرآن نے کیوں ایسا کہا اگر وہ غور کرتے تو انہیں معلوم ہوتا کہ ان الفاظ سے جہاں مریمؑ کی برگزیدگی اور پاکبازی کی شہادت ملتی ہے، وہاں ایک ذم کا پہلو بھی پایا جاتا ہے کیونکہ ہمیں ان بہتانات کی طرف اشارہ ہے جو مریم پر لگائے گئے، ان بہتانات ہی کی اس میں تردید کی گئی ہے، جیسا کہ دوسری جگہ قرآن کریم یہودیوں کی زیادتیوں اور گناہوں کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے وبکفرھم وقولھم علیٰ مریم بھتانا عظیما" اور ان کے کفر کی وجہ سے اور مریم پر بہتان عظیم باندھنے کی وجہ سے" ظاہر ہے کہ یہودیوں کے بہتان کی وجہ سے ہی انہوں نے مریم کی پاکبازی پر داغ لگایا قرآن کریم نے اس کی برگزیدگی پاکبازی کی شہادت دی ہے۔

یہی وجہ مسیح کو کلمۃ اللہ اور روح اللہ کہنے کی ہے، جب یہودیوں نے مریم پر بہتان باندھ کر مسیح کو نعوذ باللہ ولد الحرام قرار دیا، اور دوسری طرف یہودیوں اور عیسائیوں دونوں نے ان کو مصلوب اور لعنتی قرار دیدیا تو اللہ تعالےٰ نے ان کو روح منہ اور کلمتہ کہکر ان کی جائز ولادت اور تقرب الی اللہ کی شہادت دی، عیسائی اگر غور کریں تو یہ قرآن کریم کا ان پر احسان ہے کہ اس نے مسیح اور مریم کی عفت اور پاکیزگی اور مقرب الٰہی ہونے کی شہادت دی ہے، اور پھر صرف مسیح ہی کو روح منہ نہیں کہا ہے بلکہ ہر بشر کے متعلق فرمایا ہے ونفخ فیہ من روحہ (السجدہ ۸-۹) اور آدم کے متعلق بھی فرمایا ہے ونفخت فیہ من روحی عیسائی جو کہتے ہیں آدم نے گناہ کیا اور وہ اس کی نسل میں چلا آیا یہ اسی کا جواب ہے کہ آدم اور ہر فرد بشر فطرتاً گناہ سے پاک ہے، لیکن عیسائی حضرات کو کیا کہیں وہ تو قرآن کی ان آیات سے بھی جن میں مسیح کی مصلوبیت اور الوہیت کی تردید کی گئی ہے، اس کا مصلوب اور معبود ہونا ثابت کرتے ہیں چنانچہ اسی پرچہ "اخوت" میں لکھا ہے:۔

> "اب جو اللہ میاں حضرت عیسےٰ مسیح کلمۃ اللہ سے کہتے ہیں وہ بھی ذرا ملاحظہ فرمایئے کہ اے عیسےٰ میں تجھ کو ماروں گا اور اٹھاؤں گا اپنی طرف اور پاک کروں گا کافروں سے (سورہ آل عمران ع ۶ آیت ۴۸ ۱) یہاں اللہ میاں حضرت کلمۃ اللہ و روح اللہ کی صلیبی موت کی تاکید فرماتے ہوئے آپ کے صعود مسعود کا ذکر و بیان کرتا ہے"

سنا آپ نے؟ جس قرآن نے صاف طور پر اعلان کیا ہے وما قتلوہ وما صلبوہ، اسی قرآن کی آیت "میں تجھ کو ماروں گا" سے مسیح کی صلیبی موت نکالی جا رہی ہے کہ یہیں تک نہیں اس سے آگے یہ بھی لکھا ہے:۔

> "پھر دیکھئے کہ خدائے تبارک و تعالےٰ روز محشر کو اپنے کلمۃ اللہ سے یہ سوال پوچھے گا کہ اے عیسےٰ مریم کے بیٹے تو نے کہا تھا کہ ٹھہراؤ مجھکو اور میری ماں کو دو معبود سوائے اللہ کے؟"
>
> (سورۃ المائدہ ع ۱۵ آیت ۱۱۹)
>
> اور اس کے جواب میں حضرت عیسےٰ مسیح کلمۃ اللہ فرمائیں گے کہ میں نے لوگوں کو یہ کچھ نہیں سکھایا یہ کہتے ہوئے کہ "اور میں ان سے خبردار تھا جب تک ان میں رہا پھر جب تو نے مجھے موت دی تو تو ہی تھا خبر رکھتا ان کی" (سورۃ المائدہ ع ۱۶۔ آیت ۱۱۷) اس آیت میں بھی حضرت کلمۃ اللہ کا نہایت ہی مختصر مگر صاف صریح بیان ہے اپنی صلیبی موت کا اپنی زبان شیریں مقال سے"

اس کو کہتے ہیں تحریف بامعنی، وہ آیت جس میں مسیح علیہ السلام تو صاف طور پر فرما رہے ہیں کہ میں نے لوگوں کو یہ تعلیم نہیں دی کہ وہ مجھے اور میری ماں کو معبود بنائیں قال سبحنک ما یکون لی ان اقول ما لیس لی بحق۔ خداوندا تو پاک ہے، مجھے یہ شایاں نہیں کہ وہ بات کہوں جو میرے لئے جائز نہیں"، اس کو نظر انداز کر کے مسیحی مقالہ نگار فلما توفیتنی سے ان کی صلیبی موت کا استدلال کر رہے ہیں، کیا کہنے ہیں اس انداز بیان کے، انجیل پر تحریف کا ہاتھ چلاتے ہوئے قرآن پر بھی ہاتھ صاف کرنے لگ گئے ہیں۔ کیا اخوت اسپر غور کریگا۔

ہالینڈ کے ایک ڈچ فلاسفر کا قبولِ اسلام

شیخ میاں محمد ٹرسٹ کی مساعی کا مبارک ثمرہ

ہر طرف آواز دینا ہے ہمارا کام آج
جسکی فطرت نیک ہے آئے گا وہ انجام کار

احباب جماعت کے لئے یہ خبر نہایت خوشکن اور حوصلہ افزا ہوگی کہ ہالینڈ کے ایک مشہور فلسفی اور عالم پروفیسر لوئیس ہویک، ایک عرصہ تک اسلام کا گہرا مطالعہ اور تحقیق کرنے کے بعد مشرف باسلام ہو گئے ہیں۔ الحمد للہ علیٰ ذالک

پروفیسر صاحب موصوف ہالینڈ کی ایک نہایت ہی قابل اور جیّد علمی شخصیت ہیں۔ آپ اسلام کے مطالعہ اور تحقیق کے سلسلہ میں کئی سال سے ہالینڈ مشن سے متعلق تھے، علاوہ ازیں اپنی طویل علمی خط و کتابت کے ذریعہ حضرت شیخ میاں محمد صاحب سے علمی اور مذہبی اُمور پر تبادلہ خیالات کا سلسلہ قائم رکھے ہوئے ہیں۔ آپ کو علم الادیان میں کماحقہ، عبور حاصل ہے۔ علومِ جدیدہ پر کئی کُتب کے مصنف ہونے کے علاوہ مذہب اور سائنس کا عمیق مطالعہ رکھتے ہیں، اور نہایت واضح نظریات کے حامل ہیں۔

حضرت شیخ میاں محمد صاحب نے ان کو اسلام سے قریب تر لانے کے لئے خاص کردار ادا کیا ہے اور خصوصاً آپ کے جذبۂ تبلیغ اسلام نے انہیں بہت متاثر کیا ہے۔ پروفیسر صاحب ایک خط میں دنیا میں اسلام اور عیسائیت کے مستقبل اور خصوصاً اہلِ مغرب کے آئندہ مذہبی رجحانات کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-

"حالات خواہ کیسے بھی کیوں نہ ہوں دنیا میں اور خصوصاً دین اسلام میں جب تک آپ جیسی راسخ الاعتقاد اور رحیم و کریم روحیں موجود ہیں اسلام کا مستقبل نہایت روشن اور امید افزا نظر آتا ہے"!

۱۹ر جنوری کو پروفیسر صاحب موصوف نے مشن میں آکر اپنے اسلام لانے کا اعلان کیا اور باقاعدہ کلمہ شہادت "اشہد ان لا الٰہ الا اللہ و اشہد ان محمد رسول اللہ" پڑھتے ہوئے تمام ارکانِ ایمان کا اقرار کیا۔ ان کی دلی خواہش ہے کہ وہ آئندہ حتی المقدور دین اسلام کی خدمت کریں گے۔ کیونکہ اسلام کی تائید میں مضامین لکھنے وہ موجب سعادت و مسرت سمجھتے ہیں۔

پروفیسر صاحب موصوف جیسے جیّد عالم کو قبولیت اسلام کا شرف عطا ہونا ہمارے لئے نہایت حوصلہ افزا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ بقول حضرت مسیح موعودؑ احرارِ یورپ کا مزاج اسلام کی طرف مائل ہے اور مستقبل میں مغرب کے دانشور اسلام کی آغوش میں ہی امن و سلامتی حاصل کرسکیں گے۔

احباب جماعت دعا فرمادیں کہ اللہ تعالےٰ پروفیسر صاحب موصوف کا اسلام قبول کرنا ان کے لئے دنیا و آخرت میں خیر و برکت کا موجب بنائے اور انہیں صحت و سلامتی کے ساتھ لمبی عمر عطا فرمائے تاکہ وہ زیادہ سے زیادہ اسلام کی خدمت کرسکیں۔ نیز دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ ہماری مساعی کو قبول فرمائے اور ہماری کوششوں کو مثمر بہ ثمراتِ حسنہ بنائے آمین

خاکسار۔ میاں فضل احمد
(آنریری جنرل سیکرٹری شیخ میاں محمد ٹرسٹ۔ ہالینڈ)

ٹرنی ڈاڈ سے ایک خوشخبری

احباب جماعت یہ سُن کر خوش ہوں گے کہ ٹربنیڈاڈ مُسلم لیگ نے اپنے سالانہ اجلاس میں جو ۲۹ر جنوری ۱۹۶۷ء کو منعقد ہوا۔ کثرت رائے سے اپنے آئین میں تبدیلی کرکے بحیثیت جماعت احمدیہ انجمن سے الحاق کا فیصلہ کر لیا ہے۔

اللہ تعالےٰ اس اقدام کو بابرکت ثابت کرے۔ آمین! لیگ کے اسّی فی صدی کے قریب ممبر احمدیہ جماعت میں شامل ہو چکے ہیں۔

اخبار احمدیہ

چیمہ صاحب کی صحت

چک ۸۱ر جنوبی سرگودھا سے چوہدری فضل داد صاحب لکھتے ہیں:-

"میں نے چوہدری اسداللہ خاں صاحب گھمن ایڈووکیٹ سرگودھا کے مکان پر حافظ محمد حسن صاحب چیمہ سے ملاقات کی۔ حافظ صاحب ممدوح ابھی تک صاحب فراش ہیں ان کی صحت آہستہ آہستہ عود کر رہی ہے۔ زخم بھی اب درست ہو رہے ہیں لیکن ترقی آہستہ آہستہ ہے۔ ان کا پوتا تو اب خدا کے فضل و کرم سے صحت یاب ہو چکا ہے۔ بظاہر اسے چوٹیں زیادہ سخت آئی تھیں۔ اور وہی کار بھی چلا رہا تھا۔ اُن کا لڑکا احمد پرویز طالب علم ایم اے بھی ابھی تک چلنے پھرنے کے قابل نہیں۔ گو علاج سے اسے بھی بڑا فائدہ پہنچ رہا ہے ڈاکٹر نصراللہ خاں صاحب جو سرگودھا کے مشہور ترین ڈاکٹر ہیں اور حافظ صاحب کے داماد کے بڑے بھائی ہیں علاج میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہیں کر رہے۔ مریضوں کو دو وقت ان کی قیام گاہ پر جاکر دیکھتے اور پٹی وغیرہ کرتے ہیں۔ حافظ صاحب کی دختر نیک اختر پروین نگار چیمہ سب احباب سے درخواست کرتی ہیں کہ وہ ان کے باپ اور بھائی کی صحت کاملہ کے لئے درد دل سے دعا فرمادیں اور حافظ صاحب بھی مستدعی ہیں کہ احباب ان کے دینی اور دنیوی نیک انجام کے لئے دعا فرمادیں بالخصوص ان کی درخواست ہے کہ حضرت امیر ان کے لئے تنہائی میں بھی ضرور دعا فرمادیں۔

حافظ صاحب کا موجودہ پتہ حسب ذیل ہے:-
معرفت چوہدری اسداللہ خاں ایڈووکیٹ نزد چونگی ۹ مکان ۳۰ سرگودھا۔

آفتاب الدین احمد ہومیوپیتھک دار الشفا کی سالِ رواں کی پہلی سہ ماہی کی مختصر کارگذاری

نومبر، دسمبر ۱۹۶۶ء، اور جنوری ۱۹۶۷ء میں مریضوں کی تعداد ۷۲۰۰ سے تجاوز کر چکی ہے۔

پاکستان کے مختلف شہروں سے استفادہ کرنے والے ۸۲ مریض اس کے علاوہ ہیں۔

ایسے انسانیت دوست ادارہ کی سرپرستی تو درحقیقت اپنے لئے اللہ تعالےٰ کے انعامات و اکرامات مختص کرا لینے کی ضمانت کے مترادف ہے۔

عطیات

محاسب صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے نام ارسال فرمائیں۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نہایت نامساعد حالات میں بادشاہت کا وعدہ دیا گیا

جس کا پورا ہونا آپؐ کی صداقت اور ہستی باری تعالیٰ کا ثبوت ہے

نبوت ختم ہونے کے بعد اُمت میں رُوحانی خلفاء کا سلسلہ

حضرت مسیح موعودؑ آیت استخلاف کے ماتحت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رُوحانی خلیفہ ہیں

ناخلف خلفاء اور ان کے اعمال و کردار کے متعلق تنبیہہ

خطبۂ جمعہ - مؤرخہ ۱۰ فروری ۱۹۶۷ء - فرمودہ حضرت امیر قوم مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ بمقام جامع احمدیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

وعد اللہ الذین امنوا منکم وعملوا الصلحت لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضی لھم ولیبدلنھم من بعد خوفھم امنًا - یعبدوننی لا یشرکون بی شیئًا ومن کفر بعد ذالک فاولئک ھم الفسقون ——— (سورۃ النور آیت ۵۶) ———

مسلمانوں کی بادشاہت کی پیشگوئی

اس آیت میں ایسے حالات میں مسلمانوں کو سلطنت عطا کرنے کی پیشگوئی کی گئی ہے جن میں انسان کبھی خیال بھی نہیں کرسکتا کہ ایک چھوٹی سی بے سروسامان قوم - جس کے نیست و نابود کرنے پر دشمن کی تعداد بہت زیادہ تھی - ان کے پاس بہت اسلحہ تھا، اس چھوٹی سی جماعت کو سلطنت عطا کرنیکی پیشگوئی اس وقت فرماتا ہے جب وہ مخالف اکثریت کی طرف سے طرح طرح کی ایذاؤں کی شکار تھی یہ سوائے خدائے قدوس کی ذات کے اور کسی انسان کے بس کی بات نہیں -

ہستی باری تعالےٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا ثبوت

اس پیشگوئی کا پورا ہونا خدا تعالےٰ کی ہستی کا بہت بڑا ثبوت ہے کیونکہ یہ پیشگوئی بڑے نامساعد حالات میں کی گئی اور آخر کار پوری ہو کر رہی - جہاں اس پیشگوئی کا پورا ہونا خدا تعالےٰ کی ہستی پر دلالت کرتا ہے اسی طرح یہ پیشگوئی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت پر بھی دلیل ہے - اگر آپکا تعلق خدا تعالےٰ کے ساتھ نہ ہوتا وہ اس قسم کی پیشگوئی نہ کرسکتے تھے -

حالات کی نامساعدت میں بادشاہت اور تمکین دین کے وعدے

عرب کی تمام قوم اس بات پر تلی ہوئی تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو، آپؐ کی جماعت اور آپؐ کے دین کو مٹا کر رکھ دیا جائے - ان حالات میں یہ پیشگوئی کہ مسلمانوں کو سلطنت عطا کی جائے گی ایک ناممکن بات نظر آتی تھی - لیکن فرمایا وعد اللہ الذین امنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنھم فی الارض ہم ضرور مسلمانوں کو سلطنت عطا کریں گے ولیمکنن لھم دینھم - خدا تعالےٰ اس دین کو مضبوط کر دے گا - وہ دین جس کو یہ لوگ مٹانا چاہتے ہیں - ولیبدلنھم من بعد خوفھم امنًا اور پھر خوف کی حالت کو امن و آرام میں بدل دیا جائے گا - اس وقت تو یہ حالت تھی کہ عورتوں اور مردوں کو خوف لاحق تھا - دشمن ظلم پر ظلم ڈھا رہے تھے نہایت بے رحمانہ سلوک کر رہے تھے - ایسی حالت میں فرمایا یہ خوف و ہراس اور یہ ظلم و جور کی کیفیت امن میں بدل دی جائے گی -

انقلابِ عظیم

یہ انقلابِ عظیم آخرکار عرب کے لوگوں نے دیکھا کہ وہاں نہ شراب رہی نہ جوا نہ بدکاری رہی نہ لوٹ کھسوٹ رہی اور نہ فساد و بدامنی رہی بلکہ امن قائم ہو گیا - یہاں تک کہ حضرت عمرؓ نے ایک دفعہ فرمایا کہ اس جگہ کی اللہ اور رسولؐ نے وہ حرمت قائم کی ہے کہ یہاں اگر میرے باپ کا قاتل بھی مل جائے تو اس کو ہاتھ نہیں لگا سکتا - ان ظفرت بقاتل الخطاب ما مسستہ -

آیت استخلاف کا ترجمہ

اب میں اس آیت کا ترجمہ سناتا ہوں - فرمایا وعد اللہ الذین امنوا منکم وعملوا الصالحات اللہ تعالےٰ نے وعدہ فرمایا ہے اور یہ وعدہ صرف ایمانداروں کے ساتھ ہے پہلی شرط ایمان ہے ان کو یقین ہو کہ خدا مجھے دیکھتا ہے اور میرے اندر نیک کردار پیدا کرنا چاہتا ہے - "میں مجسم نیکی بن جاؤں - مخلوق خدا کے لئے بابرکت ہو جاؤں - ایسے انسانوں کے ساتھ خدا تعالےٰ وعدہ کرتا ہے - لیستخلفنھم فی الارض کہ انکو بادشاہت عطا کی جائے گی - کما استخلف الذین من قبلھم - جیسا کہ اس سے قبل خدا کے نیک بندوں کو بادشاہت عطا کی گئی - اس سے پیشتر حضرت داؤدؑ اور حضرت سلیمانؑ کو سلطنت عطا کی گئی - یہ ایک تاریخی واقعہ ہے کہ ہم نے ان کو سلطنت عطا کی تھی - یہ تاریخی واقعہ یہ یقین دلاتا ہے کہ خدا تعالےٰ مسلمانوں کو سلطنت عطا کرے گا جس سے ان کی عزت قائم ہو جائے گی - ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضی لھم - یہ دین جس کو سارے عرب والے مٹانا چاہتے ہیں، اس کو مضبوطی عطا کر دی جائے گی - ولیبدلنھم من بعد خوفھم امنًا - یہ خوف کی حالت جو اس وقت پائی جاتی ہے تبدیل کر دی جائے گی اور امن قائم کر دیا جائے گا -

قیامِ امن کی پیشگوئی جو پوری ہوئی -

ایک دفعہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دیوار کعبہ کے ساتھ ٹیک لگائے بیٹھے تھے - ایک صحابیؓ نے عرض کی حضور! یہ خوف کی حالت کب دُور ہو گی - حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وقت آنے والا ہے جب ایک عورت یمن سے چل کر مکہ معظمہ آئے گی اور کوئی اس کو چھیڑنے والا نہ ہو گا اسی طرح فرمایا کہ ایک شخص اپنی بھیڑ بکریاں لے کر بلاخوف خطر سفر کرے گا، دورانِ سفر میں کوئی بھیڑیا اس

دیا ڈپو آ پڑے تو آپڑے کوئی انسان اسے اذیت نہ پہنچا سکے گا۔ چنانچہ ایسا زمانہ آیا۔ اور مسلمانوں کو سلطنت بھی نصیب ہوئی مگر معمولی امن قائم ہوا اور دین کی مضبوطی حاصل ہوئی۔

رسول کریم صلعم کے بعد نبیوں کے بجائے خلفا کا سلسلہ

اس آیت کے ضمن میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کانت بنو اسرائیل تسوسھم الانبیاء کلما ھلک نبی خلفہ نبی وانہ لانبی بعدی وسیکون خلفاء۔ سنو لوگو! بنی اسرائیل کے ساتھ خدا تعالےٰ کا یہ معاملہ تھا کہ انبیاء ان کی رہنمائی کرتے تھے۔ اور جب کوئی نبی مر جاتا تو دوسرا نبی ان کی رہنمائی کے لئے آ جاتا۔ لیکن میرا معاملہ ان سے مختلف ہے۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا صرف خلفاء آئیں گے۔ یہ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی بیان کردہ تفسیر ہے کہ سلسلۂ نبوت منقطع ہو چکا ہے اور اس کے بجائے خلافت کا سلسلہ میرے بعد جاری ہو گا۔ اس حدیث شریف میں دو باتیں قابل غور ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ سلسلہ نبوت کا ختم کیا گیا ہے کیونکہ میں خاتم الانبیاء ہوں، دوسرے یہ کہ میرے بعد انبیاء کی جگہ خلفاء آئیں گے۔

جو شخص اللہ تبارک و تعالےٰ پر اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان رکھتا ہے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد پر ایمان رکھتا ہے اس کے لئے اللہ تعالےٰ کا فرمان اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مشعلِ راہ ہونا چاہیئے اور اس کو یہ اعتقاد رکھنا چاہیئے کہ حضور کے بعد کوئی نبی مبعوث نہ ہو سکتا ہے۔

دو قسم کی خلافت ملکی اور رُوحانی

خلافت دو قسم کی ہوتی ہے ایک وہ بادشاہت ہے جو ملکی سلطنت کا رنگ رکھتی ہے اور ایک روحانی بادشاہت ہے۔ خلفاء راشدین رض کو ملکی اور روحانی دونوں قسم کی بادشاہت حاصل تھی۔ لیکن اس امت میں جو مجدد و محدث ہوتے ہیں وہ روحانی بادشاہت کے مالک تھے۔ اس برصغیر ہند میں کم از کم تین روحانی خلفا ہوتے ہیں۔ (۱) حضرت سید احمد بریلوی کو کون نہیں جانتا (۲) حضرت شیخ احمد سرہندی رح سے کون واقف نہیں ہے اور (۳) حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رح کا نام کس کو معلوم نہیں۔

حضرت مسیح موعود روحانی خلفاء میں سے ہیں

حضرت مسیح موعود نے بھی فرمایا ہے کہ اس آیت میں جن روحانی خلفاء کا ذکر ہے۔ ان میں سے ایک میں ہوں۔ حضرت صاحب نے یہی یہ لکھا ہے کہ پہلی امتوں میں انبیاء کی آمد کا سلسلہ جاری تھا۔ لیکن حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی نہیں بلکہ خلفاء کا سلسلہ چلتا ہے، حضرت نے اس بات کو اپنی کتابوں میں کئی جگہ بار بار دوہرایا ہے آپ کی عبارات میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب۔ اور حضرت صاحب کا اپنا فہم اور ایمانداری پائی جاتی ہے۔

اٰخرین منھم کے رہنما مسیح موعود نہیں نبی کریم صلعم ہیں

اس بارے میں حضرت مسیح موعود کے بیانات تصریحات نہایت واضح ہیں۔ آپ نے واٰخرین منھم کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا واٰخرین منھم میں اُمت مرحومہ کے اس گروہ کا ذکر تو ہے جن کو بیدار کرنے کے لئے مسیح موعود مہدی معہود کو مبعوث کیا جائے گا مگر اس بیدار کرنے والے مسیح موعود کا ذکر نہیں کیا گیا۔ اور وہ اس لئے کہ اصل رہنمائی حضور نبی کریم کے ہاتھ میں ہے۔ ھو یعلمھم و یعلم اٰخرین۔ حضرت مسیح موعود نے اپنے وجود کو مستثنیٰ کی صورت دے کر اپنے انکسار کا اظہار کیا ہے۔ فرمایا کہ قرآن نے اس قوم کا ذکر کیا ہے جو نبی کریم صلعم کی تعلیم سے بہرہ ور ہو گی مجدد کا نام نہیں لیا۔ کیونکہ مجدد کی اپنی حقیقت کچھ نہیں اصل معلم تو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں۔ حضرت امام زمان نے مسلمانوں کو بتایا کہ اصل دین قرآن و حدیث ہی ہے اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اُمت میں نبوت کا سلسلہ بند ہے نبی نہیں آیا کریں گے۔ مجددین اور محدثین آیا کریں گے جو منصب ملاقت پر فائز ہوں گے۔ حضرت مسیح موعود نے فرمایا کہ حضرت ختم المرسلین کا زمانہ قیامت تک ممتد ہے کیونکہ ہمارے رسول کی تعلیمات اور اللہ تعالےٰ کی کتاب تمام آنے والے زمانوں اور ان زمانوں کے لوگوں کے لئے علاج اور مداوا ہے۔ اس لئے ہمیں کسی دوسرے نبی کی حاجت نہیں ہے۔ (دیکھو حمامۃ البشریٰ صفحہ ۴۹) مزید فرمایا :-

> "خدا تعالےٰ کا یہ فعل کہ اس نے تیرہ سو سال میں جن لوگوں کو مامور کیا وہ مجدد ہیں۔ نبی نہیں ہیں۔ یعنی خلفاء کو مداومت حاصل ہے، اور خدا نے اپنے فعل سے انبیاء کے متعلق اس حدیث کو پایہ ثبوت تک پہنچا دیا جو ختم فی النبیین کے الفاظ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مروی ہے۔"

اس کے علاوہ ذیل کی عبارات حضرت مسیح موعود کے دعویٰ کے متعلق نصوص کا حکم رکھتی ہیں :-

(۱) رسول کی حقیقت اور ماہیت میں یہ امر داخل ہے کہ وہ دینی علوم کو بذریعہ جبرئیل حاصل کرے اور ابھی ثابت ہو چکا ہے کہ اب وحی رسالت تا بقیامت منقطع ہے۔ (ازالہ اوہام ص ۶۱۴)

(۲) حسب تصریح قرآن کریم رسول اسی کو کہتے ہیں جس نے احکام و عقائد دین جبرئیل کے ذریعہ حاصل کئے ہوں۔ لیکن وحی نبوت پر تو تیرہ سو برس سے مہر لگ گئی ہے۔ (دیکھو ازالہ اوہام ص ۵۳۴)

(۳) ہر ایک دانا سمجھ سکتا ہے کہ اگر خدا تعالےٰ صادق الوعد ہے۔ اور جو آیت خاتم النبیین میں وعدہ دیا گیا ہے اور جو حدیثوں میں بتصریح بیان کیا گیا ہے کہ اب جبرئیل بعد وفات رسول کریمؐ ہمیشہ کے لئے وحی نبوت لانے سے منع کیا گیا ہے۔ اگر یہ باتیں سچ ہیں اور صحیح ہیں تو پھر کوئی شخص بحیثیت رسالت ہمارے نبی صلعم کے بعد ہرگز نہیں آ سکتا۔ (ازالہ اوہام ص ۵۷۷)

(۴) ومعاذ اللہ ان ادعی النبوۃ بعد ما جعل اللہ نبینا وسیدنا محمد المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین (حمامۃ البشریٰ ص ۸۳۱)

ترجمہ:- خدا کی پناہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ جبکہ اللہ تعالےٰ نے ہمارے نبی اور سردار محمد مصطفیٰ کو خاتم النبیین بنا دیا۔ میں نبوت کا مدعی بنتا۔

(۵) میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کا قائل ہوں اور یقین کامل سے جانتا ہوں اور اس بات پر محکم ایمان رکھتا ہوں کہ ہمارے نبی صلعم خاتم الانبیاء ہیں اور آنجنابؐ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نیا ہو یا پُرانا۔ ہاں محدث آئیں گے جو اللہ جلشانہٗ سے ہمکلام ہوتے ہیں۔ اور نبوت تامہ کی بعض صفات ظلی طور پر اپنے اندر رکھتے ہیں ان میں سے میں ایک ہوں۔ (نشان آسمانی ص ۲۸)

(۶) اگر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی دوسرا نبی آ جاتے تو آپ خاتم الانبیاء نہیں ٹھہر سکتے اور نہ ہی سلسلہ وحی نبوت منقطع متصور ہو سکتا ہے اگر کوئی شخص آئے جس میں شانِ نبوت پائی جاتی ہو یا خدا کے علم میں ہی نبی ہو تو یہ اعتراض لازم آئے گا کہ خاتم الانبیاء کے بعد ایک نبی دنیا میں آ گیا یہ صریح طور پر نص قرآن کی تکذیب ہے۔ (ایام الصلح ص ۱۴۶)

(۷) میرا نبوت کا کوئی دعوےٰ نہیں یہ آپ کی غلطی ہے آپ کس خیال سے کہہ رہے ہیں کیا یہ ضروری ہے کہ جو الہام کا دعوےٰ کرتا ہے وہ نبی بھی ہو جائے۔ (جنگِ مقدس)

(۸) حضرت ختم المرسلین کا زمانہ قیامت تک ممتد ہے۔ کیونکہ ہمارے رسول کی تعلیمات اور اللہ تعالےٰ کی کتاب تمام آنے والے زمانوں کے لئے علاج اور مداوا ہے اس لئے ہمیں کسی دوسرے نبی کی حاجت نہیں ہے (ازالہ اوہام ص ۷۹)

کل انسان کے لئے روئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن اور آدم زادوں کے لئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

۹- اس امت میں سلسلۂ خلافت اُسی طور پر

اور اسی کی مانند قائم کیا گیا جو حضرت موسیٰ کی شریعت میں قائم کیا گیا تھا اور اس قدر لفظی فرق رہا کہ پہلے انبیاء آتے تھے اب محدّث آتے ہیں۔

(شہادت القرآن ص۵۷ دوسرا ایڈیشن)

(۱۰) وحی ولایت اور وحی محدثیت میرے پر نازل ہوتی ہے۔ (آئینہ کمالات اسلام ص۳۲۳)

(۱۱) میرا ابتداء سے یہی مذہب ہے کہ میرے دعوے کے نہ ماننے سے کوئی شخص کافر نہیں بن جاتا۔

(تریاق القلوب ص۲۵۸)

(۱۲) ان کا کہنا صحیح نہیں میں تو نبوت کا مدعی نہیں۔ ان پر واضح رہے کہ ہم بھی مدعی نبوت پر لعنت بھیجتے ہیں اور لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے قائل ہیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور وحی نبوت نہیں بلکہ وحی ولایت جو زیر سایہ نبوت محمدیہ اور بہ اتباع آنجناب انبیاء کو ملتی ہے اس کے ہم قائل ہیں۔ اور اس سے زیادہ جو شخص ہم پر الزام لگاوے وہ تقوے اور دیانت کو چھوڑتا ہے غرض نبوت کا دعوے اس طرف سے بھی نہیں، صرف ولایت اور مجددیت کا دعوے ہے۔

(دیکھو مجموعہ اشتہارات صفحہ ۲۲۴)

ان واضح اور بین عبارات کے ہوتے ہوئے میاں محمود احمد صاحب کا یہ تلقین کرنا کہ حضرت مرزا صاحب نبی اللہ تھے اور ان کے نہ ماننے والے مسلمان کافر ہیں۔ اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں ثابت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت مرزا صاحب کی کتابوں کا مطالعہ کئے بغیر اپنی طرف سے ان اعتقادات کو شدومد سے بیان کیا جو تعلیمات اسلامیہ کے خلاف ہیں اور جو حضرت مسیح موعود کے اعتقادات کے بالکل خلاف اور برعکس ہیں۔ جناب میاں صاحب موصوف نے اپنے بیانات سے حضرت مسیح موعود کے مقام کو گرادیا ہے اور ایسا کرنے سے شدید منافرت، اور نقصان دہ فساد پیدا کیا ہے۔

امام وقت کو نبی کہنا ظلم عظیم ہے۔

یہ امام وقت کی واضح اور بین تلقینات ہیں ان کے ہوتے ہوئے ان کی گدی پر بیٹھ کر یہ کہنا کہ حضرت امام وقت مدعی نبوت ہیں کس قدر ظلم ہے اس طرح ان کو مسلمانوں کی نگاہ میں گرادیتا ہے۔ ان کی یہ تذلیل ہے اور قرآن وحدیث کی تکذیب ہے۔

سلطان القلم اور آپ کے پیروؤں کی قلمی خدمات

اس زمانہ میں ایک سلطان القلم آیا۔ اس نے سارے جہان سے خراج عقیدت حاصل کیا اور اہل علم اور اہل قلم لوگوں نے شہادتیں دیں کہ ان کے دو قابل تلمیذ ہیں جن کے ذریعہ سے وہ اسلام پر بے نظیر لٹریچر پیدا کر رہے ہیں۔ اس بزرگ شخص کی قوت قدسی سے ایسے لوگ پیدا ہوئے جنہوں نے اشاعت اسلام کے لئے اپنی زندگیاں وقف کیں اور قرآن کی تفاسیر سے ایک عالم کو روشن کردیا۔ اور جن کی قلموں کو خراج عقیدت پیش کیا گیا۔ اس علم کا چشمہ اب بھی جاری ہے۔ وہ لوگ جو حضرت امام زمان کی صحبت سے فیضیاب ہوئے انہوں نے عظیم الشان لٹریچر عالم اسلام کو دیا ہے۔

حضرت مولینا محمد علی صاحبؒ کو عالم کشف میں قلم عطا کی گئی۔

حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے کشف میں حضرت علامہ مولینا محمد علی صاحبؒ کو قلم دیا۔ اس قلم کے ذریعہ سے حضرت مولینا نے اسلام کی بے نظیر خدمت کی۔ اور اپنوں اور بیگانوں اور مشرق اور مغرب کے لکھنے والوں نے اقرار کیا کہ ان کی کتب میں نور ہے۔ اور روشن دلائل ہیں۔

حضرت خواجہ کمال الدین صاحب کو "حسنِ بیان" کا الہامی خطاب

اور حضرت خواجہ کمال الدین صاحب کے متعلق حضرت صاحب کو "حسنِ بیان" کا الہام ہوا۔ حضرت خواجہ صاحب نے ہندوستان، برما، افریقہ اور انگلستان میں اپنے حسنِ بیان سے ایک عالم اسلام کا گرویدہ بنالیا اور ان کی تقاریر کا سکہ لوگوں کے دلوں پر جم گیا۔ لوگ ان کے حسنِ بیان پر عاشق ہوگئے۔

امام زمان کا کشف جو خواجہ صاحب کے ذریعہ سے پورا ہوا۔

حضرت امام زمان نے ایک اور کشف دیکھا کہ میں لندن میں ایک منبر پر وعظ کر رہا ہوں اور سفید پرندے پکڑ رہا ہوں۔ حضرت خواجہ صاحب نے اس کشف کو پورا کیا۔ گویا حضرت امام زمان اور حضرت خواجہ صاحب کا وجود ایک ہوگیا۔

حضرت مولینا محمد علی صاحب کا وجود مسیح موعود کی صداقت کا ثبوت ہے

حضرت مولینا محمد علی صاحب کے متعلق حضرت امام وقت نے فرمایا تھا کہ خدا نے میرے گھر کو طاعون سے محفوظ کر لیا ہے۔ اس لئے مولینا محمد علی صاحب کو جو آپ کے گھر میں رہتے تھے طاعون نہیں ہوگی اور فرمایا کہ اگر مولینا محمد علی صاحب کو طاعون ہوگئی تو میرا دعوے باطل ہے۔ اس طرح حضرت امام زمان نے اپنا وجود اور حضرت مولینا محمد علی صاحب کا وجود ایک کرکے دکھلادیا۔ ان باتوں کے ہوتے ہوئے کس قدر بدنصیبی ہے کہ بعض لوگ ان بزرگوں کے حق میں نازیبا الفاظ منہ سے نکالتے ہیں۔

ناخلف خلفاء

آیت استخلاف کے آخر میں فرمایا ہے ومن کفر بعد ذالك فاولئك هم الفاسقون یعنے جو لوگ ان نعمتوں کے حصول کے بعد کفرانِ نعمت کریں گے وہی نافرمان ہوں گے۔ یہ حجت بالخصوص ان خلفاء پر قائم ہوگی جو قرآن وحدیث کے احکام کی پابندی کرنے کے بجائے خواہشات نفس کی پیروی کرنے پر کمر باندھ لیں گے۔ جیسا کہ قرآن کریم نے ایسے ناخلف اور نااہل خلفاء کا ذکر اس آیت کریمہ میں کیا ہے فخلف من بعدهم خلف ورثوا الكتاب يأخذون عرض هذا الادنى ويقولون سيغفر لنا (الاعراف ۱۶۹) یعنی ان کے بعد ایسے ناخلف ان کے جانشین ہوئے کہ کتاب کے وارث تو ہوئے مگر ان کو اس دنیائے دون کا مال ملے تو وہ اس کو لے لیتے ہیں (چونکہ وہ جانتے ہیں کہ مال ناجائز طور پر جب حاصل کیا ہے اور یہ گناہ ہے) اس لئے کہتے ہیں کہ یہ گناہ تو ہمارا معاف ہو ہی جائے گا۔ ایسے بدکردار خلفاء کا ذکر اللہ تعالیٰ نے تنبیہ کے طور پر کیا ہے تاکہ مسلمان کسی بدکردار خلیفہ کی اطاعت میں گرفتار نہ ہوجائیں۔ خلیفہ وہ شخص نہیں جو خلافت کی مسند پر متمکن ہوجائے۔ بلکہ خلیفہ وہ ہے جو خدا اور رسول خدا کے احکام کا دوسروں سے بڑھ چڑھ کر پابند ہو۔ اور وہ قوم کے اموال سے اپنی جائداد تیار نہ کرتا ہو، اور وہ دلیر نہ ہو کہ گناہ کو گناہ یقین کرنے کے بعد یہ کہتا ہو کہ ہمارا گناہ معاف کردیا جائے گا۔

بنی مروان کے ایک خلیفہ کی لاف زنی اور اس کا جواب۔

اس قسم کی لاف زنی بنی مروان کے خلیفہ نے کی تھی۔ اس نے کہا تھا لا تكتب عنا سيئة۔ ہم خلفاء اگر گناہ کربیٹھیں تو ہمارا گناہ ہمارے اعمال میں درج نہیں کیا جاتا۔ اس پر حاضرین مجلس میں سے ایک شخص نے اس کو چیلنج کیا اور پوچھا خلفاء افضل ہوتے ہیں یا انبیاء؟ اس پر خلیفہ نے کہا انبیاء افضل ہوتے ہیں۔ اس پر اس شخص نے کہا انبیاء بھی اگر گناہ کریں تو مستوجب سزا ہوتے ہیں۔ تو ان کے مقابل پر خلیفہ کی کیا حقیقت ہے جو وہ گناہ کی زندگی بسر کرے اور پھر جسارت سے کام لے کر یہ کہے کہ خلیفہ کا گناہ معاف کردیا جاتا ہے اس نے اپنی بات کی تائید میں قرآن کریم کی یہ آیت سنائی يا داؤد انا جعلناك خليفة فى الارض فاحكم بين الناس بالحق ولا تتبع الهوى فيضلك عن سبيل الله ان الذين يضلون عن سبيل الله لهم عذاب اليم بما نسوا يوم الحساب یعنی اے داؤد ہم نے آپ کو ملک کا بادشاہ بنایا ہے۔ دیکھنا لوگوں کے درمیان عدل وانصاف سے فیصلہ کیا کرنا۔ اور یاد رکھو نفسانی خواہشات کے پیچھے نہ لگنا۔ ورنہ خدا کے رستہ سے گمراہ ہوجاؤ گے۔ اور وہ لوگ جو خدا کے رستہ سے ادھر ادھر ہوجاتے ہیں ان کے لئے دردناک عذاب ہے اس لئے کہ وہ اعمال کی سزا کے دن کو فراموش کرکے اس قسم کی زندگی بسر کرنے لگ جاتے ہیں۔ خلیفہ یہ سن کر لاجواب اور خجل ہوگیا۔

.... باقی بر ص۱۲ ....

مولانا عقیل الحق صاحب ودبادھی -

ذبح گاؤ اور ہندوستان میں موجودہ فسادات

گذشتہ سے پیوستہ

میں نے گاندھی جی کا قول نقل کیا ہے کہ "جب تک ہندوستان میں ایک بھی گائے ذبح ہوگی اس وقت تک اس ملک کو آزاد نہیں سمجھا جائے گا" جس طرح یونان میں ایک مرتبہ پتھر کے بتوں اور مجسموں کی قدر و عظمت لوگوں کے دلوں پر اس قدر چھائی ہوئی تھی کہ جب اُن سے یہ سوال کیا گیا کہ کسی مکان میں ایک خوبصورت بُت اور ایک انسان کا معصوم بچہ ہو، اور اس مکان کو آگ لگ جائے - اس وقت ہم بچہ اور بُت دونوں میں سے صرف ایک کو بچا سکتے ہوں، تو بتاؤ بُت کو بچانا چاہیئے یا انسانی بچہ کو تو لوگوں نے کہا انسانی بچے تو روز پیدا ہوتے ہی رہتے ہیں البتہ خوبصورت بُت روز روز نہیں بن سکتے - اس لئے بچہ کی بجائے بُت کو بچانا زیادہ ضروری ہے - اس علم و عقل اور روشنی کے زمانہ میں جب ہندو قوم کے چوٹی کے تعلیمیافتہ اور ہمدرد مہاتما کا یہ حال ہے کہ اس کا دل نسلِ انسانی کی آزادی کے لئے اتنا بے چین نہیں جتنا گائے کے بچھڑے کے لئے بیقرار ہے اس کے نزدیک ہندوستان کی آزادی سے زیادہ گائے کی اہمیت ہے - اس کے بالمقابل ہندو عوام کی ذہنیت بھی قابلِ مطالعہ ہے - ہندوؤں میں اگر کبھی یہ سوال ہو کہ ایک مکان میں مہاتما گاندھی اور ایک گائے کا بچھڑا موجود ہو اور اس مکان میں آگ لگ جائے اور دونوں میں سے ہم صرف ایک کو بچا سکتے ہوں تو بتاؤ بچھڑے کو بچانا چاہیئے یا مہاتما گاندھی کو تو گاؤ بھگتوں کا متفقہ جواب یہ ہوگا کہ گائے کے بچھڑے کو بچاؤ ہندوستان تو خود بخود آزاد ہو جائے گا" ہمارا کوئی فرضی خیال نہیں بلکہ امر واقعہ ہے کہ مہاتما جی کے پاس ایک بچھڑا تھا جو بیمار ہوگیا - مہاتما اس کے لئے دن رات کڑھتے تھے اور علاج میں بھی کوئی کسر نہ چھوڑی مگر بچھڑے نے نہ اچھا ہونا تھا نہ ہوا - اُدھر مہاتما کی یہ حالت کہ بچھڑے کے غم میں نڈھال ہو رہے تھے - آخر مہاتما کی اجازت سے ڈاکٹر نے ایک مہلک انجکشن دے کر اس کی اور مہاتما کی جان کنی کی حالت کا علاج کر دیا -

اس پر ہندو پریس نے مہاتما کو چنڈال - قصاب وغیرہ وغیرہ کون کون سی گالیاں نہیں ہوتہ دیں - مہاتما گاندھی ہو یا شنکر آچاریہ انہیں انسانی سر اور گائے کی دُم میں کوئی فرق نظر نہیں آتا - مگر میں بھی ان کو جرمنی کا ایک واقعہ سناتا ہوں، ایک ہسپتال میں ایک عورت کے ہاں بچہ پیدا ہوا جو اس قدر ناقص الاعضاء تھا کہ ڈاکٹر اسے دیکھکر خوفزدہ ہوگیا، اس کے دل کے اندر خدشہ پیدا ہوا کہ اس بچہ کو زندہ رکھنے کی کوشش اچھی ہوگی یا بُری ہوگی - کیونکہ ابھی اس کے پھیپھڑے بھی کام نہ کرتے تھے - آخر تشویش دیکھ کر اس نے پھیپھڑوں کے اندر ہوا پہنچا کر اسے حرکت دے دی - مگر جب ڈاکٹر ہسپتال سے گھر جا رہا تھا تو راستے میں پھر اسے یہی خیال بار بار آتا رہا کہ اس نے ایک ایسے بچہ کو زندہ رکھنے کی کوشش کی جو عمر بھر ماں باپ کے لئے، اپنے لئے اور دوسرے لوگوں کے لئے مصیبت بنا رہے گا - اس واقعہ کو ایک عرصہ گذر گیا اور اس کی بیوی ایک لڑکی چھوڑ کر مرگئی - ڈاکٹر کو اس بے ماں کی لڑکی سے محبت ہوگئی - اتفاقاً ایک حادثہ میں اس لڑکی کے سر پر چوٹ لگی اور لڑکی بے ہوش ہوگئی - سر پر چوٹ ایسی جگہ پر لگی کہ دماغ کا اپریشن ناگزیر معلوم ہوا - ڈاکٹر نے اپنی لڑکی کے نازک اپریشن کے لئے کسی قابل اور تجربہ کار ڈاکٹر کی تلاش کی آخر ایک ڈاکٹر ملا جو اس دماغی اپریشن میں ماہر تھا - اور اس نے اس لڑکی کا کامیاب اپریشن کیا باتوں باتوں میں اس ڈاکٹر کو یہ معلوم کر کے حیرت ہوئی کہ یہ وہی بچہ تھا کہ جس کے زندہ رکھنے پر اس نے انتہائی افسوس کیا تھا کہ اس نے ایسے گوشت کے لوتھڑے کو کیوں زندہ رکھا؟

گاندھی کی ماں بھی ان کی بدھوتی پر رحم کھا کر انکی پرورش نہ کرتی تو نہیں معلوم ہندوستان کو کب آزادی نصیب ہوتی - ہندو کلچر جس کی حفاظت کا بار بار اعلان کیا جا رہا ہے وہ درحقیقت صرف تین قوموں کی فلاح و بہبود کا کلچر ہے یعنی تین قوموں تک محدود ہے - برہمن - چھتری اور ویش وید پڑھنا اس کی تشریح و تفسیر کرنا اور قوانین کی تدوین یہ برہمنوں کا دھرم ہے - حکومت چھتری کا حصہ ہے - مال مویشی رکھنا تجارت کرنا کھیتی باڑی یہ ویش کی قسمت میں آیا ہے - غلامی - خدمتگزاری اور ذلت کے لئے پرماتما نے شودروں یعنی پیشہ ور لوگوں کو پیدا کیا ہے -

گئو رکھشا کے فوائد

ہندوستان آزاد ہو کر روٹی کے لئے دوسروں کا محتاج نہیں رہے گا - گائے کی حفاظت سے دودھ گھی کی بہتات ہوگی - مگر یہ سب خام خیال ہیں - ملک کے امن اور خوشحالی کا تعلق پیٹ کی نسبت لوگوں کے دماغ کے ساتھ زیادہ ہے - جب تک ہمارے دماغ کلچرڈ نہ ہوں گے اس وقت تک ملک میں امن و صلح کا خواب شرمندہ تعبیر نہیں ہو سکتا کیونکہ انسان اپنے قد کے سیدھا ہو جانے کی وجہ سے دوسرے حیوانات سے بلند ہوگیا ہے - مگر نفسیاتی اعتبار سے اب بھی وہ بہت حد تک حیوان ہے باہم لڑنے کے لئے گو اس کے پاس سینگ نہیں ہے لیکن اس نے دوسرے کا گلا کاٹنے کے لئے خنجر کرپان اور لٹھ زیادہ مضبوط بنا لئے ہیں - یورپین اقوام اور امریکن ممالک کی مادی علوم میں ترقی - اناج کی بہتات - کھانے پینے میں حد سے زیادہ کیف و مستی نے انہیں زیادہ پُرامن اور صلح پسند نہیں بنا دیا مگر مغرب نے اپنی انتہائی مادی ترقی کے ساتھ انسانی خون کی قیمت یکسر گھٹا دی ہے - اس کے نزدیک ایٹم بم ہائیڈروجن بم اور مہلک گیسوں کے ساتھ شہروں کی بیگناہ مخلوق معصوم بچوں اور عورتوں کو چشم زدن میں صفحۂ ہستی سے مٹا دینا کوئی بڑا اخلاقی گناہ نہیں رہا - ہندوستان کو اپنے اس آزادی اور خود مختاری کے دور میں مغرب کی سنگدلی سے عبرت حاصل کرنی چاہیئے - قرآن مجید نے سورہ بقرہ یعنی سب سے پہلی سورت میں مسلمانوں کو یہ تعلیم دی ہے کہ مادی کلچر اگر روحانی کلچر کی ترقی و تہذیب میں روک ہو - ایک خدا کی عبادت کی بجائے شرک اور خونریزی کا باعث ہو تو اسے قربان کر کے روحانی کلچر کی یا بنی نوع انسان کی جان کی حفاظت کرنی چاہیئے - مگر افسوس ہندو کلچر اس کے بالکل برعکس گائے کی یا ایک جانور کی خاطر ہزاروں انسانوں کا خون کر دینا جائز سمجھتا ہے وہ اپنے اعتقاد کی بناء پر جانور کو جو انسان کا غلام اور غیر جنس سے ہے انسان پر فوقیت اور ترجیح دیتا ہے اور اسی مرکز کے گرد اس کا دھرم، دل، دماغ اور جذبات حرکت کرتے ہیں - وہ کچھوے انسان کی نسبت - کتوں - بندروں - کیڑے مکوڑوں اور سانپوں کو گھی کے پراٹھے کھلانا اور دودھ پلانا زیادہ ثواب کا کام سمجھتے ہیں وہ قوم جو گائے کی دُم اور انسان کے سر کی قیمت لگانے میں فرق نہیں کر پاتی وہ تہذیب اور کلچر کی انتہائی پستی میں بستی ہے -

---

مولانا شیخ عبد الرحمٰن صاحب مصری

اشتہار "ایک غلطی کا ازالہ"

کی ایک عبارت کا صحیح مفہوم

نبوت کی دو تعریفیں

حضرت اقدس مسیح موعود الامام الہمام علیہ السلام نے اشتہار مذکورہ بالا سے قبل کی کتب میں نبوت کی دو تعریفیں بیان فرمائی تھیں ایک تعریف کو حضور نے اسلامی اصطلاح والی تعریف قرار دیا ہے جس کے لئے شارع ہونا لازمی شرط قرار دیا ہے اور شارع نبی کے لئے چونکہ مستقل ہونا لازمی ہے اس لئے مستقل ہونے کی شرط کو بھی اس میں داخل کر دیا اور اسی نبوت کو حقیقی نبوت اور اسی کے حامل کو زمرہ انبیاء کا فرد قرار دیا اور دوسری تعریف کو محض لغوی تعریف کے نام سے نامزد کیا اور اس کو لغوی - مجازی نبوت اور اس کے حامل کو زمرہ انبیاء کا فرد قرار دیا اور اپنے آپ کو اسی گروہ میں شامل کیا اور آخر عمر تک ایسا ہی تحریر فرماتے رہے جیسا کہ حقیقۃ الوحی کے ساتھ شامل استفتاء کے مندرجہ ذیل الفاظ سے ظاہر ہے سُمّیتُ نبیًّا من اللّٰہ علٰی طریق المجاز لا علٰی وجہ الحقیقۃ یعنے اللہ تعالیٰ نے میرا نام جو نبی رکھا ہے وہ حقیقت کے طور پر نہیں بلکہ مجاز کے طور پر رکھا ہے۔ بالفاظ دیگر جس کے معنے یہ ہوئے کہ محض لغوی معنی میں ہی مجھے نبی کر کے پکارا گیا ہے اسلامی اصطلاح میں مجھے نبی نہیں قرار دیا گیا۔

تعریف نبوت میں تبدیلی کے متعلق علمائے ربوہ کا دعویٰ اور اس کی صحت پر استدلال

علمائے ربوہ کی طرف سے یہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ حضور نے اسلامی اصطلاح والی تعریف کو جس میں شریعت کا لانا حضور لازمی شرط قرار دیتے تھے اپنے اشتہار "ایک غلطی کا ازالہ" میں تبدیل فرما دیا ہوا ہے اور جس تعریف کو حضور محض لغوی تعریف سے نامزد کیا کرتے تھے اسی کو اب اشتہار مذکورہ بالا میں نبوت کی تعریف قرار دے کر اپنے آپ کو زمرہ انبیاء کا فرد ہونے کا ادعا کر دیا ہے اپنے اس دعوے کے ثبوت میں یہ علماء سیاق و سباق کو نظر انداز کرتے ہوئے اشتہار میں سے ذیل کی عبارت پیش کرتے ہیں:

"۔۔۔ نبی کے لئے شارع ہونا شرط نہیں ہے یہ صرف موہبت ہے جس کے ذریعہ سے امور غیبیہ کھلتے ہیں"

علماء ربوہ کہتے ہیں کہ دیکھ لو کہ پہلی کتب میں حضور نبی کے لئے شارع ہونا شرط قرار دیتے تھے لیکن اس عبارت میں صاف الفاظ میں لکھا ہے کہ "نبی کے لئے شارع ہونا شرط نہیں ہے" ان علماء کا کہنا یہ ہے کہ اس نبوت کی تعریف میں تبدیلی کا اس سے واضح تر ثبوت اور کیا ہو سکتا ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ کیا حضور نے خود بھی کہیں لکھا ہے کہ میں اسلامی اصطلاح والی تعریف نبوت کو تبدیل کر رہا ہوں یا یہ محض ان علماء کا اپنا ہی قیاس ہے۔ جہاں تک حضور کی تحریروں کا تعلق ہے حضور کی ایک بھی ایسی تحریر نہیں ملتی جس میں حضور نے لکھا ہو کہ اسلام کی رو سے جو تعریف نبوت کی میں نے لکھی ہوئی ہے اس کو میں تبدیل کرتا ہوں۔ حضور ہمیشہ صحیح مسلم میں آنے والے مسیح کے لئے جو لفظ نبی وارد ہوا ہے اسی کے متعلق ہمیشہ فرماتے رہے کہ وہ لفظ محض لغوی معنے میں اور بطور مجاز اور استعارہ اور بطور ظل کے وارد ہوا ہے اسی کے متعلق ہمیشہ فرماتے رہے کہ اس کے لئے شارع ہونا شرط نہیں اور اشتہار مذکور میں بھی اسی کے متعلق فرمایا کہ اس کے لئے شارع ہونا شرط نہیں جیسا کہ آگے چل کر ثابت ہو جائے گا۔

استدلال کا حیران کن ہونا

علمائے ربوہ کے اس استدلال کو پڑھ کر میں دریائے حیرت میں غرق ہو جاتا ہوں کہ تقویٰ طہارت اللہ کا ادعا کرنے والی جماعت کے علماء کس طرح استدلال مذکورہ بالا کو پیش کرنے کی جرأت کر سکتے ہیں کیونکہ اس استدلال کو پیش کرتے وقت نہ تو انہوں نے عبارت ہذا کے سیاق و سباق کو مدنظر رکھا ہے اور نہ ہی حقیقۃ الوحی کے استفتاء والی عبارت کو مدنظر رکھا ہے اور نہ ہی حضور کی پہلی کتب کو مدنظر رکھا ہے جن کو مدنظر رکھنے کی تاکید حضور کی طرف سے اسی اشتہار کے ابتدائی فقروں میں پائی جاتی ہے۔ کیا تقویٰ اسی کا نام ہے کہ حضور کی باقی تمام تحریروں کو نظر انداز کرتے ہوئے جو حضور کے اس فقرہ کے صحیح مفہوم کی تعیین کر رہی ہیں حضور کے واضح منشاء کے خلاف اس فقرہ کا غلط مفہوم پیش کر کے لوگوں کو مغالطہ میں ڈالنے کی کوشش کی جائے۔

علماء ربوہ سے ایک سوال

علماء ربوہ کے اس استدلال پر طبعًا یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ تو ان علماء کو بھی مسلّم ہے کہ حضور اپنی پہلی کتب میں شریعت لانے والے نبی کو ہی حقیقی نبی قرار دیتے تھے اور اسی کو زمرہ انبیاء کا فرد بتلاتے تھے اب ان سے میں پوچھتا ہوں کہ اگر بفرض محال آپ کے اس استدلال کو صحیح تسلیم کر لیا جائے تو کیا اس کے یہ معنے نہیں ہوں گے کہ اشتہار "ایک غلطی کا ازالہ" کے بعد حضور کے نزدیک مجرد غیب کی خبریں پانے والا ہی اب حقیقی نبی کہلائے گا ایسی حالت میں پھر حقیقۃ الوحی میں یہ کس طرح لکھ سکتے تھے سُمّیتُ نبیًّا من اللّٰہ علٰی طریق المجاز لا علٰی وجہ الحقیقۃ۔ اس کتاب میں کس طرح حضور حقیقی نبی ہونے سے انکار کر سکتے تھے۔ آپ کے استدلال کا کیا منطقی نتیجہ یہ نہیں نکلتا کہ جہاں تک حضور کے مقام کا تعلق ہے اس کے بارے میں حضور جو کچھ پہلی کتب میں لکھتے رہے اسے اشتہار "ایک غلطی کا ازالہ" نے منسوخ کر دیا اور اس اشتہار میں جو کچھ لکھا اسے کتاب حقیقۃ الوحی نے منسوخ کر دیا کیا یہ مضحکہ خیز موقف نہیں جو آپ لوگ حضور کی طرف منسوب کرنے کی جرأت کر رہے ہیں اور کیا غیروں کی نظر میں حضور کی علمی پوزیشن کو گرانے کے لئے اس سے بڑھ کر بھی کوئی حربہ ہو سکتا ہے جسے آپ استعمال میں لا رہے ہیں۔ خدا کے لئے سوچیں کہ آپ کے اس قسم کے استدلالوں نے حضور کی تحریروں کو محققین کس قدر استخفاف کی نظر سے دیکھ رہے ہیں اور علی الاعلان اس کا اظہار بھی کرتے رہتے ہیں اور بجائے اس کے کہ آپ حضور کے الہام لا نبقی لک من المخزیات ذکرًا کو پورا کرتے ہوئے حضور سے مخزیات کو دور کرنے کی کوشش کرتے اپنے عمل سے مخزیات کو پیدا کرنے کی سعی میں لگے ہوئے ہیں۔

توضیح مرام اور اشتہار "ایک غلطی کا ازالہ" دونوں کی عبارتیں متحد المفہوم ہیں۔

اس بات کو واضح کرنے کے بعد کہ آپ لوگوں نے اپنے استدلال کو پیش کرتے وقت حضور کی کتاب حقیقۃ الوحی والی عبارت کو بھی نظر انداز کر دیا ہے اب میں آپ پر واضح کرتا ہوں کہ آپ لوگوں نے حضور کی پہلی کتب کو بھی نظر انداز کر دیا ہے یاد رہے کہ حضور نے جن معنوں میں اپنے لئے لفظ نبی کے استعمال کو جائز رکھا ہے اس کے لئے شارع ہونے کو کبھی بھی شرط قرار نہیں دیا کہ اشتہار "ایک غلطی کا ازالہ" میں اس کو منسوخ کرنے کی ضرورت پیش آتی اور جس تعریف یعنی اسلامی اصطلاح والی تعریف میں شارع ہونے کی جو شرط لکھی ہے اسے حضور نے کبھی بھی منسوخ نہیں کیا جیسا کہ آپ کے پیش کردہ فقرہ سے قبل کی عبارت سے ہی واضح ہے لیکن اس سے قبل کی عبارت کو پیش کرنے سے قبل میں حضور کی بالکل ابتدائی کتاب توضیح مرام جو دعوے مسیحیت کے ساتھ ہی شائع کی گئی تھی اس کی مندرجہ ذیل عبارت آپ کے غور کے لئے آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ اس کے صفحہ ۹ پر حضور فرماتے ہیں:-

"اگر یہ اعتراض پیش کیا جائے کہ مسیح کا مثل بھی نبی ہونا چاہیئے کیونکہ مسیح نبی تھا تو اس کا اوّل جواب تو یہی ہے کہ آنے والے مسیح کے لئے ہمارے سیّد و مولیٰ نے نبوّت شرط نہیں ٹھہرائی۔"

علماء ربوہ اس حقیقت سے تو انکار نہیں کر سکتے کہ ان کے نزدیک بھی کتاب توضیح مرام کی تصنیف کے وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام شارع نبی کو ہی نبی قرار دیتے تھے اور اسی کو اسلامی اصطلاح والا نبی یعنی حقیقی نبی بتلاتے تھے۔ پس دونوں احمدی جماعتوں کے مسلمہ کی رُو سے حضور کی عبارت کہ "آنے والے مسیح کے لئے ہمارے سیّد و مولیٰ نے نبوّت شرط نہیں ٹھہرائی" کے معنے بجز اس کے اور کچھ ہو ہی نہیں سکتے کہ آنے والے مسیح کے لئے حضرت نبی کریم صلعم نے شارع ہونا شرط نہیں ٹھہرایا۔

دعوئے تنسیخ بے بنیاد ہے

اب علماء ربوہ خدا کے لئے غور کر کے بتلائیں کہ اشتہار "ایک غلطی کا ازالہ" والے فقرہ "نبی کے لئے شارع ہونا شرط نہیں" نے حضور کی کس تحریر کو منسوخ کیا۔ حضور تو اپنی سب سے پہلی کتاب توضیح مرام میں بھی یہی فرماتے رہے ہیں کہ نبی کے لئے شارع ہونا شرط نہیں" اس حقیقت سے تو انکار نہیں کیا جا سکتا کہ صحیح مسلم میں آنے والے مسیح کو صریح لفظوں میں نبی کہا گیا ہے یہ تو کہہ نہیں سکتے کہ حضور اس حدیث سے بے خبر تھے۔

پس اس حدیث کی موجودگی میں حضور کا یہ فرمانا کہ حضرت نبی کریم صلعم نے آنے والے مسیح کے لئے شارع ہونے کی شرط نہیں ٹھہرائی ہی نہیں صراحت دلالت کر رہا ہے کہ حضور جس نبی کے لئے شارع ہونے کا انکار فرما رہے ہیں یہ انکار اس لفظ نبی کے متعلق ہے جو صحیح مسلم میں آنے والے مسیح کے لئے وارد ہوا ہے اسلامی اصطلاح والی نبوّت سے تعلق اس انکار کا کوئی تعلق ہی نہیں اس اسلامی اصطلاح والی نبوّت کی تعریف کو حضور نے کبھی چھیڑا تک نہیں بلکہ اس کو ہمیشہ اپنے حال پر ہی رہنے دیا۔ اس سے روز روشن کی طرح ثابت ہو جاتا ہے کہ صحیح مسلم میں آنے والے مسیح کے لئے جو لفظ "نبی" وارد ہوا ہے اور جس کی وجہ سے عام طور پر مسلمان اس غلطی میں مبتلا ہو رہے تھے کہ حضرت مسیح ناصری علیہ السلام جو حقیقی یعنی شارع نبی تھے وہی دوبارہ آسمان سے نازل ہوں گے حضرت مسیح موعود مسلمانوں کو اس غلطی سے نکالنے کے لئے اس لفظ کی تشریح میں یہ فرما رہے ہیں کہ حضرت نبی کریم صلعم کی زبان مبارک سے آنے والے مسیح کے لئے جو لفظ "نبی" نکلا ہے وہ اس لفظ کے حقیقی معنی میں نہیں نکلا ہے کہ اس کے لئے شارع ہونا شرط ہو بلکہ وہ محض لغوی معنی میں بطور مجاز اور استعارہ کے نکلا ہے۔ پس حضور مسلم والی حدیث کے متعلق ہی ایسا فرما رہے ہیں۔ چنانچہ توضیح مرام میں اس کے متعلق حضور نے جو کچھ فرمایا وہ اسی حقیقت پر روشنی ڈال رہا ہے جو اوپر بیان فرمائی گئی ہے فرماتے ہیں:—

"اگر یہ اعتراض پیش کیا جائے کہ مسیح کا مثیل بھی نبی چاہیئے۔ کیونکہ مسیح نبی تھا۔ تو اس کا اوّل جواب تو یہی ہے کہ آنے والے مسیح کے لئے ہمارے سیّد و مولیٰ نے نبوّت شرط نہیں ٹھہرائی۔ بلکہ صاف طور پر یہی لکھا ہے کہ وہ ایک مسلمان ہو گا۔ اور عام مسلمانوں کے موافق شریعت فرقانی کا پابند ہو گا اور اس سے زیادہ کچھ بھی ظاہر نہیں کرے گا۔ میں مسلمان ہوں اور مسلمانوں کا امام ہوں۔ ماسوا اس کے اس میں کچھ شک نہیں۔ کہ یہ عاجز خدا تعالیٰ کی طرف سے اس امت کے لئے محدث ہو کر آیا ہے۔ اور محدث بھی ایک معنی سے نبی ہی ہوتا ہے کیونکہ وہ خدا تعالیٰ سے ہمکلام ہونے کا ایک شرف رکھتا ہے۔ امور غیبیہ اس پر ظاہر کئے جاتے ہیں اور رسولوں اور نبیوں کی وحی کی طرح اس کی وحی کو بھی دخل شیطان سے منزہ کیا جاتا ہے اور مغز شریعت اس پر کھولا جاتا ہے۔ اور بعینہٖ انبیاء کی طرح مامور ہو کر آتا ہے اور انبیاء کی طرح اس پر فرض ہوتا ہے کہ اپنے تئیں بآواز بلند ظاہر کرے اور اس سے انکار کرنے والا ایک حد تک مستوجب سزا ٹھہرتا ہے۔ اور نبوّت کے معنے بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ امور متذکرہ بالا اس میں پائے جائیں۔"

عبارت مذکورہ بالا سے پانچ باتیں واضح ہیں اوّل امتی نبی نہیں ہو سکتا دوم حضور کا مقام محدثیت کا مقام ہے سوم محدث بھی ایک معنی سے نبی ہی ہوتا ہے اور مثیل ہونے کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ آنے والا مسیح ایک معنی سے نبی ہو۔ چہارم محدث کی نبوّت تامہ نہیں ہوتی بلکہ جزوی ہوتی ہے پنجم محدث ایک معنی سے نبی اس لئے ہوتا ہے کہ اس میں مندرجہ ذیل امور پائے جاتے ہیں (۱) خدا تعالیٰ کی ہمکلامی اور امور غیبیہ پر مطلع ہونے کا شرف حاصل کرنا (۲) اس کی وحی کا دخل شیطان سے منزہ ہونا (۳) مغز شریعت کا اس پر کھولے جانا (یہی بات مواہب الرحمٰن میں فرمائی ہے — ناقل) (۴) انبیاء کی طرح مامور ہونا اور اپنا دعوے ماموریت بلند آواز سے پیش کرنا (۵) اس کے منکر کا ایک حد تک مستوجب سزا ٹھہرنا ان پانچ باتوں کا ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:—

اور نبوّت کے معنی بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ امور متذکرہ بالا اس میں پائے جائیں"

علماء ربوہ اچھی طرح غور کر کے دیکھیں کہ سوائے شریعت کے کیا باقی تمام امور حضور نے ذکر نہیں کر دیئے جو انبیاء اور محدثین میں مشترک طور پر پائے جاتے ہیں کیا اس جگہ شریعت کو باہر رکھنے کے اس کے سوا کوئی اور معنے بھی ہو سکتے ہیں کہ مسلم میں آنے والے مسیح کے لئے جو لفظ نبی وارد ہوا ہے اس کے لئے شارع ہونا شرط نہیں پھر کیا اس جگہ بھی نبوّت کی تعریف ہی واضح الفاظ میں بیان نہیں کر دی اور اس تعریف میں شریعت کو چھوڑ کر باقی تمام امور کا ذکر نہیں کر دیا۔ اب بتلایئے کہ اگر اشتہار "ایک غلطی کا ازالہ" والی عبارت میں مطلق نبی کی ہی تعریف ہے تو توضیح مرام والی عبارت کو کیوں مطلق نبی کی تعریف نہ قرار دیا جائے۔ اگر یہ عبارت محض صحیح مسلم میں وارد شدہ لفظ نبی کی تعریف ہے تو اشتہار والی عبارت کو کیوں مسلم والی حدیث میں وارد شدہ لفظ نبی کی ہی تعریف نہ سمجھا جائے خصوصاً جبکہ وہاں مسلم کی حدیث کا صراحت سے ذکر بھی موجود ہے چنانچہ فرمایا

"سو یاد رکھنا چاہیئے کہ ان معنوں کی رُو سے (یعنی لغوی معنی کی رُو سے اور حضرت نبی کریم صلعم کے ظل ہونے کی رُو سے کیونکہ اس کا اوپر ذکر ہے۔ ناقل) مجھے نبوت اور رسالت سے انکار نہیں ہے اسی لحاظ سے صحیح مسلم میں بھی مسیح موعود کا نام نبی رکھا گیا (دیکھ لیجئے صحیح مسلم کی اس حدیث کا ہی ذکر ہے جس میں آنے والے مسیح کے لئے لفظ نبی وارد ہوا ہے۔ ناقل) اگر خدا تعالیٰ سے غیب کی خبریں پانے والا "نبی" کا نام نہیں رکھتا تو پھر بتلاؤ کس نام سے اسے پکارا جائے اگر کہو اس کا نام محدث رکھنا چاہیئے تو میں کہتا ہوں کہ تحدیث کے معنی کسی لغت کی کتاب میں اظہار غیب نہیں ہے مگر نبوّت کے معنی اظہار امر غیب ہے اور نبی ایک لفظ ہے جو عربی اور عبرانی میں مشترک ہے یعنی عبرانی میں اس لفظ کو نابی کہتے ہیں اور یہ لفظ نابا سے مشتق ہے جس کے یہ معنی ہیں خدا سے خبر پا کر پیشگوئی کرنا اور نبی کے لئے شارع ہونا شرط نہیں ہے یہ صرف موہبت ہے جس کے ذریعہ سے امور غیبیہ کھلتے ہیں۔"

یہ عبارت شروع ہی ان الفاظ سے ہوتی ہے:—

"اور یہ بھی یاد رہے کہ نبی کے معنے لغت کے رُو سے یہ ہیں کہ خدا کی طرف سے اطلاع پا کر غیب کی خبر دینے والا۔ پس جہاں یہ معنے صادق آئیں گے۔ نبی کا لفظ بھی صادق آئے گا۔ اور نبی کا رسول ہونا شرط ہے کیونکہ اگر وہ رسول نہ ہو تو پھر غیب مصفّٰی کی خبر اس کو نہیں مل سکتی۔ اور یہ آیت روکتی ہے فلا یظھر علٰی غیبہ احداً الا من ارتضٰی من رسول۔ اب اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ان معنوں کے رُو سے نبی سے انکار کیا

جائے۔ تو اس سے لازم آتا ہے کہ یہ عقیدہ رکھا جائے کہ یہ اُمت مکالمات و مخاطبات الٰہیہ سے بے نصیب ہے کیونکہ جس کے ہاتھ پر اخبار غیبیہ منجانب اللہ ظاہر ہوں گے۔ بالضرورت اس پر مطابق آیت فلا یظھر علیٰ غیبہ کے مفہوم نبی کا صادق آئے گا اور اسی طرح جو خدا تعالیٰ کی طرف سے بھیجا جائے گا۔ اسی کو ہم رسول کہیں گے۔"

علماء ربوہ دیکھ لیں کہ کیا مسلم والی حدیث میں لفظ نبی سے مراد بجز لغوی معنی کے کیا کوئی اور معنی بھی لئے ہیں ساری بحث مسلم والی حدیث میں لفظ نبی کے متعلق ہے آپ خواہ نخواہ اسکو کھینچکر اسلامی اصطلاح والی نبوت کی طرف لاتے ہیں نتدبروا ایھا الاخوان۔ فرق درمیان یہ ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قیامت تک ایسا نبی کوئی نہیں جس پر جدید شریعت نازل ہو۔ یا جس کو بغیر توسط آنجناب اور ایسی فنا فی الرسول کی حالت کے جو آسمان پر اس کا نام محمد رکھا جائے۔ یونہی نبوت کا لقب عطا کیا جائے۔ ومن ادعیٰ فقد کفر۔ اس میں اصل بھید یہی ہے کہ خاتم النبیین کا مفہوم تقاضا کرتا ہے۔ کہ جب تک کوئی پردہ مغائرت کا باقی ہے۔ اس وقت تک اگر کوئی نبی کہلائیگا تو گویا اس مُہر کو توڑنے والا ہو گا جو خاتم النبیین پر ہے لیکن اگر کوئی شخص اُسی خاتم النبیین میں ایسا گم ہو کہ بباعث نہایت اتحاد اور نفی غیریت کے اُسی کا نام پالیا ہو اور صاف آئینہ کی طرح محمدی چہرہ کا انعکاس ہو گیا ہو تو وہ بغیر مہر توڑنے کے نبی کہلائے گا کیونکہ وہ محمد ہے گو ظلی طور پر۔ پس باوجود اس شخص کے دعوے نبوت کے جس کا نام ظلی طور پر محمد اور احمد رکھا گیا پھر بھی سیدنا محمد خاتم النبیین ہی رہا۔ کیونکہ محمد ثانی اُسی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر اور اسی کا نام ہے۔ مگر عیسٰی بغیر مہر توڑنے کے نہیں آسکتا۔ کیونکہ اس کی نبوت ایک الگ نبوت ہے۔ اور اگر بروزی معنوں کے رُو سے بھی کوئی شخص نبی اور رسول نہیں ہو سکتا۔ تو پھر اس کے کیا معنی ہیں کہ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم۔ سو یاد رکھنا چاہیئے کہ ان معنوں کے رُو سے مجھے نبوت اور رسالت سے انکار نہیں ہے اسی لحاظ سے صحیح مسلم میں بھی مسیح موعود کا نام نبی رکھا گیا۔ اگر خدا تعالیٰ سے غیب کی خبریں پانے والا نبی کا نام نہیں رکھتا۔ تو پھر بتلاؤ کس نام سے اس کو پکارا جائے۔ اگر کہو اس کا نام محدث رکھنا چاہیئے تو میں کہتا ہوں کہ تحدیث کے معنے کسی لغت کی کتاب میں اظہار غیب کے نہیں ہیں۔ اور نبی ایک لفظ ہے جو عربی یعنی عبرانی میں اس لفظ کو نابی کہتے ہیں اور یہ لفظ نابا سے مشتق ہے۔ جس کے معنی ہیں خدا سے خبر پاکر پیشگوئی کرنا۔ اور نبی کے لئے صاحب شریعت ہونا شرط نہیں ہے یہ صرف موہبت ہے۔ جس کے ذریعہ سے امور غیبیہ کھلتے ہیں۔ پس میں جبکہ اس مدت تک ڈیڑھ سو پیشگوئی کے قریب خدا کی طرف سے پاکر بچشم خود دیکھ چکا ہوں کہ صاف طور پر پوری ہو گئیں تو میں

اپنی نسبت نبی یا رسول کے نام سے کیونکر انکار کر سکتا ہوں۔ اور جبکہ خود خدا تعالےٰ نے یہ نام میرے رکھے ہیں۔ تو میں کیونکر رد کر دوں۔ یا کیونکر اس کے سوا کسی دوسرے سے ڈروں۔ مجھے اس خدا کی قسم ہے۔ جس نے مجھے بھیجا ہے۔ اور جس پر افتراء کرنا لعنتیوں کا کام ہے۔ کہ اس نے مسیح موعود بنا کر مجھے بھیجا ہے۔" صرف لغوی معنی کی تعیین کرنے کے بعد کس وضاحت سے فرمایا ہے کہ قیامت تک جدید شریعت والا نبی نہیں آسکتا گویا بالفاظ دیگر صاف فرما دیا کہ ہملانی اصطلاح والا نبی اب قیامت تک نہیں آسکتا اب کسی امتی پر لفظ نبی کا اطلاق ہو سکتا ہے جو فنا فی الرسول کے انتہائی نقطہ تک پہنچ جائے یعنی محدثیت کا انتہائی کمال حاصل کر کے حضرت نبی کریم صلعم کا ایسا کامل بروز بن جائے کہ ظل اور اصل میں دوئی کا سوال ہی پیدا نہ ہو کہ یہ کہا جائے کہ محمد رسول اللہ صلعم کی رسالت کے سوا کوئی دوسری رسالت دنیا میں ظاہر ہوئی ہے حضور کے ارشاد النبی کالاصل والولی کالظل کے ماتحت حضرت نبی کریم صلعم نبی ہی رہیں گے اور حضرت مسیح موعود ولی ہی رہیں گے۔

اعلانِ حق

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام صُوبہ جمّوں ایک معروف اور زندہ جاوید تنظیم ہے

ہم معمر اور قدیم باشندگان جمّوں شہر بلاخوف تردید اس بات کا اعلان کر کے گواہی دیتے ہیں کہ شہر جموّں میں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کی صوبائی تنظیم ہے۔ اس تنظیم کے صدر یا امیر صوبائی محترم چوہدری غلام مصطفےٰ صاحب ریٹائرڈ رجسٹرار کواپریٹو ہیں۔ جو آج کل محلہ جولاہا کا مکان نمبر ۸۸۹ میں رہائش پذیر ہیں۔ اس کے علاوہ اس جماعت کے بیسیوں افراد جماعت کے رنگ میں جموّں شہر میں آباد ہیں۔

ہم اس بات کا بھی اعلان اور سچی گواہی پیش کرتے ہیں کہ محلہ پیر مٹھا جموّں میں جو مسجد دکانات اور ملحقہ عمارات ہیں۔ یہ سب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام جموّں کی تعمیر کردہ ہیں۔ دوسری جماعت احمدیہ (قادیانی جماعت) کا اس مسجد یا دیگر عمارات کے ساتھ کوئی واسطہ نہیں ہے۔ یہ ادعا صریح غلط اور بے بنیاد ہے کہ قادیانی جماعت کا اس مسجد پر کوئی حق ہے۔ قادیانی افراد گذشتہ پچاس برس سے محلہ پنجتیرتھی۔ دلپتیاں مست گڑھ وغیرہ میں نمازیں پڑھتے رہے۔ اور محلہ پیر مٹھا کی "مسجد احمدیہ" اس جماعت کی ہے جن کو لاہوری احمدی کہتے ہیں جس کے پرانے صدر ماسٹر یعقوب علی مرحوم تھے اور اب چوہدری غلام مصطفےٰ صاحب موصوف ہیں۔ چوہدری صاحب موصوف ریاست بھر میں معروف اور سردلعزیز بزرگ ہیں۔ والسلام

دستخط:- مولوی عطا محمد پیر مٹھا عمر ۷۰ سال۔ سردار گوردچرن سنگھ عمر ۷۳ سال۔ سٹھ ٹھاکر چھیل سنگھ عمر ۸۲ سال۔ بھگت ہری پرشاد عمر ۷۶ سال۔ غلام محمد شاہ عمر ۹۲ سال۔ فتح چند پال عمر ۷۰ سال۔

درخواستہائے دُعا (۱) رسول سزل جھنگ سے عزیز الرحمن صاحب اپنی بیمار بیوی کی صحت کیلئے دعا کے ملتمس ہیں۔ (۲) حاجی اللہ رکھا صاحب لکھتے ہیں کہ میرے بڑے بھائی اللہ دتا کی اہلیہ پچھلے دنوں وفات پا گئی تھی، اب معلوم ہوا ہے کہ اللہ دتہ صاحب بہت بیمار ہیں احباب سے استدعا ہے کہ انکی صحت کاملہ

بحرِ حکمت کے موتی

(بسلسلہ صفحہ اوّل)

مسلمان کے دل کی اسلامی کیفیت کا علم ہو سکے فرمایا اس کے کلام میں پاکیزگی اور مخلوق کے ساتھ ہمدردی کا پہلو نمایاں ہو گا یعنی سچا مسلمان پاکیزہ باتوں کی طرف ہی لوگوں کو دعوت دے گا اور علاوہ ازیں اس کی زبان دوسروں کے ساتھ گفتگو کرتے وقت درشت کلامی اور بدزبانی سے محفوظ رہتی ہے اور ہمدردی مخلوق کا یہ عالم ہوتا ہے کہ ہر حاجتمند کی حاجت کو پورا کرنے کے لئے ہر وقت وہ تیار رہتا ہے راوی کہتا ہے میں نے عرض کیا ایمان کی کیفیت بیان فرمائیے، فرمایا صبر اور سماحت دو صفتیں ایسی ہیں جو مومن کی ایمانی کیفیت کو نمایاں کر دیتی ہیں اس کے دین کے راستہ میں کتنی ہی مشکلات پیش آئیں ان سے وہ بالکل گھبراتا نہیں اس کے دین اور ایمان میں ذرہ بھر بھی فرق نہیں آتا اور نہ ہی اس کے پائے استقلال میں ان سے ذرہ بھر بھی لغزش آتی ہے بلکہ اس کے برعکس وہ مضبوطی سے اس پر قائم رہتا اور جرأت اور بہادری سے ان مشکلات کا مقابلہ کرتا ہے نیکیوں کے بجا لانے میں اور بدیوں کو ترک کرنے میں آگے ہی آگے قدم بڑھاتا چلا جاتا ہے اور دین کی راہ میں مال خرچ کرنے میں قطعاً تنگی محسوس نہیں کرتا بلکہ کشادہ دلی سے اس راہ میں اپنے اموال خرچ کرتا ہے راوی کہتا ہے میں نے عرض کیا کونسا اسلام افضل ہے فرمایا جس کے ہاتھ اور زبان سے مسلمان محفوظ رہیں کاش پاکستان میں تمام مسلمان غور کریں کہ کیا انکا عمل اس ارشاد نبوی کے مطابق ہے اگر ان کا عمل اس کے مطابق ہو جائے تو یہ زمین حقیقی معنی میں پاکستان بن جائے۔ اغواء۔ قتل و غارت۔ دنگہ و فساد سمگلنگ ذخیرہ اندوزی۔ فروختنی اشیاء میں ملاوٹ۔ تجارت میں دھوکہ دہی وغیرہ تمام بدیوں کا ہمیشہ کے لئے قلع قمع ہو جائے اور ان کا نام و نشان باقی نہ رہے۔

عرض کیا کونسا ایمان افضل ہے فرمایا اچھا خلق یعنے ہر ایک سے خوش خلقی سے پیش آنا عرض کیا کونسی نماز افضل ہے فرمایا جس میں خشوع و خضوع زیادہ ہو اور جس کے نتیجہ میں اطاعت الٰہی اور اس کے احکام کی بجا آوری کا جذبہ زور پکڑتا جائے راوی کہتا ہے میں نے عرض کیا کونسی ہجرت افضل ہے فرمایا یہ کہ تو چھوڑ دے ان تمام باتوں کو جو اللہ تعالےٰ کو ناپسندیدہ ہیں راوی کہتا ہے کہ میں نے عرض کیا کونسا جہاد افضل ہے فرمایا جس میں تمہارا گھوڑا قتل ہو جائے اور تمہارا خون بہا دیا جائے یعنی جس میں تمہارے بہترین اسباب و سہارے خرچ ہو جائیں اور تمہاری جان اس راہ میں فدا ہو جائے۔

پھر راوی کہتا ہے میں نے عرض کیا کہ عبادت کے لئے کونسی ساعت افضل ہے۔

فرمایا رات کا آخری نصف حصہ عبادت کے لئے افضل وقت ہے۔

(بقیہ خطبہ جمعہ از صک)

خلیفہ کے اعمال و کردار کے متعلق ایک اور تنبیہہ۔

سورۃ مریم کی آیت کریمہ نمبر ۵۹ میں بھی ایسے بدکردار خلیفوں کا ذکر کیا گیا ہے تاکہ مسلمان صرف یہ نہ دیکھیں کہ خلافت کا لبادہ کسی نے اوڑھ لیا ہے بلکہ یہ دیکھیں کہ آیا گدی پر بیٹھنے والا ناخلف اور نااہل تو نہیں ہے جس کی وجہ سے وہ بداعمالی کا ارتکاب کرے گا اور قوم کو تباہ کرے گا۔ اس آیہ کریمہ کے الفاظ یہ ہیں فخلف من بعدھم خلف اضاعوا الصلوٰۃ و اتبعوا الشھوات فسوف یلقون غیًّا یعنی پھر اس کے بعد ایسے ناخلف جانشین ہوئے جنہوں نے نمازیں ضائع کر دیں۔ اور نفسانی خواہشات کے پورا کرنے کے پیچھے پڑ گئے۔ سو وہ اپنی گمراہی کی سزا پالیں گے۔

خلیفہ کا احتساب اور نااہل کی حکومت سے بربادی

یہ آیہ کریمہ بھی خلیفہ اور پبلک دونوں کو تنبیہہ کرتی ہے کہ خلیفہ درست چلے اور قوم خلیفہ کا بھی احتساب کرے اور اگر وہ ٹیڑھا چلے تو اس کو سیدھا کر دے ورنہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اذا وسد الامر الی غیر اھلہ فانتظر الساعۃ جب حکومت نااہل شخص کے سپرد کر دی جائے تو بربادی کے وقت کے منتظر رہو۔

حضرت سلیمانؑ کے بیٹے کی نااہلیت

حضرت سلیمان کی عظیم الشان سلطنت کو اس کے ناخلف بیٹے نے برباد کیا تھا بے شک وہ بیٹا تو ایک پیغمبر کا تھا مگر وہ روحانیات سے بے بہرہ تھا۔ اس کا جسم گوشت و پوست وغیرہ پر مشتمل تو تھا مگر اس جسم میں روحانیت مفقود تھی۔ اسی بات کو ادا کرنے کے لئے اللہ تعالےٰ نے فرمایا و القینا علیٰ کرسیہ جسدًا۔ یعنی سلیمان کی کرسئ حکومت پر ہم نے ایک جسد بغیر روح کے رکھدیا تھا۔ جس کے اعمال نے بربادی پیدا کر دی تھی۔

خلیفہ کا اعتقاد و عمل درست ہونا ضروری ہے۔

پس خلافت کا لبادہ پہن لینا یا مسند پر متمکن ہو جانا کسی قسم کی فضیلت اور عزت کا موجب نہیں جب تک مسند نشین کے اعتقادات صحیح نہ ہوں اور جب تک اس کی عملی زندگی اس کی عزت و فضیلت کا موجب نہ ہو۔

بیماروں کے لئے دُعا

ڈاکٹر تیرالدین سگو صاحب کے فرزند بیمار ہیں اس بچہ کے ماں باپ دونوں بڑے پریشان ہیں اور بار بار بچے کی صحت یابی کے لئے دُعا کی استدعا کرتے ہیں، موضع بفیج محمد ضلع پشاور کے محمود احمد ملنگ بھی بیمار ہیں ان کے لئے اور دوسرے لوگ جو مختلف پریشانیوں اور بیماریوں اور مشکلات میں مبتلا ہیں ان سب کے لئے دعا کریں۔ (دُعا کی گئی)

تین خوشخبریاں

(۱) تین خوشخبریاں آپ کو سناتا ہوں (۱) مولینا احمد یار صاحب فیجی سے لکھتے ہیں کہ ہمیں خدا تعالےٰ نے بڑی کامیابی عطا کی ہے۔ مسجد بنانے کے سامان بھی خدا تعالےٰ نے ہمیں عطا کر دیئے ہیں۔ اور کافی تعداد میں لوگ ہماری جماعت میں شامل ہو رہے ہیں۔

(۲) کل میرے پاس ٹرینیڈاڈ سے خط آیا ہے کہ شیخ محمد طفیل صاحب کی مساعی سے بہت سے لوگ سلسلہ سے وابستہ ہو رہے ہیں بہت سے بیعت فارم میرے پاس پہنچے ہیں جن پر ۱۲ نے دستخط کئے ہیں ان کے علاوہ اور بھی بہت سے لوگ اس جماعت میں داخل ہونے والے ہیں۔ دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ ان سب کو توفیق دے۔ ٹرینیڈاڈ میں بڑے متمول لوگ رہتے ہیں۔ اکثر انگریزی خواں ہیں، وہ لوگ شیخ محمد طفیل کی مساعی سے بہت خوش ہیں۔

(۳) جنوبی امریکہ سے حاجی عبدالرحیم جگو صاحب کا بھی خط موصول ہوا ہے۔ وہ بڑا مضبوط اور مخلص احمدی ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ میں سارے علاقہ کا دورہ کرنے والا ہوں۔ ٹرینیڈاڈ بھی جاؤں گا۔ امید ہے کہ تمام جگہوں پر جماعتیں قائم ہو جائیں گی۔ وہ ساری جماعت کو السلام علیکم لکھتے ہیں دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کو کامیاب کرے۔

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام ملک نور الٰہی صاحب پرنٹر چھپا اور مولوی دوست محمد صاحب پبلشر نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع کیا۔

پیغام صلح مورخہ ۱۶ فروری ۱۹۶۷ء رجسٹرڈ نمبر ل ۹۳۵ شمارہ ۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تار کا پتہ: تبلیغ لاہور

"لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں۔ لاہور میں ہمارے پاک محبّ ہیں
میں تیرے خالص محبوں کا گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے نفوس و
اموال میں برکت دوں گا۔"

(الہامات حضرت مسیح موعودؑ)

حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفانِ ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا۔
۲۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی۔
۳۔ سب صحابہؓ اور آئمہ رحمہم قابلِ احترام ہیں۔
۴۔ سب مجددینؒ کا ماننا ضروری ہے۔
۵۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۶۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا۔

جلد ۵۴ | یوم پنجشنبہ مؤرخہ ۱۳ ذیقعد ۱۳۸۶ھ مطابق ۲۳ فروری ۱۹۶۷ء | نمبر ۸

اسلام کے لئے جاگو کہ اسلام سخت فتنہ میں پڑا ہے اس کی مدد کرو

ارشادات حضرت مجدد زمان مسیح موعود علیہ السلام

میں ہر ایک مسلمان کی خدمت میں نصیحتاً کہتا ہوں کہ اسلام کے لئے جاگو کہ اسلام سخت فتنہ میں پڑا ہے اس کی مدد کرو کہ اب یہ غریب ہے اور میں اسی لئے آیا ہوں۔ اور مجھے خدا تعالیٰ نے علم قرآن بخشا ہے اور حقائق و معارف اپنی کتاب کے میرے پر کھولے ہیں۔ اور خوارق مجھے عطا کئے ہیں سو میری طرف آؤ تا اس نعمت سے تم بھی حصہ پاؤ۔ مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے بھیجا گیا ہوں۔ کیا ضرور نہ تھا کہ ایسی عظیم الفتن صدی کے سر پر جس کی کھلی کھلی آفات ہیں ایک مجدد کھلے کھلے دعوے کے ساتھ آتا۔ سو عنقریب میرے کاموں کے ساتھ تم مجھے شناخت کرو گے۔ ہر ایک جو خدا کی طرف سے آیا اُس وقت کے علماء کی ناسمجھی اس کی سد راہ ہوئی آخر جب وہ پہچانا گیا تو اپنے کاموں سے پہچانا گیا کہ تلخ درخت شیریں پھل نہیں لا سکتا اور خدا غیر کو وہ برکتیں نہیں دیتا جو خاصوں کو دی جاتی ہیں۔

اے لوگو! اسلام نہایت ضعیف ہو گیا ہے اور اعداء دین کا چاروں طرف سے محاصرہ ہے اور تین ہزار سے زیادہ مجموعہ اعتراضات کا ہو گیا ہے۔ ایسے وقت میں ہمدردی سے اپنا ایمان دکھاؤ اور زمرۂ مردانِ خدا میں جگہ پاؤ۔

وَالسّلام علٰی مَن اتبع الھُدیٰ۔

(تبلیغ رسالت صفحہ جلد ۳)

بحرِ حکمت کے موتی

ایمان اور اثم کی علامت

مولٰینا شیخ عبد الرحمان صاحب مصری

عن ابی امامۃ ان رجلاً سأل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما الایمان قال اذا سرّتک حسنتک وساءتک سیئتک فانت مؤمن قال یا رسول اللہ فما الاثم قال اذا حاک فی نفسک شیٔ فدعہ رواہ احمد۔

ابو امامہؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت نبی کریم صلعم سے دریافت کیا کہ ایمان کی کیا علامت ہے یعنی کس طرح کوئی شخص اپنے متعلق سمجھے کہ وہ ایمان کے زیور سے آراستہ ہے۔ حضرت نبی کریم صلعم نے جواب میں فرمایا کہ جب تو کوئی نیک کام کرے اور اس نیک کام کرنے کی وجہ سے تیرے دل میں خوشی محسوس ہو اور جب تجھ سے کوئی برا کام سرزد ہو اور تیرا دل اس کی برائی کو محسوس کرے اور اس سے تیرا دل پژمردہ ہو جائے تو سمجھ لے کہ تیرے اندر علامت ایمان پائی جاتی ہے پھر اس شخص نے سوال کیا یا رسول اللہ گناہ کیا چیز ہے فرمایا جب کوئی فعل تیرے دل میں کھٹکا پیدا کرے اور تو محسوس کرے کہ شاید اس کا ارتکاب خدا کو ناپسندیدہ ہو تو اس فعل کو فوراً ترک کر دے یا کسی چیز کے کھانے یا اسے حاصل کرنے میں اس قسم کی خلش تمہارے قلب میں پیدا ہو جائے اس کے کھانے یا اس کے حاصل کرنے کے خیال کو فوراً

(باقی بر صفحہ ۱۱ کالم ۱)

تفسیر سورۃ فاتحہ

از حضرت مسیح موعود علیہ السلام

بعض دوستوں کی خواہش ہے، کہ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی تصانیف میں قرآن کریم کی متعدد آیات کی تفسیر کی ہے، وہ سلسلہ وار پیغام صلح میں شائع کی جائے۔ اس خواہش کی تعمیل میں آج اس سلسلہ کو سورۃ فاتحہ سے شروع کیا جاتا ہے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ ۝ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ۝ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ ۝ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ۝

قرآن مجید ایک ایسی پاک کتاب ہے جو اس وقت دنیا میں آئی تھی جبکہ بڑے بڑے فساد پھیلے ہوئے تھے۔ اور بہت سی اعتقادی اور علمی غلطیاں رائج ہو گئی تھیں۔ اور تقریباً سب کے سب لوگ بداعمالیوں اور بدعقیدگیوں میں گرفتار تھے۔ اسی کی طرف اللہ جلّشانہٗ قرآن مجید میں اشارہ فرماتا ہے:-

قرآن کریم کے نزول کے وقت زمانہ کی حالت

ظَھَرَ الْفَسَادُ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ یعنی تمام لوگ کیا اہل کتاب اور کیا دوسرے سب کے سب بدعقیدگیوں میں مبتلا تھے اور دنیا میں فساد عظیم برپا تھا۔ غرض ایسے زمانہ میں خدا تعالےٰ نے تمام عقائد باطلہ کی تردید کے لئے قرآن مجید جیسی کامل کتاب ہماری ہدایت کے لئے بھیجی جس میں کل مذاہب باطلہ کا ردّ موجود ہے۔

سورۃ فاتحہ کی فضیلت۔

اور خاصکر سورۃ فاتحہ میں جو پنج وقت ہر نماز کی ہر رکعت میں پڑھی جاتی ہے، اشارہ کے طور پر کل عقائد کا ذکر ہے۔ جیسے فرمایا اللہ تعالےٰ نے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ یعنے ساری خوبیاں ——— اس خدا کے لئے سزاوار ہیں جو سارے جہانوں کو پیدا کرنے والا ہے۔

اَلرَّحْمٰنِ۔ وہ بغیر اعمال کے پیدا کرنے والا ہے۔ اور بغیر کسی عمل کے عنایت کرنے والا۔

اَلرَّحِیْمِ۔ اعمال کا پھل دینے والا۔

مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ۔ جزا سزا کے دن کا مالک۔

ان چار صفتوں میں کل دنیا کے فرقوں کا بیان کیا گیا ہے۔

آریوں کے عقیدہ کا ردّ

بعض لوگ اس بات سے منکر ہیں کہ خدا ہی تمام جہانوں کا پیدا کرنے والا ہے وہ سمجھتے ہیں کہ جیو یعنی ارواح اور پرماتوں یعنے ذرات خود بخود ہیں۔ اور جیسے پرمیشر آپ ہی آپ چلا آتا ہے ویسے ہی وہ بھی آپ ہی آپ سے چلے آتی ہیں۔ اور ارواح اور ان کی کل طاقتیں۔ گن اور خواص جن پر دفتروں کے دفتر لکھے گئے خود بخود ہیں اور ذرات عالم اور ان کی تمام قوتیں بھی خود بخود ہیں۔ اور باوجود اس کے کہ ان میں قوت اتصال اور قوت انفصال خود بخود پائی جاتی ہے۔ وہ آپس میں میل ملاپ کرنے کے لئے ایک پرمیشر کے محتاج ہیں۔

غرض یہ وہ فرقہ ہے جس کی طرف اللہ تعالےٰ نے ربّ العالمین کہہ کر اشارہ کیا ہے۔

سناتن دھرم کے عقیدہ کا ردّ۔

دوسرا فرقہ وہ ہے جس کی طرف اَلرَّحْمٰن کے لفظ میں اشارہ ہے اور یہ فرقہ سناتن دھرم والوں کا ہے گو وہ مانتے ہیں کہ پرمیشر سے ہی سب کچھ نکلا ہے مگر وہ کہتے ہیں کہ خدا کا فضل کوئی چیز نہیں۔ وہ کرموں کا ہی پھل دیتا ہے۔ یہاں تک کہ اگر کوئی مرد بنا ہے تو وہ بھی اپنے اعمال سے۔ اور اگر عورت بنی ہے تو وہ بھی اپنے اعمال سے ——— اور اگر ضروری اشیاء حیوانات نباتات وغیرہ بنتے ہیں تو وہ بھی اپنے کرموں کی وجہ سے۔

الغرض یہ لوگ ——— اللہ تعالےٰ کی صفت رحمان سے منکر ہیں۔ وہ خدا جس نے زمین۔ سورج۔ چاند۔ ستارے وغیرہ پیدا کئے۔ اور ہوا پیدا کی۔ تاکہ ہم سانس لے سکیں اور ایک دوسرے کی آواز سن سکیں۔ اور روشنی کے لئے سورج۔ چاند وغیرہ اشیاء پیدا کیں۔ اور اس وقت پیدا کیں۔ جبکہ ابھی سانس لینے والوں کا وجود اور نام و نشان بھی نہ تھا۔

کرموں کا پھل۔

تو کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ یہ سب کچھ ہمارے ہی اعمال کی وجہ سے پیدا کیا گیا ہے؟ کیا کوئی اپنے اعمال کا دم مار سکتا ہے؟ کیا کوئی دعوےٰ کر سکتا ہے۔ کہ یہ سورج چاند ستارے۔ ہوا۔ وغیرہ میرے اپنے عملوں کا پھل ہے؟

غرض خدا کی صفت رحمانیت اس فرقہ کی تردید کرتی ہے۔ جو خدا کو بلا مبادلہ یعنے بغیر ہماری کسی محنت اور کوشش کے بعض اشیاء کے عنایت کرنے والا نہیں مانتے۔ اس کے بعد خدا تعالےٰ کی صفت الرحیم کا بیان ہے۔ یعنی محنتوں اور کوششوں اور اعمال پر ثمرات حسنہ مترتب کرنے والا۔ یہ صفت اس فرقہ کو ردّ کرتی ہے۔

اعمال کی ضرورت

جو اعمال کو بالکل لغو خیال کرتے ہیں اور کہدیتے ہیں کہ میاں نماز کیا تو روزے کیا۔ غفور الرحیم نے اپنا فضل کیا تو بہشت میں جائیں گے۔ نہیں تو جہنم میں۔ اور کبھی یہ لوگ اس قسم کی باتیں بھی کہدیا کرتے ہیں کہ میاں عبادتاں کرکے ولی تو ہم نے کچھ تھوڑا ہی بننا۔ کچھ کیتا۔ نہ کیتا نہ سہی۔

غرض الرحیم کہکر خدا ایسے ہی لوگوں کا ردّ کرتا ہے۔ اور بتاتا ہے۔ کہ جو محنت کرتا ہے اور خدا کے عشق اور محبت میں محو ہو جاتا ہے۔ وہ دوسروں سے ممتاز اور خدا کا منظور نظر ہو جاتا ہے۔

مجاہدات کی ضرورت

اور اللہ تعالےٰ ایسے شخصوں کی خود دستگیری کرتا ہے۔ جیسے فرمایا:- وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا۔ یعنے جو لوگ ہماری خاطر مجاہدات کرتے ہیں۔ آخر ہم ان کو اپنا منہ دکھا دیتے ہیں جتنے اولیاء، انبیاء اور بزرگ لوگ گذرے ہیں، انہوں نے خدا کی راہ میں جب بڑے بڑے مجاہدات کئے تو آخر خدا نے اپنے دروازے ان پر کھول دیئے۔ لیکن وہ لوگ جو خدا تعالےٰ کی اس صفت کو نہیں مانتے۔ عموماً ان کا یہی مقولہ ہوتا ہے۔ کہ میاں ہماری کوششوں میں کیا پڑا ہے۔

نوشتۂ تقدیر

جو کچھ تقدیر میں پہلے روز سے لکھا ہے۔ وہ تو ہو کر رہے گا ہماری محنتوں کی کوئی ضرورت نہیں جو ہونا ہے وہ آپ ہی ہو جائے گا۔

جرائم پیشہ لوگوں کا مذہب

اور شاید چوروں اور ڈاکوؤں اور دیگر بدمعاشوں کا اندر ہی اندر یہی مذہب ہوتا ہوگا۔ غرض یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ خدا تعالےٰ کے فعل دو قسم کے ہوتے ہیں۔ (باقی صفحہ ۱۱)

کیا خلیفہ عوام کے سامنے جوابدہ نہیں ہوتا ؟

حضرت امیر ایدہ اللہ کا ایک مکتوب معنون "چوہدری محمد ظفر اللہ خان سے ایک سوال" روزنامہ نوائے وقت (مورخہ ۵ رفروری ۱۹۶۷ء) سے زیر نظر اشاعت میں دوسری جگہ نقل کیا گیا ہے۔ اس مراسلہ میں چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کی جس تقریر کا حوالہ دیا گیا ہے، وہ انہوں نے حال ہی میں ربوہ کے سالانہ جلسہ میں کی تھی جس میں بعض اخبارات کے بیان کے مطابق انہوں نے مسلمانوں کو یہ تلقین کی تھی کہ "وہ ایک خلیفہ یا امیر کے زیر قیادت مجتمع اور متحد ہو جائیں اور کہ تاریخ اسلام اس امر کی منہ بولتی ہوئی دلیل ہے کہ مسلمان ہمیشہ اس دور میں ترقی و خوشحالی سے ہمکنار رہے جس دور میں ان پر کسی طاقتور خلیفہ یا امیر کی حکومت تھی۔

چوہدری صاحب کی اس تلقین پر حضرت امیر ایدہ اللہ نے ان سے یہ سوال کیا کہ جس خلیفہ یا امیر کی قیادت کو وہ امت کے اتحاد کا ذریعہ بنانا چاہتے ہیں کیا وہ خلافت راشدہ کے طریق عمل پر کاربند ہو کر اپنے آپ کو عوام کے سامنے جوابدہ سمجھے گا ؟

ہم معاصر "الفضل" کے ممنون ہیں کہ اس نے حضرت امیر ایدہ اللہ کا پورا مراسلہ اپنے ۱۶ رفروری کے مقالہ افتتاحیہ میں نقل کر کے "الفضل" کے قارئین تک پہنچانے کی زحمت گوارا فرمائی۔

اس کے ساتھ ہی ہم افسوس کے ساتھ یہ عرض کرنا چاہتے ہیں کہ بجائے اس کے کہ حضرت امیر ایدہ اللہ کے اصل مخاطب چوہدری ظفر اللہ خان صاحب ان کے سوال کا جواب دیتے، الفضل اور الفرقان نے خواہ مخواہ خامہ فرسائی ضروری سمجھی، اور ایسی عجیب و غریب باتیں لکھدی ہیں کہ جن سے عقل سلیم حیرت زدہ ہو کر رہ جاتی ہے حضرت امیر ایدہ اللہ نے اپنے مراسلہ میں حضرت ابوبکر اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے جو ارشادات نقل کئے تھے ان سے صاف ظاہر ہے کہ وہ اپنے آپ کو عوام کے سامنے جوابدہ سمجھتے تھے، "الفضل" نے ان ارشادات کو ایسے معنے پہنانے کی کوشش کی ہے جن کو ایک ادنے سمجھ کا انسان بھی قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہو سکتا، وہ لکھتا ہے کہ :-

"امیر جماعت احمدیہ لاہور نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے الفاظ کے معنے اپنے طبعی رجحان کے مطابق غلط لئے ہیں آپ نے ہرگز یہ بات اس لئے نہیں کہی تھی کہ آپ خدانخواستہ اللہ اور رسول کے پاس جوابدہ ہونے کے بجائے عوام کے سامنے جوابدہ ہو گئے تھے"

دو اس کے ساتھ ہی آیہ کریمہ یایھا الذین آمنوا اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم فان تنازعتم فی شیئ فردوہ الی اللہ والرسول الخ نقل کر کے لکھا ہے :-

"مطلب یہ ہے کہ شریعت میں اولی الامر اور عوام خدا اور رسول کے سامنے جوابدہ ہیں اور اگر اولی الامر اور عام مسلمانوں کے درمیان کوئی اختلاف پیدا ہو جائے تو اس کا فیصلہ قرآن و سنت کے مطابق کیا جاوے مگر مولوی صاحب نے اس انداز سے یہ سوال پوچھا ہے اس سے مترشح ہوتا ہے کہ عوام کو اولی الامر کے خلاف بغاوت کرنے کا حق ہے حالانکہ مولوی صاحب اچھی طرح جانتے ہیں کہ خود سیدنا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مانعین زکوٰۃ کی بغاوت کو بزور دبا دیا تھا، اور جب لوگوں نے سیدنا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف بغاوت کی تھی اور معزول ہونے کا مطالبہ کیا تھا تو آپ نے اپنی جان قربان کر دی مگر معزول ہونے سے انکار کر دیا تھا اور فرمایا تھا کہ میں اس قمیص کو ہرگز نہیں اتاروں گا جو اللہ تعالے نے مجھے پہنائی ہے"

ہم حیران ہیں کہ "الفضل" کی اس منطق کا سامنے اس کے کیا جواب دیں کہ ع سخن نشناس نہ دلبرا خطا اینجاست۔ حضرت امیر ایدہ اللہ نے یہ کب کہا تھا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ یا دوسرے خلفاء خدا اور رسول کے سامنے جوابدہ نہ تھے تو اس کے یہ معنے ہوں گے کہ وہ خدا کے سامنے جوابدہ نہیں، خدا کے سامنے تو ہر بڑے سے بڑا شخص جوابدہ ہے ہی لیکن حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے جو الفاظ ارشاد فرمائے ان سے صاف پایا جاتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو خدا و رسول صلعم کے علاوہ عوام کے سامنے بھی جوابدہ سمجھتے تھے، اسی لئے جب انہوں نے فرمایا اطیعونی ما اطعت اللہ ورسولہ فان زغت فقوموني تو اس کا یہ جواب دیا گیا کہ ان زغت لقومناك باسنة رماحنا، کیا الفضل کی منطق کے مطابق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ یہ نہیں کہہ سکتے تھے کہ اگر میں ٹیڑھا ہوں یا خدا و رسول کی اطاعت سے باہر ہو جاؤں تو میں خدا و رسول کے سامنے جوابدہ ہوں گا تمہیں اس پر کچھ کہنے کا حق نہیں اور کیا ان کے ارشاد فقوموني کے جواب میں لوگوں کا یہ کہنا کہ اگر تو ٹیڑھا چلے گا تو ہم نیزوں کی انیوں سے تجھے سیدھا کر دیں گے، اس بات کا ثبوت نہیں کہ وہ بھی خلیفہ کو اپنے سامنے جوابدہ سمجھتے تھے، الفضل کی منطق کے مطابق حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو چاہیے تھا کہ اس کے جواب میں لوگوں سے کہتے کہ تمہاری اس بات سے مترشح ہوتا ہے کہ تم خلیفہ کے خلاف بغاوت کر سکتے ہو، حالانکہ میں تو خدا و رسول کے سامنے جوابدہ ہوں تمہارے سامنے نہیں، تمہارا کیا حق ہے کہ مجھے نیزوں کی انیوں سے درست کرو۔

"الفضل" کی یہ منطق بھی عجیب ہے کہ فان تنازعتم فی شیئ فردوہ الی اللہ والرسول کے معنے یہ ہیں کہ اگر اولی الامر سے کسی امر میں تنازعہ ہو تو اللہ اور رسول کے سپرد کر دو کہ انہی کے سامنے وہ جوابدہ ہے، اگر یہ صحیح ...... ہے تو پھر فان تنازعتم کے کیا معنے ؟ تنازعتم کا تقاضا یہ ہے کہ اولی الامر کے ساتھ پبلک کا تنازعہ ہو سکتا ہے اور فردوہ الی اللہ والرسول کے معنے یہ ہیں کہ اسے اللہ رسول کے احکام کی طرف توجہ دلائی جائے اور پوچھا جائے کہ تم نے ان احکام کی خلاف ورزی کیوں کی پس ظاہر ہے یہ آیت اس بات کی تائید کرتی ہے کہ خلیفہ یا امیر پبلک کے سامنے جوابدہ ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ خدا رسول کے سامنے جوابدہ نہیں، لیکن فان تنازعتم فی شیئ فردوہ الی اللہ والرسول کے الفاظ سے یہ پایا جاتا ہے کہ پبلک کا بھی اولی الامر سے تنازع ہو سکتا ہے اور وہ اسے خدا اور رسول کے احکام کی طرف بلا سکتے ہیں۔

اس بارہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ایک خطبہ کے الفاظ غور کے قابل ہیں لکم علیّ ایھا الناس خصال فخذونی بھا لکم علیّ ان لا اجتبی شیئا من خراجکم ولا مما افاء اللہ علیکم الا من وجھہ لکم علیّ اذا وقع فی یدی ان لا یخرج منی الا فی حقہ ولکم علیّ ان ازید فی اعطیاتکم واسد ثغورکم ولکم علیّ ان لا القیکم فی المھالك - لوگو! میرے اوپر تمہارے متعدد حقوق ہیں جن کا تم کو مجھ سے مواخذہ کرنا چاہیئے ایک یہ حق مجھ پر ہے کہ ملک کا خراج اور مال غنیمت بے جا طور پر جمع نہ کیا جائے ایک تمہارا حق مجھ پر ہے کہ جب میرے ہاتھ میں خراج اور مال غنیمت آئے تو بے جا طور سے صرف نہ ہونے پائے ایک یہ تمہارا حق ہے کہ میں تمہارے روزینے بڑھاؤں اور سرحدوں کو محفوظ رکھوں، ایک یہ کہ تم کو خطرہ میں نہ ڈالوں۔

دیکھا آپ نے ؟ کس طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تمام انتظامی امور میں اپنے آپ کو پبلک کے سامنے جوابدہ قرار دیا ہے اور صاف کہا ہے کہ ان حقوق کے متعلق تم کو مجھ سے مواخذہ کرنا چاہیئے اور پبلک نے اس پر پورا عمل کیا، شاید ایڈیٹر الفضل کو معلوم نہ ہو، کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ خطبہ دے رہے تھے تو ایک شخص نے دوران خطبہ میں انہیں ٹوکا [illegible]

مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی

ذبح گاؤ اور ہندوستان کے موجودہ فسادات

(۳)

جانوروں کی نفسیات Animal Psychology کی بناء پر قرآن مجید نے بیسیوں آیات میں ہماری رہنمائی کے لئے استدلال کیا ہے۔ حیوانات کی انفرادی زندگی میں شجاعت۔ طاقت۔ وفاداری۔ محبت غیرت۔ تشکر۔ آزادی کی خواہش۔ تربیت پذیری۔ ہمدردی احساس سرد گرم۔ غرور و خودی۔ آواز کی نقل اتارنا۔ حافظہ۔ صفائی کی عادت۔ اصول قناعت۔ مکان و زمان کے استعمال میں کفایت شعاری (اکانومی اوف ٹائم۔ محنت اور جگہ) گھر بنانے کی انسٹنکٹ۔ خوبصورتی۔ حلم۔ صبر اور بردباری۔ بے آزاری۔ اجتماعی زندگی میں سوشل نظام اور اجتماعی قوت کا استعمال وغیرہ وغیرہ اوصاف میں اگر گائے کا مقابلہ باقی جانوروں سے کیا جائے تو گائے کو دوسروں کے مقابلہ میں صفر نمبر ملے گا۔

(۱)۔ شجاعت اور طاقت اور تربیت قبول کرنے میں گائے شیر کے مقابلہ میں کس قدر بزدل ہے یہ امر دلیل کا محتاج نہیں۔

(۲)۔ طاقت کے لحاظ سے ہاتھی اور گینڈا کس قدر مفید ہیں۔ پرندوں میں عقاب اپنے سے دس گنا وزن اٹھا کر میلوں پرواز کرتا ہے۔ گائے بیچاری اس کا مقابلہ کیا کرے گی۔

(۳)۔ وفاداری اور تربیت پانے میں کتا یورپ میں ضرب المثل ہے۔ مالک کے ہاتھ سے چند ٹکڑے کھا کر بھر مالک کے جان و مال کی حفاظت کرتا اور جان لڑاتا ہے گائے اُلٹی مالک سے بیوفائی کرکے چور کے ساتھ چلی جاتی ہے۔

(۴)۔ محبت جانوروں میں تین قسم کی ہے۔ شاعرانہ رحیمانہ اور وفا شعارانہ۔ شاعرانہ محبت گانے والے پرندوں میں ہوتی ہے۔ رحیمانہ محبت کبوتر۔ طوطا مینا اور بعض اقسام چڑیوں میں۔ وفا شعارانہ محبت سارس وغیرہ جانوروں میں پائی جاتی ہے کہ ایک مرجائے تو دوسرا کھانا پینا چھوڑ دیتا ہے۔ گائے کا بھائی اس کے سامنے گر کر مرجائے تو اپنا چارہ نہیں چھوڑتی۔

(۵)۔ تشکر کے جذبہ میں بلی اور کتا ضرب المثل ہیں کھانا کھانے کے بعد کتا اپنی دُم ہلا کر شکریہ ادا کرتا ہے قدموں میں لیٹ جاتا ہے۔

(۶)۔ غیرت مرغ۔ کچھوے اور کوتے میں موجود ہے اپنی مادہ کے پاس دوسرے کو آنے نہیں دیتے۔

(۷)۔ آزادی کی تڑپ گوریلا بندر میں موجود ہے جو قید کی نسبت موت کو ترجیح دیتا ہے۔ گائے ہزاروں برس سے دوست و دشمن دونوں کی اسیر بلکہ گئو خورد کو دودھ زیادہ دیتی ہے۔

(۸)۔ تربیت پذیری بندر۔ کتے۔ گھوڑے۔ شیر اور بکرے میں بھی پائی جاتی ہے۔ تربیت پاکر کیسے کیسے خدمت کے کام مالکوں کے لئے کرتے ہیں۔

(۹)۔ ہمدردی نوع۔ کوّے۔ شہد کی مکھی بھیڑ۔ چیونٹی اور ہاتھی میں پائی جاتی ہے۔ گائے میں اس کا یکسر فقدان۔

(۱۰)۔ احساس گرمی و سردی۔ سُکھ اور دُکھ۔ دوست دشمن میں تمیز کا احساس چیونٹیوں، مکھیوں اور بندروں میں پایا جاتا ہے۔ گائے اس کو چے بالکل بے خبر ہے۔

(۱۱)۔ حافظہ اور تمیز کتے میں کمال درجہ کا ہے ہزار آدمی میں سے سونگھ کر مالک کو پہچان لیتا ہے۔

(۱۲) آواز کی نقل اتارنا۔ طوطا اور مینا میں یہ وصف ہے۔ گائے نے اس جذبہ کے موجود ہونے کا ثبوت نہیں دیا۔

(۱۳) صفائی کی عادت بلی میں ہے۔ جو ہر وقت اپنے جسم کو چاٹتی رہتی ہے۔

(۱۴)۔ اصول قناعت کی پابند شہد کی مکھی ہے۔ اونٹ ہے۔ ریگستان میں بھوکا پیاسا رہ کر مالک کو منزل مقصود پر پہنچاتا ہے۔

مضمون کو زیادہ طول نہ دیتے ہوئے۔ عاجزی مسکینی کے لئے بھیڑ۔ سمجھ اور عقل۔ تمیز اور شناخت میں کتا۔ تقسیم کار اور نظم معاشرت۔ لیڈر شپ۔ گھر بنانے کی انسٹنکٹ۔ سر جھکا کر چلنے والے اور سر اُٹھا کر چلنے والے اور سوشل فطرت ان سب میں دوسرے جانور گائے پر فائق ہیں گائے دودھ پلانے والے جانوروں میں۔

ان میں انسان ترازو کے ایک پلڑے میں سب سے بلند اور گائے بھینس کے مقابلہ میں نیچے۔ دودھ اونٹنی اور بکری کا جامِ صحت اور گائے کا اکثر ٹی۔بی کے جراثیم سے پُر ہوتا ہے۔ یہ سچ ہے کہ آسٹریلین اور ہالینڈ کے باشندوں نے گائے تو رہتے ہوئے اس سے ۲۵-۳۰ سیر دودھ روزانہ حاصل کرلیا ہے مگر قرآن مجید گائے کی افادی حیثیت کا سہرا انسان کے سر باندھتا ہے کہ جس نے گائے کو جنگل سے قابو کرکے اسے اہل بنایا اور اس کی پرورش اور خوراک اور رہنے سہنے کے طریقوں پر غور کرکے اس سے اس قدر دودھ پیدا کیا اس لئے قرآن مجید لالہ لوگوں کو دعوت اس امر کی طرف دیتا ہے۔ خدا کا شکر ادا کر بھائی۔ جس نے ہماری گائے بنائی بیچ اس مالک کو کیوں نہ پکاریں۔ جس نے پلائی دودھ کی دھاریں ویدا اور گائے اور ہندوستان قدیم میں اسکی قربانی کا رواج اگلی قسط

سبط نور

دراز دستئ ایں کوتاہ آستیناں ہیں

گالی سے کون خوش ہو مگر یہ حسنِ اتفاق
جو تیری خو مختی وہ میرا مدعا ہوا

ربوہ کا رسالہ "الفرقان" خود ساختہ قادیانی خلافت کی مدافعت کے لئے "حضرت مصلح موعود" نے جاری فرمایا۔ اور اس کے مقاصد کی نوعیت کے پیش نظر اس کا نگران اس شخص کو کیا۔ جو تقسیم ملک کے وقت "مفرورین" کر رہا۔ اور "طاعونی چوہا" کے لقب سے نوازا گیا۔ اس کے ساتھ یہ حکم بھی صادر ہوا کہ اس چوہے کو جہاں دیکھو پاؤں سے مسل دو۔ ایسا ہی شخص وہ سب کچھ لکھ سکتا ہے جو "الفرقان" میں ادبی تنقید کے طور پر لکھا جا رہا ہے۔

"فتح حق" کے لاجواب کتابچے کے جواب میں "الفرقان" نے اس کے مصنف کو "نمک حرام" لکھا گویا اس تہذیب اور شائستگی کا ثبوت دیا جس کی بناء پر "حضرت مصلح موعود" نے اس تنقید نگار کو "طاعون کا چوہا" کہا تھا۔ "الفرقان" نے لغوی طور پر ایک فرض انجام دیا ہے۔ یعنی اشراف اور اجلاف میں تمیز نمایاں کر دی ہے۔

اب حال میں حضرت امیر مولانا صدرالدین ایدہ اللہ نے مکرم چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کی ایک تجویز پر سلوہ بیان میں ایک استصواب کیا۔ مکرم چوہدری صاحب موصوف نے اپنی کسی تقریر میں فرمایا تھا کہ تاریخ اسلام سے ثابت ہوتا ہے کہ مسلمان کسی طاقتور خلیفہ کے زیر نگیں ہی متحد ہو سکتے ہیں۔ اس پر حضرت امیر ایدہ اللہ نے استصواب کیا کہ چوہدری صاحب فرمائیں کہ کیا وہ خلیفہ خلفاء راشدینؓ کے نقش قدم پر گامزن ہوگا۔ اپنے اعمال و عقائد کے لئے مسلمانوں کے سامنے جوابدہ ہوگا۔ انہوں نے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے اقوال بھی درج کئے تاکہ ان کا استفسار واضح ہو کر سامنے آجائے۔ اس پر مدیر الفرقان نے جواباً تحریر فرمایا کہ حضرت مولانا صدرالدین اپنے استصواب سے یہ ظاہر کر رہے ہیں کہ وہ خود خلیفہ بننا چاہتے ہیں۔ اور یہ انتباہ فرمایا کہ وہ ہرگز عالمی خلیفہ نہیں بن سکتے۔ نفس مضمون سے گریز اور فرار اس طرح کیا کہ حضرت ابوبکرؓ نے محض تواضع اور فروتنی کے طور پر فرمایا تھا کہ اگر میں ٹیڑھا ہو جاؤں تو مجھے سیدھا کر دیں۔ لیکن مدیر صاحب نے یہ نہیں بتایا کہ جو مسلمانوں نے جواباً کہا تھا کہ اگر ہم ٹیڑھا دیکھیں گے تو نیزوں کی انیوں سے سیدھا کر دیں گے۔ اس میں کونسی تواضع اور فروتنی پائی جاتی ہے۔ کیا خلیفۂ وقت کی فروتنی کا وہی جواب ہوتا ہے جو دیا گیا۔

جس سوقیانہ انداز سے مدیر نے حضرت امیر ایدہ اللہ کی طرف اپنا افتراء منسوب کیا اس سے اس کی نسبی نجابت اور نور باطنی بے نقاب ہو جاتی ہے۔ وہ آئے دن ربوہ کا ... امیر بنتا ہے۔ اس پر اس منصب کے ضابطہ اور ... اثر نہیں ہوا۔ اس کی کم ظرفی، اس کی مناجاتی ثروت و سطوت کی تربیت نہیں ہو سکی۔ اسکو طعن کرنیکی بھی تمیز نہیں کس سے ...

حیرت ہے کہ رہے نشہ یقین کی آنکھ
ڈھالے ہیں ہم ... بیشے

خدا تعالیٰ کی قولی اور فعلی کتاب {قرآن اور کائنات} میں مطابقت اور ان کی برکات

زمین و آسمان کی اشیاء رات دن کے اختلاف اور موسموں کے تغیر و تبدل میں ہستی باری تعالیٰ اور اسکی قدرتِ کاملہ کے نشانات

خطبہ جمعہ - مؤرخہ ۱۷ فروری ۱۹۶۷ء - فرمودہ حضرت امیر قوم مولینا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ بمقام جامع احمدیہ - احمدیہ بلڈنگس لاہور

والٰھکم الٰہ واحد - لا الٰہ الا ھو الرحمٰن الرحیم - ان فی خلق السمٰوات والارض - واختلاف الیل والنھار والفلك التی تجری فی البحر بما ینفع الناس وما انزل اللہ من السماء من ماء فاحیا بہ الارض بعد موتھا وبث فیھا من کل دآبۃ وتصریف الریاح والسحاب المسخر بین السماء والارض لاٰیٰت لقوم یعقلون (البقرہ ۱۶۵)

خدا تعالیٰ کی قولی و فعلی کتاب میں ہستی باری تعالیٰ کے نشانات

ان دو آیات میں اللہ تبارک و تعالےٰ نے اپنی ذات کی صفات بیان فرمائی ہیں اور اس کائنات کا ذکر بھی کیا ہے جس کا وہ خالق ہے۔ اللہ تعالےٰ کی دو کتابیں ہمارے سامنے ہیں ایک کتاب تو آسمان سے نازل ہوئی جس کو قرآن کریم کہتے ہیں۔ دوسری کتاب اسکی پیدا کردہ یہ کائنات ہے جس کا ہم دن رات مشاہدہ کرتے ہیں۔ ایک قولی کتاب ہے اور دوسری فعلی کتاب ہے۔ دونوں کتابوں کو خدا تعالےٰ نے انسان کے سامنے پیش کیا ہے پہلی آسمانی کتابوں میں بھی خدا تعالےٰ کا ذکر ہے۔ لیکن قرآن کریم کے ہر ایک صفحہ پر خدا کی ذات اور اس کی صفات کا ذکر ہے۔ یہ ذکر اس لئے ہے تاکہ عقلمند انسان اس سے مستفید ہو۔ چنانچہ اس آیت کے آخر میں بیان ہوا ہے کہ لاٰیٰت لقوم یعقلون۔ عقلمند انسان کے لئے اس کے اندر نشانات ہیں۔

دنیوی بادشاہوں کے مظالم اور کائنات کے بادشاہ کا رحم و کرم

خدا تعالےٰ نے انسان کو عقل دی ہے تاکہ وہ غور و فکر سے کام لے۔ اور اس کی فطرت میں یہ بات رکھ دی ہے کہ یہ ہر کمال کی تعریف کرتا ہے اور ہر احسان کرنے والے کے سامنے جھکتا ہے، انسان کی اس فطرت کو اپیل کرنے کے لئے فرمایا۔ کہ خدا تعالےٰ اس کائنات کا خالق و مالک ہے۔ اس پر اس کا تصرف تام ہے۔ دنیا کے بادشاہ تو زمین کے ایک ایک ٹکڑے پر حکومت کرتے ہیں۔ اور اکثر بادشاہ یوں اپنی مرضی پر چلتے ہیں۔ وہ بے لگام ہوتے ہیں اپنی خواہشات کو پورا کرنا ان کی زندگی کا مقصد ہوتا ہے، وہ اپنا رعب قائم کرنا چاہتے ہیں اور اپنے اقتدار کا لوہا منوانا چاہتے ہیں = آجکل یورپ، اور امریکہ میں جو بادشاہتیں ہیں ان کو خدا کی مخلوق پر رحم کرنا نہیں آتا۔ وہ اپنی شان اسی میں سمجھتے ہیں کہ دنیا ان کے اقتدار کے آگے جھکتی چلی جائے لیکن خدا فرماتا ہے کہ انسان تو زمین کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں پر حکومت کرتا ہے مگر میری حکومت ساری زمین اور آسمانوں پر ہے۔ باوجود اس کے ھو الرحمٰن الرحیم۔ وہ رحمٰن اور رحیم ہے۔ چنانچہ اس کائنات میں خدا تعالےٰ کے انعامات، احسانات اور اسکی رحمت اور کرم نظر آتا ہے۔

روس اور امریکہ کا کشمیریوں سے اغماض

آج کل روس اور امریکہ اپنے آپ کو طاقتور اور بڑے صاحب اقتدار سمجھتے ہیں۔ امریکہ کشمیریوں کی آہ و زاری پر کان نہیں دھرتا۔ حالانکہ وہ مر رہے ہیں، ان پر ظلم ہو رہا ہے۔ روس بھی نہیں سنتا، روس کے پریذیڈنٹ سرینگر میں گئے انہوں نے اپنے خاص مقاصد کے ماتحت نہرو کی تائید کی۔ معلوم ہوتا ہے ان لوگوں کو اپنے مفاد سے ہی غرض ہے، عدل و انصاف یا غریب کی فریاد ان کے سامنے کوئی حقیقت نہیں رکھتی۔

خدا تعالےٰ کا بے پایاں رحم و کرم

خدا تعالےٰ نے فرمایا ہے ھو الرحمٰن الرحیم۔ وہ رحمٰن اور رحیم ہے۔ اس کی سلطنت میں ہندو، عیسائی، سکھ، مسلمان۔ چرند۔ چرند۔ چمار سب رہتے ہیں وسعت رحمتی کل شئ میری رحمت عام ہے کتب علٰی نفسہ الرحمۃ اس نے مخلوق پر رحم کرنا اپنے اوپر فرض کر لیا ہے۔ وہ اتنی بڑی بادشاہت کا مالک ہے۔ ہر جگہ اس کی برکات کی بارش ہو رہی ہے۔

زندگی اور اس کا قیام خدا تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہے

فرمایا الٰھکم الٰہ واحد۔ سنو لوگو! تمام عالم انسانیت کا صرف ایک اور ایک ہی معبود ہے اسی نے کائنات کو پیدا کیا ہے، وہی زندگی عطا کرتا ہے زندگی بہت قیمتی متاع ہے۔ انسان زندگی بچانے کے لئے کیا کچھ نہیں کرتا۔ ہمارا بچہ بیمار ہو تو ہم چاہتے ہیں کہ ڈاکٹر ہمارا مکان۔ زمین۔ موٹر کار سب کچھ لے جائے لیکن بچہ بچ جائے۔ معلوم ہوا کہ زندگی بہت بڑی نعمت ہے۔ بچے کی ولادت پر کنبہ کا کنبہ خوش ہو جاتا ہے لیکن جب کسی کے مرنے کے آثار نظر آئیں تو ہر دل اداس اور مغموم ہوتا ہے۔ زندگی بڑی قیمتی چیز ہے، فرمایا کہ اے لوگو! ہم نے تم کو زندگی عطا کی ہے۔ اس زندگی کو قائم رکھنے کے لئے زمین اور آسمانوں اور اس میں کی تمام چیزوں کو تمہاری خدمت میں لگا دیا ہے۔ وہ الحی ہے یعنی زندگی کا سرچشمہ ہے۔ نباتات، جمادات حیوانات اور تمام عالم انسانیت اور سمندر کی مخلوقات ان سب کی زندگی کا قیام اللہ تعالےٰ ہی کے ہاتھ میں ہے وہ القیوم ہے۔ یعنی وہ زندگی کے قیام کے لئے سامان فراہم کرتا ہے۔

ستاروں اور سیاروں میں ہستی باری تعالیٰ کے نشانات

آگے اس کی تشریح ہے۔ ان فی خلق السمٰوٰت والارض .... لاٰیٰت زمین و آسمان میں نشانات ہیں۔ نشان وہ چیز ہے جس کو دیکھ لینے کے بعد انسان بھولتا نہیں۔ آسمان کے سیاروں اور ستاروں میں بھی نشان ہیں ان سے انسان رہبری حاصل کرتا ہے ان کا پورا علم ابھی ان لوگوں کو بھی نہیں۔ جنہوں نے فلکیات پر کتابیں لکھی ہیں وہ کہتے ہیں کہ فلکیات کا کامل علم محال ہے یہ سورج جو ہمارے سامنے ہے یہ سب سے چھوٹا ہے۔ اس فضا کے اندر اور بھی سورج ہیں۔ یہ کہکشاں (Milky way) اس میں کروڑوں ستارے ہیں۔ اس موقعہ پر مجھے لارڈ ہیڈلے کے عشق کی بات یاد آگئی۔ ایک دفعہ ووکنگ میں وہ اس (Milky way) کو دیکھ کر کہنے لگے کہ جب حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج ہوا تو حضورؐ اسی رستہ سے آسمان پر تشریف

گئے تھے۔ فلکیات کے علماء نے لکھا ہے کہ ان کھتیوں میں کروڑہا ستارے ہیں۔ ان کی طرف توجہ دلاتے ہوئے خدا تعالےٰ فرماتا ہے کہ وہ کس قدرت کا مالک ہے اور اس کا کتنا بڑا علم ہے۔

کائنات کی ہر چیز میں قدرت کاملہ کا اظہار

اس نے یہ ساری کی ساری چیزیں انسان کی خدمت میں لگا دی ہیں۔ یہ سورج اگر کچھ لمحوں کے لئے غائب ہو جائے تو ساری دنیا تباہ ہو جائے۔ یہ ہوا فضا میں ہمی یا سو میل تک موجود ہے۔ اگر یہ ہوا پھیپھڑوں میں جانے سے ایک لمحہ کے لئے رک جائے تو انسان ختم ہو جاتا ہے سورج نہ صرف روشنی مہیا کرتا ہے بلکہ گرمی بھی پیدا کرتا ہے اس کی گرمی کی وجہ سے یہ دنیا آباد ہے۔ اس کے بغیر نہ کوئی چیز پیدا ہو سکتی ہے اور نہ زندہ رہ سکتی ہے پھر زمین کو دیکھو۔ اس پر کس قدر پہاڑ ہیں۔ ان پر کس قدر سبزی ہے۔ دریا ہیں نباتات ہیں۔ سرسبز باغات ہیں لہراتے ہوئے کھیت ہیں، سمندر ہیں۔ یہ تمام چیزیں خدا نے پیدا کی ہیں یہ زمین خزانے اگلتی رہتی ہے۔ وہ لوگ جو جیالوجی (علم الارض) پر کتب لکھتے ہیں وہ زمین کی قوتوں پر حیران ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ زمین کے طبقات ہیں اور اس کی سطح پر کئی طبقے ہیں اس پر چٹانیں ہیں، ریت بنجر کھیتیاں۔ پانی وغیرہ ہیں اسی لئے خدا تعالےٰ نے فرمایا وفی الارض آیات للموقنین۔

دن رات کے اختلاف اور موسموں کے تغیر و تبدل کے فوائد

پھر فرمایا واختلاف الیل والنہار۔ دن رات کے اختلاف میں بھی انسان کے لئے بہت بڑے نشانات ہیں۔ آج کل رات چھوٹی ہو رہی ہے اور دن بڑا ہو رہا ہے۔ موسم بہار آ رہا ہے جس سے رونق بڑھ جائے گی۔ کھانا پینا بدل جائے گا۔ کپڑے بدل جائیں گے۔ گرمی آ جائے گی۔ رہائش بدل جائے گی بارشوں کا موسم آ جائے گا اور پھر خزاں آ جائے گی۔ یہ موسم کا تغیر و تبدل دن رات کی وجہ سے ہے۔ اس کا تعلق آسمان کے ساتھ ہے۔ موسم کے اختلاف سے مختلف قسم کے غلہ جات اور پھل پھول پیدا ہوتے ہیں۔ یہ ساری رونق آسمان کی وجہ سے ہے۔ اگر ہم نے آسمان کو ستاروں سے مزین کیا تو اسی طرح زمین کو بھی مزین کیا ہے۔ اس میں نباتات کی رونق ہے، طرح طرح کے خوبصورت پرندوں کی رونق ہے، گھوڑے ہیں، گائے بیل ہیں، یہ انسان کے ذوق جمال کی تسکین اور تربیت کا موجب ہیں۔

یہ دن رات کے اختلاف کا کرشمہ خدا تعالےٰ کے رحم و کرم کا نشان ہمارے سامنے رکھتا ہے۔ اس میں خدا تعالیٰ کی قدرت نمائی نظر آتی ہے کہ کس طرح سے رات آتی ہے۔ اور سکون ملتا ہے۔ پھر دن آ جاتا ہے۔ اور انسان کے لئے اپنی معیشت کے سامان پیدا کرنے اور ہر طرح کے کام کاج کا موقعہ مل جاتا ہے رات کے وقت نیند موجب راحت ہے اور دن کے وقت کام انجام دینے سے خوشی حاصل ہوتی ہے۔ اس میں عقلمند انسانوں کے لئے نشانیاں ہیں ھوالذی جعل الیل لباسا والنہار معاشا رات کو خدا تعالےٰ نے لباس بنایا ہے۔ وہ تم کو ڈھانپ لیتی ہے اور دن کو معیشت کے حصول کے لئے بنایا ہے۔ قرآن کریم میں بہت دفعہ دن رات کا ذکر ہے اور بتایا ہے کہ رات آرام کے لئے ہے اور فرمایا کہ یہ دن رات اس لئے ہیں لتعلموا عدد السنین والحساب، کہ تم سالوں وغیرہ کا حساب کر سکو۔ آج یکم ہے پھر دو سے تین ہو گئی پھر سات ہو گئی، دو ہفتہ ہو گیا۔ اسی طرح پھر مہینہ بن گیا۔ پھر تین ماہ، پھر چھ ماہ، اور اسی طرح پھر سال ہو گیا۔ اسی طرح دن و رات اور ہفتے و مہینے اور سال گذر جاتے اور تاریخ تیار کرتے چلے جاتے ہیں۔

انگریزی کتابوں میں لکھا ہے کہ رات دن کا کیا مقصد ہے قرآن کریم نے رات کو نومکم سباتاً کہا ہے کہ یہ تمام تعلقات کو کاٹ کر رکھ دیتی ہے۔ تمام تحریکات کے ختم ہو جانے سے دماغ کو پورا سکون میسر آتا ہے۔ اس میں بھی اللہ تعالےٰ کی حکمت اور کمال قدرت نظر آتا ہے فرمایا والفلک التی تجری فی البحر۔

جہازوں کی آمد و رفت کے فوائد

سمندر میں جو جہاز چلتے ہیں وہ بھی آسمان کے محتاج ہیں۔ وبالنجم ھم یہتدون جنگلات صحراؤں اور سمندروں میں ستاروں کی رہنمائی سے چلتے ہیں۔ ایک ملک کی چیزیں دوسرے ملک میں جہازوں کی وجہ سے ہی جا سکتی ہیں۔ ہر ایک ملک دوسرے ملک کی چیزوں کا محتاج ہے جو چیزیں امریکہ میں ہوتی ہیں، وہ یہاں نہیں ہوتیں۔ جو یہاں ہوتی ہیں وہ وہاں نہیں ہوتیں۔ آڑو ہے، مالٹا ہے، آم ہے جو یہاں سے دوسرے ممالک کے لوگ لے جاتے ہیں۔ پھر یہاں سے کاٹن لے جاتے ہیں، چمڑا لے جاتے ہیں۔ طرح طرح کی چیزیں یہاں سے باہر جاتی ہیں۔ جن سے وہ ضروریات زندگی کو پورا کرتے ہیں۔

بارش اور پانی کے فوائد

مزید فرمایا وما انزل اللہ من السماء من ماء فاحیا بہ الارض بعد موتہا وبث فیہا من کل دابۃ۔ ہم آسمان سے بارش اتارتے ہیں۔ پانی جس جگہ نہ ہو وہاں زندگی محال ہے۔ انسان حیوان اس جگہ کو چھوڑ کر چلے جاتے ہیں۔ پانی کی وجہ سے ہی زندگی ہے۔ اس سے غلہ جات پھل اور پھول پیدا ہوتے ہیں اور اس سے پرند، چرند اور انسان متمتع ہوتے ہیں اور فرمایا وتصریف الریح والسحاب المسخر بین السماء والارض۔ آسمان سے بارشیں اترتی ہیں سورج کی گرمی سے سمندر کا پانی ہلکا ہو جاتا اور بخارات بن کر ہواؤں کے ذریعہ ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچ جاتا ہے۔ بادل جو سمندر سے اٹھتے اور خشک اور بیاسی زمین پر آ برستے ہیں یہ اللہ تعالےٰ کا کرشمہ ہے اور اس کی مہربانی ہے کہ وہ اس طرح سے دور افتادہ لوگوں کو زندگی کے سامان مہیا کرتا ہے۔ فرمایا کہ یہ بادل مسخرات ہیں یعنی ہمارے حکم کے ماتحت کام کرتے ہیں لآیت لقوم یعقلون۔ ان تمام امور میں نشانات ہیں اور دلائل ہیں۔ خدا تعالےٰ کی قدرت کے، اس کے علم کے اور اس کے رحیم و کریم ہونے کے نشانات ہیں۔

قولی اور فعلی کتاب میں مطابقت

یہ کتاب جو کائنات کی کتاب ہے۔ اور یہ قرآن کریم۔ ان دونوں میں مطابقت ہے۔ ایک ہی خدا نے ان کو پیدا کیا ہے۔ یہ مطابقت برکات کا موجب ہے۔ خدا تعالےٰ نے انسان کی اس فطرت کو اپیل کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ خدا جو احکام شریعت دینا چاہتا ہے وہ ساری کائنات کا ایک ہی خدا ہے۔ اس کائنات کی حکومت میں کسی کا ہاتھ نہیں۔ کسی انسان کا بھی اس میں دخل نہیں ہے۔ خدا نہ کسی وزیر کا محتاج ہے نہ کسی بادشاہ یا فقیر کا۔ وہ واحد ہے۔ کائنات پر اس کے بے انتہا احسان ہیں۔

انسان کی اس فطرت کو سامنے رکھ کر کہ وہ ہر کمال کی تعریف کرتا ہے اور ہر احسان کے آگے جھکتا ہے خدا تعالےٰ نے فرمایا کہ تمہارا خدا جو شریعت نازل کرتا ہے جس نے قرآن کریم عطا فرمایا اور جس نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تمہاری ربوبیت کے لئے چنا ہے وہ بہت بڑے علم و حکمت اور قدرت و فضل اور اکرام کا مالک ہے۔ اس کے سامنے جھکو، اور اسی کو اپنا معبود بناؤ۔

میاں محمد صاحب کی وفات

آپ کو علم تو ہو ہی چکا ہے۔ میں اس خبر کو دوہرا دیتا ہوں کہ ہمارے محترم شیخ میاں محمد صاحب کا انتقال ہو گیا ہے۔ اس خبر سے ہم سب مغموم ہیں۔ اس لئے کہ ان کی وفات قومی نقصان ہے۔ وہ جماعت کے ایک مضبوط ستون تھے۔ افسوس ہے کہ وہ ہم سے جدا ہو گئے۔ خدا تعالےٰ نے ان کو مستعد طبیعت دے رکھی تھی۔ اس زمانہ میں بھی جب وہ کمزور تھے ان میں بڑی مستعدی پائی جاتی تھی۔ وہ باقاعدگی سے انجمن کی مجالس میں شریک ہوتے تھے۔ اپنے کاروبار کے لئے اگر آج کراچی گئے ہیں تو کل لاہور یا پشاور پہنچ جاتے ..... پھر یورپ چلے جاتے تھے۔ ایک بات جو شاید عام طور پر بہت کم لوگوں کو معلوم ہے یہ ہے کہ ان کی قلم ہر وقت چلتی تھی۔ جماعت کے مفاد کے پیش نظر اکثر افراد کو خطوط لکھتے رہتے تھے۔ ایسی شخصیت کے جدا ہو جانے سے قوم بجا طور پر مغموم ہے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اس سے بیشتر لائل پور میں شیخ میاں مولا بخش صاحب کی وفات سے قوم کو نقصان پہنچ چکا ہے۔ وہ نہایت قابل [illegible] تھے۔ ان کی قابلیت کا سکہ بیٹھا ہوا تھا۔ بڑی بے تکلف گفتگو کرتے تھے۔ انکو دلائل دینے کا ڈھب آتا تھا۔ ایک سال ہوا وہ ہم سے جدا ہو گئے۔ ان کی جدائی سے جماعت کو بہت نقصان ہوا ہے

مولانا شیخ عبدالرحمان صاحب مصری

اشتہار "ایک غلطی کا ازالہ" سے پیش کردہ عبارت کا ایک اور حل

گذشتہ قسط کا خلاصہ

احباب ربوہ کی طرف سے اشتہار "ایک غلطی کا ازالہ" کی جس عبارت سے یہ استدلال کیا جاتا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے اس کے ذریعہ اسلامی اصطلاح والی تعریف نبوت کو تبدیل فرما دیا ہے ان احباب کے اس استدلال کے غلط ہونے کو گذشتہ دو قسطوں میں بدلائل قویہ واضح کر دیا گیا ہے اور بتلایا گیا ہے کہ حضور نے جو یہ لکھا ہے کہ نبی کے لئے شارع ہونا شرط نہیں یہ صرف اس لفظ "نبی" کی تشریح میں لکھا ہے جو حدیث کی کتاب صحیح مسلم میں آنے والے مسیح کے لئے وارد ہوا ہے حضور کے ان الفاظ کا تعریف نبوت میں تبدیلی کے ساتھ قطعاً کوئی تعلق نہیں۔

الفاظ کے حقیقی اور مجازی معنی میں اشتراک اور مابہ الامتیاز

اب اس قسط میں ان احباب کی غلطی کو ایک دوسرے طریق سے بھی واضح کیا جاتا ہے اور وہ یہ ہے کہ ایک لفظ اگر اپنے حقیقی معنی کے علاوہ مجازی معنی میں بھی استعمال ہوتا ہو تو اس کی تفصیل بیان کرتے ہوئے ایسا طریق کبھی اختیار نہیں کیا جائے گا کہ اس کو ان صفات میں حصر کر دیا جائے جو صرف اس کے اس فرد میں ہی پائی جاتی ہوں جس پر حقیقی معنی میں ہی اس لفظ کا اطلاق ہوتا ہے اس صورت میں لازماً مجاز کے طور پر اس لفظ کا کسی فرد پر بھی اطلاق نہیں ہو سکے گا مثلاً "شیر" کے لفظ کو ہی لے لو۔ اب حقیقت کے لحاظ سے اگر اس لفظ کا اطلاق ایک خاص درندہ پر ہوتا ہے تو مجاز کے طور پر ایک بہادر انسان پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے لیکن اگر اس لفظ "شیر" کی تعریف یہ کی جائے کہ وہ ایک درندہ ہوتا ہے جس کی چار ٹانگیں بڑے بڑے دانت اور بڑے بڑے ناخن ہوتے ہیں جن سے وہ اپنے شکار کو پھاڑ سکتا ہے اور یہ چیزیں اس لفظ کی تعریف میں بطور شرط لازمی قرار دے دی جائیں تو پھر بہادر انسان پر اس کا اطلاق ناممکن ہو گا لیکن اگر اس لفظ "شیر" کی تعریف اس طرح کی جائے کہ اس کا اطلاق درندہ کے علاوہ بہادر انسان پر بھی ہو سکے تو اس کی تعریف کو بہادری کے عنصر تک ہی محدود رکھنا پڑے گا جو اس کے حقیقی معنی اور مجازی معنی میں مشترک ہے ان تمام صفات کے ذکر کو جو درندہ کے ساتھ مخصوص ہیں نظر انداز کرتے ہوئے کہنا پڑے گا کہ لفظ "شیر" کے استعمال کے لئے ان صفات کی موجودگی شرط نہیں۔ ہاں جب درندہ مراد لینا ہی مقصود ہو تو پھر اس کے حقیقی معنی مراد لینے کی غرض سے ان صفات کا ذکر بھی ضروری اور بطور شرط کے ہو گا جو اسی سے مخصوص ہیں اور انہی صفات کے ذکر سے وہ ان افراد سے ممتاز ہو جائے گا جن پر مجاز کے طور پر اس لفظ کا اطلاق ہوتا ہے۔

لفظ نبی کی کیفیت

بعینہٖ یہی کیفیت لفظ "نبی" کی ہے جب حقیقی اور ولی یعنی مجازی نبی پر اس کا اطلاق مقصود ہو گا تو اس صورت میں صرف وہی امور بیان کئے جائیں گے جو دونوں میں مشترک ہیں اور اس مخصوص امر کے ذکر سے اجتناب کیا جائے گا جو صرف حقیقی نبی میں ہی پایا جاتا ہے ولی یعنی مجازی نبی اس سے محروم ہوتا ہے کیونکہ اگر اس مخصوص امر کو نبی کی تعریف میں شرط قرار دیا جائے گا تو پھر اس لفظ کا استعمال بطور مجاز جائز ہی قرار نہیں دیا جا سکیگا کہ ولی پر بھی اس کا اطلاق جائز ہو سکے حالانکہ ولی پر سب محققین نے بھی اس کو جائز قرار دیا ہے بلکہ مجاز کے طور پر اس لفظ کا استعمال قطعی طور پر ممنوع ہو گا ہاں جب حقیقی یعنی شرعی معنی کا اظہار ہی مقصود ہو گا تو اس مخصوص امر یعنی شارع ہونے کا ذکر لازماً کرنا پڑے گا تاکہ ولی یعنی مجازی نبی سے اس کو امتیاز حاصل ہو جائے اور "نبی" اور "ولی" دونوں میں فرق نمایاں ہو جائے۔

حضور کی تحریروں سے اس کا ثبوت

ذیل میں حضرت مسیح موعودؑ کی چند عبارتوں سے بھی مندرجہ بالا حقیقت کا ثبوت پیش کیا جاتا ہے۔ سب سے پہلے دوبارہ "توضیح مرام" کی عبارت کو ہی پیش کیا جاتا ہے جو اس حقیقت پر پوری روشنی ڈالتی ہے فرماتے ہیں:۔

"اگر یہ اعتراض پیش کیا جائے کہ مسیح کا مثیل بھی نبی چاہیئے کیونکہ مسیح نبی تھا تو اس کا اول جواب تو یہی ہے کہ آنے والے مسیح کے لئے ہمارے سید و مولیٰ نے نبوت شرط نہیں ٹھہرائی۔

دیکھو شرط نہیں ٹھہرائی اس کی وجہ حضور نے بار بار یہی بیان فرمائی ہے کہ حدیث میں آنے والے مسیح کے لئے جو لفظ "نبی" وارد ہوا ہے وہ حقیقی معنی میں وارد نہیں ہوا کہ اس کے لئے شارع ہونا شرط ہو بلکہ حدیث میں یہ لفظ بطور مجاز اور استعارہ ہی استعمال ہوا ہے اس لئے شارع ہونا اس کے لئے شرط نہیں کیونکہ یہ شرط صرف حقیقی نبی کیلئے ہی مخصوص ہے۔ جو ولی یعنی مجازی نبی سے اس کو ممتاز کرتی ہے اور اس امر کے بیان کرنے کا التزام حضور نے یہاں تک کیا ہے کہ حقیقت الوحی جیسی کتاب میں بھی جو وفات سے صرف ایک سال قبل تصنیف فرمائی صاف الفاظ میں لکھ دیا کہ سمیت نبیاً من اللہ علی طریق المجاز لا علی وجہ الحقیقۃ۔ اس کے بعد حضورؑ نے شریعت کو چھوڑ کر باقی تمام وہ امور بیان فرما دیئے جو محدث میں مجازی نبی اور حقیقی نبی یعنی شرعی نبی میں مشترک طور پر پائے جاتے ہیں۔ ناقل) بلکہ صاف طور پر یہی لکھا ہے کہ وہ ایک مسلمان ہو گا اور عام مسلمانوں کے موافق شریعت فرقانی کا پابند ہو گا اور اس سے زیادہ کچھ بھی ظاہر نہیں کرے گا کہ میں مسلمان ہوں اور مسلمانوں کا امام ہوں ماسوا اس کے اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ عاجز خدا تعالیٰ کی طرف سے اس امت کے لئے محدث ہو کر آیا ہے اور محدث بھی ایک معنی سے نبی ہی ہوتا ہے (وہ معنی وہی مجازی معنی ہیں جس کا ذکر بار بار حضور کی کتب میں پایا جاتا ہے چنانچہ اس ایک معنی کی جو تفصیل حضور نے آگے بیان فرمائی ہے وہ وہی ہے جو محدث یعنی ولی یا بالفاظ دیگر مجازی نبی اور حقیقی نبی میں مشترک طور پر پائی جاتی ہے۔ اس میں صرف شریعت کو ہی باہر رکھا ہے اس کے سوا باقی تمام امور بیان کر دیئے ہیں جن میں دونوں میں اشتراک پایا جاتا ہے۔ ناقل) کیونکہ وہ خدا تعالیٰ سے ہمکلام ہونے کا ایک شرف رکھتا ہے امور غیبیہ اس پر ظاہر کئے جاتے ہیں اور رسولوں اور نبیوں کی وحی کی طرح اس کی وحی کو بھی دخل شیطان سے منزہ کیا جاتا ہے اور مغز شریعت اس پر کھولا جاتا ہے (یہی بات مواہب الرحمٰن میں بیان فرمائی ہے۔ ناقل) اور بعینہ انبیاء کی طرح مامور ہو کر آتا ہے اور انبیاء کی طرح اس پر فرض ہوتا ہے کہ اپنے تئیں بآواز بلند ظاہر کرے اور اس سے انکار کرنے والا ایک حد تک مستوجب سزا ٹھہرتا ہے (کافر نہیں ہوتا۔ ناقل) اور نبوت کے معنی بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ امور متذکرہ بالا اس میں پائے جائیں یعنی حدیث میں آنے والے مسیح کے لئے وارد شدہ لفظ "نبی" سے صرف اتنی حقیقت ہی مراد ہے۔ امور مذکورہ بالا یا شارع ہونا اس کی حقیقت میں داخل نہیں کہ وہ شرعی لحاظ سے حقیقی معنی سے نبی کہلا سکے۔ ناقل)

دوسری عبارت حسب ذیل ہے یہ بھی اسی اشتہار کی ہے جس کا عنوان ہے

زکّھا"۔ ہ

" کوئی اس پاک سے جو دل لگاوے
کرے پاک آپ کو تب اس کو پاوے

یہ تو ہر ایک قوم کا دعوےٰ ہے کہ بہتیرے ہم میں ایسے ہیں کہ خدا تعالےٰ سے محبت رکھتے ہیں۔ مگر ثبوت طلب بات یہ ہے۔ کہ خدا تعالےٰ بھی ان سے محبت رکھتا ہے یا نہیں۔ اور خدا تعالےٰ کی محبت یہ ہے کہ پہلے تو ان کے دلوں پر سے پردہ اُٹھا دے جس پردہ کی وجہ سے اچھی طرح انسان خدا تعالےٰ کے وجود پر یقین نہیں رکھتا اور ایک دھندلی سی اور تاریک معرفت کے ساتھ اس کے وجود کا قائل ہوتا ہے بلکہ بسا اوقات امتحان کے وقت اس کے وجود سے ہی انکار کر بیٹھتا ہے۔ اور یہ پردہ اُٹھایا جانا بجز مکالمہ الٰہیہ کے اور کسی صورت سے میسّر نہیں آسکتا پس انسان حقیقی معرفت کے چشمہ میں اُس دن غوطہ مارتا ہے۔ جس دن خدا تعالےٰ اس کو مخاطب کر کے انا الموجود کی اس کو آپ بشارت دیتا ہے تب انسان کی معرفت صرف اپنے قیاسی ڈھکوسلے یا محض منقولی خیالات تک محدود نہیں رہتی۔ بلکہ خدا تعالےٰ سے ایسا قریب ہو جاتا ہے کہ گویا اسکو دیکھتا ہے۔ یہ سچ اور بالکل سچ ہے۔ کہ خدا تعالےٰ پر کامل ایمان اُسی دن انسان کو نصیب ہوتا ہے۔ کہ جب اللہ جلشانہٗ اپنے وجود سے آپ خبر دیتا ہے۔ اور پھر دوسری علامت خدا تعالےٰ کی محبت کی یہ ہے کہ اپنے پیارے بندوں کو صرف اپنے وجود کی خبر ہی نہیں دیتا بلکہ اپنی رحمت اور فضل کے آثار بھی خاص طور پر اُن پر ظاہر کرتا ہے۔ اور وہ اس طرح پر کہ ان کی دعائیں جو ظاہری امیدوں سے زیادہ ہوں قبول فرما کر اپنے الہام اور کلام کے ذریعہ سے ان کو اطلاع دے دیتا ہے۔ تب ان کے دل تسلّی پکڑ جاتے ہیں۔ کہ یہ ہمارا قادر خدا ہے۔ جو ہماری دعائیں سنتا اور ہم کو اطلاع دیتا ہے۔ اور مشکلات سے ہمیں نجات بخشتا ہے۔ اسی روز سے نجات کا مسئلہ بھی سمجھ آتا ہے۔ اور خدا تعالےٰ کے وجود کا بھی پتہ لگتا ہے۔ اگرچہ جگانے اور متنبہ کرنے کے لئے کبھی کبھی غیروں کو بھی سچی خواب آسکتی ہے۔ مگر اس طریق کا مرتبہ اور شان اور رنگ اور ہے۔ یہ خدا تعالےٰ کا مکالمہ ہے جو خاص مقربوں سے ہی ہوتا ہے۔ اور جب مقرب انسان دعا کرتا ہے۔ تو خدا تعالےٰ اپنی خدائی کے جلال کے ساتھ اس پر تجلی فرماتا ہے۔ اور اپنی روح اس پر نازل فرماتا ہے۔ اور اپنی محبت سے بھرے ہوئے لفظوں کے ساتھ اس کو قبول دعا کی بشارت دیتا ہے۔ اور جس کسی سے یہ مکالمہ کثرت سے وقوع میں آتا ہے۔ اسکو نبی یا محدّث کہتے ہیں۔ اور سچے مذہب کی یہی نشانی ہے کہ اس مذہب کی تعلیم سے ایسے راست باز پیدا ہوتے رہیں۔ جو محدّث کے مرتبہ تک پہنچ جائیں۔ جن سے خدا تعالےٰ آمنے سامنے کلام کرے اور اسلام کی حقیقت اور حقانیت کی اوّل نشانی یہی ہے کہ اس میں ہمیشہ ایسے راستباز جن سے خدا تعالےٰ ہمکلام ہو۔ پیدا ہوتے ہیں۔ تتنزل علیھم الملائکۃ الا تخافوا ولا تحزنوا۔ سو یہی معیار حقیقی سچے اور زندہ اور مقبول مذہب کی ہے۔ اور ہم جانتے ہیں کہ یہ نور صرف اسلام میں ہے۔ عیسائی مذہب اس روشنی سے بے نصیب ہے"

تبلیغ رسالت جلد سوم ص۹۴ تا ۹۶
۵ رمئی ۱۸۹۳ء

احباب ربوہ کے لئے لمحہ فکریہ

مندرجہ بالا تحریر میں احباب ربوہ کے لئے لمحہ فکریہ ہے کس وضاحت سے حضور نے فرمایا ہے کہ جس مقرب الٰہی سے کثرت سے مکالمہ مخاطبہ ہو کثرت سے اس کی دعائیں امتیازی رنگ میں قبول ہوں اور کثرت سے خدا کے دیگر افضال اور تائیدات اس کے شامل حال ہوں اس کو "نبی یا محدّث" کہتے ہیں علماء ربوہ بتلائیں کہ توضیح مرام کی طرح بالکل ابتدائی یعنی ۱۸۹۳ء کی تحریر میں بھی "نبی" کے لئے شارع ہونا شرط نہیں رکھی تو منسوخ کس تعریف کو کیا شارع ہونے کی شرط کا ذکر وضاحت کے ساتھ تو ۱۸۹۹ء کی تحریر میں ہے۔ اگر منسوخ کے چکر میں ہی آپ لوگوں نے ضرور پڑنا ہے تو آپ کو ماننا پڑے گا کہ حضور نے ابتدا میں تو نبی کے لئے شارع ہونا شرط نہیں قرار دیا تھا لیکن ۱۸۹۹ء میں اس کو منسوخ کر دیا نعوذ باللہ کیا ہی مضحکہ خیز یہ موقف ہے جس پر حضور کو لانے کی آپ لوگ کوشش کر رہے ہیں۔ بات تو صاف ہے نہ کوئی ناسخ ہے نہ منسوخ بات صرف اتنی ہے کہ جب حضور محدّث یعنی ولی یا بالفاظ دیگر مجازی نبی اور حقیقی نبی میں مشترک امور کا ذکر فرماتے ہیں تو وہاں شریعت کا ذکر ترک کر دیتے ہیں اور جہاں حقیقی یعنی شرعی نبی کا ذکر مقصود ہوتا ہے وہاں شریعت کا ذکر ضرور فرماتے ہیں۔ مشترکہ امور کے بیان میں شارع ہونے کی شرط کا ذکر نہیں کرتے اس کا ذکر صرف اسی وقت کرتے ہیں جب حقیقی یعنی شرعی نبی کو ولی یعنی مجازی نبی سے ممتاز کرنا ہوتا ہے اور شرعی یعنی حقیقی نبی کو ہی حضور زمرۂ انبیاء کا فرد قرار دیتے ہیں اگر علماء ربوہ اس حقیقت کو سمجھ لیں تو جہاں تک حضور کے مقام کا تعلق ہے اس بارے میں دونوں جماعتوں میں اختلافات ہمیشہ کے لئے ختم ہو جاتا ہے اور اس کے نتیجہ میں دیگر تمام مسلمانوں کو کافر بنانے کی بھی ضرورت باقی نہیں رہتی اور دیانتداری اور شرح صدر سے آپ اعلان کر سکتے ہیں کہ حضور کا منکر کافر نہیں کہلا سکتا۔

تیسری عبارت حسب ذیل ہے یہ لیکچر سیالکوٹ سے لی گئی ہے جو نومبر ۱۹۰۴ء کی تصنیف ہے۔ اس تحریر میں اس امر کو بیان کرنے کے بعد کہ خاص الخاص بندوں کی فطرت میں ازل سے خدا سے نہایت ہی گہرا ایک محض تعلق ہوتا ہے جس کو بعد میں معرفت الٰہی روشن اور نمایاں کر دیتی ہے فرماتے ہیں:۔

" ایسے شخص میں ایک طرف تو خدا تعالےٰ کی ذاتی محبت ہوتی ہے۔ اور دوسری طرف بنی نوع کی ہمدردی اور اصلاح کا بھی ایک عشق ہوتا ہے۔ جو اس کی طرف ہر وقت کھنچا چلا جاتا ہے۔ اور دوسری طرف نوع انسان کے ساتھ بھی اس کو ایسا تعلق ہوتا ہے جو ان کی مستعد طبائع کو اپنی طرف کھینچتا ہے۔ جیسا کہ آفتاب زمین کے تمام طبقات کو اپنی طرف کھینچ رہا ہے۔ اور خود بھی ایک طرف کھنچا جا رہا ہے۔ یہی حالت اُس شخص کی ہوتی ہے ایسے لوگوں کو اصطلاح اسلام میں نبی اور رسول اور محدث کہتے ہیں۔ اور وہ خدا کے پاک مکالمات اور مخاطبات سے مشرف ہوتے ہیں۔ اور خوارق ان کے ہاتھ پر ظاہر ہوتے ہیں۔ اور اکثر دعائیں ان کی قبول ہوتی ہیں۔ اور اپنی دعاؤں میں خدا تعالےٰ سے بکثرت جواب پاتے ہیں"

(لیکچر سیالکوٹ ص۲۰ تا ص۲۱)

عبارت مندرجہ بالا اور اشتہار قد افلح من زکّاہا کی عبارت کیا متحد المضمون نہیں

احباب ربوہ حضور کی مندرجہ بالا تحریر کو بھی غور سے مطالعہ کریں اور دیکھیں کہ اس میں بھی حضور نے کس وضاحت اور کس صفائی سے کثرت مکالمہ مخاطبہ وغیرہ پانے والے کو ہی اسلامی اصطلاح میں نبی، رسول اور محدث قرار دیا ہے۔ آپ کے نظریہ کو صحیح تسلیم کرتے ہوئے اگر قبول کیا جائے تو حضور کے لئے ضروری تھا کہ محدّث کو اس فہرست سے خارج فرما دیتے کیا محدث کو داخل کرنا اس بات پر صاف دلالت نہیں کرتا کہ حضور اپنے آپ کو محدثین میں ہی داخل قرار دیتے ہیں اور آپ کے اس خیال کو غلط قرار دے رہے ہیں جو آپ نے اشتہار "ایک غلطی کا ازالہ" کی ایک عبارت کی بنا پر قائم کیا ہوا ہے کہ حضور نے اس اشتہار میں محدث ہونے سے انکار کر دیا ہے اور بعد میں کبھی اپنے آپ کو گروہ محدثین میں داخل نہیں فرمایا اب دیکھیں کیا توضیح مرام اور اشتہار "قد افلح من زکّھا" اور لیکچر سیالکوٹ کی عبارتیں ایک ہی مفہوم کی حامل نہیں۔ کیا تینوں تحریروں میں صرف انہی امور کو ہی بیان نہیں کیا گیا جو انبیاء کے گروہ کے افراد اور اولیاء کے گروہ کے افراد میں مشترک طور پر پائے جاتے ہیں اس لئے تینوں میں ہی شریعت کو باہر رکھا ہے جس سے ظاہر ہے کہ جب حضور حقیقی نبی اور ولی یعنی مجازی نبی میں مشترکہ امور کو بیان کرنا چاہتے ہیں تو شریعت کو باہر رکھتے ہیں اور جب صرف حقیقی نبی کا ذکر کرنا مقصود ہوتا ہے تو شریعت کو بھی اس کی تعریف میں داخل کر دیتے ہیں اس لئے آپ لوگوں کا یہ کہنا کہ اشتہار "ایک غلطی کا ازالہ" میں تعریف نبوت کو تبدیل کر دیا ہے حضور کی [illegible]

[illegible]

برطانیہ کی مساجد

روزنامہ مشرق مورخہ ۱۴ر فروری ۱۹۶۷ء میں موضوع بالا پر ایک معلوماتی مضمون شائع ہوا ہے، جو قارئین کرام کی دلچسپی کے لئے ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ اس مضمون میں شاہجہان مسجد ووکنگ مسلم مشن کے متعلق بعض امور غلط فہمی پیدا کرنے والے ہیں، اس لئے ان کی وضاحت سیکرٹری صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی طرف سے روزنامہ مشرق کے نام ایک مراسلہ میں کی گئی ہے جس کی نقل اس مضمون کے بعد...... ہدیہ قارئین کرام ہے :۔

لندن کی ٹیلیفون ڈائرکٹری کے صفحہ ۲۲۴۳ پر "مساجد" کا ذیلی عنوان درج ہے۔ اس میں تین مراکز کے ٹیلی فون نمبر دیئے گئے ہیں، جہاں مسلمان نماز ادا کرسکتے ہیں۔ یہ مراکز ایک دوسرے سے بہت دور اُفتادہ ہیں۔ ایک شمال مغرب میں ہے، دوسرا جنوب مغرب میں، اور تیسرا لندن کی مشرقی سرحد پر واقع ہے۔

لندن میں کوئی ایک لاکھ مسلمان آباد ہیں۔ مغرب کے کسی بھی دارالحکومت میں مسلمانوں کی اتنی بڑی تعداد آباد نہیں انہیں لندن کے اسلامی تہذیبی مراکز تک رسائی میں کوئی دشواری نہیں ہوتی۔ ایک مرکز شمال مغرب کی جانب بیکر سٹریٹ میں ہے اور دوسرا مرکز مشرقی لندن کی مسجد ہے اور تیسرا اسلامی تہذیبی مرکز لندن کے ساحلی علاقہ کے قریب واقع ہے۔

تاہم لندن کی سب سے بارونق اور آباد مسجد جو مرکزی شہر سے کوئی ۲۸ میل دور واقع ہے یہ سرے میں ووکنگ کی شاہجہان مسجد ہے۔ برطانیہ کی یہ سب سے پرانی مسجد ہے اور اس کا انتظام غیر فرقہ وارانہ بنیاد پر چلایا جا رہا ہے خاص خاص مذہبی تقریبات پر ہر عقیدہ اور فرقہ کے مسلمان واجبات کی ادائیگی کے لئے دور دور سے چل کر یہاں آتے ہیں۔

ووکنگ کی شاہجہان مسجد مسلمانوں نے تعمیر نہیں کی بلکہ اس کے قیام کا سہرا ایک انگریز ڈاکٹر جی ڈبلیو لٹینر کے سر ہے۔ یہ ایک فاضل مستشرق اور مشہور زمانہ عالم گزرے ہیں۔ وہ برصغیر پاک و ہند کی پچاس زبانوں سے شناسائی رکھتے تھے اور ان میں سے بیشتر میں بات چیت بھی کر سکتے تھے۔

مسجد اور عبادت گاہ

مغرب کے واحد اسلامی ماہنامہ "اسلامک ریویو" کے ایڈیٹر مولانا عبدالمجید کا بیان ہے کہ پورے برطانیہ میں پانچ لاکھ سے زائد مسلمان آباد ہیں۔ ان میں سے بیشتر لندن میں روزگار کرتے ہیں اور وہیں رہتے ہیں۔ لیکن بعض دوسرے شہروں میں مسلمان اکٹھا، خاصی بڑی تعداد میں آباد ہو گئے ہیں۔ مثال کے طور پر مانچسٹر، لیورپول، برمنگھم، بریڈفورڈ، ویلز میں کارڈف اور سکاٹ لینڈ میں گلاسکو اور ایڈنبرگ کے شہر ہیں۔

ان مسلمانوں کی دینی ضرورت سولہ مساجد اور عبادتگاہوں سے پوری ہوتی ہے۔ البتہ گنبد اور مینار جو مساجد کی تعمیری روایت کا جزو لاینفک ہیں یہاں کی صرف تین مساجد میں نظر آئیں گے۔ ایک پٹنی مسجد جو احمدیہ مسجد کے نام سے مشہور ہے اور دوسری ووکنگ مسجد جو بھوپال کی بیگم شاہجہان کے نام سے موسوم ہے۔ کیونکہ انہوں نے اس کی تعمیر کے لئے ایک ہزار پونڈ کا عطیہ دیا تھا۔ اور تیسری کارڈف کی مسجد ہے۔

دوسری مساجد عام مکانوں میں ہیں جن کے باہر علامتی تختی نشاندہی کے لئے لٹکا دی گئی ہے۔ جس سے وہاں کے مکینوں کو اندازہ ہوجاتا ہے کہ یہ مسجد کا احاطہ ہے۔ شاہجہان مسجد ووکنگ مسلم مشن اور لائبریری ٹرسٹ کا صدر مقام اور برطانیہ کا واحد اسلامی تبلیغی ادارہ ہے۔ اس کی تبلیغ سے برطانیہ کے تقریباً پانچ چھ ہزار مردوں اور عورتوں نے اسلام قبول کیا ہے۔ ووکنگ کی یہ عظیم مسجد ۱۸۹۹ء میں تعمیر کی گئی تھی۔ اسی کے احاطہ میں سہ ماہی رسالہ ایشیاٹک ریویو کے دفاتر ہیں۔ اس پرچہ کے ایک ایڈیٹر ڈاکٹر لٹ نیر تھے جو اورینٹل کالج لاہور کے پہلے پرنسپل اور پنجاب یونیورسٹی کے پہلے رجسٹرار رہ چکے تھے۔ ڈاکٹر لٹ نیر نے ووکنگ میں مسجد کی تعمیر کا پروگرام ہندوستان میں قیام کے دوران ہی بنایا تھا اور برطانیہ جانے سے قبل ہی اس کی تعمیر اور آئندہ تبلیغی سرگرمیوں کے لئے مالی امداد کا بیشتر حصہ بیگم صاحبہ آف بھوپال سے حاصل کر چکے تھے۔ کچھ عرصہ بعد مسجد کی تعمیر مکمل ہو گئی۔

شاہجہان مسجد

جب ڈاکٹر لٹ نیر کا انتقال ہو گیا تو اورینٹل انسٹی ٹیوٹ کو جو مسجد ہی کے احاطہ میں تھا۔ ڈاکٹر لٹ نیر کے لڑکے مسٹر ہنری لٹ نیر نے ذاتی جائداد قرار دے کر اپنے قبضہ میں لے لیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ یہ ادارہ ۱۹۱۲ء تک بے عمل رہا۔

عباس علی بیگ ہندوستان کونسل کے رکن تھے ان سے خواجہ کمال الدین نے کہا کہ وہ لٹ نیر کے خاندان سے اس کی واپسی کے متعلق مذاکرات کریں اس کے نتیجہ میں ادارہ مسلمانوں کے قبضہ میں دوبارہ آ گیا۔ ۱۹۳۰ء میں جب خواجہ کمال الدین نے وکالت کا پیشہ ترک کر کے تبلیغ اسلام کو اپنا مقصود بنا لیا تو لندن میں مستقل اسلامی تبلیغ کا بیڑہ اُٹھایا۔ مسجد کے قیام کے بعد سے اب تک اس کا امام حنفی مسلمان مقرر ہوتا آیا ہے موجودہ امام ایک قطبی مصری ہیں۔

عید پر شاہجہان مسجد میں بڑی روح پرور منظر ہوتا ہے۔ مسلمان سارے برطانیہ سے پہنچ کر اس مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے پہنچتے ہیں۔ عید کی نماز کے بعد سب نمازیوں کے لئے دوپہر کے کھانے کا اہتمام انتظامیہ کی طرف سے کیا جاتا ہے۔

پٹنی مسجد

لندن کی قدیم ترین مسجد پٹنی میں ہے جہاں مسجد کی عمارت اور اس کے بلند و بالا مینار مقامی رنگ لئے ہوئے ہیں۔ مسجد کے پہلو میں گھاس کے بڑے بڑے تختے ہیں جو مسلمانوں کے میل ملاقات اور اجتماعات کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں۔ عام طور پر عید کے وقت یہاں احمدی مسلمانوں کا اجتماع ہوتا ہے اس مسجد کے احاطہ میں ماہ محرم میں لندن کے شیعہ مسلمان اپنی مجالس منعقد کرتے ہیں اور وہاں کے اجتماعات بھی ایسے ہی ہوتے ہیں جیسے لکھنؤ اور پاکستان کے دوسرے بڑے شہروں میں منعقد ہوتے ہیں۔

جس طرح پٹنی مسجد لندن میں قدیم ترین مسجد ہے اسی طرح سب سے وسیع اور کشادہ مسجد لندن میں ہے جس میں اسلامک کلچر سنٹر قائم ہے یہ مسجد نہ صرف لندن کے مسلمانوں میں مقبول ہے بلکہ بیرون ملک سے آنے والے مسلمانوں کے لئے میل ملاقات اور وہاں کے مسلمانوں سے ربط قائم کرنے کا ایک اہم ذریعہ بھی ہے [illegible] اسلامک کلچر سنٹر میں طلباء کے لئے قرآن [illegible] کا انتظام ہے۔

۱۹۲۰ء تک برطانوی حکومت نے لندن اور کارڈف کی مساجد کی تعمیر و دیکھ بھال [illegible] اس کے بعد جب کارڈف میں سومالی لینڈ اور یمن کے [illegible] نے رہائش اختیار کرلی تو انہوں نے شہر میں جدید مسجد تعمیر کی جس میں مینار اور قبہ موجود تھے اور سومالی اور یمنی مسلمانوں نے بطور عبادت گاہ استعمال کرنا شروع کر دیا۔

برطانیہ کے شاہی خاندان نے مساجد کی تعمیر میں نمایاں کردار ادا کیا ہے۔ جارج ششم نے لندن کے مرکزی مقام ریجنٹ پارک میں مسجد کے لئے ایک زمین کا ٹکڑا تحفتہً مصری مسلمانوں کو دیا یہ دراصل حکومت مصر کے اس اقدام کے جواب میں تھا جو اس نے قاہرہ میں گرجا کی تعمیر کے لئے عیسائیوں کو ایک قطعہ زمین وقف کر کے کیا تھا۔

برطانوی حکومت نے ایک لاکھ پونڈ کی رقم لندن کے اسلامک کلچر سنٹر اور مسجد کی تعمیر کے لئے مخصوص کی تھی۔ اس سنٹر کا افتتاح سرکاری طور پر جارج ششم نے خود ۱۹۴۴ء میں کیا تھا۔ اس کے بعد سے مرکزی لندن مساجد ٹرسٹ کے نام سے ایک ٹرسٹ کا قیام عمل میں آیا جس میں لندن میں مقیم تمام مسلم ممالک کے سفراء کو ٹرسٹی بنایا گیا۔

اس سنٹر میں ہر جمعہ کو نماز جمعہ کا اجتماع ہوتا ہے اس کے علاوہ عربی کلاسیں لگتی ہیں۔ مسلمانوں کے جتنے تہوار ہوتے ہیں ان پر تمام اجتماعات کا اہتمام کیا جاتا ہے اس کے علاوہ یہ سنٹر چونکہ قلب شہر میں واقع ہے اس لئے عام طور پر شادی بیاہ کے اجتماعات اسی جگہ منعقد کئے جاتے ہیں۔

لندن کے موجودہ سنٹر کے عقب میں ایک بڑی مسجد کی تعمیر کا منصوبہ زیرِ غور ہے جس میں وقتِ واحد میں تقریباً ایک ہزار آدمی نماز پڑھ سکیں گے۔ اس کی تعمیر کا کام اس وقت تک شروع نہیں کیا جا سکتا جب تک بیس لاکھ پونڈ سے زیادہ رقم اکٹھی نہیں ہو جاتی۔ گو اس مسجد کا بنیادی پتھر ۳ رجون ۱۹۵۴ء کو نصب کیا جا چکا ہے لیکن ہنوز اس کی تعمیر شروع نہیں ہوئی۔

برمنگھم کا اسلامی مرکز

اسی طرح برطانیہ کے دوسرے بڑے مسلم آباد علاقہ برمنگھم میں بھی ایک بڑی مسجد کی تعمیر اور اسلامک کلچرل سنٹر کے قیام کا منصوبہ زیرِ غور ہے۔ اس مقصد کے لئے برمنگھم کی کارپوریشن سٹیٹ کمیٹی نے ایک قطعہ زمین مخصوص کر دیا ہے۔ اس مسجد و سنٹر کی تعمیر پر اندازاً چار لاکھ پونڈ لاگت آئے گی۔ برمنگھم کے مقامی مسلمانوں نے ایک کمیٹی تشکیل کی ہے جو فنڈز جمع کرے گی۔

برمنگھم کا یہ کلچرل سنٹر برطانیہ کے مسلمانوں کی دینی تعلیم کی ضروریات کو بھی پورا کرے گا۔ یہاں طلباء کو ہر قسم کی تدریسی و تعلیمی سہولتیں مہیا کی جائیں گی۔

سنٹر میں ڈھائی ہزار افراد کے لئے گنجائش فراہم کی جائے گی۔ اس کے علاوہ ایک جدید قسم کی لائبریری اور عظیم ہال تعمیر کیا جائے گا۔ جو برمنگھم کے مسلمانوں کے لئے اجتماعی مرکز کا کام بھی دے گا۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ

مندرجہ بالا مضمون کے سلسلہ میں سیکرٹری صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے ذیل کا مراسلہ ایڈیٹر صاحب روزنامہ "مشرق" کو ارسال کیا ہے:۔

مکرمی ایڈیٹر صاحب روزنامہ مشرق لاہور

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کے مؤقر جریدہ کی ۱۴ رفروری ۱۹۶۷ء کی اشاعت میں "برطانیہ میں مساجد" کے موضوع پر ایک معلومات افزا مقالہ شائع ہوا ہے جس سے برطانیہ میں اسلام کی ترقی و ترویج پر روشنی پڑتی ہے۔ اس سلسلہ میں شاہجہان مسجد ووکنگ اور ووکنگ مسلم مشن کے متعلق ایک غلط فہمی کا ازالہ ضروری سمجھتا ہوں۔

(۱) خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم جو شاہجہان مسجد کے سب سے پہلے امام اور ووکنگ مسلم مشن کے بانی تھے، ۱۹۱۲ء میں اپنی چلتی ہوئی وکالت چھوڑ کر محض تبلیغ اسلام کی غرض سے انگلستان تشریف لے گئے تھے اور ۱۹۳۰ء میں نہیں بلکہ ۱۹۱۲ء ہی میں سر عباس علی بیگ اور انگلستان میں رہنے والے بعض برگزیدہ مسلمانوں کی وساطت سے ڈاکٹر لائٹنر کے لڑکوں سے انہوں نے مسجد ووکنگ کا چارج لیا اور وہاں ووکنگ مسلم مشن کے نام سے مشہور عالم تبلیغی ادارہ قائم کیا اور اسلامک ریویو کے نام سے ایک ماہوار رسالہ بھی جاری کیا جو آج تک مولوی عبدالمجید صاحب ایم اے کی ادارت میں شائع ہو رہا ہے۔

(۲) ووکنگ مسلم مشن میں خواجہ صاحب مرحوم کے علاوہ جماعت احمدیہ لاہور کے متعدد اراکین یکے بعد دیگرے بطور مبلغ و امام مسجد کام کرتے رہے ہیں، جن کے وعظ و تبلیغ سے انگلستان کے اعلیٰ اور متوسط طبقہ کے ہزاروں سنجیدہ اور فہمیدہ انگریز مرد اور عورتیں مشرف باسلام ہو چکے ہیں۔ ان اماموں میں چند ایک کے نام یہ ہیں:۔

(۱) مولانا صدر الدین صاحب موجودہ امیر جماعت احمدیہ لاہور۔

(۲) مولانا مصطفیٰ خاں صاحب بی اے (مرحوم)

(۳) مولانا محمد یعقوب خان صاحب ایڈیٹر دی لائٹ لاہور

(۴) مولانا آفتاب الدین احمد صاحب بی اے (مرحوم)

(۵) ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ صاحب ایم۔ایس۔سی پی۔ایچ۔ڈی (مرحوم)

(۶) شیخ محمد طفیل صاحب ایم۔اے۔

مشن کے موجودہ امام بی اے مصری صاحب بھی ...... جماعت احمدیہ لاہور ہی سے تعلق رکھتے ہیں۔

(۳) احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور اس مشن کے اخراجات کی کفیل ہے اور اب تک لاکھوں روپے اس مشن پر صرف کر چکی ہے۔

(۴) بلاشبہ ووکنگ مسجد میں فرقہ وارانہ خطوط پر کام نہیں ہوتا۔ اس کی واحد وجہ یہ ہے کہ انگلستان میں فرقہ وارانہ تبلیغ نقصان کا موجب ہے وہاں عیسائیت کے مقابل توحید اور رسالت کا وعظ ہی فائدہ مند ہو سکتا ہے اور یہی جماعت احمدیہ لاہور کا طریق عمل ہے۔

(ڈاکٹر) اللہ بخش

اشتہار "ایک غلطی کا ازالہ"

(بسلسلہ ص۸)

کے بالکل خلاف اور منافی ہونے کی وجہ سے قطعاً قابلِ قبول نہیں ہو سکتا۔ کاش آپ لوگ حضور کی تحریروں پر مجموعی حیثیت سے غور کرنے کی عادت ڈالیں تا ان میں اختلاف پیدا کرنے کی کوشش سے محفوظ ہو جائیں اور سا[illegible] غیروں کو خواہ مخواہ مذاق اڑانے کا موقعہ دینے سے بچ جائیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے خاص فضل سے ہمارے ان بھائیوں کو حضور کی تحریروں کے صحیح مفہوم تک رسائی حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

درخواست دعا

موضع شیخ محمدی (پشاور) سے طارق اللہ صاحب لکھتے ہیں کہ میرے والد محمود احمد ملنگ صاحب کی بیماری کبھی کم کبھی زیادہ ہو جاتی ہے یہ سلسلہ کئی دنوں سے جاری ہے دوائی کچھ اثر نہیں کرتی بہت زیادہ کمزور ہو گئے ہیں۔ احباب کرام سے استدعا ہے کہ ان کی صحت کے لئے دلی توجہ کے ساتھ دعا فرماویں۔

پیغام صلح۔ محمود احمد ملنگ صاحب جماعت کے قیمتی آدمیوں میں سے ہیں ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں شفائے کامل عطا فرمائے۔

چوہدری محمد ظفر اللہ خان سے سوال

اس عنوان سے ذیل کا مضمون روزنامہ نوائے وقت مورخہ ۵ رفروری ۱۹۶۷ء میں حضرت امیر ایدہ اللہ کی طرف سے شائع ہوا ہے۔

کراچی اخبارات (۳۰ رجنوری) میں سابق وزیر خارجہ پاکستان اور عالمی عدالت کے جج چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب کی ایک تقریر کا خلاصہ شائع ہوا ہے جس میں انہوں نے مسلمانوں کو تلقین کی ہے کہ وہ ایک خلیفہ یا امیر کے زیر قیادت مجتمع اور متحد ہو جائیں اس ضمن میں ان سے یہ الفاظ بھی منسوب کئے گئے ہیں کہ تاریخ اسلام اس امر کی منہ بولتی ہوئی دلیل ہے کہ مسلمان ہمیشہ اس دور میں ترقی و خوشحالی سے ہمکنار رہے جس دور میں [illegible] خلیفہ یا امیر کی حکومت تھی، چوہدری [illegible] جو بات سرسری انداز میں کہی ہے اس کے بارے میں یہ نکتہ یاد رکھنے کے قابل ہے کہ خلیفہ یا امیر صرف اسی صورت میں قوم کو متحد رہنے کا سبق دے سکتا ہے جبکہ وہ خود خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات کا [illegible] سے پابندی کرنے والا ہو اور اپنے آپ کو قوم کے سامنے جوابدہ سمجھتا ہو، خلفاء راشدین نے عوام الناس کے سامنے یہ اعلان کیا تھا کہ جب تک وہ اللہ اور رسول کے احکام کے پابند رہیں ان کی اطاعت کی جائے اور واضح لفظوں میں لوگوں پر یہ فریضہ بھی عائد کیا کہ اگر وہ راہ انحراف اختیار کریں تو ان کو سیدھا کر دیا جائے حضرت ابوبکر صدیق نے مسند خلافت پر متمکن ہوتے ہی فوراً یہ اعلان کیا تھا کہ انی قد ولیت امرکم ولست بخیرکم وا[illegible] ما اطعت اللہ ورسولہ۔ میں تمہارا حاکم [illegible] لیکن میں تم سے بہتر نہیں ہوں تم میری اس وقت تک اطاعت کرو جب تک میں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کروں اور مزید فرمایا وان زغت فقومونی۔ اور اگر میں [illegible] کرتے ہوئے ٹیڑھا چلوں تو تم مجھے سیدھا کر دو [illegible] مجمع نے جواباً کہا ان زغت لقومناک بـ[illegible] اگر تو ٹیڑھا چلے تو ہم اپنے نیزوں کی انیوں سے [illegible] کرکے رکھ دیں گے۔ اس قیمتی اعلان نے [illegible] درمیان صحت مند توازن قائم رکھا تھا یہی [illegible] فاروق نے اختیار کر رکھا تھا انہوں نے فرمایا تھا [illegible] منی عوجا فلیقومہ کہ جو شخص مجھ میں [illegible] ٹیڑھا پن پائے اس کے لئے لازم ہے کہ وہ اس کو [illegible] کر دکھائے۔ خلفائے راشدین نے صرف اس اعلان پر اکتفا نہ کیا اس پر عمل بھی کر دکھایا۔ اس لئے خلفائے راشدین کی اس اہم سنت کے پیش نظر میں چوہدری [illegible] ان سے استدعا ضروری سمجھتا ہوں کہ وہ اس بات کی [illegible] کریں کہ جس خلیفہ یا امیر کو وہ امت کے اتحاد کا ذریعہ [illegible] چاہتے ہیں کیا وہ بھی خلافت راشدہ کے [illegible] عمل پر کاربند ہو کر اپنے آپ کو عوام کے سامنے [illegible]

(صدر الدین امیر جماعت احمدیہ لاہور)

تفسیر سورۃ فاتحہ

(بسلسلہ صفحہ ۲)

ایک تو وہ ہیں جن میں اعمال کا کوئی دخل نہیں۔ جیسے سورج، چاند، ہوا وغیرہ جو خدا تعالےٰ نے بغیر ہمارے کسی عمل کے ہمارے وجود میں آنے سے بھی پیشتر اپنی قدرت کاملہ سے تیار کر رکھے ہیں۔

اور دوسرے وہ ہیں جن میں اعمال کا دخل ہے۔ اور عابد۔ زاہد اور پرہیزگار لوگ عبادت کرتے اور پھر اپنا اجر پاتے ہیں۔

رَبّ

اب تین فرقوں کی بابت تو تم سن چکے ہو۔ یعنے ایک فرقہ تو وہ ہے کہ جو اللہ کو رب نہیں سمجھتا اور ذرہ ذرہ کو اس کا شریک ٹھہراتا ہے۔ اور مانتا ہے کہ ارواح اور ذراتِ عالم کا پیدا کرنا اللہ تعالےٰ کی طاقت سے باہر ہے۔ اور جیسے خدا خود بخود ہے۔ ویسے ہی وہ بھی خود بخود ہیں۔ اس لئے ربّ العالمین کہہ کر اس فرقہ کی تردید کی گئی ہے۔

دوسرا فرقہ وہ ہے جو سمجھتا ہے کہ خدا اپنے فضل سے کچھ نہیں دے سکتا

رحمٰن

جو کچھ بھی ہمیں ملا ہے اور ملے گا وہ ہمارے اپنے کرموں کا پھل ہے۔ اس لئے لفظ رحمٰن کے ساتھ اس کا رد کیا گیا ہے۔

رحیم

اور اس کے بعد رحیم کہکر اس فرقہ کی تردید کی گئی ہے جو اعمال کو غیر ضروری خیال کرتے ہیں اب ان تینوں فرقوں کا بیان کرکے فرمایا یعنے جزا و سزا کے دن کا مالک ہے۔ اور اس سے اس گروہ کی تردید مطلوب ہے جو کہ جزا و سزا کا قائل نہیں۔ کیونکہ ایسا ایک فرقہ بھی دنیا میں موجود ہے۔ جو جزا سزا کا منکر ہے

مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْن

جو لوگ خدا کو رحیم نہیں مانتے ان کو تو بے پرواہ بھی کہہ سکتے ہیں۔ مگر جو مالک یوم الدین والی صفت کو نہیں مانتے وہ تو خدا کی ہستی سے بھی منکر ہوتے ہیں۔ اور جب خدا کی ہستی ہی نہیں جانتے تو پھر جزا سزا کس طرح مانیں؟

غرض ان چار صفات کو بیان کرکے خدا فرماتا ہے کہ اے مسلمانو! تم کہو کہ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ یعنے اے چار صفتوں والے خدا ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں۔ اور اس کام کے لئے مدد بھی تجھ ہی سے چاہتے ہیں۔ (باقی ــ باقی)

بقیہ مقالہ از صـ ۳

کہا کہ جو کرتہ آپ نے پہن رکھا ہے وہ مال غنیمت کی دو چادروں سے بنا ہوا معلوم ہوتا ہے حالانکہ آپ کے حصہ میں صرف ایک چادر آئی تھی۔ جب تک آپ یہ نہیں بتائیں گے کہ دوسری چادر آپ نے کہاں سے اور کیونکر لی ہم آپ کی بات نہیں سنیں گے، الفضل کی منطق کے مطابق حضرت عمرؓ کو چاہیئے تھا کہ اسے کہتے کہ تم کون ہوتے ہو مجھ پر اعتراض کرنے والے میں اپنے خدا اور رسول کے سامنے جوابدہ ہوں تمہارے سامنے جوابدہ نہیں یا زیادہ سے خلیفہ ثانی کے ارشاد کے مطابق کہہ سکتے تھے کہ تم سچے بھی ہو تو مجھ پر سچے اعتراض کرنے والا بھی جہنمی ہے۔ لیکن انہوں نے ایسا نہیں کہا، نہ معترض پر بغاوت کا الزام لگایا بلکہ اپنے بیٹے کو جواب دینے کے لئے کہا، اور اس نے بتایا کہ میرے حصہ میں جو چادر آئی تھی وہ میں نے ابا جان کو دے دی تھی، اور اس طرح دو چادروں سے ان کا کرتہ بن گیا۔

ایک اور واقعہ سن لیجئے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک دفعہ سر منبر یہ فرما رہے تھے کہ لوگو تم عورتوں کے مہر زیادہ باندھنے لگ گئے ہو، میں مہر کی حد مقرر کر دوں گا، اس پر ایک بڑھیا اٹھی اور اس نے آپ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا یا ابن الخطاب اللہ یعطینا و انت تمنع اور ساتھ ہی یہ آیت پڑھ دی وان اٰتیتم احدٰھن قنطارًا فلا تاخذوا منه شيئًا۔ یعنے اے خطاب کے بیٹے (دیکھئے امیرالمؤمنین بھی نہیں کہا، خطاب کے بیٹے کہکر مخاطب کیا ہے) اللہ تعالےٰ ہم کو دلاتا ہے اور تم منع کرتے ہو خدا تو فرماتا ہے کہ اگر تم اپنی عورتوں کو ڈھیروں ڈھیر مہر دو تو بھی اس میں سے کچھ واپس نہ لو ۴۴

۴۴ یہ سننا تھا اور حضرت عمر بجائے اس کے کہ یہ کہتے کہ بڑھیا! تو کون ہوتی ہے ایسا کہنے والی کیا تو مجھ سے زیادہ قرآن جانتی ہے۔ انہوں نے نہایت انکساری کے ساتھ اپنی غلطی کا اعتراف کرتے ہوئے کہا نساء المدینة افقه من عمر۔ مدینہ کی عورتیں بھی بڑھ کر دین کو سمجھتی ہیں، اللہ اللہ یہ تھے خلفائے راشدین ایک بڑھیا کے سامنے بھی جوابدہی سے نہیں جھجکے، الفضل کی منطق کے مطابق تو انہیں یہ کہنا چاہیئے تھا فان تنازعتم فی شیئ فردوہ الی اللہ والرسول کی آیہ کریمہ کی رو سے تم اپنا تنازعہ خدا اور رسول کے پاس لے جاؤ میں تو انہی کے سامنے جوابدہ ہوں۔

ایک اور واقعہ سن لیجئے ایک موقعہ پر ایک شخص نے کئی بار حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو مخاطب کرکے کہا کہ اتق اللہ یا عمر یعنے اے عمر خدا سے ڈر، حاضرین

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

ہفت روزہ

پیغام صلح

لاہور

فون نمبر ۷۷۳۶

زرِ مبادلہ
پاک و ہند سے ۔ چھ روپے
بیرونی ممالک سے ۔ ایک پونڈ

مدیر: دوست محمد
زیرِ معاون بشیر احمد سوز
فی پرچہ ۱۲ پیسے

"لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں۔ لاہور میں ہمارے پاک محب ہیں
میں تیرے خالص محبوں کا گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے نفوس و
اموال میں برکت دوں گا۔"
(الہامات حضرت مسیح موعود)

حضرت مسیح موعود اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفانِ ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا۔
۲۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی۔
۳۔ سب صحابہؓ اور آئمہ دین احترام کے لائق ہیں۔
۴۔ سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے۔
۵۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۶۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا۔

جلد ۵۴ | یوم پنجشنبہ ۔ مؤرخہ ۲۰ ذیقعد ۱۳۸۶ھ ۔ مطابق ۲ مارچ ۱۹۶۷ء | نمبر ۹

یہ خدا ہی ہے کہ جب انسان سچے دل سے اس کی طرف آتا ہے

تو اس کے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے

ارشادات حضرت امام الزمان مسیح موعود علیہ السلام

"استغفار کرتے رہو۔ اور موت کو یاد رکھو۔ موت سے بڑھکر اور کوئی بیدار کرنے والی چیز نہیں۔ جب انسان سچے دل سے خدا کی طرف رجوع کرتا ہے۔ تو اللہ تعالےٰ اپنا فضل کرتا ہے۔ جس وقت انسان اللہ کے حضور سچے دل سے توبہ کرتا ہے۔ تو اللہ تعالےٰ اس کے پہلے گناہ بخش دیتا ہے۔ پھر بندے کا معاملہ ... انسان کا کوئی ذرا سا بھی گناہ کرے تو وہ ساری عمر اس کا کینہ اور دشمنی رکھتا ہے۔ اور گو زبانی معاف بھی کر دے ... کرے۔ لیکن پھر بھی جب اُسے موقعہ ملتا ہے تو اپنے اس کینہ اور عداوت کا اس سے اظہار کرتا ہے۔ یہ خدا ہی ہے کہ جب بندہ سچے دل سے اس کی طرف آتا ہے تو اس کے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے۔ اس لئے ایسے ہو کر جاؤ کہ تم وہ ہو جاؤ جو پہلے نہ تھے۔ نماز سنوار کر پڑھو۔ خدا جو یہاں ہے وہاں بھی ہے ... کہ جب تک تم یہاں ہو۔ تمہارے دلوں میں رقت اور خدا کا خوف ہو۔ اور جب پھر اپنے گھروں میں ... بے خوف اور نڈر ہو جاؤ۔ نہیں بلکہ خدا کا خوف ہر وقت تمہیں رہنا چاہیئے۔ ہر ایک کام کرنے سے ... اور دیکھ لو۔ اس سے خدا تعالےٰ راضی ہوگا، یا ناراض۔ نماز بڑی ضروری چیز ہے ... مومن کا ... خدا تعالےٰ سے دُعا مانگنے کا بہترین ذریعہ نماز ہے۔ نماز اس لئے نہیں کہ ٹکریں ماری جاویں یا ... کچھ ٹھونگیں ماریں۔ بہت لوگ ایسی ہی نمازیں پڑھتے ہیں۔ اور بہت سے لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ کسی کی ... سے نماز پڑھنے لگتے ہیں۔ یہ کچھ نہیں۔"

(ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

بحرِ حکمت کے موتی

افضل الایمان کی خصوصیت

منجانب شیخ عبدالرحمان صاحب مصری

عن معاذ بن جبل انه سال النبی صلی اللہ علیه وسلم عن افضل الایمان قال ان تحبّ للہ وتبغض للہ وتعمل لسانك فی ذکر اللہ قال وماذا یا رسول اللہ قال وان تحبّ للناس ما تحب لنفسك وتکرہ لهم ما تکرہ لنفسك۔

رواہ احمد مشکوٰۃ کتاب الایمان

معاذ بن جبل رضؓ روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت نبی کریم صلعم سے افضل الایمان کے متعلق دریافت کیا آنحضور صلعم نے جواب میں فرمایا کہ تمہاری محبت کسی شخص یا کسی چیز سے محض اللہ تعالےٰ کے لئے ہو نفسانی خواہشات یا دنیاوی اغراض یا ریاکاری کا اس میں ذرّہ بھر بھی دخل نہ ہو اسی طرح تمہارا بغض بھی محض للہ ہی ہو کسی انتقامی جذبہ یا کسی اور جذبہ سے بالکل پاک ہو اس کے علاوہ اپنی زبانوں کو ہر وقت ذکر الٰہی میں مشغول رکھو تا وہ دوسرے لغو قسم کے ذکروں سے محفوظ رہیں اور دوسرا طریق اس کا یہ ہے کہ لوگوں کو توحید الٰہی کی طرف دعوت دیتے رہو۔ معاذ رضؓ نے دریافت کیا اے اللہ کے رسولؐ اس کے بعد میں کیا کروں فرمایا کہ دیگر لوگوں کے لئے تو اسی بات کو پسند کر جو تو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔ اگر مسلمان اپنے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان کردہ اس سنہری اصول پر کاربند ہو جائیں تو ان کے درمیان پیدا ہونے والے تمام قسم کے فسادات ... درمیان پیدا ہونے والی تمام بدیوں کا قلع قمع ہو جائے۔ ہر شخص اپنے لئے یہی پسند کرتا ہے کہ دوسرے اس کی عزت کریں اور احترام کی نظر سے اس کو دیکھیں اور اس کے ساتھ بہترین سلوک ...

تفسیر سورۃ فاتحہ

از حضرت مسیح موعود علیہ السلام

(بسلسلہ اشاعت گذشتہ)

عرش مخلوق نہیں

اور یہ جو حدیث شریف میں آیا ہے کہ خدا تعالیٰ کے عرش کو چار فرشتوں نے اُٹھایا ہوا ہے۔ اس کا مطلب بھی یہی ہے کہ اس کی ان چار صفات کا ظہور موجود ہے اور اگر یہ چار نہ ہوں۔ یا چاروں میں سے ایک نہ ہو تو پھر خدا کی خدائی میں نقص لازم آتا ہے۔ اور بعض لوگ نا سمجھی سے عرش کو جو ایک مخلوق چیز مانتے ہیں۔ تو وہ غلطی پر ہیں۔ انکو سمجھنا چاہیئے۔ کہ عرش کوئی ایسی چیز نہیں جس کو مخلوق کہہ سکیں وہ تو تقدس اور تنزہ کا ایک وراء الورا مقام ہے۔ جس کو لوگ خیال کرتے ہیں۔ کہ جیسے ایک بادشاہ تخت پر بیٹھا ہوا ہوتا ہے۔ ویسے ہی خدا بھی عرش پر جلوہ گر ہے۔ جس سے لازم آتا ہے کہ محدود ہے۔ لیکن ان کو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ قرآن مجید میں اس بات کا ذکر تک نہیں۔ کہ عرش ایک تخت کی طرح ہے۔ جس پر خدا بیٹھا ہوا ہے۔ کیونکہ نعوذ باللہ اگر عرش سے مراد ایک تخت لیا جاوے جس پر خدا بیٹھا ہوا ہے۔ تو پھر ان آیات کا کیا ترجمہ کیا جاوے گا۔ کہ جہاں لکھا ہے کہ خدا ہر ایک چیز پر محیط ہے۔ اور جہاں تین ہیں وہاں چوتھا ان کا خدا۔ اور جہاں چار ہیں وہاں پانچواں ان کا خدا۔ اور پھر لکھا ہے۔ ونحن اقرب الیہ من حبل الورید ٢٦/١٦ اور وھو معکم این ما کنتم ٢٧/٤ ۔

عرش ایک وراء الوراء مقام ہے

غرض اس بات کو اچھی طرح سے سمجھنا چاہیئے کہ کلام الٰہی میں استعارات بہت پائے جاتے ہیں۔ چنانچہ ایک جگہ دل کو بھی عرش کہا گیا ہے۔ کیونکہ خدا کی تجلی بھی دل پر ہوتی ہے۔ اور ایسا ہی عرش اس وراء الوراء مقام کو کہتے ہیں جہاں مخلوق کا نقطہ ختم ہو جاتا ہے۔

اہل علم اس بات کو جانتے ہیں کہ ایک تو تشبیہ ہوتی ہے۔ اور ایک تنزیہ ہوتی ہے مثلاً یہ بات کہ جہاں کہیں تم ہو۔ وہ تمہارے ساتھ ہے۔ اور جہاں پانچ ہوں وہاں چھٹا ان کا خدا ہوتا ہے۔ یہ ایک قسم کا تشبیہ ہے جس سے دھوکہ لگتا ہے کہ کیا خدا بھی محدود ہے؟ اس لئے اس دھوکا کے دُور کرنے کے لئے بطور جواب کے کہا گیا ہے کہ وہ تو عرش پر ہے۔ جہاں مخلوقات کا دائرہ ختم ہو جاتا ہے۔ اور وہ کوئی اس قسم کا تخت نہیں ہے جو سونے چاندی وغیرہ کا بنا ہوا ہو۔ اور اس پر جواہرات وغیرہ جڑے ہوئے ہوں۔ بلکہ وہ تو ایک اعلیٰ ارفع اور وراء الوراء مقام ہے اور اس قسم کے استعارات قرآن مجید میں بکثرت پائے جاتے ہیں جیسے فرمایا اللہ تعالیٰ نے:-

ومن کان فی ھٰذہٖ اعمیٰ فھو فی الاٰخرۃ اعمیٰ واضل سبیلا ١٥/١٨

رُوحانی اندھے

ظاہراً تو اس کے معنے یہی ہیں۔ کہ جو اس جگہ اندھے ہیں وہ آخرت کو بھی اندھے ہی رہیں گے۔ مگر یہ معنی کون قبول کرے گا۔ جبکہ دوسری جگہ پر صاف طور پر لکھا ہے کہ خواہ کوئی سوجاکھا ہو۔ خواہ اندھا جو ایمان اور اعمال صالحہ کے ساتھ جاوے گا۔ وہ تو بینا ہوگا لیکن جو اس جگہ ایمانی روشنی سے بے نصیب رہے گا۔ اور خدا کی معرفت حاصل نہیں کرے گا۔

دنیا مزرعہ آخرت ہے۔

وہ آخرت کو بھی اندھا ہی رہے گا۔ کیونکہ یہ دنیا مزرعہ آخرت ہے۔ جو کچھ کوئی یہاں بوئے گا وہی کاٹے گا۔ اور جو اس جگہ سے بینائی لے جائے گا۔ وہی بینا ہوگا۔ پھر اس کے آگے خدا تعالیٰ نے ایک دعا اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم۔ یعنے اے خدا۔ کہ تو رب العالمین۔ رحمٰن۔ رحیم اور مالک یوم الدین ہے۔ ہمیں وہ راہ دکھا۔ جو ان لوگوں کی راہ ہے۔ جن پر تیرا بے انتہا فضل ہوا۔ اور تیرے بڑے بڑے انعام اکرام ہوئے۔

مومن کا فرض

مومن کو چاہیئے کہ ان چار صفات والے خدا کا صرف زبانی اقرار ہی نہ کرے بلکہ اپنی ایسی حالت بنا دے۔ جس سے معلوم ہو کہ وہ صرف خدا کو ہی رب جانتا ہے۔ زید عمر کو نہیں جانتا۔ اور اس بات پر یقین رکھے کہ درحقیقت خدا ہی ایسا ہے جو عملوں کی سزا دیتا ہے (اخبار الحکم صفحہ ۵ مورخہ ۲ جنوری ۱۹۰۸ء) اور پوشیدہ سے پوشیدہ اور نہاں در نہاں گناہوں کو جانتا ہے۔ یاد رکھو کہ صرف زبانی باتوں سے کچھ نہیں ہوتا۔ جب تک عملی حالت درست نہ ہو۔ جو شخص حقیقی طور پر خدا کو ہی اپنا رب اور مالک یوم الدین سمجھتا ہے۔ ممکن ہی نہیں کہ وہ چوری، بدکاری، قمار بازی یا دیگر افعال شنیعہ کا مرتکب ہو سکے۔ کیونکہ وہ جانتا ہے کہ یہ سب چیزیں ہلاک کر دینے والی ہیں۔ اور ان پر عمل درآمد کرنا خدا تعالیٰ کے حکم کی صریح نافرمانی ہے۔

عملی حالت

غرض انسان جب تک عملی طور پر ثابت نہ کر دیوے کہ وہ حقیقت میں خدا پر سچا اور پکا ایمان رکھتا ہے۔ تب تک وہ فیوض اور برکات حاصل نہیں ہو سکتے جو مقربوں کو ملا کرتے ہیں۔

مومن کا فرض

وہ فیوض جو مقربانِ الٰہی اور اہل اللہ پر ہوتے ہیں۔ وہ صرف اسی واسطے ہوتے ہیں کہ ان کی ایمانی اور عملی حالتیں نہایت اعلیٰ درجہ کی ہوتی ہیں۔ اور انہوں نے خدا تعالیٰ کو ہر ایک چیز پر مقدم کیا ہوا ہوتا ہے۔

زبانی باتیں کچھ چیز نہیں۔

سمجھنا چاہیئے کہ اسلام صرف اتنی بات کا ہی نام نہیں ہے کہ انسان زبانی طور پر ورد و وظائف اور ذکر اذکار کرتا رہے۔ بلکہ عملی طور پر اپنے آپ کو اس حد تک پہنچانا چاہیئے۔ کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے تائید اور نصرت شامل حال ہونے لگے۔ اور انعام اکرام وارد ہوں۔ جس قدر اولیاء و انبیاء گزرے ہیں۔ ان کی عملی حالتیں نہایت پاک تھیں۔ اور ان کی راستبازی اور دیانتداری اعلیٰ پایہ کی تھی۔ اور یہی نہیں کہ جیسے یہ لوگ احکام الٰہی بجا لاتے ہیں اور روزے رکھتے ہیں۔ اور زکوٰتیں ادا کرتے ہیں۔ اور نمازوں میں رکوع سجود کرتے اور سورۃ فاتحہ پڑھتے ہیں۔ وہ بھی پڑھتے تھے۔ اور احکام الٰہی ادا کرتے تھے۔ بلکہ ان کی نظر میں تو وہ سب کچھ مُردہ معلوم ہوتا تھا۔ اور ان کے وجود پر ایک قسم کی موت طاری ہو گئی تھی۔ ان کی آنکھوں کے سامنے تو ایک خدا کا وجود ہی رہ گیا تھا۔ اسی کو ہی وہ اپنا کارساز اور حقیقی رب یقین کرتے تھے۔ اسی سے ان کا تعلق تھا۔ اور اسی کے عشق میں وہ ہر وقت محو اور گداز رہتے تھے۔

خدا کی نصرت۔

جب ایسی حالت ہو۔ تو قدیم سے یہ سنت اللہ ہے کہ ایسے شخص کی خدا تعالیٰ تائید اور نصرت کرتا ہے۔ اور غیبی طور پر اسے مدد دیتا ہے۔ اور ہر ایک میدان میں اسے فتح نصیب کرتا ہے۔

اولیاء اللہ۔

دیکھو مذہب اسلام میں ہزاروں اولیاء اللہ گذرے ہیں۔ ہر ایک ملک میں ایسے چار پانچ لوگ تو ضرور ہی ہوتے ہیں جن کو اس وقت تک لوگ بڑی عزت سے یاد کرتے ہیں اور ان کے مجاہدات اور کرامات کا عجیب عجیب طرح سے ذکر کرتے ہیں اور دہلی کا تو ایک بڑا میدان اسی قسم کے بزرگوں سے بھرا پڑا ہے۔

غرض سوچنا چاہیئے کہ اگر ایک انسان ایک ڈاکو اور چور سے دلی محبت [illegible]

(باقی پرسال)

ہفت روزہ پیغام صلح ـــــ لاہور ـــــ مورخہ ۲ مارچ ۱۹۶۷ء

خلیفہ صاحب ربوہ کی لاف زنی

ربوہ کے خلیفہ ثالث کچھ دنوں سے اپنی گرتی ہوئی جماعت کو یہ تاثر دے کر سنبھالنے کی کوشش کر رہے ہیں کہ جماعت احمدیہ لاہور کے لوگ ایک ایک کر کے انکی بیعت میں داخل ہوتے جارہے ہیں، قبل ازیں انہوں نے ایک مجلس میں اپنی جماعت کو یہ خوشخبری بھی سنائی تھی کہ :-

"ہندوستان میں جتنے غیر مبائع تھے ان کی اکثریت بیعت کر کے مبائعین میں شامل ہوگئی ہے"۔

اس پر جب ہم نے ان سے بیعت کرنے والوں کے نام اور پتے دریافت کئے تو خاموشی کے سوا نہ اور کوئی جواب بن نہ آیا اب ایک خطبہ جمعہ (مندرجہ الفضل مؤرخہ ۲۲ر فروری ۱۹۶۷ء) میں خلیفہ صاحب نے یہ اعلان کیا ہے :-

" مجھے بڑی خوشی ہوئی یہ دیکھ کر کہ ہمارے چند غیر مبائع دوست بھی یہاں تشریف لائے تھے اور ان میں سے چند ایک نے تو یہیں بیعت کر لی اور ایک کے منہ سے تو نکلا کہ ہم تو کچھ اور ہی سمجھتے تھے لیکن یہاں آکر کچھ اور دیکھا، سمجھتے تو وہی تھے جو ان کو بتایا جاتا تھا کہ خدا تعالےٰ کا فضل مبائعین کی جماعت کے ساتھ نہیں ہے بلکہ غیر مبائعین کی جماعت کے ساتھ ہے۔ سُنی سنائی باتوں پر وہ یقین رکھتے تھے لیکن جو آنکھ نے دیکھا وہ کان نے جھٹلا دیا اور انہوں نے یہ مشاہدہ کیا کہ اللہ تعالےٰ کے ہزار قسم کے فضل اور رحمتیں اس جماعت پر نازل ہو رہی ہیں اور خصوصاً جلسہ کے ایام میں تو اللہ تعالےٰ دلوں پر تصرف کر کے ایک خاص کیفیت روحانی پیدا کر دیتا ہے .... اس سے وہ متاثر ہوئے اور یہیں انہوں نے بیعت کر لی۔

ایک دوست تھے وہ کسی وجہ سے بیعت تو نہیں کر سکے لیکن ان کا تاثر یہ تھا کہ وہ ایک دوست سے ۲۸ر جنوری کی صبح کو کہنے لگے کہ میں قسم کھا کے کہہ سکتا ہوں کہ یہ تقریر (جو غیر مبائعین کے متعلق تھی ۲۷ر تاریخ کو) ساری کی ساری الہامی تھی، تقریبا الہامی تو نہ تھی اگرچہ اس کے خاص فضل کی حامل تھی مگر اس قسم کا اثر اللہ تعالےٰ نے انکے دماغ پر ڈالا لیکن اس کے باوجود ابھی انہوں نے بیعت کر کے اپنے اس عہد بیعت کی جو انہوں نے یا ان کے بڑوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے کیا تھا اس کی تجدید نہیں کی، اللہ تعالےٰ سے دعا ہے کہ وہ انہیں بھی اور ان کے دوسرے بھائیوں کو بھی توفیق عطا کرے کہ وہ ایک ایک کر کے اس جماعت کے ساتھ شامل ہوں"

ہمیں خلیفہ کی "خوشی" سے بڑھکر خوشی ہوتی اگر وہ اس لمبے چوڑے بیان کے ساتھ ان "غیر مبائع" دوستوں کے نام اور پتے بتا دیتے جنہوں نے اُن کی تقریر کو سُن کر بیعت کر لی اور اس "غیر مبائع" کا بھی نام لے دیتے جس نے خدا کی قسم کھا کر ان کی تقریر کو الہامی ... بتایا تھا نام لئے بغیر اس قسم کی لاف گزاف ان لوگوں کا کام ہے۔ جو خواہ مخواہ اپنی بڑائی کا رعب دوسروں پر بٹھانا چاہتے ہیں، خلیفہ صاحب کو اپنی پوزیشن کے پیش نظر اس قسم کی لاف و گزاف سے پرہیز کرنا چاہیئے.... اور اگر اس ذریعہ سے اپنی گرتی ہوئی جماعت کو بچا کر سنبھالا دینا مقصود ہے تو یہ بات دوسری ہے، لیکن وہ یاد رکھیں کہ اس قسم کے سہارے دینا ایسا ہی ہے جیسے ایک گرتی ہوئی دیوار کی بنیادوں میں ریت بھر دی جائے۔ خلیفہ صاحب کو معلوم ہونا چاہیئے کہ ایسی حیلہ سازیوں سے انکی قوم مضبوط نہیں ہو سکتی اور یہ بالکل غلط ہے، کہ ہماری جماعت کے لوگ ایک ایک کر کے اُن کی جماعت میں شامل ہو رہے ہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ جماعت ربوہ میں سے کئی فہمیدہ اصحاب ان کی "انوکھی نبوت" اور بعض دیگر ناگفتہ بہ کاموں سے بیزار ہو کر جماعت احمدیہ لاہور میں آچکے ہیں، جن کے نام بھی ہم بشرط ضرورت بتانے کے لئے تیار ہیں، ان کے علاوہ بھی ربوہ میں ایسے لوگوں کی کثیر تعداد موجود ہے جو دل سے بیزار ہونے کے باوجود خلیفہ صاحب کے حلقۂ انقیاد سے نکلنے کی راہ نہیں پاتے۔

ڈچ گیانا میں جماعتی سرگرمیاں

جناب عبدالرحیم صاحب جگو کا خط

ڈچ گیانا (جنوبی امریکہ) سے جناب عبدالرحیم جگو صاحب جنرل سیکرٹری صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہ انہوں نے عید الفطر کے موقعہ پر تہنیتی پیغام بھیجا، لکھتے ہیں کہ عید کی نماز میں ہمارے ہاں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ایک بڑا شاندار اجتماع ہوا جس میں ملک کے تمام حصص سے چودہ سو آدمیوں نے شرکت کی۔ اس موقعہ پر میں نے تقریر کرتے ہوئے احمدیت کے متعلق کئی امور پر روشنی ڈالی اور ملانوں کی مخالفانہ سرگرمیوں کا بھی ذکر کیا اور بتایا کہ آج ہم اس قابل ہیں کہ اسلام کا پیغام تمام دنیا میں پہنچائیں، اس غرض سے میں نے یہ ڈیوٹی اپنے ذمہ لی ہے کہ اپنے مسلمان بھائیوں کو اس بات کی طرف متوجہ کردوں کہ وہ اپنے روپیہ اور اپنی سرگرمیوں کو تحریک احمدیت کی تائید اور حمایت میں لگادیں، اور باہمی تفرقہ [illegible] متحد ہو جائیں۔

اس غرض سے میرا ارادہ ہے کہ [illegible]

کاراکاس، جمیکا، کوراکاؤ، ٹرینیڈاڈ، بارباڈوس [illegible] میں خیر سگالی کا پیغام لے کر جاؤں گا۔ انشاءاللہ اس دورہ کے بعد میں آپ کو پورے حالات سے مطلع کردوں گا۔ جہربانی فرما کر ہماری احمدیہ [illegible] احساسات اور خیر سگالی کے جذبات کا [illegible] کے ذریعہ تمام جماعت بالخصوص الحاج [illegible] ایدہ اللہ کی خدمت میں پہنچا دیں۔

ڈاکٹر لوئیس ہویک انتقال فرما گئے

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْن

ہیگ (ہالینڈ) سے مولانا غلام احمد صاحب [illegible] مبلغ شیخ میاں محمد ٹرسٹ بذریعہ تار اطلاع دیتے ہیں کہ جماعت کے عالم اور بزرگ پروفیسر لوئیس ہویک [illegible] ۱۶ر فروری کو مختصر بیماری کے بعد رحلت فرما گئے۔

پروفیسر صاحب مرحوم نے ایک طویل عرصہ تک حضرت شیخ میاں محمد صاحب مرحوم و مغفور سے خط و کتابت اور ملاقات کے ذریعہ اسلام کی تحقیق کرنے کے بعد حال ہی میں اسلام قبول کیا تھا، علوم جدیدہ پر ان کی بڑی وسیع اور عمیق نگاہ تھی اور اسلام کے متعلق مکمل تحقیق کرنے کے بعد انشراح صدر سے حلقہ بگوش اسلام ہوئے تھے۔ ان کی خواہش تھی کہ بقیہ زندگی خدمت اسلام میں بسر کریں۔ اسلام [illegible] "الفارق" میں مضامین بھی لکھتے رہتے [illegible] حضرت میاں صاحب مرحوم کی خواہش [illegible] قبول کر لیں سو وہ خواہش پوری ہو گئی اور اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل سے اسلام کے لئے ان کا سینہ کھول دیا اور انہیں قبولیت اسلام کا شرف عطا ہوا۔ [illegible] مختصر سی بیماری کے بعد وہ اپنے مولائے حقیقی سے جا ملے۔ انا للّٰہ و انا الیہ راجعون۔

وہ حضرت میاں صاحب مرحوم سے [illegible] اور محبت رکھتے تھے۔ میاں صاحب مرحوم [illegible] لئے بہت محبت اور شفقت کے جذبات رکھتے [illegible] صاحب مرحوم کا حضرت میاں صاحب مرحوم [illegible] کے معاً دو دن بعد انتقال فرمانا دونوں [illegible] آپس میں شدید تعلق اور روحانی قرب کا [illegible]

احباب جماعت سے درخواست [illegible] دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ پروفیسر صاحب مرحوم پر اپنے فضلوں اور رحمتوں کی بارش نازل [illegible] جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام بخشے اور [illegible] خصوصاً مسز ہویک کو اس صدمہ کے برداشت کی قوت عطا فرمائے۔ آمین۔ خاکسار [illegible]

حضرت ابراھیمؑ کا وجود اور کعبۃ اللہ اتحادِ اقوامِ عالم کا ذریعہ ہیں

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مضبوط ایمان اور اخلاقِ فاضلہ جو ایک عظیم الشان انقلاب کا موجب ہوئے

حضرت امامِ وقت کا ایمان اور تعلق باللہ کا نظارہ مشکل ترین حالات میں

امامِ وقت کے برحق ہونے کی گواہی اپنے اعمال سے دو

خطبہ جمعہ۔ مؤرخہ ۲۴ فروری ۱۹۶۷ء۔ فرمودہ حضرت امیر قوم مولینا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ العزیز بمقام جامع احمدیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

ولاتم نعمتی علیکم ولعلکم تھتدون۔ کما ارسلنا فیکم رسولا منکم یتلوا علیکم اٰیٰتنا ویزکیکم ویعلمھم الکتاب والحکمۃ ویعلمکم مالم تکونوا تعلمون ——— (البقرۃ - ۱۵۱)

رسولِ کریم صلعم کی بعثت کے وقت قوموں کے مختلف معتقدات اور باہمی منافرت

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب مبعوث ہوئے تو ان کے رستے مختلف قوموں کے مختلف اعتقادات تھے۔ بت پرست بھی تھے۔ جو بت پرستی پر بڑی شدت سے قائم تھے۔ اور یقین کرتے تھے کہ محمد (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) جو یہ کہتے ہیں کہ اس کائنات کا ایک ہی خالق و مالک ہے اور سارا نظام کائنات صرف اسی کے ہاتھ میں ہے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ یہ ناممکن بات ہے۔ اگر بت پرست قوم کو شدت سے یقین تھا کہ بتوں کی پوجا کرنا صحیح ہے۔ تو اسی طرح یہودیوں کو بھی یقین تھا کہ یہوہ ہمارا خدا ہے۔ ہماری قوم کے علاوہ جس قدر دوسری قومیں ہیں وہ جہنمی ہیں۔ اسی طرح عیسائی قومیں بھی وہاں آباد تھیں جو اپنے تئیں خدا کی پیاری قوم سمجھتی تھیں۔ اور یقین کرتی تھیں کہ حضرت عیسیٰؑ کی صلیبی موت پر ایمان لانے سے نجات حاصل ہو سکتی ہے ان کے علاوہ عرب میں کچھ لوگ عناصر پرست تھے۔ وہ سورج۔ قمر اور ستاروں کی پرستش کرتے تھے بعض قوموں کے اندر نسل کا فخر تھا۔ ان کو دوسری قوموں سے نفرت اور عناد تھا۔ آج بھی یورپین قوموں کو اپنی اپنی اور اپنے رنگ و نسل کا فخر ہے۔ ان اعتقادات کے باعث ان قوموں میں جو منافرت پائی جاتی تھی۔ اس کا ان الفاظ میں نقشہ کھینچا ہے ظھر الفساد فی البر والبحر۔

اقوام کو متحد کرنیوالی تعلیم

جہاں حضورؐ کے سامنے مختلف قوموں کی راہنمائی کا کام تھا۔ وہاں اپنی قوم کو بھی سنوارنا اور ان کو متحد کرنا بھی آپ کی زندگی کا مقصد ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام قوموں کے لئے یہ تعلیم دی ہے کہ خدا کائنات کا خالق و مالک ہے۔ تمام عالم انسانیت کا وہ رب ہے۔ اور جس طرح سے وہ ہر جگہ اور ہر قوم پر بارش کرتا ہے اسی طرح اس خدا نے ساری قوموں پر روحانی بارشیں نازل کی ہیں۔ ہر ایک قوم میں اس نے پیغمبر بھیجے ہیں۔ وہ تمام برحق ہیں ولکل قوم ھاد۔ ان پر کتابیں اتری ہیں۔ آپ نے فرمایا اٰمنت بما انزل اللہ من کتاب۔ میں ہر اس کتاب پر ایمان لاتا ہوں جو کسی قوم کے پیغمبر پر کسی زمانہ میں نازل ہوئی ہو۔ یعنے سب قوموں کے رسولوں اور کتابوں کو برحق اور سچا جانتا ہوں۔ یہ وہ اعتقاد ہے جس کی برکت سے قومیں متحد ہو سکتی ہیں۔

تمام عرب اقوام میں حضرت ابراھیم علیہ السلام کی تعظیم۔

اس عرب قوم کو بھی جس میں مختلف اعتقاد رکھنے والے قبائل رہتے ہیں۔ ان سب کو ایک کرنا بھی مقصود ہے آپ نے فرمایا کہ ہم سب کے سب حضرت ابراہیمؑ کی غایت درجے کی تعظیم کرتے ہیں۔ عرب بت پرست بھی یقین کرتے ہیں کہ ہم ابراہیمؑ کی اولاد ہیں تورات کی رو سے یہودی بھی یقین کرتے ہیں کہ حضرت ابراہیمؑ ہمارا باپ تھا عیسائی بھی انہیں اپنا باپ سمجھتے ہیں تو فرمایا میں تمہارے باپ کی عزت جو تمہارے دلوں میں ہے اس کو عملاً قائم کرنا چاہتا ہوں۔

خانہ کعبہ کو حضرت ابراہیمؑ نے بنایا جس کی حدود میں تصرف الٰہی سے امن قائم ہوا

فرمایا تمہیں معلوم ہے کہ یہ خانہ کعبہ تمہارے باپ ابراہیمؑ نے بنایا تھا تورات میں اس کا ذکر ہے کہ وہ یہی کعبہ پر دنیا کو ایک کرے گا۔ اس گھر کی عظمت مشرکین عرب کے دلوں پر مسلط تھی۔ چنانچہ وہ جاہلیت کے ایام سے اس کی زیارت کے لئے چلے آرہے تھے اور ان پر تصرف الٰہی اس قدر ہے کہ جنگ جو ہونے کے باوجود حرم مکہ میں کسی شخص کو اذیت نہیں پہنچا سکتے اس حقیقت الامر کی طرف ان الفاظ میں اشارہ کیا ہے اولم نمکن لھم حرما اٰمنا ویتخطف الناس من حولھم یعنی کیا اس کا مشاہدہ نہیں کہ حرم مکہ کو ہم نے امن کی جگہ بنا رکھا ہے حالانکہ اس کے ارد گرد لوگوں کی جانیں تلف ہوتی ہیں اس نعمت عظمیٰ کے لئے بھی تمہارے باپ ابراہیمؑ نے دعا کی تھی کہ رب اجعل ھذا البلد اٰمنا اے مولا! اس غیر آباد جگہ کو شہر بنا دے اور وہ شہر امن و امان کا گہوارہ ہو۔

بعثت رسول کے لئے حضرت ابراھیمؑ کی دعا اور اس کی قبولیت

اسی طرح تمہارے باپ ابراہیمؑ نے یہ دعا بھی کی تھی ربنا وابعث فیھم رسولا (اے مولا! اس بستی کی روحانی تربیت کے لئے) ایک رسول بھی مبعوث فرمائیو۔ اس دعا کی قبولیت کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے ولاتم نعمتی علیکم۔ میں چاہتا ہوں کہ اپنی نعمت، کرم، کا تم پر کمال کر دوں۔ لعلکم تھتدون تاکہ تم ہدایت کے راستہ پر آجاؤ۔ کما ارسلنا فیکم رسولا منکم۔ اگر خدا تعالےٰ نے تم کو بھی کوئی نعمت بخشی ہے تو یہ جو رسول بھیجا ہے یہ بھی اس نعمت کو پورا کرنے کے لئے بڑا قیمتی حصہ ہے کعبہ بلاد عالم کا مرکز ہے جو قوم کی عزت و شرف کا [illegible]

اسی طرح حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو تمہاری قوم میں سے ہیں وہ بھی تمہاری عزت و شرف کا باعث ہیں تمہاری قوم کو فخر عطا کرنے کے لئے یہ رسول ہم نے تم میں سے پیدا کیا ہے یہ باتیں ایسی ہیں جنہوں نے تورات کی پیشگوئی کو پورا کر دیا ہے۔ یہ تورات کی باتوں کی تصدیق کرتی ہیں۔ حضرت ابراہیمؑ کی دعا کو پورا کرنے والی ہیں۔

رسول کریم صلعم کی بعثت کا مقصد اور اسکی تکمیل

اب دیکھنا یہ ہے کہ اس رسول کی تعلیم کیا ہے ان کے اخلاق کیا ہیں۔ صرف یہ بات کافی نہیں کہ انکے متعلق کہدیا جائے کہ یہ حضرت ابراہیمؑ کی دعاؤں کا نتیجہ ہیں دیکھنا یہ ہے کہ کیا آپؐ اس مقصد کو پورا کر سکتے ہیں جس کے لئے اللہ تعالےٰ نے آپ کو رسول بنا کر بھیجا ہے۔ جب تک کسی مبشر میں وہ اوصاف نہ ہوں جو خدا کے مقصد کو پورا کرنے کے لئے ضروری ہیں تب تک وہ شخص پیشگوئی کا مصداق نہیں ٹھہرتا اس لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف بیان کئے ہیں جو ثابت کرتے ہیں کہ حضور اس پیشگوئی کے حقیقی مصداق ہیں فرمایا یتلوا علیکم اٰیٰتنا وہ توحید الٰہی کے دلائل بیان کرتے ہیں۔

تزکیہ کا مشکل ترین کام جو رسولِ کریم صلعم نے انجام دیا

ویزکیکم۔ اور تم کو پاک کرتے ہیں یہ تزکیہ کس طرح ہوا اگر آپؐ عرب سے بت پرستی دور کر دیں، قوم سے لڑائی جھگڑا ختم کر دیں، اور شراب جوا اور بدکاری دور کر کے قوم کو پاکیزہ اور مطہر بنا دیں تو یہ بہت بڑا کام ہے۔ یہ حصہ قوم کے تزکیہ کا بڑا مشکل ہے۔ کتابیں لکھ دینا بڑا آسان ہے۔ وعظ و تقریر کرنا آسان ہے لیکن لوگوں کے دلوں میں تقویٰ پیدا کرنا بہت مشکل ہے۔ حضور صلعم نے اپنے نمونہ سے اور اپنی قوتِ قدسی سے لوگوں کے دلوں میں بھی تقویٰ پیدا کیا۔

رسول کریم صلعم کا مستحکم ایمان اور اخلاق فاضلہ

سخت ترین مشکلات میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مضبوط ایمان کا اظہار فرمایا۔ حضورؐ نے جب غار ثور میں پناہ لی تو وہاں اللہ تعالےٰ پر ایسے مستحکم ایمان کا اظہار ہوا جو ایسے حالات میں بہت کم دیکھنے میں آتا ہے۔ دشمن آپؐ کو قتل کرنا چاہتے ہیں ایک ساتھی اپنی جان کی پرواہ کئے بغیر آپؐ کے بستر پر لیٹ جاتا ہے۔ دوسرا بھی جان کی پرواہ نہیں کرتا اور آپؐ کے ساتھ چل دیتا ہے۔ یہ دونوں آپ کے پروانے کیوں ہو گئے اس سے ثابت ہے کہ حضور کی ذات والاصفات اور اخلاق فاضلہ ایسے تھے جو لوگوں کے دلوں میں ایمان اور حضور سے اخلاص بھری محبت پیدا کر دیتے ہیں۔ حضور صلعم اور آپؐ کا ساتھی غار ثور میں تین راتیں ٹھہرتے ہیں۔ دشمن وہاں پہنچ جاتا ہے۔ حضرت ابوبکرؓ نے جب دیکھا کہ دشمن سر پر پہنچ گیا ہے اور اپنے محبوب پر آفت آنے کو ہے تو انہوں نے بیان کیا حضور عدونا علےٰ رؤسنا لو نظر احدھم الیٰ قدمیہ لابصرنا۔ دشمن ہمارے سروں پر ہے اگر ذرا سا بھی جھانک کر نیچے دیکھے تو ہم اس کی نگاہ میں آجائیں گے۔ اس پر قوی القلب اور قوی الایمان ذات اقدس فرماتے ہیں لاتحزن ان اللہ معنا۔ غم نہ کھاؤ خدا ہمارے ساتھ ہے یہ سن کر ساتھی کا ایمان کس قدر بڑھ گیا ہوگا۔ یہ وہ ایمان اور استقلال ہے جس سے تعلق باللہ کا اظہار ہوتا ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ کا ایمان
مقدمہ سے رہائی کا الہام

اسی قسم کے ایمان کی کیفیت ہم نے حضرت امام زمانؑ کے اندر دیکھی۔ گورداسپور میں حضرت امام زمان پر مقدمہ چل رہا تھا۔ حضرت خواجہ کمال الدین صاحب اور حضرت مولٰینا محمد علی صاحب اور آپ کے تمام مرید اچھی طرح جانتے تھے کہ آریہ جج سزا دینے پر تلا ہوا ہے۔ اور حضرت شیخ رحمت اللہ صاحب اپنے ساتھ نوٹوں کا بنڈل رکھتے تھے کہ اگر حاکم کوئی سزا کا حکم دے تو زرِ ضمانت ادا کر کے حضرت صاحب کو حوالات میں جانے سے بچا لیا جائے ایسی حالت میں حضرت مرزا صاحب کو الہام ہوا کہ خدا ہم کو بری کر دے گا۔ یہ خدا پر زبردست ایمان کو ظاہر کرتا ہے اگر ایمان نہ ہوتا تو حالات کو دیکھتے ہوئے وہ اس الہام کا ذکر تک نہ کرتے لیکن آپ نے پہلے ہی سے بتایا کہ خدا ہمیں بری کرے گا اور ایسا ہی ہوا۔

لیکھرام کے قتل کی تفتیش میں
ایمان اور تعلق باللہ کا نظارہ

ایسا ہی جب شاہ عالمی دروازے میں لیکھرام آریہ کا قتل ہوا تو ایک کہرام مچ گیا۔ آریہ بڑی زبردست قوم تھی۔ ڈاکٹران کے تھے۔ مجسٹریٹ ان کے تھے اخبارات ان کے تھے۔ حکومت میں اقتدار ان کا تھا۔ انہوں نے شور مچا دیا۔ طرح طرح کی تدابیر سوچی گئیں۔ اور حکام سے کہا کہ مرزا صاحب نے اپنے مرید سے لیکھرام کو قتل کرا کر اس راز کو چھپانے کے لئے اسے بھی قتل کر کے اپنے مکان میں دفن کر دیا ہے۔ اس کی تلاشی لی جائے۔ چنانچہ ایک انگریز پولیس افسر تفتیش کے لئے قادیان گیا۔ دوران تفتیش میں کچھ تاریں اور خطوط اسے ملے جو حضرت مرزا صاحب کو اپنے مریدین کی طرف سے آئے تھے۔ اور جن میں لیکھرام کے قتل پر خوشی کا اظہار کیا گیا تھا۔ اور حضرت صاحب کو مبارکباد کے پیغام دیئے گئے تھے۔ انگریز افسر نے تاریں اور خطوط دیکھ کر پوچھا کہ یہ کیا بات ہے۔ آپ نے فرمایا کہ لیکھرام کے قتل سے خدا تعالےٰ کی بات پوری ہوئی اس لئے میری جماعت کے لوگ خوشی کا اظہار کرتے ہیں۔ یہ کہکر آپ ایک کونے میں جا کھڑے ہوئے، جب آپ بالا خانے پر تشریف لے گئے تو اسی طرح انگریز تفتیش کنندہ کو تاریں اور خطوط دکھا کر کونے میں جا کھڑے ہوتے تو اس انگریز کو شک گذرا کہ وہاں کچھ ہے جس کو آپ چھپانا چاہتے ہیں چنانچہ اس نے اس جگہ کی بھی تلاشی لی اور کھدوا کر دیکھا وہاں سے کچھ بھی نہ نکلا۔ کوئی معمولی پیر ہوتا تو ایسے حالات میں اسے دست لگ جاتے۔ یہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اتباع کا نتیجہ ہے کہ اس قسم کے واقعات آپؑ کے پیرؤوں میں نظر آتے ہیں اور حضرت امام زمان کی زندگی میں ایسے کئی واقعات دیکھنے میں آئے

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا پیدا کردہ عظیم الشان انقلاب۔

غرض حضرت نبی کریم صلعم نے قوم سے بدی اور برائی ختم کر دی اور قوم بدیوں کے بالمقابل ایک دیوار بن گئی آپ نے ایک عظیم الشان انقلاب پیدا کر کے دکھلا دیا اور عرب قبائل کی دشمنیوں اور جنگ وجدال کو ختم کر کے انہیں ایک متحدہ قوم بنا دیا اور ثابت کر دیا کہ آپ کا وجود انسانیت کو ایک کرنے والا ہے۔ فرمایا ان اوّل بیت وضع للناس للذی ببکۃ مبارکاً وھدی للعالمین خانہ کعبہ صرف قوم عرب کے لئے ہی نہیں بلکہ تمام انسانیت کے لئے عبادتگاہ اور ان کے اتحاد کا موجب ہے۔ اس کی برکات کبھی ختم نہیں ہوں گی۔ یہ ساری دنیا کے لئے ہدایت کا سرچشمہ ہے۔ حضور دنیا جہان کے لوگوں کو ایک کرنا چاہتے ہیں آپ صلعم نے فرمایا کہ تمام انسانوں کے لئے میں یہ پیغام لایا ہوں کہ خدا ساری کائنات کا مالک وخالق ہے وہی دنیا جہان کی ربوبیت کرنے والا ہے۔ اسی تعلیم کی بنا پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عظیم الشان انقلاب پیدا کر کے دکھا دیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑی سے بڑی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ حضور نے فرمایا کہ کسی نبی کو ایسی تکلیف نہیں دی گئی، جو مجھ کو دی گئی ہے۔ مصیبتوں اور مشکلات کے پہاڑ آپ پر ٹوٹ رہے تھے لیکن چہرہ ہشاش بشاش ہے۔ دل میں گھبراہٹ نہیں آخرکار وہ وقت بھی آ گیا کہ عرب میں امن قائم ہو گیا۔ اور فرمودہ رسول سچا ثابت ہوا۔ آپ نے ایک موقعہ پر فرمایا تھا کہ ایسا وقت آنے والا ہے کہ عورت یمن سے اکیلی چلے گی اور اس کو چھیڑنے والا کوئی نہ ہو گا۔

نبی کریم صلعم نے ایک عظیم الشان قوم پیدا کی

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عظیم الشان قوم پیدا کی۔ اس قوم میں علماء پیدا ہو گئے جو دنیا کے معلم ہو گئے۔ حضرت کی تعلیم کی وجہ سے دنیا سے جہالت دور ہو گئی یہ حضور کی بعثت و رسالت کی [illegible] کا ثمرہ ہے۔ طبقات ابن سعد جو جو مجلدات میں شائع کی ہے۔ اس کے ہر حصہ پر انہوں نے [illegible] لکھا ہے اور بتایا ہے کہ مسلمان پہلی قوم ہے جس نے

ھگھا ونا ھاس لکھی ہے اور ایک ایک مرد اور عورت کا حسب نسب - اس کی اولاد - اس کے کمالات تذمات اور کارنامے - اور اس کا حلیہ وغیرہ سب لکھ دیا ہے حضرت کی شان ہے - کہ انہوں نے اس قسم کے انسان پیدا کئے - خود حضور نور تھے - وہ ایک نورانی کتاب لائے جس سے انسانوں کے قلوب منور ہو گئے -

وحی والہام کا سلسلہ جاری ہے

وہ شخص جو یہ کہتا ہے کہ اب علم وعقل کی ترقی کے بعد وحی والہام کی ضرورت نہیں وہ غلط بات کہتا ہے - وحی والہام کا سلسلہ جاری ہے - لیکن بشارات کے معنوں میں - فرمایا ویعلمکم مالم تکونوا تعلمون ہم وہ بھی باتیں تمہیں سکھائیں گے جو آپ تمہارے وہم و گمان میں بھی نہیں آ سکتیں - یہ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات ہیں جو اللہ تعالےٰ نے بیان فرمائے ہیں -

خدا اور بندے کا تعلق

فرمایا فاذکرونی اذکرکم واشکروا لی ولاتکفرون - اے مسلمانوں - تم مجھے یاد رکھو میں بھی تمہیں یاد رکھوں گا - کیا تعلق پیدا کیا ہے - خدا اور بندے میں! بائبل تو کہتی ہے کہ God made man لیکن قرآن کا خدا فرماتا ہے کہ مجھے یاد رکھو میں تمہیں یاد رکھوں گا - اور میری نعمتوں کا شکریہ ادا کرو - زبان سے قلب سے اور اپنے عمل سے - میں بھی تمہارا شکریہ ادا کروں گا -

اُمتِ وسطےٰ

پھر اس قوم کا ذکر کیا ہے جو اُمتِ وسطےٰ ہے فرمایا وجعلنا کم اُمۃً وسطًا لتکونوا شھداء علی الناس - وسط کے معنے خیار اور عدول کے ہیں اے محمد رسول اللہ کے ساتھیو! عدول ہو جاؤ - اس کے بغیر وہ مقصد پورا نہ ہوگا یعنے تم شھداء علی الناس نہ قرار دیئے جاؤ گے یعنے حق کی گواہی دینے والے صرف ایسی صورت میں ہو سکتے ہو جب کہ تم خیار اور عدول بن جاؤ - یعنی دین اور دنیا کے دوسرے کاروبار میں ثابت کرو کہ اسلام برحق ہے - حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم برحق ہیں - خدا تعالےٰ برحق ہے، قرآن کریم برحق ہے - یہی تمہارا حقیقی مقصد ہے -

امام وقت کے برحق ہونے کی گواہی اپنے اعمال سے دو

یہی شرطاں لوگوں کے لئے بھی ہے جنہوں نے ایک امام کو مانا ہے - اگر ہمارے اعمال میں اسلام نظر نہیں آتا تو ہم نے امام کے برحق ہونے کے لئے گواہی نہ دی حضرت امام زمان نے خود فرمایا ہے - کہ میں نے کتابیں بھی لکھ لیں مناظرے بھی جیت لئے - لیکن جب تک ایک متقی قوم پیدا نہ ہو جائے اس وقت تک میرا سارا کاروبار عبث ہے غور کریں کہ ہم پر کس قدر ذمہ داری ہے - دیکھنا یہ ہے کہ اپنے اعمال کی وجہ سے ہم حضرت صاحب کی عزت کے باعث ہیں یا نہیں - اس غیرت کو سامنے رکھکر جماعت کے افراد کو اپنے اندر خصوصی تبدیلی پیدا کرنی چاہیئے -

ایک افسوسناک خبر

ملک عبدالغنی صاحب امپیریل الیکٹرک کمپنی کے داماد ملک عبدالرحیم عاشق جو سعودی عرب میں ڈائرکٹر محکمہ صحت کے عہدہ پر متعین تھے، .... فوت ہو گئے ہیں ان کی وفات ریاض میں ہوئی ہے جو شاہ عرب کا دارالخلافہ ہے انا للہ وانا الیہ راجعون انہیں مدینہ منورہ میں سپردِ خاک کیا گیا ہے ...... نماز جمعہ کے بعد ان کے لئے دعائے مغفرت کی جائے (جنازہ غائبانہ پڑھا گیا)

الحاج شیخ میاں محمد صاحب
کی یاد میں
پیغام صلح کا ایک خاص نمبر
مارچ ۱۹۶۷ء کے آخر میں
شائع ہوگا

محترم میاں صاحب کی وفات پر احمدیہ جماعتوں، انجمن کے اداروں اور احباب کرام نے جو تعزیتی خطوط ارسال کئے ہیں، وہ بھی اسی اشاعت میں درج ہوں گے -

---

مُسلم ہائی سکول لاہور نمبر ۱

تعلیمی نمائش میں اول رہا

سٹی مسلم لیگ ہائی سکول لاہور میں ۲۷ جنوری سے ۸ فروری ۱۹۶۷ء تک ایک تعلیمی نمائش کا انعقاد ہوا - اس مفید اور دلچسپ نمائش کا افتتاح صاحب ڈویژنل انسپکٹر لاہور ڈویژن نے فرمایا - لاہور کے تمام بڑے بڑے اور معیاری ہائی سکولوں کے علاوہ محکمہ زراعت محکمہ ماہی پروری اور سنٹرل ٹریننگ کالج بھی اس نمائش میں شریک ہوئے - افسران، ماہرین تعلیم، اور عوام کی ایک بڑی تعداد نے یہ نمائش دیکھی - آرٹ کے اس مقابلے میں ہمارے سکول نے خدا کے فضل وکرم سے نہ صرف رننگ ٹرافی جیت لی - بلکہ "شمعِ علم" کا خصوصی انعام بھی ہمارے ہی حصہ میں آیا - اس نمائش کو کامیاب بنانے میں مرزا مظفر حسین صاحب اور مرزا عبداللطیف صاحب کی خصوصی دلچسپی، سرگرمی اور رہنمائی کا بہت بڑا حصہ تھا - کارپردازانِ نمائش نے اس کے لئے مظفر حسین صاحب کو میڈل اور مرزا عبداللطیف صاحب کو اعزازی سند عطا کی - اور مقابلے میں حصہ لینے والے ہمارے چند طالب علموں نے قابلیت کی اسناد حاصل کیں - ان طالب علموں اور سرپرست اساتذہ کی یہ نمایاں کارکردگی قابلِ مبارکباد اور سکول کے لئے موجبِ افتخار ہے -

---

اخبارِ احمدیہ

انتقالِ پُرملال

—— منڈی بہاؤالدین سے میجر محمد عارف خان صاحب اطلاع دیتے ہیں کہ ان کے والد ماجد سردار نور خان صاحب جو موضع بڑاٹ راولاکوٹ آزاد کشمیر کے رہنے والے تھے، پچانوے سال کی عمر میں وفات پا گئے ہیں - انا للہ وانا الیہ راجعون - سردار نور خان صاحب سلسلہ احمدیہ کے پرانے بزرگوں میں سے تھے اور سلسلہ سے گہری محبت اور دلی لگاؤ رکھتے تھے - ہمیں ان کی وفات کا دلی افسوس ہے دعا ہے اللہ تعالےٰ انہیں اعلےٰ علیین میں جگہ دے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے اور انکے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا کرے، احباب کرام سے جنازہ غائبانہ کی استدعا ہے -

بھارت میں انجمن کا نمائندہ

—— انجمن نے مسٹر عبدالرزاق صاحب ساکنہ بمبئی کو بھارت میں اپنا نمائندہ مقرر کیا ہے - ان کا پتہ یہ ہے :-

نمبر ۱۹ مولانا آزاد روڈ - دوسری منزل -
بمبئی نمبر ۱۱ انڈیا

بھارت میں رہنے والے احمدی احباب کو ان سے رابطہ قائم کرنا چاہیئے -

شمولیتِ سلسلہ

—— مسمی عبدالرحمٰن صاحب ساکنہ خیبور تحصیل لیاقت پور ضلع رحیم یار خان نے حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ کی خدمت میں درخواست بیعت بھیجکر سلسلہ احمدیہ میں شمولیت اختیار کی ہے - حضرت امیر ایدہ اللہ نے ان کی بیعت منظور فرمائی ہے، اللہ تعالےٰ انہیں استقامت بخشے اور خدمتِ دین کی توفیق عطا فرمائے -

درخواست دُعا

—— (۱) کراچی سے منظور الٰہی صاحب لکھتے ہیں کہ :-
"میرا دوست جو ایک مخلص احمدی خاندان کا نوجوان ہے بیمار ہے، اس کی صحت یابی کے لئے احباب جماعت سے اپیل ہے کہ نماز جمعہ کے اجتماع میں دعا کریں اور اپنی انفرادی نمازوں میں بھی اس کی صحت کے لئے دل سے دعائیں فرمائیں -"

(۲) مولانا عبدالوہاب صاحب کارکن دفتر اخبار پیغام صلح فالج کے حملہ کی وجہ سے صاحبِ فراش ہیں - ان کی صحت کیلئے احباب کرام کی خصوصی دعاؤں کی ضرورت ہے -

—— جماعت کے کئی احباب بیمار اور مالی پریشانیوں میں مبتلا ہیں - احباب سلسلہ ان کے لئے دردِ دل سے دعائیں فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ اپنے فضل وکرم سے انہیں شفائے کلی عطا فرمائے اور مالی پریشانیاں دور فرمائے آمین -

مولانا شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری

اشتہار "ایک غلطی کا ازالہ" کی

دوسری پیش کردہ عبارت کا صحیح مفہوم

(مسلسل)

دوسری پیش کردہ عبارت

علماء ربوہ کی طرف سے حضرت مسیح موعودؑ کو زمرۂ انبیاء کا فرد ثابت کرنے کے لئے "اشتہار ایک غلطی کا ازالہ" سے مندرجہ ذیل عبارت بھی پیش کی جاتی ہے:-

"یہ ضرور یاد رکھو کہ اس اُمت کے لئے وعدہ ہے کہ وہ ہر ایک ایسے انعام پائے گی جو پہلے نبی اور صدیق پا چکے پس منجملہ ان انعامات کے وہ نبوتیں اور پیشگوئیاں ہیں جن کے رُو سے انبیاء علیہم السلام نبی کہلاتے رہے"

علماء ربوہ حضرت مسیح موعودؑ کے ان الفاظ کو نبی کی تعریف گردانتے ہوئے کہتے ہیں کہ جس شخص کو اللہ تعالےٰ کی طرف سے پیشگوئیاں ملیں وہ نبی ہوتا ہے اور یہی نبی کی تعریف ہے

عبارات مذکورہ بالا کا صحیح مفہوم

افسوس ہے ان علماء نے حضورؑ کے الفاظ "جن کی رُو سے انبیاء علیہم السلام نبی کہلاتے رہے" پر غور نہیں کیا ان الفاظ کا مطلب تو واضح ہے کہ انبیاء علیہم السلام جب اپنے نبی ہونے کا اعلان کرتے ہیں تو لوگ بالعموم ان کو اپنے اس دعوے میں جھوٹا سمجھتے ہیں اور انکی تکذیب پر کمربستہ ہو جاتے ہیں۔ لیکن جب ان کی تصدیق میں خدا تعالےٰ کی طرف سے پیشگوئیوں کی شکل میں نشان ظاہر ہونا شروع ہوتے ہیں یعنی ان کی ایسی پیشگوئیاں پوری ہونا شروع ہو جاتی ہیں جن کا وقوع میں آنا انسانی طاقت سے باہر ہوتا ہے اور صرف خدائی ہاتھ ہی ان کو وقوع میں لانے کا موجب ہو سکتا ہے تب لوگ جو پہلے ان کو کاذب کاذب کہہ رہے ہوتے ہیں ان کو صادق صادق کہنا شروع کر دیتے ہیں۔ یہی حضور کی مندرجہ بالا عبارت کے معنی ہیں۔ ذیل میں حضور کی ایسی تحریریں پیش کی جاتی ہیں جو میرے بیان کردہ مفہوم کی ہی تائید کرتی ہیں۔

پیشگوئیوں کی غرض

لیکن ان تحریروں کے پیش کرنے سے قبل ضروری معلوم ہوتا ہے کہ حضور کی وہ تحریر پیش کی جائے جو پیشگوئیوں کے مقصود کو وضاحت سے بیان کر رہی ہے حضور اپنی مشہور اور معرکۃ الآرا کتاب براہین احمدیہ کے صفحہ ۲۵ پر فرماتے ہیں:-

"بلکہ خدا ہی نے چاہا ہے کہ اس کو غلبہ بخشے۔ اور اپنی تائیدات اُس کے شامل حال کرے پس وہ کریم اور رحیم اس مقصود کے ثابت کرنے کی غرض سے اُن انعامات اور فتوح سے پہلے بطور پیشگوئی اُن نعمتوں کے عطا کرنے کی بشارت دے دیتا ہے۔ سو ان پیشگوئیوں سے مقصود بالذات اخبار غیبیہ نہیں ہوتیں۔ بلکہ مقصود بالذات یہ ہوتا ہے کہ تا یقینی اور قطعی طور پر ثابت ہو جائے کہ وہ شخص مؤید من اللہ اور ان خاص لوگوں میں سے ہے۔ جن کی تائید کے لئے عنایات حضرت عزت خاص طور پر تجلّی کرتی ہیں۔ اب اس تقریر سے ظاہر ہے کہ اس مؤید من اللہ کو منجم وغیرہ سے کچھ بھی نسبت نہیں۔ اور اس کی پیشگوئیاں اصل مقصود نہیں ہیں۔ بلکہ اصل مقصود کی شناخت کے لئے علامات و آثار ہیں"

حضور کی اس تحریر سے ظاہر ہے کہ پیشگوئیاں اصل مقصود ہوتی ہی نہیں بلکہ اصل مقصود کی شناخت اور اس کی تائید کے لئے بطور دلیل کے ہوتی ہیں اصل مقصود مدعی کی صداقت کو ظاہر کرنا اور اس کو لوگوں کی زبان سے صادق کہلوانا ہوتا ہے۔ پس ظاہر ہے کہ جو امر مقصود بالذات ہی نہیں وہ تعریف کس طرح کہلا سکتا ہے یا تعریف میں اسے کس طرح داخل کیا جا سکتا ہے اور اسے اس کا جزو کس طرح قرار دیا جا سکتا ہے۔

حضورؑ کی چند تحریریں

ذیل میں علماء ربوہ کے غور کے لئے حضور کی چند تحریریں پیش کی جاتی ہیں جو اس حقیقت پر کافی روشنی ڈالنے کے علاوہ دلوں کو طمانیت اور ثلج قلب بھی بخشتی ہیں

پہلی تحریر

"اور درحقیقت وہ لوگ جو خدا تعالےٰ کی طرف سے آتے ہیں محض خدا کے نشانوں سے شناخت کئے جاتے ہیں اگر خدا اپنے ہاتھوں سے فیصلہ نہ کرے تو باتوں سے کوئی فیصلہ نہیں ہو سکتا"

(تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۱)

علماء ربوہ حضور کی اس تحریر پر نظر غائر ڈال کر دیکھ لیں کہ کس وضاحت سے حضور فرما رہے ہیں کہ مرسلین محض خدا کے نشانوں سے ہی شناخت کئے جاتے ہیں جس کے معنے صاف ہیں کہ نشانوں کے ظہور سے قبل وہ شناخت نہیں کئے جاتے۔ نشانوں کا ظہور ہی ان کو شناخت کرواتا اور ان کے صدق کو نمایاں کر کے ان کو صادق نبی اور صادق رسول کہلواتا ہے اور یہی اشتہار "ایک غلطی کا ازالہ" والی عبارات کا مطلب ہے نہ کہ وہ عبارت نبی کی تعریف کی نشاندہی کر رہی ہے

دوسری تحریر

تبلیغ رسالت جلد ہشتم صفحہ ۹ پر فرماتے ہیں:-

"اور دوسری قسم خطاب کی یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ بعض نشانوں اور تائیدات کے ذریعہ سے بعض اپنے مقبولین کی اس قدر محبت لوگوں کے دلوں میں یکدفعہ ڈال دیتا ہے۔ کہ یا تو ان کو جھوٹا اور مفتری کہا جاتا ہے اور طرح طرح کی نکتہ چینیاں کی جاتی ہیں۔ اور ہر ایک بدعادت اور عیب ان کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔ اور یا ایسا ظہور میں آتا ہے۔ کہ ان کی تائید میں کوئی ایسا پاک نشان ظاہر ہو جاتا ہے۔ جس کی نسبت کوئی انسان کوئی بدظنی نہ کر سکے۔ اور ایک موٹی عقل کا آدمی بھی سمجھ سکے۔ کہ یہ نشان انسانی ہاتھوں اور انسانی منصوبوں سے پاک ہے۔ اور خاص خدا تعالےٰ کی رحمت اور فضل کے ہاتھ سے نکلا ہے۔ تب ایسا نشان ظاہر ہونے سے ہر ایک سلیم طبیعت بغیر کسی شک و شبہ کے اس انسان کو قبول کر لیتی ہے۔ اور لوگوں کے دلوں میں خدا تعالےٰ کی طرف سے ہی یہ بات پڑ جاتی ہے۔ کہ یہ شخص درحقیقت سچا ہے تب لوگ اس الہام کے ذریعہ سے جو خدا تعالےٰ لوگوں کے دلوں میں ڈالتا ہے۔ اس شخص کو صادق کا خطاب دیتے ہیں۔ کیونکہ لوگ اس کو صادق صادق کہنا شروع کر دیتے ہیں۔ اور لوگوں کا یہ خطاب ایسا ہوتا ہے کہ گویا خدا تعالےٰ نے آسمان سے خطاب دیا ہے۔ کیونکہ خدا تعالےٰ نے آپ ان کے دلوں میں یہ مضمون نازل کرتا ہے۔ کہ لوگ اس کو صادق کہیں"

دیکھ لیجئے کس صفائی سے فرما رہے ہیں کہ نشان ظاہر ہونے سے وہ لوگ جو پہلے مرسل الٰہی کو کاذب کاذب کہہ رہے ہوتے ہیں اب اسے صادق صادق کہنا شروع کر دیتے ہیں اور یہ خدا ہی ہے جو اپنے نشان کے ذریعہ لوگوں سے انہیں صادق کہلواتا ہے اس سے زیادہ وضاحت کیا ہو گی کیا اشتہار مذکور اور حضور کی عبارات کے مفہوم میں سرمو بھی فرق نظر آتا ہے کیا دونوں عبارتیں متحد المعنی نہیں

تیسری تحریر

تبلیغ رسالت جلد ہشتم صفحہ ۸۲ پر فرماتے ہیں:-

"تو ضرور ہے کہ پہلے نشان کے ظہور سے اس کا

اثر بھی ظاہر ہو۔ یعنی دلوں پر تسلط اس نشان کا ہو کر صاحب نشان لوگوں کی نظر میں عزیز بن جائے...... سو خدا تعالےٰ نے مجھ کو دکھلایا کہ ایسا ہی ہو گا۔ اور ایک نشان دلوں کو پکڑنے والا اور دلوں پر قبضہ کرنے والا اور دلوں پر تسلط رکھنے والا ظاہر ہو گا جس کو سلطان کہتے ہیں۔"

اس تحریر کا مضمون بھی اسی بات پر دلالت کرتا ہے کہ نشانوں کے ذریعہ ہی مکذبین کے دل پکڑے جاتے ہیں اور وہ مدعی کو عزیز قرار دینے لگ پڑتے ہیں۔

چوتھی تحریر

تبلیغ رسالت جلد ششم صفحہ ۵۸ پر فرماتے ہیں :۔

" سو اے میرے مولا قادر خدا! اب مجھے راہ بتلا۔ اور کوئی ایسا نشان ظاہر فرما۔ جس سے تیرے سلیم الفطرت بندے نہایت قوی طور پر یقین کریں۔ کہ میں تیرا مقبول ہوں۔ اور جس سے ان کا ایمان قوی ہو۔ اور تجھے پہچانیں اور تجھ سے ڈریں۔ اور .... اس کی ہدایتوں کے موافق ایک ایسی پاک تبدیلی ان کے اندر پیدا ہو۔ اور زمین پر پاکی اور پرہیزگاری کا اعلیٰ نمونہ دکھلادیں۔ اور ہر ایک طالب حق کو نیکی کی طرف کھینچیں" کیا یہ پاکیزگی حضرت نبی کریم صلعم کی

اس دعا میں بھی خدا سے ایسا نشان طلب کیا گیا ہے جس کے ذریعہ کاذب کی بجائے لوگ حضور کو صادق تسلیم کر لیں اور پھر حضور کی ان باتوں پر عمل کرنا شروع کر دیں جن کی طرف حضور لوگوں کو پاکیزہ بنانے کے لئے توجہ دلاتے تھے۔

پانچویں تحریر

تبلیغ رسالت جلد ششم صفحہ ۸۶ پر حضور فرماتے ہیں:۔

" مجھے تیری عزت اور جلال کی قسم ہے۔ کہ مجھے تیرا فیصلہ منظور ہے۔ پس اگر تو تین برس کے اندر جو جنوری سنہ ۱۹۰۰ء عیسوی سے شروع ہو کر دسمبر سنہ ۱۹۰۲ء عیسوی تک پورے ہو جائیں گے میری تائید میں اور میری تصدیق میں کوئی آسمانی نشان نہ دکھلاوے اور اپنے اس بندہ کو ان لوگوں کی طرح رد کر دے۔ جو تیری نظر میں شریر اور پلید اور بیدین اور کذاب اور دجال اور خائن اور مفسد ہیں۔ تو میں تجھے گواہ کرتا ہوں کہ میں اپنے تئیں صادق نہیں سمجھوں گا۔ اور ان تمام تہمتوں اور الزاموں اور بہتانوں کا مصداق سمجھ لوں گا۔ جو میرے پر لگائے جاتے ہیں دیکھ میری روح نہایت توکل کے ساتھ تیری طرف ایسی پرواز کر رہی ہے۔ جیسا کہ پرندہ اپنے آشیانہ کی طرف آتا ہے۔"

دیکھ لیجئے حضور نشان کو ہی اپنی تصدیق کا ذریعہ قرار دے رہے ہیں اس کے بغیر دوسرے تو کجا خود بھی اپنے آپ کو صادق تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں یہ تصدیق ہے

چھٹی عبارت

تبلیغ رسالت جلد ششم صفحہ ۸۸ پر فرماتے ہیں:۔

" یاد رہے کہ یہ اشتہار محض اس غرض سے شائع کیا جاتا ہے۔ کہ تا میری جماعت خدا کے آسمانی نشان دیکھ کر ایمان اور نیک عملوں میں ترقی کرے۔ اور ان کو معلوم ہو کہ وہ ایک صادق کا دامن پکڑ رہے ہیں نہ کاذب کا۔ اور تا وہ راستبازی کے تمام کاموں میں آگے بڑھیں اور ان کا پاک نمونہ دنیا میں چمکے۔"

اس عبارت میں بھی یہی بتلایا ہے کہ نشان ہی بتلائیں گے کہ میں صادق ہوں کاذب نہیں۔ جس کے نتیجہ میں قرآن پر عمل

ساتویں عبارت

تبلیغ رسالت جلد ششم صفحہ ۸۹، ۹۰، ۹۱ پر فرماتے ہیں :۔

" ہاں یہ درست بات ہے اور ہمارا حق ہے۔ کہ جو ہمیں خدا نے عطا کیا ہے۔ جب کہ ہم دکھ دیئے جائیں اور ستائے جائیں۔ اور ہمارا صدق لوگوں پر مشتبہ ہو جائے۔ اور ہماری راہ کے آگے صدہا اعتراضات کے پتھر پڑ جائیں۔ تو ہم اپنے خدا کے آگے روئیں۔ اور اس کی جناب میں تضرعات کریں۔ اور اس کے نام کی زمین پر تقدیس چاہیں۔ اور اس سے کوئی ایسا نشان مانگیں جس کی طرف حق پسندوں کی گردنیں جھک جائیں۔ سو اسی بنا پر میں نے یہ دعا کی ہے۔"

دیکھ لیں نشان ہی کو گردنیں جھکانے کا ذریعہ قرار دیا ہے

آٹھویں عبارت

اسی جلد کے صفحہ ۹۰ پر فرماتے ہیں :۔

" مجھے بارہا خدا تعالےٰ نے مخاطب کر کے فرمایا ہے کہ جب تو دعا کرے تو میں تیری سنوں گا۔ سو میں نوح نبی کی طرح دونوں ہاتھ پھیلاتا ہوں اور کہتا ہوں ربّ انی مغلوب۔ مگر بغیر فانتصر کے۔ اور میری روح دیکھ رہی ہے کہ خدا میری سنے گا۔ اور میرے لئے ضرور کوئی ایسا رحمت اور امن کا نشان ظاہر کر دے گا کہ جو میری سچائی پر گواہ ہو جائے گا۔ (نشان کو ہی سچائی پر بطور گواہ ٹھہرایا۔ ناقل) میں اس وقت کسی دوسرے کو مقابلہ کے لئے نہیں بلاتا اور کسی شخص کے ظلم اور جور کا جناب الٰہی میں اپیل کرتا ہوں۔ بلکہ جیسا کہ میں ان لوگوں کے لئے بھیجا گیا ہوں۔ جو زمین پر رہتے ہیں۔ خواہ وہ ایشیا کے رہنے والے ہیں اور خواہ یورپ کے اور خواہ امریکہ کے ایسا ہی میں عام اغراض کی بناء پر بغیر اس کے کہ کسی زید یا بکر کا میرے دل میں تصور ہو۔ خدا تعالےٰ سے ایک آسمانی شہادت چاہتا ہوں۔ جو انسانی ہاتھوں سے بالاتر ہو۔ اور یہ فقط دعائیہ اشتہار ہے۔ جو خدا تعالےٰ کی شہادت طلب کرنے کے لئے لکھتا ہوں۔ اور میں جانتا ہوں کہ اگر میں اس کی نظر میں صادق نہیں ہوں۔ تو اس تین برس کے عرصہ تک جو سنہ ۱۹۰۲ء تک ختم ہوں گے میری تائید میں ایک ادنےٰ قسم کا نشان بھی ظاہر نہیں ہو گا۔ اور اس طرح پر میرا کذب ظاہر ہو جائے گا۔ اور لوگ میرے ہاتھ سے مخلصی پائیں گے۔ اور اگر اس مدت تک میرا صدق ظاہر ہو جائے۔ جیسا کہ مجھے یقین ہے۔ تو بہت سے پردے جو دلوں پر ہیں اٹھ جائیں گے (دیکھ لیں یہاں بھی اسی حقیقت کو دوہرایا ہے کہ نشانوں کے ظہور سے دلوں پر سے پردے اٹھ جاتے ہیں جن کے اٹھنے سے انسان صادق مدعی کو شناخت کر لیتا ہے۔ ناقل) میری یہ دعا بدعت نہیں ہے۔ بلکہ ایسی دعا کرنا اسلام کی عبادات میں سے ہے۔ جو نمازوں میں ہمیشہ پنجوقت مانگی جاتی ہے کیونکہ ہم نماز میں یہ دعا کرتے ہیں کہ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم اس سے یہی مطلب ہے کہ خدا سے ہم اپنی ترقی ایمان اور بنی نوع کی بھلائی کے لئے چار قسم کے نشان چار کمال کے رنگ میں چاہتے ہیں۔ نبیوں کا کمال۔ صدیقوں کا کمال۔ شہیدوں کا کمال صلحاء کا کمال سو نبی کا خاص کمال یہ ہے کہ خدا سے ایسا علم غیب پاوے جو بطور نشان کے ہو (دیکھ لیں کہ علم غیب پانے کو بطور دلیل ہی قرار دیا ہے۔ ناقل)

مندرجہ بالا تمام حوالوں سے ثابت ہے کہ اشتہار "ایک غلطی کا ازالہ" والی عبارت کا یہی مفہوم ہے کہ پیشگوئیوں کے پورا ہونے سے ہی خدا کے نبی لوگوں کی زبانوں سے بھی نبی کہلانے لگ پڑے دیگر انبیاء تو الگ رہے خود حضرت نبی کریم صلعم کے حالات پر ہی غور کر کے دیکھ لو آنحضور صلعم کو تمام عرب نے اس وقت تک صادق تسلیم نہیں کیا جب تک پیشگوئیوں کے مطابق مکہ فتح نہیں ہو گیا۔ جس کی طرف قرآن کریم ان الفاظ میں اشارہ فرما رہا ہے لئلا یکون للناس علیکم حجۃ جس کے معنی یہ ہیں کہ مکہ کی فتح کی پیشگوئی اگر پوری نہ ہوتی اور یہ پیشگوئی حضرت نبی کریم صلعم کو قریش پر اگر غلبہ بھی حاصل نہ ہوتا تو عرب حضرت نبی کریم صلعم کو کبھی بھی صادق تسلیم نہ کرتے اور نہ ہی آنحضور صلعم کو نبی کا خطاب دیتے باوجود اس کے کہ آنحضور صلعم کی لائی ہوئی تعلیم اپنی ذات میں بے نظیر ہونے کے علاوہ آنحضور صلعم کی صداقت پر برہان قاطع کا کام دے رہی تھی پس پیشگوئیوں کا نبی کی تعریف گردانا حق اور صداقت کا منہ چڑانا ہے۔ غور کریں کہ پیشگوئیاں پوری ہونے سے اگر انبیاء علیہم السلام کو نبی تسلیم کر لیا جائے تو اس تسلیم کے بعد لوگ کیا خاموش ہو کر بیٹھ جائیں اور مدعی کو نبی کہتے رہیں یا نبی کی غرض بعثت یعنی خدا سے تعلق پیدا کرنے کے لئے

(باقی بر صفحہ ۱۱ کالم ۱)

A.B.C.D

طاہر قانی صاحب

انوکھی خلافت کا پروپیگنڈا

چوہدری محمد ظفر اللہ صاحب نے سالانہ جلسہ ربوہ میں جن خیالات کا اظہار فرمایا، اگر ان کی پشت پر مخصوص مصلحت کار فرما نہیں تھیں تو انہوں نے ربوی انداز میں اسلامی خلافت و امارت کا نہایت ہی گمراہ کن خاکہ پیش کیا۔ اس پر حضرت مولینا صدر الدین نے مختصر مگر جامع الفاظ میں نوائے وقت میں روشنی ڈالی۔ جس پر "الفضل" اور "الفرقان" نے بے جا خفگی کا اظہار کیا، ایڈیٹر الفضل تو علمی بے بضاعتی کی وجہ سے معذور ہیں، لیکن محترم ابو العطاء صاحب سے یہ امید نہ تھی کہ وہ دینی مصلحتوں اور شواہد کو نظر انداز کرکے اخفائے حق کے مرتکب ہوں گے۔

امارت اور خلافت کے متعلق اسلام کی تعلیم واضح ہے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین نے اپنے عمل سے اس کی وضاحت و تصدیق کر دی ہے جس کے بعد کتاب جیل کی ورق گردانی کی گنجائش باقی نہیں رہی۔

قرآن حکیم نے امت کو خلافت ملکی تفویض کی ہے کسی فرد کو نہیں جیسا کہ فرمایا وعد اللہ الذین امنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنھم فی الارض۔ اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان اور صالح لوگوں کو زمین میں خلیفہ بنانے کا وعدہ کیا ہے۔ اور اسی وعدہ کی تکمیل میں فرمایا ثم جعلناکم خلٰئف من بعدھم لننظر کیف تعملون، پھر ہم نے تمہیں پہلوں کے بعد خلافت ارضی بخشی تاکہ ہم دیکھیں کہ تم کیسا عمل کرتے ہو۔" اور اس میں توریت کی اس پیشگوئی کی طرف بھی اشارہ ہے۔

ولقد کتبنا فی الزبور من بعد الذکر ان الارض یرثھا عبادی الصالحون۔ اور حضرت امام وقت نے "انجمن خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کی جانشین ہے" کے الفاظ میں اسی صداقت پر روشنی ڈالی اور منشائے الٰہی کے ماتحت خلافت قوم کو تفویض کی۔ جب امت کو خلافت عطا ہوتی ہے تو یہ قوم اپنے میں سے موزوں افراد کو امور سلطنت کی سرانجام دہی کے لئے چن لیتی ہے۔ یہ افراد اس بات کے پابند ہوتے ہیں کہ وہ عدل و انصاف اور قوانین شریعت کو رائج کریں دینی مصالح کو استحکام بخشیں قوم کے مشورے کے مطابق انتظام سلطنت کریں۔ اور امن و امان کی فضا قائم اور برقرار رکھیں، نہ کہ اس "ترقی" اور خوشحالی سے ہمکنار ہونے کے لئے بے قرار ہوں جو اضاعوا الصلوٰۃ اور اتبعوا الشھوات سے ہم آغوش ہو۔

یہ امیر مامور من اللہ نہیں ہوتے، انہیں عامۃ القوم ہی چنتے ہیں۔ وہ دینی حدود کے اندر رہ کر سلطنت چلاتے ہیں۔ ان کی ذات تکلفہ ملی سے بلند تر نہیں ہوتی، وہ کمزوریوں سے بالاتر اور مصئون نہیں ہوتے،

بلاشبہ انبیاء اور مامورین دینی امور اور مصلحتوں میں عوام کے سامنے مسئول نہیں ہوتے کیونکہ دینی امور میں وہ مشاورت کے پابند نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ذات ان کی رہنمائی کرتی ہے لیکن امور سلطنت میں انہیں بھی حکم ہے کہ وہ قوم کے مشورے سے کام کریں۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوا کہ شاورھم فی الامر۔ امور سلطنت میں مسلمانوں سے مشورہ لیا کرو اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ میں اپنے پیارے نبی کو مشاورت کا حکم دیا ہے۔ چنانچہ آپ امور سلطنت میں ہمیشہ مشورہ لیتے رہے، جنگ بدر، جنگ احد، جنگ احزاب اور دیگر مہمات میں آپ نے اصحاب رض سے رائے لی اور اس پر عمل کیا، جنگ احد میں تو آپ نے اپنی رائے کے خلاف شہر سے باہر نکل کر دشمنوں کا مقابلہ کیا اور نقصان کے باوجود عمر بھر یہ یاد نہیں دلایا کہ دیکھو تمہارے مشورے سے نقصان پہنچا ہے اس لئے کہ مشاورت خدا کے حکم سے ہوئی تھی اور یہ امر مشاورت کی بنیادی حیثیت کو بھی ظاہر کرتا ہے

دیگر دنیاوی معاملات میں بھی آپ کا یہی طریق کار تھا۔ ایک بار آپ کے مشورے پر عمل کرنے کی وجہ سے کھجوروں میں پھل کم آیا۔ آپ نے فروتنی اور انکساری سے نہیں حقیقت کے طور پر فرمایا انتم اعلم بامور دنیاکم کہ تم اپنے دنیاوی امور کو مجھ سے بہتر جانتے ہو۔ اسی طرح ایک بار آپ نے اسی جگہ منزل کی۔ وہ جگہ موزوں نہ تھی۔ ایک صحابی نے عرض کی کہ آیا یہ قیام حکم الٰہی کے مطابق ہے؟ آپ نے نفی میں جواب دیا۔ تو اس صحابی نے عرض کیا کہ فلاں مقام اس سے بہتر ہے۔ چنانچہ آپ نے فوراً کوچ کا حکم دے دیا اور بہتر مقام پر ڈیرہ لگایا۔ دنیاوی امور کے متعلق مشاورت کی اہمیت کے پیش نظر آپ دنیا سے رخصت ہوتے کو کسی کو اپنا جانشین مقرر نہ کیا۔ چنانچہ انتخاب امیر کے متعلق جب اختلاف ہوا تو مختلف تجاویز سامنے آئیں۔ اور آخر حضرت

ابوبکر صدیق رض کو امیر قوم منتخب کیا گیا۔ آپ کے خلفاء نے بھی آپ کی اتباع کی حضرت ابوبکر صدیق رض نے لوگوں سے مشورہ کے بعد حضرت عمر کو جانشین تجویز کیا لیکن اس انتخاب کی توثیق آپ کی بیعت کے ذریعہ ہی ہوئی، یہی معاملہ حضرت عثمان رض کے انتخاب کے وقت بھی پیش آیا۔ اور حضرت علی رض اپنی شہادت پر کسی کو جانشین مقرر نہ کر گئے۔ بلکہ فرمایا کہ میں تمہیں ویسے ہی چھوڑ رہا ہوں جس طرح آنحضرت ہمیں چھوڑ گئے تھے، تاکہ تم امیر کا انتخاب صوابدید سے کرو۔ پھر حضرت حسن رض نے جب حالات ناموافق دیکھے تو قوم کو فتنے سے بچانے کے لئے خلافت سے دستبردار ہو گئے۔

مامورین کے سوا کسی بڑے سے بڑے انسان کو یہ مقام حاصل نہیں کہ جب قوم اسے منتخب کر لے پھر وہ مسئولیت سے بلند ہو جائے۔ اس پر وحی تو نازل نہیں ہوتی جو اسے لغزشوں سے محفوظ یا آگاہ رکھے۔ اسی لئے قومی خلافت کے لئے "امرھم شوریٰ بینھم" کو اساسی مقام بخشا اور اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم، اسوہ حسنہ اور قرآنی تصریحات ہی کی روشنی میں، امت کے مشورے سے امور سلطنت انجام دیئے۔

حضرت ابوبکر صدیق رض نے امیر منتخب ہونے پر فرمایا:۔

"لوگو! میری خواہش یہ تھی کہ اس بوجھ کو کوئی دوسرا شخص اٹھاتا اور اگر تم مجھ سے اپنے پیغمبر کی سنت کا اتباع چاہو گے تو بھی اس کا متحمل نہ ہو سکوں گا کیونکہ وہ شیطان سے محفوظ و مامون تھے، اور ان پر آسمان سے وحی نازل ہوتی تھی۔ میں تمہارا امیر مقرر کیا گیا ہوں، حالانکہ میں تم میں سب سے اچھا نہیں ہوں۔ اگر میں ٹھیک کام کروں، تو تم میری مدد کرو، اور اگر میں برائی کے راستہ پر چلوں تو مجھے سیدھا کر دو!"

اسی طرح حضرت عمر رض خلیفہ ہوئے تو فرمایا:۔

"اگر تم میں سے کوئی مجھ میں کجی دیکھے تو اسے ٹھیک کر دے"

خلیفۃ الرسول حضرت ابوبکر رض نے اپنے خطبہ میں چند حقیقتوں کی نشاندہی کی ہے۔

(۱)۔ خلافت جاہ و حشمت کا وسیلہ نہیں ایک بہت بڑی ذمہ داری ہے۔ جس کے حصول کے لئے بے قرار نہیں ہونا چاہیئے۔

(۲) غیر مامور خلیفہ شیطان کے وساوس سے محفوظ نہیں ہوتا۔

(۳) نبی کو لغزش سے بچا لیا جاتا ہے۔ اور غیر مامور خلیفہ غلطیوں کا مرتکب ہوتا ہے۔

(۴)۔ آپ کو لوگوں نے امیر مقرر کیا۔

(۵)۔ کوئی امیر اس بات کا دعوٰے نہیں کر سکتا کہ وہ امت کا بہترین فرد ہے۔

(۶) لوگ آپ پر احتساب کی نظر رکھیں۔
(۷) امر معروف میں آپ سے تعاون کریں۔
(۸) غلط راستے پر چلنے کی صورت میں آپکو روکیں۔
یہ حقائق فروتنی اور انکساری پر مبنی نہیں۔ ان میں امور سلطنت کے سلسلے میں اسلامی روش کا انعکاس ہے۔ انکساری اور عاجزی ذاتی معاملات میں ہوتی ہے، نہ کہ امور سلطنت میں۔ جیسا کہ جناب ابوالعطاء صاحب اپنے خلیفہ صاحب کی خدمت میں عرض کریں کہ حضور آپ مجھ سے زیادہ عربی دان ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ پر قرآن کے جو علوم منکشف کئے ہیں۔ خاکسار کو ان کی ہوا بھی نہیں لگی، اور آپ تقویٰ اور خدا شناسی کے جس مقام پر ہیں وہ مجھے نصیب نہیں، اور خدا مجھے بھی ایسے موتی بکھیرنے کی توفیق بخشے جو حضور اپنی تحریر و تقریر میں بکھیرتے رہتے ہیں۔

حضرت ابوبکر رضؓ کے یہ الفاظ آنحضرتؐ کی اس تلقین کے پیش نظر تھے اگر کسی کو برائی کرتے دیکھو تو قوت سے روک دو، نہ کہ برائی کو منصب خلافت کا حصہ سمجھ کر سر جھکا دو۔

انبیاء، رسل اور مامورین خدا کے مقرر کردہ ہوتے ہیں۔ امور سلطنت چلانے کے لئے امیر، عامل، مفتی، قاضی، افسران فوج، قوم مقرر کرتی ہے اور چاہے تو انہیں معزول بھی کر سکتی ہے، جیسا کہ خلفائے راشدینؓ نے قوم کے مشورے پر کیا، یہ معاملہ اللہ تعالیٰ نے اُمت پر چھوڑ دیا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ، حضرت عمر رضؓ، حضرت عثمان رضؓ اور حضرت علی رضؓ کو مسلمانوں نے چنا، وہ مسلمانوں کی طرف سے مامور تھے، تاکہ

لیمکنن لھم دینھم الذی ارتضیٰ لھم ولیبدلنھم من بعد خوفھم امنا

کا فریضہ ادا کریں۔ اور وہ بھی مشاورت کے ذریعے۔ مسلمانوں نے خلفاء اور اُمراء کو اسی سطح پر رکھا، اُن کا احتساب کیا، امر بالمعروف میں تعاون کیا اور جہاں ضرورت محسوس کی مخالفت بھی کی۔

حضرت عمرؓ نے جب حق مہر کم کرنے کی تلقین کی تو ایک خاتون نے اسے قرآن کے خلاف قرار دیا۔ حضرت عمرؓ نے فوراً غلطی کا اعتراف کیا اور اپنی رائے ترک کر دی، آپ نے دو چادروں سے قمیص تیار کی، جب آپ نے منبر پر کھڑے ہو کر کہا کہ ہم نہ سنیں گے اور نہ ہی اطاعت کریں گے، کیونکہ سب کو مال غنیمت سے ایک ایک چادر ملی اور آپ کی قمیص دو چادروں سے بنی ہے، تو آپ نے اپنے بیٹے کو صفائی کے لئے کہا، جب انہوں نے وضاحت کی کہ میں نے اپنے حصے کی چادر آپ کو دے دی تھی۔ تو تب معترض نے کہا کہ اب ہم سنیں گے اور اطاعت کریں گے۔"

پالیسی سازی اور اس کے نفاذ کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔ پالیسی کی تشکیل مشاورت کے ذریعے قوم کرتی ہے۔ ہاں پالیسی کی نفاذ کی ذمہ داری امیر پر آتی ہے، اور اُمت کا فرض ہے کہ اپنی مرتب کردہ پالیسی کے نفاذ میں امیر سے کامل تعاون کرے اور اس کی اطاعت کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑے۔ حضرت ابوبکر رضؓ نے اسامہ رضؓ کو روانہ کر کے آنحضرتؐ کے حکم کی تعمیل کی، اور اس سے کسی مسلمان کو انکار نہ ہو سکتا تھا، اور آنحضرتؐ کے خلاف وہ اپنے مشورے پر قائم نہیں رہ سکتے تھے۔ چنانچہ حضرت ابوبکر رضؓ کی وضاحت کے بعد حضرت اسامہ رضؓ کے لشکر کو روکنے کا مشورہ ترک کر دیا گیا، تاہم مشورہ ہی سے بعض اکابر کو روک لیا گیا۔ اور چونکہ اسامہؓ کا تقرر آنحضرت نے کیا تھا۔ اس لئے خلیفہؓ وقت نے اسامہ کی رضامندی حاصل کی، حضرت عثمان رضؓ نے قوم کے مشورے کو رد نہیں کیا تھا، قوم آپ کے ساتھ تھی، صرف چند سرکش لوگوں کی بات کو رد کیا گیا اور اس واقعہ کو مشاورت اور مسئولیت کے خلاف استعمال کرنا، حقیقت کا منہ چڑانا ہے۔ حضرت عثمانؓ کی معزولیت کے مطالبے پر کن کن صحابہ نے فرمایا تھا کہ خلیفہ کو معزول کرنے کا مطالبہ تعلیمات اسلام کے خلاف ہے۔ اگر خلیفہ کی معزولی خلاف اسلام ہوتی تو پھر جنگ صفین کے وقت حضرت ابوموسیٰ اشعری اور حضرت عمرو بن العاص، حضرت علی اور حضرت معاویہ کو معزول کرنے کا فیصلہ کیا تو کیا انہیں اسلامی تعلیمات کا علم نہیں تھا؟ اور کیا معزولی کے اعلان پر کسی نے اس کے خلاف قرآن اور سنت ہونے کی آواز اُٹھائی؟

یہ کہنا دانشمندانہ بات نہیں کہ خلفائے راشدینؓ مسئول نہیں ہوتے۔ کسی امیر کے راشد ہونے کا فیصلہ اس کی زندگی کے عمل کے بعد ہی ممکن ہے۔ محض کسی کو خلیفہ راشد کہہ دینے سے وہ راشد نہیں ہو جاتا اور نہ ابوالعطاء صاحب اس حقیقت سے کما حقہ واقف ہیں۔ لوگوں کا منتخب امیر زندگی کے کسی مرحلے پر ٹھوکر کھا سکتا ہے۔ اگر ہم یہ مان لیں کہ خلیفہ اُمت کے سامنے جوابدہ نہیں ہے۔ تو پھر اسے غلط روش سے روکنے کے لئے کونسا امر رہ جاتا ہے۔ ابوالعطاء صاحب ہی فرمائیں کہ اگر (۱) خلیفہ کسی مرحلے پر فسق و فجور میں مبتلا ہو جائے (۲) قومی دولت کو اپنی اور اپنے خاندان کی شان و شوکت بڑھانے پر صرف کرے (۳) نااہل حاشیہ برداروں کو کلیدی آسامیوں پر لگا دے، اور مخلص دیانتدار متقی، اہل علم لوگوں کو پس پشت ڈال دے۔ اپنے سابقیوں کے مکانات جلا دے یا قتل کرا دے۔ (۵) قرآن و حدیث کے درس بند کرا دے، اور دینی علوم کی ترویج کو عملاً روک دے، (۶) دینی عقائد کی تواتر قطع و برید کرتا رہے، (۷) مفلوج ہو کر عملی زندگی سے محروم ہو جائے، اور قوم اس کی ذہنی اور انتظامی صلاحیتوں سے محروم ہو جائے اور یہ سلسلہ سالہا سال تک ممتد ہو جائے تو کیا ایسا خلیفہ راشد ہوگا۔ کیا وہ مسئولیت سے بالاتر ہوگا؟ کیا اس کی روشنی سے دینی مصالح کو تقویت پہنچے گی؟ کیا اس کی تنظیم منہاج نبوت اور خلافت راشدہ کے مطابق ہوگی، اس کے ماتحت ترقی اور خوشحالی بدحالی سے مختلف ہوگی؟ اور ایسی ہی خلافت کا نظام دنیا میں مستحکم ہو جائے تو دین اور اُمت کی بربادی اور رسوائی میں کوئی کمی رہ جائے گی؟ یہاں کتاب الاسلام و التصریحیہ کا حوالہ غیر موزوں نہ ہوگا:۔

"مسلمانوں کا خلیفہ معصوم نہیں ہے۔ نہ وہ مہبط وحی ہے۔ نہ کتاب و سنت کی تفسیر اس کا خاص الخاص حق ہے، فہم کتاب کے بارے میں بھی اسے کوئی خاص اختصاص نہیں حاصل...... ہے۔ احکام علم کے بارے میں بھی اسے کوئی برتری حاصل نہیں۔ وہ کسی خاص سربلندی سے بھی بہرہ ور نہیں۔ بلکہ وہ اور تمام طالبان فہم برابر ہیں۔ ان میں اگر کسی کو دوسرے پر فضیلت ہے۔ تو صفائے عقل اور کثرت اصابت کے لحاظ سے ہوتی ہے۔ اُمت یا اُس کے نائب ہی اسے مقرر کرنے کا حق رکھتے ہیں۔ اُمت ہی کو اس کی نگرانی، نگہبانی اور محاسبہ کا حق ہوتا ہے۔ جب مصلحت کا اقتضا ہو۔ اُمت ہی کو حق ہوتا ہے کہ اسے معزول کر دے۔

اسلام میں دین کے اندر کسی کو کوئی خاص خصوصیت نہیں حاصل ہیں۔ ہاں اختیار ہے تو موعظہ حسنہ الی الخیر کا، تنفیر عن الشر کا، اور یہ وہ اختیار ہے جو ادنیٰ سے ادنیٰ مسلمان کو حاصل ہے" (سیاست شرعیہ)

خدا کے مقرر کردہ خلیفہ اور اُمت کے مقرر خلیفہ میں کچھ فرق ہے کہ نہیں؟ خدا کا مقرر کردہ خلیفہ زمانے کا بہترین انسان ہوتا ہے۔ اسے سب سے زیادہ فہم قرآن دیا جاتا ہے۔ وہ اپنے نبی متبوع کا اعلیٰ ترین نمونہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی راہنمائی کرتا ہے، اسے بکثرت الہامات اور مبشرات سے نوازا جاتا ہے اور وہ تقویٰ دیانت امانت، انسان دوستی، مروت، خلوص وغیرہ اعلیٰ صفات سے متصف ہوتا ہے۔ آپ منبر سے پوچھ کر بتایئے کہ جس خلیفہ کو آپ راشدین کی صف میں کھڑا کرنے کے مدعی ہیں۔ کیا وہ:۔

(۱) خدا کا مقرر کردہ ہے یا اس کی تقرری میں کانوں اور زبردستوں کے ایک گروہ کا ہاتھ ہے۔
(۲) کیا وہ علم اور فہم قرآن میں اپنے پیروکاروں میں سب پر فضیلت رکھتا ہے۔ اور اس علم و عرفان کا ماضی کی طویل زندگی میں سراغ ملتا ہے؟
(۳) کیا جماعت میں اس سے بڑھ کر متقی خدا پرست اور خدا رسیدہ لوگ نہیں؟
(۴) کیا امیر بھی الہامات کی صورت میں وحی نازل ہوتی ہے؟
(۵) کیا وہ اپنی پاکدامنی، خوش خلقی، انسان دوستی، امانت دیانت اور دین پروری میں جماعت کے دیگر اکابر پر شرف رکھتا ہے؟
(۶) اور کیا آپ فسق و فجور، بدچلنی، جسمانی اور ذہنی معذوری، بددیانتی کی صورت میں خلیفہ کے سامنے مودبانہ عرض کریں گے کہ حضور آپ تسکین ذوق کیجئے، سر تسلیم خم ہے۔ آپ کا معاملہ خدا پر چھوڑتے ہیں، وہ قیامت کے دن سمجھ لے گا؟

وائے گر در پس امروز بود فردائے

تفسیر سورۃ فاتحہ

(بسلسلہ صفحہ ۲)

اگر وہ چور زیادہ احسان نہ کرے گا۔ تو اتنا تو ضرور کرے گا۔ کہ اس کی چوری نہ کریگا تو اب سمجھنا چاہیئے کہ جب محبت کرنے سے چوروں اور ڈاکوؤں سے بھی فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ تو کیا خدا سے فائدہ نہیں ہوتا۔ ہوتا ہے اور ضرور ہوتا ہے۔ کیونکہ خدا تو بڑا رحیم و کریم اور بڑے فضلوں اور احسانوں والا ہے۔

خدا کی دوستی

جو لوگ کرموں۔ اواگون۔ اور جونوں کی راہ لئے بیٹھے ہیں۔ میرا یقین ہے کہ ان کو اس راہ کا خیال تک بھی نہیں۔ جب محبت کے ثمرات اس دنیا میں پائے جاتے ہیں۔ اور جب ایک شخص کو دوسرے سے سچی اور خالص محبت ہوتی ہے۔ تو وہ اس سے کوئی فرق نہیں کرتا۔ تو کیا خدا ہی ایسا ہے کہ جس کی دوستی کسی کام نہیں آتی۔ وہ لوگ قابلِ الزام ہیں جو خدا کو شرمناک الزاموں سے یاد کرتے ہیں۔ مثلاً ہندوؤں۔ آریوں میں دائمی مکتی نہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ دائمی مکتی خانہ میں داخل کرتے وقت ایک گناہ پرمیشر باقی رکھ لیتا ہے اور پھر ایک وقت کے بعد اس ایک گناہ کے عوض میں ان رشیوں منیوں اور مکتی یافتوں کو گدھوں۔ بندروں اور سؤروں وغیرہ کی جونوں میں بھیجتا ہے۔

رضا اور گناہ

مگر اس پر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر پرمیشر ان مقدسوں پر ناراض تھا اور جان بوجھ کر ان کو مکتی خانہ سے باہر نکالنا چاہتا تھا۔ تو پھر پہلے ہی ان کو مکتی خانہ میں کیوں داخل کیا؟ آخر اُن پر راضی ہی ہوا ہوگا تو داخل کیا تھا۔ یہ تو نہیں کہ اندھا دھندی مکتی خانہ میں دھکیل دیا تھا۔ لیکن رضا اور گناہ اکٹھے نہیں رہ سکتے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ پرمیشر اُن پر پہلے ہی راضی نہیں ہوا تھا۔ اور اگر راضی تھا۔ تو ماننا پڑے گا کہ اس کو ان کے گناہوں کی خبر نہ تھی۔ کیونکہ جب اسے خبر ہوئی تھی۔ تب اس نے ان کو مکتی خانہ سے باہر نکال دیا تھا۔ لیکن بعض آریہ اس کا یہ جواب دیا کرتے ہیں۔ کہ ان کو مکتی خانہ سے اس واسطے نکالا گیا تھا کہ ان کے عمل محدود تھے۔ اور چونکہ عمل محدود تھے۔ اس لئے ان کا پھل بھی محدود ہونا چاہیئے۔ لیکن ان کو اتنی خبر نہیں کہ ان بیچاروں نے جو پرمیشر کی راہ میں ایسی ایسی سختیاں جھیلیں تھیں۔ اور اپنا ہر ایک ذرّہ اُس کی راہ میں قربان کر دیا تھا۔ تو وہ اس واسطے نہیں تھا کہ چند دن تک تو ہمیں مکتی خانہ کی سیر کرا لو۔ اور اس کے بعد جس گندی سے گندی جون میں چاہو بھیجدو۔

انما الاعمال بالنیات

ان کی نیتوں کو دیکھنا چاہیئے۔ اگر ان کی نیتیں صرف اسی قدر تھیں کہ دو چار برس پرمیشر سے محبت کر کے پھر چھوڑ دیں گے۔ تو جب تو ایک بات ہے۔ ورنہ انما الاعمال بالنیات ان مکتی یافتوں کا کیا قصور۔ یہ تو پرمیشر کا قصور ہے۔ کہ ان کو مار دیا۔ کیونکہ اگر وہ زندہ رہتے تو پرمیشر کی محبت کو کبھی نہ چھوڑتے۔ انہوں نے تو صرف اسی واسطے پرمیشر کی راہ میں مصائب و شدائد برداشت کئے تھے۔ کہ جب تک ہم رہیں گے پرمیشر کے ہو کر رہیں گے۔ ان کو پرمیشر کی بے وفائی کا تو خیال نہ تھا۔ ایک شخص کسی سے محبت رکھتا ہے اور آگے پیچھے اس کی محبت کے گُن گاتا پھرتا ہے۔ اگر وہ مر جائے تو کیا ہم کہہ سکتے ہیں کہ وہ دشمنی بھی ساتھ لے گیا ہے؟

مرد اور عورت

اور پھر اس بات کو بھی سمجھنا چاہیئے۔ کہ مکتی خانہ سے باہر نکالنے کے لئے جو گناہ پرمیشر نے ان کے ذمّہ رکھے ہوئے ہوں گے، وہ بہرصورت ایک ہی قسم کے ہوں گے یہ تو جائز نہیں کہ کسی کو کسی گناہ سے باہر نکال دیا جاوے۔ اور کسی کو کسی گناہ کے سبب سے۔ لیکن یہ کیسا انصاف ہے کہ باہر نکالتے وقت باوجود ایک ہی قسم کے گناہ ہوتے ہے کسی کو مرد اور کسی کو عورت اور کسی کو گدھا اور کسی کو بندر بنا دیا۔

اُمّ الکتاب

غرض قصّہ کوتاہ۔ اللہ تعالےٰ نے الحمد شریف میں اپنی صفات کاملہ کا بیان کر کے ان تمام مذاہب باطلہ کا رد کیا ہے جو عام طور پر دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں۔ یہ سورۃ جو

ام الکتاب کہلاتی ہے۔ اسی واسطے پانچوں وقت ہر نماز کی ہر رکعت میں پڑھی جاتی ہے کہ اس میں مذہب اسلام کی تعلیم موجود ہے۔ اور قرآن مجید کا ایک قسم کا خلاصہ ہے۔

عیسائیوں کا خداوند

اللہ تعالےٰ نے اپنی چار صفات بیان کر کے ایک نظارہ دکھانا چاہا ہے اور بتایا ہے۔ کہ اسلام نہایت ہی مبارک مذہب ہے۔ جو اس خدا کی طرف رہبری کرتا ہے۔ جو نہ عیسائیوں کے خدا کی طرح کسی عورت کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے۔

آریوں کا پرمیشر

اور نہ ہی وہ ایسا ہے۔ کہ آریوں کے پرمیشر کی طرح مکتی دینے پر ہی قادر نہ ہو۔ اور جھوٹے طور پر کہہ دیتا ہے۔ کہ عمل محدود ہیں۔ حالانکہ اصل بات یہ ہے کہ اس میں نجات دینے کی طاقت ہی نہیں۔ کیونکہ روحیں تو اس کی بنائی ہوئی نہیں۔ جیسے وہ آپ خود بخود

(باقی بر صفحہ آئندہ کالم ۲)

بحرِ حکمت کے موتی

(بسلسلۂ صفحۂ اوّل)

کسی قسم کی ایذا نہ پہنچائیں اور اس کی خوشی و غمی میں اس کے شریک ہوں اور بوقت ضرورت اس کی امداد کریں پس مندرجہ بالا ہدایت نبوی کے ماتحت اس کا بھی یہی فرض ہے کہ یہ بھی دوسرے لوگوں کی عزت کرے۔ ان کے ساتھ احترام سے پیش آئے اور ان کی ایذا رسانی سے اجتناب کرے اور ان کی خوشی و غمی میں شریک ہو اور بوقت ضرورت ان کی مدد کے لئے ہاتھ بڑھائے ان باتوں پر عمل کرنے کا لازمی نتیجہ یہ ہو گا کہ آپس میں محبت اور ہمدردی کے تعلقات استوار ہوں گے اور معاشرہ کی عمارت نہایت ہی پاکیزہ بنیادوں پر بلند ہوتی چلی جائے گی اسی طرح ہر شخص اس بات کو ناپسند کرتا ہے کہ اس کے مال کو اگر کوئی شخص چوری یا جیب تراشی یا دھوکہ و فریب کے طریقوں سے لوٹ لے یا اس کے ساتھ خیانت سے پیش آئے یا اس کی عزیز مستورات کی طرف نظر بد سے دیکھے یا اس کو ذلیل کرنے اور دوسروں کی نظروں میں گرانے یا قتل کرنے کی سازش کرے یا جھوٹے الزام لگا کر اس کو بدنام کرنے کی سعی کرے وغیرہ وغیرہ، سو مندرجہ بالا ہدایت نبوی کے ماتحت اس کا بھی یہی فرض ہے کہ یہ بھی دوسروں کو نقصان پہنچانے کے تمام مذکورہ بالا طریقوں سے مجتنب رہے۔ اگر پاکستان میں رہنے والے تمام مسلمان مندرجہ بالا ارشاد نبوی پر عمل پیرا ہو جائیں تو پاکستان صرف نام کا نہیں بلکہ حقیقی معنوں میں پاکستان بن جائے۔ دوکاندار گاہک کو دھوکا دینا فوراً ترک کر دیں ملازم دیانتداری سے اپنے فرائض کو ادا کرنے میں مصروف ہو جائیں، چور بازاری، ذخیرہ اندوزی۔ سمگلنگ وغیرہ بدیاں ملک سے عنقا ہو جائیں کیونکہ کوئی شخص بھی اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ وہ ان بدیوں کی وجہ سے نقصانوں کا نشانہ بنے اس لئے اس کو بھی چاہیئے کہ وہ دوسروں کو ان کا نشانہ بنانے کی کوشش ترک کر دے۔ علماء کا فرض ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم کی مندرجہ بالا ہدایت کی اہمیت کا شعور لوگوں کے دلوں میں پیدا کرنے کی مہم چلائیں تا ہمارے معاشرہ میں پھیلی ہوئی برائیاں دور ہو جائیں اور ہمارا معاشرہ ایک اصلاح پذیر مثالی معاشرہ بن جائے جو دوسروں کے لئے قابل رشک اور قابل تقلید نمونہ قرار پائے۔

"اشتہار ایک غلطی کا ازالہ" (بسلسلہ صفحہ ۸)

کسی تعلیم پر عمل کریں کیا وہ تعلیم وہی نہیں ہو گی جو نبی کے ذریعہ خدا نے ان کے عمل کے لئے بھیجی ہو گی، کیا اس سے ثابت نہیں ہوتا کہ اصل غرض لوگوں سے اس تعلیم کا منوانا ہے جو ان کی ہدایت کے لئے نبی لاتا ہے اور پیشگوئیاں محض اس تعلیم کو منوانے کے لئے ایک ذریعہ ہی ہوتی ہیں" وبس۔

7/7/72

تفسیر سورۃ فاتحہ

(بسلسلہ صفحہ ۱۱)

ہے ویسے ہی ارواح بھی خود بخود ہیں۔ یہ تو ہو ہی نہیں سکتا کہ وہ اور روحیں پیدا کر لے۔ اس لئے یہ سوچ کر کہ اگر ہمیشہ کے لئے کسی روح کو مکتی دی جائے۔ تو آہستہ آہستہ وہ وقت آجاوے گا کہ تمام روحیں مکتی یافتہ ہو کر میرے قبضہ سے نکل جائیں گی جس سے میرا تمام بنا بنایا کارخانہ درہم برہم ہو جائے گا۔ اس لئے وہ بہانہ کے طور پر ایک گناہ ان کے ذمہ رکھ لیتا ہے اور اس دور کو چلائے جاتا ہے۔

مسلمانوں کا قدوس اور قادر خدا

لیکن اسلام کا خدا ایسا قدوس اور قادر خدا ہے کہ اگر تمام دنیا مل کر اس میں کوئی نقص نکالنا چاہے تو نہیں نکال سکتی، ہمارا خدا تمام جہانوں کا پیدا کرنے والا خدا ہے، وہ ہر ایک نقص اور عیب سے مبرا ہے کیونکہ جس میں کوئی نقص ہو وہ خدا کیونکر ہو سکتا ہے؟ اور اس سے ہم دعائیں کس طرح مانگ سکتے ہیں؟ اور اس پر امیدیں کیا رکھ سکتے ہیں؟ وہ تو خود ناقص ہے، نہ کہ کامل۔ لیکن اسلام نے وہ قادر اور ہر ایک عیب سے پاک خدا پیش کیا ہے جس سے ہم دعائیں مانگ سکتے ہیں اور بڑی بڑی امیدیں پوری کر سکتے ہیں۔

(باقی ——— باقی)

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام ملک نور الٰہی صاحب پرنٹر چھپا اور مولوی دوست محمد صاحب پبلشر نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع کیا

پیغام صلح مورخہ ۲ مارچ ۱۹۶۷ء رجسٹرڈ ایل ۸۳۶ شمارہ نمبر ۹

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

ہفت روزہ

پیغام صلح

لاہور

فون نمبر ۳۷۳۷

زرِ مبادلہ
پاک و ہند سے:- چھ روپے
بیرونی ممالک سے:- ایک پونڈ

مدیر:- دوست محمد
مدیر معاون:- بشیر احمد سوز

فی پرچہ ۱۲ پیسے

جلد ۵۴ | یوم پنجشنبہ - مؤرخہ ۲۷ ذیقعد ۱۳۸۶ھ مطابق ۹ مارچ ۱۹۶۷ء | نمبر ۱۰

"لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں۔ لاہور میں ہمارے پاک محب ہیں
ہیں تیرے خالص محبوں کا گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے نفوس و
اموال میں برکت دوں گا۔"

(الہامات حضرت مسیح موعودؑ)

حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفٰے ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفانِ ما از جامِ اوست
یک قدم دُوری از آں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا۔
۲- قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی۔
۳- سب صحابہؓ اور آئمہ قابلِ احترام ہیں۔
۴- سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے۔
۵- کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۶- اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا۔

مؤمن کے لئے دُکھ اور ابتلاء کا انجام اچھا ہوتا ہے

خدا داری چہ غم داری

ارشادات حضرت امام الزمان علیہ السلام

جو لوگ حیوانات کی طرح زندگی بسر کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ جب اُن کو پکڑتا بھی ہے، تو پھر جان لینے ہی کے لئے پکڑتا ہے۔ مگر مومن کے حق میں اُس کی یہ عادت نہیں ہے۔ ان کی تکالیف کا انجام اچھا ہوتا ہے اور انجام کار متقی کے لئے ہی ہے۔ جیسے فرمایا وَالعاقبۃ عند ربک للمتقین۔ ان کو جو تکالیف اور مصائب آتے ہیں۔ وہ بھی ان کی ترقیوں کا باعث بنتے ہیں تاکہ انکو تجربہ ہو جاوے۔ اللہ تعالیٰ پھر اُن کے دن پھیر دیتا ہے .... سید عبد القادر جیلانیؒ بھی ایک مقام پر لکھتے ہیں کہ جب مومن بننا چاہتا ہے تو ضرور ہے کہ اس پر دُکھ اور ابتلا آویں .... پھر جب اس حالت تک پہنچ جاتا ہے تو رحمتِ الٰہیہ کا جوش ہوتا ہے تو قُلنا یا نار کونی برداً وّ سلاماً کا حکم ہوتا ہے۔ اصل اور آخری بات یہی ہے۔ مگر نہ شنیدۂ کہ خُدا داری چہ غم داری۔

(ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد سوم)

بحر حکمت کے موتی

سنی ہوئی بات کو بیان کرنے میں احتیاط کی تلقین۔

عن ابی ھریرۃ رضؓ قال قال رسول اللہ صلعم کفیٰ بالمرء کذباً ان یحدث بکل ما سمع رواہ مسلم المشکوٰۃ باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ۔

حضرت ابو ہریرہ رضؓ روایت کرتے ہیں کہ حضرت نبی کریم صلعم نے فرمایا کہ کسی انسان کے جھوٹا ہونے کے لئے یہی بات کافی ہے کہ وہ ہر اس بات کو لوگوں کے سامنے بیان کرنا شروع کر دے جو محض اس کی شنید ہو اور اس کے متعلق اس نے اس بات کے سچا یا جھوٹا یا صحیح یا غلط ہونے کے متعلق تحقیق نہ کی ہو۔

یہ حدیث نبوی مسلمانوں کو تلقین کر رہی ہے کہ جب کوئی مسلمان کسی شخص یا کسی جماعت کے متعلق ایسی خبر سنے جو اس شخص یا اس جماعت کے متعلق لوگوں کے دلوں میں نفرت پیدا کرنے والی یا انہیں ان کے خلاف بدظنی کا شکار بنانے والی ہو تو اس مسلمان پر فرض ہے کہ بغیر تحقیق اسے دوسروں میں نہ پھیلائے بلکہ اس پر لازم ہے کہ دوسروں تک پہنچانے سے قبل وہ اس امر میں پوری تحقیق کرے کہ آیا وہ خبر جو اس تک پہنچی ہے درست بھی ہے یا نہیں۔ قرآن کریم بھی اسی کی تائید کرتا ہے۔ چنانچہ سورۃ الحجرات ع میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یا ایھا الذین امنوا ان جاءکم فاسق بنبإٍ فتبینوا ان تصیبوا قوماً بجھالۃ فتصبحوا علی ما فعلتم نادمین۔ یعنی اے مومنو اگر تمہارے پاس کوئی ایسی خبر پہنچے جو کسی شخص یا کسی جماعت کو خدا اور اس کے رسول کی نافرمان ٹھہراتی ہو تو اس کو سچا سمجھنے سے قبل اس کے متعلق پوری طرح تحقیق کر لو کہ وہ خبر آیا درست بھی ہے یا نہیں ہو سکتا ہے کہ وہ خبر غلط یا بے بنیاد ہو اور تم اسے بغیر تحقیق سچا سمجھ کر اس شخص یا اس جماعت کے خلاف اپنی جہالت کی وجہ سے ایسا نادوا قدم اٹھالو جس پر بعد میں تمہیں ندامت کا شکار ہونا پڑے۔ بڑے نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ موجودہ زمانہ میں مسلمانوں نے

(باقی بر صفحہ کالم اول)

تفسیر سورۃ فاتحہ

از حضرت مسیح موعود علیہ السلام

۳

سورت فاتحہ کی دُعا

اسی واسطے اس نے اسی سورۃ فاتحہ میں دُعا سکھائی ہے۔ کہ تم لوگ مجھ سے دعا مانگا کرو۔ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم - یعنے یا الٰہی ہمیں وہ سیدھی راہ دکھا جو ان لوگوں کی راہ ہے جن پر تیرے بڑے بڑے فضل اور انعام ہوئے۔ اور یہ دُعا اس واسطے سکھائی کہ تا تم لوگ صرف اس بات پر ہی نہ بیٹھ رہو کہ ہم ایمان لے آئے ہیں۔ بلکہ اس طرح سے اعمال بجا لاؤ کہ ان انعاموں کو حاصل کر سکو جو خدا کے مقرب بندوں پر ہوا کرتے ہیں۔

رسمی عبادتیں

بعض لوگ مسجدوں میں بھی جاتے ہیں۔ نمازیں بھی پڑھتے ہیں۔ اور دوسرے ارکان اسلام بھی بجا لاتے ہیں۔ مگر خدا کی نصرت اور مدد ان کے شامل حال نہیں ہوتی۔ اور ان کے اخلاق اور عادات میں کوئی نمایاں تبدیلی دکھائی نہیں دیتی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اُن کی عبادتیں بھی رسمی عبادتیں ہیں حقیقت کچھ بھی نہیں۔ کیونکہ احکام الٰہی کا بجا لانا تو ایک بیج کی طرح ہوتا ہے جس کا اثر روح اور وجود دونوں پر پڑتا ہے۔

انگوری دیکھو

ایک شخص جو کھیت کی آبپاشی کرتا اور بڑی محنت سے اس میں بیج بوتا ہے۔ اگر ایک دو ماہ تک اس میں انگوری نہ نکلے تو ماننا پڑتا ہے کہ بیج خراب ہے۔ یہی حال عبادت کا ہے۔ اگر ایک شخص خدا کو وحدہٗ لاشریک سمجھتا ہے۔ نمازیں پڑھتا ہے، روزے رکھتا ہے، اور بظاہر نظر احکام الٰہی کو حتی الوسع بجا لاتا ہے۔ لیکن خدا کی طرف سے کوئی خاص مدد اس کے شامل حال نہیں ہوتی تو ماننا پڑتا ہے۔ کہ جو بیج وہ بو رہا ہے۔ وہی خراب ہے۔ یہی نمازیں تھیں جن کے پڑھنے سے بہت سے لوگ قطب اور ابدال بن گئے مگر تم کو کیا ہو گیا۔ جو باوجود ان کے پڑھنے کے کوئی اثر ظاہر نہیں ہوتا۔ یہ قاعدہ کی بات ہے۔ کہ جب تم کوئی دوا استعمال کرو گے اور اس سے اگر کوئی فائدہ محسوس نہ کرو گے تو آخر ماننا پڑے گا۔ کہ یہ دوا موافق نہیں۔ یہی حال ان نمازوں کا سمجھنا چاہیئے ؎

با کریماں کارہا دشوار نیست

حقیقی مؤمن ضائع نہیں ہوتا۔

جو شخص سچے جوش اور پورے صدق اور اخلاص سے اللہ تعالےٰ کی طرف آتا ہے۔ وہ کبھی ضائع نہیں ہوتا۔ یہ یقینی اور سچی بات ہے۔ کہ جو خدا کے ہوتے ہیں خدا اُن کا ہوتا ہے۔ اور ہر ایک میدان میں اُن کی نصرت اور مدد کرتا ہے۔ بلکہ ان پر اپنے اس قدر انعام و اکرام نازل کرتا ہے۔ کہ لوگ اُن کے کپڑوں سے بھی برکتیں حاصل کرتے ہیں۔

اعمال کی پڑتال

اللہ تعالےٰ نے یہ جو دُعا سکھائی ہے۔ تو یہ اس واسطے ہے کہ تا تم لوگوں کی آنکھ کھلے۔ کہ جو کام تم کرتے ہو۔ دیکھ لو۔ کہ اس کا نتیجہ کیا ہوا ہے؟ اگر ایک انسان ایک عمل کرتا ہے۔ اور اس کا نتیجہ کچھ نہیں تو اس کو اپنے اعمال کی پڑتال کرنی چاہیئے۔ کہ وہ کیسا عمل ہے؟ جس کا نتیجہ کچھ نہیں۔

پہلی قوموں سے سبق

پھر اس کے آگے خدا فرماتا ہے:—

غیر المغضوب علیھم ولا الضالین - یعنے اے مسلمانوں تم خدا سے دعا مانگتے رہو۔ کہ یا الٰہی ہمیں ان لوگوں میں سے نہ بنانا۔ جن پر اس دنیا میں ہی تیرا غضب نازل ہوا ہے۔ اور نہ ہی ان لوگوں کا راستہ دکھانا۔ جو کہ راہ راست سے گمراہ ہو گئے ہیں۔

مسلمانوں کے لئے پیشگوئی

اور یہ جو کچھ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ یہ بطور قصہ یا کتھا کے بیان نہیں کیا۔ بلکہ وہ جانتا تھا۔ کہ پہلی قوموں نے بدکاریاں کیں اور نبیوں کی تکذیب اور تفسیق میں حد سے بڑھ گئیں۔ اسی طرح مسلمانوں پر بھی ایک وقت آئے گا جبکہ وہ فسق و فجور میں حد سے بڑھ جاویں گے اور جن کاموں سے ان قوموں پر خدا کا غضب بھڑکا تھا۔ ویسے ہی کام مسلمان بھی کریں گے۔ اور خدا کا غضب اُن پر نازل ہو گا۔

تفسیروں اور احادیث والوں نے مغضوب سے یہود مراد لئے ہیں۔ کیونکہ یہود نے خدا تعالےٰ کے انبیاء کے ساتھ بہت ہنسی ٹھٹھا کیا تھا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خاص طور پر دکھ دیا تھا۔ اور نہایت درجہ کی شوخیاں اور بے باکیاں انہوں نے دکھائی تھیں۔ جن کا آخری نتیجہ یہ ہوا تھا۔ کہ اسی دنیا میں ہی خدا کا غضب ان پر نازل ہوا تھا۔ مگر اس جگہ خدا کے غضب سے کوئی یہ نہ سمجھ لے۔ کہ (نعوذ باللہ) خدا چڑ جاتا ہے۔ بلکہ اس کا یہ مطلب ہے۔ کہ انسان بسبب اپنے گناہوں کے نہایت ہی پاک اور قدوس خدا سے دور ہو جاتا ہے۔ یا مثال کے طور پر یوں سمجھ لو۔ کہ ایک شخص کسی ایسے حجرہ میں بیٹھا ہوا ہو جس کے چار دروازے ہیں۔ اگر وہ ان دروازوں کو کھولے گا تو دھوپ اور آفتاب کی روشنی اندر آتی رہے گی۔ اور اگر وہ سب دروازے بند کر دے گا تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ روشنی کا آنا بند ہو جائے گا۔

خدا کا غضب

غرض یہ بات سچی ہے کہ جب انسان کوئی فعل کرتا ہے۔ تو سنت اللہ اسی طرح سے ہے۔ کہ اس فعل پر ایک فعل خدا کی طرف سے سرزد ہوتا ہے۔ جیسے اس شخص نے اپنی بدقسمتی سے چاروں دروازے بند کر دیئے تھے۔ تو اس پر خدا کا فعل یہ تھا۔ کہ اس مکان میں اندھیرا ہی اندھیرا ہو گیا۔ غرض اس اندھیرا کرنے کا نام خدا کا غضب ہے۔

خدا تعالےٰ انسان کی طرح نہیں

یہ مت سمجھو۔ کہ خدا کا غضب بھی اسی طرح کا ہوتا ہے۔ کہ جس طرح سے کہ انسان کا غضب ہوتا ہے۔ کیونکہ خدا خدا ہے۔ اور انسان، انسان ہے۔ یہ تو نہیں ہو سکتا کہ جس طرح سے ایک انسان کام کرتا ہے۔ خدا بھی اسی طرح سے کرتا ہے۔ مثلاً خدا سنتا ہے۔ تو کیا اس کو سننے کے لئے انسان کی طرح ہوا کی ضرورت ہے۔ اور کیا اس کا سننا بھی انسان کی طرح سے ہے کہ جس طرف ہوا کا رُخ زیادہ ہوا اس طرف کی آواز کو زیادہ سُن لیا۔ یا مثلاً دیکھتا ہے۔ کہ جب تک سورج۔ چاند، چراغ وغیرہ کی روشنی نہ ہو انسان دیکھ نہیں سکتا۔ تو کیا خدا بھی روشنیوں کا محتاج ہے؟

آریہ وغیرہ جو اعتراض کرتے ہیں۔ کہ قرآن کریم میں خدا تعالےٰ کو غضبناک کہا گیا ہے یہ اُن کی صریح غلطی ہے۔ ان کو چاہیئے تھا کہ قرآن مجید کو دوسری جگہوں پر نظر کرتے وہاں تو صاف طور پر لکھا ہے:—

عذابی اصیب بہ من اشآء ورحمتی وسعت کل شیء

خدا کی رحمت تو کل چیزوں کے شامل حال ہے۔ مگر ان کو دقت ہے تو یہ ہے۔ کہ خدا کی رحمت کے تو وہ قائل ہی نہیں۔ ان مذہبی اصول کے بموجب اگر کوئی شخص بعد مشکل مکتی حاصل کر بھی لے۔ تو آخر پھر وہاں سے بھی نکلنا ہی پڑے گا۔

غرض تو یہ یاد رکھو کہ خدا تعالےٰ کے کلام پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔ جیسے خدا ہر ایک عیب سے پاک ہے۔ ویسے ہی اس کا کلام بھی ہر ایک قسم کی غلطی سے پاک ہوتا ہے۔ (باقی — باقی)

اشاعت اسلام کیلئے وصایا کی ضرورت

جماعت کو حضرت مسیح موعودؑ کی آخری وصیت

حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی زندگی کے آخری ایام میں اس عظیم الشان مقصد کے پیش نظر جس کے لئے آپ مبعوث ہوئے تھے، یعنے اشاعت و ترقی دین اسلام، جہاں ایک انجمن بنائی اور اس کو اپنا جانشین قرار دیا، وہیں اس انجمن کے ذریعہ اشاعت اسلام اور سلسلہ کے دیگر کاموں کی سرانجام دہی کے لئے ماہوار چندوں کے علاوہ مالی آمدنی کی ایک اہم ذریعہ یہ مقرر فرمایا کہ وہ احباب جماعت جن کو اللہ تعالےٰ نے مال وافر عطا فرمایا ہے، یہ وصیت کریں کہ ان کی موت کے بعد انکے ترکہ کا دسواں حصہ "حسب ہدایت اس سلسلہ کے اشاعت اسلام و تبلیغ احکام قرآن پر خرچ ہوگا" اور یہ بھی تحریر فرمایا کہ "ہر ایک صادق کامل الایمان کو اختیار ہوگا کہ اپنی وصیت میں اس سے بھی زیادہ لکھ دے لیکن اس سے کم نہیں"

حضرت مسیح موعودؑ کے اس فرمان کی تعمیل میں جماعت کے کئی اصحاب نے نہ صرف اپنے مرنے کے بعد بلکہ اپنی زندگی ہی میں اپنی آمدنیوں کا دسواں حصہ دینا شروع کر دیا جو اشاعت اسلام کی ترقی اور دیگر ضروری کاموں کی سرانجام دہی کے لئے ممد و معاون ثابت ہوا، لیکن کچھ عرصہ سے وصایا کی رفتار سست پڑ چکی ہے، اور اس طرف احباب کی توجہ ویسی نہیں ہی جیسی ہوتی چاہیئے، آج ہم اس ضروری امر کی طرف احباب کی توجہ کو منعطف کراتے ہوئے یہ عرض کرنا چاہتے ہیں، کہ اشاعت اسلام جیسا اہم کام جس کا بیڑا آپ نے اٹھا رکھا ہے، اس بات کا متقاضی ہے کہ اپنے اموال کا بیشتر حصہ اس کے لئے وقف کیا جائے، یہ نہ صرف حضرت مسیح موعودؑ کی ہدایت اور آپ کی آخری وصیت ہے بلکہ خدا تعالےٰ اور اس کے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی دین کی راہ میں اموال کی قربانی کی بار بار تاکید کی ہے، یہاں تک کہ ارشاد الٰہی ہے لن تنالوا البر حتیٰ تنفقوا مما تحبون، تم نیکی کو پا ہی نہیں سکتے جب تک اپنی پیاری چیزوں میں سے کچھ خدا کے رستہ میں خرچ نہ کرو، اور ظاہر ہے کہ مال ہی ایسی چیز ہے جو انسان کو سب سے زیادہ پیارا اور محبوب ہے، چنانچہ اسی فطرت انسانی کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے، وانہ لحب الخیر لشدید - انسان مال کی محبت میں بہت سخت ہے، پس اس محبوب چیز کا خدا کے رستہ میں خرچ کرنا ہی نیکی اور حصول جنت کا سب سے بڑا ذریعہ ہے،

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس حقیقت کو خوب سمجھا تھا - انہوں نے نہ صرف اپنی جانیں خدا کے رستہ میں دیں بلکہ اپنے اموال بھی جن کو انسان اپنے بعد اپنے لواحقین اور اہل و عیال کے سہارا اور پرورش کا ذریعہ سمجھتا ہے بے دریغ خدا کی راہ میں دے دیئے، یہاں تک کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ایک موقعہ پر گھر کا تمام اثاثہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیا، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نصف مال پیش کیا اور حضرت عثمان رضؓ نے اشرفیوں کا توڑا خدمت حضور والا میں نذر کیا، اسی قسم کا ایک واقعہ حضرت سعد بن ابی وقاص کے متعلق مروی ہے کہ آپ مکہ میں سخت بیمار ہو گئے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے - حضرت سعد رضؓ نے عرض کیا کہ حضور! میرے پاس بہت زیادہ مال ہے اور میری ایک ہی بیٹی ہے، میں سارا مال وصیت کرنا چاہتا ہوں، حضور صلعم نے فرمایا کہ نہیں ہم سارا مال نہیں لے سکتے، انہوں نے عرض کی تو پھر حضور نصف ہی لے لیں، فرمایا نصف بھی زیادہ ہے عرض کی تیسرا حصہ ہی لے لیں، فرمایا ہے تو یہ بھی زیادہ لیکن خیر تہائی مال قبول ہے۔

یہ تھا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ولولہ اور ان کا عمل، لیکن حضرت امام وقت نے تو تہائی مال بھی نہیں مانگا صرف دسویں حصہ ہی کی وصیت کا حکم دیا ہے اور فرمایا ہے کہ:—

"موت کے وقت اکثر وصایا کا لکھنا مشکل ہو جاتا ہے اور ... نشانوں اور بلاؤں کے دن قریب ہیں اس لئے خدا تعالےٰ کے نزدیک ایسے وقت میں وصیت لکھنے والا بہت درجہ رکھتا ہے اور اس وصیت کے لکھنے میں جس کا مال دائمی مدد دینے والا ہوگا اس کو دائمی ثواب ہوگا اور خیرات جاریہ کے حکم میں ہوگا۔"

حضرت امام وقت کے یہ الفاظ ان احباب کی خاص توجہ کے قابل ہیں، جن کو اللہ تعالیٰ نے مال وافر عطا فرمایا ہے ضرورت ہے کہ وہ اس فریضہ کے پیش نظر جو اشاعت اسلام کی صورت میں ان پر عائد کیا گیا ہے، اپنے اموال و جائداد کا کم از کم دس فیصدی اس پاک فریضہ کی ادائگی کے لئے وقف کر دیں اور اس کے لئے وصیتیں لکھ کر انجمن کے حوالہ کریں بلکہ بہتر یہ ہوگا کہ ایسے اموال اپنی زندگی ہی میں انجمن کو دے دیں، اور جو لوگ جائداد نہیں رکھتے وہ اپنی ماہوار یا ششماہی یا سالانہ آمدنیوں کا دسواں حصہ دے کر اس صدقہ جاریہ میں شامل ہوں اور دائمی ثواب حاصل کریں - حضرت مسیح موعودؑ نے اس اہم امر کی طرف اس شعر میں خاص طور پر توجہ دلائی ہے ؎

اے بے خبر بخدمت قرآں کمر بہ بند
زاں پیشتر کہ بانگ برآید فلاں نماند

اور فرمایا ہے ؎

زبذل مال در راہش کسے مفلس نمے گردد
خدا خود میشود ناصر اگر ہمت شود پیدا

یعنے خدا کی راہ میں مال خرچ کرنے سے کوئی مفلس نہیں ہو جاتا، اگر اس کیلئے ہمت پیدا ہو جائے تو اللہ تعالےٰ آپ اس شخص کی مدد کرتا ہے۔

امید ہے ہمارے احباب اس طرف توجہ کر کے اس اہم فریضہ کی ادائگی سے سبکدوش ہونے کی کوشش کریں گے جو امام وقت کی ہدایت کے مطابق اشاعت اسلام کی صورت میں انہوں نے اپنے ذمہ لے رکھا ہے۔

اخبار احمدیہ

درس قرآن

ـــــ حضرت مولینا عبدالحق صاحب ودیارتھی نے مسلم ٹاؤن اور لاہور چھاؤنی میں درس قرآن مجید کا سلسلہ شروع کیا ہے - قرب و جوار کے احباب سے درخواست ہے کہ ان درسوں میں شامل ہوں جو ازدیاد ایمان کا موجب ہوگا، پروگرام حسب ذیل ہے:

۱- مسجد احمدیہ مسلم ٹاؤن میں ہر ماہ کے ابتدائی دو ہفتوں میں ہفتہ یعنے سنیچر کے دن بعد نماز ...

۲- لاہور چھاؤنی میں محترم قاضی بشیر احمد صاحب کے مکان پر ہر ماہ کے آخری دو ہفتوں میں اتوار کے دن بعد از نماز مغرب درس ہوا کرے گا۔

احباب نہ صرف خود شامل ہوں بلکہ عزیزوں اور دوستوں کو بھی ساتھ لادیں

خانبہادر غلام ربانی خانصاحب کی اہلیہ کو حادثہ

مولوی عبدالاحد صاحب کا خط دیب گراں سے موصول ہوا ہے کہ خانبہادر ... خانصاحب کی اہلیہ صاحبہ کو حال ہی میں بس کے ایکسیڈنٹ کی وجہ سے ران کی ہڈی میں ... ہے وہ ہسپتال میں زیر علاج ہیں، احباب سے انکی صحتیابی کے لئے دعا کی درخواست ہے

درخواست دعا

ـــــ جملہ برادران ملت سے استدعا ہے کہ وہ ہمارے لئے دعا فرمائیں کہ خداوند کریم ہماری تمام دینی و دنیاوی رکاوٹوں کو جلد دور کر کے اپنا فضل و کرم اور ہماری ہر جائز خواہش کو پورا فرمائے - آمین

ملتمس ہا سید قیض الحسن نواب فورٹ - سہارن پور خاص - یوپی - بھارت
" " ہا شاہ محمد کامل رئیس قصبہ بہٹ - ضلع سہارنپور - یوپی - بھارت

(باقی بر صفحہ ۶ کالم ۳)

مولانا عبد الحمید صاحب مبلغ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

جماعتوں کے سالانہ اجلاس

یہ پراپیگنڈا اور نشر و اشاعت کا زمانہ ہے سیاسی جماعتیں دن رات اپنے پروگرام پیش کر رہی ہیں۔ دوسری پارٹیوں کے نقائص اور اپنی خوبیوں کا ڈھنڈورا پیٹا جاتا ہے حکومتی طور پر اقتدار حاصل کرنے کا ہر حربہ استعمال ہو رہا ہے۔ تجارتی دنیا کے دریچے سے جھانکئے ایک گہماگہمی ہے بلکہ افراتفری ہے۔ دنیا کے حصول کے ذرائع اور اس کی خاطر عجیب و غریب طریقے اور حربے استعمال ہو رہے ہیں، کاروباری لوگ اس قدر مصروف ہیں کہ ایک ایک منٹ انکے لئے قیمتی ہے۔ پابندی وقت کا یہ حال ہے کہ اُن کا گھڑی کی سوئی کی مانند ہر لمحہ گذر رہا ہے۔ ریڈیو سنو تو دل بہلانے کے لئے گانے بجانے کا انتظام ہے یا پھر وہی دنیاداری کے پروگرام۔ کہیں زراعت کی ترقی پر وعظ ہے تو کہیں ایکسپورٹ، امپورٹ کا قصہ۔ ملکی اور غیر ملکی حالات اور اُن میں اقتصادی وسائل اور تجارتی حالات پر تبصرہ ہو رہا ہے جو اخبار اور رسائل نکالئے تو یہی سیاسیات اور اقتصادیات کے مسئلے ہیں۔ غرض دنیا مادی مسائل کی طرف اندھا دھند بغیر پیچھے دیکھے دوڑی جا رہی ہے اللہ اور اس کے رسول کے احکامات کی صحیح نشر و اشاعت کی طرف بہت ہی کم توجہ دی جاتی ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف و ینھون عن المنکر و اولئک ھم المفلحون○ کہ اس رونق۔ گہماگہمی، ہنگامہ خیزی، اور حرص و ہوا کی دنیا میں ایک ایسا گروہ بھی ہو بھلائی کی باتیں لوگوں کو بتلاؤ دنیا بہکی جا رہی ہو تو ان کو نیک کاموں کی ترغیب دے امر معروف کی تحریص دلائے اور ایسے کام کرنے سے روکے اور نفرت دلائے جو ناپسندیدہ ہیں۔ دیکھئے ہر آدمی اپنا مقصود پاکر سمجھتا ہے میں کامیابی سے ہمکنار ہو گیا۔ دنیا کا حاصل کرنے والا اپنے آپ کو سب سے کامیاب و کامران سمجھتا ہے۔ سیاسی جیت والا اپنی کامرانی کے ڈونگرے برساتا ہے لیکن اللہ تبارک و تعالیٰ ان کو نوازتا ہے جو داعی الی الخیر ہوں۔ امر معروف کرتے ہوں نہی عن المنکر پر کاربند ہوں، فرمایا اولئک ھم المفلحون یہ گروہ کامیاب و کامران ہے۔ ہماری جماعت اسی چیز کو لے کر کھڑی ہوئی۔ تبلیغ کا فریضہ جس کی طرف ہم نے بار بار اسلامی حکومتوں اور دینی جماعتوں کو بلایا ان سے اپیل کی کہ اسلام پر اغیار نے اپنے تمام تر وسائل سے حملہ کر رکھا ہے اسے روکو بلکہ ان پر جوابی حملہ کرو ان

کے گھر جاکر اسلام پیش کرو اور اپنے گھر کو مضبوط کرو۔ لیکن واسطے افسوس ہر کسی کو اپنی پڑی ہے۔ کوئی گدی نشین اپنے شعبدے دکھا کر واہ واہ حاصل کر رہا ہے تو کوئی واعظ اپنی علمی دھاک بٹھا کر دنیا کو اپنی تعریف ...... میں رطب اللسان پاکر پھولا نہیں سماتا کہیں ایمان بالخلافت، مضبوط مرکز اور تنظیم سے مسحور کیا جا رہا ہے، تو کہیں مزاروں پر عرس رچائے جا رہے ہیں اور بقول امام الزمان

بیکسے شد دین احمد ہیچ خویش و یار نیست
ہر کسے درکار خود با دین احمد کار نیست

ایسے میں ایک آپ کی جماعت ہے جو جہاں پیری فقیری اور گدی نشینی سے بلند ہے وہ کوئی فرقہ ہے نہیں اور تمام جہان کو تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا و بینکم ان لا نعبد الا اللہ ولا نشرک بہ شیئاً کی طرف پکارتی ہے۔ یہ ایک ہی تبلیغی جماعت ہے جو لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھنے والے کو مسلمان سمجھتی ہے۔ دنیا میں ایک ہی جماعت ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ کو صحیح معنوں میں خاتم النبیین مانتی ہے۔ یہ جماعت نہ آسمان کی طرف ٹکٹکی لگائے ہوئے ہے نہ زمین پر کسی برگزیدہ پر افتراء باندھا ہے کہ وہ نبی ہو گیا ہے اور نبوت جاری ہو گئی ہے۔ وہ امام وقت کے اس قول پر یقین رکھتی ہے کہ

"ہر نبوت را بروشد اختتام"

ان عقائد پر آپ کا ہونا اللہ تعالیٰ کا انعام ہے اور اس انعام کی قدر دانی اور خدا تعالیٰ کی شکر گذاری کا بہترین ذریعہ ہے کہ ان کا ہر وقت اظہار کیا جاوے غیروں میں بار بار پرچار کیا جاوے جس طرح لوگوں کو آپ سیاست۔ تجارت۔ زراعت وغیرہ میں ہمہ تن مصروف پاتے ہیں اسی طرح آپ دل و جان سے اس کام میں بھی مصروف رہیئے۔ غیر مسلموں کو اسلام کی خوبیاں بتلائیے اپنوں میں صحیح عقائد کی تبلیغ اور تربیتی جلسے منعقد کیجئے۔ مجدد وقت فرماتے ہیں:۔

"اس عاجز کا ارادہ ہے کہ اشاعت دین اسلام کے لئے ایسا حسن انتظام کیا جائے کہ ملک ہند میں ہر جگہ ہماری طرف سے واعظ و مناظر مقرر ہوں اور بندگانِ خدا کو دعوت حق کریں تا حجت اسلام زمین پر پوری ہو"

آگے چل کر فرماتے ہیں:۔

"دنیا چند روزہ مسافر خانہ ہے آخرت کے لئے نیک کاموں کے ساتھ تیاری کرنی چاہیئے مبارک وہ شخص جو ذخیرہ آخرت کے اکٹھا کرنے کے لئے دن رات لگا ہوا ہے"

مرکز کی طرف سے اس سلسلہ میں جماعتوں کو کہا گیا ہے کہ اپنے ہاں سالانہ جلسہ منعقد کریں۔ دوسرے دوستوں اور غیر از جماعت احباب کو ہمراہ لاویں۔ یہ جہاں اپنے لئے تربیتی رنگ میں مل بیٹھنا مفید ہوگا وہاں دیگر سامعین جلسہ میں بھی ہمارے عقائد کے بارے غلط فہمیاں دور ہوں گی اور ان میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کردہ دین اسلام کی اشاعت کی ترغیب پیدا ہوگی جن جماعتوں کی طرف سے خطوط موصول ہو چکے ہیں اور انہوں نے جلسہ کے لئے تاریخ اور اجلاسوں کا وقت مقرر کر دیا ہے ان کی خدمت میں جلد ہی مقررین اور اُن کے موضوع تجویز کر کے بھیج دیئے جاویں گے۔ باقی جماعتیں بھی جلد تر جلسہ کی تاریخ سے مرکز کو مطلع فرماویں اور اجلاسوں کے اوقات لکھیں تا مقررین اور ان کے تجویز کردہ موضوعات سے ان کو اطلاع دے دی جاوے۔ والسلام

عبد الحمید۔ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

جماعتوں کے سالانہ جلسوں کی تاریخیں

ملتان ——— ۲۴ مارچ ۱۹۶۷ء

کراچی ——— ۹ اپریل "

کوٹ باری (اوکاڑہ) ۲ اپریل "

اُمید ہے ان مقامات اور گرد و نواح کے تمام احباب، مذکورہ بالا تاریخوں پر نہ صرف خود شامل جلسہ ہوں گے بلکہ اپنے غیر از جماعت احباب کو بھی شمولیت کی دعوت دیں گے۔

آنریری جنرل سیکرٹری

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں۔ (مینیجر)

اللہ تعالیٰ کے کمالات اور احسانات اور تخلیق کائنات میں علوم کی فراوانی

تمام کائنات۔ انسان کے لئے بنائی گئی ہے

اس لئے غیر اللہ کو معبود بنانا گویا خادم کے آگے جھکنا ہے

خطبہ جمعہ۔ مؤرخہ ۳ مارچ ۱۹۶۷ء۔ فرمودہ حضرت امیر قوم مولینا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ بمقام جامع احمدیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

ولہ ما فی السموٰت والارض ولہ الدین واصبًا۔ افغیر اللہ تتقون وما بکم من نعمۃ فمن اللہ ثم اذا مسکم الضر فالیہ تجئرون۔ ثم اذا کشف الضر عنکم اذا فریق منکم بربھم یشرکون ٥ لیکفروا بما اٰتینٰھم فتمتعوا فسوف تعلمون ——— (النحل۔ ۵۳ تا ۵۶) ———

خدا تعالیٰ کے احسانات و کمالات کا ذکر

قرآن کریم میں خدا تعالیٰ کی ذات اور اس کی صفات کا کثرت کے ساتھ ذکر موجود ہے۔ ان صفات میں خدا تعالیٰ کے کمالات، اس کی قدرت اور اس کے علم و حکمت کا ذکر ہے۔ ان صفات کے علاوہ اس کے احسانات اور اس کے رحم و کرم کا بھی بڑا ذکر ہے۔ انسان کی جبلت میں ہے کہ کمال کی تعریف کرتا اور احسان کے آگے جھکتا ہے۔ اس فطرت کے پیش نظر خدا تعالیٰ اپنے کمالات احسانات اور برکات کا ذکر فرماتا ہے جو ان پر نازل ہوتے رہے۔

زمین و آسمان کی ہر چیز پر تصرف الٰہی

آسمان و زمین کی ساری کائنات انسان کے لئے پیدا کی گئی ہے۔ کائنات پر اس کا تصرف ہے فرمایا ہے۔ خالق و موجد ہونے کی وجہ سے لہ ما فی السموٰت والارض یعنے زمین و آسمان کی ہر چیز خدا کے نافذ کردہ قوانین کے موافق اپنا وظیفہ پورا کر رہی ہے جیسا کہ فرمایا ولہ اسلم من فی السموٰت والارض یعنے آسمان و زمین کی ہر چیز خدائے واحد کی فرمانبرداری کرتی ہے۔ اجرام سماوی نہایت باقاعدگی اور پابندی سے چلتے ہیں یہ پابندی ایسی ہے کہ اس میں کبھی فرق نہیں آیا

قوانین الٰہی غیر متبدل ہیں

فرمایا ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلًا۔ یعنے خدا تعالیٰ کے مقرر کردہ قوانین میں کبھی کوئی تبدیلی رونما نہیں ہوگی۔ اس بناء پر انسان کے دل میں اطمینان پیدا ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے قوانین بدلتے نہیں۔ دنیا کی حکومتوں کے قوانین بدلتے رہتے ہیں۔ کبھی رشتہ داروں اور دوستوں کی خاطر اور کبھی پراپیگنڈے سے ڈر کر قوانین بدل دیئے جاتے ہیں، لیکن خدا تعالیٰ جو ساری کائنات کا بادشاہ ہے۔ فرماتا ہے ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا

تخلیق کائنات میں علوم کی فراوانی

پھر فرمایا ولہ الدین واصبًا یعنے خدا تعالیٰ کی فرمانبرداری دائمی ہے۔ دیکھو موسم بہار میں چڑیاں چہچہاتی ہیں۔ درختوں میں شگوفے پھوٹ پڑتے ہیں اور سوکھی ہوئی ٹہنیوں کے اندر زندگی آجاتی ہے۔ ہر ہر کہیں زندگی ہی زندگی نظر آتی ہے۔ تمام موسموں اور سب چیزوں کے متعلق خدا تعالیٰ نے قوانین بنائے ہیں جن لوگوں نے آسمان کی تخلیق پر اور نظام پر غور کیا ہے ان کو اس میں علوم کا سمندر نظر آتا ہے جنہوں نے نباتات پر غور کیا ہے انہوں کو بھی اس حصہ مخلوقات میں علوم نظر آتے ہیں جنہوں نے حیوانات کی زندگیوں پر غور کیا ہے انہوں نے فزیالوجی پر بڑی بڑی کتب لکھی ہیں۔ اور انسان کی تخلیق پر غور و فکر کرنے والے لوگ تو اس کے کمالات کی انتہا نہیں پا سکے۔ انسانی کھوپڑی پر بے شمار کتابیں لکھی گئی ہیں۔ اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا۔ سنریھم اٰیٰتنا فی الاٰفاق آسمان و زمین کے اندر اللہ تعالیٰ کی ہستی اور اس کے کمالات کے دریا بہتے ہوئے نظر آتے ہیں وفی انفسھم۔ انسان کے اپنے وجود کے اندر بھی اس کے نشانات ہیں۔ ڈاکٹر لوگ انسانی مشین کو دیکھ کر حیران ہو جاتے ہیں۔ کیا ان واقعات کی موجودگی میں یہ افسوسناک امر نہیں کہ انسان اس قادر مطلق ہستی کو چھوڑ کر غیر اللہ سے ڈرے اور اس کو اپنا معبود بنائے افغیر اللہ تتقون۔

تمام نعما خدا تعالیٰ کی طرف سے ہیں

اس کے بعد فرمایا وما بکم من نعمۃ فمن اللہ جو بھی تم پر کوئی نعمت اور فضل الٰہی وارد ہو۔ وہ خدا کی طرف سے ہے۔ اگر وہ نعمت سورج ہے جس کی وجہ سے اس دنیا میں رونق اور زندگی ہے۔ اور اگر وہ نعمت بارش ہے جس سے درخت، نباتات، پھل، پھول اور غلہ جات اُگتے ہیں۔ تو یہ سب نعمتیں خدا تعالیٰ کی طرف سے ہیں۔ دوسری جگہ اسی کی وضاحت کی ہے یہ سب کچھ خدا نے تمہارے لئے پیدا کیا ہے۔ اگر کوئی کسی بڑے عہدہ پر متمکن ہو، اگر کوئی بڑا ذہین ہو تو فمن اللہ یہ دولت، یہ اقتدار اور یہ تمہاری ذہانت سب کچھ خدا کی طرف سے ہیں۔

تمام انسانی اعضا نعمائے الٰہی ہیں اور ان کا فقدان موجب خسران ہے

ہمارے ایک دوست آنکھوں کا علاج کرانے کے لئے دو دفعہ ولایت گئے وہ ہزاروں روپے کے مالک ہیں۔ لیکن ہزاروں روپے خرچ کرنے کے باوجود ان کی آنکھوں کا نور واپس نہیں آیا ہمیں اس کا رنج ہے۔ ان کو بھی دُکھ ہے کہ یہ دولت کس کام کی جب اس کے ذریعہ آنکھوں جیسی نعمت بھی نہ مل سکی۔ میں جس زمانہ میں برلن میں تھا تو اس وقت وہاں ایک سادھو پہنچا۔ اس کی ایک آنکھ کا اپریشن یہاں ڈاکٹر سمتھ نے کیا لیکن کامیاب نہ ہوا اور اس کی ایک آنکھ جاتی رہی۔ اب دوسری ایک آنکھ کے اپریشن کے لئے برلن پہنچا۔ علیگڑھ کے ڈاکٹر عبداللہ ہمارے عزیز ہیں، وہ جرمنی میں ایک سال کا میڈیسن کورس پورا کرنے کے لئے وہاں مقیم تھے انہوں نے بیان کیا کہ ہمارے پروفیسر نے کہا کہ ڈاکٹر سمتھ بڑا خوش قسمت ہے ان کا جو اپریشن کامیاب رہتا وہ ان کی شہرت کا باعث بنتا۔ مگر جس کی آنکھ جاتی رہی ہے وہ کہتا ہے میری قسمت کی وجہ سے ہوا ہے اصل حقیقت یہ ہے کہ سمتھ صاحب کے اپریشن میں ایک بنیادی غلطی ہے جس کی وجہ سے کبھی کبھی آنکھ کا نور ختم ہو جاتا ہے۔ اس سادھو کے اپریشن میں بھی ایک نقص ہو گیا اب میں اس آنکھ کا اپریشن کروں گا۔ غرض آنکھ بہت بڑی نعمت ہے جو خدا نے عنایت کر رکھی ہے وما بکم من نعمۃ فمن اللہ آنکھ کا نور بہت بڑی نعمت ہے۔ وہ جناب الٰہی سے عطا ہوتی ہے۔ کان کی قوت سماعت جاتی رہے تو انسان بے کار ہو جاتا ہے۔ . . . .

- - - - - - - - - - - - -

آنکھ کی قوت بینائی جاتی رہے تو دنیا اس کے لئے اندھیر ہو گئی۔ ایک صاحب کل میرے پاس ذکر کرنے

گئے۔ کہ میرا بیٹا کل دماغی ہسپتال سے آیا ہے لیکن بکلی صحت یاب نہیں ہوا۔ دماغ سب سے بڑی نعمت ہے یہ نعمت چھن جائے تو انسان حیوان ہو کر رہ جاتا ہے دو تین دن ہوئے ایک لاکھ پتی انسان نے ذکر کیا۔ کہ راتوں کو نیند نہیں آتی۔ آنکھ کھل جاتی ہے۔ پھر آنکھ لگتی ہی نہیں آتی۔ یہ لاکھوں روپے میرے کس کام کے ہیں کہ نیند بھی نہیں لا سکتے۔ نیند بھی نعمت عظمےٰ ہے نفل پڑھتا ہوں۔ یاد نہیں رہتا کہ ایک رکعت پڑھی تھی یا دو، یہ نتیجہ ہے خدا تعالیٰ کی ایک نعمت سے محرومی کا۔ یادداشت بھی عجیب نعمت ہے

خدا تعالیٰ کی عطا کردہ استعدادیں

خدا تعالےٰ نے انسان میں بڑی استعداد رکھی ہیں بعض لوگ پانچ پانچ، سات سات زبانیں جانتے ہیں کھوپڑی میں معمولی سا گودا ہے جس کے اندر سب زبانیں اور تمام علوم جمع ہوتے ہیں۔ لیکن جب انگریزی بولی جا رہی ہو تو انگریزی انگریزی الفاظ ہی نکلتے ہیں، اور جب عربی یا فرانسیسی بولی جا رہی ہو، تو فرانسیسی یا عربی ہی دماغ سے نکل رہی ہے۔ وما بکم من نعمۃ فمن اللہ یہ استعدادیں جناب الٰہی کی عطا کردہ عجیب نعمت ہے غرض یہ جس قدر بھی نعمتیں ہیں، کوٹھیاں، محلات اور باغات ہیں، اراضیات ہیں، سواریاں ہیں، بیٹے اور پوتے ہیں اور انسانی قوتے ہیں یہ سب خدا کی عطا کردہ نعمتیں ہیں۔

نعمائے الٰہی کے ہوتے ہوئے غیر اللہ کے آگے جھکنا۔

افغیر اللہ تتقون۔ پھر اس خدا کو چھوڑ کر جس کی نعماء اور برکات غیر محدود ہیں..... ... غیروں کے آگے جھکتے ہو۔ بڑے تعجب سے اللہ تعالےٰ پوچھتا ہے افغیر اللہ تتقون کیا عقل و فہم کے ہوتے ہوئے اور ہماری برکات کا مشاہدہ کرتے ہوئے خدا کو چھوڑ کر دوسروں سے مرعوب ہو جاتے ہو۔

تمام کائنات انسان کی خادم ہے۔

اس مضمون کو خدا تعالےٰ نے ایک اور موقعہ پر بھی بیان کیا ہے۔ حضرت موسےٰؑ کے ذکر میں ہے کہ جب وہ بنی اسرائیل کو جو مصر میں غلامی کی زندگی بسر کر رہے تھے وہاں سے نکال کر کنعان کے جنگل میں لے گئے۔ کچھ عرصہ کے بعد وہ اس ویرانے میں گھبرا گئے۔ حضرت موسےٰؑ سے کہا آپ ہمیں کہاں لے آئے ہیں شہر میں کتنی رونق تھی، مندروں میں گھنٹیاں بجتی تھیں اور پوجا پاٹ ہوتی تھی۔ گہما گہمی تھی۔ یہاں تو ویرانی ہی ویرانی ہے۔ ایک بات ہماری مانو۔ وہ یہ کہ ایک بت بناؤ جیسے مصریوں نے بنائے ہیں تاکہ یہاں بھی کچھ رونق ہو جائے۔ حضرت موسےٰؑ نے جواب دیا اغیر اللہ ابغیکم الٰہا و ھو فضلکم علی العالمین کیا اللہ تعالےٰ کے سوائے میں تمہارے لئے کوئی اور معبود تجویز کروں حالانکہ اس نے تم کو تمام کائنات پر فضیلت دی ہے۔ کائنات کی ہر چیز پر انسان کو فضیلت حاصل ہے اور ہر چیز اس کی خدمت انجام دیتے ہیں مصروف ہے۔ سورج اور قمر انسان کے خادم ہیں۔ تمام سیارے اور ستارے اس کے خادم ہیں، ہوائیں، سمندر، پہاڑ اور تمام نباتات، درخت، حیوانات، سب کے سب اس کے خادم ہیں وسخر لکم ما فی السمٰوٰت وما فی الارض۔ زمین و آسمان کی ہر چیز تمہاری خادم بنا رکھی ہے تو کیا آپ کے کسی خادم کو اٹھا کر تمہارا معبود بنا دیا جائے۔

نعمت کے چھنتے پر خدا تعالیٰ کے آگے رجوع اور واپس ملنے پر کفران نعمت

نعمتوں اور برکات کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا جب کوئی نعمت تم سے چھین لی جاتی ہے تو تم جناب الٰہی میں چیخ پکار کرتے ہو۔ ثم اذا مسکم الضر فالیہ تجئرون۔ جب کوئی عہدہ ختم ہونے والا ہے، یا صحت برباد ہو رہی ہے، یا پیارا بچہ مر رہا ہے یا شہرت و عزت پر حملہ ہو رہا ہے۔ تو انسان بیتاب ہو جاتا ہے۔ فالیہ تجئرون۔ پھر تم دہائی دیتے ہو۔ تمہارا امن و آرام ختم ہو جاتا ہے نیند حرام ہو جاتی ہے، ہر وقت مغموم رہتے ہو اذا کشف الضر عنکم اذا فریق منکم بربھم یشرکون۔ مگر جب وہ تم سے دکھ دور کر دیتا ہے تم میں سے کچھ اپنے رب کے ساتھ شریک بنانے لگتے ہیں۔ لیکفروا بما اٰتینٰھم فتمتعوا۔ گویا نعمت کا دینا اور مصیبت کا دور کرنا اس لئے ہے کہ تم کافر بن جاؤ۔ اس آیت میں لیکفروا کا لام لام العاقبۃ ہے جیسا کہ فالتقطہ اٰل فرعون لیکون لھم عدوا میں ہے...... گویا اس کا نتیجہ یہ ہونا چاہیئے کہ تم اپنی تکالیف دور ہونے کے بعد پھر منکر ہو جاؤ۔ یاد رکھو خدا تعالےٰ کائنات کا خالق و مالک ہے۔ خدا کے احسانات لامحدود ہیں۔ مگر ابتلا بھی آتے ہیں چھوٹی چھوٹی بیماریوں کے علاوہ اگر زلزلہ آ جائے تو سوائے خدا کے اور کون ہے جو تم کو بچا سکے۔ انسان کی دونوں حالتیں خدا تعالےٰ نے بیان کی ہیں۔ وہ بھی ہیں جو شکر گذار بندے ہیں اس کے انعام و اکرام کی وجہ سے شکر گذار ہوتے ہیں اور بعض ایسے ہیں جو مصیبت سے نجات حاصل کرنے کے بعد پھر خدا کو چھوڑ دیتے اور بھلا بیٹھتے جاتے ہیں۔ اس طبیعت کے لوگ اپنے محسن بزرگوں کے ساتھ بھی اسی ناقدری اور بے وفائی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ جو نہایت ناپسندیدہ کردار ہے۔

سردار نور خان کی وفات

پونچھ میں ایک جگہ ہے پرات۔ وہاں ہمارے ایک مخلص دوست سردار نور خان رہتے تھے۔ اکثر جلسہ سالانہ پر آیا کرتے تھے۔ بڑی شاندار شکل و صورت کے مالک تھے۔ جن لوگوں نے ان کو دیکھا ہے وہ انہیں بھول نہیں سکتے۔ ان کے چہرے پر نور نظر آتا تھا۔ ان کے بیٹے نے لکھا ہے۔ میرے والد ماجد جن کو آپ سے والہانہ عقیدت تھی اس جہان سے چل بسے ہیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ اس سال جماعت کو بڑا نقصان پہنچا ہے۔ کئی ایک مخلص دوست ہم سے جدا ہو گئے ہیں فانا للہ و انا الیہ راجعون۔ نماز کے بعد سردار نور خان کے لئے دعائے مغفرت کی جائے:

اخبار احمدیہ

(بسلسلہ صفحہ ۳)

شادی کی تقریب

——— ۵ر مارچ ۱۹۶۷ء کو ماڈل ٹاؤن لاہور میں شیخ فضل الرحمٰن صاحب پروپرائٹر فضل ٹیکسٹائل مل و رولنگ مل ملتان کے صاحبزادہ مبارک احمد کے ساتھ حضرت مولینا نورالدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی پوتی اور صاحبزادہ عبدالسلام مرحوم کی صاحبزادی محترمہ نصرت جہاں بیگم ایم اے کی شادی کی تقریب منعقد ہوئی۔ حضرت امیر ایدہ اللہ نے خطبہ نکاح ارشاد فرمایا جس میں بتایا کہ نکاح کے موقعہ پر جو آیات پڑھی جاتی ہیں ان میں بار بار تقوےٰ اللہ کی تلقین کی گئی ہے۔ اگر اس پر دنیا عمل پیرا ہو جائے اور ہر کام کرتے وقت اس بات کو نگاہ رکھے کہ احکام الٰہی کے خلاف نہ ہو تو دنیا سے تمام بدیاں اور برائیاں یکسر مٹ جائیں

خطبہ کے بعد ایجاب و قبول کے وقت دولہا کی طرف سے بیس ہزار روپے حق مہر کا اعلان کیا گیا اور بیگم صاحبہ صاحبزادہ عبدالسلام مرحوم کی طرف سے حاضرین کو پرتکلف دعوت طعام دی گئی۔

ہم اس تقریب سعید پر دولہا اور ان کے گرامی والد محترم شیخ فضل الرحمٰن صاحب اور دلہن اور ان کی والدہ محترمہ اور ان کے بھائیوں اور دیگر لواحقین کو تہ دل سے مبارکباد عرض کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے موجب خیر و برکت فرما۔ آمین

کراچی میں درس قرآن

کراچی سے محمد بیدار صاحب لکھتے ہیں کہ جماعت احمدیہ کراچی کے قائد میاں رحیم بخش صاحب ماہ رمضان کے بعد سے ہر اتوار کو بوقت ساڑھے پانچ بجے شام قرآن کریم کا درس دیتے ہیں جس میں ضروریات وقت کو قرآن کریم کے علم کی روشنی میں حل کیا جاتا ہے جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آج بھی قرآن کریم کی ویسے ہی ضرورت ہے جیسے چودہ سو سال پہلے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اس کی ضرورت تھی۔ احباب کراچی بالخصوص نوجوان طبقہ سے التماس ہے کہ وہ اس درس میں شامل ہو کر قرآن کریم کے علم سے مستفید ہوں نیز بیرونی جماعتوں کے احباب میں سے اگر کسی صاحب کو کراچی آنے کا اتفاق ہو تو وہ بھی اس درس میں شمولیت فرما کر فائدہ حاصل کریں۔ درس حسب ذیل مقام پر دیا جاتا ہے:۔
B 24-6 پی۔ ایس سی۔ ایچ۔ ایس۔ شاہراہ قائدین کراچی۔

عمانویل کون ہے مسیحؑ یا محمد صلعم؟

مولینا عبدالحق صاحب ودیارتھی کی زیر طبع کتاب محمد ان ورلڈ سکرپچر جلد دوم کا ایک حصہ

متی کی انجیل میں جناب مسیحؑ پر سب سے پہلی پیشگوئی جو چسپاں کی گئی ہے وہ یسعیاہ ۷: ۱۴ کی پیشگوئی ہے متی لکھتا ہے:-

Joseph, Thou son of David, fear not to take unto thee Mary thy wife, for that which is conceived in her is of the Holy Ghost. And shall bring forth a son, and thou shall call him name Jesus, for he shall save his people from their sins. Now this was done, that it might be fulfilled which was spoken of the Lord by the prophet saying,

Behold, a virgin shall be with child, and shall bring forth a son, and they shall call his name Emmanuel, which is being interpreted is, "God with us"

Matt. 1: 20-23

متی کی روایت یہ ہے کہ مریم یوسف کی بیوی تھی اور وہ اپنی بیوی گھر لانے میں متردد تھا۔ خدا کا فرشتہ خواب میں اس پر نازل ہوا اور اس نے یوسف کو تسلی دی کہ اپنی بیوی گھر لانے میں ڈر و نہیں اس کے پیٹ میں جو کچھ ہے وہ روح القدس کا فیضان ہے۔ دیکھو اس سے ایک بیٹا پیدا ہوگا تو اس کا نام یسوع رکھے گا جس کا معنی یہ ہے کہ وہ لوگوں کو ان کے گناہوں سے بچائیگا مگر یہ سب کچھ کیوں ہوگا اس لئے کہ خداوند خدا نے پیغمبر کو جو کچھ کہا تھا پورا ہو کہ

" دیکھو، کنواری حاملہ ہوگی اور ایک بیٹا جنے گی اور وے اس کا نام عمانویل رکھیں گے جس کا ترجمہ یہ ہے خدا ہمارے ساتھ،

متی کے مذکورہ بالا الفاظ پر غور کرنے سے سوال یہ پیدا ہوتے ہیں:-

(۱) یہ بات متی کو کس نے بتائی کہ یوسف کو پتہ چل گیا کہ اس کی بیوی حاملہ ہے۔ کیونکہ اس کا تعلق یوسف کی پرائیویٹ زندگی سے ہے۔

(۲) مریم یوسف کے گھر رہتی تھی یا کسی دوسری جگہ؟ اگر یوسف کے گھر میں رہتی تھی تو فرشتہ کے ان الفاظ کا کیا مطلب ہے کہ اسے گھر لانے سے نہ ڈر؟

(۳) اور اگر وہ دوسرے کسی گھر میں رہتی تھی تو یوسف کو کیسے پتہ چلا کہ وہ حاملہ ہے۔

(۴) ان دونوں کے اکٹھا آنے سے پہلے مریم حاملہ پائی گئی۔ مریم کو حاملہ کس نے پایا؟ لوگوں نے پایا یا مریم نے خود آکر بتایا یا فرشتہ نے یوسف کو بتایا کہ تمہاری بیوی حاملہ ہے؟

(۵) فرشتہ کے اتنا کہہ دینے سے کہ وہ روح القدس سے حاملہ ہے یوسف کی تسلی کیسے ہو گئی؟ کیونکہ فرشتہ نے کوئی دلیل نہیں دی۔ جب تک اس کی نظیر پہلے موجود نہ ہو کہ عورتیں بغیر خاوند حاملہ ہو جایا کرتی ہیں خاوند کی تسلی نہیں ہو سکتی اور نہ یہ قصہ سننے والوں کی تسلی ہو سکتی ہے۔

(۶) مریم بیوی تو یوسف کی تھی کیونکہ فرشتہ نے اس کی تصدیق کر دی اور یوسف داؤد کا بیٹا تھا یہ خدا نے بتا دیا مگر درحقیقت مسیح نہ یوسف کا بیٹا تھا اور نہ خدا باپ کا بلکہ روح القدس کا بیٹا تھا جو تثلیث کا تیسرا رکن ہے تو مسیح داؤد کے تخت کا وارث کیسے قرار پایا؟

(۷) فرشتہ نے یوسف کے خواب میں آکر غلطی یہ کی کہ یوسف کو کہا کہ اپنی بیوی کو گھر لانے سے نہ ڈر۔ کیونکہ اگر یوسف مریم کو چھوڑ دیتا تو سب لوگوں کو معلوم ہو جاتا کہ مسیح صرف مریم کا بیٹا ہے اور بغیر باپ کا بیٹا ہے لہذا خدا کا بیٹا۔

(۸) غلطی تو دراصل خدا باپ سے ہوئی اگر وہ یوسف اور مریم کے پاس فرشتہ اس وقت بھیجتا جب دونوں کی منگنی ہونے والی تھی اور دونوں کو منگنی کرنے اور بدنامی کا خدشہ مول لینے سے روک دیتا تو بے باپ کا بیٹا پیدا ہونے کی دلیل صاف اور سیدھی ہو جاتی۔

(۹) - پیغمبر سے منگنی رک جانے پر ایک بہت بڑا فائدہ یہ ہوتا کہ یوسف تو ابن داؤد تھا اس لئے پیدا ہونے والا بھی داؤد کے تخت کا وارث بتایا گیا۔ اگر یہ منگنی نہ ہوئی تو مولود براہ راست خدا کا بیٹا ہو کر خدا کی ساری سلطنت کا وارث ہوتا۔

(۱۰) خدا جو زمین آسمان سب کا مالک ہے اسے صرف یوسف کے خواب میں یا مریم کے سپنے میں فرشتہ نہ بھیجنا چاہیئے تھا بلکہ حسب عادت اس کا فرشتہ آسمان سے آواز دیتا اور دنیا کے سب لوگ سنتے جیسا کہ یوحنا کے بپتسمہ پانے کے بعد مسیح پر روح القدس اتری اور آسمان سے آواز آئی کہ یہ میرا پیارا بیٹا ہے جس سے میں خوش ہوں،

(لوقا ۳: ۲۲ مرقس ۱: ۱۱ متی ۳: ۱۷)

(۱۱)۔ افسوس ہے یہ آواز بجز متی لوقا اور مرقس کے کسی نے نہ سنی اور ان تینوں نے بھی صحیح صحیح نہیں سنی ایک کہتا ہے کہ آسمان سے آواز آئی کہ یہ میرا پیارا بیٹا ہے جس سے میں خوش ہوں (متی ۳: ۱۷) دوسرا کہتا ہے نہیں۔ آواز یہ آئی تھی کہ تو میرا پیارا بیٹا ہے۔ تجھ سے میں خوش ہوں (لوقا ۳: ۲۲ - اور مرقس ۱: ۱۱) چونکہ یہ کبوتری کی آواز تھی کسی نے کچھ سمجھا اور کسی نے کچھ اگر انسان کی آواز ہوتی تو سب ایک ہی طرح سنتے۔

(۱۲) خدا نے مریم اور یوسف پر الگ الگ فرشتے بھیجنے میں غلطی کی کیونکہ فرشتہ نے صرف ان دونوں کا شک دور کیا اور ان دونوں نے عمر بھر کسی کو نہیں بتایا کہ یہ ہمارا بیٹا نہیں بلکہ روح القدس ہے۔ بلکہ اس کے خلاف ماں کی گواہی یہ ہے:-

"دیکھ تیرا باپ اور میں (اس کی بیوی اور تیری ماں) کڑھتے ہوئے تجھے ڈھونڈتے رہے" (لوقا ۲: ۴۸-)

(۱۳) دونوں اناجیل نویسوں کے باہمی اختلاف کے علاوہ یسعیاہ نبی کے الفاظ یہ ہیں:-

Therefore the Lord Himself shall give you a sign, Behold a Virgina shall conceive, and bear a son, and shall call his name "Immanuel"

Isaiah 7:14

(۱۴) یسعیاہ نبی کی مذکورہ بالا پیشگوئی میں مخاطب آخز AHAZ ہے جو اپنے ہمسایہ دشمنوں سے خائف تھا اور یہ مسیح سے ۷۰۰ برس پہلے

یہودیوں کا بادشاہ تھا

۱۵- یسعیا نبی اس بادشاہ کو تسلی دیتا ہے کہ دشمنوں سے مت ڈرو خدا پر توکل رکھو وہ تمہیں ایک بیٹا دے گا جو تمہیں تمہارے دشمنوں سے بے خوف کر دے گا۔

(۱۶) عورت جس کے حاملہ ہونے کا ذکر ہے وہ ہرگز کنواری نہیں کیونکہ عبرانی لفظ عَلمہ کے معنی اب مسیحی علماء نے بھی ۲۰۰۰ برس کے بعد تسلیم کر لیا ہے کہ کنواری نہیں بائبل میں جہاں یہ لفظ استعمال ہوا ہے اس کے معنے بالغ اور جوان عورت ہیں [1]

(۱۷) یہ عورت ہے کون؟ اور اس کا بیٹا کون ہے؟ علماء میں اس پر ایک طویل بحث ہے کہ آیا وہ یسعیا کی اپنی بیوی ہے؟ بادشاہ آحاز کی بیوی ہے جو اپنے دشمنوں سے ڈرتا اور کسی کی مدد کا جویا تھا یا کوئی اور اس وقت کی عورت یا اس سے قریب تر زمانہ کی عورت ہے [2] جو پسر موعود پیدا کر کے بادشاہ کے غم و فکر کو دور کر دیگی۔

۱۸- چنانچہ پہلا خیال کہ وہ یسعیا کی بیوی ہے جس نے وہ موعود بیٹا مسیحؑ سے ۷۰۰ برس پیشتر پیدا کر دیا۔ اور اس کی تصدیق خود یسعیا کی کتاب میں یوں مذکور ہے:-

And I went to the prophetess, and she conceived, and bare a son, Then said the Lord to me, Call his name Maher-shalalhash baz.

(Isaia - 8:3)

(19)- اس حوالہ میں اگرچہ نام عمانوئیل نہیں مہر شلل ہش باز ہے جس کے معنے ہیں Spoil hastens, the prey speed. یعنی اس بیٹے کے پیدا ہوتے ہی دشمن بادشاہوں کی دولت یہود کے بادشاہ کو مل جائے گی۔

(۲۰) بادشاہ آحاز کو چاہیئے کہ وہ خداوند یہوداہ کے اس نشان پر ایمان لائے۔

(۲۱) متی نے غلطی سے لفظ عَلمہ کا ترجمہ یونانی میں Parthenos کر دیا جس کے معنی کنواری ہیں ویسے بھی کسی کنواری کا حاملہ ہونا کوئی حسی معجزہ نہیں کہ جس کی لوگ علی الاعلان شہادت دے سکیں۔ بالخصوص اس عورت کے متعلق جو کسی کی نہ صرف منگیتر ہو بلکہ اپنے خاوند کے گھر میں رہتی ہو اور سفر میں اس کی رفیق ہو اور سب لوگ جانتے ہوں کہ وہ اس کا خاوند اور نومولود کا باپ ہے (یوحنا ۱: ۴۵ و ۶: ۴۲ متی ۱۳: ۵۵ وغیرہ)

۲۲- کہا یہ جاتا ہے کہ یسعیا کے ہاں جو بیٹا پیدا ہوا اس کا نام عمانوئیل نہیں رکھا گیا لہذا یہ پیشگوئی اس کے حق میں نہیں۔ لیکن یہ سوال مسیح پر بھی عائد ہوتا ہے کہ فرشتہ نے یوسف کو پیدا ہونے والے بیٹے کا نام عمانوئیل رکھنے کو نہیں کہا بلکہ یہ کہا کہ تو اس کا نام یسوع رکھے گا اور لوقا کی روایت میں فرشتہ مریم کو کہتا ہے کہ تو اس کا نام یسوع رکھے گی اور یہی نام امر واقعہ میں رکھا گیا۔ پس عمانوئیل نام نہ مریم نے اپنے بیٹے کا رکھا نہ باپ نے رکھا نہ روح القدس نے بتایا نہ خدا نے رکھا، نہ مسیح کا یہ نام اناجیل اربعہ میں موجود ہے نہ مسیح نے اور حواریوں نے یہ نام کسی کو بتایا اور نہ ہی اس زمانہ کے عوام کی اس پر کوئی شہادت ہے۔

(۲۳) پس اگر آحاز کی بیوی اور یسعیاہ کی بیوی کنواری نہیں تو کنواری ہونے کا ذکر یسعیا کی پیشگوئی میں نہیں یہ تو متی کی گھڑت ہے جو عبرانی نہیں جانتا تھا یا اگر روح القدس نے اسے عَلمہ کا معنی Parthenos پارتھینوس بتا دیا تو وہ بھی عبرانی سے نابلد معلوم ہوتا ہے۔ جب تک یہ اناجیل دنیا میں موجود ہیں اس قسم کی صدہا الجھنیں پادری صاحبان کے گلے کا ہار بنی رہیں گی، بہتر یہ ہے کہ بعد مسیحؑ سے ۳۲۵ برس بعد قسطنطین اعظم نے ۳۰۰ پادریوں کی ایک کونسل اصل انجیل معلوم کرنے کے لئے بٹھائی تھی اور عجیب دھوکا تھا یہ چار اناجیل مستند قرار پائیں اور باقی کی اناجیل جلا دی گئیں امریکہ انگلینڈ اور اٹلی مل کر پھر ایک کمیشن ان اناجیل کو غسل دے کر پاک کرنے کے لئے بٹھائیں یا بحر مردار کے آس پاس کسی غار میں سے کوئی پرانا نسخہ تلاش کر کے دنیا کو ان موجودہ اناجیل کی بے سر و پا کہانیوں سے نجات دلائیں۔

(۲۴)- اور اگر ایسا ممکن نہ ہو تو دنیا کے پادری ایک کنونشن بلا کر روح القدس سے منت التجا کریں کہ وہ کسی سمجھدار تو ہے۔ پادری کو ایک مستند انجیل لکھوا دے جب پنتی کاسٹ کے دن روح القدس کی برکت سے حواری خود بخود بے پڑھے سیکھے غیر زبانیں بولنے لگ گئے تھے تو اب بھی ایسا ہونا ناممکن نہ ہوگا اور وہ ایک نئی زمانہ کی ضرورت کے مطابق انجیل لکھوا دے گا۔ روح القدس کا فیضان تو آجکل اس قدر ارزاں ہو گیا ہے کہ ہر شہر میں کرسچین سائنس کے صدہا دفتر ہیں اور وہ منسٹر صاحبان کو ہر جگہ صحت اور سلامتی کے الہام کرتا رہتا ہے تو براہ کرم اناجیل کی پروانی بیماری کہ ایک کا درجہ حرارت دوسری سے کئی درجہ مختلف ہے روح القدس کو بلا کر سب کا مزاج درست کرائیں یا تو متی کو یسعیا کے حوالہ کے مطابق بنوالیں یا یسعیا کو ایک اور الہام کرا کے نیا یسعیا ٹھیک کرائیں۔

(۲۵) اس سے پیشتر کہ ہم کنواری کے حاملہ ہونے پر بحث کریں بہتر یہ معلوم ہوتا ہے کہ یسعیا نبی کی پیشگوئی کا اصل مفہوم سمجھ لیا جائے۔ یسعیا نبی کے کلام کا زور اس امر پر نہیں کہ کنواری حاملہ ہو گی کہ ہم خواہ مخواہ دنیا میں تلاش کرتے پھریں کہ کہاں کوئی کنواری محض روح القدس سے حاملہ ہوتی اور بچہ جنتی ہے کیونکہ یہ ایک امر محال اور غیر یقینی تلاش ہے اور یسعیا کی پیشگوئی کو بے معنی بناتا ہے۔

(۲۶) یسعیا کی پیشگوئی میں زور اس بات پر ہے کہ پیدا ہونے والا خدا کی ہستی پر ایک زبردست نشان ہے یا خدا ہمارے ساتھ ہے کا جیتا جاگتا ثبوت ہے کسی مولود کا محض عمانوئیل نام ہوتا کافی نہیں دنیا میں بے شمار لوگوں نے اپنے بیٹوں کے نام عمانوئیل رکھے ہیں اور رکھتے ہیں مگر رستم نام رکھنے سے کوئی شخص واقعی رستم نہیں ہو جاتا۔ البتہ کسی شخص کی زندگی اور واقعات زندگی ہی گواہی دے سکتے ہیں کہ آیا خدا اس کے ساتھ ہے یا نہیں وہ ہستی اگر تاریخی ہستی ہو تو یہ امر ہمیشہ کے لئے ایک بین نشان ہوگا کیونکہ جہاں یہ کہنا بھی درست ہے کہ خدا اس کے ساتھ تھا۔ اور اس کا وجود خدا کی ہستی کی بہت بڑی دلیل ہوگی۔

(۲۷) مگر ثابت کرنے سے پہلے کہ وہ کون ہے؟ اس پیشگوئی کے راستے سے ہمیں کچھ غلط فہمیوں کو دور کرنا ہے۔ کہا جا سکتا ہے کہ کنواری کے حاملہ ہونے کا اس میں کوئی ذکر نہیں اور شاہ آحاز (Ahaz) مسیحؑ سے ۷۰۰ برس پیشتر اپنے دشمنوں سے خائف بیٹھا تھا خدا کی ہستی اور نصرت پر اسے یقین نہ تھا اسے یہ کہنا کہ ۷۰۰ برس کے بعد ایک کنواری حاملہ ہو گی اور بچہ جنے گی جو تمہاری سب مشکلات اور خطروں کو دور کرے گا ایک بے معنی خیال ہے۔

(۲۸) دوسرا امر یہ ہے آحاز نے خداوند یہوداہ سے منہ توڑ کر یہود کے دشمن ہمسایہ بادشاہوں سے مدد طلب کی اس پر یسعیا نبی کو اس کے ایمان کی فکر ہوئی اور اس نے خدا سے خبر پاکر یہ پیشگوئی کی کہ خدا خود اسے ایک نشان دکھائے گا۔ کہ جس سے اس کو خدا کی ہستی اور اس کی نصرت کا یقین آ جائے گا۔ چنانچہ اس نے یہ بتایا کہ ایک جوان عورت حاملہ ہوگی اور اس کے ہاں بیٹا پیدا ہوگا جس کا نام عمانوئیل یا خدا

---

[1] یسعیا 1:4 son of Jotham Ahaz

[2] Genesis 24:43. Ex. 2:8. Pr. 30:19 Isaiah 7:14. Psalms 68.26.

امپیریل ایرانی ڈیلیگیشن متعینہ برلن کے سربراہ
ڈاکٹر عباس الامیر کاچار کے انتقال پر مسجد برلن میں تعزیتی جلسہ
اور مولانا محمد یحییٰ بٹ صاحب امام برلن مسجد کی ایمان افروز تقریر

میرے محترم مکرم جناب مولانا دوست محمدؐ صاحب۔ ایڈیٹر پیغام صلح
السلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہ۔ امپیریل ایرانی ڈیلیگیشن کے سربراہ ایمبیسیڈر ڈاکٹر عباس الامیر کاچار ۱۲ فروری کو یہاں برلن میں فوت ہو گئے۔ سات فروری کو انہیں یہاں گرانسے والڈ قبرستان میں دفن کیا گیا۔ ۱۷ فروری کو ایرانی حکومت کے ڈیلیگیشن کی طرف سے مسجد میں ایک اجتماع کیا گیا۔ جس کی خبر مقامی اخبارات میں شائع کی گئی۔ اس اجتماع میں مرحوم کے لئے دعائے مغفرت کی گئی۔ میں نے اس اجتماع میں سورۃ فاتحہ اور سورۃ یٰسین کے آخری دو رکوع پڑھے اور بعد میں ایک تقریر کی اور آخر میں مرحوم کے لئے دعائے مغفرت کی۔ اجتماع میں کافی لوگ مسلم اور عیسائی جمع ہوئے۔ رات ساڑھے چھ بجے اجتماع کی کارروائی شروع ہوئی اور ساڑھے سات بجے ختم ہوئی۔ اس موقعہ پر میں نے جو تقریر کی اس کا ترجمہ اردو زبان میں ارسال خدمت ہے۔ یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ جلسہ کے بعد دو سو مارک کا ہدیہ مسجد کے لئے موصول ہوا۔ والسلام۔ خاکسار محمدؐ یحییٰ بٹ۔

معزز خواتین و حضرات!

آج ہم مسجد میں دعائے مغفرت کے لئے جمع ہوئے ہیں۔ برلن میں متعینہ امپیریل ایرانی ڈیلیگیشن کے سربراہ عزت مآب ایمبیسیڈر ڈاکٹر عباس الامیر کاچار، جو ایک عرصہ سے قلب کی بیماری کے مریض تھے، دو فروری کو فوت ہو گئے ہیں۔ اور سات فروری کو ڈپلومیٹک اعزاز کے ساتھ برلین ہی میں گرانسے والڈ کے قبرستان میں دفن کر دیئے گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آج کا اجتماع امپیریل ایرانی ڈیلیگیشن کی طرف سے اس لئے منعقد کیا گیا ہے تاوہ احباب و دوست جو تدفین کے دن حصہ نہیں لے سکے وہ آج مرحوم کے لئے خدا کی مغفرت اور اس کی رحمت کی دعا کریں۔

ایسے اجتماعات کے مواقع پر عام طور پر دو سوال ذہن میں پیدا ہوتے ہیں۔ اوّل دنیا میں زندگی کا مقصد کیا ہے دوسرے مرنے کے بعد انسان کی کیا حالت ہوتی ہے۔ پیشتر اس کے کہ ہم مرحوم کے لئے دعائے مغفرت کریں اے معزز حاضرین مجھے اجازت دیں کہ میں مندرجہ بالا دو سوالات کا مختصراً جواب دوں۔

دو ضروری سوال

یہ دو سوال یعنی یہ کہ انسان کا مقصد حیات اور مرنے کے بعد انسان کی حالت۔ یہ ایسے دو اہم سوالات ہیں کہ جب سے کہ انسان دنیا میں پیدا ہوا ہے۔ ہر دور میں مفکرین کے سامنے آتے رہے ہیں اور حکماء اور فلاسفروں نے ان سوالات کا جواب تلاش کرنے کی کوشش کی ہے۔ ان سوالات کی اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے قرآن کریم نے ان پر روشنی ڈالی اور بڑے موثر الفاظ میں ماننے والوں کے دل و دماغ پر مقصد حیات کو منقش کیا ہے اور زندگی مابعد الموت کی حقیقت کو واضح طور پر بیان کیا ہے۔

دنیوی زندگی کا مقصد

قرآن کریم نے اس دنیوی زندگی اور زندگی مابعد الموت کے تعلق کو ایک دوسرے سے توڑا نہیں بلکہ یوں بیان کیا ہے کہ ان دونوں کا باہم ایک دوسرے سے گہرا تعلق ہے۔ دنیوی زندگی خود خدا کی بہت بڑی نعمت ہے اور ایک مومن اسے خدا کی نعمت سمجھتے ہوئے اس کا بہترین استعمال کرتا ہے۔ تاوہ اس زندگی کے ثمرات زندگی مابعد الموت میں چکھ سکے۔ اس دنیوی زندگی کا مقصد صرف یہ بیان کیا ہے کہ انسان اُن روحانی قوتوں کو جو اس مالک حقیقی نے انسان میں پیدا کی ہیں، بروئے کار لائے۔ اور ان کی نشو و نما کرے۔

رُوحانی قوتوں کا نشو و نما

اب یہاں ایک اور سوال پیدا ہوتا ہے کہ انسان کو کیا کرنا چاہیئے کہ وہ ان روحانی قوتوں کی نشو و نما کر سکے قرآن کریم اس سوال کا جواب یوں دیتا ہے کہ انسان کو چاہیئے کہ وہ اپنی روزمرہ کی زندگی اور اپنی تگ و دو خدا کے احکام کے مطابق سر انجام دے۔ تگ و دو کا لفظ خاص طور پر توجہ کے لائق ہے۔ ایک مومن سے یہ مطالبہ نہیں کیا گیا کہ وہ ان روحانی قوتوں کی نشو و نما کے لئے اپنی روزمرہ کی تگ و دو کو ترک کرے اور ایک بھکشو تارک الدنیا کی زندگی بسر کرے۔ اسلام ایسا مذہب ہے کہ وہ خدا کی مخلوق اور ان کی پیدا کردہ کائنات میں خوبصورتی دیکھتا ہے لہٰذا اس کا تمام زور اس امر پر ہے کہ انسان اس دنیوی زندگی میں پوری تگ و دو کرے اور یوں اپنی زندگی کو...

مفید ثابت کرے۔ اسلام کے نزدیک روزمرہ کی [illegible] ایک ذریعہ ہے روحانی قوتوں کی نشو و نما کا۔ خلاً [illegible] بسر کرنا۔ علم حاصل کرنا۔ روپیہ کمانا۔ حکومت کرنا۔ وہ [illegible] ذرائع ہیں جو انسان کو مقصد حیات حاصل کرنے میں [illegible]

مذہب کس چیز کا نام ہے

آپ سمجھتے ہیں کہ ایسی تشریحات روزمرہ زندگی [illegible] رشتہ مذہب سے جوڑتی ہیں۔ مذہب اس امر کا نام [illegible] کہ انسان چند رسومات کو ادا کرے۔ یا یہ کہ وہ [illegible] عبادت گاہ میں بیٹھ کر الفاظ کا ذکر کرتا ہے۔ بلکہ قرآن کریم میں مذہب اس امر کا نام ہے۔ کہ انسان روزمرہ کی زندگی کو خدا کے احکامات کے مطابق بسر کرے۔ چنانچہ قرآن کریم کے سکھائے ہوئے مذہب کا نام ہے۔ اسلام یعنی خدا کے احکامات کی تعمیل کرنا۔

روزمرّہ تگ و دَو کا اثر قوائے روحانی پر

روزمرہ زندگی کی تگ و دَو جسے انسان خدا پر ایمان رکھتے ہوئے اور خدا کے احکامات کو مدنظر رکھتے ہوئے بجالاتا ہے۔ انسان کے روحانی قویٰ پر ایک صحت مند اثر ڈالتی ہے۔ ایسی تگ و دو انسان کی روحانی قوتوں کی نشو و نما میں مدد کرتی ہے۔ اور [illegible] دیتا ہے۔ یہاں تک کہ انسان مقصد حیات کو حاصل کر [illegible]

انبیائے کرامؑ کی تگ و دَو

خدا کے فرستادہ انبیاء علیہم السلام۔ حضرت محمدؐ حضرت عیسیٰؑ۔ حضرت موسیٰؑ، حضرت ابراہیمؑ [illegible] ہماری طرح انسان تھے۔ انہوں نے متاہل زندگی بسر کی اور اُن کے بچے بھی تھے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا نے حکومت دی۔ آپ بادشاہ تھے۔ حضرت موسیٰؑ اپنی قوم بنی اسرائیل کو فرعون کی غلامی سے آزادی کے لئے جہاد کرتے رہے۔ یہاں تک کہ وہ آزادی حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ تمام انبیاء علیہم السلام نے تگ و دو سے [illegible] بسر کی۔ گو بظاہر انہوں نے ہم عام انسانوں جیسی [illegible] بسر کی۔ لیکن درحقیقت عام انسان کی زندگی میں [illegible] انبیاء علیہم السلام کی زندگی میں بہت بڑا فرق [illegible] صرف یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام نے اپنی زندگی میں وہ کچھ کیا جس کا حکم اللہ تعالیٰ نے انہیں دیا [illegible] حضرت نبی کریمؐ کا اعلان قرآن کریم میں یوں مندرج [illegible] "میں صرف اسی کی اتباع کرتا ہوں جس کا حکم [illegible] دیا جاتا ہے"۔ یہ وہ اعلان ہے جس میں نبی [illegible] کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام دیگر انبیاءؑ کی زندگی [illegible] اور یہی وہ راہ ہے جس کے ذریعہ انبیاء علیہم السلام [illegible] پاکیزہ گروہ نے خدا کے حضور اور نسل انسانی [illegible] میں بہت بڑا مقام پیدا کر لیا ہے۔ اگرچہ [illegible] کی روزمرہ کی تگ و دو عام انسانوں کی تگ و دو [illegible] دکھائی دیتی تھی لیکن درحقیقت انہوں نے [illegible] احکامات کی تابعداری کے اصول کے مطابق [illegible] کرکے روحانی کمال کو حاصل کر لیا۔

. . . .

اعمال ضائع نہیں جاتے

قرآن کریم نے اس حقیقت کو بڑی وضاحت سے بیان کیا ہے کہ وہ الفاظ جو انسان بولتا ہے یا وہ اعمال جو انسان کرتا ہے ضائع نہیں ہو جاتے۔ بلکہ وہ محفوظ کر لئے جاتے ہیں۔ قرآن کریم کے الفاظ یوں ہیں:- "وہ کوئی بات نہیں بولتا مگر اس کے پاس ایک نگہبان تیار ہوتا ہے" ۵۰ / ۱۸ ایک اور آیت کے الفاظ یوں ہیں:- "اور یقیناً تم پر حفاظت کرنے والے ہیں معزز لکھنے والے جانتے ہیں جو تم کرتے ہو" ۸۲ / ۱۰-۱۲ - اس حقیقت کا سمجھنا شاید آج سے کچھ عرصہ پیشتر مشکل تھا۔ لیکن آج ٹیکنیکل علوم کی ترقیات نے اس حقیقت کا سمجھنا نہایت آسان کر دیا ہے۔ فوٹو کھینچنے کا کیمرہ اور آواز بھرنے کا آلہ اس حقیقت کو سمجھنے میں مدد دیتا ہے۔ کسی مقرر نے کوئی تقریر کی یا کسی ایکٹر نے کوئی حرکت کی اس کے تمام الفاظ اور اس کی تمام حرکات من و عن ان آلوں کے ذریعہ محفوظ کر لی جاتی ہیں۔ ایسا ہی خدا تعالیٰ انسان کے منہ بولے الفاظ اور اس کے اعمال نہ صرف محفوظ کر لیتے ہیں بلکہ ایک اور حقیقت بھی اس کے ساتھ وابستہ ہے۔

انسانی اقوال و افعال کا روحانی قوٰی پر اثر

اور وہ یہ کہ یہ تمام الفاظ اور افعال انسان کے روحانی قوٰی پر ایک اثر پیدا کر لیتے ہیں۔ یہ وہ حقیقت ہے جو ابھی انسانی آنکھ سے پوشیدہ ہے۔ اگر انسان اس حقیقت پر ایمان رکھے کہ بد اعمال کرنے والے کی روح پر ایک بُرا اثر پیدا کرتے اور اسے بیمار کر دیتے ہیں تو وہ ان بد اعمال کے بجالانے سے ضرور بچتا۔ اور انکے کرنے کی کبھی جرأت نہ کرتا۔

اس دوسری حقیقت کا سمجھنا کوئی مشکل امر نہیں جب میں یہ کہوں کہ دودھ اور زہر انسانی جسم پر ایک خاص اثر پیدا کرتے ہیں تو شاید آپ میں سے کوئی بھی اس حقیقت کا انکار نہیں کرے گا۔ آپ سب اس کو مان لیں گے۔ لیکن اگر خدا تعالیٰ یہ اعلان کریں۔ اور ہمیں تنبیہ کریں کہ ہمارے اچھے اعمال ہماری روح پر اچھا اور بُرے اعمال ہماری روح پر بُرا اثر ڈالتے ہیں تو بہت ہوں گے جو اس کو ماننے میں شک کریں گے اور اس کا انکار کر دیں گے۔ حالانکہ شک کرنے کی کوئی گنجائش نہیں۔ وہ خدا جس نے دودھ اور زہر میں ایک اثر پیدا کی ہے جس کا اثر جسم انسانی پر ہوتا ہے اسی نے انسان کے منہ بولے الفاظ اور اس کے اعمال میں ایک تاثیر پیدا کی ہے جو اس کے روحانی قوٰی پر پڑتی ہے۔ دودھ کا انسانی جسم پر یہ اثر ہے کہ وہ اس کو مضبوط کرتا اور قوت بخشتا ہے۔ اور زہر کا اثر ہے کہ وہ جسم انسانی پر موت وارد کرتا ہے۔ بعینہٖ یہی اثر نیک اور بد اعمال کا روحانی جسم پر ہوتا ہے۔

نیکی عمل اور برے عمل کے اچھے یا بُرے نتائج

اعمال کے بجالانے کے سلسلہ میں آپ کو یہ بھی یاد رکھنا چاہئیے کہ خدا تعالیٰ ہم میں سے کسی کو اچھا یا بُرا عمل کرنے پر مجبور نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو ایک بہت بڑی نعمت سے نوازا ہے اور وہ ہے اعمال کے بجالانے میں آزادی کا ملنا۔ ہم میں سے ہر ایک کسی ایک کام کرنے کا تصفیہ کرتا ہے اور پھر اسے کرنے میں آزاد ہے۔ لیکن کسی ایک عمل کے کر گزرنے کے بعد اس کے نتائج پر کسی کو کوئی قدرت باقی نہیں رہتی۔ ہر عمل کی تاثیر اللہ تعالیٰ کی طرف سے پہلے ہی سے متعین ہو چکی ہے۔ بعض وہ اعمال ہیں جن کے نتائج اچھے نکلتے ہیں اور بعض وہ اعمال ہیں جن کے نتائج عمل کرنے والے کے لئے بُرے ثابت ہوتے ہیں۔ ایک مومن جو اس پر محکم یقین رکھتا ہے کہ خدا ہے۔ اسے اس امر پر بھی محکم یقین رکھنا چاہئیے کہ وہ اعمال جن کے کرنے کی اللہ تعالیٰ نے اجازت دی ہے روحانی جسم پر اچھا اثر ڈالتے ہیں اور وہ اعمال جن کے کرنے سے روکا گیا ہے۔ انسان کے لئے مہلک ثابت ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس حقیقت کا اعلان مندرجہ ذیل الفاظ میں کیا ہے۔

"جو کوئی اچھے کام کرے اور وہ مومن ہو تو اس کی کوشش کی ناقدری نہ ہوگی اور ہم اس کے لئے لکھ لیں گے" ۲۱ / ۹۴

اعمال کے نتائج انسان کے اپنے اختیار میں نہیں۔

سوال ہوتا ہے خدا تعالیٰ انسان کے اعمال کیوں محفوظ کر لیتے ہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ:- "عمل بجالانے والے کو بدلہ دینا چاہئیے"۔

قرآن کریم میں ان اعمال کو جو کوئی انسان بجالاتا ہے ایک پرندے سے تشبیہ دی گئی ہے۔ اور اس تشبیہ سے سمجھانا یہ مقصود ہے کہ جب بھی کسی نے کوئی عمل کیا وہ عمل اس سے اڑ جاتا ہے اور اس کے نتائج پر اُسے کوئی اختیار باقی نہیں رہتا۔ ہاں البتہ اس کے نتائج کرنے والے کی گردن کے ساتھ باندھ دیئے جاتے ہیں۔ یعنے اُن کا اثر قانونِ قدرت کے مطابق اس کے روحانی قوٰی پر ضرور ہوتا ہے۔

مسلمانوں کی کامیابی اور کفار کی ناکامی

کون ہے جو اعمال کے نتائج کی حقیقت کو جھٹلا سکے؟ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے جو قرآن کریم میں مندرجہ ذیل اعلان ہے اس پر غور کیجئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں "اے محمدؐ اعلان کر دیجئے کہ میرے اعمال کے نتائج میرے لئے اور اے انکار کرنے والو اور خدا کے پیغام کو جھٹلانے والو اور مخالفت کرنے والو تمہارے اعمال کے نتائج تمہارے لئے"۔ یہ اعلان اس حالت میں کیا گیا کہ آپ بظاہر کس مپرسی کی حالت میں تھے۔ لیکن اس اعلان کے بعد کیا ہوا۔ وہ تمام مخالفین جو اپنی مادی طاقت کے گھمنڈ میں حضرت نبی کریم صلعم کے پیغام کو جھٹلاتے تھے اس دنیوی زندگی میں ہی سرنگوں ہو گئے۔ اور مومنین کی جماعت انکے سامنے کامیاب و کامران ہو گئی۔ خدا نے مومنین کو ان کے اعمال کا اچھا بدلہ دیا اور مخالفین کے بد اعمال نے اُن کے لئے بُرا نتیجہ پیدا کیا ہے۔ مومنین کی جماعت نے خدا کی فرمانبرداری کر کے وہ کچھ حاصل کیا جس کا حاصل کرنا بظاہر ناممکن نظر آتا تھا۔

موت دوسری زندگی کا دروازہ ہے

یہی اعمال جو انسان اپنی زندگی میں بجالاتا ہے زندگی مابعد الموت کے لئے بطور ایک بنیاد کے ہیں۔ موت انسان پر کلی فناوارد نہیں کرتی۔ بلکہ وہ انسان کی روحانی لامتناہی ترقیات کے لئے ایک نیا دروازہ کھول دیتی ہے۔ زندگی مابعد الموت اسی دنیوی زندگی کے سلسلہ کو آگے چلاتی ہے۔

زندگی مابعد الموت میں اعمال کے کھلے نتائج و اثرات

موت کے بعد انسان ان نتائج یا ان اثرات کو واضح طور پر دیکھتا ہے جن کو اس دنیا میں بجالاتا ہے اسی دنیا میں ہی اگرچہ وہ نتائج پیدا ہوتے رہے مگر وہ نتائج اس کی آنکھ سے پوشیدہ تھے۔ اب زندگی مابعد الموت میں یہ چھپے ہوئے اثرات اور نتائج کھلے طور پر اور واضح طور پر ایک خاص شکل میں انسان کے سامنے آ جائیں گے۔ خدا تعالیٰ کے الفاظ اس حقیقت کو یوں بیان فرماتے ہیں:-

"ہر انسان کے اعمال کے نتائج کو ہم نے اس کی گردن کا طوق بنا دیا ہے۔ اور ہم اس کے لئے قیامت کے دن ایک کتاب نکالیں گے جسے وہ کھلا ہوا پائے گا اپنی کتاب پڑھ آج تو خود ہی اپنا حساب لینے کے لئے کافی ہے" ۱۷ / ۱۳-۱۴

ایک اور آیت میں یوں فرمایا:-

"یقیناً تو اس سے غفلت میں تھا تو ہم نے تجھ سے تمہارا پردہ دُور کر دیا پس تیری نگاہ آج تیز ہے" ۵۰ / ۲۲

نتائج اعمال سے انسان کی غفلت

یہ غفلت ہی ہے جس کی وجہ سے انسان کسی عمل کو کرنے سے پیشتر اس کے نتائج پر غور نہیں کرتا۔ وہ سب کچھ کر گزرتا ہے جس کو وہ خود چاہتا ہے اور وہ اس حقیقت سے غافل رہتا ہے کہ اس کے اعمال کے نتائج ضرور نکلتے ہیں۔ اور کوئی انسان ان نتائج سے بھاگ نہیں سکتا۔

جنّت و دوزخ کی حقیقت

قرآن کریم میں جنّت اور دوزخ کے الفاظ اعمال کے نتائج کو ہی واضح کرنے کے لئے استعمال کئے گئے ہیں یعنی جنّت و دوزخ انہی اعمال سے پیدا ہوتے ہیں جو انسان اس دنیوی زندگی میں کرتا ہے۔ نیک اعمال جو انسانی روح پر ایک اچھا اور صحت ور اثر ڈالتے ہیں وہ خدا کے فضل سے انسان کو جنّت کی طرف لے ......

(باقی ہے)

بحرِ حکمت کے موتی۔ (بسلسلہ صفحہ اوّل)

بالعموم حضرت مرزا صاحب اور ان کی جماعت کے متعلق ارشادِ خداوندی اور ارشاد نبویؐ دونوں کو ہی بالکل پس پشت ڈالا ہوا ہے اناپ شناپ جو کچھ ان کے متعلق کہا جاتا ہے اسے بغیر تحقیق فوراً صحیح تسلیم کر لیا جاتا ہے اور پھر اس کے نتیجہ میں جس قدر مظالم کا ان کو نشانہ بنایا جائے وہ سب ان کے نزدیک قابل ثواب عمل قرار دیئے جاتے ہیں اور ایک دوسرے سے بڑھ کر اس کار ثواب میں حصہ لینے کی کوشش کی جاتی ہے گویا موجودہ دور میں سب سے زیادہ مظلوم حضرت اقدس مرزا صاحب اور وہ لوگ ہیں جو ان کو حدیث نبویؐ کے ماتحت عین صدی کے سر پر ظاہر ہونے والا مجدد تسلیم کرتے ہیں جس نے مسیح اور مہدی کے لقب سے ملقب ہونا تھا اور جس کے سچا ہونے کی شہادت سورج اور چاند دونوں نے آسمان پر ماہ رمضان کی مقررہ تاریخوں میں اپنے کسوف خسوف سے بھی دی۔

یہ کس قدر ظلم کی بات ہے کہ اس شخص کے متعلق جس نے اپنی ساری عمر حضرت نبی کریم صلعم کی بڑائی اور عظمت ثابت کرنے میں صرف کر دی ہو اور جس کی زندگی کا مقصد ہی یہ رہا ہو کہ حضرت نبی کریم صلعم کو ہی تمام فیوض کا سرچشمہ ثابت کیا جائے اور جس کا دعوےٰ ہو کہ اسے جس قدر بھی روحانی ترقی نصیب ہوئی ہے اور جس قدر انعاماتِ الٰہی سے وہ نوازا گیا ہے وہ سب حضرت نبی کریم صلعم کی ہی طفیل ہے اور جس کو اس کے الہام میں یہ بتلایا گیا ہو کہ کل برکۃ من محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور جو علی الاعلان کہتا ہو کہ

دیگر استاد را نامے ندانم ۔ کہ خواندم در دبستانِ محمدؐ۔ اور پھر کہتا ہو

اگر خواہی دلیلے عاشقش باش ؛ محمدؐ ہست برہانِ محمدؐ

اور پھر فرماتے ہیں:۔ اس نور پر فدا ہوں اس کا ہی میں ہوا ہوں
وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے

اور پھر جو کہتا ہو:۔ ہم ہوئے خیر الامم تجھ سے ہی اے خیر الرسل
تیرے بڑھنے سے قدم آگے بڑھایا ہم نے

غرضیکہ جس کی کتب اسی قسم کے اعترافات سے بھری ہوئی ہوں ایسے شخص کے متعلق یہ پروپیگنڈا کرنا کہ وہ حضرت نبی کریم صلعم سے افضل ہونے کا دعوےٰ کرتا ہے اور حضرت نبی کریم صلعم کو خاتم النبیین تسلیم نہیں کرتا کس قدر حق و انصاف کا خون کرنا ہے پھر جو بار بار کہتا ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم پر جو شریعت نازل ہوئی ہے وہی آخری اور کامل شریعت ہے قیامت تک اب اسی کا سکہ چلے گا اس میں نہ ایک شعشہ کی زیادتی کی جا سکتی ہے اور نہ اس سے ایک شعشہ کی کمی کی جا سکتی ہے ایسا کرنے والا مردود اور لعنتی اور درگاہ الٰہی سے دھتکارا ہوا ہے اس کے متعلق یہ جھوٹا پروپیگنڈا کرنا کہ وہ خود صاحب شریعت ہونے کا مدعی ہے کتنا بڑا بہتانِ عظیم ہے مگر لوگ ہیں کہ ان بہتانوں کو ارشادِ خداوندی اور ارشادِ نبویؐ کو بالائے طاق رکھتے ہوئے سنتے ہی بغیر تحقیق کئے ان کو صحیح تسلیم کر کے اور کفیٰ بالمرء کذباً کی وعید کی بھی پرواہ نہ کرتے ہوئے اس کو آگے پھیلانا شروع کر دیتے ہیں۔ اسی طرح اور بہت سے جھوٹ ہیں جو خدا کے مسیح اور مہدی کی طرف منسوب کر کے لوگوں کو ان سے دُور رکھنے کی کوشش کی جاتی ہے اور لوگ ہیں جو اتنی بھی زحمت گوارا نہیں کرتے کہ ارشادِ خداوندی پر عمل پیرا ہو کر تحقیق تو کر لیں کہ ان الزامات میں کہاں تک سچائی ہے چنانچہ جن لوگوں نے تحقیق کی طرف رُخ کیا ان پر حقیقت کھُل گئی اور انہیں خدا کے مسیح کی بیعت میں داخل ہونے کا شرف حاصل ہو گیا اور اس قسم کے جھوٹے پراپیگنڈے سے متاثر ہو کر یہ لوگ جو خدا کے مسیح کے حق میں گستاخانہ کلمات استعمال کیا کرتے تھے ان پر سخت نادم ہوئے اور رو رو کر خدا سے اپنی ان گستاخیوں کی معافی طلب کی کاش باقی لوگ بھی اس ارشادِ خداوندی اور تلقین نبویؐ پر عمل پیرا ہو کر تحقیقِ حق کی طرف متوجہ ہو جائیں اگر ایسا کریں گے تو جھوٹ کے پردے چاک ہو جائیں گے اور کذب بیانیوں کے بادل چھٹ جائیں گے اور اُن کے اندر سے سچائی کا سورج ان پر طلوع کرے گا۔ پھر وہ ندامت کے ساتھ خدا کے مامور کے دامن کے ساتھ وابستہ ہونے کی طرف دوڑ کھڑے ہوں گے اللہ تعالیٰ انہیں ایسا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ مجھے اس جگہ ایک واقعہ یاد آ گیا ہے محض اس لئے درج کیا جاتا ہے کہ شاید کوئی سعید رُوح اس سے فائدہ اُٹھائے۔ ایک دفعہ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری حیدر آباد دکن میں جماعت اہل حدیث کی دعوت پر وعظ کرنے کے لئے گئے وہاں انہوں نے اسی طرح حضرت مرزا صاحب کے خلاف غلط بیانیوں سے کام لینا شروع کیا مجھے ان کے مقابلہ کے لئے بھیجا گیا ایک دن ایک شخص میرے مکان پر آ کر مجھ سے ملا۔ کہنے لگا کہ مولوی صاحب کو مرزا صاحب کی کتابوں سے حوالے پڑھ کر سناتے ہیں اور پھر اعلان کرتے ہیں کہ جس کا جی چاہے آ کر دیکھ لے جس سے بعض لوگ جاتے ہیں اور مولوی صاحب کے لگائے ہوئے الزامات کی تصدیق کرتے ہیں میں نے اس شخص کو کہا کہ جب مولوی صاحب ایسا اعلان کریں تو آپ اُن کے اسٹیج پر کتاب دیکھنے کے لئے چلے جائیں وہ شخص مجھ سے کہنے لگا کہ اس سے آپ کا کیا مطلب ہے میں نے کہا میرا مطلب یہ ہے کہ مولوی صاحب حضرت مرزا صاحب کی عبارت کو سیاق سباق سے الگ کر کے پڑھ کر لوگوں کو غلط تاثر دینے کی کوشش کرتے ہیں اور جو آدمی تصدیق کے لئے آتے [illegible] ہوتے ہیں انہیں وہ کسی غرض کے لئے [illegible] کر کے لاتے ہیں آپ جا کر دیکھ لیں آپ کو وہ کبھی کتاب دیکھنے کا موقعہ نہیں دیں گے چنانچہ دوسرے دن اس شخص نے آ کر بتایا کہ آپ نے درست کہا تھا میں گیا لیکن انہوں نے مجھے کتاب دکھلانے

(تقریر مولانا یحییٰ بٹ صاحب ۔ بسلسلہ صفحہ ۱)

جاتے ہیں ۔ اور بد اعمال انسان نے سے لئے جہنم کو پیدا کر دیتے ہیں ۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرماتے ہیں:۔

" وہ جنہیں فرشتے اس حالت میں وفات دیتے ہیں کہ وہ پاک ہیں ۔ فرشتے انہیں کہتے ہیں تم پر سلامتی ہو جنت میں داخل ہو جاؤ اس کی وجہ سے جو تم عمل کرتے تھے ۔" $\frac{16}{32}$

نیک اعمال خدا کی اس رحمت کو اپنی طرف کھینچتے ہیں جو اسے بالآخر جنت میں لے جاتے ہیں ۔

قرآن مجید میں جنت کے متعلق بہت تفصیل سے بیان کیا گیا ہے ۔ اس کی نعماء کا بھی ذکر کیا گیا ہے ۔ جنت کی ان تمام نعماء کو مجازی رنگ میں سمجھنا چاہیئے نہ کہ ان الفاظ کی اس شکل میں جس کا ہم مادی زندگی میں مشاہدہ کرتے ہیں ۔ مثلاً لکھا ہے کہ جنت میں پانی کی نہریں ہوں گی، دودھ شہد اور شراب کی نہریں ہوں گی ۔ ان انہار سے ایسی اشیا مراد ہیں جو روحانی جسم کے لئے زندگی کا باعث ہوں گی جیسے پانی مادی جسم کی زندگی کا باعث ہے ۔ اور قوت کا موجب ہوں گی ۔ جیسے دودھ، صحت کا باعث ہوں گی جیسے شہد، سرور کا موجب ہوں گی جیسے شراب ۔ ایک مومن جو اس دنیوی زندگی میں خدا کے حضور پانچ وقت کھڑا ہوتا ہے اور اپنی نماز میں سرور حاصل کرتا ہے اور بالخصوص رات کی تاریکی میں اٹھ کر تہجد کو ادا کرتا ہے اور شہادت کا مرتبہ حاصل کرتا ہے وہ یقیناً محبت الٰہی کے اس سرور کو جنت میں ایک ایسی شکل میں دیکھے گا جو اسے مزید سرور بخشنے کا باعث ہوگی جنت کی نعماء کے بارہ میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:۔

" جنت کی نعماء کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا ہے ۔ نہ ہی کسی کان نے سنا ہے اور نہ ہی کسی قلب انسانی پر اس کا خیال گزرا ہے ۔"

یہ الفاظ ہمیں مجبور کرتے ہیں کہ ہم جنت کی نعماء کو مجازی معنوں میں سمجھیں ۔

موت کے بعد روحانی جسم

مذہب اسلام نے ایک اور حقیقت کو بھی واضح کیا ہے کہ مرنے کے بعد روح کو ایک اور جسم ملتا ہے جو روحانی عالم کے مطابق ہوتا ہے ۔ نیز یہ کہ یہ روحانی جسم ان اعمال سے تیار ہوتا ہے جو انسان اس دنیوی زندگی میں بجا لاتا ہے ۔ حضرت نبی کریم صلعم ۔ حضرت عیسےٰؑ حضرت موسےٰؑ اور غرضیکہ تمام انبیاء علیہم السلام وفات پا چکے ہیں اور ان کی روحیں ان کے مادی جسموں سے علیحدہ ہو چکی ہیں ۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم مبارک مدینہ منورہ میں مدفون ہے لیکن ان تمام انبیاء علیہم السلام کو ایک اور روحانی بہت خوبصورت جسم مرنے کے بعد مل چکا ہے ۔ یہ جسم جو مرنے کے بعد ملتا ہے ۔ اسے اپنے قیام کے لئے مکھن ڈبل روٹی وغیرہ کی ضرورت نہیں رہتی ۔ البتہ ان کی خوراک ۔ محبت الٰہی ہے جسے وہ ہر آن بطور خوراک حاصل کرتے رہتے ہیں ۔

موت ہر شخص کے لئے لازمی ہے

میرے معزز حاضرین ۔ موت ایک ایسی حقیقت ہے جو یقینی ہے ۔ ہر وہ شخص جو اس دنیا میں پیدا ہوا ہے اسے ضرور ایک دن اس دنیائے فانی کو چھوڑنا ہوگا ۔ زمین پر انسان کا قیام ہمیشہ ہمیشہ کے لئے نہیں ۔ بلکہ اس کے قیام کے دن خدا کی طرف سے معین ہیں ۔ کوئی فرد اس معینہ مدت کو کم نہ کر سکتا ہے نہ ہی بڑھا سکتا ہے ۔ کل نفس ذائقۃ الموت ہر نفس انسانی موت کا مزہ چکھے گا کل من علیہا فان کائنات کی ہر چیز فانی ہے ویبقی وجہ ربک ذوالجلال والاکرام ۔ خدا بزرگ و برتر کی ہی وہ ذات ہے جو باقی رہے گی جس پر کوئی فنا نہیں ۔

موت کو یقینی سمجھتے ہوئے اچھی زندگی گذارنی چاہیئے

کسی عزیز رشتہ دار کی موت یا کسی اپنے پیارے کی موت یا کسی اپنے دوست کی موت ہمیں یہ بھولی ہوئی حقیقت ذہن نشین کرتی ہے کہ اے غافل انسان یہ دنیا فانی ہمیشہ ہمیش ٹھہرنے کی جگہ نہیں ۔ ایک دن تمہیں بھی اس دنیائے فانی سے رحلت کرنا ہوگا لہذا تمہیں اپنے اعمال کی ذمہ داری کو خوب سمجھتے ہوئے اپنی زندگی کو یہاں گزارنا چاہیئے ۔

اے معزز حاضرین آؤ اب ہم مل کر ڈاکٹر الامیر مرحوم کے لئے دعا کریں (مندرجہ ذیل مسنون الفاظ میں دعا کی گئی) اللھم اغفر لحینا ومیتنا وشاھدنا وغائبنا وصغیرنا وکبیرنا وذکرنا وانثانا اللھم احییتہ منا

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام ملک [illegible] الٰہی صاحب پرنٹر چھپا اور مولوی دوست محمد صاحب پبلشر نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع کیا ۔

پیغام صلح مورخہ ۹ مارچ ۱۹۶۷ء رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵ شمارہ نمبر ۱۰

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تار کا پتہ: "تبلیغ" لاہور

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

ہفت روزہ

پیغام صلح

لاہور

زرِ مبادلہ
پاک و ہند سے ۔۔۔ روپے
بیرونی ممالک سے ۔۔۔
ایک پونڈ

فون نمبر
۶۲۳۲۷

فی پرچہ ۱۳ پیسے

مدیر: دوست محمد
مدیر معاون: بشیر احمد سوز

جلد ۵۴ | یوم پنجشنبہ ۔ مورخہ ۴ ذی الحجہ ۱۳۸۶ھ ۔ مطابق ۱۶ مارچ ۱۹۶۷ء | ۱۱

"لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں۔ لاہور میں ہمارے پاک محب ہیں۔ میں تیرے خالص محبوں کا گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے نفوس و اموال میں برکت دوں گا۔" (الہامات حضرت مسیح موعودؑ)

حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفےٰ مارا امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بر و شد اختتام
آن کتابِ حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفانِ ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آسکے گا نہ نیا نہ پرانا۔
۲- قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی۔
۳- سب صحابہؓ اور آئمہ قابلِ احترام ہیں
۴- سب مجددینؒ کا ماننا ضروری ہے۔
۵- کوئی کلمہ گو کافر نہیں
۶- اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا۔

سونے اور جواہرات کی کان کا چمکتا ہوا ہیرا

جو مسیح موعودؑ نے دریافت کیا

حضرت مسیح موعودؑ کا ارشادِ گرامی

میری ہمدردی کے جوش کا اصلی محرک یہ ہے کہ میں نے ایک سونے کی کان نکالی ہے اور مجھے جواہرات کے معدن پر اطلاع ہوئی ہے اور مجھے خوش قسمتی سے ایک چمکتا ہوا اور بے بہا ہیرا اس کان سے ملا ہے اور اس کی اس قدر قیمت ہے کہ اگر میں اپنے ان تمام بنی نوع بھائیوں میں وہ قیمت تقسیم کروں تو سب کے سب اس شخص سے زیادہ دولت مند ہو جائیں گے جس کے پاس آج دنیا میں سب سے بڑھ کر سونا اور چاندی ہے۔ وہ ہیرا کیا ہے؟ سچا خدا۔ اور اس کو حاصل کرنا یہ ہے کہ اس کو پہچاننا اور سچا ایمان اس پر لانا اور سچی محبت کے ساتھ اس سے تعلق پیدا کرنا اور سچی برکات اس سے پانا۔ پس اس قدر دولت پا کر سخت ظلم ہے کہ میں بنی نوع کو اس سے محروم رکھوں اور وہ بھوکے مریں اور میں عیش کروں۔ یہ مجھ سے ہرگز نہیں ہوگا میرا دل ان کے فقر و فاقہ کو دیکھ کر کباب ہو جاتا۔ ان کی تاریکی اور تنگ گزرانی پر میری جان گھٹی جاتی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ آسمانی مال سے ان کے گھر بھر جائیں۔ اور سچائی اور یقین کے جواہرات ان کو اتنے ملیں کہ ان کے دامنِ استعداد پُر ہو جائیں۔"

(اربعین نمبر ۱ صفحہ ۲-۳)

بحرِ حکمت کے موتی

شہداء کی اقسام

مولانا شیخ عبدالرحمان صاحب مصری

عن جابر بن عتیک قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الشھادۃ سبع سوی القتل فی سبیل اللہ المطعون شھید والغریق شھید وصاحب ذات الجنب شھید والمبطون شھید وصاحب الحریق شھید والذی یموت تحت الھدم شھید والمرأۃ تموت بجمع شھید

رواہ مالک وابوداؤد والنسائی
المشکوٰۃ باب عیادۃ المریض وثواب المرض

حضرت جابر بن عتیک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل ہونے کے علاوہ شہادت کی سات قسمیں اور بھی ہیں۔ (۱) جس مومن کی موت طاعون سے ہو وہ بھی شہید ہے (۲) جس مومن کی موت غرق ہونے کے نتیجہ میں واقع ہو وہ بھی شہید ہے (۳) اسی طرح جو مومن ذات الجنب یعنی نمونیا وغیرہ مرض میں مبتلا ہو کر فوت ہو وہ بھی شہید ہے۔ (۴) جو پیٹ کی بیماری میں مبتلا ہو کر ۔۔۔۔۔۔۔ مثلاً اسہال وغیرہ کی تکلیف کے نتیجہ میں فوت ہوتا ہے وہ بھی شہید ہے۔ اس بارے میں اسی باب میں ایک روایت ۔۔۔

(باقی بر صفحہ ۔۔۔ کالم ۔۔۔)

تفسیر سورۃ فاتحہ

از حضرت مسیح موعود علیہ السلام

(۴)

یہودیوں کے کارنامے

اور یہ جو فرمایا ہے غیر المغضوب علیہم۔ تو اس سے یہ مراد ہے۔ کہ یہود ایک قوم تھی جو توریت کو مانتی تھی۔ انہوں نے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی بہت تکذیب کی تھی۔ اور بڑی شوخی کے ساتھ اُن سے پیش آتے تھے۔ یہاں تک کہ کئی بار ان کے قتل کا ارادہ بھی انہوں نے کیا تھا۔ اور یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جب کوئی شخص کسی فن کو کمال تک پہنچا دیتا ہے۔ تو پھر وہ بڑا نامی گرامی اور مشہور ہو جاتا ہے۔ اور جب کبھی اس فن کا ذکر شروع ہوتا ہے۔ تو پھر اسی کا نام ہی لیا جاتا ہے۔ مثلاً دنیا میں ہزاروں پہلوان ہوئے ہیں اور اس وقت بھی موجود ہیں مگر رستم کا ذکر خاص طور پر کیا جاتا ہے۔ بلکہ اگر کسی کو پہلوانی کا خطاب بھی دیا جاتا ہے۔ تو اسے بھی رستم ہند وغیرہ کر کے پکارا جاتا ہے۔

یہی حال یہود کا ہے۔ کوئی نبی نہیں گذرا جس سے انہوں نے شوخی نہیں کی۔ اور حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی تو انہوں نے یہاں تک مخالفت کی۔ کہ صلیب پر چڑھا نے سے بھی دریغ نہیں کیا۔ اور ان کے مقابلہ پر ہر ایک شرارت سے کام لیا۔

غیر المغضوب علیہم والی دُعا کی ضرورت

ہاں اگر یہ سوال پیدا ہو۔ کہ یہود نے تو انبیاء کے مقابل پر شوخیاں اور شرارتیں کی تھیں۔ مگر اب تو سلسلۂ نبوت ختم ہو چُکا ہے۔ اس لئے غیر المغضوب علیہم والی دعا کی کوئی ضرورت نہ تھی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ چونکہ اللہ تعالےٰ جانتا تھا کہ آخری زمانے میں مسیحؑ نازل ہوگا۔ اور مسلمان لوگ اس کی تکذیب کر کے یہود خصلت ہو جائیں گے۔ اور طرح طرح کی بدکاریوں اور قسم قسم کی شوخیوں اور شرارتوں میں ترقی کر جائیں گے۔ اس لئے غیر المغضوب علیہم والی دعا سکھلائی ہے۔ کہ اے مسلمانوں پنجگانہ نمازوں کی ہر ایک رکعت میں دُعا مانگتے رہو۔ کہ یا الٰہی ہمیں ان کی راہ سے بچائے رکھیو۔ جن پر تیرا غضب اسی دنیا میں نازل ہوا تھا۔ اور جن کو تیرے مسیحؑ کی مخالفت کرنے کے سبب سے طرح طرح کی آفات ارضی و سماوی کا ذائقہ چکھنا پڑا تھا۔

آخری مسیح کا آخری زمانہ

سو جاننا چاہیئے۔ کہ یہی وہ زمانہ ہے جس کی طرف آیت غیر المغضوب علیہم اشارہ کرتی ہے۔ اور وہی خدا کا سچا مسیح ہے جو اس وقت تمہارے درمیان بول رہا ہے۔ یاد رکھو کہ اللہ تعالےٰ ۲۵ برس سے صبر کرتا رہا ہے۔ ان لوگوں نے کوئی دقیقہ میری مخالفت کا اُٹھا نہیں رکھا۔ ہر طرح سے شوخیاں کی گئیں۔ طرح طرح کے الزام ہم پر لگائے گئے۔

یہودیوں کے کفرنامے

اور ان شوخیوں اور شرارتوں میں پوری سرگرمی سے کام لیا گیا۔ ہر پہلو سے میرے فنا اور معدوم کرنے کے لئے زور لگائے گئے۔ اور ہمارے لئے طرح طرح کے کفرنامے تیار کئے گئے اور نصاریٰ اور یہود سے بھی بدتر ہمیں سمجھا گیا۔ حالانکہ ہم کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر دل و جان سے یقین رکھتے تھے قرآن شریف کو خدا تعالےٰ کی سچی اور کامل کتاب سمجھتے تھے۔ اور سچے دل سے اسے خاتم الکتب جانتے تھے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سچے دل سے خاتم النبیین سمجھتے تھے۔ وہی نمازیں تھیں اور وہی قبلہ تھا۔ اسی طرح سے ماہ رمضان کے روزے رکھتے۔ حج اور زکوٰۃ میں بھی کوئی فرق نہ تھا۔ پھر معلوم نہیں کہ وہ کونسے وجوہات تھے جن کے سبب سے ہمیں یہود و نصاریٰ سے بھی بدتر ٹھہرایا گیا۔ اور دن رات ہمیں گالیاں دینا موجب ثواب سمجھا گیا۔

شرافت عمدہ چیز ہے

آخر شرافت بھی تو کوئی چیز ہے۔ اس طرح کا طریق تو وہی لوگ اختیار کرتے ہیں جن کے ایمان مسلوب اور دل سیاہ ہو جاتے ہیں۔ غرض چونکہ خدا جانتا تھا کہ ایک وقت آنے والا ہے۔ کہ مسلمان یہود سیرت ہو جائیں گے۔ اس لئے غیر المغضوب علیہم والی دُعا سکھا دی۔ اور پھر فرمایا ولا الضالین۔ یعنے نہ ہی ان لوگوں کی راہ پر چلانا۔ جنہوں نے تیری سچی اور سیدھی راہ سے منہ موڑ لیا۔

انجیل کی اصلی تعلیم

اور یہ عیسائیوں کی طرف اشارہ ہے۔ جن کو اللہ تعالےٰ کی طرف سے انجیل کے ذریعہ سے یہ تعلیم ملی تھی کہ خدا کو ایک اور واحد لاشریک مانو۔ مگر انہوں نے اس تعلیم کو چھوڑ دیا۔ اور ایک عورت کے بیٹے کو خدا بنا لیا۔ کوئی یہ نہ سمجھ لے کہ غیر المغضوب علیہم تو بڑا سخت لفظ ہے۔ اور ضالین نرم لفظ ہے۔ یہ نرم لفظ نہیں۔

یہودیوں کا قصور عیسائیوں سے بہت کم ہے

بات یہ ہے۔ کہ یہودیوں کا تھوڑا گناہ تھا۔ وہ توریت کے پابند تھے۔ اور اس کے حکموں پر چلتے تھے۔ گو وہ شوخیوں اور شرارتوں میں بہت بڑھ گئے تھے۔ مگر وہ کسی کو خدا یا خدا کا بیٹا بنانے کے سخت دشمن تھے۔ اور سورۃ فاتحہ میں ان کا نام جو پہلے آیا ہے تو وہ اس واسطے نہیں کہ ان کے گناہ زیادہ تھے بلکہ اس واسطے کہ اسی دنیا میں ہی اُن کو سزا دی گئی تھی۔ اور اس کی مثال اس طرح پر ہے۔ کہ ایک تحصیلدار انہیں کو جرمانہ کرتا ہے۔ جن کا قصور اس کے اختیار سے باہر نہیں ہوتا۔ مثلاً فرض کرو۔ کہ کسی بھاری سے بھاری گناہ پر وہ اپنی طرف سے ۵۰-۶۰ روپیہ جرمانہ کر سکتا ہے۔ لیکن اگر قصوروار زیادہ کا حقدار ہو۔ تو پھر تحصیلدار یہ کہکر کہ یہ میرے اختیار سے باہر ہے۔ اور کہ تمہاری سزا کا یہاں موقعہ نہیں۔ کسی اعلےٰ افسر کے سپرد کرتا ہے۔ اسی طرح یہودیوں کی شرارتیں اور شوخیاں اس حد تک ہیں کہ ان کی سزا اسی دنیا میں دی جاسکتی تھی۔ لیکن ضالین کی سزا یہ دنیا برداشت نہیں کرسکتی۔ کیونکہ ان کا عقیدہ ایسا نفرتی عقیدہ ہے جس کی نسبت خدا تعالےٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے

تکاد السمٰوات یتفطرن منه وتنشق الارض وتخر الجبال هدًّا ان دعوا للرحمٰن ولدا (۲۱/۹)

یعنے یہ ایک ایسا بُرا کام ہے۔ کہ جس سے قریب ہے کہ زمین آسمان پھٹ جائیں اور پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں۔

ضالین کا گندہ عقیدہ

غرض یہودیوں کی چونکہ سزا تھوڑی تھی۔ اس لئے ان کو اسی جہان میں دی گئی۔ اور عیسائیوں کی سزا اس قدر سخت ہے۔ کہ یہ جہان اس کی برداشت نہیں کرسکتا۔ اس لئے ان کی سزا کے واسطے دوسرا جہان مقرر ہے۔ اور پھر یہ بات بھی یاد رکھنے والی ہے۔ کہ یہ عیسائی صرف ضال ہی نہیں ہیں۔ بلکہ مضل بھی ہیں۔ ان کا دن رات یہی پیشہ ہے کہ لوگوں کو گمراہ کرتے پھریں۔ پچاس پچاس ہزار، ساٹھ ساٹھ ہزار بلکہ لاکھوں روپے ہر روز شائع کرتے ہیں۔ اور اس باطل عقیدہ کی اشاعت کے لئے ہر طرح کے بہانے عمل میں لاتے ہیں۔ یاد رکھو۔ کہ گورنمنٹ کو ان پادریوں سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔

(الحکم $\frac{۲}{۱۹۱۲}$ صـ ۲، ۳، ۴)

اخبار احمدیہ

شادی خانہ آبادی

——مولوی محمد علی صاحب مبلغ ملتان لکھتے ہیں:-

مورخہ ۱۲ بروز اتوار مکرم راجہ عبدالمجید صاحب کی دختر عزیزہ شمیم فاطمہ صاحبہ کا نکاح عزیز چوہدری محمد نعیم اختر صاحب کے ساتھ بعوض پانچہزار روپیہ حق مہر خاکسار نے پڑھا خطبہ نکاح میں نکاح کی غرض وغایت اور حقوق زوجین کو واضح اور مفصل بیان کیا گیا۔ یہ تقریب سعید نہایت سادہ اور اسلامی طریق پر عمل میں آئی۔ کوئی ڈھول باجہ تک نہ تھا اس خوشی میں دولہا کی طرف سے ان کے ایک بزرگوار میجر ڈاکٹر محمد علی صاحب نے انجمن کو مبلغ دس روپے عطیہ بمد اشاعت اسلام مرحمت فرمائے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ اس رشتہ کو ہر طرح اور ہر لحاظ سے خیر و برکت کا باعث بنائے اور دونوں خاندانوں کے لئے خوشی اور راحت کا موجب بنائے۔

جماعت راولپنڈی کا مرکز

——خواجہ محمد نصیر اللہ صاحب جائنٹ سیکرٹری جماعت راولپنڈی اطلاع دیتے ہیں کہ جماعت کے اجتماع اور نمازوں وغیرہ کے لئے جس مکان کا سودا کیا گیا تھا اسکی رجسٹری مرکزی احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے نام ہوگئی ہے الحمد للہ۔

باہر سے آنے والے احباب کی رہبری کے لئے اس مرکز کی جائے وقوع کا نقشہ درج ذیل ہے:-

شکریہ تعزیت

——شیخ ظہور الحسن صاحب خلف الرشید شیخ فضل الرحمٰن صاحب مرحوم و مغفور ان تمام احباب کا شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں نے ان کے والد ماجد کی وفات پر تعزیت کے خطوط لکھے ہیں وہ لکھتے ہیں کہ چونکہ سب احباب کو فرداً فرداً جواب دینا مشکل ہے، اس لئے بذریعہ اخبار اجتماعی طور پر سب کا شکریہ ادا کیا جاتا ہے۔

درخواست دُعا

——محترم محمد الرحمٰن صاحب سیکرٹری جماعت پشاور لکھتے ہیں:-

(۱) خویم محمود احمد ملنگ صاحب کی صحت خدا کے فضل سے پہلے سے نسبتاً بہتر ہے۔ احباب سے استدعا ہے کہ صحت کاملہ کے لئے دُعا فرمائیں

(۲) محترم ڈاکٹر سعید العزیز صاحب صدر جماعت کا اپریشن ۹ر مارچ کو لیڈی ریڈنگ ہسپتال میں ہوا ہے، ان کی صحت کے لئے دُعا فرمائی جائے۔

(۳) موضع شیخ محمدی کے فردوس خانصاحب سخت بیمار ہیں ان کے لئے بھی دعا کی استدعا ہے۔

حج اور عید

عید الاضحےٰ اور حج اسلام کے ان عظیم الشان ارکان میں سے ہیں، جن کی بنا چند ایسے تاریخی واقعات پر رکھی گئی ہے جن میں اللہ تعالےٰ کی کامل اطاعت اور کامل فرمانبرداری کا بےنظیر عملی نمونہ نظر آتا ہے، اور یہ دونوں ارکان بعض ایسے معجزات پر مشتمل ہیں، جن سے ہستی باری تعالیٰ کا زندہ ثبوت ملتا ہے۔ یہ واقعات اور معجزات ایک عالی مرتبت پیغمبر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ذریعے ظہور پذیر ہوئے ان کو اللہ تعالےٰ نے ایسی سخت ترین آزمائشوں میں ڈالا تھا جن سے عہدہ برآ ہونا عام انسانی نظروں میں ناممکن نظر آتا ہے، لیکن یہ عظیم الشان پیغمبران آزمائشوں میں ایسا پورا اترا کہ اس کی نظیر تاریخ عالم میں نظر نہیں آتی۔ چنانچہ ارشاد باری تعالےٰ ہے **وَاِذِ ابْتَلٰۤى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ** جب ابراہیم کو اس کے رب نے چند باتوں میں آزمایا تو وہ ان میں پورے اترے۔ وہ کونسی باتیں تھیں، جن سے ان کی آزمائش کی گئی؟

سب سے پہلی بات یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے ان کو حکم دیا کہ اپنی بیوی اور فرزند ارجمند بچہ حضرت اسمٰعیل کو عرب کے بے آب و گیاہ ریگستان میں چھوڑ آؤ، چنانچہ انہوں نے فوراً تعمیل کی اور کعبۃ اللہ کے نزدیک مکّہ کی سرزمین میں جہاں اُس وقت ریگستان کے سوائے اور کچھ نہ تھا، ان دونوں ماں بیٹوں کو لے جاکر چھوڑ دیا اور یہ دُعا کی کہ **رَبَّنَاۤ اِنِّیۡۤ اَسۡکَنۡتُ مِنۡ ذُرِّیَّتِیۡ بِوَادٍ غَیۡرِ ذِیۡ زَرۡعٍ عِنۡدَ بَیۡتِکَ الۡمُحَرَّمِ ۙ رَبَّنَا لِیُـقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ فَاجۡعَلۡ اَفۡـئِدَۃً مِّنَ النَّاسِ تَہۡوِیۡۤ اِلَیۡہِمۡ وَارۡ زُقۡہُمۡ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّہُمۡ یَشۡکُرُوۡنَ** ہمارے ربّ! میں نے اپنی کچھ اولاد کو تیرے عزّت والے گھر کے پاس اس وادی میں بسایا ہے جہاں کھیتی نہیں ہمارے ربّ! تاکہ وہ نماز قائم کریں سو تو کچھ لوگوں کو ان کی طرف مائل کردے اور ان کو پھلوں سے رزق دے تاکہ وہ شکر بجالائیں۔

خدا کی شان دیکھئے اس کے بعد اسی بے آب و گیاہ وادی میں ہر سال ہر چہار اطراف عالم سے لکھوکھہا کی تعداد میں لوگ خانہ کعبہ کی زیارت اور عبادت کے لئے وہاں پہنچ جاتے ہیں جس کو حج کے نام سے پکارا جاتا ہے بلکہ سال کے بارہ مہینے لوگ ..... عمرہ کرنے کے لئے بھی وہاں جاتے رہتے ہیں، جس کے نتیجہ میں اس جگہ اشیائے صرف اور پھلوں کی وہ ریل پیل رہتی ہے کہ شاید ہی دنیا کے کسی ملک میں اتنی فراوانی دیکھنے میں آئی ہو، یہی نہیں حضرت ابراہیمؑ نے یہ بھی دُعا کی تھی کہ ہمارے ربّ! اس شہر (مکہ) کو امن والا بنادے اور مجھے اور میری اولاد کو بتوں کی پرستش سے بچا، خود دیکھئے اس دُعا کے نتیجہ میں اللہ تعالےٰ نے اس جگہ ایسا امن قائم کر رکھا ہے کہ باوجود یکہ لکھوکھہا لوگ وہاں ہر سال جمع ہوتے ہیں لیکن کوئی دنگا کوئی فساد کوئی بدکلامی نہیں ہوتی اور اس کے لئے پولیس کی بھی ضرورت نہیں پڑتی کیا یہ کوئی چھوٹا سا معجزہ ہے؟

اور دیکھئے جب ابراہیم علیہ السلام اپنے بیوی بچے کو اس بے آب و گیاہ صحرا میں چھوڑ کر جانے لگے تو ان کی بیوی نے پوچھا آپ ہمیں کس کے سپرد کرکے جارہے ہیں، انہوں نے کہا میں تمہیں اللہ کے سپرد کرتا ہوں اور بیوی نے یہ کہکر اپنی پختہ ایمانی کا ثبوت دیا کہ پھر اللہ ہمیں کبھی ضائع نہیں کرے گا، اور فی الواقعہ اللہ نے انہیں ضائع نہ کیا اور نہ صرف اُن کی حفاظت کی، بلکہ ہمیشہ کے لئے ان کا نام روشن کر دیا۔

یہیں تک نہیں ابراہیم علیہ السلام جب بیوی بچہ کو چھوڑ کر چلے گئے تو بچہ پانی کی پیاس سے تڑپنے لگا۔ اس وقت ماں نے بے قرار ہو کر صفا اور مروہ کی دو پہاڑیوں پر یکے بعد دیگرے پانی کی تلاش میں دوڑنا شروع کیا، اور خدا جانے ان کے دل کی تڑپ کہاں تک پہنچی کہ رحم خداوندی جوش میں آگیا اور بچّے کے پاؤں کے نیچے سے پانی کا چشمہ اُبل آیا جو آج تک جاری ہے اور نہ صرف عرب بلکہ دنیا بھر کے لوگ تبرکاً اسے بوتلوں میں بھر کر دُور دراز مقامات پر لے جاتے ہیں، اور حضرت ہاجرہ کی سعی کی یاد میں صفا اور مروہ پر حاجیوں کی سعی حج کا ایک ضروری رکن قرار دیدیا گیا۔

ایک اور بہت بڑی آزمائش حضرت ابراہیمؑ کی یہ کی گئی کہ وہی محسن بیٹا جب جوان ہوتا ہے تو جناب الٰہی سے اسے قربان کرنے کا حکم صادر ہوتا ہے اور حضرت ابراہیم بیٹے سے مشورہ کرنے کے بعد (جو بڑی خوشی سے اس قربانی کے لئے تیار ہوگیا) اسے لٹا کر چھری پھیرنا ہی چاہتے تھے کہ

جنابِ الٰہی سے ارشاد ہوا اے ابراہیم تو نے خواب کو سچ کر دکھایا۔ یہ ایک کھلا امتحان تھا جس میں تم پورے اُترے اور اب اس کے صلے میں ایک عظیم الشان قربانی ہم نے مقرر کر دی ہے

یہ ہے عید اضحٰے کی قربانی جو حضرت ابراہیم کی اس عظیم قربانی کی یاد میں کی جاتی ہے۔ کیا یہ اللہ تعالیٰ کی ہستی کا ایک بہت بڑا نشان اور ایک عظیم الشان معجزہ نہیں کہ ہزار ہا سالوں سے یہ قربانی رائج ہے، اور باوجودیکہ بعض وقت اس کو مٹانے کی بھی کوششیں کی گئیں لیکن وہ مٹ نہ سکی۔

ایک اور سب سے بڑا معجزہ یہ ہے کہ حضرت ابراہیم کی یہ بھی دُعا تھی کہ ان لوگوں میں سے ایک رسول مبعوث کیا جائے جو اللہ تعالےٰ کی آیات اور احکام انہیں سنائے کتاب اور حکمت سکھائے اور انہیں ہر قسم کی برائیوں سے پاک کر دے، اس دعا کو بھی اللہ تعالےٰ نے سُنا اور وہ عظیم الشان رسول محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک وجود کی شکل میں مبعوث فرمایا جو نہ صرف اہلِ عرب کے لئے احکامِ الٰہی اور کتاب و حکمت لے کر آیا، نہ صرف عرب کی سرزمین کو اس نے ہر قسم کی بدیوں اور برائیوں سے پاک کر دیا بلکہ دنیا کی ہر قوم اور ہر خطہ ... کو اس کتابِ الٰہی اور حکمت خداوندی سے نوازا جس کی عالمگیر تعلیمات تمام اقوامِ عالم کی ہدایت اور رہبری کا موجب ہیں، اور ان سب لوگوں کو گناہ کی آلائش سے پاک صاف کر دیا جنہوں نے آپ کی متابعت کی راہ اختیار کی وصلی اللہ علیہ والہٖ واصحابہٖ وسلم۔

یہ ہے وہ عید قربان جو اسلام نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت کو قائم رکھنے اور اس سبق کو تازہ رکھنے کے لئے مقرر کی ہے جو ان کی عظیم الشان قربانیوں سے اور ان کے شاندار نتائج سے حاصل ہو سکتا ہے، خدا کرے کہ یہ عید قارئین پیغام صلح اور تمام قوم کے لئے بابرکت اور موجب افضال الٰہی ثابت ہو۔ آمین ٭

انجمن کے تربیتی اجلاس

کچھ دنوں سے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور احمدیہ ہال میں چار روزہ تربیتی اجلاس منعقد کر رہی ہے جن میں عملہ انجمن اسکولوں کے اساتذہ اور محلہ داروں کو باری باری مدعو کر کے سلسلہ احمدیہ سے روشناس کرایا جاتا ہے اور انہیں مخالفین کے معاندانہ پروپیگنڈا سے پیدا شدہ غلط فہمیوں اور اعتراضات سے متاثر ہونے کے بجائے حضرت مسیح موعودؑ کی کتب کا براہِ راست مطالعہ کرنیکی دعوت دی جاتی ہے۔ پہلا اجلاس ۲۵ فروری ۶۲ء کو منعقد ہوا جس میں عملہ انجمن اور مسلم ہائی سکول کے اساتذہ کو مدعو کیا گیا اور ... انہیں سلسلہ کی خصوصیات اور اغراض و مقاصد پر عمل پیرا ہونے کی تلقین کی گئی۔ اس موقعہ پر محترم ڈاکٹر اللہ بخش صاحب آنریری جنرل سیکرٹری اور مولٰینا عبدالمنان عمر نے حاضرین سے خطاب کیا۔ دوسرا اجلاس ۱۱ مارچ ۶۲ء کو منعقد ہوا جس میں چند نوجوانانِ جماعت اور انجمن کے بورڈروں کو مدعو کر کے انہیں سلسلہ کی خصوصیات سمجھائی گئیں، اور نمازوں میں شمولیت اور تحریکات سلسلہ میں حصّہ لینے کی تلقین کی گئی۔ اس اجلاس سے مرزا مسعود بیگ صاحب اور ڈاکٹر اللہ بخش صاحب نے خطاب کیا۔ دونوں جلسوں میں حاضرین کی تواضع چائے وغیرہ سے کی گئی۔ آئندہ اجلاس ۲۵

احمدیہ مشن راولپنڈی کی سرگرمیاں

احبابِ سلسلہ کو یہ معلوم کر کے خوشی ہو گی کہ مرکزی انجمن نے سلسلہ حقہ کی تنظیم و توسیع اور استحکام کے لئے راولپنڈی میں ایک باقاعدہ مشن کی منظوری دے دی ہے۔ اور جماعت راولپنڈی کی تحریک پر محترم میاں بشیر احمد منٹو صاحب ایم اے مبلغ اسلام کو یکم جنوری ۱۹۶۲ء سے اس مشن کا انچارج مقرر کیا ہے۔ چنانچہ میاں صاحب موصوف نے خطبات جمعہ کے علاوہ احبابِ جماعت سے باقاعدہ فرداً فرداً ملاقاتوں کا سلسلہ بھی شروع کر دیا ہے۔ یہ سلسلہ ملاقات اس جامع منصوبے کی ایک کڑی ہے جو موصوف نے منظوری کے لئے مرکز میں بھجوایا ہے۔

پچھلے ہفتہ (۳/۴ مارچ ۶۲ء کو) جناب فاضل رمضان صاحب کی دعوت پر منٹو صاحب اور راقم الحروف فاروقیہ گئے۔ یہ جگہ ٹیکسلا سے چند میل دُور ہری پور ریلوے لائن پر واقع ہے اور یہاں پاکستان کے ممتاز صنعتکار الحاج میاں فاروق احمد شیخ صاحب نے پاکستان سیمنٹ انڈسٹری کے نام سے کارخانہ جاری کیا ہے۔

۴ مارچ کی سہ پہر کو ہم راولپنڈی سے روانہ ہوئے اور شام کے قریب فاروقیہ پہنچ گئے جناب فاضل صاحب نے پہلے سے ہی چند احباب کو دعوت دے رکھی تھی جن میں مقامی مسجد کے پیش امام بھی تھے۔ میزبان کی استدعا پر محترم منٹو صاحب نے حاضرین سے خطاب کیا اور دین اسلام کی حقیقت فضیلت۔ احکامِ دینیہ۔ اور اسلامی معاشرت پر روشنی ڈالی۔ تقریر کے دوران میں فاضل مقرر نے بانیٔ سلسلہ احمدیہ کے دعاوی۔ مشن۔ اور جماعت احمدیہ کی دینی خدمات اور تبلیغی سرگرمیوں کا بھی ذکر کیا۔ ان غلط فہمیوں کو دُور کرنے کے علاوہ جو سلسلہ کے بارے میں عام طور پر پائی جاتی ہیں۔ ثابت کیا کہ اسلام کے عروج کے لئے اشاعتِ قرآن اور تبلیغ اسلام بہت ضروری ہیں جیسا کہ مامورِ زمانہ اور مجددِ وقت نے فرمایا ہے:—

از رہِ دیں پروری آمد عروج اندر نخست
باز چوں آید بیا یدازہمی رہ بالیقین

راقم الحروف نے بھی حاضرین کو بتایا کہ اسلامی طرزِ زندگی اختیار کرنے کے لئے ہمیں قرآن سے رہنمائی مل سکتی ہے اور ہمیں اسی سے روشنی حاصل کرنی ہو گی اس لئے ضروری ہے کہ ہم قرآن کریم کا مطالعہ کریں اور اس کے احکام پر عمل کریں۔ اور ان اصولوں کو اپنائیں جو ہادیٔ اسلام صلعم نے وضع کئے ہیں۔ یہ محفل رات بارہ بجے تک جاری رہی۔

دوسرے دن ایک میجر صاحب نے جو رات کی مجلس میں موجود تھے۔ ہمیں کھانے کی دعوت دی۔ اس موقعہ پر بھی سلسلہ کی تبلیغی خدمات کا ذکر ہوتا رہا۔

اس کے بعد محترم فاضل رمضان صاحب اور ان کی بیگم صاحبہ سے سلسلہ کے تنظیمی مسائل پر گفتگو ہوئی اور اس ضمن میں خواتین سلسلہ کی تنظیم اور مابین جماعت کے رشتے ناطوں پر غور کیا گیا۔

۵ مارچ شام کے ۴ بجے فاروقیہ سے روانہ ہو کر مغرب کے قریب ہم راولپنڈی واپس پہنچ گئے۔ خدا کے فضل و کرم سے یہ دورہ بڑا کامیاب رہا اور بہت سے غیر از جماعت احباب تک دعوت الی الخیر پہنچانے کا موقعہ ملا۔

راقم شیخ عبدالعزیز
سیکرٹری دعوت و ارشاد
جماعت راولپنڈی

(بقیہ خطبہ جمعہ بسلسلہ صفحہ ۲)

والے مسلمان ہو رہے ہیں۔ یہ تو وہ زمانہ تھا۔ کہ اگر برصغیر ہند و پاک کے علماء ہماری معاونت کرتے تو آج تک سارا یورپ مسلمان ہو گیا ہوتا۔ ان کے پاس ہماری پچاس سالہ مساعی اور ان کے نتائج موجود ہیں اور یہ بھی ظاہر ہے کہ حضرت امامِ زمان کی وجہ سے قوم کے اندر دین کا ... ولولہ پیدا ہوا اور اسلام کی نشر و اشاعت کی تڑپ موجزن ہوئی۔ یورپ میں مشن قائم ہو گئے اور بڑے بڑے قابل انسانوں نے اسلام قبول کیا آپ کی قوم کے کارنامے ایسے ہیں کہ ان کارناموں کو دیکھ کر شوق پیدا ہونا چاہیئے تھا کہ مسلمان آپ کی جماعت کے بازو بن کر اسلام کی خدمت کرتے لیکن ایسا نہیں ہوا شاید اس کے اندر ہماری کوئی کوتاہی ہے، کوئی رنگ ایسا اختیار کریں کہ اشاعت اسلام کے لئے دروازے کھُل جائیں اور اکثر لوگ اسلام قبول کرنے لگیں۔

بیماروں اور مصیبت زدوں کے لئے دُعا

محترم مولوی عبدالوہاب صاحب انجمن کے پرانے رکن ہیں ان کی طرف سے درخواست آئی ہے کہ وہ بیمار ہیں۔ میری قوم مل کر میری صحت کے لئے دُعا کرے۔ وہ نہایت شریف انسان ہیں ان کی صحت برباد ہونے کا ہمیں صدمہ ہے آپ ان کے لئے اور ان سب دوستوں کے لئے جن کو کوئی مشکل درپیش ہے ان سب کے لئے دُعا کریں۔ پشاور سے خبر آئی ہے کہ ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب کا اپریشن ہونے والا ہے۔ ان کے لئے بھی دعا کریں۔ (دُعا کی گئی)

انبیاء عالم کو سچا کرنے والی تعلیمات

اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے بڑا کارنامہ

ہر نبیؑ اور اس کی تعلیم پر ایمان کی معقول اور عالمگیر تلقین

نبوت اور تکفیر کے عقائد امام وقتؑ کی تذلیل کا موجب ہیں

خطبہ جمعہ مورخہ ۱۰ مارچ ۱۹۶۷ء فرمودہ حضرت امیر قوم مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ بمقام جامع احمدیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

وقالوا کونوا ھودًا او نصاریٰ تھتدوا۔ قل بل ملۃ ابراھیم حنیفًا۔ وما کان من المشرکین قولوا اٰمنا باللہ وما انزل الینا وما انزل الیٰ ابراھیم واسمٰعیل ویعقوب والاسباط وما اوتی موسیٰ وعیسیٰ وما اوتی النبیون من ربھم ـــ وھو السمیع العلیم۔ (البقرۃ ۱۳۵-۱۳۷)

مذہبی اختلافات کی وجہ سے ایک دوسرے سے دشمنی اور نفرت

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اکثر قومیں ایک دوسرے کے مخالف اعتقادات رکھنے والی تھیں۔ ان مذہبی اختلافات کی وجہ سے ان کے دلوں میں دوسروں کے لئے صرف نفرت تھی بلکہ دشمنی بھی موجود تھی وہ اکثر فتوے جاری کرتے تھے اور ایک دوسرے کو کافر اور جہنمی قرار دیتے تھے ہر قوم یہی سمجھتی تھی کہ صرف ہم ہی خدا کے پیارے ہیں اور صرف ہم ہی جنتی ہیں۔ اور دوسری کوئی قوم جنت میں نہیں جا سکتی وقالوا نحن ابناء اللہ واحباؤہ صرف ہم ہی خدا کی پیاری قوم ہیں بلکہ خدا کے فرزند ہیں۔ لن یدخل الجنۃ الا من کان ھودًا او نصاریٰ یہود سمجھتے ہیں کہ ہمارے علاوہ اور کوئی جنت میں نہیں جا سکے گا اور نصاریٰ یقین کرتے ہیں کہ ہم ہی جنت کے مالک ہیں اور دوسری کوئی قوم جنت کی وارث نہیں۔ ایسا ہی مشرک سمجھتے تھے کہ بت ہی ہمیں جنت میں پہنچا دیں گے اور جو شخص بتوں کا پجاری نہیں وہ ہرگز جنت میں نہیں جائے گا۔ اور نہ کوئی استحقاق رکھتا ہے کہ خدا کا قرب حاصل کرے۔ غرض سارے کا سارا عرب اس قسم کے تعصبات اور دشمنیوں میں پھنسا ہوا تھا۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے بڑا معجزہ

ان قوموں کو ایک کرنا بڑا مشکل کام تھا سب سے بڑا معجزہ جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کر دکھایا وہ یہ ہے کہ مختلف اعتقادات اور نظریات رکھنے والی قوموں کو متحد کر دیا۔ ان میں سے ایک حصہ وہ ہے جن کو اہل کتاب کہتے ہیں۔ ان میں سے اگر کوئی کتاب اللہ کے ہوتے ہوئے کسی غلط مسئلہ پر اڑ جائے تو اس کا درست کرنا بڑا مشکل ہے۔ یہ فریضہ بھی خدا نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمہ لگایا اور فرمایا ـــ وانزلنا الیک الذکر لتبین للناس ما نزل الیھم۔ ہم نے اے رسول تیری طرف الذکر (قرآن کریم) اتارا ہے تاکہ تو اہل کتاب پر ان کی گمراہ کن تعلیمات پر روشنی ڈالے لعلھم یتفکرون تاکہ وہ غور و فکر سے کام لیں، اس آیہ کریمہ میں رسول کریم صلعم کے ذمے یہ فریضہ لگایا گیا ہے کہ اہل کتاب کو راہ راست پر لائیں اور ان پر یہ امر واضح کریں کہ انہیں جو تعلیم دی گئی تھی اسے چھوڑ کر غلط رستہ اختیار کر لیا گیا اور غلط اعتقادات اپنا لئے ظاہر ہے کہ یہ کام نہایت مشکل ہے۔

قرآن کریم پہلی تعلیمات کی تصدیق اور انکی حفاظت کرتا ہے

اسی طرح سے خدا تعالیٰ نے قرآن کریم کی شان بیان کی ہے کہ وہ پہلی آسمانی کتب کی تصدیق کرتی اور ان کی اعلیٰ تعلیمات کی حفاظت کرتی ہے۔ فرمایا۔ وانزلنا الیک الکتاب بالحق مصدقا لما بین یدیہ من الکتاب ومھیمنا علیہ یعنی ہم نے آپ پر حق و حکمت بھری تعلیم نازل کی جو دوسری قوموں کی آسمانی کتابوں کے حق پر ہونے کی نہ صرف تصدیق کرتی ہے بلکہ ان کے بارے میں جو غلط تعلیمات پھیل چکی ہیں ان کو دور کرتی اور اس طرح سے اصل تعلیمات کی حفاظت کرتی ہے۔ قرآن کریم ان صحیح اصولوں کی جو توراۃ اور انجیل اور دوسری آسمانی کتب میں موجود ہیں تصدیق بھی کرتا ہے اور ان کی حفاظت بھی کرتا ہے اور ان کی غلط تعلیمات کی اصلاح کر کے صحیح راستہ پر چلاتا ہے۔

خدا ربّ العالمین ہے۔ اس نے سب کو ہدایت بھیجی ہے

یہود کہتے ہیں کونوا ھودًا تھتدوا۔ یہودی ہو جاؤ تو تم نے صحیح رستہ پا لیا۔ اسی طرح نصرانی کہتا ہے کونوا نصاریٰ تھتدوا حالانکہ خدا تو ساری کائنات کا بادشاہ ہے ساری قوموں پر بارش نازل کرتا ہے۔ سورج اور پانی ساری قوموں کی زندگی کا باعث بنتے ہیں۔ سردیوں میں جب کسی بادشاہ کے محل میں سورج کی پہلی کرن پہنچتی ہے تو اسی وقت اس کے ادنیٰ سے ادنیٰ نوکر کی جھونپڑی میں بھی سورج کی پہلی کرن پہنچتی ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ امیر و غریب سب کا رب ہے۔ وہ ساری قوموں کا رب ہے۔ اس کا عمل یہ ہے کہ وہ کسی قوم کے ساتھ ایسا سلوک نہیں کرتا پھر یہ کہنا کہ خدا صرف یہودیوں کا ہے یا نصرانیوں کا ہے بالبداہت غلط بات ہے۔

حضرت ابراہیمؑ کا مذہب

اور اگر وہ لوگ اپنے باپ ابراہیمؑ کی تاریخ کو سامنے رکھیں تو ان پر ان کی غلطی ظاہر ہو جائے گی۔ حضرت ابراہیمؑ کامل توحید کے قائل تھے جیسا کہ اس آیت کریمہ سے ظاہر ہوتا ہے قل اننی ھدانی ربی الیٰ صراط مستقیم دینا قیما ملۃ ابراھیم حنیفا وما کان من المشرکین۔ وہ شخص جو تمہارا باپ ہے جسکو یہودی اور نصرانی اور مکہ کے بت پرست اپنا باپ یقین کرتے ہیں۔ ان کی تاریخ تمہارے سامنے ہے۔ خدا تعالیٰ کا قول اور ابراہیمؑ کے اعتقادات کا اعلان تمہارے سامنے ہے اس کی ملت کی پیروی سے ہدایت ملتی ہے وہی ہے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا انا دعوت ابی ابراھیم

میں اپنے باپ ابراہیمؑ کی دعا کا نتیجہ ہوں میں ان سے طریق پر چلتا ہوں انّنی ھدانی ربی الیٰ صراط مستقیم میں خدا کی دی ہوئی ہدایت کی وجہ سے سیدھے راستہ پر گامزن ہوں۔ دینًا قیمًا ملت ابراھیم حنیفًا یہ ابراہیمؑ کا دین ہے۔ توحید کامل کا دین ہے۔ بڑا مضبوط دین ہے حضرت ابراہیمؑ ایک یکتا اور بڑا بلند مرتبہ انسان تھا پورا پورا موحد انسان تھا۔ وما کان من المشرکین وہ مشرک نہیں تھا۔

اسلام کی معقول اور عالمگیر تعلیم ہر پیغمبرؑ اور اس کی تعلیم پر ایمان

حضرت ابراہیمؑ کی اولاد میں سے بنی اسرائیل حضرت یعقوبؑ کے ماننے والے ہیں حضرت یعقوبؑ نے کہا کہ میں اپنے باپ دادا کے دین پر چلنے والا ہوں۔ مذاہب عالم کی تاریخ اور یہود و نصاریٰ کی تاریخ کے لحاظ سے اور خدا کا جو طریق عمل ہے اس سے تو یہ میرہن ہے کہ دین ایسا ہونا چاہیئے جس میں عالمگیری پائی جائے۔ اور وہ اسلام ہے۔ اسلام کے اندر یہ بات ہے کہ وہ ساری قوموں کے رہنماؤں کی تعظیم کرتا ہے۔ اور خدا نے جو کتابیں نازل کی ہیں ہمارا ان پر ایمان ہے یعنے ہم حضرت ابراہیمؑ کی تعظیم کرتے ہیں حضرت اسماعیلؑ اور حضرت یعقوبؑ کو مانتے ہیں۔ ہم یہودیوں کے پیغمبر حضرت موسیٰؑ کو مانتے ہیں ہم عیسائیوں کو ملتے ہیں ان میں جو شخص مسلمان ہو جائے اس کو اپنا پیغمبر اور اس کی تعلیم ترک کرنی نہیں پڑتی۔ ظاہر ہے یہ تعلیم معقول بھی ہے اور مفید ہے ہر عقلمند اس عالمگیر تعلیم کو پسند کرے گا۔ مصر کے بادشاہ کے پاس جب حاطب حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مراسلہ لے کر گیا تو اس نے کہا کہ ہم حضرت عیسےٰؑ کی تکذیب نہیں کرتے ہیں بلکہ تصدیق کرتے ہیں یہ نہیں کہتے کہ حضرت عیسےٰؑ کی کتاب جھوٹی ہے بلکہ ہم تو ہر پیغمبرؑ کی کتاب پر ایمان لاتے ہیں۔ غرض ہمارے اعتقادات عالمگیر ہیں خدا تعالےٰ کے روحانی قوانین عالمگیر ہیں جس طرح اس کے جسمانی قوانین عالمگیر ہیں جب سے سلسلہ نبوت قائم ہوا اس وقت سے لے کر آج تک ایک ہی تعلیم نازل ہوتی رہی ہے۔ جیسا کہ یہ آیہ ظاہر کرتی ہے۔ وما ارسلنا من قبلک من رسول الا نوحی الیہ انہ لا الٰہ الا انا فاعبدون جو کوئی بھی نبی اس دنیا میں قوموں کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے ہم نے مبعوث کیا۔ اس کی تعلیم یہی تھی کہ تم ایک ہی خدا سے واحدہ لاشریک کی عبادت کرو۔ خدا تعالےٰ کی اس عالمگیر تعلیم کے ذریعہ سے قومیں ایک ہو سکتی ہیں یہ ایک مشکل ترین فریضہ تھا جو ہم نے خوبی سے انجام دیا۔

اہل کتاب کی ایک اور غلطی

اہل کتاب کی ایک اور خطرناک غلطی کا ذکر کیا گیا ہے وہ یہ کہ وقالت الیہود لیست النصاریٰ علیٰ شیٔ و ھم یتلون الکتاب۔ باوجود اس بات سے کہ وہ دونوں ہی خدا کی [illegible] پڑھتے ہیں۔ پھر ایک دوسرے کو کافر کہتے ہیں اور جہنمی قرار دیتے ہیں۔

عام مسلمانوں اور ہماری جماعت کیلئے سبق

ان قوموں کی اس قسم کی خطرناک غلط روش کا ذکر اس لئے بھی کیا گیا کہ مسلمان اس سے عبرت پکڑیں اور اس قسم کی غلطی نہ کریں۔ ایسا ہی کوئی فرقہ اسلام میں ایسا نہیں ہے جو قرآن نہ پڑھتا ہو۔ تو کیا ان کے لئے سزاوار ہے کہ وہ ایک دوسرے کو کافر کہیں۔ ہماری جماعت کے لئے بھی اس میں سبق ہے۔ اگر ہم حضرت مرزا صاحب کو نبی قرار دیں اور ان کے دعوے کو تسلیم نہ کرنے والے مسلمانوں کو کافر قرار دیں تو ہم پر خدا کا یہ فتوےٰ ہے و ھم یتلون الکتاب ہمارے لئے اس میں ملامت بھی ہے اور تنبیہہ بھی

حضرت مرزا صاحبؒ کی حجت مخالف مسلمانوں پر

خود حضرت مرزا صاحب نے مسلمانوں کو مخاطب کر کے بار بار یہ کہہ کر ان پر حجت قائم کی ہے کہ مجھے کافر کہتے ہو۔ حالانکہ میں نے چالیس سال کا عرصہ تم میں گذارا ہے اور تم دیکھتے ہو کہ میرا کوئی عمل اسلام کے خلاف نہیں کیا میری نماز وہی نہیں جو تمہاری ہے۔ کیا میرا قبلہ وہی نہیں جو تمہارا ہے، کیا میرے روزے وہی نہیں جیسے تمہارے ہیں۔ باقی اعتقادات اور ارکان دین حج، زکوٰۃ وغیرہ بھی آیا وہی نہیں جو تمہارے ہیں۔ پس تم مجھے کس طرح کافر کہتے ہو۔ اگر دوسرے مسلمان بھی اسی طرح سے یہی اعتقاد ہمارے سامنے پیش کریں کہ ہم تو اسی نماز اسی روزہ، اسی حج اور زکوٰۃ پر عامل ہیں جس کے تم معتقد ہو، وہی کلمہ پڑھتے ہیں، جو تم پڑھتے ہو، اسی قبلہ کی طرف منہ کرتے ہیں جس کی طرف تم منہ کرتے ہو پھر تم کس طرح ہمیں کافر قرار دیتے ہو تو بتاؤ ہمارے پاس اس کا کیا جواب ہے۔ اگر ہم آج حضرت مرزا صاحب کے معتقدات لوگوں کے سامنے پیش کریں تو بہت سی غلط فہمیاں دور ہو جائیں۔

دوسری اقوام کے متعلق مسلمانوں کو تلقین

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنی قوم کو تعلیم دی ہے کہ دوسری قوموں پر بھی خدا کا کلام اترتا تھا۔ باوجود اس کے ان کے دل تنگ ہو گئے اور انہوں نے اپنے سوائے دوسری اقوام کو راندۂ درگاہ الٰہی قرار دے دیا۔ انہوں نے مسلمانوں کو تلقین کی ہے کہ تم کبھی تنگ دل نہ ہو جانا کسی قوم کا کوئی بزرگ جس پر خدا کی تعلیم نازل ہوئی۔ وہ قابل عزت ہے۔ اس کی تعظیم و تکریم مسلمانوں پر فرض ہے فرمایا کہ وہ لوگ جن پر خدا کا انعام نازل ہوا وہ انبیاء کرام ہیں، صدیق ہیں، شہید ہیں اور صالحین ہیں، دوسری قوموں میں بھی ایسے لوگ پیدا ہو [illegible]

اور دونوں میں [illegible]
ہم جانتے ہیں کہ دوسری قوموں کے اندر نیک لوگ پیدا ہوئے۔ اگر قوموں میں ابتلاء آئے تو ان کی پیروی سے منزہ صالح اور نیک لوگ پیدا ہوئے۔ فرمایا لیسوا سواءً من اھل الکتاب امۃ قائمۃ یتلون ایات اللہ اٰناء الیل و ھم یسجدون یؤمنون باللہ والیوم الاٰخر ویامرون بالمعروف وینھون عن المنکر ویسارعون فی الخیرات واولٰئک من الصالحین۔ قوموں میں بزرگ لوگ ہوتے رہے ہیں۔ اہل کتاب میں بھی وہ لوگ ہیں جو دین پر ثابت قدم رہے۔ راتوں کو جاگتے ہیں عبادت کرتے ہیں۔ اللہ اور یوم آخر پر ایمان لاتے ہیں، لوگوں کو نیکی کی طرف بلاتے ہیں اور برائی سے منع کرتے ہیں اور نیک کاموں میں جلدی کرتے ہیں اور یہ صالح لوگوں میں سے ہیں۔ پھر فرمایا وما یفعلوا من خیر فلن یکفروہ واللہ علیم بالمتقین۔ جو کوئی بھی نیک عمل کرتا ہے خدا اس کی ناقدری نہیں کرتا۔ اور اللہ تعالیٰ متقیوں کو جانتا ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ قرآن کریم تو اس بات کا قائل ہے کہ دوسری اقوام میں بھی نیک لوگ ہوتے ہیں۔

خلاف قرآن معتقدات جو امام وقتؒ کی تذلیل کا موجب ہیں۔

اس کے خلاف اگر ہم آج لوگوں میں یہ بات ظاہر کر دیں کہ حضرت مرزا صاحب نبی ہیں اور یہ کہ ساٹھ کروڑ مسلمان ان کو نہ ماننے کی وجہ سے کافر ہیں۔ تو یہ قرآن کریم کی تعلیم کے بالکل خلاف ہے۔ قرآن و سنت کے ہوتے ہوئے جو کوئی شخص حضرت مرزا صاحب کو نبی کہتا ہے۔ وہ حضرت مرزا صاحب کی تذلیل کرتا ہے۔ اور مسلمانوں میں اشتعال پیدا کرتا ہے اور حضرت صاحب کو گالیاں دلواتا ہے۔ یہ امور قابل غور ہیں۔

ہمارے معتقدات اور اعمال سے امام وقتؒ کی عزت

ہماری جماعت کے افراد کے اعتقادات اور اخلاق اور عادات اور لین دین میں یہ ظاہر ہونا چاہیئے کہ ایک امام کی وجہ سے ہمارے اندر سیرت و کردار کی پابندی ہے۔ اس سے لوگوں میں یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ اگر یہ اچھے لوگ ہیں تو ان کا امام برحق ہے۔ اور ان کا امام قرآن و حدیث کا پابند ہے۔ یہ باتیں غور کے قابل ہیں۔

ہمارے تبلیغی کاموں میں مسلمانوں کی معاونت کی ضرورت ہے

آپ نے یورپ میں اسلام کی شمع روشن کی۔ یہ بڑا کام ہے۔ وہاں پر اسلام پھیل رہا ہے اور یورپ

(باقی بر صفحہ کالم نمبر)

عمانوئیل کون ہے مسیح یا محمد صلعم؟

مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی کی زیر طبع کتاب ورلڈ سکرپچر جلد دوم کا ایک حصہ

بسلسلہ اشاعت گذشتہ

۲۹- لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ شاہ آحاذ نے یسعیاہ نبی کی پیشگوئی اور شرط پر کان نہیں دھرا اور نہ خداوند کی قدرت پر اعتماد کیا بلکہ اس کے خلاف اسیریا کے بادشاہ کو ایسے تحائف بھیجے جو خداوند یہوواہ کی ملکیت تھے - اور بڑی عاجزی کے ساتھ اپنے آپ کو شاہ اسیریا کا غلام ظاہر کر کے اس سے درخواست کی کہ وہ دشمنوں کے خلاف اس کی مدد کرے ظاہر ہے کہ ایسی صورت میں یہ پیشگوئی احاذ کے حق میں پوری نہ ہو سکتی تھی بیٹا ضرور پیدا ہوا لیکن وہ اس نام اور شان کا وارث نہ ہوا جو پیشگوئی میں مذکور تھا۔ کیونکہ پیشگوئی شرطیہ تھی -

۳۰- پیشگوئی پر بحث کے اس مرحلہ پر پہنچ کر یا تو ہمیں اس پر گفتگو ختم کر دینی چاہیئے اور یہ تسلیم کر لینا چاہیئے کہ پیشگوئی منسوخ ہو گئی کیونکہ آحاذ اس پر ایمان نہیں لایا اور نہ اس کا بیٹا پیشگوئی کے مطابق ان خوبیوں کا وارث ہوا -

۳۱- لیکن ہماری بحث مسیحی دوستوں سے ہے جو اس پیشگوئی کو مسیح کے حق میں سمجھتے ہیں اور منسوخ قرار نہیں دیتے اس لئے ہم اسے یسعیاہ کی بھول قرار دیتے ہیں کہ اس نے اس پیشگوئی کو شاہ آحاذ کے بارہ میں سمجھا اور یا یہاں علماء یہود نے کچھ تحریف کر دی ہے اور واقعات ہمارے اس خیال کی تائید کرتے ہیں کیونکہ پیشگوئی آحاذ کے حق میں پوری نہیں ہوئی اس لئے یہ پیشگوئی آئندہ کے لئے ہے -

۳۲- اس پیشگوئی میں جس بات پر زور ہے وہ یہ ہے کہ کوئی ایسا انسان پیدا ہو جو "خدا ہمارے ساتھ ہے" کا جیتا جاگتا ثبوت ہو اور لوگوں کے دلوں میں خدا کی ہستی کا یقین پیدا کر دے - خدا کی ہستی پر ایمان اور اس پر کامل اعتماد اور یقین ایسے حالات کے اندر پیدا کرنا جب دنیا خدا کو چھوڑ کر پتھروں درختوں - جانوروں بیادوں، ستاروں، چاند اور سورج - سمندر اور پہاڑ کو خدا بنا بیٹھی ہو اور کمزور انسانوں کو جو ماں کے پیٹ سے سر کے بل ...... اوندھے منہ گر کر گریہ و زاری کرنے پر مجبور تھے ان کو خدا اور خدا کے بیٹے بنا لیا پنڈتوں اور پادریوں - احبار و رہبان کو خدائی دربار کے ٹھیکیدار سمجھ لیا - ایسے وقت میں جب اہل کتاب نے خداوند کو اندھیرے اور سیاہ تاریکی میں قید سمجھ رکھا تھا - جب اہل کتاب خدا کا نام تک لینے پر واجب القتل ہونے کا فتوے دے چکے تھے اس کا صحیح نام زبان پر آنا قطع زبان کا ہم معنی تھا - ایسے زمانہ میں جس شخص کی ساری زندگی "خدا ہمارے ساتھ ہے" کا مصداق ہو وہ نہ صرف خود خدا کی ہستی اور معیت کی دلیل ہو بلکہ وہ دوسرے لوگوں کو بھی خدا کی معیت اس کی معجزانہ طاقت اور قدرت کا مشاہدہ کرا دے نہ صرف چند شاگردوں کے دلوں میں بلکہ پورے ملک اور ساری قوم کو ایسا یقین دلا دے کہ وہ اپنی جان اپنی ہتھیلی پر رکھ کر اس خدا کی راہ میں سر کٹوانے کو تیار ہو جائیں کہ خدا نہ صرف آسمانوں پر دنیا کے دھندوں سے چھ دنوں میں فارغ ہو کر ہمیشہ کے لئے سبت منا رہا اور آرام فرما رہا ہے - بلکہ وہ اپنے نیک بندوں کے ساتھ ہر جگہ حاضر و ناظر - نہ صرف اپنے بیٹے کو گود میں اٹھائے پھرتا ہے بلکہ جو اس پر ایمان لائے اور لائیں گے سب کے ساتھ ہے اور ہوگا -

۳۳- کچھ مچھیروں کو یہ دعدہ دے کر کہ میں تمہیں آدمیوں کے مچھیرے بناؤں گا اور اپنی فرضی نئی حکومت میں ۱۲ کو ۱۲ تخت دلاؤں گا ایسی جماعت بنا لینا کوئی مشکل کام نہیں اور بغیر خدا اور خدا کا بیٹا ہونے کا دعویٰ ہی بھولے بھالے لوگوں کے لئے خدائی میں حصہ دار ہو جانے کا کافی لالچ تھا -

۳۴- متی نے "خدا ہمارے ساتھ ہے" کو چھوڑ کر جو پیشگوئی کا مرکزی نکتہ ہے سارا زور اس پر خرچ کر دیا ہے کہ مسیح کنواری کا بیٹا ہے مگر اس کوشش میں اس کا پاؤں اس گورکھ دھندہ میں الجھ کر رہ گیا ہے اگر مسیح کنواری کا بیٹا ہے تو وہ داؤدؑ کے نسب میں سے ہے تو وہ کنواری کا بیٹا ہرگز نہیں ہو سکتا - یہ دونوں باتیں کنواری کا بیٹا اور داؤد کا بیٹا ایک دوسرے کی ضد ہیں فرضی باپ اور فرضی بیٹا (خواہ وہ یوسف کا ہو یا خدا کا) وہ حقیقی بیٹا نہیں اور جعلی بیٹا باپ کا وارث نہیں ہو سکتا -

۳۵- داؤد کا بیٹا بن کر بھی تخت کا وارث ہونا حکومت اور بادشاہت کو خاندانی ورثہ ثابت کرتا ہے جو جمہوریت کی روح کا قاتل ہے - داؤد کا تخت حاصل کرنے کے لئے داؤد بننے کی ضرورت ہے نہ کہ اسکا فرضی بیٹا بننے کی -

۳۶- جس شخص میں داؤد کی خوبیاں پائی جائیں گی، وہ داؤد کا تخت حاصل کر لے گا - سلیمان کا بیٹا سلیمان کا بیٹا ہونے پر بھی باپ کے تخت کا وارث نہ ہو سکا اور سلطنت کی شان و شوکت کھو بیٹھا -

۳۷- ہم نے داؤد کی پیشگوئیوں پر بحث کرتے ہوئے یہ ثابت کیا ہے کہ داؤد دوبارہ آ کر اللہ تعالے کے ان وعدوں کا وارث ہوگا - جو داؤد سے اللہ تعالے نے کئے تھے اور وہ ان کی زندگی میں پورے نہ ہوئے اور داؤد کا دوبارہ آنا اس کے بیٹے کا آنا ہی نہیں بلکہ حسب تصریح جناب مسیح کہ الیاس کا دوبارہ آنا - الیاس کی خو بو پر کسی دوسرے کا آنا ہے داؤد کا دوبارہ آنا - داؤد کی خو بو پر آنا ہے اور اس کا ثبوت داؤد کے تخت اور حکومت کو حاصل کرنا ہے اور یہ بادشاہت حضرت سلیمانؑ کے بعد حضرت محمد رسول اللہ صلعم کو ملی اور بیت المقدس پر اسلام کا جھنڈا لہرانے لگا -

۳۸- ابن داؤد بن کر داؤد کے تخت کو حاصل نہ کر سکنا ثابت کرتا ہے کہ یہ نسب نامہ جعلی ہے - نیز ابن داؤد ہو کر کنواری کا بیٹا نہیں کہلا سکتا کیونکہ داؤد کو تخت ورثہ میں نہ ملا تھا - اس کا باپ بادشاہ نہ تھا محمد رسول اللہ صلعم اس لئے بھی داؤد کی خو بو پر ہیں کہ انہوں نے بادشاہت حضرت داؤد کی طرح اللہ تعالے کی مدد سے خود پیدا کی ورثہ میں حاصل نہیں کی

۳۹- کنواری کا بیٹا درحقیقت ایک روحانی محاورہ ہے ملک عرب - بنی اسرائیل اور دنیا کے سب گھرانے محمد رسول اللہ صلعم کی بعثت سے پیشتر خدائے واحد کی پرستش کو چھوڑ کر بتوں اور انسانوں کے پجاری ہو چکے تھے بائبل کی اصطلاح میں یہ زناکاری ہے جو کنواری کی پاکیزگی اور عفت کی ضد ہے وہ شخص جو بچپن سے بتوں کا خواہ وہ پتھر کے بت ہوں یا پیر پادری یا انسانی شکل کے ان کا کبھی پجاری نہ بنا وہ کنواری ہے جس نے اپنے کنوارپن کو ملوث نہیں کیا - چنانچہ بابل کی کنواری بیٹی - اسرائیل کی کنواری - صیحون کی کنواری - یروشلم کی بیٹی وغیرہ وغیرہ محاورات انہی معنوں کی تصدیق کرتے ہیں -

۴۰- کنواری کا بیٹا اور خدا کا بیٹا کتب قدیمہ میں اس شخص کے لئے مخصوص اصطلاح ہے جو اپنی عفت و عصمت - روحانی پاکیزگی - اعلیٰ اخلاق و عادات کو دنیوی مفاد یا تاج و تخت - حسن و جمال اور مال و دولت کے بدلہ میں فروخت نہیں کرتا - محض کسی عورت کے پیٹ سے بغیر باپ کے ہونا یہ اس عورت کا معجزہ تو کہلا سکتا ہے نہ اس بیٹے کا جو عام انسانوں کی طرح عورت کے پیٹ سے پیدا ہوا (قدیث)

۴۱- "خدا ہمارے ساتھ ہے" اس مولود کا نام ہوگا یہ ایک حقیقت ہے کہ محمد رسول اللہ صلعم نے اللہ تعالے پر ایک زبردست ایمان پیدا کرنے اور صرف اسی سے استعانت طلب کرنے اور اس کی توحید قائم

کرنے میں جس قدر زور دیا ہے وہ قرآن مجید کے اوراق سے اب بھی ظاہر ہے اور آپؐ کی سیرت سے اظہر من الشمس ہے جس کے مطالعہ سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہوتے جاگتے - چلتے پھرتے اور کھڑے ہوتے ہر وقت وہ خدا کے ساتھ تھا - غمی اور خوشی - رنج اور سکون - جنگ اور امن - فتح و ابتلاء ہر وقت الحمد للہ اس کے وردِ زبان تھا - اس لئے خدا بھی ہر وقت اس کے ساتھ تھا - پانچ وقت کی نماز اور آدھی رات کا خدا کے حضور قیام تمام دنیا کے انبیاء سے مخصوص اس کا انداز تھا - پس خدا اس کے ساتھ تھا اور وہ خدا کے ساتھ تھا

۴۲ - نہیں اس کے علاوہ بھی لفظاً اور معناً "ان اللہ معنا" صرف اسی پر صادق آتا ہے - اپنی زندگی کے نہایت خطرناک اور نازک اوقات میں محمد صلعم کے منہ اور دل سے بعینہٖ ہی الفاظ نکلے جو یسعیاہ نبی کی پیشگوئی میں ۔۔ ۱۳ برس پہلے سے منقول ہیں جبکہ ایک معمولی دل گردے کے انسان کے منہ سے نکلنے محال تھے ہیں - جب مکہ کے رؤساء قبائل نے مل کر یہ طے کر لیا کہ سب یکبارگی حملہ کر کے اسے قتل کر دیا جائے تاکہ کسی ایک قبیلہ پر قتل کا الزام نہ آئے - آپؐ کے مکان کے گرد ایک زبردست پہرہ لگا دیا گیا مگر خدا جو اس کے ساتھ تھا اس نے اسے بتا دیا کہ خونخوار دشمنوں کا ارادہ کیا ہے؟ اور اللہ تعالیٰ نے اسے اپنی معیت میں ان کے پہرہ سے آپؐ کو صحیح سلامت نکال دیا - مگر اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی معیت کا ایک اور زبردست نشان ظاہر ہونے والا تھا - رات کے وقت جس غار میں آپ اپنے یارِ غار کے ساتھ پناہ گزین ہوئے دشمن بھی اپنی برہنہ تلواروں کے ساتھ دن کے وقت آپ کے قدموں کے نشان پر چلتے چلتے اسی کے اوپر پہنچ گئے - دشمنوں کے پاؤں غار کے اوپر آپؐ کے رفیقِ ہجرت نے اپنی آنکھوں سے دیکھے اور انکی آوازیں "بس اسی غار کے اندر ہے" اپنے کانوں سے سنیں اور گھبرا گئے کہ یا رسول اللہ ہمارے قاتل تو سر پر آ پہنچے آپ نے کس اطمینان سے جو اللہ تعالیٰ کی معیت سے بھرپور تھا - فرمایا لاتحزن ان اللہ معنا غم نہ کر یقیناً اللہ ہمارے ساتھ ہے (۹: ۴۰) خدا کی معیت اور اس کی ہستی پر اللہ اللہ ہر قسم کے شائبہ کے بغیر یہ ایمان اور یقین! یسعیاہ نبی کے منہ سے ۱۳۰۰ برس پہلے نکلے ہوئے الفاظ جو فضائے عالم میں نہیں معلوم کتنی دور پہنچ چکے تھے عرشِ الٰہی سے ٹکرا کر صدائے بازگشت کی صورت میں واپس آئے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فوارۂ دل سے اچھل کر زبانِ مبارک سے اطمینانِ کامل برساتے ہوئے حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کے کانوں سے گذر کر ان کے دل میں پیوست ہو گئے ان اللہ معنا یہی تثنیہ کا صیغہ ہے جو عبرانی میں جمع کا صیغہ ہو جاتا ہے - یسعیاہ کے زمانہ میں وہ ایک مہمل اور مجمل کیفیت تھی لیکن اس تنگ غار کے اندر

وہ ایک حقیقت تھی کہ خدا دونوں کے ساتھ ہے یہ نہیں فرمایا کہ خدا میرے ساتھ ہے کیونکہ جسے اس موعود صادق کی رفاقت نصیب ہو گئی وہ بھی اس برکتِ عظمیٰ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی معیت سے بہرہ اندوز ہو گیا -

۴۳ - جن کانوں نے اس نازک ترین ہولناک وقت میں جس کی نزاکت اور خوف کا اندازہ صرف وہی شخص کر سکتا ہے جو اس وقت غار میں اس کا ساتھی تھا اور پھر لاتحزن ان اللہ معنا کے الفاظ دل کی دھڑکن اور زبان کی لکنت سے مبرا جو ایسے دہشتناک وقت کا لازمی جزو ہونا چاہیئے تھے سنے اور پھر ذرہ بھر کمی بیشی کے بغیر اپنی آنکھوں سے پورے ہوتے دیکھے - اس کی لذتِ روحانی اور ایمانی کیفیت کا اندازہ کرنا مشکل ہے -

۴۴ - یوں عام حالات میں کسی کے منہ سے "میں اور باپ ایک ہیں" اور "مجھے زمین آسمان کا اختیار سونپا گیا ہے" (متی $\frac{11}{27}$ $\frac{28}{18}$ لوقا $\frac{10}{22}$ یوحنا $\frac{3}{35}$ $\frac{13}{3}$ $\frac{17}{2}$) نکلنا کوئی تعجب کی بات نہیں لیکن خطبہ کوہ (sermon on the mount) اور تختۂ صلیب میں ہزاروں میل کا فرق ہے جو بات میر یہ جہاں جان کو کوئی کھٹکا نہیں ہے دھڑلے کہی جا سکتی ہے تختۂ صلیب پر اس کا منہ سے نکلنا محال ہے - وہاں بیچارگی کے عالم میں "میں اور باپ ایک ہیں" - اور "زمین آسمان کا سب اختیار مجھے سونپا گیا ہے" کی بجائے ایلی ایلی لما سبقتانی ہی منہ سے نکل سکتا ہے - جب تک ہم مسلمان ہیں یہ کہنے کی جرأت تو نہیں کر سکتے کہ مسیح کے ساتھ خدا نہ تھا لیکن انجیل نویسوں کی زلتِ قلم کا شکوہ کئے بغیر نہیں رہ سکتے جنابِ مسیح کے نہ صرف چنے ہوئے بارہ حواری ایسے نازک وقت میں استاد کو تنہا چھوڑ کر بھاگ گئے بلکہ بعد میں بھی دشمنانِ مسیح کی روایات کو روح القدس کی آواز سمجھ کر نقل کرتے چلے گئے - (باقی - باقی)

نحرِ حلمت نے موتی

(بسلسلہ صفحہ اوّل)

عن سلیمان ابن صُرَدٍ قال قال رسول اللہ صلعم من قتلہ بطنہ لم یعذب فی قبرہ رواہ احمد والترمذی

یعنی حضرت سلیمان بن صُرد روایت کرتے ہیں کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پیٹ کی تکلیف جس مومن کی موت کا سبب بنتی ہے اسکو قبر میں عذاب نہیں دیا جاتا یعنی وہ سیدھا جنت میں داخل کر دیا جاتا ہے -

(۵) اگر کسی جگہ آگ لگ جائے اور کوئی مومن اس آگ کا شکار ہو کر فوت ہو جائے تو وہ مومن بھی شہید ہوتا ہے -

(۶) اسی طرح جو مومن کسی مکان یا دیوار وغیرہ کے ملبے کے نیچے دب کر فوت ہو جاتا ہے وہ بھی شہید ہوتا ہے -

(۷) وہ مومنہ جو نفاس میں یا بچے کی پیدائش کے وقت میں یعنی بچے کے پیدا نہ ہونے کی وجہ سے یا اس کی پیدائش کے بعد فوت ہو جاتی ہے وہ بھی شہید ہے -

اس سلسلہ میں اس امر کو ذہن نشین کر لینا چاہیئے کہ مذکورہ بالا سات حادثوں میں فوت ہونے والا وہی شخص شہادت کا درجہ پائے گا جو خدا کے نزدیک مومن ہو گا مومن ہونا .... اس کے لئے لازمی شرط ہے - یعنی جس کی زندگی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت میں اور اس کے دین کی خدمت میں گذری ہو گی وہی اس شرط کو پورا کرنے والا ہو گا ورنہ ایسے مسلمان بھی پائے جاتے ہیں جو خود کو زبان سے مسلمان ہونے کا اعلان کرتے ہیں لیکن خدا کے نزدیک وہ مسلمان نہیں ہوتے جیسا کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ومن الناس من یقول امنا باللہ وبالیوم الاخر وما ھم بمؤمنین یعنی بعض لوگ ایسے ہیں جو زبان سے تو کہتے ہیں کہ ہم اللہ اور یوم آخر پر ایمان لاتے ہیں لیکن خدائی فیصلہ ان کے متعلق یہی ہے کہ وہ مومن نہیں اس لئے ایسے لوگ مذکورہ بالا حوادث کا شکار ہونے کی صورت میں شہادت کا درجہ کس طرح پا سکتے ہیں - پس جس مسلمان کی زندگی نمایاں طور پر ایک سچے مسلمان کی زندگی نظر آ رہی ہو طہارت اور پاکیزگی کا وہ پیکر ہو دین کی راہ میں وہ فدا ہو اور اس راہ میں وہ صدق و وفا کا بے مثال اور قابلِ تقلید اور قابلِ رشک نمونہ ہو - خلاصہ کلام یہ کہ سچے مومن کی تمام علامات اس میں پائی جاتی ہوں تو ایسا مومن اگر حدیث نبوی میں بیان کردہ بیماریوں میں سے کسی بیماری میں مبتلا ہو کر یا کسی حادثہ کا شکار ہو کر اس دنیا فانی سے عالم جاودانی کی طرف رخصت ہوتا ہے تو وہ یقیناً شہادت کا درجہ پانے کا مستحق ہے اور خدا کے نزدیک وہ یقیناً شہداء میں داخل ہے ایسے شخص کے متعلق کسی طرح بھی جائز نہیں کہ اس کی شہادت میں شک کیا جائے ایسا شک کرنے والا یا اس کی موت کو مشکوک قرار دینے والا حضرت نبی کریم صلعم کی حدیث کو عملاً

مولانا شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری

قاضی محمد نذیر صاحب لائل پوری کی کتاب

"شانِ مسیح موعودؑ" پر تبصرہ

زمرۂ انبیاء کا فرد ہونے کی شرائط

حضرت مسیح موعودؑ کی بیان کردہ نصوص

خدا کے مامور حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے آپ کو زمرۂ اولیاء کا فرد ثابت کرنے کے لئے کئی طریقے اختیار کئے تاکہ اس بارے میں کسی کو کسی قسم کا شبہ باقی نہ رہے کہ حضور زمرۂ انبیاء کے نہیں بلکہ زمرۂ اولیاء کے ہی فرد ہیں کہیں مدعی نبوت ہونے سے صریح لفظوں میں صرف انکار ہی نہیں کیا . . . .

. . . . . . بلکہ مدعی نبوت پر لعنت بھی بھیجی اور کہیں فرمایا کہ خاتم النبیین کے بعد نہ کوئی نیا نبی آسکتا اور نہ کوئی پرانا نبی آسکتا ہے اور کہیں فرمایا کہ حضرت نبی کریم صلعم کے بعد وحی نبوت کا نزول قطعی طور پر بند ہے صرف وحی ولایت جاری ہے جو حضرت نبی کریم صلعم کی کامل اتباع کے نتیجہ میں اولیاء اُمت کو ملتی ہے اور پھر صریح الفاظ میں فرمایا کہ میری وحی وحی نبوت نہیں بلکہ وحی ولایت ہے جو اولیاء امت کو ملتی رہی ہے اور کہیں اپنے آپ کو زمرۂ اولیاء کا فرد ظاہر کرنے کے لئے فرمایا کہ اس اُمت میں نبی نہیں بلکہ صرف محدث مبعوث ہوا کریں گے اور اسی گروہ کا میں بھی ایک فرد ہوں اور یہ محدثین حدیث علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل کی رُو سے انبیاء سابقین کے مثیل ہی ہوا کریں گے اور اسی طرح میں بھی اسی حدیث کے مصداقوں میں شامل ہونے کی وجہ سے انبیاء بنی اسرائیل کا عموماً اور حضرت عیسٰے علیہ السلام کا خصوصاً مثیل ہوں اور پھر فرمایا کہ محدث پر لفظ نبی کا اطلاق محض لغوی معنی میں اور بطور مجاز اور استعارۃ اور ظلاً اور بروزاً ہو سکتا ہے اور اسی مفہوم میں اُمت میں آنے والے مسیح کے لئے حدیث نبوی میں یہ لفظ استعمال ہوا ہے اور میرے الہامات میں بھی یہ لفظ اسی مفہوم میں استعمال ہوا ہے اور پھر فرمایا کہ اولیاء کے ساتھ جو مکالمات ہوتے ہیں ان میں ان کو نبیوں کا رنگ تو دیا جاتا ہے مگر وہ ان مکالمات کی وجہ سے فی الحقیقت نبی نہیں بن جاتے اور اپنے متعلق بھی صریح الفاظ میں فرمایا کہ مجھے بھی صرف نبیوں کا رنگ ہی دیا گیا ہے اسی طرح صریح الفاظ میں فرمایا کہ امتی اور نبی میں نسبت تباین کی ہے یعنی امتی نبی نہیں ہو سکتا اور نبی امتی نہیں ہو سکتا پھر فرمایا کہ امتی حدیث لم یبق من النبوۃ الا المبشرات کی رُو سے چونکہ صرف مبشرات ہی حاصل کر سکتا ہے جسے دوسرے لفظوں میں مکالمات سے تعبیر کیا جا سکتا ہے اس لئے جزوی طور پر اس پر لفظ نبی کا اطلاق جائز ہے نبوت تامہ کا حامل وہ کبھی نہیں ہو سکتا اور زمرہ انبیاء کا فرد وہی ہو سکتا ہے جو نبوت تامہ کا حامل ہو چنانچہ ذیل میں قرآنی آیت سے استدلال کرتے ہوئے فرماتے ہیں :—

"صاحب نبوت تامہ ہرگز امتی نہیں ہو سکتا اور جو شخص کامل طور پر رسول اللہ کہلاتا ہے اس کا کامل طور پر دوسرے نبی کا مطیع اور امتی ہو جانا نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ کی رُو سے بکلی ممتنع ہے (علماء ربوہ بتلائیں کہ یہ جو حضورؑ نے فرمایا ہے کہ کامل طور پر رسول اللہ کہلانے والے کے لئے دوسرے نبی کا مطیع اور امتی ہو جانا نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ کی رُو سے بکلی ممتنع ہے"

حضور کی طرف سے قرآن اور حدیث کی نصوص کی طرف اس نظریہ کو منسوب کرنا کیا آپ لوگوں کے نزدیک صحیح ہے یا غلط جواب صاف اور واضح الفاظ میں دیں چنانچہ اس کے بعد حضور نص قرآنی پیش بھی فرما رہے ہیں۔ ناقل)

اللہ جلشانہٗ فرماتا ہے وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ یعنی ہر ایک رسول مطاع اور امام بنانے کے لئے بھیجا جاتا ہے اس غرض سے نہیں بھیجا جاتا کہ کسی دوسرے کا مطیع اور تابع ہو (علماء ربوہ یہ بھی بتلائیں کہ پیش کردہ نص قرآنی کا تعلم حضور کے الہام اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ کے موافق ہے یا مخالف — ناقل) ہاں محدث جو مرسلین میں سے ہے امتی بھی ہوتا ہے اور ناقص طور پر نبی بھی امتی وہ اس وجہ سے کہ وہ بکلی تابع شریعت رسول اللہ اور مشکوٰۃ رسالت سے فیض پانے والا ہوتا ہے اور نبی اس وجہ سے کہ خدا تعالےٰ نبیوں کا سا معاملہ اس کے ساتھ کرتا ہے اور محدث کا وجود انبیاء اور امم میں بطور برزخ اللہ تعالےٰ نے پیدا کیا ہے وہ اگرچہ کامل طور پر امتی ہے مگر ایک وجہ سے نبی بھی ہوتا ہے اور محدث کے لئے ضرور ہے کہ وہ کسی نبی کا مثیل ہو اور خدا تعالےٰ کے نزدیک وہی نام پاوے جو اس نبی کا نام ہے"۔

(ازالہ اوہام ص ۵۶۹)

پھر صریح الفاظ میں فرمایا :—

"نبوت کا دعوےٰ نہیں بلکہ محدثیت کا دعوےٰ ہے جو خدا تعالےٰ کے حکم سے کیا گیا ہے"۔

(علماء ربوہ بتلائیں کہ کیا خدا تعالےٰ کے حکم سے کئے گئے دعاوی بھی منسوخ ہو جاتے ہیں۔ ناقل)

ایک پُر از مغالطہ استدلال

ان نصوص بیّنہ کو پس پشت ڈالتے ہوئے قاضی محمد نذیر صاحب نے حضور کے صریح منشا کے خلاف حضور کو زمرۂ انبیاء کا فرد ثابت کرنے کے لئے اپنی کتاب "شانِ مسیح موعودؑ" کے ص ۱۲ و ص ۱۳ پر ایسا استدلال پیش کیا ہے جس کے متعلق میں یہ کہنے پر مجبور ہوں کہ اس میں کھلے کھلے طور پر مغالطہ دہی کا ارتکاب کیا گیا ہے حالانکہ متنازعہ امور میں نصوص ہی فیصلہ کن ہوتی ہیں ان نصوص کے خلاف علماء ربوہ کے پاس ایک لفظ بھی نہیں نصوص کو چھوڑنے سے حقیقت کو سلجھانے کی بجائے اسے مزید الجھاؤ میں ڈال دینے کے مترادف ہے آپ لکھتے ہیں :—

"شیخ صاحب ! (خاکسار کو مخاطب کیا گیا ہے — ناقل) سنئے !! جب آپ حضرت ادریسؑ کو لغوی معنی میں نبی مانتے ہیں (خالی لغوی معنی میں نہیں بلکہ محض اور صرف لغوی معنی میں۔ ناقل) تو لغت عربی میں نبوت کے جو معنی ہیں وہ تو آپ میں درحقیقت پائے گئے لغوی معنی کے بالمقابل تو آپ کی نبوت مجاز اور استعارہ کے طور پر نہ ہوئی اب بتایئے کہ تمام انبیاء کرام بھی لغوی معنوں میں نبی ہیں یا نہیں"

اس سوال کو درج کرنے کے بعد قاضی صاحب حضرت مسیح موعودؑ کو زمرہ انبیاء کا فرد ثابت کرنے کے لئے اپنے استدلال کو اس طرح پیش کرتے ہیں کہ انبیاء کرام بھی جبکہ لغوی معنی میں نبی ہونے کی وجہ سے زمرۂ

انبیاء کے فرد ہیں تو حضرت مسیح موعودؑ بھی لغوی معنی میں نبی ہونے کی وجہ سے لامحالہ زمرۂ انبیاء کے ہی فرد ہوں گے۔

لغوی اصطلاح اور اسلامی اصطلاح میں گڑبڑ

مندرجہ بالا استدلال میں قاضی صاحب نے ایک تو لغوی اصطلاح اور اسلامی اصطلاح میں گڑبڑ پیدا کرنے کی کوشش کی ہے قاضی صاحب اور ان کے ہم نوا علماء ربوہ حضرت مسیح موعودؑ کی مندرجہ ذیل تحریر پر نظر غائر ڈال کر دیکھیں کہ کس صفائی سے حضور نے دونوں اصطلاحوں میں امتیاز قائم کیا ہے حضورؑ اپنی کتاب اربعین نمبر ۲ کے صفحہ ۱ اور صفحہ ۱۹ کے حاشیہ پر فرماتے ہیں :۔

دو الگ الگ اصطلاحیں

محض لغوی اصطلاح کے معنی

"یہ الفاظ (یعنی نبی اور رسول کے الفاظ ناقل) بطور استعارہ ہیں جیسا کہ حدیث میں بھی مسیح موعود کے لئے نبی کا لفظ آیا ہے ظاہر ہے کہ جس کو خدا بھیجتا ہے وہ اس کا فرستادہ ہی ہوتا ہے، اور فرستادہ کو عربی میں رسول کہتے ہیں اور جو غیب کی خبر خدا سے پاکر دیوے اس کو عربی میں نبی کہتے ہیں اسلامی اصطلاح کے معنی الگ ہیں اس جگہ محض لغوی معنی مراد ہیں"

اس عبارت میں حضورؑ نے نبوت اور رسالت کے متعلق دو الگ الگ اصطلاحیں قائم کی ہیں (۱) ایک اسلامی (۲) اور دوسری محض لغوی اصطلاح محض لغوی اصطلاح کے معنی تو حضور نے اس عبارت میں بیان فرما دیئے ہیں اسلامی اصطلاح کے معنی اپنے ایک مکتوب میں جو ۱۷ اگست ۱۸۹۹ء کے الحکم میں شائع ہوا مندرجہ ذیل الفاظ میں بیان فرماتے ہیں۔

اسلامی اصطلاح کے معنی

"اسلام کی اصطلاح میں نبی اور رسول کے یہ معنی ہوتے ہیں کہ وہ کامل شریعت لاتے ہیں یا بعض احکام شریعت سابقہ کو منسوخ کرتے ہیں یا نبی سابق کی امت نہیں کہلاتے اور براہ راست بغیر استفادہ کسی نبی کے خدا تعالےٰ سے تعلق رکھتے ہیں اس لئے ہوشیار رہنا چاہیئے کہ اس جگہ بھی یہی معنی نہ سمجھ لیں"

اسلامی اصطلاح میں نبی ہونے سے انکار

مندرجہ بالا دونوں عبارتوں کے مطالعہ سے یہ حقیقت نمایاں طور پر سامنے آجاتی ہے کہ حضور اسلامی اصطلاح میں اپنے لئے لفظ نبی اور رسول کے استعمال کو ناجائز قرار دے رہے ہیں اور محض لغوی معنی میں نبی اور رسول کے الفاظ کے استعمال کو جائز قرار دے رہے ہیں۔

آخری مکتوب اور اربعین میں ہم آہنگی

اور یہی بات حضور نے اپنے آخری مکتوب بنام ایڈیٹر اخبار عام میں بیان فرمائی ہے :۔

"میں صرف اس وجہ سے نبی کہلاتا ہوں کہ عربی اور عبرانی زبان میں نبی کے یہ معنی ہیں کہ خدا سے الہام پاکر بکثرت پیشگوئی کرنے والا اور بغیر کثرت کے یہ معنی تحقیق نہیں ہو سکتے"

جہاں تک لغوی اصطلاح کا تعلق ہے حضورؑ اپنی آخری تحریر میں بھی وہی بات بیان کر رہے ہیں جو حضور نے اپنی کتاب اربعین نمبر ۲ میں فرمائی تھی یعنی میرے لئے الفاظ نبی اور رسول محض لغوی معنی میں استعمال ہوئے ہیں صرف اس فرق کے ساتھ کہ ایک تحریر میں محض کا لفظ ہے اور دوسری تحریر میں صرف کا لفظ ہے اور مفہوم دونوں کا ایک ہی ہے۔

محض کا لفظ اختیار کرنیکی وجہ

حضورؑ نے جو اپنی تحریروں میں محض اور صرف کا لفظ اختیار کیا ہے وہ ایک خاص حکمت کو مدنظر رکھکر اختیار کیا ہے وہ بے معنی نہیں بلکہ نہایت ہی معنی خیز ہے اور اس فرق پر مکمل روشنی ڈالنے والا ہے جو زمرہ انبیاء کے افراد اور زمرہ اولیاء کے افراد میں پایا جاتا ہے۔

سو قاضی صاحب اور ان کے ہمنوا دیگر علماء ربوہ پر واضح ہو کہ انبیاء علیہم السلام پر لفظ نبی و رسول کا اطلاق محض لغوی معنی میں نہیں ہوتا جیسا کہ اولیاء اور محدثین پر بشمولیت مسیح موعودؑ ہوتا ہے بلکہ لغوی اور شرعی دونوں اصطلاحوں میں ہوتا ہے کیونکہ ان کی وحی غیب کی خبروں کے علاوہ شریعت یا ہدایت یا کتاب پر بھی مشتمل ہوتی ہے اور اسی وجہ سے اُن کی نبوت کو نبوت تامہ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے اور صرف غیب کی خبریں پانیوالے کی نبوت کو نبوت ناقصہ یا نبوت جزئیہ کے نام سے پکارا جاتا ہے۔

زمرہ انبیاء کا فرد کون ہوتا ہے

اور زمرہ انبیاء کا فرد وہی شخص کہلاتا ہے جس پر دونوں اصطلاحوں کے لحاظ سے نبی و رسول کا لفظ اطلاق پاسکے یعنی اس کو غیب کی خبریں بھی ملیں اور شریعت بھی ملے اور تیسرے یہ کہ اس کی وحی وحی نبوت ہو یعنے کسی نبی کی اتباع کے نتیجہ میں وحی کا نزول اس پر نہ ہو رہا ہو بلکہ مستقل طور پر براہ راست وہ خدا کی طرف سے مورد وحی بنایا گیا ہو محض لغوی اصطلاح کے لحاظ سے نبی کا لفظ پانے والا زمرہ اولیاء کا فرد کہلاتا ہے خصوصاً جبکہ وہ شخص کسی نبی کا امتی ہو اور اپنے متبوع نبی کے فیض سے مکالمات الہیہ مشتمل بر اخبار غیبیہ سے مشرف کیا جائے۔

حدیث کا مطلب

اسی لئے حضرت نبی کریم صلعم نے فرمایا لم یبق من النبوۃ الا المبشرات یعنی نبوت کے دو اجزاء تھے ایک شریعت اور دوسری مبشرات اور یہ دونوں مستقل طور پر انبیاء کرام کو ملا کرتے تھے اب مجھ پر چونکہ سلسلۂ نبوت ختم کر دیا گیا ہے اس لئے نہ تو شریعت اب کسی پر نازل ہو سکتی ہے اور نہ ہی کسی کو بغیر میری اتباع کے مبشرات مل سکتے ہیں اور مبشرات کا انعام امت میں جاری رہنا ضروری بھی ہے تا نبوت کے فیض پر دلیل ہو اور یہ نعمت براہ راست اب کسی کو مل سکتی نہیں جیسا کہ انبیاء کرام کو علاوہ شریعت کے پہلے ملا کرتی تھی کیونکہ میرے وجود باجود میں نبوت کی نعمت کے مکمل ہو جانے کی وجہ سے اب کسی نبی نے تو مبعوث ہونا نہیں اس لئے میرے بعد مبشرات والی نعمت کو بھی اب کوئی شخص براہ راست پا ہی نہیں سکتا لیکن وجود چونکہ اس کا ضروری ہے اس لئے مجھ میں فنا ہو کر ہی میری کامل اتباع کے نتیجہ میں کوئی شخص اس کو پائے گا اسی لئے فرمایا لم یبق من النبوۃ الا المبشرات الا وھی الرؤیا الصالحۃ یراھا المؤمن او تری لہ الرؤیا الصالحۃ میں خوابیں، کشوف اور الہامات سب داخل ہیں کیونکہ یہ سب ہی خدا کی طرف سے علم دیئے جانے کے ذرائع ہیں اس لئے وضاحت کر دی کہ مبشرات والی نعمت جو ضروری طور پر باقی رکھی گئی ہے اس کو وہی لوگ پائیں گے جو مجھ پر ایمان لاتے ہیں اُن کی آگے دو قسمیں ہو جائیں گی ایک وہ کامل مومن جن کو میرے فیض کی وساطت سے براہ راست یہ نعمت حاصل ہوگی اس گروہ کو یراھا المؤمن کے الفاظ سے واضح کیا اور دوسرا گروہ وہ ہوگا جو پہلے گروہ کے الہاموں وغیرہ سے فائدہ اٹھا کر اپنے ایمانوں کو مضبوط کرے گا اس گروہ کی نشاندہی الفاظ او تری لہ سے کر دی پس مومن چونکہ ایک تو نبی کریم صلعم کی نبوت کے فیض سے مستفیض ہو کر اس نعمت کو پائیں گے اس لئے اُن پر نبوت کا لفظ ظلاً و بروزاً استعمال ہوگا۔ دوسرے مبشرات چونکہ نبوت کی جزء ہوتے ہیں اس لئے اُن پر نبوت کا لفظ جزوی اور ناقص طور پر اطلاق پائے گا تیسرے یہ کہ چونکہ مبشرات میں غیب کی خبریں بھی پائی جائیں گی اس لئے ایسا مومن جس کو کثرت سے غیب کی خبروں پر مطلع کیا جائے اس پر محض لغوی معنی میں بھی لفظ نبی کا اطلاق جائز ہوگا۔

قاضی صاحب کی غلطی

پس قاضی صاحب کا یہ کہنا کہ انبیاء کرام پر بھی چونکہ لغوی معنی میں لفظ نبی کا اطلاق ہوتا ہے اور باوجود اس کے وہ زمرۂ انبیاء کے افراد کہلاتے ہیں اس لئے مسیح موعودؑ کو بھی کہلانا چاہیئے اس لئے درست نہیں کہ انبیاء کرام محض لغوی اصطلاح میں نبی کہلانے کی وجہ سے نہیں بلکہ لغوی اور اسلامی دونوں اصطلاحوں میں نبی کہلانے کی وجہ سے زمرہ انبیاء کے فرد ہوتے ہیں اسی لئے اُن کی نبوت نبوت تامہ ہوتی ہے کہ نبوت جزئیہ اور زمرہ انبیاء کا فرد وہی ہو سکتا ہے جسکی نبوت نبوت تامہ ہو ناقص یا جزئیہ نبوت کا حامل زمرۂ انبیاء کا فرد نہیں کہلا سکتا بلکہ وہ زمرہ اولیاء کا ہی فرد کہلائے گا۔ خواہ وہ تمام اولیاء میں اپنی بلند شان کے لحاظ سے امتیازی

(باقی برہ ۱۲)

سٹار بناسپتی
اصلی گھی کا بہترین بدل
۱۰ پونڈ
۵ پونڈ
۲ پونڈ
دی پنجاب ویجی ٹیبل گھی اینڈ جنرل ملز لمیٹڈ، دی مال لاہور
لٹھا
پاپلین
ململ
وائل
POPLINS, LATHA
MULS, VOILS
LATHA
CHAR CHABI
CHAR SIKKA
CHAR CHIRAGH
چار چابی
چار سکہ
چار چراغ
POPLINS
MORNI
CHAR TOPE
28-THE POPLIN
سرحدی
مورنی
چار توپ
MULS
VOILS
DACCA QUEEN
ڈھاکہ کوئین
Sarhad
TEXTILE MILLS LTD.
NOWSHERA
ٹیلیگرام:- فائن ٹیکس
فون نمبر
۲۰۱۴
۲۸۵۹
فائن ٹیکس
دیدہ زیب
خوشنما نمونے
پختہ رنگ
شرٹنگ
بستر کے سیٹ
صوفہ
پردہ کلاتھ
آج ہی فائن ٹیکس کی مصنوعات سے اپنے گھر کو سجائیے
یونائیٹڈ ٹیکسٹائل ملز لمیٹڈ فضل آباد ملتان

نشانِ مسیح موعودؑ پر تبصرہ

(بقیہ از صفحہ ۱)

حیثیت ہی کیوں نہ رکھتا ہو جیسا کہ حضرت مسیح موعود کو حاصل ہے۔

قاضی صاحب کی دوسری غلطی

اپنے استدلال میں قاضی صاحب نے ایک اور غلطی کا ارتکاب کیا ہے اور وہ یہ کہ آپ لکھتے ہیں کہ لغوی معنی کے لحاظ سے تو حضرت مسیح موعود حقیقی نبی ہیں مجاز اور استعارہ کے طور پر تو نبی نہیں۔ قاضی صاحب ہماری جماعت نے کب یہ کہا ہے کہ لغوی معنی کے لحاظ سے حضرت مسیح موعودؑ پر نبی اور رسول کا لفظ حقیقی معنی میں نہیں بلکہ مجاز اور استعارہ کے طور پر استعمال ہوا ہے حضرت مسیح موعود نے اپنے لئے جو تتمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم میں اپنے لئے حقیقی کا لفظ استعمال کیا ہے وہ لغوی معنی میں ہی تو کیا ہے جس کی وضاحت میرے مضامین میں آچکی ہے ہم جو کہتے ہیں کہ مجاز اور استعارہ کے طور پر یہ الفاظ حضور کے لئے استعمال ہوتے ہیں وہ اسلامی اصطلاح کو مدنظر رکھ کر ہی کہے جاتے ہیں اور اسی لحاظ سے حضور نے اپنے لئے حقیقی معنی میں ان الفاظ کے استعمال کو ممنوع قرار دیا ہے اور اسی لحاظ سے فرمایا ہے سمیت نبیًا من اللہ علیٰ طریق المجاز لا علیٰ وجہ الحقیقۃ۔ قاضی صاحب آپ پر یہ بات واضح رہنی چاہیئے کہ اسلامی اصطلاح والی حقیقت جس شخص میں پائی جائے گی وہی شرعی لحاظ سے حقیقی نبی کہلائے گا اور وہی درحقیقت زمرہ انبیاء کا فرد ہوگا اور اس کے بالمقابل جو محض لغوی معنی میں یعنی محض مبشرات پانے کی وجہ سے نبی ہوگا وہ شرعی اصطلاح میں چونکہ نبی نہیں کہلا سکتا اس لئے وہ زمرۂ انبیاء کا فرد بھی نہیں ہو سکتا بلکہ زمرۂ اولیاء کا ہی فرد ہوگا اور اسی زمرہ کا فرد کہلا سکتا ہے۔

چشمہ معرفت کا حوالہ اور لفظی نزاع کی حقیقت

قاضی صاحب پر واضح ہو کہ چونکہ مبشرات کی نعمت سے امت کے کامل افراد کا نوازا جانا تمام مخالف علماء کو بھی مسلّم تھا اسی لئے حضور نے فرمایا کہ اے علماء میرے اور تمہارے درمیان محض لفظی نزاع ہے۔ مبشرات ملنے کے تم بھی قائل ہو اس لئے اگر کثرت سے کسی امتی کو مبشرات ملیں تو اس کا تم کو بھی انکار نہیں ہو سکتا۔ پس میں بھی تو کہتا ہوں کہ حدیث کی پیشگوئی کے مطابق مجھے کثرت سے مبشرات ملے ہیں اور لغت میں کثرت سے غیب کی خبریں پانے والے کو نبی کے لفظ سے پکارا جاتا ہے اس لئے اس لغوی معنی کو مدنظر رکھتے ہوئے حدیث میں بھی اور میرے الہامات میں بھی میرے لئے لفظ نبی استعمال ہوا ہے اسلامی اصطلاح میں ایسے شخص کو محدث کہتے ہیں اس لئے میری کتب میں جہاں جہاں لفظ نبی استعمال ہوا ہے وہاں آپ محدث سمجھ لیں کیونکہ حقیقت کے لحاظ سے تو میں محدث ہی ہوں پس محض لفظی نزاع پر مخالفت کا طوفان اٹھانا کہاں کی عقلمندی ہے حقیقت پر تو ہم دونوں متفق ہیں چنانچہ حضور نے اپنی سب سے آخری کتاب چشمہ معرفت میں بھی یہی الفاظ لکھے جو اپنی سب سے پہلی کتاب توضیح مرام میں لکھے فرمایا:۔

> "ہم سب اس بات پر اتفاق رکھتے ہیں کہ شریعت قرآن شریف پر ختم ہو گئی ہے۔ صرف مبشرات یعنی پیشگوئیاں باقی ہیں"
> (چشمہ معرفت صفحہ ۱۸۰-۱۸۱)

باقی آئندہ انشاء اللہ تعالیٰ

اعلانِ تعطیل

۲۱ مارچ ۱۹۶۷ء کو یوم حج اور ۲۲ مارچ کو عید الاضحٰی کی تقریبات کی وجہ سے دفتر پیغام صلح اور پریس بند رہے گا اس لئے ۲۳ مارچ کا پیغام صلح شائع نہیں ہوگا اس کے بجائے ۳۰ مارچ کا پرچہ ڈبل شائع ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ۔

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام ملک نور الٰہی صاحب پرنٹر چھپا اور مولوی دوست محمد صاحب پبلشر نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع کیا۔

پیغام صلح مورخہ ۱۶ مارچ ۱۹۶۷ء - [illegible]

اے خدا بر تربتِ او بارشِ رحمت ببار
داخلش کن از کمالِ فضل در بیت النعیم

مجاہدِ اسلام الحاج حضرت شیخ میاں محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

شیخ میاں محمد ٹرسٹ جنرل ہسپتال لائلپور کی چند یادگار تصاویر

حضرت میاں صاحب جنرل برکی کی معیت میں ہسپتال کا سنگ بنیاد رکھ رہے ہیں۔

بموقعہ افتتاح ہسپتال حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ وزیٹرز بک میں دستخط فرما رہے ہیں

حضرت میاں صاحبؒ ہسپتال کی خشتِ اوّل رکھ رہے ہیں۔

ہسپتال کی افتتاحی تقریب پر کرنل حسن دین صاحب سے مصروف گفتگو

ٹرسٹ ہسپتال لائل پور کا بیرونی منظر

موقعہ افتتاح ٹرسٹ ہسپتال حضرت میاں صاحبؒ کے دائیں کرنل حسن دین صاحب میڈیکل سپرنٹنڈنٹ

اعظم علوی

کیا یاد کروں؟

الحاج حضرت شیخ میاں محمد صاحب کی وفات پر چند آنسو

رُخِ زیبا، دلِ روشن کی ضیاء یاد کروں ۞ یا ترے مہر و وفا، صدق و صفا یاد کروں
عظمتِ فکر و نظر، ذہنِ رسا یاد کروں ۞ شہرتِ جود و سخا، لطف و عطا یاد کروں
حُسنِ اخلاق کا زیور وہ بیاں کا جوہر ۞ گفتگو یاد کروں طرزِ ادا یاد کروں
دل میں چپکے سے اُتر جائے وہ آواز کہاں ۞ ڈوب کر دل سے جو نکلے وہ صدا یاد کروں
دیں کی تبلیغ کا وہ شوق کہ سبحان اللہ ۞ وقف تھے جس کے لئے صبح و مسا یاد کروں
زہے قسمت تری دلسوز لگن جس کے طفیل ۞ نامِ دیں پہنچا کجا تا بہ کجا یاد کروں
احمدیت کا تری ذات میں تھا طرفہ ظہور ۞ اس کٹھن راہ میں کیا کچھ نہ سہا یاد کروں
مہدیٔ وقت کا سمجھوں تجھے شاگردِ رشید ۞ یا محمدؐ پہ دل و جاں سے فدا یاد کروں
تجھکو اللہ نے بخشی تھی جہاں کی دولت ۞ فضلِ احمدؐ ہی سدا ساتھ رہا یاد کروں
ولولہ دل میں کہ پھیلاؤں میں فرقانِ حمید ۞ مضطرب دل کہ سدا نامِ خدا یاد کروں
نت نئی راہ نکالی کہ ہو دیں کا چرچا ۞ رہ روِ شوق کہوں، راہنما یاد کروں
تو پرندوں کو پکڑنے جو ولایت پہنچا ۞ سچ وہ الہامِ مسیحا کا ہوا یاد کروں
کونسے وصف کو کس وصف سے پہلے رکھوں ۞ جب تری یاد ستائے تو میں کیا یاد کروں

لیکے پہنچا ہے فقط عجز و عقیدت کا خراج
اک خود آگاہ کہ نازک ہے بہت اُس کا مزاج
میرے مولا اسے عقبیٰ میں بھی بالا کر دے
تیری رحمت جسے چاہے اُسے اعلیٰ کر دے

مرتبہ :- محمد صالح نور صاحب

حضرت الحاج قبلہ شیخ میاں محمد صاحب مرحوم و مغفور

آپ کی زندگی کا مختصر خاکہ

فلور ملز۔ ٹیکسٹائل ملز۔ جننگ اور آئس فیکٹریز۔ ویجی ٹیبل گھی ملز۔ خیراتی شفاخانے۔ تعلیمی وظائف۔

[illegible]ء میں آپ ضلع جھنگ کے ایک مشہور قصبہ چنیوٹ کے مقام پر وہرہ خاندان میں پیدا ہوئے آپ نے اسکول کی ابتدائی تعلیم سنٹرل ماڈل ہائی اسکول لاہور میں حاصل کی آپ کے والد شیخ میاں محمد ابراھیم ایک پرانی وضع کے نیک، خدا ترس، مخلوقِ خدا کی خدمت کرنے والے اور باخدا انسان تھے۔ جب آپ نے جوانی میں قدم رکھا تو حضرت مسیح موعود مرزا غلام احمد علیہ السّلام کے دعویٰ مجددیت کا چرچا چارسُو تھا اور مذھبی مذاق اور اسلامی ماحول کے زیرِ اثر آپ نے بھی اپنے برادرانِ بزرگ حضرت حاجی شیخ میاں محمد اسمٰعیل صاحب اور حاجی میاں مولا بخش صاحب مرحوم کے ہمراہ حضرت مسیح موعودؑ کے دعوے پر غور و فکر کیا۔

۱۹۰۴ء میں قادیان حاضر ہو کر حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے ہاتھ پر بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہو گئے اور یہ محض حضور کی تاثیر قدسی ہی تھی کہ ان اصحاب کو جہاں اللہ تعالےٰ نے آسمانی اور رُوحانی نعمتوں سے سرفراز فرمایا وہاں دُنیاوی نعماء سے بھی حصّہ وافر عطا فرمایا۔

۱۹۰۶ء میں باقاعدہ طور پر کاروباری زندگی کا آغاز کیا اور نہایت چھوٹے پیمانہ پر کاروبار کی ابتداء کر کے بالآخر ایک بہت بڑے تجارتی ادارہ کی رہنمائی کرتے رہے۔

۱۹۱۴ء میں حضرت مولانا نُورالدین اعظم کی وفات پر جماعت کے اکابرین کے ساتھ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی بنیاد ڈالی۔ اور ہمیشہ انجمن کے تمام تر مفادات میں دامے، درمے، قدمے، سخنے امداد فرماتے رہے۔

۱۹۳۲ء میں آپ نے لائل پُور میں "پریمیئر فلور ملز" قائم کی جس جگہ پر بعد میں آئل ملز۔ آئس ملز۔ جننگ فیکٹری بھی قائم ہوئی۔

۱۹۳۳ء میں آپ نے اپنے برادران کے ساتھ مل کر اپنے والد مرحوم کی یاد میں ایک خیراتی ہسپتال چنیوٹ میں عورتوں اور بچوں کی بہبود کے لئے "شیخ میاں محمد ابراھیم ٹرسٹ ہسپتال" کے نام سے قائم کیا جو اب تک آپ کی زیرِ نگرانی چنیوٹ شہر کے لئے طبّی سہولیات کا مرکز بنا ہوا ہے۔

۱۹۳۶ء میں آپ کو بفضلِ ایزدی حرمین شریفین کا حج کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ اس کے علاوہ آپ نے دو مرتبہ عمرہ کی سعادت حاصل کی۔

۱۹۲۷ء میں آپ لائل پُور میونسپلٹی کے چیئرمین مقرر ہوئے اور کئی سال تک آپ اس فرضِ منصبی کو بڑی خوش اسلوبی اور ہمّت سے بجا لاتے رہے۔

تقسیمِ ملک سے قبل لائل پُور کی ہندو اکثریت کی سیاست کا مقابلہ آپ نے مردانہ وار کیا اور مسلمانوں کے حقوق کا ہر مقام پر تحفّظ کرنے میں پیش پیش رہے۔

۱۹۲۷-۲۸ء میں آپ "انجمن اسلامیہ لائل پور" کے صدر منتخب ہوئے اور اسلامیانِ لائل پُور کے حقوق کے تحفظ کے علاوہ کئی اسلامی ادارے قائم کرنے میں ممد و معاون ثابت ہوتے رہے۔

۱۹۳۳ء میں انجمن ترقّی اسلام لائل پُور کے پریذیڈنٹ مقرّر ہوئے۔

۱۹۴۶ء میں آپ نے لائل پُور میں فیکٹری ایریا کے علاقہ میں بسنے والے ہزاروں باشندگان کی سہولت کے پیشِ نظر اپنی اہلیہ مرحُومہ کی یاد میں ایک خیراتی ہسپتال "بیگم اللہ جوائی ٹرسٹ ہسپتال" کے نام سے قائم کیا جو اَب تک ہزارہا لوگوں کی طبی سہُولتوں کا مرکز بنا ہوا ہے۔

۱۹۴۶ء میں آپ نے لاہور میں دی پنجاب ویجی ٹیبل گھی اینڈ جنرل ملز کا ادارہ قائم کیا۔

۱۹۵۰ء میں آپ نے عام خلق اللہ کی بہبود کے لئے عموماً اور یورپ میں تبلیغ اسلام کے لئے خصوصاً ایک وقف "شیخ میاں محمد ٹرسٹ" قائم کیا اور مغربی ممالک کو اسلام سے روشناس کرانے کے لئے ہالینڈ میں ایک مُسلم مشن کی بنیاد رکھی جو ابتداء میں ایمسٹرڈم کے مقام پر شیخ محمد طفیل صاحب ایم۔ اے کی زیرِ نگرانی کام کرتا رہا اور اب ہیگ میں مولینا غلام احمد صاحب بشیر فاضل کی زیرِ نگرانی نہایت کامیاب فریضہ سرانجام دے رہا ہے۔

۱۹۵۱ء میں آپ "احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور" کے صدر مقرر ہوئے اور ۱۹۵۴ء تک آپ نے انجمن کی قیادت پوری تندہی اور جانفشانی سے کی۔ ویسے بھی آپ کو جماعت میں وہ مقام حاصل تھا کہ صدارت سے دستبردار ہو جانے پر بھی ہر موقعہ پر آپ سے ہی مشورہ قیادت اور رہنمائی سے فائدہ اُٹھایا جاتا رہا اور ہر معاملہ میں حضرت امیر ایدّہ اللہ تعالےٰ کی زیرِ قیادت انجمن کے امور کی سرانجام دہی میں پیش پیش رہے۔

۱۹۵۱ء میں آپ نے ہالینڈ کی ملکہ جولیانہ سے ایک خصوصی ملاقات فرما کر قرآن مجید انگریزی اور ریلیجن آف اسلام کا نسخہ بطور ہدیہ پیش کیا اور اسے اسلام کا پیغام پہنچایا۔

۱۹۵۲ء میں آپ نے لائل پُور میں ٹیکسٹائل کا ایک ادارہ "پریمیئر کلاتھ ملز" کے نام سے قائم کیا جس کے ساتھ کپڑے کی ملکی صنعت میں اضافہ ہونے کے علاوہ تین ہزار مزدوروں کو روزگار کی سہولیات میسّر آئیں۔

۱۹۵۲ء میں ہی آپ نے پشاور میں آٹے کی ایک مل "پاکستان فلور ملز" کے نام سے قائم کی۔

۱۹۵۴ء میں آپ نے تعلیمی وظائف کا اجرا کیا اور "شیخ میاں محمد ٹرسٹ" کے ذریعہ جہاں مستحق طلباء کو وظائف کی تقسیم شروع کی وہاں غریب نادار بیوگان اور یتامیٰ کے لئے وظائف جاری کئے گئے ۱۹۵۵ء سے ۱۹۶۵ء تک ایک لاکھ دو ہزار روپے اس سلسلہ میں تقسیم کئے گئے۔ اور اَب بھی یہ سلسلہ جاری و ساری ہے۔

۱۹۵۴ء میں آپ نے حضرت مولینا محمد علی صاحب مرحوم امیر جماعت احمدیہ کی یاد میں ۲۳۔ مال روڈ لاہور سے ایک رسالہ "روحِ اسلام" کے نام سے جاری کیا جس کے ذریعہ اسلامی مسائل اور اصلاحی مضامین کے علاوہ احمدی نقطہ نگاہ کی وضاحت کی جاتی ہے اور یہ سلسلہ اب تک جاری ہے۔

۱۹۶۱ء میں آپ نے لاہور میں آٹے کی ایک مل "پریمیئر فلور ملز اینڈ ایلائڈ فوڈ انڈسٹریز" کے نام سے قائم کی۔

۱۹۶۱ء میں لائل پُور سرگودھا روڈ پر آپ نے زچہ و بچہ کی بہبود کے لئے ایک عظیم خیراتی ہسپتال "میاں محمد ٹرسٹ میٹرنٹی ہسپتال" جو اب جنرل ہسپتال کر دیا گیا ہے کا سنگِ بنیاد رکھا جس پر ٹرسٹ نے تیس لاکھ روپیہ صرف کر کے ایک دو منزلہ ہسپتال کے قیام کا منصوبہ بنایا

کیا اور اس ہسپتال کا بنیادی پتھر جنرل واجد علی برکی نے ۱۹۶۲ء میں نصب کیا۔ یہ ہسپتال اس ریجن کے چالیس لاکھ آبادی کے علاقہ کے لوگوں کی بہبود کے لئے کافی ہوگا۔

۱۹۶۱ء میں آپ نے یورپ جاتے ہوئے روم سے گذرتے ہوئے پوپ سے ملاقات کی اور اسے قرآن مجید انگریزی پیش کیا۔

۱۹۶۲ء میں آپ نے کراچی میں ایک فلور ملز قائم کی، جس کا نام "آفتاب فلور ملز" ہے۔

۱۹۶۲ء میں آپ نے ہالینڈ میں ایک "اسلامک سٹڈی انسٹی ٹیوٹ" قائم کیا جہاں پر باقاعدہ اسلامی تعلیم کی کلاسوں کا اجراء ہوا اور بہت سے مرد اور خواتین اس کے ممبر بنے اور اب تک قرآن کریم اور عربی کی کلاسوں کا یہ سلسلہ روز افزوں ہے۔

۱۹۶۲ء میں ہی آپ نے ڈچ زبان جاننے والے ملکوں کو اسلامی تعلیم سے آگاہ کرنے کے لئے ہیگ سے ایک رسالہ "الفارق" جاری کیا جس کے ذریعہ اسلامی مسائل پر مضامین کے علاوہ تحقیقاتی اور علمی مسائل پر بحث کی جاتی ہے۔ یہ رسالہ اپنے مضامین اور اثر کے لحاظ سے بہت کامیاب اور مفید ثابت ہوا ہے۔

۱۹۶۳ء میں آپ نے مسلم مشن ہالینڈ میں تعلیمات اسلامیہ کے مرکز کا افتتاح فرمایا اس موقعہ پر آپ نے وہاں قیام کے دوران ڈچ لوگوں کو اسلام کی خوبیوں سے آگاہ کیا۔ اکثر ممالک کے سفیروں۔ ڈاکٹروں۔ لیکچراروں، اور قابل شخصیتوں نے اس میں شرکت کی۔

آپ نے ریاستہائے متحدہ امریکہ اور یورپ کا کئی مرتبہ دورہ کیا۔

متذکرہ تجارتی اداروں کے علاوہ آپ نے مختلف مقامات پر اور بھی کئی تجارتی ادارے قائم کئے۔ مثلاً لائل پور۔ ملتان۔ میاں چنوں۔ جڑانوالہ۔ ٹانڈلیانوالہ۔ فیروزہ اور راڈیروالال کے مقامات پر جننگ فیکٹریاں اور ملتان میں ایک فلور ملز بھی قائم کی۔

۱۹۶۷ء ۵ر جنوری کو آپ پر دل کا ایک شدید حملہ ہوا جس کی وجہ سے آپ صاحب فراش ہو گئے۔ حالانکہ ایک دن قبل تک آپ نے تمام کاروباری امور از خود دفتر میں حاضر ہو کر سرانجام دیئے دل کے شدید حملہ کے بعد ڈاکٹری ہدایت کے مطابق آپ مکمل آرام فرماتے رہے۔

۱۳ر فروری ایک بجے شب آپ پر دل کا حملہ دوسری بار ہوا اور اس شدت سے اس نے اپنا اثر کیا کہ باوجود انتہائی تگ و دو اور علاج معالجہ کے خدا تعالےٰ کی رضا پوری ہوئی۔ اور صبح ۴ بجکر ۵ منٹ پر آپ نے اس جہانِ فانی کو خیر باد کہا اور اپنے رفیقِ اعلےٰ کے حضور حاضر ہو گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

۱۳ر فروری بروز دوشنبہ شام ۱/۲ ۵ بجے حضرت امیر مولینا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ تعالےٰ امیر جماعت احمدیہ لاہور کی قیادت میں آپ کی نماز جنازہ ادا کی گئی جس میں دور دراز سے جماعت کے لوگوں کے علاوہ غیر از جماعت اکابرین شہر نے ہزاروں کی تعداد میں شرکت کی اور اسی شام آپ کو پرمیئر

خانبہادر غلام ربانی صاحب ایڈووکیٹ مانسہرہ

بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

حضرت شیخ میاں محمد صاحب کی اچانک موت نے ایک بلند کردار خادم اسلام کی قیادت سے ہمیں محروم کر دیا۔ مجھے مرحوم کے ساتھ عرصہ سے تعلق تھا۔ میں ان کی صائب الرائے اور صحیح رہنمائی کا دل سے قائل تھا۔ وہ انجمن کی مجالس منتظمہ اور معتمدین میں اپنی صائب رائے کا اظہار کرتے تھے۔ اور بہت مشکل معاملات کو اپنی حسنِ تدبیر اور خداداد صلح کل طبیعت سے حل کر دیتے تھے۔ زیادہ موقعہ ان کے ساتھ رہنے کا مجھے مسجد ووکنگ انگلینڈ میں ملا جب وہ اپنے کاروبار کو چھوڑ کر ہم فقیروں میں رہتے اور ہمارے معاملات میں خاص دلچسپی لیتے تھے۔ اور تبلیغی کامیابیوں کو دیکھ دیکھ کر باغ باغ ہوتے تھے۔ اور کارکنوں کی حوصلہ افزائی کرتے تھے۔ نو مسلمین کے ساتھ بڑی محبت کا سلوک کرتے تھے اور زائرین مسجد کے ساتھ بہت ہی ناصحانہ اور با اثر تبلیغی گفتگو کرتے تھے۔ ایک دولت مند اور کامیاب بزنس مین (کاروباری آدمی) کو تبلیغ کے جذبہ سے سرشار دیکھ کر انگریز مسلم اور غیر مسلم متعجب ہوتے تھے اور ان پر اسلام کی حقانیت کا گہرا اثر پڑتا تھا۔

ووکنگ مسجد کی تواریخ میں وہ دن قابلِ یادگار ہے جب وہاں لاہور سے انجمن میں اختلاف کی خبر ملی تو وہ بیتاب ہو گئے۔ اور مجھے بھی حکم دیا۔ کہ ان کے ساتھ واپس کراچی جلد آؤں۔ کراچی میں حضرت امیر مولانا محمد علی صاحب مرحوم و مغفور زندہ تھے۔ ہم دونوں ان کی خدمت میں پہنچے اور ان سے ملاقات کر کے اختلاف کی بات کا حل نکال لیا۔ اور خوبصورتی سے معاملہ سلجھا دیا۔ مگر افسوس کہ مولانا مرحوم و مغفور اس جہان سے جلدی ہی رخصت ہو گئے۔ . . . .

. . . .

حضرت مولینا محمد علیؒ کی وفات کے بعد حضرت مولانا صدرالدین صاحب کو امیر منتخب کیا گیا اور حضرت شیخ میاں محمد صاحب مرحوم و مغفور صدر منتخب ہوئے۔ اس اقدام سے اس نازک وقت میں جماعت ابتلاء.... سے بچ گئی۔ یہ سخت مشکل مرحلہ تھا جس کے لئے انہوں نے قربانی کر کے جماعت کو ابتلاء سے بچایا۔ اور خود اپنی فراست سے ہر ایک اختلاف کو دور کرتے رہے۔ انجمن کی تاریخ میں ان کا ایثار و قربانی۔ دور اندیشی اور حقیقی درد ایک شاہکار کی حیثیت رکھتا ہے۔

تبلیغ کا ولولہ ان کے دل کو گرماتا تھا چنانچہ انہوں نے اپنے ذاتی خرچ پر ہالینڈ میں ایک مشن قائم کیا۔ ۱۹۵۷ء میں مجھے ہالینڈ جانے کا موقعہ ملا۔ وہاں میں نے شیخ محمد طفیل صاحب کو میاں صاحب مرحوم و مغفور کے مشن کا انچارج پایا۔ اس مشن کی مساعی جمیلہ سے بڑے بڑے عالم داخل اسلام ہوئے جن میں سے ایک ڈاکٹر صاحب تھے جو گورنمنٹ کے اسلامک سیکشن کے سربراہ تھے وہ مسلمان ہو گئے۔ مجھے میاں صاحب کے تبلیغ کے لئے ہالینڈ کو منتخب کرنے کی صحیح قدر وہاں جا کر ہوئی۔ کیونکہ انگلستان کی طرح اس ملک کے ماتحت بھی بہت بڑی مسلمان آبادی انکی محکوم تھی۔ اور اس سلطنت میں انگریزوں کی طرح اسلام کے خلاف عیسائی مشنریوں نے بڑا کام کیا تھا۔ اللہ تعالےٰ کی طرف سے ان مغربی اقوام میں اسلام کا پھیلانا مقدر تھا۔ اسی وجہ سے ہالینڈ کا ملک تبلیغ کے لئے حضرت شیخ میاں محمد صاحب مرحوم کے حصہ میں آیا اور ان کو یہ سعادت نصیب ہوئی اور آپ نے یہ صدقہ جاریہ قائم کیا۔

میاں صاحب ممدوح کی وفات پر جس قدر لکھا جاوے کم ہے ؎

بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں بلند مقام عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل بخشے۔

آپ کا غم زدہ بھائی
غلام ربانی

محبّ و فدائے اِسلام

ملک کے مشہور ادیب و شاعر جناب خلیق قریشی نے حضرت میاں صاحب مرحوم و مغفور کا سنِ وفات ابجد کے لحاظ سے مندرجہ ذیل موزوں فرمایا ہے:۔

"محبّ و فدائے اِسلام
شیخ میاں محمد"

۱۳۸۶ھ

---

۴ قلور ملز میں مسجد کے ملحق آپ کی اہلیہ مرحومہ کی قبر کے غربی حصہ میں سپردِ خاک کر دیا گیا۔ ؎

اے خدا بر تربتِ او ابرِ رحمت ہا ببار
داخلش کن از کمالِ فضل در بیت النعیم
(حضرت مسیح موعودؑ)

میاں فضل احمد صاحب ایلوی

چند خطوط

[حضرت قبلہ میاں صاحب ہم پر خطوط کے ذریعہ علم و عرفان کی نوازشات کرتے اور رُوحانی طور پر اپنی ہتمائی سے نوازتے رہتے تھے۔ ان کے خطوط سے ہمیں جو اطمینانِ قلب اور سکون حاصل ہوتا تھا وہ ناقابلِ بیان ہے اور آپ کی ان پدرانہ شفقتوں سے بھرے ہوئے خطوط کو ہم اپنے لئے ایک بیش بہا خزانہ اور ورثہ سمجھتے ہیں چند خطوط قارئین پیغامِ صلح کی خدمت میں پیش ہیں۔]

(۱) مری سے ایک خط میں تحریر فرماتے ہیں :-

عزیز القدر راحت جان طول عمرہ

السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مزاج شریف۔ مجھے آپ کی دوسروں کے ہر وقت کام آنے کی افادیت پر ہمیشہ رشک آتا ہے۔ خدا تعالےٰ کا خاص فضل سمجھیئے کہ آپ کی فطرت کے اندر دوسروں کی بھلائی خدا نے کوٹ کوٹ کر بھر دی ہوئی ہے آپ کا دل دوسروں کی حالت زار کو دیکھ کر بے قرار ہو جاتا ہے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس حضور نبی کریمؐ غارِ حرا سے واپس آئے تو فرمایا کہ مجھے لحاف اوڑھا دو۔ میرے ذمہ مخلوقِ خدا کی بھلائی اور اصلاح کا بوجھ ڈالا گیا ہے میں کس طرح اس سے عہدہ برآ ہوں گا تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے یہ نہیں فرمایا کہ آپؐ دن رات نمازوں میں مصروف رہتے ہیں روزے رکھتے ہیں اس لئے خدا آپ کو اس بوجھ سے عہدہ برآ کرے گا بلکہ ان کے نفع بخش کاموں کا ہی ذکر فرمایا اور ان باتوں کا تذکرہ فرماتی ہیں جن سے دوسروں کو فائدہ پہنچتا ہے۔ آپ فرماتی ہیں کہ حضورؐ آپ مہمان نواز ہیں، بے نواؤں کا بوجھ اُٹھاتے ہیں مصیبت کے وقت دوسروں کے کام آتے ہیں، مخلوقِ خدا کی خدمت کرتے ہیں، جن کے گھر کوئی مرد نہیں اُن کا سودا بازار سے لا کر دیتے ہیں، صلہ رحمی کرتے ہیں، آپؐ اپنے اس بوجھ سے عہدہ برآ کیوں نہ ہوں گے۔ دراصل دوسروں کو فائدہ پہنچانا ہی اصل کام ہے۔ خدا کے رنگ میں رنگین ہونے کا جو حکم قرآنِ پاک میں ہے اس کا یہی مطلب ہے کہ خدا کے اوصاف میں رنگین ہو جاؤ جس طرح خدا تعالےٰ تمام جہانوں کی ربوبیت کرتا ہے تم بھی ربوبیت کرو جس طرح خدا بغیر مانگے دیتا ہے تم بھی اضطراری رنگ و رقت قلب سے بغیر سوال کے جو مستحق ہیں خواہ نیک ہیں خواہ بد ہیں دو جس طرح خدا رحم کرتا ہے تم بھی دوسروں پر رحم کرو تا خدا تم پر رحم کرے۔ اصل بات یہی ہے کہ دوسروں کی خدمت کا جذبہ موجزن ہو۔ اور دوسروں کی تکلیف کو دیکھ کر دل بے قرار ہو جائے۔ انسان کی خدا کے حضور یہ دُعا ہوتی چاہیئے :-

"اے میرے مالکِ حقیقی تو میری یہ دعا سُن کہ میں دوسروں کی دلجوئی کرنے والا بنوں، بجائے اس کے کہ دوسروں سے دلجوئی کا طلبگار بنوں یہ کہ میں دوسروں کے نقطہ نگاہ کے سمجھنے والا بنوں، بجائے اس کے کہ دوسروں سے اپنا نقطہ نگاہ منوانے پر تُلا رہوں اور یہ کہ مَیں دوسروں سے محبّت کرنے والا بنوں بجائے اس کے کہ دوسروں سے محبّت کا خواہشمند رہوں اس لئے کہ "دینے" میں ہی پانے کا راز ہے معاف کرنے میں ہی بخشے جانے کا راز ہے اور موت قبول کرنے میں ہی حیات ابدی کا راز ہے۔

میں خوب جانتا ہوں کہ بعض احباب کی خدمت کے مواقع نکالنے پڑتے ہیں گو وہ سمجھیں کہ ہماری حق تلفی ہوئی ہے اور میاں فضل احمد نے حق ادا نہیں کیا ایسی باتیں سُننے سے گھبرانا نہیں چاہیئے خدا دلوں کا مالک ہے دِل کی نیّت کا جاننے والا ہے ہم کو تو اس کے راضی کرنے کی فکر ہے انسان کہاں راضی ہو گا۔ خدا راضی ہو جائے تو نجات ہے۔

آپ کے اندر جو دوسروں کی بھلائی کا جذبہ ہے یہ وہی جذبہ کارفرما ہے جو آپ کے دادا جان کے دل کے اندر جذبہ تھا خدا آپ کو خضر کی عمر عطا فرمائے باقی تو شکل آپ کا سب آپ کے دادا جان کے مشابہ ہے۔ افسوس کہ ان کا کوئی فوٹو نہیں ہے"۔

(۲) مری سے ہی ۱۹۶۰ء میں ہالینڈ مشن کے متعلق تحریر فرماتے ہیں :-

میرے نہایت ہی پیارے بیٹے۔ اللہ تعالےٰ آپ کو ہمیشہ اپنی حفاظت میں رکھے۔

السّلام علیکم ورحمۃُ اللہ وبرکاتہٗ

مزاج شریف۔ رجسٹرڈ خط ملا چٹھی بنام امسٹرڈم پوسٹ کر دی ہے نقل چٹھی بھی جو بشیر صاحب کو آپ نے لکھی پڑھا بھی اور دردِ دل سے آپ کے حق میں دُعا بھی نکلتی رہی۔ میں اَب کوئی نئی سکیم بنانے کے قابل نہیں ہوں یہ کام اَب میری زندگی میں آپ کے سپرد ہے اور دُعا کرتا ہوں کہ خدا تعالےٰ آپ کو توفیق بخشے کہ اس کے مشن کو چلانے کا جذبہ و فہم بخشے جس سے یہ ایک حقیر سا لیکن جس کی پرورش آنکھ کے آنسوؤں اور جگر کے خون سے ہوئی ہے زندہ رہے اور میری موت کے بعد اس کی ہر رنگ میں سرپرستی کی توفیق آپ کو ملے میں یقین رکھتا ہوں کہ یہ اس کا اپنا مشن ہے وہ خود میری اس حقیر اور ناچیز خدمت کو شرفِ قبولیت بخشے گا خط پڑھ کر میرا دل باغ باغ ہو گیا آپ بڑے خوش قسمت اور سعادت مند بچے ہیں کہ ایک خط دل کی تڑپ سے بشیر کو لکھا اور "الفارق" کے اجراء کا پروگرام بنایا اور مجھ غریب درویش کی دُعا حاصل کر لی وذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشآء۔

(۳) ہالینڈ سے ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں :-

عزیز القدر طول عمرہ

السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ مزاجِ شریف

کل ریڈیو فون والوں نے صبح اطلاع دی کہ ۱۲ بجے دوپہر پاکستان سے فون آنے والا ہے موجود رہیں۔ لیکن لائن بند ہو جانے پر پتہ چلا کہ کل روز ملے گا چٹھی لکھنے کی فرصت نہیں کہا گیا ہی ہے۔ اسلام کی تلاش میں لوگ مارے مارے پھرتے ہیں۔ بلجیم میں دس ہزار مسلم بلگیرین مہاجر آباد ہوں گے وہاں مبلّغ کی بے حد ضرورت ہے۔ اُدھر ساؤتھ فرانس میں بڑی بھاری تعداد کی باست جو الجیریا کی نئی حکومت کی وجہ سے فرانس کے ساتھ شامل تھے اور فوجی تھے اِدھر رہ گئے اب ان کو فرانس کی نیشنلٹی کا حق مل گیا ہے اِدھر سپین میں حکومت مذہب کے متعلق اس شدّت سے اجتناب کرنے لگی ہے اگرچہ سوائے گرجہ کے کوئی دوسرے مذہب کی عبادت گاہ بننی بند ہے لیکن وہاں مُسلم آبادی نے بریبٹر ہال ...... تعمیر کیا ہے۔ مسجد کے مینار نہیں لیکن عبادت گاہ کے طور پر استعمال ہو رہا ہے اور پادری بھی شامل افتتاح ہوئے۔ گویا وہاں بھی انقلاب آیا ہے۔ ساحل سمندر افریقہ جو سپین کے نیچے ہے۔ وہ لوگ جنکے کسی زمانہ میں آباؤ اجداد کو ملک سے نکال دیا تھا آباد ہیں ان کے خون میں بھی اُبال آیا ہوا ہے۔ سپین کی حکومت والے باہر کے لوگوں کو وہاں آباد کرنا چاہتے ہیں یو این اے کے چارٹر کا سوائے کشمیر کے یورپ میں کافی رائج ہو رہا ہے سپین کے ذمہ یہی الزام ہے کہ مسلمانوں کو عیسائی بنا لیتے ...... تو اس لئے کہ اُن کو مُلک بدر کر دینا اچھا تھا۔ بیرن عُمر کی تحریک بھی اسلام کے لئے ایک بے نظیر خدمت ہے۔ اس کا مضمون جو رسالہ میں آیا ہے۔ اِدھر مسٹر ہویک جو ہمارے ساتھ ہے گو اعلان نہیں کیا لیکن اس کا بھی بیرن عُمر کے مضمون کے ساتھ ملتا جُلتا "الفارق" میں نکل رہا ہے۔ اسلام کے لئے یہ دن بہت اُمید افزا ہیں ہمارے مشن میں ہر بدھ کو پندرہ بیس طلباء عربی کلاس و اسلامی معلُومات کے لئے آتے ہیں ہر ہفتہ یا دو ہفتہ میں ایک آدھ بڑھ جاتا ہے پرسوں صبح ایک نو مسلم احمد نامی جو دو صد میل کے فاصلہ پر رہتا ہے طفیل کے وقت مسلمان ہُوا تھا تین سال کے بعد آ نکلا۔ پُختہ راسخ الاعتقاد مسلمان اکیلا تھا۔ چاہتا تھا کہ کوئی اور میرے ساتھ مسلمان ہو، اس کی دو ہفتہ ہوئے والدہ کا انتقال اس کی گود و بازوؤں میں ہوا ماں کو کہا امّاں آخری وقت ہے خدا اور اس کے پیارے رسُولؐ پر ایمان لے آئیں۔ اس نے جواب دیا کہ بچہ میں ایمان لاتی ہوں۔ اس قسم کے مسلمان بہت کم نظر آتے ہیں وہ ایک نوجوان کو ہمراہ لایا جس نے اسلام قبول کیا اس کے چھ چھوٹے چھوٹے بچّے ہیں خود ہی خدا تعالےٰ لوگوں کو گھیر کر لا رہا ہے ہماری کیا بساط و کوشش ہے۔

میں نے ارادہ کر لیا ہے کہ پاکستان چھوڑ کر ہجرت کر کے یہاں آ جاؤں خدا مجھے عزم و ہمت دے۔ دنیا کی خاک ساری عمر چھان کر خوب دیکھ لیا ہے اس کام میں دل جمعی و تسکینِ قلب ملتی ہے کیا کام ہم نے کیا کس قدر روپیہ اس کارخانہ پر لگایا کامیابی کا اندازہ لگانا مشکل ہے میں تو کچھ ہوں مجھے علم ہے انگریزی میں تقریر نہیں کر سکتا وہ شخص جو بڑے عالم ہیں لٹریری لوگ میری قدر کریں عجیب تماشا ہے یا میں ہجرت

شیخ نثار احمد صاحب سیالکوٹ

تدبّر، صلاحیّت اور دُور اندیشی ان کا قیمتی جوھر تھا

حضرت میاں محمد صاحب کا انتقال پُر ملال ایک قومی سانحہ ہے۔ میاں صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے ایک ستون تھے۔ ان کی وفات حسرت آیات سے جو خلا پیدا ہو گیا ہے وہ جماعت کے لئے ایک بہت بڑا نقصان ہے۔

آپ کی صفات سے کون واقف نہیں۔ آپ بلند پایہ تاجر ہونے کے ساتھ ساتھ بڑے مخیر بھی تھے۔ ملک کے چیدہ ملز اونرز میں سے تھے۔ مگر ان کا دل ہر ایک ضرورت مند کے لئے کشادہ تھا۔ آپ نافع الناس تھے لوگوں کے کام آنے والے اور ان کے غمگسار تھے۔ دنیاوی دولت کے ساتھ اللہ تعالےٰ نے ان کو دین سے مالا مال کر رکھا تھا۔ اشاعت اسلام کے لئے درد مند دل رکھتے تھے۔ ایک پورا مشن ہالینڈ میں محض اپنی ہی کوششوں اور مالی امداد سے چلا رہے تھے۔ یہ آپ ہی کا حصّہ تھا۔ اور اس بات کا بیّن ثبوت کہ آپ کو دین کی اشاعت سے والہانہ عشق تھا۔ آپ کی بیماری کے ایام میں ہم لائل پور گئے تو ڈاکٹروں کی ہدایت کے مطابق ان سے ملاقات نہ ہو سکی۔ جس کا ہمیں ہمیشہ قلق رہے گا۔ انہی دنوں علم ہوا کہ ہالینڈ کے ایک مشہور فلاسفر آپ کے زیر تبلیغ ہیں اور امید ہے کہ عنقریب اسلام ان پر اپنا اثر دکھائے گا۔ چنانچہ گذشتہ پیغام صلح میں یہ خوشخبری آ گئی کہ انہوں نے اسلام قبول کر کے اعلان کر دیا ہے الحمدللہ۔

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

آج کتنے لوگ ہیں۔ جو اپنی گوناگون مصروفیات کو چھوڑ کر اسلام کی تبلیغ کے لئے کچھ وقت نکالنا چاہتے ہیں۔ حقیقت میں ایسے کاموں کے لئے تھوڑے وقت کی ضرورت نہیں بلکہ کافی وقت اور محنت بکار ہے۔ حضرت میاں صاحب جیسی عظیم الفرصت ہستی کے لئے اس کام کے لئے وقت دینا ان کی غیر معمولی قابلیت کا پتہ دیتا ہے۔ ہم نے ان کو انجمن کی مجلسوں میں بھی قریب سے دیکھا ہے اور ویسے بھی ملنے کا اتفاق ہوا ہے۔ آپ انجمن اور دینی معاملات کے بارے میں ایک خاص ملکہ اور جذبہ رکھتے تھے۔ آپ انجمن کے معاملات بھی تدبّر اور صلاحیت سے سلجھاتے رہتے تھے۔ دُور اندیشی آپ کا ایک قیمتی جوہر تھا۔

آپ کو اپنے احباب اور ملنے والوں سے بھی ایک لگاؤ تھا۔ پرانے لوگوں میں سے اب کتنی بزرگ ہستیاں رہ گئی ہیں؟

سب کہاں کچھ لالہ و گل میں نمایاں ہو گئیں
خاک میں کیا صورتیں ہوں گی کہ پنہاں ہو گئیں

ان بزرگوں میں بھائیوں سے زیادہ محبت تھی۔ حضرت میاں صاحب ہمارے والد شیخ نیاز احمد صاحب مرحوم کا اکثر ذکر فرمایا کرتے تھے۔ جب کبھی میں اُن سے ملا۔ انہوں نے مجھ سے فرمایا کہ وہ ولی تھے اور فرماتے کہ مجھے اُن سے ملاقات کا اشتیاق رہتا ہے۔ آپ ان کے پاس جایا بھی کرتے تھے۔ ایک دن صبح سویرے میں والد صاحب کے پاس بیٹھا تھا۔ ان کا معمول تھا۔ کہ آخری ایام میں وہ حافظ صاحب سے ایک پارہ قرآن شریف سنا کرتے تھے میں کیا دیکھتا ہوں کہ برآمدے کے پاس آ کر موٹر آ کھڑی ہوئی ہے اور حضرت میاں صاحب تشریف فرما ہیں۔ بڑے تپاک سے ملے اور فرمانے لگے میں مری جا رہا تھا دل چاہا کہ رستہ میں زیارت کرتا جاؤں۔ کچھ دیر بیٹھے اور اپنے سفر پر روانہ ہو گئے اور فرماتے لگے کہ اس وقت میں ان کی اس تلاوت میں زیادہ دیر مخل نہیں ہونا چاہتا۔ ان کی وفات پر جو خط آپ نے مجھے لکھا وہ میرے پاس ہے اس کو اس وقت دہرانا نہیں چاہتا مگر اس کا مضمون ان کی طبیعت اور مزاج کا آئینہ دار ہے۔

آہ! آج وہ خود بھی اپنے مولائے حقیقی سے جا ملے۔ بزرگان سلسلہ یکے بعد دیگرے اس دار فانی سے رخصت ہوتے جا رہے ہیں۔ جوں جوں وقت گذرے گا ان کی قدر معلوم ہو گی اور ان کی کمی کا احساس وقت کے ساتھ کم نہیں بلکہ زیادہ ہو گا۔ بیساختہ یہ مصرعہ زبان پر آتا ہے ؎ اب انہیں ڈھونڈ چراغ رخ زیبا لیکر

مشیت ایزدی کے سامنے انسان مجبور ہے۔ اس لئے صبر اور دعا کے سوائے چارہ نہیں۔ اللہ تعالےٰ حضرت میاں صاحب مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا کرے آمین

مجھے اس وقت حضرت امیر مرحوم و مغفور کی نصیحت یاد آ رہی ہے۔ ایک دفعہ آپ نے جماعت سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا :- "تم میں سے بہتیرے اپنے بزرگوں کو اپنے ہاتھوں سے دفن کریں گے مگر میں تم کو کہتا ہوں کہ ان کے جسم کے ساتھ انکی روح کو دفن نہ کر دینا۔ اس کو زندہ رکھنا"

اگر ہم اس نصیحت پر کاربند ہو کر اپنے بزرگوں کے کارناموں کو کما حقہ جاری رکھیں تو ہم ان کی روح کو بھی ثواب پہنچائیں گے اور خود بھی ان نعمتوں کے وارث ہوں گے۔ اللہ تعالےٰ ہمیں بیش از بیش خدمت دین کی توفیق دے۔

خیرے کن اے فلان و غنیمت شمار عمر
زاں پیشتر کہ بانگ برآید فلاں نماند

نقصانِ عظیم

مولانا احمد یار صاحب مبلّغ فجی کا مکتوب

جس دل میں رچ گیا ہے محبت سے اس کا نام
وہ خود نشان ہے نیز نشاں اس کے سارے کام

بگرامی خدمت جناب مکرم معظم شیخ میاں فضل احمد صاحب ملزاونر دام ظلہٗ۔

السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

میں پندرہ بیس دن اپنے ہیڈ کوارٹر سے باہر تبلیغی دَورہ پر رہا۔ واپس آیا تو قدرے بیمار ہو گیا۔ کل ایک دوست کا خط لاہور سے ملا تو اس میں یہ وحشتناک خبر پڑھی کہ حاجی الحرمین الشریفین حضرت شیخ میاں محمد صاحب عاشق اسلام و خادم دین متین اس جہانِ فانی سے کوچ کر کے اپنے پروردگار کو پیارے ہو گئے ہیں اناّ للّٰہ و انا الیہ راجعُون۔ اس خبر سے اس قدر صدمہ ہوا جس کا اظہار لفظوں میں ناممکن اور محال ہے۔ حضرت میاں صاحب کی وفات سے نہ صرف آپ کے خاندان کو نقصان پہنچا ہے بلکہ ملک و ملت کو عموماً اور وابستگانِ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کو خصوصاً وہ نقصانِ عظیم پہنچا ہے جس کی تلافی تقریباً بعید از قیاس ہے۔ آپ جماعت کے لئے ایک سُتون تھے۔ حضرت مولانا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد جماعت کے لئے آپ کا وجود ایک امیدگاہ تھا۔ ہر نازک مرحلہ پر آپ نے حالات کو سنبھالا اور پھر خرابی پیدا ہونے پر باوجود علالت کمزوری اور شدید گرمی کے لاہور پہنچ جاتے۔ اور اس خرابی کا جب تک تدارک نہ ہو جاتا لاہور میں ہی رہتے۔ آپ کی وفات سے جماعت کو ناقابلِ تلافی نقصان پہنچا ہے۔ مگر اللہ تعالےٰ کی رضا اسی میں تھی۔ اس کی رضا کے سامنے ہم سب سرِ تسلیم خم ہیں۔ جب میں نے پیغام صلح میں آپ کی علالت کی خبر پڑھی تو میں نے عیادت کی چٹھی لکھی۔ جواب نہ آیا تو میں نے یہی سمجھا کہ معلوم ہوتا ہے ابھی طبیعت نہیں سنبھلی۔ ورنہ ہر خط کا جواب عموماً اسی وقت دیتے اور اپنی قلم سے دیتے۔ اللہ تعالےٰ سے دُعا ہے کہ وہ انہیں جنت الفردوس میں اعلےٰ مدارج عطا فرمائے۔ اور آپ سب بھائیوں کو ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق مرحمت فرمائے اور جملہ لواحقین کو اس صدمہ عظیم کے برداشت کرنے کی طاقت عطا کرے۔ آمین

فقط والسّلام

شریکِ غم۔ احمد یار عفی عنہ

نوٹ :- جملہ برادران و عزیزان کی خدمت میں مضمون واحد متصوّر ہو۔

شیخ میاں ظہور احمد صاحب ابن الحاج شیخ میاں محمد صاحب مرحوم و مغفور

محمد شمع محفل بود شب جائے کہ من بودم

کئی دن ہوئے - بشیر احمد سوز مدیر ریویو اسلام کی طرف سے فرمائش پہنچی - کہ محترم والد بزرگوار کی جدائی کے بعد ان کے بارہ میں کچھ لکھوں - اس فرمائش کا جواب کیا دیتا - ابھی ان کی جدائی کا غم اور صدمہ موجود ہے - جدائی تو پیر کے مبارک دن (۱۳ فروری ۱۹۶۷ء) ہو چکی لیکن جدائی کے الفاظ زباں پر لانے سے دل کانپ اُٹھتا ہے - خدا ہر بچے کے سر پر باپ کا سایہ قائم رکھے - کہ اس نعمت کا بدل نہیں ہو سکتا باپ کی شفقت اپنے اندر صفتِ رحمانیت کا جزو رکھتی ہے - بغیر معاوضہ و صلہ عنایات اور دُعاؤں کا سلسلہ چلتا ہے - ماں اور باپ ہی ہیں جو قدم قدم پہ بچوں کا ساتھ دینے کے لئے بے قرار رہتے ہیں پیر کی صبح ۴ بجکر پانچ منٹ پر پتہ چلا کہ یہ عاجز چوّن برس اور ۴ ماہ اس دنیا فانی میں مکمل کر چکا ہے - اس دن سے قبل اپنے آپ کو کم سن ہی سمجھتا رہا - ہر ذمہ داری سے بے خبری اور ہر تکلیف پر بے پرواہی کا دور ختم ہوا انّا للہ و انا الیہ راجعون - ابھی دل غم سے لبریز ہے - جدائی کی حقیقت کو دل نہیں مانتا لیکن دل کے انکار سے حقیقت نہیں بدل سکتی اس لئے اس مختصر مضمون میں اس مردِ مجاہد کی زندگی کے چند واقعات قلمبند کروں گا -

خیالات اور حقائق کا اثر دل و دماغ پر موجود ہے آنکھوں میں آنسو مزدور ہیں - لیکن وہ نظارہ بھی سامنے ہے - جب جناب والد صاحب فرمایا کرتے تھے - کہ وقت قریب ہے کہ دنیا کا ہر بشر حضور محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لیوا ہو جاوے گا - یہی آخری رسولؐ ہیں - جن کی بادشاہت قیامت تک قائم و دائم رہے گی - آپ کی حکمت - دین اور فلسفہ کے سامنے دنیا کا ہر فرد سرِ تسلیم خم کرے گا - یہ پُر حکمت کلام جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وساطت سے نازل ہوا - انسانی زندگی کے ہر پہلو پر روشنی ڈالتا ہے - کوئی شعبۂ زندگی ایسا نہیں جس کا تذکرہ قرآن پاک میں نہ ہو - یہاں تک کہ جانوروں، چوپایوں اور بے جان نعمتوں کی بھی تفصیلات موجود ہیں - میرے پیارے والد صاحب چند برسوں سے متواتر بیرونی ممالک میں تشریف لے جاتے اور اسلام کی شمع فروزاں کرنے کی کوشش فرمایا کرتے تھے - عیسائی حکما سے جب فرداً فرداً تبادلہ خیالات ہوتا - تو آپ محمدؐ رسول اللہ اور قرآن کریم کو پیش کر کے ان کو (ہزار ہزار رحمتیں ہوں آپ پر) اسلام کا گرویدہ بناتے ۱۹۶۲ء کے آخر میں جب یورپ سے واپس تشریف لائے - تو تنہائی میں اپنی تبلیغی مساعی کی تفصیلات بیان کیں - فرمایا کہ اس دفعہ حیرانی ہوئی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جن کو اسلامی دنیا خدا کا نبی اور رسول مانتی ہے - ان کے پیرو ان کو تاریخی انسان نہیں سمجھتے - میں نے عرض کی - کہ یہ بھی ایک معجزہ ہے

جس کے ذریعہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کی تعلیم یعنی اسلام دنیا میں رائج ہوگا - بُت شکنی اور خدا پرستی کی تڑپ پیدا کرنے والا - یتیموں اور بے کسوں کی حفاظت کرنے والا - انصاف اور امن قائم کرنے والا اور سب سے بڑھ کر یہ کہ دنیا کے کاروبار میں حصہ لیتے ہوئے دین کی رہبری کرنے والا وہی فردِ واحد ہے جسے خدا نے اپنا حبیب منتخب فرمایا حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور دیگر انبیاء نے اس رسولؐ کے متعلق بار بار پیشگوئیاں کیں - علم اور سائنس کی ترقی جب انتہا کو پہنچنے والی تھی - تو حی و قیوم خدا نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو دین اور دنیا کے جدید اور مکمل علوم اور فلسفہ سے مرصع فرما کر انسانیت کی راہبری کے لئے مبعوث فرمایا یہ چشمۂ رواں ہے - جس کا فیض جاری اور ساری ہے - جس سے ہر پیاسا اپنی پیاس یہاں بجھا سکتا ہے - اس لئے اب نہ نئے نبی کی ضرورت ہے - نہ پرانے کی -

حضرت میاں صاحب فرمایا کرتے تھے کہ یورپ کی زمین اشاعت اسلام کے لئے اس قدر زرخیز ہے کہ بیج ڈالنے کی دیر ہے - اسلام کا پھل پیدا ہوگا اور ایک درخت کی صورت اختیار کر لے گا - لیکن اہل اسلام بالخصوص ہماری انجمن کی طرف سے جد و جہد اور قربانی کی ضرورت ہے اور اس بات کی ضرورت ہے کہ مسلمان علما جوق در جوق وہاں جائیں - اور اپنے عمل اور علم سے اسلام کی خوبیاں اور فوائد لوگوں کے ذہن نشین کریں اسی سے فتح مبین ہوگی - اور مسلم مشنریوں کو اجرِ عظیم بھی ملے گا - اسی جذبہ کے ماتحت حضرت میاں صاحب نے ہالینڈ کے ملک میں اسلامی مشن کی بنیاد رکھی جو اسلام مشن ہالینڈ یا Friends of Islam کے نام سے موسوم ہے - یہ مشن چودہ برس سے دین متین کے متعلق یورپ کی دنیا کو معلومات بہم پہنچا رہا ہے - تبادلۂ خیالات کے لئے لیکچروں کا سلسلہ اور کانفرنسیں ہوتی ہیں - اسلامی تہواروں پر چائے اور کھانے پر تبلیغ اسلام کا فریضہ (جو مجدد زمان نے احمدی جماعت کے سپرد کیا ہے) ادا کرنے کی کوشش کی جاتی ہے - شروع شروع میں یہ ادارہ ایمسٹرڈم کے شہر میں قائم کیا گیا - لیکن بعد میں زرِ مبادلہ کی کمی کے پیشِ نظر مشن کا مرکز ڈین ہیگ میں منتقل کر دیا گیا جو ہالینڈ کا دار الخلافہ ہے اور ملکۂ ہالینڈ وہاں قیام پذیر ہیں - یہی شہر صوفی موومنٹ کا مرکز ہے - جہاں صوفی عنایت اللہ مدفون ہیں - اور ان کے بھائی جناب مشرف خاں آج کل موومنٹ کے سربراہ ہیں مجھے ۱۹۶۴ء میں مشن ہاؤس میں چند ہفتے قیام کرنے کا موقع میسر آیا - مشن کے انچارج میاں غلام احمد بشیر نے احباب کے ساتھ ملاقات کے لئے خصوصاً کا انتظام کیا - کافی تعداد میں احباب موجود تھے - مسلمان بھائیوں کے علاوہ غیر مسلم بھی تشریف لائے - چند معزز مستورات بھی شامل ہوئیں - یہ سب لوگ والد محترم کے متعلق دریافت فرماتے - ان کا تذکرہ کرتے - ان کی خیریت اور پروگرام صحت اور مصروفیات کے ضمن میں اس طرح تفصیلاً کے متمنی تھے - جیسے کوئی مریدوں کی جماعت اپنے پیر کے متعلق دلچسپی رکھتی ہو - مجھے یاد ہے کہ اس تین ہفتہ کے قیام میں جناب والد صاحب کی طرف سے خط و کتابت کا تانتا بندھا رہا - پیغامات اور ارشادات کا سلسلہ بذریعہ تار اور فون بھی قائم رہا - یہ سب تگ و دو اشاعت اسلام ترقی مشن اور توسیع جماعت کے لئے تھی - ایک خط میں جناب نے صوفی مشرف خاں کا حوالہ دیا - اور لکھا - کہ میں اس کا عاشق ہوں کہ ان سے اُن کے مکان پر ملاقات کی جاوے - یہ محبت نامہ پہنچا ہی تھا - کہ میری ملاقات کے پروگرام سے قبل جناب صوفی صاحب نے کہلا بھیجا کہ وہ ملاقات کے لئے تشریف لاویں گے - میری کوشش کے باوجود کہ ارشاد گرامی کے مطابق ان کے در دولت پر حاضر ہوں گا - وہ ہمارے مشن ہاؤس میں چلے آئے وہ ایک بزرگ اور معمر ہستی ہے - ان کی آمد پر عرض کی - کہ دو گستاخیوں کا مرتکب ہوں - پہلی یہ کہ آپکی تشریف آوری کی وجہ سے جناب میاں صاحب کے حکم کو پایۂ تکمیل تک نہیں پہنچا سکا - دوسرے یہ کہ آپ جیسا بزرگ اور ادارہ کا سربراہ مجھے ملنے آیا - کہنے لگے - میں میاں صاحب کا معتقد اور ثنا خواں ہوں - یہ سن کر محسوس کیا کہ یہ "دل را بدل رہے است " کا مصداق ہے - محترم صوفی صاحب کو مشن کا اس قدر دلدادہ پایا کہ وہ فرماتے تھے - ہم لوگ کسی دوسری جگہ نماز عید ادا نہیں کرتے - اس مشن ہاؤس کو اس قدر بلند پایہ اور موزوں سمجھتے ہیں کہ نماز عید پر یہاں آجاتے ہیں - دراصل اس موومنٹ کے مقاصد ہماری تحریک سے ملتے جلتے ہیں - البتہ جب کوئی غیر مسلم اس ادارہ میں داخل ہوتا ہے - تو وہ اپنے آپ کو صوفی کہلاتا ہے -

۵ جنوری سے ۱۳ فروری ۱۹۶۷ء تک ہم سب بھائیوں کو حضرت میاں صاحب کی خدمت میں متواتر حاضر رہنے کا موقعہ ملا - ہم باری باری حاضر ہوتے اور پھر کاروبار کی دیکھ بھال کے لئے بادلِ ناخواستہ دو دو دن کے لئے لائل پور سے غیر حاضر ہو جاتے -

یہاں مجھے ایک دلچسپ واقعہ یاد آ رہا ہے جس کا قلمبند کرنا موزوں سمجھتا ہوں - اگرچہ سلسلۂ مضمون منقطع ہو جاوے گا - اُوپر میں نے "باری باری" کے لفظ لکھے ہیں ان الفاظ سے ایک واقعہ کا تعلق ہے جس سے حضرت اقدس جناب مرزا غلام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے رفقاءِ کار کے اخلاقِ فاضلہ کا اندازہ ہوتا ہے - میرے والد محترم نے کئی برس ہوئے تذکرہ کیا تھا - کہ جب آپ اور آپ کے دونوں بڑے بھائی (محترم جناب شیخ محمد اسمٰعیل صاحب اور جناب حاجی مولا بخش صاحب خدا ان تینوں پر بارانِ رحمت نازل فرمائے حضرت مجدد زمان کی بیعت میں داخل ہوئے - تو ہمارے دادا جان مکرّم و محترم شیخ محمد ابراہیم مرحوم و مغفور باوجود دیکہ احمدیت سے

تعلق نہ رکھتے تھے خاموش رہے - آپ درا صل از سادہ طبیعت - دینِ اسلام کے فدائی اور عاشقِ قرآن تھے - یہاں تک کہ جب کبھی موقعہ ملا اور اپنے وطن چنیوٹ سے باہر گئے - تو اسی مسجد میں قیام کیا - جہاں کوئی جید عالم درس قرآن دیتا ہو - فجر کے وقت درس قرآن میں شمولیت کرتے - اور پھر اپنا کاروبار کر کے واپس چل دیتے - ایسے بلند اخلاق انسان بچوں سے اظہار ناراضگی نہیں کیا کرتے - چنانچہ والد محترم اور ان کے دونوں بھائی ادب اور احترام کی وجہ سے اپنے بزرگ والد کو تبلیغ کرنے سے پرہیز کیا کرتے تھے - خدا کی شان ہے اللہ تعالیٰ [illegible] بیماری بڑھتی گئی - تینوں صاحبزادگان نے (ان پر رحمت اور مغفرت ہو) درخواست کی - کہ ابا جان اگر اجازت ہو تو آپ کو قادیان لے جاکر مولانا حکیم نورالدین صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) سے علاج کرایا جائے - اس بزرگ ہستی نے اتفاق فرمایا - ان کی رضامندی کے فوراً بعد قادیان تشریف لے گئے - اس وقت ان تینوں بھائیوں کی صنعتی زندگی کا آغاز تھا - اس لئے ایک صاحبزادہ اگر قادیان میں اپنے والد ماجد کے پاس رہتا تو دوسرا کاروبار کی نگہداشت کرتا - میرے والد صاحب فرماتے تھے - کہ ایک دفعہ ان کے حاضر رہنے کی باری تھی - لیکن کاروبار کی نزاکت مقتضی تھی - کہ دوسرا بھائی کام پر آجاوے تو پھر روانہ ہوں اس طرح جناب دادا جان کی خدمت سے ایک دن کی غیر حاضری ہوگئی - جونہی آپ ان کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے فرمایا کہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے ہاتھ پر بیعت کر لی ہے میرے پیارے والد (حضرت میاں صاحب) یہ سن کر خوشی سے پھولے نہ سمائے اپنی شنید پر شک بھی ہوا - لیکن خوشی بھی تھی - بہرحال نماز کا وقت قریب تھا - فرزند ارجمند (جو والد بزرگ کی بزرگی کی وجہ سے اور اپنی بلند اخلاقی کی وجہ سے دعوتِ احمدیت پیش نہ کر سکتا تھا) مسجد کی طرف دوڑا - نماز کے بعد حضرت صاحب نے فرمایا - کہ میاں صاحب آگے آجاویں آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں - عرض کی - کہ میرے والد صاحب درخواست بیعت کرتے ہیں - جواب ملا - کہ صحت یاب ہو جاویں - خوب غور و فکر کر لیویں - بیعت لے لی جاوے گی - یہی جواب لے کر جناب میاں صاحب (ہم سب بہن بھائی بلکہ میری پیاری امی جان بھی بعض اوقات جناب والد صاحب کو میاں صاحب کے لقب سے ہی پکارتی تھیں) واپس آگئے - اور عرض کر دی - فرماتے تھے - کہ ادھر تو آپ بھی ابراہیم کو اور ادھر التوا تھا - دوسرے دن بھی یہی جواب ملا - جب دو تین دفعہ یہی فرمائش ہوئی تو جناب دادا جان نہ رہ سکے - اور صاحبزادہ صاحب کو فرمایا کہ تم جانتے ہو، میں کیوں بیعت کرنا چاہتا ہوں - اس لئے کہ جب تم اپنے بھائی کی موجودگی میں نہ آسکے - تو میرے پاس کوئی شخص نہ تھا جو نگہداشت کرتا یا دوائی پلاتا - جناب حکیم صاحب میرے کمرہ میں تشریف لے آئے - داخل ہونے سے قبل چند اشخاص سے ناراض ہوئے اور کہا - کہ تم نے بڑے میاں کو دوائی پلائی ہے ؟ جواب میں خاموشی کے سوا کچھ نہ تھا - پھر فرمایا - تم نے احمدیت سے خاک سیکھا ہے - تم احمدی نہیں ہو اس سے مجھے احساس ہوا کہ جب مرید اس قدر بلند اخلاق کا مالک ہے - اور جب احمدیت یہ ہے - کہ ایک بیمار کی تیمار داری کی جاوے - تو کتنے بلند ہونگے مرزا صاحب اور ان کی تعلیم - اس واقعہ سے ظاہر ہے - کہ ہر تحریک عمل - اخلاص اور اخلاق سے پھیلتی ہے، نہ کہ خشک منطق اور بحث و مباحثہ سے -

انہی ایام میں غالباً ۷ یا ۸ فروری کا دن تھا - بندہ اور میری بیگم حضرت میاں صاحب کی خدمت میں حاضر تھے - باہر دفتر میں تھوڑا بہت کام دیکھ کر گھر پر آئے تو حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے [illegible] اور ؟ آپ نے فرمایا - کہ ہمیں قرآن کی عبارت سے تعلق ہے - چنانچہ وہ تاج کمپنی کا شائع کردہ قرآن شریف لے آئیں - دلائل اور گفتگو میں نرمی کمال درجہ کی تھی - ورنہ علما اپنے رعب اور علم کے زور پر منوانے کی کوشش کرتے ہیں - ایسے عمدہ لہجہ سے بیان فرمایا - کہ سب متفق ہو گئے - فرمایا اگر کوئی نبی بن باپ ہونے کی وجہ سے بلند مرتبہ ہو جاتا ہے - تو پھر یہ فخر سردارِ دو عالم کو نصیب ہوتا - اس مسئلہ پر اور حضرت عیسےٰ علیہ السلام کا زندہ آسمان پر اٹھائے جانے پر ایک دفعہ لائل پور میں تبادلہ خیالات ہوا - چند خواندہ لوگ جناب میاں صاحب کے پاس آئے - اور کہنے لگے - کہ آپ نے ہمیں ان دونوں موضوع پر لاجواب کر دیا ہے - اگر اجازت دیں - تو ہم جامع مسجد کے مولوی صاحب کو لے آئیں - تاکہ بحث سے ثابت ہو - کہ حضرت مرزا صاحب کا عقیدہ درست ہے یا غیر احمدیوں کا - مکرم میاں صاحب نے فرمایا - کہ مجھے فرصت کم ہوتی ہے - اس بحث کے لئے لاہور سے احمدیہ جماعت کے ادارہ سے ایک نمائندہ آجاوے گا آپ دن مقرر کر لیویں - چنانچہ جب یہ تجویز جناب مولوی صاحب تک پہنچی - تو انہوں نے شرط لگائی - کہ میاں صاحب خود بحث کریں - اُن کا گمان تھا کہ صرف مولوی ہی دین کو جانتے ہیں - اس طرح جان بچ جاوے گی - لیکن جناب والد صاحب نے منظور کر لیا - البتہ یہ فرمایا کہ صداقت کو جاننے کے لئے چند احباب جمع ہوں - انہی امور پر آپ کے مولوی صاحب سوال کریں - جس کا جواب میں دوں گا - جو قرآن حدیث اور اولیاء اللہ کے نوشتوں پر مبنی ہوگا - جہاں تک مجھے یاد ہے ہم اس وقت جماعت دہم میں زیر تعلیم تھے - بڑے شوق سے مولوی صاحب اور ان کے ہمراہیوں کے منتظر تھے - چنانچہ مولوی صاحب تشریف لائے - اور آتے ہی تبادلہ خیالات شروع ہوا - جناب والد صاحب نے قرآن حدیث اور دیگر نوشتوں سے اس قدر مضبوط دلائل دیں اور ایسی وضاحت سے ثابت کیا کہ جب مولوی صاحب ٹیڑھی گفتگو کرتے اور حقیقت کو ٹالنے کی کوشش کرتے - تو اُن کے عقیدت مند مداخلت کرتے ہوئے روک دیتے - یا مجبور ہو کر صاف صاف کہہ دیتے - کہ میاں صاحب کی دلیل اور حوالہ جات کا یہ جواب نہیں ہے - غالباً عصر کا وقت ہو چکا تھا - مولانا صاحب نماز کا بہانہ کر کے (اس خیال سے کہ احمدیوں کی مسجد میں نماز ادا نہیں کر سکتا) ہماری فیکٹری سے باہر چلے گئے - کہ شاید سڑک پر نماز ادا کریں - بس وہ دن تھا اور آج کا دن - پھر دوسری بار تبادلہ خیالات کی انہیں ہمت نہ پڑی - جو احباب ان کے ساتھ آئے - انہوں نے معذرت پیش کی - اور یہ کہنے پر مجبور ہو گئے - کہ آپ کے دلائل مؤثر اور صحیح تھے - اسی طرح مجھے خوب یاد ہے کہ حضرت امیر مرحوم مولینا محمد علی علیہ الرحمت شملہ کے پہاڑ پر قیام پذیر تھے - بندہ اور بندہ کے چچا زاد بھائی میاں عطاء اللہ صاحب محترم تایا حاجی مولا بخش صاحب اور میرے والد بزرگوار بھی ان کے مکان نزد گنجی بازار میں مقیم تھے [illegible] صاحب (خدا ان پر رحمتیں نازل فرماوے) کو اس مہم کے لئے نامزد کیا - ادھر سے کوئی مولوی صاحب یا عالم ہوں گے - مجھے ان کا نام یاد نہیں - اس وقت میری عمر ۹ یا ۱۰ برس سے زائد نہ ہوگی - تین چار روز بحث جاری رہی جس سے ہم بچوں کو بھی سمجھ آگئی - قادیانیوں کی مزعومہ نبوت تو ایک طرف پرانے نبی کی آمد کی قلعی بھی حضرت تایا صاحب نے اس طرح کھول کر رکھ دی کہ مزید بحث تضیع اوقات نظر آنے لگی -

دراصل حضرت اقدس نے اپنے پیروؤں کو اس قدر روشنی عطا فرمائی تھی کہ وہ لوگ حقیقت سے آشنا اور علم سے منور ہو کر خود رہبر خلق بن گئے تھے فی الحقیقت حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصافِ حمیدہ بیان کرنے والوں - رسول اکرمؐ کے احکام پر چلنے والوں کو خدا بلند کر دیتا ہے - ہمیں اپنے ان تمام بزرگوں کی زندگیوں میں خدا کی ہستی نظر آتی ہے - ان کی مجالس میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا چرچا ہوتا تھا - اس لئے اس مضمون کے آغاز میں میں نے یہ مصرعہ درج کیا ہے ؎

"محمد شمع محفل بود شب جائے کہ من بودم"

امیر خسروؒ نے شاید یہ اشعار بیت الرسول کی زیارت یا مسجد نبویؐ کی زیارت کی اُمید میں کہے ہوں - لیکن ہم نے دیکھا کہ ہمارے ان بزرگوں کی مجالس میں اگر تذکرہ تھا تو محمد صلعم کا - عمل کا شوق تھا تو محمد صلعم کے نمونہ پر چلنے کا - علم کا شوق تھا تو محمد صلعم کی فلاسفی کا -

یہ بزرگ احمدیت کی شمع کے پروانے تھے - اخلاق کی بلندی - چشم پوشی کی صفت ان میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی - پیارے والد بزرگوار کو حضرت مرزا صاحب کے اُردو اور فارسی اشعار کثرت سے یاد تھے - ایک بار میں نے مندرجہ ذیل شعر سُنا :-

میں تو خالی ہاتھ ہوں مجھے یوں ہی جانے دیجئے
شاہ ہو کر آپ کیا لیں گے فقیروں سے حساب

عرض کی - کہ یہ شعر حضرت صاحب کا تو نہیں - فرمایا - کہ ان کے صاحبزادہ صاحب کا ہے - یعنی حضرت میاں بشیر الدین محمود احمد صاحب کا - میں نے سوچا - اگرچہ عقیدہ کا فرق ہے لیکن احترام اور محبت قائم ہے - مجدد زمان نے انسانیت کی Cream کو منتخب کیا - اسی لئے ہم قلیل

گروہ کو اسلام کی فوج کہا جاتا ہے۔

میری والدہ محترمہ ۱۹۴۶ء میں اپنے مولائے حقیقی سے جاملیں۔ ہم نے سمجھا کہ ہمارا محور ختم ہو گیا ہے۔ لیکن پیارے ابا جان نے گذشتہ اکیس برس میں اسی مکان کو اسی صورت میں اسی آرائش میں رکھا۔ اور ماں کا پارٹ اس طرح ادا کرتے رہے۔ کہ ہم لوگ اسی طرح کشاں کشاں ان کی طرف دوڑے چلے جاتے تھے۔

حضرت میاں صاحب کی محفل میں خدا۔ رسولؐ اور حضرت مرزا صاحبؑ کا ہی تذکرہ رہتا تھا۔ اسی لئے کہتا ہوں کہ

محمد شمع محفل بود شب جائے کہ من بودم

میں نے اپنی تمام زندگی میں محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی چرچا آپ کی محفل میں سنا۔ البتہ دو دفعہ اس مقبول خدا کے دربار عالی میں حاضر ہونے پر اس شمع خدا کو دیکھا۔ حضرت اقدسؑ کے اشعار بکثرت پڑھتے تھے۔

دنیا بھی اک سرا ہے بچھڑے گا جو ملا ہے
گو سو برس رہا ہے آخر کو پھر جدا ہے
شکوہ کی کچھ نہ جا ہے یہ گھر ہی بے بقا ہے
یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی
اے دوستو پیارو عقبےٰ کو مت بسارو
کچھ زادِ راہ لے لو کچھ کام میں گزارو
دنیا ہے جائے فانی دل سے اسے اتارو
یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی

چشمۂ خورشید میں موجیں تری مشہود ہیں
ہر ستارے میں تماشا ہے تری چمکار کا
تیری قدرت کا کوئی بھی انتہا پاتا نہیں
کس سے کھل سکتا ہے پیچ اس عقدۂ دشوار کا
تیرے ملنے کے لئے ہم مل گئے ہیں خاک میں
تا مگر درماں ہو کچھ اس ہجر کے آزار کا
شور کیسا ہے ترے کوچہ میں لے جلدی خبر
خوں نہ ہو جائے کسی دیوانہ مجنوں وار کا

چند دن ہوئے۔ میرے محسن اور دوست خلیق قریشی نے چند اشعار لکھ کر بھیجے۔ تاکہ مدیر پیغام صلح تک پہنچا دوں اسی دن طبیعت چند سطور لکھنے پر آمادہ ہوئی۔ لہذا مشتے نمونہ از خروارے۔ چند بکھری ہوئی یادوں کو صفحۂ قرطاس کے حوالہ کر دیا۔

مضمون ختم کرنے سے قبل احباب جماعت سے خصوصاً اور دیگر مسلمان بھائیوں سے عموماً درخواست کرتا ہوں کہ ہمارے والد محترم جناب شیخ میاں محمد صاحب اور ان کی اولاد کے لئے حاکمِ عرشِ بریں کے حضور دعا کریں کہ ان کے مرتبے بلند فرما دے۔ اور ہم بے سہاروں کا خود سہارا ہو۔ آپ کے کارہائے خیر کو جاری رکھنے کی توفیق عنایت فرما دے۔ ان کا قائم کردہ ہالینڈ مشن اور لائل پور والا ہسپتال سبِ دستور خدمت روح اور خدمت خلق کرتا رہے۔ اگر ہمت پڑی اور وقت ملا تو انشاء اللہ روحِ اسلام کے مدیر صاحب کی خواہش پوری کرنے کی کوشش کروں گا۔ ابھی تو ہماری داستان کا آغاز ہے ؎

"تری نسلاً بعیداً"

(محمد صالح نور)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے اللہ تعالےٰ نے وعدہ فرمایا تھا کہ:۔

"میں تیرے خالص محبوں کا گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے نفوس و اموال میں برکت دوں گا"

حضرت شیخ میاں محمد صاحب مرحوم و مغفور کو اللہ تعالےٰ کے اس وعدہ کے مطابق نعمت اولاد سے بھی وافر حصہ عطا کیا گیا۔ اختصاراً آپ کے بچوں۔ پوتوں۔ پوتیوں۔ نواسے۔ نواسیوں کا نقشہ پیش کیا جاتا ہے:۔

لڑکے	اولاد	لڑکیاں	اولاد
(۱) میاں اللہ بخش صاحب	۳ لڑکیاں	(۱) بیگم میاں بشیر احمد صاحب مرحوم	۴ لڑکے۔ ۳ لڑکیاں
(۲) میاں رؤف احمد صاحب مرحوم	۲ لڑکے ۳ لڑکیاں	(۲) بیگم میاں فیروز دین صاحب	۴ لڑکے۔ ۳ لڑکیاں
(۳) میاں ظہور احمد صاحب	۲ لڑکے ۳ لڑکیاں	(۳) بیگم میاں شریف احمد صاحب	۵ لڑکے۔ ۲ لڑکیاں
(۴) میاں فضل احمد صاحب	۱ لڑکا ۱ لڑکی	(۴) بیگم میاں بشیر احمد صاحب	۲ لڑکے۔
(۵) میاں رشید احمد صاحب	۳ لڑکے		
(۶) میاں حمید احمد صاحب	۴ لڑکے		

آپ ایک متقی اور مقدس انسان تھے

ہالینڈ کی صوفی تحریک کے قائد مشرف خان صاحب کا خط

عزیز محترم فضل احمد صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کا اخوت نامہ ملا جس میں آپ کے والد محترم الحاج شیخ میاں محمد صاحب کی وفات حسرت آیات کی خبر تھی، اللہ تعالیٰ مرحوم کی روح پر رحمت کی بارش نازل کرے۔ آپ ایک متقی اور مقدس انسان تھے، جنہوں نے اسلام کی بیش بہا خدمات سر انجام دیں۔ مرحوم کا اللہ تعالےٰ اور اس کے رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر گہرا اور پختہ ایمان تھا۔ اللہ تعالےٰ آپ کو صبر و استقامت بخشے، قرآن پاک کی تعلیم کے مطابق "موت ایک پل ہے جو دو دوستوں کو باہم ملاتا ہے۔ اس سانحہ عظیم میں ہم دونوں کی ہمدردی اور دعائیں آپ کے اور آپ کے خویش و اقارب کے ساتھ ہیں۔

بلاشبہ زود یا بدیر ہم سب کو اسی راستے سے گذرنا ہے، اس دنیا میں انسان کی زندگی نہایت مختصر ہے۔ ہم خدا کی رضا پر شاکر ہیں۔ ہم سب خدا کے بندے ہیں، اور بندے کا کام اپنے مالک حقیقی کے سامنے سر جھکا دینا ہے اس کی مرضی کے بغیر ایک ذرّہ بھی حرکت نہیں کرتا یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کے نیک بندوں نے ہمیشہ خدائے واحد و مطلق کے سامنے گردنیں جھکائی ہیں، کیونکہ بقا اور دوام صرف اسی کی ذات کو ہے۔

ہم دونوں دست بدعا ہیں کہ اللہ تعالےٰ کی رحمتیں آپ سب کے شامل حال ہوں۔ والسلام

شریک غم:۔ (۱) مشرف خاں
(۲) شہزادی بیگم

اک نہ اک دن پیش ہوگا تو خدا کے سامنے
چل نہیں سکتی کسی کی کچھ قضا کے سامنے
چھوڑنی ہوگی تجھے دنیائے فانی ایک دن
ہر کوئی مجبور ہے حکم خدا کے سامنے

ظہور احمد
۹۲ - ای I - گلبرگ ۳ - لاہور

ایک مُبارک خواب

"حضرت قبلہ میاں صاحب مرحوم کی ڈائری میں سے ایک خواب درج ذیل کیا جاتا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو جس قدر دنیوی دولت اللہ تعالےٰ نے عطا کی وہ سب امام الزمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے وابستگی کے طفیل ہے۔" ——— (محمد صالح نور) ———

۱۹۲۴ء۔ ۲۴، ۲۵ دسمبر کی درمیانی شب کو قریب پونے پانچ بجے صبح میں سویا ہوا تھا پرانے دفتر کے برآمدہ میں میں اور اخویم صاحبان بیٹھے ہیں پرانے زمانے کا سماں تھا گویا کہ وہی پرانا زمانہ جب صرف ۴۲ مشین کا کارخانہ تھا اور ہم سب مل کر کام کرتے تھے اور وہی کچا مکان و دفتر تھا۔ اچانک حضرت مسیح موعود علیہ السلام معہ جناب میاں صاحب میاں غلام رسول صاحب ریٹائرڈ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس تشریف لائے ہیں۔ جب ہماری نظر پڑی تو ہم سب کھڑے ہو گئے اور میں نے حضرت صاحب کی خدمت میں عرض کی کہ جناب نے اپنی تشریف آوری کی اطلاع نہیں کی تو حضرت صاحب فوراً سڑک کارخانہ اندرونی پر تشریف لے گئے ہیں میں جناب کے ہمراہ ہوں بھائی صاحبان بھی اور میاں صاحب بھی پیچھے کھڑے ہیں۔ حضرت صاحب کے ساتھ جب میں سڑک پر کھڑے ہو کر بجانب مغرب دیکھتا ہوں تو بڑے کارخانے اور ملیں میری نظر پڑی ہیں اور جب جانب جنوب شمال۔ مشرق نظر کرتا ہوں اور حضرت صاحب بھی گھومتے ہیں تو ہر طرف کارخانے اور ملز نظر آتی ہیں۔ تب حضرت صاحب تبسم فرما کر فرماتے ہیں ہم تو اپنی جماعت کی رونق دیکھنے کے لئے آئے ہیں، اور ساتھ ہی روانگی کا ارادہ کر لیا ہے۔ میں عرض کرتا ہوں حضرت ہم کو کچھ موقعہ دیویں تو حضرت صاحب تبسم کر کے فرماتے ہیں گاڑی کا وقت قریب ہے اس لئے جاتا ہوں لاہور جانا ہے۔ چنانچہ حضرت صاحب و میاں صاحب تشریف لے گئے ہیں ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ پیدل تشریف لے گئے ہیں۔ ہم سب حیران ہیں۔ ادب کی وجہ سے جناب سے کچھ اصرار نہیں کر سکے اور دل میں خیال گذرا ہے کہ اسٹیشن پر جا کر حاضر ہوں گے۔ حضرت صاحب کا پاجامہ موٹا تنگ پائنچہ کا ہے اور قمیص بھی موٹے کپڑے کی ہے اور میلی ہے لیکن اُوپر بڑا کھلا کوٹ جس پر زری کا کام ہے زیب تن کیا ہوا ہے اور سر پر پگڑی سفید ہے چہرہ بڑا اور پُر رونق ہے معاً میں بھائی صاحبان سے کہتا ہوں کہ ادب کی وجہ سے حضرت صاحب کو روک نہیں سکے چلیں اسٹیشن پر جا کر نیاز حاصل کر لیں تو بڑے بھائی صاحب نے فرمایا گاڑی لاہور دو بجے جاتی ہے۔ میں نے کہا نہیں ۲۲—۱ پر لاہور جاتی ہے اور گھڑی پر ۴—۱۲ کا وقت ہے۔ فوراً چلیں۔ چنانچہ ہم ہر سہ برادران کارخانہ سے باہر نکلے۔ باہر نکلتے ہی سڑک کا نظارہ یہ تھا کہ دونوں طرف بڑے اُونچے سہ منزلہ مکانوں کی قطاریں ہیں۔ ہم پیدل جا رہے ہیں اخویم صاحب کے ہاتھ میں ایک بد کپڑے کی ہے گویا سِلا ہوا پارسل ہے اور اس میں کپڑے حضرت صاحب کے لئے معلوم ہوتے ہیں۔ حاجی صاحب کے ہاتھ میں باداموں کی پُڑیا ہے جس میں دو سیر اندازاً بادام ہیں۔ میں دل میں کہتا ہوں کہ میں خالی ہاتھ جا رہا ہوں تو دل میں خیال گزرتا ہے کہ وہاں ٹکٹ دفتر سے یا میاں محمد امین سے یک صد روپیہ مانگ لوں گا آگے جاتے جاتے جناب اخویم صاحب آگے تشریف لے گئے ہیں میں اور اخویم حاجی صاحب پیچھے رہ گئے ہیں۔ اخویم صاحب فرماتے ہیں میں آگے جا کر انتظار کرتا ہوں چنانچہ آگے جب ہم دونوں جاتے ہیں تو ایک اُونچے مکان کے برآمدہ میں بہت اُونچی کرسی پر بھائی صاحب بازار کی دائیں جانب بیٹھے ہیں میں نے بلایا تو آپ سیڑھی سے نیچے اُتر آئے اور ہم سب مل کر اسٹیشن کو گئے۔ آگے جا کر نظارا بدل جاتا ہے۔ ڈیوڈ صاحب کی کوٹھی والی سڑک ہے اور وہاں سے بدل کر ریلوے روڈ پر چڑھ گئے ہیں تو ایک اور نظارا ہے سڑک کے بائیں جانب ملٹری کی لاریاں سڑک سے اتر کر لمبی قطار میں کھڑی ہیں اور صفائی ہو رہی ہے اور انگریز سپاہی صفائی کر رہے ہیں مشکل سے ان کو کراس کیا اور خیال آیا کہ وقت لیٹ ہو گیا تانگہ پر چڑھ جائیں لیکن سب تانگے جو گذرتے ہیں بھرے ہوئے ہیں اور جیب کو دیکھتا ہوں تو پیسہ بھی کوئی نہیں ہے خیر انہی خیالوں میں دوڑتے دوڑتے اسٹیشن پر جا پہنچے ہیں میں اکیلا فوراً اندر جاتا ہوں تو اس وقت وقت شام کا ہو جاتا ہے میں اسٹیشن کے فسٹ و سکنڈ کلاس گیٹ سے اندر جاتا ہوں اور بائیں طرف جاتا ہوں اور آخر میں ایک کمرہ ہے اس میں داخل ہوتا ہوں وہ کمرہ ایک مربع شکل کا ہے دو طرف نواڑ کے پلنگ فاخرہ بستروں سے آراستہ بچھے پڑے ہیں موسم سردی کا معلوم ہوتا ہے کمرہ میں داخل ہوتے ہی سامنے جو پلنگ ہے اس پر حضرت صاحب آرام کر رہے ہیں میں جا کر پاؤں دباتا ہوں۔ حضرت صاحب چونک پڑتے ہیں اور اُٹھ کر بیٹھ جاتے ہیں حضرت صاحب کے ہاتھ میں ہی تلوا نین کا ہے جو ان کی تشریف آوری کارخانہ کے وقت پاس تھا اس کو جناب نے کھولا اور ایک چمچہ سے اس میں سے کھچڑی نکالنی شروع کی اور پھر آپ نے تناول فرمائی لیکن جب ہاتھ دیکھتا ہوں تو اس پر کھچڑی کا کوئی نشان نہیں لگا گویا کہ ہاتھ ویسے کے ویسے ہی صاف ہیں۔ حضرت صاحب پھر استراحت فرماتے ہیں اُوپر کی رضائی تافتہ کی ہے جو جھلک مارتی ہے اوڑھ لیتے ہیں بڑی خوبصورت ہے میں اُٹھنے لگتا ہوں تو اخویم صاحب اندر آتے ہیں تو حضرت صاحب سرہانہ کی طرف چارپائی پر بٹھا لیتے ہیں اور ہاتھ پکڑ کر چوم لیتے ہیں اندھیرا ہے میں چاہتا ہوں کہ بجلی جلا دوں لیکن سوئچ کا پتہ نہیں ملتا کمرہ کی دو طرف تو پلنگ تھے اور باقی دو اطراف میں لکڑی کی گلاسی سی بنی ہوئی ہے اس پر مختلف جگہ پر گلے کے بٹن ہیں وہ دباتا ہوں تو روشنی ہو جاتی ہے۔ پھر باہر پلیٹ فارم پر چلا جاتا ہوں تو میاں غلام رسول منیجر تاندلیانوالہ فیکٹری میرا ملازم میرے ساتھ کھڑا ہے کہتا ہے کہ حضرت صاحب کی سادگی کمال ہے صداقت آپ کے چہرے سے ٹپکتی ہے چند اور دوست بھی اسٹیشن کے آئے ہیں جو غیر احمدی ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ عجیب اخلاق کا انسان ہے گیٹ سے داخل ہوتے وقت جب ہم نے دیکھا تو ایک رُعب طاری ہوتا تھا اس کو لوگ معاذ اللہ جھوٹا کہتے ہیں گویا سب یک زبان ہو کر تعریف کر رہے ہیں۔ اس سارے وقت میں اخویم حاجی صاحب نظر نہیں آئے اخویم صاحب بڑے فرماتے ہیں میں نے پانچ بجے شام لاہور جانا ہے ڈبہ دیکھ لیویں میں کہتا ہوں بہت وقت ہے مل کر چلیں گے حضرت صاحب کی گاڑی روانہ ہوتے دیویں چنانچہ اس وقت صبح کی اذان ہوتی ہے اور لال خاں چوکیدار مجھے اُٹھاتا ہے اس وقت مجھے سخت تکلیف محسوس ہوتی ہے کہ کیوں اُٹھایا اور بدن بخار نما ہو گیا اور میں اُٹھا۔"

رحمتیں برسائے تُربت پر تری ربّ الانام

پروفیسر محی الدین خلوت

درد مندوں کی اعانت ہی رہا تیرا شعار
نکہتِ اخلاق سے تیری معطّر ہے مشام

صنعتوں کو اپنے پیارے مُلک کی بخشا فروغ
تُو نے تنہا بازوئے ہمّت سے اپنے لیکے کام

دیں کی ترویج و اشاعت میں بھی اے مردِ جری
تو بجان و دل رہا لاریب گرمِ اہتمام

فیض کے اسباب جو چھوڑے ہیں تو نے یادگار
ہیں یہ تیرے واسطے سرمایۂ عمرِ دوام

وضعداری پر رہا قائم تو اپنی عمر بھر
زیست کی اقدارِ اعلےٰ کا کیا صد احترام

موت کے ہاتھوں نے گو تجھ کو جُدا ہم سے کیا
خانۂ دل میں ہے لیکن یاد تیری صبح و شام

بے دُعا بے اختیار آتی ہے لب پر اپنے آج
رحمتیں برسائے تُربت پر تری ربّ الانام

ڈاکٹر اللہ بخش صاحب

حضرت میاں محمد صاحب مرحوم کی زندگی میں احباب جماعت کے لئے ایک سبق

الحاج حضرت شیخ میاں محمد صاحب آف لائلپور کی وفات حسرت آیات نے نہ صرف پاکستان کے صنعتی حلقہ میں ایک ایسا خلا پیدا کر دیا ہے جو مشکل سے پُر ہو گا بلکہ آپ کے اُٹھ جانے سے جماعت احمدیہ لاہور کو بھی ناقابلِ تلافی نقصان پہنچا ہے۔ اعلےٰ صنعتکاروں کی پاکستان میں کمی نہیں اور زمانہ کے تقاضوں کے ماتحت اس میدان میں بہت سے احباب اپنی صلاحیتوں کو اُجاگر کرنے کے لئے آتے رہیں گے مگر اس کے دوش بدوش مذہبی جذبہ سے سرشار اور خدمتِ دین کیلئے اعلیٰ ذوق رکھنے والے اصحاب کی نہ صرف کمی ہوتی چلی جا رہی ہے بلکہ ایسے اصحاب دن بدن نادر الوقوع ہوتے جا رہے ہیں۔ مجھے حضرت میاں صاحب کے کاروباری نظام سے واقفیت ہے نہ اس وقت اس کا بیان میرے مدِ نظر ہے، البتہ آپ کے دینی جذبہ اور شوق کے بارہ میں کچھ کہنا ہے۔ سب سے پہلی قابلِ توجہ بات یہ ہے کہ دین کی خدمت کا یہ ولولہ آپ کے قلب میں کہاں سے اور کیونکر پیدا ہوا؟ یہ بات بلاخوفِ تردید کہی جا سکتی ہے کہ حضرت میاں صاحب کے دل میں یہ اعلےٰ جذبات اس زمانہ کے مجدد و مسیح کے انفاس طیبہ سے متحرک پذیر ہوئے۔

حضرتِ مجددِ زمان مسیحِ دوران کی صداقت اور قلوب میں سچی تبدیلی

مسیحائے زمان کی صداقت اور منجانب اللہ ہونے پر یہ دلیل اور تمام دلائل سے بڑھ کر ہے کہ آپ کی قوت قدسی اور صحبتِ طیبہ کے باعث آپ سے فیض اُٹھانے والوں میں سے جہاں ایک طرف علماءِ دین اور مبلغین اسلام کا اعلےٰ درجہ کا طبقہ پیدا ہوا کہ جنہوں نے دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا کامل نمونہ پیش کر دکھلایا اور دنیا کے دھندوں کو کلیتہً خیرباد کہہ کر اپنے آپ کو خدمت دین کے لئے وقف کر دیا جس کی درخشاں مثالیں حضرت مولینا محمد علی علیہ الرحمۃ اور حضرت خواجہ کمال الدین مرحوم کی زندگیاں پیش کرتی ہیں وہاں دوسری طرف حضرت اقدسؑ کے اثر و نفوسِ طیبہ نے ایسے باکمال لوگ بھی پیدا کر دیئے کہ جو باوجود دنیاوی کاروبار میں انہماک کے محبّ دنیا میں ملوث نہ ہوئے بلکہ ان کے اموال تائید دین و تبلیغ اسلام کے لئے وقف تھے اس کی ابتدائی مثالیں حضرت شیخ رحمت اللہ مرحوم اور حضرت ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب و حضرت ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کی بزرگ ترین و قابلِ قدر ہستیاں ہیں اور انہی کے نقشِ قدم پر چلنے والے چنیوٹ کے یہ تین بھائی ہیں یعنی حضرت شیخ میاں محمد اسمٰعیل صاحب، حضرت شیخ میاں مولا بخش صاحب اور حضرت شیخ میاں محمد صاحب تھے۔ ان تینوں بھائیوں میں سب سے چھوٹے شیخ میاں محمد صاحب مرحوم تھے۔ وگرنہ زمانہ کی اُفتاد پر نظر کر کے یہ بتلایا جائے کہ کہاں ہیں وہ اہلِ ثروت جن کو اپنے عیش و عشرت سے اس قدر بھی فرصت ہو کہ وہ دین کی کوئی بات سننا بھی گوارا کریں ؎

مردم ذی مقدرت مشغول عشرت ہائے خویش
خرم و خندہ نشستہ با بتانِ نازنیں

قبولِ احمدیت کی کہانی میاں صاحب مرحوم کی زبانی

ان تینوں بھائیوں کی احمدیت کی سرگذشت حضرت میاں صاحب کی زبانی سنیئے آپ فرماتے ہیں:۔

"۱۸۹۹ء کے قریب کی بات ہے جبکہ ہماری لائل پور چک جھمرہ میں آڑھت کی دوکانیں تھیں اور ہماری آڑھت پر ان دونوں منڈیوں سے کپاس لاہور اور قصور روانہ کی جاتی تھی ہمارے بڑے بھائی صاحب لاہور اور قصور میں کپاس وزن کرواتے اور قیمت وصول کیا کرتے تھے اور چھوٹے بھائی یعنی حاجی میاں مولا بخش صاحب لائل پور اور چک جھمرہ سے کپاس اکٹھی کر کے لاہور اور قصور روانہ کیا کرتے تھے ان ایام میں بڑے بھائی صاحب کا قیام اکثر لاہور میں ہوا کرتا تھا اور آپ پُرانی انارکلی کی ایک مسجد میں نماز پڑھنے جایا کرتے تھے اتفاق سے مولوی فضل الٰہی صاحب مرحوم جو کہ احمدی تھے اس مسجد میں نماز پڑھنے آیا کرتے تھے۔ مولوی صاحب مرحوم کی نماز میں بہت خشوع و خضوع ہوتا تھا۔ جب آپ نے یہ کیفیت دیکھی تو اُن سے راہ و رسم قائم کر لی چنانچہ احمدیت اور حضرت مرزا صاحب کے بارہ میں گفتگو ہوتی رہتی اور مولوی صاحب مرحوم کے ذریعہ آپ کو حضرت مرزا صاحب کے بعض رسالے اور ٹریکٹ ملتے رہتے اور ان کے مطالعہ سے آپ تحریک احمدیت کی طرف مائل ہو گئے۔"

پھر اس طرح احمدیت کے قریب آ جانے اور اس خدائی تحریک سے متاثر ہونے کے بعد شمولیتِ جماعت کے بارہ میں آپ کا بیان ہے:۔

"جن دنوں ہماری کپاس لاہور اور قصور جایا کرتی تھی اور بڑے بھائی صاحب کپاس کے بھگتان کے لئے اکثر لاہور میں رہا کرتے تھے ان دنوں میرے بڑے بھائی حضرت شیخ میاں محمد اسمٰعیل صاحب اکثر پرانی انارکلی کی ایک مسجد میں نمازیں پڑھنے جایا کرتے تھے وہاں پر آپ نے مولوی فضل الٰہی صاحب کو نماز پڑھتے دیکھا جو کہ احمدی تھے آپ خود بھی حد درجہ عبادت گذار تھے مگر آپ نے جب مولوی صاحب موصوف کی نمازوں کا رنگ اور سوز و استغراق دیکھا تو حد درجہ متاثر ہوئے اور ان سے راہ و رسم پیدا کر لی چنانچہ مولوی صاحب موصوف کے ذریعہ آپ کو حضرت مجدد وقت کے پیغام کا تفصیلی طور پر علم ہوا اور آپ کو یقین ہو گیا کہ فی زمانہ اعلائے کلمۃ الحق اور اسلام کی خدمت کے لئے تحریک احمدیت میں شمولیت ضروری ہے چنانچہ مع برادران حضرت مجددِ وقت کے دست حق پرست پر بیعت کر کے تحریکِ احمدیت میں شامل ہو گئے۔"

حضرت اقدس مسیح موعودؑ سے شرفِ ملاقات

میاں صاحب موصوف اپنی اور اپنے بڑے بھائی حضرت شیخ میاں محمد اسمٰعیل صاحب کی حضرت مسیح موعودؑ سے ایک اور ملاقات کا ذکر اس طرح فرماتے ہیں:۔

"ایک بار آپ (یعنی میرے بڑے بھائی حضرت شیخ محمد اسمٰعیل صاحب) حضرت اقدسؑ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے قادیان تشریف لے گئے میں بھی ہمراہ تھا۔ قادیان میں حضرت اقدسؑ کی ملاقات نہایت سہل تھی ایک تو پانچ وقت نمازوں میں حضورؑ کے نیاز حاصل ہو سکتے تھے دوسرے کسی وقت بھی دروازہ کھٹکھٹانے پر حضرت اقدسؑ جس حالت میں ہوتے باہر تشریف لے آیا کرتے تھے چنانچہ دستک دینے پر حضرت اقدسؑ تشریف لے آئے اور دعا سلام کے بعد ہمیں اندر آنے کو کہا۔ مسجد مبارک کے ساتھ والا کمرہ تھا جس میں ایک چارپائی پڑی ہوئی تھی اور کچھ کتابیں بھی چارپائی پر پڑی تھیں نہایت سادگی تھی۔ دریوں، قالینوں اور فرنیچر سے آراستہ کمرہ نہ تھا۔ حضرت اقدسؑ کا یہ قاعدہ تھا کہ مہمانوں کو چارپائی کے سرہانے کی طرف بیٹھنے کو کہتے اور آپ پائنتی کی طرف بیٹھتے لیکن اکثر ملاقاتی اور عقیدت مند یہ گوارا نہ کرتے کہ وہ خود تو سرہانے کی طرف بیٹھیں اور حضورؑ پائنتی کی طرف۔ لہذا اس

مشکل کو حل کرنے کے لئے اس دن حضرت اقدسؑ دالان سے ایک بنچ لینے کے لئے تشریف لے گئے یہ بنچ کوئی خاص تراشیدہ لکڑی کا بنایا ہوا نہ تھا بلکہ موٹے اور ناہموار تختوں اور گول مٹول وزنی پائیوں کو جوڑ کر بنایا گیا تھا لہذا بہت وزنی تھا۔ حضرت اقدسؑ اس وزنی بنچ کو ہمارے بیٹھنے کے لئے کمرہ میں لانا چاہتے تھے۔ حضورؑ کو یہ منظور نہ تھا کہ اس بنچ کو اُٹھانے کے لئے مہمانوں کو آواز دی جائے اور اس وقت کوئی اور بھی پاس نہ تھا کہ جو اس وزنی بنچ کو اُٹھانے کے لئے حضورؑ کی مدد کرتا لہذا حضورؑ اکیلے ہی اس وزنی بنچ کو اُٹھانے میں مصروف تھے کہ ناگاہ بڑے بھائی کی نظر حضورؑ پر پڑی اور ہم لپک کر حضرت اقدسؑ کی امداد کو پہنچے اور بنچ کو اُٹھا کر کمرے میں لے آئے چنانچہ حسبِ ارشاد ہم بنچ پر بیٹھ گئے۔

اس ملاقات میں علاوہ اور باتوں کے بڑے بھائی صاحب نے حضرت اقدسؑ کی خدمت میں عرض کیا کہ مجھے پیشاب کثرت سے آتا ہے۔ حضرت اقدسؑ نے فرمایا کہ گھبرانے کی کوئی ضرورت نہیں۔ مجھے بھی پیشاب کثرت سے آتا ہے۔ اس سے بہت ساری بیماریوں سے نجات مل جاتی ہے۔ میں آپ کے لئے دوائی لاتا ہوں چنانچہ حضرت اقدسؑ اندر تشریف لے گئے اور ایک سیاہ رنگ کی مرکب دوائی کی ڈبیہ لائے یہ دوائی الہامی تھی اور حضورؑ نے "تریاق آسمانی" اس کا نام رکھا تھا۔ کستوری، کیسر (زعفران) کنیس عنبر وغیرہ اجزاء پر مشتمل تھی۔ حضورؑ نے بڑے بھائی صاحب کو دوائی دے کر فرمایا کہ نخود کے دانے کے برابر گولی بنا کر استعمال کریں۔ چونکہ حضرت اقدسؑ کی زبان میں خفیف سی لکنت تھی لہذا بڑے بھائی صاحب نخود کے لفظ کو نہ سمجھ سکے اور مزید تسلی کیلئے دریافت کیا کہ حضور جس کو چنا کہتے ہیں۔ حضورؑ نے فرمایا ہاں۔"

ایک اور ملاقات کا ذکر کرتے ہوئے الحاج شیخ میاں محمد صاحب بیان کرتے ہیں:۔

"ایک دفعہ ہم قادیان گئے، بڑے بھائی صاحب کو وہاں پہنچکر محسوس ہوا کہ احمدیہ چوک کے قریب کوئی کنواں نہیں اور لوگوں کو پانی لینے کے لئے دُور جانا پڑتا ہے لہذا آپ نے حضرت اقدسؑ کی خدمت میں حاضر ہو کر مبلغ تین صد روپیہ اس غرض کے لئے دیا کہ احمدیہ چوک کے قرب و جوار میں ایک کنواں بنا دیا جائے۔ مگر حضرت اقدسؑ اسلام کی جنگ لڑ رہے تھے اور ہمہ وقت اسلام پر کئے گئے اعتراضات کے دندان شکن جوابات پر مشتمل لٹریچر شائع کرنے میں مصروف تھے، فرمانے لگے شیخ صاحب پانی تو لوگ اِدھر اُدھر سے تکلیف اُٹھا کر لے آتے ہیں اور وقت گذر رہا ہے اس وقت اس روپے کی اسلام کو زیادہ ضرورت ہے۔ کنواں بعد میں بھی بن سکتا ہے۔ چنانچہ حضورؑ کے فرمان پر بڑے بھائی صاحب نے سرِ تسلیم خم کر دیا۔"

آپ کے والدِ محترم کی احمدیت سے وابستگی

آپ کے والد صاحب کی احمدیت سے وابستگی کی داستان بھی الحاج میاں محمد صاحب مرحوم کے اپنے الفاظ میں پڑھیئے۔ فرماتے ہیں:۔

"اگرچہ ہم سب بھائیوں نے احمدیت میں شمولیت اختیار کر لی تھی پھر بھی ہمارے والد صاحب احمدیت کی طرف راغب نہ ہوتے تھے اور چونکہ ان کی طبیعت میں جلال تھا۔ اس لئے ہمیں اس بات کی جرأت نہ ہوتی تھی کہ اس سلسلہ میں اُن سے کوئی بات کریں ان دنوں میری بھاوج یعنی اہلیہ صاحبہ حاجی مولا بخش صاحب سینے کی مرض میں مبتلا تھیں اور ان کا بخار نہیں اُترتا تھا لہذا اس سلسلہ میں ہمیں حضرت مولانا حکیم نورالدین صاحب کی طرف رجوع کرنا پڑا جو کہ اپنے زمانہ کے نامور طبیب تھے آپ نے ایک نسخہ تجویز فرمایا جس پر صرف ڈھائی پیسے لاگت آئی جس کے استعمال سے مریضہ کا بخار ٹوٹ گیا۔ ہمارے والد صاحب کو ضیق النفس کی تکلیف تھی انہوں نے جب اپنی بہو کی بیماری میں افاقہ دیکھا تو ان کو بھی حضرت مولانا حکیم نورالدین صاحب سے علاج کروانے کا خیال پیدا ہوا چنانچہ بڑے بھائی صاحب ان کو علاج کے لئے قادیان لے گئے اور علاج معالجہ شروع ہو گیا۔ بڑے بھائی صاحب کچھ دنوں کے بعد واپس تشریف لے آئے اور مجھے والد صاحب کی خدمت و تیمارداری کے لئے قادیان بھجوا دیا۔ اس وقت تک والد صاحب مہمانخانہ میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ میں نے جا کر علیحدہ مکان لیا اور رہائش اختیار کی۔ ایک روز جب والد صاحب صبح کو بیدار ہوئے تو فرمایا کہ مجھے آج رات خواب آیا ہے کیا دیکھتا ہوں کہ آسمان میں ایک بڑی چمک ہے اور چاروں طرف نور پھیلا ہوا ہے۔ اس نور کے درمیان حضرت مرزا صاحبؑ جلوہ افروز ہیں۔ اس نورانی ماحول اور نظارے نے میرے دل پر اس قدر اثر کیا ہے کہ میں خیال کرتا ہوں کہ یہ شخص یعنی حضرت مرزا صاحبؑ سچا ہے لہذا آپ میری بیعت کا فوراً انتظام کریں۔ چنانچہ میں نے ملاقات کا انتظام کیا۔ اور والد صاحب حضرت صاحبؑ کی خدمت میں حاضر ہو کر حضورؑ کی بیعت میں داخل ہو گئے۔ بزرگوارم والد صاحب کو اکثر سچے خواب آیا کرتے تھے۔ آخر سچے خوابوں کا یہ سلسلہ آپ کو احمدیت میں شامل کرنے کا ذریعہ بن گیا۔ ورنہ آپ کی جلالی طبیعت کی وجہ سے ہمارے لئے مشکل تھا کہ ہم اس کے لئے آپ کو آمادہ کرتے۔"

(بحوالہ حیاتِ شیخ مرتبہ خانصاحب عبدالرب برہم)

متذکرہ بالا بیان میں اس واقعہ کا ذکر ہے کہ کس طرح حضرت اقدسؑ کی قوتِ قدسی آپ کے پاس جانے والوں میں سرایت کرتی تھی کہ وہ ضروریات جماعت کو دیکھ کر از خود اپنے اموال کو ان کے لئے پیش کرنے پر آمادہ پاتے تھے جیسے کہ شیخ میاں محمد اسمٰعیل صاحب کا تین صد روپیہ کا کنوئیں کی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے پیش کرنا ظاہر کرتا ہے گویا حضرت اقدسؑ کے قرب سے ہی خدمتِ دین کا جذبہ پیدا ہو کر حُبِّ دنیا پر غالب آتا ہوا نظر آتا ہے اس واقعہ میں حضرت اقدسؑ کا یہ جواب کہ کنواں کی بہ نسبت اسلام کو اس روپیہ کی حاجت پڑی ہے سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ انسان رفاہِ عامہ کی ضروریات سے بہت بڑھ چڑھ کر دین اسلام کے غلبہ کے ذرائع اختیار کرنے کو کس قدر اہمیت دیتا ہے۔

لوگ دریافت کرتے ہیں کہ مسیح موعودؑ کی صداقت کے کیا ثبوت ہیں، پھر عقائد اور پیشگوئیوں پر لمبی چوڑی بحثیں ہوتی ہیں۔ کاش! یہ غور کرتے کہ قلوب میں اعلیٰ درجہ کی تبدیلی پیدا کر دکھلانا ہی وہ شئے ہے جسے قرآنی تعلیم میں روحانی زندگی یا نفخ رُوح سے تعبیر کیا گیا ہے اور یہ وہ تبدیلی ہے جس کا باعث آسمان سے بارش کے نزول کو قرار دیا ہے۔ جیسے مردہ زمین کا زندگی پانا بھی کہا گیا ہے۔ اعلموا ان اللہ یحی الارض بعد موتھا۔ یاد رکھو! مردہ قلوب کی زمین کو خدا ہی زندگی بخشتا ہے۔ ارضی علائق سے واسطہ کم ہو کر اعلیٰ و ارفع مقاصد پر گامزن ہونے کی وجہ بجز خدائی تعلق اور نزولِ وحی کے ممکن نہیں۔ اگر یہ قرآنی ارشادات تعلیمات ہیں تو پھر تمام مباحث کو ایک طرف رکھ کر کیوں یہ نہیں دیکھا جاتا کہ مایوسی کے ایسے گھٹا ٹوپ اندھیروں اور مردگی کے ایسے دَور میں یہ کیسے ممکن ہو گیا کہ (نعوذ باللہ) ایک کاذب انسان اپنے پاس بیٹھنے والوں کے قلوب میں غلبۂ اسلام پر نہ صرف یقین پیدا کرا گیا بلکہ دنیا کی محبت کو سرد کر کے ان قلوب میں حرارت اور حرکت پیدا کر گیا جس کی نظیر اس زمانہ میں کہیں نظر نہیں آتی! ۔ دین کے لئے یہ محبت و عشق کا عملی جذبہ

اگر گمراہی بلکہ کفر بھی ہو تو اس پر یہ شعر صادق آتا ہے ؎

بعد از خدا بعشقِ محمد مخمرم
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

وہ جماعت جو تبلیغ اسلام کے لئے وقف ہے اس کے لئے یہ امر قابلِ غور ہے کہ اس کی تحریک سے قلوب میں کس قدر حرکت قربانی پیدا ہو رہی ہے ورنہ محض قیل و قال باقی رہ جاتی ہے۔

چند ذاتی تاثرات اور واقعات

حضرت شیخ میاں محمدؐ صاحب مرحوم و مغفور کے واقعات زندگی بیان کرنے میں اگر راقم الحروف بھی ایک دو ایسے واقعات عرض کرے جو اُسے معلوم ہیں تو یہ نامناسب نہ ہوگا۔ گذشتہ سال کا ذکر ہے ایک ملاقات کے دوران مجھے غور سے دیکھنے کے بعد فرمانے لگے کہ ایک پُرانی بات یاد آگئی ہے۔ کیا تم وہی شخص نہیں ہو جس کی شادی کی تقریب پر ہم حضرت مولانا محمد علی صاحب علیہ الرحمۃ کی معیت میں گوجرہ کے ایک گاؤں میں گئے تھے؟ میں نے عرض کیا کہ یہ درست ہے۔ یہ ۱۹۲۱ء کا واقعہ ہے جب آپ حضرت مولناؒ کو لائلپور سے کار میں لائے تھے اور اس موقعہ کو شرفِ زینت بخشا تھا۔

راقم الحروف کے ذہن میں بھی وہ ابتدائی زمانہ جماعت احمدیہ لاہور کے قیام کا تازہ ہو گیا جس سے یہ پتہ لگتا ہے کہ جماعت لاہور کے اکابرین کے قلوب باہم کس گہری محبت و مؤدت سے متسلک تھے گویا معلوم دیتا تھا کہ حضرت امیر مرحوم ایک شمع ہیں جس کے گرد پاک ممبران لاہور پروانہ وار نثار ہو رہے ہیں۔ ؎

ہاں دکھا دے اے تصوّر پھر وہ صبح و شام تو
دوڑ پیچھے کی طرف اے گردشِ ایّام تو

حضرت میاں صاحب مرحوم کے یہ گہرے تعلقات محبت و عقیدت حضرت امیر علیہ الرحمۃ سے ان کی آخری زندگی تک قائم رہے یہاں تک کہ حضرت امیرؒ کی سب سے چھوٹی سے بڑی لڑکی کی شادی میاں صاحب مرحوم کے صاحبزادے میاں فضل احمد پر منتج ہوئی۔

اسلامی جمہوریت اور شوریٰ کا ایک دلچسپ منظر

۱۹۴۴ء یا اسی کے قریب قریب کا واقعہ ہے جب ایک مرتبہ انجمن کا اجلاس منعقد ہوا تو اس کے ابتداء میں ہی میاں صاحب موصوف نے حضرت امیرؒ سے اپنے اس صادق جذبہ کا اظہار فرمایا کہ حضرت! اجتماعی ترقی و توسیع کا مقصد تشنۂ تکمیل ہے اس طرف توجہ چاہیئے۔ حضرت امیرؒ کا جواب یہ تھا کہ انجمن اپنے اصل مقصد اشاعت و تبلیغ دین پر بحمد اللہ قائم و دائم ہے۔ جواب الجواب میں میاں صاحب نے کہا کہ آخر تبلیغ و اشاعت کا انحصار بھی تو جماعتی ترقی و توسیع پر ہی ہے اس لئے اس طرف توجہ کرنا گویا اشاعت کے مقصد کو تقویت پہنچانے کے مرادف ہی ہے مگر اس پر بھی حضرت امیرؒ نے اپنا پہلا جواب دوہرایا مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ ان دونوں بزرگوں میں اس امر پر چار پانچ مرتبہ اسی مجلس میں یہی گفتگو ہوئی اور ہر صاحب نے اپنے ذوق و رجحان طبعی کے مطابق اپنے اپنے موقف کو دوہرایا جس میں قطعاً کوئی تلخی نہ تھی۔ یہ تھا سچی اسلامی آزادی و جمہوریت کا وہ عملی نمونہ جو ان بزرگوں کی زندگیوں کی نمایاں خصوصیت تھی کہ جہاں آمرانہ تحکم کا کہیں نام و نشان تک نظر نہیں آتا۔ یہ اصحاب باوجود اختلاف رائے اور اس کے بر ملا اظہار کے آپس میں باہم جذباتِ محبت و اتحاد سے مربوط تھے۔ اس واقعہ سے یہ بھی پتہ لگتا ہے کہ حضرت میاں صاحب مرحوم کے دل میں جماعتی ترقی و توسیع کے جذبات کس قدر موجزن تھے۔ چنانچہ حضرت امیرؒ کی وفات کے بعد جب انجمن نے حضرت میاں صاحب کو صدر تجویز کیا تو اس وقت راقم الحروف نے بھی اخبار میں اپنے ایک مضمون میں میاں صاحب موصوف کی صدارت پر اس وجہ سے اطمینان کا اظہار کیا کہ آپ کی رہنمائی میں جماعتی ترقی و توسیع کے عالی مقاصد کی طرف کما حقہٗ توجہ کی جائے گی۔

استقامت فوق الکرامت

کسی شخص کی استقامت و استقلال کا علم اس وقت نہیں ہوتا جب اس کی ذات سے عقیدت کا اظہار کیا جائے کیونکہ نفس کا ایک بڑا تقاضا یہ ہے کہ جہاں اس کی تعریف و توصیف ہو وہیں کا ہو رہے۔ بلکہ استقامت کا پتہ اس ابتلاء کے موقعہ پر ہوا کرتا ہے جب اپنی منشاء و خواہش کے برخلاف فیصلہ تسلیم کر لینے کو کہا جائے۔ چنانچہ ۱۹۵۳ء میں جب انجمن نے صدارت کے بارہ میں دیگر فیصلہ کیا تو اس پر ہمارے ربوہ کے دوستوں کے گھروں میں گھی کے چراغ جلنے لگے پوری کوشش اور ترغیب و تحریص کے وہ تمام حربے ذرائع استعمال کئے گئے کہ کسی طرح میاں صاحب مرحوم کے صدمہ زدہ جذبات سے ناجائز فائدہ اُٹھایا جائے اور انہیں جماعت احمدیہ لاہور سے برگشتہ کر دیا جائے لیکن آفرین ہے اس مردِ پر کہ سچے و صادق اُصولوں سے وابستگی سے انحراف کا کبھی اس دل میں خیال بھی نہیں آیا۔ یہاں اس امر کا ذکر بھی مناسب ہے کہ اپنے دیگر دو برادران کی مانند حضرت میاں صاحب مرحوم ختم نبوت پر محکم یقین اور تکفیر سے سخت بیزاری کے باوصف جماعت ربوہ سے کوئی تعصب و تنگ دلی کا مظاہرہ روا رکھنا جائز نہ رکھتے تھے۔ چنانچہ جب کوئی موقعہ پیش آیا تو اپنے ہاں جماعت ربوہ کے کسی صاحب کو ملازم رکھنے میں کسی قسم کے بخل یا پس و پیش کو گوارا نہیں کیا۔

حضرت میاں صاحب کے جذبہ دینی اور ایثار کا اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہو گا کہ آپ نے ایک ٹرسٹ مغرب میں تبلیغ اسلام کے لئے قائم کیا جس کے ماتحت ہیگ (ہالینڈ) میں ایک تبلیغی مرکز قائم ہو چکا ہے پھر رفاہ عامہ کے جذبہ کے ماتحت آپ نے ایک اور ٹرسٹ قائم کیا ہے جس کے زیر نگرانی تین ہسپتال کام کر رہے ہیں، ایک آپ کے وطن چنیوٹ میں، دوسرا خیراتی ہسپتال لائل پور میں اور تیسرا جنرل ہسپتال قریباً ۳۰ لاکھ روپیہ کے صرفہ سے لائلپور میں ہی ۱۹۶۱ء میں قائم کیا گیا ہے۔ ان کے علاوہ تعلیمی وظائف امداد بیوگان اور محتاجوں کے لئے لاکھوں روپیہ آپ نے خرچ کیا ہوگا۔ جن تمام کی تفصیل دیگر مضامین میں آپکو ملیگی۔

اسی طرح جب بھی موقعہ ملا جماعت احمدیہ کے افراد کی اعانت و امداد سے کبھی دریغ نہ کیا۔ ایک اور وصف جو حضرت میاں صاحب مرحوم کی ذات میں نمایاں نظر آتا ہے یہ ہے کہ آپ نے اپنی جملہ اولاد کی تعلیم و تربیت ایسے مخصوص دینی رنگ میں کرنا مناسب سمجھی کہ فی زمانہ یہ بات بہت کم لوگوں کو میسّر آتی ہے چنانچہ یہی وجہ ہے کہ آپ کے تمام فرزندگان نہ صرف دینی امور میں گہری دلچسپی لیتے ہیں بلکہ جماعتی اقدامات میں بھی اپنا وقت اور روپیہ خرچ کرنا موجب سعادت یقین کرتے ہیں۔ یہ ایک ایسی نمایاں و اعلےٰ خصوصیت میاں صاحب مرحوم کو حاصل ہے کہ اس میں جماعت کے دیگر افراد کو ان کی تقلید کرنا مناسب ہے دینی مقاصد کا تقاضا بھی یہی ہے کہ جہاں انسان اپنے اموال و اثر و رسوخ کو خدا تعالےٰ کے راستہ میں خرچ کرنے کا خوگر ہو وہاں وہ اپنی آئندہ نسل کو بھی اس راستہ پر چلنے کے لئے تیار کرنے والا ہو۔ چنانچہ قرآن حکیم میں یہی ارشاد آیا ہے۔ المال والبنون زینۃ الحیٰوۃ الدُّنیا والبٰقیٰت الصّٰلحٰت خیر عند ربّک ثوابا و خیر املا۔ اموال و اولاد اکثر زیب و زینت و تفاخر کا موجب ہوتے ہیں لیکن یہ باتیں عارضی و فانی ہیں، باقیات صالحات یہ ہے کہ اولاد کو اعلےٰ و ارفع مقاصد زندگی کے لئے وقف اور تیار کیا جائے زندگی

کے یہ حقائق قرآن کریم نے کس قدر تواتر اور خوبصورتی سے انسان کے پیش نظر کئے ہیں کیونکہ فانی زندگی کے بعد وہی اموال ٹھکانے لگے جنہیں خدمتِ خلق یا تبلیغِ حق میں صرف کیا گیا اور وہی اولاد باعث عزّت و نیک نامی ہوئی جو صالح ثابت

ہوئی ورنہ دنیا میں یہ عام تجربہ ہے کہ ایک انسان کے چھوڑے ہوئے ترکہ کو بعد میں کس طرح تباہ و برباد کر دیا گیا اور کس طرح اس کی اولاد اس کے بعد اس کی نیک نامی کی بجائے بدنامی کا موجب بنی۔ مگر میاں صاحب مرحوم نے اپنی ساری اولاد کی دینی تربیت و جماعتی رنگ میں تربیت کی اور یہی آپ کی بہترین یادگار اور باقیات صالحات میں سے ہے جس کے لئے صلحاء نے بارگاہِ الٰہی میں دعائیں کیں۔

حضرت میاں صاحب مرحوم کی کاروباری زندگی اور آپ کے کارکنوں سے تعلقات کے بارہ میں مجھ سے زیادہ واقف کار اصحاب قلم اُٹھائیں گے۔ میں احباب کرام کے سامنے حضرت میاں صاحب مرحوم کی اعلےٰ زندگی اور اس سے سبق حاصل کرنے کے لئے اپنے مضمون کو ان اشعار پر ختم کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ جہاں حضرت میاں صاحب کی روح پر فتوح پر بے شمار برکات نازل فرمائے وہاں آپ کی صالح اولاد کو بیش از بیش دنیاوی ترقی اور دینی خدمت عطا فرمائے۔ آمین۔ دنیا کی اس بے ثبات زندگی کو کسی شاعر نے کس طرح ان حقائق افروز الفاظ میں ادا کیا ہے۔ ؎

دھن دولت آنی جانی ہے   یہ دنیا رام کہانی ہے
یہ عالم عالمِ فانی ہے   باقی ہے ذاتِ خدا باقی

نمونہ کی زندگی

میاں فضل احمد صاحب کی خدمت میں

مکرّم میاں صاحب محترم!

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

حضرت میاں صاحب کی وفات سے بہت ہی صدمہ ہوا۔ کتنی بہت سی خوبیوں کے مالک تھے میرے ساتھ تو بہت ہی شفقت فرماتے۔ سب سے پہلی مرتبہ میں نے انہیں قادیان میں دیکھا۔ میں اُن سے واقف نہ تھا۔ یہ کوئی سن ۱۹۴۰ء کی بات ہے۔ دارالعلوم قادیان میں میں مولوی فاضل کلاس کو پڑھ رہا تھا کہ جامعہ کے احاطہ میں ایک کار آکر رُکی۔ اور ایک نورانی صورت وجود کو میں نے اس میں بیٹھے دیکھا۔ اسی وقت ایک طالبعلم کو دریافت احوال کے لئے بھیجا۔ جب لڑکا میرے پاس واپس آیا تو اس نے بتایا کہ کوئی صاحب بہشتی مقبرہ کا راستہ دریافت کر رہے ہیں۔ اسی وقت ان کیساتھ ایک رہبر بھجوا دیا گیا۔ میں نہیں جانتا تھا کہ یہ بزرگ کون ہیں۔ بعد میں معلوم ہوا کہ حضرت میاں صاحب تھے

پھر ملک تقسیم ہو گیا۔ ہم لوگ ربوہ چلے گئے پہلا یا دوسرا جلسہ سالانہ تھا۔ اس کا انتظام میرے ہی سپرد تھا۔ علاقہ سے مجھے واقفیت بھی نہ تھی ایک اہم سوال یہ تھا کہ مہمانوں کے لئے گھی دستیاب نہیں ہو رہا تھا۔ ایسے وقت میں ایک صاحب نے حضرت میاں صاحب کا پتہ دیا کہ ان کی بھی ملز ہے اگر انہیں لکھا جائے تو انشاء اللہ اچھی چیز مل جائے گی۔ میں نے اسی وقت ایک صاحب کو لائل پور ان کی خدمت میں بھجوایا اور عرض کی کہ ہمیں اس طرح اپنے جلسہ سالانہ کے لئے عمدہ قسم کے گھی کی ضرورت ہے اگر آپ ہماری ضرورت کے مطابق اپنے فارمولے میں تبدیلی کر دیں اور بہت ہی عمدہ قسم کا گھی تیار کر دا دیں تو میں بہت ہی ممنون ہوں گا۔ حضرت میاں صاحب نے جماعتی اختلافات کو نظرانداز کر دیا اور ایسا اعلےٰ درجے کا گھی تیار کروا دیا کہ لوگ فرق ہی نہ کر سکے کہ یہ اصل گھی ہے یا بناسپتی۔

اس سے پہلے جب ہم قادیان سے آئے اور ابھی لاہور میں ہی تھے کہ حضرت میاں صاحب نے ایک شخص کو میرے پاس بھجوایا۔ اس کے ہاتھ میں چابیاں تھیں اور کہا کہ یہ میاں صاحب نے بھجوائی ہیں اور کہا ہے کہ مجھے معلوم نہیں کہ آپ لوگوں کے قادیان سے آنے کے بعد لاہور میں قیام کا کیا انتظام ہے۔ میری کوٹھی لاہور میں موجود ہے یہ اس کی چابیاں ہیں اور اس طرح وہ کوٹھی ہمیں پیش کر دی۔ یہی صورت اس وقت پیش آئی جب ہمیں ربوہ سے نکالا گیا۔ اس وقت تک بھی حضرت میاں صاحب سے میری ملاقات نہ ہوئی تھی لیکن غائبانہ شفقت پر شفقت فرماتے رہے۔

ربوہ سے علیحدہ ہونے کے کوئی ایک سال بعد میری لاہور میں ان سے ملاقات ہوئی اور پھر تو یک جان و دو قالب کی سی حالت تھی۔ ہمیشہ ملتے اور خط و کتابت کا مسلسل سلسلہ جاری رکھا اور بڑی محبت اور شفقت سے "پیارے صاحبزادہ صاحب" کے الفاظ سے خطاب فرماتے۔ سنہ ۱۹۵۸ء میں میں سخت بیمار ہو گیا۔ ربوہ سے ہمیں نکالا جا چکا تھا۔ اور ابھی کوئی ٹھکانا نہ تھا ایک دن میں نے دیکھا کہ ایک صاحب ہمارے ہاں تشریف لائے اور فرما رہے ہیں کہ مجھے میاں صاحب نے طبیعت دریافت کرنے کے لئے بھیجا ہے اور فرمایا ہے پوری توجہ سے علاج کروایا جائے اور اس ضمن میں کسی خرچ کی پرواہ نہ کی جائے۔ تمام اخراجات علاج میں ادا کروں گا۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء۔ یہ اللہ تعالےٰ کا احسان ہے کہ اس شدید بیماری سے مجھے جلد ہی آرام ہو گیا اور کسی قسم کی زیر باری نہ ہوئی اس وقت ایک صاحب آئے انہوں نے میری کوئی پرانی رقم دینا تھی وہ از خود انہوں نے ادا کر دی اور حضرت میاں صاحب کو تکلیف دہی کی ضرورت پیش نہ آئی۔

میں تو ایک کمزور گناہ گار اور بے حیثیت انسان ہوں لیکن حضرت میاں صاحب کی شفقت و محبت کا اندازہ آپ اس سے کیجئے کہ آج تک کوئی ایک واقعہ بھی ایسا نہیں ہوا کہ میں نے کسی کی سفارش ان کی خدمت میں کی ہو اور انہوں نے فوراً ہی اسے قبول نہ فرما لیا ہو۔ خواہ اس کے لئے انہیں ہزاروں روپیہ ہی کیوں نہ خرچ کرنا پڑے ہوں۔ ایک دفعہ ایک صاحب کی امداد کے لئے میں نے انہیں لکھا وہ کئی ماہ تک ان کی امداد فرماتے رہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی رُوح پر اپنے افضال کی بارشیں برساتا رہے۔ آپ لوگوں کا ہر رنگ میں حامی و ناصر ہو۔ ایسے باقاعدہ انسان روز روز دنیا میں نہیں آتے۔ ان کی زندگی نمونہ ہوتی ہے اور بعد میں آنے والی نسلوں کے لئے باعثِ تقلید۔ اسی لئے میں نے ان کی زندگی میں ہی ایک دفعہ یہ خواہش کی تھی کہ ان کے سوانح حیات شائع کئے جاویں۔ اب ایک

(باقی بر صفحہ ۱۹ کالم ۳)

حضرت میاں محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

بیگم صاحبہ حضرت امیر مرحوم کے تاثرات

الحاج حضرت شیخ میاں محمد علیہ الرحمۃ ان برگزیدہ ہستیوں میں سے تھے جو بارگاہ الٰہی سے دینی و دُنیاوی نعمتوں سے بہرہ ور ہو کر زندگی بھر دین و قوم کو اپنے فیوض سے مستفیض کرتیں اور پھر شاد و بامراد اپنے رفیق اعلےٰ سے جا ملتی ہیں۔

۱۳؍ فروری سنہ ۱۹۶۷ء وہ منحوس دن تھا جب سلسلہ عالیہ احمدیہ اپنے اس مخلص اور مخیر سرپرست سے محروم ہو گیا۔ اِنّا للہ و اِنّا الیہ راجعُون۔

حضرت میاں محمد علیہ الرحمۃ حضرت مسیح موعودؑ کے صحابی اور حضرت امیر علیہ الرحمۃ کے دست و بازو تھے آپ کو حضرت امیر مرحوم و مغفور سے بے پناہ محبت و عقیدت تھی جو آخر دم تک غیر متزلزل رہی۔ آپ نے سلسلۂ احمدیہ کی ترقی اور اشاعت اسلام کے لئے اپنی توجہ اور روپے کو وقف کر دیا اور نہ صرف ہر تحریک پر لبیک کہی بلکہ خود بھی بڑھ چڑھ کر قدم اُٹھایا۔ ہالینڈ مشن اس کی درخشندہ مثال ہے۔ مخلوق خدا کی خدمت کے لئے آپ نے کئی ادارے قائم کئے جن سے ہزارہا انسان فائدہ اُٹھا رہے ہیں۔ غرض آپ کی زندگی دین و دنیا کو برابر پلڑوں میں رکھنے کی واضح مثال تھی جو متموّل طبقے میں مشکل سے ملیگی۔

خداوند کریم نے آپ کو نیک و صالح اولاد عطا کی۔ اس مادی دور میں یہ سب سے بڑا عطیہ الٰہی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی رُوح پر اپنی بے شمار رحمتیں و برکتیں نازل فرمائے اور پسماندگان کو ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ میری دلی ہمدردی اور دعائیں ان کے ساتھ ہیں۔ اس قومی المیہ و نقصان پر اپنی جماعت کے نوجوانوں کی توجہ حضرت امیر علیہ الرحمۃ کے اس فرمان کی طرف مبذول کرتی ہوں جس میں آپ فرماتے ہیں:۔

"اے میرے نوجوان دوستو میں تمہیں بڑی تاکید کے ساتھ یہ کہتا ہوں اور نصیحت کرتا ہوں کہ تم اپنے بزرگوں کے جسموں کے ساتھ کہیں اپنی روایات کو دفن نہ کر دینا۔ ان کو زندہ رکھنا اور ترقی دینا۔ تاکہ لوگ یہ نہ کہیں کہ یہ قوم مرتی چلی جاتی ہے۔"

مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی

ایک محسن دوست کی جُدائی
اور وقت کی آواز

والعصر ان الانسان لفی خسر۔ الا الذین امنوا و عملوا الصلحٰت وتواصوا بالحق وتواصوا بالصبر کسی نے کہا ہے وقت گزرتا ہے پر آواز نہیں دیتا - مگر غور سے سنو تو وقت آواز دیتا ہے اور اس کی ندا اور منادی یہ ہے کہ انسان ہر آن خسارۂ عظیم میں ہے یہ خسارۂ عظیم نعمت عظیم کی طرف اشارہ کرتا ہے جو ہر زندہ انسان کو ملی ہوئی ہے انسان کے ہاتھ سے کوئی بہت بڑی دولت جا نہیں رہی تو ظاہر ہے کہ خسارہ بھی عظیم نہ ہوگا - قرآن مجید نہ صرف ہمیں اس زیان و ضیاع عظیم سے خبردار کرتا ہے بلکہ نقصان سے بچکر زیادہ سے زیادہ نفع کمانے کا طریق اور گُر بھی بتاتا ہے کہ کیونکر اس خسارہ سے بچکر زیادہ سے زیادہ فائدہ اس سے حاصل کر سکتے ہو - دوسرے الفاظ میں انسان بڑا ہو یا چھوٹا وہ یقیناً خسارہ کی طرف جا رہا ہے مگر اس خسارہ سے بچ وہی سکتے ہیں جو وقت پر غفلت سے بیدار ہوتے ہیں -

وقت کی کوئی حقیقت ہے یا نہیں ہے

ہماری اس صدی کا سب سے بڑا مفکر آئنسٹائن جرمن یہودی ہے جو وقت کی حقیقت کا منکر ہے نہ صرف وہ وقت کی حقیقت کا منکر ہے وہ فاصلہ اور جگہ کی حقیقت سے بھی انکار کرتا ہے قرآن مجید کی اس سورۃ میں آج سے ۱۴۰۰ برس پہلے یہی کہا گیا ہے زمانہ اور وقت درحقیقت عمل اور فعل کا نام ہے اگر یہ دنیا کا کارخانہ ساکن اور جامد ہو جائے تو ظاہر ہے کہ وقت کوئی چیز نہ ہوگا اور اگر دنیا میں اشیاء کا وجود نہ ہو تو مکان کی حقیقت بھی معدوم ہوگی فاصلہ درحقیقت اشیاء کی موجودگی سے پیدا ہوتا ہے اور اس کے بغیر وہ الگ کوئی شئے نہیں زمان و مکان کی اس پیچیدہ فلسفیانہ بحث میں شاید میں اصل مضمون سے دُور ہوتا جاؤں قرآن مجید کی اس سورۃ پر غور کرنے سے معلوم یہ ہوتا ہے کہ وقت کا بہاؤ محض قیاسی ہے اصل چیز یہ ہے کہ انسان ہر آن خسارہ میں ہے اور گھٹتا جاتا ہے انسان چونکہ حساس واقع ہوا ہے اس لئے اسے خبردار ہو جانا چاہیئے کہ زندگی کی وہ عظیم الشان دولت جس کا وہ مالک بنایا گیا ہے وہ اس کے ہاتھ سے ہر آن نکلی جا رہی ہے اگر وہ خبردار ہو کر اس کی حفاظت نہیں کرتا تو آخر ساری زندگی کا نتیجہ کامل تباہی اور بربادی ہوگا پھر بعد پچھتائے ہوت کیا جب چڑیاں چُگ گئیں کھیت -

وقت کی تقسیم ماضی - حال اور استقبال میں

ہر شخص جانتا ہے کہ ہم وقت کو مذکورہ بالا تین حصوں میں تقسیم کرتے ہیں ماضی وہ ہے جو گذر گیا مستقبل ابھی آنے والا ہے وقت کے یہ دونوں حصے انسان کی دسترس اور قبضہ سے باہر ہیں رہا تیسرا حصہ یا تو اس کا ہر لمحہ ماضی میں داخل ہو گیا ہے اور یا ابھی آنے والا ہے بہرحال زمانہ حال ایک موہوم سی چیز ہے - اگر آپ غور سے دیکھیں تو ماضی وہ نہیں جو چلا گیا - ہمارا اپنا وجود ماضی کا نتیجہ ہے جو کچھ بھی تم ہو وہ ماضی ہے - بلاشبہ وقت ایک جاری ندی کا نام ہے جو بہتی جاتی ہے اور اس کا پانی نظروں سے غائب ہو اور نیا آتا رہتا ہے مگر یہ ندی اپنا اثر آبادیوں - درختوں - جانوروں اور انسانوں سب میں چھوڑ جاتی ہے - پس ماضی بظاہر ہم سے رخصت ہو گیا مگر اپنے خیالات تجربات الفاظ - زبان اور علوم کو چھوڑ گیا ہے - ماضی کو نظر انداز کر کے ہم کچھ نہیں کر سکتے ہم اپنی زندگی کی منازل اور عمارات اسی ماضی کی بنیادوں پر کھڑا کرتے ہیں -

انسان کی انفرادی زندگی اور اجتماعی زندگی

انفرادی زندگی کے علاوہ ہماری ایک قومی زندگی ہے اس میں امیدیں ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحابہ کرامؓ کی اور ان نیک عورتوں کی جنہوں نے اپنے بچے اس نیت سے جنے اور اپنی محنت سے انہیں پالا اور پروان چڑھایا کہ وہ ایک دن قومی زندگی کے روشن ستارے ہو کر چمکیں گے اور دین اسلام کی رونق اور شوکت کا باعث ہونگے اور تاریک دنیا کی اپنی روشنی سے رہنمائی کریں گے ہماری اس زندگی میں آرزوئیں اور دعائیں ہیں تمام انبیاءؑ کی جنہوں نے محمد رسول اللہ صلعم اور دین اسلام کی کامیابی کے لئے پیشن خبریاں کیں کہ اسلام کی زندگی میں زندگی ہے تمام انبیاءؑ کی اور حیات ہے کل انبیاء کی اُمتوں کی - پس ماضی وہ نہیں جو گذر گیا اور اب کہیں موجود نہیں بلکہ ماضی وہ ہے کہ جس سے منہ موڑ کر ہم زندہ نہیں رہ سکتے ماضی اس سے زیادہ حقیقت رکھتا ہے کہ جتنی ہم اس کی خیال کرتے ہیں -

جماعت احمدیہ کا ماضی اور استقبال

ہماری قومی زندگی میں حضرت مسیح موعودؑ کے وہ نہ مٹنے والے الفاظ ہیں صمیم قلب سے اُٹھی ہوئی وہ دعائیں ہیں اور وہ نیک اور پاک آرزوئیں ہیں کہ جو ان کے بعد آنے والے احمدی نوجوانوں سے متعلق ہیں کہ وہ دین کی خدمت کے لئے اشاعت اسلام کے کام کو آگے بڑھانے کے لئے محمد رسول اللہ صلعم کے حسن وجمال کو دنیا پر ظاہر کرنے کے لئے کمربستہ ہوں - خوش قسمتی سے ہم وہ نہیں جو آسمان سے کسی مسیح کے آنے اور غار سے کسی مہدی کے خروج کرنے اور کافروں سے بزور شمشیر دنیا کی حکومت چھین کر ہمیں دے دینے اور بقیہ زندگی آرام و عیش سے بسر کرنے کے منتظر ہوں - ہماری زندگی کا نصب العین حکومت اور سلطنت نہیں بلکہ وہ حکمت و دانائی - اخلاقی اور رُوحانی صداقتیں اور دین اسلام اور محمد صلعم کی حقانیت کے دلائل اور براہین ہیں جو دنیا کے لوگوں تک پہنچانے کے لئے ہمارے پاس بطور امانت چھوڑ گئے ہیں - تمام دنیا کے انبیاءؑ نے دعائیں کی ہیں کہ ان کے نام لیوا اور اولاد اسلام کے نور اور محمد رسول اللہ کی روشنی سے منور ہو - پھر رسول اللہ صلعم نے اسلام کی اشاعت اور ترقی کے لئے کس قدر دکھ اور مصائب اُٹھائے اور تاریک راتوں میں خدا کے حضور کھڑے ہو کر دعائیں کیں ان کی روح اشاعت قرآن اور اسلام کے لئے آج بھی بے چین ہے اس بے چینی نے مجسم ہو کر اس صدی کے مجدد کا ظہور پایا اور اسی تڑپ سے بیقرار ہو کر حضرت مسیح موعودؑ نے اشاعت دین کے لئے رات اور دن خون جگر کھایا - ہم جو زندہ ہیں اُن کی آرزوؤں کے بیج ہیں - حضرت مولانا نورالدین - مولانا عبدالکریم - خواجہ کمال الدین - حضرت مولانا محمد علی - شیخ رحمت اللہ - مرزا یعقوب بیگ - سید محمد حسین شاہ - ڈاکٹر بشارت احمد - ڈاکٹر سید طفیل حسین - ڈاکٹر غلام محمد سب کی دعائیں تمنائیں اور دلی آرزوئیں تمہارے ساتھ ہیں اگر آخرت میں تم ان نیک صلحا کی جماعت میں اپنے آپ کو دیکھنا چاہتے ہو تو تمہیں بھی وہی راستہ اختیار کرنا ہوگا ان کی دلی تڑپ یہ تھی کہ اسلام کو آگے بڑھایا جائے - انہی بزرگ ہستیوں میں اب الحاج شیخ میاں محمد صاحب بھی جا ملے جب تک وہ زندہ تھے اسی کوشش اور جہاد میں لگے رہے دنیا میں دنیا کمانے والے بہت ہیں مگر محنت اور مشقت سے دنیا کما کر اسے دین کے کمانے میں لگا دینے والے قلیل ہیں - حضرت میاں صاحب مرحوم کے بہت سے خطوط مجھے وقتاً فوقتاً موصول ہوتے رہے انہیں شائع کرنے میں اگر خودستائی کا خدشہ نہ ہوتا تو میں انہیں شائع کر دیتا - ان خطوط سے یہ ظاہر ہے کہ اپنی بیحد مصروفیتوں کے باوجود ان کے دل کے اندر اشاعت دین کا کس قدر جذبہ تھا - میری اس بیماری کے دنوں میں وہ میری عیادت کے لئے مکان پر تشریف لائے - مجھ سے وہ بہت حسن ظن رکھتے تھے میری یہ دُعا ہے کہ ان کا یہ حسنِ ظن قیامت میں بھی قائم رہے جب ہر شخص کی سچی یا جھوٹی عزت کا پردہ اُٹھ جائیگا رسالہ روح اسلام جب ابتداء نکلا تو ان کی یہ تاکید تھی کہ دین اسلام کی صداقت کے وہ دلائل جو لیکچروں میں وہ سُنتے تھے اپنے سینہ میں نہ لے جاؤں روح اسلام میں ان کو شائع کرتا رہوں ۔

قرآن مجید آج سے ۱۴۰۰ برس پہلے بتاتا ہے کہ وقت مطلق کی حقیقت کچھ نہیں سوائے اعمال کے کسی شخص کی عمر

باقی بر صفحہ ۱۹ کالم ۳

اعلیٰ سامان سے نہیں ہو سکتا اس لئے میں گذارش کرتا ہوں کہ آپ اس بارہ میں خاص توجہ دیں۔ میں نے فون پر بھی آپ کو کانٹیکٹ (CONTACT) کرنے کی کوشش کی ہے لیکن مسلسل بارش کی وجہ سے آپ سے ملاقات نہیں ہو سکی خانبہادر سے بھی میں نے کوشش کی ہے لیکن ٹیلیفون کی لائنیں خراب ہیں۔ تار آمد از عزیز احمد صاحب سے واضح ہوتا ہے کہ انہوں نے ہماری تمام شرائط مان لی ہیں اور لنڈن سے ٹرینیڈاڈ کا B.O.A.C ہوائی جہاز کا ٹکٹ بھی بھجوا دیا ہے۔ مرکز میں جو جنون ہونا چاہیئے وہ نہیں ہے۔ میں جلسہ کے بعد سے مسلسل سلسلۂ خط و کتابت ہر ایک ڈیلی گیٹ سے جو یہاں تشریف لائے کر رہا ہوں۔ اور جو جوابات ان کی طرف سے آ رہے ہیں بڑے اُمید افزا ہیں۔ ان تعلقات کو قائم رکھنا بڑا ضروری ہے جس کے لئے مرکز کی توجہ ضروری ہے۔ آئے دن اسلام کی فتح کے دروازے کھل رہے ہیں۔ ہم کو تو صرف خود توجہ کرنے اور لوگوں کو توجہ دلانے کی ضرورت ہے۔ یہ کام اس کا اپنا ہے جو ہو کر رہے گا ہمیں تو مفت کا ثواب ہے۔

بلجیم سے بھی مطالبہ آ رہا ہے کہ یہاں بھی مشن ہونا چاہیئے ان کا تازہ ترین خط جو آیا ہے وہ ڈچ زبان میں ہے۔ اس کو پوری طرح سے نہیں سمجھ سکا لیکن میرا دل گواہی دیتا ہے کہ وہاں بھی تصرفاتِ الٰہی کے کرشمے ہم لوگ دیکھیں گے۔ وہ خط میں نے لائل پور انگلش ترجمہ کے لئے بھیجا ہے۔ ترجمہ کے بعد نقل آپ کو بھیجوں گا۔ خان بہادر غلام ربانی صاحب سے بھی آپ میرے اس خط کا ذکر ضرور کر دیں۔ وہ ہر ایک اچھی بات پر ہم سے اتفاق کرتے ہیں۔ بڑے قیمتی انسان ہیں۔ دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ ان کو صحت مند زندگی عطا کرے اور ان کی آنکھ کی بینائی درست ہو جائے اور پھر آپ خان بہادر صاحب کے ساتھ مل کر ورلڈ ٹور (WORLD TOUR) کریں۔ اگر میری صحت اچھی ہوئی تو میں بھی سرد و اصحاب کی اردل میں آپ کے ہمراہ جاؤں گا۔ عمریں گذر گئیں اور دنیا کی خاک بھی چھان لی۔ اگر کوئی بیڑا ابدالآباد زندگی کے لئے ضروری ہے تو وہ صرف خدا کے دین کی خدمت ہے جن کو وہ چاہے عطا کرے۔ دل تو چاہتا ہے کہ زبانی گفتگو کرتا کیونکہ دلی جذبات کا اظہار حروف میں لکھنے سے نہیں ہو سکتا اور کچھ طبیعت میں بھی تکلیف ہے۔ لہذا میں اس خط کو دُعا پر ختم کرتا ہوں"۔

ان اقتباسات سے راقم خطوط کے اشاعت دین کے لئے دلی تڑپ۔ خلوص۔ جذبات۔ خیالات اور عزائم پر کافی روشنی پڑتی ہے۔

حضرت میاں صاحب کی صفات تحمّل و تدبّر اور ان کی خداداد فراست اور ان کا تجربہ جماعت کے لئے بڑی تقویت کا موجب تھے ان کے چلے جانے کے بعد اپنی محرومی کا شدّت سے احساس ہو رہا ہے اور اس کمی کو پورا کرنے والا کوئی شخص نظر نہیں آتا۔ ہماری نگاہیں آسمان کی طرف اُٹھتی ہیں اور ہماری زبانوں پر یہ الفاظ ہیں انّا للہ و انّا الیہ راجعون۔ اللّٰھم اجرنا فی مصیبتنا واخلف لنا خیراً منھا۔

حضرت میاں محمد صاحب نے اپنی زندگی میں خدمت خلق اور اشاعت اسلام کے لئے جو کچھ کیا ہے اور مستحق طالب علموں اور ہزاروں حاجتمندوں کو جو نفع اپنے اموال سے پہنچا گئے ہیں وہ ایک ایسا خزانہ ہے جو لازوال ہے، جسے وہ اپنے ساتھ لے گئے ہیں اور وہ یقیناً وہاں ان کے کام آئے گا۔

وہ ٹھوس بنیادوں پر بعض ادارے بھی قائم کر گئے ہیں جو بطور ان کی مقدس یادگاروں کے مدتوں تک قائم رہیں گے اور ان کے اس فیض کی بدولت زمانوں تک ان کا نام نیکی کے ساتھ یاد کیا جائے گا۔ قلب یورپ میں ان کا قائم کردہ ڈچ مسلم مشن عرصہ سے مغربی دنیا کو پیغام حق پہنچا رہا ہے اور کئی پاک رُوحوں کے لئے ہدایت کا ذریعہ بن چکا ہے اور وہ ایک روشنی کا مینار ہے جو کئی گمشدہ راہ انسانوں کے لئے نجات کا موجب بنتا رہے گا اپنے ہی شہر لائل پور میں جو عالی شان ہسپتال حضرت میاں محمد صاحب قائم کر گئے ہیں اُسے میں نے دیکھا ہے۔ جدید ترین سامانہائے تشخیص و علاج و آسائش مریضاں لاکھوں روپے کے خرچ سے مہیا کئے گئے ہیں اور ملک کے مشہور ماہر طب و جراحی میجر ڈاکٹر عبدالعزیز ملک ایم ڈی سابق ڈائرکٹر ہیلتھ سروسز کی خدمات اس ادارہ کو بطور میڈیکل سپرنٹنڈنٹ میسر آ گئی ہیں۔ یہ میں محض خدا کے فضل اور حضرت میاں صاحب کی دلی تڑپ کا نتیجہ یقین کرتا ہوں کیونکہ ایسے اداروں کی کامیابی کا دارومدار ہمیشہ اس انسان پر ہوتا ہے جس کے ہاتھ میں ان کی قیادت ہوتی ہے۔ میں ڈاکٹر صاحب موصوف کو ذاتی طور پر جانتا ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ اُن کا بے لوث جذبۂ خدمت خلق، ان کی خداداد قابلیت ان کی مہارت اور تجربہ اس شاندار ہسپتال کی غیر معمولی کامیابی کا ذریعہ ثابت ہوگی میں نے سُنا ہے کہ اپنی وفات سے ہفتہ عشرہ پہلے جب حضرت میاں صاحب کو یہ اطلاع دی گئی کہ ڈاکٹر صاحب موصوف نے ان کے ہسپتال کو سنبھالنا منظور کر لیا ہے تو انہوں نے خدا کا شکر ادا کیا۔ گویا ان کی زندگی کی ایک بڑی آرزو پوری ہو گئی اور انہیں بڑا اطمینان حاصل ہوا۔ بحیثیت انسان کے آپ کا مقام بہت بلند تھا کسی قسم کی کج خلقی بھی اُن سے دیکھنے میں نہیں آئی۔ ان کے چہرے پر ہر وقت مُسکراہٹ رہتی تھی اور کلام میں بڑی متانت ہوتی تھی۔

اپنے دوستوں کے ساتھ ان کا محبت کا سلوک بے مثال تھا۔ باوجود معذوری اور صحت کی کمزوری کے وہ محض دوستوں کی ملاقات کے لئے سفر کی تکلیف گوارا کرتے رہتے تھے۔ کئی بار وہ مانسہرہ میں غلام ربانی خان صاحب کو ملنے اور مجھے ملنے کیلئے ایبٹ آباد تشریف لائے غالباً اگست ۱۹۶۶ء کا مہینہ تھا کہ وہ ایک گرم دوپہر کو اچانک ایبٹ آباد تشریف لے آئے اور فرمانے لگے کہ "سویرے مجھے خیال آیا کہ جا کر آپ سے مل آؤں۔ ابھی خان بہادر صاحب سے مانسہرہ میں مل کر آیا ہوں" گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ میرے پاس ٹھہرے اور پھر بری واپس تشریف لے گئے۔ یہ ملاقات گویا ان کی الوداعی ملاقات تھی جس کے لئے انہوں نے اس قدر لمبا پہاڑی سفر اختیار فرمایا۔

جلسہ سالانہ ۱۹۶۶ء کے موقعہ پر آخری بار ایک اجلاس کی صدارت کے لئے باوجود خرابیٔ صحت اور انتہائی کمزوری کے تشریف لائے۔ اس اجلاس میں میری بھی تقریر تھی۔ اختتام اجلاس پر انہوں نے ایک ایمان افروز اور روحانیت سے لبریز مختصر تقریر فرمائی جو اُن کی ہمیشہ کی تقریروں کی طرح اُن کے دل کی گہرائیوں سے نکلی اور سامعین کے دلوں کی گہرائیوں میں اُتر گئی۔ میری تقریر کے متعلق انہوں نے چند کلمات فرمائے جنہیں سُن کر میں خجالت سے منفعل ہو گیا۔ یہ آخری تقریر تھی جو اُن ہونٹوں سے نکلی جن سے پاکیزہ باتیں سننے کے ہم سالہا سال کے عادی تھے۔ اور یہ ہماری آخری نظریں تھیں جو اس متبسّم چہرے پر پڑیں جس کے دیکھنے سے دلوں کو تسکین ملتی تھی۔

ہمارا وہ پیارا دوست اس آخری ملاقات کے جلد ہی بعد ہمیں داغ مفارقت دے کر ہم سے جُدا ہو گیا۔ انا للہ و انّا الیہ راجعون۔ ہمارے دل کا غم سوائے خداوند علیم و بصیر کے کون جان سکتا ہے۔ وہ ہمیں صبر کی توفیق بخشے اور ہمارے اس جُدا ہونے والے پیارے بزرگ کو اپنے جوارِ رحمت میں اپنے صالح بندوں کے ساتھ اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ یہ دنیا رفتنی و گذشتنی ہے۔ اللہ تعالےٰ ہم سب کا انجام بخیر کرے اور موت کے بعد اپنے پاک بندوں کی معیّت سے محروم نہ رکھے۔

ایک محسن دوست کی جُدائی

(بسلسلۂ صفحہ ۱۷)

اللہ تعالےٰ کے دربار میں دنوں، مہینوں اور سالوں سے نہیں ناپی جاتی بلکہ اعمال کے ذریعہ ناپی جاتی ہے اور اس اثر کے ذریعہ ناپی جاتی ہے جو کسی نے اپنے اعمال کے ذریعہ لوگوں کے دلوں میں پیدا کیا ہے اگر ان کی اولاد اور ان کے دوست ان کے نیک اعمال کا تتبع کرتے ہیں تو وہ صحیح معنوں میں ان کی زندگی کا حصّہ ہیں کہیں ایسا نہ ہو کہ قیامت کے دن اپنے باپ کو دیکھ کر خوشی سے ابّا ابّا کہیں اور ابّا ان کا ان سے منہ پھیر لے کہ میرا بیٹا وہ ہے جو میری راہ پر تھا میری آرزو اور تمنّا پوری کرنے والا تھا۔ وہ نہیں جو اس راہ سے پھر گیا یا غفلت اور گمراہی کا شکار ہو گیا۔

نمونہ کی زندگی — بسلسلہ صفحہ ۱۶

پھر میں آپکی خدمت میں یہ گذارش کرتا ہوں۔ آج رات سحری کے وقت خواب میں حضرت میاں صاحب مرحوم سے ملاقات ہوئی۔ آپ بھی ہمراہ ہیں اور میاں ظہور احمد صاحب اور آپ کے سب سے چھوٹے بھائی بھی۔ بڑے مستعد اور چاک و چوبند ہیں اور مجھے فرماتے ہیں کہ جماعت کی ضرورت کے کئی کام کرنیوالے باقی ہیں ان کی طرف ہمہ تن لگ جاؤ۔ میں بھی تمہارے ساتھ ہوں اور فضل احمد بھی تمہارے ساتھ کام کریگا۔ پھر بعض کاموں کی طرف خاص طور پر توجہ بھی دلائی ہے۔ پھر کچھ دیر کے بعد آپ نے مجھے کہا ہے کہ میں نے مبارک منزل میں جمع ہونے اور کام کرنیکا انتظام کر دیا...

چند یادیں

ہر آنکہ زاد بہ ناچار بایدش نوشید
زجام دہر مئے کل من علیہا فان

—— (((محمد صالح نور))) ——

میرا تعارف حضرت میاں صاحب مرحوم سے ۱۹۵۹ء میں ہوا۔ ربوہ سے آجانے کے بعد ہمارا اپنے پیارے آقا (فداہ نفسی وابی وامی) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دامن سے وابستہ رہنا ہماری خوش بختی تھی۔ حضرت میاں صاحب کو معلوم تھا کہ میرا تعلق "احمدیہ حقیقت پسند پارٹی" سے ہے۔ لہذا ابتداء میں آپ نے کوئی خاص توجہ نہ فرمائی ایک مرتبہ فرمایا قرآن مجید میں آتا ہے "لَا یُحِبُّ اللّٰہُ الْجَھْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ" کسی کی برائی کے چرچا کو اللہ تعالےٰ بنظر تحسین نہیں دیکھتا۔ اس پر میں نے عرض کی کہ آگے اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے "اِلَّا مَنْ ظُلِمَ" مظلوم اگر ایسا کرے تو خدا تعالےٰ کی طرف سے اجازت ہے تو آپ نے مسکرا کر فرمایا بے شک ایسا ہی ہے تاہم حضرت مسیح موعودؑ کی اولاد کا ہمیں احترام کرنا چاہیئے۔ اور ہر کوئی اپنے اعمال کیلئے خود جوابدہ ہے۔ انسان کو اپنے نفس کی اصلاح کی طرف زیادہ توجہ دینی چاہیئے۔ آہستہ آہستہ میاں صاحب کے قریب ہونے کا مجھے موقعہ ملتا گیا۔ نماز جمعہ سے فارغ ہوکر دوست دوستوں سے ملتے مگر میں ہمیشہ حضرت میاں صاحب کے قریب جا بیٹھتا اور دل میں یہی جذبہ ہوتا کہ یہ بے نظیر صحبت کب تک ہے۔ مسیح پاک کے ساتھی بہت تھوڑے رہ گئے ہیں ان کی صحبت سے وہ نور جو انہوں نے نیکوں کی صحبت سے حاصل کیا اس سے کچھ حصہ شاید ہم بدنصیبوں کی قسمت میں بھی آجائے۔

آپ باتوں باتوں اور اشاروں میں مربیانہ اور مشفقانہ نصائح فرماتے رہتے بعض اوقات اپنے بڑے بھائیوں اور حضرت مسیح موعودؑ کے ذکر پر آپ کا دل بھر آتا۔ اور نہایت ہی رقت قلب سے تذکرہ فرماتے۔ جب کبھی اپنے بھائی حاجی میاں مولا بخش صاحب مرحوم کے درسِ قرآن کا ذکر فرماتے تو کہتے کہ ان کا بلبل کی طرح خوش الحان درس میں کبھی نہیں بھلا سکتا اس پر آپ کی آنکھیں بھیگ جاتیں۔

ایک مرتبہ نماز مغرب کے بعد مجھے فرمایا کہ آپ مسجد میں مغرب کی نماز کے بعد قرآن مجید کا درس دیا کریں میں ہچکچایا کہ میں ہیچمدان جس نے کبھی درس نہیں دیا کیسے نبھاؤں گا مگر آپ کے ارشاد پر میں نے درس شروع کر دیا۔ میرے دل نے اس بات پر گواہی دی کہ میاں صاحب خاموشی سے میری تربیت فرما رہے ہیں کیونکہ درس دینے کے لئے مجھے "بیان القرآن" کا مطالعہ کرنا پڑتا اور نئے نئے علوم سے واقفیت ہوتی جا رہی تھی۔ بعض مرتبہ جماعت کے سامنے میری حوصلہ افزائی فرماتے۔ کبھی فرماتے تقریر کرو۔ متعدد مرتبہ خطبہ جمعہ کے لئے پیغام بھجواتے۔ الغرض آپ نے میرے دل میں اس شمع کو روشن رکھنے میں ایک باپ اور مربی کا کردار ادا کیا جو ممکن تھا حوادثاتِ زمانہ سے مدھم پڑ جاتی۔

ایک مرتبہ یورپ جانے سے پہلے ساری جماعت کو جمع کیا اور مجھے تاکید کی کہ درس قرآن کریم جاری رہے۔ جماعت کو بھی شمولیت کی تحریک فرماتے کوئی نہ بھی آئے تو درس کا ناغہ نہیں ہونا چاہیئے۔

"النور لمیٹڈ" کے منصوبہ کے لئے بہت پُر امید تھے دوستوں کو تحریک کی اور اس کے لئے ضروری اقدام کرنے کا ارشاد فرمایا اور اگلے روز مندرجہ ذیل خط میری طرف بھجوایا:

"محمد صالح نور صاحب سلمہ الرحمٰن

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مزاج شریف۔ صاحبزادہ عبدالمنان صاحبان سے شب گذشتہ کی میٹنگ کا ذکر کرکے ....

Application Form

کافی تعداد میں بھجوا دیں تاکہ جلد از جلد فارم پُر کرکے کام شروع ہو۔ میں انشاءاللہ واپسی پر کئی دوستوں کو تحریک کر دوں گا آپ لسٹ تیار کریں اور حاجی ظہور صاحب کو میرا حوالہ دے کر اس کام کی تکمیل کرا دیں۔

خدا آپ کو فہم و علمِ قرآن اپنی جناب سے عطا فرما دے۔ والسلام"

یورپ اور امریکہ میں اسلام کے غالب مذہب ہو جانے پر پختہ یقین رکھتے تھے۔ اکثر فرماتے کہ مغرب کے تمام ممالک بڑی تیزی سے اسلام کی طرف آ رہے ہیں اور عیسائیت کی جگہ اسلام لے رہا ہے۔ میں اپنی آنکھوں سے یہ حالات دیکھ آیا ہوں۔ اسی جذبہ کے ماتحت ہالینڈ بلجیم۔ انگلینڈ۔ ڈچ گی آنا۔ ٹرنی ڈاڈ۔ انڈونیشیا اور افریقہ میں تبلیغ اسلام کے لئے تجاویز پر غور فرماتے اور منصوبوں کو عملی جامہ کے لئے ذرائع پر غور فرماتے رہتے۔

ایک مرتبہ مرزا رفیع احمد صاحب نے رسالہ خالد میں ایک مضمون لکھا کہ جماعت لاہور کے اکابرین کے گھر روحانیت سے خالی ہیں اور انہیں قبرستانوں سے تشبیہ دی۔ (نعوذ باللہ)

محترم میاں مولا بخش صاحب مرحوم نے فرمایا کہ اس مضمون کے سلسلے کے بارہ میں میں نے صبح کے وقت قبلہ میاں صاحب کو اطلاع دینے کے لئے ٹیلیفون کیا تو ملازم نے بتلایا کہ میاں صاحب تلاوت قرآن کریم فرما رہے ہیں میں نے نصف گھنٹہ بعد فون کیا تو اس نے کہا کہ ابھی تلاوت فرما رہے ہیں۔ میں نے کافی دیر کے بعد پھر فون کیا تب بھی تلاوت فرما رہے تھے۔ میں نے سوچا کہ یہ اچھے قبرستان ہیں کہ قرآن پاک کی تلاوت ہی ختم ہونے میں نہیں آتی۔ اس کے بعد خود گھر پر جاکر اس مضمون کے متعلق تبادلۂ خیال کیا۔

حضرت میاں صاحب مرحوم نے راقم سے مرزا رفیع احمد کو ایک خط لکھوایا کہ آپ نے جن اکابرین کے گھروں کی طرف اشارہ کیا ہے ان کی نشاندہی فرما دیں تاکہ حقیقت حال معلوم کی جا سکے مگر مرزا صاحب موصوف نے جواب دیا کہ میں تو کسی کو نہیں جانتا آپ نے خود ایک مرتبہ تقریر میں فرمایا تھا کہ ہمیں اپنی اصلاح کی طرف توجہ کرنی چاہیئے۔ اس طرح بزعم خود اپنا پیچھا چھڑایا۔

چین سے چند احمدی دوست گولڈن جوبلی پر تشریف لائے تھے۔ وہ لائل پور بھی آئے۔ وہ سب سے پہلے حضرت میاں صاحب سے ملے جس روز انہیں واپس جانا تھا اس سے ایک روز پہلے انہوں نے مجھ سے کہا کہ صبح ہماری گاڑی چھ بجے لاہور کے لئے روانہ ہوگی۔ اور ہمارے ملک کا یہ لازمی رواج ہے کہ واپسی پر اپنے میزبان بزرگ سے ضرور ملتے ہیں۔ اور قبلہ میاں صاحب کی طبیعت ناساز ہے کیا صورت کی جاوے۔ میں نے حضرت میاں صاحب کو فون پر صورت حال بتلائی۔ فرمانے لگے کہ صبح نماز کے معاً بعد آجاویں میں ضرور ملوں گا۔ ہم صبح حاضر ہوئے تو میاں صاحب کو بیدار پایا اور آپ انہیں نہایت تپاک اور محبت سے ملے خشک میوہ جات سے ضیافت کی اور سب کو "مجاہد کبیر" کا نسخہ ہدیۃً دیا۔ اس بات کا اثر ان چینی مہمانوں پر میں نے بہت گہرا محسوس کیا۔

ایک دفعہ مجھ سے فرمانے لگے کہ لوگ بھی عجیب ہیں، میاں فضل احمد کے متعلق بھی مجھے رپورٹیں کرتے رہتے ہیں حالانکہ مجھے اپنے اس لڑکے سے بہت پیار ہے اس میں اور بھی خوبیاں ہیں مگر مجھے اس کی یہ ادا بہت پسند ہے جو وہ چپکے چپکے حتیٰ کہ بعض دفعہ مجھے بھی علم نہیں ہوتا ضرورتمندوں کی امداد کرتے رہتے ہیں اور کسی کو علم تک نہیں ہونے دیتے۔ اور یہ سلسلہ جاری رہتا ہے۔

کئی بار مجھے بُلوا بھیجتے اور ایک ہی دفعہ میں عبدالرحیم چنگو سرینام (ڈچ گیا)، پروفیسر ارشاد انڈونیشیا، امام طفیل صاحب علام احمد بشیر، مسٹر عزیز احمد ٹرینی ڈاڈ، راجہ صاحب سرینام اور اس کے علاوہ کئی دوسرے دوستوں کے خطوط کے جوابات لکھوا دیتے اور باقاعدگی سے غیر ممالک کی جماعتوں اور مسلمانوں سے ذاتی طور پر خط و کتابت کے ذریعہ تعلق قائم رکھتے۔

باوجود نہایت مختصر سے عرصہ کے تعلقات کے نہایت اعتماد فرماتے اور ہر قدم پر مشفقانہ نصائح کے ذریعہ تربیت فرماتے رہتے۔ میں جب کبھی بھی ان کی مجلس میں بیٹھا تو کبھی بھی سوائے تبلیغ اسلام یا تربیت و اصلاح کے اور

(باقی بر ص ۴۹)

مولانا عبدالباقی صاحب از کوہاٹ

الحاج شیخ میاں محمد صاحب اپنے خطوط کی روشنی میں

جماعت احمدیہ لاہور گو تعداد کے لحاظ سے ایک قلیل جماعت ہے۔ اور اس کے افراد ملک کے گوشہ گوشہ میں الگ تھلگ پڑے ہیں۔ مگر ان میں سے ہر ایک اپنے رنگ میں گوہر گرانمایہ ہے۔ مجلسی اور معاشرتی زندگی کا رشتہ چونکہ انہیں میسر نہیں۔ لہٰذا وہ ایک دوسرے کی قدر و قیمت سے جس قدر اس کا حق تھا۔ واقف نہیں۔ بدیں وجہ اکثر و بیشتران قیمتی وجود وں کی خوبیوں سے ہم نابلد رہے ہیں۔ جو ایک ایک ہم سے جدا ہو کر اپنے مولائے حقیقی کو پیارے ہو گئے۔ یا ہم میں بقید حیات موجود ہیں۔

آج کی صحبت میں ایک ایسی ہستی کی زندگی کی ایک جھلک سپرد قلم کی جاتی ہے جنہیں بظاہر ایک بہت بڑا سرمایہ دار ہی خیال کیا جاتا تھا (اور اس میں شک نہیں۔ کہ اللہ پاک نے دولت کے لحاظ سے ان پر اس قدر فضل کیا ہوا تھا۔ کہ اس کے برابر مملکت خداداد پاکستان میں چند گنتی کے لوگ ہوں گے) مگر درحقیقت وہ ایک بڑا درویش انسان تھا۔ دولت کی فراوانی کے ساتھ درویش بننا بہت مشکل امر ہے۔ کیونکہ مال ایک بہت بڑا ابتلا ہے۔ اس میں اور درویشی میں تضاد ہے مگر جس شخص پر اللہ پاک کا فضل ہو۔ وہ امیری میں ہی فقیر بن جاتا ہے۔ یہ سعادت بہت کم لوگوں کو نصیب ہوتی ہے ؎

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

اس بزرگ ہستی کا نام نامی اسم گرامی الحاج شیخ میاں محمد صاحبؒ لائل پوری تھا۔ وہ تھوڑا عرصہ ہوا ہم سے جدا ہو کر اپنے مولائے حقیقی کو پیارے ہو گئے۔ انا للّٰہ و انا الیہ راجعون ان کا نورانی چہرہ، موزوں قومی لباس میں ملبوس اس قدر پرکشش تھا۔ کہ کسی کو یہ گمان نہیں ہو سکتا تھا۔ کہ یہ شخص کوئی بڑا سرمایہ دار یا کارخانہ دار ہے۔ ظاہر کے مقابلہ میں سینہ کے اندر جو رقیق قلب اُسے اللہ پاک نے عطا فرمایا تھا۔ وہ بہت کم لوگوں کو ملا کرتا ہے۔ باوجود بے شمار آسائشوں کے آپ ہر وقت دین اسلام کی خدمت کے لئے بے آرام رہا کرتے تھے۔ یہ دراصل حضرت امام الزمان علیہ السلام کی پاک صحبت کا نتیجہ تھا۔ کہ آپ کی زندگی میں انقلاب رونما ہوا۔ ورنہ کہاں اس زمانہ کے سرمایہ دار اور کہاں رجوع الی اللہ۔ یہی ایک بات حضرت مرزا غلام احمد صاحبؑ کی برحق ماموریت کی کافی دلیل ہے کہ انہوں نے لوگوں کی زندگیوں کی کایا پلٹ دی۔ بڑے بڑے سرمایہ دار، بڑے بڑے ڈاکٹر، سائنسدان، فلسفی، دہریہ، عالم، جتنے کہ بڑے سرکش، مغرور انسانوں کا جب آپ سے واسطہ پڑا تو انہیں اہل اللہ بنا دیا۔

قبلہ میاں صاحب مرحوم سے جماعت کے احباب اچھی طرح واقف ہیں۔ انہوں نے دین کے لئے جو کارہائے نمایاں کئے۔ وہ تو باقاعدہ طور پر اُن کے متعلقین ہی پیش فرما سکتے ہیں۔ مجھے یہاں ان کی زندگی کا صرف ایک پہلو بیان کرنا ہے۔ وہ یہ کہ باوجود بہت بڑے مرتبہ اور مالی فراوانیوں کے آپ دل کے اندر اس قدر انکسار رکھتے تھے۔ کہ مجھ جیسے قلاش اور فقیر شخص کے ساتھ محض روحانی تعلق کی وجہ سے بے انتہا محبت فرمایا کرتے تھے۔

پہلا تعارف :-

اُن سے تعلق اور تعارف کا واقعہ بھی بہت عجیب ہے۔ مرکز کی تحریک پر میں نے اپنے والد صاحب مولانا عبدالماجد شہید رح کے حالات زندگی قلمبند کئے۔ جو کہ بعد میں ۱۷ر جولائی ۱۹۵۷ء کے پرچہ پیغام صلح میں شائع ہوئے قبلہ میاں صاحب مرحوم ان دنوں کوہ مری میں اپنی کوٹھی دارالسلام (واقع جھینگا گلی) میں موسم گرما کے ایام گذارنے کے لئے فروکش تھے۔ جب ان کی خدمت میں مذکورہ پرچہ پہنچا۔ تو تصرف الٰہی سے وہ پرچہ انہوں نے پورے کا پورا پڑھ لیا۔ حالانکہ اُن جیسے مصروف انسان کے لئے یہ مشکل تھا۔ کہ وہ پیغام صلح کا ہر ایک پرچہ بہ تمام و کمال پڑھیں۔ پھر ایک درویش شخص کی زندگی کے حالات۔ جن میں اُن کے رتبے کے لحاظ سے کوئی کشش نہیں تھی۔ مگر یہ صرف قبلہ میاں صاحب مرحوم کی طبیعت کے ساتھ گہری روحانی وابستگی کی دلیل ہے۔ کہ انہوں نے جب وہ پرچہ پایا۔ تو مکمل طور سے پڑھ کر مجھے فوراً ایک درد بھرا خط لکھا۔ جس میں شہید مرحوم کے سلسلہ کی خدمات کا نہ صرف کھلم کھلا اعتراف درج تھا۔ بلکہ اس پر رشک کا اظہار فرمایا تھا۔ ساتھ ہی تحریر فرمایا۔ کہ مولانا مرحوم کے حالات زندگی سے معلوم ہوا۔ کہ وہ بہت بڑے انسان تھے۔ ورنہ اس سے قبل وہ انہیں ایک سادہ پٹھان ہی خیال کرتے تھے۔

چنانچہ شہید مرحوم کے حالات زندگی ہی قبلہ میاں صاحب مرحوم کے ساتھ میرے تعارف و تعلق کے ذریعہ ہوئے۔ مگر چونکہ قبلہ میاں صاحب مرحوم سینہ کے اندر ایک دردمند دل رکھتے تھے۔ اور جب دیکھتے۔ کہ جہاں بھی جماعت کا کوئی فرد مخلص اور متقی ہے۔ تو اُن سے تعلق استوار فرماتے۔ چنانچہ میرے ساتھ اُن کا تعلق اس قدر بڑھ گیا۔ کہ زندگی کے ہر ایک مرحلہ پر انہیں ایک شفیق والد کی طرح پایا۔ ذیل میں چند اقتباسات ان کے اپنی قلم سے نوشتہ خطوط سے پیش کرتا ہوں جن سے اس بات کا کافی سے زیادہ ثبوت مل سکتا ہے۔ کہ قبلہ حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کس پایہ کے انسان تھے۔ اس مضمون کا موضوع اگرچہ بظاہر بندہ کے ساتھ تعلق کے بارے میں ہیں۔ لیکن ان اقتباسات کو یہاں پیش کرنے کا مقصد یہ ہے کہ آپ احباب سلسلہ کے ساتھ تعلق لگا کر کس قدر سکون محسوس فرماتے تھے۔ میرے ہاں قبلہ میاں صاحب کے قلمی خطوط کا انبار موجود ہے جو کہ کہیں اپنے گاؤں میں محفوظ پڑا ہے۔ اس وقت جو خطوط میرے پاس یہاں دستیاب ہیں اُن سے چند اقتباسات ذیل میں پیش کرتا ہوں۔

(۱) ایک خط کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں :-

" عزیز القدر محمد ادریس کی بیماری کا ذکر پڑھ کر بے حد صدمہ ہوا۔ دُعا ہے۔ کہ شافی مطلق عزیز کو..... مکمل شفا عطا کرے۔ میں چند گھنٹوں کے لئے ۳۰-۵/۶۴ کو پشاور شیخ اللہ بخش صاحب کی بیمار پرسی کے لئے گیا تھا۔ عزیز القدر محمد ادریس کی صحت و امتحان میں بیٹھنے کے متعلق دریافت کیا تھا۔ اس وقت بچّہ بالکل تندرست تھا۔ ایسا مجھے بتلایا گیا۔ مجھے یقین ہے کہ آپ کے اضطراب پریشانی نے عزیز کو شفا بخشی ہوگی۔ مجھے بھی عزیز سے اگرچہ ملاقات کبھی نہیں ہوئی لیکن باوجود اس کے ایک روحانی تعلق ہے اور مجھے اس کے بامراد کامیاب ہونے میں خاص دلچسپی ہے۔ دُعا کر رہا ہوں۔

مورخہ ۲۳ ۶/۶۴

نیازمند میاں محمدؐ "

(۲)۔ ایک اور خط میں مذکورہ بچّہ کی کامیابی کے لئے دُعا اور کامیابی ہو جانے پر مبارکباد لکھی اور تحریر فرمایا :-

" خدا کرے۔ بچّہ اچھے نمبر لے کر کامیاب ہو۔ اور صحت سے اپنے کام پر لگ جاوے...... میرے متعلق کوئی خدمت ہو تو بندہ حاضر ہے۔ والسلام

نیازمند میاں محمد۔ ۱۴ ۷/۶۴

اسی خط کے ذیل میں تحریر فرمایا :-

" ابھی ابھی آپ کی چٹھی محررہ ۹/۶ ملی جس میں خوشی کی خبر پڑھ کر کہ عزیز ۴۹۵ مارکس لے کر امتحان میں کامیاب ہوا ہے۔ خدا کا شکر ادا کیا.......... میں آپ کو عزیز کی کامیابی پر تہ دل سے مبارک باد

عرض کرتا ہوں۔ والسلام"

(۳) ایک بار باوجود خود بیمار ہونے کے خط کا جواب ارشاد فرمایا۔ تحریر فرماتے ہیں:۔

"آپ کی چٹھی محررہ ۲۹/۷ ملی۔ پڑھ کر افسوس ہوا۔ میں دل کی تکلیف کی وجہ سے ایسی خبر سن کر بہت پریشان ہوا میں ریسٹ کے لئے یہاں آیا ہوں۔ خط وکتابت میں کسی سے نہیں کرتا۔ آپ کے ساتھ روحانی تعلق ہے۔ اس لئے ٹوٹے پھوٹے الفاظ لکھ کر آپ کو جواب دے دیتا ہوں۔

نیازمند میاں محمد ۱/۸/۶۴"

(۴)۔ ۵ ستمبر ۱۹۶۴ء کے خط میں ارشاد فرماتے ہیں:

"گرامی نامہ ملا۔ کاشف حالات ہوا۔ میرا ارادہ پشاور آنے کا ہے۔ لہذا میں یہاں سے سوموار کو چل کر بروز منگل وارد پشاور ہونگا۔ آپ مجھے شام کے وقت ضرور ملیں۔

آپ کا مخلص میاں محمد"

(۵)۔ جن دنوں میں جماعت احمدیہ پشاور کا سیکریٹری تھا تو آپ کو مسجد احمدیہ پشاور (جو ان دنوں زیر تعمیر تھی) کے لئے تحریک کی گئی۔ اُس کے جواب میں حسب ذیل خط ارشاد فرمایا:۔

"مزاج شریف۔ محبت نامہ ۲۶/۴ موصول ہوا یادآوری کا شکریہ۔ مسجد کے بارہ میں آپ نے کوئی تحریک اخبار میں شائع کی ہے۔ میری نظر سے اوجھل ہی رہی ہے۔ بہرحال خواہ مجلس عمل کی وساطت سے شائع ہو۔ یا بغیر۔ اس میں کیا فرق پڑتا ہے۔ نیکی کی تحریک جو بھی کرے۔ اس پر عمل کرنا ضروری ہے۔ میں انشاءاللہ عنقریب پشاور آنے کا ارادہ کر رہا ہوں انشاءاللہ موقع پر جو شرح صدر سے خدمت کر سکا۔ کروں گا۔"

نوٹ:۔ اس موقعہ پر جب آپ پشاور تشریف لائے تو جماعت کی مسجد کا کام خود ملاحظہ فرمایا۔ قیمتی مشورے سے نوازا۔ اور ایک ہزار نقد روپیہ کا عطیہ مرحمت فرمایا۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔ اسی خط میں آگے تحریر فرماتے ہیں:۔

"آپ کے والد مرحوم شہید ملت میں یہ ایک وصف تھا کہ وہ بھری مجلس میں صاف صاف اپنی رائے کا اظہار فرمایا کرتے تھے ہم سب کو ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی پوری کوشش کرنی چاہیئے ....

والسلام"

(۶)۔ ایک دفعہ جلسہ سالانہ میں شریک نہ ہو سکے۔ تو انہیں خط لکھا۔ جواب میں حسب ذیل ارشاد فرمایا:۔

"آپ کا محبت نامہ باعث فخر ہوا۔ جلسہ میں حاضر نہ ہونے کی وجہ سے مجھے بھی صدمہ ہوا۔ لیکن تقدیری تھی۔ احباب سے ملنے کا اتفاق اسی موقعہ پر ہوتا ہے۔ مشیت ایزدی ہی ایسی تھی۔ انسان بہت سی آرزوئیں اور تمنائیں رکھتا ہے۔ مگر غیب کی قضاء قدر کی کس کو خبر۔ زندگی آرزوؤں کے مطابق نہیں چلتی۔ دل آپ کو ملنے کے لئے بہت چاہتا ہے۔ سفر بغیر ہوائی جہاز کے اب ہوتا ہی نہیں۔ پشاور میں ایک دو دوست آپ کی طرح مخلص رہتے ہیں۔ ایک پارہ چنار میں رہتا ہے۔ وہ پشاور ملنے کے لئے آسکتا ہے۔ اس لئے اگر میں پشاور گیا تو کیا آپ بھی کچھ وقت کے لئے آسکتے ہیں بغیر تکلف کے اطلاع دیدیں۔"

پھر اسی خط میں آگے تحریر فرمایا ہے:۔

"میں آپ کی .... ہمدردی کا بہت مشکور ہوں۔ خداتعالےٰ آپ کو اجرِ خیر دیوے۔ عزیز القدر میاں رؤف احمد کی رحلت سے ایک بہت بڑا خلا پیدا ہو گیا ہے۔ اطمینانِ قلب جاتا رہا ہے اور بدنی کمزوری بھی لاحق ہو گئی ہے۔ کوفت بہت ہو جاتی ہے۔ خداتعالےٰ کے فیصلہ پر تو شرح صدر ہے۔ کوئی شکوہ نہیں ہے لیکن دل کسی کے اختیار میں نہیں ہے اس پر بہت گہرا اثر ہے۔ آنکھوں میں آنسو اور دل میں غم ہے۔ علاج دعا ہے۔"

پھر اسی خط میں دُعا کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے:

"دُعا ایک تعلق چاہتی ہے۔ اور خدا کے فضل سے آپ کے دل میں میرے متعلق بڑی ہمدردی کا جذبہ ہے آپ میرے لئے بارگاہِ ایزدی میں دعا کریں کہ مجھے اطمینانِ قلب نصیب کرے۔

قلوب میں اطمینان پیدا کرنا ملائک کا کام ہے۔ وہی شخص جب اس کے قلب میں اطمینان ہو۔ تو بہت بڑے کام دنیا و دین کے کر سکتا ہے حالانکہ اگر اس کا قلب اطمینان سے خالی ہو۔ تو اس کے جسمانی قوےٰ اور ظاہری سامان اس کو کچھ نفع نہیں دیتے ....

والسلام" نیازمند میاں محمد

مندرجہ بالا اقتباسات سے جنہیں اختصار کے ساتھ تحریر کیا گیا ہے۔ بخوبی عیاں ہوتا ہے کہ قبلہ حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ گو بظاہر ایک دولت مند انسان تھے مگر قلب انکا کسقدر روحانیت اور للہیت سے معمور تھا۔ ان خطوط میں کبھی ایک دوست کے بچے کی بیماری کا حال سن کر پریشان ہوتے ہیں اور کبھی اُن کی کسی تکلیف پر غمزدہ۔ اپنی اور دوستوں کی مشکلات کا حل دعا ہی یقین کرتے ہیں۔ اور دُعا کے لئے ایک پاکیزہ دلی جوش۔ یہی ایک بات ان کے تعلق باللہ ہونے کے لئے کافی ہے۔ پھر غریب دوست کے بچے کی کامیابی پر خوشی اور اطمینان کا اظہار فرماتے ہیں اور اپنے جوان سال کامیاب بچے کی اچانک وفات پر راضی برضائے الٰہی نظر آتے ہیں۔ نیکی کی تحریک جہاں سے بھی آئے۔ اس پر فوراً نہ صرف لبیک کہا۔ بلکہ خود وہاں پہنچے اور اپنی آنکھوں سے ملاحظہ کرنے کے لئے بیتاب نظر آتے۔

یہ تھے ہمارے مرحوم الحاج شیخ میاں محمد صاحب لائلپوری جن کے جُدا ہونے سے دل بریاں اور دیدہ گریاں ہے۔ وہ نہ صرف جماعت کے لئے ستون تھے۔ بلکہ بجائے خود ایک جماعت۔ اُن کی جدائی سے جو خلا واقع ہوا ہے۔ اس کا پُر کرنا محال ہے۔

جن احباب کو جماعتی کاموں کی اہمیت کا علم ہے۔ بالخصوص امام الزمانؑ کے مشن کے تقاضوں کا۔ وہ بخوبی جانتے ہیں۔ کہ موجودہ وقت میں حضرت شیخ میاں محمد صاحب مرحوم جیسی ہستی کی کتنی ضرورت تھی۔ مگر قضائے الٰہی کے سامنے ہماری کیا بس ہے۔ وہی اپنے دین کا محافظ ہے۔ ممکن ہے کہ قبلہ مرحوم کی جُدائی کی وجہ سے جو خلا پیدا ہوا ہے۔ اُسے پُر کرنے کے لئے ان کے بچوں میں سے ہر ایک ان کا نعم البدل ثابت ہو۔ ہمیں خوشی ہے۔ کہ ان کے جملہ صاحبزادگان پورے طور سے اپنے والد بزرگوار کے نقش قدم پر گامزن ہیں۔ ہماری دعا ہے۔ کہ انہیں بیش از پیش دین کی خدمت کی قدروقیمت کا احساس ہو۔ تاکہ نہ صرف دین پھولے اور پھلے۔ بلکہ یہ خود بھی اس ذریعہ سے دُنیا و آخرت میں سرخرو ہوں۔

بالآخر ہماری پھر یہ دُعا ہے کہ اللہ تعالےٰ حضرت قبلہ میاں محمدؒ صاحب مرحوم کے رُوح پرفتوح پر اپنی رحمت کی بارش نازل فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا کرے۔ آمین۔

ہائے افسوس ہم سے ہمارا ایک بہت بڑا محسن جُدا ہوا۔ جس کے پیچھے دل مغموم ہے۔ اے اللہ تو ہی اس کی اُخروی زندگی کو پرسکون کر دے۔ آمین ثم آمین۔ والسلام

عبدالباقی۔ ہیڈ کلرک دفتر تعلیم کوہاٹ

اللہ رکھا درویش

حضرت الحاج میاں محمد صاحب مرحوم

مجاہدِ احمدیت

الحاج میاں صاحب مرحوم حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السّلام کے رفقاء میں سے تھے اور سچے خادم تھے۔ تبلیغ اسلام کی دل میں بڑی تڑپ رکھتے تھے۔ خدمت خلق اور حقوق انسانیت کو دل سے مدنظر رکھتے تھے۔ اتحادِ احمدیت کی دل میں بڑی خواہش تھی۔ خاکسار کی خاص طور پر ملاقات اُن سے اس وقت ہوئی جب کہ آپ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے صدر مقرر ہوئے اور احمدیہ بلڈنگ میں آپ کی آمد و رفت کا سلسلہ رہتا تھا۔

حضرت مولانا محمد علی صاحب مرحوم و مغفور کے ارشاد پر اس عاجز نے اشاعتِ احمدیت اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا لٹریچر عام تقسیم کرنے کا کام شروع کیا۔ حضرت مولانا مرحوم مغفور کے بعد حضرت الحاج شیخ میاں محمدؐ صاحب مرحوم نے بھی میرے تبلیغی کام میں تعاون فرمایا۔ ۱۹۶۶ء کے شروع میں تبلیغ کے لئے جب میں لائل پور گیا۔ تو مسجد میں جمعہ کے بعد مجھے کہا کہ حضرت مسیح موعودؑ کی نظم پڑھیں۔ جب میں نے اشعار حضرت اقدسؑ کے پڑھنے شروع کئے تو جیسے درد سے میں اشعار پڑھ رہا تھا ویسے ہی درد اور رقّت سے میاں صاحب مرحوم کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ اسی طرح جب بھی بندہ تبلیغی دَورہ پر لائل پور گیا میاں صاحب مرحوم بڑی محبت سے پیش آتے تھے اور جمعہ کے دن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کلام ضرور سنتے تھے۔ غریب اور امیر میں امتیاز دینی رنگ میں نہیں رکھتے تھے۔ اپنی اولاد کی تربیت کا بڑا خیال رکھتے تھے۔

الحاج میاں مولابخش صاحب مرحوم کی وفات کے بعد جب بندہ اظہار افسوس کے لئے لائل پور پہنچا۔ اور جمعہ کے بعد مسجد میں میاں صاحب مرحوم سے ملاقات ہوئی۔ جب الحاج میاں مولابخش صاحب کی وفات کا ذکر ہوا تو الحاج میاں محمدؐ صاحب مرحوم نے بڑے درد بھرے الفاظ میں فرمایا۔ میاں اللہ رکھا میاں مولابخش مرحوم کے فوت ہونے سے تو ہمارا بازو ٹوٹ گیا ہے۔ کیونکہ وہ جماعت کے سرکردہ رکن تھے اور خاص طور پر جماعتِ لائل پور کے روحِ رواں تھے۔ خدا تعالےٰ اس کمی کو پُورا کرے اور ان کی اولاد کو ان کے نقشِ قدم پر چلائے۔

حضرت میاں محمد صاحب مرحوم سے ملاقات میں ایک بڑے خلوص اور محبت کا اظہار نظر آتا تھا۔ سولہ سال میں ان کی ملاقات کے حالات و واقعات لکھے جائیں۔ تو ایک لمبا مضمون کتاب کی شکل اختیار کر جاتا ہے۔ اس لئے مختصر اشارۃً بیان کر رہا ہوں۔ میں نے ایک خواب کی بناء پر میاں صاحب مرحوم سے ۱۹۶۷ء میں الحاج میاں محمدؐ صاحب مرحوم نے جامع مسجد احمدیہ پریمیئر فلور ملز لائل پور جمعہ کے بعد میرا مطالبہ جو مسجد بنوانے کا تھا وہ منظور فرما لیا۔ آپ نے خود ہی اُٹھ کر لوکل جماعت لائل پور کے ممبروں سے اس کارِ ثواب میں حصّہ لینے کی تحریک کی۔ میاں مولابخش صاحب مرحوم زندہ تھے۔ انہوں نے یکصد روپے کا وعدہ کیا اور اسی طرح میاں شریف احمدؐ صاحب۔ میاں فضل احمدؐ صاحب۔ میاں مسعود احمد صاحب وغیرہ خاندان کے لوگوں نے وعدے کئے۔ باقی جماعت کے لوگوں نے پانچ۔ دس۔ بیس روپے کے وعدے کئے۔ قریباً نوسو روپے کے وعدے ہو گئے۔ وعدہ کرنے والوں کی میاں صاحب مرحوم نے فہرست تیار کروائی۔ اور حافظ عبدالرؤف صاحب امام مسجد کو رقم اکٹھی کرنے کے لئے مقرر کیا۔ اور اس سے زائد خرچ کی ذمہ داری خود اُٹھائی۔ مگر افسوس ہے کہ بعض وجوہات سے یہ کام رُک گیا اور مسجد نہ بن سکی۔ خدا تعالیٰ الحاج میاں صاحب مرحوم کو غریق رحمت اور اعلیٰ درجات عطا فرمائے۔ آمین۔ اور ان کی اولاد کو انکے نقشِ قدم پر چلنے اور حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی دس شرائط بیعت پر عمل کرنے کی توفیق دے۔ اور وہ دین کو دُنیا پر مقدم رکھیں۔

دُعاگو۔ حاجی اللہ رکھا درویش خادم اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور

بشیر احمد سوز

مرقدِ شیخ پر

اے اجل! دیکھنے آیا ہوں میں وہ نقش حسیں | دامنِ شوق میں تھا جو کہ محبّت کا نگیں
تو نے کس طور سے رکھا ہے اسے زیرِ زمیں | جس کے سجدوں میں سمٹ آتے تھے ماہ و پروین

جس کی ہر بات میں اک بات ہوا کرتی تھی
دن نکھر آتا تھا گر رات ہوا کرتی تھی

عجز و احساں کی روایات کی زندہ تصویر | علم و حکمت کی، صداقت کی اچھوتی تفسیر
تقویٰ و فہم و فراست کی نہیں جسکے نظیر | ساتھ غربا کے رہا اور "امیروں سے امیر"ا

اے فلک ایسے تھا دوست کہاں جاتے ہیں
ساتھ اپنے جو لئے "ایک جہاں" جاتے ہیں

سرورِ کون و مکاں مایۂ جاں تھا اسکا | عشقِ قرآن سے لبریز بیاں تھا اسکا
دِل گرفتارِ مسیحائے زماں تھا اسکا | قوم کے واسطے "دِل نقشِ تپاں" تھا اسکا

جہدِ پیہم جسے لے آئی تھی تا حدِ یقیں
رہِ شوق ہوا عرشِ معلّٰی کے قریں

وہی آدم جو فرشتوں کا بنا تھا مسجود | سربسر ذات میں تیری تھا وہ گویا موجود
کبر و نخوت تیری دولت سے ہوا تھا مفقود | ولولہ دین میں کا تھا حیاتِ مقصود

سفر و حضر میں ایماں کا رہا پاس تجھے
کیوں بھلا آتی زمانے کی فضا راس تجھے

کرنل سعید احمد صاحب لاہور

وہ اللہ کی راہ میں جدوجہد کرتے ہوئے شہید ہوئے اور شہید زندہ ہے

محترم شیخ میاں محمد صاحب مرحوم و مغفور کو میں ہوش سنبھالنے کے وقت سے جانتا ہوں۔ وہ ہر سال جلسہ سالانہ میں باقاعدگی سے شرکت فرماتے اور گاہ بگاہ نماز جمعہ ادا کرنے کے لئے بھی لاہور تشریف لاتے۔ یہ میرے بچپن کے زمانے کا ذکر ہے جب میری اُن سے کوئی واقفیت نہ تھی لیکن اُن کی سادہ و پاکیزہ وضع نیز پُر وقار و پُر نور چہرہ ایک خاص کشش و جذب اپنے اندر رکھتا تھا جو ہر ایک دیکھنے والے پر اثر کئے بغیر نہ رہتا تھا۔ محترم میاں صاحب مرحوم ان بزرگ ہستیوں میں سے تھے جنہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام . . . . کی مبارک صحبت نصیب ہوئی۔ جنہوں نے ایام اللہ کا مشاہدہ کیا۔ چنانچہ مامورِ زمانہ کی پاک صحبت کا اثر اُن کی زندگی میں نمایاں تھا۔ خداوند تعالےٰ کی ذات پر کامل ایمان۔ عشق رسول اللہ صلعم۔ قرآن کریم سے والہانہ محبت۔ اور غلبۂ اسلام پر یقین کے ساتھ اس غلبہ کے لئے انتھک جدوجہد یہ وہ بیش بہا نعمتیں تھیں جو قربِ مامور کی وجہ سے انہیں میسّر آئیں۔

موجودہ مادی دَور میں کسی شخص میں مندرجہ بالا صفات کا پایا جانا خدا کے فضل و کرم کی واضح دلیل ہے اور یہ فضل کسی کامل کی صحبت سے ہی ملتا ہے۔ میاں صاحب مرحوم سے پہلی بار میں ۱۹۵۵ء میں متعارف ہوا۔ قبلہ والد صاحب مرحوم ان سے ملنے کے لئے میاں ظہور احمد صاحب کے ہاں جا رہے تھے دفعتہً مجھے فرمایا آؤ تمہاری ملاقات میاں صاحب سے کروا دیں، اس ملاقات میں انجمن سے متعلق کچھ امور زیر بحث تھے۔ میری حیثیت چونکہ ایک مبصر کی تھی لہذا مجھے میاں صاحب مرحوم کی گفتگو بڑے غور سے سننے کا موقعہ ملا اور میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ یہ شخص سلسلہ عالیہ احمدیہ کے لئے بے انتہاء درد اور تڑپ رکھتا ہے نیز صلح کُل ہے اور حضرت مسیح موعود کے فرمودہ "میرے بعد مل کر کام کرو" کے مطابق جماعت کو عمل کرتے دیکھنا چاہتا ہے۔

شاید ۱۹۵۶ء یا ۱۹۵۷ء کا واقعہ ہے کہ محترم میاں صاحب مرحوم جماعت راولپنڈی کے جلسہ سالانہ پر تشریف لائے۔ پیرانہ سالی اور علالت کے باوجود ان کا لائل پور سے سفر کر کے راولپنڈی آنا ان کے خلوص اور ذوق و شوق کو ظاہر کرتا ہے جو دینی مشاغل میں ان کو تھا۔ راقم الحروف اُس وقت جماعت راولپنڈی کا صدر تھا۔ مجھ سے مل کر آپ نے انتہائی خوشی کا اظہار کیا اور میری تقریر سننے کے بعد ان الفاظ میں میری حوصلہ افزائی فرمائی:۔

"آپ جیسے نوجوانوں کی ہم کو اشد ضرورت ہے"

ایسا ہی ۱۹۶۲ء کا ذکر ہے کہ میں ملتان ایر پورٹ پر ایک دوست کو ملنے گیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ جناب میاں صاحب مرحوم جہاز سے اُتر کر ویٹنگ روم کی طرف تشریف لے جا رہے ہیں۔ آپ کراچی سے لائل پور جا رہے تھے۔ چنانچہ میں سلام کے لئے حاضر ہوا تو بڑی شفقت کے ساتھ مجھے گلے سے لگا لیا اور فرمانے لگے :۔

"آپ جو کام جماعت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا علم کلام پھیلانے کیلئے کر رہے ہیں مجھے وقتاً فوقتاً اسکا علم ہوتا رہتا ہے۔ اللہ تعالےٰ آپ کو جزائے خیر دے ان کوششوں کو جاری رکھیئے"

مندرجہ بالا واقعات سے یہ اظہار مقصود ہے کہ جناب میاں صاحب اپنی گوناگون مصروفیتوں کے باوجود جماعت کے امور سے کس قدر دلچسپی رکھتے تھے اور ہر اس شخص کے قدردان تھے جو جماعت کی بہبود اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فرمان کو عزیز رکھتا ہے۔

دُنیاوی لحاظ سے وہ ایک بڑے عظیم الشان انسان تھے اور اللہ تعالےٰ نے ان کو مال و دولت کی فراوانی عطا کی تھی۔ لیکن باوجود اس کے وہ عاجزی۔ انکساری اور تواضع کا مجسّمہ تھے اُن کی شفقت اور اخلاقِ حمیدہ دل کو سرور اور تازگی بخشتے تھے۔ اُن کا پُر نور چہرہ ان کے حُسنِ باطنی پر دلالت کرتا تھا اور وہ روحانی دولت سے اس قدر مالا مال تھے کہ ہر ملنے والا ان کی مجلس میں ایک رُوحانی انبساط و فرحت محسوس کرتا تھا۔

۱۹۶۳ء میں نوکری سے فراغت حاصل ہونے پر میں تبدیلی آب و ہوا کے لئے مری گیا۔ قبلہ میاں صاحب مرحوم بھی ان ایام میں وہیں فروکش تھے۔ نماز جمعہ کے بعد ملاقات ہوئی تو فرمایا :۔

"اب تو آپ فارغ ہیں تبلیغ اسلام کا کچھ کام کریں"

یہ انہی کی کوشش کا نتیجہ تھا کہ میں نے انجمن کی سیکرٹری شپ کی ذمہ داری لی۔ اس دوران میں وہ اکثر بذریعہ خطوط مجھے اپنے مفید مشوروں سے نوازتے رہے اور انجمن کے کام کی دیکھ بھال کے سلسلے میں میری راہنمائی کرتے رہے۔ چنانچہ انجمن کی گولڈن جوبلی کی شاندار کامیابی ان کے مفید مشوروں اور رہنمائی کا نتیجہ تھی۔

محترم میاں صاحب مرحوم کے دل میں اسلام اور قرآن کو دنیا میں پہنچانے کے لئے بے انتہاء تڑپ تھی اس سلسلے میں وہ جانی، مالی اور علمی قربانی کے لئے ہر وقت تیار رہتے تھے۔ وہ اپنے عہد "میں دین کو دنیا پر مقدم کروں گا" پر جو انہوں نے مامور زمانہ کے ہاتھ پر کیا تھا۔ تا زندگی قائم رہے۔ ہالینڈ مشن کا قیام اور اس کے لئے انتھک سعی ان کی مالی و جانی قربانیوں کی آئینہ دار ہے۔ انفاق فی سبیل اللہ کوئی آسان امر نہیں۔ جب تک انسان تعظیم لامر اللہ و الشفقت علےٰ خلق اللہ کو اپنا شعار نہیں بناتا نیکی کی راہوں پر خرچ کرنے کی توفیق نہیں ملتی۔ جناب میاں صاحب مرحوم نے جہاں لاکھوں روپیہ خدا کے دین کو دنیا میں پہنچانے کے لئے خرچ کئے وہاں خدمتِ خلق میں بھی تا زندگی وہ پیش پیش رہے چنانچہ نیو مُسلم کالج کو چلانے کے لئے وہ بارہا ہزاروں روپے کے عطیات مرحمت فرماتے رہے۔ پھر لائل پور کا میٹرنٹی ہسپتال جو لاکھوں روپے کے صرف سے تیار ہوا ہے ان کے جذبۂ خدمت خلق پر ایک روشن دلیل ہے۔

عباد الرحمٰن کی جو نشانیاں قرآن کریم میں مرقوم ہیں ہم نے میاں صاحب کے وجود میں مشاہدہ کیں۔ وہ زاہد شب زندہ دار تھے انکساری و عاجزی انکے قول و فعل سے مترشح تھی اور فضول جھگڑوں سے اجتناب اُن کا شیوہ تھا۔ ہر امر میں اللہ تعالےٰ سے استعانت بذریعہ دُعا اُن کا شعار تھا۔ چنانچہ جب کبھی ملاقات ہوتی تو اس عاجز کو دعا کرنے کے لئے تاکید کرتے۔

میں جب ان کی علالت کے دوران امسال ماہ فروری میں لائل پور گیا تو اگرچہ طبیعت میں افاقہ تھا۔ بہر صورت ڈاکٹروں نے مکمل آرام کی ہدایت کی تھی۔ چنانچہ میں خاموشی سے ان کے بستر کے پاس بیٹھا ان کے چہرہ پر مکمل اطمینان۔ صبر و شکر کے آثار دیکھتا رہا۔ جب میں رخصت ہونے لگا تو فرمایا "دعا کیجئے" یہ آخری الفاظ تھے جو اس مردِ مومن کے منہ سے میں نے سُنے۔ درحقیقت دُعا ہی اللہ تعالیٰ پر ازدیاد ایمان اور اس کی رحمتوں کے نزول کا باعث ہوتی ہے۔ حاجت کے وقت مومن کے لئے دُعا کا باب کھلتا ہے اگر حاجت پوری ہو تو شکر کا باب اس کے لئے کھول دیا جاتا ہے اور اگر کسی مصلحت ایزدی کے ماتحت وہ حاجت پوری نہ ہو تو پھر صبر کا دروازہ رضا بالقضا کے ماتحت کھُل جاتا ہے۔ غرض یہ تمام مدارج ازدیاد ایمان اور اللہ تعالےٰ کی رحمتوں کے نزول کا باعث بنتے ہیں۔

جناب میاں صاحب مرحوم و مغفور خدا کو پیارے ہوئے اور ہمارے لئے سوائے صبر و شکر کے اور کوئی چارہ نہیں وہ آج ہم میں نہیں لیکن اُن کا اعلےٰ اخلاق، پاک سیرت اور رُوحانی کردار ہمیشہ زندہ رہے گا۔ ان کا نمونہ ہمارے اور آئندہ آنے والی نسلوں کے لئے مشعلِ راہ ہے۔

اللّٰھم اغفرلہ وارحم

الحاج حافظ محمدؐ حسن چیمہ ایڈووکیٹ گجرات

ایک اور نیّرِ تاباں غروب ہو گیا

اشتراکیت نے طبقاتی تزاع کا اصول اس غرض کے لئے وضع کیا ہوا ہے کہ اشتراکی معاشرہ میں جہاں اور جب کبھی سرمایہ داری سر نکالے۔ یا اختلاف رائے کی کوئی گنجائش پیدا ہو تو تلوار کے ذریعہ مخالفوں کی تطہیر کر دی جائے۔ ذاتی ملکیت کے حقوق سلب کر لینے کے باوجود اور تقسیم دولت کی مساوات کے بلند بانگ دعاوی کے باوجود اشتراکی ممالک سے خبریں آتی رہتی ہیں کہ برسرِ اقتدار پارٹی نے فلاں فلاں قائدین کو جو اب تک رجال عظیم سمجھے جا رہے تھے تہ تیغ کر دیا ہے۔ اشتراکیوں کا یہ بھی دعوےٰ ہے کہ چوری، ڈاکے، دھوکے بازیاں، حقوق تلفیاں، حرص و ہوا کے جذبہ کے ماتحت باہم رقابتیں اور منافرتیں اس معاشرہ میں پیدا ہی نہیں ہو سکتیں۔ جہاں ہر ایک سے وہ سب کچھ لے لیا جاتا ہے جو اس کی قوت اور قابلیّت نے پیدا کیا اور ہر ایک کو صرف وہ دیا جاتا ہے جس کی اس کو ضرورت ہو۔ بایں ہمہ اشتراکی ممالک میں آئے دن "خونی غسل" دیئے جاتے ہیں اور دماغوں کی خیالات کی صفائی کر دی جاتی ہے۔ اسلام میں سرمایہ بذاتہٖ نہ تو کوئی قابلِ احترام چیز ہے نہ ہی لائق مذمت۔ سرمایہ کا استعمال اس کی نیکی اور بدی کی سرحدیں قائم کرتا ہے۔ اچھے کاموں میں اور زیردست طبقہ کو اُبھارنے کے لئے سرمایہ کا استعمال اسے واجب الاحترام ٹھہرا دیتا ہے غریبوں کے خون کو چوس کر ناجائز طریقہ سے سرمایہ کی فراہمی اسے قابلِ نفرت و تحقیر بنا دیتی ہے۔ اسلام میں اسی لئے کبھی کوئی طبقاتی تزاع پیدا نہیں ہوا۔ وہاں معاشرہ میں انسانوں کی قابلیت محنت، جذبات اور ولولوں، اُمیدوں اور خواہشات ترقی اور ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی دھن انسانوں کو سرمایہ جمع کرنے سے نہیں روکتی۔ مگر ساتھ ہی ساتھ اسلامی نظام نے اس سرمائے کا ارتکاز روک دیا ہے۔ سرمایہ ہو مگر چلتا پھرتا رہے۔ دولت پیدا کرو مگر خرچ کرنے کے لئے۔ دولت مندوں کے حلقے سے مستقل طور پر دولت کی جُوئے رواں غریب طبقوں کی طرف چلتی رہے۔ ایک طبقہ بہت بلندیوں تک نہ پہنچ جائے اور دوسرا طبقہ پستی اور ذلت کی گہرائیوں میں نہ گر جائے۔ اسلامی سوسائٹی میں اگر سرمایہ دار نیک اور متقی ہے۔ غریبوں کی دلجوئی کرنے والا ہے اور انہیں اپنا بھائی سمجھنے والا ان سے نفرت کی بجائے محبت کرنے والا ہو تو سرمایہ ایک نعمت بن جاتا ہے۔ وہ پیدا ہی دوسروں کی خدمت کے لئے ہوتا ہے جس سے سرمایہ دار کی عزت قائم ہو جاتی ہے۔ دوسروں کے لئے اپنے اختیار محبت اور اخلاص سے سرمایہ خرچ کرنے سے ہی رُوح کی بالیدگی معرضِ وجود میں آتی ہے۔ اور اسی کو قربانی کہتے ہیں اور اسی سے ثواب مترتب ہوتا ہے۔ اسی طرح اگر مادی طور پر تہی دست انسان علم والا ہے۔ دوسروں سے ہمدردی اور مودت سے پیش آنے والا ہے تو اس کے پاس سرمایہ نہ ہونا اسے کسی کی نظر میں نہیں گرا سکتا بلکہ وہ سوسائٹی میں مقتدر ہے محترم ہے۔ اور یہ کیفیت قرآن نے صرف یہ الفاظ کہکر پیدا کر دی ہے ان اکرمکم عند اللّٰہ اتقٰکم۔ یعنے اللہ کے نزدیک تم میں سے وہی مکرم و محترم اور معزز ہیں۔ جن کے دل پاک اور قلوب ہمدردی نوعِ انسان سے بھرے ہوئے ہیں۔

ہمارے پاک باز بزرگ اور ہمارے دلی دوست اور قلبی رفیق میاں محمدؐ صاحب مرحوم و مغفور فی الواقعہ سرمایہ داری کی دولت کی نعمت سے مالا مال تھے۔ مگر ان کا دل سرمایہ کی محبت سے خالی تھا۔ سرمایہ ان پر حکمران نہ تھا بلکہ ان کے زیرِ نگیں تھا۔ ان کے حکم کے ماتحت وہ بڑی بھاری مقدار میں غریبوں کی بیماریوں اور رنجوریوں کو دُور کرنے کے لئے عظیم الشان ہسپتالوں کی شکل اختیار کر لیتا تھا۔ لائلپور ایسے صنعتی شہر میں انہوں نے ایک بہت بڑا ہسپتال رفاہ عامہ کے لئے جاری کیا جو اب تک لاکھوں بیماروں کا علاج کر چکا ہے اور بدستور اسی نیک کام میں مصروف ہے۔ میاں صاحب کے سرمائے سے اس ہسپتال کے لئے بہت بڑی عمارت تعمیر ہوئی اور پھر اس کے قیام کے لئے مستقل سرمایہ سے ایک ٹرسٹ بنا دیا گیا تاکہ ہسپتال کے کاموں میں کبھی رکاوٹ پیدا نہ ہو۔ اسی طرح ان کے آبائی شہر چنیوٹ میں بھی میاں صاحب کے خاندان کی مساعی سے ایک عظیم الشان ہسپتال مدت سے معرضِ وجود میں آیا ہوا ہے اور وہ زیادہ تر میاں صاحب ہی کی توجہ اور اعانت سے مخلوقِ خدا کی خدمت کر رہا ہے۔

گذشتہ پون صدی سے برصغیر ہند و پاک میں شورش پسند اور حق دشمن عناصر نے جس میں علماء سوء اور غرض مند سیاست دان پیش پیش ہیں۔ تحریکِ احمدیت کے خلاف ہر قسم کے جھوٹ پر مبنی پروپیگنڈا شروع کر رکھا ہے۔ اور اس نیک اور آسمانی تحریک کو حد درجہ بدنام کرنا ان کا محبوب مشغلہ بنا ہوا ہے جس کا یہ نتیجہ ہے کہ کوئی دنیادار یہ جرأت نہیں کر سکتا کہ اس کو اچھا سمجھتے ہوئے بھی اس میں شامل ہو۔ یہ بڑے دل گردے کا کام ہے۔ کہ ایسی طوفان خیز مخالفتوں کے علی الرغم اس تحریک میں نہ صرف شامل ہو۔ بلکہ اس میں ایک امتیازی مقام حاصل کرلے۔ ہمارے مرحوم بزرگ میاں محمدؐ صاحب نہ صرف یہ کہ ایسی مخالفتوں سے ڈرتے نہ تھے بلکہ جب یہ مخالفتیں اپنے عروج پر پہنچی تھیں۔ تو ان کی بے خوفی اور بے باکی اور بھی نمایاں ہو جاتی تھی اور ان کی غیرت بھی عروج پر پہنچ جاتی تھی۔ ویسے تو وہ ہر وقت احمدیت کے منّاد تھے لیکن مخالفت کی شدّت کے وقت تو وہ ایک نفیر بن جاتے تھے۔ تمام عمر انہوں نے مخالفت کی کبھی پرواہ نہیں کی۔ کاروباری لوگ اس قسم کی مخالفتوں سے ڈرا کرتے ہیں مگر ہمارے میاں صاحب کے کاروبار پر ایسی مخالفتیں کبھی اثر انداز نہ ہو سکیں۔ وہ احمدی تھے۔ علی الاعلان احمدی تھے۔ کھلم کھلا احمدی تھے۔ مخالفوں کی نظروں میں کھٹکتے ہوئے احمدی تھے۔ وہ سرکار میں بھی احمدی تھے دربار میں بھی احمدی تھے۔ تجارتی محفلوں میں اپنے ہمجولیوں سے گفتگوؤں میں وہ احمدیت کا پرچار کرنے سے نہیں چُوکتے تھے۔ وہ احمدیت کے لئے بیش بہا چیزوں کا عطیہ علی الاعلان دیا کرتے تھے۔ وہ احمدیوں کی مجلسوں کے صدر کی حیثیت سے نہایت خوبصورت پیرائے میں احمدیت کا فلسفہ بیان کر جاتے تھے تبلیغ احمدیت میں عمر بھر میاں صاحب نے جو کچھ خرچ کیا۔ وہ اتنی بیش بہا متاع ہے کہ اس کا صلہ انہیں صرف خدا ہی کے دربار سے مل سکتا ہے میاں صاحب صرف سرمایہ دار ہی نہیں وہ علم دوست بھی تھے وہ بڑے اچھے خطیب تھے اور اہلِ قلم کی حیثیت سے صاحب اسلوب مصنف بھی تھے جب مخالفتیں حد سے بڑھ گئیں اور دشمنوں نے احمدیت کے راستے روک دیئے تو میاں صاحب کی غیرت انہیں فرنگستان لے گئی۔ وہاں جاکر انہوں نے اپنی جیب خاص سے ہالینڈ میں ایک عظیم الشان اسلامی مشن قائم کر دیا۔ اس کے لئے مبلغ مقرر کئے وہاں مجالس منعقد کرنے کے لئے انتظامات کئے۔ ایک باقاعدہ رسالہ اس مشن کے کاموں کی اشاعت کے لئے جاری کر دیا۔ اس مشن کو قائم ہوئے اب کئی سال گذر چکے ہیں اور کئی تشنگانِ آبِ حقیقت اس سرچشمہ سے اپنی رُوحانی پیاس بجھا کر دائرہ اسلام میں داخل ہو چکے ہیں۔ میاں صاحب اس پیرانہ سالی کے باوجود کاروبار کے سلسلہ میں تقریباً ہر سال یورپ تشریف لے جاتے اور اصل غرض یہ ہوتی تھی کہ اپنے اس جاری کردہ مشن کو دیکھیں اس کی ترقی کو پرکھیں۔ اسکے نظام پر اثر انداز ہوں۔ وہ کئی روز وہاں سکونت رکھتے اور وہاں مجلسوں میں شامل ہوتے تھے اور خود وعظ و نصیحت کر کے تبلیغ کا حق ادا کرتے تھے۔ یوں میاں صاحب نے اپنے ہاتھ سے اسی دنیا میں اپنے لئے تعمیرِ جنّت کا سامان مہیا کر دیا۔ اور اب خدا کے فضل و کرم سے وہ دوسری زندگی میں نعماء الٰہی سے فیض یاب ہو رہے ہیں۔ ہاں ہماری جماعت کے رسالہ روحِ اسلام کے بھی وہی بانی مبانی ہیں اور انہی کے فیض سے وہ اپنی ترقی کی منازل طے کرتا رہا ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے اور اس کا اعتراف کر لینا چاہیئے کہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے زرّین کارنامے بڑی حد تک میاں محمد صاحب مرحوم میں ظاہراً سرمایہ دار اور باطناً درویش صفت خاندان کی مساعی

(باقی برطے ۹ کالم ۳)

از ملک خدا بخش صاحب پنشنر سپرنٹنڈنٹ محکمہ انہار لاہور

آہ! حضرت الحاج میاں محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

دل بدرد آمد ز ہجر ایں چنیں یکرنگ دوست
لیک راضی ایم بر فضلِ خداوندِ کریم

ہمارے سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مربی و سرپرست حضرت میاں محمد رحمۃ اللہ علیہ ۱۲ر فروری ۱۹۶۷ء کو بوقت چار بجے علی الصبح ... اپنے مولیٰ حقیقی سے جا ملے۔ اور ہم سب کو گریہ و درد میں چھوڑ گئے انا للہ و انا الیہ راجعون مجھے یہ خبر میرے پوتے برخوردار اعجاز نے جو مسلم ہائی سکول میں آٹھویں جماعت میں پڑھتا ہے آکر سنائی۔ مسلم ہائی سکول حضرت میاں صاحب کی وفات کی خبر سنتے ہی فوراً بند ہو گیا اور جماعت کے حضرت امیر و دیگر بزرگان سلسلہ سپیشل بسوں میں سوار ہو کر لائل پور روانہ ہو گئے مجھے یہ خبر تین بجے کے قریب ملی۔ اور میں نے اسی وقت اپنے پوتے اعجاز احمد کو اپنے لڑکے ملک سعید احمد جو محکمۂ پولیس میں (اکاؤنٹنٹ) سب انسپکٹر ہے کے پاس بھیجا تا کہ وہ دو یوم کی رخصت حاصل کر لے۔ اور مجھے اپنے ہمراہ لائل پور لے چلے کیونکہ میں بوجہ بیماری اکیلا جانے سے معذور تھا رخصت ملنے پر ہم دوسرے دن علی الصبح ... لائل پور روانہ ہو گئے۔ اور دس بجے کے قریب وہاں پہنچ گئے۔ وہاں جا کر ہم نے فاتحہ پڑھی اور آپ کے صاحبزادگان سے تعزیت کی اور تلقین کی کہ اس پودے کو جو حضرت ممدوح مرحوم نے لگایا ہے سرسبز و شاداب رکھیں اور جہاں تک ہو سکے اس کو ترقی دیں۔ پھر مزار پر جو مسجد احمدیہ کے احاطہ میں بنایا گیا ہے اور وہاں حضرت ممدوح کی بیگم صاحبہ کا بھی مزار ہے جا کر فاتحہ پڑھی اور پُرسوز لہجے میں اُن کے مزار پر آنسوؤں سے بھری آنکھوں کے ساتھ یہ شعر پڑھا ؎

کون سی کی نہ دوا کون سی مانگی نہ دُعا
ہم نے کیا کیا نہ کیا تیرے سنبھلنے کے لئے

قبر پر جا کر بڑی رقت طاری ہو گئی اور دنیا کی بے ثباتی پر بڑا خیال پیدا ہوا۔ کہ یہ بزرگ جسے اس زمانے میں جبکہ تجارت ہندوؤں کے ہاتھ میں تھی مردانہ وار کوشش و سعی سے مسلمانوں میں تجارت کا شوق پیدا کیا اور کام کو اس قدر مردانہ وار بڑھایا کہ خدا کے فضل سے آپ نے پشاور۔ لاہور۔ لائل پور۔ کراچی۔ بلکہ سب جگہ فیکٹریاں اور فلور ملز قائم کئے۔ اور گھی کا کاروبار لاہور میں شروع کیا جو خدا کے فضل سے کامیابی سے چل رہا ہے اور لائل پور میں پریمیئر کلاتھ مل کی بنیاد رکھی جو کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بڑی کامیابی سے چل رہی ہے۔ اس کے علاوہ اور بہت سے کام تھے جو حضرت میاں صاحب نے کئے اور ادا کرتے رہے تھے اور ہمیشہ ہر کام میں ان کی کامیابی اور نصرت اللہ تعالیٰ عطا فرماتا تھا۔

سلسلہ عالیہ احمدیہ سے ان کو دلی محبت تھی۔ اور اس سلسلہ میں انہوں نے اس سلسلہ کی بے حد امداد کی اور روپیہ پیسہ بے دریغ خرچ کیا۔ بلکہ ہالینڈ میں ایک مشن تبلیغ دین کے لئے اپنی طرف سے قائم کیا اور اخبار جاری کیا جو آج تک نہایت خوش اسلوبی سے چل رہا ہے حضرت میاں صاحب مرحوم و مغفور کو صحت عامہ کی طرف بھی بڑا خیال تھا۔ اور اپنے خرچ سے ایک عالی شان ہسپتال قائم کیا جو بڑی خوش اسلوبی سے مخلوق خدا کی خدمت کر رہا ہے۔ آپ بڑے مخیر تھے نیز غرباء اور ناداروں کی خدمت کرنا اپنا نصب العین سمجھتے تھے۔ یہاں تک کہ سلسلہ کے لوگوں کے ساتھ بھی ان کا یہی سلوک تھا۔

۱۹۴۷ء میں جب ہماری مشرقی پنجاب سے ہجرت ہوئی اور ہم لاہور میں پہنچ گئے تو پاکستان گورنمنٹ نے چونکہ محکموں میں ہندوؤں کے چلے جانے سے آدمیوں کی کمی ہو گئی تھی اپنے پنشنر عہدہ داروں کو طلب فرمایا۔ اس لئے میں نے بھی اپنی خدمات گورنمنٹ کے سپرد کر دیں اور مجھے اس سلسلہ میں چیف انجنیئر جو کہ ایک انگریز تھے اور جن کے ماتحت میں پہلے کبھی بطور ہیڈ کلرک کام کر چکا تھا لائل پور تعینات کر دیا۔ میں جس وقت لائل پور پہنچا اور حضرت میاں صاحب کو میری اس بے بسی کی حالت میں لائلپور پہنچنے کا علم ہوا تو فوراً اپنے صاحبزادگان میاں اللہ بخش صاحب اور میاں فضل احمد صاحب کو ہدایت کی کہ میری اور میرے بچوں کی ہر طرح امداد کی جائے۔ تاکہ اُن کو اس حالت میں کوئی تکلیف محسوس نہ ہو، سامان خورد و نوش اور گرم کپڑے لحاف وغیرہ میری اور میرے بچوں کی مدد کے لئے بھیج دیئے جس کا میرے دل میں اب تک احساس ہے اور میں کبھی بھی ان احسانوں کو بھول نہیں سکتا۔ اور وقتاً فوقتاً مجھ سے حضرت میاں صاحب دریافت فرمایا کرتے تھے کہ کسی قسم کی تکلیف ہو تو بلا تکلف بیان فرمائیں انتظام کر دیا جائے گا۔ چونکہ مجھے کنال کالونی میں سرکاری کوارٹر کلاس لے مل گیا تھا اور مجھے مبلغ -/350 روپے ماہوار تنخواہ ملنی شروع ہو گئی تھی اس لئے میں نے حضرت میاں صاحب کا شکریہ ادا کیا اور انہیں ہمیشہ اپنی دعاؤں میں یاد رکھا۔ ایسے قیمتی وجود اگرچہ ہم سے جدا ہو گئے لیکن بقول شاعر ؎

مرنے والے مرتے ہیں لیکن فنا ہوتے نہیں
وہ حقیقت میں کبھی ہم سے جُدا ہوتے نہیں

وہ آج بھی زندہ ہیں ان کی بلند ظرفی اور پاکیزگی، شرافت و خلوص فانی جسم کے ساتھ فنا نہیں ہو سکتا اور میں یہ غلط نہیں کہہ رہا کہ اُن کی پاک رُوح اَب بھی فردوس کے جھروکوں سے مجھے دیکھ رہی ہے۔ وہ اَب بھی میری فلاح و بہبود کے لئے محبوب حقیقی سے دست بدعا ہو گی اور ہر مشکل میں راہنمائی کرے گی۔ آخر میں میں اس مقدس ہستی کے لئے دُعا کرتا ہوں کہ

آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے
سبزۂ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

عرصہ دو سال کا ہوا کہ میں نماز تہجد میں اپنے سلسلے کی ترقی اور بزرگوں کی درازی عمر کے لئے دعا کر رہا تھا تو کشفی حالت میں مجھے دکھایا گیا کہ حضرت میاں صاحب فوت ہو گئے ہیں اور ان کا جنازہ میری آنکھوں کے سامنے لایا گیا ہے۔ میں یہ دیکھ کر خدا کے حضور میں سربسجود ہو گیا کہ اے مولا ہم تو پہلے ہی بہت کم ہیں ایسے قیمتی وجود کا ہمارے درمیان سے جُدا ہو جانا ایک سانحۂ عظیم ہے میں دعا سے فارغ ہی ہوا تھا کہ کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت میاں صاحب چارپائی سے اُٹھ کر میری طرف آ رہے ہیں اور فرمانے لگے کہ آپ کی دعاؤں نے مجھے دوبارہ زندگی بخشی ہے میری کشفی حالت دُور ہوئی تو میں نے اسی وقت جناب میاں فضل احمد صاحب کو اس واقعہ کی اطلاع دی اور ان کو کہا کہ میں نے یہ منذر و مبشر نظارہ دیکھا ہے اس لئے مجھے جلد حضرت میاں صاحب کی صحت سے مطلع فرمائیں۔ جناب میاں فضل احمد صاحب نے مجھے محبت بھرا خط شکریہ ادا کر کے لکھا کہ واقعی میاں صاحب کی حالت خراب ہو چکی تھی لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ رُو بصحت ہیں آپ دعاؤں میں لگے رہیں۔

اس کے بعد ایک اور واقعہ پیش آیا کہ حضرت میاں صاحب اللہ کے فضل سے گزشتہ جلسہ سالانہ سے پہلے جمعہ کے روز مجلس منتظمہ میں شامل ہونے کے لئے تشریف لائے اور نماز کے وقت میرے پاس ہی بیٹھے تھے مگر چونکہ میری دونوں آنکھیں سفید موتیا کے اثر سے بند ہو چکی تھیں مجھے معلوم نہ ہو سکا کہ حضرت میاں صاحب میرے پاس ہی تشریف فرما ہیں۔ میں نے ان کی طرف کوئی توجہ نہ کی۔ جب نماز ختم ہو چکی تو حضرت نے فرمایا ملک صاحب کیا وجہ ہے کہ آپ نے میری طرف توجہ نہیں کی۔ کیا آپ مجھ سے ناراض ہیں۔ میں نے فوراً ہی آپ کی آواز پہچان لی اور کہا کیا آپ حضرت میاں محمد صاحب ہیں۔ تو فرمایا ہاں۔ میں فوراً ان سے بغلگیر ہو گیا۔ اور معذرت کی میری دونوں آنکھیں بند ہو چکی تھیں جس کی بناء پر آپ کو نہ دیکھ سکا۔ معافی کا طلبگار ہوں حضرت میاں محمد صاحب نے بڑے افسوس کا اظہار کیا اور فرمایا فوراً اپریشن کراؤ۔

(باقی صفحہ ۲۷ کالم ۳)

پروفیسر محمد فاضل صاحب ایم ایس سی پشاور

ان کا وجود احمدیت کی قوت و شوکت کا موجب تھا

حضرت الحاج میاں محمدؐ صاحب کی وفات صدمۂ عظیم ہے۔ خالق نے وہ ذہانت ان کو بخشی تھی جو شاذ و نادر کسی وجود کو نصیب ہوتی ہے۔ ذہانت کو کام میں لانے کے مواقع ان کو نصیب ہوئے۔ ان میں آپ کے اور بھی اعلےٰ جوہر مصروفِ کار ہوئے۔ اور انہوں نے ملک کی صنعت کو بے مثال ترقی پر پہنچایا۔ دولت کی اُن پر بارش ہوئی عام طور پر لوگ الاماشاءاللہ دولت کے نشہ سے سرشار ہوکر دنیا ہی کے ہو جاتے ہیں۔ دین کے ساتھ کوئی تعلق نہیں رہتا۔ مگر پروردگار کے فضل و کرم نے الحاج میاں صاحب کو دولت کے زہریلے اثرات سے محفوظ رکھا۔ دولت کی تیز اور تند ہوائیں ان کے نورِ ایمان کی قندیل کو دھیما نہ کرسکیں۔

جناب میاں صاحب جماعت احمدیہ کے مستحکم اور مضبوط ستون تھے۔ ان کا وجود احمدیت کی قوت اور شوکت کا موجب تھا۔ مامور وقت کا دامن ان کے ہاتھ میں مضبوط سے مضبوط تر ہوتا گیا۔ ان کے دل میں یہ خدشہ پیدا نہ ہو سکا کہ احمدی کے نام سے ان کی صنعتی ترقی میں مشکلات پیدا ہوں گی۔ اور یہ کوئی آسان کام نہیں ہے مگر میاں صاحب کے سینہ میں نورِ ایمان کا چراغ روشن تھا زبردست جرأتِ ایمان تھی۔ ہالینڈ میں اپنے خرچ پر اسلامی مشن کھول کر انہوں نے اسلام کی اعلےٰ خدمت سرانجام دی اور حضرت امامِ وقت کے مشن کو پورا کیا۔ اور یہی حقیقی احمدیت ہے کہ اسلام کو دنیا کے گوشہ گوشہ میں پھیلایا جائے۔ یہی حضرت مسیح موعود کا کام تھا۔ اسے زندہ رکھا جائے۔ احمدی احباب کے ساتھ انہوں نے بڑے اعلےٰ سلوک کئے۔ احمدیوں کے لئے اپنے کارخانوں میں روزگار مہیا کئے۔ اچھی اچھی ملازمتیں دیں۔

الحاج میاں صاحب بڑے شفیق دوست تھے میرے قبلہ والد صاحب کے ساتھ بھی بہت دوستی تھی۔ اور کمال یہ کہ آپ کی مودت دنیاوی طمع اور نفسانی اغراض سے بالکل منزہ اور پاک ہوتی تھی۔ صرف دنیا والا سرمایہ دار تو دوست بناتے وقت پہلی بات یہی سوچتا ہے کہ اس شخص کی دوستی سے مجھے کیا نفع حاصل ہوگا۔ میرے کارخانہ کے واسطے یہ شخص کتنا کارآمد ہوگا۔ قبلہ والد صاحب کے ساتھ میں متعدد مرتبہ لائل پور جناب میاں صاحب کے ہاں گیا ہوں۔ ان کے پاس ہم ٹھہرتے رہے ہیں۔ اپنے دوست کے ساتھ میاں صاحب کی محبت اور سلوک اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ دین کے لئے مودّت کا تو بچشم خود مشاہدہ کیا ہے۔ اس کی یاد ابھی تک زندہ ہے۔ گرمی کے موسم میں میاں صاحب کے بنگلہ کے سامنے بہت کھلے صحن میں چارپائیاں ہوتی تھیں۔ رات کو بھی میاں صاحب مہمانوں کے ساتھ وہاں بیٹھے رہتے تھے۔ اور ایک ملازم رات کو اپنی ڈیوٹی کے وقت مہمانوں کی دیکھ بھال اور خدمت کے واسطے حاضر رہتا۔ آٹھ گھنٹہ کے بعد دوسرا آجاتا۔ ایک مرتبہ قبلہ والد صاحب کے ایک معزز دوست بھی ہمارے ساتھ تھے۔ والد صاحب جب لیٹ گئے تو مَیں ان کا بدن دبانے لگا۔ میاں صاحب نے ڈیوٹی والے ملازم کو معزز مہمان کا بدن دبانے پر لگا دیا۔

میاں صاحب کی مؤدت بے نظیر رنگ رکھتی تھی۔ دوست کی وفات کے بعد بھی وفا کے پانی سے مودت کی آبیاری فرماتے رہے۔

قبلہ والد صاحب کی وفات پر ہمدردی بھرا تعزیتی خط جو مجھے میاں صاحب نے بھیجا تھا۔ اس میں انہوں نے اپنا کشف مجھے تحریر فرمایا۔ جس سے میری بہت دلجوئی ہوئی۔ اور وہ کشف مجھے اب تک یاد ہے۔

اپنی اولاد کی الحاج میاں صاحب نے اپنے نمونہ سے اعلےٰ تربیت فرمائی۔ اور اُن کو نہ صرف دنیاوی دولت بلکہ دین کی دولت کا بھی وارث بنایا۔

ان الابرار لفی نعیم

مولا کریم تو میاں صاحب کو جنت کے مقامِ علیین میں جگہ عطا فرما۔ آمین

از مرزا منیر احمد نصیر لائلپور

خدا کا پیارا نبی کا عاشق مسیح دوراں کا سچا ساتھی
خدا کے اسلام کا مبلغ حدیث و قرآں کا دل سے حامی

بچھڑ گئے وہ میاں محمدؐ اجل کے ہاتھوں میں ہاتھ دے کر
ہمیں رولایا ہے آپ ہنس کے خدا کی منشاء کا ساتھ دیکر

بچھڑنے والے میری دعا ہے لبہے تو جنت کی وسعتوں میں
خدا کی بخشش تجھے پکارے بسے خدا کی تو رحمتوں میں

شریک بزم شفیع محشر رہے ہمیشہ تو گردِ کوثر
تیری لحد نورِ ربّ کعبہ سے تا قیامت رہے منوّر

آمین ثم آمین

از مرزا منیر احمد نصیر

الحاج حضرت میاں محمد صاحب

جناب حضرت میاں محمدؐ بھی آج مرحوم ہوگئے ہیں
ہم انکی برکت اثر دعاؤں سے آہ محروم ہوگئے ہیں

اُٹھائے کاندھوں پہ اُنکی میت چلے جو احباب روتے روتے
فضائیں ویراں سی ہوگئیں سب نظارے مغموم ہوگئے ہیں

فلک کی چشمِ افق سے اشکِ پیازی پیہم ٹپک رہا ہے
یہ ابرِ گردوں پہ دودِ ماتم اثر کے مفہوم ہوگئے ہیں

وہ خیر مقدم کو آئیں جنت سے حوریں رحمت کے پھول لیکر
یہ آج قلبِ سلیم والے ہمارا مقسوم ہوگئے ہیں

وہ مظہر اسوۂ صحابہ وہ نقش اِک قلبِ مطمئن کا
صفات و کردار و خلق اسکے ہر اک کو معلوم ہوگئے ہیں

مری نوائے الم فزا کو نہ آپ سمجھیں کہ شاعری ہے
فراقِ حضرت میاں میں آنسو ٹپک کے منظوم ہوگئے ہیں

آہ! حضرت الحاج میاں محمد صاحب رح

(بسلسلہ صفحہ ۲۶)

انشاءاللہ نظر ٹھیک ہو جائے گی۔ یہ اکتوبر ۱۹۶۶ء کے پہلے ہفتہ کا واقعہ ہے۔ مَیں نے اُن کے حکم کی تعمیل کی اور ۱۸ اکتوبر ۱۹۶۶ء کو پہلا اپریشن علی ہسپتال لاہور میں کروایا جو خدا کے فضل سے کامیاب ہوا۔ جلسہ سالانہ پر جب حضرت ممدوح تشریف لائے تو مَیں اُن سے ملا تو مجھے گرمجوشی کے ساتھ اپنے سینے سے لگا لیا اور مجھے مبارکباد دی۔ اور فرمانے لگے دوسری آنکھ کا بھی جلدی اپریشن کروالیں میں نے عرض کی کہ مبلغ ایک ہزار روپیہ میری پہلی آنکھ پر خرچ ہوگیا ہے۔ میں انشاءاللہ پھر انتظام کرکے دوسری آنکھ کا بھی اپریشن کروالوں گا۔ تو فرمانے لگے پرواہ نہ کریں اور دوسری آنکھ کا اپریشن بھی اسی موسم میں کروالیں۔ اللہ تعالےٰ آپ کا حامی و ناصر ہو مگر افسوس کہ میرے محسن اور مربی دوست اس واقعہ سے پہلے دنیا سے رحلت فرما گئے اور میرے دوسرے اپریشن سے پہلے ہی مولائے حقیقی سے جا ملے۔ میں اپنی دعاؤں کے ساتھ اس عریضہ کو ختم کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ ان کو جنت میں اعلیٰ درجات عطا فرمائے۔ آمین۔ خدا بخشے

غلام نبی مُسلم صاحب

حضرت میاں محمد رحمۃ اللہ علیہ

جو بادہ کش تھے پُرانے وہ اُٹھتے جاتے ہیں
کہیں سے آبِ بقائے دوام لے ساقی

حضرت میاں محمد مرحوم کی عالمِ بقا کو رحلت ایسا صدمہ نہیں جسے اس قحط الرجال اور اسلام کی بےکسی کے دور میں آسانی سے نظر انداز کیا یا بھلایا جاسکے، اور جن صلحائے قوم کے دل میں اسلام کی اشاعت اور غلبے کی تڑپ ہے وہ مُدتوں اس عظیم، مجبّر او رجاں نثارِ اسلام کی وفات پر خون کے آنسو روتے رہیں گے۔

آئے عشاق گئے وعدۂ فردا لے کر
اب اُنہیں ڈھونڈھ چراغِ رخِ زیبا لے کر

میاں صاحب مرحوم اُن خوش قسمت ہستیوں میں سے تھے جنہیں حضرت مجدّد زمان مسیح موعود رحمۃ اللہ علیہ کا مبارک اور پُرنور چہرہ دیکھنا نصیب ہوا، آپ کے دستِ مبارک پر بیعت کا شرف نصیب ہوا، جنہیں امامِ وقت رحمہ نے اپنی دعاؤں اور شفقت سے نوازا، جن کا آٹھ نو سال کی عمر میں سینہ غل و غش سے پاک تھا۔ اور حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی توجہ کا روحانی نقش آپ کے دل و دماغ پر گہرا اور لازوال بیٹھا۔

اِس کیمیاگر رحمۃ اللہ علیہ کی باطل سوز پاک نگاہ نے آپ کے سینے کو منزہ کر دیا۔ اور اس میں اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی خدمت کی تڑپ بھر دی۔ عمر کے ساتھ ساتھ اس حسین و جمیل مردِ مومن کے باطنی حسن و جمال میں بھی اضافہ ہوتا گیا۔ خدمتِ دین کا جذبہ رگ و ریشے میں سماتا گیا۔ اور جہاں آپ نے دنیاوی معاملات میں دین کو دنیا پر مقدم کیا، وہاں آپ کی دولت، ذہانت اور فطری استعدادیں، دینِ حق کی ترقی سلسلۂ عالیہ احمدیہ کی عظمت اور خلقِ خدا کی بہبود و فلاح میں صرف ہونے لگیں۔

یہ آپ کے خلوص، صائب رائے اور حضرت صاحب علیہ الرحمۃ سے بےپناہ عقیدت کا نتیجہ تھا، کہ غلو پرستی کے دور میں آپ کی نگاہوں نے حقیقت کو اوجھل نہ ہونے دیا غالیوں کی کثرت نے آپ کو مرعوب نہ کیا، اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت غالب آئی اور جہاں آپ نے دشمنوں کے غلط عقائد کو دل میں جگہ نہ دی وہاں غالی گروہ کے غلط عقائد اور مقاصد سے دامن بچائے رکھا۔

آپ کے دل میں خدمت دین کی جو تڑپ موجود تھی، اس نے آپ کو بےقرار کیا، اور آپ نے جماعت کی مالی اور ذہنی اعانت پر توجہ دی، تاکہ اس طریق سے جماعت اور بانیٔ سلسلہ رحمہ کے مقاصد کو تقویت پہنچے چنانچہ آپ نے زرِکثیر سے ایک ٹرسٹ قائم کیا، جس کی غرض و غایت آپ کی بصیرت اور بانیٔ سلسلہ علیہ الرحمۃ کی تعلیمات و ارشادات کی روشنی میں اسلام کے پیغام کو یورپ تک پہنچانا ہے۔ اس وقف کے ماتحت اس وقت ہالینڈ میں تبلیغی مشن کامیابی حاصل کر رہا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ نے ڈچ زبان میں ایک رسالہ "الفارق" جاری کیا، جس کے انگریزی اور اُردو کے ایڈیشنوں کی تیاریاں ہوچکی ہیں، اور آپ کے صاحبزادگان بمصداق الولد سرٌ لابیہ آپ کے مشن کی ترقی کے لئے کوشاں ہیں۔

دین کی اشاعت کے علاوہ آپ نے بضعم عنہم اصرھم کی سنتِ نبوی کے مطابق خلقِ خدا کی خدمت کو بھی مقاصدِ زندگی میں شامل کئے رکھا، کیونکہ اسلام میں معرفتِ الٰہی اور تعلق باللہ کی تکمیل خدمت خلق کے بغیر ناممکن ہے۔ اس سلسلے میں جہاں آپ کی سخاوت سے ہزارہا مساکین، یتیم اور نادار زن و مرد مستفید ہوتے تھے وہاں آپ نے عامۃ الناس کی خدمت کے لئے ہسپتال قائم کئے۔ اور اس طرح دکھی دنیا کے دکھ درد کا مداوا کیا۔

حضرت مجدّد زمان علیہ الرحمۃ کی محبت کا تقاضا تھا کہ آپ کے وابستگان دامن سے محبت کی جائے۔ آپ کا سینہ برادران سلسلہ کی محبت سے بھرپور تھا، بالخصوص اکابرِ سلسلہ کے آپ فدائی تھے، اور کسی قسم کی غلط فہمی یا اختلافِ رائے آپ کو متاثر نہ کرتی تھی۔ علاوہ ازیں جماعت کے نادار افراد جب کبھی آپ سے استمداد کرتے تو آپ انشراحِ صدر کے ساتھ دستِ رأفت و شفقت بڑھاتے۔

آپ کی دینی رغبت اور جوش کا نمونہ صالح خدا پرست اور خادمِ دین اولاد ہے۔ دولت کی فراوانی اکثر انسان کو اولاد سے غافل کر دیتی ہے۔ لیکن آپ اس فریضہ سے غافل نہ تھے، قوا انفسکم واھلیکم ناراً کا ارشادِ خداوندی آپ کی نگاہوں میں تھا۔ چنانچہ آپ نے اولاد کی تربیت بطریق احسن کی، جس کا نتیجہ یہ ہے کہ آپ کی اولاد نیک اور سلسلہ سے گہری محبت اور شغف رکھتی ہے۔ اور جو لوگ آپ کی اولاد سے واقف ہیں وہ آپ کی توجہ اور تربیت کو بنظرِ تحسین دیکھتے ہیں اور ہمیں امید ہے کہ آپ کے فرزندانِ محترم آپ کے لگائے ہوئے پودے کی آبیاری اور ترقی کے لئے کامل انہماک سے کام لیتے رہیں گے۔

حضرت میاں صاحب علیہ الرحمۃ ہمارے درمیان نہیں، اور اُن کا پیدا کردہ خلا بآسانی پورا ہوتا نظر نہیں آتا، تاہم آپ کا نمونہ احبابِ جماعت کے قلب و نظر کی غذا ہے۔ اور انشاءاللہ ہم کوشش کریں گے کہ آپ کی روشن کردہ مشعل کو زمانے کے حوادث سے محفوظ رکھ کر اس کی روشنی دنیائے کفر کے گوشوں تک لے جائیں۔

اللّٰھم اغفر لنا ولاخواننا الذین
سبقونا بالایمان ولا تجعل
فی قلوبنا غلاً للذین امنوا۔

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق

از میاں محمد صادق صاحب ریٹائرڈ ڈی۔ایس پی۔ لاہور

حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے ؎

ہر آنکہ زاد بناچار بایدش نوشید
زجامِ دہر مئے کل من علیہا فان

پریمیئر کلاتھ ملز لائل پور کے میاں محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو بھی وہ جام پینا پڑا اور عالمِ اسلام اور جماعت احمدیہ کو یہ صدمہ برداشت کرنا پڑا لیکن یہ موت ایسی نہیں کہ دلوں سے رہتی دُنیا تک محو ہوجاوے ؎

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوامِ ما

یوں تو میاں صاحب مرحوم کے وجود سے فیض یاب ہونے والے انفاس کی تعداد کی وسعت کا احاطہ کرنا آسان نہیں۔ لیکن مجھے خوبی قسمت سے ایک دفعہ ان کے دولت کدہ پر ایک رات بسر کرنے کا شرف حاصل ہوا وہ اب تک مجھے یاد ہے۔ وہ میری زندگی کا پہلا موقعہ تھا۔ میں نے میاں صاحب مرحوم کے متعلق اس وقت تک جو سُن رکھا تھا۔ خود تجربہ کر کے دیکھ لیا۔ وہ بڑی خندہ پیشانی اور شفقت بزرگانہ سے پیش آئے اب جونہی ان کی وفات کی خبر ملی۔ وہ تمام نقشہ میری آنکھوں کے سامنے آگیا اسے حوالہ قلم کر رہا ہوں ؎

ہزاروں سال نرگس اپنی بےنوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

جماعت گدگ (انڈیا) کا اظہارِ افسوس

یہ خبر بہت ہی افسوس اور صدمہ کے ساتھ سُنی گئی......!

کہ جناب شیخ میاں محمدؐ صاحب اچانک انتقال کر گئے۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالے مرحوم کو اپنے جوارِ رحمت میں داخل کرے۔ اور ان کے پسماندگان کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔

احبابِ جماعت احمدیہ انجمن اشاعت اسلام گدگ میل۔ جناب شیخ میاں محمد صاحب کی موت پر اظہارِ افسوس کرتے ہوئے یہ دلی دُعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے۔ درجات کی بلندی عطا فرمائے اور انہیں جنت الفردوس میں داخل فرمائے۔ (آمین)

عبدالرب خان برہم (لائلپور)

حضرت میاں صاحب مرحوم کا حقیقی ورثہ

حضرت میاں صاحب کی رحلت سے ہماری جماعت ایک عظیم بزرگ اور ایک نہایت ہی سرگرم رُکن سے محروم ہوگئی ہے۔ آپ کے وصال سے جو خلا پیدا ہوا ہے وہ کافی دیر تک محسوس کیا جائے گا آپ کو حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی صحبت سے فیضیاب ہونے کا شرف حاصل تھا۔ اور وہ جذب اور نور جو حضرت اقدسؑ سے فیضیافتہ بزرگوں کا خاصہ تھا وہ آپ میں بدرجۂ اتم موجود تھا۔ آپ کی جُدائی سے جماعت کو جو نقصان پہنچا ہے۔ اس کی تلافی ممکن نہیں۔ بالخصوص جماعت لائل پور میں آپ بزرگی میں علم میں۔ تقوے و طہارت میں۔ عنایں اور غریب نوازی میں سب سے بڑھ کر تھے۔ اور حقیقی رنگ میں شمع محفل تھے آپ کے فیضان کا سلسلہ کئی لحاظ سے بہت وسیع تھا۔ اور جماعت کی تقویّت کا باعث تھا۔ آپ کی جدائی ہمارے لئے ایک سانحۂ عظیم ہے۔ مگر صبر کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ خداتعالےٰ کا بلاوا ہم سب کے لئے مقدّر ہے۔ اور ایسے موقعوں پر ارشادِ خداوندی یہی ہے کہ ہم انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھیں۔ اور اس کی رضا پر راضی ہوجائیں۔

حضرت میاں صاحب مرحوم بہت سی خوبیوں کے مالک تھے۔ آپ میں تبلیغی جوش و خروش بہت زیادہ تھا۔ بحث و تکرار کے رنگ میں نہیں۔ بلکہ خاموش عملی رنگ میں ہالینڈ مشن کا قیام اور ملکۂ ہالینڈ کی خدمت میں خود حاضر ہوکر قرآن شریف کا ہدیہ پیش کرنا اسی تبلیغی ولولے کا نتیجہ تھا۔ نیز آپ اپنے عظیم کاروبار سے وقت نکال کر گاہ بگاہ یورپی ملکوں کے دَورے پر نکل جاتے۔ اور جماعت کے تبلیغی مراکز کا معائنہ فرماتے۔ نومسلموں سے ملتے اور غیرمسلموں سے مل کر اُنہیں اسلام کے محاسن سے آگاہ کرتے۔ اور سفر سے واپس آکر اُن سے قلمی روابط قائم رکھتے اور اسلام پر مشتمل لٹریچر انکو بھجواتے رہتے۔

(۲) آپ حد درجہ ہمدرد انسان تھے بالخصوص جن لوگوں سے متعارف تھے اُن میں سے کسی کی مشکل کا اگر آپ کو علم ہوجاتا تو حتی المقدور اُن کی مدد فرماتے۔ یہ خاموش اور پوشیدہ مدد کا سلسلہ بہت وسیع اور ہمیشہ جاری و ساری رہتا تھا۔ مجھے آپ کے کئی ملنے والوں نے بتایا کہ کس طرح آپ نے آڑے وقت بغیر کسی سوال کے اُن کی مدد فرمائی ایک مرتبہ مجھے بھی حیرانی ہوئی۔ میری اہلیہ مرحومہ بیمار ہوگئی، نہ جانے کس طرح حضرت میاں صاحب کو اُس کی بیماری کا علم ہوگیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ لیڈی ڈاکٹر دروازہ پر دستک دے رہی ہے۔ میں نے آنے کا سبب دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ حضرت میاں صاحب مرحوم نے اس کو ہدایت فرمائی ہے کہ وہ میری اہلیہ کا معاینہ کرے۔ اور جب تک صحت نہ ہو جائے۔ روزانہ گھر جاکر علاج معالجہ کرے۔ چنانچہ لیڈی ڈاکٹر حسب ہدایت تا صحت روزانہ ہمارے گھر آتی رہی۔ میں نے ہرچند کہا کہ آپ کے روزانہ آنے کی ضرورت نہیں میں خود حاضر ہوکر اور احوال بتاکر دوائی لے آیا کروں گا۔ مگر اُس نے کہا کہ مجھے یہی ہدایت ہے اور حضرت میاں صاحب بھی مجھ سے احوال دریافت کرتے رہتے ہیں میرے لائل پور کے تیس سالہ قیام کے دوران تین چار مرتبہ ایسا ہی اتفاق ہوا کہ بیماری کا علم ہوتے ہی حضرت میاں صاحب مرحوم کی طرف سے ڈاکٹر پہنچ جاتا۔ اسی طرح شادی وغیرہ کے موقعوں پر بھی اگر کسی کا ہاتھ تنگ دیکھتے تو معقول رقم انکے گھر بھجوا دیتے۔

(۳) متعارف لوگوں کے علاوہ عام نوعِ انسانی کے لئے بھی اُن کے دل میں بہت درد تھا۔ چنانچہ لائل پور میں ایک ہسپتال اپنی مرحومہ بیگم صاحبہ کے ایصال ثواب کے لئے کھول رکھا تھا۔ جہاں سے سینکڑوں مریضوں کو روزانہ مفت دوائی ملتی ہے۔ ایک ہسپتال آپ کے والد صاحب مرحوم و مغفور کے نام پر عرصہ دراز سے جلیوت میں قائم ہے جس کے جملہ مصارف آپ برداشت کرتے تھے۔ ان دونوں ہسپتالوں کے لئے علیحدہ علیحدہ ٹرسٹ قائم ہیں۔ ایک آپ کے والد بزرگوار مرحوم کے نام پر اور دوسرا آپ کی بیگم صاحبہ مرحومہ کے نام پر علاوہ ازیں حال ہی میں آپ نے ایک عظیم ہسپتال اپنے نام پر قائم کیا ہے۔ اور اس ہسپتال کے مصارف کے لئے لاکھوں روپے پر مشتمل ایک ٹرسٹ قائم کیا گیا ہے یہ جنرل ہسپتال بہت وسیع ہے۔ اور ہنوز اس کی تعمیرات کا سلسلہ جاری و ساری ہے۔ اس جنرل ہسپتال میں ادویہ وغیرہ کے علاوہ ہر قسم کی سرجری کا بھی اہتمام کیا گیا ہے اور مریضوں کی رہائش کے لئے زنانہ و مردانہ علیحدہ علیحدہ وارڈ قائم کئے گئے ہیں۔ اس عظیم ہسپتال کو دیکھ کر کچھ کچھ اس بات کا اندازہ ہوجاتا ہے کہ اس ہسپتال کے بنانے والے کا دل کس قدر انسانی ہمدردی سے معمور تھا۔

(۴) آپ حضرت اقدسؑ کے اہل بیت کی بہت عزت فرماتے تھے۔ ہرچند اس زمانہ میں پیرپرستی کا بہت زور شور ہے۔ لیکن اہلِ علم کا ایک خاص طبقہ اس جہالت اور نذر و نیاز کے سلسلہ کو فضول خیال کرتا ہے۔ ربوہ کے خلیفہ صاحب مرحوم سے ہمارا اختلاف ہی کچھ اس قسم کا تھا کہ حضرت اقدس کا الہام "انه عمل غیر صالح" ہی اس کی کچھ وضاحت کرسکتا ہے۔ حضرت میاں صاحب مرحوم کو اہلِ ربوہ سے عقیدے کا اختلاف تھا۔ مگر جہاں بات الہام مذکورہ بالا کے مفہوم کے دائرے میں داخل ہوتی۔ آپ فوراً منع فرما دیتے۔ آپ پیر پرست نہ تھے۔ نہ ہی ان کے ہم عقیدہ۔ پھر بھی حضرت اقدس مسیح موعود کے دامن سے وابستہ ہونے کی وجہ سے یہ احترام تھا کہ حضور کی اولاد کے بارے میں کوئی ثقیل بات برسرِ مجلس سُننا گوارا نہ فرماتے۔

(۵) انجمن کے اراکین کا بعض اوقات نیک نیتی اور دیانت داری سے اختلاف رائے بھی ہو جاتا تھا۔ ایک مرتبہ حضرت امیر مولینا صدرالدین صاحب کی خدمات دینیہ اور قربانیوں کا ذکر چل رہا تھا تو حضرت میاں صاحب مرحوم نے حضرت امیر ایدہ اللہ کی بے حد تعریف فرمائی۔ آپ نے حضرت امیر ایدہ اللہ کی سلسلہ کی خاطر قربانیوں اور دیگر کارہائے عظیمہ کو گن گن کر بتایا۔ اور فرمایا کہ انہوں نے سلسلہ کے لئے درویشی قبول کر لی۔ ورنہ اگر شروع ہی سے گورنمنٹ سروس میں چلے جاتے تو نہ جانے کس قدر ترقی کرتے اور کتنے بڑے عہدہ پر پہنچتے۔ مگر انہوں نے دین کو دنیا پر مقدم کیا۔

(۶) آپ اس بات کے بہت زیادہ آرزومند رہتے تھے کہ جماعت احمدیہ کے دونوں فریق یعنی اہلِ ربوہ اور ممبرانِ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور آپس کے اختلافات ختم کرکے ایک ہو جائیں۔ اور جماعت کی طاقت و توانائی اور تبلیغی جوش و خروش کو باہمی بحث و تکرار سے نجات دلاکر مکمل طور پر تبلیغ اسلام کے محاذ پر ڈال دیا جائے۔ جب خلیفہ ثانی مرحوم نے عدالت میں اپنے جارحانہ اور خودساختہ عقائد سے رجوع کر لیا اور یہاں تک کہہ دیا کہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ کا ماننا جزوِ ایمان نہیں۔ تو اس سے حضرت میاں صاحب مرحوم کو یہ حسنِ ظنی پیدا ہوگئی کہ اب جماعت کے دونوں فریقوں کے متحد ہونے کا وقت آگیا ہے۔ چنانچہ آپ نے اس ضمن میں اہلِ ربوہ سے خطاب بھی کیا۔ مگر وہاں کے علماء نے جو سوقیانہ جواب آپ کے مخلصانہ خطاب کا دیا۔ اس سے یہ ظاہر ہوگیا کہ پرنالہ وہیں کا وہیں ہے اور خلیفہ ثانی مرحوم کا عدالتی بیان تو محض مصلحتِ وقت کا تقاضا تھا۔ غرض اس خطاب و جواب سے آپ بہت مایوس ہوئے اور آپ کی یہ آرزو کہ کسی طرح دونوں فریق متحد ہو جائیں دل کی دل میں ہی رہ گئی۔

آپ غایت درجہ مصروف انسان تھے۔ بیسیوں کارخانے۔ ملیں اور دیگر ادارے تو آپ کے ذاتی تھے ان کی دیکھ بھال اور حساب کتاب سے آپ کبھی غافل نہ رہتے تھے۔ علاوہ ازیں آپ کی جماعتی اور تبلیغی سرگرمیاں بھی عظیم تھیں۔ پابندیٔ وقت کے ساتھ ہمہ وقت مصروفیت ہمہ وقت کام۔ ہمہ وقت ذاتی اور تبلیغی دورے ان تمام مصروفیتوں کے باوجود آپ ہر اعلیٰ و ادنیٰ شخص کے ساتھ تحریری روابط بھی قائم رکھتے تھے۔ آپ کی

ایسی تحریرات کا سلسلہ بھی دیباچ ہے - آپ کا قلم ہمہ وقت برسرپیکار رہتا تھا - آپ کی یہ ہمہ جہتی مصروفیات حیران کُن تھیں - عام آدمی ان کا متحمل نہیں ہو سکتا۔

(۸) آپ قرآن شریف کے بھی عاشق تھے کبھی خطبہ دینے کا اتفاق ہوتا یا کوئی تقریر کرتے تو وہ قرآنی معارف سے لبریز ہوتی - قرآن شریف پر آپ کو بہت عبور حاصل تھا - اور آپ کی یہ خواہش آخر وقت تک رہی کہ مسجد میں روزانہ قرآن شریف کا درس ہوا کرے - دوستوں کو قرآن شریف کے درس میں شریک ہونے کی ہمیشہ تلقین فرماتے رہے کبھی کبھی تو ایک ایک کا نام لے کر اُن سے درس میں شامل ہونے کا وعدہ لیتے - پھر بھی جب درس میں احباب شریک نہ ہوتے تو اس بات پر بہت تاسف فرماتے - خیر یہ داستان بہت طویل ہے - آپ ان گنت خوبیوں کے مالک تھے اللہ تعالےٰ آپ کے درجات بلند فرمائے - آمین - اب میں اصل عنوان کی طرف آیا ہوں - جو کہ میں نے ان سطور کے شروع میں قائم کیا تھا۔

حضرت میاں صاحب مرحوم کا حقیقی ورثہ

بلاشبہ آپ کے قائم کردہ رفاہی اور خیراتی ادارے اور تبلیغی مشن آپ کا حقیقی ورثہ ہیں - دیگر مال و منال اور صنعتی ادارے اگرچہ عظیم ہیں - مگر عنداللہ مقبول و مستحسن اوّل الذکر ادارے ہیں - نیک اور سعادتمند اولاد بھی بہترین ورثہ میں شمار ہوتی ہے - آپ کی اولاد بھی خدا تعالےٰ کے فضل و کرم سے سب کی سب نیک اور سعادتمند ہے - اور دنیاوی لحاظ سے بھی ہر طرح برومند ہے - بس اب یہ آپ کے صاحبزادگان کا کام ہے کہ وہ خدا تعالےٰ کو اور اپنے محترم و بزرگ والد کی روح کو خوش رکھنے کے لئے ان رفاہی اور تبلیغی اداروں کو نہ صرف جاری و ساری رکھیں - بلکہ سب مل کر ان کی مزید ترقی میں کوشاں رہیں - یہ ایک صدقہ جاریہ ان کے والد بزرگوار کی طرف سے ہے - جس کے جاری و ساری رکھنے میں خلقِ خدا بھی مستفید ہو گی اور ان کو بھی ثواب دارین حاصل ہو گا - ہم ایک چھوٹی سی جماعت کے رُکن ہیں - لیکن ہمارے سامنے جو کام ہے وہ شاید سب جماعتوں سے بڑا ہے - یعنے اعلائے کلمۃ اللہ - میری دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ حضرت میاں صاحب مرحوم کے صاحبزادگان کو جماعت کے اراکین کی حیثیت سے اس عظیم کام میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم سب کا حامی و ناصر ہو -

آمین

دُعا گو - عبدالرب خاں برہم
کوارٹر 364A - پیپل کالونی - لائل پور

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں - مینیجر

از جناب خلیق قریشی مدیر عوام (لائلپور)

اِک داستانِ عزم و عمل ہو گئی تمام

سر جھک گئے ہیں حکمِ خدائے انام پر — لبیک کہہ رہے ہیں قضا کے پیام پر

کچھ کر سکا نہ کوئی لگائی تھی مہر جب — دستِ اجل نے زیست کے لبریز جام پر

تارِ رگِ حیات کی آخر تھی کیا بساط — کافی تھا ایک وار نفس کے نظام پر

دل میں وہ درد اُٹھا کہ سنبھالا نہ جا سکا — وہ بےبسی تھی کہ رُک نہ سکی اک مقام پر

آنکھوں میں آنسوؤں کے دیئے جگمگا اُٹھے — اشکوں کی روشنی ہوئی پلکوں کے بام پر

وہ کون تھا کہ ہم سے جُدا ہو گیا ہے آج — خونتابہ بار آنکھ ہوئی کس کے نام پر

وہ کون تھا کہ زندگیٔ مستعار میں — رکھّی نگاہ جس نے حیاتِ دوام پر

وہ کون تھا کہ عظمتِ دنیا کے جس نے ساتھ — رکھّا ہے دل میں خوفِ خدا گام گام پر

وہ کون تھا کہ چھوڑ کے دُنیا کو چل دیا — تکیہ کیا نہ جس نے زمانے کے نام پر

وہ فردِ بےمثال کہ ہر لمحہ جس کی زیست — مصروف تھی خُدا و محمّد کے کام پر

دُنیا کے اور دولتِ دُنیا کے مال مست — کرتے تھے رشک بندۂ حق کے مقام پر

صد مرحبا! وہ جادۂ حق کا سفیرِ خاص — صد رحمتِ خُدا ہے نبیؐ کے غلام پر

اقصائے شرق و غرب میں اسلام کا نقیب — اس کا یقین خُدا پہ خدا کے کلام پر

دولت میں سربلند تجارت میں سرفراز — رخشندہ اس کا نام تھا صنعت کے بام پر

وہ اِک شفیق باپ کہ جس کے طفیل سے — فرزند اس کے پہنچے ہیں اونچے مقام پر

وہ اک کریم شخص کہ جس کی نوازشات — یکساں تھیں ایک ایک پہ سب پر تمام پر

اک داستانِ عزم و عمل ہو گئی تمام — پہنچا ہے ایک بابِ جمیل اختتام پر

ہم سے جُدا ہوا ہے خدا کے سپرد ہے — حق اس کا ہو خُدا کی عنایاتِ عام پر

ہم اس کے ہیں اسی کی طرف جانیوالے ہیں — ایمان ہے ہمارا اسی انصرام پر

رُخصت - میاں محمّد ذی شان - الوداع
حق کو عزیز تو ہے محمّد کے نام پر

حضرت الحاج شیخ میاں محمد صاحب

حضرت مولینا محمد علی صاحب

حضرت الحاج مولینا صدر الدین صاحب

ماہنامہ الفارق کا عکس جو مسلم مشن ہالینڈ سے جاری کیا گیا۔

ماہنامہ روح اسلام - جو حضرت میاں صاحبؒ کی زیر سرپرستی حضرت امیر مرحوم
مولانا محمد علی صاحبؒ کی یاد میں جاری ہوا

حضرت میاں صاحبؒ پریمیئر کلاتھ ملز کے ایک شعبہ کا افتتاح فرما رہے ہیں۔

حضرت میاں صاحبؒ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے سالانہ اجلاس میں صدارتی
تقریر فرما رہے ہیں

اس ملک کی ملکہ کو پہنچانا چاہتا ہوں تو میری اس آرزو کو پورا کر اور پردہ غیب سے اس آرزو کے پورا ہونے کے سامان اپنی جناب سے پیدا کر دے خدا نے اپنی شان کریمی سے سامان پیدا کئے اور میں اپنی آرزو کو پورا کرنے میں کامیاب ہوا.......افسوس میرے پاس علم تو نہیں لیکن دل کے اندر ایک تڑپ ہے کہ میرے ہاتھ سے کوئی نمایاں کام خدمت اسلام کا ہو جائے"

تیسرا اقتباس افریقہ مشن قائم کرنے کی خواہش

افریقہ میں مشن قائم کرنے کی آپ کے دل میں بڑی خواہش تھی اس کے متعلق بھی مجھ سے خط وکتابت کرتے رہے ایک خط میں مندرجہ ذیل الفاظ تحریر فرمائے :-

" حکومت کی اس طرف اب توجہ ہے میں چاہتا ہوں کہ افریقہ کا مشن ہم کو دے دیویں ہم اور کوئی امداد نہیں چاہتے صرف زرِ مبادلہ کی سہولت"۔

اسی امر کے متعلق ایک اور مکتوب میں جو ۲ جولائی ۱۹۶۰ء کا ہے لکھتے ہیں :-

" میرے نہایت ہی واجب العزت بھائی سلامت رہو - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ"
مزاج شریف - امید ہے کہ آپ بفضل ایزدی بخیر وعافیت ہوں گے حکومت کے ایک نمائندہ سے مشرق بعید میں کسی جگہ تبلیغی مشن کھولنے کے بارے میں ابتدائی بات چیت ہوئی امید ہے کہ اجازت مل جائے گی اور ضروری سہولت زرِ مبادلہ کی دے دیویں گے اب سوال یہ ہے کہ قبل اسکے کہ حکومت سے فائنل بات چیت کی جائے یہ ضروری ہے کہ ملک کا جہاں مشن کھولنا موزوں و مفید ہو تعین کیا جائے افریقہ کے کس حصہ میں تبلیغ کا زیادہ سکوپ ہے اور مبلغ کے لئے کون سی زبان جاننا ضروری ہے ان لوگوں کی جو افریقہ کے مشرق و مغرب کے ممالک میں رہتے ہیں مادری زبان کیا ہے آیا انگریزی زبان عام طور سے وہاں سمجھی جاتی ہے فلپائن میں بھی شاید اجازت ہو جائے آپ چونکہ کچھ عرصہ برٹش ایسٹ افریقہ میں قیام کر چکے ہیں اور تبلیغی کاموں میں آپ کو بہت شغف ہے اس لئے اس بارہ میں آپ کی رائے بہت حد تک صائب ہو گی آپ شیخ غلام قادر صاحب سے بھی اس بارہ میں مشورہ کریں اور مجھے اپنے مشورہ سے مطلع فرمائیں ذرہ تفصیل کے ساتھ ...... پیارے شیخ صاحب! اب عمر کے اس مرحلہ پر پہنچ گئے ہیں کہ نہ معلوم کس وقت بلاوا آجائے تو وہاں خدا۔ اس کے پیارے پاک نبیؐ اور اس کے پیارے مسیحؑ کو کیا منہ دکھلائیں گے ...... اندریں حالات آپ مجھے افریقہ کے تبلیغی مشن کھولنے کے بارے میں خود بھی اور شیخ غلام قادر صاحب سے بھی مشورہ کر کے مطلع فرمائیں خانصاحب یعقوب خاں صاحب سے بھی مشورہ ضروری ہے ووکنگ میں کئی بار انہوں نے بطور امام کام کیا ہے ووکنگ میں بیٹھ کر تمام ممالک کے حالات سے واقفیت ہو جاتی ہے میں دل وجان سے چاہتا ہوں کہ کوئی ایسا کام کر جاؤں توفیق و سامان کا پیدا کرنا خدا کا اپنا کام ہے وہ خود ایسے کاموں میں نصرت فرماتا ہے۔ والسلام

نیازمند میاں محمد"

چوتھا اقتباس حضرت مسیح موعودؑ سے والہانہ عشق اور حضور کے پیغام کو پہنچانے کا جوش۔

مجھے مخاطب کرتے ہوئے اپنے ایک مکتوب مورخہ ۲۴ نومبر ۱۹۵۹ء میں لکھتے ہیں :-

"میرے نہایت مکرم و معظم بھائی اللہ تعالےٰ آپ کو صحت سے تادیر زندہ رکھے - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ"۔

مزاج شریف - آپ کا نوازشنامہ باعث فخر ہوا آپ کے خط کے الفاظ و فقرہ جات بڑے نپے تلے پیرایہ میں ہوتے ہیں اور آپ کی زود فہمی و دور اندیشی کی غمازی کرتے ہیں جذبات سے بھی مبرا ہوتے ہیں اور حقیقت سے پُر خدا تعالےٰ کے افضال و برکات آپ پر نازل ہوں حضرت کے پروانے یکے بعد دیگرے بڑی سرعت سے داغِ جدائی دیئے چلے جا رہے ہیں (آہ! اب آپ خود بھی داغِ جدائی دے گئے ہیں اِنّا للہ واِنّا الیہ راجعون۔ ناقل)......... میں دردِ دل سے آپ کو دعا کے لئے درخواست کرتا ہوں پیارے بھائی یہ سب بہانے ہیں کہ ہم ووکنگ میں حضرت کا نام نہیں لے سکتے جو چاہتے ہیں اور دل کے اندر حضرت مسیح موعودؑ کی بے پناہ محبت رکھتے ہیں اور اس کے حسن و احسان سے باخبر ہیں وہ ہر جگہ ایسا موقعہ نکال لیتے ہیں آپ سن چکے ہوں گے کہ میں نے حضرت مسیح موعودؑ کے نام لینے کی داغ بیل یورپ میں رکھ دی ہے آپ نے حق فرمایا کہ انسان زیادہ تر نمونہ کا پیاسا ہے علمی بحث و مباحثہ و دلائل بھی بہت حد تک کام آتے ہیں لیکن جو کچھ انقلاب اسوہ حسنہ نے پیدا کیا وہ باقی سب امور سے نرالا ہے یہی وجہ تو ہے کہ میں خواہشمند ہوں کہ آپ اگر کچھ ماہ ووکنگ میں قیام کریں گے تو وہاں کی فضا بدل جائے گی اور عارف باللہ قرآن کا عاشق اگر ووکنگ میں بیٹھ جائے گا تو انشاء اللہ یہ بہانے بھی ختم ہو جائیں گے کہ ہم حضرت کا نام نہیں لے سکتے بہرحال یہ مشیت ایزدی اب نظر آ رہی ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کا نام لے کر لوگوں کو ان کے خارق عادت حالات سے آشنا کرایا جائے دل میں صحیح جذبہ ہو اور تڑپ ہو اور خلوص ہو خدا اس کی کامیابی کے راستے فراخ کر دیتا ہے جیسا کہ ایمسٹرڈم و ہیگ میں رونما ہوئے۔ یہ سب خدائی تصرفات ہیں جو معرضِ وجود میں آ گئے ورنہ ہم کیا اور ہماری حقیقت کیا یہ اس کا اپنا کام ہے ہو کر رہے گا اور حضرت کا ذکرِ خیر دنیا کے گوشوں تک پہنچ جائے گا میں نے اپنے سارے سفر میں حضرت کا لوگوں کے سامنے برملا ذکر کیا لیکن طریقہ سے آپ کے عقائد کی روشنی میں آپ کا وجود سراسر نعمت ثابت ہوتا ہے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا یہ کونسی شرم کی بات ہے بلکہ دنیا جہان والے اب اس پیغام کے جو نشاۃ ثانیہ کا پیغام ہے سننے کے پیاسے ہیں"

پانچواں اقتباس لندن میں مشن قائم کرنے کا جوش

لندن میں مشن قائم کرنے کے بارے میں جو خط وکتابت میرے ساتھ اپنے بزرگ مرحوم و مغفور کی ہوئی اس کے سلسلہ میں جو کچھ آپ نے اپنے ایک خط میں تحریر فرمایا اس کا اقتباس حسب ذیل ہے :-

"میرے نہایت ہی واجب العزت شیخ صاحب سلمہ الرحمٰن - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
مزاج اقدس! آپ کا محبت نامہ باعث فخر ہوا آپ کی قلم اس قدر محتاط ہے اور تحریر و خیالات اس قدر ثقہ ہیں کہ رشک آتا ہے میں تو اشاعت کے بارے میں چھلانگ لگانے کا حامی ہوں کل کیا ہو گا اس کی فکر کبھی کسی بلند مقصد کو حاصل کرنے میں ممد نہیں ہوئی یہ میرا خیال ہے لیکن اصل طریق وہی صحیح ہے جو آپ نے لکھا ہے"

حضرت میاں صاحب مرحوم و مغفور نے لندن میں تبلیغی اغراض کے لئے مکان خریدنے کے لئے ۱۰ ہزار روپیہ دینے کا وعدہ کیا تھا اس کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں

" ویسے لندن میں وہاں ایک سوسائٹی سے بقایا روپیہ لگانے کا فیصلہ کر آیا ہوں۔ بہرحال کوشش لاہور جا کر کروں گا باقی رہا انگلستان میں نیا مشن میں اپنے خرچ پر کھولنے کو تیار ہوں لیکن زرِ مبادلہ کے انتظام کے سوائے کچھ نہیں ہو سکتا۔ لندن

میں مکان ۳۰۰ پونڈ سالانہ کرایہ پر مل سکتا ہے میں سالم خرچ لندن مشن کا وعدہ کرتا ہوں لیکن زرمبادلہ کا جب تک انتظام نہ ہو مشکل ہے۔

اسی طرح ایک دوسرے خط میں یوں رقمطراز ہیں :۔

"محترم بزرگ بھائی خدا آپ کے ارادوں کو جو اس سکے ہی دین کی ترقی کے لئے آپ کے دل کے اندر پنہاں ہیں پورا کرے۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

مزاج شریف! آپ کا نوازشنامہ ۱۲/۵۹ ابھی ملا خوشی ہوئی کہ آپ سفر کے لئے تیار ہیں ...... آپ بڑے سمجھدار ہیں ووکنگ کو سنبھال لیں آخر ہم نے تو الگ مشن بنانا ہی ہے اور حضرت صاحب کا نام ہم نے پہنچانا ہی ہے ہالینڈ میں احمدیہ مسلم مشن یورپ کی بنیاد رکھ دی ہے .... ہم نے حضرت صاحب کا نام بڑے اچھے طریقہ سے ان لوگوں کے سامنے پیش کیا ہے لوگ خوشی سے سنتے ہیں۔"

اسی طرح ایک اور خط میں تحریر فرماتے ہیں :۔

"ویسے لندن میں مکان خریدنے کے بارے میں پختہ ارادہ ہے خدا تعالےٰ اپنی جناب سے آسانی کے سامان پیدا کر دے اور آپ کی تڑپ پوری ہو جائے ...... آپ کی چٹھی سے مجھے بڑی خوشی ہوئی ہے حضرت مسیح موعودؑ کا نام پہنچانا ہی ہمارا فرض اولین ہے جب تک اپنا مکان نہ ہو مزہ نہیں آتا۔"

مندرجہ بالا اقتباسات سے ہر شخص بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ ہم سے جدا ہونے والے بزرگ کے دل میں اسلام کی اشاعت اور حضرت مسیح موعودؑ کی سچائی کو دنیا کے کونے کونے میں پہنچانے کے لئے کس قدر تڑپ اور کس قدر جوش تھا دین کے لئے ایسا درد رکھنے والے انسان کا جدا ہو جانا قوم کے لئے کس قدر نقصان کا موجب ہے اس کا اندازہ کرنا کوئی مشکل کام نہیں اس نقصان کی تلافی کوئی آسان کام نہیں اور اس خلا کو پُر کرنا جو حضرت میاں صاحب مرحوم و مغفور کی وفات سے پیدا ہوئی ہے بظاہر مشکل نظر آتا ہے اللہ تعالیٰ کی قدرتوں کے آگے تو کچھ بعید نہیں لیکن ظاہری حالات کو دیکھتے ہوئے تو یہی کہنا پڑتا ہے کہ مشکل ہی ہے کہ یہ خلا پُر ہو سکے۔

آپ کے عظیم کردار کا دوسرا پہلو

عام طور پر دیکھا جاتا ہے کہ بڑے سے بڑے لوگ بھی اپنی غلطی کا اعتراف کرنے سے ہچکچاتے ہیں لیکن حضرت میاں صاحب مرحوم و مغفور ایسے صاف دل واقع ہوئے تھے کہ اپنی غلطی کا علم ہو جانے پر فوراً اپنی غلطی کا نہ صرف اعتراف ہی کر لیتے تھے بلکہ اُن کی غلطی سے جس شخص کو تکلیف پہنچی ہو اس سے فوراً معافی بھی مانگ لیتے تھے چنانچہ خود میرے ساتھ ہی ایسا واقعہ پیش آیا بعض لوگوں کی غلط رپورٹوں پر ایک وقت تک مجھ سے بدظن رہے لیکن جب حقیقت حال کا ان کو علم ہوا تو فوراً معافی طلب کی ان کی ذیل کی تحریر اس کی بیّن دلیل ہے اپنے مکتوب ۱/۵۲/۲ میں خاکسار کو مخاطب کرتے ہوئے لکھتے ہیں :۔

"میرے نہایت ہی واجب العزت شیخ صاحب سلمہ الرحمان السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بعض لوگ مجھے کہتے ہیں کہ مصری صاحب کے بارے میں فلاں فلاں خیالات تھے اب کس طرح وہ اس لائق ہو گئے کہ جماعت کی سرداری ان کے ہاتھ میں دے دی گئی ہے یہ میری غلط رائے پر منسوب کرتے ہیں حالانکہ جب انسان پر حقائق کھل جائیں تو پھر بدبخت ہے وہ انسان جو اپنی ضد پر اڑا رہے جب آپ اپنی وسعت قلبی سے کام لے کر نیک کام کے لئے لبیک کہتے ہوئے میرے ساتھ مل گئے (یہ اشارہ ہے اس بات کی طرف کہ آپ نے مجھے بحیثیت پریذیڈنٹ مصر تبلیغ کے لئے جانے کے لئے تحریک کی تھی میں نے چونکہ اپنی زندگی ہی خدمت دین کے لئے وقف کی ہوئی ہے اس لئے میں نے فوراً آپ کی پیشکش کو قبول کر لیا۔ ناقل) حالانکہ آپ کا حق تھا کہ پہلے ناراضگی کو دُور کرتے لیکن آپ نے ایک طرفۃ العین میں لبیک کہی اور کوئی حجت بازی نہیں کی تو اس اخلاق نے مجھے گرویدہ کر لیا اور میں نے معافی مانگ لی یہ خدا کے راز ہیں کہ ہر کام کے لئے ایک وقت ہوتا ہے یہ بھی ایک قسم کا آپ پر ابتلا تھا میں نے پہلے بھی کئی بار یہ کوشش کی کہ میرا پیغام آپ تک پہنچ جائے پیغام دینے والے آپ تک تو گئے لیکن مجھے جواب نہ ملا تو میں نے ایک دفعہ اور کوشش کی جس نے مہر سکوت توڑ دی بعینہٖ اسی طرح میں نے اپنے دل میں کینے کبھی جمع نہیں کئے کہ صفائی میں کچھ دیر لگے۔"

اسی طرح ہمارے موجودہ امیر حضرت مولٰینا الحاج مولوی صدرالدین صاحب کے ساتھ کچھ اختلافات پیدا ہوئے تو حقیقت واضح ہو جانے پر آپ نے مجلس معتمدین کے تمام ممبران کے سامنے اپنی غلطی کا اعتراف کرتے ہوئے حضرت امیر کے ساتھ اپنے پورے تعاون کا بھی یقین دلایا اور ساتھ ہی دیگر تمام ممبران کو بھی ان کے ساتھ پورا تعاون کرنے کی تلقین کی۔ اسی طرح ربوہ کے خلیفہ ثانی کی ایک تقریر میں عائد کردہ الزاموں کے جواب میں جب میں نے پیغام صلح میں چند اقساط شائع کیں تو بعض لوگوں کے کہنے پر آپ نے مجھے لکھا کہ اب کافی ہو گیا ہے اب بس کر دیں لیکن جب اس کی ضرورت کی طرف آپ کو توجہ دلائی تو آپ نے جواب میں جو کچھ لکھا اس کو مختصراً درج کرتا ہوں :۔

"آپ کا نوازشنامہ پڑھا میں اپنی غلطی کو تو محسوس کر چکا تھا اور ایک مفصل اعتراف غلطی کا آپ کی خدمت میں بھیج چکا تھا لیکن آپ کے خط ۱۲/۴/۹ ۳ کو پڑھ کر مجھے ایسے مترشح ہوا کہ آپ کے اس نیک اور مفید کام میں، میں بیجا مخل ہوا ہوں لہذا اب پردازہوں کہ آپ حق بجانب ہیں کہ جماعت کے احباب کی غلط فہمی جو حضرت میاں صاحب کے غالیانہ عقائد اور حد سے تجاوز شدہ تعلّی جو بچپن سے ان کو لیٹی ہوئی ہے پیدا ہوتی ہیں بچا دیں اور اس کا ایک ہی موثر طریقہ یہی ہے کہ بذریعہ اخبار ان کے معاملات پر مدلل اور معقول اور واقعات کی روشنی میں جائزہ لیا جا سکے۔"

خط لمبا ہے اس لئے اس کو درج تو نہیں کیا جا سکتا۔ بہرحال اس کے بعد آپ نے یہی لکھا کہ جو کچھ آپ نے اصلاح کی غرض سے انہیں نجی طور پر لکھا اور جس خدائی گرفت کا ذکر آپ نے اپنے نجی خطوط میں کیا اس کا اب وہ شکار ہو چکے ہیں اس کے بعد لکھتے ہیں :۔

"میں آپ کے خط کو پڑھ کر اور یہ جان کر کہ آپ مظلوم ہیں آپ پر زیادتی ہوئی ہے اب وہ بجائے باز آنے کے پھر بھی بند نہیں کرتے آپ کو میں کس طرح روک دوں لہذا میں اپنی غلطی پر نادم ہوں میں نے بعض دوستوں سے بھی مشورہ کیا ہے ان کی بھی یہی رائے ہے کہ جس قدر خوبصورتی سے ایسا نازک مضمون صفحۂ قرطاس پر آپ لا رہے ہیں کہ نہ انتقامی جذبہ ہے نہ دل آزاری کا جذبہ ہے بلکہ نہایت معقول طریقہ سے نبھا رہے ہیں خوف خدا کو لئے ہوئے محض اصلاح کے لئے غلط فہمی کو دُور کرنے کے لئے لکھ رہے ہیں۔"

دوسروں پر نکتہ چینی یا غیبت آپ کی عادت میں داخل نہ تھی

مجھے تنہائی میں متعدد مرتبہ ان سے گفتگو کرنے کا اتفاق ہوا ہمیشہ ان کی گفتگو معرفت کی باتوں پر مشتمل ہوتی تھی [illegible] پر زور ہوتا تھا سلسلہ کو ترقی دینے کی خواہش کا اظہار ہوتا اور اس کے لئے آپ کے دل میں جو درد تھا وہ [illegible] نمایاں ہو جاتا تھا اور وہ دوست جو بعض باتوں میں [illegible] اختلاف رکھتے تھے اُن کے حق میں بھی آپ کبھی [illegible] پر نہ لاتے تھے غیبت اور نکتہ چینی کو سخت ناپسند [illegible]

بحیثیت پریذیڈنٹ وائس پریذیڈنٹ کو بعض اہم ہدایات

۱۹۵۳ء میں حضرت میاں صاحب مرحوم [illegible] انجمن کے پریذیڈنٹ تھے اور خاکسار وائس پریذیڈنٹ [illegible] جناب عبدالعزیز خانصاحب جنرل سیکرٹری [illegible] میں جو ہدایات جناب میاں صاحب محترم نے خاکسار کو [illegible] جنہیں میں ذیل میں لکھتا ہوں ان کو پڑھ کر ہر منصف مزاج اس نیک اور پاک جذبہ کا صحیح طور پر اندازہ لگا سکتا

بجز ان کے دل میں سلسلہ کے کاموں کو عمدگی سے چلانے کے متعلق تھا ان کی ہدایات حسب ذیل تھیں :۔

"مکرمی مخدومی بندہ جناب شیخ صاحب سلمہ اللہ الرحمان ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

مزاج شریف ۔ امید ہے کہ آپ بفضل ایزدی بخیریت ہوں گے مجھے یہ سن کر بے حد خوشی حاصل ہوئی ہے کہ آپ نے سینیئر وائیس پریزیڈنٹ کے عہدہ کو قبول فرما لیا ہے اس للہی جذبہ کا اجر آپ کو خود مولیٰ کریم عطا فرمائیں گے ہم نے اس امانت کو جو ہمارے ہاتھوں میں ہے کمال ایمانداری اور غیر جانبداری سے نبھانا ہے کئی ناگوار باتیں سننا پڑیں گی ٹھنڈے دل سے برداشت کرنا ہوگا ہم کسی پارٹی سے تعلق نہیں رکھتے بلکہ خدا کے پیارے مشن کی ترقی کے لئے سب کچھ قربان کرنا ہے تاکہ خدا کے رو برو ہم کو اپنے فرائض منصبی میں سرخرو بنا دے شروع میں مشکلات پیدا کی جاوے گی لیکن آپ و خانصاحب (عبدالعزیز خاں صاحب جنرل سیکرٹری برادر ہیں) مل کر کام کو خوش اسلوبی سے چلا دیں تاکہ کوئی بدمزگی پیدا نہ ہونے پاوے اخبار کی پالیسی کا آپ کو علم ہے اس پر قدم زن ہوں اخبار کے مضامین اس قدر دلکش اور دلربا ہوں کہ ہر ایک پڑھنے والا اس میں سرور محسوس کرے جو نتیجہ تعمیری کاموں کا ہوتا ہے اس کو ہر قیمت پر حاصل کرنا چاہیئے بدی کے مقابلہ میں بدی مستحسن فعل نہیں ہے اگر آپ دوسروں کو گرویدہ کرنا چاہتے ہیں تو سختی کا جواب نرمی سے اور برائی کا جواب نیکی سے دیں خدا کے دین کے لئے حمیت رکھنے والے اس کی راہ میں ہزار ذلت اپنے لئے فخر سمجھتے ہیں دنیا کی لعنت تو دھواں کی طرح اُڑ کر کافور ہو جاتی ہے لیکن خدا کی لعنت تو انسان کا کچھ بھی رہنے نہیں دیتی آپ ماشاء اللہ جید عالم ہیں متقی ہیں آپ کو میں کیا سمجھاؤں ہم نے اس کام کو کرنا ہے ہم بگاڑ نہیں سکتے اس لئے تحمل و بردباری سے کام کریں تاکہ خدا ہم سے خوش ہو اور یہی ہمارا نصب العین ہے ۔"

مندرجہ بالا اقتباس کیا اس درد کی غمازی نہیں کرتا جو ہمارے مرحوم و مغفور بزرگ کے پاک سینہ میں سلسلہ کی خیر خواہی اور بھلائی کے لئے موجزن تھا ۔

اچھے مضامین کی قدر دانی کا جذبہ

اخبار میں جب کبھی کوئی اچھا مضمون شائع ہوتا تو اس کی قدر کرتے اور لکھنے والے کو بالعموم اس کی داد دیتے چنانچہ خاکسار کے مضامین کو اکثر قدر کی نگاہ سے دیکھتے اور کبھی زبانی اور کبھی تحریری ان کی تعریف کرتے اور ان سے مستفید ہونے کا اقرار بھی فرماتے ایک دفعہ اخبار میں میرا ایک مضمون شائع ہوا جو آپ کو پسند آیا اس کو پڑھ کر مجھے لکھا کہ آپ باقاعدہ لکھا کریں میں نے لکھا کہ اخبار میں گنجائش نہیں لکھا کہ کتنے صفحے آپ کو چاہئیں میں نے لکھا کہ کم از کم ۴ صفحے آپ نے اسی وقت دفتر پیغام صلح میں چار صفحے کے خرچ کا تخمینہ طلب کیا دفتر والوں نے ۱۸۵ روپے لکھے چنانچہ یہ رقم آپ نے فوراً بھجوا دی اور کئی سال تک ادا کرتے رہے اور میں بھی آزادی سے لکھتا رہا ۔ اسی طرح رسالہ رُوح اسلام میں ایک مضمون کے متعلق لکھا کہ اس کی ۵۰۰ کاپیاں مزید چھپوا کر شائع کریں خرچ میں دوں گا ۔

بعض مضامین کے متعلق آپ کی تحریری آراء

خاکسار کے بعض مضامین کے متعلق ان کی تحریری آراء ذیل میں درج کی جاتی ہیں جن سے ایک طرف تو ان کی بے نفسی کا پہلو نمایاں ہوتا ہے اور دوسری طرف حضرت اقدسؑ اور سلسلہ سے جو آپ کو محبت تھی ان آراء میں وہ بھی اپنا جلوہ دکھلا رہی ہے بہائیت پر جب میرے مضامین نکلے تو حضرت میاں صاحب مرحوم و مغفور نے لکھا :۔

"مکرمی و مخدومی بندہ جناب مصری صاحب سلمہ الرحمان ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

مزاج شریف ۔ امید کہ آپ بخیریت ہوں گے دعا ہے خداوند کریم آپ کو صحت کے ساتھ تا دیر سلامت رکھے آپ کا مضمون حضرت کی صداقت پر پیغام صلح مجریہ $\frac{۳}{۶}$ ۲۲ میں پڑھ کر دل کو راحت ہوئی جزاک اللہ ۔ بہائیت پر متواتر مضمون اخبار میں ہر ایک اشاعت میں آنا چاہیئے یہ بڑی نیکی ہے ۔ آپ کا مضمون دو دھاری تلوار کا مصداق ہے ، بہائی مذہب کے باطل ہونے کے ساتھ ساتھ حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت اور اسلام کی صداقت بھی ثابت ہوتی جاتی ہے قادیانی جماعت تو عملاً ان کی ہمنوا رہی ہے کہ نبوت ختم نہیں ہوئی بلکہ جاری ہے وہ کس منہ سے بہائیت کی تردید کریں یہ آپ کے حصہ میں ہے ذالک فضل اللہ اللہ تعالےٰ آپ کو صحت سے تا دیر سلامت رکھے ۔"

ایک دوسرے مضمون پر رائے

میرا ایک مضمون قاضی محمد نذیر صاحب کے ایک مطالبہ کے جواب میں شائع ہوا اس کے متعلق آپ نے ذیل کے الفاظ لکھے :۔

"میرے نہایت ہی واجب العزت بھائی جناب شیخ عبدالرحمان صاحب سلمہ الرحمان ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔

مزاج شریف ۔

میں نے آج آپ کا مضمون بعنوان "محترم قاضی محمد نذیر صاحب کے مطلوبہ حوالے" مندرجہ اخبار پیغام صلح ۲۷ مارچ ۱۹۶۳ء پڑھا آنکھوں کو ٹھنڈک اور دل کو سرور حاصل ہوا یہ طرز استدلال بڑی ٹھوس اور دل میں اُتر جانے والی ہے یہ حوالہ کبھی بھی سامنے نہیں آیا اس حوالہ سے قاضی صاحب بجز سکوت کے کیا کر سکتے ہیں جزاك الله (چنانچہ یہ حقیقت ہے کہ قاضی صاحب آج تک اس حوالہ کے متعلق خاموش ہی چلے آ رہے ہیں ناقل) میں نے مولوی جلال الدین صاحب شمس سے بھی اس کا ذکر کیا انہوں نے بھی اقرار کیا کہ مصری صاحب کا لب و لہجہ بہت سلجھا ہوا ہے اللہ تعالےٰ آپ کو صحت کاملہ عطا فرمائے اور لمبی عمر عطا فرما وے ایسے راسخ فی العلم احباب کی بے حد ضرورت ہے ۔"

تیسرے مضمون پر رائے

ایک غیر از جماعت مولوی نے حضرت اقدسؑ پر قریباً پچاس اعتراضات کئے ان کا جواب میں نے رسالہ روح اسلام میں لکھا اس کے متعلق حضرت میاں صاحب مرحوم و مغفور نے $\frac{۹}{۶۶}$ ۲۱ کو ذیل کا خط لکھا :۔

"مکرمی و مخدومی بندہ جناب شیخ صاحب سلمہ الرحمان ۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ ۔

مزاج شریف ۔ کئی دفعہ آپ کو خط لکھنے کی تڑپ پاتا ہوں لیکن خود خط لکھنے کی کوفت محسوس ہوتی ہے اور دل نہیں چاہتا کہ خاص احباب کو کسی دوسرے سے خط لکھا کر ارسال کروں آپ بڑے خوش قسمت ہیں کہ اس پیرانہ سالی میں حضرت مسیح موعودؑ پر اپنے بیگانے الزام تراشی کریں تو آپ کی قلم جنبش میں آجاتی ہے اور جب تک دلائل قاطعہ سے معترض کا ناطقہ بند نہ کر دیویں قلم بند نہیں ہوتا ابھی جو رسالہ روح اسلام کا آیا ہے وہ سارے کا سارا رسالہ حضرت مسیح موعودؑ کے خلاف اعتراضوں کے DEFENCE میں آپ کی طرف سے بھرا ہوا ہے شکر ہے کہ اس عمر میں آپ کو اس قدر مدلل مضامین لکھنے کی توفیق ملتی ہے دیدہ میں ہوتے تو کیا توفیق ملی تھی مجھے تو اس قدر لمبے مضامین پڑھ کر رشک ہوتا ہے اور آپ کی صحت و درازی عمر کے لئے دل سے دُعا نکلتی ہے ۔"

چوتھے مضمون پر رائے

رسالہ روح اسلام میں میرا ایک مضمون بعنوان :۔ بلدۃ طیبۃ وربٌ غفور شائع ہوا ۔ اس کے متعلق ذیل کا خط موصول ہوا :۔

"مکرمی و مخدومی بندہ جناب شیخ صاحب سلمہ الرحمان ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مزاج شریف۔ آپ کا مضمون "بلدۃ طیبۃ وربّ غفور" کے عنوان سے رسالہ روحِ اسلام سے پڑھنے کا موقعہ ملا جزاک اللہ یہ ایک نرالا رنگ آپ نے پیش کیا ہے جس سے رُوح کو وجد و سرور حاصل ہوا آپ کی تفسیر ایک رُوحانی نعما لئے ہوئے مُردہ دلوں کو زندہ کرنے کے سامانوں سے لبریز ہے بحث مباحثہ سے دل میں قبض ہی پیدا ہوتی ہے خدا آپ کو صحت کے ساتھ لمبی زندگی عطا فرمائے اور پوشیدہ معارف کے بیان کرنے کی مزید توفیق بخشے اس قسم کے مضامین سے اخبار کو زینت بخشیں کیونکہ رُوحانی غذا کا ملنا مشکل بلکہ ناممکن ہو گیا ہے بڑے عرصہ کے بعد آپ کے مذکورہ مضمون کو پڑھ کر دل کو راحت حاصل ہوئی ہے۔"

پانچویں مضمون کے متعلق رائے

میرے ایک مضمون کے متعلق لکھتے ہیں :۔

"مکرمی و معظمی جناب شیخ صاحب سلمہ الرّحمان

السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

مزاج شریف۔ آپ کا نوازش نامہ ملا آپ کی صحت ابھی تک اچھی نہیں ہوئی فکر ہوا ہم کو اب اس دنیا میں رہنے کا کوئی خاص شوق نہیں ہے کافی زندگی ملی لیکن افسوس اس بات کا ہے کہ کوئی نمایاں خدمت اسلام کی نہ کی۔ آپ نے اپنی زندگی سے کچھ نمایاں کام لینا شروع کیا اور ایسے ایسے اعلےٰ مضامین خدا نے آپ کو القا کئے کہ پڑھ کر آنکھوں کو سرور اور دل کو راحت ملتی ہے قادیانیوں کے دجل سے کچھ اعتراضات ان کے ایسے وزنی تھے کہ جو جوابات ہماری طرف سے دیئے جاتے تھے ان سے دل کو پورا اطمینان نہیں ہوتا تھا شرعی وحی و غیر شرعی وحی کا جو ذکر آپ کے مضامین میں آیا اس نے سب شکوک رفع کر دیئے گو متشابہات کو محکمات کے ماتحت کر کے حضرت صاحب کی تصنیفات میں سے جو شکوک پیدا ہوتے تھے ہم حل کر لیا کرتے ہیں لیکن پھر بھی حضرت کے دعاوی و الفاظ کو جو طریق جناب نے سلجھانے کے لئے استعمال کئے وہ بالکل تسلّی بخش ہیں کہیں کہیں دلائل دل کو پوری طرح سے مطمئن نہ کرتے تھے غیر شرعی وحی کو آپ نے بڑی وضاحت سے ثابت کیا اور قرآن کریم سے ہی کہ غیر شرعی وحی میں اوامر بھی ہوتے ہیں اور نواہی بھی یہ ایک نکتہ تھا جس نے ان تمام اعتراضوں کو ختم کر دیا اللہ تعالےٰ آپ کو صحت دے اور صرف اس لئے دے کہ یہ کام ادھورا نہ رہ جائے ....

مضمون جب پایۂ تکمیل کو پہنچ جائے تو اس

ڈاکٹر حسن علی صاحب گوجرانوالہ

حضرت الحاج شیخ میاں محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کی مومنانہ زندگی کے بارے میں میرے خیالات

برادران سلسلہ کی خدمت میں واضح ہووے۔ کہ اس حقیر فقیر ڈاکٹر حسن علی نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاک ہاتھوں پر ۱۹۰۱ء کے ماہ نومبر میں بیعت کی تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عزیز دوستوں سے قادیان میں یا دوسرے مقامات پر ملاقات کر کے بڑی خوشی حاصل ہوتی تھی۔ جونہی سنہ ۱۹۱۴ء میں حضرت مولوی نورالدین رضی اللہ عنہ کی وفات پر جماعت احمدیہ میں اختلاف پیدا ہو گیا۔ اس اختلاف کے بدنتائج سے بچنے کے لئے راقم نے ہی اولاً حضرت مولوی محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو ان کی کوٹھی واقعہ قادیان میں حضرت مرزا ڈاکٹر یعقوب بیگ صاحب، حضرت ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب کی موجودگی میں مشورہ دیا تھا کہ آپ لاہور کو اشاعت اسلام کے لئے اپنی ایک علیحدہ جماعت بنائیں۔

چنانچہ جب ڈاکٹر حضرت سید محمد حسین شاہ صاحب مرحوم کے مکان پر ایک ضروری پہلا اجتماع ہوا اس وقت لائلپوری احمدی میاں محمد اسمٰعیل صاحب۔ میاں مولا بخش صاحب۔ میاں محمد صاحب نے بھی اتفاق کا اظہار کیا اور احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کی بنیاد رکھی گئی تھی۔ اُس وقت سے اب تک لائل پور کے ان تینوں بزرگ احمدی سرمایہ داروں نے قوم۔ ملک۔ حکومت اور جماعت احمدیہ کی خدمات میں نمایاں حصہ لیا۔ وہ اپنی جگہ پر ایک خاص مقام حاصل کر چکے ہیں اور اللہ تعالےٰ کے نزدیک جو اجرِ عظیم انشاء اللہ تعالےٰ ان کو ملے گا۔ وہ ہر ایک سچے مؤمن کو ان کی دنیاوی زندگی میں کبھی بتلایا جاتا ہے۔ اللہ تعالےٰ کے نزدیک سچے مؤمن کے درجات مقرر ہیں جو روزِ قیامت کو انشاء اللہ تعالےٰ ظاہر ہوں گے۔

پس قرآن۔ سنّت اور حدیث کے ماتحت وہ تمام دوست جو دنیا سے رخصت ہو چکے ہیں۔ ان کے حق میں دست بدعا رہا کریں۔ اللہ تعالےٰ سے دُعا ہے۔ کہ حضرت میاں محمد صاحب کی پاک رُوح کو بلند درجات عطا فرمائے۔ آمین۔ والسلام

خیر اندیش۔ دعاگو۔ طالب حق۔ ناچیز ڈاکٹر حسن علی گورنمنٹ پنشنر۔ گوجرانوالہ

کو کتابی شکل دینے کے لئے بھی آپ کو دوبارہ مضمون کی تدوین کرنی پڑے گی انشاء اللہ تعالیٰ اشاعت کے سامان ہو جاویں گے۔"

اسی طرح میرا مضمون جب افضلیت مسیح علیہ السلام نکلا تو اس پر بھی ہمارے محترم بزرگ مرحوم و مغفور نے یہی لکھا کہ اس سے ثلج قلب حاصل ہو گیا ہے وہ مکتوب اس وقت مل نہیں سکا ملنے پر اسے بھی شائع کر دیا جائے گا۔ میرے پاس آپ کے اور بھی خطوط ہیں لیکن مضمون کے طویل ہو جانے کی وجہ سے انہیں شائع نہیں کر سکا ضرورت ہوئی تو پھر کسی وقت شائع کر دیئے جائیں گے۔

اَلْعَظْمَتُ لِلّٰہِ وَالشَّفْقَتَ عَلیٰ خَلْقِ اللّٰہ

اسلام کے دو ہی اصول ہیں اللہ تعالےٰ کی عظمت دل میں مستحکم طور پر راسخ ہو جائے اور اس کا عملی ثبوت انسان کے کردار سے ملے سو مندرجہ بالا تحریریں واضح کر رہی ہیں کہ اسلامی اصل کا یہ پہلو حضرت میاں صاحب مرحوم و مغفور کے کردار میں نمایاں تھا اور دوسرا پہلو شفقت علیٰ خلق اللہ کا ہے سو یہ پہلو بھی آپ کی زندگی میں نمایاں نظر آ رہا ہے اس کو تو آپ نے لائل پور میں خیراتی ہسپتال قائم کر کے پورا کیا دوسرے کئی طلباء کو تعلیمی وظائف دے کر ان کی زندگی کو سنوار دیا۔

تیسرے تعلیمی اداروں کو بڑی بڑی رقمیں چندہ دے کر ان کے چلانے میں مددگار ثابت ہوئے۔ ان کے علاوہ بہت سے غرباء کی مدد فرما کر ان کو غربت کے گڑھے سے نکال کر کشائش کے ساحل پر پہنچا دیا۔ اللہ تعالےٰ اپنے اس نافع النّاس بندہ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ علیّین میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ اور انہیں اپنے باپ بزرگوار کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

از مرزا مظفر بیگ ساطع صاحب مبلغ اسلام (لائلپور)

آہ! حضرت شیخ میاں محمد رحمۃ اللہ علیہ

موت کو سمجھے ہیں غافل اختتام زندگی
ہے یہ شام زندگی صبح دوام زندگی

حضرت شیخ میاں محمد رحمۃ اللہ علیہ کی وفات حسرت آیات نہ صرف ان کے خاندان کے لئے ایک عظیم المیہ کا حکم رکھتی ہے بلکہ ساری احمدی جماعت لاہور کا ایک ایسا زبردست نقصان ہے جس کی تلافی بظاہر ناممکنات میں سے ہے۔

مرحوم کے سینے میں ایک جذبہ۔ اسلام اور احمدیت کی محبت سے لبریز دل آباد تھا۔ اس حساس دل کی دھڑکنوں کو میں نے بہت قریب ہو کر سنا ہے اور بعض اوقات تین تین گھنٹے تنہائی میں مجھے گفتگو کا موقعہ ملا۔ کبھی مسلمانوں کی پستی۔ کبھی اسلام کی اشاعت اور کبھی احمدیت کے سچے کام کے مسائل زیر بحث آتے اور یوں محسوس ہوتا کہ میرے سامنے ایک ایسا مجسمہ ہے جس کے رگ و پے میں درد بھرا ہوا ہے اور وہ اپنے مسلمان بھائیوں۔ اپنے اسلام اور اپنی احمدیت کے لئے سراپا متفکر اور مضطرب ہے۔

حضرت میاں صاحب کی وفات پر میں نے اکثر حضرات کی زبان سے تعریفی کلمات سنے ایک چیز خاص طور پر سننے میں یہ آئی ہے کہ ہر ایک یہ کہتا تھا کہ حضرت میاں صاحب مجھ سے بہت زیادہ محبت کرتے تھے۔ بیان کرنے والے کوئی مبالغہ نہ کر رہے تھے۔ وہ اپنے بیان میں سچے تھے۔

آپ حضرات میں سے اکثر نے ایک ایسا فوٹو دیکھا ہوگا جس کو جس طرف سے دیکھا جائے یہی نظر آتا ہے کہ یہ تصویر ہماری طرف دیکھ رہی ہے۔ اگر چند آدمی مختلف اطراف میں کھڑے ہو کر اس تصویر کو دیکھیں تو ہر آدمی یہی محسوس کرے گا کہ تصویر اس کی طرف دیکھ رہی ہے۔

دراصل یہ فوٹوگرافر (مصوّر) کا کمال ہے کہ اس نے تصویر ایسے زاویے سے لی کہ تصویر گویا اس طرف دیکھ رہی ہے۔ ٹھیک اسی طرح حضرت مرحوم و مغفور کے قلب کا زاویہ ایسا واقعہ ہوا تھا کہ ہر شخص یہی محسوس کرتا تھا کہ حضرت میاں صاحب مرحوم مجھ سے بہت زیادہ محبت کرتے ہیں۔

پاکستان بننے سے بہت پہلے لائلپور میں کانگرس کا ایک عظیم الشان جلسہ ہوا جناب پیر جماعت علیشاہ صاحب کی صدارت تھی۔ پیر صاحب نے اپنی صدارتی تقریر میں حضرت مسیح موعود مرزا غلام احمد علیہ السلام کے خلاف زہر اگلنا شروع کیا تو حضرت شیخ میاں محمد صاحب اپنے دو بزرگ بھائیوں حضرت شیخ محمد اسمٰعیل صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شیخ میاں مولا بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ سمیت سٹیج پر تشریف فرما تھے ایک دم کھڑے ہو گئے اور ایک بپھرے ہوئے شیر کی طرح پیر صاحب پر جھپٹے اور نہایت گرجدار آواز میں فرمایا:۔

"پیر صاحب! یہ ایک سیاسی جلسہ ہے مذہبی جلسہ نہیں۔ کیا آپ کی تقریر حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کی مذمت کئے بغیر مکمل نہیں ہو سکتی؟ ہم اپنے امام علیہ السلام کی توہین کسی قیمت پر برداشت نہیں کر سکتے"

اب کیا تھا ہزاروں سر پھرے مسلمانوں نے ایک ہنگامہ بپا کر دیا۔ پکڑو مارو، حضرت پیر صاحب کی توہین ہو گئی۔ سیوا سمتی کے سینکڑوں باوردی والنٹیروں نے ان تینوں بھائیوں کو اپنے گھیرے میں لے لیا اور انہیں جلسہ گاہ سے چلے جانے میں مدد دی۔

حضرت مرحوم و مغفور حق کی خاطر بڑے سے بڑے انگریز حاکم سے بھی بے باکی سے ٹکرا جاتے تھے لائلپور کے انگریز ڈپٹی کمشنر نے چند یتیموں کی جائیداد کی ضبطی کا حکم دے دیا تو آپ بے چین ہو گئے اور انگریز ڈپٹی کمشنر کو ایسے انداز سے توجہ دلائی کہ وہ اپنے کئے پر پشیمان ہو گیا اور ضبطی کا حکم منسوخ کر دیا گیا۔ آپ ہندوؤں سکھوں اور عیسائیوں کے مقابلے میں مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت کے لئے ایک جری جرنیل کی طرح لڑتے اور فتح حاصل کر کے دم لیتے۔ ایک کتب فروش مسلمان آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ ساری عمر کی کمائی ایک مکان پر خرچ کر دی ہے اور اب وہ مکان میونسپل کمیٹی کی زد میں آگیا ہے مجھے بچائیں ورنہ میں تباہ ہو جاؤں گا۔ آپ نے فرمایا فکر نہ کریں انشاء اللہ آپ کے مکان پر کوئی آنچ نہیں آئے گی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

حضرت مرحوم و مغفور نے اپنی زندگی میں مجھے متعدد خطوط لکھے۔ ایک خط میں لکھا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی ذوالفقار کے جوہر تو ان کے زمانے کے لوگوں نے دیکھے ہوں گے مگر آپ کے دلائل کی تلوار کی کاٹ تو ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھی ہے۔ گویا اس خط میں مجھے "علی" کا خطاب دیا۔

ایک دوسرے خط میں لکھتے ہیں کہ آپ کی خدمات کے پیش نظر میں آپ کو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کا حقیقی فرزند سمجھتا ہوں۔

ایک بار یورپ تشریف لے گئے تو مجھے فرانس کے دارالخلافہ پیرس سے خط لکھا:۔

مرزا صاحب۔ آپ نے میری زیر صدارت لائلپور میں ایک پبلک لیکچر میں بہت سے دلائل کی روشنی میں نپولین بونا پارٹ کو عربی النسل قرار دیا تھا یہ ایک نئی اور عجیب تحقیقات تھی جس کا دلوں پر گہرا اثر پڑا۔ اور پھر آپ نے یہ بھی بیان کیا تھا کہ نپولین نے جب مصر فتح کیا تو خود مشرف با سلام ہو گیا تھا اور جامع ازہر میں نماز جمعہ ادا کی تھی۔ مجھے پیرس میں نپولین کا محل دیکھکر یقین ہو گیا کہ نپولین بھی فی الواقعہ مسلمان تھا۔ اس کے محل پر صلیب کا نشان نہیں بلکہ چاند تارے کا نشان بنا ہوا ہے۔

آخر پر ایک سوگوار کی حیثیت سے کہوں گا ؎

لہو رونے سے مشکل تر ہے خوں کے اشک پی جانا
وہ آنسو بن گئے گوہر جنہیں بہنا نہیں آتا

خاکسار۔ مرزا مظفر بیگ ساطع۔ لائلپور

سپاسِ تعزیت

ہمارے والد بزرگوار حضرت شیخ میاں محمد صاحب رحؒ کی ہم سے اچانک جدائی کے موقعہ پر ہمارے دوستوں اور احباب نے جس ہمدردی اور غم کا اظہار کیا ہے ہم وہ الفاظ کہاں سے لائیں جن سے اُن کا شکریہ ادا کیا جائے۔ یہ اظہار ہمدردی تاروں ٹیلیفونوں، خطوط کے علاوہ بہت سے احباب کی ذاتی تشریف آوری کے ذریعہ تھا۔ دوستوں کی غمگساری سے ہمیں کافی ڈھارس بندھی ہے۔ فرداً فرداً شکریہ ادا کرنے کی کوشش بھی کی گئی ہے۔ تاہم اخبار پیغام صلح کے ذریعہ تمام غم میں شریک دوستوں کا ہم تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں اُمید ہے کہ آپ تمام ہمیں اپنی دُعاؤں میں یاد رکھیں گے۔ کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے بزرگ باپ کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق بخشے۔ آمین۔ خاکساران:۔ میاں اللہ بخش میاں ظہور احمد، میاں فضل احمد۔ میاں رشید احمد۔ میاں حمید احمد۔

از حافظ شیر محمد صاحب (خوشابی) لائلپور

اِک چراغ اور بجھا اور بڑھی تاریکی

انسان کس قدر مجبور و لاچار ہستی ہے۔ اس کو اپنی زندگی میں بسا اوقات ایسے المناک اور دردانگیز فرائض ادا کرنے پڑتے ہیں جن کے تصور سے بھی اس کا دل کانپ اٹھتا ہے لیکن حالات و حقائق کی قہرمانی طاقتوں کے سامنے وہ بے بس و لاچار ہو کر رہ جاتا ہے اور اسے وہی کرنا پڑتا ہے جو وہ کرنا نہیں چاہتا۔ حضرت شیخ میاں محمد صاحب جیسی بے نظیر اور قیمتی ہستی کی وفات حسرت آیات سے آنکھوں میں بے اختیار آنسو اُمڈے چلے آ رہے ہیں۔ اس عدیم المثال رکن جماعت کو مرحوم لکھتے ہوئے قلم کا سینہ شک ہوا جاتا ہے دل کا تقاضا ہے کہ اس حادثہ کے وقوع پذیر ہونے پر یقین ہی نہ کیا جائے لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ انمول موتی، یہ پیکر اخلاص، یہ مہر و وفا کا مجسمہ ہم سے ہمیشہ کے لئے جدا ہو چکا ہے۔ موت کے بے رحم ہاتھ نے اس کو ہم سے چھین لیا ہے اب اس کی نورانی صورت اس کا شگفتہ چہرہ ہمیں کبھی نظر نہیں آئے گا ہماری اشکبار آنکھوں کے سامنے اس کا جنازہ اُٹھا اور ہم نے اپنے لرزتے ہوئے ہاتھوں سے اس متاع عزیز کو سپردِ خاک کیا ہے لوگ اسے ڈھونڈیں گے یاد کریں گے اور اسے نہ پائیں گے انا للہ و انا الیہ راجعون۔ جہاں الفاظ بے کار ہو جاتے ہیں آنسو جذبات کی ترجمانی کرتے ہیں ان کا اظہار تو آنسوؤں کے بغیر ممکن ہی نہیں ہوتا افسوس ان آنسوؤں کو سیاہ حروف کی شکل میں اخبار کے صفحات پر منتقل نہیں کیا جا سکتا حضرت میاں صاحب مرحوم کس قدر عظیم الشان، کس قدر بلند اخلاق اور کس قدر دیندار اور پاکیزہ سیرت انسان تھے۔ جن لوگوں کو حضرت میاں صاحب مرحوم سے شرف تعارف و وابستگی حاصل تھا انہیں یہ باتیں بتلانے کی ضرورت نہیں اور جو اس شرف سے محروم ہیں انہیں تو نے پھوٹے الفاظ میں کس طرح بتلایا جائے کہ یہ ہستی کیا تھی؟ آہ! وہ عالم اعلیٰ کی ایک پاکیزہ روح تھی جس کا کام مخلوقِ خدا کی بھلائی اور بہتری تھی ایسے انسان روز روز نہیں صدیوں کے بعد پیدا ہوتے ہیں ان کا وجود دنیا کی سب سے زیادہ بیش قیمت اور کمیاب متاع ہوتی ہے۔ اخلاق و شرافت کے لحاظ سے حضرت میاں صاحب بلند اخلاق و شرافت کے مجسمہ تھے ہر ایک دوست و دشمن ایک ہی ملاقات میں ان کا گرویدہ ہو جاتا تھا۔ فرشتہ صورت ہونے کے ساتھ یہ انسان فرشتہ سیرت بھی تھا۔ ان کے دل و دماغ پر نیکی، پاکیزگی اور سچائی اس طرح چھائی ہوئی تھی کہ برائی کے لئے کوئی جگہ ہی باقی نہ تھی۔ دوستوں کے لئے وفا بہت بڑی خوبی ہے لیکن اس سے زیادہ بڑی خوبی دشمنوں اور مخالفوں کی خیر خواہی ہے۔ یہ دونوں خوبیاں حضرت میاں صاحب مرحوم میں بدرجۂ اتم موجود تھیں۔ غریب پروری کی خوبی بھی جو انسانیت کا ایک قابل جوہر ہے حضرت میاں صاحب مرحوم میں بدرجہ اتم موجود تھی ویسے تو آپ ہر وقت اور ہر ایک شخص کی خدمت و امداد کے لئے تیار رہتے تھے۔ لیکن غریبوں، محتاجوں اور مظلوموں پر آپ خاص طور پر مہربانی فرماتے تھے۔ اللہ تعالےٰ نے آپ کو ایک غیر معمولی دردمند اور حساس دل عطا فرمایا تھا جو ہر ایک مصیبت زدہ کی بیکسی اور ہر ایک مظلوم کی فریاد پر تڑپ اُٹھتا تھا۔ اس خود غرضی اور مادہ پرستی کے زمانہ میں بالعموم غریبوں کو پائمال کیا جاتا ہے طاقت والے مظلوموں کی فریادوں کو ٹھکرا دیتے ہیں۔ امیر اور خوشحال لوگ غریبوں سے سیدھے منہ بات تک نہیں کرتے لیکن حضرت میاں صاحب مرحوم ہر ایک غریب و مظلوم کو نہ صرف سینے سے لگا لیتے بلکہ اس کے لئے سینہ سپر ہو جاتے تھے۔

کوئی بارہ تیرہ سال ہوئے میں لاہور کو چھوڑ کر اپنے گھر چلا آیا حضرت میاں صاحب مرحوم کو کسی نے اطلاع دی تو آپ نے ایک دوست کو لکھا کہ:۔

"مولوی شیر محمد کے متعلق مجھے اس قدر تشویش لگی ہے لیکن باوجود دریافت کرنے کے مجھے کسی نے نہ بتایا کہ وہ چلے گئے ہیں۔ میں نے دل میں ارادہ کیا تھا کہ جب وہ مجھے لاہور ملیں گے تو میں اُن کو سینہ کے ساتھ لگا لوں گا مجھے اُن سے رُوحانی تعلق ہے"

یہ محبت بھرے الفاظ صرف تحریر تک ہی محدود نہیں جب ہی حضرت میاں صاحب مرحوم کی ملاقات کا کوئی موقعہ آتا تو واقعی آپ مجھے سینہ سے لگا لیتے۔ ایک دفعہ میں بیمار ہو گیا تو آپ نے لکھا کہ:۔

"عزیز رشید احمد نے بتلایا کہ نصیب دشمناں آپ کی صحت اچھی نہیں ہے بخار ہو جاتا ہے اگر آپ مناسب سمجھیں تو ہفتہ عشرہ کے لئے یہاں تشریف لاویں ڈاکٹر بڑی محنت سے آپ کا علاج کرے گا انشاء اللہ تعالےٰ صحت ہو جاوے گی آپ دل پر بوجھ ڈال لیتے ہیں یہ درست نہیں ہے جواب سے جلد مطلع فرماویں"

ایک حافظ صاحب جو میرے دوست تھے انہوں نے حضرت میاں صاحب کی ملاقات کی خواہش ظاہر کی تو ہم دونوں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے دوران ملاقات حافظ صاحب نے سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کے پنجابی اشعار حضرت میاں صاحب مرحوم کو سنائے ؎

دین تے دُنیا دو نویں سکیاں بھیناں تینوں عقل نہ سمجھیندا ہُو
دو نویں وِچ نکاح اِکی دے شرع نہیں فرمیندا ہُو
جِیویں اگ تے پانی تھاں اِکی وچ واسا نہیں کریندا ہُو
دوہیں جہانیں سو یہ مُٹھے باہو جنہاں دعویٰ کیتا ایں دا ہو

مغرب کی نماز کے بعد اجازت لئے بغیر ہم خوشاب چلے آئے تو چند دن کے بعد مجھے حضرت میاں صاحب مرحوم کا خط آیا کہ "میں نے دوسری صبح آپ کی تلاش کرائی تو نہ حافظ صاحب ملے نہ آپ۔ آپ دونوں مل کر باہر نکل گئے کافی انتظار کی لیکن آپ نہ ملے دل را بدل نسبت والا معاملہ ہے......... یہ ایک حقیقت ہے کہ دین و دنیا دو بہنیں ہیں بیک وقت ایک شخص کے نکاح میں نہیں آسکتیں یہی حال میرا ہے"

ایک رات میں اُن کے ملحقہ کمرہ میں سویا ہوا..... تھا کہ پچھلی رات حضرت میاں صاحب مرحوم کے کمرہ میں سے رونے کی آواز آئی۔ میں نے جب توجہ سے سُنا تو بڑی سوز بھری آواز سے کہہ رہے تھے:۔

" ابن ابراہیم بھی ہوں اور تشنہ لب بھی ہوں"

دوسرا مصرعہ مجھے سمجھ نہیں آیا۔

ایک دن لاہور گلبرگ میں میاں ظہور احمد صاحب کی کوٹھی پر آپ کو ملنے کے لئے حاضر ہوا مغرب کی نماز کا وقت ہو گیا تو فرمانے لگے نماز باجماعت ادا کر لیں میں نے نماز پڑھائی چند دن کے بعد مجھے لکھا کہ:۔

" اس روز قرآن کریم کی تلاوت نے بے حد گہرا اثر کیا خدا آپ کو خوش و سلامت رکھے"

اگست ۱۹۶۶ء میں تبدیل ہو کر میں لائل پور آیا تو سب سے پہلے حضرت میاں صاحب مرحوم نے مسجد میں قرآن شریف کا درس شروع کرنے کا حکم دیا۔ اور میں اس سے بہت گھبرایا کیونکہ اس سے پہلے میں نے کبھی درس نہیں دیا تھا آپ کے غیر معمولی شوق اور تقاضا نے مجھے اس پر مجبور کر دیا۔ وہ شخص جس نے حضرت حکیم الامۃ مولینا نورالدینؓ۔ حضرت مولینا سید محمد احسن امروہی، حضرت امیر مرحوم اور حضرت ڈاکٹر بشارت احمد رحمۃ اللہ علیہم جیسے علامہ روزگار بزرگوں کا درس سُنا تھا اور جو حضرت مسیح موعودؑ علیہ السلام کی پُر معارف تقریروں کو اپنے حافظہ میں جگہ دیئے ہوئے تھا وہ میرے درس سے کیا لطف اندوز ہو سکتا تھا لیکن میں حیران تھا کہ حضرت میاں صاحب مرحوم نہ صرف درس کی تعریف کرتے بلکہ درس کی رونق بڑھانے میں سب سے پیش پیش تھے۔ خود بھی بنفس نفیس شامل ہوتے اور دوسرے لوگوں کو بھی اس میں شمولیت کی بڑے زور سے تاکید فرماتے تھے علم النفس کا یہ ایک راز ہے جس پر آپ عمل پیرا تھے کہ ایک نالائق شخص کو کیونکر قابل بنایا جاتا ہے ایک دن فرمانے لگے کہ اگر آپ صبح کی نماز پڑھایا کریں تو میں مزید شمولیت کروں گا مجھے اس میں کیا اعتراض ہو سکتا تھا۔ آپ کڑا کے کی سردی میں بھی صبح کی نماز میں باقاعدگی سے تشریف لاتے۔ بعض

عام دعوت دینے لگے جب ایمان ولقین کی بنیادیں متزلزل ہوگئیں جب اوامر نگاہوں سے اوجھل اور منہیات عزیز ہو گئے جب پاکیزگی ختم اور فواحش نمایاں ہو گئے۔ ایسے وقت میں ایک ایسی ہستی کا وجود کتنا غنیمت تھا جس نے دنیا میں دولت حاصل کی۔ مگر دولت کی ریل پیل اسے صراط مستقیم سے نہ ہٹا سکی۔ جس نے اولاد کو تمام ممکنہ ناز ونعمت عطا کئے مگر اوامر ونواہی سے سرِمُو انحراف نہ کرنے دیا۔ جس نے اکل وشرب حرام کی بجائے ایقان اور اکل حلال کی شمعیں روشن کیں۔ جو دل ودماغ سے مسلمان رہا۔ جس نے اسلام کی تبلیغ وتلقین کے مراکز کھولے اور خود ہادی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات و احکام کا پابند رہا۔

الحاج شیخ میاں محمد مرحوم کی زندگی کا یہ تابناک پہلو کہ انہیں اسلام پر کامل یقین اور اسلام سے سچی محبت تھی۔ دولت آفرینوں۔ دولت مندوں اور دولت پرستوں کے لئے شمع راہ ہے۔

الحاج میاں محمدؒ مرحوم نے نیک صالح۔ بلند کردار اور نیک اطوار اولاد دنیا میں چھوڑی ہے۔ یہ مغفور کی بلندیٔ درجات کا ایک اور ذریعہ ہے۔ الحاج شیخ میاں محمدؒ کے املاک واوقاف میں ہسپتال۔ مساجد۔ تعلیمی درسگاہیں اور ذاتی و نجی خیرات و صدقات جاریہ موجود ہیں جو انشاء اللہ ان کا نام زندہ رکھیں گے۔ الحاج شیخ میاں محمد مرحوم ومغفور ایک عابد وزاہد اور شب زندہ دار مسلمان تھے۔ اور تبلیغ اسلام کے لئے ان کی زندگی وقف ہو کر رہ گئی تھی۔ خوبیوں اور محاسن کا یہ اجتماع کسی ایک شخصیت میں کم ہوتا ہے۔ الحمد للہ کہ الحاج شیخ میاں محمدؒ مرحوم کی ایک ہستی میں یہ سب محاسن بدرجۂ غایت واتم موجود تھے۔ اللہ تعالےٰ انہیں فردوس بریں میں بلند ترین مقامات عطا کرے آمین۔

افسوس یہ نہیں کہ الحاج شیخ میاں محمد مرحوم دُنیا سے رخصت ہو گئے ہیں کہ دنیا میں ہر شخص کو موت کا پیالہ پینا ہے۔ صدمہ اس بات کا ہے کہ الحاج شیخ میاں محمد مرحوم اس دَور کے آخری فرد تھے جب اسلام سے محبت انسانی عظمت کا ذریعہ ہوتی تھی۔ جب دولت و سرمایہ کو نیک اعمال اور نیک مقاصد کے لئے ہی خرچ کرنا ضروری سمجھا جاتا تھا اور جب سرمایہ انسان کو خدا کے حضور اور زیادہ عجز کے ساتھ جھکاتا تھا۔ یہ آداب یقیناً وہاں تو قائم رہیں گے جہاں آئندہ نسل کی تربیت اُسی طرح ہوئی ہو جس طرح الحاج شیخ میاں محمد مرحوم نے اپنے فرزندوں کی تربیت کی تھی۔ مگر جو نسلیں دولت اور سرمایہ کے نام پر قیام پاکستان کے ساتھ چلی ہیں۔ وہ اپنے دامن میں یہ گوہر گراں مایہ نہیں پائیں گی۔ اور "دولت خانے" اور "سرمایہ کدے" اسلام کی روشنی سے بے نور اور ایمان کی دولت سے تہی رہ جائیں گے (خدا نہ کردہ)

الحاج شیخ میاں محمدؒ کی وفات ایک دور کا اختتام ہے۔ اللہ تعالےٰ نئے دَور میں اسلام اور انسانیت کی خدمت کے لئے نئے واسطے اور رابطے پیدا کرے۔ آمین۔

ؔ جو بادہ کش تھے پُرانے سب اُٹھتے جاتے ہیں
کہیں سے آبِ بقائے دَوام لے ساقی

تصحیح نامہ

۱۶ر مارچ ۱۹۶۷ء کے پیغام صلح میں جو میرا مضمون شائع ہوا ہے اس میں مندرجہ ذیل اغلاط کی احباب تصحیح فرمالیں:-

صفحہ	کالم	سطر	غلط لفظ	صحیح لفظ
۹	۲	۶	حال	حامل
۹	۳	۲۸	فیصلہ	فیصلہ
۹	۳	۴۵	زمرۂ انبیاء کافر	زمرۂ انبیاء کا فرد
۱۰	۱	۶	عماء	علماء
۱۰	۱	۲۵	دیے	دیئے
۱۰	۳	۱۸	مبرات	مُبَشّرات
۱۰	۳	۴۳	یہ کہ	نہ کہ
۱۰	۳	۴۴	کو	ہو

خاکسار شیخ عبدالرحمان مصری

موت نیک انسان کیلئے ابدی مسرّتوں اور رضائے الٰہی کے دروازے کھول دیتی ہے

لندن سے مسٹر فاروق فلاورز (ایک نومسلم) کا خط

عزیز بھائی احمد۔ السّلام علیکمُ

آپ کے مراسلے کا تہ دل سے شکر گذار ہوں، آپ نے یہ مراسلہ گہرے رنج وغم کے اس بوجھ کے زیر اثر لکھا ہے جو آپ کو اپنے بزرگوار والد کی وفات حسرت آیات سے ہوا ہے اس اچانک وفات سے ہمیں غیر معمولی صدمہ پہنچا ہے۔ تاہم مرحوم کی صحت اور عمر کے پیش نظر یہ بات غیر متوقع نہ تھی، کیونکہ ہم سب خدائے برتر و توانا سے حیات مستعار لے کر اس دنیا میں آئے ہیں لیکن جس طرح پیدائش کے بعد ہم زندگی کی دوڑ میں شامل ہو جاتے ہیں، اسی طرح آزمائشوں، اور دکھوں کے بعد موت نیک انسان کے لئے ابدی مسرتوں اور رضائے الٰہی کے دروازے کھول دیتی ہے۔ اللہ تعالےٰ آپ کے والد محترم پر بے اندازہ رحمتوں کی لازوال بارش کرے .... ہم دونوں بہن بھائی مرحوم کے لئے گہرے خلوص سے دست بدعا ہیں۔ ہماری ہمدردانہ دعائیں آپ کے خاندان کے ہر فرد کے ساتھ ہیں۔ ہمارے لائق کوئی خدمت ہو تو ہم دونوں حاضر ہیں۔ خدا کرے آپ کسی وقت لندن تشریف لائیں تو آپ سے ملاقات کا شرف حاصل ہو۔ اللہ کی برکات آپ پر نازل ہوں، آپ کو اس حقیقت سے اطمینان حاصل کرنا چاہیئے کہ آپ کے والد محترم رضائے الٰہی کے دامن میں راحت پذیر ہو چکے ہیں۔

آپ کا مخلص۔ برادر فاروق

حضرت الحاج شیخ میاں محمد صاحبؒ کی وفات پر تلاوتِ قرآن کریم

مورخہ ۱۵ر فروری صبح ۸ بجے حضرت قبلہ میاں صاحب مرحوم کی رُوح کو ایصال ثواب کے لئے ان کے مکان پر قرآن پاک کی تلاوت ہوئی۔ باہر سے آئے ہوئے دوستوں اور مقامی جماعت کے علاوہ سینکڑوں کی تعداد میں غیر از جماعت دوستوں نے جمع ہو کر اس تقریب میں حصہ لیا۔

اس موقعہ پر جناب ڈاکٹر سعید احمد صاحب نے حاضرین سے خطاب فرمایا اور حضرت میاں صاحب مرحوم کی زندگی کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوہ حسنہ سے مستعار لئے ہوئے چند محاسن کا تذکرہ فرمایا۔ جناب ڈاکٹر صاحب موصوف نے نہایت سوز اور الحاح کے ساتھ حاضرین کو شامل کر کے خدا تعالیٰ کے حضور متعدد مرتبہ درد میں ڈوبی ہوئی آواز کے ساتھ مندرجہ ذیل دُعا کی:-

اللهم اغفر عبدك مياں محمد وارحمه وادخله
فی عبادك الصالحين الذين لاخوف عليهم
ولاهم يحزنون۔

احباب سے استدعا ہے کہ وہ بھی حضرت میاں صاحب مرحوم کے لئے ہر وقت یہ دُعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ آپ کی رُوح پر بے شمار برکتیں اور رحمتیں نازل فرمائے آمین

خادم۔ محمد صالح نور

محمد ایم۔ شکیل جرنلسٹ (لائلپور)

میں نے میاں محمد مرحوم و مغفور کو قریب سے دیکھا ہے

ملک کے مشہور اور نامور صنعتکار شیخ میاں محمد وفات پا گئے۔ وہ وضعدار خاندان کی ایک سربرآوردہ ہستی اور پرانی تہذیب کا ایک چراغ جو طویل عرصہ سے ٹمٹما رہا تھا بجھ گیا۔ ایک مقتدر اور کامیاب صنعتکار۔ ایک عظیم سیاستدان اور دورِ حاضر کا حاتم طائی ہمارے درمیان سے اٹھ گیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اب قدیم و جدید کا رشتہ ٹوٹ رہا ہے اور اس رشتے کا ایک ایک تار کٹ رہا ہے۔ پرانی صورتیں ایک ایک کر کے تہہ خاک ہوتی جا رہی ہیں۔ موت کو تو بہرحال آنا ہے۔ جو لوگ اٹھ گئے انہیں اٹھنا ہی تھا اور باقیوں کا داغِ مفارقت بھی ہمیں کھاتا ہے لیکن غم اس کا ہے کہ جانے والوں کی جگہیں سنبھالنے والا کوئی نہیں۔ ویسی ہمہ گیر اور جامع الصفات شخصیتیں پیدا نہیں ہو رہیں۔ جناب شیخ میاں محمد مرحوم و مغفور ایسی ہی نادر الوجود ہستیوں میں سے تھے جن کے بارے میں علامہ اقبال رحمۃ اللہ کہہ گئے ہیں ؎

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

آج وہ گذرے ہوئے ایام ہماری آنکھوں کے سامنے ہیں جب میاں محمدؐ اور ان کے برادران مرحوم میاں مولا بخش اور میاں محمد اسمٰعیل ہندو تاجروں اور کارخانہ داروں کی اجارہ دارانہ مزاحمتوں اور رکاوٹوں کے باوجود اپنی خداداد صلاحیتوں کے باعث لائل پور کی صنعت و تجارت پر چھا گئے۔ چنانچہ میاں محمد اسمٰعیل اور میاں مولا بخش بڑے میاں کے نام سے اور میاں محمدؐ چھوٹے میاں کے نام سے ابھرے اور دیکھتے ہی دیکھتے پریمیئر فلور ملز کے علاوہ ان گنت ملوں۔ کارخانوں۔ فیکٹریوں اور صنعتی اداروں کے مالک بن گئے۔ فلور ملنگ کی صنعت میں ان کے تجربے اور دسترس کا یہ ایک دستاویزی ثبوت ہے کہ مشہور ہندو صنعتکار لالہ ہرکشن لال گابا نے جب قصور اور شاہدرہ میں فلور ملیں قائم کرنی چاہیں تو انہوں شیخ میاں محمدؐ ہی کے مشورہ پر عمل کیا۔ مرحوم و مغفور میاں محمدؐ ایک کامیاب صنعتکار اور تاجر ہونے کے علاوہ سیاست میں بھی گہرا شغف رکھتے تھے۔ چنانچہ جب لائل پور کی تاریخ لکھی جائے گی تو ان کی عوامی خدمات کو سنہری حروف سے لکھا جائے گا۔ میاں صاحب مرحوم بلدیہ لائل پور کے واحد مسلمان پریذیڈنٹ تھے جنہوں نے شہر کی ترقی اور عوام کی بھلائی کے لئے نمایاں کام کیا۔ چنانچہ قیصری باغ کی نئی تزئین اور عید باغ کا قیام آپ کے عہد کی زندہ یادگاریں ہیں۔ آپ کے خلوص اور جود و سخا کا یہ عالم تھا کہ ہم نے ان کے انتقال پر ایسے لوگوں کو دھاڑیں مار مار کر گریاں دیکھا ہے جنہیں زندگی میں شاید ان کی ایک جھلک دیکھنا بھی نصیب نہیں ہوئی ہو گی اہلِ شہر کی عقیدت اور قلبی لگاؤ کا اس بات سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ ان کی رحلت سے اس وقت تک اکثر گھروں میں قرآن خوانی ہو رہی ہے۔ مکاتب اور دینی اداروں میں ختم پڑھے جا رہے ہیں۔ عورتیں سوگوار ہیں۔ مردوں کے چہروں کی رونق سلب ہو گئی ہے۔ بازاروں اور منڈیوں میں ان کی یاد کا غلغلہ ہے۔ گلی کوچے ان کے نام سے گونج رہے ہیں۔ ہر زبان محوِ فریاد ہے اور ہر دل بے حس و بے قرار ہے یہ اس امر کا بین ثبوت ہے کہ مرحوم و مغفور نے اپنی گوناگوں خوبیوں کے باعث لوگوں کے دل مسخر کر لئے تھے۔ کاش ایسا ہوتا کہ اہلِ لائل پور اپنی زندگیوں کے بدلے مرحوم کی زندگی کا سودا کر لیتے مگر قدرت کا قانون اٹل ہے اور جب کسی انسان کا وقت آ جاتا ہے تو پھر ایک لمحہ کی تاخیر نہیں ہوتی۔ آج پریمیئر فلور ملز کے در و دیوار سے وحشت ٹپکتی ہے جسے دیکھ کر ہر آنکھ پوچھتی ہے کہ تم نے اس شخصیت کو کہاں کھو دیا ہے جس کی عظمتوں کے دامن پر انسانیت بوسے دیا کرتی تھی۔ آج اس وضعداری کو ہم نے کہاں دفن کر دیا ہے جس سے بے نواؤں اور محتاجوں کا وقار زندہ اور قائم تھا۔ آج ان سینکڑوں بیواؤں، یتیموں اور حاجتمندوں کے دلوں پر کیا گذری ہو گی جن کے معاش کی ڈوری میاں صاحب مرحوم و مغفور کے دستِ جود و سخا سے بندھی ہوئی تھی۔ آج وہ بے سہارا ہو گئے۔ کاش کوئی مرحوم و مغفور کو خبر دیتا کہ ان کے بعد ؎

نشیمنوں پہ بجلیوں کا کارواں گذر گیا

ہمارے پاس صرف قلم کی متاع ہے اور اس متاع کو ہم نے مرحوم کی زندگی میں بھی بارہا نچھاور

(باقی بر صفحہ ۵۳ کالم ۲)

مامورِ زمانہ کا ایک اور دستِ راست چل بسا

جبیب الرّحمان صادق صاحب

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے سالانہ جلسہ پر ۴۴-۱۹۴۵ء کو پہلی دفعہ الحاج حضرت میاں محمد صاحب کو قریب سے دیکھنے کا موقعہ ملا۔ یوں تو بمبئی کے زمانہ میں دوستوں اور اخبارات کے ذریعہ ان کا ذکر اذکار ہوتا رہتا تھا۔ پاکستان بننے کے بعد اور کچھ عرصہ لاہور میں قیام کی وجہ سے کئی بار نیاز حاصل کرنے کا شرف حاصل ہوا۔

مَیں نے ان کو راست باز۔ معاملہ فہم۔ دیانت دار اور محنتی پایا۔ یہی وجہ ہے۔ کہ دنیا سے گزرنے کے وقت کراچی سے لے کر پشاور تک اپنا چلتا ہوا کاروبار جس میں فلور ملیں کاٹن کلاتھ ملز۔ اور کاٹن ملز اور روئی کا کاروبار ہے چھوڑا۔

خود جس قدر سادگی سے زندگی بسر کی وہ قابلِ رشک ہے۔ لیکن اپنی دولت سے غربا طلباء۔ یتامیٰ۔ بیوگان اور مساکین کی لمبی فہرست تھی۔ جن کو ماہوار اور سالانہ وظائف دیئے جاتے تھے۔ حضرت میاں محمد صاحب کی وفات سے وہ گویا بے سہارا ہو کر رہ گئے۔ مرحوم نے اپنے ذاتی مصارف سے مریضوں کے لئے لائل پور خیراتی ہسپتال قائم کیا جہاں مریضوں کے لئے علاج معالجہ کی مفت سہولتیں میسّر ہیں۔ حضرت میاں صاحب مرحوم ایسے لوگوں کی امداد بھی کرتے تھے جن کا علم ان کے عزیزوں کو بھی نہ ہوتا تھا۔ مختلف اداروں کی امداد کے علاوہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی خاص ماہوار۔ سالانہ اور مختلف تحریکوں میں امداد کرنے والوں میں ان کا اسم مبارک سابقون الاوّلون میں سے تھا۔

اس کے علاوہ تن تنہا ایک مشن یورپ میں چلا رکھا ہے وارد۔ لیکن ہالینڈ میں ایک مستقل مشن اشاعت اسلام کے لئے قائم کیا ہوا ہے۔ اور ماہوار رسالہ الفارق نامی شائع ہوتا ہے اسلام کی اشاعت کے سلسلہ میں یورپ میں دورہ کرتے تھے۔ اور جماعت کے کاموں میں دن رات کوشاں تھے۔ حکومت وقت کی مختلف اپیلوں پر دل کھول کر حصہ لیتے تھے۔

غرباء اور مساکین سے ایسے بے تکلف اور گھل مل کر بیٹھتے اور باتیں کرتے جیسے از حد قریبی تعلق ہے۔ ہر شخص یہی سمجھتا تھا۔ کہ مجھ سے ہی زیادہ پیار اور تعلق ہے۔

سنتِ نبویؐ اور اس زمانہ کے مامور کی صحیح سنت پر چلتے تھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت میں ۱۹۰۳ء میں شامل ہوئے۔ مامورِ وقت کی صحبت اور ان سے ایمانہ محبت کا ہی نتیجہ ہے۔ کہ قابلِ رشک نیکی۔ دیانت اور تقوےٰ کے مالک ہوئے۔ یہ عالم تھا بقول نظیری

زفرق تا بقدم ہر کجا کہ می نگرم
کرشمہ دامن دل میکشد کہ جا اینجاست

میرے ساتھ گاہے گاہے ان کی خط و کتابت رہتی تھی۔ افسوس ہے کہ وہ یہاں موجود نہیں انشاء اللہ بنی نوع انسان کی بھلائی کے لئے ان کو شائع کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

ان کی تحریرات۔ گفتگو اور نمازوں میں سوز و گداز تھا۔ ان کو دیکھتے ہی وہ اپنے جذبہ عشق اور سوز و گداز کی وجہ سے پہچانے جاتے تھے۔ ہر وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ذکر اپنے چشم دید حالات سے بیان فرماتے رہتے تھے۔ ریاء اور مکر سے مبرّا گفتگو ہوتی تھی۔ خود ستائی کا نام و نشان نہ تھا۔

۱۹۱۴ء میں حضرت مولانا محمد علی رحمۃ اللہ علیہ اختلاف کی وجہ سے قادیان سے لاہور احمدیہ بلڈنگس آ گئے۔ تو اسی دن سے آپ کی وابستگی لاہور جماعت سے ہوئی۔

مرحوم نے اپنی اولاد کے اندر احمدیت کی جو رُوح پھونکی ہے۔ اُمید ہے۔ کہ وہ ان کے نقشِ قدم پر چل کر حقوق اللہ اور حقوق العباد کی بجا آوری میں اپنے مرحوم باپ کی روح کے لئے ایصالِ ثواب کے موجب ہوں گے۔

درخواست دُعا

تمام احباب کے لئے جو مختلف عوارض یا مشکلات میں مبتلا ہیں، دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ مشکلات اور پریشانیوں کو دُور کرے اور بیماریوں سے شفا دے۔

از ڈاکٹر مبارک احمد ایم بی بی ایس (پنجاب) ایف آر سی ایس بلڈنگ لاہور

مشاہدات

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

یوں تو الحاج حضرت شیخ میاں محمدؒ صاحب کے بارہ میں بڑے مصنف اور اہل قلم حضرات اپنے اپنے خیالات و تجربات قلمبند فرمائیں گے۔ مگر اس ناچیز کی یہ چند سطور ایک خاص اہمیت رکھتی تھیں۔ کیونکہ میں نے تقریباً ۸ سال مرحوم و مغفور کے ساتھ Personal Physician کی حیثیت سے گذارا ہے میں ان کے ایک طبی ادارہ بیگم اللہ جوائی ٹرسٹ ہسپتال میں کام کرتا رہا ہوں۔ خاص طور پر پچھلے تین سال تو ان کے قرب میں رہ کر وہ وہ کرشمے اور خدائی نظارے دیکھنے میں آئے کہ میں لکھے بغیر نہیں رہ سکتا۔ ۱۹۶۳ء مئی کا مہینہ تھا۔ جبکہ پہلی بار حضرت میاں صاحب کو دل کا معمولی عارضہ ہوا جس کی وجہ سے ان کو مری کا دورہ منسوخ کرنا پڑا۔ ان کے دل نے پوری قوت اور صحت سے کام کرنا چھوڑ دیا تھا۔ اس لئے ان کو آرام کی سخت ضرورت تھی۔ اس کے برعکس ان کے ذمہ کاروباری مسائل اور ذمہ داریاں اس قدر وسیع تھیں۔ علاوہ ازیں دینی روحانی، سماجی اور اصلاحی فرائض اتنے کثیر تھے کہ معمولی انسان اس بارہ میں تصور بھی پیدا نہیں کرسکتا۔ مگر آفرین ہے اس شیر دل انسان پر کہ تمام فرائض کو عین مصلحت اور خوش اسلوبی سے سرانجام دیتے۔ یہ ان کی خوش قسمتی تھی کہ ان کی ساری اولاد تابعدار و فرمانبردار تھی مگر اس کے باوجود وہ ہر کام اپنی ذہانت۔ تدبر۔ تجربہ اور دور اندیشی کو بروئے کار لاتے ہوئے سرانجام دیتے۔ یہ ان کے کردار کا ایک خاص پہلو تھا۔ یہی وجہ تھی کہ ان کے پاس بیٹھ کر ان کی پُر از معلومات اور مدلل باتیں سن کر کسی کو جرأت نہ پڑتی کہ کوئی فضول اور لغو بات کی جائے۔ ان کی محفل پاکیزہ، روحانیت اور علم سے لبریز ہوتی تھی۔ قصہ تو ان کی بیماری کا چل رہا تھا۔ جو اب کمزور و ناتوان اور بیمار ہو چکا تھا۔ مگر یہ دل تو ایک مادی دل تھا ذرا ان کے روحانی دل کا بھی جائزہ لیجئے جو اس کے برعکس بہت صحت مند اور طاقتور تھا۔ خود اعتمادی . . . . اور عزم راسخ . . . . کے وہ اس قدر مالک تھے کہ بڑی سے بڑی الجھن اور مشکل سے مشکل مسئلہ ان کی ذہانت اور تدبر کے آگے پاش پاش ہو کر رہ جاتا۔ بعض بعض اوقات تو ایک عام انسان کا ایسے حالات میں . . . . بے قابو ہونا ایک معمولی . . . . ردعمل تصور کرنا چاہیئے مگر ان کے . . . . ردعمل میں تو خدا وند تعالے کی حمد۔ تہجد۔ نماز اور دعائیں۔ ایسے عمل تھیں جن کو انہوں نے آخری دم تک اپنے تن سے جدا نہیں کیا۔ حقیقتاً وہ دنیا دنیا کی ساری کمائی ہوئی دولت تو یہیں چھوڑ گئے۔ مگر اس برکت اور نعمت کو وہ اپنے ساتھ ہی لے گئے۔ اب وہ محل جس میں حضرت میاں صاحب نے ۲۰ سال مجرد رہ اپنی زندگی گذاری ہے سنسان پڑا ہے۔ اس محل کی ایک ایک اینٹ گواہی دے گی کہ ایک انسان مجرد رہ سکتا ہے اور مجرد رہ کر بھی اپنے آپ کو ایک انسان ثابت کرسکتا ہے ان کی یہ زندگی قابل تقلید اور روح کو تازہ کر دینے والی تھی سادگی۔ پاکیزگی۔ محبت۔ دوستی۔ شفقت عزیزان کے لئے۔ برکت۔ بزرگی۔ رحمت اور روحانیت کی ایک جیتی جاگتی تصویر تھی۔ "زہے نصیب کہ تقلید کرسکیں ان کی"

اکتوبر ۱۹۶۳ء میں حضرت میاں صاحب علیہ الرحمۃ مجھے بطور ذاتی معالج یورپ کے سفر میں ہمراہ لے گئے در اصل یہ سفر ان کے دل کی بیماری کی تشخیص و علاج کی غرض سے تعین کیا گیا تھا۔ وہ بیمار تھے اور ہر لحظہ ان کو طبی مشورہ کی ضرورت تھی۔ مگر جونہی سرزمین یورپ پر انہوں نے قدم رکھا ان کے اندر میں نے ایک نمایاں تبدیلی دیکھی۔ اس وقت میں یہ لکھے بغیر نہیں رہ سکتا کہ حضرت مسیح موعود۔ مجدد صد چہاردہم حضرت مرزا غلام احمد کے ایک الہام :-

"میں تیری تبلیغ کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤں گا"

کے وہ مصداق نظر آتے تھے۔ ان کے چہرے پر ایک روحانی جلال اور قوت ٹپک رہی تھی۔ میں نے ان کو رات کے ایک ایک بجے تک نومسلموں سے گفتگو۔ بحث اور اسلام کے متعلق تقاریر کرتے دیکھا۔ میری عقل اور علم دنگ رہ جاتے کہ اب حضرت میاں صاحب کی بیماری کو کیا ہوا۔ نہ تو وہ ملاقات سے انکار کرتے ہیں اور نہ ہی REST جس کی غرض سے وہ یہاں تشریف لائے ہیں۔ ایسے حالات میں میاں صاحب اپنے فرزندگان تک کو ملنے سے انکار کر دیا کرتے تھے۔ مگر اب تو معاملہ ہی اور تھا نہ کسی ڈاکٹر کی پرواہ ہے اور نہ کسی مشورے کی ضرورت۔ ان کے اندر ایک ایسی طاقت پیدا ہو گئی کہ گھنٹوں وہ بولتے رہتے اور بالکل تھکن محسوس نہ کرتے۔ حالانکہ زیادہ سفر اور بولنا ان کے لئے مضر تھا آج وہ ہیگ میں ملاقات کر رہے ہیں تو کل ایمسٹرڈم میں۔ اسی طرح کبھی لندن۔ کبھی ووکنگ اور فرنکفورڈ یا برلن میں پہنچ جاتے۔

کاروباری لوگوں کو تو میں نے بہت کم ملتے دیکھا مگر نومسلموں اور مشنری لوگوں کا ایک تانتا بندھا رہتا۔ میاں صاحب ان لوگوں کو مل کر اتنے خوش ہوتے کہ ان کی خوشی کا اندازہ کرنا مشکل ہے۔ وہ ایک ایسی غذا حاصل کر رہے تھے جو ہمارے پاس موجود نہ تھی میں تو یونہی ان کے ساتھ تھا۔ در اصل وہ اپنا علاج خود کر رہے تھے۔ اس سارے سفر میں غیر معمولی طور پر میاں صاحب کی صحت اچھی رہی۔ یہ نظارہ خدائی نشان سے کم نہ تھا۔ اگر میں اسی طرح لکھتا گیا تو شاید ختم نہ کرسکوں لہذا چند ذاتی واقعات اور لکھ کر ختم کرتا ہوں۔

میری ملاقات میں جو اکثر شام کو مغرب کے وقت تقریباً روزانہ ایک گھنٹہ ہوتی تھی۔ وہ ہسپتالوں کے بارہ میں ہوتی تھی۔ غرباء کے بارہ میں۔ یتیموں اور بیواؤں کے بارہ میں مجھ سے مختلف قسم کے حالات دریافت کرتے لائل پور میں "میاں محمد ٹرسٹ ہسپتال"۔ "بیگم اللہ جوائی ٹرسٹ ہسپتال" ۔ اور چنیوٹ میں ایک عورتوں کا ہسپتال ان کے خاص ذاتی ادارے ہیں جن کی تفصیلات کسی دوسرے مضمون میں ہوں گی۔ اس کے علاوہ دو ہسپتالوں اور اصلاحی اداروں میں بھی میاں صاحب کا بڑا گہرا تعلق اور رسوخ تھا۔ بلا مبالغہ احمدی غرباء۔ یتیموں۔ بیواؤں اور ضرورت مندوں کا خاص خیال رکھتے اور جب کبھی کوئی سماجی بہبود یا وظیفہ دینا ہوتا تو مجھے تلقین کرتے کہ احمدی حضرات کا خاص خیال رکھا جائے۔ علاوہ ازیں وہ ذاتی طور پر الگ مدد کرتے جو ہمارے علم سے باہر ہوتی تھی۔ ان کا یہ کردار ہر حالت میں قابل تحسین اور قابل ستائش ہے

۱۹۶۴ء کے آخر میں جب میں نے ان کے ہسپتال سے علیحدگی اختیار کی اور لاہور میں اپنا ذاتی ہسپتال کھول لیا تو انہوں نے مجھے ایک چٹھی لکھی جو میرے لئے ایک گول میڈل اور سند کی حیثیت رکھتی ہے اور اس جری اور نیک دل انسان کے کردار کی آئینہ دار ہے۔ مجھے انتہائی دکھ اور افسوس ہے کہ ان کے آخری دنوں میں میں ان کی خدمت نہ کرسکا اور اس ثواب سے محروم رہا۔ چٹھی کا ایک حصہ ملاحظہ ہو۔

" آں عزیز کا محبت نامہ موصول ہو کر باعث مسرت ہوا۔ میں ہر روز شام کو آپ کو یاد کرتا رہا تو آپ موجود نہ ہوتے تھے۔ ایک روز خاص طور پر دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ آپ مجھے ملنے تو آئے تھے۔ لیکن بغیر انتظار چلے گئے۔ مجھے سخت افسوس ہوا۔ مجھے آپ سے روحانی تعلق ہے اور مرحوم شیخ صاحب سے بہت تعلق تھا۔ میں آپکو اپنے خاندان کا ایک فرد سمجھتا تھا اور اب بھی سمجھتا ہوں۔ آپ کے سامان لے جانے کی خبر سن کر مجھے دو تین روز تک احساس رہا کہ میں آپ کے سوا اور کسی سے اپنی تکلیف کا مشورہ ہی نہیں کرنا چاہتا۔ کیا کروں گا۔ نئے آدمی کے ساتھ دل لگے۔ کیسے ممکن ہے۔ دوسرا میں اپنی تکلیف کسی کو سمجھا بھی نہیں سکتا۔ اس وجہ سے زیادہ احساس ہوا۔ خدا کے فضل سے صحت غیر معمولی طور پر اچھی چل رہی ہے۔ آپکو سامان لے جانے کی کیا ضرورت تھی مشورہ تو کرنا چاہیئے۔ جبر اب بھی کیا بگڑا ہے۔ عزیزہ انجم کو سلام بچے کو پیار۔ خدا حافظ۔ میاں محمد"

عمل اور رُوحانیت کے حسین امتزاج نے مرحوم کو بے نظیر عظمت کا مالک بنا دیا تھا

ہیگ (ہالینڈ) سے ایک دوست کا خط

برادر عزیز فضل احمد صاحب۔ السلام علیکم

آپ کے محترم و بزرگوار والد شیخ میاں محمدؐ کی وفات کی خبر سنکر گہرا صدمہ ہوا ہے، مرحوم کا وجود مسعود یہاں سب کے لئے گوناگوں برکات اور توقعات کا موجب تھا۔ اس صدمہ جانکاہ میں ہم سب آپ، آپ کے برادران، اہل خاندان اور خویش و اقارب اور بالخصوص طاہر جہانگیر سے (جن کا پتہ ہم کو معلوم نہیں) دلی رنج و غم کا اظہار کرتے ہیں۔ طاہر جہانگیران دو معروف نامور اجداد میں سے دوسرے سے بھی محروم ہو گیا ہے۔ جن کی روشن زندگیاں بلاشبہ اس کے لئے چراغ راہ کا کام دیں گی۔

مرحوم کی شخصیت نے یہاں بھی ہم سب کے دلوں پر گہرا نقش چھوڑا، مرحوم کی دوستی اور ہماری زندگیوں میں دلچسپی، نیز عمل اور روحانیت کے حسین امتزاج نے مرحوم کو بے نظیر عظمت کا مالک بنا دیا تھا۔ یہ یاد کرتے کو جی نہیں چاہتا کہ ہم ایک ایسے بزرگ کو اس کے بعد کبھی اپنے درمیان نہیں دیکھیں گے، جو وقتاً فوقتاً یہاں آکر ان تمام دوستوں کے دلوں کو گرماتے اور ان میں نئی رُوح پھونکتے تھے جنہیں مرحوم سے ملاقات کا شرف حاصل ہوتا تھا۔ ہمیں یہ دیکھکر حیرت ہوتی تھی کہ مرحوم اپنی پیرانہ سالی کے باوجود، اسلام کی تبلیغ میں کس قدر انتھک محنت کرتے تھے، اور اپنے نمونے اور ترغیب سے اپنے ماحول میں زندگی کی رُوح پھونک دیتے تھے۔

مرحوم پر برکات سماوی کا نزول تھا۔ اور اللہ تعالےٰ کی رحمت سے (جس کا ہر شخص اکثر غیر شعوری طور پر زندگی بھر متلاشی ہوتا ہے جب کہ آپ کے والد مرحوم گہرے مذہبی احساسات کے پیش نظر اس کے شعوری مشاہدے اور دائمی بصیرت سے خواہاں تھے) مرحوم کو وہ بے پایاں مسرت نصیب ہو گی، جو یہ دنیا کبھی نہیں دے سکتی، اب مرحوم کو حقیقی اور دائمی مسرت حاصل ہو چکی ہے۔ لیکن ان کی جدائی میں ہم غمگین و محزون ہیں۔ کیونکہ ان کی زندگی اور کارناموں کی بدولت ہم میں سے اکثر نے بہت فیض پایا تھا۔ اور اس سے نہ صرف ان کا پاکستانی ماحول متاثر تھا بلکہ دور دراز ملک ہالینڈ بھی مستفید ہوتا تھا۔

آپ یقین جانئے کہ ہم انشاء اللہ، مرحوم کی یاد گہرے تشکر، احترام، اور محبت سے برقرار رکھیں گے۔ آیئے ہم مل کر دعا کریں اور اُمید رکھیں کہ مرحوم نے جس کام کی ابتداء کی وہ دن بدن تقویت پکڑے گا، اور اپنے مرکز سے دُور اس مقام پہ بار آور ہو گا، اور امتداد زمانہ کے ساتھ ساتھ یہ برادری مضبوط و مستحکم ہوتی جائے گی جس کی بنیاد مرحوم کی انتہائی دوراندیشی اور بصیرت کا کرشمہ ہے۔

خدائے بزرگ و برتر آپ سب کو صبر جمیل عطا کرے اور تمام خاندان کو اپنے سایۂ عاطفت اور حفاظت میں خوشحال و خرم رکھے،

آپ کا مخلص۔ مُومن خاں

حافظ عبد الرؤف صاحب امام مسجد پرتیمبر فلوِ ملز لائیکو

آہ! اِسلام اور احمدیت کا سچّا عاشق

قبلہ میاں صاحب اسلام اور احمدیت کے سچے عاشق تھے۔ فرمایا کرتے تھے اسلام عین احمدیت اور احمدیت عین اسلام ہے میاں صاحب مرحوم کی ذات میں ایک خاص خصوصیت دیکھنے میں آئی ہے۔ رات کو ۲ بجے اُٹھتے تھے گھر پر ہوں یا سفر میں ہوں نماز تہجد پڑھنا، بعدہ تلاوت قرآن پاک فرمانا اس کے بعد حضرت صاحب کے ملفوظات پڑھنا اور پھر آرام فرمانا پھر نہا کر ناشتہ کر کے اپنے دفتر چلے جانا۔ دفتری کام کے ساتھ ساتھ دین کا کام بھی کرتا دوپہر واپس گھر آکر کھانا کھا کر فوراً ہی پھر دفتر چلے جانا۔ یعنی ہر وقت قلم چلتے ہوئے ہم نے دیکھا۔ دنیا اور دین کے کاموں میں لگے رہنا ایسا شخص لاکھوں انسانوں میں ایک ہوتا ہے اللہ تعالےٰ نے میاں صاحب کو دنیا کے انتہائی درجے تک پہنچایا جس سے فائدہ اُٹھا کر انہوں نے دین کی خوب خدمت کی۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عشق کی حالت یہ تھی جب بھی خطبہ جمعہ فرماتے نبی پاک کا نام لیتے ہی رو پڑتے۔ جمعہ کے بعد حاجی اللہ رکھا صاحب یا چوہدری عبد الرزاق صاحب کو فرماتے کہ حضرت صاحب کے اشعار سناؤ۔ مسجد کی آبادی کے لئے بڑی کوشش کرتے خاص کر درس قرآن پاک جاری رکھنے کی انہیں بڑی تڑپ تھی۔ فرماتے تھے کوئی آئے یا نہ آئے مسجد کی دیواروں کو سناؤ۔

ایک دفعہ ولایت جانے لگے تو الحاج شیخ میاں مولا بخش صاحب مرحوم کو فرمایا کہ میں باہر جا رہا ہوں آپ شام کو درس پر ضرور تشریف لایا کریں اور دوستوں کو بھی لائیں۔ آپ کو یقین کامل تھا کہ مغرب میں اسلام کا بول بولا ہو کر رہے گا۔ شیخ میاں مولا بخش صاحب مرحوم اپنی زندگی میں فرمانے لگے کہ ایک دفعہ صبح کے وقت فون کیا۔ نوکر بولا میں نے پوچھا میاں صاحب تشریف رکھتے ہیں جواب ملا قرآن پاک کی تلاوت فرما رہے ہیں۔ آدھ گھنٹہ بعد پھر فون کیا جواب ملا تلاوت فرما رہے ہیں۔ فرمانے لگے میں حیران ہو گیا قرآن پاک کے ساتھ اتنا عشق ہے۔

قبلہ میاں صاحب کو اللہ تعالےٰ نے بڑی نیک اولاد دی۔ ہم نے آنکھوں سے دیکھا ہے میاں صاحب تشریف فرما ہیں بیٹے آکر کھڑے ہیں جب تک خود میاں صاحب بیٹھنے کی اجازت نہ دیں بچے کھڑے ہی رہتے تھے۔ یہ خاص خداوند کریم کا فضل تھا۔ کئی دفعہ بیمار ہونے کے باوجود انجمن کے کاموں میں بڑی دلچسپی لیتے تھے کوئی میٹنگ انجمن کی ہو فوراً پہنچتے تھے ۱۹۵۳ء کے فتنہ کے موقعہ پر کسی دوست نے کہا کہ کچھ دنوں کے لئے اعلان کر دیا جائے کہ ہم احمدی نہیں ہیں۔ میاں صاحب کا چہرہ سُرخ ہو گیا۔ فرمایا میرے دونوں طرف تلوار رکھ دی جائے اور کہا جائے کہ احمدیت چھوڑ دو میں کبھی نہ چھوڑوں گا خواہ مر جاؤں۔

دُعا ہے کہ اللہ تعالےٰ انہیں جنت الفردوس میں اعلےٰ مقام عطا فرمائے آمین۔ اور آپ کی اولاد کو ان کے نقشِ قدم پر چلائے۔ آمین ثم آمین

مرحُوم کے کاموں پر نگاہ ڈالیں گے تو آپ کا سر فخر سے اُونچا ہوگا

پروفیسر عمر ایرنغلنہ کا پیغام میاں صاحب مرحُوم کے صاحبزادگان کے نام

مکرم و محترم فضل احمد صاحب۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔

آپ کے ۱۸ر فروری کے مراسلے سے یہ جان کر انتہائی رنج و غم ہوا کہ آپ کے بزرگ، محترم والد اور میرے دوست الحاج شیخ میاں محمدؐ صاحب اپنے مالک حقیقی سے جا ملے ہیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ ہماری نظروں کے سامنے مرحوم کی وہ طویل اور مجاہدانہ زندگی ہے جو مرحوم نے مختلف طریقوں سے اسلام کی خدمت اور دیگر تنظیم کارناموں کے سرانجام دینے میں بسر کی، اس صدمے میں اگر آپ اپنے والد مرحوم کے کارناموں اور کامیابیوں پر نگاہ ڈالیں گے تو آپ کا سر فخر سے اونچا ہوگا اور آپ کو ایک گونہ تسلی و تشفی ہوگی۔ مجھے اعتماد ہے کہ آپ مرحوم کے کام اور مقصد کی تکمیل مصروف رہیں گے، اور جو راہ انہوں نے بہت ہمت اور استقامت سے ہموار کی تھی، اس پر چلتے رہیں گے۔

آپ کا اتعزیت نامہ مجھے ایسے وقت ملا جب کہ میں پیرس، ڈین ہاگ اور شمالی ہالینڈ کی طرف روانہ ہونے کو تھا۔ تاکہ وہاں اپنی تحقیق اور مطالعہ کے سلسلے میں مساجد دیکھوں اور مسلم علماء سے ملاقات کر سکوں کل ہمارے مشترک دوست الحاج ملک عثمان نے اپنی یوگوسلافی اہلیہ اور بچے سمیت میرے گھر واقع نیکر جموڈ آنے کا وعدہ کیا ہے۔ یہاں ہم سب مل کر آپ کے والد محترم کیلئے دعائے مغفرت کریں گے۔

وعلیکم السلام۔ آپ کا مخلص۔ پروفیسر عمر دان ایرنغلنہ۔ سوڈاسین انسٹی ٹیوٹ۔ ہیڈل برگ یونیورسٹی مغربی جرمنی

چند خطوط — بسلسلہ صفحہ

(۴) ۱۹۶۴ء میں میرے نام ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"نہایت ہی پیارے فضل احمد طول عمرہٗ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ
مزاج شریف

جب کبھی مشکلات ہوں جو دنیا داروں کو ہمیشہ لاحق حال رہتی ہیں تو خاص اہتمام سے خدا کے آگے بہت جھکنا چاہیئے ماہ رمضان کا پاک مہینہ ہے خدا کے آگے بہت جھکیں اور اپنی و دیگر افراد خاندان کی کوتاہیوں اور لغزشوں کا اعتراف کرتے ہوئے خوفِ دل کے ساتھ اور عاجزی کے ساتھ آستانۂ اُلوہیت پر اس پانی کی طرح جو اُوپر سے گڑ لوٹی کے ساتھ بہتا ہے۔ اپنے آنکھوں کے پانی سے اس کے آگے جھک جاویں۔ خدا مشکلات دُور کر دیتا ہے اس کا علاج آنکھ کے آنسوؤں سے ہی ہو سکتا ہے میری عاقبت کے لئے دُعا کریں۔ دن رات میں کسی وقت میں زیادہ Depressed ہو جاتا ہوں اور سمجھنے لگ جاتا ہوں کہ اُدھر سے بلاوا آ رہا ہے۔ ہر ایک شخص کی چند مخصوص تمنائیں اور آرزوئیں ہوتی ہیں۔ لیکن حالات بعض اوقات انکی تکمیل کیلئے سازگار نہیں ہوتے تمناؤں کا سلسلہ اور ہے اور قضا و قدر کا سلسلہ اور ہے۔ میں جب مجھے میرا مالک بلاوے صدق دل و طیب خاطر سے جانے کے لئے تیار ہوں لیکن چاہتا ہوں کہ بڑا ہسپتال چل پڑے اور ہالینڈ مشن کا اپنا ہاؤس میری موجودگی میں تکمیل پذیر ہو جائے پھر مجھے بلالیوے جیسا وہ چاہے۔ ایک تمنا یہ ہے کہ ہسپتال کے اخراجات کے متحمل ہونے کے لئے کوئی فارم مل جاوے۔

اور سب سے آخری تمنا یہ ہے کہ میری زندگی میں خدا ہماری اس کمزور فرم کو سُود کی لعنت سے نکال دیوے۔ بظاہر سامان نظر نہیں آتے لیکن خدا جو علیٰ کل شیٍٔ قدیر ہے اس کے آگے کوئی بڑی بات نہیں۔ مجھے اس پاک ذات پر پورا یقین ہے کہ اگر ہم سب کے سب تہیہ کرلیویں اور خدا سے استمداد طلب کریں تو مولیٰ کریم خالی واپس نہ کرے گا۔ مختصراً لکھ دیا ہے۔ خدا آپ سب کو ہمت عطا فرماوے جو اس کشتی کو دریا کے طوفان میں سے کنارے اُتار سکیں"

---

(۵) میں معہ بال بچوں کے حج کے لئے گیا ہوا تھا کہ میاں صاحب کا مندرجہ ذیل خط مجھے مکہ مکرمہ میں موصول ہوا۔

"آپ کی ۲۲/۵ کی ڈاک کل روز مل گئی تھی۔ حالات پڑھ کر بہت خوشی ہوئی۔ کہ آپ ہر طرح سے آرام سے ہیں اور خدا کا گھر بالکل نزدیک ہے شکر ہے۔ آرام و تسکین ہو تو ہی عبادت میں مزہ آتا ہے یہ سامان خدا تعالیٰ ہی میسّر فرماتے ہیں۔ آپ بڑے خوش قسمت ہیں اس موقع سے سیر روحانی کا فائدہ اُٹھاویں۔ کوئی وقت ایسا قبولیت کا ہوتا ہے کہ ادھر دل میں ایک خواہش اور تحریک پیدا ہوتی ہے ادھر وہ پوری کر دیتا ہے۔ میں اب کسی انسان کو کچھ کہنے سے رہا ہاں سیدھی خدا کے دربار میں خواہش پیش کر لیتا ہوں وہ لاج رکھ لیتا ہے خدا آپ کو مخلوق خدا کی خدمت کے مزید مواقع میسر کرے۔ میرا خیال ہے کہ حج و عید کے دن مری چلا جاؤں۔ کل روز ذی الحج کا چاند دیکھا گیا گویا ۲۱/۵ کو رات چاند کی پہلی تھی ایک دن کا اگر آپ کے ہاں مغرب میں ہونے کی وجہ سے چاند پہلے نظر آ گیا تو انشاء اللہ حج اکبر ہوگا۔ خدا مبارک کرے .... خدا آپ سب کا حامی ہو اور جس مقصد کیلئے یہ سفر کیا ہے وہ حاصل ہو۔"

(۶) ہیگ ہالینڈ سے مسجد کے منصوبہ کے متعلق تحریر فرمایا:۔

عزیز القدر۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ مزاج شریف
میں ابھی ٹروپیکل سنٹر سے .... آفرہاؤس سیکرٹری جنرل اور اس کے ہونے والے جانشین سے .... مل کر آیا ہوں۔ پرتپاک ملاقات ہوئی ہے۔ کہنے لگا مسجد کے ...... پراجیکٹ ...... کے متعلق یہ مشکلات ہیں۔ میں نے کہا میں مسجد کے لئے نہیں آیا صرف آپ کی ملاقات کے لئے آیا ہوں مسجد کا معاملہ خدا کے ہاتھ میں ہے وہ آپ لوگوں کے دلوں میں جو شکوک دُور کرے گا اس کی مرضی دنیا میں چلتی ہے بڑا متاثر ہوا۔ پھر چونکہ مسئلہ خود اس نے چلایا تو سلسلہ لمبا ہو گیا تمام شکوک رفع ہو گئے جو اس کا جانشین آیا ہے وہ ابھی سے کام سنبھال رہا ہے یکم جنوری سے یہ ریٹائر ہو رہا ہے۔ اس سے بھی لمبی گفتگو ملیما او رلبتیر نے ڈچ میں کی اور فرناوس میرے ساتھ مشغول تھا اس نے کہا کہ لیڈن یونیورسٹی کے پروفیسر

حاجی منظور الٰہی وھرہ منیجر رحیمن خلوش ملز لائلپور

ہر کا والی ہر کا ابّا اور ہر کا غمگسار

جناب شیخ الحاج میاں محمد صاحب مرحوم و مغفور دل کا دَورہ پڑنے کی وجہ سے رات چار بجکر پانچ منٹ پر مورخہ ۱۳ فروری ۱۹۶۷ء کو ہم سے جُدا ہو کر اپنے مولا حقیقی کے پاس چلے گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ جناب میاں صاحب بڑے رحیم کریم فیاض پکے نمازی بلا ناغہ تہجّد پڑھنے والے مسجد کو آباد کرنے اور روزانہ درس کی تنظیم کرنے والے۔ بیوگان، یتامیٰ، مساکین اور طالب علموں کی مدد کرنے والے۔ قصور داروں کو معاف کرنے والے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صادق عاشق اور حضرت مسیح موعود کے بڑے مخلص اور سرگرم صحابی اور جماعت کی محبت اور اخوت سے تنظیم کرنے والے ایک کامل انسان جو کہ دین اور دُنیا کی مکمل خوشیاں اور کامیابیاں حاصل کرنے والے آج ہم سے جُدا ہو کر ہمیں جدائی کا سخت صدمہ دے گئے۔ جو کہ برداشت سے باہر ہے، ہر وقت دل آپ کے لئے اداس ہے اور نُورانی چہرہ دیکھنے کے لئے دل ترستا ہے۔ مجھے تو جو بھی ملتا ہے اسی طرح کا اظہار کرتا ہے۔ میری عمر بالکل چھوٹی تھی کہ جناب میاں صاحب مجھے چنیوٹ سے لے آئے۔ اور مجھے اپنا بچہ کر کے پالا اور کام تجارت وغیرہ سب مجھے سکھائے۔ جناب میاں صاحب فرمایا کرتے تھے کہ تم میرے اصلی شاگرد ہو اور میں تم کو ساتواں لڑکا سمجھتا ہوں۔ بندہ نصف صدی سے زیادہ نہایت ایمانداری اور دیانت داری، شوق اور محنت سے اپنا گھر کا کام سمجھ کر میاں صاحب کی غلامی میں رہ کر دین و دُنیا دونوں کا فائدہ اُٹھاتا رہا۔ جناب میاں صاحب موصوف نے مجھے اپنا معتمد منیجر بنا دیا۔ چونکہ جناب میاں صاحب موصوف کراچی سے لیکر پتاور تک کے دفتروں ملوں اور کارخانہ جات اور سب برانچوں کا کنٹرول خود فرماتے تھے۔ اس واسطے صبح چار بجے سے رات دس بجے تک لائل پور لوکل اور باہر کی ٹرنک کالوں کی رپورٹ اور خرید و فروخت کے لئے مجھے وقتاً فوقتاً رپورٹ دینے اور حکم احکام لینے کے لئے جانا پڑتا تھا۔ صبح چار بجے روزانہ یا تو جناب نماز تہجد میں مصروف ہوتے یا پھر قرآن کریم کی تلاوت کر رہے ہوتے۔ اور اس کے آگے پیچھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا مطالعہ کر کے لطف اندوز ہوتے رہتے۔ اور روزانہ مذہبی مسائل پر بھی بات چیت ہوتی رہتی۔ آپ کے دل میں ہر وقت یہی تڑپ رہتی کہ حضور نبی کریم صلعم اور حضرت مسیح موعود کی خواہش کو پورا کرنے کے لئے آپ یورپ میں جا کر عیسائیوں کو مسلمان کریں۔ اور قرآن کریم کے نسخے غیر ملکی زبانوں میں تقسیم کریں۔ دینی امور کی سرانجام دہی میں ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ جیسے آپ بالکل جوان اور طاقتور رہے۔ خطبہ جمعہ شریف جب کبھی دیتے سننے والوں کے آنسو نہ تھمتے تھے اور سامعین بڑا فیض لے کر اور لطف اُٹھا کر جاتے تھے۔ جب کبھی کسی کی مدد فرماتے تو مجھے حکم دیتے کہ اور کسی کو پتہ نہ لگے۔ اپنے ملازمان کے ساتھ درگذر بہت کرتے اور معاف بھی کر دیتے۔ نصف صدی سے زیادہ میں غلامی میں رہا ہوں اور کہہ سکتا ہوں کہ واقعی جناب میاں صاحب نے دین کو دنیا پر مقدم کر کے دکھایا۔ اس قدر سرمایہ دار اور چوٹی کے صنعتکار ہونے کے باوجود کسی کے ساتھ کبھی زیادتی نہ فرماتے ساری عمر دین کی خدمت اور جماعت کی تنظیم اور تبلیغ کرنے پر صرف فرمائی۔ جناب میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک چوتھائی حصّہ دنیا کے لئے رکھا ہوا تھا اور باقی تین چوتھائی حصّہ دینی خدمت کے لئے رکھتے تھے۔ اپنے کام سے زیادہ انجمن اور جماعت کے کاموں اور تبلیغ اسلام کے کاموں میں صرف فرماتے خدا کے فضل و کرم کے ساتھ صحت اس قدر اچھی رہی کہ ۱۲ فروری تک سب کاموں کا خود کنٹرول فرمایا۔ وہ ایک فرشتہ سیرت اور مکمل انسان تھے۔ اللہ تعالیٰ انہیں جنت الفردوس میں جگہ دیوے اور ہم سب کو صبر کی توفیق عطا فرماوے۔

بلانے کی ضرورت ہی کیا تھی - میں نے کہا کہ اس وقت حکومت پاکستان بھی ایچیچ کی امید دلا رہی ہی - اب خدا جانے کیا ہو گا آپ تواہ مخواہ دیر کر رہے ہیں ۔سب طرف کوشش کرکے دیکھ بھی لیا ہے کوئی سامنے نہیں آتا مجھے تو ہوئی ہے ورنہ مشکل ہے - تو ہچکچایا تو کہنے لگا کہ آپ ذرا مسلمان ممالک کے سفیروں سے صرف مورل سپورٹ .... لکھوادیں پھر منظور ہے - یہ کام چند ہفتوں میں ہو جائے گا انشاء اللہ باقی شرائط طے شدہ ہیں بہرحال جو خدا کا حکم ہے وہی ہو گا - خدا جب چاہتا ہے ہو جاتا ہے۔

ہالینڈ مشن کے حالات توقع سے بہت بڑھ چڑھ کر ہیں - اس قدر رونق ایک غریب مشن کی خدا کے راز ہیں ورنہ ہم نے کیا کیا ہے اور خدا نے قبولیت کتنی دی ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گھر میں بیٹھا ہوں سب احباب دوست اور بھائیوں کی طرح ملتے ہیں ذالك فضل اللہ

وہ رضائے الٰہی کی سکون بخش جنت میں پہنچ چکے ہیں

ٹرینیڈاڈ کے ممتاز تاجر مسٹر عزیز احمد صاحب کا پیغام

مکرّم و محترم فضل احمد صاحب - السّلام علیکم

آپ کے والد محترم اور میرے عزیز بھائی کی ناگہانی وفات سے ہم سب کو عظیم صدمہ ہوا ہے - ان کی وفات سے نہ صرف جماعت لاہور بلکہ دین اسلام کو عظیم نقصان پہنچا ہے۔

مرحوم کی زندگی خیراتی کاموں اور دین اسلام کی تبلیغ و اشاعت کے لئے وقف تھی، انہوں نے بیماروں کے دکھوں کا مداوا کیا، ضرورت مندوں کو تعلیم دلائی اور ناداروں کی شکم پُری کا سامان کیا، انہوں بھرپُور اور نیک زندگی بسر کی اور ان کی وفات سے جو خلا پیدا ہوا ہے، وہ آسانی سے پُر نہیں ہو سکے گا تاہم عزیز فضل احمد صاحب! موت ایک مسلم کی زندگی کا انجام نہیں۔ بلکہ ایک اعلےٰ زندگی ان کی منتظر ہے، کیوں کہ اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے "اس نے تمہیں زمین میں سے پیدا کیا ہے۔ پھر وہ تمہیں اسی میں لے جائے گا، اور تب وہ تمہیں ایک نئی زندگی عطا کرے گا" اس لئے اپنی روح کو تسکین دیجئے کہ دنیا میں اپنے نیک کاموں اور پاکیزہ زندگی کی وجہ سے مرحوم کی رُوح دوسری دنیا میں صلحاء اور بزرگوں کی ارواح سے جا ملیگی اور اسے حیات نصیب ہو گی - اعلیٰ زندگی کی ترقی غیر مختتم ہے۔ اور مجھے یقین ہے کہ آپ کے والد محترم اور میرے عزیز بھائی میاں محمد مرحوم کو یہ زندگی نصیب ہو چکی ہے، وہ رضائے الٰہی کی سکون بخش جنت میں پہنچ چکے ہیں کیونکہ اللہ تعالےٰ کا وعدہ سچا ہے، ہمارا رنج و غم ایک عارضی چیز ہے لیکن اللہ تعالےٰ کا وعدہ ابدی ہے، اس علم اور خدا کی رحمتوں پر ایمان ہوتے ہوئے کوئی وجہ نہیں کہ آپ اس جدائی کے صدمہ پر قابو نہ پالیں۔

میری ملاقات آپ کے والد محترم میاں محمد مرحوم و مغفور سے ۱۹۶۴ء کے آخر اور ۱۹۶۵ء کی ابتدائی ایام میں ہوئی - جبکہ مجھے لاہور جانے کا اتفاق ہوا - اس وقت مجھے علم ہوا کہ آپ انتہائی مخیر، حلیم الطبع اور منکسر المزاج ہیں - اور یہ خوبی ایسی ہے جو مغروروں اور خود سروں کے لئے سبق کا موجب ہے - مجھے انکی بے لوث مہمان نوازی، فیاضی اور غریب پروری نے بہت متاثر کیا، انہوں نے اعلیٰ اور کامل زندگی کے حصول کے لئے سچے مومنوں کی سی دشوار راہ اختیار کی، گو خدا نے آپ کو دنیاوی مال و منال سے نوازا تھا - لیکن دنیاوی دولت اعلیٰ روحانی زندگی کا حسین منظر آپ کی نگاہوں سے اوجھل نہ کر سکی، اگر وہ ہم سے جسمانی حیثیت سے جُدا ہو چکے ہیں - تاہم وہ ہمارے درمیان زندہ ہیں، اور لاہور اور اسلام ہمیشہ انہیں یاد رکھیں گے۔

میں اور میرے اہل و عیال مرحوم بھائی کی مغفرت کے لئے دست بدعا ہیں - وہ آپ کے اس غم میں شریک ہیں اور اُمید کرتے ہیں کہ صبر اور دُعا سے آپ جلدی اس صدمے کو برداشت کر لیں گے، اللہ تعالیٰ کی ذات پر بھروسہ کیجئے، اس کی نصرت اور فضل و کرم شامل حال رہے گا - ہمیں اُمید واثق ہے کہ جو محبت اور دوستی آپ کے مرحوم والد اور میرے خاندان کے درمیان قائم تھی، وہ اب بھی میرے اور آپ کے خاندانوں میں برقرار رہے گی، میں آخر میں یہ کہنے کی اجازت چاہتا ہوں کہ آپ زندگی کے تمام شعبوں میں اپنے والد محترم کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کیجئے - اور اعلےٰ روحانی زندگی کا حصول اپنا مقصد حیات بنائیے -

آپ کا مخلص دینی بھائی - اے - احمد

شیخ محمد عبداللہ صاحب وزیر آباد

حضرت الحاج شیخ میاں محمد صاحب کی وفات

ایک عظیم قومی نقصان ہے

لائل پور کی تین بزرگ ہستیوں میں حضرت الحاج شیخ میاں محمد اسمٰعیل صاحب مرحوم و مغفور اور حضرت الحاج شیخ میاں مولا بخش صاحب مرحوم و مغفور کے چھوٹے بھائی حضرت الحاج شیخ میاں محمد صاحب کی وفات اس سال کا ایک عظیم قومی حادثہ ہے۔ حضرت میاں صاحب مرحوم کی ساری زندگی اسلام اور احمدیت کے لئے وقف تھی - مرحوم کو تبلیغ اسلام سے والہانہ محبت تھی - حضرت مرحوم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خدام میں شمار کئے جاتے تھے - جماعت میں اختلاف کے وقت حضرت میاں صاحب نے حق کا ساتھ دیا اور بانیانِ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور میں جلیل القدر سمجھے جاتے تھے - آپ نہایت ہی بلند اخلاق خوش خلق اور ملنسار طبیعت کے مالک تھے۔

آپ پابندِ صوم و صلوٰۃ اور تہجد خواں تھے تمام عمر نماز اور تہجد کے پابند رہے باوجودیکہ اللہ تعالےٰ نے آپ پر دنیاوی نعماء کی بے پایاں عنایات کی ہوئی تھیں - آپ کئی ملوں اور کارخانوں کے مالک تھے مگر دینی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا کرتے تھے اور حضرت اقدس مرزا صاحب علیہ الرحمۃ سے آپ کو بے پناہ محبت تھی - آپ کی صحبت کا ہی اثر تھا کہ باوجود دنیا کے مال و منال کی فراوانی تھی مگر دین سے بھی کبھی غافل نہ تھے ہر دم دین کی خدمت کے لئے کمربستہ رہتے تھے - سینکڑوں غرباء اور مساکین کے کفیل تھے۔

باوجود کمزوری کے جلسہ سالانہ پر لاہور تشریف لاتے اور جماعت میں قوت اور توانائی کا موجب بنتے - اکثر جماعت کے لوگ آپ سے بے پناہ عقیدت اور محبت رکھتے تھے اور حضرت میاں صاحب بھی ہر امیر و غریب سے بے تکلفی سے ملتے اور حاجتمندوں کے کام کرتے - جس سے آپ نے تعلق پیدا کیا اس کو نبھایا جماعت کی مضبوطی اور اسلام کی ترقی کی ایک تڑپ لئے پھرتے تھے اللہ تعالےٰ نے ان کو ایک قوی اور پاک دل عطا کیا ہوا تھا - جو کہ ہر دم اس سوچ میں ڈوبا رہتا تھا کہ وہ دن کب آئے گا جب احمدیت کو اسلام میں صحیح مقام ملے گا اور وہ دن بھی ضرور آئے گا جب اسلام تمام دنیا میں پھیل جاوے گا - یہی ایک خواہش تھی اور یہی آپ کی تڑپ تھی آپ نے مخلوق کی عام بھلائی کے لئے بھی اپنی گرہ سے ہزارہا روپے خرچ کئے اور ایک عالیشان ہسپتال ۱۰ لاکھ روپیہ کے ٹرسٹ سے جاری کیا اور تبلیغ کے میدان میں بھی جماعتی کاموں کے علاوہ اپنی گرہ سے ہالینڈ مشن قائم کیا اور اپنے پیچھے صالح اولاد چھوڑی - اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مرحوم حضرت میاں صاحب کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا کرے اور جماعت کو نعم البدل عطا کرے - حقیقت یہ ہے کہ حضرت میاں صاحب کی وفات سے ایک بہت بڑا خلا پیدا ہو گیا ہے جس کا پُر کرنا ناممکن نظر آتا ہے۔

اخبارِ احمدیہ

ولادت اور عطیہ - مؤرخہ ۲۳ مارچ ۱۹۶۷ء بروز جمعرات اللہ تعالےٰ نے عزیز نذیر رب صاحب آنریری پروفیسر ادارہ تعلیم القرآن کو فرزند نرینہ سے نوازا ہے الحمد للہ علیٰ ذالك - اس خوشی میں انہوں نے مبلغ -/۵ روپے اور نومولود کے نانا چوہدری سید احمد صاحب آف بددوملہی نے مبلغ -/۱۵ روپے انجمن کو بطور عطیہ اشاعت اسلام انجمن کو دیئے ہیں فجزاھم اللہ - دُعا ہے اللہ تعالےٰ نومولود کو درازی عمر عطا کرے اور نیک کرے، نومولود کا نام مظہر رسول رکھا گیا ہے - خاکسار نور احمد -

مولانا محمد یعقوب خانصاحب کی صحت مولانا محمد یعقوب خانصاحب چیف ایڈیٹر لائٹ جو چند ماہ سے فالج کے حملہ کی وجہ سے صاحب فراش ہیں - بتدریج روبصحت ہو رہے ہیں۔ وہ بہالیا

باقی صفحہ ۱۹ کالم ۳

درخواست دُعا - جملہ برادرانِ ملت سے درخواست دعا ہے کہ وہ ہمارے لئے دعا فرمائیں کہ خداوند کریم ہماری تمام دینی و دنیوی رکاوٹوں کو جلد دُور فرمائے اور ہر جائز خواہش کو پُورا فرمائے۔
الملتمس سید فیض الحسن نواب فرزند و شاہ محمد کامل قصبہ بھٹ ضلع سہارنپور (بھارت)

شیخ محمد طفیل صاحب از ٹرینی ڈاڈ

ایک شفیق بزرگ کی یاد

طالب علمی کے زمانہ میں ایک بار جناب مولانا صدرالدین صاحب کے پاس جانے کا اتفاق ہوا تو ایک صاحب ان سے مصروف گفتگو تھے۔ مجھے دیکھ کر وہ چلنے کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ درمیانہ قد۔ پُر وقار شخصیت۔ گفتگو کا متین اور حلیم لہجہ۔ بس اس قسم کا تاثر کچھ ذہن پر قائم ہوا۔ پھر جب دوبارہ انہیں دیکھا تو جلسہ سالانہ میں ایک اجلاس کی صدارت کر رہے تھے۔ اس وقت اُن کے نام سے بھی متعارف ہوا۔ اور یہ تعارف اس کے بعد ذہن و قلب میں ایک مستقل حیثیت اختیار کر گیا۔

اب یہ کوئی بیس برس کی بات ہے کہ ایک خواب دیکھا تھا کہ لائل پور میں کوئی تقریب ہے جہاں جناب شیخ میاں محمد صاحب میرے سپرد ایک کام کر رہے ہیں۔ اور لوگوں کی خوب چہل پہل ہے۔ پھر یہ خواب اور بہت سے خوابوں کی طرح فراموش ہو گیا۔ لیکن جب ۱۹۵۴ء میں انہوں نے مجھے ہالینڈ جانے کے لئے کہا تو اس تقریب خوابیدہ کے نقوش ذہن میں یک بار جاگ اٹھے۔

نومبر ۱۹۵۴ء میں ہم ہالینڈ چلے گئے۔ اور قریباً پانچ سال وہاں قیام رہا۔ اور اس عرصہ میں جناب میاں صاحب تین دفعہ ہالینڈ آئے۔ گو ٹھہرے ہوٹل میں تھے لیکن اپنے اوقات کا زیادہ حصہ مشن کے مکان میں صرف کرتے تھے۔ وہیں لوگوں کو ملنے کے لئے بلاتے، کچھ لوگ تو ویسے ہی ان سے ملنے کے لئے آتے لیکن ایک طبقہ بزنس کے سلسلہ میں ان کے پاس اپنی مشینیں وغیرہ فروخت کرنے کے لئے آتا۔ ان میں سے بعض لوگ جرمنی اور انگلستان سے بھی آتے۔ اپنی بزنس کی گفتگو شروع کرنے سے پہلے میاں صاحب کسی نہ کسی رنگ میں اسلام کی بات چیت چھیڑ دیتے۔ بس یہی ان کا ہمیشہ انداز رہا۔ کوئی شخص ہو اور کوئی موقع ہو اسلام کے متعلق ایک دو کلمے اسے ضرور سنا دیتے۔ اس خیال سے کہ شاید کوئی بات ان کے دل میں اتر جائے۔ ان کے اسی جذبہ کا اثر تھا کہ ہالینڈ کی ملکہ سے خاص وقت لے کر انہوں نے قرآن مجید کا ڈچ ترجمہ اور تفسیر اسے پیش کی۔ وہ دن رمضان کے تھے۔ اور جب ملکہ نے اُن کے لئے چائے منگوائی تو انہوں نے یہ کہہ کر معذرت کر دی کہ وہ روزہ سے ہیں۔

ہالینڈ میں بعض لوگ عنایت خاں مرحوم کے تعلق کی وجہ سے اپنے آپ کو صوفی کہلاتے ہیں۔ ان کی مجلس میں میاں صاحب کا خوب دل لگتا تھا۔ ان کے موجودہ لیڈر مسٹر شرف خان سے ضرور مل کر جاتے۔ ایک صاحب ولدار ہارت زانگر بھی اس تحریک کے ممبر تھے وہ جب آتے تو اپنا صوفیوں والا گانا گا کر انہیں محظوظ کرتے۔ ہالینڈ آ کر ان کا دل خوب بہلتا۔ مشن کے چھوٹے سے مکان کے متعلق کہا کرتے تھے کہ یہاں آ کر انہیں انتہائی سکون نصیب ہوتا ہے اور انہیں یہ گھر اپنے گھر سے زیادہ عزیز ہے۔

یہی جذبہ ان کی زندگی کے آخری سالوں کا محور تھا جس کے گرد ان کی شخصیت گھومتی تھی۔ جب میں نومبر ۱۹۵۹ء میں ہالینڈ مشن کا کام مولوی غلام احمد صاحب بشیر کے سپرد کر کے عارضی طور پر ووکنگ چلا آیا تو میاں صاحب کو یہ امر ناپسند ہوا۔ اور جب انجمن نے مجھے وہاں ٹھہرانے کا فیصلہ کر لیا تو میاں صاحب کچھ خفا ہو گئے۔ لیکن جب انہوں نے دیکھا کہ ہالینڈ مشن کا کام بخوبی چل رہا ہے اور ترقی پر ہے تو ان کی یہ خفگی زائل ہو گئی اور ان کے پھر وہی مشفقانہ خطوط آنے لگے جس کا سلسلہ کچھ عرصہ کے لئے رُک گیا تھا۔

جب بھی یورپ آتے ووکنگ ضرور مل کر جاتے چاہے اس کے لئے چند گھنٹوں کی فرصت انہیں میسر آتی۔ ان کی رہائش کا مسئلہ بعض اوقات مشکل ہو جاتا۔ ووکنگ میں ایسا کوئی ہوٹل نہ تھا جس میں ان کے حسب منشا انتظام ہو سکتا۔ ایک دفعہ ایک ہوٹل کا کمرہ پسند آ گیا۔ جب بھی دوبارہ آتے اسی خاص کمرے کی فرمائش کرتے۔ لیکن ہر دفعہ اس کا حاصل کرنا مشکل ہوتا۔ اس لئے ووکنگ سے دُور کسی ہوٹل میں ٹھہرانا پڑتا۔ دن کا زیادہ عرصہ بہرحال مسجد میں صرف کرتے۔ اور جو زائرین مسجد دیکھنے کے لئے آتے ان سے مختلف مسائل پر گفتگو اور بات چیت ہوتی رہتی۔ ایک دفعہ عید پر انہیں ووکنگ وقت گزارنے کا موقعہ ملا۔ کثرت ہجوم کی وجہ سے کھانے کا انتظام کچھ درہم برہم ہو گیا۔ کارکن گھبراتے گھبراتے پھر رہے تھے۔ لیکن میاں صاحب خوش تھے۔ کہتے تھے کھانے کا انتظام تو کچھ ناقص رہ گیا۔ لیکن ایسے نظارے بھی یورپ میں کہاں نظر آتے ہیں۔ جہاں اتنی قوموں کے افراد نماز ادا کرنے کے لئے آتے ہیں۔ یہ ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ صاحب مرحوم کے زمانہ کا واقعہ ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ سے انہیں ایک گہرا تعلق تھا۔ جس کا اثر ان کی گفتگو اور ان کی خط و کتابت سے نمایاں ہوتا رہتا تھا۔ ۲۰ ستمبر ۱۹۶۶ء کے ایک خط میں رقمطراز ہیں:۔

> آپ کے بھیجے ہوئے تراشے ہمارے لئے ازدیاد ایمان کا باعث ہوتے ہیں۔ کہ کس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فرمودات کے مطابق آج روئے زمین کے چاروں اطراف میں اسلام کا چرچا ہو رہا ہے اور قرآن کریم کی تعلیم کے انتظامات کی توفیق مل رہی ہے۔ خدا تعالےٰ سے دعا ہے کہ آپ کی مساعی میں برکت ڈالے اور لوگوں کے قلوب کو حق کے لئے کھول دے۔"

اپریل ۱۹۶۴ء میں مجھے ٹرینی ڈاڈ آنے کا موقعہ ملا تھا۔ جولائی تک یہاں قیام رہا۔ خدا نے اپنے فضل و کرم سے اس مختصر دورہ میں کامیابی عطا فرمائی۔ اور یہاں ایک جماعت بھی قائم ہو گئی۔ لوگوں کا اصرار رہا کہ یہاں کسی مبلغ کو بھیجا جائے جب عزیز احمد صاحب پریذیڈنٹ مسلم لیگ ٹرینی ڈاڈ ۱۹۶۵ء میں سالانہ جلسہ پر روانہ ہو گئے تو ان سے میاں صاحب نے وعدہ کیا کہ عنقریب ایک مبلغ بھیجدیں گے۔ ایک دو صاحب تیار ہوئے پھر اپنی مجبوری کے ماتحت روانہ نہ ہو سکے۔ اور جو مدت مقرر ہوئی تھی وہ گذرتی جا رہی تھی میاں صاحب موصوف کو اس کا بہت فکر تھا۔ ۲۱ جولائی ۱۹۶۵ء کو میرے نام ایک خط میں آپ نے تحریر فرمایا کہ:۔

> " ایسٹ انڈیز میں جہاں جہاں جماعتیں ہیں ان سب کی نگرانی اس قدر ضروری ہے کہ ووکنگ پر میں ترجیح دیتا ہوں۔ یہ بڑے بڑے سلسلے اگر پراگندہ ہو گئے تو خدا کے حبیب پاک اور حضرت مسیح موعودؑ کو کیا منہ دکھائیں گے .... آپ ایک سال کے لئے ہماری سب کی مجبوریوں کو دیکھتے ہوئے اور خدا کے مشن کو برباد ہونے سے بچانے کے لئے ایک سال کی قربانی کر دیں .... زندگی کا کیا اعتبار ہے۔ ہم نے بھی مٹی چھان لی اور عاقبت کے لئے کچھ نہ بنایا۔ آپ نے خدا کے دین کی خدمت میں جوانی گذار دی ایک اور بڑی قربانی کریں۔ خدا آپ کی فیملی کا بھی نگہبان ہو گا اور آپ کا بھی والسلام"

اور جب کرنل سید بشیر حسین صاحب ووکنگ کے لئے روانہ ہوئے انہیں بھی باصرار یہی کہا کہ مجھے ووکنگ سے فارغ کر کے ٹرینی ڈاڈ بھجوانے کا انتظام کریں۔ بعض وجوہات کے باعث میں نے پاکستان واپس آنے کو ترجیح دی۔ اس پر جناب میاں صاحب نے پھر خطوط لکھ کر مجھے ٹرینی ڈاڈ جانے کے لئے اصرار شروع کیا۔ جب انجمن کی طرف سے بھی اصرار شروع ہو گیا تو میں نے حامی بھر لی۔ میاں صاحب نے جب یہ خبر سُنی تو بہت خوش ہوئے اور اس طرح جو وعدہ انہوں نے مسٹر عزیز احمد صاحب سے کیا تھا اسے پُورا ہوتے دیکھ کر اطمینان کا سانس لیا ورنہ اس سے قبل لکھا تھا کہ:۔

> " عزیز احمد کے سامنے میں نے عہد واثق کیا تھا کہ اپریل تک کوئی نہ کوئی پہنچ جائے گا مجھے تو ندامت کے مارے سر اُٹھانے کی

(باقی بر صفحہ ۵۳)

تعزیتی قراردادیں

ذیل کی قراردادیں مرکزی احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور اور اس کی مختلف شاخوں کی طرف سے جناب میاں صاحب مرحوم و مغفور کی تعزیت میں موصول ہوئی ہیں :— ادارہ

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی قرارداد

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی مجلس منتظمہ نے اپنے اجلاس مورخہ ۲۴ میں حضرت الحاج شیخ میاں محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وفات حسرت آیات پر حسب ذیل قرارداد تعزیت منظور کی ہے :-

" مجلس منتظمہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا یہ اجلاس الحاج حضرت شیخ میاں محمد صاحب کی وفات حسرت آیات پر دلی رنج و اندوہ کا اظہار کرتا ہے اور میاں صاحب موصوف کی شخصیت اور گرانقدر خدمات کے پیش نظر اسے ایک بہت بڑا قومی نقصان تصور کرتا ہے ۔ یہ اجلاس بدرگاہ ربّ العزت دست بدعا ہے کہ وہ میاں صاحب مرحوم کی روح پر برکات نازل کرے اور ان کے جملہ اعزّہ کو صبر جمیل عطا کرے اور مرحوم کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق ارزانی فرمائے نیز قرار پایا کہ اس قرارداد کی نقول اخبارات سلسلہ اور میاں صاحب مرحوم کے فرزندان کو بھیجی جائیں ۔"

خاکسار (ڈاکٹر) اللہ بخش
آنریری جنرل سیکرٹری

جماعت احمدیہ لائل پور

(پیش کردہ محمد صالح نور رکن جماعت احمدیہ لائل پور)

ہمارے پیارے حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہمیں چھوڑ کر اپنے مولائے حقیقی کے پاس چلے گئے ہیں آپ کی جدائی ایک فرد کی جدائی نہیں ہے بلکہ یوں محسوس ہوتا ہے کہ ایک انجمن ہم کو تنہا چھوڑ کر چلی گئی ہے کیونکہ آپ اپنی ذات میں خود انجمن تھے ۔ آپ کا مبارک وجود بے شمار برکتوں اور رحمتوں کا سرچشمہ تھا ۔ آپ کی ذات مرجع خلائق تھی آپ اپنے اندر ایک مقناطیسی قوت رکھتے تھے کوئی شخص خواہ وہ کتنا ہی قلیل عرصہ آپ کی صحبت میں کیوں نہ رہا ہو بغیر اثر قبول کئے نہ رہتا تھا ۔ آپ ایک روحانی وجود تھے ۔ ایسے وجود روز روز اس صفحۂ ہستی پر نمودار نہیں ہوا کرتے ۔ آپ نے اپنی زندگی کا ایک ایک لمحہ خدا کی رضا کے مطابق صرف کرنے کی انتھک کوشش کی ۔ آپ نے ایک مجاہدانہ زندگی بسر کی ۔ آپ نے ایک مربیانہ قیادت کے فرائض سر انجام دیئے ، آپ نے ایک پاکیزہ ماحول پیدا کیا ۔ قرآن کے آپ عاشق تھے ۔ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے شیدائی اور امام الزمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے والہانہ عقیدت رکھتے تھے ۔ دوست اور دشمن آپ کے اوصاف کے مداح تھے ۔ پروردگار کی عبادت اور مخلوق خدا کی خدمت کو آپ نے اپنا لائحہ عمل بنایا ۔ بیکسوں کا سہارا اور بے آسروں کا آسرا تھے ۔ آپ کا تعلق ہر کسی سے نرالا ہوتا تھا ۔ ہر شخص یہی سمجھتا کہ حضرت میاں صاحب کے مجھ سے خاص تعلقات ہیں ۔ محبت و پیار کی مجسم تصویر تھے ۔ بڑے بڑے مسائل کو آسان الفاظ میں اور نرالے اور پیارے طریق سے حل کر دیتے ۔ الجھے ہوئے مسئلوں کو بڑی خوبی سے سلجھا دیتے ۔ اسلام کی اشاعت کا خاص جذبہ رکھتے تھے ۔ یورپ کے لوگوں کے اسلام قبول کرنے پر ایمان رکھتے تھے ۔ بعض اوقات نہایت دردبھرے دل سے فرماتے مجھے ایک اور ایک دو کی طرح یقین ہے کہ یورپ کے لوگ بہت جلد اسلام کی طرف فوج در فوج آویں گے ۔ کہ یہی ایک امن و سلامتی کا مذہب ہے ۔ تمام مصیبتوں کا علاج اور مشکلوں کا حل اس دین میں ہے ۔ حضرت صاحب کا رؤیا متعدد بار بیان کرتے کہ حضور نے سفید پرندے پکڑتے ہوئے اپنے آپ کو ولایت میں دیکھا ہے ۔ اور فرماتے کہ میں نے اپنی آنکھوں سے اس خدائی وعدہ کی صداقت کو یورپ میں پورا ہوتے دیکھا ہے ۔ آپ ایک مجسم مبلغ تھے ۔ تحریر اور تقریر میں کوئی بھی وقت ہو آپ اس کو اسلام کی اشاعت میں صرف کرتے تھے ۔

دینی کام کرنے والوں کو بہت قدر و منزلت سے دیکھتے ان کی دلجوئی کرتے ۔ حوصلہ افزائی سے کام لیتے ۔ مبلغین سے خاص رابطہ رکھتے ۔ نومسلموں کو خطوط کے ذریعہ اسلام کی برتری اور محاسن سے آگاہ کرتے ۔ غیر مسلموں کو نہایت اچھے پیرایہ میں تبلیغ اسلام کرتے ۔ قرآن کریم کی آیات کے حوالوں سے اسلام کی برتری تمام ادیان پر ثابت کرتے ۔ انہی کے لئے قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ جو شخص اسلام کی سربلندی کی خاطر مجاہدانہ زندگی بسر کرتا ہوا اپنے مولا سے جا ملے ۔ اسے مردہ مت کہو وہ تو ابدی اور دائمی زندگی پا گیا ۔ یہ دنیا دار الابتلاء ہے آپ اس آزمائش میں کامیاب و کامران گئے آئندہ روحانی زندگی میں اس کے اچھے ثمرات اور بہتر اجر کے وارث بن گئے وہ آج ہم سے جدا ہو کر ہمارے دل کو غمگین کر گئے ۔ مگر ہم تو خدا اپنے پیارے خدا کی رضا پر راضی ہیں کہ وہ سب پیاروں سے پیارا ہے ۔ حضرت میاں صاحب کا وصال قربِ الٰہی کا موجب ہوا ہے ۔ انہوں نے ایسے اعمال اور کردار کا مظاہرہ کیا جن سے خدا کی رضا حاصل ہوتی ہے آپ کی زندگی ایک کھلی کتاب کی طرح ہمارے سامنے ہے ۔ ایک کامل نمونہ آپ چھوڑ گئے ۔ ہمیں آپ کے نمونہ کا سہارا لینا چاہیئے اور آپ کے لئے دعا کرنی چاہیئے کہ خدا تعالےٰ بہتر اجر سے نوازے اور اعلیٰ علیین میں بلند مقام عطا فرمائے ۔ آمین

میں جماعت کی طرف سے محترم میاں اللہ بخش صاحب میاں ظہور احمد صاحب ۔ میاں فضل احمد صاحب ۔ میاں رشید احمد صاحب ۔ میاں حمید احمد صاحب اور ان کے عزیز اقرباء کی خدمت میں اظہارِ تعزیت کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ حضرت میاں صاحب مرحوم و مغفور کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام بخشے اور آپ کے صدقاتِ جاریہ کا اجر انہیں عطا فرمائے اور ان کی اولاد کو ان کے پاک نمونہ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے کہ اسی میں فلاح ہے اور اسی رستہ سے خدا خوش ہوتا ہے جس رستہ کو حضرت میاں صاحب نے اپنے لئے تجویز کیا ۔ دل تو غمگین ہے اور دماغ قابو میں نہیں مگر حکم الٰہی کے آگے ہماری جبینیں خم ہیں

انّا للہ وانّا الیہ راجعون ۔

راولپنڈی

جماعت احمدیہ راولپنڈی کا ایک خصوصی اجلاس ۱۳ فروری ۱۹۶۷ء کو منعقد ہوا جس میں یہ قرارداد پاس کی گئی کہ یہ جماعت احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے عظیم بزرگ الحاج شیخ میاں محمد صاحب کی وفات پر انتہائی رنج و غم کا اظہار کرتی ہے

انّا للہ وانّا الیہ راجعون

ان کی موت سلسلہ کے لئے ایک ناقابلِ تلافی نقصان ہے ۔ گو ان کا وجودِ مسعود اپنے مولائے حقیقی سے جا ملا ہے ۔ مگر ان کی عظیم قربانیاں ۔ بے لوث خدمات اور ایمان افروز شخصیت تمام جماعت کے لئے ہمیشہ مشعلِ راہ رہیگی ۔

اللہ تبارک و تعالےٰ کے حضور ہماری دعا ہے کہ خدا ان کی روحِ سعید کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور ان کے خاندان کو بالخصوص اور تمام جماعت کو بالعموم اس جانکاہ صدمہ کو برداشت کرنے کی ہمت اور صبر جمیل عطا فرمائے آمین ۔

منیر احمد مصری ۔ سیکرٹری

کراچی

جماعت کراچی کو یہ اندوہناک خبر سن کر بے حد رنج و الم ہوا ہے ۔ کہ ہمارے نہایت محترم و ممتاز بزرگ حضرت الحاج شیخ میاں محمد صاحب اس دار فانی سے رحلت فرما گئے ۔ انّا للہ وانّا الیہ راجعون ۔ حضرت شیخ میاں محمد صاحب مرحوم ان بزرگ اور قابل قدر ہستیوں میں سے تھے جن کو حضرت مسیح موعود علیہ الرحمۃ کی صحبت کا شرف حاصل تھا اور ان کو حضرت صاحب اور ان کے رفقاء سے والہانہ عقیدت تھی ۔ ان کی زندگی نہ صرف تقوےٰ و طہارت اور اخلاص سے معمور تھی بلکہ وہ خدمتِ دین کا بے پایاں جذبہ رکھتے تھے ۔ اور اس میں ہمہ تن منہمک رہتے تھے ۔ وہ انجمن کے لئے ایک سرکردہ رکن کی حیثیت سے ہمیشہ تقویت کا موجب تھے ۔ ان کی وفات انجمن کے لئے اور جماعت کے لئے ایک ناقابلِ تلافی نقصان کا باعث ہے ۔ اللہ تعالےٰ ان کو جوارِ رحمت میں جگہ دے اور ان پر اپنے فضل اور برکتیں نازل فرمائے ۔ ہم انجمن سے اور ان کے پسماندگان سے اس غمناک سانحہ پر اظہار ہمدردی کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ ان کے پسماندگان اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور انہیں مرحوم کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے ۔ آمین ۔

رحیم بخش سیکرٹری ۔ جماعت کراچی

پشاور

آج مؤرخہ ۱۳ر فروری ۱۹۶۷ئہ کو بعد از نماز مغرب احباب جماعت پشاور کا ایک غیر معمولی اجلاس زیر صدارت ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب منعقد ہوا جس میں مندرجہ ذیل قرارداد باتفاق رائے پاس ہوئی۔

جماعت پشاور اور مضافات کے احمدی احباب اپنے نہایت قابلِ احترام بزرگ میاں محمد صاحب کی اچانک وفات پر نہایت ہی رنج و غم اور صدمہ کا اظہار کرتے ہیں اور ان کی وفات کو جماعت کے لئے ایک ناقابلِ تلافی نقصان سمجھتے ہیں۔ اور دعا کرتے ہیں کہ میاں صاحب ممدوح کو اللہ تعالےٰ اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے۔ ہم جناب میاں صاحب کے لواحقین کے ساتھ اس صدمہ عظیم میں برابر کے شریک ہیں۔

محمد الرحمٰن

واہ کینٹ

جماعت احمدیہ واہ کینٹ حضرت الحاج میاں محمدؐ صاحب کی وفاتِ حسرت آیات پر انتہائی رنج اور دلی صدمہ کا اظہار کرتی ہے اور حضرت ممدوح کی وفات کو ایک ناقابلِ تلافی قومی نقصان تصوّر کرتی ہے۔

حضرت ممدوح ہماری جماعت کے ایک مضبوط ستون اور حضرت مسیح موعودؑ کے جلیل القدر خادم تھے۔ جن کے اموال اور قیمتی اوقات سے سلسلہ احمدیہ کو بڑی تقویت پہنچی۔ انّا للہ و انّا الیہ راجعون۔ یہ جماعت دُعا کرتی ہے۔ کہ مولیٰ کریم حضرت ممدوح کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے اور انکے رُوحانی درجات کو ہر آن بلند کرے۔ حضرت ممدوح کے تمام صاحبزادگان اور جملہ افرادِ خاندان سے اپنے دلی رنج کا اظہار کرتی ہے۔ اور دُعا کرتی ہے۔ کہ مولیٰ کریم انہیں اس صدمۂ عظیم پر صبرِ جمیل عطا فرمائے اور حضرت مرحوم و مغفور کے نقشِ قدم پر چلنے اور دین کو دُنیا پر مقدّم کرنے کی بدستور توفیق اور طاقت عطا فرمائے۔ اور وہ سلسلہ احمدیہ کی بیش از بیش خدمات بجا لانے کا پاک جذبہ قائم و برقرار رکھے۔

خاکسار۔ سیکرٹری جماعت احمدیہ واہ کینٹ

گجرات

گجرات کی احمدیہ جماعت نے اپنے جمعہ کے اجلاس میں حضرت میاں صاحب کی وفات پر رنج و غم کا اظہار کیا اور ان کے لئے دُعائے مغفرت کی۔

مرحوم انجمن کے بہت بڑے ستون تھے۔ بلکہ اپنی ذات میں ایک انجمن تھے۔ ایک ادارہ تھے۔ ہر ایک نیک تحریک پر لبیک کہنے والے، اسے تقویت دینے والے اور پروان چڑھانے والے تھے۔ ہمارے سلسلہ کے رُوحِ رواں تھے۔ متموّل اور متمّم ہونے کے باوجود وہ درویش منش تھے۔

اللہ تعالےٰ انہیں اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے اور بلند درجات عطا فرمائے۔

خاکسار محمد حسن چیمہ۔ ایڈووکیٹ
صدر جماعت احمدیہ گجرات

مُلتان

آج مؤرخہ ۱۷/۲/۶۷ بعد از نماز جُمعہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور شاخ ملتان کا ایک خصوصی اجلاس زیر صدارت محترم جناب الحاج شیخ میاں فضل الرحمٰن صاحب منعقد ہوا جسمیں تعزیتی ریزولیوشن پاس ہوا۔ کہ حضرت الحاج شیخ میاں محمدؐ صاحب کی وفات حسرت آیات پر جماعت ملتان دلی رنج و غم کا اظہار کرتی ہے اور دعا کرتی ہے کہ ربِّ قدوس حضرت میاں صاحب مرحوم کو اعلیٰ علیّین میں جگہ عطا فرمائے اور مرحوم کے جُملہ پسماندگان اور لواحقین کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔

خاکسار محمدؐ علی مبلغ ملتان

بدوملّھی (ضلع سیالکوٹ)

جماعت احمدیہ اشاعت اسلام بدوملّھی کا یہ ہنگامی اجلاس پاکستان کی مخیّر شخصیّت جناب میاں محمد صاحب کی اچانک وفاتِ حسرت آیات پر دلی رنج و غم کا اظہار کرتا ہے۔ میاں صاحب ممدوح نے اپنی تمام زندگی دینی، سماجی اور تعلیمی خدمات میں صرف کر دی۔ مثلاً ہالینڈ میں تبلیغ اسلام کے لئے ایک مشن کا قیام، اور لائل پور میں متعدد ہسپتالوں کا اجراء ان کی نمایاں خدمات کا ایک حصّہ ہیں۔ ان کی وفات سے پاکستان کو عمومًا اور جماعت احمدیہ کو خصوصًا ناقابلِ تلافی نقصان پہنچا ہے۔

یہ اجلاس بصد عجز دُعا کرتا ہے کہ اللہ تعالےٰ مرحوم کو اُن کی خدمات کے صلہ میں آخرت میں درجاتِ عالیہ پر فائز کرے اور مرحوم کے پسماندگان کو صبرِ جمیل عطا فرمائے آمین

خاکسار۔ اللہ بخش
سیکرٹری جماعت احمدیہ بدوملّھی (سیالکوٹ)

ڈیرہ غازی خان

آج بتاریخ ۱۷ر فروری بعد از نماز جمعہ ممبران جماعت احمدیہ انجمن اشاعت اسلام ڈیرہ غازی خان کا ایک اجلاس زیرِ صدارت چوہدری غلام رسول صاحب پروفیسر گورنمنٹ کالج ڈیرہ غازی خان منعقد ہوا۔ جس میں حضرت شیخ میاں محمد صاحب کی وفات کو جماعت اور مسلمانوں کے لئے ایک ناقابلِ تلافی صدمہ تصوّر کیا گیا۔ حضرت میاں صاحب مرحوم مغفور کی بے شمار خدماتِ دینی و دنیاوی کو سراہا گیا۔ اور دُعا کی گئی کہ اللہ تعالےٰ اپنے فضل و کرم سے میاں صاحب مرحوم کو مغفرت و اعلےٰ روحانی مدارج عطا فرمائے اور ان کی اولاد کو بھی اپنے لائق باپ کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ نماز جمعہ کے بعد حضرت میاں صاحب مرحوم و مغفور کا جنازۂ غائبانہ پڑھا گیا اور دُعائے مغفرت کی گئی۔

خاکسار عبدالرحمٰن لائبریرین
احمدیہ انجمن اشاعت اسلام ڈیرہ غازی خان

مُسلم ٹاؤن لاہور

آج مؤرخہ ۲۴ر فروری ۱۹۶۷ئہ۔ جامع احمدیہ مُسلم ٹاؤن لاہور میں نماز جُمعہ کے موقعہ پر حضرت الحاج شیخ میاں محمد صاحب مرحوم و مغفور کا غائبانہ جنازہ پڑھا گیا۔ بعد از نماز جناب لفٹنٹ کرنل سعید احمد صاحب کی زیرِ صدارت ایک خصوصی اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی نے حضرت میاں صاحب مرحوم کی کامیاب زندگی پر تقریر فرمائی۔ اس کے بعد مندرجہ ذیل تعزیتی ریزولیوشن پاس کیا گیا۔

"حضرت الحاج شیخ میاں محمد صاحب کی وفات حسرت آیات پر جماعت مُسلم ٹاؤن لاہور دلی رنج و غم کا اظہار کرتی ہے اور دست بدعا ہے کہ ربّ العزّت حضرت میاں صاحب مرحوم و مغفور کو اپنی جوارِ رحمت میں جگہ دے اور مرحوم کے جُملہ پسماندگان اور لواحقین کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔

احمد گل۔ مسلم ٹاؤن۔ لاہور

سیالکوٹ

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام شاخ چھاؤنی سیالکوٹ حضرت میاں محمدؐ صاحب کی وفات حسرت آیات پر شدید اظہار افسوس کرتی ہے۔ ان کے انتقال پُر ملال سے انجمن مذکور کا ایک ستون ٹوٹ گیا ہے اور اس کی وجہ سے ایک ناقابلِ تلافی خلا پیدا ہو گیا ہے۔

دعا ہے کہ خدا تعالےٰ مرحوم کو جنّت الفردوس میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔ آمین

نثار احمد (شیخ) سیالکوٹ چھاؤنی

وزیر آباد

مؤرخہ ۱۷ر فروری کو بعد نماز جمعہ جماعت وزیر آباد نے جنازۂ غائبانہ ادا کیا۔ اور ایک خاص اجلاس میں مندرجہ ذیل قرارداد منظور ہوئی:۔

جماعت وزیر آباد قبلہ محترم مکرّم معظم جناب میاں محمدؐ صاحب کی وفات حسرت آیات پر اپنے دلی رنج و غم کا اظہار کرتی ہے اور اسے جماعت کے لئے ایک عظیم قومی نقصان تصوّر کرتی ہے۔

قبلہ میاں صاحب اسلام اور احمدیت کے عاشق زار تھے۔ وہ نافع الناس وجود تھے۔ افسوس ہے کہ آپ کی جگہ کو پُر کرنے والا کوئی نظر نہیں آتا۔ یہ جماعت دُعا کرتی ہے کہ اللہ تعالےٰ مرحوم و مغفور کو اپنے قربِ رحمت میں جگہ دے اور ہم سب کو ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

خاکسار۔ ایس عبیداللہ عفی عنہ
سیکرٹری جماعت وزیر آباد۔

اسمٰعیل آباد (ملتان)

اخبار مشرق میں طبع شدہ خبر بابت وفات حضرت جناب شیخ میاں محمدؐ صاحب حواری حضور امام و ہمام عالی مقام نظر سے گذری دل بے حد صدمہ زدہ ہوا۔

۱۷ر فروری ۱۹۶۷ئہ کو بعد ادائیگی صلوٰۃ جمعہ نماز جنازہ غائبانہ حضرت ممدوح مرحوم کی پڑھی گئی اور تعزیتی ریزولیوشن پاس کیا گیا جس میں میاں صاحب ممدوح کی صفات حسنہ بیان کرتے ہوئے ان کی جود و سخا اور ہر اسلامی تحریک میں بطیب خاطر حصّہ لینے کا ذکر کیا گیا۔ خاکسار شیر محمدؐ مسلم مشنری اسمٰعیل آباد۔

مسلم ہائی سکول نمبر ۱ لاہور

آج صبح سکول کھلتے ہی الحاج حضرت میاں محمد صاحب ملزاو ترلا ٹیلپوری کے انتقال پُر ملال کی افسوسناک اطلاع پہنچی جس کے فوراً بعد اساتذہ کرام اور طلباء سکول کے صحن میں دُعائے مغفرت کے لئے جمع ہوئے۔

اس جلسہ میں چوہدری عبدالمجید صاحب ہیڈ ماسٹر سکول ہذا نے ایک مختصر تقریر میں حاضرین کو بتایا کہ مرحوم و مغفور کو خداوند تعالےٰ نے صرف دولت ہی نہیں بلکہ ایک دردمند دل بھی دے رکھا تھا۔ چنانچہ آپ نے انجمن کی فیاضانہ امداد کے علاوہ ہالینڈ میں اپنے ذاتی خرچ پر ایک مشن کھول رکھا تھا۔ اور لائل پور میں ایک فری ہسپتال بھی۔ پھر آپ نیو مسلم کالج لاہور کی دل کھول کر امداد فرماتے تھے۔ بے شمار بیوگان، یتامیٰ اور نادار طالب علم آپ کے وظیفہ خوار تھے۔

اس تقریر کے بعد راقم الحروف نے مندرجہ ذیل ریزولیوشن پیش کیا۔ جو باتفاق رائے پاس ہوا۔

(۱)۔ یہ اجلاس الحاج حضرت شیخ میاں محمد صاحب کی وفات حسرت آیات پر گہرے دلی رنج و غم کا اظہار کرتا ہے۔

(۲)۔ یہ اجلاس پسماندگان حضرت شیخ صاحب مرحوم کے ساتھ دلی ہمدردی اور خداوند تعالیٰ سے ان کے لئے صبر جمیل کی دُعا کرتا ہے۔

(۳) چونکہ مرحوم کی وفات ایک بہت بڑا قومی نقصان ہے اس لئے ہمیں انجمن کے ساتھ بھی گہری ہمدردی ہے۔ باقی وقت کے لئے سکول بند کر دیا جائے۔

چنانچہ سکول بند کر دیا گیا۔

خاکسار برکت علی

سٹاف سیکرٹری مسلم ہائی سکول نمبرا لاہور

مسلم ہائی سکول نمبر ۲ لاہور

آج اساتذہ اور طلباء مسلم ہائی سکول نمبر ۲ لاہور کا ہنگامی اجلاس منعقد ہوا جس میں متفقہ طور پر مندرجہ ذیل ریزولیوشن منظور کیا گیا۔

"ہم اساتذہ اور طلباء مسلم ہائی سکول نمبر ۲ لاہور جناب الحاج میاں محمد صاحب کی ناگہانی وفات پر دلی رنج و غم کا اظہار کرتے ہیں۔ مرحوم نہایت نیک، پارسا، اور مخیر آدمی تھے۔ اسلام کی محبت کا جذبہ ان کے دل میں موجزن تھا۔ چنانچہ وہ زندگی بھر دین کی تبلیغ و اشاعت کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے رہے وہ انجمن کے مخلص اور سرگرم رکن تھے۔ ان کی وفات سے انجمن کو ناقابلِ تلافی صدمہ پہنچا ہے۔

ہمیں اس سانحۂ جانکاہ میں مرحوم کے لواحقین کے ساتھ دلی ہمدردی ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔"

اظہارِ تعزیت کے طور پر سکول باقی وقت کے لئے بند کر دیا گیا۔ والسلام۔ عبدالحق ہیڈ ماسٹر

مسلم ہائی سکول بدوملہی

آج مورخہ ۲/۲ ۱۴ کو اخبار میں حضرت شیخ میاں محمد صاحب کی وفاتِ حسرت آیات کی خبر پڑھ کر تمام سکول میں سنسنی پھیل گئی۔ فوری طور پر سکول میں ہنگامی اجلاس طلب کیا گیا جس میں حضرت میاں محمد صاحب کے اخلاقِ حسنہ کا تذکرہ کیا گیا اور قومی بہبود کے لئے حضرت ممدوح مرحوم نے جو کارہائے نمایاں اپنی تمام پاکیزہ زندگی میں سرانجام دیئے مثلاً تبلیغ اسلام کے لئے آپ کی عظیم الشان خدمات، ہالینڈ مشن کا قیام۔ لائل پور میں دس لاکھ روپے کے خرچ سے قائم کردہ ہسپتال، اور دیگر بے شمار خدمات کا ذکر کیا گیا۔ آخر میں یہ قرارداد پاس ہوئی اور سکول باقی وقت کے لئے بند کر دیا گیا۔

"مسلم ہائی سکول بدوملہی کے اساتذہ اور طلباء کا یہ ہنگامی اجلاس پاکستان کی مخیر شخصیت جناب الحاج شیخ حضرت میاں محمد صاحب کی اچانک وفات حسرت آیات پر دلی رنج و غم کا اظہار کرتا ہے۔ جنہوں نے اپنی تمام زندگی میں دینی، سماجی اور تعلیمی خدمات بدرجہ اتم سرانجام دیں۔ حضرت ممدوح کی وفات کل پاکستان کے لئے عموماً اور جماعت احمدیہ لاہور کے لئے خصوصاً ناقابلِ تلافی نقصان ہے۔ یہ اجلاس بصد عجز دُعا کرتا ہے کہ اللہ تعالےٰ مرحوم کو انکی خدمات کے صلہ میں درجاتِ عالیہ پر فائز کرے اور مرحوم کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔

عبدالحفیظ

ہیڈ ماسٹر مسلم ہائی سکول بدوملہی۔

چند یادیں

(بسلسلہ صفحہ نمبر ۲۰)

کسی بات کا چرچا نہیں سُنتا۔

قبلہ والد صاحب کی وفات کے بعد آپ نے جس طریق پر میری ڈھارس بندھائی اور میرے زخموں پر مرہم رکھا گویا والد صاحب کی جدائی کے باوجود میں باپ کی سی موجودگی آپ کے وجود میں نے عرض کیا کہ مرزا ناصر احمد صاحب نے ہمارے عزیز و اقارب کو کلیتہً منع کر دیا ہے کہ صالح نور اب ربوہ بالکل نہ آئے۔ تو فرمانے لگے کہ اپنے آپ کو ہلاکت میں نہیں ڈالنا چاہیئے والدہ اور بہن بھائیوں سے کہیں کہ یہاں آکر مل لیا کریں۔

آپ کی خوبیوں۔ نیکیوں اور شفقتوں اور مہربانیوں اور خدمتِ خلق کے بے پایاں جذبہ کے ذکر کے لئے ایک دفتر چاہیئے فی الحال اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔ اور دُعا کرتا ہوں ؎

از کرم آں بندۂ خود را بہ بخشش ہا نواز
وایں جُدا اُفتادگاں را از ترحم ہا بہ بیں

(حضرت مسیح موعودؑ)

۴۴ کا اپریشن میو ہسپتال میں ہو رہا ہے۔ ان کی صحت کے لئے دُعا فرمائی جائے۔

مبلغ -/۵۰ روپے بطور صدقہ ان کی طرف سے ارسال ہیں۔

ایک اور نیرِ تاباں غروب ہو گیا

(بسلسلہ صفحہ نمبر ۲۵)

ہی کے نتائج ہیں۔ میاں صاحب ہماری جماعت کو ایک اور بڑی نعمت عطا فرما گئے ہیں اور یہ نعمت ان کی نیک اولاد ہے۔ ان کی تمام اولاد کے رگ و پے میں احمدیت سرایت کر چکی ہے۔ وہ اپنے والد کے صحیح جانشین ہیں۔ ان میں سے ہر ایک احمدیت کی فوج کا جانباز سپاہی ہے اور ہم توقع کرتے ہیں کہ وہ اپنے والد کی طرح سپاہی کے عہدہ سے ترقی کر کے اب سپہ سالاری کے مناصب اختیار کر لیں گے۔ احمدیت کی گاڑی تو بہرحال سوئے منزل چلتی رہے گی اور اس نے ترقی کی تمام منازل بھی لازمی طور پر طے کر لینی ہیں۔ ہاں خوش بخت ہیں وہ جو اس گاڑی کے ساتھ ساز و سامان لے کر ہم سفر ہو رہے ہیں ؎

بمفت ایں اجر نصرت را دہندت اے اخی ورنہ
قضائے آسمان است ایں بہرحالت شود پیدا

اخیر میں ہم دُعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ مرحوم کو اعلےٰ علیین میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرماوے۔

اخبارِ احمدیہ

بسلسلہ صفحہ نمبر ۴۵

کے ساتھ چند قدم چل لیتے ہیں، احباب سے صحت کاملہ کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

شکریہ احباب

ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب ریٹائرڈ سول سرجن صدر جماعت احمدیہ پشاور ان تمام احباب کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں نے اُن کے اپریشن سے صحت یابی کے لئے دعائیں کیں اور عیادت کے لئے تشریف لائے یا بذریعہ خطوط ہمدردی کا اظہار فرمایا ہے۔ اب جناب ڈاکٹر صاحب خدا کے فضل سے صحتیاب ہو کر ہسپتال سے گھر تشریف لے آئے ہیں۔ وہ احباب کا مکرر شکریہ ادا کرتے ہیں۔ والسلام

محمد الرحمٰن۔ سیکرٹری جماعت پشاور

صحت اور عطیہ

کرنل سعید احمد صاحب خلف الرشید ڈاکٹر غلام محمد صاحب مرحوم کی اہلیہ صاحبہ کو خدا تعالےٰ نے بیماری سے صحت عطا فرمائی ہے۔ اس کے عوض کرنل صاحب نے مبلغ -/۱۵ روپے بطور شکرانہ صحت انجمن کو دیئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے۔

درخواست دُعا

قاضی سمیع اللہ صاحب کی صاحبزادی صاحبہ سخت بیمار ہیں اور وہ سرگنگا رام ہسپتال میں زیرِ علاج ہیں۔ ان کی صحت کے لئے احباب سے دُعا کی درخواست ہے۔

صدقہ اور دُعا کی ضرورت

لاہور سے مسعود صدیقی صاحب لکھتے ہیں:۔ قبلہ ماموں بشارت علی صاحب قریباً ایک ماہ سے بیمار ہیں۔ صاحب موصوف ۴۴

(باقی کالم نمبر ۲ کے نیچے)

اخبارات کی آراء

حضرت شیخ میاں محمدؐ صاحب کی وفات پر ملک کے متعدد روزناموں اور اخبارات نے اداریے لکھے جن میں سے چند ایک کے اقتباسات درج ذیل ہیں:—

پاکستان ٹائمز و دیگر اخبارات لاہور بحوالہ اے پی پی

شیخ میاں محمدؐ جو ایک سرکردہ مخیر شخصیت اور عظیم صنعتکار تھے، آج صبح دل کے شدید حملہ کی وجہ سے لائل پور میں انتقال فرما گئے۔ آپ کی عمر ۵۸ سال تھی۔ آپ کی تدفین شام گئے ان کے خاندانی قبرستان میں ہوئی۔ نماز جنازہ میں ایک کثیر تعداد نے شرکت کی جن میں صنعتکار۔ سرکاری افسران، مِل ملازمین اور معزز شہری شامل تھے۔

مرحوم شیخ میاں محمد بہت سے رفاہی اداروں کے بانی تھے۔ اور اپنی خیراتی سرگرمیوں کی وجہ سے ملک بھر میں مشہور تھے۔ انہوں نے دس لاکھ روپیہ سے لائل پور میں ایک خیراتی ہسپتال قائم کیا تھا۔ یہ ہسپتال اس وقت تین صد مردوں اور عورتوں کو طبی سہولیات بہم پہنچا رہا ہے۔

شیخ میاں محمدؐ نے بہت سے تعلیمی ادارے بھی قائم کئے اور ملک اور بیرون ملک میں طلباء کو تعلیم کی تکمیل کے لئے اپنی جیب سے وظائف جاری کئے۔ نیز آپ ایک کثیر رقم اپنی آمدنی میں سے مذہبی تعلیم کو فروغ دینے کے لئے خرچ کرتے تھے۔ آپ نے کثیر مالی امداد ان غیر ممالک کے اسلامی مشنوں کے لئے وقف کی ہوئی تھی۔ جو غیر ممالک میں اشاعت اسلام کا فریضہ ادا کر رہے ہیں۔ آپ سال میں ایک ماہ تبلیغ اسلام کے لئے یورپ میں گذارتے تھے۔

شیخ میاں محمدؐ نے جو ایک معمولی تاجر کے بیٹے تھے اپنی محنت اور دیانتداری کی وجہ سے تجارت میں ایک بلند مقام حاصل کر لیا تھا۔ آپ نے اپنے پیچھے پانچ لڑکے اور چار لڑکیاں چھوڑی ہیں۔ آپ کے ایک صاحبزادے میاں فضل احمد صاحب مغربی پاکستان تپ دق ایسوسی ایشن کے چیئرمین ہیں۔

(پاکستان ٹائمز و دیگر اخبارات لاہور بحوالہ اے پی پی)

ہفت روزہ ''دی لائٹ'' لاہور

ہم نہایت گہرے غم و اندوہ سے حضرت الحاج شیخ میاں محمد کی مختصر علالت کے بعد انتقال پُرملال کا اعلان کرتے ہیں۔ آپ ایک محترم ہستی تھے اور اپنے عظیم مخیرانہ کارناموں کی وجہ سے جو سکولوں اور ہسپتالوں کے رنگ میں آپ نے جاری کر رکھے تھے دُور و نزدیک نہایت عزم و احترام اور قدر کی نظروں سے دیکھے جاتے تھے۔

آپ کی زندگی خدمت اور قربانی کا درس اپنے اندر رکھتی تھی، آپ جماعت احمدیہ کے لئے قوت و عظمت کا ایک مینار تھے۔ آپ نے یورپ میں تعلیمات اسلامیہ کی اشاعت کے لئے ہالینڈ کے ملک میں شیخ میاں محمد ٹرسٹ کے تحت مشن قائم کیا۔

ہم آپ کے خاندان اور پسماندگان کے ساتھ نہایت گہرے رنج و غم کے ساتھ اظہار تعزیت کرتے ہیں اور دُعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ حضرت میاں صاحب مرحوم کی روح پر رحمتوں اور برکتوں کا نزول فرمائے۔ آمین

ہفت روزہ ''لاہور'' لاہور

ممتاز صنعتکار۔ خدا ترس بزرگ اور مخیر انسانیت دوست شیخ میاں محمدؐ ۱۳ ماہ رواں کی صبح کو ۵۸ سال کی عمر میں حرکت قلب بند ہو جانے سے اس دارفانی سے انتقال فرما گئے اور لائل پور اپنے ایک غمگسار اور سرپرست کی نوازشات سے محروم ہو گیا۔

اناللہ وانا الیہ راجعون

مرحوم کو اپنے خاندانی قبرستان میں دفن کیا گیا نماز جنازہ میں لاتعداد کاروباری حضرات، صنعتکاروں، سرکاری افسروں، ممتاز شہریوں، اور مِل مزدوروں نے شرکت کی۔ مرحوم کوئی نصف درجن رفاہی اداروں کے بانی تھے۔ آپ نے لائل پور میں دس لاکھ روپے کے سرمایہ سے ایک ٹرسٹ ہسپتال بھی قائم کیا۔ مزاج اور ربط و ضبط میں اسلامی وضعداری اور گفتگو میں بے باکی اور راست بازی آپ کے مزاج کے خصوصی امتیازات تھے۔

روزنامہ سعادت لائل پور

پریمیئر گروپ آف انڈسٹری کے مالک الحاج میاں محمد انتقال کر گئے ہیں مگر ان کے قائم کردہ رفاہی اور تبلیغی ادارے ان کے نام کو زندہ رکھیں گے مذہبی نظریات کے اختلافات کے باوجود انہیں جاننے والے بلاشک وشبہ یہ بات کہہ سکتے ہیں کہ الحاج میاں محمد ایک مخیر اور ہمدرد خلائق ہونے کے ساتھ ساتھ مذہب کے بھی خدمت گذار تھے۔ لائلپور میں پریمیئر گروپ آف انڈسٹریز سے بڑھ کر بھی کئی صنعتی ادارے ہیں مگر مرحوم نے رفاہِ عامہ کے لئے جو ٹرسٹ اور ادارے قائم کئے ہیں وہ مثالی حیثیت رکھتے ہیں اسلام کی رُو سے رفاہی ادارے صدقہ جاریہ کی حیثیت رکھتے ہیں اور جب تک یہ ادارے قائم رہتے ہیں یہ نیکی ادارہ کے قائم کرنے والے کے نامۂ اعمال میں درج ہوتی رہتی ہے۔

نیو لاہور روڈ پر میاں محمد ٹرسٹ کے زیر اہتمام علاج کے لئے مفت طبی سہولتیں قابل ستائش ہیں اور مثالی حیثیت رکھتی ہیں۔ میاں فضل احمد اپنے والد کے نقش قدم پر چلتے ہوئے لائل پور میں سماجی سوسائٹیوں کے قیام اور کامیاب کرانے میں سرگرمی سے حصہ لے رہے ہیں توقع ہے کہ وہ اور ان کے دیگر بھائی اس طرح رفاہی امور میں آئندہ بھی سرگرمی سے حصہ لیتے رہیں گے۔ مرحوم نے عوام الناس کی جو خدمت کی ہے اللہ تعالیٰ انہیں قبول فرمائے اور ان کی نجات کا ذریعہ ہوں اور انہیں اللہ تعالیٰ ان کے نیک کاموں کی وجہ سے جوارِ رحمت میں جگہ دے۔ آمین

روزنامہ سعادت کا ایک اور اداریہ

مرحوم الحاج میاں محمد پاک و ہند کے ممتاز صنعتکاروں اور تاجروں میں سے تھے۔ قیام پاکستان سے قبل لائلپور میں اسلامی تجارت اور صنعت کو فروغ دینے میں آپ نے رہنمائی کی۔ لائل پور میں ہندوؤں کے متعصبانہ رویہ کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ خاص طور پر بلدیاتی سیاست میں آپ نے مسلمانوں کی قابل ذکر رہنمائی کی۔ بابا لسوڑی شاہ رح کے دفن کے لئے جب اہل ہنود حائل ہوئے تو آپ اس وقت بلدیہ میں برسر اقتدار تھے۔ آپ نے بابا لسوڑی شاہ کے موجودہ مقام پر دفن کرنے میں جرأت کا مظاہرہ کیا۔ اسی طرح کے متعدد مسائل میں آپ نے مسلمانوں کے وقار کو سربلند رکھنے کے لئے ہر طرح کی معاونت کی۔ تحریک پاکستان کے دوران مسلم پریس کی نمایاں امداد کرتے رہے بلدیہ لائل پور میں میاں غلام باری مرحوم کے بعد میاں محمد ہی ایک ایسے پریزیڈنٹ منتخب ہوئے۔ جنہوں نے شہر کی ترقی کے لئے نمایاں خدمات سرانجام دیں۔ میاں صاحب مرحوم سے ساٹھ سالہ صنعتی اور تجارتی تاریخ وابستہ ہے۔

آپ بیواؤں، یتیموں اور حاجتمندوں کی ایک خاص فنڈ کے ذریعے آخری وقت تک امداد کرتے رہے۔ اشرجوائی ٹرسٹ ہسپتال اور میاں محمد میٹرنٹی ہسپتال ایسے خیراتی ادارے قائم کر کے لائل پور کے دیگر صنعت کاروں کے لئے رہنمائی کر گئے ہیں۔ پریمیئر فلور ملز قائم کرنے کے بعد آپ کی پریمیئر کلاتھ مل۔ پاکستان فلور مل پشاور۔ پنجاب ویجی ٹیبل گھی ملز لاہور۔ پریمیئر فلور اینڈ جنرل ملز۔ آفتاب فلور ملز کراچی اور کئی جننگ فیکٹریاں متعدد مقامات پر کام کر رہی ہیں

آپ کے تمام فرزند مندرجہ اداروں کے انچارج ہیں اور ان کی نگرانی اور رہنمائی میں ترقی کی راہ پر گامزن ہیں۔ آپ کی وفات پر پریمیئر کے تمام ادارے آپ کے سوگ میں آج بند رہے۔ علاوہ ازیں شہر کے تمام تجارتی، صنعتی اور پبلک حلقوں میں گہرے رنج و غم کا اظہار کیا گیا۔

روزنامہ ڈیلی بزنس لائل پور (خاص ضمیمہ)

آج صبح سویرے ۴ بجے ملک کے مشہور اور نامور صنعتکار شیخ میاں محمد کا انتقال ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ لائل پور کے سب سے پرانے اور آزمودہ کار اور نیک نہاد تاجر و صنعتکار کی وفات حسرت آیات سے آج یہاں کم و بیش ساٹھ سالہ صنعتی تاریخ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دفن ہو گئی۔ شیخ میاں محمد مرحوم و مغفور چنیوٹ کی ایک مقتدر و بہرہ فیملی کے ٹمٹماتے ہوئے چراغ تھے۔ جو کچھ عرصہ تک صاحب فراش رہنے کے بعد بالآخر شب گذشتہ ۴ بجے داعیٔ اجل کو لبیک کہہ گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم و مغفور صنعت و تجارت کے سمندر کے شناور ہونے کے ساتھ ساتھ نہایت مخلص

اور مخیّر انسان تھے آج ان کے اُٹھ جانے سے ان سینکڑوں یتیموں اور بیواؤں کے دلوں پر کیا گذری ہوگی۔ جن کی اُمیدیں مرحوم و مغفور کے دستِ جود و سخا سے بندھی ہوئی تھیں آج وہ گذرے ہوئے ایّام ہماری آنکھوں کے سامنے ہیں جب میاں محمدؐ اور ان کے برادران مرحوم میاں مولا بخش اور میاں محمد اسمٰعیل کے ہندو تاجروں اور کارخانہ داروں کی اجارہ داری مزاحمت اور رکاوٹوں کے باوجود اپنی خداداد صلاحیتوں کے باعث لائل پور کی صنعت و تجارت پر چھا گئے۔ چنانچہ میاں محمد اسمٰعیل اور میاں مولا بخش بڑے میاں کے نام سے اور میاں مرحوم و مغفور چھوٹے میاں کے نام سے اُبھرے اور دیکھتے ہی دیکھتے آج پریمیئر فلور ملز کے علاوہ پریمیئر کلاتھ ملز لائلپور پاکستان فلور ملز پشاور، پنجاب ویجی ٹیبل گھی ملز لاہور۔ پریمیئر فلور اینڈ جنرل ملز۔ آفتاب فلور ملز کراچی اور کئی جننگ فیکٹریاں واقع لائل پور۔ ملتان۔ میاں چنوں۔ تاندلیانوالہ، جڑانوالہ، فیروزہ، اوڈیروالال قائم کی گئیں۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ انہوں نے اسٹوجوائنٹ ٹرسٹ ہسپتال اور میاں محمد میٹرنٹی ہسپتال قائم کر کے خلقِ خدا کی بہت بڑی خدمت کی ہے۔

مرحوم و مغفور میاں محمدؐ ایک کامیاب کارخانہ دار اور تاجر ہونے کے علاوہ سیاست میں بھی گہرا شغف رکھتے تھے چنانچہ لائل پور کی بلدیہ کی تاریخ میں ان کے کارہائے نمایاں اور عوامی خدمات کو سنہری حروف سے لکھا جائے گا۔ بلدیہ لائل پور میں خان بہادر میاں غلام باری کے بعد میاں محمدؐ ہی ایک ایسے مسلمان پریزیڈنٹ منتخب ہوئے جنہوں نے شہر کی ترقی کے لئے نمایاں کام کیا۔ چنانچہ قیصری باغ کی نئی تزئین اور اور یہ باغ کا قیام آپ کا بہترین یادگار ہیں۔

الغرض مرحوم و مغفور نے نہایت کامیاب زندگی گذاری ہے۔ ہمارے پاس صرف قلم کی متاع ہے اور اس متاع کو ہم نے مرحوم و مغفور کی زندگی میں بھی بار ہا نچھاور کیا ہے اور آج تو قلم کی آنکھ سے ٹپکتے ہوئے آنسو ایسے مقدس آنسو بن گئے ہیں جو انمول بھی ہیں اور نایاب بھی کاش قلم کی زبان ہوتی تو ہم اپنی آواز آنجہانی میاں محمدؐ کے نالہ و گریاں کناں ابواتوں تک پہنچاتے کہ میاں محمد صاحب فوت نہیں ہوئے بلکہ دہرہ خاندان کی عظمت اور پوری تاریخ کو میاں صاحب کی موت سے ناقابلِ تلافی نقصان پہنچا ہے۔ ہمیں اس صدمۂ جانکاہ میں مرحوم و مغفور کے فرزندوں میاں اللہ بخش میاں حمید احمد۔ میاں ظہور احمد۔ میاں فضل احمد۔ میاں رشید احمد اور خاندان کے دیگر افراد سے پوری پوری ہمدردی ہے۔ ہم آخر میں مرحوم و مغفور کے لئے مغفرت کے کون سے الفاظ ڈھونڈیں کہ یہ الفاظ ہمارے جذبات کی عکاسی نہیں کرتے۔

اللہ تو ہی حیّ و قیوّم ہے

روزنامہ "ملّت" لائل پور

پریمیئر گروپ آف انڈسٹریز کے بانی مبانی الحاج میاں محمدؐ انتقال فرما گئے۔ انّا للّٰہ و انّا الیہ راجعون۔ الحاج میاں محمد ایک عرصہ سے علیل تھے۔ آج صبح چار بجے انہوں نے داعیٔ اجل کو لبیک کہا پانچ بجے شام اُن کی نمازِ جنازہ ادا کی گئی۔ مرحوم و مغفور ملک کے معروف صنعتکاروں میں ممتاز مقام کے مالک تھے اور کئی ایک رفاہِ عامہ کے ادارے قائم کئے تھے۔ میاں محمد ٹرسٹ قائم کر کے انہوں نے لائل پور میں زچہ بچہ ہسپتال اور طبی مراکز قائم کئے ہوئے ہیں۔ تحریک پاکستان میں ان کا نمایاں مقام ہے۔ انہوں نے تحریک پاکستان کے استحکام اور مسلمانانِ لائل پور کو تحریک کے مقاصد پر مجتمع کرنے میں نمایاں خدمات انجام دی ہیں۔ الحاج میاں محمد مرحوم کے فرزند میاں اللہ بخش۔ میاں ظہور احمد۔ الحاج میاں فضل احمد میاں رشید احمد اور میاں حمید احمد ذوالفقار پریمیئر گروپ آف انڈسٹریز کے صنعتی اداروں کے سربراہ ہیں۔ شہر کے سماجی اور سیاسی حلقوں نے الحاج میاں محمد مرحوم کی وفات پر اظہار رنج و غم کرتے ہوئے میاں فضل احمد سے اظہار تعزیت کیا ہے۔

خواجہ حسن دین۔ ملک عبدالرحمٰن۔ مقصود الٰہی ارشد مولوی غلام رسول جنڈیالوی۔ چوہدری محمد صدیق کسانہ۔ شیخ منظور الٰہی۔ چوہدری ریاست علی آزاد۔ سید بخت بہادر شاہ اور بابا غلام رسول نے ایک بیان میں مرحوم و مغفور کی وفات پر افسوس کا اظہار کرتے ہوئے الحاج میاں فضل احمد سے اظہار تعزیت کیا ہے۔ ان اصحاب نے اپنے بیان میں مرحوم و مغفور کی ملکی اور قومی خدمات پر خراجِ تحسین ادا کیا ہے۔

روزنامہ "غریب" لائلپور

ملک کے ممتاز صنعتکار شیخ میاں محمدؐ جو کہ میاں فضل احمد مالک پریمیئر ٹیکسٹائل ملز و صدر ٹی بی ایسوسی ایشن مغربی پاکستان کے والد ہیں آج صبح ۸۵ سال کی عمر میں عارضہ قلب کی وجہ سے وفات پا گئے ہیں۔ مرحوم کی نماز جنازہ میں سینکڑوں افراد نے شرکت کی ان کو آج سپردِ خاک کر دیا گیا۔ متعدد دیگر تنظیموں کی وجہ سے مرحوم صوبے بھر میں مشہور تھے انہوں نے لائل پور میں دس لاکھ روپے کی لاگت سے ایک ٹرسٹ ہسپتال تعمیر کیا۔ انہوں نے متعدد تعلیمی ادارے بھی قائم کئے اور اپنی جیب سے غریب طلباء کو اندرون ملک اور باہر تعلیم حاصل کرنے کے لئے بے شمار وظائف بھی دیئے تھے۔ انہوں نے اپنی آمدنی کا ایک بڑا حصّہ مذہبی تعلیم کے مقاصد کے لئے وقف کر رکھا تھا۔ مرحوم نے اپنے پسماندگان میں ۵ لڑکے اور چار لڑکیاں پیچھے چھوڑی ہیں۔

روزنامہ "حیات" پشاور

پاکستان فلور ملز پشاور کے مالک الحاج شیخ میاں محمدؐ کی وفات پر آغا سید احمد علی شاہ مینیجنگ ڈائرکٹر یاسین فلور ملز پشاور اور مغربی پاکستان اسمبلی کے سینئر ڈپٹی سپیکر سید یوسف علی شاہ نے گہرے رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ مرحوم انتہائی شریف اور پابند صوم و صلوٰۃ تھے انہوں نے دُعا کی ہے کہ خداوند کریم مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور پسماندگان شیخ میاں رشید احمد صاحب۔ شیخ میاں فضل احمد صاحب شیخ میاں حمید احمد صاحب۔ شیخ میاں ظہور احمد صاحب شیخ میاں اللہ بخش صاحب اور شیخ میاں آفتاب احمدؐ صاحب کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

ادارہ "حیات" شیخ صاحب مرحوم کی وفات پر دلی رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے مرحوم کے پسماندگان کے لئے صبر اور مرحوم کے لئے دُعائے مغفرت کرتا ہے۔

ماہنامہ "رُوحِ اسلام" لاہور

حضرت الحاج شیخ میاں محمدؐ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی زندگی کا آغاز ایک معمولی تاجر کی حیثیت سے کیا۔ اور اپنی دیانت و فراست اور محنتِ شاقہ و ہمت سے کاروبار کو اس قدر ترقی دی، کہ کاٹن، کپڑا، گھی اور فلور کے کارخانوں کے مالک بن گئے۔ اپنی اس ترقی کے لئے وہ ہمیشہ بارگاہِ ایزدی میں سجدہ ریز رہے۔

مرحوم اپنی خیرانہ طبیعت کی وجہ سے صوبہ بھر میں مشہور تھے۔ انہوں نے شیخ میاں محمد ٹرسٹ کے نام سے ایک وقف ادارہ قائم کیا جس سے متعدد سماجی اور رفاہی انجمنیں مستفید ہوتیں اور اندرون و بیرون ملک کئی ایک فنی، علمی اور تحقیقی اداروں اور طلباء کو امداد ملتی رہی لائل پور میں دس لاکھ روپے کی خطیر رقم سے ایک ہسپتال قائم کیا۔ جہاں روزانہ تین سو مریضوں کو مفت معالجہ کی سہولتیں میسّر ہیں۔

میاں صاحب مرحوم نے بہت سے رفاہی کاموں میں گرانقدر امداد دی۔ طلباء، غرباء، مساکین، یتامیٰ اور بیوگان کی مرتے دم تک امداد کرتے رہے۔ مثال نہیں ملتی کہ جس نے اس طرح ترقی کی ہو اور وہ اتنا مخیّر اور فیاض ہو۔ غرض وہ اپنی ذات کے اعتبار سے خدمت و ایثار کے پیکر تھے۔ خدا نے انہیں کھلے ہاتھوں دولت بھی دی تھی اور وہ دل بھی دیا تھا جو سنگ و خشت سے نہیں بلکہ درد و پیار سے بنا تھا۔ شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ متشرع، دیندار اور پابند صوم و صلوٰۃ تھے اور اسلام دوستی کی سچی تصویر تھے۔ انہیں دین حقہ کے شعار سے والہانہ لگاؤ تھا۔ ان کے دل میں خدا کا خوف کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ دین متین کی تبلیغ و اشاعت کے لئے ہر سال بھاری رقم صرف کرتے، ہالینڈ میں ہیگ کے مقام پر ذاتی خرچ سے مسلم مشن قائم کیا۔ سال میں ایک دفعہ ضرور وہاں کا دورہ کرتے تھے۔ وہاں تحریر و تقریر کے ذریعہ اسلام کی دعوت و تحریک کا کام جاری ہے ایک رسالہ بھی الفاروق کے نام سے جاری تھا جو اب لائل پور میں منتقل ہو گیا ہے۔

شیخ میاں محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے سابق صدر، مستعد، مخلص، قیمتی وجود اور مضبوط ستون تھے۔ اُن کی وفات سے انجمن کو بے حد نقصان پہنچا ہے جس کی تلافی ناممکن ہے۔ انجمن کے امور میں دلچسپی اور باقاعدگی سے دامے درمے قدمے اور سخنے حصّہ لیتے تھے۔ مرحوم نے انسان دوستی اور خدا خوفی کی بے شمار خوشگوار

اور ایمان افروز یادیں چھوڑی ہیں۔ اللہ تعالےٰ اہلِ خاندان کو صبر جمیل دے اور مرحوم کو کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے۔ ماہنامہ رُوحِ اسلام کو شیخ صاحب مرحوم کی موثر سرپرستی حاصل تھی۔ ہم اُمید کرتے ہیں کہ ان کے پسران میاں صاحبان اپنے والد مرحوم کی سرپرستی کو ایصال ثواب کے پیش نظر جاری رکھیں گے۔ مرحوم کی یاد میں رُوحِ اسلام کا خصوصی شمارہ ماہ اپریل میں شائع کیا جا رہا ہے۔ جس میں حضرت ممدوح رحمۃ اللہ علیہ کی رُوح پرفتوح کو خراجِ عقیدت پیش کیا جائے گا۔

سوگوار:۔ ایڈیٹر ماہنامہ رُوحِ اسلام لاہور

روزنامہ "الفضل" ربوہ

جیسا کہ اخبارات کے ذریعہ قارئین کرام کو علم ہو چکا ہے پاکستان کے ممتاز صنعتکار شیخ میاں محمدؐ صاحب ۱۲ر فروری ۱۹۶۷ء کو حرکت قلب بند ہو جانے سے ۸۵ سال کی عمر میں وفات پا گئے۔

انّا للہ و انّا الیہ راجعون

مرحوم بہت مخیر اور رفاہی کاموں میں پیش پیش رہنے والے تھے انہوں نے اپنی دولت سے مخلوق خدا کی خدمت کرنے کی پوری کوشش کی۔ نصف درجن کے قریب رفاہی ادارے قائم کئے اور علی الخصوص لائل پور میں دس لاکھ روپے کے سرمائے سے ایک ٹرسٹ ہسپتال قائم کیا۔

ادارہ "الفضل" پسماندگان کے ساتھ اظہار ہمدردی کرتا ہے اور دُعا کرتا ہے کہ اللہ تعالےٰ ان کی اولاد اور دیگر ورثاء کو اپنے اندر خدمت خلق کا جذبہ زندہ رکھنے اور ان کے رفاہی کاموں کو جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

حضرت میاں صاحب کی ایک تقریر کا اقتباس

جو ۱۰ر دسمبر ۱۹۶۶ء کو سالانہ جلسہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور میں اُنہوں نے فرمائی

"بھائیو! حضرت امام زمان مسیح موعود علیہ السلام کا منشاء یہ ہے کہ تمہارے اندر ایک پاک اور روحانی انقلاب پیدا ہو جائے۔ جب تک یہ انقلاب رونما نہیں ہوتا اس وقت تک اشاعت اسلام کے مقدس کام کی توفیق میسر نہیں آسکتی جب تک نفس میں انقلاب پیدا نہ ہو اس وقت تک تکبر ریا اور رعونت کو ختم نہیں کیا جا سکتا۔ اور نہ اس وقت تک اشاعت اسلام کے آسمانی فرض کو سرانجام دینے کی توفیق میسر آسکتی ہے۔ میرے بھائیو! آپ حضرت امام زمانؑ کی جماعت میں داخل ہونے کا کامل نمونہ دکھلاؤ۔"

ریڈرز ڈائجسٹ کے ایک مضمون کا ذکر کرتے ہوئے انہوں نے فرمایا:۔

"ایک وقت تھا کہ دشمنانِ اسلام کا علمی اور مدلل جواب دینا صرف اور صرف احمدیوں کا کام تھا۔ ادھر کوئی اعتراض ہوتا ادھر اس کا جواب نکل آتا۔ آج پھر وہ غیرت و حمیت پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ ہم ہر سال جمع ہوتے ہیں اور روتے ہیں کہ ہم میں اسلامی قدریں ناپید ہوتی جاتی ہیں۔ بھائیو! فکر کرو کہ ہم مومن ہو جائیں۔ تا ہم حضرت امام زمان علیہ السلام کی منشاء کو پورا کرنے والے ہوں۔"

حضرت شیخ میاں محمدؐ صاحب نے اپنی تقریر جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ "ہم میں حضرت مولینا نورالدین رح کی سی غیرت حمیت اور ایمان و عشق پیدا ہونا چاہیئے کہ انہوں نے ایک دفعہ فرمایا تھا کہ میں حضرت مرزا صاحب کے پودے کی آبیاری کے لئے خون دینے کے لئے تیار ہوں۔ ہم میں بھی وہی جذبۂ عشق اور ولولہ ہونا چاہیئے۔ ہم میں ایسے آدمی ہونے چاہئیں۔ یہ قربانی کا کام ہے۔ یہ روحانی سلسلہ ہے کوئی سیاسی اور کاروباری سلسلہ نہیں ہے بلکہ یہ ایثار و عشق کا سلسلہ ہے۔"

آپ نے اظہار افسوس کرتے ہوئے فرمایا کہ "ہم میں سے بعض لوگ کوئی وعدہ اور عہد کرتے ہیں۔ مگر اس کو پورا نہیں کرتے۔ بعض مبلغین انجمن کے فیصلوں پر عمل کرنے میں لیت و لعل سے کام لیتے ہیں۔ مبلغین جو بیرونی مشنوں میں بھیجے جاتے ہیں سال نہیں گذرتا کہ انہیں واپس گھر چلے آنے کی فکر ہو جاتی ہے۔ آخر جب انہوں نے اپنے آپ کو وقف کر دیا ہے کہ باہر جا کر اشاعت اسلام کرنا ہے ان کا فرض ہے کہ وہ اس عزم میں استقلال و ثبات دکھلائیں۔ اور خدا کے کام کو اپنی اغراض پر مقدم کریں۔ آپ کو یاد رکھنا چاہیئے کہ آپ خدا کے لئے نکلے ہیں اگر آپ اس کے لئے مخلص اور بے غرض ہیں تو خدا بھی آپ کے اہل و عیال کا ناصر و حافظ رہے گا۔"

ہالینڈ مسلم مشن کے متعلق ذکر کرتے کرتے ہوئے میاں صاحب مکرم نے فرمایا کہ "یہ مشن ۱۹۵۱ء میں قائم ہوا تھا۔ وہاں اس کی مساعی بڑی کامیاب ہیں۔ نہ صرف اسلام کے بارے میں یورپ کے غلط نقطہ نظر میں اصلاح ہو رہی ہے۔ بلکہ لوگوں کو ہماری تحریک پر بہتر طور پر غور کرنے کے لئے اور اسے سمجھنے کے لئے مواقع حاصل ہو رہے ہیں۔" وہاں کی صوفی تحریک کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ "ان کے زعماء حضرات ہالینڈ مسلم مشن سے تعاون کرنے لگے ہیں ہمارے مبلغ کے ساتھ مل جُل کر نمازیں پڑھتے ہیں اور تبلیغ و اشاعت اسلام میں ہمارے ممد و معاون ہیں۔"

"پیارے بھائیو! میں آپ کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ اب عمل کا وقت ہے وعدہ کریں اور اس پر پختہ ہو جائیں باتیں نہ کریں۔ میدان عمل میں آئیں۔ آپ کے سامنے میدان وسیع ہے۔ زمین زرخیز ہے۔ اس میں تخم ریزی کی ضرورت ہے۔ یہ آپ کی ذمہ داری ہے۔ آپ اپنی اپنی جگہ سوچ کر قربانی کا مادہ پیدا کریں۔ دین کو دُنیا پر مقدم کرنے کا عہد معمولی عہد نہیں ہے۔ میں نے جو باتیں بیان کی ہیں ان پر غور کریں۔ اگر یہ نیک ہیں تو عمل کریں۔ غلط ہوں تو عمل نہ کریں۔"

بقیہ اخبارِ احمدیہ

شادی اور عطیہ

—— شیخ تنویر احمدؐ صاحب خلف الرشید شیخ محمدؐ یوسف گرنھی صاحب مرحوم کی شادی دختر چوہدری عبدالمجید صاحب، سابق مینیجر اراضی اوکاڑہ کے ساتھ ۱۶ر اپریل ۱۹۶۷ء کو بروز اتوار ہوئی ہے۔ خطبہ نکاح صاحبزادہ مولوی عبدالمنان عمرؐ صاحب نے دیا۔ اس خوشی کے موقعہ پر دولھا کے برادر اکبر شیخ بشیر احمدؐ صاحب نے مبلغ دس روپے عطیہ اشاعت اسلام میں دیئے۔ دُعا ہے اللہ تعالےٰ یہ رشتہ جانبین کے لیئے موجب خیر و برکت بنائے۔ آمین

ترقی پر عطیہ

—— پروفیسر سعد اختر صاحب ایم اے گورنمنٹ کالج بہاولپور میں پرنسپل کے عہدے پر تعینات ہوئے ہیں۔ اس ترقی کی خوشی میں انہوں نے -/5 روپے عطیہ اشاعت اسلام میں دیئے ہیں۔

ایک اور مخلص بھائی کی مفارقت

احباب جماعت کو یہ سنکر صدمہ ہوگا کہ برنالہ (آزاد کشمیر) کے ہمارے نہایت ہی مخلص اور مستعد بھائی چوہدری عطاالٰہی صاحب ۱۸ مارچ ۱۹۶۷ء کو میو ہسپتال لاہور میں انتقال فرما گئے - چوہدری صاحب مرحوم ۱۶ مارچ کو ہسپتال میں پراسٹیٹ کے اپریشن کے لئے داخل ہوئے - ۱۸ مارچ کو ایک بجے ان کا اپریشن ہوا۔ لیکن جب اڑھائی بجے ان کو اپریشن روم سے وارڈ میں لایا گیا تو ان کی نبض ڈوب رہی تھی اور چند لمحوں کے بعد برنالہ کے نور خاندان کا یہ شریف النفس، پرہیزگار، مخلص اور مستعد فرد ہم سے ہمیشہ کے لئے جدا ہوگیا - اسی شام ان کی میت کو لاہور سے برنالہ بذریعہ ٹرک لے جایا گیا - جہاں ۱۹ مارچ کو ۲ بجے ان کو ان کے آبائی گاؤں میں سپرد خاک کیا گیا - انا للہ وانا الیہ راجعون -

نور خاندان کی ابتدا مولوی نور احمد صاحب مرحوم سے ہوئی - مولوی نور احمد صاحب مرحوم جموں میں گورنمنٹ کی ملازمت کرتے تھے - انہی ایام میں ان کو حضرت مولانا نورالدین صاحب مرحوم و مغفور کی صحبت نصیب ہوئی اور اس کے نتیجہ میں انہوں نے جماعت احمدیہ میں شمولیت اختیار کی - مولوی صاحب مرحوم خود بھی دینی علوم سے بہرہ ور تھے اور اپنے علاقہ میں نیکی اور دینی واقفیت کی وجہ سے خاص شہرت رکھتے تھے - ان کے پانچ فرزندوں میں سے چوہدری عطاالٰہی صاحب مرحوم تیسرے بیٹے تھے - چوہدری عبدالحق صاحب ریٹائرڈ کواپریٹو سوسائیٹیز - اور کرنل عبدالعزیز صاحب چوتھے اور پانچویں نمبر پر آتے ہیں - کشمیر کی جنگ آزادی کے وقت اس خاندان کو اپنا آبائی گاؤں برنالہ چھوڑنا پڑا - لیکن اس کٹھن وقت میں یہ تینوں بھائی خاص طور پر چوہدری عطاالٰہی صاحب مرحوم - چوہدری عبدالحق صاحب اور کرنل عبدالعزیز صاحب نے استقامت اور جوانہمتی کا کمال نمونہ پیش کیا - خدا کے فضل سے اب اس خاندان کے افراد سول اور فوج کے اعلیٰ عہدوں پر فائز ہیں -

یہ عجیب اتفاق ہے کہ جس دن چوہدری عطاالٰہی صاحب اس دنیائے فانی سے رخصت ہوئے اسی دن ان کے بڑے لڑکے عبدالغنی صاحب کو کمشن ملا اور بیٹا جب زندگی کی یہ اہم منزل طے کرکے گھر لوٹا تاکہ والد مکرم کو اس کی خوشخبری دے تو والد اس زندگی کے تمام مراحل طے کرکے آخرت کی جانب سفر اختیار کرچکے تھے - مرحوم احمدی کردار کی ایک چلتی پھرتی تصویر تھے - چندوں کی فراہمی اور جلسۂ سالانہ کی شرکت کے معاملہ میں بڑے مستعد تھے - ایسے مخلص اور باعمل بھائی کی مفارقت ہمارے لئے نہ صرف صدمہ کا باعث ہے بلکہ ایک قومی نقصان ہے - ہماری دعا ہے کہ خدا تعالےٰ نور خاندان کے سب افراد کو اپنے اس قابل ستائش نمونہ کو برقرار رکھنے کی توفیق عطا فرمائے -

ہم چوہدری عبدالحق صاحب، کرنل عبدالعزیز صاحب، میجر انعام الحق صاحب - کیپٹن ضیاءالحق صاحب، چوہدری احسان الحق صاحب بیکرز میرپور اور سکینڈ لیفٹیننٹ عبدالغنی صاحب سے اظہار تعزیت کرتے ہیں اور دُعا کرتے ہیں کہ خدا مرحوم کو جنّت الفردوس میں جگہ دے آمین -

ایک شفیق بزرگ کی یاد

بسلسلہ صفحہ ۲۸

طاقت نہیں" فرماتے تھے کہ میں ترنی ڈاڈ جاؤں گا تو وہ بھی ادھر کا چکر لگائیں گے - اور جب میں نے یہاں پہنچکر ان کو اپنا وعدہ یاد دلایا تو لکھا کہ دل تو بہت چاہتا ہے لیکن میری صحت ٹھیک نہیں رہتی - آپ سفر میں ہیں میرے لئے دُعا کیا کریں - اور پھر جو بھی خط آتا اس میں اپنی صحت کی خرابی کا ذکر ہوتا - اس کے بعد پاکستان سے باہر وہ دورے پر نہیں نکلے ورنہ ضرور ادھر تشریف لاتے -

گذشتہ عیدالفطر سے ایک روز قبل جناب میاں فضل احمد صاحب کی تار ملی کہ میاں صاحب محترم کی طبیعت سخت خراب ہوگئی ہے ان کے لئے احباب دُعا فرمائیں - عید کے روز ہم سب نے ان کے لئے دعا کی لیکن ان کی صحت میں افاقہ صرف چند روز کے لئے ہوا - اس عرصہ میں ترنی ڈاڈ مسلم لیگ نے بحیثیت جماعت اپنی سالانہ میٹنگ میں احمدیہ انجمن کے ساتھ الحاق کی تجویز منظور کی - میں نے میاں فضل احمد صاحب کو اس امر کی اطلاع دے دی تھی - اور ساتھ ہی گذارش کر دی تھی کہ جب میاں صاحب کی طبیعت سنبھلے تو یہ خبر ان تک پہنچا دیں - امید ہے انہوں نے یہ خوشخبری سن لی ہوگی - چند ماہ قبل اس سلسلہ میں انہوں نے لکھا تھا:-

"امید ہے لیگ کا الحاق انجمن سے ممکن ہو جائے گا اور مشن کو تقویت پہنچے گی اور کام یکسوئی اور فراغت سے ہو سکے گا .... آپ پورے ذوق و شوق سے حسب دستور کام میں لگے رہیں اور مخالفت کا ذرہ بھر خیال نہ کریں - اس مخالفت سے ہی ہمارے مشن کو مضبوطی حاصل ہوگی - جب ہمارے اصول و عقائد خالص اسلامی ہیں اور ہم صحیح اسلامی تعلیم کو اجاگر کر رہے ہیں تو خدا تعالےٰ یقیناً ہماری نصرت فرمائے گا"

پس یہی ان کے خطوط کا انداز ہوتا تھا جس سے نامساعد حالات میں طبیعت کو بہت ڈھارس بندھتی تھی - افسوس اب ان سے محروم ہو گیا ہوں - اور اب ایسی شفیق ہستی کی جدائی نے اس محرومی کے احساس کو اور بھی گہرا کر دیا ہے -

اللہ تعالےٰ مرحوم پر سفر آخرت کی منزلیں آسان فرمائے - آمین

جماعتوں کے جلسے

سلسلۂ احمدیہ کی حقیقت کو غیر از جماعت طبقہ پر واضح کرنے اور حضرت مجددِ وقت کا پیغام پہنچانے کے لئے مختلف شہروں میں جلسوں کا انعقاد ایک اہم قومی ضرورت ہے اور گذشتہ چند سالوں سے بعض مقامات کی احمدیہ جماعتیں اس ضرورت کے پیش نظر اپنے اپنے ہاں جلسے منعقد کرتی رہی ہیں، امسال بھی یہ سلسلہ بفضلہ تعالےٰ شروع ہو چکا ہے - چنانچہ ۲ اپریل کو اوکاڑہ کے پبلک کرتا باری میں منعقد ہوا - جس کی روئیداد آئندہ شمارہ میں شائع کی جائیگی -

اپریل کے آخری عشرہ میں کراچی میں جلسہ منعقد ہوگا جس میں شمولیت کے لئے مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی قبل از وقت تشریف لے جائیں گے اور وہاں جمعہ کی نماز بھی پڑھائیں گے اور .... قرآن کریم کا درس دیں گے اور باقی وقت احباب جماعت اور دوسرے لوگوں سے ملاقاتیں بھی کریں گے - جلسہ میں ان کا پبلک لیکچر ہوگا - ایسا ہی مولینا عبدالمنان عمر اور بعض دیگر احباب کے بھی لیکچر ہوں گے،

۱۶/۱۵ اپریل کو جماعت راولپنڈی کا جلسہ ہوگا - ۱۵ اپریل بروز ہفتہ ۴ بجے سہ پہر پریس کلب (لیاقت باغ) میں غیر از جماعت احباب کو چائے پر مدعو کیا جائے گا، جن سے حضرت امیر ایدہ اللہ خطاب فرمائیں گے - ۱۶ اپریل کو جماعت کے مرکز میں پبلک جلسہ ہوگا اور شام کو احمدیہ کانفرنس ہوگی -

ان دونوں جلسوں میں بیرونجات سے جو احمدی احباب شریک ہونا چاہیں، انہیں موسم کے لحاظ سے اپنے بستر ساتھ لے جانے چاہئیں اور راولپنڈی کے جلسہ میں شمولیت کے لئے حسب ذیل پتہ پر ایک ہفتہ پہلے اطلاع بھجوا دی جائے :- میاں بشیر احمد صاحب مکان نمبر 154-9 چھاچھی محلہ راولپنڈی - دوسرے شہروں کی احمدیہ جماعتوں سے بھی التماس ہے کہ اپنے اپنے ہاں جلسوں کے انعقاد کا بندوبست کرکے مرکز کو جلد از جلد اطلاع بھجوا دیں :

مَیں نے میاں محمد مرحوم و مغفور کو قریب سے دیکھا ہے

(بسلسلہ صفحہ ۲۱)

کیا ہے - اور آج تو قلم کی آنکھ سے ٹپکے ہوئے آنسو ایسے مقدس آنسو بن گئے ہیں جو انمول بھی ہیں اور نایاب بھی - کاش قلم کی زبان ہوتی تو ہم اپنی آواز پریمیئر ملز کی متوحش درو دیوار تک پہنچانے کہ میاں محمد نہیں مرے لائلپور کی صنعتی اور کاروباری عظمت کو زوال آگیا ہے - ہم مرحوم کے لئے مغفرت کے کون سے الفاظ ڈھونڈیں کہ یہ الفاظ ہمارے جذبات کی عکاسی نہیں کرتے - اے اللہ تو حیّ و قیّوم ہے - ہزاروں دعاؤں کے صدقے انہیں ایک ایسا مقام عطا فرما جہاں تیرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی عنایتوں - رحمتوں اور نوازشوں کے چشمے - دریا اور سمندر بہہ رہے ہوں - آمین ثم آمین

POPLINS, LATHA,
MULS, VOILS
LATHA
POPLINS
MULS
VOILS
Sarhad
TEXTILE MILLS LTD.
فون نمبر
ٹیلیگرام:- فائن ٹیکس
۲۰۱۴
۲۸۵۹
۷۷۶۶
فائن ٹیکس
دیدہ زیب ۔ خوشنما نمونے ۔ پختہ رنگ ۔ شرٹنگ
بستر کے سیٹ ۔ صوفہ ۔ و ۔ پردہ کلاتھ
آج ہی فائن ٹیکس کی مصنوعات سے
اپنے گھر کو سجائیے
یونائیٹڈ ٹیکسٹائل ملز لمیٹڈ فضل آباد ملتان

حضرت میاں صاحب بانی مسلم مشن ہالینڈ۔

مسلم مشن ہالینڈ میں احباب کے درمیان۔ بائیں سے دائیں:۔ ڈاکٹر ہوئیک، موم
مسٹر سنائیک۔ ایستادہ:۔ غلام احمد بشیر صاحب۔

ہالینڈ مسلم مشن کی ایک تقریب میں ڈاکٹر ملیمہ سے مصروف گفتگو

ہالینڈ کے دو نوجوانوں سے اسلام پر گفتگو۔

مسلم مشن ہالینڈ کے انچارج غلام احمد بشیر صاحب تقریر فرما رہے ہیں۔

ادارہ تعلیمات اسلامیہ ہیگ (ہالینڈ) کی عمارت کے باہر

حضرت میاں صاحب مشیر آف لنڈن اور ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ
صاحب مبلغ اسلام کے ساتھ بیل آف برلن کے نیچے۔

نشست:۔ بائیں سے دائیں:۔ میاں ظہور احمد صاحب۔ حضرت شیخ میاں محمد صاحب۔ میاں فضل احمد
صاحب۔ ایستادہ: میاں رشید احمد صاحب مسرت۔ میاں بشیر احمد صاحب۔ میاں حمید احمد صاحب ذوالفقار۔

مسلم مشن ہالینڈ میں نو مسلم حضرات کے ساتھ

Phone : 3737

Tel : "TABLIGH"

WEEKLY PAIGAM-E-SULLAH LAHORE

Vol. 54 | 6th APRIL, 1967 | No 12, 13 & 14

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام ملک نور الٰہی صاحب پرنٹر چھپا اور مولوی دوست محمد صاحب پبلشر نے دفتر اخبار "پیغام صلح" احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع کیا۔

جلد ۵۴ | یوم پنجشنبہ ۔ مورخہ ۹ محرم الحرام ۱۳۸۷ھ مطابق ۲۰ اپریل ۱۹۶۷ء | نمبر ۱۵

بحرِ حکمت کے موتی

اللہ تعالیٰ کا بے پایاں رحم

عن ابی ھریرۃ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول جعل اللہ الرحمۃ مائۃ جزءٍ فامسک عندہ تسعۃً وتسعین جزءاً وانزل فی الارض جزءاً واحداً فمن ذالک الجزء یتراحم الخلق حتی ترفع الفرس حافرھا عن ولدھا خشیۃ ان تصیبہ۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا فرماتے تھے کہ اللہ نے رحم کو سو حصے کر دیا ہے ننانوے حصے اپنے پاس رکھے ہیں اور صرف ایک حصہ زمین میں اتارا ہے۔ اسی ایک حصہ سے ساری مخلوق ایک دوسرے پر رحم کرتی ہے۔ یہاں تک کہ گھوڑا اپنا کھر اپنے بچے سے اٹھا دیتا ہے اس ڈر سے کہ اسے تکلیف نہ پہنچے۔

نوٹ:۔ یعنی جو زبردست مظاہرہ رحم اور محبت کا ساری مخلوق خدا میں نظر آتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے اس رحم و محبت بے پایاں کا سواں حصہ ہے جو وہ اپنی مخلوق کے متعلق رکھتا ہے سویں حصہ سے مراد درحقیقت یہ ہے کہ وہ اس کا ایک نہایت ہی چھوٹا سا حصہ ہے اور کہ مخلوق کی محبت کو جو بلند سے بلند جذبات انسانی میں کام کرتی ہوئی نظر آتی ہے اللہ تعالیٰ کی محبت سے کوئی نسبت نہیں اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جس قدر صفات مخلوق خدا کے اندر نظر آتی ہیں وہ درحقیقت صفاتِ الٰہی کا ہی پرتو ہیں[۴۴]۔

وفاتِ مسیحؑ کا عقیدہ عیسائی غلطیوں کو دُور کرنے اور غلبۂ اسلام کا موثر ذریعہ ہے

ارشادات حضرت امام الزمان مسیح موعود علیہ السلام

"سنو! قرآن شریف اور احادیث میں یہ وعدہ تھا کہ اسلام پھیل جاوے گا اور وہ دوسرے ادیان پر غالب آجائے گا اور کسرِ صلیب ہوگی۔ اب غور طلب امر یہ ہے کہ دنیا تو جائے اسباب ہے۔ ایک شخص بیمار ہو تو اس میں شک نہیں کہ شفاء تو اللہ تعالیٰ ہی دیتا ہے لیکن اس کے لئے ادویات میں خواص بھی اسی نے رکھ دیئے ہیں۔ جب کوئی دوا دی جاتی ہے تو وہ فائدہ کرتی ہے۔ پیاس لگتی ہے تو اس کا بجھانے والا تو خدا ہے مگر اس کے لئے پانی بھی اسی نے مقرر کیا ہے۔ اسی طرح پر بھوک لگتی ہے تو اس کو دُور کرنے والا تو وہی ہے مگر غذا بھی اسی نے مقرر کی ہے۔ اسی طرح پر غلبۂ اسلام اور کسرِ صلیب تو ہوگا جو اس نے مقدر کیا ہے لیکن اس کے لئے اس نے اسباب مقرر کئے ہیں اور ایک قانون مقرر کیا ہے چنانچہ بالاتفاق یہ امر قرآن مجید اور احادیث کی بناء پر تسلیم کیا گیا ہے کہ آخری زمانہ میں جب عیسائیت کا غلبہ ہوگا اس وقت مسیح موعود کے ہاتھ پر اسلام کا غلبہ ہوگا اور وہ کل ادیان اور ملتوں پر اسلام کو غالب کرکے دکھا دے گا اور دجّال کو قتل کرے گا اور صلیب کو توڑے گا اور وہ زمانہ آخری زمانہ ہوگا۔ نواب صدیق حسن خاں اور دوسرے بزرگوں نے جنہوں نے آخری زمانہ کے متعلق کتابیں لکھی ہیں انہوں نے بھی اس امر کو تسلیم کیا ہے۔ اب اس پیشگوئی کے پورا ہونے کے لئے بھی تو کوئی اور ذریعہ ہوگا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی یہ عادت ہے کہ وہ اسباب سے کام لیتا ہے۔ دواؤں سے شفا دیتا ہے اور اغذیہ اور پانی سے بھوک پیاس کو دُور کرتا ہے۔ اسی طرح پر اب جبکہ عیسائی مذہب کا غلبہ ہوگیا ہے اور ہر طبقہ کے مسلمان اس گروہ میں داخل ہو چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ اسلام کو اپنے وعدہ کے موافق غالب کرے۔ اس کے لئے بہرحال کوئی ذریعہ اور سبب ہوگا اور وہ یہی موتِ مسیحؑ کا حربہ ہے اس حربہ سے صلیبی مذہب پر موت وارد ہوگی اور ان کی کمر ٹوٹ جاوے گی۔ میں سچ کہتا ہوں کہ اب عیسائی غلطیوں کے دُور کرنے کے لئے اس سے بڑھ کر کیا سبب ہو سکتا ہے کہ مسیحؑ کی وفات ثابت کی جاوے۔"

(ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد ہشتم صفحہ ۲۳۰، ۲۳۱)

[۴۴] فضل الباری جلد دوم از حضرت مولانا محمد علی صاحبؒ

کوٹ باری میں مقامی جماعت احمدیہ کا جلسہ (اوکاڑہ)

(رپورٹ مرتبہ بشیر احمد سوز)

حرفِ اوّل

۲۳ اپریل ۱۹۷۷ء بروز اتوار دس بجے صبح بموضع کوٹ باری (اوکاڑہ) میں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا مقامی جلسہ سالانہ منعقد ہوا جس میں کوٹ باری، نواحی چک کلیانہ، چک نمبر $\frac{7}{4-L}$، $\frac{2}{4-L}$، $\frac{36}{37}$، 27، $\frac{8}{4-L}$، حجرہ شاہ مقیم اوکاڑہ اور لاہور کے احمدی احباب کے علاوہ غیر از جماعت معزز حضرات نے بھی شرکت فرمائی۔ جلسہ گاہ میں ایک طرف ایک سٹال بھی لگا ہوا تھا۔ جس میں اسلام و احمدیت پر قیمتی کتب اور مفت لٹریچر رکھا ہوا تھا۔

تلاوت قرآن و نظم

جلسہ کی صدارت چوہدری بشیر احمد صاحب ایم اے ایل ایل بی ڈیمن چک ۲/۱ (اوکاڑہ) نے فرمائی۔ قاضی طارق محمود صاحب مبلغ اوکاڑہ نے قرآن کریم کی تلاوت فرمائی۔ مظفر حسان خادم صاحب ایم اے نے حضرت مسیح موعود کا منظوم کلام :-

جمال و حسنِ قرآں نورِ جانِ ہر مسلماں ہے

پڑھ کر سنایا۔

افتتاحی تقریر

صدر محترم نے اپنی تعارفی تقریر میں انعقاد جلسہ کی غرض و غایت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ الحمد للہ ہم سب مسلمان ہیں۔ ہمارا دین مذہب اسلام ہے۔ آج سے چودہ سو سال پہلے خدا کے آخری نبی و رسول صلی اللہ علیہ وسلم عالم انسانیت کے لئے عالمگیر دین لے کر مبعوث ہوئے۔ لیکن یہ قاعدہ چلا آیا ہے کہ مرورِ زمانہ اور واعظین دین کی کج فہمیوں اور ذاتی مصلحتوں اور ملّت کے تغافل کی وجہ سے حقیقی تعلیمات مسخ ہو جاتی ہیں۔ ان میں زوائد آ جاتے ہیں ان پر گرد و غبار چھا جاتا ہے۔ اُن پر ملّت کا عمل سُست پڑ جاتا ہے۔ اس دین کی تجدید اور ملّت کو حقیقی راہ پر گامزن رکھنے کا انتظام خداوندی یہ ہے کہ چونکہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر رسالت و نبوت ختم ہو چکی ہے۔ اسلام ہی آخری شریعت ہے۔ حضور صلعم کے بعد نہ کوئی نبی اور رسول آ سکتا ہے اور نہ کوئی نئی شریعت آ سکتی ہے۔ اس لئے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ دین متین کی تجدید اور ملّت اسلامیہ کی اصلاح کے لئے ہر صدی کے سر پر مجددین آئیں گے۔ چنانچہ فرمودات رسول صلعم کے مطابق ہر صدی میں بعثت مجددین کا سلسلہ جاری رہا۔ جس پر جمیع ملّتِ اسلامیہ متفق ہے۔ ہمارا یعنی احمدیوں کا عقیدہ ہے کہ اس چودھویں صدی میں حضرت مرزا غلام احمد بطور مجدد مبعوث ہوئے۔ وہ نبی و رسول نہ تھے۔ نہ انہوں نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ انہوں نے صرف مجدد ہونے کا دعویٰ کیا۔ اور ایک جماعت بنائی۔ جس کو اشاعت اسلام اور تبلیغ دین کا فریضہ سونپا۔ یہ جلسہ اسی جماعت کے تعارف کے لئے منعقد کیا گیا ہے۔ اس تحریک کے بارے میں علماء کی ذاتی مصلحتوں کی وجہ سے اور عوام الناس کی براہِ راست صحیح تحقیق نہ ہونے کی وجہ سے بہت سے اعتراضات کئے جاتے ہیں۔ جن کی بناء پر بہت سی غلط فہمیاں پیدا ہو گئی ہیں۔ ان اعتراضوں اور غلط فہمیوں کا حقائق کے رنگ میں ازالہ کرنا اور اس تحریک کی صحیح صورت حال پیش کرنا اور اس جماعت نے اسلام اور بنی نوع انسان کی جو خدمت کی ہے اور کر رہی ہے اس پر روشنی ڈالنا اس جلسہ کی اصل غرض و غایت ہے۔ اور مسلمان بھائی کا تعاون حاصل کرنا مقصود ہے کہ جس الٰہی مشن میں یہ تحریک مصروف کار ہے اس میں بطور فی اللہ شریک ہوں تاکہ دنیا میں خدا اور رسولؐ کا نام بلند ہو اور اسلام کی شمع جگمگائے۔

احمدیت کیا ہے

صاحب صدر کی افتتاحی تقریر کے بعد مولوی عبدالمجید صاحب ٹیچر چک احمدیہ فارم نے "احمدیت کیا ہے" کے زیر عنوان تقریر فرمائی۔ آپ نے فرمایا قرآن کریم نازل کرنے والا بھی خدا ہے اور اس کی حفاظت کرنے والا بھی خدا ہے۔ قیامت تک اس کی فیض رسانی جاری رہے گی۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمام عالم انسانیت کے لئے ہدایت و رہبری کے سامان لے کر مبعوث ہوئے وہ آخری نبی اور آخری رسول ہیں۔ حضور صلعم کے بعد نہ کوئی نیا نبی آ سکتا ہے اور نہ پرانا۔ اب دین کامل ہو چکا ہے۔ قرآن کریم مکمل ضابطۂ حیات ہے۔ نبوت و رسالت تو بند ہے۔ لیکن علماء ربانی تو آتے رہتے ہیں۔ جو اس کتاب و حکمت سے نہ صرف علم و معرفت کے چشمے بہا دیتے ہیں۔ بلکہ بنی نوع انسان میں اپنی قوتِ قدسیہ سے عمل، نیکی، خلوص و اخلاق کی زندگی بھی پیدا کرتے ہیں۔ ایسی بزرگ ہستیاں اپنے علم و عمل سے ادیانِ باطلہ پر کاری ضرب لگاتی ہیں یہ لوگ اپنی مقناطیسی کشش سے سعید روحوں کو اپنی طرف کھینچتے رہے۔ اور اہلِ اسلام کے اذہان اور قلوب میں ایک انقلاب برپا کرتے رہے۔ انہی لوگوں میں سے ارشاد نبوی صلعم کے مطابق ہر صدی کے سر پر خدا تعالیٰ کوئی نہ کوئی مامور بطور مجدد بھیجتا رہا۔ اس چودھویں صدی میں بھی حدیث نبی اکرمؐ کے مطابق ایک امام مبعوث ہوا۔ ... جو مہدی معہود بھی تھا اور مسیح موعود بھی۔ انہوں نے کوئی نیا دین تلقین نہیں کیا۔ نہ دین اسلام کے خلاف کوئی عقیدہ رکھا ہے۔ انہوں نے یہی کہا کہ قرآن و سنت پر عمل کرو نجات اسی پر موقوف ہے۔ میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام اور خاک پا ہوں۔ میں مدعی نبوت نہیں ہوں۔ میں مدعی نبوت پر لعنت بھیجتا ہوں۔ میں کسرِ صلیب یعنی عیسائیت کے غلط عقائد کو پاش پاش کرنے آیا ہوں۔ میں کسی حکومت و اقتدار کا متمنی نہیں ہوں۔ میں خدا اور رسولؐ کی حکومت دلوں پر قائم کرنے کا خواہشمند ہوں۔

محترم مولوی صاحب موصوف نے حضرت امام زمانؑ کے مقام عالیہ۔ خدماتِ اسلام اور ابطال ادیان غیر پر بھی روشنی ڈالتے ہوئے بعض ان اعتراضوں کے جواب دیئے جو حضرت امام الزمانؑ پر کئے جاتے ہیں اور اجتماع کو دعوت دی کہ آیئے خدا اور رسولؐ اور قرآن اور دین اسلام کے لئے مل کر باطل مذاہب کا شد و مد سے مقابلہ کریں۔ اسلام کا دفاع کریں پاکستان میں عیسائیت اپنے پر و بال پھیلا رہی ہے۔ حضرت امام زمانؑ نے ہمیں اس کے مقابلہ کے لئے دندان شکن ہتھیار دیئے ہیں۔ ان سے کام لیں۔ اور اپنے دین اور ملّتِ اسلام کی خدمت کریں۔

میں احمدی کیوں ہوا

اس کے بعد مظفر حسن صاحب خادم نے اس موضوع پر کہ "میں کیوں احمدی ہوا" ایمان افروز تقریر کی۔ انہوں نے سورت فاتحہ کی تلاوت کے بعد اس حقیقت کا اظہار کیا کہ وہ اوّل اوّل شیعہ مسلک سے تعلق رکھتے تھے۔ جہاں انہیں نزول مہدی کا انتظار رہا۔ اس عقیدہ نے انہیں حضرت مسیح موعودؑ کے قریب کر دیا حضرت امام وقتؑ کی کتب سے استفادہ کیا۔ تحقیق و جستجو کی تو حق ظاہر ہو گیا۔ ظہور حق کے بعد امامِ زمان کا دامن تھام لیا۔ اسی سلسلہ میں معزز مقرر نے فرمایا کہ میں نے دیکھا کہ احمدی بزرگ سادہ زندگی بسر کرتے ہیں تقویٰ و طہارت پر کاربند ہیں۔ وسیع قلب و نظر کے مالک ہیں عبادت میں مصروف رہتے ہیں توحید و رسالت کا زبان پر ورد ہے۔ دوسرے مسلمان بھائیوں کو مسلمان یقین کرتے ہیں ان کو کافر فاسق نہیں کہتے۔ اسلام کی تبلیغ و اشاعت میں دامے، درمے، قدمے اور سخنے مصروف ہیں اس تحریک کی ان خوبیوں اور مساعی کو دیکھ کر فرمان الٰہی ہے۔ کونوا مع الصادقین پر عمل کرتے ہوئے میں اس تحریک میں شامل ہو گیا۔ میں آپ حضرات کو بھی دعوت دیتا ہوں کہ آپ ہمارے ساتھ شامل ہو جائیں صرف اور صرف اس غرض کے لئے کہ ہم نے خدا اور رسولؐ کا نام بلند کرنا ہے۔ دین اسلام کی خدمت کرنی ہے ملت اسلامیہ کو متحد کرنا ہے۔ ادیانِ باطلہ کا قلع قمع کرنا ہے۔ برائی اور بدی کو مٹانا ہے نیکی اور خوبی کو سہارا دینا ہے۔ اگر تمام مسلمان بھائیوں کی دلی معاونت ہم سے وابستہ ہو جائے تو آپ دیکھیں گے کہ بہت جلد اسلام دنیا پر غالب آ جائے گا۔ اور اکنافِ عالم میں اللہ اکبر کے نعرے بلند ہوں گے۔ انشاء اللہ۔ اے خدا ایسا ہی کر۔

حضرت مسیح ناصری اور حضرت مسیح موعودؑ

ازاں بعد محترم کیپٹن عنایت شاہ صاحب منیجر احمدیہ فارم اوکاڑہ نے موضوع بالا پر تقریر فرمائی۔ اس تقریر کا پورا متن انشاء اللہ کسی آئندہ اشاعت میں ہدیہ قارئین کرام کیا جائے گا۔

(باقی بر صفحہ ۱۶ کالم اوّل)

ہفت روزہ پیغام صلح ــــــــ لاہور ــــــــ مؤرخہ ۲۰ اپریل ۱۹۶۷ء

عیسائی مشنریوں کے دجالی کارنامے اور ہمارا فرض

چند دن ہوئے پاکستان ٹائمز (مورخہ ۷ مارچ ۱۹۶۷ء) میں ہوائی ڈاک سے آئی ہوئی ایک چٹھی شائع ہوئی ہے، جس میں انڈونیشیا میں عیسائیت کے فروغ کا ذکر کرتے ہوئے بتایا گیا ہے کہ مشرقی اور مغربی جاوا میں مسلمانوں کی اتنی کثیر تعداد عیسائی ہو رہی ہے جس کی نظیر گذشتہ تاریخ میں نہیں ملتی۔ ۱۹۶۵ء سے اب تک ۶۵ ہزار لوگ بپتسمہ لے چکے ہیں، اور ان کی تعداد لحظہ بہ لحظہ بڑھ رہی ہے۔ کلیساؤں اور عیسائی تبلیغی جماعتوں کے پاس سینکڑوں دیہات سے دھڑا دھڑ درخواستیں موصول ہو رہی ہیں کہ ہمارے پاس آؤ اور بائبل کا پرچار کرو۔

یہ بھی بتایا گیا ہے کہ مغربی جاوا کے صوبائی دارالحکومت بنڈونگ میں مئی ۱۹۶۶ء یوم تھیس (یہودیوں کا ایک مشہور تہوار) کے موقعہ پر عیسائی رہنماؤں نے تجربۃً بلی گراہم (امریکہ کے بہت بڑے پادری) کی طرز پر انجیل کی ایک وسیع وعظیم مہم چلائی، جو انڈونیشیا والوں نے اس سے پیشتر کبھی نہ دیکھی تھی اور جس نے انہیں بے حد متاثر کیا، اس مہم کا اثر جکارتا تک پہنچا۔ جہاں چھوٹے پیمانہ پر اس قسم کی پچاس مجالس قائم ہو گئیں، ان میں چار ہزار انسانوں نے اپنی زندگیاں مسیحیت کی تبلیغ کے لئے وقف کر دیں۔ لیکن نتیجہ یہ نکلا کہ انجیل کی تعلیم اور مسیحی طرز عبادت کے لئے جکارتا میں جا بجا مراکز قائم ہو گئے۔ صرف جکارتا کے سرکاری قید خانہ میں دوسو قیدیوں نے بخوشی بپتسمہ لیا، اس عیسائی تبلیغی تحریک کا ایک نتیجہ یہ نکلا ہے کہ انڈونیشیا کی بائبل سوسائٹی نے انجیلی مطبع کو نئے اور عظیم منصوبہ کے ماتحت وسیع کرنے کا کام پوری تیزی سے شروع کر دیا ہے، تاکہ وقت کی عظیم ضرورت کو پورا کر سکے، ان کا اندازہ ہے کہ ۱۹۶۷ء تک یہ طباعتی کارخانہ ہر سال ایک لاکھ انجیل مہیا کر سکے گا۔"

سن لیا آپ نے؟ یہ وہ دجالی کارنامے ہیں، جن کے قلع قمع کے لئے حضرت مسیح موعود کو مبعوث کیا گیا، اور جہاں تک عیسائی عقائد کا تعلق ہے، آپ نے نہایت کامیابی کے ساتھ ان کا قلع قمع کر کے دکھا دیا جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ عیسائی مشنریوں نے یہ سرکلر جاری کر دیا کہ کوئی عیسائی کسی احمدی کے ساتھ بحث و مناظرہ نہ کرے۔ آج ہم پھر اس دجالی فتنہ کو سر اٹھاتے ہوئے دیکھتے ہیں، اور یہ صرف انڈونیشیا ہی میں نہیں، تمام ایشیائی اور افریقی ممالک میں کم و بیش اسی قسم کے فتنے مسلمانوں کو عیسائی بنانے کے لئے برپا کئے جا رہے ہیں، ابھی زیادہ دیر نہیں ہوئی، پاکستان میں بھی کئی لاکھ مسلمانوں کے عیسائیت کی آغوش میں چلے جانے کی خبر شائع ہوئی تھی۔

معاصر نوائے وقت (۲۸ مارچ) نے انڈونیشیا کی اس خبر پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے:-

" آخر میں چند جماعتوں کو خاص طور پر متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ وہ جلد سے جلد اس کام کو اپنے ہاتھ میں لیں، ایک وہ جماعت جو اپنے آپ کو خالص متبعین سنت کہنے کی دعویدار ہے حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے بڑا کام گرے ہوؤں کو اٹھانا اور جن کا کوئی نہ ہو ان کو گلے لگانا تھا اور پھر آفاقی تبلیغ کے دعویداروں کے منتظمین کی خدمت میں پورے ادب مگر پورے زور قلم کے ساتھ عرض کر دوں گا کہ

تو کار زمیں نکو ساختی کہ با آسمان نیز پرداختی

آپ نے تمام دنیا میں تبلیغ کا غلغلہ مچا رکھا ہے مگر آپ کے گھر میں آپ کی آنکھوں کے سامنے دیہات کے دیہات عیسائی ہوتے چلے جا رہے ہیں، یورپ اور افریقہ کو چھوڑ کر پہلے اپنے گھر کی خبر لیجئے، جہاں لاکھوں اور کروڑوں کی آبادی صرف آپ کی بے اتفاقی سے مجبور ہو کر اور مسیحی جماعتوں کے حسن سلوک کی بنا پر مسیحیت کی آغوش میں جا رہی ہے، ضرورت اس امر کی ہے کہ تمام فرقہ بندیوں سے الگ ہو کر ایک متحدہ مرکز اسلام کی شاعت کے لئے بنائیں، اور پوری قوت اور تندہی کے ساتھ پاکستان میں اشاعت اسلام کا کام شروع کریں، جب یہ مرکز مضبوط ہو جائے تو پھر ہمارے داعی اور مبلغ یورپ اور افریقہ کا بھی رخ کریں۔"

معاصر نوائے وقت کی یہ دعوت ہمیں دل سے قبول ہے۔ یورپ اور افریقہ کا تبلیغی کام بند کئے بغیر بھی پاکستان میں اشاعت اسلام کا کام بڑی خوبی کے ساتھ سرانجام پا سکتا ہے بشرطیکہ وہ متحدہ مرکز جس کی تجویز منقولہ بالا سطور میں کی گئی ہے، تمام فرقہ بندیوں سے الگ ہو کر بنایا جا سکے، جماعت احمدیہ تو کسی فرقہ بندی

باقی بر صفحہ ۱۲ کالم ۳

جلسہ راولپنڈی کی کیفیت عمومی

جماعت احمدیہ راولپنڈی کا سالانہ جلسہ ۱۵، ۱۶ اپریل ۱۹۶۷ء کو لیاقت باغ پریس کلب میں معززین شہر اور سرکاری عہدیداروں کو حضرت امیر ایدہ اللہ کے اعزاز میں چائے کی دعوت دی گئی تین چار سو معززین اس موقعہ پر جمع تھے، چالیس پچاس خواتین ان کے علاوہ تھیں۔ بعد ازاں محترم میاں فاروق احمد صاحب نے نہایت مختصر الفاظ میں موجودہ زمانہ کی لامذہبیت کا ذکر کرتے ہوئے اس خطرناک حملہ کی طرف اشارہ کیا جو مادیت اور کمیونزم کی طرف سے مذہب کے خلاف کیا جا رہا ہے، اور اس ضمن میں حضرت امیر ایدہ اللہ کی تبلیغی خدمات اور نمایاں کامیابیوں کا ذکر کیا۔

اس مختصر تعارف کے بعد حضرت امیر ایدہ اللہ نے حاضرین کو مخاطب کرتے ہوئے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بلند اور روشن تعلیمات اور عالمگیر نظریات پر بصیرت افروز لیکچر دیا جس کے ضمن میں حضرت مسیح موعودؑ کے دعوےٰ مجددیت کا بھی ذکر کیا اور اس بات کو واضح کیا کہ آپ نے نبوت کا دعوےٰ نہیں کیا، اور نہ کوئی ایسا شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آ سکتا ہے، جس کا ماننا فرائض ایمانیات میں سے ہو۔

حضرت امیر ایدہ اللہ کی یہ تقریر نہایت توجہ سے سنی گئی اور اس کو از حد پسند کیا گیا یہاں تک کہ بعد میں چائے کے وقت عام طور پر اس تقریر پر نہایت اچھے خیالات کا اظہار کیا جا رہا تھا۔ فالحمد للہ۔ حضرت امیر ایدہ اللہ کی پوری تقریر آئندہ اشاعت میں درج ہو گی۔

یہ تقریب ۴½ بجے سہ پہر سے شروع ہو کر قریباً ۵½ ختم ہوئی۔

دوسرے دن جماعت کے نئے مکان میں جو حال ہی میں محترم میاں فاروق احمد صاحب نے پچاس ہزار روپیہ میں خرید کر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے نام پر رجسٹری کرایا ہے، جلسہ منعقد ہوا، اس جلسہ میں اور پہلے دن کے جلسہ میں بھی جماعت راولپنڈی کے علاوہ پشاور، ہزارہ اور بعض دوسرے مقامات کے معزز حضرات بھی تشریف فرما تھے، جلسہ شروع ہونے سے پہلے حضرت امیر ایدہ اللہ نے سورۃ بقرہ کی ابتدائی آیات کی تفسیر فرماتے ہوئے جماعت کو تقوے اللہ، پابندی صوم و صلوٰۃ، انفاق فی سبیل اللہ، قرآن اور دیگر کتب مقدسہ اور یوم آخر پر ایمان کی تلقین کی، اور بتایا کہ جس طرح سورۃ فاتحہ تمام قرآن کا نچوڑ ہے، سورۃ بقرہ کی یہ ابتدائی آیات اسلامی تعلیمات کا نچوڑ ہیں، اور ان پر عمل کرنے سے انسان دنیا اور آخرت میں کامیابی اور فلاح حاصل کر سکتا ہے۔

حضرت امیر ایدہ اللہ کی اس تقریر کے بعد مقررہ پروگرام کے مطابق مولانا علی محمد صاحب امیر مولوی عبدالرحمٰن صاحب امام مسجد کوہمری نے تلاوت قرآن کریم سے کیا، بعد ازاں چودھری عبدالحمید صاحب نے حضرت مسیح موعود کے ایک عربی قصیدہ میں سے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں چند اشعار اور ان کا ترجمہ سنایا، اس کے بعد محترم ڈاکٹر اللہ بخش صاحب نے لیکچر دیا، جس میں فیلڈ مارشل محمد ایوب خان صدر پاکستان کے ایک بیان اور بعض دوسرے بیانات سے یہ ثابت کیا کہ جو لوگ یہ سمجھتے تھے کہ اسلام اس وقت تک سربلند نہیں ہو سکتا جب تک مسلمانوں کو سیاسی اقتدار حاصل نہ ہو۔ آج ان کے خلاف یہ عام رجحان پایا جاتا ہے کہ جب تک مسلمان اسلام کو اپنا لائحہ عمل نہ بنائیں اس وقت تک ان میں مرکزیت پیدا نہیں ہو سکتی، اور وہ مختلف قومیتوں میں بٹ کر رہ جائیں گے، ڈاکٹر صاحب نے اس ضمن میں نہایت تفصیل کے ساتھ واضح کیا، کہ یہی وہ نقطہ نظر ہے جو جماعت احمدیہ کی طرف سے پیش کیا جا رہا ہے، اور اسی نقطہ نظر کو اپنانے سے مسلمانوں میں اتحاد، تنظیم اور اصلاح کی صورت پیدا ہو سکتی ہے، اور یہی وہ راہ ہے جس سے مسلمانوں کو دنیا میں سربلندی حاصل ہو سکتی ہے، ڈاکٹر صاحب کی تقریر نہایت بصیرت افروز تھی جس سے حاضرین متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے، اصل لیکچر کا پورا متن پیغام صلح کی کسی آئندہ اشاعت میں ہدیہ قارئین ہو گا۔ انشاء اللہ تعالےٰ۔

ڈاکٹر صاحب کے بعد مولانا عبدالمنان عمر صاحب کا لیکچر ہوا، آپ نے آیت استخلاف کی تلاوت فرما کر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت موسےٰ سے مماثلت کا ذکر کیا جیسا کہ آیہ کریمہ انا ارسلنا الیکم رسولاً شاھداً علیکم کما ارسلنا الیٰ فرعون رسولا میں بیان کیا گیا ہے اور توریت میں حضرت موسےٰ نے اپنے جیسے نبی کے آنے کی پیشگوئی ہے۔ مولانا نے اسی ضمن میں کما استخلف الذین من قبلھم سے سلسلہ موسوی اور سلسلۂ محمدی کی باہمی مماثلت

کو ثابت کیا اور بتایا کہ جس طرح حضرت موسٰی کے چودہ سو سال بعد حضرت مسیح مبعوث ہوئے تھے، حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں بھی مجددین کا سلسلہ جاری ہوا اور چودھویں صدی کے مجدد حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی تھے۔ آپ نے اس ضمن میں حضرت مجدد وقت کی صداقت کے نہایت زبردست دلائل پیش کئے، جن میں سے طاعون کی پیشگوئی کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ اس پیشگوئی کے ضمن میں حضرت نے خدا تعالے سے علم پا کر طاعون سے اپنی محفوظیت، گھر کی چار دیواری کے اندر رہنے والوں کی محفوظیت، حضرت کو قبول کرنے والوں اور قادیان میں رہنے والوں کی بھی محفوظیت اور تکذیب کرنے والوں کی ہلاکت کی پیشگوئی کی، جو سچی ثابت ہوئی، اسی طرح اللہ تعالے نے آپ کو فصیح و بلیغ عربی زبان میں معارف قرآنی لکھنے کا ملکہ عطا فرمایا جس کی نظیر آپ کے چیلنج کے باوجود کوئی نہ لا سکا۔ ایسا ہی بعض اور دلائل صداقت پیش کرتے ہوئے آپ نے آخر میں ان لوگوں کو جو سلسلہ احمدیہ میں شامل نہیں ہیں شمولیت کی دعوت دی۔ مولینا کا مفصل لیکچر کسی آئندہ اشاعت میں درج ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ۔

بعد ازاں مولینا عبدالحق صاحب ودیارتھی نے اپنی پُر معارف تقریر میں قرآن کریم کے اس چیلنج کا ذکر کیا جو اس نے اپنی نظیر لانے کے لئے دنیا کو دیا۔ اس ضمن میں آپ نے بتایا کہ قرآن کریم کی ایک چھوٹی سے چھوٹی آیت میں بھی جتنے مضامین ہیں وہ کسی دوسرے کلام میں نہیں ہیں، اور عربوں کی قوم اگرچہ پڑھے لکھے نہ ہونے کی وجہ سے اُمّی کہلاتی تھی .... لیکن ان کی زبان بڑی فصیح و بلیغ تھی اور وہ بڑے تیز طرار تھے اور دوسری قوموں کو گونگے سمجھتے تھے تاہم وہ قرآن کریم کے چیلنج کا جواب نہ دے سکے۔

مولانا نے بنی اسرائیل کی اُن نعماء کا بھی ذکر کرتے ہوئے جن کی طرف آیہ کریمہ یا بنی اسرائیل اذکروا نعمتی التی انعمت علیکم الخ میں اشارہ کیا گیا ہے ان برکات کا ذکر کیا جو بنی اسرائیل (یعنے حضرت یعقوبؑ) کو دی گئیں، آپ نے اس ضمن میں یعقوب اور اسرائیل کے معنوں پر زبان عبرانی کے لحاظ سے تفصیلی بحث کی۔ آپ کی تقریر ابھی جاری تھی کہ وقت ختم ہو گیا۔ امید ہے حضرت مولینا اس تقریر کو پیغام صلح کے لئے قلمبند فرما کر ادارہ کو مشکور فرمائیں گے۔

آخر میں مولانا عبدالرحمٰن صاحب مصری نے حضرت مسیح موعودؑ کے مقام پر بصیرت افروز لیکچر دیا اور بتایا کہ آپ کا مقام نبوت کا نہیں بلکہ ولایت کا مقام آپ کو حاصل ہے اس کے ثبوت میں آپ نے حضرت مسیح موعود کی کتب سے متعدد حوالہ جات پیش کئے اور آخر میں آپ کی صداقت کے دلائل دیتے ہوئے جلسہ اعظم مذاہب میں آپ کے مضمون کا سب مذاہب کے مضامین پر غالب آنا جس کا اعلان آپ نے پہلے سے کر دیا تھا، بالوضاحت بیان کیا، اور عبداللہ آتھم کی ہلاکت اور لیکھرام کے قتل پر بھی روشنی ڈالی۔

اس تقریر کے بعد جلسہ ختم ہوا اور حضرت امیر ایدہ اللہ نے دعا فرمائی۔

بعد ازاں میاں بشیر احمد صاحب مینٹو ایک مختصر تقریر میں اس خیال کی جو عام طور پر پھیلا ہوا ہے کہ جماعت لاہور کے نوجوان دین سے دلچسپی نہیں رکھتے تردید کرتے ہوئے بتایا کہ وہ مکان جس میں یہ جلسہ ہو رہا ہے محترم میاں فاروقی احمد صاحب نے پچاس ہزار روپیہ میں خرید کر دیا ہے، اور میاں صاحب ممدوح جماعت کی

باقی بر صفحہ ۱۲ کالم ۲

راولپنڈی میں حضرت امیر ایدہ اللہ کے لیکچر کے

دل خوش کن تاثرات

پروفیسر ایاز احمد پیرزادہ ایم اے کی جماعت میں شمولیت

۱۵ اپریل کو جماعت راولپنڈی نے تین صد مردوں اور چالیس پچاس خواتین کو اس غرض سے دعوت چائے دی کہ وہ آکر حضرت امیر ایدہ اللہ کا لیکچر سنیں، جو اصحاب جلسہ میں شریک ہوئے ان میں بعض تو شہر کے منتخب اصحاب تھے، اکثر دفاتر کے عہدہ دار تھے، اور کچھ کالجوں کے اساتذہ تھے، حاضرین میں ایک صاحب کسی ضلع کے ڈپٹی کمشنر بھی تھے، جو کسی سرکاری کام کے سلسلہ میں راولپنڈی آئے ہوئے تھے۔

حضرت امیر ایدہ اللہ کے لیکچر کا ایک حصہ حضرت مسیح موعود مجدد زمان کے دعوے اور ان کی روشن خدمات سے تعلق رکھتا تھا لیکچر کے اختتام پر حاضرین نے چائے نوش کرتے ہوئے اس امر کا آپس میں تذکرہ کیا کہ بے شک حضرت مرزا صاحب مجدد زمان ہیں اور ان کی خدمات نہایت ممتاز ہیں، ڈپٹی کمشنر صاحب مذکور نے بھی اظہار خیالات کرتے ہوئے کہا کہ لیکچر میں ہر بات دو اور دو چار کی طرح صحیح تھی، اور ایک پروفیسر صاحب جن کا نام نامی ایاز احمد پیرزادہ ایم اے ہے، دوسرے دن حضرت امیر ایدہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور انہوں نے نہایت اخلاص اور شوق کے ساتھ جماعت احمدیہ لاہور میں شمولیت اختیار کی اور علاوہ ازیں انہوں نے یہ بھی کہا کہ میں پختہ ارادہ رکھتا ہوں کہ اپنے دوستوں کو بھی اس جماعت میں شامل ہونے کی ترغیب دوں گا، اللّٰھم زد فزد

جماعت پشاور کا جلسہ

احباب جماعت پشاور نے فیصلہ کیا ہے کہ ۷ مئی ۱۹۶۷ء کو مقامی جماعت کا سالانہ جلسہ منعقد کیا جائے۔ اس جلسہ میں محترم ڈاکٹر اللہ بخش صاحب، جناب مولینا عبدالحق صاحب ودیارتھی، مولانا عبدالمنان عمر صاحب، اور چوہدری عبدالحمید صاحب تقاریر فرمائیں گے، امید ہے کہ اس جلسہ میں پشاور کے نواحی دیہات اور چارسدہ، مردان، صوابی، زیدہ اور ضلع پشاور کے دیگر مقامات کے علاوہ بنوں، کوہاٹ، ڈیرہ اسمٰعیل خاں کے احباب بھی شریک ہو کر ان تقاریر سے مستفید ہوں گے۔ ضلع ہزارہ اور راولپنڈی کے احباب کو بھی شرکت کی دعوت دی جاتی ہے۔

مقام جلسہ: مسجد احمدیہ کوچہ گل بادشاہ۔ محلہ جہانگیر پورہ۔ پشاور۔ (خاکسار [illegible] سیکرٹری جماعت احمدیہ پشاور)

مولینا عبدالحق صاحب ودیارتھی ۲۸ اپریل کا جمعہ ملتان میں پڑھائیں گے اور چند دن وہاں قرآن کریم کا درس دیں گے

سخت ترین ابتلاؤں میں حضرت ابراہیمؑ کی قربانیاں اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے انعامات

افراد اور اقوام کی ترقّی اور عظمت کا راز قربانی میں مضمر ہے

حضرت نبی کریم صلعم سب سے بڑی منتظم شخصیّت ہیں۔ حج کے موقعہ پر آپکی تنظیمی قوّت کا مظاہرہ

اقوامِ عالم میں ایک دوسرے کی تباہی کے سامان اور محمّد رسُول اللہ صلعم کا پیدا کردہ امن و امان

اسلام کے نزدیک نیکی کے کام میں مرد و عورت کے لئے یکساں اجر ہے۔ حضرت ہاجرہؑ کی یادگار

محمّد رسُول اللہ صلعم نے بنی نوع انسان کی عزّت و تکریم کا سبق دیا

خُطبہ عیدالاضحےٰ مؤرخہ ۲۲ مارچ ۱۹۶۷ء۔ فرمودہ حضرت امیر مولٰینا صدرالدین صاحب ایّدہ اللہ تعالیٰ۔ بمقام جامع احمدیہ۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور

اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد

قال اتعبدون ما تنحتون - واللہ خلقکم وما تعملون ـــــ قال یٰبنیّ انی اریٰ فی المنام انی اذبحک فانظر ماذا تریٰ - قال یا ابت افعل ما تؤمر.... سلامٌ علےٰ ابراھیم - کذالک نجزی المحسنین انہ من عبادنا المؤمنین -

(سورہ الصافات - آیات ۹۶ تا ۱۱۱)

قوموں اور افراد کی ترقّی کا راز قُربانی میں مضمر ہے۔

ان آیات میں حضرت ابراھیم علیہ السلام کے ابتلاء کا ذکر ہے، کوئی فرد اس وقت تک بلند درجہ حاصل نہیں کر سکتا جب تک ضرورت پیش آنے پر اپنی جان اور مال کی قربانی دینے کے لئے تیار نہ ہو، نہ ہی کوئی قوم اس وقت تک عظمت و رفعت کا مقام حاصل کر سکتی ہے جب تک قربانی کا ایسا مادہ اس کے اندر نہ ہو، کہ اگر اسے اپنے دین اور وطن کو بچانے کے لئے جان اور مال کی قربانی دینی پڑے تو اس سے دریغ نہ کرے۔

حضرت ابراھیمؑ کا پہلا ابتلاء کلمۂ حق کے لئے آگ میں ڈالا جانا

اس بارہ میں حضرت ابراھیم علیہ السّلام کا امتحان ہوا یہ امتحان بڑا سخت تھا، ایک بڑے مغرور بادشاہ سے انہیں مقابلہ پیش آیا، وہ بادشاہ بُت پرست تھا اور حضرت ابراھیمؑ خدا پرست اور توحید کے داعی تھے اسی کا ذکر ان آیات میں کیا ہے، حضرت ابراھیمؑ نے اسے توحید کی دعوت دی اور کہا اتعبدون ما تنحتون تعجب سے کہا تم اس کی عبادت کرتے ہو جس کو اپنے ہاتھوں سے بناتے ہو۔ واللہ خلقکم وما تعملون حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں پیدا کیا اور ان کو بھی جن کو تم بناتے ہو، قالوا ابنوا لہ بنیانا فالقوہ فی الجحیم، اس کے جواب میں کہا گیا کہ اس کے لئے چتا تیار کرو اور پھر اسے آگ میں ڈال دو، اس فیصلہ سے حضرت ابراھیمؑ جھینپے نہیں بلکہ مقابلہ میں ڈٹے رہے، اور اللہ تعالےٰ نے حکم دیا:- یانار کونی بردًا سلامًا علےٰ ابراھیم۔ اور اللہ تعالےٰ نے انہیں سلامتی کے ساتھ بچا لیا۔

دوسرا ابتلاء بیٹے کی قرُبانی

ایک ابتلاء تو یہ تھا دوسرا ابتلا جس کا ذکر آگے آتا ہے اس سے بھی زیادہ سنگین ہے، حضرت ابراھیمؑ بوڑھے ہو گئے، انہوں نے دُعا کی ربّ ھب لی من الصالحین اس دُعا کے دو حصّے ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ وہ بوڑھے ہونے کے سبب اس نیک کام کو جاری رکھنے کے لئے جو وہ کر رہے تھے، بیٹے کے لئے دُعا کرتے ہیں، دوسرا پہلو یہ ہے کہ وہ صالح اولاد چاہتے ہیں، اور پھر جب یہ بچہ پیدا ہو کر جوان ہو گیا۔ فلما بلغ معہ السعی تو ایک خواب انہوں نے دیکھا جس کی بناء پر بیٹے سے کہا یا بنیّ انی اریٰ فی المنام انی اذبحک فانظر ماذا تریٰ زبان کے لحاظ سے یا بنیّ کا لفظ بڑے پیار کو ظاہر کرتا ہے حضرت ابراھیمؑ نے کہا میرے پیارے بیٹے! انی اریٰ فی المنام انی اذبحک۔ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں تجھے ذبح کر رہا ہوں۔ اس پیارے خطاب میں تہذیب کا سبق دیا ہے کہ ماں باپ کو کس طرح اپنی اولاد کے ساتھ برتاؤ کرنا چاہیئے، اور کہا کہ فانظر ماذا تریٰ میرے بیٹے! آپ غور کرو آپ کی اس بارہ میں کیا رائے ہے، ان فقرات میں تہذیب کی انتہا ہے، جس تہذیب اور پیار کے ساتھ باپ نے بیٹے سے گفتگو کی، اس نے بیٹے پر نہایت خوشگوار اثر کیا، اور اس نے جواب دیا، یا ابت افعل ما تؤمر۔ میرے پیارے ابا جو آپکو حکم دیا گیا ہے کر گذریئے ستجدنی ان شاء اللہ من الصابرین آپ مجھے صبر کرنے والا پائیں گے، باپ بھی کمال کا ہے اور بیٹا بھی کمال کا مہذّب اور فرمانبردار ہے، فلما اسلما جب دونوں نے کامل فرمانبرداری اختیار کر لی، یہ سرٹیفکیٹ ہے جو اللہ تعالےٰ کی طرف سے انہیں عنایت ہوا جیسے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا انا اوّل المسلمین میں سب سے بڑھکر اللہ تعالےٰ کا فرمانبردار ہوں، وتلہ للجبین اور اس خیال سے کہ آنکھیں چار نہ ہوں، بیٹے کو ماتھے کے بل لٹا دیا ونادینہ ان یا ابراھیم ہم نے پکارا اے ابراھیم! قد صدقت الرؤیا تو نے خواب کو سچا کر دکھایا۔

حضرت ابراھیمؑ کی کامل فرمانبرداری کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے انعامات

یہ دونو بہت بڑے امتحان ہیں جن میں حضرت ابراہیمؑ پورے اُترے اور اسی قربانی کا نتیجہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا انی جاعلک للناس اماما ان کو قوموں کا امام بنا دیا گیا۔ تین قومیں یہودی، عیسائی اور مسلمان انہیں اپنا باپ

سمجھتی ہیں۔ اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کمال دیکھو فرمایا واتخذوا من مقام ابراھیم مصلیٰ، مقام ابراہیمؑ کو عبادت گاہ بناؤ، اور یہ اعلان کیا انا دعوۃ ابی ابراھیم میں اپنے باپ حضرت ابراہیم کی دُعا کا نتیجہ ہوں، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دُعا کی تھی ربنا وابعث فیھم رسولاً منھم یتلوا علیھم اٰیاتک ویعلمھم الکتاب والحکمۃ ویزکیھم اے ہمارے ربّ ان میں ایک رسول مبعوث فرما جو انہی میں سے ہو جو ان پر تیری آیات پڑھے انہیں کتاب اور حکمت سکھائے اور انہیں پاک کرے اور حضرت ابراہیمؑ کی اس عظیم الشان قربانی پر جناب الٰہی سے انعام کا ذکر کیا ہے۔

تمام قربانی کرنے والے افراد یا اقوام کے لئے قانونِ الٰہی۔

اس کے بعد ایک قانون بیان فرمایا جو ساری قوم اور تمام مسلمانوں کے لئے قابلِ غور ہے فرمایا کذالک نجزی المحسنین یہ صرف ابراہیمؑ کے ساتھ مخصوص نہیں، جو بھی نیکی اور فرمانبرداری کی راہ اختیار کرے اور جان و مال قربان کرنے پر تیار رہے۔ ہم اس پر ابراہیمؑ کے سے انعامات کی بارش کریں گے۔ یہ ایک قانون ہے جو خدا نے ساری قوم کو بلند کرنے کے لئے دیا ہے میں پھر دہراتا ہوں کہ اگر کوئی فرد مرتبہ حاصل کرنا چاہتا ہے کوئی قوم بلندی پر پہنچنا چاہتی ہے تو اسے خدا کے رستہ میں خدا کے احکام کے آگے سرِ تسلیم خم کرنے سے دریغ نہ کرنا چاہیئے اور جان و مال کی قربانی کرنی چاہیئے۔

حضرت نبی کریم صلعم سب سے بڑی منتظم شخصیت ہیں۔

اس کے علاوہ ایک بات کہنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالٰے نے کس قدر دانشمندی عطا فرمائی ہے کہ قوم کے اندر زبردست تنظیم پیدا کر دی، صدیاں گذر گئیں، اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدا کردہ تنظیم میں کمزوری واقع نہیں ہوئی، جس کی وجہ سے یورپ والے بھی کہتے ہیں:۔

Muhammad was the greatest organiser that the world has ever seen.

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں سب سے بڑھ کر منظم شخصیت ہیں۔

حج کے موقعہ پر آپکی تنظیمی قوّت کا مظاہرہ

ان کی تنظیمی قوّت کا مظاہرہ آج مکّہ معظمہ میں نظر آتا ہے، پچھلے سال وہاں بارہ لاکھ انسان عرفات کے میدان میں جمع تھے، اس سال سولہ لاکھ انسان وہاں پہنچے ہیں عرفات کا میدان بڑا وسیع ہے وہاں کئی سولہ لاکھ سما سکتے ہیں، یہ تمام لوگ عرفات کے بعد مزدلفہ میں جاتے ہیں اور وہاں پر آسمان کے نیچے رات گذارتے تکبیریں پڑھتے اور نوافل ادا کرتے ہیں، بڑے بڑے قد و قامت کے سفید آدمی مختلف ملکوں سے آتے ہیں اور اسی قدر کالے آدمی بھی ان کے دوش بدوش خدائے واحد کے حضور حاضر ہوتے ہیں، اس سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تنظیمی قوّت اور اس جذبۂ اخوت کا نظارہ نظر آتا ہے جو آپ نے مختلف قوموں، مختلف ملکوں اور مختلف رنگ و نسل کے آدمیوں میں پیدا کر دی، مشرق و مغرب کے لوگ جن میں ایرانی اور تورانی، چینی اور ہندی یورپی اور افریقی اور دنیا کے ہر خطہ کے انسان شامل ہیں مرد بھی اور خواتین بھی، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدا کردہ تنظیم اور اخوت کا نظارہ پیش کرتے ہیں، کوئی پولیس وہاں انتظام کو برقرار رکھنے والی نہیں ہوتی، کسی وقت کوئی شخص کسی دوسرے شخص کو میلی آنکھ سے نہیں دیکھتا، سولہ لاکھ کا مجمع ہے لیکن کسی قسم کی کوئی بُری حرکت وہاں نہیں ہوتی لافسوق ولاجدال، نہ کوئی بُری بات کہتا ہے اور نہ کوئی جھگڑا اٹھتا ہے۔ اس سے قوم کو سبق دیا ہے کہ تم نے اپنے اندر ایسی اخلاقی قوّت اور تنظیم پیدا کرنی ہے یہ ہمارے لئے فخر کی بات ہے کہ ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتنی بڑی تنظیمی قوّت کے مالک تھے اور ایسے اعلےٰ درجہ کے اخلاق اور اخوت آپؐ نے پیدا کر دی۔

موجودہ اقوام میں ایک دوسرے کی تباہی کے سامان اور محمد رسول اللہ صلعم کا پیدا کردہ امن و امان

آج دنیا کی مختلف اقوام ایک دوسری کی تباہی کے سامان بنانے کی تیاریاں کر رہی ہیں، لیکن سب ایک دوسرے سے ڈرتے ہیں، روس امریکہ سے خائف ہے اور امریکہ روس سے، ایسا ہی دوسری قوموں کا حال ہے، اور سب کی سب تباہی و بربادی کے ہولناک سامان تیار کر رہی ہیں ان تباہی کے سامانوں میں آج دنیا دیکھ سکتی ہے کہ محمد رسول اللہ وہ انسان ہیں جس نے بغیر کسی سامان کے دُنیا میں امن و امان پیدا کر دیا۔

حضرت ابراہیمؑ اور حضرت ہاجرہؑ کی قوّتِ ایمانی اور قربانی کی یادگار

پھر اور دیکھئے قربانی اور احکام الٰہی کی فرمانبرداری اللہ تعالٰے کی نگاہ میں کس قدر عزّت اور قدر کے قابل ہیں، فرمایا واتخذوا من مقام ابراھیم مصلّیٰ ابراہیمؑ کی جگہ کو عبادت گاہ بنالو، قربانی کی وجہ سے ایک مرد کی یادگار قائم کر دی، یہ بوڑھا آدمی ہے، اپنی بیوی اور صغیر سن بچہ کو عرب کے لق و دق صحرا میں لاکر بساتا ہے اور جب خود وہاں سے چلنے کی تیاری کرتا ہے تو بیوی ان کی تیاری کو دیکھ کر پوچھتی ہیں آپ ہمیں یہاں چھوڑ کر کہاں جاتے ہیں ءامراللہ بھذا کیا خدا نے آپ کو اس کا حکم دیا ہے؟ جب انہوں نے کہا کہ ہاں خدا نے ایسا حکم دیا ہے تو کہنے لگیں پھر اللہ ہمیں ضائع نہیں کریگا کیا دل و گردہ ہے اور کتنا بڑا ایمان ہے۔ ان کے جانے کے بعد پانی ختم ہو جاتا ہے اور بچہ پیاس سے تڑپنے لگتا ہے۔ ماں بے تاب ہو کر پاس کی دو پہاڑیوں کے درمیان دوڑتی ہے پہلے صفا پر چڑھتی ہے یہ معلوم کرنے کے لئے کہ کہیں کوئی پانی نظر آجائے یا کوئی پرند اڑتا ہوا دکھائی دے کہ وہ کس طرف جاتا ہے وہیں پانی ہوگا، اس طرح سات بار دونوں پہاڑیوں کے درمیان دوڑنے اور ان پر چڑھنے کے بعد فرشتہ اُترتا ہے اور جہاں بیٹھتا ہے وہاں پر پانی کا چشمہ نکل آتا ہے یہ عورت مردوں سے بڑھ کر قوتِ ایمانی دکھاتی ہے اور خدا کی راہ میں دُکھ اٹھاتی ہے اس لئے اگر ایک مرد کی یادگار قائم کی تو اس عورت کی بھی یادگار قائم کر دی کہ حج کے موقعہ پر صفا اور مروہ کے درمیان سات مرتبہ سعی کی جائے۔ جو حج کے ارکان میں ضروری رُکن ہے اس کے بغیر حج مکمل نہیں ہوتا، اس میں آج کے یورپ کو یہ سبق دیا ہے کہ اسلام نے عورت کا مقام کس قدر بلند کیا ہے، نیکی کا کام مرد کرے یا عورت، خدا کی نگاہ میں سب برابر ہیں اور دونوں کے لئے اس کا اجر ہے۔

وحدتِ قومی کا سبق جو محمد رسول اللہ صلعم نے دیا

اس کے بعد ایک اور بات کہنا چاہتا ہوں، ایک شخص جو آج سے چودہ سو برس پہلے گذرا ہے، اس کے پاس نہ کوئی لائبریری تھی، نہ تہذیب و تمدّن کا کوئی اعلیٰ رنگ اس وقت موجود تھا اس وقت وہ شخص ایک ایسا قیمتی سبق دیتا ہے جو ہر زمانے میں ساری قوموں کے لئے مفید نظر آتا رہے گا وہ کہتا ہے ان ربکم واحد وابا کم واحد، لوگو! تمہارا خدا بھی ایک ہے اور تمہارا باپ بھی ایک ہے۔ المخلوق عیال اللہ۔ تمام مخلوق اللہ تعالٰے کا کنبہ ہے۔ اور اللہ تعالٰے کو وہ شخص سب سے زیادہ پسند ہے جو اس کی مخلوق کو سب سے بڑھ کر نفع پہنچاتا ہے۔

فضیلت کا معیار تقوی اللہ ہے نہ کہ عربی یا عجمی ہونا۔

اور فرمایا لافضل لعربی علی اعجمی۔ کسی عربی کو کسی دوسری قوم پر کوئی فضیلت حاصل نہیں۔ یہ جملہ بہت بڑی قیمت رکھتا ہے۔ وہ ہٹلر کی طرح یہ نہیں کہتے کہ صرف عرب ہی زندہ رہنے اور دُنیا پر حکمرانی کے اہل ہیں۔ دوسری اقوام ان کے زیر نگیں رہنی چاہئیں، وہ ہندوؤں کی طرح صرف اپنے آپ کو پاک اور دوسری قوموں کو ملیچھ نہیں سمجھتا، وہ اہلِ یورپ کی طرح دوسری قوموں پر اپنی فضیلت کا سکّہ بٹھانا نہیں چاہتا۔ بلکہ کہتے ہیں کہ مشرق و مغرب کے آدمیوں پر عربوں کو کوئی فضیلت حاصل نہیں، اور نہ کسی انگریز، کسی امریکی، کسی روسی یا کسی اور قوم کو عربوں پر فضیلت حاصل ہے۔ فضیلت کا معیار تقوی اللہ ہے ان اکرمکم عنداللہ اتقاکم۔ سب سے زیادہ فضیلت کا مقام اس کو حاصل ہے جو خدا پرست ہے اور مخلوقِ خدا کا خدمت گذار ہے۔ آج ہر قوم دوسری قوم کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کو سبق دیا ہے کہ سب قومیں خدا کی مخلوق ہیں۔

(باقی بر صفحہ ۹)

عزّت و عظمت کا حقیقی معیار سیرت کردار کی بلندی ہے نہ کہ دولت و ثروت

حضرت نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ایک بلند کردار قوم پیدا کی

ملک و ملّت کے استحکام کے لئے مسلمانوں کو اپنے کردار بلند کرنے چاہئیں

اشاعتِ اسلام کا کام مالی قربانی کا مقتضی ہے۔ قوم کو وصیت کی تحریک

خطبہ جمعہ مؤرخہ ۱۷ مارچ ۱۹۶۷ء۔ فرمودہ حضرت امیر مولٰینا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ بمقام جامع احمدیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

فاما الانسان اذا ما ابتلٰہ ربّہ فاکرمہ ونعّمہ فیقول ربی اکرمن۔ واما اذا ما ابتلٰہ فقدر علیہ رزقہ۔ فیقول ربی اھانن ــــــ و تحبّون المال حبًا جمًا ــــــ (الفجر۔ ۱۶ تا ۲۰) ــــــ

قرآن کریم میں ایک بیماری کا ذکر

اس آیت میں ایک بیماری کا ذکر ہے۔ یہ بیماری مغربی ممالک میں بہت پھیلی ہوئی ہے اور مغربی ممالک کے اثر سے یہ بیماری دنیا میں پھیل رہی ہے۔ اللہ تعالےٰ نے قرآن کریم میں بعض ایسی بیماریوں کا ذکر کیا ہے جن کا کسی دوسری آسمانی اور زمینی کتاب میں ذکر نہیں ہے۔ وہ بیماری جو ساری دنیا میں پھیلی ہوئی ہے وہ کیا ہے، فرمایا فاما الانسان اذا ما ابتلٰہ ربہٗ۔ انسان جس کو اللہ تعالےٰ نے فہم و ادراک سے نوازا ہے اس کا یہ حال ہے کہ دولت و ثروت کو حاصل کر لینے کو عزّت کا معیار قرار دیتا ہے اور غربت کو ذلّت کی نشانی قرار دیتا ہے حالانکہ عزّت کا معیار کردار ہے خدا تعالیٰ دولت و غربت دونوں میں انسان کا امتحان لیتا ہے۔ اس میں بعض فیل ہو جاتے ہیں اور بعض پاس ہو جاتے ہیں۔

عزّت و عظمت کا حقیقی معیار

فرمایا کہ فاما الانسان اذا ما ابتلٰہ ربہ فاکرمہ و نعّمہ۔ جب اللہ تعالےٰ انسان کو کوئی نعمت عطا کرتا ہے۔ کوئی رتبہ عطا کرتا ہے۔ تو وہ سمجھتا ہے کہ میں بڑا معزّز انسان بن گیا ہوں۔ گویا اس کے نزدیک معزّز و مکرم ہونے کا یہ قاعدہ ہے کہ عہدہ میسّر آ جائے یا دولت حاصل ہو جائے یا کوئی بڑا عہدہ مل جائے یا روپیہ پیسہ ہو۔ اور اراضیات ہوں، سواریاں ہوں اور خدام حشم ہوں، انسان کا عزّت کا یہ معیار درست نہیں ہے عزّت کیرکٹر اور کردار سے ہوتی ہے۔ ان اکرمکم عنداللّٰہ اتقاکم۔ یعنی وہ انسان خدا کے نزدیک معزّز و مکرم ہے جو خدا خوف ہے اور مخلوق خدا سے احسان و مروّت کا سلوک روا رکھتا ہے۔ اللہ تعالےٰ یوں بھی امتحان لیتا ہے فقدر علیہ رزقہ۔ کہ انسان پر تنگیِ رزق کا وقت آ جاتا ہے پھر وہ کہتا ہے کہ خدا نے مجھے ذلیل کر کے رکھ دیا ہے حالانکہ ذلّت تنگی رزق سے وابستہ نہیں۔ اگر تنگی رزق کے باوجود اس کا کیرکٹر بلند ہے تو امیر آدمی سے زیادہ قابلِ عزّت ہے، غرض عزت کردار سے ہے۔

قرآن کریم میں باطنی بیماریوں کا علاج

خدا تعالےٰ نے قرآن کریم میں جہاں انسان کی اندرونی بیماریوں کا ذکر کیا ہے وہاں ان کی شفا کا ذکر بھی فرمایا ہے اسی لئے قرآن کریم کو شفاء لما فی الصدور کہا ہے۔ کہ وہ انسان کی باطنی بیماریوں کو دُور کرتا ہے۔ چنانچہ اس بیماری کا علاج یہ فرمایا ان اکرمکم عنداللّٰہ اتقاکم۔ لوگوں کے سامنے کوئی شخص اپنے بلند رتبہ اور دولت کی وجہ سے معزّز نہیں قرار دیا جاتا اگر اس کا کیرکٹر اچھا نہیں تو اس کی دولت اور رتبہ کے باوجود دل سے اس کو پسند نہیں کیا جاتا۔ اور خدا کے نزدیک بھی وہی شخص معزّز ہے جو تقوےٰ کی راہ اختیار کرتا ہے خواہ اس کو دولت اور اقتدار میسّر نہ بھی ہو۔

حضورؐ کے جانی دشمن آپؐ کی بلند کرداری کے معترف تھے

حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے دشمن بہت تھے اس حد تک کہ وہ حضور کی جان لینے کے درپے تھے۔ آپؐ کے متبعین کو تباہ کرنا اور آپؐ کے دین کو نیست و نابود کر دینا چاہتے تھے۔ لیکن یہ سب کچھ اس وجہ سے تھا کہ آپؐ بتوں کی پرستش سے منع کرتے اور توحید الٰہی کا وعظ کرتے تھے، ورنہ جہاں تک آپ کی شخصیت اور ذات کا تعلق ہے سب آپؐ کی بلندیٔ کیرکٹر کے قائل تھے۔ اور آپؐ کو الامین کہتے تھے۔ امین کے معنے یہی نہیں کہ روپیہ پیسہ کے بارے میں دیانت دار بلکہ تمام معاملات میں دیانت داری اور حسن اخلاق کا برتاؤ کرنے والے کو امین کہتے ہیں تو اہلِ عرب کو آپؐ کی ذات پر کوئی اعتراض نہیں تھا بلکہ آپؐ کے معاملات اور کیرکٹر کی وجہ سے قابلِ عزّت سمجھتے تھے اور کہتے تھے لاکذب یا محمد قط محمد (صلعم) نے جھوٹ کبھی نہیں بولا۔ فانھم لا یکذبونک ولکن الظالمین بآیات اللّٰہ یجحدون ان کو تیری ذات پر کوئی اعتراض نہیں ہے وہ تجھے جھوٹا نہیں کہتے بلکہ یہ ظالم لوگ اللہ کی باتوں کا انکار کرتے ہوئے آپؐ کے دشمن بن گئے۔ آپؐ کی ذات آپؐ کے بلند کیرکٹر کی وجہ سے سخت ترین دشمنوں کے نزدیک بھی قابلِ عزّت سمجھی جاتی تھی۔

حضرت نبی کریم صلعم کی پابندیٔ عہد

حدیبیہ کے مقام پر جب کفار کے ساتھ معاہدہ ہوا تو اس کی ایک شرط یہ بھی تھی کہ مکّہ سے جو مسلمان بھاگ کر مدینہ آ جائے گا اس کو واپس کر دیا جائے گا۔ یہ بڑی سخت شرط ہے۔ جس کی وجہ سے مسلمانوں کو بڑا دُکھ ہوا۔ عین اسی وقت ابوجندل آ گیا جو کفار کی طرف سے معاہدہ کرنے والے سہیل بن عمرو کا فرزند تھا، وہ مسلمان ہو چکا تھا اور اسلام لانے کی وجہ سے اسے بڑی اذیّت پہنچائی جاتی تھی۔ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم سے پناہ مانگی، سہیل نے اسے واپس کرنے کے لئے کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوجندل سے کہا کہ ہم معاہدہ کر چکے ہیں اس لئے تمہیں پناہ نہیں دے سکتے۔ ابوجندل نے کہا کہ میں اسلام لا چکا ہوں اور اسلام کی وجہ سے تکلیف اٹھا رہا ہوں صحابہ کو بھی اس کی حالت دیکھ کر جوش آیا۔ مگر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا یہ درست ہے کہ اسے تکلیف ہے لیکن ہم عہد کے پابند ہیں اس لئے اس کو واپس کر دینا مناسب ہے۔ وہ شخص اپنی پیٹھ ننگی کر کے زخم دکھاتا ہے۔ دیکھئے مجھ پر کس قسم کا ظلم ہو رہا ہے۔ زخم دیکھ کر مسلمانوں کے دل پگھل گئے۔ لیکن حضرتؐ نے فرمایا کہ ہم عہد کے پابند ہیں اسلئے اسے نہیں رکھ سکتے اس کو کہتے ہیں صاحب کردار ہونا اور باخدا ہونا۔ ورنہ ایسے مقام پر اکثر کوئی نہ کوئی بہانہ تلاش کر لیا جاتا ہے اور عہد توڑ دیا جاتا ہے لیکن حضرت نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم مشکل ترین حالات

میں بھی عہد و پیمان کے پابند ہیں اور آپ نے ایسے حالات میں بھی بلند کرداری کا نمونہ دکھایا۔

حضرت امامِ زمان کا مقام

ایک واقعہ حضرت امامِ زمان کا بھی سُن لیجئے۔ امرتسر کے ایک عیسائی اخبار کو حضرت امامِ وقت نے ایک مضمون آریوں کے خلاف بھیجا اس میں ایک خط بھی رکھ دیا جس پیکٹ میں یہ مضمون اور خط بھیجا اس کی دونوں اطراف کھلی تھیں اور یہ جرم ہے کہ ایک پیکٹ میں مضمون کے ساتھ خط بھیجا جائے جس کا حضرت کو پتہ نہ تھا، چونکہ خط میں اسلام کی صداقت اور دوسرے مذاہب کے بطلان کی طرف اشارہ تھا اس لئے اس عیسائی نے مخبر بن کر افسرانِ ڈاک خانہ سے حضرت صاحب کے خلاف مقدمہ دائر کرا دیا۔ حضرت صاحب نے اس مقدمہ کی پیروی کے لئے لاہور کے مولوی فضل دین وکیل سے مشورہ کیا انہوں نے کہا کہ مرزا صاحب یہ تو کوئی مقدمہ ہی نہیں کہہ دیجئے کہ خط میں نے پیکٹ میں نہیں رکھا رلیا رام نے خود پیکٹ میں رکھ دیا ہوگا۔ حضرت صاحب نے جواب دیا کہ خط تو میں نے ہی رکھا ہے۔ وکیل صاحب نے کہا کہ بے شک خط آپ نے رکھا ہے لیکن اگر آپ کہہ دیں کہ میں نے نہیں رکھا تو مقدمہ خارج ہو جائیگا آپ نے فرمایا ایک تو میں نے حکومت کا گناہ کیا، دوسرے خدا کا بھی گناہ کروں، یہ مجھ سے نہیں ہو سکتا وکیل صاحب نے کہا پھر ہم سے کیا مشورہ لیتے ہیں۔ فوجداری مقدمہ ہے جرمانہ ہوگا یا قید، حضرت نے پرواہ نہ کی اور عدالت میں یہی بیان دیا کہ ہاں میں نے ہی خط رکھا ہے لیکن گورنمنٹ کو نقصان پہنچانے کے لئے بددیانتی سے یہ کام نہیں کیا بلکہ اس کو اصل مضمون سے علیحدہ نہیں سمجھا اور نہ اس میں بچ کی کوئی بات تھی۔ یہ بات سُن کر انگریز حاکمِ عدالت نے آپ کو بری کر دیا۔ یہ تھا آپ کا کیرکٹر اور تقوے اللہ جس کو دیکھ کر موچی دروازے کے وکیل مولوی فضل دین صاحب لاہور میں لوگوں سے یار ہا کہتے تھے کہ لوگو۔ تم مرزا صاحب کے دعوے کو مانو یا نہ مانو لیکن وہ شخص جھوٹ بولنے والا نہیں وہ صدق و صفا کا پیکر ہے۔ ہمارا تجربہ ہے بے شمار مولوی ہیں جو مقدمول میں معمولی معمولی باتوں پر وکیل کے کہنے پر جھوٹ بول دیتے ہیں۔ لیکن مرزا صاحب کا مقام اس سے بلند ہے۔

پنڈت نہرو کی بدعہدی

پنڈت نہرو عالم فاضل انسان تھے اور وہ بلند اخلاق تھے۔ لیکن اس نے ایک قوم سے عہد کیا کہ اس کو حق خود ارادیت دیا جائے گا۔ لیکن اس نے اپنے اس عہد کو توڑ دیا۔ اگر وہ خدا خوف ہوتا تو اس مشکل معاملہ میں ضرور کردار کا اچھا نمونہ دکھاتا۔ خدا خوفی ہی کردار کو بلند کرتی ہے۔ خواہ کتنا بھی بلند مرتبت انسان ہو۔ کردار کی کمزوری اسے ذلیل کر دیتی ہے۔

ایک مالی کا کردار

جب میں احمدیہ بلڈنگس سے باہر ایک کوٹھی میں رہتا تھا۔ اس میں سبزیاں اور پھول پیدا کرنے کے لئے ایک ہندو مالی رکھا ہوا تھا۔ وہ پابندی وقت سے کام کرتا تھا صبح سویرے جب میں باہر نکلا تو اسے کام میں مصروف پایا۔ وہ صبح سے آفتاب غروب ہونے تک کام کرتا تھا۔ ایک دن اس نے میرے اندر پیغام بھیجا کہ صاحب سے پوچھو کیا میں ایک ٹماٹر لے لوں۔ یہ سن کر میری جان نکل گئی۔ میں سخت شرمندہ ہوا کہ میں ایسا انسان ہوں کہ ایک ٹماٹر اس کو نہیں دے سکتا۔ اسی وقت اس کے پاس گیا اور کہا کہ مالی! تم نے مجھے شرمندہ کر دیا ہے۔ تمہیں پتہ ہے کہ یہاں کثرت سے سبزی ہوتی ہے، دوستوں کو بھجواتا رہتا ہوں۔ ٹماٹر زیادہ ہوں تو کئی دفعہ ٹوکری کی ٹوکریاں احباب کے گھر بھجوا دیتا ہوں، بابا یہ ٹماٹر تمہارے اپنے ہیں جتنے چاہو لے لیا کرو۔ پوچھنے کی کیا ضرورت ہے مالی نے کہا نہیں صاحب! میں جب لوں گا اجازت سے لوں گا۔ یہ ایک معمولی ہندو کا کردار ہے جس نے میرے دل میں اس کی عزت بڑھا دی اور اگر کسی بڑے انسان کا کردار نہیں تو اس کے علم وغیرہ کی کیا قدر ہے۔

امریکہ اور برطانیہ کی پشت پناہی کے باوجود نہرو کی ناکامی۔

نہرو کی بدعہدی نے ایک قوم کو ذلیل کر رکھا ہے اس کی دو وجوہ ہیں ایک تو پاکستان کے ابتدائی دور کی کمزوری، دوسرے یہ کہ اس کی پیٹھ ٹھونکنے والے امریکہ اور برطانیہ تھے جب اس کی طاقت کا امتحان ہوا تو وہ ناکام رہا۔ کبھی خدا طاقت دے کر امتحان لیتا۔ اور کبھی طاقت کے چھن جانے سے امتحان ہوتا ہے کبھی تنگی کے زمانہ میں خدا کا شکوہ کیا جاتا ہے۔ اور کبھی فراخی کے زمانہ میں انسان خدا کو بھول جاتا ہے۔ گویا اس کی عطا کردہ نعمتیں اور فضل و کرم کی بارش حجاب اکبر بن جاتے ہیں۔

نظریہ بقائے اصلح پر اقوام یورپ و امریکہ کا عمل اور ایک دوسرے کی تباہی کا سامان

اس بیماری نے ایک اور بیماری پیدا کر دی ہے۔ نیٹشاہ اور اس کے ہم خیالوں کے نظریہ پر اہلِ یورپ عمل پیرا ہیں۔ وہ نظریہ ہے Serminal of the fittest (بقائے اصلح)۔ یعنی طاقتور قوم ہی دنیا میں زندہ رہ سکتی ہے۔ مثلاً روس اور امریکہ نے اس کو مفید قانون سمجھ کر توپ و تفنگ اور ہزار قسم کا اسلحہ اکٹھا کر لیا تاکہ مقابل کی قوموں کو بھسم کر دیا جائے اور بعض کو خوفزدہ کیا جائے۔ ہر یورپی قوم کے اندر یہ خیال جاگزیں ہے کہ اگر ہم نے زندہ رہنا ہے تو دوسری قوموں کو تباہ کر دو۔ آج دُنیا اس نظریئے اور اس پر عمل کرنے سے کانپ رہی ہے۔ وہ جن کے پاس زیادہ سے زیادہ اسلحہ ہے وہ بھی روتا ہے کہ اگر میں نے امریکہ پر کوئی بم پھینک کر اس کو تباہ کرنے کی سوچی تو مجھ پر بھی وہاں سے بم آ گرے گا اور ہم دونوں موت کے منہ میں چلے جائیں گے۔ اور یہی خیال امریکہ کا ہے کہ ایٹمی ہتھیار ختم کئے جائیں۔ یہ ایک دوسرے کے ڈر کی وجہ سے کیا جاتا ہے۔ ورنہ اگر کوئی کمزور قوم ہو تو اس کو تباہ کرنے سے گریز . . . . نہیں کیا جاتا۔

[illegible] نظریہ [illegible] دنیا کا [illegible]۔

اس نقصان دہ نظریہ کی اصلاح قرآن کریم نے کی ہے کہ جو قوم اور جو افراد دوسری قوم اور افراد کے لئے مفید ہے وہ قائم رہے گا (اما ما ینفع النّاس فیمکث فی الارض) اس لئے مسلمانوں کو نصیحت کی ہے کہ خیر اس کار صواب کو کہتے ہیں جس سے انسان کی اپنی ذات کو نفع پہنچے اور جس سے اس کے ہم جنسوں کو فائدہ پہنچے اور کارِ خیر وہ کام ہے جس سے انسان کو لذّت نصیب ہو تمہارا وجود بابرکت ثابت ہو۔ چنانچہ مسلمان افراد اور مسلمان قوم ہر صورت میں دوسروں کی بھلائی چاہتے ہیں۔

اہلِ یورپ کا نظریہ نقصان دہ اخلاق کو پیدا کرتا ہے اور نقصان دہ نتائج کا باعث ہے مگر حضور نبی کریم کا نظریہ اخلاق میں خوبی پیدا کرتا اور قوموں کے لئے رحمت کا باعث بنتا ہے چنانچہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن خطرناک سے خطرناک دشمن کو معاف کر دیا۔ سزا کا تو کیا قصہ ہے فرمایا لاتثریب علیکم الیوم۔ آج تمہیں ملامت بھی نہیں کی جائے گی۔

حضرت نبی کریم صلعم کی تعلیمات کو دُنیا پر روشن کرنیکی ضرورت

حضور نبی کریم صلعم کی شخصیت اور حضور کی تعلیمات اس قابل ہیں کہ ان کو دنیا کے سامنے پیش کیا جائے اور ان پر روشن کیا جائے کہ اہلِ یورپ کے مفکرین کے نظریات کے مقابل پر رسول کریم کے نظریات نہایت معقول اور نہایت بابرکت ہیں چنانچہ حضور کی تربیت یافتہ قوم دوسروں کے لئے سایۂ رحمت ثابت ہوئی۔

اسلام میں حاکم و محکوم کا درجہ

عمرو بن عاص نے جب مصر فتح کیا تو کنعانی غلاموں کو وہ حقوق عطا کئے جو حاکم قوم کو حاصل تھے۔ اتفاق یہ ہوا کہ اُن کے بیٹے نے ایک قبطی عیسائی کو پیٹا۔ حضرت عمرؓ خلیفہ وقت کے پاس اس کی شکایت پہنچی۔ حضرت عمرؓ نے گورنر اور بیٹے کو بلا کر سرزنش کی کہ کب سے تم نے ان لوگوں کو غلام بنا لیا ہے جن کی ماؤں نے ان کو آزاد جنا تھا۔ قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ مسلمانوں کو مخاطب کر کے فرماتا ہے کنتم خیر امة اخرجت للناس۔ تم وہ بہترین قوم ہو۔ جو لوگوں کی بھلائی کے لئے پیدا کی گئی ہو۔

مسلمانوں کو بلند کرداری پیدا کرنیکی ضرورت

مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ اس تلقین کو یاد رکھیں کہ اللہ تبارک و تعالےٰ اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم چاہتے ہیں کہ قوم اپنا کردار بلند کرے۔ کیونکہ یہ موجب برکت ہے اور اسی کو مذہب کا نچوڑ سمجھ کر فرمایا انی بعثت لاتمم مکارم الاخلاق۔ میرے آنے کی غرض یہ ہے کہ لوگوں کے اخلاق و کردار کو کمال تک پہنچاؤں، نماز اور روزہ بھی کردار میں خوبی و صلاحیت پیدا کرنے کی غرض کے لئے ہے۔ اسی غرض و مقصد کے پیش نظر فرمایا کنتم خیر امة اخرجت للناس خدا تعالےٰ اہلِ پاکستان کو خصوصاً اور مسلمانوں کو عموماً

اللہ تعالےٰ کی ہدایت و تربیّت اور افضال و اکرام کے عالمگیر سامان

حضرت محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی تلقین کے باوجود مسلمان یہودی صفت ہوگئے

حضرت امامِ زمانؒ کے اعتقادات۔ تکفیر بین المسلمین اتحادِ اسلامی کیلئے موجب نقصان ہے

خطبہ جمعہ مورخہ ۲۴ مارچ ۱۹۶۷ء۔ فرمودہ حضرت امیر قوم مولانا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ۔ بمقام جامع احمدیہ احمدیہ بلڈنگز لاہور

وقالت طائفة من اهل الكتاب آمنوا بالذی انزل علی الذین آمنوا وجه النهار واكفروا آخره لعلهم يرجعون۔ ولا تؤمنوا الا لمن تبع دينكم۔ قل ان الهدٰی هدی الله ——— ويقولون علی الله الكذب وهم يعلمون ——— (آل عمران: ۷۱ تا ۷۴) ———

یہودیوں کا باطل عقیدہ

مسلمان قوم کی تربیت کے لئے خدا تعالےٰ نے چند باتیں ارشاد فرمائی ہیں۔ فرمایا باوجود اس بات کے کہ یہودیوں میں پیغمبر پیدا ہوئے۔ جنہوں نے اپنے اعمال اور اخلاق سے قوم کی تربیت کی مگر انہوں نے ان کی تعلیم سے فائدہ نہ اُٹھایا۔ ان کا عقیدہ یہ ہے کہ خدا رب العالمین نہیں بلکہ خدا صرف یہودیوں کا ہے۔ یہودی قوم کے دائرے کے اندر جس قدر لوگ ہیں صرف وہی جنتی ہیں اور اس دائرے کے باہر کوئی ایسا شخص نہیں جو خدا کی خوشنودی حاصل کر سکے اور جنت میں جا سکے۔ اس کی تفصیل آگے بیان کی ہے۔

حضور صلعم کی ایک پیش گوئی

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں کے معتقدات کے پیش نظر اپنی قوم کو یہودی خصلتوں سے بچانے کے لئے فرمایا کہ ایک وقت ایسا آئے گا کہ میری قوم یہودی ہو جائے گی یعنی یہودیوں کی علامتیں اس کے اندر پیدا ہو جائیں گی۔

یہودیوں کی ایک صفت

یہودیوں کی ایک صفت یہ بیان فرمائی جس سے مسلمان قوم کو بچنا چاہیئے ولا تؤمنوا الا لمن تبع دینکم۔ دیکھنا تم نے مسلمانوں کی بات نہیں سُننا۔ قرآن کو ہاتھ نہیں لگانا۔ صرف اپنی قوم کے فرد کی بات کو صحیح تسلیم کرنا ہے اس لئے کہ نحن ابناء اللہ و احباؤہ۔ ہم خدا کی پیاری قوم ہیں۔ پیغمبر صرف اسی قوم کے اندر آسکتے ہیں۔ اس لئے مسلمان قوم کے عالم فاضل لوگوں کی بات نہیں سُننا۔ مسلمان بے دین ہیں۔ خدا کے قہر کے نیچے ہیں۔ تمام سعادتیں اور تمام برکات اور اعلےٰ درجہ کے اخلاق صرف تمہارے لئے ہیں۔

خدا تعالیٰ کی عالمگیر ہدایات

ان کی اصلاح کے لئے خدا تعالےٰ فرماتا ہے ان الھدیٰ ھدی اللہ۔ ہدایت وہ ہے جو خدا کی طرف سے آئے اور وہ سب قوموں کے لئے ہدایت کرتا ہے واللہ واسع علیم۔ خدا تعالےٰ بڑی وسعت والا ہے۔ تمام قوموں پر بارش ہوتی ہے۔ یہ بارش جو چند دن سے برس رہی ہے یہ سب قوموں پر برس رہی ہے۔ اس ملک میں چوہڑے بھی ہیں چمار بھی ہیں۔ ہندو بھی ہیں سکھ بھی ہیں۔ پارسی انگریز اور جرمن بھی ہیں۔ کیا خدا کی بارش ان سب کے لئے مساوی طور پر نہیں کی جا رہی۔ خدا تعالےٰ کی ہوا، سورج۔ روشنی وغیرہ سب کے لئے ہے۔ اسی طرح ہدایت بھی یہودیوں، مسلمانوں، عیسائیوں اور ہندوؤں کے ساتھ الگ الگ نہیں ہے۔ ہدایت وہ ہے جو جناب الہٰی کی طرف سے عطا کی گئی ہو۔ خدا جو ربّ العالمین ہے وہ ساری قوموں کے ساتھ محبت رکھتا ہے۔ اگر جسم کے لئے اس کی مہربانیاں عالمگیر ہیں اور روح کی پرورش کے لئے بھی اس کے افضال و اکرام

یہ توفیق عطا فرمائے کہ اس معقول اور مفید تعلیمات پر کاربند ہوں۔ ان کو اور ان کے ممالک کے استحکام اس کے بغیر میسّر نہیں آسکتا۔ اخرجت للناس لوگوں کی خدمت کے لئے تمہیں پیدا کیا گیا ہے۔ خدا ہمیں توفیق دے کہ وہ مقام جس پر ہمیں خدا اور رسولؐ پہنچانا چاہتے ہیں اس کو حاصل کریں۔ اس مقام کے حاصل کرنے کی جد و جہد کرنی چاہیئے

دعائے صحت

بمبئی میں ایک سیٹھ علی سالمین ہیں۔ وہ وہاں اشاعت اسلام کا کام کرتے ہیں۔ وہ بیمار ہیں ان کے لئے دُعا کی جائے۔ نیز ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب مقیم پشاور کا اپریشن ہوا ہے۔ ان کے لئے بھی دعا کریں۔ وہ نہایت مخلص ہیں اور ان کا وجود مخلوق خدا کے لئے مفید ہے۔ ہمارے مؤذن عبدالسبحان صاحب بیمار ہیں تیس چالیس سال بڑی باقاعدگی سے انہوں نے اس مسجد میں اذان دی اور بڑی باقاعدگی سے اقامت کی آواز بلند کرتے رہے ہیں۔ وہ بھی بیمار ہیں۔ ان کے لئے بھی دعا کریں۔

خطبۂ ثانی

چندوں اور وصیّت کی تحریک

ایک نمونہ بھی پیش کرنا چاہتا ہوں۔ حضرت امام زمانؒ نے اشاعت اسلام کا یہ مقصد قرار دیا ہے۔ کہ مسلمانوں کے اندر اسلامی کردار پیدا کیا جائے اور دنیا میں اسلام پھیلایا جائے۔ ایک حصہ میں تلقین کی تھی دوسرے حصہ میں ساری قوم کے لئے چندہ کی تحریک کی تھی۔ اس قوم کے بچے بچیاں۔ مرد عورت۔ سب چندہ دیتے ہیں۔ کوئی ایک روپیہ کوئی سو کوئی ہزار۔ اس سے دولت کی ندی بہتی ہوئی نظر آتی ہے۔ اس کی وجہ سے انگلستان، جرمنی اور امریکہ میں دین اسلام کی تبلیغ جاری ہے۔ وہاں اللہ اور رسُولؐ کا نام لیا جا رہا ہے۔ وہ شخص جو چند روپے دیتا ہے اس کے اس روپیہ کی وجہ سے کئی لوگوں نے کلمہ پڑھا ہے۔ یہ بات اس کے لئے موجب خیر و برکت ہے۔ حضرت علیؓ کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ فرمایا کہ اگر ایک آدمی بھی راہِ راست پر آجائے تو یہ سُرخ اونٹوں کی دولت سے زیادہ قیمتی ہے۔ حضرت امامِ وقتؑ کی نگاہ کتنی باریک تھی کہ چندہ اور وصیتوں کی تحریک کی۔ قوم نے اس پر عمل کیا جس کی برکت سے یورپ میں مشن قائم کئے گئے ہیں غیر ممالک کے لوگ یقین کرتے ہیں کہ ان کے پیچھے کوئی بادشاہ ہے جو ان کو اشاعت اسلام کے لئے اپنے خزانے دیتا ہے وہ خزانہ ہماری قوم ہے۔ حضرت امامِ وقتؑ نے جائداد کے دسویں حصّہ کی وصیّت کا حکم دیا ہے۔ اس پر وقتاً فوقتاً احباب عمل کرتے رہتے ہیں۔ چنانچہ پروفیسر غلام رسول صاحب نے خود لکھا ہے کہ آپ کی تحریک پر میں نے اپنی جائداد کا دسواں حصّہ وصیّت کر دیا ہے۔ اس مثال کو سامنے رکھیئے۔ پروفیسر صاحب قابل مبارک باد ہیں انہوں نے اچھا نمونہ پیش کیا ہے۔ خدا ان کی وصیت کو قبول کرے۔

خطبۂ عید الاضحےٰ — (بسلسلہ صفحہ ٦)

عزّت کا مقام اگر حاصل کرنا چاہتے ہو تو تقوےٰ اللہ اختیار کرو اور خدا کی مخلوق سے ہمدردی اور عزّت کا برتاؤ کرو۔

انسانی عزّت و تکریم کا سبق جو محمد رسول اللہ صلعم نے دیا

ایک اور جملہ کہکر بس کرتا ہوں؛ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے انسان کے بچے کو جو بھی ہو جس قوم سے بھی ہو قابلِ تکریم بنایا ہے ولقد کرمنا بنی آدم، آدم کی اولاد کو ہم نے عزّت بخشی ہے آج یہ تعلیم بھی دنیا کے لئے نہایت ضروری اور نہایت مفید ہے یورپ کے لوگ مشرق کو اپنا غلام سمجھتے ہیں اور ذلت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چودہ سو برس پہلے یہ تعلیم دی تھی کہ تمام بنی آدم قابلِ تکریم ہیں۔ دوسروں کو ذلیل سمجھنا بہت بڑی بیماری ہے جو دنیا میں پھیل گئی ہے ہمسایہ ہندو بھی اپنے سوا دوسروں کو اچھوت سمجھتے ہیں یہاں تک کہ انکے ساتھ چھو جانے سے انکا کھانا حرام ہو جاتا ہے اور انہیں غسل کرنا ضروری ہو جاتا ہے۔ تو ہمارا ہمسایہ بھی محتاج ہے اس تعلیم کا جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دی اور اہل یورپ ہم بھی اس تعلیم کے محتاج ہیں کہ وہ اس تعلیم پر چل کر اہلِ مشرق کو حقارت کی نظر سے دیکھنا ترک کر دیں۔ آؤ ہم اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانات کو یاد کرتے ہوئے آپ پر درود بھیجیں۔

اور ہدایت و تربیت کے سامان عالمگیر ہیں - فرمایا ان الھدیٰ ھدی اللہ - یہ کہنا کہ صرف یہودیوں ہی کے پاس ہدایت آسکتی ہے غلط ہے - خدا تعالےٰ نے دوسری قوموں کے لئے بھی ہدایت بھیجی ہے -

یہودیوں کی دوسری صفت

دوسری بات جو یہودیوں نے تلقین کی وہ یہ ہے کہ کبھی کسی شخص کے سامنے اعتراف نہ کرو کہ یہودی کے پاس جو ہدایت ہے اس کی مثال کسی دوسری قوم کے پاس بھی آسکتی ہے - توراۃ استثناء باب ۱۸ آیت ۱۸ میں حضرت موسٰےؑ کو مخاطب کر کے لکھا ہے میں تیرے بھائیوں میں سے تجھ جیسا ایک پیغمبر بھیجوں گا - اس کا یہ مطلب تو نہیں ہو سکتا کہ بنی اسرائیل کے اندر حضرت موسٰےؑ کی طرح ایک پیغمبر پیدا ہو گا - "تیرے بھائیوں" کے الفاظ بتا رہے ہیں، کہ وہ پیغمبر بنی اسرائیل کے بھائیوں یعنی بنی اسمٰعیل میں سے ہو گا - اور حضرت موسٰےؑ کا مثیل ہو گا - جیساکہ قرآن کریم میں ارشاد باری تعالےٰ ہے انّا ارسلنا الیکم رسولاً شاھداً علیکم کما ارسلنا الیٰ فرعون رسولا جس طرح سے ایک نبی فرعون کی قوم کی طرف آیا تھا اسی طرح سے یہ رسول تمہاری اصلاح کے لئے مبعوث کیا گیا ہے یہاں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کو حضرت موسٰےؑ کا مثیل بیان کیا گیا ہے - اس مشابہت کا ذکر توراۃ میں موجود ہے جیسا کہ اُوپر ذکر آچکا ہے کہ تمہارے بھائیوں میں سے تمہارے درمیان ایک پیغمبر بھیجوں گا - چنانچہ توراۃ کی پیشگوئی کے مطابق حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم تشریف لائے - مگر انہوں نے اس پیشگوئی کو جھٹلایا اور قوم کو تلقین کی کہ مسلمانوں کے سامنے کبھی اس بات کو تسلیم نہ کریں کہ یہودیوں جیسی ہدایت دوسروں کو بھی نصیب ہو سکتی ہے -

مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی سے مباحثہ

اسی طرح کا ایک واقعہ لدھیانہ میں حضرت مرزا صاحبؒ کے سامنے آیا وہاں پر کئی دنوں تک مولٰینا محمد حسین صاحب بٹالوی سے بحث و مباحثہ ہوتا رہا - حضرت مرزا صاحبؒ فرماتے تھے کہ قرآن کریم حَکم ہے - لیکن مولٰنا محمد حسین صاحب کہتے تھے کہ حدیث قرآن پر فضیلت رکھتی ہے - وہ بار بار روزانہ اصرار کرتے رہے - ایک دن مولٰنا محمد حسین صاحب کی جماعت کا ایک عالم حضرت مرزا صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہوا - ان کے ساتھ گفت و شنید سے اس کو سمجھ آگئی کہ خدا کا کلام حدیث شریف پر فضیلت رکھتا ہے - واپس جا کر اس نے مولوی محمد حسین صاحب سے کہا کہ بات وہی درست ہے جو مرزا صاحب کہتے ہیں - مولٰینا کہنے لگے کہ تم تو بیوقوف اور بہت نالائق آدمی ہو قرآن تو مرزا صاحب کے حق میں ہے - لیکن حدیث ہمارے حق میں ہے

اخفائے حق

غرض جو حق کو چھپانے کی عادت یہودیوں میں پیدا ہو گئی تھی وہی عادت مسلمانوں کے علماء میں بھی بالخصوص ایک داعی حق کے مقابلہ میں پیدا ہو گئی - یہی قرآن کریم نے فرمایا او یحاجوکم عند ربکم - اگر تم یہ اعتراف کرو تو مسلمان خدا کے نزدیک جیت جائیں گے -

نبوت و ہدایت

اور اس بات کے جواب میں کہ لا تؤمنوا الا لمن تبع دینکم - فرمایا قل ان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء - نبوت کا اور ہدایت کا عطا کرنا یہ خدا کا فضل ہے جس کو چاہے عطا کرتا ہے - اس کا فضل محدود نہیں ہے - ولکل قوم ھاد - ہر ایک قوم میں کوئی نہ کوئی ہدایت دینے والا آیا - خدا کی نعمتیں عام ہیں یہ کہنا کہ عرب میں کوئی نبی اور رسول نہیں آسکتا - اور یہ کہنا کہ صرف بیت المقدس کی طرف منہ کرنے سے عبادت قبول ہوتی ہے - یہ بات درست نہیں

نعماءِ الٰہی

خدا کی کرم فرمائیوں کی کوئی انتہا نہیں وہ واسع علیم ہے - اس کی نعمت بشکل وحی الٰہی کا دائرہ وسیع ہے اور ساتھ ہی وہ یہ نعمت اپنے علم کی بنا پر عطا کرتا ہے واللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ - خدا تعالےٰ نے محمد رسول اللہ صلیّ اللہ علیہ وسلّم کو تاڑ لیا کہ یہ کس جگر گردے کا انسان ہے کس حد تک مصائب کا مقابلہ کر سکتا ہے اس کا قلب اسی طرح سے وسیع ہے جس طرح سے کہ خدائی رحمت وسیع ہے -

حضور نبی کریم صلعم کی اپنی قوم کو تلقین

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے ان آیات کے پیش نظر اپنی قوم کو تلقین کی کہ تم یہودی صفت نہ بن جانا - اور فرمایا المسلم من سلم المسلمون من لسانہ و یدہٖ کہ مسلمان وہ ہے جو کسی مسلمان کو ضرر نہ پہنچائے - نہ ہاتھ سے اور نہ زبان سے - اور مومن وہ ہے جو خدا پر ایمان رکھتا ہو اور لوگ اس سے امن میں رہیں - یہاں تک کہ حضرت نبی کریم صلیّ اللہ علیہ وسلّم نے حجۃ الوداع کے موقعہ پر جماعت مسلمین سے خطاب کرتے ہوئے دریافت فرمایا کہ یہ کونسا دن ہے - اس قسم کا سوال کرنے سے توجہ دلانا مقصود ہوتا ہے - ورنہ آنحضرت صلعم تو جانتے ہی تھے - فرمایا کیا یہ یوم النحر نہیں؟ صحابہؓ نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ - پھر پوچھا کہ یہ کونسا مہینہ ہے - کہا یہ شہر الحرام نہیں؟ عرض کیا ہاں یا رسول اللہ! پھر دریافت فرمایا کہ یہ کونسی جگہ ہے کیا یہ بلد الحرام نہیں؟ عرض کیا گیا ہاں یا رسول اللہ فرمایا ان دماءکم و اعراضکم حرام بینکم کحرمۃ یومکم ھذا و شھرکم ھذا و بلدکم ھذا - جس طرح اس دن اور اس مہینہ اور اس شہر کی تقدیس قائم کر دی گئی ہے اسی طرح ایک مسلمان پر دوسرے مسلمان کی جان اور مال اور عزت و آبرو ایک دوسرے پر حرام ہے - فرمایا لا تکفروا اھل قبلتکم کسی اہل قبلہ کو کافر نہ کہا جائے اور فرمایا من صلیٰ صلوٰتنا جو ہماری طرح نماز پڑھتا ہے واستقبل قبلتنا اور جو ہمارے قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتا ہے واکل ذبیحتنا اور جو ہمارا ذبیحہ کھا لیتا ہے فذالک المسلم وہی مسلمان ہے - اگر یہ ارشاد حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کا ہے تو اس کی عزت کرنی چاہیئے - ان علامات کے ہوتے ہوئے اگر کوئی مسلمان کسی مسلمان کو کافر کہتا ہے تو وہ عملاً حضرت نبی کریم صلعم کی تعلیم سے روگردانی کرتا ہے - اور حضور تو یہاں تک فرماتا ہے کہ مسلمان کی پہچان کے لئے السلام علیکم کی علامت ہی کافی ہے -

مسلمان کی تعریف

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے اپنے دو لاڈلے جرنیلوں کو ملامت کی ہے کہ انہوں نے لڑائی میں فریق مقابل کی طرف سے اظہار اسلام ہونے کے باوجود انہیں قتل کر دیا اسامہؓ حضرتؐ کا لاڈلا تھا اور خالدؓ اپنے اخلاص اور جوانمردی کی وجہ سے حضورؐ کو محترم اور عزیز تھے - فرمایا کرتے تھے کہ تم سیف اللہ یعنی اللہ کی تلوار ہو - اس سیف اللہ نے ایک دفعہ حکم دیا کہ فلاں بستی کے سب لوگوں کو قتل کر دو - حضرت نبی کریم صلیّ اللہ علیہ وسلّم کے سامنے جب یہ معاملہ پیش ہوا تو حضورؐ نے بڑے سخت لفظوں میں خالدؓ کو ملامت کی اور ہاتھ اُٹھا کر خدا سے التجا کی کہ اے ربّ! میں خالد کے اس فعل سے بری الذمہ ہوں - خالد نے کہا حضور! وہ مسلمان نہ تھے - وہ صبانا صبانا کہتے تھے جس کے معنے یہ ہیں کہ ہم نے مذہب تبدیل کر لیا ہے حضور صلعم نے فرمایا آج عرب کے اندر اگر کوئی یہ کہے کہ میں نے دین تبدیل کر لیا ہے - تو اس سے صاف مراد یہ ہو گی کہ وہ مسلمان ہو گیا ہے - محض اتنی نشانی بھی مسلمان ہونے کی کافی ہے - اسی طرح اسامہ نے ایک شخص کو قتل کر دیا - حضور صلعم نے اسامہ سے اس بارے میں جواب طلبی کی تو اسامہ نے کہا وہ قتل سے بچنے کے لئے کہتا تھا کہ میں مسلمان ہوں - حضور صلعم نے فرمایا ھلا شققت قلبہ - کیا تو نے اس کا دل پھاڑ کر دیکھ لیا تھا کہ وہ مسلمان نہیں ہے - یہ تاریخی واقعات ہیں کہ حضرت صلعم نے اپنے دو جرنیلوں کو ملامت کی - تو حضرت نبی کریم صلعم نے منع فرمایا ہے کہ کسی مسلمان کو کافر کہا جائے -

حضرت امام زمان کے معتقدات

اس کے مقابلہ میں مولویوں کا طرز عمل یہ ہے کہ حضرت مرزا صاحبؒ نے فرمایا کہ مسلمانو مجھے کافر نہ کہو - میرے وہی اعتقادات ہیں جو اہل سنّت والجماعت کے اعتقادات ہیں میں مسلمان ہوں لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ میرا دین ہے - اسلام کے ہر حکم کو سچا تسلیم کرتا ہوں غرض میرے اعتقادات وہی ہیں جو تمہارے ہیں، میری وہی نماز اور وہی قبلہ ہے جو تمہارا ہے - پھر تم مجھے کیونکر کافر قرار دیتے ہو - اگر ہم یا ربوہ کے دوست اس زد میں آجائیں اور کوئی ہم سے پوچھے کہ اہل ربوہ یا تم مسلمانوں کو کیونکر کافر کہتے ہو - ہمارے مخالف مسلمان کہیں گے کہ ہمارا قرآن، ہمارا کلمہ، ہمارے اعتقادات اور عبادات وہی ہیں جو تمہارے ہیں پھر تم ہمیں کیوں کافر کہتے ہو تو بتلاؤ ہمارے پاس اس کا کیا جواب ہے - جو لوگ قرآن حدیث - حج - زکوٰۃ - نماز روزہ، خیرات کے پابند ہیں انہیں کافر کہہ کر ہم نے ارتکاب گناہ کیا - حضرت مرزا صاحبؒ نے فرمایا کہ میرے دعوے کے انکار سے کوئی شخص کافر نہیں ہو جاتا - جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ میں نے مسلمان کو کافر کہا ہے وہ غلطی پر ہیں میں نے کسی مسلمان کو کافر نہیں کہا -

اہلِ ربوہ کی توجّہ کے لئے

ہم ربوہ کے دوستوں کو توجّہ دلاتے ہیں - نکتہ چینی کے لئے نہیں بلکہ اظہار حقیقت کے لئے کہ وہ پچاس ساٹھ کروڑ مسلمانوں کو کافر کہتے ہیں یہ بہت بڑا ظلم ہے یہ اللہ تعالےٰ اور اس کے رسولؐ کی تعلیمات کے خلاف ہے حضرت مرزا صاحبؒ کی واضح تلقین کے خلاف ہے -

اہلِ کتاب کی صفات

آگے اہلِ کتاب کی تعریف کی ہے - ومن اھل الکتاب من ان تامنہ بقنطار یؤدہ - اہلِ کتاب میں سے

(باقی پر صفحہ ۱۲)

انسانی زندگی اور کائنات کا نظام خدا تعالیٰ کے کامل علم و قدرت پر شاہد ہیں

ہر انسان کو خدا تعالےٰ کی متابعت میں زندگی بسر کرنی چاہیئے

خطبہ جمعہ مورخہ ۳۱ مارچ ۱۹۶۷ء فرمودہ حضرت امیر قوم مولینا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ بمقام جامع احمدیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

کیف تکفرون باللہ وکنتم اموا تًا فاحیاکم ثم یمیتکم ثم یحییکم ثمّ الیہ ترجعون ——— (البقرہ آیت ۲۸) ———

اللہ تعالیٰ کے علم و قدرت کا کمال

ان آیات میں اللہ تعالےٰ نے اپنے کمال علم اور کمال قدرت کا ذکر فرمایا ہے۔ اور اپنے احسانات کا ذکر بھی کیا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے یہ ذکر فطرتِ انسانی کے پیشِ نظر کیا ہے فطرت انسانی میں ہر کمال کی قدر کرنا اور ہر احسان کے سامنے جھکنا رکھ دیا ہے۔

فطرتِ انسانی

حضورؐ نے بھی اسی حقیقت کے پیش نظر فرمایا جبلت القلوب الی من احسن علیھا۔ یعنی انسان کی فطرت میں یہ بات رکھی گئی ہے کہ جو کوئی بھی اس پر احسان کرے وہ اس سے محبت کرتا ہے۔ خدا تعالےٰ نے اس فطرت کو مدنظر رکھ اپنی قدرت و کمال اور احسانات و برکات کا ذکر فرمایا ہے سب سے بڑا احسان جو خدا نے انسان پر کیا ہے وہ یہ ہے کہ انسان کو زندگی عطا کی ہے۔ زندگی انسان کو بہت پیاری ہے زندہ رہنے اور بیماری سے بچنے کے لئے انسان بہت کچھ کرتا ہے۔ باپ اپنے بیٹے کی صحت کو برقرار رکھنے کے لئے کتنے جتن کرتا ہے۔ انبیاء علیہم السّلام نے بھی بیٹے کے لئے دعائیں کی ہیں۔

قیمتی عطیہ

غرض زندگی نہایت قیمتی عطیہ ہے۔ چنانچہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کی پیدائش کے وقت عبدالمطلب نے بہت بڑے پیمانے پر لوگوں کی ضیافت کی کہ انہیں بے نظیر پوتا عطا ہوا ہے۔ اسی طرح سے تمام دنیا کا حال ہے کہ بیٹے ان کے لئے بڑی خوشی کا باعث ہوتے ہیں۔ بیٹا بیمار ہو جائے تو ہر کوئی روپیہ صرف کرتا ہے تاکہ صحت واپس آجائے۔ انسان اپنا سب کچھ دینے کے لئے تیار ہو جاتا ہے کہ اس کا بیٹا کسی طرح اچھا ہو جائے۔ معلوم ہوا کہ زندگی بہت بڑی نعمت ہے۔ اس کے قیام کے لئے انسان بہت کچھ کرتا ہے

انسانی زندگی اللہ تعالیٰ کی قوت ایجاد اور علم پر دلالت کرتی ہے

اسی زندگی کی نعمت کا ذکر اس آیت میں فرمایا کیف تکفرون باللہ کس طرح یہ ممکن ہو سکتا ہے کہ تم خدا کا انکار کرو۔ وکنتم امواتًا۔ حالانکہ تم مردہ حالت میں تھے تمہارے اجزا اس مٹی میں ملے جُلے تھے۔ فاحیاکم تو ہم نے مردہ حالت سے تم کو زندہ کیا۔ اس زندگی کے عطا کرنے میں دو باتیں ہیں ایک تو اس میں اس کی قوتِ ایجاد ہے جو بہت بڑی قدرت اور علم پر دلالت کرتی ہے۔ اس قدرت سے انسان کی زندگی ظہور میں آئی۔

زندگی کے قیام کے سامان

پھر اس زندگی کے قیام کے لئے زمین و آسمان اور ما فیھا کو پیدا کیا۔ آسمان سے بارش نازل ہوئی۔ اس کی برکت سے زمین پر سبزی نمودار ہوئی۔ سبزی کو پرندوں اور مویشیوں کو کھلا کر اس کو گوشت کی شکل میں منتقل کیا۔ گوشت کہاں سے آیا۔ سبزی نے گوشت کی شکل اختیار کی یہ مرغی یہ انڈا کہاں سے آیا۔ یہ دانہ دُنکا، بکری، پتھر، کانچ سے تیار ہوا۔ یہ سب کچھ خدا نے انسان کے لئے پیدا کیا ہے۔ پھل۔ پھول وغیرہ سب اس مٹی سے پیدا ہوتے ہیں۔ ان کا رنگ اس مٹی میں سے پیدا ہوتا ہے۔ اس کی خوشبو اور ذائقہ مٹی سے پیدا ہوتا ہے۔ ان کی خاصیتیں بھی مٹی سے پیدا ہوتی ہیں۔ اور جو عجائب کی بات ہے وہ ہے اس کی تاثیر جس کو دیکھا تو نہیں جا سکتا لیکن تجربہ کے بعد پتہ چلتا ہے کہ فلاں چیز میں فلاں تاثیر ہے۔ فرمایا کہ ہم نے زمین و آسمان کے اندر رابطہ پیدا کیا۔ اپنے دسترخوان پر نگاہ ڈالو۔ اس رابطہ سے ہم نے تمہیں کیا کچھ عطا کیا ہے۔ یہ آسمان جس کی وجہ سے بارش ہوتی ہے۔ اور یہ زمین جو بوٹیاں لے کر پھٹتی ہے۔ یہ زمین و آسمان تمہاری زندگی کے سامان تیار کر رہے ہیں۔

خدا تعالےٰ کی صفت رحمانیت

تمہارا کھانا تمہیں توجہ دلاتا ہے۔ یہ سب کچھ خدا تعالےٰ کی قدرت پر دلالت کرتا ہے۔ تمہارا وجود اور پھر تمہاری معیشت کے تمام سامان جنابِ الٰہی کی رحمانیت کی وجہ سے منصۂ شہود میں آتے ہیں پس پھر تم سے کیونکر ہو سکتا ہے کہ اس رحیم کریم مقتدر خدا کا انکار کرو۔ خدا تعالےٰ نے تمہیں عقل و فہم کے سامان عطا کر رکھے ہیں جعل لکم السمع والابصار والافئدۃ۔ تمہیں دل و دماغ کی استعدادیں عطا کی ہیں۔ تم دانشمند ہو۔ عقلمند ہو تمہاری جبلّت میں یہ بات رکھی ہے۔ کہ تم اپنے محسن کے آگے جھکتے ہو۔ یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ تم اس خدا کا انکار کرو جس کی نعماء تمہارے مشاہدہ اور تمہارے روزمرّہ کے استعمال میں آتی ہیں۔ یہ کائنات تمہاری خدمت پر مامور کر دی گئی یہ پہاڑ تمہارے لئے ہیں۔ یہ باغات تمہارے لئے ہیں۔ یہ پرندے اور حیوانات تمہارے لئے ہیں سنریھم ایاتنا فی الآفاق وفی انفسھم۔ ہم نے اپنی قدرت و حکمت کے نشانات اس کائنات میں بھی رکھ دیئے ہیں اور انسان کے اپنے اندر بھی موجود ہیں۔ انسان زندہ نہیں رہ سکتا۔ جب تک اس کے پھیپھڑے میں ہوا نہ جائے۔ انسان کا بچہ پیدا ہوا تو اس کے اندر پھیپھڑے بھی رکھ دیئے اور ہوا بھی مہیا کر دی۔ کوئی آواز سُنی نہیں جا سکتی جب تک ہوا نہ ہو۔ بچہ بولنا نہیں سیکھ سکتا جب تک کان میں ہوا نہ جائے اور وہ آواز نہ سُن سکے۔ اور جب تک کان نہ ہوں نہ ہم سُن سکتے ہیں اور نہ بول سکتے ہیں۔ کان اور آنکھ انسان کو غور و فکر کرنے کے لئے مدد دیتے ہیں۔

انسانی زندگی اور کائنات خدا تعالیٰ کی قدرت پر شاہد ہیں

تو انسان کی اپنی زندگی بھی خدا کی ہستی اور قدرت پر دلالت کرتی ہے اور یہ کائنات بھی خدا تعالےٰ کی قدرت پر شاہد ہے۔ اس کی قدرت کا یہ نشان ہے کہ زمین و آسمان کے ربط اور تعاون سے یہ نظام کائنات جاری و ساری ہے خدا کا انسان پر احسان و احسان ہے۔ قدرت پر قدرت ہے اس کی برکات و افضال اور اس کے احسان و اکرام کا مشاہدہ کرو۔ کیف تکفرون باللہ۔ اس قدرت کے مالک خدا کا تم کیسے انکار کر سکتے ہو۔

رُوحانی پرورش کا انتظام

جس طرح تمہارے جسم کی پرورش کے لئے زمین و آسمان تمہاری خدمت میں لگا رکھے ہیں اسی طرح تمہاری روح کی پرورش کے لئے یہ کتاب نازل کی ہے۔

خدا کی ہدایت کے مطابق زندگی بسر کی جائے

جو شخص ہماری راہ ہدایت پر عمل کرتا ہے اس کو ہی فائدہ پہنچتا ہے۔ خدا کو اس سے کچھ فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔ خدا تو غنی ہے ومن ضل فان یضل لنفسہ اور جو کوئی گمراہی اختیار کرے اس کو نقصان پہنچتا ہے۔ یہ تمام کی تمام باتیں اللہ تعالےٰ نے انسان کے سامنے رکھدی ہیں تاکہ ہم غور کریں کہ اس دنیا میں کیا کچھ کر رہے ہیں۔ ہر انسان نے مرنا ہے۔ کوئی ولی پیغمبر بادشاہ اس دنیا میں باقی نہیں رہا۔ اگر یہ حقیقت ہے کہ سب نے یہاں سے چلے جانا ہے تو تم غور کرو اور خدا کی ہدایت کے مطابق زندگی بسر کرو۔ اور سوچو کہ کیا ہم اپنے بھائی بندوں

اور جماعت کے لئے ضرر رساں تو نہیں ہیں۔ غور کرو جہاں حاضری ہوگی وہاں کیا حال ہوگا۔ آدمی پبلک میں ڈرتا ہے وہ عزت چاہتا ہے۔ اس کے سامنے عزت نفس بڑی چیز ہے۔ جس کی زندگی اچھی نہ ہو وہ بدنام ہو جاتے ہیں۔ ان کی ذات اور شہرت کو نقصان پہنچتا ہے۔ یہ امور انسان کے غور و فکر کے لئے ہیں، چاہیئے کہ وہ ان سے فائدہ حاصل کریے

خطبہ ۲۴ مارچ

بقیہ خطبہ جمعہ۔ مؤرخہ ۲۴ مارچ۔

(بسلسلۂ صفحہ نمبر ۱۰)

ایسے بھی لوگ ہیں کہ اگر ان کے پاس ڈھیروں ڈھیر سونا امانت کے طور پر رکھدو۔ تو وہ ایک ایک چیز واپس کر دیں گے۔ اور ان میں سے بعض ایسے بھی ہیں کہ اگر ان کے پاس ایک دینار جیسی چھوٹی سی رقم بطور امانت رکھی جائے تو وہ واپس نہیں کرتے۔ ذالك بانهم قالوا ليس علينا فی الامیین سبیل۔ یہ اس وجہ سے ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ امیوں کے حقوق کے بارے میں ہم سے کوئی باز پرس نہیں کی جائے گی۔ غیر یہودیوں کی جان، مال و دولت ہم پر حلال ہے۔ خدا تعالےٰ نے فرمایا وہ جان بوجھ کر خدا پر افتراء کر رہے ہیں۔

تکفیر بین المسلمین سے اجتناب کیا جائے۔

ان چیزوں کو خدا تعالےٰ نے اس لئے بیان فرمایا ہے تاکہ مسلمان خدا تعالےٰ کا خوف مدنظر رکھیں اور خدا کے نیک بندوں کو کافر کہنے سے اجتناب کریں۔

دعائے مغفرت

ہمارے ایک دوست چوہدری عطا الٰہی صاحب جموں کی سرحد کے قریب برنالہ کے رہنے والے تھے وہ نہایت مخلص شخص تھے۔ وہ لاہور میں آئے۔ مجھ سے ملاقات کی۔ کہا بیمار ہوں۔ ہسپتال میں علاج کے لئے داخل ہو رہا ہوں چنانچہ وہ ہسپتال میں داخل ہو گئے۔ ان کا اپریشن ہوا اور وہ جان بحق ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ان کے لواحقین ان کی میت برنالہ لے گئے۔ جب میرے پاس یہ خبر آئی تو میں نے ایک دوست کو رقعہ دے کر ان کے گاؤں بھیجا اور ان کے لواحقین سے افسوس کا اظہار کیا۔ آپ لوگ ان کا جنازہ غائبانہ پڑھیں اور ان کے لئے دعائے مغفرت کریں۔

بقیہ مقالہ ——— از صفحہ نمبر ۳

کی قائل ہی نہیں، اور ہمیشہ مسلمانوں کو فرقہ بندیوں سے الگ ہو کر جماعت احمدیہ کے ساتھ مل کر تبلیغی خدمات سرانجام دینے کی دعوت دیتی رہی ہے لیکن اسکو کیا کیا جائے کہ مل کر کام کرنا تو الگ رہا جو تھوڑا بہت کام یہ جماعت اپنے طور پر سرانجام دیتی ہے اس میں بھی روڑے اٹکانے کی کوشش کی جاتی ہے اگر "معاصر" نوائے وقت دوسری اسلامی جماعتوں کو اس بات کا قائل کر سکیں کہ وہ جماعت احمدیہ کے ساتھ مل کر اشاعت اسلام کے لئے متحدہ اسلامی مرکز قائم کرنے کے لئے تیار ہیں تو یہ جماعت بھی اگر اپنی شمولیت سے دریغ نہ کرے گی۔ اس کے ساتھ ہی مسیحی فتنہ کا ایک اور پہلو بھی قابل غور ہے جہاں تک عقائد کا سوال ہے جماعت احمدیہ کا ایک ایک مبلغ عقائد کے لحاظ سے اس سارے فتنہ کے سدباب اور قلع قمع کی استعداد و قابلیت رکھتا ٭

باقی کالم ۳ کے نیچے

ہالینڈ مسلم مشن کی تبلیغی سرگرمیاں

جناب میاں محمد صاحبؒ کی وفات پر ہالینڈ میں تعزیت۔ ایک اور تعلیم یافتہ صاحب کا قبول اسلام

ایک کیتھولک چرچ میں تقریر

برادرم مولانا غلام احمد صاحب بشیر فاضل مبلغ ہالینڈ اپنے ایک حالیہ مکتوب میں مشن کی سرگرمیوں کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں:۔

" حضرت میاں صاحبؒ کی اچانک مفارقت کا درد ہمیشہ رہے گا اللہ تعالےٰ آپ کو جنت الفردوس میں اعلےٰ مقام عطا فرمائے آمین۔ ہم نے چند دوستوں کے ساتھ آپ کا جنازہ ادا کیا تھا۔ پھر آپ کی یاد میں تین مارچ کو ایک جلسہ منعقد کیا گیا جس میں حضرت میاں صاحبؒ کے اعلیٰ اخلاق اور نمونہ کا ذکر ہوا۔ جو دوست بھی آپ سے تعارف حاصل کر چکے ہیں وہ آپ کو نہیں بھولتے جب بھی آپ یہاں سے ہو کر واپس تشریف لے جاتے تو آپ کی انتظار رہتی اب صبر کے سوا اور کوئی چارہ نہیں کاش آپ اس ہمیشہ کی جدائی سے پہلے ایک دفعہ ہمیں شرف ملاقات بخش جاتے۔

مسٹر خاں صاحب نے اپنی عبادت سے پہلے حضرت میاں صاحبؒ کے لئے دعا کی تھی اور مجھ سے سورۃ فاتحہ اور بعض قرآنی دعائیں اونچی آواز سے پڑھنے کو کہا تھا اس دن ان کا دل بھرا ہوا تھا۔ ہمارے مشن سے تعلق رکھنے والے کیا مسلمان اور کیا غیر مسلم آپ کی مفارقت پر تین دن بعد ہمارے بھائی سلامت ہو یک بھی ہمیں داغ مفارقت دے گئے ان کا وجود بہت ہی برکت کا موجب تھا ان جیسے تعلیمیافتہ انسان کا اسلام سے وابستہ ہونا روزمرہ کی بات نہیں۔

۲۳ر فروری کو اللہ تعالیٰ نے ایک اور تعلیم یافتہ دوست کو مشرف بہ اسلام فرمایا ہے۔ یہ دوست مسٹر عارف لوف LOEFF ہیں آپ نے وکالت پاس کی ہوئی ہے اور اس وقت منسٹری آف جسٹس میں ایک اچھے عہدے پر فائز ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کا آنا مبارک فرمائے۔ مہربانی فرما کر ان کی استقامت کے لئے دعا فرمائیں۔ اگر اس وقت حضرت میاں صاحبؒ موجود ہوتے تو آپ کو اس قسم کے نئے مسلمان کی وجہ سے از حد خوشی ہوتی۔ جب بھی اس قسم کی کامیابی ہوگی میاں صاحب کی یاد تازہ ہوتی رہے گی۔

میں یکم مارچ کو ایک کیتھولک چرچ کی دعوت پر تقریر کے لئے گیا تھا۔ اللہ کے فضل سے حاضرین پر اسلام کی تعلیم کا بہت اچھا اثر رہا۔ پندرہ مارچ کو پھر وہاں پر تقریر کے لئے جا رہا ہوں اللہ تعالےٰ کامیابی دے۔ ہم سے تو حضرت میاں صاحب ہزاروں میل کے فاصلہ پر تھے پھر بھی آپ سے جدائی کا احساس ہوتا تھا آپ کے گذر جانے کے بعد اب احساس زیادہ ہو رہا ہے۔ آپ کو تو قریب کا تعلق تھا آپ کے لئے تو خلا ہی خلا نظر آتا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ آپکو صبر جمیل عطا فرمائے اور آپ کا حامی و ناصر ہو، آپ کو حضرت میاں صاحبؒ کے بابرکت وجود سے مستفید ہونے کا موقعہ ملا ہے اللہ تعالیٰ آپ کے ذریعہ دوسروں کو بھی مستفید فرمائے۔

جناب میاں صاحبؒ کا ایک خط

ٹرینیڈاڈ سے شیخ محمد طفیل صاحب لکھتے ہیں:۔

۲۔ اکتوبر ۱۹۶۶ء کے ایک خط میں تحریر فرمایا:۔

"مدت کے بعد آپ کا محبت نامہ محررہ ۱۶/۸ لائل پور سے واپس ہو کر کل دوز ملا پڑھ کر بہت خوشی ہوئی۔ اخبار کا تراشہ جو آپ نے سیدھا مری پوسٹ کیا تھا وہ بھی مل گیا۔ خوشی کے مارے آنکھیں پرنم ہو گئیں اور دل میں سرور۔ آپ یقین رکھیں کہ مخالفت جتنی زیادہ ہوگی اتنی ہی خدا کے دین کو پھیلانے میں کامیابی ہوگی .... بے اختیار دل چاہتا ہے کہ جس جگہ آپ ہیں میں بھی چلا جاؤں اور اس دنیا کو خیرباد کہ دوں۔ لیکن دل کی تکلیف سے مجبور ہو کر اپنی خواہش پوری کرنے سے قاصر ہوں، دعا فرمائیں۔ کہ خداوند کریم ایسے سامان پیدا فرما دے کہ کشاں کشاں آپ احباب کی ایک دفعہ تو زیارت کر لوں

....

ہم کمزور ہیں عیسائی سونے کے پہاڑ خرچ کرنے کو تیار رہتا ہے لیکن خدا کی نصرت کے آگے یہ کیا کام آتے ہیں اب ہر ایک مسلمان کا اولین فرض ہے کہ اس محاذ کے مضبوط کرنے کے لئے جو کچھ کر سکتا ہے کرے۔ مال سے اولاد سے دعا سے غرض جس طرح بھی ہو سکے ""

٭ ہے لیکن عیسائیت کے فروغ کا اصل سبب اس کے عقائد یا انجیل کی وسیع اشاعت ہی نہیں بلکہ جیسا کہ انڈونیشیا میں مسیحیت کے فروغ کی وجوہات کا ذکر کرتے ہوئے یہ بتایا گیا ہے کہ ۱۹۶۵ء کے بعد عیسائی مبلغین مذہب عیسوی کی تبلیغ بہت ہی کم کرتے رہے ہیں، اور اپنی توجہ رفاہ عامہ اور معاشی اصلاح پر مرکوز کرتے رہے ہیں، اور اس نے انڈونیشیا والوں کو بہت متاثر کیا ہے۔ یہی حال پاکستان سمیت دوسرے ممالک کا ہے جہاں عیسائیت فروغ پا رہی ہے یہ وہ پہلو ہے جس کا مقابلہ نہ مسلمانوں کا کوئی متحدہ مرکز کر سکتا ہے اور نہ کسی ایک جماعت کے بس کا یہ کام ہے کہ لوگوں کے اقتصادی اور معاشی احوال کو درست کرنے کے لئے عیسائیت کی طرح بیدریغ روپیہ خرچ کریں، یہ حکومت کا کام ہے کہ وہ اس طرف متوجہ ہو اور ایک ایسا محکمہ قائم کرے جو تالیف قلوب کی غرض سے اپنے غریب اور پسماندہ بھائیوں کی امداد میں روپیہ خرچ کر کے انہیں عیسائیت کے چنگل سے بچائے، اگر معاصر نوائے وقت اور دوسرے اخبارات حکومت پاکستان کو اس طرف متوجہ کر کے ایسا محکمہ قائم کرانے میں

ڈاکٹر محمد عبدالسلام خیری صاحب سہارنپوری

سیدنا حضرت میرزا صاحبؒ کے دو الہامات

اور احباب جماعت احمدیہ لاہور

(۱) "لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں"۔

(۲) "میں تیرے خالص محبوں کا گروہ بھی بڑھاؤں گا۔ اور انکے اموال و نفوس میں برکت دوں گا"

ہمارے قومی اخبار پیغام صلح کی پیشانی پر سیدنا حضرت میرزا صاحبؒ کے دو الہامات (۱) "لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں اور (۲) میں تیرے خالص محبوں کا گروہ بھی بڑھاؤں گا، اور ان کے اموال و نفوس میں برکت دوں گا" شائع ہوتے ہیں۔ اس بارے میں قادیان کا اخبار بدر مؤرخہ ۹ مارچ ۱۹۷۶ء رقمطراز ہے:۔

"ان دو الہامات کے مصداق اہل پیغام تو کسی صورت میں نہیں بن سکتے۔ کیونکہ اول الذکر الہام ۱۷ دسمبر ۱۹۰۳ء کا ہے جب ان نام نہاد "پاک ممبروں" کا لاہور میں کوئی وجود بھی نہ تھا۔ مولوی محمد علی صاحب ایم اے اور مولوی صدرالدین صاحب وغیرہ اکابرین پیغام تو اس وقت قادیان میں رہتے تھے اور جو وطن کی نسبت سے لاہوری تھے بھی تو وہ اپنے کاروباری مصروفیات اور ملازمتوں وغیرہ میں ادھر ادھر یا لندن تک منتشر تھے جو ۱۹۱۴ء میں لاہور جا کر اکٹھے ہو گئے۔ اس لئے ان پر پاک ممبروں کا الہام تو صادق نہیں آتا، البتہ اخرج منہ الیزیدیون کا الہام یا لاہور میں ایک بے شرم ہے (بدر جلد ۶ نمبر ۱ صفحہ ۳) ضرور چسپاں ہو سکتا ہے"

قادیان کے اخبار بدر کو معلوم ہونا چاہیئے کہ احمدیہ بلڈنگس کی بنیاد ۱۹۰۳ء میں رکھی گئی۔ جس زمین پر اب احمدیہ بلڈنگس قائم ہے وہ اس سلسلہ کے محترم بزرگ چوہدری ظہور احمد صاحب کے والد ماجد چوہدری اللہ یار صاحب کی ملکیت تھی اور ان سے ابتداء میں ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب، ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب اور خواجہ کمال الدین صاحب نے لمبے عرصہ کے لئے کرایہ پر لی تھی۔ پہلے شاہ صاحب اور خواجہ صاحب نے لب سڑک اپنے مکانات تعمیر کئے۔ اس کے کچھ عرصہ بعد مرزا صاحب اور جناب منشی ...الہی صاحب نے بھی اپنے مکانات بنوائے۔ ۱۹۰۸ء میں حضرت میرزا صاحبؒ پہلے خواجہ کمال الدین صاحب کے مکان میں اترے اور چند دن بعد ڈاکٹر شاہ صاحب کے مکان میں تشریف لے گئے۔ ۲۳ مئی ۱۹۰۸ء کو سب سے پہلا جمعہ احمدیہ بلڈنگس میں پڑھا گیا، اس جمعہ کے بعد حضرت صاحب نے ایک تقریر فرمائی جو بعد میں "حجۃ اللہ" کے نام سے شائع ہوئی۔ حضرت مرزا صاحب مرحوم نے اپنی آخری تصنیف "پیغام صلح" بھی احمدیہ بلڈنگس میں ہی تحریر فرمائی۔ ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو حضرت صاحب کا انتقال ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب کے مکان میں ہوا یہ حقائق اس بات کے شاہد ہیں کہ ۱۹۱۴ء سے قبل لاہور میں پاک ممبر موجود تھے۔ ہم اخبار بدر قادیان سے دریافت کرتے ہیں کہ یہ الہامات اکابرین جماعت احمدیہ لاہور کے لئے نہیں ہیں تو پھر اور کس کے لئے ہیں؟ اہل قادیان کو جو جماعت احمدیہ لاہور سے بغض و عناد ہے، وہ کسی سے ڈھکا چھپا نہیں۔ یہ لوگ الٹی سیدھی بکواس کر کے اپنی بے وقوفی کا کھلم کھلا اعلان کرتے ہیں، اور جوش میں اندھے ہو رہے ہیں۔ باوجود یہ جاننے کے کہ یہ الہامات انہیں بزرگوں کے لئے ہیں، مگر اپنے دل کے پھپھولے پھوڑنے کے لئے ایسا کرنے پر مجبور ہیں۔ حضرت میرزا صاحبؒ نے ایسے ہی لوگوں کے متعلق فرمایا ہے:۔

واہ رے جوش جہالت خوب دکھلائے ہیں رنگ
جھوٹ کی تائید میں حملے کریں دیوانہ وار
نازمت کر اپنے ایماں پر کہ یہ ایماں نہیں
اس کو ہیرا مت سمجھ ہے یہ سنگ کوہسار

اس کے بعد اخبار بدر نے آنکھیں بند کر کے یوں سفید جھوٹ بولا ہے:۔

"دوسرا الہام جو پسر موعود کی پیشگوئی کا ایک حصہ ہے (اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء) یہ الہام واقعاتی لحاظ سے جماعت احمدیہ قادیان پر ہی صادق آتا ہے ورنہ ایمانداری سے اور خدا کو حاضر و ناظر جان کر بتایا جائے کہ نفوس و اموال میں جو برکت اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ قادیان کو عطا فرمائی ہے۔ اس کا عشر عشیر آج انہیں حاصل ہے؟ کیا وہ بتا سکتے ہیں کہ پون صدی اور انتھک تگ و دو کے باوجود وہ اپنے اصل مقام سے کچھ بھی آگے بڑھے ہیں؟ اور معکوس ترقی نہیں کی؟ اور یہی حال ان کی اولاد میں برکت کا بھی ہے۔ جیسے وہ خود تسلیم بھی کرتے ہیں کہ ان کی آئندہ نسلیں احمدیت چھوڑ اسلام سے بھی برگشتہ ہوتی چلی جا رہی ہیں"

یہ پڑھتے ہی غالب مرحوم ہمیں یاد آ گئے۔ انہوں نے سچ کہا تھا۔

دل کے بہلانے کو غالب یہ خیال اچھا ہے

اخبار بدر بتائے کہ وہ کونسے غیر مبائع صاحبان ہیں، جن کی اولاد احمدیت چھوڑ اسلام سے برگشتہ ہو گئی۔ وہ ہمیں ان غیر مبائع صاحبان کے نام اور پتے بتلائے اور اگر وہ ایسا نہ کر سکے تو جھوٹ بولنے سے پرہیز کرے۔ سیدنا حضرت میرزا صاحبؒ فرماتے ہیں کہ جھوٹ بولنا مرتد ہونے سے کم نہیں۔ نام لئے بغیر اس قسم کی لاف و گزاف ان لوگوں کا کام ہے۔ جو خواہ مخواہ اپنی بڑائی کا رعب دوسروں پر بٹھانا چاہتے ہیں۔ ہم اخبار بدر کو مشورہ دیتے ہیں کہ وہ اس قسم کی لاف و گزاف سے پرہیز کرے۔ اور جیسا کہ سب کو معلوم ہے کہ ہندوستان کی جماعت ربوہ اب قادیان کے پھندے سے نکل رہی ہے، اور اس جماعت ربوہ کے کتنے ہی آدمی اپنی علیحدگی کا اعلان کر چکے ہیں۔ ہاں اگر اخبار بدر اس سفید جھوٹ سے اپنی گرتی ہوئی جماعت کو بچا کر سنبھالا دینا چاہتے ہیں تو یہ بات دوسری ہے۔ لیکن اخبار بدر یاد رکھے کہ اس قسم کے سہارے دینا ایسا ہی ہے جیسے ایک گرتی ہوئی دیوار کی بنیاد میں ریت بھر دی جائے۔ اخبار بدر کو معلوم ہونا چاہیئے کہ ایسے سفید جھوٹ اڑانے سے اس کی قوم مضبوط نہیں ہو سکتی۔ اور لاہور کے پاک ممبران کے بارے میں زہر اگلنا ہرگز مفید نہیں ہوگا۔ اللہ تو کے ان پاک ممبران سے حضرت امام زمانؑ کا کیا تعلق تھا وہ ہم درج کر دیتے ہیں۔

حضرت مولانا محمد علیؒ کو عالم کشف میں قلم عطا کی گئی

حضرت میرزا صاحبؒ نے اپنے کشف میں مولوی صاحب کو قلم دیا۔ اس قلم کے ذریعہ سے حضرت مولاناؒ نے اسلام کی بے نظیر خدمت کی۔ اور مشرق و مغرب کے رہنے والے لوگوں نے اقرار کیا کہ ان کی کتب میں نور ہے اور روشن دلائل ہیں۔

حضرت خواجہ کمال الدینؒ کو "حسن بیان" کا الہامی خطاب

جناب خواجہ صاحب کے متعلق حضرت صاحبؒ کو "حسن بیان" کا الہام ہوا۔ خواجہ صاحب نے ہندوستان، برما، افریقہ اور انگلستان میں اپنے حسن بیان سے ایک عالم کو اسلام کا گرویدہ بنا لیا اور ان کی تقاریر کا سکہ لوگوں کے دلوں پر جم گیا۔ لوگ ان کے "حسن بیان" پر عاشق ہو گئے۔

حضرت میرزا صاحبؒ کا کشف جو خواجہ صاحبؒ کے ذریعہ پورا ہوا۔

جناب میرزا صاحبؒ نے ایک اور کشف دیکھا کہ میں لندن میں ایک منبر پر وعظ کر رہا ہوں اور سفید پرندے پکڑ رہا ہوں۔ حضرت خواجہ صاحب نے اس کشف کو پورا کیا۔ گویا حضرت امام زمانؑ اور خواجہ صاحبؒ کا وجود ایک ہو گیا۔

مولوی محمد علی صاحبؒ کا وجود مرزا صاحبؒ کی صداقت کا ثبوت ہے

مولوی صاحبؒ کے متعلق حضرت صاحبؒ نے فرمایا تھا کہ خدا تعالیٰ نے میرے گھر کو طاعون سے محفوظ کر لیا ہے۔ اس لئے مولوی صاحب کو جو آپ کے گھر میں رہتے تھے طاعون نہیں ہوگی اور فرمایا کہ اگر مولوی صاحب کو طاعون ہو گئی تو میرا دعوےٰ باطل ہے۔ اس طرح مرزا صاحبؒ نے اپنا وجود اور مولوی صاحب کا وجود ایک کر کے دکھلا دیا۔ بڑے افسوس کا مقام ہے کہ ان باتوں کے ہوتے ہوئے کچھ لوگ ان بزرگوں کے حق میں نازیبا الفاظ منہ سے نکالتے ہیں۔ یہ حقائق ثابت کرتے ہیں کہ مرزا صاحبؒ اپنے وجود کے "پاک ممبران" کو اپنے دعاوی اور اسلام کی صداقت کی زبردست اور زندہ دلیل قرار دیتے ہیں۔

کچھ تو خوف خدا کرو لوگو
کچھ تو لوگو خدا سے شرماؤ

مولانا عارف کا تجاہلِ عارفانہ

پھر پرسشِ جراحتِ دل کو چلا ہے عشق
سامانِ صد ہزار نمکداں کیئے ہوئے

مولانا محمد یار عارف (ریٹائرڈ مربی ربوہ) نے بڑے طنطنے اور طمطراق سے مباحثہ کی تہدید فرمائی ہے۔ وہ نہ صرف عارف اور میں عامی ہوں۔ بلکہ وہ علمی لحاظ سے ثریا نشین ہیں۔ ان کی ثریا نشینی کو تسلیم کرنے میں مجھے ذرا بھی تامل نہیں اور نہ ہی ان کے مقابلے میں اپنی بے بضاعتی کے اعتراف میں حجاب ہے۔ اگر میں علمی طور پر ثریا نشین نہ ہو سکا تو اس پر مجھے تاسف تو ہے لیکن ثریا نشین سے کوئی تعرض نہیں۔ جو "بارگاہِ خلافت" سے عنایت ارزاں ہوئی اُن کو مبارک ہو۔ لیکن اُن سے اور ان کے ہم نواؤں اور ہم پروازوں سے بڑے ادب سے ایک استفسار کرتا ہوں، کہ جس تقریر اور تحریر کے ملکہ پر تکیہ کرتے ہوئے انہوں نے بے باکانہ انداز میں چیلنج دیا ہے۔ یہ وہی ملکہ تحریر و تقریر ہے جس کے بل بوتے پر وہ "محمود را ذوم ساخت" کا کارنامہ سرانجام دیتے رہے ہیں۔ ہر چند کہ حضرت مسیح موعود کی مقدس تحریک کا مبلغ ہونا ایک بہت بڑا شرف ہے، اگر وہ بھی اس کی تقدیس کے دل سے معترف تھے اور تبلیغ کو فرض عین سمجھتے رہے اور اگر انہوں نے تحریک احمدیت کی کوئی معنی خیز اور نتیجہ خیز خدمت سرانجام دی اور "خانہ ساز خلافت" کی سربلندی کے لئے معرکے سر کرتے رہے تو پھر "تبلیغ دین" کو ترک کر کے "مبلغ اسلام" سے منڈی کے آڑھتی کیوں بن گئے؟ کیا اس میں هل ادلكم على تجارة تنجيكم من عذاب اليم کی کوئی تفسیر مضمر ہے؟ جب وہ معلوم اور معروف وجہ سے قسطاسِ مستقیم کو نیاگ کر اناج منڈی کے ترازو کے رسیے ہو گئے تھے تو ان کو اپنے نئے پیشے سے لگاؤ رکھنا چاہیئے تھا اگر میری کوئی تحریر ان کے دل و دماغ میں ترازو ہو گئی تھی اور اگر اس پر بھی کا ہونا ناگزیر بھی تسلیم کر لیا جائے تو اس برہمی کے اظہار میں کسی میزان اور ترازو کا خیال رکھ لیتے تو اس میں اُن کے ماضی اور ان کے حال کی لاج رہ جاتی۔ پھر اُن پر یہ بھی واجب تھا کہ جس عاجز کو وہ چیلنج سے مرعوب کرنا چاہتے ہیں اس کے متعلق بھی سوچ لیتے کہ اس نے ان کے عارفانہ معلومات کے ذاتی بیعا سے زلہ ربائی کی ہے۔ بلکہ انہوں نے بطور قریبی ہمسائے اس کو اپنے قادیان سے لنڈن اور لنڈن سے قادیان تک کے واردات سے نوازا اور اس کے اپنے ذاتی مشاہدات اور تجارب پر اپنی عارفیت سے مہر تصدیق ثبت فرمائی۔

کبھی تو حضرت عارف صاحب راقم الحروف کے ہمدم و ہم قدم ہم آواز و ہم پرواز تھے۔ اب انہوں نے واعظانہ کلوخ اندازیاں شروع کر دی ہیں:۔

ما و مجنوں ہم سبق بودیم در دیوانِ عشق
او بصحرا رفت و ما در کوچہ ہا رسوا شدیم

راقم الحروف کے اپنے مشاہدات اور معلومات اتنے پُرعجیب اور لاریب تھے کہ قادیان کے "خلافتی نظام" سے الگ ہونے کے لئے کافی تھے۔ لیکن اپنے آپ کو عامی تصور کرتے ہوئے ایک قسم کے تعلق کو قائم رکھا۔ تاہم "عارفانہ انکشاف" سے بھی کشف غطاء ہوا۔ یہ سانحہ الیم پیدا کرنے کے بعد حضرت عارف صاحب، تو اپنے والد ماجد صاحب کے مقدمات میں اُلجھتے ہوئے منڈی میں زوپوش ہو گئے۔ عارف کا تو یہ انجام ہوا۔ عاجز پھر بھی اہل قلم کے شہر یاروں سے کسب ضیاء کرتا رہا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے رفقاء عظام کے گروہ سے وابستہ ہو گیا۔ مگر اس کو کیا کیا جائے کہ جن صحابیوں کے "قلم و گفتار" کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہام ہوئے جن کی قوتِ انتظامیہ پر حضور نے تکیہ فرما کر اپنی زندگی میں سیکرٹری کے اہم فرائض تفویض کئے ان کو دشنام دینا ہی "خلافتی نظام" کا شعار بن گیا؟ گویا ان کے دشنام سے حضور علیہ السلام کے الہام باطل ہو گئے ہیں تو یہ نعوذ باللہ۔ جب ان دشنام کا جواب دیا گیا تو حضرت عارف نے راقم الحروف کو شدید انتباہ سے نوازا۔ اس کا مختصراً جواب یہ ہے "اے بادِ صبا ایں ہمہ آوردۂ تست"۔ راقم الحروف نے عمداً اور مصلحتاً اشارے اور کنائے سے کام لیا ہے۔ اس میں گریز اور رمز کا پہلو ہے۔ تاکہ حضرت عارف یہ طعنہ نہ دیں کہ راقم الحروف نے ان کی نجی گفتگوؤں اور نجی تحریروں کا حوالہ دے کر آئین رازداری کے اصول کو ملحوظ نہیں رکھا۔ ان کا راقم الحروف کو للکارنا ایسا ہی ہے۔ جیسے راقم الحروف اس شخص کو "الفضل" کے توسط سے چیلنج دے جس نے راقم الحروف کے انکشافات سے جماعت ربوہ سے علیحدگی اختیار کی ہو۔ اور اس علیحدگی کے جواز میں وہ پیغام صلح میں لکھے تو راقم الحروف اس کو دعوت مبارزت دے۔ آخر میں حضرت عارف صاحب کی خدمت میں عاجزانہ اور مودبانہ گذارش ہے کہ وہ اپنے مشاہدات کو جو مشاہدات عرفانی کہلانے کے مستحق ہیں صرفِ نسیان نہ فرمائیں۔ کیونکہ ان مشاہدات سے خاکسار راقم الحروف کو تعمیری شعور نصیب ہوا۔ حضرت عارف صاحب "نور" کا واسطہ دے رہے ہیں۔ خاکسار ان کو عارف کے تلازمے سے "عرفان" کا واسطہ دیتا ہے کہ ذرا سنبھل کر قدم رکھیں مبادا "نور" اور "عرفان" کے تصادم سے سنگین راز وا شگاف ہوں:

آپ ہی اپنی اداؤں پہ ذرا غور کریں
ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہو گی

درخواستِ دعا - محمد اقبال چغتائی صاحب ان دنوں بعض پریشانیوں میں مبتلا ہیں، احباب سے دعا کی درخواست ہے۔

جماعتوں کے جلسے

گزشتہ اشاعت میں مختلف شہروں میں مقامی احمدیہ جماعتوں کے سالانہ جلسوں کے انعقاد کی تحریک کرتے ہوئے ان جلسوں کی افادیت اہمیت کو واضح کیا جا چکا ہے اور یہ بتایا جا چکا ہے کہ گزشتہ چند سالوں سے بعض جماعتوں نے اپنے اپنے ہاں ایسے جلسوں کا انتظام کر رکھا ہے جس سے ان مقامات کے احباب بالخصوص نوجوانوں میں جماعتی وابستگی کی روح بیدار ہو گئی ہے اور وہ خدمات دینیہ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہے ہیں اس کے علاوہ ان جلسوں کے ذریعہ غیر از جماعت احباب کی حضرت مسیح موعود اور بالخصوص جماعت احمدیہ لاہور کے متعلق بہت سی غلط فہمیوں کو رفع کیا جاتا اور انہیں سلسلہ کے قریب لانے کی کوشش کی جاتی اور اس میں شمولیت کی دعوت دی جاتی ہے جو سلسلہ کی ترقی اور مضبوطی کا باعث ہو گی اسی سلسلہ میں امسال سب سے پہلا جلسہ کوٹ باری (اوکاڑہ) میں منعقد ہوا جس کی مختصر رپورٹ اسی اشاعت میں دوسری جگہ درج ہے۔ دوسرا جلسہ راولپنڈی میں منعقد ہوا، اس کی بھی عمومی کیفیت اسی اشاعت میں دوسری جگہ درج قارئین کرام ہے، اس کے علاوہ کراچی اور پشاور کی جماعتیں بھی اپنے اپنے ہاں جلسے کر رہی ہیں (مفصل اعلانات ذیل میں درج ہیں)

ضرورت ہے کہ دوسرے شہروں کی جماعتیں بھی اس طرف توجہ کریں اور اسی ماہ اپریل اور مئی میں اپنے اپنے ہاں جلسے منعقد کرانے کا اہتمام کریں۔ اور نہ صرف مرکز سے بزرگان جماعت کو بلا کر ان سے لیکچر کرائیں بلکہ مقامی جماعت کی اجتماعی زندگی اور تنظیم کے لئے بھی موثر تجاویز عمل میں لائیں۔ اس سلسلہ میں ہم لائل پور، سیالکوٹ، سرگودھا، وزیر آباد اور ملتان کی جماعتوں کو بالخصوص متوجہ کرنا چاہتے ہیں اور اُمید کرتے ہیں کہ وہ جس قدر جلد ممکن ہو اپنے اپنے ہاں جلسوں کے انعقاد کا انتظام کر کے مرکز کو اطلاع دیں گی، تاکہ مبلغین اور واعظین کو بھیجنے کا بندوبست کیا جا سکے۔

جماعت کراچی کا جلسہ

۳۰ اپریل ۱۹۶۷ء کو بروز اتوار جماعت احمدیہ کراچی کا سالانہ جلسہ منعقد ہو گا، جس میں مولینا عبدالحق صاحب ودیارتھی، ڈاکٹر اللہ بخش صاحب، شیخ عبدالرحمٰن مصری صاحب۔ مولینا عبدالمنان عمر صاحب اور ان کی بیگم صاحبہ شمولیت فرمائیں گے اور ان کی تقاریر ہوں گی، بیگم عبدالمنان عمر صاحب عورتوں میں تقریر فرمائیں گی۔

شیخ عبدالرحمان مصری صاحب جلسہ سے پیشتر ۲۸ اپریل کو وہاں جمعہ کی نماز پڑھائیں گے اور دوسرے دنوں میں قرآن کریم کا درس دیں گے۔

جماعت کراچی کی استدعا ہے کہ کراچی اور گردونواح کے علاوہ علاقہ سندھ کے مختلف شہروں کے احباب بھی اس جلسہ میں شمولیت فرما کر مستفید ہوں۔

مقام جلسہ:- احمدیہ مسجد شارع قائدین

(کراچی ملتان) 240/13 P.E.C.H.S
Karachi - 29

کوٹ باری میں سالانہ جلسہ

(بسلسلہ صفحہ ۲)

اسلام اور عیسائیت

کیپٹن صاحب کے بعد قاضی طارق محمود صاحب مبلغ جماعت اوکاڑہ نے "اسلام اور عیسائیت" پر تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرت آدم صفی اللہ سے حضرت ختم المرسلینؐ تک جتنے بھی مختلف وقتوں اور مختلف قوموں میں نبیؑ اور رسولؑ مبعوث ہوئے۔ ان کے ہدایت نامے تمام کے تمام وقتی اور قومی تھے۔ چنانچہ انہوں نے اپنے اپنے وقتوں میں ضروریات زمانہ کے مطابق تبلیغ ہدایت کا فریضہ انجام دیا لیکن حضرت نبی کریم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قیامت تک کے لئے دنیا جہان کے انسانوں کی ہدایت و رہنمائی کے لئے اللہ تعالےٰ نے مبعوث فرمایا اور تمام انبیاءؑ کا کام اور تمام انبیاءؑ کا کردار اللہ تعالےٰ نے حضور مصطفےٰ صلعم کی ذات سے وابستہ کر دیا۔ خدا رب العالمین ہے۔ تو اس کا رسول رحمتہ للعالمین ہے۔ اور ایسا ہی قرآن ذکر للعالمین ہے حضرت رسول کریم صلعم کی فطرتی اور ہمہ گیر اور عالمگیر تعلیمات کو سعید روحوں نے قبول کیا۔ روحانی دنیا میں ایک عظیم الشان انقلاب رونما ہوا۔ بدی اور بدکرداری کی جگہ تقویٰ و طہارت نے لے لی۔ حضرت نبی کریمؐ کی فیض صحبت اور قرآنی تعلیمات کے اثر و نفوذ کے سبب سے ایک مثالی قوم پیدا ہوئی۔ جس نے زندگی کے ہر شعبہ میں حسن و خوبی کردار و عمل کے پھول کھلائے۔ تہذیب و تمدن۔ معاشرت علوم و فنون اور اقتصادیات میں دنیا بھر میں سبقت لے گئے۔ وہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کے پیکر تھے۔ تقویٰ و طہارت اور حسن و خوبی۔ کے عمل نے انہیں تاریخ میں ذریں مقام بخشا ہے۔ انہیں دین و دنیا کی حکمرانی میسر آئی۔ لیکن کل اور آج کے مسلمان میں بڑا فرق ہے۔ وہ غالب تھے اور ہم مغلوب ہیں۔ وہ عامل تھے ہم غافل ہیں۔ ان کے دل روشن تھے۔ ہمارے دل سیاہ ہیں۔ ہم اسلام کی برکتوں اور رحمتوں سے اپنے کردار و عمل میں سستی اور غفلت کی وجہ سے یکسر محروم ہو چکے ہیں۔ حالانکہ اب بھی ہمارا وہی خدا وہی رسولؐ اور وہی قرآن ہے۔ ہماری پستی کی وجہ یہ ہے کہ ہم نے اپنے خدا اپنے رسولؐ اور اپنے قرآن کو بھلا دیا ہے اسی وجہ سے ہمیں اپنے دین کی خوبیوں سے ناواقف اور خدا اور رسول سے غافل پا کر طاغوتی طاقتیں ہم پر حملہ آور ہو رہی ہیں اور ہر کہیں خصوصاً پاکستان میں عیسائیت کی دعوت و تحریک کا اژدھا اپنا منہ پھاڑ پھاڑ کر کلمہ گو مسلمانوں کو نگلتا جا رہا ہے۔

عیسائیت کے اثر و نفوذ کو اگر کوئی جماعت ختم کر سکتی ہے تو وہ احمدیہ تحریک ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ ہمارے مسلمان بھائی ہمارے ساتھ معاونت کرنے کے بجائے اسی نیک تحریک کو مٹانے کے درپے ہیں۔ حالانکہ یہ تحریک خالصتہً تبلیغ دین اور اشاعت اسلام کے لئے وقف ہے۔ اس کے پاس استیصال عیسائیت کے لئے بڑے مؤثر اور کارگر ہتھیار ہیں۔ یہ ہتھیار آزمائے ہوئے ہیں۔ اگر مسلمان بھائی اس تحریک کا ساتھ دیں تو وہ دن دور نہیں جبکہ پاکستان بلکہ دنیا جہان سے مذاہب باطلہ اپنی موت آپ مر جائیں گے اور دنیا جہان کا غالب مذہب اسلام ہوگا۔ وہ اسلام جو خدا نے اپنے رسولؐ کی معرفت عالم انسانیت کی فلاح و بہبود کے لئے پسند فرمایا۔ ہم تمام مسلمان بھائیوں کو دعوت دیتے ہیں کہ اس تحریک کا ساتھ دیں اور مل کر خدا اور رسولؐ کے دین کی خدمت کریں۔ اسے خدا ایسا ہی کر۔ (باقی۔ باقی)

جلسہ راولپنڈی

بسلسلہ صفحہ ۲

تمام دینی سرگرمیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں ایسا ہی اس جلسہ کا اہتمام جماعت کے نوجوانوں نے کیا۔ یہ ان کی دینی دلچسپی کا ثبوت ہے میاں صاحب نے یہ بھی بتایا کہ اس مکان کے ساتھ ایک پلاٹ ہے جس کو ہم خریدنا چاہتے ہیں اور اس کے لئے جماعت راولپنڈی اور بشرط ضرورت بیرونی احباب سے امداد کی درخواست کریں گے۔ آپ نے بتایا کہ اسی سلسلہ میں آزاد کشمیر کے ٹھیکیدار محمد دین صاحب سے بھی امداد کی درخواست کی گئی جو انہوں نے بشرح صدر قبول فرمالی ہے اور ان کے نوجوان صاحبزادہ شوکت صاحب نے تو ان سے بھی بڑھ کر جتنی ضرورت ہو امداد دینے کا وعدہ کیا ہے اس سے بڑھ کر نوجوانوں کی دینی دلچسپی کا اور کیا ثبوت ہو گا۔ منٹو صاحب کی اس تقریر کے بعد جلسہ برخاست ہوا۔

آخر میں یہ بتانا ضروری ہے کہ ۱۵ اپریل کی رات کو جماعت کے ایک رکن محمد اقبال احمد صاحب نے تمام بیرونی مہمانوں کی نہایت پرتکلف دعوت کی اور دوسری شب محترم میاں فاروق احمد صاحب نے بھی سب مہمانوں کو پرتکلف دعوت طعام دی۔

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام ملک نذر الٰہی کا پرنٹر چھپا اور مولوی دوست محمد صاحب پبلشر نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع کیا۔

پیغام صلح مورخہ ۲۰ اپریل ۱۹۶۶ء - رجسٹرڈ ایل نمبر [illegible] - شمارہ ۱۵

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

ہفت روزہ

پیغام صلح

لاہور

زرِ مبادلہ
پاک و ہند سے :- چھ روپے
بیرونی ممالک سے :-
ایک پونڈ

مدیر :- دوست محمد
مدیر معاون :- بشیر احمد سوز

فی پرچہ ۱۲ پیسے

جلد ۵۴ | یوم پنجشنبہ - مؤرخہ ۱۶ محرم الحرام ۱۳۸۷ھ مطابق ۲۷ اپریل ۱۹۶۷ء | نمبر ۱۶

لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں۔ سلاہور میں ہمارے پاک محب ہیں
میں تیرے خالص محبّوں کا گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے نفوس و
اموال میں برکت دُوں گا۔"

(الہامات حضرت مسیح موعودؑ)

حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفےٰؐ مارا امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآں نامِ اوست
بادۂ عرفانِ ما از جامِ اوست
یک قدم دُوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا۔
۲- قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں اور نہ آئندہ ہوگی۔
۳- سب صحابہؓ اور ائمہ قابلِ احترام ہیں۔
۴- سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے۔
۵- کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۶- اسلام تمام دُنیا پر غالب آئے گا۔

بحرِ حکمت کے موتی

شیطانی وسوسہ سے بچاؤ اور نیکیوں کا حصول

عن ابی ھریرۃ رضؓ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من قال لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہٗ لہ الملک ولہ الحمد وھو علیٰ کل شیءٍ قدیر فی یومٍ مائۃ مرۃٍ کانت لہ عدل عشر رقاب وکتبت لہ مائۃ حسنۃ ومحیت عنہ مائۃ سیئۃ وکانت لہ حرزاً من الشیطان یومہ ذالک حتیٰ یمسی ولم یات احد بافضل مما جاء بہ الا احدٌ عمل اکثر من ذالک۔

ترجمہ :- ابو ہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہٗ لہ الملک ولہ الحمد وھو علیٰ کل شیءٍ قدیر دن میں سو مرتبہ پڑھے وہ اس کے لئے دس غلام آزاد کرنے کے برابر ہوگا اور اس کے لئے سو نیکیاں لکھی جائیں گی اور اس سے سو برائیاں دُور کی جائیں گی اور وہ اس کے لئے شیطان سے دن بھر بچاؤ کا سامان ہوگا یہاں تک کہ شام ہو جائے - اور کوئی شخص اس سے بہتر عمل نہیں لا سکتا مگر وہ جو اس سے بڑھ کر عمل کرے۔

نوٹ :- از حضرت مولینا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ :-
لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہٗ لہ الملک ولہ الحمد وھو علیٰ کل شیءٍ قدیر۔ پڑھنا جہاں اور فوائد کا موجب انسان کے لئے ہوتا ہے شیطان سے بچاؤ کا سامان بھی ہے - ظاہر ہے کہ شیطان سے بچاؤ کا مطلب یہی ہے کہ انسان

باقی بر صلا کالم ۳

خُدا تعالیٰ نے مجھے اسی لئے مامور کیا ہے کہ خُدا پر سچا ایمان جو گناہ سے بچاتا ہے پیدا ہو

ارشاداتِ عالیہ حضرت امام الزمان علیہ السلام

انسان جب فسق و فجور میں پڑ جاتا ہے - تو پھر اُن لذّات کو کیسے چھوڑ سکتا ہے؟ اس کے چھوڑنے کی ایک ہی راہ ہے کہ گناہ کی معرفت انسان کو ہو اور یہ معلوم ہو جاوے کہ اللہ تعالیٰ گناہ پر سزا دیتا ہے۔ حیوان بھی جب معرفت پیدا کر لیتا ہے کہ یہ کام کروں گا تو سزا ملے گی تو وہ بھی اس سے بچتا ہے۔ کتّے کو بھی اگر ایک چھڑی دکھا دی جائے تو وہ بھاگتا ہے اور دہشت زدہ ہو جاتا ہے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ انسان انسان ہو کر خدا تعالیٰ سے اتنا بھی نہ ڈرے جتنا ایک حیوان سوٹے سے ڈرتا ہے۔ بھیڑیئے کے پاس اگر ایک بکری باندھ دی جاوے تو وہ گھاس نہیں کھا سکتی - کیا اس بھیڑیئے جتنی دہشت بھی خدا کی نہیں ہے؟

انسان کے پیدا ہونے کی غرض و غایت تو یہ ہے کہ وہ سچا ایمان پیدا کرے - اگر یہ ایمان وہ پیدا نہیں کرتا تو پھر اپنی پیدائش کو عبث سمجھتا ہے اور اگر اس مجلس میں وہ ایمان نہیں ہے تو اس پر حرام ہے کہ دوسری مجلس کو تلاش نہ کرے - خُدا تعالیٰ نے مجھے اسی لئے مامور کیا ہے کہ تقویٰ پیدا ہو اور خدا پر سچا ایمان جو گناہ سے بچاتا ہے پیدا ہو۔

(الحکم ۲۸ فروری ۱۹۰۳ء)

کوٹ باری (اوکاڑہ) میں مقامی جماعت احمدیہ کا جلسہ

(بسلسلہ اشاعتِ گزشتہ ـــ رپورٹ مرتبہ بشیر احمد سوز)

خدا تعالیٰ کے برگزیدوں سے زمانے کا سلوک

محترم چوہدری عبدالحمید صاحب فاضل عربی نے موضوع بالا پر تقریر کرتے ہوئے فرمایا:۔

خداوند تعالیٰ نے انسان کو اپنا خلیفہ بنایا اسے حکم دیا کہ اپنے ربّ کی اطاعت ہر دم مدِ نظر رہے اس کو نیک انجام اور بد نتائج سے بھی آگاہ کر دیا۔ خدا کے نیک اور برگزیدہ بندے بنی نوع انسان کی رہبری کے لئے پیدا ہوتے رہے اور شیطانی وجود بھی ہر دور میں حضرت انسان کو ضلالت کی طرف کھینچتے رہے۔ جب بھی خدا تعالیٰ کے فرستادے آئے شیطان نے لوگوں کو بہکا کر اس خدا کے بھیجے ہوئے کو دکھ دیا۔ جب بھی خدا کے حکم سے خدا کا نیک اور پاک بندہ خدا کی طرف بلانے کے لئے کھڑا ہوا۔ اس محسن کو ظلم و ستم کا نشانہ بنایا گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین کا عظیم الشان اعزاز عطا ہوا اور یہ اعزاز زمان و مکان کی وجہ سے نہیں بلکہ فضائل کی وجہ سے تھا۔ بنی نوع انسان میں آپؐ ہی نے یہ دعویٰ کیا کہ بعثت الی الناس کافۃ ولا نبی بعدی۔ یہ کیوں ہوا کہ آپؐ کو مکمل ضابطۂ حیات دے دیا گیا اور بتلا دیا گیا کہ الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینًا۔ لیکن فرمایا اس دین متین کی آبیاری کے لئے علمائے ربانی آتے رہیں گے۔ جب لوگ اسے بھولنے لگیں گے یہ بوسیدہ ہونے لگے گا تو اس کی تجدید کی جاوے گی اور ہر صدی کے سر پر مجدد آتے رہیں گے فرمایا ان اللہ یبعث لھٰذہ الامۃ علیٰ رأس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا چنانچہ یہ برگزیدہ اور مامور آتے رہے۔ ان علمائے ربانی کو اس طرح جھٹلایا گیا کہ کسی کو قید و بند کی صعوبتیں سہنی پڑیں کسی کو صلیب پر چڑھایا گیا۔ کسی کو پتھر مارے گئے اور ہر ایک پر کفر کے فتاوے لگے۔ چنانچہ جب اسی قاعدے کے مطابق اس زمانے میں امامؑ آیا تو اسے جھٹلایا گیا۔ اس پر کفر کے فتوے لگائے گئے۔ اس کے خلاف مقدمات بنائے گئے اور مخالفت کا ایک طوفان کھڑا ہوا۔ اس امامؑ نے کہا ؎

وقت تھا وقتِ مسیحا نہ کسی اور کا وقت
میں نہ آتا تو کوئی اور ہی آیا ہوتا

اور اسمعوا صوت السماء جاء المسیح جاء المسیح
نیز بشنو از زمیں آمد امام کامگار

عیسائیوں کا فتنہ عروج پر تھا آپ نے مسیح ہونے کا دعویٰ کیا اور ان کی صلیب کو توڑنے پر ساری طاقت لگا دی۔ آپ مہدی کہلائے اور مسلمانوں کو جہاد، عبادت اور خشیۃ اللہ کی طرف مائل کیا وہاں بد رسومات سے بھی ان کو نکالنے کا جہاد شروع کیا۔ آپ نے خدا کی ہستی کا ثبوت اس طرح دیا کہ آج بھی خدا بولتا ہے اور میرے ساتھ بول رہا ہے تجربہ کرو۔ الہامات اور پیشگوئیوں سے دہریہ صفت باطل پرستوں کے کیمپ میں کھلبلی ڈال دی۔ آپ کو سعید روحوں نے قبول کیا، نیک فطرت ساتھ ہو لئے لیکن شیطانی گروہ نے آپ کے مشن کو ناکام بنانے کی ٹھان لی۔ آپ کے بارہ میں کچھ غلط فہمیاں پیدا کر دی گئیں۔ مثلاً یہ کہ یہ شخص[1] مدعی نبوت ہے۔ حالانکہ آپ پر وحی ہوئی اور وحی کو بدلا نہیں جا سکتا فرماتے ہیں واوحی الیّ ان الدین ھو الاسلام وان الرسول ھو المصطفیٰ سید الانام وکما ان ربنا واحد یستحق العبادۃ وحدہ فکذالک رسولنا المطاع واحد لا نبی بعدہ ولا شریک معہ وانہ خاتم النبیین۔ اتنی بار بار تاکید ختم نبوت پر کس نے کی ہوگی۔ فرمایا ہم مدعی نبوت پر لعنت بھیجتے ہیں اور لا الٰہ الا اللہ [illegible] اللہ کے قائل ہیں۔ دس شرائط بیعت میں نبوت کا کہیں ذکر نہیں بلکہ باقی مسلمان تو اجرائے نبوت کے قائل ہیں، صرف یہی ایک جماعت ہے جو نہ آسمان سے نبی کے آنے کی قائل ہے نہ زمین سے۔ ایک[2] غلط فہمی یہ پیدا کی کہ یہ شخص عیسائیوں کا کھڑا کردہ ہے تو کیا جو شخص اُن کے خدا کو مار کر مٹی میں سلا دے اور پھر قبر کا نشان بھی بتلا دے وہ عیسائیوں سے سازش کرنے والا ہے جو ملکہ قیصرِ ہند کو خدائے واحد اور دین اسلام کی طرف بلاوے کیا وہ ان کا کھڑا کردہ ہے۔

کہا جاتا ہے کہ حکومت کا متمنی ہے۔ حالانکہ آپ نے بار بار اس کی تردید کی فرمایا ؎

بوجہ الحب لست حریص ملک
کفانی ما رأی نفسی کفاف

اسی طرح فرمایا ؎

مجھ کو کیا ملکوں سے میرا ملک ہے سب سے جدا
مجھ کو کیا تاجوں سے میرا تاج ہے رضوانِ یار

ایک یہ غلط فہمی ہے کہ یہ شخص جہاد کا منکر ہے۔ حالانکہ آپ نے فرمایا میں تو ہر وقت جہاد میں مصروف ہوں فرماتے ہیں ؎

وکیف اخاف من موتی وقتلی
اذا ما کان موتی فی الجہاد

کہ مجھے موت اور قتل ہونے کا کیا ڈر میری تو موت ہی جہاد کے اندر ہے۔

پس دوستو اس مجدد کا ساتھ دو کہ اس نے تجدید دین کی ہے اور اگرچہ دنیا نے اس کو نہ مانا لیکن اس کے کام کو قوم قبول کر چکی ہے۔ قرآن سے ناسخ منسوخ اب ناپید سمجھا جاتا ہے۔ دنیا کے لوگ قائل ہیں۔ قرآن پر غور ہو رہا ہے تبلیغ اسلام پر جہاد شروع ہے۔ اتحادِ اسلامی کا تصور قائم ہو رہا ہے۔ کیا ہی سعید فطرت ہے وہ شخص جو اس فرستادہ کے ساتھ ہو کر جہادِ اکبر میں شریک ہو۔

ضرورتِ مجدد

محترم مرزا محمد حیات صاحب تاثیر نے موضوع بالا پر تقریر کے آغاز میں سورۃ الحمد کی تلاوت کے بعد فرمایا کہ جس طرح اس کائنات میں ظاہری نظام جاری و ساری ہے، سورج غروب ہوتا ہے، چاند نکلتا ہے۔ کبھی دن ہو جاتا ہے اور کبھی رات ہو جاتی ہے۔ روشنی اور تاریکی کا یہ سلسلہ ازل سے ہے اور ابد تک رہے گا۔ روحانی دنیا کا نظام بھی اسی طرح سے چل رہا ہے۔ جہاں کہیں گمراہی اور ضلالت نے منہ نکالا۔ خدا تعالیٰ نے رشد و ہدایت کے سامان کر دیئے۔ جہاں کہیں تاریکی ہوئی خدا نے روشنی پیدا کر دی۔ یہ سلسلہ آغاز عالم انسانیت سے چلا آ رہا ہے۔ ولکل قوم ھاد۔ ہر قوم ہر قریہ اور ہر ملک میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نبی و رسول بنی نوع انسان کی فلاح و بہبود کے لئے مبعوث ہوتے رہے۔ یہاں تک کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے۔ حضورؐ عالم انسانیت کی طرف آخری رسول تھے۔ آپ خاتم النبیین ہیں آپ کے بعد کوئی پرانا یا نیا رسول اور نبی نہیں آئے گا۔ قرآن کریم کی تعلیمات عالمگیر اور ہمہ گیر ہیں۔ دنیا کی کوئی دوسری کتاب میں اس سے بہتر تعلیمات موجود نہیں ہیں۔

محترم تاثیر صاحب نے اپنی تقریر کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ جو کلمہ گو ہے مسلمان ہے۔ جب تک مسلمان خدا اور رسول کے احکام و فرامین پر عامل تھا دین و دنیا کی سب کی سب عنایات اس کی جھولی میں تھیں۔ لیکن جوں جوں قرآن و سنت سے رو گرداں ہوتا گیا مسلمان دین و دنیا کی نعمتوں سے بھی بیگانہ ہوتا گیا شیرازہ بکھر گیا۔ افتراق و انشقاق پیدا ہو گیا۔ اگر کسی وقت مسلمان حکومتیں دنیا جہان کی حکومتوں کی رہنما تھیں اب دوسری حکومتوں کی زیر دست ہیں۔ یہ نکبت اور مسکنت محض اور محض اسی لئے ہے کہ ہم نے خدا اور رسول کی اطاعت کیشی سے پہلو تہی کی۔ اگرچہ اب بھی مسلمان دنیا کا تیسرا حصہ ہیں، باوجود اس جمعیت کے اسرائیل ایسی معمولی سی حکومت تنتنے ان مسلمانوں کے لئے دکھ درد کی موجب بنی ہوئی ہے۔

محترم تاثیر صاحب نے اجتماع کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد چونکہ نبوت و رسالت کا سلسلہ بکلی بند اور ممتنع ہے۔ لیکن فرمان نبوی کے مطابق اس امت کی اصلاح اور تجدید دین کے لئے مجددین آتے رہیں گے۔ چنانچہ تیرہ مجددوں کی بعثت کے بعد اس زمانہ میں حضرت مرزا غلام احمدؒ نے چودھویں صدی میں مجدد، مہدی اور مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا۔ ان کی ماموریت کی شہادت کئی رنگوں اور پیشگوئی کی تکمیل سے ہوئی۔ زمین نے بھی شہادت دی اور آسمان نے بھی۔ اس دور میں کسی اور شخص نے مامور اور مجدد ہونے کا دعویٰ نہیں کیا۔ علمائے ربانی میں سے خواجہ غلام فرید صاحبؒ چاچڑاں والے اور سید اشہد الدین پیر صاحب العلم نے حضرت صاحبؑ کی تصدیق فرمائی۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود نے تجدید دین اور اصلاح امت کا عظیم الشان آسمانی فرض پورا کیا۔ ادیانِ غیر کا بھی بطلان ثابت کیا۔ اسلام کو ایک غالب دین کے طور پر پیش کیا۔ اور ایسی جماعت کی بنیاد ڈالی جس کا مقصد اشاعت اسلام ہے۔ خدا تعالیٰ ہمیں بھی توفیق عطا فرمائے کہ ہم خدا اور رسولؐ کی اطاعت پر کاربند ہوں، اسلام کی سربلندی کا موجب ہوں۔ اور بنا کہ ماموروں اور مصلحین کا ساتھ دینے والے ہوں۔ تاکہ دنیا اور آخرت میں ہم سرخروئی حاصل کریں۔

غلبہ اسلام

مکرم ڈاکٹر اللہ بخش صاحب آنریری جنرل سیکرٹری صاحب نے

(باقی بر صفحہ کالم ۲)

اسلام میں مرتدین کی سزا کا مسئلہ

کچھ دن ہوئے اخبارات میں اسلامی مشاورتی کونسل کی بعض سفارشات کا اعلان ہوا تھا جو انہوں نے صدر مملکت کی خدمت میں پیش کی ہیں ان میں ایک اہم ترین سفارش یہ ہے کہ:-

"مرتد ہونے والے مسلمانوں کو جائداد سے محروم کر دیا جائے اور انہیں قانون شریعت کے مطابق موت کی سزا دی جائے"

(روزنامہ مشرق مورخہ ۱۷ اپریل ۱۹۶۷ء)

اس اعلان کے ساتھ اگر یہ بھی بتا دیا جاتا کہ اسلامی مشاورتی کونسل کی سفارش کا ماخذ کیا ہے، قانون شریعت سے ان کی کیا مراد ہے، اگر اس کی بنا قرآن کریم یا حدیث نبوی پر ہے تو قرآن کریم کی کونسی آیات ہیں، یا کونسی وہ احادیث ہیں، جن کی بناء پر اسلامی مشاورتی کونسل نے یہ سفارش کی ہے، تو زیادہ بہتر ہوتا، جہاں تک ہمارا علم ہے قرآن کریم کی ایک بھی آیت ایسی نہیں، نہ کوئی اس قسم کی حدیث پائی جاتی ہے، جس میں اسلام سے مرتد ہونے والوں کو موت کی سزا دینے کا ذکر ہو، اور یہ ہو بھی کیونکر سکتا ہے جبکہ اسلام ایک بین الاقوامی مذہب ہے اور اس نے لا اکراہ فی الدین کی آیہ کریمہ میں کھلے طور پر مذہبی آزادی کا چارٹر دے رکھا ہے، کیا اس کے معنے ہیں کہ دین اسلام میں داخل ہونے کے لئے تو کوئی بندش نہیں لیکن اگر کوئی شخص اسلام میں داخل ہونے کے بعد کسی دوسرے مذہب کو صحیح سمجھ کر یا کسی اور بناء پر اسلام سے نکلنا چاہے تو وہ نکل نہیں سکتا؟ گویا مسلمان ہونے کے بعد اس کے سر پر تلوار لٹک گئی کہ جونہی وہ اسلام سے نکلے، یا کوئی دوسرا مذہب اختیار کرنا چاہے، اسے تہ تیغ کر دیا جائے، اگر لا اکراہ فی الدین کے یہی معنے ہیں تو وہ مذہبی آزادی جس کا ڈھنڈورا آئے دن پیٹا جاتا ہے، کہ اسلام نے دی ہے ایک دھوکا اور فریب سمجھا جائے گا۔ جس کو جانتے ہوئے کوئی سلیم المزاج شخص اسلام کی آزادی مذہب کا قائل نہیں ہو سکتا اور نہ اس کی طرف توجہ کر سکتا ہے،

اس کے علاوہ ایک اور بات بھی قابل غور ہے، اسلامی مشاورتی کونسل نے یہ بھی سفارش کی ہے کہ:-

"اسلام میں مرتد کرنے والے بھی قابل تعزیر ہیں اور غیر مسلموں کو اسلامی ریاست میں صرف اتنی اجازت ہے کہ وہ غیر مسلموں ہی میں اپنے نظریات کا پرچار کر سکتے ہیں انہیں مسلم ریاست میں مسلمانوں کے درمیان اپنے مذہب کی تبلیغ کی ہرگز اجازت نہیں ہونی چاہیئے۔"

غور کیجئے کیا ایسا قانون بن جانے پر مسلمانوں کے لئے غیر مسلموں میں تبلیغ کے دروازے بند نہ ہو جائیں گے؟ جب غیر مسلموں کو اسلامی ریاست میں مسلمانوں کے اندر تبلیغ کی اجازت نہ ہوگی، اور ایسی تبلیغ کو قابل تعزیر قرار دیا جائے گا تو کون غیر مسلم حکومت یا ادارہ اس بات کو گوارا کریگا کہ اسلام کی تبلیغ ان کے اندر کی جائے؟ اور جہاں بھی مسلمان تبلیغ اسلام کے لئے جائیں گے۔ تو وہ یہ کہہ کر انہیں واپس کر دیں گے کہ جب کسی اسلامی ریاست میں ہمیں اپنے مذہب کی تبلیغ کی اجازت نہیں تو تم ہماری حکومت میں کس منہ سے اسلام کی دعوت دینے آئے ہو، وہ اسلام جس کے اندر داخل ہو کر ضمیر کی کوئی آزادی نہیں رہتی، اور ہر مسلمان کے سر پر ایک تلوار لٹکی ہوئی ہے کہ جونہی اس نے اپنے ضمیر کی آواز پر (خواہ وہ آواز غلط ہی ہو) لبیک کہہ کر اسلام سے نکلنا چاہا، اس کا سر قلم کر دیا جائے گا، آزادی مذہب کا دعوےٰ کیونکر کر سکتا ہے اور اس سے بڑھکر وحشیانہ اور انسانی ضمیر اور آزادی رائے کو کچلنے والا اور کونسا مذہب ہوگا اور لا اکراہ فی الدین کا اعلان (نعوذ باللہ) ایک دھوکے کی ٹٹی کے سوا اور کیا رہ جائے گا۔

ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ اسلامی مشاورتی کونسل نے مندرجہ بالا سفارشات حکومت پاکستان کو پیش کرتے ہوئے اس کے ان عواقب پر غور کیوں نہیں کیا، اور اگر یہ عواقب اس کے پیش نظر ہیں تو ان کا کیا حل اس نے سوچا ہے، کیا اس نے اس بات پر غور کیا ہے کہ اسکی سفارشات منظور ہو جانے کے بعد غیر مسلموں میں تبلیغ اسلام کی کیا صورت ہوگی؟ کیا مسلمانوں کے تبلیغی ادارے جو غیر مسلم ممالک میں کام کر رہے ہیں بند نہ کر دیئے جائیں گے؟ اور اسلام ایک غیر تبلیغی مذہب بن کر نہ رہ جائے گا؟ اور پھر لا اکراہ فی الدین کی کیا تاویل کی جائیگی؟

ایک اور سوال یہ بھی ہے کہ جو لوگ پہلے ہی سے اسلام کو چھوڑ کر غیر مذاہب میں جا چکے ہیں اور پاکستان میں ایسے لوگ ہزاروں نہیں تو سینکڑوں کی تعداد میں موجود ہیں ان کا کیا ہوگا۔ کیا ان سب کو پھانسی کے تختہ پر لٹکایا جائے گا؟ اور کیا اس کے بالمقابل غیر مسلم ممالک میں جو لوگ غیر مذاہب سے نکل کر اسلام میں داخل ہو چکے ہیں، انہیں بھی وہاں کی حکومتیں تختہ دار پر چڑھانے کا بندوبست نہ کریں گی؟ پیشتر اس کے کہ ..... حکومت پاکستان اسلامی مشاورتی کونسل کی ان سفارشات پر عملدرآمد کا ارادہ کرے ان سوالات کو زیر غور لانا ضروری ہے۔ ورنہ یہ ایک ایسا فتنہ ہوگا جو اسلام اور مسلمانوں کی سخت ترین بدنامی کا موجب ہوگا، اور اس کے آزادی مذہب اور آزادی ضمیر کے تمام اعلانات ایک ڈھکوسلا ثابت ہوں گے، اور تبلیغ اسلام کا دروازہ عملاً بند ہو جائے گا۔ یہ کہنا بالکل غلط ہے کہ اسلامی مشاورتی کونسل نے یہ سفارشات قرآن و سنت کے مطابق مرتب کی ہیں، ہم اوپر بتا چکے ہیں کہ قرآن کریم کی ایک بھی آیت ایسی نہیں نہ کوئی ایسی حدیث موجود ہے، جس میں ان سفارشات کی تائید پائی جاتی ہو، اس کے علاوہ ایسی بہت سی آیات موجود ہیں، جن سے ثابت ہوتا ہے کہ مرتدین کے لئے قرآن کریم نے کوئی دنیوی سزا دینا جائز نہیں رکھا سوائے ان لوگوں کے جو دوران جنگ میں مسلمانوں سے نکل کر دشمن کے ساتھ جا ملیں، ایک واضح ترین آیت یہ ہے من یرتدد منکم عن دینہ فیمت وھو کافر فاولئک حبطت اعمالھم فی الدنیا والاخرۃ واولئک اصحاب النار ھم فیھا خالدون (البقرہ آیت ۲۱۷)

اس آیت میں فیمُت کا لفظ قابل غور ہے، اگر کسی مرتد کا قتل واجب ہوتا، تو قرآن کریم اس آیت میں فیمت وھو کافر (بحالت کفر مر جائے) کے الفاظ استعمال نہ کرتا، بلکہ اس کے لئے فیقتل کہنا چاہیئے تھا، اور پھر قتل کی صورت میں حبطت اعمالھم فی الدنیا کے الفاظ بے معنی ہیں، قتل ہو جانے سے تو وہ دنیا میں کسی عمل کے قابل نہ رہا پھر دنیا میں اس کے حبط اعمال کے کیا معنے؟ ان الفاظ میں صاف طور پر مرتد کی طبعی موت کا ہی ذکر ہے، اور دنیا میں اس کا حبط اعمال یہ ہے، کہ مرتد ہو جانے کی صورت میں، اس کے وہ اعمال جو حالت اسلام میں اس نے کئے حبط ہو گئے۔ اور مرتد ہو جانے سے نہ وہ مسلمان بیوی کو رکھ سکتا ہے نہ اپنے مسلمان والدین کی جائداد کا وارث ہو سکتا ہے، غرض یہ آیت صاف طور پر قتل مرتد کے خلاف فتویٰ دے رہی ہے، اور اس بات کی شہادت دے رہی ہے کہ مرتد اپنی طبعی موت ہی مرے تو مرے اس کا قتل جائز نہیں،

اور سن لیجئے سورہ المائدہ آیت ۵۴ میں فرمایا ہے یا ایھا الذین امنوا من یرتد منکم عن دینہ فسوف یاتی اللہ بقوم یحبھم و یحبونہ۔ اے ایمان والو جو کوئی تم میں اپنے دین سے پھر جائے .... اللہ تعالےٰ ایک اور قوم لے آئے گا جس سے وہ محبت رکھے گا اور وہ اس سے محبت رکھیں گے، اس آیت میں بھی مرتد ہونے والوں کو سزائے موت دینے کا کوئی ذکر نہیں۔

ایک اور واضح ترین آیت سورۃ النساء رکوع ۲۰ میں ہے، جہاں فرمایا ہے ان الذین امنوا ثم کفروا ثم امنوا ثم کفروا ثم ازدادوا کفرا لم یکن اللہ لیغفر لھم ولا لیھدیھم سبیلا۔ وہ لوگ جو ایمان لائے پھر انہوں نے کفر کیا، پھر ایمان لائے پھر کفر کیا، پھر کفر میں بڑھ گئے، اللہ تعالےٰ انہیں معاف نہیں کرے گا نہ انہیں سیدھے رستہ کی ہدایت دے گا۔ اس آیت میں دو دفعہ ایمان لانے اور دو دفعہ کفر کرنے کا ذکر ہے۔ اگر مرتد کی سزا قتل ہوتی تو دوسری دفعہ ایمان لانے اور پھر کفر کرنے کا موقعہ ہی کہاں رہ جاتا، جبکہ پہلی مرتبہ کفر کرنے پر وہ موت کے گھاٹ اتار دیا جاتا، اللہ تعالےٰ کی مغفرت تو بے شک اسے نصیب نہ ہوتی۔ لیکن اس کے قتل ہو جانے کی صورت میں لا لیھدیھم سبیلا کا موقعہ کہاں رہتا۔

یہ تو قرآن کریم کی کھلی آیات ہیں جن سے کسی مرتد کے واجب القتل ہونے کے خلاف شہادت ملتی ہے۔ اور سارے قرآن میں کوئی ایسی آیت نہیں، جس میں مرتد کو سزائے موت دینے کا ذکر ہو، اسلامی مشاورتی کونسل نے معلوم نہیں کس بناء پر اپنی سفارشات کو قرآن کریم کے مطابق قرار دیا ہے۔ رہ گئی حدیث یا ائمہ فقہ کے فتاوےٰ، وہ بھی ان سفارشات کے سراسر خلاف ہیں جن پر ہم آئندہ اشاعت میں وضاحت کے ساتھ روشنی ڈالیں گے انشاءاللہ تعالےٰ۔

جرمنی کی مسجد برلین میں عید الاضحی کی تقریب

امام مسجد مولانا محمد یحییٰ صاحب کا خطبہ عید اور عید پارٹی

عید الاضحی کا مبارک اجتماع مسجد برلین میں ۲۲ مارچ ۱۹۶۷ء بروز بدھ منعقد ہوا۔ حسب معمول عیسائی دوستوں نے بھی اس میں شرکت کی۔ اور ترکی، افغانستان، پاکستان اور دیگر ممالک سے آئے ہوئے مسلمانوں کو باہم مل کر نماز پڑھتے دیکھا اور بعد میں خطبہ سنا حسب اعلان نماز ٹھیک ساڑھے دس بجے شروع ہوئی۔ بعد میں میں نے آدھ گھنٹہ حاضرین سے خطاب کیا اور اس خطبہ میں اس تہوار کی اہمیت اور اس سے جو ہمیں اسباق سیکھنے چاہئیں ان امور کو واضح کیا۔ میں نے کہا قربانی کی سنت کو ادا کرتے وقت ہمیں حضرت ابراہیمؑ اور ان کے بیٹے حضرت اسمٰعیلؑ کی اس قربانی کے جذبہ کو نظر کے سامنے لانا چاہیئے جس کے تحت انہوں نے خدا کے حکم کی تعمیل میں اپنے آپ کو قربان کرنے کے لئے تیار پایا۔ باپ تیار ہو گیا اپنے نوجوان بیٹے کو خدا کی راہ میں قربان کرنے کے لئے اور نوجوان سعید بیٹا تیار ہو گیا اپنی جان کو خدا کی راہ میں خدا کی رضا کی خاطر قربان کرنے کے لئے کیا مبارک فیملی ہے جس میں باپ اور نوجوان بیٹا باخدا ہیں۔ اور وہ دونوں اس کی رضا کی خاطر جان ایسی قیمتی اور پیاری چیز کو خدا کی راہ میں قربان کرنے کے لئے بالکل تیار پاتے ہیں۔ یہ وہ جذبہ تعمیل حکم ربانی ہے جو ہر سال مسلمان کے دل و دماغ پر جانور کی قربانی کی عالمگیر... (DEMONSTRATION) سے منقش کیا جاتا ہے۔ ورنہ جانور کا گوشت اور خون جیسا کہ قرآن کریم نے واضح طور پر ارشاد فرمایا ہے خدا تک نہیں پہنچتے۔ اس قربانی کا یہ پھل ملا۔ کہ اللہ تعالےٰ نے حضرت ابراہیمؑ کو نسلِ انسانی کے لئے چن لیا۔ اور ان سے اپنی محبت اور تعلق کا یوں اظہار کیا کہ جب مخالفین نے انہیں آگ میں پھینکا تو خدا نے آگ سے بچا لیا۔ اور آگ کو حکم دیا یا نار کونی بردا و سلاما علی ابراھیم۔ یہ وہ معجزہ ہے جو خدا نے اپنے خلیل ابراہیمؑ کو بچانے کے لئے دکھایا۔ اسی قسم کا معجزہ خدا نے حضرت موسیٰؑ کے لئے دکھایا۔ وہ سمندر جس سے حضرت موسیٰؑ اور ان کی قوم کو صحیح سلامت گذار دیا۔ اسی سمندر میں فرعون ایسے طاقتور بادشاہ کو مع اس کی افواج کے غرق کر دیا۔ ایسا ہی حضرت عیسیٰؑ کے لئے بھی معجزہ دکھایا کہ انہیں صلیب کی موت سے بچا لیا۔ پھر سیدنا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے معجزہ دکھایا اور انہیں غارِ ثور میں پناہ دے کر دشمن کے منصوبہ کو ناکام بنا دیا۔ غرضیکہ اللہ تعالےٰ نے ہر زمانہ میں اپنے محبوبین کے لئے جنہوں نے اپنی خواہشات کو خدا کے حضور قربان کیا معجزات دکھلائے۔ میں نے مزید کہا کہ اس باخدا مبارک فیملی میں ایک خاتون بھی ہیں جو امتحان میں ڈالی گئیں اور وہ کامیاب ہوئیں۔ یہ ہیں حضرت ابراہیمؑ کی زوجہ محترمہ اور حضرت اسمٰعیلؑ کی والدہ ماجدہ حضرت ہاجرہؑ... خاوند کا امتحان ہوا بیٹے کا امتحان ہوا۔ وہ کامیاب اُترے۔ اسی طرح اس خاتون کا بھی امتحان ہوا۔ وہ بھی کامیاب ہوئیں۔ امتحان کیا تھا؟ امتحان تھا خدا پر توکل کا حضرت ہاجرہؑ نے خدا پر توکل کا نسلِ انسانی کے سامنے ایک بہترین نمونہ قائم کیا ہے۔ غور فرمایئے حضرت ابراہیمؑ کو حکم ہوتا ہے اپنی بیوی ہاجرہؑ اور اس کے دودھ پیتے بچے اسمٰعیلؑ کو عرب کے ریگستان میں لے جاؤ۔ حضرت ابراہیمؑ حکم الٰہی کی تعمیل کرتے ہیں۔ اور جہاں آج مکہ معظمہ آباد ہے اور خانہ کعبہ ہے وہاں اپنی بیوی اور اپنے بچے کو چھوڑ آتے ہیں۔ وہاں سے چند دنوں کے بعد واپس آنے کا پروگرام بناتے ہیں تو بیوی پوچھتی ہیں۔ کس کے سپرد کر کے جاتے ہو۔ جواب ملا۔ خدا کے سپرد۔ بی بی نے کہا پھر جائیے خدا ہمیں نہیں چھوڑے گا۔ ریگستان کی سنسناہٹ کو نظر کے سامنے لایئے کوئی انسان دیکھنے کو نہیں۔ پانی نہیں ہسپتال نہیں۔ ایسی حالت میں بی بی کے جواب پر غور کیجئے۔ کیا کوئی اس ایمان کی گہرائی کو ماپ سکتا ہے۔ خدا پر ایمان کی وہ گہرائی جو اس خاتون کے قلب میں ہے اس کی نظیر نہیں ملتی۔

یہ ایمان جو قلب میں تھا اس کی (DEMONSTRATION) عملی طور پر اس خاتون نے کی وہ خدا کو پسند آ گئی اور وہ نسل انسانی کے لئے ایک مثال بن کر رہ گئی ہے۔ ایک وقت آیا گھر میں کھانے کو کچھ نہیں بچہ پیاسا اور بھوکا ہے روتا اور چلاتا ہے۔ ماں کی کیفیت کا اندازہ کیجئے۔ اس بھوک کے پیاسے چلاتے بچے کو دیکھ کر ماں کی کیا حالت ہوتی ہوگی۔ اس حالت میں بی بی کے توکل اور صبر کا کیا نمونہ ہے۔ خدا کے خلاف ہائے واسطے نہیں کی۔ خاوند کو نہیں کوسا۔ پانی کی تلاش میں جہاں تک اس خاتون کی قدرت میں تھا سعی کی۔ کچھ فاصلہ پر دو پہاڑیاں تھیں۔ کبھی دوڑ کر ایک پہاڑی پر چڑھتی ہیں اور کبھی دوسری پہاڑی پر۔ ہمت نہیں ہاری۔ لگاتار کوشش کرتی چلی گئیں۔ یہ ہے وہ توکل علی اللہ کا نمونہ جو حضرت ہاجرہؑ نے دکھایا۔ ان کے نزدیک توکل کے معنے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ جانا نہیں بلکہ خدا داد قوتوں کو اپنی عقل و فکر کے ماتحت پورے طور پر استعمال کرنے اور خدا سے مدد مانگنے کا نام توکل ہے۔ خدا کی رحمت جوش میں آئی اور وہ جگہ جہاں بچہ ایڑیاں رگڑتا تھا وہیں سے پانی جوش مار کر ابل پڑا۔ پانی ایک ایسے ذریعہ سے پیدا ہو گیا جہاں سے انہیں وہم و گمان بھی نہ تھا لیکن خدا کو حضرت ہاجرہؑ کا فعل ایسا پسند آیا کہ حج کرنے والے دنیا بھر کے مسلمانوں کو حکم دیا کہ وہ ان پہاڑیوں پر اسی طرح سعی کریں جس طرح حضرت ہاجرہؑ نے کی۔ پانی نکل آنے سے حالات بدل گئے ارد گرد رونق ہو گئی۔ قافلے آنے شروع ہو گئے۔ زندگی پُرلطف ہو گئی۔

حج کے رکن کو بیان کرتے ہوئے میں نے بتایا کہ اس میں ایک بڑے قیمتی اصول کو ذہن نشین کرایا ہے کہ نسلِ انسانی خدا کے سامنے یکساں ہے۔ لونی و لسانی و نسلی اختلافات کوئی قیمت نہیں رکھتے۔ نیز یہ کہ قوموں کا اکٹھا ہونا صرف توحید الٰہی کے نظریہ سے وابستہ ہے۔ یہ وہ اصول ہیں جو افراد اور قوموں کی زندگی میں اطمینان اور امن اور سرور پیدا کر سکتے ہیں۔ خطبہ کے بعد حاضرین کو عید مبارک کہی اور احباب عید ملنا شروع ہو گئے۔ حاضرین کی تواضع چائے ڈبل روٹی مکھن اور زردہ پلاؤ سے کی گئی۔ بارہ بجے تک دوست و احباب مسجد میں رہے بعد میں چند جرمن دوست اور پاکستانی احباب رات نو بجے تک ہمارے ہاں ٹھہرے رہے ہم نے مل کر کھانا کھایا۔ الغرض یہ اجتماع بخیر و خوبی اور بصد مسرت گذرا۔

مقامی اخبارات میں سے دو اخبارات نے ہمارے اجتماع کی دوسرے دن تصاویر شائع کیں۔ ایک اخبار میں حالت سجدہ کی تصویر ہے اور دوسرے اخبار میں خطبہ میں بیٹھے ہوئے اجتماع کی۔

ینگ مین کرسچین ایسوسی ایشن میں اسلام پر لیکچر

ینگ مین کرسچین ایسوسی ایشن برلین میں ۱۹ مارچ بروز اتوار لیکچر دینے کی دعوت آئی ہوئی تھی۔ اس دن ایسوسی ایشن کے سیکرٹری صاحب مجھے اپنی کار میں بٹھا کر اپنی بلڈنگ میں لے گئے۔ حاضرین کی تعداد ۳۵ کے قریب تھی۔ اس میں مرد اور عورتیں شامل تھیں۔ لیکچر کا موضوع اسلام پر تھا۔ میں نے ایک گھنٹہ حاضرین کو خطاب کیا۔ اور اپنے لیکچر میں اسلام کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔ بعد میں دس منٹ وقفہ ہوا۔ وقفہ کے بعد ڈیڑھ گھنٹہ تک سوال و جواب کا سلسلہ جاری رہا۔ اس میں حضرت عیسیٰؑ کا مقام اور عیسائیت کے اصول اور اس کی تعلیمات۔ ان کی بعض پیشگوئیاں زیر بحث آئیں۔ یہ اجتماع تین گھنٹے تک جاری رہا۔ حاضرین نے سوال و جواب میں بڑے شوق سے حصہ لیا۔ اور اسلامی نقطہ نگاہ سے حضرت عیسیٰؑ کے مقام اور ان کی تعلیمات کی تشریحات کا انہیں پہلی بار علم ہوا۔ سیکرٹری صاحب نے شکریہ ادا کیا۔ اور حاضرین نے پُر جوش بھری تالیوں سے اس شکریہ کی مزید تائید کی۔

شادی خانہ آبادی کی تقریبات

گذشتہ تین مہینوں میں پانچ تقریبات شادی کے بارہ میں مسجد میں منعقد ہوئیں۔ ۱۲ مارچ کو ایک ایرانی میڈیکل سٹوڈنٹ بھیمپور کی شادی کی تقریب منعقد ہوئی۔ انہوں نے ایک صد مارک مسجد کو دیا۔ ہر اجتماع میں عیسائی دوست کافی تعداد میں آتے رہے۔ میاں بیوی کے حقوق اور ان کی ذمہ داریاں اور سیدنا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کو اور آپؐ کے اسوۂ حسنہ کو خاص طور پر ان اجتماعات میں بیان کیا گیا۔ میں نے حضرت مریم صدیقہؑ کا بھی ایسے اجتماعات میں ذکر کیا اور بتایا کہ حضرت مریم صدیقہ عام نوجوان عورتوں کی طرح ایک خاتون تھیں۔ انہوں نے خدا کے ساتھ تعلق حاصل کر لیا تھا۔ اللہ تعالےٰ نے انہیں چن لیا۔ ان کی طرف فرشتہ بھیجا۔ فرشتہ نے کلام کیا۔ یہ سب کچھ ہوا۔ لیکن سوال یہ ہے کہ یہ عالی مقام حضرت مریم صدیقہ کو کیسے مل گیا۔ اس کا جواب قرآن کریم میں یوں مندرج ہے۔ کہ حضرت مریم صدیقہ خدا کے احکام کی پوری فرمانبرداری کرتی تھیں۔ نیز یہ کہ انہوں نے عفیف زندگی بسر کی۔ عفت کی زندگی بسر کرنا اور خدا کے احکامات کی فرمانبرداری کرنا یہ وہ راہ ہے جس سے آج بھی خواتین خدا کی محبت کو حاصل کر سکتی ہیں۔

سکول کے گروپ

انفرادی طور پر مسجد میں آنے والے افراد کے علاوہ پانچ بار سکول کے گروپ مختلف دنوں میں مسجد میں آئے۔ ان کے سامنے مسجد کے اندر نماز ادا کرنے کا طریق اور اسلام کی تعلیم دربارہ توحید و رسالت بیان کی گئی۔ اور بعد میں سوال و جواب کا موقعہ دیا گیا۔ [illegible]

مسجد میں بلب لگوائے گئے۔

مسجد کے اندر روشنی بڑھانے کے لئے بجلی کے ۹ بلب لگوائے گئے ہیں اور دسواں بلب مسجد کے باہر [illegible] پر لگوایا گیا ہے۔ جس سے مسجد کے اندر اور باہر روشنی کا انتظام بہتر ہو گیا ہے اور روشنی کی مقدار بڑھ گئی ہے۔ اس کے لئے میری اہلیہ نے ایک سو مارک، میرے بھائی عبدالرب نے ۵۰ مارک اور ریڈ نے ایک صد مارک چندہ دیا۔ بعض اور دوستوں نے بھی اس میں حصہ لیا [illegible]

احکامِ الٰہی کی عظمت اور مخلوقِ خدا کے ساتھ حُسنِ سلوک کے گرانمایہ اسباق

ایک ممتاز تہذیب جو ہر مسلمان گھر میں پیدا ہونی چاہیئے

خطبۂ جمعہ مؤرخہ ۷ اپریل ۱۹۶۷ء فرمودہ حضرت امیر قوم مولینا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ بمقام جامع احمدیہ۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور۔

واعبدوا اللہ ولا تشرکوا بہ شیئاً و بالوالدین احساناً و بذی القربیٰ والیتٰمیٰ والمسٰکین والجار ذی القربیٰ والجار الجنب والصاحب بالجنب وابن السبیل وما ملکت ایمانکم ان اللہ لا یحب من کان مختالاً فخوراً (النساء ۱-۳۶)

عبادتِ الٰہی اور مخلوق کے ساتھ حُسنِ سلوک کا سبق۔

اس آیہ کریمہ میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کا بھی ذکر ہے اور خدا تعالیٰ کی مخلوق کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آنے کا سبق بھی ہے۔ یہ قرآن کریم کے معجزات میں سے ہے۔ کہ ایک آیت میں کبھی ساری دنیا کا ذکر کر دیتا ہے۔ اور کبھی خدا تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ ساری انسانیت کا ذکر کر دیتا ہے۔ یہی بات اس آیت میں ہے۔ خدا تعالیٰ کا ذکر پہلے اس لئے ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کی عبادت سے انسانی قدروں کی تربیت ہو سکتی ہے اور اس کے ساتھ تعلق لگانے سے مخلوقات کی خدمت کا جذبہ پیدا ہو سکتا ہے۔ اور وہ جو خدا تعالیٰ کی مخلوق سے اچھا سلوک کرتا ہے خدا تعالیٰ اس کو پسند کرتا ہے۔

عبادتِ الٰہی کا مقصد

خدا تعالیٰ کو قطعاً اس بات کی حاجت نہیں کہ ہم اس کی عبادت کریں اس کی فرمانبرداری سے ہم اس کا کچھ سنوارتے نہیں اور نہ ہی اس کی نافرمانی سے اس کا کچھ بگاڑتے ہیں۔ وہ غنی ہے اس کو اپنی عبادت کی کوئی حاجت نہیں۔ پھر اس کی عبادت کیوں کی جائے۔ اس لئے کہ انسان کی فطرت میں ہے کہ وہ اپنے خالق و مالک کے ساتھ تعلق لگائے اور اس کی عبادت کرے اس آسمان و زمین کا کوئی ایسا طبقہ نہیں جہاں خدا تعالیٰ کی خالقیت مالکیت اور اس کی حکمت و قدرت کے کرشمے نظر نہ آتے ہوں ان کرشموں کو دیکھ کر خواہ مخواہ انسان کا قلب اس کے آگے جھکتا ہے اور اس کی رضا کا طالب بنتا ہے

عبادتِ الٰہی کس طرح کی جائے؟

ایک مجلس میں کسی صحابی رضؓ نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔ ما الاحسان یا رسول اللہ حضورؐ! احسان کیا ہے؟ فرمایا ان تعبد اللہ کانک تراہ۔ احسان یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی عبادت اور بندگی اس طور سے کرو کہ گویا تو خدا تعالیٰ کو اپنے سامنے دیکھ رہا ہے انسان کی فطرت میں ہے کہ اگر مالک سامنے ہو تو وہ بڑے ذوق و شوق کے ساتھ اور بڑی محنت کے ساتھ اپنے فرائض انجام دیتا ہے۔ کارخانہ کا مالک کارخانہ میں چلا جائے تو تمام مزدور زیادہ خوبی کے ساتھ کام کرتے ہیں۔ اگر باغ کا مالک باغ میں چکر لگائے تو کام کرنے والے ہوشیار ہو جاتے ہیں۔ اسی فطرت کے مطابق فرمایا کہ تم خدا تعالیٰ کی عبادت اس طرح کرو کہ گویا تم اسے دیکھ رہے ہو اور فرمایا فان لم تکن تراہ فانہ یراک اور اگر تم اسے نہ دیکھ سکو تو یہ سمجھو کہ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔ غرض عبادت اور فرمانبرداری خدا تعالیٰ کو سامنے رکھ کر کرو کم از کم اتنا ہی ہو کہ عبادت کرنے وقت انسان یقین کرے کہ خدا تعالیٰ اسے دیکھ رہا ہے۔

اسلام کی جامع و مانع تعریف

اسی طرح ایک مجلس میں ایک شخص نے پوچھا ما الاسلام یا رسول اللہ۔ حضورؐ اسلام کیا ہے؟ فرمایا اسلام کی مختصر اور جامع تعریف یہ ہے التعظیم لامر اللہ والشفقۃ علیٰ خلق اللہ۔ احکامِ الٰہی کی تعظیم کی جائے اور اس کی عظمت کو دل میں لئے ہوئے توجہ سے، فکر سے، کوشش اور اخلاص سے خدا تعالیٰ کے احکام کی تعمیل کی جائے۔ اور دوسرا حصہ اسلام کا یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی مخلوق کے ساتھ شفقت و مہربانی کا سلوک کیا جائے۔ بس یہی اسلام کا تجزیہ ہے

علماء اور پیروں کی پرستش

اسی بات کا ذکر اسی آیت میں ہے واعبدوا اللہ ولا تشرکوا بہ شیئاً۔ خدا تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک مت ٹھہراؤ۔ شرک یہی نہیں کہ شجر اور حجر وغیرہ کی پرستش کی جائے۔ عام طور پر علماء اور پیر بھی اپنی پرستش کرواتے ہیں۔ ہندوؤں میں پنڈت اپنی پوجا کرواتا ہے یہاں تک کہ راجے مہاراجے بھی پنڈت کے مشورے کے بغیر قدم نہیں اُٹھاتے۔ ہر کام کرنے سے پہلے وہ پنڈت سے پوچھتے ہیں سفر کرنا ہو تو پوچھا جاتا ہے کہ آج فلاں جگہ کا سفر کروں یا نہ کروں۔ یورپ میں پوپ صاحب کی بات خدا کی بات سمجھی جاتی ہے۔ بارہویں پوپ نے ایک اجتماع میں اعلان کیا کہ جس طرح ہم حضرت عیسٰے کو آسمان پر زندہ مانتے ہیں، آج ہم یہ فیصلہ کرتے ہیں اور حکم دیتے ہیں کہ حضرت مریم بھی آسمان پر زندہ ہیں، اس اعلان کے بعد رومن کیتھولک عیسائیوں کا یہ عقیدہ بن گیا کہ حضرت مریمؑ بھی خداوند مسیح کی طرح آسمان پر زندہ بیٹھی ہیں۔ پوپ صاحب کے حکم سے عقیدہ بدل گیا۔ یہ صرف عیسائیوں اور ہندوؤں تک ہی محدود نہیں مسلمانوں میں بھی یہ بات آ گئی ہے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو باوجود اس کے کہ آپؐ انسانیت کے لئے کامل نمونہ اور کامل و مکمل انسان تھے اپنی پرستش کرنے سے منع فرمایا آپؐ کا ارشاد ہے لا تجعلوا قبری وثنا۔ میری قبر کو بت نہ بنا لینا۔ آپؐ نے عورت اور مرد کو آزادی خیال عطا کی بڑے کمال کی قوم آپؐ نے پیدا کی۔ بحال حق کرنے میں لاجواب ہے ایسا آزادی خیال آپ نے عطا کی اور ہر قسم کے شرک کی بیخ کنی کر دی لیکن افسوس ہے کہ وہ بات جو غیر قوموں کے رہنماؤں کے اندر تھی وہ مسلمان علماء اور گدی نشینوں میں نمودار ہو گئی ہے انہوں نے قوم کو غلام بنا لیا۔ ان کے دماغ مسخ کر دیئے۔ سوچنے سمجھنے کی صلاحیتیں مفقود کر دیں وہ یقین کرتے ہیں کہ جو کچھ سجادہ نشین نے فرمایا ہے وہی ٹھیک ہے خواہ وہ قرآن کے احکام صلعم حضور نبی کریمؐ کے واضح ارشادات کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔

حضرت مسیح موعودؑ کے فرمودات کے خلاف ربوہ کے گدی نشین کے اعلانات

ہمارے سامنے مرزا صاحبؑ نے فرمایا کہ میں قرآن و حدیث کا ایک شوشہ تک تبدیل نہیں کر سکتا۔ اور نہ کوئی شخص شرعی احکام لے کر مبعوث ہو سکتا ہے آپ نے فرمایا کہ میرا دعویٰ نبوت پر لعنت بھیجتا ہوں لیکن ہمارے دیکھتے دیکھتے ایک قوم پیدا ہو گئی کہ جو حضرت مرزا صاحب کو نبی مانتی اور یہ یقین کرتی ہے کہ وہ تمام مسلمان جو آپ کو نبی نہیں مانتے کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ جو کچھ ان کے پیر کے منہ سے نکلا وہ اس پر یقین کر لیتے یہ نہ صرف حضرت مرزا صاحبؑ پر افترا ہے بلکہ بہت بڑا شرک ہے اور شریعت محمدی اور ختم نبوت پر بہت بڑی زد ہے۔ اور اس سے بھی خطرناک بات یہ ہے کہ تمام دنیا کے مسلمانوں کو کافر قرار دیدیا گیا، غیر قوموں کی طرح اپنے پیروں اور ملاؤں کی پرستش کرنے والے مسلمان قوم میں پیدا ہو گئے ہیں۔ خدا تعالیٰ کی تعلیمات کو تبدیل کر دینا اس سے بڑا اور کوئی ظلم نہیں ہو سکتا، قرآن کریم میں فرمایا کہ جو لوگ خدا تعالیٰ پر افترا [illegible] سے احکام جاری کرتے ہیں اور اسے خدا کی تعلیم قرار دیتے ہیں وہ بہت بڑے جرم کے مرتکب ہیں۔ یہ سب سے بڑا شرک ہے کیونکہ مخلوق ان خود تراشیدہ احکام کے باعث گمراہ ہو جاتی ہے۔

والدین اور بزرگوں کا ادب

عبادتِ الٰہی کا حکم دینے اور شرک سے منع کرنے کے بعد فرمایا و بالوالدین احساناً۔ خدا تعالیٰ کی عبادت کے بعد ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ قول و فعل نشست و برخواست میں ان کی تکریم ملحوظ ہو۔ ان کے سامنے اپنی آواز بلند نہ کرو۔ حجت بازی نہ کرو۔ ان کی خدمت کرنے میں کوئی فروگذاشت نہ ہونی چاہیئے۔ و بذی القربیٰ۔ والدین کے بعد دوسرے رشتہ دار چچا۔ ماموں، پھوپھی، خالہ بھی علیٰ قدر مراتب حسن سلوک کے

ساتھ اچھا سلوک ہونا چاہیئے۔ دو چار خاندان میں نے جماعت احمدیہ میں ایسے دیکھے ہیں جو اپنے بڑے بھائی کی بھی تعظیم کرتے ہیں اور ان کے مشورہ کے بغیر کوئی کام نہیں کرتے۔ ان کا حکم ضروری سمجھتے ہیں۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے والدین بوڑھے ہو جائیں تو بھی اُن کی تعظیم و تکریم کرو۔ ہر بوڑھے کی تعظیم بجا لاؤ۔ اس تعلیم سے آپؐ نے خاندان کو ایک یونٹ بنا دیا۔ ان تعلیمات نے تمام گھروں میں تہذیب و ثقافت اور سیرت و کردار کا بیج رکھ دیا۔ اگر تمام گھر ایسے ہو جائیں تو برکات کا نزول شروع ہو جائے۔ پنجاب میں یہ غلط تصور ہے کہ کوئی شخص نواب ہو گا تو اپنے گھر میں ہو گا ہمیں اس سے کیا مطلب حقیقت یہ ہے کہ اگر کوئی نواب ہم میں ہے تو اس سے قوم کی عزت بڑھتی ہے۔ وہ قوم کا ستون ہے اور قابلِ عزت ہے۔

یتیم کے ساتھ حسنِ سلوک

آگے فرمایا والیتٰمٰی۔ یتیم کے پالنے پوسنے کا صرف حکم ہی نہیں دیا ان کی تکریم کرنے کا بھی حکم دیا ہے۔ روٹی کھلاؤ تنبیہ کے ساتھ یتیم کی تکریم کرنے کا حکم ہے۔ اگر یتیم کو روٹی دی جائے اور اس کی پرورش کرنے میں تکریم کا اظہار نہ ہو تو ایسا کرنے سے مسلمان خدا کو ناراض کرتا ہے اور فرمایا کہ ان پر احسان نہ جتلاؤ۔ احسان جتلانے سے تمہاری خیرات برباد ہو جاتی ہے اور دوسرے کا دل جلتا ہے۔ اس سے خدا خفا ہو جاتا ہے۔

مساکین کی امداد

والمساکین۔ پھر جماعت میں مساکین ہوتے ہیں ان کے پاس روزی حاصل کرنے کے سامان نہیں ہوتے۔ ہتھیار اور اوزار نہیں ہوتے ان کے لئے سامان مہیا کر دو۔ اور انہیں قوم کے قابلِ عزت افراد بنا دو۔ اسی ضمن میں حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا من مات وترك مالاً فلورثتہ۔ جو کوئی مر جائے۔ اور ترکہ چھوڑ جائے وہ ترکہ اس کے وارثوں کا ہے۔ ان کو وہ ترکہ دیا جائے ومن مات وترك دیناً اوضیاعاً فالیّ وعلیّ اور اگر کوئی قرضہ اور چھوٹے بچے چھوڑ جائے۔ تو اس کے قرضہ کی ادائیگی میں کروں گا اور اس کے بچوں کا بوجھ میں اُٹھاؤں گا۔ اس سے یہ سبق دینا منظور تھا کہ یتیم بچوں کی پرورش کرنا حکومتِ وقت کے ذمہ ہے۔ یہ شان ہے ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی۔ حکومت کے تخت پر بیٹھتے ہی غرباء کی پرورش اور تربیت کی طرف توجہ فرمائی اور قومی خزانہ میں غرباء کا حصہ رکھ دیا۔

ہمسایہ کے ساتھ نیک برتاؤ

پھر فرمایا والجار ذی القربیٰ۔ آپ کے قریبی ہمسائے ہیں وہ رشتہ دار ہیں یا غیر رشتہ دار۔ ہم مذہب ہیں یا غیر مذہب ان سب کے ساتھ حسنِ سلوک کے ساتھ پیش آؤ۔ دُکھ درد میں ان کے کام آؤ۔ مسلمان نہیں دیکھتا کہ میرا ہمسایہ ہندو ہے یا سکھ۔ وہ اس سے ایسے ہی ہمدردی کرتا ہے جیسے مسلمان ہمسایہ کے ساتھ۔ مردوں اور عورتوں کے لئے ضرور بالضرور ہمسایہ کو تکلیف دینے سے اجتناب کرنا فرض ہے کیا شان ہے ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی اور کیا کلیہ نظر آتا ہے کہ غیر مذاہب کے لوگوں کے ساتھ بھی حسنِ سلوک کی تعلیم دی۔ یہودیوں کا ایک وفد آپؐ کی خدمت میں آیا۔ ان کی عزت کے لئے شاہی ضیافت کی گئی۔ ان کی حفاظت کی ذمہ داری لی گئی۔ اسی طرح عیسائی وفد کو مسجد میں گرجا کرنے کی اجازت آپؐ نے دی۔ یہ وسعتِ قلبی کی انتہا ہے۔ مشرکین عرب آتے ہیں تو ان کی بھی ضیافت کرتے ہیں اور ان سے مہربانی سے پیش آتے ہیں۔

دُور کے ہمسایہ اور ساتھ بیٹھنے والے سے حسنِ سلوک۔

آگے فرمایا والجار الجنب اور دُور کے پڑوسی کے ساتھ حسنِ سلوک کا برتاؤ کرو والصاحب بالجنب ایسا شخص جو تمہارے پاس بیٹھتا ہے تمہارا ہم جماعت ہے کسی دفتر یا کارخانہ میں تمہارے ساتھ ملازم ہے یا کسی شخص کا تمہارے ساتھ کسی جگہ اُٹھنا بیٹھنا ہو جائے اس کی بھی دلداری کرو اور اس کی خیر خواہی کا خیال رکھو۔ کبھی ریل میں سفر کر رہے ہو تو ہم سفروں سے بلا امتیاز مذہب و ملت حسنِ اخلاق سے پیش آؤ تاکہ وہ محسوس کریں کہ مسلمان اچھا ہے اور اس کا نبیؐ اچھا ہے مسلمان کبھی ان احکام کو پس پشت پھینک دیتے ہیں مسلمان جب ریل کے ڈبے میں اکیلا بیٹھتا ہے تو دروازے کے آگے کھڑا ہو جاتا ہے کہ دوسرا کوئی شخص اس کمرہ میں نہ آ گھسے۔ یہ پسندیدہ طریق نہیں۔

مسافر اور ملازم کے ساتھ مہربانی کا برتاؤ

وابن السبیل۔ راستے کا بیٹا۔ سفر میں انسان تنہا ہوتا ہے اس کا کوئی ماں باپ یا رشتہ دار نہیں ہے اس کے ساتھ مہربانی سے پیش آؤ۔ اس سے نفرت نہ کرو۔ وما ملکت ایمانکم۔ تمہارے نوکر چاکر ہیں یا غلام ان کو اپنا بھائی یقین کرو۔ اپنے نوکر اور غلام کو وہی کھانا دو جو تم خود کھاتے ہو۔ خود تو گوشت کھانا۔ اور نوکر کے لئے چٹنی اور دال بنا دینا۔ یہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کے خلاف ہے۔ جیسا تم خود کپڑا پہنو نوکر کو بھی پہناؤ۔ ان پر زیادہ بوجھ نہ ڈالو۔ اُن سے ایسا کام مت لو جو اُن کی طاقت سے بڑھ کر ہو۔ اگر ایسا کام لو تو ان کا ہاتھ بٹاؤ۔

تکبر اور شیخی خدا تعالیٰ کو ناپسند ہے

مزید فرمایا ان اللہ لا یحب من کان مختالاً فخوراً۔ جہاں اپنے قریبی رشتہ داروں اور غیروں کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آنے کا حکم دیا وہاں ان کے ساتھ تکبر سے پیش آنے اور ان کو حقارت سے دیکھنے سے منع فرمایا۔ اور ان کے ساتھ شیخی مارنے سے منع فرمایا کیونکہ ایسا کرنے سے ان کی کمتری کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ تکبر کرنے والوں اور فخر کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔

زیب و زینت تکبر نہیں

جب یہ حصہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا تو ثابت بن قیسؓ رونے لگے۔ حضرتؐ نے فرمایا۔ ما یبکیك۔ کس بات نے آپ کو رلایا ہے کیا بات ہے ثابت تم کیوں رو رہے ہو؟ ثابت رضؓ نے عرض کی کہ میں تو پسند کرتا ہوں کہ میری جوتی کا تسمہ بھی خوبصورت ہو۔ اچھی سواری ہو۔ اور میرے کپڑے شاندار ہوں۔ حضرت صلعم نے فرمایا تم اہلِ جنت سے ہو۔ ان اللہ جمیل و یحب الجمال۔ خدا خود صاحب جمال ہے اور وہ زیب و زینت کو پسند کرتا ہے اس نے تمام دنیا میں زینت پیدا کی ہوئی ہے۔ کہیں رنگ برنگ کی تتلیاں ہیں۔ کہیں مشکبار پھول ہیں ہرے ہرے پتوں کے اندر خوبصورت سنگترہ لٹک رہا ہے۔ اور رات کے وقت آسمان ستاروں سے جگمگ جگمگ کر رہا ہے۔ خدا تعالیٰ نے یہ زیب و زینت کے سامان انسانوں کے ذوقِ جمال کی تربیت کے لئے پیدا کر رکھے ہیں۔ تکبر اور چیز ہے اچھا کھانا۔ اچھا پہننا۔ اچھی رہائش یہ منع نہیں ہے نہ یہ تکبر ہے۔ بطر الحق وغمص الناس کو۔ یعنی حق کو عناد و تکبر سے رد کر دینا تکبر ہے اور انسانوں کے حقوق تلف کرنا تکبر ہے۔

ممتاز اور گرانمایہ تہذیب

یہ احکامات ربانی اور ارشادات ذات گرامی ایک ممتاز اور نہایت مفید تہذیب کے حامل ہیں۔ جب ہر ایک گھر جو جماعت کی یونٹ کا حکم رکھتا ہے۔ ان اوصاف سے آراستہ ہو جائے تو سارے ملک میں اس گرانمایہ تہذیب و ثقافت کا دَور دورہ ہو سکتا ہے۔ اس لئے ہر مسلمان کو یہ تہذیب سیکھنے کا مصمم ارادہ کر لینا چاہیئے۔

بحرِ حکمت کے موتی

بسلسلہ صفحہ اوّل

اس طرح شیطان کی وسوسہ اندازی سے بچ جاتا ہے۔ اب ان کلمات کو پڑھنے کا یہ مطلب نہیں کہ بغیر سوچے سمجھے انسان ان کو رٹ لے بلکہ جو شخص ان الفاظ کو سمجھ کر پڑھے گا اس کے دل پر خدا تعالیٰ کی ہستی اس کی وحدانیت اس کی قدرت و جبروت کا اثر بھی ہو گا۔ اور یہی وہ چیز ہے جو انسان کو گناہ سے بچا سکتی ہے۔ یعنی اس کے قلب پر عظمتِ الٰہی کا اثر۔ یہ کلمات ہوں یا اسی قسم کے کلمات جو انسان کے قلب میں عظمتِ الٰہی کا اثر پیدا کرتے ہیں۔ وہ سب اس میں آ جاتے ہیں۔ اس کی وجہ سے نیکیوں کا لکھا جانا اور بدیوں کا محو ہو جانا ظاہر امر ہے۔ قلبِ انسانی کی حالت کے اندر جب تبدیلی پیدا ہو جائے تو اس کی پہلی بدیاں محو ہو جاتی ہیں کیونکہ وہ سچے دل سے اپنی حالت تبدیل کر لیتا ہے۔ رہا یہ کہ اس کا ثواب دس غلام آزاد کرنے کے برابر ہے۔ تو اس کا منشاء درحقیقت اس بات کی طرف توجہ دلاتا ہے کہ ایسا انسان دوسروں کو اپنی غلامی کی حالت میں رکھنا کبھی پسند نہ کرے گا۔ کسی کو غلام بنانا کیا ہے۔ اس کے حقوق کی پرواہ نہ کرنا۔ تو یہ کلمات اللہ تعالیٰ کی عظمت کا ایسا اثر انسان کے دل پر پیدا کرتے ہیں۔ کہ وہ دوسروں کے حقوق کو پامال نہیں کر سکتا۔ جب ایک امر کے لئے انسان کے قلب میں پوری تیاری پیدا ہو جاتی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں ایسا ہی ہوتا ہے کہ گویا اس نے وہ کام کر دیا۔ اسی لئے حدیث کے آخر پر فرمایا کہ اس سے بڑھ کر وہی شخص ہے جو اس سے بڑھ کر عمل کرے۔

ضروری تصحیح

گزشتہ اشاعت میں صفحہ ۳ کالم ۲ میں جلسہ راولپنڈی کی عمومی کیفیت کے ذیل میں یہ لکھا گیا کہ یاقت باغ میں حضرت امیر ایدہ اللہ کے لیکچر کے بعد نصیر احمد نا صرمصری نے حضرت محمدؐ کی نعت "وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا" ترنم کے ساتھ پڑھی۔ اس میں نام غلط لکھا گیا ہے، نصیر احمد مصری کی بجائے منیر احمد مصری پڑھا جائے۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ للعالمین ہیں

اور آپؐ کی تعلیمات دنیا جہان کے لئے رحمت کا موجب ہیں

پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔

حضرت مرزا صاحبؒ مدعی نبوت نہیں نہ آپؒ کے انکار سے کفر لازم آتا ہے

لیکچر حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ جو انہوں نے ۱۵ اپریل ۱۹۶۷ء کو لیاقت باغ راولپنڈی میں دیا

جماعت احمدیہ راولپنڈی کے سالانہ جلسہ کے موقعہ پر ۱۵ اپریل کو لیاقت باغ پریس کلب میں معززین شہر کو حضرت امیر ایدہ اللہ کے اعزاز میں چائے کی دعوت دی گئی، جس میں قریباً ساڑھے تین سو اصحاب شریک ہوئے۔ خواتین اس کے علاوہ تھیں۔ اس موقعہ پر حضرت امیر ایدہ اللہ نے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیشکردہ عالمگیر اصولوں اور بلند تعلیمات پر بصیرت افروز تقریر فرمائی اور ثابت کیا کہ ان تعلیمات کی افادیت و معقولیت آج چودہ سو برس بعد اس علمی روشنی کے زمانہ میں بھی اسی طرح مسلم ہے، جس طرح ابتدائی زمانہ میں تھی، اور ہر زمانہ میں یہ تعلیمات دنیا کے لئے مفید ثابت ہوئی ہیں جو اس بات کا کھلا ثبوت ہے کہ آپؐ خاتم النبیین ہیں، اور آپؐ کے بعد کوئی ایسا شخص نہیں آسکتا، جس کا ماننا فرائض ایمانیات میں ہو۔ حضرت امیر ایدہ اللہ کی اس تقریر کا پورا متن درج ذیل ہے:۔

الحمد للہ رب العالمین۔ الرحمن الرحیم مالک یوم الدین۔ ایاک نعبد و ایاک نستعین۔ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم۔ غیر المغضوب علیھم ولا الضالین

معزز خواتین و حضرات! میرا مضمون اس موضوع پر ہے۔ کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا کے آخر تک کے لئے پیغمبر ہیں، حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث ہوئے چودہ سو سال گذر گئے ایک شخص کہہ سکتا ہے کہ آج سے چودہ سو سال پہلے کی تعلیمات آج اس روشنی کے زمانے میں کہاں مفید ہو سکتی ہیں۔ لیکن اگر ان تعلیمات پر غور کیا جائے جو آپؐ نے چودہ سو سال پہلے خدا تعالیٰ سے وحی پا کر بیان کیں تو صاف نظر آتا ہے کہ اس زمانہ کے حالات و ضروریات کے وہ عین مطابق ہیں

کل کائنات اور تمام انسان اللہ تعالیٰ کی مخلوق اور یکساں حیثیت رکھتے ہیں

چنانچہ فرمایا الحمد للہ رب العالمین، عالم کے معنے نشان کے ہیں، غور کیا جائے تو کائنات کی ہر چیز پر نشان لگا ہوا ہے کہ یہ تخلیق کسی انسان کی نہیں بلکہ اس قادر مطلق خدا کی تخلیق ہے، اس کائنات کے مختلف طبقات ہیں، جن کے متعلق اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ میں سارے طبقات پیدا کرنے اور ان کی پرورش کرنے والا ہوں، تمام حیوانات تمام چرند پرند اور مختلف رنگوں اور نسلوں کے انسان میری ہی پیدائش ہیں اور میں ہی ان سب کی ربوبیت کرتا ہوں، اس قسم کا نظریہ وہی شخص پیش کر سکتا ہے جو تمام انسانوں کو خدا کی مخلوق سمجھتے ہوئے ان سے یکساں برتاؤ کرنا جانتا ہو۔

ہندو اور یہودی کی تنگ دلی

ہمارا ہمسایہ ہندو اس بارہ میں اتنا تنگ دل واقع ہوا ہے کہ اپنی قوم کے سوائے تمام انسانوں کو ملیچھ سمجھتا ہے، وہ ایک دری یا میز پر جہاں مسلمان بیٹھا ہوا ہو، وہاں کھانا نہیں کھا سکتا وہ یقین کرتا ہے کہ بجلی کی کرنٹ کی طرح مسلمان کی ناپاکی نکل کر اس کے کھانے کو بھرشٹ کر دے گی، اس نے غیر قوموں کو کیا درجہ دینا ہے۔ اس کے اپنے وطن میں دس کروڑ اچھوت اس کے نزدیک ناپاک اور انسانیت کے درجہ سے گرے ہوئے ہیں۔ اسی طرح یہودی سمجھتا ہے کہ یہودی نسل سے باہر ناپاک لوگ ہیں، اور وہ اس قابل نہیں کہ ان پر اللہ تعالےٰ کی رحمت اور فضل نازل ہو، یا انہیں راہ ہدایت دکھائی جائے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہایت بزرگ نبی تھے، وہ بھی چونکہ یہودی نسل سے تھے، اس لئے اپنی قومی روایات کے مطابق انہوں نے اپنے مریدوں کو یہی ہدایت کی کہ اپنی تبلیغ کو صرف یہودیوں تک محدود رکھو اور سؤروں کے آگے موتی مت ڈالو، بچوں کی روٹی کتوں کو نہ دو، اسی طرح نسلی تعصب تمام قوموں کے اندر موجود چلا آتا ہے۔

یورپ کا غیر مساویانہ برتاؤ

آج بھی یورپ سمجھتا ہے کہ ہم آسمان سے اترے ہوئے ہیں، اور مشرق کے لوگ اس قابل نہیں کہ ان سے انسانیت کا برتاؤ کیا جائے۔

رسول کریم صلعم کے عالمگیر نظریات

اس کے بالمقابل رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جو وحی نازل ہوئی اس کا پہلا جملہ ہی اس عالمگیر نظریہ کو پیش کرتا ہے کہ تمام مخلوق خدا تعالےٰ کی پیدا کردہ اور اس کے فیضان ربوبیت کی مستحق ہے۔ اس کا روحانی فیضان بھی جسمانی فیضان کی طرح سب قوموں کے لئے یکساں ہے، فرمایا لکل قوم ھاد قوموں میں اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہدایت دینے والے آتے رہے، پہلا انسان جس نے تمام دنیا کے انسانوں کو خدائے واحد کی مخلوق اور اس کی تربیت اور پرورش کا مورد قرار دیا اور جس نے تمام انسانوں کے ساتھ محبت اور اخوت کا رابطہ قائم کیا وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، وہ کہتے ہیں کہ صرف مجھ پر ایمان کامل لانے سے کوئی شخص مسلمان نہیں ہو سکتا جب تک دوسری اقوام کے نبیوں اور رشیوں منیوں پر ایمان نہ لائے ہر مسلمان بچہ کو ایمانیات کی تلقین کرتے ہوئے یہ سکھایا جاتا ہے کہ آمنت باللہ وملائکتہ وکتبہ ورسلہ میں خدا تعالےٰ، ملائکہ، اور سب قوموں کی کتب مقدسہ اور سب اقوام کے رسولوں پر ایمان لاتا ہوں، جب تک کوئی تمام نبیوں کی تعظیم نہ کرے بلکہ ان سب کی صداقت پر ایمان نہ لائے مسلمان نہیں ہو سکتا۔

وحدت نسل انسانی کا پُر محبت نظریہ

یہ تصور توحید الٰہی کے عقیدہ کے ساتھ وحدت نسل انسانی کا موجب ہے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھایا اگر ہم ہندوؤں کو یہ یقین دلائیں، کہ کرشن جی مہاراج ہمارے نزدیک خدا تعالےٰ کے سچے پیغمبر اور رشی تھے، اگر یہودیوں اور عیسائیوں کو ہم حضرت موسےٰ اور عیسےٰ کی صداقت پر اپنے ایمانیات کا یقین دلائیں تو وہ ہمارے قریب آسکتے اور باہم محبت و مودت پیدا ہو سکتی ہے۔

تمام انسانوں کی یکساں ربوبیت

قرآن کریم میں جہاں یا ایھا الذین آمنوا کہہ کر تمام انسانوں سے بھی خطاب کیا گیا ہے ابتدائی آیات ہی میں فرمایا ہے یا ایھا الناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم، لوگو! اس خدا کی عبادت کرو جس نے تم کو پیدا کیا اور تم سب کی ربوبیت کا خیال رکھا ہے والذین من قبلکم تم سے پہلوں کو بھی اس نے پیدا کیا، الذی جعل لکم الارض فراشا اس نے ساری زمین کو تمہارے لئے

فرش بنایا والسماء بناءً اور آسمان کو تمہارے اُوپر قبہ بنایا اور فرمایا ھوالذی جعل الشمس ضیاء والقمر نوراً سورج کو ہم نے روشنی دینے والا اور چاند کو نورانی بنایا اور فرمایا ھوالذی انزل من السماء ماءً آسمان سے ہم نے پانی نازل کیا، فاخرجنا بہ نبات کل شیئ اس سے نہ صرف غلہ جات اور روئیدگی پیدا کی بلکہ جس قدر انسانی ضروریات کی چیزیں ہیں، وہ سب کی سب اس سے پیدا کیں پھر ایک اور جگہ فرمایا انا صببنا الماء صبًا۔ ہم نے آسمان سے بارش نازل کی، ثم شققنا الارض شقًا پھر زمین کو پھاڑتے ہیں فانبتنا فیھا حبًا وعنبًا وقضبًا وزیتونًا الخ، پھر غلہ جات، ادویات کے لئے بوٹیاں، جلانے کے لئے کوئلے اور پھل پھول وغیرہ اس زمین سے نکالے۔

انسان کی رُوحانی تربیت کا سامان

یہ اس بارش کا ذکر ہے جو انسان کی جسمانی پرورش کے لئے اللہ تعالیٰ نازل فرماتا ہے۔ یہ قرآن بھی ایک بارش ہے اگر زمین و آسمان کو انسان کی جسمانی پرورش کے لئے اللہ تعالےٰ نے لگا دکھا ہے تو اس کی رُوحانی پرورش کا بھی اس نے سامان کیا۔ انسان بھی ایک حیوان ہے۔ اس کو دوسرے حیوانات پر یہ فضیلت حاصل ہے کہ اسے دل اور دماغ دیا ہے۔ اس لئے جہاں ساری کائنات کو اس کی جسمانی پرورش اور اس کی خدمت میں لگایا ہے اور بارش سے اس کے جسم کی پرورش کا سامان پیدا کیا ہے وہاں اس کی رُوح کے لئے بھی قرآن کی شکل میں آسمان سے بارش نازل کی ہے جو دنیا جہان کی روحانی تربیت کرنے والی ہے۔

اہلِ کتاب میں نیک لوگوں کا ذکر

یہ ایک مجمل تمہید ہے اس بات کی کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ للعالمین ہیں اور آپ کا وجود تمام دنیا کے لئے باعث رحمت ہے، ہم چاہتے ہیں کہ تفصیل کے ساتھ اس بات کو واضح کریں کہ آپ فی الواقع رحمۃ للعالمین تھے۔ آپ نے صرف مسلمانوں ہی کو خدا تعالےٰ کے نیک بندے قرار نہیں دیا بلکہ فرمایا کہ جہاں کہیں کوئی آسمانی آدمی آیا جس قوم میں آیا۔ اُن میں نیک آدمی پیدا ہوئے۔ ایک جگہ اہلِ کتاب کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا لیسوا سواءً من اھل الکتاب امۃ قائمۃ سب لوگ برابر نہیں، ان میں سے کچھ لوگ حق پر قائم ہیں یتلون اٰیات اللّٰہ اٰناء الیل وہ راتوں کو اُٹھ کر خدا کا کلام پڑھتے ہیں۔ وھم یسجدون اور سجدوں میں گر کر اللہ تعالےٰ کے آگے عاجزی کا اظہار کرتے ہیں۔ یومنون باللّٰہ والیوم الاخر وہ اللہ تعالےٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہیں ویامرون بالمعروف وینھون عن المنکر اپنی نیک تربیت کے ساتھ دوسروں کو بھی نیکیوں کی تلقین کرتے اور برائیوں سے منع کرتے ہیں ویسارعون فی الخیرات اور نیک کام مستعدی سے کرتے ہیں واولٰئک ھم الصّٰلحین، یہ صالح لوگ ہیں، یہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی خصوصیت ہے کہ آپ نے دوسری قوموں میں بھی صالح لوگوں کی موجودگی کا ذکر کیا اس سے پہلے کسی نے ایسا خیال ظاہر نہیں کیا، جو بھی نیک کام کرے وہ قابلِ قدر ہے اور یہیں تک نہیں بلکہ فرمایا وما یفعلوا من خیر فلن یکفروہ جو چھوٹی موٹی نیکی بھی یہ لوگ کریں گے اس کی ناقدری ہرگز نہ کی جائے گی، یہ کس قدر دل خوش کن بات ہے کہ جس قدر نیک لوگ ہیں، جو بھی نیکی کا کام کریں وہ قابلِ قدر ہیں۔ اور فرمایا ومن قوم موسٰی امۃ یھدون بالحق وبہ یعدلون۔ موسٰی کی قوم میں ایک جماعت وہ بھی ہے جو حق کی ہدایت کرتے ہیں اور عدل سے کام لیتے ہیں۔

تمام انسانیت میں ہدایت یافتہ اور عادل لوگ

حضرت موسٰی وحضرت عیسٰی کی قوموں پر کیا منحصر ہے وممن خلقنا امۃ یھدون بالحق وبہ یعدلون تمام کی تمام انسانیت جس کو ہم نے پیدا کیا ہے ان میں ایسے لوگ ہیں جو صحیح ہدایت کرتے ہیں اور صحیح عدل کرتے ہیں اور فرمایا انا انزلنا التوراۃ فیھا ھدی ونور ہم نے توریت نازل کی اس میں ہدایت اور نور ہے۔ اسی طرح فرمایا واٰتینٰہ الانجیل فیہ ھدی ونور۔ یہ ہے اسلام کا نظریہ دوسری کتابوں اور دوسرے مذاہب کے متعلق۔

عیسائی دنیا کا بغض وعناد

اس کے بعد دو چار نازک باتیں بھی سنانا چاہتا ہوں حضرت عیسٰی کا ارشاد ہے پادری صاحبان عموماً دوہراتے رہتے ہیں کہ God is love خدا محبت ہے، لیکن عیسائی دنیا میں دوسری اقوام کے متعلق جو رویہ اختیار کئے ہوئے ہے اس کو کون محبت کا رویہ کہہ سکتا ہے۔ اس کے خلاف دوسروں کے ساتھ نفرت اور بغض وعناد تمام عیسائی دنیا میں پایا جاتا ہے کہیں رنگ کے اختلاف پر نفرت ہے کہیں نسلی فسادات ہیں اور وطنی اختلافات پر دشمنی پائی جاتی ہے۔

اسلامی حکومت میں غیر مسلم رعایا کے حقوق

اس کے بالمقابل محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رویہ کو دیکھئے۔ حکومت کے تخت پر بیٹھتے ہی آپ کا امتحان ہوگیا، دوسری قوموں کے لوگ جو اسلامی حکومت میں آباد ہوں، ان کے متعلق اعلان کیا کہ انہیں مسلمانوں کے برابر حقوق دیئے جائیں گے اور ان کی جان ومال کی حفاظت کی ذمہ داری اسلامی حکومت پر ہوگی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے جانشین کو غیر مسلم رعایا کے متعلق یہ وصیت کی اوصیہ بذمۃ اللّٰہ وذمۃ رسولہ ان یوفی الیھم بعھدھم وان یقاتلوا من ورائھم ولا یکلفوا فوق طاقتھم۔ میں وصیت کرتا ہوں کہ اللہ اور رسول کا جو عہد ان کے ساتھ ہے، اسے پورا کیا جائے۔ ان کے جان ومال کی حفاظت کی جائے۔ دشمن اُن پر حملہ آور ہو، تو ان کے ساتھ ہو کر دفاع کیا جائے اور ان کی طاقت سے بڑھکر اُن سے کام نہ لیا جائے، اس عہد کو مسلمان حکمرانوں نے کس طرح پورا کیا؟ عمرو بن العاصؓ نے جب مصر کا ملک فتح کیا تو انہوں نے یہ اعلان کیا کہ تمام قبطیوں اور کنعانیوں کے حقوق مسلمانوں کے برابر ہیں، اس اعلان کو سن کر تمام ملک میں خوشی اور اطمینان کی لہر دوڑ گئی، لوگوں کے دل باغ باغ ہو گئے، فی الحقیقت اسلام میں کبھی کسی حاکم کو بھی دوسروں سے بڑھ کر حقوق نہیں دیئے گئے۔ ایک دن گورنر کے بیٹے نے راہ چلتے ایک قبطی کو مارا، حضرت عمرؓ کو اس کی رپورٹ پہنچی۔ انہوں نے گورنر (عمرو بن العاص) اور ان کے بیٹے کو مدینہ میں طلب کیا۔

. . . .

انگریزوں کا پریسٹیج اور اسلامی حکومت کا انصاف

ایسا کرنا پریسٹیج (Prestige) کے خلاف ہے مگر اسلام انصاف کے معاملہ میں پریسٹیج کو نظر انداز کرتا ہے اور ان کو ان الفاظ میں ملامت کی منذ کم عبدتم الناس وقد ولدتھم امھاتھم احراراً۔ کب سے تم نے ان لوگوں کو غلام بنا لیا ہے جنہیں ان کی ماؤں نے آزاد پیدا کیا تھا باپ کو ملامت کی اور گورنر کے بیٹے کو سزا دی۔ انگریز ایسا نہیں کرتا۔

جنگ کے زمانہ میں جنرل ویول مصر میں ہٹلر کی افواج کے مقابلہ میں ناکام ہوگیا تو اس کی جگہ جنرل منٹگمری کو بھیجا گیا لیکن ویول کو ملامت کرنے یا موقوف کرنے کے بجائے لارڈ ویول کو وائسرائے بنا کر ہندوستان بھیج دیا گیا، انگریز کے نزدیک اپنے افسروں کو سزا دینا پریسٹیج (وقار) کے خلاف ہے لیکن اسلام میں اس قسم کا جھوٹا پریسٹیج کوئی چیز نہیں معلوم ہوا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ للعالمین ہیں، محض نام کے لئے نہیں بلکہ عملاً آپؐ نے رحمۃ للعالمین بن کر دکھایا۔

غیر مسلموں کے مال ہڑپ کرنے سے منع کیا گیا

یمن میں ابو موسٰی اشعری کو گورنر بنا کر بھیجا اور انہیں تلقین کی کہ ایاکم والمعصیۃ فان بالمعصیۃ حل سخط اللّٰہ دیکھو خدا کی نافرمانی سے بچنا کیونکہ اس سے عذاب نازل ہوتا ہے۔ اتق دعوۃ المظلوم۔ ظلم نہ کرنا مظلوم کی آہ سے بچنا، فان لیس بینھا وبین اللّٰہ حجاب۔ مظلوم کی آہ سیدھی خدا تک پہنچتی ہے مسلمان حاکم کو غیر مسلم پر ظلم کرنے کی وجہ سے سزا دی جائے گی۔ اور فرمایا لوگوں کے اموال نہیں کھاتا۔ ان کے الفاظ یہ ہیں ایاکم واکل اموالھم۔

انگریز کی لوٹ مار

انگریز نے ڈیڑھ سو سال ہم پر حکومت کی، وہ دورانِ حکومت ہمارا سارا مال یہاں سے لے گئے۔ میں نے انگلستان میں انگریزوں کے گھروں میں جا کر دیکھا ہے جو ہندوستان سے ہو کر گئے ہیں اُن میں طرح طرح کی نادر اشیاء ہیں جو وہ یہاں سے اُڑا کر لے گئے عجائب گھر بنے ہوئے ہیں۔

سپین کی اسلامی حکومت کی برکات

لیکن ہمارا پیغمبر چودہ سو سال پہلے حکم دیتا ہے کہ [illegible] No کوئی لوٹ کھسوٹ نہیں کرنی۔ مسلمان سپین میں گئے۔ تو وہاں علم وحکمت پھیلائی یونیورسٹیاں بنائیں۔ اعلےٰ درجہ کی عمارات تعمیر کیں اور وہاں کے لوگوں کے لئے باعث رحمت ثابت ہوئے۔

تمام مخلوق عیال اللہ ہے نسلی اور لونی امتیاز کوئی نہیں

مسلمان قوم کو ساری مخلوق کے لئے رحمت بنایا گیا ہے انہیں تلقین کی گئی ہے الخلق عیال اللّٰہ فاحب الخلق الی اللّٰہ انفعھم لعیالہ تمام مخلوق خدا کا کنبہ ہے اور خدا کو وہ لوگ سب سے زیادہ پسند ہیں جو اس کے عیال کو نفع پہنچاتے ہیں، اور فرمایا لا فضل لعربی علی عجمی ولا لعجمی علی عربی ولا لاسود علی احمر ولا لاحمر علی اسود

الا بتقوی اللہ۔ کسی عربی کو دوسرے لوگوں پر فضیلت حاصل نہیں۔ نہ کسی دوسرے ملک کے آدمیوں کو عربوں پر فضیلت حاصل ہے اور نہ کسی کالے رنگ کے آدمی کو گورے پر یا گورے کو کالے پر فضیلت ہے۔ ہاں جو خدا خوف ہو اور خدا سے ڈر کر زندگی بسر کرے وہی سب سے افضل ہے۔ یہ جملہ آج سے چودہ سو سال پہلے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے نکلا۔

ہٹلر اور مسولینی کے مظالم

آج اس زمانہ میں ہٹلر اور مسولینی پیدا ہوئے جنہوں نے اس خیال کے تحت کہ صرف انہیں کی قوم فضیلت کا درجہ رکھتی ہے ۔۔۔ دوسروں پر سخت ترین ظلم و ستم توڑے۔

بقائے اصلح کا نظریہ اور مغربی طاقتوں کے تباہی خیز اقدامات

اور نٹشے نے کہا کہ سب سے اچھی قوم وہ ہے جو سب سے زیادہ طاقتور ہے۔

Survival of the fittest

صرف طاقتور قوم کو ہی زندہ رہنے کا حق حاصل ہے۔ اسی خیال کے ماتحت امریکہ اور روس مہلک ترین اسلحہ بنانے اور دوسرے ممالک کو تباہ کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔

قرآن کا نظریہ کہ مخلوق کو نفع پہنچانے والے کیلئے بقا ہے

اس کے مقابل قرآن کریم کا ارشاد ہے اما ماینفع الناس فیمکث فی الارض جو قوم بھی لوگوں کے لئے نفع رساں ہو وہ زمین میں قائم رہتی ہے۔ اندازہ کیجئے نٹشے تو کہے صرف طاقتور ہی زندہ رہ سکتا ہے۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں تمہارے اندر برکات نازل ہو سکتی ہیں۔ اگر تم خدا کی مخلوق کو نفع پہنچاؤ۔

عالمگیر نظریات کے ہوتے ہوئے کوئی نبی نہیں آسکتا

یہ عالمگیر نظریات دنیا بھر کی قوموں کے لئے بابرکت اور مفید ہیں۔ ان نظریات اور ان کی برکات کے مقابل پر اگر کوئی شخص آج یہ دعوے کرے کہ میں مدعی نبوت ہوں۔ اور میرا ماننا ایمانیات میں داخل ہے اور جو لوگ مجھے نہیں مانتے وہ کافر ہیں۔ تو وہ رد کر دینے کے قابل ہے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات عالمگیر ہیں، آپ کی تعلیم کامل اور مکمل ہے۔ پھر آپ کے بعد نبی کس طرح آسکتا ہے۔

حضرت مرزا صاحبؒ کا صرف مجددیت کا دعوےٰ ہے نبوت کا نہیں۔

میں نے خود حضرت مرزا صاحبؒ کے ہاتھ پر بیعت کی ہے وہ اخوت کی بیعت لیتے رہے۔ نبوت کی بیعت کبھی نہیں لی۔ یعنے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سب کے باپ ہیں۔ اور ہم سب بھائی بھائی ہیں۔ جنہوں نے امام وقتؒ کے ساتھ عقد اخوت باندھا ہے۔ اور ان کے مرجانے کے بعد ان کی قبر پر مجدد صد چہاردہم کا کتبہ لکھا۔ ان کے عین حیات کے ہم گواہ ہیں کہ انہوں نے صرف مجددیت کا دعوےٰ کیا۔ نبوت کا دعوےٰ ہرگز نہیں کیا، اور ان کے انتقال کے بعد ان کی قبر کا کتبہ گواہ ہے کہ وہ مجدد صد چہاردہم تھے، اور مجدد کا ماننا فرض یا ایمانیات میں سے نہیں، انہوں نے خود فرمایا ہے کہ میرے نہ ماننے سے کوئی کافر نہیں ہو سکتا۔

مجدد کے ماننے کے فوائد

ہاں مجدد کے ماننے میں فائدہ ضرور حاصل ہوتا ہے اور ان کا ماننا حضور نبی کریمؐ کے ارشاد کی تعمیل ہے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان اللہ یبعث لھٰذہ الامۃ علی کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا اللہ تعالےٰ اس امت کے لئے ہر صدی کے سر پر کسی ایسے شخص کو مبعوث کرے گا جو اس کے دین کو تازہ کرے گا۔ اگر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم ایسی بشارت دیں تو ہمیں خوش آمدید کہنا چاہیئے۔

مجدد وقتؒ کی نمایاں خدمات

اس مجدد نے عیسائیوں کو شکست فاش دی۔ اور اسی طرح آریوں کے حملوں کا دندان شکن جواب دیا۔ اور اسلام کے روشن چہرہ کو نمایاں کیا گیا۔ اس مجدد کے ذریعہ فتح اسلام کے جھنڈے یورپ میں گاڑے گئے۔ انہوں نے فرمایا میں خادم اسلام ہوں۔ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ کا کفش بردار ہوں۔ انہوں نے فرمایا کہ نبی وہ ہوتا ہے جس پر جبرئیل وحی نبوت لے کر نازل ہو۔ مگر جبرائیل کا وحی نبوت کے پیرایہ میں نازل ہونا تا قیامت بند ہے۔ انہوں نے فرمایا مجھے الہام ہوتا ہے وحی نبوت نہیں اترتی۔

یورپ میں تبلیغ کا عظیم الشان کام

آپ لوگوں کے سامنے یہ کامیاب تجربہ ہے کہ یورپ کے بڑے بڑے لوگ حضرت مرزا صاحبؒ کے اثر سے مسلمان ہوئے، آپ نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ یورپ کے لارڈ بھی مسلمان ہو سکتے ہیں۔ لارڈ ہیڈلے مسلمان ہونے کے بعد آپ کے یہاں بھی آئے اور جرمنی کے بیرن بھی مسلمان ہوئے جو ہمارے ملک میں تشریف لائے۔ حضرت مرزا صاحبؒ سے پہلے کس کو یہ حوصلہ یا وہم بھی ہو سکتا تھا کہ انگریزوں کو مسلمان کیا جائے۔ انہوں نے ایک کشف میں دیکھا کہ میں لندن میں ایک منبر پر وعظ کر رہا ہوں اور سفید پرندے میرے ہاتھ میں آرہے ہیں۔ یہ کشف آج حقیقت بن چکا ہے۔

خدمت اسلام کے لئے اس جماعت میں شامل ہو جاؤ

اس تجربہ کے بعد آپ لوگوں کو بھی ہمارے ساتھ مل جانا چاہیئے تاکہ اشاعت اسلام کا کام زیادہ وسیع پیمانہ پر ہو سکے۔ لیکن عام طور پر غلط فہمیاں اور تعصب کام کرتا ہے اس لئے بہت لوگ نیکی کے کام سے محروم ہو جاتے ہیں۔ واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العٰلمین۔

حضرت شیخ میاں محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

انخویم مولانا دوست محمد صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

یہ چند سطور میاں محمد صاحب کی وفات پر لکھے گئے ہیں، اخبار میں دے کر مشکور فرمائیں۔

چمن میں جائے با دصبا تو یہ کہنا بلبل زار سے
کہ خزاں کے دن بھی قریب ہیں نہ لگانا دل کو بہار سے

میاں صاحب کی وفات جماعتی رنگ میں بہت نقصان دہ ہے۔ وہ انجمن کے اعلےٰ رکن تھے، اور حضرت مسیح موعودؑ اور دین اسلام کے عاشق تھے۔ ان کا جانشین اللہ تعالےٰ پیدا کرے، میاں صاحب کی وفات کا ان کے صاحبزادوں کو صدمہ ہو گا۔ کیونکہ والدین کی زندگی میں بچے خواہ بوڑھے ہو جائیں پھر بھی وہ اپنے پر ذمہ داری کا بوجھ محسوس نہیں کرتے۔ اب ان کی میاں صاحب موصوف کی رحلت کے بعد آزادی سلب ہو جائے گی۔ اللہ تعالےٰ ان کو صبر عظیم عطا فرمادے۔

شروع نومبر ۱۹۶۶ء میں میں نے ایک خواب دیکھا تھا جس کا بیان کرنا میں ضروری سمجھتا ہوں۔

"بدوملہی سے مغرب موضع جیوں گورایہ دو اڑھائی میل کے فاصلہ پر ہے۔ میں نے وہاں گاؤں کے باہر راستہ پر خواجہ کمال الدین صاحب کو کھڑے دیکھا بہت سفید فاخرہ لباس زیب تن ہے اور سر پر پشاوری لنگی ہے وہ لاہور کی طرف منہ کر کے چل پڑے کچھ دیر میں بھی ان کے ساتھ چلا۔ مجھے مخاطب کر کے خواجہ صاحب نے صرف یہ فرمایا کہ کوئی تعمیری کام کرنا چاہیئے۔ اسی خواب کے دوران میں نے اپنے آپ کو لاہور احمدیہ بلڈنگ احمدیہ ہال والی گلی میں ایک کمرہ میں سویا ہوا پایا، فرش پر۔ وہاں میاں محمد صاحب میرے کمرے میں آگئے فرمانے لگے "آپ کہاں آگئے"؟ انہوں نے ظہر کی نماز کے لئے وضو کیا ہوا تھا، اور پانی کے قطرات ریش مبارک سے گر رہے تھے، اور تولیہ ہاتھ میں تھا۔ مجھے فرمانے لگے "میں نوکر کو کہہ دوں گا کہ کھانا یہاں پر ہی لے آئے۔ ہم دونوں مل کر کھائیں گے" ایسا معلوم ہوتا تھا کہ میرے کمرے کے ساتھ جانب جنوب وہ اپنی نگرانی میں ایک عمارت بنوا رہے ہیں۔" یہ خواب میں نے بدوملہی کے احباب سے بھی بیان کی اور لاہور جانے پر احمدیہ مسجد میں نماز سے فارغ ہونے کے بعد حضرت امیر سے بھی اس کا ذکر کیا۔ اور پھر سالانہ جلسہ پر میاں صاحب مرحوم جب اجلاس سے فارغ ہو کر کار میں سوار ہونے والے تھے۔ تو میں نے اس کا ذکر ان سے بھی کیا۔ فرمانے لگے "خواب اچھی ہے، روحانی تعلق ہے"۔

میاں صاحب مرحوم کی تاریخ وفات روحانی جو درج ذیل ہے:۔

شیخ میاں محمد لائل پوری — ۹۱۰ ۱۰۱ ۹۲ ۹۲ ۲۱۸ ۳ — ۱۳۸۶ھ — ۱۳۸۶ ہجری سن

چل بسے، ہو آپکی مغفرت رب — ۱۱ ۳۴ ۱۸۲۰ ۱۰۲ — ۱۹۶۷ء — ۱۹۶۷ء عیسوی سن

دعا ہے اللہ تعالےٰ شیخ میاں محمد صاحب کو حضرت مسیح موعود کی ہمسائیگی نصیب کرے۔

والسلام

خاکسار سید احمد - از بدوملہی -

۲۰ اپریل ۱۹۶۷ء

از:- ایم- اے صمد ایم- اے- بی- ایل- اشاعت الحق بہار شریف بہار

آزاد نوجوان مدراس کا دلچسپ مشورہ

بخدمت ایڈیٹر صاحب پیغام صلح۔ لاہور

جناب کریم اللہ آزاد نوجوان کے باضابطہ قادیانی ہونے کے بعد ہم سے اور اُن سے خط و کتابت بند تھی۔ عرصہ کے بعد ہم نے ان کے اہل و عیال کی خیریت دریافت کرنے کے لئے خط لکھا تو ضمناً اپنے قادیان جانے کے متعلق اور وہاں کے حالات کے متعلق ان کو مطلع کیا۔ تو جواب میں انہوں نے ایک تبلیغی خط لکھ مارا۔ جس میں وہاں کے رویہ پر افسوس ظاہر کرتے ہوئے زیادہ زور اس بات پر ظاہر کیا کہ ہم قادیان سے بغیر قادیانی ہوئے واپس آ گئے۔ انہوں نے یہ بھی لکھا کہ ہمارا خط ان کے ایک اداریہ۔ "LEST WE FORGET"

کا محرک ہوا ہے۔ چنانچہ ۷ را پریل ۱۹۶۷ء کے آزاد نوجوان ۱۲ میں انہوں نے ایک اداریہ لکھ مارا ہے جس کا انگریزی عنوان تو اوپر دیا گیا ہے اور اُردو میں اس کا عنوان ایام صلح۔ خلافت اور اختلاف رکھا ہے۔ قارئین کے تفنن طبع کے لئے آزاد نوجوان کے اس مضمون کا چیدہ چیدہ اقتباس درج ذیل ہے۔ آپ فرماتے ہیں:-

"ہمارا مقام احمدیت میں PEACE MAKERS کا تھا اور یہی شاید ایام الصلح ہیں! ....

.... ہم نہیں چاہتے کہ ہم کسی کو بُرا بھلا کہیں ہماری نظر میں احمدیت کا ہر فرد خواہ لاہوری ہو یا قادیانی قابل احترام ہے۔ ممکن ہے کہ ایک دوسرے کی نظر میں گمراہ ہو اور ایک دوسرے کے نظریہ کا منکر بھی۔ مگر اس کے یہ معنی نہیں کہ ایک اختلاف رائے کو ہم ایسے دراز کرتے چلے جائیں کہ حقائق اور واقعات کو نشانات الہٰیہ کے باوجود جھٹلاتے اور دوہراتے ہی چلے جائیں۔ ہماری پوزیشن جو ہے سو ہے۔ ہم لاہوری بھی رہ چکے ہیں اور قادیانی بھی ہیں.......... اب جبکہ بہت ہو چکا اور وہ لوگ باقی نہ رہے۔ جن کے زمانے اختلاف میں صرف ہو گئے۔ کیا یہ مفید اور موثر نہ ہوگا کہ ہم اختلافی امور کو چھوڑ کر میل ملاپ کی بات کریں..........

اگر ہمیں اسلام پیارا ہے اور یقیناً پیارا ہے اور سیدنا حضرت مسیح موعود کا مشن عزیز ہے۔ اور یقیناً عزیز ہے تو ہمارے تمام اختلافات کو ختم ہو جانا چاہیئے۔ اور ہمارے اندر یہ جذبہ احساس ہونا چاہیئے کہ ہم ایک دوسرے سے مل کر اپنا وقت کیوں نہ تبلیغ دین میں صرف کر سکتے ہیں۔"

آخر میں آپ یہ بھی فرماتے ہیں کہ:-

"اب نبوت اور خلافت کی بحثیں بے سود ہیں"

خدا کرے کہ ہمارے مہربان دوست کا یہ جذبہ واقعی ہو اور صرف سوڈا واٹر کا جوش نہ ثابت ہو۔ اگر اس اداریہ کا مقصد یہ نہ ہو کہ قادیانی حضرات جو اب قادیانیت سے بھٹک رہے ہیں (حقیقتاً روشنی اختیار کر رہے ہیں) چنانچہ ایک حقیقت پسند پارٹی بھی قادیانیوں میں قائم ہو چکی ہے اور وہ اپنی اصلاح بھی کر چکے ہیں) وہ قادیانیت سے بھٹکے رہیں۔ تو ہم بڑی خندہ پیشانی سے اپنے کرم فرما کو لبیک کہتے اور چند تجاویز پیش کرتے ہیں:-

۱- مسیح موعود کے اصل مقصد تبلیغ اسلام کو پیش نظر رکھ کر حضرت محمد صلعم کو غیر مسلموں کے سامنے پیش کیا جائے خصوصاً قادیان اور اس کے گرد و نواح میں جہاں مسلمان بالکل نہیں ہیں۔ نہ تو لاہوری خیالات پیش کئے جائیں اور نہ قادیانیت۔ ایسا لکھنے کی وجہ یہ ہے کہ ہم نے اپنے قیام قادیان کے دوران یہ محسوس کیا کہ بہت سے سکھ جو تاریخ سے واقف ہیں یہ مانتے ہیں کہ حضرت نانک مسلمان تھے اور انہوں نے حج بھی کیا۔ وہ حضرت محمدؐ کی رسالت کے کھلم کھلا اقرار کرنے کو تیار ہیں۔ مگر حضرت نانک کے بعد کسی بزرگ کو بھی ماننے کو تیار نہیں (چنانچہ اس زمانہ میں جب ہم قادیان گئے تھے ایک ایسا سکھ مر گیا جو مسلمان تھا (بلکہ شاید قادیانی بھی تھا کیونکہ معلوم ہوا کہ وہ قادیانی مشن کو چندہ بھی دیتا تھا مگر اپنے کو قادیانی کہلانا پسند نہ کرتا تھا۔) اس کی لاش کو حاصل کرنے کی قادیانی مشن نے کوشش کی تاکہ دفن کر دیا جائے، مگر اس کے رشتہ داروں نے اس کو جلا دیا۔

خاص قادیانی مشن کا جمعدار اس وقت عیسائی تھا۔ اس نے اپنا نام احمد بتایا۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا جناب اسحٰق صاحب نے جمعداروں کو مسلمان بنایا تھا۔ مگر جب ہندو مسلمان کا بلوہ شروع ہوا تو جمعدار بھی عیسائی ہو گئے کاش ان غریب کو مسلمان (قادیانی ہی) بنا لیا جاتا مگر وہ غریب پیر پرستی ہی سمجھ سکتے تھے اور نہ خلافت کی شان۔ بے چارے چندہ دینے کی بھی حیثیت نہیں رکھتے تھے۔ اس لئے قابل اعتنا نہ سمجھے گئے۔

۲- زائرین مسلمان یا غیر قادیانی جو قادیان جائیں۔ ان کو خواہ مخواہ چھیڑا نہ جائے اور اپنے طور پر حالات کو سمجھنے کا موقعہ دیا جائے۔ ہم نے اپنی پوزیشن کو صاف کر دیا تھا تاہم ہمیشہ کوئی نہ کوئی پیچھے لگا رہتا تھا۔ اور تبلیغ اس بات کی کرتا تھا کہ حضرت مولانا محمد علی مرحوم میں یہ برائی تھی۔ وہ برائی تھی۔ وغیرہ وغیرہ۔

۳- ایسے احمدیوں (یعنے لاہوریوں بلکہ عام مسلمانوں) کی ہمت افزائی کی جائے جو تبلیغ اسلام کے خیال سے وہاں رہنا چاہیں یا مشن قائم کرنا چاہیں۔ ہمارے قادیان جانے کا اصل مقصد یہ ہی تھا کہ وہاں کے اکابر سے گفتگو کر کے اس بات پر ان کو راضی کریں کہ وہ ہماری جماعت کے احمدیوں کو بھی قادیان میں رہ کر تبلیغ کا موقعہ دیں۔ مگر ہمارا تجربہ یہ ہوا کہ وہاں اسلامی تبلیغ سے کم دلچسپی ہے مگر قادیانی بنانے میں بہت انہماک۔ اور ہم اتنا عاجز آ گئے کہ جلد ہم کو وہاں سے بھاگ آنا پڑا۔ مثال کے طور پر ہم یہ لکھ دیتے ہیں کہ وہاں جس سے صاحب سلامت کرنا چاہا۔ بجائے خیریت پوچھنے کے اس نے سوال کیا کہ "آپ نے کب بیعت کی" گویا بیعت خلافت کرنا جزو اسلام ہے۔

۴- جہاں تک ہماری واقفیت ہے ایک قطعہ زمین جناب سلطان احمد بن مسیح موعودؑ نے لاہوری خیال والے احمدیوں کو (قبرستان کے لئے) دیا تھا۔ اس کو واگذاشت کیا جائے۔ تاکہ غیر قادیانی بھی جو مسیح موعودؑ سے محبت رکھتے ہیں مسیح موعود کے نزدیک دفن ہو سکیں۔

ہم اپنے فرض کو پورے طور سے ادا نہ کریں گے اگر یہ نہ لکھیں کہ انفرادی طور پر بعض افراد جو قادیانی ہیں اور وہ قادیان میں رہتے ہیں۔ واقعی تبلیغ اسلام سے دلچسپی رکھتے ہیں اور حقیقت میں قادیانی تعصب سے بالاتر ہیں۔ مگر وہاں کے نظام کے باعث مجبور ہیں۔ ورنہ اب تک وہ بہت سے سکھوں کو کھلم کھلا مسلمان بنا لئے ہوتے۔

ہمیں امید ہے کہ ہمارے مکرم دوست آزاد نوجوان کے ایڈیٹر صاحب ہماری صاف گوئی سے خوش ہوں گے۔ ہم یہ مضمون ان کے اخبار میں بھیجتے مگر ہم کو یقین ہے کہ وہ پہلے کی طرح اب ہمارے مضمون کو چھاپ نہ سکیں گے۔ کیونکہ ان کا پرچہ اب خلیفہ صاحب کا پرچہ ہے۔ اس لئے اب ایڈیٹر آزاد نوجوان مجبور ہیں۔ ہماری دلی دعا ہے کہ خدا تعالےٰ ہمیں اور ایڈیٹر صاحب آزاد نوجوان کو صراط مستقیم پر چلائے۔ اور اپنا ہی بندہ بنائے کسی بندہ کی غلامی سے محفوظ رکھے۔ خواہ وہ اپنے کو خلیفہ زمان ہی کیوں نہ سمجھتا ہو۔ آمین

ایم۔ اے۔ صمد۔ اشاعت الحق
بہار شریف۔ بھارت

کوٹ یاری اوکاڑہ میں

مقامی جماعت کا جلسہ

(بسلسلہ صفحہ نمبر ۲)

تبلیغ اسلام کے موضوع پر پُر معارف تقریر فرمائی جس کا مکمل متن آئندہ اشاعت میں ہدیہ ناظرین کرام ہوگا۔ آپ کی تقریر دلپذیر کے بعد دعائے خیر کی گئی اور جلسہ کے اختتام کا اعلان ہوا۔ اہل مقامی جماعت کی طرف سے حاضرین جلسہ کو ظہرانہ پیش کیا گیا۔ ماکل و شرب کے بعد مکرم ڈاکٹر اللہ بخش صاحب کی امامت میں نماز ظہر و عصر ادا کی گئی۔ چائے نوشی کے بعد احباب رخصت ہوئے۔ منتظمین جلسہ، مقررین حضرات و حاضرین جلسہ شکریہ کے مستحق ہیں کہ انہوں نے اس الٰہی تحریک میں دامے درمے قدمے سخنے حصہ لیا۔ اللہ تعالےٰ انہیں حسنات اول و آخر سے متمتع فرمائے۔ آمین۔

خط و کتابت کرتے وقت

چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔ (منیجر)

لاہور میں ۱۹۱۸ء میں جو ترجمہ شائع ہوا

وہ انگریزی ترجموں میں سنگ میل کا درجہ رکھتا ہے

قارئین کرام کو یاد ہوگا کہ مولانا عبدالماجد صاحب دریابادی نے حضرت امیر مرحوم مولانا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے انگریزی ترجمۃ القرآن کے متعلق مدت ہوئی یہ اعلان کیا تھا کہ جب میں دہریت و الحاد میں ٹامک ٹوئیے مار رہا تھا، اس ترجمہ نے مجھے اسلام پر قائم کیا۔ حال ہی میں روزنامہ انجام کراچی مورخہ ۱۵ اپریل ۱۹۶۷ء میں قرآن کریم کے انگریزی تراجم پر مولینا ممدوح کا طویل مضمون شائع ہوا ہے جس میں انہوں نے متعدد انگریزی ترجموں پر تبصرہ کرتے ہوئے آخر میں حضرت مولینا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے :۔

"لاہور سے ۱۹۱۸ء میں ایک خاص اہتمام کے ساتھ ایک نیا ترجمۃ القرآن حامل المتن مع حاشیہ تفسیر کے ساتھ نکلا یہ ترجمہ مولوی محمد علی ایم اے، امیر جماعت احمدیہ لاہور کے قلم سے تھا اور یہ انگریزی ترجموں کی تاریخ میں ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے یہ تفسیری ترجمہ جدید انگریزی خواں جماعت کی ذہنیت کو پیش نظر رکھ کر کیا گیا ہے اور تعلیم یافتہ مسلمانوں میں خوب مقبول ہوا ہے غیر مسلموں میں اس کی مانگ اچھی خاصی ہوئی اور مدتوں یہی ترجمہ باہر والوں کی نظر میں "اسلامی حیثیت" سے مستند سمجھا جاتا رہا۔ اس کے شروع میں ایک بڑا مفصل دیباچہ ہے جس میں اصول دین وعقائد واحکام شریعت سب ضروری تفصیل کے ساتھ آگئے ہیں اور غیر مسلموں کو اسی کے ذریعہ سے پوری واقفیت ورہنمائی اسلام کے متعلق ہو جاتی ہے۔ پھر ہر صورت کے شروع میں مباحث کے متعلق ایک لکھا ہوا مقدمہ ملتا ہے۔ صفحے کے دو کالموں میں متن قرآن درج ہے اور دائیں کالم میں آیت کے نمبر ڈال کر اس کا انگریزی میں ترجمہ نیچے کے حصہ تفسیری حواشی درج ہیں "احمدیت" ان حواشی میں زیادہ نہیں البتہ "سید احمدیت" اچھی خاصی موجود ہے یعنے معجزات وخوارق کی تاویلات۔ اس کے کئی ایڈیشن نکل چکے ہیں اور ۱۹۲۸ء میں اس کا اختصار بھی شائع ہو چکا ہے یعنی محض ترجمہ بہ حذف عربی۔"

جماعت کراچی کا جلسہ

۳۰ اپریل ۱۹۶۷ء کو بروز اتوار جماعت احمدیہ کراچی کا سالانہ جلسہ منعقد ہوگا جس میں مولینا عبدالحق صاحب ودیارتھی، ڈاکٹر اللہ بخش صاحب . . . . مولینا عبدالمنان عمر صاحب اور ان کی بیگم صاحبہ شمولیت فرمائیں گے، اور ان کی تقاریر ہوں گی۔ بیگم عبدالمنان عمر صاحب عورتوں میں تقریر فرمائیں گی۔

اس سے پہلے لکھا گیا تھا کہ مولینا عبدالرحمٰن مصری صاحب ۲۸ اپریل کو وہاں جمعہ کی نماز پڑھائیں گے یہ تجویز منسوخ ہوگئی ہے، مصری صاحب کے بجائے مولینا عبدالحق صاحب ودیارتھی تاریخ مذکور کو نماز جمعہ پڑھائیں گے اور کچھ دن درس قرآن بھی دیں گے۔ مولینا عبدالحق صاحب کا ملتان تشریف لے جانا فی الحال ملتوی ہوگیا ہے۔

جماعت کراچی کی استدعا ہے کہ کراچی اور گردونواح کے علاوہ علاقہ سندھ کے مختلف شہروں کے احباب بھی اس جلسہ میں شمولیت فرما کر مستفید ہوں۔

مقام جلسہ:۔ احمدیہ مسجد شارع قائدین

240/B. P.E.C.H.S (کراچی ۲۹)

KARACHI - 29

ایک نئی قسم کی دستکاری

گزشتہ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر محترمہ شہزادہ بیگم صاحبہ بنت حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم نے (جو آجکل راولپنڈی میں مقیم ہیں) خواتین کے جلسہ کے لئے ایک نئی قسم کی دستکاری تیار کی، انہوں نے مختلف پھلوں کا اچار ڈالا۔ یہ اچار انہوں نے لاہور لاکر مختلف احمدی گھرانوں میں فروخت

۲۶ کیا۔ جس سے انہیں معقول آمد ہوئی۔ جو انہوں نے . . . . . . انجمن کے خزانہ میں بمد دستکاری داخل کردی۔ فجزاہا اللہ تعالےٰ۔

موصوفہ محترمہ کی تجویز ہے کہ اگر ہماری بہنیں اپنی دستکاریاں صرف سلائی اور کشیدہ کاری تک ہی محدود نہ رکھیں اور دوسری مختلف قسم کی چیزیں تیار کرکے لایا کریں۔ جنہیں بیشتر خواتین ہی یا اپنے طور پر فروخت کرکے رقم فروخت خزانۂ انجمن میں داخل کر دیا کریں، تو یہ زیادہ مفید اور زیادہ آمدنی کا موجب ہوگا۔

اخبار احمدیہ

جماعت بھدر واہ کے عہدیداران

—— احمدیہ انجمن اشاعت اسلام بھدر واہ کے عہدیداروں کا جو انتخاب حال ہی میں ہوا ہے، اس کی تفصیل حسب ذیل ہے:-

پریذیڈنٹ:- چوہدری غلام قادر صاحب گنائی دوکاندار
وائس پریذیڈنٹ:- عبدالصمد صاحب دوکاندار
سیکرٹری و آرگنائزر:- چوہدری عبدالمجید صاحب بی ایس سی
سیکرٹری مال:- مسٹر عبدالحمید دوکاندار
سرپرست:- چوہدری عبدالغنی صاحب گنائی۔
سیکرٹری تبلیغ واشاعت امور عامہ:- ماسٹر عبدالکریم صاحب
امین بیت المال:- چوہدری عبدالمجید صاحب دوکاندار
اس کے علاوہ ورکنگ کمیٹی کے پانچ ممبر اور بھی ہیں:-
(۱) عبداللطیف صاحب (۲) غلام حسین صاحب (۳) عبدالرشید صاحب (۴) عبدالحفیظ صاحب (۵) عبدالجبار صاحب نائب سیکرٹری جنرل۔

شادی و عطیہ

—— چوہدری محمد حسین صاحب گریجوایٹ چک EB 102 براستہ دیچپاوطنی نے اپنی صاحبزادی کی شادی بخیر و خوبی سرانجام پانے کی خوشی میں مبلغ پانچ روپیہ بطور عطیہ اشاعت اسلام خزانہ انجمن میں ارسال کئے ہیں۔ فجزاہ اللہ تعالےٰ۔

امتحان میں کامیابی پر عطیہ

—— ملتان سے شیخ رحمت اللہ صاحب نے اپنے صاحبزادہ امتیاز احمد صاحب کے ایف اے کے امتحان میں پاس ہونے کی خوشی میں مبلغ -/۵ روپیہ عطیہ اشاعت اسلام کی مد میں دیئے ہیں۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء

حادثہ و درخواست دعا

—— حکیم محمد امین صاحب امام و خطیب جماعت بھیرہ کو ایک حادثہ پیش آیا ہے جس کی وجہ سے وہ چلنے پھرنے سے لاچار ہو گئے ہیں۔ ان کی استدعا ہے کہ ان کی صحت یابی کے لئے احباب جماعت خلوص دل سے دعا فرمادیں۔

شمولیت سلسلہ

—— مندرجہ ذیل اصحاب جماعت ربوہ سے جماعت احمدیہ لاہور میں شامل ہوئے ہیں:-
(۱) حکیم محمد اقبال صاحب شاہ کوٹ سانگلہ ہل
(۲) مقبول احمد صاحب۔ جھور سکھاں نزد سانگلہ ہل
(۳) چوہدری نور الٰہی صاحب الراعی نزد جامع مسجد وارڈ III سانگلہ ہل۔

جماعت پشاور کا جلسہ

احباب جماعت پشاور نے فیصلہ کیا ہے کہ ۷ مئی ۱۹۶۷ء کو ملحقہ جماعتوں کا سالانہ جلسہ منعقد کیا جائے۔ اس جلسہ میں محترم ڈاکٹر اللہ بخش صاحب، جناب مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی، مولانا عبدالمنان عمر صاحب، اور چوہدری عبدالحمید صاحب تقاریر فرمائیں گے، امید ہے کہ اس جلسہ میں پشاور کے نواحی دیہات اور چارسدہ، مردان، صوابی، زیدہ اور ضلع پشاور کے دیگر مقامات کے علاوہ بنوں کوہاٹ، ڈیرہ اسمٰعیل خاں کے احباب بھی شریک ہو کر ان تقاریر سے مستفید ہوں گے ضلع ہزارہ اور راولپنڈی کے احباب کو بھی شرکت کی دعوت دی جاتی ہے۔

مقام جلسہ:- مسجد احمدیہ کوچہ گل بادشاہ محلہ جہانگیر پورہ۔ پشاور۔

(خاکسار۔ محمد الرحمٰن سیکرٹری جماعت احمدیہ پشاور)

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام ملک نور الٰہی صاحب پرنٹر چھپا اور مولوی دوست محمد صاحب پبلشر نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع کیا۔

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

ہفت روزہ

پیغام صلح

(لاہور)

زرِ مبادلہ
پاک وہند سے :- چھ روپے
بیرونی ممالک سے :-
ایک پونڈ

مدیر :- دوست محمد
مدیر معاون : بشیر احمد سوز
فی پرچہ :- ۱۳ پیسے

"لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں۔ لاہور میں ہمارے پاک محب ہیں
میں تیرے خالص محبوں کا گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے نفوس و
اموال میں برکت دوں گا"

(الہامات حضرت مسیح موعودؑ)

حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفےٰ مارا امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفانِ ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است وخسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نیا نہ پرانا۔
۲۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں اور نہ آئندہ ہوگی۔
۳۔ سب صحابہؓ اور آئمہؒ قابلِ احترام ہیں۔
۴۔ سب مجددوںؒ کا ماننا ضروری ہے۔
۵۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۶۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا۔

جلد ۵۴ | یوم پنجشنبہ۔ مورخہ ۲۳ محرم الحرام ۱۳۸۷ھ۔ مطابق ۴ مئی ۱۹۶۷ء | نمبر ۱۷

راتوں کو اُٹھ اُٹھ کر دعائیں مانگو اور اس کے فضل کو طلب کرو

ارشادات حضرت امام زماں مسیح موعود علیہ السلام

" خدا تعالیٰ بڑا کریم ہے، اس کی کریمی کا بڑا گہرا سمندر ہے جو کبھی ختم نہیں ہو سکتا اور جس کو تلاش کرنے والا اور طلب کرنے والا کبھی محروم نہیں رہا۔ اس لئے تم کو چاہیئے کہ راتوں کو اُٹھ اُٹھ کر دعائیں مانگو اور اس کے فضل کو طلب کرو۔ ہر ایک نماز میں دعا کے لئے کئی مواقع ہیں، رکوع، قیام، قعدہ، سجدہ وغیرہ۔ پھر آٹھ پہر دن میں پانچ مرتبہ نماز پڑھی جاتی ہے۔ فجر، ظہر، عصر، شام اور عشاء ان پر ترقی کرکے اشراک اور تہجد کی نمازیں ہیں یہ سب دعا ہی کے لئے مواقع ہیں۔ نماز کی اصلی غرض اور مغز دعا ہی ہے اور دعا مانگنا اللہ تعالےٰ کی قدرت کے عین مطابق ہے۔ مثلاً عام طور پر ہم دیکھتے ہیں کہ جب بچہ روتا ہے اور اضطراب ظاہر کرتا ہے تو ماں کس قدر بے قرار ہو کر اس کو دودھ دیتی ہے۔ الوہیت اور عبودیت میں اسی قسم کا ایک تعلق ہے جس کو ہر شخص سمجھ نہیں سکتا۔ جب انسان اللہ تعالےٰ کے دروازہ پر گر پڑتا ہے اور نہایت عاجزی اور خشوع و خضوع کے ساتھ اس کے حضور اپنے حالات پیش کرتا ہے اور اس سے اپنی حاجات کو مانگتا ہے تو الوہیت کا کرم جوش میں آتا ہے اور ایسے شخص پر رحم کیا جاتا ہے اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم کا دودھ بھی ایک گریہ کو چاہتا ہے۔ اس لئے اس کے حضور رونے والی آنکھ پیش کرنی چاہیئے۔"

(ملفوظات جلد اول صفحہ ۲۵۱ - ۲۵۲)

بحرِ حکمت کے موتی

عن ابی ھریرۃ قال قال النبی صلے اللہ علیہ وسلم الساعی علی الارملۃ والمساکین کالمجاھد فی سبیل اللہ اوالقائم اللیل الصائم النھار۔

ترجمہ :- ابو ہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیوہ اور محتاج کے لئے کوشش کرنے والا اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے کی طرح ہے یا اس کی طرح جو رات کو عبادت کے لئے جاگتا اور دن کو روزہ رکھتا ہے۔

نوٹ از حضرت مولٰنا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ :-

کیونکہ جس طرح جہاد کی اصل غرض قوم کو زندہ رکھنا ہے بیوہ اور محتاج کی خبر گیری بھی قوم کو زندہ رکھنے کے لئے ہے اور جس طرح عبادت سے انسان کا تزکیہ نفس ہو جاتا ہے اسی طرح دوسروں پر اپنا مال خرچ کرنے سے بھی نفس کا تزکیہ ہوتا ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ دونوں کاموں میں سے ایک کافی ہے جہاد کرے یا عبادت کرے تو بیوہ اور محتاجوں کی خبر گیری کی ضرورت نہیں۔ اور بیوہ اور محتاج کی خبر گیری کرے تو جہاد یا عبادت کی ضرورت نہیں بلکہ دونوں کی اہمیت بتائی ہے۔

(فضل الباری شرح صحیح بخاری کتاب النفقات)

پیغام صلح کا حضرت مسیح موعود نمبر

۲۶ مئی ۱۹۶۷ء کو شائع ہو رہا ہے حضرات و احباب اس خصوصی نمبر کے لئے مضامین و منظومات جلد از جلد ارسال کرکے مشکور فرمائیں۔ (ایڈیٹر)

تفسیر سورۃ فاتحہ

از حضرت مجدد زمان مسیح موعود علیہ السلام

حضرت مسیح موعودؑ نے سورۃ فاتحہ کی تفسیر مختلف مقامات پر مختلف پیرایوں میں کی ہے اور ہر جگہ ایسے ایسے حقائق و معارف بیان فرمائے ہیں جن سے کلام الٰہی کی عظمت اور آپ کے علم لدنی کا پتہ لگتا ہے جو آپ کو اللہ تعالےٰ کی جناب سے عنایت ہوا ہے۔ قبل ازیں اسی سورت کی تفسیر مختلف اقساط میں ہدیہ قارئین کرام ہو چکی ہے۔ آج ہم وہ تفسیر شروع کرتے ہیں جو براہین احمدیہ جلد چہارم میں آپ نے فرمائی ہے، وھو ھذا:—

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ رب العٰلمین۔ الرحمٰن الرحیم۔ مٰلک یوم الدین۔ ایاک نعبد وایاک نستعین۔ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔
سورۃ فاتحہ کی پہلی آیت ہے۔

یہ آیت سورۃ فاتحہ کی آیتوں میں سے پہلی آیت ہے اور قرآن شریف کی دوسری سورتوں پر بھی لکھی گئی ہے۔ اور ایک اور جگہ بھی قرآن شریف میں یہ آیت آئی ہے۔ اور جس قدر تکرار اس آیت کا قرآن شریف میں بکثرت پایا جاتا ہے اور کسی آیت میں اس قدر تکرار نہیں پایا جاتا۔ اور چونکہ اسلام میں یہ سنت ٹھہر گئی ہے کہ ہر ایک کام کے ابتداء میں جس میں خیر اور برکت مطلوب ہو بطریق تبرک اور استمداد اس آیت کو پڑھ لیتے ہیں۔ اس لئے یہ آیت دشمنوں اور دوستوں اور چھوٹوں اور بڑوں میں شہرت پا گئی ہے۔ یہاں تک کہ اگر کوئی شخص تمام قرآنی آیات سے بے خبر مطلق ہو تب بھی امید قوی ہے کہ اس آیت سے ہرگز اس کو بے خبری نہیں ہو گی۔

اسم اعظم

اب یہ آیت جن کامل صداقتوں پر مشتمل ہے ان کو بھی سن لینا چاہیئے۔ سو منجملہ ان کے ایک یہ ہے کہ اصل مطلب اس آیت کے نزول سے یہ ہے کہ تا عاجز اور بے خبر بندوں کو اس نکتہ معرفت کی تعلیم کی جائے کہ ذات واجب الوجود کا اسم اعظم جو اللّٰہ ہے کہ جو اصطلاح قرآنی ربانی کی رو سے ذات مستجمع جمیع صفات کاملہ اور منزہ عن جمیع رذائل اور معبود برحق اور واحد لاشریک اور مبدء جمیع فیوض پر بولا جاتا ہے۔ اس اسم اعظم کی بہت سی صفات میں سے جو دو صفتیں بسم اللہ میں بیان کی گئی ہیں یعنے صفت رحمانیت اور رحیمیت انہی دو صفتوں کے تقاضا سے کلام الٰہی کا نزول اور اس کے انوار و برکات کا صدور ہے۔

تقاضائے صفت رحمانیت

اس کی تفصیل یہ ہے کہ خدا کے پاک کلام کا دنیا میں اترنا اور بندوں کو اس سے مطلع کیا جانا یہ صفت رحمانیت کا تقاضا ہے کیونکہ صفت رحمانیت کی کیفیت جیسا کہ آگے بھی تفصیل سے لکھا جائے گا یہ ہے کہ وہ صفت بغیر سبقت عمل کسی عامل کے محض جود اور بخشش الٰہی کے جوش سے ظہور میں آتی ہے۔ جیسا کہ خدا نے سورج اور چاند اور پانی اور ہوا وغیرہ کو بندوں کی بھلائی کے لئے پیدا کیا ہے یہ تمام جود اور بخشش صفت رحمانیت کے رو سے ہے اور کوئی شخص دعوےٰ نہیں کر سکتا کہ یہ چیزیں میرے کسی عمل کی پاداش میں بنائی گئی ہیں۔ اسی طرح خدا کا کلام بھی کہ جو بندوں کی اصلاح اور رہنمائی کے لئے اترا ہے وہ اس صفت کے رو سے اترا ہے اور کوئی ایسا متنفس نہیں کہ یہ دعوےٰ کر سکے کہ میرے کسی عمل یا مجاہدہ یا کسی پاک باطنی کے اجر میں خدا کا پاک کلام کہ جو اس کی شرایعت پر مشتمل ہے نازل ہوا ہے۔

کلام الٰہی کے نزول کا وقت

یہی وجہ ہے کہ اگرچہ طہارت اور پاک باطنی کا دم مارنے والے اور زہد اور عبادت میں زندگی بسر کرنے والے اب تک ہزاروں لوگ گذرے ہیں لیکن خدا کا پاک اور کامل کلام کہ جو اس کے فرائض اور احکام کو دنیا میں لایا اور اس کے ارادوں سے خلق اللہ کو مطلع کیا انہیں خاص وقتوں میں نازل ہوا ہے کہ جب اس کے نازل ہونے کی ضرورت تھی۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ خدا کا کلام انہیں لوگوں پر نازل ہو جو تقدس اور پاک باطنی میں اعلیٰ درجہ رکھتے ہوں کیونکہ پاک کو پلید سے کچھ میل اور مناسبت نہیں لیکن یہ ہرگز ضرور نہیں کہ ہر جگہ تقدس اور پاک باطنی کلام الٰہی کے نازل ہونے کو مستلزم ہو بلکہ خداتعالےٰ کی حقانی شریعت اور تعلیم کا نازل ہونا ضرورات حقہ سے وابستہ ہے پس جس جگہ ضرورات حقہ پیدا ہو گئیں اور زمانہ کی اصلاح کے لئے واجب معلوم ہوا کہ کلام الٰہی نازل ہو اس زمانہ میں خداتعالےٰ نے جو حکیم مطلق ہے اپنے کلام کو نازل کیا اور کسی دوسرے زمانہ میں گو لاکھوں آدمی تقوےٰ اور طہارت کی صفت سے متصف ہوں اور گو کیسے ہی تقدس اور پاک باطنی رکھتے ہوں اُن پر خدا کا وہ کامل کلام نازل نہیں ہوتا کہ جو شریعت حقانی پر مشتمل ہو۔

مکالماتِ الٰہیہ و نزولِ شریعت میں فرق اور ان کے اوقات

ہاں مکالمات و مخاطبات حضرت احدیت کے بعض پاک باطنوں سے ہو جاتے ہیں اور وہ بھی اُس وقت کہ جب حکمت الٰہیہ کے نزدیک اُن مکالمات اور مخاطبات کے لئے کوئی ضرورت حقہ پیدا ہو اور ان دونوں طور کی ضرورتوں میں فرق یہ ہے کہ شریعت حقانی کا نازل ہونا اس ضرورت کے وقت پیش آتا ہے کہ جب دنیا کے لوگ بباعث ضلالت اور گمراہی کے جادہ استقامت سے منحرف ہو گئے ہوں اور انکے راہ راست پر لانے کے لئے ایک نئی شریعت کی حاجت ہو کہ جو ان کی آفات موجودہ کا بخوبی تدارک کر سکے اور ان کی تاریکی اور ظلمت کو اپنے کامل اور شافی بیان کے نور سے بکلی اٹھا سکے اور جس طور کا علاج حالت فاسدہ زمانہ کے لئے درکار ہے وہ علاج اپنے پُرزور بیان سے کر سکے۔ لیکن جو مکالمات و مخاطبات اولیاء اللہ کے ساتھ ہوتے ہیں اُن کے لئے غالباً اس ضرورت عظمیٰ کا پیش آنا ضروری نہیں بلکہ بسا اوقات صرف اس قدر ان مکالمات سے مطلب ہوتا ہے کہ تا وہ کسی نفس کو کسی مصیبت اور محنت کے وقت صبر اور استقامت کے لباس سے متحلی کیا جائے یا کسی غم اور حزن کے غلبہ میں کوئی بشارت اس کو دی جائے مگر وہ کامل اور پاک کلام خداتعالےٰ کا کہ جو نبیوں اور رسولوں پر نازل ہوتا ہے وہ جیسا ابھی کہ ہم نے ابھی بیان کیا ہے اسی ضرورت حقہ کے پیش آنے پر نزول فرماتا ہے کہ جب خلق اللہ کو اس کے نزول کی بشدت حاجت ہو۔

نزول کلام الٰہی کا زمانہ و علتِ موجبہ

غرض کلام الٰہی کے نازل ہونے کا اصل موجب ضرورت حقہ ہے جیسا کہ تم دیکھتے ہو کہ جب تمام رات کا اندھیرا آ جاتا ہے اور کچھ نور باقی نہیں رہتا تو اسی وقت تم سمجھ جاتے ہو کہ اب ماہ نو کی آمد نزدیک ہے۔ اسی طرح جب گمراہی کی ظلمت سخت دنیا پر غالب آ جاتی ہے تو عقل سلیم اس روحانی چاند کے نکلنے کو بہت نزدیک سمجھتی ہے ایسا ہی جب امساک باراں سے لوگوں کا حال تباہ ہو جاتا ہے تو عقلمند لوگ بارانِ رحمت کا نازل ہونا بہت قریب خیال کرتے ہیں اور جیسا کہ خدا نے اپنے جسمانی قانون میں بھی بعض مہینے برسات کے لئے مقرر کر رکھے ہیں یعنی وہ مہینے جن میں فی الحقیقت مخلوق کو بارش کی ضرورت ہوتی ہے اور اُن مہینوں میں جو مینہ برستا ہے اس سے یہ نتیجہ نہیں نکالا جاتا کہ خاص ان مہینوں میں لوگ زیادہ نیکی کرتے ہیں اور دوسرے مہینوں میں جو مینہ نہیں برستا اس میں فسق و فجور میں مبتلا رہتے ہیں بلکہ یہ سمجھنا چاہیئے کہ یہ وہ مہینے ہیں جن میں زمینداروں کو بارش کی ضرورت ہوتی اور جن میں بارش ہونا تمام سال کی سرسبزی کا موجب ہے ایسا ہی کلام الٰہی کا نزول فرمانا کسی شخص کی طہارت اور تقوےٰ کی ہمت سے نہیں ہے یعنی علتِ موجبہ اس کلام کے نزول کی یہ نہیں ہو سکتی کہ کوئی شخص غایت درجہ کا مقدس اور پاک باطن تھا یا راستی کا بھوکا اور پیاسا تھا بلکہ جیسا کہ ہم کئی دفعہ لکھ چکے ہیں کتب آسمانی کے نزول کا اصل موجب ضرورت حقہ ہے یعنی وہ ظلمت اور تاریکی کہ جو دنیا پر طاری ہو کر ایک آسمانی نور کو چاہتی ہے کہ تا وہ نور نازل ہو کر اس تاریکی کو دور کرے۔ اور اسی کی طرف ایک لطیف

(باقی بعد)

اسلام میں مرتد کی سزا

(۷)

گذشتہ اشاعت میں قرآن کریم کی متعدد آیات سے یہ بتایا جا چکا ہے کہ مرتد کے لئے دنیا میں کسی سزا کا حکم قرآن سے ثابت نہیں، جو لوگ مرتد کو واجب القتل قرار دیتے ہیں۔ وہ قرآن کریم کو چھوڑ کر ایک حدیث کا سہارا لیتے ہیں، جس کے لفظ یہ ہیں من بدل دینہ فاقتلوہ یعنے جو شخص اپنا دین بدل دے اسے قتل کر دیا جائے۔ اس حدیث کو امام بخاری نے دو جگہ نقل کیا ہے۔ ایک کتاب الجہاد والسیر اور دوسری کتاب استتابۃ المرتدین والمعاندین وقتالھم جس کے معنے ہیں کتاب مرتدوں اور باغیوں سے توبہ کا مطالبہ کرنا اور ان سے جنگ کرنا۔ ان دونوں عنوانات سے ظاہر ہے کہ امام بخاری کے نزدیک یہ حدیث اُن مرتدین کے بارہ میں ہے جو بغاوت کر کے دشمن سے جا ملیں۔ ورنہ یہ کیسے ہو سکتا تھا کہ قرآن کریم کی صریح آیات کے ہوتے ہوئے محض ارتداد کو موجب قتل قرار دیا جاتا۔ خود شارحین حدیث نے اس پر بحث کرتے ہوئے من بدل دینہ فاقتلوہ کے یہی معنی کئے ہیں کہ اس سے صرف مرتد حربی مراد ہے، چنانچہ فتح الباری شرح صحیح بخاری میں حافظ ابن حجر نے اس حدیث کی تشریح میں یہ الفاظ لکھے ہیں:-

قال الطحاوی ذھب ھؤلاء الی ان حکم من ارتد عن الاسلام حکم الحربی۔

یعنے طحاوی کہتے ہیں کہ یہ لوگ اس طرف گئے ہیں کہ جو شخص دین اسلام سے مرتد ہوتا ہے وہ حربی کے حکم کے نیچے ہے۔

اور پھر لکھا ہے:-

وحکی ابن التین عن الداؤدی ان ھذا الحدیث منسوخ بآیۃ المحاربۃ من قتل نفسا بغیر نفس اوفساد فی الارض و قال قد ورد فی القتل بغیر الثلاث اشیاء منھا قولہ تعالی فقاتلوا التی تبغی ...... الخ

یعنے ابن تین نے داؤدی سے حکایت کی ہے کہ یہ حدیث آیت محاربہ (من قتل نفس او فساد فی الارض) سے منسوخ ہو گئی، اور اس نے کہا ہے کہ ان تین چیزوں کے علاوہ قتل کی اور بھی وجوہات بیان ہوئی ہیں جن میں جن میں ایک اللہ تعالٰے کا یہ فرمان ہے کہ مسلمانوں کا جو فریق دوسرے پر بغاوت کرے، اس سے لڑائی کرو۔

سُن لیا آپ نے کہ من بدل دینہ فاقتلوہ کے کیا معنے محدثین نے کئے ہیں۔ اس سے صرف مرتد حربی ہی مراد لیا گیا ہے جو اسلام کو چھوڑ کر دشمنوں سے جا ملے اور محاربین میں شامل ہو جائے ظاہر ہے کہ ہر حکومت کا خواہ وہ کوئی دین رکھتی ہو یہی اصول ہے کہ جنگ کے دوران جو شخص دشمن حکومت کے ساتھ جا ملتا ہے وہ واجب القتل قرار دیا جاتا ہے۔

سمجھ نہیں آتا کہ اس صاف اور کھلی وجہ کے ہوتے ہوئے کہ صرف وہی مرتد واجب القتل ہے، جو دشمن جماعت سے مل کر مسلمانوں سے برسر پیکار ہو، اسلامی مشاورتی کونسل نے قرآن کریم کی کونسی آیت یا کس حدیث کی بناء پر یہ سفارش کی ہے کہ قانون شریعت کے مطابق مرتد کو موت کی سزا دی جائے، آخر وہ کونسا قانون شریعت ہے اور کس قرآنی آیت اور کونسی حدیث پر اس کی بناء رکھی گئی ہے۔

قرآن و حدیث کے علاوہ فقہ حنفیہ میں بھی محض ارتداد کو مستوجب قتل قرار نہیں دیا گیا۔ بلکہ صاف طور پر مرتد حربی کو ہی واجب القتل ٹھہرایا گیا ہے، چنانچہ ہدایہ میں جو فقہ حنفیہ کی مشہور اور مستند کتاب ہے صاف طور پر لکھا ہے لاقتل الا بالحراب، صرف وہی مرتد واجب القتل ہے جو حربی ہو، اور حاشیہ میں ان الفاظ کی یہ توضیح کی ہے فکان القتل ھھنا مستلزما للحراب لان نفس الکفر لیس بمبیح القتل یعنے اس جگہ قتل کے لئے حربی ہونا مستلزم ہے کیونکہ محض کفر قتل کو مباح نہیں ٹھہراتا۔

اس سے بھی بڑھ کر صاف الفاظ اس جگہ ہیں جہاں عورت کے ارتداد کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے:-

فلکن ایجب القتل بالمرءۃ لوذم الشر الحرابۃ لاجزاء علی فعل الکفر لان جزاءہ اعظم عند اللہ فیختص بمن یتاتی منہ الحرب وھو الرجل ولھذا نھی رسول اللہ عن قتل النساء وعلیہ بانہ لم تکن تقاتل علی ما صح من الحدیث ولھذا قلنا لو کانت المرءۃ ذات رائ وتبع تقتل لا لردتھا بل لانھا تسعی فی الارض بالفساد۔

ترجمہ:- پس ایسا ہی دفع شر حرب کے لئے ارتداد موجب قتل ہے نہ اس لئے کہ قتل سزائے ارتداد ہے۔ کیونکہ سزائے ارتداد اللہ تعالٰے کے ہاں بہت بڑی ہے۔ پس یہ قتل ان لوگوں سے مختص ہو گا جن سے حرب کی توقع اور امکان ہو، اسی لئے رسول اللہ صلعم نے عورتوں کے قتل سے منع فرمایا ہے اور دلیل یہ دی کہ ان سے حرب کی توقع نہیں ہو سکتی اور اسی لئے ہم نے کہا کہ اگر عورت بھی صاحب تدبیر اور ذی سیاست ہو تو وہ بھی قتل ... کی جائے گی نہ بسبب ارتداد بلکہ اس لئے کہ وہ زمین میں فساد پھیلانے والی ہے۔

اب اس سے بڑھکر وضاحت اور کیا ہو گی، قرآن مجید اور احادیث کے علاوہ امام ابو حنیفہ نے بھی صراحت سے بتا دیا کہ محض ارتداد کی سزا اس دنیا میں کوئی نہیں، وہ خدا تعالٰے کے ہاں ہے اور وہ بہت بڑی سزا ہے اس دنیا میں صرف اسی مرتد کو سزائے موت دی جا سکتی ہے جس سے فساد فی الارض اور لڑائی کا اندیشہ ہو، اور یہ سزا اس کے ارتداد کی وجہ سے نہیں بلکہ لڑائی اور فساد کی وجہ سے ہے۔

کیا اسلامی مشاورتی کونسل امام ابو حنیفہؒ کے اس فتوے پر غور کرے گی؟ اس کونسل کے صدر علامہ علاؤالدین صدیقی ہیں جو بڑے روشن خیال اور صاحب علم بزرگ ہیں، کیا ہم اُن سے توقع کریں کہ ہماری پیش کردہ معروضات پر غور کر کے کونسل کی سفارشات میں قرآن حدیث اور فقہ حنفیہ کی روشنی میں ترمیم کرانے کی سعی کریں گے؟

اسلام میں زنا کی سزا

مرتد کے لئے موت کی سزا تجویز کرنے کے علاوہ اسلامی مشاورتی کونسل نے یہ بھی سفارش کی ہے کہ زنا کے لئے قانون میں سنگساری کی سزا مقرر کی جائے۔ اس میں شک نہیں کہ زناکاری ایک نہایت قبیح حرکت ہے، جس پر جس قدر نفرین کا اظہار کیا جائے کم ہے۔ لیکن قرآن نے اس کے لئے جو سزا مقرر کی ہے وہ سنگساری نہیں بلکہ سو دُرّوں کی سزا ہے۔ جو مسلمانوں کے مجمع میں لگانے کا حکم دیا گیا ہے چنانچہ ارشاد باری ہے الزانیۃ والزانی فاجلدوا کل واحد منھما مائۃ جلدۃ ولاتاخذکم بھما رافۃ فی دین اللہ ان کنتم تؤمنون باللہ والیوم الآخر ولیشھد عذابھما طائفۃ من المؤمنین یعنے زانیہ عورت اور زانی مرد ان میں سے ہر ایک کو سو دُرّے مارو اور ان سے کسی قسم کی نرمی کا برتاؤ نہ کرو اگر تم اللہ اور یوم آخر پر ایمان رکھتے ہو، اور چاہیئے کہ ان کو سزا دیتے وقت مومنوں کی ایک جماعت موجود ہو۔

یہ سزا اپنی نوعیت کے لحاظ سے سنگساری کی سزا سے زیادہ سخت ہے، سنگساری تو نہایت وحشیانہ طرز کی موت کی سزا ہے جس کے بعد سزا یافتہ کے لئے توبہ کی کوئی گنجائش نہیں رہتی لیکن پبلک میں دُرّے لگنے سے سزا یافتہ کو عبرت حاصل ہو کر توبہ کا موقعہ مل سکتا ہے۔ کچھ بھی ہو، بہرحال زنا کی سزا قرآن کریم نے سو دُرّے لگانا قرار دی ہے۔ سنگساری کی سزا سرے سے قرآن میں کہیں نہیں پھر معلوم نہیں اسلامی مشاورتی کونسل نے سنگساری کی سزا کس بناء پر تجویز کی ہے اسے چاہیئے تھا کہ اپنی سفارشات قرآن کریم کی روشنی میں تجویز کرتی اور ایسی نص صریح کے ہوتے ہوئے جو سورۃ نور کی منقولہ بالا آیت کریمہ میں پائی جاتی ہے کسی حدیث یا فقہ کے فتوے پر انحصار نہ رکھتی، قرآن کریم سب چیزوں پر مقدم ہے اگر اس کے حکم کے خلاف اگر کوئی حدیث یا فقہی فتوے پایا جائے تو وہ رد کر دینے کے قابل ہے ایسی حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب نہیں ہو سکتی، اگر کوئی آپ کا ایسا فعل نظر آتے جس میں کسی زانی کو سنگسار کیا گیا ہو تو وہ قرآن کریم کے حکم سے پہلے کا ہو سکتا ہے، بعد کا نہیں۔

دینی تعلیم کا انتظام - بعض احباب کی یہ خواہش ہوتی ہے، کہ ان کی رخصتوں کے ایام میں دینی تعلیم حاصل کرنے کا کوئی انتظام ہو، ایسے دوستوں کو اطلاع دی جاتی ہے کہ جو دوست یہاں لاہور میں آ کر کچھ ماہ ٹھہر سکتے ہوں تو ان کے لئے ادارہ تعلیم القرآن میں دینی تعلیم کا انتظام کیا جا سکتا ہے بالخصوص سکولوں اور کالجوں کے اساتذہ صاحبان گرمیوں کی چھٹیوں میں اس سے استفادہ حاصل کر سکتے ہیں۔

خاکسار - سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

اخبارِ احمدیہ

تقریب نکاح

۳۰ اپریل ۱۹۶۷ء کو بعد نماز عصر مسجد احمدیہ بلڈنگس لاہور میں حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ نے چوہدری محمد اسمعیل صاحب لودہانوی گورنمنٹ پنشنر سکنہ محلہ موہن پورہ راولپنڈی کی صاحبزادی مسمات فرحت افزا کا نکاح عبدالرشید خان احمدی سکنہ ٹوبہ ٹیک سنگھ حال مقیم کارڈف (انگلستان) کے ساتھ بعوض مبلغ پانچ ہزار روپیہ حق مہر پڑھا۔ مولوی دوست محمد صاحب ایڈیٹر پیغام صلح نے دولہا کی طرف سے کارڈف سے موصول شدہ اجازت نامہ کی بنا پر بطور نیابت عبدالرشید خان کیلئے قبول زوجیت کا فرض ادا کیا۔

حضرت امیر ایدہ اللہ نے خطبہ نکاح میں اس امر کو وضاحت کے ساتھ بیان فرمایا کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات اور زندگی کے ہر شعبہ میں آپؐ کا نمونہ ہمیشہ کے لئے زندہ اور قابل اتباع ہے، جبکہ دوسرے انبیاء کی تعلیمات اور ان کے حالات زندگی مٹ چکے ہیں اور نہ اُن کی اصل کتابیں موجود ہیں اور نہ اُن کی زبانیں زندہ ہیں، مثلاً توریت و انجیل اپنی اصلی زبان میں نہیں تو ان کی تعلیمات وہ نہیں جو خدا تعالےٰ کی طرف سے نازل ہوئیں۔ لیکن قرآن کریم اپنی اصلیت میں موجود ہے اور اس کی زبان بھی زندہ زبان ہے اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی جو فعل جس طرح کیا اسی طرح اُمت میں رائج چلا آتا ہے چنانچہ خطبہ نکاح میں جو آیات پڑھی جاتی ہیں وہ وہی ہیں جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ایسے مواقع پر پڑھا کرتے تھے۔ اس ضمن میں آپ نے آیاتِ خطبہ کا ترجمہ کرتے ہوئے بتایا کہ دوسرے مذاہب میں نکاح کے عجیب و غریب طریق رائج ہیں۔ مثلاً ہندوؤں میں دولہا اور دلہن ایک دوسرے کے گرد گھومتے ہیں۔ لیکن اسلام میں ایسے موقع پر جو آیات پڑھی جاتی ہیں ان میں زور دیا گیا ہے کہ آئندہ ازدواجی زندگی میں فریقین تقوےٰ اللہ کو ملحوظ رکھتے ہوئے باہم زندگی بسر کریں۔ خطبہ کے بعد حضرت امیر ایدہ اللہ نے فریقین سے ایجاب و قبول کرایا اور دعا فرمائی۔

بعد از نکاح چوہدری محمد اسمٰعیل صاحب نے احباب کو کراؤن ہوٹل میں چائے کی دعوت دی جس میں حضرت امیر ایدہ اللہ نے بھی شرکت فرمائی۔ دعا ہے اللہ تعالےٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے موجب خیر و برکت بنائے۔ اس خوشی میں چوہدری

ایک اور شادی

عبدالعزیز صاحب ریلوے گارڈ لکھتے ہیں کہ:۔

"میرے لڑکے عزیز محمود احمد بی اے ایل ایل بی اور میرے بھانجے عزیز سرفراز احمد کی شادیوں کی تقریب بمقام راولپنڈی ۸ اپریل کو سادہ طریق پر عمل میں آئی۔ ماسٹر عبدالحق صاحب بی اے ایس اے وی نے خطبہ نکاح پڑھا، جس میں حقوق زوجین کے متعلق تقوےٰ پر زور دیا گیا۔ اس خوشی میں میری طرف سے دس روپے بمد اشاعت اسلام بھیجے جا رہے ہیں۔ بکمال احباب سے دونوں رشتوں کے بابرکت ہونے کے لئے دعاؤں کی درخواست ہے۔"

محمد یوسف صاحب راولپنڈی سے لیتے فرزند سرفراز احمد

کی شادی پر انجمن کو مبلغ دس روپے بطور عطیہ بھیجے ہیں جو داخل خزانہ انجمن ہو چکے ہیں۔ صابر پرویز اسد خزانہ انجمن

سیٹھ سچوانی صاحب کو صدمہ

بغداد سے عبدالصمد صاحب برق۔ ندیہ افسوسناک خبر دی ہے کہ مخدوم الحاج ابراہیم سچوانی صاحب (بصرہ) کے بڑے صاحبزادے عبدالرحیم سچوانی کا انتقال ہو گیا۔ انا للّٰہ و انا الیہ راجعون۔ متوفی نے اچانک حرکت قلب بند ہو جانے کی وجہ سے بتاریخ ۸ اپریل ۱۹۶۷ء قریباً بارہ بجے شب داعی اجل کو لبیک کہا۔ مرحوم کے بارہ میں چند اشعار ارسال کر رہا ہوں:۔

یہ جو بصرے سے المناک خبر آئی ہے ⁂ ملک الموت کی ہر بین ستم آرائی ہے

سکتۂ قلب کا تو ایک بہانہ تھا فقط ⁂ موت چھپ کر پس پردہ بلا لائی ہے

آنکھ نمناک نہاں گنگ ہے دل پژمردہ ⁂ کس کے مرنے کی اچانک یہ خبر آئی ہے

لے گئی توڑ کے گل باغ ابراہیمی سے ⁂ بادِ صرصر یا سموم کوئی صحرائی ہے

چل دیا جانِ پدر داغِ جدائی دیکر ⁂ کیا اجل نور کی صورت میں نظر آئی ہے

آٹھ اپریل کی شب عیسوی سال سرسٹھ ⁂ موت لینے کو تجھے خیر پہ آئی ہے

برق ہنگامہ دنیا سے عبث گھبرا کر

منتخب کر لیا کیوں گوشۂ تنہائی ہے

پیغام صلح جمعہ مؤرخہ ۲۱ اپریل کو حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ نے اس خبر کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا:۔

"سچوانی صاحب بصرہ میں ایک تاجر ہیں، بڑے مخلص انسان ہیں، ان کا بڑا لڑکا انتقال کر گیا ہے انا للّٰہ و انا الیہ راجعون۔ افسوس ہے جماعت کے بڑے ستون گرتے چلے جا رہے اور ان کی جگہ کوئی نہیں لے رہا۔ یاد رکھئے کہ آدمیوں کے بغیر کچھ نہیں بنتا۔ آدمی بڑی چیز ہے۔ آدمی کروڑوں روپیہ کما سکتا ہے لیکن کروڑوں روپیہ آدمی نہیں آ سکتا۔ اتنی دور بیٹھے ہوئے سچوانی صاحب سے کس طرح سے اظہار افسوس و ہمدردی کیا جائے۔ سیکرٹری صاحب بذریعہ تار اظہار افسوس کریں اور نماز جمعہ کے بعد دعائے مغفرت کی جائے۔"

(بعد نماز جمعہ جنازہ غائبانہ پڑھا گیا)

شیخ اللہ بخش صاحب کی وفات

یہ خبر جماعت کے تمام حلقوں میں نہایت رنج و افسوس کے ساتھ پڑھی جائے گی کہ پشاور میں جماعت کے ایک محترم ممبر شیخ اللہ بخش ایڈووکیٹ اس جہانِ فانی سے گزر کر عالم جاودانی ہو گئے۔ انا للّٰہ و انا الیہ راجعون۔

مرحوم اپنے دنیوی اقتدار کے علاوہ جماعت میں ایک بہت بڑے ستون کی حیثیت رکھتے تھے۔ علوم مروجہ میں دستگاہ رکھنے کے علاوہ عالم دین بھی تھے۔ اور بڑے اعلےٰ تعلیمیافتہ حلقۂ احباب میں درس قرآن دیا کرتے تھے۔ اللہ تعالےٰ مغفرت فرمائے بہت سی خوبیوں کے مالک تھے۔ جمعہ مؤرخہ ۲۰ اپریل کو حضرت امیر ایدہ اللہ نے خطبہ میں اس المیہ کا ذکر کرتے ہوئے دلی صدمہ کا اظہار کیا اور بعد نماز جمعہ جنازہ غائبانہ پڑھایا۔ بیرونی جماعتوں سے بھی جنازہ غائبانہ کی درخواست ہے۔

قاضی سمیع اللہ صاحب کی صاحبزادی کا انتقال

محترم قاضی سمیع اللہ صاحب کی صاحبزادی صاحبہ کچھ عرصہ بیمار رہ کر ۲۷ اپریل کو انتقال فرما گئیں۔ انا للّٰہ و انا الیہ راجعون۔ مرحومہ اپنے پیچھے چار ننھے بچے چھوڑ گئیں۔ مرحومہ کو انجمن کے قبرستان واقعہ میانی صاحب میں سپرد خاک کیا گیا۔ حضرت امیر ایدہ اللہ اور دیگر احباب جماعت اور غیر از جماعت اصحاب جنازہ میں شامل تھے۔ ہمیں محترم قاضی صاحب اور ان کے خاندان کے تمام افراد سے اور مرحومہ کے خاوند اور دیگر پسماندگان کے ساتھ اس صدمہ میں دلی ہمدردی ہے۔ دعا ہے اللہ تعالےٰ انہیں صبر جمیل عطا کرے اور مرحومہ کو داخل جنت فرمائے۔ احباب کرام سے جنازہ غائبانہ کی درخواست ہے۔

۲۸ اپریل کو جماعت لاہور چھاؤنی نے کرنل سعید احمد صاحب کی اقتدا میں جنازۂ غائبانہ پڑھا۔

چھاؤنی میں نماز جمعہ

کرنل سعید احمد صاحب لاہور چھاؤنی کے صدر بازار میں قاضی بشیر احمد کے مکان پر نماز جمعہ پڑھاتے ہیں۔ گرد و نواح کے احباب جو شہر میں نہ آ سکتے ہوں اس جگہ نماز جمعہ ادا کر سکتے ہیں۔

علاقہ پشاور کی جماعتوں کا جلسہ

قبل ازیں اعلان ہو چکا ہے کہ علاقہ پشاور کی احمدی جماعتوں کا مشترکہ جلسہ ۷ مئی کو محلہ گلبادشاہ کی احمدیہ مسجد میں منعقد ہو گا۔ جلسہ میں مستورات کے لئے پردہ کا باقاعدہ انتظام ہو گا۔ ۷ مئی کی صبح کو ۵ سے ۶ بجے تک قرآن کریم کا درس ہو گا۔ اور جلسہ کا پہلا اجلاس ۸ بجے سے ۱۲-۳۰ تک زیر صدارت ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب اور دوسرا اجلاس ۲½ بجے سے ۵ بجے تک زیر صدارت خان بہادر غلام ربانی خان صاحب ایڈووکیٹ مانسہرہ منعقد ہو گا۔ اجلاس اول میں مولوی عبدالرحمٰن صاحب مسجد کوہ مری تلاوت قرآن کریم فرمائیں گے۔ ملفوظات حضرت مسیح موعودؑ شیخ شریف احمد صاحب اکونٹنٹ آفیسر اور حضرت مسیح موعودؑ کا نعتیہ کلام چوہدری عبدالحمید صاحب مولوی فاضل سنائیں گے۔ سیکرٹری صاحب جماعت احمدیہ پشاور افتتاحی تقریر کریں گے۔ میاں بشیر احمد صاحب منتو تعصب اور اسلام کے عنوان سے تقریر فرمائیں گے۔ پروفیسر محمد فاضل صاحب تقریر فرمائیں گے۔ بعدہ ڈاکٹر اللہ بخش صاحب تنظیم و استحکام پر لیکچر دیں گے اور شیخ میاں ظہور احمد صاحب، مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی تقادیر فرمائیں گے۔ اور مولانا عبدالباقی صاحب "مسیح موعودؑ کا مقام آپ کی بیانات و تحریرات کی روشنی میں" کے عنوان سے لیکچر دیں گے اور آخر میں صدر جلسہ تقریر کریں گے۔

دوسرے اجلاس میں مولوی فضل عالی صاحب قرآن کریم کی تلاوت فرمائیں گے۔ بابو محمود صادق صاحب حضرت مسیح موعودؑ کے نعتیہ اشعار سنائیں گے۔ اور چوہدری عبدالحمید صاحب، قاضی عبدالرشید صاحب ایڈووکیٹ، نوابزادہ خان بہادر ڈاکٹر سعید احمد خان صاحب اور مولانا عبدالمنان عمر صاحب تقاریر فرمائیں گے اور آخر میں صاحب صدر اختتامی تقریر کریں گے۔

اُمید ہے علاقہ سرحد کی تمام جماعتیں شامل جلسہ ہو کر فائدہ حاصل کریں گی۔

عالم جسمانیات و روحانیات کے آفتاب اور ان سے پیدا ہونے والی برکات

رسول کریم صلعم روحانیات کے آفتاب ہیں اور آپؐ کے صحابہؓ روحانیات کے ستارے

حضرت مجدد زمانؒ کی صحبت گزینی کے اثرات اور آپؒ کے پیدا کردہ روحانی ستارے

خطبہ جمعہ مورخہ ۲۸-۲-اپریل ۱۹۶۷ء فرمودہ حضرت امیر قوم مولینا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ - بمقام جامع احمدیہ - احمدیہ بلڈنگس لاہور

تبارك الذی جعل فی السماء بروجاً و جعل فیها سراجاً و قمراً منیراً و هو الذی جعل اللیل و النهار خلفة لمن اراد ان یذکر او اراد شکوراً و عباد الرحمٰن الذین یمشون علی الارض هوناً و اذا خاطبهم الجاهلون قالوا سلاماً و الذین یبیتون لربهم سجداً و قیاماً و الذین یقولون ربنا اصرف عنا عذاب جهنم ان عذابها کان غراماً انها ساءت مستقراً و مقاماً -

فقال اللہ تعالیٰ :-

و الذین لا یشهدون الزور و اذا مروا باللغو مروا کراماً و الذین اذا ذکروا بآیات ربهم لم یخروا علیها صماً و عمیاناً و الذین یقولون ربنا هب لنا من ازواجنا و ذریتنا قرة اعین و اجعلنا للمتقین اماماً اولئك یجزون الغرفة بما صبروا و یلقون فیها تحیة و سلاماً خالدین فیها حسنت مستقراً و مقاماً - الفرقان

برکات الٰہی جو ہمیشہ قائم و دائم ہیں

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ وہ ذات جس نے زمین و آسمان کو پیدا کیا ہے - وہ بابرکت ہے اس کی برکات کبھی ختم ہونے میں نہیں آتیں - تمام قسم کی برکات، جو زمین و آسمان کے اندر ہیں، اور جن سے مخلوق فائدہ اٹھاتی ہے - وہ ہمیشہ کے لئے قائم و دائم ہیں -

سورج اور قمر سے پیدا ہونے والی برکات

ان میں سے دو چیزوں کا یہاں خاص طور پر ذکر کیا ہے جن کو لوگ دن رات دیکھتے ہیں - وہ ہیں سورج اور قمر یہ نیرین مخلوق خدا کی زیست کا سامان پیدا کرنے میں مصروف ہیں - یہ ہمارے لئے روشنی مہیا کرتے اور ہوائیں اور بارشیں لاتے ہیں بارش سے تمام علاقوں کو سیراب کرتے ہیں - سورج صرف روشنی ہی نہیں دیتا بلکہ گرمی اور حرارت کا بھی سرچشمہ ہے - چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے سراجاً وهاجاً یعنی وہ چراغ روشنی اور گرمی دیتا ہے - گرمی کے بغیر کوئی چیز زندہ نہیں رہ سکتی نہ درخت نہ اناج کے کھیت نہ کیڑے مکوڑے نہ چرند پرند اور نہ انسان - پھر سورج کی وجہ سے بارش ہوتی ہے اور بارش کی وجہ سے سامان زیست تیار ہوتے ہیں - بارش کے متعلق فرمایا وجعلنا من الماء کل شیٔ حی - زندگی کا انحصار اور سرچشمہ پانی ہے - اس کے بغیر زندگی نہیں رہ سکتی - سورج اس میں مددگار ہے وہ بارش کی صورت میں پانی لاتا ہے - ایسا ہی قمر رات کو روشنی دیتا ہے اور اس کی تاثیر سے مخلوق کو فائدہ پہنچتا ہے - یہ دو نیر اعظم نہایت مفید خدمت انجام دے رہے ہیں -

معبود وہ ہے جس نے ان دونوں نیروں کو پیدا کیا

یہ دونوں بے جان ہیں - ان میں قوت ارادی نہیں ہے ان میں عبادت کا مادہ بھی نہیں ہے - اسی لئے فرمایا لاتسجدوا للشمس ولا للقمر واسجدوا للہ الذی خلقهن سورج اور قمر کی پرستش نہیں کرنا - بے شک ان کی برکات نظر آتی ہیں - لیکن ان کے اوپر ان کا خالق اور مالک ایک اور ہستی ہے جس کے حکم کی تعمیل میں یہ خدمتگاری پر مامور ہیں - پرستش اس ذات کی ہونی چاہیئے جس نے ان کو پیدا کیا ہے - اس کی قدرت اور حکمت اور علم کا اندازہ لگاؤ کہ وہ کس قدر برکات کا سرچشمہ ہے -

قرآن کریم کی ابدی برکات

وہ خدا جس نے انسان کے جسم کی پرورش کے لئے اتنے بڑے پیمانے پر سامان فراہم فرمائے ہیں اس نے انسان کی روح اور قلب کی تربیت کے لئے بھی انتظام فرمایا ہے - اور اس پر زندگی کی پرورش اور ربوبیت کے سامان فرمائے ہیں چنانچہ فرمایا ھذا الکتاب انزلناہ مبارك یہ کتاب جو ہم نے نازل کی ہے - اس کی برکات کبھی ختم نہیں ہوں گی - پانی کے متعلق بھی مبارك کا لفظ استعمال ہوا وانزلنا من السماء ماء مبارکا - جس طرح پانی کی برکات کا انسان مشاہدہ کرتا ہے اسی طرح قرآن کریم جو روحانی طور پر آب حیات کا سرچشمہ ہے اس کی برکات بھی ختم نہ ہوں گی -

رسول کریم صلعم عالم روحانیت کے آفتاب ہیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق فرمایا کہ جس طرح سے اس دنیا کو یہ آفتاب منور کرتا ہے - اسی طرح سے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سراجاً و قمراً منیراً ہیں - وہ روحانیات کی دنیا پر مثل آفتاب جلوہ گر ہیں - اور دنیا کے دلوں کو منور کر رہے ہیں - چنانچہ جو لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اردگرد بیٹھے وہ آپؐ کی روشنی سے منور ہوئے انہوں نے انفاس قدسیہ نبویہ سے روشنی حاصل کی اور اس سے دنیا کو منور کیا -

صحابہ کرامؓ عالم روحانیت کے ستارے ہیں

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اصحابی کالنجوم میرے اردگرد بیٹھنے والے ستاروں کی طرح ہیں - جس طرح ستاروں کے ذریعہ سے تاریکی میں صحرا، دریا، اور فضا میں لوگ راستہ پا لیتے ہیں میرے صحابی ستاروں کی طرح ہیں بایهم اقتدیتم اهتدیتم - ان میں سے جس کے پیچھے لگو گے تم ہدایت کی راہ پاؤ گے - حضورؐ کے ان ستاروں کی تعریف ایک دنیا کرتی ہے - اسلامی دنیا کے علاوہ اہل یورپ اور دوسرے لوگ ان کی تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکتے چنانچہ گاندھی جی نے ایک دفعہ کانگریسی حکومت سے کہا کہ آپ کے وزراء کم از کم کتنی تنخواہیں لیں گے - فیصلہ ہوا کہ ہر وزیر کم از کم پانچ سو روپیہ تنخواہ لے گا تو گاندھی جی نے کہا کہ پھر بھی تم محمد رسول اللہ کے خلفاء کے مقام تک تو نہ پہنچ سکے - وہ تو لیتے بھی کچھ نہ تھے وہ تو صرف نان و نفقہ پر گذارہ کرتے تھے - یہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا ثبوت ہے کہ آپؐ کے صحابہ کرامؓ دنیا جہان کے لئے رہنما ثابت ہوئے -

امام الزمانؒ کے صحبت گزینوں کے دل منور ہو گئے

ہمارے زمانہ میں بھی ایک امامؑ آیا - ان کے پاس جو لوگ گئے ان میں سے اکثروں کے دل منور ہو گئے - ان کو دیکھ کر غیروں نے بھی محسوس کر لیا کہ حضرت مرزا صاحبؒ نے اپنی قوم میں عظیم الشان انقلاب پیدا کیا - جو لوگ ان کے پاس بیٹھے وہ خود روشن ہو گئے - اور دنیا کے دوسرے لوگوں کے لئے روشنی کا موجب بنے -

امام الزمانؒ کے پیدا کردہ دو عظیم الشان ستارے

دو ستارے تو بہت مشہور ہیں - (۱) حضرت مولینا محمد علی صاحبؒ اور (۲) حضرت خواجہ کمال الدین صاحبؒ

کی روشن خدمات کا نہ صرف اپنوں نے بلکہ غیروں نے بھی اعتراف کیا۔ مولینا محمد علی صاحبؒ نے بڑی محنت اور بلیغت سے اسلام کی قلمی خدمت فرمائی۔ انہوں نے اس میدان میں اپنا لوہا منوا لیا ان کی قرآن کریم کی تفسیر بڑی بے نظیر ہے۔ بڑے بڑے محققین ان کی تعریف میں رطب اللسان ہیں۔ رولیجن آف اسلام دنیا نے پسند کی۔ ملٹی کورٹ میں اس کے حوالوں سے مدد لی جاتی ہے۔ حضرت امام زمانؑ نے مولینا کو کشف میں قلم دیا اس قلم سے انہوں نے دنیا کو علم عطا کیا۔ دنیا کا اہل علم و فضل طبقہ آپ کی قلمی خدمات کا اعتراف کرتا ہے۔ اور حضرت خواجہ صاحبؒ کو امام الزمانؑ کی طرف سے حسن بیان کا الہامی خطاب دیا گیا ان کے حسن بیان کا اعتراف دنیا نے کیا ہے ایسا ہی ایک خواب کا بھی ذکر مرزا صاحبؒ نے فرمایا ہے کہ میں گنبد میں ایک منبر پر وعظ کر رہا ہوں اور سفید پرندے پکڑ رہا ہوں۔ اس خواب کی تعبیر جس شخص کے وجود میں پوری ہوئی وہ حضرت خواجہ صاحبؒ ہیں۔ انہوں نے انگریز مردوں اور عورتوں کو مسلمان کیا۔ یہ بھی حضرت مرزا صاحبؒ کی صداقت کی دلیل ہے۔ کہ لوگ اُن سے منور ہوئے۔

ممبران لاہور کے متعلق الہام

یہ تو ایک دو مثالیں ہیں ان کے علاوہ بے شمار لوگ ہیں جنہوں نے حضرت صاحبؒ کے انفاس قدسیہ سے مستفید ہو کر خدا کو پایا۔ اس کی برکات ان پر نازل ہوئیں۔ انہوں نے کشف دیکھے لاہور کے ممبران جماعت کے متعلق آپ کو الہام ہوا کہ "لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں"۔ "لاہور میں ہمارے پاک محب ہیں"

ان ستاروں کو بُرا کہنا گناہ ہے

ان ستاروں کی روشن خدمات کا مشاہدہ کرتے ہوئے ان کی ذات گرامی کے متعلق کوئی کلمۂ استخفاف منہ سے نکالنا ناواجب ہے۔ جس طرح حضرت ابوبکر صدیق رض اور حضرت عمر فاروق رض کے متعلق کلمۂ استخفاف کہنا ناجائز اور گناہ ہے حضرت عمر رض کو حضرت صلعم نے خود فاروق کا خطاب عطا فرمایا جس کے معنی ہیں حق و باطل کے درمیان فرق کرنے والا۔ حضرت عمر رض کو سراج اہل الجنۃ فرمایا ہے۔ یہ لوگ اس سراج منیر کے گرد جمع ہوئے۔ ان کی تاریکی دُور ہو گئی اور وہ اوروں کے لئے روشنی کا موجب بنے۔ ان کو بُرا کہنا بدترین گناہ ہے۔ اسی طرح سے وہ لوگ جو حضرت مرزا صاحبؒ کی خدمت میں بیٹھے۔ اور ان کے متعلق کشف و الہام بھی ہوئے اور لوگوں نے انکی خدمات اور الہامات کی صداقت کا مشاہدہ بھی کر لیا ان کے حق میں کلمۂ استخفاف بولنا کس قدر گناہ ہے۔

موسموں اور رات دن کا اختلاف موجب برکات اور لائق شکریہ ہے

فرمایا وھو الذی جعل الیل والنھار خلفۃ لمن اراد ان یذکر او اراد شکورا سُورج اور قمر کے ذریعہ سے دن رات اور موسموں کا اختلاف پیدا ہوتا ہے۔ رات آرام و سکون کی موجب ہے۔ انسان ایک دو راتوں کی بے خوابی سے بے چین ہو جاتا ہے۔ ہزاروں لاکھوں روپے دینے سے بھی بے خوابی دُور نہیں ہو سکتی۔ رات کا آرام و سکون خدا کی بہت بڑی نعمت ہے۔ بارہ تیرہ گھنٹے دن میں کام کر کے ہمارے دماغ کی بیٹریاں تھک جاتی ہیں۔ رات کا پردہ گرتا ہے تو آرام کرنے سے یہ بیٹریاں پھر پُر ہو جاتی ہیں اور صبح سویرے ہم پھر کام پر آمادہ ہو جاتے اور اپنی معیشت کے سامان حاصل کرتے ہیں۔ فرمایا کہ یہ جو دن کے بعد رات آتی ہے اس میں تمہیں سبق سکھایا ہے لمن اراد ان یذکر او اراد شکورا۔ اس شخص کے لئے سبق ہے جو اس مشاہدہ پر غور و خوض کر کے اس نتیجہ پر پہنچے کہ خدا تعالےٰ واقعی قدرت کاملہ کا مالک ہے اور اس نعمت سے مستفید ہو کر خدا کا شکریہ ادا کرتا ہے۔

عبادالرحمٰن جو انکساری اختیار کرتے ہیں

اور فرمایا وعباد الرحمٰن الذین یمشون علی الارض ھونًا جو زمین پر نرمی اور انکساری سے چلتے ہیں وہ عبادالرحمٰن ہیں۔ اس نرم روی کے یہ معنی نہیں کہ وہ دوڑتے نہیں یا چھلانگیں نہیں مارتے۔ بلکہ اس میں ان کی فروتنی اور انکساری کا ذکر ہے۔ ان کی چال متکبرانہ نہیں کسی کے حقوق کو وہ پائمال نہیں کرتے۔

عبادالرحمٰن جھوٹ نہیں بولتے

والذین لایشھدون الزور۔ ان لوگوں کی ایک نشان یہ بھی ہے کہ وہ ان مجالس میں نہیں بیٹھتے۔ جہاں ناپاک اور جھوٹی باتیں کی جاتی ہوں۔ غیبت اور جھوٹ بولا جاتا ہو یا دوسرے کے خلاف پراپیگنڈا کیا جاتا ہو

عبادالرحمٰن نشانات الٰہی دیکھ کر خدا تعالےٰ کے آگے گرتے ہیں۔

والذین اذا ذکروا بایات ربھم لم یخروا علیھا صمًا وعمیانًا۔ ان لوگوں کے سامنے جب خدا تعالےٰ کے نشان آتے ہیں۔ تو وہ ان باتوں کو سمجھتے ہیں اور ان نشانوں کو غور سے دیکھتے ہیں۔ سمجھ کر اور دیکھ کر خدا کے حضور گر جاتے ہیں اور دعا کرتے ہیں۔

عبادالرحمٰن عزیز و اقارب کی نیکی کے طالب ہوتے ہیں۔

ربنا ھب لنا من ازواجنا و ذریتنا قرۃ اعین۔ اے مولیٰ! ہم نے تیرے فضل و کرم سے حصہ پایا ہے ہماری ازواج عزیز و اقارب اور اولاد کو بھی نیک بنا دے۔ تاکہ وہ آنکھوں کی ٹھنڈک ثابت ہوں۔

افراد جماعت عملی حالت پر غور کریں۔

ہماری اس جماعت کے ہر شخص کو سوچنا چاہیئے کہ کیا ہم بھی لوگوں کی رہنمائی کا باعث ہیں۔ اس مقصد کے پیش نظر ہم کس قسم کا نمونہ پیش کرتے ہیں۔ رشوت تو نہیں لیتے۔ کسی کا ناجائز مال تو نہیں کھاتے۔ جھوٹ اور مکاری سے تو کام نہیں لیتے۔ بدعہدی اور غیبت تو ہمارا شعار نہیں ہے آخر میں فرمایا قل مایعبؤا بکم ربی لولا دعاؤکم فقد کذبتم فسوف یکون لزامًا۔ لوگوں کو کہہ دو کہ ہمیں تمہاری عبادت ریاضت کی کوئی حاجت نہیں۔ اگر تم ہمیں یاد نہ کرو تو ہمیں اس کی پرواہ نہیں۔ ہم غنی ہیں محتاج نہیں ہیں۔ ہم کو اپنی فرمانبرداری کی کوئی حاجت نہیں۔ اگر تمام دنیا بھی خدا سے منحرف ہو جائے تو خدا کا کچھ نہیں بگڑتا لیکن باخدا ہونے سے انسان کا اپنا آپ سنورتا ہے۔ جب اس کے دل میں خدا بستا ہو تو اس سے اس کے عزیز و اقارب . . .

مستفید ہوتے ہیں۔ قوم اور ملک مستفید ہوتا ہے۔ وہ اپنے اچھے نمونہ سے خود مسرت حاصل کرتا ہے اور اس کی قوم بھی مسرت حاصل کرتی ہے یہ خدا کی رضا کے حصول کا طریق ہے۔

عبادالرحمٰن کی صفات پیدا کریں

یہ صفات جو قرآن کریم نے بیان فرمائی ہیں ان پر غور کرنا چاہیئے۔ ان صفات کے حصول کے لئے مجاہدہ کرنا چاہیئے وہ جو اس کتاب کو پڑھتے ہیں۔ وہ اس پر غور کریں۔ اور جو سبق اس میں ہیں اس کو اپنائیں۔

میاں محمد احمد صاحب کے لئے دعا

پچھلے جمعہ میں نے احباب کو توجہ دلائی تھی کہ حضرت مولینا محمد علی صاحبؒ کے فرزند ارجمند میاں محمد احمد صاحب کا منگل کے دن گُردے کا اپریشن ہونے والا ہے۔ الحمد للہ ان کا اپریشن بخیر کامیابی سے ہو گیا ہے۔ آپ لوگ دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ انہیں صحت کامل عطا فرمائے۔

شیخ اللہ بخش صاحب کی وفات

ایک تکلیف دہ خبر سناتا ہوں۔ اس خبر کے سننے سے مجھے بڑا صدمہ ہوا ہے۔ وہ خبر یہ ہے کہ پشاور کے شیخ اللہ بخش صاحب کا انتقال ہو گیا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ وہ قابل اور اہل علم انسان تھے۔ ان کے والد ماجد شیخ خدا بخش صاحب مجسٹریٹ تھے۔ جماعت کے مخلص ترین ارکان میں سے تھے۔ بہت مدت ہوئی میں ان کے ہاں مہمان تھا۔ صبح سویرے جب ہم سب نماز سے فارغ ہو گئے تو انہوں نے محبت بھرے لہجے میں فرمایا میں خود اپنے ہاتھ سے چائے تیار کروں گا۔ چنانچہ انہوں نے چائے تیار کی اور نہایت محبت سے اپنے فرزندان الٰہی بخش اور اللہ بخش صاحب کو ساتھ بٹھا کر چائے نوش کرنے کے لئے کہا۔ اور دیر تک سلسلہ عالیہ کے متعلق خوشگوار گفتگو سے سب مسرور ہوتے رہے۔ ان کے فرزند ارجمند شیخ اللہ بخش صاحب مدت سے قرآن کریم کے درس و تدریس کا انتظام کرنے میں دلچسپی لے رہے ہیں۔ ایک دفعہ پشاور کے جوڈیشنل کمشنر قاضی میر احمد صاحب نے مجھے بھی اس میں درس دینے کے لئے کہا تھا۔ اس مجلس میں شیخ اللہ بخش صاحب بھی موجود تھے۔ اس وقت سے لے کر آخر دم تک شیخ صاحب مرحوم قرآن کے درس و تدریس میں دلچسپی لیتے رہے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ہماری جماعت کے بڑے بڑے بزرگ متواتر ہم سے جُدا ہو رہے ہیں جس سے قوم کو بڑا نقصان ہوا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ان کے لئے نماز جمعہ کے بعد جنازہ غائبانہ کی صورت میں دعائے مغفرت کی جائے (نماز جنازہ غائبانہ پڑھی گئی۔)

دُکھی انسانوں کی خدمت بہت بڑا کام ہے

آپ بھی آفتاب الدین احمد خیراتی دارالشفاء کی اعانت فرما کر اس کام میں شامل ہو سکتے ہیں اور اللہ تعالےٰ کی برکات کے وارث بھی۔

عطیات۔ محاسب صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور قبول فرماتے ہیں۔

اسلامی نظریۂ حیات کے غلبہ پر یقین

اور

تبلیغ اسلام کے مرکزی مقصد پر مسلمانوں کا اتحاد

خلاصہ تقریر مکرم ڈاکٹر اللہ بخش صاحب بر موقعہ جلسہ سالانہ جماعت احمدیہ کوٹ باری (اوکاڑہ) مورخہ ۱۰ اپریل ۱۹۶۷ء

— مرتبہ بشیر احمد سوز

زمانۂ جہالت

مکرم ڈاکٹر اللہ بخش صاحب نے آیہ قرآنی —

واعتصموا بحبل اللہ جمیعًا ولا تفرقوا

کی تلاوت کرتے ہوئے فرمایا کہ قبل از بعثت زمانۂ جاہلیت میں عرب قوم کی اخلاقی اور روحانی حالت بڑی دگرگوں تھی قتل و غارت کا بازار گرم تھا۔ معمولی معمولی باتوں پر برسوں لڑائی جھگڑا چلتا تھا۔ سالوں انتقام کی آگ بھڑکتی رہتی تھی۔

بعثت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

لیکن بعثت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قوم کی قوم میں ایک عظیم الشان انقلاب وارد ہوا۔ عزو شرف کی اعلیٰ اخلاقی قدریں بحال ہوئیں۔ اتحاد و اتفاق اور اخوت و مودت پیدا ہوگئی۔ سیرت و کردار کی مثالی قوم بن گئی۔ اور اخوت و اتحاد سے جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قوم میں پیدا کیا تھا، ملت اسلامیہ نے ایک شاندار تہذیب و تمدن کی بنیاد رکھی۔ اخوت و اتحاد کی وجہ سے ہی مسلمانوں نے دین و دنیا کی برکتیں حاصل کیں۔ اور ایک ناقابل فراموش تاریخ کی طرح ڈالی جس کی روشنی میں آئندہ آنے والی قومیں اپنی راہیں استوار کرتی رہیں گی۔

اخوت و اتحاد کا نظارہ

اس اخوت و اتحاد کا کچھ نظارہ ہم نے قیام پاکستان کے وقت بھی دیکھا۔ مسلمانوں کے اتحاد نے ہی خداداد مملکت اسلامیہ پاکستان کو جنم دیا۔ مسلم لیگ کا ہر وہ مسلمان بلا امتیاز فرقہ اور جماعت ممبر بن سکتا تھا، جو کلمہ گو ہے۔ اور اپنے آپ کو مسلمان کہلاتا ہے۔ اس وقت حضرت قائد اعظم کو کہا گیا کہ احمدیوں کو لیگ کا ممبر نہ بننے دیا جائے۔ اس پر حضرت قائد اعظمؒ نے فرمایا تم غلط کہتے ہو۔ ہر مسلمان اور ہر کلمہ گو لیگ کا ممبر ہے۔ اگر آج میں تمہارے کہنے پر احمدیوں کو لیگ سے خارج کر دوں۔ تو کل اہل سنت کہیں گے کہ شیعوں کو لیگ سے نکال دوں۔ اور اس طرح سب کو نکالتا رہوں تو لیگ کا کیا بنے گا۔ چنانچہ پاکستان ... اس وجہ سے وجود میں آیا کہ (۱) ہر کلمہ گو کو مسلمان سمجھ کر پاکستان کے حصول میں اسے شریک کر لیا گیا اور (۲) اس امر پر ایمان پیدا ہو گیا کہ اسلامی نظریۂ حیات غالب آنے والا ہے۔

مادی انقلاب

چنانچہ پاکستان بن گیا۔ خدا تعالےٰ نے ہمیں آزادی جیسی عظیم الشان نعمت عطا فرمائی۔ غیروں کی غلامی سے نجات مل گئی۔ اس کا جس قدر شکریہ ادا کیا جائے کم ہے۔ پاکستان بننے کے بعد ہم دیکھتے ہیں کہ ہر شعبۂ زندگی میں تعمیر اور بیداری کا عالم ہے اور ایک انقلاب برپا ہے۔ لیکن یہ سارا انقلاب محض مادی انقلاب ہے

مادیات میں ہم ترقی کر رہے ہیں۔ اس کے برعکس اخلاقی اور روحانی حالت کمزور سے کمزور تر ہوتی چلی جا رہی ہے۔ ہر کہیں نفس پرستی غرض مندی جھوٹ۔ رشوت۔ دھوکہ۔ فریب اور مکر کے دیو منہ پھاڑے کھڑے ہیں۔ بظاہر خوشحالی بڑھتی جا رہی ہے۔ لیکن اسلام کے نکتۂ نظر سے ہم پستی اور نامرادی کے عمیق گڑھے میں گرتے چلے جا رہے ہیں۔ گویا جس مقصد کے حصول کے لئے خود پاکستان حاصل کیا گیا تھا اسی کے عین برعکس ہم گامزن ہیں اور اخلاقی اور روحانی لحاظ سے ہمارا قدم پیچھے ہی پیچھے جا رہا ہے۔

چنانچہ آج سے چند دنوں پہلے انجمن حمایت اسلام کے سالانہ جلسہ میں صدر مملکت محمد ایوب خاں صاحب نے تقریر کرتے ہوئے فرمایا۔ یہ تقریر اس اخبار میں چھپی ہے جو میں آپ کی خدمت میں پڑھ کر سناتا ہوں۔ صدر ایوب نے انجمن مذکور کو خراج تحسین دیتے ہوئے فرمایا:۔

"آج سے بیس سال کے بعد مغربی پاکستان کا نوجوان دیکھے گا کہ اگرچہ سارے عالم اسلام میں کلمہ بھی ایک ہے اور قرآن بھی ہے۔ لیکن طورخم سے چند میل ادھر جو مسلمان یہی کلمہ اور یہی قرآن پڑھتے ہیں، وہ تو افغانی کہلاتے ہیں۔ لیکن بارہ سو میل دوسری طرف ڈھاکے کا مسلمان پاکستانی ہے۔ اسی طرح مشرقی پاکستان کا نوجوان بھی دیکھے گا۔ کہ اس کے ہمسائے میں اراکان کا مسلمان تو برمی ہے لیکن پندرہ سو میل دور مکران کے ساحل پر رہنے والا کلمہ گو پاکستانی ہے۔

یہ ایک فطری رد عمل ہے جو ہر اس شخص کے دل میں پیدا ہو سکتا ہے۔ اس کا ایک اور صرف ایک علاج ہے وہ یہ کہ ہمارے تعلیمی اور ثقافتی ادارے ہمارے نوجوانوں کے ذہن پر نہایت صحیح طریقوں سے وہ نقوش ابھارتے رہیں جن کی بنیاد پر اس برصغیر کے مسلمانوں نے پاکستان کی ضرورت محسوس کی اور اسے حاصل کرنے کے لئے شدید جدوجہد کی جس زمانہ میں پاکستان کی تحریک اپنے عروج پر تھی اس وقت بھی مسلمانوں کے درمیان دو متضاد مکاتیب فکر تھے۔ اکثریت تو نظریۂ پاکستان کی حامی تھی لیکن ایک اقلیت جو کہ بڑی مضبوط اور بااثر اقلیت تھی وہ اس نظریہ کی مخالف تھی۔

انجمن حمایت اسلام کی ایک نمایاں خدمت یہ ہے کہ آپ قرآن شریف کو دنیا کی مختلف زبانوں میں ترجمہ کر کے بہت سے ... ملک میں تقسیم کر رہے ہیں۔ میں آپ کو مبارکباد دیتا ہوں۔ موجودہ دور میں مادی ترقی جس عروج پر پہنچی ہوئی ہے اس میں انسان کا ذہن صرف ایسے ہی مذہب کو قبول کرنے پر تیار ہوگا۔ جو قانون فطرت کے نزدیک تر ہو۔ یہ خصوصیت اللہ تعالیٰ نے صرف اسلام ہی کو عطا فرمائی ہے۔ اس خصوصیت کو صحیح پیرائے میں دنیا کے سامنے پیش کرنا صحیح تبلیغ ہے۔ میری دعا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ آپ کے نیک ارادوں میں برکت دے اور کامیابی عطا فرمائے"

تحریک احمدیہ کا پیدا کردہ انقلاب

حضرات آپ غور فرمائیں کہ یہ تصور اور نظریہ کہاں سے پیدا ہوا کہ اسلامی نظریہ حیات غالب آئے گا اس لئے اشاعت اسلام اور تبلیغ دین کی جائے۔ قرآن اور اس کے تراجم کو اکناف عالم میں پھیلایا جائے وغیرہ وغیرہ۔ آپ یہ سن کر حیران ہوں گے کہ یہ نظریہ آج کے زمانہ میں جماعت احمدیہ نے اپنایا اور پھیلایا جو نصف صدی پہلے محض انہی مقاصد کے لئے معرض وجود میں آئی۔ یورپ میں تبلیغ و اشاعت اسلام کا کام بڑے احسن انداز میں کیا ہوا ہے نصف صدی قبل مغرب میں مسلّمہ طور پر اسلامی فتح کے جھنڈے نہایت کامیابی سے اس جماعت کے ذریعہ گاڑے گئے۔ مختلف زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم کر کے تقسیم کر رہی ہے۔ یورپ کے لوگ ہمیں مسلمان بلکہ محرک و مجاہد مسلمان گردانتے ہیں مگر ہمارے اپنے مسلمان بھائی ہمیں مسلمان قرار دینے پر تیار نہیں۔ یہ تو وہی بات ہوئی کہ

زاہد تنگ نظر نے مجھے کافر جانا
اور کافر یہ سمجھتا ہے کہ مسلمان ہوں میں

جماعت احمدیہ یورپین کی نظر میں

یورپ کے لوگ ہماری جماعت اور اس کی مساعی کے بارے جو کچھ خیال کرتے ہیں میں وہاں کے ایک اہل علم مصنف کینتھ کریگ کی تازہ تصنیف کا ایک حصہ پڑھ کر سناتا ہوں۔ اس نے تحریک احمدیہ پر اس کتاب میں ایک باب باندھا ہے۔ اس تحریک پر اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے احمدیہ جماعت کی ... لکھی ہیں، ایک تو یہ کہ اس نے عیسائیت کے مرکز میں آ کر ... اسلام کے کامیاب جھنڈے گاڑے ہیں۔ اور دوسرے ... جماعت کے پاس ایسے ہتھیار موجود ہیں جن کی وجہ سے عیسائیت ... قلعہ کو گرا دیتے ہیں۔ پادری کینتھ کریگ لکھتا ہے:۔

"بعض وجوہ کی بنا پر سلسلہ احمدیہ کو دوسری اسلامی تحریکات سے منفرد حیثیت حاصل ہے یہ اس کے اپنے تبلیغی جوش و ولولہ اور اپنے ... عزم صمیم کے باعث ہے کہ اس نے جہاد کی دشمن کے مرکز میں جا کر شروع کر رکھا ہے یہ ایک تحریک ہے کہ جو بیک وقت اگر ایک طرف کورانہ تقلید اور قدامت پرستی کے خلاف نبرد آزما ہے تو دوسری طرف اس تحریک کا منا ... سرسید احمد خاں مرحوم کی مغرب پرستی کے برخلاف واقع ہوا ہے اور مولانا مودودی کے کٹر ... پرانے تصورات کے بھی منافی ہے۔ ایسا معلوم

دیتا ہے کہ شاید غیر شعوری طور پر حضرت مرزا غلام احمد صاحب اس یقین محکم پر قائم ہو چکے تھے کہ نئی صدی کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے کسی ایسی اسلامی نشأۃ ثانیہ لانے والی تحریک کی ضرورت ہے جو عقلیت اور قدامت پسندی دونوں قسم کے خیالات سے بالاتر واقع ہو اور بعض ایسے حربوں سے اس کا لیس ہونا ضروری ہے کہ جو اگر ایک طرف پرانے مکاتیب فکر اور شیوخ کی جگہ لے سکے تو دوسری طرف مغربی انداز فکر کے برخلاف جارحانہ جہاد جاری کرنے کے قابل ہو۔ بہرحال حضرت مرزا صاحب اپنے احوال کے متقاضیات اور اپنے مزاج کی مناسبت سے اس بات کے پورے پورے اہل تھے کہ وہ ایسی تحریک کو وجود میں لائیں جو جوڑ توڑ دینے اور مخفی اسرار و متحرک زندگی دینے والے عناصر اپنے اندر رکھتی ہو۔"

جائے غور ہے کہ کس طرح اہل علم و دانش اصحاب جن کی نظر واقعات عالم پر محیط ہے یہ لکھنے پر مجبور ہیں کہ جماعت احمدیہ ایک زندہ تحریک ہے جو عالم اسلام سے اٹھی ہے کہ فاتحانہ حربوں سے لیس ہو کر دجال کے اپنے گھر میں جا کر اس سے برسر پیکار ہے۔ نیز یہ کہ بانی سلسلہ ایسا مزاج و فطرت طبعی لے کر آئے تھے کہ آپ واقعی ایک ایسی فعال و زندہ تحریک کی تشکیل کرنے کے ہر طرح اہل تھے۔ یہی وہ بات ہے جسے حضرت مسیح زمان نے اپنے شعر میں ادا فرمایا ہے

نوائے ما بہ ہر سعید خواہد بود
نوائے فتح نمایاں بنام ما باشد

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت اقدس نے جو کچھ اس شعر میں فرمایا ہے وہ کوئی شاعرانہ ترنگ نہیں تھی بلکہ وہ ایک ایسا علم غیب کا پوشیدہ راز تھا جو بجز خدا تعالیٰ کی عالم الغیب ہستی کے دوسرا کوئی اور اس کے بتلانے پر قادر نہ تھا۔

یہی مصنف آگے چل کر یوں رقمطراز ہے:۔

" جماعت احمدیہ کے دونوں فریقوں نے مغربی زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم شائع کئے ہیں، بہت سے یورپی، امریکی و افریقی مراکز میں مساجد تعمیر کی ہیں۔ اگرچہ یہ صحیح ہے کہ قادیانی فریق عرب اور دیگر اسلامی ممالک میں نامقبول بن چکا ہے مگر دونوں فریقوں کے اقدامات اسلامی ممالک سے دور دراز مقامات پر پھیلا دیئے گئے ہیں بالخصوص مغربی دنیا، مشرقی اور جنوبی افریقہ دنیا میں اسلام کی وہی تصویر اب متعارف ہو چکی ہے جو جماعت احمدیہ نے پیش کی ہے۔ اس لحاظ سے احمدیوں نے اسلام میں ایک نئی روایت قائم کر دی ہے۔ انہوں نے خالصاً منظم طور پر ایسے مشن قائم کئے ہیں جو جماعت کے چندہ سے جاری ہیں اور ایک منصوبہ کے ماتحت ان کی تائید و ہدایت مرکز، علم کلام امکی جماعت کے قیام سے لے جاتی ہے اس طرح جماعت احمدیہ کا نمونہ دوسرے اسلامی مراکز مثلاً الازہر قاہرہ وغیرہ کے لئے بھی تحریک کا باعث ہے جماعت احمدیہ کے سب سے بڑے مبلغ خواجہ کمال الدین اور مولانا محمد علی ہو گذرے ہیں اور ان کے رسالے دی لائٹ (لاہور) اور اسلامک ریویو (ووکنگ) ان کے موقف کو خوب بیان کرتے ہیں۔"

یہ ایک ایسے مغربی مصنف کے ریمارکس ہیں جو نہ تو اسلام کے متعلق ہمدردانہ خیال رکھتا ہے اور نہ ہی جماعت احمدیہ کے بارہ میں تائید و حمایت کرنا چاہتا ہے۔ لیکن جب ایک غیر جانبدار اہل علم کا تجزیہ جماعت احمدیہ لاہور کی بابت اس قسم کا ہو جس کا اقتباس اوپر دیا جا چکا ہے۔

زندہ خدا اور زندہ رسول صلعم

تو سوال یہ ہے کہ اس جماعت کے پاس کونسی ایسی چیزیں ہیں جن کی وجہ سے غیر مذاہب کے علماء اس کے بارے میں اس قدر مرعوب ہو رہے ہیں؟ اور دیکھنا اس میں وہ کونسی بات ہے جس کی وجہ سے ہم اپنے مسلمان بھائیوں کو دعوت دیتے ہیں کہ وہ اس جماعت میں شامل ہو جائیں۔ اصل بات یہ ہے کہ احمدیہ تحریک کا بنیادی مقصد ہے زندہ خدا اور زندہ رسول پر ایمان پیدا کرنا! اس وقت ملت اسلامیہ میں عموماً خدا اور قرآن پر ایسا ایمان نہیں رہا جس کے اثرات ہماری عام زندگی میں مترتب ہوں۔ ضروری ہے ایمان تو وہ ہے جو دل کی عمیق گہرائیوں سے نکلے۔ اور اس کا عکس زندگی میں نظر آئے۔ صحابہ کرام کی کامیاب زندگیوں اور ہماری ناکام زندگی میں اگر کچھ فرق ہے تو اسی ایمان کی وجہ سے ہی ہے۔ ان کے ایمان کی کیفیت حضوری اور علم الیقین اور عین الیقین کی تھی۔ اور ہمارے ایمان کی حالت بے اثر اور بے کیف ہے۔ قرآن اور اس کی تعلیمات پر ہمارا کامل ایمان نہیں۔ محض اس لئے کہ دنیا کے سائنس اور فلسفہ اور اس کی ترقیوں سے ہم مرعوب ہیں اور خدا اور رسول کی باتیں پرانی۔ فرسودہ اور کہانیاں سمجھتے ہیں خود خدا تعالیٰ کی صفت تکلم پر ہی ہمارا ایمان باقی نہیں رہا۔ وحی الہام پر یقین نہیں۔ عقل کو ہی صرف آخری حرف یقین کرتے ہیں۔ یہ ہے وہ دیمک جو ہمارے ایمان اور ایقان کو کھاتے چلا جا رہا ہے۔ محض مضمون لکھ دینا اور باتوں سے کہہ دینا کچھ اور ہے۔ اگر یہ لکھنا اور کہنا زندگی اور اس کے اثرات سے ظاہر نہیں ہوتا تو یہ قیل و قال کوئی معنی نہیں رکھتا۔

حضرت مسیح موعود کا پیدا کردہ ایمان

یہ ایمان یہ زندہ جاوید ایمان خدا تعالیٰ کی ہستی پر جو ثریا پر جا چکا تھا اس کو زندہ اور تازہ کرنے کے لئے حضرت امام آئے۔ انہوں نے اعلان کیا کہ خدا ہے حی و قیوم خدا اب بھی بولتا اور سنتا ہے۔ اور اپنے بندوں سے اب بھی کلام کرتا ہے۔ جو خدا اور اس کے کلام کا مشاہدہ کرنا چاہتا ہے۔ وہ میرے پاس آئے۔ میں اس کو زندہ خدا اور متکلم باخدا کا نظارہ دکھا دوں گا۔ اگر میں اپنے اس دعوے میں جھوٹا ہوں تو مجھ سزا دو، وہ یہ باتیں حضرت امام زمان نے گھر بیٹھ کر نہیں کہہ دیں۔ بلکہ دنیا تک یہ چیلنج پہنچا۔ امریکہ کے ڈوئی نے یہ چیلنج قبول کیا اور حضرت صاحب کے مقابلہ میں خائب و خاسر اور نامراد مرا۔ ایک دریدہ دہن ہندو آریہ لیڈر لیکھرام حضرت امام زمان کے مقابلہ میں آیا۔ وہ ایک پیشگوئی کے مطابق قتل کیا گیا۔

حضرت مرزا صاحب نے اپنی جماعت میں خدا اور رسول اور قرآن پر زندہ ایمان پیدا کیا اور یہ غلبہ اسلام پر ایسا ایمان پیدا کیا کہ عیسائیت کے مرکز میں حضرت خواجہ کمال الدین رحمۃ تبلیغ اسلام کے لئے روانہ ہوتے ہیں تو اس عزم کو مسلمان ایک دیوانگی اور جنون اور پاگل پن قرار دیتے ہیں اور سمجھتے ہیں خواجہ صاحب یورپ میں جا کر کامیاب نہیں ہو سکتے۔ وہاں اسلام کو کون قبول کرے گا۔ لیکن حضرت خواجہ صاحب میں ایک امام کی نفس قدسیہ کام کر رہی تھی۔ وہ انگلستان گئے اور زندہ اسلام پیش کیا۔ جس کے نتیجہ میں آج اسلام وہاں پہنچا ہے۔ یورپ کے بڑے بڑے لوگ و اہل نظر اسلام قبول کر رہے ہیں۔

احمدیہ جماعت کے دلوں میں امام زمان کی روح پھونکی گئی ہے جو کام کر رہی ہے اور انہوں نے کلام الٰہی اور زندہ خدا پر ایمان کا ایک زبردست ہتھیار دیا ہے جس کی وجہ سے یہ کامیاب ہے۔ اور امام وقت کی صداقت کا نشان ہے۔ انہوں نے ایک رؤیا دیکھا کہ میں ولایت میں ایک منبر پر کھڑا ہوں اور سفید پرندے پکڑ رہا ہوں۔ آج یہ نظارہ ہمارے بلکہ دنیا کے سامنے ہے کہ ہم وہاں کے سفید فام لوگوں کو توحید و رسالت کی غلامی میں داخل کر رہے ہیں آپ بتلایئے کہ اگر حضرت مرزا صاحب کی جماعت میں شامل ہونے سے خدا پر زندہ ایمان پیدا ہو جاتے اور اسلام کی خدمت کا موقعہ نصیب ہو جائے۔ تو مسلمان بھائیوں کو کیا اس سے خوش نہ ہونا چاہیئے کہ جس نظریہ پر پاکستان بنا تھا اس نظریہ کو مغرب کے مہذب فلسفی اور سائنسدان بھی قبول کرتے چلے جا رہے ہیں!

حضرت امام زمان نے کوئی دنیا و دین نہیں سکھلایا بلکہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو تازہ کیا ہے۔ اسی کو ہی پھیلایا ہے۔ اس زندہ مذہب کی برکات و افضال کے نزول کا مشاہدہ کرایا ہے۔

ایک گذارش

آپ سنی سنائی باتوں پر نہ جائیں۔ آپ خود اس تحریک پر تنقیدی نظر رکھیں۔ اس کا مطالعہ کریں۔ اس کا کام دیکھیں اس کے عقیدوں کی جانچ پڑتال کریں۔ اگر یہ عین اسلام ہے۔ اسلام کے لئے کمربستہ ہے۔ اسلام کی خیر خواہی اور ہمدردی کی خواہاں ہے تو باقی مسلمان بھائیوں کا فرض ہو جاتا ہے کہ وہ پھر ہمارے ساتھ تعاون کریں۔ اور ہمارے ساتھ شامل ہو کر خدا اور رسول کے دین کو اکناف عالم تک پہنچائیں۔ کیونکہ ملت اسلامیہ کا حقیقی کام یہی ہے، کہ اس کی وجہ سے غلبۂ اسلام ہو کر خدا اور رسول کا نام اکناف عالم میں زندہ ہو۔

اتحاد و اتفاق پیدا کرنے کی ضرورت

اور یہ غلبہ اسی طرح ممکن ہے کہ بموجب تعلیم فرقان حمید جمیع مسلمان ایک کلمہ واحدہ پر متفق و متحد ہو کر کھڑے ہو جائیں جس طرح پاکستان بننے کے مطالبہ کے وقت اس برصغیر کے جملہ کلمہ گو متحد و متفق ہو کر کھڑے ہو گئے تھے۔ جب کلمہ گویوں کا اتحاد ایک سلطنت کی بنا ڈالنے میں کامیابی حاصل کر سکتا ہے تو اس سے یہ نتیجہ ناگزیر ہے کہ اگر عالم اسلام کے کلمہ گو پاکستان کے حصول کے اصل مقصد پر بھی متحد و متفق ہو جائیں تو یقیناً انہیں غلبۂ اسلام کے مقصد میں بھی کامیابی و کامرانی ہونے والی ہے۔ ایسا اتفاق و اتحاد اسی جماعت کی برکت سے ہی ممکن ہے جسے اس دور میں خدا تعالیٰ نے اپنے خاص حکم کے ماتحت اس غرض کے حصول کے لئے قائم کیا ہے جس طرح اسلام دیگر مذاہب میں اتحاد و اتفاق کا ایک اعلیٰ ذریعہ ہے بعینہٖ عالم اسلام کے اندرونی تفرقوں اور اختلافوں کو مٹانے کے لئے حضرت مسیح موعود کے ذریعہ آپ کی حقیقی جماعت کو اتحاد کے لئے خدا تعالیٰ نے چن لیا ہے۔ اس جماعت کے ذریعہ دنیا نے غلبۂ اسلام کے مقصد کو کامیاب ہوتے دیکھ لیا ہے

اللہ دتہ شاہ صاحب انوشتہ چوہان تحصیل چکوال

نبوّت اور خلافت

نظارتِ اصلاح و ارشاد انجمن ربوہ نے اس تصنیف میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ کہ اراکین جماعت لاہور کا حضرت مرزا صاحبؑ کی فرمودہ نبوّت پر اعتقاد موجودہ جماعتِ ربوہ کے مطابق تھا۔

اس کے ثبوت میں، ارکانِ جماعتِ لاہور کی تحریر وں اور تقریروں میں لفظ نبی جہاں کہیں حسب ضرورت حضرت صاحب کی شان میں بیان کیا گیا ہے اسے علماء ربوہ نے اپنے موجودہ اعتقاداتِ نبوّت کی تائید میں پیش کیا ہے اور حضرت خلیفۃ المسیح مولینا نورالدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بیعت کو بھی بطور ثبوت پیش کرتے ہیں۔ کہ جماعت لاہور کا اعتقاد حضرت صاحب کی نبوّت پر نہیں تھا۔ تو بیعت خلافت کیوں کی گئی تھی۔

حقیقت تو یہ ہے کہ ابتدا سے ہی حضرت صاحب کی فرمودہ تعریف نبوّت کے مطابق تمام جماعتِ احمدیہ کا اعتقاد حضرت مولینا نورالدین صاحبؓ کی وفات تک تو یہی تھا۔ کہ حضرت صاحب جزوی لغوی۔ اُمتی۔ ظلّی نبی ہیں۔ اور جماعت لاہور کا اب بھی یہی اعتقاد ہے۔ لیکن صورت یہ ہے کہ علماء ربوہ نے حضرت صاحبزادہ صاحب مرحوم کے زمانے پر حضرت صاحب کے ارشاداتِ نبوّت کے خلاف آپ کی مجازی نبوّت کو حقیقی بنا لیا ہے اور خلافت کو بھی خلافتِ نبوّت یقین کرتے ہیں

مسئلہ نبوّت پر اختلاف تو میاں محمود احمد صاحب کے خلیفہ بننے کے بعد رونما ہوا جب انہوں نے حضرت مسیح موعود کے منکرین کو اسی طرح کافر قرار دیا، جیسے انبیاء کا منکر کافر ہوتا ہے۔ اسی اصولی اختلاف کی وجہ سے ہی جماعت لاہور کو ان سے علیحدہ ہو کر لاہور میں اشاعتِ دین کا کام صحیح بنیاد پر کرنا پڑا۔ جو قادیان میں رہ کر نہیں ہو سکتا تھا۔ ورنہ حضرت مولوی محمد علی صاحب مرحوم اور دیگر مخلصین نے جو گھر بار، خویش و اقارب اور اپنے سرکاری عہدوں اور منفعت بخش کاروبار کو چھوڑ کر حضرت صاحب کی غلامی اختیار کی تھی۔ قادیان کو کیسے چھوڑ سکتے تھے۔ قادیان کو چھوڑنا ان کے لئے نہایت تکلیف دہ امر تھا۔

ذیل میں انبیاء علیہم السلام اور خلافت کی ضرورت کو بیان کرنے کے بعد حضرت مسیح موعود کے ارشادات متعلقہ نبوّت۔ اور میاں محمود احمد صاحب کا ان سے اختلاف بیان ہو گا۔

خالق کائنات نے تخلیق آدم کے وقت سے ہی نوع انسان کو اشرف المخلوقات بنا دیا۔ اس کی جسمانی پرورش اور آرام کے لئے کائنات کی وہ نعمتیں پیدا کی ہیں جو دوسری مخلوق کو میسر نہیں اور اس کے ساتھ ہی انسانی نوع کی تربیت کے لئے انہی میں سے انبیاء کو مبعوث کیا تاکہ وہ انسانوں کو اپنے خالق و مالک خدا تعالیٰ کے احکام اور نواہی سے آگاہ کریں۔

انبیائے کرام توحید کے داعی اور رضاءِ الٰہی کے مظہر ہوتے ہیں۔ ان کے لائے ہوئے احکام پر عمل کرنے سے ہی انسان مسلمان ہو سکتا ہے۔ اسی لئے انبیاء پر ایمان لانا اصول دین میں سے ہے اور ان کا انکار کفر ہے۔ انبیاء گناہ سے پاک اور ہر اصولی غلطی سے مبرا ہوتے ہیں۔ البتہ بشر ہونے کی صورت میں ان سے اجتہادی غلطی ممکن ہے۔

یوں تو کائنات کے ہر ذرہ سے خدا کی قدرت عیاں ہے مگر خالقِ کائنات غائب و نہاں ہے۔ اس کارخانۂ قدرت کو دیکھ کر یہ گمان تو ہو سکتا ہے کہ کائنات کا خالق کوئی ہے۔ چونکہ گمان اور یقین میں بڑا فرق ہے کسی چیز پر یقین ہونے کے دو ہی ذریعے ہیں ایک یہ کہ انسان اس چیز کو بچشم خود دیکھے۔ مگر خدا تعالیٰ کو ان آنکھوں سے دیکھنا ناممکن ہے۔ دوسرا ذریعہ خدا تعالیٰ اور اس کے انبیاء کی صداقت پر ایمان و یقین ہے۔ یہ گروہِ صادقین نورِ خدا کے شاہد ہوتے ہیں۔ ان کی اتباع کے بغیر خدا تعالیٰ پر کامل یقین اور اس کا قرب ممکن نہیں۔

حضرت آدمؑ خلیفۃ اللہ سے دین اسلام کی ابتدائی تعلیم شروع ہو کر سرکار دو عالمؐ کی بعثت پر ختم ہوئی دین مکمل ہوا اور سلسلۂ انبیاء ختم ہو گیا۔ تمام احکامِ دین از ابتداء تا انتہا بصورت قرآن حضور خاتم النبیین پر نازل ہوئے۔ اس کے بعد قیامت تک اب نہ کسی الہامی کتاب کی ضرورت باقی ہے اور نہ کسی اور نبی کی حاجت۔

چودہ سو سال سے تمام مسلمانوں کا یہی اعتقاد چلا آیا ہے۔ اور حضرت مسیح موعود بھی اسی کے معتقد ہیں۔

خلیفہ کے معنے جانشین کے ہیں۔ جو اپنے پیشوا کے قائم کردہ طریقہ پر کاربند ہو کر اپنے حلقۂ اثر میں قائم شدہ طریق کو جاری رکھتے ہوئے اس کے قیام اور فروغ کے لئے کوشاں رہتا ہے۔ حضور سرورِ دو عالم کے بعد حفاظت دین کے لئے آیۂ استخلاف کے مطابق مامور خلفاء ہوتے ہیں۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود ہیں۔ مگر خلیفہ ایسے بھی ہوتے ہیں جنہیں عوام کی اکثریت نامزد کرتی ہے۔ بصورت دیگر چند آدمیوں کی ایک جماعت اپنے سلسلہ کی جانشین ہوتی ہے۔ جیسا کہ صدرِ مملکت کی تجویز کردہ اسمبلی ہے۔

خلیفہ خواہ فردِ واحد ہو۔ یا انجمن۔ اگر کوئی اپنے سلسلہ کے پیشوا کی ہدایات اور ارشادات کے خلاف عمل کرتا ہو۔ تو وہ اہل دانش کے لئے لائق تقلید نہیں ہوتا ہے۔

حضرت مسیح موعود بانیٔ جماعت احمدیہ نے اپنی وفات کے بعد جماعت کے قیام اور استحکام کے لئے جو قواعد رسالہ الوصیت میں تحریر فرمائی ہیں اور ان پر جو عمل ہو رہا ہے۔ اس پر غور کریں حضرت نے اپنے بعد سلسلہ کا کاروبار چلانے کے لئے ایک انجمن بنائی جس کا انتظام اور انصرام چند متقی۔ احکامِ خدا کے پابند۔ حرص دنیا سے پاک افراد کے سپرد کیا۔ اور آئندہ کے لئے انجمن کی اکثریت رائے کا فیصلہ جماعت کے لئے قطعی قرار دیا۔ اور فرمایا۔ کہ میری زندگی تک کوئی ایسا امر جو دین سے متعلق ہو۔ اس سے مجھے آگاہ کیا جایا کرے۔ مگر یہ صورت بھی میری زندگی تک رہے گی۔ میرے بعد اس انجمن کا ہر فیصلہ جو کثرت رائے سے ہو، قطعی سمجھا جائے گا اور یہ بھی لکھا کہ میرے بعد جس شخص کو چالیس آدمی منتخب کریں وہ میرے نام پر لوگوں سے بیعت لے

چنانچہ حضرت صاحب کی وفات کے بعد ایک ایسے عالم باعمل کو جو مسائل دین سے واقف اور جماعت کے لئے رہبر کی حیثیت رکھتا تھا یعنی حضرت مولینا نورالدین رحمۃ اللہ علیہ انہیں تمام جماعت کی رائے سے خلیفہ منتخب کیا گیا۔ آپ جماعت میں بلحاظ تقویٰ۔ علم اور زہد کے بے مثل تھے۔ اور ان کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا تھا ؎

چہ خوش بودے اگر ہر یک ز اُمت نورِ دیں بُودے
ہمیں بودے کہ ہر دل پُر از نورِ یقیں بودے

اس لئے یہ کہنا خلاف حقیقت نہیں کہ حضرت مولینا نورالدینؓ حضرت مسیح موعودؑ کے حقیقی جانشین تھے اور جماعتِ احمدیہ نے تو حضرت مرزا صاحبؑ کو مامور مجدد مان کر ہی آپ کی بیعت کی ہے اور آپ کے ارشادات پر عمل کا اقرار کیا ہے۔ اگر کوئی دوسرا حضرت صاحب کے ارشادات کے خلاف کوئی امر بیان کرے وہ تو ہرگز نہیں ماننا چاہیئے۔ حضرت صاحب کی اولاد کا احترام تو سب احمدی کرتے ہیں۔ مگر جب اولاد کا اعتقاد ہی مختلف ہو جائے تو وہ تو نہیں مانا جا سکتا۔ جب قرآن مجید میں یہ بیان ہے کہ انبیاء کی اولاد بھی غلط کار ہو سکتی ہے۔ تو پھر اور کون ہے جو غلطی سے مبرا ہو گا۔ اگر کوئی ایسا دعویٰ کرتا ہے تو وہ غلطی خوردہ ہے۔ اسلام میں تو اصول پرستی کی ہدایت ہے نہ کہ شخصیت پرستی کی۔

اب میں حضرت صاحبؑ کے وہ ارشادات جو آپ پر اللہ تعالیٰ نے بصورت الہام یا وحی نازل فرمائے ہیں علمائے ربوہ کی غور کے لئے بیان کرتا ہوں۔ حضرت صاحب کو اپنی وحی پر جو یقین تھا۔ اسے گوش ہوش سے سنیں۔ فرماتے ہیں۔ کہ مجھے خدا تعالیٰ کی وحی اور الہام پر ایسا ہی یقین ہے۔ جیسا کہ وحی قرآن پر ہے۔ انبیاء کی طرح مجھے مصفّٰے غیب دیا جاتا ہے۔ اسی خدا کے دیئے ہوئے علم کی بناء پر آپ نے یہ دعوےٰ کیا کہ میں مثیل مسیح اسرائیلی اور اُمتِ محمدیہ کا مسیح موعود ہوں۔ میں مجدد ہوں۔ محدث ہوں۔ مامور من اللہ ہوں۔ مہدی ہوں۔ لغت کی رو سے خدا سے علم غیب پانے والے کو نبی کہا جاتا ہے۔ بایں معنے خدا نے مجھے نبی کا نام دیا ہے۔ حدیث مسلم میں بھی نبی کے معنے خدا سے علم غیب پانے والے کے ہی ہیں۔ بایں وجہ میں لغوی۔ اُمتی۔ ظلّی۔ مجازی نبی ہوں۔ میرے انکار کی وجہ سے کوئی مسلمان کافر نہیں ہوتا۔ حقیقی نبوّت تو حضور خاتم النبیین کے بعد منقطع ہے۔ جس کا انکار کفر ہے یعنی اس کا دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ حضور خاتم الانبیاء کے بعد کوئی نیا نبی آ ہو سکتا ہے اور نہ کوئی پرانا نبی آ سکتا ہے۔ عوام کا یہ خیال غلط ہے۔ کہ حضرت عیسٰے ابن مریم ابھی آسمان پر زندہ ہیں اور وہ آنحضرت خیر البشر کی اصلاح کے لئے نازل ہوں گے۔

(باقی بر صفحہ ۔۔ کالم ۔۔)

مولوی عبدالحمید صاحب

خُلفائے اسلام اور اہلِ ربوہ

چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب نے گذشتہ ربوہ کے جلسہ سالانہ پر عوام کو خلافت کے جھنڈے تلے چلے آنے کی تلقین کی۔ ان کی مراد اس "ڈرامہ" سے وابستہ ہونا تھی جو خلافت کے نام پر جمہور مسلمانوں سے الگ تھلگ بستی ربوہ میں کھیلا جا رہا ہے۔ اس پر حضرت امیر ایدہ اللہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام نے نوائے وقت میں ایک خط کے ذریعہ بتلایا کہ اسلامی خلفاء کی طرز خلافت کا نمونہ بھی قائم ہو تب بات بنتی ہے۔ اس پر "لاہور" نے بھی بالتفصیل روشنی ڈالی لیکن جو بات احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے پلیٹ فارم سے کہی جاوے اس کی تردید و تکذیب ربوہ والوں نے لازمی کرنی ہوتی ہے یہ فیصلہ بات سچی ہو تو ہوا کرے ربوہ والے تو اپنے اصول کے پابند ہیں اور ان کا پہلا اور آخری اصول۔ یہ کہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی طرف سے ہر صحیح بات کہی ہوئی کی تردید کرو خواہ قرآن۔ احادیث و تاریخ اور علماء اس کی سچائی پر کتنی ہی تصدیق کریں۔ لیکن قدرت کے بھی انداز نرالے ہوتے ہیں ادھر ربوہ سے نام نہاد خلافت کی راگنی چھیڑی گئی ادھر وقتاً فوقتاً اخبارات میں خلفاء اسلام کی جمہوری طرزِ حکومت سادگی۔ استغناء اور درویشی کے واقعات آنے شروع ہو گئے۔ نہ ان کی فاخرہ سواری۔ نہ جنگلہ نہ پہرہ داری کہ چھپ کے بیٹھے ہیں کہ ملاقاتی کی تلاشی کے بعد چند منٹ دیئے ورنہ اسے واپس بھیجدیا جائے کہ حضور "تفسیر لکھ رہے ہیں"۔ پچھلے دنوں مشرق میں حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی فقیرانہ زندگی اور غریب کے دل کو موہ لینے والی طرزِ حکومت کے بارے مضمون چھپا۔ آج "نوائے وقت" میں "نور بصیرت" کے کالم میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے بارے چھپا ہے جو درج ذیل کیا جاتا ہے۔ ربوہ کے مریدوں کے لئے اس میں لمحہ فکریہ ہے۔

"حضرت علی رضی اللہ عنہ اس ذاتِ گرامی صلی اللہ علیہ وسلم کے تربیت یافتہ تھے جنہیں قوم نے اپنے ایامِ جاہلیت میں بھی "الامین" کا خطاب دیا تھا اس لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب بھی ابتداء ہی سے امانت و دیانت کے تقاضوں کو پہچانتے تھے۔ دورِ خلافت میں بھی آپ کے زہد و تقویٰ اور فقر و سادگی کا وہی عالم رہا اور آپ کی زندگی میں کوئی تبدیلی نہ آئی۔ نہ دولت کدے پر پہرہ چوکی نہ امیرانہ ٹھاٹھ باٹھ غذا جو کی روٹی اور لباس میں پیوند لگے کپڑے۔ اس پر فیاضی سخاوت اور دریا دلی کا یہ عالم کہ خود فاقوں کی نوبت آ جاتی لیکن سائل کو خالی ہاتھ نہ لوٹنے دیتے اس وقت جبکہ قیصر و کسریٰ کی حکومتیں مسلمانوں کے لئے زر و جواہر اُگل رہی تھیں مسلمانوں کا خلیفہ اور امیر ایک معمولی آدمی کی طرح زندگی بسر کر رہا تھا۔ ایک بار خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:۔ "میری تلوار کوئی خریدتا ہے۔ خدا کی قسم میرے پاس اگر تہہ بند کی قیمت ہوتی تو میں تلوار فروخت نہ کرتا" ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا ...... امیرالمومنین میں تہہ بند خریدنے کے لئے آپ کو قرض دیتا ہوں۔"

فقر و سادگی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی سیرت کی سب سے نمایاں خصوصیت تھی۔ للٰہیت اور بے نفسی کا نمونہ تھی۔۔۔

ہاتھ سے کام کاج اور محنت مزدوری کرنے میں آپ کو کوئی عار نہ تھا ایک بار بازار میں جا رہے تھے ایک شخص تعظیماً آپ کے پیچھے ہو لیا۔ آپ نے فرمایا اس میں والی کے لئے فتنہ اور مومن کے لئے ذلت ہے۔ آپ جب نماز کا قصد فرماتے تو دل میں لرزہ پڑ جاتا اور رنگ متغیر ہو جاتا تھا۔ فرمایا کرتے تھے "وہ امانت اٹھانے کا وقت آ گیا ہے کہ ساتوں آسمان اور زمین جس کے متحمل نہ ہو سکے۔ آپ کی ذات گرامی میں عجیب جامعیت اور مرکزیت پائی جاتی ہے۔ مختلف النوع طبقوں کے لوگ آپ کی ذات ستودہ صفات سے نسبت پر فخر کرتے ہیں۔" یہ تھے خلفائے اسلام جب ربوہ کے عوام یہ پڑھتے ہوں گے کہ خلیفہ کے پیچھے خوشامد انگ میں بھاگتے رہنا والی کے لئے فتنہ اور مومن کے لئے ذلت ہے" تو ان کے دل پر کیا گذرتی ہو گی اور ربوہ کے حکام اخبارات پر کس طرح پیچ و تاب کھاتے ہوں گے۔

۹ راپریل ۱۹۷۲ء کے مشرق میں فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے بارے میں پاکستان "فیچرز سنڈیکیٹ" سے اخذ کردہ مضمون ہے اس میں سے چند فقرے درج ذیل کئے جاتے ہیں:۔

"عمر کا زہد۔ عمر کا عدل۔ عمر کا تقویٰ و پارسائی عمر کا علم و عمل۔ عمر کی دینی بصیرت اور عمر کی عرفانِ حقیقت۔ غرض عمر فاروق کی زندگی کا کوئی پہلو بھی لے لیجئے ہر پہلو روشن و تابناک ملتا ہے اور نفس کی خواہش کا کوئی ہلکا دھبہ یا تمنا کی ہلکی پرچھائیں بھی آپ کے دل کی شفاف چادر پر نظر نہیں آتی۔"

آگے چل کر لکھا ہے:۔

"آپ کے دربارِ خلافت میں کوئی دربان نہ ہوتا تھا۔ لوگ آزادی کے ساتھ بے روک ٹوک امیرالمومنین کے دربار میں پہنچ کر حاجتیں پیش کرتے۔ آپ روزانہ نماز کے بعد مسجد کے صحن میں بیٹھتے اور پوری توجہ کے ساتھ لوگوں کی درخواستیں سنتے اور اسی وقت فیصلے صادر کرتے۔ حج کے زمانے میں تمام حاکموں اور عاملوں کو طلب کرتے اور اعلان فرماتے کہ جسے شکایت ہو وہ آکر پیش کرے"

پھر لکھا ہے:۔

"ایک روایت ہے کہ آپ نے اپنے بیٹے ابو شحمہ کو شراب پینے کے جرم میں ۸۰ کوڑوں کی سزا دی وہ اسی صدمے سے کچھ دن بعد فوت ہو گئے عدل و مساوات کا سبق دینے کے لئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ خود بھی فریق بن کر عدالت میں حاضر ہوتے تھے...... ایک بار ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے کچھ تنازع ہوئی انہوں نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی عدالت میں مقدمہ دائر کر دیا چنانچہ عمر رضی اللہ عنہ مدعا علیہ کی حیثیت سے عدالت میں پیش ہوئے حضرت زاہد رضی اللہ عنہ نے امیرالمومنین کی تعظیم کی یہ دیکھ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا زاہد یہ تمہاری پہلی ناانصافی ہے۔ پھر آپ فریق ثانی ابی بن کعب کے قریب بیٹھ گئے ابی رضی اللہ عنہ نے قاعدہ کے مطابق حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے قسم لینی چاہی پس پھر حضرت زاہد رضی اللہ عنہ نے امیرالمومنین کی عظمت کے خیال سے ابی کو روکا حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس بات سے بھی ناراض ہوئے اور فرمایا زاہد جب تک ایک عام آدمی اور عمر رضی اللہ عنہ دونوں کو تم برابر نہ سمجھو گے تم منصب قضا کے اہل نہیں بن سکتے"

آگے ایک واقعہ لکھا ہے۔ امید ہے وہ بھی قارئین کرام کے لئے مشعل راہ ہو گا۔ ایک دفعہ یزید بن ابوسفیان کے ساتھ کھانا کھانے کا موقعہ ملا۔ جب عمدہ قسم کے کھانے لائے گئے۔ تو آپ نے اس طرف رُخ نہیں کیا اور فرمایا:۔

"قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے راستے سے ہٹ جاؤ گے تو تم کو خدا راہِ حق سے ہٹا دے گا۔"

اب ربوہ والوں کے لئے دو ہی راستے ہیں یا تو ان واقعات (تاریخ اسلام) کو جھوٹا کہا جاوے یا نعوذ باللہ خلفاء اسلام کو بے وقوف کہا جائے کیونکہ تیسری راہ ان چیزوں کو مان کر ان پر عمل کیا جاوے اس قوم کے لئے ناممکن اور قطعی ناممکن ہے۔

نبوّت اور خلافت

(بسلسلہ صفحہ ۹)

وحی نبوت تا قیامت منقطع ہے۔ مجھ پر جو کوئی یہ الزام لگاتا ہے۔ کہ میں نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ وہ مفتری ہے۔ فرماتے ہیں کہ مجھے نبی کا نام اطاعت خیر الانام کی مکمل غلامی اور خدا سے علم غیب پانے کی وجہ سے ملا ہے۔

یہی اعتقاد میاں محمود احمد صاحب کا تھا انہوں نے رسالہ تشحیذ الاذہان میں یہ تحریر فرمایا ہے کہ حضرت خاتم النبیین صلعم کے بعد کوئی بھی نبوت کا دعویٰ کر کے کامیاب نہیں ہوا۔ مگر خلیفہ ہونے کے بعد ان کا اعتقاد بدل گیا اور انہوں نے لکھا کہ حضرت صاحب تھے تو ابتداء سے ہی نبی۔ مگر وہ سمجھ نہیں سکے۔ یہ فقرہ کہدینا تو آسان ہے۔ مگر صاحبزادہ صاحب نے یہ خیال نہ کیا۔ کہ حضرت صاحب نے تو منجانب اللہ الہام کو پاکر ہی لفظ نبی کی تعریف کی تھی اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا علم تو غلط نہیں ہوتا ہے۔ اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کسی ایسے شخص کو علم دیا کرتا ہے۔ جو اسے سمجھ ہی نہ سکتا ہو۔ اگر صاحبزادہ صاحب کے ارشاد گرامی کو مان لیا جائے۔ تو حضرت صاحب کی تمام کوشش رائیگان ہو کر خاک میں مل جاتی ہے۔

اگر حضرت صاحب اتنے طویل عرصہ تک نبوت کو ہی نہیں سمجھ سکے۔ تو جو کچھ آپ اتنے لمبے عرصہ تک تحریر کرتے رہے ہیں۔ اس کے صحیح ہونے پر کیونکر یقین ہو گا۔ (باقی ــــ باقی)

(سورۃ فاتحہ کی تفسیر ——— بسلسلہ صفحہ ۲)

اسارہ ہے کہ جو خدا تعالےٰ نے اپنی کلام میں فرمایا ہے اِنّا انزلناہ فی لیلۃ القدر۔ یہ لیلۃ القدر اگرچہ اپنے مشہور معنوں کی رُو سے ایک بزرگ رات ہے۔

دنیا کی ظلمانی حالت اور لیلۃ القدر

لیکن قرآنی اشارات سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ دنیا کی ظلمانی حالت بھی اپنی پوشیدہ خوبیوں میں لیلۃ القدر کا ہی حکم رکھتی ہے اور اس ظلمانی رات کے دنوں میں صدق اور صبر اور زہد اور عبادت خدا کے نزدیک بڑا قدر رکھتا ہے۔

حضرت محمد رسول اللہؐ کی بعثت کا زمانہ

اور وہی ظلمانی حالت تھی کہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت تک اپنے کمال کو پہنچکر ایک عظیم الشان نور کے نزول کو چاہتی تھی اور اس ظلمانی حالت کو دیکھ کر اور ظلمت زدہ بندوں پر ترسم کر کے صفت رحمانیت نے جوش مارا اور آسمانی برکتیں زمین کی طرف متوجہ ہوئیں سو وہ ظلمانی حالت دنیا کے لئے مبارک ہو گئی اور دنیا نے اس سے ایک عظیم الشان رحمت کا حصہ پایا کہ ایک کامل انسان اور سید الرسل کہ جس سا کوئی پیدا نہ ہوا اور نہ ہوگا دنیا کی ہدایت کے لئے آیا اور دنیا کے لئے اس روشن کتاب کو لایا جس کی نظیر کسی آنکھ نے نہیں دیکھی پس یہ خدا کی کمال رحمانیت کی ایک بزرگ تجلی تھی کہ جو اس نے ظلمت اور تاریکی کے وقت ایسا عظیم الشان نور نازل کیا جس کا نام فرقان ہے جو حق اور باطل میں فرق کرتا ہے۔ جس نے حق کو موجود اور باطل کو نابود کر کے دکھلا دیا وہ اس وقت زمین پر نازل ہوا جب زمین ایک روحانی موت - - - - - - کے ساتھ مر چکی تھی۔ اور بحر میں ایک بھاری فساد واقعہ ہو چکا تھا۔ پس اس نے نزول فرما کر وہ کام کر دکھایا جس کی طرف اللہ تعالےٰ نے آپ اشارہ فرما کر کہا ہے اِعلموا ان اللّٰہ یحی الارض بعد موتھا۔ ترجمہ: یعنے زمین مر گئی تھی اب خدا اسے نئے سر زندہ کرتا ہے اب اس بات کو بخوبی یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ نزول قرآن شریف کا کہ جو زمین کے زندہ کرنے کے لئے ہوا یہ صفت رحمانیت کے جوش سے ہوا وہی صفت ہے کہ جو کبھی جسمانی طور پر جوش مار کر قحط زدوں کی خبر لیتی ہے اور بارانِ رحمت خشک زمین پر برساتی ہے اور وہی صفت کبھی رُوحانی طور پر جوش مار کر ان بھوکوں اور پیاسوں کی حالت پر رحم کرتی ہے کہ جو ضلالت اور گمراہی کی موت تک پہنچ جاتے ہیں اور حق اور صداقت کی غذا کہ جو روحانی زندگی کا موجب ہے اُس کے پاس نہیں رہتی۔ پس رحمٰن مطلق جیسا کہ جسم کی غذا کو اس کی حاجت کے وقت عطا فرماتا ہے ایسا ہی وہ اپنی رحمت کاملہ کے تقاضا سے رُوحانی غذا کو بھی ضرورت حقہ کے وقت مہیا کر دیتا ہے ہاں یہ بات درست ہے کہ خدا کا کلام انہیں برگزیدہ لوگوں پر نازل ہوتا ہے جن سے خدا راضی ہے اور انہیں سے وہ مکالمات اور مخاطبات کرتا ہے جن سے وہ خوش ہے۔

وحی اللہ کے نزول کا موجب

مگر یہ بات ہرگز درست نہیں کہ جس سے خدا راضی اور خوش ہوا اس پر خواہ نخواہ بغیر کسی ضرورت حقہ کے کتاب آسمانی نازل ہو جایا کرے یا خدا تعالےٰ یوں ہی بلا ضرورت حقہ کسی کی طہارت لازمی کی وجہ سے لازمی اور دائمی طور پر اس سے ہر وقت باتیں کرتا رہے بلکہ خدا کی کتاب اسی وقت نازل ہوتی ہے جب فی الحقیقت اس کے نزول کی ضرورت پیش جائے اب خلاصہ کلام یہ ہے کہ وحی اللہ کے نزول کا اصل موجب خدا تعالےٰ کی رحمانیت ہے کسی عامل کا عمل نہیں اور یہ ایک بزرگ صداقت ہے جس سے ہمارے مخالف برہمو سماج وغیرہ بے خبر ہیں۔

تقاضائے صفت رحیمیت۔ پس بعد اس کے سمجھنا چاہیئے کہ کسی فرد انسان کا کلام الٰہی کے فیض سے فی الحقیقت مستفیض ہو جانا اور اس کے برکات اور انوار سے متمتع ہو کر منزل مقصود تک پہنچنا اور اپنی سعی اور کوشش کے ثمرہ کو حاصل کرنا یہ صفت رحیمیت کی تائید سے وقوع میں آتا ہے اور اسی جہت سے خدا تعالےٰ نے بعد ذکر صفت رحمانیت کی صفت رحیمیت کو بیان فرمایا تا معلوم ہو کہ کلام الٰہی کی تاثیریں جو نفوس انسانیہ میں ہوتی ہیں یہ صفت رحیمیت کا اثر ہے جس قدر کوئی اعراض صوری و معنوی سے پاک ہو جاتا ہے جس قدر کسی کے دل میں خلوص اور صدق پیدا ہوتا ہے جس قدر کوئی جد و جہد سے متابعت اختیار کرتا ہے اسی قدر کلام الٰہی کی تاثیر اس کے دل پر ہوتی ہے اور اسی قدر وہ اس کے انوار سے متمتع ہوتا ہے۔ اور علامات خاصہ مقبولانِ الٰہی کی - - - - - - - - - - - - - اس میں پیدا ہو جاتے ہیں۔

دوسری صداقت جو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم میں مودع ہے۔

دوسری صداقت کہ جو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم میں مودع ہے یہ ہے کہ یہ آیت قرآن شریف کے شروع کرنے کے لئے نازل ہوئی ہے اور اس کے پڑھنے سے مدعا یہ ہے کہ تا اس ذات مستجمع جمیع صفات کاملہ سے مدد طلب کی جائے جس کی صفتوں میں سے ایک یہ ہے کہ وہ رحمٰن ہے اور طالب حق کے لئے محض تفضل اور احسان سے اسباب خیر اور برکت اور رشد کے پیدا کر دیتا ہے اور دوسری صفت یہ ہے کہ وہ رحیم ہے یعنے سعی اور کوشش کرنے والوں کی کوششوں کو ضائع نہیں کرتا بلکہ ان کے جد و جہد پر ثمراتِ حسنہ مرتب کرتا ہے اور ان کی محنت کا پھل ان کو عطا فرماتا ہے۔ (باقی بر صفحہ ۱۲ کالم اول)

صفت رحمانیت و رحیمیت کے سوا کوئی دینی و دنیاوی کام انجام پذیر نہیں ہو سکتا

اور یہ دونوں صفتیں یعنے رحمانیت اور رحیمیت ایسی ہیں کہ بغیران کے کوئی کام دنیا کا ہو یا دین کا انجام کو نہیں پہنچ سکتا اور اگر غور کر کے دیکھو تو ظاہر ہوگا کہ دنیا کی تمام مہامعہ کے انجام دینے کے لئے یہ دونوں صفتیں ہر وقت اور ہر لحظہ کام میں لگی ہوئی ہیں خدا کی رحمانیت اس وقت سے ظاہر ہو رہی ہے کہ جب انسان ابھی پیدا نہیں ہوا تھا سو وہ رحمانیت انسان کے لئے ایسے ایسے اسباب بہم پہنچاتی ہے کہ جو اس کی طاقت سے باہر ہیں اور جن کو وہ کسی حیلہ یا تدبیر سے ہرگز حاصل نہیں کر سکتا اور وہ اسباب کسی عمل کی پاداش میں نہیں دیئے جاتے بلکہ تفضل اور احسان کی راہ سے عطا ہوتے ہیں جیسے نبیوں کا آنا کتابوں کا نازل ہونا بارشوں کا ہونا سورج اور چاند اور ہوا اور بادل وغیرہ کا اپنے اپنے کاموں میں لگے رہنا اور خود انسان کا طرح طرح کی قوتوں اور طاقتوں کے ساتھ مشرف ہو کر اس دنیا میں آنا اور تندرستی اور امن اور فرصت اور ایک کافی مدت تک عمر پانا یہ سب امور ایسے ہیں کہ جو صفت رحمانیت کے تقاضا سے ظہور میں آتے ہیں۔

خدا تعالیٰ کی رحیمیت انسان پر کب ظہور کرتی ہے۔

اسی طرح خدا کی رحیمیت تب ظہور کرتی ہے کہ جب انسان سب توفیقوں کو پاکر خدا داد قوتوں کو کسی فعل کے انجام کے لئے حرکت دیتا ہے اور جہاں تک اپنا زور اور طاقت اور قوت ہے خرچ کرتا ہے تو اس وقت عادۃ اللہ اس طرح پر جاری ہے کہ وہ اس کی کوششوں کو ضائع ہونے نہیں دیتا بلکہ ان کوششوں پر ثمرات حسنہ مترتب کرتا ہے پس یہ اس کی سراسر رحیمیت ہے کہ جو انسان کی مردہ محنتوں میں جان ڈالتی ہے۔ (باقی ـــ باقی)

ضرورت رشتہ

دو کنواری سید خاندان کی لڑکیوں کے لئے جن کی عمریں بیئس اور بائیس (۲۲ سال ہیں) اور دونوں بی۔ایس۔سی پاس ہیں۔ اعلیٰ تعلیم یافتہ رشتوں کی ضرورت ہے جو کم از کم گریجویٹ ہوں یا کوئی ٹیکنیکل ڈگری رکھتے ہوں۔ کم از کم تین چار سو روپیہ ماہوار کمانے والے نوجوانوں کو جو مومنانہ معاشرہ پر عامل اور مخلص احمدی ہوں ترجیح دی جائے گی۔

خط و کتابت :-

بنام سید معرفت ایڈیٹر پیغام صلح کی جائے۔

---

۲ - ایک میٹرک پاس لڑکی کے لئے برسر روزگار سرکاری ملازم شریف خاندان سے تعلق رکھنے والے احمدی نوجوان کا رشتہ درکار ہے۔

خط و کتابت :-

معرفت ایڈیٹر پیغام صلح کی جائے۔

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔ مینجر

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام ملک نور الٰہی صاحب پرنٹر چھپا اور مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع کیا۔

پیغام صلح مورخہ ۴ مئی ۱۹۶۷ء۔ رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۸۰ شمارہ ۱۷

تار کا پتہ:۔ تبلیغ ۔ لاہور

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

ہفت روزہ

فون نمبر ۳۷۲۷

پیغام صلح لاہور

زر مبادلہ
پاکستان سے۔ چھ روپے
بیرونی ممالک سے
ایک پونڈ

فی پرچہ ۱۲ پیسے

ایڈیٹر:۔ دوست محمد
مدیر معاون:۔ بشیر احمد سوز

"لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں ۔ لاہور میں ہمارے پاک محب ہیں
میں تیرے خالص محبوں کا گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے نفوس و
اموال میں برکت دوں گا"

(الہامات حضرت مسیح موعودؑ)

حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفانِ ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا۔
۲۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں اور نہ آئندہ منسوخ ہوگی۔
۳۔ سب صحابہؓ اور آئمہؒ قابلِ احترام ہیں
۴۔ مجددوں کا ماننا ضروری ہے۔
۵۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۶۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا۔

جلد ۵۴ | یوم پنجشنبہ ۔ مؤرخہ ۳۰ ۔ محرم الحرام ۱۳۸۷ھ ۔ مطابق ۱۱ رمئی ۱۹۶۷ء | نمبر ۱۸

روحانی تسکین اور اخلاقی بلندی بجز الہام ممکن نہیں

ارشادات حضرت امام الزمان مسیح موعود علیہ السلام

یہ اعتراض کہ الہام بے اصل اور بے سُود اور بے حقیقت چیز ہے جس کا ضرر اس کے نفع سے بڑھکر ہے سو جاننا چاہیئے کہ ایسی باتیں وہی شخص کریگا جس نے کبھی اس شراب طہور کا مزہ نہیں چکھا اور نہ یہ خواہش رکھتا ہے کہ سچا ایمان اس کو حاصل ہو، بلکہ رسم اور عادت پر خوش ہے اور کبھی نظر اس طرف اُٹھا کر نہیں دیکھا کہ مجھے خداوند کریم پر یقین کہاں تک حاصل ہے اور میری معرفت کا درجہ کس حد تک ہے اور مجھے کیا کرنا چاہیئے کہ میری اندرونی کمزوریاں دُور ہوں اور میرے اخلاق اور اعمال اور ارادوں میں ایک نئی تبدیلی پیدا ہو جائے اور مجھے وہ عشق اور محبت حاصل ہو جائے جس کی وجہ سے میں باسانی سفر کر سکوں اور مجھ میں ایک نہایت عمدہ قابلِ ترقی مادہ پیدا ہو جائے بیشک یہ بات سب کے فہم میں آسکتی ہے کہ انسان اپنی غافلانہ زندگی میں ہر دم تحت الثریٰ کی طرف کھینچ رہی ہے اور علاوہ اسکے تعلقات زن و فرزند اور ننگ و ناموس کے بوجھل اور بھاری پتھر کی طرح ہر لحظہ نیچے کی طرف لے جا رہے ہیں ایک بالائی طاقت کا ضرور محتاج ہے جو اس کو سچی بینائی اور سچا کشف بخش کر خدا تعالیٰ کے جمال و کمال کا مشتاق بنا دیوے سو جاننا چاہیئے کہ وہ بالائی طاقت ربانی ہے جو ہمیں دُکھ کے وقت میں سرور پہنچاتا ہے اور مصائب کے ٹیلوں اور پہاڑوں کے نیچے پڑے آرام اور لذت کے ساتھ کھڑا کر دیتا ہے وہ دقیق در دقیق وجود جس نے عقلی طاقتوں کو خیرہ کر رکھا ہے اور تمام حکیموں کی عقل و دانش کو سکتہ میں ڈال دیا ہے وہ الہام کے ذریعہ سے کچھ اپنا پتہ دیتا ہے اور انا الموجود کہہ کر سالکوں کے دلوں کو تسلی بخشتا ہے اور سکینت نازل کرتا ہے اور انتہائی وصول کی ٹھنڈی ہوا سے جان پژمردہ کو تازگی بخشتا ہے۔ (ازالہ اوہام)

بحرِ حکمت کے موتی

جب حکومت نا اہلوں کے سپرد ہو

عن ابی ھریرۃ قال بینما النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی مجلس یحدث القوم جاءہ اعرابی فقال متی الساعۃ فمضی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یحدث فقال بعض القوم سمع ما قال فکرہ ما قال وقال بعضھم لم یسمع حتی اذا قضی حدیثہ قال این اراہ السائل عن الساعۃ قال ھا انا یا رسول اللہ قال فاذا ضیعت الامانۃ فانتظر الساعۃ فقال کیف اضاعتھا قال اذا وسد الامر الی غیر اھلہ فانتظر الساعۃ

حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم مجلس میں بیٹھے ہوئے لوگوں سے باتیں کر رہے تھے ایک اعرابی آپ کے پاس آیا اور کہا قیامت کب ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بات کرتے رہے۔ بعض لوگوں نے کہا کہ جو کچھ اس نے کہا آپ نے سُن لیا اور اس کی بات کو ناپسند کیا اور بعض نے کہا نہیں سُنا۔ یہاں تک کہ جب آپ اپنی بات پوری کر چکے تو میں سمجھتا ہوں فرمایا قیامت کے متعلق سوال کرنے والا کہاں ہے۔ اس نے کہا یا رسول اللہ میں ہوں۔ فرمایا جب امانت ضائع ہو جائے تو قیامت کا انتظار کر۔ اس نے کہا اس کا ضائع ہونا کس طرح ہے۔ فرمایا جب حکومت نا اہلوں کے سپرد کی جائے تو قیامت کا انتظار کر۔

خوٹ:۔ از حضرت مولینا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

(باقی بر صفحہ ۲ کالم ۲)

اسلامی مشاورتی کونسل کی غیر اسلامی سفارشات

ہفت روزہ "لاہور" کا تبصرہ

اسلام دینِ فطرت ہے۔ یعنی اس کے اصول اور اس کی تعلیم انسانی فطرت کے عین مطابق ہے۔ ان اصولوں اور تعلیم میں ایسی اپیل۔ ایسی جاذبیت اور روح آفرین کشش موجود ہے کہ ان کے فروغ و ترویج کے لئے ہرگز کسی نوع کے جبر و اکراہ کی ضرورت نہیں۔ اسی لئے اس کی پیشانی پر نمایاں طور پر اس اعلان کا ثبت ہے۔ کہ "اس میں کوئی جبر نہیں" —— یہ اپنے ماننے والوں کے لئے ہی نہیں، نہ ماننے والوں کے لئے بھی پیغامِ رحمت ہے۔ جو اس حصارِ عافیت میں داخل ہو۔ اسے اپنی رحمتوں اور برکتوں سے ڈھانپ لیتا ہے اور جو اسے تسلیم نہ کرے یا کسی غلط فہمی اور اعتقادی بدظنی کے باعث اس سے نکل جائے یا دور ہو جائے۔ اس سے بے تعلق ہو کر اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے سزا و جزا کے لئے چھوڑ دیتا ہے۔ سوائے ان کے جو اسے اور اس کی حکومت کو مٹانے کے لئے چڑھ دوڑیں جیسا کہ حضرت سید ولد آدم و وجہ تخلیق کائنات (صلی اللہ علیہ وسلم) کے وصال کے معاً بعد اسلام سے ارتداد کرنے والے بعض قبائل نے سیاسی حیثیت باندی کر کے اسلام اور مسلمانوں کی حکومت کو مفقود و نابود کرنے کے لئے سازشیں۔ شورشیں اور جنگیں کیں۔ اور اس کے نام لیواؤں کے ہاتھوں کیفرِ کردار کو پہنچے —— اور یہ سزا صرف ایسے مرتدین ہی کے لئے کب مختص ہے، جو فرد، گروہ۔ یا قوم بھی ایسے خطرناک ارادے سے اٹھتی۔ اس کا یہی حشر ہوتا۔

اسلام ایک تبلیغی مذہب ہے۔ اور اپنے زریں اصولوں اور انسانیت پرستانہ مزاج کے باعث دلوں اور روحوں میں اتر جانے کا دعوے دار بھی —— وہ پتھروں کی الواح سے زیادہ قلوب و ضمائر کی الواح پر مرتسم ہونے کا قائل ہے —— وہ ہر مذہبی نظریہ کے لئے کھلے بندوں تبلیغ و اشاعت کا مدعی ہے۔ اور اسی کا حق اپنے لئے طالب بھی۔ اور تاریخِ عالم گواہ ہے کہ جتنا سکھ، جتنا نفع —— جس قدر آرام نوعِ انسان کو اسلام نے عطا کیا۔ دنیا جہان کے تمام مذہبی نظریات و معتقدات مل کر بھی عطا نہیں کر سکے! شریفانہ تبلیغ۔ امن پسندانہ ترویج اور صلح جویانہ پرچار ہی ہمیشہ اس کا طرۂ امتیاز رہا ہے۔

— وہ شخص جو اس کی "لا اکراہ فی الدین" ایسی نصِ صریح کو اپنی سیاسی مصلحت اندیشیوں سے توڑ مروڑ کر اس میں اس کے علاوہ معانی ٹھونستا ہے وہ اس کا بدخواہ ہے۔

— وہ جو اس کی تعلیم کو قبول کرنے والے یا اس سے علیحدگی اختیار کرنے والے کسی انسان پر کسی قسم کی سیاسی قدغن عاید یا تجویز کرتا ہے وہ اس کی آفاقی تعلیم کو بدنام کرنے کے درپے ہے۔ اور اس کی روشن۔ مبرہن اور دلنشین تعلیم کی روشنی کے دھاروں کے سامنے ذاتی حرص و آز کے کیچڑ کی دیوار کھڑی کرنے کی کوشش میں ہے۔

اسلام غیر مسلموں کی جائدادوں۔ املاک اور زندگی میلنسوں کا ہرگز متمنی نہیں۔ وہ صرف پاکیزہ ذہنوں۔ دردمند اور خدا پرست دلوں اور انسانیت کی فلاح و بہبود کے لئے اپنے سینوں میں سچی تڑپ رکھنے والوں کا خواہشمند اور طالب ہے۔ اور ہر وہ شخص یا ادارہ جو اس کے درد و محبت کا نعرہ لگا کر کسی تنظیم و نسق یا حکومت کو کوئی ایسا مشورہ دیتا ہے جس پر دوسرے مذاہب یا عقیدے رکھنے والوں کو یہ کہنے کا موقعہ ملے کہ :-

— اسلام ہمیشہ تلوار ہی کے زور سے پھیلا ہے۔ نہ کہ اپنی روشن۔ پاکیزہ اور آفاقی تعلیم کے بل پر۔ جبھی تو آج بھی فلاں مسلمان حکومت انہی ہتھکنڈوں پر اتر آئی ہے۔

— یہ شروع ہی سے لوٹ کھسوٹ اور مالِ غنیمت کا رسیا رہا ہے، اور حیلوں بہانوں سے غیر مسلموں کی املاک ہتھیا لینا اس کا شعار رہا ہے۔

— یہ جس حکومت کا بھی مذہب ہو۔ وہاں تمام دوسرے مذہبی نظریات کی اشاعت و تبلیغ کی راہیں مسدود ہوتی ہیں۔ اس لئے کہ اس کے ماننے والوں کے ہاتھ میں جبر و تحکم کے سوا کچھ نہیں —— اسے صرف کوتاہ فکر۔ اشاعتِ اسلام کا دشمن اور عظمت و سطوتِ اسلام کا بدخواہ ہی کہا جائیگا —— یہی وجہ ہے کہ قانونِ وراثت کو اسلامی بنانے کی آڑ میں اسلامی مشاورتی کونسل نے مرتد اور غیر مسلم پر جو قدغنیں تجویز کی ہیں اور حکومت کو اس سلسلہ میں جن تعزیرات کا مشورہ دیا ہے حقیقی اسلام پرست حلقوں نے انہیں غیر اسلامی ہی نہیں۔ سراسر مضحکہ خیز قرار دیا ہے —— اِنَّا لِلّٰه!

اسلام کے سچے نام لیواؤں کو یہ دن بھی دیکھنا تھا کہ ایک ایسے ملک میں (جس کا حکومتی مذہب اسلام ہو) علمائے دین تو دوسرے دھندوں میں مصروف رہیں اور تبلیغِ اسلام کا کام حکومتی قوانین کے ذریعہ ہو۔

ہم کن لفظوں میں اس تن آسان گروہ پر واضح کریں۔ کہ اسلام کوئی ریت کی دیوار یا شیشے کا مکان نہیں ہے جو غیر مسلموں کے معتقدات کی ذرا سی تبلیغی رو سے زمین پر آ رہے گا۔ یا دوسرے مذاہب کے دلائل و براہین کے کنکروں سے ریزہ ریزہ ہو جائیگا ہاں آج اس کے سربراہوں اور ٹھیکیدار کہلانے والوں نے اپنے عمل اور وتیرے سے اسے ضرور کمزور بنا رکھا ہے —— کیا ہی اچھا ہوتا۔ اگر اسلامی مشاورتی کونسل اپنے فرائضِ منصبی کی کوتاہیوں کی پردہ پوشی کی بجائے قوم کو اپنے اعمال اقوال اور افعال و کردار کو اسلامی بنانے کا مشورہ دیتی۔ اور سب سے پہلے انکے سامنے اپنا متقیانہ عملی نمونہ پیش کرتی۔ لیکن افسوس کہ اس کی شکست خوردہ ذہنیت نے دوسرا راستہ تجویز کیا ہے۔ جسے کھول دینے کی صورت میں بے عمل گروہ مولویان کے ہاتھ میں لوگوں کو مرتد اور کافر بنانے کی ٹکسال آ جائے گی —— وہ غیر اسلامی راہ جس پر قدم مارنا پاکستان کو ساری دنیا کی نگاہوں میں سامانِ تضحیک و تحقیر بنا دے گا —— یاد رہے۔ اسلام مقبول و ممتاز ہوتا رہا ہے ہر قوم اور ہر زمانہ میں اسلامیوں کے نیک عمل اور نیک فکر و تبلیغ سے۔ اسی لئے اس نے آج تک کبھی جبر و تحکم سے دلوں کو اپنی گرفت میں لینے کی مذموم لغزش نہیں کھائی۔

اللہ رحم کرے اس دور کے علماء دین کہلانے والے سہل انگار جاہ طلبوں کی حالت پر جنہوں نے حکومتِ پاکستان کو اندرون و بیرون ملک تبلیغِ اسلام کے متعدد مراکز کھولنے کی ترغیب دینے کی بجائے قانونِ وراثت کی آڑ لے کر ملک کے اندر حرص و آز۔ فکری افراتفری۔ خوف و ہراس اور چھینا جھپٹی کی راہیں کھول دینے کا مشورہ دیا ہے۔ اور بجائے اس کے کہ وہ اپنی حکومت کو اقصائے عالم پر علمِ محمدی لہرانے اور دنیا کے کونے کونے تک اپنے آقا و مولا (صلی اللہ علیہ وسلم) کا پیغام پہنچانے کی نیک ترغیب دلاتے۔ وہ ایسے بھونڈے مشوروں اور سفارشوں پر اتر آئے ہیں۔ جن کے منظور کر لئے جانے کی صورت میں تمام بیرونی ملکوں میں تبلیغِ اسلام کا سلسلہ یک دم منقطع ہو جائے گا۔ بالفاظ دیگر قیامِ پاکستان کی ایک نمایاں غرض فوت ہو جائے گی۔

کوئی ان دینداروں سے پوچھے۔ کہ ایک مسلمان مملکت میں جہاں دین کے معاملہ میں کسی پر کسی قسم کا کوئی جبر بھی نہیں ہے بلکہ ہر ایک کو آئین کی رو سے امن و عافیت کے ساتھ اپنے معتقدات کی تشریح و تبلیغ کی عام اجازت ہے بقول آپ کے۔ آپ کے جیتے جی کیوں جاری ہے؟ آپ کی دینی غیرت کہاں مر گئی ہے؟ آخر آپ کس مرض کی دوا ہیں؟ —— اگر اگر یہ واقعی درست ہے تو آپ کے دنوں اور راتوں کا چین اور سکھ اب تک حرام کیوں نہیں ہو گئے؟ آپ اپنے دنیوی دھندوں کو خیرباد کہہ کر براہینِ اسلام کے کامیاب و مؤثر اسلحہ سے لیس ہو کر ابھی تک ان غیر مسلم پرچارکوں کے مقابلہ کے لئے میدانِ تبلیغ میں کیوں نہیں اتر پڑے؟ جب کہ آپ پر بھی تبلیغِ اسلام کرنے کی کوئی پابندی عاید نہیں ہے۔ کیا آپ صرف جائدادیں ہتھیانے۔ مالِ غنیمت بٹورنے اور اسلام کا (اوپرے دل سے) نعرہ لگانے والے مجنوں ہی ہیں ——؟

خدارا حکومت کو ایسی غلط راہوں پر نہ لگائیے جن پر چل کر وہ اسلام اور اس کے خدا دونوں کی نگاہوں سے گر جائے گی۔

بحرِ حکمت کے موتی۔ از صفحہ اوّل

اس حدیث میں نہایت اچھی طرح پر ادب سکھایا ہے سائل کو جس نے عین گفتگو میں سوال کیا زجر نہیں کیا نہ اس پر اظہارِ خفگی کیا جلسہ و تسلی کو مدنظر رکھا۔ ہاں یہ بھی بتا دیا کہ گفتگو کے ختم ہونے پر سوال کرنا چاہیئے تھا۔ جب حکومت کسی قوم میں نااہلوں کے سپرد ہو تو اس قوم کی تباہی کا وقت آ جاتا ہے۔ اور اگر قیامت کبریٰ مراد ہے تو اس کا نشان یہی یہی ہے کہ اس وقت ساری دنیا میں حکومت نااہلوں کے سپرد ہو جائے گی یہ لوگ اپنے ماتحتوں کو تباہ کرنے کی فکر میں رہتے ہیں وہ اس قوم پر حکومت کے اہل نہیں۔

(فضل الباری)

فتنۂ تکفیر

مسلمانوں میں ایک دوسرے کی تکفیر ایک ایسا گھنونا اور ناپاک فتنہ ہے، جو ملک و قوم کے لئے کئی ایک خطرات پیدا کرنے کا موجب ہے، اس فتنہ کی وجہ سے مسلمانوں کے اندر ایک ایسی جنگ وجدال کی صورت پیدا ہو چکی ہے، جو بھائی کو بھائی سے اور باپ کو بیٹے سے جدا کرنے کا موجب ہے۔ اور سب ایک دوسرے کو کشتنی و گردن زدنی یقین کرتے ہیں جس کا یہ نتیجہ ہے کہ بیرونی دشمن مذہبی اور سیاسی رنگ میں اسلام اور مسلمانوں کو بدنام کر کے اپنا اُلّو سیدھا کرنے میں کوشاں ہیں، اور نیز اور مسلمانوں کی یہ اندرونی کشمکش جس کی بنا مذہبی اختلافات پر رکھی گئی ہے! تبلیغ اسلام کی راہ میں بہت بڑی روک پیدا کرنے کا موجب ہے، غیر اقوام کے وہ لوگ، جو اپنے اندرونی اصولی اختلافات کی وجہ سے مختلف فرقوں میں بٹے ہوئے ہیں، اور اب فرقہ آرائی سے پہلے ہی تنگ ہیں، جب انہیں اسلام کی طرف متوجہ کیا جاتا ہے تو ان کا سب سے بڑا اعتراض یہی ہوتا ہے کہ مسلمانوں میں بھی وہی فرقہ آرائی موجود ہے جس سے ہم پہلے ہی تنگ آ چکے ہیں، ہر چند ان کو سمجھایا جاتا ہے، کہ مسلمانوں کے اندر اصولِ دین میں کوئی اختلاف نہیں تمام مسلمان اللہ تعالیٰ کو وحدہٗ لاشریک مانتے ہیں، ایک ہی کتاب قرآن کریم کے پیرو ہیں، ایک رسول (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کے متبع ہیں، ایک کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ان کا طغرائے امتیاز ہے، صرف بعض فروعی مسائل کے سمجھنے میں جو اصولِ دین سے تعلق نہیں رکھتے اختلافِ رائے پایا جاتا ہے اس سے دین میں کوئی فرق نہیں پڑتا ایسے اختلافات کا تجزیہ کر کے دیکھ لیجئے۔ نماز میں ہاتھ اوپر نیچے باندھنا یا نیچے، آمین اونچی آواز سے کہنا یا نہ کہنا، مسیح علیہ السلام کو زندہ ماننا یا مردہ، کسی بزرگ کو مجدد یا ولی ماننا......، اور اسی قسم کے بیسیوں مسائل میں ایک دوسرے سے جو اختلاف پایا جاتا ہے، اس کا اصولِ دین سے کیا تعلق ہے، اس قسم کے فروعی مسائل میں ایک دوسرے سے اختلاف رکھ کر بھی اسلام میں کوئی فرق نہیں پڑتا، اس کے جواب میں یہ سن کر ہم لاجواب ہو جاتے ہیں کہ اگر یہ اختلاف رکھ کر بھی اسلام میں کوئی فرق نہیں پڑتا تو مختلف فرقے ایک دوسرے کو کافر کیوں قرار دیتے ہیں، اور کونسا ایسا اسلامی فرقہ ہے جس میں ایک نو مسلم شامل ہو کر تکفیر کے فتنہ سے محفوظ رہ سکے۔

غور کیجئے، اس کا کیا جواب دیا جا سکتا ہے، اور اس فتنہ کی وجہ سے تبلیغ اسلام میں کتنی بڑی روک پیدا ہو رہی ہے، یہی نہیں اور بھی کئی ایک قومی و ملی ناخوشگواریاں ہیں جو اس فتنہ کی وجہ سے پیدا ہو رہی ہیں، چنانچہ ادارۂ تحقیقاتِ اسلامی کے ماہنامہ "فکر و نظر" نے قومی اتحاد کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے اس فتنہ سے پیدا ہونے والی ناخوشگواریوں اور بد نتائج کا ذکر ..... ان الفاظ میں کیا ہے :-

"بے شک اسلامی فرقوں کی تاریخی حیثیت مسلّم ہے اور ان کا معرضِ وجود میں آنا اور فروغ پانا وقت کی کوئی نہ کوئی ضرورت تھی، جو انہوں نے اپنے دور میں پوری کی، یہ سب درست اور اس سے انکار کرنا حقائق سے منہ موڑنا ہے لیکن آج ہر مسلمان ملک کی ضرورتیں ہی ہیں جو اس کی متقاضی ہیں کہ اس میں بسنے والے تمام مسلمان ایک متحد قوم بنیں اور ان کا مختلف فرقوں میں ہونا ان کی اس متحدہ اسلامی قومیت میں خلل انداز نہ ہو اور وہ اس لئے کہ سب سے پہلے تو اس ملک کی دفاعی ضرورت اس کا مطالبہ کرتی ہے کہ ہر خارجی جارحیت کے مقابلہ میں اس کے عوام ایک ہوں، اب اگر ایک فرقہ دوسرے فرقے کی تکفیر میں سرگرم ہوگا اور اسے ہر وقت واصل بہ جہنم ہونے کی وعید سنا رہا ہوگا تو خود ہی بتایئے کہ ان فرقوں سے تعلق رکھنے والوں کے دل کیسے پیوستہ رہیں گے اور وہ ایک دوسرے کے دکھ درد میں کس طرح شریک ہو سکتے ہیں یہ منافرت دیر سویر ضرور رنگ لائے گی، اور ایک ہی ملک میں بسنے والوں میں منافرت پھیلے گی، ان حالات میں یہ توقع رکھنا کہ مسلمان "بنیان مرصوص" ہو کر خارجی دشمن کا مقابلہ کریں گے محض خام خیالی ہے"۔

پھر لکھا ہے :-

"تکفیر یعنے مسلمانوں کا ایک دوسرے کو کافر قرار دینا دینی اور اخلاقی لحاظ سے ہمیشہ مذموم رہا ہے، لیکن اس زمانے میں تو یہ اپنے ملک اور قوم سے صریحاً غداری کے مرادف ہے، کیونکہ اس سے خود ملک کا وجود خطرے میں پڑتا ہے اور اس کے اندر تفرقہ و انتشار پیدا ہوتا ہے جو اس کی سلامتی کے لئے سب سے بڑا خطرہ ہے، غرض تکفیر محض ایک دینی گمراہی نہیں بلکہ وہ قومی و سیاسی جرم بھی ہے، جس کا سدِّ باب ہر ملک کی مضبوطی کے لئے ضروری ہے۔"

یہ بالکل صحیح ہے، اور ہم اپنے لائق معاصر کی تہ دل سے تائید کرتے ہیں، کہ فتنۂ تکفیر کا سدِّ باب ذہنی و ملکی انتشار سے بچنے کے لئے نہایت ضروری ہے، اور "پیغام صلح" ہمیشہ اس بات پر زور دیتا رہا ہے کہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھنے والے کو کافر قرار دینا بہت بڑا جرم ہے جس کا سدِّ باب ضروری ہے، اور یہ سدِّ باب یونہی ہو سکتا ہے، کہ ملکی قانون میں تکفیر کو جرم قرار دے کر اس کو قابلِ تعزیر ٹھہرایا جائے۔

بے محل نہ ہوگا اگر ہم اس جگہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چند ارشادات اور آپؐ کے زمانہ کے چند ایسے واقعات نقل کر دیں جن میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کلمہ طیبہ پڑھنے والوں کو کافر قرار دینا خطرناک جرم قرار دیا ہے، چنانچہ فرمایا ایما رجل لاخیہ یا کافر فقد باء بہا احدھما، جو شخص اپنے بھائی کو کافر کہے، ان میں سے ایک پر کفر پڑ گیا اور فرمایا من کفر اھل لا الٰہ الا اللہ فھو الی الکفر اقرب جو شخص لا الٰہ الا اللہ کے قائل کو کافر قرار دے وہ خود سب سے زیادہ کفر کے نزدیک پہنچ گیا، پھر مسلمان کی یہ نشانی قرار دی ہے، کہ من صلّی صلاتنا واستقبل قبلتنا واکل ذبیحتنا فذالک المسلم، جو شخص ہماری طرح نماز پڑھے، ہمارے قبلہ کی طرف منہ کرے اور ہمارا ذبیحہ کھائے وہ مسلمان ہے، تعجب ہے کہ ان کھلے نشانات کے ہوتے ہوئے مسلمان کس بناء پر ایک دوسرے کو کافر قرار دیتے ہیں۔

اور سُن لیجئے، ترمذی میں ایک واقعہ لکھا ہے کہ بنی سلیم کا ایک شخص اپنی بکریاں لئے ہوئے چند صحابہؓ کے پاس سے گذرا اور ان کو سلام علیکم کہا، انہوں نے یہ خیال کرتے ہوئے کہ اس شخص نے ہم سے بچنے کے لئے سلام کہا ہے اسے قتل کر دیا اور اس کی بکریاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آئے، اس پر قرآن کریم کی آیت نازل ہوئی لا تقولوا لمن القی الیکم السلام لست مومنا جو شخص تمہیں سلام علیکم کہے اسے یہ نہ کہو کہ تو مومن نہیں۔

دیکھا آپ نے بصرف سلام علیکم کہنے والے کو مومن قرار دیا گیا ہے اور اس کی تکفیر سے منع فرمایا ہے، پھر اس واقعہ پر بھی غور کیجئے کہ حضرت اسامہ بن زید نے ایک جنگ میں ایک شخص کو کلمہ پڑھنے پر بھی قتل کر دیا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سخت ناراض ہوئے اور اسامہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا اقتلتہ بعد ما قال لا الٰہ الا اللہ۔ کیا تو نے اسے کلمہ پڑھنے کے باوجود قتل کر دیا؟ اور آپ اس جملہ کو بار بار دہراتے رہے یہاں تک کہ اسامہ کہتے ہیں کہ میں نے آرزو کی کہ کاش میں آج سے پہلے مسلمان نہ ہوا ہوتا۔

ایسا ہی ایک جنگ میں مخالف فریق نے اعلان کیا صبانا صبانا ہم صابی ہو گئے، یعنے دین بدل لیا، لیکن حضرت خالد نے جنگ جاری رکھی، اور انہیں قتل کر دیا، اس واقعہ کو سن کر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سخت ناراض ہوئے اور دعا کی اللّٰھم انی ابرأ الیک مما صنع خالد اے اللہ خالد نے جو کچھ کیا، میں اس سے بیزار ہوں، اب دیکھئے ان لوگوں نے یہ نہیں کہا تھا کہ ہم مسلمان ہیں، صرف صابی کہا، کیونکہ کافر مسلمانوں کو صابی کہتے تھے، صرف ان کے اتنا کہنے پر رسول اللہ صلعم نے انہیں مسلمان قرار دیا اور ان کے قتل سے بیزاری کا اظہار کیا، صرف یہی نہیں، ایک موقعہ پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خالدؓ کو ایک شخص کے قتل کرنے سے جو اپنے آپ کو مسلمان کہتا تھا منع فرمایا اور ارشاد فرمایا لعلہ ان یکون یصلی شاید وہ نماز پڑھتا ہو، تو حضرت خالد نے عرض کی کہ وکم من مصلٍّ یقول بلسانہ ما لیس فی قلبہ۔ بہتیرے نمازی ہیں جو زبان سے ...... جو کچھ کہتے ہیں وہ ان کے دل میں نہیں ہوتا۔ اس پر حضور صلعم نے فرمایا انی لم اؤمر ان انقب قلوب الناس ولا اشق بطونھم۔ مجھے یہ حکم نہیں دیا گیا کہ لوگوں کے دلوں کو کھول کر کے دیکھ لوں اور نہ اُن کے بطن کو پھاڑنے کا حکم ہے۔

اللہ اللہ! کس قدر وسیع القلبی ہے، مسلمان کی تکفیر سے کس قدر بیزاری کا اظہار کیا گیا ہے مسلمان صاحبان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عمل کے پیش نظر لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھنے والوں کی تکفیر سے بیزار ہو کر اس فتنہ کو دبانے اور قوم میں اتفاق و اتحاد پیدا کرنے کی کوشش کریں گے؟

اسمٰعیل آباد (ملتان) میں تبلیغی جلسہ

۲۸ اپریل ۱۹۶۷ء کو جماعت احمدیہ اسمٰعیل آباد کی طرف سے ایک تبلیغی جلسہ بوقت ساڑھے پانچ بجے شام جناب بشیر احمد صاحب پسر مولانا محمد یوسف صاحب گرنتھی مرحوم کے کوارٹر پر منعقد کیا گیا۔

وقت مقررہ پر تمام احباب تشریف لے آئے۔ اسمٰعیل آباد کی چھوٹی سی جماعت کے دس بارہ احباب کے علاوہ غیر از جماعت حضرات کی تعداد تقریباً ۷۰ – ۷۵ تک تھی۔ سامعین میں کالونی ٹیکسٹائل ملز کے سینئر آفیسر صاحبان کلرک اور ورکرز بھی شامل تھے۔ حاضرین جلسہ کی تواضع قبل از کارروائی جلسہ چائے اور مٹھائی سے کی گئی۔

تلاوت قرآن کریم

جلسہ کی صدارت جناب محترم ڈاکٹر اللہ بخش صاحب جنرل سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے فرمائی۔

حافظ عاشق الٰہی صاحب نے قرآن کریم کی تلاوت کی اور صوفی محمد نواز صاحب قمر صابری نے حضرت مسیح موعودؑ کا منظوم کلام پڑھا۔

افتتاحی تقریر

صدر محترم نے اپنی افتتاحی تقریر میں حضرت مسیح موعودؑ کے منظوم کلام میں سے چیدہ چیدہ اشعار سامعین کو پڑھ کر سنائے اور فرمایا۔ کہ یہ اس شخص کا کلام ہے۔ جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق میں فنا تھا۔ اور اسلام کی سربلندی اور قرآن کریم کی صداقت کے لئے ساری زندگی صرف کر دی۔

یہ وہ وقت تھا۔ جب مسلمانوں کا سیاسی تنزل ہو چکا تھا تمام اسلامی سلطنتیں یکے بعد دیگرے ختم ہو چکی تھیں۔ برصغیر پر انگریزوں کی حکومت تھی۔ جو مسلمانوں کی سیاسی طاقت کو ختم کرنے کے بعد ان کو دینی اعتبار سے بھی حرف غلط کی طرح مٹا دینا چاہتی تھی، اور اس کام کے لئے انہوں نے جو حربہ استعمال کیا۔ وہ عیسائی مشنریوں کی یلغار تھی۔ جو برصغیر کے طول و عرض میں پھیل گئی۔ انہوں نے اسلام قرآن کریم اور رسول کریمؐ پر اعتراضات کی بوچھاڑ کر دی لاکھوں ٹریکٹ چھاپ کر جا بجا تقسیم کر دیئے۔ مسلمان علماء کے پاس اعتراضات کا کوئی جواب نہ تھا کیونکہ حضرت عیسیٰؑ کا زندہ بجسد عنصری آسمان پر موجود ہونا۔ اور اُمت محمدیہ کی اصلاح کے لئے دوبارہ تشریف لانا خالق طیور ہونا۔ مُردوں کو زندہ کرنا وغیرہ وغیرہ اعتقادات کے وہ خود قائل تھے اور یہ عقائد عیسائیت کی تبلیغ میں نہایت مددگار ثابت ہوئے چنانچہ عیسائی مبلغین جا بجا مسلمان علماء کو ڈنکے کی چوٹ للکارتے پھرتے تھے۔

صدر محترم نے تقریر کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا اس وقت جب ادبار اور مایوسیوں کی سیاہ گھٹائیں مسلمانوں پر ہر طرف سے محیط تھیں حضرت مرزا غلام احمد قادیانی رحمہ ہی وہ واحد شخص تھے جنہوں نے یہ بانگ دہل اعلان کیا کہ گھبرانے کی کوئی ضرورت نہیں۔ اسلام تمام ادیان باطلہ پر غالب آئے گا۔ اسلام کے غالب آنے کا وقت اب آچکا ہے۔ خدا نے مجھے اسلام کی اعلیٰ طاقتوں کا علم دیا ہے۔ آپ نے حضرت عیسیٰؑ کی وفات قرآن کریم اور احادیث سے ثابت کر کے عیسائیت کی جڑ پر تبر رکھ دیا۔ یہ ایک ایسا حربہ تھا۔ کہ جس سے عیسائیت کی تمام عمارت دھڑام سے نیچے زمین پر آ رہی۔

صدر محترم نے حضرت مرزا صاحبؒ کے دعاوی اور آپ کی خدمات دینیہ پر پوری طرح روشنی ڈالی۔ اور جماعت احمدیہ لاہور کے چند خصوصی عقائد اور کام کے متعلق ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ آج جب عیسائیت انڈونیشیا۔ پاکستان۔ افریقہ وغیرہ ممالک میں پھیل رہی ہے تو ہم سب کو فروعی اختلافات ختم کر کے میدان میں آنا چاہیئے۔ ہم سب مسلمان ہیں کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔ اور اسی ایک کلمہ کی وجہ سے ہم نے پاکستان حاصل کیا۔ ہم سب ایک کتاب۔ ایک خدا۔ ایک رسول کے ماننے والے ہیں۔

آپ نے عام مسلمانوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر ہماری چھوٹی سی جماعت عیسائی ممالک کے قلب میں مسجدیں تعمیر کر سکتی ہے۔ تبلیغی مشن قائم کر سکتی ہے۔ قرآن کریم اور سیرت نبی کریمؐ یورپ کی کئی زبانوں میں شائع کر کے ہزاروں انگریزوں اور دوسرے لوگوں کو حلقہ بگوش اسلام کر سکتی ہے۔ تو اگر آپ لوگ اور سب جماعتیں اختلافات ختم کر کے میدان میں آجائیں۔ تو یہ کام زیادہ منظم طریقہ پر ہو سکتا ہے۔ لیکن یاد رکھیں۔ عیسائیت کے مقابلہ کے لئے اور حربوں کے علاوہ جو سب سے بڑا حربہ وفات مسیح کا حضرت مرزا صاحبؒ نے ہمیں عطا کیا ہے۔ اس کے بغیر عیسائیت پر غلبہ ممکن نہیں۔

صدر محترم کی تقریر تقریباً ایک گھنٹہ تک جاری رہی۔ آپ نے حضرت بانی سلسلہ عالیہ اور جماعت احمدیہ لاہور کے متعلق تمام غلط پروپیگنڈا کا نہایت اچھے پیرایہ میں ازالہ کیا اور صحیح معتقدات کی وضاحت فرمائی۔

چوہدری عبدالحمید صاحب کی تقریر

صدر محترم کی تقریر کے بعد جناب چوہدری عبدالحمید صاحب مولوی فاضل نے اپنی تقریر میں جماعت احمدیہ لاہور اور حضرت بانی سلسلہ کے عقائد کے متعلق مزید وضاحت فرمائی۔ آپ نے دعوے نبوت کے غلط الزام کی کماحقہ تردید فرمائی اور حضرت اقدس کے عربی منظوم کلام کو پڑھ کر اس کا ترجمہ سامعین کو سنایا جس سے سامعین پر وجد کی کیفیت طاری تھی۔ آپ نے سوال کیا۔ کہ کیا عشق رسولؐ اور تبلیغ اسلام کفر ہے؟

آخر میں انہوں نے تمام حاضرین جلسہ کو دعوت دی۔ کہ آؤ سب مل کر قرآن کریم کے پیغام کو دنیا کے کناروں تک پہنچا دیں۔ مقرر موصوف کی تقریر تقریباً نصف گھنٹہ تک جاری رہی افسوس ہے کہ ہر دو حضرات کی تقاریر نوٹ نہ کی جا سکیں۔ ورنہ اس قابل تھیں کہ پوری کی پوری شائع کی جاتیں۔

یہ جلسہ تقریباً دس بجے رات تک جاری رہا۔ آخر میں خاکسار نے تمام حاضرین جلسہ کا شکریہ ادا کیا اور یہ جلسہ بخیر و خوبی انجام پذیر ہوا۔

حرف آخر

اس جلسہ میں ہونے والی تقاریر کا سامعین پر نہایت اچھا اثر ہوا۔ اور سامعین کی بہت ساری غلط فہمیاں دور ہو گئیں۔ یہاں تک کہ بعض احباب نے جلسہ کے اختتام پر حیرت کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ مولویوں نے اب تک ہمیں اندھیرے میں رکھا ہوا تھا۔

آخر میں جناب محمد عبداللہ صاحب پسر مولوی عبدالقادر صاحب کا ذکر کر دینا ضروری ہے جنہوں نے اس جلسہ کی کامیابی اور انعقاد میں نمایاں حصہ لیا۔ اس کے علاوہ ان تمام دوستوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جنہوں نے ... اس تبلیغی مساعی کو کامیاب بنانے میں ہماری مدد فرمائی۔

دعا ہے کہ آئندہ بھی اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق اور صحت دے کہ ہم ان نیک مساعی کو اور زیادہ اچھے طریقے پر بروئے کار لا سکیں۔ آمین۔ فقط

احقر العباد۔ محمد داؤد دہلوی
سیکرٹری جماعت احمدیہ اسمٰعیل آباد۔ ملتان

مسیح موعود نمبر

۲۶ مئی حضرت مسیح موعودؑ کا یوم وصال ہے۔ اس موقعہ پر پیغام صلح کا ایک خاص نمبر ہر سال شائع ہوتا ہے امسال بھی ۲۵ مئی کو یہ **خاص نمبر** شائع ہوگا! اس نمبر کی ضخامت ۳۶ صفحات یعنی پیغام صلح کی تین اشاعتوں کا مجموعہ ہوگی، اس لئے آئندہ ۱۸ مئی ۱۹۶۷ء کا پرچہ اور **مسیح موعود نمبر** کے بعد ۷ جون ۱۹۶۷ء کا پرچہ شائع نہ ہوگا، قارئین کرام مطلع رہیں کہ زیر نظر اشاعت کے بعد پیغام صلح ۲۵ مئی کو **مسیح موعود نمبر** کے نام سے شائع ہوگا۔

درخواست دعا :- میاں عبدالسبحان صاحب مؤذن جامع احمدیہ کئی دنوں سے شدید بیمار ہیں احباب کرام سے درخواست ہے کہ انکی صحت کے لئے درد دل سے دعائیں فرمائیں۔

انبیاء کا اپنی نبوّت پر ایمان لانا ضروری ہے

حضرت مرزا صاحبؒ نے بیعتِ نبوّت نہیں بیعتِ اخوّت لی ہے

ربوہ اور قادیان کے دوستوں کو اپنے خلیفہ کے عدالتی بیان کی روشنی میں اپنے اعتقادات درست کر لینے چاہئیں

خطبہ جمعہ مؤرخہ ۵ مئی ۱۹۶۷ء فرمودہ حضرت امیر قوم مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ بمقام جامع احمدیہ۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور

الا ان اولیاء اللہ لاخوف علیہم ولا ھم یحزنون ——— لھم البشریٰ فی الحیوۃ الدنیا وفی الاخرۃ (سورہ یونس آیات ۶۲ تا ۶۴)

اولیاء اللہ کو کوئی خوف اور حزن نہیں ہوتا

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کے لئے ان آیات میں بہت بڑی خوشخبری ہے۔ فرمایا الا ان اولیاء اللہ لاخوف علیہم ولا ھم یحزنون جو لوگ خدا کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں ان کے لئے کسی قسم کا خوف نہیں۔ کیونکہ وہ کسی ناجائز فعل کے کرنے والے نہیں جن کی زندگی پاک ہو۔ اس پر خوف و حزن کیسے آسکتا ہے لیکن جس کسی کی زندگی پاک نہیں ہے۔ وہ دن رات ڈرتا رہتا ہے۔ ڈرنے سے اس کی صحت بھی خراب ہو جاتی ہے۔ لیکن وہ جن کے قول و فعل میں کوئی ناجائز بات نہیں بلکہ وہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات و ارشادات کی پوری پوری تعمیل کرتا ہے۔ لاخوف علیہم ولا ھم یحزنون انہیں کسی قسم کے ڈر، خوف اور فکر مندی لاحق نہیں ہوتی۔

خوف و حزن سے نجات کا طریقہ

اگر کوئی چاہے کہ اس کو کسی قسم کا خوف و حزن نہ ہو تو اس کا طریق یہ ہے کہ خدا اور رسول صلعم پر ایمان لائے اور اللہ اور رسولؐ کی اطاعت اور پوری فرمانبرداری اختیار کر لے۔ جن باتوں سے اللہ اور اس کے رسولؐ نے منع کیا ہے ان سے بچتا رہے۔ اس کے نزدیک خوف کیونکر آئے جب نے کسی بدی کا ارتکاب ہی نہیں کیا، خوف اسی کو لاحق ہوتا ہے جو بدی اور جرم کا ارتکاب کرتا ہے، بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ ایک جگہ لوگ جمع ہوتے ہیں۔ ان میں ایک چور بھی ہے وہاں سے ایک سپاہی گذر رہا ہو تو اسے دیکھ کر اس چور کی جان نکل جاتی ہے۔ وہ پولیس کو دیکھ کر خطرہ محسوس کرتا ہے اس مجلس کے باقی لوگ جنہوں نے کوئی گناہ نہیں کیا ہوتا وہ پولیس کو دیکھ کر ڈر سکتے ہی نہیں۔ خوف و خطر کی زندگی کیسی بُری زندگی ہے۔ ہر وقت جان کو خوف لگا رہتا ہے۔ اس سے دل کو نقصان پہنچتا ہے۔ صحت خراب ہو جاتی ہے اور ایسا شخص اپنے دل میں ملامت محسوس کرتا ہے۔ وہ کوشش کرتا ہے کہ اس کے متعلق لوگوں کو اطلاع نہ ہو جائے یہ کیا زندگی ہے۔ اس تکلیف دہ زندگی سے بچانے کے لئے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا تعالےٰ کا حکم پا کر قوم کو اطلاع دی۔ کہ جو شخص خدا سے تعلق لگا لے اور پورے تقوےٰ سے کام لیتا ہو اور اس کی فرمانبرداری میں لگ جائے اور اس کا دوست بن جائے اس کو کوئی غم اور حزن نہیں ہوتا اور نہ کوئی خوف اسے لاحق ہوتا ہے۔

اُمتِ محمدیہ میں ولایت کا مقام

محمد رسول اللہ صلعم وہ پیغمبر ہیں جن کی امت میں اولیاء اللہ ہوتے رہے ہیں اور ہمیشہ ہوتے رہیں گے۔ جس کا باغ ہرا بھرا ہو وہ زندہ نبی ہے اور اس کا باغ پھلدار رہے اس مقام کے حصول کا طریق یہ ہے کہ حلال طیب روٹی پیٹ میں جائے۔ زبان پر ہمیشہ راستی اور حق بات رہے، یہ ولایت کی ابتدا ہے۔ جو انسان بڑی کوشش کر کے حلال طیب روٹی پیٹ میں ڈالتا ہے اس پر برکات اُترتی ہیں۔ پیٹ کا قلب اور روح کے ساتھ بڑا تعلق ہے۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق لکھا ہے

یامرنا بالصلوٰۃ والصدق والعفاف والصلۃ

عبادت الٰہی میں مستغرق رہنا زبان پر حق کا جاری رہنا۔ پیٹ عفیف ہو، کردار میں عفت ہو۔ اپنے رشتہ داروں اور جماعت کے ساتھ اچھے تعلقات ہوں۔ لوگوں کے خلاف پراپیگنڈا اور غیبت نہ کرنا، یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم تھی، بایعنا رسول اللہ صلعم علی النصح آپؐ نے بیعت لی۔ کہ قوم کے ہر فرد کے ساتھ خیر خواہی کروں گا خدا کی مخلوق کے ساتھ خیر خواہی کروں گا۔ حسن ظن سے کام لوں گا۔ بدظنی میرے نزدیک نہیں آئے گی، جھوٹ اور چالاکی میرے کردار کا حصہ نہ ہو گا۔

تقوےٰ کی تعریف

اسی کا نام تقوےٰ ہے چنانچہ فرمایا:— التقویٰ ان تزین باطنك للخالق کما زینت ظاهرك للخلق۔ تقوےٰ یہ ہے کہ تو اپنے باطن کو اپنے خالق کے حضور پاک و صاف کرے جس طرح کسی مجلس میں جانے کے لئے اپنے ظاہری لباس وغیرہ کو آراستہ پیراستہ کرتا ہے کیا کبھی ہو سکتا ہے کہ جس صحن کے اندر گندگی اس کے ڈھیر لگے ہوں کوئی شریف آدمی وہاں ٹھہر سکے۔ پھر وہ قلب جس کے اندر طہارت نہیں۔ وہاں خدا تعالےٰ کا نزول کس طرح ہو سکتا ہے اسی لئے فرمایا تقوےٰ یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے اپنے باطن اور اندرونے کو اس طرح پاک صاف بنائے۔ اور فرمایا التقویٰ ان لایراك مولاك حیث نہاك تقوےٰ یہ ہے کہ جہاں جانے اور جس کام کے کرنے سے خدا تعالےٰ نے منع فرمایا ہے وہاں نہ جائے اور خدا اسے ایسی جگہ نہ دیکھے۔ جب کوئی شخص کسی ایسی جگہ جاتا ہے جہاں جانا معیوب ہے تو وہ لوگوں سے چھپنے کی کوشش کرتا ہے، بڑا بچتا ہے کہ کوئی اسے دیکھ نہ لے۔ اپنے چہرے پر کپڑا لپیٹ لیتا ہے کہ کوئی دیکھ نہ لے کبھی چھپ کر ناپاک بازار میں چلا جاتا ہے۔ لیکن خدا کی نگاہ سے کون بچ سکتا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوتے ہوئے علماء کی بڑی قدر کرتے تھے۔ ایک دفعہ ابی بن کعبؓ سے پوچھا کہ ما هو التقویٰ۔ تقوےٰ کسے کہتے ہیں۔ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ اما سلکت طریقا ذات شوك کیا کبھی آپ خار دار رستے سے نہیں گذرے فرمایا نعم ہاں گذرا ہوں، انہوں نے پوچھا فما فعلت پھر ایسے موقعہ پر آپ کیا کرتے ہیں، کہا شمرت کپڑے سمیٹ لیتا ہوں۔ واجتهدت اور بچ بچ کر چلتا ہوں ابی بن کعب نے کہا ذالك هو التقوےٰ۔ اسی کا نام تقوےٰ ہے کہ بدیوں اور برائیوں کے خار دار رستے سے بچتے ہوئے گذر جائے۔

اُمتِ مسلمہ میں کشف و الہام کا سلسلہ

اس آیت میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کے لئے بشارت ہے کہ اس امت میں اولیاء اللہ پیدا ہوتے رہیں گے۔ ان کے متعلق فرمایا لھم البشریٰ فی الحیوۃ الدنیا وفی الاخرۃ۔ ان کے لئے دنیا اور آخرت میں بشارتیں ہیں۔ اس کا ذکر حدیث میں بھی آتا ہے اور اولیاء اللہ کا ذکر بھی حدیث میں ہے۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کریم کے حافظ تھے ہیں اور اس کے معارف و حقائق سے خوب واقف ہیں لہٰذا اس لئے حضورؐ کی حدیث قرآن کی تشریح ہوتی ہے چنانچہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لھم البشریٰ فی الحیوۃ الدنیا کے پیش نظر فرمایا لم یبق من النبوۃ الا المبشرات۔ نبوت ختم ہو چکی ہے وہ بات ہی باقی ہے جسے مبشرات کہتے ہیں وہ باقی ہے قالوا وما المبشرات یا رسول اللہ، صحابہؓ نے پوچھا یا رسول اللہ مبشرات

سے کیا مراد ہے فرمایا ہے الرؤیا الصالحۃ یراھا المؤمن مبشرات رویاء صالحہ خواب یا کشف و الہام وغیرہ کا نام ہے چنانچہ اولیاء امت کو کشف و الہام اور رؤیاء صادقہ ہوتے ہیں اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان الرسالۃ قد انقطعت فلا نبی بعدی ولا رسول۔ رسولوں کا آنا منقطع ہو چکا ہے۔ اب میرے بعد کوئی نبی یا رسول نہیں آ سکتا اور فرمایا ختم بی النبیون مجھ پر نبیوں کا آنا ختم ہو گیا فشق ذالک علی الناس یہ بات لوگوں کو بڑی شاق گذری کہ خدا تعالےٰ کا اپنے بندوں کے ساتھ الہام و کلام کا رابطہ ختم ہو گیا) اور ہدایت کا رستہ بند ہو گیا۔ فرمایا ولکن المبشرات بقی۔ جو لوگ اولیاء اللہ غوث۔ قطب اور مجدد و محدث ہوتے ہیں ان کو خدا کا مکالمہ مخاطبہ اور کشف و الہام حاصل ہوتا ہے ان اولیاء کرام کے ذریعہ سے تجدید دین ہوتی ہے۔

وحی نبوت ختم، مبشرات جاری

انبیاء علیہم السلام پر **وحی نبوت** اترتی تھی اور اولیاء کرام پر **مبشرات** اترتے ہیں۔ فرمایا ان من عباد اللہ عباد یغبطھم الانبیاء۔ اللہ کے بندے ایسے بھی ہیں۔ کہ انبیاء بھی ان کے مقام پر رشک کریں گے۔ یہی اولیاء اللہ ہیں۔ نبوت ختم ہونے کے بعد اولیاء اللہ کا وجود باقی ہے جن پر الہام الٰہی یا وحی ولایت اُترتی ہے۔ اس واضح تعلیم کے بعد کوئی باخدا متقی انسان یہ دعوےٰ نہیں کر سکتا کہ میں نبی ہوں اور میرے اوپر وحی نبوت اُترتی ہے اور جو مسلمان میری نبوت پر ایمان نہیں لاتا وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

حضرت امام زمانؑ نے نبوت کی نہیں اخوت کی بیعت لی ہے۔

میں تو ان لوگوں میں سے ہوں جنہوں نے حضرت صاحب کے ہاتھ پر بیعت کی ہے۔ انہوں نے اخوت کی بیعت لی تھی۔ اور میرے ہاتھوں میں ہی یہاں احمدیہ بلڈنگس میں ان کی وفات ہوئی۔ وفات تک انہوں نے انہی الفاظ میں بیعت لی اور کبھی بھی مطبوعہ بیعت میں تبدیلی نہیں کی۔ بیعت کی شرائط چھپی ہوئی ہیں۔ قادیان اور ربوہ کے دوستوں کے پاس بھی ہیں لاہور کی جماعت کے پاس بھی اور دوسرے معاندین اور مخالفین کے پاس بھی ہیں ان میں نبوت کا لفظ نہیں ہے اخوت پر بیعت کرنے کا ذکر ہے۔

نبی کا اپنی نبوت پر ایمان ضروری ہے

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی نبوت پر ایمان لاتا ہوں آمنت بکتابک الذی انزلت ونبیک الذی ارسلت۔ نبی کے لئے اپنی نبوت اور رسالت پر ایمان لانا ضروری ہوتا ہے

حضرت مرزا صاحبؒ کا دعویٰ نبوت سے انکار

لیکن حضرت مرزا صاحبؒ نے کبھی نہیں کہا کہ میں اپنی نبوت پر ایمان لاتا ہوں اور فرمایا۔

"میرا نبوت کا کوئی دعوےٰ نہیں یہ آپ کی غلطی ہے آپ کس خیال سے کہہ رہے ہیں کیا یہ ضروری ہے کہ جو الہام کا دعوےٰ کرتا ہے وہ نبی بھی ہو جائے"

پھر فرمایا میں مدعی نبوت نہیں میں مدعی نبوت پر لعنت بھیجتا ہوں اور فرمایا کہ نبوت کا دعوےٰ نہیں بلکہ محدثیت کا دعوےٰ ہے جو خدا تعالےٰ کے حکم سے کیا گیا ہے۔ اور فرمایا ان لوگوں نے مجھ پر افترا کیا ہے جو یہ کہتے ہیں کہ یہ شخص نبی ہونے کا دعوےٰ کرتا ہے اور فرمایا میں نے نبوت کا دعوےٰ نہیں کیا اور نہ میں نے انہیں کہا ہے کہ میں نبی ہوں۔ لیکن ان لوگوں نے جلدی کی اور میرے قول کے سمجھنے میں غلطی کی۔ اور ایک جگہ فرمایا:۔

"یہ الزام سراسر افترا ہے میں نبوت کا مدعی نہیں ہوں .... میں سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت اور رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں"

اور فرمایا:۔

"دوسرے الزامات جو مجھ پر لگائے جاتے ہیں کہ یہ شخص نبوت کا مدعی ہے اور ختم نبوت کا انکاری ہے یہ سارے الزامات باطل اور دروغ محض ہیں۔ میں جناب خاتم الانبیاءؐ کی ختم نبوت کا قائل ہوں۔ اور جو شخص ختم نبوت کا منکر ہو۔ اس کو بے دین اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں"

حضرت مرزا صاحبؒ کی خدمات دینیہ

باوجود ان واضح بیانات کے سلسلہ کے مخالفین نے اور ربوہ اور قادیان کے دوستوں نے حضرت امام زمانؑ کی پوزیشن کو گرا دیا۔ حضرت صاحبؒ نے خدمت اسلام کا بے نظیر کام کیا ہے۔ دشمن گواہی دیتے ہیں کہ ان کے مقابلہ میں کھڑے ہونا ذلت خریدنا ہے۔ یہ بڑی شہادت ہے۔ حضرت صاحبؒ نے ستر اسی کتب تصنیف فرمائیں، ان کے کمالات کا ایک جہان معترف ہے۔ ایک دنیا ان کی خدمات دینیہ اور کاموں کو دیکھ کر مجدد ماننے پر تیار ہے۔

مرزا محمود احمد صاحب کے باطل عقائد

مگر یہ کہنا کہ وہ نبی تھے یہ بڑی بھاری روک ہے۔ جس سے لوگوں کی غیرت بھڑکتی ہے۔ باوجود اس حقیقت کے مرزا محمود احمد صاحب نے اس امر کا چرچا کیا کہ کل مسلمان جو حضرت صاحب کو نبی نہیں مانتے خواہ انہوں نے حضرت صاحب کا نام بھی نہ سنا ہو اور خواہ وہ دل سے آپ کو سچا مانتے ہوں لیکن بیعت نہ کی ہو وہ سب کافر ہیں۔ اس کے برعکس حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ میرا ابتدا سے یہی مذہب ہے کہ میرے انکار سے کوئی شخص کافر نہیں ہو جاتا۔

تحقیقاتی عدالت میں صحیح عقائد کا اعتراف

تعجب پر تعجب ہے کہ اہل ربوہ حکم عدل کے فیصلہ کو بھی نہیں مانتے اور اس کے مقابلہ پر غیر حکم اور غیر عدل کی بات پر شدت سے قائم ہیں۔ اور ان باتوں پر ان کی قوم کی قوم کار بند ہو گئی۔ اس سے بہت بڑا نقصان ہوا۔ لیکن بالآخر ان لوگوں کو بچاس سال بعد اعتراف کرنا پڑا اور تحقیقاتی عدالت میں یہ بیان دینا پڑا۔ کہ حضرت مرزا صاحب پر ایمان لانا ضروری نہیں اور ان کی وحی، وحی نبوت نہیں تھی اور ان کے نہ ماننے والے خارج از اسلام نہیں ہیں۔ عدالت نے بھی رپورٹ میں لکھا ہے کہ ان کے امام نے ہمارے سامنے یہ اعتراف کیا ہے کہ مرزا صاحب کا ماننا جزو ایمان نہیں اور یہ بھی کہ ہمیں ایک فتوےٰ مل گیا ہے جس کی بنا پر غیر احمدیوں کا جنازہ پڑھنا حضرت صاحب نے جائز قرار دیا ہے۔

چاہیئے کہ ہمارے ربوہ اور قادیان کے دوست اپنے امام کے ان آخری بیانات کو اپنائیں جو قرآن و حدیث کے مطابق ہیں ایسا کرنے میں ہی حضرت مرزا صاحبؒ کی عزت ہے۔

قادیان میں حضرت مرزا صاحبؒ کی پیدا کردہ فضا۔

اس کے بعد میں پھر ان آیات کی طرف توجہ دلاتا ہوں جو آپ نے سنی ہیں ان پر غور کریں۔ ان تعلیمات پر عمل کرنے سے باعث اولیاء اور اقطاب اور مجددین اور محدثین پیدا ہو جاتے ہیں جو انسانوں کا خدا سے تعلق لگانا چاہتے ہیں تعلق باللہ کا عملی نمونہ وہ اپنی ذات سے دکھاتے ہیں۔ چنانچہ قادیان میں حضرت مرزا صاحبؒ نے ایک ایمان پرور اور روح افزا اسلامی فضا پیدا کی۔ وہاں پاکیزگی و طہارت کا عالم تھا۔ دن رات قرآن و حدیث کا ذکر و فکر تھا۔

احباب جماعت کی بھاری ذمہ داری

آپ کو احساس ہونا چاہیئے کہ ہماری قوم پر ذمہ داری ہے وہ یہ کہ ہم امام زمانؑ کے آنے کی غرض کو پورا کریں۔ قوم کے معاملات۔ ان کے لین دین۔ ان کی عبادت مخلوق کی خدمت کرنا سب امور میں امتیازی تقوےٰ و پرہیزگاری نظر آنی ہو ورنہ امام کا ماننا کام نہیں آئے گا۔ غور کریں پھر غور کریں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بارے میں اپنی پھوپھی صفیہ رضی اور اپنی بیٹی فاطمہ رضی کو فرمایا تھا کہ ایتونی باعمالکم ولا بانسابکم۔ قیامت کے دن میرے پاس اعمال لے کر آنا۔ یہ نہ کہنا کہ ہم محمد رسول اللہ کے رشتہ دار ہیں۔ اسی طرح سے ہمارا مجدد کا ماننا سودمند نہ ہوگا اگر ہمارے اعمال میں نمایاں طور پر خوبی نظر نہ آئی۔ مجدد زمانؑ کے ساتھ آپ نے اقرار کیا تھا کہ ہم پاکیزگی اور طہارت کی زندگی اختیار کریں گے اور پکے مسلمان بنیں گے ضروری ہے کہ آپ اس اقرار کا احترام اور پاس کریں اور اپنے تئیں متقی بنائیں۔

فجی میں احمدیہ ہال کی تکمیل

مولوی احمد یار صاحب مبلغ فجی اطلاع دیتے ہیں کہ مرکزی بلڈنگ معہ ہال تقریباً تیار ہے۔ رنگ و روغن ہو رہا ہے۔ K - G اسکول کے لئے درخواست محکمۂ تعلیم کو دے دی ہے۔ دو چار دن میں انشاء اللہ تعالےٰ منظوری مل جائے گی۔ اور تعلیم کا سلسلہ بھی شروع ہو جائے گا۔

مولوی صاحب کی طبیعت کچھ دنوں سے ناساز ہے احباب کرام ان کی صحت کے لئے خاص طور پر درد دل سے دعا فرمائیں۔

تفسیر سورۃ فاتحہ

از حضرت مجدد زمان مسیح موعود علیہ السلام

(۲)

رحمانیت اور رحیمیت سے استمداد کی غرض

اب جاننا چاہیئے کہ آیت ممدوحہ کی تعلیم سے مطلب یہ ہے کہ قرآن شریف کے شروع کرنے کے وقت اللہ تعالیٰ کی ذات جامع صفات کاملہ کی رحمانیت اور رحیمیت سے استمداد اور برکت طلب کی جائے صفت رحمانیت سے برکت طلب کرنا اس غرض سے کہ تا وہ ذات کامل اپنی رحمانیت کی وجہ سے ان سب اسباب کو محض لطف اور احسان سے میسر کر دے کہ جو کلام الہٰی کی متابعت میں جد وجہد کرنے سے پہلے درکار ہیں جیسے عمر کا وفا کرنا فرصت اور فراغت کا حاصل ہونا وقت صفا میسر آجانا طاقتوں اور قوتوں کا قائم ہونا کوئی ایسا امر پیش نہ آجانا کہ جو آسائش اور امن میں خلل ڈالے کوئی ایسا مانع نہ آ پڑنا کہ جو دل کو متوجہ ہونے سے روک دے غرض ہر طرح سے توفیق عطا کئے جانا یہ سب امور صفت رحمانیت سے حاصل ہوتے ہیں اور صفت رحیمیت سے برکت طلب کرنا اس غرض سے ہے کہ تا وہ ذات کامل اپنی رحیمیت کی وجہ سے انسان کی کوششوں پر ثمرات حسنہ مترتب کرے اور انسان کی محنتوں کو ضائع ہونے سے بچاوے اور اس کی سعی اور جد وجہد کے بعد اس کے کام میں برکت ڈالے پس اس طور پر خدا تعالیٰ کی دونوں صفتوں رحمانیت اور رحیمیت سے کلام الہٰی کے شروع کرنے کے وقت بلکہ ہر ایک ذی شان کام کے ابتداء میں تبرک اور استمداد چاہنا یہ نہایت اعلیٰ درجہ کی صداقت ہے جس سے انسان کو حقیقت توحید کی حاصل ہوتی ہے اور اپنے جہل اور بے خبری اور نادانی اور گمراہی اور عاجزی اور خواری پر یقین کامل ہو کر مبدء فیض کی عظمت اور جلال پر نظر جا پڑتی ہے اور اپنے تئیں بکلی مفلس اور مسکین اور ہیچ اور ناچیز سمجھ کر خداوند قادر مطلق سے اس کی رحمانیت اور رحیمیت کی برکتیں طلب کرتا ہے۔

انسان کی دعا اور استمداد کو کامیابی میں بہت دخل ہے

اور اگرچہ خدا تعالیٰ کی یہ صفتیں خود بخود اپنے کام میں لگی ہوئی ہیں مگر اس نے حکیم مطلق نے قدیم سے انسان کے لئے یہ قانون قدرت مقرر کر دیا ہے کہ اس کی دعا اور استمداد کو کامیابی میں بہت سا دخل ہے جو لوگ اپنی مہمات میں دلی صدق سے دعا مانگتے ہیں اور ان کی دعا پورے پورے اخلاص تک پہنچ جاتی ہے تو ضرور فیضان الہٰی ان کی مشکل کشائی کی طرف توجہ کرتا ہے ہر ایک انسان جو اپنی کمزوریوں پر نگاہ کرتا ہے اور اپنے قصوروں کو دیکھتا ہے وہ کسی کام پر آزادی اور خود بینی سے ہاتھ نہیں ڈالتا بلکہ سچی عبودیت اس کو یہ سکھاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کہ جو متصرف مطلق ہے اس سے مدد طلب کرنی چاہیئے یہ سچی عبودیت کا جوش ہر ایک ایسے دل میں پایا جاتا ہے کہ جو اپنی فطرتی سادگی پر قائم ہے اور اپنی کمزوری پر اطلاع رکھتا ہے پس صادق آدمی جس کی روح میں کسی قسم کے غرور اور عجب نے جگہ نہیں پکڑی اور جو اپنے کمزور اور ہیچ اور بے حقیقت وجود پر خوب واقف ہے اور اپنے تئیں کسی کام کے انجام دینے کے لائق نہیں پاتا اور اپنے نفس میں کچھ قوت اور طاقت نہیں دیکھتا جب کسی کام کو شروع کرتا ہے تو بلا تصنع اس کی کمزور روح آسمانی قوت کی خواستگار ہوتی ہے اور ہر وقت اس کو خدا کی مقتدر ہستی اپنے سارے کمال و جلال کے ساتھ نظر آتی ہے اور اس کی رحمانیت اور رحیمیت ہر ایک کام کے انجام کے لئے مدار دکھلائی دیتی ہے۔ پس وہ بلا ساختہ اپنا ناقص اور ناکارہ زور ظاہر کرنے سے پہلے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی دعا کی وجہ سے اس لائق ہو جاتا ہے کہ خدا کی قوت سے قوت اور خدا کی طاقت سے طاقت اور خدا کے علم سے علم پاوے اور اپنی مرادات میں کامیابی حاصل کرے۔

خدا تعالیٰ سے بذریعہ دعا امداد ملنے کا ذریعہ

اس بات کے ثبوت کے واسطے کسی منطق یا فلسفہ کے دلائل پر از تکلف درکار نہیں ہیں بلکہ ہر ایک انسان کی روح میں اس کے سمجھنے کی استعداد موجود ہے اور عارف صادق کے اپنے ذاتی تجارب اس کی صحت پر بتواتر شہادت دیتے ہیں۔ بندہ کا خدا سے استمداد چاہنا کوئی ایسا امر نہیں ہے جو صرف بیہودہ اور بناوٹ ہو یا جو صرف بے اصل خیالات پر مبنی ہو اور کوئی معقول نتیجہ اس پر مترتب نہ ہو بلکہ خداوند کریم جو فی الحقیقت قیوم عالم ہے اور جس کے سہارے پر سچ مچ اس عالم کی کشتی چل رہی ہے اس کی عادت قدیمہ کے رو سے یہ صداقت قدیم سے چلی آتی ہے کہ جو لوگ اپنے تئیں حقیر اور ذلیل سمجھ کر اپنے کاموں میں اس کا سہارا طلب کرتے ہیں اور اس کے نام سے اپنے کاموں کو شروع کرتے ہیں تو وہ ان کو اپنا سہارا دیتا ہے جب وہ ٹھیک ٹھیک اپنی عاجزی اور عبودیت سے درِ خدا ہو جاتے ہیں تو اس کی تائیدیں ان کے شامل ہو جاتی ہیں۔

توحید فی الاعمال کا پہلا زینہ

غرض ہر ایک ذی شان کام کے شروع میں اس مبدء فیض کے نام سے مدد چاہنا کہ رحمان و رحیم ہے ایک نہایت ادب اور عبودیت اور نیستی اور فقر کا طریقہ ہے اور ایسا ضروری طریقہ ہے کہ جس سے توحید فی الاعمال کا پہلا زینہ شروع ہوتا ہے جس کے التزام سے انسان بچوں کی سی عاجزی اختیار کر کے ان نخوتوں سے پاک ہو جاتا ہے کہ جو دنیا کے مغرور دانشمندوں کے دلوں میں بھری ہوتی ہیں اور پھر اپنی کمزوری اور امداد الہٰی پر یقین کامل کر کے اس معرفت سے حصہ پا لیتا ہے کہ جو خاص اہل اللہ کو دی جاتی ہے اور بلاشبہ جس قدر انسان اس طریقہ کو لازم پکڑتا ہے جس قدر اس پر عمل کرنا اپنا فرض ٹھہرا لیتا ہے جس قدر اس کے چھوڑنے میں اپنی ہلاکت دیکھتا ہے اسی قدر اس کی توحید صاف اور اسی قدر عجب اور خود بینی کی آلائشوں سے پاک ہوتا جاتا ہے اور اسی قدر تکلف اور بناوٹ کی سیاہی اس کے چہرہ پر سے اٹھ جاتی ہے اور سادگی اور بھولا پن کا نور اس کے منہ پر چمکنے لگتا ہے۔

وہ صداقت جو بتدریج مرتبہ فنا فی اللہ تک پہنچاتی ہے

پس یہ وہ صداقت ہے کہ جو رفتہ رفتہ انسان کو فنا فی اللہ کے مرتبہ تک پہنچاتی ہے یہاں تک کہ وہ خود دیکھتا ہے کہ میرا کچھ بھی نہیں بلکہ سب کچھ میں خدا سے پاتا ہوں جہاں کہیں یہ طریق کسی نے اختیار کیا وہیں توحید کی خوشبو پہلی دفعہ میں ہی اس کو پہنچنے لگتی ہے اور دل اور دماغ کا معطر ہونا شروع ہو جاتا ہے بشرطیکہ قوت شامہ میں فساد نہ ہو غرض اس صداقت کے التزام میں طالب صادق کو اپنے ہیچ اور بے حقیقت ہونے کا اقرار کرنا پڑتا ہے اور اللہ جلشانہ کے متصرف مطلق اور مبدء فیوض ہونے پر شہادت دینی پڑتی ہے اور یہ دونوں ایسے امر ہیں کہ جو حق کے طالبوں کا مقصود ہے اور مرتبہ فنا کے حاصل کرنے کے لئے ضروری شرط ہے اس ضروری شرط کے سمجھنے کی بھی مثال کافی ہے کہ بارش اگرچہ مگر تاہم اس پر پڑتی ہے کہ جو بارش کے موقعہ پر آ کھڑا ہوتا ہے اس طرح جو لوگ طلب کرتے ہیں وے پاتے ہیں اور جو ڈھونڈتے ہیں انہیں کو ملتا ہے۔

خدا تعالیٰ کے بجائے اپنے ہنر یا طاقت پر بھروسہ کرنا توحید سے دور ہونا ہے

جو لوگ کسی کام کے شروع کرنے کے وقت اپنے ہنر یا عقل یا طاقت پر بھروسہ رکھتے ہیں اور خدا تعالیٰ پر بھروسہ نہیں رکھتے وہ اس ذات قادر مطلق کا جو اپنے فیوض کے ساتھ تمام عالم پر محیط ہے کچھ قدر شناخت نہیں کرتے اور ان کا ایمان اس خشک ٹہنی کی طرح ہوتا ہے کہ جس کو اپنے شاداب اور سرسبز درخت سے کچھ علاقہ نہیں رہا اور جو ایسی خشک ہو گئی ہے کہ اپنے درخت کی تازگی اور پھول اور پھل سے کچھ بھی حصہ حاصل نہیں کر سکتی صرف ظاہری جوڑ ہے جو ذرا سی جنبش ہوا سے یا کسی اور شخص کے ہلانے سے ٹوٹ سکتا ہے پس ایسا ہی خشک فلسفیوں کا ایمان ہے کہ جو قیوم عالم کے سہارے پر نظر نہیں رکھتے اور اس مبدء فیوض کو جس کا نام اللہ ہے ہر ایک طرفۃ العین کے لئے اور ہر حال میں اپنا محتاج الیہ قرار نہیں دیتے ہیں پس یہ لوگ حقیقی توحید سے ایسے دور پڑے ہوئے ہیں جیسے نور سے ظلمات دور ہے۔

عبودیت کا آخری مرتبہ وانتہائی مقام توحید

انہیں یہ سمجھ ہی نہیں کہ اپنے تئیں ہیچ اور لاشے سمجھ کر قادر مطلق کی طاقت عظمیٰ کے نیچے آ پڑنا عبودیت کے مراتب کی آخری حد ہے اور توحید کا انتہائی مقام ہے جس سے فنا اتم کا چشمہ جوش مارتا ہے اور انسان اپنے نفس اور اس کے ارادوں سے بالکل کھویا جاتا ہے اور سچے دل سے خدا کے تصرف پر ایمان

لاتا ہے ۔

فلسفیوں کا اعتراض اور اس کا جواب

(سوال) اس جگہ ان خشک فلسفیوں کے اس مقولہ کو بھی کچھ چیز نہیں سمجھنا چاہیئے کہ جو کہتے ہیں کہ کسی کام کے شروع کرنے میں استمداد الٰہی کی کیا حاجت ہے خدا نے ہماری فطرت میں پہلے سے طاقتیں ڈال رکھی ہیں پس ان طاقتوں کے ہوتے ہوئے پھر دوبارہ خدا سے طاقت مانگنا تحصیل حاصل ہے کیونکہ ہم کہتے ہیں کہ

(جواب) بے شک یہ بات سچ ہے کہ خدا تعالےٰ نے بعض افعال کے بجالانے کے لئے کچھ کچھ ہم کو طاقتیں بھی دی ہیں مگر پھر بھی اُس قیوم عالم کی حکومت ہمارے سر پر سے دُور نہیں ہوئی اور وہ ہم سے الگ نہیں ہوا اور اپنے سہارے سے ہم کو جُدا کرنا نہیں چاہا اور اپنے فیوض غیر متناہی سے ہم کو محروم کرنا روا نہیں رکھا جو کچھ ہم کو اس نے دیا ہے وہ ایک امر محدود ہے اور جو کچھ اُس سے مانگا جاتا ہے اس کی نہایت نہیں علاوہ اس کے جو کام ہماری طاقت سے باہر ہیں ان کے حاصل کرنے کے لئے کچھ بھی ہم کو طاقت نہیں دی گئی اب اگر غور کر کے دیکھو اور ذرا پوری فلسفیت کو کام میں لاؤ تو ظاہر ہو گا کہ کامل طور پر کوئی بھی طاقت ہم کو حاصل نہیں مثلاً ہماری بدنی طاقتیں ہماری تندرستی پر موقوف ہیں اور ہماری تندرستی بہت سے ایسے اسباب پر موقوف ہے کہ کچھ اُن میں سے سماوی اور کچھ ارضی ہیں اور وہ سب کی سب ہماری طاقت سے بالکل باہر ہیں۔

ہر انسانی طاقت پر اللہ تعالیٰ کا احاطہ

اور یہ تو ہم نے معمولی سی بات عام لوگوں کی سمجھ کے موافق کہی ہے لیکن جس قدر درحقیقت وہ قیوم عالم اپنے علت العلل ہونے کی وجہ سے ہمارے ظاہر اور ہمارے باطن اور ہمارے اوّل اور ہمارے آخر اور ہمارے فوق اور ہمارے تحت اور ہمارے یمین اور ہمارے یسار اور ہمارے دل اور ہماری جان اور ہماری روح کی تمام طاقتوں پر احاطہ کر رہا ہے وہ ایک ایسا مسئلہ دقیق ہے جس کے کنہ تک عقول بشریہ پہنچ ہی نہیں سکتیں اور اس کے سمجھانے کی اس جگہ ضرورت بھی نہیں کیونکہ جس قدر ہم نے اُوپر لکھا ہے وہی مخالف کے افہام کے لئے کافی ہے ۔

طالب فیوضِ الٰہیہ کو کیا کرنا چاہیئے

غرض قیوم عالم کے فیوض حاصل کرنے کا یہی طریق ہے کہ اپنی ساری قوت اور زور اور طاقت سے اپنا بچاؤ طلب کیا جائے اور یہ طریق کچھ نیا طریق نہیں ہے بلکہ یہ وہی طریق ہے جو قدیم سے بنی آدم کی فطرت کے ساتھ لگا چلا آتا ہے جو شخص عبودیت کے طریقہ پر چلنا چاہتا ہے وہ اس طریق کو اختیار کرتا ہے اور جو شخص خدا کے فیض کا طالب ہے وہ اس راستہ پر قدم مارتا ہے اور جو شخص مورد رحمت ہونا چاہتا ہے وہ انہیں قوانین قدیمہ کی تعمیل کرتا ہے ۔

انسانی ضعف امدادِ الٰہی کا متقاضی ہے

یہ قوانین جو کچھ نئے نہیں ہیں یہ عیسائیوں کے خدا کی طرح کچھ مستحدث بات نہیں بلکہ ایک خدا کا ایک یہ قانون مستحکم ہے کہ جو قدیم سے بندھا ہوا چلا آتا ہے اور سنت اللہ ہے کہ جو ہمیشہ سے جاری ہے جس کی سچائی کثرت تجارب سے ہر ایک طالب صادق پر روشن ہے اور کیونکر روشن نہ ہو ہر عاقل سمجھ سکتا ہے کہ ہم لوگ کس حالت ضعف اور ناتوانی میں پڑے ہوئے ہیں اور بغیر خدا کی مدد کے کیسے نکمے اور ناکارہ ہیں اگر ایک ذات متصرف مطلق ہر لحظہ اور ہر دم ہماری خبر گیراں نہ ہو اور پھر اس کی رحمانیت اور رحیمیت ہماری کارسازی نہ کرے تو ہمارے سارے کام تباہ ہو جائیں بلکہ ہم آپ ہی فنا کا راستہ لیں پس اپنے کاموں کو خصوصاً آسمانی کتاب کو جو سب امورِ عظیمہ سے ادق اور الطف ہے خداوند قادر مطلق کے نام سے جو رحمٰن و رحیم ہے بہ نیت تبرک و استمداد شروع کرنا ایک بدیہی صداقت ہے کہ بلا اختیار ہم اس کی طرف کھینچے جاتے ہیں ۔

رحمانیت و رحیمیّت کے ظہور کی راہ

کیونکہ فی الحقیقت ہر ایک برکت اسی راہ سے آتی ہے کہ وہ ذات جو متصرف مطلق اور علت العلل اور تمام فیوض کا مبدء ہے جس کا نام قرآن شریف کی اصطلاح میں اللہ ہے خود متوجہ ہو کر اول اپنی صفت رحمانیت کو ظاہر کرے اور جو کچھ قبل از سعی درکار ہے اس کو محض اپنے تفضل اور احسان سے بغیر توسط عمل کے ظہور میں لا دے پھر جب وہ صفت رحمانیت کی اپنے کام کو بہ تمام و کمال کر چکے اور انسان توفیق یافتہ ہو کر اپنی قوتوں کے ذریعہ سے محنت اور کوشش کا حق بجا لا دے تو پھر دوسرا کام اللہ تعالےٰ کا یہ ہے کہ اپنی صفت رحیمیت کو ظاہر کرے اور جو کچھ بندہ نے محنت اور کوشش کی ہے اس پر نیک ثمرہ مترتب کرے اور اس کی محنتوں کو ضائع ہونے سے بچا کر گوہر مراد عطا فرما دے اسی صفت ثانی کی رُو سے کہا گیا ہے کہ جو ڈھونڈھتا ہے پاتا ہے جو مانگتا ہے اس کو دیا جاتا ہے جو کھٹکھٹاتا ہے اس کے واسطے کھولا جاتا ہے یعنے خدا تعالےٰ اپنی صفت رحیمیت سے کسی کی محنت اور کوشش کو ضائع ہونے نہیں دیتا اور آخر کار جو ڈھونڈھنے والا ہے پانے والا ہو جاتا ہے غرض یہ صداقتیں ایسی بین الظہور ہیں کہ ہر ایک شخص خود تجربہ کر کے ان کی سچائی کو شناخت کر سکتا ہے اور کوئی انسان ایسا نہیں کہ بشرطیکہ کسی قدر عقلمندی کے یہ بدیہی صداقتیں اُس پر مخفی رہیں ہاں یہ بات ان عام لوگوں پر نہیں کھلتی کہ جو دلوں کی سختی اور غفلت کی وجہ سے صرف اسباب معتادہ پر ان کی نظر پڑتی رہتی ہے جو ذات متصرف فی الاسباب ہے اس کے تصرفات لطیفہ پر انکو حاصل نہیں ہوتا اور نہ ان کی عقل اس قدر وسیع ہوتی ہے کہ جو اس بات کو سوچ لیں کہ ہزارہا بلکہ بے شمار ایسے اسباب سماوی و ارضی انسان کے ہر ایک جسم کی آرائش کے لئے درکار ہیں جن کا بہم پہنچنا ہرگز انسان کے اختیار اور قدرت میں نہیں بلکہ ایک ہی ذات جمیع صفات کاملہ ہے کہ جو تمام اسباب کو آسمانوں کے اُوپر سے زمینوں کے نیچے تک پیدا کرتا ہے اور ان پر ہر طور تصرف اور قدرت رکھتا ہے مگر جو عقلمند ہیں وہ اس بات کو بلا تردد بلکہ بدیہی طور پر سمجھتے ہیں اور جو ان سے بھی اعلٰے اور صاحب تجربہ ہیں وہ اس مسئلہ میں حق الیقین کے مرتبہ تک پہنچے ہوئے ہیں ۔

باقی ــــ باقی

درخواست دُعا

ڈاکٹر حسن علی صاحب جماعت گوجرانوالہ کے مخلص اور پرانے احمدی بزرگ ہیں آجکل وہ بیمار ہیں اور کافی کمزور ہو گئے ہیں ۔ احباب سے درخواست ہے کہ ان کی صحت کے لئے دردِ دل سے دعا فرماویں ۔

تبلیغی میٹنگ

۴ رمئی ۱۹۶۷ء ۔ نماز عصر کے بعد احمدی جماعت لائل پور کی ماہوار میٹنگ زیر صدارت مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع منعقد ہوئی ۔

حافظ شیر محمد صاحب نے تلاوت قرآن کریم کی ۔ عمر حیات صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک نظم پڑھ کر سنائی ۔

میاں مسعود احمد صاحب نے ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام پڑھ کر سنائے ۔ صادق نور صاحب (عمر ۱۳ سال) نے حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے حالاتِ زندگی بیان کئے ۔ چوہدری عبدالرزاق صاحب نے چند مفید تجاویز پیش کیں اور پھر متفقہ طور پر قرار پایا کہ مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع و حافظ شیر محمد صاحب چند دیگر حضرات کی معیت میں ایک تبلیغی وفد کی صورت میں لائل پور کے معززین کے پاس مہینے میں ایک بار ضرور جایا کریں اور قرار پایا کہ ۲۶ رمئی یوم وصال حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور جلسہ سالانہ دونوں تقریبات کو اکٹھا منعقد کیا جائے ۔ اس کے بعد حاضرین کی تواضع پُر تکلف چائے سے کی گئی ۔

نمازِ مغرب کے بعد حسب معمول حافظ شیر محمد صاحب نے درس قرآن کریم دیا اور کارروائی دعا کے خیر پر ختم ہوئی ۔

(نامہ نگار ۔ محمود مرزا لائل پور)

ضروری اعلان

ایک شخص کوثر نامی جو اپنے آپ کو امروہہ کا باشندہ کہتا ہے علی الاعلان لوگوں سے یہ کہتا پھرتا ہے کہ وہ حضرت مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب امروہوی کا لڑکا ہے اور مولوی صاحب موصوف نے انتقال سے بہت دنوں قبل احمدیت وغیرہ سے توبہ کر لی تھی ۔ اس کا یہ کہنا بالکل غلط ہے نہ وہ حضرت مولانا سید محمد احسن صاحب کا لڑکا ہے ۔ ہم چار بھائی تھے جن میں سے بڑے بھائی سید محمد اسمٰعیل احسن صاحب کا مدت ہوئی انتقال ہو چکا ہے اور اب بفضلہ تعالیٰ ہم تین بھائی یعنی میں سید محمد یعقوب احسن دوسرے سید محمد یوسف احسن تیسرے سید محمد یحییٰ احسن حیات ہیں اور ہم تینوں ناظم آباد کراچی میں سکونت رکھتے ہیں ۔

خاکسار سید محمد یعقوب ۔ فرزند اکبر حضرت مولانا سید محمد احسن صاحب مرحوم ۔

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں

11/7/67

محسن صالح نور صاحب لائلپور

افتراء علی اللہ کا نتیجہ اور ایک نصیحت کی بات

آج کل پیر پرستی کے بڑھتے ہوئے رجحان کے پیش نظر پیروں نے اپنے مریدوں کی اندھی عقیدت کے سہارے بعض ناجائز طریق اختیار کر رکھے ہیں۔ ایک ایسا شخص جس کی تمام تر زندگی غیر دینی امور کی سرانجام دہی میں گذری ہو اور وہ ایام جوانی میں گوناگوں دنیاوی آلائشوں میں ملوث رہا ہو۔ جب وہ گدی پر بیٹھ جاتا ہے تو فوراً وہ اپنے ہر قول کو کلام الٰہی ثابت کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگانا شروع کر دیتا ہے۔ اور اپنی ہر تقریر اور خطبہ کو الہامی کہنے میں ذرا بھی جھجک اور باک محسوس نہیں کرتا۔ اور یوں ظاہر کرتا ہے کہ گویا یکایک مکالمات و مخاطبات اور تفہیمات ربانیہ کا دروازہ اس پر کھول دیا گیا ہے ادھر مریدان باصفا جو صمٌ بکمٌ عمیٌ کے مصداق بنے ہوئے ہیں اپنے اندھاپن میں یہ کہتے سُنے جاتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے ایک رات میں ہی تمام سابقہ غلطیوں کو دھو دیا ہے۔ اور "خلعت خلافت" زیب تن کرتے ہی "حضرت صاحب" میں ایک پاک تبدیلی پیدا ہو گئی ہے۔

اس قدر سرعت سے ایک پاک تبدیلی کا پیدا ہو جانا اس لئے خیال خام کا درجہ رکھتا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے قوموں کی رہنمائی اور اصلاح کے لئے کھڑے کئے جانے والوں کے لئے جو علامت قرآن کریم میں بیان فرمائی ہے وہ اس کے بالکل برعکس ہے۔ اللہ تعالےٰ نے ماموروں اور مصلحین اور خدا تعالےٰ سے تعلق ظاہر کرنے والوں کے لئے جو معیار مقرر فرمایا ہے وہ مقام خلافت پر کھڑا کئے جانے سے پہلے کی زندگی کا پاکیزہ ہونا ہے۔ یعنی ان کے انتخاب اور دعوے سے قبل ان کی زندگی پاک اور طیب ہوتی ہے اور دنیا کی ہر قسم کی ملونی سے بالکل مبرا ہوتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے "فقد لبثت فیکم عمراً من قبلہ افلا تعقلون" فرما کر اپنی چالیس سالہ زندگی کو اپنے دعوے کی صداقت کے لئے بطور گواہ پیش کیا ہے۔ ایسا ہی اس دور میں اس زمانہ کے امام حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مخالفین کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ تم میں سے کوئی ہے جو میری سابقہ زندگی میں کوئی عیب ثابت کرے۔ اگر ان لوگوں کی سابقہ زندگی تو اس قدر بے عیب اور پاکیزہ ہوتی ہے کہ لوگ کہہ اٹھتے ہیں کہ:

"یا صالح قد کنت مرجوا فینا"

کہ آپ سے تو ہم کی امیدیں وابستہ تھیں اور ان کی تاثیر روحانی دیکھ کر پکار اٹھتے ہیں کہ ؎

ہم مریضوں کی ہے تمہیں پہ نظر
تم مسیحا بنو خدا کے لئے

جب یہ امر ثابت ہے کہ خدا صرف اسی سے ہم کلام ہوتا ہے اور اسی کو شرف مکالمہ مخاطبہ سے نوازتا ہے۔ جس کی ابتدائی زندگی پاکیزہ ہوتی ہے تو پھر اس قسم کے غلط کار پیر گدی نشین اور خلیفے یقیناً خدا تعالےٰ کی طرف جھوٹ باتیں منسوب کرتے ہیں۔ اور اندھی عقیدت کے سہارے اپنی گدی کی حفاظت یوں کرتے ہیں کہ:۔

"میں نہیں بول رہا بلکہ میرے منہ سے
خدا بول رہا ہے"

اور جو کچھ ہم نے کہہ دیا وہ گویا خدا نے کہہ دیا۔ اور وہ "خواہشات نفسانیہ" کو "ندائے سروش" کا درجہ دیتے ہیں۔ اور ماننے والے پہلے ہی ماننے کو تیار ہوتے ہیں۔ بلکہ بقول کسے پیر خود نہیں اڑتے بلکہ مریدان کو اڑاتے ہیں۔ ایسے مدعیان باطل کے عبرتناک انجام سے ان کے کذب پر مہر تصدیق ثبت ہو جاتی ہے۔ اور تب مریدوں کی اکثریت بھی کہہ اٹھتی ہے کہ "حضرت صاحب" پر خدا تعالےٰ ناراض معلوم ہوتا ہے جو انجام اس قدر عبرتناک ہے اور طبیبوں کی رائے ہوتی ہے کہ:۔

"کوئی کوشش بھی "حضور" کی صحتیابی
کے لئے کارگر نہیں ہو رہی دوائیں بھی
کر کے دیکھ لیں اور دعائیں بھی"

اللہ تعالےٰ قرآن پاک میں ایسے لوگوں کے متعلق فرماتا ہے:۔

"اور اس سے زیادہ ظالم کون ہے جو اللہ
پر جھوٹ افتراء کرے یا کہے کہ میری طرف
وحی کی گئی ہے اور حالانکہ اس کی طرف
کچھ وحی نہ کی گئی ہو اور جو یہ کہے کہ میں بھی
اس کی مثل نازل کر سکتا ہوں جو اللہ تعالےٰ
نے نازل کیا۔ اور کاش تو وہ حالت
دیکھے جب ایسے ظالم موت کی سختیوں میں
مبتلا ہوتے ہیں اور موت کے فرشتے ہاتھ
پھیلائے کھڑے ہوتے ہیں اور کہتے
ہیں اپنی جانوں کو نکالو آج تم کو ذلت اور
رسوائی کا عذاب دیا جائے گا بوجہ اس کے
جو تم خدا تعالےٰ پر ناحق کہا کرتے تھے
اور تم اس کی باتوں پر تکبر کرتے تھے"

(سورت الانعام رکوع ۱۸)

گویا اس قسم کے لوگ لایموت فیہا ولا یحییٰ کے دنیاوی جہنم میں کافی عرصہ تک عذاب الہی کا مزا چکھتے ہیں۔ اور ایک نشان عبرت اپنے پیچھے چھوڑ جاتے ہیں جس سے صرف اولی الابصار ہی عبرت حاصل کر سکتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اسی مضمون کو یوں بیان فرماتے ہیں:۔

"لیکن جو شخص گستاخی کی راہ سے خدا پر جھوٹ
باندھے گا اور کہے گا کہ خدا کی وحی میرے
پر نازل ہوئی حالانکہ نہیں نازل ہوئی اور یا
کہے گا کہ مجھے شرف مکالمات اور مخاطبات
الٰہیہ کا نصیب ہوا حالانکہ نہیں نصیب ہوا
تو میں خدا اور اس کے ملائکہ کو گواہ رکھ کر
کہتا ہوں کہ وہ ہلاک کیا جائے گا کیونکہ اس
نے ...... اپنے خالق پر جھوٹ باندھا
اور فریب کیا"

(کشتی نوح)

خدا تعالےٰ کا مندرجہ بالا فرمان اور امام الزمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ تنبیہ ایک نصیحت کا پیغام ہے ان لوگوں کے لئے جو اس مرض کا شکار ہیں کیونکہ اس مرض کا انجام نہایت خوفناک ہے۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

جلسہ سالانہ جماعت احمدیہ اشاعت اسلام لائلپور و یوم وصال حضرت مسیح موعود علیہ السلام

مورخہ ۲۶ مئی ۱۹۶۷ء بروز جمعۃ المبارک احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لائلپور کا جلسہ سالانہ منعقد ہوگا جس میں حضرت العلامہ مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی اور جناب مولانا عبدالمنان عمر صاحب کے عالمانہ و فاضلانہ لیکچر ہوں گے۔ مقامی جماعت کے علاوہ سرگودھا۔ چنیوٹ۔ جھنگ۔ سمندری۔ جڑانوالہ۔ سانگلہ ہل اور دوسری جماعتوں کو شمولیت جلسہ کی دعوت دی جاتی ہے طعام و قیام کا خاطر خواہ انتظام ہوگا۔ احباب سے گذارش ہے کہ اپنی آمد کی اطلاع تاریخ جلسہ سے تین روز قبل سیکرٹری جماعت کو دے کر مشکور فرمائیں

سیکرٹری جماعت۔ ملک نذر حسین معرفت پریمیئر فلور ملز لائلپور

لاہور میں جلسہ یوم وصال

اسی اشاعت میں دوسری جگہ لاہور میں یوم وصال کے موقعہ پر ۲۶ مئی کو جلسہ کے انعقاد کی اطلاع دی گئی ہے، بعد میں فیصلہ کیا گیا کہ یہ جلسہ ۲۶ مئی کے بجائے ۲۸ مئی کو بروز اتوار ۸ بجے صبح جامع احمدیہ بلڈنگس لاہور میں منعقد ہوگا انشاء اللہ تعالےٰ۔

اللہ دتہ شاہ صاحب۔ موضع چوہان تحصیل چکوال

نبوّت اور خلافت

(۲)

یہ قاعدہ کی بات ہے کہ اگر کوئی شخص ایک غلطی کر بیٹھتا ہے۔ تو اسے اس کی تائید میں غلطی در غلطی کرنا پڑتی ہے یہی صورت صاحبزادہ میاں محمود احمد صاحب کو پیش آئی۔ انہوں نے اپنی غلطی کی تائید میں لکھ دیا :۔

کہ ۱۹۰۱ء میں حضرت صاحب نے اپنی مندرجہ بالا غلطی کا ازالہ اشتہار ایک غلطی کے ازالہ کی صورت میں کیا ہے۔

اب ذرا "غلطی کا ازالہ" اشتہار کو شائع کرنے کی وجہ جو حضرت صاحب نے تحریر فرمائی ہے۔ اس پر غور کریں۔

جماعت کے ایک ایسے آدمی پر جسے نہ تو حضرت صاحب کی کُتب کا مطالعہ تھا اور نہ ہی حضرت صاحب کی صحبت میسّر تھی ایک غیر از جماعت نے یہ اعتراض کیا۔ کہ آپ کے حضرت نے نبوّت کا دعوٰے کیا ہے۔ تو اس نے اس کا جواب بالکل نفی میں دیا۔ چونکہ حضرت صاحب کا دعوٰے ظلّی، بروزی، مجازی، اُمّتی نبی ہونے کا تو تھا۔ اس لئے شخص مذکور کا جواب غلط تھا۔ اس کی اس غلطی کے ازالہ اور تمام جماعت کی آگاہی کے لئے اشتہار "ایک غلطی کا ازالہ" شائع کیا گیا جس میں حضرت صاحب نے ظلّی اُمّتی نبی کی تشریح فرمائی ہے۔ اس میں حضرت صاحب نے کسی اپنی غلطی کا ازالہ نہیں کیا ہے۔

اب علماء دیوبند غور کریں کہ اس اشتہار میں حضرت صاحب نے ابتداء سے ظلّی نبوّت کی تعریف یہی بیان کی ہے۔ کہ نہ میں تشریعی نبی ہوں۔ اور نہ حقیقی نبی ہوں۔ اہلِ اسلام اور حضرت صاحب کے فرمان کے مطابق تیسری قسم نبوّت جس کو لغوی مجازی اور ظلّی کہا جاتا ہے اور جو مقام ولایت کا درجہ ہے تو مکالمہ الٰہیہ یعنی خدا سے شرفِ ہمکلامی اور علمِ غیب کا پانا ہی ہے۔ جیسا کہ حضرت صاحب نے فرمایا ہے کہ :۔

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد پیشگوئیوں کے دروازے قیامت تک بند کر دیئے گئے اور ممکن نہیں کہ اب کوئی ہندو۔ یہودی عیسائی یا کوئی رسمی مسلمان نبی کے لفظ کو اپنی نسبت ثابت کر سکے نبوّت کی تمام کھڑکیاں بند کی گئی ہیں۔ مگر ایک کھڑکی سیرتِ صدیقی کی کھلی ہے۔ یعنی فنافی الرسول کی۔ پس جو شخص اس کھڑکی کی راہ سے خدا کے پاس آتا ہے اس پر ظلّی طور پر وہی چادر پہنائی جاتی ہے جو نبوّتِ محمدی کی چادر ہے"۔

اور آگے فرماتے ہیں :۔

"یہ بھی یاد رہے کہ نبی کے معنے لغت کے رُو سے یہ ہیں کہ خدا کی طرف سے اطلاع پا کر غیب کی خبر دینے والا۔ پس جہاں یہ معنے صادق آئیں گے نبی کا لفظ بھی صادق آئے گا۔ اب اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ان معنوں کی رُو سے نبی سے انکار کیا جائے۔ تو اس سے لازم آتا ہے کہ یہ عقیدہ رکھا جائے۔ کہ یہ اُمّت مکالمات اور مخاطبات الٰہیہ سے بے نصیب ہے"!

حضرت صاحب یہاں بھی لفظ نبی کی تشریح لغوی معنوں کی رو سے ہی اپنے لئے فرماتے ہیں۔ اور یہ امر بھی غور طلب ہے کہ

(۱)۔ اگر حضرت صاحب نبی ہوتے تو یہ نہ فرماتے کہ میرا انکار کفر نہیں۔ جبکہ نبوّت کا انکار موجب کفر ہے۔

(۲) حضرت صاحب نے تو یہ فرمایا ہے۔ کہ حضور خاتم النبیین کے بعد نبوّت ختم ہے۔

(۳) اب نہ کوئی نیا نبی آ سکتا ہے اور نہ پرانا۔

(۴) وحی نبوّت تاقیامت بند ہے۔

(۵) مجھ پر جو نبوّت کا الزام لگاتا ہے۔ وہ مفتری ہے۔

(۶) کیا آپ بیعت لیتے وقت مبائعین سے اقرارِ نبوّت لیتے تھے۔ یا ۱۹۰۱ء کے بعد بھی کبھی اقرارِ نبوّت لیا ؟

(۷) نبی کے لئے تو ضروری ہے کہ سب سے پہلے اپنی نبوّت کا اعلان کرے نہ کہ نبوّت سے انکار۔

(۸) کیا کوئی ایسا نبی بھی ہوا ہے۔ جسے پندرہ سولہ سال تک اپنے مرتبہ نبوّت کا علم ہی نہ ہوا ہو۔ اور وہ دعوئ نبوّت سے انکار کرتا رہا ہو ؟

(۹) اگر حضرت صاحب نبی تھے اور ۱۹۰۱ء میں انہیں اپنی نبوّت کی سمجھ آئی تو اس کے بعد انہوں نے کبھی اپنے سابقہ خیالات کی تردید کی اور یہ اعلان کیا کہ میری سابقہ تحریرات در بارہ انکارِ نبوّت منسوخ ہیں ؟

(۱۰) کیا حضرت مسیح موعود کی طرح کسی نبی نے اپنی جماعت کو یہ بھی فرمایا ہے۔ کہ میرے مرتبہ نبوّت کا نام ذکر نہ کیا کرو اس سے عام مسلمانوں کو دھوکا لگ جانے کا امکان ہے

یہ چند سوالات ہیں۔ جن کا جواب قادیانی جماعت میں سے کوئی نہیں دے سکتا۔ غور کیجئے اگر حضرت صاحب نے "غلطی کا ازالہ" میں دعوٰے انکار نبوّت تبدیل کیا تھا۔ تو اس سے پہلے تو جماعت میں سے کسی کو یہ علم نہ تھا کہ آپ کا دعوٰے انکار نبوّت غلط ہے ایسی حالت میں جماعت کے اس اعتراض کا۔ کہ حضرت صاحب نے نبوّت کا دعوٰے کیا ہے۔ نفی میں جواب دینا ہی درست تھا۔ پھر اس شخص کو جس نے ایسا جواب دیا حضرت صاحب نے کیوں ڈانٹا، آپ کو تو بقول صاحبزادہ صاحب ۱۹۰۱ء سے پہلے علم ہی نہ تھا کہ آپ نبی ہیں اور ... تک آپ انکار کرتے رہے تو پھر مرید نے آپ کے دعوئے نبوّت سے انکار کیا تو اس نے کونسی غلطی کی اور اس کو جو ڈانٹا گیا معنے ؟ آپ کو تو یہ کہنا چاہیئے تھا کہ میرے سابقہ عقائد کے رُو سے یہ جواب درست ہے لیکن اب میں نے یہ عقیدہ تبدیل کر لیا ہے اور مجھے سمجھ آ چکی ہے کہ میں نبی ہوں۔ بہرحال ......

صاحبزادہ صاحب کی بیان کردہ نبوّت کو مانا جائے تو حضرت صاحب کی اصطلاحاتِ دین کو غلط ماننا پڑے گا۔ بعد از حضور خاتم النبیین آپ کی اُمّت میں سے کسی کو نبی ماننا حضور سرکار مدینہ کی توہین ہے علماء دیوبند کا یہ کہنا کہ آپ کی اُمّت سے کسی اُمّتی کا نبی ہونا حضور سرکار مدینہ کی شان کو بلند کرتا ہے مگر حضور کی اُمّت میں سے چودہ صد سال سے تو کوئی نبی نہیں ہوا ......

صرف مرزا صاحب نبی بتائے جاتے ہیں یہ تو حضور سرور دو جہان کی قوتِ قدسیہ کی ہتک ہے، حضرت موسٰے کے متبعین میں سینکڑوں نبی ہوئے ہیں۔ اور افضل الانبیاء کی اُمّت میں سے صرف ایک نبی کا ماننا تو کوئی فضیلت نہیں ہے۔ علماء دیوبند کا یہ خیال کہ حضرت صاحب نبی ہیں مکفّر علماء کی تائید ہے۔ اور علماء مکفرین پر حضرت صاحب کا یہ فتوٰے ہے۔ کہ جو کوئی مجھ پر دعوٰے نبوّت کا الزام لگاتا ہے۔ وہ افترا کرتا ہے۔ اور جو کوئی بھی ان علماء مکفرین کے اس الزام میں ان کا ہمخیال ہے اور علماء سُو کے اس الزام کو درست سمجھتا ہے۔ وہ بھی اُن میں سے ہی ہے۔

فاعتبروا یا اولی الابصار۔

ایک اور امر بھی قابل غور ہے۔ الوصیّت میں جو قواعد حضرت صاحب نے جماعت کے آئندہ لائحہ عمل کے لئے مقرر کئے تھے۔ اور انجمن کا فیصلہ جماعت کے لئے قطعی قرار دیا تھا صاحبزادہ صاحب نے ان قواعد کی ترمیم اور انجمن کے فیصلہ کو اڑا کر تمام اختیار خود سنبھال لئے تھے اور اپنے عقل و تدبر سے جماعت کو اپنے طریق پر استوار کر لیا۔ علماء دیوبند یہ سمجھتے ہیں۔ کہ اس طرح سے حضرت صاحب کا مرتبہ بلند کر رہے ہیں آپ کی وصیت کو مٹا کر آپ کا درجہ کیسے بلند ہو گیا۔ ایسا ہی اصل اور ظل۔ حقیقت اور مجاز۔ آقا اور غلام کے فرق کو مٹا کر آپ کو نبوّت کے تخت پر بٹھانا اس میں تو حضور خاتم النبیین کی کسرِ شان ہے۔ کیونکہ حضور رحمۃ اللعالمین کے مرتبہ کے برابر نہ پہلے کوئی ہوا ہے۔ اور نہ کوئی اب ہو سکتا ہے۔ حضرت صاحب نے تو جو کچھ پایا ہے۔ وہ سرکارِ دو جہاں کی اتباع اور غلامی سے پایا ہے۔ غلام اور آقا کا مرتبہ یکساں نہیں ہوتا ہے حضرت صاحب اسم باسمی غلام احمد تھے۔ تب ہی تو حضرت صاحب کو مرتبہ خلافت ملا ہے۔ آپ نے اسلام کے گرد آلود چہرہ کو چودھویں کے چاند کی طرح روشن کیا۔ اور اسلام کی تائید میں وہ لٹریچر مہیّا کیا ہے۔ جس سے رہتی دنیا تک اسلام غالب رہے گا۔

برتر از وہم و گمان احمدؐ کی شان ہے
جس کا غلام دیکھو مسیح الزمان ہے

انبیاء ظل اللہ ہیں۔ اللہ تو نہیں ہو سکتے۔ اللہ وحدہ لاشریک ہے۔ اور انبیاء کے ظل اولیاء ہیں۔ جو انبیاء نہیں ہوتے۔

(باقی ---- باقی)

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں۔ منیجر۔

جلسۂ یوم وصال

۲۶ مئی ۱۹۶۷ء کو احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی طرف سے حضرت مسیح موعود کے یوم وصال کی تقریب پر ایک خاص جلسہ مسجد احمدیہ بلڈنگس میں منعقد ہوگا جس کا پروگرام احباب جماعت لاہور اور قریبی جماعتوں کو جلد ارسال کر دیا جائے گا امید ہے سب احباب اس جلسہ میں شرکت فرما کر عنداللہ ماجور ہوں گے۔

جنوبی امریکہ میں تبلیغ اسلام

الحاج عبدالرحیم صاحب جگو کی تبلیغی سرگرمیاں

پارامار یبو (جنوبی امریکہ) سے جناب عبدالرحیم جگو صاحب لکھتے ہیں :-

میں نے جنوبی امریکہ کے مختلف پانچ چھ ملکوں کا دورہ کیا ہے۔ ابھی چند دن ہوئے سورینام واپس آیا ہوں۔ میں جناب الحاج عید و صاحب کے ہمسفر تھا۔ ۲۸ جنوری کو پارامار یبو سے فیتی زولا کے دارالخلافہ کاراکاس پہنچے ہمارے دوست محمد خاں صاحب ہوائی اڈے پر حاضر تھے۔ وہاں سے ہم سب شہر کو آئے یہ کاراکاس بہت ہی عالی شان شہر ہے اس میں غالباً ۲۱-۲۲ ہزار مسلمان آباد ہیں ان میں زیادہ تعداد فلسطینی اور سوریائی مسلمانوں کی ہے۔ یہ لوگ فقط نام کے مسلمان ہیں۔ ان لوگوں نے مجھے دعوت دی اور میں نے تقریر کی اور جمعہ کی نماز بھی پڑھائی۔ یہ لوگ دولت خوب کماتے ہیں۔ اپنی انجمن وغیرہ بنائی ہوئی ہے۔ مگر مذہب کا خاص خیال نہیں رکھتے۔ ان میں تبلیغ کی ضرورت ہے۔ ہمارے ایک دوست مسٹر خان وہاں حتی المقدور کچھ کام کرتے ہیں وہاں مختلف لوگوں سے احمدیت پر میری باتیں ہوئیں۔

کاراکاس سے پھر ہم کیراسو (Curacao) کو گئے یہ ایک جزیرہ ہے جہاں زیادہ تر عرب کے مسلم اور کچھ ہمارے وطن کے مسلمان آباد ہیں ان کی اپنی مسجد بھی ہے۔ وہاں بھی کافی کمزوری ہے۔ اگرچہ بھی کچھ نہ کچھ مذہبی کام کرتے ہیں۔ میں ان میں گاہے گاہے جاتا رہتا ہوں۔ وہاں بھی مختلف مقامات پر تقریریں کی گئیں۔

جزیرہ کیراسو سے ہم واپس ٹرینیڈاڈ آئے۔ یہاں کافی ہندوستانی مسلمان آباد ہیں۔ وہاں پر دو جماعتیں علیحدہ علیحدہ اپنا اپنا کام کرتی ہیں۔ احمدی جماعت کی طرف سے اب کچھ اچھا کام ہو رہا ہے۔ آج کل شیخ محمد طفیل صاحب یہاں آئے ہوئے ہیں۔ انہوں نے مختلف مقامات پر دینی کلاسیں کھول رکھی ہیں اور لوگوں کو کافی محنت سے پڑھاتے اور دینی باتیں سناتے رہتے ہیں۔ مجھے طفیل صاحب سے مل کر بڑی خوشی ہوئی میں ایک رات خود ان کی کلاس میں گیا تاکہ معلوم کر سکوں کہ کس طرح آپ وہاں کام کرتے ہیں ان کا کام دیکھ کر بڑی خوشی ہوئی

ٹرینیڈاڈ میں مجھے یہاں کے چند بڑے علماء کرام سے ملنے کا موقعہ ملا۔ مختلف ملکوں کے سفیر بھی یہاں ہیں جیسے پاکستان۔ عرب۔ انڈیا اور مصر وغیرہ۔ پروفیسر عبدالسلام سے یہیں ملنے کا موقعہ ملا ان کے اعزاز میں ایک خاص پارٹی دی گئی۔

ٹرینیڈاد سے ہم چلے گیانا آئے جو پہلے برٹش گیانا تھا۔ یہاں پر میری خاص اپنی انجمن احمدیہ جماعت ہے جو اچھا کام کر رہی ہے۔ یہ لوگ کثرت سے استقبال کے لئے ہوائی اڈے پر آئے۔ اور بڑی خوشی سے شہر جارجیا لے گئے۔ جہاں پر پہلے سے مختلف مقام پر تقریروں کا پروگرام بن چکا تھا مجھے پروگرام کے مطابق جانا پڑا۔ اسی سلسلہ میں شہر سے بہت دور ایک جگہ وکنام گیا۔ اس جگہ دو دن اور دو رات رہ کر تقاریر کیں۔ ایک مقام پر نکاح بھی پڑھانے کا موقعہ ملا۔

برٹش گیانا میں احمدیہ جماعت اچھا کام کر رہی ہے۔ میں نے بہت سے مقامات پر تقاریر کیں اور جمعہ کی نماز بھی پڑھائی۔ لوگوں میں جا جا کر احمدیت پر باتیں بھی کیں۔ یہ لوگ نہایت اچھی طرح بات سنتے اور خوب غور کرتے ہیں اور اپنی سمجھ کے مطابق عمل بھی کرتے ہیں۔ میں وہاں گاہے گاہے جاتا رہتا ہوں۔ اور میں کچھ روح پھونک کر آجاتا ہوں۔ مگر ان میں ایک مستقل احمدی مبلغ کی ضرورت ہے جو وہاں کچھ دیر رہ کر اس جماعت کو مضبوط بنائے۔

گیانا کی یہ جماعت ٹرینیڈاد اور دیگر ملکوں کی احمدی جماعتوں سے بہت بہتر کام کر سکتی ہے۔ لیکن کچھ طور وطریق جو مذہبی کام کرنے کے ہوتے ہیں انہیں جاننے کی ضرورت ہے۔ مردوں کے علاوہ عورتیں بھی ان میں اچھا کام کر سکتی ہیں۔ ضرورت ہے کہ ان میں کچھ لٹریچر بھیجا جائے۔ شروع میں بہت سوالات کئے جاتے تھے۔ مگر جب سے ہیں ان سب کا جواب دیتا گیا اور سمجھاتا گیا کہ احمدیت کیا ہے اس کے بعد اب سوالات ختم ہو چکے ہیں اور خود مل کر کام کرتے ہیں۔ میں نے شیخ محمد طفیل صاحب کو ٹرینیڈاڈ سے واپسی پر ...... اس ملک میں جانے کی گذارش کی ہے۔

دفتر کے تمام بزرگوں اور دوستوں کو میرا السلام مسنون .... دیگر احباب جماعت کو بھی سلام مسنون عرض کر دیجئے۔

آپ کا مخلص خادم :- عبدالرحیم جگو

اخبار احمدیہ

میاں محمد صادق صاحب وفات پا گئے

ـــ جماعت احمدیہ کے تمام حلقوں میں یہ خبر نہایت رنج و افسوس کے ساتھ پڑھی جائے گی کہ ہماری جماعت کے ایک نہایت معزز رکن خان بہادر میاں محمد صادق صاحب ریٹائرڈ ڈی۔ ایس۔ پی۔ جمعہ مورخہ ۵ رمئی ۱۹۶۷ء کو انتقال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

میاں صاحب ممدوح اپنی دینی علمی واقفیت، جماعت کے ساتھ وابستگی، تقوےٰ اور دیانت و امانت کی وجہ سے ایک ممتاز حیثیت رکھتے تھے۔ پولیس کی ملازمت کے دوران جس نیکی اور پاکبازی کے ساتھ انہوں نے خدمات سرانجام دیں، اس کی مثال مشکل سے ملے گی۔ ریٹائرڈ ہونے کے بعد کچھ عرصہ انہوں نے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور میں جنرل سیکرٹری کے عہدہ پر کام کیا۔ قادیانی جماعت کے ساتھ بھی کچھ عرصہ متعلق رہے لیکن وہاں کے اندرونی حالات اور غلط عقائد کی وجہ سے جلد ہی الگ ہو گئے اور پرائیویٹ خطوط اور مضامین کے ذریعہ اکابر جماعت ربوہ کو ان کی غلطیوں پر متنبہ کرتے رہے۔ اور جماعت لاہور کے ساتھ دلی اخلاص کے ساتھ تا دم مرگ وابستہ رہے۔

میاں صاحب ممدوح ایک حق پرست اور حق گو انسان تھے اور اپنی شرافت اور حسن اخلاق کی وجہ سے ہر کس و ناکس کی کشش کا موجب تھے۔ اللہ تعالےٰ مغفرت فرمائے بہت ہی خوبیوں کے انسان تھے۔ ہماری دلی دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ انہیں اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے، مرحوم کے جنازہ پر حضرت امیر ایدہ اللہ اور دیگر احباب جماعت کے علاوہ بہت سے غیر از جماعت احباب نے بھی شرکت کی، ان کی میت کو نماز جمعہ سے پہلے مسلم ٹاؤن کے قبرستان میں ان کی اہلیہ کی قبر کے ساتھ سپرد خاک کیا گیا۔

بیرونی جماعتوں سے جنازہ غائبانہ کی استدعا ہے۔

چیمہ صاحب کے فرزند ارجمند کی کامیابی

ـــ یہ خبر نہایت خوشی و مسرت کے ساتھ سنی جائے گی کہ ہمارے مکرم دوست چوہدری محمد حسن صاحب چیمہ ایڈووکیٹ گجرات کے صاحبزادہ ڈاکٹر خالد عطا حسن چیمہ نے ایڈنبرا یونیورسٹی سے F.R.C.S کی ڈگری حاصل کی ہے۔ یہ ڈگری میڈیکل لائن میں سب سے اونچی ہے جس کے لئے ہم مکرم چیمہ صاحب اور خالد عطا حسن صاحب کو مبارکباد عرض کرتے ہیں۔ فی الحقیقت یہ خبر ہماری جماعت کے لئے خوشی اور فخر کا باعث ہے۔ مکرم چیمہ صاحب نے اس خوشی کے موقعہ پر مبلغ یک صد روپے خیرات کے لئے بھیجے ہیں۔ دعا ہے اللہ تعالےٰ ان پر اور ان کے فرزند ارجمند پر برکات نازل فرمائے اور دینی اور دنیوی کامرانیوں سے متمتع فرمائے۔

تقریب نکاح

ـــ ۷ راپریل ۱۹۶۷ء کو سیالکوٹ چھاؤنی کے شیخ محمد علی اللہ صاحب مرحوم کی بڑی صاحبزادی اور حضرت شیخ نیاز احمد صاحب مرحوم کی نواسی کا عقد شیخ عزیز الرحمٰن صاحب سے ہوا۔ اس موقعہ پر شیخ نثار احمد صاحب نے ایک مختصر لیکن پرمعنی خطبہ نکاح دیا۔ آپ نے اس بات پر زور دیا کہ اسلام زندگی کے ہر مرحلہ پر انسانوں کے باہمی حقوق اور فرائض کی نشاندہی کو معاشرے کی بقا کے لئے ضروری سمجھتا ہے۔ وہ فرد کی خوشیوں اور لطف اندوزیوں کو معاشرے کی بہبود کی قیود کا پابند کرتا ہے تاکہ معاشرہ بے لگام ارتقاؤں سے بچا رہے۔

اس تقریب کے بخیر و خوبی سرانجام پانے پر بیگم مسعودہ عبداللہ نے مبلغ -/5 روپے بطور عطیہ اشاعت اسلام مرحمت فرمائے ہیں۔ جزاھا اللہ خیراً۔ دعا ہے اللہ تعالےٰ اس شادی کو جانبین کے لئے خوشی اور مسرت کا باعث بنائے آمین۔ (ناصر احمد)

ولادت

ـــ مکرم چوہدری عبدالحمید صاحب مولوی فاضل کو اللہ تبارک و تعالےٰ نے دوسرا فرزند نرینہ عطا فرمایا ہے مبارکباد چوہدری صاحب ممدوح نے اس خوشی میں پیغام صلح ایک سال کے لئے کسی صاحب کے نام جاری کروایا ہے۔ فجزاہ اللہ۔ دعا ہے اللہ تعالےٰ نومولود کو صالح اور خادم دین بنائے۔

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام ملک نور الٰہی صاحب پرنٹر چھپا اور مولوی دوست محمد صاحب پبلشر نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع کیا۔

پیغام صلح مورخہ ۱۱ رمئی ۱۹۶۷ء۔ رجسٹرڈ ایل ۸۳۲۸۔ شمارہ نمبر

11/1/7

27/1/7

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۲۸

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تار کا پتہ:- "تبلیغ" لاہور

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

ہفت روزہ

پیغام صلح

لاہور

ٹیلیفون نمبر ۲۷۳۲

زرِ مبادلہ
پاک و ہند سے:- چھ روپے
بیرونی ممالک سے:- ایک پونڈ

ایڈیٹر:- دوست محمد
مدیر معاون:- بشیر احمد موز

فی پرچہ ۱۲ پیسے

جلد ۵۴ | یوم پنجشنبہ مؤرخہ ۱۲ صفر المظفر ۱۳۸۷ھ - مطابق ۲۵ مئی ۱۹۶۷ء | نمبر ۱۹

"لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں۔ لاہور میں ہمارے پاک محب ہیں
میں تیرے خالص محبّوں کا گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے نفوس و
اموال میں برکت دوں گا۔"

(الہامات حضرت مسیح موعودؑ)

حضرت مسیح موعودؑ اور ان کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفیٰؐ مارا امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفانِ ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا۔
۲- قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں اور نہ آئندہ منسوخ ہوگی۔
۳- سب صحابہؓ اور آئمہؒ قابلِ احترام ہیں۔
۴- سب مجددوںؒ کا ماننا ضروری ہے۔
۵- کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۶- اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا۔

مجرد انجمنیں اور مدرسے تائید دین کے لئے کافی نہیں

ایک آسمانی نور کے اترنے کی ضرورت ہے

حضرت امام زمان مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات گرامی

"اے وے لوگو جو ظلمت کے گڑھے میں دبے ہوئے اور شکوک و شبہات کے پنجہ میں اسیر اور نفسانی جذبات کے غلام ہو صرف اسمی اور رسمی اسلام پر نازمت کرو۔ اور اپنی سچی رفاہیت اور اپنی حقیقی بہبودی اور اپنی آخری کامیابی انہی تدبیروں میں نہ سمجھو جو حال کی انجمنوں اور مدارس کے ذریعہ کی جاتی ہے۔ یہ اشغال بنیادی طور پر فائدہ بخش تو ہیں اور ترقیات کا پہلا زینہ متصور ہو سکتے ہیں مگر اصل مدعا سے بہت دور ہیں۔ شاید ان تدبیروں سے دماغی چالاکیاں پیدا ہوں یا طبیعت میں پرفتی اور ذہن میں تیزی اور خشک منطق کی مشق حاصل ہو جائے یا عالمیت اور فاضلیت کا خطاب حاصل کر لیا جائے اور شاید مدت دراز کی تحصیل علمی کے بعد اصل مقصود کے کچھ ممد بھی ہو سکیں مگر تا تریاق از عراق آوردہ شود مار گزیدہ مردہ شود۔ سو جاگو اور ہوشیار ہو جاؤ۔ ایسا نہ ہو کہ ٹھوکر کھاؤ۔ مبادا سفر آخرت ایسی صورت میں پیش آوے جو درحقیقت الحاد اور بے ایمانی کی صورت ہو۔ یقیناً سمجھو کہ فلاح عافیت کی امیدوں کا تمام مدار و انحصار ان رسمی علوم کی تحصیل پر ہرگز نہیں ہو سکتا اور اس آسمانی نور کے اترنے کی ضرورت ہے جو شکوک و شبہات کی آلائشوں کو دور کرتا اور ہوا و ہوس کی آگ بجھاتا اور خدا تعالےٰ کی سچی محبت اور سچے عشق اور سچی اطاعت کی طرف کھینچتا ہے۔"

(فتح اسلام صفحہ ۴۲)

مسیح موعود نمبر کے متعلق

ضروری اعلان

سابقہ اشاعت میں یہ اعلان کیا گیا تھا کہ حضرت مسیح موعودؑ کے یوم وصال کی تقریب پر پیغام صلح کا خاص نمبر ۲۵ مئی کو شائع ہوگا۔

افسوس ہے کہ بعض ناگزیر وجوہات کی بناء پر یہ پرچہ وقت پر مکمل نہیں ہو سکا آئندہ جمعرات مؤرخہ ۱ جون کو مسیح موعودؑ نمبر شائع ہوگا جس کے بعض عنوانات حسب ذیل ہیں:-

- تحریکِ احمدیت کا امتیازی نشان
  احیائی تحریکات کا موازنہ
- انسانیت بیمار ہے اس کا مسیحا آ گیا۔
- حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت الٰہی اشارات کی روشنی میں۔
- انسانیت کے ہر شعبہ میں دین کامل ہو گیا
  اس لئے کسی نئے نبی کی ضرورت نہیں۔
- حضرت مرزا غلام احمد صاحب رح کے متعلق
  خواجہ غلام فرید صاحب چاچڑاں کے خطوط و ارشادات
- پہلوانِ حضرت ربِّ جلیل
- حضرت امام زمانؑ کے علمِ کلام پر ایک نظر
- حضرت مسیح موعودؑ کی بعض پیشگوئیاں (اور) ہستی باری تعالےٰ کا ثبوت۔

اور دیگر مضامین

اخبار و افکار

بشیر احمد سوز

نسلی تعصب اور اسلامی مساوات

ایک اخباری اطلاع کے مطابق جنوبی افریقہ کے کمیل مسٹر ابراہیم فیوشر کو ۱۹۶۶ء کا لینن امن پرائیز دیا گیا ہے۔ مسٹر فیوشر اس وقت جیل میں عمر قید کی سزا بھگت رہے ہیں۔ ان پر بغاوت کا الزام ہے۔ پرائیز کمیٹی کے چیئرمین نے انعام کا اعلان کرتے ہوئے بتایا کہ مسٹر فیوشر نے نسلی منافرت کے خلاف جدوجہد کر کے عظیم کردار کا مظاہرہ کیا ہے اور وہ اس الزام میں گرفتار ہو کر عمر قید کی سزا پا رہے ہیں۔

عقل و علم کی اس روشن صدی میں جس قدر بنی نوع انسان کے لئے خطرات، دہشت انگیزیاں اور ہولناکیاں ہیں۔ یہ سب قومی، ملکی، وطنی، نسلی اور لسانی تفریق کی لعنتوں کی پیداوار ہیں۔ گورے چٹے رنگ کا انسان کالے کلوٹے آدمی کو آدمیت کا درجہ دینے کے لئے تیار نہیں وہ اس کو انسان سے کم تر مخلوق یقین کرتا ہے۔ ان کی نگاہ میں وہی انسان باعث تکریم و تحریم ہے جو سفید چمڑی رکھتا ہو اور اعلیٰ سوسائٹی سے تعلق کے علاوہ مادی نعمتیں بھی اسے حاصل ہوں۔ انسانی عزت اور قدر و منزلت کے یہ مادی پیمانے انسان، انسان کے درمیان نفرت، عداوت اور انتقام کا بیج بو رہے ہیں۔ چونکہ یہ معیار امتیاز سراسر غیر فطرتی ہے۔ اس لئے آج نہیں تو کل یہ معیار کے پیمانے ٹوٹ کر رہ جائیں گے۔ اور ایک وقت آئیگا کہ انسانی معاشرہ کی عزت و منزلت اس معیار پر آجائے گی جو چودہ سو سال پہلے خدا تعالےٰ نے اسلام کے ذریعہ سے بنی نوع انسان کو عطا فرمایا تھا اور یہ اعلان کیا تھا "ہم نے تم کو ایک مرد و عورت سے پیدا کیا اور صرف ایک دوسرے کی پہچان کے لئے خاندان اور قبیلے بنائے ورنہ اللہ تعالےٰ کے نزدیک تم میں سب سے معزز وہ ہے۔ جو سب سے زیادہ تقویٰ شعار اور اعلےٰ کردار رکھتا ہے"

اس ارشاد الٰہی سے قومی منافرت، نسلی سیادت اور پیدائشی بزرگی کی جڑ اکھڑ کر رہ جاتی ہے حضرت رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا ہے کہ اب نہ کسی عرب کو عجمی پر فضیلت ہے اور نہ عجمی کو عرب پر اور نہ کسی کالے کو گورے پر اور نہ کسی گورے کو کالے پر بجز تقوےٰ کے فضیلت حاصل ہے۔ پرہیزگاری اور حسن عمل کا یہ معیار انسانی قدر و منزلت کا ایک ایسا بنیادی چارٹر ہے جس کے مقابلہ میں یورپ کے آزادی و مساوات کے نعرے کوئی حقیقت نہیں رکھتے اور آخر کار تمام انسانیت کو اسی چارٹر کو اپنانا ہوگا جو اسلام نے دنیا کی رستگاری کے لئے دیا۔

امریکی "امن و محبت"

امریکہ آج کل ویتنام میں جتنے بم روزانہ استعمال کر رہا ہے وہ تعداد دوسری جنگ عظیم کے عروج کے زمانے میں تمام یورپ پر استعمال ہوتی تھی۔ سرکاری اعلان کے مطابق مارچ کے مہینے میں امریکہ نے ویتنام میں ستتر (۷۷) ہزار ٹن بم گرائے ہیں جبکہ دوسری جنگ عظیم کا ایک ماہ کا ریکارڈ اسی ہزار ٹن کا تھا۔ مارچ میں فروری کے مقابلے میں نوے ہزار ٹن زائد بم استعمال کئے گئے۔ بموں کی یہ تعداد کوریا کی جنگ میں استعمال ہونے والے امریکی بموں کی تعداد سے چار گنا زیادہ ہے۔ اس کے علاوہ امریکی فوجی ایک چھاپہ مار کو ہلاک کرنے کے لئے رائفل اور مشین گن کی پچاس ہزار گولیاں استعمال کرتا ہے۔ ان گولیوں کی قیمت ساڑھے تین ہزار ڈالر ہوتی ہے۔

یہ اس قوم کا کردار ہے جو جناب مسیحؑ کے پیغام محبت کو دنیا میں لئے پھرتی ہے، اور "خدا محبت" "خدا محبت" کا اعلان کرتے ہوئے نہیں تھکتی، یہ اچھی خدا کی محبت ہے کہ دور دراز ممالک میں انسانوں کے حق خود ارادیت کو کچلنے کے لئے گولہ بارود کی بارش سالہا سال سے برسائی جا رہی ہے، اور نہ صرف ویتنام بلکہ کشمیر، فلسطین اور قبرص وغیرہ میں اسلحہ کے ذریعہ انسانی حقوق کو دبانے کا سامان کیا جاتا ہے۔ کیا امن و محبت اسی کا نام ہے؟

ذہنی تخلیقات اور اسلام

یہ دور عقل و علم کی وسعتوں کا دور ہے۔ فرد و جماعت اور معاشرہ و ملک آہستہ آہستہ فطرت کے ہمہ گیر اور عالمگیر اصولوں کو اپناتے چلے جا رہے ہیں، تنگ نظری، اجارہ داری، حد بندی، دھڑے بازی اور منافرت و انقباض اب نظر و قلب کی وسعتوں میں ڈھلنے لگے ہیں۔ آزادی فکر و کردار کا عالمگیر تصور اب حقیقتوں کا روپ دھار رہا ہے۔ زیست کے تقاضے فطری طور پر عام ہو چکے ہیں۔ پنڈت و پادری کی حاکمیت زائل ہوتی جاتی ہے، اور ذہنی تخلیقات پر کسی ایک قوم کی اجارہ داری ختم ہو رہی ہے۔ چنانچہ کیوبا کے صدر جنرل کاسترو نے اسی حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا ہے:

"ذہنی تخلیقات پر کسی ایک قوم کا اجارہ نہیں ہوتا تمام بنی نوع انسان اس سے استفادہ حاصل کر سکتے ہیں"۔

یہ وہ حقیقت ہے جس کی طرف قرآن نے آج سے چودہ سو سال پہلے توجہ دلائی تھی۔ اور انسانی عقل کو اپیل کرتے ہوئے زمین و آسمان کی تخلیق اور کائنات کی حقیقت پر غور کرنے کی تلقین کی تھی اسی قرآنی تلقین پر عمل کے نتیجہ میں آج سے چودہ صدیاں پہلے مسلمان علماء کی ذہنی تخلیقات سے علوم و فنون کے وہ چشمے جاری ہوئے جو یورپ کے تشنہ لبوں کی سیرابی کا موجب بنے افسوس کہ بعد کے زمانہ میں مسلمانوں نے ذہنی تخلیقات سے منہ موڑ لیا اور یورپ کی اجارہ داری ان پر قائم ہو گئی۔ ان ذہنی تخلیقات سے استفادہ کرنا بقول جنرل کاسترو ہر انسان کا حق ہے بالخصوص مسلمانوں کا جنہیں قرآن نے چودہ سو پہلے اس راہ پر ڈالا۔ خدا کا شکر ہے کہ اب پھر مسلمانوں کی توجہ اس طرف ہو رہی ہے۔ جیسا کہ صدر ایوب نے اپنے ایک حالیہ لیکچر میں ایسے شعبے قائم کرنے کا اعلان کیا ہے۔ جن میں مختلف سائنسی علوم کی ریسرچ اور ذہنی تخلیقات کے فروغ کا سامان کیا جائے گا انشاء اللہ تعالےٰ۔

مقبول بن ارضا کراچی

جماعت احمدیہ کراچی کا سالانہ جلسہ

جماعت احمدیہ کراچی کا دوسرا سالانہ جلسہ مورخہ ۳۰ اپریل بروز اتوار منعقد ہوا۔ جس میں کثیر التعداد افراد نے شرکت کی۔ خواتین بھی شامل تھیں۔ جن کے لئے پردہ کا خاص انتظام تھا۔ ہال کے باہر صحن میں شامیانے اور کرسیوں کا انتظام کیا گیا تھا۔ جلسہ کی دو نشستیں مقرر ہوئیں۔ پہلی نشست صبح ساڑھے نو بجے شروع ہوئی جس کی صدارت جناب میاں غلام عباس صاحب ریٹائرڈ آڈیٹر جنرل آف پاکستان نے فرمائی اس نشست کا آغاز تلاوت قرآن مجید سے ہوا۔ ریڈیو پاکستان کے قاری جناب ظفر قاسمی صاحب نے تلاوت فرمائی۔ قاری صاحب نے تلاوت بہت ہی پُر اثر انداز میں کی جس سے سامعین پر رقت طاری ہو گئی۔ تلاوت کے بعد خواجہ شریف احمد صاحب نے امام الزمانؑ کی لکھی ہوئی فارسی نعت بڑے ترنم سے پڑھی اس کے بعد ایک نعت قاری ظفر قاسمی صاحب نے ترنم کے ساتھ سنا کر سامعین کو بہت ہی متاثر کیا۔

مولانا دیارکھنی صاحب کی تقریر

بعد ازاں صدر جلسہ جناب میاں غلام عباس صاحب نے مقررین کا مختصر تعارف حاضرین سے کرایا۔ اور پھر جلسہ کے سب سے پہلے مقرر جناب مولانا عبدالحق دیارکھی صاحب نے سورۃ النساء کی آیت: والذین امنوا وعملوا الصلحت سندخلھم جنت تجری من تحتھا الانھار .... ان اللہ کان سمیعا بصیرا تک پڑھی اور پھر اس کی تشریح کرتے ہوئے اس موضوع پر کہ تمام مذاہب کی کتب میں حضرت رسول کریم کی پیشگوئیاں موجود ہیں نہایت بصیرت افروز تقریر فرمائی اور فرمایا کہ جس طرح پہلے مذاہب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی پیشگوئیاں موجود ہیں۔ اور تمام نبیوں نے آنحضرت صلعم کی خدمت اور امداد کی تلقین اپنی امتوں کو کی تھی۔ اسی طرح آنحضرت صلعم نے بھی ان انبیاء پر جو اعتراضات ہوتے ہیں ہر ایک کا جواب دیا ہے اور اُن نبیوں کو پاک اور معصوم ثابت کیا ہے حالانکہ خود اُن نبیوں کے ماننے والے ان کی طرف خطرناک گناہ منسوب کرتے ہیں۔ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن تمام ہستیوں کے اوپر جو اعتراض تھے سب کا قلع قمع کر کے حق امانت ادا کیا۔

مولینا عبدالمنان عمر صاحب کا لیکچر

مولانا دیارکھی صاحب کے بعد مولینا عبدالمنان عمر صاحب کھڑے ہوئے۔ آپ کی تقریر کا عنوان تھا "زندہ مذہب"۔ مولانا موصوف نے فرمایا کسی بھی مذہب کے زندہ ہونے کے لئے سات خصوصیات ضروری ہیں۔ آپ نے ان خصوصیات کو واضح کرتے ہوئے ثابت کیا کہ وہ سب اسلام میں پائی جاتی ہیں اس لئے اس وقت صرف اسلام ہی ایک زندہ مذہب ہے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ اسلام ایک ایسا مذہب ہے جو ہر زمانہ اور ہر دور کی ضروریات پوری کرتا اور ہر زمانہ کے لئے مشعل راہ ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اسلام اگر مردوں کی ضروریات پوری کرتا ہے۔ تو عورتوں کے مقام کو بھی بلند کرتا ہے۔ اگر بوڑھوں کی تعظیم سکھاتا ہے تو بچوں کے لئے بھی شفقت اور محبت کا حکم دیتا ہے غرض کہ اسلام کی عظمت کا یہی ثبوت کافی ہے۔ کہ ہر زمانہ کی ضروریات پوری کرتا ہے۔ پس چونکہ یہ مذہب قیامت تک کی ضروریات کا حامل ہے۔ اس لئے یہ زندہ مذہب ہے جس کا ایک بین تاریخی ثبوت یہ ہے کہ تیرہ سو سال میں ہر سو سال کے بعد اس میں مجدد مبعوث ہوتے رہے ہیں جو اسلام کو ہر قسم کے گرد و غبار سے پاک و صاف کر کے اس کی نورانی کرنوں کو روشن کرتے ہیں۔ یہ سلسلہ تا قیامت جاری رہے گا جس سے اسلام کی زندگی کا ثبوت ملتا رہے گا۔

(باقی بر صفحہ ۳ کالم ۳-۴)

خط و کتابت کرتے وقت
چٹ نمبر کا حوالہ دیں۔ — مینجر

جماعتِ احمدیہ کراچی کا سالانہ جلسہ

(بسلسلہ صفحہ ۲)

ڈاکٹر اللہ بخش صاحب کی تقریر

مولانا عبدالمنان عمر صاحب کی تقریر کے بعد احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے آنریری جنرل سیکرٹری جناب ڈاکٹر اللہ بخش صاحب کی تقریر اس موضوع پر ہوئی کہ "کیا تبلیغ اسلام کے لئے کسی جماعت کی ضرورت ہے؟" انہوں نے اپنی تقریر شروع کرتے ہوئے ایک اقتباس پڑھ کر سنایا جس میں صدر پاکستان جناب فیلڈ مارشل محمد ایوب خاں نے انجمن حمایت اسلام لاہور کے سالانہ جلسہ کے موقع پر تقریر کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ اسلام کو زندہ اور مضبوط بنانے کے لئے ایک منظم جماعت کی ضرورت ہے۔ ڈاکٹر صاحب موصوف نے سوال کیا۔ کہ ایک جماعت جس کا کام صرف تبلیغ اسلام ہے اور وہ ۶۰ سال سے مسلسل تبلیغ اسلام کا کام سرانجام دے رہی ہے اس کی موجودگی میں کیا کسی اور جماعت کی ضرورت ہے۔ فرمایا کہ جب لوگ ہماری جماعت کے کام کی تعریف کرتے ہیں اور ان سے کہا جاتا ہے کہ تم بھی اس کارِ خیر میں حصہ لو تو وہ خاموش ہو جاتے ہیں۔ اور عملی حصہ نہیں لیتے۔ یہ ایمانی کمزوری اور بزدلی ہے کہ آدمی ایک چیز کو اچھا سمجھے۔ مگر اس کے لینے کی سعی نہ کرے۔ وقت کی کمی کی وجہ سے ڈاکٹر صاحب نے اپنی تقریر کو دوسری نشست میں مکمل کرنے کا وعدہ کیا۔ اور صدر جلسہ نے پہلی نشست کے اختتام کا اعلان فرمایا۔

باقی — باقی

جلسہ یومِ وصال

۲۸ مئی ۱۹۶۶ء کو بروز اتوار بوقت ۸ بجے صبح حضرت مسیح موعودؑ کے یومِ وصال کی تقریب پر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی طرف سے جامع مسجد احمدیہ بلڈنگس لاہور میں حضرت امیر ایدہ اللہ کے زیرِ صدارت ایک جلسہ منعقد ہوگا جس میں حضرت مولانا شیخ عبدالرحمان صاحب مصری، جناب ڈاکٹر اللہ بخش صاحب، جناب مولانا عبدالمنان عمر صاحب اور جناب مرزا مسعود بیگ صاحب تقاریر فرمائیں گے۔ احباب جماعت لاہور اس جلسہ میں شمولیت فرما کر ثواب دارین حاصل کریں۔ جنرل سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

اخبارِ احمدیہ

معذرت

گذشتہ اشاعت (مؤرخہ ۱۱ مئی ۱۹۶۷ء) میں گوجرانوالہ کے محترم ڈاکٹر حسن علی صاحب کی علالت کی خبر شائع کی گئی تھی۔ بعد میں معلوم ہوا کہ یہ خبر غلط تھی۔ جس کی وجہ سے ڈاکٹر صاحب ممدوح اور ان کے خاندان کو شدید صدمہ ہوا، ادارہ پیغامِ صلح اس غلطی کے لئے محترم ڈاکٹر صاحب اور تمام افرادِ خاندان سے دلی افسوس کے ساتھ معذرت خواہ ہے، اور دُعا کرتا ہے کہ اللہ تعالےٰ انہیں صحت و توانائی کے ساتھ عمر طویل عطا فرمائے۔

انتقالِ پُر ملال

—— جماعت کے تمام حلقوں میں یہ خبر انتہائی رنج و افسوس سے سنی جائے گی کہ مسجد احمدیہ بلڈنگس لاہور کے دیرینہ مؤذن میاں عبد السبحان صاحب کچھ عرصہ بیمار رہ کر ۲۰ مئی کو داعیٔ عالم بقا ہو گئے انا للہ و انا الیہ راجعون، مرحوم نہایت نیک سیرت، پارسا، پابندیٔ اوقات کے ساتھ اذان دینے اور پنجوقتہ نماز کے پابند تھے، دعا ہے اللہ تعالےٰ انہیں جنت الفردوس میں جگہ دے اور ان کی اہلیہ اور بیٹوں اور دیگر افرادِ خاندان کو صبرِ جمیل عطا کرے، حضرت امیر اور دیگر افرادِ جماعت نے مرحوم کے جنازہ میں قبرستان میانی تک شرکت فرمائی جہاں انہیں احمدیہ قبرستان میں سپردِ خاک کیا گیا۔ احباب سے جنازہ غائبانہ کی استدعا ہے۔

کراچی میں جلسہ یومِ وصال

—— احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور شاخ کراچی نے ۲۸ مئی کو بروز اتوار حضرت مسیح موعود کے یومِ وصال کی تقریب پر بوقت پانچ بجے شام جلسہ منعقد کرنے کا اعلان کیا ہے۔ خواتین کے لئے پردہ کا انتظام ہوگا، جلسہ کے بعد احمدیہ کانفرنس کا اجلاس ہوگا۔ امید ہے کراچی کے تمام دوست اور غیر از جماعت احباب اس جلسہ میں شرکت کریں گے۔

شادی اور کامیابی پر عطیہ

—— ڈاکٹر میجر مختار احمد قاضی نے سمعیل وال سے اپنے لڑکے بشیر احمد صاحب کی شادی کی خوشی میں مبلغ دس روپے اور اپنی بڑی صاحبزادی تسنیم اختر صاحبہ کی ایم بی بی ایس کے امتحان میں کامیابی اور دوسری بیٹی کلثوم اختر کے فاطمہ جناح میڈیکل کالج میں داخلہ مل جانے کی خوشی میں مزید دس روپیہ بطور عطیہ اشاعت اسلام مرحمت فرمائے ہیں فجزاہ اللہ خیراً۔ ڈاکٹر صاحب نے بزرگانِ سلسلہ سے درخواست کی ہے کہ ان کے لئے دُعا کی جائے کہ اللہ تعالےٰ انہیں دنیوی پریشانیوں سے نجات بخشے اور اپنا فضل نازل فرمائے۔

مسجد ایبٹ آباد

—— ایبٹ آباد سے محترم ڈاکٹر سعید احمد خان صاحب نے تحریر فرمایا ہے کہ:—

"مسجد ایبٹ آباد اب قابلِ استعمال ہے الحمد للہ علی ذالک۔ بعض عزیزوں اور دوستوں نے مسجد کے لئے چندے پیش کئے یا خیال ظاہر کیا تھا کہ وہ دینا چاہتے ہیں، میں نے چندے قبول کرنے کا سلسلہ ملتوی کر دیا تھا، اب جو عزیز یا دوست مسجد ایبٹ آباد کے لئے چندہ دینا چاہیں وہ مجھے بھیج سکتے ہیں، وہ ثواب میں شامل ہو سکیں گے۔"

درخواستہائے دُعا

—— (۱) جہلم سے ماسٹر عبد الحکیم صاحب نے احباب سے استدعا کی ہے کہ احباب کرام محترم شیخ عبد العزیز صاحب (خلف الرشید شیخ قمر دین صاحب مرحوم) کے لئے جن کو کچھ عرصہ ہوا شدید چوٹیں آئی تھیں دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ انہیں صحت کامل عطا فرمائے۔

(۲) چوہدری فضل داد صاحب ایڈمنسٹریٹر احمدیہ فارم چک $\frac{6}{4-L}$ اوکاڑہ لکھتے ہیں کہ "میرا لڑکا چوہدری سعادت احمد صاحب ایم اے کام پاس کرنے کے بعد چارٹرڈ اکاؤنٹسی کے پانچ سالہ کورس کے لئے لندن گیا ہوا ہے ان کا فائنل امتحان مئی ۱۹۶۷ء میں شروع ہو رہا ہے بزرگانِ سلسلہ سے استدعا ہے کہ وہ ان کی کامیابی کے لئے دردِ دل سے دعا فرمائیں۔

(۳) حکیم نواب دین چک $\frac{15}{10 \cdot R \cdot L}$ کی اہلیہ صاحبہ ذہنی پریشانی سے دوچار ہیں۔ احباب جماعت سے استدعا ہے کہ ان کی صحت کے لئے دردِ دل سے دعا فرمائیں۔

شادی ۔ ۲۱ مئی بروز اتوار میاں عبد الرحمان صاحب ریٹائرڈ ایس ڈی او مسلم ٹاؤن لاہور کی صاحبزادی کی شادی عمل میں آئی۔ اس موقعہ پر موصوف ...

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام ملک نور الٰہی صاحب پرنٹر چھپا اور مولوی دوست محمد صاحب پبلشر نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع کیا۔

پیغامِ صلح مؤرخہ ۲۵ مئی ۱۹۶۷ء رجسٹرڈ ایل ۳۸۰۴ شمارہ ۱۹

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸ | تار کا پتہ "تبلیغ" لاہور

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

مسیح موعود نمبر

مدیر : دوست محمد — مدیر معاون : بشیر احمد سوز

جلد ۵۰ | یوم پنجشنبہ مورخہ یکم جون ۱۹۶۷ء | نمبر ۲۰-۲۱-۲۲

حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود و مجدد صدی چہاردہم

جو انگلستان میں مسیح موعود کے دم سے اسلام کا شکار ہو گئے۔

"میں نے دیکھا کہ میں شہر لندن میں ایک منبر پر کھڑا ہوں اور انگریزی زبان میں ایک نہایت مدلل بیان سے اسلام کی صداقت ظاہر کر رہا ہوں۔ بعد اس کے میں نے بہت سے پرندے پکڑے جو چھوٹے چھوٹے درختوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ اور ان کے رنگ سفید تھے اور شاید تیتر کے جسم کے موافق ان کا جسم ہوگا۔ سو میں نے اس کی یہ تعبیر کی کہ اگرچہ میں نہیں مگر میری تحریریں ان لوگوں میں پھیلیں گی اور بہت سے انگریز صداقت کے شکار ہو جائیں گے"

(ازالہ اوہام ص ۵۲۶)

ہمارا کام

اعلائے کلمۃ اللہ — جہاد بالقرآن

۱- تین یورپین زبانوں میں قرآن کریم کا ترجمہ کر کے اس کی قریباً پچاس ہزار کاپی دنیا میں شائع کی۔ انگریزی ترجمہ کی قریباً دس ہزار کاپی مفت تقسیم کی ہے۔ اسے دنیا کی بہت سی لائبریریوں میں پہنچا کر لاکھوں انسانوں تک دین اسلام کا پیغام پہنچایا ہے۔ جرمن ترجمہ کی دو ہزار کاپی مفت شائع ہو رہی ہے۔ اور ڈچ ترجمہ بھی جہاں ضرورت تھی مفت پہنچایا ہے۔ اردو ترجمہ اور تفسیر ۹ ہزار کی تعداد میں شائع کی۔

۲- سیرت نبوی جس میں یورپ کے تمام اعتراضات کو صاف کیا گیا ہے سترہ مختلف زبانوں میں ترجمہ ہو چکی ہے جن میں سے چھ یورپ کی زبانیں ہیں۔ قریباً پندرہ ہزار کاپی اب تک مفت شائع کر کے دنیا کی بہت سی لائبریریوں میں پہنچائی گئی ہے۔

۳- اسلامی تعلیم پر کتابیں اور رسالے قریباً تیس زبانوں میں ترجمہ ہو چکے ہیں۔ اور مختلف زبانوں میں پچاس ہزار سے زیادہ تعداد میں مفت تقسیم کئے ہیں۔

۴- دو مشن یورپ میں کھولے گئے۔ ایک برلن دار الخلافہ جرمنی میں اور دوسرا ہالینڈ میں۔ اس کے علاوہ آسٹریلیا، ٹرینیڈاڈ، فجی اور امریکہ میں بھی تھوڑے تھوڑے عرصہ کے لئے انجمن کے مشن کام کرتے رہے ہیں۔ اور ہسپانیہ میں ایک مشن کھولنے کا فیصلہ ہو چکا ہے۔

۵- آج تک ان مشنوں کے ذریعہ سے ایک اور ڈیڑھ ہزار کے درمیان یورپین داخل اسلام ہو چکے ہیں جن میں بڑے بڑے لارڈ اور مشہور اہل قلم ہیں۔ اور لاکھوں انسانوں کا نقطۂ خیال اسلام کے متعلق تبدیل ہو چکا ہے۔

۶- برلن (دار الخلافہ جرمنی) میں ایک عظیم الشان مسجد بنوائی ہے۔

۷- ہندوستان کے مختلف مقامات پر اسلامی مشن قائم کئے گئے جن کے ذریعہ چار اور پانچ ہزار کے درمیان غیر مسلم داخل اسلام ہو چکے ہیں۔

۸- دو ہائی سکول قائم کئے گئے ہیں۔ ایک خاص لاہور میں اور دوسرا بدوملہی ضلع سیالکوٹ میں۔ دونو کے ساتھ بورڈنگ ہاؤس بھی ہیں۔

۹- ایک درسگاہ مبلغین تیار کرنے کے لئے قائم ہے۔

ہمارے عقائد

ایک خدا - ایک رسول - ایک کتاب

۱- ہم اللہ تعالیٰ کی توحید اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان لاتے ہیں

۲- ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین مانتے ہیں اور بالفاظ بانی سلسلہ:-

"اس بات پر محکم ایمان رکھتا ہوں کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں اور آنجناب کے بعد اس امت کے لئے کوئی نبی نہیں آئے گا نیا ہو یا پرانا"۔ (نشان آسمانی صفحہ ۲۸)

"جو شخص ختم نبوت کا منکر ہو اسے بیدین اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں"۔ (مجموعہ اشتہارات حصہ چہارم صفحہ ۳۰۰)

"میرا یقین ہے کہ وحی رسالت حضرت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب محمد مصطفےٰ صلعم پر ختم ہو گئی۔ (")

"ہم نبوت کے مدعی پر لعنت بھیجتے ہیں"۔

۳- ہم قرآن کریم کو اللہ تعالیٰ کی آخری اور کامل کتاب مانتے ہیں جس کا کوئی حکم منسوخ نہیں نہ قیامت تک منسوخ ہوگا۔

۴- ہم بالفاظ بانی سلسلہ ایمان لاتے ہیں کہ ملائک حق اور حشر اجساد حق اور روز حساب حق اور جنت و جہنم حق ہے۔ (ایام الصلح صفحہ ۸۶)

۵- ہم کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر ایمان رکھتے ہیں اور نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ کو اسلام کے ارکان میں سے مانتے ہیں جن پر دین کی بنا رکھی گئی ہے۔

۶- ہم تمام انبیاء اور تمام کتابوں پر جن کی سچائی قرآن شریف سے ثابت ہے ایمان لاتے ہیں۔

۷- ہم تمام صحابہ کرام، تمام ائمہ دین کی عزت کرتے ہیں خواہ وہ اہل سنت کے مسلمہ بزرگ ہوں یا اہل تشیع کے۔ اور کسی صحابی یا امام یا محدث یا مجدد کی تحقیر و نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں

۸- ہم بالفاظ بانی سلسلہ ایمان لاتے ہیں کہ "جو شخص اس شریعت اسلام میں سے ایک ذرہ کم کرے یا ایک ذرہ زیادہ کرے یا ترک فرائض اور اباحت کی بنا ڈالے وہ بے ایمان اور اسلام سے برگشتہ ہے"۔

۹- ہم حسب ارشاد بانی سلسلہ خدا تعالیٰ اور اس کے رسول کے مقرر کردہ تمام فرائض کو فرائض سمجھ کر اور تمام منہیات کو منہیات سمجھ کر ٹھیک ٹھیک اسلام پر کاربند ہیں۔ غرض وہ تمام امور جن پر سلف صالحہ کا اعتقادی اور عملی طور پر اجماع تھا۔ اور وہ امور جو اہل سنت کی اجماعی رائے سے اسلام کہلاتے ہیں ان سب کا ماننا فرض سمجھتے ہیں۔

ایام الصلح صفحہ ۸۶

حقیقت تھی، جس کو مرزا صاحب نے پیش از وقت دیکھ کر اس کی خوشخبری عالم اسلام کو دی، یہ خوشخبری آج ایک امر واقعہ کی صورت اختیار کر چکی ہے، اور دُنیا دیکھ رہی ہے کہ اسلام اپنی معقولیت اور روحانیت کے اعتبار سے فلسفہ و سائنس اور تمام مذاہب عالم پر غلبہ حاصل کر رہا ہے اس کے بعد بھی یہ سوال کرنا کہ احمدیت نے عالم اسلام کو کیا دیا۔ کس قدر ناحق شناسی اور احسان فراموشی کا اظہار ہے۔

یہی وہ ایمان و ایقان تھا، جو حضرت مرزا صاحب کے پاس بیٹھنے والوں کے دلوں میں سرایت کر گیا اور وہ اس ایمان کو لے کر چہار دانگِ عالم میں نکل کھڑے ہوئے تاکہ اس پاک چشمہ سے جو حضرت مرزا صاحب نے انہیں اسلامی صداقتوں کی شکل میں دیا، تشنہ لبانِ دہریت والحاد کو سیراب کریں اور گم کردہ راہ مذاہب کو راہ ہدایت دکھائیں، اسی جذبہ کو لئے ہوئے وہ یورپ و امریکہ پہنچ گئے اور تبلیغ اسلام کے ذریعے حضرت مرزا صاحب کے اس کشف کو عملاً سچا کر دکھلایا جس میں انہوں نے اپنے آپ کو لندن کے منبر پر کھڑے ہو کر وعظ کرتے اور سفید پرندے پکڑتے ہوئے دیکھا تھا۔

اس ضمن میں یہ بھی بتا دینا ضروری ہے کہ جس وقت اس جماعت کے بزرگ یورپ میں تبلیغ اسلام کے لئے جا رہے تھے، عام طور پر مسلمانوں کے دلوں پر اسلام کے متعلق ایسی مایوسی اور مرعوبیت چھائی ہوئی تھی۔ کہ بہت لوگوں نے ان کے اس اقدام کو پاگل پن قرار دیا اور کہا گیا کہ اسلام یورپ میں نہیں پھیل سکتا کیونکہ یہ اہلِ یورپ کے مزاج اور عقل کے خلاف ہے لیکن بعد میں انہی "پاگلوں" کی مجنونانہ کوششوں سے جو شاندار نتائج پیدا ہوئے انہیں دیکھ کر یہ اعتراف کرنا پڑا کہ جماعت احمدیہ کا یہ اقدام بالکل صحیح اور اسلام کے حق میں مفید ثابت ہوا ہے۔ یہ وہ فاتحانہ قدم ہے جس نے حضرت مرزا صاحب کی مندرجہ بالا خوشخبری کے مطابق اسلام کو [illegible] ثابت کر دیا۔ اور اس کی فاتحانہ طاقتوں کے متعلق مسلمانوں کے دلوں سے مایوسی یکسر مٹ گئی۔ چنانچہ حکیم اجمل خاں صاحب مرحوم نے یہی بات حضرت مولانا صدر الدین صاحب (موجودہ امیر جماعت احمدیہ) سے اس وقت کہی، جب وہ جرمنی میں تبلیغ اسلام کرنے اور کئی جرمنوں کو مسلمان کرنے کے بعد حکیم صاحب سے جو اس وقت فرانس میں تھے ملاقات کے لئے وہاں پہنچے حکیم صاحب نے فرمایا کہ ویسے تو کسی ایک غیر مسلم کو بھی اسلام میں لانا بہت بڑی نیکی اور بڑے ثواب کا کام ہے لیکن آپ لوگوں کی تبلیغ سے ایک بہت بڑا فائدہ جو اسلامی دنیا کو پہنچا ہے وہ یہ ہے کہ ان کے دلوں سے اسلام کے متعلق مایوسی جاتی رہی اور اس کی جگہ یہ یقین پیدا ہو گیا ہے کہ یہ مذہب دُنیا کو فتح کر سکتا ہے۔

مولوی ابوالحسن علی ندوی غور کریں کہ کیا چھوٹی سی چیز ہے جو احمدیت نے اسلام کو دی ہے کیا اس عظیم الشان اور روشن ترین خدمتِ اسلام کے ہوتے ہوئے یہ پوچھنا کہ احمدیت نے عالم اسلام کو کیا دیا؟ ایسا ہی نہیں جیسے کوئی شخص نصف النہار میں سورج کی روشنی سے منکر ہو بیٹھے یا یہ سوال کرے کہ سورج نے کیا فائدہ دیا پہنچایا ہے؟

یہیں تک نہیں، آیئے کچھ اور بھی احمدیت کے عالم اسلام کو دیئے ہوئے عطیات کا آپ کو پتہ دیا حضرت مرزا صاحب نے جو جماعت پیدا کی انہیں ان پڑھ بھی تھے، اور بڑے بڑے علما بھی اور وہ لوگ بھی جو علوم مغربی سے بہرہ ور ہو کر آپ کی جماعت میں شامل ہوئے۔ یہ سب کے سب لوگ آپ کی پاک صحبت میں بیٹھ کر عالم دین بن گئے انہی لوگوں میں سے ایک ہمارے موجودہ امیر حضرت مولانا صدر الدین صاحب بھی ہیں جن کو ایک مرتبہ بانی ندوۃ العلماء مولانا شبلی نعمانی سے بعض مسائل پر گفتگو کا موقعہ ملا، اور ان کی عالمانہ باتیں سُن کر مولانا شبلی کو یہ کہنا پڑا کہ مرزا صاحب کا یہ کمال ہے کہ انہوں نے انگریزی خوانوں کو بھی عالم دین بنا دیا ہمارا تو یہ حال ہے کہ ندوہ میں علومِ عربیہ کی تعلیم دی گئی تو یہاں کے متعلمین کچھ ملا ثابت ہوئے اور جب انہیں انگریزی کا چھینٹا دیا تو دہریہ بن گئے۔ یہ ندوۃ العلماء کے بانی کا اعتراف ہے کیا اسی ندوہ کے موجودہ مہتمم مولوی ابوالحسن علی صاحب اپنے پیشرو کے اس اعتراف کے ہوتے ہوئے بھی یہ سوال کریں گے کہ احمدیت نے عالم اسلام کو کیا دیا؟

احمدیت کے دیئے ہوئے عطیات میں سے ایک اور بہت بڑے عطیہ کا ذکر سُن لیجئے ۱۸۹۶ء میں لاہور میں مذاہب عالم کی ایک عظیم الشّان کانفرنس منعقد ہوئی جو "جلسہ اعظم مذاہب" کے نام سے مشہور ہے اس جلسہ میں چند مقررہ سوالات پر مختلف مذاہب کے نمائندوں کو اپنے اپنے مذہب کی رُو سے روشنی ڈالنے کی دعوت دی گئی، ان میں ہندو، آریہ، عیسائی، سکھ، اور مسلمان سبھی مذاہب کے نمائندے شامل تھے۔ حضرت مرزا صاحب نے بھی اس جلسہ میں ایک مضمون لکھ کر بھیجا اور پہلے سے ہی یہ اعلان کر دیا، کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھے بتایا گیا ہے کہ "مضمون بالا رہا" چنانچہ ایسا ہی ہوا باوجودیکہ مسلمانوں کے دوسرے نمائندوں نے بھی اس جلسہ میں، اسلام کی نمائندگی میں مضامین پڑھے لیکن جج صاحبان نے جن میں دو مسلمان اور چار غیر مذاہب کے آدمی تھے، حضرت مرزا صاحب ہی کے مضمون کو سب سے بالا قرار دیا اور وہ کیوں نہ قرار دیتے جلسہ کے تمام سامعین بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ لاہور کے در و دیوار تک اس مضمون کی عظمت اور فوقیت پر رطب اللسان تھے۔ اور یہ حقیقت ہے کہ اگر مرزا صاحب کا یہ مضمون نہ ہوتا تو ایک سناتنی ہندو کا مضمون جو دوسرے نمبر پر رہا، اوّل قرار پاتا اور یوں اسلام کی حقانیت (معاذ اللہ) خاک میں مل جاتی۔ یہ مضمون اردو اور انگریزی میں کتابی شکل میں چھپا ہوا موجود ہے اور آج بھی کئی مسلمانوں اور غیر مسلموں کی ہدایت کا موجب ہو چکا ہے اور ہو رہا ہے۔ فرمایئے اس نمایاں فتح کے ہوتے ہوئے جو حضرت مرزا صاحب کے ذریعہ عالم اسلام کو حاصل ہوئی، آپ یہی کہیں گے، کہ احمدیت نے عالم اسلام کو کیا دیا؟

اور سُن لیجئے! احمدیت کے ظہور سے پہلے برصغیر میں عیسائیت بڑے زور سے پھیل رہی تھی، اور کئی تعلیم یافتہ مسلمان جن میں علمائے دین بھی شامل تھے اسلام سے نکل کر عیسائیت کی آغوش میں جا چکے تھے اور یہ سلسلہ بڑے زوروں سے جاری تھا، پادری صاحبان یہ کہکر مسلمانوں کو ورغلا رہے تھے، کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تمہارے اپنے اعتقاد کے مطابق دو ہزار سال سے بجسدِ عنصری آسمان پر زندہ بیٹھے ہیں اور آخری زمانہ میں دُنیا کی اصلاح کے لئے دوبارہ نازل ہوں گے، لیکن تمہارے نبی محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اسی دنیا میں چونسٹھ سال کی عمر پاکر فوت ہو گئے اور مدینہ کی سرزمین میں سپرد خاک کر دیئے گئے، بتاؤ عیسیٰ مسیح زندہ نبی بلکہ خدا کا بیٹا ہے جو دو ہزار سال سے خدا کے داہنے ہاتھ پر بیٹھا ہے یا تمہارا نبی جو زیر زمین مدفون ہے؟ مسلمانوں کے پاس اس کا کیا جواب ہو سکتا تھا، سوائے اس کے کہ آمنّا وصدّقنا کہکر مسیحیت کی آغوش میں چلے جاتے۔ یہ حضرت مرزا صاحب ہی تھے جنہوں نے اس وقت بانگ دہل یہ اعلان کیا کہ عیسیٰ مسیح دو ہزار سال ہوئے اسی دنیا میں فوت ہو گئے۔ ان کی قبر سری نگر (کشمیر) کے محلہ خانیار میں موجود ہے۔ اس لئے اب ان کا دوبارہ آنا ناممکن ہے اور کفارہ وغیرہ کی تعلیم غلط ہے کوئی شخص مسیح کے کفّارہ پر ایمان لاکر نجات نہیں پا سکتا۔ لیکن ہمارے نبی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو جانے کے باوجود زندہ نبی ہیں کیونکہ آپ کی تعلیم زندہ ہے جس پر چل کر انسان خدا تک پہنچ سکتا اور نجات حاصل کر سکتا ہے۔

حضرت مرزا صاحب کا یہ اعلان عیسائیت کے لئے موت کا پیغام تھا، جس کو سُن کر وہ لومڑیوں کی طرح دُم دبا کر بھاگ گے اور تمام کلیساؤں میں سرکلر جاری کر دیا گیا کہ کوئی عیسائی کسی احمدی کے ساتھ گفتگو یا مناظرہ نہ کرے۔ عیسائیوں کے فرار نے ان کی رفتارِ ترقی کو روک دیا اور کم از کم پڑھے لکھے مسلمانوں میں ان کی تبلیغ کا دروازہ بند ہو گیا، سوائے اس کے کہ کمزور ایمان، جاہل اور نادار لوگوں پر ان کے سیم و زر یا ٹونے ٹوٹکوں وغیرہ کا جادو چل جائے اور کوئی ذریعہ تبلیغ عیسائیت کا نہیں رہا۔

کیا یہ فائدہ جو احمدیت نے عالم اسلام کو پہنچایا مولوی ابوالحسن علی کی نظر میں کوئی حقیقت نہیں رکھتا؟ اور احمدیت کی طرف سے اسلام کے اس موثر اور عظیم الشان دفاع کو دیکھ کر بھی وہ یہی کہتے چلے جائیں گے کہ "احمدیت نے عالم اسلام کو کیا دیا؟"

نہ صرف عیسائیت بلکہ آریہ سماج، برہمو سماج، وغیرہ ادیان بھی حضرت بانی احمدیت کے زمانہ میں اسلام پر بُری طرح حملہ آور تھے جس سے متاثر ہو کر بعض مسلمان مرتد ہونے شروع ہو گئے۔ حضرت مرزا صاحب نے نہایت دلیری اور جوانمردی سے ان کا مقابلہ کیا، اور دلائل و براہین سے نہ صرف ان مذاہب کی غلطیوں اور خامیوں کو واضح کیا بلکہ اسلام کی حقانیت اور عظمت بھی نہایت واضح اور زبردست دلائل سے دلوں پر بٹھا دی۔

اس حقیقت سے کون انکار کر سکتا ہے کہ جن دنوں آریہ سماجی پرچارک مسلمانوں کو للکار رہے تھے، کہ آؤ ہم سے وید یا قرآن کی صداقت اور حقانیت پر بحث کرلو، صرف حضرت مرزا صاحب ہی تھے جنہوں نے مختلف کتابوں، رسالوں اور تقاریر کے ذریعے سے یہ ثابت کیا کہ ویدوں کی تعلیم مُردہ ہو چکی ہے، اور آریہ سماجی معتقدات علم و عقل کے بالکل خلاف اور ناقابلِ فہم ہیں اور صرف قرآن ہی ایک کتاب ہے جو انسان کو صحیح راستہ کی طرف لے جاتی اور خدا تعالیٰ کا قرب عطا کرتی ہے۔ اسی دوران میں ایک کٹر اور بد زبان آریہ سماجی پنڈت لیکھرام نے جب رسول کریم صلعم کی تکذیب کرتے ہوئے یہ مطالبہ کیا کہ کوئی آسمانی نشان صداقت پیش کرو تو حضرت مرزا صاحب نے خدا تعالیٰ سے علم پاکر اعلان کیا کہ لیکھرام کسی غیبی ہاتھ سے موت کے گھاٹ اتارا جائے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا اور اس آسمانی نشان نے یہ ثابت کر دیا کہ اسلام برحق ہے اور اس کا خدا زندہ ہے، یہ ایک اور عظیم الشان عطیہ ہے جو احمدیت نے عالم اسلام کو دیا۔

شاید مولوی ابوالحسن علی کو معلوم نہ ہو، ایک وقت یہ بھی ایسا آیا کہ رامچندر نامی ایک آریہ سماجی پنڈت نے اپنے لیکچروں میں قرآنی آیات پڑھ پڑھ کر ان کے غلط تراجم سے یہ ثابت کرنا چاہا کہ ویدوں کی تعلیم قرآن سے زیادہ معقول اور افضل ہے چونکہ مسلمانوں میں کوئی سنسکرت جاننے والا کوئی نہ تھا، اس لئے ان کا [illegible] تنگ ہونے لگا اس موقعہ پر احمدیت کے ایک فرزند (مولانا عبد الحق ودیارتھی) نے جو قرآن کے علاوہ سنسکرت زبان اور ویدوں کے بھی عالم ہیں اٹھے اور انہوں نے رامچندر کا ایسا ڈٹ کر مقابلہ کیا کہ اس کی قرآن دانی اور ویدوں کے علوم واقفیت کا پردہ چاک ہو گیا۔ یہ مناظرے نہ صرف لاہور بلکہ دہلی، سکندر آباد اور حالیہ ہندوستان کے کئی دوسرے مقامات پر ہوئے، اور تمام مسلمانوں کے علاوہ جمعیتہ العلمائے ہند پر بھی اس احمدی مناظر کی ایسی دھاک بیٹھی کہ احمدیت کے مخالف ہونے کے باوجود انہوں نے درخواست کی کہ مولانا عبد الحق صاحب کی خدمات چند سالوں کے لئے انہیں تفویض کی جائیں تاکہ وہ جمعیتہ العلماء کے مبلغین کو آریہ سماج کے مقابلہ کے لئے تیار

(باقی بر صفحہ کالم ۱)

اِسلام نے انسانی تربیت کے ہر شعبہ میں دِین کو کامل کر دیا ہے
دِین کامل ہو جانے کے بعد کسی نئی نبوت کی کوئی گنجائش نہیں رہ گئی

حضرت مرزا صاحب نبی نہیں اور نہ ان کے انکار سے کفر لازم آتا ہے

حضرت مرزا صاحب کی خدماتِ اِسلام ان کی مجددیت پر شاہد ہیں

خطبۂ جمعہ مؤرخہ ۱۲ مئی ۱۹۶۷ء - فرمودہ حضرت امیر قوم مولینا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ بمقام جامع احمدیہ - احمدیہ بلڈنگس لاہور

الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دیناً فمن اضطر فی مخمصۃ غیر متجانف لاثم فان اللہ غفور رحیم ——— (سورۃ المائدہ ۵ - آیت ۳)

اکمال دین کی آیت کے نزول پر دو عیدیں

آیت الیوم اکملت لکم دینکم کے نازل ہونے کا ذکر حدیث شریف میں پایا جاتا ہے۔ اس کا ترجمہ یہ ہے کہ اب ہم نے تمہارا دین کو کامل کر دیا ہے۔ و اتممت علیکم نعمتی اپنی نعمت تم پر پوری کر دی ہے۔ و رضیت لکم الاسلام دینا اور پسند کیا ہے تمہارے لئے وہ دین جس کا نام اسلام ہے حدیث میں ہے کہ جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ تو یہودیوں اور اہل کتاب نے کہا کہ اگر یہ آیت ہمارے لئے نازل ہوتی۔ تو ہم اس دن عید مناتے۔ کیونکہ اس میں بہت بڑی بشارت ہے۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ آیت کریمہ میرے سامنے اُتری ہے۔ عرفات کے میدان میں حجۃ الوداع کے موقعہ پر اُتری جو جمعہ کا دن تھا اس موقعہ پر ہم نے دو عیدیں منائیں۔ ایک تو جمعہ کی عید دوسرے عید کی عید۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ آیت غیر قوموں کی نگاہ میں اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قوم کے نزدیک بہت بڑی بشارت ہے۔

عالمگیر دین جو ربّ العالمین کی طرف سے عطا ہوا

قرآن نے ان تمام چیزوں کا ذکر فرمایا ہے۔ جن کی وجہ سے کوئی دین کامل ہو سکتا ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ حیّ قیوم اور ربّ العالمین خدا کا عطا کردہ دین ہے۔ زمین و آسمان کا بادشاہ ایک ہے۔ زمین پر بسنے والی تمام قومیں ایک گھرانے کا حکم رکھتی ہیں۔ اس لئے دنیا جہان کے خالق و مالک کی طرف سے عالم انسانیت کے لئے ایک عالمگیر دین عطا کیا گیا ہے۔ فرمایا قل یایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعاً۔ لوگو! میں صرف خطۂ عرب کے لئے یا صرف عرب قوم کی طرف یا ایک خاص وقت کے لئے رسول ہو کر نہیں آیا ہوں بلکہ دنیا جہان کی تمام قوموں کے لئے اور قیامت تک کے لئے اس خدا کی طرف سے پیغام لایا ہوں لہ ملک السمٰوات والارض۔ جو زمین و آسمانوں کی سلطنت کا بادشاہ اور سارے عالم انسانیت کا خالق اور ربّ ہے۔

تمام عالمِ انسانیت کا ایک رسول

یہ تمام عالم انسانیت ایک ہی ہے۔ سب انسانوں کی فطرت بھی ایک ہے۔ فرمایا ان سب کی راہنمائی کے لئے میں آیا ہوں۔ پہلے ایک ایک قوم کی طرف رسول آیا کرتے تھے ولکل قوم ھاد خدا تعالیٰ نے ہر ایک قوم کی طرف ہادی اور رسول بھیجا ہے وما من امۃ الا خلا فیھا نذیر کوئی قوم اور کوئی امت ایسی نہیں جس کے اندر جناب الٰہی کی طرف سے مرسل نہ آیا ہو۔ ایک وقت تھا کہ دنیا کی تمام قوموں کا آج کل کی طرح تعلق اور رابطہ نہیں تھا۔ آمد و رفت کے ذرائع مفقود تھے۔ قومیں علیحدہ علیحدہ رہتی تھیں۔ انہیں ایک دوسرے کا پتہ نہیں تھا۔ اس لئے ان میں الگ الگ نبی بھیجے جاتے تھے لیکن اب قوموں کے باہمی تعلقات اور میل جول کے ذرائع پیدا ہو گئے سب قومیں ایک وحدت کے حکم میں آگئیں اس لئے سب کی طرف ایک ہی رسول بھیجا گیا۔

تمام نبیوں کی ایک ہی تعلیم جو تدریجاً مکمل ہوئی۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ساری قوموں کو متحد کرنے کے لئے یہ اعلان کیا کہ ہم خدا تعالیٰ کے تمام نبیوں اور رسولوں پر ایمان لاتے ہیں اور ساتھ ہی یہ بھی بتایا کہ سب پیغمبروں نے ایک ہی سبق دیا ہے جو توحید الٰہی اور مخلوق خدا کی خدمت کا سبق ہے یہی اسلام کی تعلیم ہے، جو تدریجاً مکمل ہوئی ہے یہ امر یاد رکھنے کے لائق ہے کہ اللہ تعالیٰ کے تمام کام تدریجاً پایۂ تکمیل کو پہنچتے ہیں اس نے ابتداء میں ہر قوم کے لئے علیحدہ علیحدہ انبیاء بھیجے۔ اس کے بعد تمام قوموں کو ایک کرنے کے لئے ایک پیغمبر بھیجا جس کے نظریات عالمگیر ہیں چنانچہ فرمایا ان اللہ فالق الحب والنوی ایک گٹھلی اور ایک چھوٹے سے بیج کو اللہ تعالیٰ پھاڑ کر بہت بڑا درخت بنا دیتا ہے شاہ بلوط کا درخت بہت بڑا درخت ہوتا ہے۔ پیپل کا درخت سو سو فٹ کی بلندی تک پہنچ جاتا ہے۔ اور اس کی سایہ دار گھنی شاخوں کا اتنا پھیلاؤ ہوتا ہے کہ ان کے زیر سایہ پلٹنیں آرام کر سکتی ہیں اس پر چھوٹا سا پھل لگتا ہے جس کے اندر خشخاش کی طرح دانے ہوتے ہیں۔ ان پر پرندے بہت عاشق ہوتے ہیں۔ لیکن یہ اتنے بلند و بالا اور فلک بوس درخت بتدریج ایک چھوٹے سے بیج سے بڑھ کر یہ صورت اختیار کرتے ہیں۔ خدا کے قانون میں تدریجی تکمیل کا اصول زیر عمل ہے۔ خدا تعالیٰ ایک دن میں پیپل اور دیودار کا درخت پیدا نہیں کرتا۔ اس پر وقت صرف ہوتا ہے اس پر زمین و آسمان کی صلاحیتیں اور استعدادیں اپنا اثر ڈالتی ہیں اگرچہ اسے قدرت حاصل ہے کہ آن واحد میں پیپل اور دیودار کا درخت نمودار ہو جائے۔ وہ یہ بھی کر سکتا ہے کہ ماں کے پیٹ سے کوئی بچہ نو ماہ کے بجائے ایک دن میں پیدا کر دے لیکن اس کا یہ قانون نہیں اس کے قانون میں تدریج پائی جاتی ہے جو ساری کائنات میں جاری و ساری ہے۔

جو طالب علم پہلی جماعت میں داخل ہوتا ہے وہ ہمارے مضمون نہیں پڑھ سکتا۔ بہت دیر کے بعد ایم اے کرتا ہے۔ اسی طرح شجرِ نبوت بھی بتدریج تکمیل کو پہنچا۔ فرمایا کانت بنو اسرائیل تسوسھم الانبیاء کلما ھلک نبی خلفہ نبی بنی اسرائیل میں انبیاء علیہم السلام کا سلسلہ جاری رہا۔ ایک نبی فوت ہو جاتا تو ایک اور نبی اس کی جگہ مبعوث ہو جاتا۔ کیونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت کامل نہیں تھی اس لئے حسب ضرورت زمانہ نئے احکام شریعت دینے کے لئے انبیاء کا آنا ضروری تھا اسی طرح سے حضرت عیسےٰ علیہ السلام بھی کامل تعلیم لے کر نہ آئے تھے اور انہوں نے فرمایا کہ میرا جانا ضروری ہے۔ تاکہ وہ روح حق آئے جو تمام باتیں تمہیں سکھائے گی۔ وہ روح حق حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جن کی ذات اقدس تکمیل شریعت کا موجب ہوئی ہے۔

قصرِ نبوت کی آخری اینٹ

حضرت نبی کریم صلعم نے فرمایا ان مثلی و مثل الانبیاء من قبلی کمثل رجل بنی بیتاً۔ میری مثال اور پہلے انبیاء کی مثال اس شخص کی سی ہے جس نے ایک مکان بنایا فاحسنہ واجملہ۔ پھر اس کو بہت اچھا بنایا اور ہر طرح سے خوبصورت بنایا الا موضع لبنۃ مگر اس کے کونہ میں ایک اینٹ کی جگہ خالی رہ گئی فجعل الناس یطوفون بہ ویتعجبون لہ لوگ اس کے گرد گھومتے اور تعجب کرتے ویقولون ھلا وضعت ھذہ اللبنۃ اور کہتے ہیں کہ یہ اینٹ کیوں نہ لگائی گئی قال فانا اللبنۃ وانا خاتم النبیین فرمایا میں وہ اینٹ ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں، اس حدیث کی رو سے

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قصرِ نبوت کی آخری اینٹ ہیں۔ وہ اینٹ جس کے متعلق حضرت عیسٰے علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ وہ پتھر جس کو ردّی سمجھ کر معماروں نے پھینک دیا وہی کونے کا پتھر نکلا۔ یہ کونے کا پتھر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

وحدت نسلِ انسانی اور اتحاد عالم انسانیت کا سبق۔

اسلام ساری دنیا اور تمام قوموں کو توحید الٰہی کا سبق دے کر وحدت نسلِ انسانی کی تلقین کرتا ہے۔ وہ قوم جو کہتی ہے کہ خدا صرف ہماری قوم کا خدا ہے۔ وہ دوسرے لوگوں کو منافرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اس کی وجہ سے قوموں کے اندر تعصّبات اور تنگ نظری پیدا ہوتی ہے۔ اسلام کہتا ہے المخلوق عیال اللہ سارے کے سارے انسان خدا تعالےٰ کا کنبہ ہیں۔ ولقد کرمنا بنی آدم۔ ہم نے اولاد آدم کو معزز بنایا ہے۔ کوئی حصّہ بنی آدم کا ایسا نہیں جس کی عزت اور قدر نہ کی جائے۔ تمام لوگ عزت و احترام کے قابل ہیں رب المشرقین ورب المغربین۔

اہلِ مشرق ہوں یا مغرب کے رہنے والے ہوں۔ ان سب کا خدا ایک ہے تمام کے تمام انسانوں کی طبیعت اور فطرت ایک جیسی رکھی ہے۔ مشرق کا زرد یا کالے رنگ کا آدمی اور یورپ کے سفید چمڑی والے آدمی ان دونوں کی فطرت ایک جیسی ہے۔ یورپ میں بھی جھوٹے۔ کمینے۔ چور۔ دغاباز۔ فریبی اور مکّار انسان کو پسند نہیں کیا جاتا۔ وہاں بھی نیک اور شریف آدمی ہی کی عزت ہے۔ خدا تعالےٰ نے بنی نوع انسان کی فطرت میں نیکی کو پسند کرنا رکھا ہے وہ برائی کو برا سمجھتا اور نیکی سے محبت رکھتا ہے، سب انسانوں کی ایک ہی فطرت ہے کیونکہ اس فطرت کا پیدا کرنے والا ایک ہی خدا ہے، فرمایا ساری قومیں قابل تعظیم ہیں ساری قوموں میں انبیاء کرام آئے سب انبیاء خدا کی طرف سے بنی نوع انسان کے لئے رشد و ہدایت کے پیغام لائے۔ فرمایا فانّ احبهم الی اللہ انفعهم لعیاله۔ سب سے زیادہ خدا کا پیارا وہ ہے جو خدا تعالےٰ کے عیال کی خدمت کرتا اور ان کو نفع پہنچاتا ہے۔ یہ دین اور اس دین کی تعلیم عالمگیر ہے۔ یہ اتحاد عالم انسانیت کا ذریعہ ہے اسلام قوموں کے اندر اخوت و اتحاد پیدا کرنا چاہتا ہے۔

اسلام کا فراخدلانہ نظریہ اور دوسری اقوام کی تنگ نظری۔

دو چار دن ہوئے ایک انگریز ہمارے ہاں احمدیہ بلڈنگس میں مہمان کے طور پر ٹھہرا۔ وہ حیران ہوا کہ یہاں ہر کوئی مجھ سے برادرانہ برتاؤ کرتا ہے۔ کوئی شخص مجھ سے نفرت نہیں کرتا۔ ہر شخص بھائیوں کی طرح مجھ سے ملتا ہے۔ اور بڑی عزت و احترام سے مخاطب کرتا ہے۔ میں نے اسے بتلایا کہ اسلام کی برکات ہیں۔ مسلمان تمام بنی نوع انسان سے خواہ وہ ہندو ہے یا سکھ یا عیسائی ہے یا یہودی ہر ایک سے اچھا سلوک کرتا ہے۔ اس کا کلیجہ فراخ ہے۔ وہ رب العالمین کو مانتا ہے۔ لیکن دیگر قوموں کا طریقہ اس کے برعکس ہے۔ یہودی کہتا ہے کہ یہوو ہمارا خدا ہے، ہم ہی اس کی پیاری قوم ہیں۔ عیسائی کہتا ہے کہ ہم ہی جنت کے وارث ہیں جو مسیح کے کفارہ پر ایمان لاتے ہیں۔ ہندو کہتا ہے کہ بھارت ماتا کے ہندو ہی پوتر ہیں باقی لوگ خواہ وہ کتنے ہی نیک اور اچھے چلن کے ہوں سارے کے سارے ملیچھ اور ناپاک .... اور راندۂ درگاہ الٰہی ہیں۔

دوسری قوموں کے پیغمبروں پر ایمان

لیکن حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ساری دنیا کے لوگ ایک ہی قوم ہیں تمام قوموں کا خدا ایک ہے ساری کی ساری انسانیت قابلِ تعظیم ہے۔ اور ساری کی ساری قوموں کے لئے خدا تعالےٰ نے پیغمبر بھیجے۔ ان کو شریعت دی۔ ایک ہی تعلیم سب کو دی۔ حضرت نبی کریم صلعم فرماتے ہیں امنت بما انزل اللہ من کتاب۔ میں ہر اس کتاب پر ایمان لاتا ہوں۔ جو کسی زمانہ میں کسی قوم پر کسی نبی پر اتری ہے۔ یہ صرف Toleration کی بات نہیں بلکہ اس کو ایمانیات کا جزو قرار دیا ہے۔ صرف دوسری قوموں کی کتابوں اور رسولوں کی تعظیم ہی نہیں کرتا بلکہ ان کی صداقت پر ایمان لاتا ہے۔ ان انبیاء اور ان کتب پر کوئی اعتراض کرے تو ہم اس کا دفاع کرتے ہیں۔ فرمایا من کتاب۔ کوئی کتاب ہو۔ کسی زمانہ میں اتری ہو۔ کسی قوم کے لئے ہو اور کسی پیغمبر پر اتری ہو کسی وطن اور ملک میں اتری ہو، مسلمان اس پر ایمان لاتا اور اس کو برحق تسلیم کرتا ہے۔

اخوّت بنی نوع انسان کا نظریہ

یہ اعلان کیسا معقول اور مفید ہے فرمایا اللہ ربنا و ربکم۔ ہم سب کا رب ایک ہے اور فرمایا ولنا اعمالنا ولکم اعمالکم۔ ہمارے اعمال ہمارے لئے ہیں اور تمہارے اعمال تمہارے لئے۔ اعمال تمہارے ہوں یا ہمارے اگر ان کے نتائج اور اثرات اچھے ہوں تو خدا ہمارا تمہارا ساتھ دے گا۔ برا عمل ہوگا تو نتیجہ برا برآمد ہوگا لا حجة بيننا وبينكم۔ اب آپس میں بھائی بھائی بننے کے لئے کونسی حجت رہ گئی ہے۔ یہ اعلان کافی ہے اس ثبوت کے لئے کہ جو دین حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کو دیا وہ عالمگیر ہے۔ قیامت تک کے لئے ہے۔ اور ساری کی ساری قوموں کے لئے ہے۔

بلا امتیاز مذہب و ملّت عدل و انصاف

ایک جگہ فرمایا کہ بڑی فکر اور احتیاط سے فیصلے دیا کرو۔ کوئی شخص تمہارا بھائی ہو یا غیر ہو جس کسی کا مقدمہ پیش ہو جائے عدل انصاف جانب داری اور عزت و وقار کی بھینٹ نہ چڑھ جائے یہ فرمان الٰہی حضرت نبی کریم صلعم کے عمل میں آیا۔ خلفاء راشدہ رضی اللہ عنہم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جہاں کہیں حکومت کی۔ وہاں عدل و انصاف کو سامنے رکھا اپنے اور غیروں کے درمیان پورا پورا انصاف کیا۔ جنگ کے زمانہ میں تو دشمن کے ساتھ موالات مشکل ہو جاتے ہیں۔ حکم ہے کہ جن لوگوں سے لڑائی ہو رہی ہو ان کو چھوڑ دو۔ لا ينهكم الله عن الذين لم يقاتلوكم في الدين ولم يخرجوكم من دياركم ان تبروهم و تقسطوا اليهم ان الله يحب المقسطين جن کے ساتھ تمہاری لڑائی نہیں جنہوں نے تمہیں گھروں سے نہیں نکالا ان کے ساتھ نیکی کرنے سے ہم تمہیں منع نہیں کرتے تم نے ان سے عدل سے کام لینا ہے مصر میں ایک مسلمان ایک قبطی عیسائی کے مقابلہ میں ماخوذ و ملزم قرار پایا۔ یمن کے متعلق فرمایا۔ یہودیوں پر تم حکومت کرنے چلے ہو۔ ان پر ظلم نہیں کرنا اتق دعوة المظلوم مظلوم کی آہ سے بچنا یہودی کی آہ سے۔ بچنا مظلوم کی آہ سیدھی آسمان پر جاتی ہے۔ مسلمان ظالم حاکم پٹ جائے گا۔ ان احکام کے ذریعہ آپ نے سیاست میں کمال کر دیا۔ اخوت بھی کمال کی ہے معاشرت بھی کمال کی ہے ....

ان نظریات و اسباق کی وجہ دین کامل ہوگیا

ان کمالات کی وجہ سے فرمایا الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی۔ آج ہم دین کامل کرتے ہیں۔ ساری قوموں کو ایک کرنا چاہتے ہیں۔ اسلامی اخوت نہ پاکستان کی ہے نہ ایران کی اور نہ ترکی کی بلکہ یہ اخوت عالمگیر ہے۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے میرے مولا! جو ہر ایک چیز کا مولا ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ مخلوق ساری کی ساری بھائی ہیں اور الانبياء اخوة۔ سارے کے سارے نبی بھائی بھائی ہیں۔ خدا ایک ہے ان کی تعلیم ایک ہے۔ اس کو کہتے ہیں اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی اگر اس دین کے کامل ہونے کے بعد کوئی شخص آکر کہے کہ میں نبی ہوں میرا ماننا فرض ہے اور جو مسلمان میری نبوت پر ایمان نہیں لاتا وہ کافر ہے۔ یعنی پچاس ساٹھ کروڑ مسلمان کافر ہیں تو ظاہر ہے کہ اس قسم کا اعتقاد اسلام کی عالمگیر تعلیم کے منافی ہے۔ اس لئے قطعی غلط ہے اور اس لئے غلط ہے کہ کامل کتاب کے بعد کوئی امر ایسا نہیں ہے جس پر ایمان لانا فرض ہو۔ قرآن کریم تو فرماتا ہے فیها کتب قيمة۔ کل صداقتیں اس کے اندر موجود ہیں۔ ولا یاتونك بمثلٍ الا جئنٰك بالحق۔ کوئی نادر بات اس کے مقابلہ میں پیش نہیں کی جاسکتی ما فرطنا في الكتاب من شيء۔ کسی بات کی کمی اس کتاب میں باقی نہیں رہ گئی، پھر یہ کس طرح صحیح ہو سکتا ہے کہ کوئی ایسا نبی آجائے جس کا ماننا فرض ہو اور اس کے نہ ماننے سے کل دنیا کے مسلمان کافر ہو جائیں۔

تبحر علمی رکھتے ہوئے حضرت مرزا صاحب نبوت کا دعوے نہیں کر سکتے۔

اب رہی یہ بات کہ حضرت مرزا صاحب نے نبی ہونے کا دعوے کیا ہے یا نہیں یہ حقیقت ہے کہ اسلام کے متعلق حضرت مرزا صاحب کا مطالعہ بڑا دقیق تھا۔ وہ قرآن سے باخبر تھے۔ احادیث کا خوب علم رکھتے تھے اور انہوں نے موٹی موٹی تفاسیر قرآن کریم کی پڑھی تھیں اس تبحر علمی کے بعد وہ کیسے کہہ سکتے تھے کہ میں نبی ہوں۔

حضرت مرزا صاحب کا دعویٰ نبوت سے انکار

انہوں نے مخالفین کے اعتراضات کا جواب دیتے ہوئے فرمایا:۔

"اگر یہ اعتراض ہو کہ نبوت کا دعوے کیا ہے اور وہ کلمۂ کفر ہے۔ تو بجز اس کے اور کیا کہیں کہ لعنة الله على الكاذبين۔" (انوار الاسلام صفحہ ۳۴)

"میں کس طرح نبوت کا دعوے کروں جبکہ میں مسلمانوں میں سے ہوں" (حمامة البشریٰ صفحہ ۷۹)

"میرا نبوت کا دعوے کوئی نہیں یہ آپ کی غلطی ہے کیا یہ ضروری ہے کہ جو الہام کا دعوٰے کرے وہ نبی بھی ہو جائے" (جنگ مقدس صفحہ ۶۷)

پھر فرمایا:۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ میں دعوٰے نبوت کر کے کافروں کی جماعت میں شامل ہو جاؤں۔ میں تو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کفش بردار ہوں۔ میں ان کا خادم ہوں میں ان کا خلیفہ ہوں نبی نہیں ہوں"

"یاد رکھنا چاہیئے کہ ہمیں بجز خادم اسلام ہونے کے

اور کوئی دعوےٰ نہیں"

خاتم النبیین کے بعد خلفاء کا سلسلہ

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کانت بنو اسرائیل تسوسھم الانبیاء کلما ھلک نبی خلفہ نبی و سیکون الخلفاء فی امتی کہ بنی اسرائیل میں خدا تعالےٰ کا یہ قاعدہ تھا کہ نبی کے بعد نبی مبعوث ہوتے رہے اور یوں انبیاء کرام کی بعثت کا سلسلہ جاری رہا۔ لیکن میرے بعد نبوت ختم ہے۔ خلفاء آئیں گے۔ اسی لئے حضرت مرزا صاحب نے فرمایا کہ میں ان کا خلیفہ ہوں۔ حضرت صاحب کی آخری تصنیف "چشمۂ معرفت" ہے۔ اس میں فرماتے ہیں کہ:۔

"خدا کے بندوں پر الہام اُترتے ہیں، وحی نبوت آنحضرت صلعم پر بند ہے اور کوئی شخص حضور کے بعد بطور نبی مبعوث ہوکر نہیں آسکتا۔ لیکن خلفاء پیدا ہوتے رہیں گے ان خلفاء میں سے میں ایک ہوں"

چشمۂ معرفت میں بار بار فرمایا کہ:۔

امّت محمدیہ میں بزرگ لوگ پیدا ہوتے رہیں گے ان پر خدا تعالےٰ کا الہام اترے گا۔ اگر میں جھوٹا ہوتا تو خدا مجھے ہلاک کر دیتا لیکن خدا نے ہر موقعہ پر حمایت و نصرت کی۔ وہ جانتا ہے جس کا میں خادم ہوں کہ میں نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا

وحی ولایت و محدثیت
دعویٰ نبوت کا جھوٹا فتوےٰ

اور فرمایا:۔

"ہر وہ چیز جو مخالف ہے قرآن کے وہ کذب اور الحاد اور زندقہ ہے، پھر میں کس طرح نبوت کا دعوےٰ کروں جبکہ میں مسلمان ہوں" (حمامۃ البشریٰ ص۷۹)

اور فرمایا:۔

"کیا کبھی دنیا میں ایسا ہوا ہے کہ کاذب کو خدا تعالےٰ ایسی مدد دے کہ وہ گیارہ برس سے خدا تعالےٰ پر افتراء کر رہا ہو کہ اس کی وحی وحی ولایت ہے اور وحی محدثیت میرے اُوپر نازل ہوتی ہے اور خدا تعالےٰ اس کی رگ جان نہ کاٹے۔" (مجموعہ اشتہارات حصہ دوم ص۱۶۳)

اور فرمایا۔ جو لوگ مجھے نبی سمجھتے ہیں انہوں نے میری بات کو نہیں سُنا میرے اُوپر فتوےٰ لگاتے ہیں کہ میں نے دعوےٰ نبوت کیا ہے میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اُن کا یہ فتوےٰ کہ میں نے نبوت کا دعوےٰ کیا ہے جھوٹا ہے بالکل جھوٹا ہے اس میں راستی کی ذرہ بھر بھی چاشنی نہیں اور اس کے لئے کوئی اصل بنیاد نہیں جس کی بناء پر وہ ایسا فتویٰ دیتے ہوں

وحی نبوت نہیں اُترتی
سلسلہ نبوت منقطع

حضرت مرزا صاحب نے بڑے شد و مد سے فرمایا کہ میرے اُوپر وحی نبوت نہیں اُترتی۔ انہوں نے فرمایا:۔

وان رسولنا خاتم النبیین و علیہ انقطعت سلسلۃ المرسلین (حقیقۃ الوحی الاستفتاء صفحہ ۶۴-۶۵) یعنی ہمارے رسول خاتم النبیین ہیں اور آپ پر سلسلہ رسالت منقطع ہو گیا ہے۔

حضرت مرزا صاحب کے یہ الفاظ کہ رسالت و نبوت منقطع ہے خود حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی استعمال فرمائے ہیں فرمایا ان الرسالۃ والنبوۃ قد انقطعت فلا نبی بعدی ولا رسول۔ نبوت اور رسالت منقطع ہو چکی ہے۔ اور میرے بعد نہ کوئی نبی ہے نہ رسول۔ ایسا ہی انقطع الوحی کے الفاظ حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے بھی استعمال کئے ہیں۔ فرمایا کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں وحی الٰہی ہوتی تھی اور اس وحی کے ذریعہ معاملات طے ہوتے تھے۔ میرے وقت میں یہ بات نہیں ہے قد انقطع الوحی اب وحی الٰہی منقطع ہے میں تو لوگوں کے ظاہر کو دیکھ کر امور سلطنت اور معاملات طے کرتا ہوں ان کے اندرونے کا معاملہ خدا کے سپرد کرتا ہوں۔

پھر الوحی قد انقطع کے الفاظ اُمّ ایمن نے بھی استعمال کئے ہیں۔ اُمّ ایمن حضور کی خادمہ تھیں۔ حضور نے ان کی نسبت فرمایا تھا انت امی بعد امی۔ میری ماں کی وفات کے بعد آپ نے میری پرورش والدہ کی طرح کی ہے۔ حضور اُمّ ایمن کی تکریم کیا کرتے تھے۔ اور ان کے ہاں تشریف لے جایا کرتے تھے۔ حضرت نبی کریم صلعم کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر رضؓ نے حضرت عمر رضؓ سے کہا کہ آئیے ہم اُمّ ایمن کی خیر و عافیت پوچھ آئیں۔ کیونکہ حضور کا یہ معمول تھا کہ وہ ام ایمن کی ملاقات کے لئے جایا کرتے تھے آیئے ہم بھی ملاقات کر آئیں۔ اس جملہ میں خلیفہ کی شان نظر آتی ہے کہ خلیفہ کا قوم سے کیا دستور العمل ہونا چاہیئے خلیفہ حجروں میں یا باڈی گارڈ کے پہرہ میں زندگی گذارنے کے لئے نہیں ہوتا قوم سے لاتعلق نہیں ہو جاتا بلکہ وہ قوم کا محافظ اور خدمتگذار ہوتا ہے۔ چنانچہ جب حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما اُمّ ایمنؓ کے گھر تشریف لے گئے تو ان کو دیکھ کر وہ آبدیدہ ہو گئیں اور رونے لگیں۔ انہوں نے تسلی دی اور دریافت کیا کہ آپ کے رونے کی کیا وجہ ہے ہم آپ کو تسلی دیتے ہیں کہ جہاں اللہ کے رسول استراحت فرما رہے ہیں وہ خدا کے قرب کا مقام ہے وہ برکات کا مقام ہے حضرت اُمّ ایمنؓ کہنے لگیں کہ کیا تم سمجھتے ہو کہ مجھے یہ پتہ نہیں کہ خدا کے پاس حضور کا بہتر ٹھکانا ہے میں جس وجہ سے آپ کو دیکھ کر رو پڑی ہوں وہ یہ ہے کہ الوحی انقطع من السماء کیا عرفان ہے ایک عورت کا اور کیا اخلاق ہیں خلفاء کے اور حضرت امام زمان رح نے بھی انقطع کا لفظ اپنی کتاب حقیقۃ الوحی میں انہی معنوں میں استعمال کیا ہے فرمایا "وان رسولنا خاتم النبیین و علیہ انقطعت سلسلۃ المرسلین" ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور آپ پر رسولوں کا سلسلہ منقطع ہو چکا ہے اب انقطع کے معنی اگر کوئی شخص جاری ہونا سمجھے تو اس کا کیا علاج۔

نزول جبرئیل بہ پیرایہ
وحی رسالت مسدود

حضرت مرزا صاحب نے فرمایا:۔

"قرآن کریم بعد خاتم النبیین کسی رسول کا آنا جائز نہیں رکھتا خواہ وہ نیا رسول ہو یا پرانا کیونکہ رسول کو علم دین بتوسط جبرئیل ملتا ہے اور باب نزول جبرئیل بہ پیرایہ وحی رسالت مسدود ہے اور یہ بات خود ممتنع ہے کہ دنیا میں رسول تو آوے مگر سلسلہ وحی رسالت نہ ہو" (ازالہ اوہام ص۷۶۱)

اور فرمایا:۔

"حسب تصریح قرآن رسول اس کو کہتے ہیں جس نے احکام و عقائد دین جبرئیل کے ذریعہ سے حاصل کئے ہوں لیکن وحی نبوت پر تو تیرہ سو برس سے مُہر لگ گئی ہے کیا یہ مُہر اس وقت ٹوٹ جائے گی" (ازالہ اوہام ص۵۳۴)

اور فرمایا:۔ "ظاہر ہے کہ اگرچہ ایک ہی دفعہ وحی کا نزول فرض کیا جائے اور صرف ایک فقرہ حضرت جبرئیل لاویں اور پھر چپ ہو جاویں یہ امر بھی ختم نبوت کے منافی ہے" (ازالہ اوہام ص۵۷۷)

اور فرمایا:۔ "رسول کی حقیقت اور ماہیت میں یہ امر داخل ہے کہ دینی علوم کو بذریعہ جبرئیل حاصل کرے اور ابھی ثابت ہو چکا ہے کہ اب وحی رسالت تا بقیامت منقطع ہے" (ازالہ اوہام ص۶۱۴)

پھر فرمایا:۔ "جس طرح یہ ممکن نہیں کہ آفتاب نکلے اور اس کے ساتھ روشنی نہ ہو اسی طرح ممکن نہیں کہ دنیا میں ایک رسول اصلاح خلق کے لئے آوے اور اس کے ساتھ وحی الٰہی اور جبرئیل نہ ہو" (ازالہ اوہام ص۵۷۸)

قرآن کریم میں تمام امور تربیت انسانی کی تکمیل

قصہ کوتاہ قرآن کریم تمام ان امور کی تکمیل کی جو تعلیم چاہیئے جو انسانیت کی تربیت کے لئے ضروری ہیں قرآن کریم اخلاق کی تعلیم دینے میں کامل ہے سیاسیات کی تعلیم دینے میں کامل ہے۔ تمدن و معاشرت کی تعلیم کے لئے کامل ہے ساری دنیا یقین کر چکی ہے کہ وہ اخوت جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیدا کی وہ لاجواب ہے۔

دعوےٰ نبوت سے اکملت لکم دینکم کی تکذیب۔

اس آیت کے ہوتے کوئی شخص یہ کہے کہ میں نبی ہوں تو یہ اس آیت کی تکذیب کرنا ہے کہ نبوت کا کوئی کام ہی میرے ذمہ نہیں تو اسکو خواہ مخواہ نبی گردانتا ظلم ہے اس کے برعکس حضرت مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ اگر وحی نبوت کا ایک فقرہ بھی نازل ہو جائے تو اس سے اسلام کا تختہ اُلٹ جائے گا۔

حضرت مرزا صاحب کی خدمات اسلام انہیں مجدد زمان ثابت کرتی ہیں۔

پس ایسے شخص کے متعلق جس کو اسلام اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں اتنی بڑی غیرت اور عزت ہے یہ کہنا کہ وہ بھی نبوت کا دعوےٰ کرتا تھا بڑا ظلم ہے اہل ربوہ نے حضرت مرزا صاحب کی طرف دعوےٰ نبوت منسوب کر کے ان کے مقام کو گرا دیا ہے مسلمانوں کے دلوں میں ان کے خلاف شدید نفرت کے جذبات پیدا کر دیئے ہیں۔ حالانکہ حضرت صاحب نے خدمات اسلام کے میدان میں عظیم کارنامے انجام دیئے اور باطل اعتقادات کی قلعی کھول دی۔ اور دیگر مذاہب کا بطلان ثابت کیا۔ انہوں نے آریوں، برہمو سماج، سکھ اور عیسائی قوم سے ٹکر لی اور یورپ کو اسلام کا مدح سرا بنا دیا انہوں نے یہ روشن خدمات انجام دے کر یہ ثابت کر دیا ہے کہ وہ مجدد زمان ہیں۔

صحیح معتقدات کے ساتھ اچھے اعمال پیدا کرو

آپ کو چاہیئے کہ لوگوں کو بتائیں کہ حضرت صاحب کا دعویٰ نبوت کا نہیں، یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ حضرت صاحب کو نبی یا مجدد مان لینے سے کچھ نہیں بنتا جب تک اعمال نیک نہ ہوں۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام مبارک کا صرف کلمہ پڑھ لینے سے کچھ فائدہ نہیں جب تک اعمال اچھے نہ ہوں۔ حضرت مرزا صاحب کو مان لینے سے کیا بنے گا۔ اصل غرض تو یہ ہے کہ ہمارے اعمال اور کردار دوسروں سے ممتیز ہوں۔ کردار کی خوبی سے ہی انسان معزز ہے۔

(باقی بر صفحہ ... کالم ...)

مرزا محمد حسین صاحب بی کام

تحریک احمدیت کا امتیازی نشان

احیائی تحریکات کا موازنہ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی احیائی تحریک اور دوسری ہمعصر احیائی تحریکوں میں ایک بیّن فرق نظر آتا ہے۔ اس فرق کے بیان کرنے سے پہلے حضرت سید احمد بریلوی رضی اللہ عنہ کی تحریک کا ضمنی ذکر ضروری معلوم ہوتا ہے۔ حضرت سید احمد بریلوی پیکر صدق و صفا تھے ان کی شخصیت میں بلا کی کشش تھی ہزاروں لوگ ان کے حلقہ بگوش ہو گئے اور ہر قربانی کے لئے طیار ہو گئے۔ انہوں نے ایمان باللہ و ایمان بالرسول کا احیاء کیا۔ مسلمانانِ ہند اپنی دیرینہ مرعوبیت اور مغلوبیت سے نجات حاصل کرنے کے لئے میدان جہاد میں اتر آئے لیکن یہ جہاد حضرت سید احمد بریلوی اور ان کے رفقاء عزیز کی شہادت میں منتج ہوا اور ان کی تحریک سرد پڑ گئی یہ اس بات کا بیّن ثبوت تھا کہ اس دور میں جہاد بالسیف وہ نتائج پیدا نہیں کر سکتا جو جہاد بالقلم سے پیدا ہو سکتے تھے۔ گویا حضرت مسیح موعود کی تحریک سے پہلے ہی حضور کی ... کا جواز پیدا ہو گیا تھا۔ حضور نے جہاد بالقلم پر زور ... بالسیف پر اصرار سے اجتناب کی تلقین فرمائی۔ ہر چند ... کو یہ ناگوار گذرا اور انہوں نے مخالفت کا طوفان کھڑا کر ... ان کے پاس اس کا کوئی جواب نہیں تھا کہ اس سے پہلے ایک مردِ خدا کی سعی جہاد بالسیف کارگر نہیں ہوئی تھی۔ سوڈان میں بھی سوڈانی مہدی کا جہاد بھی کامیابی سے ہمکنار نہ ہو سکا۔ ان دو جہادوں کے نتیجہ خیز نہ ہونے سے حضرت مسیح موعود کی جہاد کی تعلیم کے لئے راستہ ہموار ہو گیا۔ حضور نے حضرت سید احمد بریلوی رضی اللہ عنہ کو اپنا ارہاص کہا ہے۔

جب حضور کی تحریک کا آغاز ہوا تو اس وقت بعض اہل علم حضرات اپنے طور پر احیائی مساعی کر رہے تھے۔ اُن دنوں سید امیر علی نے اپنے مضامین سے ایک حرکت پیدا کی تھی لیکن جیسے کینتھ کریگ (KENNETH CRAGG) نے اپنی کتاب .... (Islamic Surveys Vol. III) میں "ڈاکٹر اقبال" کے باب میں لکھا ہے کہ سیّد امیر علی کا قرآن کے متعلق عقیدہ عجیب تھا۔ اس کا خیال تھا کہ مفاہیم موہبت کے طور پر حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب میں موجزن ہوتے اور حضور سرورِ کائنات ان کو الفاظ میں ادا کرتے تھے۔ یہ عقیدہ اس دور کے الحاد کا رنگ لئے ہوئے تھا۔ صلاح الدین خدا بخش بھی بہت بڑے اہل علم اور اہلِ قلم تھے انہوں نے معاندین کی کتابوں کو انگریزی میں منتقل کر کے عیسائی پروپیگنڈا کو فروغ دیا۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ وفات سے کچھ عرصہ پہلے وہ اپنے طریقہ کار سے تائب ہو کر اسلام کی حقانیت اور فوقیت کے حق میں مصروف عمل ہو گئے۔ انہوں نے برصغیر کے مقتدر روزنامہ دی سٹیٹسمین ...... میں سلسلہ مضامین شروع کر دیا تھا ان کی وفات پر مولینا سلیمان ندوی نے "معارف" میں اپنے تعزیتی شذرے میں اس قلبی انقلاب کا خاص ذکر کیا۔ سرسید احمد خان نے تجدد کے رنگ میں ایک تحریک چلائی جو علیگڈھ تحریک سے تاریخ میں متعارف ہوئی۔ کینتھ کریگ اپنی تذکرہ بالا تصنیف میں لکھتا ہے:-

"سرسیّد کی مہم اس رنگ میں تو ضرور کامیاب ہوئی کہ اس نے اردو زبان اور ادب کو ایک قوت بخشی۔ اس نے مسلمانوں میں خود اعتمادی پیدا کی جو ۱۹۰۶ء میں جا کر جداگانہ انتخاب کے مطالبے میں جلوہ گر ہوئی۔ ایک ہندو مصنف مسٹر کے ایم پنیکر نے خوب کہا ہے کہ علیگڈھ کالج کے گریجویٹ مسلمانوں کے اتحاد کے لئے عملی جنرل سٹاف ثابت ہوئے۔ لیکن ان کے تجدد کی کامیابیوں نے دینیاتی الجھن پیدا کر دی ان کو ایک معمہ درپیش تھا وہ یہ کہ وہ ایمانیات کی نئی تعلیم کو اپنے فرقہ کے سیاسی احیاء سے کیسے مربوط کریں۔ اس قسم کے معمے پیدا ہوئے جن کے حل سے یہ اہلِ علم لوگ قاصر اور عاجز ثابت ہوئے۔ اُن کے سکوت سے دورِ حاضر کی جدت پسندی اور بھی زیادہ گریز پا اور بے چین ہو کر رہ گئی۔ سرسید احمد خود بھی دینیاتی نصاب کی تعیین سے قاصر رہے۔ وہ اس خیال میں مبتلا تھے کہ مغربی آداب و اطوار کے صحیح طور پر اختیار کرنے سے خود بخود ذہنوں میں مسائل کے حل نمودار ہو جائیں گے۔ اسی لئے انہوں نے کالج میں بلند پایہ عالم مقرر کئے۔ لیکن علیگڈھ کالج کے فارغ التحصیل کے پاس کوئی دینیاتی پناہ گاہ نہ تھی۔ ان کے اخلاقیات علمی فضا میں معلق تھے۔ ان کا سائنس سے تعلق ان کے مزعومہ اسلام کے لئے مضر ثابت ہوا۔ ۱۹۲۰ء تک علیگڈھ کالج کا مزاج دنیادارانہ تھا۔ مولینا محمد علی جوہر اس کے پرانے طالب علم تھے اُن کا بیان ہے:-

"قرآن کریم عملاً ہمارے لئے ایک بند کتاب تھی۔ اور احادیث بھی برائے نام ہی تھیں۔ دینیات کا کہیں سراغ تک نہ ملتا تھا۔"

کینتھ کریگ کا تبصرہ واقعات کے مطابق ہے کیونکہ علیگڈھ تحریک روحانیت سے عاری تھی۔ سرسیّد دعا کے قائل نہ تھے۔ اس کے مقابلے میں حضرت مسیح موعود کی تحریک کا سارا زور تعلق باللہ پر تھا۔ حضور نے "برکات الدعا" لکھ کر سرسید کی تحریک کے اثرات کو زائل کیا۔ حضور نے براہین احمدیہ لکھ کر اسلام کی وہ خدمت کی کہ اس کی مثال ساری تاریخ میں ملنی مشکل ہے۔ پھر جلسہ مذاہب (۱۸۹۶ء) میں "اسلامی اصول کی فلاسفی" کا مقالہ لکھا اور قبولیت دعا کی تصدیق کے طور پر اپنا الہام شائع فرمایا کہ خدا نے بشارت دی ہے کہ "مضمون بالا رہا"۔ یہ مضمون خاص و عام میں بے حد مقبول ہوا۔ چونکہ دشمن علماء کو مخالفت کا کوئی جواز نہیں ملتا تھا انہوں نے سیاق و سباق سے اکھیڑ کر حضرت صاحب کی کتب سے اقتباس ...... شائع کئے اور آپ کی طرف دعوئے نبوت منسوب کیا۔ حضور نے اعتراضات کا شافی جواب دیا۔ اور حضرت مولینا نورالدین رضی اللہ عنہ کے زمانے تک یہ اعتراضات سرد خانے میں چلے گئے لیکن ۱۹۱۴ء کے بعد قادیان میں جو خلافت قائم ہوئی۔ اس نے خفتہ علماء کو بیدار کیا ادھر "خلافت قادیان" نے ادھر دشمن علماء نے "دعوئی نبوت" کو کئی کئی رنگ سے اچھالا اس سے عملاً ایک "متحدہ محاذ" حضور کی تحریک کے خلاف قائم ہو گیا۔ اگر تحریک احمدیت کے چلانے میں اس عزم و احتیاط کو ملحوظ کو رکھا جاتا جو حضرت مسیح موعود کی مساعی مقدسہ کا طغرائے امتیاز تھا تو اس پاک تحریک کی توقیر اور تکریم میں اضافہ ہوتا۔ اور علامہ اقبال جنہوں نے ۱۸۹۹ء میں ایک مقتدر رسالہ Antiquary میں حضرت مرزا صاحب کو اپنے وقت کا عظیم مفکر قرار دیا تھا اور علیگڈھ کے لیکچر (۱۹۱۱ء) میں ٹھیٹھ اسلام کا مرکز قادیان قرار دیا تھا۔ وہ تحریک کے خلاف کبھی اپنی قلم کو حرکت میں نہ لاتے چونکہ ۱۹۱۴ء کے بعد ختم نبوت کے معنی اجراء نبوت کے لئے جانے لگے اور چالیس پچاس کروڑ مسلمانوں کو کافر قرار دے دیا گیا۔ اور عقائد اور مکائد میں کوئی تمیز نہ رہی۔ اس سوقیانہ اور ظالمانہ تبلیغ کا نتیجہ تھا کہ موافقین بھی مخالفین کی صفوں میں چلے گئے۔ چونکہ یہ نامبارک اور گمراہ کن عقیدہ ۱۹۱۴ء کے بعد قادیان سے اشاعت پذیر ہوا اس نے ارباب پیغام کی دلپذیر پیشکش پر بھی اپنے منحوس سائے ڈال دیئے اور تحریک کو تاریک کر دیا ورنہ حضرت مرزا صاحب کو احیائی تحریک کا سالار اعظم اور اپنے مقدس کام کی بدولت مجدد اعظم ماننے سے کسی کو بھی کوئی چارہ نہ تھا اور نہ ہے۔

مرزا صاحب عاشق رسولؐ
اور
مخلص و باعمل انسان تھے

نیاز فتحپوری مرحوم کی رائے

"میں نے ان کو (مرزا غلام احمد صاحب کو) ختم رسالت کا اقرار کرنے والا اور صحیح معنی میں عاشق رسولؐ پایا۔ اسی کے ساتھ میں نے مرزا صاحب کی زندگی کا مطالعہ کیا تو مجھے معلوم ہوا کہ وہ یقیناً بڑے مخلص بڑے باعمل بڑے عزم و ہمت والے انسان تھے اور انہوں نے مذہب کی صحیح روح کو سمجھ کر اسلام کی وہی عملی تعلیم پیش کی جو عہد نبوی و خلفاء راشدینؓ کے زمانہ میں پائی جاتی تھی۔"

(ماہنامہ نگار نومبر ۱۹۶۱ء)

غلام نبی مسلم

مجدّد صدِ چہاردہم حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی رحمۃ اللہ علیہ سے متعلق

حضرت خواجہ غلام فرید صاحب چشتی علیہ الرحمۃ چاچڑاں شریف کے خطوط و ارشادات

پاکستان کے اکثر خواص و عوام حضرت خواجہ غلام فرید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے علمِ دین، للّٰہیت، جذبہ دینی اور عشق نبیؐ کے گرویدہ و معتقد ہیں۔ ... آپ کے مناقب کا اخبارات و ریڈیو پر تذکرہ ہوتا رہتا ہے۔ آپ مجدّد زمانؒ کے ہم عصر تھے، وقت کے مولویوں اور سجادہ نشینوں کے برعکس آپ نے امامِ وقت کی ولایت اور روحانی مرتبے کی تصدیق کی، حضرت مرزا صاحب کے نام خطوط میں آپ کی عظمت کا اعتراف ہی نہیں کیا بلکہ وقتاً فوقتاً اپنی مجالس میں مخالف مولویوں کی تردید فرمائی بدگو لوگوں کی زبان بندکی اور احادیث و اقوال بزرگان سے آپ کے دعوے کی صداقت پر اتمامِ حجت کیا۔

ذیل میں آپ کے وہ خطوط اور ملفوظات درج کئے جاتے ہیں جو حضرت مجدّدِ زمانؒ اور حضرت خواجہ صاحبؒ نے ایک دوسرے کو لکھے، نیز وہ اشارات بھی پیش خدمت ہیں، جو آپؒ نے حضرت موصوفؒ کے متعلق اپنی مجالس میں کئے، جن سے ایک طرف حضرت موصوف سے خواجہ صاحبؒ کی عقیدت اور وابستگی کا اظہار ہوتا ہے۔ اور دوسرے حضرت صاحب کے صحیح مقام اور دعوے پر بھی روشنی پڑتی ہے کہ حضرت مرزا صاحبؒ نے کیا دعوےٰ کیا،

اور اس وقت کے خدا رسیدہ بزرگوں نے کیا سمجھا، اگر مسیحِ اوّل کی طرح مثیلِ مسیحؑ کے بعض غالی معتقدوں اور دشمنوں نے کیا کچھ بنادیا۔

حضرت خواجہ صاحب موصوف کا پہلا اخوّت نامہ ملنے پر حضرت مسیح موعودؑ کو انتہائی مسرت ہوئی چنانچہ ضمیمہ انجام آتھم ص۳۹ پر تحریر فرماتے ہیں:۔

"خدا کی شان ہے کہ اُن ہزاروں (کافر اور دجّال کہنے والے مولویوں ۔ ناقل) میں سے یہ میاں غلام فرید صاحب چاچڑاں والوں نے پرہیزگاری کا نور دکھایا۔ وذالک فضل اللّٰہ یؤتیہ من یشاء۔ خدا ان کو اجر بخشے اور عاقبت بالخیر کرے، اب جب تک یہ تحریریں دنیا میں رہیں گی، میاں صاحب کا ذکرِ خیر بھی اس کے ساتھ دنیا میں کیا جائے گا۔ یہ زمانہ گزر جائے گا اور دوسرا زمانہ آئے گا اور خدا اس زمانے کے لوگوں کو آنکھیں دے گا، اور وہ ان لوگوں کے حق میں دعائے خیر کریں گے۔ جنہوں نے مجھے پاکر میرا ساتھ دیا ہے۔ سچ سچ کہتا ہوں کہ یہ وقت گذر جائے گا۔ اور ہر ایک غافل اور منکر اور مکذّب وہ حسرتیں ساتھ لے جائے گا جس کا تدارک پھر اس کے ہاتھ میں نہیں ہوگا۔"

خط و کتابت کو شائع کرتے ہوئے حضرت امامِ وقتؒ نے فرمایا:۔

"اس عرصہ میں جو کچھ کرمی خواجہ غلام فرید صاحب چشتی پیر صاحب نواب بہاولپور سے اس عاجز کی خط و کتابت ہوئی محض بہ نیت فائدہ عام وہ تمام خطوط جانبین چھاپ دیئے جاتے ہیں شاید کسی بندۂ خدا کو اس سے فائدہ پہنچے۔ الاعمال بالنیات۔

حضرت خواجہ غلام فریدؒ سجادہ نشین چاچڑاں شریف کا پہلا خط (بزبان عربی):۔

" من فقیر باب اللّٰہ غلام فرید سجادہ نشین الیٰ جناب میرزا غلام احمد صاحب قادیانی

بسم اللّٰہ الرّحمٰن الرّحیم

الحمد للّٰہ ربّ الارباب۔ والسلام علیٰ رسوله الشفیع بیوم الحساب، وعلیٰ آله والاصحاب۔ والسّلام علیکم وعلیٰ من اجتهد و اصاب۔ امّا بعد، فقد ارسلت الیّ الکتاب وبه دعوت الی المباهلة وطالبت بالجواب، وانّی وان کنت عدیم الفرصة ولکن رأیت من حسن الخطاب وسوق العتاب۔ اعلم یا اعزّ الاحباب۔ انّی من بدو حالك واقف علیٰ مقام تعظیمك لنیل الثواب وما جرت علیٰ لسانی کلمة فی حقك الّا بالتبجیل ورعایة الآداب۔ والآن اطلع لك بانّی معترف بصلاح حالك بلا ارتیاب وموقن بانك من عباد اللّٰہ الصالحین وفی سعیك المشکور مثاب۔ وقد اوتیت الفضل من الملك الوهاب۔ ولك ان تسئل من اللّٰہ تعالیٰ خیر عاقبتی وادعو لکم حُسن مآب۔ ولولا خوف الاطناب لازودت والخطاب۔ والسّلام علیٰ من سلك سبیل الصواب فقط ۲۷۔ رجب ۱۳۱۴ھ

منمقام چاچڑاں۔ (مہر: فقیر غلام فرید ... خادم الفقراء)

ترجمہ:۔ تمام تعریفیں اس خدا کے لئے ہیں جو ربّ الارباب ہے۔ اور درود اس رسولِ مقبول صلعم پر جو یوم الحساب کا شفیع ہے۔ نیز اس کے آل اور اصحاب پر۔ اور تم پر سلام اور ہر ایک پر جو راہِ ثواب میں کوشش کرنے والا ہو، اس کے بعد واضح ہو، کہ مجھے آپ کی وہ کتاب پہنچی جس میں مباہلہ کے لئے جواب طلب کیا گیا ہے۔ اور اگرچہ میں بوجہ عدیم الفرصت تھا، تاہم میں نے اس کتاب کے ایک جزو کو جو حسنِ خطاب اور طریقِ عتاب پر مشتمل تھی پڑھا ہے۔ سو اے ہر ایک حبیب سے عزیز تر تجھے معلوم ہو کہ میں ابتدا سے تیرے لئے تعظیم کے مقام پر کھڑا ہوں۔ تا مجھے ثواب حاصل ہو۔ اور کبھی میرے زبان پر بجز تعظیم اور تکریم اور رعایت آداب کے تیرے بارے میں کوئی کلمہ جاری نہیں ہوا اور اب میں تجھے مطلع کرتا ہوں کہ میں بلاشبہ تیرے نیک حال کا معترف ہوں اور میں یقین رکھتا ہوں کہ تو خدا کے صالح بندوں میں سے ہے۔ اور تیری سعی عند اللہ مشکور ہے۔ جس کا اجر ملے گا۔ اور خدا نے بخشندہ بادشاہ کا تیرے پر فضل ہے

میرے لئے عاقبت بالخیر کی دعا کیجئے۔ اور میں آپ کے لئے انجام بخیر و خوبی کی دعا کرتا ہوں۔ اگر مجھے طول کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں زیادہ لکھتا۔ والسّلام علیٰ من سلك سبیل الصواب"۔

"اشارات فریدی" جلد سوم ص۴۲ پر جہاں یہ مکتوب گرامی درج ہے، اس کے بعد یہ بھی مذکور ہے:۔

" بعد ازاں در باب مرزا صاحب فرمود۔ کہ مرزا صاحب مردے نیک و صالح است و تزدمن کتابی از ملہمات خود فرستادہ است۔ کمال او از آں کتاب ظاہر است، اندریں اثناء بعضے از علماءِ ظواہر کہ حاضر خدمت حضور خواجہ ابقاہ اللہ تعالیٰ نشستہ بود نسبت مرزا زبان طعن کشادہ ردّ و انکار کرد حضور خواجہ ابقاہ اللہ تعالیٰ در جواب ایں فرمودند نے وی مردے صادق است مفتری و کاذب نیست، ایں معاملہ جعلی و خود ساختہ او نیست غایت مافی الباب آنکہ او را اندک خطا در اجتہاد و غلط در کشف است بعد ازاں فرمودند کہ مولوی نور الدین حکیم کہ از مریدان صادق الارادات و راسخ العقیدت اوست وقتے در بہاولپور نزد من آمدہ بود گفت من مرید مرزا صاحب شدہ ام او دیگر از کرامات وغیرہ از وشاں ہیچ ندیدہ ام محض ... سہ امر دیدہ مرید او شاں گردیدہ ام یکے آنکہ مرزا صاحب علم ظاہری از صرف نحو تا شرح ملا خواندہ اند۔ و آں نیز بوقت ملازمت انگریزاں مثل دیگراں فراموش کردہ بودند، اکنوں آں چناں متبحر عالم مستند کہ قصائد عربی و فارسی و اُردو بکمال فصاحت و بلاغت چہل چہل بیت بیکدفعہ بلاتامل انشاء مینماید و رموزات معانی قرآن شریف کہ مامردم را معلوم میشود، از کتب صوفیا کرام معلوم میگردد، علی الخصوص از فصوص الحکم و فتوحات مکی، شیخ اکبر محی الدین ابن العربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ مگر آنچہ اسرار و رموزات معانی قرآن شریف از زبان مرزا صاحب شنیدہ ایم، و از ہیچ کس بجز مرزا صاحب نہ شنیدہ ایم۔ دوم اینکہ روز و شب مرزا صاحب را در عبادت خدا عزّ و جلّ مصروف و مشغول دیدہ ایم۔ سوم اینکہ در اشاعت دین خیال کمر ہمت بستہ اند کہ بے خوف و بے ہراس شدہ سلاطین ہر دیار و امصار را دعوتِ اسلام کردہ اند، و بادشاہ لندن را برائے شکستن شوکت و کفارہ و عقیدۂ تثلیث امر کردہ بدین اسلام خواندہ اند، و بادشاہ جرمن و فرانس و روس را نیز دعوت کردہ فرمودہ اند کہ عقائد باطلہ خود را گذاشتہ باسلام گرائید۔ و سلطانِ روم و امیر عبدالرحمٰن بادشاہ کابل وغیرہ ہم را نیز دعوت نمودہ کہ حمایت اسلام کنید و ہرگز خوف و ہراس در دل شاں راہ نیافتہ بعد ازاں فرمودند، کہ مرزا صاحب موت آتھم پادری پیشین گوئی کردہ بود کہ وسط اندر عرصہ یک سال خواہد مرد، قضاءً خلافِ آں بوقوع آمد یعنی آتھم پادری بعد انقضائے آں سال موعود در دیگر سال بمرد بعد ازاں فرمودند کہ چوں

ایں حکایت پیش مولوی نور دین کہ مرید مرزا صاحب است بیان کردہ شد وے گفت کہ اعتقادِ ما مردم در حق مرزا صاحب بدیں گونہ نیست کہ بسبب نمردن آتھم پادری دراں سال کہ مرزا صاحب وعدہ کردہ بود تزلزل پذیرد، وگذشتہ شود، زیرا آنکہ ایں چنیں خلافِ وعدہ بالا پیغمبران نیک واقع شدہ است، بسبب مصلحے کہ خدا راست، چنانکہ وقوعہ حدیبیہ کہ حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبےٰ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم با صحاب خود فرمودہ بودند کہ امسال طواف بیت اللہ خواہیم کرد، و حج خواہیم گذارد و فتح مکہ نیز خواہیم نمود، وحال آنکہ ہر سہ امر میسر نشدند ہمچناں از حدیبیہ بکفار مکہ صلح کردہ باز گردیدند۔ بعد ازاں حضور خواجہ ابقاءاللہ تعالیٰ فرمودند کہ ایں مولوی ہم بلائیست کہ در ہندوستان او را علامہ میگویند۔ بعد ازاں فرمودند کہ بسیار مردماں ایں نوع دعوئے مہدیت کردہ اند۔ چنانچہ سید محمد مہدی صاحب کہ خود را مہدیٔ موعود میگفت۔ پس علماءِ وقت بروے خروج کردند، و جنگہا دادند، تا آنکہ سید محمد مہدی صاحب در جنگ برفت و معہذا مشائخ کرام او را در فقر مسلّم داشتہ اند۔ و شیخ عبدالحق دہلوی باآنکہ پیر پیروی شیخ علی متقی با سید محمد مہدی مناظرہ و مباحثہ می داشت و خود ہم عالم و محدث مشہور و بہ شرع معروف بودہ است بہ فقر ایشاں اقرار میدارد، اگرچہ ذکر سید محمد مہدی صاحب را در کتاب خود مثل اخبار الاخیار نیاوردہ اما بعضے از مریداں و خلفاء او شاں را ذکر کردہ است نسبت ارادت فلاں شیخ بہ سید محمد مہدی می پیوندد (اشارات فریدی جلد سوم ص۴۲ تا ۴۴)

ترجمہ: اس کے بعد مرزا صاحب کے متعلق فرمایا کہ مرزا صاحب نیک اور صالح انسان ہیں۔ انہوں نے مجھے اپنے الہامات سے متعلق ایک کتاب بھیجی ہے۔ آپ کا کمال اس کتاب سے ظاہر ہے۔ اس دوران حاضرِ مجلس ظاہر بین علماء میں سے ایک نے مرزا صاحب کے خلاف زبان طعن کھولی اور ردّ و انکار کیا، حضور خواجہ ابقاء اللہ تعالےٰ نے جواب میں فرمایا نہیں! نہیں! وہ راستباز ہیں مفتری اور کاذب نہیں ہیں، انہوں نے یہ بات اپنی طرف سے اختراع نہیں کی، اس سلسلے میں زیادہ سے زیادہ یہ کہا جا سکتا ہے، کہ انہیں اجتہاد اور کشف میں معمولی غلطی لگی ہے۔ اس کے بعد فرمایا کہ لوگوں نے تو انا الحق تک کہا ہے۔ گو انہوں نے اپنے آپ کو مجدد اور عیسیٰ قرار دیا ہے تاہم عبدیت کے دائرے سے باہر نہیں نکلے، بعد ازاں فرمایا کہ مولوی حکیم نور الدین جو ان کے صادق الارادت اور راسخ العقیدت مرید ہیں، ایک دفعہ میرے پاس بہاولپور آئے تھے، اور کہا کہ میں مرزا صاحب کا مرید ہو گیا ہوں، میں نے ان سے کرامات وغیرہ نہیں دیکھی ہیں۔ محض تین باتوں کی وجہ سے ان کا مرید ہو گیا ہوں۔ اوّل یہ کہ مرزا صاحب نے ظاہری علم صرف و نحو سے شرح ملا تک پڑھا ہے۔ اور وہ بھی انگریزی ملازمت میں دوسروں کی طرح پھنسے ہوئے تھے، اب اس قدر متبحر عالم ہیں، کہ عربی، فارسی اور اُردو میں چالیس چالیس ابیات کے فصیح و بلیغ قصائد ایک ہی نشست میں بلا تامّل لکھ جاتے ہیں۔ اور قرآن کے اسرار و رموز جو ہمیں معلوم ہوتے ہیں وہ کتب تصوفیہ بالخصوص فصوص الحکم و فتوحاتِ مکیہ مصنفہ شیخ اکبر محی الدین ابن عربی سے معلوم ہوتے ہیں لیکن قرآن حکیم کے جو اسرار و رموز ہم نے، جو مرزا صاحب کی زبان سے سنے ہیں کسی کتاب میں نہیں دیکھے ہیں۔ دوسرے یہ کہ ہم نے مرزا صاحب کو شب و روز اللہ تعالےٰ کی عبادت میں مصروف دیکھا ہے تیسرے یہ کہ دین اسلام کی اشاعت پر اس طرح کمربستہ ہیں کہ ہر قسم کے خطرات سے بے نیاز ہو کر تمام ممالک کے سلاطین کو اسلام کی دعوت دی ہے چنانچہ لندن کی ملکہ معظمہ کو صلیب پرستی کفّارہ اور تثلیث کی بیخ کنی کی تلقین کر کے اسلام قبول کرنے کو کہا ہے، اور جرمنی، فرانس، اور روس وغیرہم کے بادشاہوں کو دعوت دی کہ اپنے باطل عقائد کو ترک کر کے اسلام قبول کر لیں۔ اور سلطان روم اور امیر عبدالرحمٰن والیٔ کابل وغیرہ کو بھی دعوت دی ہے۔ کہ اسلام کی حمایت کریں۔ اور ان کے دل میں کسی قسم کا خوف و ہراس پیدا نہیں ہوا۔ بعد ازاں فرمایا کہ مرزا صاحب نے آتھم کی موت کی پیشگوئی کی تھی۔ کہ وہ ایک سال میں مر جائے گا۔ قضائے الٰہی سے ایسا ہوا یعنی آتھم سال گذرنے کے بعد دوسرے سال مرا، اس کے بعد فرمایا کہ جب یہ بات مولوی نور الدین حکیم کے سامنے بیان کی گئی۔ تو انہوں نے کہا کہ ہم لوگوں کا عقیدہ مرزا صاحب کے متعلق ایسا نہیں، کہ اس سال آتھم کے نہ مرنے سے جس کا مرزا صاحب نے وعدہ کیا تھا اس میں فرق آ جائے۔ کیونکہ اس قسم کے واقعات انبیاء کو بھی پیش آئے ہیں۔ اور اس میں اللہ تعالےٰ کی کوئی مصلحت ہوتی ہے۔ جیسا کہ حدیبیہ کا واقعہ ہے۔ جیسا کہ حضرت محمد مصطفےٰ، احمد مجتبےٰ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب سے فرمایا تھا کہ ہم اس سال بیت اللہ شریف کا طواف کریں گے، فریضہ حج ادا کریں گے، اور مکہ کو بھی فتح کر لیں گے، اور حقیقت یہ ہے کہ تینوں باتیں اس وقت پوری نہ ہوئیں اور ویسے ہی حدیبیہ کے مقام سے کفّار مکہ سے صلح کر کے لوٹ آئے۔ اس کے بعد حضور خواجہ ابقاء اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ یہ مولوی بھی ایک بلا ہے کہ ہندوستان میں اسے علّامہ کہکر پکارتے ہیں۔ اس کے بعد فرمایا۔ بہت سے لوگوں نے اس طرح مہدویت کا دعوےٰ کیا ہے۔ جیسا کہ سید محمد مہدی صاحب نے مہدی موعود ہونے کا دعوےٰ کیا تھا، پس علمائے وقت نے ان کی مخالفت کی، ان سے مجادلہ کیا، حتّیٰ کہ سید محمد مہدی کو ان سے مجادلہ کرنا پڑا، اس کے باوجود مشائخ کرام نے ان کے مقام فقر کو تسلیم کیا ہے۔ اور شیخ عبدالحق دہلوی نے بھی ان کے فقر کا اقرار کیا ہے، حالانکہ ان کے مرشد شیخ علی متقی نے سید محمد مہدی سے مناظرہ و مباحثہ کیا، اور وہ خود بھی مشہور عالم و محدث اور شرع کے پابند تھے، اگرچہ انہوں نے کتاب "اخبار الاخیار" میں سید محمد مہدی کا ذکر تو نہیں کیا، لیکن ان کے بعض مریدوں اور خلفاء کا ذکر کر کے لکھا ہے کہ فلاں شیخ کو سید محمد مہدی سے ارادت تھی۔"

عبداللہ آتھم کے متعلق پیشگوئی کی تصدیق

عبداللہ آتھم کے متعلق حضرت مرزا صاحب کی پیشگوئی یہ تھی کہ چونکہ وہ امام الانبیاء حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بدزبانی سے کام لیتا ہے۔ اس لئے توبہ نہ کرنے کی صورت میں ایک سال کے اندر اندر مر جائے گا۔ عبداللہ آتھم نے اسی وقت کانوں کو ہاتھ لگایا اور زبان باہر نکال کر ایک گونہ توبہ کی۔ پھر سال بھر اسلام اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق خاموشی اختیار کی اور مرنے سے بچ گیا، لیکن اس نے اپنی توبہ کے متعلق انکار یا اقرار سے گریز کیا، جس پر حضرت صاحب نے پھر متنبہ کیا کہ اگر اس سے اظہار حق نہ کیا تو نہیں بچے گا، چنانچہ چند ہی ماہ بعد وہ مر گیا، اس بات کا چرچا حضرت خواجہ صاحب کی مجلس میں بھی ہوا اور حضرت خواجہ صاحب نے حضرت مرزا صاحب کی صداقت پر گواہی دی۔ اشاراتِ فریدی میں درج ہے:

"....... بعد ازاں سخنے ذکر مرزا غلام احمد صاحب قادیانی و عبداللہ آتھم پادری کہ معاند وے بود افتادہ۔ حضور خواجہ ابقاءاللہ تعالےٰ ببقائہ فرمودند۔ کہ اگرچہ عبداللہ آتھم پادری از حد اندازہ مدّت پیشگوئی مرزا غلام احمد قادیانی کہ نسبت موت وی کردہ بود بیروں افتادہ است چنانچہ بعد میعاد پیشگوئی فوت شد مگر بنفس مرزا صاحب مردہ است۔" (ایضاً ص۱۴ تا ۱۵)

ترجمہ: ...... اس کے بعد مرزا غلام احمد قادیانی صاحب اور آپ کے دشمن پادری عبداللہ آتھم کا مختصر ذکر ہوا، حضور خواجہ صاحب نے فرمایا کہ اگرچہ پادری عبداللہ آتھم مرزا صاحب کی مدّت پیشگوئی کی مدّت سے باہر نکل گیا ہے جو آپ نے اس کی موت کے بارے میں کی تھی جیسا کہ وہ پیشگوئی کی مدّت کے بعد مرا لیکن مرزا صاحب کے دم سے ہی مرا ہے۔"

حضرت خواجہ صاحبؒ کے نام حضرت مجدّد زمانؒ کا مکتوب (کتاب ضمیمۂ انجامِ آتھم)

حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا محبت بھرا خط جب حضرت مرزا صاحب کو ملا تو ان کی خوشی کی انتہاء نہ رہی اور جواب میں مندرجہ ذیل الفت آمیز خط عربی زبان میں تحریر کیا۔ جس سے ان کی باہمی محبت اور روحانی مقام پر روشنی پڑتی ہے۔

مکتوب:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہٗ ونصلّی علیٰ رسولہ الکریم۔

"من عبداللہ الاحد غلام احمد عافاہ اللہ وایّد الی الشیخ الکریم السعید حبی فی اللہ غلام فرید۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ امّا بعد فاعلم ایّھا العبد الصالح قد بلغنی منک مکتوبٌ ضُمّخ بعطر الاخلاص والمحبۃ وکتب بانامل الحبّ والالفۃ جزاک اللہ خیر الجزاء وحفظک من کل انواع البلاء انی وجدت ریح التقویٰ فی کلماتک فما اضوع ریّاک وما احسن نموذج نفحاتک وقد اخبر النبی صلی اللہ علیہ وسلّم فی امری واثنی وعلیٰ احبابی وزمری وقال لا یصدقہ الّا صالح ولا یکذب بہ الّا فاسق فشرفاً لک ببشارۃ المصطفیٰ وواھًا لک من الربّ الاعلیٰ ومن تواضع للہ فقد رفع ومن استکبر فرد ودفع وانی مازلت مذ رئیت کتبک وانست اخلاقک وادابک ادعو لک فی الحضرۃ واسئل اللہ ان یتوب علیک بانواع الرحمۃ وقد سرّنی حسن صفاتک وعلمت انک خلقت من طینۃ الحریۃ واعطیت مکارم السجیّۃ واحن الی لقائک یھوی الجنان ان کان قدر الرحمٰن وقد سمعت بعض خصائص نباھتک وماثر وجاھتک من مخلصی الحکیم المولوی نور الدین فالآن زاد مکتوبک یقینًا علی الیقین وصار الخبر عیانًا والظن برھانًا فادعو اللہ سبحانہ ان یبقی محبک وبنیانہ و

علیك رحمۃ وغفرانہ وکنت قلت للناس انك لاتلوی عذارك ولا تظھر انکارك فابشرت بان کلمتی قد تمتا وان فراستی ما اخطأت ورغبی خلقك فی ان افوز بمراك واسرّ بلقیاك فارجوا ان تسرّنی بالمکتوب حتیٰ تجیئی من اللہ وقت الملاقات والآن ارسل الیك مع المکتوبی ھذا ضمیمۃ کتابی کما ارسلتہ الی احبابی وفیھا ذکرك و ذکر مکتوبك وارجوان تقرءھا ولو کان فی بعض خطوبك والسلام علیك و علی اعزتك وشعوبك فقط من قادیان ۔

ترجمہ:۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہٗ ونصلّی علیٰ رسولہ الکریم ۔ خدائے واحد کے بندہ غلام احمد عافاہ اللہ وایّد کی طرف سے الشیخ الکریم السعید حبی فی اللہ غلام فرید کے نام ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ اے خیر صالح جان لے کہ آپ کا عطر خلوص اور محبت سے بھرا ہوا خط ملا جو آپ نے محبت اور اُلفت کی انگلیوں سے تحریر کیا ہے اللہ آپ کو جزائے خیر دے ، اور آپ کو ہر قسم کے مصائب سے محفوظ رکھے ، میں نے آپ کی باتوں سے تقویٰ کی خوشبو پائی ہے پس کیا ہی عمدہ ہے آپ کی خوشبو ، اور آپ کے انفاس کی ہوا کیا ہی فرحت بخش ہے ۔ اور تحقیق حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے متعلق خبر دی ہے ۔ اور میرے احباب اور جماعت کی تعریف کی ہے اور فرمایا کہ اس کی تصدیق صرف نیک لوگ کریں گے اور فاسق لوگ تکذیب کریں گے ، **پس آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت کا شرف حاصل ہوا** ، اور اللہ تعالےٰ نے آپ پر رحمت کی ، اور جو اللہ کے لئے تواضع اختیار کرتا ہے اس کا مرتبہ بلند ہوتا ہے ۔ اور متکبر کو رد اور دفع کیا جاتا ہے میں اس وقت سے جب سے آپ کا مکتوب دیکھا ہے ۔ اور آپ کے اخلاق اور آداب پر اطلاع پائی ہے ۔ آپ کے لئے اللہ تعالےٰ سے دُعا کرتا چلا آیا ہوں ۔ اور اللہ تعالےٰ سے آپ پر گوناگوں رحمتوں کا سوال کرتا ہوں اور مجھے آپ کی صفات عالیہ اور اعلےٰ خصائل نے مسرور کیا ہے ، میں جانتا ہوں کہ آپ کی تخلیق شریف مٹی سے ہوئی ہے ۔ اور آپ کو پسندیدہ خصائل دیئے گئے ہیں ۔ اور میں آپ کی ملاقات کا متمنّی ہوں ، اور اگر اللہ کو منظور ہوا تو دل جھک جائیں گے ، اور مجھے آپ کے بعض اوصاف اور حسنِ صفات کا مخلصی حکیم مولوی نورالدین صاحب سے پتہ چلا ہے ۔ پس اب آپ کے مکتوب نے یقین بڑھایا ہے اور خبر اب عیاں ہو گئی ہے ۔ اور گمان روشن دلیل بن گیا ہے ۔ پس میں خدا سے دُعا کرتا ہوں کہ وہ آپ کی بزرگی اور اساس کو باقی رکھے اور اللہ تعالےٰ کی رحمت اور مغفرت آپ کے شاملِ حال ہو ، اور میں لوگوں سے کہتا تھا کہ آپ منہ نہیں موڑیں گے ، اور نہ انکار کا اظہار کریں گے ، پس میں نے بشارت دی کہ میری بات سچی نکلی اور میری فراست نے دھوکا نہیں کھایا اور آپ سے توقع ہے کہ آپ **ملاقات کا موقع دیں گے** ، اور اُمیدوار ہوں کہ آپ اس وقت تک مکتوبات سے مسرت بخشتے رہیں گے یہاں تک کہ اللہ تعالےٰ ملاقات کا وقت لے آئے ۔ اس وقت میں خط کے ساتھ اپنی کتاب کا ضمیمہ بھیج رہا ہوں ۔ جیسے کہ اپنے احباب کو بھیجا اور اس میں آپ کا اور آپ کے مکتوب کا ذکر ہے ۔ اور امید ہے کہ آپ اسے پڑھیں گے ، گو آپ کے بعض خطوط میں ہو ، آپ پر ، آپ کے عزیزوں اور آپ کے قبیلہ پر سلام ہو۔"

حضرت مرزا صاحب کی خدماتِ اسلام اور صحت اعتقاد کی تائید ۔

حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں جب کبھی کوئی مخالف حضرت مرزا صاحبؒ کے خلاف زبان کھولتا ، تو حضرت موصوف نہ صرف جہلا کی مذمت فرماتے بلکہ حضرت مرزا صاحب کے موقف کی تائید و تصدیق کرتے چنانچہ ایسی ہی ایک مجلس میں

"سخن در ذکر مرزا غلام احمد قادیانی ، و در بیان رد و قدح و ذم منکرین اُفتادہ بود ۔ دانشمندے حاضر بود وے صفت و ثناء مرزا صاحب کرد ، حضور خواجہ ابقاء اللہ تعالےٰ ببقاءہٖ بدرجہ غایت خوش و مسرور شدند ، بعد ازاں فرمودند کہ ہمہ اوقات مرزا صاحب بعبادت خدا عزّ وجلّ میگذرند یا نماز میخوانند یا تلاوت قرآن شریف میکنند یا دیگر اشغال میمانند ، و بر حمایت اسلام و دین چنیں کمر بستہ کہ ملکہ زمان لندن را نیز دعوت دین محمدؐ کردہ است پادشاہ روس و فرانس و غیرہما را ہم دعوت اسلام نمودہ است و ہم سعی کوشش او درایں است کہ عقیدۂ تثلیث و صلیب را کہ سراسر کفر است بگذارند ، و توحید خداوند تعالےٰ بگیرند و علمائے وقت را ببینید کہ دیگر گروہ مذاہب باطلہ را گذاشتہ صرف درپئے ایں چنیں نیک مرد کہ از اہل سنت و جماعت است و بر صراطِ مستقیم است و راہ ہدایت می نماید افتادہ اند بروے حکم تکفیر میسازند ۔ کلام عربی او ببینید کہ از طاقت بشریہ خارج است و تمام کلام مملو از معارف و حقائق و ہدایت است و از عقائد اہل سنت و جماعت و ضروریات دین ہرگز منکر نیست ۔ بعد ازاں فرمودند کہ مرزا صاحب بر مہدویت خود بسیار علامات بیان کردہ مگر از آنمیان دو علامات کہ در کتاب خود درج ساختہ بیان نمودہ است برتر و بدرجہ غایت بر دعوئے مہدویت او گواہ اند یکے اینکہ او گفتہ کہ در حدیث شریف آمدہ است کہ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یخرج المھدی من قریۃ یقال لھا کدعۃ ویصدقہ اللہ تعالیٰ ویجمع اصحابہ من اقصی البلاد علی عدۃ اھل بدر بثلاث مائۃ وثلاثۃ عشر رجلاً ومعہ صحیفۃ مختومۃ (ای مطبوعۃ) فیھا عدد اصحابہ باسمائھم وبلادھم وخلالھم یعنی فرمودند نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیروں آید مہدی از دہی کہ گفتہ شد او را کدعہ کہ کدعہ در اصل معرب قادیان است ، دوم ایں است کہ او میگوید کہ در دارقطنی ایں حدیث از امام محمد باقر رضی اللہ عنہ روایت کردہ است ۔ کہ ان لمھدینا آیتین لم تکونا منذ خلق السمٰوٰت والارض ینکسف القمر لاول لیلۃ من رمضان وتنکسف الشمس فی النصف منہ ہرگاہ خسوف قمر و کسوف شمس بتاریخ ششم از ماہ اپریل ۱۸۹۴ء ہژدہ صد و نود و چہار واقع شد پس مرزا صاحب برائے اتمام حجت خود را در اطراف و اکناف عالم اشتہار ایں معنی ارسال کرد کہ ایں پیشین گوئی کہ حضرت رسول اللہ برائے ظہور مہدی فرمودہ بودند اکنوں تمام شدہ است بر شما واجب کہ مہدویت مرا اعتراف کنید و اقرار نمائید پس مولویاں وقت طفلانہ سوال کردند کہ از حدیث شریف ایں معنی بر می آید کہ از اول شب رمضان خسوف قمر شود و در نیم رمضان کسوف شمس گردد و ایں خسوف بتاریخ سیزدہم از رمضان واقع گشتہ و کسوف بتاریخ بست و ہشتم رمضان واقع گشتہ و کسوف بتاریخ بست و ہشتم رمضان بوقوع آمد و ایں خلاف منطوق حدیث است ، ان خسوف و کسوف دیگر خواہد بود کہ در زمان مہدی برحق وقوع یابد بعد ازاں حضور خواجہ ابقاء اللہ تعالےٰ ببقاءہٖ فرمودند سبحان اللہ بشنوید آنچہ مرزا صاحب معنی حدیث شریف مذکور بیان نمودہ و مولویاں منکراں را جواب دادہ است مرزا صاحب گفتہ کہ معنی حدیث شریف ایں است کہ برائے تصدیق و تائید مہدی ما دو نشان مقرر اند از آں مدت کہ آسمانہا و زمین پیدا شدہ اند آں دو نشاں در وقت کسے مدعی بظہور نیامدہ و آں دو نشاں ایں است کہ در وقت ادعا مہدی موعود خسوف قمر دراں اول شب خواہد بود کہ آں شب از سہ شب خسوف اول است یعنی بیست و ششم (از رمضان ۔ بعد ازاں حضور فرمودند کہ بے شک معنی حدیث ایں چنیں است کہ مرزا صاحب بیان کردہ چہ خسوف قمر ہمیشہ بتاریخ سیزدہم یا چہاردہم یا پانزدہم ماہ واقع می شود و کسوف شمس ہمیشہ در تاریخ بیست و ہفتم یا بیست و ہشتم) یا (بیست و نہم ماہ بوقوع می آید پس خسوف قمر کہ بتاریخ ششم از ماہ اپریل ۱۸۹۴ء ہژدہ صد و نود و چہارم واقع شدہ است و آں بتاریخ سیزدہم رمضان کہ اول شب از شبہائے خسوف است بوقوع آمدہ و کسوف درمیانہ روز از روزہا کسوف شمس واقع گشتہ" (ایضاً ص ۶۹ — ۷۲)

...... "سخن در حال مرزا صاحب قادیانی افتادہ بود ۔ شخصے گفت کہ مرزا صاحب عزم کسر عقیدہ تثلیث نصاریٰ داشتہ است و علمائے زمان او شاں را مخالف شدہ بروے حکم تکفیر دادہ اند ۔ و قصد جدال دارند ، حضور خواجہ ابقاء اللہ تعالےٰ ببقاءہٖ **ونفعنا دایاکم بلقاءہٖ** فرمودند کہ **حق غالب است** طرف حق غالب است" (ص ۵۷)

ترجمہ:۔ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب اور ان کے مخالفوں اور منکروں کی تردید کا ذکر ہو رہا تھا ۔ ایک دانشمند وہاں موجود تھا اس نے مرزا صاحب کی صفت و ثنا کی ، حضور خواجہ ابقاء اللہ تعالیٰ ببقاءہٖ نہایت خوش و مسرور ہوئے ۔ اس کے بعد فرمایا مرزا صاحب کا تمام وقت یادِ الٰہی میں گذرتا ہے یا نماز پڑھتے ہیں یا قرآن شریف کی تلاوت کرتے ہیں ۔ یا دوسرے اشغال بجا لاتے ہیں ۔ اور دین اسلام کی حمایت میں اس طرح کمر بستہ ہیں کہ ملکہ انگلستان کو بھی اسلام کی دعوت دی ہے ، اور روس و فرانس وغیرہم سلاطین کو بھی قبول اسلام کے لئے لکھا ہے ، اور ان کی تمام تر کوشش یہ ہے کہ تثلیث اور صلیب کے کافرانہ عقائد ترک کر دیں اور خدا کی توحید پر قائم ہو جائیں ، اور علمائے وقت کو دیکھو کہ دیگر باطل گروہوں کو چھوڑ کر اس نیک مرد کے پیچھے پڑ گئے اور اس کی تکفیر کر رہے ہیں جو اہلِ سنت میں سے ہے ۔ صراطِ مستقیم پر قائم ہے ، اور لوگوں کو سیدھی راہ دکھا رہا ہے اس کے عربی کلام کو دیکھئے کہ انسانی طاقت سے باہر ہے اور اس کا تمام کلام معارف و حقائق اور ہدایت سے پُر ہے ۔ اور اہلِ سنت کے عقائد اور ضروریات دین کا منکر نہیں ہے ۔ اس کے بعد فرمایا کہ مرزا صاحب نے اپنی مہدویت کی بہت سی نشانیاں بیان کی ہیں ۔ لیکن ان میں سے دو علامات

جو انہوں نے اپنی کتاب میں درج کی ہیں۔ اعلیٰ اور ان کے دعویٰ مہدویت پر گواہ ہیں۔ ایک یہ کہ انہوں نے کہا ہے کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مہدی ایک گاؤں میں پیدا ہوگا جس کا نام کدعہ ہوگا، اور کدعہ کادیان کا معرب ہے۔ دوسرے وہ کہتے ہیں کہ دار قطنی میں یہ حدیث امام باقر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے مہدیؑ کے یہ دو نشان ہیں جو زمین و آسمان کی پیدائش سے لے کر اب تک نہیں دیکھے گئے کہ رمضان کی پہلی رات کو خسوف قمر (چاند گرہن) ہوگا اور اس کے درمیانی دن کو کسوف شمس (سورج گرہن) پس خسوف قمر وکسوف شمس ۶ ر اپریل ۱۸۹۴ء کو واقع ہوا، مرزا صاحب نے اپنی صداقت پر دلیل کے طور پر اس کے متعلق دنیا بھر میں اشتہار دیا کہ یہ پیشگوئی حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہور مہدی موعود کے سلسلے میں کی تھی، اب یہ پیشگوئی پوری ہو چکی ہے پس ہر شخص پر واجب ہے کہ وہ میری مہدویت کا اقرار کرے، پس مولویوں نے یہ بچوں ایسا سوال کیا۔ کہ حدیث شریف سے تو یہ بات واضح ہوتی ہے کہ رمضان کی پہلی تاریخ کو چاند گرہن اور وسط میں سورج گرہن ہوگا، اور یہ چاند گرہن تو رمضان کی تیرہ اور سورج گرہن ۲۸ر تاریخ کو ہوا ہے۔ اور یہ حدیث کے منشاء کے خلاف ہے۔ اس لئے جو خسوف وکسوف مہدی کے زمانے میں ہوگا وہ کوئی دوسرا ہوگا بعد ازاں حضرت خواجہ صاحب نے فرمایا سبحان اللہ! مرزا صاحب نے حدیث مذکور کے کیا عمدہ معنے بیان کئے ہیں اور منکروں کو کیا ہی اچھا جواب دیا ہے۔ فرمایا ہے کہ اس حدیث شریف کے معنے یہ ہیں کہ ہمارے مہدی کی تائید وتصدیق کے لئے دو نشان مقرر ہیں۔ جب سے زمین و آسمان بنے ہیں یہ دو نشان کسی مدعی کے زمانے میں ظاہر نہیں ہوئے۔ اور وہ دو نشان یہ ہیں کہ مہدی موعود کے دعوے کے وقت خسوف قمر اس پہلی رات کو ہوگا جو رات خسوف کی تین راتوں میں سے اول ہے یعنی رمضان کی تیرھویں رات کو، اور کسوف شمس اس دن ہوگا جو کسوف کے دنوں میں سے درمیانی دن ہے یعنی رمضان کی ۲۸ ر تاریخ کو، اس کے بعد حضور نے فرمایا کہ بے شک حدیث کے وہی معنی ہیں جو مرزا صاحب نے بیان کئے کیونکہ خسوف قمر ہمیشہ مہینے کی تیرہ، چودہ یا پندرہ تاریخ کو ہوتا ہے۔ اور کسوف شمس مہینے کی ستائیس، اٹھائیس یا انتیس کو ہوتا ہے۔ پس جو خسوف قمر ۶۔ اپریل ۱۸۹۴ء کو ہوا۔ وہ تیرہ رمضان کو ہوا جو خسوف کی راتوں میں سے پہلی رات ہے۔ اور کسوف شمس کسوف کے دنوں میں درمیانی دن ہوا (جو رمضان کی ۲۸ تاریخ ہے)"

...... مرزا صاحب کے حالات کے متعلق گفتگو ہو رہی تھی، ایک شخص نے کہا کہ مرزا صاحب کا ارادہ نصرانیوں کے عقیدہ تثلیث کو مٹانے کا ہے اور زمانے کے علماء ان کے مخالف ہو چکے ہیں۔ اور اُن پر کفر کا فتویٰ لگایا، اور جدال کا ارادہ کر رکھا ہے، حضور خواجہؒ نے فرمایا حق غالب ہے حق کی طرف غالب ہے"

جلسہ مذاہب میں اسلام کی فتح پر مکاتیب کا تبادلہ

۱۸۹۶ء میں لاہور کے مقام پر مختلف مذاہب کی تعلیمات پر مقالات پڑھے گئے۔ حضرت مرزا صاحب نے اسلام کی نمائندگی کی۔ آپ نے جلسہ سے ایک دن قبل ہی اعلان کر دیا کہ میرا "مضمون بالا رہا" دوسرے دن جب مضامین پڑھے گئے تو اپنوں اور سامعین نے متفقہ طور پر آپ کے مضمون "اسلامی اصول کی فلاسفی" کو بہترین قرار دیا اور تیرہ سو سال کے بعد ایک بار پھر دنیا نے لیظھرہٗ علی الدین کلہ کا نقشہ اپنی آنکھوں سے دیکھا اور کانوں سے سُن لیا۔ یہ خبر حضرت خواجہ صاحبؒ کو بھی ملی، ان کے پاس حضرت امام وقتؑ کا مذکورہ بالا مکتوب پہنچ چکا تھا۔ آپ نے موقع کو غنیمت جانا اور خط کا جواب دیتے ہوئے مضمون کا بھی مطالبہ کر دیا۔

حضرت خواجہ غلام فریدؒ کا دوسرا مکتوب

"بخدمت جناب میرزا صاحب عالی مراتب مجموعہ محاسن بیکراں مستجمع اوصاف بے پایاں مکرم معظم برگزیدہ خدائے احد جناب میرزا غلام احمد صاحب متع اللہ الناس ببقائہ وسرنی بلقائہ آنحمہ بالائہ پس از سلام مسنون الاسلام وشوق تمام در دعائے اعتلائے تمام وارتقائے مقام واضح ولائح باد۔ نامہ محبت ختامہ الفت شمامہ مشحون مہربانی ہائے تامہ معہ کتاب مرسلہ رسیدہ چہرہ کشائے مسرت تازہ و فرحت بے اندازہ گشت، مخفی مباد کہ ایں فقیر از بد و حال بتقاضائے فطرت در عربدہ ہا افتادن و بے ضرورت قدم در معارک مناقشات نہادن پسند ندارد، چندانکہ می تواند از مداخل طوفان نزاع بدوری آرد و چوں اکثر مردم را موافقت ہوا از طلب حق باز داشتہ و تعصب مجاری تحقیق را بخاک جہل قرا انباشتہ بر آں بلیہ گفتارہا نارسیدہ و قباحت کارہا نادیدہ غوغائے برمی انگیزند وبہاں غبار جہالت کہ بہوائے عناد برداشتہ بسر خویش می بیزند، ورنہ ثمرہ کارہا بنیت صحیح است و دلالت کنایات ایں امر بر کسے پوشیدہ نماند، کہ دریں حین و زمان کسانے از علمائے وقت از فقیر مطالبہ جواب کردہ اند کہ چگونہ کسے را (یعنی آں صاحب را) کہ باتفاق علماء دین مبین دجال ثابت شدہ است چرا نیک مرد پنداشتہ اند و از چہ رو در وے حسن ظن داشتہ۔ چوں تحریر ایشاں مملو بود از کمال جوش و ترکیب الفاظ ایشاں با برق طیشہا ہم آغوش نظر برآنکہ مضامین شاں بر تلیاں دلہا گواہ است، و بے نیت ہر کس خدائے دانا تر آگاہ۔ با ہیچ کس گمان بردن شیوہ اہل صفا نیست و بے تحقیق کسے را منافق و مطیع نفس دانستن روا نہ فقیر را در کار شاں ہم گمان بدگران می نمود زیرا کہ اگر نیت صادق داشتہ باشد، غلط شاں بمشابہ خطائی اجتہاد خواہد بود و رنہ گوش محبت نیوش ہر قدر کہ از نفایت کار آں مکرم ذخیرہ آگاہی اباشت دل الفت شامل زیادہ ازاں در اخلاص افزود کہ داشت دعا است کہ از عنایات حق سببے بہتر پیدا آید و ساعتے نیکو روئے نماید کہ حجاب مباعدت جسمانی و نقاب مسافت طولانی از میاں برخیزد و اگر بار سال مضمونیکہ در جلسہ مذاہب پیش کردہ اند مسرور فرمایند منت باشد والسلام مع الاکرام فضائل وکمالات مرتبت مولوی نور الدین صاحب سلام شوق مطالعہ فرمایند وصاحبزادہ محمد سراج الحق صاحب نیز (الراقم فقیر غلام فرید الجشتی النظامی بمقام چاچڑاں شریف۔ ۲۷ ر ماہ شعبان المعظم ۱۳۱۴ھ ہجریہ نبویہ۔

ترجمہ: بخدمت جناب عالی مراتب، مجموعہ محاسن بیکراں مستجمع اوصاف بے پایاں، مکرم معظم برگزیدہ خدائے احد، جناب میرزا غلام احمد صاحب، اللہ تعالیٰ ان کی حیات سے لوگوں کو فائدہ پہنچائے، اور مجھے ان کی ملاقات سے مسرور کرے اور میں اُن کی نوازشات سے فائدہ اُٹھاؤں، پس سلام مسنون، کامل اشتیاق اور کامل پناہ الٰہی اور بلندی مقام کی دعا کے بعد واضح ہو۔ کہ محبت بھرا، الفت کی خوشبو والا، کامل مہربانیوں سے لبریز مکتوب کتاب کے ساتھ ملا اور تازہ خوشی اور بے اندازہ راحت کا موجب ہوا مخفی نہ رہے کہ یہ فقیر شروع ہی سے طبعی طور پر جھگڑوں میں پڑنے اور بلاضرورت تنازعات کے میدان میں کودنے کو ناپسند کرتا چلا آیا ہے۔ اور جہاں تک ہو سکتا ہے اپنے آپ کو فضول اختلافات کے طوفان سے باہر نکال لیتا ہے، اور چونکہ اکثر لوگوں کو خواہشات نفسانی طلب حق سے روک دیتی ہے اور تعصب نے تحقیق حق کے چشموں کو جہالت کی مٹی سے ڈھانپ رکھا ہے، اس لئے گفتگو کی حقیقت کو نہ سمجھتے ہوئے، اور بات کی انتہا کو نہ جانتے ہوئے شور وغوغا کرتے ہیں۔ اور دشمنی کے جذبے سے جہالت کی گرد اپنے سروں پر ڈالتے ہیں۔ ورنہ کام کا پھل صحیح نیت سے وابستہ ہے۔ اور یہ عیاں امر پوشیدہ نہ رہے، کہ اس وقت چند علماء نے اس فقیر سے پوچھا ہے کہ ایک شخص (یعنی مرزا صاحب) جو علماء کی اتفاق رائے سے ایسا دیسا ثابت ہو چکا ہے، اس کو آپ نے کیوں نیک شخص سمجھا ہے، اس کے متعلق کیوں حسن ظن رکھتے ہیں۔ ان کی تحریر انتہائی جوش سے بھری ہوئی تھی، اور ان کے الفاظ میں بجلی کی سی گرمی تھی، اس خیال سے کہ ان کا مضمون دل کی تپش و گرمی پر گواہ ہے۔ اور ہر ایک کی نیت اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ اور کسی کے متعلق بدگمانی کرنا اہل صفا کا طریق نہیں، اور کسی کو بلاتحقیق منافق یا مطیع نفس سمجھنا جائز نہیں فقیر نے اس کے متعلق بھی دوسروں کا سا گمان رکھا، کیونکہ اگر نیت درست ہوگی، تو ان کی مثال بھی اجتہادی غلطی کے مشابہ ہوگی۔ ورنہ گوش محبت نیوش جس قدر آپ کے مقصد کے متعلق سنتا ہے اسی قدر آپ کے متعلق اخلاص میں پہلے سے زیادہ اضافہ ہوتا ہے، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے کوئی سبب پیدا ہو اور وہ مبارک گھڑی آئے کہ جسمانی دوری کا پردہ اور طویل سفر کا نقاب درمیان سے اُٹھ جائے اگر آپ وہ مضمون ارسال کر کے جو آپ نے جلسہ مذاہب میں پیش کیا تھا مسرور فرمائیں گے تو احسان ہوگا، والسلام مع الاکرام۔ فضائل اور کمالات کے مرتبے والے مولوی نور الدین صاحب، نیز صاحبزادہ محمد سراج الحق صاحب کو سلام شوق پہنچا دیجئے۔ (الراقم فقیر غلام فرید الجشتی النظامی بمقام چاچڑاں شریف ۲۷ ر ماہ شعبان المعظم ۱۳۱۴ھ ہجریہ نبویہ)

مذکورہ سطور سے عیاں ہے کہ حضرت خواجہؒ صاحب کے دل میں حضرت مرزا صاحبؒ کی محبت اور عظمت کا نقش گہرا ہوتا جا رہا تھا، اور آپ نے علماء کی شدید مخالفت کے برعکس حضرت مرزا صاحب کو محبت اور عقیدت کے الفاظ سے یاد فرمایا ہے۔ آپ کی تحریرات میں گہری دلچسپی لی، اس کے ساتھ حضرت مولانا نور الدین اعظم کی شخصیت اور علم نے بھی آپ کو متاثر کیا جس کا اظہار آپ نے اپنے زیر نظر مکتوب میں کیا۔

اسلامی اصول کی فلاسفی کا مطالعہ اور جوشِ مسرت

حضرت مرزا صاحبؒ نے حضور خواجہ صاحب کے ارشاد کے پیش نظر جلسہ مذاہب کے موقعہ پر لکھے ہوئے مضمون کے چند اوراق

خدمت میں ارسال کئے۔ اس کی کیفیت ارشاداتِ فریدی کے الفاظ میں پڑھیئے:۔

"...........حضارِ مجلس حلقہ بستہ اند، اندریں اثنا از طرف مرزا غلام احمد صاحب قادیانی یک خط مع چند اوراق در مضامین فتح اسلام جلسۂ اعظم مذاہب لاہور بجناب اقدس حضور خواجہ ابقاء اللہ تعالےٰ ببقائہٖ دادہ گردیدہ آمدکے ازاں خود بدولت ہم دیدند آنگاہ اخویصاحب مولوی غلام احمد را بازدادند و فرمودند کہ بخواں وی اوّل مضامین فتح اسلام جلسہ را بخواندند در وے عجیب اسرار از معانی قرآن شریف درج بودند کہ عقل حیران شدہ حضور خواجہ ابقاء اللہ تعالےٰ بکمال توجہ آں را استماع می فرمودند، و بشدے حضرت قطب الموحدین صاحبزادہ صاحب ادام اللہ تعالےٰ بدوامہ نظر فیض اثر کردہ تبسم می نمودند* کہ ایں چگونہ کلام پُر تاثیر و چگونہ فصاحت و بلاغت ہست و از اسرار و معانی قرآن چہ قدر دُر سفتہ است بعد ازاں فرمودند خط را بخواں۔ پس مولوی موصوف آں خط را بخواند حضور بغایت درجہ مسرور و خورسند شدند و بر چہرۂ مبارک حضور خواجہ ابقاء اللہ تعالےٰ از حد زیادہ آثارِ بشاشت و مسرت نمایاں بودند آں خط بعینہٖ اینجا نقل کردہ شد و آں خط ایں است" (ایضاً صفحہ ۹۱-۹۲)

* و گاہ گاہ بطرفِ آں دانشمند کہ نسبت بمرزا صاحب گونہ انکار داشت تیز تیز نظر فرمودہ نیز تبسم می کردند گویا اشارہ می نمودند

ترجمہ:۔ ....حاضرین مجلس حلقہ بنا کر بیٹھے ہیں۔ اس اثنا میں مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی طرف سے ایک خط، اس مضمون کے چند اوراق کے ساتھ جو آپ نے اسلام کی حقانیت پر جلسہ اعظم مذاہب لاہور میں پڑھا، حضرت اقدس حضور خواجہ صاحبؒ کو ملا آپ نے اس میں سے کسی قدر خود دیکھا، اس کے بعد میرے بھائی مولوی غلام احمد کو دیا اور فرمایا کہ پڑھو۔ اس نے پہلے فتح اسلام کا مضمون پڑھا اس میں معارف قرآن کے اس قدر عجیب اسرار درج تھے کہ عقل حیران ہوتی تھی۔ اور حضور خواجہ صاحبؒ اس کو کمال توجہ سے سُن رہے تھے، اور حضرت صاحبزادہ قطب الموحدین ادامہ اللہ تعالےٰ بدوامہ نظر فیض اثر ڈال کر مُسکراتے تھے۔ پھر اس دانا شخص کی طرف جو مرزا صاحب کا مُنکر تھا تیز نگاہ ڈال کر مسکراتے تھے، اور ظاہر کرتے تھے کہ کس قدر پُر تاثیر کلام ہے، کس قدر فصاحت و بلاغت ہے اور قرآن کے معانی اور اسرار کے کس قدر موتی پروئے ہیں۔ اس کے بعد فرمایا کہ خط کو پڑھو، پس مولوی صاحب نے خط پڑھا حضور حد درجہ خوش و خرم ہوئے۔ اور حضور خواجہ صاحبؒ کے چہرۂ مبارک پر حد درجہ مسرت و خوشی کے آثار ظاہر ہوتے تھے یہ خط ہو بہو یہاں نقل کیا گیا ہے۔"

(ایضاً صفحہ ۹۱-۹۲)

مکتوب حضرت مجدد زمانؑ بخدمت حضرت خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہٗ و نصلّی علیٰ رسولہِ الکریم۔ بخدمت حضرت مخدوم و مکرم الشیخ الجلیل الشریف السعید حبّی فی اللہ غلام فرید صاحب کان اللہ معہ و رضی عنہ و ارضاہ۔ السّلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ اما بعد نامۂ نامی و صحیفۂ گرامی افتخار نزول فرمودہ باعث گوناگوں مسرت ہا گردید و بمقتضائے آیۂ کریمہ انی لاجد ریح یوسف لولا ان تفندون از چندیں ہزار علماء و صلحا بوئے آشنائی از کلمات طیبات آں مخدوم بشنیدم شکر خدا کہ ایں سرزمین ازاں مرزان حق خالی نیست کہ در اظہار کلمۃ الحق از لوم ہیچ لائمے نمی ترسند، و لوازے دارند از جناب احدیت و فراستے دارند از حضرت عزت بوں فطرت صحیحہ مطہرہ ایشاں بوئے حق ایشاں را می کشند و در احقاق روح القدس تائیدات شاں بیفزاید فانہ بعض للہ ثم الحمد للہ کہ مصداق ایں امور مخدوم را یافتیم۔ اے برادر مکرم رجوع مشائخ وقت بسوئے ایں عاجز بسیار کم است و فتنہ ہا از ہر سو پیدا۔ پیش ازیں حبی فی اللہ حاجی مفتی احمد جان صاحب لودھیانوی کہ مؤلف کتاب حبّ روحانی نیز بودند بکمال محبت و اخلاص بدیں عاجز ارادتے پیدا کردند و بعض مریدانِ نااہل در ایشاں چیزہا گفتند کہ بدیں مشیخت و شہرت کجا افتاد، چو اوشاں را از آں کلمات اطلاعے شد معتقدان خود را در مجلسے خود را جمع کردند و گفتند کہ حقیقت ایں است کہ ما چیزے دیدیم کہ شما نمی بینید پس اگر از من قطع تعلق میخواہید بسیار خوب است مرا خود پروائے ایں تعلق ہا نماندہ ازیں سخن شاں بعض مریداں اہلِ دل بگریستند۔ و اخلاصے پیدا کردند کہ پیش ازاں نیز نمی داشتند، و مرا وقت ملاقات گفتند کہ عجب کاریست کہ مرا افتادہ کہ من قصد مصمم کردہ بودم کہ مرا می گذارند لیکن امر بر عکس آں پدید آمد و قسم خوردند کہ اکنوں باں خدمتہا پیش آیند کہ قبل ازیں ازاں نشانے نبود۔ ایں بزرگ مرحوم چوں بعد از مراجعت حج وفات کردند۔ اعزہ و وابستگان خود را بار بار ہمیں نصیحت نمودکہ بدیں عاجز تعلقہائے ارادت داشتہ باشید و وقت عزیمت حج مرا نوشتند کہ مرا حسرتہا است کہ من زمانِ شمارا بسیار کمتر یافتم و عمر گرداب وآں یاد رفت و فرزنداں و ہمہ مرداں و زناں کہ اعزہ شاں بودند بوصیت شاں عمل کردند و خود را در سلک بیعت ایں عاجز داکشیدند چنانچہ از روزگارے دراز فرزنداں آں بزرگ سکونت لودھیانہ را ترک کردہ اند و مع عیال خود نزد من در قادیاں می مانند۔

و شیخ دیگر پیر صاحب العلم است کہ برائے من خواب دیدند و در بارۂ من از آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم در مجلسے عظیم شہادتے دادند و سوئے من آں مکتوبے نوشتند کہ در ضمیمہ انجام آتھم از نظر آں مکرم گذشتہ باشد۔

اما ہنوز جماعت ایں عاجز بداں تعداد نرسیدہ کہ بمن از خدائے من عدد آں کشوف گردیدہ بود و میدانم کہ اکنوں جماعت من از ہشت ہزار دو سہ کم یا زیادہ بود۔

اے مخدوم و مکرم ایں سلسلہ سلسلۂ خدا است از دست قادرے کہ ہمیشہ کارہائے عجائب می نماید و از کار و بار خود پرسیدہ نمی شود۔ کہ چرا چنیں کردی۔ مالک است ہر چہ خواہد کند از خوف او آسمان و زمین می جنبند۔ و از ہیبت او ملائک می لرزند، مرا او در الہام خود آدم نام نہاد و گفت۔ اردت ان استخلف فخلقت ادم و چرا کہ می دانست کہ من نیز مورد اعتراض اتجعل فیہا من یفسد فیہا خواہم گردید پس ہر کہ مرا می پذیرد فرشتہ است نہ انسان۔ و ہر کہ سر می پیچد ابلیس است نہ آدمی۔ ایں قول خدا گفتہ نہ من۔ خطوبی للذین احبونی وما عادونی و صافونی و ما اذونی و قبلونی و ما ردونی اولئک علیہم صلوت اللہ و اولئک ہم المھتدون و آنچہ آں مخدوم نقل مضمون جلسہ مذاہب طلب کردہ بودند پس بسبب توقعت ایں شد کہ من منتظر بودم کہ جزوے از مضمون مطبوع نزدم رسد تا بخدمت بفرستم چنانچہ امروز یک حصہ ازاں رسید کہ بخدمت روانہ می کنم ہمچنیں آئندہ نیز لطوریکہ وقتاً فوقتاً می رسد انشاء اللہ تعالےٰ بخدمت روانہ خواہیم کرد و قبولیت ایں مضمون ازیں ظاہر است کہ اخبارہائے سرکاری کہ بہر غیرے سرد کارے ندارند و صرف آں اخبار را نویسند کہ عظمتے داشتہ باشد تعریف آں مضمون کردہ اند کہ تا حدِ اعجاز رسانیدہ اند چنانچہ سول ملٹری می نویسد کہ چوں ایں مضمون خواندہ شد بر ہمہ مردم عالم محویت طاری شدہ بود و بالاتفاق نوشتند کہ بر ہمہ مضامین ہمیں غالب آمد بلکہ نوشتند کہ دیگر مضامینے بہ نسبت آں چیزے نبودند پس ایں فضلِ خدا است کہ پیش ازیں واقعہ از الہام و کلام خود مرا اطلاعے نیز دادہ و من نیز پیش از وقت آں اعلام الہٰی را بذریعہ اشتہار مشتہر کردم پس عظمت ایں واقعہ نورٌ علیٰ نور شد فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

و آنچہ مکرم در بارہ شکوہ و شکایت ارقام فرمودہ اند۔ دریں باب چہ گویم و چہ نویسم۔ **مقدمہ من و ایشاں بہ آسمان است**۔ پس اگر من کاذبم و در علم حضرت باری تعالیٰ عزاسمہ مفتری و دعوے من کذبے و خیانتے و دجلے است۔ دریں صورت از خدا دشمن ترے در حق من کسے نیست۔ و بیخ مرا از بیخ خواہد برکند۔ و جماعت مرا متفرق خواہد ساخت۔ زیرا کہ او مفتری را بحالت امن نمی گذارد۔ لیکن اگر من از وے و از طرف اوہستم و بحکم او آمدہ ام و ہیچ خیانتے در کار و بار خود ندارم پس شکے نیست کہ او ازاں تائید من خواہد کرد۔ کہ از قدیم در تائید صادقاں سنت او رفتہ است و از لعنتِ ایں مردم نمی ترسم لعنت آں است کہ از آسمان بیارد و چوں از آسمان لعنت نیست پس لعنت خلق امر یست سہل، و ہیچ راستبازے ازاں محفوظ نماندہ۔ لیکن برائے آں مخدوم بحضرت عزت دعا میکنم کہ بحض از سعادت فطرت خود ذب مخالفاں ایں عاجز کردہ اند۔ پس اے عزیز خدا با تو باشد و عاقبت تو محمود باد۔ جزاک اللہ خیر الجزاء و احسن الیک فی الدنیا و العقبیٰ و کان معک اینما کنت و ادخلک اللہ فی عباد المحبوبین آمین (یہاں آپ نے ایک مثنوی بھی لکھ کر بھیجی جس کے چیدہ چیدہ اشعار درج ذیل ہیں۔ ناقل)

مثنوی

اے فرید وقت در صدق و صفا
با تو باد آں رو کہ نامِ او خدا

بر تو بارد رحمتِ یارِ ازل
بر تو تابد نورِ دلدارِ ازل

از تو جانِ من خوش است ایں خوشخصال
دیدمت مردے دریں قحط الرجال

اے مرا ردِّ محبت سوئے تو
بوئے انس آید مرا از کوئے تو

ہر زماں با لعنتے یادم کنند
خستہ دل از جور و بیدادم کنند

کس نیکشے یار صدیقے نہ شد
تا بکشے غیر زندیقے نشد

کافرم گفتند و دجّال و لعین ∴ بہر قتلم ہر لئیمے در کمیں
مومنے را کافرے دادن قرار ∴ کار رہاں باز نیست نزد ہوشیار
تا مرا از قوم خود ببریدہ اند ∴ بہر تکفیرم چہا کوشیدہ اند
در رہ ما نتنہا انگیختند ∴ با نصاریٰ راستے خود آمیختند
کافرم خوانند از جہل و عناد ∴ ایں چنیں کوری بدنیا کس مباد

ما مسلمانیم از فضلِ خدا ∴ مصطفےٰ مارا امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام ∴ ہر نبوت را بر و شد اختتام
اندریں دیں آمدہ از مادریم ∴ ہم بریں از دار دنیا بگزریم
آں رسولے کش محمد ہست نام ∴ دامن پاکش بدست ما مدام
مہر او با شیر شد اندر بدن ∴ جاں شد و با جاں بدر خواہد شدن
ہست او خیر الرسل خیر الانام ∴ ہر نبوت را برو شد اختتام
ما از و نوشیم ہر آبے کہ ہست ∴ زو شدہ سیراب سیرابی کہ ہست
آنچہ ما را وحی و ایمائی بود ∴ آں نہ از خود از ہماں جائے بود
ما از و یابیم ہر نور و کمال ∴ وصل دلدار ازل بے او محال
اقتدائی قول او در جانِ ماست ∴ ہر چہ زو ثابت شود ایمانِ ماست
از ملائک و از خبر ہائے معاد ∴ ہر چہ گفت آں مرسل رب العباد
آں ہمہ از حضرت احدیت است ∴ منکر آں مستحق لعنت است
معجزات او ہمہ حق اند و راست ∴ منکر آں مورد لعن خدا است

آں کتاب حق کہ قرآں نام اوست ∴ بادہ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب ∴ نزد ما کفر است و خسران و تباب
لیک دوناں را بمغزش راہ نیست ∴ ہر دلے از سرّ آں آگاہ نیست
تا نباشد طالبے پاک اندرون ∴ تا نہ جوشد عشق یار بے چگوں
راز قرآں را کجا فہمد کسے ∴ بہر نورے نور می باید بسے
نور را دانند کسے کو نور شد ∴ وز حجاب سرکشی ہا دور شد
ایں نہ من قرآں ہمیں فرمودہ است ∴ اندرو شرط تطہر بودہ است
الغرض فرقاں مدار دین ماست ∴ او انیس خاطر غمگین ماست
ما چہ ساں بندیم زاں دلبر نظر ∴ ہیچ روئے او کجا روئے دگر
ہمچنیں عشقم بروئے مصطفےٰ ∴ دل پرد چوں مرغے سوئے مصطفےٰ
تا مرا دادند از حسنش خبر ∴ شد دلم از عشق او زیر و زبر
من کہ می بینم رُخِ آں دلبرے ∴ جاں فشانم گر دہد دل دیگرے
ساقی من ہست آں جاں پرورے ∴ ہر زماں مستم کند از ساغرے
بسکہ من در عشق او ہستم نہاں ∴ من ہمانم، من ہمانم، من ہماں
آں منم کاندر رہ آں سرورے ∴ در میاں خاک و خوں بینی سرے

ایں ہمہ کہ از خامہ عاجز بیروں آمد از حال است نہ از قال۔ و از جوشیدن است نہ از تکلفات کوشیدن۔ اکنوں آں بہ کہ تخفیف تصدیع کنم آنچہ در دلِ ماست خدا در دل شما الہام کند، و دل را بدل راہ دہد۔ از مکرمی مولوی حکیم نور الدین صاحب السلام علیکم۔ او شاں بذکر خیر آں مکرم رطب اللسان می مانند۔ عجب کہ او شاں در اندک صحبتے دلی محبت اخلاص بآں مکرم پیدا کردند چندیں خارق امر ازیں مخدوم ذکر کردہ اند کہ مرا ایک درود شریف برائے خواندن ارشاد فرمودند۔ کہ ازیں زیارت حضرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم خواہد شد۔ چنانچہ ہماں شب مشرف بزیارت شدم والسلام۔

(الراقم خاکسار غلام احمد از قادیاں ۱۱۔ رمضان شریف ۱۳۱۴ھ ہجری المصطفےٰ یوم یکشنبہ)"

ترجمہ:۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم۔ بخدمت حضرت مخدوم و مکرم الشیخ الجلیل الشریف والسعید حبی فی اللہ غلام فرید صاحب کان اللہ معہ و رضی عنہ وارضاہ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ اما بعد۔ نامہ نامی و صحیفہ گرامی دستیاب ہوا، اور دگنا گوں خوشی کا موجب ہوا۔ اور بہ مقتضائے آیت "مجھے یوسف کی خوشبو آ رہی ہے خواہ تم مجھے دیوانہ ہی سمجھو" میں نے ہزاروں علماء اور صلحاء میں سے آپ مخدوم کے پاکیزہ کلمات سے آشنائی کی بُو سونگھی ہے، خدا کا شکر ہے یہ سرزمین ان بندگان حق سے خالی نہیں، جو اعلائے کلمۃ الحق کرتے ہیں اور ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈرتے، ان کے پاس خدا کی طرف سے نور ہے۔ اور رب العزت کی طرف سے فراست عطا ہوتی ہے۔ پس ان کی درست پاک فطرت انہیں سچائی کی طرف کھینچتی ہے۔ اور سچائی کی شناخت میں روح القدس سے انہیں مدد ملتی ہے۔ فالحمد للہ، ثم الحمد للہ، کہ ہم نے مخدوم کو ان امور کا مصداق پایا۔ اے برادر مکرم! اس دور کے مشائخ کی عاجز کی طرف بہت کم توجہ ہے۔ اور فتنے ہر طرف سے اٹھ کھڑے ہوئے ہیں۔ اس سے پہلے حبی فی اللہ حاجی مرحوم احمد جان صاحب لدھیانوی نے، جو کتاب طب روحانی کے مؤلف بھی ہیں۔ اس عاجز سے گہری محبت اور خلوص سے عقیدت کا اظہار کیا، تو نااہل مریدوں نے ان کے متعلق باتیں بنائیں۔ کہ اس بزرگی اور شہرت کے بعد کہاں گرے ہیں، جب انہیں ان باتوں کا علم ہوا تو اپنے مریدوں کو ایک جگہ اکٹھا کیا اور کہا کہ حقیقت یہ ہے کہ میں نے جو چیز دیکھی ہے تم نے نہیں دیکھی، پس اگر مجھ سے تعلق توڑنا چاہتے ہو تو بہت خوب ہے۔ مجھے خود اس تعلق کی پرواہ نہیں رہی۔ ان کی اس بات سے بعض اہل دل مرید رو پڑے اور ایسا اخلاص پیدا کیا کہ اس سے پہلے نہیں رکھتے تھے، اور ملاقات کے وقت مجھے بتایا کہ مجھے عجیب معاملہ پیش آیا ہے کہ میں نے پختہ ارادہ کیا ہوا تھا کہ وہ مجھے چھوڑ دیں لیکن اس کے الٹ ہوا۔ اور قسم کھائی کہ اب ایسی ندامت کرتے ہیں کہ اس سے پہلے اس کا نشان نہ تھا۔ اس مرحوم بزرگ نے جب حج کے بعد وفات پائی اپنے عزیزوں اور وابستگان کو بار بار یہی نصیحت کرتے تھے کہ مرزا صاحب سے ارادت کے تعلقات قائم رکھنا اور حج کا ارادہ کرتے وقت مجھے لکھا کہ مجھے حسرت ہے کہ آپ کا بہت تھوڑا زمانہ پایا۔ اور میری عمر ایسے ویسے لوگوں کے گرد گزر گئی۔ اور ان کے بیٹوں، اور خاندان کے تمام مردوں اور عورتوں نے ان کی وصیت پر عمل کیا، اور اس عاجز کی بیعت کر لی، چنانچہ ایک مدت سے ان کے فرزند لدھیانہ سے سکونت ترک کر کے بال بچوں سمیت قادیان میں میرے پاس رہ رہے ہیں۔

اور دوسرے صاحب علم (المعروف پیر جھنڈے والے سندھی ۔ ناقل) بزرگ وہ ہیں جنہوں نے میرے متعلق خواب دیکھا۔ اور میرے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بڑی مجلس میں شہادت دی اور میری طرف وہ خط لکھا جو ضمیمہ انجام آتھم میں آپ کی نظر سے گزرا ہو گا۔

لیکن ابھی میری جماعت کی تعداد اتنی نہیں ہوئی جتنی کہ خدا نے مجھے ظاہر کی ہے۔ اور مجھے معلوم ہے کہ ابھی میری جماعت کی تعداد آٹھ ہزار سے دو چار کم یا زیادہ ہوگی۔

اے مخدوم و مکرم! یہ سلسلہ خدا کا سلسلہ ہے۔ یہ اس قادر کا کام ہے جو ہمیشہ عجیب و غریب کام دکھاتا ہے اس کے کاروبار کے متعلق باز پرس نہیں ہو سکتی، کہ تو نے ایسا کیوں کیا، وہ مالک ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اس کے خوف سے زمین و آسمان کانپتے ہیں۔ اس کی ہیبت سے فرشتے لرزتے ہیں۔ اس نے الہام میں میرا نام آدم رکھا۔ اور فرمایا میں نے ارادہ کیا کہ خلیفہ بناؤں میں نے آدم پیدا کیا، چونکہ وہ جانتا تھا کہ مجھ پر بھی یہ اعتراض وارد ہوگا "کیا تو اس کو خلیفہ بناتا ہے، جو زمین میں فساد کرے گا۔" پس جو مجھے قبول کرتا ہے وہ فرشتہ ہے نہ کہ انسان، اور جو کوئی روگردانی کرتا ہے، ابلیس ہے نہ کہ آدمی، یہ بات خدا نے کہی ہے نہ کہ میں نے، پس مبارک ہے وہ شخص جو مجھ سے محبت کرتا ہے۔ اور میرا دشمن نہیں ہے، اور مجھ سے صفائی قلب رکھتا ہے، اور مجھے دکھ نہیں دیتا۔ اور مجھے قبول کرتا ہے اور رد نہیں کرتا۔ ایسے لوگوں پر خدا کی رحمت ہے۔ اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔ اور جناب مخدوم نے جو جلسہ مذاہب کے مضمون کی نقل طلب فرمائی ہے پس دیر کی وجہ یہ ہوئی کہ منتظر تھا کہ کچھ مضمون چھپ کر میرے پاس آ جائے تاکہ خدمت میں ارسال کر دوں۔ چنانچہ آج اس کا ایک حصہ آیا جو ارسال خدمت ہے۔ اسی طرح آئندہ بھی جوں جوں آتا جائے گا۔ انشاء اللہ آپ کی خدمت میں بھیجا جائے گا۔ اس مضمون کی قبولیت اس بات سے ظاہر ہے کہ سرکاری اخباروں نے جو کہ ہر ایک خبر سے واسطہ نہیں رکھتے، اور صرف عظیم خبر کو شائع کرتے ہیں، اس مضمون کی تعریف کی ہے۔ کہ یہ اعجاز کی حد تک پہنچا ہوا ہے۔ چنانچہ سول ملٹری لکھتا ہے کہ جب یہ مضمون پڑھا گیا۔ تو تمام لوگوں پر محویت کا عالم طاری تھا۔ اور بالاتفاق لکھا کہ تمام مضامین کے مقابل یہی غالب رہا، بلکہ لکھا کہ اس کے مقابلے میں دوسرے مضامین کوئی چیز ہی نہ تھے۔ پس یہ خدا کا فضل ہے کہ اس واقعہ سے پہلے ہی اس نے مجھے اپنے الہام اور کلام سے اطلاع بھی دے دی اور میں نے بھی وقت سے پہلے اس خدائی نشان کا اشتہار کے ذریعے اعلان کر دیا پس اس واقعہ کی عظمت نورٌ علیٰ نور ہو گئی فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

اور مکرم نے جو کچھ شکوہ شکایت کے متعلق لکھا ہے۔ اس بارے میں کیا کہوں اور کیا لکھوں، میرا اور ان کا مقدمہ آسمان پر ہے پس اگر میں حضرت باری عز اسمہ کے علم میں کاذب اور مفتری ہوں اور میرا دعوےٰ کذب، خیانت اور دجل پر مبنی ہے۔ اس صورت میں میرا خدا سے بڑھ کر کون دشمن ہے، اور وہ جلدی میری بیخ اکھاڑ دیگا اور میری جماعت کو منتشر کر دے گا۔ کیونکہ وہ مفتری کو ہرگز امن کی حالت میں نہیں چھوڑتا لیکن اگر میں اس سے اور اس کی طرف سے ہوں، اور اس کے حکم سے آیا ہوں، اور اپنے کاروبار میں خیانت کار نہیں ہوں تو بے شک وہ اس کام میں میری تائید کرے گا۔ کیونکہ صادقوں کی تائید اس کا

کی قدیم سنّت ہے، اور میں ان لوگوں کی لعنت سے نہیں ڈرتا لعنت وہ ہے جو آسمان سے برسے، اور جب آسمان سے لعنت نہیں پس خلقت کی لعنت آسان کام ہے۔ اور کوئی راستباز اس سے نہیں بچا، لیکن آنجناب مخدوم کے لئے اللہ تعالےٰ کی درگاہ میں دُعا کرتا ہوں جنہوں نے فطری سعادت کی وجہ سے اس عاجز کے مخالفوں کی تردید فرمائی ہے۔ پس اے عزیز! خدا آپ کا حامی ہو، اور آپ کی عاقبت بخیر ہو۔ اللہ آپ کو جزائے خیر دے، دنیا و دین میں آپ سے بھلائی کرے ہر جگہ آپ کے ساتھ ہو۔ اور آپ کو اپنے محبوب بندوں میں شامل کرے۔ آمین۔

(اس جگہ مثنوی کے فارسی اشعار درج تھے)

یہ جو کچھ اس عاجز کے قلم سے لکھا گیا ہے، حال سے ہے قال سے نہیں، اور دلی جوش سے ہے نہ کہ ذہنی کاوش سے، اب بہتر ہے کہ میں درد سر کو ختم کردوں، جو کچھ میرے دل میں ہے خدا آپ کے دل میں ڈالے، اور دل کو دل میں راہ دے، مکرمی حکیم مولوی نور الدین صاحب کی طرف سے السلام علیکم۔ وہ آپ کے ذکر میں رطب اللسان رہتے ہیں۔ عجیب بات ہے کہ انہوں نے آنجناب سے تھوڑی سی صحبت میں دلی خلوص پیدا کر لیا ہے، اور آپ کا یہ خارق عادت امر بیان کیا ہے کہ مجھے ایک درود شریف پڑھنے کا ارشاد کیا۔ کہ اس سے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوگی، چنانچہ میں اسی رات زیارت سے مشرف ہو گیا والسلام۔

(الراقم خاکسار غلام احمد از قادیان)

حضرت خواجہ صاحبؒ کا جوابی مکتوب مودّت

حضرت مجدّد زمانؑ کے مکتوب نے حضرت خواجہ صاحب کے قلب پر خاص اثر کیا اور انہوں نے ذیل کا خلوص آمیز خط لکھا:۔

"بخدمت جناب معانی آگاہ معارف پناہ حقائق نگاہ شریعت انتباہ المستظہر باللہ المعرض ماسواہ المؤید من اللہ الصمد جناب مرزا غلام احمد صاحب مکارم لا تعد سلمہ اللہ الاحد۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ جوش اشتیاق ہم چوں مکارم اخلاق آں انفس وآفاق از حد بیروں رست ومحبت باآں مجاہد فی سبیل اللہ روز افزوں۔ منت جواد بے منت کہ اوقات ایں فقیر والعنایات بیغایات۔ بر مجاری عافیت ظاہری وباطنی جاری فرمودہ۔ وتائید آں مرضیۃ الشمائل محمودۃ الخصائل از جناب عزت خطابش مسئول ومقصود سلک لآلی آبدار محبت و وداد وعقد جواہر آبدار صداقت واتحاد یعنی نامۂ اخلاص ختامہ مملو بمواد خلوص وصفا ومحشو بذخائر خلت اصطفا ورودِ کرم آمود نمودہ مسرور ومحصور فرمودہ فقیر از الفاظ الفت آمیز ومعانی انبساط خیز ومعارف حیرت انگیز آں غواص بحار معالم ذخیرہ احتظاظ قلب فراہم نمود۔ و ورود مضمون جلسۃ المذاہب مرسلہ آں صاحب کہ بوجود آورد حقائق گراں بہا جدت او را مشتمل بود۔ دل از مستمعان در ربودہ بموارہ بایں مجاہدات رفیع الغایات بعنایات غیبیہ وتفضلات لاریبیہ مؤید ومکرم باشند و فقیر را مستخبر حالات مسرت سمات دانستہ بارسال فضائل رسائل وارقام کرائم رقائم مبتہج می فرمودہ باشند۔ (فقیر غلام فرید خادم الفقراء) مہر

سجادہ نشین از چاچڑاں شریف (۴ر شوال ۱۳۱۴ھ)

ترجمہ:۔ بخدمت معانی آگاہ۔ معارف پناہ۔ حقائق نگاہ شریعت انتباہ، اللہ سے مدد دیئے گئے۔ غیر اللہ سے منہ موڑے ہوئے اللہ تعالےٰ کی طرف سے تائید کئے گئے، جناب مرزا غلام احمد بے شمار اوصاف کے مالک، سلمہ اللہ تعالےٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ انفس وآفاق کے اس خلاصہ (مرزا صاحبؒ۔ناقل) کے بلند اوصاف کی طرح محبت وشوق کا جوش بھی حد سے باہر ہے۔ اور اس مجاہد فی سبیل اللہ کی محبت دن بدن بڑھتی جاتی ہے۔ بخل سے تعالیٰ سخی کا احسان جو انہوں نے اپنی بے اندازہ عنایات سے ظاہری وباطنی عافیت کے چشموں پر جاری کیا، صاحب پسندیدہ شمائل اور قابل تعریف خصائل، صاحب عزت مسئول ومقصود کی طرف سے محبت والفت کے آبدار موتیوں اور صداقت واتحاد کے درخشندہ جواہر کا ہار (یعنی اخلاص کی مہر والا، خلوص وصفا کے مواد سے لبریز اور محبت اور پاکیزگی کے ذخائر سے پُر نامہ مبارک باعث تسکین وراحت قلب ہوا، اور حد سے زیادہ خوشی بخشی، فقیر نے ان الفت بھرے الفاظ، اور مسرت بخش معانی، اور حیرت انگیز معارف اور علوم کے سمندروں کے اسرار ورموز سے دلی لذت کا ذخیرہ جمع کیا اور جلسۃ المذاہب کے مضمون نے جس میں آپ نے نئے نئے حقائق کا ذخیرہ جمع کر دیا ہے۔ سننے والوں کے دلوں کو چھین لیا ہے۔ اللہ تعالےٰ اس بلند جہاد میں غیبی عنایات اور پاکیزہ افضال سے آپ کا حامی اور ناصر ہو، فقیر کو ان مسرت بخش حالات سے، اپنے بلند پایہ رسائل اور اعلیٰ تحریرات سے مستفید اور مسرور فرماتے رہیئے۔"

(فقیر غلام فرید خادم الفقراء)

حضرت منشی احمد جان رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر خیر

حضرت مجدّد زماں رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت منشی احمد جان کے خلوص کی طرف اپنے مکتوب میں اشارہ کیا تھا، چنانچہ حضرت مرزا صاحبؒ کا نامہ مبارک پڑھنے کے بعد فرمایا۔ جس کے ترجمے پر اکتفا کیا جاتا ہے:۔

ترجمہ:۔ "منشی احمد جان صاحب مرحوم لدھیانوی حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے مرید تھے۔ لیکن حضرت کی انہوں نے محض بیعت کی تھی اور فقر کا معاملہ حضرت امام علی شاہ صاحب نقشبندی سکنہ رتڑ چھتڑ واقع پنجاب سے تھا۔ جو نہایت صاحب کمال تھے۔ پیر بھی ان کو پہچانتا تھا۔ اور خود کو نقشبندی کہتے تھے، اور یہ منشی احمد جان صاحب علم توجہ کے ماہر تھے، بلکہ اس بارے میں بہت اجتہاد کیا ہوا تھا۔ ابتداء میں ان کی یہ حالت تھی کہ اگر راستے میں جا رہے ہوتے اور منہ پھیر کر پیچھے دیکھتے تو ان کی توجہ سے تین تین چار چار اشخاص گر کر تڑپنے لگتے اور بیماری دُور کرنے اور مشائخ کی زیارت کرانے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لئے توجہ کے طریق بتاتے ہوئے تھے، بعد ازاں فرمایا۔ مجھے کہا کرتے تھے، کہ توجہ کا یہ طریق کچھ نہیں، لیکن ایک دوسرا طریق بھی ہے، کہ وہ خدا سے ملا دیتا ہے۔ اگر اس قسم کی توجہ کی جائے تو بہتر ہے۔ اس کے بعد فرمایا کہ یہ منشی احمد جان لدھیانوی مرزا صاحب کے حد درجہ معتقد تھے۔ حتیٰ کہ ان کے تمام بیٹے، مرد، خواتین اور اعزہ مرزا صاحب کے مرید ہو چکے تھے، جیسا کہ مرزا صاحب نے اس خط میں لکھا ہے۔" (ایضاً ص۱۰۴—۱۰۵)

حضرت مجدّدِ زماں کے لئے غیرت کا اظہار

حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ کے دل میں حضرت مرزا صاحب علیہ الرحمۃ کی نیکی، تقوی، تبحر علمی، جذبۂ دینی، اور للہیت نقش ہو چکی تھی، اور حضرت مرزا صاحب معارف دینی کے اظہار اور باطل کی قوتوں کے خلاف جہاد کا جو جذبہ دکھا رہے تھے، اور آپ کی وجہ سے دین اسلام کو جو غلبہ نصیب ہو رہا تھا۔ حضرت خواجہ صاحب اس کے گرویدہ ہو چکے تھے اور حضرت مجدّد زماں کے دعاوی کی صداقت آپ پر آشکار ہو چکی تھی، اس لئے آپ کی مجلس میں اگر کوئی نادان حضرت مرزا صاحب کے خلاف زبان کھولتا تو اس کا نہ صرف جواب دیتے بلکہ بد زبانی کی صورت میں اسے ڈانٹ پلاتے، اسی نوعیت کا ایک واقعہ "ارشادات فریدی" جلد سوم میں ص۱۲۳ پر بالفاظ ذیل درج ہے:۔

"دریں اثنا حافظ گموں سکنہ حدود گھڑی اختیار خاں بر نسبت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی سقط وناسزا گفتن آغاز کرد، ہمیکہ چہرۂ انور حضور خواجہ ابقاء اللہ تعالےٰ بقائہ متغیر گردید ویرآں حافظ بانگ زدند وزجر نمودند دے عرض کرد کہ قبلہ چوں حالات وصفات حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام واوصاف مہدی موعود در مرزا صاحب یافتہ نمی شوند۔ چگونہ اعتبار کنیم کہ او مسیح عیسیٰ ومہدی است حضور خواجہ ابقاء اللہ تعالیٰ فرمودند کہ اوصاف مہدی پوشیدہ وپنہاں ہستند۔ آنچناں نیستند کہ در دلہائے مردم نشستہ ہے چہ عجب کہ ہمی مرزا صاحب غلام احمد قادیانی مہدی باشد۔ چہ در حدیث شریف آمدہ کہ دوازدہ دجال اند۔ پس چنداں مہدی اند، ودر حدیثی وارد شدہ است کہ عیسیٰ ومہدی یکے است۔ بعد ازاں فرمودند کہ شرط نیست کہ ہم علامات مہدی موافق خیال وفہم مردم کہ در دلہائے خود بنداشتہ اند۔ ظاہر شوند، بلکہ حافظا امر دیگر گوں است، اگر چنیں بودے کہ مردم خیال میکنند، پس او را ہمہ خلق مہدی برحق دانستہ باد ایمان آوردی چنانکہ پیغمبران کہ امت ہر نبی چند گروہ شدے بر بعضے کساں کہ حال آں پیغمبر مکشوف شدے پس آنہا ایمان می آوردند، و بر بعضے حال آں پیغمبر مشتبہ می شد و بر بعضے کساں ہرگز حال آں پیغمبر مکشوف نمے گشت ازیں سبب ہمیں گروہ انکار آوردہ کافر شد۔ اگر بر تمام امت ہر پیغمبر حال آں مکشوف شدے ہمہ مسلماناں بودندے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ اوصاف وعلامات آنحضرت صلعم در کتب سماویہ مکتوب ومرقوم بودند وچوں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ظاہر شدند ومبعوث گردیدند بعض علامات را مطابق پندار وفہم ووہم خود نیافتند۔ پس بر آں کساں کہ امر آنحضرت مکشوف شد ایشاں ایمان آوردند وبر آں گروہ کہ مکشوف نشد انکار کردند، ہم چنیں است حال مہدی پس اگر مرزا صاحب باشد کدام امر مانع است۔"

ترجمہ:۔ اسی دوران میں حافظ گموں سکنہ گھڑی اختیار خاں نے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے خلاف بُرے اور نازیبا الفاظ کہنے شروع کئے۔ اسی وقت حضرت خواجہ

صاحب القاء اللہ تعالے بیقائہ کا پُرنور چہرہ متغیر ہوگیا۔ حافظ کو کڑک کر روکا اور جھڑکا اس نے عرض کی کہ قبلہ جب مرزا صاحب میں حضرت عیسٰی ابن مریم اور مہدی موعود کے اوصاف نہیں پائے جاتے تو ہم کیسے اعتبار کریں کہ وہ عیسٰی اور مہدی ہیں۔ حضور خواجہ القاء اللہ تعالے نے فرمایا کہ مہدی کے اوصاف پوشیدہ اور خفیہ ہیں۔ اس طرح نہیں جس طرح لوگوں کے دل میں ہیں۔ کیا عجب ہے کہ یہی مرزا غلام احمد قادیانی مہدی ہوں۔ کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے بارہ دجّال ہیں پس اسی قدر مہدی ہیں۔ اور ایک حدیث میں آیا ہے۔ کہ عیسٰی اور مہدی ایک ہی ہیں۔ بعد ازاں فرمایا کہ ضروری نہیں کہ مہدی کے تمام نشانات لوگوں کے اس گمان ووہم کے مطابق ہوں جو وہ دل میں سمجھے بیٹھے ہوں۔ اے حافظ! بلکہ بات مختلف ہے۔ اگر ایسا ہی ہوتا جیسا کہ لوگ خیال کرتے ہیں۔ تو تمام لوگ اسے مہدی برحق جان کر اس پر ایمان لے آتے۔ جیسا کہ ہر نبی کی اُمّت کے کچھ گروہ ہوگئے۔ جن لوگوں پر اس پیغمبر کا حال کھُل گیا وہ ایمان لے آئے۔ اور بعض پر اس پیغمبر کا حال مشتبہ ہوجاتا تھا اور بعض لوگوں پر اس پیغمبر کا حال ہرگز مکشوف نہیں ہوتا تھا اور اسی وجہ سے یہ گروہ انکار کرکے کافر ہوجاتا تھا۔ اگر کسی نبی کی تمام اُمّت پر اس کا حال عیاں ہوجاتا تو تمام مسلمان ہوجاتے۔ چنانچہ آنحضرتؐ کے اوصاف علامات تمام آسمانی کتابوں میں درج تھے، پس جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث وظاہر ہوئے تو لوگوں نے اپنے گمان اور وہم کے مطابق کچھ علامات آپ میں نہ دیکھیں پس جن لوگوں پر آنحضرت کی حقیقت واضح ہوگئی وہ ایمان لے آئے اور جس گروہ پر نہ کھلی انہوں نے انکار کردیا، یہی مہدی کا حال ہے پس اگر مرزا صاحب مہدی ہوں تو کونسی رکاوٹ ہے؟"

حضرت صاحب کے دعوے مسیحیت اور مہدی پر اس سے زیادہ مدلّل واضح اور مؤثر تبصرہ ممکن نہیں اور اس قسم کے حقائق بیان کرنا آپ ہی کا حصّہ تھا۔ کیونکہ آپ ہی اس محیط معرفت کے شناور اور علوم قرآنی اور رموز و اسرار کے عالم متبحّر تھے، اور خدا رسیدہ ہونے کی وجہ سے زمانے کی کجروی اور شدید مخالفت کے باوجود آپ ہی کلمہ حق کہہ سکتے تھے۔

مولوی غلام دستگیر قصوری مکفّر کا جواب

حضرت مرزا صاحب کے دعوے مجدّد، مسیح موعود اور مہدی معہود کے بعد ظاہر پرست مولویوں نے آپ کی تکفیر و تفسیق کو مقصد حیات بنا لیا اور بجائے اس کے کہ وہ اسلام کے غیر مسلم بالخصوص آریہ اور عیسائی دشمنوں کا مقابلہ کرتے انہوں نے حضرت امام وقتؒ کی مخالفت اختیار کی اور آپ کو کسرِ صلیب اور اسلام دشمن طاقتوں کے مقابلے سے روکنے لگے۔

اسی سلسلے میں مولوی محمد حسین بٹالوی، مولوی عبدالحق غزنوی مولوی عبدالجبّار غزنوی، اور مولوی غلام دستگیر قصوری نے کوشش کی کہ حضور خواجہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت مرزا صاحب کو مسلمان نہ کہیں بلکہ علماء سُوء کے ہم خیال ہوکر ان کے خلاف کفر کا فتوے دیں، چنانچہ اس غرض کے پیش نظر مولوی غلام دستگیر قصوری آپ کی خدمت چاچڑاں شریف حاضر ہوا، اس سلسلے میں آپ نے جو کچھ فرمایا۔ اس کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

ترجمہ" اس کے بعد مولوی غلام دستگیر قصوری، جو مرزا غلام احمد قادیانی کے شدید مخالف تھے، ان کے خلاف کفر کا فتوے بھی لکھا تھا۔ آئے۔ آداب بجا لاکر بیٹھے اور مرزا غلام احمد قادیانی کی چند کتابیں بغل سے نکال کر سامنے رکھیں، اور ہر ایک کتاب میں سے وہ مقامات حضرت خواجہ صاحب کے سامنے باری باری پڑھے جہاں نشانات لگائے ہوئے تھے اور کہتے تھے کہ دیکھئے یہاں حضرت عیسٰی علیہ السلام کی توہین کی ہے، اور یہاں دوسرے انبیاء علیہم السلام کی۔ اور حقیقت یہ ہے کہ مرزا صاحب نے نصاریٰ اور یہود کی تردید کے لئے انجیل و توریت کی وہ تعلیمات اپنی کتابوں میں درج کی ہیں جن سے اس قسم کی توہین و مذمت ظاہر ہوتی تھی۔ مگر مولوی مذکور کو اس حقیقت کا علم نہیں ہوا ہے۔ اس لئے حضرت صاحب کے سامنے مرزا صاحب کی برائی بیان کی، لیکن حضور خواجہ القاء اللہ تعالے نے سب کچھ سنا اور کوئی جواب نہ دیا۔ اس کے بعد مولوی غلام احمد اختر نے عرض کی، کہ قبلہ جو کچھ مرزا صاحب نے لکھا ہے، وہ نصاریٰ کو کہتے ہیں۔ جو محرف و مبدّل توریت اور انجیل میں لکھا ہے کہ مسیح اللہ کا بیٹا ہے۔ اور اس میں سے تثلیث اور کفارہ کو مانتے ہو۔ اور جو دوسری برائیاں توریت اور انجیل سے مسیح یا دیگر انبیاء کی ثابت ہوتی ہیں۔ یہ بالکل بہتان ہے۔ اور ایسا مسیح بھی فرضی ہے۔ اور وہ عیسٰی علیہ السلام جس کی نبوّت، اوصاف اور معجزات کی خبر قرآن شریف دیتا ہے وہ اللہ کا نبی، خدا کا بندہ اور وہ ہمارے آنکھ کا نور ہے، پس مناسب ہے کہ اس یسوع کے دین کو جس کا تم دل سے اقرار کرتے ہو، ترک کردو۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں بدگوئی سے کام نہ لو۔ اور دین اسلام کو قبول کرو۔ ورنہ میں تمہارے اس فرضی مسیح کی زیادہ مذمت کروں گا۔ حضور خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہاں ایسا ہی ہے۔ اس کے بعد مولوی غلام دستگیر قصوری نے کہا کہ حضور نے جو خط مرزا صاحب کو لکھا ہے۔ وہ خط مرزا صاحب نے ضمیمہ انجام آتھم میں چھپوا دیا ہے۔ اور اخبارات میں بھی وہ طبع کیا گیا ہے۔ اور دنیا بھر میں اس کی تشہیر کی گئی ہے۔ اس نے حضور کے خط کو اپنی سچائی اور علماء کے خلاف حجّت کے طور پر پیش کیا ہے، اور کہتا ہے کہ دیکھو اس قدر شیخ اکبر نے جو مقتدائے عالم ہے، میری سچائی پر گواہی دی ہے اور مجھے خدا کے صالح بندوں میں شامل کیا ہے۔ پس حضور کو چاہیئے کہ اس سے واسطہ نہ رکھیں، اور علمائے جہاں کی اس طرح حمایت کریں کہ جس طرح ہم نے اس کی تکفیر پر فتوے دیا ہے حضور بھی اپنی طرف سے کفر کا فتوے دیں۔ حضورؒ نے فرمایا کہ عبدالجبار اور عبدالحق نے جنہیں لوگ وہابی کہتے ہیں۔ میرے پاس خط بھیجے تھے۔ کہ آپ نے مرزا صاحب کو کیوں من عباد اللہ الصالحین لکھا ہے۔ پس میں نے جواب میں لکھا تھا۔ میں جس طرح مرزا صاحب کو من عباد اللہ الصالحین سمجھتا ہوں آپ کو بھی من عباد اللہ الصالحین جانتا ہوں۔ حالانکہ لوگ آپ کو وہابی کہتے ہیں۔ اس کے بعد نماز عصر جماعت کے ساتھ ادا کی، مولوی غلام دستگیر اٹھا اور اپنے کمرے میں چلا گیا، اس وقت حضور خواجہ القاء اللہ تعالے نے فرمایا۔ کہ مولوی غلام دستگیر و دوسرے علماء اور مولوی بھی سچّے ہیں کیونکہ یہ بھی دین اور شریعت کے لئے جوش دکھاتے ہیں۔ اور کوشش کرتے ہیں۔ اور یہی علماء تھے کہ انہوں نے اسی طرح شیخ منصور رضی اللہ تعالے عنہ کو پھانسی پر لٹکایا۔ پھر فرمایا۔ مرزا غلام احمد قادیانی بھی برحق ہیں اور اپنے معاملے میں راستباز اور صادق ہیں۔ اور آٹھ پہر اللہ تعالے کی عبادت میں مگن رہتے ہیں اور اسلام کی ترقی اور دین کے امر کی بلندی کے لئے جان کی بازی لگا رکھی ہے۔ میں اُن میں کوئی بات بری اور خرابی نہیں دیکھتا، اگر انہوں نے مہدیت اور عیسویت کا دعوے کیا ہے۔ تو یہ بھی ان امور میں سے ہے جو جائز ہیں"

(ایضاً صفحہ ۱۷۶ تا ۱۷۹)

اہل حق کے لئے مقام فکر

لذیذ بود حکایت دراز تر گفتم۔ مذکورہ اقتباسات میں حضرت مجدد زماں علیہ الرّحمۃ کے متعلق پاکستان کے اولیاء اللہ میں سے ایک حق بین، حق آگاہ اور حق گو بندہ کے تاثرات پیش کئے گئے ہیں جہاں "صحن بار" سے دُور قشریوں کی نگاہیں معذور ہیں، وہاں درون خانہ کے ہنگاموں سے باخبر نظر اس نور کو پہچان گئی جو حضرت مرزا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بام و در سے پھیل رہا تھا اس کے ساتھ ساتھ خط و کتابت سے یہ بات بھی عیاں ہے کہ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نظر میں حضرت صاحب کا دعوے نبوّت کا نہ تھا، بلکہ مسیح اور مہدی موعود کا تھا۔ اور ان کی نظر میں یہ دعوے خلاف اسلام نہ تھا۔ پہلے بھی بزرگوں نے ایسے دعوے کئے تھے۔ اور ان کی مخالفت حق پر مبنی نہ تھی۔ حضرت خواجہ صاحب کو حضرت مرزا صاحب سے گہری عقیدت اور محبت تھی۔ جیسا کہ خطوط سے عیاں ہے۔ لیکن نہ حضرت صاحب نے انہیں بیعت کے لئے کہا اور عدم بیعت کی صورت میں انہیں کافر قرار دیا، اور نہ ہی ان کے سامنے دعوے نبوت پیش کیا بلکہ انہیں مخدومی کے لفظ سے مخاطب کیا اور "فرید وقت در صدق و صفا" کے الفاظ سے یاد فرمایا۔ حضرت خواجہ صاحب اور حضرت مولینا نورالدینؓ کی گفتگو سے بھی واضح ہے کہ دونوں بزرگوں کے مابین حضرت صاحب کی نبوّت کا ذکر تک نہ آیا، بلکہ قرآن دانی اور معارف قرآن کا ذکر ہی ہوا، حضرت صاحب نے خود بھی "جہاں ہر نبوّت را بر و شد اختتام" کے الفاظ میں ختم نبوت پر شہادت دی وہاں شکایت کی کہ اہل سنت و جماعت کے ان عقائد کی موجودگی میں ہمیں علماء کافر کہتے ہیں، اس لئے حدیث کی رو سے یہ کُفر اُلٹ کر ان پر پڑتا ہے۔ یہ نہیں فرمایا کہ میرے دعوے کے انکار کی وجہ سے یہ لوگ دائرہ اسلام سے خارج ہوگئے ہیں، انسان کی بدقسمتی دیکھئے کہ اس نے کبھی بھی مردان حق کو وقت پر شناخت نہیں کیا، اپنی جہالت، دنیاوی اقتدار اور حب دنیا کے نشے میں حق کے مقابل ڈٹ گئے اور جب بندہ حق کو وقت گذرنے پر قبولیت عام حاصل ہوئی تو پھر اس کے دامن سے وابستہ ہوگئے اور السابقون الاوّلون کے ثواب سے محروم رہ گئے۔

محمد صالح نور صاحب مولوی فاضل لائلپور

حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی صداقت

الٰہی اشارات کی روشنی میں

چند شہادتیں

منم مسیح ببانگِ بلند مے گویم ✤ منم خلیفۂ شاہے کہ بر سما باشد

سیّدنا حضرت مسیح موعود مرزا غلام احمد علیہ السلام نے بموجب حدیث رسُول پاک صلی اللہ علیہ وسلم آسمانی علوم کے خزانے علم و حکمت کی پیاسی دنیا کے سامنے پیش کئے۔ مگر وائے حسرت ماياتيهم من رسول الا كانوا به يستهزءون - فرستادگانِ الٰہی سے استہزاء اور تمسخر ہمیشہ سے ہوتا چلا آیا ہے اور اب بھی ایسا ہی ہوا۔ مگر پیغامِ خداوندی کے حامل دنیاوی مخالفتوں اور مادی طاقتوں کی رکاوٹوں سے کبھی ہمت نہیں ہارتے اور ان کے پائے استقلال میں ذرّہ برابر بھی لغزش نہیں آتی کیونکہ اللہ تعالےٰ کا ازلی قانون یہی ہے کہ كتب الله لاغلبن انا ورسلي۔ پیغامبر کی کامیابی چونکہ پیغام بھیجنے والے کی عظمت اور جلال کا سوال ہوتا ہے اس لئے ہر دم خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوتا ہے اور قدم قدم پر نصرت الٰہی اس کے ہمرکاب ہوتی ہے جب اس پر کسی طرف سے کوئی حملہ آور ہوتا ہے تو خدا اس کے لئے سپر بن جاتا ہے اور دنیا وما رميت اذ رميت ولكن الله رمى کا نظارہ کرتی ہے۔

صوبہ پنجاب کے ایک معمولی گاؤں قادیان میں گوشۂ گمنامی میں رہنے والا ایک شخص جب خدا تعالےٰ کی نظرِ انتخاب اس پر پڑتی ہے تو اس میں سے انوارِ الٰہیہ کی روشنیاں پھوٹنے لگتی ہیں اور اس کی زبان و قلم سے نکلے ہوئے بیش قیمت کلمات سے دُنیا کے چاروں کنارے منوّر ہونے شروع ہو جاتے ہیں۔ وہ مخالفتوں سے نہیں ڈرتا گو اس کے خلاف نفرت و حقارت کا ایک طوفان اُمڈ آتا ہے مگر وہ پیغامِ خداوندی کے پہنچانے میں دن رات ایک کرتے ہوئے اپنی جان کی بازی لگا دیتا ہے اور اسے اُمید ہوتی ہے کہ خدا کا پیغام اگر خلوص درد اور دلی تڑپ کے ساتھ پیش کیا جائے تو یقیناً مثمر بہ ثمراتِ حسنہ ہوتا ہے آپ نے فرمایا ؎

ہر طرف آواز دینا ہے ہمارا کام آج
جس کی فطرت نیک ہے آئیگا وہ انجام کار

آہستہ آہستہ اس شمعِ صداقت کے گرد نیک روحوں کا پروانہ وار اجتماع شروع ہو جاتا ہے اور ملک کی جلیل القدر علمی شخصیات آپ کے سامنے دو زانو نظر آتی ہیں۔ اور آپ سے نسبتِ تلمذ میں شرفت اور فخر یقین کرتی ہیں۔ آپ خود فرماتے ہیں ؎

میں تھا غریب و بیکس و گمنام و بے ہنر
کوئی نہ جانتا تھا کہ ہے قادیاں کدھر
اب دیکھتے ہو کیسا رجوعِ جہاں ہوا
اک مرجعِ خواص یہی قادیاں ہوا

یہ محض تائیدات الٰہیہ کے کرشمے تھے ایک طرف تمام جہان کی مخالفت تھی تو دوسری طرف خدائے وحدہٗ لاشریک۔ قادرِ مطلق کی نصرت اور تائیدات تھیں آخر جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقًا۔ خدا کا یہ فرستادہ کامیاب و کامران ہوا۔ دنیا نے قولاً یا فعلاً آپ کے پیغام پر لبیک کہا اور آپ کے پیش کردہ علم کلام کو بڑی بڑی شخصیات نے بھی خراج تحسین پیش کیا۔ آپ نے تھوڑے سے عرصہ میں ۸۰ سے زائد کتب تصنیف فرمائیں اور مذاہب عالم پر دین اسلام کی فوقیت اور برتری، قرآن پاک کا جلال اور عظمت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت اور حقانیت پر دلائلِ قاطعہ اور براہین ساطع پیش کئے اور آپ نے تمام دنیا کو چیلنج کیا کہ اگر کوئی اور میرے مقابل پر ایسا علم الکلام پیش کرے تو وہ میدان میں نکلے تا حق و صداقت کا بول بالا ہو اور طیّب اور خبیث میں تمیز ہو جائے ؎

آزمائش کے لئے کوئی نہ آیا ہر چند
ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے

جس زمانہ میں آپ مبعوث ہوئے دین اسلام تمام مذاہب باطلہ کے نرغہ میں آیا ہوا تھا اور کوئی نہ تھا جو اسلام کی مدافعت کے لئے آئے اسلام کی حالت نہایت نازک تھی جیسا کہ آپ نے فرمایا ؎

ہر طرف کفر است جوشاں ہمچو افواجِ یزید
دینِ حق بیمار و بے کس ہمچو زین العابدین

اس وقت اس دین بیمار کے لئے کسی مسیحا کی ضرورت تھی جو اس جسدِ بے جان میں نئی رُوح پھونک کر اسے زندگی بخشتا آپ نے فرمایا ؎

وقت تھا وقتِ مسیحا نہ کسی اور کا وقت
میں نہ آتا تو کوئی اور ہی آیا ہوتا

آپ نے اپنی سب سے پہلی معرکتہ الآرا تصنیف "براہین احمدیہ" میں آریہ سماج، برہمو سماج، دیو سماج، سناتن دھرم، اور ہندوؤں کے دیگر فرقوں اور دہریوں اور عیسائیوں کو مخاطب کیا اور دلائل قاطعہ کے ساتھ ان کے عقائد باطلہ کی تردید کرتے ہوئے اسلام اور قرآن کریم کی صداقت اور عظمت کو اظہر من الشمس کیا۔ اور ساتھ ہی اس شخص کے لئے جو آپ کے پیش کردہ دلائل کو توڑ کر دکھا دے دس ہزار روپیہ کا انعام بھی مقرر فرمایا مگر چونکہ آپ کا ظہور بروزی رنگ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور تھا اس لئے کسی کو جرأت نہ ہوئی کہ وہ مردِ میدان بن کر سامنے آتا اور اسلام کے مقابل پر اپنے مذہب کی صداقت میں دلائل .... پیش کرتا ؎

پچہ ہیبت بلبدادند این جوان را
کہ ناید کس بمیدانِ محمد

جب آپ نے اسلام کی تائید میں مضامین کا سلسلہ شروع کیا تو اپنوں اور بیگانوں نے آپ کی خدمات کا لوہا مانا۔ حتیٰ کہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی جو بعد میں حضور کے اشد ترین مخالفوں میں سے ہوئے براہینِ احمدیہ کے متعلق اپنی رائے یوں بیان کرتے ہیں:۔

"یہ کتاب اس زمانہ میں موجودہ حالت کی نظر سے ایسی کتاب ہے جس کی نظیر آج تک اسلام میں شائع نہیں ہوئی اور آئندہ کی خبر نہیں لعل الله يحدث بعد ذالك امرا اور اس کا مؤلف بھی اسلام کی مالی و جانی وقلمی و لسانی و حالی و قالی نصرت میں ایسا ثابت قدم نکلا ہے جس کی نظیر مسلمانوں میں بہت ہی کم پائی جاتی ہے .... ہمارے ان الفاظ کو کوئی ایشیائی مبالغہ سمجھے تو ہم کو کم سے کم ایک ایسی کتاب بتا دے جس میں جملہ فرقہائے مخالفین خصوصاً آریہ و برہمو سماج سے اس زور و شور سے مقابلہ پایا جاتا ہو اور دو چار ایسے اشخاص انصار اسلام کی نشاندہی کرے جنہوں نے اسلام کی نصرت مالی و جانی و قلمی و لسانی کے علاوہ حالی نصرت کا بھی بیڑا اٹھایا ہو اور مخالفین اسلام و منکرین الہام کے مقابلہ میں مردانہ تحدّی کے ساتھ یہ دعوےٰ کیا ہو کہ جس کو وجود الہام کا شک ہو وہ ہمارے پاس آکر اس کا تجربہ اور مشاہدہ کرے اور اس تجربہ و مشاہدہ کا اقوام غیر کو مزہ بھی چکھا دیا ہو" (اشاعت السنۃ)

آپ کی بعثت پر جہاں تمام دنیا نے آپ کے علم الکلام اور خدمت دین متین کو خراج تحسین پیش کیا، اور سینکڑوں چوٹی کے بزرگ اور علماء آپ کے ہاتھ پر بیعت کر کے آپ کے سلسلہ میں شامل ہوئے وہاں بعض بزرگانِ دین اور اصحاب سلوک و طریقت نے آپ کی بعثت پر خدا سے اشارات پا کر خبر دی ان بزرگوں میں سے چند نمایاں شہادتیں ذیل میں پیش کی جاتی ہیں:۔

۱۔ پیر سید اشہد الدین (جھنڈے والے) آف سندھ کی شہادت

حاجی عبد اللہ عرب صاحب نے امریکہ میں تبلیغ اسلام کے لئے چندہ کی فراہمی کی مہم شروع کی جس میں کماحقہ کامیابی نہ ہوئی تو اپنے پیر سیّد اشہد الدین صاحب (جو حیدرآباد سندھ میں رہتے تھے اور لاکھوں ان کے مرید تھے) کی طرف متوجہ ہوئے حضرت پیر صاحب موصوف نے استخارہ کیا معلوم ہوا کہ انگلستان اور امریکہ میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب کے روحانی تصرفات کی وجہ سے اشاعت ہو رہی ہے اُن سے دُعا منگوانے سے کام ٹھیک ہوگا دوسرے دن حاجی صاحب کو پیر صاحب نے خبر دی اس پر حاجی صاحب نے بیان کیا کہ جناب مرزا غلام احمد صاحب کی علماء پنجاب و ہند نے تکفیر کی ہے ان سے کیونکر اس بارہ میں کہا جائے اس بات کو سن کر شاہ صاحب نے بہت تعجب کیا اور وہ دوبارہ اللہ کی طرف متوجہ ہوئے اور استخارہ کیا خواب میں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور حضور نے فرمایا کہ ؎

"مرزا غلام احمد اس زمانے میں میرا نائب ہے وہ
جو کہے وہ کرو" (تائید حق)

یہی پیر سید اشہد الدین صاحب العلم اپنے ایک خط میں حضور کو

کو لکھتے ہیں :-

"میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم کشف میں دیکھا پس میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ شخص جو مسیح موعود ہونے کا دعوے کرتا ہے کیا یہ جھوٹا اور مفتری ہے یا صادق ہے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ صادق ہے۔ اور خدا تعالےٰ کی طرف سے ہے پس میں نے سمجھ لیا کہ آپ حق پر ہیں اب بعد اس کے ہم آپ کے امور میں شک نہیں کریں گے اور آپ کی شان میں ہمیں کچھ شبہ نہیں ہوگا۔ اور جو کچھ آپ فرمائیں گے ہم وہی کریں گے پس اگر آپ یہ کہیں کہ ہم امریکہ چلے جائیں تو ہم وہیں جائیں گے اور ہم نے اپنے تئیں آپ کے حوالہ کر دیا ہے اور انشاء اللہ ہمیں فرمانبردار پاؤ گے۔"

(۲) فقیر محمدؐ صاحب مجذوب کی شہادت

ایک فقیر مجذوب جو سیالکوٹ شہر میں ایک ندی کے کنارے رہا کرتے تھے ان کی اس نواح میں بہت عظمت اور شہرت تھی وہ بیان فرماتے ہیں :-

"اشتہار واجب الاظہار

خدا کے فضل اور الہام سے، روح جناب رسول مقبول صلعم سے، روح کل شہداء سے، روح کل ابدالوں سے، روح کل اولیاء سے جو زمین پر ہیں اور ان روحوں سے جو چودہ طبقوں کی خبر رکھتی ہیں۔ میں نے ان سب سے الہام اور گواہی پائی ہے کہ حضرت مرزا صاحب کو اللہ جلشانہ نے بھیجا ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے دین میں سخت فتنے برپا ہو گئے وہ حد درجہ کا ضعیف ہو گیا ہزاروں ملعون فرقے جیسے نصاریٰ اور رافضی پیدا ہو کر لوگوں کی گمراہی کا باعث ہوئے اس لئے مسیح موعود کو بھیجنے کی ضرورت ہوئی اس وقت یہ جو خوفناک فتنے پیدا ہوئے ان کی اصلاح ایک بھاری نبی کا کام تھا مگر چونکہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آنا تھا خدا تعالےٰ نے حضرت مرزا صاحب کو جو رسول مقبول کے دستار مبارک ہیں بھیجا جو لوگ خیال کرتے ہیں کہ حضرت عیسٰی اس جسم سے زندہ آسمان پر اٹھائے گئے وہ جھوٹے ہیں"

(۳) سائیں گلاب شاہ صاحب مجذوب کی شہادت

میاں کریم بخش صاحب لدھیانوی حلفاً بیان کرتے ہیں کہ:-

"جبکہ سن سترہ کا ایک مشہور قحط پڑا تھا ایک بزرگ گلاب شاہ نام جس نے مجھے توحید کا رستہ سکھایا اور جو بباعث اپنے کمالات فقر کے بہت مشہور ہو گیا تھا اور اصل باشندہ ضلع لاہور کا تھا ہمارے گاؤں جمال پور میں آ رہا تھا۔ اول ابتداء میں ایک فقیر سالک اور زاہد اور عابد تھا۔ اور اسرار توحید اس کے منہ سے نکلتے تھے .... پھر میں نے پوچھا کہ عیسٰی علیہ السلام کہاں ہیں تو اس نے جواب دیا "بیچ قادیان کے" یعنی قادیان میں .... پھر میں نے ان سے پوچھا۔ کہ عیسٰی علیہ السلام تو آسمان پر اٹھائے گئے اور کعبہ پر اتریں گے تب انہوں نے جواب دیا کہ عیسٰی ابن مریم نبی اللہ تو مر گیا اب وہ نہیں آئے گا ہم نے اچھی طرح تحقیق کیا ہے کہ مر گیا ہے ہم بادشاہ ہیں جھوٹ نہیں بولیں گے"

(۴) حضرت خواجہ غلام فرید صاحب (چاچڑاں شریف) کی شہادت۔

آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نام ایک خط میں فرماتے ہیں:

"اللہ کے دروازہ سے فقیر غلام فرید سجادہ نشین کی طرف سے بخدمت جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ تمام تعریفیں اس خدا کے لئے جو رب الارباب ہے اور درود اس رسول مقبول پر جو یوم الحساب کے شفیع ہیں۔ اور نیز آپ کی آل اور اصحاب پر اور تم پر سلام اور ہر ایک پر سلام اور ہر ایک پر جو راہ صواب میں کوشش کرنے والا ہو اس کے بعد واضح ہو کہ مجھے آپ کی وہ کتاب پہنچی جس میں مباہلہ کے لئے جواب طلب کیا گیا ہے۔ اور اگرچہ میں عدیم الفرصت تھا تاہم میں نے اس کتاب کے ایک جزو کو جو حسن خطاب اور طریق عتاب پر مشتمل تھی پڑھا ہے سوا سے ہر ایک عیب سے عزیز تو مجھے معلوم ہو کہ میں ابتداء سے تیرے لئے تعظیم کرنے کے مقام پر کھڑا ہوں تا مجھے ثواب حاصل ہو اور کبھی میری زبان پر بجز تعظیم اور تکریم اور رعایت آداب کے تیرے حق میں کوئی کلمہ جاری نہیں ہوا اور اب میں مطلع کرتا ہوں کہ میں بلاشبہ تیرے نیک حال کا معترف ہوں اور میں یقین رکھتا ہوں کہ تو خدا کے صالح بندوں میں سے ہے اور تیری سعی عنداللہ قابل شکر ہے جس کا اجر ملے گا اور خدائے بخشندہ بادشاہ کا تیرے پر فضل ہے میرے لئے عاقبت بخیر کی دعا کرتا اور میں آپ کے لئے انجام خیر و خوبی کی دعا کرتا ہوں اگر مجھے طول کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں زیادہ لکھتا والسلام علیٰ من سلک سبیل الصواب۔"

(۵) حضرت مولوی عبداللہ صاحب غزنوی کی شہادت۔

حافظ محمدؐ یوسف صاحب امرتسری داروغہ نہر نے ایک مرتبہ تقریباً دوصد گواہوں کی موجودگی میں اپنا حلفی بیان دیا کہ:-

"ایک دن مولوی عبداللہ صاحب غزنوی نے مجھے فرمایا کہ میں نے کشفی طور پر دیکھا ہے کہ ایک نور آسمان سے قادیان کی طرف نازل ہوا ہے اور میری اولاد اس سے محروم رہ گئی ہے"

منشی محمد یعقوب صاحب جو حافظ محمدؐ یوسف صاحب کے بھائی تھے انہوں نے بھی دوصد آدمیوں کے روبرو بیان کیا کہ:-

"مجھے مولوی عبداللہ غزنوی صاحب نے کہا تھا کہ ایک نور پیدا ہوگا جس سے دنیا کے چاروں طرف روشنی ہو جائے گی اور وہ نور مرزا غلام احمد ہے جو قادیان میں رہتا ہے"

(۶) حضرت پیر صاحب کوٹھے والے کی شہادت

سرحد کے علاقہ یوسف زئی کے مقام کوٹھہ پر ایک بزرگ ولی اللہ رہا کرتے تھے اور وہ کوٹھے والے پیر کہلایا کرتے تھے۔ اور وہ ۱۲۹۴ھ میں وفات پا گئے تھے۔ وہ ایسے مرد کامل تھے کہ مولوی عبداللہ غزنوی جیسے بزرگ عالم اور ولی کامل بھی ان کی کفش برداری پر فخر کیا کرتے تھے انہوں نے فرمایا :-

"جو خدا کی طرف سے ایک بندہ تجدید دین کے لئے مبعوث ہوا کرتا ہے وہ پیدا ہو گیا ہے۔ ہماری باری چلی گئی میں اس لئے کہتا ہوں کہ ہم کسی غیر کے زمانہ میں ہیں ...... وہ ایسا ہوگا کہ مجھکو تو کچھ تعلق مخلوق سے بھی ہے اس کو کسی کے ساتھ تعلق نہ ہوگا۔ اور اس پر اس قدر شدائد و مصائب آئیں گے جن کی نظیر زمانہ گذشتہ میں نہ ہوگی مگر اس کو کچھ پرواہ نہ ہوگی زمین آسمان ہل جائیں گے اور الٹ پلٹ ہو جائیں گے اس کو پرواہ نہ ہوگی۔"

اور سب طرح کی تکالیف اور فساد اس وقت پیدا ہوں گے مگر اس کو پرواہ نہ ہوگی۔

ایک اور موقعہ پر فرمایا :-

"میرے بعض آشنا مہدی آخر الزمان کو اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے اور اس کی باتیں اپنے کانوں سے سنیں گے"

ایک اور موقعہ پر فرمایا :-

"مہدی موعود پیدا ہو گیا ہے لیکن ابھی ظاہر نہیں ہوا وہ پنجابی بولتا ہے"

(۷) حضرت فقیر صاحب میاں محمودؐ کی شہادت

بلوچستان کے علاقہ بھاگ میں ایک بزرگ صاحب کشف و کرامت اور ولی اللہ ہوا کرتے تھے جو فقیر صاحب میاں محمود کہلاتے تھے۔ قاضی نذیر حسین صاحب تحصیلدار انچارج نیابت بھاگ تحریر فرماتے ہیں :-

"حال میں بتقریب دورہ ۱۵ ار جولائی ۱۹۰۳ء کو جب میں شہر فقیر صاحب سے چند میل کے فاصلہ پر ایک مقام میں پہنچا تو مجھے بتلایا گیا کہ جو ارادہ کیا جائے فقیر صاحب بروئے کشف اس سے اطلاع پا کر خود بخود اسے بتلا دیتے ہیں۔ فقیر صاحب کی ملاقات کا پیشتر سے اشتیاق تھا......... میں نے دل میں ٹھانا کہ فقیر صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعوے مسیحیت و مہدویت کی نسبت کشفی شہادت سے کیا بتلا سکتے ہیں اور اس پر اپنا کیا اعتقاد رکھتے ہیں اس ارادہ کو بطور سوال دل میں ٹھانتے ہوئے جب میں فقیر صاحب کے مہمان خانے میں پہنچا تو.........

ایک ساعت بعد میں آپ چارپائی پر لیٹے ہوئے جس کو چھ آدمیوں نے کندھے پر اٹھایا ہوا تھا تشریف لائے آپ کی عمر تقریباً ایک سو برس کی ہے بباعث ضعف پیری و تقاضائے عمر آپ کے ہاتھ پاؤں رعشہ سے کانپتے تھے۔ ریش بالکل سفید اور چہرہ نورانی تھا۔ حواس خمسہ بالکل درست اور بجا تھے اور گفتگو معقولیت سے فرماتے تھے۔ مذہب میں اہل سنت والجماعت اور فرقہ قادریہ کے پابند تھے اثنائے گفتگو میں جو بہت سے ملکی آدمیوں کے سامنے ہوئی آپ نے مجھ سے استفسار کیا کہ کیا آپ حضرت عیسٰی (مرزا غلام احمد) کے مرید ہیں۔ فقیر صاحب حضور مرزا صاحب کے حلیہ اور دیگر حالات متعلقہ کی نسبت ایک گھنٹہ تک جب تک کہ آپ تشریف فرما رہے ذکر اور استفسار فرماتے رہے جوں جوں میں حضرت ممدوح کی زندگی کے پاک حالات بیان کرتا تھا۔ آپ نہایت ہی مسرت سے سنتے اور خوش ہوتے تھے حتیٰ کہ روانہ ہوتے وقت آپ نے اپنی ریش مبارک پر ہاتھ پھیر کر فرمایا

باقی بر صفحہ ۲۴ کالم ۳

مولانا شیخ عبد الرحمن صاحب مصری

حضرت مسیح موعودؑ کی بعض پیشگوئیاں اور ہستی باری تعالیٰ کا ناقابلِ تردید ثبوت

اسلام کے پودہ کو ہرا بھرا رکھنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی سکیم

اسلام کے پودہ کو ہرا بھرا رکھنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی سکیم یہ ہے کہ وہ ہر صدی کے سر پر مجدد مبعوث کرتا ہے جو مسلمانوں میں پیدا شدہ عملی اور اعتقادی غلطیوں کی اصلاح کرتا اور ان کی کمزوریوں کو دور کرتا اور ان کے دلوں میں بصیرت سے بھرا ہوا ایمان پیدا کر دیتا ہے۔ چودھویں صدی میں جس مجدد نے مبعوث ہونا تھا اس کو مسیح اور مہدی کے لقب سے نوازا گیا ہے اس کے زمانہ میں اسلام پر چاروں طرف سے حملے ہونے تھے اس کا سب سے بڑا کام علاوہ مسلمانوں کی اصلاح کے اسلام پر وارد شدہ حملوں کا کامیابی سے دفاع کرنا اور اسلام کو دیگر تمام ادیان پر غالب کر کے دکھلانا ہوگا حضرت مرزا صاحب کا یہی دعوےٰ تھا کہ وہی اس پیشگوئی کے مصداق ہیں اس لئے انہوں نے خدمتِ اسلام ہی اپنا کام بتلایا ہے جیسا کہ آپ اسلام کی سچائی اور اس کے زندہ مذہب ہونے پر بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

" خدا تعالیٰ اس زمانہ میں بھی اسلام کی تائید میں بڑے بڑے نشان ظاہر کرتا ہے اور جیسا کہ اس بارہ میں میں خود صاحب تجربہ ہوں اور میں دیکھتا ہوں کہ اگر میرے مقابل پر تمام دنیا کی قومیں جمع ہو جائیں اور اس بات کا بالمقابل امتحان ہو کہ کس کو خدا غیب کی خبریں دیتا ہے اور کس کی دعائیں قبول کرتا ہے اور کس کی مدد کرتا ہے اور کس کے لئے بڑے بڑے نشان دکھاتا ہے تو میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں ہی غالب رہوں گا کیا کوئی ہے!! کہ اس امتحان میں میرے مقابل پر آوے ہزارہا نشان خدا نے محض اس لئے مجھے دیئے ہیں کہ تا دشمن معلوم کرے کہ دین اسلام سچا ہے میں اپنی کوئی عزت نہیں چاہتا بلکہ اس کی عزت چاہتا ہوں جس کے لئے میں بھیجا گیا ہوں"

(یعنی محمد رسول اللہ صلعم۔ ناقل) (حقیقۃ الوحی مصنفہ ۱۵ مئی ۱۹۰۷ء صفحہ ۶۰)۔

گویا یہ حوالہ اس کتاب کا ہے جو وفات سے صرف ایک سال قبل تصنیف ہوئی اس سے ظاہر ہے کہ آپ کی بعثت کی غرض صرف دنیا پر اسلام کی سچائی کو ظاہر کرنا اور حضرت رسول کریم صلعم کی عظمت کو دلوں میں قائم کرنا تھا۔

اگرچہ حقیقت مندرجہ بالا کو ثابت کرنے کے لئے مندرجہ بالا حوالہ ہی کافی ہے لیکن جن لوگوں کے دلوں میں حضور کے دعاوی کے متعلق بعض مخالف علماء نے مختلف قسم کے شکوک پیدا کئے ہوئے ہیں ان کی مزید تسلی کے لئے ذیل کے چار حوالوں کا درج کر دینا بھی خالی از فائدہ نہ ہوگا۔

پہلا حوالہ۔ اپنے ایک مرید کے مکتوب کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

" ہم محض دین اسلام کے خادم بن کر دنیا میں آئے ہیں اور دنیا میں بھیجے گئے ہیں نہ اس لئے کہ اسلام کو چھوڑ کر کوئی اور دین بنا دیں ہمیشہ شیطان کی رہزنی سے اپنے تئیں بچانا چاہیئے اور اسلام سے محبت سچی رکھنی چاہیئے اور آنحضرت صلعم کی عظمت کو بھلانا نہیں چاہیئے ہم خادم دین اسلام ہیں اور یہی ہمارے ظہور کی علت غائی ہے .... ہماری کتاب بجز قرآن کریم کے نہیں ہے اور کوئی دین بجز اسلام کے نہیں ہے اور ہم اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ ہمارے نبی صلعم خاتم الانبیاء اور قرآن شریف خاتم الکتب ہے سو دین کو بچوں کا کھیل نہیں بنانا چاہیئے اور یاد رکھنا چاہیئے کہ ہمیں بجز خادم اسلام ہونے کے اور کوئی دعوےٰ بالمقابل نہیں اور جو شخص ہماری طرف اس کے خلاف منسوب کرتا ہے وہ ہم پر افترا کرتا ہے ہم اپنے نبی کریم صلعم کے ذریعہ فیض و برکات پاتے ہیں اور قرآن کریم کے ذریعہ سے ہمیں فیض معارف ملتا ہے سو مناسب ہے کہ کوئی شخص اس ہدایت کے برخلاف کچھ بھی دل میں نہ رکھے ورنہ وہی خدا تعالیٰ کے نزدیک اس کا جوابدہ ہوگا اگر ہم اسلام کے خادم نہیں ہیں تو ہمارا سب کاروبار عبث اور مردود اور قابلِ مواخذہ ہے"

باقی تین حوالے تبلیغ رسالت کے ہیں یہ کتاب حضرت اقدس کے اشتہاروں کا مجموعہ ہے جو میر قاسم علی صاحب مرحوم نے ایک کتاب کی شکل میں جمع کئے چونکہ وہ جماعت ربوہ سے تعلق رکھتے تھے اس لئے انہوں نے اس کتاب کا نام تبلیغ رسالت رکھ دیا ان میں پہلا حوالہ مندرجہ ذیل ہے حضور فرماتے ہیں:۔

" مجھے بھیجا گیا ہے تا میں ثابت کر دوں کہ ایک اسلام ہی ہے جو زندہ مذہب ہے اور وہ کرامات مجھے عطا کئے گئے ہیں جن کے مقابلہ سے تمام غیر مذاہب والے اور ہمارے اندرونی اندھے مخالف بھی عاجز ہیں میں ہر ایک مخالف کو دکھلا سکتا ہوں کہ قرآن شریف اپنی تعلیموں اور اپنے علوم حکمیہ اور اپنے معارف دقیقہ اور بلاغت کاملہ کی رو سے معجزہ ہے موسےٰؑ کے معجزہ سے بڑھ کر اور عیسےٰؑ کے معجزہ سے صدہا درجہ زیادہ میں بار بار کہتا ہوں اور بلند آواز سے کہتا ہوں کہ قرآن اور رسول کریم صلعم سے سچی محبت رکھنا اور سچی تابعداری اختیار کرنا انسان کو صاحب کرامات بنا دیتا ہے*

*حاشیہ:۔ جو شخص یہ کہتا ہے کہ اس زمانہ میں اسلام میں کوئی اہلِ کرامت موجود نہیں وہ اندھا اور دل سیاہ ہے اسلام وہ مذہب ہے کہ کسی زمانہ میں بھی اہلِ کرامت سے خالی نہیں رہا اور اب تو اتمام حجت کے لئے کرامات کی نہایت ضرورت ہے اور وہ ضرورت خدا تعالیٰ کے فضل سے حسب المراد پوری ہو گئی کوئی شخص نہیں کہ کرامت نمائی میں اسلام کے مقابل پر ٹھہر سکے"

(تبلیغ رسالت جلد ششم صفحہ ۱۶-۱۷)

دوسرا حوالہ

" اے میرے حضرت اعلےٰ ذوالجلال قادر وقدوس حیّ و قیوم جو ہمیشہ راستبازوں کی مدد کرتا ہے تیرا نام ابدالآباد تک مبارک ہے تیری قدرت کے کام کبھی رک نہیں سکتے تیرا قوی ہاتھ ہمیشہ عجیب کام دکھلاتا ہے تو نے ہی اس چودھویں صدی کے سر پر مجھے مبعوث کیا اور فرمایا اُٹھ کہ میں نے تجھے اس زمانہ میں اسلام کی حجت پوری کرنے کے لئے اور اسلامی سچائیوں کو دنیا میں پھیلانے کے لئے اور ایمان کو زندہ اور قوی کرنے کے لئے چنا"

جلد ہشتم صفحہ ۸۳

دیکھ لیں کہ اپنی بعثت کی غرض صرف اسلام کی سچائیوں کو دنیا میں پھیلانا اور ایمانوں کو زندہ اور قوی کرنا ہی بتلائی ہے اور یہی مجددوں کی غرض ہوتی ہے۔

تیسرا حوالہ

" میں تمام لوگوں کو یقین دلاتا ہوں کہ اب آسمان کے نیچے اعلےٰ اور اکمل طور پر زندہ رسول صرف ایک ہی ہے یعنے محمد مصطفےٰ صلعم اسی ثبوت کے لئے خدا نے مجھے بھیجا ہے جس کو شک ہو وہ آرام اور آہستگی سے مجھ سے یہ اعلےٰ زندگی ثابت کرالے اگر میں نہ آیا ہوتا تو کچھ عذر بھی تھا مگر اب کسی کے لئے عذر کی جگہ نہیں کیونکہ خدا نے مجھے بھیجا ہے کہ تا میں اس بات کا ثبوت دوں کہ زندہ کتاب قرآن ہے اور زندہ دین اسلام ہے اور زندہ رسول محمد مصطفےٰ صلعم ہے دیکھو میں آسمان اور زمین کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ یہ باتیں سچ ہیں اور خدا وہی ایک خدا ہے جو کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ میں پیش کیا گیا ہے اور زندہ رسول وہی ایک رسول ہے جس کے قدم پر نئے سرے سے دنیا زندہ ہو رہی ہے نشان ظاہر ہو رہے ہیں برکات ظہور میں آ رہے ہیں غیب کے چشمے کھل رہے ہیں پس مبارک وہ جو اپنے تئیں تاریکی سے نکال لے" (جلد نہم صفحہ ۱۹)

دیکھ لیں کہ اپنے آنے کی غرض صرف یہی بتلائی ہے کہ اس بات کو ثابت کریں کہ زندہ رسول صرف محمد مصطفےٰ صلعم ہی ہیں اسی کی کامل پیروی سے انسان تاریکی سے نکل کر روشنی میں آ سکتا ہے۔ مندرجہ بالا چند تحریروں کے علاوہ حضور کے مندرجہ ذیل الہامات بھی اسی حقیقت کی نشاندہی کر رہے ہیں:۔

پہلا الہام

" بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں بر منار بلند تر محکم افتاد پاک محمد مصطفےٰ نبیوں کا سردار خدا تیرے سب کام درست کر دے گا اور تیری ساری مرادیں تجھے دے گا رب الافواج اس طرف توجہ کرے گا اس نشان کا مدعا یہ ہے کہ قرآن شریف خدا کی کتاب اور میرے

منہ کی باتیں ہیں" تذکرہ ص۱۰۱

جو نشان حضور کو اللہ تعالےٰ کی طرف سے عطا کئے گئے ان کی غرض حضور کا الہام بھی یہی بتلاتا ہے کہ ان کا مدعا قرآن شریف کو خدا کی کتاب اور اس کے منہ کی باتیں ثابت کرنا ہی ہے جو لوگ حضور کی طرف اس کے خلاف دعاوی منسوب کرتے ہیں وہ اس بات پر غور کریں کہ الہام تو نص قطعی ہوتا ہے اس میں تغیّر تو ممکن ہی نہیں حضور اپنے صریح الہام کے خلاف کس طرح کوئی دعوےٰ کر سکتے تھے

دوسرا الہام

" کل برکۃ من محمد صلعم فتبارک من علم وتعلم - تذکرہ ص۴۳

یہ الہام ظاہر کرتا ہے کہ جن افضال الٰہی کے آپ مورد بنے وہ حضرت نبی کریم صلعم کی پیروی کی برکت سے ہی آپ کو ملے -

تیسرا الہام

" یحیی الدین ویقیم الشریعۃ" تذکرہ ص۶۹

دین میں زندگی کی رُوح پھونکنا اور شریعت اسلامی کے متعلق یہ ثابت کرنا کہ وہی قائم رہنے والی شریعت ہے یہی دو کام مجدد کے اسلام میں مقرر کئے گئے ہیں -

چوتھا الہام

ص۴۶ " صلِّ علے محمد وآل محمد سید ولد آدم وخاتم النبیین - یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یہ سب مراتب اور تفضلات اور عنایات اسی کی طفیل سے ہیں اور اسی سے محبت کرنے کا صلہ ہے اور ایسا ہی الہام متذکرہ بالا میں جو آل رسول پر درود بھیجنے کا حکم ہے سو اس میں بھی یہی سِر ہے کہ افاضہ انوار الٰہی میں محبت اہل بیت کو بھی نہایت عظیم دخل ہے اور جو شخص حضرت احدیت کے مقربین میں داخل ہوتا ہے وہ انہیں طیبین طاہرین کی وراثت پاتا ہے اور تمام علوم و معارف میں ان کا وارث ٹھہرتا ہے"

حضور نبی کریم صلعم اور آنحضرت صلعم کی آل کی طفیل ہی آپ افضال الٰہی کے مورد بنے -

پانچواں الہام

ص۔منہ "ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل وھو فی الاخرۃ من الخاسرین "

اس الہام نے بھی ظاہر ہے کہ آپ کو خود بھی دین اسلام کی پیروی کا ہی حکم تھا اور دوسرے لوگوں کو بھی اسلام کی طرف ہی دعوت دینے کا ارشادِ خداوندی تھا -

چھٹا الہام

" ھذا رجل یحب رسول اللّٰہ"

یہ الہام بھی بتلاتا ہے کہ رسول کریم صلعم کی محبت نے ہی آپ کو رُوحانی انعام کا وارث بنایا -

ساتواں الہام

آپ کو جو الہامات اور کرامات عطا کی گئی ہیں انکی غرض یہ ہے

" تا دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو - اس الہام میں بھی یہی بتلایا گیا ہے کہ آپ کو جو نشان عطا کئے گئے وہ سب اسی لئے دیئے گئے کہ دین اسلام کا شرف اور اس کی بزرگی اور اس کے کلام کا مرتبہ عظیم .... دنیا پر ظاہر ہو"

آٹھواں الہام

ص۱۶۷" انت محدث اللّٰہ فیک مادۃ فاروقیۃ"

یہ الہام صاف بتلا رہا ہے کہ اُمّت میں حضور کا مقام نبوّت کا نہیں بلکہ محدثیت کا ہی مقام تھا زمرہ انبیاء میں حضور کو داخل کرنے والے علماء دیدہ اس الہام پر غور کی نظر ڈالیں -

غرض بعثت کس طرح پُوری ہوئی اسکا پہلا ذریعہ

اب جبکہ ثابت ہے کہ حضرت مرزا صاحب کی بعثت کی علّتِ غائی اسلام کی دیگر تمام ادیان پر برتری ثابت کرنا تھی اور اسلام کو زندہ مذہب اور دیگر ادیان کو مُردہ مذاہب ثابت کرنا تھا تو اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس غرض کو کیا حضرت مرزا صاحب نے پورا کیا جواب اس کا یہی ہے کہ بے شک حضور نے اس غرض کو کامل طور پر پورا کر دیا علمی طور پر بھی اور آسمانی نشانات کے ذریعہ بھی کیونکہ قرآن کریم نے الفاظ و بیّنٰت من الھدیٰ والفرقان میں اتمام حجت کے لئے یہ دو ہی طریق بیان کئے ہیں علمی طور پر تو اس طرح کہ جلسہ مذاہب اعظم میں آپ کا جو مضمون پڑھا گیا اور جو محض قرآن کریم کی تعلیم کی خوبیوں پر ہی مشتمل تھا اس کے متعلق بالاتفاق تسلیم کیا گیا کہ وہ دیگر تمام مضمونوں پر غالب رہا جو دیگر مذاہب کے نمائندوں نے اپنے اپنے مذہب کی تعلیم کی خوبیوں پر پڑھے تھے اور اس جلسہ میں الہامی و غیر الہامی تمام مذاہب کے نمائندوں نے شرکت کی تھی اور اُمّت میں آنے والے مسیح کی سب سے بڑی علامت قرآن کریم اور احادیث شریف نبویہ میں یہی بیان کی گئی ہے کہ وہ اسلام کو تمام ادیان پر غالب ثابت کردیگا اور اس کے زمانہ میں اسلام کے مقابلہ میں ترقی دلائل و براہین کی رُو سے زندہ مذہب ثابت ہوگا اور اس کا ثبوت اُمّت میں آنے والے مسیح کے ذریعہ ہی دنیا کو ملے گا چنانچہ جلسہ مذاہب اعظم میں اس کا ثبوت دنیا کو مل گیا اور دیگر ادیان کے تمام پیروان پر اتمام حجت ہوگئی -

دوسرا ذریعہ

دوسرا ذریعہ اس بات کو ثابت کرنے کے لئے کہ صرف قرآن کریم ہی زندہ کتاب ہے حضور کے ذریعہ اللہ تعالےٰ نے یہ اختیار کیا کہ قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ نے جو اپنی صفات بیان کی ہیں یا اپنے خاص کام بیان فرمائے ہیں ان کا عملی ثبوت دنیا کے سامنے ان پیشگوئیوں کے ذریعہ پیش کر دیا جو اللہ تعالےٰ نے بذریعہ خاص الہام حضرت مرزا صاحب پر نازل کیں جن کی چند مثالیں ذیل میں درج کی جاتی ہیں لیکن ان کو درج کرنے سے قبل خدا تعالےٰ کی ان صفات کا ذکر کرنا ضروری ہے جو قرآن کریم میں بیان ہوئی ہیں - سورۃ الفرقان ع۱ میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے قل انزلہ الذی یعلم السر فی السمٰوات والارض یعنی اس امر کا اعلان کر دیا جائے کہ اس کتاب کو اس ہستی نے نازل کیا ہے جو ان تمام امور کو جانتا ہے جو آسمانوں اور زمین میں لوگوں کی نظر سے پوشیدہ ہیں -

پھر سورۃ نمل ع۲ میں فرماتا ہے الا یسجدوا للّٰہ الذی یخرج الخبء فی السمٰوات والارض یعنی کیا یہ لوگ اس خدا کے سامنے سجدہ ریز نہیں ہوں گے یا اس کے احکام کی تعمیل کے لئے اپنے سر نہیں جھکا دیں گے جو ان امور کو ظاہر کر دیتا ہے جو آسمانوں اور زمین میں لوگوں کی نظر سے پوشیدہ ہیں اور جن تک انسانی علم کی رسائی نہیں ہو سکتی یعنی اگر اللہ تعالےٰ کسی مامور پر ان پوشیدہ امور کا قبل از وقت انکشاف کر دے اور ان کا ظہور اسی طرح ہو جائے جس طرح ان کا انکشاف کیا گیا ہے تو پھر تو انسانوں پر فرض ہو جاتا ہے کہ ہستی باری تعالےٰ پر نہ صرف ایمان لائیں بلکہ اس کے ہر حکم کو عملی جامہ پہنانے کے لئے بھی تیار ہو جائیں - پھر سورۃ النمل ع۵ میں فرماتا ہے قل لا یعلم من فی السمٰوات والارض الغیب الا اللّٰہ یعنی اس بات کا اعلان کر دو کہ آسمانوں اور زمین میں بعض ایسے غیب ہیں جن تک نہ فلکیات کے ماہرین کی رسائی ہے اور نہ ہی طبقات الارض کے ماہرین کی رسائی ہے صرف اللہ ہی ان کو جانتا ہے جو ان کا خالق اور موجد ہے - انہی سبھی امور کے متعلق قرآن کریم میں آتا ہے وھو بکل شیء علیم اسی کے بتلانے پر ہی انسانوں کو ان پوشیدہ باتوں کا علم ہو سکتا ہے اس کے سوا ان پوشیدہ امور تک رسائی حاصل کرنے کا اور کوئی ذریعہ نہیں -

پھر سورۃ سبا ع۱ میں اللہ تعالےٰ اپنی ذات کے متعلق فرماتا ہے عالم الغیب لا یعزب عنہ مثقال ذرۃ فی السمٰوات ولا فی الارض ولا اصغر من ذالک ولا اکبر الا فی کتاب مبین - یعنے خدا تمام ان امور کو جاننے والا ہے جو لوگوں کی نظر سے پوشیدہ ہیں اس کے علم سے ایک ذرہ کے برابر بھی باہر نہیں خواہ اس امر کا تعلق آسمانوں سے ہو یا زمین سے ہو ذرہ سے چھوٹے پر بھی اس کا علم محیط ہے اور اس سے بڑے پر بھی اس کا علم محیط ہے - پھر سورۃ فاطر ع۵ میں

پھر سورۃ ھود ع۱۰ میں فرمایا وللّٰہ غیب السمٰوات والارض - یعنے اللہ تعالےٰ کے قبضے میں ہی ہیں آسمانوں اور زمینوں کے پوشیدہ امور -

ایک دہریہ کا سوال

یہ تو میں نے چند آیات لکھی ہیں ورنہ قرآن کریم تو اس قسم کے دعاوی کے ساتھ بھرا ہوا ہے : اب ایک دہریہ اور مادہ پرست انسان سوال کر سکتا ہی کہ یہ تو محض دعوے ہی دعوے ہے کہ کوئی خدا ہے جس کے قبضہ اور تصرف اور علم میں آسمانوں اور زمین سے تعلق رکھنے والے ایسے امور ہیں جن تک انسانی علم کی رسائی نہیں اس دعوے کو درست ثابت کرنے کے لئے اپنے قرآن کے ماننے والو تمہارے پاس کونسی عملی دلیل ہے یہ ایسا سوال ہے جس کا جواب دینا مسلمانوں پر جو قرآن کریم کو خدا تعالےٰ کا کلام یقین کرتے ہیں لازمی ہے اور جواب بھی ایسا جو معترض کا منہ بند کر دے حضرت مرزا صاحب امام الزمان کی بعثت کی غرض ہی چونکہ یہ تھی کہ ان کے ذریعہ قرآنی دعاوی کی صداقت ثابت کی جائے اس لئے اللہ تعالےٰ نے ان پر آسمانوں اور زمین کے ساتھ تعلق رکھنے والے ایسے رازہائے سربستہ کو کھولا کہ جن تک باوجود سائنس کی انتہائی ترقی کے کسی سائنسدان کا علم نہیں پہنچ سکا - چنانچہ سب سے پہلے میں اس پوشیدہ امر کا ذکر کرتا ہوں جس کا تعلق آسمان سے ہے اس کے بعد اس پوشیدہ امر کا ذکر بھی کیا جائے گا جس کا تعلق زمین سے ہے -

حضور پر ۲۰ مارچ ۱۹۰۶ء کو یہ الہام نازل ہوتا ہے "پچیس دن" یا یہ کہ "پچیس دن تک" اس الہام کو اور اس کے متعلق جو تفہیم خدا تعالےٰ کی طرف سے عطا کی گئی اسے ۲۴ مارچ ۱۹۰۶ء

کے اخبار بدر میں بدیں الفاظ شائع کی گئی :-

" الہام میں یہ اشارہ ہے کہ ۷ مارچ ۱۹۰۷ء سے پچیس دن پورے ہونے کے سر پر یا ۷ مارچ سے ۲۵ دن تک کوئی نیا واقعہ ظاہر ہوگا اور ضرور ہے کہ تقدیر الٰہی اس واقعہ کو روک رکھے جب تک کہ سات مارچ ۱۹۰۷ء سے ۲۵ دن گذر نہ جائیں یا یہ کہ ۷ مارچ سے ۲۵ دن تک یہ واقعہ ظہور میں آ جائے گا ۲۵ دن مارچ کی ۳۱ تاریخ تک پورے ہو جاتے ہیں۔ مگر یہ سوال کہ وہ واقعہ کیا ہے جس کی پیشگوئی کی گئی ہے اس کا ہم اس وقت کوئی جواب نہیں دے سکتے بجز اس کے کہ یہ کہیں کہ کوئی ہولناک یا تعجب انگیز واقعہ ہے کہ ظہور کے بعد پیشگوئی کے رنگ میں ثابت ہو جائے گا۔ دیکھو پرچہ اخبار بدر ۱۴ مارچ ۱۹۰۷ء پہلا اور دوسرا کالم۔

" اس کے بعد جس رنگ میں یہ پیشگوئی ظہور میں آئی وہ یہ ہے کہ ...... ٹھیک ٹھیک ۳۱ مارچ ۱۹۰۷ء کو جس پر ۷ مارچ سے ۲۵ دن ختم ہوتے ہیں ایک بڑا شعلہ آگ کا جس سے دل کانپ اٹھے آسمان پر ظاہر ہوا اور ایک ہولناک چمک کے ساتھ قریباً ۷۰۰ میل کے فاصلہ تک جو اب تک معلوم ہو چکا ہے یا اس سے بھی زیادہ جا بجا زمین پر گرتا دیکھا گیا اور ایسے ہولناک طور پر گرا کہ ہزارہا مخلوق خدا اس کے نظارہ سے حیران رہ گئی اور بعض بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑے اور جب ان کے منہ پر پانی ڈالا گیا تب ان کو ہوش آئی اکثر لوگوں کا یہی بیان ہے کہ وہ آگ کا ایک آتشی گولہ تھا جو نہایت مہیب اور غیر معمولی صورت میں نمودار ہوا اور ایسا دکھائی دیتا تھا کہ وہ زمین پر گرا اور پھر دھواں ہو کر آسمان پر چڑھ گیا۔ بعض کا یہی بیان ہے کہ دُم کی طرف اس کے اس حصہ میں دھواں تھا اور اکثر لوگوں کا بیان ہے کہ وہ ایک ہولناک آگ تھی جو شمال کی طرف سے آئی اور جنوب کو گئی اور بعض کہتے ہیں کہ جنوب کی طرف سے آئی اور شمال کو گئی اور قریباً ساڑھے پانچ بجے شام کے اس وقوعہ کا وقت تھا اور بعض کا بیان ہے کہ آسمان پر مغرب کی طرف سے ایک بڑا سا انگارا نمودار ہوا اور پھر مشرق کی طرف نہایت نمایاں اور خوفناک طور پر دُور تک چلا گیا اور زمین کے اس قدر قریب آ جاتا تھا کہ ہر جگہ دیکھنے والوں کا یہی خیال تھا کہ اب گرا اب گرا اور بعض بڑی عمر کے آدمیوں نے یہ گواہی دی کہ اس قسم کا واقعہ مہیب اور ہولناک انہوں نے کبھی نہیں دیکھا اور جہاں جہاں سے ہمارے پاس خط پہنچے ہیں جن کا خلاصہ ہم نے شہادتوں کے طور پر ہر ایک مقام کے متعلق اس مضمون کے ساتھ شامل کر دیا ہے وہ بہت سے مقام ہیں منجملہ ان کے کشمیر، راولپنڈی - پنڈی گھیپ - جہلم - گجرات - گوجرانوالہ - سیالکوٹ - وزیر آباد - امرتسر - لاہور - فیروزپور - جالندھر - بسی سرہند - پٹیالہ - کانگڑہ - بھیرہ - خوشاب وغیرہ ہیں - اور ایک صاحب خدا بخش نام راولپنڈی سے لکھتے ہیں کہ یہ آگ کا نشان ہندوستان میں کبھی دیکھا گیا ہے ۔"

اس ہولناک اور مہیب آتشیں گولہ کے متعلق پنجاب کے مختلف مقامات سے اس کی ہولناکی کی تفاصیل اسی وقت موصول ہوئی تھیں طوالت کے خوف سے ان کا یہاں ذکر نہیں کیا جاتا جس شخص کو تفصیل دیکھنے کا شوق ہو وہ حضور کی کتاب حقیقۃ الوحی کے تتمہ کو از صفحہ ۸۱ تا صفحہ ۹۶ ملاحظہ فرمائے۔ اس کتاب میں ۵۲ اشخاص کی عینی شہادت درج ہے ان کے علاوہ اس وقت کے دو انگریزی اخباروں کی شہادت بھی ہے اس کا درج کرنا بھی خالی از فائدہ نہ ہوگا۔

اخبار سول اینڈ ملٹری گزٹ اپنی ۳-اپریل کی اشاعت میں لکھتا ہے :-

" کئی نامہ نگاروں نے ہمیں اس شہاب کے متعلق خطوط لکھے ہیں جو اتوار کی شام کو ۴¾ پونے پانچ بجے کے قریب دیکھا گیا - یہ نہایت چمکدار تھا اور لاہور میں جب یہ گرتا دیکھا گیا تو اس کے پیچھے ایک بہت لمبی دوہری دھار ایسی تھی جیسے دھواں ہوتا ہے۔ راولپنڈی میں یہ جنوب مشرق کی طرف نظر آیا۔ اس وقت دھوپ نہایت تیز تھی - ہمارے بعض نامہ نگار یہ دریافت کرتے ہیں کہ آیا اس سے پہلے بھی کبھی کوئی ایسا شہاب دیکھا گیا ہے جو ان حالات کے ماتحت نظر آیا ہو۔ اور بعض یہ لکھتے ہیں کہ اگر غروب آفتاب کے بعد یہ واقعہ دیکھا جاتا تو اس کی چمک واقعی بے نظیر ہوتی ۔"

اسی طرح اسی اخبار کی ۶ اپریل ۱۹۰۷ء کی اشاعت میں ایک انگریز نامہ نگار کی رپورٹ بدیں الفاظ شائع ہوئی :-

" جناب اتوار کی شام کو چار اور پانچ بجے کے درمیان میں نے ڈلہوزی سے شمالی جانب ایک ایسا ہی شہاب دیکھا جیسا کہ اخبار مؤرخہ ۳ اپریل سے معلوم ہوتا ہے کہ اسی دن اور اسی وقت لاہور میں دیکھا گیا تھا - ایک مخروطی شکل کا دخانی ستون جس کا باریک حصہ نیچے کی طرف تھا ڈلہوزی سے کوئی ۲۰ میل کے فاصلے پر اٹھتا ہوا دکھائی دیا اس کی اونچائی سطح ڈلہوزی سے اونچی تھی اور اس کی چمک سے پہاڑ کی برف زرد رنگ ہو گئی تھی یہ واقعہ ایسا تعجب انگیز تھا کہ میں دوربین لے کر اُسے زیادہ زور سے دیکھنے لگا پہلے میں نے یہ خیال کیا کہ جنگل میں کہیں آگ لگ گئی ہے اور یہ اس کا دھواں ہے مگر فوراً مجھے یہ خیال آ گیا کہ اس موسم میں جنگل میں آگ نہیں لگ سکتی اور علاوہ اس کے جنگل کی آگ کا دھواں صرف ایک جگہ سے نہیں اٹھا کرتا بلکہ بہت جگہوں سے اٹھتا ہے یہ قدرت نمائی پنجاب میں تین جگہ ہوئی ۔"

جس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ وہ شعلہ ایک نہ تھا بلکہ بہت سے شعلوں کی ایک بوچھاڑ تھی اور ہر ایک شہاب کے البتہ بہت سے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے تھے جو کہ کسی نے نہیں دیکھے اسی طرح اخبار آرمی نیوز لدھیانہ کی ۶ اپریل ۱۹۰۷ء کی اشاعت میں اس آتشیں گولہ کی نسبت کسی نامہ نگار کا بیان بدیں الفاظ درج ہوا تھا :-

" شہاب ثاقب ۳۱ مارچ ۱۹۰۷ء کو قریباً ۳ بجے بعد دوپہر آسمان سے نازل ہوا جو درج ذیل کرتا ہوں موضع پنوانہ تحصیل پسرور میں گاؤں کے گوشہ جنوب و مغرب میں کوئی ½ میل کے فاصلے پر ایک ستارہ ٹوٹا جو آسمان پر ٹوٹتے ہی آگ کی شکل میں ہو کر قریباً ۲۵ گز لمبائی میں جنگل سے گاؤں کی طرف بڑھا - گاؤں سے ¼ میل کے فاصلے پر ہندوؤں کا شمسان ہے - اس میں ایک کیکر کا درخت ہے اس درخت پر کوئی دس گز اوپر وہ آگ ۵ منٹ تک لہراتی رہی بعد ازاں سفید رنگ میں بدل کر اتنی موٹی ہو گئی جیسے ایک موٹا بانس ہوتا ہے - ۵ منٹ کے بعد وہ آگ تین ٹکڑوں میں منقسم ہو گئی جس کے ٹوٹنے کی آواز کئی توپوں کی آواز کے برابر تھی جس سے تمام جنگل اور گاؤں گونج اٹھا - اور وہ آگ اسی مرگھٹ میں اسی درخت پر ہی غائب ہو گئی بعد ازاں کوئی ½ ۴ بجے شام کا وقت تھا پھر ایک ستارہ اس گاؤں کی جانب شمال میں قریباً ¾ میل پر جنگل میں ٹوٹا اس کی شکل بھی پہلے کی سی تھی مگر اس کی آواز ٹوٹتے ہی اتنی ہوئی جیسے ایک توپ چلتی ہے - سب لوگوں کی نگاہیں اسی میں تھیں - میں خود اس وقت گاؤں سے باہر ¼ میل کے فاصلہ پر جانب شمال میں کھڑا تھا آواز آتے ہی جو دیکھا کہ ایک آگ سی جیسی بجلی چمکتی ہے گاؤں کی طرف بڑھتی ہوئی دیکھی گئی - گاؤں کے پاس ایک جوہڑ ہے وہاں تک میں نے خود جاتے دیکھی مگر بعد ازاں لوگوں کی زبانی معلوم ہوا کہ وہ گاؤں میں آ کر دھوئیں کی شکل میں بدل کر کچھ تو گاؤں میں غائب ہو گئی اور کچھ آگے کو چلی گئی بعد ازاں شام کا وقت تھا سورج غروب ہونے کی تیاریاں کر رہا تھا پھر ایک گول شکل کی آگ موضع رندھاوہ جو جانب شمال غرب پنوانہ کے واقعہ ہے کی طرف سے آتا ہوا دکھائی دیا اور گاؤں سے آگے نکل گیا اور سُنا گیا ہے کہ یہ گولہ آگ بھی ایک سیارہ تھا جس کی ۶ میل تک تو یہی خبر ہے کہ ہمارے بھی آگے سے آیا اور آگے معلوم نہیں کہاں تک گیا، سنا گیا ہے کہ موضع جودھالہ تحصیل پسرور میں جو کہ پنوانہ سے ۴ میل پر ہے وہاں ایک چارہ کے کھیت میں اس کا کچھ حصہ گرا جس سے چارہ کھیت کا جل گیا مگر یہ خبر کچھ معتبر نہیں ہے معلوم نہیں کہ یہ کیا رنگ خدا کا ہے پھر اسی اخبار آرمی نیوز میں اس جگہ لکھا ہے کہ ایسا ہی واقعہ ۳۱ مارچ ۱۹۰۷ء کو ضلع جہلم تحصیل پنڈ دادن خان موضع چک شادی میں قریب ۱۲ بجے دن کے آسمان پر قریب ۴ فٹ لمبے اور ۲ فٹ گول رنگ سرخ فاصلہ ½ میل پر دو آتشی گولے گرے اور گرتے ہی غائب ہو گئے "

کیا اہلِ انصاف کے لئے اس عظیم الشان پیشگوئی میں لمحہ فکریہ نہیں ہے اور ضرور ہے کیا یہ پیشگوئی قرآن کریم کے ان دعووں کی سچائی پر زبردست دلیل کا کام نہیں دے رہی کیا یہ پیشگوئی نہایت کھلے الفاظ میں یہ نہیں بتلا رہی کہ اس ساری کائنات کا خالق فی الحقیقت وہی ہستی ہے جس کو الہامی کتب میں اللہ کے نام سے پکارا جاتا ہے اور یہ کہ یہ کائنات خود بخود وجود میں نہیں آئی جیسا کہ دہریہ خیال کرتا ہے اور کیا یہ پیشگوئی اس امر پر برہانِ ساطع کا کام نہیں دے رہی کہ کائنات کے پیدا کرنے والے کو اس کے ذرّہ ذرّہ کا علم ہے اور جو حوادث اس میں وجود میں آتے ہیں اسی کے علم اور اسی کی قدرت سے ظہور پذیر ہوتے ہیں اور اس کو اس بات کا کامل اور صحیح علم ہوتا ہے کہ فلاں واقعہ فلاں وقت ظہور پذیر ہوگا جیسا کہ مندرجہ بالا پیشگوئی سے ظاہر ہے صرف اور صرف خدا کو ہی علم تھا کہ ۳۱ مارچ ۱۹۰۷ء کو اجرام سماوی میں ایک انقلاب پیدا ہوگا جو آتشیں انگارا اور آگ کے گولہ کی شکل اختیار کر لے گا اس انقلاب کے پیدا ہونے اور اس کے موجودہ شکل اختیار کر لینے کے متعلق قبل از وقت علم حاصل کرنے سے فلکیات کے ماہرین بالکل عاجز تھے ان کا سائنسی علم باوجود ترقی کے عروج کمال تک پہنچے ہوئے ہونے کے اس آتشیں گولہ کے وقوع کی حقیقت کو پا لینے سے بالکل قاصر تھا لیکن اس کا علم ایک گاؤں کے رہنے والے کو ہو جاتا ہے جس کو سائنسی علوم سے ذرّہ بھر بھی تعلق

تمیں نہ ہی اس کو ایسا کوئی دعوےٰ ہے وہ تو فرشتوں کی طرح یہی کہتا ہے سبحانك لاعلمنا الا ما علمتنا پس خدا اس کو ۱۳ر مارچ ۱۹۰۷ء کو ظاہر ہونے والے واقعہ سے ۲۵ دن قبل اطلاع دے دیتا ہے اور اس اطلاع کو قبل از وقت شائع بھی کر دیا جاتا ہے اور اس کی اس شائع کردہ اطلاع کے مطابق ہی وہ واقعہ ظہور میں بھی آ جاتا ہے پس کیا اس سے قرآن کا یہ دعوےٰ کہ آسمانوں اور زمین میں ایسی تمام پوشیدہ باتوں کو جن تک انسانی علوم کی رسائی نہیں بجز خدا کے اور کوئی نہیں جانتا اور وہی اپنے کسی بندہ کو ان کا علم دے کر اپنی ہستی کا ثبوت بہم پہنچاتا ہے پس جہاں یہ واقعہ خدا کی ہستی اس کی قدرت کاملہ اور علم تام اور کائنات کے ذرہ ذرہ پر اس کی حکومت اور اتینا طائعین کے ماتحت اس ذرہ ذرہ کا اس کے اطاعت گذار ہونے پر روشن دلیل کا کام دے رہا ہے وہاں حضرت مرزا صاحب کے مامور من اللہ ہونے پر بھی برہان ساطع کا کام دے رہا ہے کیونکہ قرآن کریم میں صاف ارشاد ہے عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احداً الا من ارتضیٰ من رسول یعنے ایسے عظیم الشان اور اہم غیب پر اللہ تعالےٰ بجز اپنے خاص رسولوں کے اور کسی کو اطلاع نہیں دیتا اور رسول کے لفظ میں جیسا کہ حضرت مسیح موعود نے لکھا ہے مجدد۔ محدث سب شامل ہیں۔

زمین کے ساتھ تعلق رکھنے والا الہامی واقعہ

آسمان کے ساتھ تعلق رکھنے والے واقعہ کو ذکر کرنے کے بعد اب میں زمین کے ساتھ تعلق رکھنے والے واقعہ کا ذکر کرتا ہوں کیونکہ قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ کے متعلق اس میں بھی ان مخفی امور کے علیم ہونے کا دعوےٰ کیا گیا ہے جن تک طبقات الارض کے ماہرین کی رسائی نہیں۔

تفصیل اس کی یہ ہے کہ ۱۹۰۱ء میں حضور نے شائع کیا کہ کوئی ایسا حادثہ پیش آنے والا ہے جس سے لوگوں کو قیامت یاد آ جائے گی اس کے متعلق حضور کے الفاظ یہ ہیں:۔

کرو توبہ کہ تا ہو جائے رحمت
دکھاؤ جلد تر صدق و انابت
کھڑی ہے سر پہ ایسی ایک ساعت
کہ یاد آ جائے گی جس سے قیامت
مجھے یہ بات مولےٰ نے بتا دی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

پھر ۱۹ر دسمبر ۱۹۰۳ء کو اس حادثہ کی نوعیت کا انکشاف حضور پر مندرجہ ذیل الہام کے ذریعہ ہوا "زلزلہ کا ایک دھکا" اس الہام نے گویا اس حادثہ کی تعیین کر دی کہ وہ زلزلہ کی شکل میں نمودار ہو گا اس کے قریباً ۵ ماہ بعد اس زلزلہ کے قیامت خیز ہونے کی ان الہامی الفاظ میں خبر دی گئی "عفت الدیار محلہا ومقامہا" یعنے اس زلزلہ کے دھکہ سے بعض خاص علاقے بالکل مٹ جائیں گے اور ان کے علاوہ مستقل سکونت کی جگہیں اور عارضی سکونت کی جگہیں بھی تباہ ہوں گی۔

۸ر جون ۱۹۰۴ء کو پھر یہی الہام یعنے عفت الدیار محلہا ومقامہا ہوا لیکن اس کے ساتھ یہ بشارت زائد کی گئی "انی احافظ کل من فی الدار" یعنی تیرے گھر میں تمام رہنے والوں کو اس زلزلہ کے اثر سے محفوظ رکھا جائے گا چنانچہ ایسا ہی وقوع میں آیا۔

پھر ۱۶ر جنوری ۱۹۰۵ء کو الہام ہوا "ایک چونکا دینے والی خبر" پھر ۲۶۔ اور ۲۷ فروری ۱۹۰۵ء کی درمیانی شب کو حضور نے کشف میں دیکھا فرماتے ہیں:۔

"کشف دیکھا کہ دردناک موتوں سے عجیب طرح پر شور قیامت برپا ہے میرے منہ پر یہ الہام الٰہی تھا کہ موتا موتی لگ رہی ہے، کہ میں بیدار ہو گیا"

اس کشف اور الہام کو حضور نے اسی وقت یعنی ۲۷ر فروری ۱۹۰۵ء کو بھی اپنے ایک اشتہار "الوصیت" نامی میں شائع کر دیا۔ اس کے بعد ۱۹ر مارچ ۱۹۰۵ء کو عربی میں الہام ہوا جس کا حاصل مطلب یہ تھا "مکذبوں کو نشان دکھایا جائے گا" سے بھی ۲۴ر مارچ کے اخبار الحکم میں شائع کر دیا گیا۔ اس کے بعد تین اپریل ۱۹۰۵ء کو الہام ہوا "موت دروازے پر کھڑی ہے" اور اس کے ساتھ ہی اسی تاریخ یعنی ۳ر اپریل ۱۹۰۵ء کو حضور نے ایک رؤیا دیکھا جس کی تعبیر حضور نے یہ فرمائی کہ کوئی ہیبت ناک اور ڈرانے والا نشان ظاہر ہونے والا ہے جو دلوں پر تسلط کرنے والا اور دلوں کو پکڑ لینے والا ہو گا اور جس سے اسلام کی صداقت ثابت ہو گی۔

چنانچہ دوسرے دن ہی یعنی ۴ر اپریل ۱۹۰۵ء کو وہ نشان ظاہر ہو گیا یعنی قیامت خیز زلزلہ نے وقوع میں آ کر مکانوں کو زمین کے ساتھ پیوست کر دیا بڑی بڑی عظیم الشان عمارتیں زمین بوس ہو گئیں ہر گھر میں ماتم برپا تھا کیونکہ اس گھر کا کوئی نہ کوئی عزیز موت کا شکار ہو چکا تھا ہر سو شور قیامت برپا تھا موتا موتی کا نظارہ چاروں طرف دکھلائی دے رہا تھا۔ اس قیامت خیز زلزلہ کو دیکھنے والوں میں سے اگر کوئی اس وقت زندہ ہے تو وہ شہادت دے سکتا ہے کہ حضور کے مندرجہ بالا الہاموں کا کیا ایک ایک لفظ پورا نہیں ہوا۔ محققین کی رائے تھی کہ پنجاب کی ۱۶۰۰ برس کی تاریخ بتلاتی ہے کہ پنجاب میں ایسا قیامت خیز زلزلہ کبھی نہیں آیا عفت الدیار کے الفاظ جو خاص دیار کی طرف اشارہ کر رہے تھے کانگڑہ میں ہندوؤں کے قدیم مندر نے جو قریباً دو ہزار برس سے قائم چلا آ رہا تھا بالکل نیست و نابود ہو کر الہام کے الفاظ کی صداقت کو ثابت کر دیا اسی طرح بھاگسو پالم پور سجان پور کانگڑہ وغیرہ کی مکمل تباہی نے بھی ان الفاظ کی صداقت ثابت کر دی۔

اس قیامت خیز زلزلہ کی پیدا کردہ تباہی و بربادی کی لپیٹ میں قریباً ۱۲ شہر آئے تھے جن میں لاہور بھی تھا لاہور میں یہ ہولناک زلزلہ اپنے پیچھے تباہی کے جو آثار چھوڑ گیا تھا ان کو دیکھ کر رونگٹے کھڑے ہوتے تھے اس تباہی کا یہ راقم الحروف عینی شاہد ہے میں نے شہر میں پھر کر دیکھا ہر محلہ ماتم کدہ بنا ہوا تھا لوگ خوف سے ہراساں تھے بہت سے ہوش و حواس کھو بیٹھے تھے آئندہ کے خطرات سے محفوظ رہنے کے لئے کیا ہندو اور کیا مسلمان سب نے غضب الٰہی کا نشانہ بننے سے بچنے کے لئے خیرات و صدقات کی پناہ لی ہوئی تھی۔

دوبارہ زلزلہ

دھرم سالہ کا علاقہ چونکہ خاص طور پر اس زلزلہ کی ہولناکی کا شکار ہوا تھا وہاں ہندوؤں کی بھاگسو والی کا مندر ہی صرف نیست و نابود نہیں ہوا تھا بلکہ اس کے ارد گرد کے سکونتی مکانات بھی نیست و نابود ہو گئے تھے۔ زلزلہ کا خطرہ دور ہونے کے بعد لوگوں نے دوبارہ مکانات تعمیر کرنے شروع کر دیئے تھے امام الزمان حضرت مسیح موعودؑ کو ۹ر اپریل ۱۹۰۵ء کو الہام ہوا ہے نہدم ما یعمرون یعنی ہم ان کی تعمیر کردہ عمارتوں کو گرا دیں گے چنانچہ ۲۰ر مئی ۱۹۰۵ء کو پھر ایک زلزلہ آیا جس نے ان تعمیر شدہ کئی عمارتوں کو دوبارہ گرا دیا چنانچہ اخبار سول اینڈ ملٹری گزٹ نے اپنی ۲۴ر مئی کی اشاعت میں اس کے متعلق بدیں الفاظ خبر شائع کی:۔

"دھرم سالہ میں مؤرخہ ۲۰ر مئی ۱۹۰۵ء کو پھر سخت زلزلہ آیا اور نئے مکانات جو رہائش کے لئے بنائے گئے تھے کئی گر گئے"

خدا کی پیشگوئی کے مقابلہ میں بعض خاص لوگوں کی پیشگوئیاں

طرفہ یہ ہے کہ ادھر طبقات الارض کے بعض ماہرین یہ پیشگوئی کر رہے تھے کہ اب سو سال تک پنجاب میں زلزلہ نہیں آ سکتا اور اس کے ساتھ ہی مسلمانوں میں بعض اہل کشف ہونے کے مدعی بھی یہ پیشگوئی کر رہے تھے کہ اب کوئی زلزلہ نہیں آئے گا لیکن ان کے مقابلہ میں اللہ تعالےٰ اپنے مامور کو اپنے الہام کے ذریعہ بتلا رہا تھا کہ عنقریب موسم بہار میں زلزلہ آئے گا۔ چنانچہ عین موسم بہار میں یعنی ۲۸ر فروری ۱۹۰۶ء کو زلزلہ نے پھر اپنی تباہی مچا دی اور دیگر اہل کشوف اور ماہرین طبقات الارض کو جھوٹا ثابت کر دیا اور اپنے مامور کو خدا نے سچا ثابت کر کے دنیا پر واضح کر دیا کہ آسمان و زمین کے مخفی حالات کو اس کے سوا اور کوئی نہیں جانتا اور قرآن کریم میں اس کا یہ بیان کردہ دعوےٰ ان اللہ لا یخفی علیہ شیئ فی الارض ولا فی السماء حقیقت پر مبنی ہے کیا اللہ تعالےٰ کی ہستی کے منکرین اور حضرت مرزا صاحب کے مخالفین اس تمام واقعہ پر سنجیدگی سے غور کریں گے کاش وہ ایسا ہی کریں اور مامور وقت کے دامن کے ساتھ وابستہ ہو کر اپنی عاقبت کو سنوار لیں آمین۔

ایک اہل کشف مسلمان مدعی کا بیان

اس جگہ ایک اہل کشف ہونے کے مسلمان مدعی کا بیان سبق آموز ہونے کے علاوہ دلچسپی سے بھی خالی نہیں اس لئے اسے یہاں درج کیا جاتا ہے۔ امام الزمان حضرت مسیح موعود نے جب موسم بہار میں دوبارہ زلزلہ آنے کی پیشگوئی شائع کی اور لوگوں کو فسق و فجور کی زندگی کو خیرباد کہکر پاکیزہ زندگی بسر کرنے کی تلقین کی تو ملا محمد بخش سیکرٹری انجمن حامی اسلام لاہور نے ایک اشتہار شائع کیا جس کا خلاصہ یہ تھا کہ قادیانی جو لوگوں کو زلزلہ سے خوفزدہ کر رہا ہے:۔

"میں انہیں تسلی دیتا ہوں اور خوشخبری سناتا ہوں کہ قادیانی زلزلہ ہرگز نہیں آئے گا۔ نہیں آئے گا۔ نہیں آئے گا۔ مجھے یہ خوشخبری نور الٰہی اور کشف کے ذریعہ سے دی گئی ہے جو انشاء اللہ بالکل ٹھیک ہو گی (جو بالکل غلط نکلی۔ ناقل) میں مکرر۔ کرر کہتا ہوں اور اس نور الٰہی سے جو مجھے بذریعہ کشف دکھلایا گیا ہے مستفیض ہو کر اور اس کے اعلان کی اجازت پا کر ڈنکے کی چوٹ کہتا ہوں کہ قادیانی ہمیشہ کی طرح (نعوذ باللہ۔ ناقل) اس زلزلہ کی پیشگوئی میں بھی ذلیل و رسوا ہو گا"

(قارئین کرام خود ہی فیصلہ کر لیں کہ ذلیل و رسوا کون ہوا کس کا کشف جھوٹا ثابت ہوا اور کس کا نور الٰہی یا شیطانی ثابت ہوا۔ حضرت مرزا صاحب ۲۸ فروری ۱۹۰۶ء کو زلزلہ نے عین موسم بہار میں وقوع پذیر ہو کر اس

کی سچائی کو ثابت کر دیا جس سے ملا محمد بخش کے کشف کا باطل ہونا بھی پایۂ ثبوت کو پہنچ گیا۔ ناقل) اس وقت تک بھی زلزلہ کے متعلق پیشگوئی کرنے

قرآن کریم کا ایک اور دعوےٰ اور اسکا عملی ثبوت

قرآن کریم کی سورۃ آل عمرآن ع۱ میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :۔
هوالذی یصورکم فی الارحام کیف یشاء یعنی اللہ تعالےٰ رحموں میں بچے کو جس قسم کی شکل دینا چاہتا ہے دے دیتا ہے۔

دہریہ اور مادہ پرست لوگ اس دعوےٰ کی صداقت کو اسی وقت تسلیم کر سکتے ہیں جب ان کو اس کی کوئی ناقابلِ تردید ٹھوس مثال مل جائے سو قرآن کریم کے اس دعوےٰ کی صداقت کو ثابت کرنے کے لئے اللہ تعالےٰ نے امام الزمان حضرت مرزا صاحب کو ایسی زبردست برہان عطا فرمائی جس کا انکار کوئی عنید سے عنید دشمن بھی نہیں کر سکتا تفصیل اس کی یہ ہے کہ حضرت مولینا المکرم مولوی نورالدین صاحب خلیفہ اوّل رض کا ایک لڑکا مسمّی محمد احمد فوت ہو جاتا ہے یہ لڑکا بہت ہی ضعیف اور نحیف الجسم تھا حضرت امام الزمان کا ایک سخت مخالف مولوی سعد اللہ نامی لدھیانوی اس سانحہ پر مذاق اڑاتے ہوئے لکھتا ہے کہ اچھا مسیح ہے کہ اپنے ایک مخلص ترین مرید کے لڑکے کی جان کو بھی نہ بچا سکا حضرت امام الزمان کو اس مولوی کا یہ بیان پڑھ کر اس طرف توجہ ہوئی تو حضور کو مندرجہ ذیل رؤیا ہوئی فرماتے ہیں :۔

"خواب میں دیکھا۔ کہ اخویم مولوی حکیم نورالدین صاحب ایک جگہ لیٹے ہوئے ہیں اور ان کی گود میں ایک بچہ کھیلتا ہے جو انہیں کا ہے۔ اور وہ بچہ خوش رنگ خوبصورت ہے اور آنکھیں بڑی بڑی ہیں۔ میں نے مولوی صاحب سے کہا کہ خدا نے بعوض محمد احمد آپ کو وہ لڑکا دیا ہے کہ رنگ میں، شکل میں، طاقت میں اس سے بدرجہا بہتر ہے، اور میں دل میں کہتا ہوں کہ یہ تو اور بیوی کا لڑکا معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ پہلا لڑکا تو ضعیف الخلقت، بیمار سا اور نیم جان سا تھا۔ اور یہ تو قوی ہیکل اور خوش رنگ ہے۔ اور پھر میرے دل میں یہ آیت گذری جس کا زبان سے سنانا یاد نہیں۔ اور وہ یہ ہے ما ننسخ من اٰیۃ او ننسھا نات بخیر منھا او مثلھا۔ الم تعلم ان اللہ علی کل شیئ قدیر۔ اور میں جانتا ہوں۔ کہ یہ خدا تعالےٰ کی طرف سے اُس عدوالدین یعنی سعد اللہ لدھیانوی کا جواب ہے کیونکہ اس نے عیسائیوں کا حامی بن کر اسلام پر حملہ کیا اور وہ بھی بے جا اور بے ایمانی سے بھرا ہوا حملہ۔ اور ایک جزو اس خواب کی رہ گئی میں نے دیکھا کہ اس بچے کے بدن پر کچھ پھنسی یا تولول کے مشابہ بخارات نکل رہے ہیں اور کوئی کہتا ہے کہ اس کا علاج ہلدی اور ایک اور چیز ہے۔ واللہ اعلم"

یاد رہے کہ یہ لڑکا جس کی صورت و شکل حضور کے رؤیا میں بتلائی گئی ہے ابھی رحم مادر میں اس کا وجود تک نہ تھا کیونکہ یہ لڑکا اس خواب کے پانچ سال بعد پیدا ہوا اور اس کو دیکھنے والے سب جانتے ہیں کہ یہ بچہ بالکل اسی شکل و صورت کا تھا جو حضور کے رؤیا میں بتلائی گئی تھی، یعنی خوش رنگ۔ خوبصورت موٹی موٹی آنکھوں والا قوی ہیکل پھر سب سے حیرت انگیز بات یہ کہ پیدائش کے ساتھ ہی اس کے بدن پر کشف کے مطابق پھوڑے نکل آئے جن کے متعلق حضرت مولوی نورالدین جیسے فاضل طبیب لکھتے ہیں :۔

"کشف کے مطابق اس کے جسم پر پھوڑے نکلے جن کے علاج میں میری طبابت گرد تھی"

ہر انصاف پسند اور حق کا طالب شخص غور کرے کہ کیا امام الزمان حضرت مرزا صاحب کا مندرجہ بالا کشف قرآن کریم کے اس دعویٰ کی صداقت کا ناقابلِ تردید ثبوت بہم نہیں پہنچا رہا کہ رحم مادر میں بچہ کو جو صورت ملتی ہے وہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہی ملتی ہے کاش منکرین ایسے زبردست نشانوں سے فائدہ اٹھائیں آمین۔

قرآن کریم اور حدیث کے ایک اور دعویٰ کی صداقت اور اسکا عملی ثبوت

قرآن کریم سورۃ الانعام ع۱ میں اللہ تعالےٰ کی یہ صفت بیان کرتا ہے هوالذی خلقکم من طین ثم قضی اجلا و اجل مسمی عندہ ثم انتم تمترون یعنے خدا ہی ہے جس نے تم کو طین سے پیدا کیا اور ہر ایک کی زندگی کے لئے ایک مدت مقرر کی اور وہ مقررہ مدت اسی کے پاس ہے کیا اس حقیقت پر آگاہ ہونے کے بعد تم خدا کی ہستی کے بارے میں شکوک میں مبتلا ہو سکتے ہو۔

اسی طرح حدیث نبویؐ میں آتا ہے ثم یبعث اللہ الملک فیؤمر باربع کلمات فیکتب رزقہ واجلہ وعملہ ثم یکتب شقی او سعید۔ یعنے اللہ تعالےٰ جب بچہ رحم مادر میں نشوونما پا رہا ہوتا ہے تو فرشتہ کو بھیجتا ہے جو اس کے متعلق چار باتیں محفوظ کر لیتا ہے ایک اس کا رزق دوسرے اس کی اجل تیسرے اس کا عمل چوتھے آیا وہ شقی ہوگا یا سعید ہوگا ان دعاوی کو بھی دہریہ اور مادہ پرست بغیر کسی ٹھوس مثال کے تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں ہو سکتے سو اس کے متعلق بھی ذیل میں حضرت امام الزمان کے الہامات میں ایک ٹھوس مثال پیش کی جاتی ہے حضور کے الہامات میں ایک تو عمومی رنگ کی مثال پائی جاتی ہے چنانچہ ۱۸۸۶ء میں حضور کو الہام ہوتا ہے :۔

"میں تیری ذریت کو بہت بڑھاؤں گا اور برکت دوں گا <u>مگر بعض ان میں سے کم عمری میں فوت بھی ہوں گے اور تیری نسل کثرت سے ملکوں میں پھیل جائے گی</u>"

گویا اس الہام میں اولاد کے ایک حصہ کی عمر کے متعلق تو یہ اطلاع دی کہ وہ چھوٹی عمر میں ہی فوت ہو جائیں گے گویا آئندہ ان کی نسل نہیں چلے گی اور دوسرے حصہ کے متعلق فرمایا کہ وہ زندہ رہیں گے اور ان کی نسل خوب پھیلے گی اس الہام کا پورا ہونا ایسا واضح ہے کہ کوئی عنید سے عنید دشمن بھی اس کا انکار نہیں کر سکتا یہ حقیقت ہے کہ آپ کی اولاد میں بعض چھوٹی عمر میں ہی فوت ہو گئے اور بعض زندہ رہے اور ان سے حضور کی نسل خوب پھیلی ہے کیا اس سے قرآن کریم اور حدیث کے اس دعوےٰ کی صداقت ثابت نہیں ہوتی کہ ہر ایک کی اجل مسمی اللہ ہی کے علم میں ہے اور وہ پیدائش کے ساتھ ہی مقرر ہو جاتی ہے۔

خصوصی مثال

اس عمومی مثال کے علاوہ ایک خصوصی مثال بھی موجود ہے تفصیل اس کی یہ ہے کہ حضور کا چوتھا لڑکا مبارک احمد مرحوم کی پیدائش سے ایک روز قبل اس کی روح نے عالم کشف میں حضور سے کلام کرتے ہوئے کہا "انی اسقط من اللہ واصیبہ" یعنی میں اللہ کی طرف سے ہی آ رہا ہوں اور اسی کی طرف چلا جاؤں گا اس الہام کے متعلق حضور نے اسی وقت فرمایا "یہ لڑکا یا نیک ہوگا اور رو بخدا ہوگا اور خدا کی طرف اس کی حرکت ہوگی اور یا یہ کہ جلد فوت ہو جائے گا" اس بات کا علم خدا تعالےٰ کو ہے کہ ان دونوں باتوں میں سے کونسی بات اس کے ارادے کے موافق ہے" چنانچہ حضور کی مؤخر الذکر تشریح کے مطابق یہ لڑکا قریباً ۹ برس کی عمر میں فوت ہو گیا اس صغر سنی میں فوت ہو کر اس نے قرآن کریم اور حدیث کے اس دعوےٰ کی صداقت کو ثابت کر دیا کہ ہر بچے کی عمر کا اندازہ خداوند کے علم میں ہی ہوتا ہے اور اس کی اجل اس کی پیدائش سے قبل ہی مقرر ہو جاتی ہے جس کا ثبوت اللہ تعالیٰ نے مبارک احمد کی مقررہ اجل کا انکشاف امام الزمان حضرت مسیح موعود پر کر کے دنیا کو مہیا کر دیا اللہ تعالیٰ لوگوں کو اس سے فائدہ اٹھانے کی توفیق بخشے آمین ::

احمدیہ ینگ مینز ایسوسی ایشن شاخ کراچی کا سالانہ اجلاس اور انتخاب

۱۴ اپریل ۱۹۶۷ء بروز جمعہ احمدیہ ینگ مینز ایسوسی ایشن شاخ کراچی کا ایک اجلاس ہوا جس میں تمام ممبران نے شرکت کی اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے محمد بیدار صاحب سابق صدر احمدیہ ینگ مینز ایسوسی ایشن نے فرمایا کہ چونکہ ایسوسی ایشن کے عہدیداروں کو اپنے عہدوں پر کام کرتے ہوئے ایک سال ہو چکا ہے اس لئے اب نئے عہدیداروں کا انتخاب ہونا چاہیئے۔ ایسوسی ایشن کے بعض ممبران نے تجویز پیش کی کہ پرانے عہدیداروں کو ہی اپنے اپنے عہدوں پر رہنے دیا جائے۔ لیکن سابق صدر محمد بیدار خاں صاحب نے فرمایا کہ انتخاب سالانہ اس لئے ضروری ہے کہ نئے عہدیدار چن کر ہر ایک کو کام کرنے کا موقع دیا جائے تاکہ نئے سال کے لئے نیا جوش پیدا ہو۔

اس کے بعد تمام ممبران نے متفقہ طور پر جن اصحاب کو ایسوسی ایشن کے عہدوں کے لئے منتخب کیا ان کے نام حسب ذیل ہیں

صدر :۔ زاہد حسین خان صاحب
سیکرٹری :۔ خواجہ شریف احمد اسیر
خزانچی :۔ انجم ارشاد صاحب

انتخاب کے بعد نئے عہدیداروں نے اپنا اپنا چارج سنبھال لیا اور ہر عہدیدار نے ایسوسی ایشن کے ممبروں کو یہ یقین دلایا کہ وہ محبت اور باہمی یگانگت کے ساتھ کام کر کے ایسوسی ایشن کی ترقی کی انتھک کوشش کریں گے۔ اور دعا کی کہ خدائے عزّوجلّ ان کا حامی و ناصر ہو۔

اس کے بعد جماعت احمدیہ کے بزرگ الحاج شیخ میاں محمد صاحب کی وفات پر نہایت گہرے رنج و غم کا اظہار کیا گیا اور ان کی مغفرت کے لئے دعا کی گئی۔ اور یہ بھی دعا کی گئی کہ اللہ تعالےٰ جماعت کو ترقی دے۔ اس طرح دعا کے بعد اجلاس کا اختتام ہوا۔

سیکرٹری احمدیہ ینگ مینز ایسوسی ایشن
خواجہ شریف احمد اسیر

ڈاکٹر حسن علی صاحب گورنمنٹ پنشنر گوجرانوالہ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پُرنُور روح پر عقیدت کے چند پھول

حضرت صاحبزادہ مرزا مبارک احمد رضی اللہ عنہ کی وفات کے باعث حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طبیعت اکثر اُداس اور مغموم دیکھی جاتی تھی۔ سالانہ جلسہ ۱۹۰۷ء کے موقعہ پر جمعہ کے روز حضرت مسیح موعود علیہ السلام مسجد اقصےٰ کی سیڑھیوں کے قریب آخری صف میں تشریف رکھتے تھے راقم اور حضرت علیہ السلام کے درمیان صرف دو دوستوں کا فاصلہ تھا۔ نماز جمعہ سے فارغ ہوکر حضور مسجد اقصےٰ کے اندر تشریف لے گئے اور اپنی تقریر سے احباب کے دلوں کو روحانیت کا شربت آخری مرتبہ قادیان کے سالانہ جلسہ کے موقعہ پر پلایا اس کے بعد ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو حضور کی وفات بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور میں حضرت سید ڈاکٹر محمد حسین صاحب کے مکان کے بہشتی کمرہ میں واقع ہوئی۔ اللّٰھم اغفرہ وارحمہ۔ راقم حقیر نے حضور کی بیعت تو ۱۹۰۱ء میں کی تھی۔ اس کے بعد جہلم اور گورداسپور میں مقدمات کے دوران حضور کی ملاقات کا فخر حاصل ہوتا رہا اور حضور کے کلمات طیبات سے مستفیض ہونے کا موقعہ ملتا رہا۔

لاہور میں جو لیکچر حضور نے ۱۹۰۴ء میں حضرت داتا گنج بخش صاحب کے مزار کے قریب ایک منڈوہ میں دیا وہ لکھا ہوا تھا اور اس کو حضرت مولانا مولوی عبد الکریم رضی اللہ عنہ نے نہایت فصاحت اور بلاغت کے ساتھ پڑھ کر سنایا۔ سامعین نے نہایت ادب۔ خاموشی اور محبت کے ساتھ سنا۔ اس لیکچر کے خاتمہ پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زبان مبارک سے کلمات طیبات سننے کی لوگوں نے بڑی خواہش کی۔ جس کو حضرت نے پسند کرکے احباب کے دلوں کو ایک روحانی روشنی سے منور فرمایا۔ جلسہ کے خاتمہ پر ضلع کے سپرنٹنڈنٹ پولیس نے جو ایک شریف انگریز تھا۔ حضرت صاحب کو نہایت احتیاط سے خود گاڑی میں سوار کرا کر دہلی دروازہ کے باہر حضرت صاحب کی قیام گاہ پہنچا دیا۔

۱۹۰۸ء میں جب حضرت آخری دفعہ لاہور تشریف لائے اور احمدیہ بلڈنگس میں پہلے حضرت خواجہ کمال الدین صاحب کے مکان پر رہائش اختیار کی اور بعد ازاں چند دن حضرت سید ڈاکٹر محمد حسین صاحب کے دولتکدہ پر اقامت گزین ہوئے اور آخر کار انہیں کے کمرہ میں حضور کا انتقال ہوگیا اور اس طرح حضور کے اس الہام کے مطابق کہ

"ہم مکہ میں مریں گے یا مدینہ میں"

حضور کی وفات مدینۃ الاولیاء میں واقع ہوئی۔

جونہی گوجرانوالہ میں احباب کو حضرت کی رحلت کی خبر پہنچی بہت سے احباب نے قادیان جانے کا ارادہ کیا۔ راقم اس وقت سول ہاسپیٹل گوجرانوالہ میں سب چارج تھا۔ میں نے شفاخانہ کی چابیاں عیسائی ڈاکٹر عنایت اللہ صاحب اسسٹنٹ سرجن کے پاس پہنچا دیں اور بغیر ملاقات گوجرانوالہ سے اپنے بڑے بھائی نواب خاں کے ساتھ بذریعہ ریل اسی شام امرتسر پہنچ گیا۔ جہاں گاڑی کو تبدیل کرکے حضرت مسیح موعود کی میت کو بٹالہ لے جانا تھا۔ آدھی رات کے قریب گاڑی پہنچی۔ بعد ازاں ۲½ بجے رات ہم ۱۲ احمدیوں نے حضرت مسیح موعود کی میت کو اپنے کندھوں پر اُٹھایا۔ خدا کے فرشتوں کا پہرہ ہمارے ساتھ تھا اور سورج طلوع ہونے سے قبل قادیان کے بہشتی مقبرہ میں حضرت کی میت کو پہنچا دیا گیا۔ میرے بڑے بھائی نواب خان صاحب ہمارے ساتھ تھے۔ احباب جمع ہوئے اور آخری مشورہ کے بعد حضرت مولینا نورالدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو خلیفۃ المسیح تسلیم کیا اور بعد نماز عصر ۲۷ مئی ۱۹۰۸ء کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی میت کو بہشتی مقبرہ میں دفن کر دیا گیا۔ اس موقع پر تقریباً ۱۲۰۰ احمدیوں نے حضور کے جنازہ میں شرکت کی۔ اس واقعہ پر ۵۹ سال کا عرصہ گذر چکا ہے اور خدا کے فضل سے آپ کی جماعت شدید ترین مخالفتوں کے باوجود زندہ، سلامت اور ترقی کی راہوں پر گامزن اور اسلام کی خدمت میں رات دن منہمک ہے۔ فالحمد للّٰہ علےٰ ذالک۔

اس جگہ بطور تحدیث بالنعمۃ میں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ حضرت اقدس نے آخری سفر لاہور کے موقعہ پر اس عاجز کے واسطے ایک خاص لمبی دُعا بارگاہِ الٰہی میں فرمائی تھی۔ اس موقعہ پر حضرت خواجہ کمال الدین اور منشی احمد الدین صاحب اپیل نویس گوجرانوالہ موجود تھے۔ اللہ تعالےٰ ان دوستوں پر اپنی رحمت کرے اور ہم احمدیوں کو جو اب تک خداوند کریم کے فضل سے زندہ سلامت ہیں۔ مزید خدمت اسلام و احمدیت کی توفیق عطا فرماوے۔ آمین۔ اور قیامت کے دن ہم لوگوں کا حشر نیکوں کی جماعت میں ہو۔ آمین۔ ثم آمین ؛

الٰہی اشارات ــــــ بسلسلہ صفحہ ۱۸

بسلسلہ صفحہ ۱۸

کہ الحمد للہ کہ میں نے اس دار فانی کے چھوڑنے سے پہلے حضرت مسیح موعود کا زمانہ پایا خدا کرے کہ آپ کی زیارت بھی مجھے نصیب ہو"......

پاس ادب سے میں نے زیادہ جرأت نہ کی اور مشکل سے موقعہ پاکر عرض کیا کہ کیا یہ وہی مسیح ہے جس کے آنے کا وعدہ دیا گیا تھا۔ آپ نے فرمایا :۔

"کہ ہاں وہی ہے اور حضرت عیسےٰ سے مشترک بالصفات ہے"

(۸) صاحبزادہ سید عبد اللطیف صاحب آف افغانستان کی شہادت۔

آپ علاقہ خوست کابل کے ایک بہت بڑے رئیس اور بزرگ تھے بہت بڑے عالم و فاضل اور صاحب الہام و کشف و کرامات تھے تمام علاقہ میں ان کی بزرگی اور ولایت مسلّمہ تھی اور افغانستان میں ان کے ہزاروں مرید اور شاگرد تھے امیر کابل کی نظر میں آپ ایک برگزیدہ عالم اور تمام علماء کے سردار سمجھے جاتے تھے یہاں تک کہ امیر کی تاجپوشی کے وقت برکت کے لئے ان سے ہی تاج سر پر رکھوایا گیا تھا۔ آپ فرماتے ہیں :۔

"مجھ پر پہلے سے یہ کشفی طور پر واضح ہو چکا تھا کہ اس زمانے میں کسی بڑے عالی پایہ مجدّد کا ظہور ہونے والا ہے اور مجھے ایسا وہم گذرتا تھا کہ شاید میں ہی نہ وہ شخص ہوں لیکن جب میں نے حضرت مرزا صاحب کی کتب پڑھیں تو معاً میرے قلب نے تصدیق کی کہ یہ وہی شخص ہے جس کے ظہور کی عالمِ روحانیت میں تیاریاں تھیں پھر جب کتب کو زیادہ غور سے پڑھا تو حق بکلّی روشن ہوگیا"

آپ کو افغانستان میں قبولِ احمدیت کی وجہ سے سنگساری کے ذریعہ شہید کر دیا گیا تھا۔ شہادت سے قبل بحث کے دوران آپ سے علمائے کابل نے سوال کیا کہ تو اس قادیانی شخص کے حق میں کیا کہتا ہے جو مسیح موعود ہونے کا دعوےٰ کرتا ہے۔ تو آپ نے فرمایا :۔

"ہم نے اس شخص کو دیکھا ہے اور اس کے امور میں بہت غور کیا ہے اس کی مانند زمین پر کوئی موجود نہیں اور بیشک اور بلاشبہ وہ مسیح موعود ہے اور وہ مُردوں کو زندہ کر رہا ہے"

حرفِ آخر

جن بزرگوں کی شہادتیں اس جگہ بیان کی گئی ہیں وہ اپنے اپنے زمانہ کے عابد زاہد پیرانِ سلوک و طریقت مانے جاتے تھے اور ان کے ہزاروں اور لاکھوں مریدان سے دلی عقیدت رکھتے تھے اور کئی معجزات اور خوارق ان کے ہاتھوں پر ظاہر ہوتے رہے۔ جہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لئے اور بہت سی زمینی اور آسمانی گواہیاں آپ کی صداقت اور حقانیت پر مہر تصدیق ثبت کرتی ہیں وہاں یہ شہادتیں الٰہی اشارات کا رنگ اپنے اندر رکھتی ہیں اور آپ کے دعوےٰ اور مقام کو پرکھنے کے لئے کافی ہیں ؎

صاف دل کو کثرتِ اعجاز کی حاجت نہیں
اک نشاں کافی ہے گر دل میں ہو خوفِ کردگار
(حضرت مسیح موعودؑ)

غلام نبی مسلم

پہلوان حضرت ربّ جلیل علیہ الرحمۃ

اکبر بادشاہ کی تخت نشینی کے ساتھ ہی ہندوستان میں حق و صداقت کا آفتاب شرک و بدعت کے غبار میں چھپنے لگا، اسلامی شعار کا احترام کم ہوتے ہوتے اجتماعی زندگی سے خارج ہو گیا، حتیٰ کہ عالمگیر اورنگ زیب کی طویل جدوجہد اور دین پروری کے باوجود، اُن کی وفات کے ساتھ ہی مسلمانوں کے وقار کا ظاہری ڈھانچہ ٹوٹ گیا، اور دنیا نے حیرت اور عبرت کی نگاہ سے الفینا علیہ آباءنا کا منظر دیکھا، چند ہی سالوں میں دلی کی سلطنت چراغِ سحری بن گئی اور نہ صرف صوبہ دار خود مختار ہو گئے بلکہ معاند قوتوں نے ملک کے مختلف حصوں میں سر اُٹھا کر تسلّط جما لیا۔

اس انحطاط کو روکنے کے لئے حضرت مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات والا صفات نے جہاد کیا اور اکبر شاہی لادینی شعار کو ختم کیا آپ کے بعد ایک اور مردِ کامل حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے مسلمانوں کی سطوت و شوکت کی بحالی کا بیڑہ اُٹھایا، اور گو آپ بوسیدہ اور فرسودہ مجلسی نظام کو موت کی آغوش سے نہ بچا سکے تاہم آپ نے احیائے دین اور بقائے ملّت اسلامیہ کے لئے اسلامی علوم کی ترویج کی طرف توجہ دی، آپ کا یہ اقدام تعمیرِ ملت کے لئے روشنی کا مینار ثابت ہوا، آپ نے علوم قرآنی کی کرنوں سے بے شمار اہلِ علم کے سینوں کو منوّر کیا اور ایک گروہ از سرِ نو احیائے ملّت کے کام میں منہمک ہو گیا۔

لیکن یہ آسان کام نہ تھا، جہالت، تقلید، اور نفس پرستی کے بتوں کا توڑنا آسان کام نہ تھا، یہی وجہ تھی کہ جب مسلمان کو دین کے غلبے کے لئے حضرت سیّد احمد بریلویؒ اور حضرت سیّد اسماعیل رحمۃ اللہ علیہما نے دعوت جہاد دی، تو کروڑوں مسلمانوں میں سے چند سو لوگوں نے آپ کا ساتھ دیا، اور گو وہ انتہائی استقامت و شجاعت اور دلی تڑپ کے ساتھ دشمنوں کے خلاف نبرد آزما ہوئے لیکن اپنے بلند مقصد کو انجام تک نہ پہنچا سکے۔

ایسے حالات میں اگر سات ہزار میل سے مٹھی بھر انگریزوں نے اس برِّصغیر پر قبضہ کر لیا تو تعجب کی کوئی وجہ نہیں، اور جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ہمارا انحطاط انگریزوں کی پیداوار تھا۔ وہ سخت غلطی خوردہ ہیں مسلمانوں کو حکومت کے نشے نے اجتماعی اقدار زندگی سے دُور پھینک دیا تھا، اور وہ اس دیمک خوردہ لکڑی کی طرح تھا، جو معمولی حادثات کا بھی مقابلہ نہیں کر سکتی، یہ نہایت بے ہودہ خیال ہے کہ مسلمان کا مذہبی زوال سیاسی قوت کے انحطاط کا نتیجہ تھا، اس قوم کو زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں جو سیاسی قوت کے سہارے زندہ رہتی ہے سطوت و شوکت تو زندہ قوموں کی لونڈی ہوتی ہے۔ اور ان کے قدموں پر نثار ہوتی ہے نہ کہ ان کا ملجا و ماویٰ اور پناہ گاہ۔

مُسلمان اخلاقی، علمی اور رُوحانی طور پر مر چکا تھا، جس کا ثبوت سراج الدولہ، ٹیپو شہید، سیّد احمد بریلوی اور ۱۸۵۷ء کے حریت پسندوں کی مسلسل ناکامی ہے، اور اس ناکامی نے ہر بار انحطاط پر تازیانے کا کام کیا انگریزوں نے ملک کو عدل اور آزادی خیال کی دو نعمتیں بخشیں، قلم اور ذہن آزاد ہو گئے نتیجہ یہ ہوا کہ سیاسی میدان میں شکست کے بعد معاندین اسلام نے علمی اور مذہبی میدان میں مسلمانوں کو شکست دے کر انہیں اسلام سے برگشتہ کرنے پر زور صرف کر دیا۔ پادریوں اور آریہ سماجیوں نے اسلام کی صورت مسخ کرنے پر تن من دھن سے یورش کی، مسلمان امراء، فضلاء اور جہلاء سب بے حس اور بے بس تھے۔ گو مولانا محمد قاسم نانوتویؒ، مولانا رحمت اللہ کرانوی، ڈاکٹر وزیر خاں، مولانا آلِ حسن، سر سیّد احمد خاں وغیرہم نے اس سیلاب کو روکنے کے لئے ہاتھ پاؤں مارے لیکن طوفانوں کا مقابلہ ان بزرگ علماء کا کام نہ تھا عیسائیوں اور آریہ سماجیوں کے اسلام پر خطرناک اعتراضات کا جواب سجادہ اور عمامہ کے پاس نہ تھا اسی لئے ان کی کوششوں کے باوجود لاکھوں مسلمان دین تبدیل کر بیٹھے یا برگشتہ ہو گئے۔

فی الحقیقت یہ اس کا کام تھا، جو خدا تعالیٰ کی طرف سے اس کام کے لئے مامور کیا جائے، اور علوم مروّجہ کے علاوہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے رُوحانی قوّت پا کر کھڑا ہو، زمانہ اپنے امام کو پکار رہا تھا، اسلام کی حفاظت کسی مجدّد کا تقاضا کر رہی تھی، انا لہ لحافظون کا اعلانِ خداوندی کسی سینے میں چٹکیاں لے رہا تھا، لیظہرہ علی الدین کلہ کا نور تاریکیوں کو مٹانے کے لئے بے قرار تھا، افق اسلام پر کفر کی گھٹن ابرِ رحمت کو گھیر لانے کی منتظر تھی آخر مایوسی کے بادل چھٹ گئے، حق کا آفتاب چمکا باطل کی تاریکیاں کافور ہونے لگیں، اور پنجاب کے ایک گمنام گاؤں سے یہ شیریں اور حیات آفریں آواز دلوں کو گرما گئی ؎

یہ، وہ پانی ہوں کہ اُترا آسمان سے وقت پر
میں ہوں وہ نورِ خدا جس سے ہوا دن آشکار

دُنیا لاکھ حقائق سے چشم پوشی کرے، آخر ایک دن مؤرّخ اُنیسویں صدی کے واقعات سے پردہ اُٹھائے گا، اور پکار اُٹھے گا کہ اسلام کے خلاف مسیحی اور آریائی تثلیثوں کا حملہ شدید ترین تھا جس نے مسلمانوں کو بے بس اور اہلِ دل کو مایوس کر رکھا تھا، اور جس پہلوان نے باطل کے خلاف اسلام دلائل کو توڑا، جس نے براہین بیّنہ کے ساتھ اسلام کی صداقت اور فوقیت کو ثابت کیا، جس نے کسرِ صلیب کر کے عیسائیوں کے منہ توڑ دیئے اور جس نے اپنے تعلق باللہ اور اپنی ذات کو اسلام کی صداقت پر بطور دلیل پیش کیا اور دلائل ساطعہ سے ہستی باری تعالےٰ، صداقت قرآن اور عظمت حضرت خیر الانام صلی اللہ علیہ وسلّم کو ثابت کیا۔ وہ حضرت امام وقت مرزا غلام احمد قادیانی تھے (علیہ الرّحمۃ و برکاتہٗ کثیراً کثیرا)

چھاپہ خانہ کی ایجاد، علم کی اشاعت و ترقی، کتب و رسائل کی کثرت نے ہر شخص اور گروہ کو اپنے خیالات کی تبلیغ کے لئے وسیع میدان اور سہولتیں میسّر کر دیں، اور مخالفوں کے دلائل کا جواب بھی تصانیف کے ذریعے ہی ممکن تھا۔ تمام اسلامی تاریخ اور علمائے اسلام کی مساعی کا جائزہ لیجئے، مجدّدین میں حضرت امام غزالیؒ اور حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ وہ بزرگ گزرے ہیں جنہوں نے اپنی بلند پایہ تصانیف سے ایک تو اسلام کی دیگر ادیان پر فوقیت ثابت کی اور دوسرے باطل عقائد پر ضرب کاری لگائی لیکن ایک تو ان اکابر کے ادوار میں اسلام کو سیاسی برتری حاصل تھی، دوم اسلام کے خلاف عیسائیوں جیسی کوئی منظم تحریک نہ تھی جو من کلّ حدبٍ ینسلون کے مصداق اس قدر مادی اور دجالانہ وسائل سے اسلام کے خلاف حملہ آور ہوئی ہو اور نہ ہی مسلمانوں میں انیسویں صدی کی سی بے حسی، دین سے بے رغبتی، اور جہالت کا زور تھا اور نہ ہی پرپاگنڈے کے وہ وسائل موجود تھے، جو امام زمان رحؒ کو درپیش تھے، آپ کے ارشاد کے مطابق ؎

ہر طرف کفر است جوشاں ہمچو افواجِ یزید
دینِ حق بیمار و بے کس ہمچو زین العابدین

ان نامساعد بلکہ معاندانہ حالات میں آپ کو جس مہیب کام سے واسطہ پڑا وہ اپنی کمیت اور کیفیت کے لحاظ سے اپنی مثال آپ تھا، آپ نے اسلام کی حفاظت اور صداقت منوانے کے لئے چار محاذوں پر جنگ لڑی لیکن یہ تلوار کی جنگ نہ تھی بلکہ دلائل و براہین کی جنگ تھی جس میں آپ نمایاں طور پر غالب آئے اور دشمنوں کو راہ فرار اختیار کرنے کے سوا کچھ نہ سُوجھا،

آپ نے اسلام دشمنوں کے تین ہزار اعتراضات جمع کئے۔ آپ کی اوّلین بلند پایہ تصنیف براہینِ احمدیہ تھی۔ اس کتاب میں آپ نے (۱) ہستی باری تعالےٰ (۲) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کی رسالت کی صداقت اور (۳) حقیقت وحی و الہام کے بارہ میں دشمنوں کے اعتراضات کا مسکت جواب دیا، ہر سہ امور کی صحت اور ضرورت پر بے نظیر دلائل پیش کئے، اور تینوں کی صداقت پر اپنے تعلق باللہ اور الہامات کو بطور نشانِ صداقت پیش کیا، اس کتاب کی اشاعت سے دشمنانِ اسلام پیچ و تاب کھاتے لیکن ان کے پاس کوئی جواب نہ تھا، ان کی مذہبی کتب انہیں بے بس اور تہی دامن نظر آئیں۔ کسرِ صلیب اور بُت شکنی کا یہ دلفریب منظر اہلِ ایمان کے لئے استقامت اور فخر و مباہات کا موجب بنا، ایک مدّت کی بے بسی کے بعد مسلمانوں کی نگاہیں فخر سے اُونچی ہوئیں۔

استیلائے اسلام

اسلام کی کمزوری، کس مپرسی اور بے بسی کے زمانے میں لیظہرہٗ علی الدین کلہ کا مژدہ سنایا گیا اور دنیا نے حیرت سے دیکھا کہ مکّہ کے دُرِّ یتیم کی یہ پیشگوئی آپ کی حیات طیبہ میں ہی ہو بہو پوری ہوئی۔ اور تمام ادیان نے اسلام کی عظمت کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے۔ اور اسلام کو ایسا غلبہ نصیب ہوا کہ اس کی نظیر دنیا کی تاریخ میں نہیں ملتی۔

حضرت مجدّدِ صد چہار دہم کی زندگی میں یہی نظارہ دوٗ اور دوٗ چار کی طرح دُنیا نے حضرت مرزا صاحب کی طفیل دیکھا اور تمام ادیان کے پیرو کاروں نے اس صداقت کا اعتراف کیا اور اس کے لئے قدرت نے خود اسباب پیدا کئے، ۱۸۹۶ء میں لاہور کے علمی مرکز میں تمام مذاہب کا ایک علمی اجتماع ہوا۔ جلسہ میں پڑھے جانے کے لئے موضوع مقرر کر دیا گیا، اور تمام مذاہب کے اکابر کو دعوت دی گئی۔ کہ وہ سوالات کی روشنی میں اپنی اپنی دینی کتب سے جوابات دے کر اپنے دین کی فوقیت ثابت کریں غلبۂ حق کے لئے اس سے بہتر موقع کہاں مل سکتا تھا، تمام مذاہب کے دینی رہنماؤں نے طبع آزمائی کی لیکن حضرت امامِ وقتؒ کا اسلام کی حقانیت پر مضمون اتفاق رائے سے بہترین قرار پایا اور نہ صرف اس کی خاطر جلسہ کا وقت بڑھا دیا گیا بلکہ غیر مسلم ججوں نے اس کے حق میں فیصلہ دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کے بعد تاریخِ عالم میں یہ دوسرا واقعہ تھا کہ اعلانیہ مقابلے میں دلائل و براہین سے اسلام کا غلبہ تسلیم کیا گیا، لیکن یہ غلبہ بھی سیّد الانبیاء حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم ہی کا تھا۔ کیونکہ فنا فی الرّسول ہونے کی وجہ سے مرزا صاحب کا وجود نفی کا حکم رکھتا تھا۔

بس کہ من در عشقِ او ہستم نہاں
من ہمانم من ہمانم من ہماں

عشقِ خدا ـــ عشقِ رسُولؐ ـــ عشقِ قرآن

آپ نے نہ صرف دلائل کے ساتھ اسلام کی سچائی دنیا پر واضح کی۔ بلکہ اپنے عمل اور تحریر سے خدا رسول اور قرآن کے عشق و محبت کا اظہار کیا، آپ کی زندگی کا ہر لمحہ اور ہر حرکت اسی پاک جذبے کے مظہر تھے اگر آپ نے حمد باری تعالےٰ، نعت حبیب خدا صلعم اور توصیف قرآن

حکیم کے سلسلے میں نثر میں بھی شاعری فرمائی، تاہم شاعر ہونے کے باوصف آپ نے حمد الٰہی، نعت رسول اور وصف قرآن میں جس قدر بلند پایہ نظمیں تحریر فرمائیں وہ اپنی کثرت و عظمت کے لحاظ سے تمام اسلامی تاریخ میں ایک منفرد مقام رکھتی ہیں اور دنیائے اسلام میں کوئی واحد شاعر نہیں ملے گا جس نے اس میدان میں اتنا زیادہ اور بلیغ کلام چھوڑا ہو اور یہ بات عربی اور فارسی کلام میں بالخصوص نمایاں ہے، اور قرآن کو محبوب بنا کر اس کی مدح میں اسقدر موثر، دلکش اور عظمت نما نظمیں آپ کے سوا دنیا بھر میں کہیں نہیں ملتیں۔

اسلام کی صداقت پر مناظرے

آپ نے قلم کے ذریعے ہی اسلام کی تبلیغ و تائید نہیں کی اور صرف نوے کے لگ بھگ کتب کی تصنیف سے اسلام کی حجت باطل مذاہب پر قائم نہیں کی بلکہ ملک کے مختلف حصوں میں تحریری مناظرے کرکے دشمنانِ اسلام کے مبلغ علم کا پول کھولا اور ان کا منہ بند کر دیا۔ چنانچہ آپ نے آریہ، مسیحی اور دیگر مکاتیب فکر کا ناطقہ بند کر دیا۔ حتیٰ کہ دیگر مذاہب کے اہل علم نے آپ کے مقابلے میں عملاً عجز کا اظہار کیا، پنڈت مرلی دھر آریہ اور پادری آتھم سے مناظرہ کرکے آپ نے اپنے علم و صداقت کا سکہ جمایا، نتیجہ یہ ہوا:—

چہ ہیبت ہا بدادند ایں جواں را
کہ ناید کس بمیدان محمدؐ

مناظروں میں حقیقت پسندی

آپ کے زمانے میں مناظروں کا مقصد تحقیق حق کی بجائے دوسرے مذاہب کی تنقیص اور مخالفت کی لطائف الحیل سے تذلیل مقصود ہوتی تھی۔ اور اس ضمن میں ہر حربہ استعمال کیا جاتا تھا۔ آپ نے نہ صرف معترضین کے اعتراضات کی تردید اُن کے اپنے ہی معتقدات اور کتب سے کی بلکہ ان کے سامنے یہ قیمتی طریق رکھا کہ ہر معترض اگر دوسرے کے عقائد کی تردید کرے تو فریق مخالف کی مستند کُتب کو ملحوظ رکھے، ایسا اعتراض نہ کرے جو اس کے اپنے معتقدات پر بھی وارد ہوتا ہو، ایسے اعتراض سے پرہیز کرے جس کی تردید اسی کتاب میں دوسرے مقامات پر بکثرت ہو، اعتراض کرتے وقت تہذیب و شائستگی سے کام لے کیونکہ بصورت دیگر اس کا شیشے کا محل بھی کلوخ اندازی سے محفوظ نہیں رہے گا۔ علاوہ ازیں اگر کوئی شخص اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کرے تو دعوے اور دلیل ہر دو دینی کتب سے پیش کرے، کیونکہ وہ کتاب ناقص ہے جو دعوے تو پیش کرے مگر اس کی صداقت پر دلیل نہ رکھتی ہو۔ ایسی کتاب تو اپنے نام لیواؤں کی محتاج ہوگی، آپ مناظروں کو طبعاً ناپسند کرتے تھے اس لئے آخر میں اس شرط پر مناظروں سے دستبرداری کا اظہار کیا کہ اگر اغیار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ستودہ صفات کے خلاف بد زبانی ختم کر دیں تو ہم ان کے باطل عقائد کی تردید بند کر دیں گے۔

بُرہانِ ساطع

میں وہ پانی ہوں کہ اُترا آسماں سے وقت پر
میں ہوں وہ نُورِ خدا جس سے ہوا دن آشکار

ہر مذہبی جماعت نے اپنے معتقدات کے گرد ایک فلسفہ بنا رکھا ہے جس کی تبلیغ و ترویج سے اس جماعت کی تنظیم برقرار ہے یہی وجہ ہے کہ صدیاں گذرنے پر بھی ان کا وجود قائم ہے، اور اس میں خدا پرست، مشرک، ملحد، عقلیین، مادہ پرست، تثلیث پرست، ویدی پنڈ، وغیرہ سب شامل ہیں۔ لیکن آپ نے اسلام کی صداقت پر اپنی ذات کو بطور حجت پیش کیا، اور دنیا کو بتایا کہ صرف اسلام ہی ایسا مذہب، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی ایسے نبی برحق ہیں۔ جن کی کامل اتباع سے انسان زندہ خدا سے زندہ تعلق پیدا کر لیتا ہے۔ خدا اس سے ہم کلام ہوتا ہے۔ اسے بشارتیں دیتا ہے اس کی دعائیں قبول کرتا ہے اور اس پر غیر معمولی برکات نازل فرماتا ہے۔ اور اسلام کی صداقت کا اس دور میں زندہ ثبوت میں ہوں، چنانچہ آپ نے اللہ تعالےٰ سے اطلاع پاکر صدہا پیشگوئیاں کیں جو درست نکلیں، برکاتِ الٰہی کے نزول کی خوشخبریاں سنائیں جو پوری ہوئیں سینکڑوں دعائیں کیں، جو اللہ تعالےٰ نے پوری کیں اور خلق خدا کی مشکلات دور فرمائیں اللہ تعالےٰ کی تائید سے تحریر و تقریر کے میدان میں دشمنوں کو للکارا اور انہیں راہ فرار اختیار کرنے پر مجبور کیا، چنانچہ یہ حتمی دلیل ایسی تھی کہ آپ کے مخالف مقابل میں بے بس ہو گئے۔ اور اسلام کی حجت قائم ہو گئی۔ اور قرآن کا ارشاد **تؤتی اکلھا کل حین**۔ برگ و بار لایا۔

تجدید ملت

مسلمانوں کے زوال کی بڑی وجہ فرقہ بندی کی لعنت تھی۔ آپ نے ہمیشہ اس بات پر زور دیا کہ جو شخص کلمہ طیبہ پڑھتا ہے اسے مسلمان سمجھا جائے، اور مسلمان ایک خدا، ایک رسول اور ایک کتاب پر اکٹھے ہو جائیں، اختلاف رائے کو وجہ تکفیر نہ بنایا جائے۔ تمام مسلمان مل کر دین حق کی مدافعت اور تبلیغ و اشاعت میں لگ جائیں مسلمانوں کے اندرونی اختلافات پر اظہار خیال آپ کے مقاصد سے ہمیشہ خارج رہا، آپ نے علماء سے ہمیشہ تعاون کی اپیل کی، اور صرف اُن علماء کے اعتراضات کے جوابات دیئے جو آپ کی مخالفت میں شب و روز مصروف تھے، تاہم ان کے جماعتی عقائد اور مسلک کے خلاف لب کشائی سے حتی الوسع گریز کیا، آپ کی بیسیوں تصانیف اس حقیقت پر شاہد ناطق ہیں۔ البتہ دین کے متعلق بعض علماء کے بعض غلط مفروضات کی قرآن و سُنّت کی روشنی میں تغلیط کی، اور اس پہلو سے اپنا دامن غیر آلودہ رکھنا ایک مردِ حق ہی کا کام ہو سکتا تھا۔

عقیدہ ختم نبوت کی توثیق و تائید

ختم نبوت کا عقیدہ اسلام کا بنیادی اصول ہے، لیکن مسلمانوں کا ایک گروہ مسیح نبی اللہ کی دوبارہ آمد کا قائل تھا، آپ نے یہ حقیقت واضح کی۔ کہ (۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا خواہ نیا ہو یا پُرانا (۲) وحی نبوّت و رسالت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو چکی ہے اور باب نزول جبرئیل دربارہ وحی رسالت و نبوّت قیامت تک مسدود ہے (۳) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوّت کا مدعی مفتری، کاذب اور لعنتی ہے۔ (۴) اللہ تعالےٰ نے فنا فی الرّسول بندوں کو وحی ولایت سے سرفراز فرمایا ہے۔ اور اس اُمّت کے اولیاء انبیاء کے رنگ میں رنگین ہونے کی وجہ سے بموجب حدیث **علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل** انبیاء کے مثیل ہوتے ہیں۔ نبی نہیں کیونکہ تکمیل دین کے بعد انبیاء کی نہیں مجددین دین کی ضرورت ہے، اور میں اُن میں سے ایک ہوں، کاش اپنے اور بیگانے اس مخبر حق کو پہچانتے۔ لیکن وہ وقت دُور نہیں جب کہ آپ کو پہچانا جائے گا اور دنیا آپ کے جھنڈے تلے پناہ لے گی۔

امروز قوم من نشناسد مقام من
روزے بگریہ یاد کنند وقت خوشترم

حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا

"اگر کسی کو درد ہوتا ہو اور میں نماز میں مصروف ہوں میرے کان میں اس کی آواز پہنچ جائے تو میں چاہتا ہوں کہ نماز توڑ کر بھی اگر اس کو فائدہ پہنچا سکتا ہوں تو فائدہ پہنچاؤں اور جہاں تک ممکن ہے اس سے ہمدردی کروں۔"

بنی نوع انسان سے ہمدردی اور دکھی انسانیت کے لئے مامور من اللہ کے یہ الفاظ اس کام کی اہمیت کو واضح کرتے ہیں اور ہمارے لئے یہ سبق مہیا کرتے ہیں کہ کسی مرحلہ پر بھی اس خدمت خلق کے کام کو پس پشت نہ ڈالا جائے۔

آفتاب الدین احمد ہومیوپیتھک خیراتی دارالشفاء

گذشتہ ۱۴ سال سے حضرت اقدس کے ان درد بھرے جذبات کو عملی صورت دے، کر اُن پاکیزہ خیالات کی صحیح عکاسی کر رہا ہے۔ اسلام میں حقوق العباد کو جو درجہ حاصل ہے، وہ دیگر مذاہب میں موجود نہیں، ہم جو اسلام کے نام لیوا نبی اکرم صلعم کے شیدائی اور مسیح وقتؑ کے پرستار کہلاتے ہیں حقوق العباد کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے زیادہ ذمہ دار ہیں۔ یہ **دارالشفاء** عامۃ النّاس کی خدمت کا بہترین ذریعہ ہے، جو سکون قلب اور تسکین روح کا سامان ہے، وہ لوگ جو دوسروں کے لئے دامے، درمے، سخنے و جانے امداد کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان پر اپنے فضل کے دروازے کھول دیتا ہے یہ فخر صرف اسلام کو حاصل ہے کہ اس نے مسلمانوں میں اخوت اور مروّت کے بے پایاں جذبات کو جنم دیا ہے۔ اگر ہم بھائی چارہ کے جذبات سے معرا ہیں تو اسلام کی تعلیم سے دُور جا رہے ہیں، "**آفتاب الدین احمد دارالشفاء**" آپ کو خدمتِ خلق کا بہترین موقعہ مہیا کرتا ہے۔

آپ بھی اس نافع النّاس اور انسان دوست ادارہ کی امداد فرما کر اُن ہزارہا حاجتمندوں کی دُعائیں حاصل کر سکتے ہیں۔ جن کو دو وقت کا کھانا پیٹ بھر کر نصیب نہیں ہوتا وہ ادویات کہاں سے خرید سکتے ہیں۔

عطیات

محاسب صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور قبول کرتے ہیں۔

—اعزازی مہتمم دارالشفاء

خطبہ جمعہ

(بسلسلہ صفحہ —)

محترم ہو جاتا ہے **الیہ یصعد الکلم الطیب والعمل الصالح یرفعہ**۔ قوم کے نظریات و اعتقادات درست ہوں تو یہ چیزیں خدا کے ہاں شرف قبولیت پاتی ہیں۔ اور اعمال اچھے ہوں تو ان کی وجہ سے رفعت کا مقام حاصل ہوتا ہے ہمارے لئے ان امور کی طرف توجہ دینا ضروری ہے۔

چوہدری محمد حسن صاحب چیمہ ایڈووکیٹ گجرات

انسانیت بیمار ہے۔ اس کا "مسیحا" آگیا

اس دَور کی انسانیت خطرناک بیماریوں میں مبتلا ہے نڈھال ہے مضطرب الحال ہے اور بظاہر اس کی صحت کی کوئی امید نظر نہیں آتی۔

امریکہ کی مضبوطی اور خوشحالی

اس وقت دنیا کی سب سے زیادہ مضبوط، سب سے زیادہ متمول اور وسائل و ذرائع کے لحاظ سے سب سے زیادہ خوش قسمت اور اللہ کی زمین پر اللہ کی دی ہوئی نعمتوں سے سب سے زیادہ سرفراز علم میں، فن میں، صنعت میں، تجارت میں، سائنس میں، فلسفہ میں، ادب میں، تمام قوموں کو پیچھے چھوڑنے والی امریکی قوم ہی ممتاز نظر آتی ہے۔ اس کے باشندے قوی ہیکل، مضبوط، توانا، قوی الاعضا، اور خوش شکل ہیں۔ کھانے پینے کی وہاں فراوانی ہے۔ لباس کا تنوع انہیں اس طرح میسر ہے کہ وہاں ہر روز فیشن بدلتے ہیں۔ بظاہر یہ قوم سب سے زیادہ خوش و خرم نظر آتی ہے۔

اہل امریکہ کی مہلک بیماریاں

لیکن اگر اس قوم کے حالات کا بنظر غائر مطالعہ کیا جائے تو اہل بصیرت کو صاف نظر آجائے گا کہ یہ قوم مہلک بیماریوں میں مبتلا ہو چکی ہے۔ یہ فی الواقع بیمار ہے۔ سقیم ہے۔ علیل ہے اور جو سب انسانیت کو اس وقت مغلوب کرنے کی خوابیں دیکھ رہی ہے خود شیطان کے ہاتھ سے مغلوب ہو چکی ہے۔

اعداد و شمار سے معلوم ہوتا ہے کہ امریکا میں جرائم کی رفتار اس تیزی سے بڑھ رہی ہے کہ عنقریب اس ملک کی غالب آبادی بدمعاشوں اور غنڈوں پر مشتمل ہوگی۔ وہاں ایک عجیب کیفیت یہ ہے کہ جرائم غربت کی وجہ سے نہیں ہوتے۔ اکثر جرائم پیشہ لوگ اونچے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس "خوش و خرم" آبادی میں خودکشیوں کی تعداد بھی بہت زیادہ ہے۔ جس کی خوشحالی کے اندر روح کی پامالی پرورش پا رہی ہے۔ اس سلسلہ میں ہم صرف امریکی رسالے AWAKE سے چند سطور نقل کر کے وہاں کے اصل حالات ناظرین کے سامنے رکھتے ہیں۔

"۱۹۶۰ء سے ۱۹۶۶ء تک امریکہ میں جرائم میں ۷۴ فیصد اضافہ ہوا ہے آبادی جس رفتار سے بڑھ رہی ہے جرائم اس سے ۶ گنا زیادہ رفتار سے بڑھ رہے ہیں۔ پچھلے دس سال میں قتل و دہشت کے واقعات کی تعداد میں ۴۰ فیصد اضافہ ہوا ہے (جبکہ آبادی میں صرف ۱۰ فیصد اضافہ ہوا ہے) چوری اور غبن کی وارداتوں میں ۱۶۹ فی صد اضافہ ہوا ہے۔ ہر ۲۶ منٹ پر ایک زنا بالجبر کی، ہر پانچ منٹ پر ایک ڈاکہ کی، ہر ایک منٹ پر ایک موٹر کار کی چوری کی، ہر تیسرے منٹ پر کسی پر حملہ کرنے کی، اور ہر ۲۰ منٹ پر نقب زنی کی واردات ہوتی ہے۔ ان جرائم کی روک تھام پر گورنمنٹ کے ۲۷ ارب ڈالر سالانہ خرچ ہوتے ہیں۔ بقول صدر جانسن ہر امریکی کو جرم کا خوف یا جرم کی حقیقت ستا رہی ہے۔

امریکہ میں منشیات پر سالانہ ڈیڑھ ارب ڈالر صرف کئے جاتے ہیں نیویارک کی اسٹاک ایکسچینج (جوئے) پر تقریباً تیس کروڑ ڈالر کے حصص کا لین دین ہوتا ہے جبکہ غیر قانونی "قمار" اور "جرائم" سے تقریباً اسی قدر رقم حاصل کی جاتی ہے امریکن سالانہ ۷۰ لاکھ موٹر کاریں خریدتے ہیں جس پر ۲۱ ارب ڈالر خرچ ہوتے ہیں لیکن جرائم کے ذریعہ اس سے چار گنا رقم حاصل کی جاتی ہے امریکہ میں "قانونی" قمار بازی پر $5\frac{1}{2}$ ارب ڈالر کی ہار جیت ہوتی ہے۔ لیکن "غیر قانونی" جوئے بازی میں اس سے کئی گنا زیادہ رقم خرچ کی جاتی ہے۔

ہیروئن (HERION) کے "عادی" افراد کی تعداد جو عام طور پر پہچانے جاتے ہیں ساٹھ ہزار ہے لیکن ان کے علاوہ ہزاروں کی تعداد ایسی ہے جن سے پبلک واقف نہیں ہے۔ ہیروئن کا استعمال امریکہ میں جرم ہے لیکن اس کی فروخت سے ایک ارب ڈالر سالانہ کا نفع حاصل کیا جاتا ہے۔ یعنی ہیروئن کے ہر عادی کو تقریباً ۱۲ ۱۵ ہزار ڈالر سالانہ خرچ کرنے پڑتے ہیں۔

ہیروئن (HERION) افیون سے حاصل کی جاتی ہے اور اس کو ترکی سے درآمد کیا جاتا ہے۔ اس سے مارفین (MURFHIN) حاصل کی جاتی ہے جو انگریزی دواؤں میں استعمال ہوتی ہے۔ ترکی میں اس کی قانونی قیمت ۱۶۷ ڈالر فی ۱۔کیلو (۲۲ پونڈ) ہے لیکن چوری سے یہ فرانس بھیجی جاتی ہے جہاں اس کی قیمت ۹۰۰ ڈالر ہو جاتی ہے۔ پھر اس کی ہیروئن بنائی جاتی ہے اور ۳۵۰۰ ڈالر کے حساب سے جرائم پیشہ افراد کو دی جاتی ہے۔ اور امریکہ پہنچتے پہنچتے اس کی قیمت اٹھارہ ہزار ڈالر فی کیلو ہو جاتی ہے اور اونس مین (OUNCE MAN) کو ۳۲۰۰۰ فی کلو کے حساب سے فروخت کی جاتی ہے جو پانچ گنا آمیزش کے بعد ایجنٹوں کو دی جاتی ہے۔ جو بیس (۲۰) گنا آمیزش کے بعد فروخت کرتے ہیں اور اب فی کیلو کی قیمت دو لاکھ ۲۵ ہزار ڈالر ہو جاتی ہے۔

ان جرائم کی پشت پر قتل و غارت کی کارفرمائی ہے صرف شکاگو میں پچھلے چالیس سال میں تقریباً ایک ہزار قتل ہوئے۔ جن میں سے صرف دو کا پتہ چلایا جا سکا۔"

امریکہ میں اگر وہاں کے معاشرہ کی خانگی زندگی کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ وہاں عورت کا تبدیل کرنا لباس کے تبدیل کرنے سے زیادہ آسان ہے۔ اسلام کے پیغمبر نے تو فرمایا کہ ناگزیر حالات میں طلاق بے شک ایک ناگزیر امر ہے۔ لیکن حلال چیزوں میں سے طلاق خدا کے نزدیک سب سے ناپسندیدہ چیز ہے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اس قلبی کیفیت کا ایسا اسلامی معاشرہ پر یہ اثر ہے کہ اسلامی دنیا میں طلاقوں کی وارداتیں بہت کم ہیں۔ یہ کتنا بڑا المیہ ہے کہ عیسائیت نے اسلام پر سب سے سنگین اعتراض یہ کیا تھا کہ اس کے ہاں طلاق کا جواز ہے مگر اب اس کی اپنی حالت یہ ہے کہ ہر روز ہزاروں کی تعداد میں عدالتوں سے طلاقیں حاصل کی جا رہی ہیں اور طلاق حاصل کرنے کی وجوہات بعض اوقات ایسی مضحکہ خیز اور لغو ہوتی ہیں کہ انسان حیران ہو جاتا ہے۔ ایک خاوند نے ایک کنواری لڑکی سے شادی کرنے کے بعد دوسرے دن ہی عدالت میں اس بنا پر طلاق کی درخواست کر دی کہ اسے معلوم ہو گیا تھا کہ اس عورت کو جنسی اختلاط کا پہلے کوئی تجربہ نہیں۔

یہ اعداد و شمار امریکہ کے بیمار ہونے کا کافی ثبوت ہیں۔ امریکہ ایک عیسائی ملک ہے اور دنیا میں سب سے زیادہ تبلیغ عیسائیت پر امریکہ ہی خرچ کر رہا ہے اور امریکہ کے بھیجے ہوئے عیسائی تمام دنیا میں یہ تبلیغ کرتے ہیں کہ "خدا محبت ہے"۔ اپنے دشمن سے بھی پیار کرو۔ اگر کوئی ایک گال پر طمانچہ رسید کرے تو دوسرا بھی سامنے کر دو۔ اگر کوئی کرتہ طلب کرے تو چوغہ بھی دے دو۔ وغیرہ وغیرہ اور امریکہ کا اپنا عمل یہ ہے کہ دُور دراز پڑے ہوئے ایک دوسرے برِاعظم کا ایک چھوٹا سا ملک اپنا حق خود ارادیت استعمال کرنا چاہتا تھا اور اپنے ملک کو وحدانیت میں مربوط کر کے ایک مضبوط حکومت قائم کرنے میں مصروف تھا کہ اچانک امریکہ اس میں دخیل ہو گیا اور چار پانچ سال سے اس ملک کے بدقسمت باشندوں پر بموں اور آتشگیر مادوں کی بارش برسا رہا ہے۔ امریکہ نے ویت نام پر اس قدر بمباری کی ہے کہ گذشتہ جنگِ عظیم میں دنیا میں اس قدر اور اتنی بمباری نہیں ہوئی تھی۔ یہ سب کچھ ایک بیمار ذہنیت کی تخریب کاریاں ہیں۔

امن اور سلامتی کا مسیحا آگیا

جہاں بیماریاں ہیں وہاں قادرِ مطلق معالج بھی پیدا کر دیتا ہے کیا اس "بیمار" امریکہ کے لئے دنیا میں کوئی "مسیحا" نہیں پیدا ہوا؟ ایسا مسیحا جو امن اور سلامتی کا درس دے۔ جو خانگی زندگی کو جنت بنا دے جو غفور الرحیم خدا کے رحمۃ للعالمین پیغمبر کی محبت اور حلم، رحمت اور شفقت کے اسباق دنیا کو پھر یاد کرا دے۔ یہی دنیا بھی ایسے ایک "مسیحا" کی منتظر تھی اور منتظر ہے مگر آہ! "مسیحا" تو آچکا پر لوگوں نے اسے نہ پہچانا۔ ہاں واقعات کی سنگینی اور ناموافق حالات کی تلخی لوگوں کو مجبور کر دے گی کہ اپنے "مسیحا" کو پہچان لیں۔

دوسری اقوام بھی بیمار ہیں

صرف امریکی قوم ہی بیمار نہیں باقی اقوامِ عالم کی بھی یہی حالت ہے۔ یورپ کے کسی ملک میں چلے جاؤ فواحش اور منکرات، جرائم اور گناہ اس کثرت سے ظہور پذیر ہو رہے ہیں کہ الاماں۔ یہ مہذب لوگ مہذب طریق پر عجیب جرائم کرتے ہیں۔ انگریزوں کی وجہ سے جنوبی افریقہ میں سفید فام اقلیت سیاہ فام اکثریت پر مظالم توڑ رہی ہے۔ انگریزوں کی وجہ سے روڈیشیا کا وجود دنیا کے نقشے پر یہ ظاہر کرنے کے لیئے ہویدا ہوا ہے کہ ہوشیاری اور مکاری سے کس طرح انصاف کا خون کیا جا سکتا ہے۔ روڈیشیا میں چھوٹی سی سفید فام اقلیت فوج اور پولیس کی طاقت کے بل بوتے پر سیاہ فام افریقی اکثریت کو غلامی کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہے۔ انگریز جس کا فرض تھا کہ روڈیشیا کے لوگوں کو آزادی دے کر وہاں جمہوریت قائم کرے اب اپنے اس فرض کی ادائیگی حیلے بہانے سے ٹالتا جا رہا ہے۔

خود اس کے اپنے ملک میں بھی انصاف کے سوتے خشک ہو رہے ہیں۔ اور رنگ دار باشندوں سے امتیازی سلوک برتا جا رہا ہے یہ وہ ملک ہے جو انسانی مساوات اور جمہوری نظام کا سب سے بڑا علمبردار ہے۔ وہاں صنعتوں کی اتنی کثرت ہے کہ مقامی باشندے صنعت کے متعلق مزدوری کا کام پوری طرح سرانجام نہیں دے سکتے اس لئے بیرونی ملکوں سے مزدوری کرنے کے لئے لوگ وہاں پہنچ جاتے ہیں۔ ان کی مزدوری اور محنت شاقہ سے برطانیہ کی دولت میں اضافہ ہو رہا ہے مگر وہاں کے سفید فام لوگ ان محنت کشوں کو ان کے رنگ کی وجہ سے نفرت کی نگاہ سے دیکھنے لگ گئے ہیں اور اب تفوق نسل کی وبا وہاں بھی

یہ مضمون لکھنے کے دوران ابھی ابھی ہماری نظر ایک اخبار کی سرخی پر پڑی وہاں یہ درج تھا :-

"آٹھ لاکھ پونڈ کی ڈکیتی"

" لندن میں ڈاکوؤں نے آٹھ لاکھ پونڈ کا سونا جو سرکاری خزانہ کا تھا دن دھاڑے لوٹ لیا یہ سونا ایک سو چالیس سلاخوں کی شکل میں تھا اور بارک بینک کی وین میں بھیجا جا رہا تھا، ڈاکوؤں نے وین کو روکا، سونے کی سلاخیں اتاریں اور چلتے بنے۔ برطانوی خفیہ پولیس سکاٹ لینڈ یارڈ کا خیال ہے کہ ڈاکو یہ سونا برطانیہ میں فروخت نہیں کر سکیں گے اور اسے شرق بعید یا کسی اور علاقے میں فروخت کریں گے۔ اس خیال کے پیش نظر تمام ہوائی اڈوں اور بندرگاہوں پر نظر رکھی جا رہی ہے۔ بین الاقوامی پولیس "انٹرپول" کا تعاون بھی حاصل کیا گیا ہے۔ اس کے ساتھ ہی ڈاکہ کی اس بڑی واردات کا سراغ بتانے والے کے لئے پچاس ہزار پونڈ انعام کا اعلان کیا گیا ہے۔"

(اخبار جہاں کراچی ۱۷ مئی ۱۹۶۷ء)

برطانیہ بھی ایک عیسائی ملک ہے جس کا سرکاری مذہب بھی عیسائیت ہی ہے۔ انگریز قوم بھی ایک بیمار قوم ہے۔ ظاہر اس کا خوش حال ہے مگر باطن نڈھال ہے۔ اسے بھی "مسیحائی" کی ضرورت ہے۔ "مسیحا" کے قاصد وہاں پہنچ چکے ہیں۔ وہ جام محبت ہاتھوں میں تھامے ہر طالب کے حلق میں انڈھانے کو تیار ہیں، کاش ان کی آنکھوں میں نورِ بصیرت پیدا ہو جائے تاکہ وہ اپنے خیرخواہوں کو دیکھ سکیں۔ ان کا "مسیحا" ان کے پاس ہے۔ ووکنگ کی شاہجہان مسجد میں مقیم ہے اور وہاں کے کئی سفید پرندوں کو مسخر کر چکا ہے

اسلامی دنیا بھی بیمار ہے

یہ تو ہم نے غیر اسلامی دنیا کے دو ممتاز ملکوں کا مختصر سا نقشہ کھینچا ہے۔ مگر بفرق چند مراتب تمام غیر اسلامی دنیا کی بھی یہی کیفیت ہے۔ اب اسلامی دنیا کی طرف آیئے اور دیکھئے کہ وہاں بھی ایک آنے والے "مسیحا" کا انتظار ہے اور اس (اسلامی) دنیا میں بھی بیماری اتنی شدت اختیار کر چکی ہے کہ اب اس "مسیحا" کو بھی آ ہی جانا چاہیئے تھا۔

عرب ممالک کے سیاسی اور معاشرتی مسائل اس قدر الجھ چکے ہیں ان کو دیکھ کر اسلام کا ہر بہی خواہ پژمردہ ہے۔ عبدالجمال ناصر تمام عرب ممالک کا ڈکٹیٹر بننا چاہتے ہیں اور ان تمام ملکوں کو سمیٹ کر انہیں اشتراکیت کے حضور بطور تحفہ پیش کر دینے کو تیار ہیں۔ شاہ فیصل اس کی ہر مقام پر مزاحمت کر رہا ہے۔ فیصل اسلام کی سربلندی چاہتا ہے۔ ناصر اشتراکیت کا نقیب ہے فیصل قرآن کی حکومت کا خواہاں ہے۔ ناصر کو فرعونیت پرناز ہے یہ دونوں بلاک آپس کی سخت کشمکش میں ہیں اور ان کی ساری قوتیں اسی خانہ جنگی میں ضائع ہو رہی ہیں۔

انڈونیشیا بھی ایک اسلامی ملک ہے وہاں ایک ہی انقلاب میں لاکھوں انسان ہلاک ہو چکے ہیں۔ بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ انڈونیشیا کے علماء نے دینی جذبہ سے سرشار ہو کر [illegible] بھی ایک "مسیحا" چاہیئے۔ اس کے پڑوسی اسلامی ممالک کی بھی ایسی ہی کیفیت ہے۔

ہمارے اپنے ملک کی طرف آیئے تو اپنے معاشرہ کو آپ خود اپنی آنکھوں سے بلکتا دیکھ رہے ہیں۔ رعایا کے کسی فرد کا کام بغیر رشوت اور سفارش کے نہیں ہو سکتا۔ جرائم کی رفتار دن بدن فزوں تر ہے۔ یہاں علماء کے طبقہ میں سب سے زیادہ عروج مولانا مودودی کو حاصل ہے۔ عرب ممالک کے بڑے بڑے درباروں میں ان کی رسائی ہے۔ رابطہ عالم اسلامی کے وہ ایک ممتاز رکن ہیں ان کی آنکھوں کے سامنے یہاں کی رعایا کو کوئی بھی خوردنی چیز مصفا نہیں مل رہی، ہر چیز میں ملاوٹ ہے ہر شئے میں کھوٹ ہے۔ یہاں کا صنعت کار گراں فروش ہے۔ پیشہ ور بددیانت ہے۔ مذہبی پیشوائیت استحصال بالجبر کا دوسرا نام ہے۔ عدل اتنا مہنگا ہے کہ اب وہ ناممکن الحصول ہو چکا ہے۔ مولانا مودودی دن رات اختیار و قوت کی دولت حاصل کرنے میں مشغول ہیں۔ سیاست ان کا اوڑھنا بچھونا ہے۔ حصولِ اقتدار کی ہوس میں وہ ملحدوں اور زندیقوں تک سے اشتراک عمل کرنے کو تیار ہیں۔ حال ہی میں خیرپور ڈویژن اور دوسرے علاقوں میں سینکڑوں ایسے بیگار کیمپوں کا انکشاف ہوا ہے۔ جہاں "خرکار" بچوں کو اغوا کر کے لے جاتے ہیں اور وہاں ان کو زنجیروں میں جکڑ کر رکھتے ہیں۔ اور پھر ان سے مفت کام لیتے ہیں۔ پولیس کو ان کے مظالم کی ایسی لرزہ خیز داستانیں سنائی گئیں کہ انہیں سن کر پتھر بھی موم ہو جائے اخبار میں ان مظالم کا ایسا خوفناک نقشہ کھینچا گیا ہے کہ انسان کے پاؤں تلے کی زمین نکل جاتی ہے۔ چنانچہ اخبار جہاں مؤرخہ ۱۷ مئی ۱۹۶۷ء کے شمارے میں لکھا ہے :-

" پولیس نے جن کمسن لڑکوں اور بدقسمت انسانوں کو ان انسان نما بھیڑیوں کی قید سے آزاد کرایا ہے انہوں نے اپنی دردانگیز داستان بیان کرتے ہوئے بتایا کہ انہیں ملک کے مختلف علاقوں سے جھانسے دے کر اغوا کیا گیا۔ اور جیپ کاروں میں بٹھا کر بیگار کیمپ میں پہنچایا گیا۔ جہاں ہمیں قید کر دیا گیا۔ ان مظلوموں میں کئی ایسے بھی ہیں جو دس گیارہ اور بارہ تیرہ سال سے زندگی اور موت کی کشمکش میں مبتلا تھے۔ ان مظلوم انسانوں نے بتایا کہ ملزموں کے ایجنٹ ملک کے ہر علاقے میں پھیلے ہوئے ہیں یہ کمیشن پر کام کرتے ہیں۔ ایجنٹ پوری طرح مسلح ہوتے ہیں کاروں اور جیپوں میں بیٹھ کر اپنے شکار کی تلاش کرتے ہیں اور موقع پاتے ہی شکار پر عقاب کی طرح جھپٹ پڑتے ہیں"

اسی رسالہ میں یوں بھی لکھا ہے :-

" فضل محمد نے بتایا کہ بیماری کی حالت میں بجائے علاج کے ظالم انتہائی بے دردی سے اس کے دانت نکال لیتے تھے۔ اور ایک ایک کر کے ظالموں نے ان کے تمام دانت نکال لئے دو کمسن لڑکوں کو اس کے سامنے ہلاک کر کے سپردِ خاک کر دیا گیا۔ اس خوشی میں ظالموں نے ایک پرتکلف دعوت کا اہتمام اپنے ساتھیوں کے لئے کیا۔ مری کے بشیر نے بتایا [illegible] محمد غلام جو بیگار کیمپ میں سات سال سے قید تھا۔ بتایا کہ احتجاج کرنے پر اس کی پسلیاں توڑ دی گئیں اور اس کے ایک ساتھی کے ہاتھ کی انگلیاں قطع کر دی گئیں۔"

ایسا کیوں ہے ؟

یہ سب کچھ ہمارے علماء کی آنکھوں کے سامنے ہو رہا ہے مدعیانِ رشد و اصلاح کے سامنے ہو رہا ہے۔ بے شمار بہبود عام کے اداروں کی آنکھوں کے سامنے ہو رہا ہے۔ حزب اختلاف اور حزب اقتدار دونوں کی موجودگی میں ہو رہا ہے۔ اسی ملک کے باشندے اسی ملک کے باشندوں کو درندوں کی طرح چیر پھاڑ رہے ہیں۔ ایسا کیوں ہے ؟ مودودی کو کیا ہو گیا کہ وہ اصلاح خلق کے کام کی جگہ اختیار کے پیچھے دوڑ رہا ہے ؟ یہ کیوں ہے کہ لوگوں کی ذہنیتوں سے خدا کا خوف بالکل جاتا رہا ؟ دلوں سے ایمان کیوں غائب ہو گیا ہے آہ تمام انسانیت مکمل طور پر بیمار ہو چکی ہے ؟

مسیحا کی آمد

اب ہم یہ بھی بتا دیتے ہیں کہ اس بیماری کو دور کرنے کے سامان بھی پیدا ہو رہے ہیں "مسیحا" آ چکا ہے اور اس کی "مسیحائی" کے اثرات بھی ظاہر ہونے لگ گئے ہیں یورپ بیمار ہے مگر اس بیماری کی اصل وجوہات بھی دریافت ہو رہی ہیں مسیحیت اس تمام بیماری کا منبع ہے اسی لئے لاتعداد گرجوں کے باوجود ان گنت بائبلوں کے شائع ہونے کے باوجود پادریوں کی لاتعداد فوجوں کے باوجود عیسائی دنیا صرف نام کی عیسائی رہ گئی ہے عیسائیت پر سے ایمان اٹھ گیا ہے۔ اب تو بڑے بڑے علماء اور فضلاء یہاں تک کہ مذہبی پیشوا بھی تثلیث کا انکار کر رہے ہیں مسیح کی ابنیت کے منکر ہیں۔ کنواری کے پیٹ سے اس کے پیدا ہونے کے منکر ہیں۔ اس کے صعود آسمانی کے منکر ہیں۔ اسی طرح بت پرست لوگ بھی بتوں سے بیزار ہیں۔ مادہ پرست قومیں مادیت کے اس طوفان کے آگے سپر تو ڈال چکی تھیں لیکن اب ردِ عمل کے طور پر کچھ اور تحریکیں اس کے علاوہ اٹھ رہی ہیں۔ ہر ایک قوم کی نظریات اور قدیم قومی آثار میں کسی آنے والے کا ذکر موجود ہے وہ آنے والا ایک ہی ہے عیسائیوں کا بھی نجات دہندہ ہے مسلمانوں کا بھی رہنما ہے اور باقی غیر مسلم دنیا کا بھی قائد ہے۔ وہ وہی ہے جس نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نیابت کا حق ادا کرتے ہوئے اعلان کر رکھا ہے کہ انسانوں کے دلوں میں جب تک خدا پر ایمان نہ قائم کیا جائے

بشیر احمد سوز

حضرت امام زمان رح کے علم الکلام پر ایک نظر

سلطان القلم حضرت امام زمان رح نے اسلامی لٹریچر میں جس علم الکلام کا اضافہ فرمایا ہے وہ عالمِ اسلام کے لئے مایۂ فخر اور اسلامی خدمات میں ایک بے نظیر مثال ہے۔ حضرت امام زمان رح کی ان گرانمایہ قلمی خدمات دینیہ کا جو آپ نے تصانیف، تقاریر، مباحثات، مناظرات اور اشتہارات کی صورت میں انجام دی ہیں، ان کا مختصر سا جائزہ اور تعارف قارئین حضرات کے استفادہ کے لئے پیش کیا جاتا ہے۔

۱۔ براہین احمدیہ۔

یہ بے نظیر تصنیف چار حصوں پر مشتمل ہے۔ اس کے منظرِ عام پر آنے کے بعد دینی حلقوں نے عزّ و قدر کے ساتھ دادِ تحسین دی۔ پہلے دو حصے ۱۸۸۰ء میں تیسرا ۱۸۸۲ء میں اور چوتھا ۱۸۸۴ء میں طبع ہوا۔ اس عظیم الشان تصنیف میں سیّدنا امام زمان رح نے نہایت معقول اور مدلل طور پر معترضین اسلام کے اعتراضوں اور سوالوں کا جواب دیا ہے۔ عیسائیت، برہمو سماج، دیو سماج، آریہ سماج اور زندقہ و الحاد کا ردّ پیش کیا ہے۔ قرآن کریم کے بعض حصوں کی تفسیر فرمائی ہے، اور آسمانی شواہد و تائیدات کے ذریعہ اسلام کی صداقت و حقانیت واضح کی ہے۔ حضرت مہدی دوران نے جو اس تصنیف لطیف میں دلائل و براہین تحریر فرمائے ہیں۔ ان کا ردّ کرنے والے اتنے یا ان کا نصف یا تیسرا یا چوتھا اور یا پانچواں حصہ دلائل اپنے مذہب کے اثبات و تائید میں پیش کرنے والے کو دس ہزار روپیہ کا انعام پیش فرمایا لیکن بقول حضرت مسیح زمان رح

آزمائش کے لئے کوئی نہ آیا ہر چند\
ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے

اس کتاب کے مطالعہ سے متاثر ہو کر ایک مشہور و معروف صوفی احمد جان نے حضرت امام زمان رح کو یہ نذرِ عقیدت پیش کی تھی

ہم مریضوں کی ہے تمہیں پہ نظر\
تم مسیحا بنو خُدا کے لئے

۲۔ سُرمہ چشم آریہ

یہ کتاب ۱۸۸۶ء میں شائع ہوئی۔ ایک آریہ مناظر لالہ مُرلی دھر سے امام زمان رح کا مباحثہ بمقام ہوشیار پور ہوا۔ ان دنوں حضرت صاحب ہوشیار پور میں اقامت گزین تھے۔ یہ مناظرہ اور مبحث اس کتاب میں درج ہے۔ اس کا جواب لکھنے والے کے لئے حضرت صاحب نے پانصد روپے کا انعام رکھا تھا۔ لیکن آج تک اس کا جواب کوئی نہ لکھ سکا۔ اس کتاب کے آخر میں ایک مقدمہ ہے اس میں بعید از عقل اور ما ورائے عقل وغیرہ امور پر پُر معارف بحث ہے قانونِ قدرت، نظامِ قدرت اور خوارق و معجزات کے مابین تعلق پر بڑی لطیف روشنی ڈالی گئی ہے۔

۳۔ فتح اسلام

یہ کتاب ۱۸۹۱ء میں شائع ہوئی، حضرت امام زمان رح نے اس کتاب میں غلبہ اور فتح اسلام کی ہدایت الٰہی کے مطابق رہنمائی فرمائی۔ جسے اور وہ پروگرام اور لائحہ عمل مسلمانوں کے سامنے رکھا ہے جس کی وجہ سے اسلام روئے زمین پر پھیل سکتا اور عالم انسانیت کے دلوں پر حاوی ہو سکتا ہے۔ علاوہ ازیں اس کتاب میں حضرت امام زمان رح نے اپنے مقام اور دعوے کی تائید و حمایت میں کتاب سنّت سے دلائل و براہین پیش فرمائے ہیں۔

۴۔ شحنۂ حق

یہ کتاب ۱۸۸۷ء میں بڑے مختصر سے وقت میں لکھی گئی اس میں آریوں کی طرف سے عائد کردہ تمام اعتراضات کے کافی و شافی جواب دیئے گئے ہیں۔ علاوہ ازیں ویدوں کی تاریخ اس کی حقیقت و تعلیم پر بھی سیر حاصل تبصرہ ہے۔

۵۔ توضیح مرام

یہ کتابچہ بھی ۱۸۹۱ء میں مقام لدھیانہ سے شائع کیا گیا اس میں بھی حضرت امام زمان رح نے کئی غلط فہمیوں کا ازالہ فرمایا ہے نزول ملائکہ پر بحث کی ہے اور سورۃ الشمس کی تفسیر فرمائی ہے۔

۶۔ ازالہ اوہام

یہ کتاب دو حصوں پر مشتمل ہے۔ یہ ۱۸۹۱ء میں شائع ہوئی اس میں حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کی حیات و وفات پر سیر حاصل بحث ہے۔ اور قرآن کریم کی تیس آیات سے حضرت مسیح ؑ کی وفات ثابت کی گئی ہے یاجوج ماجوج اور دجال کی حقیقت بیان کرتے ہوئے بعض آیاتِ قرآنیہ کی تفسیر کی ہے۔ مزید یہ کہ اس کتاب میں اپنے مسیح موعود اور مہدی کے دعوے پر مفصل روشنی ڈالی ہے۔ اور اس سلسلہ میں پیش آمدہ بہت سے اعتراضات کا مدلل جواب دیا گیا ہے۔

۷۔ الحق لدھیانہ

یہ کتاب ۱۹۰۳ء میں شائع کی گئی۔ دو سال پہلے یعنے ۱۸۹۱ء میں سیّدنا امام زمان رح اور مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کے مابین جو تحریری مباحثہ ہوا۔ وہ تمام روئداد اس کتاب میں درج ہے۔ یہ مباحثہ قرآن کریم اور حدیث شریف کے مقدم و مؤخر ہونے پر تھا۔ حضرت صاحب رح نے اپنی تحریروں میں کتاب اللہ اور احادیث نبوی صلعم کے باہمی تعلق اور ان کے مقام و مرتبہ اور اہمیت پر بڑی تفصیلاً بحث فرمائی ہے۔ اور ثابت فرمایا ہے کہ قرآن کریم افضل و مقدم ہے اور حدیث شریف تابع اور مؤخر۔

۸۔ الحق دہلی

یہ کتاب ۱۹۰۵ء میں طبع ہوئی۔ ۱۸۹۱ء میں حضرت سلطان القلم اور ایک صاحب مولوی محمد بشیر از بھوپال کے درمیان ایک مباحثہ ہوا جس کا موضوع تھا "حیات و ممات مسیح علیہ السلام" یہ کتاب اس مباحثہ پر مشتمل ہے۔

۹۔ آسمانی فیصلہ

یہ کتاب ۱۸۹۱ء میں شائع ہوئی۔ اس کتاب میں کسی کامل مردِ مومن کی علامتیں بیان کی گئیں اور ان پر پُر نور روشنی ڈالی گئی ہے۔ استخارہ کا طریق اور دُعا کے ذریعہ مخالفین اور معاندین سے فیصلہ کرنے کا ذکر کیا گیا ہے۔ اور مولوی محمد نذیر حسین صاحب دہلوی کو تحریری مباحثہ کی دعوت دی گئی ہے۔

۱۰۔ نشانِ آسمانی

یہ کتاب ۱۸۹۲ء میں زیورِ طبع سے آراستہ ہوئی۔ اس میں حضرت صاحب نے اپنی تائید میں اولیاء کرام اور ملہمین حضرات کی پیشگوئیاں اور الہامات تحریر فرمائے ہیں اور اپنے دعوے کی صداقت اور سچائی ثابت کی ہے۔

۱۱۔ آئینہ کمالات اسلام

یہ مایۂ ناز تصنیف ۱۸۹۳ء میں شائع ہوئی۔ اس میں قبولیّت دُعا پر بحث کی گئی ہے۔ نیچریت کا ردّ کیا گیا ہے اور اس سلسلہ میں ٹھوس دلائل مہیا فرمائے ہیں، اسلام پر سیر حاصل بحث ہے۔ اور اسلام کی اتباع سے انسان کو جو دینی اور دنیاوی مقام و مرتبہ ملتا ہے اس پر بڑی شرح و بسط سے روشنی ڈالی ہے، فنا، بقا اور لقاء کے مدارج و مقامات پر بحث ہے۔ اس کتاب کے آخر میں بہت سے اشتہارات اور دعوت نامے درج ہیں۔ جن میں سے ایک دعوت التبلیغ عربی زبان میں مرقوم ہے۔ اکناف عالم کے تمام مولویوں، اماموں، پیروں، گدی نشینوں، زاہدوں اور صوفیوں کو عام دعوت دی گئی ہے کہ وہ خلافِ اسلام اعمال ترک کر دیں بدعات اور منکرات سے منہ موڑ کر امامِ وقت کا ساتھ دیں۔

۱۲۔ برکاتُ الدُعا

یہ مفید کتاب ۱۸۹۳ء میں طبع ہوئی اس میں دُعا، اس کی ماہیت و کیفیت، اس کے فوائد و اثرات، حالات دعا کی شرائط اور اسکی ضرورت و استجابت پر ٹھوس دلائل دیئے گئے ہیں۔ حضرت امام زمان نے اپنی ذات کو گواہ کے طور پر پیش کیا ہے۔ اس کتاب میں وہ تمام شرائط اور طریقے مندرج ہیں جن کو پُورا کر کے اور ان پر عامل ہو کر انسان مستجاب الدعوات ہو جاتا ہے اور اس کی دعائیں قبول ہوتی ہیں۔

۱۳۔ حُجّۃ الاسلام

یہ کتاب ۱۸۹۳ء میں شائع ہوئی۔ اس کتاب میں دین اسلام کی صداقت و حقانیت اور اس کے برحق ہونے کے متعلق دلائل دیئے گئے ہیں اور بڑی وضاحت سے بیان فرمایا ہے کہ صرف اسلام ہی دنیا میں ایک اور واحد دین ہے جو زندہ ہے بابرکت ہے۔ اس کے اثرات تازہ ہیں۔ علاوہ ازیں اس کتاب میں ردّ عیسائیت میں متعدد دلائل دیئے گئے ہیں ایک پادری مارٹن کلارک اور دیگر پادریوں کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دی گئی ہے اور محمد حسین صاحب بٹالوی کے تکفیر سے باز آجانے کی پیشگوئی کی ہے۔

۱۴۔ جنگِ مقدّس

یہ کتاب ایک مباحثہ پر مشتمل ہے۔ جو ۱۸۹۳ء میں شائع ہوئی۔ حضرت امام زمان رح اور ڈپٹی عبداللہ آتھم کے درمیان امرتسر میں ایک مباحثہ ہوا تھا۔ اس کتاب میں اسلام کے متعلق عیسائی مُلّا کی طرف سے کئے گئے سب سوالوں کا کافی و شافی جواب دیا گیا ہے مسیحی عقائد کی تردید کی گئی ہے۔ عبداللہ آتھم کے متعلق مشہور و معروف پیشگوئی درج ہے۔ زندہ خدا، زندہ کتاب اور زندہ رسول کی صداقت و حقانیت کے ثبوت میں بے شمار دلائل دیئے گئے ہیں۔ علاوہ ازیں جبر و قدر اور ایمان بالجبر پر بحث بھی کی گئی ہے۔

۱۵۔ تحفہ بغداد

یہ کتاب عربی زبان میں لکھی گئی جو ۱۸۹۳ء میں شائع ہوئی۔ اس کتاب میں سیّد عبدالرزاق قادری بغدادی کے اشتہارات

اور مکتوبات درج ہیں۔ مزید حیات و ممات مسیح۔ نزول مسیح اور ختم نبوت پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ حضرت امام زماں نے اپنے دعوئے ماموریت اور اس کے ثبوت میں دلائل مہیا فرمائے ہیں۔ مکالمہ مخاصیہ الٰہیہ کے متعلق ذکر ہے اور آخر میں ایک دعائیہ قصیدہ دیا گیا ہے۔

۱۶۔ شہادۃ القرآن

یہ کتاب ۱۸۹۳ء میں ایک نیچری عطا محمد صاحب کے ایک مکتوب کے جواب میں لکھی گئی۔ اس میں پیش گوئی بابت مسیح موعود اور اس کی صحت پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ ظہور مسیح کی ضرورت پر بحث کی گئی ہے۔ اور اپنے دعوئے مسیح موعود کے اثبات میں اس پیشگوئی کے مصداق ہونے کے متعلق قرآن کریم کی روشنی میں دلائل دیئے گئے ہیں۔

۱۷۔ سچائی کا اظہار

یہ کتاب ۱۸۹۳ء میں شائع ہوئی۔ جو عیسائیت کی تردید میں لکھی گئی۔ حضرت امام زمان نے اہل علم و فکر اور مستند علماء اسلام کی شہادتیں سند کے طور پر پیش فرمائی ہیں، کہ آپ مومن و صادق ہیں۔ اور عبداللہ آتھم کا ایک اقرار درج کیا گیا ہے جس میں اس نے اسلام کے غالب آنے کی شرط میں اسلام قبول کرنے کا عہد کیا تھا۔ اس سے حضرت صاحب کے اپنے کام میں مخلص و صادق ہونے کا پتہ چلتا ہے۔

۱۸۔ حمامۃ البشریٰ

یہ کتاب عربی زبان میں ۱۸۹۴ء میں شائع ہوئی۔ یہ کتاب اہلِ عرب میں تبلیغ کی غرض کے لئے رقم کی گئی۔ حضرت امام زمانؑ نے اس کتاب میں اپنے اعتقادات اپنے ایمان۔ اپنے مقام و دعاوی پر روشنی ڈالی ہے۔ حیات و مماتِ مسیح پر تبصرہ فرمایا ہے اور وفاتِ مسیح پر دلائل تحریر فرمائے ہیں۔

۱۹۔ نور الحق حصہ اوّل

یہ کتاب بھی عربی زبان میں ہے جو ۱۸۹۴ء میں شائع ہوئی۔ اس میں ردِ عیسائیت میں دلائل دیئے گئے ہیں۔ پادری عماد الدین کی کتاب زین الاقوال کا جواب شامل ہے۔ ملکہ وکٹوریہ کو قبولِ اسلام کی دعوت دی گئی ہے۔ اور سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ والا صفات اور قرآن کریم کی تعلیمات اور اس کی فصاحت و بلاغت پر اعتراضات کا جواب دیا گیا ہے۔

۲۰۔ نور الحق حصہ دوم

یہ کتاب بھی اسی سال شائع کی گئی۔ یہ بھی عربی زبان میں لکھی گئی ہے۔ اس میں حضرت امامِ زمانؑ نے اپنے دعاوی پر سیر حاصل بحث کی ہے۔ مخالفین اور معاندین کے اعتراضات کا حل پیش کیا ہے۔ امریکہ اور یورپ میں تبلیغ و اشاعت اسلام کے لئے جدوجہد اور وہاں مبلغین و مقررین بھیجے اور وہاں قرآن و حدیث اور اسلامی تصانیف کو پھیلانے کی طرف مسلمانوں کو توجہ دلائی۔ سورج گرہن اور چاند گرہن کی پیشگوئی کا ذکر موجود ہے۔

۲۱۔ اتمام الحجۃ

یہ کتاب ۱۸۹۴ء میں عربی زبان میں شائع کی گئی۔ اس میں وفاتِ مسیحؑ پر بے شمار دلائل درج ہیں اور بابا رسل امرتسری کے ایک ہزار روپیہ کے انعامی چیلنج جو اشتہار و فاتِ مسیح کے بارے میں دیا گیا تھا۔ اس کو قبول کرنے کا اعلان درج کیا گیا ہے۔

۲۲۔ کرامات الصادقین

یہ کتاب عربی زبان میں ۱۸۹۳ء میں شائع ہوئی۔ اس میں سورۃ فاتحہ کی تفسیر اور چار عربی قصیدے شامل ہیں۔ یہ بڑی فصیح و بلیغ اور پُر معارف کتاب ہے۔ حضرت امام زمانؑ نے اس قسم کی فصیح و بلیغ اور پُر معارف تفسیر لکھنے والے کو ایک ہزار روپیہ کی پیشکش فرمائی ہے۔

۲۳۔ سرّ الخلافۃ

یہ کتاب بھی اسی سال عربی زبان میں شائع ہوئی ہے۔ مسئلہ خلافت پر بحث کی گئی ہے۔ آیتِ استخلاف پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ تبرّہ بازی کو خلافِ قرآن ثابت کیا گیا ہے۔ اور شیعہ حضرات نے جو جو اعتراضات اور الزامات حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما پر کئے ہیں ان کو دُور فرمایا ہے۔

۲۴۔ انوار الاسلام

یہ کتاب ۱۸۹۴ء میں شائع ہوئی۔ اس میں عبداللہ آتھم کو مباہلہ کی دعوت دی گئی ہے۔ اور عیسائیت کی تردید میں دلائل دیئے گئے۔

۲۵۔ ضیاء الحق

یہ کتاب ۱۸۹۵ء میں شائع ہوئی۔ اس میں عیسائیوں پر اتمام حجت کیا گیا ہے۔ عبداللہ آتھم کے متعلق پیشگوئی کے بارے میں اعتراضات کا جواب دیا گیا ہے اور عبداللہ آتھم کے عذاب کا ذکر ہے۔

۲۶۔ نور القرآن

یہ کتاب دو حصوں پر مشتمل ہے جو ۱۸۹۵ء میں شائع ہوئی۔ اس کتاب میں صداقت و حقانیت قرآن اور نبوت نبی کریم صلعم پر دلائل و براہین پیش کئے گئے ہیں۔ عیسائیت، آریہ سماج، اور دوسرے مذاہب کی تردید کی گئی ہے۔ شخصیتِ مسیحؑ پر تنقید و تبصرہ درج ہے۔ کشمیر میں حضرت عیسٰیؑ کی قبر ہونے کے متعلق انکشاف کیا گیا ہے۔

۲۷۔ آریہ دھرم

یہ کتاب ۱۸۹۵ء میں شائع ہوئی۔ جس میں آریوں کے عقائد اور مسئلہ نیوگ وغیرہ پر بحث درج ہے۔ آریہ تعلیم کا ابطال کیا گیا ہے۔ اور طلاق و تعدّد ازواج وغیرہ اسلامی تعلیم پر سیر کُن روشنی ڈالی گئی ہے۔

۲۸۔ ست بچن

یہ کتاب ۱۸۹۵ء میں طبع ہوئی اس کتاب میں سکھ مذہب پر بحث ہے سکھوں پر اتمام حجت کی گئی ہے۔ سکھوں کے گورو بابا نانک کے مسلمان ہونے کا انکشاف کیا گیا ہے۔ چولا بابا نانک کا ذکر ہے۔ جس پر قرآن لکھا ہوا ہے ۴ وید کی کوئی عبارت دکھانے والے کے لئے ایک صد روپیہ کا انعام مقرر فرمایا ہے۔

۲۹۔ انجام آتھم

یہ کتاب ۱۸۹۶ء میں شائع ہوئی اس کتاب میں جو عربی اور اُردو ہر دو زبانوں پر مشتمل ہے۔ اسلام اور عیسائیت کے درمیان فیصلہ کے لئے پادریوں کو مباہلہ کی دعوت دی گئی ہے۔ عیسائیت کا رد پیش کیا گیا ہے۔ انجام آتھم کے پیش نظر تمام پادریوں کو مقابل پر بلایا ہے کہ وہ آتھم کے عدم رجوع الی الحق کی قسم کھالیں اور ایک سال کے اندر سزا سے بچ جائیں۔

۳۰۔ اسلامی اصُول کی فلاسفی

یہ کتاب ۱۸۹۶ء میں شائع ہوئی۔ اس میں امام زمانؑ کی وہ تقریر شامل ہے۔ جو جلسہ مذاہب عالم لاہور میں کی گئی۔ اس میں اسلام کی حقیقی تعلیم کا نچوڑ دیا گیا ہے۔ یہ ایک مایۂ ناز کتاب ہے اور حضرت امامِ زمان کے عرفان کا مجموعہ ہے۔ اس تقریر میں بنی نوع انسان کی جسمانی، اخلاقی، باطنی اور روحانی حالتیں، حیات مابعد کے حالات۔ بنی نوع انسان کی پیدائش کی غرض۔ دنیا و آخرت میں اعمال کا اثر اور علم و عرفان کے ذرائع وغیرہ امور پر عرفان آفرین بحث کی گئی ہے۔ اس کے متعلق حضرت صاحب کو پیش از وقت خدا کی طرف سے بشارت ملی تھی کہ "مضمون بالا رہا" چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ یہ تقریر بالا قرار پائی۔ جلسہ مذاہب عالم میں تقریر کرنے سے معلوم ہوا کہ حضرت امامِ زمانؑ برحق ہیں۔ خدا تعالےٰ کی نصرت و تائید ان کے شامل حال ہے۔ یہ حضرت امام زمانؑ کا ہی وجود باجود تھا کہ جلسہ مذاہب عالم میں اسلام کو غالب دین کے طور پر تسلیم کیا گیا۔

۳۱۔ استفتاء

یہ رسالہ ۱۸۹۷ء میں لکھا گیا۔ اس میں دریدہ دہن اور دشنام رسول صلعم پنڈت لیکھرام مردود کی پیش گوئی کے متعلق حالات درج ہیں۔

۳۲۔ سراج منیر

یہ کتاب ۱۸۹۷ء میں شائع کی گئی۔ اس میں حضرت خواجہ غلام فریدؒ صاحب چاچڑاں والے کے خطوط درج ہیں۔ لیکھرام اور عبداللہ آتھم کی پیشگوئی پر روشنی ڈالی گئی ہے اور تین صد ستر (۳۷۰) نشانات مذکور ہیں جو حضرت امامِ زمانؑ کے دستِ حق پرست پر پُورے ہوئے۔

۳۳۔ تحفۂ قیصریہ

یہ کتاب ۱۸۹۷ء میں شائع ہوئی۔ اس میں ملکہ وکٹوریہ کو جوبلی کے موقعہ پر مبارکباد پیش کی گئی ہے۔ اسلام اور عیسائیت کی تعلیمات پر روشنی ڈالی گئی ہے اور ملکہ وکٹوریہ کو حلقہ بگوش اسلام ہونے کی دعوت دی گئی ہے۔

۳۴۔ ستارۂ قیصریہ

یہ کتاب ۱۸۹۹ء میں شائع ہوئی۔ تحفۂ قیصریہ کے مضمون کو نئے انداز میں پیش کیا گیا ہے۔

۳۵۔ حجۃ اللہ

۱۸۹۹ء میں طبع کی گئی جو عربی نظم و نثر پر مشتمل ہے حضرت امامِ زمانؑ نے تحدّی سے فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص اس جیسی یا اس سے بہتر فصیح و بلیغ کتاب لکھے گا تو میں اپنی تمام کتابوں کو جلا پھینکوں گا اور اپنے دعاوی سے توبہ کر لوں گا۔ اس کتاب میں حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی خلافتِ حقہ پر دلائل ہیں۔ اپنے آپ کو وارث خلافتِ محمدیہ قرار دیا ہے اور شیعہ عقائد کا رَدّ کیا ہے۔

۳۶۔ سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب

یہ کتاب ۱۸۹۷ء میں شائع کی گئی۔ اس میں عیسائیت کی تردید کی گئی ہے۔ اسلام اور عیسائی تعلیمات کا تقابلی مطالعہ درج ہے اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت پر مسیح علیہ السلام پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

۳۷۔ کتاب البریہ

یہ کتاب ۱۸۹۷ء میں شائع ہوئی۔ اس میں حضرت امام زمانؒ نے اپنی سوانح عمری درج فرمائی ہے۔ مقدمہ ہنری مارٹن کے حالات شامل ہیں۔ ردِّ عیسائیت کی گئی ہے۔ بعض پیشگوئیوں کا ذکر ہے۔ اور حکومت وقت کو توجّہ دلائی گئی ہے کہ وہ پادریوں کی بد زبانی کو لگام لگائے۔

۳۸۔ ضرورت الامام

یہ کتاب ۱۸۹۸ء میں شائع ہوئی۔ اس کتاب میں امام برحق اور امام برحق کی ضرورت کا بیان ہے امام اور الہام کی صداقت کے نشانات بیان کئے گئے ہیں۔ بیعت کی حقیقت بتلائی گئی ہے۔ اور اپنے دعویٰ پر دلائل پیش فرمائے ہیں۔

۳۹۔ نجم الہدیٰ

یہ کتاب ۱۸۹۸ء میں طبع ہوئی جو تین زبانوں اُردو، عربی اور فارسی پر مشتمل ہے اس کتاب میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دو اسم مبارک محمدؐ اور احمدؐ کی وجہ تسمیہ درج ہے اور اپنے دعوے کے دلائل دیئے ہیں۔

۴۰ - رازِ حقیقت - یہ کتاب ۱۸۹۸ء میں شائع ہوئی۔ اس میں سوانحعمری حضرت مسیح علیہ السلام درج ہے اور ان کی قبر واقع سرینگر کشمیر کا نقشہ دیا گیا ہے اور اس کے ثبوت میں دلائل دیئے ہیں۔

۴۱ - کشف الغطاء - یہ کتاب ۱۸۹۸ء میں طبع ہوئی۔ اس کتاب میں حضرت مسیح علیہ السلام کی وفات بیان کی گئی ہے۔ اپنے دعویٰ مسیحیت اور تحریک احمدیہ اور اس کے اعتقادات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ جماعت کا تعارف حکومتِ وقت سے کرایا گیا ہے۔ اور اسے بتلایا ہے کہ ہم اور ہمارے ساتھی کسی خونی مہدی کے قائل نہیں ہیں۔ بلکہ ایسے مہدی کی آمد کے قائل ہیں جو امن و آشتی اور سکون و طمانیت کا مرکز ہو۔

۴۲ - حقیقت المہدی - یہ کتاب ۱۸۹۹ء میں شائع کی گئی۔ اس کتاب میں حضرت مسیح موعودؑ نے مہدی معہود کے متعلق اپنے اور اہلِ حدیث کے عقائد کا مقابلہ اور موازنہ کیا ہے۔ اس کی آمد و بعثت پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ اور یہ دلائل واضح فرمایا ہے کہ آنے والا مہدی کشت و خون کا رسیا نہیں بلکہ صلح جو اور امن کا پیمبر ہوگا۔

۴۳ - البلاغ - اس کتاب کا نام فریاد درد بھی ہے۔ اس میں مسلمانوں کو توجہ دلائی ہے کہ وہ "امہات المومنین" نامی کتاب کا جواب دیں اور عیسائیوں کے اعتراضات و سوالات کو حل کریں۔ اور عیسائی تحریک کی جو رَو چل رہی ہے۔ اس سے اپنے آپ اور اپنی اولاد کو بچائیں۔ اور ان شرائط کا ذکر فرمایا ہے۔ جو کہ اعتراضات کا جواب دینے والے میں پائی جانا ضروری ہیں۔

۴۴ - ایام الصلح - یہ کتاب فارسی اور اُردو میں ۱۸۹۹ء میں شائع کی گئی۔ اس کتاب میں حضرت امام زمانؑ نے طاعون کی پیشگوئی اور اس سے بچاؤ کی تجاویز اور ہدایات بیان کی ہیں۔ براہین احمدیہ کے باقی حصص نہ چھپنے اور آپ کے حج نہ کرنے کی وجوہ اپنے مذہب اور اس کتاب کی وجہ تسمیہ۔ ایمان کی تعریف۔ استجابت دعا کا فلسفہ، تفسیر سورۃ فاتحہ، وحی و الہام، یقین اور معرفت کی منزلیں صداقت دعوے کے چار طریقے۔ حفظ قرآن اور اس کے معارف و حقائق اور اس کے رموز و اسرار پر آگاہی حاصل کرنے والوں کا ہر زمانہ میں وجود اور ان کی ضرورت وغیرہ امور پر سیر حاصل بیان درج ہے۔

۴۵ - خطبہ الہامیہ - ۱۹۰۰ء میں بموقعہ عید الاضحیٰ حضرت امام زمانؑ نے ایک خطبہ ارشاد فرمایا۔ اس میں فلسفۂ قربانی پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ اور ثابت کیا گیا ہے کہ اسلام زندہ اور کامل مذہب ہے۔ یہ عالمگیر اور ہمہ گیر دین ہے، جو تمام عالمِ انسانیت کے لئے قیامت تک کے لئے قابلِ عمل ہے اور قرآن کریم کی روشنی میں اپنے دعوے کو بیان فرمایا ہے۔

۴۶ - لجۃ النور - یہ کتاب عربی زبان میں ۱۹۰۰ء میں تحریر کی گئی۔ اور حضرت امام زمان کی وفات کے بعد طبع ہوئی۔ اس کتاب میں عرب کے مشائخ اور علماء کو تحریکِ احمدیت سے وابستہ ہونے کی دعوت دی گئی ہے۔ اور اپنے مسیح موعود اور مہدی معہود کے دعویٰ پر دلائل رقم فرمائے ہیں۔

۴۷ - گورنمنٹ انگریزی اور جہاد - یہ کتاب ۱۹۰۰ء میں شائع کی گئی۔ اسلامی جہاد اور اس کے متعلق غلط فہمیوں کی وضاحت فرمائی ہے۔ اور حکومت وقت کے متعلق اپنے رویّہ اور خیالات پر روشنی ڈالی ہے۔

۴۸ - الہدیٰ - یہ کتاب ۱۹۰۲ء میں شائع کی گئی۔ حضرت امام زمانؑ نے رسالہ المنار کے ایڈیٹر کے اعتراضوں کا جواب دیا ہے اور اس کتاب کے مقابلہ میں ایک کتاب لکھنے کا چیلنج دیتے ہوئے اپنے دعوے کو پیش فرمایا ہے۔

۴۹ - اعجاز المسیح - یہ کتاب ۱۹۰۱ء میں شائع کی گئی۔ اور اس میں سورۃ فاتحہ کی تفسیر عربی زبان میں کی گئی ہے۔ اور علماء اسلام اور گولڑہ کے پیر مہر علی صاحب کو اس جیسی کتاب لکھنے کی دعوت دی ہے۔

۵۰ - تحفہ گولڑویہ - ۱۹۰۲ء میں یہ کتاب شائع ہوئی۔ اس میں مفتری اور صادق کا فرق بیان کیا گیا ہے۔ وفات مسیح اور دعویٰ مسیح موعود پر مدلل بحث ہے۔ پیر صاحب گولڑہ کو چیلنج دیا گیا ہے کہ کتاب میں مندرج دلائل کو توڑے۔ اور فیصلہ صحت کے لئے مولوی محمد حسین بٹالوی کو جج تجویز کیا ہے۔

۵۱ - اربعین - یہ کتاب چار حصوں پر مشتمل ہے۔ پہلے اور دوسرے حصہ میں دلائل دعوے درج ہیں۔ اور بعض الہام پیش کر کے فرمایا ہے کہ اگر میں اپنے دعوے میں کاذب اور جھوٹا ہوں۔ تو خدا ہلاکت نازل کر دے۔ اور اگر آپ سچے اور برحق ہیں تو خدا آپ اور آپ کی تحریک کو ترقی عطا فرمائے اور اپنے افضال کرام سے نوازے۔ اور ان کا دین و دنیا میں حامی و ناصر ہو۔ تیسرے اور چوتھے حصہ میں مخالفین اور معاندین کو اپنے دعوے ماموریت مہدویت اور مسیحیت پر غور و فکر کی طرف توجہ دلائی ہے۔

۵۲ - ایک غلطی کا ازالہ - یہ کتاب ۱۹۰۱ء کی شائع شدہ ہے۔ اس میں حضرت امام زمانؒ نے ایک احمدی کی غلطی کا ازالہ فرمایا ہے۔ اور اپنے حقیقی مقام و مرتبہ کی نشاندہی فرمائی ہے۔

۵۳ - دافع البلاء - یہ کتاب ۱۹۰۲ء میں شائع ہوئی۔ اس میں طاعون اور اس کے جسمانی اور رُوحانی علاج کے متعلق بیان ہے۔ اپنے دعوے ماموریت کے متعلق دلائل ہیں اور ایک الہام کی تشریح ہے۔

۵۴ - کشتیٔ نوح - یہ کتاب ۱۹۰۲ء میں شائع ہوئی۔ اس میں اپنی جماعت کے متعلق طاعون سے بچنے کا آسمانی علاج مذکور ہے اور بتلایا ہے کہ جماعت احمدیہ مقابلتاً اور نسبتاً طاعون سے محفوظ رہے گی۔ مزید قرآن کریم اور انجیل شریف کی دعاؤں کا ذکر ہے اور اپنی جماعت کو تعلیمی رنگ میں نصائح فرماتے ہیں جن میں سیرت و کردار، اخلاقِ فاضلہ اور قرب الہیٰ کے حصول کی تلقین فرمائی ہے۔

۵۵ - نزول المسیح - یہ کتاب ۱۹۰۲ء میں شائع کی گئی۔ اس میں حضرت امام زمانؒ نے اپنے مامور برحق ہونے اور اپنی صداقت کے نشان تحریر فرمائے ہیں۔ گولڑہ کے پیر کی چوری کا انکشاف کیا ہے محمد حسین بھین والے کی ہلاکت اور پیسہ اخبار، علی حائری اور گولڑہ کے مہر علی صاحب کے اعتراضات کا جواب درج ہے۔

۵۶ - تحفہ غزنویہ - یہ کتاب ۱۹۰۲ء میں طبع ہوئی حضرت امام زمانؒ نے اس میں ان اعتراضات کا جواب رقم فرمایا ہے جو عبد الحق غزنوی صاحب نے آپ کی پیشگوئیوں پر کئے تھے۔ مولوی عبد الحق غزنوی کو مقابلہ دعا کے لئے تحریک فرمائی ہے۔

۵۷ - تحفۃ الندوہ - یہ کتاب ۱۹۰۲ء میں شائع ہوئی۔ اس میں ایک رسالہ قطع الوتین کا جواب درج ہے۔ ندوۃ العلماء کو سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شمولیت کی دعوت دی ہے۔ قرآن کریم کی آیت لو تقول علینا بعض الاقاویل کی تفسیر فرمائی ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے متعلق ان کے حواری پطرس کی تحریر درج ہے۔

۵۸ - تریاق القلوب - یہ کتاب ۱۹۰۲ء میں شائع ہوئی۔ اس کتاب میں بعض آسمانی نشانات درج کئے گئے ہیں اور زندہ نبی اور رسول کی علامتیں بیان کی گئی ہیں۔ اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عالمِ انسانیت کا آخری و زندہ نبی ثابت فرمایا ہے۔

۵۹ - اعجاز احمدی - یہ کتاب ۱۹۰۲ء میں شائع ہوئی۔ یہ کتاب عربی زبان میں ہے۔ حضرت صاحب نے اس کتاب میں مولوی ثناء اللہ امرتسری کے اعتراضوں کا جواب دیا ہے اور ایک عربی قصیدہ تحریر فرمایا ہے۔ اس کی مثل قصیدہ تیار کرنے والے کے لئے دس ہزار روپیہ کے انعام کا اعلان فرمایا ہے۔

۶۰ - ریویو بر مباحثہ چکڑالوی - یہ کتابچہ بھی ۱۹۰۲ء میں شائع ہوا ہے۔ اس میں حضرت امام زمانؒ نے قرآن کریم سنت نبوی صلعم اور احادیث نبی اکرم صلعم کے حقیقی مقام اور ان کے باہمی تعلقات پر روشنی ڈالی ہے۔

۶۱ - مواہب الرحمن - یہ کتاب عربی زبان میں۔ جو ۱۹۰۳ء میں شائع کی گئی۔ اس میں ایک رسالہ کی بعض غلط فہمیوں کا جواب دیا گیا ہے۔ ایمان اور اسباب کی رعایت پر روشنی ڈالی گئی ہے اور دعوے مسیحیت پر بحث فرمائی ہے اور اس سلسلہ میں بعض نشانات کا ذکر فرمایا ہے۔

۶۲ - نسیم دعوت - یہ کتاب ۱۹۰۳ء میں شائع ہوئی۔ اس کتاب میں ہندومت کا فلسفہ بیان کیا گیا ہے اور آریوں کے اعتراضوں کا جواب دیا گیا ہے۔ عرش کیا ہے اور شفاعت کی حقیقت کیا ہے۔ اس پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ سچے مذہب کا معیار کیا ہے اور یہ کہ اسلام ہی سچا مذہب ہے ان امور پر سیر حاصل بحث فرمائی ہے۔

۶۳ - سناتن دھرم - یہ کتاب ۱۹۰۳ء میں شائع کی گئی۔ اس میں آریوں اور سناتن دھرم کا مقابلہ و موازنہ کیا گیا ہے۔ اور مسئلہ نیوگ پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

۶۴ - تذکرۃ الشہادتین - یہ کتاب اُردو فارسی زبانوں میں ۱۹۰۳ء میں شائع ہوئی۔ اس میں صاحبزادہ عبد اللطیف شہیدؒ اور مولوی عبد الرحمن صاحب شہید کی شہادتوں اور مختلف حالات کا ذکر ہے۔ آریہ سماج کی موت، اسلام اور احمدیت کی ترقی، بندگانِ خدا مقربوں کی علامات اور بعض الہاموں کا ذکر ہے۔ اور شاتان تذبحان کی تفسیر درج ہے۔

۶۵ - سیرۃ الابدال - یہ کتاب بھی ۱۹۰۳ء میں عربی زبان میں شائع ہوئی۔ اس میں اولیاء کرام اور مقربین الہیٰ کی علامتیں اور صفتیں بیان کی گئی ہیں۔

۶۶ - لیکچر لاہور - یہ لیکچر ستمبر ۱۹۰۴ء میں ہوا جس میں مذاہب عالم پر تبصرہ کیا گیا ہے۔ اور اسلام کو زندہ دین ثابت کیا گیا ہے۔ ایمان باللہ کی ضرورت اور اہمیت پر روشنی ڈالی گئی ہے اور اپنا دعویٰ بہ دلیل پیش فرمایا ہے۔

۶۷ - لیکچر سیالکوٹ - یہ لیکچر نومبر ۱۹۰۴ء میں شائع کیا گیا۔ اس تقریر میں تناسخ اور نیوگ، رُوح کا ازلی ابدی ہونا اور دیگر آریہ عقائد کا بطلان ثابت کیا گیا ہے۔ اسلام کو غالب مذہب ثابت فرمایا ہے اور مثیل کرشن ہونے کا دعوے فرمایا ہے۔

۶۸ - نصرۃ الحق - یہ براہین احمدیہ حصہ پنجم کا دوسرا نام ہے۔ جو ۱۹۰۵ء میں تصنیف کی گئی ہے۔ سورۃ المومنون کی ابتدائی آیتوں کی تفسیر انسان کی ظاہری اور باطنی پیدائش، وفات مسیح کا اثبات، اپنے دعویٰ ماموریت کے دلائل۔ زلزلہ کے متعلق پیسہ اخبار کے اعتراض کا جواب

مقبرہ کے قیام کے بارے میں تجویز دی ہے۔

۷۰۔ چشمۂ مسیحی ۔ یہ کتاب سنہ ۱۹۰۶ء میں لکھی گئی۔ اس میں ینابیع الاسلام کا جواب دیا گیا ہے۔ انجیل کی تعلیمات اور فلسفۂ نجات پر بحث کی گئی ہے۔ اسلام اور آریہ مذہب کی تعلیمات کا موازنہ کیا گیا ہے اور اسلام کو کامل مذہب کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔

۷۱۔ تجلیاتِ الٰہیہ ۔ یہ کتاب سنہ ۱۹۰۶ء میں لکھی گئی اور بعد از وفات شائع کی گئی۔ اس میں متعلق بہ عذاب پیشگوئیوں کے فلسفہ پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

۷۲۔ حقیقۃ الوحی ۔ یہ معرکۃ الآرا کتاب سنہ ۱۹۰۷ء میں شائع کی گئی اس میں حضرت امام زمانؑ نے اپنے متعلق دو صد کے قریب پیشگوئیاں اور علامات درج فرمائی ہیں۔ بندگانِ خدا کے نشانات، الہامات اور خوابوں اور رؤیا اور ان کے مراتب و مدارج پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ ڈاکٹر عبدالحکیم کے عقیدہ کو غلط ثابت کیا گیا ہے کہ انبیاء کرام اور مقربین الٰہی پر ایمان لائے بغیر بھی نجات ہو سکتی ہے۔ علاوہ ازیں الہامات اور پیشگوئیوں کے مابہ الامتیاز نشانات درج کئے گئے ہیں۔

۷۳۔ قادیان کے آریہ اور ہم ۔ یہ کتاب سنہ ۱۹۰۷ء میں شائع کی گئی اس میں آریہ سماج اور ان کے عقائد پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ پنڈت لیکھرام اور قادیان کے آریوں کے انجام بد کی پیشگوئیوں کا ذکر کیا گیا ہے۔

۷۴۔ چشمۂ معرفت ۔ یہ کتاب سنہ ۱۹۰۸ء میں شائع ہوئی۔ اس کتاب میں باوا گورو نانک کی پوتھی کا ذکر اور سکھوں پر اتمام حجت کی گئی ہے۔ ویدوں کی تعلیم کو باطل ثابت کیا گیا ہے۔ مادہ اور روح کے ازلی ابدی ہونے، نیوگ اور تناسخ وغیرہ آریوں کی تعلیم کی تردید کی گئی ہے۔ قرآن کریم اور سردارِ دو عالم صلعم کے متعلق بعض اعتراضوں کا جواب دیا گیا ہے۔ اور قرآن کریم کو عالمگیر کتاب کے طور پر پیش فرمایا ہے۔ اور اسلام کی وہ خصوصیات بیان فرمائی گئی ہیں جو دیگر مذاہب عالم میں نہیں پائی جاتیں۔

۷۵۔ پیغامِ صلح ۔ یہ حضرت مسیح موعودؑ کی آخری تصنیف ہے یہ ۱۹۰۸ء میں شائع کی گئی ہے۔ اور ایک عام جلسہ میں اسے پڑھا گیا۔ اس تقریر میں الحمد للہ ربّ العالمین کی تفسیر بیان کی گئی ہے۔ اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حقانیت اور صداقت پر دلائل مذکور ہیں، ہندوؤں کو اتفاق و اتحاد کی پیشکش فرمائی ہے۔ علاوہ ازیں اس کتاب میں جہاد پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

۷۶۔ مسیح ہندوستان میں ۔ یہ کتاب سنہ ۱۹۰۸ء میں شائع کی گئی ہے اور اس میں واقعہ صلیب اور حضرت مسیح علیہ السلام کا ہندوستان میں وارد ہونا مذکور ہے اور اس موقف کو حضرت امام زمانؒ نے کتاب و حدیث اور حکمت اور طبعی کی کتابوں سے مدلّل طور پر واضح فرمایا ہے علاوہ ازیں اپنی بعثت کی غرض و غایت اور اپنے دعوے کی صداقت پر سیر [illegible]

۷۷۔ مننُ الرحمٰن ۔

یہ کتاب حضرت امام زمانؒ کی وفات کے بعد شائع ہوئی اس میں آپ نے عربی زبان کو اُمّ الالسنہ ثابت فرمایا ہے۔

۷۸۔ پُرانی تحریریں ۔ یہ کتاب سنہ ۱۸۹۹ء میں طبع ہوئی۔ اس میں قرآن کریم اور ویدوں کی تعلیمات کا موازنہ کیا گیا ہے آریوں کے عقائد اور حقیقت اسلام پر بھرپور بحث کی گئی ہے۔

ان تالیفات اور تصانیف کے علاوہ حضرت امام زمانؒ کی بے شمار تقاریر، مضامین اور سوال و جواب کے رنگ میں رسائل اس وقت موعود کی ضرورت، فلسفۂ عذاب، وفاتِ مسیح، خضوع و خشوع سے عبادت کرنے کی شرائط، قرآن کریم کے بعض مقامات کی تشریح و تفسیر، قرآن اور بائبل کی تعلیمات کا تقابلی مطالعہ، مذہب کی غایت، مذہب کی غرض، حقیقت نماز، ضرورت امام، فضائل قرآن، فضیلت انبیاء علیہم السلام۔ حضور نبی کریم صلعم کی فضیلت پر حضرت مسیح علیہ السلام، ضرورت دعا، نجات کا حقیقی ذریعہ، رضاءِ الٰہی کا حصول، انسانی پیدائش کی غرض، دُنیا کی مصائب کا فلسفہ، حقوق اللہ اور حقوق العباد، نفسانی جذبات و تکبر، سود، کثرت ازدواج، اسلام بزورِ شمشیر نہیں پھیلا وغیرہ وغیرہ شامل ہیں۔

حضرت امام زمان کی تصانیف، تقاریر اور ڈائریوں اور بے شمار اشتہارات میں سے خاص خاص مضامین کو ملفوظات، مکتوبات کی صورت میں جمع کیا گیا ہے، اور آپ کا منظوم کلام اُردو، فارسی اور عربی درِ ثمین کی صورت میں شائع ہو چکا ہے، اور آپ کے الہامات اور مکاشفات کو بھی الگ صورت میں "تذکرہ" اور "مکاشفات" کی صورت میں طبع کیا گیا ہے۔

مذکورہ نامکمل تفصیل ان کتب کی ہے جو مرکزی لائبریری یا کسی دوسرے ذرائع سے مہیا ہو سکی ہے سلطان القلم حضرت امام زمانؒ کی اور بھی ایسی تحریریں ہیں جو ضرورت وقت کے مطابق علیحدہ علیحدہ صورت میں دنیا کے سامنے آچکی ہے اور انہیں بھی حسب ضرورت شائع کیا جاتا رہے گا۔

(چیمہ صاحب بسلسلہ ص ۲۹)

دنیا تندرست نہیں ہو سکتی۔ بیماری کا اصل علاج دلوں کی دنیا میں تقویٰ پیدا کرنا ہے۔ قلب کی تطہیر کرنی ہے۔ جیسے کہ وہ فرماتا ہے ؎

جسم کو مل مل کے دھونا یہ تو کچھ مشکل نہیں
دل کو جو دھووے وہی ہے پاک نزد کردگار

وہ خود کہتا ہے کہ اصلاح کی جس قدر تحریکیں اُٹھ رہی ہیں وہ درحقیقت دم مسیحائی ہی کا ایک کرشمہ ہیں کس وثوق اور اعتماد سے وہ اس حقیقت سے پردہ اُٹھاتا ہے۔ ذرا اس کی یہ نغمہ سرائی بھی سنیئے ؎

"کیوں عجب کرتے ہو گر میں آ گیا ہو کر مسیح
خود مسیحائی کا دم بھرتی ہے یہ بادِ بہار
آسماں پر دعوتِ حق کے لئے اک جوش ہے
ہو رہا ہے نیک طبعوں پر فرشتوں کا اتار
آ رہا ہے اس طرف احرارِ یورپ کا مزاج
نبض پھر چلنے لگی مُردوں کی ناگہ زندہ وار
کہتے ہیں تثلیث کو اب اہلِ دانش الوداع
پھر ہوئے ہیں چشمۂ توحید پر از جاں نثار
باغ میں ملت کے ہے کوئی گُلِ رعنا کھلا
آئی ہے بادِ صبا گلزار سے مستانہ وار
آ رہی ہے اَب تو خوشبو میرے یوسف کی مجھے
گو کہو دیوانہ میں کرتا ہوں اس کا انتظار
ہر طرف ہر ملک میں ہے بُت پرستی کا زوال
کچھ نہیں انساں پرستی کو کوئی عزّ و وقار
آسماں سے ہے چلی توحیدِ خالق کی ہوا
دل ہمارے ساتھ ہیں گو منہ کریں بک بک ہزار
ابن دو شاہد از پئے من نعرہ زن چوں بیقرار
اب اسی گلشن میں لوگو راحت و آرام ہے
وقت ہے جلد آؤ اے آوارگانِ دشتِ خار
اک زماں کے بعد آئی ہے یہ ٹھنڈی ہوا
پھر خدا جانے کہ کب آویں یہ دن اور یہ بہار"

حضرت مرزا صاحب کی دعوت ہم کیوں دیتے ہیں؟

آخر میں ہم یہ بھی بتائے دیتے ہیں کہ ہم جام مصلحین عالم کے مقابلے میں مسیحائے زمانہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب کی دعوت کیوں دیتے ہیں؟ اصل بات یہ ہے کہ جب تک انسان کا خدا تعالےٰ سے جوڑ نہ ہو اور اس پر ایمان قائم نہ ہو بیمار دنیا تندرست نہیں ہو سکتی۔ محض منطق اور فلسفہ، بحث و مناظرہ اور عقلی دلائل و براہین سے صرف اتنا ثابت کیا جا سکتا ہے کہ اس کارخانۂ عالم کا کوئی خالق ہونا چاہیئے۔ یہ کام فلاسفروں کا ہے۔ مگر ان کے فلسفہ سے گم گشتہ متاعِ ایمان واپس نہیں آسکتی۔ آج کا انسان خدا کو اس طرح تجربتہً محسوس کرنا چاہتا ہے جس طرح وہ سائنس کی لیبارٹری میں اشیاء کے حقائق کو معلوم کر رہا ہے۔ انبیاء کا یہی کام ہے کہ وہ خدا نما ہوتے ہیں اور انسانوں کو اس کے دربار میں پہنچا دیتے ہیں، فلاسفہ بھی اخلاق کی تعلیم دیتے ہیں مگر انبیاء خدا کے فرمودات جو اپنے کانوں سے سنتے ہیں۔ دنیا میں شائع کر کے خدا کی ہستی پر ایمان قائم کر دیتے ہیں۔ مسلمانوں کو یہ مغالطہ ہوا ہے کہ ختم نبوّت کے بعد اب خدا کا براہ راست رابطہ انسانوں سے نہیں ہو سکتا۔ جہاں نبوّت ختم ہو چکی ہے وہاں وہ مطلق وحی پر بھی ختمیت کی مہر لگا دیتے ہیں۔ یہ اعزاز صرف حضرت مرزا صاحب کو اس زمانے میں حاصل ہوا کہ انہوں نے پکار پکار کر کہا کہ خدا مجھ سے بولتا ہے مجھے اس کی ہم کلامی کا شرف حاصل ہے۔ وہ مجھے غیب کی باتیں سناتا ہے۔ وہ مجھے مبشرات بتلاتا ہے اور منذرات سے ڈراتا ہے۔ خدا کی وحی مجھ پر نازل ہوتی ہے اور جو مجھ سے تعلق رکھے وہ بھی خدا سے ہم کلام ہو سکتا ہے اور اس کا ایمان خدا پر چٹان کی طرح مضبوط ہو کر قائم ہو جاتا ہے۔ اسی لئے وہ پکار اُٹھا ہے کہ ؎

ہے غضب کہتے ہیں اَب وحیِ خدا مفقود ہے
اَب قیامت تک ہے اس اُمّت کا قصّوں پر مدار
یہ عقیدہ برخلافِ گفتۂ دادار ہے
پر اُتارے کون برسوں کا گلے سے اپنے ہار
وہ خدا اَب بھی بناتا ہے جسے چاہے کلیم
اَب بھی اس سے بولتا ہے جس سے وہ کرتا ہے پیار
گوہرِ وحیِ خُدا کیوں توڑتا ہے ہوش کر
اک یہی دیں کے لئے ہے جائے عزّ و افتخار
یہ وہ گُل ہے جس کا ثانی باغ میں کوئی نہیں
یہ وہ خوشبو ہے کہ قرباں اس پہ ہو مشکِ تتار
یہ وہ ہے مفتاح جس سے آسماں کے دَر کھلیں
یہ وہ آئینہ ہے جس سے دیکھ لیں روئے نگار
بس یہی ہتھیار ہے جس سے ہماری فتح ہے
بس یہی اک قصر ہے جو عافیت کا ہے حصار

مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی

حضرت مسیح موعودؑ کی حقیقی یاد

حضرت مسیح موعود کی مسیحائی دیگر کتب مقدسہ پر قرآن مجید کی فضیلت اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا افضل البشر ہونا ثابت کر دکھانا تھا۔ آنحضرت صلعم کو اللہ تعالے نے اوّلین یوم بعثت سے رہتی دنیا تک معجزہ جو عطا فرمایا وہ قرآن مجید ہے مجددین اُمت کا منصب اولیٰ ضروریات زمانہ کے مطابق اس کلام پاک سے استفادہ کر کے اُمت کی حفاظت اور اشاعت دین کرنا ہے۔ حضرت مسیح موعود کی تمام تصنیفات اسی محور کے گرد گردش کرتی ہیں۔ حضرت مولانا نورالدین رحمۃ اللہ علیہ کے انفاس قدسیہ اسی مائدہ رُوحانی کی دعوت وارشاد کے لئے وقف رہے آپ کے بعد جسمانی اولاد کے دلفریب رشتہ نے اگر کسی کی بصیرت پر پردہ نہیں ڈال دیا تو حضرت مولانا محمد علی علیہ الرحمہ نے ان فیوض قرآنیہ کو ہماری روزانہ زندگی کا جزو بنا دینے کے لئے تین مجلدات بیان القرآن میں جمع کر دیا۔ خلافت قصرِ خلافت کی صرف اینٹوں میں محصور۔ سبز عماموں اور نوکدار ڈاڑھیوں کے پیچ وخم میں لپٹی ہوئی نہیں۔ چنانچہ سنجیدہ اور معقول پسند مسلمانوں نے علی الاعلان اعتراف کیا کہ بیان القرآن نے زمانہ کی سب سے بڑی ضرورت کو پُورا کر دکھایا۔ اپنے اور پرائے مخالف اور موافق اکثر علماء اپنے درسوں میں اس سے استفادہ کرنے لگے جو خفیہ اور ظاہر اسی امر کی شہادت ہے کہ بیان القرآن مقبول ہو گیا۔ اس کی قبولیت کا اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہوگا کہ رسالہ الناظر لکھنؤ میں بظاہر علامہ شبلی کے خلاف مگر درپردہ اسلام کے خلاف مضامین لکھنے والا دہریہ بلکہ دہریہ گر اسی بیان القرآن کا انگریزی ترجمہ مطالعہ کر کے کلمہ طیبہ پڑھ کر از سرِ نو مسلمان ہو گیا، تام نہاد خلافتِ ثانیہ کو قہراً اور جبراً اس امر کا اعتراف کرنا پڑا، جبراً اس لئے کہ پہلے وہ خود اقرار کر چکے تھے کہ خلیفہ تفسیر نہیں لکھا کرتے۔ قہراً اس لئے کہ خود ان کے مرید بھی اسی تفسیر سے استفادہ کرنے پر مجبور تھے اور یوں راز خلافت کی سلامتی خطرہ میں رہنے لگی۔ ایک اور مشکل یہ تھی کہ تفسیر قرآن شائع کر دینے میں سبقت کا سہرا تو مولانا محمد علیؒ کے سر رہا تفسیر اب لکھی بھی گئی تو تخلف کا داغ قیامت تک نہیں مٹ سکے گا۔ مگر مرد باید کہ ہراساں نشود۔ چنانچہ قادیان میں علماء کی ایک کمیٹی بٹھا دی گئی۔ ان میں لغت۔ صرف و نحو۔ معانی و بیان تک کی تفاسیر بانٹ دی گئیں تفاسیر بانٹ دینے کی ضرورت یہ بتائی گئی کہ کسی گذشتہ تفسیر سے ہماری تفسیر کا توارد نہ ہونے پائے۔ کسی کی نیت پر حملہ کرنے کا ہمیں کوئی حق نہیں ورنہ ارادہ یہ بھی ہو سکتا تھا کہ انتخاب لاجواب ہو۔ اختراع تفسیر کمیٹی کا روزانہ اجلاس تو ناممکن تھا بہر حال بیان القرآن کا جواب لکھنے کی تیاریاں بڑے زور وشور سے شروع ہو گئیں۔ چونکہ نیت قرآن مجید کی خدمت نہ تھی بلکہ پیغام صلح کا جواب الفضل۔ لائٹ کا جواب سن رائز۔ ووکنگ مشن کا جواب پٹنی۔ عبدالحق کے بالمقابل بنارسی پنڈت تیار کرنے کی سکیموں کی طرح جماعت قادیان کا خفیہ سرکلر جس کی نقل انہی دنوں پیغام صلح میں شائع کر دی گئی اس تفسیر نویسی کا فرض منصبی بیان القرآن . . . . کا جواب لکھنا قرار پایا ہے

> شکست وفتح تو قسمت سے ہے اے میر
> مقابلہ تو دلِ ناتواں نے خُوب کیا

بیان القرآن کا جواب۔ نہ ہونا تھا اور نہ ہوا۔

بیان القرآن کا طرۂ امتیاز حضرت مسیح موعود کے رؤیا صادقہ کہ فرشتہ دربار خداوندی سے قلم لے کر آیا اور وہ قلم آپ نے مولانا محمد علی کو عطا کیا کی عملی تعبیر تھا۔ حضرت مولانا نورالدین صاحب علیہ الرحمۃ کی زیر ہدایت اس کا مسودہ تیار ہوا اور خود مولانا مرحوم نے اس کی قبولیت کی بشارت بھی دی۔ گذشتہ اعلیٰ پایہ کی تفاسیر۔ احادیثِ صحیحہ اور لغت کی بناء پر حقائق ومعارف قرآنیہ کا یہ انتخاب تھا۔ فلسفہ کا مسلّمہ اصول یہ ہے:۔

Truth cannot be two faced

صداقت کے دو منہ کبھی نہیں ہو سکتے۔ جب عقل سلیم کے سامنے قرآن مجید کی کوئی آیت آتی تو بیان القرآن کا بیان اسے اپنی طرف کھینچتا مگر خلافتِ ثانیہ نے اس کا توڑ یہ سوچا کہ سب قادیانی احبار کو تاکیداً حکم دیا کہ ہر آیت کا ترجمہ اور تفسیر وہ سوچی جائے جو کسی پہلی تفسیر بالخصوص بیان القرآن کے اُلٹ ہو تاکہ لفظ جواب کی آن کو صدمہ نہ پہنچے۔ اب یہ ایک قومی امانت ہے جیسے جوں کا توں پیش کرنا میرا فرض ہے۔ مجھے انہی دنوں قادیان جانے کا اتفاق ہوا۔ قاضی محمد اکمل صاحب ایڈیٹر سے پیشتر سے تعارف تھا۔ ان کے پاس بیٹھے بیٹھے قادیان کے بہت سے حقائق کا انکشاف ہوا۔ جب ان سے تفسیر نویسی کی اس انوکھی اور نرالی کمیٹی کے متعلق سوال کیا کہ یہ کمیٹی اپنی تفسیری تگ ودو میں کہاں تک پہنچی تو قاضی صاحب نے ہنس کر فرمایا کہ وہ تو ختم ہو چکی۔ آپ یہ نہ سمجھیے کہ اُن کی تفسیر ختم ہو گئی بلکہ کمیٹی ختم ہو گئی۔ یا تو بیان القرآن کا جواب لکھنے کی وہ شورا شوری کہ ہر ماہ ایک پارہ کی تفسیر شائع کرنے کا ادعا یا یہ بے نمکی بلکہ تلخ حقیقت کہ اُدباء اور فصحاء قادیان بیان القرآن کے جواب میں لاجواب ہو کر رہ گئے۔ قاضی صاحب نے صاحب اوالوالعزم کا ایک راز یُوں افشاء کیا کہ سب علماء کو حکم تھا کہ قرآن مجید کی ہر آیت میں جدت نظر انداز نہ ہونے پائے۔ اب ہر آیت میں جدت کی بدعت ملحوظ رکھنا ناممکن محض تھا قرآن مجید پر اس ظلم ناروا نے ارباب قادیان کو چین سے نہ بیٹھنے دیا۔ ایک عرصہ مدید کے بعد بالآخر قادیان سے تفسیر کبیر منصۂ شہود پر آہی گئی۔ مولانا اللہ دتہ جالندھری نے ایک تقریر میں اس کے متعلق یہ ڈون کی لی اور بحالتِ وجدیہ دعوے کر دیا کہ اس تفسیر کا جواب نہیں ہو سکتا بالخصوص سُورۃ الکہف میں وہ جدّت ہے جس کا جواب نہ گذشتہ میں کبھی ہوا اور نہ آئندہ ہو گا یہ چیلنج پڑھ کر انہی دنوں میں نے پیغامِ صلح میں اس سورۃ الکہف کی تفسیر پر تبصرہ شائع کر دیا جسے خلیفۂ ثانی نے پڑھا اور علماء کو اس کا جواب دینے سے منع کر دیا اور آنے والے سالانہ جلسہ میں اپنی تقریر کے دوران میں کیا خوب فرمایا کہ اس کا جواب نہیں دیا جائے گا۔ افسوس۔ ہمہ آرزو آمدم وہمہ حرماں رفتم۔

حضرت مسیح موعود کی حقیقی یاد

مضمون کا اصل عنوان تو مذکورہ بالا سرخی تھی لیکن درمیان میں ایک سخن گسترانہ بات آپڑی۔ جیسا کہ میں نے ابتداء میں کہا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مسیحائی اسلام کی از سرِ نو زندگی کی مرادف ہے اور وہ قرآن مجید کی ضرورت زمانہ کے مطابق تفسیر ہے آپ کی یاد یا ۲۶ رمئی کا دن منانا فی الحقیقت اس اسوہ حسنہ کی حتی المقدور پیروی اور تقلید کی رسم کو تازہ رکھنا ہے لیجئے ذیل کا مضمون اسی یاد کی ادھوری سی کوشش ہے ارشاد باری تعالے ہے :۔

افلا ينظرون الى الابل كيف خلقت

یہ قرآن مجید کی سورۃ الغاشیہ کی آیت ۱۷ ہے۔ سورۃ الغاشیہ کا موضوع انسان کے اچھے اور بُرے اعمال اور ان کے الگ الگ نتائج ہیں جو انسان کو اپنے اپنے رنگ میں ڈھانپ لیتے اور انسان ان کی گرفت سے باہر نکل نہیں سکتا یہی قیامت کی حقیقت ہے البتہ عقیدۂ اسلام کی رُو سے عمل خود بخود نتائج پیدا نہیں کرتے اللہ تعالے ہی ہے جو اچھے اور بُرے اعمال کی جزا اور سزا مترتب کرتا ہے اس لئے سورۃ کو ان الفاظ پر ختم کیا ہے انّ الینا ایابھم ثمّ انّ علینا حسابھم، ہمارے حضور ہی ان کو لوٹنا ہے اور پھر ہمارے ہی ذمّہ ان کا حساب لینا ہے۔

سورۃ کے ابتدائی الفاظ "وجوہٌ یومئذٍ خاشعۃٌ عاملۃٌ ناصبۃٌ" کے متعلق بخاری میں مجاہد کا قول ہے کہ اس سے مراد نصاریٰ ہیں جو دنیا کے ہر معاملہ میں عمل کو اتنا لازم سمجھتے ہیں مگر دین کے معاملہ میں اس کے بالکل برعکس نیک وبد کی تمیز نظر انداز کر کے نجات کا مدار مسیح کے کفارہ پر منحصر سمجھتے ہیں۔

عصر حاضر میں صحت جسمانی کے لئے پروٹین۔ وٹامنز۔ کیلسیم کاربوہائیڈریٹس وغیرہ وغیرہ کی روزانہ موزوں خوراک نہایت ضروری سمجھی جاتی ہے لیکن موجودہ عیسائیت حرام وحلال، شراب وسُور چوری اور ڈاکہ، زنا اور بدکاری کا جاذب کفارہ سمجھتی ہے اور پادری کے سامنے confession (اقرار گناہ) کر کے بخشوایا جاتا ہے۔

> میخانہ میں سے پی لی گرجے میں توبہ کر لی
> رند کے رند رہے ہاتھ سے جنت نہ گئی

جس کا مطلب یہ ہوا کہ جتنی جی بھر کے الابلا کھا لو کفارہ کا چُورن پتھر توڑ چُورن ہے جو سب کچھ ہضم کر کے انسان کو اتنی طاقت عطا کر دیتا ہے کہ بڑے سے بڑا گناہ بھی گناہ نہیں محسوس ہوتا۔ قرآن کریم اسی زنگ آلودہ حالت کے متعلق فرماتا ہے وجعلنا من بین ایدیھم سدًا ومن خلفھم سدًا فاغشینٰھم فھم لایبصرون۔ ان کے بداعمال کی پاداش میں ان کے آگے اور پیچھے دیوار کھڑی کر کے انہیں ڈھانپ دیتا ہے کہ وہ اپنے اعمال کے نتائج اور عواقب دیکھ نہیں پاتے روزانہ دیکھتے ہیں کہ بُرے کاموں کا نتیجہ بُرا ہوتا ہے مگر کفارہ جس کے معنی ڈھانپ لینے کے ہیں عقل پر ایسا پردہ ڈال دیتا ہے کہ ان کو بد اعمال کا انجام دیکھنے نہیں دیتا۔ خلاصہ مطلب یہ ہے کہ دنیا کی ہر چیز علّت ومعلول عمل اور اس کے اثر میں مقیدّ ہے۔ زمین وآسمان اور اس کے اندر کی ساری مخلوق عمل اور اثر کا نتیجہ ہے۔

افلا ينظرون الى الابل كيف خلقت

دُور کیوں جاؤ اُونٹ کو ہی دیکھ لو وہ کیسے پیدا ہوا ہے

قرآن مجید کا خلقت مخلوق کے بارہ میں معجز نما بیان

علماء مذاہب یہودی ہوں، ہندو ہوں یا پارسی اور مسلمان

ان کا خیال اور عقیدہ یہ ہے کہ زمین و آسمان اور ان کے اندر کی ہر مخلوق نوع ، خدا کے محض کن ۔ کن کہدینے سے پیدا ہوتی چلی گئی ۔ چنانچہ بائیبل کی کتاب پیدائش کے شروع میں لکھا ہے :-

" خدا نے کہا اُجالا ہو اور اُجالا ہو گیا ۔ خدا نے روشنی کو دن کہا اور تاریکی کو رات ۔ صبح و شام یہ پہلا دن ہوا "

اسی طرح خدا نے چھ دنوں کے اندر ایک ایک دفعہ ویسے ہی کہا اور ہر چیز سورج ، چاند ، گھاس ، درخت ، کیڑے ، مکوڑے ، چرند و پرند حیوانات اور انسان ویسے ہی ، ویسے ہی ، کہکر پیدا کر دیئے ۔ ہندو کتُب مقدسہ میں ہے کہ خُدا نے " ہُو " کہا اور ہر چیز بن کر کھڑی ہو گئی ۔

تخلیق کائنات کے دو نظریئے ہیں ایک کو Fiat اور دوسرے کو Evolutionary تخلیق کہا جاتا ہے ۔ حال کے علماءِ سائنس Fiat تخلیق یعنی ایک لفظ کے کہہ دینے سے فوراً آسمان اور زمین بن کر کھڑے ہو گئے کے قائل نہیں رہے اور تخلیق کائنات کو کروڑوں اربوں برس کے ارتقاءِ عمل کا نتیجہ قرار دیتے ہیں ۔ قرآن مجید صاف الفاظ میں ربّ العالمین کے مختصر سے جملہ میں تخلیق کائنات کو ارتقاءِ عمل کا نتیجہ قرار دیتا ہے ۔ اس پر تفصیلی بحث کی یہاں ضرورت نہیں ۔ قرآن مجید Fiat وری تخلیق کا قائل نہیں اس کے نزدیک ایک چیز جو لاکھوں اور اربوں برسوں میں تدریجاً ظہور پذیر ہوئی وہ بھی کن فیکون کے نفاذ امر کے ماتحت ہے ۔ سورۃ الغاشیہ کا موضوع اعمال اور ان کے حتمی نتائج ہیں جو اللہ تعالیٰ کی قدرت اور حکمت کی مجموعی صفات کا فیضان ہیں ۔

اونٹ کیسے پیدا کیا گیا ؟

پادری ۔ پنڈت اور مولوی کا جواب آپ سُن چکے کہ اللہ تعالیٰ نے " کن " کہا اور سب سے پہلا اونٹ جوں کا توں فوراً بن کر کھڑا ہو گیا مگر یہ سوال کہ پہلے انڈہ پیدا ہوا یا مُرغی (؟) کی طرح ایک لاینحل معمہ ہے کہ پہلے اونٹ پیدا ہوا یا اونٹنی یا دو مرتبہ الگ الگ " کُن " کہنے سے پیدا ہوئے ۔ سائنس کے خلاف فتوے کفر دینے والے مولویوں کی اس بحث میں دخل نہ دیتے ہوئے ہم سائنسدانوں سے سوال کرتے ہیں کہ اونٹ کیسے پیدا ہوا ؟ کیونکہ قرآن مجید کو صرف مولوی ہی نہیں پڑھتے سائنسدان بھی پڑھتے ہیں ۔ انگریزی زبان کی ایک اعلیٰ پایہ کی کتاب " دی بک آف نالج " جس کی بیس بائیس مجلدات ہیں اور آج تک اس کے کئی ایڈیشن چھپ چُکے ہیں اس میں کیا خوب لکھا ہے :-

> When Muhammad was composing the Quran, which is the Bible of two hundred million of Muslims he solemnly described the camel as an instance of the wisdom of God.
>
> (Vol: 3. P. 1525.)

محمدؐ نے قرآن میں اونٹ کو اللہ تعالیٰ کی پُرحکمت قدرت کا ایک اعلےٰ نمونہ قرار دیا ہے ۔

اونٹ کی خلقت اور بناوٹ میں اللہ تعالیٰ کی حکمت پر غور نہ کرتے ہوئے جن بزرگوں نے یہاں " ابل " سے مراد بادل لیا ہے ہمیں ان کی نیک نیتی سے پرخاش نہیں ۔ البتہ قرآن مجید کے لفظ " ابل " کے حقیقی معنوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے اونٹ کی خلقت پر علومِ جدیدہ کی روشنی میں نظر و فکر کو دوڑایا جائے تو ۵ مختلف زاویوں سے اس کی اہمیت معلوم ہوتی ہے :-

(۱) اصولِ ارتقاء کی رُو سے دوسرے جانداروں کی پیدائش کے سلسلہ میں اُونٹ کا مقام ۔

(۲) اس کے وطنی تقاضا کی بناء پر اس کے اندرونی اور بیرونی اعضا کی خلقت میں حکمت اور دانائیاں ۔

(۳) ملک کے تمدّن و تہذیب اور شعر و ادب ۔ جذبۂ اطاعت و محبت کی کار فرمائیاں

(۴) کُتب مقدسہ کی روشنی میں اونٹ کے عادات و خصائل کی نفسیاتی تحلیل ۔

(۵) اونٹ اور مسیحی مذہب پر جناب مسیحؑ کا بصیرت افروز تبصرہ

۱ ۔ اصولِ ارتقاء کی بناء پر اونٹ کا مقام

" دی بک آف نالج " کے جو الفاظ اُوپر نقل کئے گئے ہیں وہ الفاظ کسی مسلمان کے نہیں بلکہ ایک مسیحی سائنسدان کے الفاظ ہیں جو ایک طرف تو اونٹ کا مقام ارتقاء کی میزان میں تلاش کر کے مبہوت ہو رہا تھا تو دوسری طرف اپنے دماغ کی گہرائیوں میں قرآن مجید کی صداقت کا قائل ہو رہا تھا کہ اُونٹ فی الواقعہ اللہ تعالیٰ کی قدرت و حکمت کا مظہر ہے ۔ اونٹ کی خلقت پر اس کا غور و خوض فی الحقیقت قرآن مجید کی آیت افلا ینظرون الی الابل کیف خلقت کی تعمیل ارشاد اور اس کا ماحصل اس آیت کی تعبیر اور تفسیر ہے ۔ اصولِ ارتقاء تو حکماء اسلام کی تحقیق ہے لیکن اس کی معقول تشریح اور تفصیل ایک حد تک ڈارون کی تصدیقات ہیں اونٹ کے متعلق پہلی چیز جو تعجب میں ڈالتی ہے وہ اس کے خون کا کیمیائی تجزیہ ہے جو رینگنے والے جانوروں سے اس کا رشتہ جوڑتا ہے رینگنے والے جانوروں سے ترقی دے کر اسے اونٹ کے درجہ کے جانوروں تک پہنچانا فاطر فطرت کے کمال حد حسن حکمت اور قدرت کی بین دلیل ہے ۔ ثانیاً رینگنے والے جانوروں اور دُودھ پلانے والے جانوروں میں جن کی ایک نوع اونٹ ہے اللہ تعالیٰ کی صفات محبت و رحم کا ظہور بیش از بیش نظر آتا ہے رینگنے والے جانوروں میں اپنی اولاد سے محبت کا فقدان نظر آتا ہے ۔ سانپ اور مچھلیاں اپنے ہی بچوں بڑی مچھلیاں چھوٹی مچھلیوں کو کھا جاتی ہیں مگر دُودھ پلانے والے جانوروں میں اولاد سے محبت ایک قیمتی وصف ہے جو دوسروں کے لئے قربانی اور ایثار کا جذبہ پیدا کرتا ہے ۔

تیسرے رینگنے والے جانوروں میں تربیت پانے کا فقدان ہے مگر اونٹ میں اہلیت یا تربیت قبول کرنے کی صفت ہے ۔ وہ تربیت پذیر ہو کر نسلِ انسانی کی اطاعت و فرمانبرداری اور خدمت کے بیسیوں کام سرانجام دیتا ہے جو اسے باقی جانوروں سے ممتاز کرتا ہے ۔

چوتھے آسمانی طبقات اور ان کی بلندی کے درجات زمین کے مختلف قطعات یا اجرام سماوی کے اثرات زمین کی گوناگوں صفات اور پہاڑوں کا مختلف ممالک کی آب و ہوا کا اثر قدرت خداوندی کے وہ خزانے ہیں جن سے انواع مخلوقات میں اہم تغیر پیدا ہوتے اور نمو و حیات کے درجے متعین ہوتے ہیں جب تک ان تمام علوم طبعیہ سے پوری واقفیت نہ ہو کسی چیز کی خلقت اور بناوٹ میں جو راز مضمر ہیں وہ کھُل کر سمجھ میں نہیں آتے یہی وجہ تھی کہ بک آف نالج کے مصنّف نے نہایت مختصر الفاظ میں فرمایا " محمدؐ نے اُونٹ کی خلقت کو اللہ تعالیٰ کی حکمت اور قدرت کی ایک اعلیٰ مثال قرار دیا ہے ۔

اُمّی و در علم و حکمت بے نظیر
زیں چہ باشد حجّتے روشن ترے

۲ ۔ ماحول کے اثرات اور تقاضاءِ وطن کے اعتبار سے اونٹ کے اندرونی اور بیرونی اعضاء کی پُرحکمت خلقت ۔

اونٹ صحرا یا ریگستان کا جہاز ہے اس کا ہر پُرزہ ریگستان اور تپتے ہوئے صحرا میں ضروریاتِ سفر کو زیرِ نظر رکھ کر بنایا گیا ہے اس کے لئے بھی ہمیں سائنسدانوں جیسی باریک نظر اور غور و خوض کی ضرورت ہے تا قرآن مجید کے حقائق اور معارف سے دنیا کو روشناس کرایا جائے ۔ سائنس ڈائجسٹ نیو یارک امریکہ کا ایک اعلیٰ پایہ کا ماہنامہ ہے اس کے سنہ ۱۹۶۴ء کے نومبر نمبر میں " عرب کا اونٹ " ایک مضمون شائع ہوا تھا جو بک آف نالج کے محولہ بالا مضمون کی تصدیق کرتا ہے :-

> "Nature, that great architect-designer, never achieved anything better than Camelus-dromodarius, the Arabian or one humped camel, for the crossing of the great desert of the world. It is infact, the Compleat animal."

اعلیٰ درجہ کی صنعت گر قدرت نے صحراءِ عالم کو طے کرنے کے لئے ایک کوہان والے عربی اونٹ سے بڑھ کر کوئی چیز پیدا نہیں کی فی الحقیقت یہ جانور کمالِ خلقت کی اعلیٰ مثال ہے ۔

باقی ـــــ باقی

ضروری گذارش

جملہ سیکرٹری صاحبان و احباب جو چندہ وصول کرتے ہیں ۔ ان کی خدمت میں گذارش ہے کہ چندہ کی رقوم ارسال کرنے سے پہلے معطی صاحبان کے ناموں اور رقوم چندہ کی تفصیل بھیج دیا کریں اور منی آرڈر یا چیک بعد میں ارسال کیا کریں ۔ تا حساب صحیح رکھا جا سکے ۔ بعض احباب کی طرف سے رقمیں پہلے پہنچ جاتی ہیں اور تفصیل نہ ہونے کی وجہ سے کافی عرصہ انتظار میں لگ جاتا ہے بلکہ انہیں یاد دہانی کرانی پڑتی ہے ۔ اور حسابات غیر مکمل رہتے ہیں ۔ افسر تحصیل ۔ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

درخواستِ دُعا

گوجرانوالہ سے شیخ منظور محمد آف محمود جنرل سٹور اندرون کھیالی گیٹ لکھتے ہیں کہ سیّد حسن شاہ صاحب سابق پٹواری گذشتہ چند دنوں بیمار رہے ہیں اب بفضلہ تعالیٰ صحت یاب ہو گئے ہیں لیکن کمزوری بہت ہے ۔ احبابِ کرام سے درخواست ہے کہ ان کی صحت کاملہ کے لئے دردِ دل سے دعا فرمائیں ۔

حافظ شبیر محمد صاحب خوشابی

پیشگوئی اور اس کی حقیقت

پیشگوئی فارسی کا لفظ ہے اس کے معنے ہیں آئندہ وقت میں واقع ہونے والے امر کی اس کے وقوع سے پہلے خبر دینا۔ عربی میں اسے نبأ کہتے ہیں۔

پیشگوئیاں دو قسم کی ہوتی ہیں (۱) انذاری (۲) تبشیری۔ جو حصہ بشارتوں پر مشتمل ہو وہ وعدہ کہلاتا ہے اور جو حصہ انذار پر مبنی ہو وہ وعید کہلاتا ہے۔

وعدہ میں خوشخبری کے ذریعہ ایمان پروری کی جاتی ہے اور وعید میں منکرین کو خوف دلا کر رجوع الی اللہ کے لئے متوجہ کیا جاتا ہے۔

پیشگوئی کی غرض خدا تعالےٰ پر زندہ ایمان پیدا کرنا ہوتا ہے۔

(الف) پیشگوئیوں کے بارہ میں ایک بات یاد رکھنی ضروری ہے کہ جب خدا تعالےٰ اپنے فرستادوں اور نیک بندوں کو آئندہ کے واقعات پر قبل از وقت اطلاع دیتا یا انہیں بعض امور کو مجسّم کر کے دکھاتا ہے تو وہ دیکھنا ان مادی آنکھوں سے نہیں ہوتا بلکہ وہ امور رُوحانی آنکھ سے رؤیا اور کشوف میں ہی نظر آتے ہیں۔ تمام آسمانی کتابیں اور بزرگانِ دین اس بات پر متفق ہیں کہ اکثر رؤیا اور کشوف تعبیر طلب ہوتے ہیں۔ بیسیوں پیشگوئیوں میں سے کوئی ایسی پیشگوئی ہوتی ہوگی جو ظاہری رنگ میں پوری ہو ورنہ کوئی نہ کوئی پہلو اس پیشگوئی کا ضرور مخفی ہوتا ہے۔ قرآن مجید میں تین آدمیوں کے خوابوں کا ذکر ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے خواب کا ذکر۔ ایک قیدی کا خواب۔ بادشاہ کا خواب۔

(۱) حضرت یوسف علیہ السلام کا خواب اس طرح ہے کہ اِنّی رایت احد عشر کوکبًا والشمس والقمر رایتھم لی ساجدین۔ مَیں نے گیارہ ستاروں اور سُورج اور چاند کو دیکھا ہے میں نے انہیں اپنے آپ کو سجدہ کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

اس پیشگوئی کی حقیقت۔ جو حضرت یوسف علیہ السلام کے کمال اور کامیابی پر دلالت کرتی تھی اس وقت تک نہیں کھُلی جب تک وہ مصر میں والی اور خزانوں کے افسرِ اعلےٰ نہیں ہوئے۔ اور جب یہ واقعہ ہوئی تو انہوں نے کہا ھذا تاویل رؤیای من قبل قد جعلھا ربی حقًا۔ یہ میرے پہلے خواب کی تعبیر ہے میرے رب نے اسے سچ کر دکھایا۔ تو اس سے مراد کسی بادشاہ اور امیر اور رؤسا کا آپ کی اطاعت کرنا ہے نہ کہ حقیقتًا ان کا سجدہ کرنا۔

(۲) قیدی کے خواب کا تذکرہ اس طرح لکھا ہے انّی ارانی احمل فوق راسی خبزًا تاکل الطیر منہ۔ میں دیکھتا ہوں کہ میں اپنے سر پر روٹیاں اُٹھائے ہوئے ہوں جن میں سے پرندے کھا رہے ہیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام اس کی تعبیر اس طرح بیان فرماتے ہیں فیصلب فتاکل الطیر من راسہ۔ صلیب دیا جائے گا تو پرندہ اس کے سر سے نوچ کر کھائیں گے۔

(۳) بادشاہ کا خواب لکھا ہے۔ وقال الملک انّی اریٰ سبع بقرٰتٍ سمانٍ یاکلھنّ سبع عجافٌ وسبع سنبلٰتٍ خضرٍ واُخر یٰبسٰتٍ۔ اور بادشاہ نے کہا مَیں نے سات موٹی گائیں دیکھی ہیں انہیں سات دُبلی گائیں کھا گئی ہیں اور سات سبز خوشے اور سات خشک۔ سبع بقرات سمانٍ سے سات سال ارزانی کے مراد لئے گئے ہیں۔ سبع عجاف سے سات سال قحط کے اور سبع سنبلات سے کل ملک مصر کی سات سالہ زراعت مراد لی گئی ہے۔ ان ہر سہ مثلہ سے آپ اچھی طرح واضح ہو گیا ہوگا کہ پیشگوئی کے بظاہر کچھ اور الفاظ ہوتے ہیں اور فی الواقع مراد ان سے کچھ اور لی جاتی ہے۔ نیز اس سے یہ بھی پتہ چلا کہ گنہگاروں اور کافروں کو بھی سچّے خواب آجاتے ہیں دوسرا یہ بھی معلوم ہو گیا کہ اللہ تعالےٰ کسی چیز کو بظاہر تھوڑا دکھلا کر ایک بہت بڑی تعداد بھی مراد لے لیتا ہے جیسے سات بالوں سے سات سال کی زراعت لی گئی ہے۔

آنحضرت صلعم کی احادیث میں رؤیاء اور کشوف کے تعبیر طلب ہونے کی بے شمار مثالیں ہیں۔

۱۔ انا نا ئم اُتیت بقدح لبنٍ فشربت حتّٰی انی لااری الرّی یخرج فی اظفاری ثمّ اعطیت فضلی عمر بن الخطاب قالوا فما اوّلتہ یا رسول اللہ قال العلم۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں سو رہا تھا کہ میرے پاس ایک دودھ کا پیالہ لایا گیا میں نے پی لیا یہاں تک کہ میں دیکھتا تھا کہ تازگی میرے ناخنوں سے ظاہر ہو رہی ہے پھر مجھ سے بچ رہا میں نے عمر ابن خطاب کو دیدیا لوگوں نے کہا یا رسول اللہ آپ نے اس کی کیا تعبیر کی فرمایا علم۔

(۲) انا نا ئم رایت الناس یعرضون علیّ وعلیھم قمصٌ منھا ما یبلغ الثدی ومنھا دون ذالک وعرض علی عمر بن الخطاب وعلیہ قمیصٌ یجرّہ قالوا فما اوّلت ذالک یا رسول اللہ قال الدّین۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں سو رہا تھا میں نے لوگوں کو دیکھا کہ میرے سامنے لائے جاتے ہیں اور ان پر قمیصیں ہیں بعض ان میں سے چھاتیوں تک پہنچتی ہیں اور بعض اس سے کم اور عمر بن الخطاب میرے سامنے لائے گئے اور ان پر قمیص تھی جسے وہ گھسیٹ رہے تھے لوگوں نے پوچھا یا رسُول اللہ آپ نے اس کی کیا تعبیر کی فرمایا دین۔

(۳) انا نا ئم رایت فی یدیّ سوارین من ذھب فاھمنی شانھما فاوحی الیّ فی المنام ان انفخھما فنفختھما فطارا فاوّلتھما کذابین یخرجان بعدی فکان احدھما العنسی والاخر مسیلمۃ الکذاب صاحب الیمامۃ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں سویا ہوا تھا تو اپنے ہاتھوں میں میں نے سونے کے دو کنگن دیکھے مجھے ان کی نسبت فکر ہوئی تو مجھے خواب ہی میں وحی ہوئی کہ اُن پر پھونک مار میں نے اُن پر پھونک ماری تو وہ اُڑ گئے تو میں نے اس کی تعبیر ان دو کذابوں سے کی جو میرے بعد خروج کریں گے ایک ان میں سے اسود عنسی ہے اور دوسرا مسیلمہ کذاب یمامہ والا۔

(۴)۔ رایت فی رؤیای ھٰذہ انّی ھززت سیفًا فانقطع صدرہٗ فاذا ھو ما اصیب من المؤمنین یوم احد۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے خواب میں دیکھا کہ میں نے اپنی تلوار کو حرکت دی تو اس کا سامنے کا حصہ ٹوٹ گیا تو یہ وہ تکلیف تھی جو مسلمانوں کو اُحد کے دن پہنچی۔

(۵) رایت فیھا بقرًا (تنحرُ) واللہ خیرٌ فاذا ھم المؤمنون یوم اُحد۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا میں نے حالت خواب میں گائیاں ذبح ہوتی دیکھیں تو اس کی تعبیر وہ مسلمان تھے جو اُحد کے دن شہید ہوئے۔

(۶) رایت کان امرءۃً سوداءَ ثائرۃ الرّاس خرجت من المدینۃ حتی قامت بمھیعۃ وھی الجحفۃُ فاوّلت ان وباء المدینۃ نقل الیھا۔ حضرت نبی کریم صلعم نے فرمایا میں نے دیکھا گویا ایک کالی عورت، پراگندہ سر مدینہ سے نکلی یہاں تک کہ مھیعہ میں جا ٹھہری اور مھیعہ جحفہ کا نام ہے میں نے تعبیر کی کہ مدینے کی وبا اس کی طرف منتقل کی گئی ہے۔

(۷) قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کانّی انظر الی کلب ابقع یلغ فی اھل بیتی وکان شمرُ ابرص۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں دیکھتا ہوں کہ ایک کبرا کتا میرے اہلبیت کے خون میں منہ ڈالتا ہے۔ اس کی تعبیر یہ کی گئی کہ اس سے مراد شمر ہے جس نے حضرت امام حسین کو شہید کیا اس کے بدن پر برص کے داغ تھے۔

(۸) قال الحسین علیہ السلام انی سمعت ابی یقول سمعت رسول اللہ علیہ وسلم یقول انّ کبشًا یستحلّ بہ مکۃ فلا اکون انا ذالک الکبش۔ امام حسین علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے اپنے والد علی رض کو کہتے ہوئے سُنا کہ وہ کہتے تھے کہ سنا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ مینڈھے کی وجہ سے کعبہ کی بے حرمتی ہوگی سو کہیں وہ مینڈھا میں نہ ہوں۔ شارحین حدیث نے لکھا ہے کہ اس حدیث کے مصداق حضرت عبد اللہ ابن زبیر ہوئے۔ غرض ان احادیث سے معلوم ہوا کہ رؤیا اور کشوف تعبیر طلب ہوتے ہیں۔

(ب) بعض اوقات پیشگوئی کے وقت ظہور اور بعض دوسرے امور کے سمجھنے میں غلطی ہو جاتی ہے۔

(۱) لقد صدق اللہ رسولہ الرؤیا بالحق لتدخلنّ المسجد الحرام انشاء اللہ آمنین محلقین رءوسکم ومقصرین لاتخافون۔ یقینًا اللہ نے اپنے رسول کے خواب کو سچ کر دکھایا تم ضرور اگر اللہ نے چاہا تو مسجد حرام میں امن کے ساتھ داخل ہو گے اپنے سر منڈوانے والے اور بال کتروانے والے کچھ خوف نہ کرو گے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تھے کہ آپ نے خواب میں دیکھا کہ آپ مکّہ میں داخل ہوئے ہیں اور خانہ کعبہ کا طواف کیا ہے پس آپ نے اپنے صحابہ رض کو خبر دی۔ پھر جب آپ حُدَیبیہ کے سال چودہ سو صحابہ رض کے ساتھ نکلے تو ان میں سے کسی کو شک نہ تھا کہ یہ رؤیا اس سال پوری ہوگی۔ لیکن جب صلح حدیبیہ ہوگئی اور آپ لوٹ آئے تو صحابہ رض کے دلوں میں خیال گذرا کہ ایسا کیوں ہوا یہاں تک کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس بارہ میں سوال کیا اور کہا کہ آپ نے نہ فرمایا تھا کہ ہم خانہ کعبہ میں جائیں گے اور اس کا طواف کریں گے آپ نے فرمایا ہاں لیکن کیا میں نے یہ بھی کہا تھا کہ اسی سال حج کریں گے تو انہوں نے عرض کیا کہ نہیں تب فرمایا کہ یقینًا تم خانہ کعبہ میں پہنچو گے اور اس کا طواف کرو گے

اس سے تین باتیں ثابت ہوتی ہیں :—

۱۔ جو خواب یا الہامات بطور پیشگوئی ہوں ان میں سب تفصیلات پر نبی کو مطلع نہیں کیا جاتا۔ (۲) خواب کے سمجھنے میں اجتہادی غلطی ہو سکتی ہے۔ (۳) ملہم کا اپنے اجتہاد کو صحیح یقین کر کے کسی فعل کا کر لینا جائز ہے۔

(۲) رایت فی المنام انی اہاجر من مکۃ الیٰ ارضٍ بہا نخلٌ فذھب وھلی انھا الیمامہ او ھجر فاذا ھی المدینۃ یثرب۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں مکہ سے ایسی زمین کی طرف ہجرت کر رہا ہوں جہاں کھجور کے درخت ہیں تو میرا خیال اس طرف گیا کہ وہ یمامہ یا ہجر ہے تو وہ مدینہ یثرب نکلا

۳۔ عن عائشۃ رضی اللّٰہ عنہا انّ بعض ازواج النّبی صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم قلن للنبی صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم ایّنا اسرع بک لحوقاً قال اطولکن یداً فاخذوا قصبۃ یذرعونہا وکانت سودۃ اطولھنّ یداً فعلمنا بعد انما کان طول یدھا الصدقۃ وکانت اسرعنا لحوقاً بہٖ زینب وکانت تحبّ الصدقۃ۔
حضرت نبی کریم صلعم نے اپنی ازواج مطہرات سے فرمایا تم میں سے سب سے پہلے میری وفات کے بعد جو آکر اگلے جہان میں ملے گی وہ وہ ہے جس کے ہاتھ تم سب سے زیادہ لمبے ہیں۔ بیویوں نے حضورؐ کے سامنے ہی اپنے اپنے ہاتھ ناپے تو لمبے ہاتھ حضرت سودہؓ کے تھے مگر وفات سب سے پہلے حضرت زینب رضؓ نے پائی جس سے معلوم ہوا کہ لمبے ہاتھ سے مراد ظاہری ہاتھوں کا لمبا ہونا نہ تھا بلکہ سخاوت کرنے والی مراد تھی۔

ج۔ بعض اوقات ایک انسان پیشگوئی کرتا ہے لیکن پوری وہ دوسرے کے ہاتھوں ہوتی ہے انا نائم اتیت بمفاتیح خزائن الارض فوضعت فی یدی قال ابوھریرۃ وقد ذھب رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم وانتم تنتثلونہا۔
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں سو رہا تھا تو میرے پاس زمین کے خزانوں کی چابیاں لائی گئیں اور میرے ہاتھ میں دے دی گئیں حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم رخصت ہو گئے اور تم یہ خزانے نکال رہے ہو۔

د۔ مامور کی ساری پیشگوئی کا اس کی زندگی میں پورا ہونا ضروری نہیں فاصبر انّ وعد اللّٰہ حقٌ فامّا نرینّک بعض الذی نعدھم او نتوفینّک فالینا یرجعون۔ سو اگر ہم تجھے بعض وہ باتیں دکھائیں جن کا ہم ان سے وعدہ کرتے ہیں یا تجھے وفات دے دیں تو ہماری طرف ہی وہ لوٹائے جائیں گے۔ چنانچہ آنحضرت صلعم کی بیشمار پیشگوئیاں آپ کے وصال کے بعد سے آج تک پوری ہو رہی ہیں۔

ہ۔ بعض اوقات پیشگوئی بھی منسوخ ہو جاتی ہے۔
وما کان لرسولٍ ان یّاتی بآیۃٍ الّا باذن اللّٰہ لکل اجلٍ کتاب یمحو اللّٰہ ما یشاء ویثبت۔ اور کسی رسول کے لئے نہ تھا کہ سوائے اللہ کے حکم کے نشان لاتا۔ ہر پیشگوئی کی میعاد کے لئے ایک حکم معین ہے اللہ تعالےٰ جو چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور جو چاہتا ہے قائم رکھتا ہے۔

و۔ جو وعید کی پیشگوئیاں ہوتی ہیں جن میں کسی عذاب یا تکلیف کے متعلق اطلاع دی جاتی ہے ان میں تخلّف جائز ہے۔ یہ اُس انسان پر موقوف ہے جس کے متعلق پیشگوئی ہوتی ہے۔ قرآن مجید میں تین طرح کی مثالیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ جو عذاب کی پیشگوئی سُن کر بھی پروا نہ کریں تو وہ سزا سے نہیں بچ سکتے۔ ھذہٖ ناقۃ اللّٰہ لکم آیۃً فذروھا تاکل فی ارض اللّٰہ ولا تمسّوھا بسوءٍ فیاخذکم عذابٌ الیمٌ۔ حضرت صالح علیہ السلام اپنی قوم کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں۔ یہ اللہ کی اونٹنی تمہارے لئے نشان ہے سو اس کو چھوڑ دو اللہ کی زمین میں چرے اور اس کو کوئی دُکھ نہ پہنچاؤ۔ ورنہ تمہیں دردناک عذاب پکڑے گا۔ فعقروا النّاقۃ وعتوا عن امر ربھم وقالوا یٰصالح ائتنا بما تعدنا ان کنت من المرسلین فاخذتھم الرجفۃ فاصبحوا فی دارھم جٰثمین۔ پس انہوں نے اونٹنی کو مار ڈالا اور اپنے رب کے حکم سے سرکشی کی اور کہا اے صالح وہ عذاب لے آ جس سے تو ہم کو ڈراتا تھا اگر تو رسولوں میں سے ہے تب ان کو زلزلے نے آن پکڑا سو وہ اپنے گھروں میں پڑے کے پڑے رہ گئے۔ کان لم یغنوا فیھا گویا کہ ان میں بسے ہی نہ تھے۔

۲۔ جو پیشگوئی سُن کر پُورے طور پر تائب نہیں ہوتے بلکہ وقتی طور پر ڈر جاتے ہیں بظاہر اگر نہ بھی وہ اعلان کریں پھر بھی خدا تعالیٰ انہیں مہلت دے دیتا ہے اور ادنیٰ رجوع سے بھی عذاب ٹل سکتا ہے اگر اس مہلت سے فائدہ اُٹھا کر پھر مخالفت شروع کر دیں تو خدا تعالےٰ پھر عذاب نازل کر کے انہیں سزا دیتا ہے۔ جیسے حضرت موسےٰ علیہ السلام قوم کی سرکشی پر ان کو عذاب کی اطلاع دیتے ہیں۔ جب عذاب آ جاتا ہے تو وہ موسےٰ علیہ السلام کے پاس آ کر کہتے ہیں۔ یٰایھا السّاحر ادع لنا ربک بما عھد عندک اننا لمھتدون۔ اے جادوگر ہمارے لئے اپنے ربّ سے دُعا کر جیسا اس نے تجھ سے عہد کیا ہے ہم ضرور ہدایت پانے والے ہیں۔ فلما کشفنا عنھم العذاب اذا ھم ینکثون۔ پس جب ہم نے ان سے عذاب دُور کر دیا تو وہ عہد شکنی کرنے لگے۔ پھر جب عذاب آیا تو وہ خدا کے حضور دُعا کرتے ہیں۔ ربّنا اکشف عنا العذاب انّا مؤمنون۔ ہمارے ربّ ہم سے عذاب دُور کر ہم ایمان لانے والے ہیں انّا کاشفوا العذاب قلیلاً انکم عائدون۔ ہم عذاب کو تھوڑی دیر کے لئے دُور کر دیں گے تو پھر دوبارہ کرتوت کرنے لگ جائیں گے۔

۳۔ جو پیشگوئی سُن کر خدا تعالےٰ سے ڈر جاتے ہیں اور توبہ اور استغفار میں لگ جاتے ہیں خدا تعالےٰ انہیں عذاب سے بچا لیتا ہے جیسے یونس علیہ السلام کے واقعہ میں لکھا ہے۔ فلولا کانت قریۃٌ اٰمنت فنفعھا ایمانھا الّا قوم یونس لمّا اٰمنوا کشفنا عنھم عذاب الخزی فی الحیٰوۃ الدنیا۔ کیوں کوئی ایسی بستی نہ ہوئی کہ ایمان لاتی تو اس کا ایمان نفع دیتا سوائے یونس کی قوم کے جب وہ ایمان لائے تو ہم نے دنیا کی زندگی میں ان سے ذلّت کا عذاب دُور کر دیا۔ مفسرین نے لکھا ہے۔ ان اللّٰہ بعث یونس الیٰ اھل نینوی وھی ارض الموصل فکذبوہ فواعدھم بنزول العذاب فی وقتٍ معینٍ وخرج عنھم مغاضباً۔ کہ اللہ تعالےٰ نے علاقہ موصل کے شہر نینوی کی طرف حضرت یونس کو بھیجا اہل قریہ نے ان کو جھٹلایا تب یونس علیہ السلام نے انہیں معین وقت میں نزول عذاب کی وعید سنائی اور ناراض ہو کر چلے گئے۔ فلما مضت خمس وثلاثون اتامت السماء غیماً اسود ھائلاً یدخن دخاناً شدیداً ثم یھبط حتی یغشی مدینتھم ویسود سطوحھم فلبسوا المسوح و برزوا الی الصعید بانفسھم ونساءھم وصبیانھم .... واظھروا الایمان والتوبۃ وتضرعوا فرحمھم وکشف عنھم وکان یوم عاشورا یوم الجمعۃ۔ جب ۳۵ دن گذر گئے اور سخت خوفناک سیاہ دھواں دھار بادل آیا اور اس نے ان کے شہر کو ڈھانپ لیا اور ان کی ظاہری سطح کو سیاہ کر دیا تب انہوں نے ٹاٹ پہنے اور عورتوں بچوں سمیت میدان میں نکلے اور انہوں نے ایمان و توبہ کا اظہار کیا تب اللہ تعالےٰ نے ان پر رحم کیا اور اس عذاب کو ٹال دیا یہ واقعہ روز جمعہ عاشوراء کے دن ہوا۔

پیشگوئی کے متعلق یاد رکھنے والے یہی امور ہیں جن سے ناحق شناس اور سنّت اللہ سے ناواقف ضد و عداوت کی وجہ سے ٹھوکر کھاتے ہیں۔ حالانکہ قرآن مجید اور احادیث میں جب ہم پیشگوئی کے فلسفہ کو دیکھتے ہیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک سائنس ہے جس کی اصطلاحیں استعاروں اور کنایوں سے ترکیب پاتی ہیں اور ابہام اور احتمال اور ذوالوجوہ ہونا ان میں لازمی امر ہے جیسا کہ آپ مندرجہ بالا سطور میں دیکھ چکے ہیں۔ اسی طرح مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلّم کی آخری زمانہ کے متعلق جو پیشگوئیاں ہیں کہ جب دنیا والے مذہب سے دُور، روحانیت سے بیگانہ اور احکام خداوندی سے لاپروا ہو جائیں گے۔ فتنہ دجّال زوروں پر ہو گا تو اس وقت ایک مسیحی صفت انسان دنیا کی مسیحائی کے لئے مبعوث کیا جائے گا۔ دجّالی دَور کے پیش آمدہ واقعات اور مسیح موعود کی علامات کی حضرت نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُمّتِ مسلمہ کو نہ صرف خدا تعالےٰ سے خبر پا کر اطلاع دی بلکہ کشفی اور روحانی آنکھ سے دیکھ کر ان کی تمام تفصیلات بھی بیان فرما دیں۔ دجّال اور یاجوج ماجوج اور نزولِ مسیح کی پیشگوئی کے متعلق بھی جتنے امور ہیں چونکہ وہ آپ کو رُوحانی آنکھ سے دکھلائے گئے ہیں اس لئے ان میں مجاز اور استعارہ کا رنگ غالب ہے اور وہ تعبیر طلب ہیں۔ ان کو پیشگوئیوں کی اسی کسوٹی سے جانچنا چاہیئے تاکہ ایک مسلمان آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی پیشگوئی کے مصداق کو مان کر خدا تعالےٰ کی ناراضگی سے بچ جائے۔ اور مسیح موعود کے دامن سے وابستہ ہو کر دین کی خدمت کی توفیق پا سکے ؂

ضرورت رشتہ

عرض ہے کہ میرے ایک دوست جن کی عمر ۵۵ سال ہے اور ماہانہ آمدنی -/250 روپے ہے کسی بیوہ سے شادی کے خواہشمند ہیں جس کی عمر ۳۵ تا ۴۰ سال ہو۔

خاکسار حاجی علم دین مسلم ہائی سکول ..... لاہور

درخواست دُعا

نیلا گنبد کے بشیر احمد صاحب چیف اکاؤنٹنٹ ..... بہت دنوں سے بیمار ہیں اور میو ہسپتال لاہور میں صاحب فراش ہیں۔ احباب کرام سے درخواست ہے کہ ان کی صحت یابی کے لئے صدق دل سے دعا فرمائیں۔

پروفیسر محمد اقبال صاحب پشاور

تحریکِ احمدیت کا اثر عالمِ اسلام پر

مجددِ زمان مسیح موعودؑ حضرت مرزا صاحبؒ کی بعثت کے وقت مسلمانوں کے اندر چند ایک غلط عقائد جاگزین تھے جن سے اُن میں ایسی کمزوری پیدا ہو چکی تھی کہ عیسائی مشنری اسلام پر حملہ کرتے تھے اور مسلمانوں کے پاس ان کا کوئی جواب نہ تھا۔ ایک حیاتِ مسیح کا مسئلہ تھا۔ قرآنِ پاک کی آیت ما محمّدٌ الّا رسُول قد خلت من قبلہ الرّسل سے صاف ظاہر ہے کہ حضور نبی کریم صلعم سے پہلے جس قدر انبیاء تشریف لائے وہ سب فوت ہو گئے حضرت عیسٰے علیہ السلام بھی وفات پا گئے۔

عیسائی پادری بازاروں میں کھڑے ہو کر مسلمانوں کو جمع کرتے اور ان کو اپنے وعظ میں پُوچھتے کہ آپ کا نبی جو زمین میں دفن ہے وہ اچھا ہے۔ یا جو عیسائیوں کا نبی۔ یعنی حضرت مسیح جو خود مسلمانوں کے عقیدہ کے مطابق آسمان پر زندہ بیٹھا ہے۔ وہ افضل ہے۔ کس کو ماننا چاہیئے۔ مسلمان کے پاس اس کا کوئی جواب نہ تھا۔ حضرت مرزا صاحبؒ نے اس غلط عقیدہ کا قلع قمع کر دیا۔ اور مخالفینِ اسلام کے ہاتھ سے یہ کاری حربہ زمین پر گرا دیا۔ جو شخص احمدی ہوا اس کے ہاتھ میں حضرت مرزا صاحب نے ایسے مضبوط دلائل اور براہین قاطع دے دیئے کہ کوئی عیسائی اس مقابلہ نہ کر سکتا تھا۔ اور بھی کئی غلط عقائد کی اصلاح مجددِ زمانؒ کے ہاتھ سے ہوئی۔

حضرت مرزا صاحب کو اسلام کی بے بسی پر سخت درد تھا۔ فرماتے ہیں ؎

بیکسے شُد دینِ احمدؐ ہیچ خویش و یار نیست
ہر کسے در کارِ خود با دینِ احمدؐ کار نیست

اسلام کی حفاظت کے واسطے انہوں نے ایک جماعت تیار کی۔ بہت بلند پایہ شخصیتیں ان کے ساتھ ہو گئیں۔ حضرت مولینا نورالدین علیہ الرحمت مہاراجہ جموّں و کشمیر کے شاہی طبیب تھے۔ ان کو خط لکھا کہ دین کی خدمت کے لئے قادیان آجاؤ۔ اُنہوں نے جواب تحریر کیا کہ سب کچھ قُربان کرنے کو حاضر ہوں۔ اسلام کے لئے کاسہ گدائی لے کر گلی گلی۔ کوچہ کوچہ پھرنے کا اگر آپ حکم دیں تو مَیں اپنی زندگی اسی راہ میں نثار کر دوں گا حضرت خواجہ کمال الدین صاحب پشاور میں اعلیٰ وکالت کی پریکٹس کرتے تھے۔ ان کو بھی یہی لکھا کہ قادیان میں آجاؤ۔ اللہ تعالےٰ نے ان سے خدمتِ اسلام کا بے مثال کام لیا۔ حضرت مولینا محمدؐ علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ (امیر مرحوم) کو اللہ تعالےٰ نے صاحب القلم بنایا۔ حضرت مولینا صدرالدین صاحب کو مولانا نورالدین صاحب نے لکھا کہ پروفیسری چھوڑ کر قادیان میں آجاؤ۔ یہ دین کے پروانے قادیان میں جمع ہو گئے۔ جنہوں نے دین کو دنیا پر مقدّم کر کے دکھا دیا۔ بقول کسے ؏

جمالِ ہمنشیں درمن اثر کرد

ساری قوم کے اندر دینِ اسلام کا درد پیدا کر دیا۔ کیا مسیحائی ہے مسیح محمدیؐ اسی شان اور انہی صفات سے متصف ہونا چاہیئے تھا۔ مہدیٔ معہود نے مسلمانوں کی پستی اور اسلام کی کمزوری کے باطل خیال کو عام مسلمانوں کے دلوں سے دُور فرما دیا۔ اُن میں یقین پیدا کر دیا کہ اسلام برحق ہے۔ اِسلام کُل ادیان پر غالب آئے گا۔ ان میں قرآن کو سمجھنے اور اس پر غور و تدبّر کرنے کا جوش پیدا کر دیا۔ پشاور میں قاضی میر احمد صاحب جوڈیشنل کمشنر تھے۔ وہ احمدی نہ تھے انہوں نے پشاور میں اپنے بنگلہ پر قرآن کلاس کا سلسلہ جاری کیا۔ جو ہفتے میں ایک روز اس کلاس کے ہر ممبر کے گھر منعقد ہوتی حضرت مرزا صاحب نے درس و تدریس قرآن پاک کا تعلیم یافتہ طبقہ میں چرچا اور ولولہ پیدا کر دیا۔

حضرت مجددِ زمانؒ کو دینِ اسلام کی بے بسی کا دن رات غم تھا۔ ایک دفعہ آپ امرتسر تشریف لے گئے اور مولینا عبداللہ غزنوی سے کہا آپ کو الہام بھی ہوتا ہے آپ ہمارے لئے ایک دعا کریں کہ ہمارا ایک مُدعا ہے وہ پُورا ہو۔ میں بتلاؤں گا نہیں کہ وہ مدعا کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ در پوشیدہ داشتن برکت است من انشاء اللہ دعا خواہم کرد و الہام امر اختیاری نیست۔ یعنے مُدعا پوشیدہ رکھنے میں برکت ہے۔ میں انشاء اللہ دُعا کروں گا۔ اور الہام کا ہونا اپنے اختیار میں نہیں ہے۔

حضرت صاحب امامِ وقت ہیں۔ سینہ میں قلب میں بڑی وسعت ہے۔ اپنے ہم عصر مسلمانوں میں صاحب الہام بزرگوں کے وجود کے قائل ہیں دل میں اسلام کے غلبہ کی تڑپ اور عشق ہے۔ اسی وجہ سے امرتسر میں مولینا غزنوی کی خدمت میں حاضر ہو کر ان سے دُعا کی درخواست کرتے ہیں۔ آپ لکھتے ہیں کہ مولانا غزنوی صاحب سے ملاقات کر کے مَیں قادیان واپس آگیا۔ اور میرا مُدعا دُنا کرانے کا یہ تھا کہ دینِ محمدؐ کا خدا مددگار ہو۔ مسلمان بڑی پستی کی حالت میں ہیں۔ حضرت صاحب کے قادیان واپس آجانے کے چند روز بعد مولینا غزنوی صاحب کا خط آیا۔ "ایں عاجز برائے شما دُعا کردہ بُود۔ القاء شد و انصرنا علے القوم الکافرین۔" اور بعد میں یہ بھی فرمایا کہ مَیں نے دیکھا ہے کہ قادیان میں ایک نور اُترا ہے لیکن میری اولاد اس سے محروم رہی۔

انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا کی گواہی قابلِ غور ہے۔ اس میں اسلام میں نئی تحریکات (Movements in Islam) کے عنوان کے ماتحت پہلے چھوٹا سا ذکر بابی۔ بہائی تحریک کا ہے پھر احمدیہ تحریک کے متعلق بہت لمبا مضمون دیا ہے اور لکھا ہے یہ جماعت اسلام کا پروپیگنڈا کرنے والی جماعت ہے۔ وہ اسلام کی اشاعت کے واسطے چندے دیتے ہیں پمفلٹ چھاپ کر تقسیم کرتے ہیں۔ یورپ میں اس قوم کے اسلامی مشن کام کر رہے ہیں۔ نہ صرف یہ کہ غیر مسلموں کو دائرۂ اسلام میں داخل کر رہے ہیں بلکہ اس تحریک نے مسلمانوں کے تعلیم یافتہ طبقہ کو اسلام سے نکل جانے اور دُور ہوتے جانے سے بچا لیا ہے اور پھر ان کے دلوں میں اسلام کی عظمت بٹھا دی ہے"

یہی حضرت صاحب کا الہام ہے جو انکے یوم وصال کے قریب آجانے کے متعلق ہے۔ "وقتِ تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں بر منارِ بلند تر افتاد"

طاہر عرفانی

(بچوں کے لیے)

حضرت مجددِ زمان رحمۃ اللہ علیہ کی حق گوئی

ہمارے حضرت مرزا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالےٰ نے اسلام کی خدمت کے لئے مجدد بنایا۔ آپ اللہ اور اس کے حبیب پاک خاتم النبیّین محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے فدائی اور جاں نثار تھے۔ اور بڑی سے بڑی آزمائش کے وقت بھی خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت ترک نہیں کرتے تھے۔

اسلام نے ہر حالت میں سچ بولنے کا حکم دیا ہے خواہ اس کے بدلے میں انسان کو مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑے۔ پہلے بزرگانِ دین کی طرح ہمارے حضرت صاحبؒ بھی ہمیشہ سچ بولتے تھے۔ آیئے ہم آپ کو ایک واقعہ سُنائیں جس سے حضرت صاحب کی صاف بیانی اور قوتِ عمل و ایمان کا کسی قدر اندازہ ہوتا ہے

۱۸۷۶ء کے قریب کا زمانہ تھا۔ آپ نے اسلام کی تائید میں ایک کتاب لکھی، اور اسے چھپنے کے لئے ڈاک کے ذریعے امرتسر کے ایک مطبع (چھاپہ خانہ۔ پرنٹنگ پریس) میں بھیج دیا۔ اور مضمون کے ساتھ ہی ایک رقعہ بھی لکھ کر کاغذات میں رکھ دیا، اس رُقعہ میں کتاب کی طباعت (چھپائی) کے سلسلے میں کچھ ہدایات درج تھیں۔

ڈاک خانے کے قواعد کے مطابق کسی کتاب کے مسودے کے ساتھ کوئی چھٹی ارسال نہیں کی جا سکتی۔ مطبع کا مالک رلیا رام عیسائی تھا۔ اسے حضرت صاحب سے خواہ مخواہ کا بیر تھا۔ کیونکہ حضرت صاحبؒ نے اسلام کی تائید اور عیسائیت کی تردید میں بھی مضامین لکھے تھے۔

چنانچہ مطبع کے مالک نے حضرت صاحبؒ کی چھٹی ڈاک خانہ کے افسر کو بھیج دی تاکہ قانون توڑنے کی بناء پر آپ کو سزا دی جائے۔

مقدمہ عدالت میں پیش ہو گیا، جج انگریز تھا۔ ڈاک خانے کا اعلیٰ افسر بھی انگریز تھا۔ وہ دونوں مسلمانوں کے سخت دشمن تھے، دستور کے مطابق حضرت صاحب نے ایک وکیل سے مشورہ کیا، وکیل نے کہا کہ معمولی بات ہے، آپ عدالت میں کہہ دیجئے کہ یہ چھٹی میری نہیں۔ عدالت آپ کا کچھ نہیں بگاڑ سکے گی، "لیکن یہ چھٹی تو میری ہی ہے" حضرت صاحب نے فرمایا۔ اس پر وکیل نے کہا کہ اگر آپ انکار نہیں کریں گے تو پھر سزا سے نہیں بچ سکیں گے، آپ نے فرمایا "جو ہو سو ہو میں کسی صورت میں بھی غلط بیانی سے کام نہیں لوں گا"

آپ جج کے سامنے کمرہ عدالت میں پیش ہوئے۔ آپ نے جج کے دریافت کرنے پر بلا تامّل فرمایا "یہ چھٹی میری ہی ہے، لیکن مسودے کے ساتھ بھیجنے سے میری غرض قانون شکنی نہ تھی۔ مَیں نے اس خیال سے اسے بھیجا تھا کہ اس میں کوئی ذاتی بات نہیں بلکہ کتاب کی اشاعت کے متعلق ہی چند ہدایات تھیں"

آپ کی راست گوئی اثر کر گئی۔ جج نے آپ کی تائید کی تو افسر ڈاک خانہ نے آپ کے خلاف دلائل پیش کرنے شروع کر دیئے، لیکن جج کا سینہ کھل چکا تھا اور حضرت صاحب کی بے گناہی اس پر واضح ہو چکی تھی، اس لئے اس نے افسر ڈاک خانہ کی ہر دلیل پر NO، NO (نہیں، نہیں) کے الفاظ کہے، جب وہ افسر اپنی بحث ختم کر چکا تو جج نے حضرت صاحب سے مخاطب ہو کر کہا "آپ تشریف لے جایئے۔ آپ بری ہیں" حضرت صاحب خنداں و فرحاں باہر آگئے اور سجدے میں گر کر خدا کا شکر ادا کیا۔

پیارے بچّو! آپ مُسلمان ہیں۔ اور حضرت صاحبؒ سے محبت اور عقیدت رکھتے ہیں۔ ہمارے ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ ہم حضرت مسیح موعود، بزرگانِ دین اور سب سے بڑھ کر اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوۂ حسنہ پر عمل کرتے ہوئے ہمیشہ سچ بولیں، سچ کے راستے میں کسی مصیبت سے نہ ڈریں اور اس طرح اپنے رحیم و کریم خدا کی خوشنودی حاصل کریں، اللہ تعالےٰ ہم سب کو راست گوئی کی توفیق بخشے۔ آمین۔

وہ شخص غلطی کرتا ہے جو میرے الہام میں لفظ "نبی" سے حقیقی نبوت اور رسالت مراد لیتا ہے

ہمیں بجز خادم اسلام ہونے کے کوئی دعویٰ بالمقابل نہیں ۔ مکتوب حضرت مسیح موعودؑ، مندرجہ اخبار "الحکم" جلد ۳ نمبر ۲۹ ۔ مؤرخہ ۱۷ اگست ۱۸۹۹ء

مجیّ عزیزی اخویم!

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

عنایت نامہ پہنچا، حال یہ ہے کہ اگرچہ عرصہ بیس سال سے متواتر اس عاجز کو الہام ہوا ہے کہ اکثر دفعہ ان میں رسول یا نبی کا لفظ آگیا ہے جیسا کہ یہ الہام ہوا ھُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْھُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ ۔ اور جیسا کہ الہام ہوا جَرِیُّ اللّٰہِ فِیْ حُلَلِ الْاَنْبِیَاءِ اور جیسا کہ یہ الہام ہوا :۔ "دنیا میں ایک نبی آیا، مگر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا"[1] ۔ ایسے ہی بہت سے الہام ہیں جن میں اس عاجز کی نسبت نبی یا رسول کا لفظ آیا ہے لیکن وہ شخص غلطی کرتا ہے جو ایسا سمجھتا ہے کہ اس نبوت اور رسالت سے مراد حقیقی نبوت اور رسالت ہے جس سے انسان خود صاحب شریعت کہلاتا ہے بلکہ رسول کے لفظ سے اسی قدر مراد ہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے بھیجا گیا اور نبی کے لفظ سے صرف اسی قدر مراد ہے کہ خدا تعالیٰ سے علم پاکر پیشگوئی کرنے والا، یا معارف پوشیدہ بتانے والا ۔ سو چونکہ ایسے لفظوں سے جو محض استعارہ کے رنگ میں ہیں، اسلام میں فتنہ پڑتا ہے اور اس کا نتیجہ سخت بد نکلتا ہے، اس لئے اپنی جماعت کی معمولی بول چال اور دن رات کے محاورات میں یہ لفظ نہیں آنے چاہئیں اور دلی ایمان سے سمجھنا چاہیئے کہ نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوگئی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ اس آیت کا انکار کرنا یا استخفاف کی نظر سے دیکھنا درحقیقت اسلام سے علیحدہ ہونا ہے ۔ جو شخص انکار میں حد سے گذرتا ہے جس طرح کہ وہ ایک خطرناک حالت میں ہے اسی طرح وہ جو شیعوں کی طرح اعتقاد میں حد سے گذر جاتا ہے ۔ جاننا چاہیئے کہ خدا تعالیٰ نے اپنی تمام نبوتوں اور رسالتوں کو قرآن شریف اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم کر دیا ہے اور ہم محض دین اسلام کے خادم بن کر دنیا میں آئے ہیں اور دنیا میں بھیجے گئے ہیں، نہ اس لئے کہ اسلام کو چھوڑ کر کوئی اور دین بناویں ہمیشہ شیطان کی رہزنی سے اپنے تئیں بچانا چاہیئے اور اسلام سے محبت سچی رکھنی چاہیئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کو بھلانا نہیں چاہیئے ۔ ہم خادم دین اسلام ہیں اور یہی ہمارے ظہور کی علت غائی ہے اور نبی اور رسول کے لفظ استعارہ اور مجاز کے رنگ میں ہیں ۔ رسالت لغت عرب میں بھیجے جانے کو کہتے ہیں اور نبوت یہ ہے کہ خدا سے علم پاکر پوشیدہ حقائق اور معارف کو بیان کرنا ۔ سو اسی حد تک مفہوم کو ذہن میں رکھ کر دل میں اس کے معنے کے موافق اعتقاد کرنا مذموم نہیں ہے ۔ مگر چونکہ اسلام کی اصطلاح میں نبی اور رسول کے یہ معنے ہوتے ہیں کہ وہ کامل شریعت لاتے ہیں یا بعض احکام شریعت سابقہ کو منسوخ کرتے ہیں یا نبی سابق کی امت نہیں کہلاتے اور براہ راست بغیر استفادہ کسی نبی کے خدا تعالیٰ سے تعلق رکھتے ہیں اس لئے ہوشیار رہنا چاہیئے کہ اس جگہ بھی یہی معنے نہ سمجھ لیں ۔ کیونکہ ہماری کتاب بجز قرآن کریم کے نہیں ہے اور کوئی دین بجز اسلام کے نہیں ہے اور ہم اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں اور قرآن شریف خاتم الکتب ہے ۔ سو دین کو بچوں کا کھیل نہیں بنانا چاہیئے اور یاد رکھنا چاہیئے کہ "ہمیں بجز خادم اسلام ہونے کے اور کوئی دعوےٰ بالمقابل نہیں اور جو شخص ہماری طرف اس کے خلاف منسوب کرے وہ ہم پر افتراء کرتا ہے ۔ ہم اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ فیض و برکات پاتے ہیں اور قرآن کے ذریعہ سے ہمیں فیض معارف ملتا ہے ۔ سو مناسب ہے کہ کوئی شخص اس ہدایت کے برخلاف کچھ بھی دل میں نہ رکھے، ورنہ وہ خدا تعالیٰ کے نزدیک اس کا جواب دہ ہوگا ۔ اگر ہم اسلام کے خادم نہیں تو ہمارا سب کاروبار عبث اور مردود اور قابل مواخذہ ہے ۔ زیادہ خیریت، والسلام ۔ مؤرخہ ۱۷ اگست ۱۸۹۹ء ۔ (مرزا غلام احمد)

---

[1] نوٹ :۔ ایک قرأت اس الہام کی یہ بھی ہے :۔ کہ "دنیا میں ایک نذیر آیا" اور یہی قرأت براہین احمدیہ میں درج ہے اور فتنہ سے بچنے کے لئے یہ دوسری قرأت درج نہیں کی گئی ۔

احمدیت نے عالم اسلام کو کیا دیا؟

(مقالہ افتتاحیہ بسلسلہ صفحہ ۴)

کر سکیں ۔ یہ ایک اور عطیہ ہے جو احمدیت نے عالم اسلام کو دیا آخر کیوں دوسرے مسلمانوں کو جن میں بڑے بڑے علماء اور فضلاء موجود تھے یہ توفیق نہ ملی کہ وہ آریہ سماج کے مقابلہ میں اسلام کا دفاع مؤثر طور پر کر سکیں، کیوں مولوی ثناء اللہ کو جو وہ بھی آریہ سماجیوں سے مناظرہ کیا کرتے تھے، جمعیتہ العلماء نے یہ خدمت تفویض نہ کی؟ ظاہر ہے کہ یہ احمدیت ہی تھی جس کو اللہ تعالیٰ نے اس کام کی توفیق عطا کی تھی ان کھلے واقعات کے ہوتے اگر آنکھیں بند کرلی جائیں اور خواہ مخواہ یہ سوال کیا جائے کہ احمدیت نے عالم اسلام کو کیا دیا؟ تو اس کا جواب سوائے اس کے کیا ہے کہ آنکھیں کھولئے اور احمدیت کی تاریخ کو واقعات و حقائق کی روشنی میں مطالعہ کیجئے آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ احمدیت نے اسلام کو جو کچھ دیا ہے وہ تاریخ اسلام کا ایک ایسا روشن باب ہے، جس کی نظیر تیرہ سو برس کی تاریخ میں نظر نہیں آتی ۔

ان کے علاوہ بیسیوں اور عطیات ہیں جو احمدیت نے عالم اسلام کو دیئے، ان سب کی تفصیل بہ سبب قلت گنجائش ان صفحات میں نہیں دی جا سکتی صاحب بصیرت کے سمجھنے کے لئے اسی قدر کافی ہے ۔ کاش مولوی ابوالحسن علی صاحب اس سے فائدہ اٹھا سکیں ۔

آخر میں ہم چند مسلمان زعما اور غیر مسلم مفکرین کی آراء اس غرض سے نقل کرتے ہیں کہ مولوی ابوالحسن علی صاحب کو معلوم ہو جائے کہ دنیا کے اہل بصیرت اصحاب احمدیت کو کیا سمجھتے ہیں :۔

(۱) مولانا عبدالماجد صاحب دریابادی جن کا مسکن ندوۃ العلماء کے بہت قریب ہے اور مولوی ابوالحسن علی سے ان کے ذاتی روابط ہیں جماعت احمدیہ کے شائع کردہ انگریزی ترجمۃ القرآن کے متعلق لکھتے ہیں :۔

"۱۹۲۰ء میں جب میں انگریزیت کے پھیلائے ہوئے زہر الحاد (رینسلزم اور ایگناسٹزم) میں غرق تھا مرحوم کے انگریزی ترجمہ قرآن ہی نے دستگیری کی وہ اگر اتفاق سے ایک عزیز کے پاس دیکھنے کو نہ مل جاتا تو خدا معلوم کتنی اور مدت تک میں بھٹکتا رہتا اور میری ہی طرح خدا معلوم اور کتنوں کے حق میں وہ شمع ہدایت ثابت ہوا ہوگا ۔"

فرمایئے احمدیت کا دیا ہوا ترجمہ قرآن جو مولانا عبدالماجد صاحب دریابادی جیسے شخص کے قلب کو نور ایمان سے منور کرنے کا موجب ہوا، اور وہی نہیں سینکڑوں دوسرے مسلمان اور غیر مسلم حضرات کے دلوں کو بھی اس ترجمہ سے ایمان کی روشنی نصیب ہوئی، یہ عالم اسلام کے لئے احمدیت کا چھوٹا سا عطیہ ہے؟

(۲) علامہ علاؤ الدین صدیقی صدر شعبہ اسلامیات پنجاب یونیورسٹی و صدر اسلامی مشاورتی کونسل حکومت پاکستان لکھتے ہیں :۔

"میں ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں اس بیدار مغز اور بیدار مقصد تبلیغی انجمن کو جو اسلام کی تبلیغ میں یقیناً کوتاہی نہیں کر رہی ہے"

(۳) اگر تعلیم اسلام کا مقصود واقعی بلند کرداری، حسن عمل اور طہارت نفس ہے (جس سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا) تو اس وقت غالباً جماعت احمدیہ ہی وہ جماعت ہے جس نے صحیح معنوں میں اس مقصد عظیم کو سمجھا اور اسے اجتماعی حیثیت بخشی (علامہ نیاز فتحپوری)

(۴) "قرآن مجید کی اشاعت اور عام مذہبی خدمت کے علاوہ اہم ترین کام جو لاہوری جماعت احمدیہ نے انجام دیا ہے وہ بیرونی ملکوں میں اشاعت اسلام ہے اس جماعت نے اتنا عملی کام کیا ہے کہ حیرت ہوتی ہے، عیسائی مشنری بھی عام طور پر تسلیم کر رہے ہیں کہ

۴۵

ان کے کام میں سب سے بڑی رکاوٹ پاکستانی مسلمان بالخصوص لاہور کے احمدی ہیں" (شیخ محمد اکرام ایم اے)

(۵) "اس وقت جماعت احمدیہ دنیا میں سب سے زیادہ اشاعت اسلام کرنے والی جماعت ہے" (انڈین اسلام مصنفہ مرے ٹی ٹائیٹس پی ۔ ایچ ڈی ۔ ڈی ڈی ۔)

(۶) "مسلمانوں میں فرقی جھگڑوں کی جو روح عام طور پر سرایت کر گئی ہے اس میں ایک دلچسپ استثناء جماعت احمدیہ ہے وہ صرف تبلیغ دین پر سارا زور صرف کرتی ہے اور سیاسیات سے الگ رہتی ہے" (ڈاکٹر زویمر کا عیسائی مشنری سہ ماہی رسالہ مسلم ورلڈ)

(۷) "اس تحریک کو یہ بھی فخر ہے کہ اس نے موجودہ حالات کے مطابق ایک نیا علم کلام بھی پیدا کر لیا ہے" (وہدر اسلام مصنفہ کرنل ایم ۔ ایل فیرز)

(۸) "جماعت احمدیہ لاہور بانی سلسلہ کو محض مجدد تسلیم کرتی ہے نہ کہ نبی، یہ جماعت رائے عامہ کو زیادہ پسند ہے، ان کا اثر اس سے بہت زیادہ وسیع ہے جو ان کی تعداد سے قیاس ہو سکتا ہے، ان کی مدافعت اسلام اور حفاظت دین کو بہت سے تعلیم یافتہ مسلمان قبول کرتے ہیں" (مسلم ورلڈ)

یہ ہے احمدیت اور یہ ہیں وہ عظیم الشان عطیات جو اس نے عالم اسلام کو دیئے، کاش مولوی ابوالحسن علی دل کی آنکھوں سے ان پر غور کریں اور ہمارے کہنے سے نہیں تو مذکورہ بالا مسلم زعماء اور غیر مسلم مفکرین کی آراء ہی کو جو واقعات پر مبنی ہیں چشم بصیرت سے مطالعہ کر کے معلوم کر لیں کہ "احمدیت نے عالم اسلام کو کیا دیا؟"

یومِ وصال حضرت مسیح موعودؑ کی تقریب پر

جماعت لائل پور کا سالانہ جلسہ

—— بشیر احمد سوز

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور شاخ لائل پور کا جلسہ سالانہ پریمیئر فلور ملز لائل پور میں مورخہ ۲۶ مئی ۱۹۶۷ء بروز جمعۃ المبارک حضرت مسیح موعود کے یوم وصال کے موقعہ پر اپنے پیارے امام زمان کی رُوح پُر فتوح کو نذرِ عقیدت پیش کرنے کے لئے اور اس کی یاد کو تازہ کرنے کے لئے منعقد ہوا جماعتہائے لاہور، جھنگ، خوشاب، ملتان، چک ۱۸ جنوبی (سرگودھا) لائل پور اور نواح کے احباب و خواتین کے علاوہ بعض ربوی دوستوں اور سرکاری و غیر سرکاری افسران، صحافیان لائل پور اور غیر از جماعت حضرات نے اس دینی جلسہ میں شرکت فرمائی۔ انتظامیہ جماعت لائل پور نے اس جلسہ کے انعقاد کے لئے جو کامیاب مساعی کیں۔ اور خدا تعالےٰ نے ان مساعی کو دن بھر کے ایمان افروز اور بھرپور اجتماع کی صورت میں قبول فرمایا۔ وہ قابلِ قدر نمونہ ہیں۔ اللہ تعالےٰ ان مساعی کو ان کی نیکیوں میں شمار کرکے ان کو اجرِ عاقبت سے نوازے۔ بڑے انتظام اور اہتمام سے یہ جلسہ منعقد کیا گیا۔ مطبوعہ دعوت نامے جاری کئے گئے۔ اور دُور دُور قریب کی جماعتوں اور احباب و حضرات کو مدعو کیا گیا۔ علماء سلسلہ نے دن بھر توحید و رسالت، دین اسلام اور امامِ زمانؑ اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کے موضوعات پر عالمانہ اور محققانہ تقاریر فرمائیں۔ جن سے ایمانوں میں تازگی پیدا ہوئی اور دلوں میں استقامت بڑھی۔

دوپہر کے کھانا کے بعد جو مکرم میاں شریف احمد صاحب نے مدعوئین اور مہمان حضرات کے اعزاز میں دیا۔ پریمیئر فلور ملز لائل پور کی اس مسجد میں نماز جمعہ سے مبارک اجتماع کی تقاریب کا آغاز ہوا جو الحاج شیخ میاں محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تعمیر کروائی تھی۔ اور جہاں شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی راتیں جاگتی تھیں۔ اور دن میں ذکر الٰہی جاری رہتا تھا۔ اپنی زندگی میں بھی اس مسجد کو رونق بخشی اور آخری زندگی کی ایک ابدی یاد کا نقش بھی اسی مسجد کے ایک پہلو میں چھوڑ دیا۔ ایسی یاد جو تاریخ تبلیغ اسلام میں ہمیشہ تازہ رہے گی اور محبانِ دین کے لئے مشعلِ راہ بھی۔ اللہ تعالےٰ مرحوم و مغفور پر اپنے انعام و اکرام کی حد درجہ بارش فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

جماعت احمدیہ کے قیام کی غرض

عالمی دینی اور تبلیغی انجمن اشاعت اسلام لاہور کے آنریری جنرل سیکرٹری مکرم ڈاکٹر اللہ بخش صاحب دامت برکاتہٗ نے خطبہ نماز جمعہ بر موضوع 'جماعت احمدیہ کے قیام کی غرض' ارشاد فرمایا۔ دوسرے پارہ کے پہلے رکوع کی تلاوت کرتے ہوئے آپ نے کہا کہ ان آیات میں جو تحویل قبلہ کا حکم دیا گیا ہے۔ اور اس بارے میں جو اعتراضات عائد کئے جاتے ہیں یہ نا سمجھی اور بے توفیقی کی وجہ سے ہیں یہ اعتراضات بے معنی ہیں۔ کیونکہ للّٰہ المشرق والمغرب۔ یہ باعث کہ منہ مشرق کی طرف کیا جائے یا مغرب کی طرف۔ خدا کی کوئی سمت مخصوص نہیں۔ خدا ہر جگہ موجود ہے وہ سمت اور زمان و مکان کی قیود سے بے نیاز ہے جس طرف اور جہاں کہیں منہ کر لو۔ خدا وہیں اور اسی جگہ موجود ہوگا ظاہر ہے کہ کعبہ کو خانۂ خدا بنانا حکمت اور اتحاد کے پیشِ نظر ہے بنی نوع انسان کی وحدت مقصود ہے۔ ارشاد الٰہی ہے کہ ہم نے تم کو اُمتِ وسط بنایا ہے تا تم لوگوں پر اسی طرح گواہی دینے والے بن جاؤ جس طرح حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم پر گواہ تھے۔ اس عالمگیر نظریہ —— کہ خدا ہر جگہ موجود ہے —— کے ہوتے ہوئے قبلہ تعین کرنے میں فوائد مقصود ہیں۔ یہ کہ یہ ایک درمیانی راستہ ہے۔ کعبہ اور قبلہ بنا کر وہاں خدا کو بٹھلا نہیں دیا۔ ایک سمت کا مقرر کرنا واجبا اور ضروری تھا۔ یہ راستہ امتِ وسط کے لئے دو انتہاؤں کے درمیان قائم کیا، حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی عمل سے بتلا دیا کہ آپؐ کی زندگی ہر معاملہ میں صراطِ مستقیم پر قائم ہے مسلمانوں کو یہ بھی حکم دیا ہے کہ تم بھی اپنے رسولؐ کی پیروی میں اُمتِ وسط بن جاؤ۔

مکرم ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت مبارک کا مقصد یہ تھا کہ خدا تعالیٰ کی آیات پڑھ کر سنائے اور اسی مقصدِ سعید کو اُمتِ وسط کے فرائض حیات میں سے بتا دیا کہ تم نے بھی اے مسلمانو اپنے مقاصد کی تعمیل و تکمیل کے لئے جہد و مساعی کرنا ہے تم نے بھی عالمِ انسانیت کو قرآن سکھلانا ہے بنی نوع انسان کا تزکیہ کرنا ہے اور ان کو حکمت سکھلانا ہے۔

مکرم ڈاکٹر صاحب نے آیت قرآنیہ ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر و یامرون بالمعروف و ینھون عن المنکر کا حوالہ دیتے ہوئے فرمایا کہ منشاء الٰہی یہ ہے کہ تم میں سے ایک جماعت اور ایک گروہ ایسا ہونا چاہیئے جو نیکی کی تحریک کرے اور نواہی سے روکے۔ یہی وہ غرض ہے جو ہمارے اس زمانہ کے امام حضرت مرزا غلام احمد صاحب علیہ السلام کے قیام جماعت کے سلسلہ میں پیش نظر تھی۔ چنانچہ جماعت کے قیام کے اغراض و مقاصد حضرت امام زمانؑ نے ایک مکتوب میں لکھتے ہیں (یہ مکتوب اسی اشاعت میں صفحہ ۴۴ پر درج ہے) ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ غیر از جماعت حضرات میں جملہ غلط فہمیوں میں سے ایک بڑی غلط فہمی قیام جماعت کے متعلق بھی ہے کہ اپنی نئی نبوت قائم کی گئی اور نیا تفرقہ اسلام میں ڈالا گیا ہے یہ غلط فہمی اس وجہ سے بھی ہوئی کہ قادیانی یا ربوہ کے دوستوں نے اپنے امام سے غلو کرکے انہیں حقیقی مقام سے بہت اُونچا کر دیا جس طرح مسیحیوں نے حضرت عیسیٰؑ کو غلو کی راہ اختیار کرکے خدا کا بیٹا اور خدا بنا دیا، اسی طرح ربوی دوستوں نے غلو کی راہ اپنا کر مجدد سے نبی بنا دیا اور حضرت صاحب کے لئے دشمنی اور عناد کا بیج بویا۔ انہوں نے بقول حضرت مسیح موعودؑ دین کو بچوں کا کھیل بنا دیا اور عالم اسلام کو امام زمانؑ سے متنفر اور ان کا مکذب بنا دیا۔ حضرت امام زمانؑ پر یہ ایک بڑا ظلم کیا ہے ان شیدائیوں اور فدائیوں نے۔ اور یہ ایک ٹریجڈی ہے کہ جو اس خدا تعالےٰ کے مامور کے مقام کو غلط طور پر پیش کرکے رسوائے زمانہ کیا گیا۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے جو مقاصد اوپر ذکر ہوئے ہیں ان مقاصد میں ایک یہ ہے کہ قرآن کریم کو سکھلانا اور اس میں سے معانی اور معارف و حقائق مضمرہ کو الم نشرح کرنا۔ اگر موجودہ زمانہ کی حالت پر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ حضرت امام زمان کی ماموریت کے وقت تبلیغ و اشاعت کے معاملہ میں ہر کہیں مایوسی چھائی ہوئی تھی۔ قرآن کریم کے تراجم کی بات تو کہیں دُور کی ہے انیسویں صدی کے آخر میں مسلمان یقین کرنے لگے تھے کہ اس دین کے فروغ کا اب کوئی راستہ نہیں ایسے مایوس کُن حالات میں حضرت امام زمانؑ نے جماعت قائم فرمائی جس کا مقصد اس مایوسی کو دُور کرنا تھا۔ پھر واقعات نے یہ رنگ اختیار کیا۔ کہ تبلیغ و اشاعت اسلام کے میدان میں جماعت احمدیہ ہی ایک واحد جماعت تھی چنانچہ احراری لیڈر چوہدری افضل حق نے اعتراف کیا کہ :-

"آریہ سماج کے معرض وجود میں آنے سے پیشتر اسلام جسدِ بے جان تھا جس میں تبلیغی حس مفقود ہو چکی تھی —— مسلمانوں کے دیگر فرقوں میں تو کوئی جماعت تبلیغی اغراض کے لئے پیدا نہ ہو سکی ...
- - - - - - - - - - - - -
ہاں ایک دل مسلمانوں کی غفلت سے مضطرب ہو کر اُٹھا۔ ایک مختصر سی جماعت اپنے گرد جمع کرکے اسلام کی نشر و اشاعت کے لئے بڑھا —— اپنی جماعت میں وہ اشاعتی تڑپ پیدا کر گیا جو سب مسلمانوں کے مختلف فرقوں کے لئے قابلِ تقلید ہے بلکہ دنیا کی تمام جماعتوں کے لئے نمونہ ہے۔"

(فتنۂ ارتداد اور پولیٹیکل قلابازیاں صفحہ ۶۶)

تبلیغِ اسلام بذریعہ دلائل و براہین

محترم ڈاکٹر صاحب نے خطبہ جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ اب تو درجنوں زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم ہو چکے ہیں۔ ایک وقت یہ حال تھا کہ مصر میں فتوے لگایا گیا کہ انگریز کافر ہے اور ان کی زبان میں ترجمہ کرنا کفر ہے۔ لیکن کہاں اب یہ صورت حال کہ ترجمے پر ترجمے شائع کئے جا رہے ہیں۔ کہاں یہ حالت کہ تبلیغ اسلام سے مایوسی ہی مایوسی کا عالم طاری تھا۔ اور کہاں اب یہ صورت کہ پچھلے دنوں انجمن حمایت اسلام لاہور کے سالانہ جلسہ میں صدرِ مملکت نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ انجمن کو دیگر تعلیمی اور سماجی کوششوں کے ساتھ ساتھ یہ بھی لازم ہے کہ وہ بیرونِ ملک اشاعت اسلام کے لئے جد و جہد کرے اور دنیا کی بڑی بڑی زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم کرنے چاہئیں تو یہ اُمنگ اور جرأت، یہ حوصلہ آخر کہاں سے پیدا ہوا۔ وہ صرف اس جماعت کے ہی دم قدم سے ہوا۔ کوئی دوسری جماعت بالمقابل ایسی نہیں جو اسلام کی نمایاں خدمات انجام دے رہی ہو۔ وجہ یہ ہے کہ قرآن کریم کو ہی صرف بیان کرنا کافی نہیں بلکہ اس کے اندر جو حکمت اور حقائق کے راز مخفی ہیں ان کو بتلانا بھی ضروری ہے۔ چونکہ یہ زمانہ عقل اور علم کی ترقیوں کا زمانہ ہے۔ اس زمانہ میں کوئی مذہب قابلِ قبول نہیں ہو سکتا جو عقل و علم کے معیار پر پُورا نہ اُترتا ہو۔

سیّدنا حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا میں تین صد محکم دلائل قرآن کریم اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت و حقانیت پر دیتا ہوں اور میں آج یقینی حکم سے کہہ رہا ہوں کہ حضرت امام زمانؑ کے پیش کردہ قرآنی حکمت و براہین اور دلائل کے بغیر کوئی شخص اسلام کو کامیاب کرکے نہیں دکھلا سکتا۔ بقول حضرت مسیح موعودؑ

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود
ندائے فتح نمایاں بنام ما باشد

یعنی ہر سعید میرے جھنڈے کے نیچے آکر کھڑا ہوگا۔ جو فتح ہوگی وہ میرے نام سے ہوگی۔ یہ کوئی شاعرانہ ترنگ نہیں یہ وہ حقیقت ہے جو ٹھوس بنیادوں پر قائم ہے۔ آج جو ضروریات دین ہیں وہ حاصل نہیں ہوسکتی ہیں جب تک اس سرچشمۂ فیض سے جس کو خدا تعالےٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کے ذریعہ جاری کیا حاصل نہ کیا جائے۔ بجز جماعت احمدیہ کیا کوئی دوسری اسلامی جماعت عیسائی مراکز میں جاکر تبلیغ اسلام کرسکتی ہے؟ جو اس سے سوال کرسکتے ہیں کہ تم کیوں ہمیں مسیحی مذہب چھوڑنے پر مجبور کرتے ہو۔ کیا تمہارا بھی ہماری طرح یہ ایمان نہیں کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام زندہ آسمان پر موجود ہیں اور حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے معجزے تمام انبیاء علیہم السلام سے بڑھ کر محیر العقول اور عظیم الشان تھے کیا ایسے خارق عادت معجزے تمہارے محمد رسول اللہ نے کبھی سرانجام نہیں دیئے ؟ اور کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام آخری زمانہ میں نہیں آئیں گے اور کیا وہ ملت اسلامیہ کی نجات کا موجب نہیں بنیں گے ؟ یہ وقت اسلام کی فتح کا تو کیا اسلام اور مسلمانوں کے لئے شکست کا دن ہوگا۔

تزکیہ نفوس بذریعہ نمونہ جماعت احمدیہ

تیسرا مقصد جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا قرآن کریم نے بیان فرمایا ہے وہ تزکیہ نفس ہے۔ تلاوت اور حکمت سکھانے کا مقصد یہ ہے کہ نفسوں میں پاکیزگی پیدا کی جائے۔ اگر تزکیۂ نفس نہیں اور صرف تبلیغ کے دعوے ہی دعوے ہوں اور ہزار ہا دلائل مہیا ہوں اپنی صداقت وحقانیت کے۔ تو وہ صرف کاغذی تصویر اسلام کی بن کر رہ جائے گی۔ حضرت امام زمان علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے آنے کا مقصد محض علمی غلطیوں کی اصلاح نہیں بلکہ اصل مقصد اخلاق کی اصلاح ہے حضرت امام زمانؑ نے فرمایا :۔

"چند دنوں سے ایک خیال میرے دماغ میں اس زور کے ساتھ پیدا ہو رہا ہے کہ اس نے دوسری باتوں سے مجھے بالکل محو کردیا ہے بس ہر وقت اٹھتے بیٹھتے وہی خیال میرے سامنے رہتا ہے۔ میں باہر لوگوں میں بیٹھتا ہوں اور کوئی شخص مجھ سے بات کرتا ہے تو اس وقت بھی میرے دماغ میں وہی خیال چکر لگا رہا ہوتا ہے۔ وہ شخص سمجھتا ہوگا کہ میں اس کی بات سن رہا ہوں مگر میں اپنے اس خیال میں محو ہوتا ہوں۔ جب میں گھر جاتا ہوں۔ تو وہاں بھی وہی خیال میرے ساتھ ہوتا ہے غرض ان دنوں یہ خیال اس زور کے ساتھ میرے دماغ پر غلبہ پائے ہوئے ہے کہ کسی اور خیال کی گنجائش نہیں رہی۔ وہ خیال کیا ہے ؟ وہ یہ ہے کہ میرے آنے کی اصل غرض یہ ہے کہ ایک ایسی جماعت تیار ہوجائے جو سچی مومن ہو۔ اور خدا پر حقیقی ایمان اور اس کے ساتھ حقیقی تعلق رکھے اور اسلام کو اپنا شعار بنائے اور آنحضرت صلعم کے اسوہ حسنہ پر کاربند ہو اور اصلاح وتقوےٰ کے راستے پر چلے اور اخلاق کا اعلےٰ نمونہ قائم کرے تا پھر ایسی جماعت کے ذریعہ دنیا ہدایت پاوے اور خدا کا منشاء پورا ہو۔ پس اگر یہ غرض پوری نہیں ہوتی تو اگر دلائل و براہین سے ہم نے دشمن پر غلبہ بھی پالیا اور اس کو پوری طرح زیر بھی کرلیا تو پھر بھی ہماری فتح کوئی فتح نہیں۔ کیونکہ ہماری بعثت کی اصل غرض پوری نہ ہوئی تو گویا ہمارا سارا کام رائیگاں گیا۔ مگر میں دیکھ رہا ہوں کہ دلائل و براہین کی فتح کے تو نمایاں طور پر نشانات ظاہر ہو رہے ہیں اور دشمن بھی اپنی کمزوری محسوس کرنے لگا ہے لیکن جو ہماری بعثت کی اصل غرض ہے اس کے متعلق ابھی جماعت میں بہت کمی ہے اور بڑی توجہ کی ضرورت ہے

پس یہ خیال ہے جو مجھے آج کل کھا رہا ہے اور یہ اس قدر غالب ہو رہا ہے کہ کسی وقت بھی مجھے نہیں چھوڑتا۔"

اگر جماعت میں عملی نمونہ تقوےٰ وطہارت کا ہے تو یہ مبارک بات ہے ورنہ توجہ کرنی چاہیئے کہ ہمارا اجماعی کردار تقوےٰ وطہارت میں زیادہ ہو اور بڑھے۔ کیونکہ قیام جماعت کی اصل غرض دلائل و براہین کی فتح حاصل کرنا نہیں بلکہ ایک متقی اور مطہر جماعت کا قیام ہے جو اپنے اجتماعی کردار سے زمانہ پر نیک اثر ڈالے۔ اور دوسری جگہ حضرت امام زمان علیہ السلام نے فرمایا :۔

"خدا تعالےٰ نے اس زمانہ میں چاہا ہے کہ لوگوں کو متنبہ کر دے ایک عیسائی سے پوچھنا چاہیئے کہ اگر مسلمان مل کر یہ عقیدہ قائم کرلیں کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام فوت ہوگئے ہیں تو اس کا نتیجہ کیا ہوگا یہی کہ عیسائیت دنیا سے نابود ہوجائے گی تعجب ہے کہ عیسائی تو مسلمانوں کی گردن کاٹنے کے واسطے ہتھیار استعمال کرتے ہیں اور مسلمان بھی اپنی گردن کٹواتے کے واسطے ان کی امداد میں کھڑے ہوجاتے ہیں ایسے وقت میں ان کی مثال یہی ہوتی ہے کہ ع

یکے بر سر شاخ و بُن مے بُرد

وفاتِ مسیحؑ کے سوا اور غلطیاں

سو اللہ تعالےٰ نے چاہا ہے کہ اس غلطی کو دُور کرے لیکن اس سلسلہ کو قائم کرکے اللہ تعالےٰ اور بہت سی غلطیوں کو دُور کرنا چاہتا ہے

دنیا پرستی

توحید صرف زبان پر رہ گئی ہے سچا موحد کوئی نظر نہیں آتا ہر ایک دل دُنیا کی محبت میں غرق ہو رہا ہے کسی کو دین کے واسطے ذرہ برابر کام کہا جاتا ہے تو وہ سوچ بچار میں پڑ جاتا ہے اس وقت دین غریب بیکس اور یتیم ہو رہا ہے یہ کلمہ نہایت موزون سچا اور بابرکت ہے حب الدنیا راس کل خطیئۃ دنیا کی محبت ہر بدی کی ابتداء ہے اکثر لوگ دنیا ہی سے محبت کے سبب ہلاک ہو رہے ہیں ورنہ وہ جانتے ہیں۔ کہ جس مذہب اور طریقہ کو انہوں نے اختیار کر رکھا ہے وہ اچھا نہیں اکثر ہندو اور آریہ دل سے جانتے ہیں کہ ان کے اصول اور فروع اچھے نہیں، ہزاروں عیسائی بخوبی آگاہ ہیں کہ عیسےٰ ایک انسان تھا۔ اور وہ خدا نہیں ہوسکتا لیکن دنیا کی محبت ہے جو انہیں کچھ کرنے نہیں دیتی۔ اور زیادہ تر عیسویت کی امداد میں عورتیں ہیں۔ جو جاہل ہیں اور شرک عورت سے ہی شروع ہوا ہے اور عورتوں کے ساتھ ہی اس کا قیام ہے یورپ کے عالم اور فاضل لوگ اس کے قائل نہیں ہو رہے اور درحقیقت عیسوی مذہب ہی ایسا ہے کہ فطرتِ انسانی اس کو دھکے دیتی ہے۔ فطرت اس کو مان ہی نہیں سکتی۔ اگر درمیان میں دنیا کا تعلق اور محبت نہ ہوتی تو ان کا ایک گروہ کثیر آج ہی مسلمان ہوجاتا۔ بعض لوگ مدت تک بظاہر عیسائی رہ کر بالآخر مرتے وقت یہ وصیت کرجاتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں اور ہماری تجہیز وتکفین اسلام کے مطابق ہو۔ اسلام لوگوں کے دلوں میں گھر کر رہا ہے اور یورپ اور ایشیا کے لوگ اندر ہی اندر اس بات کو بخوبی سمجھ رہے ہیں کہ دیگر تمام ادیان باطل ہیں مگر دنیا سب کو محبوب ہو رہی ہے یہ ایک زہر ہے جو ایک منٹ کیا ایک سیکنڈ میں ہلاک کردیتی ہے بڑا گناہ جو اس زمانہ میں پیدا ہوا ہے وہ حُبّ دنیا ہی ہے یہ ایک باریک زہریلا کیڑا ہے جو کہ خوردبین سے بھی نظر نہیں آتا۔

مسلمانوں کا نمونہ اشاعت اسلام کے لئے روک ہے

مسلمانوں کے اندرونی فرقے بھی بخوبی جانتے ہیں اور ان کے دل پہچانتے ہیں کہ کس فرقہ کے عمدہ اصول ہیں اور خدا تعالےٰ اس وقت کو نکر راضی ہوسکتا ہے مگر ان کی اندرونی حالتیں خراب ہیں۔ قرآن شریف میں آیا ہے قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ۔ "اے نبی تو کہہ دے کہ اگر تم اللہ تعالےٰ سے پیار کرتے ہو تو آؤ میری پیروی کرو۔ اللہ تعالےٰ تم سے محبت کرے گا۔ اب دیکھنا چاہیئے کہ کیا یہ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت کرتے ہیں کیا ان کی طرح آنحضرتؐ سُود لیتے تھے یا مداہنہ کرتے تھے یہ سب باتیں ان لوگوں میں پائی جاتی ہیں اور ان کی حالتیں وہ نہیں رہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متبعین کی ہوا کرتی تھیں چاہیئے کہ جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زندگی بسر کیا کرتے تھے اسی طرح زندگی بسر کریں تب سچے مسلمان ہوجائیں گے ان لوگوں کے دلوں میں اسلام کا مذہب نہیں رہا مگر کتب میں اور آثار میں اسلامی حقیقت موجود ہے۔ صحابہ رضؓ کی یہ حالت تھی کہ نہ دُنیا ان سے پیار کرتی اور نہ وہ دنیا سے پیار کرتے تھے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت میں ایک نئی زندگی حاصل کی تھی۔ اب دیکھنا چاہیئے کہ کیا ان لوگوں کا قدم صحابہ رضؓ کے قدموں پر ہے ہرگز نہیں۔ پس خدا تعالےٰ کا منشاء اس سلسلہ کے قیام سے یہ ہے کہ لوگ پھر اس راہ پر چلنے لگیں۔"

مُسلمان بھائیوں کے تعاون کی ضرورت

محترم ڈاکٹر صاحب ممدوح نے اپنی تقریر جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ اس سلسلہ کی غرض وغایت یہ ہے کہ :۔

(۱) اسلام کا فروغ ہو اور اس کا نام دنیا جہاں میں بلند و بالا ہو۔

(۲) اسلام کی غیر ادیان پر برتری ثابت کی جائے۔

(۳) ایک نئی جماعتی زندگی تقوےٰ وطہارت کی پیدا ہو۔ جو ماحول سے بالکل برعکس ہو۔ یہ ایک افسوسناک حقیقت ہے کہ پاکستان میں اسلام کا معاشرہ ہے اور اسلامی حکومت کا معاشرہ ہے۔ اس میں مسلمان کا اخلاق پست ہوتا جا رہا ہے اس حالت کے بدلنے کی ضرورت ہے۔ اور یہ ضرورت اسی وقت پوری ہوسکتی ہے جبکہ مسلمان بھائی اس جماعت سے بھرپور خلوص کے ساتھ تعاون کرکے اس جماعت کے علمی اور عملی مقاصد کی تکمیل کرنے کے لئے اجتماعی طاقت سے کام لیں اور ساتھ ہی ساتھ اپنی جماعت کو بھی توجہ کرنا ضروری ہے کہ یوں تو ہم تبلیغ اسلام کے لئے بہت ولولہ اور جوش رکھتے ہیں۔ یہ مبارک بات ہے لیکن اگر ہمارے اندر وہ نئی زندگی نہیں جو ماحول اور معاشرہ میں جنت کا امن وسکون پیدا کردے۔ تو یہ کس طرح ہوسکتا ہے کہ ہم اپنے مقاصد کی تکمیل میں سچے ہوں اور کس طرح ہم دیگر مسلمانوں کو تعاون و امداد کا پیغام دے سکتے ہیں اگر ہمارے اپنے اندر انتشار ہو یا افتراق ہو۔ ایک دوسرے کی خیرخواہی مدنظر نہ ہو۔ اپنے بھائی کا احترام اور اس کا پاس نہ کیا جائے تو ہم دنیا کو کیسے یہ پیغام دے سکتے ہیں کہ اسلام

(باقی بر صفحہ [illegible] کالم ۳)

لاہور میں تقریبِ یومِ وصالِ حضرت مسیح موعود رحمۃ اللہ علیہ

(بشیر احمد سوز)

تقریبِ یومِ وصال

ہمارے پیارے امام، اسلام کے بطلِ جلیل مجدّد صد چہاردہم حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود علیہ الرحمۃ نے تمام زندگی عظمتِ اسلام اور سربلندی دین اور ملّتِ اسلامیہ کی خدمات میں بلا عنس لاہور میں امیر قوم حضرت الحاج مولینا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ تعالےٰ کی زیرِ صدارت جلسہ منعقد ہوا۔ اس میں خواتین، احباب سلسلہ اور مسلم ہائی سکول لاہور کے نوجوان طلبا نے بھی شرکت فرمائی۔

تلاوتِ قرآن کریم اور نعت شریف

آغاز جلسہ میں صوفی بلال اسلم طالب علم مسلم ہائی سکول ۱ اور حافظ محمد زاہد صاحب طالب علم مسلم ہائی سکول ۲ نے قرآن کریم کی تلاوت فرمائی۔ اور محمد ارشاد صاحب مسلم ہائی سکول ۱ اور سلطان احمد اور رزاق احمد طلبائے مسلم ہائی سکول ۲ نے حضرت امام زمانؑ کے منظوم کلام سے بارگہ رسالت سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم میں نذرانہ عقیدت ترنم کے ساتھ پڑھا۔

ارشادات حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ

بعدہٗ حضرت امیرِ قوم ایدہ اللہ تعالےٰ نے سورۃ الحمد شریف کی تلاوت کرنے کے بعد فرمایا کہ ہمارے زمانہ میں تین ممتاز شخصیتیں ہوئی ہیں۔ ایک سرسید احمد خان صاحب، دوسرے قائداعظم محمد علی جناح اور تیسرے حضرت مرزا غلام احمد صاحب رئیس قادیان۔ سرسید احمد مرحوم نے علی گڑھ کالج کے ذریعہ مسلمانوں کو علمی لحاظ سے پستی سے بلندی تک لے جانے کے سامان پیدا کئے ان کی کوششوں سے مسلمانوں کو تعلیم کے ذریعہ رفعت نصیب ہوئی اگرچہ علماء نے ان پر اعتراضات کئے اور کفر کے فتوے بھی دیئے لیکن سرسید احمد کی ملی خدمات قیامت تک زندہ رہیں گی۔ پھر حضرت قائد اعظم نے مسلمانوں کو حکومت اور سلطنت دلوائی۔ اور ذہنی آزادی عطا کی۔ یہ سب سے بڑی نعمت خداوندی ہے جو آپ کو ملی۔ تیسرے بزرگ حضرت مرزا غلام احمد صاحب ہیں جنہوں نے ملّتِ اسلامیہ کی دینی اور روحانی رہنمائی کی خدمات سرانجام دیں ان سے پہلے مسلمانوں پر اسلام کے متعلق مایوسی چھائی ہوئی تھی۔ یاسیت کا عالم طاری تھا۔ عیسائیوں نے یورش کر رکھی تھی۔ مذہبی مناظروں کے علاوہ انہوں نے دولت کے خزانے انڈیل دیئے۔ ان کے مرد اور عورتیں اس کام میں ہمہ تن مصروف ہو گئیں کہ مسلمانوں کو مرتد کیا جائے۔ انہوں نے مسیحی اثر و نفوذ قائم کرنے کے لئے کالج بنائے، ہسپتال قائم کئے۔ دوسری طرف آریہ سماج اور برہمو سماج بھی اسلام پر حملہ آور تھی۔ ایسی بے کسی اور مایوسی کی حالت میں ایک گاؤں کے رہنے والے حضرت مرزا غلام احمد صاحب نے تنہا دشمنوں کا مقابلہ کیا۔ اور تقاریر و تحریر اور مباحثات کے ذریعہ سے عیسائیت اور آریہ سماج کی پیدا کردہ غلط فہمیوں کا ازالہ کرتے ہوئے اسلام کی حقانیت اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کو دلائلِ قاطعہ سے ثابت کیا، حضرت مرزا صاحب کے بیانات نے عیسائیوں کا ناطقہ بند کر دیا اور بالآخر انہوں نے مسیحی

اسی ضمن میں حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ نے شہر حصار میں میں ایک یورپین پادری جونز سٹیفن سے اپنے ایک مقابلہ کا ذکر کیا اور فرمایا کہ وہاں جب یہ خبر پہنچی کہ پادری مذکور آنے والا ہے تو وہاں کے مسلمانوں کو فکر لاحق ہوا اور وکلا کی مجلس میں اس بات پر غور کیا گیا کہ اس کے مقابلہ کے لئے کس عالم دین کو بلایا جائے۔ مختلف علماء کے نام لئے گئے اور مسترد کر دیئے گئے اور یہ فیصلہ کیا گیا کہ جماعت احمدیہ کے کسی عالم کو بلایا جائے۔ چنانچہ مجھے تار دی گئی جو ایک لمبے چوڑے خط کے طور پر تھی۔ اور اس میں تمام حالات بیان کئے گئے اور مجھے بلایا گیا۔ جب میں پہنچا تو میرے اور پادری صاحب کے اعزاز میں دعوت دی گئی۔ اس موقعہ پر پادری صاحب ایک ایک شخص سے ہاتھ ملاتے ہوئے گذر جاتے اور مجھ سے ہاتھ نہ ملاتے۔ اس کو لوگوں نے پہلی فتح قرار دیا اور اعلان کیا کہ کل پادری صاحب مولوی صاحب کی صدارت میں لیکچر دیں گے، پادری صاحب نے اٹھ کر کہا کہ نہیں مولوی صاحب صدر نہیں ہوں گے لوگوں نے اس کو دوسری فتح قرار دیا۔ اور پادری صاحب کو سمجھایا کہ مولوی صاحب کوئی ریمارک نہیں کریں گے مجبوراً انہیں ماننا پڑا۔ میں نے دوسرے دن ان کا تعارف کراتے ہوئے کہا کہ پادری صاحب کا مضمون نہایت شاندار ہے کہ خدا کی طرف سے انسانوں کی رہنمائی کے لئے جو لوگ آتے ہیں وہ Dynamic force لیکر آتے ہیں۔ یہ مضمون نہایت اعلےٰ ہے۔ گورونانک، لارڈ کرشنا، حضرت عیسےٰ، حضرت موسےٰ علیہم السلام اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سب کے سب Dynamic force رکھتے تھے۔ اس پر پادری صاحب نے اٹھتے ہی کہا کہ میرا یہ مضمون نہیں، میرا تو یہ مضمون حضرت عیسےٰ مسیح کے متعلق ہے کہ وہ ...... Dynamic force لے کر آئے تھے اور پھر جو کچھ پادری صاحب نے بیان کیا اس سے معلوم ہوتا تھا کہ انکا لیکچر بے ربط ہو گیا اور [illegible] ... پھر ختم ہو گئی۔ دوسرے دن پادری صاحب کی صدارت میں میں نے لیکچر دیا جس میں بتایا کہ اسلام میں خدا تعالےٰ کو رب العالمین کہا گیا ہے۔ اس کے فیوض اور برکات تمام اقوام پر یکساں اترتے ہیں۔ سب کے لئے ایک ہی سورج ہے۔ سب پر یکساں بارش ہوتی ہے ایسا ہی انسانوں کی روحانی تربیت کے لئے تمام اقوام کی طرف رسول آئے اور آخر میں تمام انسانوں کی ہدایت کے لئے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اسی لئے ان کو رحمۃ للعالمین کہا گیا ہے، میرے اس لیکچر میں ہندو، مسلمان، سکھ، عیسائی سب موجود تھے۔ جنہوں نے بڑی خوشی کا اظہار کیا۔

حضرت امام زمان کا یہی مشن تھا۔ آپ نے توحید و رسالت کی صداقت اور اسلام اور ملّتِ اسلامیہ کی حفاظت میں ہندوؤں، آریوں، عیسائیوں اور دہریوں سے چومکھی لڑائی لڑی۔ اور انہی کے فیض کا یہ نتیجہ ہے کہ آج اکنافِ عالم میں تبلیغ و اشاعت اسلام کا ڈنکا بج رہا ہے اور بقول حکیم اجمل خاں مرحوم ہماری تبلیغی کامیابیوں سے اسلامی دنیا میں یہ لہر چل گئی ہے کہ اسلام برحق ہے اور وہ دُنیا پر فتح پا سکتا ہے۔

حضرت امیر قوم ایدہ اللہ تعالےٰ نے حضرت امام وقت کے مطابق پہلے سے پیشگوئی کی گئی تھی۔

حضرت امیر قوم ایدہ اللہ تعالےٰ نے یہ بھی بتایا کہ حضرت امام زمان نے اپنی عربی تصانیف میں قرآن کریم کے حقائق و معارف کو جس فصاحت و بلاغت کے ساتھ بیان کیا ہے اور آپ نے چیلنج دیا ہے کہ ان کے مقابلہ میں کوئی ایسی تصنیف نہیں کر سکتا یہ وہ حقیقت ہے جس کی عربوں اور مصریوں نے تصدیق کی ہے۔

حضرت مولینا نے اپنی تقریر ختم کرتے ہوئے فرمایا کہ احبابِ سلسلہ کا فرض ہے کہ وہ اپنے امام کی تعلیمات پر عمل کریں صرف کسی کو مان لینا کچھ معنی نہیں رکھتا۔ جب تک اس کی تعلیمات کا عملی رنگ ان کے اندر نظر نہ آئے۔ اگر آپ کے اندر قرآن کریم اور سنّت رسول کی روشنی نہیں تو کوئی فائدہ نہیں۔ حضرت امام زمان کی رُوح پر فتوح پر برکات بھیجنے کا یہ ذریعہ ہے کہ اپنے عمل کو ان کے سانچہ میں ڈھال لیا جائے۔

تقریر حضرت مولینا شیخ عبدالرحمن صاحب مصری

حضرت امیر ایدہ اللہ کے بعد محترم مصری صاحب نے اپنی تقریر کا آغاز کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے مختلف قسم کی بدیاں مختلف اقوام میں پیدا ہوتی رہیں جن کو دُور کرنے اور راہ ہدیت دکھانے کے لئے مختلف قوموں میں اور مختلف وطنوں میں خدا تعالیٰ کی طرف سے رسُول آتے رہے لیکن حضرت نبی کریم صلعم کی بعثت کے وقت ظهر الفساد فی البر والبحر کا عالم تھا۔ اکنافِ عالم میں ہر قسم کی برائیاں اور بداخلاقیاں جاری و ساری تھیں اس لئے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ صرف موجودہ انسانیت بلکہ آنے والی نسلوں کی ہدایت اور تربیت کے لئے قیامت تک کے لئے مبعوث فرمایا گیا اسی لئے آپ پر نبوت و رسالت ختم ہے مگر آپ کی روحانی تاثیریں مجدّدین اور محدثین کے ذریعہ کام کرتی رہتی ہیں۔ یہ لوگ حضور صلعم کے نور سے فیضیاب ہو کر قیامت تک تمام انسانیت کی کمزوریوں کو دُور کرنے کے لئے آتے رہیں گے۔ آپ نے فرمایا کہ اُمتِ محمدیہ میں جس قدر مجدّد آتے رہے وہ حضرت نبی کریم صلعم کے نُور سے منوّر ہوتے رہے ہیں اور وقت کی ضرورت اور تقاضہ کے مطابق خاص خاص پیدا شدہ برائیوں کو دُور کرنے کا فریضہ ادا کرتے رہے۔ بالآخر چودھویں صدی میں وہ عظیم الشان مجدّد مبعوث ہوا جس کا زمانہ حضور نبی کریم صلعم کے زمانہ کے مطابق تھا۔ زمانہ کی حالت نہایت ناگفتہ بہ تھی۔ اس رجلِ عظیم نے

نہ صرف مسلمانوں کی اعتقادی، علمی اور عملی اصلاح کا بیڑا اُٹھایا بلکہ ادیانِ غیر کا بطلان اور دینِ اسلام کی صداقت کو واضح اور مبرہن کردیا ۔ حضرت اقدس نے زندہ خدا زندہ کتاب اور زندہ رسول پیش کرتے ہوئے صداقت اسلام کے خارق عادت معجزات دکھلائے۔

حضرت مولینا مصری صاحب نے اپنی تقریر کے آخر میں فرمایا کہ یہ جلسہ جو آج ہو رہا ہے یہ اس لئے نہیں کہ باتیں کریں اور چلتے بنیں - امام وقت کی غرض ایک ایسی جماعت پیدا کرنا تھی جو تقوے و طہارت کی پیکر ہو۔ تاکہ وہ اپنے پاک اور عملی نمونہ سے دنیا پر بھاری اثر ڈالے حضرت اقدس کے زمانہ میں اسی قسم کی فرشتہ سیرت جماعت معرضِ وجود میں آئی جو قول و فعل میں صادق اور راسخ تھی۔ اپنے عمل میں پختہ تھی ۔ آپ نے فرمایا کہ حضرت اقدس نے ہمارے ذمہ دعوت الی اللہ کا فریضہ عائد کیا ہے اس فریضہ کو تندہی اور عملِ پیہم سے دُنیا جہان میں سرانجام دینے کی ضرورت ہے ۔ اگر ہم سے غفلت ہوگئی تو ہمارا امامِ وقت کی جماعت میں ہونا کوئی فائدہ نہ دے گا - اللہ تعالےٰ بے نیاز ہے اس کا کام ہر زمانہ میں ہوتا رہا ہے اور ہوتا رہے گا اگر ہم نے یہ کام نہ کیا تو خدا کوئی اور قوم کھڑی کر دے گا۔ آخر میں حضرت مولینا نے دعا فرمائی کہ خدا ہمیں توفیق دے کہ ہم حضرت امام زمان کے مقام اور کام کو سمجھیں۔ اور خدا پر بصیرت افروز ایمان پیدا ہو۔ اے خدا تو ایسا ہی کر۔ آمین یا ارحم الراحمین ۔

تقریر مرزا مسعود بیگ صاحب

مصری صاحب کے بعد حضرت امیر نے مرزا مسعود بیگ صاحب کو تقریر کے لئے کہا۔ مکرم مرزا صاحب نے فرمایا کہ میرا عنوان تقریر کچھ اور تھا لیکن یہاں طلباء کی بیشتر تعداد دیکھ کر مجھے خوشی ہوئی ہے ۔ اس لئے میں نے اپنا عنوان بدل لیا ہے ۔ بچوں کو دو چیزیں زیادہ پسند ہوتی ہیں ایک تصویر اور دوسرے کہانی ۔ چنانچہ حسنِ اتفاق ہے یہاں دونوں چیزیں موجود ہیں ۔ جلسہ گاہ کے باہر تصاویر آویزاں ہیں ان میں مذاہب عالم کی داستان اور تعلیمات صوری رنگ میں بیان کی گئی ہیں ۔ اور کہانی میں بچوں کو سنا دیتا ہوں ۔ مکرم مرزا صاحب ممدوح نے بتلایا کہ دنیا میں جو نبی اور مرسل ہوئے ہیں ان کو ماننے والے تین قسم کے لوگ ہوتے ہیں ۔

(۱) اوّل وہ لوگ جو کسی منطق، ثبوت یا دلیل کے محتاج نہیں ہوتے - وہ مامور کا دعوےٰ سنتے ہی آمنا و صدقنا کہکر اطاعت اختیار کر لیتے ہیں جیسے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حضرت نبی کریم صلعم کا دعوےٰ سنتے ہی ایمان لے آئے۔

(۲) دوسرے وہ لوگ جو عذاب سے ڈر کر مامور و مرسل کو مانتے ہیں ۔

(۳) تیسرے وہ لوگ ہوتے ہیں جو انتظار کرتے رہتے ہیں کہ اس شخص کا کیا انجام ہوتا ہے ۔ اور پھر اس کی کامیابی اور جاہ و جلال کو دیکھ کر اور اس کی شان و شوکت سے متاثر ہو کر اطاعت اختیار کرتے ہیں جیسا کہ ابوسفیان نے فتح مکہ کے وقت اسلام قبول کیا۔

آپ نے فرمایا کہ اس زمانہ کے مجدّد وقت حضرت مرزا غلام احمد رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی میں بھی یہی چیز نظر آتی ہے ۔ حضرت مولینا نورالدین اعظم رح کی فطرت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی نظیر کی طرح تھی۔ انہوں نے براہین احمدیہ کا اشتہار پڑھ کر ہی امام زمان کو شناخت کر لیا اور ان کی بیعت کر لی۔ یہی حال شہزادہ عبداللطیف شہید رح کا تھا۔

دوسری قسم ان لوگوں کی تھی جو طاعون کی مہلک بیماری سے بچنے کے لئے سلسلہ میں داخل ہوئے اور ہزارہا کی تعداد میں بیعت ہوئے۔

اور تیسری قسم ان لوگوں کی ہے جنہوں نے حضرت امامِ زمان رح کے جاہ و جلال کو دیکھ کر جماعت میں شمولیت اختیار کی۔ اس تیسری قسم کی ذیل میں مکرم مرزا صاحب موصوف نے حضرت مسیح موعود کے سفر جہلم کی کہانی سنائی جو جنوری ۱۹۰۳ء میں ایک مقدمہ کے سلسلہ میں جو کرم دین سکنہ بھین نے آپ پر کیا تھا پیش آیا۔ اس مقدمہ کی تفصیل بیان کرتے ہوئے آپ نے سفر کے حالات بیان کئے اور فرمایا کہ لاہور، گوجرانوالہ وزیرآباد اور جہلم کے ریلوے اسٹیشنوں پر حضرت کی زیارت کے لئے بڑا ہجوم تھا اور لوگ اشتیاق دید کے لئے ایک دوسرے پر چڑھے ہوئے تھے اور پروانوں کی طرح اُمڈ آتے تھے۔ گاڑی بار بار لیٹ ہوتی رہی جس عدالت میں مقدمہ زیر سماعت تھا۔ اس کے ہندو مجسٹریٹ نے کھڑے ہو کر حضرت کا استقبال کیا۔ یہ خدائی کرشمہ تھا، ورنہ عدالت کا کام نہیں کہ کسی ملزم یا دوسرے فریق کے لئے کھڑے ہوں حضرت کے وکیل صفائی خواجہ کمال الدین صاحب کے دلائل سن کر عدالت نے مقدمہ خارج کر دیا اس موقع پر گیارہ سو کے قریب لوگوں نے بیعت کی ان میں دو صد عورتیں بھی تھیں ۔ یہ سفر حضرت امامِ وقت کے لئے بڑا مبارک رہا۔ اور اس کے بابرکت ہونے کے متعلق اللہ تعالےٰ کی طرف سے آپ کو پہلے سے اطلاع بھی ہو گئی تھی جس کا اظہار آپ نے قبل از آغاز سفر اپنے احباب سے کر دیا تھا۔ یہ خدا تعالےٰ کے برحق ہونے اور حضرت امام زمان کے برحق ہونے کی واضح دلیل ہے۔

مکرم مرزا مسعود بیگ صاحب نے اپنی تقریر جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ ایسے ایمان افروز واقعات کا تذکرہ ہی تذکرہ رہ گیا ہے ۔ لیکن یہ تذکرے ہوتے رہنے چاہئیں بقول شخصے ذکرِ حبیب کم نہیں وصلِ حبیب سے ۔ حضرت اقدس کا تذکرہ ایمان و یقین کی مضبوطی کا باعث ہے اس امام کی زندگی اسلام کی زندگی تھی ۔ آپ کو سنتِ الٰہیہ کے مطابق زمانہ کے ہاتھوں بڑے بڑے دُکھ اُٹھانے پڑے ۔ لیکن خدا کے بندے کسی سے ڈرا نہیں کرتے ۔ انہوں نے کبھی جان کا خوف نہ کیا ۔ اور الٰہی وعدے کے مطابق ہر شر سے مامون و مصئون رہے ہمیں چاہیے کہ اس امام کے ذکر پر ہی اکتفا نہ کریں بلکہ اس مقدس انسان کا رنگ اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کریں ۔ (حضرت صاحب کے سفر جہلم

تقریر مکرم حکیم عبدالعزیز صاحب

آخر میں حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ نے حکیم عبدالعزیز صاحب سے حضرت صاحب کی زندگی کے واقعات سنانے کے لئے فرمایا حکیم صاحب نے اپنی تقریر شروع کرتے ہوئے فرمایا کہ خدا تعالےٰ نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن کا مکمل نمونہ قرار دیا ہے اور اُمتِ اسلامیہ کو ارشاد فرمایا ہے کہ وہ حضور صلعم کے اسوۂ حسنہ پر چلیں ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بھی ایک دفعہ فرمایا تھا کہ کان خلقہ القرآن جو کوئی قرآن کا کامل نمونہ دیکھنا چاہتا ہے ۔ وہ حضرت نبی کریم صلعم کی ذاتِ اقدس میں دیکھ لے ۔

آپ نے بتایا کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش گوئی فرمائی تھی کہ ایک ایسا مجدّد آنے والا ہے جو میرے رنگ میں رنگین ہوگا ۔ چنانچہ اس پیش گوئی کے مطابق حضرت اقدس مرزا غلام احمد مہدی زمان مجدّد دوران مسیح موعود اس صدی میں مبعوث ہو کر آئے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کامل نمونہ تھے ۔ انہوں نے دین اسلام کی عظیم الشان خدمت کی ۔ اور باطل ادیان پر کاری ضرب لگائی ۔

حکیم صاحب موصوف نے حضرت امامِ زمان کی حیات مبارکہ کے چند واقعات سنائے جو حضرت امام کی سیرت و کردار ۔ آپ کی اخوت اور مہر و وفا اور حلم و مروت اور اپنوں اور بیگانوں سے محبت و شفقت ۔ بنی نوع انسان سے ہمدردی اور ان کی خدمات اور قبولیت دُعا پر بھرپور روشنی ڈالتے ہیں اور جن سے حضرت امام زمان کے مقرب الٰہی اور مامور وقت ہونے کا ثبوت ملتا ہے ۔ ہمیں اُمید ہے کہ مکرم حکیم صاحب ممدوح ان واقعات کو ضبطِ تحریر میں لا کر قارئین کرام کو استفادہ کا موقعہ بخشیں گے ۔

دُعائے خیر

آخر میں حضرت امیر قوم ایدہ اللہ تعالےٰ نے جلسہ کے اختتام کا اعلان کرتے ہوئے دعا فرمائی۔ کہ اللہ تعالیٰ دشمنان اسلام پر مسلمانوں کو فتح عطا کرے ۔ بلاؤں سے محفوظ فرمائے۔ آپ نے فرمایا کہ اسرائیل نے مسلمانوں پر حملہ کرنے کے لئے جو سامان کیا ہے اور ان کی حمایت میں امریکہ اور برطانیہ پیش پیش ہیں اللہ تعالےٰ ان کے ان عزائم کو ناکام کرے سب مل کر دُعا کریں کہ جس طرح ستمبر ۱۹۶۵ء کی پاک بھارت جنگ میں خدا تعالےٰ نے پاکستانیوں کی نصرت اور حمایت کی تھی حالانکہ بھارت جانسن کے پیٹھ ٹھونکنے پر پاکستان پر حملہ آور ہوا تھا۔ اور ہم دو بے میں چار آنے کے برابر تھے لیکن خدا نے ہم پر فضل کیا اور دشمن کو غارت کر کے رکھ دیا ۔ اس کے ناپاک عزائم کو ملیا میٹ کر دیا ۔ اسی طرح آج انگلستان اور امریکہ نے یہودیوں کے ہاتھ مضبوط کر دیئے ہیں اور ان کو مسلمانوں کے مقابلہ میں لا کھڑا کیا ہے ۔ دُعا ہے اللہ تعالےٰ ان کی طاقت کو توڑ دے۔ اسلام کو فتح عطا کرے ۔ اسلامی اتحاد قائم کر دے اور مسلمان پکے مسلمان ہو جائیں۔ اور اس جماعت میں داخل ہو کر اسلام کا پرچم بلند کریں۔

روئداد لائل پور بسلسلہ صفحہ ۷

اتحاد و اتفاق اور صلح و سکون کا نام ہے ۔ اور ایسا زبوں حالی میں خدا تعالےٰ کی وہ افضال و برکات بھی نازل نہیں ہوا کرتیں ۔ جو منعم علیہ قوم پر ہوا کرتی ہیں ۔ حضرت امامِ زمان نے فرمایا کہ مجھ سے عقدِ اخوت قائم کرو ۔ اور اس سلسلہ میں داخل ہو جاؤ۔

حضرت صاحبؑ کے علم الکلام کے مطالعہ کی ضرورت ۔

اپنی تقریر کے آخر میں مکرم ڈاکٹر صاحب نے احباب سلسلہ کو خصوصی توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ آپ پیارے امام کی پیاری تحریر جو تریاق کا حکم رکھتی ہیں۔ کا مطالعہ کرتے رہیں اور اپنے نفسوں میں جھانک کر اپنا محاسبہ کرتے رہیں، آپس میں محبت و اخوت، اتحاد اور عملی نیکی اور صفائی قلب اور طہارت کا نمونہ پیدا کریں ۔

والحمد للہ رب العالمین ۔

نماز جمعہ

مکرم ڈاکٹر اللہ بخش صاحب نے جمعہ کی نماز کی امامت فرمائی۔

حضرت مسیح موعودؑ کی وصیت میں انجمن کا مقام

کسی فردِ واحد کو انجمن کے اختیارات تفویض نہیں کئے جا سکتے

الوصیّۃ مرقومہ حضرت مسیح موعودؑ پر حضرت امیر مرحوم کا تمہیدی نوٹ

۱۹۱۴ء میں جب سلسلہ میں اختلاف واقع ہوا اور حضرت مسیح موعودؑ کی جانشینی اور آپ کی قائم کردہ انجمن کے مقام کے متعلق تنازعہ پیدا ہو گیا تو امیر مرحوم حضرت مولانا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مسیح موعودؑ کی الوصیّۃ کو توضیحی نوٹوں کے ساتھ دوبارہ شائع کرتے ہوئے ایک تمہیدی نوٹ لکھا تھا جس میں حضرت مسیح موعودؑ کے بعد خلافت اور انجمن کے حقوق و اختیارات پر مفصّل روشنی ڈالی گئی۔ یہ "تمہیدی نوٹ" قارئین کرام کے استفادہ کے لئے ذیل میں نقل کیا جاتا ہے:۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

الوصیّۃ - جیسا کہ اس کے پڑھنے سے ظاہر ہوگا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وصیت ہے۔ دسمبر ۱۹۰۵ء میں جب آپ کو اللہ تعالےٰ کی طرف سے یہ خبر ملی کہ آپ کی وفات قریب ہے۔ تو آپ نے فی الفور رسالہ الوصیّۃ لکھا۔ جس میں آپ نے یہ وصیت فرمائی کہ سلسلہ کا انتظام آپ کے بعد کیا ہوگا۔ اور انہی ایام اسے شائع بھی کر دیا۔ بلکہ اموالِ سلسلہ کا جو انتظام آپ کرنا چاہتے تھے اسے اپنی وفات کے بعد پر نہیں چھوڑا تا اس وقت کوئی اختلاف ہو کر اصل غرض مفقود نہ ہو جائے۔ بلکہ خود ہی وہ انجمن بھی بنا دی جس کے سپرد سلسلہ کا انتظام کرنا تھا۔ اور اس کے قواعد بھی اپنے دستخط سے شائع فرما دیئے۔ اور ضمیمہ الوصیت میں جو صرف پندرہ دن بعد شائع ہوا۔ یعنی ۶ر جنوری ۱۹۰۶ء کو، اس انجمن کو صاف الفاظ میں اپنا جانشین قرار دیا۔ اور ہر قسم کے اختیارات انتظامِ سلسلہ کے متعلق اپنے بعد اس انجمن کو ہی کھلے الفاظ میں دیئے صرف سلسلہ میں داخل کرنے کے لئے بیعت لینے کا علیحدہ انتظام کیا۔

اور اس طرح پر ہر پہلو سے ایک مکمّل انتظام کر دیا۔ اور جو حصّہ اس انتظام کا آپ کی زندگی میں عملی رنگ میں آ سکتا تھا۔ اسے اپنی زندگی میں ہی عملی جامہ بھی پہنا دیا۔ تا آپ کی وفات کے بعد کوئی اختلاف نہ ہو مگر انسانوں کی خود غرضی نے ایسے مکمّل انتظام کو بھی بحال نہ رہنے دیا۔ اور حضرت مسیح موعودؑ کی وصیت کو پس پُشت ڈالا گیا۔ اس لئے ضرورت محسوس ہوئی۔ کہ وصیّت کو از سر نو احباب کے غور کے لئے شائع کیا جائے۔ اور ان مقامات پر جہاں وضاحت کی ضرورت ہے یا جہاں معنے کرنے میں اختلاف کیا گیا ہے۔ ان معانی کی وضاحت کے لئے مختصر نوٹ دے دیئے جائیں۔ دوستو! یاد رکھو کہ وصیت کے الفاظ اس شخص کے قلم سے نکلے ہوئے ہیں جسے تم خدا کا مامور مانتے ہو۔ پھر ان الفاظ کے اس حصّہ پر جس پر آج اختلاف ہوتا ہے اس نے عمل کرا کر بھی دکھا دیا۔ پس تم سب کا فرض ہے کہ اپنے طور پر اور اپنی اپنی جگہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وصیّت کو غور سے پڑھو اور ٹھنڈے دل سے سوچو کہ کیا موجودہ انتظام فمن بدلہ بعد ما سمعہ کے نیچے تو نہیں آتا۔ وصیّت اُردو میں ہے۔ اور ہر ایک احمدی گو وہ ناخواندہ ہی ہو اسے آسانی سے سمجھ سکتا ہے۔ تم میں سے ہر ایک خود خدا کے نزدیک ذمّہ دار اور جواب دہ ہے۔ جب تمہارے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریر ہے تو سب سے پہلے اس کو پکڑو۔

وصیّت کے جس حصّہ کو حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی زندگی میں عملی جامہ پہنایا اس میں بھی ایک وقت اختلاف واقع ہو گیا تھا۔ اور یہ سوال پیدا ہوا کہ آیا اس انجمن کو جو حضرت صاحب نے قائم کی ہے کلّی اختیارات ہیں؟ اور اس کے احکام واجب التعمیل ہیں یا نہیں۔ اگر ایسا اختلاف حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کے بعد پیش آتا تو ممکن تھا کہ اس معاملہ میں اختلاف کی گنجائش ہمیشہ کے لئے رہ جاتی۔ مگر کس قدر شکر کا مقام ہے کہ یہ اختلاف بھی حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی میں ہی پیش آتا ہے۔ اور آپ اپنے ہاتھ اور اپنی قلم سے اس کا فیصلہ لکھ جاتے ہیں۔ اور وہ فیصلہ یہ ہے کہ انجمن کے فیصلے قطعی ہیں۔ ہاں صرف بانیٔ سلسلہ کی زندگی میں ایک استثناء رکھا گیا۔ کہ بعض دینی امور میں فیصلہ کرنے سے پہلے انجمن آپ کو اطلاع کر دیا کرے۔ شائد وحی الٰہی سے اس معاملہ میں کوئی خاص ہدایات ہونے والی ہوں۔ مگر یہ امتیاز جو بانیٔ سلسلہ کو حاصل تھا۔ آپ نے یہ پسند نہ فرمایا کہ آپ کی وفات کے بعد کسی فردِ واحد کو حاصل رہے۔ اور قطعی طور پر یہ لکھ دیا کہ

"میرے بعد ہر ایک امر میں صرف اس انجمن کا اجتہاد کافی ہوگا"

اور درحقیقت اگر ایسا اختیار آپ کسی فردِ واحد کو دیتے تو آپ کے وہ الفاظ درست نہ رہتے کہ

"انجمن خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کی جانشین ہے"

جو ضمیمہ الوصیّت میں آپ تحریر فرما چکے تھے۔ جو اختیارات آپ نے اپنی زندگی میں اپنے لئے مخصوص رکھے تھے۔ وہ بھی اپنی وفات کے بعد انجمن کو ہی دیئے۔ اور اس طرح پر ثابت کر دیا کہ درحقیقت سوائے اس انجمن کے اور کوئی آپ کا جانشین نہیں۔ حقیقی معنوں میں جانشین انجمن ہے۔ کیونکہ وہ کلّی اختیارات جو آپ کو حاصل تھے وہ ۲۷ر اکتوبر ۱۹۰۷ء کی تحریر کی رُو سے انجمن کو دیئے جاتے ہیں نہ کسی اور کو۔ اور اس طرح پر ۲۷ر اکتوبر ۱۹۰۷ء کی یہ تحریر درحقیقت آپ کی وصیّت کی وہ قطعی اور یقینی وضاحت ہے۔ جس کے سامنے کسی شخص کو کوئی اور توجیہہ الفاظ وصیت کے پیش کرنے کی گنجائش باقی نہیں رہتی۔ اس فیصلہ کُن تحریر کا فوٹو یعنی عکس اس غرض کے لئے بہت سا خرچ اُٹھا کر الوصیّت کے ساتھ لگا دیا گیا ہے۔ تا احمدی گویا اصل تحریر کو اپنی آنکھوں سے دیکھ کر اس کے انکار کی جُرأت سے رُک جائیں۔

جماعت کے اس حِصّہ نے جس نے صاحبزادہ محمود احمد صاحب کی بیعت کی ہے ذیل کے امور میں الوصیّۃ کی ہدایات کو ترک کیا۔ بلکہ بدل دیا۔

اوّل - الوصیت کی رُو سے احمدیوں کے لئے یہ ہرگز ضروری نہیں کہ وہ بار بار بعض اشخاص کی بیعت کیا کریں۔ ساری وصیت میں ایک لفظ بھی نہیں جو احمدیوں کے لئے حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت کے علاوہ کسی دوسرے کی بیعت کو ضروری اور لازمی قرار دیتا ہو۔ بلکہ غیر احمدیوں سے جو بیعت لینے کا ذکر الوصیّۃ میں ہے وہ بھی درحقیقت مسیح موعودؑ کی بیعت ہی ہے۔ گو کسی دوسرے کے ہاتھ پر ہو۔ مگر صاحبزادہ صاحب ان احمدیوں کو جو ان کی بیعت نہیں کرتے فاسق قرار دیتے ہیں۔ اور تمام احمدیوں کے لئے اپنی بیعت ضروری ٹھہراتے ہیں۔ گویا مسیح موعودؑ پر ایمان لانا اس وقت تک کوئی اثر نہیں رکھتا جب تک کہ صاحبزادہ صاحب پر ایمان نہ ہو۔ حالانکہ غیر مامور پر ایمان بجائے خود ایک بے معنی بات ہے۔

POPLINS, LATHA, MULS, VOILS
LATHA
CHAR CHABI
CHAR SIKKA
CHAR CHIRAGH
POPLINS
MULS
VOILS
Colony
Sarhad
TEXTILE MILLS LTD.
فون نمبر
ٹیلیگرام۔ فائن ٹیکس
۲۰۱۴
۲۸۵۹
۲۷۶۶
فائن ٹیکس
دیدہ زیب خوشنما نمونے پختہ رنگ شیٹنگ
بستر کے سیٹ۔ صوفہ۔ و پردہ کلاتھ
آج ہی فائن ٹیکس کی مصنوعات سے
اپنے گھر کو سجایئے
یونائیٹڈ ٹیکسٹائل ملز لمیٹڈ فضل آباد ملتان
آپ کے ذوق کی تسکین کے لئے
کالونی
کی سُوتی مصنوعات
لٹھا، پاپلین، ٹسر، زین، ململ، لون، وائل
اور
دیدہ زیب پرنٹ
کالونی
کی اُونی مصنوعات
فلالین، ٹوئیڈ، ویلور، ورسٹیڈ سوٹنگ، بلیزر، ٹراپیکل
اعلیٰ کمبل، کیٹر لوک پلنگ پوش، شالیں اور مفلر
نیز
کالونی
کے سِلے سِلائے ملبُوسات
کالونی سیلز ڈپو۔ ۴۸۔ دی مال لاہور
جاری کردہ
کالونی ٹیکسٹائل ملز لمیٹڈ اسمٰعیل آباد (مُلتان)

دس شرائطِ بیعت

۱- بیعت کنندہ سچے دل سے عہد اس بات کا کرے کہ آئندہ اس وقت تک کہ قبر میں داخل ہو جائے شرک سے مجتنب رہے گا۔

۲- یہ کہ جھوٹ اور زنا اور بدنظری اور ہر ایک فسق و فجور اور ظلم اور خیانت اور فساد اور بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہے گا اور نفسانی جوشوں کے وقت ان کا مغلوب نہیں ہو گا اگرچہ کیسا ہی جذبہ پیش آئے۔

۳- یہ کہ بلا ناغہ پنجوقتہ نماز موافق حکم خدا اور رسول کے ادا کرتا رہے گا۔ اور حتی الوسع نماز تہجد کے پڑھنے اور اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے اور اپنے گناہوں کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے میں مداومت اختیار کریگا اور دلی محبت سے اللہ تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کر کے اسکی حمد اور تعریف کو ہر روز اپنا ورد بنائے گا۔

۴- یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہیں دے گا۔ نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے۔

۵- یہ کہ ہر حال رنج اور راحت اور عسر اور یسر اور نعمت اور بلا میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ وفاداری کرے گا۔ اور بہر حالت راضی بقضا ہو گا۔ اور ہر ایک ذلت اور دکھ کے قبول کرنے کے لئے اس کی راہ میں تیار رہیگا اور کسی مصیبت کے وارد ہونے پر اس سے منہ نہیں پھیرے گا بلکہ آگے قدم بڑھائے گا۔

۶- یہ کہ اتباع رسم اور متابعت ہوا و ہوس سے باز آجائے گا اور قرآن شریف کی حکومت کو بکلّی اپنے پر قبول کرلے گا اور قال اللہ اور قال الرسول کو اپنی ہر ایک راہ میں دستور العمل قرار دے گا۔

۷- یہ کہ تکبر اور نخوت کو بکلی چھوڑ دے گا۔ اور فروتنی اور عاجزی اور خوش خلقی اور حلیمی اور مسکینی سے زندگی بسر کرے گا۔

۸- یہ کہ دین اور دین کی عزت اور ہمدردی اسلام کو اپنی جان اور اپنے مال اور اپنی عزت اور اپنی اولاد اور اپنے ہر ایک عزیز سے زیادہ تر عزیز سمجھے گا۔

۹- یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہے گا۔ اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائے گا۔

۱۰- اس عاجز سے عقد اخوت محض للہ باقرار طاعت در معروف باندھ کر اس پر تا وقت مرگ قائم رہیگا اور اس عقد اخوت میں ایسا اعلیٰ درجہ کا ہو گا کہ اسکی نظیر دنیوی رشتوں اور تعلقوں اور تمام خادمانہ حالتوں میں پائی نہ جاتی ہو

[1] حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی

ہمارا عقیدہ اور مخالف علماء

حضرت امام الزمان کا بیان :-

جس قدر ہمارے مخالف علماء لوگوں کو ہم سے نفرت دلا کر ہمیں کافر اور بے ایمان ٹھہراتے اور عام مسلمانوں کو یہ یقین دلانا چاہتے ہیں کہ یہ شخص معہ اسکی تمام جماعت کے عقائد اسلام اور اصول دین سے برگشتہ ہے۔ یہ اُن حاسد مولویوں کے وہ افتراء ہیں کہ جب تک کسی کے دل میں ایک ذرہ بھی تقوےٰ ہو ایسے افتراء نہیں کر سکتا۔ جن پانچ چیزوں پر اسلام کی بنا رکھی گئی ہے وہ ہمارا عقیدہ ہے اور جس خدا کی کلام یعنے قرآن مجید کو پنجہ مارنا حکم ہے ہم اس کو پنجہ مار رہے ہیں اور فاروق رضی اللہ عنہ کی طرح ہماری زبان پر حَسۡبُنَا کِتَابُ اللّٰہ ہے۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرح اختلاف اور تناقض کے وقت جب حدیث اور قرآن میں پیدا ہو قرآن کو ہم ترجیح دیتے ہیں بالخصوص قصوں میں جو بالاتفاق نسخ کے لائق بھی نہیں ہیں۔ اور ہم اس بات پر ایمان لاتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور سیدنا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے رسول اور خاتم الانبیاء ہیں۔ اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ ملائک حق اور حشر اجساد حق اور روز حساب حق اور جنت حق اور جہنم حق ہے اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ جو کچھ اللہ جل شانہٗ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے اور جو کچھ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے وہ سب بلحاظ بیان مذکورہ بالا حق ہے۔ اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ جو شخص اس شریعت اسلام میں سے ایک ذرہ کم کرے یا ایک ذرہ زیادہ کرے یا ترک فرائض اور اباحت کی بنیاد ڈالے وہ بے ایمان اور اسلام سے برگشتہ ہے۔ اور ہم اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہیں کہ وہ سچے دل سے اس کلمہ طیبہ پر ایمان رکھیں کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰہِ اور اسی پر مریں اور تمام انبیاء اور تمام کتابیں جن کی سچائی قرآن شریف سے ثابت ہے ان سب پر ایمان لاویں اور صوم اور صلوٰۃ اور زکوٰۃ اور حج اور خدا تعالےٰ اور اس کے رسول کے مقرر کردہ تمام فرائض کو فرائض سمجھ کر اور تمام منہیات کو منہیات سمجھ کر ٹھیک ٹھیک اسلام پر کاربند ہوں۔ غرض وہ تمام امور جن پر سلف صالح کو اعتقادی اور عملی طور پر اجماع تھا اور وہ امور جو اہل سنت کی اجماعی رائے سے اسلام کہلاتے ہیں۔ ان سب کا ماننا فرض ہے اور ہم آسمان اور زمین کو اس بات پر گواہ کرتے ہیں کہ یہی ہمارا مذہب ہے اور جو شخص مخالف اس مذہب کے کوئی الزام ہم پر لگاتا ہے وہ تقوےٰ اور دیانت کو چھوڑ کر ہم پر افتراء کرتا ہے۔ قیامت میں ہمارا اس پر یہ دعوےٰ ہے کہ کب اس نے ہمارا سینہ چاک کر کے دیکھا کہ ہم باوجود ہمارے اس قول کے دل سے ان اقوال کے مخالف ہیں۔ الا ان لعنۃ اللہ علی الکاذبین والمفترین۔

(ایام الصلح صفحہ ۹۵-۹۶)

Phone: 3737 Reg. No. 838 Tel: "Tabligh"

WEEKLY PAIGAM-I-SULH LAHORE

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

ہفت روزہ

فون نمبر ۷۳۷۳

پیغام صلح لاہور

زرِ مبادلہ
پاک و ہند سے چھ روپے
بیرونی ممالک سے
ایک پونڈ

فی پرچہ ۱۲ پیسے

جلد ۵۴ | یوم پنجشنبہ - مورخہ ۲۸ صفر ۱۳۸۷ھ - مطابق ۸ جون ۱۹۶۷ء | نمبر ۲۳

"لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں۔ لاہور میں ہمارے پاک محب ہیں میں تیرے خالص محبوں کا گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے نفوس و اموال میں برکت دوں گا۔"

(الہامات حضرت مسیح موعودؑ)

حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفےٰ مارا امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفانِ ما از جامِ اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آنے کا نہ نیا نہ پرانا۔
۲- قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی۔
۳- کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۴- سب صحابہؓ اور ائمہ قابل احترام ہیں۔
۵- سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے۔
۶- اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا۔

بحر حکمت کے موتی

افضل الصدقہ

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم افضل الصدقۃ ما ترک غنی والید العلیا خیر من الید السفلی

ترجمہ:-

ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہترین صدقہ وہ ہے جس کے بعد بے نکری رہے اور اوپر کا ہاتھ نیچے کے ہاتھ سے بہتر ہے۔

تشریح از حضرت مولانا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ:-

یعنی جو صدقہ دے وہ اپنے لئے کافی چھوڑ کر دے تاکہ ایسا نہ ہو کہ خود دوسروں کے آگے ہاتھ پھیلاتا پھرے۔ اوپر کا ہاتھ صدقہ دینے والا ہے اور نیچے کا ہاتھ صدقہ لینے والا ہے۔ یہ ہدایت اعلیٰ درجہ کی میانہ روی کی تعلیم ہے تا خدا کی راہ میں خرچ کرنے کے بعد خود لوگوں کو بھیک نہ مانگتا پھرے۔

(فضل الباری شرح صحیح بخاری کتاب النفقات)

دین میں تنگی پیدا نہ کرو

عن انس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال یسروا ولا تعسروا وبشروا ولا تنفروا۔

انسؓ سے روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (لوگوں پر) آسانی کرو اور تنگی نہ کرو۔ اور خوشی کی بات سناؤ نفرت نہ پیدا کرو۔

(بخاری کتاب العلم)

ناپاک خیالات سے پرہیز نہ کرنیوالا جماعت سے کاٹا جائیگا

ارشادات حضرت امام الزمان مسیح موعود و مہدی معہودؑ

وہ خدا جو آنکھوں سے پوشیدہ مگر سب چیزوں سے زیادہ چمک رہا ہے جس کے جلال سے فرشتے بھی ڈرتے ہیں وہ شوخی اور چالاکی کو پسند نہیں کرتا اور ڈرنے والوں پر رحم کرتا ہے۔ سو اس سے ڈرو اور ہر ایک بات سمجھ کر کہو تم اس کی جماعت ہو جن کو اس نے نیکی کا نمونہ دکھانے کے لئے چنا ہے سو جو شخص بدی نہیں چھوڑتا اور اس کے لب جھوٹ سے اور اس کا دل ناپاک خیالات سے پرہیز نہیں کرتا وہ اس جماعت سے کاٹا جائے گا۔ اے خدا کے بندو دلوں کو صاف کرو اور اپنے اندرونوں کو دھو ڈالو تم نفاق اور دو رنگی سے ہر ایک کو راضی کر سکتے ہو مگر خدا کو اس خصلت سے غضب میں لاؤ گے اپنی جانوں پر رحم کرو اور اپنی ذریت کو ہلاکت سے بچاؤ کبھی ممکن ہی نہیں کہ خدا تم سے راضی ہو حالانکہ تمہارے دل میں اس سے زیادہ کوئی اور عزیز بھی ہے اس کی راہ میں فدا ہو جاؤ۔ اور اس کے لئے محو ہو جاؤ۔ اور ہمہ تن اس کے ہو جاؤ اگر چاہتے ہو کہ اسی دنیا میں خدا کو دیکھ لو۔ کرامت کیا چیز ہے؟ اور خوارق کب ظہور میں آتے ہیں؟ سو سمجھو اور یاد رکھو کہ دلوں کی تبدیلی آسمان کی تبدیلی کو چاہتی ہے وہ آگ جو اخلاص کے ساتھ بھڑکتی ہے وہ عالم بالا کو نشان کی صورت پر دکھلاتی ہے

(راز حقیقت صفحہ ۴، ۵ مطبوعہ ۳۰ نومبر ۱۸۹۸ء)

کالونی سرحد ٹیکسٹائل ملز نوشہرہ
کے نفیس پارچات
CHAR SIKKA
POPLINS
SARHADDI
MORNI
CHAR TOPE
20-THE POPLIN
MULS
20-THE MULMUL
VOILS
DACCA QUEEN
Colony
Sarhad
TEXTILE MILLS LTD.
NOWSHERA
Star
BANASPATI
۱۰ پونڈ
۵ پونڈ
۲ پونڈ
دی پنجاب ویجی ٹیبل گھی اینڈ جنرل ملز لمیٹڈ، دی مال لاہور
ٹیلیگرام: فائن ٹیکس
فون نمبر
۲۰۱۴
۲۸۵۹
فائن ٹیکس
دیدہ زیب — خوشنما نمونے — پختہ رنگ — شرٹنگ
بستر کے سیٹ — صوفہ و پردہ کلاتھ
آج ہی فائن ٹیکس کی مصنوعات سے اپنے گھر کو سجائیے
یونائیٹڈ ٹیکسٹائل ملز لمیٹڈ فضل آباد ملتان

روزنامہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مورخہ ۹ جون ۱۹۶۸ء

خانہ کعبہ کا حج اور جماعت احمدیہ ربوہ

قادیانی جماعت کے ہفت روزہ "لاہور" نے "احراریت کے ایک ہفت نامہ ترجمان" کے اس مذموم پراپیگنڈا کی طرف توجہ دلائی ہے، جو اس نے چودھری ظفراللہ کے حج بیت اللہ اور سعودی سلطنت کے سربراہ کا مہمان خاص ہونے پر جماعت ربوہ کے خلاف شروع کیا ہے۔ بقول "لاہور" احراری ترجمان کو اس بات کا دکھ ہے کہ چودھری صاحب اپنے پاسپورٹ پر "مسلم" لکھوا کر حج کر آئے ہیں، "حالانکہ بخاری و مودودی کی سیاسی ٹکسال نے پاکستان میں مسلمان کی جو تعریف ڈھال رکھی ہے وہ اس پر باون تولے پاؤ رتی نہیں اترتے"۔

معاصر "لاہور" کا یہ خیال بجا ہے:۔

"دیانت فکر کے نزدیک تو یہ بات ہرگز بوہم ہونے کی نہ تھی ——— چودھری محمد ظفراللہ خاں مختصر حج ہی تو کر آئے ہیں ان کی طرح کانگرس کے ٹکٹوں پر مسلمان اتحاد میں نقب زنی کا کوئی فریضہ تو انجام نہیں دے آئے ——— یوں بھی سعودی عرب میں مودودی و بخاری والی غیر اسلامی ٹکسال کہاں چلتی ہے وہاں تو ہر اس خداپرست کو "مسلمان" گردانا جاتا ہے جو قرآن کریم کی ارشاد فرمودہ تعریف تعلیم پر پورا اترے۔"

یہ بالکل صحیح ہے اور ہم اپنے لائق معاصر کے اس بیان سے بکلی متفق ہیں کہ چودھری محمد ظفراللہ خاں اور دوسرے احمدی ربوائی حضرات بھی کلمۂ اسلام کے قائل ہونے کی وجہ سے مسلمان ہیں اور انہیں حج بیت اللہ کا ایسا ہی حق حاصل ہے، جیسے دوسرے مسلمان فرقوں کا حق ہے۔

لیکن اس بات کی ہمیں سمجھ نہیں آئی کہ جس حالت میں سابق خلیفہ ربوہ اور ان کے تمام مریدین کا جن میں چودھری محمد ظفراللہ خاں بھی شامل ہیں یہ کھلا فتوے ہے کہ تمام وہ لوگ جنہوں نے حضرت مرزا غلام احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بیعت نہیں کی، خواہ وہ دل میں ان کو سچا بھی مانتے ہوں، کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں، اور جس حالت میں انہی خلیفہ صاحب کا یہ ارشاد بھی موجود ہے کہ مکہ معظمہ کی چھاتیوں کا دودھ خشک ہو چکا ہے، پھر اسی مکہ معظمہ کا حج کرنے کے لئے جانا اور انہی لوگوں کے دوش بدوش خانہ کعبہ کا طواف کرنا جنہیں دائرہ اسلام سے خارج سمجھا جاتا ہے اور ان کے پیچھے نماز پڑھنا ان کے عقیدہ کے کہاں تک موافق ہے؟

ہم مانتے ہیں اور معاصر "لاہور" نے بجا لکھا ہے کہ:۔

"شومئے تقدیر سے پاکستان کے حصہ میں سیاسی کٹھ ملاؤں کی ایک ایسی کھیپ آئی ہے .... ان اسلام دشمنوں نے ملک کے اندر تکفیر کا ایسا چکر چلا رکھا ہے کہ پاکستان کے کسی بھی مسلمان فرقہ کے کسی رکن کو اس تہمت سے محفوظ نہیں رہنے دیا۔ ان کی عطا کردہ سندات فضیلت ہی پر اگر حج بیت اللہ موقوف ہوتا تو آج تک کوئی بھی سنی، اہل حدیث، شیعہ، دیوبندی، بریلوی و احمدی شیدائے اسلام اس نعمت سے فیض یاب نہ ہوتا"

لیکن غور کرنے کی بات ہے کہ قادیانی جماعت نے کسی ایک اسلامی فرقہ کو نہیں، تمام امت محمدیہ کو کافر قرار دے کر کیا "اسلام دشمن کٹھ ملاؤں" سے بڑھ کر قدم نہیں اٹھایا، کیا ساٹھ کروڑ مسلمانوں کو جن میں مکہ معظمہ کے رہنے والے اور حج بیت اللہ کرنے والے تمام مسلمان شامل ہیں دائرہ اسلام سے خارج قرار دینا اور اس طرح خانہ کعبہ کے متعلق اس پیشگوئی کو کہ کبھی کسی غیر مسلم کا تسلط اس پر نہ ہوگا عملاً جھٹلا دینا سب سے بڑی اسلام دشمنی نہیں؟ اگر قادیانی عقیدہ کے مطابق تمام ساٹھ کروڑ مسلمان جن میں سعودی حکومت بھی شامل ہے کافر ہیں تو ماننا پڑے گا کہ خانہ کعبہ پر آج غیر مسلموں کا تسلط ہے اور وہ پیشگوئی غلط ثابت ہوئی جس میں غیر مسلموں کا تسلط اس پر نہ ہونے کی خبر دی گئی ہے، غور کیجئے موجودہ قادیانی عقیدہ اسلام دشمنی میں کتنی دور لے جاتا ہے اور اس سے اسلام کا کیا باقی رہ جاتا ہے۔ چودھری ظفراللہ خاں اور تمام قادیانی حضرات خانہ کعبہ کا حج بے شک کریں ہمیں کوئی اعتراض نہیں لیکن وہ اس بات پر کیوں غور نہیں کرتے کہ جس بیت اللہ کا وہ حج کرتے ہیں اور بعض قادیانی حاجیوں کے بیانات کے مطابق حج کا فریضہ ان کی روحانی ترقی کا ذریعہ ثابت ہوا ہے، اس کعبۃ اللہ کی چھاتیوں کا دودھ خشک کیسے ہو گیا اور اس خشکی کے ہوتے ہوئے حج کا فریضہ کس طرح ادا ہو گیا، اور اس سے روحانی فیض کس طرح مل گیا، اور اس کا کیا جواب ہے کہ قادیانی حضرات کے عقیدہ کے رو سے وہ آج غیر مسلموں کے قبضہ میں آ چکا ہے۔

یہ وہ سوالات ہیں جو معاصر "لاہور" اور دیگر قادیانی حضرات کے غور کے قابل ہیں۔ آخر کیوں چودھری محمد ظفراللہ خاں اور ان کی جماعت کے دوسرے لوگ ان سوالات پر غور کر کے اپنے عقائد اور عمل میں مطابقت پیدا نہیں کر لیتے اور علانیہ اس بات کا اعتراف نہیں کرتے کہ سابق خلیفہ قادیان کا فتوے دربارہ تکفیر مسلمین صحیح نہیں، اور بقول حضرت مسیح موعود ان کے دعوے کے انکار سے کوئی شخص کافر نہیں ہو جاتا، نہ ہی خانہ کعبہ کا دودھ خشک ہونے کا فتوے صحیح ہے وہ دودھ اسی طرح جاری ہے، جیسے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت جاری تھا، اور آپ کے بعد ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جاری رہے گا۔

اگر قادیانی یا ربوائی جماعت آج یہ اعلان کر دے تو نہ کسی احراری کی "مذموم سازش" کارگر ہو سکتی ہے اور نہ ان کے عقائد و عمل پر کسی کو حرف گیری کا موقعہ مل سکتا ہے، ورنہ یہ کہنا خلاف حق نہیں کہ موجودہ عقائد کے لحاظ سے اسلام دشمن کٹھ ملاؤں میں ان کا قدم سب سے آگے ہے۔

مولانا مودودی اور ان کے کسی پیرو کے پیچھے

نماز پڑھنا جائز نہیں

ناظم جمعیت العلمائے اسلام کا فتویٰ

ٹوبہ ٹیک سنگھ ۔ ۲۴ مئی ۱۹۶۸ء ۔ مولانا حسین احمد مدنی کے قریبی ساتھی اور جمعیت العلمائے اسلام پنجاب کے ناظم اعلیٰ قاضی مظہر حسین نے فتوے دیا ہے کہ مولانا مودودی اور ان کے کسی پیرو کے پیچھے نماز جائز نہیں ہے اور جو لوگ ان کے پیچھے نماز پڑھ چکے ہیں انہیں چاہیے کہ وہ دوبارہ نمازیں پڑھیں۔ قاضی مظہر حسین جامع مسجد غلہ منڈی میں درس قرآن پاک دے رہے تھے انہوں نے مولانا مودودی پر کڑی نکتہ چینی کی اور کہا کہ مولانا مودودی کے عقائد غیر اسلامی ہیں۔ انہوں نے مسلمانوں کو خبردار کیا کہ وہ مولانا مودودی اور جماعت اسلامی سے ہوشیار رہیں مودودی اور جماعت اسلامی اسلام کے خلاف سازش میں مصروف ہیں۔ مولانا مودودی اسلام کے عقائد اور مقاصد کے لئے سخت خطرہ ہیں۔ مولانا مودودی اسلام کے نام پر اپنے ذاتی خیالات و نظریات کا پرچار کر رہے ہیں اور ملت میں انتشار پھیلا رہے ہیں۔

(روزنامہ امروز مورخہ ۲۵ مئی ۱۹۶۸ء)

سرینگر میں یوم مسیح موعود

سری نگر ۲۹ مئی۔ مسجد شریف تلمدان پورہ میں یوم مسیح موعود کی تقریب پر جماعت کے صدر شیخ عبدالصمد نے سلسلہ مجددین اور چودھویں صدی کے مجدد اعظم حضرت مرزا غلام احمد صاحب کے ان کارہائے نمایاں پر شرح و بسط کے ساتھ روشنی ڈالی جو موصوف نے خدمات اسلام اور احیائے ملت کے سلسلے میں انجام دیئے اور جن کا آج سارا زمانہ معترف ہے۔ آپ نے کہا کہ ۶۰۔ ۷۰ سال پہلے مجدد ملت نے مسلمانوں کو تبلیغ دین کرنے کی طرف توجہ دلائی لیکن کسی نے توجہ نہ دی، بلکہ کفر ملا، موصوف ہی کے خلاف فتوے کفر دینے لگے لیکن آج مسلم علماء تبلیغ دین کی اہمیت اور قدر و منزلت سے واقف ہونے لگے ہیں۔ حضرت مرزا صاحب نے جو علم کلام پیش کیا اور اسلام کی جو روشن اور تابناک تصویر پیش کی اس کی بدولت ہزاروں اور لاکھوں لوگ یورپ، افریقہ اور ایشیا میں آغوش اسلام میں آ گئے ہیں۔ آج ملا ازم اپنی موت آپ مر گیا ہے۔ انہوں نے اسلامی تعلیمات پر جو زنگ چڑھایا تھا اس کو مرزا صاحب اور آپ کی جماعت نے اتار کر رکھ دیا جس کی وجہ سے اسلام ایک غالب دین ہے اور اپنی تعلیمات کی بدولت یہ سارے ادیان پر غالب ہو جائیگا۔ (دشتہ سرینگر ۳۱ مئی ۱۹۶۸ء)

اخبار و افکار

بشیر احمد سوز

ببیں تفاوت رہ

برطانیہ کے سب سے بڑے فوجی اعزاز "وکٹوریہ کراس" جیتنے والے سارجنٹ ولیم سپیکمین نے گذشتہ روز مقامی عدالت میں ایک ہینڈبیگ سے ایک سو چار پونڈ اور ایک چابی چرانے کا اعتراف کر لیا۔ اسے وکٹوریہ کراس ۱۹۵۱ء میں جنگ کوریا کے دوران اعلیٰ خدمات کے عوض دیا گیا تھا۔ عدالت نے ولیم کو رقم کی واپسی کے لئے پانچ جون تک مہلت دی ہے۔

اگر انگریز کے ہندوستانی عہد حکومت میں سارجنٹ ولیم ایسے کسی دیسی کا معاملہ ہوتا تو ولیم صاحب اقرار جرم ہی نہ کرتے۔ مگر ان کا پالا اپنی قوم سے آ پڑا ہے۔ اس لئے اقبال جرم کرنا ہی پڑا۔ اس جرم پر عدالت سرنگوں تھی کہ وکٹوریہ کراس جیتنے والے فخر قوم فرد پر گرفت مناسب نہیں "وکٹوریہ کراس" کی لاج رکھنے کی خاطر عدالت نے اسے مہلت دے دی ہے۔ اور وہ جرم کی سزا سے بچ گیا ہے۔

پرسٹیج اور لحاظ کا بھوت قوموں کے ذہن و دماغ پر ہمیشہ سوار رہا لیکن حضرت سید البشر صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے فیض یافتہ لوگوں پر سوار نہ ہوا۔ انہوں نے بلا امتیاز ہمیشہ عدل و انصاف کی قدروں کو ہمیشہ بحال رکھا۔ اور بڑے سے بڑا شخص بھی اپنے جرم کی پاداش سے نہ بچ سکا۔ گورنر کو ایک محکوم عامی کے مقابلہ میں سرزنش کی گئی۔ گورنر زادہ کو سزا دی گئی، کمانڈروں کو ملامت کا ہدف بنایا گیا اور خلیفۃ المسلمین کو بھی ایک عامی مسلمان کے مقابلہ میں عدالت میں حاضر ہونا پڑا۔ انہوں نے اپنی قوم کے آدمی اور غیر شخص کے مابین جب اپنے آدمی کو مجرم پایا تو عدل و انصاف کے پیش نظر اس کو سزا دینے میں ذرا تامل نہ کیا۔ عدل و انصاف اور حق پرستی، خدا خوفی کا لازمہ ہے جہاں خدا اور خدا کے خوف سے ہی انسان تہی دست ہو جائے، وہاں نہ انصاف انصاف ہے، نہ عدل عدل۔ وہاں مصلحتیں اور خیر اندیشیاں جنم لیتی ہیں۔ اور حیلے تلاش کرتے جاتے ہیں کہ وکٹوریہ کراس کی لاج رہ جائے، خواہ حق و انصاف کا خون ہی کیوں نہ ہو۔

بیگار کیمپوں کے ہولناک واقعات

مغربی پاکستان کے مختلف مقامات پر ٹھیکیداروں کے بیگار کیمپوں پر پولیس نے چھاپے مار کر جن اغوا شدہ بچوں اور بعض بالغ نوجوانوں اور عورتوں کو برآمد کیا ہے، ان کی لرزہ خیز داستانیں اخبارات میں پڑھ کر کون درد مند انسان ہے جس کی روح نہیں کانپ اٹھتی۔ خیال کیجئے ان ماؤں کے دکھیا اور درد بھرے دلوں کی کیا کیفیت ہوئی۔ جن کے جگر گوشے نت نئے دن بردہ فروشوں کے ہاتھ پڑھ کر زندہ درگور ہو جاتے ہیں۔ اور ان کے بے رحم ہاتھوں۔۔۔ ان معصوم و بے آسرا بچوں کی آنکھیں پھوڑ کر اور ہڈی پسلیاں توڑ کر انہیں نشہ آور اشیا کا عادی بنا کر بھکاری بنا دیا جاتا ہے۔ جیب تراشی، چوری وغیرہ ایسے جرائم کے انہیں عادی بنا دیا جاتا ہے۔ یا پھر انہیں ٹھیکیداروں کے ہاتھ بیچ کر غلامی اور بیگاری کی زندگی بسر کرنے پر مجبور کر دیا جاتا ہے۔ بیگار کیمپوں میں ان پر انسانیت سوز مظالم ڈھائے جاتے ہیں اور ان سے گدھوں کی طرح کام لیا جاتا ہے اور ہر لمحہ اور ہر آن موت ان کے سامنے منڈلاتی رہتی ہے۔

یہ کتنی لرزہ خیز اور ہولناک بات ہے کہ ٹھیکیدار لوگ بچوں کو اغوا کرنے کے بعد ان کو گرم لوہے سے داغتے ان کے دانت توڑ دیتے ان کو بینائی سے محروم کر دیتے اور ان کی پسلیاں توڑ دیتے ہیں۔ ضرورت ہے کہ اس وحشت بربریت اور انسانیت سوز کاروبار کے مکمل سدباب کا بندوبست کیا جائے اور بیگار کیمپ چلانے والوں کو قرار واقعی سزائیں دی جائیں ان کے جرائم قتل انسانی سے کسی طرح کم نہیں بلکہ انہوں نے کئی تو قتل بھی کر دیئے ایسے آدم خور ظالموں کے لئے پھانسی کی سزا بھی کم ہے۔ پاکستان ایسی اسلامی سلطنت میں تو ان مظالم کی سرے سے جڑھ کاٹ دینا چاہیئے۔ یہ مذموم حرکت دور جاہلیت اور غلامی کی یادگار ہے۔ اسلام نے اس کا شروع سے ہی سدباب کیا ہے۔ یہ بڑی حوصلہ افزا بات ہے کہ حکومت اس قسم کے اڈوں پر چھاپے مار رہی ہے۔ خدا کرے اس راہ میں بھی رشوت، سفارش اور رعایت ایسی مروجہ سماجی و اخلاقی برائیاں کارگر نہ ہونے پائیں۔

"مہذب" لوگوں کی غیر فطری پسند

جنوبی افریقہ کی ایک عدالت نے۔۔۔۔۔۔ ایک گیارہ سالہ لڑکی کو جس کے والدین سفید فام ہیں اس کی سانولی رنگت کی وجہ سے والدین سے الگ رکھنے کا حکم دے دیا ہے۔ لڑکی کے والدین نے عدالت میں درخواست دائر کی تھی کہ لڑکی کو سفید فام قرار دیا جائے۔ اس کی ماں نے اعلان کیا کہ اگر عدالت نے اسے سفید فام قرار نہ دیا تو میں خودکشی کر لوں گی۔ اور لڑکی بھی میرے ساتھ ہی مر جائے گی۔ لیکن عدالت نے لڑکی کو اپنے والدین کے ساتھ صرف اسی صورت میں رہنے کی اجازت دی ہے کہ خود کو وہ اپنے والدین کی خادمہ ظاہر کرے اگر اس نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔ تو قانون کا احترام کرتے ہوئے اسے والدین کے مکان سے باہر کسی کوٹھڑی۔۔۔ میں رات پڑے گا۔ اور رات کو اسی کوٹھڑی میں ہی سونا پڑے گا جنوبی افریقہ میں نسلی امتیاز کا قصہ تو معلوم ہی ہے، اس سے بڑھ کر رنگت کے امتیاز کا قانون بھی اس قدر متشدد ہے کہ سفید فام والدین کے بچے بھی جن کا رنگ والدین سے مختلف ہو والدین کے ساتھ نہیں رہ سکتے، چنانچہ حال ہی میں لڑکی گذشتہ سال گوروں کے سکول میں داخل ہوئی تھی لیکن مسلسل شکایات موصول ہونے کے بعد حکومت نے لڑکی کو سیاہ فام قرار دے کر اسے گوروں کے سکول سے باہر نکال دیا۔

یہ ہے اس صدی کے "مہذب" لوگوں کا کارنامہ! ایک ہی والدین کے بچوں میں رنگ کے امتیاز کی وجہ سے اس قدر تفریق پیدا کرنا کہ چوہڑے چمار کی طرح انہیں اچھوت سمجھ لیا جائے کہاں کی تہذیب ہے۔ اس کے مقابلہ میں اسلام کو دیکھئے جو چوہڑے چمار کو بھی انسانیت سے خارج نہیں سمجھتا اور نہ اچھوت قرار دیتا ہے، بلکہ فرماتا ہے کان النَّاس اُمّۃ واحدۃ کالے اور گورے انسان سب یکساں اور ایک ہی ملت کے افراد ہیں اور فرمایا ولقد کرمنا بنی آدم۔ ہم نے اولاد آدم کو وہ کالی ہو یا گوری معزز و مکرم بنایا ہے۔ اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرما کر لا فضل لعربی علی عجمی کسی عرب کو غیر عرب پر کسی قسم کی فضیلت حاصل نہیں، ولا لاحمر علی اسود نہ کسی گورے یا چٹے کو کسی سیاہ رنگ کے آدمی پر فضیلت حاصل ہے تمام نسلی، لونی، اور وطنی امتیازات کو مٹا کر رکھ دیا۔ اور صرف اعلےٰ کردار اور خدا خوفی کو شرف و عزت کا موجب ٹھہرایا۔ غور کیجئے موجودہ مہذب دنیا کا طریق صحیح ہے یا اسلام کا فطری اصول!

ہندو مت کی نام نہاد اہنسا

ہندوستان کے لفٹننٹ جنرل کول نے حال ہی میں ایک کتاب Untold Story (ان کہی کہانی) کے نام سے شائع کی ہے۔ یہ کتاب اپنے مندرجات کے سبب بہت مشہور ہوئی ہے۔ اس کتاب میں ایک جگہ لکھا ہے:۔

"جنگ تو ایک ناگزیر انسانی واقعہ ہے ہمارے احباب کے پیش نظر ہمیشہ رچرڈ برٹن کا قول رہنا چاہیئے۔ کہ امن تو داناؤں کا ایک خواب ہے۔ اور جنگ انسان کی ایک تاریخ ہے۔ اس بنیادی حقیقت کو بھول بھلا کر، آزادی ملک کے بعد ہم اس خوش فہمی میں مگن تھے کہ آئندہ نظر آ جانے والے مستقبل کی حد تک ہمیں کسی جنگ سے سابقہ پڑنا نہیں ہے حالانکہ ۱۹۶۲ء تو اس باب میں ہماری آنکھیں کھول دینے کے لئے کافی ہو جانا تھا۔"

دوسری جگہ جنگ ہند و پاکستان کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے:۔

"اس سلسلہ میں میں جو کچھ کہوں گا وہ یہ ہے کہ ہم اپنے سے ایک چھوٹی طاقت کو شکست دینے میں ناکام رہے جبکہ ہمیں کامیاب ہونا چاہیئے تھا۔"

یہ تلقین ہے ایک ذمہ دار فرد کی اپنی قوم کو جو یہ کہتے نہیں تھکتے کہ ہندی تہذیب و تمدن کے خمیر و مزاج ہی میں اہنسا اور عدم تشدد داخل ہے۔ اور ہندوستان ہمیشہ جنگ جوئی اور خونریزی سے پرہیز کرتا رہا ہے۔ حالانکہ اگر ہم ہندومت کی عسکری اور مذہبی تاریخ پر نظر ڈالیں تو نام نہاد اہنسا اور عدم تشدد کا پول کھل جاتا ہے اور معلوم ہو جاتا ہے کہ ہندومت کے مزاج میں شروع سے ہی عسکریت، تشدد اور جارحیت چلی آتی ہے "بغل میں چھری منہ میں رام رام" ہندو ذہنیت کی عکاسی کرتا ہے۔

عربوں اور اسرائیل کی جنگ میں مسلمانوں کی فتح کے لئے دعا

ہمیشہ اللہ تعالےٰ مسلمانوں کی کمزوری کی حالت میں مدد کرتا رہا ہے، اب بھی کریگا

اسلام کے متعلق مایوسی کی حالت میں امام وقت کا نعرۂ فتح اسلام اور اسکے ظہور کے آثار

خطبہ جمعہ مؤرخہ ۲ر جون ۱۹۶۷ء فرمودہ حضرت امیر قوم مولینا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ بمقام جامع احمدیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

کتب علیکم القتال وھو کرہ لکم وعسی ان تکرھوا شیئا وھو خیر لکم وعسی ان تحبوا شیئا وھو شر لکم واللہ یعلم وانتم لا تعلمون ـــــــ (سورۃ البقرۃ آیت ۲۱۶)

وقال اللہ تعالیٰ ـ کما اخرجک ربک من بیتک بالحق ـ وان فریقا من المؤمنین لکرھون ـــــــ و یقطع دابر الکفرین ـــــــ (سورۃ الانفال ۵ تا ۷)

کمزوری کی حالت میں مسلمانوں کی نصرت

ان دو آیات میں اللہ تعالےٰ نے مسلمانوں کی کمزور حالت کا ذکر فرمایا ہے۔ اور بتایا ہے کہ باوجود مسلمانوں کی کمزوری کے اور باوجود اس بات کے کہ دشمن کی طاقت کہیں زیادہ تھی۔ ان حالات میں خدا تعالےٰ نے مسلمانوں کی نصرت کی اس لئے کہ وہ حق پر تھے۔ دوسری جگہ فرمایا کم من فئۃ قلیلۃ غلبت فئۃ کثیرۃ باذن اللہ واللہ مع الصٰبرین۔ یاد رکھو اکثر بات کو کئی دفعہ ایسا ہوا کہ ایک چھوٹی سی جماعت، کو جو حق پر ہے بڑی بھاری جماعت پر جو حق پر نہ تھی فتح حاصل ہوئی۔ میں نے ان آیات کو آج اس لئے پڑھا ہے۔ کہ جس طرح سے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کی حالت ایسی تھی کہ دشمن ان کو ہڑپ کرنا چاہتا تھا۔ اور سمجھتا تھا کہ ہم نے اس کو صفحہ ہستی سے مٹا دیا ہے۔ ویسی ہی حالت آج مسلمانوں کی ہے۔ حضرت نبی کریم صلعم کی جمعیت کا کیا حال تھا۔ آپ کا رسالہ کتنا تھا صرف دو گھوڑے۔ جن کا رسالہ صرف دو گھوڑوں پر مشتمل ہو ان کا لینا کیا مشکل ہے جب کہ دشمن کے پاس سینکڑوں گھوڑے ہیں۔ دشمن پورے ساز و سامان کے ساتھ حملہ آور ہوا اسکا خیال تھا کہ ہم مسلمانوں کو کچل کر رکھ دیں گے۔ حالانکہ جس قافلہ کو بچانے کے لئے دشمن نے چڑھائی کی اس کے سردار ابوسفیان نے کہلا بھیجا تھا کہ ہم سمندر کے کنارے کنارے بچ کر نکل آئے ہیں۔ لیکن ابوجہل نے کہا لن نبرح مہلا حتی ننحر الجزور ونشرب الخمور وتقیم حلبنا القینات یعنی ہم میدان بدر کو نہیں چھوڑیں گے جب تک فتحیاب ہو کر اس خوشی میں اونٹ ذبح کرکے کباب نہ کھا لیں۔ اور شراب نہ پی لیں۔ اور جب تک یہاں مغنیہ عورتوں کا ناچ نہ دیکھیں۔ اور جب تک عرب کے لوگوں کو معلوم نہ ہو جائے کہ ہم کتنے طاقتور لوگ ہیں۔

امریکہ کی شہ پر بھارت کی ... چڑھائی۔

ہم نے بھی گذشتہ دنوں تک ایسا ہی مشاہدہ کیا۔ امریکہ کے صدر جانسن نے کہا کہ صدر ایوب گستاخ ہو گیا ہے ہمارے دشمن چین سے دوستی لگاتا ہے۔ اور ایسی کھلی گستاخی کے ساتھ ایک اور گستاخی یہ ہے کہ اس نے ماسکو کے ساتھ یارانہ گانٹھ لیا ہے۔ کیا حقیقت ہے پاکستان کی اور کیا ہستی ہے صدر ایوب کی۔ ہندوستان اس سے آبادی میں۔ قوت میں اور علاقائی وسعت میں کئی حصہ زیادہ طاقتور ہے۔ روپے میں فوجی قوت میں اور اسلحہ میں ہندوستان بہت بڑھا ہوا ہے۔ اس نے بھارت کی پیٹھ ٹھونکی اور شاستری جی بھی خوشی سے اچھل پڑے کہ دنیا کے بڑے جابر شخص ہمارے ساتھ ہیں۔ جانسن کو بھی لذت آتی ہے اور پاکستان کو ملیامیٹ کرنے سے ہم کو بھی لذت آئے گی۔ چنانچہ شاستری جی نے اعلان کیا کہ میں آج شام قوم کو بہت بڑی خوشخبری سنانے والا ہوں اور ایک وزیر نے اعلان کر دیا کہ آج شام ہم لاہور کے جمخانہ میں جا کر شراب اڑائیں گے۔

مشکل حالات میں مسلمانوں کی قربانیاں اور نصرت الٰہی۔

یہ بڑا نازک وقت تھا خدا تعالےٰ نے صدر ایوب کی مدد کی اور سب مسلمان یک جان ہو گئے۔ وہ جناب الٰہی میں روئے، مال، روپیہ، کھانا، جو بھی توفیق تھی سب نے پیش کر دیا وعسی ان تکرھوا شیئا ھو خیر لکم بڑی مشکل اور ناگوار صورت حالات تھی، عام خیال یہ تھا کہ ہم ہندوستان کی فوج کا مقابلہ کیسے کریں گے۔ لیکن خدا تعالےٰ فرماتا ہے کہ ہمارے ہاتھ میں نظام ہے۔ حالات بے شک ایسے ہو سکتے ہیں کہ تمہیں ناگوار معلوم ہوں لیکن ھو خیر لکم اسی میں تمہارے لئے بھلائی ہے۔ سارے مسلمان متحد ہو گئے اور ان کو جوانمردی دکھلانے کا موقعہ ملا۔ حصول شہادت کا موقعہ ملا۔ لوگوں نے شہادت کے جام پیئے۔ ان شہیدوں کا نام زندہ ہے جنہوں نے اپنے وطن اور اسلام کے دفاع میں اپنی جانیں دیں۔ خدا تعالےٰ نے ان کی عزت قائم کر دی۔ یورپ میں پاکستانیوں کی بہادری اور جانبازی کی دھاک بیٹھ گئی۔ یہی وہ کیفیت ہے جس کے متعلق فرمایا کہ بعض حالات تمہیں ناگوار نظر آتے ہیں وھو خیر لکم لیکن وہ تمہارے لئے فائدہ مند ثابت ہوں گے۔

متحدہ عرب جمہوریہ پر اسرائیل کی چڑھائی

آج بھی ایسا ہی نظارہ ہمارے سامنے ہے اسرائیل نے عرب ممالک پر حملہ کرنے کے لئے سرحد پر فوجیں جمع کر لیں اور عربوں نے اپنے دفاع کے لئے خلیج عقبہ کی ناکہ بندی کر دی ہے تاکہ جانسن اور برطانیہ کے جہاز ان کی امداد کے لئے وہاں سے نہ گذر سکیں، اسی غرض سے ان کے جنگی جہاز بحیرہ روم میں پھر رہے ہیں۔ انہوں نے سوچا ہے کہ مسلمانوں کی کیا حقیقت اور کیا وقعت ہے۔ ایسے وقت میں جس طرح پاکستان پر بھارت کے حملہ کے وقت اسلامی حکومتیں ایران، عرب، ترکی، انڈونیشیا، سوڈان، وغیرہ پاکستان کے ساتھ ہو گئے تھے اور چین نے بھی ساتھ دیا تھا آج بھی مسلمان سلطنتیں ایک ہو گئی ہیں۔ سب نے دشمن کو عبرتناک سبق سکھانے کا تہیہ کر لیا ہے چین اور روس نے بھی عربوں کی حمایت کا اعلان کیا ہے حالات بڑے نازک ہیں۔ لیکن جس طرح پہلے ہر ایسے موقع پر اللہ تعالےٰ نے حق کی نصرت فرمائی تھی آج بھی ہمارے ساتھ خدا ہے ہمیں چاہیئے کہ ایسی مشکل کے وقت خدا کے حضور گریہ و زاری کریں استغفار کریں اور سجدوں میں گر کر التجائیں کریں کہ دشمن اپنی طاقت کے گھمنڈ میں ہے اور اپنا لاؤ لشکر لے کر حملہ آور ہوا ہے کہ وہ مسلمانوں کو ختم کر دے اور مسلمانوں کو کمزور کر دے اسی لئے امریکہ اور برطانیہ ان کو مدد دے رہے ہیں۔ دعا کرنی چاہیئے کہ اللہ تعالےٰ ان کی شرارتوں سے بچائے۔

مسلمان ممالک کا اتحاد اور صدر ناصر کا بے نظیر اقدام

خدا نے مسلمان ممالک کو متحد کر دیا ہے مسلمانوں کی حفاظت کے لئے روس اور چین کو ان کا مددگار بنا دیا ہے۔ یہ تفسیر ھو خیر لکم کی ہے۔ صدر ناصر کو خدا تعالےٰ نے نصر توفیق بخشی ہے کہ عقبہ کی ناکہ بندی کر کے امریکہ اور انگریز کو

وہاں پہنچنے سے روک دے۔ انہوں نے اعلان کیا ہے کہ اگر انگریزوں نے زیادہ قدم بڑھایا تو تیل کی سپلائی بھی روک دی جائے گی اور سویز سے ان کے جہازوں کا داخلہ بند کر دیا جائے گا۔ اس پر انگریزی اخباروں نے لکھا ہے کہ اس نے بے نظیر اقدام کیا ہے۔ اس سے یورپ کی ساری طاقت ختم ہو جائے گی۔ کیونکہ اس کی طاقت کا انحصار تیل پر اور ان کے تجارتی جہازوں پر ہے جو نہر سویز سے گزر کر دوسرے ممالک کو جاتے ہیں

اسلام کے متعلق مایوسی کے عالم میں حضرت مرزا صاحبؒ کی طرف سے فتح کی پیشگوئی

ایک موقعہ تھا کہ ہم مرے ہوئے تھے۔ عقابوں کے پنجوں میں ہم چڑیوں کی طرح تھے۔ انگریز ہم پر مسلط تھے۔ مصر بھی انگریز کا غلام تھا۔ ایران بھی غلام تھا۔ اور انگریز نے ترکی کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے تھے۔ ہر جگہ مسلمانوں پر ذلت و مسکنت کا عالم طاری تھا۔ ایسے حالات میں جبکہ کسی مسلمان کی ہمت نہ پڑتی تھی حضرت مرزا صاحبؒ نے فتح اسلام کتاب لکھ کر اسلام کی فتح کی خوشخبری سنائی اور آپ کو الہام ہوا کہ

"بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں
بر منار بلند تر محکم افتاد"

ایسے مایوس کن حالات میں اس قسم کے الہامات نہیں ہو سکتے۔ یہ دل کی آواز نہیں ہو سکتی، یہ خدا کی آواز ہے جس نے مسکنت و ادبار کے زمانہ میں اسلام کے غلبہ اور مسلمانوں کے عروج کی خبر دی۔

غلبۂ اسلام کے سامان عالم اسلام کا اتحاد

اس کائنات کی حکومت کی تدابیر اور اس کی باگ ڈور خدا کے ہاتھ میں ہے۔ وہ بگڑی ہوئی حالت میں بھی مسلمانوں کی نصرت و حمایت کے سامان بہم پہنچا سکتا ہے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی خدا تعالےٰ نے کم من فئة قليلة غلبت فئة كثيرة باذن الله کا نظارہ دکھلایا اور ہم یقین کرتے ہیں اور جناب الٰہی میں دعا کرتے ہیں کہ آج بھی اسلام کا دنیا میں غلبہ ہو۔ اسلام کے غلبہ کے سامان ہو رہے ہیں۔ ہمیں چاہیئے کہ خدا سے نصرت اور مغفرت کے طلبگار ہوں۔ اپنے قصوروں کی معافی مانگو، اپنے اندر تبدیلی پیدا کرو۔ اتحاد اور اتفاق کا سبق سیکھو بے اتفاقی سے قومیں تباہ ہو گئی ہیں، ان کی ساکھ جاتی رہی ہے۔ یہ مصیبت جو اسرائیل کی وجہ سے عالم اسلام کے درپیش ہے اس کا بہت بڑا فائدہ جو مسلمانوں کو ہوا ہے وہ یہ ہے کہ مسلمان قومیں متحد ہو گئی ہیں۔ یہ خدا تعالےٰ کا بڑا احسان ہے جو اس نے ہم پر کیا ہے۔

بدر اور اُحد میں مسلمانوں کے بہادرانہ کارنامے اور حضرت نبی کریم صلعم کا شوق شہادت

بدر کی جنگ میں اللہ تعالےٰ کی یہ شان نظر آتی ہے کہ مسلمانوں کی طاقت کمزور ہے۔ رسالہ کے صرف دو گھوڑے ہیں، ایسی کمزوری کی حالت میں فرمایا کتب علیکم القتال وھو کرہ لکم۔ تم پر جنگ فرض کر دی گئی ہے۔ اگرچہ تمہیں پسند نہیں، مسلمانوں نے ایسے موقع پر بڑی بہادری بڑی دلیری اور جرأت و شجاعت کا مظاہرہ کیا اور خدا کے لئے خوشی سے جان دی۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خود میدان جنگ میں دشمن کے مقابلہ کے لئے سجاتے ہیں۔ حضور یہ نہیں خیال فرماتے کہ اس چھوٹی سی جماعت کا سردار اگر مارا گیا تو جماعت کا کیا حال ہوگا اس لئے لوگوں سے نہیں کہتے کہ میری حفاظت کرو، میرے گرد دیوار بنا دو۔ اس کے برعکس حضور فرماتے ہیں لوددت انی اقتل فی سبیل اللہ ثم احی ثم اقتل ثم احی ثم اقتل۔ میری بڑی خواہش یہ ہے کہ خدا کے راستہ میں میری جان جائے میں پھر زندہ کیا جاؤں۔ پھر خدا کے رستہ میں جان دوں پھر زندہ کیا جاؤں، اور پھر خدا کی راہ میں قربان ہو جاؤں۔ شوق شہادت کا یہ عالم تھا اور یہی جذبہ حضور صلعم نے اپنی قوم کے اندر پیدا کیا۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم احد کی لڑائی میں صف اول میں لڑتے ہیں، زخمی ہو جاتے ہیں گر جاتے ہیں اور بے ہوش ہو جاتے ہیں، خود کی کڑیاں حضورؐ کی پیشانی میں پیوست ہو جاتی ہیں۔ اس وقت ابوعبیدہ بن الجراحؓ پرندے کی طرح اڑتے ہوئے آئے اور اپنے دانتوں سے وہ کڑیاں نکالیں۔ اپنے دانت گنوا لئے۔ ابو دجانہ دشمن کی طرف پیٹھ پھیر کر حضورؐ کی حفاظت کے لئے آپ کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو گئے تاکہ ایسا نہ ہو کہ سامنے سے دشمن کے تیر آئیں اور وہ ادھر ادھر ہو جائیں اور حضورؐ کو کوئی تیر لگ جائے۔ بارش کی طرح دشمن کی صفوں سے تیر آ رہے تھے۔ وہ ان کی پیٹھ پر لگتے رہے اور انہوں نے ذرا بھی حرکت نہ کی۔

ابی وقاصؓ کی تیر زنی اور نبی کریم صلعم کی طرف سے قدر افزائی

ادھر سعد بن ابی وقاصؓ دشمن پر زور سے تیر برسا رہے تھے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کی قدر افزائی کرتے ہوئے فرماتے تھے ارم یا سعد فداك ابی و امی۔ تیر چلاتے جاؤ اے سعد! تم پر میرے ماں باپ قربان ہوں۔ مدینہ میں مجھے پتہ چلا کہ ایک گلی کے اندر ایک مکان میں سعد بن وقاصؓ کی وہی کمان رکھی ہوئی ہے۔ میں اسے دیکھنے گیا یہ کچا مکان ہے۔ اس میں ایک میز پڑا ہوا ہے جس پر لکڑی کے تختے کی بجائے شیشے کا تختہ لگا ہوا ہے۔ اس شیشے کے نیچے یہ کمان رکھی ہوئی ہے اور یہی الفاظ لکھے ہوئے ہیں ارم یا سعد فداك ابی و امی۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لاجواب قوم پیدا کی ہے۔ اور ان کی لاجواب قدر شناسی آپ نے فرمائی۔

جنگ احزاب میں حضرت علیؓ کی بہادری

جنگ احزاب میں عمیر ود ایک دیو قامت جوان تھا۔ ایک جگہ خندق کو فاصلہ کم ہونے کی وجہ سے عبور کر کے آ گیا اور مقابلہ کے لئے مسلمانوں کو للکارا۔ اس پر حضرت علیؓ نے حضورؐ سے عرض کی کہ میں اس کے مقابلہ میں جاؤں۔ آپ نے فرمایا یہ مناسب نہیں ہے۔ تاہم وہ اٹھ کھڑے ہوئے اور مقابلہ میں ڈٹ گئے عمیر ود نے اپنی تلوار سے ان کی پیشانی پر ضرب لگائی۔ اس پر حضرت علیؓ نے اچھل کر ذوالفقار کی ضرب سے دشمن کو ڈھیر کر دیا۔

صحابہ کرامؓ کا شوق شہادت

حضرت خالدؓ جب بستر علالت پر قریب المرگ تھے تو انہوں نے کہا کہ میرے جسم پر ایک بالشت جگہ ایسی نہیں جہاں کہ نیزہ تلوار یا خنجر کا زخم نہ ہو لیکن افسوس ہے کہ آج میں بستر پر جنگلی گدھے کی طرح جان دے رہا ہوں۔ یہ شوق شہادت تھا جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قوم کے اندر پیدا کیا۔ ایک بڑے آدمی سعد بن ربیعؓ نے میدان اُحد میں شہادت پائی اور آخری خواہش یہ ظاہر کی کہ حضورؐ کے قدموں میں میرا سر رکھ دو۔ جب ان کی خواہش پوری ہوئی تو انہوں نے کہا حضورؐ کے حکم پر جانیں قربان کر دو۔ لیکن وہ نہیں بیسیوں بڑے بڑے آدمی خدا کے رستہ میں جان دینا سعادت سمجھتے تھے۔

سعد بن معاذ رضؓ کی تیمار داری کرنے کے لئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں خیمہ لگوا دیا جہاں ان کو رکھا گیا۔ ایک عورت زخموں کا علاج اچھی طرح کرنا جانتی تھی۔ وہ علاج کرتی تھی۔ سعدؓ نے کہا کہ اے مولیٰ! اگر اب بھی حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی دشمن زندہ ہے تو مجھے زندہ رکھ تاکہ میں جہاد کروں۔ اگر ایسا نہیں تو مجھے اپنے پاس بلا لے۔ وہ زخموں کی تکلیف سے بے تاب تھے۔ اسی اثنا میں ان کا زخم پھٹا پھوار کی طرح خون بہنے لگا۔ حضور صلعم آئے اور ان سے لپٹ گئے اور اپنے تئیں خون آلود کر لینے سے دریغ نہ کیا۔

زمین پر چلتا پھرتا شہید

ابوطلحہ بخاری ایک قبیلہ کا سردار تھا۔ بڑا بارعب اور امیر کبیر تھا۔ حضورؐ نے جب جہاد کے لئے مالی قربانی کی اپیل کی تو ایک قیمتی باغ دے دیا اور جہاد میں بڑی شجاعت دکھلائی فتح کے بعد حضور صلعم نے انہیں چلتے ہوئے دیکھ کر فرمایا من سرہ ان ینظر الی شهید یمشی علی وجه الارض فلینظر الی طلحه۔ وہ جو اس بات سے مسرت حاصل کرنا چاہتا ہے کہ زمین پر شہید کو چلتا ہوا دیکھے وہ ابوطلحہ بخاری کو دیکھ لے۔

ترک سپاہیوں کی بہادری

ترکوں میں بھی ایسے جوان ہیں جنہوں نے اپنے ملک کے لئے میں بڑے بڑے معرکے مارے ہیں۔ آج بھی ترکی جیسا جوان کسی قوم کو نصیب نہیں ہوا۔ پہلی جنگ عظیم میں میں لندن میں تھا۔ اس وقت انگریزوں نے اعلان کیا کہ ترک جیسا سپاہی کہیں نظر نہیں آتا۔ میں نے لندن میں رہ کر اسلامک ریویو کا ایڈیٹر ہونے کے باوجود ایک جملہ بھی انگریز کے حق میں نہیں لکھا اور نہ ہی ایک جملہ جرمنی کے خلاف لکھا۔ کچھ لکھا تو ترکوں کے حق میں لکھا۔

حضرت مرزا صاحبؒ کی آواز اور مسلمانوں کا اتحاد

خدا تعالےٰ کا بڑا احسان ہے کہ آج خدا نے تمام ممالک اسلامیہ مصر، عرب، شام، عراق، اردن، سوڈان، شمالی افریقہ کے تمام ممالک سب کو ایک کر دیا ہے اور ان کی دھاک بٹھا دی ہے۔ اور فتح اسلام کی وہ آواز جو حضرت امام زمانؒ نے بلند کی تھی اور فتح اسلام پر کتاب بھی لکھی تھی، اور غلبہ اسلام کے متعلق حضرت مرزا صاحبؒ کو خدا تعالےٰ نے خبر دی۔ آج ہم اس فتح کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ مسلمانوں میں اتحاد پیدا ہونے سے شوکت پیدا ہو گئی ہے۔ جس خاندان، قوم یا ملک میں اتحاد نہ ہو وہ کمزور ہو جاتی ہے۔ اس کی عزت کم ہو جاتی ہے۔ یہ خدا تعالےٰ نے ہم پر بڑا احسان کیا ہے کہ تمام قوم ایک ہو گئی۔ یاد رکھیے کہ قرآن کریم، حضرت نبی کریم صلعم کا اسوہ اور صحابہ کرامؓ کی زندگی ہمارے سامنے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے نمونہ ہے۔

بیماروں کیلئے دعا: پچھلے جمعہ میں نے آپ کو بتلایا تھا کہ ... صاحب مرحوم کی صاحبزادی امۃ السمیع بیگم صاحبہ کا اپریشن ہونیوالا ہے خدا کے فضل سے ان کا اپریشن کامیاب ہو گیا ہے انہوں نے ... ان کے لئے دعا کریں۔ اسی طرح بشیر احمد صاحب ... علیل ہیں۔

عمانوئیل کون ہے مسیحؑ یا محمد صلعم

مولٰنا عبدالحق صاحب ودیارتھی کی زیرِ طبع کتاب محمدؐ ان ورلڈ سکرپچرز جلد دوم کا ایک حصہ

(بسلسلۂ اشاعت مورخہ ۱۶ مارچ سنہ ۱۹۶۷)

۴۵ - حضرت ابوبکرؓ کی گھبراہٹ بھی اگر اپنی جان کے لئے ہوتی تو وہ بڑی آسانی سے باہر نکل کر اپنی جان بچا کر استاد کو دشمنوں کے حوالے کر سکتے تھے لیکن اس مردِ باصفا کو اپنی جان کی ہرگز فکر نہ تھی بلکہ اپنے سے بڑھکر اپنے استاد کی فکر تھی۔ اس کا جذبہ یہ تھا کہ میری جان قربان ہو جائے مگر میرے ہادی کا بال بینکا نہ ہو۔ جب شاگرد شمعِ ہدایت کا پروانہ تھا تو استاد بھی اسے اپنی جان سے عزیز رکھتا تھا اس لئے اپنی اور اپنے رفیق دونوں کے لئے اللہ تعالےٰ کی معیت مطلوب تھی۔ اور اللہ تعالےٰ کو اپنے ان دو محبوبوں کی حفاظت کے ساتھ اپنی توحید، صفات کاملہ، تجدیدِ انبیاء کے گمشدہ دین کی ازسرِنو ترویج اور تکمیل مقصود تھی۔ لاتحزن ان اللہ معنا کا مژدہ ان تمام مقاصدِ عظمیٰ پر محیط تھا۔

۴۶ - ہمیں اس سے انکار نہیں جنابِ مسیحؑ کی حفاظت بھی اللہ تعالےٰ نے ہی فرمائی اور دشمنوں کے ہاتھوں سے ضرور ان کو بچایا لیکن ان اللہ علےٰ کل شیٔ قدیر۔ خدا ہر انہونی بات پر قدرت رکھتا ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ایک پہلوان اگر یہ دعوےٰ کرے کہ میں ایک من وزنی گرز اٹھا کر بتاشہ توڑ سکتا ہوں تو ہم اس کی حماقت آمیز بہادری کی داد دینے کے لئے تیار نہیں کہ اس نے ایک من وزن کا گرز اٹھایا لیکن جو کام اس نے کیا وہ نادانی کا کام تھا بتاشہ تو معمولی طور پر آسانی سے توڑا جا سکتا تھا اس کے لئے من بھر کا گرز اٹھانے اور چلانے کی ضرورت نہ تھی اللہ تعالیٰ کی ذات قدیر ہی نہیں حکیم بھی ہے اس کے ہر کام میں قدرت اور حکمت، دونوں ایک دوسرے کی رفیق ہیں کسی کام کے لئے جتنی طاقت بکار ہے اتنی طاقت ہی استعمال میں لاتا ہے۔ بتاشہ توڑنے کے لئے اپنی بے پناہ طاقت ضائع نہیں کرتا۔ غور کیجئے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بچانے کے لئے وہ پہاڑ میں زلزلہ لا سکتا تھا جس سے دشمن دہشت زدہ ہو کر بھاگ جاتے دشمنوں کو اندھا کر سکتا تھا۔ اپنے حبیب پاک کو غار اور ثور سمیت آسمان پر اٹھا سکتا تھا سینکڑوں اور ہزاروں امکانات ان کو بچانے کے سوچے جا سکتے ہیں لیکن حکمت کا کمال یہ ہے کہ دشمن کی بڑی سے بڑی طاقت کو کمزور سے کمزور چیز کے ساتھ شکست دے دی جائے۔ اس کی قدرت اور حکمت پہاڑ کھود کر چوہا نہیں نکالتی۔ اور نہ چوہے کی خاطر پہاڑ کھڑا کرتی ہے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کی عظیم ترین اور محبوب ترین ہستی ہے۔ اس کے بچانے کے لئے فولاد کی دیوار نہیں کھڑی کی جاتی بلکہ کمزور ترین چھوٹی سی مکھی کو حکم دیا جاتا ہے غار کے منہ پر اپنا کمزور ترین گھر بنا دو (ان اوھن البیوت لبیت العنکبوت) ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

Surely the frailest of all houses is the spider's house.

۴۷ - غار کے منہ پر اس مکڑی کے جالے کو دیکھ کر ان قائفوں میں سے ہی کسی نے کہا کہ اگر اس غار کے اندر کوئی گیا ہوتا تو اس کے منہ پر جالا نہ ہوتا یہ اس شخص کی دلیل جو بظاہر مضبوط دلیل تھی۔ تمام دشمنوں کو غار ۔۔۔۔۔ کے اوپر سے نیچے لے آئی اور مکڑی کے اس جالے نے ان کی عقل پر پتھر رکھ دیا مگر دوسری طرف اسی کمزور سے جالے نے رسول اللہ صلعم اور آپ کے ساتھی کے ساتھ اللہ تعالےٰ کے ہونے کا ثبوت مہیا کر دیا۔ یوں عمانوئیل کی عملی تفسیر ان اللہ معنا، یعنے یقیناً خدا ہمارے ساتھ ہے سے کر دی۔

۴۸ - بہرحال رسول صلعم کو اللہ تعالےٰ نے ایسے معجزنما طریق پر دشمنوں سے بچا کر اپنی معیت اس کے ساتھ ہونے کا ثبوت مہیا کر دیا۔ مگر اس واقعہ میں بہت سی باتیں قابلِ غور ہیں۔ (۱) یسعیاہ نبی کی پیشگوئی رسول اللہ صلعم سے 1300 برس پہلے کی ہے اس سے 800 برس بعد (700 برس مسیح بعد پیدا ہوا۔ قریباً سو برس بعد اناجیل لکھی گئیں) اور یسعیاہ کی وہ بشارت اس میں نقل کی گئی اور پھر آنحضرت صلعم نے پیشگوئی کے واقع ہونے سے پہلے نہایت نازک وقت میں اس کا اعادہ کیا۔ گویا یہ پیشگوئی اپنے اندر تین زبردست صداقتیں رکھتی ہے۔

۴۹ - نہ صرف ایک دفعہ بلکہ ایسے ہی کئی ایک نازک موقعوں پر رسول اللہ صلعم نے ان اللہ معنا کہہ کر اپنے عمانوئیل ہونے کا ثبوت دیا ہے ان میں سے صرف ایک اور واقعہ یہاں نقل کیا جاتا ہے۔ رؤسا کفار کا غصہ آپ کے تعاقب میں ناکام ہونے کی وجہ سے اور بھی بڑھ گیا اب انہوں نے اعلان کیا جو شخص معاذ اللہ آپ کو قتل کر کے سر کاٹ کر لائے گا اسے سو اونٹ انعام دیا جائے گا۔ کئی لوگ اس لالچ کی وجہ سے ادھر ادھر پھیل گئے ان میں سے ایک پہلوان سراقہ نام ہاتھ میں نیزہ لئے گھوڑے پر سوار مدینہ کی طرف روانہ ہوا ادھر آنحضرت صلعم بھی تین دن رات غار میں پناہ گزین رہنے کے بعد مدینہ کی طرف جا رہے تھے۔ آپ کے پیچھے سراقہ بھی تلاش کرتا ہوا پہنچ گیا اسے دیکھ کر حضرت ابوبکرؓ کے منہ سے بے اختیار نکلا ادرکنا الطلب یارسول اللہ۔ اللہ کے رسول جاسوس نے ہمیں آ لیا۔ آپؐ نے پھر اسی اطمینان قلب سے فرمایا ان اللہ معنا یقیناً ہمارے ساتھ ہے۔ اب تو غار کا پردہ اور پناہ بھی نہیں کھلا میدان ہے اور دشمن سر پر پہنچ رہا ہے۔ چنانچہ سراقہ چند قدم کے فاصلہ پر گھوڑا سرپٹ دوڑاتا ہوا پہنچا اس کے گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور وہ زمین پر سر کے بل گر پڑا آپؐ نے سراقہ کو گرتے دیکھ کر مجلس کو فرمایا "سراقہ تجھے ایک دن کسریٰ شاہ ایران کے سونے کے کنگن پہنائے جائیں گے"۔ سراقہ گھوڑے کی اس اچانک ٹھوکر سے پریشان تھا اور اسے خدائی کرشمہ سمجھ کر آپؐ کی صداقت پر ایمان لے آیا۔

۵۰ - یہ سراقہ کے لئے محض لالچ نہ تھا سراقہ ایمان لانے کے بعد وہ سراقہ نہ رہا تھا جو اونٹوں کے دم نقد لالچ سے کہ جس کے حاصل کرنے میں اب کوئی رکاوٹ اور دیر نہ تھی لیکن دوسری طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت اس وقت کیا تھی بے سروسامانی کی حالت میں مکہ معظمہ چھوڑنے پر مجبور ہوئے نہایت کمزوری کی حالت میں غار کے اندر پناہ لی اور اب تین دن کے بعد چھپکر غریب الوطن ہو کر جا رہا ہے۔ مکہ والوں نے اسے قبول نہیں کیا۔ مدینہ میں کیا ہو یہ کون جانتا ہے مگر ایسی بے چارگی کی حالت میں خواب یہ دیکھتا ہے کہ ایران جیسی زبردست حکومت کو اس کی فوج کے ہاتھوں شکست ہوگی فوج کہاں اور پھر ایسی فوج جو ایران کو فتح کرے سراقہ سمجھ سکتا تھا کہ یہ سب خیالی باتیں ہیں اور ہوائی خیال ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کی قدرت سے سراقہ چند منٹ کے اندر وہ سراقہ نہ تھا جو اونٹوں کے لالچ سے ایک معصوم اور محسنِ عالم ہستی کو قتل کرنے نکلا تھا۔ وہ آپ کی تبسم آمیز نظر سے تو دسرا ہو گیا اور اسلام کی راہ میں جان دینے کے لئے تیار ہو گیا۔ کئی ایک بعد کی جنگوں میں اپنی شجاعت کے جوہر دکھاتا رہا۔ لیکن کسریٰ کے سونے کے کنگن ان بالوں والے بازوؤں پر ابھی ایک ایسا موہوم خواب تھا جس کی راہ میں ایران کی وہ پیکر جمالیہ آسا حکومت حائل تھی مگر برسوں خدا نے برسوں پہلے اپنے حبیب کو یہ خبر دی تھی اس کی مدد اور معیت نے قدرت نمائی کی۔ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں اسلامی فوج نے بالآخر ایران فتح کر ہی لیا۔ سراقہ کے متعلق یہ پیشگوئی کسے معلوم نہ تھی کسریٰ کے طلائی کنگن حضرت عمرؓ کے ہاتھ میں آئے، سراقہ کو اپنے سامنے بلایا اور اس پیشگوئی کو جس کے پورا ہونے کا کوئی امکان نہ تھا کہ جب وہ کی گئی تھی۔ کنگن سراقہ کو پہنائے گئے۔ ہر وہ شخص جسے اللہ تعالےٰ نے فکرِ سلیم عطا کیا ہے سوچے اور غور کرے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ ان اللہ معنا نہ صرف اس وقت پورے ہو گئے جب سراقہ قاتل کی بجائے مومن بن گیا۔ پھر سراقہ کی زندگی میں ہی وہ دن آ گیا جس کے آنے کے امکانات اس وقت یکسر معدوم تھے۔ گو اسے کسریٰ کے کنگنوں کی خوشخبری دینے والا اس وقت دنیا میں موجود نہ تھا لیکن فضاء عالم میں اور مسلمانوں کے دلوں میں وہ الفاظ اب بھی گونج رہے تھے اور ایران جیسی کوہ پیکر سلطنت کو شکست دینے کو کافی زور اپنے اندر رکھتے تھے۔ فتح ایران کا خواب ایک حقیقت بن گیا کیونکہ وہ الفاظ درحقیقت کسی انسان کے الفاظ نہ تھے بلکہ خداوند عالم کے الفاظ تھے جس کے متعلق اس نے خود ہی فرمایا اذا قضیٰ امراً فانما یقول لہ کن فیکون سراقہ کے دل کی کیفیت اس وقت دیکھنے کے قابل تھی جب خلیفۂ وقت اس کے لمبے لمبے بالوں والے ہاتھوں میں شاہ ایران کے

جلسہ سالانہ پشاور کی مختصر روئداد

انعقاد جلسہ کے انتظامات

مورخہ ۲۴-۴-۶ کو ایک غیر معمولی اجلاس زیر صدارت محترم جناب ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب منعقد ہوا اس میں جلسہ سالانہ پشاور مورخہ ۶۴-۵-۷ کو منعقد کرنے کا فیصلہ ہوا۔ چونکہ یہ علاقائی جلسہ تھا اس لئے مورخہ ۶۴-۴-۲۶ کے انتظامیہ اجلاس میں سعید ڈھیری باڑہ خلیل اور شیخ محمدی کے سیکرٹری صاحبان کو معہ ایک مزید ممبر کے شمولیت کی دعوت دی گئی تھی۔ اس انتظامیہ اجلاس میں عہدیداران اور مستقل ممبران کے علاوہ جناب غلام محبوب خان صاحب انجینیئر کو دعوت دی گئی تھی۔ اکثر ممبران نے اس اجلاس میں شرکت فرمائی اور متفقہ طور پر پروگرام جلسہ مرتب کیا گیا۔ حضرت قبلہ مولانا عبدالرحمان صاحب نے خورد و نوش کی ذمہ داری اپنے ذمہ لے کر میری پریشانی میں بڑی کمی کا باعث ہوئے۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے۔ اس کے علاوہ آپ نے اکثر مہمانوں کی رہائش کا بندوبست بھی اپنے گھر میں فرما کر مزید شکریہ کا موقعہ دیا۔

معاونین حضرات کا شکریہ

اس جلسہ میں شروع سے لے کر آخر تک حضرت قبلہ ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب صدر جماعت پشاور کی قیمتی ہدایات، مشورے اور نصائح اور پروفیسر محمد فاضل صاحب کی دعائیں ہمارے شامل حال رہیں۔

احمد صادق صاحب جائنٹ سیکرٹری جماعت پشاور میرے پورے معاون ثابت ہوئے۔ میرے ساتھ ہر جگہ دورہ کیا۔ بعض جگہ ہمیں ۱۰ میل پیدل جانا پڑا۔ مثلاً شیخ محمدی سے سعید ڈھیری، اسلامیہ کالج، انجینیئرنگ کالج وغیرہ۔ اس کے علاوہ جناب حاجی گل رحمان خان صاحب بھی جلسے کو کامیاب بنانے کے لئے میری معیت میں کئی جگہ گئے۔ نیز شیخ شریف محمد صاحب اسسٹنٹ اکونٹ آفیسر نے بھی جلسے کو کامیاب بنانے کے لئے احباب سے ملاقاتیں کیں۔ جناب عبدالرشید صاحب اور جناب غلام علی صاحب نے بھی جلسہ کی کامیابی کے لئے نمایاں خدمات انجام دیں۔ محترم جناب میاں ظہور احمد صاحب نے اخراجات جلسہ کے لئے ایک معقول رقم بطور چندہ عنایت فرمانے کے علاوہ ہمیں اپنے مفید مشوروں سے نوازا۔ اس کے علاوہ باقی احباب نے بھی اپنی اپنی مقدور کے مطابق جلسہ کو کامیاب بنانے کی پوری کوشش کی۔ برادرم عبدالباقی صاحب بھی خاص طور پر شکریہ کے مستحق ہیں۔ ان کے مفید مشورے اور رہنمائی میرے شامل حال رہے۔ اس کے علاوہ میاں عبداللہ شاہ صاحب چارسدہ یہاں اجلاس کے دوبارہ شروع کرانے کے محرک ہوئے ہیں، انہوں نے اخراجات جلسہ میں ایک معقول رقم دینے کے علاوہ خود بیماری کے باوجود جلسہ میں شرکت کی۔ وہ جناب بزرگوارم میاں محمد زمان صاحب کی معیت میں تشریف لے آئے تھے۔ اور احباب کو نہایت خوبصورت .... میں .... خطاب بھی فرمایا۔

بیرونی احباب کی شرکت

ہمارا یہ اجلاس بعض خصوصی اور امتیازی قدروں کا حامل تھا۔ اس جلسہ میں کافی احباب مردان۔ راولپنڈی۔ لاہور۔ سرائے نورنگ۔ بنوں اور کوہاٹ سے تشریف لائے تھے۔ جن کی بدولت جلسہ کامیاب رہا۔

درس قرآن کریم

مورخہ ۶۴-۵-۶ کی شام کو مولوی محمد علی صاحب از ملتان نے بعد از نماز مغرب درس قرآن کریم دیا۔ اور مورخہ ۶۴-۵-۷ و ۶۴-۵-۸ کو صبح کی نماز محترم بزرگوارم خان بہادر ڈاکٹر سعید احمد خان صاحب نے پڑھائی۔ اور حضرت قبلہ مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی نے مورخہ ۶۴-۵-۷ کی صبح کو درس قرآن شریف دیا۔

پہلا اجلاس۔ تلاوت قرآن کریم و ملفوظات مسیح موعودؑ

مورخہ ۷ مئی کو اجلاس دو نشستوں میں منعقد ہوا۔ پہلا اجلاس زیر صدارت جناب ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب صبح ۸-۳۰ بجے شروع ہو کر تقریباً ایک بجے تک جاری رہا۔ اس اجلاس کا افتتاح محترم مولوی عبیدالرحمان صاحب امام مسجد مری نے تلاوت قرآن کریم سے کیا۔ جناب چوہدری عبدالحمید صاحب مولوی فاضل نے حضرت صاحب کا منظوم کلام نہایت خوبصورت رنگ میں معہ ترجمہ کے سامعین کو سنا کر ان کے ایمانوں میں اضافہ کا باعث بنے۔ آپ کے بعد شیخ شریف احمد صاحب اسسٹنٹ اکونٹ آفیسر نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ملفوظات پڑھ کر سنائے۔ آپ نے حضرت صاحب کا وہ کلام جو استحکام جماعت، تقویٰ، نفسانی جذبات سے اجتناب پر مبنی تھا سنا کر احباب کو اصل مقصد کی طرف آنے کی دعوت دی۔

مہمانوں کا خیر مقدم اور تمام جماعت کا مقصد

آپ کے بعد راقم الحروف نے بطور سیکرٹری معزز مہمانوں کو خوش آمدید کہا۔ اور جلسہ کی غرض و غایت پر روشنی ڈالتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو اس قسم کے اجلاس کی غرض بیان کی تھی۔ وہ بیان کی۔ اصل مقصد تزکیہ نفس، تقویٰ۔ باہمی اخوت اور محبت کا استوار کرنا ہے۔ اور ساتھ ہی اشاعت اسلام جو ہماری جماعت کا اصل مقصد ہے اس کو پورا کرنا ہے۔ اور اپنی زندگیوں کو خدا کی رضا پر لگا دینا اور خدا کی رضا حاصل کرنا۔ قربانی کا مادہ پیدا کرنا۔ مالی قربانی۔ جانی قربانی اور ہر قسم کی قربانی کا دینا ہمارے عہد بیعت میں شامل ہے۔

میاں بشیر احمد صاحب منٹو اور پروفیسر محمد فاضل صاحب کی تقاریر

میرے بعد جناب میاں بشیر احمد صاحب منٹو نے تعصب اور اسلام پر ایک جامع تقریر فرمائی۔ پھر حضرت قبلہ پروفیسر محمد فاضل صاحب نے اپنے خصوصی انداز میں نہایت عالمانہ تقریر فرمائی اور ہمارے ایمانوں میں .... اضافہ کا باعث ہوئے۔

ڈاکٹر اللہ بخش صاحب کی تقریر

تنظیم کی بنیاد تقویٰ پر۔

بعدہٗ جناب ڈاکٹر اللہ بخش صاحب تریزی جنرل سیکرٹری مرکزی احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے تنظیم و استحکام جماعت کے موضوع پر تقریر شروع کی۔ آپ نے فرمایا ہماری تنظیم کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی ہے۔ تزکیہ نفس اور تقویٰ ہی وہ چیز ہے جس پر روحانی اور مذہبی جماعتوں کی تنظیم مستحکم اور مضبوط رہ سکتی ہے۔ آپ نے فرمایا۔ مامور وقت حضرت مرزا غلام احمد صاحب مجدد صدی چہاردہم کی الوصیت کی بناء پر انجمن کی تشکیل ہوئی ہے جس کے ہر ممبر کے لئے پہلی شرط تقویٰ ہے۔ جو متقی نہ ہو۔ وہ اس مجلس کا ممبر رہ ہی نہیں سکتا۔ یہ مجلس مامور وقت کی جانشین ہے۔ اس مجلس کو مجلس معتمدین کہتے ہیں۔ اس کی اکثریت کا فیصلہ قطعی اور آخری ہوتا ہے۔ چاہیئے کہ ہم اس کا احترام کریں۔ آپ کی تقریر نہایت پُر اثر اور قیمتی نصائح سے لبریز تھی۔ کاش کہ ہم اس سے فائدہ اٹھائیں۔

مستحکم تنظیم کے متعلق میاں ظہور احمد صاحب کا پیغام

آپ کے بعد جناب شیخ میاں ظہور احمد صاحب نے پروگرام کے مطابق تقریر کرنی تھی۔ مگر آپ معروفیت کی وجہ سے تشریف نہ لا سکے اور از راہ کرم مستحکم تنظیم کے موضوع پر ایک پیغام لکھ کر بھیجا۔ جو پڑھ کر سنایا گیا۔ چونکہ اس پیغام کا اکثر حصہ جماعت پشاور کی تنظیم سے تعلق رکھتا تھا۔ اس لئے اس کو عملی جامہ پہنانے کے لئے علیحدہ اجلاس بلائے جانے کی تجویز ہے۔

میاں عبداللہ شاہ صاحب کا علمی خطبہ

اس کے بعد جناب میاں عبداللہ شاہ صاحب سے درخواست کی گئی۔ کہ وہ کچھ بیان فرمائیں۔ حضرت قبلہ میاں صاحب نے باوجود بیماری کے ایک علمی خطبہ دیا۔ آپ نے فرمایا۔ میں ایک زمیندار ہوں۔ کوشش کرتا ہوں کہ میرا کاشتکار اچھی فصل دے۔ جس کے لئے بیدو جہد اور کوشش اور ضروری لوازمات مجھے پورے کرنے پڑتے ہیں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اس دنیا کو ہر انسان کی آخرت کے لئے ایک کھیتی قرار دیا ہے۔ جس طرح میں جو زمین میں بوؤں گا۔ وہی کاٹوں گا۔ بعینہٖ اسی طرح جو انسان اس دنیا میں عمل کرے گا۔ اس کے مطابق ہی اس کو بدلہ ملے گا۔ انسان کو اللہ تعالیٰ نے قوائے عقلیہ، ذہنیہ اور روحانیہ بخشے ہیں۔ ان کے صحیح استعمال سے انسان اس دنیا کو بھی جنت بنا دیتا ہے۔ اور کائنات سے جو اصل جوہر ہے اس کو اخذ کر لیتا ہے۔ جس طرح علقہ ماں کے پیٹ سے اپنی خوراک چوستا ہے۔ اسی طرح انسان کو علقہ بن کر اصلی جوہر اس کائنات میں اخذ کرنا چاہیئے۔ یہی مقصد حیاتِ انسانی کا ہے۔ اس کے لئے خدا تعالیٰ نے انبیاء کو بھیجا۔ وہ ہماری رہنمائی فرماتے رہے۔ حکم ہوتا ہے ولا تقربا ھذہ الشجرۃ۔ اس درخت کے نزدیک مت جاؤ جو تجھے طمانیت اور سکون کی زندگی سے نکال دے۔

جناب میاں صاحب نے کافی علمی ذائقہ بیان کیا میں ان سے درخواست کروں گا کہ وہ اس مضمون کو خود لکھ کر پیغام صلح کو برائے اشاعت بھیجدیں۔

آخر میں آپ نے فرمایا جماعت احمدیہ ایک پاک فوج ہے

(باقی برصفحہ کالم اول)

رپورٹ جلسہ سالانہ جماعت احمدیہ لائلپور

(موصولہ: بشیر احمد سوز)

(۲)

نشست اوّل

جلسہ سالانہ کا پہلا اجلاس پریمیر فلور ملز لائلپور کی مسجد میں ساڑھے تین بجے منعقد ہوا۔ مکرم عبدالرب صاحب برہم نے قرآن کریم کی تلاوت فرمائی۔ اور سیکرٹری جماعت لائلپور مکرم ملک نذر حسین صاحب نے حضرت الحاج شیخ میاں محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی رُوح پُرفتوح کے ایصال ثواب کے لئے دعائے مغفرت کی تحریک فرمائی۔ اور ان کی یاد تازہ کر کے ان کی رُوح کو خراج تحسین ادا کیا۔ ان کی جدائی سے جماعت کو جو ناقابل تلافی نقصان پہنچا ہے اور ان کی شخصیت کے اندر اسلامی خدمات کا جو عمل متحرک تھا اس کے احساس نے تازہ ہو کر سوگواروں کو نڈھال کر دیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ اللہ تعالیٰ اس خادم دین اور فدائے اسلام ۔۔۔۔ ملت کے درجات بلند فرمائے۔ اور جانے والے کے دل کے اندر جو اسلام اور مسیح موعود امام زمانؑ اور جماعت کے لئے جذبہ ایثار اور جنون تھا خدا کرے مرحوم کے خلفاء میں وہ سرایت کر جائے۔ تاکہ زمانہ یہ شکوہ کرنے پائے کہ خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا بلکہ جانے والے کی ساری خصوصیات نہیں تو کم از کم عشر عشیر ہی ان کے ورثہ میں موجود ہو تو اس سے نہ صرف اس دنیا میں ہی حضرت ممدوح رحمۃ اللہ علیہ کا نام زندہ ہو جاتا ہے بلکہ ان کی رُوح پُرفتوح پر بھی انعام الٰہی کی بارش ہوتی رہے گی۔ اور اطمینان و سکینت کی جنت میں مسرور رہے گی کہ نیکی کا جو بیج بویا وہ کاٹا نہیں گیا یا خشک نہیں ہوا بلکہ سرسبز و تازہ ہے۔"

مکرم ملک نذر حسین صاحب نے کہا کہ:-

"ہمارے پیارے حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہمیں چھوڑ کر اپنے مولائے حقیقی کے پاس چلے گئے ہیں آپ کی جدائی ایک فرد کی جدائی نہیں ہے بلکہ یوں محسوس ہوتا ہے کہ ایک انجمن ہم کو تنہا چھوڑ کر چلی گئی ہے کیونکہ آپ اپنی ذات میں خود انجمن تھے۔ آپ کا مبارک وجود بے شمار برکتوں اور رحمتوں کا سرچشمہ تھا۔ آپ کی ذات مرجع خلائق تھی آپ اپنے اندر ایک مقناطیسی قوت رکھتے تھے۔ کوئی شخص خواہ وہ کتنا ہی قلیل عرصہ آپ کی صحبت میں کیوں نہ رہا ہو بغیر اثر قبول کئے نہ رہتا۔ آپ ایک روحانی وجود تھے ایسے وجود روز روز اس صفحہ ہستی پر نمودار نہیں ہوا کرتے۔ آپ نے اپنی زندگی کا ایک ایک لمحہ خدا کی رضا کے مطابق صرف کرنے کی انتھک کوشش کی۔ آپ نے ایک مجاہدانہ زندگی بسر کی۔ آپ نے ایک مربیانہ قیادت کے فرائض سرانجام دیئے آپ نے ایک پاکیزہ ماحول پیدا کیا۔ قرآن کے آپ عاشق تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے شیدائی اور امام الزمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے والہانہ عقیدت رکھتے تھے۔ دوست اور دشمن آپ کے اوصاف کے مداح تھے۔ پروردگار کی عبادت اور مخلوق خدا کی خدمت کو آپ نے اپنا لائحہ عمل بنایا۔ بے کسوں کا سہارا اور بے آسروں کا آسرا تھے۔ آپ کا تعلق ہر کسی سے نرالا ہوتا تھا۔ ہر شخص یہی سمجھتا کہ حضرت میاں صاحب کے مجھ سے خاص تعلقات ہیں۔ محبت و پیار کی مجسم تصویر تھے۔ بڑے بڑے مسائل کو آسان الفاظ میں اور نرالے اور پیارے طریق سے حل کر دیتے تھے۔ اُلجھے ہوئے مسائل کو بڑی خوبی سے سلجھا دیتے۔ اسلام کی اشاعت کا خاص جذبہ رکھتے تھے۔ یورپ کے لوگوں کے اسلام قبول کرنے پر ایمان رکھتے تھے۔ بعض اوقات نہایت درد بھرے دل سے فرماتے مجھے ایک اور ایک دو کی طرح یقین ہے کہ یورپ کے لوگ بہت جلد اسلام کی طرف فوج در فوج آویں گے۔ کہ یہی ایک امن و سلامتی کا مذہب ہے۔ تمام مصیبتوں کا علاج اور مشکلوں کا حل اس دین میں ہے۔ حضرت صاحبؒ کا رؤیا متعدد بار بیان کرتے کہ حضور نے سفید پرندے پکڑتے ہوئے اپنے آپ کو ولایت میں دیکھا ہے۔ اور فرماتے کہ میں نے اپنی آنکھوں سے اس خدائی وعدہ کی صداقت کو یورپ میں پورا ہوتے دیکھا ہے۔ آپ ایک مجسم مبلغ تھے تحریر اور تقریر میں کوئی وقت ہو آپ اس کو اسلام کی اشاعت میں صرف کرتے تھے دینی کام کرنے والوں کو بہت قدر و منزلت سے دیکھتے تھے۔ ان کی دلجوئی کرتے۔ حوصلہ افزائی سے کام لیتے۔ مبلغین سے خاص رابطہ رکھتے۔ نومسلموں کو خطوط کے ذریعہ اسلام کی برتری اور محاسن سے آگاہ کرتے۔ غیر مسلموں کو نہایت اچھے پیرایہ میں تبلیغ اسلام کرتے۔ قرآن کریم کی آیات کے حوالوں سے اسلام کی برتری تمام ادیان پر ثابت کرتے۔ انہیں کے لئے اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ جو شخص اسلام کی سربلندی کی خاطر مجاہدانہ زندگی بسر کرتا ہوا اپنے مولا سے جا ملے۔ اسے مُردہ مت کہو وہ تو ابدی اور دائمی زندگی پا گیا۔ یہ دنیا دارالابتلاء ہے۔ آپ اس آزمائش میں کامیاب و کامران گئے۔ آئندہ روحانی زندگی میں اس کے اچھے ثمرات اور بہتر اجر کے وارث بن گئے وہ آج ہم سے جدا ہو کر ہمارے دلوں کو غمگین کر گئے۔ مگر ہم تو خدا اپنے پیارے خدا کی رضا پر راضی ہیں کہ وہ سب پیاروں سے پیارا ہے۔ حضرت میاں صاحب کا وصال قرب الٰہی کا موجب ہوا ہے۔ انہوں نے ایسے اعمال اور کردار کا مظاہرہ کیا ہے جن سے خدا کی رضا حاصل ہوتی ہے آپ کی زندگی ایک کھلی کتاب کی طرح ہمارے سامنے ہے۔ ایک کامل نمونہ آپ چھوڑ گئے۔ ہمیں آپ کے نمونہ کا سہارا لینا چاہئے اور آپ کے لئے دُعا کرنی چاہیئے کہ خدا تعالیٰ بہتر اجر سے نوازے اور اعلیٰ علیین میں بلند مقام عطا فرمائے۔ آمین۔

میں جماعت کی طرف سے محترم میاں اللہ بخش صاحب میاں ظہور احمد صاحب۔ میاں فضل احمد صاحب میاں رشید احمد صاحب میاں حمید احمد صاحب اور ان کے عزیز و اقارب کی خدمت میں اظہار تعزیت کرتا ہوں اور دُعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ میاں صاحب مرحوم و مغفور کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام بخشے اور آپ کے صدقات جاریہ کا اجر انہیں عطا فرمائے اور ان کی اولاد کو ان کے پاک نمونہ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے کہ اس میں فلاح ہے اور اسی رستہ سے خدا خوش ہوتا ہے۔ جس رستہ کو حضرت میاں صاحب نے اپنے لئے تجویز کیا۔ دل تو غمگین ہے اور دماغ قابو میں نہیں مگر حکم الٰہی کے آگے ہماری جبینیں خم ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔"

ملفوظات حضرت امام زمانؑ

محترم میاں مسعود احمد صاحب جو جماعت لائلپور کے سعید نوجوان ہیں انہوں نے حضرت مسیح موعودؑ کے ملفوظات پڑھ کر سنائے۔ جن کے چیدہ چیدہ اقتباس درج ذیل ہیں۔

"افسوس ہے کہ اس زمانہ میں اکثر لوگ امامت حقہ کی ضرورت کو نہیں سمجھتے اور ایک سچی خواب آنے سے یا چند الہامی فقروں سے خیال کر لیتے ہیں کہ ہمیں امام الزمان کی حاجت نہیں۔ کیا ہم کچھ کم ہیں؟ اور یہ بھی خیال نہیں کرتے کہ ایسا خیال سراسر معصیت ہے کیونکہ جب ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے امام الزمان کی ضرورت ہر ایک صدی کے لئے قائم کی ہے اور صاف فرما دیا ہے کہ جو شخص اس حالت میں خدا تعالیٰ کی طرف آئے گا کہ اس نے اپنے زمانہ کے امام کو شناخت نہ کیا وہ اندھا آئے گا اور جاہلیت کی موت مریگا۔"

"خدانخواستہ اگر کوئی اس الٰہی راز کو نہ سمجھے اور امام زمان کے ظہور کی خبر سُن کر اس سے تعلق نہ پکڑے تو پہلا اول ایسا شخص امام سے استغنا ظاہر کرتا ہے اور پھر استغنا سے اجنبیت پیدا ہوتی ہے اور پھر اجنبیت سے سوءظن پیدا شروع ہو جاتا ہے اور پھر سوءظن سے عداوت پیدا ہوتی ہے اور پھر عداوت سے نعوذ باللہ سلب ایمانی تک نوبت پہنچتی ہے۔"

"اس صدی کے سر پر مجھے مبعوث فرمایا ہے جس پر سے پندرہ برس گذر بھی گئے اور ایسے وقت میں میں ظاہر ہوا ہوں کہ جب اسلامی عقیدے اختلافات سے بھر گئے تھے اور کوئی عقیدہ اختلاف سے خالی نہ تھا۔ ایسا ہی مسیح کے نزول کے بارے میں نہایت غلط خیال پھیل گئے تھے اور اس عقیدے میں بھی اختلاف کا یہ حال تھا کہ کوئی حضرت عیسےٰ کی حیات کا قائل تھا اور کوئی موت کا اور کوئی جسمانی نزول مانتا تھا اور کوئی بروزی نزول کا معتقد تھا۔ اور کوئی دمشق میں ان کو اتار رہا تھا اور کوئی مکہ میں اور کوئی بیت المقدس میں اور کوئی اسلامی لشکر میں اور کوئی خیال کرتا تھا کہ ہندوستان میں اتریں گے۔ پس یہ تمام مختلف رائیں اور مختلف قول ایک فیصلہ کرنے والے حکم کو چاہتے تھے سو وہ حکم میں ہوں۔"

"مجھ سے پہلے کون صادق ضائع ہوا جو میں ضائع ہو جاؤں گا کس سچے وفادار کو خدا نے ذلت کے ساتھ ہلاک کر دیا۔ جو مجھے ہلاک کرے گا۔ یقیناً یاد رکھو اور کان کھول کر سنو کہ میری رُوح ہلاک ہونے والی رُوح نہیں اور میری سرشت میں ناکامی کا خمیر نہیں مجھے وہ ہمت اور صدق بخشا گیا ہے جس کے آگے پہاڑ ہیچ ہیں۔ میں کسی کی پرواہ نہیں رکھتا۔ میں اکیلا تھا اور اکیلا رہنے پر ناراض کیا خدا مجھے چھوڑ دے گا

کبھی [illegible] تیغ ترک دے گا۔ کیا وہ مجھے ضائع کر دے گا؟ کبھی ضائع نہیں کرے گا۔ دشمن ذلیل ہوں گے اور حاسد شرمندہ اور خدا اپنے بندہ کو ہر میدان میں فتح دے گا۔ میں اس کے ساتھ وہ میرے ساتھ ہے کوئی چیز ہمارا پیوند توڑ نہیں سکتی اور مجھے اس کی عزت اور جلال کی قسم ہے کہ مجھے دنیا اور آخرت میں اس سے زیادہ کوئی چیز بھی پیاری نہیں کہ اس کے دین کی عظمت ظاہر ہو اس کا جلال چمکے اور اس کا بول بالا ہو۔"

"دنیا میں کوئی میرا دشمن نہیں ہے۔ میں بنی نوع انسان سے ایسی محبت کرتا ہوں کہ جیسے والدہ مہربان اپنے بچوں سے بلکہ اس سے بڑھکر میں صرف ان باطل عقائد کا دشمن ہوں جن سے سچائی کا خون ہوتا ہے۔ انسان کی ہمدردی میرا فرض ہے اور جھوٹ اور ظلم اور ہر ایک بدعملی اور ناانصافی اور بداخلاقی سے بیزاری میرا اصول

"وہ آسمانی گواہیاں میرے پاس ہیں جو کسی دوسرے کے پاس نہیں مجھے بتلایا گیا ہے کہ تمام دینوں میں سے دین اسلام ہی سچا ہے۔ مجھے فرمایا گیا ہے کہ تمام ہدایتوں میں سے صرف قرآنی ہدایت ہی صحت کے کامل درجہ پر اور انسانی ملاوٹوں سے پاک ہے۔ مجھے سمجھایا گیا ہے کہ تمام رسولوں میں سے کامل تعلیم دینے والا اور اعلیٰ درجہ کی پاک اور پُر حکمت تعلیم دینے والا اور انسانی کمالات کا اپنی زندگی کے ذریعہ سے اعلیٰ نمونہ دکھلانے والا صرف حضرت سیدنا و مولنا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور مجھے خدا کی پاک اور مطہر وحی سے اطلاع دی گئی ہے کہ میں اس کی طرف سے مسیح موعود اور مہدی معہود اور اندرونی اور بیرونی اختلافات کا حکم ہوں۔

سوا اسے وے لوگو جو اپنے تئیں میری جماعت شمار کرتے ہو آسمان پر اس وقت میری جماعت شمار کئے جاؤ گے جب سچ مچ تقویٰ کی راہوں پر قدم مارو گے نیکی کو سنوار کر ادا کرو اور بدی کو بیزار ہو کر ترک کرو۔

[illegible] صدق سے میری طرف آؤ اسی میں خیر ہے

[illegible] ہے ہر طرف میں عافیت کا ہو حصار

(پیغام رپورٹ جلسہ پشاور از صفحہ [illegible])

[illegible] یہ ہے جاکر انسانیت کی روحانی قدروں کو اجاگر کر سکتی ہے۔ اس لئے یہ ضروری ہے کہ ہم اپنے مقصد کو نہ بھولیں۔

مسیح موعود کا مقام
عبدالباقی صاحب کی تقریر

[illegible] میرے نہایت ہی عزیز دوست مولانا عبدالباقی صاحب نے "مسیح موعود کا مقام ان کی اپنی تحریرات کی روشنی میں" کے موضوع پر تقریر فرمائی اور حضرت صاحب کا صحیح مقام آپ کی متعدد تحریرات سے ثابت کیا کہ آپ کا دعوے مجدد اور محدث ہونے کا ہے۔ نہ کہ نبوت کا۔ جیسا کہ جماعت ربوہ نے سمجھ لیا ہے۔

کتب سابقہ میں نبی کریم صلعم کی بشارات
مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی کی تقریر

بعدہٗ جناب مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی نے "حضرت نبی کریم صلعم کی بشارات کتب سابقہ میں" کے موضوع پر عالمانہ تقریر فرمائی۔ جو تقریباً سوا گھنٹہ جاری رہی۔ کئی غیر از جماعت احباب نے اس تقریر کی بہت تعریف کی اور کہا کہ ہماری زندگیوں میں یہ پہلا موقعہ ہے کہ ہم نے اس قسم کی علمی تقریر سنی ہے۔

احمدیہ ینگ مینز ایسوسی ایشن کراچی کا
جلسہ یوم وصال مسیح موعود

مورخہ ۲۸ رمئی ۱۹۶۶ء بروز اتوار بوقت پانچ بجے شام جماعت احمدیہ انجمن اشاعت اسلام شاخ کراچی نے حضرت مسیح موعودؑ کی یاد میں ایک جلسہ منعقد کیا جس میں کثیر التعداد احباب و خواتین نے شرکت کی۔ خواتین کے لئے پردہ کا الگ انتظام تھا۔ جلسہ کی صدارت جناب چوہدری فضل حق صاحب ریٹائرڈ کلکٹر آزاد کشمیر نے کی۔ آغاز مجلس تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو جناب عبدالقیوم صاحب نے کی۔ تلاوت کے بعد جناب اصغر علی صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کی نظم در مدح قرآن کریم بڑے ترنم کے ساتھ پڑھی جس کا پہلا شعر یہ ہے ؎

جمال و حسن قرآں نورِ جان ہر مسلماں ہے
قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے

جناب اصغر علی صاحب کے بعد راقم الحروف نے "وفات مسیح ناصریؑ" کے موضوع پر حضرت مسیح موعودؑ کی نظم سنائی۔ اس کے بعد تقریروں کا سلسلہ شروع ہوا۔

سب سے پہلے جناب محمد بیدار صاحب نے "اللہ تعالےٰ کی امانت اور [illegible]" کے عنوان سے تقریر شروع کی۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے جو امانت انسان کو دی ہے وہ عقل ہی ہو سکتی ہے۔ کیونکہ عقل ہی ایک ایسی چیز ہے جو انسان کی باقی تمام استعدادوں اور طاقتوں پر حاوی ہے۔ اس عقل کی بدولت ہی انسان کو جزا و سزا ملتی ہے۔ اور اسی عقل کی راہنمائی کے لئے اللہ تعالےٰ نے انسانوں میں سے ہی انبیاءؑ بھیجے اور رسول مقبول نبی آخر الزمانؐ کے بعد اولیاء، صدیقینؒ اور مجددینؒ کے ذریعے اس انسانی عقل کی راہنمائی کی تاکہ انسان اس عقل کا صحیح استعمال کرے۔ صاحب موصوف نے فرمایا کہ قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ نے تقوےٰ پر سب سے زیادہ زور دیا ہے اور جب تقوےٰ ہو گا تو اعتماد پیدا ہو گا اور جب اعتماد پیدا ہو گا تو اتحاد بھی پیدا ہو گا۔ حضرت مسیح موعودؑ نے بھی اپنی قوم کو اپنے اندر تقوےٰ پیدا کرنے کی تلقین فرمائی ہے، نہ کہ تنظیم کی، کیونکہ جب تقوےٰ ہو گا تو تنظیم خود بخود ہو جاتی ہے۔ اس کے بعد حضرت مسیح موعودؑ کے چند ارشادات کے ساتھ آپ نے اپنی تقریر ختم کی۔

ہماری مجلس کے دوسرے مقرر جناب خانصاحب میاں رحیم بخش صاحب موصوف نے سب سے پہلے فرمایا کہ جب کوئی بڑی شخصیت وفات پا جاتی ہے تو اس کی تاریخ وفات پر ہر سال اس کی یاد میں جلسے منعقد کئے جاتے ہیں۔ اسی طرح حضرت مسیح موعودؑ کی برسی بھی منائی جاتی ہے تاکہ ہم لوگوں کو دعوت حق دے سکیں۔ آپ نے بیان فرمایا کہ اس دور میں مسلمانوں نے اپنے سب سے بڑے محسن کو بھلا دیا ہے۔ یہ محسن حضرت مسیح موعود مہدی معہود و مجدد صد چہاردہم امام زمان حضرت مرزا غلام احمد صاحب ہیں۔ کیا یہ مسلمانوں کی احسان فراموشی نہیں کہ وہ ایسی شخصیت کو بھول گئے ہیں جس نے انہیں تباہی کے ہولناک گڑھے میں گرنے سے بچایا۔ حضرت مسیح موعودؑ نے تو مسلمانوں کو صحیح راستے پر لانے کی کوشش کی۔ لیکن یہ مسلمان اسلام کی صحیح غرض و غایت کو بھول گئے۔ آپ نے فرمایا کہ نبوت تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی لیکن آپ کے بعد تاقیامت مجددین اولیاء اور صدیقین کا سلسلہ جاری رہے گا۔ ان مجددین اولیاء اور صدیقین کی سچائی کا ثبوت ان کا کردار ہوتا ہے۔ ان کی سیرت ہوتی ہے۔ وہ اپنی زندگی سنت رسولؐ کے مطابق گذارتے ہیں۔ ڈاکٹر اقبال کی مثال دیتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ وہ ایک بہت بڑے فلسفی اور شاعر تھے لیکن اقبال نے خود اپنے متعلق یہ تسلیم کیا ہے کہ وہ نہ تو ولی ہے اور نہ ہی مجدد ہے۔ اقبال فرماتے ہیں :۔

اقبال بڑا اُپدیشک ہے من باتوں میں موہ لیتا ہے
گفتار کا تو یہ غازی بنا کردار کا غازی بن نہ سکا

کردار کا غازی تو ایک نبی، ولی اللہ، صدیق اور مجدد ہوتا ہے گفتار کا غازی تو ہر ایک بن سکتا ہے لیکن کردار کا غازی بننا ہر کسی کے بس کا روگ نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کو دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ کردار کا غازی کس کو کہتے ہیں۔ اور آپؐ کے دشمن بھی آپ کی سچائی اور کردار کی بلندی کو تسلیم کرتے ہیں۔ حتیٰ کہ ایک متعصب عیسائی نے بھی اپنی ایک کتاب میں رسول کریمؐ کی سیرت و کردار کو اعلےٰ ترین بیان کیا ہے۔ آپؐ کو دنیا کا سب سے بڑا ہیرو مانا ہے۔ سلسلہ تقریر کو جاری رکھتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ کسی شخص کی اچھی سیرت کردار کی اصل وجہ اس کا اخلاص ہونا چاہئے۔ اخلاص ہی ایک ایسی چیز ہے جس پر کسی چیز کی ٹھوس بنیاد قائم ہو سکتی ہے۔ جب حضرت عائشہ صدیقہؓ سے آپؐ کے کردار کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے جواب میں فرمایا کہ قرآن کو دیکھو یہی آپ کا خلق ہے۔ اسی طرح حضرت مسیح موعودؑ کی سیرت بھی [illegible] کی شہادت دیتی ہے۔ اسی سلسلہ میں آپ نے حضرت مسیح موعودؑ کی سیرت کے چند واقعات پڑھ کر سنائے اور اپنی تقریر ختم کی۔

جناب خانصاحب کے بعد جناب مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی کھڑے ہوئے۔ آپ نے فرمایا کہ ہر [illegible] کی مخالفت ہوتی رہی ہے اور آج بھی ہو رہی ہے۔ خلفائے راشدینؓ کے متعلق آپ نے فرمایا کہ کیا ان چار خلفاء حضرت ابوبکر صدیق رضؓ۔ حضرت عمر فاروق رضؓ۔ حضرت عثمان غنی رضؓ اور حضرت علی المرتضیٰ رضؓ کے ابھی تک خود مسلمانوں میں مخالفین موجود نہیں۔ کیا مسلمانوں میں ابھی تک چاروں خلفاء کو برا بھلا کہنے والے اور ان پر تہمت لگانے والے موجود نہیں کیا حضرت مجدد الف ثانی رحؒ۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحؒ

تار کا پتہ :- مسیح لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۱۳۸

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

ہفت روزہ

فون نمبر ۲۷۲۲۷

زرِ مبادلہ
پاک و ہند سے :- چھ روپے
بیرونی ممالک سے :- ایک پونڈ

مدیر :- دوست محمد
مدیر معاون :- بشیر احمد سوز
فی پرچہ ۱۳ پیسے

"لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں۔ لاہور میں ہمارے پاک محب ہیں
میں تیرے خالص محبوں کا گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے نفوس و
اموال میں برکت دوں گا۔"

(الہامات حضرت مسیح موعودؑ)

... نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا۔
۲- قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں اور نہ
آئندہ ہوگی۔
۳- سب صحابہؓ اور آئمہ قابلِ احترام ہیں۔
۴- سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے۔
۵- کوئی کلمہ گو کافر نہیں
۶- اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا۔

... پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفانِ ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

جلد ۵۴ | یوم پنجشنبہ - مورخہ ۶ ربیع الاول سنہ ۱۳۸۷ھ - مطابق ۱۶ جون سنہ ۱۹۶۷ء | نمبر ۲۴

خدا تعالیٰ کی معرفت اور بصیرت سے ہی

اس کی محبت اور ذوق و شوق پیدا ہوتا ہے

ارشاداتِ عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الرحمۃ

اصل اور سچی بات یہی ہے کہ (خدا تعالیٰ کی راہ میں) صبر سے کام لیا جائے۔ سعدیؒ نے کیا خوب کہا ہے ؎

گرنیاست بدوست راہ بردن ﴿ شرطِ عشق است در طلب مردن

اللہ تعالیٰ تو اخیر تک دیکھتا ہے جس کو سچا اور غدار دیکھتا ہے وہ اس کی جناب میں راہ نہیں پا سکتا ؎

طلب گار باید صبور و حمول ﴿ کہ نشنیدہ ام کیمیا گر ملول

کیمیا گر یا جو دیکھ جاتا ہے کہ اب تک کچھ بھی نہیں ہوا لیکن پھر بھی صبر کے ساتھ اس پھونکا پھانکی میں لگا ہی رہتا ہے۔ میرا مطلب اس سے یہی ہے کہ اول صبر کی ضرورت ہے۔ اس کے ساتھ اگر شدت کا مادہ ہے تو اللہ تعالیٰ ضائع نہیں کرتا۔ اصل غرض تو یہی ہے کہ خدا تعالیٰ سے محبت پیدا ہو۔ لیکن میں کہتا ہوں کہ محبت تو ایک دوسرا درجہ ہے یا نتیجہ ہے۔ سب سے اول تو ضروری یہ بات ہے کہ اللہ تعالیٰ کے وجود پر بھی یقین پیدا ہو۔ اس کے بعد روح میں خود ایک جذب پیدا ہو جاتا ہے جو خود بخود اللہ تعالیٰ کی طرف کھنچی چلی آتی ہے۔ جس جس قدر معرفت اور بصیرت بڑھے گی اسی قدر لذت اور سرور بڑھتا جائے گا۔ معرفت کے بغیر تو کبھی لذت پیدا نہیں ہو سکتی۔ ذوق و شوق کا اصل مبداء تو معرفت ہی ہے۔ معرفت ہی ایک شئے ہے جس سے محبت پیدا ہوتی ہے۔ معرفت اور محبت کے اجتماع سے جو نتیجہ پیدا ہوتا ہے وہ سرور ہوتا ہے۔ یاد رکھو کہ کسی خوبصورتی کا محض دیکھ لینا ہی تو محبت پیدا نہیں کر سکتا جب تک اس کے متعلق معرفت نہ ہو۔ یقیناً سمجھو کہ محبت بدوں معرفت کے محال ہے۔ جو محبوب ہے اس کی معرفت کے بغیر محبت کیا؟ یہ ایک خیالی بات ہے کہ بہت سے لوگ ہیں جو ایک عاجز انسان کو خدا سمجھ لیتے ہیں۔ بھلا وہ خدا میں کیا لذت پا سکتے ہیں جیسے عیسائی ہیں کہ حضرت مسیح کو خدا بنا رہے ہیں اور اس پر خدا محبت ہے، خدا محبت ہے، پکارتے پھرتے ہیں۔ ان کی محبت حقیقی نہیں ہو سکتی یہ ایک ادعائی اور خیالی محبت ہے جبکہ خدا تعالیٰ کی بابت ان کو سچی معرفت ہی نصیب نہیں ہوئی۔" (ملفوظات حضرت مسیح موعود جلد دوم صفحہ ۲۳۰-۲۳۱)

بحرِ حکمت کے موتی

اچھا کام کرنیوالوں کا ساتھ دو

عن عبید اللہ بن عدی بن الخیار انہ دخل علی عثمان ابن عفان وھو محصور فقال انک امام عامۃ ونزل بک ماتری ویصلی لنا امام فتنۃ ونتحرج فقال الصلوۃ احسن مایعمل الناس فاذا احسن الناس فاحسن معھم واذا اساؤا فاجتنب اساءتھم۔

عبید اللہ بن عدی بن خیار سے روایت ہے کہ وہ عثمان بن عفان کے پاس آیا اور وہ گھرے ہوئے تھے تو کہا آپ سب کے بادشاہ ہیں اور آپ پر (مصیبت) نازل ہوئی ہے جو آپ دیکھ رہے ہیں اور ہمیں باغیوں کا امام نماز پڑھاتا ہے اور ہم گناہ سمجھتے ہیں تو فرمایا لوگوں کے عمل میں سے نماز سب سے اچھی ہے تو جب لوگ اچھا کام کریں تو تو ان کے ساتھ اچھا کام کر اور جب بُرا کریں، تو ان کی بدی سے دور رہ۔

نوٹ از حضرت مولنا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ :-

یہ حضرت عثمانؓ کی خلافت کے آخری ایام کا ذکر ہے۔ جب باغیوں نے آپ کو اپنے گھر میں بند کر دیا تھا۔ اور باہر نکلنے سے روک دیا تھا۔ اور مسجد نبوی میں امامت باغیوں کے سردار کراتے تھے۔ اور حضرت عثمانؓ کی وسعتِ قلب اور جرأت حوصلگی پر یہ ایک عظیم الشان شہادت ہے۔ اور اس بات پر بھی کہ خلفاء راشدین کو مسلمانوں کی جمعیت کو تفرقہ سے بچانے کی کس قدر فکر تھی۔ اہل فتنہ باغی ہیں۔ حضرت عثمان کو گھر کے اندر محصور کیا ہے۔ اور انہیں معزول کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن اس وقت بھی انہیں مسلمانوں کو اختلاف سے بچانے کی فکر لگی ہوئی ہے۔ اور لوگوں کو نصیحت کرتے ہیں کہ نیک کام میں اگر باغی بھی راہنما اور امام ہو تو ان کے ساتھ شریک ہو جاؤ۔ آج اشاعتِ اسلام جیسے نیک کام میں لوگ اور ... اختلافات کی وجہ سے اکٹھے نہیں ہو سکتے۔ یہ مسلمان اور مسلمانوں کے ساتھ نیک کاموں میں جزئی اور فروعی اختلافات کی وجہ سے شرکت نہیں کرتا۔ اور اختلاف رائے کو برداشت نہیں کر سکتا۔ اور اپنے آپ کو

(باقی برصفحہ ۶ کالم ۳)

بخاری جلد اول کتاب الاذان باب امامۃ المفتون والمبتدع ...

ملک خدا بخش صاحب ضالدھیانوی پنشنر سپرنٹنڈنٹ محکمہ انہار

خانبہادر میاں محمد صادق صاحب مرحوم و مغفور

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد ٭ روئے گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد

ابھی حضرت میاں محمد صاحب علیہ الرحمۃ کی وفات کا غم ابھی تازہ تھا کہ ۵ رمئی ۱۹۶۹ء کو علی الصبح جب میں ڈاکٹر مبارک احمد صاحب کے پاس بوجہ بیماری جانے کی تیاری کر رہا تھا تو اچانک مسلم ٹاؤن سے خان بہادر میاں محمد صادق صاحب ڈی ایس۔ پی۔ ریٹائرڈ کے بارے میں اطلاع ملی کہ وہ رات گیارہ بجے اپنے مولائے حقیقی سے جا ملے یہ جانکاہ خبر سُن کر سخت صدمہ ہوا انا للہ و انا الیہ راجعون پڑھ کر اور ٹیکسی لے کر سیدھا مسلم ٹاؤن پہنچا۔ وہاں جا کر خان بہادر مرحوم کے صاحبزادہ میاں محمد اسلم صاحب سے ملا جو مجھے دیکھتے ہی گلے سے لپٹ کر دھاڑیں مار کر رونے لگے اور کہنے لگے چچا جان آپ کے بھائی دات ہم سب کو داغ جدائی دے کر اللہ کو پیارے ہو گئے میرا دل پہلے ہی رنج سے بھرا ہوا تھا میں بھی برخوردار اسلم سے مل کر بہت رویا اور رو دھو کر سب بچوں کو اکٹھا کیا۔ میاں اکرم، میاں اسلم، میاں اعظم تینوں کو صبر کی تلقین کی اور کہا کہ آپ صبر سے کام لیں اپنے بزرگوار والد کی روح کے لیئے دعائے مغفرت کریں اور اس گھر کو اسی طرح آباد رکھیں جس طرح خان بہادر مرحوم و مغفور نے اپنے دوستوں کے لئے آباد رکھا ہوا تھا۔

میں نے خان بہادر صاحب سے جب وہ لاہور میں کوتوالی میں انسپکٹر کے عہدہ پر تعینات تھے۔ ملنا شروع کیا تھا اور بڑی محبت و اخلاص سے سلسلہ کے متعلق جو کوششیں وہ کرتے تھے اس کے حالات سُن کر دل کو خوشی ہوتی تھی لیکن جب وہ ریٹائر ہو کر انجمن میں آ گئے۔ اور جماعت کے سیکرٹری بن گئے تو اس وقت ان کو حضرت مولوی محمد علی صاحب مرحوم و مغفور سے چند باتوں میں اختلاف ہو گیا اور اس اختلاف کی وجہ سے وہ سیکرٹری کے عہدہ سے استعفےٰ دے کر جماعت ربوہ میں چلے گئے جس کا ہم سب کو اور خصوصاً ہمارے حضرت میاں غلام رسول صاحب مرحوم و مغفور اور ساری جماعت کو سخت رنج ہوا وہ باتیں ایسی اہم نہ تھیں جن کی وجہ سے میاں صاحب ناراض ہوئے اور جماعتِ لاہور سے تعلق منقطع کر لیا۔

اگست ۱۹۵۹ء میں میرے لڑکے ملک عزیز احمد ایگزامینر آف سٹور کا تبادلہ لائل پور سے لاہور میں ہو گیا اور ہم سب معہ اہل و عیال لاہور میں آ گئے اور حضرت خان بہادر مرحوم کے قریب ہی مکان لے لیا۔

میں ایک دن صبح کو جب باہر نکلا تو دیکھا کہ خانبہادر صاحب اپنے مکان کے باہر بیٹھے اخبار پڑھ رہے ہیں ....

...... تو میں ان کے پاس ملنے کے لئے چلا گیا۔ اگرچہ جماعتی اختلاف کی وجہ سے احباب سے نہیں ملتے تھے لیکن میں نے جرأت کر کے میاں صاحب سے ملنا شروع کر دیا اور جب پہلی ملاقات ہوئی تو انہوں نے مجھے اپنے گلے لگا لیا اور فرمانے لگے کہ خوب گذرے گی جو مل بیٹھیں گے دیوانے دو

میں نے عرض کیا کہ حضرت کیا ملاقات ہو تی ہے آپ تو ہم سے علیحدہ ہی ہو چکے ہیں، تو انہوں نے فرمایا کہ میرا مولوی محمد علی صاحب سے اختلاف ہے باقی میرا وہی عقیدہ ہے جو جماعت لاہور کا ہے۔ میں نے میاں محمود کی بیعت تنظیمی کی ہے۔ والا میرا ان کے عقیدہ سے سخت اختلاف ہے خیر اب چونکہ میں قریب آ گیا تھا ہم روزانہ اکٹھے بیٹھ کر اخبار بھی پڑھتے تھے نمازیں بھی اکٹھے پڑھنی شروع کر دیں۔ میں نے آہستہ آہستہ جو اختلافات مولوی محمد علی صاحب کے بارے میں تھے ان کے متعلق دریافت کرنا شروع کر دیا اور کہا کہ خدا مولانا محمد علی صاحب نے جماعت احمدیہ کی ہر رنگ میں کی ہیں وہ اظہر من الشمس ہیں اور حضرت مسیح موعود کے بعد جو کام مولوی محمد علی صاحب نے کئے ان کی کوئی نظیر نظر نہیں آتی۔ مولانا مرحوم مامور من اللہ نہیں تھے غلطیاں ان سے بھی سرزد ہو سکتی ہیں جیسا کہ دوسروں سے ہوتی ہیں ....

.... اس لئے آپ ان کی دینی خدمات کے صلہ میں اور سب سے بڑھ کر قرآن پاک کے ترجمہ کے ذریعہ جو حضرت مرحوم نے اسلام کی خدمت کی ہے اس کو ملحوظ رکھتے ہوئے سب غلطیاں معاف فرما دیں۔ حضرت مسیح موعودؑ نے حضرت مولانا محمد علی کے متعلق جو خیالات وقتاً فوقتاً اپنی کتابوں میں ارشاد فرمائے ہیں وہ سب پر عیاں ہیں، اور محتاج تبصرہ نہیں اگر کسی انجمن کے کاروبار میں کوئی نقص رہ گیا تو یہ کوئی ایسی بڑی بات نہ تھی کہ آپ نے ان کی اتنی بڑی خدمات کو یکسر نظر انداز کر دیا۔ میری ان باتوں کا ان پر بہت اثر ہوا اور آخر ایک دن ان کی زبان سے یہ الفاظ نکلے کہ دنیا میں تین محمد علی ہوئے ہیں جن میں ہمارا محمد علی خدمت اسلام کے سلسلہ میں صفحہ اول پر نظر آتا ہے۔ اس کے بعد محمد علی جوہر کا نمبر ہے۔ اس نے بھی اسلام کی بڑی خدمت کی ہے، اور پھر قائد اعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ کا نمبر ہے جس نے دس کروڑ مسلمانوں کے لئے ایک عظیم آزاد سلطنت بنا کر مسلمانوں کے سپرد کر دی۔

اس دن سے وہ ہمیشہ مولانا محمد علی مرحوم کا اچھے پیرایہ میں ذکر خیر کرنے لگ گئے۔ اور میں نے اس کا ذکر جناب مولینا عبدالحق صاحب ودیارتھی سے بڑے فخر اور خوشی سے کیا کہ ہمارا ایک بچھڑا ہوا دوست سلسلہ میں واپس آ رہا ہے۔ اور حضرت مولینا مرحوم کی ان کے دل میں پہلے سے بھی زیادہ عزت ہے۔ مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع مبلغ اسلام لائل پور جب مسلم ٹاؤن میں آیا کرتے تھے تو مل کر جاتے تھے، وہ اس بات کے گواہ ہیں کہ حضرت میاں محمد صادق صاحب مرحوم و مغفور کو واپس جماعت میں لانے کا سہرا میرے پر ہے اور وہ مجھے مبارکباد دیتے تھے

میں تین سال مسلم ٹاؤن میں ان کے پاس رہا۔ اکٹھے بیٹھنا، کھانا پینا۔ نمازیں پڑھنا اور جماعت کی خدمت میں انکو پیش پیش پایا۔ پھر میں نے میکلوڈ روڈ پر ایک مکان خرید لیا تو مجھے وہاں سے میکلوڈ روڈ پر آنا پڑا لیکن ہر ہفتہ میں میاں صاحب مرحوم کی خدمت میں مسلم ٹاؤن جاتا۔ اور سارا دن وہاں گذارتا تھا۔ دو سال سے ان کو پیشاب رُکنے کی مرض ہو گئی تھی میو ہسپتال میں ان

(باقی بر صفحہ کالم ۳)

اسماعیل آباد میں یوم وصال مسیح موعودؑ

۲۶ رمئی ۱۹۶۷ء بوقت ساڑھے سات بجے شام حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے یوم وصال کے سلسلہ میں جماعت احمدیہ اسماعیل آباد نے ایک جلسہ منعقد کیا۔ جس میں احباب جماعت کے علاوہ غیر از جماعت دوستوں کو بھی مدعو کیا گیا۔ حاضرین کی تواضع چائے اور شام کے کھانے سے کی گئی۔

جلسہ کی کارروائی ساڑھے آٹھ بجے شروع ہوئی۔ آغاز جلسہ تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو حافظ صفدر علی صاحب نے کی۔ بعدہٗ جناب حبیب احمد صاحب نے ملفوظات حضرت مسیح موعودؑ پڑھ کر سنائے۔

اس کے بعد جناب محترم قاضی شیر محمد صاحب علی پوری نے حضرت بانئے سلسلہ عالیہ کی زندگی پر مختلف پہلوؤں سے روشنی ڈالی۔ آپ نے دوران تقریر میں فرمایا۔ کہ آج کا اجتماع اس رجل عظیم کی یاد میں منعقد ہوا ہے جس نے اسلام کی ڈوبتی ہوئی ناؤ کو سہارا دیا۔ جبکہ ہمارے مسلمان علماء عیسائی مشنریوں اور آریہ سماجیوں کے جارحانہ حملوں سے عاجز آ کر چھپتے پھرتے تھے۔ اور امت مسلمہ پر یاس اور ناامیدی کی گھٹائیں چھائی ہوئی تھیں۔

آپ نے تقریر کو جاری رکھتے ہوئے حضرت اقدس کے دعاوی۔ اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ والہانہ عشق پر روشنی ڈالی۔

آخر میں جماعت احمدیہ لاہور کے معتقدات اور کام کی وضاحت فرمائی۔ آپ کی تقریر تقریباً ایک گھنٹہ جاری رہی۔

جناب قاضی صاحب موصوف کی تقریر کے بعد مولوی عبدالقادر صاحب سابق مبلغ ڈیرہ غازی خاں نے مختصر الفاظ میں تقریر فرمائی۔

جلسہ کی کارروائی تقریباً ۹½ بجے رات تک جاری رہی۔ آخر میں خاکسار راقم الحروف نے تمام حاضرین کا شکریہ ادا کیا۔

اس موقعہ پر غیر از جماعت احباب میں چند ٹریکٹ تقسیم کئے گئے۔

ملتان شہر کے کالج کے ایک طالب علم بھی تشریف لائے ہوئے تھے۔ جن کو جماعت احمدیہ لاہور کے متعلق معلومات کی ضرورت تھی۔ ان کو کچھ ٹریکٹ بھی دیئے گئے۔ اور زبانی بھی ان کے سوالات کے جوابات دیئے گئے۔ واپسی پر وہ بہت مطمئن ہو کر گئے۔ اور دوبارہ آنے کا بھی وعدہ کیا۔ خفظ و السلام۔

احقر العباد۔ محمد داؤد علوی

سیکرٹری جماعت احمدیہ اسمٰعیل آباد۔

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مورخہ ۱۵ جون ۱۹۶۷ء

یہودیت اور اسلام

یہودیت کو اسلام سے جو دشمنی اور عناد چلا آتا ہے اس کے پیش نظر عرب ممالک میں ایک یہودی مملکت کا قیام (جو سامراجی طاقتوں کی گہری سازش کا نتیجہ ہے) تمام عالم اسلام کے لئے ہمیشہ درد تشویش کا باعث رہا ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ عرب ممالک اس یہودی مملکت کے مظالم کا براہ راست شکار ہونے کے باوجود سالہا سال ان کے تدارک کے لئے کوئی متحدہ جدوجہد کرنے کے بجائے باہم افتراق اور ایک دوسرے کو نیچا دکھانے میں ہی مبتلا رہے، جس کا یہ نتیجہ ہے کہ آج انہیں اس یہودی مملکت کی جارحیت کا ایسا خمیازہ بھگتنا پڑا ہے کہ تاریخ اسلام میں اس کی نظیر ملنی مشکل ہے، کہاں تو وہ زمانہ کہ عرب کی افواج کم تعداد کے باوجود بڑے بڑے عساکر عظیم سے نبرد آزما ہو کر نمایاں فتوحات حاصل کرتی رہیں، اور کہاں آج یہ حالت ہے کہ یہودی مملکت کی جارحیت کے مقابلہ میں تمام عرب ممالک مجتمع ہو کر بھی چار دن نہ ٹھہر سکے اور اپنی رہی سہی مملکت کا بھی ایک کثیر حصہ کھو بیٹھے [انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا موجودہ اتحاد بے وقت تھا۔ انہیں چاہیئے تھا کہ پہلے ہی سے اس مشترکہ دشمن کی بڑھتی ہوئی قوت کا خیال کر کے اجتماعی طور پر اس کے مقابلہ کے لئے اپنے آپ کو تیار کرتے، عین وقت پر اکٹھے ہو جانا اور غیر تربیت یافتہ افواج کو جن کے پاس زمانۂ حال کے اسلحہ کی بھی پوری قوت موجود نہیں، اس قوم کے مقابلہ میں جھونک دینا جو سالہا سال کی تربیت یافتہ اور ہر قسم کے اسلحہ سے مسلح ہے، اور جس کی پشت پر بڑی بڑی سامراجی طاقتیں اس کی امداد کے لئے موجود ہیں، بہت بڑی غلطی ہے، اور غالباً اسی سب سے بڑی غلطی کا احساس متحدہ جمہوریہ کے مرد آہن صدر ناصر کو ہوا اور انہوں نے عہدۂ صدارت سے مستعفی ہونا ضروری سمجھا، خوشی کی بات ہے کہ تمام اہل عرب ان کے استعفیٰ سے بلبلا اٹھے اور انہیں استعفیٰ واپس لینے پر مجبور کر دیا۔ اور انہوں نے عہد کیا ہے کہ موجودہ شکست کے اسباب دور کرنے اور اسرائیل کا قلع قمع کرنے کے لئے کوئی بھی دقیقہ فروگذاشت نہیں کریں گے۔

حقیقت یہ ہے کہ اسرائیل ہو یا کوئی اور قوم! جب تک مسلمان قوم متحد ہو کر اور دشمن کے مقابلہ میں فوجی قوت سے آراستہ ہو کر بھی خدا تعالیٰ کے آگے نہ جھکے اور اس کی طرف سے امداد کی طالب نہ ہو، فائدہ حاصل نہیں ہو سکتا، تاریخ اسلام اس قسم کے نظائر سے بھری پڑی ہے، کہ قلیل سے قلیل مسلمان افواج نے بھی اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتے ہوئے بڑے بڑے عظیم عساکر کا مقابلہ کر کے نمایاں فتوحات حاصل کیں، جیسے جنگ بدر، جنگ اُحد اور احزاب میں اور رومیوں اور ایرانیوں کے عساکر عظیم کے مقابلہ میں دیکھنے میں آیا۔ لیکن جہاں ان کو اللہ تعالیٰ کے بجائے اپنے دست و بازو اور قوت پر بھروسہ ہوا وہاں کثیر افواج رکھنے کے باوجود شکست ہی اٹھانی پڑی، اس کی ایک نظیر جنگ حنین میں نظر آتی ہے، جس کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: یوم حنین اذ اعجبتکم کثرتکم، آج متحدہ عرب جمہوریہ اور اسرائیل کی جنگ میں بھی یہی کیفیت نظر آتی ہے، عرب جمہوریہ کی افواج جیسی کچھ بھی ہوں، اس کے قائدین کو اُن پر زعم بہت تھا اور ایک دفعہ بھی ان کے کسی اعلان میں شکست سے پہلے خدا کا نام نہیں لیا گیا۔ اس کے علاوہ احکام الٰہی سے روگردانی اور خلاف ورزی عرب دنیا کا شعار بن چکی ہے، الا ماشاء اللہ۔

یہی وہ بات ہے جس کی طرف مراکش کے شاہ حسن نے اپنے ایک حالیہ بیان میں توجہ دلائی ہے انہوں نے ۱۲ جون کو ریڈیو رباط سے قوم کو خطاب کرتے ہوئے نہایت واضح الفاظ میں اس امر کی طرف توجہ دلائی کہ:۔

"خداوند تعالیٰ نے ہمیں متحد رہنے کی ہدایت فرمائی تھی، تاکہ ہم زوال سے بچے رہیں، لیکن ہم اپنی صفوں کے اندر اتحاد قائم نہ رکھ سکے، اور اس کا نتیجہ ناکامی کی صورت میں نکلا خداوند قدوس نے ہمیں حکم دیا تھا، کہ ایک دوسرے پر کیچڑ نہ اچھالیں ہم زبانی اور تحریری دونوں صورتوں میں ایک دوسرے کی توہین کرتے رہے، خداوند تعالیٰ نے ہمیں دعوت دی کہ ہم اس کی مقدس تعلیمات کی نافرمانی نہ کریں۔ اور انہیں اپنا منشور عمل بنائیں، ہم نے اس کی یہ دعوت بھی ٹھکرا دی، ہم نے خدا سے منہ موڑ لیا، اور خدا نے بھی ہمارا ساتھ چھوڑ دیا۔ خدا نے خود فرمایا ہے کہ کسی شخص کو بھی اس جرم کی سزا نہیں دی جاتی جس کا اس نے ارتکاب نہ کیا ہو،" شاہ مراکش نے دعا کی کہ خداوند کریم مسلمانوں پر رحم کرے اور عربوں کو انکی قوت ان کی عزت اور ان کا وقار واپس دے، آمین۔

شاہ مراکش کے یہ الفاظ سنہری حروف سے لکھنے کے قابل ہیں، ضرورت ہے تمام عرب مملکتیں (نہیں بلکہ تمام اسلامی حکومتیں) شاہ مراکش کے ان الفاظ کو پڑھ کر عبرت حاصل کریں اور باہمی اتحاد کو اپنا اہم قومی فرض قرار دے کر اور ایک دوسرے کی غلطیوں کو نظر انداز کر کے ایسا دوستانہ اور برادرانہ رویہ اختیار کریں جس کی نظیر دنیا میں نہ مل سکے اور اس کے ساتھ ہی احکام الٰہی پر عمل درآمد اپنی زندگیوں کا شعار بنا لیں، اور اپنی تمام فوجی قوتوں کو مجتمع کرنے کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ سے نصرت اور دشمن کے مقابلہ میں کامیابی کی دعا کرتے رہیں کہ اسی پر ان کی زندگی اور فلاح کا انحصار ہے ربنا اغفرلنا ذنوبنا واسترعیوبنا وانصرنا علی القوم الکافرین۔

بیان القرآن کا عکسی ایڈیشن

پیشگی رقوم ارسال کرنے والوں کیلئے خصوصی رعایت

حضرت مولینا محمد علی صاحب مرحوم و مغفور کی اچھوتی تفسیر قرآن مجید کے عکسی ایڈیشن کا کام شروع ہو رہا ہے امید ہے موجودہ ایڈیشن کی ضخامت ۲۲۰۰ سے گھٹ کر ۱۵۰۰ صفحات ہو جائے گی ہم نے جنوری ۱۹۶۷ء میں احباب جماعت سے اپیل کی تھی کہ وہ بیان القرآن کے لئے پیشگی رقوم ارسال فرمائیں۔ تاکہ انجمن کو اس کی طباعت کے اخراجات کا کم سے کم بوجھ اٹھانا پڑے۔ ایسے احباب کیلئے ۱۰/- روپے فی سیٹ کی خصوصی رعایت کا اعلان کیا گیا تھا۔ پیشگی رقوم ارسال کرنے والوں کو قسم اوّل -/40 روپے کی بجائے -/30 روپے میں اور قسم دوئم -/30 روپے کی بجائے -/20 روپے میں ملے گی۔ اس سلسلہ میں ذیل کے احباب نے پیشگی رقوم ارسال کی ہیں:۔

نام	رقم
کیپٹن چوہدری عبداللطیف صاحب	500.00
مصباح الدین صاحب راولپنڈی	10.00
محمد امین صاحب کراچی	30.00
میاں رحیم بخش صاحب کراچی	90.00
شیخ اللہ بخش صاحب ایڈوکیٹ مرحوم۔ پشاور	60.00
بیگم چوہدری ظہور احمد صاحب لاہور	400.00
ڈاکٹر عبدالمجید صاحب سرگودھا	60.00
مس قمر مجید صاحبہ سرگودھا	30.00
پیرزادہ مصباح الدین راولپنڈی	5.00
عبدالرزاق صاحب راولپنڈی	30.00
میاں غلام محمد صاحب نمبردار	100.00
بیگم ایس۔ احمد صاحب لاہور	100.00
بیگم ڈاکٹر عبدالمجید صاحب سرگودھا	100.00
چوہدری عبدالحق صاحب لاہور	30.00

وہ احباب جنہوں نے اپنی پیشگی رقم قسطوں میں ادا کرنے کا وعدہ کیا ہے ان سے درخواست ہے کہ وہ جلد از جلد اپنی اقساط کو ادا کر دیں۔ ان احباب جماعت سے جنہوں نے ابھی تک اس کار خیر میں حصہ لینے کی طرف توجہ نہیں کی درخواست کی جاتی ہے کہ وہ قرآن مجید کی اس بے نظیر تفسیر کی اشاعت کے اس سنہری موقعہ سے فائدہ اٹھائیں اور زیادہ سے زیادہ پیشگی رقوم ارسال کر کے اپنے لئے اس عکسی ایڈیشن کی کاپیاں محفوظ کرا لیں۔

آنریری جنرل سیکرٹری

جلسہ سیرت النبی صلعم ۲۱ جون کو کوٹ باری میں اور ۲۳ جون ۱۹۶۷ء کو چک ... ادکاڑہ میں منعقد ہوگا۔ (طارق محمود)

چندہ بھیجنے والے اصحاب۔ ترسیل رقوم سے پیشتر تفصیل چندہ (یعنی کس مد میں درج کیا جائے) لکھ بھیجا کریں۔ تاکہ اندراج میں غلطی واقع نہ ہو (افسر تحصیل انجمن)

فیجی میں جماعت ربوہ کی کیفیت

مولانا احمد یار صاحب کا مکتوب

مکرمی معظمی جناب ایڈیٹر صاحب پیغام صلح
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

یہ عاجز اب بفضلہ تعالیٰ وعونہ تعالیٰ بالکل خیریت سے ہے .... جن احباب نے اس خاکسار کی صحت کے لئے دعا کی ان کا بہت بہت شکریہ۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے اور ان کے مال وجان میں برکت ڈالے۔ آمین۔ ذیل میں چند سطور احباب کی اطلاع کے لئے تحریر ہیں انہیں اپنے مؤقر جریدہ میں شائع فرما کر ممنون فرمائیں۔

اس وقت جزائر فیجی میں جماعت ربوہ کے دو مبلغ ہیں تقریباً چھ سات سال قبل مولوی عبدالواحد صاحب ربوہ پاکستان سے یہاں کیسے آیا کس جماعت یا انجمن نے ان کے ویزا کے لئے جزائر فیجی کی حکومت سے درخواست کی تھی یہ معمہ ابھی حل طلب ہے۔ کیونکہ اس وقت جماعت ربوہ فیجی میں ابھی قائم نہیں ہوئی تھی۔ یہ جماعت اس وقت قائم ہوئی جب حاجی محمد رمضان خان صاحب کی صاحبزادی یہاں سے پاکستان چلی گئی۔ وہاں اس نے ربوہ جماعت کے ایک ممبر کے ساتھ شادی کر لی۔ جب حاجی صاحب موصوف حج بیت اللہ سے فارغ ہو کر اپنی دختر نیک اختر کے پاس پہنچے تو ان پر تقریباً بیس سال کے بعد منکشف ہوا کہ حضرت مرزا صاحب مجدد و محدث سے بڑھ کر نبوت کے مدعی تھے۔ ربوہ سے مبلغ بھجوانے کے بھی یہی باعث بنے۔ جب میں ۲۹ کو یہاں فیجی پہنچا تو اس وقت احمدیہ انجمن اشاعت اسلام شاخ لاہور کے یہی پریذیڈنٹ تھے۔ شروع شروع میں نہ حاجی صاحب موصوف اور نہ مولوی صاحب موصوف نے خصوصی عقائد کا اظہار کیا۔ مولوی صاحب جہاں گئے وہیں جماعت لاہور کے ممبران کے پاس قیام کرتے رہے۔ آہستہ آہستہ انہیں یہ بتانا شروع کر دیا کہ حضرت مرزا صاحب نبوت کے مدعی تھے۔ جو شخص ان کو نبی نہیں مانتا وہ کافر دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

جماعت لاہور کے متعلق غلط بیانیاں۔

نیز یہ بھی بتاتے کہ لاہوری جماعت ختم ہو چکی ہے۔ نہ ان کا کوئی دفتر ہے اور نہ ان کا کوئی ادارہ ہے۔ حضرت خلیفہ صاحب کی بیعت کرتے ہی وحی والہام شروع ہو جائے گا۔ چنانچہ ان ہتھکنڈوں سے لاہوری جماعت کی کثیر تعداد وہ اپنے ساتھ شامل کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ جب لاہور سے مبلغ بھیجنے میں تاخیر ہوئی تو یہاں مولوی صاحب موصوف اور ربوائی حضرات نے یہ مشہور کیا کوئی مبلغ ہو گا تو یہاں فیجی آئے گا۔ وہاں تو کچھ بھی نہیں۔ کچھ لوگ جو رُکے ہوئے تھے وہ بھی جماعت ربوہ کے ساتھ شامل ہو گئے۔

حقیقت حال کا انکشاف

مسٹر جی ایم دین صاحب لاہور میں محض مبلغ لینے اور یہ دیکھنے کے لئے پہنچے کہ لاہوری جماعت ربوائی حضرات کے پروپیگنڈا کے مطابق واقعی ختم ہو چکی ہے یا باقی ہے۔ جب وہ لاہور پہنچے تو انجمن کے کاروبار کو دیکھ کر حیران رہ گئے، کہ یہ جماعت کتنا بڑا کام کر رہی ہے۔ اور اس کی شاخیں تمام مغربی پاکستان میں پھیلی ہوئی ہیں اور شب و روز اشاعت اسلام کے کام میں مصروف ہیں۔ انہوں نے کئی مجالس میں ربوائی حضرات کی اس غلط بیانی پر سخت افسوس کا اظہار کیا۔ اور ان کے صریح جھوٹ کا خوب کھنڈن کیا۔

دوسرا ربوائی مبلغ اور اس کی کرامات

جماعت ربوہ کے دوسرے مبلغ کا نام مولوی نورالحق صاحب انور ہے جو حال ہی میں ربوہ سے یہاں فیجی میں اس عاجز کے ساتھ مناظرہ کرنے کے لئے وارد ہوئے ہیں۔ اتفاق ایسا ہوا کہ جب یہ فیجی میں پہنچے تو یہ عاجز اعلولت مزاجی کی وجہ سے صاحب فراش تھا۔ یہ صاحب اپنے پیشرو مولوی عبدالواحد صاحب سے دو قدم آگے ہیں۔ آتے ہی اپنی کرامتیں بیان کرنا شروع کر دیں ایک یہ کرامت بیان کی کہ جب میں افریقہ میں تھا ایک دن مجھے سخت بھوک لگی میں اسی طرح بھوکا سو گیا خواب میں مجھے فرشتوں نے کھانا کھلایا جب میں بیدار ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ میرے ہاتھوں پر گھی کی تری بدستور موجود ہے۔ اور میرا پیٹ بھی بھرا ہوا ہے وغیرہ وغیرہ۔ اس قسم کی خرافات سے یہ اب بھی اپنے مریدوں کو مطمئن کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔ ہر ایک سے یہی کہتے پھرتے ہیں کہ بیعت فارم پُر کرو۔ فارم پر دستخط کرتے ہی وحی والہام کا سلسلہ شروع ہو جائے گا۔

بیعت کرانے کے ہتھکنڈے

لٹوکا میں ہماری جماعت کے ایک دوست کا بچہ پیدائش سے اپاہج ہے۔ پچھلے ہفتہ یہ خاکسار تبلیغی دورہ پر لٹوکا میں تھا انہوں نے بیان کیا کہ یہ مولوی صاحبان ہمارے گھر میں بھی آئے بچے کو دیکھ کر کہنے لگے کہ ہم دعا کریں گے بچہ اچھا ہو جائے گا۔ یہ کہکر بیعت فارم نکالا اور کہا اس پر دستخط کرو۔ جب پوچھا گیا کیوں کیا پہلے بیعت فارم پُر کرنا ضروری ہے تو کہنے لگے ہاں! ادھر دستخط ہوئے ادھر بچہ تندرست ہونا شروع ہو جائے گا۔ جب مولوی صاحب نے بیعت فارم پُر کرنے پر بہت اصرار کیا تو ان سے کہا گیا کہ اگر آپ اتنے پہنچے ہوئے بزرگ ہیں تو خلیفہ ثانی جناب میاں محمود احمد صاحب جو کئی سال فالج سے تختہ کی طرح پڑے رہے آپ نے دعا سے ان کو اچھا کیوں نہ کیا۔ پھر آپ کی جماعت کے کرتا دھرتا حاجی محمد رمضان خان صاحب سکنہ ناندی بھی عرصہ سے پاؤں کی تکلیف سے لنگڑے چلتے ہیں تو آپ ان کو دعا سے اچھا کیوں نہیں کرتے۔ جب دیکھا کہ یہاں اب دال گلنی مشکل ہے تو اٹھ کر چلے گئے۔ لوگوں کو یہ دکھانے کے لئے کہ لوگ دھڑا دھڑ بیعت فارم پُر کر کے جماعت میں داخل ہو رہے ہیں کئی قسم کے ہتھکنڈے استعمال کر رہے ہیں۔ ایک یہ کہ اپنی جماعت کے ایک آدمی کو سکھا کر اس سے بیعت فارم پُر کراتے ہیں تاکہ اور لوگوں کو ترغیب ہو اور وہ بھی بیعت کر کے جماعت میں شامل ہوں۔ ہماری جماعت کے ایک آدمی نے بتایا کہ میرے سامنے ایک ہی آدمی سے تین مختلف جگہوں پر بیعت فارم پُر کرائے گئے۔ جب میں نے اس بات کی وجہ دریافت کی تو میرے ایک رشتہ دار جو جماعت ربوہ میں شامل ہو چکے تھے مجھے ہنس کر کہنے لگے کہ آپ کو اس سے کیا۔ ہم اس کو پکا احمدی بنا رہے ہیں۔ پھر طرفہ یہ کہ ہر فارم پر اس سے مختلف ناموں سے دستخط کرائے گئے۔

غیر احمدی مسلمانوں کے متعلق عقیدہ

لٹوکا میں لیکچر کے بعد مولوی نورالحق صاحب سے ایک غیر احمدی دوست نے یہ دریافت کیا ... کہ آپ ہم مسلمانوں کو جو جماعت میں شامل نہیں کیا سمجھتے ہیں۔ تو مولوی صاحب نے فوراً جواب دیا مسلمان۔ پھر اس دوست نے پوچھا کہ جناب میاں محمود احمد صاحب نے تو لکھا ہے کہ "ہمارا فرض ہے کہ ہم غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں"۔ تو پھر آپ کی بات مانیں یا ان کی۔ اس پر مولوی صاحب نے کہا کہاں لکھا ہے حوالہ دکھائیں۔ اس دوست نے ایک پمفلٹ دکھایا جس میں وہ حوالہ درج تھا۔ اس پر مولوی نورالحق صاحب نے کہا میں نہیں مانتا۔ مجھے موٹی کتاب یعنی اصل کتاب سے دکھائیں۔ اس طرح سے مولوی صاحب نے ان سے جان چھڑائی۔

صبح کا بھولا

پھر مورخہ ۷ مئی ۱۹۶۷ء کو ریڈیو فیجی سے مولوی صاحب موصوف کی ایک تقریر نشر ہوئی ہے۔ اس میں بھی مولوی صاحب نے بالکل وضاحت سے کہا کہ جو شخص کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتا ہے وہ مسلمان ہے۔ الحمد للہ صبح کا بھولا ہوا شام کو ... واپس گھر آجائے تو اُسے بھولا نہیں کہنا چاہیئے۔ ابھی تک یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ مولوی صاحب کے عقیدہ میں یہ تبدیلی خود بخود آئی ہے یا خلیفہ صاحب کی ہدایات ہی ایسی ہیں اللہ تعالیٰ انہیں بھی ہدایت عطا فرمائے۔

جماعتِ لاہور میں شمولیت کی دعوت

میں نے جماعت ربوہ شاخ فیجی سے اپیل کی ہے کہ اب علیحدہ ڈیڑھ اینٹ کی مسجد بنانے کی ضرورت نہیں بلکہ ممبروں میں شامل ہو کر اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا اور خوشنودی حاصل کریں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ جملہ احباب ربوہ کو حق پہچاننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

خانبہادر میاں محمد صادق صاحب مرحوم

(بسلسلہ صفحہ ۲)

کا اپریشن ہوا جو اگرچہ کامیاب رہا لیکن اس کے بعد بھی کوئی نہ کوئی تکلیف ان کو برابر ہوتی رہی اور اسی تکلیف میں آخر ۵ مئی ۱۹۶۷ء کو وہ ہم سے ہمیشہ کے لئے جدا ہو گئے۔

آخر پر میں اس نیک اور باوقار ہستی کیلئے دعا کرتا ہوں ؎

آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے
سبزۂ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

ملک خدا بخش لدھیانوی پنشنر سپرنٹنڈنٹ محکمۂ انہار

اصحاب الفیل کے ذکر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت اور عزت و تکریم کا وعدہ

اسرائیل کا عالم اسلام پر حملہ اور سامراجیوں کی امداد

خانہ کعبہ کی تباہی کا ارادہ کرنیوالوں کی تباہی۔ خانہ کعبہ کی تقدیس دلوں سے مٹانے کی کوشش ابرہہ کے حملہ سے زیادہ خطرناک ہے

خطبۂ جمعہ مؤرخہ ۹ رجون ۱۹۶۷ء۔ فرمودہ حضرت امیر قوم مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ بمقام جامع احمدیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

الم تر کیف فعل ربک باصحاب الفیل ـــــ فجعلھم کعصف ماکول ـــــ (سورۃ الفیل) ـــــ
لایلٰف قریش ـ الفھم رحلۃ الشتاء والصیف ـــــ (سورۃ قریش) ـــــ

کعبۃ اللہ کا شرف اور آنحضرت صلعم اور قریش قوم کی تکریم۔

ان دو سورتوں میں اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ اور علم و حکمت کا ذکر فرمایا ہے۔ اور اس بات کا ذکر کیا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کو کعبۃ اللہ کا شرف قائم رکھنا منظور ہے، اور اس بات کا ذکر ہے کہ خدا تعالیٰ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بزرگی اور عزت قائم رکھنا چاہتا ہے۔ اور خدا کو منظور ہے کہ قریشی قوم کی تکریم قائم ہو۔

آنحضرت صلعم کی شدید مخالفت

الم تر کیف فعل ربک باصحاب الفیل

یہ ذکر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دینے کے لئے کیا گیا ہے۔ کیونکہ حضور صلعم کے مقابلہ پر بہت بڑی قوم ہے جو مخالفت پر اڑی ہوئی ہے۔ ان کے اندر شدت کا جذبہ ہے کہ یہ شخص ہمارے دین کے خلاف ہے۔ اور ہمارے بتوں کو برا کہتا ہے۔ یہ ہمارے آبا و اجداد کے دین کے خلاف ہے۔ اس کو کس طرح بھی ہو مٹا دیا جائے۔

حفاظتِ الٰہی کا وعدہ

ایسے حالات میں اللہ تعالیٰ نے حضور صلعم کو تسلی دیتا ہے کہ تیرے رب نے تجھ سے پہلے خانہ کعبہ کی دشمنوں کے مقابل پر حفاظت کر کے دکھائی تھی۔ تیری بھی حفاظت کرے گا۔

کعبۃ اللہ کے مقابلہ پر شاندار گرجا کی تعمیر۔

تاریخ گواہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے کعبۃ اللہ کے شرف کو سخت ترین دشمن کے مقابلہ میں بہر صورت قائم اور برقرار رکھا۔ کعبۃ اللہ کو تباہ کرنے کے لئے عیسائیوں نے خطرناک تدبیر کی یمن کے عیسائی بادشاہ ابرہہ نے یہ تدبیر کی کہ کعبۃ اللہ کو جو تجارت کا مرکز ہے ختم کر دیا جائے۔ اس غرض سے اس نے وہاں ایک بلند بالا عالی شان گرجا کی تعمیر کی اور اس میں سفید، پیلے اور سرخ و سیاہ مرمر کے پتھر لگائے اور کو چاندی سونے کے کام سے مزین کیا اور اس قدر اونچا بنایا کہ اوپر دیکھنے والے کی ٹوپی گر جاتی تھی۔ ابرہہ نے لوگوں سے یہ معلوم کیا تھا کہ خانہ کعبہ کی عمارت میں فن تعمیر کی خوبی نظر نہیں آتی وہ ایک نہایت معمولی سا کوٹھا ہے جس کی اونچائی بھی بہت نہیں ہے اس کے مقابل پر ابرہہ نے شاندار گرجا تعمیر کرایا۔

گرجا آتشزدگی سے خاکستر ہو گیا

خدا کی شان اس گرجے کی تکمیل کے بعد خطرناک طوفان آیا جس کی وجہ سے گرجے کو آگ لگ گئی جس سے وہ جل کر بھسم ہو گیا۔ خدا تعالیٰ کی طاقت کتنی زبردست ہے کہ زمین و آسمان کی تمام چیزیں اس کے لئے کام کر رہی ہیں۔ ہوا بھی اس کے حکم کے مطابق کام کرتی ہے اور وہ کام کرتی ہے جس کا کوئی مداوا نہ ہو جنگ احزاب میں ہوا نے ہی دشمن اسلام کو تباہ کیا۔ اس زور کی آندھی چلی کہ دیکھتے ہی دیکھتے خیمے اکھڑ گئے۔ دیگچے گر گئے۔ چولہوں کی آگ بجھ گئی۔ توہم پرست قوم تھی۔ آگ کا بجھنا بدشگون سمجھ کر بھاگ کھڑی ہوئی۔ ابوسفیان بدحواسی میں اپنے اونٹ پر چڑھ کر اس کو مارتا تھا کہ چلتا کیوں نہیں۔ اسے ہوش نہ تھی کہ اونٹ کے پچھلے پاؤں بندھے ہوئے ہیں اور وہ چل نہیں سکتا۔

ابرہہ کی دوسری تدبیر
کعبۃ اللہ پر چڑھائی

ابرہہ جو نجاشی کی طرف سے یمن کا وائسرائے تھا گرجا کے خاکستر ہونے پر جھنجھلا اٹھا اور کہا میں اپنے ارادے کو پورا کر کے رہوں گا چنانچہ اس نے ایک لشکر جرار تیار کیا افریقہ سے ہاتھی منگوائے۔ ہاتھی بڑی ڈراؤنی شکل کا ہوتا ہے۔ لاہور کے لوگ تو ہاتھی کی شکل سے واقف ہیں۔ اگر بہت سے ہاتھیوں کا لشکر آجائے تو کون ہے جو ان کے سامنے ٹھہر سکے اور پھر عربوں نے ہاتھی نہیں دیکھے تھے۔ اس لئے ابرہہ ہاتھیوں کا لشکر ساتھ لے کر آیا۔ اور کعبۃ اللہ پر حملہ آور ہوا۔ اس نے آتے ہی لوٹ مار شروع کر دی۔ عبدالمطلب اس وادی کے سردار تھے ان کے اونٹ اس نے چھین لئے۔ ان کو بہت صدمہ ہوا۔ کیونکہ ایسی صورت حال میں وادی کے سردار کی عزت کا سوال ہوتا ہے چنانچہ انہوں نے خود ابرہہ کے پاس جا کر یہ کہنے کا ارادہ کیا کہ تم نے یہ کیا بے ہودہ حرکت کی ہے۔

عبدالمطلب کے ساتھ ابرہہ کی گفتگو

عبدالمطلب (حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا) بڑے وجیہہ اور بارعب انسان تھے۔ جب وہ ابرہہ کے پاس گئے تو ان کی شکل و صورت دیکھ کر ابرہہ متاثر ہوا اور عزت کے ساتھ بٹھایا۔ جب انہوں نے اپنے اونٹوں کا مطالبہ کیا تو ابرہہ نے کہا کہ جب میں نے تمہیں دیکھا تو میرے اوپر تمہارا رعب پڑا۔ لیکن اونٹ طلب کرنے سے میری آنکھوں میں تمہاری عزت نہیں رہی تمہیں پتہ ہے میں تو اس گھر کو گرانے کے لئے آیا ہوں جو تمہارا دین ہے۔ تمہیں اس کا خیال نہیں اور اونٹ طلب کرنے آگئے ہو تمہیں اپنے خدا کے گھر کی فکر نہیں ہوئی۔ ابرہہ کے الفاظ یہ ہیں:۔

کنت اعجبتنی حین رایتک واذا تکلمت فی البعیر فقد سقت من عینی اتجئت لاھدم بیت الذی ھو دینک و دین اٰبائک وانت جئت لتکلمنی فی البعیر۔ عبدالمطلب نے جواب دیا انا رب الابل۔ میں تو صرف اونٹوں کا مالک ہوں وان للبیت ربا۔ اور اس مکان کا بھی ایک مالک ہے جو وہ خود اس کی حفاظت کرے گا۔ ابرہہ کو اپنی طاقت، لشکر اور اسلحہ پر گھمنڈ تھا۔ اس نے کہا تیرا رب میرا مقابلہ نہیں کر سکے گا ما کان ان یمتنع۔ یہی حال دنیا کے ان لوگوں کا ہوتا ہے جن کے پاس دولت و ثروت اور مال و متاع ہوتا ہے اور طاقت ہوتی ہے اور اسلحہ اور لاؤ لشکر ہوتا ہے۔ پھر وہ خدا کو نہیں۔ عبدالمطلب نے کہا کہ ہم بھی دیکھ لیں گے کہ تم کامیاب ہوتے ہو یا نہیں۔

کعبۃ اللہ میں عبدالمطلب کی دعا

وہ واپس آئے اور خانہ کعبہ کا کنڈا پکڑ کر فریاد کی لاھم ان المرء یمنع رحلہ ـــ ہے، انسان کا بچہ بھی تو اپنے گھر کی حفاظت کرتا ہے ـــ رحالک تو اپنے گھر کی حفاظت فرما النصر علی اٰل الصلیب وعابدیہ الیوم اٰلک یہ آل صلیب ہیں تیری بھی ایک آل اور قوم ہے۔ اس قوم پر آل صلیب نے اور اس کی پرستش کرنے والوں نے حملہ کر دیا ہے۔ اے مولیٰ! تو اپنی قوم کی حفاظت فرما۔ لا یغلبن صلیبھم و محالھم ـــ ان کی صلیب اور ان کی طاقت تیری طاقت کے اوپر غالب نہ آنے پائے۔ تیرے ہی اوپر میرا سہارا ہے۔ تیرے سوا کوئی نہیں ہے۔ یا رب لا ارجو لھم سواکا یا رب امنع حماکا۔ اے اللہ! ہر بادشاہ کی ـــ

اہوتی ہے، جس میں کوئی دوسرا نہیں جا سکتا۔ وہ اُس کی حفاظت کرتا ہے، یہ گھر تیری سرکاری رکھتا ہے تو اس کی حفاظت فرما۔

عبدالمطلب کی شجاعت و استقامت جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ورثہ میں ملی

مکہ کے لوگ تو ہاتھیوں کو دیکھ کر ارد گرد کی پہاڑیوں پر چڑھ گئے۔ لیکن یہ مرد خدا عبدالمطلب وہاں اکیلا رہ گیا وہ لرزہ براندام نہیں ہوتا بہادر انسان ہے اس کی شجاعت اور استقامت حضرت نبی کریم صلعم کو ورثہ میں ملی، اور آپ بھی میدان جنگ میں لشکر کے بھاگ جانے پر دشمن کے مقابلہ میں اکیلے کھڑے رہتے تھے۔ اس سورت میں اسی واقعہ کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے۔

اصحاب فیل کے ذکر میں رسول اللہ صلعم کی حفاظت کا وعدہ

الم تر کیف فعل ربک باصحاب الفیل

یہ ایک سوال ہے۔ سوال سے توجہ دلانے میں زور پیدا ہو جاتا ہے، الم تر کیا تو نے دیکھا نہیں؟ کیف فعل ربک باصحاب الفیل۔ وہی تیرا رب ہے، جس نے اصحاب فیل کو تباہ کیا، اگر کعبۃ اللہ کے شرف اور بزرگی کو قائم رکھنے کے لئے اس نے اس لشکر جرار کو تباہ کر دیا تو وہی رب تیری تربیت کرنیوالا تیری بھی حفاظت کریگا اور دشمنوں کے مقابلہ میں تیرے شرف اور عزت کو بڑھائے گا۔ تیری تربیت ہم نے اس لئے کی ہے۔ کہ تو نے دنیا کی تربیت کرنا ہے۔ لوگوں کے اندر اخلاق فاضلہ پیدا کرنے ہیں۔ اگر میں ایک پتھر کے گھر کی حفاظت کر سکتا ہوں۔ تو کیا تیری حفاظت نہیں کر سکتا۔

اصحاب فیل کا عبرتناک حشر

الم یجعل کیدھم فی تضلیل۔ کیا ان دشمنان کعبہ کی تدابیر کو تیرے رب نے ناکام نہیں بنا دیا انہوں نے منصوبہ جو گرجا بنایا تھا۔ اس کو ہوا اور آگ کے ذریعہ تباہ و برباد کیا وارسل علیھم طیراً ابابیل اور یہاں ہاتھیوں کو چھوٹے چھوٹے پرندوں کے ذریعہ ہلاک کرایا ہم آگ ہوا پانی اور پرندوں میں سے جس سے چاہے کام لے سکتے ہیں۔ انسان کو کیا پتہ کہ اس فضاء کے اندر ہم نے کیا کیا طاقتیں رکھدی ہیں۔ چنانچہ خدا تعالےٰ نے پرندوں کو مامور کر دیا۔ ترمیھم بحجارۃ من سجیل۔ انہوں نے چھوٹی چھوٹی کنکریاں اس لشکر پر ماریں۔ جن سے ہاتھی اور فوج سب کے جسم گل گئے اور ابرہہ کا جسم پھوڑوں سے بھر گیا۔ جیپ جیپ پر پھوڑے تھے جن سے پیپ بہتی تھی اور تعفن تھا۔ اور اس طرح خدا نے کعبۃ اللہ کے شرف کو قائم رکھا۔

قدرت الٰہی اور دشمنوں کے مقابلہ میں آنحضرت صلعم کو تسلی۔

ان آیات میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا تعالےٰ نے فرمایا کہ بے شک آپ کے دشمن بہت ہیں۔ ان کی قوت بھی زیادہ ہے۔ ان کے ارادے بد ہیں۔ لیکن آپ کے سامنے یہ تاریخ ہے کہ ہم نے ایک پتھر کے مکان کی عزت بڑے بڑے جرار لشکروں کے مقابلہ میں قائم رکھی، اور تو تو انسان ہے جو دنیا کو نیکی اور اخلاق فاضلہ کے زیور سے آراستہ کرنا چاہتا ہے ممکن نہیں کہ تمہارے دشمن کامیاب ہو جائیں۔ یہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کو تسلی دینے کے لئے خدا تعالےٰ نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ بڑی قدرتوں اور حکمتوں کا مالک ہے۔ وہ کمزوروں کی دستگیری کرتا ہے۔ مزید برآں فرمایا۔

قریش کی عزت و حرمت

لایلٰف قریش الٰفھم۔ یہاں ایک قوم رہتا ہے۔ وہ خانہ کعبہ کے مجاور ہیں جیران اللّٰہ خدا کے ہمسایہ ہیں۔ اس گھر کی وجہ سے وہ امن میں رہتے ہیں، اسی کی طرف اس آیت میں توجہ دلائی اولم یروا انا جعلنا حرماً امناً ویتخطف الناس من حولھم۔ دیکھتے نہیں کہ حرم کو ہم نے امن والا بنایا ہے حالانکہ اس کے ارد گرد سے لوگ اُچک لئے جاتے ہیں۔ اسی امن والی جگہ کی برکت سے وہ جہاں کہیں تجارت کی غرض سے مال لے کر جاتے ان کی عزت کی جاتی تھی۔ رحلۃ الشتاء والصیف وہ گرمیوں اور سردیوں میں امن کے ساتھ سفر کرتے۔ گرمیوں میں شام کی طرف جاتے اور سردیوں میں یمن کی طرف۔ دونوں موسموں میں برابر انکے قافلے چلتے رہتے تھے جہاں وہ جاتے حکمران ان کی تکریم کرتے اور ان کو آرام پہنچاتے تھے۔ غرض وہ امن و عزت کے ساتھ اپنے لئے اور اپنے وطن کے لئے ضروریات زندگی فراہم کرتے تھے۔

فرمایا ایلٰفھم۔ کعبۃ اللہ کی حفاظت کی ایک غرض یہ بھی تھی کہ قریش کی طبیعت میں جو رغبت و موانست تجارت کے لئے سفر کرنے میں ہے اس کو قائم رکھا جائے۔

مملکت اسرائیل کا قیام اور ان کے لئے سامراجیوں کی امداد

ان دو سورتوں میں ہمارے لئے ایک سبق ہے آج بھی دشمن نے مسلمانوں کو ختم کرنے کا ارادہ کیا ہے۔ تمام ممالک اسلامیہ میں آج اضطراب ہے۔ اسرائیل نے اسلامی ممالک پر جارحیت کا ارتکاب کیا ہے۔ یہ اسرائیل یا یہودی انگلستان اور امریکہ کے پروردہ ہیں۔ وہاں ان ممالک نے اسرائیل کو اس لئے جگہ دی تھی کہ مسلمان چین سے نہ بیٹھ سکیں۔ ان کو اسلحہ دیا گیا۔ ان کو تربیت دی گئی۔ انہوں نے عربوں پر بہت ظلم و ستم کیا ہے کئی لاکھ وہاں سے جلاوطن کر دیئے گئے۔

اسرائیل کا حملہ عالم اسلام پر

انگریز نے اسرائیل کو اسلحہ بھی دیا ہے اور شہ بھی دی ہے کہ مسلمانوں کو چین سے نہ بیٹھنے دے۔ اس شہ پر آکر اسرائیل نے مسلمانوں پر حملہ کر دیا ہے۔ ہمیں معلوم ہے کہ کعبہ اور حضرت نبی کریم صلعم کے بچانے کے وقت طاقت کم تھی۔ لیکن خدا تعالےٰ نے اپنے خاص فضل سے ان کو بچا لیا، آج ہندوستان نے جب پاکستان پر حملہ کیا تو اس وقت بھی مسلمانوں کی حالت کمزور تھی۔ لیکن خدا نے اپنے فضل سے پاکستان کو فتح عطا کی اب پھر عرب ممالک میں یہ معرکہ پیش آیا ہے۔ یہودیوں کے پاس اسلحہ بھی بہت ہے اور ان کی فوجیں بھی بہت تربیت یافتہ ہیں اور ان کی پشت پر امریکہ اور برطانیہ کی بہت بڑی طاقتیں ہیں۔ پس دعا کرنی چاہیئے کہ اللہ تعالےٰ اپنی خاص نصرت فرمائے۔

خانہ کعبہ کی تباہی کا ارادہ کرنے والوں کی تباہی

خانہ کعبہ اور مسلمانوں کے مقدس مقامات کا دل سے احترام کرنا واجب ہے۔ جس نے ایسا نہ کیا وہ سزا پا گیا جس طرح ابرہہ نے خانہ کعبہ کو گرانے کا منصوبہ بنایا اور خود تباہ ہوا اسی طرح انگلستان کے لارڈ کچنر نے بھی کہا تھا کہ میں کعبۃ اللہ کو اصطبل بنا دوں گا۔ اس نے سوڈانی مہدی کی ہڈیاں قبر سے نکال کر نیل میں بہا دی تھیں۔ جب پہلی جنگ عظیم شروع ہوئی تو میں انگلستان میں تھا۔ جرمنی کی آبدوزیں انگلستان کے جہازوں میں تباہی مچا رہی تھیں۔ روس اس وقت اتنا طاقتور نہ تھا۔ اس کو طاقت پہنچانے کے ارادہ سے کچنر نے وہاں جانے کا تہیہ کیا اور کہا کہ میں قطب شمالی کے رستہ سے ہوتے ہوئے روس جاؤں گا۔ چنانچہ وہ روانہ ہوا اور ایک جرمن آبدوز نے اس کے جہاز کو تباہ کر ڈالا۔ اس فرعون کو خدا نے ہمارے سامنے غرق کر دیا۔ مجھے اس سے خوشی ہوئی اور میں نے مسجد ووکنگ پر خوشی کے جھنڈے لہرائے، دوران جنگ یہ اقدام سنگین جرم تھا، میں اسلامک ریویو کا ایڈیٹر تھا لیکن میں نے اس رسالہ میں انگریزوں کے حق میں ایک لفظ تک نہیں لکھا اور نہ جرمنی کے خلاف کچھ لکھا۔ بلکہ ترک سپاہیوں کی تعریف کی۔ غرض کعبۃ اللہ کو تباہ کرنے کا ارادہ جس کسی نے بھی کیا خدا تعالےٰ نے اس کو تباہ و برباد اور ذلیل کر دیا۔ تو کعبۃ اللہ کی عمارت تباہ کرنیکا ارادہ کرنے والوں پر ذلت کی موت وارد کی جاتی ہے

کعبۃ اللہ کی تقدیس مٹانے کی کوشش ابرہہ کے حملہ سے زیادہ خطرناک ہے

کعبۃ اللہ کے منہدم کرنے کی دو تجویزیں دشمن کے دل میں پیدا ہو سکتی ہیں۔ ایک یہ کہ اس کی خشت و سنگ کو مسمار کر دیا جائے۔ دوسرے یہ کہ اس کی عظمت کو جو دلوں میں جاگزیں ہے یہ کہکر ختم کر دیا جائے کہ اب کعبۃ اللہ کی برکات ختم ہو چکی ہیں اس لئے اس کے حج کا قصد کرنا بے سود ہے۔ کعبۃ اللہ کی در و دیوار گر جانے کے بعد تو ان کو دوبارہ استوار کیا جا سکتا ہے۔ مگر اس کی تقدیس و تعظیم کا نقش اگر دلوں پر سے مٹا دیا جائے تو اس خطرناک تباہی کا انسداد ناممکن ہے اس صورت کا انجام ابرہہ کی تجویز کی نسبت کہیں زیادہ خطرناک ہے۔ رب کعبہ ان تجاویز کا دشمن ہے۔ اس کی غیرت نے ابرہہ کو ذلت آمیز عذاب میں مبتلا کیا اور جو بھی ابرہہ کی سی تجویز کرتا ہے لازم ہے کہ وہ ابرہہ جیسے عذاب کا مزہ چکھے۔

بحرِ حکمت کے موتی

(بسلسلہ صفحہ اوّل)

اہل سنت والجماعت کہتا ہے۔ وہ سنت کو بدنام کرنے والا ہے۔ نیک کاموں میں امداد کرنا چاہیئے اور شامل ہونا ہر شخص کی بدعت اور بوجھ اس پر ہے۔ اس میں شرکت نہ کی جائے۔ نماز نیک کاموں میں ایک بلند مرتبہ رکھتی ہے۔ اور یہی ایک سبب اور ذریعہ مسلمانوں کی جماعت کے قائم کرنے کا ہے۔ جب ایک دوسرے کے پیچھے نماز پڑھنا ترک کر دیں گے تو اتفاق اور جماعت کی بجائے اختلاف اور جدائی بڑھتا چلا جائے گا۔ یہ مسلمانوں کی قومیت کو تباہ کرنے والا ہے۔ مگر یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ اگر ایک طرف اس قدر وسعت ہے تو دوسری طرف اس کا یہ منشا نہیں کہ ایک فاسق فاجر یا ہر ایک دین فروش امامت کا اہل ہے۔

بھدرواہ (ریاست جموں و کشمیر) میں جلسہ یوم وصال

مورخہ ۲۶ مئی ۱۹۶۷ء کو بعد نماز جمعہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام بھدرواہ کے زیر اہتمام بتقریب یوم وصال مسیح موعود علیہ السلام ایک پبلک جلسہ منعقد ہوا جس کے لئے پہلے ہی سے اشتہارات اور دعوت نامے چھپوائے گئے تھے۔ اشتہارات تو ۱۹ مئی کو صبح کی نماز کے بعد ینگ مینز احمدیہ انجمن کے اراکین نے قصبہ بھدرواہ ملحقہ دیہات اور قصبہ ڈوڈہ کشتواڑ جموں کے در و دیوار پر چسپاں کر دیئے گئے تھے۔ اس طرح ضلع کے اکثر لوگ اس تقریب سے آگاہی حاصل کر چکے تھے۔ اس کے علاوہ شخصی دعوت نامے بھی معززین کو بھیجے گئے۔

جموں جماعت کے امیر جماعت جناب چوہدری غلام مصطفیٰ صاحب ریٹائرڈ اسسٹنٹ ڈپٹی رجسٹرار ۲۴ مئی کی دوپہر کو وارد بھدرواہ ہوئے، اور صوبہ کشمیر سے محترم محمد یوسف صاحب نائب سیکرٹری احمدیہ انجمن یاری پورہ اور ان کی معیت میں پانچ اور افراد جماعت ۲۴ مئی کی شام کو بٹوت پہنچ گئے۔ مگر افسوس کہ کشمیر سے آنے والے قافلہ کو بوجہ بارش وقت پر بھدرواہ کی گاڑی نہ مل سکی۔ چنانچہ وہ جموں چلے گئے اور وہاں سے بھدرواہ کی گاڑی ... حاصل کئے۔ کچھ موسمی خرابی اور گاڑیوں کی قلت کی وجہ سے ۲۵ ۲۶ مئی کو بھدرواہ نہ پہنچ سکے۔ ان مخلص بھائیوں کا یہ قافلہ بعلوم ہوا ...التوائے جلسہ کی وجہ سے افسردہ دلی کے ساتھ ۲۸ مئی ۱۹۶۷ء کو واپس کشمیر چلا گیا۔ ان مخلص بھائیوں کی تکلیف کا ہمیں دلی افسوس ہے۔

موسم کی خرابی اور شر انگیز عنصر کی مزاحمت کے باوجود اراکین انجمن نے حسب پروگرام قصبہ بھدرواہ کے سنٹر تکیہ چوک میں پلیٹ فارم تیار کر کے جلسہ کی کارروائی محترم چوہدری مصطفیٰ صاحب امیر صوبائی کی صدارت میں شروع ہوئی۔ جلسہ گاہ کے گرد اگرد احمدیہ عقائد، نظریات، تعلیمات، کلام اور عبارات کے ماٹو آویزاں تھے۔

تلاوت قرآن و افتتاحی تقریر

سب سے پہلے چوہدری محمد رشید صاحب متعلم تھرڈ ایئر نے تلاوت قرآن مجید کی۔ ازاں بعد خاکسار (ماسٹر) عبدالکریم نے افتتاحی تقریر کرتے ہوئے جلسہ کی غرض و غایت اور اس کی نظر بیان کیا۔ ازاں بعد جماعت کے عزیزان شبیر احمد۔ غلام محمد۔ محمد اقبال۔ نے لاؤڈ سپیکر سے نہایت خوش الحانی سے دل نشین سے حضرت مسیح موعود کی نظم جمال و حسن قرآن نور جان ہر مسلماں ہے پڑھ کر سنائی جس سے حاضرین پر وجد کی سی حالت طاری ہو گئی۔

صداقت احمدیت پر لیکچر

ازاں بعد عزیزم عبدالجبار صاحب گنائی نے صداقت احمدیت پر قرآن مجید کی آیت لقد کان لکم فی رسول اللّٰہ اسوۃ حسنۃ کی جامع تفسیر کرتے ہوئے ثابت کیا کہ مسلمہ احمدیہ ہی اسلام کی اصل تصویر اور نمونہ پیش کرنے کا ذریعہ ہے۔

ایک مکالمہ

اس کے بعد ہمارے نوعمر عزیزان غلام محمد، محمد اقبال نے ایک مکالمہ (احمدیت علمی رنگ میں) نہایت جوش و خروش اور شستہ زبان میں پیش کیا۔ اس مکالمہ کا تاثر اپنوں اور غیروں پر اس قدر ہوا کہ مرزا یا لگا کہ ہر درد دل رکھنے والا فرد آبدیدہ نظر آیا۔

مسیح موعود کا دعوے مجددیت

ازاں بعد مسٹر عبدالحی صاحب نے لو تقول علینا بعض الاقاویل کی آیت قرآنی پڑھی اور حدیث مجدد ان اللّٰہ یبعث لھذہ الامۃ الخ پیش کر کے صداقت مسیح موعود پر زبردست اور نصف گھنٹہ تقریر کی۔ بعد ازاں مسٹر عبدالرشید صاحب گنائی نے کلام احمدیہ سے ایک نظم در نعت غلام احمد حرم کا غلام ہوں پیش کی۔

مسیح موعود اور ختم نبوت

اس کے بعد عبدالحفیظ صاحب متعلم تھرڈ ایئر نے مسیح موعود اور ختم نبوت کے عنوان پر آدھ گھنٹہ تک ایک عالمانہ تقریر کر کے واضح کیا کہ حضرت مرزا صاحب کی طرف دعوئے نبوت منسوب کرنا ظلم اور بے انصافی ہے۔ حضرت اقدس کا دعوئے ہرگز نبوت کا نہیں ہے۔ انہوں نے محدثیت یا مجددیت کا دعوئے کیا ہے جو از روئے حدیث و قرآن قابل قبول ہے۔ بلکہ اس دعوئے کا انکار اسلامی معاشرہ کے لئے نقصان دہ ہو سکتا ہے۔

رپورٹ جماعت بھدرواہ

اس کے بعد احمدیہ انجمن اشاعت اسلام بھدرواہ نے اپنی سالانہ رپورٹ پیش کی جس میں جماعت کی تبلیغی مساعی، خدمت خلق و رفاہ عامہ کے کام تنظیمی مسائل، تعمیر و ترقی تعلیمی اور تربیتی کام اور مساعی جمیلہ اور ان میں کامیابی کا قابل رشک خاکہ تھا۔ مگر وقت کی کمی اور موسم کی خرابی کی وجہ سے پیش نہ ہو سکی۔ اسے اخبار کے صفحات میں بار رنگ میں مفصل شکل میں بصورت یا شائع کیا جائے گا۔ انشاء اللہ۔

صداقت مسیح موعود اور جماعت احمدیہ کا کام

اب خاکسار (ماسٹر) عبدالکریم کو مسیح سیکرٹری چوہدری عبدالودود صاحب ... لئے نے تقریر کرنے کے لئے کہا۔ چنانچہ خاکسار نے از روئے قرآن مجید۔ احادیث نبوی۔ وید مقدس۔ بھگوت گیتا۔ انجیل مقدس۔ گرنتھ صاحب کے حوالجات پیش کر کے حضرت اقدس مسیح موعود کے دعاوی کی صداقت بیان کی۔ اور حدیث مجدد کی صحت اور اہمیت پر زور دیا۔ سلسلۂ تقریر میں مسیح موعود علیہ السلام کی کامیابیاں۔ علمی مفکرین کی آراء در بارہ احمدیت .... و حضرت اقدس کا عشق قرآن عشق رسولؐ۔ ان کی کتب۔ سے پیش کیا اور یہ بھی بتلایا کہ حضرت اقدس کے شاگردوں نے احمدیہ بلڈنگس لاہور سے اشاعت اسلام کے لئے لٹریچر اور مبلغین تیار کر کے یورپ اور دیگر اطراف عالم میں بھیجے۔ انہوں نے خدا کے فضل سے اسلام و بانیٔ اسلام کے نام پر چار چاند لگائے۔ اس کی تصدیق مفکرین پنجاب و ہندوستان کی آواز کی روشنی میں بھی کی۔

اعتراضات کے جوابات

دوران تقریر جماعت اسلامی اور اہل سنت فرقہ کے افراد کی طرف سے کچھ سوالات اور اعتراضات تحریری لکھے ہوئے ملے کہا گیا کہ اسی جلسہ میں صدارتی تقریر کے بعد جوابات پیش کئے جائیں گے انشاء اللہ۔ سو بعد میں خاکسار نے تاریخ اسلام، قرآن۔ احادیث۔ و اقوال ائمہ کی روشنی میں سوالات کے جوابات پیش کر کے سائلوں اور معترضوں کو مطمئن کیا۔ الحمد للہ۔

تقریر صدارت

اب محترم صدر صاحب نے ایک گھنٹے انداز میں حسن حیث الاجماع ساری کارروائی پر تبصرہ فرمایا۔ پھر ماننے نہ ماننے .... والے لوگوں میں تفاوت اور مجدد وقت کی قوت تمیز۔ خدا تعالیٰ کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ آپ نے مخلصوں کی جماعت پیدا کر کے خالص اسلامی خوبی کی تجدید ... اس کی مثال سوائے الٰہی سلسلوں کے کہیں بھی نہیں مل سکتی۔ نیز محترم صدر صاحب نے الیوم اکملت لکم دینکم کی آیت قرآنی سے ثابت کیا کہ آنحضرت صلعم خاتم النبیین ہیں ہم ہرگز مرزا صاحب کو نبی نہیں مانتے۔ نہ ہی انہوں نے ایسا دعوئے کیا ہے (میں اس مختصر سے مضمون میں محترم چوہدری صاحب کی تقریر کو الفاظ کا جامہ پہنانے سے قاصر ہوں) پھر محترم چوہدری صاحب نے نہایت عالمانہ انداز میں حضرت اقدس کی پوزیشن کو صاف کر کے قادیانی عقائد کی مدلل تردید کی۔

قادیانی اصحاب کی بوکھلاہٹ

اس موقعہ پر قادیانی افراد بوکھلا اٹھے اور انہوں نے حضرت اقدس کی طرف دعوئے نبوت کرتے ہوئے ہیڈ سوالیہ جات لکھ کر پلیٹ فارم پر بھیج دیئے اور ایک کاغذ جلسہ میں ایک طرف لٹکا دیا۔ مگر عوام نے اس طرف ہرگز توجہ نہ کی بلکہ اکثر غیر احمدیوں اور ہندوؤں نے ان کی اس حرکت کو نا پسند کیا۔ بلکہ یہ قادیانی دوست خود بھی اپنی اس ذہنی پسماندگی اور اعتراف شکست پر پچھتاتے رہے۔ مگر ان کو کون سمجھائے کہ بے سوچے سمجھے تقلیدی عقائد کی کمزوری ہمیشہ انسان کو شرمندہ اور ذلیل کرتی ہے۔ یہ جلسہ ایک طرف صداقت احمدیت اور اسلام دوسری طرف قادیانیوں کی ذلت کمزوری اور کھلی کھلی شکست کا اعتراف ایک سبب بن گیا۔ الحمد للہ۔ صدر صاحب صدارتی تقریر کے بعد جیسا کہ اوپر ذکر ہو چکا ہے خاکسار نے ممبران جماعت اسلامی اور دیگر غیر از جماعت اصحاب اور قادیانی احباب کے سوالات و اعتراضات کے جوابات پیش کئے۔

اہل ہنود سے اپیل

دوران تقریر خاکسار نے قادیانی، غیر احمدی، اہل ہنود، سکھ، عیسائی، آریہ سماج، وغیرہ ہر قسم کے مکتب فکر کے لوگوں سے اپیل کی کہ وہ اپنی مذہبی کتب و دینیات مذاہب کی زندگی و عمل پیش نظر رکھیں اور ان کی تعلیمات و نظریات کی حقیقت کو پانے کی کوشش کریں۔ اگر ہم سب کی مخلصانہ طور پر کوشش رہی تو انشاء اللہ ہم ایک دوسرے کے قریب ہوں گے ہمارا نفاق دور ہو گا۔ ہماری قوم اور ملک ترقی کرے گا۔ اس سلسلہ میں خاکسار نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب پیغام صلح سے چند اقتباسات پیش کئے اور عرض کیا کہ آپ ہندو بھائی اسلامی تعلیمات کا غائر نظر سے مطالعہ کریں۔ اور ایک دوسرے سے دست و گریبان چھوڑ دیں۔

(باقی بر صفحہ ۱۲ کالم ...)

رپورٹ جلسۂ سالانہ جماعتِ احمدیہ لائلپور

(۳)

چودھویں صدی اور حضرت مسیح موعودؑ

مکرم مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع مبلغ اسلام دفاتح فجی نے موضوع بالا پر ایک محققانہ اور ایمان افروز تقریر فرمائی۔ دوران تقریر بعض اعتراضوں کا کافی و شافی جواب دیا۔ حدیث مجدد کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس صدی کے مجدد کی شخصیت خدمات دینیہ پر سیر حاصل روشنی ڈالی اور ان کی حقیقی دعوت کو واضح فرمایا۔ مکرم مولینا نے اپنی تقریر کو جاری رکھتے ہوئے تاریخ اسلام خصوصاً خلفاء راشدینؓ کا حوالہ دیا اور فرمایا کہ روحانی سلسلے وراثت کے مرہون نہیں ہوا کرتے۔ کہ باپ کے بعد بیٹا مسند اصلاح وارشاد پر بیٹھ جائے۔ یہ مقام خوب سے خوب تر کے اصول پر حاصل ہوتا ہے اس میں علم و فضل بزرگی و تقدس، تقویٰ و طہارت اور رضائے جمہور کا بڑا دخل ہوتا ہے۔ حضرت مجدد زمان اور آپ کی تحریک کے ساتھ ایک المیہ یہ ہوا ہے کہ اس تحریک کو نسلی خلافت کے سانچے میں ڈھال دیا گیا ہے اور یہ ریت پر ایک محل کی دیوار کے مصداق ہے تاریخ عالم کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ نسلی حکومتیں اور وراثتی خلافتیں کبھی نہیں پنپ سکتیں، فضل عمر کا صرف نام رکھ لینا ہی کافی نہیں، جب تک عمرؓ کی سی فضیلتیں اور ان کے کردار و سیرت کی بلندیاں نہ پائی جائیں۔ عمرؓ نے اپنے بیٹے کی گدی نشینی کے لئے کوئی جدوجہد نہیں کی تھی اس راہ میں پیش آمدہ رکاوٹوں کو دور کرنے اور مقابلتہً بہتر انسانوں کو اپنی شاطرانہ اور عیارانہ چالوں سے نظر انداز کرنے ان کی تحقیر و تذلیل کرنے۔ ان کا بائیکاٹ کرنے اور ان پر جلسی اور معاشرتی تنگیاں وارد کرنے کے تانے بانے نہیں پھیلاتے۔

مکرم مولینا ساطع صاحب نے مسئلہ نبوت پر بحث کرتے ہوئے فرمایا کہ نبوت کی تکمیل سیدنا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والا صفات پر ہو چکی ہے۔ حضورؐ کے بعد انبیاء کا نہیں روحانی خلفاء، اولیاء، مجددین اور محدثین کا سلسلہ شروع ہے۔ اور اس سلسلہ میں موجودہ صدی کے لئے حضرت امام زمان علیہ السلام مبعوث ہو کر آئے۔ لیکن معاندین نے عناد اور مخالفت برائے مخالفت کے لئے اور بعض مرید دل نے مصلحتی غلو کے ذریعہ حضرت امام وقت پر اتہام باندھا حالانکہ حضرت امام زمان نے ختم نبوت کے بارے میں جو حقیقی تصور پیدا کیا ہے وہ فی الحقیقت ان کا تجدیدی کارنامہ ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ہر طرح کی تمام نبوتیں ختم ہو چکی ہیں اور حضور صلعم کے بعد نہ کوئی نیا نبی آسکتا ہے اور نہ کوئی پرانا نہ آسمان سے آسکتا ہے اور نہ زمین سے۔

مکرم مولینا صاحب نے حضرت امام زمانؑ کی بعثت کی پیشگوئیوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ابتدائی دنیا میں بہت سی سلطنتیں اس کرۂ ارض پر نمودار ہو چکی ہیں سلطنتیں خدا تعالیٰ کی رحمتیں ہوتی ہیں۔ .... سینکڑوں سال سے مسلمان شکست و نکبت اور غلامی کی زندگی بسر کر رہے تھے۔ حضرت صاحب کی برکات کی وجہ سے آزاد ہو سکے۔ کیونکہ بقول حضرت امام زمانؑ جب آسمان سے بارش اترتی ہے تو کنوئیں میں پانی چڑھ آتا ہے اور جب خدا کا بندہ آتا ہے تو عقلیں تیز ہو جاتی ہیں۔ چنانچہ اس زمانہ میں علم و سائنس میں انسان کی عقل نے کہاں تک ترقی کی ہے۔ اس کا اندازہ لگانا مشکل ہے انسان چاند پر کمندیں ڈال رہا ہے۔

مکرم مولینا نے حضرت مسیح موعودؑ کی خدمات دینیہ کا مختصر سا جائزہ پیش کرتے ہوئے کہا کہ حضرت امام زمان کی یہ خدمات بے نظیر اور عظیم الشان ہیں کہ دین اسلام کی حقانیت واضح کی، قرآن کریم کو زندہ اور عالمگیر کتاب کے طور پر پیش کیا۔ حضرت نبی کریمؐ کو زندہ نبی ثابت کر دکھایا۔ ادیان باطلہ کی تردید کی۔ اسلام کو غالب مذہب کی حیثیت سے پیش کیا اور ایسا بے نظیر علم الکلام یادگار چھوڑا ہے جسے اسلام کی ادبی تاریخ میں نمایاں مقام حاصل ہے۔ آپ کے پیش کردہ حجج و دلائل۔ حقائق و معارف اپنی جگہ ٹھوس حقیقت پر مبنی اور بے نظیر ہیں، آپ نے زندہ خدا، زندہ کتاب اور زندہ رسول کو ثابت کیا۔ آپ کی جدوجہد سے مسلمانوں میں ایک ایثار پسند تبلیغی جماعت پیدا ہوئی جو آج تمام عالم میں اپنے امام کے حکم میں توحید و رسالت کو پھیلانے میں مصروف ہے اور آپ کی مسیحائی سے ذریعیت ایسے دینی اور الحاد اور طاغوتی طاقتیں ختم ہو رہی ہیں۔ یورپ میں اسلام پھیل رہا ہے۔ قرآن کے تراجم ہو رہے ہیں۔ تبلیغ اسلام کی ایک رو چل نکلی ہے۔ یہ سب کچھ حضرت امام زمان کی برکتوں کے طفیل ہے۔ اللہ تعالیٰ اس امام کی روح پر ہزاروں برکتیں نازل کرے اور ہمارے مسلمان بھائیوں کو توفیق دے کہ اس شخص کے مقام کو پہچانیں۔

نمازِ عصر اور چائے

ساڑھے تین بجے شام محترم مولینا حافظ شیر محمد صاحب نوشاہی کی اقتداء میں نمازِ عصر ادا کی گئی۔ بعد ازاں مکرم میاں فضل احمد صاحب دامت برکاتہ نے حاضرین جلسہ کو چائے پیش فرمائی۔

اجلاسِ عام

چار بجے شام مکرم قبلہ مولینا عبدالحق صاحب ودیارتھی محقق اسلام کی زیر صدارت دوسرا اجلاس منعقد ہوا۔ محترم مولینا حافظ شیر محمد صاحب نوشاہی مبلغ جماعت لائلپور نے قرآن کریم کی تلاوت فرمائی۔ محترم محمد حیات صاحب چک ۔۔۔ اور یونس نے حضرت مسیح موعودؑ کا منظوم کلام ترنم سے پڑھ کر سنایا۔

پیغامِ احمدیت

مکرم مولینا عبدالمنان عمر صاحب ایم اے نے موضوع بالا پر تقریر فرمائی آپ نے آیت قرآنی ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر و یامرون بالمعروف وینھون عن المنکر الخ کی تلاوت کرتے ہوئے فرمایا کہ قرآن کریم کی تعلیمات کی اصل غرض یہ ہے کہ بندے کو اس کے آقا کے ساتھ ملا دے۔ اور اس کتاب میں علوم کل کی باتیں پائی جاتی ہیں۔ گذشتہ ادوار میں مسلمانوں نے بہت سے علوم کا استخراج قرآن کریم سے کیا، قرآن نے جو فلسفہ تاریخ بتلایا ہے۔ اس کا لطیف نکتہ یہ ہے کہ تاریخ عالم کا مدار دنیا کے فلاسفروں اور جرنیلوں اور کمانڈروں پر نہیں بلکہ تاریخ عالم انبیاء علیہم السلام کی ذات کے گرد گھومتی ہے۔ دنیا نے آج تک جس قدر ترقی کی ہے وہ سب انبیاء علیہم السلام کے اثر و فیض کی وجہ سے ہے آج دنیا میں سب سے قدیم ترین انسان کا تصور کیجئے۔ تو وہاں حضرت آدمؑ کا نام موجود ہے۔ پھر حضرت نوحؑ اور پھر حضرت ابراہیمؑ۔ قرآن کریم نے جہاں یہ نکتہ بیان فرمایا ہے وہاں یہ بھی فرمایا ہے کہ من امۃ الا خلا فیھا نذیر۔ جس قوم نے بھی ترقی کی ہے وہ نبی اور رسول کی وجہ سے کی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمان کا ایمان اس وقت تک مکمل نہیں ہوتا جب تک حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کے ساتھ ساتھ حضرت آدمؑ، حضرت نوحؑ، حضرت موسیٰؑ۔ حضرت عیسیٰؑ پر ایمان نہیں لے آتا یہی وہ نکتہ ہے جو حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ ہندوستان کا کرشن، ایران کا زرتشت اور چین کا کنفیوشس یہ خدا تعالیٰ کے مرسل و مامور تھے۔ ہم ان پر ایمان لاتے اور ان کی تعظیم و تکریم کرتے ہیں۔

مکرم مولینا صاحب دامت برکاتہ نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ ہر دور میں خدا تعالیٰ نے ماموریت کا سلسلہ قائم کیا ہے۔ اور اس رشد و ہدایت میں ارتقائی قانون زیر عمل رہا۔ جس مقام پر حضرت آدمؑ متمکن تھے اس سے بہتر مقام حضرت نوحؑ کا تھا۔ اسی طرح حضرت ابراہیمؑ کا مقام حضرت نوحؑ کے مقام سے بلند تھا۔ اس ارتقائی بلندی میں رشد و ہدایت الٰہی میں بھی وسعت اور ہمہ گیری پیدا ہوتی چلی گئی۔ حضرت مسیحؑ کا بڑا مقام تھا۔ انہوں نے فرمایا کہ ابھی بہت سی باتیں ہیں لیکن تمہیں برداشت کی طاقت نہیں چنانچہ رشد و ہدایت کا یہ ارتقائی عمل نبیوں کے سردار پاک محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس پر منتج ہوا۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ دور دو حصوں میں منقسم ہے۔ ایک کا تعلق تکمیل ہدایت سے ہے اور دوسرے کا تعلق تکمیل اشاعت ہدایت سے ہے۔ پہلا حضرت صلعم کے اسم مبارک محمدؐ سے متعلق ہے اور دوسرا حضور اکرم صلعم کے دوسرے نام احمد سے وابستہ ہے۔ انہی دو ناموں کے گرد یہ کائنات متحرک ہے۔

مکرم مولینا نے اپنی تقریر کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ نادان ہے وہ شخص جو یہ کہتا ہے کہ یہ دور احمدؐ سے وابستہ ہے۔ احمد کوئی اور شخص ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں بلکہ اس سے مراد حضرت احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ یہ نام حضرت امام زمان مرزا غلام احمد صاحب سے منسوب نہیں یہ نام احمد محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ہے قرآن کریم میں بہت سی جگہوں پر اس دور کی تشریح کی گئی ہے۔ مکرم مولینا نے فرمایا کہ ہمارے خیال کے مطابق تکمیل اشاعت ہدایت کا دور شروع ہو گیا ہے اور اس دور کے امام حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام ہیں۔ اس انسان کی بہت شان ہے اس کا مقام بہت بلند ہے۔ خدائی مصلحتوں میں نے ابھی رب العظیم کی اس

دَور کا امام مقرر فرمایا ہے۔ حضرت امام زمان نے اپنی ماموریت کا صرف دعوےٰ ہی نہیں فرمایا دلائل کا انبار ہے۔ ۳۴ سال کی ماموریت زندگی اس کی صداقت ماموریت پر شاہد ہے۔ خدا تعالیٰ پر کذب و بہتان تراشنے والا ۲۳ سال زندگی نہیں پاتا حضرت مسیح موعود کا دامن حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن سے وابستہ ہے۔

حضرت مولینا نے فرمایا کہ آج اس پیارے مسیح موعود اور عظیم الشان انسان کے یومِ وصال کے موقع پر ان کی یاد تازہ کرنے کے لئے اکٹھے ہوئے ہیں۔ اس امام کا تعلق ہماری زندگیوں سے وابستہ ہے۔ انہوں نے ہمیں پیغام دیا ہے کہ تم کیا ہو اور میں تمہیں کیا بنانا چاہتا ہوں۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود نے جو پیغام دیا ہے اس کے دو حصے ہیں ایک پیغام میں دنیا کا ہر فرد مخاطب ہے۔ دوسرا پیغام اپنی جماعت کو ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود نے عالم انسانیت کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ

"میرا آنے کی غرض یہ ہے تا اللہ کا جلال ظاہر ہو۔ اور ایسا ایمان پیدا ہو جائے جو گناہ کے زہر سے بچانے والا ہو اور انسان کی سرشت میں ایک تبدیلی ہو جائے اور نئے ایک نئی زندگی ملے اور وہ اللہ تعالیٰ کی معرفت نصیب ہو میرا کام خدا شناسی ہے اور اس نے مجھے اپنے نشانوں کے ساتھ بھیجا ہے تا زندوں اور مردوں میں ایک امتیاز قائم کرے اور دنیا کو حقیقی خدا کے سامنے سجدہ کرا دیا جائے بھولے بھٹکوں کو صراط مستقیم پر چلا کر وصالِ الٰہی کا شیریں جام پلایا جائے اور عرفانِ الٰہی کے نقطۂ کمال تک نہیں پہنچایا جائے۔

دیکھو تمہاری بدعتوں اور نئی نبوتوں نے اللہ تعالیٰ کی غیرت کو تحریک کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چادر اور غلامی میں ایک شخص کو مبعوث کرے جو ان جھوٹی نبوتوں کے بت کو توڑ کر نیست و نابود کر دے اور حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حقیقت کبریٰ کا درخشاں چہرہ دنیا کو دکھا دے۔ آپ کے جلال کو ظاہر اور آپ کی عظمت کو قائم کرے۔

پھر میں اس لئے بھیجا گیا ہوں کہ قصص قرآنی کو علمی رنگ میں ظاہر کروں۔ قرآن کے صحیح مطالب اور اس کی آسمانی تفسیر سے آگاہ کروں اور قرآن مجید کا غلبہ قائم ہو جائے۔ اب خدا کا ارادہ ہے کہ قرآن کے صحیح معنی ظاہر کرے اور میں اس کے الہام اور وحی سے قرآن کو سمجھتا ہوں۔

اسلام آج کل کس میرسی کے عالم میں ہے

ہر طرف کفر است جوشاں ہمچو افواج یزید
دین حق بیمار و بیکس ہمچو زین العابدین

اور اللہ تعالیٰ نے اسلام کو کل ملتوں پر غالب کرنے کے لئے مجھے بھیجا ہے، اور اس لئے بھیجا ہے تا ان غلطیوں کی اصلاح کی جائے جو فیج اعوج کے زمانے میں پیدا ہو گئی تھیں۔ یاد رکھو غلطیوں کو دور کرنے اور اسلام کا حقیقی چہرہ دکھانے اور شرک اور مردہ پرستی کے ازالہ کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بروزی طور پر ظہور ہوا ہے۔ اسلام پر شیطان کا یہ آخری حملہ ہے اللہ تعالیٰ نے مجھے اس لئے مبعوث کیا ہے کہ میں ہمیشہ کے لئے اس کا سر کچل دوں۔ دیکھو اسلام کا آفتاب مغرب سے طلوع ہوگا اور وہ قومیں بھی اس سے حصہ پائیں گی۔

بدقسمتی سے مسلمانوں میں ایسے لوگ بھی موجود ہیں جو یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ الٰہی خوارق اور نشانات نہیں ہو رہے بلکہ پیچھے رہ گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس وقت بھیجا ہے تاکہ میں دکھلاؤں کہ اسلام کے برکات و خوارق ہر زمانہ میں تازہ بتازہ نظر آتے ہیں اور ایک زندہ خدا، زندہ رسول، زندہ کتاب مذہب کا چہرہ دنیا کو دکھلا دوں۔

دلوں میں ایمان اور عملی حالت پیدا کرنے کے لئے میری بعثت ہوئی ہے۔ جس راہ کی طرف میں بلاتا ہوں یہی وہ راہ ہے جس پر چل کر غوثیت، قطبیت اور ولایت ملتی ہے اور انسان بڑے بڑے انعاماتِ الٰہیہ کا وارث بنتا ہے۔

میرا پیغام یہی ہے کہ آؤ ان کاموں میں میری مدد کرو۔ نہ اس لئے کہ میں یا میرا خدا اس کا محتاج ہے۔ بلکہ اس لئے کہ تم ثواب کے حق دار ٹھہرو تمہاری آخرت سنور جائے۔ تمہارا ایمان محفوظ ہو جائے۔ اپنے خالق سے بھٹکی ہوئی مخلوق اس کا چہرہ دیکھ لے۔ نبیوں کے سردار پاک محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم اعظم کی تجلی پھیل جائے۔ قرآن مجید کا غلبہ ہو اور اسلام کے نور سے دنیا چمک اٹھے"۔

آپ نے اپنی جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:—

"یاد رکھو جو صبر اور صدق دل سے میرے پیچھے آتا ہے وہ ہلاک نہ کیا جائے گا بلکہ غیر فانی زندگی پائیگا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی قدیم سنت کے مطابق اس قوم پر جسے اس نے منتخب کیا ہے فضل کرے گا۔ وہی دنیا میں پھیلے گی اور وہی قرآن شریف، اسلام اور نبیوں کے سردار پاک محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سچی وارث ہوگی۔ اس لئے دنیا کے تعلقات اور دنیا کو دین پر مقدم کرنے کی گٹھڑی پھینک دو۔ سچے اخلاص اور صدق اور تقوےٰ اور خشیت میں تم سبقت لے جاؤ۔ سچی توبہ کرو۔ اپنی سچائی اور وفاداری سے اللہ تعالیٰ کو راضی کر دو تا تمہارا آفتاب غروب نہ ہو۔

اس سلسلے میں داخل ہونے والے واخوین منہج میں داخل ہوتے ہیں اس لئے تم جھوٹ کے کپڑے اتار دو۔ تمہیں اقرار توحید، تبتل الی اللہ، ذکر الٰہی، درود شریف اور حقوق اخوان میں خاص رنگ پیدا کرنا چاہیئے۔ تم میں ایک نئی برادری اور نئی اخوت پیدا ہوئی ہے۔ پس تم ایسی قوم ہو جن کے متعلق آیا ہے لا یشقی جلیسھم۔ سلسلہ میں داخل ہو کر تم بالکل ایک نئی زندگی بسر کرنے والے انسان بن جاؤ۔ اخلاق کو درست کرو۔ زبان کو قابو میں رکھو ہر شخص سے نرمی اور خوش اخلاقی سے پیش آؤ۔ دوسروں کا شکوہ کرنا، دل آزاری کرنا، سخت زبانی سے دوسرے کے دل کو صدمہ پہنچانا، کمزوروں اور عاجزوں کو حقیر سمجھنا گناہ ہے۔

یہ دستور ہونا چاہیئے کہ کمزور بھائیوں کی مدد کی جائے اور انہیں طاقت دی جائے۔ اسی لئے قرآن مجید میں آتا ہے تعاونوا علی البر والتقوی کمزور بھائیوں کا بار اٹھاؤ عملی، ایمانی اور مالی کمزوری کا بھی علاج کرو۔ کوئی جماعت جماعت نہیں ہو سکتی جب تک کمزوروں کو طاقت والے سہارا نہیں دیتے اور اس کی یہی صورت ہے کہ ان کی پردہ پوشی کی جائے یہ ضروری ہے کہ بڑا چھوٹے کی خدمت کرے اور محبت اور ملائمت کے ساتھ برتاؤ کرے۔ دیکھو! وہ جماعت جماعت نہیں ہو سکتی جو ایک دوسرے کو کھائے اور جب چار مل کر بیٹھیں تو ایک غریب بھائی کا گلہ کریں اور نکتہ چینیاں کرتے رہیں اور کمزوروں اور غریبوں کی حقارت کریں۔ اور انہیں نفرت سے دیکھیں۔ ایسا ہرگز نہیں ہونا چاہیئے بلکہ اجماع میں چاہیئے کہ قوت آجائے اور وحدت پیدا ہو جائے جس سے برکات پیدا ہوتے ہیں۔ ہماری جماعت کو سرسبزی نہیں آئے گی جب تک کہ وہ آپس میں سچی ہمدردی نہ کریں۔ یہ طریق نامبارک ہے کہ اندرونی پھوٹ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام کو بھی یہی طریق نصیحت اور اخوت یاد دلایا ہے۔ اگر وہ سونے کے پہاڑ بھی خرچ کرتے تو وہ اخوت انہیں نہ ملتی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ انہیں ملی۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے یہ سلسلہ قائم کیا ہے۔

اب تم میں ایک نئی برادری اور نئی اخوت قائم ہوئی ہے۔ پچھلے سلسلے منقطع ہو گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ایک نئی جماعت بنائی ہے جس میں امیر، غریب، بچے، جوان اور بوڑھے ہر قسم کے لوگ شامل ہیں۔ پس غریبوں کا فرض ہے کہ وہ اپنے معزز بھائیوں کی قدر کریں اور عزت کریں اور امیروں کا فرض ہے کہ وہ غریبوں کی مدد کریں۔

اس سلسلے میں داخل ہو کر تمہارا وجود الگ ہو اور تم بالکل الگ نئی زندگی بسر کرنے والے انسان بن جاؤ۔ جو کچھ تم پہلے تھے وہ نہ رہو۔ یہ مت سمجھو کہ تم اللہ تعالیٰ کی راہ میں تبدیلی کرنے اور خرچ کرنے سے محتاج ہو جاؤ گے یا تمہارے بہت سے دشمن پیدا ہو جائیں گے۔ نہیں خدا کا دامن پکڑنے والا ہرگز محتاج نہیں ہوتا۔ اس پر کبھی برے دن نہیں آسکتے خدا جس کا دوست اور مددگار ہو اگر تمام دنیا اس کی دشمن ہو جائے تو کچھ پرواہ نہیں مومن اگر مشکلات میں بھی پڑے تو وہ ہرگز تکلیف میں نہیں ہوتا بلکہ وہ دن اس کے لئے بہشت کے دن ہوتے ہیں خدا کے فرشتے، ماں کی طرح اسے گود میں لے لیتے ہیں۔

درازی عمر کے لئے یاد رکھو کہ احادیث میں جو آیا ہے کہ مسیح موعود کے زمانے میں عمریں لمبی ہو جائیں گی تو اس سے یہ مراد نہیں کہ موت کا دروازہ بالکل بند ہو جائے گا اور کوئی شخص نہیں مرے گا بلکہ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جو لوگ مالی و جانی خدمت میں

اس کے مخلص احباب ہو جائیں گے اور خدمت دین میں لگے ہوئے ہوں گے ان کی عمریں دراز کر دی جائیں گی اس واسطے کہ وہ نفع رساں وجود ہوں گے، اور قرآن مجید میں ہے واما ما ینفع الناس فیمکث فی الارض۔ پس اللہ تعالیٰ کی توحید زمین پر پھیلانے کے لئے اپنی تمام طاقت سے کوشش کرو اور اس کے بندوں پر رحم کرو اور ان پر زبان یا ہاتھ یا کسی تدبیر سے ظلم نہ کرو اور مخلوق کی بھلائی کے لئے کوشش کرتے رہو اور کسی پر تکبر نہ کرو گو اپنا ماتحت ہو اور کسی کو گالی مت دو گو وہ گالی دیتا ہو۔ غریب اور حلیم اور نیک نیت اور مخلوق کے ہمدرد بن جاؤ تا قبول کئے جاؤ... بہت ہیں جو حلم ظاہر کرتے ہیں اور اندر سے بھیڑیئے ہیں۔ بہت ہیں جو اوپر سے صاف ہیں مگر اندر سے سانپ ہیں سو تم اس کی جناب میں قبول نہیں ہو سکتے جب تک ظاہر و باطن ایک نہ ہو، بڑے ہو کر چھوٹوں پر رحم کرو نہ ان کی تحقیر اور عالم ہو کر نادانوں کو نصیحت کرو نہ خودنمائی سے ان کی تذلیل۔ ہلاکت کی راہوں سے ڈرو۔ خدا سے ڈرتے رہو اور تقویٰ اختیار کرو اور مخلوق کی پرستش نہ کرو اور اپنے مولیٰ کی طرف منقطع ہو جاؤ اور دنیا سے دل برداشتہ رہو اور اسی کے ہو جاؤ اور اسی کے لئے زندگی بسر کرو۔ اور اسی کے لئے ہر ایک ناپاکی اور گناہ سے نفرت کرو کیونکہ وہ پاک ہے چاہیئے کہ ہر ایک صبح تمہارے لئے گواہی دے کہ تم نے تقویٰ سے رات بسر کی اور ہر ایک شام تمہارے لئے گواہی دے کہ تم نے ڈرتے ڈرتے دن بسر کیا۔ دنیا کی لعنتوں سے مت ڈرو کہ وہ دھوئیں کی طرح دیکھتے دیکھتے غائب ہو جاتی ہیں اور وہ دن کو رات نہیں کر سکتیں۔ بلکہ تم خدا کی لعنت سے ڈرو جو آسمان سے آتی اور جس پر پڑتی ہے اس کی دونوں جہانوں میں بیخ کنی کر جاتی ہے۔ تم ریاکاری کے ساتھ اپنے تئیں بچا نہیں سکتے کیونکہ وہ خدا جو تمہارا خدا ہے اس کی انسان کے پاتال تک نظر ہے۔ کیا تم اس کو دھوکا دے سکتے ہو۔ پس تم سیدھے ہو جاؤ اور صاف ہو جاؤ اور پاک ہو جاؤ۔ اگر ایک ذرہ تیرگی تم میں باقی ہے تو وہ تمہاری ساری روشنی کو دور کر دے گی۔ اگر تمہارے کسی پہلو میں تکبر ہے، یا ریا ہے، یا خودپسندی ہے یا کسل ہے تو تم ایسی چیز نہیں ہو جو قبول کے لائق ہو ایسا نہ ہو کہ تم صرف چند باتوں کو لے کر اپنے تئیں دھوکہ دو کہ جو کچھ ہم نے کرنا تھا کر لیا، کیونکہ خدا چاہتا ہے کہ تمہاری ہستی پر پورا پورا انقلاب آوے۔ وہ تم سے ایک موت مانگتا ہے جس کے بعد وہ تمہیں زندہ کرے گا تم آپس میں جلد صلح کر لو اور اپنے بھائیوں کے گناہ بخشو کیونکہ شریر ہے وہ انسان جو اپنے بھائی کے ساتھ صلح پر راضی نہیں ہوتا وہ کاٹا جائے گا۔ کیونکہ وہ تفرقہ ڈالتا ہے۔ تم اپنی نفسانیت ہر ایک پہلو سے چھوڑ دو اور باہمی ناراضگی جانے دو اور سچے ہو کر جھوٹے کی طرح تذلل کرو تا تم بخشے جاؤ۔ نفسانیت کی فربہی چھوڑ دو کہ جس دروازے کے لئے تم بلائے گئے ہو اس میں سے ایک فربہ انسان داخل نہیں ہو سکتا۔

تم اگر چاہتے ہو تو تم باہم ایسے ایک ہو جاؤ جیسے ایک پیٹ میں سے دو بھائی۔ تم میں سے زیادہ بزرگ وہی ہے جو زیادہ اپنے بھائی کے گناہ بخشتا ہے۔ اور بدبخت ہے وہ جو ضد کرتا ہے اور نہیں بخشتا سو اس کا مجھ میں حصہ نہیں۔ خدا کی لعنت سے بہت خائف رہو کہ وہ قدوس اور غیور ہے۔ بدکار خدا کا قرب حاصل نہیں کر سکتا۔ ہر ایک جو اس کے نام کے لئے غیرتمند نہیں اس کا قرب حاصل نہیں کر سکتا وہ جو دنیا پر کتوں یا چیونٹیوں یا گدھوں کی طرح گرتے ہیں اور دنیا سے آرام یافتہ ہیں وہ اس کا قرب حاصل نہیں کر سکتے۔ ہر ایک ناپاک آنکھ اس سے دور ہے۔ ہر ایک ناپاک دل اس سے بے خبر ہے وہ جو اس کے لئے آگ میں ہے وہ آگ سے نجات دیا جائے گا۔ وہ جو اس کے لئے روتا ہے وہ ہنسے گا۔ وہ جو اس کے لئے دنیا سے توڑتا ہے وہ اس کو ملے گا۔

اے وے تمام لوگو جو اپنے تئیں میری جماعت میں شمار کرتے ہو آسمان پر تم اس وقت میری جماعت شمار کئے جاؤ گے جب سچ مچ تقویٰ کی راہوں پر قدم مارو گے سو اپنی پنجوقتہ نمازوں کو ایسے خوف اور حضور سے ادا کرو کہ گویا تم خدا کو دیکھتے ہو۔ اور اپنے روزوں کو خدا کے لئے صدق کے ساتھ پورے کرو اور ہر ایک جو زکوٰۃ کے لائق ہے وہ زکوٰۃ دے اور جس پر حج فرض ہو چکا ہے اور کوئی مانع نہیں وہ حج کرے۔ نیکی کو سنوار کر ادا کرو۔ اور بدی کو بیزار ہو کر ترک کرو۔ یقیناً یاد رکھو کہ کوئی عمل خدا تک نہیں پہنچ سکتا جو تقویٰ سے خالی ہو۔

ہر اک نیکی کی جڑ یہ اتقا ہے
اگر یہ جڑ رہی سب کچھ رہا ہے

یہ مت خیال کرو کہ ہم نے ظاہری طور پر بیعت کر لی ظاہر کچھ چیز نہیں خدا تمہارے دلوں کو دیکھتا ہے۔ اور اسی کے مطابق تم سے معاملہ کرے گا۔ دیکھو میں یہ کہہ کر فرض تبلیغ سے سبکدوش ہوتا ہوں کہ گناہ ایک زہر ہے اس کو مت کھاؤ۔ خدا کی نافرمانی ایک گندی موت ہے اس سے بچو۔ دعا کرو تا تمہیں طاقت ملے۔ ہر ایک جو پیچ در پیچ طبیعت رکھتا ہے اور خدا کے ساتھ صاف نہیں وہ اس برکت کو ہرگز نہیں پا سکتا جو صاف دلوں کو ملتی ہے۔ کیا ہی خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو اپنے دلوں کو صاف کرتے ہیں اور اپنے دلوں کو ہر ایک آلودگی سے پاک کر لیتے ہیں اور اپنے خدا سے وفاداری کا عہد باندھتے ہیں کیونکہ وہ ہرگز ضائع نہیں کئے جائیں گے۔ ممکن نہیں کہ خدا ان کو رسوا کرے کیونکہ وہ خدا کے ہیں اور خدا ان کا۔ وہ ہر ایک بلا کے وقت بچائے جائیں گے۔ احمق ہے وہ دشمن جو ان کا قصد کرے کیونکہ وہ خدا کی گود میں ہیں اور خدا تعالیٰ ان کی حمایت میں۔ یاد رکھو اگر تم خدا کے ہو جاؤ گے تو یقیناً کہ خدا تمہارا ہی ہے۔ تم سوئے ہوئے ہو گے اور خدا تعالیٰ تمہاری حفاظت فرمائے گا۔ تم دشمن سے غافل ہو گے اور خدا اسے دیکھے گا اور اس کے منصوبے توڑ دے گا۔ میں تمہیں رعایت اسباب سے منع نہیں کرتا بلکہ اس سے منع کرتا ہوں کہ تم غیر قوموں کی طرح نرے اسباب کے بندے ہو جاؤ۔

تم روح کے وسیلہ سے اس پاک علوم تک پہنچ جاؤ گے جن تک غیروں کی رسائی نہیں۔ اگر صدق سے مانگو تو آخر تم اسے پاؤ گے۔ تب سمجھو گے کہ یہی علم ہے جو دل کو تازگی اور یقین کے مینار تک پہنچا دیتا ہے۔

رحم کے لائق ہو تا تم پر رحم کیا جائے انکسار دکھلاؤ تا تسلی پاؤ۔ بار بار چلاؤ تا ایک ہاتھ تمہیں سنبھال لے۔ مبارک وہ جو خدا کے لئے اپنے نفس سے جنگ کرتے ہیں۔ اور بدبخت وہ جو اپنے نفس کے لئے خدا سے جنگ کر رہے ہیں۔ اور اس سے موافقت نہیں کرتے۔ وقت تھوڑا ہے اور منزل ناپیدا تیز قدم اٹھاؤ کہ شام نزدیک ہے۔ جو کچھ پیش کرنا ہے وہ بار بار دیکھ لو۔ ایسا نہ ہو کہ کچھ رہ جائے اور زیاں کاری کا موجب ہو یا سب گندی اور کھوٹی متاع ہو جو شاہی دربار میں پیش کرنے کے لائق نہ ہو۔"

مولانا صاحب مکرم نے فرمایا کہ اب میں اس پیغام کو ختم کرتا ہوں جو خود بانی سلسلہ نے دیا اور دعا کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی اور آپ کو بھی توفیق عطا فرمائے کہ ہم اپنی زندگیوں کو اس پاک سانچے میں ڈھالیں۔ اللہ تعالیٰ کی چمکار سے دنیا جگمگا اٹھے۔ قرآن مجید کا غلبہ ہو، اسلام کی حکومت ہو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم اعظم کی تجلی سب پر چھا جائے، ہمارا خدا ہم سے خوش ہو، اور اس کا رحم ہم کو اپنے سایہ میں لے لے۔

صدارتی تقریر

صدر جلسہ حضرت مولینا عبدالحق صاحب ودیارتھی نے صدارتی تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ مولینا عبدالمنان صاحب عمر نے اپنی تقریر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا جو پیغام پڑھ کر سنایا ہے اس پر آپ غور کریں اور سوچیں اور اپنی زندگی اس کے مطابق بنانے کی کوشش کریں یہ تعلیم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عین اس زمانہ کی ضرورت کے مطابق ہے اس تعلیم پر عمل کریں اور اپنے اندر تبدیلی پیدا کریں۔

چونکہ نماز مغرب کا وقت ہو چکا تھا۔ اس لئے صدر صاحب حسب پروگرام تقریر نہ فرما سکے۔ آپ نے دعائے خیر کے بعد جلسہ کے اختتام کا اعلان فرمایا۔

نیا لٹریچر

جماعت احمدیہ لائل پور نے "ختم نبوت کی حقیقت" اور "نبوت اور قادیانی جماعت" کے نام سے دو کتابچے شائع کئے ہیں۔ جو جلسہ سالانہ کے موقعہ پر مفت تقسیم کئے گئے

جلسہ سالانہ پشاور کی مختصر روئیداد

(بسلسلۂ اشاعت گذشتہ)

دوسری نشست

پہلی نشست ختم ہونے کے بعد معزز مہمانوں کو کھانا کھلایا گیا۔ کھانا کھلانے میں ہمارے نوجوان رضاکاروں کے علاوہ جناب عبدالرشید صاحب۔ جناب شیخ شریف احمد صاحب۔ جناب بابو محمد صادق صاحب۔ جناب عبدالحمید صاحب۔ جناب غلام علی خان صاحب اور جناب قبلہ حضرت مولانا عبدالرحمان نیازی صاحب مہمانوں کی خدمت میں ہمہ تن مصروف رہے ہیں۔ سب احباب اور رضاکار شکریہ کے مستحق ہیں۔

سوا دو بجے نماز ظہر و عصر جمع کی گئیں اور ڈھائی بجے دوسرا اجلاس شروع ہوا۔ پروگرام کے مطابق جلسہ کی صدارت خان بہادر غلام ربانی خان صاحب نے کرنی تھی۔ مگر وہ کمزوری صحت کی بناء پر تشریف نہ لا سکے۔ اس لئے جناب پروفیسر محمد فاضل صاحب نے جلسہ کے ابتدائی حصہ کی صدارت فرمائی اور آخری حصہ کی صدارت خان بہادر ڈاکٹر سعید احمد خان صاحب نے فرمائی۔

تلاوت قرآن کریم و نعت خوانی

جلسہ کا افتتاح تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ بابو محمد صادق صاحب اور جناب عبدالرحمٰن صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کا نعتیہ کلام سنایا۔ ان کے بعد چودھری عبدالحمید صاحب مولوی فاضل نے سیرت النبی صلعم پر ایک پُرمعارف تقریر فرمائی۔

افریقہ میں تبلیغ اسلام (قاضی عبدالرشید صاحب)

آپ کے بعد جناب قاضی عبدالرشید صاحب ایڈووکیٹ سابق مبلغ افریقہ نے "افریقہ میں تبلیغ اسلام" اور اس کے بارآور نتائج پر ایک بصیرت افروز تقریر کی۔ آپ نے تبلیغ اسلام کے سلسلہ میں جو کامیابیاں حاصل کیں۔ وہ سامعین کے لئے بشارت کا موجب ہیں۔

طلب رضائے الٰہی مقصدِ زندگی ہو (ڈاکٹر سعید احمد صاحب)

اس کے بعد میرے قابلِ فخر بزرگ اور مربی خان بہادر ڈاکٹر سعید احمد خان صاحب سابق خلافت نے رضاء الٰہی کے موضوع پر تقریر فرمائی۔ حقیقت میں اس تقریر کا موضوع تمام جلسہ کی رُوح ثابت ہوا۔ انہوں نے فرمایا کہ ہم سب کی زندگیوں کا مقصد طالب رضائے الٰہی ہونا لازمی ہے ہمارا ہر قول اور فعل محض خدا کی خوشنودی اور رضا کے لئے ہو۔ ان صلوٰتی و نسکی و محیای و مماتی للّٰہ ربّ العالمین ہماری عبادات اور ہماری قربانیاں، ہماری زندگی ہماری موت، سب میں خدا کی رضا پائی جاتے۔ غرض زندگی کے ہر پہلو اور زندگی کے ہر شعبہ میں خدا کی رضامندی مدِ نظر ہو۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ میں یہ رُوح پیدا کی خدا اُن سے راضی ہو گیا اور وہ خدا سے راضی ہو گئے۔ اس طرح زمانے کے مامور نے بھی آکر از سر نو رضائے الٰہی کا سبق دیا۔ اور آپ کے متبعین نے بھی اپنی زندگیوں کا مقصد رضائے الٰہی قرار دیا۔

ڈاکٹر صاحب کی تقریر روحانیت سے لبریز تھی چاہیئے کہ ہم اپنی زندگیوں کو رضائے الٰہی کے ماتحت بسر کریں۔

مولانا عبدالمنان عمر صاحب کی پُرمعارف تقریر

اس وقت جناب پروفیسر صاحب کسی ضروری کام کے لئے اُٹھ کر گئے تھے۔ اس لئے صدارت کے فرائض بھی میری درخواست پر خان بہادر صاحب نے ہی سرانجام دیئے۔ اور جناب مولانا عبدالمنان عمر صاحب نے ایک عالمانہ اور پُرمعارف تقریر "حضرت نبی کریم صلعم کی امتیازی خصوصیات" کے موضوع پر .... فرمائی۔ یہ عالمانہ تقریر تقریباً ایک گھنٹہ جاری رہی جو نہایت دلچسپی سے سنی گئی۔

تنظیم جماعت پر ڈاکٹر اللہ بخش صاحب کی تقریر

آپ کے بعد جناب ڈاکٹر اللہ بخش صاحب آنریری جنرل سیکرٹری نے پھر تنظیم کی طرف توجہ دلائی۔ آپ نے فرمایا کہ مامورِ وقت کے ارشاد کے مطابق کثرت رائے کا احترام چاہیئے۔

شکریۂ احباب اور جلسہ برخاست

جلسہ کے آخر میں صدر جماعت پشاور ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب نے آخری تقریر کرنی تھی اور احباب کا شکریہ ادا کرنا تھا۔ مگر ان کی طبیعت خراب ہو گئی اور یہ فریضہ بھی ان کے ارشاد کی تعمیل میں مجھے ادا کرنا پڑا۔ اس کے بعد جناب ڈاکٹر سعید احمد خان صاحب سابق خلافت نے جماعت کی ترقی اور کامیابی کے لئے دعا فرمائی اور جلسہ برخاست ہوا۔ (نوٹ) میں بوجہ مصروفیت جلسہ مقررین صاحب کی تقاریر کے نوٹ نہیں لے سکا۔ محض اپنے حافظہ پر زور دے کر کچھ لکھا گیا ہے جبکہ اس دوران میں مجھے کافی پریشانیوں سے دوچار ہونا پڑا ہے۔ اس لئے اگر کوئی غلطی ہو تو اس کی معذرت چاہتا ہوں۔ مستورات کی تنظیم کا سلسلہ نہایت اچھا رہا۔ میں محترمہ بی بی گل صاحبہ و محترمہ آباد اور خان صاحب مرحوم کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے نہ صرف ایک معقول رقم اخراجات جلسہ کے لئے چندہ میں دی۔ بلکہ مستورات میں تنظیم کو بھی برقرار رکھا۔

(محمد الرحمان سیکرٹری جماعت پشاور)

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام بمبئی

بمبئی میں ہمارے نہایت ہی مخلص بھائی عبدالرزاق صاحب نے تحریک احمدیہ لاہور سے وابستہ لوگوں کی تنظیم کا کام شروع کر دیا ہے - ۸ رمئی کو انہوں نے تمام احباب کا ایک اجلاس بلایا جس میں متفقہ طور پر ذیل کے عہدہ دار چنے گئے ۔-

جناب شیخ محمد حسین صاحب :- صدر

جناب عبدالقادر شیخ صاحب :- سیکرٹری

جناب عبدالرزاق صاحب :- خزانچی

حال ہی میں محترم عبدالرزاق صاحب کے ذریعہ دو افراد نے سلسلہ میں شمولیت کی جن کے نام حسب ذیل ہیں (۱) شیخ عبدالقادر صاحب (۲) صدرالدین محمد آغا صاحب ۔

ہماری دعا ہے کہ خدا تعالےٰ ان دونوں بھائیوں کو استقامت عطا فرمائے اور ان کی وجہ سے اس تنظیم کو زیادہ تقویت پہنچے۔ ہم تمام اُن احباب سے جو ہندوستان میں تحریک احمدیہ لاہور سے وابستہ ہیں، ملتمس ہیں کہ محترم عبدالرزاق صاحب سے رابطہ پیدا کریں تاکہ آپ اپنے وسائل کو ایک تنظیم کے ماتحت ہو کے لا کر تبلیغ اسلام کے کام کو زیادہ مؤثر طریق پر سرانجام دے سکیں۔

پتہ :-

عبدالرزاق صاحب

۱۹- مولانا آزاد روڈ - دوسری منزل - بمبئی ۱۱

احمدیت کا ایک اور چراغ گل ہو گیا۔

اخویم مکرم ایڈیٹر صاحب -

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ - یہ خبر دیتے ہوئے نہایت ہی دکھ ہو رہا ہے کہ جناب قبلہ والد صاحب طرہ باز خان موضع گگہ ولہ بقضائے الٰہی مورخہ ۲ رجون ۱۹۶۷ء کو وفات پا گئے انا للہ وانا الیہ راجعون - جناب قبلہ والد صاحب کی عمر اس وقت ۹۵ سال تھی ۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب پر آخری عمر تک پورا عبور حاصل تھا۔ اور خاص کر اختلافی مسائل پر جب کسی مولوی کے ساتھ مباحثہ ہوتا تھا جو اپنی حاضر جوابی اور ٹھوس دلائل سے مخالف کو بہت جلد بے بس کر دیتے تھے - اللہ تعالےٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور ہمیں توفیق دے کہ ہم اپنے بزرگوار والد صاحب کے نقش قدم پر چل سکیں ۔ آمین ثم آمین

نماز جنازہ میں پشاور شہر اور ملحقہ دیہاتوں کے احمدی احباب کے علاوہ غیر احمدی حضرات بھی بڑی تعداد میں شامل تھے۔ بیرونی جماعتوں سے غائبانہ نماز جنازہ کی درخواست ہے - حضرت امیر قوم کی خدمت میں بھی السلام علیکم - آپ کا غمزدہ بھائی

مسو بیدار میجر عبدالحکیم خاں

پیغام صلح :- ہم اپنے محترم بھائی میجر عبدالحکیم خان اور مرحوم کے دیگر پسماندگان سے اس صدمہ میں دلی ہمدردی ہے دعا ہے اللہ تعالیٰ انہیں صبر جمیل عطا فرمائے اور مرحوم طرہ باز خان کو جنت الفردوس میں جگہ دے - تمام جماعتوں سے دعائے جنازہ غائبانہ کی درخواست ہے۔

بقیہ جلسہ بھڈروالہ از صٓ

تقسیم لٹریچر

خدا کے فضل و کرم سے لٹریچر کی مانگ بڑھ رہی ہے ہم مرکز سے بہت دور ہیں - اور جماعت اقتصادی لحاظ سے کمزور ہے - لہٰذا ہم مرکز لاہور اور دنیا کے دیگر مشنوں سے التماس کرتے ہیں کہ لٹریچر کے ذریعے سے ہم سے تعاون کریں تاکہ اس جماعت کو تقویت ملے اور ہم سب اسلام و بانی اسلام کا منور چہرہ دنیا کے سامنے پیش کرنے کی پوری قوت حاصل کر سکیں - آجکل لٹریچر کی بہت مانگ ہے - سلسلہ کے مخیر حضرات توجہ فرما کر ہمیں دست تعاون عطا کریں۔

یہ بھی عرض ہے کہ ہماری جماعت ماہ اگست ۱۹۶۷ء کے شروع میں مقامی طور پر یوم تبلیغ کا منصوبہ اور جلسے بھی کرے گی - انشاء اللہ تعالےٰ - لہٰذا جو جماعتیں - احباب - مراکز - مشن - ادارے ہماری معاونت بذریعہ لٹریچر کر سکتے ہوں قبل از وقت کریں - تاکہ ہمارے نوجوانوں کے حوصلے بڑھیں - اور وہ زیادہ خدمت دین کا کام کر سکیں ۔

شکریہ معاونین

اس رپورٹ کے ذریعے سے میں بھڈروالہ سے معززین تحصیلدار صاحب - پروفیسر صاحبان - طلباء کے کالج کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے جلسہ میں شرکت کر کے ہمیں ممنون کیا۔ ہم پرنسپل صاحب گورنمنٹ ڈگری کالج بھڈروالہ کے ممنون ہیں کہ انہوں نے ہمیں لاؤڈ سپیکر اور اپنا آدمی عطا کیا - اس کے ساتھ ہی پرنسپل صاحب ہائر سیکنڈری سکول بھڈروالہ (شیخ نظام الدین صاحب) کا بھی شکریہ کہ انہوں نے فرنیچر کے ذریعہ ہماری امداد کی - جناب چیئرمین صاحب (تحصیل بھڈروالہ) ٹاؤن ایریا بھڈروالہ کا بھی شکریہ ہے کہ انہوں نے ہر طرح کا ہم سے تعاون فرمایا - ہم سب ان بزرگوں کے لئے بدرگاہ الٰہی دعا گو ہیں اللہ تعالےٰ ان سب کو اس ہمدردی کا نیک بدلہ دے - ہم سب اپنے نوجوان سیکرٹری جماعت چوہدری عبدالحمید صاحب بی - ایس - سی کی خدمت میں مبارکباد پیش کرتے ہیں کہ اُن کی مساعی جمیلہ سے یہ جلسہ کامیاب ہوا - خدا تعالےٰ سیکرٹری صاحب کو زندگی کے ہر نیک مقصد میں کامیاب کرے اور ہمیں خدمات اسلام و سلسلہ عالیہ احمدیہ دینے کی زیادہ سے زیادہ توفیق دے - آمین۔

تعلیمی پرنٹنگ پریس سرکار روڈ لاہور میں باہتمام ملک نور الٰہی صاحب پرنٹر چھپا اور مولوی دوست محمد صاحب پبلشر نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور نمبر ۲ سے شائع کیا۔

پیغام صلح مورخہ ۱۵ رجون ۱۹۶۷ء رجسٹرڈ ایل ۲۳۸ شمارہ نمبر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تار کا پتہ "پیغام" لاہور

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

ہفت روزہ

پیغام صلح

لاہور

فون نمبر ۲۷۳۲۷

زرِ مبادلہ
پاک و ہند سے :- چھ روپے
بیرونی ممالک سے :-
ایک پونڈ

ایڈیٹر دوست محمد

مدیر معاون :- بشیر احمد سوز

فی پرچہ :- ۱۲ پیسہ

جلد ۵۴ | یوم پنجشنبہ مورخہ ۱۳ ربیع الاوّل ۱۳۸۷ھ مطابق ۲۲ جون ۱۹۶۷ء | نمبر ۲۵

"لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں۔ لاہور میں ہمارے پاک محبّ ہیں میں تیرے خالص محبّوں کا گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے نفوس و اموال میں برکت دوں گا۔"

(الہامات حضرت مسیح موعودؑ)

حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوّت را برو شد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآں نامِ اوست
بادۂ عرفانِ ما از جامِ اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا۔
۲- قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں اور نہ آئندہ ہوگی۔
۳- سب صحابہؓ اور آئمہؒ قابلِ احترام ہیں۔
۴- سب مجددوںؒ کا ماننا ضروری ہے۔
۵- کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۶- اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا۔

اکرامِ ضیف اور حضرت مسیح موعودؑ

"اعلیحضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مہمان نوازی کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح اعلیٰ اور زندہ نمونہ ہیں۔ جن لوگوں کو کثرت سے آپ کی صحبت میں رہنے کا اتفاق ہوا ہے وہ خوب جانتے ہیں کہ کسی مہمان کو (خواہ وہ سلسلہ میں داخل ہو یا نہ ہو) ذرا سی بھی تکلیف حضور کو بےچین کر دیتی ہے۔ مخلصین احباب کے لئے تو اور بھی آپکی روح میں جوش شفقت ہوتا ہے۔ اس امر کے اظہار کے لئے ہم ذیل کا ایک واقعہ درج کر دیتے ہیں۔

میاں ہدایت اللہ صاحب احمدی شاعر لاہور پنجاب جو کہ حضرت اقدس کے ایک عاشق صادق ہیں اپنی اس پیرانہ سالی میں بھی چند دنوں سے گورداسپور آئے ہوئے تھے۔ آج انہوں نے رخصت چاہی جس پر حضرت اقدسؑ نے فرمایا کہ:-

"آپ جا کر کیا کریں گے۔ یہاں ہی رہیئے اکٹھے چلیں گے۔ آپ کا یہاں رہنا باعث برکت ہے۔ اگر کوئی تکلیف ہو تو بتلا دو اس کا انتظام کر دیا جاوے۔"

پھر اس کے بعد آپ نے عام طور پر جماعت کو مخاطب کر کے فرمایا کہ:-

"چونکہ آدمی بہت ہوتے ہیں اور ممکن ہے کسی کی ضرورت کا علم (اہلِ عملہ کو) نہ ہو اس لئے ہر ایک شخص کو چاہیئے کہ جس شئے کی اسے ضرورت ہو بلا تکلف کہہ دے۔ اگر کوئی جان بوجھ کر چھپاتا ہے تو وہ گنہگار ہے ہماری جماعت کا اصول ہی بے تکلفی ہے۔"

بعد ازیں حضرت اقدس نے میاں ہدایت اللہ صاحب کو خصوصیت سے سید سرور شاہ صاحب کے سپرد کیا کہ ان کی ہر ضرورت کو وہ بہم پہنچاویں۔ (ملفوظات حضرت مسیح موعود جلد ... مطبوعہ ربوہ صفحہ ۱۱۱)

جلسہ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم

۲۹ جون ۱۹۶۷ء کو بروز جمعرات بوقت پانچ بجے شام بی۔ این۔ آر سنٹر لاہور میں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے زیر اہتمام میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تقریب پر ایک جلسہ منعقد ہوگا، جس میں مندرجہ ذیل مضامین پر تقاریر ہوں گی:-

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام رحمۃ للعالمین۔
(۲) اسلام کا عالمگیر پیغام۔
(۳) اخوت اور مساوات بنی نوعِ انسان
(۴) تعلق باللہ، آنحضرت صلعم، آپ کے صحابہؓ اور متبعین کامل کا مقام

جملہ ادیان کے اہلِ علم اصحاب سے عموماً اور برادران اسلام سے خصوصاً استدعا ہے کہ وہ بنی نوعِ انسان کے اس محسنِ اعظم اور خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور خراجِ عقیدت پیش کرنے کے لئے اس جلسہ میں تشریف لا کر ... حاصل کریں۔

سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

پیغام صلح کا میلاد النبیؐ نمبر

گذشتہ اشاعت میں اعلان کیا گیا تھا کہ پیغام صلح کا ۲۲ جون کا پرچہ شائع نہیں ہوگا اور ۲۹ جون کا پرچہ میلاد النبیؐ نمبر ہوگا۔ چونکہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا جلسہ میلاد النبیؐ ۲۹ جون کو قرار پایا ہے، اس لئے پیغام صلح کا میلاد النبیؐ نمبر ۵ جولائی کو شائع ہوگا جس میں دیگر مضامین کے علاوہ میلاد النبی صلعم کی مفصل رپورٹ دی جائے گی انشاء اللہ تعالیٰ۔ (منیجر پیغام صلح)

تفسیر سورۃ فاتحہ

از مجددِ زمان حضرت مسیح موعود رحمۃ اللہ علیہ

(بسلسلہ اشاعت مورخہ ۱۱ مئی [illegible])

خدا تعالیٰ خالص دُعا کو ضرور سنتا ہے۔

لیکن یہ شبہ کرنا کہ یہ استعانت بعض اوقات کیوں بے فائدہ اور غیر مفید ہوتی ہے اور کیوں خدا کی رحمانیت و رحیمیت ہر ایک وقت استعانت میں تجلّی نہیں فرماتی پس یہ شبہ صرف ایک دل کی غلط فہمی ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ اُن دعاؤں کو کہ جو خلوص کے ساتھ کی جائیں ضرور سنتا ہے اور جس طرح مناسب ہو مدد چاہنے والوں کے لئے مدد بھی کرتا ہے۔

حسب دُعا مراد کے نہ ظاہر ہونے کا باعث

مگر کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ انسان کی استمداد اور دُعا میں خلوص نہیں ہوتا نہ انسان دلی عاجزی کے ساتھ امداد الٰہی کو چاہتا ہے اور نہ اس کی روحانی حالت درست ہے بلکہ اس کے ہونٹوں میں دُعا اور اس کے دل میں غفلت یا ریا ہوتی ہے۔ یا کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ خدا اس کی دُعا کو سُن تو لیتا ہے اور اس کے لئے جو کچھ اپنی حکمت کاملہ کی رو سے مناسب اور اصلح دیکھتا ہے عطا بھی فرماتا ہے لیکن نادان انسان خدا کی ان الطاف کو شناخت نہیں کرتا اور بباعث اپنے جہل اور اپنی بے خبری کے شکوہ اور شکایت شروع کر دیتا ہے اور اس آیت کے مضمون کو نہیں سمجھتا عسیٰ ان تکرھوا شیئًا وھو خیر لکم وعسیٰ ان تحبوا شیئًا وھو شر لکم واللہ یعلم وانتم لا تعلمون (ترجمہ:- یعنے یہ ممکن ہے کہ تم ایک چیز کو بری سمجھو اور وہ اصل میں تمہارے لئے اچھی ہو اور ممکن ہے کہ تم ایک چیز کو دوست رکھو وہ اصل میں تمہارے لئے بری ہو اور خدا چیزوں کی اصل حقیقت کو جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

عالی شان صداقت

اب ہماری اس تمام تقریر سے واضح ہے کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کس قدر عالی شان صداقت ہے جس میں حقیقی توحید اور عبودیت اور خلوص میں ترقی کرنے کا نہایت عمدہ سامان موجود ہے جس کی نظیر کسی اور کتاب میں نہیں پائی جاتی اور اگر کسی کے زعم میں پائی جاتی ہے تو اس صداقت کو مع تمام دوسری صداقتوں کے جو ہم نیچے لکھتے ہیں نکال کر پیش کرے۔

بسم اللہ پر مخالفوں کے اعتراض

اس جگہ بعض کوتہ اندیش اور نادان دشمنوں نے ایک اعتراض بھی بسم اللہ کی بلاغت پر کیا ہے۔ ان معترضین میں سے ایک صاحب تو پادری عماد الدین نام جس نے اپنی کتاب ہدایت المسلمین میں اعتراض مندرجہ ذیل لکھا ہے۔ دوسرے باوا نرائن سنگھ نام وکیل امرتسری ہیں جنہوں نے پادری کے اعتراض کو سچ سمجھ کر اپنے دلی عناد کے تقاضا کی وجہ سے وہی پوچ اعتراض اپنے رسالہ ودیا پرکاشک میں درج کر دیا ہے۔ سو ہم اس اعتراض کو معہ جواب اس کے لکھنا مناسب سمجھتے ہیں تا منصفین کو معلوم ہو کہ فرط تعصب نے ہمارے مخالفین کو کس طرح کی کور باطنی اور نابینائی تک پہنچا دیا ہے کہ جو نہایت درجہ کی روشنی ہے وہ ان کو تاریکی دکھائی دیتی ہے اور جو اعلیٰ درجہ کی خوشبو ہے وہ اس کو بدبو تصور کرتے ہیں۔ سو اب جاننا چاہیئے کہ جو اعتراض بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی بلاغت پر مذکورہ بالا لوگوں نے کیا ہے وہ یہ ہے کہ الرحمان الرحیم جو بسم اللہ میں واقع ہے یہ فصیح طور پر نہیں اگر رحیم الرحمٰن ہوتا تو یہ فصیح اور صحیح طرز بھی کیونکہ خدا کا نام رحمان باعتبار اس رحمت کے ہے کہ جو اکثر اور عام ہے اور رحیم کا لفظ بہ نسبت رحمٰن کے اس رحمت کے لئے آتا ہے کہ جو قلیل اور خاص ہے اور بلاغت کا کام یہ ہے کہ قلت سے کثرت کی طرف انتقال ہو نہ یہ کہ کثرت سے قلت کی طرف۔

قرآن کریم کی فصاحت و بلاغت

یہ اعتراض ہے کہ ان دونوں صاحبوں نے اپنی آنکھیں بند کر کے اس کلام پر کیا ہے جس کلام کی بلاغت کو عرب کے تمام کے تمام اہل زبان جن میں بڑے بڑے شاعر بھی تھے باوجود سخت مخالفت کے تسلیم کر چکے ہیں بلکہ بڑے بڑے معاند اس کلام کی شان عظیم سے نہایت درجہ تعجب میں پڑ گئے اور اکثر ان میں سے کہ جو فصیح اور بلیغ کلام کے اسلوب کو بخوبی جاننے پہچاننے والے اور مذاق سخن سے عارف اور با انصاف تھے وہ طرز قرآنی کو طاقت انسانی سے باہر دیکھ کر ایک معجزہ عظیم یقین کر کے ایمان لے آئے جن کی شہادتیں جابجا قرآن شریف میں درج ہیں اور جو لوگ سخت کور باطن تھے اگرچہ وہ ایمان نہ لائے مگر سراسیمگی اور حیرانی کی حالت میں ان کو بھی کہنا پڑا کہ یہ سحر عظیم ہے جس کا مقابلہ نہیں ہو سکتا چنانچہ ان کا یہ بیان بھی فرقان مجید کے کئی مقام میں موجود ہے۔

معترضین کی کوتاہ علمی اور جہالت

اب اس کلام معجز نظام پر ایسے لوگ اعتراض کرنے لگے جن میں سے ایک وہ شخص ہے جس کو دو سطریں عربی کی بھی صحیح اور بلیغ طور پر لکھنے کا ملکہ نہیں اور اگر کسی اہل زبان سے بات چیت کرنے کا اتفاق ہو تو بجز ٹوٹے ہوئے اور بے ربط اور غلط فقروں کے کچھ بول نہ سکے اور اگر کسی کو شک ہو تو امتحان کر کے دیکھ لے۔ اور دوسرا وہ شخص ہے جو علم عربی سے بکلّی بے بہرہ بلکہ فارسی بھی اچھی طرح نہیں جانتا اور افسوس کہ عیسائی مقدم الذکر کو یہ بھی خبر نہیں کہ یورپ کے اہل علم کہ جو اس کے بزرگ اور پیشرو ہیں جن کا پورٹ صاحب وغیرہ انگریزوں نے ذکر کیا ہے وہ خود قرآن شریف کی اعلیٰ درجہ کی بلاغت کے قائل ہیں اور ہر دانا کو زیادہ تر اس بات پر غور کرنی چاہیئے کہ جب ایک کتاب خود اہل زبان پر نازل ہوتی ہے اور اس کی کمال بلاغت پر تمام اہل زبان بلکہ سبعہ معلقہ کے شعراء جیسے اتفاق کر چکے ہیں تو کیا ایسا مسلم الثبوت کام کسی نادان اجنبی و ژولیدہ زبان والے کے انکار سے جو کہ لیاقت فن سخن سے محض بے نصیب اور تحصیل علوم عربیہ سے بالکل بے بہرہ بلکہ کسی ادنیٰ عربی آدمی کے مقابلہ پر بولنے سے عاجز ہے قابل اعتراض ٹھہر سکتا ہے بلکہ ایسے لوگ جو اپنی حیثیت سے بڑھ کر بات کرتے ہیں خود اپنی نادانی دکھلاتے ہیں اور یہ نہیں سمجھتے کہ اہل زبان کی شہادت کے برخلاف اور بڑے بڑے نامی شاعروں کی گواہی کے مخالف کوئی نکتہ چینی کرنا حقیقت میں اپنی جہالت اور حمق و بطالت دکھلانا ہے۔

پادری عماد الدین کو چیلنج

بھلا عماد الدین پادری کسی عربی آدمی کے مقابلہ پر کسی دینی یا دنیوی معاملہ میں ذرا ایک گھنٹہ تک ہم کو بول کر تو دکھاوے تا اول یہی لوگوں پر کھُلے کہ اس کو سیدھی سادی اور با محاورہ اہل عرب کے مذاق پر بات چیت کرنی آتی ہے یا نہیں کیونکہ ہم کو یقین ہے کہ اس کو ہرگز نہیں آتی اور ہم بہ یقین تمام جانتے ہیں کہ اگر ہم کسی عربی آدمی کو اس کے سامنے بولنے کے لئے پیش کریں تو وہ عربوں کی طرح اور ان کے مذاق پر ایک چھوٹا سا قصہ بھی بیان نہ کر سکے اور جہالت کے کیچڑ میں پھنسا رہ جاوے اور اگر شک ہے تو اس کو قسم ہے کہ آزما کر دیکھ لے اور ہم خود اس بات کے ذمہ دار ہیں کہ اگر پادری عماد الدین صاحب ہم سے درخواست کریں تو ہم کوئی عربی آدمی بہم پہنچا کر کسی مقررہ تاریخ پر ایک جلسہ کریں گے جس میں چند اولی ہند دیوں گے اور چند مسلمان بھی ہوں گے اور عماد الدین صاحب پر لازم ہو گا کہ وہ بھی چند عیسائی بھائی اپنے ساتھ لے آویں اور پھر سب حاضرین کے روبرو اول عماد الدین صاحب کوئی قصہ جو اس وقت ان کو بتلایا جاوے گا عربی زبان میں بیان کریں اور پھر وہی قصہ وہ عربی صاحب کہ جو مقابل پر حاضر ہوں گے اپنی زبان میں بیان فرما دیں۔ پھر اگر منصفوں نے یہ رائے دے دی کہ عماد الدین صاحب نے ٹھیک ٹھیک عربوں کے مذاق پر عمدہ اور لطیف تقریر کی ہے تو ہم تسلیم کر لیں گے کہ ان کا اہل زبان پر نکتہ چینی کرنا کچھ جائے تعجب نہیں بلکہ اس وقت پچاس روپیہ نقد بطور انعام ان کو دیئے جائیں گے۔ لیکن اگر اس وقت عماد الدین صاحب بجائے فصیح اور بلیغ تقریر کے اپنی ژولیدہ اور غلط میان کی بدبو پھیلانے لگے یا اپنی رسوائی یا نالیاقتی سے ڈر کر کسی اخبار کے ذریعہ سے یہ اطلاع بھی نہ دی کہ ہیں ایسے مقابلہ کے لئے حاضر ہوں تو پھر ہم بجز اس کے کہ لعنۃ اللّٰہ علی الکاذبین کہیں اور کیا کہہ سکتے ہیں؟ اور یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ اگر عماد الدین صاحب ژولیدہ زبانی بھی پاویں تب بھی وہ کسی اہل زبان کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ پھر جس حالت میں وہ عربوں کے سامنے بول نہیں سکتے اور فی الفور گونگا بننے کے لئے تیار ہیں تو پھر ان عیسائیوں اور آریوں کی ایسی سمجھ پر ہزار حیف اور دو ہزار لعنت ہے کہ جو ایسے نادان کی تالیفات پر اعتماد کر کے

[illegible] قصہ ۱ اور بلیغوں سے اس کی عظمت شان کا اقرار کرایا اور جس کے نازل ہونے سے سبعہ معلقہ مکہ کے دروا[illegible]

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مؤرخہ ۲۲ جون ۱۹۶۷ء

معتزلہ اور جہمیہ کا عقیدہ

اور

حضرت مسیح موعودؑ

"الفضل" مؤرخہ ۱۱ جون میں "مسیح موعود کی نبوت کے متعلق اہل السنۃ کا عقیدہ" کے عنوان سے ابن ماجہ کی ایک حدیث دربارہ نزول ابن مریم کی شرح جو حاشیہ میں لکھی ہے نقل کی گئی ہے، اس کا خلاصہ مطلب بیان کرتے ہوئے لکھا ہے:۔

"اس سے دو باتیں واضح ہو گئیں

اوّل۔ معتزلہ، جہمیہ اور جو لوگ ان کے ہم خیال ہیں کہتے ہیں کہ حضرت عیسٰی نبی اللہ کا آنا ناممکن ہے۔ کیونکہ ان کا آنا آیت خاتم النبیین، حدیث لانبی بعدی اور اجماع امت کے خلاف ہے۔

دوم۔ اہل السنۃ کہتے ہیں کہ ان کا استدلال غلط ہے کیونکہ عیسٰے نبی اللہ جو آئیں گے وہ کوئی نئی شریعت نہیں لائیں گے بلکہ شریعت محمدیہ کے ہی پیرو ہوں گے البتہ شریعت کے جن احکام کو مسلمانوں نے ترک کر دیا ہو گا ان احکام کو دوبارہ زندہ کریں گے۔

آج کل بعض پڑھے لکھے مسلمان بھی جیسے اقبال کے ہم خیال معتزلہ اور جہمیہ کے خیال کو اپنا رہے ہیں لیکن اہل السنۃ اس خیال کو فاسد قرار دیتے ہیں اور مانتے ہیں کہ عیسٰے علیہ السلام تشریف لائیں گے، اور وہ نبی ہوں گے لیکن شریعت محمدیہ کے تابع ہوں گے

پس مسیح موعود کی نبوت کے متعلق جماعت احمدیہ کا عقیدہ اہل السنۃ کا عقیدہ ہے کہ وہ ایک پہلو سے نبی ہو گا اور ایک پہلو سے اُمتی"

سوال یہ ہے کہ کیا مسیح موعود کا عقیدہ بھی قادیانی جماعت کے موافق اہل السنۃ کا عقیدہ تھا یا ان کا عقیدہ وہ ہے جس کو معتزلہ اور جہمیہ کا عقیدہ قرار دیا گیا۔ معتزلہ اور جہمیہ کا عقیدہ بقول الفضل یہ ہے کہ:۔

"حضرت عیسٰے نبی اللہ کا آنا ناممکن ہے کیونکہ ان کا آنا آیت خاتم النبیین، حدیث لانبی بعدی اور اجماع امت کے خلاف ہے"

اور مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:۔

"مسیح کیونکر آ سکتا وہ رسول تھا اور خاتم النبیین کی دیوار اس کو آنے سے روکتی ہے"

(ازالہ اوہام ص ۵۲۲)

"اور یہ بات ہم کئی مرتبہ لکھ چکے ہیں کہ خاتم النبیین کے بعد مسیح ابن مریم کا آنا فساد عظیم کا موجب ہے اس سے یا تو یہ ماننا پڑے گا کہ وحی نبوت کا سلسلہ پھر جاری ہو جائے گا یا یہ قبول کرنا پڑے گا کہ خدا تعالٰے مسیح ابن مریم کو لوازم نبوت سے الگ کر کے اور محض ایک اُمتی بنا کر بھیجے گا اور یہ دونوں صورتیں ممتنع ہیں"

(ازالہ اوہام ص ۲۴۴)

"اس جگہ بڑے شبہات پیش آتے ہیں کہ جس حالت میں ابن مریم اپنے نزول کے وقت کامل طور پر اُمتی ہو گا تو پھر وہ باوجود اُمتی ہونے کے کسی طرح رسول نہیں ہو سکتا کیونکہ رسول اور اُمتی کا مفہوم متبائن ہے اور نیز خاتم النبیین ہونا ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کسی دوسرے نبی کے آنے سے مانع ہے" (ازالہ اوہام ص ۵۷۵)

"مسیح ابن مریم کے دوبارہ آنے کو یہ آیت بھی روکتی ہے ولٰکن رسول اللہ وخاتم النبیین اور ایسا ہی یہ حدیث بھی لانبی بعدی۔ یہ کیونکر جائز ہو سکتا ہے کہ باوجودیکہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں پھر کسی وقت دوسرا نبی آ جائے"

(ایام الصلح ص ۴۷)

ان تمام عبارات سے واضح ہے کہ حضرت مسیح موعود کے نزدیک بھی

اوّل۔ حضرت عیسٰے نبی اللہ کا آنا ناممکن ہے کیونکہ ان کا آنا آیت خاتم النبیین اور حدیث لانبی بعدی کے خلاف ہے۔

دوم۔ وہ شریعت محمدیہ کے پیرو ہو کر اور اُمتی بن کر بھی نہیں آ سکتے کیونکہ اُمتی اور نبی کا مفہوم متبائن ہے۔

لیکن یہ تو بقول "الفضل" معتزلہ اور جہمیہ کا عقیدہ ہے، جس کو رد کر کے اس نے اپنا عقیدہ اہل السنۃ کے اس عقیدہ کے موافق قرار دیا ہے کہ "عیسٰے نبی اللہ جو آئیں گے وہ کوئی نئی شریعت نہیں لائیں گے بلکہ شریعت محمدیہ کے ہی پیرو ہوں گے" یعنے اُمتی اور نبی ہوں گے جس کا مفہوم حضرت مسیح موعود کے نزدیک متبائن ہے۔ فرمایئے دونوں میں سے کونسا عقیدہ مانا جائے؟ مسیح موعودؑ کا عقیدہ جو الفضل کے نزدیک معتزلہ اور جہمیہ کا عقیدہ ہے یا قادیانی جماعت کا عقیدہ جو بقول الفضل اہل السنۃ کا عقیدہ ہے؟

مسیح موعود کے مقام کی وضاحت کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود نے صاف طور پر لکھا ہے:۔

"وہ واقعی اور حقیقی طور پر نبوت تامہ کی صفت سے متصف نہیں ہو گا ہاں نبوت ناقصہ اس میں پائی جائے گی جو دوسرے لفظوں میں محدثیت کہلاتی ہے"

(ازالہ اوہام ص ۵۳۳)

"ایسا نبی جو مشکوٰۃ نبوت محمدیہ سے نور حاصل کرتا ہے اور نبوت تامہ نہیں رکھتا جس کو دوسرے لفظوں میں محدث بھی کہتے ہیں" (ازالہ اوہام ص ۵۶۹)

کیا قادیانی جماعت مسیح موعود کے اس فرمان کے مطابق آپ کو محدث ماننے کے لئے تیار ہے یا آپ کے عقیدہ کو معتزلہ اور جہمیہ کا عقیدہ قرار دے کر رد کر دینا ضروری سمجھتی ہے؟

خلیفہ صاحب کی خوشخبری

پچھلے دنوں خلیفہ صاحب ربوہ نے اپنی جماعت کو یہ "خوشخبری" سنائی تھی کہ ہندوستان میں جماعت احمدیہ لاہور کے وابستگان کی کثیر تعداد اس جماعت کو چھوڑ کر خلیفہ صاحب کی بیعت میں آ چکی ہے

ہم نے اس پر عرض کیا تھا کہ خلیفہ صاحب مہربانی فرما کر ان "غیر مبائعین" کے نام بتائیں جو جماعت احمدیہ لاہور سے نکل کر ان کی جماعت میں داخل ہوئے ہیں۔

یہ ایک سیدھا سادہ سوال ہے، جس کا جواب خلیفہ صاحب تو نہ دے سکے، لیکن قادیان کے اخبار بدر کے ایک نامہ نگار نے یہ واویلا شروع کر دیا، کہ ہندوستان میں پیغامیوں کی عبرتناک حالت ہے" فلاں جگہ فلاں "پیغامی" مبلغ کی بیوی ردی بیچ بیچ کر گذارہ کر رہی ہے، ہبلی، دھاڑوار، شیموگہ، دیودرگ، تیماپور وغیرہ کئی مقامات سے کئی خاندان پیغامیت سے نکل کر احمدیت کی آغوش میں آ چکے ہیں" وغیرہ وغیرہ

لیکن ہمارا سوال وہیں کا وہیں ہے کہ ان لوگوں کے نام بتائے جائیں جو کثیر تعداد میں جماعت احمدیہ لاہور سے الگ ہو کر خلیفہ صاحب کی بیعت کر چکے ہیں، اس کے جواب سے پہلوتہی کرنا خود اپنے کذب پر مہر لگانا ہے، بدر کے نامہ نگار نے جنوبی ہند کے جن مقامات کا ذکر کیا ہے ان میں اب بھی خدا کے فضل سے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام سے تعلق رکھنے والے کثیر لوگ موجود ہیں ان میں سے کون کون خلیفہ صاحب کی بیعت میں داخل ہوا ہے انکے نام کیوں نہیں بتائے جاتے اور ہندوستان صرف جنوبی علاقوں تک ہی محدود نہیں، شمالی اور مشرقی ہندوستان میں بھی جماعت احمدیہ لاہور سے تعلق رکھنے والے موجود ہیں، کشمیر، بھدرواہ، بہار، اور بعض دوسرے علاقوں میں احمدی پائے جاتے ہیں، ان میں سے کون کون لوگ لاہوری جماعت سے نکل کر قادیانی جماعت میں داخل ہوئے ہیں۔ ان کے نام بتائے جائیں۔ اور یہ بھی بتایا جائے کہ ربوہ میں خلیفہ صاحب کی بیعت کا پھندا اتار کر جو لوگ جماعت احمدیہ لاہور میں شامل ہوئے ہیں اور ہو رہے ہیں اس کی خوشخبری بھی خلیفہ صاحب کو پہنچی ہے یا نہیں؟ ہم یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ حقیقت پسند پالیسی کے متعلق بدر اور قادیانی جماعت کی کیا رائے ہے کیا وہ بھی خلیفہ صاحب کی خوشخبری کا حصہ سمجھے جائیں گے؟ بینوا و توجروا۔

متفرق پیغامات

ڈپٹی خلیل الرحمن کے صاحبزادہ کراچی میں

مکرمی جناب ایڈیٹر صاحب پیغام صلح لاہور

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

گذشتہ ایام میں ڈپٹی خلیل الرحمن صاحب کے صاحبزادے مسٹر اے۔ آر یوسف۔ بیرسٹرایٹ لا۔ ڈھاکہ سے معہ اپنی اہلیہ صاحبہ کراچی تشریف لائے۔ ڈپٹی صاحب موصوف مشرقی پاکستان کے رہنے والے ہیں۔ پچھلے سال لاہور گئے تھے اور کچھ عرصہ کے لئے انجمن ... ہاں رہے تھے اور کئی بیرونی جماعتوں میں دورہ بھی کیا تھا۔ قبل ازیں ان کا تعلق جماعت ربوہ سے تھا۔ مگر اب یہ صاحب جماعت لاہور میں شامل ہو گئے۔ اور ڈپٹی صاحب مشرقی پاکستان میں ہماری جماعت کی توسیع اور استحکام کے لئے بہت کوشاں ہیں۔ اللہ تعالے انہیں جزائے خیر دے۔ ڈپٹی صاحب موصوف ایک مرتبہ پہلے کراچی تشریف لا چکے ہیں۔ اس مرتبہ بیرسٹر صاحب موصوف نے کراچی میں چند روز کے لئے قیام کیا۔ اور دوران قیام انہوں نے اور ان کی اہلیہ محترمہ نے نماز جمعہ بتاریخ ۲۶ مئی مرکز احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کراچی میں ادا کی اور جماعت کے احباب سے مل کر بہت خوش ہوئے۔ ہماری جماعت اور مرکز کی عمارت سے بہت متاثر ہوئے۔ اللہ تعالے انہیں اپنے والد محترم کے نقش قدم پر چلنے اور خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین،

والسلام

راقم۔ رحیم بخش از کراچی

عیسائی نوجوان سے گفتگو

مسلم ٹاؤن سے مولینا احمد گل صاحب لکھتے ہیں:۔

کچھ دنوں سے ایک نوجوان   کے ساتھ جو عیسائیت سے متاثر ہیں، مولینا عبدالحق صاحب ودیارتھی کی گفتگو ہو رہی ہے، پہلی مرتبہ ۲۱ مئی کو وہ دو عیسائی ساتھیوں کے ساتھ مولانا کی خدمت میں تشریف لائے اور ان کی گفتگو سے بہت متاثر ہوئے۔ اگلی اتوار ۲۸ مئی کو   وہ اپنے ایک عیسائی ساتھی کو لے کر دوبارہ مولانا کے گھر پہنچ گئے۔ انکے دوسرے ساتھی بیننے پادری صاحب نے ان کے ہمراہ آنے سے معذوری ظاہر کی۔۔۔۔۔   کا یہ ساتھی جوان کے ہمراہ آیا۔ ایف سی کالج میں فورتھ ایر کا طالب علم ہے۔ جو کچھ عرصہ پہلے اسلام سے ہٹ کر عیسائیت میں داخل ہوا تھا۔

مولانا صاحب نے دو گھنٹہ تک عیسائی مذہب کی خامیاں ظاہر کیں اور اسلام کی صداقت کا اظہار کیا۔ مولانا صاحب ادھر اپنا اظہار خیال کرتے جاتے تھے ادھر عیسائی طالب علم انہیں نوٹ کرتا جاتا تھا۔ پچھلے اتوار کی نسبت اس اتوار میں مولانا صاحب کا طرز بیان مشفقانہ اور ناصحانہ تھا، جس کو ہر دو نوجوانوں نے بہت پسند کیا اور عیسائیت پر ان کے وارد کردہ اعتراضات کو تعجب کی نظر سے دیکھا اور وعدہ کیا کہ ہم ان اعتراضات کو پادری صاحب کے سامنے رکھیں گے اور اپنی تسلی کرائیں گے۔ یہ تبلیغی سلسلہ شام کے سات بجے تک جاری رہا۔ آخر پر ہر دو دوستوں نے آئندہ اتوار کو آنے کا وعدہ کیا۔

نماز مغرب کے بعد ۔۔   وہ میرے کوارٹر پر تشریف لائے اور انہوں نے مذکورہ مجلس میں جو تاثر لیا تھا۔ اس کا اظہار کرتے ہوئے مجھ سے کہا، کہ مولانا صاحب کی باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ عیسائیت کے متعلق بہت زیادہ معلومات رکھتے ہیں۔ اس دفعہ انہوں نے میرے بہت سے شکوک اٹھا دیئے ہیں اور میرے عیسائی ساتھی کو اس کے عقائد کے بارے میں مذبذب کر دیا ہے۔ اب ہم ان سوالات کو عیسائی پادری کے سامنے رکھنا ہے۔ مگر مجھے امید ہے کہ وہ ہماری تسلی نہ کرا سکیں گے۔

مسلمانوں کے عیسائی ۔۔ مذہب قبول کرنے کی وجہ بتاتے ہوئے انہوں نے کہا کہ عام علما کی تفاسیر میں ایسی باتیں پائی جاتی ہیں، جو عیسائیت کی تائید کرتی ہیں۔ جن کی وجہ سے عام مسلمان علماء پادریوں کا جم کر مقابلہ نہیں کر سکتے۔ اور کہا کہ وفات مسیح کا مسئلہ آپ لوگوں کی کتابوں سے مجھ پر کھل گیا ہے۔ وفات مسیح عیسائیت پر ایک کاری ضرب ہے۔

تحریک پاکستان اور احرار

جناب ایڈیٹر صاحب پیغام صلح

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ڈاکٹر عاشق حسین بٹالوی صاحب نے بیاد اقبال پنجاب یونیورسٹی کے سالانہ سلسلۂ تقاریر میں "اقبال اور تحریک پاکستان" سے متعلق تین لیکچر دیئے ہیں ان   کا ایک اقتباس ملاحظہ ہو جو یونیورسٹی کرانیکل شمارہ ۸ جلد ۱۳ مورخہ ۱۵ مئی ۱۹۶۷ء میں شائع ہوا ہے:۔

"قائد اعظم مسلم لیگ پارلیمانی بورڈ میں مجلس احرار اور مولانا ظفر علی خاں کی مجلس اتحاد ملت کے گیارہ افراد کو جمع کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ لیکن جب بورڈ کے قواعد و ضوابط مرتب کرنے کا وقت آیا تو مولانا ظفر علی خاں اور ان کے دونوں ساتھی یہ کہکر مستعفی ہو گئے کہ مسلم لیگ ڈومینین کے حصول کی حامی ہے۔ جبکہ ان کی مجلس مکمل آزادی کی حامی ہے۔ اس لئے دونوں جماعتوں میں اشتراک ممکن نہیں۔ دوسری طرف احرار مسلم لیگ میں اس غلط فہمی کی بناء پر شامل ہوئے تھے کہ قائد اعظم نے بمبئی کے تاجروں اور اودھ کے تعلقداروں سے کئی لاکھ روپے جمع کئے جن میں سے انہیں بھی وافر حصہ ملے گا، لیکن قائد اعظم کے پاس کھول تو کچھا چند ہزار کی رقم بھی نہ تھی۔ جب احرار کو پتہ چلا کہ اپنے الیکشن پر انہیں اپنی جیب سے خرچ کرنا پڑے گا تو انہوں نے مسلم لیگ پارلیمانی بورڈ سے استعفا دے دیا۔ اس تنازعے کی تہ میں کوئی اصولی اختلاف نہ تھا صرف تقسیم زر کے بارے میں غلط فہمی تھی۔"

الراقم۔ شیخ مظہر مسعود۔ گوجرانوالہ

اخبار احمدیہ

جنازہ غائبانہ

مولوی احمد یار صاحب مبلغ فجی لکھتے ہیں کہ ہماری جماعت کے نہایت مخلص دوست جناب عبدالشکور ساہو خاں صاحب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ جزائر فجی گذشتہ ہفتے اس دار فانی سے کوچ کر کے اپنے پروردگار سے جا ملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ خانصاحب موصوف بہت خوبیوں کے مالک تھے۔ جماعت پر فدا تھے۔ گذشتہ سال انہیں آٹھ ماہ کی رخصت ملی جو انہوں نے لنڈن۔ انگلستان میں گزاری۔ دو دفعہ ووکنگ مسجد میں نماز جمعہ ادا کرنے اور امام صاحب حافظ بشیر احمد صاحب مصری کو ملنے کے لئے گئے۔ حافظ صاحب کی خوش خلقی اور مسجد کی بہت تعریف کی۔ اللہ تعالے انہیں جنت الفردوس میں جگہ دے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین مرکزی مسجد میں ان کا جنازہ غائبانہ پڑھا جائے۔ (۱۶ جون کو بعد نماز جمعہ جنازہ غائبانہ پڑھا گیا)

(۲) جہلم سے ماسٹر عبدالحکیم صاحب لکھتے ہیں:۔

۱۰ جون کو میرے چھوٹے بھائی میاں عبدالمجید صاحب وفات پا گئے ۱۲ جون کو مرزا اصغر علی صاحب وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ہمیں مرحومین کے تمام لواحقین سے دلی ہمدردی ہے اللہ تعالے انہیں صبر جمیل عطا فرمائے اور مرحومین کو جنت الفردوس میں جگہ دے۔ جمعہ مورخہ ۱۶ جون کو مرحومین کا جنازہ غائبانہ پڑھا گیا۔

درخواستہائے دعا

(۱) محترم عبدالرحیم چانڈیہ صاحب کے فرزند نور محمد صاحب صاحب چانڈیہ ایڈووکیٹ کا پاؤں کا اپریشن گلبرگ کے امریکن ہسپتال میں ہوا ہے۔ احباب کرام سے درخواست ہے کہ ان کی مکمل صحت یابی کے لئے دعا فرمائیں۔

(۲) مولینا عبدالمنان عمر صاحب کی اہلیہ محترمہ کا اپریشن ہسپتال میں ہوا ہے، ان کی صحت یابی کے لئے بھی دعا فرمائی جائے۔

(۳) محترم سعد اختر صاحب کی اہلیہ محترمہ کسی اندرونی عارضہ کی وجہ سے بیمار ہیں۔ ان کی استدعا ہے کہ احباب کرام ان کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

دعا ہی فتح کا ہتھیار ہے

"ہمارا تو سارا دارومدار ہی دعا پر ہے۔ دعا ہی ایک ہتھیار ہے جس سے مومن ہر کام میں فتح پا سکتا ہے۔ اللہ تعالے نے مومن کو دعا کی تاکید فرمائی ہے۔ بلکہ وہ دعا کا منتظر رہتا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالے ہماری دعاؤں کو خاص فضل سے قبول فرماتا ہے۔ دعا سے انسان ہر ایک بلا اور مرض سے بچ جاتا ہے۔"

(ملفوظات حضرت مسیح موعودؑ)

کائنات کی تخلیق اور نظم و نسق خدائے واحد کے ہاتھ میں

سورۃ فاتحہ اور سورۃ اخلاص کے مضامین میں باہمی ربط

کائنات کی برکات ایک ہی خدا کی تخلیق پر دال ہیں

دجّال کی نشاندہی حضرت امام الزمانؑ نے کی اور اس کو دلائل کی تلوار سے قتل کیا

خطبۂ جمعہ مؤرخہ ۱۶ر جون ۱۹۶۷ء فرمودہ حضرت امیرِ قوم مولینا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ۔ بمقام جامع احمدیہ۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور

قل ھو اللہ احد ۔ اللہ الصمد ۔ لم یلد ۔ ولم یولد ۔ ولم یکن لہ کفواً احد ۔ (سورۃ الاخلاص)

پہلی اور آخری سورت میں ربطِ مضمون

اس سورۃ کو سورۃ اخلاص کہتے ہیں۔ اور بہ سبب اس کے کہ اس میں دین کا نچوڑ ہے اور اس کے اندر دین کی بنیاد کا ذکر ہے۔ اس کو سورۃ اساس بھی کہا جاتا ہے۔ یہ قرآن کریم کی آخری سورت ہے۔ اس کے بعد دو اور بھی سورتیں ہیں لیکن ان کو معوذتین کہتے ہیں۔ جن میں جناب الٰہی سے دعا مانگی گئی ہے کہ وہ تمام قسم کی شرارتوں سے اپنے بندوں کو محفوظ فرمائے۔ مضامین کے لحاظ سے سورۃ اخلاص آخری سورۃ ہے۔ اور اس سورۃ کا تعلق ابتدائی سورت فاتحہ کے ساتھ ہے۔ قرآن کریم کی پہلی اور آخری سورت دونوں میں مضمون کا ربط ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے یہ کتاب آج کل لکھی گئی ہو۔ ایک اچھی کتاب کا یہ خاصہ ہوتا ہے کہ جس مضمون پر شروع ہو اسی مضمون پر اس کا اختتام ہو۔ یہ بات کہدینا تو آسان ہے کہ قرآن کریم کی پہلی اور آخری سورۃ کا مضمون ایک ہے لیکن بات تب بنتی ہے کہ الفاظ بتلائیں کہ مضمون ملتا ہے یا نہیں۔

کائنات کی تخلیق اور نظم و نسق خدائے واحد کے ہاتھ میں

سورۃ اخلاص میں فرمایا ہے: "لوگوں کو بتا دو کہ وہ ہستی جس کے متعلق تم پوچھنا چاہتے ہو۔ اور جس کے متعلق تم اپنا علم بڑھانا چاہتے ہو ھو اللہ احد" خالق السمٰوات والارض ایک ہی ہے۔ وہ یگانہ اور واحد ہے زمین و آسمان کا انتظام اگر ایک ہستی کے ہاتھ میں ہو تو اس نظام کا نتیجہ برکات ہونا لازمی ہوتا ہے۔ اس کائنات کا کونسا حصہ ہے جہاں برکات نظر نہیں آتیں یہ کائنات بہت وسیع ہے۔ ہماری یہ زمین تو سورج کے مقابلہ میں ایک نقطہ معلوم ہوتی ہے۔ اور سورج خود اس وسیع فضا میں ذرّہ کے برابر نظر آتا ہے سائنسدانوں نے لکھا ہے کہ سورج زمین سے نو کروڑ پچاس لاکھ میل دور ہے اور انہوں نے لکھا ہے کہ یہ سورج دوسرے سورجوں کے جو اس سے بہت بڑے ہیں ارد گرد گھوم رہا ہے ان کی تعداد قریباً چار سو ہے۔ اس زمین کا رقبہ فضا کے رقبہ کے مقابلہ میں بہت تھوڑا ہے۔ اور اس تھوڑے سے رقبہ کا بھی علم انسان کو مکمل طور پر حاصل نہیں۔ کبھی قطب شمالی پر جاتا ہے۔ کبھی جنوبی قطب پر جاتا ہے۔ کبھی ہمالیہ کی چوٹیوں پر جانے کی کوشش کرتا ہے۔ کبھی پانی کی عمیق گہرائیوں میں گم ہو جاتا ہے۔ اتنی وسیع کائنات ہو اور اس کے اندر ربط اور تنظیم ہو اور اس کے اندر برکات ہی برکات ہوں تو اس سے پتہ لگتا ہے کہ یہ تنظیم و ضبط ایک ہی ہاتھ کے کمالات میں سے ہے۔ زیادہ ہاتھوں میں اس کائنات کی حکمرانی نہیں۔ ورنہ فساد، خرابہ اور بگاڑ پیدا ہو جاتا جیسا کہ فرمایا لو کان فیھما اٰلھۃ الا اللہ لفسدتا۔

ایک سے زیادہ حکمرانوں میں فتنہ و فساد لازمی ہے۔

اگر حکمران ایک سے زیادہ ہوں تو فساد کا ہونا لازمی ہے یورپ کا خطہ چھوٹا سا ہے۔ اس کے اندر کئی حکمران ہیں۔ جو سب عیسائی ہیں۔ باوجود اس کے ان میں آپس میں اتفاق نہیں ہے۔ بلکہ باہم خطرناک دشمنی ہے۔ ان کی دشمنی اور باہمی عناد کی وجہ سے تمام دنیا اس وقت مصائب میں مبتلا ہے۔

کائنات کی برکات توحیدِ الٰہی پر دال ہیں

لیکن زمین و آسمان کی برکات دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایک ہی ہاتھ کی پیداوار ہیں اور ایک ہی ہستی کے تصرف میں ہیں۔ فرمایا والسماء ذات الرجع والارض ذات الصدع۔ آسمان بارش والا ہے اور زمین بارش کی وجہ سے پھٹنے والی ہے۔ آسمان اور زمین کے درمیان اس مفید و بابرکت ربط کا قائم کرنے والا واحد لاشریک ہے۔

"ایک خدا" کیوں کہا؟

یہ کیوں کہا کہ زمین و آسمان کا بادشاہ ایک ہے۔ یہ اس لئے فرمایا کہ عیسائی تین خدا مانتے ہیں۔ ایران کے زرتشتی دو خدا مانتے ہیں۔ ایک خدائے خیر اور دوسرا خدائے شر۔ یعنی خدا اور اس کے مقابلہ پر شیطان۔ عرب کے بُت پرست اعتقاد رکھتے تھے کہ اتنی وسیع کائنات کے انتظام کرنے میں بُت، خدا کے مدد و معاون ہیں۔ ان اغلاط کی اصلاح کی غرض سے فرمایا کہ خدا ایک ہے۔ تمہاری غلطی ہے کہ تم ایک سے زیادہ خدا بناتے ہو۔ اگر ایک کی بجائے دو، چار خدا ہوں تو نظام میں خوبی پیدا نہیں ہو سکتی۔

خدائے واحد ہی تمام مخلوق کی حاجات کا علم رکھتا اور پوری کرتا ہے۔

اللہ الصمد۔ اگر اس نے مخلوق کو پیدا کیا ہے تو وہ تمام مخلوق کی حاجات کو پورا کرنے والا ہے۔ کیونکہ وہ زمین و آسمان کا خالق ہے۔ اس لئے خالق ہونے کی وجہ سے مخلوقات کی حاجات کا علم رکھتا ہے اور ان حاجات کو پورا کرتا ہے۔ فرمایا خلق کل شیئ وھو بکل شیئ علیم۔ اس نے ہر چیز پیدا کی اور وہ ہر چیز کا علم رکھتا ہے اور اس کے سپرد سب کی حاجت روائی ہے۔ صحابہ کرام رضٰ نے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا من الصمد یا رسول اللہ۔ فرمایا الصمد من یصمد الیہ فی الحوائج الصمد وہ ہے جس کے پاس انسان اپنی حوائج پیش کرے۔

سورت فاتحہ کی پہلی آیت سے مضمون کا ربط۔

یہی مضمون سورۃ فاتحہ میں ہے۔ سورت فاتحہ کی پہلی آیت میں بیان کیا گیا ہے الحمد للہ رب العٰلمین اور قل ھو اللہ احد اللہ الصمد۔ دونوں آیات میں ایک ہی معقول اور مفید مضمون بیان کیا گیا ہے۔ اس ربط سے مزید یقین پیدا ہوتا ہے کہ قرآن کریم اس خدا کا کلام ہے جو کائنات کا خالق ہے اور مخلوقات کا واحد حاجت روا ہے۔ دونوں آیتوں میں بڑا خوبصورت ربط ہے۔ یہاں لکھا ہے کہ خدا مخلوق کا خالق ہے اور وہ اس کی ربوبیت اور تربیت کے سامان پیدا کرتا ہے۔ اور زمین و آسمان ہر آن ہر لحظہ مخلوقِ خدا کی خدمت میں لگے ہوئے ہیں۔ جسمانی بارش سے جسمانی زندگی کے سامان ہو رہے ہیں اور روحانی بارش سے روحانی زندگی کے سامان ہوتے ہیں۔

ایک لطیف نکتہ

ان دونوں سورتوں میں ایک لطیف نقطہ ہے یہاں لکھا ہے کہ مخلوق اپنی حاجات خدا سے طلب کرتی ہے اور

اس کے سامنے بلبلاتی ہے۔ پہلی سورت میں خدا تعالیٰ کی رحمانیت جوش میں آتی ہے اور وہ خود بخود مخلوق کی حاجات کو پورا کرتا ہے۔ دوسری میں انسان کی فطرت کا نقشہ کھینچا ہے کہ یہ محتاج ہے۔ انسان کبھی مصائب میں مبتلا ہو جاتے ہیں کبھی زلزلوں میں گھر جاتے ہیں۔ کبھی بے ظہر لاڈلا بچہ بیمار ہو جاتا ہے تو سارا کنبہ غم والم میں ڈوب جاتا ہے۔ بارش بند ہو جائے تو مویشی اور انسان مرنے لگتے ہیں تو دنیا آسمان کی طرف دیکھتی ہے۔ کہ اے خدا زندگی تیرے ہاتھ میں ہے، اس کو کہتے ہیں الصمد۔ اور رب وہ ہے جو خود بخود ربوبیت کے سامان پیدا کرے۔ ان برکات سماوی وارضی کو دیکھکر خود بخود انسان کی زبان پر الحمد للہ نکلتا ہے۔ یہاں پر قل ھو اللہ احد اور وہاں انسان کی معرفت اور اس کے وجدان پر بات چھوڑی ہے یہ بتا کر کہ یہ پھل پھول۔ مرغیاں، گائے بھینس۔ چرند پرند۔ یہ دریا یہ چشمے۔ یہ پہاڑ اور کھیت سب کچھ میں نے پیدا کیا ہے آسمان سے بارش اُترتی ہے۔ سورج کی وجہ سے دانے پکتے ہیں۔ اس کے فضل و کرم سے روئیدگی پیدا ہوتی ہے۔ قل ھو اللہ احد میں توحید کی تعلیم ہے۔ اس لئے قل کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ دونوں سورتوں میں ایک ہی تعلیم دی گئی ہے۔

ایک خدا کو چھوڑ کر دوسرں کے دروازہ پر مت جاؤ

اس خدا کو چھوڑ کر جو زمین و آسمان کا بادشاہ ہے، کبھی انسان پتھر اور درخت کے آگے جھکتا ہے۔ اور کبھی ایک انسان کے بچے کو خدا مان لیتا ہے۔ وہاں یہ لکھا ہے ایاک نعبد وایاک نستعین۔ تیری ہی ہم عبادت کرتے ہیں اور تجھ سے ہی مدد مانگتے ہیں، سوائے خدا کے اور کسی سے امداد طلب نہ کرو۔ وہی تمہاری حاجات کا متکفل ہے۔ کوئی پیر پرستی یا بُت پرستی نہ ہونی چاہیئے۔ غرض دونوں سورتوں میں انسان کو تلقین کی گئی ہے کہ زمین و آسمان کے بادشاہ کو چھوڑ کر دوسروں کے دروازوں پر مت جاؤ۔ اور نہ مدد مانگو۔

خدا مرنے والا نہیں اس لئے وہ اولاد نہیں جنتا

لم یلد۔ وہ جنتا نہیں۔ جنتا اس لئے کہا کہ وہ مرتا نہیں۔ ہر وہ انسان چرند اور پرند جو بچے دیتا ہے وہ ضرور مرتا ہے۔ درخت اور پودے اپنا بیج چھوڑ جاتے ہیں۔ اس لئے کہ وہ خود تباہ ہو جاتے ہیں۔ گندم۔ مکئی۔ چاول چنے اور مسری اپنے بیج چھوڑ جاتے ہیں کہ دوبارہ پیدا ہوں، خدا پر موت وارد نہیں ہوتی، اس لئے اس کو کسی بیٹے کی حاجت نہیں۔

حضرت عیسٰےؑ اور مریمؑ کمزور اور محتاج تھے

پاکستان میں حضرت عیسٰےؑ اور حضرت مریمؑ کے بُت سنگِ مرمر کے بناتے ہوتے ہیں اور ان کی پوجا ہوتی ہے۔ حضرت مریمؑ کو (Mother of God) کہتے ہیں۔ ان دونوں کے متعلق فرمایا کانا یاکلان الطعام وہ دونوں ہی کھانا کھایا کرتے تھے۔ یعنے وہ محتاج تھے اس لئے وہ خدا نہ تھے۔ ان کو بھوک اور پیاس لگتی تھی۔ لیکن خدا تعالےٰ کی ذات تو کھانے پینے کی محتاج نہیں۔ حضرت عیسٰےؑ نے تو وہ مار کھائی کہ شاید دنیا میں کسی انسان نے ایسی مار نہ کھائی ہو۔ اس لئے ایسے کمزور اور محتاج انسان کو خدا بنانا غیر معقول ہے۔

اللہ تعالےٰ کو بیٹے یا وزیروں کی احتیاج نہیں۔

انسان کے ہاں کوئی بیٹا نہ ہو تو وہ کسی سے بیٹا مانگ کر اپنا متبنٰی بنا لیتا ہے۔ راجے مہاراجے اپنے متبنٰے بنا لیتے ہیں۔ خدا تعالےٰ نے فرمایا کہ ہمارے ہاں کوئی بچہ پیدا نہیں ہوتا اور نہ راجوں مہاراجوں کی طرح ہم کسی کو بیٹا بناتے ہیں وقالوا اتخذ اللہ ولدا ھو الغنی۔ وہ غنی ہے۔ اس کو حاجات لگی ہوئی نہیں ہیں۔ نواب اور راجے اپنے ناصر اور معاون چاہتے ہیں۔ کہ ہمارا کوئی دست و بازو ہو۔ لیکن خدا کو کسی مددگار کی ضرورت نہیں۔ غرض خدا مرتا بھی نہیں ہے۔ جہاں وہ جنتا نہیں، وہاں کوئی بیٹا اختیار بھی نہیں کرتا۔

اللہ تعالےٰ کسی سے پیدا نہیں ہوا۔

ولم یولد۔ اس کا کوئی ماں باپ نہیں جس نے اس کو جنا ہو۔ خدا کبھی عدم کے بطن میں نہ تھا جو وہ متولد ہوتا

خدا تعالےٰ کی بیمثال عظمت وکبریائی۔

ولم یکن لہ کفوا احد۔ اس کے علم۔ اس کی قدرت اور اس کی شان اور عظمت کا کیا کہنا انسان کا بچہ تو پھول کی پنکھڑی بھی نہیں بنا سکتا۔ کبھی کبھی انسان کوئی پھول بناتا ہے تو اس کے اندر خوشبو پیدا نہیں کر سکتا۔ اس کے اندر کوئی تاثیر پیدا نہیں کر سکتا۔ اسے پیس کر پئیں تو نہ معدے کو اور نہ دماغ کو کوئی فائدہ اور تقویت پہنچا سکتا ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ نے پھول کی پنکھڑی کے اندر یہ تاثیر رکھدی ہے۔ کہ وہ معدے اور دماغ کو طاقت دیتا ہے۔ مشاہدہ یہی کہتا ہے کہ خدا کی عظمت وکبریائی کی مانند کوئی دوسری ہستی نہیں ہوسکتی وہ واحد اور بے مثل اور یگانہ ہے۔ خدا تعالےٰ کی عظمت شان اور کبریائی کا کوئی ہم پلّہ نہیں ہے۔

سورت فاتحہ میں یہودیت اور عیسائیت کا ذکر

سورت فاتحہ کے آخر میں عیسائیت کا ذکر کیا گیا ہے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود تفسیر فرمائی ہے کہ مغضوب علیھم سے مراد یہودی ہیں اور ضالین سے مراد نصرانی ہیں۔ یہودی وہ ہے جسے توراۃ دی گئی۔ جس پر اسے عامل ہونا چاہیئے تھا۔ مگر ان کے عمل میں خرابیاں آگئیں۔ رسم پرستی آگئی۔ اور الفاظ پرستی پیدا ہوگئی۔ حقیقت کو چھوڑ دیا۔ اور ضالین کے متعلق فرمایا کہ ان کا علم ناقص ہے۔ کہ حضرت عیسٰےؑ کو خدا اور خدا کا بیٹا بنا لیا۔ غرض سورت فاتحہ میں ان لوگوں کا ذکر فرمایا جن کے اعتقادات مضر ہیں۔ ان میں سے عیسائی دنیا کے لئے نقصان دہ ہیں۔ عیسائیوں کے عقیدہ کی تردید سورۃ فاتحہ میں بھی کی اور سورۃ اخلاص کے الفاظ لم یلد ولم یولد بھی عیسائی اعتقادات کی تردید کرتے ہیں۔

حضرت امام الزمانؑ نے دجّال کی نشاندہی کی اور اسے دلائل سے قتل کیا۔

غرض آخری اور پہلی سورت دونوں میں خدا تعالےٰ کا ذکر ہے۔ اس کی صفات کا بیان ہے۔ وہاں یہ بھی ہے کہ تم خدا تعالےٰ کے پرستار بن جاؤ۔ اس کے حضور سجدہ ریز ہو جاؤ۔ اور یہ بھی فرمایا کہ جن کے پاس کتابیں آتی ہیں وہ گمراہ بھی ہو جاتے ہیں۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دجّال کا فتنہ بڑا خطرناک فتنہ ہے۔ حدیثوں میں اس کی بڑی خطرناک علامتیں بیان ہوئی ہیں۔ اور اس کے سامانوں کا ذکر حدیثوں میں آیا ہے جس شخص نے ان سب کی وضاحت کی۔ اور یہ ثابت کیا کہ یہ دجّال عیسائی قومیں ہیں، جو اپنے دجل اور سازو سامان سے دنیا کو گمراہ کر رہی ہیں، وہ حضرت امام زمانؑ مرزا غلام احمد ہیں۔ انہوں نے فرمایا جس دجّال کا ذکر قرآن و حدیث میں مذکور ہے، وہ یہی یورپ کی انگریز قومیں ہیں۔ اس زمانہ میں حضرت امام زمان رحمۃ اللہ علیہ نے دجّال کو متعین کیا۔ اور دجّال پر بھرپور حملہ کیا اور اس کو قتل کیا۔

دجّال کا حملہ اسلامی سلطنتوں پر

دجّال نے کس کس طرح مسلمان قوموں کے اندر تفرقہ ڈالا ہے۔ اور کس کس طرح انہیں کمزور کیا ہے۔ اور کس کس طرح یہودی سلطنت کو پال پوس کر اسلامی حکومتوں پر حملہ کرنے اور ان کی معیشت تباہ کرنے کے لئے تیار کیا ہے۔ کبھی اسلامی سلطنتوں میں باہمی تفرقہ ڈال کر ان کو کمزور کیا اور کبھی دشمن کو زیادہ سے زیادہ مضبوط کر کے مسلمان کے لئے مشکلات پیدا کر دیں۔ نور الدین زنگی اور صلاح الدین ایوبی نے دجّال کا مقابلہ کر کے اس کو پامال کیا تھا۔ مگر دجّال کے فرزندوں نے صدیوں بعد یہ بدلہ لیا۔ اور یروشلم بیت المقدس اور عربی ممالک پر یورش کر کے بہت نقصان پہنچایا۔ ان تمام خطرات سے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈرایا ہے اور حضرت مرزا صاحبؒ نے متعین کیا ہے کہ دجّال یہ قومیں ہیں اور ان کے یہ ہلاکت خیز سامان ہیں۔

دونوں سورتوں میں مسلمانوں کو تنبیہہ اور باہمی اتحاد کی ضرورت

ان دونوں سورتوں کے اندر اسلام کا نچوڑ ہے مسلمان صدیوں سے ان دونوں سورتوں کو پڑھتا آیا ہے۔ اس کے اندر تعلیم یہ تھی کہ مسلمان سب مل کر اتفاق و اتحاد کے راستہ پر چلیں کیونکہ اتحاد کے اندر برکت ہے قوت ہے۔ لیکن مسلمانوں نے عملاً خدا کو نہ مانا۔ گو وہ کلمہ اور نماز پڑھتا ہوا نظر آتا ہے۔ لیکن تمام ان اسلامی تعلیمات کی طرف سے پیٹھ پھیری ہوئی ہے جن کی طرف خدا اور اس کے رسولؐ نے ان کو متوجہ کیا تھا مسلمانوں کے اندر پھوٹ پیدا ہوگئی۔ پھوٹ کمزوری پیدا کرتی ہے۔ پھر ان کی عزت جاتی رہتی ہے۔ اس سے کبھی خاندان تباہ ہو جاتے ہیں اور کبھی جماعتیں تباہ ہو جاتی ہیں اور کبھی ملک اور حکومتیں ملیا میٹ

جماعت احمدیہ انجمن اشاعت اسلام

برانچ کراچی کی تبلیغی سرگرمیاں

سیکرٹری صاحب کی رپورٹ جو انجمن کے سالانہ جلسہ منعقدہ ۳۰ اپریل ۷۷ء میں پڑھی گئی

جماعت کا چار سالہ کام

خدا کے فضل و کرم سے جماعت کراچی کا مرکز قائم ہوئے چار برس ہوتے ہیں۔ اس عرصہ میں اس کثیر المقاصد ادارہ سے جماعت کی تمام ضروریات پوری ہوتی رہیں۔ اس عمارت کے مکمل ہوتے ہی اس میں نماز جمعہ باقاعدہ شروع ہوئی اور ان تقریبات کے لئے سب سے بڑی سہولت مہیا ہو گئی کہ خواتین نماز جمعہ اور دیگر تقریبات میں شامل ہونے لگیں۔ جو جماعت کے لئے تقویت کا موجب ہے۔ اسی طرح عیدین کے موقع پر ہمارا خاطر خواہ اجتماع ہو جاتا ہے جس میں بھی خواتین بڑے اشتیاق سے شمولیت اختیار کرتی ہیں۔ ان تقریبات کے علاوہ بھی کئی ایک مجالس اور اجتماعات کئے گئے۔ لائبریری کا شعبہ بھی بہت مفید ثابت ہوا اور خاصکر مفت اشاعت لٹریچر کی تقسیم ہوتی رہی۔ اس شعبہ میں گذشتہ سال میں ایک اضافہ کیا گیا ہے۔ اس سے بھی اکثر اصحاب نے استفادہ حاصل کیا۔ اس میں آہستہ آہستہ توسیع کر کے اسے بڑے پیمانہ پر قائم کیا جائے گا۔ انشاء اللہ

ممبران جماعت کی رجسٹریشن

گو جماعت کراچی ایک چھوٹی سی جماعت ہے مگر نسبتاً باقی جماعت ہائے بیرونجات یہ دوسرے یا تیسرے نمبر پر ہوگی۔ مقامی جماعت کے ممبران کی صحیح تعداد ابھی تک معلوم نہیں ہو سکی۔ ممبران کی رجسٹریشن کے لئے خاص مناسب انتظامات کئے گئے ہیں اور برابر کوشش جاری ہے کہ جماعت کے بکھرے ہوئے شیرازہ کو منظم کیا جائے۔ فی الحال قریباً ایک سو ممبران کی تعداد ہمارے رجسٹر پر آ چکی ہے۔ اور ان کے اہل و عیال کو شامل کر کے جماعت کے ممبروں کی تعداد تین سو سے زائد ہو گی۔ اس جلسہ سالانہ کے موقعہ پر بھی اصحاب کی توجہ اس ضروری امر کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ کہ جن احباب نے ابھی تک اپنے نام اور پتے سے اطلاع نہیں دی وہ فوراً اپنے کوائف سے اطلاع دیں یا خود ایک پرچہ پر تحریر کر کے سیکرٹری صاحب کو دے دیں۔

مالی حیثیت

گو بلحاظ تعداد یہ جماعت چنداں بڑی نہ ہو مگر اللہ تعالے کے فضل سے مالی حیثیت سے یہ کافی اہمیت رکھتی ہے۔ مرکز کی عمارت جو انجمن کے نام رجسٹرڈ ہے ایک قیمتی اثاثہ ہے جو ڈیڑھ لاکھ سے زائد قیمت کا ہوگا۔ چندہ ماہوار اور لوکل فنڈ میں بھی جماعت نے ہمیشہ حصہ لیا ہے۔ اور یہ رقم سال بہ سال بڑھ رہی ہے۔ سال گذشتہ میں تمام چندوں کی مجموعی رقم گیارہ ہزار چھ سو روپے تھی۔ یعنی قریباً ایک ہزار روپیہ ماہوار۔ اس میں سے -/8861 کی رقم صدر انجمن لاہور کو ارسال کی گئی باقی رقم -/2711 لوکل فنڈ پر مشتمل ہے۔ جو قریباً -/225 روپیہ ماہوار ہے۔ یہ بھی اللہ تعالے کا فضل ہے۔ کہ لوکل فنڈ جو مرکز کے قیام سے پہلے کالعدم تھا اب اتنا جمع ہو جاتا ہے کہ ہماری معمول کی ضروریات اس سے پوری ہو جاتی ہیں۔ امید ہے جماعت کے استحکام اور توسیع کے ساتھ ساتھ اس فنڈ میں اضافہ ہوتا جائے گا۔ اس موقعہ پر میں احباب کی توجہ اس ضروری اقدام کی طرف بھی مبذول کراتا ہوں۔ جن اصحاب نے تا حال چندہ ماہوار اور خاصکر لوکل فنڈ میں حصہ نہیں لیا وہ ضرور اس میں شامل ہو کر عنداللہ ماجور ہوں۔

ینگ مینز احمدیہ ایسوسی ایشن

جماعت کے استحکام کے سلسلہ میں ایک اقدام نوجوانوں کی طرف سے بھی اٹھایا گیا۔ سال زیر رپورٹ میں ینگ مینز احمدیہ ایسوسی ایشن کا قیام عمل میں آیا۔ اور نوجوانوں میں دین کی خدمت میں حصہ لینے کا شوق پیدا ہوا۔ اس ایسوسی ایشن کے ممبران کچھ رقم بطور چندہ ادا کرتے ہیں۔ گو یہ ایسوسی ایشن ابھی ابتدائی مراحل میں ہے۔ مگر نوجوانوں میں یہ جذبہ مبارک ہے اور قابل قدر اور لائق تحسین ہے۔ اللہ تعالے اس میں برکت دے۔

درس قرآن

قرآن کریم کا درس جماعت احمدیہ کی ہمیشہ ایک امتیازی خصوصیت رہا ہے۔ اس کو قائم رکھنے کے لئے سلسلہ درس قرآن شروع کیا گیا ہے۔ جو ہفتہ میں ایک دن بروز اتوار شام کو ہوتا ہے۔ احباب کی مشکلات کے پیش نظر اب درس قرآن اتوار کے بجائے ہفتہ کو ½۶ بجے سے ۷ بجے شام تک دیا جائے گا۔ دعا ہے اللہ تعالے اس میں برکت دے اور احباب کو زیادہ سے زیادہ تعداد میں شمولیت کی توفیق عطا فرمائے۔

توسیع و استحکام جماعت

مقامی جماعت کی توسیع اور استحکام کے بارہ میں ابھی بہت کچھ کرنے کی ضرورت ہے۔ اس کے متعلق کئی تجاویز زیر غور رہی ہیں۔ اور ایسی تجاویز مجلس احمدیہ میں جو اس جلسہ کے اختتام پر منعقد ہوگی،.... غور کیا جائے گا۔ اور جو امور اس میں طے ہوں گے وہ مرکزی انجمن کو توثیق کے لئے روانہ کئے جائیں گے۔ بہرصورت یہ امر واضح ہے کہ مرکز کی موجودہ عمارت میں بھی کچھ توسیع اور اضافہ کی ضرورت ہے۔ اس بات کو اکثر محسوس کیا گیا ہے کہ ایک بلند مینار تعمیر کیا جائے جس سے یہ عمارت دور سے نظر آ سکے اور اس کی نشاندہی کر سکے۔ تاکہ ناواقف احباب کو تلاش اور تعیین میں مشکل پیش نہ آئے۔ اس کے علاوہ یہ نہایت ضروری ہے کہ اس جماعتی مرکز کو ایک باقاعدہ مشن کی حیثیت حاصل ہو۔ اس کے لئے اس عمارت میں یا اس کے ملحق رہائشی انتظام ہونا چاہیئے جس میں مشن کا انچارج بخوبی رہ سکے۔ ان تمام انتظامات کے لئے فنڈز کا مہیا کرنا ضروری ہے۔ پچھلے سالانہ جلسہ میں بھی مرکزی انجمن کی توجہ اس امر کی طرف منعطف کی گئی تھی اور اس ضرورت کو پھر مرکزی انجمن کو پیش کیا جاتا ہے۔ اگر زیادہ گنجائش نہیں تو کم از کم پانچ ہزار روپیہ کی رقم مرکزی انجمن سے ملنی چاہیئے باقی پانچ ہزار یا اس سے زاید اخراجات کو مقامی جماعت سے جمع کیا جائے گا۔

خواتین و احباب سے اپیل

بالآخر میں مقامی جماعت کی تمام خواتین و احباب سے اپیل کرتا ہوں کہ ہم کو اپنی ذمہ داری کی طرف زیادہ توجہ دینی چاہیئے۔ خاصکر ہم اپنی آئندہ نسل کو جماعت سے وابستہ کریں اور ان میں خدمت دین کا اشتیاق پیدا کریں۔ ہماری ذمہ داریاں امام زمان حضرت مسیح موعود رحمۃ اللہ علیہ کی شرائط بیعت پر مبنی ہیں۔ جو ہم سے مال وقت اور سعی و عمل کا ایثار اور قربانی طلب کرتی ہیں۔ ہم نے جو عہد کیا ہے اس سے ہم پر ایک بہت بلند مقصد کے حصول کی ذمہ داری عاید ہوتی ہے۔ اور وہ ہے تبلیغ و اشاعت اسلام۔ ہمارا ایمان ہے کہ اسلام دین برحق ہے۔ اور اسی سے نسل انسانی کی نجات وابستہ ہے گویا۔ تمام دنیا کو اسلام کی خوبیوں اور انسان کامل خاتم الانبیاء محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے خلق عظیم سے روشناس کیا جائے۔ اس سالانہ اجتماع کی سب سے بڑی غرض یہی ہے کہ ہم سب کو اپنی ذمہ داریوں کی طرف زیادہ متوجہ ہونے کا موقعہ میسر ہو اور ہم ہر سال ایک نئی روح اور پرخلوص جذبہ سے خدمت دین میں زیادہ تندہی سے منہمک ہو جائیں۔ اس لئے ہم سب مل کر اس جلسہ کا اختتام اس دعا پر کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اسلام پر استقامت دے اور خدمت دین کے لئے مزید توفیق عطا فرمائے۔ اللّٰھم زد فزد۔ آمین

رحیم بخش سیکرٹری
احمدیہ انجمن اشاعت اسلام۔ کراچی برانچ

گئو بھگتوں سے

بھارتی وزیر اعظم اندرا گاندھی نے بجے پور میں تقریر کرتے ہوئے کہا:۔

"آپ لوگ یہ معلوم کریں کہ انگریزی راج میں وہ کون لوگ تھے جو گائے کا گوشت مہیا کرنے کا ٹھیکہ لیتے تھے؟ میں آپ کو بتانا چاہتی ہوں کہ وہ ہندو تھے مسلمان نہیں تھے۔ گائے کی حفاظت کا زبانی دم بھرنا اور بات ہے۔ اور اس کی خدمت کرنا اور بات۔ آج جو لوگ گائے کی حفاظت کا دم بھر رہے ہیں۔ وہ اس کے صحیح محافظ نہیں عوام کو یہ بات اچھی طرح سمجھ لینا چاہیئے۔"

(صدق جدید)

ڈچ گیانا (جنوبی امریکہ) سے ایک خط

حضرت امیر ایدہ اللہ کے نام

جناب عبدالرحیم جگو ڈچ گیانا سے حضرت امیر ایدہ اللہ کی خدمت میں لکھتے ہیں :-

محترم و مکرم الحاج حضرت اقدس امیر جماعت احمدیہ انجمن لاہور -

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ -

جب سے یہ اچانک خبر مجھے ملی کہ الحاج شیخ میاں محمد صاحب رحلت فرما گئے ہیں - بہت صدمہ ہوا ہے - چونکہ میں دورہ پر گیا ہوا تھا اس لئے آپ کی خدمت میں کوئی احوال عرض نہ کر سکا لیکن پیغام صلح کے ذریعہ اظہار تعزیت عرض کر دیا تھا - بعدہٗ مرحوم کے فرزندان میاں اللہ بخش میاں ظہور احمد صاحب کو بھی تعزیتاً ہمدردی کا خط لکھا ہے آپ کے خدام جناب الحاج چاند خاں صاحب اور بیگم جمال الدین صاحبہ جو حج بیت اللہ سے واپسی پر پچھلے دنوں مرکز احمدیہ کی زیارت اور خاص آپ و دیگر بزرگوں سے ملنے گئے تھے آپ کو یاد فرماتے ہیں - اور آپ کو اور آپ کے اہل بیت کو سلام مسنون عرض کرتے ہیں - میں بھی آپ کی خدمت میں لکھنے کو تھا مگر دورہ پر جانے کی وجہ سے اس سے قبل آپ کو نہ لکھ سکا - میں نے پچھلے مہینوں میں جنوبی امریکہ اور ویسٹ انڈیز کے مختلف ملکوں کا دورہ کیا جیسا کہ قاراقاس - کولمبیا - کیراسو - جمیکا - ٹرینیڈاڈ - بار بیڈس گیانا اور برٹش گیانا جو اب آزادی کے بعد گیانا کہلاتا ہے - ان تمام ملکوں کو ہمارے وطن کے ساتھ ملا کر غالباً دو لاکھ مسلمانوں کی آبادی پائی جاتی ہے - ان سب ملکوں میں کم و بیش احمدیت کا چرچا رہتا ہے - لیکن ٹرینیڈاڈ - گیانا اور سرینام میں اپنی باقاعدہ جماعت بھی ہے - جیسا کہ آپکو بھی معلوم ہے - ان تینوں مقامات کا تعلق احمدیہ انجمن لاہور سے بہت گہرا ہے - اور دنیا کے اس حصہ کی احمدیہ جماعتیں انجمن کی شاخ کی حیثیت رکھتی ہیں - باقی ملکوں میں بھی میری کوشش جاری ہے کہ میں وہاں بھی زمانے کے امام کا پیغام پہنچاؤں - اور انہیں بتاؤں کہ اس زمانہ میں ہم اسلام کو کس طرح پھیلا سکتے اور زندہ رکھ سکتے ہیں -

آج کل ہمارے یہاں سنت والجماعت کا بھی ایک شخص احمد نورانی کے نام سے آیا ہوا ہے - وہ کہتا ہے کہ انڈیا کے شہر میرٹھ کا رہنے والا اور مولانا عبدالعلیم صدیقی کا بیٹا ہوں - یہ شخص گاہے گاہے جاہل سُنیوں کو دھوکہ میں ڈال کر اپنا جیب خوب گرم کرتا ہے - اور حضرت مرزا صاحب کے متعلق واہی تباہی بکتا ہے اور سنیوں کو خوش کرتا ہے - مگر کچھ مضائقہ نہیں ہم لوگ یہی کہتے ہیں کہ یہ سب ہمارے تبلیغی کاموں کے کھاد ہیں یعنی ان کے آنے سے ہماری مذہبی دلچسپی بڑھ جاتی ہے - ان علاقوں میں خدا کے دین کا صحیح راستہ قائم کرنے کے لئے تبلیغ کی بہت ضرورت ہے - ایک طرف امریکہ اپنا مشنری دوڑاتا ہے تو دوسری طرف جاہل ملا لوگ رہے سہے مسلمانوں کو آ کر خراب کر دیتے ہیں - یہ سُنی ملا لوگ اسلام کے حق میں کبھی سچائی کی صحیح تعلیم نہیں دیتے یہ لوگ عیسائیوں کے مقابلہ میں کبھی کھڑے نہیں ہو سکتے میں نے اپنے دورہ میں ٹرینیڈاڈ میں شیخ طفیل صاحب سے ملاقات کی ہے اور ان کے کاموں کو دیکھا - رخصت سے پہلے . . . . .

. . . . . ان سے یہ عرض کر آیا ہوں کہ گیانا میں میری اپنی بنائی ہوئی احمدی جماعت ہے جو اچھا کام کرتی ہے - آپ ان میں ایک مہینہ کے لئے ضرور تشریف لائیں - اور ان میں اچھی طرح سے احمدیت کی روشنی میں اسلام کی روح پھونکیں - مجھے ابھی معلوم ہوا ہے کہ شیخ طفیل صاحب ان دنوں گیانا تشریف لا رہے ہیں - جزاہ اللہ -

حضرت امیر ہماری جماعت میں آپ کا بہت چرچا ہوتا ہے - ہمارے حاجی صاحبان مرکز اور آپ سے مل کر واپسی پر جرمنی برلن مسجد دیکھنے کو گئے تھے - وہاں مولانا یحییٰ بٹ صاحب سے ملاقات ہوئی - انہوں نے ہمارے حاجی صاحبان کو وہاں کے حالات اور آپ کی قربانی سے خوب آگاہ کیا - یہاں آنے کے بعد آپ کے متعلق اچھا چرچا ہے اور اچھا یاد کیا جاتا ہے خدا آپ کو بڑی زندگی عطا کرے جزاک اللہ فی الدارین خیراً -

شیخ میاں محمد صاحب کی نماز جنازہ مختلف مقامات پر ہوتی ہے - فی الحال یہاں میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس منعقد ہو رہی ہے - باقی تمام جماعت کی طرف سے السلام علیکم عرض ہے - آپ کا خادم - عبدالرحیم جگو - جنوبی امریکہ - سرینام

السلام علیکم = السلام علیکم

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام ملک نور الٰہی صاحب پرنٹر چھپا اور مولوی دوست محمد صاحب پبلشر نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس برانڈرتھ روڈ لاہور سے شائع کیا -

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں
مینجر

پیغام صلح مورخہ ۲ مارچ ۱۹۶۷ء - رجسٹرڈ ایل ۳۳ شمارہ ۲۹

جلد ۵۴ | یوم چہار شنبہ - مؤرخہ ۲۶ ربیع الاول ۱۳۸۷ھ - مطابق ۵ جولائی ۱۹۶۷ء | نمبر ۲۶

حمدِ الٰہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود

(از حضرت مسیح موعودؑ)

"الٰہی تیرا ہزار ہزار شکر کہ تو نے ہم کو اپنی پہچان کا آپ راہ بتایا اور اپنی پاک کتابوں کو نازل کر کے فکر اور عقل کی غلطیوں سے بچایا اور

درود اور سلام سید الرسل محمد مصطفیٰؐ اور ان کی آلؑ اور اصحابؓ پر

کہ جس سے خدا نے ایک عالمِ گم گشتہ کو سیدھی راہ پر چلایا اور

وہ مربی اور نفع رساں کہ جو بھولی ہوئی خلقت کو پھر راہِ راست پر لایا۔

وہ محسن اور صاحبِ احساں کہ جس نے لوگوں کو شرک اور بتوں سے چھڑایا۔

وہ نور اور نور افشاں کہ جس نے توحید کی روشنی کو دنیا میں پھیلایا۔

وہ حکیم اور معالجِ زمان کہ جس نے بگڑے ہوئے دلوں کا راستی پر قدم جمایا۔

وہ کریم اور کرامت نشان کہ جس نے مُردوں کو زندگی کا پانی پلایا۔

وہ رحیم اور مہربان کہ جس نے اُمت کے لئے غم کھایا اور درد اُٹھایا۔

وہ شجاع اور پہلوان کہ جو ہم کو موت کے منہ سے نکال لایا۔

وہ حلیم اور بےنفس انسان کہ جس نے بندگی میں سر جھکایا اور اپنی ہستی کو خاک میں ملایا۔

وہ کامل موحد اور بحرِ عرفان کہ جس کو صرف خدا کا جلال بھایا

اور غیر کو اپنی نظروں سے گرایا۔

وہ معجزۂ قدرتِ رحمان کہ جو اُمّی ہو کر سب پر علومِ حقانی میں غالب آیا اور

ہر ایک قوم کو غلطیوں اور خطاؤں کا ملزم ٹھہرایا۔"

صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم

— براہین احمدیہ حصہ اول

فِی مَدْحِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

حضرت نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی مدح میں

(از حضرت مسیحِ موعودؑ)

نَفْسِی الْفِدَاءُ لِبَدْرٍ ہَاشِمِیٍّ عَرَبِیْ ❊ وَدَادُہٗ قُرْبٌ تَاہِیْکَ عَنْ قُرَبٍ

میری جان اس ہاشمی عربی چاند پر قربان ہو ❊ جس کی محبت قرب پر قرب کا ذریعہ ہے جس سے بڑھ کر کوئی قرب نہیں ہو سکتا

نَجَّی الْوَرٰی مِنْ کُلِّ زُوْرٍ وَّ مَعْصِیَۃٍ ❊ وَمِنْ فُسُوْقٍ وَّمِنْ شِرْکٍ وَّمِنْ تَبَبٍ

اس نے مخلوق کو ہر قسم کے جھوٹ اور گناہ ❊ اور فسق اور شرک اور ہلاکت سے نجات دی

فَنُوِّرَتْ مِلَّۃٌ کَانَتْ کَمَعْدُوْمٍ ❊ ضُعْفًا وَّرُجِمَتْ ذَرَارِی الْجَانِّ بِالشُّہُبِ

پس وہ دین جو ضعف سے نابود ہونے کو تھا روشن کیا گیا اور ❊ شیطان کی ذرّیت پر شہابوں سے سنگباری کی گئی

وَزُحْزِحَتْ دُخَنًا غَشّٰی عَلٰی مِلَلٍ ❊ وَسَاقَطَتْ لُؤْلُؤًا رَّطْبًا عَلٰی حَطَبٍ

پس جو تاریکیاں تمام مذاہب پر چھائی ہوئی تھیں اس نے دُور کر دیں ❊ اور سوکھی لکڑیوں پر موتیوں جیسے تر و تازہ پھل لگائے

وَنُضِّرَتْ شَجَرُ ذِکْرِ اللّٰہِ فِیْ زَمَنٍ ❊ مَحْلٍ یُّمِیْتُ قُلُوْبَ النَّاسِ مِنْ لَّعَبٍ

اور خدا کے ذکر کے درختوں کو شاداب کر دیا ❊ ایسے خشک سالی کے سمے میں جو کھیل کے ساتھ دلوں کو مردہ بناتا تھا

فَلَاحَ نُوْرٌ عَلٰی اَرْضٍ مُّکَدَّرَۃٍ ❊ حَقًّا وَّمُزِّقَتِ الْاَشْرَارُ بِالْقُضُبِ

پس دلوں کی مردہ زمینوں پر نورِ حق پڑا ❊ اور شریر لوگ نیزوں سے پارہ پارہ کئے گئے

وَمَا بَقِیَ اَثَرٌ مِّنْ ظُلْمٍ وَّبِدْعَاتٍ

عرب و عجم کے برتر رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم کے نورِ قلب

بِنُوْرِ مُہْجَۃِ خَیْرِ الْعُجْمِ وَالْعَرَبِ

سے ظلم و بدعت کا نشان کبھی نہ رہا

(سر الخلافہ۔ ورق آخر)

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مؤرخہ ۵ جولائی ۱۹۶۷ء

خاتم النبیین کا حقیقی مفہوم — زندہ اور کامل نبی

ختم نبوت اُمتِ محمدیہ کا ایک مسلّم مسئلہ ہے۔ تمام اُمت شروع سے مانتی چلی آئی ہے کہ حضرت نبی کریم محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم سلسلۂ نبوت کی آخری کڑی ہیں اور آپؐ کے بعد کوئی اور نبی نہیں آسکتا۔ قرآن کریم کی آیہ کریمہ ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولٰکن رسول اللہ وخاتم النبیین۔ اس پر نص صریح ہے۔ خود حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بے شمار ارشادات احادیث میں موجود ہیں جن میں آپؐ نے اپنے آپ کو خاتم النبیین کہا ہے اور اس کے معنے لانبی بعدی فرمائے ہیں۔ لیکن ان کھلی صراحتوں کے باوجود متکلمین ومفسرین کو اس مسئلہ کے متعلق بعض ایسے اشکال بھی پیش آئے جن کو حل کئے بغیر اس کی صحیح حقیقت واضح نہیں ہوتی۔

سب سے پہلا سوال یہ ہے کہ نبوت کو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم کر دینے کا مقصد کیا ہے؟ اگر نبوت ایک نعمت ہے جو پہلی اُمتوں کے راستبازوں کو ملتی رہی تو کیا وجہ ہے کہ اُمتِ مرحومہ کو اس عظیم الشان نعمت سے محروم کر دیا گیا؟ یہ سوال آج بہت لوگوں کی ٹھوکر کا موجب ہوا ہے اور اس کا صحیح جواب نہ ملنے یا نبوت کی حقیقت کو نہ سمجھنے کی وجہ سے خاتم النبیین کے معنے کچھ کے کچھ بنا دیئے گئے حالانکہ اگر غور کر کے دیکھا جائے تو ختم نبوت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری نبی ہونا ہی اُمت کے لئے موجب شرف اور باعث کامرانی ہے اور اسی سے آنحضرت صلعم کا زندہ اور کامل نبی ہونا ثابت ہوتا ہے۔ نبوت ایک ایسی نعمت ہے جس کی ضرورت اسی وقت تک تھی جب تک اللہ تعالےٰ کی طرف سے کسی نئی ہدایت کی ضرورت نسلِ انسانی کو پیش آسکتی تھی۔ پہلی اُمتوں میں نبی پے درپے اسی لئے آتے رہے کہ حالات زمانہ کی تبدیلی اور نسلِ انسانی کی آئے دن کی نئی نئی ضروریات کے پیش نظر اللہ تعالےٰ کی طرف سے نئے نئے احکامات کی ضرورت پیش آتی رہتی تھی۔ لیکن حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالےٰ نے ایک ایسا کامل صحیفہ عطا فرما دیا جو ہر قسم کی ہدایات پر مشتمل اور ہر پیش آنے والی ضرورت کو پورا کرتا ہے اور یہی پاک صحیفہ اب قیامت تک تمام نسلِ انسانی کی ہدایت کا موجب ہوگا۔

پہلے انبیاء کی ہدایت مختص القوم اور مختص الزمان تھی اسی لئے جب ایک نبی کا زمانہ ختم ہو جاتا تو اللہ تعالےٰ کسی دوسرے نبی کو نئے احکام دے کر بھیج دیتا۔ لیکن قرآن جیسی کامل ومکمل کتاب آجانے کے بعد حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ نبوت قیامت تک ختم نہیں ہو سکتا۔ اور آپؐ کا فیض روحانی ابدالآباد تک جاری رہے گا۔ اسی لئے آپ کو خاتم النبیین کہا گیا۔ نہ آپ کے بعد کوئی اور نبی آئے گا۔ اور نہ آپ کا زمانۂ نبوت ختم ہوگا۔ اگر کوئی اور نبی آپ کے بعد آجائے تو نہ قرآن خاتم الکتب رہے گی اور نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فیض رُوحانی جاری رہے گا۔ بلکہ اس نبی کا دَور دَورہ ہوگا جو آپ کے بعد آئے۔ اسی لئے فرمایا الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی آج کے دن ہم نے تمہارا دین تمہارے لئے کامل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر پوری کر دی۔ اب اتمام نعمت کے بعد یہ کہنا کہ اس کو پھر جاری کیا جائے پرلے درجے کی کم عقلی اور کج فہمی ہے۔

لیکن یہیں تک نہیں ختم نبوت کے مفہوم میں ایک اور بات بھی شامل ہے جس کو حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود علیہ الف الف رحمت وبرکات نے کھول کر بیان کیا ہے وہ یہ ہے کہ اگرچہ قرآن کریم کے بعد کوئی اور ہدایت نامہ اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی دوسرا نبی نہیں آسکتا تاہم اس کے یہ معنی نہیں کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے نیک اور راستباز بندوں کے ساتھ کلام کرنا بھی بند کر دیا اور اس کے سلسلۂ تکلم پر بھی اب ہمیشہ کے لئے مُہر لگ گئی ہے ایسا خیال حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کو ناقص ٹھہرانے کا موجب ہے۔ جس طرح یہ صحیح نہیں کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا اور نہ ہی قرآن کے بعد کوئی نئی شریعت یا ہدایت نامہ آسکتا ہے اسی طرح یہ بھی صحیح نہیں کہ شریعت کو ختم کر دینے کے بعد اللہ تعالےٰ نے نیکوں اور راستبازوں سے کلام کرنا بھی بند کر دیا۔ یہ ختم نبوت کے صریحاً خلاف ہے۔ اگر ختم نبوت کا مفہوم یہ ہے کہ اب حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فیض رُوحانی ہی قیامت تک جاری رہے گا تو ضروری ہے کہ اس فیض سے حصہ پانے والے اللہ تعالےٰ سے مکالمہ ومخاطبہ کا شرف حاصل کریں جیسا کہ پہلی اُمتوں کے نیک لوگ اور اولیاء اللہ نبی نہ ہونے کے باوجود مکالمہ الٰہیہ سے مشرف ہوتے رہے یہاں تک کہ حضرت موسےٰ علیہ السلام کی والدہ محترمہ اور حضرت مریم علیہا السلام کو بھی شرفِ مکالمہ الٰہیہ حاصل ہوا جس کا ذکر قرآن کریم میں صراحت کے ساتھ موجود ہے۔

خود حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صراحت کے ساتھ بتایا ہے کہ اس اُمت میں مکالماتِ الٰہیہ کا سلسلہ ہمیشہ کے لئے جاری رہے گا جیسے پہلی اُمتوں کے غیر انبیاء کے ساتھ جاری رہا فرمایا لقد کان فی امم من قبلکم رجال یکلمون من غیر ان یکونوا انبیاء فان یکن فی اُمتی احد فعمر۔ تم سے پہلی اُمتوں میں ایسے لوگ ہوتے رہے ہیں جن کو باوجود اس کے کہ وہ نبی نہ تھے اللہ تعالےٰ سے شرفِ مکالمہ حاصل ہوا۔ اگر میری اُمت میں بھی کوئی ہے تو وہ عمرؓ ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ صرف ایک حضرت عمرؓ شرفِ مکالمہ الٰہیہ سے مشرف ہوئے بلکہ حضرت عمرؓ کا نام بطور مثال لیا ہے۔ جیسے دوسری ایک حدیث میں رجال یکلمون کے بجائے محدثون کا لفظ استعمال کیا اور بتایا ہے کہ پہلی اُمتوں میں محدث ہوتے رہے ہیں اور اس اُمت میں بھی اگر کوئی محدث ہے تو وہ عمرؓ ہے اور یہ حقیقت ہے کہ اُمتِ مرحومہ میں حضرت عمرؓ کے علاوہ سینکڑوں اور ہزاروں ایسے بندگانِ خدا پیدا ہوئے جن پر اللہ تعالےٰ کا الہام وکلام نازل ہوا اور وہ محدث کہلائے حضرت محی الدین ابن عربی حضرت سید عبدالقادر جیلانی، حضرت امام غزالی، حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی، حضرت مجدد الف ثانی سرہندی اس کی درخشاں مثالیں ہیں جن کے کئی الہامات اب تک ان کے ملفوظات میں محفوظ ہیں۔

اسی حقیقت کا ذکر حضرت مجدد الف ثانی نے ان الفاظ میں کیا ہے:-

"اللہ تعالےٰ سبحانہٗ کا کلام بشر کے ساتھ کبھی ایسا ہوتا ہے جیسا اس کے سامنے اور یہ بعض مکمل لوگوں کے لئے ہے جو متابعت اور وراثت سے ایسا کلام حاصل کرتے ہیں اور جب یہ قسم کلام ان میں سے کسی ایک کے ساتھ بکثرت ہو تو اس کا نام محدث رکھا جاتا ہے جیسے امیرالمومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا رکھا گیا۔"

ایسا ہی فتح الباری شرح صحیح بخاری میں امام قرطبی کا یہ قول نقل کیا گیا ہے کہ وقال القرطبی المسلم الصادق الصالح ھو الذی یناسب حالہ حال الانبیاء فاکرم بنوع مما اکرم بہ الانبیاء وھو الاطلاع علی الغیب۔ یعنی قرطبی کہتا ہے کہ راستباز اور صالح مسلم وہ ہوتا ہے جس کا حال انبیاء کے حال سے مناسبت رکھتا ہے۔ پس اس کا اسی نوع سے اکرام کیا جاتا ہے جس سے انبیاء کا اکرام ہوتا ہے اور وہ اطلاع علی الغیب ہے۔

اس سے ظاہر ہے کہ نبوت اور شریعت ختم ہو جانے کے باوجود سلسلہ مکالماتِ الٰہیہ اس اُمت میں جاری ہے اور وہ محض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیضِ روحانی کا نتیجہ ہے جو نبوت کے ختم ہو جانے کی وجہ سے قیامت تک جاری رہے گا۔ ختم نبوت کا مفہوم اگر اسی حد تک ہو کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور آپ کے فیض رُوحانی کا اجرا اور اس سے مستفیض ہونے والے کاملین اُمت کے ساتھ مکالمہ الٰہیہ کا جاری ہونا اگر اس میں شامل نہ ہو تو اس سے بہت بڑا نقص لازم آتا ہے جو نہ صرف ختم نبوت کے منشائے حقیقی کو باطل کرتا ہے بلکہ اللہ تعالےٰ کی صفت تکلم کے بند ہو جانے کی وجہ سے ہستی باری تعالےٰ پر شکوک وشبہات پیدا کرنے اور اولیائے اُمت کے الہامات کو باطل ٹھہرانے کا موجب ہے۔ حضرت مرزا صاحب نے ختم نبوت کے اسی مفہوم پر زور دیا جس میں دونوں باتیں شامل ہیں یعنی (۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا اور اس لئے (۲) آپ کا فیضِ روحانی قیامت تک جاری رہے گا۔ جس سے مستفیض ہو کر آپ کے کامل متبعین باوجود غیر نبی ہونے کے اللہ تعالےٰ سے ہمکلام ہوتے رہے اور ہوتے رہیں گے۔

اسی قسم کی ہمکلامی کا شرف خود حضرت مرزا صاحب کو بھی حاصل تھا جس کو کم فہم لوگوں نے نبوت قرار دے دیا۔ آپ نے خود فرمایا کہ:-

"وخدا را مکالمات ومخاطبات است با اولیائے خود درین اُمت وایشاں را رنگ انبیاء دادہ میشود وایشاں درحقیقت انبیاء نیستند زیرا کہ قرآن حاجت شریعت را بکمال رسانیدہ"

(مواہب الرحمان صفحہ ۶۶)

یعنی اس اُمت میں اللہ تعالےٰ کے اپنے اولیاء کے ساتھ مکالمات و مخاطبات ہوتے ہیں اور انہیں رنگِ انبیاء دیا جاتا ہے اور وہ حقیقت نبی نہیں ہوتے کیونکہ قرآن نے حاجت شریعت کو کمال تک پہنچا دیا ہے

خود اپنے متعلق آپ نے فرمایا:-

" وما قلت للناس الا ما کتبت فی کتبی انی محدث ویکلمنی اللہ کما یکلمہ المحدثین میں نے لوگوں سے سوائے اس کے جو میں نے اپنی کتابوں میں لکھا ہے اور کچھ نہیں کہا اور وہ یہ ہے کہ میں محدث ہوں مجھ سے خدا اسی طرح کلام کرتا ہے جیسے محدثین سے کرتا ہے۔"

(حمامۃ البشریٰ ص ۷۹)

اس سے ظاہر ہے کہ ختم نبوت کا مفہوم جو حضرت مرزا صاحب نے بیان کیا ہے اس میں نہ صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری نبی ہونا پایا جاتا ہے۔ اور اس کی رُو سے نہ صرف نبوت کے تمام دروازے بکلی مسدود ہو جاتے ہیں بلکہ آنحضرت صلعم کی شان اور عظمت اس حد تک بڑھ جاتی ہے کہ تا قیامت آپ کا فیض جاری رہے گا اور آپ کے اتباع سے ہی اللہ تعالےٰ کا قرب اور مکالمہ مخاطبہ کا شرف حاصل ہوتا ہے اور ہو گا۔ پھر کیا وہ لوگ جو آنحضرت صلعم کے بعد سلسلۂ الہام کے قائل نہیں محافظِ ختم نبوت کہلانے کے حقدار ہو سکتے ہیں؟

ایک اور مشکل جو ختم نبوت کی راہ میں حائل ہے وہ نزولِ عیسیٰ کی پیشگوئی ہے اُمت کے بڑے بڑے لوگوں کو جن میں محدثین اور مفسرین شامل ہیں اس پیشگوئی کو ختم نبوت کے ساتھ تطبیق دینے میں بڑی مشکلات پیش آئی ہیں۔ اگر فی الواقعہ حضرت عیسےٰ ابن مریم دوبارہ دنیا میں آکر عیسائیوں اور امتِ محمدیہ کی اصلاح کا کام کریں گے تو ختم نبوت کا کچھ باقی نہیں رہتا۔ رسول کریم صلعم کے بعد بھی جب ایک نبی دنیا میں آ گیا جو آپ کا متبع کبھی نہیں اور آپ کے فیض روحانی سے بھی اس نے کوئی حصہ نہیں پایا تو ختم نبوت کا کیا باقی رہ گیا۔ اس مشکل کو حل کرنے کے لئے کئی کئی جتن کئے گئے کسی نے کہا کہ حضرت عیسےٰ جب دوبارہ آئیں گے تو نبوت سے معزول ہو کر آئیں گے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُمتی ہوں گے۔ حالانکہ ایک نبی کا نبوت سے معزول ہونا اور دوسرے نبی کا اُمتی بن جانا اس کی صریح ہتک اور توہین اور قرآن کریم کی اس آیت کے صریح خلاف ہے کہ ما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ۔ نبی مطاع بننے کے لئے بھیجا جاتا ہے نہ کہ مطیع ہونے کے لئے اور پھر حضرت عیسےٰ کا محض اُمتی ہونا کیا فائدہ دے سکتا ہے جب تک وہ آنحضرت صلعم کی کامل اتباع کر کے آپ کے فیض روحانی سے مستفیض نہ ہوں اور اگر یہی رستہ انہوں نے اختیار کرنا ہے تو اس اُمت نے کیا تصور کیا ہے کہ اس کا کوئی کامل متبع اس کام کو نہ کر سکتا ہو جو حضرت عیسےٰ نے کرنا ہے۔ انہی مشکلات کے پیش نظر امام جلال الدین سیوطی جیسے لوگوں نے یہ بھی کہہ دیا کہ جو شخص یہ مانتا ہے کہ "حضرت عیسیٰ سے ان کی نبوت چھن جائے گی وہ کفر کا مرتکب ہوتا ہے۔

ان مشکلات کا حل حضرت مرزا صاحب نے جس طرح کیا ہے اس سے ختم نبوت کی شان دوبالا ہو جاتی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ نزولِ عیسیٰ کی پیشگوئی کے وہی معنے ہیں جو ایلیا (الیاس) کے دوبارہ آنے کے متعلق ملاکی نبی کی پیشگوئی کے معنی حضرت عیسےٰ نے کئے۔ ان سے جب کہا گیا کہ پیشگوئی کی رُو سے مسیح کی آمد سے پہلے ایلیا کا دوبارہ آنا ضروری تھا وہ تو آیا نہیں پھر آپ مسیح کیسے بن گئے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ مجھ سے پہلے یوحنا (یحییٰ علیہ السلام) آ چکے ہیں جو ایلیا کی خو بو میں آئے ہیں اور اس طرح ایلیا کی دوبارہ آنے کی پیشگوئی ان کے وجود سے پوری ہو چکی ہے۔ اسی طرح حضرت عیسےٰ کے دوبارہ آنے کے بھی یہی معنے ہیں کہ اُمتِ محمدیہ کا کوئی شخص حضرت عیسےٰ کی خو بو میں اور آپ کے رنگ میں رنگین ہو کر آئے اور وہ مجددیت کے منصب پر قائم ہو کر عیسائیت اور کل دنیا کی اصلاح کا کام کرے حضرت مرزا صاحب نے اس بات پر زور دیا اور بار بار اس بات کو دہرایا کہ خاتم النبیین کے معنی آنحضرت صلعم نے لا نبی بعدی کئے ہیں اس لئے آپ کے بعد جس طرح کوئی نیا نبی نہیں آ سکتا اسی طرح پرانا نبی بھی کوئی نہیں آ سکتا۔ ملاحظہ ہوں الفاظ ذیل:-

" اور آنحضرت صلعم کے خاتم النبیین ہونے کا قائل اور یقین کامل سے جانتا ہوں اور اس بات پر محکم ایمان رکھتا ہوں کہ ہمارے نبی صلعم خاتم الانبیاء ہیں اور آنجناب کے بعد اس اُمت میں کوئی نبی نہیں آئے گا نیا ہو یا پُرانا۔"

(نشان آسمانی ص ۲۸)

یہ ہے ختم نبوت کا حقیقی مفہوم۔ کیا وہ لوگ جو آج محافظِ ختم نبوت بنے پھرتے ہیں اور حضرت مرزا صاحب پر طعن کرتے ہیں کہ انہوں نے ختم نبوت کو باطل کیا۔ ان الفاظ پر غور کریں گے اور اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھیں گے کہ حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت عیسیٰ کی دوبارہ آمد کے قائل ہو کر کیا وہ یہ دعویٰ کر سکتے ہیں کہ ختم نبوت کو وہ اس کے صحیح اور اصلی معنوں میں مانتے ہیں؟

ایسا ہی جو لوگ حضرت مرزا صاحب کو نبی قرار دیتے ہیں انہیں غور کرنا چاہیئے کہ اس عقیدہ سے ختم نبوت کہاں باقی رہتی ہے۔ اور خود حضرت مرزا صاحب کے مندرجہ بالا الفاظ کے یہ کہاں تک مطابق ہے

حقیقت یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زندہ اور کامل نبی ہونا اسی بات کو چاہتا ہے کہ

(۱) آپ کو حقیقی معنوں میں خاتم النبیین تسلیم کیا جائے اور آپ کے بعد کسی نئے یا پُرانے نبی کے آنے کا عقیدہ باطل قرار دیا جائے۔

(۲) اس بات کو تسلیم کیا جائے کہ آپ کا فیضِ رُوحانی قیامت تک جاری رہے گا اور اس سے مستفیض ہونے والے کامل متبعین مکالمات و مخاطباتِ الٰہیہ سے مشرف ہوتے رہے اور ہوتے رہیں گے۔ یہی ختم نبوت کا حقیقی مفہوم ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو زندہ اور کامل نبی ثابت کرتا ہے۔

ایبٹ آباد کی مسجد

کا کام بہت حد تک مکمل ہو چکا ہے، کچھ تھوڑا سا باقی ہے۔ معطی صاحبان کے اسمائے گرامی اور رقوم چندہ آئندہ اشاعت میں درج ہوں گی مزید عطیہ جات ڈاکٹر سعید احمد صاحب دار السعید ایبٹ آباد کے نام ارسال ہوں۔

اخبارِ احمدیہ

کراچی میں درسِ قرآن مجید

کراچی سے محمد بیدار صاحب لکھتے ہیں:-

جماعت کراچی نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ ہفتہ وار قرآن مجید کے درس کے علاوہ ہر مہینہ کے پہلے اتوار کو ۶ بجے شام باری باری احباب کے گھروں میں درسِ قرآن مجید ہو۔ چنانچہ پچھلے اتوار کو سب سے پہلے ہدایت اللہ صدیقی صاحب کے گھر میں درس ہوا۔ جناب مرزا ولی احمد بیگ صاحب نے درس دیا۔ جناب صدیقی صاحب نے نہایت پُر تکلف ٹی پارٹی دی۔ جس پر تمام احباب نے کہا کہ تکلف نہیں ہونا چاہیئے۔ اور فیصلہ ہوا کہ آئندہ تمام احباب سادگی اختیار کریں۔ اور اب ۲ر جولائی کو محترم بزرگ جناب میاں غلام عباس صاحب کے ہاں درس ہو گا۔ ان کا پتہ یہ ہے ۱-۹ ۱۳۹ دہلی ہاؤسنگ سوسائٹی۔ اس کے علاوہ میاں رحیم بخش صاحب ہر ہفتہ ½ ۶ بجے شام کو احمدیہ مسجد میں درس قرآن کریم دیتے ہیں۔

کراچی جماعت کے قارئین پیغام صلح نوٹ فرمائیں اور ہر ہفتہ کو درس میں شامل ہو کر معلوماتِ دینیہ میں اضافہ فرماویں ہماری دلی دعا ہے۔ کہ اس سلسلہ کو اللہ تعالیٰ کامیاب بنائے۔ آمین۔

انتقالِ پُر ملال

——— پشاور سے صوبیدار میجر عبدالحکیم صاحب لکھتے ہیں:-

اس سے قبل جناب قبلہ والد صاحب جرہ باز خان کی وفات حسرت آیات کے بارے میں عرض کر چکا ہوں۔ ابھی غم کے بادل ہمارے دلوں پر اُسی طرح منڈلا رہے تھے کہ ۲۱ جون کو برادرم محمد اکرم خان موضع گلہ دلہ اس دار فانی سے رحلت فرما گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم اپنے پیچھے ۵ لڑکے نذیر احمد۔ بشیر احمد جماعت دہم۔ شفیق احمد جماعت ہفتم۔ نصیر احمد جماعت چہارم۔ نثار احمد جماعت دوئم۔ چار لڑکیاں۔ دو شادی شدہ۔ ایک کی عمر تقریباً ۱۵ سال سب سے چھوٹی ½ ۱ سال چھوڑ گئے ہیں۔ نماز جنازہ میں پشاور شہر اور مضافات کے احمدی اور غیر احمدی احباب نے شرکت کی۔ بیرونی جماعتوں سے غائبانہ نمازِ جنازہ کی درخواست ہے۔

جناب حضرت امیر قوم ایدہ اللہ تعالےٰ اور بزرگان سلسلہ کی خدمت میں درخواست ہے کہ ہمیں اپنی نیم شبی دعاؤں میں یاد فرماویں کیونکہ جو غم ہم پر پڑا ہے یہ بہت بڑا امتحان ہے۔ اس امتحان سے گذرنے کے لئے یقیناً بزرگوں کی دعائیں ہی کارگر ہو سکتی ہیں۔

غمزدہ صوبیدار میجر عبدالحکیم۔ لیڈی ریڈنگ ہسپتال۔ پشاور

شادی اور عطیہ

——— چوہدری غفور احمد صاحب بدوملہی لکھتے ہیں:- عزیزی چوہدری حامد باری ولد چوہدری محمد طیب صاحب ملہی کوٹ پیارا محمد بدوملہی کی شادی خانہ آبادی کی تقریب مؤرخہ ۱۱ر جون ۱۹۶۷ء کو کشور باری دختر چوہدری محمد یعقوب صاحب محلہ امام صاحب سیالکوٹ کے ساتھ عمل میں آئی۔ حق مہر -/۵۰۰ حق روپے مقرر ہوا۔ اس خوشی میں دولہا کے والد صاحب نے مبلغ -/25 روپے بطور عطیہ اشاعت اسلام انجمن کے خزانہ میں جمع کرایا۔ دعا ہے اللہ تعالےٰ اس شادی کو جانبین کے لئے مبارک کرے آمین۔ (باقی ص۱۲ کالم ۳)

عرب بھائیوں کی امداد کے لئے چندہ کی اپیل

حضرت امیر ایدہ اللہ کا ارشاد

جمعہ مورخہ ۲۳ جون کو حضرت امیر ایدہ اللہ بسبب ناسازئ طبع ... خطبہ و نماز جمعہ نہ پڑھا سکے، اور مولانا شیخ عبدالرحمٰن مصری صاحب نے آپ کے ارشاد پر نماز پڑھائی۔ مصری صاحب کا خطبہ جمعہ اسی اشاعت میں دوسری جگہ درج ہے۔ خطبہ کے بعد حضرت امیر ایدہ اللہ نے مشرق وسطیٰ کے موجودہ حالات کا ذکر کرتے ہوئے عرب بھائیوں کے پیش آمدہ مصائب میں ان کی مالی امداد کی تحریک کی، اور جماعت کے ہر فرد کو کم از کم ایک روپیہ اور بچوں کو چار چار آنے دینے کے لئے ارشاد فرمایا۔ اس کے علاوہ انجمن کے تینوں سکولوں اور کالج کے اساتذہ کو بھی ایک ایک روپیہ دینے اور طلباء سے بھی چندہ لینے کی ترغیب دلائی۔ آپ کا مفصل ارشاد درج ذیل ہے:

"ہمارے عرب بھائیوں پر سخت مصیبت آئی ہوئی ہے۔ اسرائیل نے لاکھوں عربوں کو ان کے وطن سے نکال دیا ہے۔ ان کے لئے دُعا بھی کریں اور اس کے ساتھ ساتھ ان کے لئے عملی ہمدردی کا اظہار بھی کریں ان پر انسانیت سوز مظالم ڈھائے جا رہے ہیں ان کے پاس نہ گھر بار رہا اور نہ ضروریات کی چیزیں رہیں۔ اکیلے اُردن کے پندرہ ہزار آدمی مارے گئے۔ شام اور مصر کی بھی یہی حالت ہے۔ بڑا جانی اور مالی نقصان ہوا ہے ان سب کے لئے دُعا کریں کہ خدا تعالیٰ ان مصائب کو دُور فرمائے اور ان کا حامی و ناصر ہو۔ دوسرا رنگ ہمدردی کا مؤثر عملی اظہار ہے ضروری ہے کہ ہم سب مل کر تھوڑی تھوڑی رقم پریشان حال عرب بھائیوں کی مدد کے لئے بھجوائیں۔ جماعت کا ایک ایک فرد مرد و زن اس امدادی تحریک میں حصہ لے۔ پشاور سے کراچی تک سب احباب اس میں شریک ہوں اور کم از کم ایک ایک روپیہ اس فنڈ میں ضرور دیں، اور ہمارے تینوں سکولوں اور کالج کے اساتذہ بھی اس میں شریک ہوں اور طلباء سے بھی چندہ لے کر اس فنڈ میں دیا جائے۔ اسی طرح اراضیات ادکاڑہ و اراضیات سندھ کا سٹاف اور مزارعین ایک ایک روپیہ اس فنڈ میں دیں۔ کارخانہ دار صاحبان ایثار سے کام لے کر اس فنڈ میں بھاری رقوم بھجوائیں اور اگر انہوں نے براہ راست حکومت کو کوئی رقوم بھیجی ہوں تو مرکز کو اس سے مطلع کریں۔ جماعتوں کے سیکرٹری صاحبان منظم طریق سے اس تحریک کو آگے چلا کر اور احباب سلسلہ سے رقوم جمع کر کے مرکز کو بھجوائیں تا کہ اجتماعی طور پر یہ امداد عرب بھائیوں کو بھجوا دی جائے۔ یہ ضروری امر سامنے رہے کہ ہر مرد اور عورت سے ایک ایک روپیہ طلب کرنا ہے۔ اور ہر بچے سے ۴ر وصول کرنا ہے۔ عرب بھائیوں کے سامنے ہزاروں قسم کی مجبوریاں ہیں۔ ان کے سامنے مصیبتیں ہی مصیبتیں ہیں۔ ان کے لئے دُعا کریں۔ اس امدادی فنڈ میں میری طرف سے ایک سو روپیہ لکھ لیا جائے۔"

نوٹ:- حضرت امیر ایدہ اللہ کی اس اپیل پر حاضرین میں سے کئی احباب نے نقد رقوم اور وعدوں کے ذریعہ اس فنڈ میں حصہ لیا جن کی فہرست درج ذیل ہے اور عرب بھائیوں کے لئے دُعا بھی کی گئی۔

عرب مہاجرین کے امدادی فنڈ میں حصہ لینے والے اصحاب

نقد رقوم:-

نام	رقم
ملک غلام بخش صاحب	20.00
خلیل احمد خاں صاحب گجرات	10.00
محمد اجمل صاحب	2.00
خلیفہ عبدالرشید صاحب	10.00
سلطان محمد صاحب	10.00
غلام نبی صاحب مسلم صاحب	5.00
محمد سلیمان صاحب	2.00
میاں عبدالغنی بٹ صاحب	5.00
ڈاکٹر اللہ بخش صاحب	10.50
مرزا محمد حسین صاحب	10.00
ملک مومن صاحب	5.00
عبدالعزیز صاحب	5.00
ڈاکٹر نذیر الاسلام صاحب	10.00
فضل دین صاحب	1.00
ملک محمد امین صاحب	2.00
لالہ عبدالکریم صاحب	1.00
مخدوم محمد اشرف صاحب	5.00
محمد مسعود صدیقی صاحب	10.00
محمد حسین صاحب ملتان	10.00
خالد عمر صاحب	5.00
غلام محمد گوپال صاحب	3.00
صوفی نذر محمد صاحب	5.00
غلام حسین بھٹی صاحب	5.00

(باقی بر صفحہ ۱۲ کالم ۳)

وہ پیشوا ہمارا ﷺ

حضرت مسیح موعودؑ کا اُردو نعتیہ کلام

سب پاک ہیں پیمبر اک دوسرے سے بہتر ﷺ لیک از خدائے برتر خیر الوریٰ یہی ہے

پہلوں سے خوب تر ہے خوبی میں اک قمر ہے ﷺ اس پر ہر اک نظر ہے بدر الدجیٰ یہی ہے

پہلے تو رہ میں ہارے پار اس نے ہیں اُتارے ﷺ میں جاؤں اسکے وارے بس ناخدا یہی ہے

پردے جو تھے ہٹائے دلبر کے راہ دکھائے ﷺ دل یار سے ملائے وہ آشنا یہی ہے

وہ یارِ لامکانی وہ دلبرِ نہانی ﷺ دیکھا ہے ہم نے اس سے بس رہنما یہی ہے

وہ آج شاہِ دیں ہے وہ تاجِ مرسلیں ہے ﷺ وہ طیب و امیں ہے اسکی ثنا یہی ہے

حق سے جو حکم آئے اس نے وہ کر دکھائے ﷺ جو راز تھے بتائے نعم العطا یہی ہے

آنکھ اسکی دُور بیں ہے دِل یار سے قریں ہے ﷺ ہاتھوں میں شمعِ دیں ہے عین الضیا یہی ہے

جو رازِ دیں تھے بھارے اس نے بتائے سارے ﷺ دولت کا دینے والا فرمانروا یہی ہے

اس نور پر فدا ہوں اُس کا ہی میں ہوا ہوں ﷺ وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے

وہ دلبرِ یگانہ علموں کا ہے خزانہ ﷺ باقی ہے سب فسانہ سچ بے خطا یہی ہے

سب ہم نے اس سے پایا شاہد ہے تو خدایا ﷺ وہ جس نے حق دکھایا وہ مہ لقا یہی ہے

ہم تھے دلوں کے اندھے سو سو دلوں پہ پھندے

پھر کھولے جس نے جندے وہ مجتبیٰ یہی ہے

آنحضرتؐ کا مرتبہ اور مقامِ قربِ الٰہی

نبیوں نے آپ کا آنا خدا تعالیٰ کا آنا ٹھہرایا ہے

(از حضرت مسیح موعودؑ)

جناب سیدنا و مولانا سید الکل و افضل الرسل حضرت خاتم النبیین محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے .... ایک اعلےٰ مقام اور برتر مرتبہ ہے۔ جو اُسی ذات کامل الصفات پر ختم ہو گیا ہے جس کی کیفیت کو پہنچنا بھی کسی دوسرے کا کام نہیں۔ چہ جائیکہ وہ کسی اور کو حاصل ہو سکے ؎

شانِ احمدؐ را کہ داند جز خداوندِ کریم
آنچناں از خود جُدا شد کز میاں اُفتاد میم
زاں نمط شد محوِ دلبر کز کمالِ اتحاد
پیکرِ او شد سراسر صورتِ ربِّ رحیم
بوئے محبوبِ حقیقی میدمد زاں روئے پاک
ذاتِ حقانی صفاتش مظہرِ ذاتِ قدیم
گرچہ منسوبم کند کس سوئے الحاد و ضلال
چوں دلِ احمدؐ نمے بینم دگر عرشے عظیم
منتِ ایزد راکہ من بر رغمِ اہلِ روزگار
صد بلا را میخرم از ذوقِ آں عین النعیم
از عنایاتِ خدا و از فضلِ آں دادارِ پاک
دشمنِ فرعونیانم بہرِ عشقِ آں کلیم
آں مقام و رتبتِ خاصش کہ بر من شد عیاں
گفتنے گردیدمے طبعے دریں راہے سلیم
در رہِ عشقِ محمدؐ ایں سر و جانم رود
ایں تمنا ایں دعا ایں در دلم عزمِ صمیم

اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے درجہ عالیہ کے لئے اس قدر لکھنا ضروری ہے کہ مراتب قرب و محبت باعتبار اپنے روحانی درجات کے تین قسم پر منقسم ہیں۔

سب سے ادنیٰ درجہ جو درحقیقت وہ بھی بڑا ہے یہ ہے کہ آتشِ محبت الٰہی لوحِ قلب انسان کو گرم تو کرے۔ اور ممکن ہے کہ ایسا گرم کرے کہ بعض آگ کے کام اس سے ظہور میں آسکیں۔ لیکن یکسر باقی رہ جائے کہ اس متاثر میں آگ کی چمک پیدا نہ ہو۔ اس درجہ کی محبت پر جب خدا تعالیٰ کی محبت کا شعلہ واقع ہو تو اس شعلہ سے جس قدر روح میں گرمی پیدا ہوتی ہے۔ اس کو سکینت و اطمینان اور کبھی فرشتہ و ملک کے لفظ سے بھی تعبیر کرتے ہیں۔

دوسرا درجہ محبت کا وہ ہے .... جس میں دونوں محبتوں کے ملنے سے آتشِ محبت الٰہی لوحِ قلب انسان کو اس قدر گرم کرتی ہے کہ اس میں آگ کی صورت پر ایک چمک پیدا ہو جاتی ہے۔ لیکن اس چمک میں کسی قسم کا اشتعال یا بھڑک نہیں ہوتی۔ فقط ایک چمک ہوتی ہے جس کو رُوح القدس کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

تیسرا درجہ محبت کا وہ ہے جس میں ایک نہایت افروختہ شعلہ محبتِ الٰہی کا انسانی محبت کے مستعد فتیلہ پر پڑ کر اس کو افروختہ کر دیتا ہے۔ اور اس کے تمام اجزاء اور تمام رگ و ریشہ پر استیلاء پکڑ کر اپنے وجود کا اتم اور اکمل مظہر اس کو بنا دیتا ہے۔ اور اس حالت میں آتشِ محبت الٰہی لوحِ قلب انسان کو نہ صرف ایک چمک بخشتی ہے بلکہ معاً اس چمک کے ساتھ تمام وجود بھڑک اُٹھتا ہے اور اس کی لوئیں اور شعلے اردگرد کو روزِ روشن کی طرح روشن کر دیتے ہیں۔ اور کسی قسم کی تاریکی باقی نہیں رہتی۔ اور پورے طور پر اور تمام صفاتِ کاملہ کے ساتھ وہ سارا وجود آگ ہی آگ ہو جاتا ہے اور یہ کیفیت جو ایک آتش افروختہ کی صورت پر دونوں محبتوں کے جوڑ سے پیدا ہو جاتی ہے۔ اس کو رُوحِ امین کے نام سے بولتے ہیں۔ کیونکہ یہ ہر یک تاریکی سے امن بخشتی ہے۔ اور ہر یک غبار سے خالی ہے اور اس کا نام شدید القویٰ بھی ہے۔ کیونکہ یہ اعلےٰ درجہ کی طاقت وحی ہے جس سے قوی تر وحی متصور نہیں اور اس کا نام ذوالافق الاعلےٰ بھی ہے۔ کیونکہ یہ وحی الٰہی کے انتہائی درجہ کی تجلی ہے۔ اور اس کو رأیٰ مارأیٰ کے نام سے بھی پکارا جاتا ہے۔ کیونکہ اس کیفیت کا اندازہ تمام مخلوقات کے قیاس اور گمان اور وہم سے باہر ہے۔

اور یہ کیفیت صرف دنیا میں ایک ہی انسان کو ملی ہے جو کامل انسان ہے جس پر تمام سلسلہ انسانیہ کا ختم ہو گیا ہے۔ اور دائرہ استعداداتِ بشریہ کا کمال کو پہنچا ہے۔ اور وہ درحقیقت پیدائش الٰہی کے خطِ ممتد کی اعلےٰ طرف کا آخری نقطہ ہے جو ارتفاع کے تمام مراتب کا انتہاء ہے۔ حکمتِ الٰہی کے ہاتھ نے ادنےٰ سے ادنےٰ خلقت سے اور اسفل سے اسفل مخلوق سے سلسلہ پیدائش کا شروع کر کے اس اعلےٰ درجہ کے نقطہ تک پہنچا دیا ہے۔ جس کا نام دوسرے لفظوں میں محمدؐ ہے صلی اللہ علیہ وسلم۔ جس کے معنے یہ ہیں کہ نہایت تعریف کیا گیا۔ یعنی کمالاتِ تامہ کا مظہر۔ سو جیسا کہ فطرت کی رُو سے اس نبی کا اعلےٰ اور ارفع مقام تھا۔ ایسا ہی خارجی طور پر بھی اعلیٰ و ارفع مرتبہ وحی کا اس کو عطا ہوا۔ اور اعلیٰ و ارفع مقام محبت کا ملا۔ یہ وہ مقامِ عالی ہے۔ کہ میں اور مسیح دونوں اس مقام تک نہیں پہنچ سکتے۔ اس کا نام مقامِ جمع اور مقامِ وحدتِ تامہ ہے۔ پہلے نبیوں نے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کی خبر دی ہے۔ اسی پتہ و نشان پر خبر دی ہے۔ اور اسی مقام کی طرف اشارہ کیا ہے۔

اور جیسا مسیح اور اس عاجز کا مقام ایسا ہے کہ اسکو استعارہ کے طور پر ابنیت کے لفظ سے تعبیر کر سکتے ہیں۔ ایسا ہی یہ وہ مقامِ عالی شان مقام ہے کہ گزشتہ نبیوں نے استعارہ کے طور پر صاحب مقامِ ہذا کے ظہور کو خدا تعالیٰ کا ظہور قرار دے دیا ہے۔ اور اس کا آنا خدا تعالیٰ کا آنا ٹھہرایا ہے۔ جیسا کہ حضرت مسیح نے بھی ایک مثال کو پیش کر کے فرمایا ہے کہ انگورستان کا پھل لینے کے لئے اوّل باغ کے مالک نے (جو خدا تعالیٰ ہے) اپنے نوکروں کو بھیجا۔ یعنی ابتداء کے قرب والوں کو جس سے مراد وہ تمام صلحاء ہیں جو حضرت مسیح کے زمانہ میں اور اسی صدی میں مگر کسی قدر ان سے پہلے۔ پھر جب باغبانوں نے باغ کا پھل دینے سے انکار کیا۔ تو باغ کے مالک نے تاکید کے طور پر اپنے بیٹے کو ان کی طرف روانہ کیا تا اس کو بیٹا سمجھ کر باغ کا پھل اس کے حوالہ کریں۔ بیٹے سے مراد اس جگہ مسیح ہے۔ جن کو دوسرا درجہ قرب اور محبت کا حاصل ہے۔ مگر باغبانوں نے اس کے بیٹے کو بھی باغ کا پھل نہ دیا۔ بلکہ اپنے زعم میں اسے قتل کر دیا۔ بعد اس کے حضرت مسیح فرماتے ہیں کہ اب باغ کا مالک خود آئیگا یعنی خدا تعالیٰ خود ظہور فرمائے گا تا باغبانوں کو قتل کر کے باغ کو کو ایسے لوگوں کو دیدے کہ اپنے وقت پر پھل دے دیا کریں اس جگہ خدا تعالیٰ کے آنے سے مراد حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا آنا ہے۔ جو قرب اور محبت کا تیسرا درجہ اپنے لئے حاصل رکھتے ہیں۔*

اور یہ سب روحانی مراتب ہیں کہ جو استعارہ کے طور پر مناسب حال الفاظ میں بیان کئے گئے ہیں۔ یہ نہیں کہ حقیقی ابنیت اس جگہ مراد ہے یا حقیقی الوہیت مراد لی گئی ہے۔

(توضیح مرام صفحہ ۲۳-۲۹)

---

* ہمارے سید و مولا جناب مقدس خاتم الانبیاء کی نسبت صرف حضرت مسیح نے ہی بیان نہیں کیا کہ آنجناب کا دنیا میں تشریف لانا درحقیقت خدا تعالیٰ کا ظہور فرمانا ہے۔ بلکہ اس طرز کا کلام دوسرے نبیوں نے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں اپنی پیشگوئیوں میں بیان کیا ہے اور استعارہ کے طور پر آنجناب کے ظہور کو خدا تعالیٰ کا ظہور قرار دیا ہے۔ بلکہ بوجہ خدائی کے مظہر اتم ہونے کے آنجناب کو خدا کر کے پکارا ہے۔ چنانچہ حضرت داؤدؑ کی زبور میں لکھا ہے تو حسن میں بنی آدم سے کہیں زیادہ ہے۔ تیرے لبوں میں نعمت بٹائی گئی ہے اس لئے خدا نے تجھ کو ابد تک مبارک کیا (یعنی خاتم الانبیاء ٹھہرا) اے پہلوان تو جاہ و جلال سے اپنی تلوار حمائل کر کے اپنی ران پر لٹکا۔ امانت اور حلم اور عدالت پر اپنی بزرگواری اور اقبال مندی سے سوار ہو کر تیرا دہنا ہاتھ تجھے ہیبت ناک کام دکھائے گا۔ بادشاہ کے دشمنوں کے دلوں میں تیرے تیر تیزی کرتے ہیں۔ لوگ تیرے سامنے گر جاتے ہیں! اے خدا تیرا تخت ابدالآباد ہے۔ تیری سلطنت کا عصا راستی کا عصا ہے۔ تو نے صدق سے دوستی اور شر سے دشمنی کی ہے۔ اسی لئے خدا نے جو تیرا خدا ہے خوشی کے روغن سے تیرے مصاحبوں سے زیادہ تجھے معطر کیا ہے۔ دیکھو زبور ۴۵

اب جاننا چاہیئے کہ زبور کا یہ فقرہ کہ اے خدا تیرا تخت ابدالآباد ہے۔ تیری سلطنت کا عصا راستی کا عصا ہے۔ یہ محض بطور استعارہ ہے جس سے غرض یہ ہے کہ جو روحانی طور پر شان محمدی ہے اس کو ظاہر کر دیا جائے۔

پھر یسعیاہ نبی کی کتاب میں بھی ایسا ہی لکھا ہے۔ چنانچہ اس کی عبارت یہ ہے" دیکھو میرا بندہ جسے مَیں سنبھالوں گا میرا برگزیدہ جس سے میرا جی راضی ہے میں نے اپنی روح اس پر رکھی وہ قوموں پر راستی ظاہر کرے گا وہ نہ چلائے گا۔ اور اپنی صدا بلند نہ

(باقی بر صفحہ ۲۰ کالم ۱)

حضرت مسیح موعودؑ کا فارسی نعتیہ کلام

چوں زمن آید ثنائے سرورے عالی تبار ✤ عاجز از مدحش زمین و آسمان و ہر دو دار

مجھ سے اس عالی خاندان سردار کی تعریف کس طرح ہو سکے اس کی تعریف سے تو زمین آسمان بلکہ دونوں جہان عاجز ہیں۔

آں مقامِ قرب کو دارد بدلدارِ قدیم ✤ کس نہ داند شانِ آں از واصلانِ کردگار

اس کے قرب کے مقام کی شان کو جو وہ خدا تعالیٰ کے پاس رکھتا ہے مقربانِ الٰہی اور بڑی شان کے لوگوں میں سے بھی کوئی نہیں جانتا

آں عنایتہا کہ محبوبِ ازل دارد بدو ✤ کس بخوابے ہم ندیدہ مثلِ آں اندر دیار

وہ مہربانیاں جو محبوبِ ازل (خدا تعالیٰ کی) اس پر ہیں۔ دنیا میں اس جیسی مہربانیاں کسی نے خواب میں بھی نہیں دیکھیں۔

سرورِ خاصانِ حق شاہِ گروہِ عاشقاں ✤ آنکہ روحش کرد طے ہر منزلِ وصلِ نگار

وہ خدا تعالیٰ کے خاص بندوں کا سردار ہے اور عاشقانِ الٰہی کے گروہ کا بادشاہ۔ اس کی روح نے محبوب کے وصل کی ہر منزل کو طے کیا۔

آں مبارک پَے کہ آمد ذات با آیاتِ اُو ✤ رحمتے زاں ذاتِ عالم پرور و پروردگار

وہ مبارک قدم جس کی مجموعہ معجزات ہستی ذات رب العالمین و پروردگارِ عالم کی طرف سے رحمت بن کر آئی۔

آنکہ دارد قربِ خاص اندر جنابِ پاکِ حق ✤ آنکہ شانِ او نہ فہمد کس ز خاصانِ کبار

جو خدا تعالیٰ کی جناب میں وہ خاص قرب رکھتا ہے جس کی شان کو خاص اور بڑے لوگوں میں سے بھی کوئی نہیں جانتا۔

احمدِ آخر زماں کو اولیں را جائے فخر ✤ آخریں را مقتدا و ملجا و کہف و حصار

وہ احمد آخر زماں ہے۔ جو پہلوں کیلئے فخر کی جگہ ہے اور پچھلوں کا پیشوا جائے پناہ کہف اور قلعہ۔

ہست درگاہِ بزرگش کشتیٔ عالم پناہ ✤ کس نگردد روزِ محشر جز پناہش رستگار

اس کی عالی شان بارگاہ جہاں کو پناہ دینے والی کشتی ہے قیامت کے دن کوئی بھی اس کی پناہ کے سوا خلاصی نہیں پاسکے گا۔

از ہمہ چیزے فزوں تر در ہمہ نوعِ کمال ✤ آسمانہا پیشِ اوجِ ہمتِ او ذرہ وار

کمال کی ہر ایک قسم میں ہر ایک چیز سے بڑھ کر ہے اس کی ہمت کی بلندی کے سامنے تمام آسمان ایک ذرہ کے برابر ہے۔

مظہرِ نورے کہ پنہاں بود از عہدِ ازل ✤ مطلعِ شمسے کہ بود از ابتدا در استتار

وہ اس نور کا مظہر ہے جو ازل سے پوشیدہ تھا وہ اس سورج کا مطلع ہے جو ابتداء سے چھپا ہوا تھا۔

صدرِ بزمِ آسمان و حجۃ اللہ بر زمیں ✤ ذاتِ خالق را نشانے بس بزرگ و استوار

وہ آسمان والوں کی مجلس کا صدر ہے اور زمین پر خدا کی حجت ہے خدا تعالیٰ کی ہستی کا بہت بڑا اور محکم نشان ہے۔

ہر رگ و تارِ وجودش خانۂ یارِ ازل ✤ ہر دم و ہر ذرہ اش پُر از جمالِ دوستدار

اس کے وجود کا ہر ایک رگ و ریشہ خدا تعالیٰ کا گھر ہے اس کا ہر ایک سانس اور ہر ایک ذرہ محبوب حقیقی کے جمال سے پُر ہے۔

حسنِ روئے اُو بہ از صد آفتاب و ماہتاب ✤ خاکِ کوئے اُو بہ از صد نافۂ مشکِ تتار

اس کے چہرے کا حسن صدہا سورجوں اور چاندوں سے بڑھ کر ہے اس کی گلی کی مٹی تاتار کے مشک کے صدہا نافوں سے بہتر ہے۔

ہست او از عقل و فکر و وہمِ مردم دُور تر ✤ کے مجالِ فکر تا آں بحرِ ناپیدا کنار

وہ لوگوں کی عقل فکر اور وہم سے بالاتر ہے۔ فکر کی کیا مجال ہے کہ اس ناپیدا کنار سمندر تک پہنچ سکے۔

روحِ او در گفتنِ قولِ بلیٰ اوّل کسے ✤ آدمِ توحید و پیش از آدمش پیوندِ یار

بلیٰ کا لفظ کہنے میں اس کی روح سب سے پہلے تھی۔ وہ توحید کا آدم ہے اور آدم (کی پیدائش) سے بھی پہلے اسکا تعلق خدا سے تھا۔

جانِ خود دادن پئے خلقِ خدا در فطرتش ✤ جاں نثارِ خستہ جاناں بیدلاں را غمگسار

خدا کی مخلوق کیلئے اپنی جان دینا اس کی فطرت میں تھا۔ دل شکستوں پر اپنی جان قربان کرنیوالا اور بیدلوں کا غمخوار تھا۔

اندراں وقتے کہ دنیا پُر ز شرک و کفر بود ✤ ہیچ کس را خوں نشد دل جز دلِ آں شہریار

اس وقت کہ جب دنیا شرک اور کفر سے بھری ہوئی تھی اس سرورِ عالم کے دل کے سوا اور کسی کا دل رنج اور غم سے پگھل کر خون نہ ہوا۔

ہیچ کس از خبثِ شرک و رجسِ بُت آگہ نشد ✤ ایں خبر شد جانِ احمدؐ را کہ بود از عشق زار

کوئی شخص بھی شرک کی ناپاکی اور بت پرستی کی پلیدی سے واقف نہ ہوا۔ اس بات کا صرف احمد کو پتہ لگا جو عشق سے نڈھال تھا۔

کس چہ میداند کزاں نالہ ہا باشد خبر ✤ کاں شفیعے کرد از بہرِ جہاں در کنجِ غار

کسی کو اس آہ و زاری کی کیا خبر اور کیا علم ہے جو اس شفیع الوریٰ نے لوگوں کے لئے غارِ حرا کے گوشہ میں کی۔

من نمیدانم چہ دردے بود و اندوہ و غمے ✤ کاندراں غارے در آوردش حزین و دلفگار

میں نہیں جانتا کہ وہ کیسا درد اور دکھ اور غم تھا جو اس کو اس غار میں غمگین و دلفگار بنا کر لایا۔

نے ز تاریکی توحش نے ز تنہائی ہراس ✤ نے ز مُردن غم نہ خوف کژدم و نے بیمِ مار

نہ تاریکی کی وجہ سے کچھ گھبراہٹ ہوئی نہ تنہائی کی وجہ سے کچھ ڈر پیدا ہوا نہ جان کے خطرہ کی پرواہ کی اور نہ سانپ یا بچھو کا خوف کیا۔

کشتۂ قوم و فدائے خلق و قربانِ جہاں ✤ نے بجسمِ خویشتن میلش نے بنفسِ خویش کار

غمِ مخلوق کا کشتہ ملک، فدا اور خلقِ خدا پر قربان۔ نہ اسے اپنے جسم کا خیال تھا نہ اپنی جان کی پرواہ تھی۔

نعرہ ہا پُر درد مے زد از پئے خلقِ خدا ✤ شد تضرع کارِ او پیشِ خدا لیل و نہار

خدا کی مخلوق کے لئے درد بھرے نعرے مارتا تھا۔ خدا کے آگے رات دن گڑگڑانا اُس کا کام تھا۔

سخت شورے بر فلک افتاد زاں عجز و دعا ✤ قدسیاں را نیز شد چشم از غمِ آں اشکبار

اس عاجزی اور دعاؤں سے آسمان پر سخت شور پڑ گیا۔ اُس کے غم سے فرشتے بھی رونے لگے۔

آخر از عجز و مناجات و تضرع کردنش ✤ شد نگاہِ لطفِ حق بر عالمِ تاریک و تار

آخر کار اس کی عاجزی اور آہ و زاری اور دعاؤں سے خدا تعالیٰ نے اپنی مہربانی کی نگاہ تاریک دنیا پر ڈالی۔

در جہانِ از معصیت ہا بود طوفانِ عظیم ✤ بُد خلق از شرک و عصیاں کور و کر در ہر دیار

دنیا میں گناہوں کا بہت بڑا طوفان آیا ہوا تھا۔ ہر ایک ملک کے لوگ خدا تعالیٰ کی نافرمانی اور شرک کی وجہ سے اندھے اور بہرے ہو رہے تھے۔

ہمچو وقتِ نوحؑ دنیا بود پُر از ہر فساد ✤ ہیچ دل خالی نبود از ظلمت و گرد و غبار

نوحؑ کے زمانہ کی طرح دنیا ہر ایک خرابی سے بھری ہوئی تھی۔ کوئی دل بھی تاریکی اور گرد و غبار سے خالی نہ تھا۔

مر شیاطیں را تسلط بود بر ہر روح و نفس ✤ پس تجلی کرد بر روحِ محمدؐ کردگار

ہر ایک روح اور جان پر شیطانوں کا ہی قابو تھا۔ ایسے حال میں خدا تعالیٰ نے محمدؐ کی روح پر اپنی تجلی کی۔

منتِ او بر ہمہ سرخ و سیاہے ثابت است ✤ آنکہ بہر نوعِ انساں کرد جانِ خود نثار

دنیا کے تمام لوگوں پر اس کا احسان ثابت ہے۔ جس نے انسان کے لئے اپنی جان قربان کر دی۔

یا نبیّ اللہ توئی خورشیدِ رہ ہائے ہُدیٰ ✤ بے تو نارد رو براہے عارفِ پرہیزگار

اے اللہ کے نبی تو ہی ہدایت کی راہوں کا سورج ہے تیرے بغیر کوئی بھی عارف اور پرہیزگار راستہ نہیں پاسکتا۔

یا نبیّ اللہ لبِ تو چشمۂ جاں پرور است ✤ یا نبیّ اللہ توئی در راہِ حق آموزگار

اے اللہ کے نبی تیری باتیں جان بخشنے والا چشمہ ہے۔ اے اللہ کے نبی خدا کی راہ کا تو ہی دکھانے والا ہے

آں یکے جوید حدیثِ پاکِ تو از زید و عمرو ✤ واں دگر از خود دہانت بشنود بے انتظار

ایک وہ شخص جو تیری باتیں زید اور عمرو کے پاس سے ڈھونڈتا ہے اور ایک وہ شخص ہے جو بغیر انتظار کئے تیرے منہ سے خود سنتا ہے

زندہ آں شخصے کہ نوشد جرعہ از چشمہ ات ✤ زیرک آں مردیکہ کرد است اتباعت اختیار

وہی آدمی زندہ ہے جو تیرے چشمہ سے پانی پیتا ہے۔ وہی آدمی عقلمند ہے جس نے تیری اتباع اختیار کی۔

بحرِ علمت کے موتی

رُسولِ کریم صَلّیَ اللہ عَلَیہِ وَسلّم کے اسمائے مُبارک

عن جبیر بن مطعم قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لی خمسۃ اسماءٍ انا محمد واحمد وانا الماحی الذی یمحو اللہ بی الکفر وانا الحاشر الذی یحشر النّاس علیٰ قدمی وانا العاقب۔

ترجمہ:۔ جبیر بن مطعم سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پانچ نام ہیں میں محمد ہوں اور احمد ہوں اور میں وہ ماحی ہوں جس کے ذریعے اللہ کفر کو مٹائے گا اور میں وہ حاشر ہوں کہ لوگوں کا حشر میرے قدموں پر ہوگا اور میں عاقب ہوں۔

نوٹ:۔ یہاں رسول اللہ صلعم کے پانچ نام بیان کئے گئے ہیں پہلا سوال یہ ہے کہ کیا آپ کے صرف یہی پانچ نام ہیں؟ خود قرآن کریم میں آپ کا ذکر مختلف ناموں سے آیا ہے الرسول۔ النبی شاھد۔ مبشر النذیر۔ داعی الی اللہ۔ سراج منیر۔ المزمل۔ المدثر۔ الذکر۔ الرحمۃ۔ الھادی۔ طٰہٰ۔ یٰسٓ وغیرہ تو ان پانچ میں حصر مقصود نہیں بلکہ یہ سب سے زیادہ مشہور نام یا اہم ترین صفات کو ظاہر کرنے والے ہیں۔ دوسرا سوال یہ ہے کہ الماحی، الحاشر، العاقب جن تین اسماء کا یہاں ذکر ہے وہ صفاتی نام ہیں تو ان کو محمدؐ و احمدؐ کے ساتھ جو آپؐ کے نام پیدائش کے وقت رکھے گئے ملا دیا گیا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ حدیث میں محمدؐ و احمدؐ کے ساتھ صفاتی ناموں کو جمع کیا گیا ہے۔ لیکن محمدؐ و احمدؐ اور باقی اسماء کے ذکر میں صاف امتیاز بھی نظر آتا ہے۔ انا محمد و احمد کو اکٹھا بیان کیا ہے۔ اور صفاتی ناموں سے انہیں الگ کیا ہے اور دوسرے صفاتی ناموں کے ساتھ ال لگایا ہے اور ان کی تشریح بھی کر دی ہے حالانکہ محمدؐ اور احمدؐ کے بھی معنے ہو سکتے تھے۔ مگر چونکہ یہ آپ کے اسم علم تھے جو آپؐ کی پیدائش کے وقت رکھے گئے۔ اس لئے ان کے معنے بیان نہیں فرمائے۔ اسم علم کے طور پر آپؐ کو آپؐ کی زندگی میں محمدؐ اور احمدؐ دونوں ناموں سے خطاب کیا جاتا تھا۔ جیسا کہ اشعار سے ظاہر ہے اور یہی دو نام پیدائش کے وقت رکھے جانے ثابت ہیں۔ محمد کے معنے ہیں بہت تعریف کیا گیا۔ اور احمدؐ کے معنے ہیں بہت تعریف کرنے والا۔ تو اگر غور کیا جائے تو یہ آپ کے دونوں نام بھی گویا الہامی تھے۔ اور اللہ تعالےٰ نے ہی آپ کی والدہ اور آپ کے دادا کے دل میں یہ ڈالا کہ آپؐ کے یہ اسماء رکھے جائیں۔ جس قدر تعریف آنحضرت صلعم کی دنیا میں ہوئی ہے کسی انسان کی نہیں ہوئی۔ حضرت عیسٰیؑ کو گو عیسائی خدا مانتے ہیں۔ لیکن واقعات کے رنگ میں دیکھا جائے تو خود عیسائیوں کو اعتراف ہے کہ نسلِ انسانی کی اصلاح کا جو کام آنحضرت صلعم نے کیا وہ اور کسی نبی نے نہیں کیا۔ اور آپ دنیا کے سب سے بڑے کامیاب انسان تھے۔ گویا غیروں نے بھی آپؐ کی حمد کی ہے اور آپؐ کو محمدؐ یا سب سے زیادہ تعریف کیا گیا انسان مانا ہے۔ علاوہ ازیں آپ کی اُمت نے جس قدر آپ کی حمد کی ہے وہ اور کسی نبی کی نہیں کی۔ تمام مسلمان ہر نماز میں آپؐ پر ضرور درود بھیجتے ہیں اور یہ وہ بات ہے جو اور کسی نبی کو میسر نہیں آئی۔ ہر نمازی پانچ نمازوں میں کم سے کم سترہ دفعہ اور عموماً اس سے زیادہ التحیات پڑھتا ہے اور التحیات میں آپ پر سلامتی اور رحمت اور برکت کی دُعا کرتا ہے۔ اور آپ کا احمد یا سب سے زیادہ تعریف کرنے والا انسان ہونا تو اس قدر بیّن ہے کہ کوئی اس کا انکار نہیں کر سکتا الحمد للہ ربّ العٰلمین کی آواز کس طرح ہر لحہ اور ہر آن کروڑوں انسانوں کے مونہوں سے نکلتی ہے تو یہ سب حمد اللہ تعالےٰ کی آپ کی وجہ سے ہوئی اور کسی نبی کی وجہ سے اللہ تعالےٰ کی اس قدر حمد دنیا میں نہیں ہوئی۔ پس واقعات نے آپ کو اسم بامسمّٰی محمدؐ و احمدؐ ثابت کیا۔ تینوں صفاتی ناموں کو دیکھا جائے تو آپؐ کی ممتاز ترین خصوصیات کو ظاہر کرتے ہیں۔ آپ الماحی ہیں جن کے ذریعے سے اللہ تعالےٰ نے کفر کو محو کیا اور نہ صرف مسلمانوں کے دلوں میں خدا تعالےٰ کی ہستی اور توحید کو قائم کیا بلکہ تمام دنیا پر اس کا اثر پڑا۔ اور آپ کی بدولت شرک اور کفر روز بروز دنیا سے کم ہوتے جا رہے ہیں۔ دوسرا آپ کا صفاتی نام الحاشر بیان فرمایا کہ لوگ آپ کے قدموں پر اکٹھے ہوتے چلے جاتے ہیں اور اسلام کا دائرہ روز بروز وسیع ہوتا چلا جاتا ہے۔ اور اس کے اصول میں وہ قبولیت موجود ہے کہ لوگ ان کی طرف خود بخود کھچے چلے آتے ہیں۔ اور تیسرا صفاتی نام آپؐ کا العاقب ہے۔ جس کی تشریح یہاں تو موجود نہیں لیکن اسی حدیث کی دوسری روایتوں میں موجود ہے الذی لیس بعدہ نبی جس کے بعد کوئی نبی نہیں۔ یہ بھی ایک ایسی خصوصیت ہے .... کہ جو آپؐ کو جملہ انبیائے عالم میں ممتاز کرتی ہے۔ فضل الباری شرح صحیح بخاری از امیر مرحوم مولانا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔

خاتم النّبیّین کے معنے حدیث نبوی میں

بَابُ خاتم النّبیّین صلی اللہ علیہ وسلّم۔

باب خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلّم

نوٹ:۔ یہاں عنوان باب میں اور آگے حدیث ۱۵۸۶ میں لفظ خاتم النبیین استعمال کیا ہے۔ قرآن کریم کی قرأت مشہورہ خاتَم النبیین ہے مگر دوسری قرأت خاتِم النبیین بھی ہے اور درحقیقت خاتَم النبیین اور خاتِم النبیین کے معنے لغت عرب میں ایک ہی ہیں۔ خاتَم کے معنے مُہر بھی ہیں اور آخر بھی۔ مگر کسی قوم کے خاتَم اور خاتِم سے مراد ان میں سے آخری ہوتا ہے خاتم القوم وخاتَمھم وخاتِمھم اٰخرھم (لسان العرب) اور خاتَم اور خاتِم ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلّم کے اسماء ہیں اور خاتَم النبیین اور خاتِم النبیین کے معنے ہیں آخری نبی (لسان العرب) اور آپ کو خاتم النبیین کہا اس لئے کہ نبوت کو آپ کے ساتھ ختم کر دیا۔ یہ لغت کی تشریح ہے اور تمام مفسرین نے بھی یہی لکھا ہے کہ خاتم النبیین کے معنے ہیں آخری نبی۔ لغت اور تفسیروں کے علاوہ بہت سی احادیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے اس کے معنے یہ بیان کئے ہیں کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ یہاں حدیث ۱۵۸۶ میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے اپنے آپ کو قصرِ نبوت کی آخری اینٹ قرار دے کر فرمایا ہے وانا خاتم النبیین۔ میں ہی وہ آخری اینٹ ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں اور آخری اینٹ وہ ہوگی جس کے بعد اور کسی اینٹ کی گنجائش نہ ہو، آپ کے بعد اگر کوئی اور نبی آجائے تو پھر آپ آخری اینٹ نہیں رہ سکتے۔ اور ایک اور متفق علیہ حدیث میں ہے انہ سیکون فی امتی ثلٰثون کذابون کلھم یزعم انہ نبی و انا خاتم النبیین لا نبی بعدی۔ اور مسلم۔ ترمذی۔ نسائی کی حدیث میں ہے کہ چھ باتوں میں مجھ کو اور نبیوں پر فضیلت دی گئی ہے۔ اور چھٹی فضیلت یہ بیان کی گئی ہے ختم بی النبیون۔ میرے ساتھ نبی ختم کئے گئے اور خاتم النبیین کی تفسیر ہے۔ اور بخاری میں ہی حدیث ۱۵۴۸ میں گذر چکا کہ بنی اسرائیل میں جب ایک نبی مر جاتا تو دوسرا نبی اس کے بعد آتا اور میرے بعد کوئی نبی نہیں صرف خلفاء ہوں گے۔ اور ایک حدیث میں ہے لو کان بعدی نبی لکان عمر۔ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمرؓ ہوتا۔ اور ایک میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت علیؓ سے فرمایا انت منی بمنزلۃ ھارون من موسٰی الا انہ لا نبی بعدی۔ اور ایک میں ہے کہ انا العاقب والعاقب الذی لیس بعدہ نبی۔ یہ تمام احادیث بھی درحقیقت خاتم النبیین کی تفسیر ہی ہیں جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کا آخری نبی ہونا۔ اور آپ کے بعد کوئی نبی نہ ہونا بیان کیا گیا ہے اور یہ مسلمانوں کا اجماعی مسئلہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ اس صدی کے مجدد اعظم حضرت مرزا غلام احمد صاحب نے اس اجماعی مسئلہ پر زور دیا ہے کہ آنحضرتؐ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا اور نہ پرانا۔ اور اسی بناء پر حضرت عیسٰی بن مریم نبی اسرائیلی کے آنے سے انکار کیا ہے یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم آخری نبی ہیں اور ختم نبوت کا اجماعی عقیدہ حضرت عیسٰےؑ کے آنے سے باطل ہوتا ہے اس لئے حضرت عیسٰےؑ دوبارہ نہیں آسکتے۔ اور حضرت مرزا صاحب نے آنحضرتؐ کے بعد مدعی نبوت کو کافر، کاذب دجال دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا ہے۔

حدیث ۱۵۸۶:۔ عن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم قال ان مثلی ومثل الانبیاء من قبلی کمثل رجلٍ بنی بیتًا فاحسنہ واجملہ الا موضع لبنۃٍ من زاویۃٍ فجعل النّاس یطوفون بہ ویعجبون لہ ویقولون ھلّا وضعت ھٰذہ اللّبنۃ قال فانا اللّبنۃ وانا خاتم النّبیّین۔

ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا میری مثال اور ان نبیوں کی مثال جو مجھ سے پہلے تھے اس شخص کی مثال کی طرح ہے کہ اس نے ایک گھر بنایا اور اسے اچھا بنایا اور اسے خوبصورت بنایا سوائے کونے میں ایک اینٹ کی جگہ کے سو لوگ اس کے گرد گھومنے لگے۔ اور اس پر تعجب کرتے کہ یہ اینٹ کیوں نہ لگائی گئی تو فرمایا میں ہی وہ اینٹ ہوں اور میں سب نبیوں کے آخر میں ہوں۔

نوٹ:۔ یہ حدیث ختم نبوت کے مسئلہ پر اس قدر واضح ہے کہ ادنےٰ شبہ کی گنجائش باقی نہیں چھوڑتی اور وہی شخص ختم نبوت کے بعد نبیوں کے آنے کا قائل ہو سکتا ہے جو اس حدیث کو ردی میں پھینکنے کی جرأت کرے۔ اس میں سلسلۂ نبوت کو ایک محل سے تشبیہہ دی ہے جس کے صرف کونے کی اینٹ کی جگہ خالی تھی۔ تو آپ نے فرمایا میں وہ اینٹ ہوں پس جب قصرِ نبوت میں صرف ایک ہی اینٹ کی جگہ خالی تھی اور وہ جگہ آنحضرت صلعم کے آنے سے پُر ہو گئی تو اب کسی اور نبی کو لا کر اسے کونسی جگہ دی جائے گی۔ کیا اس آخری اینٹ کو اکھیڑ کر پھینک دیا جائے گا اور اس کی جگہ اب اس نئی اینٹ سے پُر کی جائے گی نعوذ باللہ منہ۔ یا کیا محمد رسول اللہ صلعم جس قصر کے کونے کی اینٹ ہیں وہ تو مکمل ہو گیا مگر اب اس قصر کی بجائے ایک نیا سلسلۂ نبوت شروع کر کے نیا

(باقی بر صفحہ ۲ کالم ۳)

صلی اللہ علیہ وسلم

مولانا مرتضیٰ خان حسن مرحوم

مجد و شرف میں انکا ثانی کوئی نہیں ہے کوئی نہ ہوگا ∴ ارفع و اعلیٰ افضل و اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم

ساقیٔ کوثر شافعِ محشر خلق ہوا جن کیلئے عالم ∴ نازاں ان پر دودۂ عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم

پوری ہوگئی حق کی حجّت ہوگئی اُن پر ختم نبوّت ∴ ہیں وہی خاتم اور وہی خاتم صلّی اللہ علیہ وسلّم

موسیٰ عمران عیسیٰ مریم مقتدیوں میں انکے ہیں شامل ∴ ان کی امامت سب پہ مسلّم صلّی اللہ علیہ وسلّم

عرشِ بریں سے فرشِ زمیں تک جلوہ گر انوار ہیں انکے ∴ خیرہ ہے جن سے دیدۂ عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم

انکی شریعت شرعِ مبیں ہے کامل انکا دینِ متیں ہے ∴ سب پر فائق سب پہ مقدّم صلّی اللہ علیہ وسلّم

ذاتِ مقدّس کانِ مروّت منبعٔ احساں آیۂ رحمت

صلّی اللہ علیہ وسلّم ۔ صلّی اللہ علیہ وسلّم

حضرت امیر جناب مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ

عالمِ رُوحانیت کا آفتاب

اللہ تعالےٰ نے حضور نبی کریمؐ کو سراجاً منیرا کر کے بیان کیا ہے۔ چنانچہ فرمایا یا ایھا النّبی انّا ارسلنٰک شاھداً و مبشراً و نذیراً و داعیا الی اللہ باذنہٖ وسراجًا منیرا۔

(الاحزاب ۳۳—۴۴-۴۵)

جس طرح کائنات کو سراجاً منیرا کے بغیر نہ روشنی میسّر آسکتی ہے اور نہ ہی کسی قسم کی حیات معرضِ وجود میں آسکتی ہے اور نہ ہی کسی قسم کی حیات قائم رہ سکتی ہے۔ اسی طرح روحانیات و اخلاقیات کی کائنات میں سرورِ کائنات کے بغیر نہ کسی قسم کی روشنی پائی جاسکتی ہے اور نہ ہی کسی قسم کی حیات پیدا ہوسکتی ہے اور نہ ہی وہ قائم رہ سکتی ہے۔ اسی لئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سراجًا منیرا کر کے یاد فرمایا لانہ ینوّر القلوب ولانہ یحی قلوب النّاس۔ چنانچہ فرمایا استجیبوا للہ وللرسول اذا دعاکم لما یحییکم۔ یعنی خدا اور اس کا رسول حیات بخش نظریات کی طرف بلاتے ہیں ان کی دعوت پر لبیک کہو اور ان تعلیمات پر عمل پیرا ہو کر حیاتِ جاودانی حاصل کرو۔ خدا کے کلام کو کسی شاعر کے کلام پر قیاس کرنا جائز نہ ہوگا کہ وہ ایسا کلام استعمال کرے جس میں مبالغہ زیادہ ہو اور حقیقت کم۔ خدائے قدوس کی ذات ایسے مبالغہ آمیز کلمات استعمال کرنے سے اعلیٰ اور ارفع ہے۔ بلکہ خدا تعالےٰ کے ایسے کلمات حقیقت پر مبنی ہیں۔ جن میں فرماتا ہے کہ محمد رسول اللہ ایسا آفتاب ہے جو انسانوں کے اندر حیات پیدا کرنے والا ہے۔ وہ حقیقی منوّر القلوب ومحی القلوب ہے۔

اگر ایک آفتاب رُوحانی دنیا کے لئے ازبس ضروری ہے، انسان جسم بھی رکھتا ہے اور رُوح بھی۔ جس طرح اس کی جسمانی نشوونما کے لئے ایک آفتاب کی ضرورت ہے اسی طرح سے اس کی رُوح کی تربیت کے لئے ایک آفتاب کی حاجت ہے۔ ظاہر ہے رُوح کا رتبہ اور اس کی قدر و منزلت جسم کی نسبت کہیں بڑھ کر ہے۔ رُوح کی وجہ سے انسان کو حیوان پر فوقیت حاصل ہے۔ اور روح کی وجہ سے انسان اشرف المخلوقات ہے پس وہ آفتاب جو روحانیات کے نشوونما کے لئے ہے اس آفتاب سے کہیں زیادہ بیش قیمت و مفید ہے جو بادین کی نشوونما کا کام انجام دیتا ہے۔ کائنات کا آفتاب روشنی اور حیات بخش حرارت کا سرچشمہ ہے۔ روحانیات کا آفتاب سرچشمہ حیاتِ ابدی ہونے کی وجہ سے رحمۃ للعلمین ہے۔ اور اس سرچشمہ سرمدی کا فیض کبھی منقطع نہ ہوگا۔ اسی لئے ان کے حق میں فرمایا وان لک لاجرا غیر ممنون نہ ہی ان کا فیض کبھی منقطع ہوگا اور نہ ہی ان کا اجر منقطع ہوگا۔ ان کے فیوض کا چشمہ الکوثر ہے جو تمام انواع و اقسام کے فیوض کا منبع ہے۔ اور اسی وجہ سے ان کو مقام محمود حاصل ہے۔ اور اسی وجہ سے وہ رفعنا لک ذکرک کے انعام کے مستحق ٹھہرائے گئے ہیں۔

بعض سائنسدان مسئلہ ختم نبوت کو قانون ارتقاء کے خلاف یقین کرتے ہیں۔ حالانکہ ختم نبوت کا مسئلہ ارتقاء کے قانون کے خلاف نہیں ہے۔ اس کائنات کی تخلیق دو قسم کی موجودات پر مشتمل ہے۔ یعنی اس میں وہ موجودات بھی پائی جاتی ہیں جن میں قانون ارتقاء عمل پیرا نظر آتا ہے۔ اور اس میں وہ موجودات بھی ہیں، جن میں قانونِ ارتقاء کے عمل کے لئے قطعاً کوئی گنجائش نہیں رکھی گئی۔ وہ مخلوق جن کو خدا تعالےٰ نے روزِ ازل سے ہی کامل و مکمل کر کے پیدا کیا ہے قانونِ ارتقاء کے دائرہ عمل سے باہر ہیں۔ مثلاً ہوا جو آکسیجن اور نائٹروجن پر مشتمل ہے ابتداء سے ہی کامل صورت میں پیدا کی گئی ہے۔ جب پہلا فرزند آدم پیدا ہوا تو اس کو زندہ رکھنے کے لئے اس کے پھیپھڑوں میں وہی ہوا پہنچی تھی جو آج کے نہایت ہی ترقی یافتہ فرزند آدم کے پھیپھڑوں میں جاتی ہے۔ قانون ارتقاء اس ہوا کے معاملہ میں قطعاً کوئی دخل نہیں دے سکتا کیونکہ اس کی تخلیق میں ترقی کرنے کی کوئی گنجائش نہیں رکھی گئی وہ ابتداء ہی سے کامل مکمل پیدا کی گئی ہے۔ ہوا کے علاوہ دو تین چیزیں اور بھی ہیں جو فرزند آدم کی پیدائش کے وقت ازبس ضروری تھیں، وہ دُودھ یا پانی یا کسی قسم کا عرق۔ دُودھ اور پانی نے قانونِ ارتقاء کے ماتحت کسی قسم کی ترقی نہیں کی۔ پانی ابتداء سے آکسیجن اور ہائیڈروجن کا مرکب ہے۔ ہزارہا سال گذر جانے کے باوجود اَب بھی پانی کے اجزاء وہی ہیں۔ پانی قانونِ ارتقاء سے اس لئے متاثر نہیں ہوا کیونکہ وہ ابتداء سے ہی کامل و مکمل حالت میں پیدا کیا گیا ہے۔ دُودھ میں ابتداء سے زیادہ حصہ پانی کا رکھا گیا ہے۔ اور کافی حصہ کیلشیم اور کچھ حصہ شیرینی کا۔ ہر ماں کی چھاتی میں ایک ہی دُودھ پیدا ہوتا ہے۔ ایک گنوار عورت کی چھاتی کا دُودھ اور ایک ملکہ کی چھاتی کا دُودھ بالکل برابر ہوتا ہے، گنوار عورت کے دُودھ میں بالکل وہی غذائیت ہوتی ہے جو ملکہ کے دُودھ میں پائی جاتی ہے۔ ہوا کی طرح دُودھ اور پانی بھی قانونِ ارتقاء سے متاثر نہیں ہوتے کیونکہ ان کی تخلیق میں خدا تعالےٰ نے شروع سے ہی تکمیل رکھدی ہے، ہوا اور پانی اور دُودھ کے علاوہ ایک اور بیش بہا چیز بھی فرزندِ آدم کی پیدائش کے وقت خدمت کے لئے حاضر تھی وہ ہے سُورج کی روشنی اور سُورج کی حرارت۔ سُورج کو خدا تعالےٰ نے جہاں سراجًا منیرا کر کے پیدا کیا وہاں اس نیرِ اعظم کو وھاجا کر کے بھی پیدا کیا۔ وھاج کے معنی گرمی پہنچانے والا۔ اس سورج کے بغیر فرزندِ آدم کو نہ روشنی میسّر آسکتی تھی اور نہ ہی حرارت اور وہ ان دونوں کے بغیر زندہ نہ رہ سکتا تھا۔ اس سُورج نے صدیاں گذر جانے پر بھی قطعاً کوئی ترقی نہیں کی اور اس کی روشنی اور حرارت میں بھی کسی قسم کی ترقی کے آثار نمودار نہیں ہوئے، سُورج اور سُورج کی تاثیرات پر قانونِ ارتقاء اس لئے اثر انداز نہیں ہوسکتا کہ خدا تعالےٰ نے شروع سے ہی اس کی تخلیق کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا ہوا ہے۔ حضور نبی کریمؐ عالمِ روحانیت کے سراجًا منیرا ہیں۔ ان کے اندر خدا تعالےٰ نے ابتداءً کمال پیدا کیا اس لئے اس کمال کی وجہ سے اس میں ترقی کی گنجائش نہیں۔ چونکہ موجودہ سُورج عالم مادیات کی نشوونما کے لئے کافی ہے۔ اس کی موجودگی میں کسی دوسرے سُورج کی حاجت نہیں ہے۔ انسانیت کا ایک حصّہ عالمِ مادیات میں شریک ہے۔ لیکن اس کا دوسرا حصّہ عالم روحانیات ہے جس طرح عالمِ مادیات کو سُورج کی حاجت ہے اسی طرح عالم روحانیت کو بھی سورج کی احتیاج لاحق ہے وہ سُورج حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جن کو اللہ تعالےٰ نے سراجًا منیرا کر کے یاد فرمایا ہے۔ جس طرح عالم مادیات کے سُورج کے بعد کسی دوسرے سُورج کی حاجت نہیں ہے اسی طرح سے عالمِ رُوحانیت کو حضور نبی کریمؐ کے بعد کسی دوسرے آفتاب کی حاجت نہیں ہے۔

اس بیان سے یہ بات عیاں ہوگئی ہے کہ ختم نبوت کا مسئلہ قانونِ ارتقاء کے خلاف نہیں ہے۔

جس طرح سُورج کی روشنی اور حرارت ابدی ہیں اسی طرح سے حضور نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتحیات کی روشنی اور حرارت ابدی ہیں۔ ان کی روشنی اور ان کی حرارت ذیل کے نظریات میں ملاحظہ ہوں جو ابدی اقدار کے حامل ہیں اور ان حقائق پر مشتمل ہیں جن سے آگے انسان کی قوتِ متخیلہ پرواز ہی نہیں کرسکتی۔

ساری کائنات کا خالق ایک ہے اور ساری کائنات کے قیام کا باعث بھی وہی خالق ہے، اور وہی تمام کائنات کی ربوبیت کرتا ہے۔ خدا ایک ہے اور تمام انسانیت بھی ایک جماعت ہے تمام اقوام عالم ایک ہی خدا کی پیدا کردہ ہیں، خدا جو ان اقوام عالم کی پرورش کے سامان یکساں طور پر کرتا ہے اور کسی ایک قوم کو بھی اپنے ان افضال سے محروم نہیں رکھتا ہے۔ اسی طرح اس نے تمام اقوام عالم کو رُوحانی فیوض سے متمتع کیا۔ چنانچہ ہر قوم میں ان کی رہبری کے لئے اپنی جناب سے ان کے درمیان ہادی مبعوث کئے اور چونکہ سرچشمۂ ہدایت ایک ہی تھا اس لئے ان تمام ہادیوں کی تعلیمات بھی ایک ہی تھیں۔ توحید کی وجہ سے زمین و آسمان کا نظام چلتا ہے اور توحید ہی کی وجہ سے تمام کتبِ آسمانی کی اور تمام قوموں کے ہادیوں کی تعظیم و تکریم ہوتی ہے۔ اس لئے فرمایا ان ربکم واحد وان اباکم واحد کونوا عباداللہ اخوانا۔

حضورؐ کے ان نظریات کی جو ابدی اقدار کے حامل ہیں اور جن کی طرف مختصراً مذکورہ بالا چند سطور میں اشارہ کیا گیا ہے ذیل کی آیات و احادیث سے تائید ہوتی ہے۔

الحمد للہ ربّ العالمین۔ اس ایک جملہ میں خدا تعالےٰ کا بھی ذکر ہے جو خالق ہے اور کائنات کے قیام اور اس کے نشوونما کا باعث ہے اور اس ایک جملہ میں اقوامِ عالم کا بھی ذکر کر دیا گیا ہے۔ اور اس ایک جملہ نے اقوامِ عالم سے محبت کا رشتہ جوڑنے کی تلقین کی ہے اور تعصبات کو مٹا دینے کی تلقین کی ہے اس ایک ہی جملہ میں توحیدِ خداوندی اور توحیدِ خداوندی کے ساتھ وحدتِ نسلِ انسانی کی تلقین ہے۔ اگر اس جملہ سے بڑھ کر کوئی انسان دوسرا جملہ پیش کرنے کی قدرت نہیں رکھ سکتا۔ اس ایک ہی جملہ سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کی ابدی اقدار روشن ہو جاتی ہیں۔ باقی تمام کی تمام باتیں اسی ایک آیہ کریمہ کے بطن سے نکلتی ہیں۔ یہ جملہ اس سورۃ کا پہلا جملہ ہے جس کو حضور صلعم نے اُم الکتاب کا قیمتی نام دیا۔ یہ سورۃ ایک خزانہ ہے جو لاینقص ولایفنی۔ اس سورت میں تمام قوموں

(باقی بر صفحہ ۲۲)

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

متمم اخلاقِ فاضلہ ۔ مؤسسِ حکومتِ الٰہیہ

مولانا مرتضیٰ خان حسن مرحوم کی ایک غیر مطبوعہ کتاب "خلقِ عظیم" سے

مکی زندگی کے بعد مدنی زندگی میں حضور صلعم نے اُن اخلاق عالیہ کا مظاہرہ فرمایا جو اب تک بحیثیت مجموعی کسی ایک فرد سے معرضِ ظہور میں نہیں آئے تھے ۔ ابتدائے آفرینش سے لے کر اب تک بڑے بڑے فلسفی اور حکماء فلسفۂ اخلاق پر زورِ قلم صرف کرتے رہے ۔ اور اس باب میں بڑی بڑی موشگافیاں کیں مگر اب تک دنیا کامل نمونہ کو ترس رہی تھی ۔ ہاں اُن کی ایک جھلک اُن انبیائے کرام کی زندگی میں نظر آتی ہے جو مختلف زمانوں میں مختلف قوموں میں مبعوث ہوتے رہے ۔ مگر اخلاق کے تمام پہلوؤں کی آئینہ دار صرف ایک ہی ذات ہے اور وہ حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ ستودہ صفات ہے ۔ اخلاق جو شرفِ انسانیت ہیں اُن کے رموزِ سربستہ اور اسرارِ مخفیہ کو عملی طور پر کھولنے والا صرف وہی ایک وجودِ پاک ہے صلی اللہ علیہ وسلم ۔ و نعم ما قیل ؎

شد عیاں از وے علیٰ وجہ الاتم
جوہر انساں کہ بود آں مضمرے

اتمام اخلاقِ فاضلہ کے یعنی اخلاق کے تمام شعبوں اُن کی تمام جزئیات کو پایۂ تکمیل پہنچانے کے بعد بحکم ان الارض یرثھا عبادی الصالحون اللہ تعالےٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بادشاہت عطا فرمائی لیکن یہ دنیاداروں کی بادشاہت نہ تھی ، یہ آسمانی بادشاہت تھی ، یہ حکومتِ الٰہیہ تھی ۔ وہی حکومت اور وہی بادشاہت جس کا خواب افلاطون اور ارسطو دیکھتے ہوئے دنیا سے سدھار گئے ۔ وہی آسمانی بادشاہت تھی جس کے لئے جنابِ مسیح علیہ السلام دعائیں مانگتے رہے ، آخر وہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ پاک کی طفیل عدم سے وجود میں آئی پروان چڑھی اور اپنے اثمار سے دنیا کا دامن بھر دیا ۔

سوال یہ ہے کہ اب جبکہ حضورؐ کو اقتدار نامہ حاصل ہے اور حضورؐ ایک شہنشاہ ہیں ۔ مدینہ میں زر و مال کی کمی نہیں رہی ، دولت حضورؐ کے قدموں پر نثار ہو رہی ہے کیا حضورؐ میں کوئی تغیّر واقع ہوا ہے اس کا جواب ایک عیسائی مصنّف واشنگٹن ارونگ کی زبان سے سُن لو وہ کہتا ہے :۔

"جنگی فتوحات کی وجہ سے آپ کے اندر کوئی تبدیلی واقع نہ ہوئی تھی ، نہ آپ میں غرور پیدا ہوا نہ شیخی ۔ اگر یہ سب کارروائی ذاتی اغراض کے لئے ہوتی تو ضرور تبدیلی بھی آجاتی ۔ انتہائی عروج کے زمانہ میں بھی آپ نے وہی سادگی قائم رکھی ، جو انتہائی غربت کے زمانہ میں آپ کا طغرائے امتیاز تھی ، شاہانہ شان و شوکت کا اختیار کرنا تو بڑی بات ہے اگر کسی مکان میں داخل ہوتے وقت لوگ آپؐ کی تعظیم و تکریم میں مبالغہ کرتے تو آپؐ ناراض ہوتے ۔ اگر آپ اپنی فتوحات کو عالمگیر بنانا چاہتے تھے تو محض خدا کے دین کے لئے ۔ دنیاوی حکومت آپؐ کو ضمنی طور پر حاصل ہو گئی ، آپؐ نے اس کا استعمال ازراہِ تفاخر کبھی نہ کیا بلکہ یہ بھی نہ چاہا کہ وہ حکومت مستقلاً آپؐ کے خاندان میں رہے ۔"

(بحوالہ نبوّت کا ظہورِ اتم)

ایک دوسرا عیسائی مصنّف گبن حضورؐ کے متعلق اسی قسم کے خیالات ظاہر کرتا ہوا رقمطراز ہے :۔

"اپنے انتہائی عروج کے زمانہ میں بھی محمد (صلعم) کو شان و شوکت سے نفرت تھی"

(ایضاً)

یہ تو ہے اس شہنشاہ کی ذاتی حالت کا نقشہ جو حکومتِ الٰہیہ کا مؤسس بن کر دنیا میں مبعوث ہوا ، اور وہ سلطنت جو اس نے قائم کی وہ ایک عظیم الشان مثالی جمہوریت ہے جس کی اساس عدل و مساوات کے محکم اصول پر رکھی گئی ۔ اور جو صحیح معنوں میں حکومتِ الٰہیہ کہلانے کی مستحق تھی ۔ اس میں کسی قومی یا جماعتی تعصّب کا نام و نشان نہ تھا ۔ اور نہ کسی حاکم و محکوم کا امتیاز ۔ ذات پات ۔ قومیت نسب کے تمام تفرقات مٹا دیئے گئے ، گورے کالے ، سب ایک ہی سلک میں منسلک کر دیئے گئے ، اور اعلان عام کر دیا گیا :۔
لافضل لعربي علی العجمي ولا لعجمي علی عربي ولا لابيض علی اسود ولا لاسود علی ابيض
نسلی ، خونی ، امیر غریب کے امتیازات مٹانے کے لئے یہ اصول قرار دیا گیا کہ معزّز وہ ہے جو سب سے زیادہ نیکوکار ہے ۔ ان اکرمکم عند اللہ اتقٰکم ۔ دنیا میں سب سے پہلی دفعہ یہ قانون نافذ کیا گیا ۔ کہ جب تک جمہور کو حق رائے دہندگی حاصل نہ ہو اس وقت تک کوئی حکومت صحیح معنوں میں حکومت کہلانے کی مستحق نہیں ، علیٰ ہذالقیاس دنیا میں سب سے پہلی مرتبہ نسلاً بعد نسل حکومت قائم کرنے کی بجائے یہ اصول مروّج کیا گیا کہ حاکمِ وقت جمہور میں سے کثرتِ رائے سے منتخب ہو ، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قائم کردہ سلطنت میں اس قدر حریّت و آزادی ہے کہ ایک ادنےٰ مزدور کو حق حاصل ہے کہ وہ امیر المومنین پر اعتراض کر سکے ، اس کی متعدد مثالیں آپ کو خلفائے راشدینؓ کے زمانہ میں ملیں گی ۔ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ جب خلیفہ منتخب ہوئے آپ نے صریح الفاظ میں اعلان فرمایا فان زغت فقوموني اگر میں ٹیڑھا ہو جاؤں تو مجھے سیدھا کر دو ۔ اور جب ایک شخص نے حضرت عمر رضؓ کو ڈانٹ کر کہا کہ "اس تلوار سے تم کو سیدھا کر دیا جائے گا" تو آپ نے فرمایا الحمد للہ ۔ قوم میں ایسے لوگ موجود ہیں کہ اگر مجھ میں کوئی کجی ہو تو وہ مجھے سیدھا کر دیں گے"

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قائم کردہ حکومت میں بلا امتیاز مذہب و ملّت سب کے حقوق کا تحفّظ لازمی ہے اکثریت کو اجازت نہیں کہ وہ اقلیت پر کوئی زیادتی کرے ۔ غیر مسلم اقوام کے وہی حقوق ہیں ۔ جو مسلم قوم کے ہیں ۔ ان کو ہر طرح کی مذہبی ، ثقافتی آزادی حاصل ہے ۔ ان کی جان و مال کی حفاظت ایسی ہی ضروری ہے جیسی مسلم قوم کی ، بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں تک فرما دیا کہ اگر کوئی مسلمان کسی غیر مسلم زیرِ معاہد کو قتل کرے گا ، تو وہ بہشت کی خوشبو نہیں سونگھنے پائے گا ۔ من قتل معاهداً لم يرح رائحة الجنة (بخاری عن عبداللہ بن عمر ۔ کتاب الجزیہ)

حضرت عمر رضؓ کے واقعاتِ خلافت پر غور کرو ، بسترِ مرگ پر پڑے آئندہ ہونے والے خلفاء کو نصیحت فرما رہے ہیں کہ ذمیوں کے حقوق کا خیال رکھنا ۔ ذمیوں کا خیال رکھنا"

حضرت محمد رسول اللہ صلعم کی قائم کردہ سلطنت کی بنیاد انسانوں کے وضع کردہ قوانین پر نہ تھی ، بلکہ خدائے علیم و خبیر کے بتائے ہوئے قوانین پر تھی جس میں کسی افراط و تفریط کی گنجائش نہ تھی ۔ بلکہ مساواتِ حقوق اور عدل و انصاف کی تاکید فرمائی گئی تھی ۔

"ووضع الميزان ان لا تطغوا في الميزان واقيموا الوزن بالقسط ولا تخسروا الميزان (سورۃ الرحمٰن) اور خدا نے ایک میزان مقرر کی ہے کہ تم اس میزان میں کوئی افراط و تفریط نہ کرو اور انصاف کے ساتھ معیار کو درست رکھو ، اور اللہ تعالےٰ کے مقرر کردہ میزان میں کسی قسم کی تغییر نہ کرو"

اس سلطنت کے قیام کا مقصد تعیشِ نفس یا خود بڑا بن کر دوسروں کو غلام بنانا نہ تھا ، بلکہ یہ تھا ، کہ انسان اپنی فطری استعدادوں کو کمال تک پہنچائے اور بلند سے بلند مقامِ انسانیت کو حاصل کرے ۔

هو الذي جعلكم خلائف الارض ورفع بعضكم فوق بعض درجات ليبلوكم ۔ (سورۃ الانعام)

خدا وہ ذاتِ کبریا ہے کہ جس نے تمہیں روئے زمین پر اپنا خلیفہ بنایا اور حسنِ انتظام کے لئے مختلف درجے مقرر کئے جس سے غرض یہ ہے کہ تمہیں اپنے عطا کردہ کمالات میں آزمائے"

اللہ تعالےٰ کے بتائے ہوئے مقصد پر اگر کوئی قوم گامزن ہوئی ہے تو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قوم ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین یہ وہ قوم تھی جنہیں خاص مکتبِ نبوّت میں تعلیم حاصل کرنے کا زرّین موقعہ ملا ۔ اور جنہوں نے علومِ قرآنیہ کو پڑھا اور اُن پر عمل کر کے دکھا دیا ۔

اگر آج ہماری قوم ایک مثالی قوم بننا چاہتی ہے تو اس کے لئے لازم ہے کہ وہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے راستہ پر گامزن ہو ۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عالم روحانیت کے آفتاب ہیں

اور آپؐ سے فیض یافتہ اولیاء و مجددین عالم روحانیت کے قمر ہیں

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت رہیگی

خطبہ جمعہ مورخہ ۲۳ جون ۱۹۶۷ء فرمودہ حضرت شیخ مولانا عبدالرحمان مصری صاحب امت برکاتہ بمقام جامع احمدیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

والضحیٰ - واللیل اذا سجیٰ - ما ودعک ربک وما قلیٰ - الخ ——— (سورۃ الضحیٰ)

حضرت نبی کریم صلعم کا بلند مقام

یہ سورۃ اپنے اندر بہت وسیع معنی رکھتی ہے - اس چھوٹی سی سورۃ میں خدا تعالےٰ نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بہت ہی بلند مقام بیان کیا ہے - اس میں بتلایا گیا ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسیہ قیامت تک کام کرتی رہے گی - اور حضور صلعم کی اُمت پر کبھی ایسا زمانہ نہیں آئے گا کہ جس سے یہ ثابت ہو کہ حضورؐ کے فیض سے یہ اُمت محروم ہو گئی ہے -

نزول قرآن سے پہلے جہالت کی اندھیری رات

خدا تعالےٰ نے اس سورت کو دن کی روشنی سے اور دن کے پھیلنے سے تعبیر کیا ہے - اس سے پہلی سورت واللیل اذا یغشیٰ والنھار اذا تجلیٰ میں رات کو مقدم اور دن کو مؤخر کیا ہے - کیونکہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے سے پہلے رات پڑی ہوئی تھی - دنیا پر تاریکی چھائی ہوئی تھی - اندھیرے کے سمندر میں لوگ غوطے کھا رہے تھے - چاروں طرف جہالت ہی جہالت کا راج تھا - عقائد بگڑ چکے تھے اور اعمال خراب ہو چکے تھے کوئی راہ ان کی ہدایت کی نظر نہیں آتی تھی - اس وقت خدا تعالےٰ نے فرمایا کہ انا انزلناہ فی لیلۃ مبارکۃ اور فرمایا انا انزلناہ فی لیلۃ القدر - ہم نے رات میں قرآن کریم کو اُتارا ہے جو برکتوں والی رات ہے - تاریکیوں کے بادل چھٹ گئے ہیں چاروں طرف روشنی ہی روشنی پھیل گئی ہے اس لئے اس کو لیلۃ مبارکۃ کہا ہے - اور لیلۃ القدر بھی اس لئے کہا ہے کہ تاریکی اس اندازہ پر پہنچ گئی تھی جو اندازہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جیسے عظیم الشان اور خاتم النبیین کی آمد اور قرآن کریم جیسی کامل کتاب کے نزول کا متقاضی تھا -

حضرت نبی کریمؐ عالم روحانیت کا سورج

حضرت نبی کریم صلعم کو اللہ تعالےٰ نے عالم روحانیت کا سورج قرار دیا ہے - اسی لئے فرمایا والشمس وضحاھا - والقمر اذا تلاھا - قمر جس طرح سورج سے نور لیتا ہے اسی طرح اس سورج کو دیکھو - اور اس کے اتباع کو دیکھ لو - کیا ایسے لوگ پیدا ہو رہے ہیں یا نہیں جو قمر کی طرح اس سورج سے روشنی حاصل کر رہے ہیں - یہ دعوے ہی دعوے نہیں - انبیاء کو شمس قرار دیا ہے - روحانی عالم میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کامل سورج ہیں - اور آپؐ سے فیض پانے والے قمر ہیں - اور جس طرح عالم جسمانیات میں نر اور مادہ ہیں - اسی طرح سے روحانیات میں بھی یہ سلسلہ جاری ہے - تو پہلی سورت میں رات کو مقدم کیا ہے اور دن کو مؤخر - کیونکہ رات کے بعد ہی سورج چمکا - اگلی سورت میں دن کو مقدم کیا یعنی اس سورج کے طلوع کرنے سے دن چڑھ گیا ہے - اور اس کی روشنی آہستہ آہستہ پھیل رہی ہے سورج چمک رہا ہے اور روشنی پھیلتی ہی جا رہی ہے -

آفتاب روحانیت سے روشنی پانے والے قمر

یہی بڑا ثبوت ہے اس حقیقت کا کہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے جو مامور آتے ہیں - ان کی روشنی آہستہ آہستہ پھیلتی ہے - فرمایا کہ دن کو دیکھ لو - کہ رات کے بعد دن آتا ہے - وہ انتہا آہستہ ہوتا شروع ہو جاتا ہے - چاند اس کے ذریعہ سے پیدا ہوتے ہیں - یہاں بھی دیکھ لو حضرت محمد رسول اللہ صلعم کا فیض اور آپؐ کی روشنی دلوں کو منور کر رہی ہے - اور اس کو ماننے والے ظلمات سے نکل کر نور کی طرف آ رہے ہیں -

تاریکی کے بعد روشنی اور بعثت مجددین کے رنگ میں نبی کریم صلعم کے ساتھ تائید الٰہی

فرمایا واللیل اذا یغشیٰ - رات پڑی ہوئی ہے - ظھر الفساد فی البر والبحر - چاروں طرف سے بگاڑ ہی بگاڑ نظر آتا ہے - لوگوں کے اعمال گندے ہو چکے ہیں - ان پر شیطان مسلط ہو گیا ہے - اور چونکہ شیطان ظلمات کا منبع ہے - مجسمہ ظلمت ہے - فرمایا اب یہ دن جو چڑھا ہے یہ نہ سمجھو کہ اس کے بعد رات نہیں آئے گی آئے گی اور ضرور آئے گی - لیکن یہ نہیں کہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے تاریکی آ جائے گی - بلکہ اس کے اندر لوگ غفلت کی نیند سو رہے ہوں گے - یہ تاریکی عارضی ہو گی - حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق فرمایا ما ودعک ربک وما قلیٰ - بے شک مسلمانوں میں غفلت اور سستی پیدا ہو جائے گی لیکن اس سے یہ ہرگز ثابت نہیں ہو گا کہ خدا تعالےٰ نے آپؐ کو چھوڑ دیا ہے - انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون - کے وعدہ کے مطابق تائید الٰہی آپؐ کے ساتھ ہمیشہ رہے گی تا آپؐ کے دین کی حفاظت ہوتی رہے تائید الٰہی تمہیں کبھی نہیں چھوڑے گی - اُمت کو بے شک سزائیں ملیں گی - لیکن خدا تعالےٰ کی تائید ہمیشہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے شامل حال رہے گی -

جنگِ اُحد میں مسلمانوں کو نافرمانی کی سزا

اس کے علاوہ اُمت کو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں دو دفعہ سزائیں ملیں - ایک نافرمانی کے نتیجہ میں اور دوسری دفعہ تکبر کے نتیجہ میں - جنگِ اُحد میں نافرمانی کی - حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک پہاڑی پر تیر انداز متعین کر دیئے تھے - اور انہیں تلقین کی تھی کہ فتح و شکست ہر دو صورتوں میں تم نے اس جگہ سے نہیں ہٹنا - خواہ کچھ بھی ہو جائے - لیکن خدا تعالیٰ نے اپنی پیشگوئی کے ماتحت مسلمانوں کو غلبہ عطا کیا - دشمن کے سپاہی بھاگنے لگے - اور پہاڑی پر متعین شدہ تیر اندازوں نے سمجھا کہ اب فتح ہو گئی ہے - انہوں نے اجتہاد کیا اور یہ اجتہاد ان کا غلط تھا - غلط قیاس کے نتیجہ پر انہوں نے اپنی جگہ چھوڑ دی اور مال غنیمت جمع کرنے میں لگ گئے - صرف ۵ - اشخاص چوٹی پر ٹھہرے رہے - خالد بن ولید جو دشمن کا جری جرنیل تھا - جب اس نے یہ جگہ خالی دیکھی - وہاں چڑھ آیا اور پانچوں تیر اندازوں کو شہید کر دیا اور چوٹی پر قبضہ کر لیا - پھر کفار کا لشکر جمع ہو گیا - ہزیمت خوردہ دشمن میدان کا پانسہ پلٹتا دیکھ کر واپس آ گیا - حضور صلعم کو تکلیف پہنچی آپؐ کے دانت بھی شہید ہو گئے - لیکن خدا تعالےٰ نے چونکہ وعدہ کیا تھا کہ خدا تجھے نہیں چھوڑے گا - مسلمانوں پر عتاب بیشک نازل ہو گا - لیکن بالآخر خدا تعالےٰ نے دشمن کے دلوں میں رعب ڈال دیا کہ وہ خود بخود ہی پسپا ہو گئے - اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کے نتائج کبھی اچھے نہیں نکلتے - نافرمانی کا ارتکاب اس قدر بھیانک ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی فرماتے ہیں قل انی اخاف اگر میں بھی نافرمانی کروں تو مجھ پر بھی عذاب عظیم نازل ہو سکتا ہے -

جنگ حنین میں کثرت پر گھمنڈ کی سزا

دوسری دفعہ جنگ حنین کے موقعہ پر مسلمانوں نے غلطی کا ارتکاب کیا - ان کو اپنی کثرت پر ناز ہو گیا - کہ ہم تعداد میں بہت ہیں - دشمنوں پر ہم غالب آ جائیں گے - ان میں گھمنڈ اور تکبر پیدا

آپؐ نے فرمایا کہ میں خدا تعالےٰ کا نبی ہوں، میں جھوٹا نہیں ہوں اگر میرے ساتھیوں نے مجھے چھوڑ دیا ہے تو خدا میرے ساتھ ہے۔ یہ کتنا بڑا چیلنج ہے جو تیر اندازوں کو دیا جا رہا ہے۔ بالآخر خدا تعالےٰ نے تائید کی اور مسلمان غالب آ گئے۔ یہاں بھی دنیا نے خدائی وعدہ **ما ودّعك ربّك وما قلٰی** کا نظارہ مشاہدہ کر لیا۔

اُمت کو بھی غلطیوں کی سزا ملے گی لیکن نبی کریمؐ کا ساتھ خدا نہ چھوڑے گا۔

خدا تعالےٰ نے یہ نمونے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہی قوم کو دکھلا دیئے۔ اُمت میں بھی ایسے وقت آئیں گے وہ غلطیاں کریں گے سزا بھی ملے گی لیکن آخر کار یہ بات ظاہر ہو گی **ما ودعك ربك وما قلٰی** کہ خدا تعالیٰ حضور صلعم کو کبھی درد نہیں دے گا۔ حالات کو دیکھ لو۔ کہ ہر آنے والا دن کیا پہلے دن سے بہتر ثابت نہیں ہوا۔ کہاں وہ زمانہ کہ آپؐ اکیلے تھے چاروں طرف سے دشمنی کی آگ بھڑک رہی تھی۔ لیکن آگ کس نے بجھائی۔ اسی طرح سے جب کبھی اُمت کے اندر ایسے حالات پیدا ہونگے تو خدا تعالےٰ اُمت کی دستگیری کرے گا اور پہلی حالت سے بعد کی حالت بہتر ہوتی رہے گی۔ ایسے انسان پیدا ہوں گے جو ایمان کو زندہ کریں گے۔ آپ کی ہر آنے والی گھڑی پہلی سے اچھی ہو گی۔ اور **ما ودعك ربك وما قلٰی** کا نظارہ دنیا ہمیشہ دیکھتی رہے گی۔ راتیں آتی رہیں گی اور قمر بھی پیدا ہوتے رہیں گے۔

مسیح موعودؑ کے زمانہ کا نقشہ

حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ کا کچھ نقشہ احادیث میں مذکور ہے۔ وہ یہ ہے کہ اس زمانہ میں بھی تاریکی ہی تاریکی ہو گی۔ لوگ غفلت کی نیند سو رہے ہوں گے۔ چاروں طرف سے اسلام پر حملہ ہو رہا ہو گا۔ ایمان ثریا پر اُٹھ چکا ہو گا۔ اسلام صرف چند رسوم سے عبارت ہو گا اور ایمان محض نام کا ہی رہ جائے گا۔ دجّال اور یاجوج ماجوج قوموں کا زور ہو گا۔ خلاصہ یہ ہے کہ ایک رات ایسی آنے والی ہے جو کمال تاریکی کی ہو گی۔ مسلمانوں کے اندر مایوسی ہی مایوسی پھیلی ہوئی ہو گی۔

مسیح موعودؑ نے باطل کو کچل دیا

ایسی حالت میں حضرت مرزا صاحبؒ پیدا ہوئے۔ وہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بروز کامل تھے۔ آپ نے ثریا سے ایمان کو اتارا۔ اسلام کے دشمنوں کے منصوبوں کو خاک میں ملا دیا۔ باطل کو کچل کر رکھ دیا۔ قل جاء الحق وزھق الباطل کا نظارہ آنکھوں کے سامنے آ گیا۔ باطل کی شان یہی ہے کہ ہمیشہ بھاگتا ہی رہتا ہے۔

نائبین رسول کے ذریعہ نبی کریمؐ کا دین زندہ رہے گا۔

خدا تعالےٰ نے ثابت کر دیا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان ہمیشہ ایسی ہی رہے گی، خدا تعالیٰ نے کبھی بھی انہیں نہیں چھوڑا ان کا دن چڑھ رہا ہے۔ ان کی روشنی پھیلتی جا رہی ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ اسلام کا پھل ہمیشہ تازہ رہے گا۔ یہ درخت کبھی خشک نہیں ہو گا۔ ایسے نائب رسول پیدا ہوتے رہیں گے جن کے

[illegible] کی طرف دستگیری

فرمایا الم یجدك یتیما فاٰوٰی کیا تم کو ہم نے یتیم نہیں پایا اور پھر کیا ہم نے تمہیں اپنی پناہ میں لے کر تمہاری پرورش نہیں کی۔ **ووجدك ضالاً فھدٰی**۔ تو مثلاشی تھا خدا تعالےٰ کی محبت میں فنا ہوا۔ ہوا تھا۔ کیا خدا تعالےٰ نے تمہارا ساتھ نہیں دیا۔ کیا تمہاری رہبری نہیں فرمائی۔ **ووجدك عائلاً فاغنٰی**۔ کیا یہ حقیقت نہیں کہ تم بے سر و سامان تھے پھر کیا ہم نے غنی نہیں کر دیا۔ کون اس حقیقت کا انکار کر سکتا ہے کہ جب دعوے نبوت کرتے ہیں قوم دشمن ہو جاتی ہے گویا آنحضرتؐ صلعم کی بیخکنی کے لئے تمام ذرائع استعمال کر رہے ہیں حتیٰ کہ قوم آپ کے چچا ابو طالب کو جو آپ کی پشت پناہی کر رہے تھے انہیں دھمکی دیتی ہے کہ اگر تم اپنے بھتیجے کا ساتھ نہیں چھوڑو گے تو جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ۔ وہ گھبرا جاتے ہیں اور نبی کریم صلعم سے کہتے ہیں کہ میں اکیلا قوم کے متحدہ محاذ کا مقابلہ کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ حضورؐ جواب میں فرماتے ہیں کہ اگر سورج میرے دائیں طرف رکھ دیا جائے اور چاند بائیں طرف تب بھی میں اپنے اس مشن سے دستبردار نہیں ہوں گا حضورؐ کی اس استقامت کو دیکھ کر ابو طالب بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے اور یہاں تک کہ پناہ واپس لینے کے ارادہ کو ترک کر دیا۔ ایک وقت یہ تھا کہ کوئی آپؐ کے ساتھ نہیں ہوتا تھا اور ایک وقت یہ آیا کہ ایک ایک کر کے آپؐ کے ساتھ لوگ ملتے چلے گئے اور پکے دفا بن گئے حتیٰ کہ لونڈیاں تک تیار نہیں تھیں کہ اسلام کو چھوڑ دیں۔ حق و صداقت کی یہ روشنی پھیلتی چلی گئی، کیا الفاظ **ما ودعك ربك وما قلٰی** ہر لحظہ پورے ہوتے دکھائی نہ دے رہے تھے۔

یتیموں کی پرورش کا حکم۔

پھر فرمایا فاما الیتیم فلا تقھر۔ تم بھی یتیموں کی پرورش اس طرح کرو کہ ان کو اس میں اپنی ذلت کا احساس نہ ہونے پائے۔ ان کی نہایت اعلےٰ طریق پر پرورش کرو۔

متلاشیانِ حق کی مدد کرنے کا حکم

واما السائل فلا تنھر۔ ایسا طریق استعمال نہ کرنا کہ سائل تم سے مانگنے کی جرأت ہی نہ کرے سائل سے مراد صرف مالی امداد مانگنے والے ہی نہیں بلکہ دینی مسائل کا حل طلب کرنے والے اور روحانیت کے طالب بھی اس میں شامل ہیں اس لئے ان کی تسلی کے لئے بھی ایسا طریق اختیار کرنا چاہیئے جس کے نتیجہ میں وہ آزادی سے اپنے مافی الضمیر کو ظاہر کر سکیں ایسا طریق ہرگز اختیار نہیں کرنا چاہیئے کہ وہ سوال کرنے سے رک جائیں اس کے بعد فرمایا واما بنعمۃ ربك فحدث۔ یعنی اس نعمت الٰہی کے شکرانہ میں لوگوں کو ہدایت کی طرف لاؤ اور اس نعمت الٰہی کلام الٰہی کا پرچار کرو۔

امامِ وقتؑ کا کام

خدا تعالےٰ نے اس زمانہ میں بھی ایک امام کو بھیجا اس کی وجہ سے دلوں میں ایمان پیدا ہوا۔ اس لئے آج ہمارا بھی یہی فرض ہے کہ اس نعمت کا اظہار کریں اور لوگوں کو آگاہ کریں کہ کس شان کا امام آیا اور انہوں نے کس طرح عقلی اور نقلی دلائل اور آسمانی نشانوں کے ذریعہ سے اسلام کی صداقت اور حضرت نبی کریم صلعم کی رسالت کی حقانیت کو اظہر من الشمس کر دیا آپ کی قلم میں اور آپ کے علم کلام

بھی چمکا چوند کر رہی ہے۔ جس کے نتیجہ میں ہزاروں لوگ اسلام قبول کر چکے ہیں اور باقی بھی اسلام کی آغوش میں آنے پر مجبور ہو جائیں گے ایسا وقت تو ضرور آئے گا لیکن ہمارا فرض ہے کہ اس دن کو قریب تر لانے کے لئے ہمہ تن سعی بن جائیں خدا ہم کو ایسا بننے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

اخبار احمدیہ (بسلسلہ صفحہ ۲)

قبرستان ملحقہ مسلم ٹاؤن

مسلم ٹاؤن کے ملحقہ قبرستان میں جہاں اب احباب جماعت مسلم ٹاؤن کی بھی قبریں ہیں اس قبرستان میں ہینڈ پمپ لگوانے کی ضرورت پر احباب مسلم ٹاؤن نے کچھ رقم جمع کی ہے۔ احباب جماعت نے بھی اس رقم میں حصہ لیکر ڈیڑھ صد روپیہ پیش کیا ہے۔ جس میں سے یکصد روپیہ جناب میاں محمود احمد صاحب نے عنایت فرمایا ہے۔ جناب میاں صاحب موصوف مسجد مسلم ٹاؤن کی بہبود کے لئے بھی وقتاً فوقتاً خاص خیال رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے۔ آمین

درخواستہائے دعا

—— حاجی اللہ رکھا صاحب درویش چند دن ہوئے ایک ریڑھے کی زد میں آکر زخمی ہو گئے۔ پاؤں پر زیادہ چوٹ آئی ہے۔ وہ احباب کرام سے دعائے صحت کی درخواست کرتے ہیں، نیز لکھتے ہیں کہ میرے چھوٹے بھائی نذیر احمد کو غنڈوں نے نقصان پہنچانے کی کوشش کی۔ الحمدللہ کہ اُن کے شر سے محفوظ رہے۔ قبل ازیں ان کی گندم کو بھی آگ لگا کر انہوں نے مالی نقصان کیا۔ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے شر سے محفوظ رکھے۔ اور اللہ تعالےٰ نے عزیز موصوف کو دو توام لڑکے عطا فرمائے ہیں۔ ان کی درازی عمر اور نیک نامی کے لئے بھی درخواست دعا ہے۔ اس خوشی میں دو روپے عطیہ [illegible] میں داخل کیا گیا ہے۔

—— بنوں سے مولانا عبدالباقی صاحب لکھتے ہیں کہ

[illegible]

بگاہ درد ہو جاتا ہے۔ پھر یرقان کا حملہ ہو جاتا ہے کمزوری زیادہ ہے، حضرت امیر ایدہ اللہ اور دیگر بزرگان سلسلہ سے دعا کی درخواست ہے۔

—— بشیر احمد بٹ صاحب ڈپٹی چیف اکاؤنٹنٹ محکمہ [illegible] بہت دنوں سے بیمار ہیں اور البرٹ وکٹر ہسپتال لاہور میں زیر علاج ہیں، ان کی صحت کے لئے خصوصی دعاؤں کی ضرورت ہے۔

جلسہ ملتوی۔ میلاد النبیؐ صلعم کے جلسہ کا جو اعلان احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی طرف سے گذشتہ اشاعت میں کیا گیا تھا [illegible] ۱۴ اگست جانے کی وجہ سے اسے مجبوراً ملتوی کرنا پڑا۔

عرب مہاجرین کے لئے چندہ بسلسلہ صفحہ

مصباح الدین صاحب	0-50
پسر بابو اجمل صاحب	0.25
محمودہ بیگم صاحبہ بنت صدر [illegible]	10-01
سید محمود صاحب	5-00
چوہدری عبدالحمید صاحب	5-00
چوہدری عبدالمجید صاحب	[illegible]
[illegible]	[illegible]
ڈاکٹر مبارک احمد صاحب	5-00
[illegible]	[illegible]
عبدالرحیم [illegible]	[illegible]
ظفر مسعود صاحب [illegible]	[illegible]
عبدالرؤف صاحب	[illegible]

دیگر جات

حضرت امیر ایدہ اللہ	100-00
طلباء ادارہ تعلیم القرآن	4-00
مرزا مسعود بیگ صاحب	25-00

غلام نبی مُسلم صاحب

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مستورات سے حُسنِ سلوک

عورت اسلام سے پہلے

اسلام سے قبل دنیا بھر میں مستورات کی حالت پست ترین تھی۔ انہیں معاشرے میں کوئی ممتاز مقام حاصل نہ تھا۔ عورت کی حیثیت ایک لونڈی سے زیادہ نہ تھی تعلیم کے دروازے اس پر بند تھے روحانی ترقی کے لئے کوئی سہولتیں نہ تھیں۔ عورت اپنے والد یا شوہر کی وارث نہ ہوسکتی تھی۔ شادی اور طلاق میں اس کی رائے کو وقعت نہ دی جاتی تھی۔ ملکی معاملات میں اس کی رائے بے قدر و قیمت تھی۔

اسلام کے عطاکردہ حقوق

لیکن اسلام نے عورت اور مرد کو مجلسی، دینی اور مادی دنیا میں برابر کا مقام دیا۔ اسے شادی اور طلاق کے معاملات میں آزادی عطا کی، وہ اپنے باپ، شوہر، بھائی اور بیٹے کی جائداد میں شریک قرار دی گئی۔ اسے روحانی ترقی کے یکساں مواقع عطا کئے گئے۔ اسے کاروبار کرنے اور دولت کمانے کی اجازت بخشی گئی۔ قانون کی نظروں میں اس کا درجہ بلند کیا گیا، اور اسے حریت فکر و نظر کی دولت سے بہرہ ور کیا گیا۔

خدا داد استعدادیں ابھریں

صدیوں سے پسی ہوئی صنف نازک کو جب اس کا صحیح مقام عطا کیا گیا تو اس کی خفتہ قوتیں بیدار ہوئیں۔ اس کی خدا داد استعدادیں اُبھریں اور اسلام کی ترقی، ترویج، عظمت اور اعلائے کلمۃ الحق کے میدان میں خواتین مردوں سے پیچھے نہ رہیں، بلکہ بعض باتوں میں مردوں پر سبقت لے گئیں۔

سب سے پہلے ایمان لانیوالی خواتین

تاریخ اسلام میں یہ شرف عورت ہی کو حاصل ہے کہ سب سے پہلے ایمان لانے والی ایک خاتون —— حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا —— ہی تھیں۔ نسوانی دنیا اس شرف پر جس قدر فخر کرے بجا ہے۔ پھر دورِ اوّل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قیام مکہ کے زمانے میں ایمان لانے والوں میں مستورات کی تعداد قابلِ ذکر تھی۔ اور انہوں نے مردوں کے دوش بدوش کفار کے ہر گونہ مظالم برداشت کئے۔ لیکن راہِ اسلام میں ان کے پائے ثبات میں لغزش نہ آئی۔ پھر یہ شرف بھی ایک خاتون حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا کو نصیب ہوا کہ انہوں نے راہِ حق میں سب سے پہلے ابوجہل کے ہاتھوں جامِ شہادت نوش فرمایا۔ ان کے علاوہ حضرت ام ایمن رضؓ، حضرت زنیرہؓ، حضرت نہدیہؓ اور دیگر غریب الحال مستورات کو ایمان لانے کی وجہ سے ظلم و جور کا نشانہ بنایا گیا۔ لیکن نہ صرف ان کے پائے استقامت میں تزلزل نہ ہوا بلکہ انہوں نے آنحضرت کے مصائب میں آپ کا ساتھ دیا۔

رسول اللہ صلعم کی خدمت

ایک بار آنحضرت صلعم خانہ کعبہ میں نماز پڑھ رہے تھے کہ کفار نے ایک گندی اوجھڑی آپ کی پشت پر رکھ دی۔ چنانچہ حضرت فاطمہ رضؓ گئیں اور خطرات کی پرواہ نہ کرتے ہوئے آپ کی پشت سے اوجھڑی دُور کی۔

آپ ہجرت فرمانے لگے تو حضرت ابوبکر رضؓ کی صاحبزادی حضرت اسماءؓ نے ازار بند نکال کر آپ کے ستّو دان کی تھیلی کا منہ بند کیا، اور جب ابوجہل نے حضرت اسماء سے آنحضرت صلعم اور حضرت ابوبکر رضؓ کے متعلق پوچھا کہ وہ کہاں ہیں۔ تو آپ نے لاعلمی کا اظہار کیا، اس پر ابوجہل نے اس قدر زور سے آپ کے منہ پر چانٹا مارا کہ آپ کے کان سے بالی ٹوٹ کر گر گئی اور آپ لہو لہان ہو گئیں۔

حبش کی طرف ہجرت

جہاں اور کئی ایک خواتین حبش کی طرف ہجرت کر گئیں، وہاں آپ کی صاحبزادی حضرت رقیہ اپنے شوہر حضرت عثمان رضؓ کے ساتھ ہجرت کر گئیں، اور دس لمبا سال پردیس میں عسرت کی زندگی بسر کی۔

استقامت

حضرت عمر کو کفر کی حالت میں جب معلوم ہوا کہ اُن کی بہن فاطمہ رضؓ اور بہنوئی سعید مسلمان ہوگئے ہیں تو حضرت عمر رضؓ نے اپنی بہن کو اس قدر پیٹا کہ وہ زخمی ہوگئیں۔ جس پر اس محترم مومنہ نے کہا کہ "عمرؓ! جو چاہو سزا دو، اسلام کسی حالت میں نہیں چھوڑیں گے۔

اسلام لانے کے بعد عورت سے سلوک

عربوں کا سلوک خواتین کے ساتھ چنداں پسندیدہ نہ تھا، اور ان سے سختی کا برتاؤ کیا جاتا تھا۔ اس سے متاثر ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:—

"تم میں سے بہتر وہ ہے جس کا اپنے اہل سے
اچھا سلوک ہے"

آپؐ کی اس تلقین کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمان خواتین ان حقوق سے اعلانیہ استفادہ کرنے لگیں، جو اسلام نے انہیں عطا کئے تھے، وہ اپنے حقوق کے لئے مردوں سے جھگڑتی تھیں، اور مرد قانونِ شریعت کے مطابق بے بس ہو جاتے تھے۔

حضرت بریرہ رضؓ ایک لونڈی تھیں، وہ آزاد ہوگئیں تو انہیں یہ حق بھی مل گیا کہ غلامی کے زمانے کے خاوند سے علیحدگی اختیار کرلیں۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا خاوند شکایت لے کر آنحضرت صلعم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آنحضرتؐ نے بریرہ رضؓ سے فرمایا کہ اپنے خاوند سے علیحدگی اختیار نہ کرو۔ بریرہ رضؓ نے دریافت کیا کہ حضور کا یہ حکم ہے یا مشورہ" اور جب آپؐ نے فرمایا کہ محض مشورہ ہے تو اس نے مشورہ قبول کرنے سے معذوری کا اظہار کیا۔

ایک خاتون سے سلوک

حضرت عدی رضؓ بن حاتم طائی خدمت میں حاضر ہوتے راستے میں سوچ رہے تھے کہ صاحب قریشؐ بادشاہ ہیں کہ نبی، مسجد نبوی میں پہنچے ہی تھے کہ ایک خاتون حاضر خدمت ہوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مجلس سے الگ لے گئی اور دیر تک باتیں کرتی رہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دیر تک اس کی باتیں سنتے رہے۔ حتیٰ کہ وہ خود ہی اجازت لے کر رخصت ہوگئی۔ اس سے حضرت عدی نے جان لیا کہ آپؐ بادشاہ ہرگز نہیں بلکہ نبی ہیں۔

حاتم طائی کی لڑکی سے سلوک

حاتم طائی کے قبیلے نے مسلمانوں کے خلاف سرکشی کی قبیلے کے مرد، عورتیں اور بچے اسیر ہو کر مدینہ پہنچے، آنحضرتؐ کے دریافت کرنے پر حاتم طائی کی صاحبزادی نے حاتم طائی کے اوصاف بیان کئے تو آپؐ نے فرمایا کہ وہ تو میرا بھائی تھا۔ اور ساتھ ہی اس کی رہائی کا حکم صادر فرمایا۔ حاتم طائی کی بیٹی نے یہ کہکر رہا ہونے سے انکار کر دیا کہ حاتم طائی کی بیٹی اپنے قبیلے کو اسیر چھوڑ کر آزادی قبول نہیں کرسکتی، آنحضرتؐ کو ایک سردار قبیلہ کی بلند کردار دختر کی دلجوئی مقصود تھی۔ اس لئے تمام اسیروں کی رہائی کا حکم دے دیا اور انہیں عزت و تکریم کے ساتھ رخصت کیا۔

صنف نازک کی آبگینوں سے تشبیہہ

مستورات کی خاطرداری اس قدر ملحوظ تھی کہ ایک سفر میں حدی خوان نے سریلی آواز میں نغمہ چھیڑا۔ اونٹوں کے قدم تیزی سے اُٹھنے لگے، آپؐ نے محسوس کر لیا تو فرمایا کہ "آہستہ چلاؤ اونٹوں پہ آبگینے رکھے ہیں"۔ صنفِ نازک کے لئے اس سے لطیف تر تشبیہہ اور کیا ہوگی۔

رضاعی والدہ سے سلوک

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم طفلی ہی میں حضرت والدہ کے سایۂ عاطفت سے محروم رہے۔ تاہم جن محترم خواتین نے آپؐ کی والدہ کی جگہ لی، وہ ہمیشہ آپؐ کی نوازشات سے بہرہ ور ہوتی رہیں۔

حضرت حلیمہ سعدیہ رضؓ آپؐ کی رضاعی والدہ تھیں حلیمہ رضؓ کو آپ کے پسندیدہ خصائل کی وجہ سے آپؐ سے کمال محبت تھی اور آپؐ نے بھی زندگی بھر ان کا احترام ملحوظ رکھا۔ چنانچہ ایک بار جب حلیمہ حاضر خدمت ہوئیں۔ تو آپؐ نے اپنی چادر ان کے لئے بچھادی اور اس پر بٹھایا اور جب بعد ازاں آپ کے رضاعی بھائی اور رضاعی والد آ گئے تو انہیں بھی چادر پر جگہ دی اور آپ خاک پر بیٹھ گئے۔

جنگ حنین میں حلیمہ سعدیہ رضؓ کے قبیلہ ہوازن نے مسلمانوں سے جنگ کی، مسلمان غالب آئے تو تمام قبیلہ کو قید اور ان کے مال مویشی پر قبضہ کر لیا گیا۔ حلیمہ سعدیہ رضؓ اپنے قبیلے کی سفارش کرنے آئیں۔ اس دشمن قبیلے کو جنگ کے بعد چھوڑ دینا تقاضائے سیاست اور جذبات کے خلاف تھا۔ لیکن آنحضرت تو رحمت عالم تھے رضاعی ماں کی محبت اور احترام غالب آ گئے اور قبیلہ ہوازن کے قیدیوں کو رہا کر کے ان کے گھروں کو بھیج دیا۔

پرورش کرنے والی دایہ سے سلوک

حضرت اُم ایمن رضؓ نے آپؐ کی پرورش میں نمایاں کردار ادا کیا تھا۔ جب مدینہ سے واپسی پر ابوا کے مقام پر حضرت آمنہؓ کا وصال ہو گیا تو اُم ایمن ہی آپ کو لے کر مکہ واپس آئی تھیں حضورؐ کو اُم ایمن کی خوشنودی بہت مطلوب تھی۔ آپ نے اُن کی شادی

اپنے منہ بولے فرزند حضرت زید بن حارث رض سے کر دی تھی آنحضرت کو حضرت زید رضی اللہ سے بہت محبت تھی، انہی کا فرزند اسامہ رضی اللہ عنہ حضور کو اس قدر عزیز تھا کہ آپ انہیں کندھے پر اٹھا لیتے اور حسنین رض کے ساتھ گود میں بٹھا لیتے حتیٰ کہ وصال سے چند دن قبل ایک لشکر رومیوں کے مقابلے کے لئے تیار کیا تو اس کا سپہ سالار اس اٹھارہ سالہ نوجوان اسامہ رض کو مقرر کیا اور حضرات ابوبکر رض عمر رض، عثمان رض علی رض اور دیگر صحابہ آپ کے ماتحت کر دیئے اور اس تمام عنایت کا سرچشمہ حضرت اُم ایمن رض کا احترام تھا۔

ازواج مطہرات سے آنحضرت صلعم کا برتاؤ

بیوی کی حیثیت سے عرب میں عورت کا کوئی مقام نہ تھا یہاں تک کہ جب کوئی شخص فوت ہوتا تو اس کا فرزند حقیقی والدہ کو چھوڑ کر تمام سوتیلی ماؤں کو گھر میں ڈال لیتا معمولی باتوں پر طلاق دی جاتی، غرضیکہ عورت عام طور پر ایک بے مایہ جنس تھی۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سلوک ازواج مطہرات کے ساتھ بے نظیر تھا۔ یہ آپ کا حسنِ سلوک ہی تھا کہ جب آپ نے اسلام کی تبلیغ شروع کی اور اپنی نبوت کا اعلان فرمایا تو آپ کی اہلیہ محترمہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نہ صرف فوراً ایمان لے آئیں۔ بلکہ آپ کو تسلی دی، اپنا مال اسلام کی خاطر خرچ کیا اور اس دوران میں جن تکالیف کا آنحضرت صلعم کو سامنا کرنا پڑا اس میں برابر شریک رہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی سیدہ خدیجہ رض طاہرہ کی پاسداری مطلوب تھی۔ حتیٰ کہ وفات کے بعد بھی آپ کے دل میں اس پاک باطن خاتون کی یاد تازہ رہی۔ چنانچہ جب کبھی حضرت خدیجہ کی کوئی سہیلی یا عزیز حاضر خدمت ہوتا تو آپ اس کی انتہائی خاطر داری کرتے۔ ایک بار حضرت عائشہ رض نے عرض کی کہ حضور! آپ کے پاس خدیجہ رض سے زیادہ حسین اور جوان ازواج ہیں۔ پھر آپ ان کی کس لئے تعریف فرماتے رہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا :-

"میں خدیجہ کو کیسے فراموش کر سکتا ہوں جب
میری قوم نے میری مخالفت کی تو خدیجہ نے میرا
ساتھ دیا اور میری تمام مشکلات میں آڑے
آتی رہیں"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گھر کے کام کاج میں ازواج مطہرات کا ہاتھ بٹاتے۔ آٹا گوندھ دیتے۔ گھر میں جھاڑو دے دیتے، جوتا سی لیتے۔ اور اہلِ بیت کے اختلافات خندہ پیشانی سے برداشت کرتے۔ گو محبت کے معاملے میں بشر کے لئے ممکن نہیں کہ تمام ازواج سے یکساں محبت کر سکے۔ تاہم آنحضرت نے اپنی ازواج میں یکساں مساوات اور عدل اور اعتدال قائم کر رکھا تھا۔ اور اگر کسی وقت بشریت کے زیر اثر ازواج سے کسی بات پر اختلاف ہو بھی جاتا تو اسے گھریلو معاملہ سمجھتے اور کسی کو دخل نہ دینے دیتے چنانچہ ایک بار کسی بات سے متاثر ہو کر آپ مسجد میں فرد کش ہو گئے حضرت عمر رض کی صاحبزادی حضرت حفصہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں تھی۔ واقعہ سن کر حضرت عمر رض حاضر خدمت ہوئے اور عرض کی کہ اگر اجازت ہو تو حفصہ کی گردن اڑا دوں۔ آپ نے فرمایا یہ میرا اور ازواج کا گھریلو معاملہ ہے۔ تم اس میں دخل نہ دو۔ اسی طرح ایک بار حضرت عائشہ رض کسی معاملے میں آنحضرت سے تکرار کر رہی تھیں اتنے میں حضرت ابوبکر رض تشریف لے آئے۔ بیٹی کو تکرار کرتے سُنا تو غصے میں چاہا کہ بیٹی کو چپت لگائیں۔ لیکن آنحضرت درمیان میں آ گئے۔ حضرت صدیق بیٹی کو برا بھلا کہتے چلے گئے تو آنحضرت نے مسکرا کر فرمایا شکریہ ادا کرو میں نے بچا لیا۔

خیبر کے یہودی رئیس کی صاحبزادی حضرت صفیہ رض آنحضرت صلعم کی زوجہ تھیں۔ ایک بار حضرت حفصہ رض اور حضرت عائشہ رض نے انہیں یہودن کہہ کر پکارا اور وہ رونے لگ گئیں آنحضرت صلعم تشریف لائے اور رونے کی وجہ معلوم کی تو فرمایا تم انہیں جواب دیتیں کہ تم مجھ سے حسب نسب میں کیسے بڑھ سکتی ہو، میرا باپ ہارون نبی، چچا موسیٰ نبی اور خاوند محمد (صلعم) خاتم النبیین ہیں۔ تم مجھ پر کیسے فوقیت رکھتی ہو۔ آنحضرت کی بات سن کر حضرت حفصہ مسکرا دیں اور بات آئی گئی ہو گئی۔

ایک بار حضرت عائشہ رض اور آنحضرت مدینہ سے باہر گھوم رہے تھے۔ آنحضرت نے حضرت عائشہ رض کو مقابلے میں دوڑنے کے لئے کہا۔ حضرت عائشہ رض اس وقت ہلکی پھلکی تھیں دوڑ میں آنحضرت صلعم پر سبقت لے گئیں، چند سال بعد پھر ایسا ہی اتفاق ہوا، اس وقت حضرت عائشہ رض کا جسم قدرے بھاری ہو چکا تھا۔ اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جیت گئے۔ تو آپ نے مسکرا کر فرمایا۔ دیکھئے میں نے پہلی شکست کا بدلہ لے لیا۔

بیماری کے آخری ایام میں آنحضرت چاہتے تھے کہ حضرت عائشہ رض کے پاس رہیں۔ لیکن عدل معاشرت مانع تھا۔ اس لئے تمام ازواج مطہرات کو بلایا، اور ان سے اجازت طلب کی، اور جب انہوں نے بطیب خاطر اجازت دے دی تو پھر حضرت عائشہ رض کے ہاں ٹھہرے اور اس خوش قسمت ام المومنین رض کی گود میں ہی مالک حقیقی سے جا ملے۔

بیٹیوں سے سلوک

عربوں میں دستور تھا کہ جب بیٹی پیدا ہوتی تو جہلا اس کو زندہ دفن کر دیتے تھے۔ لیکن آنحضرت مجسم رحمت تھے۔ چنانچہ ایک دفعہ ایک صحابی نے زمانہ جاہلیت میں اپنی بیٹی کے دفن کرنے کا واقعہ سنایا تو آپ کا دامن آنسوؤں سے تر ہو گیا۔ آپ کی چار صاحبزادیاں حضرت زینب رض، حضرت رقیہ رض، حضرت ام کلثوم رض اور حضرت فاطمہ رض تھیں، اور انہی بہنوں کی محبت کی وجہ سے حضرت فاطمہ رض نے اپنی صاحبزادیوں کے نام زینب اور اُم کلثوم رکھے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بیٹیاں بہت عزیز تھیں۔ جنگِ بدر کے وقت حضرت زینب کے خاوند ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ جنگِ بدر میں قید ہوئے تو فدیہ کی رقم ادا نہ کر سکے۔ حضرت زینب نے اپنے گلے کا ہار بھیج دیا، یہ ہار حضرت خدیجہ نے بیٹی کو جہیز میں دیا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہار دیکھا تو بے چین ہو گئے۔ آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ پھر صحابہ سے فرمایا اگر پسند کرو تو یہ ہار زینب کو واپس کر دوں۔ سب نے بسر و چشم منظور کیا۔

حضرت زینب کی صاحبزادی امامہ سے بہت پیار تھا۔ اسے گود میں بٹھائے رکھتے۔ جب آپ نماز پڑھتے تو اسے کندھے پر بٹھا لیتے اور رکوع و سجود کے وقت اتار لیتے تھے۔

حضرت رقیہ رض کی شادی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے ہوئی تھی۔ حضور کی اجازت سے حضرت عثمان رض اور حضرت رقیہ رض نے کفار کے تشدد سے تنگ ہو کر حبش کی طرف ہجرت کی تو آنحضرت نے اس مبارک جوڑے کی ہجرت کو حضرت ابراہیم اور حضرت لوط کی ہجرت سے تشبیہ دی، بدر کی لڑائی کے زمانے میں حضرت رقیہ بیمار ہو کر فوت ہو گئیں تو آنحضرت صلعم نے حضرت ام کلثوم کی شادی بھی حضرت عثمان رض سے کر دی۔

حضرت زینب کی ایک بچی مدینہ میں بیمار ہو گئی۔ حضرت زینب نے آنحضرت صلعم کو اطلاع دی۔ آپ تشریف لے گئے بچی کی حالت خراب تھی۔ گود میں اٹھا لیا۔ اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ لوگوں نے تعجب کیا تو فرمایا کہ یہ تو رحمت ہے جو ہر دل میں ہونی چاہیئے۔

تینوں بڑی بیٹیوں کی شادی کی وجہ سے صرف حضرت فاطمہ گھر میں تنہا رہ گئی تھیں، پھر حضرت خدیجہ رض کا انتقال ہو چکا تھا۔ قدرتی طور پر آپ کو حضرت خاتونِ جنت سے بہت زیادہ پیار تھا۔ چنانچہ حضرت فاطمہ رض کی شادی کے بعد اکثر ان کے ہاں تشریف لے جاتے۔ جب کبھی وہ آپ کے پاس آتیں تو آپ اٹھ کر استقبال کرتے۔ پیشانی کو بوسہ دیتے اور اپنی جگہ پر انہیں بٹھا دیتے۔ آپ کا معمول تھا کہ جب سفر پر جاتے تو حضرت فاطمہ رض کے ہاں تشریف لے جاتے اور واپسی سب سے پہلے انہیں ہی شرفِ باریابی بخشتے۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شادی حضرت علی رض سے ہوئی تھی۔ ایک دفعہ حضرت علی نے دوسری شادی کا ارادہ کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا، تو آپ نے مسجد نبوی میں منبر پر چڑھ کر فرمایا :-

"مجھے معلوم ہوا ہے کہ علی نے عکرمہ کی بہن (ابو جہل
کی بیٹی) سے شادی کا ارادہ کیا ہے، خدا کی قسم
محمد کی بیٹی فاطمہ اور عکرمہ کی بہن ایک گھر میں اکٹھی نہیں
ہو سکتیں، فاطمہ میرا جگر گوشہ ہے۔ جس
نے اسے دکھ پہنچایا اس نے مجھے دکھ پہنچایا"

ان الفاظ سے اس اضطراب کا اظہار ہوتا ہے جو آپ کو اپنی پیاری بیٹی کی تکلیف کے تصور سے ہوا، اور یہی الفاظ آپ کی پدرانہ شفقت کے بھی آئینہ دار ہیں۔

جب آپ کے وصال کا وقت قریب آیا تو حضرت فاطمہ کو بلا کر کان میں فرمایا کہ میرا وصال قریب ہے۔ اس پر آپ رو پڑیں۔ پھر قریب بلایا اور فرمایا کہ میرے اہل و عیال میں سے تم سب سے پہلے مجھے ملو گی، تو آپ ہنس پڑیں۔

عورت آج پھر مظلوم ہے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کے اس پہلو کے متعلق بہت کچھ لکھا جا سکتا ہے۔ لیکن جو لوگ آپ کے اسوۂ حسنہ کے شیدائی ہیں ان کی رہنمائی کے لئے اس قدر بھی کافی ہے آج ہمارے معاشرے میں عورت پھر مظلوم ہے اور ان مراعات سے محروم ہے جس کی وہ حقدار ہے یہ مراعات قانون کے ذریعہ حاصل نہیں کی جا سکتیں بلکہ اس کے لئے ضروری ہے کہ مرد حسنِ سلوک سے کام لیں۔ خواتین سے شفقت سے پیش آئیں، اور انہیں مجلسی زندگی میں وہ مقام عطا کریں جو ایک مسلمان گھرانے کا طرۂ امتیاز ہو۔

مولانا شیخ عبدالرحمٰن مصری صاحب(؟)

مایوس ہونے کی ضرورت نہیں

مسلمانوں کی فتح اور یہود کی مکمل شکست کے متعلق

حضرت نبی کریم صلعم کی حتمی پیشگوئی

صحیح مسلم کی حدیث

ہمارے عرب بھائیوں اور یہود کے درمیان موجودہ لڑائی میں بعض عرب ممالک کو جو نقصان اٹھانا پڑا ہے اس سے مایوس ہونے کی کوئی وجہ نہیں آخری فتح مسلمانوں کے لئے ہی مقدر ہے۔

جیسا کہ صحیح مسلم کی کتاب الفتن واشراط الساعۃ کی مندرجہ ذیل احادیث سے واضح ہے۔ پہلی حدیث :- حدثنا عبید اللہ عن نافع عن ابن عمر عن النبی صلعم قال لتقاتلن الیہود فلتقتلنہم حتّٰی یقول الحجر یا مسلم ھذا یہودی ورائی فتعال فاقتلہ یعنے یہود سے تم کو ضرور جنگ کرنی پڑے گی پس تم ضرور ان کو قتل کرو گے یہاں تک کہ پتھر بھی کہدے گا اے مسلم یہ یہودی میرے پیچھے ہے آ اور اسے قتل کر۔ دوسری حدیث :- حدثنا ابن عمر اخبرنی عمر بن حمزۃ قال سمعت سالما یقول اخبرنا عبد اللہ بن عمر ان رسول اللہ صلعم قال تقتتلون انتم والیہود حتّٰی یقول الحجر یا مسلم ھذا یہودی ورائی تعال فاقتلہ۔ یعنے ابن عمر سے روایت ہے کہ رسول کریم صلعم نے فرمایا کہ تمہارے اور یہود کے درمیان جنگ ہوگی یہاں تک کہ پتھر کہے گا اے مسلم یہ یہودی میرے پیچھے ہے آ اور اسے قتل کر۔

تیسری حدیث :- اخبرنی یونس عن ابن شہاب حدثنی سالم بن عبد اللہ ان عبد اللہ بن عمر اخبرہ ان رسول اللہ صلعم قال تقاتلکم الیہود فتسلطون علیہم حتّٰی یقول الحجر یا مسلم ھذا یہودی ورائی فاقتلہ۔ یعنے رسول کریم صلعم نے فرمایا یہود تم سے جنگ کریں گے پس تمہیں ان پر مسلط کیا جائے گا یہاں تک کہ پتھر کہے گا کہ اے مسلم یہ یہودی میرے پیچھے ہے آ اور اسے قتل کر۔

چوتھی حدیث :- عن سہیل عن ابیہ عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ صلعم قال لا تقوم الساعۃ حتّٰی یقاتل المسلمون الیہود فیقتلہم المسلمون حتّٰی یختبئ الیہودی من وراء الحجر والشجر فیقول الحجر او الشجر یا مسلم یا عبد اللہ ھٰذا یہودی خلفی فتعال فاقتلہ الا الغرقد فانہ من شجر الیہود۔ حضرت ابوہریرہ رضؓ روایت کرتے ہیں کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ساعت قائم نہیں ہوگی جب تک کہ مسلمانوں اور یہود کے درمیان جنگ نہ ہو لے پس مسلمان انہیں قتل کریں گے یہاں تک کہ یہودی اپنی جان بچانے کے لئے پتھر یا درخت کے پیچھے چھپ جائے گا پس پتھر اور درخت کہیں گے اے مسلم اے اللہ کے بندے یہ یہودی میرے پیچھے ہے آ اور اسے قتل کر سوائے غرقد کے کہ وہ یہود کا درخت ہے۔

اگرچہ ان چاروں احادیث کے آخری راوی دو صحابی ہیں۔ یعنی ایک حضرت عبد اللہ بن عمر رضؓ اور ایک حضرت ابوہریرہ رضؓ لیکن ان سے سننے والے راوی مختلف ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت اس حدیث کی شہرت کافی ہو چکی تھی۔ ان تمام احادیث کا خلاصہ یہی ہے کہ مسلمانوں کو یہود سے ضرور بالضرور ایک جنگ لڑنی پڑے گی جس میں مسلمانوں کو نمایاں کامیابی حاصل ہوگی۔ اس جنگ میں مسلمان یہود پر مسلط کئے جائیں گے یہاں تک کہ ان کو قتل کرنے پر انہیں کامل قدرت حاصل ہوگی اور مسلمانوں کے مقابلہ میں یہود کو اسقدر ذلت آمیز شکست ہوگی کہ وہ بھاگ کر درختوں اور پتھروں کے پیچھے چھپ کر پناہ لینے کی کوشش کریں گے مگر وہ بھی ان کو پناہ نہیں دیں گے اور زبان حال سے کہیں گے کہ اے مسلم اے اللہ کے بندے یہ یہودی میرے پیچھے چھپا ہوا ہے آ اور اسے بھی قتل کر دے سوائے غرقد کے کیونکہ وہ یہود کا درخت ہے۔ شارحین حدیث نے لکھا ہے کہ اس سے مراد یہود کا کامل طور پر استیصال ہے۔

الغرقد کے متعلق لکھا ہے کہ وہ کیکر کا مشہور درخت ہے جو بیت المقدس کے شہروں میں پایا جاتا ہے اور وہیں دجّال اور یہود کا قتل وقوع (؟) پذیر آئے گا یعنے مسلمانوں اور یہودیوں کی اس جنگ میں عیسائی قومیں جو یہود کی پشت پناہی کر رہی ہوں گی ان کو بھی یہود کے ساتھ ذلت و رسوائی کا ہی سامنا کرنا پڑے گا۔

یہود کی حکومت کے قیام کی پیشگوئی

احادیث مندرجہ بالا اشارۃ النص کے طور پر اس بات پر دلالت کر رہی ہیں کہ وقت آنے والا ہے کہ ایک عرصہ تک ذلیل رہنے کے بعد آخر یہود بھی حکومت حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے اور ان کی بھی حکومت قائم ہو جائے گی کیونکہ ظاہر ہے کہ جنگ افراد کے ساتھ نہیں بلکہ حکومتوں کے ساتھ ہی لڑی جاتی ہے پس ان احادیث کے اندر یہ پیشگوئی بھی مضمر ہے کہ یہود کو بھی کسی وقت حکومت حاصل ہو جائے گی اور وہ بھی برسراقتدار آ جائیں گے چنانچہ پیشگوئی کے اس حصہ کے پورا ہونے کو تو ساری دنیا مشاہدہ کر رہی ہے اور اس کا پورا ہونا ہمیں یقین دلاتا ہے کہ اس کا دوسرا حصہ بھی ضرور پورا ہو کر رہے گا یعنی مسلمانوں کی فتح اور یہود کی ذلت آمیز شکست والا حصہ۔

وقت کی تعیین تو نہیں کی جا سکتی لیکن یہ یقین کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ یہود کی حکومت کا خاتمہ یقینی اور لابدی ہے پس مسلمانوں کو موجودہ ناکامی سے مایوس نہیں ہونا چاہیئے بلکہ مایوس ہونے کی بجائے حضرت نبی کریم صلعم کی پیشگوئی کو عمل میں لانے کے لئے ان تمام ہدایات کو عملی جامہ پہنانے کے لئے کما حقہٗ کوشش کرنی چاہیئے جو ایسی کامیابیوں کو حاصل کرنے کے لئے خدا اور اس کے رسولؐ نے مسلمانوں کو دی ہیں یعنی اس کے لئے جس قدر اسباب مہیا کرنا مسلمانوں کی طاقت میں ہے ان کو بروئے کار لانے میں ذرہ بھر بھی کوتاہی کو کام میں نہ لانا چاہیئے باقی نتائج خدا پر چھوڑ دینے چاہئیں۔ یہی سنت انبیاء علیہم السلام کی ہے اور اسی پر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آنحضور صلعم کے صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین عمل پیرا رہے۔ اور اسی پر مسلمانوں کو عمل پیرا ہونا چاہیئے۔ اگر وہ ایسا کریں گے تو دیکھ لیں گے کہ کامیابی اور کامرانی کس طرح ان کے قدم چومتی ہے اور کس طرح الٰہی تائید ان کے شامل حال ہوتی ہے نہ برطانیہ کی امداد ان کے دشمن یہود کو کوئی فائدہ پہنچا سکے گی اور نہ ہی امریکہ کی امداد ان کے کسی کام آ سکے گی بھلا خدائی طاقت کے مقابلہ میں کون ٹھیر سکتا ہے ضرورت صرف اس بات کی ہے کہ مسلمان حقیقی معنی میں خدا کے ہو کر خدا کے ہاں حزب اللہ میں شمار ہونے لگ پڑیں پھر الا ان حزب اللہ ھم الغالبون کے ماتحت ان کا غلبہ یقینی ہے۔ حدیث میں یا مسلم یا عبد اللہ کے الفاظ اسی طرف اشارہ کر رہے ہیں کہ وہی مسلمان یہود کو شکست دینے میں کامیاب ہوں گے جو رسمی نہیں بلکہ صحیح معنی میں مسلم یعنی خدا اور رسول کے فرمانبردار ہوں گے اور حقیقی معنی میں اللہ کے بندے ہوں گے۔

یہود کی حکومت کس طرح قائم ہوگی۔

بہرحال اللہ تعالےٰ کی اور اس کے رسولؐ کی دی ہوئی ہدایات پر تفصیلی روشنی میں آگے چل کر ڈالوں گا اس سے قبل میں یہ بتلا دینا چاہتا ہوں کہ یہود جو ضربت علیہم الذلّۃ کے مصداق ہیں اور جن کے متعلق قرآن کریم میں صریح الفاظ میں آیا ہے واذ تاذن ربک لیبعثن علیہم الی یوم القیامۃ من یسومہم سوء العذاب ان ربک لسریع العقاب وانہ لغفور رحیم۔ (الاعراف ۲۱)

یعنی اس وقت کو یاد رکھو جبکہ تیرے ربّ نے اس فیصلہ کن بات کا اعلان کر دیا کہ وہ ان یہود پر قیامت کے دن تک ضرور بالضرور ایسے انسان مسلط کرتا رہے گا جو ان کو تکلیف دہ عذاب میں مبتلا رکھیں گے یقیناً تیرا ربّ انسانوں کے بُرے اعمال کے نتیجہ میں ان پر جلد گرفت کرنے والا بھی ہے اور توبہ کرنے پر ان کے لئے غفور رحیم بھی ہے۔ یوم القیامۃ کی تشریح آگے آئے گی۔ یہود نے خدا کے نبیوں کو جو دکھ دیئے اور ان کی ایذا رسانی پر جس شدت سے کمربستہ رہے اس کی پاداش میں اللہ تعالےٰ نے اپنی صفت سریع العقاب کے ماتحت ان پر گرفت کی اور ویسے ہی ذلت اور دکھ کے سامان ان کے لئے پیدا کر دیئے جس ذلت اور دکھ کا نشانہ انہوں نے خدا کے نبیوں کو بنانا چاہا تھا اسی طرح ان میں سے جنہوں نے اپنے افعال پر پشیمان ہو کر توبہ کی

ذریعہ خدا کی رحمت کا دروازہ کھٹکھٹایا ان کے ساتھ خدا نے بھی وہی معاملہ کیا جس کا ذکر اس نے اپنے الفاظ وانہ لغفور رحیم میں فرمایا ہے یعنے خدا نے ان کے گناہ بخش کر ان کے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دیئے۔

ذلّت سے نکلنے کے دو راستے

اس کی تفصیل کے لئے قرآن کریم کی مندرجہ ذیل آیت پر غور کرنے کی ضرورت ہے۔ سورۃ آل عمران ع۱۲ میں اللہ تعالے فرماتا ہے ضربت علیہم الذلّۃ این ما ثقفوا الا بحبل من اللہ وحبل من النّاس یعنی یہ قوم یہود جہاں کہیں پائی جائے گی ذلّت کا ہی شکار رہیگی اس ذلّت سے نکلنے کے لئے ان کے لئے دو ہی راستے ہیں یا تو یہ مسلمان ہو کر خدا کی رسّی کو مضبوط پکڑ لیں اور یا کوئی دوسری قوم ان کی مدد کے لئے کھڑی ہو جائے اور ان کی رسّی ان کو ذلّت کے گڑھے سے نکالنے کا موجب بن جائے چنانچہ اس قوم میں سے جنہوں نے اسلام اختیار کیا جیسا کہ افغان قوم ان کو اللہ تعالےٰ نے اپنے وعدہ الا بحبل من اللہ اور اپنے وعدہ وانہ لغفور رحیم کے ماتحت ذلّت کی پستی سے اُٹھا کر عزّت کی بلند چوٹی پر پہنچا دیا یعنی وہ صاحب حکومت بن گئے اور اب تک اقتدار کی مسند پر بیٹھے ہوئے ہیں

دوسرا ذریعہ اللہ تعالےٰ نے حبل من النّاس بتلایا تھا سو دنیا نے اس زمانہ میں اللہ تعالےٰ کے ان الفاظ کی صداقت کو بھی مشاہدہ کر لیا ہے۔ برطانیہ اور امریکہ کی حکومتیں اس زمانہ میں ان کی امداد کے لئے کھڑی ہو گئیں اور انہوں نے اپنے رسوخ اور مادی امداد کے ذریعہ نہ صرف ان کی حکومت قائم کر دی بلکہ ان کی اس حکومت کو مضبوط سے مضبوط تر بنانے میں بھی کوئی کسر نہ اُٹھا رکھی تا اگر عربوں کے ساتھ ان کی مڈبھیڑ ہو جائے تو یہ ان کو بھی نیچا دکھلا سکیں جیسا کہ مشاہدہ نے ثابت کر دیا ہے کہ ان کی یہ پالیسی سردست وقتی طور پر کامیابی سے ہمکنار ہو گئی۔

ارض شام میں ان کی آبادی کس طریق سے کی جائے گی۔

قرآن کریم نے صرف اسی حد تک پیشگوئی پر اکتفا نہیں کیا کہ بعض قومیں ان کو برسر اقتدار لانے میں ان کی مدد پر کمربستہ ہو جائیں گی بلکہ وہ طریق بھی بتلایا ہے جسے ان کو آباد کرنے میں اختیار کیا جائیگا چنانچہ سورۃ بنی اسرائیل ع۱۲ میں اس کی تفصیل موجود ہے فرمایا وقلنا من بعدہ لبنی اسرائیل اسکنوا الارض فاذا جاء وعد الاخرۃ جئنا بکم لفیفاً وبالحق انزلناہ وبالحق نزل۔ یعنی یہود کو کہا گیا کہ تم ارض شام میں ایک عرصہ تک رہو پھر تم کو یہاں سے نکال دیا جائے گا پھر جب وعد الآخرۃ آئے گا تو تم کو مختلف جگہوں اور مختلف قوموں سے لاکر دوبارہ یہاں آباد کر دیا جائے گا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے حق کے ساتھ ہی ہم نے اسے اتارا ہے اور حق کے ساتھ ہی اس کا نزول ہوا ہے اس لئے اس کی کسی بات میں بھی اختلاف نہیں ہو سکتا یعنی جو کچھ اس نے کہا ہے وہ پورا ہو کر رہے گا۔

تفسیر فتح البیان کا قول

اس آیت میں وعد الاخرۃ کا جو لفظ وارد ہوا ہے اس کے متعلق تفسیر فتح البیان میں لکھا ہے وقیل اراد بوعد الاخرۃ نزول عیسیٰ من السماء یعنی بعض مفسّرین کا قول ہے کہ اللہ تعالےٰ نے لفظ وعد الاخرۃ سے مراد عیسیٰؑ کا نزول لیا ہے یہ الگ بات ہے کہ چونکہ مسلمانوں کا عام خیال یہی تھا کہ ضرورت کے وقت خود حضرت عیسےٰ ہی آسمان سے نازل ہوں گے اس لئے مفسرین نے وعد الآخرۃ سے آسمان سے عیسیٰ کا نزول مراد لے لیا ورنہ ظاہر ہے کہ مراد ان مفسرین کی یہی ہے کہ مسیح موعود کے زمانہ میں یہود کو مختلف جگہوں اور مختلف قوموں سے لاکر دوبارہ شام میں ان کو آباد کر دیا جائیگا۔

چنانچہ لفظ لفیفاً کی تفسیر میں فتح البیان میں لکھا ہے:۔ قال الجوھری اللفیف ما اجتمع من النّاس من قبائل شتّی یعنی مختلف قوموں سے اکٹھا کر کے جو اجتماع لوگوں کا ہو اسے عربی زبان میں لفیف کہتے ہیں تفسیر بیضاوی میں بھی بالکل اسی کے مطابق اس لفظ کی تفسیر کی گئی ہے اس میں لکھا ہے اللفیف الجماعات من قبائل شتّی یعنی مختلف قبائل سے جو جماعت بنائی جائے اسے لفیف کہتے ہیں۔

اب یہ حقیقت ہے جس کا انکار کوئی ہوشمند انسان نہیں کر سکتا کہ برطانیہ اور امریکہ نے جو یہود کو ارض شام میں آباد کیا وہ کسی ایک قوم یا کسی ایک ملک سے لاکر آباد نہیں کیا بلکہ مختلف ملکوں اور مختلف قوموں سے لاکر انہیں ایک جگہ جمع کر دیا اور دوسری بات جس کی طرف بعض مفسرین نے اشارہ کیا ہے وہ یہ ہے کہ یہ سب کچھ اسی شخص کے زمانہ ماموریت میں وقوع میں آیا جس نے خدا تعالےٰ سے الہام پا کر مسیح موعود ہونے کا دعوےٰ کیا کیونکہ اس کا زمانہ اس کی وفات سے ختم نہیں ہو جاتا بلکہ اس کا زمانہ ماموریت دنیا کے خاتمہ تک چلے گا۔

یوم القیامت سے مراد

اس حقیقت کو بھی ذہن نشین کر لینا چاہیئے کہ شریعت کی اصطلاح میں یوم القیامۃ سے مراد کسی عظیم الشان مامور کی بعثت کا زمانہ بھی ہوتا ہے پس یہ جو قرآن کریم میں آیا ہے کہ یوم القیامۃ تک اس قوم کو عذاب میں مبتلا رکھنے والے لوگ پیدا ہوتے رہیں گے اس سے مسیح موعود کے زمانہ تک کا عرصہ ہی مراد ہے کیونکہ واقعات نے اس معنی کی تعیین کر دی اس جگہ ان مفسرین کے فہم اور عرفان کی داد دینی چاہیئے جن کی چشم بصیرت نے قرآن کریم کی آیت کا وہ صحیح مفہوم اس وقت سمجھ لیا جو کئی سو برس کے بعد وقوع میں آنے والا تھا پس یہ آیت جہاں یہود کے دوبارہ برسر اقتدار آنے پر دلالت کر رہی ہے وہاں حضرت مرزا صاحبؒ کے دعوےٰ مسیحیت کی صداقت پر بھی روشن دلیل کا کام دے رہی ہے کاش کوئی طالب حق اس سے فائدہ اُٹھائے۔

خدا اور اس کے رسولؐ کی سچی فرمانبرداری کی اہمیّت

جیسا کہ حدیث کے الفاظ یا مسلم یا عبد اللّٰہ صراحت سے اس بات پر دلالت کر رہے ہیں کہ یہود پر فتح حاصل کرنے کے لئے خدا اور خدا کے رسولؐ کا سچّا فرمانبردار ہونا ضروری ہے ظاہر ہے کہ اللہ تعالےٰ نے اپنی پاک کتاب قرآن کریم میں مسلمانوں کو زندگی کے ہر شعبہ کے متعلق اُصولی طور پر مکمل ہدایات دی ہیں جن پر عمل کرنے سے مسلمان سعادت دارین حاصل کر سکتے ہیں اور اس کے رسول پاک سرور کائنات صلعم نے ان ہدایات کو عملی جامہ پہنا کر مسلمانوں کے لئے اس بات کے لئے ایک صحیح اُسوہ قائم کر دیا ہے کہ خدا کی بتلائی ہوئی ہدایات کو عملی جامہ پہنانے کے لئے کیا طریق اختیار کرنا چاہیئے سو خدا کی ہدایات کو عمل میں لاکر اور حضرت نبی کریم صلعم کے اسوہ کی کامل طور پر پیروی کر کے ہی مسلمان دنیوی اور اُخروی کامیابیوں سے ہمکنار ہو سکتے ہیں اس کے سوا کامیابی حاصل کرنے کا ان کیلئے اور کوئی راستہ نہیں تاریخ اس پر شاہد ہے کہ جب تک مسلمان مندرجہ بالا زرّین اصول کی پابندی کرتے رہے کامیابیاں ان کے قدم چومتی رہیں اور جب وہ ان سے منحرف ہوئے تو ان کا عروج زوال سے بدل گیا اور انہیں ناکامیوں کا منہ دیکھنا پڑا۔

جنگ کے متعلق قرآنی ہدایات اور حضرت نبی کریم صلعم کا اُسوہ

زندگی کے شعبوں میں سے جنگ بھی ایک شعبہ ہے اگرچہ اسلام جارحیت کی اجازت نہیں دیتا لیکن بعض خاص شرائط کے ماتحت ملّت اور اسلام کی حفاظت کے لئے ضروری قرار دیتا ہے اور ان دفاعی جنگوں میں مسلمانوں کو اپنی مدد کا یقین بھی دلاتا ہے بشرطیکہ وہ اس امر میں ان اصولوں پر کاربند رہیں جن پر قائم رہنے کا انہیں حکم دیا گیا ہے اس بارے میں سب سے پہلی ہدایت تو مسلمانوں کو یہی دی گئی ہے کہ وہ اللہ تعالےٰ کی نصرت اور اس کی تائید کو جذب کرنے کے لئے دعاؤں سے بہت کام لیں اور اس کو نہایت سوز و گداز سے پکاریں کہ وہ ان کی فتح کے سامان پیدا کر دے چنانچہ سورۃ الانفال ع۶ میں اللہ تعالےٰ نے صراحت سے اس اصل کا ذکر فرمایا ہے اور اس کے علاوہ بعض دیگر ضروری اصولوں کی طرف بھی اس میں مسلمانوں کی توجہ مبذول کرائی ہے فرماتا ہے یا ایہا الذین امنوا اذا لقیتم فئۃ فاثبتوا واذکروا اللہ کثیراً لعلکم تفلحون یعنی اے مومنو! جب تمہارا کسی جماعت سے مقابلہ آن پڑے تو تم ثابت قدم رہو اور اللہ تعالےٰ کو بہت یاد کرو تا کہ تم کامیابی حاصل کر سکو حضرت نبی کریم صلعم کا اس بارے میں اسوہ ہمارے سامنے ہے کہ بدر کے میدان میں باوجود اللہ تعالےٰ کی طرف سے فتح کے یقینی وعدوں کے آنحضور صلعم نے خدا کی مدد کو کھینچنے کے لئے کس الحاح اور کس سوز و گداز سے دعائیں کیں یہاں تک کہ حضرت ابوبکرؓ کو کہنا پڑا کہ یا رسول اللہ بس کیجئے خدا کے آپؐ کیساتھ فتح کے وعدے ہیں۔

بدر کی جنگ اور الٰہی مدد

اس حقیقت کا انکار نہیں کیا جا سکتا کہ غزوہ بدر میں کفّار تعداد کے لحاظ سے مسلمانوں سے تین گنا سے بھی زیادہ تھے علاوہ تعداد کے کفار مسلمانوں کے مقابلہ میں زبردست اسلحہ سے بھی مسلح تھے اور مسلمان سامان حرب سے بھی عاری تھے پھر فن جنگ سے واقفیت رکھنے والوں کی تعداد بھی کفار کی طرف ہی زیادہ تھی پھر بڑے بڑے مشہور جنگجو بھی انہی میں شامل تھے جو جگہ کفار نے اپنے لئے انتخاب کی تھی جنگی نقطہ نگاہ سے وہ بھی ان کی فتح کی یقینی ضامن تھی غرضیکہ جہاں تک ظاہری اسباب کا تعلق تھا وہ سب کے سب کفّار کے حق میں اور مسلمانوں کے خلاف تھے لیکن ایک طرف خدائی وعدہ نے اور دوسری طرف حضرت نبی کریم صلعم کی پُرسوز دعاؤں نے جنگ کا پانسہ پلٹ دیا۔ آندھی اور بارش کے لشکروں کے علاوہ ملائکہ کی فوج بھی مسلمانوں کی مدد کے لئے پہنچ گئی اور آناً فاناً کفّار کی صفوں میں بھاگڑ مچ گئی اور میدان مسلمانوں کے ہاتھ رہا اس کامیابی کا ذکر اللہ تعالےٰ نے

ان الفاظ میں کیا ہے ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ فاتقوا اللہ لعلکم تشکرون ۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے بدر کے میدان میں تمہاری نصرت فرمائی حالانکہ تم ہر لحاظ سے کمزور تھے پس تم کو ہمیشہ تقوی اللہ کی راہ پر گامزن رہنا چاہیئے یہی خدا کی نعمت پر شکر گذار رہنے کا طریق ہے کان شکرتم لازیدنکم کے ماتحت تم کو اس شکر گذاری کے نتیجہ میں مزید کامیابیاں حاصل ہوتی رہیں گی ۔ چنانچہ تاریخ شاہد ہے کہ ایسا ہی وقوع میں آتا رہا ۔ پس نہ تو تعداد کی زیادتی اور نہ ہی اسلحہ کی برتری کفار کو مسلمانوں پر غلبہ عطا کر سکتی ہے اگر نصرت الٰہی مسلمانوں کے شامل حال رہے اور اس کے شامل حال رہنے کی صورت وہی ہے جس کا اوپر ذکر کیا گیا ہے ۔

دوسرا اصل

مذکورہ بالا آیت میں دوسرا اصل کامیابی حاصل کرنے کے لئے یہ بتلایا واطیعوا اللہ ورسولہ ۔ یعنی اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت میں لگے رہو جنگ احد میں بعض مسلمانوں نے خدا کے رسول کے حکم کی نافرمانی کی نتیجہ جو نکلا وہ سب کو معلوم ہی ہے صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین جیسی قوم جو رسول اکرم صلعم اور اسلام پر فدا تھے رسول اکرم صلعم کی نافرمانی کے ارتکاب کا خمیازہ بھگتنے سے نہیں بچ سکی تو باقی مسلمان کس طرح اپنے آپ کو محفوظ سمجھ سکتے ہیں ۔ خدا کی نافرمانی میں تو اس قدر خطرناک نتائج مضمر ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک رسول اکرم صلعم کو بھی یہ اعلان کرنے کا حکم دیا قل انی اخاف ان عصیت ربی عذاب یوم عظیم یعنی اعلان کر دو کہ اگر میں بھی اپنے رب کی نافرمانی کروں تو میں بھی یوم عظیم کے عذاب سے ڈرتا ہوں جب رسول اکرم صلعم کی یہ کیفیت ہے تو اور کون نافرمانی کر کے عذاب الٰہی سے محفوظ رہ سکتا ہے ۔

تیسرا اصل

اس آیت میں یہ فرمایا ولا تنازعوا فتفشلوا وتذھب ریحکم یعنی اے مسلمانو آپس میں تنازع سے بچو اگر تمہارے درمیان تنازع جاری رہے تو یاد رکھو کہ تم بزدلی اور کمزوری کا شکار ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی ۔ موجودہ جنگ میں ناکامی کی وجہ عرب بھائیوں کے آپس میں تنازعات کو ہی بتلایا جا رہا ہے چنانچہ شاہ مراکش نے بھی کھلے الفاظ میں اسی کا ذکر کیا ہے اور آج کے اخباروں میں اردن کے شاہ حسین کا جو بیان شائع ہوا ہے وہ بھی اسی امر کی طرف اشارہ کر رہا ہے انہوں نے فرمایا "عربوں کو اپنے باہمی تنازعات اور اختلافات ہمیشہ کے لئے ختم کر دینے چاہئیں ...... ہم نے بے معنی جھگڑوں میں اپنا وقت ضائع کیا ہے"

تنازعات کو حل کرنے کا سنہری اصول

تنازعات تو پیدا ہوتے ہی رہتے ہیں لیکن مسلمانوں میں اتحاد کو قائم رکھنے اور ان کے درمیان باہمی جھگڑوں کو طے کرنے کا نہایت ہی خوبصورت طریق قرآن کریم نے مندرجہ ذیل آیت میں یہ بتلایا ہے اگر دو مومن قوموں کے درمیان تنازعات کی وجہ سے لڑائی تک نوبت پہنچ جائے تو دوسری مسلمان حکومتیں ان میں صلح کرا دیں اگر ایک دوسری پر زیادتی کرنے پر آمادہ رہے تو سب مل کر زیادتی کرنے والی قوم کا مقابلہ کریں یہاں تک کہ وہ خدائی فیصلہ کو قبول کر لے پھر انصاف کے ساتھ دونوں کے درمیان جھگڑے کا فیصلہ کرا دیا جائے یاد رکھو کہ تمام مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں ان کے اتحاد میں رخنہ نہیں پڑنا چاہیئے اس لئے ان کے درمیان صلح کرانی ضروری ہے ۔ سورۃ الحجرات ۔

کیا مسلمان حکومتیں مندرجہ بالا قرآنی ہدایت پر عمل کر کے اقوام متحدہ کی طرح اپنی ایک متحدہ مجلس امن نہیں قائم کر سکتیں جس کے سامنے تمام جھگڑے پیش ہوں اور اس کا فیصلہ قطعی ہو جس کے سامنے ہر فریق سر جھکا دے اور اس کے ممبر صاحبان بھی بغیر کسی کی رو رعایت کئے اپنے فیصلوں کی بنیاد حق اور انصاف پر رکھیں ۔

تیسرا اصل

تیسرا اصل قرآن کریم نے یہ بتلایا ہے کہ اسباب سے کام تو ضرور لو اور جس قدر اسباب تم اپنے ذرائع اور وسائل سے جمع کر سکتے ہو کرو لیکن ان پر بھروسہ مت کرو بھروسہ محض خدا کی مدد اور اس کی نصرت پر ہی کرو ورنہ تم شرک کے مرتکب گردانے جاؤ گے چنانچہ مذکورہ بالا آیت کے آخر میں فرمایا ولا تکونوا کالذین خرجوا من دیارھم بطرا ورئاء الناس یعنی ان لوگوں کی طرح مت بن جانا جو اپنے شہروں سے تکبر کرتے ہوئے اور اپنی طاقت کی نمائش کرتے ہوئے نکلے اور اپنے ہی اسباب پر بھروسہ کرتے ہوئے دشمن کے مقابلہ کے لئے تیار ہو گئے اسی طرح جنگ حنین میں جو مسلمان کفار کے تیروں کی بوچھاڑ کی تاب نہ لا کر بھاگ کھڑے ہوئے تھے ۔ تو اس کی وجہ بھی قرآن کریم نے یہی بتلائی ہے کہ انکے دلوں میں اپنی کثرت تعداد کی وجہ سے یہ گھمنڈ پیدا ہو گیا تھا کہ اب ہم اپنی کثرت تعداد کی وجہ سے دشمن پر غالب آ جائیں گے خدا کی نصرت کا خیال ان کے دلوں سے نکل گیا ۔ فرمایا لقد نصرکم اللہ فی مواطن کثیرۃ ویوم حنین اذ اعجبتکم کثرتکم فلم تغن عنکم شیئا وضاقت علیکم الارض بما رحبت ثم ولیتم مدبرین ثم انزل اللہ سکینتہ علی رسولہ وعلی المومنین وانزل جنودا لم تروھا وعذب الذین کفروا وذالک جزاء الکفرین یعنی اللہ تعالیٰ نے کئی میدانوں میں تمہیں فتح عطا کی اور حنین کے معرکہ میں بھی فتح عطا کی لیکن بعد سرزنش نازل کرنے کے کیونکہ اس دن تمہاری کثرت نے تمہیں تعجب میں ڈال دیا تھا اس لئے وہ کثرت تمہارے کسی کام نہ آئی اس کثرت کے گھمنڈ نے تمہاری حالت یہ کر دی کہ زمین باوجود فراخ ہونے کے تمہیں تنگ نظر آنے لگ پڑی یہاں تک کہ تم پیٹھ پھیر کر میدان جنگ سے بھاگ کھڑے ہوئے پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اور مومنین کے دلوں میں سکینت نازل کی جو تمہاری فتح کا اور کفار کی شکست کا ذریعہ بنی ۔ کیا تم دیکھتے نہیں کہ خدا نے بدر میں آندھی اور بارش کے لشکر بھیج کر تمہاری کامیابی کے سامان کئے ۔ جنگ احد میں خدا نے تمہارے دشمنوں کے دلوں میں رعب ڈال دیا جس کی وجہ سے وہ واپس لوٹ گئے ورنہ تمہاری بیخ کنی میں کیا کسر باقی رہ گئی تھی ۔ جنگ احزاب میں آندھی کے لشکر نے دشمن کو میدان جنگ چھوڑنے پر مجبور کر دیا کیا یہ امر قرآن آیت وللہ جنود السموات والارض اور آیت وما یعلم جنود ربک الا ھو کی صداقت کو ثابت نہیں کرتا اصحاب الفیل کی شکست اور ان کی تباہی کیا اس امر کو ثابت نہیں کرتی کہ اللہ تعالیٰ اپنے مقدس مقامات کی حفاظت کے لئے کیا کچھ نہیں کرتا اصحاب الفیل کا ذکر قرآن کریم میں محض اس لئے کیا گیا ہے کہ مسلمانوں کو یقین رہے کہ خدا ان کی حفاظت کے لئے غیب سے سامان پیدا کر سکتا ہے بے شک امریکہ اور برطانیہ کے پاس اسلحہ سازی کے کارخانے ہیں ۔ لیکن خدا ایک ہی زلزلہ سے ان سب کو تباہ کر سکتا ہے اور ان کے ہوائی جہازوں اور بحری بیڑوں کو ایک ہی طوفان سے تباہ و برباد کر سکتا ہے اگر مسلمان خدا کے ہو جائیں تو وہ ان تنصروا اللہ ینصرکم ویثبت اقدامکم کے وعدہ کو اپنے وجود میں پورا ہوتے دیکھ لیں شرط یہی ہے کہ یہ خدا کے ہو جائیں تو خدا بھی ان کا ہو جائے گا ۔

دشمن کے مقابلہ میں کیسی تیاری ہونی چاہیئے

دشمن کے مقابلہ میں مسلمانوں کو کس حد تک چوکس رہنا اور کہاں تک مسلح رہنا چاہیئے اس کے متعلق بھی اللہ تعالیٰ کی ہدایات اور رسول کریم صلعم کا اسوۂ موجود ہے اس بارے میں اللہ تعالیٰ کی ہدایات مندرجہ ذیل آیات میں دی گئی ہیں واعدوا لھم ما استطعتم من قوۃ ومن رباط الخیل ترھبون بہ عدو اللہ وعدوکم واخرین من دونھم لا تعلمونھم اللہ یعلمھم وما تنفقوا من شیء فی سبیل اللہ یوف الیکم وانتم لا تظلمون ۔ الانفال ع ۔ یعنی جس قدر تمہاری استطاعت میں ہے دشمن کے مقابلہ میں اس حد تک تعداد اور اسلحہ کے لحاظ سے تیاری رکھو اور تمہاری یہ تیاری اتنی مؤثر ہو کہ دشمن بھی اس سے خوفزدہ رہے ۔ اس راہ میں جو خرچ کرنا پڑے کرو تمہارا خرچ کیا ہوا مال تمہیں واپس مل جائے گا اس میں کمی ہرگز نہیں کی جائے گی ۔ تمہاری اس تیاری سے وہ دشمن بھی خوفزدہ رہیں گے جن کو تم جانتے ہو اور وہ بھی جن کو تم نہیں جانتے ۔

پھر آل عمران ع ۲۰ میں فرمایا یا ایھا الذین امنوا اصبروا وصابروا ورابطوا واتقوا اللہ لعلکم تفلحون ۔ یعنی اے مومنو ! دشمن کے مقابلہ میں استقلال سے جمے رہو اور اس راہ میں ایسا استقلال دکھلاؤ جو دشمن کے استقلال پر غالب رہے ۔ آپس میں ربط بھی قائم رکھو اور تیاری بھی مکمل رکھو اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اللہ تعالیٰ کے تقوے کی راہ پر گامزن رہو ، اگر ان ہدایات پر عمل پیرا رہو گے تو یاد رکھو کامیابی یقیناً تمہاری ہی ہے ۔ دشمن کی تعداد اور اسلحہ کی برتری کو قطعاً خاطر میں نہ لاؤ اگر تم ۲۰ صابر ہو گے تو ۲۰۰ پر غالب آؤ گے اور اگر ۱۰۰ ہو گے تو ہزار پر غالب آؤ گے کیونکہ خدا تعالیٰ کی نصرت تمہارے ساتھ کام کر رہی ہو گی ۔ خدا کے الفاظ الا ان حزب اللہ ھم الغالبون کی صداقت پر یقین رکھتے ہوئے حزب اللہ بن جاؤ ۔ اسی طرح خدا کا وعدہ ہے انا لننصر رسلنا والذین امنوا فی الحیوۃ الدنیا ویوم یقوم الاشھاد ۔ خدا کے وعدے جھوٹے نہیں ہو سکتے ہزاروں دفعہ ان کی سچائی کو آزمایا جا چکا ہے ۔ وہ تو صاف فرماتا ہے ان ینصرکم اللہ فلا غالب لکم وان یخذلکم فمن ذا الذی ینصرکم من بعدہ وعلی اللہ فلیتوکل المومنون ۔ یعنی اگر اللہ تمہاری مدد کرے تو تم پر کوئی غالب نہیں آ سکتا اور اگر وہ تمہاری مدد چھوڑ دے تو اس کے بعد کون ہے جو تمہاری مدد کر سکتا ہے ۔ یاد رکھو مومنوں کو حقیقی توکل اللہ تعالیٰ پر ہی کرنا چاہیئے حضرت نبی کریم صلعم کا ارشاد ہے ۔ اونٹ کا گھٹنا باندھو پھر توکل کرو

(باقی بر صفحہ کالم ۲)

مولانا محمد یحییٰ بٹ امام مسجد برلن

جرمنی میں یومِ ولادت
سیدنا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

سیدنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یوم ولادت ہم نے ۲۱ جون کو بروز بدھ ساڑھے سات بجے شام مسجد برلن میں منایا۔ اس تقریب سعید کے لئے مسلمان بھائیوں اور عیسائی دوستوں کو دعوتی کارڈ بھیجے گئے۔ ان دعوت ناموں پر حسب ذیل پروگرام کا اعلان کیا گیا تھا۔ ۱۔ تلاوت قرآن کریم ۲۔ درود شریف۔ (۳) نعت۔ ۴۔ تقریر امام صاحب ۵۔ مشروبات۔ خدا کے فضل سے یہ اجتماع پر رونق رہا۔ سوسے زائد مرد و زن نے اس میں شرکت کی۔ شہزادی جار تھی۔ اور مقامی ہائی سکول کے اساتذہ مع ہیڈ ماسٹر بھی اس اجتماع میں شامل تھے۔ مصر سے آئے ہوئے نوجوان مسٹر المنشد نے سورۃ الحشر کا آخری رکوع خوش الحانی سے پڑھا۔ اور بعد میں اس کا ترجمہ جرمن زبان میں ایک نو مسلمہ مسز سٹرڈیل نے حاضرین کو سنایا۔ اس کے بعد اردن سے آئے ہوئے نوجوان مسٹر محمد نے سیدنا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر تین بار درود بھیجا۔ بعد میں میرے بچوں منصور اور منصورہ نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں نعت خوش الحانی سے پڑھی۔ یہ نعت حضرت امام زمان مسیح موعودؑ نے آپؐ کی شان میں لکھی ہے۔ یہ نعت یوں شروع ہوتی ہے ؎

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا نام اس کا ہے محمدؐ دلبر مرا یہی ہے

ازاں بعد میں نے حاضرین کو سوا گھنٹہ تک خطاب کیا۔ اور اپنی تقریر میں سیدنا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی مقدسہ و مطہرہ سے بعض واقعات بیان کئے۔ میں نے کہا کہ آپؐ کی شخصیت ایک تاریخی شخصیت ہے۔ آپؐ کا ہر قول۔ فعل مسلمانوں کے لئے ایک نمونہ ہے۔ عہد طفولیت سے لیکر وفات تک کے واقعات تاریخی ہیں۔ ان واقعات کو نہ صرف اپنوں نے بلکہ مخالفین نے بھی دیکھا۔ اور ان واقعات نے جو ماننے والوں میں انقلاب پیدا کیا اس کا ہر باب تاریخ انسان میں لکھا ہوا موجود ہے۔ آپؐ کو الامین کا خطاب ملنا اور قومی معاملات میں آپؐ کا حصہ لینا۔ غار حرا میں روح القدس کا آنا۔ حضرت خدیجہؓ کا آپؐ کے اخلاق فاضلہ کا بیان کرنا اور آپؐ کی ہمت باندھنا۔ خدا تعالےٰ آپؐ کو آپؐ کے منصب میں ضرور کامیاب کرے گا۔ اور ساتھ ہی آپؐ پر ایمان لے آنا آپؐ کی صداقت پر زبردست دلیل ہے۔ تبلیغ میں مشکلات کا آنا اور ان پر فتح پانا۔ ہجرت۔ مدینہ پر تین بار حملہ اور اس کا دفاع۔ فتح مکہ اور آپؐ کا دشمن کو معاف کر دینا بحیثیت بادشاہ آپؐ کی سیاسی و معاشرتی اصلاحات۔ مذہب کے تصور میں نیا انقلاب۔ ان سب امور کو بیان کیا۔ تقریر ختم ہونے کے بعد حاضرین کی تواضع ڈبل روٹی مکھن چائے اور زردہ سے کی گئی۔ اس کے تیار کرنے میں میری اہلیہ اُم منصور نے محنت سے کام کیا اور مہمانوں تک پہنچانے میں جرمن خواتین اور مسلمان نوجوانوں نے ان کا ہاتھ بٹایا۔ برتنوں کے صاف کرنے وغیرہ میں بھی نو مسلمہ خواتین نے امداد کی۔ اللہ تعالےٰ انہیں جزائے خیر دے۔ بعد میں چند عرب نوجوان ہمارے ہاں گھر میں آکر بیٹھے رہے الحمد للہ یہ مبارک اجتماع بصد خوشی سر انجام پایا۔ اس کے علاوہ چند اور اجتماعات میں تقریر کرنے کی دعوت آئی۔ اس کی تفصیل انشاء اللہ آئندہ دی جائے گی۔

---

۱۴۴ اپنے عرب بھائیوں کے نقصان سے فائدہ اُٹھا کر بھارت کے مقابلہ میں ہمیں بھی مندرجہ بالا ہدایات پر عمل پیرا ہو کر پوری طرح تیار رہنا چاہیئے۔ اس راہ میں کسی قربانی سے ہمیں دریغ نہیں کرنا چاہیئے۔

ربنا تقبل منا ۔ والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ

مایوس ہونے کی ضرورت نہیں

(بسلسلہ صفحہ ۱۹)

یعنی کامیابی کے لئے ضروری سامان مہیا کرنے کے بعد خدا کی مدد پر ہی بھروسہ کرو۔

خدا نے صاف فرمایا کہ جو مصیبت تمہیں پہنچتی ہے وہ تمہاری کوتاہیوں کے نتیجہ میں ہی پہنچتی ہے فرماتا ہے اولما اصابتکم مصیبۃ قد اصبتم مثلیھا قلتم انی ھذا یعنی تم کہتے ہو کہ یہ مصیبت ہم پر کس طرح وارد ہو گئی کہدے یہ تمہارے اپنے ہی نفسوں کی طرف سے آئی ہے نہ نافرمانی کرتے نہ یہ مصیبت آتی خدا تو ہر چیز پر قادر ہے وہ فتح بھی دے سکتا ہے اور نافرمانی کے نتیجے میں شکست بھی دے سکتا ہے دونوں لشکروں کے مقابلہ میں تمہیں جو نقصان اُٹھانا پڑا ہے وہ بھی الٰہی ہدایات کو پس پشت ڈالنے کی وجہ سے ہی اُٹھانا پڑا ہے۔ کاش یہ نقصان آئندہ نقصانوں سے حفاظت کا ذریعہ بن جائے اور ہمارے بھائی آپس میں اتفاق اور اتحاد کو مضبوط سے مضبوط تر بناتے ہوئے دشمن کے مقابلہ کیلئے مکمل تیاری میں مصروف ہو جائیں۔

تیاری میں صرف اسلحہ ہی کافی نہیں ہوتے فوج کی تربیت اور ٹریننگ بھی دشمن کی ٹریننگ سے بڑھ کر ہونی چاہیئے۔ حضرت نبی کریم صلعم کا اسوہ بھی اس بارے میں یہی ہے۔ اس زمانہ کے لحاظ سے آنحضور صلعم مکمل ٹریننگ دیتے تھے۔ کہیں گتکا بازی کے مقابلے ہو رہے ہیں کہیں تیر اندازی کے مقابلے ہو رہے ہیں کہیں گھوڑ دوڑ ہو رہی ہے۔ اسی طرح دشمنوں کی حرکتوں سے واقف رہنا بھی ضروری ہے۔ اس کے لئے حضرت نبی کریم صلعم کا اسوۂ بھی ہمارے لئے موجود ہے آنحضور صلعم ہمیشہ دشمن کی حرکات اور اس کی تیاریوں کا علم حاصل کرنے کے لئے آدمی بھیجتے رہتے تھے۔

خلاصہ

خلاصہ کلام یہ ہے کہ مسلمانوں کو دعاؤں پر بہت زور دینا چاہیئے اور خدا سے تعلق کو مضبوط سے مضبوط تر بنانا چاہیئے۔ اسباب سے کام تو ضرور لینا چاہیئے مگر ان پر بھروسہ نہیں کرنا چاہیئے بھروسہ صرف خدا کی نصرت پر ہی کرنا چاہیئے آپس میں مکمل اتحاد اور یکجہتی پیدا کرنی چاہیئے۔ آپس کے جھگڑوں کو ختم کرنے کے لئے ایک مشترکہ محکمہ قائم کرنا چاہیئے جس کے فیصلوں کو شرح صدر سے قبول کر لینا چاہیئے۔ یمن کے ساتھ جو جھگڑا ہے اس کو بھی اسی طریق سے ختم کر لینا چاہیئے۔ فوج کی تربیت اعلےٰ پیمانہ پر کرنی چاہیئے۔ بری۔ بحری۔ فضائی فوج مکمل طور پر مسلح اور تربیت یافتہ ہونی چاہیئے عراق۔ شام۔ مصر۔ تینوں ملکوں میں سے ہر ایک کی فوج اسرائیل کی فوج کے برابر ہونی چاہیئے تا ہر ملک اسرائیل کا مقابلہ تنہا کر سکے اور دن کی حفاظت کا انتظام بھی انہی ملکوں اور دیگر عربیا اور مسلمان ملکوں کو کرنا چاہیئے حضرت نبی کریم صلعم کی جو پیشگوئی مسلمانوں کی فتح اور یہود کی ذلت آمیز شکست کے متعلق ہے اس کو عمل میں لانے کے لئے تمام مسلمانوں کو مل کر کوشش کرنی چاہیئے۔ اسرائیل کے باقی تمام ساتھی تو اس کا ساتھ چھوڑ دیں گے لیکن امریکہ جس کو حدیث میں غرقد کہا گیا ہے وہ بظاہر اس کا حامی تو ضرور رہے گا مگر اس کو شکست سے بچانے کے لئے کچھ نہیں کر سکے گا۔ اللہ تعالےٰ تمام مسلمانوں کو متحد اور خدا سے تعلق پیدا کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین

آنحضرت کا مرتبہ اور مقام قرب الٰہی

(بسلسلہ صفحہ ۸)

کرے گا۔ اور اپنی آواز بازاروں میں نہ سنائے گا۔ وہ مسلی ہوئی سینٹھی کو نہ توڑے گا اور سن کو جس سے دھوآں اُٹھتا ہے نہ بجھائے گا جب تک کہ راستی کو اس کے ساتھ ظاہر نہ کرے۔ وہ نہ گھٹے گا نہ تھکے گا جب تک کہ راستی کو زمین پر قائم نہ کرے اور جزیرے اس کی شریعت کے منتظر ہو دیں۔ خداوند خدا ایک بہادر کی مانند نکلے گا۔ وہ جنگی مرد کی مانند اپنی غیرت کو اکسائے گا الخ

اب جاننا چاہیئے کہ یہ فقرہ کہ خداوند خدا ایک بہادر کی مانند نکلے گا یہ بھی بطور استعارہ کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پُر ہیبت ظہور کا اظہار کر رہا ہے۔ دیکھو یسعیاہ نبی کی کتاب باب ۴۲۔

اور ایسا ہی اور کئی نبیوں نے اسی استعارہ کو اپنی پیشگوئیوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں استعمال کیا ہے۔ مگر چونکہ ان سب مقامات کے لکھنے سے طول ہو جاتا ہے اس لئے بالفعل اسی قدر پر کفایت کرتا ہوں اور میں نے جو اس جگہ تین مراتب قرب اور محبت کے لکھ کر تیسرا مرتبہ کہ جو بزرگ ترین مراتب ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ثابت کیا ہے۔ یہ میری طرف سے ایک اجتہادی خیال نہیں بلکہ الہامی طور پر خدا تعالیٰ نے مجھ پر کھول دیا ہے۔ صفحہ ۹۵

خاتم النبیین کے معنے حدیث نبویؐ میں

(بسلسلہ صفحہ ۹)

قصرِ نبوت تیار کیا جائے گا۔ یہ دونوں باتیں باطل ہیں نبوت کا ایک ہی قصر ہے اور آپ کے بعد اس میں کسی نبی کے آنے کی گنجائش نہیں نہ نئے کی نہ پرانے کی۔ یہ حدیث ایک اور رنگ میں ایک عظیم الشان پیشگوئی کے پورا ہونے کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ کیونکہ اس میں آنحضرت صلعم نے اپنے آپ کو قصر نبوت کے کونے کی اینٹ کہا ہے اور کونے کے پتھر کے متعلق حضرت داؤد اور حضرت عیسےٰ دونوں کی پیشگوئی صاف الفاظ میں ہے " وہ پتھر جسے معماروں نے رد کیا ہے کونے کا سرا ہو گیا ہے یہ خداوند سے ہوا جو ہماری نظروں میں عجیب ہے " (زبور ۱۱۸-۲۲-۲۳) " یسوع نے انہیں کہا کہ تم نے نوشتوں میں کبھی نہیں پڑھا کہ جس پتھر کو راجگیروں نے ناپسند کیا وہی کونے کا سرا ہوا۔ یہ خداوند کی طرف سے ہے اور ہماری نظروں میں عجیب اس لئے میں کہتا ہوں کہ خدا کی بادشاہت تم سے لی جائے گی اور ایک قوم کو جو اس کے پھل لائے دی جائے گی " (متی ۲۱: ۴۲-۴۳) مقام غور ہے کہ وہ رد کردہ پتھر حضرت اسمٰعیل ہیں جن کی نبوت کا اہل کتاب نے انکار کیا مگر حضرت ابراہیم ہی انہیں مکہ میں چھوڑ گئے اور انہی کی اولاد سے وہ آخری نبی پیدا ہوا۔ بنی اسرائیل میں تو نبی پر نبی آئے لیکن بنی اسمٰعیل میں صرف ایک ہی نبی ہوئے یعنی محمد رسول اللہ صلعم اور وہی کونے کا پتھر بنے۔ اور حضرت مسیح نے تو بنی اسرائیل کو صاف کہدیا کہ تم سے خدا کی بادشاہت لے کر دوسری قوم کو دی جائے گی۔ اور وہ وہی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ بنی اسماعیل یا رد کردہ قوم ہے۔ (فضل الباری شرح صحیح بخاری از حضرت امیر مولانا محمد علی صاحب علیہ الرحمۃ صفحہ ۸۲۰-۸۲۲)

فخرِ رسل سرتاجِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم

بشیر احمد سوز

تقریباً چودہ سو سال ادھر کی بات ہے۔ کہ رحیم و کریم خدا نے عالمِ انسانیت کو دینِ اسلام عطا فرمایا۔ دین تو کسی نہ کسی صورت میں اس وقت سے چلا آیا ہے جبکہ ابو البشر حضرت آدم علیہ السلام کی ولادت باسعادت ہوئی۔ پھر اولادِ آدم پھولی پھلی۔ کرۂ ارض کی وسعتوں پر چھا گئی۔ اس کی رشد و ہدایت کے لئے خداوندِ قدوس نے مختلف دیار و امصار میں اپنی کتب و رسول بھیجے اور تجدیدِ ہدایت کا تواتر و تعامل آج سے چودہ سو سال قبل تک کے زمانہ تک قائم رہا۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا جہان کی کوئی قوم دین اور ہدایتِ الٰہی سے محروم و بے نصیب نہیں۔ رشد و ہدایت کی یہ ہمہ گیر نعمت، پانی، ہوا اور روشنی کی طرح کل عالمِ انسانیت کے لئے عام تھی۔ لیکن انسان کی تنگ ظرفی، خود غرضی اور خود پسندی نے اس رحمتِ خداوندی کو اپنے اپنے قبیلے اور قوم سے مختص کر لیا۔ اور دوسری قوموں کو اس رحمتِ ہدایت خداوندی سے بے نصیب قرار دیا۔ اس تنگ خیالی سے افتراق اور تنازعات نے جنم لیا اور دیکھتے ہی دیکھتے نفرت و حقارت اور بغض و تعصبات نے وحدتِ اولادِ آدم کا شیرازہ بکھیر کر رکھ دیا۔ ہر قبیلہ اور قوم نے یہی سمجھ لیا کہ ہم ہی خدا کی چہیتی اور پیاری قوم ہیں۔ اور ہم ہی اس کے افضال و اکرام کی مورد ہیں۔ اور ہم سے سوا تو ہیں بے نصیب و بے مراد، لعنتی اور جہنم کا ایندھن ہیں یہ تصور صدیوں پرانے انسان کا ہی نہیں بلکہ عقل و علم کی روشنی کے موجودہ دور کے انسان کا بھی یہی ایمان ہے۔ وہ اپنے مذہب کو تو منجانب اللہ مانتا ہے۔ اور دوسرے کے مذہب کو اہرمن کی راہ یقین کرتا ہے۔ حالانکہ جس خالق و مالک رب العالمین نے انسان کی جسمانی نشو و نما اور ربوبیت کے لئے زمین و آسمان کی طاقتوں اور صلاحیتوں کو بلا تخصیص بروئے کار لا رکھا ہے اور انکی عنایت عطا میں کسی جانب داری اور طرفداری کو ملحوظ نہیں رکھا۔ وہ روحانی تربیت میں کیونکر رعایت سے کام لے گا۔ وعلی اللہ قصد السبیل۔ اللہ تعالیٰ نے اولادِ آدم کی رہنمائی خود اپنے ذمہ لے رکھی ہے۔

اسلام نے اس تعصب و تنفر کا قلع قمع کر کے رکھ دیا۔ اور اعلان کیا کہ تمام اولادِ آدم قابلِ تعظیم و تکریم ہے۔ تمام عالمِ انسانیت کا ایک ہی خدا ہے۔ اس کی نگاہِ کرم میں سب برابر ہیں۔ وہ ربّ العالمین ہے۔ وہ اہلِ مشرق کا بھی رب ہے اور اہلِ مغرب کا بھی۔ وہی زمین و آسمان کا پیدا کرنے والا ہے دین و مذہب کی غایت اگر تربیت روح اور تہذیبِ نفس ہے تو اس خالق و مالک خدا نے ہر انسان اور ہر قوم کی تربیت کے لئے مذہبی ہدایات سے نوازا ہے۔ ولکل قوم ھاد ولکل امۃ رسول۔ ہر قوم و قبیلہ میں نبی اور رسول آئے ہیں۔ سرچشمہ ہدایت ایک ہی ہے۔ اس لئے ہر نبی اور رسول نے ایک ہی تعلیم دی اور وہ یہ ہے کہ واعبدوا اللہ واجتنبوا الطاغوت۔ یعنے اپنے خالق و مالک کی عبادت کرو اور شیطانی شر سے مجتنب ہو۔

تاریخ مذاہب کی ورق گردانی سے پتہ چلتا ہے۔ کہ جب ملل و اقوام کے قلب و نظر کی روشنی پر گناہ کے اندھیارے غالب آ جاتے ہیں تو غفور و رحیم خدا تو رِ ہدایت کی جلوہ افروزی فرماتا رہا ہے۔ اور اپنے نبی اور رسول کو بھیجتا رہا ہے تا وہ اس بھولی بھٹکی انسانیت کو صراطِ مستقیم کی خبر دے۔ فلسفہ مذاہب عالم یہی کہتا ہے کہ کثرتِ گناہ پر نبی، رشی، رسول، پیغمبر آتے اور وشنو اوتار لیا کرتے ہیں۔ جبکہ کوئی قوم رسمیات کی غلام ہو گئی۔ عیاشی اور تنالم طبع ہو گئی۔ اس میں ظلمت، بدی اور گناہ بڑھ گیا چنانچہ گناہوں کی تاریکی کا یہی دور آج سے چودہ سو سال پہلے دنیا کی ہر وادی اور ہر قریہ پر آیا، جس کو قرآن کریم نے ظھر الفساد فی البر والبحر کے مختصر لیکن نہایت جامع الفاظ میں بیان کیا ہے۔ یہ دور بدکاری اور سیہ کاری کا تاریک ترین دور تھا۔ کل جہاں پر عملی، اخلاقی اور روحانی موت وارد ہو چکی تھی۔ جہاں کہیں انسان کا بسیرا تھا وہیں معصیت کا ڈیرا تھا۔ فزین لھم الشیطان اعمالھم افعال تو ان کے بڑے خراب تھے۔ لیکن ہوا و ہوس کے شیطان نے اس ارذل حالت کو خیر و خوبی کا رنگ دے رکھا تھا۔ مذہب کی حقیقی روح مفقود تھی۔ زمانہ مشرک اور کفارہ پرست تھا ہورس بیکس۔ آپالو۔ اڈونس اور یسوع مسیح وغیرہ مفروضہ مذبوح اور مصلوب معبودانِ باطل کی پرستش عام تھی۔ اس وقت کا خدا بڑا منتقم غضبناک خون پسند۔ اور سخت گیر خدا تھا۔ یہ وہ وقت تھا جب در حقول انبیاء کی بعثت کی ضرورت تھی۔ جو اکناف عالم میں نیکی اور راستی کا جہان تو پیدا کر دیں۔ لیکن منشائے ایزدی یہی تھی کہ ایک عظیم انسان اور کامل انسان پیدا ہو جس کی تعلیم و ہدایت اور اس کے قول و عمل سے تقوےٰ و طہارت اور خیر و برکت کی نئی لہر ساری کی ساری دنیا میں دوڑ جائے۔ چنانچہ خیر البشر سید الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا تعالےٰ نے مبعوث فرمایا۔ ان کے فیض سے تقوےٰ و طہارت کی دنیا جاگ اٹھی۔ آفتاب اسلام افقِ عرب سے طلوع ہوا اور دیکھتے ہی دیکھتے اکناف عالم پر چھا گیا۔ اور بیس سال کے اندر اندر تہذیب و تمدن، علوم و فنون کا نیا جہان پیدا ہو گیا جس میں خیر ہی خیر تھی، خوبی ہی خوبی تھی، اخوت و مساوات تھی۔ تکریم آدمیت تھی۔ صلاح و فلاح تھی اور ایک مہذب قوم نے جنم لیا جس نے سیرت و کردار کی پرچھاؤں سے دنیا جہان کو گل و گلزار بنا دیا۔ علومِ جدیدہ کی ترویج کی۔ اسلام سے پہلے علوم جدیدہ کہیں نظر نہیں آتے تھے۔ حضور صلعم نے فرمایا کہ کائنات کی تمام چیزیں تمہاری خدمت اور غلامی کے لئے پیدا کی گئی ہیں۔ اور یہاں کا سب کچھ تمہاری حوائج اور ضروریات کی تکمیل کے لئے مسخر کیا گیا ہے اور دنیا جہان کی کوئی بھی چیز ایسی نہیں جو تمہارے مطلب و مصرف کی نہ ہو۔ ان سب میں تمہارا فائدہ ہی فائدہ ہے۔ حضور صلعم کی ایک دعا ہے۔ "اے خدا مجھے حقائقِ اشیاء کا علم دے"۔ ان قرآنی ہدایات پر مسلمانوں نے غور کیا۔ حقائقِ اشیاء کا علم حاصل کیا۔ ایک صدی کے اندر اندر مادی علوم پیدا ہو گئے موجودہ علوم اور ان کی ترقی در اصل انہی اسلامی انکشافات کی مرہونِ منت ہے۔ ویرانوں کو آباد کیا۔ فن تعمیر کے شاندار نمونے چھوڑے شہروں کو علمی نشاط اور عقلی ترقیوں کے مرکز بنا دیئے۔ نامور حکیم، طبیب ادیب، فلسفی، محقق، سائنسدان، مؤرخ، قانون دان اور حکمران پیدا کئے اور انہوں نے اپنے اپنے باب میں جو جو شمعیں جلائی تھیں وہ آج بھی فروزاں ہیں اور دنیا ان کی روشنی میں راہیں ڈھونڈتی ہے۔ یہ اثر ہے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم و تربیت کا۔ یہ انقلاب حضور پر نور کی ذاتِ اقدس کے سوا اور کسی نبی، رسول، رہبر اور ریفارمر میں نظر نہیں آتا۔ یہ اعتقادی خوش فہمی کی بات نہیں بلکہ تاریخ و واقعات کی شہادت ہے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نفوس قدسیہ سے اعلموا ان اللہ یحی الارض بعد موتھا کا فرمان الٰہی سچا ثابت ہوا۔

بانیانِ مذاہب عالم کی تاریخ سامنے رکھو کسی نبی اور رسول، رشی اور منی کا نام لو جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح کامیاب اور کامران ہوا ہو جس نے مردہ عالمِ انسانیت کو دوبارہ زندگی عطا کی ہو۔ اور جس نے ساری کی ساری دنیا کے انفرادی اور اجتماعی، علمی اور عملی، اقتصادی اور سیاسی اخلاق و تمدن کی کایا پلٹ دی ہو۔

نبیوں کے سردار پاک محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے عالم انسانیت کو وہ ہمہ گیر مذہب عطا فرمایا جو اس سے پہلے دنیا کو نہ ملا تھا حضورؐ نے فرمایا کہ مذہب یہ نہیں ہے کہ ناراض خدا کو فدیہ کے ذریعہ خوش کر لیا جائے یا خدا تعالےٰ کو اپنی حمد و ثنا مقصود تھی۔ ان اللہ غنی العالمین۔ ومن یشکر فانما یشکر لنفسہ ومن کفر فان اللہ غنی حمید۔ جو کوئی خدا تعالیٰ کی حمد و ثنا کرتا ہے وہ اپنی بہتری کے لئے کرتا ہے۔ مذہب کی غرض تو یہ ہے کہ انسان کی فطرتی صلاحیتوں کی نشو و نما اور تہذیب و تربیت کی جائے انسانی فطرت کے کئی ایک پہلو ہیں۔ علمی، عملی، عقلی، قلبی، جسمانی، جذباتی معاشرتی اور اقتصادی، اخلاقی اور روحانی۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تمام پہلوؤں کی تعلیم و تربیت کے سامان کئے ہیں۔ انسانی فطرت کے اندر ایک ایسا اعلےٰ جوہر ہے جس کے تکمیل پانے پر انسان وہ مقامِ عالیہ حاصل کر سکتا ہے۔ جس کے بعد اللہ کا مقام شروع ہوتا ہے۔

اس مقام کے حاصل کرنے کے لئے حضرت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خدا تعالےٰ کی ذاتِ قدیم و کریم کو انسان کے سامنے رکھا ہے کہ انسان اس دنیا میں نائب خدا ہو کر آیا ہے۔ اس لئے انسان کو اپنے اندر تخلقوا باخلاق اللہ یعنی اخلاقِ ربانی اور صفات الٰہیہ پیدا کرنی چاہئیں۔ ان اخلاق و صفات کے حصول کی بڑی راہیں ہیں۔ اول اور مؤثر راہ نماز ہے۔ نماز میں جو چند اسماء حسنہ دہرائے جاتے ہیں وہ اس لئے ہیں کہ ہم خود ان اسماء کے رنگ میں رنگے جائیں اور اعمال میں ان کا پرتو نظر آئے۔ اگر خدا تعالےٰ رب العالمین ہے تو ہم بھی مخلوقِ خدا کی پرورش اور تربیت کے سامان کریں۔ اولادِ آدم کی تکریم کریں۔ اگر خدا کی ذات رحمٰن ہے اور اس کا فضل کسی عمل کا نتیجہ نہیں ہوتا تو ہم میں بھی صفت رحمانیت تھوڑی بہت ہونی چاہیئے اور ہمیں دوسروں کی بے لوث خدمت کرنی چاہیئے، کچھ ایثار کریں۔ کچھ خیر خواہی کریں، کچھ احسان کریں۔ اگر خدا تعالےٰ رحیم، شفیق اور مہربان ہے

(باقی بر صفحہ ۲۲ کالم ۱)

(عالمِ رُوحانیت کا آفتاب - بسلسلہ صلا)

طرف سے یقین کرتے ہوئے ان کی اور ان کی تعلیمات کی تعظیم و تکریم کرتے ہیں۔

یہاں چند آیات اور بھی درج کر دی جاتی ہیں لیکن ان کی تشریح اس لئے نہیں کی جاتی کہ اخبار کے صفحات میں اس طوالت کے لئے گنجائش نہیں ہے۔

یا بنی آدم انا خلقناکم من ذکرٍ و انثٰی وجعلناکم شعوبًا وقبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم ان اللہ علیم خبیر۔ اس آیہ کریمہ میں کان الناس امۃ واحدۃ کی وجہ بیان فرمائی ہے اور ان کے نسلی امتیازات کو مٹانے کے لئے ایک قیمتی اصول بیان فرمایا ہے۔ ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم وحدتِ نسلِ انسانی قائم کرنے کے بعد نسل انسانی کی فلاح جس کو عام طور پر نجات کہتے ہیں کا ایک جامع قانون بیان فرما دیا ہے۔ اور وہ یہ ہے لیس بامانیکم ولا امانی اھل الکتٰب من یعمل سوءً یجز بہٖ ولا یجد لہ من دون اللہ ولیًا ولا نصیرا ومن یعمل من الصّٰلحٰت من ذکرٍ او انثٰی وھو مومن فاولٰئک یدخلون الجنّۃ ولا یظلمون نقیرا۔

(النساء ۴ - ۱۲۳)

اس اُمّی لقب انسان نے نہ کوئی کتاب پڑھی اور نہ کچھ لکھا لیکن ساری کائنات کا خالق ایک واحد یگانہ خدا بیان کیا۔ اور ساری اقوامِ عالم کا اس کو ربّ اور محسن بیان کیا۔ خدا کی توحید اور تمام پیغمبروں کی تعظیم کرنے کی تلقین فرمائی۔ تمام انسانیت میں ایسی اخوت قائم کی جس نے نسلی امتیازات کو مٹا کر رکھ دیا۔ جس نے کالے گورے کے سوال کو حل کر دکھایا جس نے مشرق و مغرب کے سوال کو معقولیت کے ساتھ سلجھا دیا جس نے رنگ اور زبان سے پیدا شدہ مسائل کو حل کر دکھایا غرض دنیا کے مذہبی خیالات میں اور معاشرے میں وہ عظیم الشان انقلاب پیدا کر دکھایا اور اس اُمّی لقب انسان کو وہ شاندار کامیابی نصیب ہوئی جس سے بڑھ کر کامیابی کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ ان کے نظریئے لامحدود وسعت کو لئے ہوئے ہیں اور انتہاء درجے کے معقول اور مفید ہیں۔ یہ نظریات اور یہ کامیابیاں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خاتم النبیّین ہونے کا مستحق ٹھہراتی ہیں۔

"محمد صلعم کی تعلیم بہت مختصر اور سادہ تھی۔ ان کی تعلیم نے حیرت انگیز تبدیلی پیدا کر دی۔ اوائل مسیحیت سے لے کر تا ایں دم لوگوں میں ایسی رُوحانی بیداری کسی وقت میں پیدا نہیں ہوئی تھی۔ نہ لوگوں کے اندر ایسا ایمانی جوش پیدا ہوا۔ کہ وہ اپنے ضمیر کی خاطر ہر قسم کی جانی و مالی قربانیاں گوارا کر سکتے۔

مدت دراز سے تمام جزیرۃ العرب روحانی غفلت میں مبتلا تھا۔ یہودیت اور مسیحیت کا آنی فانی اثر عربوں کی طبائع پر ویسا ہی ہوا جیسے سمندر کی سطح پر ہوا سے چند لہریں پیدا ہو جائیں۔ لیکن تہ آب وہی جمود و سکون ہو۔ تمام لوگ توہمات، خونریزی اور بدکاریوں میں مبتلا تھے۔ یہ ایک عام رسم تھی، کہ باپ کے مرنے کے بعد بیٹا متوفی کی ساری بیویوں کا بھی مالک ہو جاتا تھا، غرور اور مفلسی کی وجہ سے ان میں دختر کشی کی رسم عام ہو گئی تھی، اور ان کا مذہب بُت پرستی کی بدترین شکل تھا۔ اور ان کا ایمان صرف یہ تھا کہ انبیاء الغیب پر قوت کی وجہ سے عقیدہ رکھیں اور ان کی ناراضگی سے بچیں، اور انہیں خوش رکھنے کے لئے کوشش کریں نہ یہ کہ کسی قادر مطلق ہستی کو اپنا معبود بنائیں، آخرت اور مکافاتِ عمل کی بت پر کوئی اعمال اُن سے سرزد ہوتے ہی نہ تھے۔ ۶۱۲ء کی ابتداء سے تیرہ سال پہلے تک تمام ملک اسی خواب غفلت میں گرفتار تھا۔ لیکن آئندہ تیرہ سالوں میں زبردست انقلاب رونما ہو گیا۔ دو تین سو آدمیوں کی مٹھی بھر جماعت نے بُت پرستی کو ترک کر کے خدائے واحد کی پرستش اختیار کی۔ اور اس فرمان کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دیا جس کو وہ لوگ وحی یقین کرتے تھے۔ خدا کی عبادت ذوق و شوق سے ادا کرنے لگے۔ اور اس کے رحم کے امیدوار ہو گئے نیک اعمال بجالانے لگے۔ زکوٰۃ دینے لگے۔ پاکیزہ خصائل اور نیک دل بن گئے۔ اب وہ اپنی حیات کا ایک ایک لحظہ اس خدا کی یاد میں بسر کرتے لگے جسے وہ اپنے جزئیاتِ امور کا نگران یقین کرتے تھے۔ علاوہ ازیں اس طرزِ زندگی کو وہ لوگ عطیہ ربانی یقین کرتے تھے۔ محمدؐ کو وہ لوگ حیات ابدی اور نشاط سرمدی کا عطا کنندہ یقین کرتے تھے، جس کے احکام کی تعمیل وہ لوگ بے چون و چرا کرتے تھے۔ اور قلیل عرصہ میں مکہ دو جماعتوں میں تقسیم ہو گیا۔ جو اپنے سابقہ تعلقات کو یکدم فراموش کر کے ایک دوسرے کے مقابل صف آرا ہو گئیں۔ مسلمان جملہ تکالیف کو خندہ پیشانی کے ساتھ برداشت کرتے تھے۔ اور ایسا کرنے کو مفید جانتے تھے اور دراصل ان کی علو ہمت کی تحسین کرنی چاہیئے۔ پورے سو آدمیوں نے محض دین حنیف کی خاطر اپنے گھر بار، دولت و اثاثہ کو چھوڑ کر ملک حبشہ میں پناہ لی۔ تاکہ مخالفت کا طوفان ذرا کم ہو جائے۔ اور اس کے بعد کئی سو آدمی مع محمدؐ اپنے مولد و منشاء مکہ کو چھوڑ کر، جس میں کعبہ واقعہ ہے، مدینہ میں جا رہے۔ اور اسی حیرت انگیز انقلاب کی بدولت تھوڑے ہی عرصہ میں ایک جماعت ایسی تیار ہو گئی جس نے ان سب کو اپنا حقیقی بھائی تصور کیا۔ پناہ دی۔ اور اپنی جانیں بیچ کر دشمنوں سے ان کی حفاظت کی۔ اہل مدینہ کے کانوں میں یہودیت کی آواز عرصہ سے آ رہی تھی۔ لیکن یہ تاثیر پیغمبرِ عرب ہی کے الفاظ میں تھی۔ جس نے مدینہ والوں کو یکلخت بیدار کر دیا، اور زندگی کی رُوح چھوٹے سے لے کر بڑے تک میں پھونک دی۔

فخرِ رُسل سرتاجِ دوعالم صلّی اللہ علیہ وسلّم

(بسلسلہ صفحہ نمبر ۲۱)

تو ہمارا بھی بنی نوعِ انسان کے ساتھ رحیمانہ برتاؤ ہونا چاہیئے۔ ان کی حق تلفی نہ ہو، ان پر زیادتی نہ ہو۔ اور اگر خدا مالک یوم الدین ہے تو ہمیں بھی یہی رنگ اختیار کرنا چاہیئے۔ کوئی اصلاح نرمی اور معافی اور درگذر سے ہو سکتی ہے تو نرمی اختیار کرو معافی دے دو اور درگذر کرو۔ اور اگر سزا سے اصلاح ممکن ہے۔ تو سزا دو۔

الغرض نماز کی غرض یہی ہے کہ ہم صفاتِ الٰہیہ سے متصف ہو جائیں۔ اسی لئے قرآن کریم کا ارشاد ہے صبغۃ اللہ ومن احسن اللہ صبغۃ۔

یوں تو ہر مذہب نے توحید کی تعلیم دی ہے۔ لیکن جس زور اور تاکید کے ساتھ توحیدِ الٰہی کی تعلیم سرورِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے۔ اس کی کہیں نظیر نہیں ملتی۔ مساواتِ انسانی کا عقیدہ بھی سب سے پہلے حضور صلعم نے بیان فرمایا۔ مساوات اور جمہوریت نتیجہ ہے توحید کا۔ اسلامی مساوات اور جمہوریت کی مثالیں دینے کا وقت نہیں۔ نسلِ انسانی کی انفرادی ترقی ہو رہی ہے۔ وہ اسلامی مساوات پر مبنی ہے اور اس سے ظاہر ہے کہ جو کام ایک انسان کر سکتا ہے وہی کام دوسرا انسان بھی کر سکتا ہے۔ آج جو مصائب اور آلام عالمِ انسانیت کو درپیش ہیں ان کا علاج اسی میں ہے کہ توحیدِ الٰہی اور مساواتِ انسانی کے عقیدہ پر عملاً کاربند ہو جائیں۔ سب کے ساتھ برابری کا سلوک کریں، اور سب کے لئے ترقیوں کے دروازے کھول دیں۔

عصرِ حاضر کی تہذیب و تمدّن دو ہی باتوں سے وابستہ ہے ایک تو جمہوریت یعنی انسان کو انسان سمجھنا اور دوسرے علوم جدیدہ کی دریافت و ترقی۔ اور یہ دونوں باتیں سیّدنا رحمۃ للعالمین کی طفیل دنیا میں آئیں۔ یہ کامل اسلامی توحید کا ثمرہ ہے اور صدقہ ہے نبی آخر احمد مجتبیٰ کا۔

صلی اللہ علیک وسلم

POPLINS, LATHA, MULS, VOILS
لٹھا
پاپلین
ململ
وائل
LATHA
POPLINS
MULS
VOILS
Sarhad
TEXTILE MILLS LTD.

جرمن نومسلمین جو مولینا محمد یحیےٰ بٹ

امام مسجد برلین کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے

ذیل کی تصاویر اُن جرمن نومسلمین کی ہیں جو مولینا محمد یحیےٰ بٹ امام مسجد برلین (جرمنی) کے ہاتھ پر حال ہی میں مسلمان ہوئے ہیں:-

مسز گبریلا بکر

ایلو لائین فرکساس

مسز ادا فرہ

ببر گٹے شٹر ڈل

اعلان

اراضی برائے ٹھیکہ

انجمن اپنی اراضی احمدیہ فارمز واقعہ اوکاڑہ چک $\frac{6}{4L}$ میں سے پانچ پانچ مربعہ کے تین لاٹس ٹھیکہ پر صرف ان احباب جماعت کو دینا چاہتی ہے جو اسے ٹریکٹروں کے ذریعہ خود کاشت کریں۔

مفصل شرائط جنرل سکرٹری انجمن سے بالمشافہ معلوم کی جا سکتی ہیں۔

آنریری جنرل سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام
احمدیہ بلڈنگس لاہور

حضرت نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا

اسلام کا خلاصہ التعظیم لامر اللہ والشفقۃ علی خلق اللہ ہے

منصب نبوّت پر فائز ہونے سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلّم انسانیت یعنی مخلوق خدا کی خدمت ہی کو اپنا مذہب سمجھتے تھے

حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کی حیات طیبہ

مظلوموں یتامیٰ بیوگان اور حاجت مندوں کی امداد کے واقعات سے بھرپور ہے

آفتاب الدین احمد ہومیوپیتھک دار الشفاء

گذشتہ پچیس سال سے خدمت خلق اور دکھی انسانیت کے لئے وقف ہے

مریضوں کی تعداد میں روز بروز اضافہ

اس خادم الناس اور انسان دوست ادارہ کی کارکردگی اور مقبولیت کا آئینہ دار ہے

مریضوں کی تعداد تیس ہزار سالانہ تک پہنچ چکی ہے

لاہور کے علاوہ پاکستان کے کونے کونے سے مریض بذریعہ خط و کتابت مفت مشورے اور ادویات حاصل کرتے ہیں

یہ مفید اور انسانیت دوست ادارہ

بوعین ارشاد خداوندی اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلّم کے فرمان کے مطابق خدمت سرانجام دے رہا ہے

آپ کا اپنا ادارہ ہے اور آپ کے عطیات کا ہر لحاظ سے مستحق ہے

اعانت فرما کر اس شمع کو فروزاں رکھیں

عطیات بنام سیکرٹری صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کو بھیجیں۔

خاکسار:- اعزازی مہتمم دار الشفاء

برلن مسجد کے امام

مولوی محمد یحییٰ بٹ صاحب

۱۱ر جولائی ۱۹۶۷ء کو بروز منگل صبح نو بجے بذریعہ ہوائی جہاز P.K. 302 لاہور پہنچ رہے ہیں

احباب کرام سے التماس ہے کہ ہوائی اڈہ پر پہنچ کر ان کا شایان شان استقبال کریں

مسز کرسٹا ارکشوسی

قطعی پرنٹرز سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام ملک نور الٰہی صاحب پرنٹر چھپا اور مولوی دوست محمد صاحب پبلشر نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس برانڈرتھ روڈ لاہور سے شائع کیا۔

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

ہفت روزہ

پیغام صلح

زرِ مبادلہ
پاک و ہند سے :- چھ روپے
بیرونی ممالک سے :-
ایک پونڈ

فی پرچہ :- ۱۲ پیسے

ایڈیٹر :- دوست محمد
مدیر معاون :- بشیر احمد سوز

جلد ۵۴ | یوم چہار شنبہ مؤرخہ ۳ ربیع الثانی ۱۳۸۷ھ مطابق ۱۲ جولائی ۱۹۶۷ء | نمبر ۲۷

"لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں - لاہور میں ہمارے پاک محب ہیں میں تیرے خالص محبوں کا گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے نفوس و اموال میں برکت دوں گا۔"

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفےٰ مارا امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفانِ ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

۱- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا۔
۲- قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی۔
۳- سب صحابہؓ اور آئمہؒ قابلِ احترام ہیں
۴- سب مجددوںؒ کا ماننا ضروری ہے
۵- کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۶- اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا۔

حضرت مسیح موعودؑ کے کلمات طیبات

عرش کیا ہے

عرش کی نسبت مخلوق اور غیر مخلوق کا جھگڑا عبث ہے۔ احادیث سے اس کا جسم کہیں ثابت نہیں ہوتا۔ ایک قسم کے علو کے مقام کا اظہار عرش کے لفظ سے کیا گیا ہے اگر اسے جسم کہو تو پھر اسے مجسم کہنا چاہیئے۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ اس کو علو جسمانی نہیں کہ جس کا تعلق جہات سے ہو بلکہ یہ روحانی علو ہے۔

عرش کی نسبت مخلوق اور غیر مخلوق کی بحث بھی ایک بدعت ہے جو کہ پیچھے ایجاد کی گئی صحابہؓ نے اس کو مطلق نہیں چھیڑا تو اب یہ لوگ چھیڑ کر ناحق لوگوں کو اپنے گلے ڈالتے ہیں لیکن عرش کے اصل معنی اس وقت سمجھ میں آسکتے ہیں جبکہ خدا تعالیٰ کی دوسری تمام صفات پر بھی ساتھ ہی نظر ہو۔

(الحکم جلد ۸ - نمبر ۲۵-۲۶ - صفحہ نمبر ۱۴ - مؤرخہ ۳۱ جولائی و ۱۰ اگست ۱۹۰۴ء)

مسئلہ تعظیم قبلہ

سوال ہوا کہ اگر قبلہ شریف کی طرف پاؤں کر کے سویا جاوے تو جائز ہے کہ نہیں؟

فرمایا کہ :- یہ ناجائز ہے کیونکہ تعظیم کے برخلاف ہے۔

سائل نے عرض کی کہ احادیث میں اس کی ممانعت نہیں آئی - فرمایا کہ :-

یہ کوئی دلیل نہیں ہے۔ اگر کوئی شخص اسی بناء پر کہ حدیث میں ذکر نہیں ہے اور اس لئے قرآن شریف پر پاؤں رکھ کر کھڑا ہوا کرے تو کیا یہ جائز ہو جاوے گا؟ ہرگز نہیں۔ ومن یعظم شعائر اللہ فانہا من تقوی القلوب

(الحکم جلد ۸ نمبر ۲۵-۲۶ - صفحہ نمبر ۱۴ - مؤرخہ ۳۱ جولائی ۱۹۰۴ء)

بحرِ حکمت کے موتی

امام الصلوٰۃ کے لئے ہدایت

عن ابی مسعود الانصاری قال قال رجل یارسول اللہ لا اکاد ادرک الصلوٰۃ مما یطول بنا فلان فما رایت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی موعظۃ اشد غضبا من یومئذ فقال ایہا الناس انکم منفرون فمن صلی بالناس فلیخفف فان فیہم المریض والضعیف وذا الحاجۃ۔

ترجمہ :-

ابو مسعود انصاریؓ سے روایت ہے ایک شخص نے کہا یارسول اللہ قریب ہے کہ میں نماز کو نہ پا سکوں اس لئے کہ فلاں شخص نماز لمبی پڑھاتا ہے، تو میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس دن سے زیادہ ناراض کبھی نہیں دیکھا فرمایا اے لوگو تم لوگوں کو متنفر کر دو گے، پس جو کوئی لوگوں کو نماز پڑھائے چاہیئے کہ ہلکا کرے کیونکہ ان میں بیمار اور کمزور اور کام والے ہوتے ہیں

نوٹ :- از حضرت مولانا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ :-

وعظ میں غضب (فی موعظۃ اشد غضبا) سے مراد اظہار ناراضگی ہے الفاظ غضب صرف اسی قدر ہیں انکم منفرون گویا ناراض ہو کر فرمایا کہ اس طرح تم لوگوں کو دین سے متنفر کر دو گے، نماز میں مقتدیوں کی رعایت رکھنی چاہیئے۔ نماز پڑھانے والے معاذ یا ابی تھے، چہرہ پر غضب کے آثار ہونا بتقاضائے بشریت ہے، ان احادیث سے سبق ملتا ہے کہ مومن کا غضب بھی کس طرح حد کے اندر ہونا چاہیئے

منہ پر جھاگ آنا یا گالیوں پر اتر آنا جو آج کل مولوی صاحبان کا عام شیوہ ہو گیا ہے یہ جب سوال ذرا خلاف طبیعت ہو ایک ناشائستہ حرکت ہے اور نفرت بڑھانے والی۔

(فضل الباری شرح صحیح بخاری جلد اول کتاب العلم)

ہفت روزہ پیغام صلح
میں اشتہار دے کر اپنے کاروبار کو فروغ دیں

اخبار و افکار

اسلام دشمن سازشیں

حال ہی میں ایک کتاب بہ زبان عربی "مسلمانوں کے خلاف یہودیوں کی سازشیں" شائع ہوئی ہے۔ اس میں ایک جگہ لکھا ہے:۔

"یہودیوں کی ایک بہت بڑی اور عالمی تنظیم نہایت خفیہ طور پر کروڑوں روپیہ صرف اس بات پر صرف کرتی ہے کہ رشوت اور سازشوں کے ذریعہ مسلمانوں کے سیاسی اور مذہبی رہنماؤں کو ایک دوسرے کے خلاف لڑایا جائے اور ان کے درمیان آپس کے اتحاد و اتفاق کی ہر کوشش کو ناکام بنایا جائے۔ اپنی ان کوششوں میں یہ تنظیم حیران کن حد تک کامیاب بھی ہے۔"

انہی سازشوں کا نتیجہ آج مشرق وسطےٰ میں عرب قوم کی شکست کی صورت میں ظاہر ہوا ہے۔ پہلے یہودیوں نے خفیہ سازشوں کے ذریعہ عربوں کو ایک دوسرے کے خلاف لڑایا اور جب وہ باہم گتھم گتھا ہو گئے تو ان پر حملہ کر کے تباہی پھیر دی۔ اب پچھتائے کیا ہوت جب چڑیاں چگ گئیں کھیت۔ مراکش کے شاہ حسن نے سچ فرمایا ہے کہ:۔

"خداوند تعالےٰ نے ہمیں متحد رہنے کی ہدایت فرمائی تھی تا کہ ہم زوال سے بچے رہیں لیکن ہم اپنی صفوں کے اندر اتحاد قائم نہ رکھ سکے اور اس کا نتیجہ ناکامی کی صورت میں نکلا۔"

فلسفہ کی بے بضاعتی

اے۔ کے۔ ایم مصطفےٰ مرحوم مشرقی پاکستان کی ایک ممتاز شخصیت تھے۔ معاشیات، سیاسیات، بین الاقوامی امور اور فلسفہ ان کے پسندیدہ مضامین تھے۔ اشتراکیت پر ان کا گہرا مطالعہ تھا۔ ایک دفعہ بیرون ملک دورہ میں ان کی ملاقات پولینڈ کے ایک مشہور اشتراکی فلسفی سے ہو گئی۔ مصطفےٰ مرحوم نے فلسفی کے سامنے ایک مسئلہ ذاتی مسئلہ کی حیثیت سے پیش کیا کہ فرض کیجئے کہ میری والدہ کی موت ہو گئی ہے ایک مسلمان کی حیثیت سے میں ان کی خیر یاد کرتا [illegible] ہوں۔ ایصال ثواب کے لئے نفل پڑھتا ہوں۔ قرآن [illegible] کرتا ہوں۔ اور یوں تسکین قلب حاصل کرتا ہوں۔ لیکن اشتراکی فلسفہ کی رو سے تو انسان چند ہڈیوں اور پٹھوں کا لوتھڑا ہے جو اپنے وقت پر تحلیل ہو جاتا ہے۔ تو یہ فلسفہ ایک انسان کو اس کی والدہ کے فوت ہو جانے پر حس سے اسے بے انتہا لگاؤ تھا۔ اس کی تسکین کا کیا سامان پیش کرتا ہے فلسفی نے جواب دیا کہ انسان کوئی طریقہ ڈھونڈ نکالے گا۔ یہ سن کر مصطفےٰ مرحوم نے کہا کہ جب تک یہ طریقہ ایجاد نہیں ہوتا میرے اس ذاتی مسئلہ کا کیا حل ہے فلسفی کے پاس اس کا کوئی جواب نہ تھا۔

بھلا فلسفی جواب بھی کیا دیتا جسے اپنے پیدا کرنے والے اور انسانی جذبات کا علم رکھنے والے کی خبر ہی نہیں۔ وہ اپنے ۔۔۔

بقیہ [illegible]

آپ کو اس دنیا کا کیڑا سمجھتا ہے۔ مٹی سے پیدا ہوا اور مٹی میں چلا گیا۔ اس کے نزدیک روح، احساسات اور جذبات لاشئے محض ہیں۔ وہ نہیں جانتا کہ احساسات اور جذبات ٹھوس حقیقت ہیں۔ اور یہی حقیقت انسان کو دوسری ذی روح مخلوق سے متمیز کرتی ہے۔ دل و دماغ او قلب و نظر کی تسکین لادینی اور بے دینی کے سیاہ خانہ میں نہیں دین و مذہب کے نور سے حاصل ہوتی ہے۔ الا بذکر اللہ تطمئن القلوب کا ارشاد الٰہی مذہب کی حقانیت پر ایک زبردست دلیل ہے۔

دینیات کی تعلیم

ایک اخباری اطلاع کے مطابق مغربی پاکستان کی حکومت نے ڈگری کالجوں میں دینیات کی تعلیم کو لازمی قرار دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ یہ خبر انتہائی حوصلہ افزا ہے۔ اور دینی حلقوں کے لئے باعث مسرت و انبساط بھی۔ پاکستان اسلامی نظریہ حیات کے ماتحت معرض وجود میں آیا ہے۔ اس اسلامی مملکت کے معاشرہ کو خالص اسلامی قدروں کا حامل ہونا ضروری ہے لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ہم نے حصول پاکستان کے بعد اسلامی معاشرہ کی تشکیل کے لئے کوئی اجتماعی اور منظم سعی نہیں کی۔ یہی وجہ ہے کہ فرد اور معاشرہ میں الا ماشاء اللہ روحانی اور اخلاقی قدریں ناپید ہیں۔ اور ہم یورپ کے مادی فلسفہ حیات کے ماتحت شب و روز حصول دنیا کی تگ و دو میں مصروف ہیں۔ اس دوڑ میں ہم نے اپنے مذہب اور اس کی قدروں کو پیچھے اور بہت پیچھے چھوڑ دیا۔ اور یورپ کی معیشت اور ثقافت کے فدائی اور شیدائی ہو گئے۔ یورپ کی ہر لعنت ہمارے لئے رحمت بن کر رہ گئی۔ اور یوں ہم اسلامی ثقافت اور اقدار کو اپنے آپ سے جدا کر کے اسلام سے دور اور دور تر ہوتے جا رہے ہیں۔ تہذیب مغرب کا زیادہ اثر سکولوں اور کالجوں کے طلباء پر ہوتا ہے۔ اور وہیں سے یہ وبا کی صورت دوسرے شعبوں پر اثر انداز ہوتی ہے یہی نوجوان جو قوم و ملک کی ریڑھ کی ہڈی ہیں۔ ان کو اپنے دین و مذہب سے روشناس کیا جائے اور اپنے مذہب کے حسن اور خوبصورتی کو ان کے سامنے پیش کیا جائے۔ تو امید ہو سکتی ہے کہ سکول اور کالج سے نکلا ہوا نوجوان ایک اسلامی سلطنت کا ذمہ دار مسلمان فرد ہوگا۔

علماء کی ذمہ داری

پچھلے دنوں سروس کمیشن نے اپنی رپورٹ میں اس افسوسناک حقیقت کا انکشاف کیا تھا۔ کہ مقابلہ میں آنے والے امیدوار اسلامی تعلیم سے بے بہرہ ہوتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ وہ جو اپنے دین سے ہی واقف نہ ہو وہ ایک ذمہ دار عہدہ پر متمکن ہو کر اپنے دین اور اپنی ملت کے لئے کیا کچھ کر سکے گا۔ لہٰذا ضرورت ہے کہ سکولوں اور کالجوں میں دینیات کو اوّل مضمون کی حیثیت دی جائے اور طلباء کو اس حقیقت سے واضح طور پر مطلع کیا جائے کہ اسلام دین فطرت ہے اس کو اپنی فطرت اور اپنی زندگی کے شعبہ سے الگ نہیں کیا جا سکتا۔ ان میں قرآن و حدیث سے استفادہ کرنے کی استعداد پیدا کی جائے۔ اسلامی معاشرہ کی تشکیل کی طرف یہ ایک ضروری اور اہم قدم ہے۔ دوسرے یہ کہ ان عوامل و اسباب پر غور و خوض کر کے ان کا قلع قمع کیا جائے جن کی وجہ سے نوجوانوں میں مذہب سے دوری اور بیزاری کا رجحان پرورش پاتا ہے۔ ان میں سے ایک سبب علماء دین کی باہمی مناقشت و منافرت اور ان کے قول و عمل میں تضاد ہے یہ ایک ایسا نامبارک نمونہ ہے جو نوجوانوں کو دین سے دور لے جانے کا باعث ہے۔ ضرورت ہے کہ پاکستان کو صحیح اسلامی سلطنت بنانے کے لئے فرد اور معاشرہ میں اسلامی قدروں کو بحال کیا جائے۔ اور زندگی کے ہر شعبہ میں ان کے دخل و عمل کو ضروری قرار دیا جائے۔ علماء اور معلمین کے اندر اس دین کے اثرات نظر آئیں اور وہ دوسروں کے سامنے اپنی زندگی کو اس ثبوت کے طور پر پیش کر سکیں کہ اسلام کا خدا زندہ ہے۔ اسلام کا پیغمبر زندہ ہے اور اس کی تعلیمات زندہ ہیں اور یہ کہ اسلام عالم انسانیت کا امن و سکون کا۔ اخوت و مساوات کا۔ صلاح فلاح کا اور تہذیب و تمدن کا دین ہے۔

قتلِ مرتد کے متعلق کوئی بحث کونسل میں نہیں آئی

اسلامی مشاورتی کونسل کے سیکرٹری کا مکتوب

۳-۷ بین روڈ، سمن آباد، لاہور
۱۹ر جون ۱۹۶۷ء

محترمی جناب مدیر صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کے ہفت روزہ پیغام صلح مورخہ ۲۶ اپریل ۱۹۶۷ء شمارہ میں "اسلام میں مرتدین کی سزا کا مسئلہ" ۔۔۔۔۔۔ کے متعلق ایک نوٹ کے سلسلہ میں مجھے یہ عرض کرنا ہے کہ قتل مرتد کا مسئلہ اخبار "مشرق" لاہور کے ۱۹ اپریل ۱۹۶۷ء کے پرچہ میں مندرج ایک غلط خبر سے پیدا ہوا ہے۔ اخبار مذکور نے پہلے [illegible] اپنے اور اس کی تردید روزنامہ "مشرق" مورخہ ۲۳ر مئی ۱۹۶۷ء میں شائع کر دی تھی۔

قتل مرتد کے متعلق کسی قسم کی کوئی بحث کونسل میں نہیں آئی۔ یہ خبر بے بنیاد اور غلط فہمی پر مبنی تھی۔ کونسل کو پوری طرح احساس ہے۔ کہ اسلام ایک وسیع النظر مذہب ہے۔ جائز آزادیوں کا علمبردار ہے "لا اکراہ فی الدین" کا قائل ہے۔ چونکہ یہ مسئلہ ابھی تک کونسل میں نہیں آیا۔ اس لئے اس پر کونسل کے فیصلہ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اُمید ہے کہ اخبار کی تردید جناب کی تشفی ہو گئی ہوگی۔

والسلام

نیاز مند۔ (نسیم الحق عباسی)
سیکرٹری اسلامی مشاورتی کونسل
حکومت پاکستان

ایک فعل شنیع کے جواز میں

حکومت اور کلیسائے انگلستان کا فیصلہ

مسیحی مذہب کا ڈھانچہ کچھ اس قسم کا واقع ہوا ہے، کہ ہر دور میں معاشرہ کے بدلتے ہوئے حالات کے مطابق اس کی تعلیمات و معتقدات میں ترمیم و تنسیخ ہوتی چلی آ رہی ہے۔ ابتدائی زمانہ میں ہی بت پرستوں کے اندر کنواری کے بطن سے ابن اللہ کی پیدائش اور کفارہ کے معتقدات کو دیکھ کر پولوس نے مسیحیت کو بھی ان سے ملوث کرنے کی طرح ڈالی جس کے بعد ہر زمانہ میں نئے نئے عقائد مسیحیت میں شامل ہوتے گئے۔ یہاں تک کہ ایک سابق پوپ نے تمام کیتھولک مسیحی دنیا کو یہ فیصلہ دیا کہ یسوع مسیح کی طرح کنواری مریم بھی بجسدِ عنصری زندہ آسمان پر بیٹھی ہیں اور اپنے معتقدین کی حاجت روائی میں ان کی امداد کا انہیں اختیار حاصل ہے۔

یہ وہ اعتقادات ہیں، جن کی وجہ سے مسیحی دنیا میں بداخلاقی اور بد اطواری کی انتہا ہو چکی ہے۔ کفارہ پر ایمان سے نجات پانے کا عقیدہ ہر قسم کے فعل شنیع کی ترغیب کا موجب ہے اور اسی کا یہ نتیجہ ہے کہ شراب خوری، جوئے بازی، زنا اور قتل و غارت کے واقعات مسیحی دنیا میں کثرت سے پائے جاتے ہیں، اور پادری صاحبان جو خود بھی اسی قسم کے اعمال بد سے خالی نہیں اپنے معتقدین کے اعترافِ گناہ کے بیانات سن کر انہیں معافی کا پروانہ عنایت کر دیتے ہیں، اور وہ اس طرح بزعم خود گناہوں کی سزا سے سستے چھوٹ کر اور زیادہ گناہ کرنے پر دلیر ہو جاتے ہیں۔ یہ دلیری اب اس حد تک پہنچی ہوئی ہے کہ کالجوں کے ۹۵ فیصد اور سکولوں کے ۴۲ فیصد طلباء اور طالبات جن کی عمریں پندرہ اور پچیس سال کے درمیان ہیں زناکاری اور اسقاط حمل کے افعال بد میں مبتلا ہو چکے ہیں، اور کلیسا کو ان کی مخالفت اور ممانعت کی جرأت نہیں۔

یہیں تک بس نہیں یہ افعال بد صرف مرد اور عورت کی جنسی بدکرداریوں تک ہی محدود نہیں ہے اس سے آگے ہم جنسی صحبت کا فعل شنیع بھی اس قدر عام ہو چکا ہے کہ کلیسائے انگلستان کے لاٹ پادری (آرچ بشپ آف کنٹربری) نے بھی نہایت بے شرمی کے ساتھ حکومت سے یہ مطالبہ کرنے میں کسی قسم کی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کی کہ:۔

"چونکہ یہ فعل لوگوں کا اب مرغوب مشغلہ بن چکا ہے۔ اس لئے وہ قانونی رکاوٹیں جو اس مذموم فعل کی راہ میں حائل ہیں انہیں بھی دور کر دیا جائے تاکہ عام لوگ قانونی جکڑ بندیوں سے آزاد ہو کر بے خوف و خطر اس فعل کو جاری رکھ سکیں۔"

چنانچہ حکومت نے عوامی مطالبہ کے لئے لاٹ پادری صاحب کی تائید حاصل کر کے اس فعل شنیع کو اب قانونی حیثیت دے دی ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

صرف انگلستان ہی میں نہیں امریکہ میں بھی جسے گاڈز لینڈ (ایشور کی دھرتی یا ارضِ الٰہی) کہا جاتا ہے مسیحی مذہب کے مختلف فرقوں کے پادریوں نے ایک کونسل بنائی ہے جس کا مقصد ہم جنس صحبت کے خلاف کلیسا کی نفرت کو دور کر کے اسے عزت و احترام کا حق دلوانا ہے اور یوں آج ساری مسیحی دنیا قوم لوط اور اس کی بدکرداریوں کو رواج دینے کے لئے بلکہ اس پر عمل پیرا ہونے پر تلی ہوئی ہے۔

ان حالات و واقعات سے ظاہر ہے کہ اس قوم کو خدا تعالےٰ کے عذاب و عقاب پر کوئی ایمان باقی نہیں رہا اور قوم لوط کی ہلاکت و بربادی سے بھی انہیں سبق حاصل کرنے کی توفیق میسر نہیں، دیکھیں آگے چل کر اس کا کیا نتیجہ پیدا ہو، اور کونسے دوسرے بکرہ مردار کی شکل دنیا کے دیکھنے میں آئے۔

خط و کتابت کرتے وقت
چٹ نمبر کا حوالہ دیں ——— (مینیجر)

محترمہ فاطمہ جناح کی وفات

یہ افسوسناک خبر تمام ملک بلکہ ساری اسلامی دنیا میں نہایت رنج و اندوہ کے ساتھ سنی گئی...... کہ ہمارے ہر دلعزیز رہنما حضرت قائد اعظم مرحوم و مغفور کی ہمشیرہ محترمہ مس فاطمہ جناح ۸-۹ جولائی کی شب کو سوتے ہوئے دل فیل ہو جانے کی وجہ سے انتقال فرما گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

محترمہ فاطمہ جناح نہ صرف اس لحاظ سے کہ وہ قائد اعظم مرحوم کی بہن تھیں، بلکہ اس وجہ سے بھی کہ انہوں نے اس ملک کو انگریزوں اور ہندوؤں کے تسلط سے آزاد کرانے اور قیام پاکستان کے لئے اپنے محترم بھائی کی جد و جہد میں نمایاں کردار ادا کیا۔ اہل وطن کی نظروں میں دلی وقار کی نظروں سے دیکھی جاتی تھیں۔ حضرت قائد اعظم کی وفات کے بعد بھی انہوں نے وقتاً فوقتاً بصیرت افروز پیغامات کے ذریعہ اہلِ وطن کی رہنمائی میں حصہ لیا ...... حکومت کے سیاسی نظریات سے ان کا اختلاف اپنی جگہ، لیکن ان کے اخلاص نیتی اور پاکیزگی اور حُبِ وطن سے کسی کو اختلاف نہیں ہو سکتا، یہی وجہ ہے کہ انکی وفات پر حکومت کا ایک نمائندہ اور صدر محترم کا ملٹری سیکرٹری ان کے جنازہ کو کندھا دینے اور صاحب صدر کی طرف سے ان کی قبر پر پھولوں کی چادر چڑھانے کے لئے کراچی پہنچ گئے ...... اور تمام سرکاری دفاتر میں تعطیل کے علاوہ سرکاری عمارات سے قومی پرچم سرنگوں کر دیئے گئے ...... محترمہ مرحومہ کا جنازہ اُن کے مکان قصرِ فاطمہ سے ۱۰ جولائی کو ۹ بجے اُٹھایا گیا اور بعد نماز جنازہ ان کے محترم بھائی قائد اعظم مرحوم کے مزار کے قریب سپرد خاک کر دیا گیا۔ اس کے علاوہ لاہور، راولپنڈی اور دوسرے شہروں میں بھی محترمہ مرحومہ کا جنازہ غائبانہ پڑھا گیا۔ دعا ہے اللہ تعالےٰ مرحومہ کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور ان کے عزیزوں، رشتہ داروں اور تمام پاکستانی قوم کو ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔

حضرت مسیح موعودؑ کی ابتدائی زندگی

علامہ سید میر حسن شاہ صاحب جو علامہ اقبال کے استاد تھے۔ حضرت مسیح موعودؑ کے اس زمانہ کے متعلق جبکہ آپ سرکاری ملازمت کی وجہ سے سیالکوٹ میں قیام پذیر تھے، لکھتے ہیں:۔

"حضرت مرزا صاحب پہلے محلہ کشمیریاں میں جو اس عاصی پُر معاصی کے غریب خانہ کے بہت قریب تھے۔ عمرا نامی کشمیری کے مکان پر کرایہ پر رہا کرتے تھے۔ کچہری سے جب تشریف لاتے تھے تو قرآن مجید کی تلاوت میں مصروف ہوتے تھے۔ بیٹھ کر کھڑے ہو کر ٹہلتے ہوئے تلاوت کرتے تھے اور زار زار رویا کرتے تھے ایسی خشوع اور خضوع سے تلاوت کرتے تھے کہ اس کی نظیر نہیں ملتی۔ حسب عادت زمانہ صاحب حاجات جیسے اہل کاروں کے پاس جاتے ہیں۔ ان کی خدمت میں بھی جایا کرتے تھے۔ اس عمرا مالک مکان کے بڑے بھائی فضل دین نام کو جو اسی محلہ میں خوش فہم تھا آپ بلا کر فرماتے۔ میاں فضل دین ان لوگوں کو سمجھا دو کہ یہاں نہ آیا کریں۔ نہ اپنا وقت ضائع کریں اور نہ میرے وقت کو برباد کریں۔ میں کچھ نہیں کر سکتا۔ میں حاکم نہیں ہوں۔ جتنا کام میرے متعلق ہوتا ہے۔ میں کچہری میں ہی کر آتا ہوں۔ فضل دین لوگوں کو سمجھا کر نکال دیتے۔"

(حیاتِ طیبہ صفحہ ۳۳)

مولانا محمد یحییٰ بٹ تشریف نہیں لا سکے

گزشتہ اشاعت میں مولانا محمد یحییٰ بٹ امام مسجد برلن کے متعلق یہ اطلاع دی گئی تھی کہ مولانا ممدوح ۱۱ جولائی ۱۹۶۷ء کو پاکستان تشریف لا رہے ہیں، اس اطلاع کے مطابق احباب جماعت لاہور ان کے استقبال کے لئے ہوائی اڈہ پر جانے کیلئے تیار تھے لیکن ایک دن پہلے (۱۰ جولائی کو) مولانا موصوف کی طرف سے یہ اطلاع دی گئی کہ بعض مجبوریوں کے باعث وہ مقررہ تاریخ کو برلن سے روانہ نہیں ہو سکے، اس لئے ۱۱ جولائی کو وہ لاہور نہیں پہنچ سکیں گے۔ کسی اور تاریخ روانگی کی اطلاع موصول ہونے پر ...

مسجد ایبٹ آباد

محترم ڈاکٹر سعید احمد صاحب نے کچھ عرصہ ہوا ایبٹ آباد میں ایک مسجد کی بنیاد رکھی تھی جس کی تعمیر جن وجوہات سے مکمل نہ ہو سکی۔ خدا کا شکر ہے کہ اب ان وجوہات کے اٹھ جانے کی وجہ سے مسجد کی تعمیر دوبارہ شروع ہو چکی ہے، بلکہ جیسا کہ ڈاکٹر صاحب کے تازہ خط سے معلوم ہوا ہے مسجد کا بیرونی کام تو مکمل ہو چکا ہے، اندر سے بھی پلستر وغیرہ ہو گیا ہے، اب فرش، پینٹنگ رنگ، شیشے، بجلی کی فٹنگ، واٹر سپلائی اور مختصر سینیٹری فٹنگ باقی ہے، ویسے مسجد تو اب بھی قابل استعمال ہے۔

ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں: "میں نے مسجد کی تکمیل کا تہیہ کیا ہوا ہے، جو رقوم جمع ہوئی ہیں ان سے اوپر دو ہزار روپے خرچ کر چکا ہوں، آئندہ بھی آہستہ آہستہ کام جاری رہے گا ہو سکتا ہے بعض لوگ اس میں حصہ لینا چاہیں اس لئے کسی قدر تحریک کی ضرورت ہے۔"

اسی سلسلہ میں ڈاکٹر صاحب موصوف نے ان معطی صاحبان کی فہرست بھی ارسال کی ہے، جنہوں نے اب تک اس تحریک میں حصہ لیا ہے۔ یہ فہرست اسی اشاعت میں دوسری جگہ مع رقوم چندہ درج کر دی گئی ہے۔ اس کے علاوہ جن احباب نے اس نیک کام میں ابھی تک حصہ نہیں لیا، انہیں اس کار خیر میں ضرور شامل ہو کر ثواب دارین حاصل کرنا چاہیئے۔

مسجد کی تعمیر کا کام جس قدر خیر و برکت کا موجب ہو سکتا ہے اس سے کوئی مسلمان ناواقف نہیں۔ بالخصوص جماعت احمدیہ جس کی ترقی و تبلیغ کا انحصار زیادہ تر مساجد کے ذریعہ جماعتی نظم کام پر ہے، ہر شہر و قریہ میں مسجد کی ضرورت اور اس کے مفاد سے واقفیت رکھتی ہے، اسی ضرورت کے پیش نظر حضرت مسیح موعودؑ کا ارشاد ہے:

"اس وقت ہماری جماعت کو مساجد کی بڑی ضرورت ہے۔ یہ خانہ خدا ہوتا ہے، جس گاؤں یا شہر میں ہماری جماعت کی مسجد قائم ہو گئی، تو سمجھو کہ جماعت کی ترقی کی بنیاد پڑ گئی، اگر کوئی ایسا گاؤں ہو یا شہر جہاں مسلمان کم ہوں یا نہ ہوں اور وہاں اسلام کی ترقی کرنی ہو تو ایک مسجد بنا دینی چاہیئے، پھر خدا خود مسلمانوں کو کھینچ لاوے گا، لیکن شرط یہ ہے کہ قیام مسجد میں نیت بہ اخلاص ہو، محض للہ اسے کیا جاوے نفسانی اغراض یا کسی شر کو ہرگز دخل نہ ہو تب خدا برکت دیگا۔"

امید ہے ہمارے احباب حضرت مسیح موعودؑ کے اس ارشاد کو ملحوظ رکھتے ہوئے ایبٹ آباد کی مسجد کی تکمیل کے لئے معقول امداد دے کر ثواب دارین حاصل کریں گے۔

عرب بھائیوں کی امداد کے لئے چندہ کی اپیل

حضرت امیر ایدہ اللہ کا ارشاد

ہمارے عرب بھائیوں پر سخت مصیبت آئی ہوئی ہے۔ اسرائیل نے لاکھوں عربوں کو انکے وطن سے نکال دیا ہے۔ ان کیلئے دعا بھی کریں اور اس کے ساتھ ساتھ انکے لئے عملی ہمدردی کا اظہار بھی کریں ان پر انسانیت سوز مظالم ڈھائے جا رہے ہیں۔ ان کے پاس نہ گھر بار رہا اور نہ ضروریات کی چیزیں رہیں۔ اکیلے اردن کے پندرہ ہزار آدمی مارے گئے، شام اور مصر کی بھی یہی حالت ہے۔ بڑا جانی اور مالی نقصان ہوا ہے ان سب کے لئے دعا کریں کہ خدا تعالے ان مصائب کو دور فرمائے اور ان کا حامی و ناصر ہو۔ دوسرا رنگ ہمدردی کا تو یہ اظہار ہے ضروری ہے کہ ہم سب مل کر تھوڑی تھوڑی رقم پریشان حال عرب بھائیوں کی مدد کے لئے بھجوائیں۔ جماعت کا ایک ایک فرد ہر مرد و زن اس امدادی تحریک میں حصہ لے پشاور سے لے کر کراچی تک سب احباب اس میں شریک ہوں اور کم از کم ایک ایک روپیہ اس فنڈ میں ضرور دیں۔ اور ہمارے تینوں سکولوں اور کالجوں کے اساتذہ بھی اس میں شریک ہوں اور طلباء سے بھی چندہ لیکر اس فنڈ میں دیا جائے۔ اسی طرح از اقیبات او کاڑہ، دار الحیات، سندھ کا سٹاف اور مزارعین ایک ایک روپیہ اس فنڈ میں دیں۔ کارخانہ دار صاحبان ایثار سے کام لیکر اس فنڈ میں بھاری رقوم بھجوائیں۔ اور اگر انہوں نے براہ راست حکومت کو کوئی رقوم بھیجی ہوں تو مرکز کو اس سے مطلع کریں۔ جماعتوں کے سیکرٹری صاحبان منظم طریق سے اس تحریک کو آگے پھیلا کر احباب سلسلہ سے رقوم جمع کر کے مرکز کو بھجوائیں تاکہ اجتماعی طور پر یہ امداد عرب بھائیوں کو بھجوا دی جائے۔ یہ ضروری امر سامنے رہے کہ ہر مرد اور عورت سے ایک ایک روپیہ طلب کرنا ہے۔ اور ہر بچے سے ۵۰ پیسے وصول کرنا ہے۔ عرب بھائیوں کے سامنے ہزاروں قسم کی مجبوریاں ہیں۔ ان کے سامنے مصیبتیں ہی مصیبتیں ہیں۔ ان کے لئے دعا کریں۔

اس امدادی فنڈ میں میری طرف سے ایک سو روپیہ لکھ لیا جائے۔

نوٹ:۔ اس سلسلہ میں موصول ہونیوالی رقوم کی فہرست آئندہ اشاعت میں درج ہوگی۔ (ایڈیٹر)

قرآن کریم کی آخری تین سورتوں میں

مسیحی عقائد کی تردید اور دجال کے فتنۂ عظیم کی نشان دہی کے ایمان سے اشارات

اسلامی سلطنتوں کو تباہ و برباد کرنے کی خطرناک چالیں

فتنۂ دجال کے مقابلہ میں حضرت مسیح موعودؑ کی ایمان افروز مساعی اور پرسوز دعائیں

خطبہ جمعہ مورخہ ۳۰ جون ۱۹۶۷ء۔ فرمودہ مولانا شیخ عبدالرحمان مصری صاحب بمقام جامع احمدیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

۳۰ جون کو حضرت امیر ایدہ اللہ نے بسبب ناسازی طبع مولینا شیخ عبدالرحمان مصری صاحب کو خطبہ دینے اور نماز جمعہ پڑھانے کے لئے ارشاد فرمایا۔ مصری صاحب کے خطبہ کا متن حسب ذیل ہے۔

آخری تین سورتوں کا آپس میں گہرا تعلق

میں نے جن تین سورتوں کی تلاوت کی ہے یہ قرآن کریم کی آخری تین سورتیں ہیں۔ ان میں آپس میں گہرا تعلق ہے یہ تینوں سورتیں یورپین یعنی عیسائی اقوام کے کردار کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالتی ہیں اور اس فتنہ کی نشان دہی کرتی ہیں جس کے ذریعہ یہ اقوام دوسری قوموں کو گمراہ کر کے ان پر غلبہ حاصل کرنے میں کامیاب ہوں گی۔

قرآن کریم کو سمجھنے کے لئے ایک گُر

اس حقیقت کو سمجھنے کے لئے یہ ذہن نشین کر لینا چاہئے کہ قرآن کریم کے الفاظ کے معانی میں اس قدر وسعت ہے کہ ہر زمانہ کے حالات پر وہ چسپاں ہو جاتے ہیں چونکہ یہ آخری سورتیں ہیں اس لئے اس آخری زمانہ میں رونما ہونے والے واقعات کے ساتھ بھی ان کا خاص تعلق ہے۔

ان تینوں سورتوں کا خلاصہ مضمون

پہلی سورۃ یعنی سورۃ الاخلاص میں ان کے عقائد کا رد کیا گیا ہے۔ دوسری سورۃ یعنی سورۃ الفلق میں ان کے ... ایجادوں کی آنکھوں کو خیرہ کر دینے والی ایجادوں کا ذکر کیا گیا ہے پھر ان کے شر والے پہلو کو نمایاں کیا گیا ہے اور بتلایا گیا ہے کہ ان ایجادوں اور ان کے فلاسفروں کے فلسفی خیالات اور ان کے پادریوں کے گمراہ کن پراپیگنڈا کے نتیجہ میں مذہبی دنیا پر سخت اندھیری رات چھا جائے گی پھر اسلامی سلطنتوں کو مٹانے یا ان کو کمزور کرنے کے لئے جن چالوں سے یہ اقوام کام لیں گی ان کا ذکر کیا گیا ہے تیسری سورۃ یعنی سورۃ الناس میں ان پادریوں کی کامیابیوں کا جو پھل ان کو ملے گا اس کا ذکر کیا گیا ہے۔ اور آخر میں بتلایا ہے کہ وسوسہ اندازی میں انہیں ید طولیٰ حاصل ہوگا جس کے نتیجہ میں یہ لوگوں کو مذہب سے بدظن کرنے اور خدا سے دور لے جانے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ اور ان کے بداثرات سے محفوظ رہنے کے لئے مسلمانوں کو یہی ہدایات دی گئی ہیں کہ وہ اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی پناہ میں دے دیں۔

ان تینوں سورتوں کا خلاصہ مضمون بیان کرنے کے بعد اب میں قدرے تفصیل سے ان کا مضمون بیان کرتا ہوں۔

سورۃ الاخلاص کا مضمون

سورۃ الاخلاص کو شروع ان الفاظ سے کیا گیا ہے قل ھو اللہ احد یعنی دنیا میں یہ اعلان کر دو کہ حقیقت یہ ہے (آیۃ میں ھو ضمیر شان کہلاتی ہے جس کا مرجع کوئی نہیں ہوتا اس لئے اس کے معنی ہیں حقیقت یا بات یہ ہے) کہ اللہ احد ہے یعنی نہ اس کی ذات میں نہ اس کی صفات میں نہ اس کے افعال میں کوئی اس کا ثانی ہے اسی لئے فرمایا کہ احد ہونے کی وجہ سے اللہ الصمد یعنی اللہ وہ ذات ہے جو خود کسی چیز کی محتاج نہیں، اور کائنات کا ہر ذرہ اس کا محتاج ہے۔ وہی اپنی ذات میں الحیّ ہے اور وہی القیوم ہے یعنی دوسری اشیاء کو قائم رکھنے کا ذریعہ ہے۔ اس ایک لفظ میں تمام باطل عقائد کا رد آجاتا ہے روح اور مادہ کو خود بخود اور ازلی ابدی ماننے والوں کا رد بھی نمایاں طور پر اس میں موجود ہے کیونکہ یہ عقیدہ احد کے بھی خلاف اور الصمد کے بھی خلاف ہے۔ پھر فرمایا لم یلد ولم یولد یعنی نہ اس کی کوئی اولاد ہے اور نہ وہ کسی کی اولاد ہے کیونکہ اگر اس کی اولاد تسلیم کی جائے تو اسے بیوی کا محتاج ماننا پڑے گا اسی لئے فرمایا انّیٰ یکون لہ ولد و لم تکن لہ صاحبۃ آیت کے اس لفظ میں عیسائی عقیدہ کا رد ہے جو حضرت مسیح کو خدا کا بیٹا تسلیم کرتے ہیں اور آیت کے دوسرے لفظ ولم یولد میں ان قوموں کا رد ہے جو بعض انسانوں کو خدا سمجھے بیٹھے ہیں جیسا کہ ہنود قوم کرشن اور رامچندر کو خدا یقین کرتی ہے۔ حالانکہ وہ انسانوں کی اولاد تھے۔ پھر آخر میں فرمایا ولم یکن لہ کفواً احد یعنی اس کا کوئی مثیل نہیں نہ احد ہونے میں نہ صمد ہونے میں نہ لم یلد ولم یولد ہونے میں۔ وہ ذات ہر پہلو اور ہر لحاظ سے بے نظیر اور بے مثل ہے اسی لئے فرمایا لیس کمثلہ شیءٌ

سورۃ الفلق کا مضمون

اس سورۃ کو ان الفاظ سے شروع کیا گیا ہے قل اعوذ برب الفلق کہدے یعنی اس بات کا اعلان کر دے کہ میں اپنے آپ کو ربّ الفلق کی پناہ میں دیتا ہوں فلق کے معنی عربی زبان میں پھاڑنے کے ہیں قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کو فالق کہا گیا ہے جیسا کہ فرمایا فالق الحبّ والنوی یعنی وہ دانہ اور گٹھلی کو پھاڑنے والا ہے ایک دانہ کو پھاڑ کر وہ سینکڑوں دانے پیدا کر دیتا ہے اور ایک گٹھلی کو پھاڑ کر اس کے درخت کو بے شمار پھلوں سے لاد دیتا ہے۔ مثال کے طور پر آم کی گٹھلی کو ہی لے لو یہ ایک گٹھلی کتنے سالوں تک بے شمار آموں کا پھل دیتی رہتی ہے۔ اسی طرح فرمایا کہ فالق الاصباح بھی وہی ہے یعنی رات کے اندھیرے کو روشنی سے جب الگ کر دیتا ہے تو صبح کی روشنی نمودار ہو جاتی ہے اسی طرح قرآن کریم میں پانی کے پھاڑنے پر بھی لفظ فلق استعمال ہوا ہے۔ چنانچہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو لے کر مصر سے نکلے اور سمندر کو عبور کرنے کی ضرورت پیش آئی تو اللہ تعالیٰ نے پانی کو پھاڑ کر ان کے لئے خشکی کا راستہ مہیا کر دیا اس کو اللہ تعالیٰ نے فانفلق فکان کل فرق کالطود العظیم کے الفاظ سے ہی تعبیر کیا ہے بہرحال الفلق کے معنی

پھاڑنے کے ہی ہیں اسی لئے ساری مخلوق کو بھی الفلق ہی کہا گیا ہے کیونکہ اس پر پھاڑے جانے کا مفہوم صادق آتا ہے اس معنی کو مدنظر رکھتے ہوئے جب ہم اس زمانہ کی یورپین اقوام کے سائنس دانوں کی ایجادوں پر غور کرتے ہیں تو ہمیں صاف نظر آتا ہے کہ ہر چیز کو پھاڑنے میں ان لوگوں نے کمال کر دکھایا ہے۔ کہیں سمندروں کو سمندری جہازوں کے ذریعہ پھاڑ رہے ہیں، کہیں فضاؤں کو ہوائی جہازوں کے ذریعے پھاڑ رہے ہیں۔ کہیں دریاؤں کو پھاڑ کر نہروں کا جال بچھا رہے ہیں۔ کہیں پانی کو پھاڑ کر بجلی پیدا کر رہے ہیں، اور کہیں پہاڑوں کو پھاڑ کر راستے نکالے جا رہے ہیں اور اس کمال کو اس قوم نے یہاں تک پہنچایا ہے کہ اس سے قبل دنیا جیسے جزو لایتجزیٰ یقین کرتی تھی اسے بھی پھاڑ کر رکھ دیا۔ یعنی ایٹم کو بھی پھاڑ کر ایٹم بمب اور ہائیڈروجن بمب بنا ڈالے۔

ان کی ایجادوں کا اثر

ان ایجادوں سے مرعوب ہو کر اکثر لوگ حقیقی خدا سے تعلق توڑ کر ان قوموں کو ہی رب کا درجہ دینے لگ پڑے ہیں۔ اسی لئے اللہ تعالےٰ نے مسلمانوں کو اس طرف توجہ دلائی ہے کہ ان کی ایجادوں سے مرعوب نہ ہونا بلکہ یقین رکھنا کہ جن اشیاء کو یہ سائنس دان پھاڑیں گے اس پھاڑنے کے عمل سے یہ رب نہیں بن سکتے۔

حقیقی خالق اور مصنوعی خالقوں میں فرق

رب وہی ہے جس نے ان پھاڑی ہوئی چیزوں کو پیدا کیا ہے نہ صرف پیدا ہی کیا ہے بلکہ ان کے اندر وہ خواص بھی ودیعت کئے ہیں جنہیں ان سائنس دانوں نے انہیں پھاڑ کر دریافت کر لیا ہے۔ اس حقیقی رب نے ہی انسان کے اندر یہ صلاحیت اور استعداد رکھی ہے کہ وہ تمام اشیاء کے خواص کا پتہ لگا سکے اور ان کو اپنے کام میں لا کر ان سے فوائد حاصل کر لے جیسا کہ فرمایا وعلّم اٰدم الاسماء کلّھا اور فرمایا سخّر لکم ما فی السمٰوات وما فی الارض۔ پس اصل قابلِ پرستش ہستی تو وہی ہو سکتی ہے جس نے ان اشیاء کو پیدا کر کے ان کے اندر انسانوں کے فائدہ کے لئے خواص رکھے ہیں اور پھر انسان کو یہ قدرت بخشی ہے کہ وہ ان تک رسائی حاصل کر کے ان سے متمتع ہو پس یہ انسان کی حماقت ہے کہ وہ اصل رب کو چھوڑ کر انسانوں کو محض ان کی ایجاد کی بنا پر ان کو رب کا درجہ دینے پر تیار ہو جائے حدیث میں آتا ہے کہ دجال اپنے آپ کو رب کی حیثیت سے بھی پیش کرے گا اس کی حقیقت بھی یہی ہے اسی حقیقت کی طرف مندرجہ ذیل آیت میں اشارہ کیا گیا ہے ءَانتم اشدّ خلقًا ام السماء بنٰھا رفع سمکھا فسوّٰھا الخ۔ یعنی اے انسانو! غور تو کرو کہ کیا تم زمین و آسمان میں پیدا کردہ اشیاء کو آپس میں جوڑنے یا ان کو پھاڑنے کا جو عمل کرتے ہو اتنے سے کام کی وجہ سے جو خلق تمہارے ہاتھوں سے وجود میں آتی ہے وہ زیادہ مضبوط ہے یا اصل اشیاء کی خلق زیادہ مضبوط ہے جو خدا کی قدرت سے وجود میں آئی ہے۔ لامحالہ ہر عقلمند انسان اصل اشیاء کی تخلیق کو ہی زیادہ اہمیت دے گا۔ میں اس بات کو بھی واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ ان تینوں سورتوں میں اجمالاً انہی صفات کا ذکر کیا گیا ہے جو تفصیل سے احادیث میں دجال کی بیان کی گئی ہیں۔ آیت لخلق السمٰوات والارض اکبر من خلق النّاس میں الناس سے مراد وہی ہے کہ ان سے مراد دجال ہے۔ اگر عام انسان بھی مراد لئے جائیں تب بھی دجال الناس کا فرد ہونے کے لحاظ سے ان میں شامل ہے بہرحال اس آیت میں اس حقیقت کی طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ خدا کے پیدا کردہ آسمان و زمین کے مقابلہ میں انسانوں یا دجال کی پیدا کردہ اشیاء بدرجہا کم تر ہیں۔

ان قوموں کا شر والا پہلو اختیار کرنا اور اس کا نتیجہ

ان ایجاد کرنے والوں کے رب ہونے کی نفی کر کے اصل رب کی طرف توجہ کو مبذول کرانے کے بعد فرمایا من شرّ ما خلق یعنی خدا تعالےٰ نے اس کائنات میں جس قدر اشیاء پیدا کی ہیں خواہ ان کا تعلق اجرام سماوی سے ہو یا عناصر ارضی سے ہو وہ سب انسانوں کے فائدہ اور ان کی خدمت کے لئے پیدا کی گئی ہیں۔ لیکن یہ قومیں اپنی ایجادوں کے خیر والے پہلو کے علاوہ ان کے شر والے پہلو کو کام میں لا کر دنیا کو نقصان پہنچانے کا بھی موجب بنیں گے جیسا کہ امریکہ نے جاپان کے شہروں ہیروشیما کو ایٹم بمب کے ذریعہ تباہ کیا اور اب بھی ایٹم بمب اور ہائیڈروجن بمب کے خطروں سے دنیا لرزہ براندام ہے۔ اسی لئے اللہ تعالےٰ نے ہمیں یہ دعا سکھلائی ہے کہ خدا کی پیدا کردہ اشیاء کے شر والے پہلو سے محفوظ رہنے کے لئے ان اشیاء کے حقیقی خالق کی پناہ میں اپنے آپ کو دے دو یعنی اس بارے میں جو اس کی ہدایات ہیں ان کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش میں مصروف رہو یعنی مخلوق کو نقصان پہنچانے کی بجائے ان ایجادوں کو اس طریق سے استعمال کرو جس سے مخلوقِ خدا کو فائدہ پہنچے۔

غاسق کے اثر سے محفوظ رہنے کی دعا

اس کے بعد الفاظ ومن شرّ غاسق اذا وقب میں بتلایا کہ اس نہایت ہی تاریک رات کے شر سے محفوظ رہنے کے لئے بھی اپنے حقیقی رب کی پناہ ڈھونڈھو جو اس قوم کے شر انگیز پروپیگنڈا اور حیرت انگیز ایجادوں سے متاثر ہو کر قوموں کو اپنی لپیٹ میں لے لیگی۔ غاسق نہایت ہی تاریک رات کو بھی کہتے ہیں اور ابلیس کو بھی غاسق کہتے ہیں کیونکہ وہ مجسم ظلمت ہے اور دجال اسی کا کارندہ ہے جس کے مقدر میں تاریکی کے پھیلانے میں ابلیس کا پارٹ ادا کرنا ہے جیسا کہ قرآن شریف میں آیا ہے والذین کفروا اولیاؤھم الطاغوت یخرجونھم من النور الی الظلمات یعنی کافروں کے اولیاء وہ سرکش رہنما ہیں جو انہیں روشنی سے تاریکیوں کی طرف لاتے ہیں۔ اور الفاظ ومن شرّ النّفّٰثٰت فی العقد میں بتلایا ہے کہ یہ قوم اسلامی حکومتوں کو مٹانے اور ان کو کمزور کرنے میں ان کے حاکموں کے دلوں میں ایک دوسرے کے خلاف نفرت اور عداوت کا زہر بھر کر ان میں پھوٹ ڈلوا دیں گے۔ عقد سے اسلامی حکومتیں اور ان کے حاکموں کو کہتے ہیں اور نفث کہتے ہیں سانپ کا اپنا زہر کسی کے اندر داخل کر دینے کو۔

عیسائی حکومتوں کی چال

ہر تاریخ دان جانتا ہے کہ ان دجالی قوموں نے اسلامی حکومتوں کو آپس میں پھوٹ ڈلوا کر ہی مٹایا اور جو رہ گئی تھیں انہیں کمزور کر دیا۔ عربوں کو ترکوں کے خلاف بھڑکا کر ان کی سلطنت کے حصے بخرے کروا دیئے۔ پھر عربوں کو آپس میں لڑوا دیا اور اب تک ان کا یہی وطیرہ چلا آ رہا ہے۔ آج بھی عربوں کو جو روز بد دیکھنا نصیب ہوا ہے اس کا باعث بھی ان کی آپس کی شکر رنجیاں ہی ہیں جو ان کے درمیان ان قوموں نے پیدا کی ہوئی ہیں اس لئے اللہ تعالےٰ نے مسلمانوں کو اس آیت میں یہ ہدایت کی ہوئی تھی کہ ان کی ریشہ دوانیوں کے فریب میں نہ آنا اور ان کے شر سے محفوظ رہنے کے لئے بھی خدا کی پناہ میں ہی اپنے آپ کو دیئے رکھنا یعنی اللہ تعالےٰ کی ہدایات پر عمل کرتے ہوئے آپس کے اتحاد کو پاش پاش نہ ہونے دینا۔

اس قوم کا پہلا وار

چنانچہ پہلی مرتبہ اس چال سے اس قوم نے اس وقت کام لینا چاہا تھا جب حضرت علیؓ اور حضرت معاویہ رضؓ کے درمیان اختلاف پیدا ہوا اس وقت عیسائی بادشاہ نے حضرت معاویہ رضؓ کو اپنی مدد پیش کی تھی۔ حضرت معاویہ رضؓ ان کی چال کو فوراً سمجھ گئے اور ان کے مذموم ارادے کو فوراً بھانپ گئے۔ اس لئے انہوں نے عیسائی بادشاہ کو صاف جواب دیا کہ اگر تم نے حضرت علی رضؓ پر فوج کشی کرنے کا ارادہ کیا تو پہلا جرنیل جو حضرت علی رضؓ کی طرف سے تمہارے مقابلہ کے لئے میدان میں نکلے گا وہ میں ہوں گا اس جواب نے ہی اس کی ہمت کو پست کر دیا اور اس نے حضرت علیؓ پر فوج کشی کرنے کا اپنا مذموم ارادہ ترک کر دیا مگر بعد میں مسلمانوں کے ایمانوں میں چونکہ ضعف آ گیا اس لئے وہ ان کی اس قسم کی چالوں کا شکار ہوتے گئے۔

کاش مسلمان اس ہدایت کو مدِنظر رکھتے جو مندرجہ بالا آیات میں ان کو دی گئی تھیں اور الٰہی تعلیم کی پناہ میں اپنے آپ کو دیئے رکھتے تو ان کے عروج کے سورج کو کبھی زوال کا گرہن نہ لگتا۔

ان کی کامیابی میں وقت لگے گا۔

پھر اس کے بعد فرمایا ومن شرّ حاسدٍ اذا حسد یعنی حاسد کے شر سے بھی خدا کی پناہ ڈھونڈو جب وہ اپنے حسد کو عملی جامہ پہناتا ہے۔ اس آیت میں دو باتیں بتلائی ہیں۔ اول تو یہ کہ ان کی طرف سے اسلامی حکومتوں کو مٹانے کی جو بھی کوشش کی جائے گی وہ حسدًا من عند انفسھم کے ماتحت صرف حسد کی وجہ سے کی جائے گی۔ دوسری بات یہ کہ حسد کی آگ تو ان کے سینوں میں اسلامی حکومتوں کے قیام کے ساتھ ہی بھڑکنی شروع ہو گئی تھی لیکن اپنے اس حسد کو عملی شکل دینے کے مواقع ان کو میسر نہیں آ رہے تھے۔ جب مسلمان الٰہی ہدایات اور حضرت نبی کریم صلعم کے ارشاد گرامی لا ترجعوا بعدی کفارًا یضرب بعضکم رقاب بعض کو پس پشت

ڈال کر ان کے لئے ایسے موانع پیدا کر دینگے تو پھر اُن کا حسد ہی یا ہمیں کہ اُن کے لئے شر پیدا کر دے گا اس وقت بھی اگر یہ خدا کی پناہ میں اپنے آپ کو دے دیں گے تو ان کے شر سے محفوظ ہو جائیں گے۔

سورۃ الناس کا مضمون

تیسری سورۃ یعنی سورۃ الناس میں اللہ تعالے نے اس قوم کی تین حالتوں کے مقابلہ میں اپنی تین صفات کا ذکر کر کے ان کی پناہ میں مسلمانوں کو آنے کی ہدایت کی ہے۔ پچھلی سورت میں چونکہ بتلا دیا تھا کہ یہ قوم مسلمانوں کی حکومتوں کو بالآخر مٹانے میں کامیاب ہو جائے گی اس لئے پہلا کام ان کا یہ ہو گا کہ مسلمانوں کو اپنے زیر حکومت لا کر انکی معیشت کے تمام وسائل و ذرائع پر قابض ہو جائیں گے اور انکی روزی ان کے ہاتھ میں ہو گی جیسا کہ حدیث میں آتا ہے کہ دجّال کے ساتھ روٹیوں کے پہاڑ ہوں گے جس کو چاہے گا دیگا اور جس کو چاہے گا اس سے محروم کر دے گا۔

اس قوم کو ربّ سمجھنا

اس لئے مجازی طور پر یہ قوم لوگوں کی ربّ بن جائے گی بلکہ لوگ ان قوم کو بطور ربّ ہی سمجھنے لگ پڑیں گے یعنی جس طرف یہ قوم لوگوں کو چلانا چاہے گی اسی طرف لوگ چل پڑیں گے۔ کیونکہ رزق اُن کا اُن کے ہاتھ میں ہو گا فرمایا اے مسلمانو! یہ غلطی نہ کر بیٹھنا کہ اُن کو ربّ سمجھ کر اُن کے اشاروں پر ناچنا شروع کر دو بلکہ ان نامساعد حالات میں بھی اپنے حقیقی ربّ کو نہ بھلانا وہی تمہیں ان کے شر سے محفوظ رکھے گا۔ کیونکہ وہی تمام لوگوں کا حقیقی ربّ ہے۔

دوسری صفت

دوسری صفت یہ بیان کی کہ یہ قوم دوسری قوموں پر حکومت حاصل کر لینے کی وجہ سے ان کی بادشاہ بن جائے گی اور جیسا کہ حدیث میں آتا ہے کہ الناس علی دین ملوکھم لوگ بالعموم اپنے بادشاہوں کے دین پر ہوتے ہیں لوگ ان کی خوشنودی حاصل کرنے کی خاطر ان کے دین کو بھی اختیار کر لیں گے اور ان تمام گندی عادات کو بھی اپنا لیں گے جو ان میں پائی جاتی ہوں گی جیسے شراب خوری، زناکاری، قمار بازی وغیرہ۔ اس لئے فرمایا کہ ان حالات میں اے مسلمانو اپنے حقیقی بادشاہ کو نہ بھول جانا جو احکم الحاکمین ہے۔ اور اس کی پناہ میں ہی عافیت کو پانے کی کوشش کرنا۔ ان مصنوعی ربّوں اور ان مصنوعی بادشاہوں کے شر کے اثر سے بچنے کے لئے اسی سے عافیت طلب کرنا۔

تیسری صفت

تیسری صفت الٰہ الناس بتلائی جیسا کہ میں نے بتلایا ہے کہ لوگ ان کی بادشاہی کے اثر کے نیچے آ کر ان کے دین کو اختیار کر لیں گے یعنی ان کے پیش کردہ معبود یعنی یسوع کی پرستش شروع کر دیں گے اسی لئے فرمایا کہ الٰہ الناس وہی حقیقی خدا ہے جسے اسلام نے پیش کیا ہے۔ اس قوم کی ظاہری شان و شوکت، جاہ و جلال اور مال و دولت سے متاثر ہو کر کہیں اپنے حقیقی معبود کو چھوڑ کر ان کے مصنوعی اور باطل معبود کی طرف مائل نہ ہو جانا۔ یاد رکھو ربّ الناس ملک الناس۔ الٰہ الناس وہی خدا ہے جسے اسلام نے پیش کیا ہے۔ اسی کی پناہ میں تمہارے لئے حقیقی عافیت۔ کامل امن و امان اور چین اور اطمینان کی زندگی ہے۔

اس بات کو بھی یاد رکھو کہ یہ دجّالی قوم تمہارے دلوں کے اندر گمراہی کا بیج بونے اور اس کو نشوونما دینے کے لئے وسوسہ اندازی کا ہی حربہ استعمال کرے گی جیسا کہ احادیث میں آتا ہے کہ دجّال وسوسہ اندازی اور دلوں میں شکوک شبہات پیدا کرنے کے ذریعہ ہی اپنے مسلک پر لوگوں کو لانے کے لئے کوشش کرے گا۔ اسی لئے اس سورۃ میں ہم مسلمانوں کو اللہ تعالے کی طرف سے یہ تلقین کی گئی ہے کہ اس کی وسوسہ اندازی کے اثر سے محفوظ رہنے کے لئے خدا کی پناہ میں اپنے آپ کو دے کر اس کی مدد طلب کرتے رہنا۔

خدا تعالے کی طرف سے مسلمانوں کو اپنی پناہ میں لینے کی عملی تدبیر

ان سورتوں میں جو مسلمانوں کو اللہ تعالے کی پناہ میں آنے کی بار بار تلقین کی گئی ہے تو اس کو عملی جامہ پہنانے کے لئے اللہ تعالے نے یہ تدبیر کی کہ اس فتنوں سے بھرپور زمانہ میں اپنے امام ہمام جسے احادیث میں مسیح اور مہدی کے لقب سے پکارا گیا ہے مبعوث فرما کر مسلمانوں کو اس طرف توجہ دلانے کے سامان پیدا کر دیئے۔ اس امام کے متعلق صحیح بخاری میں یضع الحرب جیسے صاف لفظوں میں کہا گیا ہے کہ وہ ظاہری جنگ و قتال کے ذریعہ نہیں بلکہ دلائل اور نشانوں اور اپنی دعاؤں اور اپنی قوتِ قدسی کے ذریعہ اس خطرناک فتنہ کے اثر سے جس کے متعلق حدیث میں آتا ہے کہ ابتداء دنیا سے تا قیامت دجّال کے فتنہ سے بڑھ کر کوئی فتنہ نہیں ہو گا۔ مسلمانوں کو محفوظ کر دے گا چنانچہ صحیح مسلم میں واضح حدیث ہے کہ مسیح کو خدا وحی کرے گا کہ میں نے ایسے بندے نکالے ہیں جن کے مقابلہ کی کسی کو طاقت نہیں اس لئے حرّز عبادی الی الطور یعنی میرے بندوں کو طور کی پناہ میں لے جا یعنی ان کو دعاؤں کی طرف راغب کر تا وہ خدا کی نصرت اور تائید کو اپنی پُرسوز دعاؤں کے ذریعہ جذب کر سکیں سو ہمارے امام ہمام نے اپنی جماعت کو دعاؤں پر زور دینے کی ہی تلقین فرمائی اور مندرجہ بالا سورتوں میں جو اللہ تعالے کی پناہ میں جانے کی پُرزور ہدایت کی گئی ہے اسی پر مضبوطی سے پنجہ مارنے کی تعلیم دی سب سے پہلے ایک طرف تو خدا کی وحدانیت کو پُرزور دلائل سے ثابت کیا اور دوسری طرف تثلیث اور کفارہ کی دھجیاں اڑا دیں پھر پادریوں کو نشانوں اور قبولیت دعا کے میدان میں مقابلہ کرنے کا چیلنج کر کے ثابت کر دیا کہ ان کا یسوع ان کی مدد سے بالکل عاجز ہے پھر خدا کی نصرت اور تائیدات کے ذریعہ ثابت کیا کہ حقیقی اور زندہ خدا وہی ہے جسے اسلام نے پیش کیا ہے اور زندہ رسول محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہے جس کی پیروی سے انسان مقرب الٰہی بن کر ایسے خاص انعامات کا مورد بن جاتا ہے پس ہم کو چاہئے کہ اسلام کی ترقی اور عیسائی فتنوں کی بیخکنی کیلئے پرسوز دعاؤں میں لگے رہیں تا حقیقی اسلام کا سورج اپنی پوری آب و تاب کیساتھ دوبارہ چمک اُٹھے۔ آمین۔

جنوبی امریکہ میں شیخ محمد طفیل صاحب کی تبلیغی سرگرمیاں

شیخ محمد طفیل صاحب اپنے تازہ خط میں لکھتے ہیں:-

ہفتہ ۱۸ جون کو جارج ٹاؤن گائنا میں پہنچا۔ احمدیہ انجمن گائنا کے دوستوں نے استقبال کیا۔ میرا ارادہ ٹرنی ڈاڈ سے جمعہ کے دن روانہ ہونے کا تھا۔ چونکہ یہ خبر ریڈیو پر نشر ہو چکی تھی اس لئے بعض مخالفین اس شام ہوائی اڈے پر پہنچے تاکہ میرے آنے پر اپنی ناپسندیدگی کا اظہار کر سکیں۔ میرا چونکہ پروگرام بدل چکا تھا اس لئے انہیں مایوسی ہوئی۔ بہرحال انہوں نے ایک سرکلر شائع کر کے لوگوں کو میرے لیکچر پر جانے سے منع کیا۔ اور کچھ اعتراضات تحریک احمدیت پر بھی کئے۔ جن کا میں نے تحریری جوابات شائع کر دیا ہے۔

بہرحال اتوار کی شام کو ٹاؤن ہال میں میرا پہلا پبلک لیکچر ہوا۔ ٹرنی ڈاڈ کے ہائی کمشنر نے صدارت کی۔ مخالفین کی کوششوں کے باوجود ہال بالکل پُر ہو گیا اور لوگوں نے ایک گھنٹہ تک بڑی خاموشی سے تقریر سنی۔ تقریر کے بعد سوال و جواب کا موقع دیا گیا لیکن کسی نے سوال نہ کیا۔ اس لئے مجلس بڑے امن سے برخاست ہوئی۔ دوسرے دن شام کو ایک دوست کے گھر کھانا تھا۔ وہاں مختصر سی تقریر ہوئی۔ منگل کو ریڈیو پر احمدیہ انجمن کے پروگرام کے ماتحت ایک تقریر حضرت نبی کریم صلعم کے متعلق ریکارڈ کرائی جسے اگلے دن نشر کیا گیا۔ حکومت کی طرف سے ہماری جماعت کو بھی ہر ہفتے ریڈیو پر پروگرام نشر کرنے کا موقعہ ملتا ہے اور یہاں کے احمدی نوجوان بڑی خوش اسلوبی سے اس پروگرام کو مرتب کرتے ہیں۔

بدھ کے روز ۲۲ جون کو خواتین کی احمدیہ ایسوسی ایشن کی طرف سے ایک عظیم الشان عشائیہ کا انتظام کیا گیا جس میں گائنا کے گورنر جنرل۔ وزیر اعظم۔ دوسرے وزراء، اکثر سفیر اور ہائی کمشنر اور بہت سے مرد اور خواتین شامل ہوئے۔ گورنر جنرل نے پہلے مختصر تقریر کی۔ پھر مجھے نبی کریمؐ کی سیرت پر بولنے کا موقعہ دیا گیا۔ خدا کے فضل سے یہ مجلس بہت کامیاب رہی۔

اسی دن صبح ایک مقامی مسجد میں میری تقریر کا اعلان ہو چکا تھا لیکن بعض لوگوں کی ریشہ دوانیوں سے مجھے وہاں جانے سے روک دیا گیا بعد میں بعض لوگ آ کر پوچھتے رہے کہ میں وہاں کیوں نہ گیا۔ میں نے کہا کہ ان لوگوں نے پہلے دعوت دی پھر حوصلہ نہ پا کر منسوخ کر دی۔ اس لئے وہاں نہ جانے کا الزام مجھ پر نہیں۔ بعض لوگوں کے وفد مختلف مقامات کے دورے کر کے لوگوں کو ہمارے جلسوں میں آنے سے منع کر رہے ہیں اور ہمارے خلاف بھڑکا رہے ہیں۔ خیر یہ سلسلہ تو اسی طرح چلتا ہے۔ ریڈیو پر بھی مزید مختصر تقریروں کا انتظام کیا جا رہا ہے۔ اتوار کو اندرون ملک کی جماعتوں کا دورہ کرنے کا ارادہ ہے۔ کل قیام چار ہفتے ہو گا۔ دو ہفتے جارج ٹاؤن اور قریبی شہروں کے لئے اور باقی دو ہفتے دیگر علاقوں کے لئے۔ اس کے بعد ٹرنی ڈاڈ واپسی ہو گی۔ جہاں جلسوں کا ہر ماہ ایک وسیع پروگرام بنایا گیا ہے۔ اگر مرکز سے اس جگہ کے لئے مستقل مبلغ آ جاتا تو اچھا ہوتا۔

حضرت مرزا صاحبؑ نے دُنیائے اِسلام کو کیا دیا؟

پیغام صلح یکم جون ۱۹۶۷ء کی اشاعت میں ایک مقالہ بجواب مولانا ابوالحسن علی ندوی نظر سے گذرا معترض نے دریافت کیا ہے کہ حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام نے احمدی دنیائے اسلام کو کیا دیا ہے۔ اس سوال کا جواب بہت مفصل اور عمدہ دیا گیا ہے۔ میں اس جواب میں یہ ایزادی کرنا چاہتا ہوں کہ حضرت مرزا صاحبؑ نے مسلمانوں کے پراگندہ شیرازے سے ایک جماعت قائم کی ہے ایسی جماعت کہ جس کی ساری توجہ اشاعت اسلام کی طرف مبذول ہے۔ دنیا میں بڑے بڑے مالدار مسلمان موجود ہیں اور پھر بڑے بڑے علماء بھی۔ مگر اسلام کے لئے جو جذبہ جماعت احمدیہ کے افراد میں پایا جاتا ہے وہ ان میں نظر نہیں آتا۔ کتنے علماء ہیں جو اپنا وقت معاندین اسلام کے اعتراضات کے جواب میں صرف کر رہے ہیں۔ کتنے مالدار ایسے ہیں جو اپنا مال تبلیغ اسلام میں صرف کرتے ہیں اپنی سعادت سمجھتے ہیں۔ اس وقت یورپ میں اسلام پر ہر طرف سے حملے کئے جا رہے ہیں۔ بعض وقت یہ حملے معاندانہ رنگ میں کئے جاتے ہیں اور بعض اوقات حملہ آور کی عداوت ظاہر نہیں ہوتی مگر وہ اسلام کی جڑھ پر کلہاڑے مارتے ہیں۔ آئے دن اس قسم کا لٹریچر شائع ہوتا رہتا ہے۔ سکولوں کی کتب اور عام اخبارات میں ایسے مضامین طبع ہوتے رہتے ہیں۔ کون ایسا مسلمان عالم ہے خواہ مصری ہو یا نجفی جو ہر روز ان اس قسم کے حملہ آوروں کے جواب میں نبرد آزما رہتا ہے۔ اگر آنکھوں والے ذرا غور کریں تو انہیں جماعت احمدیہ سے باہر ایسے علماء نظر نہیں آئیں گے۔ آخر اس کی کیا وجہ ہے کہ ایک مٹھی بھر مسلمانوں کی جماعت کے نمائندگان ساری دنیا میں پھیل کر دشمنان اسلام کے حملوں کا مقابلہ کرنے کے لئے کھڑے ہو جائیں اور انہیں چیلنج پر چیلنج کریں مگر وہ مقابلہ کی تاب نہ لا سکیں۔ یہ لوگ بھی انہیں ممالک سے آئے ہیں جہاں ہزاروں ہزار علماء اسلام موجود ہیں۔ انہی سکولوں میں انہوں نے بھی تعلیم حاصل کی ہوئی ہے جہاں دوسرے تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ پھر اس مٹھی بھر جماعت احمدیہ کے نمائندگان میں یہ جرأت کہاں سے آگئی کہ وہ یورپ کے بڑے بڑے تعلیم یافتہ علماء دین کے مقابلہ میں نبرد آزما ہو جائیں؟ یہ جرأت اور یہ جذبہ جہاد اس مرد خدا کی روحانیت کا ہی نتیجہ ہے جس کے متعلق ندوۃ العلماء کے مہتمم پوچھ رہے ہیں کہ انہوں نے مسلمانوں کو کیا دیا۔

مولانا موصوف اپنے کسی شاگرد کو یورپ میں بھیجکر دیکھ لیں اگر وہ مرزا صاحبؑ کے ماننے والوں کی طرح اہل یورپ کے معاندین اسلام کا مقابلہ کرنے کی تاب لا سکیں تو وہ یقیناً اپنے سوال میں حق بجانب ہوں گے اگر وہ ایسا نہ کر سکیں تو انہیں معلوم ہو جائے گا کہ مرزا صاحبؑ نے مسلمانوں کو کیا دیا ہے، کہ وہ کسی بڑے سے بڑے گروہ علماء سے نہیں ڈرتے۔ اگر آج اسلام کا نام روشن کرنے کے لئے علماء اسلام کی جماعت دنیا میں موجود ہے تو وہ حضرت مرزا صاحبؑ کی روحانی طاقت کا ہی نتیجہ ہے۔

مثال

اس سال کے شروع میں ہالینڈ سے یہاں کے رومن کیتھولک چرچ کے پادریوں نے ایک درسی کتاب شائع کی تھی۔ جب وہ کتاب ہمیں ملی تو ہم نے اس میں اسلام کے متعلق بہت سی ایسی باتیں دیکھیں جو قابل اعتراض تھیں۔ خاکسار نے ناشرین کے ایڈیٹر سے رابطہ پیدا کیا اور انہیں عرض کی کہ جو باتیں اس کتاب میں درج ہیں وہ غلط طور پر اسلام کی طرف منسوب کی گئی ہیں۔ اس لئے اگر آپ مصنفین کا ایک اجلاس کریں اور اس میں مجھے بھی مدعو کریں تو میں واضح کر دوں گا کہ اس کتاب میں اسلام کی تعلیم کا جو خلاصہ پیش کیا گیا ہے وہ صحیح نہیں۔ انہوں نے ایسا کرنے کا وعدہ تو کیا مگر بعد میں لیت و لعل کر کے اپنا پیچھا چھوڑانے لگے۔ اس پر ہم نے ہیگ میں ایک عام جلسہ کا اعلان کیا کہ ہم اس کتاب کا جواب دیں گے۔ جلسہ میں جو ۲۶ر مئی کو رکھا گیا تھا اس میں کافی لوگ موجود تھے۔ ان میں یہاں کی نیوز ایجنسی کے نمائندہ اور ایک اخبار کے نمائندہ نے بھی شرکت کی نتیجہ یہ ہوا کہ نیوز ایجنسی والوں نے سارے ملک کے اخبارات کو یہ خبر پہنچادی کہ مسلمان کیتھولک کی درسی کتاب کے خلاف احتجاج کر رہے ہیں کہ اس میں اکثر باتیں غلط لکھی ہوئی ہیں۔ چند ایک مزید اخباروں نے بھی خبر کے طور پر اس بارہ میں نشر کر دیا اور یہ کہ ہم یہاں کے لاٹ پادری کے پاس جاکر بھی پروٹسٹ کریں گے۔ اس خبر کے شائع ہوتے ہی ہم نے لاٹ پادری صاحب کے ساتھ بات چیت کرنے کے لئے وقت مقرر کر لیا۔ پھر ایک اخبار میں ایک مفصل مقالہ شائع ہوا جس میں میرا بیان قلمبند تھا۔ ۱۹ر جولائی کو میں لاٹ پادری سے اوترخت میں جاکر ملا اور عرض کی کہ درسی کتاب کا مقصد تو لوگوں کو صحیح علم دینا ہوتا ہے نہ کہ غلط۔ مگر جو باتیں اس کتاب میں مذکور ہیں وہ صحیح نہیں۔ مثلاً یہ کہ مسلمان یہ مانتے ہیں کہ انسان خود کچھ بھی نہیں کر سکتا۔ سب کچھ خدا تعالےٰ ہی کرتا ہے۔ اور یہ کہ قرآن خدا کی محبت کی تعلیم نہیں دیتا۔ میں نے عرض کی کہ اگر اسلام کی تعلیم ایسی ہو تو پھر اسلام اسلام نہیں کہلا سکتا۔ اور کوئی مذہب مذہب نہیں کہلا سکتا اگر وہ انسانی عمل کو انسانی عمل قرار نہ دے۔ تو لاٹ پادری صاحب بہت ہی ہمدردی سے پیش آئے۔ انہوں نے وعدہ کیا کہ وہ اس کتاب کے لکھنے والوں سے تعلق پیدا کر کے انہیں میری اس ملاقات کی خبر دیں گے اور پھر ان سے تبادلہ خیالات کر کے اپنا نظریہ پیش کر سکتے ہیں۔

میری اس ملاقات کی خبر یہاں کے ریڈیو سے بھی نشر ہوئی اور اخبارات والوں نے بھی اسے شائع کیا۔ پھر کل ایک ریڈیو سے مکالمہ کے طور پر بھی ہماری باتیں نشر ہوئیں۔ انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ آپ کے نزدیک کونسی غلط باتیں لکھی گئی ہیں۔ چنانچہ میں نے مندرجہ بالا باتوں کا ذکر کیا۔ اس پر ایک کیتھولک چرچ سے تعلق رکھنے والے بڑے عالم دین نے بھی اپنے خیالات کا اظہار کیا اور کہا کہ بشیر صاحب نے جو باتیں کہیں کیا وہ قابل اعتراض ہیں ان کی تصحیح یقیناً ضروری ہے ——— دیکھئے ایسا کام سرانجام دینے کی ہمیں جو توفیق مل رہی ہے یہ آخر کسی بڑی روحانی شخصیت کی ہی تاثیر ہے ورنہ اسی طرح نڈر ہوکر بڑے بڑے علماء دین کے مقابلہ میں نکلنا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ یہ جرأت حضرت مرزا صاحبؑ کی ہی پیدا کی ہوئی ہے۔

فالحمد للہ علیٰ ذالک

اخبارِ احمدیہ

ولادت

——— ڈاکٹر الطاف احمد صاحب مقیم جھنگ کو اللہ تعالےٰ نے فرزند نرینہ عطا فرمایا ہے، دعا ہے اللہ تعالےٰ نومولود کو مع اپنے بھائیوں کے عمر طویل عطا فرمائے اور خادم دین بنائے

انتخاب عہدیداران جماعت راولپنڈی

——— خواجہ نصیر اللہ صاحب جائنٹ سیکرٹری جماعت راولپنڈی لکھتے ہیں:۔

جماعت راولپنڈی کے عہدیداران کا انتخاب برائے سال ۶۶-۱۹۶۷ء گذشتہ اپریل میں ہوا تھا جس کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

صدر:۔ مولانا علی محمد اجمیری صاحب
نائب صدر:۔ شیخ اقبال احمد صاحب انجنیئر
سیکرٹری:۔ ڈاکٹر نسیم حیات صاحب
جائنٹ سیکرٹری:۔ خواجہ محمد نصیر اللہ صاحب
سیکرٹری دعوت و ارشاد:۔ شیخ عبدالعزیز صاحب

درخواستہائے دُعا

——— کویت سے ہمارے بھائی آفتاب عالم صاحب لکھتے ہیں کہ "میرے بیٹے محمد عارف نے میٹرک کا امتحان مسلم ہائی سکول لائلپور سے دیا ہوا ہے اور اس کی ہمشیرہ توقیر النساء نے مدرستہ البنات مصری شاہ سکول سے، خالد مبشر فائنل انجنیئرنگ کا امتحان دے رہا ہے اور اس کی ہمشیرہ نے ایم اے اسلامیات کے امتحان میں داخلہ لیا ہے۔ میرے پاؤں میں دوران قیام پاکستان میں sciatica کا حملہ ہوا تھا۔ ابھی کچھ کسر باقی ہے حضرت قبلہ امیر جماعت اور بزرگان جماعت سے ملتجی ہوں کہ میرے لئے صحت کاملہ کی اور بچوں کی کامیابی کی دعا فرمائیں۔

(۲) ملتان سے مولوی محمد علی صاحب لکھتے ہیں کہ ۲۸ر جون کو بوقت چھ بجے شام میری بیوی پر اچانک فالج کا حملہ ہوا انہیں نشتر ہسپتال میں داخل کیا گیا۔ حملہ بائیں بازو اور ٹانگ پر ہوا ہے زبان پر بھی اثر ہے، علاج جاری ہے، احباب کرام سے دعائے صحت کی درخواست ہے۔

(۳) [illegible] اور بعض پیش آمدہ مشکلات اور پریشانیوں کا حال لکھا ہے احباب جماعت سے درخواست ہے کہ وہ اس دور افتادہ بہن اور ان کے خاندان کی صحت اور عافیت کے لئے دعا فرمائیں۔ وہ ایک پرانے احمدی خاندان سے تعلق رکھتی ہیں اور مرکز سے دور اور طرح طرح کی مشکلات میں مبتلا ہیں۔

سبط نُور

مولوی عارف کی جماعت لاہور کے خلاف عامیانہ جارحیت

چیلنج بازی کا سُوقیانہ اقدام

رکھیو غالب مجھے اس تلخ نوائی سے معاف　　کہ آج کچھ درد مرے دل میں سوا ہوتا ہے

راقم الحروف ہمیشہ مولوی عارف کو یارِ عارف تسلیم کر کے ان کی تکریم کرتا رہا۔ وہ کبھی کبھار مجھے اپنے نجی کام سے سرفراز فرماتے۔ طویل ہم نشینی سے بھی نوازتے۔ انہوں نے کبھی بھول کر یا سرسری طور پر بھی جماعت لاہور کے عقائد کا ذکر نہ چھیڑا نہ ہی اس کے زعمائے کرام جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ کبار تھے کے متعلق کبھی کسی اعتراض کا آغاز کیا۔ بلکہ راقم الحروف کبھی تلمیح اور کبھی تصریح سے ان کے ماضی اور حال کا ذکر چھیڑتا اور ان کی ان باتوں کو ازراہ تشکر دہراتا جن سے اُن کا کشف غطاء ہوا اور ان سے استفسار کرتا کہ وہ اپنے "ذاتی عرفان" کے باوجود کیسے چمٹے ہوئے ہیں۔ تو وہ محجوب ہو جاتے اور یہ فرما دیتے "کیا کریں مجبوری ہے" اس مجبوری کی تفصیل بتا کر معذوری ثابت کرتے۔ لیکن اس حالت میں بھی وہ حضرت مولانا محمد علی رضی اللہ عنہ اور ان کے رفقائے کرام پر برہمی کا کبھی اظہار نہ کرتے۔ راقم الحروف اُن سے بصد عجز عرض کرتا کہ احمدیت کو مجبوری کہنا احمدیت کی تحقیر ہے کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تو مجبوریوں کے لئے شفا اور علاج لے کر مبعوث ہوئے تھے۔ میرے اصرار پر یہ فرماتے کہ میرے دفتری رفقاء سُن لیں گے۔ اس پر میں اُن سے عرض کرتا کہ اگر حبل الورید سے قریب تر شدید العقاب خدا کا ان کو خوف نہیں تو ان چند سامعین سے خائف ہونا بیکار ہے۔ لیکن عارف صاحب کو جماعتی تنظیم کے عتاب و عقاب کا خوف زیادہ تھا۔ اگر ان کا مقصد توضیح مرام ہوتا تو وہ ضرور جماعت لاہور اور ان کے قائدین کرام جن کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام ہیں کا ذکر چھیڑتے۔ لیکن ہماری ہمرازی عناں گیر ہو جاتی۔

میری حیرت کی انتہا نہ رہی جب مولوی عارف صاحب نے مجھے بڑے تند اور تلخ لہجے میں مناظرے کے چیلنج سے نوازا ہے اور اپنی مجوزہ جارحیت کا ہدف جماعت لاہور کے بزرگوں کو بنایا ہے۔ مجھے اس وقت احساس ہوا کہ وہ آڑھت کو غیر نافع سمجھ کر خیرباد کہہ آئے ہیں اور طوقِ ملازمت سے اپنی گلو نوازی فرمائی اور نمک حلالی کا ثبوت دینے کے لئے خاکسار کچ رقم کو للکارا ہے کیونکہ مجھے انہی کے انکشافات نے شعور بخشا تھا۔ میں یقیناً بوکھلا سا گیا۔ کیونکہ کھوٹا ترسا ہوا تھا وہ اپنی مجبوریوں کو نام کرتے گئے تھے۔ مولوی عارف کے اتالیق و رقیب کے پیش نظر میں نے اپنی خاکساری اور انکساری کا اعتراف کیا اور ان کو ثریا نشین اور آپ کو خاک نشین تسلیم کیا۔ اور پس منظر کا اشارۃً ذکر کیا۔ کیونکہ یارِ دیرینہ کے سامنے سبھی یارائے کلام کیسے ہو سکتا تھا شاید وہ یہ سمجھ رہے تھے کہ ان کے عقب میں جو عوامل کارفرما ہیں اُن کو پیش نظر رکھتے ہوئے میں عرض کروں گا: "تمہیں نے درد دیا ہے تمہیں دوا دینا" اگر ان کے بغیر سیاق و سباق کے چیلنج سے بقول الہام "لاہور میں ہمارے پاک محب" کا استخفاف نہ ہوتا اور ان کے اوچھے وار کا ہدف میں ہی ہوتا تو میں یہ کہہ کر خاموش ہو جاتا:

عدو کو تم سے ربط نہاں ہے کیوں کہو مجھ سے
عتاب جس سے ہیں باز آیا نہ سمجھو رازداں مجھ کو

چونکہ مجھے وسیلہ اور حیلہ بنا کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی "جماعت کے پاک ممبروں" پر حملہ کرنا مقصود تھا۔ اس لئے میں نے کرہاً مولوی عارف صاحب کو ان کے پس منظر کی یاد دھانی کرائی کیونکہ ان کو مجھ سے مجادلے کا کوئی حق نہ تھا۔ ہر کارے و ہر مردے۔ ہر مردے و ہر کارے۔ میں نے ان سے اپیل کی کہ مجھے سامنے رکھ کر جماعت لاہور پر حملہ نہ کریں۔ مجھے اُن سے حسنِ ظن تھا کہ وہ چونکہ ابتداء سے رزمیاں مرنج چلے آ رہے ہیں۔ وہ میری گذارش کو "دیدۂ عبرت نگاہ" سے دیکھیں گے اور "گوشِ نصیحت نیوش" سے سُن کر دست درازی سے احتراز فرمائیں گے۔ لیکن وہ ملازم ہو کر ملزم تو بن سکتے ہیں لب بستہ نہیں رہ سکتے۔

مولوی عارف صاحب نے الفرقان کے جون کے شمارے میں پھر اس بحث کا احیاء کیا ہے۔ اصل میں ان مشاہرہ دار مبلغین کا شیوہ بن چکا ہے کہ یہ مذاکرے کو مناظرہ مناظرے کو مجادلہ۔ مجادلے کو مناقشہ اور مناقشے کو مشاتمہ بنا کر دم لیتے ہیں۔ چنانچہ مولوی صاحب مذکور یاری کے تقاضوں کو بالائے طاق رکھ کر عیاری کے تقاضوں کو بروئے کار لائے ہیں۔ اور فرماتے ہیں۔ کہ "سبط نُور نے اصل مطالبہ کو چھوڑ کر یہ غلط تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ میں نے تبلیغ احمدیت کے مقدس کام کو چھوڑ دیا تھا کبھی یہ طعنہ دیا ہے کہ میں غلہ منڈی میں آڑھتی بن گیا تھا۔ اور کبھی یہ کہ میرے والد محترم نے میرے خلاف مقدمات دائر کئے تھے اور پھر یہ کہ میری اور ان کی کوئی راز و نیاز کی باتیں ہوتی رہیں"

جس انجمن نے ان کو پھر نوکر رکھا ہے وہ بھی اور ان کے سارے ہم مشرب بھی جانتے ہیں کہ وہ آڑھتی رہے ہیں اور اپنے والد محترم کے مقدمات کا حال نہ صرف انہوں نے خود بتایا بلکہ یہ بھی بتایا تھا کہ ان مقدمات کا "محرک" کون تھا۔ کیا ہی اچھا ہوتا کہ وہ صاف صاف انکار کر دیتے کہ نہ وہ کبھی انجمن سے الگ ہوئے نہ آڑھتی بنے اور نہ مجھ سے راز و نیاز کی باتیں کر کے صراطِ مستقیم دکھایا۔ اگر وہ ایسا کرتے تو میں ان کا کیا بگاڑ لیتا۔ مجھے تو صدمہ اس کا ہے کہ خود انہوں نے صراطِ مستقیم کی طرف رُخ پھیرا۔ اور اب اس صراطِ مستقیم پر راہزن تمکین و ہوش" اور "دشمنِ ایمان و آگہی" بن کر نمودار ہوئے ہیں اور اپنے تجاوزات کی لپیٹ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے "پاک ممبروں" کو بھی لے لیا ہے۔

مولوی صاحب کے والد محترم کے مقدمات کا ذکر بے ربط نہ تھا۔ کیونکہ روایت ہے کہ ایک شخص حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کے لئے آیا۔ حضور کو علم ہوا کہ اس کے والد ناراض ہیں، فرمایا کہ بیعت سے پہلے والد کو راضی کرو۔ اس لئے جو نام نہاد مبلغ اپنے والد محترم سے عدالت میں دست و گریبان ہے اس کو کیسے زیب دیتا ہے کہ وہ تبلیغ کے پردے میں حضرت صاحبؑ کے رفقاء کرام کے دامن پر دست درازی کرے۔ ان کے راز و نیاز کا ذکر اس واسطے ناگزیر تھا کہ خود تریاق دیا اور ایک زہر کا ازالہ کیا۔ اب زہر کو تریاق بنا کر تریاق کی حیات افروزی کو زائل کرنا چاہتے ہیں، یہ کہ میرے ساتھ راز و نیاز کی باتیں ہوئیں وہ ابھی چند روز ہوئے اپنے پرانے کلاس فیلو (جس کے سامنے راز و نیاز ہوتا رہا جو خود اس راز و نیاز سے متاثر ہو کر خلافتی فتراک سے آزاد ہوا تھا) کے سامنے ایک قسم کا اقرار کر گئے ہیں۔ اگر یہ کافی نہیں تو میں ان کو دفتر کے ان لوگوں کے سامنے لے جاؤں گا۔ جن کے سامنے انہوں نے اپنی مجبوریوں کا رونا رویا تھا۔ یہ بے ربط نہ ہوگا اگر میں عرض کروں کہ میں نے مولوی عارف صاحب کی مبارزتی تحریر دفتر کے ان کارکنوں کو دکھائی۔ کیونکہ میں نے دفتری رفقاء سے مولوی عارف صاحب کا پورا تعارف کرایا ہوا تھا۔ ان میں ایک عالمِ دین ہیں اور مسجد میں امام اور خطیب بھی ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا احترام سے ذکر کرتے ہیں۔ جب انہوں نے مولوی عارف صاحب کی تحریر پڑھی تو ششدر رہ گئے ان کے منہ سے بے اختیار یہ بات نکلی کہ ایسے مبلغ کی کس بات کا اعتبار کیا اور کس کا نہ کیا جائے۔ یہ لوگ ہاتھ میں "چراغِ مصطفوی" لے کر "بولہبی" کرتے پھرتے ہیں۔ ایک بات ایک وقت کہتے دوسرے وقت اس سے نہ صرف منحرف ہوتے بلکہ چیلنج بازی شروع کر دیتے ہیں۔ چونکہ مولوی عارف اس دفتر میں تشریف لاتے رہتے ہیں میں یوم تبلی السرائر کا انشاءاللہ انتظام کر لوں گا۔ اب رہی ان کے چیلنج کی بات۔

ان کا چیلنج یہ ہے کہ حضرت مولانا نورالدین رضی اللہ عنہ کے فرمودات کے مطابق "جماعت لاہور" گمراہ ہے۔ کیا ان کی مراد وہی فلک پیما اور فلک رسا حضرت مولینا نورالدین رضی اللہ عنہ ہیں۔ جن کے متعلق مولوی عارف صاحب کے مصلح موعود کے بے شمار بیانات ہیں۔ کیا ان کو یاد نہیں نام نہاد "فضل عمر" نے کہا تھا کہ مولینا نورالدین تو کچھ کر کے چھوڑ گئے ہیں اور ان کو (یعنی نوساختہ فضل عمر) کو خدا نے دولت ثروت عطا کی ہے۔ پھر یہ بھی کہا تھا کہ مولوی نورالدین (نعوذ باللہ) نے کون سے مشن کھولے ہیں۔ حضرت مولینا نورالدین رضی اللہ عنہ کے اسم مبارک کے ساتھ اعظم کس

طرح ممنون و دار کھا ہوا ہے۔ اس کے لئے خیالات نور مصنف مولوی شیخ عبدالقادر میں ایک تبصرے کا مطالعہ فرمائیں ۱۹۶۵ء میں ارباب ربوہ کے "حضرت قمرالانبیاء" نے وفضلنا بعضهم علیٰ بعض کی تفسیر کرتے ہوئے اپنے "خانہ ساز مصلح موعود" کے متعلق رقم فرمایا کہ وہ حضرت مولانا نورالدین رضی اللہ عنہ سے افضل تھے اور ان کے ایک صاحبزادے کو جن پر خروج کا جھوٹا الزام لگا کر جماعت سے اخراج کا جواز پیدا کیا تھا۔ یہی "حضرت قمرالانبیاء" نے تلقین کی کہ وہ بھی "مصلح موعود" کے اپنے والد محترم حضرت مولانا نورالدین رضی اللہ عنہ سے افضل ہونے کا اعلان کر کے اپنی مخلصی کرالیں۔ جب جماعت ربوہ کے خلیفہ ثانی (بلکہ لاثانی) نے "مصلح موعود" کا اعلان لاہور میں پٹیالہ بلاک واقع میکلوڈ روڈ پر کیا۔ تو اپنی تقریر میں اپنی برتری کا یوں اعلان کیا کہ حضرت مولوی صاحب رضی اللہ عنہ کا یہ مقام ہے۔ وہ کیسے ان کے فرمودات کو اپنے لئے حجت تسلیم کرنے کا معقول دعوے کر سکتے ہیں۔

اصل میں تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فرمودات کو حجت بالغہ اور ساطعہ کا درجہ دینا چاہیئے۔ کہ حضور کے نزدیک خلیفہ کا مقام کیا ہونا چاہیئے۔ . . . .

. . . . حضور نے "سرالخلافہ" میں فرمایا ہے:۔

"وہ خلیفے تھے۔ لیکن انہوں نے سونے چاندی سے اپنے گھر نہیں بھرے۔ اور اپنے بیٹے بیٹیوں کو سونے چاندی کا وارث نہیں بنایا۔ بلکہ جب کبھی (مال و دولت) حاصل ہوا اسے بیت المال میں واپس جمع کرا دیا اور اپنے بیٹوں کو اپنے بعد خلیفہ نہیں مقرر کیا۔ جس طرح دنیادار اور گمراہ لوگ کیا کرتے ہیں" (ترجمہ)

کیا اس مغلظ تحریر کے بعد بھی فیصلہ کا کوئی زیادہ آسان طریقہ ہو سکتا ہے کیا اس کے بعد بھی مولوی عارف صاحب اپنی "خلافت" پر ناز کر سکتے ہیں؟ اس پر کون پورا اترتا ہے حضرت مولانا نورالدین رضی اللہ عنہ یا "خودساختہ فضل عمر"؟ بیشک جماعت ربوہ دونوں کو خلیفہ تسلیم کرے لیکن ارباب فہم جانتے ہیں:۔

پرواز ہے دونوں کی اسی ایک فضا میں
کرگس کا جہاں اور ہے شاہیں کا جہاں اور

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ذات بابرکات سے زیادہ عظیم قدر مشترک کس کا وجود ہو سکتا ہے۔ جماعت لاہور کو ارباب ربوہ سے محض اس بارہ میں کوئی شکوہ نہیں کہ وہ حضور کے صحابہ کرام کو دشنام سے یاد کرتے ہیں۔ کیونکہ جس کردار کے یہ لوگ مالک ہیں خود ان کی تعریف و توصیف سے ہر رنگ اور ہر صالح جماعت کو محفوظ رکھے۔ اصل مسئلہ تو نبوت کا ہے۔ جس سے منیر ٹریبونل کے سامنے اس کے بڑے داعی بھی دستبردار ہو چکے ہیں۔ لیکن جونہی ابتلا کی ساعت گذری انہوں نے پھر وہی رٹ لگانی شروع کر دی۔ اس مسئلہ افتراق کے داعی کا کردار خدا نے ٹریبونل کے سامنے واشگاف کر دیا۔ ہر صاحب بصیرت کہہ سکتا ہے۔

میرے حرم کو دیکھا ہے میں نے
گفتار بے سوز - کردار واہی

الفرقان کے اسی شمارے میں جہاں جماعت لاہور پر اور . . .

. . . .

. . . . حملے ہیں وہاں سبط نور پر شاہد نجمی نے "سبط نور اور شعلہ پُرنور" کے عنوان سے ایک گمنامی کے پردے میں بے ذوق سا حملہ کیا ہے۔ ان دونوں ناموں میں ادبی لحاظ سے کوئی ایسی مشابہت نہیں ہے۔ ایک نور سے واسطہ رکھتا ہے اور ایک مصلح موعود کی طرح خود ہی "نور" بن بیٹھا ہے، چونکہ شاہد نجمی کو ناموں میں مناسبت اور مشابہت بہت اپیل کرتی ہے۔ اس لئے ان کی ضیافت طبع کے لئے عرض ہے کہ ابرہہ کے ہاتھی کا ایک خاص نام تھا۔ اور اس ہاتھی نے خانہ کعبہ پر حملے کی ابتدا کی تھی۔ اس ہاتھی کا ہمنام پچاس سال ان کی جماعت کا قائد رہ کے قید رہا ہے اسی مشابہت کا اتمام اس رنگ میں بھی ہوا ہے کہ اس نے کعبہ پر ایک ناکام حملہ یہ کہکر کیا کہ "مکہ اور مدینہ کی چھاتیوں کا دودھ خشک ہو گیا ہے" اگر ابرہہ کا ہاتھی خانہ کعبہ کے در و دیوار کو مسمار کرنے کی معصیت کرنا چاہتا تھا تو اس کا ہمنام کعبہ کی عظمت کو قلوب سے منہدم کرنا چاہتا تھا۔ شاہد نجمی صاحب مولوی محمد عارف صاحب سے اس ہاتھی کا نام دریافت کر کے اس مشابہت کے ذوق کی تسکین فرمالیں۔

مولوی عارف صاحب ایک مشترک دوست سے حالیہ ملاقات میں اتنا اعتراف کرنے پر مجبور ہو گئے ہیں کہ راقم الحروف کچھ "باتیں حضور کے متعلق" کیا کرتا تھا وہ سنتے رہتے تھے۔ خدا ان کو اس اقرار میں قرار کی توفیق بخشے کیونکہ یہ اقرار کلید کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس حالیہ ملاقات میں انہوں نے تہدید آمیز لہجے میں فرمایا کہ جماعت لاہور ان کے دلائل کی تاب نہیں لا سکتی۔ کیونکہ "مباہلے والے" بھی ایک بحث میں ان کے سامنے بھاگ کر نکلے تھے۔ ہمیں انکی "کارناموں" کے ماننے میں کیا تامل ہو سکتا ہے! لیکن ہم ان لوگوں کو بھی جانتے ہیں جن کے تعاقب کی وہ تاب نہیں لا سکتے۔ "مبشر اولاد" کی آغوش تربیت میں رہ کر کسی زمانے وہ خود بھی اپنی سطح پر حسن احسان میں بے نظیر تھے۔ انہوں نے بھی کئی اسیروں کو رستگار اور رستگاروں کو اسیر کیا۔ ایسے ہی جادو وہ جماعت لاہور کے خلاف جگانے پر تلے ہوئے معلوم ہوتے ہیں۔ لیکن خاکسار راقم الحروف پھر بھی یہی کہے گا

عارف کا ٹھکانہ نہیں وہ خطہ کہ جس میں
پیدا کلہ فقر سے ہو طرہ دستار

مسجد احمدیہ ایبٹ آباد

ذیل میں ان اصحاب و خواتین کے اسمائے گرامی معہ رقوم درج ہیں جنہوں نے اس وقت تک اس مسجد کے لئے چندہ عطا فرمایا ہے۔ دیگر دوست اس میں حصہ لینا چاہیں تو ان کے عطیہ جات شکریہ کے ساتھ قبول کئے جائیں گے۔ اجر اللہ تعالیٰ کے ہاں ہوگا۔ (ڈاکٹر سعید احمد۔ دارالسعید۔ ایبٹ آباد)

فہرست معطیان

حضرت الحاج شیخ میاں محمد صاحب علیہ الرحمۃ - 5000.00
جناب میاں شیخ فضل الرحمان صاحب ملز اونر ملتان - 1000.00
بیگم زبیدہ محمد احمد صاحب لاہور - 110.00
عبدالعلی صاحب۔ ڈاڈر - 5.00
بابو نذیر محمد صاحب ڈاڈر سینیٹوریم - 20.00
جناب میاں ممتاز احمد صاحب فاروقی لاہور - 100.00
ڈاکٹر عبدالحی سعید صاحب کوئٹہ - 300.00
عطیہ میاں عطاء اللہ صاحب ملز اونر مرحوم و مغفور بذریعہ ایف پی ٹیکسٹائل ملز جیب گیرہ - 300.00
لفٹننٹ کرنل عبداللہ سعید صاحب۔ کوئٹہ - 100.00
عبدالکریم پاشا سعید سٹوڈنٹ لاہور - 15.00
ماسٹر عبدالرؤف صاحب دانہ - 5.00
مسٹر نوشیروان خان ڈاڈر سینیٹوریم - 10.00
بابو محمد دین صاحب مانسہرہ - 25.00
جناب میاں سعید احمد صاحب ملز اونر لاہور - 1000.00
جناب میاں مقصود احمد صاحب ملز اونر ایف پی ٹیکسٹائل ملز جہانگیر وہال کراچی - 2000.00
چوہدری منصور احمد صاحب احمد پارک لاہور - 500.00
بیگم چوہدری منصور احمد - 100.00
بیگم عبداللہ سعید کوئٹہ - 100.00
صفیہ بیگم بنت ڈاکٹر سعید احمد - 75.00
ماسٹر غلام ربانی صاحب ایبٹ آباد - 21.00
بابو محمد یوسف کمپونڈر ڈاڈر - 20.00
جناب شیخ عبدالحق صاحب ایبٹ آباد - 100.00
والدہ صاحبہ (مرحومہ) ماسٹر اصغر علی صاحب - 10.00
بیگم اصغر علی صاحب - 10.00
ماسٹر اصغر علی صاحب - 10.00
فرزندان ماسٹر اصغر علی صاحب (انوار احمد۔ افتخار احمد۔ اعجاز احمد۔ اقبال احمد) - 20.00
بنت قاضی عبدالرشید صاحب ایبٹ آباد - 25.00
جناب عنایت اللہ صاحب اے۔ ایس۔ آئی - 10.00
بیگم عطیہ شیخ محمد احمد صاحب ایبٹ آباد - 50.00
بیگم زبیدہ محمد احمد صاحب لاہور (بار دوم) - 100.00
بیگم مبارک عبداللہ صاحب [illegible] - 110.00
ماسٹر اصغر علی صاحب [illegible] - 50.00
معلوم الاسم - 100.00
جناب جہلو و غلام ربانی خاں صاحب مانسہرہ - 310.00
بیگم زینب سعید احمد - 25.00*

*بیگم مبارک عبداللہ صاحب (بار دوم) - 15.00
معلوم الاسم - 50.00
لفٹننٹ کرنل محمود شوکت صاحب میلسی - 200.00
قاضی عبدالرشید صاحب ایڈووکیٹ ایبٹ آباد - 100.00
محترمہ زبیدہ بیگم ہمشیرہ خانبہادر غلام ربانی خان صاحب - 50.00
گل زمان صاحب پکھلی - 5.00
کیڈٹ ناصر احمد سعید بی ایم اے کاکول - 50.00
عطیہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور - 5000.00

میزان کل - 19896.00

کرنل بشیر حسین سید صاحب نے جملہ اخراجات بجلی کی فٹنگ اور پنکھے لگانے کے اخراجات ادا کرنے کا وعدہ فرمایا ہے۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔ سعید احمد

مولانا محمد یحییٰ بٹ امام مسجد برلن

جرمنی میں تبلیغِ اسلام

مقامی ہائی سکول میں لیکچر

مقامی ہائی سکول کی ایک معلّمہ نے جو سکول میں دینیات پڑھاتی ہیں۔ ایک روز ٹیلیفون کیا کہ وہ اسلام پر ایک لیکچر اپنے سکول میں کروانا چاہتی ہیں۔ حسب پروگرام میں سکول میں گیا۔ سکول پہنچنے پر دینیات کی معلّمہ سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے میرا تعارف سکول کے ہیڈ ماسٹر سے کروایا اور چند منٹ ہیڈ ماسٹر سے گفتگو کرنے کے بعد میں ہال میں پہنچا۔ وہاں نویں۔ دسویں کلاس کے طلباء سو کی تعداد میں جمع تھے۔ چند اساتذہ بھی موجود تھے۔ خصوصاً کیتھولک مذہب اور پروٹسٹنٹ مذہب پڑھنے والی استانیاں۔ میں نے طلباء کے سامنے ایک گھنٹہ تقریر کی۔ سیدنا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے واقعات اور اسلام کی تعلیم وغیرہ پر لیکچر دیا۔ بعد میں سوال و جواب کا سلسلہ شروع ہوا۔ کیتھولک مذہب کی استانی نے حضرت عیسیٰؑ کے خدا کے بیٹے ہونے کا عقیدہ پیش کیا۔ میں نے اس پر بحث کرتے ہوئے طلباء سے کہا فرض کرو کہ ہم حضرت عیسیٰؑ کے زمانہ میں ہیں۔ ۳۱ سال کا خوبصورت بااخلاق اور مذہبی علم رکھنے والا ایک نوجوان تمہارے پاس آجاتا ہے۔ بتاؤ تم اسے کیا سمجھو گے۔ انسان یا خدا کا بیٹا۔ سب نے کہا انسان۔ میں نے خدا کے بیٹے کے الفاظ کو واضح کرتے ہوئے کہا کہ حضرت عیسیٰؑ کے لئے خدا کے بیٹے کا لفظ اگر مجازی معنوں میں سمجھ لیا جائے تو کوئی مشکل نہیں رہتی۔

دوسرے دن ہیڈ ماسٹر صاحب نے مجھے ٹیلیفون کیا اور کہا کہ افسوس ہے کہ میں کلاس میں مصروف تھا۔ لیکچر میں بیٹھ نہ سکا۔ لیکن اساتذہ نے مجھے کہا ہے کہ اسلام پر اور عیسائیت پر انہوں نے Positive خیالات سنے ہیں۔ یہی ہیڈ ماسٹر صاحب ہمارے مسجد میں ہونے والے اجتماع میں آئے۔

یونیورسٹی طلباء کے ایک گروہ میں لیکچر

مقامی یونیورسٹی کے طلباء کے ایک حلقہ میں مجھے اسلام پر تقریر کرنے کا موقعہ ملا۔ اس گروہ کا سیکرٹری میرے پاس مسجد میں آیا۔ اور اس نے مجھ سے اسلام پر لیکچر دینے کے لئے استدعا کی۔ اس نے کہا کہ وہ اپنے حلقہ میں اس سے پیشتر عیسائی یہودی اور بدھ مذہب کے علماء سے لیکچر سن چکے ہیں۔ اب وہ اسلام پر ایک لیکچر سننا چاہتے ہیں۔ میں نے بخوشی اس دعوت کو قبول کیا۔ یہ نوجوان مقررہ دن شام کے وقت مسجد میں آیا اور مجھے کار میں بٹھا کر اپنے حلقہ میں لے گیا۔ جب میں ان کے حلقہ میں پہنچا تو آٹھ بجا چاہتے تھے۔ تیس کے قریب نوجوان وہاں جمع تھے ان کا ایک لیکچرار بھی موجود تھا۔ میں نے حاضرین کو خطاب کرتے ہوئے سب سے پہلے اسلام میں مذہب کے تصور کا وحی الٰہی کے تصور کو واضح کیا۔ بعد میں اسلام کے اصولوں کو واضح کیا۔ آخر پر خدا اور انسان کے درمیان تعلق پر چند الفاظ کہے

اس کے بعد سوال و جواب کا سلسلہ شروع ہوا جو قریباً ۱½ گھنٹہ تک جاری رہا۔ میں نے اپنے لیکچر میں گناہ کے تصوّر اور اس سے معافی کس طرح ہو سکتی ہے؟ اس پر بھی اسلامی نقطۂ نگاہ سے روشنی ڈالی تھی۔ اس پر عیسائی نقطۂ نگاہ سے گفتگو شروع ہوئی اور تثلیث کا مسئلہ زیر بحث آیا۔ اس سلسلہ میں میں نے خلافِ عقل اور برتر از عقل کے اصول کو واضح کرتے ہوئے کہا کہ یہ مسئلہ تین برابر ایک خلافِ عقل ہے۔ اس کی مثال میں میں نے کہا کہ یہ کہنا کہ تین برابر ایک ہیں۔ خلافِ عقل ہے ہاں اگر کوئی یہ کہے ۵ - ۲ = ۳ تو یہ ایسے طالب علم کے لئے جس نے حساب کا یہ قاعدہ نہ پڑھا ہو برتر از عقل ہوگا۔ لیکن یہ خود صداقت ہے۔ یہ گفتگو خاصی دلچسپی رہی ......

سیکرٹری نے شکریہ ادا کیا اور حاضرین نے تالیوں سے اپنی دلچسپی کا اظہار کیا۔ بعد میں چند نوجوان پولیٹیکل واقعات پر گفتگو کرتے رہے۔ حلقہ کا سیکرٹری مجھے اپنی کار میں بٹھا کر مسجد چھوڑ گیا۔ جب میں گھر پہنچا تو سوا گیارہ بج چکے تھے۔

امریکن حلقہ میں لیکچر

امریکن چرچ سے متعلقہ نوجوانوں کے حلقہ میں لیکچر کے لئے امریکن پادری نے مجھے دعوت دی۔ وہ خود آکر مجھے اپنی کار میں بٹھا کر اپنے چرچ میں لے گیا۔ بیس کے قریب وہاں نوجوان تھے۔ اسلامی اصولوں کو واضح کیا۔ بعد میں عیسائیت کے عقائد زیر بحث آئے۔

زائرین مسجد

عیسائی حلقوں کے علاوہ چار مختلف سکولوں کے طلباء مع اپنے اساتذہ کے مسجد میں آئے اور گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ تک مسجد میں رہے۔ اسلام کی تعلیم کے متعلق سنا اور سوال و جواب کا سلسلہ رہا۔ ایک گروپ صرف اساتذہ کا تھا، جو قریباً چالیس افراد پر مشتمل تھا۔ اس گروپ سے بڑی دلچسپ گفتگو ہوئی اور سوال و جواب کا سلسلہ قریباً ڈیڑھ گھنٹہ تک رہا۔

ایک گروپ عیسائی نوجوانوں مرد و زن پر مشتمل تھا۔ اس کی تعداد قریباً پچاس تھی۔ اس گروپ کے ساتھ دو پادری بھی تھے۔ تثلیث کا عقیدہ زیر بحث آیا۔ یہ گروپ قریباً تین گھنٹہ تک مسجد میں رہا۔ انہیں چائے روٹی اور پنیر بھی پیش کیا گیا۔ ان میں سے چند نوجوان چند دن وقفہ کے بعد پھر آئے اور اسلام کے متعلق گفتگو کی۔ اس کے علاوہ دو دو تین تین کی تعداد میں نوجوان مرد و زن مسجد میں آتے رہے۔ اور اسلام کے متعلق سنتے رہے۔

ان عیسائی دوستوں سے گفتگو کے دوران میں میں نے یہ نظریہ بھی پیش کیا کہ حضرت عیسٰےؑ فلسطین سے نکل کر کشمیر چلے گئے اور وہاں مدفون ہوئے۔ مرکزی اُٹھنے کے عیسائی عقیدہ پر بحث کرتے ہوئے میں نے کہا فرض کیجئے ہمارے سامنے ایک انسان بے حس و بے حرکت زمین پر پڑا ہے۔ دو آدمی گفتگو کرتے ہیں۔ ایک کہتا ہے یہ شخص مرگیا ہے۔ دوسرا شخص کہتا ہے نہیں بے ہوش ہے۔ چند دنوں کے بعد وہ شخص جس کے متعلق جھگڑا ہو رہا تھا ..... انہیں سڑک پر ملتا ہے۔ بتائیے کون اپنے دعوے میں سچا تھا۔ جواب:۔ وہی جو کہتا تھا کہ وہ بے ہوش ہے۔ میں نے کہا یہی امر حضرت عیسٰےؑ کے متعلق فیصلہ کن ہے۔ عیسائی کہتا ہے وہ مرگیا۔ اسلام کہتا ہے نہیں وہ بے ہوش تھا۔ اب حضرت عیسٰے اس کے بعد حواریوں کو ملتے ہیں۔ معلوم ہوا اسلام کا دعوےٰ سچا ہے۔ ایک پادری صاحب نے کہا کہ حضرت عیسیٰ دوبارہ نظر تو آئے لیکن ان کا جسم یہ فانی جسم نہ تھا بلکہ روحانی تھا لہذا عیسائیت کا دعوےٰ قائم ہے۔ میں نے کہا خوب۔ وہی شخص جس کے بارہ میں جھگڑا تھا کہ آیا وہ شخص مرگیا ہے یا بے ہوش ہے سڑک پر ہمیں ملتا ہے، تو وہ جو کہتا تھا کہ وہ بے ہوش ہے اپنے ساتھی کو کہتا ہے۔ دیکھو میرا کہنا ٹھیک تھا کہ وہ بے ہوش تھا مرا نہیں۔ لیکن ساتھی کہتا تھا کہ وہ نورانی جسم کے ساتھ ہمارے سامنے کھڑا ہے اس کا جسم فانی نہیں۔ وہ شخص کہتا ہے کہ مجھے بھوک لگی ہے۔ کچھ کھانے کو دو۔ وہ مچھلی لیتا اور کھاتا ہے۔ بتائیے کون دعوے میں ...... سچا ہے کیا وہ جو کہتا ہے کہ اس کا جسم فانی نہیں۔ یا وہ جو کہتا ہے کہ وہ اپنے فانی جسم سے ہمارے سامنے کھڑا ہے۔ کھانے کی احتیاج اس فانی جسم کو ہے نہ کہ کسی اور جسم کو۔ انجیل میں لکھا ہے کہ حضرت عیسٰی نے مچھلی کھائی اس لئے کہ انہیں بھوک لگی تھی۔ اس کے بعد پادری صاحب خاموش ہوگئے۔

ایک اور پادری صاحب تثلیث کے دعوے کو خدا باپ، خدا بیٹا اور خدا روح القدس ایک خدا ہے۔ ثابت کرنے لگے۔ اور مجھے کہا۔ پینٹ کو دیکھئے اس میں تین سوراخ ہیں۔ دو پاؤں کی طرف اور ایک کمر کی طرف۔ سوراخ تو تین ہیں لیکن پینٹ ایک ہے۔ میں نے کہا پادری صاحب آپ پاؤں کی طرف جاتے ہیں۔ سر کی طرف آئیے۔ وہاں سوراخ چار ہیں اور قمیص ایک ہے تو کیا آپ چار بھی ایک کے برابر مانتے ہیں۔

ایک عیسائی نوجوان مغربی جرمنی سے میرے پاس آیا۔ وہ امتحان پاس کرکے نیا نیا پادری بنا۔ میں نے اس سے گفتگو کے دوران میں پوچھا آپ نے پادری کا امتحان پاس کر لیا ہے۔ اور اپنے طالب علمی کے زمانہ میں لائق پروفیسروں کے لیکچر سنے ہیں۔ مجھے بتائیے کہ آج بیسویں صدی میں آپ خدا کے بیٹے کے تصور کو کس طرح ثابت کرتے ہیں۔ اس نے دو دلائل تو ایسے دیئے جو عام طور پر یہاں سننے میں آتے ہیں۔ لیکن ایک دلیل نئی پیش کی۔ یہ دلیل اس سے پیشتر میں نے کسی سے نہیں سنی تھی۔ اس نے کہا دیکھئے حضرت عیسٰے فرماتے ہیں کہ تمہیں توریت میں یوں یوں تعلیم دی گئی لیکن میں تمہیں کہتا ہوں ..... (اس لفظ میں پر زور دیا اور کہا) کہ دو بار یہ کہتے ہیں میں تمہیں یوں کہتا ہوں میں تمہیں کہتا ہوں وہ جرمن پادری نے کہا کہ اس لفظ سے دو باتیں ثابت ہوتی ہیں یا تو یہ کہ ایسا کہنے والا بڑا متکبر اور مغرور ہے۔ اور یا یہ کہ وہ خدا ہے۔ متکبرانہ [illegible] حضرت عیسٰے کے [illegible] کیونکہ انجیل میں [illegible] پائی جاتی ہے۔ لہذا ثابت ہوا کہ وہ خدا ہیں۔ میں نے کہا کہ لفظ میں پر اگر زور بھی دے دیا جائے تو حضرت عیسٰے میں جہالت نہیں پائی جاتی کیونکہ وہ کہتے ہیں "میں تم سے وہی کہتا ہوں جو میں خدا

(باقی برصفحہ کالم اول)

جرمنی میں تبلیغ اسلام

(بسلسلہ صفحہ نمبر ۱۰)

باپ سے سنتا ہوں۔ وہ چونکہ خدا باپ سے سن کر کہتے ہیں۔ اس لئے ان میں بہامات نہیں بلکہ رسالت پائی جاتی ہے۔ کیونکہ رسول خدا سے سن کر کہتا ہے۔

ایک عیسائی پروفیسر کا لیکچر

مقامی عیسائی چرچ آرگنائزیشن نے گذشتہ دنوں ایک اجتماع کیا اور مغربی جرمنی کے پروفیسر ڈاکٹر BENZ کو لیکچر کے لئے بلایا۔ لیکچر خاصا دلچسپ تھا۔ پروفیسر صاحب موصوف نے دنیا میں مذہبی خیالات کا موازنہ کیا۔ اور اسلام کے متعلق بیان کرتے ہوئے کہا کہ آج سے دو سو سال پیشتر جب مغربی قومیں مشرق میں ملک پر ملک فتح کرتی چلی گئیں تو ان کے ساتھ ساتھ عیسائی پادریوں کی فوجیں بھی ان ممالک کے لوگوں پر حملہ آور ہوئیں۔ اور عیسائی دنیا نے یقین کر لیا کہ اسلام کا مذہب مر گیا ہے۔ ان دنوں اسلام پر تھوڑا بہت جو علم یہاں عوام کو ملتا تھا وہ پادریوں کی معرفت ملتا تھا لیکن اب حالات مختلف ہو گئے ہیں۔ اسلام کے متعلق اب ہمیں علم صرف پادریوں کی معرفت نہیں ملتا بلکہ مسلمانوں میں ایسی تحریکات پیدا ہو گئی ہیں جنہوں نے قرآن کریم کے ترجمے یورپ کی زبانوں میں کئے ہیں اور اس پر مقدمات لکھے ہیں۔ اور مزید دیگر کتب لکھی ہیں۔ جن سے پہلو بالکل بدل گیا ہے۔ یہاں یورپ میں غیر پادری صاحبان بھی اسلام پر لکھنا شروع ہو گئے ہیں۔ جو پادریوں کی متعصبانہ آنکھ سے اسلام کی تعلیم کو نہیں دیکھتے۔ اس کے علاوہ اسلامی ممالک آزاد ہو گئے ہیں اور ان میں ایک جذبہ ہے کہ وہ اپنے ممالک کو اسلامی تعلیمات کے مطابق ڈھالیں۔

ان تمام حالات نے پاپائے روم کو مجبور کیا ہے کہ وہ اب اسلام کے متعلق اپنے رویہ کو بدلیں (یہ ریمارک تبلیغی کام کرنے والی جماعتوں کے لئے بڑے ہمت افزا ہیں) پروفیسر صاحب نے مزید کہا کہ یورپ میں عیسائیت کا اثر عوام پر بالکل معدوم ہوتا جاتا ہے۔ چرچ خالی ہوتے جا رہے ہیں۔ انہوں نے کہا اگر کسی نوجوان کو کہا جائے کہ تمہارے گھر کے پاس چرچ ہے وہاں عبادت کے لئے چلے جاؤ تو نہیں جائے گا۔ لیکن وہی نوجوان گھر سے دور چار میل کے فاصلہ پر گانا سننے اور فلم دیکھنے کے لئے چلا جائے گا۔

کیتھولک عیسائیوں کا تہوار

گذشتہ ماہ یہاں جرمن کیتھولک عیسائیوں نے ایک تہوار منایا۔ اس کا نام Fronleichnam ہے۔ یہ لفظ دو الفاظ کا مرکب ہے۔ خدا اور لاش۔ یعنی خدا کی لاش اس دن پادری صاحبان نے خوب لمبے چغے پہن کر ایک جلوس نکالا۔ اور اس جلوس کے آگے آگے چار لمبے ڈنڈوں کے اوپر ایک کپڑا باندھا جس سے ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے اس میں لاش رکھی ہو۔ اور یہ جلوس شہر کے اندر پھرا (یہ تہوار ۱۲۶۴ سن عیسوی میں پاپائے روم Urban چہارم نے رائج کیا تھا) اس کی تصاویر رسالوں میں چھپیں اور ٹیلی ویژن پر بھی دکھائی گئیں۔

برلن مسلم سوسائٹی کا انتخاب

گذشتہ ماہ مسلم سوسائٹی ان برلن رجسٹرڈ کا سالانہ اجتماع ہوا اس میں مندرجہ ذیل عہدہ دار چنے گئے۔

پریذیڈنٹ۔ امام محمد یحییٰ بٹ ایم اے

سیکرٹری۔ ڈاکٹر محمد ابراہیم

خزانچی۔ مس [illegible]

امید ہے رپورٹ کے یہ الفاظ احباب جماعت کے لئے دلچسپی کا موجب ہوں گے۔ والسلام

خاکسار۔ محمد یحییٰ بٹ

"ضرورت اساتذہ"

تین میٹرک ایس۔ وی۔ اور ایک ایف ایس سی بی ٹی ٹیچروں کی فوری ضرورت ہے۔

تنخواہ مطابق گورنمنٹ سکیل

درخواستیں بمعہ مصدقہ نقول اسنادات بنام سیکرٹری صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور آنی چاہئیں۔ (انٹرویو کی آخری تاریخ ۱۰ر جولائی ۱۹۶۷ء)

نوٹ:۔ ایٹا نوڈ پچپن سالہ بھی درخواستیں بھیج سکتے ہیں۔

سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں۔ (منیجر)

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام ملک فضل الٰہی صاحب پرنٹر چھپا اور مولوی دوست محمد صاحب پبلشر نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور نمبر ۷ سے شائع کیا۔

پیغام صلح مورخہ ۱۲ر جولائی ۱۹۶۷ء - رجسٹرڈ ایل ۴۳۰۸ - شمارہ ۲۷

جلد ۵۴ | یوم چہارشنبہ مؤرخہ ۱۰ ربیع الثانی ۱۳۸۷ھ - مطابق ۱۹ جولائی ۱۹۶۷ء | نمبر ۲۸

جماعت کو ظلم اور فتنہ و فساد اور شر سے بچنے کی ہدایت

حضرت مجدد زمان مسیح موعودؑ کا ارشادِ گرامی

"میری تمام جماعت جو اس جگہ حاضر ہیں یا اپنے مقامات میں بود و باش رکھتے ہیں اس وصیت کو توجہ سے سنیں کہ وہ جو اس سلسلہ میں داخل ہو کر میرے ساتھ تعلق ارادت اور مریدی کا رکھتے ہیں اس سے غرض یہ ہے کہ تا وہ نیک چلنی اور نیک بختی اور تقویٰ کے اعلیٰ درجہ تک پہنچ جائیں اور کوئی فساد اور شرارت اور بدچلنی ان کے نزدیک نہ آسکے۔ وہ پنجوقت نماز با جماعت کے پابند ہوں۔ وہ جھوٹ نہ بولیں۔ وہ کسی کو زبان سے ایذا نہ دیں ... وہ کسی شرارت اور ظلم اور فساد اور فتنہ کا خیال بھی دل میں نہ لاویں۔ غرض ہر ایک قسم کے معاصی اور جرائم اور ناکردنی اور ناگفتنی اور تمام نفسانی جذبات اور بے جا حرکات سے مجتنب رہیں اور خدا تعالیٰ کے پاک دل اور بے شر اور غریب مزاج بندے ہو جائیں اور کوئی زہریلا خمیر ان کے وجود میں نہ رہے .... اور تمام انسانوں کی ہمدردی ان کا اصول ہو اور خدا تعالیٰ سے ڈریں اور اپنی زبانوں اور اپنے ہاتھوں اور اپنے دل کے خیالات کو ہر ایک ناپاک اور فساد انگیز طریقوں اور خیانتوں سے بچائیں اور پنجوقتہ نماز کو نہایت التزام سے قائم رکھیں اور ظلم اور تعدی اور غبن اور رشوت اور اتلافِ حقوق اور بے جا طرفداری سے باز رہیں۔ اور کسی بد صحبت میں نہ بیٹھیں اور اگر بعد میں ثابت ہو کہ ایک شخص جو ان کے ساتھ آمد و رفت رکھتا ہے وہ خدا تعالیٰ کے احکام کا پابند نہیں ہے .... یا حقوقِ عباد کی کچھ پرواہ نہیں رکھتا اور یا ظالم طبع اور شریر مزاج اور بدچلن آدمی ہے اور یا یہ کہ جس شخص سے تمہیں تعلق بیعت اور ارادت ہے اس کی نسبت ناحق اور بے وجہ بدگوئی اور زبان درازی اور بدزبانی اور بہتان اور افترا کی عادت جاری رکھ کر خدا تعالیٰ کے بندوں کو دھوکا دینا چاہتا ہے تو تم پر لازم ہو گا کہ اس بدی کو اپنے درمیان سے دور کرو۔ اور ایسے انسان سے پرہیز کرو۔ جو خطرناک ہے۔ اور چاہیئے کہ کسی مذہب اور کسی قوم اور کسی گروہ کے آدمی کو نقصان رسانی کا ارادہ مت کرو۔ اور ہر ایک کے لئے سچے ناصح بنو۔ اور چاہیئے کہ شریروں اور بدمعاشوں اور مفسدوں اور بدچلنوں کو ہرگز تمہاری مجلس میں گذر نہ ہو۔ اور نہ تمہارے مکانوں میں رہ سکیں کہ وہ کسی وقت تمہاری ٹھوکر کا موجب ہوں گے۔"

(تبلیغ رسالت جلد ہفتم صفحہ ۴۲-۴۳)

بحرِ حکمت کے موتی

فتنوں کی کثرت کی پیشگوئی

عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال یقبض العلم ویظھر الجھل والفتن ویکثر الھرج قیل یا رسول اللہ وما الھرج فقال ھٰکذا بیدہٖ فحرکھا کانہ یرید القتل۔

ترجمہ:- ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علم اٹھ جائے گا اور جہالت اور فتنے پھیل جائیں گے اور ہرج بہت ہوگا۔ کہا گیا یا رسول اللہ ہرج کیا ہے تو آپ نے ہاتھ سے (اشارہ) فرمایا اور اسے ہلایا گویا کہ آپ کا منشا قتل تھا۔

نوٹ:- از حضرت مولانا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ:-

ہرج کے اصل معنے کثرت شر یا فتنہ ہیں لغت حبشی میں قتل کے معنے میں آیا ہے۔

علاماتِ قیامت یا تباہی کی گھڑی

عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان من اشراط الساعۃ ان یرفع العلم ویثبت الجھل وتشرب الخمر ویظھر الزنا۔

ترجمہ:- انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ موعود گھڑی کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ علم اٹھ جائے

(باقی بر صفحہ ۱۲ کالم ۱-۲)

"لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں۔ لاہور میں ہمارے پاک محب ہیں میں تیرے خالص محبوں کا گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے نفوس و اموال میں برکت دوں گا۔"

(الہامات حضرت مسیح موعودؑ)

حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفیٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآں نامِ اوست
بادۂ عرفانِ ما از جامِ اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا۔
۲- قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی۔
۳- سب صحابہؓ اور ائمہؒ قابلِ احترام ہیں۔
۴- سب مجددوںؓ کا ماننا ضروری ہے۔
۵- کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۶- اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا۔

تفسیر سورۃ فاتحہ

از مجددِ زمان حضرت مسیح موعود رحمۃ اللہ علیہ

(سلسلہ اشاعت مورخہ ۲۲ر جون سنہ ۱۹۶۶ء)

اللہ تعالیٰ کی صفات اربعہ اور چار قسم کا فیضان

ربّ العٰلمین الرحمٰن الرحیم مالک یوم الدین

یہ سورۃ فاتحہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنی چار صفتیں بیان فرمائی ہیں۔ ربّ العالمین - رحمٰن - رحیم مالک یوم الدین - اور ان ہر چہار صفتوں میں سے ربّ العالمین کو سب سے مقدم رکھا ہے اور پھر بعد اس کے صفت رحمٰن کو ذکر کیا پھر صفت رحیم کو بیان فرمایا پھر سب کے اخیر صفت مالک یوم الدین کو لائے۔ پس سمجھنا چاہیئے کہ یہ ترتیب خدا تعالیٰ نے کیوں اختیار کی اس میں نکتہ یہ ہے کہ ان صفاتِ اربعہ کی ترتیب طبعی یہی ہے اور اپنی واقعی صورت میں اسی ترتیب سے یہ صفتیں ظہور پذیر ہوتی ہیں اس کی تفصیل یہ ہے کہ دنیا پر خدا کا چار طور پر فیضان پایا جاتا ہے جو غور کرنے سے ہر ایک عاقل اس کو سمجھ سکتا ہے۔ پہلا فیضان اعم ہے یہ وہ فیضان مطلق ہے کہ جو بلا تمیز ذی روح و غیر ذی روح افلاک سے لے کر خاک تک تمام چیزوں پر علی الاتصال جاری ہے اور ہر ایک چیز کا عدم سے صورت وجود پکڑنا اور پھر وجود کا حد کمال تک پہنچنا اسی فیضان کے ذریعہ سے ہے اور کوئی چیز جاندار ہو یا غیر جاندار اس سے باہر نہیں اسی سے وجود تمام ارواح و اجسام ظہور پذیر ہوا اور ہوتا ہے اور ہر ایک چیز نے پرورش پائی اور پاتی ہے۔ یہی فیضان تمام کائنات کی جان ہے اگر ایک لحظہ منقطع ہو جائے تو تمام عالم نابود ہو جائے اور اگر نہ ہوتا تو تمام مخلوقات میں سے کچھ بھی نہ ہوتا۔

صفت ربوبیت

اس کا نام قرآن شریف میں ربوبیت ہے اور اسی کی رُو سے خدا کا نام ربّ العالمین ہے جیسا کہ اس نے دوسری جگہ بھی فرمایا ہے وھو ربّ کلّ شیءٍ الجزو نمبر ۸ یعنی خدا ہر ایک چیز کا ربّ ہے اور کوئی چیز عالم کی چیزوں میں سے اس کی ربوبیت سے باہر نہیں سو خدا تعالیٰ نے سورۃ فاتحہ میں سب صفاتِ فیضانی میں سے پہلے صفت ربّ العٰلمین کو بیان فرمایا اور کہا الحمد للہ ربّ العٰلمین یہ اس لئے کہا کہ سب فیضانی صفتوں میں سے تقدم ذاتی صفت ربوبیت کو حاصل ہے یعنی ظہور کی رُو سے یہی صفت مقدم الظہور اور تمام صفات فیضانی سے اعم ہے کیونکہ ہر ایک چیز پر خواہ جاندار ہو خواہ غیر جاندار مشتمل ہے

رحمانیت کا فیض عام

پھر دوسرا قسم فیضان کا جو دوسرے مرتبہ پر واقع ہے فیضانِ عام ہے۔ اس میں اور فیضان اعم میں یہ فرق ہے کہ فیضانِ اعم تو ایک عام ربوبیت ہے جس کے ذریعہ سے کل کائنات کا ظہور اور وجود ہے اور یہ فیضان جس کا نام فیضان عام ہے یہ ایک خاص عنایت ازلیہ ہے جو جانداروں کے حال پر مبذول ہے یعنی ذی روح چیزوں کی طرف حضرت باری کی جو ایک خاص توجہ ہے اس کا نام فیضان عام ہے اور اس فیضان کی یہ تعریف ہے کہ یہ بلا استحقاق اور بغیر اس کے کہ کسی کا کچھ حق ہو سب ذی روحوں پر حسب حاجت ان کے جاری ہے کسی کے عمل کا پاداش نہیں اور اسی فیضان کی برکت سے ہر ایک جاندار جیتا، جاگتا، کھاتا، پیتا اور آفات سے محفوظ اور ضروریات سے متمتع نظر آتا ہے اور ہر ایک ذی روح کے لئے تمام اسباب زندگی کے جو اس کے لئے یا اس کے نوع کے بقاء کے لئے مطلوب ہیں میسر نظر آتے ہیں اور یہ سب آثار اسی فیضان کے ہیں کہ جو کچھ روحوں کو جسمانی تربیت کے لئے درکار ہے سب کچھ دیا گیا ہے اور ایسا ہی جن روحوں کو علاوہ جسمانی تربیت کے روحانی تربیت کی بھی ضرورت ہے یعنی روحانی ترقی کی استعداد رکھتے ہیں ان کے لئے قدیم سے عین ضرورتوں کے وقتوں میں کلام الٰہی نازل ہوتا رہا ہے۔ غرض اسی فیضانِ رحمانیت کے ذریعہ سے انسان اپنی کروڑہا ضروریات پر کامیاب ہے سکونت کے لئے سطح زمین روشنی کے لئے چاند اور سورج دم لینے کے لئے ہوا پینے کے لئے پانی کھانے کے لئے انواع و اقسام کے رزق اور علاج امراض کے لئے لاکھوں طرح کی ادویہ اور پوشاک کے لئے طرح طرح کی پوشیدنی چیزیں اور ہدایت پانے کے لئے صحف ربانی موجود ہیں اور کوئی یہ دعوےٰ نہیں کر سکتا کہ یہ تمام چیزیں میرے عملوں کی برکت سے پیدا ہو گئیں ہیں اور میں نے ہی کسی پہلے جنم میں کوئی نیک عمل کیا تھا جس کی پاداش میں یہ بے شمار نعمتیں خدا نے بنی آدم کو عنایت کیں۔ پس ثابت ہے کہ یہ فیضان جو ہزارہا طور پر ذی روحوں کے آرام کے لئے ظہور پذیر ہو رہا ہے۔ یہ عطیہ بلا استحقاق ہے جو کسی عمل کے عوض میں نہیں فقط ربانی رحمت کا ایک جوش ہے تا ہر ایک جاندار اپنے فطرتی مطلوب کو پہنچ جائے اور جو اس کی فطرت میں حاجتیں ڈالی گئی ہیں وہ پوری ہو جائیں پس اس فیضان میں عنایت ازلیہ کا کام یہ ہے کہ انسان اور جمیع حیوانات کی ضروریات کا تعہد کرے۔ اور ان کی بایست، اور نابایست کی خبر رکھے تا وہ ضائع نہ ہو جائیں اور ان کی استعدادیں چیز کتمان میں نہ رہیں اور اس فیضان کا خدا تعالیٰ کی ذات میں پایا جانا قانون قدرت کے ملاحظہ سے نہایت بدیہی طور پر ثابت ہو رہا ہے کیونکہ کسی عاقل کو اس میں کلام نہیں کہ جو کچھ چاند اور سورج اور زمین اور عناصر وغیرہ ضروریات دنیا میں پائی جاتی ہیں جن پر تمام ذی روحوں کی زندگی کا مدار ہے وہ اسی فیضان کے اثر سے ظہور پذیر ہیں اور ہر ایک متنفس بلا تمیز انسان و حیوان و مومن و کافر و نیک و بد حسب حاجت اپنے ان فیوض مذکورہ بالا سے مستفیض ہو رہا ہے اور کوئی ذی روح اس سے محروم نہیں اور اس فیضان کا نام قرآن شریف میں رحمانیت ہے اور اسی کی رُو سے خدا کا نام سورۃ فاتحہ میں بعد صفت ربّ العٰلمین رحمٰن آیا ہے جیسا کہ فرمایا ہے الحمد للہ ربّ العٰلمین الرّحمٰن۔ اسی صفت کی طرف قرآن کے کئی ایک اور مقامات میں بھی اشارہ فرمایا گیا ہے چنانچہ منجملہ ان کے یہ ہے واذا قیل لھم اسجدوا للرحمٰن۔ قالوا وما الرحمٰن انسجد لما تامرنا وزادھم نفوراً۔ تبارک الذی جعل فی السماء بروجاً وجعل فیھا سراجاً وقمراً منیراً۔ وھو الذی جعل اللیل والنھار خلفۃ لمن اراد ان یذکر او اراد شکوراً۔ ...... وعباد الرحمٰن الذین یمشون علی الارض ھوناً واذا خاطبھم الجاھلون قالوا سلاماً ۱۹ ع ۳ یعنی جب کہ کافروں اور بے دینوں اور دہریوں کو کہا جاتا ہے کہ تم رحمٰن کو سجدہ کرو تو وہ رحمان کے نام سے متنفر ہو کر بطور انکار سوال کرتے ہیں کہ رحمٰن کیا چیز ہے پھر بطور جواب فرمایا۔ رحمٰن وہ ذات کثیر البرکات اور مصدر خیرات دائمی ہے جس نے آسمان میں برج بنائے برجوں میں آفتاب اور چاند کو رکھا جو کہ عامہ مخلوقات کو بغیر تفریق کافر و مومن کے روشنی پہنچاتے ہیں اسی رحمٰن نے تمہارے لئے یعنی تمام بنی آدم کے لئے دن اور رات بنائی جو کہ ایک، دوسرے کے بعد دورہ کرتے رہتے ہیں تا جو شخص طالب معرفت ہو وہ ان دقائق حکمت سے. فائدہ اٹھاوے اور جہل اور غفلت کے پردہ سے خلاصی پاوے اور جو شخص شکر نعمت پر مستعد ہو وہ شکر کرے۔

تشبہ باخلاق رحمانی

رحمٰن کے حقیقی پرستار وہ لوگ ہیں کہ جو زمین پر بردباری سے چلتے ہیں۔ اور جب جاہل لوگ ان سے سخت کلامی سے پیش آئیں تو سلامتی اور رحمت کے لفظوں سے ان کا معاوضہ کرتے ہیں۔ یعنی بجائے سختی کے نرمی اور بجائے گالی کے دعا دیتے ہیں اور تشبہ باخلاق رحمانی کرتے ہیں کیونکہ رحمان بھی بغیر تفریق نیک و بد کے اپنے سب بندوں کو سورج اور چاند اور زمین اور دوسری بے شمار نعمتوں سے فائدہ پہنچاتا ہے۔ پس ان آیات میں خدا تعالیٰ نے اچھی طرح کھول دیا کہ رحمٰن کا لفظ ان معنوں کر کے خدا پر بولا جاتا ہے کہ اس کی رحمت وسیع عام طور پر ہر ایک برے بھلے پر محیط ہو رہی ہے جیسا ایک جگہ اور بھی رحمت عام کی طرف اشارہ فرمایا ہے عذابی اصیب بہ من اشاء ورحمتی وسعت کلّ شیءٍ

(باقی ص ۴ کالم ۳)

پاکستان میں جرائم کی روز افزوں ترقّی

پاکستان میں جرائم کی کثرت اس حد تک پہنچ چکی ہے، کہ انسان نہیں سمجھ سکتا کہ اس کو پاکستان کہنا کہاں تک حق بجانب ہے ہر روز اخبارات میں قتل و غارت، لوٹ کھسوٹ رشوت، چوری و بدکاری، عورتوں کی آبرو ریزی، بچوں کے اغوا کے واقعات اس کثرت سے پڑھنے میں آتے ہیں، کہ حیرت و استعجاب سے یہ سوال زبان پر آتا ہے الیس منکم رجل رشید، کیا اس ملک میں نیکی اور رشد و ہدایت باقی نہیں رہی؟ عوام تو عوام وہ لوگ بھی جن کو عوام کی عزّت کی حفاظت اور جرائم کی روک تھام کا کام سپرد کیا گیا ہے، اپنے اقتدار کو ناجائز طور پر استعمال کر کے نہایت شرمناک جرائم کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ حال ہی کا ایک واقعہ ہے جو صوبائی وزیر خوراک سابق وزیر صنعت ملک خدا بخش بچہ صاحب نے صوبائی اسمبلی میں یہ کہتے ہوئے کہ:-

"اگر لوگ اپنی عزّت کو محفوظ سمجھیں تو وہ ٹیکس ادا کرنے میں کوئی تامل نہیں کریں گے"

یوں بیان کیا ہے:-

"میرے قصبہ میں ایک غریب بیوہ کی نوجوان بیٹی بہت خوبصورت تھی، چنانچہ پولیس نے منصوبہ بنا کر رپورٹ درج کرائی کہ بیوہ اور اس کی لڑکی غیر اخلاقی زندگی بسر کر رہی ہیں پولیس نے ان خواتین کو تھانے میں طلب کیا، ان دونوں کو رات کے وقت الگ کمروں میں رکھا اور نوجوان لڑکی پر بار بار مجرمانہ حملے کئے گئے، دوسرے دن اس لڑکی کی ماں نے ذمہ دار پولیس ملازمین کے خلاف فوجداری مقدمہ درج کرایا اور میڈیکل افسر نے بھی تصدیق کی، بعد میں عورت نے استغاثہ کو اس لئے واپس لے لیا کہ گواہانِ استغاثہ کو پولیس کے تشدّد کا مقابلہ کرنے کی ہمت نہ رہی۔"

(نوائے وقت ۳۰ر جون ۱۹۶۷ء)

کس قدر شرمناک اور درد انگیز واقعہ ہے، جس کو سن کر اسمبلی کے ممبروں کے مونہوں سے بھی شیم شیم کے آواز سے نکلے۔ لیکن نتیجہ کیا ہے؟ ایسے حالات میں کہ اس مظلوم عورت کو استغاثہ اس لئے واپس لینا پڑا کہ گواہانِ استغاثہ بھی پولیس کے ڈر سے گواہی نہیں دے سکتے تھے کیا مجرموں کی اور زیادہ حوصلہ افزائی نہ ہوگی اور ان حالات میں شرفاء کی عزتیں کس طرح محفوظ رہ سکتی ہیں، وہی بات ہے کہ

تڑپنے کی اجازت ہے نہ فریاد کی ہے
گھٹ کے مر جاؤں یہ تمنا رے صیاد کی ہے

پولیس جس کو لوگوں کی محافظ بنایا گیا ہے، وہی شرفا کی عزّت کو برباد کرنے پر اتر آئے اور کوئی ذریعہ ایسا نہ ہو جس سے ایسے افعال بد سے .... اسے روکا جا سکے، تو اس سے بڑھ کر ملک کی بدنامی اور کیا ہو سکتی ہے کیا یہ پاکستان کے نام پر کلنک کا ٹیکا نہیں، کیا حکومت کا یہ فرض نہیں کہ ایسی صورت حالات کی اصلاح کے لئے کوئی ایسا موثر قدم اٹھائے جس سے مظلومین کی دادرسی ہو اور ظالم مجرموں کو کیفر کردار تک پہنچایا جا سکے؟

یہ ایک ہی واقعہ نہیں آئے اسی قسم کے بیسیوں واقعات سننے میں آتے ہیں، جو نہایت درجہ ناپاک اور گھناؤنے ہونے کے باوجود کئی ایک صاحب اقتدار اور صاحب ثروت لوگوں سے منسوب کئے جاتے ہیں، تجارہیں تو ان میں اشیائے صرف کے اندر ملاوٹ، چور بازاری، سمگلنگ اور اسی قسم کے دوسرے واقعات کی فراوانی پائی جاتی ہے، سرکاری اہلکار ہیں تو ان میں رشوت خوری کا ایسا چسکا پیدا ہو چکا ہے کہ پبلک کا کوئی کام بغیر رشوت کے روبراہ نہیں ہو سکتا۔ اور صرف چھوٹے ملازمین ہی نہیں بعض بڑے بڑے افسر بھی رشوت خوری کے عادی بن چکے ہیں، الا ماشاء اللہ۔ پولیس ہے تو اس کی ایک کرتوت آپ نے سن لی، اور بھی کئی ایسی باتیں ہیں جن کی وجہ سے ان کے ذریعہ جرائم کم ہونے کے بجائے بڑھتے جا رہے ہیں۔ انہی حالات و واقعات کے پیش نظر سپریم کورٹ کے مسٹر جسٹس یعقوب علی نے حال ہی میں فاران کلب لاہور میں تقریر کرتے ہوئے یہ بجا ارشاد فرمایا کہ:-

"مجلسی برائیاں اور اخلاقی اور مذہبی اقدار کا فقدان ملک میں جرائم کی کثرت کا موجب ہیں"

اس کی وضاحت کرتے ہوئے جسٹس موصوف نے فرمایا کہ:-

"بدقسمتی سے بددیانت لوگوں نے اپنی دولت و ثروت کے بل بوتے پر سوسائٹی میں اعلےٰ مراتب اور بلند حیثیت حاصل کر لی ہے اور دوسرے لوگ ان سے قربت حاصل کرنے کے لئے ان کی غلطیوں اور قانون شکن افعال کو برداشت کرتے جا رہے ہیں۔"

جسٹس موصوف نے ان چند الفاظ میں حقیقت حال کو پورے طور پر واضح کر دیا ہے اور یہ کہنا بالکل صحیح ہے کہ جرائم کی کثرت ان بڑے لوگوں کی بے راہ روی کا نتیجہ ہے، جن کی غلطیوں اور مجرمانہ لاقانونیوں پر گرفت کرنے والا کوئی نہیں، بلکہ ان سے قرب حاصل کرنے کے لئے ان کی لاقانونی حرکات کو بھی برداشت کر لیا جاتا ہے۔ ایسے ہی حالات پیدا ہونے پر اللہ تعالےٰ نے یہ ارشاد فرمایا ہے، واذا اردنا ان نهلك قرية امرنا مترفيها ففسقوا فيها فحق عليها القول فدمرناها تدميرا جب کسی بستی کی ہلاکت کا وقت آتا ہے تو اس کے آسودہ حال لوگ حکم الٰہی کی نافرمانی پر اتر آتے اور فسق و فجور میں مبتلا ہو جاتے ہیں، تب اس پر سزا کا حکم صادق آ جاتا ہے اور ہم اسے ہلاک کر دیتے ہیں۔

خدا نہ کرے پاکستان پر یہ حکم الٰہی وارد ہو، اگرچہ موجودہ حالات کچھ ایسے ہی ہو رہے ہیں جن کی اصلاح کے لئے ضروری ہے کہ اخبارات، علماء سیاسی و سماجی مجالس، دینی انجمنیں اور ادارے موثر مضامین اور مواعیظ کے ذریعہ سے جرائم اور بدیوں کی روک تھام اور صحیح اسلامی سپرٹ لوگوں میں پیدا کرنے کی کوشش کریں اور ذمہ دار حکام کی امداد حاصل کر کے سوسائٹی کو ہر قسم کی بدیوں سے پاک کرنے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھیں، اس کے بغیر پاکستان صحیح معنوں میں پاکستان نہیں بن سکتا اور نہ اس کا قیام پائدار ہو سکتا ہے۔

بیان القرآن کا عکسی ایڈیشن

پیشگی رقوم ارسال کرنے والوں کے لئے خصوصی رعایت

انجمن حضرت مولینا محمد علی صاحب مرحوم و مغفور کی مایۂ ناز تفسیر قرآن مجید موسومہ بیان القرآن کے عکسی ایڈیشن کی طباعت کا اہتمام کر رہی ہے۔ اس پر مجموعی طور پر 4000/- ہزار روپے خرچ ہوں گے کوشش کی جا رہی ہے کہ تفسیر کی ضخامت ۲۰۰۰ صفحات سے گھٹا کر 500/ صفحات ہو جائے۔

آپکو یہ سن کر خوشی ہوگی کہ بیان القرآن کی مکمل کتابت کے تمام تر اخراجات کیلئے مکرم و محترم جناب حاجی شیخ فضل الرحمٰن صاحب ملزادہ ملتان نے 500/ روپے کا گرانقدر عطیہ مرحمت فرمایا ہے۔ جس کیلئے ہم ان کے شکر گذار ہیں۔ بقیہ 35000/ روپے کا بوجھ انجمن پر ہے۔ اگر آپ اس میں ذرا سا دست تعاون بڑھائیں تو اس بوجھ میں کافی حد تک کمی واقع ہو سکتی ہے۔ اس کا طریق یہ ہے کہ احباب بیان القرآن عکسی کی خرید کے لئے پیشگی رقوم ارسال کر دیں۔ ان پیشگی رقوم ارسال کرنے والوں کی انجمن 10/ روپے فی سیٹ خصوصی رعایت دیگی۔ یعنی قسم اول -/40 کی بجائے -/30 روپے میں، قسم دوم -/30 روپے کی بجائے -/20 روپے میں۔

ہماری اس اپیل پر اب تک ذیل کے احباب نے لبیک کہا اور پیشگی رقوم ارسال کر دی ہیں:-

نام	رقم	نام	رقم
کیپٹن چوہدری عبد اللطیف صاحب آزاد کشمیر	500/-	پیرزادہ مصباح الدین صاحب راولپنڈی	[illegible]
مصباح الدین صاحب۔ راولپنڈی	10.00	عبدالرزاق احمد صاحب راولپنڈی	[illegible]
محمد امین صاحب کراچی	30.00	میاں غلام محمد صاحب نمبردار	[illegible]
میاں رحیم بخش صاحب کراچی	90.00	بیگم ایس احمد صاحب۔ لاہور	[illegible]
شیخ اللہ بخش صاحب مرحوم پشاور	60.00	چوہدری عبدالحق صاحب لاہور	[illegible]
بیگم چوہدری ظہور احمد صاحب لاہور	400.00	میاں مسعود احمد صاحب لائل پور	[illegible]
ڈاکٹر عبدالحمید صاحب سرگودھا	60.00	چوہدری نور محمد صاحب چک ۴۳ سرگودھا	[illegible]
مس قمر مجید صاحب سرگودھا	30.00	چوہدری عبدالحمید صاحب لاہور	[illegible]
بیگم ڈاکٹر عبدالمجید صاحب سرگودھا	100.00	نصیر احمد صاحب فاروقی راولپنڈی	[illegible]
شیریں مشتاق صاحبہ سرگودھا	30.00	ماسٹر عبدالباری صاحب	[illegible]
ڈاکٹر مرزا غلام سرور خاں صاحب گوجرخان	30.00	چوہدری عبدالحق صاحب لاہور	[illegible]

اخبار و افکار

بروزؔ اور ظلّ

چٹان (مؤرخہ ۸ر مئی) میں نبوّت کے مسئلہ پر بحث کرتے ہوئے لکھا ہے:۔

"رہا ظلّی و بروزی کا سوال تو قرآن و حدیث میں کہیں اس اصطلاح یا اس سے ہم معنے لفظ کا تصوّر تو ایک طرف رہا قیاس تک نہیں ملتا، نہ عربی لغت میں اس غرض سے کوئی لفظ ہے اور نہ قرن اولیٰ کے دین و ادب میں اس کا وجود یا اس کی پرچھائیں کا نشان ملتا ہے"

اس پر تبصرہ کرتے ہوئے "الفضل" مؤرخہ ۸ر جون ۱۹۶۷ء رقمطراز ہے:۔

" علمائے اسلام نے یہ اصطلاحات قرآن و سنّت کی روشنی میں وضع کی ہیں البتہ ان صاحب کی طرح بعض کند ذہنوں نے ان اصطلاحات کو غلط معنے پہنائے ہوئے ہوں تو اور بات ہے، بروز اور ظلّ کے ہرگز انتقال رُوح یا حلول رُوح کے معنے نہیں ہیں بلکہ ان الفاظ سے صوفیا اور علماء کا صرف یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالےٰ بعض انسانوں کو بعض دوسرے انسانوں کی خُو بُو پر پیدا کرتا ہے، تاکہ وہ خوبیاں از سر نو ظہور کرتی رہیں، اس کا مطلب ہرگز تناسخ کی طرح کوئی چیز نہیں ہے، بروز اور ظلّ کی شخصیت اس کے اصل سے بالکل الگ ہوتی ہے یہ عمل اگر نہ ہو تو سچائی دنیا میں جاری نہیں رہ سکتی، یہی وجہ ہے کہ جن لوگوں نے خاتم النبیّین کے معنے غلط سمجھ رکھے ہیں، وہ بروز اور ظلّ کی حقیقت سے مُنکر ہیں، بروز اور ظلّ ایک اعلیٰ قسم کا استعارہ کہلا سکتا ہے، قرآن و حدیث میں استعارہ کا استعمال عام ہے جیسا کہ غالب نے بھی کہا ہے ؎

ہر چند ہو مشاہدۂ حق کی گفتگو
بنتی نہیں ہے بادہ و ساغر کہے بغیر

عام زبان میں بھی ایسے الفاظ استعمال ہوتے ہیں مثلاً کہا جاتا ہے کہ فلاں اپنے باپ کا عکس ہے، اس قسم کی حقیقت کو دینی اصطلاح میں بروز اور ظلّ کہا جاتا ہے کون کہہ سکتا ہے کہ یہ اصطلاح قرآن و سنت کے خلاف ہے"

بجا فرمایا، بروز اور ظلّ کے انہی معنوں کے پیشِ نظر حضرت مسیح موعود کی ان عبارات کو پڑھ لیجئے:۔

"اہل دلہا بریں متفق اند کہ ولایت ظلّ نبوّت است۔ پس ہرچہ از انواع کمال باشد ظلّی را نیز حصہ ہا از آں نشان ظلیہ باشد" (لجۃ النور صفحہ ۷)

فیکون النبی کالا صل والولی کالظلّ

(کرامات الصادقین صفحہ ۸۵) یعنے نبی بطور اصل کے ہوتا ہے اور ولی بطور ظلّ

آئینہ کمالات اسلام میں محدثیت کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

" ان تمام ہدایتوں اور مقاماتِ عالیہ کو ظلّی طور پر لیتا ہے جو اس سے پہلے نبیوں اور رسولوں کو ملے تھے اور انبیاء اور رُسل کا وارث اور نائب ہو جاتا ہے وہ حقیقت جو انبیاء میں معجزہ کے نام سے موسوم ہوتی ہے وہ اس میں کرامت کے نام سے ظاہر ہوتی ہے اور وہی حقیقت جو انبیاء میں عصمت کے نام سے نامزد کی جاتی ہے اس میں محفوظیت کے نام سے پکاری جاتی ہے اور وہی حقیقت جو انبیاء میں نبوت کے نام سے بولی جاتی ہے اس میں محدثیت کے پیرایہ میں ظہور پکڑتی ہے"

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۲۳۷)

" میری نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ظلّ ہے نہ کہ اصلی نبوت"

ان تمام عبارات اور "الفضل" کے مندرجہ بالا بیان سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت مسیح موعود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ظلّ ہونے کی وجہ سے ولایت اور محدثیت کے مقام پر ہیں نہ کہ مقام نبوت پر، کیا الفضل اس کو تسلیم کرنے کے لئے تیار ہے؟

منافقوں کا ڈر

خلیفہ صاحب ربوہ چند دن ہوئے یورپ تشریف لے گئے، کہا جاتا ہے کہ ان کے اس سفر کی غرض یورپ کی کسی قادیانی مسجد کا افتتاح کرنا ہے، اگرچہ بعض لوگ جو اندرونی حقیقت حال سے واقفیت رکھنے کے دعویدار ہیں، اس سفر کی غرض عیش و نشاط پر محمول کرتے ہیں، غالباً یہی وہ لوگ ہیں، جن کا خلیفہ صاحب کو روانگی کے وقت دھڑکا لگا ہوا تھا، چنانچہ اپنے خطبہ مندرجہ الفضل مؤرخہ ۲ر جولائی ۱۹۶۷ء میں یہ ارشاد فرمایا:۔

" دل جہاں آپ کی جدائی سے غم محسوس کرتا ہے، وہاں یہ خیال بھی آتا ہے کہ ایسے موقعہ پر بعض منافق فتنے بھی پیدا کیا کرتے ہیں تو جماعت کے ہر فرد کا یہ فرض ہے کہ وہ ایسے منافقوں کو فوراً دبا دے"

ٹھیک ہے ایسے لوگوں کو ضرور ہی دبا دینا چاہیئے، جو حق گوئی کا فتنہ برپا کریں۔ مگر کیا کیا جائے، ایسے حق گو منافق نہ سابق خلیفہ صاحب کے وقت فتنہ پیدا کرنے سے باز رہے اور نہ موجودہ خلیفہ صاحب کی حرکات کو آشکارا کرنے ..... سے ٹلتے ہیں، جس کا دھڑکا انہیں اس "مقدس سفر" میں بھی بدستور لگا ہوا ہے۔

تفسیر سُورۃ فاتحہ

(بسلسلہ صفحہ نمبر ۱۲)

یعنی میں اپنا عذاب جس کو لائق اس کے دیکھتا ہوں پہنچاتا ہوں اور میری رحمت نے ہر ایک چیز کو گھیر رکھا ہے اور ایک اور موقعہ پر فرمایا قل من یکلوءکم باللیل والنھار من الرحمٰن۔ یعنی ان کافروں اور نافرمانوں کو کہہ کہ اگر خدا میں صفت رحمانیت کی نہ ہوتی تو ممکن نہ تھا کہ تم اس کے عذاب سے محفوظ رہ سکتے یعنی اسی کی رحمانیت کا اثر ہے کہ وہ کافروں اور بے ایمانوں کو مہلت دیتا ہے اور جلد تر نہیں پکڑتا پھر ایک اور جگہ اسی رحمانیت کی طرف اشارہ فرمایا ہے اولم یروا الی الطیر فوقھم صافّٰت ویقبضن ما یمسکھن الا الرحمٰن۔ الجزو نمبر ۲۹ یعنی کیا ان لوگوں نے اپنے سروں پر پرندوں کو اڑتے ہوئے نہیں دیکھا کہ کبھی وہ بازو کھلے ہوئے ہوتے ہیں اور کبھی سمیٹ لیتے ہیں رحمٰن ہی ہے کہ ان کو گرنے سے تھام رکھتا ہے یعنی فیضان رحمانیت ایسا تمام ذی روحوں پر محیط ہو رہا ہے کہ پرندے بھی جو ایک پیسہ کے دو تین لے سکتے ہیں وہ بھی اس فیضان کے وسیع دریا میں خوشی اور سرور سے تیر رہے ہیں اور چونکہ ربوبیت کے بعد اسی فیضان کا مرتبہ ہے اس جہت سے اللہ تعالےٰ نے سورۃ فاتحہ میں رب العٰلمین کی صفت بیان فرما کر پھر اس کے رحمان ہونے کی صفت بیان فرمائی تا ترتیب طبعی ان کی ملحوظ رہے۔

(باقی ــ باقی)

بیان القرآن کا عکسی ایڈیشن

(بسلسلہ صفحہ نمبر ۳)

اے۔ آر۔ یوسف۔ ایڈووکیٹ لاہور ۔ ۵۰۰ روپے

ممتاز احمد صاحب فاروقی راولپنڈی ۔۔ ۔ ۵۰۰ روپے

خان بہادر غلام ربانی خان صاحب ماتھو ۔۔ ۵۰۰ روپے

آپ سے گذارش ہے کہ آپ اس کار خیر میں زیادہ حصہ لیں اور بیان القرآن کی کاپیوں کے لئے پیشگی رقوم ارسال کر کے دیزرو کروائیں اور -/۵ روپے فی کاپی کی خصوصی رعایت سے فائدہ اٹھائیں۔

والسلام

ڈاکٹر اللہ بخش آنریری جنرل سیکرٹری
احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور

حضرت امیر ایدہ اللہ کا پتہ

اسی اشاعت میں دوسری جگہ حضرت امیر ایدہ اللہ کے مری تشریف لے جانے کی اطلاع دی گئی ہے۔ آپ کا پتہ حسب ذیل ہے:۔

TORO HOUSE
MURREE

مامورین الٰہی کی شناخت کے چند معیار اور نبی کریم صلعم پر افتراء علی اللہ کے الزام کی تردید

امام وقت کا دعوےٰ انہی معیاروں کے عین مطابق ہے

خطبہ جمعہ مورخہ ۷ جولائی ۱۹۶۷ء فرمودہ مولینا شیخ عبدالرحمان مصری صاحب

بمقام جامع احمدیہ - احمدیہ بلڈنگس لاہور

ام یقولون افترٰی علی اللہ کذبا فان یشاء اللہ یختم علٰی قلبک ویمح اللہ الباطل ویحق الحق بکلماتہ انہ علیم بذات الصدور وھو الذی یقبل التوبۃ عن عبادہ و یعفوعن السیأت و یعلم ما تفعلون و یستجیب الذین امنوا و عملوا الصالحات ویزیدھم من فضلہ والکفرون لھم عذاب شدید

(الشوریٰ ع۳)

شناخت مامورین الٰہی کے چند گر

ان آیات میں جن کی میں نے تلاوت کی ہے انبیاء علیہم السلام اور ان کے نائب ماموران عظام کی صداقت کو پرکھنے کے لئے چند گر بتلائے گئے ہیں اور وہ ایسے گر ہیں کہ جن کے ذریعہ ہر مامور الٰہی کی صداقت کو پرکھا جا سکتا ہے۔ عام طور پر دیکھا جاتا ہے کہ جب کوئی شخص مامور من اللہ ہونے کا دعوےٰ کرتا ہے تو بالعموم اکثر لوگ اس کے پیغام پر غور کرنے کی بجائے جلدبازی سے کام لیتے ہوئے محض بدظنی کی بنا پر اسے جھوٹا اور مفتری کہنا شروع کر دیتے ہیں۔

حضرت نبی کریم صلعم پر افتراء کا الزام۔

حضرت نبی کریم صلعم کی ذات بابرکات پر بھی کفار مکہ نے ابتداء میں یہی کہنا شروع کیا کہ یہ شخص ہرگز فرستادۂ الٰہی نہیں بلکہ نعوذ باللہ خدا پر افتراء باندھ رہا ہے ان آیات میں ان کفار کے اس الزام کا ذکر کرنے کے بعد اللہ تعالےٰ نے اس کی تردید ایسی زبردست دلائل سے کی ہے کہ جن کا انکار کوئی بھی انصاف پسند آدمی نہیں کر سکتا فرماتا ہے کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہمارے اس رسول نے اللہ پر جھوٹ بولتے ہوئے افتراء سے کام لیا ہے ان کو معلوم ہونا چاہیئے کہ خدا کے نزدیک دو انسان ہی سب سے بڑے ظالم ہیں ایک وہ جو خدا پر افتراء کر کے بطور جھوٹ کے مامور من اللہ ہونے کا دعوےٰ کرتا ہے حالانکہ خدا نے اس کو اصلاح خلق کے کام پر مامور نہیں کیا ہوتا اور دوسرا وہ شخص جو کسی سچے مامور من اللہ کی لائی ہوئی تعلیموں کی تکذیب کرتا ہے۔ جیسا کہ دوسری جگہ فرمایا ومن اظلم ممن افترٰی علی اللہ کذبا او کذب بایاتہ انہ لایفلح الظالمون۔

پرکھنے کا معیار

اس بات کا پتہ لگانے کے لئے کہ مدعی ماموریت اپنے دعوے میں راستباز ہے یا مکذبین اپنی تکذیب میں حق بجانب ہیں یہ معیار بتلایا کہ ان دونوں میں سے جو خدا کے نزدیک ظالم ہے وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہوگا سچے مامور من اللہ کا مقصد تو یہ ہوتا ہے کہ اپنے ساتھ حقیقی تعلق پیدا کرنے والوں کو بدیوں سے چھٹکارا دلا کر نیکیوں پر انہیں گامزن کرے اور اس قدر نیکیوں کا شیدا بنا دے کہ وہ اُن میں ترقی کرتے کرتے خدا تعالےٰ سے تعلق پیدا کر لیں اور اس کے بالمقابل باطل عقائد اور باطل اعمال کا قلع قمع کرے اور مکذبین کا یہ مقصد ہوتا ہے کہ اس مامور الٰہی کو اپنے اس مقصد میں کامیاب نہ ہونے دیں۔ اب ان دونوں فریقوں میں سے جو بھی خدا کے نزدیک ظالم نہیں بلکہ سچا ہوگا خدا تعالےٰ اسے اپنے مقصد میں کامیابی سے ہمکنار کریگا۔

پس اللہ تعالےٰ نے میری تلاوت کردہ آیات میں بھی اسی معیار کی طرف کفار مکہ کو توجہ دلائی ہے اور اُمت میں پیدا ہونے والے مامور خلفاء رسول صلعم کی صداقت کو پرکھنے کے لئے بھی اسی معیار سے کام لینے کی طرف توجہ دلاتی ہے۔

الزام افتراء کی تردید میں پہلی دلیل

چنانچہ سب سے پہلے تو فرمایا کہ خدا پر افتراء جبکہ سب سے بڑا ظلم ہے تو لامحالہ ایسے مفتری کا دل اس ظلم کی پاداش میں بل ران علٰی قلوبھم ما کانوا یکسبون کے ماتحت سیاہ ہو جائے گا اس لئے اس کے دل پر اللہ تعالےٰ کی طرف سے مہر لگ جائے گی یعنی وہ اس قدر سیاہ اور گندہ ہو جائے گا کہ اس کے اندر سے سچائی اور نور کے چشمے پھوٹنے کی بجائے گند کے چشمے ہی پھوٹیں گے اور وہ لوگوں کو بدکاریوں سے نکالنے کی بجائے زیادہ سے زیادہ بدکاریوں میں مبتلا کرتا چلا جائے گا ان کے دلوں کو صاف کر کے پاکیزگی اور طہارت سے بھرنے کی بجائے ان میں گندے افعال کی طرف رغبت میں اضافہ کرتا جائے گا اور نور کی طرف لانے کی بجائے ذن یدل ظلمات کی دلدل میں پھنسا تا چلا جائے گا۔ فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو اے رسول اگر تو مفتری علی اللہ ہوتا تو تیرے دل پر بھی مہر لگا کر ایسا ہی سیاہ کر دیتا لیکن جبکہ وہ ایسا نہیں کر رہا تو معلوم ہوا کہ تو مفتری علی اللہ نہیں بلکہ اپنے دعوے میں راستباز ہے اور خدا کی تائید اور نصرت تیرے شامل حال ہے پس یہ مکذبین غور کر کے دیکھ لیں کہ کیا تیرے ذریعہ سے اللہ تعالےٰ باطل کو مٹاتا چلا جا رہا ہے یا نہیں کیا تیرے ساتھ تعلق پیدا کرنے والے ہر قسم کی بدیوں کو خیرباد کہہ رہے ہیں یا نہیں کیا یہ لوگ اپنی پرانی عادتوں مثلاً شراب نوشی۔ قماربازی دختر کشی زناکاری بت پرستی توہم پرستی وغیرہ بدیوں سے کنارہ کش ہو رہے ہیں یا نہیں غلط عقائد کو خیرباد کہہ رہے ہیں یا نہیں انہی کے مجموعہ کا نام ہی تو باطل ہے پس اگر اس رسول کی مساعی جمیلہ سے باطل کی بیخ کنی ہو رہی ہے اور اس کے ماننے والوں کے دل ظلمات سے نکل کر نور کی طرف آ رہے ہیں تو تمہیں تسلیم کرنا پڑے گا کہ یہ رسول اپنے دعوی رسالت میں سچا ہے۔

دوسری دلیل

صرف بدیوں کا قلع قمع ہی نہیں ہو رہا بلکہ اللہ تعالےٰ اس پر اپنے کلمات اتار کر اس کے ذریعہ حق اور صداقت کو قائم کرتا چلا جا رہا اور اسے استحکام بخشتا چلا جا رہا ہے یاد رہے کہ وہی ہستی جسے اللہ کہتے ہیں انسانوں کے سینے کی حالت کو جانتا اور بخوبی سمجھتا ہے کہ کس طرح وہ اصلاح پذیر ہو سکتے ہیں اسے معلوم ہے کہ ان کی اصلاح کا واحد ذریعہ خدا کے کلمات ہی ہیں اسی لئے فرمایا ویحق الحق بکلماتہ قرآن کریم کے شروع میں بھی اس حقیقت کو واضح طور پر بیان فرمایا ہے جیسا کہ فرمایا فتلقیٰ آدم من ربہ کلمات فتاب علیہ انہ ھوالتواب الرحیم قلنا اھبطوا منھا جمیعا یعنی آدم نے اپنے رب سے کلمات حاصل کئے پس خدا انسانوں پر بار بار رجوع برحمت ہونے والا ہے اور اس کے ان کلمات پر جو عمل کرتا ہے اس کے لئے وہ رحیم ثابت ہوتا ہے پس ہم نے کہا اے انسانو ان کلمات کے ذریعہ ہی اپنی گری ہوئی اور بگڑی ہوئی حالت کو سنبھالو یاد رکھو کہ میری طرف سے ہمیشہ ہی تمہارے لئے کلمات ہدایت آتے رہیں گے جو کوئی بھی ان کلمات ہدایت کی پیروی کرے گا وہی خوف اور حزن سے آزاد ہو کر نجات یافتہ ہوگا اس ہدایت کا انکار اور تکذیب کرنے والے دنیا اور آخرت دونوں جگہ ہی دوزخ میں رہیں گے۔

تیسری دلیل

دوسری علامت اس پاک رسول کی پاک تاثیرات کی یہ ہے کہ اس کے ساتھ تعلق پیدا کرنے والوں کی [illegible] تعالےٰ کے ہاں شرف قبولیت حاصل کرتی جا رہی ہے جس کا ثبوت یہ ہے کہ صرف وہ برائیوں کو نہیں چھوڑ رہے بلکہ نیکیاں بھی ان کو مجبور کرتی چلی جا رہی ہیں جو کچھ تم کر رہے ہو اللہ تعالےٰ اسے بخوبی جانتا ہے خدا کے رسول کے ساتھ تعلق رکھنے والوں کے اعمال کو بھی وہ دیکھ رہا ہے اور مکذبین کے اعمال کو بھی دیکھ رہا ہے اور انہی کے مطابق ان کے نتائج ظاہر کر رہا ہے مکذبین کی حالت تو یہ ہے کہ وہ دن بدن ناکامی اور نامرادی سے ہی دوچار ہوتے جا رہے ہیں اور رسول کے ماننے والے نیکیوں میں ہی ترقی کرتے چلے جا رہے ہیں اور ان کے دل ہر لمحہ روشن سے روشن تر ہوتے جا رہے ہیں۔

ایک مثال

ایک مثال پیش کرتا ہوں جس سے یہ حقیقت واضح ہوجاتی ہے۔ ایک دفعہ حضرت نبی کریم صلعم نے اپنے صحابہ رض کو فرمایا انصر اخاک ظالماً او مظلوماً یعنے اپنے بھائی کی مدد کر خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم۔ وہ لوگ جن کا پیشہ ہی دن رات ظلم کرنا اور ظالم کی مدد کرنا تھا وہ حیرت زدہ ہو کر دریافت کرتے ہیں یا رسول اللہ مظلوم کی مدد تو سمجھ میں آگئی ہے لیکن ظالم کی مدد ہماری سمجھ میں نہیں آئی۔ آنحضور صلعم نے فرمایا کہ ظالم کی مدد یہ ہے کہ اس کا ہاتھ ظلم سے روکو۔ کس قدر روح پرور نظارہ ہے اور کیسا ہی نیکی کی طرف عظیم الشان انقلاب ہے جو آنحضور صلعم کے ساتھ تعلق رکھنے والے لوگوں کے دلوں میں پیدا ہوگیا تھا کہ کہاں تو ظلم ان کی گھٹی میں پڑا ہوا تھا اور کہاں اب ظالم کی مدد ان کے تصور میں بھی نہیں آسکتی۔

چوتھی دلیل

صرف بدیوں کو ہی ان لوگوں نے ترک نہیں کیا اور معمولی نیکیوں پر ہی گامزن نہیں ہوئے بلکہ نیکیوں میں اس قدر ترقی کی کہ خدا کے اس قدر مقرب بن گئے کہ انہوں .... نے مستجاب الدعوات ہونے کا درجہ حاصل کر لیا چنانچہ فرمایا کہ اس رسول پر ایمان لانے والے اس مقام پر پہنچ گئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی دعاؤں کو قبول ہی نہیں کرتا بلکہ اپنے فضل سے ان کے اعمال کا ان سے بڑھ کر انعام بھی دے رہا ہے۔

(مکذبین کی حالت) اور اس کے بالمقابل جو اس رسول کی لائی ہوئی تعلیم پر عمل کرنے سے قولاً یا عملاً انکار کر رہے ہیں، وہ عذاب شدید میں مبتلا ہیں۔ سب سے بڑا عذاب یہی ہے کہ وہ ان تمام بدیوں میں اسی طرح مبتلا ہیں جن میں یہ رسول کے دعوے سے قبل مبتلا تھے۔ پھر دوسرا عذاب ان پر یہ وارد ہو رہا ہے کہ اس رسول کے مقابلہ میں دن بدن ناکامی اور نامرادی کا ہی منہ دیکھ رہے ہیں سارا زور خرچ کرنے کے باوجود انہیں اپنے مقصد میں ذرہ بھر بھی کامیابی نصیب نہیں ہو رہی بلکہ الٹا اسلام کی جڑیں دن بدن مضبوط سے مضبوط تر ہوتی چلی جا رہی ہیں۔

اس زمانہ کے مامور یعنی محمد رسول اللہ صلعم کے غلام کا دعوے

ہمارے اس زمانہ میں حضرت نبی کریم صلعم کے ایک نائب اور خلیفہ نے بحیثیت مامور من اللہ مسیح اور مہدی ہونے کا دعوے کیا لوگوں نے اسی طرح جلد بازی سے کام لیتے ہوئے اسے بھی مفتری علی اللہ کا خطاب دیا اس نے بھی انہی آیات کی روشنی میں لوگوں کو اس طرف توجہ دلائی کہ دیکھ لو باطل کا سر میرے ذریعہ سے کچلا گیا ہے یا نہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ کا ارشاد

حضرت امام زمان مسیح موعودؑ نے یہ نہیں فرمایا کہ میری پیروی کرو۔ بلکہ فرمایا کہ میں محمد صلعم کا غلام ہوں، اس کی غلامی سے ہی میں نے یہ فیض پایا ہے۔ تم بھی انہی کی پیروی سے یہ فیض پاؤ۔ جن آیات کا مصداق میں بنا ہوں تم بھی بنو۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ قرآن زندہ ہے۔ محمد رسول اللہ صلعم زندہ رسول ہیں وہ نبیوں کے سردار ہیں۔ جن پر نبوت ختم ہو چکی ہے اب نہ نیا نبی آسکتا ہے نہ پرانا۔ اسی لئے حضور صرف قرآن اور حضرت نبی کریم صلعم کی سنت پر چلنے کی ہی تلقین فرماتے رہے وہ دنیا کو چیلنج کرتے رہے ہیں کہ اگر کوئی شخص یہ دعوے کرے کہ میں قرآن اور محمد رسول اللہ صلعم کی پیروی سے باہر ہو کر فیض الٰہی سے مشرف ہو سکتا ہوں تو وہ میرے مقابلہ میں آئے لیکن کسی نے مقابلہ نہیں کیا اور اگر کوئی آیا تو وہ ذلیل و خوار ہو کر واپس لوٹا۔

دعاؤں میں مقابلہ کا چیلنج

وہ آیت مندرجہ بالا کے ماتحت مستجاب الدعوات تھے۔ جس سے ان آیات کے مستجاب اللہ ہونے کا ثبوت ملتا ہے۔ آپ نے دعاؤں کے لئے لوگوں کو مقابلہ کے لئے بلایا۔ بڑے بڑے مشائخ کو جرأت نہ ہوئی کہ مقابلہ کریں عیسائیوں، آریوں، دہریوں، برہموسماجیوں، سکھوں وغیرہ کے حملوں کو پسپا کیا۔ غرضیکہ دنیا کے اندر جس قدر باطل تھا اور جو اسلام کو مٹانے کے درپے تھا اس کو مٹا کر رکھ دیا۔

خلاصہ کلام

حضرت مسیح موعودؑ کے آنے سے اسلام کے اندر زندگی نظر آنے لگی۔ اور ثابت ہوگیا کہ اسلام زندہ ہے مرا نہیں۔ اور حضرت امام زمان چونکہ ثم ان علینا بیانہ کے ماتحت قرآنی حق لے کر آئے تھے اس لئے اس کے سامنے باطل مٹ کر رہ گیا۔ حضرت مسیح موعودؑ نے نہ صرف باطل کو دلائل عقلیہ سے رد کیا بلکہ نشانوں اور کرامتوں سے بھی باطل کو زیر کیا، لیکھرام کے قتل کا کتنا بڑا نشان ہے۔ ویدوں کی جس تعلیم کو خدا کی طرف منسوب کرتے تھے اس کو فرضی اور بالکل باطل ثابت کر دیا اور قرآن کے زندہ ہونے پر دلائل دیئے۔ فرمایا کہ کامل کتاب وہی ہو سکتی ہے جو دعوے اور دلیل دونوں خود پیش کرے۔ دعاوی بھی قرآن کریم سے ہی پیش کئے اور ساتھ ہی ساتھ ہر ایک دعوے کی سچائی کو قرآنی دلائل سے ہی ثابت کیا۔

قرآنی دعوے

خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ ظالم ناکامی کی موت مریں گے اور قرآن کریم کے علوم زندہ ثابت ہوتے رہیں گے۔ اس دعوے کو حضرت مسیح موعودؑ کے ذریعہ اس زمانہ میں خدا نے سچا ثابت کر دیا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود کی خدمات دینیہ کا اعتراف آپ کی وفات کے بعد نہ ماننے والوں میں سے بھی اہل علم و قلم حضرات نے کیا ہے انہوں نے لکھا ہے کہ عیسائیوں کے خصوصاً اور دوسرے مذاہب کے عموماً جس قدر حملے اسلام پر ہو رہے تھے اگر اس کا سر کسی نے کچلا ہے تو وہ حضرت امام زمان کی ذات ہی تھی۔ حضرت امام زمان کے قریب جو آئے وہ زندہ ہوگئے اور بلند کردار کے مالک بن گئے ان کا کردار مثالی کردار بن گیا۔ ایک شخص کے متعلق مجھے پتہ ہے کہ وہ چور تھا اور جب وہ احمدی ہوا تو اس نے جتنی بھی چوریاں کیں۔ اپنی محنت کی کمائی سے روپیہ جمع کر کے واپس کر دیں اس کو ہی کہتے ہیں کہ چور ول قطب بنایا۔ قوالی وزانا ہے کہ ان لوگوں کی توبہ قبول ہوتی ہے جو محمد رسول اللہ صلعم پر ایمان لاتے اور عمل صالح بجا لاتے ہیں ان کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں ان کی تمام تکالیف اور مصائب کو دور کر دوں گا چنانچہ حضرت مرزا صاحب چونکہ حقیقی مومن تھے اس لئے ان پر وارد کردہ تمام تکالیف اور تمام مصائب دور کرنے کے سامان ہمیشہ اللہ تعالیٰ پیدا کرتا رہا آپ کے ماننے والوں میں سے جنہوں نے دین کی خاطر قربانیاں دیں وہ خدا کے فضلوں کے وارث ہوگئے۔ یہ باتیں حضرت امام زمان میں اور ان کے ماننے والوں میں پائی گئیں خدا تعالیٰ ہمیں توفیق بخشے کہ ہم اپنے بزرگوں کے نمونہ پر چلیں۔ ہماری قوم کے ہر ہر فرد کو اپنے کردار اور اخلاق میں بلندی پیدا کرنی چاہیئے ایک وقت تھا کہ عدالتوں میں ایک احمدی کی گواہی قابل قبول سمجھی جاتی تھی۔ احمدی تاجر تجارت میں بے ایمانی نہیں کرتا تھا۔ ملازم ماتحتوں کے ساتھ سختی نہیں کرتے تھے۔ رشوت نہیں لیتے تھے۔ کام ایمانداری سے کرتے تھے تو یہ بات خدا تعالیٰ نے اس زمانے میں حضرت مرزا صاحب کے ذریعہ قوم کے اندر پیدا کی۔ حضرت امام زمانؑ نے خود فرمایا ہے کہ جو کچھ میں نے حاصل کیا ہے وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کاسے سے اور حضور کی قوت قدسیہ سے ہی حاصل کیا ہے۔ خود فرماتے ہیں ؎

دیگر استادے را نامے ندانم
کہ خواندم در دبستان محمد
اگر خواہی دلیلے عاشقش باش
محمد ہست برہان محمد

حضرت مولوی نورالدینؒ صاحب کا اعتراف

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ آیتیں ہر زمانے میں خدا تعالیٰ کے مامور کی صداقت کی شناخت کا ذریعہ بنتی ہیں۔ حضرت مولینا مولوی نورالدینؒ جیسا عظیم الشان انسان فرماتے ہیں کہ عرفت احمد من احمد میں نے اگر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچانا ہے تو اس احمد یعنی حضرت مرزا غلام احمد صاحب کے ذریعہ سے پہچانا ہے۔ اتنا بڑا انسان جو علم کا سمندر تھا۔ اپنے زمانہ کے بڑے بڑے بزرگوں کی صحبت اٹھا چکا تھا وہ بھی حضرت مرزا صاحب کی عظمت کے معترف ہیں یہ چیز تھی جس کے لئے کسی زمانہ میں مامور کی بعثت کی ضرورت ہوتی ہے اس زمانے میں اگر کسی نے تاریکی کو پھاڑا تو وہ حضرت مرزا صاحب کی ہی ذات تھی خدا تعالیٰ ان پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے۔

تبلیغ کی شدید ضرورت

ہم ان کے اس نمونہ کو اپنے لئے مشعل راہ بنائیں اس وقت دنیا میں بڑی ضرورت ہے کہ حقیقی خدا پر ایمان پیدا ہو۔ چاہیئے کہ دنیا کے کونے کونے میں تبلیغ دین کی جائے اس کے بغیر روشنی پیدا نہیں ہو سکتی۔ ہم دین کے لئے معاون و ناصر بن جائیں اور حضرت امام زمان کی تحریک کو پیش کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی کامل توفیق عطا فرمائے۔

(حضرت امیر قوم ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کاملہ کے لئے دعا فرمائیں)

چوھدری عبدالحبیب صاحب مولوی فاضل

سیدی حضرت اقدس مولینا نورالدین صاحب رح کے عقائد

پچھلے دنوں "سبطِ نور" کے قلمی نام سے پیغام صلح میں مضمون چھپا۔ ربوہ کی طرف سے مولوی محمد یار عارف نے جھٹ اس کا جواب داغ دیا اور جیسا کہ ربوائی مولویوں کی عادت ہے یعنی بحث تکرار اور جھگڑا کرنے ہی کی ان کو ٹریننگ ہے سبطِ نور صاحب کو مناظرہ کا چیلنج دے دیا کہ حضرت خلیفۃ المسیح مولانا نورالدین کے عقائد پر ربوہ آکر بحث کر لو اور یا میں لاہور آجاتا ہوں۔ دراصل عارف صاحب، کو مرزا بشیر احمد صاحب کی طرح دھوکا لگا اور "سبطِ نور" سے دھوکا کھا گئے ان کے ذہن میں جو سبطِ نور تھا اسے وہ اچھی طرح جانتے تھے کہ وہ ہمیشہ ہنگاموں سے دور رہا ہے، ان کے وقار کی اپنی ایک طرز ہے وہ اچھی طرح جانتے تھے کہ ربوہ آکر مناظرہ کرنا تو کجا اسے تو وہاں مشتعل کردہ عوام ربوہ میں داخل بھی نہ ہونے دیں گے اور ہو سکتا ہے بلکہ عین ممکن ہے کہ وہ اپنے سے کم تر سے بحث کو اپنے مقام اور مرتبہ کی وجہ سے منظور بھی نہ کریں۔ عارف صاحب کو کیا علم تھا کہ یہ وہ سبطِ نور ہے جس سے گھنٹوں علیحدگی میں یہ گفتگو ہوا کرتی تھی کہ رع سوچا تھا کیا کیا ہو گیا عارف صاحب، کو کیا خبر تھی کہ یہ سبطِ نور وہ شخص ہے جس سے وہ اس کے دفتر میں خلافتِ ثالثہ پر دلکش پیرایہ میں گفتگو کرتے رہے۔ لیکن ہمیں اس سے غرض نہیں ہمیں اس بارے میں بھی جستجو کی کوئی ضرورت نہیں کہ عارف صاحب لنڈن میں مبلغ بن کر گئے تو پھر واپس کیوں آگئے تھے۔ کیا دیکھا کیا کھویا کیا پایا۔

بہرحال ہمیں یہ بھی معلوم کرنے کی کوئی ضرورت نہیں کہ آپ خلافتِ ثانیہ "جلالی" دور میں ایک طویل عرصہ کیوں علیحدہ ہو کر الگ تھلگ بیٹھ گئے اور جب خلیفہ ثانی فالج میں مبتلا اور ہوش و حواس سے عاری تھے پھر خدمت اسلام کو آن دھمکے۔ ہم ان سے صرف یہ عرض کرنا چاہتے ہیں کہ انہوں نے جو چیلنج سبطِ نور کو دیا ہے وہ ہمیں منظور ہے بشرطیکہ عقائد کی بحث کی سماعت عوام کے علاوہ دو غیر جانبدار جج یا چوٹی کے دو وکیل کریں اور فریقین کی تحریریں لیکر فیصلہ کریں کہ کون حق پر ہے۔ اس بحث میں نہ صرف حضرت سیدی مولینا نورالدین رح کے عقائد پر بحث ہو بلکہ میاں محمود احمد صاحب کے عقائد پر بحث ہو اس کے لئے لاہور بہترین مقام ہے جہاں ان لوگوں کے لئے بھی یہ بحث تبلیغ کا کام دے گی جو امام زمانہ کے بارے غلط فہمی میں مبتلا ہیں۔ اگر عارف صاحب صرف ذاتی طور پر صاحب مضمون سے ہی بات کرنی چاہتے ہیں تو آپ تو شکوہ پتہ لگ ہی چکا ہے وہ اپنے ان دیرینہ دوست سے خط و کتابت کے ذریعہ پروگرام بنالیں۔

حقیقت یہ ہے کہ مسیح الزمان نے اسلام کو غالب کرنے کے لئے ایک جماعت بنائی ان کے ساتھی تقوےٰ و طہارت کے اعلیٰ مقام پر فائز ہوتے وہ اپنے مقدس امام کے ساتھ صف بستہ ہو گئے۔ چنانچہ آج دنیا خصوصاً یورپ مانتا ہے کہ یہ لوگ اسلام کے بہترین سپاہی تھے حضرت مرزا صاحب نے ان کو قلم دی اور انہوں نے اپنی قلموں سے ادیانِ باطل پر گولہ باری کی، ان کے قلعوں میں دراڑیں ڈال دیں۔ ایک طرف ان لوگوں کا کیریکٹر تھا اور یہ لوگ اعمال صالحہ سے مزین تھے دوسری طرف وہ رات دن جہاد میں مصروف رہتے تھے اور ان کا نعرہ تھا کہ ؎

آزمائش کے لئے کوئی نہ آیا ہر چند
ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے

لیکن حضرت اقدس کی وفات کے چھ سال بعد دنیاوی مفاد کی خاطر اور محض گھر میں خلافت رکھنے کے لئے جیسا کہ آپ ہر عاقل اور بالغ اور ذی فہم پر عیاں ہو چکا ہے کہ مسیح موعود کے صحیح عقائد کو تہ تیغ کر دیا گیا ہے اور وہ شور و غوغا بپا کیا کہ الحفیظ۔ الامان۔ کفر کی گردان اور نبوت کی رٹ سے آسمان سر پر اٹھا لیا حکومت کے حاصل کرنے کا زعم باطل سوار ہو گیا اور ظلم و ستم کی پریکٹس اپنوں پر شروع کر دی گئی مسیح موعود کے اکابر صحابہ رض کو نکالنے کا بدلہ یہ ہوا کہ قادیان ایک ویرانہ بن گیا بھرے گھر خالی ہو گئے سامان لٹ گیا قافلے چل پڑے مقام اس انجمن کا قادیان رہے گا" کا نعرہ لگانے والے ایک کلر شور زمین شدید گرم پہاڑی ٹیلوں میں سب مسلمانوں سے الگ تھلگ چھپ کر بیٹھ گئے۔

پھر ایک اور طوفان اٹھا یہ جھگڑا خلیفہ صاحب کو عدالت میں لایا اور خلیفہ صاحب نے بمصداق رع کافر جو کہتے تھے وہ نگونسار ہو گئے۔ رجوع فرمایا وہاں انہوں نے کافر نہ کہنے کا اقرار کیا دوسری طرف وہ گروہ جو مسیح موعود پر تکفیر بازی کرتا تھا وہ بقول مسیح موعود رع کافر جو کہتے تھے وہ گرفتار ہو گئے۔ کا مصداق بنا خلیفہ صاحب نے مسیح موعود کے ماننے کو ایمانیات سے خارج کر دیا اور دنیا نے دیکھ لیا کہ بغیر قادر کے کاروبار نمودار ہو گئے نہ معلوم عارف صاحب کو نسے عقائد کی طرف ہم کو بلاتے ہیں اور آپ کے عقائد ہیں کیا عارف صاحب آپ اپنی اس حالت پر غور کریں جو اس شعر کی مصداق ہے ؎

گنوا دی ہم نے جو اسلاف سے میراث پائی تھی
ثریا سے زمین پر آسماں نے ہم کو دے مارا

مولوی عارف صاحب خوب جانتے ہیں کہ ربوہ میں مسیح موعود کی طرف دعوےٰ نبوت منسوب کرنا محض قیام خلافت کے لئے ہے اور حضرت مولینا نورالدین رح کا نام محض اپنی خلافت چلانے کے لئے استعمال ہوتا ہے ورنہ جس کی اولاد پر ظلم و ستم ڈھائے جاویں جس رض کے پوتوں تک کو اپنے ہاں آنے سے روک دیا گیا ہو جس کے نام پر رفاہ عامہ کے ادارے اڑا دیئے جاویں جس رض کے نام کے ساتھ اعظم لکھنے پر سزا دی جاوے جہاں "مرقاۃ الیقین فی حیات نورالدین" چھپنے پر پابندی اور اس کے مصنف تک کو اذیتیں دی جاویں جہاں جماعت احمدیہ لاہور سے کتاب مرقاۃ الیقین لیکر پڑھنے والے ایک مسیح موعود کے صحابی کو جماعت سے خارج اور مقاطعہ کی سزا دی گئی ہو۔ جس مقدس ہستی کے بارے میں خطبہ میں کہہ دیا ہو کہ قیامت کو اس کی گردن شرم سے جھکی ہو گی (اناللہ وانا الیہ راجعون) وہاں ان کے عقائد کی کیا حیثیت سمجھی جا سکتی ہے۔

عقائد مولینا نورالدین رح

کیا مجھے محمد یار عارف صاحب بتلائیں گے کہ حضرت مسیح موعود کی وفات کے بعد جب حضرت مولینا نورالدین صاحب رح جماعت کے سربراہ بنے تو حضرت امام زمان کے مزار اقدس پر جو کتبہ لگایا گیا اس پر "مجدد صدی چہاردہم" کے الفاظ کیوں لکھے گئے؟ یہ تو پتھر پر لکیر ہے۔ اس سے بڑی شہادت عقیدہ کے متعلق اور کیا ہو سکتی ہے عارف صاحب یہ بھی فرمادیں کہ حضرت مولینا نورالدین صاحب رح کی وفات کے بعد اس پتھر کی لکیر کو کیوں مٹایا گیا اگر یہ غلطی تھی تو پہلے اس پر کیوں اعتراض نہ کیا گیا اور بعد وفات حضرت مولینا کی یہ سب سے بڑی غلطی" کس زیرک نے پکڑی؟ اور پھر کتبہ کیسے بدلا گیا۔ لیکن جیسا کہ [illegible] ایک بڑے اقدام سے [illegible] کہا جاتا ہے اس ترمیم شدہ کتبہ پر نبی اللہ کا لفظ [illegible] نہ لکھ سکے۔ خدا اپنے ماموروں کو اسی طرح بچایا کرتا ہے۔ یہاں ایک بات یاد آگئی جماعت ربوہ کے ایک مبلغ کو [illegible] یہ واقعہ بتایا گیا تو وہ کہنے لگے کہ مولانا رح اس پارٹی سے [illegible] تھے جو مسیح موعود کو مجدد مانتی تھی اس لئے ان سے [illegible] کو خوش کرنے کے لئے مجدد صدی چہاردہم لکھ دیا [illegible] کی کہ ایک بات تو ثابت ہو گئی کہ ان لوگوں کا عقیدہ پہلے [illegible] ہی کا تھا۔ رہی دوسری بات تو میں حضرت اقدس مولوی نورالدین رح کے الفاظ لکھ دیتا ہوں وہ فرماتے ہیں:۔

"مجھے کسی کی پرواہ نہیں میں ذرا کسی کی خوشامد نہیں کر سکتا میں بالکل الگ تھلگ ہوں میں صرف اللہ تعالےٰ کو معبود سمجھتا ہوں"

حضرت مولینا نورالدین رح ایک خط میں حضرت اقدس کی خدمت میں لکھتے ہیں:۔

"مولانا۔ مرشدنا۔ امامنا۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ [illegible] عالی جناب میری دعا یہ ہے کہ ہر وقت [illegible] میں حاضر ہوں اور امام زمان سے [illegible] واسطے وہ مجدد کیا گیا ہے وہ [illegible] حاصل کروں اگر اجازت ہو تو میں نوکری سے [illegible] دوں اور دن رات خدمت عالی میں [illegible]"

فرمایئے اس تحریر میں کس کے ڈر سے حضرت [illegible]

انہوں نے لکھدیا۔

پھر ایڈیٹر رسالہ البیان کے نام ۱۸ ستمبر ۱۹۱۰ء کو ایک خط لکھا جس میں اپنے عقائد بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں :-

" بایں ہمہ لوگ اور آپ ہم سے کیوں خفا ہیں؟ اس لئے کہ مرزا نے دعوےٰ مکالمہ الٰہیہ کا کیا مگر اس دعوے کی بنا اس پر بھی کہ اللہ تعالیٰ اپنی صفات میں الآن کما کان ہے پس اگر وہ پہلے کسی سے بولتا اور کلام کرتا تھا تو اب وہ کیوں نہیں بولتا اور اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم میں دعا ہے کہ انبیاء صدیقوں، شہدا اور صلحاء کی راہ عطا فرما اور ان راہوں میں ایک راہ مکالمہ کی بھی ہے پس اگر ہم مکالمہ کے مدعی ہیں تو کیا کفر کیا"

دیکھیے اس تحریر میں ربوہ والوں کے لئے انعمت علیھم کی تفسیر بھی کردی ہے۔

پھر اسی خط میں فرماتے ہیں :-

" دعوےٰ امامت و تجدید دین اس کی بنا مکالمات اور حدیث علیٰ راس مائۃ سنۃ یجدد لھا دینھا اور سورۃ نور کی آیہ استخلاف پر تھی اور ہمیشہ مجدد گذرتے رہے ہیں پس اس صدی کو کیوں خالی چھوڑتے ہیں"؟

یہاں احباب نے دیکھ لیا کہ حضرت مولینا نورالدینؓ بتلا رہے ہیں کہ مجدد زمان آیت استخلاف کے تحت خلیفۃ اللہ ہونے کے مدعی ہیں جبکہ ربوہ والے اس سے مراد میاں محمود احمد صاحب۔ اور میاں ناصر احمد صاحب کو آیت استخلاف کے تحت خلیفۃ اللہ قرار دیتے ہیں بہ تفاوت رہ۔۔۔۔۔

پھر تیسری بات حضرت مولیناؓ نے اس خط میں یہ لکھی ہے :-

" دعوےٰ مہدویت جس کا مدار وہی مکالمات اور حدیث لا مھدی الا عیسیٰ بہ صحیح اسناد حدیث میں موجود ہے"۔

چوتھی بات :-

" دعوےٰ عیسیٰ ابن مریم ہونے کا اس کا مدار بھی مکالمہ الٰہیہ تھا"

اب احباب غور فرمائیں کہیں دعوےٰ نبوت آپ نے تحریر کیا ہے آگے ملاحظہ فرمائیے حضرت مسیح موعودؑ کے بارے میں فرماتے ہیں۔

" آپ نے ہزاروں پیشگوئیاں کیں جو صحیح ہوئیں۔ جو نکلا کسی کو نظر آتا ہے کہ صحیح نہیں ان پر مرزا صاحب نے بہت کچھ لکھا ہے۔ بایں کہ محمد رسول اللہ صلعم کو خاتم النبیین مانا اور ان کے عشق و محبت میں ہزاروں صفحہ لکھا ہے بے ریب لکھا ہے کہ میں نبی بمعنی پیشگوئی کرنے والا ہوں مجھے احادیث اور کلام الٰہی میں نبی کہا گیا مگر نہ نبی تشریعی اور یہی مذہب تمام صوفیاء کرام رحم کا ہے"۔

پھر ۱۹۱۰ء کے ایک خطبہ جمعہ میں فرماتے ہیں :-

" اللہ وحدہٗ لاشریک ہے اپنی ذات و صفات میں۔ اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے سچے رسول اور خاتم الانبیاء ہیں اور ختم رسل ہیں۔ اور یہ بھی میرا یقین ہے کہ حضرت مرزا صاحب مہدی ہیں مسیح ہیں اور محمد رسول اللہ علیہ وآلہ کے سچے غلام ہیں"

اب فرمائیے یہاں بھی یہ نہیں لکھا کہ مدعی نبوت ہیں اسی طرح ۱۹۱۰ء کے ایک خطبہ جمعہ میں اشہد ان محمداً عبدہٗ و رسولہ کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

" جو ہادی دنیا کی ہدایت کے لئے وقتاً فوقتاً آئے ایک زمانہ گذرنے کے بعد ان کو معبود بنا لیا گیا اور خدا تعالیٰ کی معبودیت میں ان کو شریک کر لیا گیا اور اس گند سے دنیا کو بچانے کے لئے آپ نے اس حصہ کو رکھا تاکہ آنحضرت صلی اللہ کو لوگ ایک عبد سمجھیں اور آئندہ جو لوگ اس امت میں ولی ہوں گے اس لئے انہیں بھی کوئی معبود قرار نہ دے لے"

اب فیصلہ کرنا قارئین کے ذمہ ہے کہ حضرت مولینا نورالدینؓ آپ کو زمرہ انبیاء میں سمجھتے تھے یا زمرہ اولیاء میں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے آپ فرماتے ہیں:-

" آپ خاتم النبیین خاتم الرسل اور خاتم کمالات انسانی تھے یہ میرا یقین ہے کہ تمام انبیاء اور تمام اولیاء اور تمام انسانی کمالات کے آپ جامع اور خاتم ہیں اور اب آپ کے بعد میرا ایمان بھی تجویز نہیں کرتا کہ کسی شخص میں ایسے کمالات ہوں میں اس کے متعلق حضرت صاحبؑ کا ایک شعر سناتا ہوں ؎

اے در انکار و شکے زاں شاہ دیں
[illegible] را بہ بیں

تمہارا وجود اس گاؤں میں تو دکھائی دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ احمد کا غلام بننے سے کیا فضل کرتا ہے"

اب ذرا اس عبارت کو وہ لوگ پڑھیں جو ؎

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں
اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شاں میں

کا وظیفہ کرتے رہتے ہیں۔ نعوذ باللہ من ہذہ الخرافات۔

حضرت مولینا نورالدینؓ پر اعتراض ہوا کہ مرزا صاحب دعوےٰ نبوت کرتے ہیں تو آپ نے مولینا روم کا یہ شعر جواب میں لکھا :-

او نبی وقت خویش است اے مرید
تا ازو نور نبی آید پدید

معلوم ہوا کہ اولیاء اللہ بوجہ مکالمہ الٰہیہ حاصل کرنے کے نبی کا نام پاتے ہیں۔ اسی طرح ایک دفعہ نمازوں کے جمع کرنے پر حضرت مولینا محمد احسن امروہی صاحب کے استفسار پر حضرت اقدس مسیح موعود تقریر فرما رہے تھے۔ اور آپ دوران تقریر کھڑے ہو گئے اور آواز میں جوش پیدا ہو گیا تو حضرت مولانا نورالدینؓ فوراً آگے آ گئے اور اُٹھ کر حضرت اقدس کے سامنے چلے گئے اور فرمانے لگے کہ :-

" ایسے ہی موقعہ پر حضرت فاروق اعظمؓ نے آنحضرت صلعم کے حضور اٹھ کر عرض کیا تھا امنت باللہ ربا و بمحمد نبیا اور آج میں بھی یہی فاروقی کو مدنظر رکھتے ہوئے کہتا ہوں کہ امنت باللہ ربا و بک [illegible] مسیحاً و مہدیاً"

اگر حضرت مولینا حضرت مسیح موعودؑ کو مدعی نبوت سمجھتے تو یقیناً بے خوف کہتے کہ امنت باللہ ربا وبک نبیا۔

اوپر میں نے حضرت مولینا نورالدین صاحبؓ کے جو عقائد ان کی اپنی زبان سے بیان کئے ہیں اس کو ختم کرتے ہوئے اسی ۱۹۱۰ء والے خطبہ کے آخری حصہ کے یہ الفاظ پیش کرتا ہوں :-

" میرے پھر تقریر کرنے تک اگر کوئی اور تمہیں تقریریں سنائیں یا باتیں سنائیں گے تو ہمارے مذہب اور معتقدات کا یہ معیار ہوگا۔ اگر اس کے موافق کوئی بات ہو تو ہماری طرف سے سمجھو اور اگر اس کے خلاف ہو تو وہ ہمارے عقائد کے مطابق نہیں"۔

اب قارئین کرام سمجھ لیں کہ حضرت مولانا نورالدینؓ کے صحیح عقائد کیا تھے، اور آپ حضرت مسیح موعودؑ کو کیا سمجھتے تھے نبی یا ولی۔ والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ۔

صدر پاکستان کے عرب ریلیف فنڈ میں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی پہلی قسط

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام نے صدر پاکستان کے عرب ریلیف فنڈ میں مبلغ 558.54 روپے کی پہلی قسط بذریعہ حبیب بنک لمیٹڈ برانڈرتھ روڈ لاہور حکومت پاکستان کو ادا کردی ہے۔

جنرل سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام

مسلم ہائی سکول نمبر ۱ کی ایک اور شاندار فتح

مورخہ ۲۰ جون ۱۹۶۷ء کو بعد از نماز مغرب زیر اہتمام بزم حق بازار تیزابیاں لاہور سیرت النبی صلعم کے موضوع پر ایک انعامی مقابلہ منعقد ہوا جس کی صدارت جناب [illegible] صاحب بی ڈی ممبر حلقہ نمبر ۳۹ لاہور نے کی اور منصفی کے فرائض وکلاء ہائی کورٹ لاہور نے سرانجام دیئے۔ اس مقابلہ میں پندرہ مقررین نے حصہ لیا جن میں طلباء کے علاوہ اچھے اچھے مقررین اور [illegible] بھی شامل تھے ہمارے سکول کے دو بچوں [illegible] شوکت اور [illegible] نہم الف نے بالترتیب اول اور دوم انعام جیت لئے۔

اول انعام میں تاج کمپنی کا قرآن مجید اور چند کتابوں کا سیٹ دوم انعام میں سات مذہبی کتابوں کا سیٹ تھا۔

برکت علی شاہد سیکرٹری [illegible]

چوہدری محمد حسن چیمہ صاحب ایڈووکیٹ گجرات

ایک ہو — اور — نیک ہو

یہ بہت خوبصورت جملہ ہے۔ بڑے دُور رس نتائج کا حامل ہے۔ اس پر عمل کرنے سے قومیں بنتی ہیں۔ اور اس کے انکار سے قومیں تباہ ہو جاتی ہیں۔ جب ایک قوم کے تمام افراد اجتماعی حیثیت سے دنیا کے سامنے مضبوط وحدت کی شکل میں سامنے آجاتے ہیں تو ان کے لئے پہاڑوں سے اور سمندر کی لہروں سے بھڑ جانا کچھ مشکل نہیں رہتا۔ وہ ۳۱۳ ہو کر غیر مسلح حالت کے باوجود ۱۰۰۰ (ایک ہزار) جرار لشکر کے دانت کھٹے کر دیتے ہیں۔ ایسی قوم اپنے سے دس گنا افراد پر غالب آجاتی ہے۔ یہ کوئی تخیل کی پرواز نہیں۔ نہ یہ کوئی شاعری ہے۔ تاریخ کے واقعات ہیں۔ گذشتہ تاریخ کو چھوڑ دو۔ آج اسی وقت جبکہ ہم یہ سطور سپرد قلم کر رہے ہیں ایشیا کے ایک خطہ میں محشر برپا ہے۔ "ایک" کا مظاہرہ کرتی ہوئی ایک کمزور اور مٹھی بھر، بے وسیلہ، بے ہتھیار قوم قرطاسِ زمانہ پر ایسے نقوش ثبت کر رہی ہے کہ وہ ہمیشہ کے لئے تاریخ کا ابدی سرمایہ بن کر رہیں گے۔ یہ "ایک" بن جانے ہی کی کرامت ہے کہ دنیا کی بڑی بڑی قہار اور جبار قومیں چین کے نام سے لرزہ براندام ہو جاتی ہیں۔ اس "ایک" ہو جانے ہی کی بدولت آج رُوس دنیا کی سب سے بڑی دو قوموں میں سے ایک ہو چکی ہے۔ اور بین الاقوامی معاملات میں اس کی رائے کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ فرد کو جماعت میں گم ہو جانے کا سبق بلاشبہ سب سے پہلے اسلام نے ہی سکھلایا تھا۔ آج "اشتراکیت" نے اسے اس طریق پر اپنا لیا ہے کہ وہ اعتدال کی حدود کو بھی پھاند گیا ہے۔ اب فرد کی کوئی حیثیت نہیں رہی۔ اختیارات سمٹ کر افراد کی بجائے حکومت کے مرکزی ادارے کو مل چکے ہیں۔ اجتماعیت ہی سب کچھ ہے۔ انفرادیت ختم کر دی گئی ہے۔ ذاتی جائیدادوں کا تصور مٹایا جا رہا ہے اور اضیاات، صنعتیں اور رزق کے تمام وسائل قومیائے جا رہے ہیں۔

یہ صحیح ہے کہ اسلام نے سب سے پہلے افراد کو اجتماعی حیثیت بخشی تھی اور جماعت کے لئے افراد سے قربانیاں طلب کی تھیں۔ یہ قرآن ہی ہے جس نے حکم دیا تھا کہ واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا اور سب کے سب اللہ کی رسی کو مضبوط پکڑ کر (اکٹھے ہو جاؤ) اور ٹکڑے ٹکڑے ہو کر (کمزور نہ ہو جاؤ)

قرآن نے تو یہاں تک کہہ دیا ہے کہ دنیا کی ہر نیک تحریک کو اٹھانے کے لئے، ہر نیک کام کو سرانجام دینے کے لئے، اصلاح عام اور بہبود انام کے لئے اکٹھے ہو کر قدم اٹھاؤ، اکٹھے ہو کر کام کرو، اکٹھے ہو کر ایک تنظیم کے ماتحت جادۂ ترقی پر گامزن ہو جاؤ، انسانیت کو اُٹھاؤ اور اسے بلند سے بلند مراتب تک پہنچا دو۔ جیسے کہ ارشاد ہے ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینھون عن المنکر واولئک ھم المفلحون۔

ترجمہ:- اور چاہیئے کہ تم میں سے ایک جماعت ہو جو بھلائی کی طرف بلائیں اور اچھے کاموں کا حکم دیں اور بُرے کاموں سے روکیں اور وہی کامیاب ہونے والے ہیں۔

پس قرآن کریم کی رُو سے اصل کامیابی اجتماعی کامیابی ہے اور معاشرہ کی تطہیر ہی انسانیت کو رفعت اور بلندی بخشتی ہے۔ اسی لئے اس آیت کے بعد دوسری آیت میں یوں ارشاد ہے:- ولا تکونوا کالذین تفرقوا واختلفوا من بعد ما جاءھم البینٰت واولٰئک لھم عذاب عظیم۔

ترجمہ:- اور ان کی طرح نہ ہو جاؤ جنہوں نے تفرقہ کیا اور اختلاف کیا اس کے بعد کہ ان کے پاس کھلی کھلی باتیں آچکی تھیں اور انہی کے لئے بڑا عذاب ہے۔

بعض اوقات تو ایسا معلوم ہونے لگتا ہے کہ اسلام کا اصل مقصد ہی جماعت بندی ہے اور اسلام نے دنیا کو اجتماعیت انسانی کا ایک نیا تصور بخشا ہے۔ اس لئے فرمایا:- کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر وتؤمنون باللہ۔

ترجمہ:- تم سب سے اچھی جماعت ہو جو لوگوں (کی بھلائی) کے لئے ظاہر کی گئی ہے۔ تم اچھے کاموں کا حکم دیتے ہو اور بُرے کاموں سے روکتے ہو، اور اللہ پر ایمان لاتے ہو۔ اسلام نے صرف وعظ ہی نہیں کئے اپنی تعلیمات پر عمل کر کے بھی دکھا دیا ہے۔ یہاں تک کہ عبادات اور معاملات دونوں حلقے ہر آن رنگِ اجتماعیت کا بڑا پُر جلال مظاہرہ پیش کرتے رہتے ہیں۔ اسلام کی عبادات مساجد میں اجتماعی صورت میں ادا کی جاتی ہیں۔ ایک امام کی اقتدا میں سینکڑوں اور ہزاروں نمازی صفیں باندھ کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ ان کا قیام، ان کا قعود، ان کا رکوع ان کا سجود، ان کا تحیۃ، ان کی تکبیریں، ان کی دعائیں سب اجتماعی طور پر ادا ہوتی ہیں۔

اسلام کا ماہ صیام ایک ایسا اجتماعی نظارہ پیش کرتا ہے کہ جس کی کوئی نظیر کسی اور سوسائٹی میں نہیں ملتی ساری قوم کا ایک وقت اٹھنا مسجدوں میں اکٹھا ہونا۔ تمام دن ساری قوم کا ایک حالت میں رہنا، بوقت غروب آفتاب اسلامی ممالک کے تمام اطراف واکناف میں روزے کا افطار کرنا۔ اور پھر دوڑ کر مساجد میں جا کر تراویح کی نمازیں ادا کرنا ایسی اجتماعی مشقیں ہیں کہ اس سے قوم میں نظم وضبط پیدا ہوتا ہے۔ کہ جب ایسی قوم کا مقابلہ کسی دشمن قوم سے ہو جائے تو اس کی کیفیت اللہ تعالیٰ خود یوں بیان فرماتا ہے ان اللہ یحب الذین یقاتلون فی سبیلہ صفا کانھم بنیان مرصوص۔

ترجمہ:- اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے محبت رکھتا ہے جو اس کے رستے میں صف باندھ کر جنگ کرتے ہیں گویا کہ وہ مضبوط دیوار ہیں۔

اسلام میں تو خیرات وصدقات بھی اجتماعی حیثیت حاصل کر چکے ہیں۔ اسی غرض کے لئے اسلامی حکومت میں "بیت المال" کا ادارہ قائم کیا گیا ہے۔ جہاں اس قسم کی تمام رقوم جمع کر دی جاتی ہیں۔ اور حسب ضرورت مستحق افراد میں تقسیم کر دی جاتی ہیں یا رفاع عام کے کاموں میں لگا دی جاتی ہیں۔

اسلام کا تصور اجتماعیت حج کے موقعہ پر اپنے انتہا کو پہنچ جاتا ہے۔ یہ اجتماع ایک بین الاقوامی اجتماع ہے۔ اور حج اصل میں اسلام کی سب سے بڑی عبادت ہے اور مکہ اور معظمہ کے قرب وجوار میں میدانِ عرفات میں تمام قوموں کے نمائندے عجز ونیاز کے مجسمے بنے ہوئے خدا کے حضور دست بستہ کھڑے ہو جاتے ہیں۔ ایسی اتحاد اور اتفاق میں جکڑی ہوئی قوم بلاشبہ پہاڑوں کو ریزہ ریزہ کر سکتی ہے اور سمندروں کی لہروں کا منہ پھیر سکتی ہے۔ اسلام کے اسی فلسفہ سے اشتراکیت نے اپنا اجتماعی فلسفہ مرتب کیا اور دنیا میں ایک بڑی طاقت بن کر دوسری تہذیبوں کو مٹانے کے لئے میدانِ عمل میں اُتر آئی۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے۔ کہ جب اشتراکیوں نے افراد کو معاشرہ میں گم کر دیا۔ اور معاشرہ کی بہبود کو اپنا مطمح نظر بنا لیا تو مسلمانوں کو اس پر کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ اور اسلام اور اشتراکیت کو کیوں متضاد بیان کیا جاتا ہے۔ اب تک تو ہم نے اس مضمون کے عنوان کا ایک حصہ بیان کیا ہے، یعنے "ایک بن جاؤ"۔ اب دوسرا حصہ "نیک بنو" بیان کریں گے۔ اور اسی میں ہم اسلام اور اشتراکیت کے اختلافات پر روشنی ڈالیں گے۔

"نیک بنو"

اشتراکیت نے نہ صرف شخصی ملکیت کو ختم کر دیا ہے بلکہ انسان کی "انفرادیت" کو بھی نیست ونابود کر کے رکھ دیا ہے۔ اشتراکیوں کے نزدیک معاشرہ ایک مشین ہے اور وہی اصل مقصود ومطلوب ہے۔ معاشرہ مشین سے الگ ہو کر افراد ایسے پُرزے کی طرح ہیں جو محض بیکار ہیں۔ اسی نظریے کے زیر اثر مسلمان شعراء نے بھی یوں کا ذکر کیا:-

فرد تنہا از مقاصد غافل است
قوتش آشفتگی را مائل است

تا توانی با جماعت یار باش
رونق ہنگامۂ احرار باش

اصل یہ ہے کہ اسلام کی نگاہ میں انسانی زندگی کا اصل محور انسان کی ذات کی نشوونما ہے۔ اسی نشوونما [illegible]

بھی جاری رہتا ہے جب انسان تنہائی کی زندگی بسر کر رہا ہوتا ہے۔ جب وہ معاشرے کا ایک فعال پرزہ بن کر کام کر رہا ہوتا ہے تو اس وقت بھی اس کی ذات ہی کی نشوونما مقصود ہوتی ہے معاشرہ اصل مطلوب و مقصود نہیں ہوتا۔ اسی لئے قرآن کریم نے خود اس کتاب مقدس کو ایک ایسا سگنل قرار دیا ہے جو مختلف راستوں کے سنگم پر ایستادہ اصل راہ کی طرف رہنمائی کر رہا ہوتا ہے اور یہ رہنمائی ان لوگوں کے لئے ہوتی ہے جو کسی خاص منزل کی طرف سفر اختیار کرنے کی متمنی ہوں۔ اسی لئے اسے ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْن کہہ کر پیش کیا ہے۔ یعنی ان لوگوں کے لئے ہدایت جو نیکی اور بدی، حقوق اور فرائض کے فلسفہ اور پیدائش انسانی کی اصل غرض کو معلوم کرنا چاہتے ہوں۔ جو اس زندگی کے سفر کو کسی مقصد کے لئے مقدر یقین کرتے ہوں۔ اور یہی وہ لوگ ہیں جن کے باطنی قوٰے پختگی کو پہنچتے ہیں۔ اس کے لئے قرآن کریم نے الفاظ و اولٰئک ھم المفلحون استعمال کئے ہیں۔ یعنے وہی لوگ ہیں جو فلاح یافتہ ہیں۔ فلاح کسان کو کہتے ہیں جو زمین کا سینہ پھاڑ کر اس میں بیج ڈالتا ہے اور وہ بیج اپنے موافق ماحول میں رہ کر اپنی اندرونی خصوصیات کو معرض وجود میں لا کر نشوونما حاصل کر کے اپنے مقصد زندگی کو پا لیتا ہے۔ قرآن کی رُو سے انسان محض معاشرے کا ایک پرزہ نہیں بلکہ اس کی اپنی "شخصیت" ہے، "انفرادیت" ہے اس کا اپنا ایک احترام اور اعزاز ہے۔ دوسری اشیاء پر اسے ایک گونہ "امتیاز" و "فوقیت" ہے۔ اس کا اپنا ایک "باطن" ہے۔ "قلب" ہے، "روح" ہے اور "ضمیر" ہے اور یہی اس کی وہ قوتیں ہیں جس کے تزکیہ کے لئے .... انبیاء کا نزول ہوتا ہے اور اسی لئے ابو الانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام گڑگڑا کر خدا کے حضور یوں فریادی ہوئے :۔

ربنا وابعث فیھم رسولا منھم یتلوا علیھم اٰیٰتک ویعلمھم الکتاب والحکمۃ ویزکیھم انک انت العزیز الحکیم۔

ترجمہ :۔ اے ہمارے رب! ان میں انہی میں سے ایک رسول اُٹھا جو ان پر تیری آیات پڑھے اور ان کو کتاب اور حکمت سکھائے اور ان کو پاک کرے تو غالب حکمت والا ہے۔

اسی باطنی پاکیزگی کو حاصل کرنے کے لئے عبادات مقرر کی گئی ہیں۔ نماز کی غرض بھی یہ ہے کہ انسان کے اندر طہارت پیدا ہو جائے۔ قرآن کی تلاوت بھی اسی لئے مقرر کی گئی ہے۔ اور یہ درحقیقت انسان کا خدا سے جوڑ پیدا کرنے کا طریق ہے۔ جب تک خدا دل میں آکر نہ بیٹھے۔ اس پر ایمان قائم نہ ہو تزکیہ نفس نہیں ہو سکتا۔ اس کے نازل کردہ کلام کو پڑھنے سے خود خدا کی طرف انسان کی توجہ ہو جاتی ہے اور یہ یقین ہو جاتا ہے کہ ہمارے ہر فعل پر ایک ایسی آنکھ نگران ہے جو کبھی جھپکتی نہیں اور جس پر کبھی غنودگی طاری نہیں ہوتی۔ قرآن نے نماز کی یہی غرض بتائی ہے اور وہی الفاظ استعمال کئے جن کی تشریح ہم نے اوپر کر دی ہے ارشاد باری تعالےٰ ہے :۔ اتل ما

أوحی الیک من الکتاب واقم الصلوٰۃ ان الصلوٰۃ تنھی عن الفحشاء والمنکر ولذکر اللہ اکبر واللہ یعلم ما تصنعون۔

ترجمہ :۔ (اسے) پڑھا کر جو تیری طرف کتاب سے وحی کیا جاتا ہے اور نماز کو قائم رکھ۔ نماز بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے۔ اور اللہ کا یاد کرنا سب سے بڑھ کر ہے اور اللہ جانتا ہے جو تم کرتے ہو۔

یہی غرض روزہ کی عبادت مقرر کرنے سے ہے۔ اس کے متعلق ارشاد الٰہی ہے :۔

یا ایھا الذین اٰمنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون۔

ترجمہ :۔ اے لوگو! جو ایمان لائے ہو، تمہارے لئے روزے ضروری ٹھہرائے گئے ہیں جیسے کہ ان لوگوں کے لئے ضروری ٹھہرائے گئے جو تم سے پہلے تھے کہ تم متقی بنو۔

اسی طرح حج کی عبادت سے بھی جس کی کوئی مثال دوسرے مذاہب میں نہیں ملتی، اصل غرض انسان کے اندر تزکیہ پیدا کرنا ہے۔ اس میں طویل سفر ہے بڑی صعوبتیں ہیں، خرچ ہے، قوائے جسمانی پر بوجھ ہے، گھر والوں سے جدائی ہے۔ اور یہ سب کچھ کسی نمائش کے لئے نہیں بلکہ اس کی غرض بھی انسان کے باطنی قوٰے کی نشوونما ہی ہے جس کے لئے قرآن نے لفظ تقوٰی استعمال کیا ہے ارشاد الٰہی ہے :۔

فمن فرض فیھن الحج فلا رفث ولا فسوق ولا جدال فی الحج وما تفعلوا من خیر یعلمہ اللہ وتزودوا فان خیر الزاد التقوٰی۔

ترجمہ :۔ پس جس نے ان میں اپنے اوپر حج لازم کر لیا تو حج میں نہ فحش کلامی ہو اور نہ گالی گلوچ اور نہ کوئی جھگڑا ہو۔ اور جو کچھ نیکی تم کرتے ہو اللہ اسے جانتا ہے اور (زاد) راہ لے لیا کرو البتہ بہترین توشہ تقوٰے ہے۔

اسلام میں قربانی بھی ایک بڑی عبادت ہے اور اسے اللہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ٹھہرایا ہے، ارشاد الٰہی ہے :۔

والبدن جعلنٰھا لکم من شعائر اللہ لکم فیھا خیر۔

ترجمہ :۔ اور قربانی کے اونٹوں کو ہم نے تمہارے لئے اللہ کے نشانوں سے ٹھہرایا ہے۔ تمہارے لئے ان میں بھلائی ہے۔

قربانی سے بھی اصل غرض انسان کے اندر قربانی کی روح پیدا کرنا ہے۔ قربانی کے گوشت اور اس کے خون سے خدا کو کوئی تعلق نہیں بلکہ اس عبادت سے بھی اصل غرض انسان کی ذات کی نشوونما ہے جسے قرآن تقوٰے کہہ کر پکارتا ہے۔ جیسا کہ فرماتا ہے :۔

لن ینال اللہ لحومھا ولا دماؤھا ولٰکن ینالہ التقوٰی منکم۔

ترجمہ :۔ نہ ان کے گوشت اللہ کو پہنچتے ..... ہیں اور نہ ان کے خون لیکن اسے تمہاری طرف سے تقوٰے پہنچتا ہے

اشتراکیت میں انسان صرف معاشرے کے سامنے جواب دہ ہے۔ معاشرہ میں اس نے اپنی مناسب جگہ حاصل کر لی تو سب ٹھیک ہے۔ معاشرہ سے اوجھل ہو کر وہ جو چاہے کرے۔ مگر اسلام میں یہ مسافر انسان ایک طویل سفر پر روانہ کیا گیا ہے۔ جسے ایک ایک قدم کا حساب دینا ہے۔ اس نے معاشرہ کی پُر خطر گھاٹیوں میں سے گزرنا ہے۔ اور تنہائی کی وادیوں میں سے بھی۔ ایک ایک قدم پر اس کی نگرانی ہو رہی ہے۔ اور وہ اپنے خالق کے سامنے اپنے ہر عمل کے لئے جواب دہ ہے۔ جہاں کوئی پولیس کا سپاہی نہیں۔ کوئی دوست و دشمن نہیں۔ کوئی ذی روح اسے دیکھنے والا نہیں۔ معاشرہ کی نگاہ سے اوجھل وہاں بھی ایک بہت بڑی ہستی ہے جو اسے دیکھ رہی ہے جو اس کے اچھے کاموں پر خوش ہوتی ہے۔ اسے پیار کرتی ہے اس کی حوصلہ افزائی کرتی ہے۔ اس کے اندر جرأت، شجاعت، ہمت، عالی ظرفی اولوالعزمی اور اپنی جان پر کھیل جانے کی آرزو پیدا کر دیتا ہے۔ اس کے بُرے کاموں سے ناراض ہوتی ہے۔ انسان کو خدا کے حضور بحیثیت انسان پرکھا جاوے گا۔ اس کا اس دنیا میں بحیثیت ایک فرد کے امتحان ہو رہا ہے۔ اور بحیثیت فرد کے ہی اسے جزا اور سزا ملے گی۔ اسلام میں "انفرادیت" کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ انسان کے لئے معاشرہ میں شمولیت ایک ضمنی چیز ہے۔ ارشاد الٰہی ہے :۔

بلٰی من اسلم وجھہٗ للہ وھو محسن فلہٗ اجرہٗ عند ربہٖ ولا خوف علیھم ولا ھم یحزنون۔

ترجمہ :۔ ہاں جس نے اپنے آپ کو اللہ کا فرمانبردار بنا لیا اور وہ احسان کرنے والا ہے تو اس کا اجر اس کے رب کے پاس ہے اور ان کو کوئی خوف نہیں اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

قرآن کریم کے صفحات میں جابجا اس اشرف المخلوقات انسان کی انفرادیت جھلکتی نظر آتی ہے۔ انفرادیت کی یہ کیسی پیاری صدا ہے قل ان صلوٰتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین۔

ترجمہ :۔ کہہ میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور میرا مرنا اللہ کے لئے ہے جو جہانوں کا رب ہے

یہ انفرادیت کا کتنا بڑا اظہار اور تشخص کا کتنا بڑا اعلان ہے۔ معاشرہ کے منہ سے یہ الفاظ کہلا کر یہاں فرد کی "انفرادیت" بول رہی ہے۔

باقی ـــــ باقی

اخبارِ احمدیہ

حضرت امیر مری تشریف لے گئے

—— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ کی صحت کچھ دنوں سے کمزور چلی آ رہی ہے اسی وجہ سے آپ ۱۵ر جولائی ۱۹۶۷ء کو بروز ہفتہ صبح پانچ بجے کوہ مری تشریف لے گئے ہیں، وہاں آپ ایک دو ماہ قیام فرمائیں گے، دعا ہے اللہ تعالیٰ آپ کو صحت کامل عطا فرمائے۔

بڑے دکھ اور افسوس کے ساتھ اطلاع دی جاتی ہے کہ ہمارے مکرم دوست صوبیدار میجر عبدالحکیم خان صاحب (آمت لنگہ والا) کے برادر اکبر محمد قاسم خان صاحب آج صبح پانچ اور چھ بجے کے درمیان حرکت قلب بند ہو جانے سے وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اندازاً ایک مہینہ کے اندر اندر یہ تیسرا صدمہ ہے جو صوبیدار میجر صاحب کے خاندان کو برداشت کرنا پڑا ہے پہلے ان کے والد محترم وفات پا گئے۔ چند دنوں کے بعد اُن کے ایک بھائی فوت ہو گئے جن کی وفات کی اطلاع "پیغام صلح" کے پچھلے پرچے میں شائع ہوئی ہے اور آج دوسرے بھائی کی موت کا صدمہ سہنا پڑ گیا ہے۔ صوبیدار میجر عبدالحکیم چونکہ ملازمت کی وجہ سے گھر پر نہیں رہ سکتے یہ محمد قاسم خان مرحوم ہی تھے جو ان کے خاندان اور دوسرے امور کی دیکھ بھال کرتے تھے۔ ان کی وفات نے پورے خاندان کو نڈھال کر دیا ہے۔

احباب جماعت سے جہاں جنازہ غائبانہ کی درخواست ہے یہ التجا بھی کی جاتی ہے کہ میجر عبدالحکیم خان صاحب کے لئے بھی دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ انہیں اور ان کے سوگوار خاندان کو صبر عطا فرمائے اور موجودہ ابتلاء میں استقامت بخشے۔

آج خان صاحب موصوف جنازے پر کہہ رہے تھے کہ ہمارا یہ بھائی بڑی تقویت کا موجب تھا۔ تقویت کا اصل منبع تو اللہ تعالےٰ کی ذات ہے جس نے انہیں بھائی کی ذات سے تقویت بخشی تھی وہ اب بھی زندہ اور قائم ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ ہماری التجا اسی کی بارگاہ میں ہے کہ وہ اس خاندان کے لئے اپنی جناب سے تقویت کا ...... سامان پیدا کرے۔ آمین۔ والسلام

شریف احمد۔ سیکرٹری

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام پشاور

پیغام صلح :—— ہمیں اپنے بھائی صوبیدار میجر عبدالحکیم خان صاحب کے ان پے درپے صدمات سے دلی ہمدردی ہے ... اللہ تعالیٰ انہیں صبر جمیل عطا فرمائے۔ اور ان کا اور ان کے خاندان کا حامی و ناصر ہو اور مرحومین کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔

احباب جماعت سے التماس ہے کہ مرحوم محمد قاسم خان صاحب کا جنازہ غائبانہ پڑھ کر ان کی روح کو ثواب پہنچائیں۔

بحر حکمت کے موتی از صفحہ اوّل

اور جہالت قائم ہو جائے اور شراب پی جائے اور زنا ظاہر ہو۔

نوٹ: علم کا جاتے رہنا اور جہالت کا آجانا اور شراب کا پیا جانا اور زناکاری کا علانیہ ہونا الساعۃ کی علامات میں بیان کئے گئے ہیں، الساعۃ سے مراد ایک قوم کی تباہی کی گھڑی لی جائے جن معنوں میں یہ لفظ قرآن و حدیث میں آیا ہے تو مسلمان اقوام کی تباہی کی یہ علامات بالکل درست ہیں۔ وہ قوم جو علم کی علمبردار تھی، اور جس نے تاریک ترین کونوں میں علم کی مشعل روشن کر دی تھی افسوس کہ آج اس طرح جہالت میں مخمور پڑی ہے کہ گویا کبھی علم اس کے قریب نہ آیا تھا اور شراب خوری بھی واقعی مسلمان ممالک میں اس طرح رائج ہو گئی ہے کہ قریب ہے کہ ان کا انتیاز اُٹھ جائے اور یہی حالت زنا کی ہے اور اگر ساعت سے قیامت کبریٰ مراد لی جائے تو اس وقت شاید اور بھی علامات کھل کر ظاہر ہوں لیکن بظاہر پہلے معنے زیادہ چسپاں ہیں۔ (فضل الباری شرح صحیح بخاری کتاب العلم)

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام ملک نور الٰہی صاحب پرنٹر چھپا اور مولوی دوست محمد صاحب پبلشر نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس سے شائع کیا۔

پیغام صلح مورخہ ۱۹ رجولائی ۱۹۶۰ء رجسٹرڈ ایل ۔ شمارہ ۲۸

جلد ۵۴ | یوم چہار شنبہ مؤرخہ ۱۷ ربیع الثانی ۱۳۸۷ھ مطابق ۲۶ جولائی ۱۹۶۷ء | ۲۹

"لاہور میں ہمارے پاک محب موجود ہیں"۔ لاہور میں ہمارے پاک محب ہیں۔ میں تیرے خالص محبوں کا گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے نفوس و اموال میں برکت دوں گا۔"

(الہامات حضرت مسیح موعودؑ)

حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفےٰؐ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفانِ ما از جام اوست
یک قدم دُوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا۔

۲۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آئندہ منسوخ ہوگی۔

۳۔ سب صحابہؓ اور آئمہ قابلِ احترام ہیں۔

۴۔ سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے۔

۵۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔

۶۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا۔

بحرِ حکمت کے موتی

وضو میں پاؤں اچھی طرح دھوئے جائیں

عن عبد اللہ ابن عمرو قال تخلف عنا النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی سفرۃ سافرناھا فادرکنا وقد ارھقتنا الصلوٰۃ ونحن نتوضأ فجعلنا نمسح علی ارجلنا فنادیٰ باعلیٰ صوتہ ویل للاعقاب من النار مرتین او ثلاثا۔

ترجمہ:۔ عبد اللہ ابن عمروؓ سے روایت ہے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر میں جو ہم نے کیا ہم سے پیچھے رہ گئے پھر آپ ہم سے آملے اور نماز کا وقت ہو گیا تھا اور ہم وضو کر رہے تھے تو ہم اپنے پاؤں کو اچھی طرح دھوتے نہ تھے آپ نے بلند آواز سے پکارا افسوس ایڑیوں پر آگ کی وجہ سے دو یا تین مرتبہ (فرمایا)

نوٹ:۔ از حضرت مولانا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ:۔

"معلوم ہوتا ہے کہ بعض لوگ ایسے تھے جنہوں نے بوجہ پانی کی قلت کے پاؤں اچھی طرح نہ دھوئے۔ مسح سے مراد نا کافی طور پر دھونا ہے آپ نے اس پر توجہ دلائی۔

مسلم کا وجود ہر طرح نافع الناس ہو

عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان من الشجر شجرۃ لا یسقط ورقھا وانھا مثل المسلم فحدثونی ما ھی فوقع الناس

فی شجر البوادی قال عبد اللہ ووقع فی نفسی انھا النخلۃ فاستحییت ثم قالوا حدثنا ما ھی یا رسول اللہ قال ھی النخلۃ

گناہ سے بچنے کا طریق

جہاں سچی معرفت اور چمکتا ہوا یقین خدا پر ہو وہاں ممکن نہیں کہ گناہ رہے

حضرت مجدد زمان مسیح موعودؑ کا ارشادِ گرامی

تمام سعادتمندیوں کا مدار خداشناسی پر ہے۔ اور نفسانی جذبات اور شیطانی حرکات سے بچنے والی صرف ایک ہی چیز ہے۔ جو خدا کی معرفت کاملہ کہلاتی ہے جس سے پتہ لگ جاتا ہے کہ خدا ہے۔ اور وہ بڑا قادر ہے۔ وہ ذوالعذاب الشدید ہے۔ یہی ایک نسخہ ہے جو انسان کی عمر دراز زندگی پر بھسم کرنے والی بجلی گراتا ہے۔ پس جب تک انسان اٰمنت باللّٰہ کی حدود سے نکل کر عرفان کی منزل میں قدم نہیں رکھتا۔ اس کا گناہوں سے بچنا محال ہے۔ اور یہ بات کہ ہم خدا کی معرفت اور اس کی صفات پر یقین لانے سے گناہوں سے بچ جائیں گے۔ ایک ایسی صداقت ہے جس کو ہم جھٹلا نہیں سکتے۔ ہمارا روزانہ تجربہ اس امر کی دلیل ہے کہ جس سے انسان ڈرتا ہے؟ اس کے نزدیک نہیں جاتا مثلاً جبکہ یہ علم ہو کہ سانپ ڈس لیتا ہے اور اس کا ڈسا ہوا ہلاک ہو جاتا ہے۔ تو کون عقلمند ہے جو اس کے منہ میں اپنا ہاتھ دیتا تو درکنار کبھی ایسے سوراخ کے نزدیک بھی جانا پسند کرے جس سے کوئی زہریلا سانپ مارا گیا ہو۔ اسے خیال ہوتا ہے کہ کہیں اس کے زہر کا اثر اس میں باقی نہ ہو۔ اگر کسی کو معلوم ہو جائے کہ فلاں جنگل میں شیر ہے تو ممکن نہیں کہ وہ اس میں سفر کر سکے یا کم از کم تنہا جائے۔ بچوں تک میں یہ مادہ اور شعور موجود ہے کہ جس چیز کے خطرناک ہونے کا اُن کو یقین دلایا گیا ہے اس سے ڈرتے ہیں پس جب تک انسان میں خدا کی معرفت اور گناہوں کے زہر کا یقین نہ ہو کوئی اور طریق خواہ کسی کی خودکشی ہو، یا قربانی کا خون نجات نہیں دے سکتا۔ اور گناہ کی زندگی پر فلاح نہیں کر سکتا۔ یقیناً یاد رکھو کہ گناہوں کا سیلاب اور نفسانی جذبات کا دریا بجز اس کے رک ہی نہیں سکتا کہ ایک چمکتا ہوا یقین اس کو حاصل ہو کہ خدا ہے اور اس کی تلوار ہے جو ہر ایک نافرمان پر بجلی کی طرح گرتی ہے۔ جب تک یہ حالت پیدا نہ ہو، گناہ سے بچ نہیں سکتا۔ اگر کوئی کہے کہ ہم خدا پر ایمان لاتے ہیں اور اس بات پر بھی ایمان لاتے ہیں کہ وہ نافرمانوں کو سزا دیتا ہے مگر گناہ ہم سے دور نہیں ہوتے تو میں جواب میں یہی کہوں گا کہ یہ جھوٹ ہے اور نفس کا دھوکا ہے۔ سچے ایمان اور سچے یقین اور گناہ میں باہم عداوت ہے۔ جہاں سچی معرفت اور چمکتا یقین خدا پر ہو، وہاں ممکن نہیں کہ گناہ رہے۔

(الحکم جلد ۵ نمبر ۲۲ صفحہ ۹ تا ۱۲ - پرچہ ۲۰ دسمبر ۱۹۰۱ء)

جزائر فیجی میں تبلیغ اسلام

مولانا احمد یار صاحب کا مکتوب

بگرامی خدمت جناب ایڈیٹر صاحب پیغام صلح ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مندرجہ ذیل چند سطور خدمت میں مرسل ہیں۔ انہیں اخبار پیغام صلح میں شائع کرکے ممنون فرماویں:۔

جزیرہ لمباسہ میں تبلیغی دورہ

جزائر فیجی میں چھوٹے بڑے کئی سو جزائر شامل ہیں سب سے بڑے جزیرے کا نام VITILEVU ہے ...... سووا (SUVA) شہر بھی اسی میں واقع ہے جو حکومت کا دارالخلافہ ہے اور جزائر فیجی کی سب سے بڑی بندرگاہ ہے۔ دوسرے نمبر پر جو جزیرہ بڑا ہے اسے لمباسہ (LAMBASA) کہتے ہیں۔ یہ سووا سے تقریباً یکصد میل دور ہے۔ یہاں بھی اصلی باشندوں کے علاوہ ہندوستانی مسلمانوں اور ہندوؤں کی خاصی تعداد آباد ہے۔ یہاں سے کئی مسلمان جو اپنے کاروبار کے سلسلہ میں سووا آتے رہتے ہیں۔ ان میں سے کئی ایک کے ساتھ اس عاجز کو بھی ملاقات کرنے کا موقعہ ملا۔ تقریباً ہر ملاقاتی ---- نے لمباسہ آنے کی دعوت دی ہے۔ چنانچہ مؤرخہ $\frac{۴}{۶۷}$ ۱۴ کی صبح کو مسٹر جی۔ این ڈین صاحب پریذیڈنٹ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام جزائر فیجی اور خاکسار بذریعہ ہوائی جہاز سووا سے لمباسہ پہنچے۔ کچھ دوست استقبال کے لئے ہوائی اڈہ پر موجود تھے۔ مسٹر ڈین صاحب نے اس تبلیغی دورہ کے متعلق ریڈیو فیجی اور روزنامہ اخبار دی فیجی ٹائمز میں بھی اعلان کروا دیا ہوا تھا۔ چند دوستوں کو بذریعہ خطوط بھی اطلاع دے دی ہوئی تھی۔ پہلے دن ملاقاتیں ہوتی رہیں یہ سلسلہ تمام تک جاری رہا۔

سیرت النبیؐ صلعم پر لیکچر

دوسرے دن الاینٹ تھیٹر میں مسٹر سی ایچ۔ چوہان صاحب ایڈووکیٹ وچیئرمین ٹاؤن بورڈ لمباسہ کی صدارت میں خاکسار نے سیرۃ النبیؐ صلعم کے موضوع پر لیکچر دیا۔ تقریر سننے کے لئے ہندو مسلمان عورتیں اور مرد کثیر تعداد میں شامل ہوئے۔ ہال بالکل بھر گیا۔ کچھ لوگوں نے کھڑے ہو کر لیکچر سنا۔ اپنی تقریر میں خاکسار نے نسل انسانی پر جو آنحضور صلعم کے احسانات ہیں وہ بیان کئے۔ پھر یہ بتایا کہ آج اس بیسویں صدی کے جو مسائل ہیں مثلاً کالے اور گورے کا جھگڑا۔ نسلی امتیازات اور قومیت کے بندھن جن کی وجہ سے ساری دنیا کا امن خطرہ میں ہے اور ساری نسلِ انسانی کی سلامتی تباہی کے غار پر کھڑی ہے۔ ان سب کا حل اسی دینِ متین میں ہے جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تیرہ سو سال پہلے دُنیا کے تمام انسانوں کی ہدایت کے لئے خدا وند تعالےٰ کی طرف سے لائے۔ اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو مادی دُنیا کو متحد کر سکتا ہے اور دُکھی انسانیت کو سکھ پہنچا سکتا ہے۔ تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ خاکسار نے تقریر کی۔ سب حاضرین نے انتہائی سکون اور غور سے یہ لیکچر سنا۔ میرے لیکچر کے بعد مسٹر جی۔ این۔ ڈین صاحب نے لمباسہ میں آنے کی غرض بتائی اور صدر جلسہ اور حاضرین کا شکریہ ادا کیا۔ آخر پر مسٹر چوہان صاحب نے صدارتی تبصرہ کے ساتھ اس اجتماع کے اختتام کا اعلان کیا اور حاضرین کا شکریہ ادا کیا۔

ایک دُور افتادہ جگہ سے دعوت

اس اجتماع میں شمولیت کے لئے بعض دوست چالیس و پچاس میل کے فاصلہ سے آئے ہوئے تھے ملنے پر ایک دوست نے بتایا کہ میرا گاؤں تقریباً چالیس میل یہاں سے دُور ہے مجھے وہاں کے مسلمانوں نے بھیجا ہے کہ آپ کل نماز جمعہ وہاں پڑھائیں اور شام کو سیرت النبیؐ صلعم اور ختم نبوت کے موضوع پر تقریر بھی کریں۔

مسلمانانِ فیجی کی مذہبی سُوجھ بُوجھ

معلوم ہوتا ہے کہ جزائر فیجی کے مسلمان پاکستان کے مسلمانوں کی نسبت زیادہ مذہبی سُوجھ بوجھ رکھتے ہیں کیونکہ پاکستانی مسلمان آج تک دونوں جماعتوں یعنی جماعت لاہور اور جماعت ربوہ کے درمیان باوجود لمبا عرصہ گذرنے کے اور اتنا لٹریچر شائع ہونے کے فرق نہیں معلوم کر سکے مگر جزائر فیجی کے مسلمان اتنے قلیل عرصہ میں یہ سمجھ گئے ہیں کہ صحیح معنوں میں جماعت لاہور ہی آنحضرت صلعم کو خاتم النبیین مانتی ہے اور سمجھتی ہے کہ آپ کے بعد نہ کوئی نیا نبی آسکتا ہے اور نہ کوئی پرانا نبی۔ یہاں لمباسہ میں بھی دس بارہ آدمی جماعت ربوہ کے ہیں جو میرے جزائر فیجی میں پہنچنے سے قبل صراط مستقیم سے بھٹک چکے تھے اللہ تعالےٰ نے انہیں پھر صراط مستقیم کی طرف ہدایت عطا فرمائے۔ آمین۔

سورانگا میں

تیسرے روز لمباسہ ٹاؤن سے مسٹر ڈین صاحب اور خاکسار اس کل والے دوست کی دعوت پر تقریباً چالیس میل دُور ایک گاؤں میں پہنچے، جسے سورانگا کہتے ہیں سیدھے مسجد میں گئے۔ وہاں بہت سے مسلمان جمع تھے۔ اذان ہوئی۔ خاکسار نے خطبہ جمعہ پڑھا۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد ایک اسکول میں گئے جو اس جگہ سے دس بارہ میل کے فاصلہ پر ہے۔ اس میں اساتذہ اور طلباء کو اسلام اور پاکستان کے بارہ میں کچھ باتیں بتائیں کیونکہ یہ سب اساتذہ اور بچوں کی اکثریت ہندو تھی یا اصلی باشندے جنہیں کیو تھی کہتے ہیں۔ پھر واپس سورانگا آئے۔ نماز مغرب کے بعد بہت سے دوست جمع ہو گئے۔ صاحب دعوت نے بکرا ذبح کیا ہوا تھا۔ سب مہمانوں کو کھانا کھلایا گیا۔ نماز عشاء کے بعد خاکسار نے حیات النبیؐ اور ختم نبوت کے موضوع پر تقریر کی۔ اس اجتماع میں تین اصحاب ربوہ جماعت کے بھی موجود تھے دو گھنٹہ تقریر کے بعد حاضرین کو سوالات دریافت کی اجازت دی گئی۔ تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ حاضرین نے مختلف سوال پُوچھے۔ جن کے جوابات دیئے گئے۔ اس کے بعد مسٹر جی۔ این ڈین صاحب نے حضرت اقدس کی کتب سے حضرت کے دعاوی پر روشنی ڈالی اور حاضرین کو لفظ نبی کی تشریح سمجھائی۔ تقریباً ۱۲ بجے شب تک یہ مجلس جاری رہی۔

لمباسہ میں جماعت لاہور کے عقائد پر لیکچر

صبح کو لمباسہ کے لئے روانہ ہوئے۔ تھوڑی دیر کے لئے راستہ میں ایک دوست کے پاس ٹھہرے ان کا نام مولوی رحیم بخش ہے۔ ان سے مسائل سلسلہ پر تھوڑی سی گفتگو ہوئی۔ اس دن کا باقی حصہ لمباسہ ٹاؤن میں گذارا۔ مؤرخہ $\frac{۴}{۶۷}$ ۱۸ کو دو بجے دوپہر کے بعد یہ طے ہوا تھا کہ جامع مسجد لمباسہ میں تینوں علماء یعنی سُنی حضرات کے عالم جو سووا سے لمباسہ ٹاؤن میں سیرت النبیؐ صلعم کے جلسہ میں تقریر کرنے کے لئے تشریف لائے ہوئے تھے۔ مولوی نور الحق صاحب انور مبلغ جماعتِ ربوہ اور خاکسار جمع ہوں اور اپنے اپنے عقائد کو قرآن وحدیث کی روشنی میں بیان کریں تاکہ سامعین سچ اور جھوٹ کو پرکھ سکیں۔

چنانچہ پروگرام کے مطابق ہم نے دو بجے پتہ کیا تو معلوم ہوا کہ ابھی دونوں مولوی صاحبان نہیں آئے۔ پھر تین بجے آدمی آیا کہ ابھی دونوں میں سے کوئی بھی مولوی صاحب نہیں آئے۔ آخر ۴½ بجے کے قریب آدمی آیا کہ مولوی لال ٹوپی کا فون آیا ہے کہ ہم آرہے ہیں۔ مولوی لال ٹوپی کا نام مولوی محمد ہے۔ یہ ٹیکسی ڈرائیور ہے۔ اُردو بھی اچھی طرح نہیں پڑھ سکتا۔ لال ٹوپی کے نام سے اس لئے مشہور ہے کہ ہمیشہ ترکی ٹوپی پہنتا ہے۔ یہ ربوہ جماعت کا سب سے بڑا مبلغ ہے۔ کیونکہ یہ سب جماعت اسی کی بنائی ہوئی ہے چنانچہ مسٹر ڈین صاحب اور خاکسار پانچ بجے سے قبل جلسہ گاہ میں پہنچ گئے۔ وہاں لوگ جمع تھے۔ مگر نہ مولوی نورالحق صاحب موجود تھے اور نہ سنی مولوی امیر علی صاحب پیش امام جامع مسجد لمباسہ کی صدارت میں جلسہ شروع ہوا۔ خاکسار نے سیرت النبیؐ صلعم اور ختم نبوت کے موضوع پر تقریر شروع کی۔ تھوڑی دیر کے بعد مولوی لال ٹوپی صاحب مع دو ساتھیوں کے آگئے۔ خاکسار نے تقریباً ایک گھنٹہ تقریر کی۔ نماز مغرب کا وقت ہو گیا۔ نماز پڑھی گئی۔ نماز کے بعد پھر جلسے کی کارروائی شروع ہوئی۔ اس دفعہ خاکسار نے اعلان کیا کہ اب میں نصف گھنٹہ تقریر کروں گا جس میں جماعت احمدیہ لاہور کے عقائد پر روشنی ڈالوں گا۔ اس کے بعد سامعین میں سے ہر ایک کو صرف ایک ایک سوال پوچھنے کی اجازت ہوگی۔ نصف گھنٹہ تقریر کے بعد صدر صاحب نے اعلان کیا کہ ہر ایک بھائی ایک سوال پوچھ سکتا ہے۔ چنانچہ مجمع میں چار پانچ اصحاب نے وفاتِ مسیحؑ، حیاتِ مسیحؑ اور حضرت اقدس کے دعوےٰ مسیح موعود کے بارے میں سوالات پوچھے۔ جن کے تسلی بخش جواب دیئے گئے۔ ایک وکیل صاحب نے پوچھا کہ کیا حضرت مرزا صاحب کا دعوےٰ نبوت کا تھا۔ میں نے کہا نہیں۔ ایک اور دوست

(باقی صفحہ ۱۴ کالم ۳)

ظہور امام مہدی

روزنامہ مشرق مورخہ ۱۵ مئی ۱۹۶۷ء میں ظہور امام مہدی کے متعلق ایک بسیط مضمون شائع ہوا ہے، جس میں قرب قیامت کی علامات کا (جو احادیث کی اور کئی دوسری کتابوں میں بیان کی گئی ہیں) ذکر کرتے ہوئے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ حضرت امام مہدی کا ظہور عنقریب ہونے والا ہے۔

اس سلسلہ میں ایک ضروری امر کی طرف ہم قارئین کرام کو توجہ دلانا چاہتے ہیں وہ یہ ہے کہ احادیث اور بزرگان دین کی کتابوں میں مہدی کی جو علامات بیان کی گئی ہیں وہ اس قدر مختلف ہیں اور ان کی اسناد میں اس قدر اختلافات پایا جاتا ہے کہ ان سب کی صحت پر اعتماد مشکل ہے اور نہیں کہا جا سکتا کہ اُن میں سے کونسی صحیح ہے اور کونسی غلط، اسی لئے احادیث کی دو معتبر ترین کتب بخاری اور مسلم نے مہدی کے متعلق ایک بھی حدیث بیان نہیں کی اور بعض لوگوں نے باوجود اس کے کہ وہ امام مہدی کی آمد کے قائل ہیں، تمام روایات کو تسلیم کرنے سے انکار کیا ہے۔ چنانچہ نواب صدیق حسن خان صاحب حجج الکرامہ صفحہ ۳۶۵ پر لکھتے ہیں کہ "لیکن شک نیست، دراں کہ اسانید اکثر طرق وے معلول است" یعنی اس میں کچھ شک نہیں کہ ان احادیث کی اکثر اسناد کے طریقوں میں نقص ہے، اس نقص کے ہوتے ہوئے اس کتاب میں یہ رائے ظاہر کی گئی ہے کہ احادیث میں مہدی کے متعلق جن امور کا ذکر ہے وہ اس امر پر دلالت کرتے ہیں کہ مہدی کا ظہور ضرور ہوگا خواہ کسی بھی رنگ میں ہو۔

ایک اور امر جو غور کے قابل ہے وہ یہ ہے کہ احادیث میں جو علامات مہدی کی بیان کی گئی ہیں وہی مسیح موعود کی علامات بیان کی گئی ہیں مثلاً:۔

مسیح کی نسبت ہے:۔ اماماً حکماً عدلاً فیکسر الصلیب و یقتل الخنزیر (کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۲۰۲)

مہدی کی نسبت ہے:۔ صلیب را بشکند و خوک را بکشد ابن حجر ایں علامت را در ذکر مہدی در قول مختصر آوردہ (حجج الکرامہ صفحہ ۳۶۳)

مسیح کی نسبت ہے:۔ دو رنگین چادریں اوڑھے ہوئے ہوگا (ترمذی جلد ۲ صفحہ ۳۸)

مہدی کی نسبت ہے:۔ اس پر دو چادریں روشن ہوں گی (حجج الکرامہ صفحہ ۳۶۱)

ایسا ہی اور بھی کئی علامات دونوں میں مشترک پائی جاتی ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسیح اور مہدی ایک ہی شخصیت کے دو نام ہیں، چنانچہ ابن ماجہ کی حدیث میں اسی بات کی صراحت ان الفاظ میں کی گئی ہے لا مھدی الا عیسیٰ۔ عیسےٰ کے سوائے اور کوئی مہدی نہیں، ایسا ہی امام جلال الدین سیوطیؒ نے تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۵۹ پر حسن بصری کا یہ قول نقل کیا ہے وقال الحسن ان کان مھدی فعمر بن عبد العزیز والا فلا مھدی الا عیسےٰ ابن مریم یعنی اگر کوئی مہدی ہونا ہے تو وہ عمر بن عبد العزیز ہے ورنہ عیسےٰ کے سوائے کوئی مہدی نہیں ہے۔

حسن بصری کے اس قول میں عمر بن عبد العزیز کو ان کے عدل و انصاف کی وجہ سے لغوی معنوں میں مہدی کہا گیا ہے، کیونکہ مہدی کے معنے ہیں ہدایت یافتہ، انہی معنوں میں خلفائے راشدینؓ کو بھی مہدیین کہا گیا ہے، اور انہی معنوں میں اُمت کے اندر کئی ایسے لوگ ہوتے ہیں، جن کو مہدی کے نام سے پکارا گیا، لیکن وہ مہدی جس کا ظہور آخری زمانہ میں ہونے کا وعدہ دیا گیا ہے، وہ مسیح موعود ہی ہیں، جیسا کہ مہدی اور مسیح کی مندرجہ علامات اور ابن ماجہ کی حدیث لا مھدی الا عیسےٰ سے ظاہر ہے۔

اس سے یہ بھی ثابت ہے کہ مسیح جس کے آخری زمانہ میں آنے کا وعدہ دیا گیا ہے وہ بھی اسی اُمت محمدیہ میں سے ہی ہو سکتا ہے، کوئی باہر سے آنے والی شخصیت نہیں، جیسا کہ بخاری کی حدیث میں آنے والے مسیح کے متعلق لکھا ہے کہ:۔ انتم اذا نزل ابن مریم فیکم و امامکم منکم تمہارا کیا حال ہوگا جب ابن مریم تم میں نازل ہوگا اور وہ تم میں سے تمہارا امام ہوگا لیکن مسیح ابن مریم ۔۔۔ جو انبیائے بنی اسرائیل میں سے ہیں امامکم منکم کے مصداق نہیں ہو سکتے، اور ان کے آنے سے نہ ختم نبوت کا کچھ باقی رہ جاتا ہے اور نہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان و عظمت باقی رہتی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اسی بات میں ہے کہ آپؐ کی اتباع کے فیضان سے اسی اُمت میں مسیح اور مہدی پیدا ہو۔

چنانچہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے منصب مجددیت پر فائز ہو کر نہ صرف حدیث کی کھلی علامات کے مطابق مسیح اور مہدی کا خطاب پایا بلکہ اپنے روشن کارناموں سے یہ بھی ثابت کر دیا کہ وہی درحقیقت ان خطابات کے صحیح اور اصلی مصداق ہیں۔

اخبار احمدیہ

مولانا احمد یار صاحب کے والد ماجد کا انتقال

—— مولانا احمد یار صاحب مبلغ فجی کے والد ماجد اپنے وطن ریاست بہاولپور میں ایک سو بیس سال کی عمر میں انتقال فرما گئے ہیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون، ہم اس سانحہ میں مولانا احمد یار صاحب اور دیگر پسماندگان سے دلی ہمدردی کا اظہار کرتے اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ دے احباب سے جنازہ غائبانہ کی درخواست ہے۔

اُمّ داؤد صاحبہ کو صدمہ

—— بنارس سے محترمہ اُمّ داؤد صاحبہ لکھتی ہیں کہ ان کے داماد ڈاکٹر سید حبیب الرحمٰن صاحب کی بلڈ پریشر کی وجہ سے حرکت قلب بند ہو گئی اور وہ انتقال فرما گئے انا للہ و انا الیہ راجعون۔ ہمیں اس صدمہ میں محترمہ ممدوحہ سے دلی ہمدردی ہے۔ دعا ہے اللہ تعالےٰ مرحوم کو جنت نصیب فرمائے اور ان کے اہل و عیال اور دیگر پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے، محترمہ موصوفہ کی درخواست ہے کہ احباب کرام مرحوم کا جنازہ غائبانہ پڑھ کر ان کی رُوح کو ثواب پہنچائیں۔

ایک اور افسوسناک خبر

—— مولوی احمد یار صاحب فجی سے لکھتے ہیں کہ ہماری جماعت کے ایک اور مخلص اور دیرینہ خادم سلسلہ عالیہ محترم محمد جبار خان صاحب رئیس مارو مورخہ ۲۰/۶ کو اس جہان فانی سے رخصت ہو کر اپنے مولائے حقیقی سے جا ملے انا للہ و انا الیہ راجعون۔ ان کے والد بزرگوار کا نام رحمت اللہ خانصاحب تھا۔ محترم مرزا مظفر بیگ صاحب جب تبلیغ اسلام کے لئے جزائر فجی میں تشریف لائے تھے تو اس وقت محترم خانصاحب موصوف زندہ تھے محمد جبار خانصاحب مرحوم انکے سب سے چھوٹے فرزند تھے۔ ان کی عمر تقریباً ۷۰ سال تھی، انکے لئے بھی جنازہ غائبانہ کی درخواست ہے۔

ایک نوجوان کا دینی جوش

:۔ سیکرٹری صاحب جماعت بھدر واہ لکھتے ہیں:۔

—— خدا کے فضل و کرم سے جماعت بھدر واہ کے ایک مخلص اور سرگرم طالب علم مسٹر عبد الحفیظ بٹ بورڈ سیکنڈری ایجوکیشن کے فائنل امتحان (ایکٹو) میں اعلیٰ نمبرات حاصل کر کے پاس ہو گئے ہیں۔ انہوں نے اب کالج میں داخلہ لینے سے پہلے وعدہ کیا ہے کہ وہ یہاں کے ماحول کے مطابق ایک ٹریکٹ صداقت احمدیت پر خود لکھیں گے اور اپنے ہی خرچ پر اسے کافی تعداد میں شائع کریں گے۔ اور اس طرح حق اشاعت اسلام ادا کریں گے۔ جزاہ اللہ۔ خدا تعالےٰ سے دُعا کیجئے کہ طالب علم سچے معنوں میں اسلام اور احمدیت کا مخلص خادم اور مبلغ بن جائے۔ والسلام

خاکسار سیکرٹری جماعت احمدیہ بھدر واہ

ایک غلطی کی اصلاح

گذشتہ اشاعت میں مولوی عبد المجید صاحب کے مضمون موسومہ "حضرت مولانا نور الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے آخری چھ ماہ" میں ایک غلط لفظ چھپ گیا تھا جس کو قلم سے درست کر دیا گیا تھا اس کی وضاحت کے لئے دوبارہ ان فقرات کو ذیل میں نقل کیا جاتا ہے۔

مولانا نور الدین رحمۃ اللہ علیہ مسجد میں آ گئے اور اُٹھ کر حضرت اقدس کے سامنے چلے گئے اور فرمانے لگے کہ:۔

" ایسے موقعہ پر حضرت فاروق اعظم نے آنحضرت صلعم کے حضور گھٹنے ٹیک کر عرض کیا تھا امنت باللہ ربا و بمحمد نبیا اور آج میں وہی بیعت فاروقی کو مدِنظر رکھ کر کہتا ہوں کہ: منت باللہ ربا و بک مسیحا و مہدیا"

حضرت امیر کا پتہ:۔ گذشتہ اشاعت میں حضرت امیر ایدہ اللہ کا جو مری کا پتہ لکھا گیا تھا اس کی تصحیح کے مطابق آپ کا پتہ حسبِ ذیل ہے:۔

D. VILA, METROPOL HOTEL
MURREE

اخبار و افکار

بشیر رسوز

ننگے آدمی - حیاء کے دیس میں

کل جب میں حسب معمول دفتر آنے کے لئے گاڑی سے اترا تو لاہور ریلوے اسٹیشن کے پلیٹ فارم پر لوگوں کے ہنستے مسکراتے اور کھلکھلاتے ہجوم میں فرنگی قوم کی ننگی تہذیب کے پروردہ گورے چٹے نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کو چلتے پھرتے پایا۔ یہ لوگوں کے لئے ایک تماشا بن رہے تھے۔ لڑکوں نے صرف باریک اور چست نیکریں پہنی ہوئی تھیں۔ اور لڑکیوں نے ایسی نیکروں کے ساتھ صرف انگیئے۔ باقی سارا جسم ننگا تھا۔ ہر ایک کی پشت پر سفری سامان بندھا تھا۔ یہ اٹھکیلیاں کرتے پھرتے تھے۔ اس قسم کے جہاں گرد انگریز نوجوان لڑکے اور لڑکیاں کبھی کبھی پاکستان میں بھی دیکھنے میں آ جاتے ہیں۔ ان کی عریانی ننگ انسانیت ہوتی ہے جس سے حیاء و شرم پانی پانی ہو کر رہ جاتی ہے۔

ایک محتاط تحقیق کے مطابق یہ چلتے پھرتے ننگے دھڑنگے نوجوان مرد و زن فرنگی قوم کے اس طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ جن کو اپنے ماں باپ کا بھی اتہ پتہ نہیں ہوتا۔ وہ آوارگی کا نتیجہ اور انارکی کے پروردہ ہوتے ہیں۔ پھر مغرب کی عریاں تہذیب اس پر مستزاد! یہ بے فکرے، بے گھر بے در لوگ صبح کہیں شام کہیں کرتے کراتے ان دیسوں میں بھی اپنا ورود مسعود کرتے ہیں۔ جہاں شرم و حیاء کے دیئے جلتے ہیں۔ یہ ننگی جوانیاں یہاں آ کر یہاں کی شرمیلی اور باحیاء معاشرت کا منہ چڑاتی اور بے راہ روی کی باعث بنتی ہیں۔

پاکستان ایک مشرقی اور اسلامی ملک ہے۔ یہاں کی تہذیب اگرچہ مغرب کے زیر اثر کرتی جا رہی ہے لیکن اب بھی اس میں بہت حد تک حیاء و شرم باقی ہے اور یہاں کی روایات اخلاق و کردار اور عزت و عصمت کی حامل ہیں۔ شرافت اور حیاء کے اس دیس میں باہر کے بے شرم لوگ ننگے پن کا مظاہرہ کر کے یہاں کے قلب و نظر کو مکدر کریں تو یہ طور و طریق فکر انگیز اور محاسبہ طلب ہے۔

ضرورت ہے کہ حکومت کا متعلقہ شعبہ ان مادر پدر آزاد ننگے دھڑنگے نوجوان لڑکے لڑکیوں کو پاکستان میں آنے کی اجازت دینے سے پہلے یہاں کی مشرقی اور اسلامی روایات کے احترام کے پیش نظر ان پر یہ قدغن لگائے کہ وہ کپڑا لتا پہن کر ایک شریف انسان کی حیثیت سے اس دیس میں قدم رکھیں۔

مسجد میں فلمی ریکارڈنگ

روزنامہ امروز کی ایک خبر کے مطابق لودھراں میں ایک مسجد ایسی بھی ہے۔ جس میں فجر اور عشاء کی نمازوں کے وقت لاؤڈ سپیکر پر فلمی ریکارڈ بجائے جاتے ہیں۔ آج تک مسلمانوں کو کلیسائے مسیحیت کی موسیقانہ عبادات پر اعتراض تھا۔ لیکن اب اسلامی مسجد میں فلمی ریکارڈ بجائے جانے لگے ہیں غالباً اس لئے کہ اس ذریعہ سے لوگوں کو مسجد میں آنے کی کشش پیدا ہو، ڈر ہے کہ آئندہ اس ذریعہ کو زیادہ پر کشش بنانے کے لئے یہ صورت حال مولوی صاحبان کے غیر موثر اور تفرقہ انگیز مواعظ پر شاہد ہے جس پر جتنا بھی ماتم کیا جائے کم ہے۔

بسم اللہ کے بجائے باسم العروبہ

صدق جدید سے بلا تبصرہ:—

آج کل مشرق وسطیٰ کی سیاست ایک بہت اہم موڑ پر آئی ہوئی ہے۔ اسی کے چرچوں سے اخبارات پر ہیں ٹیلیویژن پر شام کے وزیر اعظم کی تقریر تھی۔ باسم العروبۃ الخالدۃ تحیۃ العروبۃ لکل عربی حر سے شروع ہوئی شروع سے آخر تک ایک حرف بھی اللہ، اسلام اور دین کا نہ تھا بلکہ برعکس الرجعیۃ العربیۃ یعنی اسلام کے ماننے والوں پر طعن و تعریض ہی نہیں بلکہ کھلے بندوں نفرت کا اظہار تھا۔ ٹائمز نے مصر کے اخبار الجمہوریہ کے ایک صفحہ کا زنکوگراف فوٹو شائع کیا کہ ایک جلوس جا رہا ہے اور بینر پر یہ لکھا ہوا ہے سنسحق الاستعمار الامریکی سنسحق الرجعیۃ العربیۃ دوسری طرف مغضوب علیھم کا یہ حال ہے کہ گذشتہ یوم الیست کو روزہ رکھ کر پورا دن دعا و ابتہال میں گزارا گیا حالات یہ ہیں۔ بہر حال ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے دعا یہی ہے کہ مسلمانوں کی فتح ہو۔ ربنا لا تؤاخذنا بما فعل السفھاء منا کی دعا شاید اسی نازک موقع کے لئے ہے"

بے شک حالات یہی ہیں۔ بلکہ شاید اس سے بھی کچھ بدتر اور پھر بھی آپ کو حیرت ہو رہی ہے کہ فتح و نصرت و تائید غیبی اہل مصر اہل شام کے ساتھ کیوں نہیں؟ گویا حیرت آپ اس پر کر رہے ہیں کہ گیہوں سے گیہوں اور جو سے جو کیوں پیدا ہو رہا ہے!

خط لکھ کر اسلامی کتب مفت حاصل کریں۔

آفیسر انچارج شعبہ مفت اشاعت۔ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور۔

جزائر فیجی میں تبلیغ اسلام

(بسلسلہ صفحہ نمبر ۲)

نے کہا کہ یہ ظلی اور بروزی نبی کے جو الفاظ ہیں ان کے کیا معنی ہیں۔ تفصیل سے ان الفاظ کی تشریح بتائی گئی نیز خاکسار نے یہ بھی کہا کہ لفظ نبی کے ساتھ ظلی، بروزی، مجازی اور امتی کے جو الفاظ لگائے گئے ہیں وہ صرف یہ ظاہر کرنے کے لئے ہیں کہ میرا دعوےٰ نبوت کا نہیں ہے۔ کیا آنحضرت صلعم سے قبل جتنے انبیاء گذرے ہیں کیا کسی نے اپنے آپ کو ظلی، بروزی، مجازی اور امتی نبی کہا ہے۔ جب جواب نفی میں ہے تو ثابت ہوا آپ کا دعوےٰ نبوت کا نہیں تھا۔

ربوی مولوی کا بیان اور اس کا جواب

اس پر مولوی لال ٹوپی صاحب نے کہا کہ مجھے بھی نصف گھنٹہ وقت دیا جائے۔ میں بھی اپنی جماعت یعنی جماعت ربوہ کے عقائد بتانا چاہتا ہوں۔ خیر مولوی صاحب کو پندرہ منٹ دے دیئے گئے۔ مولوی صاحب موصوف نے ایک یہ آیت پڑھی یوم ندعوا کل اناس بامامھم جس سے یہ ثابت کرنا چاہا کہ امام کا ماننا فرض ہے ورنہ قیامت کے دن بغیر امام کے اٹھیں گے۔ طرفہ یہ ہے کہ ہر دو ربوائی حضرات کا عقیدہ جدا جدا ہے۔ یہاں تو نوبت یہاں تک پہنچی ہوئی ہے کہ جو شخص حضرت مرزا صاحب کو دعاوی میں سچا مانتا ہے مگر خلیفہ صاحب کی بیعت نہیں کی تو وہ بھی کافر ہے۔ آیت شریف مذکور میں امام سے مراد خلیفہ ہے۔ جب تک کوئی شخص بیعت فارم پر نہیں کرتا وہ کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔ اس پر خاکسار نے بتایا کہ امت مرحومہ کے امام تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور ہم سب مسلمان قیامت کے دن آپ ہی کے جھنڈے کے نیچے جمع ہوں گے۔ اس کی تائید میں خاکسار نے مندرجہ ذیل دو اشعار پیش کئے ؎

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام

دوسری آیت مولوی صاحب موصوف نے اما یاتینکم منی ھدی الخ۔ اجرائے نبوت غیر تشریعی کے ثبوت میں پیش کی اس پر خاکسار نے تفصیل کے ساتھ بتاتے ہوئے کہا کہ تشریعی نبوت بقول آپ کے اس لئے بند ہے کہ شریعت اسلامیہ کامل ہے۔ تو کیا آنحضرت صلعم کی نبوت ناقص ہے یا کمزور ہو گئی ہوئی ہے یا لمبا عرصہ گذرنے کی وجہ سے بوڑھی ہو گئی ہوئی ہے کہ نئی نبوت کے سہارے کی اسے ضرورت پڑ گئی ہے۔ حضرت امام الزمان کے ارشاد کے بموجب صرف ایک نبی زندہ ہے وہ محمد رسول اللہ صلعم کی ذات بابرکات ہے۔ پھر کسی اور کو نبی بنانے کی کیا ضرورت ہے غرضیکہ قرآن مجید حدیث شریف اور کتب حضرت اقدس سے ختم نبوت پر خوب روشنی ڈالی گئی۔ حاضرین کی غلط فہمیاں دور کی گئیں۔ خاکسار کے بعد مسٹر جی ابن ڈین صاحب نے کتب حضرت اقدس سے ثابت کیا کہ آپ کا دعوےٰ نبوت کا نہیں تھا بلکہ مجددیت

۴۹۵

اور محدثیت کا تھا۔ آپ کی تقریر کو سامعین نے بہت پسند کیا۔ سوا کے مولوی صاحب جو عید میلاد النبی صلعم کی تقریب پر لمباسا آئے ہوئے تھے انہوں نے بھی مسٹر جی ابن ڈین صاحب کی تقریر کو پسند کیا۔ اور ان کے دلائل کی پر زور تائید کی۔

والسلام

نیاز کیش خاکسار۔ احمد یار عفی عنہ

المبشر الاسلامی۔ فیجی

دُنیا میں جب بدی، گُناہ اور فسق وفجور بڑھ جاتا ہے تو خدا تعالیٰ کی طرف سے

رشد و ہدایت کے سامان پیدا کر دیئے جاتے ہیں

ماموّرین الٰہی کی صداقت اور شناخت کے معیار

حضرت مسیح موعودؑ نے مطہر ومزکّی قوم پیدا کی جس کی وجہ سے اکنافِ عالم میں توحید و رسالت کا ڈنکا بج رہا ہے

خطبہ جمعہ مورخہ ۱۴ر جولائی ۱۹۶۷ء - فرمودہ حضرت مولانا شیخ عبد الرحمٰن صاحب مصری دامت برکاتہٗ، بمقام جامع احمدیہ - احمدیہ بلڈنگس لاہور

والعصر ان الانسان لفی خسر - الا الذین اٰمنوا و عملوا الصّٰلحٰت و تواصوا بالحق و تواصوا بالصبر (سورۃ العصر)

ماموّرین الٰہی کی صداقت کی علامتیں

اس چھوٹی سی سورۃ میں اللہ تبارک وتعالےٰ نے اُن پاک ہستیوں کے لئے جو خدا کی طرف سے مامور ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ خواہ وہ نبی ہوں یا غیر نبی - ان کی صداقت کی دو علامتیں بیان کی ہیں اور وہ ایسی زبردست علامتیں ہیں جو نہ صرف انکی صداقت کو ثابت کرنے اور منکرین پر حجت تمام کرنے کے لئے ہی کافی نہیں بلکہ خود ان کے ماننے والوں کے دلوں میں بھی ان کے حقیقی فرائض کی طرف متوجہ رکھتی اور ان کو سرانجام دینے کی طرف رغبت دلاتی رہتی ہیں۔

صحابہؓ کرام کا تعامل

یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرامؓ عند الملاقات اس سورۃ کو آپس میں دہراتے رہتے تھے جب ملتے تو ایک دوسرے کو سنا دیتے تھے اس کے نتیجہ میں یہ دونوں علامتیں ہر وقت ان کے سامنے موجود رہتی تھیں اس لئے مسلمانوں کے فرائض بھی ہر وقت اُن کی آنکھوں کے سامنے رہتے تھے اسی کا نتیجہ تھا کہ مسلمانوں میں صدیوں تک حقیقی اسلامی رُوح کار فرما رہی۔

صداقت مامور کو پرکھنے کی پہلی علامت -

خدا تعالےٰ نے قرآن کریم میں بعض چیزوں کی قسمیں کھائی ہیں، یہ قسمیں ان دعووں پر بطور دلیل کام دیتی ہیں جو ان کے بعد مذکور ہوتا ہے - اس سورۃ میں خدا تعالےٰ نے والعصر کہکر زمانہ کی قسم کھائی ہے۔ دعوےٰ یہ ہے ان الانسان لفی خسر کہ انسان خسارے اور گھاٹے کی طرف جا رہا ہے یہ وہ پہلی علامت ہے جو کہ مامورِ زمانہ کی صداقت کو پرکھنے کے لئے بطور دلیل کے بیان کی گئی ہے گویا بالفاظ دیگر لوگوں کو اس طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ سب سے پہلے دیکھو کہ مامور نے جس زمانہ میں دعوےٰ کیا ہے۔ کیا وہ زمانہ اس مامور کی بعثت کا مقتضی ہے یا نہیں؟ اور کیا یہ زمانہ بالطبع چاہتا کہ خدا اس زمانہ میں ہدایت کے سامان پیدا کرے۔

خسران ہدایت الٰہی سے دُور رہنے کا نام ہے

پھر فرمایا کہ زمانہ کو دیکھ لو کہ آیا اس وقت انسان اپنے مقصد حیات کو حاصل کرنے کی طرف راغب ہے اور اس راہ میں ترقی کر رہا ہے یا نقصان کی طرف جا رہا ہے۔ نقصان سے مراد اس جگہ درہم اور دینار کا نقصان نہیں، بلکہ رُوحانیت کا نقصان مراد ہے جیسا کہ خدا تعالےٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے اولٰئک الذین اشتروا الضلالۃ بالھدیٰ فما ربحت تجارتھم وما کانوا مھتدین ؁ "یہ لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت کو چھوڑ کر گمراہی کو خرید لیا ہے، اس لئے ان کی تجارت فائدہ مند نہیں ہوئی اس لئے یہ لوگ ہدایت یافتہ نہیں اس سے پتہ لگ گیا کہ خسران ہدایت سے دُور رہنے اور اس سے محروم رہنے کا نام ہے۔ گویا ہدایت یافتہ ہونا اور خسران کا شکار ہونا ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ اس سے واضح ہوا کہ جو شخص ہدایت حاصل کرتا ہے وہ ضلالت سے دُور رہتا اور خسران سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ اس کے برعکس جو ضلالت میں مبتلا ہے وہ خسران کا شکار ہے۔

انسانی پیدائش کی غرض

آیت وما خلقت الجنّ والانس الا لیعبدون میں انسانی پیدائش کی غرض وغایت یہی بتلائی ہے کہ انسان عبادت ہی کے لئے پیدا کیا گیا ہے اگر یہی غرض انسان کے مدنظر ہمیشہ رہتی ہے اور یہی زندگی بھر اس کا مطلوب ومقصود بنی رہتی ہے یعنی وہ ایسے افعال کا مرتکب رہتا ہے جس سے خدا سے تعلق پیدا ہو جائے، بدیوں اور گناہوں سے دُور ہو جائے، نیکی کی راہ پر گامزن ہو جائے۔ تو سمجھ لو کہ وہ خسران سے بچا ہوا ہے۔ خسران کی مزید وضاحت اس آیت میں فرمائی وننزّل من القراٰن ما ھو شفاء ورحمۃ للمؤمنین ولا یزید الظالمین الا خسارا یعنی ہم اسی قرآن سے اتار رہے ہیں اور آئندہ بھی ہمیشہ اتارتے رہیں گے وہ سامان جو مومنوں کے دلوں میں پیدا ہونے والے امراض کے لئے شفا ثابت ہوں گے اور ان کی روحانی ترقی کے لئے رحمت کا موجب ہوں گے جو لوگ اس قرآن پر عملدرآمد ترک کریں گے وہ اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے ہوں گے اور یہ ظالم لوگ دن بدن خسارہ میں ترقی کرتے چلے جائیں گے

اس آیت میں بھی بتلا دیا کہ جو قرآن کریم کو چھوڑتا ہے وہ خدا کو چھوڑتا ہے۔ پس قرآن کی اصطلاح میں رُوحانیت سے بے بہرہ رہنا اور خدا تعالےٰ سے دُور رہنا اور الٰہی ہدایات کو کام میں نہ لانے کا ہی دوسرا نام خسران ہے۔

حضرت نبی کریم صلعم کی بعثت کے وقت دُنیا کی حالت

اب ہم جب حضرت نبی کریم صلعم کی بعثت کے وقت کو دیکھتے ہیں تو ہمیں صاف نظر آتا ہے کہ ساری دنیا بدیوں کے سیلاب کی لپیٹ میں تھی فرمایا چاروں طرف نظر اٹھا کر دیکھ لو کہ کیا نیکیوں سے رُوگردانی نہیں تھی۔ کیا لوگ خدا سے دُور پڑے ہوئے نہ تھے۔ کیا وہ اپنی پیدائش کی غرض پوری کر رہے تھے، اس وقت عرب کا جو نقشہ تھا۔ ساری دنیا کو معلوم ہے۔ ہر ایک جانتا ہے کہ چاروں طرف بدیاں پھیلی ہوئی تھیں۔ یورپ، چین، ہندوستان، امریکہ، افریقہ وغیرہ جدھر دیکھیں برائی ہی برائی نظر آتی تھی۔ اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا ظھر الفساد فی البرّ والبحر بما کسبت ایدی الناس یعنی بر کہیں خشکی اور تری میں لوگوں کی بداعمالیوں کی وجہ سے بگاڑ ہی بگاڑ پیدا ہو گیا تھا۔ پس ایسا ہمہ گیر بگاڑ تقاضا کرتا تھا کہ خاتم النبیین جیسا عظیم الشان پیغمبر اس کی درستگی کے لئے مبعوث ہو کیونکہ قرآن کریم میں صاف لکھا ہے افنضرب عنکم الذکر صفحا ان کنتم قوما مسرفین وکم ارسلنا من نبی فی الاولین - یعنی جس زمانہ میں لوگ گناہوں میں حد سے بڑھ جاتے ہیں تو ہم اُنکی اصلاح کے لئے ہمیشہ نبی بھیجتے رہے ہیں کیونکہ ان علینا للھدیٰ یعنی دنیا کے لئے ہدایات کے سامان پیدا کرنا ہم نے اپنے ذمہ لیا ہوا ہے پس اسی سنت مستمرہ کے ماتحت ہم نے رسول کریم صلعم کو مبعوث کیا ہے۔

صداقت مامور کی دوسری علامت

پہلی شہادت تو خود زمانہ کی ہے جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دعوےٰ رسالت کی صداقت پر حقی گواہی دے

رہی ہے لیکن دوسری علامت کے بغیر جس کا ذکر بعد کے الفاظ میں کیا گیا ہے یہ پہلی علامت مکمل نہیں ہوتی کیونکہ ہوسکتا ہے کہ زمانہ کی بُری حالت کو دیکھ کر کوئی جھوٹا مدعی بھی کھڑا ہو جائے اس لئے فرمایا الا الذین اٰمنوا وعملوا الصّٰلحٰت یعنی خسران سے نجات وہی پاتے ہیں جو خدا کے فرستادہ پر ایمان لاتے اور ان کے اعمال اس ایمان کے قالب میں ڈھل جاتے ہیں۔ پس یہ ایسی علامت ہے جو جھوٹے اور سچے مدعی میں امتیاز قائم کر دیتی ہے کیونکہ اصل غرض تو نبی کریم صلعم کے مبعوث کرنے کی یہی تھی کہ ہر خسران سے حضور لوگوں کو نکال کر کامیابی کی راہ پر انہیں گامزن کر دیں سو اگر ایسا انقلاب آنحضور صلعم کے ماننے والوں میں پیدا ہو گیا ہے تو آنحضور صلعم کے راستباز ہونے میں شبہ کرنے کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں اب یہ واقعہ ہے جس کا انکار کوئی ہوشمند نہیں کرسکتا...... کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے یہ انقلاب رونما ہوگیا۔ پھر فرمایا وتواصوا بالحق یعنی نیکیوں پر ان کے دلوں میں اس حد تک فریفتگی پیدا ہوگئی ہے کہ وہ اس پر ثابت قدم رہنے کے لئے ایک دوسرے کو تاکید کرتے رہتے ہیں اور اس سے بھی بڑھ کر ان کے دلوں میں یہ جوش پیدا ہو جاتا ہے کہ جس حق کی نعمت سے وہ متمتع ہوئے ہیں دوسرے لوگ بھی اس سے متمتع ہوں اسی لئے ان کی شان میں آگے فرمایا وتواصوا بالصبر کہ وہ ایک دوسرے کو تاکید کرتے رہتے ہیں کہ اس حق کو دوسروں تک پہنچانے میں ایک تو استقلال سے کام لو اور اگر اس راہ میں تکالیف پیش آئیں تو انہیں صبر سے برداشت کرو۔

حضور صلعم نے ایک باوصف قوم پیدا کی

حضرت نبی کریم صلعم کے زمانہ کے حالات پر غور کرنے والا اسی نتیجہ پر پہنچے گا کہ آنحضور صلعم عین ضرورت کے وقت مبعوث ہوئے اور فی الحقیقت آنحضور صلعم نے اپنے ماننے والوں کو خسران سے نکال کر کامیابی کے ساحل پر پہنچا دیا اور نیک بندوں کی جو صفات ہوتی ہیں ان سے ان کو متصف کر دیا۔

حضرت مسیح موعودؑ کی آمد کے وقت زمانہ کی حالت۔

اب ہم اسی معیار پر حضرت مسیح موعودؑ کے دعوے کی صداقت کو پرکھتے ہیں۔ سو ہمیں صاف نظر آتا ہے کہ جس وقت حضور کی بعثت ہوئی تو زمانہ میں فساد ہی فساد پھیلا ہوا تھا اور خطرناک خسران میں لوگ مبتلا تھے اسی لئے حضور نے فرمایا ؎

وقت ہے وقتِ مسیحا نہ کسی اور کا وقت
میں نہ آتا تو کوئی اور ہی آیا ہوتا

حضرت مسیح موعودؑ جب مبعوث ہوئے تو زمانہ کے تقاضا کے مطابق ہوئے۔ اسلام پر چاروں طرف سے حملے ہو رہے تھے یہ زمانہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے مشابہ تھا اسی لئے حضرت نبی کریم صلعم نے فرمایا۔ کیف تھلک امۃ انا فی اوّلھا والمسیح فی اٰخرھا یعنی وہ اُمت کس طرح ہلاک ہوسکتی ہے جس کے شروع میں میں ہوں اور جس کے آخر میں مسیح ہو۔ آنحضور صلعم نے مسیح کے زمانہ کا نقشہ ان الفاظ میں پیش کیا ہے بدا الاسلام غریبًا سیعود غریبًا فطوبٰی للغرباء۔ یعنی اسلام اجنبی کی حیثیت سے دنیا پر نمودار ہوا یہ ترقی کرے گا دلوں کو منور کرے گا اور اپنے عروج پر پہنچ جائے گا لیکن پھر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ وہ اپنی اجنبیت والی پہلی حالت کی طرف ہی لوٹ آئے گا جو لوگ اس کو اس وقت قبول کریں گے وہ اجنبی سمجھے جائیں گے پس ایسے غرباء کے لئے مبارک ہو۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کی پیشگوئی

سے معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ابتدائی ایام میں اسلام کا حال تھا۔ اسی طرح اُمت پر بھی ایسا زمانہ آئے گا۔ چنانچہ یہ زمانہ حضرت امام زماں کے دور میں آیا اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضور نے فرمایا ؎

آسمان بارد نشان الوقت میگوید زمین
این دو شاہد از پئے تصدیق من استادہ اند

یعنی آسمان نشانوں کی بارش کر رہا ہے اور زمین بھی یہی شہادت دے رہی ہے کہ مسیح کے آنے کا یہی وقت ہے۔ زمین سے مراد اہلِ زمین ہیں۔ پس یہ دونوں یعنی آسمان اور زمین میری تصدیق کے لئے کھڑے ہیں، احادیث میں آمد مسیح کے دور کے حالات اور علامتیں بیان ہوئی تھیں اس زمانہ میں پوری ہوئیں۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس زمانہ میں اسلام کی یہ حالت ہو جائے گی کہ جیسا کہ ایک بہت بڑا برتن ہو اس میں عمدہ کھانا ہو چاروں طرف سے لوگ اس پر ٹوٹ پڑے ہوں، اسی طرح سے لوگ اسلام پر حملہ آور ہوں گے اور یہاں تک فرمایا کہ مشرکین بھی اسلام پر یلغار کریں گے۔ دیکھ لو کیا ہندوؤں، عیسائیوں اور یہودیوں نے اسلام پر طرح طرح کے اعتراض کرنا شروع نہیں کر دیئے تھے فرمایا کہ زمانہ سب سے بڑی علامت ہے کیا زمانہ کی حالت کا تقاضا نہیں کہ کوئی عظیم الشان مجدد جسے احادیث میں مسیح اور مہدی کہا گیا ہے اس میں مبعوث ہو۔

اس صدی کے مجدد کو پیش کرو۔

فرمایا کہ اگر تم مجھے نہیں مانتے تو اس صدی کا مجدد دکھلاؤ ورنہ ماننا پڑے گا کہ یہ صدی مجدد اور مامور سے خالی جا رہی ہے یا اس لئے کوئی مامور کھڑا کرو۔ اور حدیث نبوی صاف کہتی ہے کہ ہر صدی کے سر پر خدا تعالےٰ اپنا مقرب مامور دنیا کی رشد و ہدایت کے لئے مبعوث کرتا رہیگا۔ موجودہ صدی اخلاقی اور روحانی اعتبار سے بڑی پستی کی طرف جا رہی ہے دجال کا فتنہ کتنا زوردار ہے۔ کیا اس دجالی فتنہ کو دور کرنے کے لئے عظیم الشان مامور نہیں آنا چاہیئے تھا انسانوں کی حالت دگرگوں تھی۔ اور اس قابل تھی کہ خدا کسی کو بھیجے۔

ہدایت دینا خدا کا کام ہے۔

کیا کبھی ایسا ہوا ہے کہ لوگ گناہ میں بڑھ جائیں اور اس کو دور کرنے کے لئے خدا کوئی سامان نہ کرے۔ یہ خدا کی شان سے بعید ہے ان علینا للھدیٰ۔ خدا کی شان یہ ہے کہ ہدایت بھیجتا چلا جائے۔ لوگ جب بھی بدی اور گناہ اور فسق و فجور میں مبتلا ہوتے ہیں تو اس وقت خدا تعالےٰ کی طرف سے مامور کھڑا کر دیا جاتا ہے۔ یہ کبھی نہیں ہوسکتا کہ خدا تعالےٰ اپنے بندوں کی ہدایت سے غافل ہو جائے جب دنیا میں گمراہی پھیل جائے اور لوگ فطری طور پر حق کو رہے ہوں کہ موجودہ اندھیرے سے نکل کر روشنی میں آئیں لیکن اس اندھیرے سے نکلنے کے لئے کوئی راہ ان کو نظر نہ آتی ہو بلکہ ہر طرف مایوسی ہی مایوسی کا سامنا ہو ایسی حالت میں ہی لوگ چاہتے تو یہی ہیں کہ کوئی آئے اور انہیں روشنی دکھلائے۔ مامور نور ہدایت لے کر آتا ہے۔

لیکن جب روشنی آجاتی ہے تو اس روشنی سے لوگ آنکھیں بند کر لیتے ہیں اسی لئے فرمایا وما یاتیھم من نبی الا کانوا بہ یستھزءون۔ یعنی نبی کے ظہور پر لوگ اسے ہنسی میں اُڑا دینے کی کوشش کرتے ہیں لیکن اللہ تعالےٰ ان کے سخت سے سخت اور طاقتور سے طاقتور معاندین کو ہلاک کر کے اپنے مامور کی قوت کو بڑھاتا اور اسے کامیابی سے ہمکنار کرتا ہے اللہ تعالےٰ کی یہی سنت ہے جو ہر زمانہ میں لوگوں کو نظر آئیگی جیسا کہ فرمایا فاھلکنا اشد منھم بطشا ومضیٰ مثل الاوّلین یہ مسلّم ہے کہ ہر مصلح اور مجدد اور مامور اپنے ساتھ نور لے کر آتا ہے اسی لئے ان کے ذریعہ سے دنیا میں روشنی پھیلتی جاتی ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کا معیار

پس حضرت مسیح موعودؑ کو بھی اسی معیار پر پرکھ لیا جائے پس سب سے پہلی علامت تو یہی ہے کہ وقت کو دیکھ لو۔ کیا لوگ پیدائش کی اصل غرض بھول نہیں گئے تھے کیا وہ اپنے آپ کو اس قابل نہیں پاتے تھے کہ ان کی اصلاح کی جائے۔ دوسری علامت یہ ہے کہ آیا وہ شخص جس نے اس زمانہ میں مامور الٰہی ہونے کا دعوےٰ کیا ہے کیا اس کے ساتھ تعلق رکھنے والے بدیوں سے کنارہ کش اور نیکیوں کی طرف راغب ہو رہے ہیں یا نہیں۔ یہ علامت کہ ایمان لانے والے گمراہی سے دور ہو رہے ہیں نیکی کی طرف ترقی کر رہے ہیں، روشنی اور نور پیدا ہو رہا ہے۔ خدا کی محبت میں فنا ہو رہے ہیں۔ دنیا کی کوئی طاقت ان میں لغزش پیدا نہیں کر رہی حضرت مسیح موعودؑ سے حقیقی تعلق رکھنے والوں میں کیا یہ صفات پیدا ہوگئی تھیں یا نہیں یقینًا ہوگئی تھیں جس طرح حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کفار نے کتنی کوشش کی وہ طاقتور تھے مسلمان کمزور تھے ان لوگوں پر ہر طرح کے ظلم و جور انہوں نے روا رکھے لیکن وہ اسلام سے منحرف نہ ہوئے۔ حتیٰ کہ عورتوں اور لونڈیوں کو مارا گیا۔ ایک کی تو آنکھ نکال دی گئی۔ یہ استقامت ہوتی ہے جو خدا تعالےٰ کے مامور کی ذات کیساتھ وابستہ ہونے والوں میں ہوتی ہے اسی طرح حضرت مرزا صاحبؑ کے ماننے والوں میں اسی قسم کی استقامت پیدا ہوگئی ان کو بھی مخالفین نے منحرف کرنے کی ہزار کوشش کی مگر ہر دفعہ انہیں ناکامی کا ہی منہ دیکھنا پڑا۔ وہ صحابہؓ کی طرح تھے کسی مامور کی شناخت اور صداقت کی زبردست دلیل ہے کہ اس کے انفاسِ قدسیہ سے لوگوں کے اندر نیکی اور پاکیزگی اور للہیت پیدا ہو۔ اسی طرح حضرت مسیح موعودؑ کی تیار کردہ جماعت میں تواصوا بالحق وتواصوا بالصبر کی صفات بھی پیدا ہوگئیں۔

نورِ اسلام دُنیا میں پھیلانے کی ضرورت

اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی بھی آنکھیں کھولے جنہوں نے ابھی تک مامور زمانہ کے ساتھ تعلق پیدا نہیں کیا کہ وہ زمانہ کے امام (باقی بر صفحہ نہم)

صالح نور صاحب

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے دعویٰ میں کوئی تبدیلی نہیں فرمائی

قاضی محمد نذیر کی گمراہ کُن اور مجرمانہ تاویلات

(۱)

زمین بر قاضی و ملا سلامے
کہ پیغام محمد گفتند مارا
ولے تاویل شاں در حیرت انداخت
خدا و مصطفیٰ و "میرزا" را

قاضی محمد نذیر لائل پوری نے ایک عرصہ کے بعد پھر تبدیلیٔ عقیدہ کے مسئلہ کو چھیڑا ہے اور ربوہ سے ایک کتابچہ بعنوان "نبوت مسیح موعودؑ کا عقیدہ احمدیوں کے دونوں فریق کی مصالحت میں مانع نہیں" شائع کیا ہے۔ اس پمفلٹ میں یہ ثابت کرنے کی سعی نامسعود کی گئی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ۱۹۰۱ء تک اپنے آپ کو "محدث" کہتے رہے مگر "ایک غلطی کا ازالہ" ---- میں اپنے اس دعوے کو تبدیل فرما کر "نبوت" کا دعوے کیا۔

جیسا کہ ذیل میں تفصیل سے یہ ثابت کیا جائے گا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے از ابتدا تا انتہا ایک ہی ---- دعوے کیا اور کبھی بھی اس میں تبدیلی نہیں فرمائی۔ ابتداء میں یہ عرض کرنا ضروری خیال کیا جاتا ہے کہ قاضی صاحب موصوف نے حضرت مولانا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت امیر مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ تعالےٰ کا ذکر جس انداز میں کیا ہے وہ گستاخانہ ہے۔ یہ دونوں اصحاب حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بلا واسطہ فیض یافتہ ہیں اور صحابہ کے حق میں کچھ کہنے سے پیشتر ان کے مقام اور مرتبہ کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ مولانا مرحوم نے تمام دُنیا کے ایوانوں میں قرآنی نور کو پہنچانے کیلئے ایک بلند اور اعلےٰ کردار ادا کیا ہے۔ اور موجودہ امیر مولانا صدر الدین صاحب نے اپنی جوانی کے بیش قیمت ایام یورپ میں تبلیغ اسلام میں صرف کئے ہیں۔ ووکنگ اور برلن کی مساجد کے در و دیوار۔ منبر و محراب۔ گنبد و مینار کی عظمت مولانا صاحب کی خدماتِ جلیلہ کے گواہ ہیں اور یورپ آپ کی خدمات کو کبھی فراموش نہیں کر سکے گا۔ ایسے جلیل القدر فرزندانِ احمدیت کے متعلق قاضی صاحب موصوف کا اس بے باکی سے تذکرہ کرنا چاند پر تھوکنے کے مترادف ہے۔ میں تو قاضی صاحب کی اس جرأت پر حیران ہوں

خدا کی شان یہ دیکھو کہ کلچڑی گنجی
حضورِ بلبلِ بستاں کرے نواسنجی

اختصار کو ملحوظ رکھتے ہوئے ذیل میں چند ایسے قطعی حوالہ جات نقل کئے جاتے ہیں۔ جو اس امر کے گواہ ہیں کہ قاضی صاحب نے تبدیلی عقیدہ کی جو عمارت ریت کے ڈھیر پر کھڑی کی ہے اس کی کیا حقیقت ہے۔

کوئی دعویٰ جدید نہیں ہے

"ایک غلطی کا ازالہ" شائع ہونے پر کور ذوق حافظ محمد یوسف نے مولانا محمد احسن صاحب کو قادیان خط لکھا کہ اس اشتہار میں مرزا صاحب نے نبوت کا دعوے کیا ہے۔ اخبار الحکم میں اس کا ذکر یوں آتا ہے:۔

"۱۹ر نومبر سنہ ۱۹۰۱ء حضرت مسیح موعودؑ حسبِ معمول صبح کے وقت سیر کے لئے باہر تشریف لے گئے راستہ میں مولوی محمد احسن صاحب امروہی نے عرض کیا کہ حافظ محمد یوسف صاحب کا ایک خط آیا ہے جس میں اس نے لکھا ہے کہ اشتہار "ایک غلطی کا ازالہ" میں میں نے سُنا ہے اس میں نبوت کا دعوے مرزا صاحب نے کیا ہے اور تم ایک مقلد ہو گئے اس لئے میں تم سے ملاقات کرنی نہیں چاہتا یہ گویا اس کارڈ کا مفہوم تھا۔ اس پر حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ اس خط کا جواب مفصل ان کو لکھ دینا چاہیئے تاکہ تبلیغ ہو جائے فرمایا کہ تعجب کی بات ہے کہ لوگ اسے دعویٰ جدید کہتے ہیں براہین میں ایسے الہامات موجود ہیں جن میں نبی یا رسول کا لفظ آیا ہے چنانچہ هوالذی ارسل رسوله بالهدیٰ اور جری الله فی حلل الانبیاء وغیرہ وغیرہ ان پر غور نہیں کرتے۔ اور پھر افسوس یہ نہیں سمجھتے کہ ختم نبوت کی مہر مسیح اسرائیلی کے آنے سے ٹوٹتی ہے یا خود حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے سے۔ ختم نبوت کا انکار وہ لوگ کرتے ہیں جو مسیح اسرائیلی کو آسمان سے اتارتے ہیں اور ہمارے نزدیک تو کوئی دوسرا آیا ہی نہیں نہ نیا نبی نہ پرانا نبی"

(ملفوظاتِ احمدیہ حصہ سوئم صہ بحوالہ الحکم جلد ۵ ۴۲)

چوبیس سال تک ایک ہی دعوے رہا

حضور علیہ السلام نے اپنی وفات سے چند روز قبل فرمایا:۔

"ہم نے ان معنوں میں کوئی دعویٰ رسالت نہیں کیا جیسا کہ مُلّا لوگ لوگوں کو بہکاتے ہیں اور جو کچھ ہمارا دعوے ملہم اور منذر ہونے کا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کی متابعت کا ہے وہی ہمیشہ سے ہے آج کوئی نئی بات نہیں ۲۴ سال سے یہ الہام ہے

"جری اللّٰہ فی حلل الانبیاء"

(اخبار بدر مؤرخہ ۲۴ر مئی سنہ ۱۹۰۸ء)

حلّہ انبیاء غیر انبیاء کو مستعار ملتا ہے

"جری اللّٰہ فی حلل الانبیاء"

جری اللہ نبیوں کے حلّوں میں

"اس فقرۂ الہامی کے یہ معنے ہیں کہ منصب ارشاد اور ہدایت اور مورد وحی الٰہی ہونے کا دراصل حلّہ انبیاء ہے اور ان کے غیر کو بطور مستعار ملتا ہے اور یہ حلّۂ انبیاء امتِ محمدیہ کے بعض افراد کو بغرض تکمیل ناقصین عطا ہوتا ہے اور اسی کی طرف اشارہ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل" پس یہ لوگ اگرچہ نبی نہیں پر نبیوں کا کام ان کو سپرد کیا جاتا ہے"

(تذکرہ مجموعہ الہامات صہ)

مولانا محمد احسن امروہی کی لطیف شرح

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حکم سے مولانا سید محمد احسن صاحب نے حافظ محمد یوسف صاحب پنشنر ضلعدار امرتسر کو خط لکھا جس میں وضاحت سے یہ امر درج کیا کہ حضور نے "ایک غلطی کا ازالہ" اشتہار میں دعوے نبوت نہیں کیا بلکہ یہ اس نے غلط سمجھا ہے۔ یہ خط من و عن اخبار الحکم جلد ۵ نمبر ۴۳ مؤرخہ ۲۴ر نومبر سنہ ۱۹۰۱ء میں شائع ہوا ہے۔ اس خط سے پہلے ایڈیٹر الحکم نے ذیل کا نوٹ دینا ضروری سمجھا لہذا قارئین کے لئے یہاں بھی اس خط کا ضروری حصہ درج کرنے سے پیشتر درج کیا جاتا ہے:۔

"ذیل میں ہم حضرت مولانا سید محمد احسن صاحب امروہی کا ایک بیش قیمت خط درج کرتے ہیں جو حضرت سید صاحب موصوف نے بنام حافظ محمد یوسف صاحب پنشنر ضلعدار امرتسر رفیق منشی الٰہی بخش عصا موسےٰ کے ایک کارڈ کے جواب میں لکھا ہے۔ مگر حقیقت میں اس اشتہار کی ایک لطیف شرح ہے جو "ایک غلطی کا ازالہ" کے عنوان سے حضرت اقدس حجۃ اللہ علی الارض جری اللہ فی حلل الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام نے شائع فرمایا ہے۔ یہ خط جس قدر معارف اور حقائق اپنے اندر رکھتا ہے اس کے بیان اور اظہار کی ہمیں ضرورت نہیں۔ فاضل امروہی کا نام ہی کافی ہے۔ ہاں ہم یہ ضرور کہیں گے کہ اس خط میں فاضل موصوف روح القدس کی تائید سے بول رہے ہیں۔ یہ مکتوب جو "قیمة الوداد" کے عنوان سے شائع

ہوا ہے نہایت ہی پرحکمت اور پُرمعانی اشارات پر مبنی ہے۔ مولینا احسن صاحب فرماتے ہیں:۔

"اسے حضرت جس اشتہار کے حوالہ سے آپ فرماتے ہیں کہ مرزا صاحب نے دعوے نبوت کا کیا ہے اسی اشتہار میں حسب ذیل عبارتیں موجود ہیں جن میں صاف و صریح اس دعوے سے انکار بھی کیا ہے افسوس ہے کہ آپ نے نہ دعوے کو سمجھا اور نہ انکار دعوے کو۔ تفصیل عبارات یہ ہے:۔

۱۔ بے شک اس طرح سے تو کوئی نبی نیا ہو یا پرانا نہیں آسکتا۔

۲۔ بے شک ایسا عقیدہ تو معصیت ہے اور آیت ولٰكن رسول الله وخاتم النبیّین اور حدیث شریف لا نبی بعدی اس عقیدہ کے کذب صریح ہونے پر کامل شہادت ہے۔

۳۔ ہم اس قسم کے عقائد کے سخت مخالف ہیں دیکھو کس شدت سے انکار ہے۔

۴۔ ہم اس آیت پر سچا اور کامل ایمان رکھتے ہیں یعنی آیت خاتم النبیّین پر۔

۵۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد پیشگوئیوں کے دروازے قیامت تک بند کر دیئے گئے الی قولہ مگر ایک کھڑکی سیرت صدیقی کی کھلی ہے یعنی فنا فی الرسول کی۔ یعنی استخلاف کامل جس کو دوسرے لفظوں میں بروز کہتے ہیں۔

۶۔ ممکن نہیں کہ اب کوئی ہندو یا یہودی یا عیسائی یا کوئی رسمی مسلمان نبی کے لفظ کو اپنی نسبت ثابت کر سکے یعنی بغیر حصول مرتبہ فنا فی الرسول کے۔

۷۔ نبوت کی تمام کھڑکیاں بند کی گئیں یعنی بغیر فنا فی الرسول ہونے کے۔

۸۔ ولا سبیل الی فیوض اللہ من غیر توسطہ یعنی اللہ تعالےٰ کے فیوض کے حاصل کرنے کا اب کوئی طریقہ نہیں بغیر توسط آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے۔

۹۔ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قیامت تک ایسا نبی کوئی نہیں جس پر جدید شریعت نازل ہو۔

۱۰۔ ومن ادعٰی فقد کفر یعنی جو شخص نبوت تشریعی کا دعوے کرے وہ کافر ہو گیا۔

۱۱۔ میں مستقل طور پر کوئی شریعت لانے والا نہیں ہوں۔ اے حافظ ذرا آنکھیں کھولو۔

۱۲۔ اور نہ میں مستقل طور پر نبی ہوں حافظ صاحب اللہ کے واسطے اس فقرہ کو پڑھو۔

۱۳۔ میں صاحب شریعت نہیں ہوں خدا سے ڈر کے اس کو پڑھو۔

۱۴۔ یہ تمام فیض بلا واسطہ غیرے پر نہیں ہیں۔ بلکہ آسمان پر ایک پاک وجود ہے جس کا روحانی افاضہ میرے شامل حال ہے یعنی محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔

۱۵۔ غرض خاتم النبیّین کا لفظ ایک الٰہی مہر ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر لگ گئی اب ممکن نہیں کہ کبھی یہ مہر ٹوٹ جائے۔ دیکھو کس قدر انکار شدید ہے۔

۱۶۔ اب نبوت پر قیامت تک مہر لگ گئی دیکھو سہ ورقہ اشتہار میں کس قدر بار بار انکار ہے۔

۱۷۔ جاہل مخالف میری نسبت الزام لگاتے ہیں کہ یہ شخص نبی یا رسول ہونے کا دعوے کرتا ہے مجھے ایسا کوئی دعوے نہیں۔ حافظ صاحب باوجود ایسے انکاروں کے پھر بھی یہ الزام لگانا کس قدر بہتان ہے

۱۸۔ اس طور سے جو وہ خیال کرتے ہیں نہ نبی ہوں نہ رسول ہوں۔

۱۹۔ پس جو شخص میرے پر شرارت سے یہ الزام لگاتا ہے۔ کہ دعوے نبوت اور رسالت کا کرتے ہیں۔ وہ جھوٹا اور ناپاک خیال ہے۔

اے حافظ صاحب اگر آپ میں کچھ مروت، خدا اور تقوی اللہ ہے تو آپ ایسے شخص کو جس کی عبارات اس قدر کثرت سے سہ ورقہ اشتہار میں انکار دعوے نبوت مستقل کے لئے موجود ہیں کہہ سکتے ہیں کہ وہ مدعی نبوت مستقل کا ہے یا کوئی عاقل بالغ کہہ سکتا ہے کہ اس فنا فی الرسول نے اس نبوت اور رسالت کا دعوے کیا ہے جس کا انکار اجماع امت کر رہا ہے۔ آپ۔ اور میں دونوں لب گور بیٹھے ہوئے ہیں پھر کیونکر آپ کو ایسا الزام بے جا لگانے کی جرأت ہوتی ہے ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا"

(اخبار الحکم ۲۴ر نومبر ۱۹۰۱ء)

مولینا احسن صاحب نے کس قدر وضاحت سے ثابت کیا کہ اس اشتہار میں حضور نے قطعاً نبوت اور رسالت کا دعوے نہیں کیا۔ میرا خیال ہے کہ اگر مولینا موصوف کی جگہ کوئی دیوبندی "مولوی" عالم ہوتا تو وہ حافظ محمد یوسف کو لکھتا کہ گو حضور نے تو دعوی نہیں کیا مگر تو صحیح سمجھا ہے

ناطقہ سر بگریباں ہے اسے کیا کہئے

قاضی صاحب موصوف نے یہ تاثر دینے کی ناکام کوشش کی ہے کہ ۱۹۰۱ء تک حضور اپنے آپ کو محدث ظاہر کرتے رہے اور اشتہار "ایک غلطی کا ازالہ" میں محدثیت سے انکار کر دیا اور نبوت کا دعوے کیا یہ ان کی کم فہمی کا نتیجہ ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ حضور کا دعوے تمام عمر ایک جیسا رہا ہے جس کی صورت مندرجہ ذیل ہے:۔

(۱)۔ نبوت کے لغوی معنوں میں اقرار اور اصطلاحی معنوں میں انکار

(۲)۔ محدثیت کے اصطلاحی معنوں میں اقرار اور لغوی معنوں میں انکار

(۱) نبوت کے لغوی معنوں میں اقرار

آپ نے تمام عمر نبوت کے لغوی معنوں میں اپنے دعوے کا اقرار کیا ہے اور کبھی بھی انکار نہیں کیا۔ آپ نبوت کے لغوی معنے بیان فرماتے ہیں۔

"نبی کے معنے لغت کی رو سے یہ ہیں کہ خدا کی طرف سے اطلاع پا کر غیب کی خبر دینے والا۔" (ایک غلطی کا ازالہ)

(۲) نبوت کے اصطلاحی معنے میں انکار

اصطلاح اسلام کے لحاظ سے نبوت کے جو معنے آپ نے بیان فرمائے اس لحاظ سے آپ نے ہمیشہ انکار نبوت فرمایا ہے۔ اصطلاحی معنے آپ نے یوں بیان کئے ہیں:۔

"کیونکہ اسلام کی اصطلاح میں نبی اور رسول کے یہ معنے ہوتے ہیں کہ وہ کامل شریعت لاتے ہیں یا بعض احکام شریعت سابقہ کو منسوخ کرتے ہیں۔ یا نبی سابق کی امت نہیں کہلاتے اور براہ راست بغیر استفادہ کسی نبی کے خدا تعالےٰ سے تعلق رکھتے ہیں"

(خط ۱۷ اگست ۱۸۹۹ء اخبار الحکم ۲۹ جلد ۳)

محدثیت کے لغوی معنی میں انکار

لغت عربی کے لحاظ سے محدث کے معنے ہیں جس سے بات کی جاوے اس لحاظ سے آپ نے کبھی بھی اپنا دعوے پیش نہیں فرمایا اور اسی لئے "ایک غلطی کا ازالہ" میں محدث کے لغوی معنوں میں انکار فرمایا ہے۔ فرمایا:۔ "اگر کہو اس کا نام محدث رکھنا چاہیئے تو میں کہتا ہوں تحدیث کے معنے کسی لغت کی کتاب میں اظہار غیب نہیں ہیں مگر نبوت کے معنے اظہار امر غیب ہے" (ایک غلطی کا ازالہ)

محدث کے اصطلاحی معنے میں اقرار

محدث کے اصطلاحی معنے میں حضور نے تمام عمر اپنا دعوے پیش کیا ہے۔ اور کبھی بھی کسی قسم کی تبدیلی نہیں فرمائی ۱۹۰۱ء سے پہلے بھی اور بعد میں بھی انہی معنوں میں اپنے آپ کو محدث بیان فرماتے رہے۔ محدث کے اصطلاحی معنے آپ نے یوں بیان فرماتے ہیں:۔

"وہ (محدث) خدا تعالےٰ سے ہمکلام ہونے کا ایک شرف رکھتا ہے اور امور غیبیہ اس پر ظاہر کئے جاتے ہیں اور رسولوں اور نبیوں کی وحی کی طرح اس کی وحی کو بھی دخل شیطان سے منزہ کیا جاتا ہے اور مغز شریعت اس پر کھولا جاتا ہے اور بعینہ انبیاء کی طرح مامور ہو کر آتا ہے۔ اور انبیاء کی طرح اس پر فرض ہوتا ہے کہ اپنے تئیں بآواز بلند ظاہر کرے اور اس سے انکار کرنے والا ایک حد تک مستوجب سزا ٹھہرتا ہے"

(توضیح المرام)

تحریرات میں تناقض نہیں ہے۔

اگر انصاف کی نظر سے مندرجہ بالا تشریح کے ساتھ حضور کی کتب کا مطالعہ کیا جاوے تو کہیں بھی تناقض نظر نہیں آتا۔ قاضی صاحب نے اپنی کم فہمی کی بناء پر پہلے حضور کی تحریرات میں تناقض سمجھ لیا۔ اور اس تناقض کو دور کرنے کا یہ انوکھا طریق ایجاد کیا کہ حضور پہلے کچھ سمجھتے تھے مگر بعد میں آپ کو اپنے اصل مقام یعنی مقام نبوت سے آگاہی ہو گئی۔ دعوے نبوت اکا [illegible] کا یہ طریق خلیفہ میاں محمود احمد کا ایجاد کردہ ہے حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ حضور کی تحریرات میں قطعاً تناقض ہے ہی نہیں۔ جیسا کہ حضور خود فرماتے ہیں:۔

"خلاصہ یہ کہ میری کلام میں کچھ

تناقض نہیں" (حقیقۃ الوحی ص ۱۵۰ سنہ ۱۹۰۷ء)

"تناقض" کذب پر دال ہے

حضور علیہ السلام براہین احمدیہ حصہ پنجم میں فرماتے ہیں:۔
" اور جھوٹے کے کلام میں تناقض ضرور ہوتا ہے اس لئے مولوی صاحب موصوف کا بیان بھی تناقض سے بھرا ہوا ہے"
(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۱۱۱ سنہ ۱۹۰۵ء)

حافظ روشن علی صاحب کی تشریح

قاضی صاحب نے بنیاد اس بات پر رکھی ہے کہ حضور نے اشتہار "ایک غلطی کا ازالہ" میں چونکہ محدثیت سے انکار کیا ہے لہذا نبوت کا دعوے کیوں نہ سمجھ لیا جاوے۔ حالانکہ خلیفہ صاحب..... کے استاذ المکرم اور جماعت کے جید عالم حافظ روشن علی صاحب نے وضاحت سے بیان کیا کہ یہاں تناقض کا وجود ہی نہیں ہے وہ لکھتے ہیں:۔
" پھر ہم کہتے ہیں کہ ان دونوں جگہوں میں تناقض تب ہو سکتا تھا جب کہ ان دونوں جگہ میں ایک ہی اعتبار سے محدث ہونے کا اقرار کیا جاتا اور اسی اعتبار سے پھر انکار کیا جاتا مگر یہاں تو دونوں جگہ میں اعتبار مختلف ہیں۔ اس لئے "لولا الاعتبارات لبطلت الحکمۃ" کے ماتحت آپ کا قائم کردہ تناقض بھی اڑ گیا۔ اشتہار میں آپ نے اس اعتبار سے انکار کیا ہے کہ لغت میں محدثیت کے معنے اظہار غیب نہیں ہیں اور توضیح میں اقرار اصطلاحی معنے کے لحاظ سے کیا ہے حالانکہ وہاں انہوں نے اس بات کو کھول بھی دیا ہے کہ محدث ایک معنے سے نبی بھی ہوتا ہے۔"
(تشحیذ الاذہان اکتوبر ۱۹۱۴ء)

قاضی صاحب موصوف نے بڑے طمطراق سے فرمایا ہے کہ دکھاؤ سنہ ۱۹۰۱ء کے بعد حضور نے کہیں کہا ہو کہ میں محدث ہوں۔ اور مولینا صدرالدین صاحب اور ڈاکٹر اللہ بخش صاحب کو دعوت دی ہے کہ وہ حوالہ دیں۔ حقیقت یہی ہے کہ جس سے قاضی صاحب فرار اختیار کرنے کے عادی ہو گئے ہیں اور یہ طریقہ بھی ایک "حقیقت پسند" ہی ادا کر رہا ہے۔ کہ حضور سنہ ۱۹۰۱ء سے پہلے بھی محدث تھے اور بعد میں بھی محدث ہی رہے۔

سنہ ۱۹۰۱ء سے پہلے بھی محدث تھے

حضور سنہ ۱۸۹۳ء میں فرماتے ہیں:۔
" جس کسی سے یہ مکالمہ کثرت سے وقوع میں آتا ہے اس کو نبی یا محدث کہتے ہیں"
(تبلیغ رسالت جلد سوم صفحہ ۴۵ ۵ مئی ۱۸۹۳ء)

سنہ ۱۹۰۱ء کے بعد بھی محدث رہے

حضور علیہ السلام سنہ ۱۹۰۸ء میں فرماتے ہیں:۔
(۱) " ہمارا ایمان ہے کہ تشریعی نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی اب اس کی جگہ بذریعہ الہامات و مکالمات مخاطبات اور بذریعہ پیشگوئیوں کے ہمارا دعوے ہے مجدد صاحب لکھتے ہیں کہ یہی خوابیں اور الہامات جو گاہ گاہ انسان کو ہوتے ہیں اگر کثرت سے کسی کو ہوں تو وہ محدث کہلاتا ہے غرض یہ سب کچھ ہم نے اپنی کتاب حقیقۃ الوحی میں مفصل لکھ دیا ہے اس کا مطالعہ کر کے تسلی کر لیں۔"
(الحکم ۱۰ مارچ سنہ ۱۹۰۸ء)

نیز فرمایا:۔
(۲) " نبا ایک عربی لفظ ہے جس کے معنے خبر کے ہیں اب جو شخص کوئی خبر خدا سے پا کر خلق پر ظاہر کرے اس کو عربی میں نبی کہیں گے اصل میں ان کی اور ہماری تو نزاع لفظی ہے مکالمہ مخاطبہ کا تو یہ لوگ خود بھی اقرار کرتے ہیں مجدد صاحب بھی اس کے قائل ہیں وہ لکھتے ہیں کہ جن اولیاء اللہ کو کثرت سے خدا کا مکالمہ مخاطبہ ہوتا ہے وہ محدث اور نبی کہلاتے ہیں" (اخبار الحکم ۱۴ جولائی سنہ ۱۹۰۸ء ملفوظات حضور علیہ السلام)

قاضی صاحب نے اس امر پر بھی زور دیا ہے کہ سنہ ۱۹۰۱ء کے بعد حضور علیہ السلام نے کبھی بھی نبوت سے انکار نہیں کیا حالانکہ حضور نے اصطلاحی معنوں میں ہمیشہ ہی انکار کیا ہے چند حوالہ جات سنہ ۱۹۰۱ء کے بعد کے پیش کئے جاتے ہیں۔

سنہ ۱۹۰۲ء میں نبوت سے انکار

(۱) فرمایا:۔
" اس نکتہ کو یاد رکھیئے کہ میں رسول اور نبی نہیں ہوں" (نزول المسیح حاشیہ ص ۳ سنہ ۱۹۰۲ء)

(۲) فرمایا:۔
" ایسے ہی آیت الیوم اکملت لکم دینکم اور آیت ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین میں صریح نبوت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم کر چکا ہے"
(تحفہ گولڑویہ ص ۵۱ سنہ ۱۹۰۲ء)

سنہ ۱۹۰۵ء میں نبوت سے انکار

فرمایا: " تمام سچائیاں جو خدا تک پہنچاتی ہیں اس کے اندر ہیں نہ اس کے بعد کوئی نئی سچائی آئے گی اور نہ اس سے پہلے کوئی ایسی سچائی تھی جو اس میں موجود نہیں اس لئے اس نبوت پر تمام نبوتوں کا خاتمہ ہے اور ہونا چاہئے تھا کیونکہ جس چیز کے لئے ایک آغاز ہے اس کے لئے ایک انجام بھی ہے"
(الوصیت ص ۱۰ سنہ ۱۹۰۵ء)

سنہ ۱۹۰۷ء میں نبوت سے انکار

فرمایا:۔ " پھر ایک اور نادانی یہ ہے کہ جاہل لوگوں کو بھڑکانے کے لئے کہتے ہیں کہ اس شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے حالانکہ یہ سراسر افتراء ہے"
(حقیقۃ الوحی ص ۳۹۰ سنہ ۱۹۰۷ء)

نیز فرمایا:۔
" اور یہ کہنا کہ نبوت کا دعوے کیا ہے کس قدر جہالت کس قدر حماقت اور کس قدر حق سے خروج ہے"
(تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۶۸)

سنہ ۱۹۱۰ء میں جماعت کا عقیدہ ختم نبوت

(۱) خلیفہ میاں محمود احمد صاحب سنہ ۱۹۱۰ء میں لکھتے ہیں:۔
" آنحضرت صلعم کے دعوے کے بعد تیرہ سو برس گذر گئے ہیں کہ کسی نے آج تک نبوت کا دعوے کر کے کامیابی حاصل نہیں کی"
(تشحیذ الاذہان اپریل سنہ ۱۹۱۰ء)

(۲) مفتی محمد صادق صاحب ایڈیٹر اخبار بدر قادیان جو کہ بعد میں میاں محمود احمد صاحب خلیفہ ربوہ کے خاص مریدوں میں سے تھے اپنے اس دورہ کا ذکر کرتے ہوئے جو کہ انہوں نے مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب کی معیت میں ہندوستان کے مختلف شہروں کا کیا اپنے اخبار بدر مورخہ ۱۴ اکتوبر سنہ ۱۹۱۰ء میں صفحہ ۹ پر مولانا شبلی کے ساتھ ملاقات کا ذکر یوں فرماتے ہیں:۔
" مولوی شبلی صاحب کی زیارت کے واسطے ان کے مکان پر پہنچے ...... دریافت فرمایا کہ ہم لوگ مرزا صاحب کو نبی مانتے ہیں؟ میں نے عرض کی کہ ہمارا عقیدہ اس بارے میں دیگر مسلمانوں کی طرح ہے آنحضرت خاتم النبیین ہیں آپ کے بعد کوئی دوسرا نبی آنے والا نہیں نہ نیا نہ پرانا"

سنہ ۱۹۱۵ء میں ستر افراد کا حلف

خلیفہ صاحب نے تخت خلافت پر متمکن ہونے کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف دعوے نبوت منسوب کرنا ضروری خیال کیا۔ تاکہ خلافت کا تحفظ ہو سکے۔ ادھر حضرت مولینا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ستر ایسے بزرگ اصحاب مسیح موعود کا حلفی بیان شائع کروا دیا جنہوں نے حضور کی بیعت سنہ ۱۹۰۱ء سے قبل کی تھی۔ اور انہوں نے حلفاً بیان کیا کہ حضور نے قطعاً اپنے دعوے میں تبدیلی نہیں فرمائی۔ اس بیان نے خلافتی ایوانوں میں تزلزل پیدا کر دیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ان ستر اصحاب نے اپنے حلف میں بیان فرمایا:۔

حلفی شہادت

" ہم یہ بھی حلفی شہادت ادا کرتے ہیں کہ ہم نے نومبر سنہ ۱۹۰۱ء سے پہلے حضرت مسیح موعود کی بیعت کی اور میاں محمود احمد صاحب سرگروہ احمدی فریق قادیان نے جو یہ لکھا ہے کہ حضرت مرزا صاحب کا دعوے ابتداء میں نبوت کا نہ تھا مگر نومبر سنہ ۱۹۰۱ء میں آپ نے اپنا دعوے تبدیل کر لیا اور نبوت کے مدعی بن گئے اور انکار نبوت کے دس گیارہ سال کی لگاتار تحریریں منسوخ ہیں یہ محض غلط اور سراسر خلاف واقعات ہیں ہم اللہ جلشانہ کی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ کبھی ہمارے وہم و گمان میں بھی یہ بات نہیں آئی کہ سنہ ۱۹۰۱ء میں حضرت مسیح موعود نے اپنے دعوے میں تبدیلی کی یا آپ کی سابقہ تحریریں جو انکار دعوے نبوت سے بھری پڑی ہیں منسوخ ہو گئیں نہ ہم نے اپنے علم میں کبھی ایسے لفظ کسی ایک شخص کے بھی منہ سے سنے جب تک کہ میاں محمود احمد صاحب نے ان کا اعلان نہیں کیا"

اس کے بعد حضرت مولینا محمد علی صاحب مرحوم نے بار ہا جماعت قادیان کو دعوت دی کہ وہ بھی اس نوع کا حلف پیش کریں

(باقی بر ص ۱۱)

فہرست رقوم وصول شدہ

برائے عرب مہاجرین

نام	رقم
معلوم الاسم از جماعت لاہور	10.00
محترمہ عطیہ لطیف صاحبہ و شاہد لطیف صاحبہ خانیوال	65.50
چوہدری عبدالحمید صاحب لاہور	50.00
کارکنانِ انجمن	47.00
چوہدری محمد سعید بھٹہ صاحب	25.00
طلباء ادارہ تعلیم القرآن	4.00
حضرت امیر قوم ایدہ اللہ تعالیٰ نے	100.00
ڈاکٹر مبارک احمد صاحب لاہور	25.00
ایم اے باسط صاحب کراچی	75.00
ڈاکٹر سعید احمد صاحب ایبٹ آباد	200.00
چوہدری بشیر احمد صاحب اوکاڑہ	300.00
مرزا مسعود بیگ صاحب لاہور	15.00
اساتذہ و طلباء مسلم ہائی سکول ملا لاہور	514-19
میاں ممتاز احمد صاحب فاروقی لاہور	10-00
میاں غلام عباس صاحب کراچی	121-00
دفتر چوہدری عبدالحمید صاحب لاہور	10-00
خان غلام ربانی خان صاحب مانسہرہ	100.00
میاں عبدالرحمن و بیگم صاحبہ میاں عبدالرحمن صاحب مسلم ٹاؤن لاہور	10.00

نام	رقم
میاں ایم قدوس صاحب لاہور	20.00
میاں ایم اے حئی صاحب لاہور	10.00
میاں ایم اے وہاب صاحب لاہور	10-00
ظفر مسعود صاحب احمدیہ بلڈنگس لاہور	10.00
ڈاکٹر شیخ عطاء اللہ صاحب سیالکوٹ چھاؤنی	100-00
ایس اے رحمان اینڈ سنز	50.00
شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری لاہور	33-00
محمد اسحاق صاحب مردان	2-00
عبدالعزیز صاحب بکنگ کلرک مندرہ	80-00
مرزا محمد اکبر صاحب نواب شاہ	6-00
سردار عبدالرحیم صاحب چاندیہ ڈیرہ غازی خاں	10-00
چوہدری عبدالعزیز صاحب خانپور	5-00
اہلیہ صاحبہ مرغوب عالم صاحب چٹاگانگ	100-00
مرغوب عالم صاحب چٹاگانگ	25-00
ڈاکٹر خیرالدین سگو صاحب کوئٹہ	60.00
سردار علی صاحب بمعہ خاندان	10-00
چوہدری غلام باری صاحب چک $\frac{27}{2-L}$ اوکاڑہ	10-00
کیپٹن عنایت شاہ صاحب چک $\frac{6}{4-L}$ اوکاڑہ	10-00
چوہدری فضل داد صاحب چک $\frac{6}{4-L}$ اوکاڑہ	5-00
چوہدری شیر علی صاحب اوکاڑہ	5-00
صوفی محمد رمضان صاحب اوکاڑہ	5-00

نام	رقم
قاضی طارق محمود صاحب۔ اوکاڑہ	2.00
ماسٹر عبدالمجید صاحب	2.00
میاں علی محمد صاحب	2.00
محمد صدیق صاحب	2.00
محمد ابراہیم صاحب ڈرائیور	[illegible].00
رحمت علی صاحب بیلدار	1-00
عطا محمد صاحب بیلدار	1.00
محمد ابراہیم صاحب چوکیدار	[illegible]
محمد دین صاحب بیلدار	2.00
احمد دین صاحب	1-00
محمد رشید صاحب	2.00
محمد شریف صاحب	1.00
چوہدری عبدالسلام صاحب۔ اوکاڑہ	5.00
شیخ عبدالحق صاحب ایبٹ آباد	30-00
پروفیسر خلیل الرحمن صاحب ایبٹ آباد	[illegible]-00
احمد صادق صاحب۔ ایبٹ آباد	10.00
قاضی عبدالرشید صاحب۔ ایبٹ آباد	10.00
ماسٹر اصغر علی صاحب۔ ایبٹ آباد	10.00
بشیر احمد صاحب۔ ایبٹ آباد	2.00
ماسٹر غلام ربانی صاحب۔ ایبٹ آباد	2.00
جمیل الرحمن صاحب۔ ایبٹ آباد	1.00

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے دعویٰ میں تبدیلی نہیں فرمائی

(بسلسلہ صفحہ نمبر ۹)

جس سے ان کا موقف صحیح ثابت ہوتا ہو مگر باوجود بار بار توجہ دلانے کے وہ ایسا کرنے سے قاصر رہے۔ ع
آزمائش کے لئے کوئی نہ آیا ہر چند

قاضی صاحب کو دعوتِ مباہلہ

"فتمنوا الموت ان کنتم صادقین، و لایتمنونہ ابدا بما قدمت ایدیھم"

اگر قاضی صاحب موصوف اس بات پر آمادہ ہوں تو وہ ہمارے مقابل حلف مؤکد بعذاب اٹھاویں جس میں یہ ظاہر کیا گیا ہو کہ حضور نے سنہ ۱۹۰۱ء میں اپنے دعوے میں تبدیلی فرمائی تھی یا نہیں - اور خدا سے فیصلہ کی دعا مانگی جائے۔ یہ فیصلہ کا آسان طریق ہے۔

قاضی صاحب کو دعوت مباحثہ

اگر قاضی صاحب اپنے آپ کو طیار پائیں اور کوئی امر مانع نہ ہو تو لائل پور میں کسی مقام پر کسی ثالث کی موجودگی میں اس موضوع پر تبادلہ خیالات کے لئے تشریف لے آویں۔ کہ آیا سنہ ۱۹۰۱ء میں حضور نے اپنے دعوے میں کسی قسم کی تبدیلی فرمائی تھی یا نہیں۔ یہ فیصلہ کا دوسرا اور نہایت سہل طریق ہے۔
مستفیض

ع مقطع میں آپڑی ہے سخن گسترانہ بات

جناب خلیفہ صاحب مرحوم نے اپنی مختلف تحریرات و بیانات حلفی میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف منسوب دعویٰ نبوت کے لئے پانچ مختلف سن بیان فرمائے ہیں۔ ممکن ہے قاضی صاحب کو اُن سے اختلاف ہو اور ان کا موقف اب بھی یہی ہو کہ حضور علیہ السلام نے سنہ ۱۹۰۱ء میں "ایک غلطی کا ازالہ" شائع فرما کر اپنے سابقہ عقیدہ میں تبدیلی فرمائی تھی تو اُن کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ خلیفہ صاحب مرحوم کے ایک دلچسپ حوالہ سے ان کی یہ عبارت بھی دھڑام سے زمین پر آجاتی ہے۔

خلیفہ صاحب اپنی معرکۃ الآراء تصنیف "القول الفصل" کے صفحہ ۲۴ کی سطر ۱۹ و ۲۰ میں حضرت مسیح موعودؑ کی تحریرات درباره نبوت کا ذکر کرتے ہوئے یوں رقمطراز ہیں۔

"پس سنہ ۱۹۰۲ء سے پہلے کی کسی تحریر سے حجّت پکڑنا بالکل جائز نہیں ہو سکتا"

اب کیا فرماتے ہیں علمائے دین بیچ اس مسئلہ کے؟

ہم اپنا فرض دوستو اب کر چکے ادا
اب بھی اگر نہ سمجھو تو سمجھائے گا خدا
(حضرت مسیح موعودؑ)

خطبہ جمعہ

(بسلسلہ صفحہ نمبر ۶)

کوشش کریں امام بھی وہ امام جو اس زمانہ میں ایمان کو ثریا سے دوبارہ زمین پر لایا۔ اس امام ہمام نے ایک جماعت پیدا کی، جو حق پرست ہے حق کو دنیا میں پھیلانا چاہتی ہے اور پھیلا رہی ہے اس راہ میں ہر قسم کی قربانی دینے کے لئے ہر وقت مستعد ہے تا اسلام کا نور دوبارہ دنیا کے چاروں کونوں میں پھیل جائے۔ خدا تعالےٰ ہم سب کو توفیق عطا فرمائے کہ حضرت امامؑ سے فیض یاب ہو کر اس کی بعثت کی غرض کو پورا کریں کیونکہ اسی کی توفیق سے ہی یہ مہم سر کی جا سکتی ہے۔

بیان القرآن کی اغلاط

جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ حضرت مولانا محمد علی صاحب مرحوم و مغفور کی بلند پایہ تفسیر قرآن کے عکسی ایڈیشن کی طباعت کا کام شروع کر دیا گیا ہے - ابھی تفسیر کتابت کے مرحلے سے گذر رہی ہے - احباب سے گذارش ہے کہ ہمیں بیان القرآن کی غلطیوں سے اطلاع دیں جو مطالعہ کرتے وقت ان کی نظر سے گذریں۔ ہماری یہ کوشش ہے کہ یہ عکسی ایڈیشن حتی الامکان غلطیوں سے مبرا ہو اس کوشش میں آپ لوگوں کا تعاون ضروری ہے۔ لہٰذا احباب اپنی اولین فرصت میں نوٹ کردہ غلطیوں سے ہمیں مطلع کریں۔ جزاکم اللہ

ڈاکٹر اللہ بخش
آنریری جنرل سیکرٹری
احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

مدیر - دوست محمد

نائب مدیر - بشیر احمد سوز

جلد ۵۴ | یوم چہارشنبہ مؤرخہ ۲۴ ربیع الثانی ۱۳۸۷ھ مطابق ۲ اگست ۱۹۶۷ء | نمبر ۳۰

"لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں۔ لاہور میں ہمارے پاک محب ہیں میں تیرے خالص محبوں کا گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے نفوس و اموال میں برکت دوں گا۔"

(الہامات حضرت مسیح موعودؑ)

حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفٰے مارا امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بر و شد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفانِ ما از جام اوست
یک قدم دُوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا۔
۲- قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آئندہ منسوخ ہوگی۔
۳- سب صحابہؓ اور آئمہؒ قابلِ احترام ہیں۔
۴- سب مجددوںؒ کا ماننا ضروری ہے۔
۵- کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۶- اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا۔

بحرِ حکمت کے موتی

مسلمان کا مال وجان اور عزّت قابلِ حرمت ہیں

عن ابی بکرۃ ذکر النبی صلی اللہ علیہ وسلّم قعد علی بعیرہٖ وامسک انسانٌ بخطامہٖ او بزمامہٖ قال ای یوم ھٰذا فسکتنا حتّی ظننّا انّہ سیسمّیہ سوی اسمہٖ قال الیس یوم النحر قلنا بلٰی قال فای شھر ھٰذا فسکتنا حتّی ظننّا انّہ سیسمّیہ بغیر اسمہٖ قال الیس بذی الحجّۃ قلنا بلٰی قال فانّ دماءکم واموالکم واعراضکم بینکم حرامٌ کحرمۃ یومکم ھٰذا فی شھرکم ھٰذا فی بلدکم ھٰذا لیبلغ الشاھد الغائب فانّ الشاھد عسٰی ان یبلّغ من ھو اوعٰی لہٗ۔

ترجمہ۔ ابی بکرہؓ سے روایت ہے اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلّم کا ذکر کیا۔ آپؐ اونٹ پر بیٹھے تھے اور ایک شخص اس کی نکیل یا باگ تھامے ہوئے تھا۔ فرمایا یہ کونسا دن ہے تو ہم چپ رہے۔ یہاں تک کہ ہم نے خیال کیا کہ آپؐ اس کا کچھ اور نام رکھیں گے۔ فرمایا کیا یہ قربانی کا دن نہیں؟ ہم نے عرض کیا ہاں فرمایا یہ کونسا مہینہ ہے تو ہم چپ رہے یہاں تک کہ ہم نے خیال کیا کہ آپ اس کا کچھ اور نام رکھیں گے فرمایا کیا یہ ذوالحج نہیں؟ ہم نے عرض کیا ہاں فرمایا تمہارے خون اور تمہارے مال اور تمہاری عزّت ایک دوسرے پر ایسی ہی حرمت ... رکھتے ہیں جیسے تمہارے اس دن کی حرمت [illegible] اس مہینے میں تمہارے اس شہر میں ہے چاہیئے کہ حاضر غائب کو پہنچا دے ہو سکتا ہے کہ جو موجود ہے وہ ایسے شخص کو پہنچا دے [illegible]

استغفار کرتے رہو اور موت کو یاد رکھو

حضرت مجددِ زمان مسیح موعودؑ کا ارشادِ گرامی

استغفار کرتے رہو۔ اور موت کو یاد رکھو۔ موت سے بڑھ کر اور کوئی بیدار کرنیوالی چیز نہیں ہے۔ جب انسان سچے دل سے خدا کی طرف رجوع کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنا فضل کرتا ہے۔ جس وقت انسان اللہ تعالیٰ کے حضور سچے دل سے توبہ کرتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ پہلے گناہ بخش دیتا ہے۔ پھر بندے کا نیا حساب چلتا ہے۔ اگر انسان کا کوئی ذرا سا بھی گناہ کرے تو وہ ساری عمر اس کا کینہ اور دشمنی رکھتا ہے اور گو زبانی معاف کر دینے کا بھی اقرار کرے لیکن پھر بھی جب اسے موقع ملتا ہے تو اپنے کینہ اور عداوت کا اس سے اظہار کرتا ہے۔ یہ خدا تعالیٰ ہی ہے کہ جب بندہ سچے دل سے اسکی طرف آتا ہے تو اسکے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے۔ اسلئے تم بھی ایسے ہو کر جاؤ کہ تم وہ ہو جاؤ جو پہلے نہ تھے۔ نماز سنوار کر پڑھو۔ خدا جو یہاں ہے وہاں بھی ہے۔ پس ایسا نہ ہو کہ جبتک تم یہاں ہو تمہارے دلوں میں رقت اور خدا کا خوف ہو اور جب پھر اپنے گھروں میں جاؤ۔ تو بیخوف اور نڈر رہو جاؤ۔ نہیں بلکہ خدا کا خوف ہر وقت تمہیں رہنا چاہیئے۔ ہر ایک کام کرنے سے پہلے سوچ لو اور دیکھ لو کہ اس سے خدا تعالیٰ راضی ہوگا یا ناراض۔ نماز بڑی ضروری چیز ہے اور مومن کا معراج ہے خدا تعالیٰ سے دعا مانگنے کا بہترین ذریعہ نماز ہے۔ نماز اسلئے نہیں کہ ٹکریں ماری جاویں۔ یا مرغ کی طرح کچھ ٹھونگیں ماریں۔ بہت لوگ ایسی ہی نمازیں پڑھتے ہیں اور بہت سے لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ کسی کے کہنے سے نماز پڑھنے لگ جاتے ہیں، یہ کچھ نہیں۔"

(ملفوظات حضرت مسیح موعودؑ ج ۴ ص ۲۲)

از قلم چوہدری محمد حسن صاحب چیمہ ایڈووکیٹ گجرات

ایک بنو ـــ اور ـــ نیک بنو

بسلسلہ اشاعت مؤرخہ ۱۹ جولائی سنہ ۱۹۶۷ء

اگر غور سے دیکھا جائے اور انسان کی اوسط عمر ۶۰ سال فرض کی جائے تو تقریباً ۲۰ سال سونے میں گذر جاتے ہیں۔ ۱۵ سال تک تو وہ پختہ دماغ نہیں ہوتا اور پختہ کاری کی تیاری میں لگا رہتا ہے۔ تقریباً پندرہ بیس سال محنت شاقہ کرنے اور روزگار کی سہولتیں مہیا کرنے میں صرف ہو جاتے ہیں۔ چار پانچ سال بیماری اور حادثات کی نظر ہو جاتے ہیں۔ لے دے کے اس کے پاس دس بارہ سال پیٹ کی پوجا اور مادی ضروریات کو پورا کرنے اور جذبات کی تسکین کے لئے رہ جاتے ہیں۔ اس تھوڑے سے عرصۂ حیات کی لذت گیریوں اور عیش کوشیوں کے لئے اشتراکیت کئی دفعہ معاشرہ کو خونی غسل دیتی رہتی ہے اور تطہیر کی مہم جاری کرتی رہتی ہے اور اس زندگی کے بعد ان کے ہاں آئندہ کوئی زندگی نہیں۔ یہ تو یاس اور حرماں نصیبی کی تعلیم ہے۔ اسلام تو اس کائنات میں انسان کو قدرت کے شاہکار کے طور پر پیش کرتا ہے۔ چنانچہ قرآن میں ہے ولقد کرمنا بنی آدم۔ ترجمہ:- ہم نے بنی آدم کو بڑا مکرم اور معزز بنایا ہے اور یوں بھی فرمایا ہے وھو فضلکم علی العلمین۔ ترجمہ:- اور اس نے تم کو (اے انسان) مخلوقات پر فضیلت دی ہے۔ اور یہ بھی فرمایا لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم۔ ترجمہ:- یقیناً ہم نے انسان کو بہترین صورت پر پیدا کیا ہے اور یہ تو بارہا قرآن شریف میں آیا ہے کہ ہم نے زمین و آسمان کو انسان کے لئے پیدا کیا ہے اور تمام کائنات کو انسان کے لئے مسخر کر دیا ہے اتنی بڑی عزت بخشنے اور اتنی بھاری ذمہ داری اس پر ڈالنے کے بعد اس کا امتحان بھی کرایا جانا تجویز ہوا ہے اور امتحان کے مراحل طے کرنے کے بعد اس کے لئے اخروی زندگی میں جزا و سزا کا نظام قائم کر رکھا ہے۔ اسی لئے قرآن کریم نے انسان کی انفرادیت پر بڑا زور دیا ہے اور اس کو خدا کے سامنے اپنی اسی انفرادی حیثیت میں جواب دہ ہونا ہوگا جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے وکلھم اٰتیہ یوم القیٰمۃ فردا۔ ترجمہ:- اور وہ سب کے سب قیامت کے دن اس کے پاس (خدا کے پاس) "اکیلے اکیلے" آئیں گے۔

الغرض اسلام نے صرف انسان کی مادی ترقی اور ارتقاء کا سامان ہی نہیں بلکہ زیادہ زور اس کے باطن کو پاک کرنے کے لئے دیا ہے اور اسے اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل قرار دیا ہے۔ اسی لئے نبی کا ایک فرض مزکی ہونا بھی ہے۔ فرماتا ہے اللہ تعالیٰ ولولا فضل اللہ علیکم ورحمتہ مازکی منکم من احد ابدا ولکن اللہ یزکی من یشاء واللہ سمیع علیم۔ ترجمہ:- اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو کوئی بھی تم میں سے کبھی پاک نہ ہوتا لیکن اللہ جسے چاہتا ہے پاک کرتا ہے اور اللہ سننے والا جاننے والا ہے۔ اسلام میں انفرادیت کی یہ کیفیت ہے کہ جب آئندہ زندگی میں جواب دہی کا وقت ہوگا تو کوئی انسان دوسرے انسان کے کام نہ آسکے گا۔ ہر انسان کی انفرادی ذمہ داری کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس کا امتحان ہوگا۔ باطن کی پاکیزگی کو معیار قرار دیا جائے گا۔ اور اس دنیا میں اس نے جس قدر خدا سے تعلق قائم کر رکھا ہے۔ اسی کی کسوٹی پر اسے پرکھا جائے گا۔ اس حقیقت کو قرآن نے یوں بیان کیا ہے ولا تزر وازرۃ وزر اخری و ان تدع مثقلۃ الی حملھا لا یحمل منہ شیء ولو کان ذا قربی انما تنذر الذین یخشون ربھم بالغیب واقاموا الصلوۃ ومن تزکی فانما یتزکی لنفسہ والی اللہ المصیر۔ ترجمہ:- اور کوئی بوجھ اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھاتا اور اگر کوئی بوجھ میں دبا ہوا اپنے بوجھ (کے ہٹانے) کے لئے بلائے اس (کے بوجھ) میں سے کچھ نہ اٹھایا جائے گا۔ اگرچہ قریبی ہو تو صرف انہیں ڈراتا ہے جو اپنے رب سے بن دیکھے ڈرتے ہیں۔ اور نماز قائم کرتے ہیں اور جو کوئی اپنے آپ کو پاک کرتا ہے تو اپنی ہی جان (کی بھلائی) کے لئے پاک کرتا ہے اور اللہ کی طرف ہی پھر کر جانا ہے۔

اس زندگی میں امتحان کے وقت کیفیت یہ ہوگی کہ یوم لا تملک نفس لنفس شیئا والامر یومئذ للہ۔ ترجمہ:- جس دن کوئی شخص کسی شخص کے لئے کوئی اختیار نہ رکھے گا اور حکم اس دن اللہ ہی کا ہوگا۔

قرآن کی نگاہ میں کامیاب وہی ہے جو پاکباز ہے جو خدا کو یاد کرتا ہے۔ اس دنیا میں رہتے ہوئے اس سے تعلق قائم کرتا ہے حالانکہ انسان کی بدقسمتی یہ ہے کہ وہ اس دنیا کو آخرت پر ترجیح دیتا ہے۔ حالانکہ آخرت ہی بہتر اور پائندہ ہے یہ ترجمہ ہم نے صرف قرآن مجید کی مندرجہ ذیل آیات سے کیا ہے۔ قد افلح من تزکی ٥ وذکر اسم ربہ فصلی ٥ بل تؤثرون الحیوۃ الدنیا ٥ والاخرۃ خیر وابقی ٥

مضمون کچھ لمبا ہو گیا ہے۔ ہم اس کو مزید طوالت نہیں دینا چاہتے۔ اصل بات یہ ہے کہ اشتراکیت کا اصل مطمح نظر ایک ایسا معاشرہ پیدا کرنا ہے جہاں دنگا فساد نہ ہو۔ قتل و غارت نہ ہو۔ پولیس کی ضرورت نہ ہو کسی کو عدالتوں کے دروازے کھٹکھٹانے نہ پڑیں۔ نہ بنک ہوں نہ سود ہوں نہ لوٹنے والے تاجروں کی منڈیاں ہوں۔ ہر ایک کو مفت علاج کی سہولتیں ہوں۔ کھانے پینے کا کسی کو کچھ غم نہ ہو۔ ستر پوشی کے لئے ہر ایک کو موزوں لباس مل سکے ہمارے ہاں جس قدر فساد اور جھگڑے ہوتے ہیں وہ تین چیزوں پر ہوتے ہیں۔ زمین - زر - اور زن - اشتراکیت کے نظریہ کی رو سے زمین اور زر کے تنازعات تو ختم کئے جا سکیں گے مگر مجھے معلوم نہیں کہ زن کے طبقہ نسوان میں وہ حسن کی یکسانیت کیسے پیدا کریں گے۔ غمزوں عشووں اور اداؤں کی تعلیم تو دی جا سکتی ہے مگر حسن کی لطافتیں اور خوب روئی کی نزاکتیں جو مبداء فطرت سے عطا ہوتی ہیں اس کا کیا کریں گے۔ حسن کو چاہنے والوں کی باہمی رقابتیں کیسے دور ہوں گی۔ ممکن ہے کہ اس کے متعلق بھی اشتراکیوں نے کوئی ذریعہ انسداد ڈھونڈھ نکالا ہو۔ بہر حال یہی ایک محدود سی جنت ہے جو اشتراکی اپنے پیروؤں کو عطا کر سکتے ہیں۔ اگرچہ یہ جنت ابھی تخیل ہی میں ڈبکیاں لے رہی ہے عملاً کہیں برپا نہیں۔ مگر اسلام اشرف المخلوقات کے لئے لاتعداد خزانے رکھتا ہے۔ جس کی بے پایاں نعمتیں نہ شمار کی جا سکتی ہیں نہ ہی ہمارے تخیل کی پرواز وہاں تک پہنچ سکتی ہے۔ مادی دنیا تو محدود ہے اس کی نعمتیں بھی محدود ہیں۔ لہذا اشتراکیت بھی ایک محدود سا حلقہ رکھتی ہے۔ اب ذرا کان کھول کر سنئے اور اگر چشم بینا ہو تو اس کا کچھ نظارہ بھی کر لیجئے۔ اشتراکیت کے مقابل پر اسلام ہمیں کیا بخشتا ہے۔ وہ آنکھوں کو سرور قلب کو سکون عطا کرتا ہے اس کی عطا کی ہوئی نعمتیں بے پایاں اور بے کراں ہیں ہم بغیر کسی تفصیل کو بیان کئے صرف قرآن شریف کی چار آیتیں نیچے نقل کر کے نعمائے الہٰی کی ایک مجمل کیفیت پیش کر دیتے ہیں۔

ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیھم الملئکۃ الا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون ٥ نحن اولیؤکم فی الحیوۃ الدنیا وفی الاخرۃ ولکم فیھا ما تشتھی انفسکم ولکم فیھا ما تدعون ٥ نزلا من غفور رحیم ٥

ترجمہ:- وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ اللہ ہمارا رب ہے پھر سیدھے راہ پر جمے رہتے ہیں ان پر فرشتے اترتے ہیں۔ کہ تم نہ ڈرو اور نہ غمگین ہو۔ اور اس جنت کی خوشی مناؤ جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔ ہم دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں تمہارے مددگار ہیں اور تمہارے لئے اس میں وہ سب کچھ ہے جو تمہارے دل چاہیں اور تمہارے .... لئے اس میں (وہ سب کچھ) ہے جو تم مانگو (یہ) مہمانی بخشنے والے رحم کرنے والے (اللہ) کی طرف سے (ہے)۔

یہ اسلام کا تصور انفرادیت ہی تو ہے جس نے انسان کے لئے آزادی رائے، آزادی گفتار، آزادی اجتماع، آزادی بیان و اظہار۔ آزادی تحریر و تقریر کے حقوق محفوظ کر دیئے ہیں اور انسانی مساوات کا علم بلند کر دیا ہے ملوکیت کو ختم کر کے جمہوریت کو فروغ دیا ہے اور قرآن کا یہ اعلان کہ امرھم شوریٰ بینھم درحقیقت جمہوری طرز حکومت کے اجراء کا اعلان ہے۔ اسلام میں خیال ...

(باقی برصفحہ آئندہ)

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مورخہ ۲ اگست ۱۹۶۷ء

پوپ کی دعوتِ اتحاد

ایک تازہ اطلاع کے مطابق پوپ پال کی طرف سے مسلمانوں کو دعوت دی گئی ہے کہ وہ عیسائیوں کے ساتھ مل کر دہریت والحاد کے خلاف جہاد کریں، یہ دعوت اس لحاظ سے قابل قدر ہے کہ پوپ صاحب نے تمام مذاہب میں سے اسلام ہی کو اس قابل سمجھا ہے کہ وہ دہریت والحاد کا مقابلہ موثر طریق پر کر سکتا ہے، لیکن اس دعوت کی قبولیت اور مسلمانوں کا عیسائیوں کے ساتھ مل کر دہریت والحاد کے خلاف جہاد کرنے کا منصوبہ اسی صورت میں مؤثر اور مفید ہو سکتا ہے کہ یہ دونو مذاہب ہستی باری تعالےٰ کے متعلق ایک مشترک نظریہ پر قائم ہوں، اور وہ مشترک نظریہ یہ ہے کہ دونو مذاہب خدا تعالےٰ کو وحدہٗ لاشریک سمجھیں اور اس کی ذات اور صفات میں کسی چھوٹی سے بڑی ہستی کو شریک نہ ٹھہرائیں۔ اسی مشترک نظریہ کی طرف قرآن کریم نے آج سے چودہ سو برس پہلے توجہ دلائی تھی اور فرمایا قل یاھل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا و بینکم الا نعبد الا اللہ ولا نشرک بہ شیئا ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ۔ کہدے اے اہل کتاب ایک مشترک بات پر آجاؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان برابر ہو اور وہ یہ کہ ہم اللہ تعالےٰ کے سوائے کسی کی عبادت نہیں کریں گے اور کسی چیز کو اس کے ساتھ شریک نہیں ٹھہرائیں گے، اور ہمارے بعض لوگ بعض لوگوں کو خدا کے سوائے رب نہیں بنائیں گے۔

یہ ہے وہ نظریہ جس پر قائم ہونے کی دعوت اسلام نے تمام ان لوگوں کو دی ہے جو کسی آسمانی کتاب کی پیروی کے دعویدار ہیں، بالخصوص یہود و نصاریٰ اس دعوت کے اولین مخاطب ہیں، فی الحقیقت یہی وہ نظریہ ہے جس پر قائم ہو کر پوپ کی دعوت اتحاد پر عمل کیا جا سکتا ہے اور دہریت والحاد کے خلاف مؤثر طور پر جنگ کی جا سکتی ہے ورنہ موجودہ صورت میں جہاں مسیحیت باپ، بیٹا اور روح القدس تین خدا مانتی ہے اور اسلام صرف ایک خدا کا قائل ہے جس کے ساتھ کوئی شریک نہیں نہ ذات میں اور نہ صفات میں کوئی اس کی ہمسری نہیں کر سکتا، ایسی صورت میں دو نو مذاہب کے پیرو کیسے مل کر کام کر سکتے اور دہریت والحاد کو کس خدا کی دعوت دے سکتے ہیں۔

کیا یہ عجیب بات نہ ہو گی کہ ایک ہی میدان میں جہاں مسلمان خدائے واحد پر ایمان لانے کی تلقین کر رہے ہوں، وہیں مسیحی حضرات خدا کے ساتھ اس کا ایک بیٹا بھی منوانے کے لئے کوشاں ہوں اور روح القدس کو بھی خدا کی صفات میں شریک ٹھہرا کر تینوں کی پرستش کی دعوت دیں کیا اس قسم کی متخالف و متضاد تعلیمات پیش کرنے سے دہریوں اور ملحدین پر کوئی اثر ہو سکتا ہے اور خدا کو ماننے کے لئے کوئی جذبہ ان کے دلوں میں پیدا ہو سکتا ہے؟ اس سے تو الٹا وہ اور زیادہ دہریت پر پختہ ہو جائیں گے اور دونوں مذاہب کے پیروؤں سے سوال کریں گے کہ جب تم خود خدا کے متعلق تصور قائم کرنے میں باہم اتفاق نہیں رکھتے تو ہمیں کس منہ سے کس قسم کے خدا کی دعوت دینے آئے ہو۔

حقیقت یہ ہے کہ مسیحی تعلیمات جس قسم کے عقائد سے مرتب ہوئی ہیں وہ ایک دہریہ منش انسان کے دل میں خدا پر ایمان پیدا کرنے کے بجائے اس سے نفرت اور دوری پیدا کرنے کا موجب ہے۔ بھلا کون عقلمند انسان تین برابر ایک اور ایک برابر تین کا عقیدہ تسلیم کر سکتا اور یہ سمجھ سکتا ہے کہ باپ، بیٹا اور روح القدس تین خدا نہیں بلکہ ایک خدا ہے، اس عقیدہ نے خود بڑے بڑے تعلیمیافتہ مسیحی دل و دماغ میں بھی الجھن پیدا کر رکھی ہے اور بڑے سے بڑے پادری سے بھی اس عقیدہ کے متعلق سوال کیا جائے تو اسے اس کے سوائے اور کوئی جواب بن نہیں آتا کہ یہ ایک رازکی بات ہے جس کو دلائل کے ساتھ بیان نہیں کیا جا سکتا اسی حقیقت کو مشہور ہفت روزہ ٹائم (مورخہ ۱۱ نومبر ۱۹۶۵ء) نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے:-

"کسی بھی مسیحی نظریہ کو متعین کرنے میں اتنی دماغ سوزی اور سر کھپائی نہیں کرنی پڑتی جتنی کلیسا کے ایک بنیادی عقیدہ کے بارہ میں کرنی پڑی لیکن اس کے باوجود وہ دنیا کے لئے ایک ناقابلِ فہم اچنبھا ہی رہا اور وہ تثلیث کا عقیدہ ہے جس کی رو سے ایک خدا میں تین اقنوم تسلیم کرنے پڑتے ہیں"!

کیا ایسے ناقابلِ فہم عقیدہ کے ہوتے ہوئے عیسائیت اور اسلام ایک میدان میں کام کر سکتے اور باہم مل کر دہریت والحاد کا مقابلہ کر سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں اس کا ایک ہی طریق ہے جس کی طرف قرآن کریم نے مندرجہ بالا آیت کریمہ میں توجہ دلائی ہے یعنی یہ کہ دونوں مذاہب صرف ایک خدا کی تلقین کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں نہ کسی کو اس کا بیٹا بنائیں نہ اس کی ذات اور صفات میں کسی قسم کا شرک روا رکھیں، اگر اس عقیدہ پر قائم ہو کر عیسائی حضرات دہریت والحاد کے خلاف جہاد کرنے کے لئے تیار ہوں تو مسلمان بخوشی پوپ کی دعوتِ اتحاد کو قبول کرتے ہوئے ان کے ساتھ مل کر کام کر سکتے اور خدائے واحد کا پیغام دنیا کو پہنچا سکتے ہیں ورنہ موجودہ عیسوی عقائد کے ہوتے ہوئے کوئی صورت باہم مل کر کام کرنے کی نہیں ہو سکتی اور مسلمان تو اکیلے ہی دہریت والحاد کے مقابلہ کی اہلیت رکھتے ہیں۔ چنانچہ اس وقت بھی مسلمان مبلغین مغربی دنیا میں نہ صرف دہریت بلکہ عیسائیت کے مقابلہ میں اسلام کا پیغام توحید لئے ہوئے کام کر رہے ہیں اور خدا کے فضل سے انہیں نمایاں کامیابی حاصل ہو رہی ہے۔ جیسا کہ جماعت احمدیہ کی تبلیغی سرگرمیوں اور ان کے شاندار نتائج سے ظاہر ہے۔

ادبی دُنیا کا اقبال نمبر

مولانا صلاح الدین احمد مرحوم و مغفور کی وفات کے بعد کسے علم تھا کہ اُدبی دُنیا ان کے مقصد کی تکمیل کا فریضہ سرانجام دیتا رہے گا۔ لیکن مولانا محمد عبد اللہ قریشی مدیر ادبی دنیا نے مولینا کی یادگار کو جو تابانی اور درخشانی بخشی ہے۔ وہ ادبی دنیا کے قارئین کے لئے روز افزوں مسرت و دلچسپی کا موجب ہے۔

چند ماہ قبل قریشی صاحب نے ادبی دنیا کا کشمیر نمبر نکال کر دادِ تحسین پائی تھی۔ اور ابھی تک ذہن اس کی لذت محسوس کر رہے تھے کہ آپ نے "اقبال نمبر" پیش کر دیا ہے۔

قریشی صاحب حکیم مشرق کے سچے فدائی اور فدائے کشمیر مولینا محمد دین فوق کشمیری مرحوم کے جانشین ہیں۔ ڈاکٹر اقبال کے متعلق آپ کے بلند پایہ مضامین اکثر ملکی جرائد میں چھپتے رہتے ہیں۔ اور آپ کی لائبریری میں حیات اقبال کے سلسلے میں جو تحریرات موجود ہیں، وہ تاریخ کا ایک نادر ذخیرہ اور حیات اقبال کی کڑیوں کو مربوط کرنے والا انمول خزانہ ہے۔

زیر نظر نمبر میں قریشی صاحب نے حیات اقبال کے بعض اچھوتے پہلوؤں پر روشنی ڈالی ہے۔ اور ان کے بعض ایسے مضامین کو یکجا کر دیا ہے۔ جن کا انہیں ہی علم تھا۔ اور جو معمولی سی غفلت سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے معدوم ہو جاتے۔

ان مضامین میں سے اکثر نایاب تھے۔ لیکن اسلامیات اور انسانیات کے طالب علم کے لئے ان کا وجود لابد تھا۔ پھر یہ مضامین تنوع کے لحاظ سے بھی قابل قدر ہیں۔ ڈاکٹر اقبال کے اساتذہ آرنلڈ، اور ڈاکٹر میک ٹیگرٹ کا اقبال سے تعلق، اقبال کے اپنے نایاب مقالات، ان کی تعلیمات کے مختلف پہلوؤں پر سیر حاصل تبصرہ قارئین کی خاص توجہ کے مستحق ہیں۔ نیز نظریۂ پاکستان، کشمیر اور اہل کشمیر سے بے پناہ محبت اور تصوف سے ان کا گہرا تعلق رسالے کی جان ہیں جو بلند پایہ ادیبوں کا شاہکار ہیں، غرضیکہ یہ نمبر اس دور میں ایک انقلاب آفریں کوشش ہے۔

بہت کم لوگوں کو خبر ہے کہ اقبال سلوک کی منزلوں کے رہ نورد تھے اور تصوف میں ایک بلند مقام کے مالک تھے۔ قریشی صاحب نے خود اس موضوع پر روشنی ڈال کر قارئین کے دل و دماغ کی روشنی کا سامان مہیا کیا ہے۔

ادبی دنیا کا یہ بلند پایہ نمبر تین صد صفحات پر پھیلا ہوا ہے۔ ... ان بلند پایہ مضامین کی موجودگی میں چار روپے قیمت انتہائی موزوں ہے، اور کوئی بھی اہل نظر اسے حاصل کرنے میں روحانی فیض محسوس نہیں کرے گا۔ (مسلم)

کیا آپ نے عرب مظلومین کی امداد کے بارہ میں حضرت امیر ایدہ اللہ کی اپیل کو پڑھا ہے اور اس فنڈ میں حصہ لیا ہے؟ اگر نہیں تو بلا توقف اس کار خیر میں حصہ لیکر عنداللہ ماجور ہوں۔

اخبار احمدیہ

حضرت امیر ایدہ اللہ کی صحت

—— مری سے آمدہ اطلاعات کے مطابق حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ کی صحت بفضلہ تعالےٰ پہلے سے بہتر ہے احباب کرام آپ کی صحت کاملہ کے لئے دعا فرماتے رہیں۔

درس قرآن کریم

—— لاہور چھاؤنی سے قاضی عبدالحفیظ صاحب لکھتے ہیں:۔
"ڈاکٹر سعید احمد صاحب ہر بدھ وار کو بعد از نماز مغرب صدر بازار لاہور چھاؤنی میں بمکان قاضی بشیر احمد صاحب قاضی محلہ درس قرآن دیتے ہیں احباب جماعت لاہور چھاؤنی و دھرمپورہ سے التماس ہے کہ اس میں ضرور شامل ہو کر مستفید ہوں"

درخواست دُعا

—— مولانا محمد یعقوب خاں صاحب لکھتے ہیں:۔
"میں احباب جماعت کا ممنون ہوں کہ میری بیماری میں وہ میرے لئے درد دل سے دعائیں کرتے رہے ہیں۔ مگر میں سمجھتا ہوں کہ ان دعاؤں کی زیادہ مستحق ایک اور ہستی ہے جو مدت سے بیمار پڑے ہیں، یہ مولوی عزیز الدین صاحب ہیں جنہوں نے نصف صدی سے زیادہ ہمارے سکول میں نہایت خلوص اور محنت سے خدمت کی ہے، نیکی اور خدا پرستی میں وہ اپنی مثال آپ ہیں آج کل وہ بہت تکلیف میں ہیں، ایک دن گر گئے تو چار دن بے ہوش پڑے رہے۔ احباب سے درخواست ہے کہ میرے حصے کی دعائیں بھی ان کی طرف منتقل کر دیں۔" محمد یعقوب خان

ایک اور بیمار بھائی کے لئے دعائے صحت کی درخواست

—— خواجہ محمد شبیر بٹ صاحب سیالکوٹی ڈپٹی چیف اکونٹنٹ محکمہ بحالیات عرصہ سے بیمار چلے آ رہے ہیں اور میو ہسپتال سے ملحقہ البرٹ وکٹر ہسپتال میں صاحب فراش ہیں۔ ان کی صحت کے لئے بھی احباب کرام کی پُرسوز دعاؤں کی ضرورت ہے۔

لائبریریوں کیلئے پیغام صلح

—— بھدرواہ (مقبوضہ کشمیر) سے وہاں کی لائبریری کے لئے پیغام صلح مفت جاری کرنے کی درخواست آئی ہے ایسا ہی بعض غریب اور نادار دوست اخبار مفت جاری کرنے کی استدعا کرتے رہتے ہیں، اگر جماعت کے صاحب استطاعت احباب چھ روپیہ سالانہ چندہ دے کر اس کار خیر میں حصہ لے سکیں تو باعث ثواب ہو گا۔

مسلم ہائی سکول نمبر ۱ لاہور
امتحان میٹرک ۱۹۶۷ء کا شاندار نتیجہ

امسال ہمارے سکول سے ۱۲۱ طلباء امتحان میٹرک میں شامل ہوئے۔ جن میں سے ۴۸ فسٹ ڈویژن، ۵۲ سیکنڈ ڈویژن اور ۲۰ تھرڈ ڈویژن میں کامیاب ہوئے اور نتیجہ خداوند تعالےٰ کے فضل و کرم سے ۹۹٫۲ فیصد رہا۔ جبکہ بورڈ کا اپنا نتیجہ ۷۳٫۹ فیصد رہا۔

ہمارا ایک طالب علم شاہد پرویز ۷۷۸ نمبر لے کر سکول میں اوّل اور بورڈ میں چوتھے نمبر پر آیا ہے۔ ہمارا یہ طالبعلم "نیشنل ٹیلنٹ سکالرشپ" کا مستحق قرار دیا گیا ہے طالب علم مذکور نے بورڈ میں چوتھی پوزیشن حاصل کر کے سکول کی تاریخ میں ایک نئے باب کا اضافہ کیا ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

برکت علی شاہد سیکرٹری

مُسلم ہائی سکول بدوملہی کا شاندار نتیجہ

امسال مسلم ہائی سکول بدوملہی سے ۳۵۔ امیدوار امتحان میٹرک میں شامل ہوئے۔ جن میں سے صرف تین لڑکے فیل ہوئے۔ نتیجہ ۹۱ فیصدی رہا۔ ایک لڑکے نے ۷۱۱ نمبر حاصل کئے ہیں۔ جو یقیناً وظیفہ حاصل کرے گا۔ اس کے علاوہ ایک اور لڑکے کے وظیفہ حاصل کرنے کی توقع ہے۔

فرسٹ ڈویژن میں آنے والے لڑکوں کی تعداد ۱۰ ہے۔ صرف چار لڑکے تھرڈ ڈویژن میں پاس ہوئے۔

عبدالحفیظ۔ ہیڈ ماسٹر مسلم ہائی سکول بدوملہی

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام بمبئی کی تبلیغی سرگرمیاں

مقامی جماعت احمدیہ انجمن اشاعت اسلام (بمبئی) کا ایک خصوصی مشاورتی جلسہ بتاریخ ۱۶ جولائی ۱۹۶۷ء بروز اتوار صبح دس بجے جناب شیخ محمد حسین صاحب کے دولت کدہ پر منعقد ہوا جس میں مقامی احباب جماعت کے علاوہ کوئٹہ کے معزز مہمان جناب آدم خان صاحب بھی شریک تھے۔

اس جلسہ میں جماعت کے صدر جناب شیخ محمد حسین صاحب نے فرمایا کہ جماعت کے ممبران کا جلسہ ایک ماہ کے طویل وقفہ کے بجائے مہینہ میں دو بار ہوا کرے۔ جس سے مقامی جماعت کی توسیع اور تبلیغ و اشاعت اسلام کے پروگرام کے علاوہ مرکز کے حالات سے بھی واقف کرایا جا سکتا ہے اور اپنی پندرہ روزہ سرگرمیاں بھی سنائی جا سکتی ہیں، اور اپنی ذمہ داری کا احساس بھی رہتا ہے۔ دین کی خدمت میں حصہ لینے کا شوق بھی زیادہ پیدا ہو گا۔ آپ نے نوجوان ممبروں سے کہا کہ وہ عیسائی اور دوسرے مذاہب کے لوگوں میں زیادہ سے زیادہ دین کی تبلیغ کریں۔ آپ نے Fatwa on death of Jesus نامی کتاب دوبارہ شائع کروانے کی تجویز مجلس کے سامنے رکھی۔ اس کی طباعت کے اخراجات دریافت کرنے کے لئے اس کتاب کو افسر شعبہ نشر و اشاعت کے حوالے کر دیا گیا ہے، آئندہ جلسہ میں اس پر غور کیا جائے گا۔

جلسہ میں جماعت کے پُرجوش و سرگرم اور مخلص رکن جناب عبدالرزاق صاحب نے احباب جماعت سے "لوکل فنڈ" اور "مرکز فنڈ" میں حصہ لینے کی اپیل کی۔ کیونکہ بمبئی میں جماعت کا قیام دو ماہ قبل ہوا تھا۔ اس اپیل کی تائید و حمایت جناب صلاح الدین آغا صاحب نے کی اور احباب جماعت کے متفقہ فیصلہ پر لوکل فنڈ ماہوار ایک روپیہ طے ہوا۔ "مرکز فنڈ" میں بھی احباب نے دلچسپی کا اظہار کیا اور اس مسئلہ پر آئندہ جلسہ میں غور و خوض کیا جانا طے پایا۔

جناب عبدالرزاق صاحب نے احباب جماعت سے کہا کہ ہر ممبر "تحریک احمدیہ" کے کم از کم ایک اخبار کا سالانہ خریدار بنے تاکہ ہم جماعت کی سرگرمیوں سے ہمیشہ واقف رہیں اور مرکز سے بھی ربط قائم رہے۔

اس جلسہ میں راقم الحروف نے "ہمارے عقائد" نامی کتاب کا کتابت شدہ مسودہ احباب جماعت کے سامنے پیش کیا جس کو مقامی جماعت کے نام سے شائع کرانے کا انتظام کیا گیا۔ اس کتاب کے اخراجات جناب عبدالرزاق صاحب نے برداشت کئے ہیں۔ جزاہ اللہ۔ کتاب پریس میں چھپنے کے لئے روانہ کر دی گئی ہے۔ راقم الحروف نے احباب جماعت کو بتایا کہ دوسری کتاب "مذہب کی غرض" جو حضرت مولانا محمد علی رحمۃ اللہ علیہ کی تحریر کردہ ہے اس کو بھی کتابت کے لئے دے دیا گیا ہے یہ کتابیں مفت تقسیم کی جائیں گی۔

مرکز سے جو مفت لٹریچر آیا ہے وہ [illegible] میں تقسیم کیا جا رہا ہے تقسیم کا کام اطمینان بخش ہے۔

احباب جماعت کے بکھرے ہوئے شیرازے کو منظم کرنے کی برابر کوشش کی جا رہی ہے۔ وہ احباب جو تحریک احمدیہ لاہور سے وابستہ ہیں وہ ہم سے فوراً رابطہ پیدا کریں۔ تاکہ مقامی جماعت کا رجسٹریشن کیا جائے۔ اس لئے احباب جماعت اپنے نام اور پتوں سے جلد از جلد اطلاع دیں۔

عبدالقادر شیخ
سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام بمبئی (انڈیا)

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کامل بروز کے ذریعہ

مسیحی فتنے کا استیصال

اتحادِ اسلامی اور اشاعت اسلام ہی کامیابی کا حقیقی ذریعہ ہے

خطبہ جمعہ مؤرخہ ۲۱ جولائی ۱۹۶۷ء ۔ فرمودہ حضرت شیخ مولانا عبدالرحمٰن صاحب مصری دامت برکاتہ بمقام جامع احمدیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

قل یااهل الكتاب لِمَ تكفرون بآيات الله والله شهيد على ما تعملون قل يااهل الكتاب لِمَ تصدون عن سبيل الله من امن تبغونها عوجًا وانتم شهداء وما الله بغافل عما تعملون ـــــــ الى اولئك لهم عذاب عظيم (آل عمران ع ۱۰ و ۱۱)

دو پیشگوئیاں

ان آیات میں جن کی اس وقت تلاوت کی گئی ہے ایک تو دو زبردست پیشگوئیاں کی گئی ہیں جن میں سے ایک کا تعلق تو عیسائیوں کی اُن کوششوں سے ہے جو وہ مسلمانوں کو مرتد کرنے کے لئے صرف کریں گے اور دوسری کا تعلق حضرت نبی کریم صلعم کا اپنی قوتِ قدسیہ اور اپنی پاک روحانی تاثیروں کا پرتو اپنے ایک کامل بروز پر ڈال کر اس کے ذریعہ عیسائیوں کی ان کوششوں کو ناکام بنانے کے ساتھ ہے۔

مسلمانوں کو نصیحت

اور اس کے بعد مسلمانوں کو نصیحت کی گئی ہے کہ وہ خدا کی اس زبردست تائید کو دیکھ کر دامن اسلام کو مضبوطی سے تھامتے ہوئے اس کی تعلیم پر اخلاص سے عمل کریں جیسا کہ عمل کرنے کا حق ہے اور تفرقہ سے اجتناب کریں صرف یہی نہیں کہ خود اس پر عمل پیرا رہیں بلکہ دنیا کو بھی اس کے جھنڈے تلے لانے کے لئے کوشاں رہیں اسی میں اُن کی حقیقی کامیابی کا راز ہے۔ تفرقہ اور بے جا اختلاف سے اپنے آپ کو بچائے رکھیں ورنہ عذاب عظیم میں مبتلا ہو جائیں گے یہ خلاصہ ہے ان دونوں رکوعوں کا جنہیں میں نے تلاوت کیا ہے۔

قرآن کریم کو سمجھنے کے لئے ایک ضروری اصل

پیشتر اس کے کہ میں اپنے بیان کردہ خلاصہ پر تفصیل سے روشنی ڈالوں قرآن کریم کی ایک خصوصیت کی طرف توجہ دلاتا ہوں جس کو ذہن نشین رکھے بغیر اس کے لامتناہی معارف پر آگاہی حاصل کرنا ناممکن ہے اور وہ خصوصیت یہ ہے کہ قرآن کریم نہ کسی خاص زمانہ کے لئے اور نہ کسی خاص قوم کے لئے نازل ہوا ہے اس لئے اس کے الفاظ کو کسی زمانہ تک یا کسی خاص قوم تک محدود سمجھنا سخت غلطی ہے جو شخص ایسا خیال کرتا ہے اس نے قرآن کریم کی حقیقت کو قطعاً سمجھا ہی نہیں بلکہ وہ اس سے بالکل بے بہرہ ہے قرآن کریم کو اللہ تعالیٰ نے ذکر للعالمین اور اس کے لانے والے رسول مقبول صلعم کو رحمۃ العالمین فرمایا ہے یعنی یہ پاک کتاب تمام آنے والے زمانوں اور تمام آنے والی قوموں کے لئے ذکر ہے اور اسی طرح حضرت نبی کریم صلعم تمام آنے والے زمانوں اور تمام آنے والی قوموں کے لئے رحمت بنا کر بھیجے گئے ہیں یعنی آنحضور صلعم کا اسوہ حسنہ قیامت تک کے لوگوں کے لئے مشعلِ راہ رہے گا اور آنحضور صلعم کی قوتِ قدسیہ قیامت تک اپنا اثر دکھلاتی رہے گی اور آیت وَاٰخرين منهم لما يلحقوا بهم میں بھی اسی کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اور یہی خاتم النبیین کا حقیقی مفہوم ہے۔

ان آیات کا موجودہ زمانہ کے حالات پر چسپاں ہونا

پس اس اصل کو مدنظر رکھتے ہوئے جب ہم آیات تلاوت کردہ پر غور کرتے ہیں تو ہمیں یہ آیات خصوصیت کے ساتھ ہمارے موجودہ زمانہ کے حالات پر چسپاں ہوتی نظر آتی ہیں ان آیات میں سب سے پہلے اہل کتاب کو مخاطب کر کے فرمایا اے اہلِ کتاب تم اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار کیوں کر رہے ہو حالانکہ اللہ تعالیٰ تمہارے عملوں کو اچھی طرح دیکھ رہا ہے تمہارا کوئی عمل اس کی نظروں سے پوشیدہ نہیں ہے وہ تمہارے چھوٹے سے چھوٹے عمل سے بھی اچھی طرح واقف ہے۔

انکار کی وجہ کی طرف اہل کتاب کی توجہ مبذول کروانا

اس خطاب میں اہل کتاب کی توجہ اس طرف مبذول کروائی ہے کہ تم قرآن کریم میں نازل کردہ تعلیمات کا انکار صرف اسی ایک وجہ سے ہی کر سکتے ہو کہ تمہیں اس کی پیشکردہ تعلیم پر اپنی کتب کی تعلیموں کی برتری پر یقین ہو اس لئے تم اپنی کتب کی تعلیموں پر عمل کرنا زیادہ موجب ثواب اور خدا کے ہاں مقبولیت کا درجہ پانے میں زیادہ مؤثر سمجھتے ہو لیکن معاملہ اس کے اُلٹ ہے یہ تو یقینی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ تم دونوں کے عملوں کو دیکھ رہا ہے نہ تمہارے اعمال اس سے مخفی ہیں اور نہ ہی قرآن کریم پر عمل کرنے والوں کے اعمال اس سے مخفی ہیں اور یہ بھی ناقابلِ انکار حقیقت ہے کہ اعمال کے نتائج پیدا کرنا خدا کا ہی کام ہے پھر کیا وجہ ہے کہ قرآن پر عمل کرنے والوں کے اعمال تو صحیح نتائج پیدا کر رہے ہیں اور تمہارے اعمال بے نتیجہ رہے ہیں اس حقیقت کی وضاحت آیت ودّت طائفة من اهل الكتاب لو يضلونكم وما يضلون الا انفسهم وما يشعرون میں بھی کی گئی ہے یعنی اے مسلمانو! اہل کتاب کا ایک گروہ تمہیں گمراہ کرنا چاہتا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہ غیر شعوری طور پر خود اپنے آپ کو گمراہ کر رہا ہے گویا ان الفاظ میں واضح کر دیا کہ دیگر اہل کتاب کے اعمال کے درخت کو ہدایت کی بجائے گمراہی کا پھل لگ رہا ہے یعنی وہ دن بدن خدا سے دور ہو رہے ہیں اور قرآن پر عمل کرنے والے دن بدن خدا تعالیٰ کے قریب ہوتے جاتے ہیں۔ اسی لئے اس کے بعد فرمایا۔ یا اهل الكتاب لم تكفرون بآيات الله وانتم تشهدون۔ یعنی اے اہل کتاب کیوں اللہ تعالیٰ کی قرآن کریم میں نازل کردہ تعلیموں کا انکار کر رہے ہو حالانکہ تم ان کی پاک تاثیروں کو اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کر رہے ہو۔ سو اہلِ کتاب کا مشاہدہ کیا کہتا ہے۔

کیا تم دیکھ نہیں رہے کہ وہ لوگ جو دن رات شراب کے نشہ میں مخمور رہتے تھے اور شراب جن کی گھٹی میں رچی ہوئی تھی آج اس پاک کتاب پر عمل کرنے کے نتیجہ میں اس مضمون کی ایک ہی آیت نازل ہونے پر کہ آج سے شراب حرام کر دی گئی ہے انہوں نے شراب کے مٹکے کے مٹکے انڈیل دیئے یہاں تک کہ مدینہ کی گلیوں میں پانی کی طرح شراب بہہ رہی تھی اور شراب کے نشہ میں مخمور رہنے کی بجائے آج وہ قرآن کریم اور محمد رسول اللہ صلعم کی پاک صحبت کی طفیل اور اس کی برکت سے ذکرِ الٰہی کی شراب میں مست پھر رہے ہیں اور کیا تم دیکھتے نہیں کہ وہ لوگ جو ۳۶۰ بتوں کے پرستار تھے آج وہ ان سب کو خیرباد کہہ کر ایک وحدہٗ لاشریک خدا کی پرستش میں لطف اندوز ہیں اور کیا تم دیکھتے نہیں کہ وہ لوگ جن کا پیشہ دن رات لوگوں کو قتل کرنا اور ان کے اموال کو لوٹنا تھا آج وہ اس کتاب کی برکت سے نہ صرف خود امن کی زندگی بسر کرنے پر خوش ہیں بلکہ دوسروں کو بھی امن سے

رہنے کی تلقین کر رہے ہیں اور اموال لوٹنے کی بجائے غرباء پر اپنے اموال خرچ کرنا فخر سمجھتے ہیں، پھر کیا تم دیکھتے نہیں کہ وہ لوگ جو لڑکیوں کو زندہ درگور کر دیتے تھے آج وہ اس کتاب الٰہی اس رسول مقبول کی پاک تاثیروں سے ان کی تعلیم و تربیت میں مشغول ہیں اور اس پر فخر محسوس کرتے ہیں، پھر کیا تم دیکھتے نہیں کہ وہ لوگ جو عورت کو ایک حقیر چیز سمجھتے تھے آج اس تعلیم کے اثر سے ان کے دلوں میں عورتوں کے لئے عزت و احترام کے جذبات موجزن ہیں اور وہ یقین رکھتے ہیں کہ ان پر ان کے بھی ایسے ہی حقوق ہیں جیسے عورتوں پر ان کے حقوق ہیں غرضیکہ ان کی روحانی حالت میں جو انقلاب آیا ہے اور ان کے ذریعہ معاشرہ میں جو روح پاصلاح انقلاب نمودار ہوا ہے کیا وہ تم سے مخفی ہے اور اس کے مقابلہ میں اپنی حالت پر بھی نظر ڈالو اور دیکھو کہ کیا تم میں بھی اپنی کتابوں پر عمل کرنے کے نتیجہ میں ایسا انقلاب پیدا ہوا ہے؟

حق کو مشتبہ کرنے اور اسکو چھپانے کی کوشش

اس کے بعد فرمایا یا اھل الکتاب لم تلبسون الحق بالباطل وتکتمون الحق وانتم تعلمون یعنے اے اہل کتاب جبکہ تم دونوں کتابوں کی تعلیموں پر عمل کرنے کے نتائج میں اس قدر نمایاں فرق دیکھ رہے ہو تو حق اور باطل میں امتیاز کرنا تمہارے لئے کیا مشکل ہے پھر تم اپنے باطل کے ذریعہ قرآنی حق کو مشتبہ بنانے کی کیوں کوشش کرتے ہو بلکہ اس سے بھی بڑھ کر جانتے ہوئے قرآنی حق کو چھپانے کی کیوں نازیبا سعی میں مشغول ہو۔

تلاوت کردہ آیات میں یہی مضمون

اسی مضمون کو ان آیات میں بھی بیان کیا ہے جو میں نے تلاوت کی ہیں فرماتا ہے اے اہل کتاب تم اللہ تعالےٰ کے راستہ سے ان لوگوں کو کیوں روکنے کی کوشش کرتے ہو جو ایمان لے آئے ہیں کیا تم کجروی اختیار کرتے ہوئے خدا کی رضا کے راستہ کو پا سکتے ہو حالانکہ تم مومنوں کے ایمان کے میٹھے پھلوں کو دیکھ رہے ہو جو ان کو مل رہے ہیں اور اس کے بالمقابل اپنے کج اعمال کے کڑوے پھل بھی چکھ رہے ہو کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ اللہ تعالےٰ تمہارے عملوں سے بے خبر ہے جو تمہیں ان نتائج سے محروم رکھ رہا ہے جن سے مسلمان متمتع ہو رہے ہیں۔

مسلمانوں کو انتباہ

اہل کتاب کے ان ارادوں کا ذکر کرنے کے بعد جو وہ مسلمانوں کو اسلام سے منحرف کرنے کے متعلق رکھتے ہیں مسلمانوں کو مخاطب کر کے فرماتا ہے یاایھا الذین امنوا ان تطیعوا فریقاً من الذین اوتوا الکتاب یردوکم بعد ایمانکم کافرین کہ اے مومنو! اگر تم ان لوگوں میں سے جن کو کتاب دی گئی ہے ایک فریق کی اطاعت کرو گے تو وہ تمہارے ایمان لے بعد تمہیں کافر بنا دیں گے۔ اہل کتاب یا یہود تھے یا عیسائی تھے پہلے بھی طائفۃ من اھل الکتاب کہکر ایک ہی گروہ کا ذکر کیا ہے اور اب بھی فریقاً کہکر ایک ہی گروہ کا ذکر کیا ہے واقعات بتلا رہے ہیں کہ یہ گروہ عیسائیوں کا ہی ہے کیونکہ انہوں نے ہی مسلمانوں کو مرتد کرنے کی انتہائی کوشش کی تھی خصوصاً ہمارا یہ زمانہ ہی ان کی ایسی کوششوں کے لئے سازگار تھا کیونکہ اس سے قبل اسلامی حکومتوں کا رعب و دبدبہ ان کے لئے مانع تھا ان کے مٹنے یا کمزور ہو جانے کے بعد ہی ان کو یہ موقع میسر آیا چنانچہ اس زمانہ میں ان کی کوششیں پھل لائیں اور ہزاروں کی تعداد میں مسلمان عیسائیت کی آغوش میں چلے گئے۔

ارتداد کی رَو کس طرح رُکے گی

قرآن کریم سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ ایک زمانہ آنے والا ہے کہ مسلمان ارتداد کے سیلاب میں بہہ جائیں گے۔ اور حدیث بھی بتلاتی ہے کہ ۷۰ ہزار مسلمان دجال سے مل جائیں گے اور دجال سے مراد جیسا کہ ثابت ہو چکا ہے پادری لوگ ہی ہیں اور ان کا اثر اس قدر وسعت اختیار کر جائے گا کہ مسلمان عورتیں بھی ان سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکیں گی اور اس کا باعث صرف یہی ہوگا کہ مسلمان علماء قرآنی آیات کی غلط تفسیر کر کے پادریوں کو خود موقع دیں گے کہ وہ مسلمانوں کو اسلام سے متنفر کرنے اور عیسائیت کی طرف راغب کرنے میں کامیاب ہو جائیں چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

اسی لئے اس کے بعد فرمایا وکیف تکفرون وانتم تتلی علیکم ایات اللہ وفیکم رسولہ اے مسلمانو! تم کس طرح اسلام کا انکار کر سکتے ہو یعنی تمہارا انکار محل تعجب ہوگا جبکہ تم پر اللہ کی آیات پڑھی جا رہی ہوں گی ظاہر ہے کہ آیات کے پڑھنے سے مراد ان کی صحیح تفسیر کا پیش کرنا ہی ہو سکتا ہے ورنہ آیات تو مولوی صاحبان پڑھ کر مسلمانوں کو سناتے ہی رہتے ہوں گے اور انہی کی غلط تفسیر کے نتیجہ میں ہی تو عیسائیوں کو اسلام پر برتری ثابت کرنے کے لئے مواد مل رہا ہوگا اس سے ثابت ہوا کہ مسلمانوں میں اس وقت ایسا شخص پیدا ہوگا جو ثم ان علینا بیانہ اور آیت وننزل من القرآن ما ھو شفاء ورحمۃ للمومنین کے ماتحت خدا سے قرآن کا علم پا کر صحیح معنوں کے ساتھ قرآن کی آیات پڑھ کر عیسائیوں کے افسوں کے اثر سے لوگوں کو نکالے گا جیسا کہ اس زمانہ میں سیدنا حضرت مرزا صاحب نے کر کے دکھلا دیا صرف ایک ہی وار سے کہ حضرت مسیح زندہ نہیں بلکہ دیگر تمام انبیاء کی طرح وفات پا چکے ہیں اور ان کے دوبارہ آنے کا خیال بالکل بے بنیاد ہے اور اس نظریہ کو زبردست قرآنی دلائل سے ثابت کر دیا جس سے عیسائیت کا حربہ جسے وہ مسلمانوں کے خلاف زبردست حربہ یقین کرتے تھے کُند ہو کر رہ گیا۔

دوسری چیز

پس اس آیت میں بتلایا کہ ایک تو قرآن کریم کی آیات کی صحیح تفسیر ارتداد کو روکنے میں کامیاب ہوگی اور دوسری چیز جو اس رَو کو روکنے میں کامیاب ہوگی اس کا ذکر الفاظ فیکم رسولہ میں کیا یعنی تم میں اس کا رسول موجود ہوگا یعنے اے مسلمانو! تم اسلام سے منحرف کس طرح ہو سکتے ہو جبکہ ایک طرف خدا کی آیات صحیح رنگ میں تمہارے سامنے پیش ہو رہی ہوں گی اور دوسری طرف خدا کا رسول تم میں موجود ہوگا جو اپنے پاک انفاس سے تمہارے اندر سچائی کی روح پھونک رہا ہوگا۔

ایک طبعی سوال اور ظل اور بروز کا زبردست ثبوت

اس حقیقت کا تو انکار نہیں ہو سکتا کہ اس زمانہ میں مسلمانوں کو اسلام سے منحرف اور مرتد کرنے میں عیسائیوں کی کوششیں بڑے زوروں پر تھیں مسلمان یہ سوال کرتے میں حق بجانب تھے کہ ہمارے ارتداد پر تعجب کیا جاتا ہے کہ تم میں رسول موجود ہے پھر تم ارتداد کس طرح اختیار کر سکتے ہو بتلاؤ رسول ہم میں کہاں موجود ہے کہ ہم ارتداد سے رکیں اس کا جواب یہی ہو سکتا ہے کہ رسول کریم صلعم نے اپنے جسم عنصری کے ساتھ تو قیامت تک اس دنیا میں بے شک نہیں رہنا تھا اور نہ آپ جسم عنصری کے ساتھ موجود ہیں لیکن اس آیت میں بھی اور آیت واخرین منھم لما یلحقوا بھم میں بھی رسول کی موجودگی کا ذکر یقیناً موجود ہے پھر حدیث میں بھی دجال کے ذکر میں حضرت نبی کریم صلعم نے صریح الفاظ میں فرمایا کہ اگر میں اس وقت موجود ہونگا تو انا حجیجہ یعنی میں خود دلائل کے ساتھ اس کا مقابلہ کروں گا حالانکہ آنحضور صلعم نے صاف فرمایا ہوا ہے کہ دجال کا فتنہ مسیح کے ہاتھ سے فرد ہوگا یہاں تک کہ جب حضرت عمرؓ نے ابن صیاد کو قتل کرنے کے ارادہ کا اظہار کیا تو آنحضور صلعم نے صاف فرمایا کہ اگر یہی دجال ہے تو اس کا قتل تمہارے ہاتھ سے مقدر نہیں بلکہ مسیح کے ہاتھ سے مقدر ہے پس آنحضور صلعم کے الفاظ فانا حجیجہ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آنحضور صلعم اسی طرح اس کام کو سرانجام دیں گے جس طرح کسریٰ و قیصر کے خزانوں کی چابیاں بجائے حضرت نبی کریم صلعم کے ہاتھوں میں آنے کے حضرت عمرؓ کے ہاتھ میں آئی تھیں حالانکہ کشف میں وہ آنحضرت صلعم کے ہاتھ میں دی گئی تھیں پس حضرت عمرؓ کی طرح امت کا ہی کوئی فرد دجال کو دلائل کے ذریعہ قتل کرے گا جو خدا کے نزدیک حضرت عمرؓ کی طرح حضرت نبی کریم صلعم کے وجود میں داخل ہوگا اسی کو صوفیاء کی اصطلاح میں ظل اور بروز کہتے ہیں پس وہ لوگ جو ہمیشہ یہ کہتے رہتے ہیں کہ ظل اور بروز کیا ہوتا ہے قرآن میں اس کا ذکر نہیں وہ ان آیات پر غور کریں جن میں رسول کی موجودگی قیامت تک بیان کی گئی ہے۔ اسی لئے کسی بزرگ نے کہا ہے ؎

انبیاء در اولیاء جلوہ دہند
ہر زماں آیند در رنگ دگر

پس حضرت نبی کریم صلعم کے ظل اور بروز ہر زمانہ میں اولیاء کی شکل میں ظاہر ہوتے رہے ہیں اور قیامت تک ہوتے رہیں گے اور اس زمانہ میں مسیح اور مہدی جیسے ولایت عظمیٰ کے مالک کامل ظل اور کامل بروز ہونے کی حیثیت میں ظاہر ہوئے ہیں پس انہی اولیاء کے ظہور کو قرآن کریم اور احادیث نبویہ میں حضرت نبی کریم صلعم کا ظہور قرار دیا ہے اگر ہمارے بھائی ظل اور بروز کے الفاظ ناپسند کرتے ہیں تو وہ خود ہی ہمیں بتلائیں کہ وہ حضرت نبی کریم صلعم کے قیامت تک ظہور کا کیا نام رکھنا پسند کرتے ہیں ظل اور بروز کے الفاظ تو اپنے اندر ایک عظیم الشان حقیقت رکھتے ہیں اور وہ پُرمعنی حقیقت ہے اسی لئے یہی الفاظ موزوں ترین الفاظ ہیں یہ حضرت نبی کریم صلعم کی اصلی شان کو واضح کرتے ہیں۔ حضرت نبی کریم صلعم کا بھی قرآن کریم میں یہی کام بتلایا

(باقی برصفحہ کالم ۲)

غلام نبی مسلم صاحب

ٹائم میگزین امریکہ کی اسلام دشمنی کا جائزہ

قد بدت البغضاء من افواھھم وما تخفی صدورھم اکبر

ان کی باتوں سے بغض و کینہ ظاہر ہو گیا ہے اور ان باتوں کے محرک عزائم جو ان کے دلوں میں مخفی ہیں اس سے کہیں بڑھ کر ہیں

اہلِ مغرب بالخصوص امریکہ کا ایک طبقہ ہر وقت اسلام دشمنی کی آگ میں جلتا رہتا ہے اور وہ اس چراغ صداقت کو اپنی نابکار پھونکوں سے بجھانے کا کوئی موقعہ ہاتھ سے نہیں جانے دیتا چنانچہ ٹائم نیوز میگزین نیویارک نے ۱۶ رجولائی کی اشاعت میں اسی خبث باطن کا اظہار کیا ہے اور متحدہ عرب جمہوریہ کی حالیہ شکست کی آڑ میں اسلام کی مقدس، منزہ، ارفع اور اعلیٰ تعلیمات پر کیچڑ ڈالنے کی کوشش کی ہے۔ حالانکہ ایک ایسے ملک کی ایک خاص وقت میں عارضی شکست کو اسلام سے منسوب کرنا بددیانتی پر مبنی ہے، جس نے اپنی اجتماعی سیاسیات سے اسلام کو الگ کر رکھا ہے۔ پھر اقوامِ عالم کی تاریخ میں ایسی عارضی ناکامیاں اور محرومیاں کسی نظریے کی نہیں اکثر اوقات کوتاہی تدبیر کا نتیجہ ہو سکتی ہیں۔ ورنہ اسی اسلام کے نام لیواؤں نے ابتدائی دور میں قلیل ترین مدت میں اسلامی پرچم کے نیچے سپین سے ہندوستان تک دنیا کی عظیم ترین سلطنت قائم کر لی تھی، انہی مسلمانوں نے تین سو سال تک تمام یورپ کے متحدہ صلیبی حملہ آوروں کا منہ توڑا اور انہی کی افواجِ قاہرہ ترکی سے اٹھ کر یورپ کے قلب وائنا تک دشمنوں کو للکارتی رہیں۔ اور ابھی دو سال پہلے کی بات ہے کہ پاکستان کے دس کروڑ فرزندانِ توحید نے پچاس کروڑ قوم کے دانت کھٹے کر دیئے۔

پھر امریکہ، برطانیہ اور مغربی جرمنی کے بزدل اور سفاک روباہ صفت سورماؤں کو کمزور عربوں کے خلاف یہودیوں کو مسلح کر کے نقصان پہنچا کر مسرت کے شادیانے بجانے سے شرم کرنی چاہیئے۔ کیا دوسری عالمی جنگ میں انہیں جرمن، اٹلی اور جاپان کے ہاتھوں بار بار ذلت کا سامنا نہیں کرنا پڑا تھا۔ اور کیا ڈنکرک اور پرل ہاربر کی رسوائی کی موجودگی میں وہ عربوں کا مذاق اڑانے پر شرم محسوس نہیں کرتے، کیا تین چار سال تک متواتر ذلت و رسوائی ان کے نظریات، عقائد اور نظام حیات کے کھوکھلا پن کا نتیجہ تھی یا بعض کوتاہیوں اور دشمنی سے بے فکری و بے خبری کا ثمر۔

گذشتہ جون کی شکست کا سبب نعرہ بازی نہیں۔ بلکہ بعض غلط اندازے ہیں تاہم قومیں نعروں سے خالی نہیں ہوتیں، خود امریکی سیاست دان اپنی مادی قوت کے غرور میں آپ بھی دوسرے اور بالخصوص کمزور ممالک کو دھمکیاں دیتے رہتے ہیں۔ لیکن مادی وسائل کی جبروت کی وجہ سے کوئی ان کو ہدفِ طعن نہیں بناتا ہے۔ جیسا کہ وہ تمام انسانی اور بین الاقوامی تقاضوں کو نظر انداز کر کے سالہا سال سے ویتنام کے بیگناہ اور کمزور باشندوں پر ظلم و ستم .... کر رہے ہیں۔

قرآن حکیم کی فصاحت پر ناپاک حملہ

عرب رہنماؤں کے کھوکھلے نعروں کی آڑ میں مضمون نگار نے بے محل قرآن حکیم کی فصاحت کا ذکر کیا ہے۔ اور یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ عربوں کے دعوئے فصاحت کی طرح قرآن بھی کھوکھلے نعروں سے عبارت ہے ورنہ اس کی تعلیمات میں کوئی حکمت، قیادت، اور عظمت نہیں پائی جاتی عربوں نے یہ نعرہ بازی قرآن ہی سے سیکھی ہے۔ اور اگر اس میں کسی قدر مسائل ملتے بھی ہیں تو وہ یہودیت اور عیسائیت سے اخذ کردہ ہیں۔

جب انسان مخالفت میں اندھا ہو جاتا ہے تو بقول شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ

چشمِ بد اندیش کہ برکندہ باد
عیب نماید ہنرش در نظر

وہ عام صداقتوں سے آنکھیں بند کر لیتا ہے۔ اور اسے یہ محسوس ہی نہیں ہوتا کہ یہ الفاظ لکھ کر میں اپنی ہی تردید کر رہا ہے کیا اظہار خیال کے لئے فصیح و بلیغ انداز اختیار کرنا نقص ہے، کیا کسی زبان کی یہی خوبی ہے کہ وہ نازک، لطیف، پاکیزہ اور بلند خیالات اور تصورات کو بھونڈے، ٹوٹے پھوٹے بے ربط سوقیانہ اور عامیانہ الفاظ اور انداز سے بیان کرے، اور کیا یہ ممکن بھی ہے کہ اظہار خیالات کے لئے عام بازاری زبان سے کام لیا جا سکے۔ کیا انگریزی زبان کے اہلِ فکر و نظر، ادیب، عظیم سیاستدان، مدبر اور مذہبی رہنما ایسے ہی لوگ تھے یا اب ہیں جو حسنِ بیان سے عاری تھے، اور جن کی تحریرات کا حسن الفاظ کی دروبست اور طرز ادائیگی کے اوصاف سے عاری تھا۔ اگر قرآن حکیم کو اس بات پر ناز ہے تو کم از کم ایک زبان کے جاننے والے اس بات پر فخر کر سکتے ہیں کہ ان کے پاس ایک ایسی زبان ہے جو انسان کے لطیف ترین اور بلند ترین واردات قلبی کی عکاسی اور ادائیگی کی قدرت رکھتی ہے۔

کوئی بھی اہلِ علم اور اہلِ قلم زبان کی فصاحت و بلاغت کی ضرورت کا انکار نہیں کر سکتا اور اگر اہلِ اسلام اور عرب قرآن کی لسانی معجز نمائی کے قائل ہیں۔ تو اس سے اختلاف کی صرف یہی گنجائش ہے کہ قرآن پاک سے فصیح و بلیغ تر کتاب لکھ کر اس کی تردید کی جائے۔ یہ قرآن کا چیلنج چودہ سو سال سے دنیا کے سامنے ہے۔ جس کی تردید نہیں کی جا سکی، اور یہی امر قرآن کی بے نظیر صوری اور معنوی خوبیوں پر دلالت کرتا ہے۔ اور اگر جواب ممکن نہیں تو پھر "ماہ نور می فشاند و سگ عوعو می کند" والی بات ہو گی۔ آنحضرت صلعم کے زمانے میں جو لوگ قرآن سے متاثر ہو کر مسلمان ہوئے یا جنہوں نے اسے جادو قرار دیا، وہ قرآن کی صوری اور معنوی خوبیوں ہی سے متاثر ہوئے کیا الفاظ کا بے معنی و مقصد تانا بانا ذہن انسانی پر اثر ڈال سکتا ہے۔ اور کیا بے معنی الفاظ کسی قوم میں یہ روح پھونک سکتے ہیں کہ وہ ہر قسم کی قربانی دیتی ہوئی آباد دنیا پر چھا جائے۔

کیا قرآن اسرائیلیات کا مجموعہ ہے

مغرب کے جاہل یا بد دیانت مستشرقین نے اسلام کی عظمت کو کم کرنے کے لئے اسلام کے خلاف جہاں اور بے سروپا اتہامات گھڑے وہاں یہ بھی کہا کہ اسلام میں کوئی بات نئی نہیں۔ بلکہ توریت و انجیل کی تعلیمات ہی کو دہرایا ہے۔ اگر حقیقت یہی ہے تو پھر مغرب کے یہودی اور عیسائی گذشتہ چودہ صدیوں سے اسلام کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کے لئے کیوں کوشاں ہیں۔ اور وہ آج بھی کروڑوں روپے اسلام کے خلاف زہر افشانی کرنے اور مسلمانوں کو گمراہ کرنے پر کیوں صرف کر رہے ہیں؟ بہتر ہے کہ وہ اسلام کو توریت و عیسائیت کی نقل سمجھ کر قبول کر لیں اور مسلمانوں سے لڑنے کی بجائے ان کے ساتھ مل کر دنیا میں امن و سلامتی کیلئے راہ ہموار کریں۔

لیکن جیسا کہ مغرب کے منافق اور شرافت دشمن اہلِ قلم جانتے ہیں، اسلام کی بلند و ارفع تعلیمات کو اسرائیلی عقائد سے چنداں واسطہ نہیں، اور اسلام کی ترویج ان کے فرسودہ اور باطل عقائد کے لئے سامانِ موت ہے۔ قرآن پاک میں حضرت ابراہیمؑ حضرت یعقوبؑ، حضرت موسیٰؑ، حضرت داؤدؑ، حضرت عیسیٰؑ اور دیگر اسرائیلی انبیاء کے ذکر سے یہ نتیجہ نکالنا کہ اسلام نے ان کی نقالی کی ہے حقائق کا منہ چڑانا ہے۔

اسلام کا ان اکابر اور ان کی تعلیمات پر احسانِ عظیم ہے کہ جہاں قرآن پاک نے ان اکابر کی تصدیق کی وہاں ان کے مشن کو منزل من اللہ قرار دیا اور ان کے واقعات زندگی کی پاک اور درست تصویر کھینچی، ورنہ توریت و انجیل نے ان بزرگان حق کی جو شرمناک تصویر پیش کی ہے۔ ان کی موجودگی میں ان کی عظمت انتہائی داغدار نظر آتی ہے اور وہ شرافت کے معیار سے بہت نیچے گرے ہوئے نظر آتے ہیں۔ اس بارہ میں یہاں بائبل کے مندرجات کا ذکر نہ کرنا ہی بہتر ہے۔

تاہم جہاں تک اسلام اور اسرائیلی معتقدات کا تعلق ہے ان کا فرق بیان کرنا بے محل نہ ہوگا، تاکہ مضمون نگار کے دعوے کی حقیقت معلوم ہو سکے۔

اسلام کی رو سے اللہ تعالےٰ کائنات کا رب ہے اس کی رحمتیں تمام مخلوق کے لئے یکساں ہیں، وہ کسی قوم و نسل سے ترجیحی سلوک نہیں کرتا۔ اس کی تعلیمات کا دائرہ تمام اقوام تک وسیع ہے۔ اس نے تمام قوموں کی اصلاح کے لئے انبیاء اور صحیفے نازل فرمائے۔ اسلام نے عورت کو عملی زندگی میں بلند ترین مقام بخشا اسے گناہ اولین کے الزام سے بری قرار دیا اور مرد کو قصوروار ٹھہرایا۔ اسلام نے شرک کی مذمت کی، شراب، جوئے، زنا کو حرام قرار دیا۔ اشاعت دین کے سلسلے میں جبر کی مذمت کی اور جنگ پر مجبور ہونے کی صورت میں خلوت گزینوں، عورتوں، بچوں، معذوروں اور غیر محاربین کے احترام کا حکم دیا۔

مبتلا ہیں، انسانوں کو خدا کے بیٹے ٹھہرایا گیا۔ اور اس طرح شرک کی تعلیم دی گئی۔ شراب کی عام اجازت دی گئی۔ حتیٰ کہ بعض خداوندوں نے تو شراب جہیا کر کے پیش کی۔ اور بعض مذہبی عبادات میں اس کا استعمال ضروری ٹھہرایا گیا ہے۔ مسیحیت میں عورت کو گناہ کا سرچشمہ قرار دیا گیا۔ اور اس کے بطن سے ہر پیدا ہونے والے کو گنہگار ٹھہرایا گیا۔ اور اس طرح ہر بچے سے بچے انسان کو بدیوں میں ملوّث قرار دیا گیا۔ شریعت کو غیر ضروری چیز قرار دے کر تمام بدیوں کے دروازے کھول دیئے گئے۔ اور مذہب میں اتنی لچک رکھی گئی، کہ ختنہ کا حکم اڑا دیا گیا۔ مسیح کی تعلیم کے خلاف "بچوں کی روٹی کتوں" کے آگے ڈال دی گئی۔ طلاق کے بعد شادی کی قیود اٹھا دی گئیں، غیر اسرائیلی معتقدات کو اپنا لیا گیا، اور عیسائیت میں اتنی لچک رکھی گئی کہ آج انگلستان اور دیگر عیسائی ممالک میں مذہبی رہنماؤں کی اجازت سے امرد پرستی (سدوم) کو قانون سے آزاد کر دیا گیا، اور پادری دو مردوں کے درمیان شادی کرانے لگ گئے ہیں۔

پھر عیسائیت کی تاریخ مذہبی جبر و تشدد سے بھری ہوئی ہے۔ کئی ایک ملکوں کو بزور شمشیر عیسائی بنایا گیا۔ حتیٰ کہ عیسائی فرقوں نے ایک دوسرے کو محض اختلافات کی بنا پر لاکھوں کی تعداد میں قتل کیا اور زندہ جلا دیا۔ خود امریکہ کی تاریخ کا ہر ورق اس سفاکی پر گواہ ہے اور اسرائیلی نسل پرستی ہی کا نتیجہ ہے کہ آج امریکہ میں غیر سفید عیسائیوں کو جبر و تشدد کا نشانہ بنایا جا رہا ہے اور نسلی فسادات نے ملک کو لپیٹ میں لے رکھا ہے۔

ان سطور میں صرف چند باتوں کی نشاندہی کی گئی ہے ورنہ اسلام ایسے عالمگیر مکمل اور ہمہ گیر دین کو اسرائیلی معتقدات سے سینکڑوں اختلافات ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر ناپاک حملہ

عربوں کی شکست کے ضمن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شادیوں پر طنز کی ہے کہ "آپ نے مسلمانوں کو چار شادیوں تک اجازت دی جب کہ خود ایک درجن کے قریب شادیاں کیں، اور پھر نیک اعمال اور دین کو پھیلانے کے لئے شہادت پر حوروں سے بھرپور جنت کی بشارت دی۔"

مضمون نگار کی تحریر سے آپ یہ تاثر لیں گے، کہ مغربی دنیا میں فرشتے بستے ہیں۔ ان میں شہوانی جذبات مٹ چکے ہیں۔ وہ زندگی بھر ایک نکاح پر اکتفا کرتے ہیں، اور تقدس اور زہد کی زندگی بسر کرتے ہیں۔

لیکن حالات اس کے برعکس ہیں۔ عیسائیت کے زیر اثر یورپ اور امریکہ میں نجات کا دارومدار نیکی پر نہیں مسیح کے کفارہ پر ایمان لانے پر ہے۔ اس لئے شریعت کی پابندی کی ضرورت نہیں۔ انسان فطری طور پر گنہگار ہونے کی وجہ سے کسی گناہ سے بچ نہیں سکتا، اس لئے اس کے گناہ پر پابندی نہیں۔

یہی وجہ ہے کہ یورپ اور امریکہ میں زنا کی کثرت ہے۔ مغربی ممالک میں طلاقوں کی بھرمار بھی اسی جنسی بے چینی اور اضطراب کی وجہ سے ہے وہاں ایک سے زیادہ شادی کی اجازت نہیں۔ جو مجلسی تقاضوں اور آزادانہ میلانات سے بار بار دوستی کا سلسلہ بھی جاری رہتا ہے بعض اوقات شادی کے پہلو بہ پہلو چلتا ہے اور اکثر طلاق اور نکاح ثانی کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔ اس قوم کی پرہیزگاری کا نمونہ گذشتہ عالمی جنگ میں ملا۔ جب کہ ہزاروں کی تعداد میں لڑکیوں کو فوجیوں کی تسکین کے لئے بھیجا گیا جس کا نتیجہ جنگ کے خاتمے پر ان لاکھوں "طفلانِ جنگ" کی صورت میں نکلا۔ اب بھی کروڑوں مردوں کی موت کی وجہ سے لاکھوں دوشیزائیں محض یورپ کی اسلام دشمنی کی وجہ سے شریفانہ متاہل زندگی کی راحتوں سے محروم ہیں۔

پھر اس مہذب مضمون نگار کی تہذیب کے اثرات جاپان اور ویتنام میں رسوائے عام ہیں جہاں امریکی فوجیوں کی بدولت لاکھوں حرامی بچے مغربی تہذیب کے گن گا رہے ہیں، اور جن کے بد ثمرات سے مقامی آبادی بلبلا اٹھی ہے

دیکھا آپ نے یورپ اور امریکہ میں عورت کا احترام کس قدر بڑھا ہوا ہے۔ اہلِ مغرب کچھ یوں سوچتے ہیں کہ گو جنگ میں فوجیوں کو جبر کی اجازت ہے تاہم یہ کوئی نکاح ثانی اور تعدد ازدواج تو نہیں۔ اب تو عورت کے احترام کو ملحوظ رکھتے ہوئے۔ مردوں کے باہمی اختلاط کی اجازت بھی دے دی گئی، نہ عورت سے شادی ہو گی، نہ اس سے لڑائی جھگڑا ہو گا، نہ طلاق کی نوبت آئے گی، نہ عیسائیت کا قانون عقد ثانی ٹوٹے گا۔ نتیجہ یہ ہو گا کہ عورت کو "ایک نکاح" کی ذلت سے بھی نجات مل جائے گی۔ واہ! واہ! ہم اسلام کے تعدد ازدواج کے مسئلہ کی دھجیاں اڑا دیں گے، خواہ یورپ کی لڑکیاں یہاں سے بھاگ جائیں یا دوسرے ممالک کے "شرفاء" ان ملکوں کو قحبہ خانوں میں تبدیل کر دیں..... مگر یاد رکھئے کہ اسلام اور فطرت کی مخالفت کے بد نتائج سے بچنا ممکن نہیں۔

تعدد ازدواج پر بے جا اعتراض

کیا تعدد ازدواج قانونِ فطرت کے خلاف ہے اور کیا اس سے مجلسی نظام برباد ہو جاتا ہے۔ دوسروں کو نعرہ بازی سے روکنے والے خود کیوں نعروں کا سہارا لیتے ہیں۔ وہ زندگی کے تقاضوں کو کیوں نظر انداز کرتے ہیں۔ اور وہ اپنے ممالک میں ازدواجی زندگیوں کی بے راہ روی اور اس کے نتائج کی روشنی میں نئی راہ کیوں اختیار نہیں کرتے؟

کیا جنسی خواہش کوئی جرم ہے؟ کیا اس خواہش کی کوئی قدرتی حد ہے؟ اور کیا ازدواجی زندگی میں ایسے مواقع نہیں آتے کہ مرد نکاح ثانی پر مجبور ہو جاتا ہے؟ گو انسان کو ہر وقت جنسی زندگی میں الجھے نہیں رہنا چاہئے اور نہ ہی انسان کے پاس اتنا وقت ہوتا ہے کہ وہ ہر وقت ادھر متوجہ رہے لیکن حالات کے زیر اثر اگر کوئی شخص مجبور ہو جائے تو پھر جذبات کی ایک مستقل پریشانی میں کیسے مبتلا رہ سکتا ہے۔ ایک عورت مستقل مریض بن جاتی ہے۔ انسان کو جنسی تسکین کی ضرورت مجبور کرتی ہے۔ اب دو ہی صورتیں ہیں، کہ مرد عورت کو طلاق دے دے یا عقد ثانی کر لے، پہلی صورت میں عورت زمانے کے رحم و کرم پر بے بس ہو جائے گی دوسری

دلیر حادثات کا انکار ممکن ہے اور نہ ہر مرد سے یہ توقع ہو سکتی ہے کہ زہد و اتقا کی بلندی پر پرواز کر سکے گا۔ پھر جنگ کے زمانے میں مردوں کی قلت ایک مسئلہ پیدا کر دیتی ہے اس صورت میں زائد خواتین عقد ثانی کریں یا زمانے کی نظروں کا ہدف بن کر بری زندگی پر مجبور ہو جائیں؟ اسباب و علل کی اس دنیا میں ہر عورت کے لئے ضروری ہے کہ اسے زندگی میں کوئی نہ کوئی سہارا میسر رہے۔

ان حالات میں اسلام نے "اجازت" دے دی ہے کہ ایک مرد، اگر ازواج میں انصاف قائم رکھ سکے، تو دوسری، تیسری، اور چوتھی تک شادی کر سکتا ہے یہ "اگر" کا لفظ بہت بوجھل ہے کیونکہ انصاف کو قائم کرنے میں بہت سی رکاوٹیں ہیں۔ اور بے انصافی کی صورت میں نہ صرف اسے معاشرے کی ملامت کا ہدف بنتا پڑتا ہے بلکہ اسے ڈر ہے کہ کل خدا کی بطشِ شدید کا سامنا کرنا ہو گا جہاں سے وہاں رہائی ممکن نہیں۔

دراصل اسلام میں یہ رعایت بہت ذمہ داریوں کی حامل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمان ممالک میں شاذ و نادر ہی دوسری شادی کی نوبت آتی ہے۔ اور چونکہ دوسری شادی کی اجازت ہے اس لئے بدکاری کے واقعات بہت کم پیش آتے ہیں، اور غیر فطری اختلاط کو نفرت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ پس اگر معاشرے کی بنیاد اسلامی اقدار پر ہو جائے تو ازدواجی زندگی کی خوشگواریوں میں دو چند اضافہ ہو جائے۔

ازواج النبیؐ

اب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازدواجی زندگی کو لیجئے۔ آپؐ کے زمانے میں کثرت ازدواج پر کسی معاشرے اور مذہب میں پابندی نہ تھی دنیا میں اسلام ہی لونین اور واحد مذہب ہے جس نے ازواج کی تعداد کو محدود کر کے چار کیا، اور اس پر بھی اس قدر قیود عائد کیں کہ عملاً یہ تعداد ایک سے آگے نہ بڑھ سکے۔

کہا جاتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انبیاء بنی اسرائیل کے برعکس یہ تعداد مقرر کی حالانکہ یہ امر حقیقت کے خلاف ہے، توریت سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیم، حضرت اسحٰق، حضرت یعقوب، حضرت موسیٰ، اور دیگر نبیوں کی ایک سے زیادہ بیویاں تھیں بلکہ حضرت داؤد اور حضرت سلیمان کی ازواج کی تعداد تو سینکڑوں تک تھی، لیکن یورپ کے بے شرم اور بد باطن لوگ آنحضرت صلعم پر اعتراض کرتے وقت ان باتوں کو اور ان بزرگوں کے طریق کو نظر انداز کر جاتے ہیں۔

اب آنحضرت صلعم کی زندگی کا جائزہ لیجئے۔ آپ کے زمانے میں تعداد ازواج پر کوئی پابندی نہ تھی۔ اور آپؐ نے جس قدر شادیاں کیں وہ چار الازواج کی تحدید سے قبل کیں یہی وجہ ہے کہ نہ تو آپ کے مخالفوں نے کبھی آپ کی شادیوں کو ہدف تنقید بنایا اور نہ ہی مسلمانوں نے اعتراض کیا کہ آپؐ نے حکم خداوندی کے برعکس زیادہ شادیاں

کی ہیں ان حالات میں آپؐ کی شادیوں پر اعتراض فضول ہے، اور اگر کسی احمق کے دماغ میں یہ خیال بیٹھا ہوا ہے کہ ایک سے زیادہ شادی اچھی نہیں تو اس کے لئے کوئی تاریخی، فطری، مجلسی اور دینی دلیل نہیں۔

عام انسان کے ذہن میں شادی کا سبب محض جنسی خواہشات کی تسکین ہے۔ بلاشبہ نسلِ انسانی کی بقا کے لئے جنسی خواہش رکھدی گئی ہے، اور شادی کا ایک بڑا محرک یہ بھی ہے۔ لیکن آنحضرتؐ کی شادیوں میں یہ محرک بہت پس منظر میں نظر آتا ہے۔

آپؐ نے پچیس سال کی عمر میں ایک ایسی عورت سے شادی کی جن کی عمر اس وقت ۴۰ سال تھی۔ پھر یہ شادی آنحضرتؐ کی خواہش پر نہیں بلکہ آپؐ کی زوجہ محترمہ حضرت خدیجہؓ کی ترغیب پر ہوئی۔ اور آنحضرتؐ کی پاکیزہ زندگی کے پیشِ نظر یہ بات واضح تھی کہ آپؐ کے جنسی جذبات پوری طرح قابو میں تھے۔ شادی کے چند ہی سال بعد آپؐ عملاً بیوی سے دور ہو گئے تھے۔ حتیٰ کہ آپؐ کئی دنوں کا کھانا لیکر شہر سے باہر غارِ حرا میں تشریف لے جاتے تھے۔ اور یہ سلسلہ کئی سالوں تک چلتا رہا۔ پھر نبوت کا دور شروع ہو گیا تو آپؐ کی تمام تر توجہ تبلیغِ دین پر صرف ہونے لگی۔ حتیٰ کہ جب آپؐ کی عمر پچاس سال ہوئی تو حضرت خدیجہؓ کا انتقال ہو گیا۔

آپؐ کی جوانی کی زندگی آپؐ کے ضبطِ نفس پر شاہد ہے۔ ۲۵ سال سے ۵۰ سال تک کا عرصہ ایک ایسی خاتون کے ساتھ گذارا جو عمر میں ۱۵ سال بڑی تھیں، اس کے بعد بچوں کی دیکھ بھال کے لئے ۵۱ سال کی عمر میں ایک بیوہ ادھیڑ عمر کی عورت حضرت سودہؓ سے شادی کی یہ شادی جنسی اعتبار سے چنداں اہم نہ تھی۔ ۵۳ سال کی عمر میں آپؐ مکہ سے مدینہ ہجرت کر گئے۔ یہاں آپؐ کے حرم میں واحد کنواری خاتون حضرت عائشہؓ داخل ہوئیں۔ دو ہجری سے سات ہجری تک آپؐ کوئی چالیس کے قریب جنگوں یا فوجی مہمات میں شامل رہے جن کی موجودگی، سیاسی زندگی اور انتظامات ملکی کی وجہ سے آپؐ کو ازدواجی زندگی سے بہت کم لگاؤ رہ گیا تھا۔ حتیٰ کہ آپؐ نے ایک بار ازواج سے کہہ بھی دیا تھا کہ اگر تم میں سے کوئی علیحدہ ہونا چاہے تو اس پر کوئی پابندی نہیں میں اسے بخوشی سامان دے کر رخصت کر دوں گا۔

اس ۵ سال کی مدت میں آپؐ کی باقی شادیاں ہوئیں۔ یہ ازواجِ مطہرات تمام کی تمام بیوہ تھیں جن کے خاوند جنگوں میں شہید ہوئے اور ان کا کوئی پرسانِ حال نہ تھا۔ یا جن کے خاوند ہجرت کے بعد فوت ہو گئے تھے۔ یہ خواتین اپنے خویش و اقربا سے بچھڑ گئیں۔ اور ان کے مجلسی مرتبے کے پیشِ نظر حضورؐ نے تو انہیں حرم میں شامل کر لیا اس طرح یہ خواتین زمانے کی دست برد سے محفوظ ہو گئیں۔ ان کے سابقہ خاوند کے بچے بھی پل گئے، اور جن گھروں سے ان کا تعلق تھا ان کے دلوں میں حضورؐ کا احترام بڑھ گیا، جو سیاسی میدان میں مفید ثابت ہوا۔ حالانکہ ان خواتین کو عام مسلمانوں کے مقابل زندگی کی کم سہولتیں میسر تھیں۔ سن ۹ھ میں چار تک بیویوں کی اجازت دی گئی

اسکی وجہ یہ بھی کہ جنگوں میں کئی مسلمان شہید ہوئے۔ ان کی بیوگان اور بچے لاوارث ہو گئے۔ بعض بچوں کی کفالت ان کے بعض عزیزوں نے ذمے لے لی، ان میں سے بعض لوگ ان یتیم لڑکیوں کی جائداد کو قبضہ میں رکھنے کے لئے ان سے شادی کر لیتے تھے۔ اس پر حکم ہوا کہ اگر تم یتیم بچوں کے بارے میں انصاف نہیں کر سکتے تو دوسری عورتوں میں سے چار تک شادیاں کر سکتے ہو۔ اور ان عورتوں میں زیادہ تر اشارہ ان بچیوں کی بیوہ ماؤں کی طرف تھا تاکہ ماؤں سے شادی کرنے سے بچیوں کا مفاد محفوظ رہے۔ اور اس کے ساتھ بھی انصاف کی قید لگا دی تاکہ روپے کے لالچ میں خواتین کو تکلیف نہ ہو۔ پس تعدد ازدواج ایک مجبوری کی پیداوار ہے مستقل اساسی حکم نہیں۔ کہ چار ضرور کرو۔ مگر مجبوری کی حالت میں چار تک اجازت ہے۔

اس حکم کے نازل ہونے پر صحابہ کرامؓ نے چار سے زاید بیویوں کو طلاق دے دی۔ آنحضرت صلعم کو بھی مزید شادی سے روک دیا گیا۔ بیویوں کو اجازت تھی کہ وہ چاہیں تو الگ ہو جائیں لیکن کوئی بھی بیوی اس بہترین خاوند، سردار قوم اور ہادیٔ برحق سے علیحدگی پر رضامند نہ ہوئی۔ اور ویسے بھی ان کا آنحضرتؐ کے ہاں رہنا ضروری تھا تاکہ وہ آپؐ کی تعلیمات خواتینِ امت تک پھیلا سکیں۔

یہ اسلام کی اور اُمتِ مسلمہ کی بدقسمتی ہے کہ مسلمان کہلانے والے اسلام کے احکامات سے دور ہیں۔ اور انہوں نے اپنی خواہشات کی پیروی میں اسلام کے ان احکامات کو غلط طریق سے اختیار کر رکھا ہے۔ جنہیں انہوں نے خواہشات کے سانچے میں ڈھال رکھا ہے۔ اور اس طرح دنیا کو اسلامی تعلیمات کی حکمتوں سے دور رکھا ہوا ہے اور محض ان رعایتوں کی وجہ سے اسلام سے چمٹے ہوئے ہیں۔

بہشت پر طنز

جن قوموں کا خمیر ہی زنا، بدکاری اور شراب نوشی ایسی سفلی خواہشات سے مرکب ہے، جن کی بدکاریوں کا دائرہ غیر فطری امور تک پھیلا دیا گیا ہے؟ وہ اسلام کی پاکیزہ تعلیمات پر نکتہ چینی کرتی ہوئی نہیں شرماتیں۔ چونکہ ان کی فطرتیں مسخ ہو چکی ہیں اس لئے وہ حوروں کے تصور کو سفلی جذبات سے بلند نہیں کر سکتیں۔

اوّل تو اسلام نے بہشتی آسائشوں کو دنیوی لذتوں سے الگ قرار دیا ہے۔ لا تعلم نفس ما اخفی لھم من قرۃ اعین کسی انسان کو معلوم نہیں کہ جنت میں اس کی آنکھوں کی ٹھنڈک کا کیا انتظام ہے۔ پھر روحانی لذات کا جسمانی لذات پر قیاس کرنا بیہودگی ہے۔ کیا انہوں نے دنیا میں اچھے کام پر مسرت اور تسکین اور برے کام پر روحانی اذیت اور بے چینی کو محسوس نہیں کیا۔ دنیاوی لذات کا ذکر محض کیفیت کی وضاحت کے لئے ہوتا ہے۔ جیسا کہ اگر کسی شخص کو کسی ان دیکھی شے کی کیفیت بتانی ہو تو دنیا کی جانی پہچانی اشیاء کی مثال دیتے ہیں۔ کہ فلاں شے شہد کی طرح لذیذ ہے اور فلاں منظر کشمیر کے مشابہ ہے یہی قرآن حکیم نے بتایا ہے کہ اہلِ جنت کو جب پھل کھانے کو دیا جائے گا تو کہیں گے کہ یہ تو فلاں دنیوی پھل کے مشابہ ہے۔ حالانکہ دنیا کی مادی کیفیتوں کو جنت کی روحانی کیفیتوں سے کیا نسبت کیا آپ نے دیکھا نہیں دنیا کے عظیم انسان بلند اصولوں کی ترویج میں ہر قسم کے مصائب جھیل جاتے ہیں۔ کیا یہ بات کسی روحانی لذت کے بغیر ممکن ہے۔ جو کہ مادی تکلیفوں کو خاطر میں نہیں لاتی اور دنیاوی لذات انہیں اپنی طرف جذب نہیں کرتیں۔ جنت کی زندگی روحانی لذات سے عبارت ہے مادی لذات سے نہیں جو دنیوی لذات کو ترک کرنے اور قابو پانے سے وابستہ ہے۔ پھر قرآن حکیم نے اہلِ جنت کے متعلق فرمایا ہے کہ وہ ایک خدا کو مانتے ہیں، شرک نہیں کرتے، تمام نسلِ انسانی کی وحدت کے قائل ہیں سچ بولتے ہیں انصاف قائم کرتے ہیں، ظلم کو مٹاتے ہیں، شب و روز یادِ الٰہی میں بسر کرتے ہیں، احسان اور ہمدردی سے کام لیتے ہیں۔ فساد کے دشمن ہیں، شراب، زنا، جوئے بازی، چوری، فریب کاری، بددیانتی، بے وفائی، بدعہدی، استبداد، لغویاتوں، کینہ پن، بخل، فسق و فجور، لوٹ کھسوٹ، حرام خوری وغیرہ وغیرہ برائیوں سے بچتے ہیں۔ دنیا کے انسانوں کا احترام کرتے ہیں۔ کمزوروں کی اعانت کرتے ہیں۔ دنیا بھر کے مذاہب اور بزرگوں کا احترام کرتے ہیں مسکینوں معذوروں اور پریشان حال لوگوں کی دیکھ بھال کرتے ہیں۔ دوسروں کے جان و مال اور آبرو کی حفاظت کرتے ہیں، اعمال حسنہ ان کا اوڑھنا بچھونا ہیں۔ اگر دنیا ایسے لوگوں سے بھر جائے تو مغرب کے لوگوں کو پھر کس بات کی تکلیف ہے۔ اگر کسی دوسری دنیا میں ان نیک انسانوں کو زندگی کی اعلیٰ آسائشیں میسر آ جائیں۔ دیکھنا تو یہ ہے کہ اس قسم کے لوگوں کی کثرت سے ہماری دنیا امن و سلامتی کا گہوارہ بن جاتی ہے اور دنیا میں ایسے لوگوں کی موجودگی اس معاشرے سے بہتر ہے جو موجودہ جنت کے دشمن انسان نے مہیا کر رکھی ہے اور جس کی ٹیسیں ہر انسان محسوس کرتا رہتا ہے۔ امریکہ ہی میں ریفرنڈم کروا لیجئے کہ دنیا میں اہلِ جنت کی آبادی کو پسند کرتے ہیں یا موجودہ خواہشاتِ نفسانی کے پرستاروں کو جن کی بدولت خود اہلِ امریکہ ذہنی عذاب اور روحانی خوف کا شکار ہیں۔

اشاعت اسلام کے لئے جہاد اور شہادت۔

دجل و تلبیس کی تائید میں مضمون نگار نے ایک زہریلا تیر یہ پھینکا ہے کہ اسلام میں صرف ایک ہی قسم کی جنگ روا ہے اور وہ ہے اشاعتِ دین کے لئے اور اس جنگ میں شہید ہو جانا جنت میں پہنچنے کا آسان ترین طریق ہے۔ گویا کہ (۱) اسلام کی اشاعت جنگ کی محتاج ہے (۲) جنت میں پہنچنے کا آسان ترین راستہ جہاد کرتے ہوئے شہید ہونا ہے (۳) اور جہاد بہشت میں جنسی خواہشات کی تکمیل کا محرک ہے "بے حیا باش ہر چہ خواہی کن" کے مصداق مقالہ نگار نے تاریخ کو نظر انداز کر دیا ہے، کیا اسلام تلوار کے ذریعہ پھیلایا گیا ہے؟

آنحضرت صلعم نے جب اسلام کی اشاعت کی ابتدا کی تنہا تھے، آپ کے ہاتھ میں نہ تلوار تھی اور نہ ہی کوئی فوج تھی لیکن آپ کی تبلیغ سے سنجیدہ لوگ داخلِ اسلام ہوتے چلے گئے۔ تیرہ سال تک ان مٹھی بھر انسانوں کو ہر قسم کے جور و ستم

کا نشانہ بنایا گیا۔ حتیٰ کہ یہ لوگ، مال، خویش و اقارب اور گھر بار قربان کر کے پہلے حبشہ میں پناہ گزین ہوئے اور پھر مدینہ منورہ ہجرت کر گئے، خود آنحضرت صلعم کو جور و جفا کا ہدف بننا پڑا، حتیٰ کہ ایک بار طائف میں آپ پر اس قدر پتھر پھینکے گئے کہ آپ بے ہوش ہو گئے اور آپ کے جوتے خون سے بھر کر پاؤں سے چمٹ گئے، اور پھر آپ جان بچانے کے لئے مدینہ چلے گئے۔ دنیا کی تمام تاریخ کو دیکھ جائیے، وہ کونسی قوم ہے۔ جس نے [illegible]

اور ان میں مخالفوں کی تعداد ہر بار مسلمانوں کے مقابل کئی گنا زیادہ ہوتی تھی، اور آخر مسلمانوں کو مخالفوں کے مقابل جو کامیابی نصیب ہوئی اس کی وجہ مختلف قبائل کے افراد کا ایک ایک کر کے اسلام لانا اور مدینہ میں ہجرت کرنا تھا، اور مادی وسائل کے لحاظ سے اسلام کا یہ نازک ترین دور تھا۔ (۱) پھر آخر کار جب یہ قدسی مکہ کو فتح کرتے ہیں تو دنیا کی تاریخ نے ایک حیرت انگیز منظر دیکھا، کسی ایک بھی دشمن کو قتل یا گرفتار نہ کیا گیا، شہر کو لوٹا نہ گیا۔ کسی کو بجبر مسلمان نہ بنایا گیا، کیا اسی اسلامی جہاد کی مذمت کی جا رہی ہے (۲) آپ کے بعد آپ کے خلیفہ حضرت عمرؓ نے بیت المقدس میں داخل ہوتے کسی کو نکسیر تک نہ پھوٹی، کسی عورت کی طرف آنکھ اٹھا کر نہ دیکھا گیا کسی کے مال پر تصرف نہ کیا گیا، شہری زندگی کا سکون بحال رکھا گیا؟ کسی کو جبراً مسلمان نہ بنایا گیا۔ کیا پھر بھی تبلیغی جہاد کی رٹ لگاتے رہو گے (۳) حروب صلیبیہ میں یورپی درندوں نے بیت المقدس کو فتح کر کے ستر ہزار مسلمانوں اور یہودیوں کو تہ تیغ کیا، لیکن ۹۰ سال بعد جب صلاح الدین ایوبی کی قیادت میں مسلمانوں نے شہر کو مغربی درندوں سے آزاد کرایا تو ان سے انتقام نہ لیا گیا بلکہ انہیں شہر چھوڑ جانے کی اجازت دی گئی۔ اسلام پر الزام دینے والوں کو شرم سے ڈوب مرنا چاہیئے۔

اسلام میں مذہبی تاریخ کے لئے جنگ کا کہیں ذکر نہیں مسلمانوں کی مکی زندگی کے مصائب اور مدنی زندگی کی جنگیں اس بات پر شاہد ہیں۔ چنانچہ دو ہجری (نبوت کے پندرہویں سال) جب کفار مکہ نے مدینے پر چڑھائی کی تو مسلمانوں کو بدیں الفاظ مدافعت کی اجازت دی۔

" جن مسلمانوں سے لڑائی کی جاتی ہے ان کو بھی لڑنے کی اجازت دی جاتی ہے۔ کیونکہ اُن پر ظلم کیا جاتا ہے اور اللہ اُن کی مدد پر قادر ہے یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے گھروں سے ناحق نکالے گئے۔ صرف اتنی بات پر کہ یہ کہتے ہیں ہمارا پروردگار اللہ ہے۔ اور اگر اللہ لوگوں کو ایک دوسرے کے ذریعہ نہ ہٹاتا رہتا تو راہبوں کے مسکن، عیسائیوں کے گرجے اور یہودیوں کے عبادت خانے اور مسجدیں جن میں اللہ کا نام کثرت سے لیا جاتا ہے۔ سب برباد کر دیئے جاتے، اور اللہ ضرور اس کی مدد کرتا ہے جو اس کے دین کی مدد کرتا ہے، بے شک اللہ بڑا زبردست سب پر غالب ہے۔" (الحج)

" اور خدا کے راستے میں ان لوگوں سے جنگ کرو جو تم سے جنگ کرتے ہیں۔ اور زیادتی مت کرو اللہ زیادتی کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔"

(البقرہ)

دیکھا آپ نے؟ اسلام نے کس قسم کی جنگ کی اجازت دی ہے، جان، مال، آبرو، سیاسی آزادی، اور سب سے بڑھ کر آزادئ فکر کی، اور اپنی ہی آزادی نہیں تمام انسانوں کی آزادی کی۔ اس سے زیادہ مقدس جنگ کیا ہو سکتی ہے [illegible] اور سیاسی آزادی کے لئے جان قربان کرنا کوئی تماشا ہے۔ کتنے لوگ ہیں جو ایسی بے لوث قربانی دیتے ہیں۔ اور اس شہادت کی غرض و غایت جنت کی حور نہیں اپنے خدا کی رضا کا حصول ہے اس کا نام جہاد فی سبیل اللہ ہے جہاد فی سبیل الجنت نہیں اور اگر کوئی بندۂ حق دنیا میں تمام آسائشوں، خویش و اقربا، دوست و احباب، گھربار وطن اور زندگی جیسی قیمتی شئے کو انسانیت کی فلاح بقاء کی خاطر قربان کر جاتا ہے اور اللہ تعالےٰ کے ہاں اسے بے اندازہ نعمتیں میسر آتی ہیں تو کسی سے اہل مغرب کو کیا نقصان پہنچتا ہے۔ آپ اس مجاہد کے ایمان کو دیکھیے جو ایک وعدۂ فردا پر ہر موجود شئے کو قربان کر دیتا ہے یہ ایک مومن کی زندگی کا معراج ہے۔ اور اپنے مولا کی رضا کے لئے قربانی کی انتہاء۔

شہادت ہے مطلوب و مقصود مومن
نہ مال غنیمت نہ کشور کشائی

دنیا کو آج ایسے شہیدوں کی ضرورت ہے اور اگر آج یہ جذبہ دلوں میں جاگزیں ہو جائے اور لوگ ہر وقت یزداں سے بچکر رضائے الہٰی کو ملحوظ رکھیں، تو یہ دنیا بہشت کا نمونہ پیش کر سکتی ہے۔ مگر

یہ شہادت گہ اُلفت میں قدم رکھنا ہے

ڈاکو اور گرہ کٹ

"دونو سچے"؟

بھارتی پارلیمنٹ کے بجٹ اجلاس کا ایک مکالمہ بطور خلاصہ:-

شری بھوپیش گپتا (ایک کمیونسٹ ایم، پی) یہ آپ کا پیش کیا ہوا بجٹ تو پاکٹ ماروں کے انداز کا ہے۔

شری مرارجی ڈیسائی (وزیر خزانہ) لیکن آپ لوگوں کا جو طریق کار ہے۔ وہ کسی ڈاکو کے انداز سے کم نہیں۔

شری گپتا۔ خیر۔ مگر ایک ڈاکو ایک گرہ کٹ سے زیادہ شرافت اور انسانیت رکھتا ہے!

— "ڈاکو اور گرہ کٹ" کے درمیان اخلاقی تقابل و تفاضل اور دونوں کے خنڈے پن پر حاکمہ تو خیر [illegible]

(باقی کالم ۳ کے نیچے)

خطبہ جمعہ

(بسلسلہ صفحہ ۶)

یتلوا علیھم ایاتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتاب والحکمۃ۔ پس یہی کام اس کے کامل بروز کا بھی بتایا کہ قرآن کریم کی آیات پڑھ کر یہی وہ دلوں کا تزکیہ کرے گا اور انہیں کتاب اور حکمت سکھلائے گا۔ پس اس زمانہ کے کامل بروز نے ہم احمدیوں کو [illegible] بروز سے تعلق پیدا کرنے کا نتیجہ

اس کے بعد فرمایا ومن یعتصم باللہ فقد ھدی الی صراط مستقیم جو اس بروز کے ساتھ تعلق پکڑے گا اس کا اللہ تعالےٰ کے ساتھ بھی مضبوط تعلق پیدا ہو جائے گا اور اس کو صحیح معنی میں صراط مستقیم کی طرف رہنمائی حاصل ہو جائے گی۔

مسلمانوں کو نصیحت

اس کے بعد مسلمانوں کو نصیحت فرمائی کہ جب خدا کی طرف سے اسلام کی صحیح تعلیم تمہارے سامنے لانے کے لئے ایسے سامان پیدا کر دیئے جائیں تو پھر تم اس پر چل کر تقوےٰ کی راہ پر کامل طور پر گامزن ہو جاؤ اور موت تک اسی کے فرمانبردار رہو سو ہم احمدیوں کو خدا کی اس نصیحت پر عامل رہنا چاہیئے پھر فرمایا اے مسلمانو! اللہ کی رسّی کو مضبوط پکڑ لو نہ اس سے الگ ہونا اور نہ تفرقہ کا شکار بننا اس وقت کو یاد کرو جب تم آپس میں ایک دوسرے کے سخت دشمن تھے لیکن اللہ تعالےٰ نے تمہیں اسی نعمت کے ذریعہ ایک کر دیا اور تمہیں آپس میں بھائی بھائی بنا دیا اب بھی وہ ایسا ہی کر سکتا ہے باوجود بعض خیالات میں اختلافات کے مسلمان متحد ہو کر کام کر سکتے ہیں جب اس نے ایک دفعہ اس کتاب اور اس رسول کے ذریعہ تمہیں آگ سے نکال کر سلامتی کے کنارہ پر پہنچا دیا گیا اب دوبارہ وہ ایسا نہیں کر سکتا اس لئے اس کے بروز کی اتباع کرو وہی نعمت تم کو مل جائے گی اور اسلام کو پھیلانے کے لئے وہی طریق اختیار کرو جو صحابہ کرام نے کیا تھا یعنی ایک جماعت تم میں ایسی رہے جو داعی الی الخیر ہو اور معروف کا حکم کرے منکر سے روکے اس میں ہی تمہاری کامیابی کا راز ہے ہماری جماعت کو اللہ تعالےٰ کے اس ارشاد میں خاص طور پر غور کرنا چاہیئے اسی الہٰی ارشاد کی روشنی میں حضرت مسیح موعود نے جماعت بنائی اگر ہم کامیابی سے ہمکنار ہونا چاہتے ہیں تو اسی ارشاد کو ہمیں اپنا اوڑھنا اور بچھونا بنانا چاہیئے اور آگے پر وعید الفاظ میں تنبیہہ کی ہے کہ خدا کی بینات کو دیکھ کر بھی اگر تفرقہ، بے جا اختلافات کا شکار ہو جاؤ گے تو سخت دکھ [illegible] گے خدا ہمیں اس سے بچائے آمین۔

(بقیہ از کالم ۲)

بڑی چیز ہے ہم عامیوں کی مجال تو اتنی بھی نہیں کہ ایسے والا تبار و عالی منزلت بزرگانِ ملک میں سے کسی ایک کو بھی چھوٹا کہہ سکیں۔

(صدق جدید)

(بسلسلہ صہ ۲)

پر کوئی قدغن نہیں۔ عقائد، نظریات اور دین کے اصول جس طرح کوئی انسان چاہیئے اختیار کرلے۔ یہی معنی ہیں قرآن کے اس فرمان کے لا اکراہ فی الدین۔ اور قرآن نے اختلاف عقائد پر اس دنیا میں کوئی سزا مقرر نہیں کی اور صاف الفاظ میں ارشاد کر دیا ہے کہ:-

"جس کا جی چاہے ایمان لے آئے جس کا جی چاہیئے انکار کر دے"

اور پھر نبی کی زبان سے قرآن میں یہ کہلوا دیا کہ:-

"تمہارے لئے تمہارا دین ہے اور میرے لئے میرا دین ہے"

مگر یہ کیفیت ہم اشتراکیوں میں نہیں دیکھتے۔ وہاں عقائد جبر سے منوائے جاتے ہیں۔ ہم نے اس مضمون میں عنوان کے ایک حصہ یعنی "ایک ہو" کے متعلق اشتراکیوں کی جدوجہد کا پوری طرح اعتراف کیا ہے مگر افسوس کہ اس اعتراف کے باوجود ہم یہ دیکھتے ہیں کہ اشتراکی نظام کے دو بڑے طاقت ور ملک چین اور روس باہم دست وگریباں ہیں یہاں تک ہر وقت ان دونوں کے درمیان جنگ چھڑ جانے کا خطرہ پیدا ہو رہا ہے۔ رقبہ کی وسعت کے لحاظ سے۔ تعداد باشندگان کے لحاظ سے، کثرت وسائل و ذرائع کے لحاظ سے، باشندوں کے محنتی اور جفاکش ہونے کے لحاظ سے اور جذبہ حریت اور خواہش تفوق کے لحاظ سے چین اس وقت یگانہ روز ہے لیکن اس وقت وہاں ریڈ گارڈز کی شکل میں انقلاب کا جو طوفان اٹھ چکا ہے وہ چین کے صدر لیوشاؤچی سے لے کر ادنیٰ اہل کار تک کو خس وخاشاک کی طرح بہائے لئے جا رہا ہے اور کوئی نہیں کہہ سکتا کہ انجام کیا ہوگا۔ کچھ اشتراکی ممالک چین سے وابستہ ہو گئے ہیں اور کچھ روس سے۔ روس کے اپنے نظریات کی یہ حالت ہے کہ اشتراکی نظام کے تیسرے رجلِ عظیم یعنی سٹالن کی اپنی بیٹی جس کی پیدائش ہی اشتراکیت میں ہوئی جو اشتراکیت کا دودھ پی کر ہی پلی اور [illegible] کا اوڑھنا بچھونا اشتراکیت ہی اشتراکیت تھا عمر کے [illegible] سال گذارنے کے بعد روس کو چھوڑ کر دنیا میں یہ اعلان کرنے کے لئے بھاگ نکلی کہ اے خدا! مجھے اشتراکیت سے بچا۔ میں خدا کی منکر ہو کر زندگی نہیں گذار سکتی اور نہ ہی اشتراکی نظریات سے میری روح کو تسکین مل سکتی ہے۔ آج یہ سٹالن کی لڑکی سوتیلانہ امریکہ میں قیام پذیر ہو کر اشتراکیوں کے لئے درسِ عبرت اور سامانِ حسرت مہیا کر رہی ہے۔

عنوان کا دوسرا حصہ "نیک ہو" تو اشتراکیوں کے پروگرام میں داخل ہی نہیں۔ اسلام نے "ایک ہو" کا جو نظارہ دنیا میں پیش کیا اس کی کوئی نظیر تاریخ عالم میں نہیں ملتی۔ مکہ کے مہاجرین اور مدینہ کے انصار مواخات کے رشتہ میں ایسے منسلک کر دیئے گئے کہ ؎

من تو شدم تو من شدی
من جاں شدم تو تن شدی
تاکس نہ گوید بعد ازاں
کہ من دیگرم تو دیگری

کی کیفیت تمام معاشرہ پر طاری ہو گئی اور "نیک ہو" کے جو نمونے صحابہ کرامؓ نے پیش کئے وہ بھی تاریخ عالم میں اپنا کوئی ثانی نہیں رکھتے۔ یہ مضمون ایک ایسا بحر بیکراں ہے کہ اس پر دفتروں کے دفتر لکھے جا سکتے ہیں مگر پیغام صلح کے صفحات زیادہ طوالت کے متحمل نہیں ہو سکتے۔ لہٰذا ہم اسے یہیں ختم کر دیتے ہیں۔

ربنا لا تزغ قلوبنا
بعد اذ ھدیتنا
وھب لنا من لدنک
رحمۃ انک انت
الوھاب۔

بحرِ حکمت کے موتی

بسلسلۂ صفحۂ اوّل

اس سے بڑھ کر محفوظ رکھنے والا ہو۔

نوٹ: ۔۔۔ از حضرت مولانا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ:۔

مبلغ سے مراد وہ شخص ہے جس کو نبی کریم صلعم کی حدیث پہنچائی گئی ۔ اوعیٰ سے مراد ہے کہ وہ اچھے فہم کی وجہ سے اس کلام کو زیادہ محفوظ رکھ سکتا ہے۔ اس حدیث میں مسلمان کا خون اور مال اور عزت سب کو یکساں حرام ٹھہرایا ہے یعنی

ایک مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ اپنے مسلمان بھائی کو مارے یا اس کا مال لے۔ یا اس کی ہتک کرے۔ اس آخری نصیحت کو تو مسلمانوں نے ایک بالکل بھلا رکھا ہے۔ بڑے بڑے واعظ گذارہ ہی اس پر کرتے ہیں کہ کسی بزرگ پر تمسخر کریں یا اسے کافر و دجّال کہکر لوگوں کو اس کے خلاف اکسا کر اسلام میں فتنہ پیدا کریں اور ایک دوسرے کی عزت کو برباد کرنا مسلمانوں کا عام شیوہ ہو گیا ہے۔

(فضل الباری شرح صحیح بخاری)

سالانہ چندہ پانچ روپیہ بیرونی ممالک [illegible]

پیغام صلح مورخہ ۲۴ اگست ۱۹۶۷ء [illegible]

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام [illegible]
اور مولوی دوست محمد صاحب [illegible]
پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے [illegible]
مدیر ۔ دوست محمد ۔ نائب [illegible]

جلد ۵۴ | یوم چہارشنبہ مؤرخہ ۲ جمادی الاوّل ۱۳۸۷ھ مطابق ۹ اگست ۱۹۶۷ء | نمبر ۳۱

"لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں۔ لاہور میں ہمارے پاک محب ہیں۔ میں تیرے خالص محبوں کا گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے نفوس و اموال میں برکت دوں گا"

(الہامات حضرت مسیح موعودؑ)

حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفیٰؐ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآں نامِ اوست
بادۂ عرفانِ ما از جامِ اوست
یک قدم دُوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا نہ نیا نہ پرانا۔
۲- قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آئندہ منسوخ ہوگی۔
۳- سب صحابہؓ اور آئمہؒ قابلِ احترام ہیں۔
۴- سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے۔
۵- کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۶- [illegible] تمام دنیا پر غالب آسکتا ہے۔

بحرِ حکمت کے موتی

دو باتوں میں رشک کرنا چاہیئے

عن عبد اللہ بن مسعود قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا حسد الا فی اثنین رجل اتاہ اللہ مالاً فسلطہ علی ھلکتہ فی الحق ورجل اتاہ اللہ الحکمۃ فھو یقضی بھا ویعلمھا۔

ترجمہ:— عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حسد مت کرو دو باتوں میں رشک ہو سکتا ہے ایک وہ شخص کہ اللہ اس کو مال دے پھر اسے راہِ حق میں خرچ کرنے پر مسلط کرے، دوسرا وہ شخص کہ اللہ اسے حکمت دے تو وہ اس کے مطابق فیصلہ کرے اور اس کی تعلیم دے۔

نوٹ:- از حضرت مولانا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حسد کے معنے .... یہاں دوسرے کا زوال نعمت نہیں بلکہ خود نعمت کا حاصل کرنا ہے لا حسد الا فی اثنین میں فی الحقیقت حصر نہیں بلکہ ان دو چیزوں کی عظمت کے لئے حصر کی صورت اختیار کی ہے بعض نے الّا کو استثنائے منقطع قرار دے کر حسد کو اپنے اصل معنے میں لیا ہے یعنے لا حسد حسد یا دوسرے کا زوال نعمت چاہنا تو کسی صورت میں جائز نہیں پس یہ خواہش مت کرو کہ کسی کا زوال نعمت ہو ہاں خواہش کرنے والی دو چیزیں ہیں ایک یہ کہ مال ہو تو اسے خدا کی راہ میں خرچ کر دینے سارے کا سارا خدا کی راہ میں دیدے دوسرے یہ کہ علم و حکمت ہو تو اسے دوسروں کو سکھاوے۔

(فضل الباری فرح صحیح بخاری جلد ۱ کتاب العلم)

حقوقِ اخوۃ کی کماحقہٗ نگہداشت کرو

حضرت مسیح موعودؑ مجددِ زمان کا ارشاد گرامی

شریعت کے دو ہی پہلو اور بڑے حصے ہیں جس کی حفاظت ہر انسان کو ضروری ہے۔ ایک حق اللہ دوسرا حق العباد

حق اللہ تو یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کی محبت، اس کی عبادت، اس کے خوف، اس کی اطاعت میں اس کی ذات میں، صفات میں، کسی کو شریک اور برابر نہ بنایا جائے۔ اور حق العباد یہ کہ تکبر، خیانت، ظلم وغیرہ بداخلاقی کسی نوع کی اپنے کسی بھائی سے نہ کی جاوے۔ گویا اخلاقی حصہ میں کسی قسم کا فتور واقع نہ ہو۔ اور کماحقہٗ حقوقِ اخوت کی نگہداشت کی جاوے۔ سننے میں تو یہ دو ہی فقرے ہیں مگر عمل کرنے میں بہت ہی مشکل ہیں۔ اللہ تعالےٰ کا بڑا ہی فضل ہو تو انسان دونوں پہلوؤں پر قائم رہ سکتا ہے۔

کسی میں قوتِ غضبی بڑھی ہوئی ہوتی ہے۔ جب ذرا سی بات پر غضب آجاتا ہے اور قوتِ غضبی جوش مارتی ہے، تو دل اس کا پاک رہ سکتا ہے، نہ زبان۔ دل میں کینہ رکھتا ہے۔ اور اندر ہی اندر اپنے بھائی کے خلاف ناپاک منصوبے سوچتا رہتا ہے اور زبان سے گالی دیتا ہے۔ کسی کی قوتِ شہوت غالب ہوتی ہے۔ اور وہ اس میں گرفتار ہو کر حدود اللہ کو توڑتا ہے۔ غرضیکہ جب تک انسان کی اخلاقی حالت درست نہ ہو۔ وہ کامل ایمان جو منعم علیہ میں داخل کرتا ہے اور جس کے ذریعہ سچی معرفت کا نور پیدا ہوتا ہے۔ داخل نہیں ہوتا۔ پس سچا موحد بننے کے بعد اخلاقی حالت کی اصلاح کے لئے حتی الوسع کوشش دن رات کرنی چاہیئے۔ میں دیکھتا ہوں کہ اس وقت اخلاقی حالت بہت ہی گری ہوئی ہے۔ اکثر لوگوں میں بدظنی کا مرض بہت ہی بڑھا ہوا ہے۔ ادنیٰ ادنیٰ سی بات پر اپنے دوسرے بھائی کی نسبت بُرے بُرے خیالات کرتے ہیں۔ اور نیک ظن نہیں کرتے بلکہ ایسے ایسے عیوب اس کی طرف منسوب کرنے لگ جاتے ہیں جو اس میں نہیں ہوتے۔ اور اگر وہی عیوب اس کی طرف منسوب کرے تو اس کو سخت ناگوار معلوم ہو۔ پس اوّل یہ ضروری بات ہے کہ حتی الوسع اپنے بھائیوں پر بدظنی نہ کرے۔ اور ہمیشہ نیک ظن رکھا جاوے۔ کیونکہ اس سے محبت اور انس بڑھتا ہے۔ اور آپس میں میل جول بڑھنے سے جماعت کی قوت پیدا ہوتی ہے۔ اور دوسروں کو نکتہ چینی کرنے کا موقع نہیں ملتا۔ اور خود انسان بھی دوسرے عیوب حسد، کینہ، بغض وغیرہ سے بچا رہتا ہے۔ پھر میں دیکھتا ہوں کہ بہت سے ایسے ہیں جن کو اپنے بھائیوں کی نسبت کچھ بھی ہمدردی نہیں، مشکلات کے وقت اپنے اوقات، مال، طاقت کو دوسرے کے لئے خرچ نہیں کرتے اگر ایک بھائی بھوکا مرتا ہو تو دوسرا کچھ بھی توجہ نہیں کرتا۔ اور اس کی خبرگیری کے لئے تیار نہیں ہوتا اور اگر وہ کسی [illegible] مشکلات میں گرفتار رہے۔ تو اس کے لئے اپنے مال کا کچھ حصہ بھی خرچ [illegible]

(باقی بر صفحہ ۱۱ کالم ۱)

تبلیغی خط و کتابت

دیکھو خدا نے ایک جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا (حضرت مسیح موعود)

(مرتبہ:- الحاج میاں ممتاز احمد صاحب فاروقی۔ لاہور)

نائیجیریا

ترجمہ خط - عبدالوہاب صاحب رابی۔ نائیجیریا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - اللہ تعالےٰ آپ پر رحمتیں نازل کرے۔ میں آپ کا بہت مشکور ہوں گا اگر آپ مجھے ایک نسخہ قرآن شریف ارسال کریں۔

میں ایک طالب علم ہوں اور میرے والدین بہت غریب ہیں اور میں قیمتاً قرآن کریم خریدنے کی استطاعت نہیں رکھتا۔ امید ہے کہ آپ میری درخواست پر غور فرمائیں گے۔

(ان کو پرافٹ آف اسلام - اسلام آئیڈیالوجی اور اسلام دی ریلیجن آف ہیومینیٹی ارسال کیا گیا۔)

ترجمہ خط:- ابوبکر سعید صاحب نائیجیریا

برائے مہربانی مسلم پریئر بک اور لٹریچر اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کے متعلق کتاب ارسال کریں۔

میں اسلام کے متعلق معلومات بھی حاصل کرنا چاہتا ہوں اس سے پیشتر میں نے لاگس جماعت کو لٹریچر کے متعلق لکھا تھا مگر انہوں نے لٹریچر نہیں بھیجا۔ اس لئے اب آپ کو لکھ رہا ہوں کہ مجھے کتابیں ارسال کریں۔ امید ہے آپ اس پر غور کریں گے۔

(ان کو کال آف اسلام اور نیو ورلڈ آرڈر کتب ارسال کی گئیں)

ترجمہ خط۔ امینو تفنید احمد صاحب نائیجیریا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

میں یہ چند سطور آپ کو لکھ رہا ہوں اس غرض کے لئے کہ مجھے چند کتب اسلامی برائے مطالعہ ارسال کریں اور میں چاہتا ہوں کہ اسلام کے متعلق معلومات حاصل کروں۔ میں بہت خوش ہوں گا اگر آپ مجھے تسلی بخش جواب دیں۔ - والسلام

(ان کو اسلام آئیڈیالوجی - اسلام دی ریلیجن آف ہیومینیٹی ارسال کی گئیں)

ترجمہ خط:- اے - بی - محمد صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - برائے مہربانی ذیل کی کتابیں ارسال کریں۔

ٹیچنگز آف اسلام - انٹروڈکشن ٹو دی سٹڈی آف دی قرآن - دی مسلم پریئر بک - میں ایک مسلمان ہوں اور میں یہ کتابیں آپ سے اس لئے طلب کرتا ہوں تاکہ مجھے اسلام کے متعلق معلومات حاصل ہوں - مجھے یہ کتابیں بہت جلد درکار ہیں۔ میں بہت مشکور ہوں گا اگر مندرجہ بالا کتب مفت مجھے ارسال کریں۔ - والسلام

(ان کو ٹیچنگز آف اسلام - اور اسلام دی ریلیجن آف ہیومینیٹی ارسال کی گئیں)

گھانا

ترجمہ خط:- ایم عثمان موسٰے صاحب۔ گھانا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - امید ہے کہ آپ خوش اسلوبی سے کام میں مشغول ہوں گے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ آپ کو سیدھے راستے پر قائم رکھے - اور جو لوگ خدا کے دین کی اشاعت میں ہمہ تن مصروف رہتے ہیں اُن پر اللہ تعالےٰ اپنی رحمتیں نازل کرے۔

میرا نام عثمان موسٰے ہے اور گھانا میں رہتا ہوں اور میں پیدائشی مسلمان ہوں۔ اور مجھے مذہب سے کوئی اچھی واقفیت نہیں۔ اور میں قرآن شریف کا مطالعہ نہیں کرسکتا کیونکہ میں پڑھنا نہیں جانتا۔ لیکن اگر مجھے چند کتابیں ارسال کریں تو بہتر ہوگا تاکہ میں ان کا مطالعہ کرسکوں اور مجھے اسلام سے واقفیت ہو۔ اُمید ہے کہ آپ میری گذارش پر غور فرمائیں گے اور چند کتابیں ارسال کریں گے۔

(ان کو اسلام آئیڈیالوجی - اسلام دی ریلیجن آف ہیومینیٹی اور پرافٹ آف اسلام بھیجی گئیں)

ترجمہ خط:- سلیمان رسی - ایس صاحب - گھانا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - میں یہ چند حروف آپ کو تحریر کر رہا ہوں اس غرض کے لئے کہ میں چونکہ ایک طالب علم ہوں اور میرے پاس اتنی رقم نہیں کہ قرآن شریف انگریزی خرید سکوں۔ اسی لئے مہربانی فرما کر ایک عدد قرآن شریف انگریزی مسلم پریئر بک اور دیگر کتب ارسال کردیں تو بہت مشکور ہونگا۔ اُمید ہے کہ آپ میری گذارش پر ضرور ہمدردانہ غور فرمائیں گے۔

والسلام

(ان کو مسلم پریئر بک - کال آف اسلام - اسلام آئیڈیالوجی ارسال کی گئیں)

ترجمہ خط:- ادریس ٹیلیہ صاحب۔ گھانا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - میں یہ خط پہلی دفعہ آپ کو لکھ کر خوشی محسوس کرتا ہوں۔ میری التماس ہے کہ مجھے ایک نسخہ قرآن شریف انگریزی ارسال کریں۔ میں انگریزی کا طالب علم ہوں اور میں قرآن شریف کو پڑھنا چاہتا ہوں۔

اُمید ہے میری اس التماس پر غور فرمائیں گے۔

(ان کو اسلام آئیڈیالوجی - اسلام دی ریلیجن آف ہیومینیٹی ارسال کی گئیں)

ترجمہ خط:- عبدالغنی اے - بیلو صاحب۔ گھانا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں بہت مشکور ہوں گا اگر آپ مجھے اپنی فہرست [illegible] ارسال کریں۔ میں خدا کے فضل و کرم سے میٹرک کی تیاری میں مشغول ہوں - اور مجھے اپنی اسلامی یونیورسٹی کا نام تحریر کریں تاکہ میں وہاں خط و کتابت کروں اور میں نے عربی کا مطالعہ بھی شروع کیا ہوا ہے - اس اثنا میں بہتر ہوگا کہ آپ مجھے مفت لٹریچر میرے مطالعہ کے لئے ارسال کریں تاکہ میں ایک اچھا مسلم بن جاؤں - نیز میں کسی مسلم بھائی سے خط و کتابت کا سلسلہ جاری کرنا چاہتا ہوں چاہے وہ آپ کے ادارہ کا ہو یا کوئی اور باہر سے ہو۔ کیونکہ اس سے معلومات میں کافی اضافہ ہو جاتا ہے۔

اُمید ہے کہ آپ اس سلسلہ میں میری کافی امداد کریں گے۔ - والسلام۔

(ان کو خط کا جواب دیا گیا - نیز ایسنس آف اسلام - اسلام آئیڈیالوجی - اسلام دی ریلیجن آف ہیومینیٹی، اور فہرست کتب ارسال کی گئیں)

فرانس

ترجمہ خط:- عبدالرحیم صاحب فرانس السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

(باقی بر صفحہ ۱۲ کالم ۱)

جماعت احمدیہ کے خلاف دلآزار اشتعال انگیزی

حکومت پاکستان کی توجہ کے قابل

شیخ محمدی ضلع پشاور کی مقامی جماعت احمدیہ کی طرف سے ایک مراسلہ حضرت امیر ایدہ اللہ کی خدمت میں موصول ہوا ہے جس میں نہایت رنج و افسوس کے ساتھ اس بات کا ذکر کیا گیا ہے کہ ۲۲ جولائی ۱۹۶۷ء کو بوقت ۹ بجے شب مسجد کنڈی شعری خیل میں ایک جلسہ زیر صدارت مولوی عبدالحی صاحب منعقد ہوا، جس میں فدا حسین نامی ایک صاحب نے حاضرین کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:۔

"تمہارے درمیان چند احمدی لوگ بستے ہیں، یہ لوگ بے دین، کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں تم ان کے ساتھ لین دین کیوں کرتے ہو، ان کے ہاتھ کا ذبیحہ کیوں کھاتے ہو، ان کے ساتھ رشتے ناطے کیوں کرتے ہو، جبکہ گذشتہ رشتے بھی ناجائز اور حرام ہیں، تمہاری غیرت یہ کیسے گوارا کرتی ہے کہ یہ لوگ تمہارے سامنے زندہ پھرتے ہیں، **ان کو قتل کرو، ان کے گھروں کو آگ لگا دو، اموال لوٹ لو، یہ امر تمہارے لئے جائز ہے**، اگر ایسا کرتے ہیں مر گئے تو شہادت کا مرتبہ مل جائے گا، میں لنڈی ارباب کا باشندہ ہوں، **میرے گاؤں کا کوئی احمدی ہو جائے میں اسی وقت اس کا کام تمام کر دوں گا** تم میں سے کوئی نہیں کہ تمہارے دوش بدوش رہتے ہوئے تم اسے زندہ چھوڑتے ہو؟"

یہ تقریر پونے گیارہ بجے ختم ہوئی اور اس کے معاً بعد سید گل بادشاہ ساکن طور دمردان نے تقریر کرتے ہوئے پہلے مقرر کی لفظ بلفظ تائید کی، اور مذکورہ بالا دلآزار فحش گوئی، بدزبانی و اشتعال انگیزی کا بار بار اعادہ کیا گیا اور اس کے ساتھ ہی خاندانی منصوبہ بندی کے خلاف بھی پوری قوت کے ساتھ زہر چکانی کی گئی اور صدر پاکستان فیلڈ مارشل محمد ایوب خان پر بڑے غلیظ حملے کئے، اور کہا کہ اس منصوبہ کے بنانے اور اس پر عمل کرنے والے سب کافر ہیں نہ صرف یہی بلکہ حکومت کے جملہ جاری کردہ قوانین پر سخت نکتہ چینی کی ایسا ہی غلام احمد پرویز، مولانا پنج پیر، اور شیعہ جماعت کے خلاف انتہائی دلآزار اور توہین آمیز فقرے استعمال کئے۔

احمدیان موضع شیخ محمدی کی یہ رپورٹ حکومت پاکستان کی خاص توجہ کے قابل ہے۔ مولوی فدا حسین اور سید گل بادشاہ کے یہ اشتعال انگیز اور دلآزار کلمات نہ صرف شیخ محمدی کی احمدی جماعت کے جان و مال کے لئے سخت خطرہ کا موجب ہیں بلکہ اس اشتعال انگیزی کا اثر اگر زیادہ وسیع ہوا تو تمام ملک کے امن و امان کے لئے خطرہ بن جائے گا بالخصوص جبکہ صدر مملکت اور ان کی قائم کردہ ملکی و ملی تحریکات اور بعض دوسری مذہبی جماعتوں اور ان کے سربراہوں کو بھی ہدف ملامت بنایا گیا، اور غالباً دوسرے مقامات پر بنایا جائے گا۔

ان حالات میں حکومت پاکستان کو اس کی طرف فوری توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ ضروری ہے کہ ہر دو مولوی صاحبان کی زبان بندی کر کے ملک کو ایسے فتنہ پردازوں سے محفوظ کیا جائے جماعت احمدیہ شیخ محمدی نے اس واقعہ کی اطلاع ایک قرارداد کی صورت میں ڈپٹی کمشنر صاحب پشاور اور گورنر صاحب مغربی پاکستان کو ارسال کی ہے تاکہ اس پر مناسب کارروائی کی جا سکے۔ امید ہے ذمہ دار حکام اس طرف جلد از جلد توجہ فرما کر، اذکم شیخ محمدی کی چھوٹی سی امن پسند جماعت کی حفاظت کا بندوبست فرمائیں گے۔

اخبار احمدیہ

ایک دلدوز سانحہ

——— یہ روح فرسا خبر جماعت کے تمام حلقوں میں نہایت رنج و افسوس کے ساتھ پڑھی جائے گی کہ ہمارے دوست چودھری عبدالمجید صاحب (سابق مینیجر اراضیات و کارکن دفتر انجمن) کی دختر نیک اختر ۵ اگست ۱۹۶۷ء کو صبح ۹-۱۰ بجے کے درمیان ناگہانی طور پر چولہے کی آگ سے جل کر ہلاک ہو گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

مرحومہ کی عمر ۲۵-۲۶ سال تھی، اور وہ بی اے بی ٹی پاس کرنے کے بعد کئی سال سے لاہور کے ایک زنانہ سکول میں معلمہ کا کام کرتی تھیں، ۵ اگست کو وہ اپنے گھر میں جو دفتر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی بالائی منزل پر ہے، اکیلی تھیں، ان کی والدہ صاحبہ اور چھوٹی ہمشیرہ کسی کام کے لئے باہر گئی ہوئی تھیں، اور والد نیچے دفتر میں کام کر رہے تھے۔ کسی غرض سے انہوں نے چولہا جلایا، جس کی لپٹ سے اُن کے نائیلون کے دوپٹہ نے آگ پکڑ لی۔ انہوں نے فوراً دوپٹہ اتار کر نیچے پھینک دیا اور اپنے پاؤں سے آگ کو دبانا چاہا لیکن اس کی لپٹ پاجامہ کو جا لگی جو وہ بھی نائیلون ہی کی قسم کا تھا۔ مرحومہ نے اس آگ کو ہر چند بجھانے کی کوشش کی لیکن وہ بڑھتی ہی چلی گئی۔ اکیلے ہونے اور سیڑھیوں کا دروازہ بند ہونے کی وجہ سے کوئی شخص ان کی پکار ...... نہ سن سکا، کھڑکیوں سے دھواں باہر آنے پر ہمسایوں کو شبہ ہوا جنہوں نے نیچے دفتر میں اطلاع پہنچائی۔ چنانچہ لڑکی کے والد اور دوسرے لوگ دروازہ توڑ کر مدد کے لئے پہنچے۔ لیکن آگ جسم کے نچلے حصہ کو بالکل خاکستر کر چکی تھی، اسی وقت مرحومہ کو اٹھا کر ہسپتال پہنچایا گیا، جہاں تھوڑی ہی دیر بعد وہ انتقال کر گئیں۔ ان کی لاش واپس گھر لا کر تجہیز و تکفین کی گئی اور شام کو انجمن کے قبرستان واقع میانی صاحب میں سپرد خاک کر دی گئی۔

اس جگہ یہ امر قابل ذکر ہے کہ مرحومہ بہت بڑی حوصلہ مند، دیندار اور صابر و شاکر خاتون تھیں، اتنی بڑی مصیبت کو انہوں نے نہایت صبر و حوصلہ کے ساتھ جھیلا، اور جب ان کے والد صاحب مدد کے لئے پہنچے، تو کپڑوں کے جل جانے اور برہنہ ہونے کی وجہ سے انہیں قریب نہ آنے دیا۔ آخر دوسری عورتوں نے آکر جلتے ہوئے کپڑوں سے انہیں نجات دی اور مذکورہ بالا واقعات اس قدر تکلیف کے باوجود انہوں نے بقائمی ہوش و حواس خود بیان کئے اور ہسپتال پہنچ کر والد کو تسلی دی کہ حوصلہ اور صبر سے کام لیں میں ابھی ہو جاؤں گی لیکن مشیت ایزدی کو کچھ اور منظور تھی، فانا للہ وانا الیہ راجعون۔

یہ حادثہ فاجعہ مرحومہ کے والدین اور دیگر اعزہ و اقارب کے لئے جس قدر رنج و اندوہ کا موجب ہو سکتا ہے ظاہر ہے۔ ان کے علاوہ احمدیہ بلڈنگس اور گرد و نواح کے تمام لوگ اس کی وجہ سے غم و اندوہ کی تصویر بنے بیٹھے تھے، دعا ہے اللہ تعالے مرحومہ کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور تمام لواحقین و پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ احباب کرام سے جنازہ غائبانہ کی درخواست ہے۔

ایک اور جوانی کی موت

——— مذکورہ بالا حادثہ سے پہلے ۳ اگست کو چودھری غضنفر علی صاحب رئیس بدوملہی کا جوان سال لڑکا منظور احمد عمر ۲۵ سال (برادر چودھری غفور احمد صاحب کارکن دفتر انجمن) ایک طویل بیماری کے بعد میو ہسپتال لاہور میں انتقال کر گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم کا جنازہ اسی وقت بدوملہی لے جایا گیا جہاں اسے اپنے آبائی قبرستان میں دفن کیا گیا۔ ہمیں اس حادثہ میں چودھری غضنفر علی صاحب اور ان کی اہلیہ محترمہ اور دیگر لواحقین سے دلی ہمدردی ہے دعا ہے اللہ تعالے انہیں صبر جمیل عطا کرے اور مرحوم کو جنت نصیب کرے۔ احباب کرام سے جنازہ غائبانہ کی استدعا ہے۔

ادارہ تعلیم القرآن

احمدی نوجوانوں کی تربیت کے لئے ادارہ تعلیم القرآن کے نام سے ایک ادارہ انجمن نے قائم کر رکھا ہے، جس میں میٹرک پاس نوجوانوں کو علوم دینیہ کی تعلیم دی جاتی ہے تاکہ وہ تبلیغ و اشاعت اسلام کے مقدس فریضہ کی سرانجام دہی کے لئے تیار ہو سکیں یہی جماعت احمدیہ کے قیام کا حقیقی مقصد ہے۔ اس ادارہ میں داخلہ کے لئے ایسے میٹرک پاس احمدی نوجوانوں کی ضرورت ہے جو خدمت دین کے لئے زندگی وقف کرنے کے لئے تیار ہوں، دوران تعلیم میں انجمن کی طرف سے وظائف بھی دیئے جاتے ہیں۔ خواہشمند اصحاب اپنی درخواستیں جلد از جلد سیکرٹری صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کو ارسال کریں۔

جنوبی امریکہ میں شیخ محمد طفیل صاحب کی تبلیغی سرگرمیاں

ریڈیو پر تقاریر۔ نیو ایمسٹرڈم کے ٹاؤن ہال میں لیکچر

مکرم شیخ محمد طفیل صاحب اپنے تازہ خط میں رقمطراز ہیں :۔

" خدا کے فضل سے گائنا میں چند نہایت مخلص نوجوان ہماری جماعت میں شامل ہیں۔ ان کی کوششوں سے اسلام کا نام اس ملک میں بلند ہے، ریڈیو پر مستقل پروگرام کا سلسلہ جاری ہے چیف ڈائرکٹر محکمہ براڈ کاسٹنگ نے مجھے از خود بتایا کہ جو پروگرام اسلام پر احمدیہ انجمن گائنا کی طرف سے پیش ہوتا ہے وہ بہترین ہے۔ اس قلیل عرصہ میں میری دس بارہ تقریریں ان لوگوں نے ریڈیو کے لئے ریکارڈ کی ہیں۔ ایک تقریر حضرت نبی کریم کی سیرت پر تھی، دوسری تقریر حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب کی حیات اور مشن پر تھی۔ باقی تقریریں مختلف موضوعات پر ہیں جو ہر سوموار کی صبح کو نشر ہوں گی۔ میری موجودگی سے فائدہ اٹھا کر ان لوگوں نے بہت سی تقریریں ریکارڈ کر لی ہیں۔ میرے خیال میں دنیا بھر میں یہی ایک ملک ہے جہاں ہماری جماعت کا پیغام ریڈیو کے ذریعہ سے اس وسیع پیمانے پر نشر ہوتا ہے۔ یہ پروگرام ٹرنی ڈاڈ اور سرینام میں بھی سنا جا سکتا ہے

ایک ہفتہ جارج ٹاؤن میں رہنے کے بعد میں دوسرے ہفتہ کے لئے نیو ایمسٹرڈم اور نواحی علاقوں کے دورہ پر چلا گیا۔ اس علاقہ میں ڈاکٹر وزیر احمد قریشی مرحوم متعین تھے۔ لوگ ان کے حسن سلوک اور اخلاص کی ابھی تک تعریف کرتے ہیں۔ اسی طرح مولینا عبدالحق صاحب ودیارتھی اور جناب بشیر احمد صاحب منٹو کا ذکر بھی ادب اور احترام کے ساتھ کرتے ہیں۔

ان لوگوں نے اتنا وسیع پروگرام میرے لئے تیار کر رکھا تھا کہ مجھے اسے پورا کرنا مشکل ہو گیا۔ ادھر غیر احمدی طبقہ بھی غافل نہ تھا۔ پہلے تو انہوں نے یہ مشہور کیا کہ یہ شخص احمدی ہے اس کے لیکچروں میں کوئی نہ جائے لیکن یہ بات لوگوں کے لئے تعجب کا باعث نہ تھی۔ اور وہ اس سے خاص متاثر نہ ہوئے۔ جب دیکھا کہ اس سے کام نہیں چلا تو انہوں نے یہ مشہور کرنا شروع کیا کہ اسے امریکی حکومت نے بھیجا ہے تاکہ یہاں کی سیاسیات میں خلفشار پیدا کرے۔ اس بے ہودہ پروپیگنڈا پر ان کے اپنے لوگ مذاق اڑانے لگے۔ اس علاقہ میں غیر احمدیوں کے وفد ہر مسجد اور ہر مسلم علاقہ میں جا کر لوگوں کو ورغلانے لگے کہ نہ اس شخص کے لیکچروں میں جاؤ نہ اسے اپنے ہاں بلاؤ۔ لیکن نیو ایمسٹرڈم کے ٹاؤن ہال میں جلسہ اور ان میں لوگوں کی شرکت نے ان کی کوششوں پر پانی پھیر دیا۔ سینکڑوں اور لوگوں کے علاوہ نیو ایمسٹرڈم کے میئر خود استقبال کے لئے آئے ہوئے تھے۔ بعد میں جلسہ کی صدارت بھی انہوں نے فرمائی۔

غیر احمدیوں کی بوکھلاہٹ اتنی بڑھ گئی اور وہ اتنی مضحکہ خیز حرکات پر اتر آئے کہ عقل دنگ رہ گئی۔ کسی صاحب نے میرے نام سے پہلے "حضرت" کا لفظ اشتہار میں لکھ دیا۔ بس پھر کیا تھا ان جاہل لوگوں نے اشتہار چھاپ دیا کہ مسٹر طفیل بھی نبی بن گئے اس لئے کہ حضرت کا لفظ انبیاء کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ اگر کوئی شخص یہ بات مجھے سناتا تو یقین نہیں آتا۔ لیکن جب انہوں نے مجھے چھپے ہوئے اشتہار لا کر دیئے تو یقین آیا کہ کیسے کیسے جاہل لوگ اس دنیا میں آباد ہیں۔

گزشتہ ہفتہ تین افراد نے اسلام قبول کیا۔ دو افراد سلسلہ میں شامل ہو گئے۔ اب پھر جارج ٹاؤن آ گیا ہوں۔ ایک مقام پر کل شام ایک لیکچر تھا لیکن عین وقت پر کینسل ہو گیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ دعوے نبوت کے الزام والا وار چل گیا۔ بعض طبائع میں اس قسم کے پروپیگنڈا سے سخت اشتعال پیدا ہو گیا ہے۔ لیکن یہ کاٹھ کی ہنڈیا کب تک چڑھی رہے گی؟ باقی انشاء اللہ۔

بیان القرآن کا عکسی ایڈیشن

پیشگی رقوم ارسال کرنے والوں کے لئے خصوصی رعایت

انجمن حضرت مولینا محمد علی صاحب مرحوم و مغفور کی مایہ ناز تفسیر قرآن مجید موسومہ بیان القرآن کے عکسی ایڈیشن کی طباعت کا اہتمام کر رہی ہے۔ اس پر مجموعی طور پر 40000.00 ہزار روپے خرچ ہوں گے۔ کوشش کی جا رہی ہے کہ تفسیر کی ضخامت ۲۲۰۰ صفحات سے گھٹا کر 1500 صفحات کر دی جائے۔

آپ کو یہ سن کر خوشی ہوگی کہ بیان القرآن کی مکمل کتابت کے تمام تر اخراجات کے لئے مکرم و محترم الحاج شیخ فضل الرحمان صاحب ملتان نے 15000.00 روپے کا گرانقدر عطیہ مرحمت فرمایا ہے جس کے لئے ہم ان کے شکر گذار ہیں۔ بقیہ 25000.00 روپے کا بوجھ انجمن پر ہے۔ اگر آپ اس میں ذرا سا دست تعاون بڑھائیں تو اس بوجھ میں کافی حد تک کمی واقع ہو سکتی ہے۔ اس کا طریق یہ ہے کہ احباب بیان القرآن عکسی کی خرید کے لئے پیشگی رقوم ارسال کر دیں۔ ان پیشگی رقوم ارسال کرنے والوں کو انجمن 10.00 روپے فی سیٹ خصوصی رعایت دے گی۔ یعنی قسم اول 40.00 روپے کی بجائے 30.00 روپے میں۔ قسم دوم 30.00 روپے کی بجائے 20.00 روپے میں۔

ہماری اس اپیل پر اب تک ذیل کے احباب نے لبیک کہا ہے اور پیشگی رقوم ارسال کر دی ہیں :۔

نام	رقم	نام	رقم
کیپٹن چوہدری عبداللطیف صاحب آزاد کشمیر	500.00	میاں غلام محمد صاحب شیر دادا	100.00
مصباح الدین صاحب راولپنڈی	10.00	بیگم ایس احمد صاحب لاہور	100.00
محمد امین صاحب کراچی	30.00	چوہدری عبدالحق صاحب لاہور	30.00
میاں رحیم بخش صاحب کراچی	90.00	میاں مسعود احمد صاحب لائل پور	30.00
شیخ اللہ بخش صاحب مرحوم پشاور	60.00	چوہدری نور محمد صاحب چک ۱۷ سرگودھا	30.00
بیگم چوہدری ظہور احمد صاحب لاہور	400.00	چوہدری عبدالحمید صاحب لاہور	30.00
ڈاکٹر عبدالمجید صاحب سرگودھا	60.00	نصیر احمد صاحب فاروقی راولپنڈی	70.00
مس قمر مجید ... سرگودھا	30.00	ماسٹر عبدالباری صاحب	30.00
بیگم ڈاکٹر عبدالمجید صاحب سرگودھا	100.00	چوہدری عبدالحق صاحب لاہور	30.00
شیریں مشتاق صاحبہ سرگودھا	30.00	اے۔ آر۔ یوسف صاحب ایڈووکیٹ لاہور	30.00
ڈاکٹر مرزا غلام سرور خان صاحب گوجر خان	30.00	ممتاز احمد صاحب فاروقی راولپنڈی	10.00
پیرزادہ صباح الدین صاحب راولپنڈی	5.00	خان بہادر غلام ربانی خان صاحب مانسہرہ	30.00
عبدالرزاق ماجد صاحب راولپنڈی	30.00		

آپ سے گذارش ہے کہ آپ اس کار خیر میں زیادہ حصہ لیں اور بیان القرآن کی کاپیوں کے لئے پیشگی رقوم ارسال کر کے ریزرو کروائیں۔ اور 10.00 روپے فی کاپی خصوصی رعایت سے فائدہ اٹھائیں۔ والسلام۔

ڈاکٹر اللہ بخش۔ آنریری جنرل سیکرٹری
احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور

مہدی کی فضیلت

شرح فصوص الحکم کی ایک عبارت مہدی زمان کے معترضین کے غور کے قابل ہے :۔

" المهدى الذى يجئ فى اخر الزمان فانه يكون فى الاحكام الشرعية تابعا بمحمد صلى الله عليه وسلم وفى المعارف والعلوم والحقيقة تكون جميع الانبياء والاولياء تابعين له كلهم ولا تناقض ما ذكرناه لان باطنه باطن محمد صلى الله عليه وسلم "

(شرح فصوص الحکم صفحہ ۵۲-۵۳)

یعنے مہدی جو آخری زمانہ میں آئیں گے وہ احکام شرعیہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع ہوں گے اور معارف و علوم اور حقیقت کے علم میں تمام انبیاء اور اولیاء اس کے تابع ہوں گے کیونکہ اس کا باطن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا باطن ہے۔

کا ملین میسر ہو تو آپ خود ہی سمجھ لیں کہ شیعوں کا یہ عقیدہ کہ ولایت اور امامت بارہ شخصوں پر محدود ہو کر آئندہ قربِ الٰہی کے دروازوں پر مہر لگ جاتی ہے تو پھر اس سے تمام تعلیم اسلام عبث ٹھہرتی ہے اور اسلام ایک ایسا گھر ویران اور سنسان ماننا پڑتا ہے جس میں کسی نوع کی برکت کا نام و نشان نہیں اور اگر یہ سچ ہے۔ کہ خدا تعالے نے تمام برکتوں اور امامتوں اور ولایتوں پر مہر لگا چکا ہے اور آئندہ کے لئے وہ راہیں بند ہیں تو خدا تعالے کے سچے طالبوں کے لئے اس سے بڑھ کر کوئی دل توڑنے والا واقعہ نہ ہوگا گویا وہ جیتے ہی مر گئے اور ان کے ہاتھ میں بجز چند خشک قصوں کے اور کوئی مغز دار بات نہیں اور اگر شیعہ لوگ اس عقیدے کو سچ مانتے ہیں تو پھر کیوں پنج وقت نماز میں یہ دعا پڑھتے ہیں:۔

اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم کیونکہ اس دعا کے تو یہ معنے ہیں کہ اے خدائے قادر ہم کو وہ راہ اپنے قرب کا عنایت کر جو تو نے نبیوں اماموں اور صدیقوں اور شہیدوں کو عنایت کیا تھا۔ پس یہ آیت صاف بتلاتی ہے کہ کمالاتِ امامت کا راہ ہمیشہ کے لئے کھلا ہے اور ایسا ہی ہونا چاہیئے تھا۔ اس عاجز نے اسی راہ کے اظہارِ ثبوت کے لئے بیس ہزار اشتہار مختلف دیار و امصار میں بھیجا ہے۔ ×

اگر یہی کھلا نہیں تو پھر اسلام میں فضیلت کیا ہے یہ تو سچ ہے کہ بارہ امام کامل اور بزرگ اور سید القوم تھے مگر یہ ہرگز سچ نہیں کہ کمالات میں ان کے برابر ہونا ممکن نہیں۔ ×

خدا تعالے کے دونوں ہاتھ رحمت اور قدرت کے ہمیشہ کے لئے کھلے ہیں۔ اور کھلے رہیں گے اور جس دن اسلام میں یہ برکتیں نہیں ہوں گی اس دن قیامت آ جائے گی۔ خدا تعالے ہر ایک کو راہِ راست کی ہدایت کرے۔

یہ تو عقیدہ ایسا ہو تو ہوتا ہے کہ بجائے دلیل مانا جاتا ہے۔ اور اس سے کوئی انسان بغیر فضل خدا تعالے نجات نہیں پا سکتا۔ ایک آدمی آپ لوگوں میں اس مدعا کے ثابت کرنے کے لئے کھڑا ہے کیا آپ لوگوں میں سے کسی کو خیال آتا ہے کہ اس کی آزمائش کروں۔" +

حضرت اقدسؑ کے دعاوی۔

کیا حضور کے یہ الفاظ صاف ثابت نہیں کرتے کہ حضور اپنے آپ کو انہی صادقین میں شمار کرتے ہیں جن کے متعلق قرآن کریم میں کونوا مع الصادقین کا ارشاد وارد ہوا ہے یعنی صادقین کے ساتھ تعلق پیدا کرو اور جن کے متعلق ارشاد خداوندی ہے کہ واصبر نفسک مع الذین یدعون ربھم بالغداۃ والعشی یریدون وجھہ کیا ان الفاظ میں حضور کی طرف سے صراحت کے ساتھ یہ دعوے نہیں کیا گیا کہ آپ ان مخاطبِ الٰہی میں سے ہیں جن کو اللہ تعالے کی طرف سے خاص نور عطا کیا جاتا ہے اور یہ کہ اس زمانہ میں آپ ہی وہ چشمۂ صافیہ ہیں جس سے لوگوں کو روحانی زندگی کا پانی مل سکتا ہے اور آپ ہی وہ درخت ہیں جس کی شاخ بن کر ہی لوگ روحانی پھلوں کی لذت سے محظوظ ہو سکتے ہیں۔ نیز روحانی بیماریوں کا علاج اس زمانہ میں یہی ہے کہ حضور سے حقیقی اور سچا تعلق پیدا کیا جائے اس تعلق کے نتیجہ میں روحانی امراض خود بخود دور ہوتی چلی جائیں گی۔ +

شیعہ ہونے کے عذر کا جواب

نواب صاحب مرحوم نے شیعہ ہونے کے عذر کو جو بیعت کی راہ میں روک بتلایا ہے اس کا جواب جس خوبصورتی سے حضور نے دیا ہے وہ بھی ہر طالبِ حق کے لئے عموماً اور اہل ربوہ کے لئے خصوصاً قابلِ غور ہے خلاصہ اس کا یہ ہے کہ ولایت اور امامت کا دروازہ ہرگز بند نہیں ہوا، اسلام میں یہ قیامت تک کھلا رہیگا اور یہی اسلام کے زندہ مذہب ہونے کا یقینی اور عملی ثبوت ہے اگر اس پر مہر لگ جائے تو اسلام بھی دیگر مذاہب کی طرح ایک مُردہ مذہب ہوگا جس کے دوسرے لفظوں میں یہ معنی ہوں گے، کہ دنیا کا خاتمہ ہو جائے اور قیامت آ جائے کیونکہ اسلام کے بعد اب قیامت تک نہ کوئی نیا مذہب آنا ہے اور نہ ہی کوئی نبی مبعوث ہونا ہے یہ الفاظ بھی انبیاء کی آمد کے دروازہ کو بند کرتے ہیں۔

دعا اھدنا الصراط المستقیم کے معنے

ولایت کے قیامت تک جاری رہنے کے ثبوت میں حضور نے دعا اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم کو پیش فرمایا ہے اور اس کے معنی یہ فرماتے ہیں:۔

"اس دعا کے تو یہ معنی ہیں کہ اے خدائے قادر ہم کو وہ راہ اپنے قرب کا عنایت کر جو تو نے نبیوں اور اماموں اور صدیقوں اور شہیدوں کو عنایت کیا تھا پس یہ آیت صاف بتلاتی ہے کہ کمالات امامت کا راہ ہمیشہ کے لئے کھلا ہے اور ایسا ہی ہونا چاہیئے تھا۔"

علمائے ربوہ خصوصیت سے غور فرمائیں کہ ان کے نزدیک بھی اس زمانہ میں جب حضور یہ مکتوب تحریر فرما رہے تھے حضور اپنے آپ کو نبی نہیں سمجھتے تھے اور نہ مدعی نبوت تھے۔ لیکن آیت قرآنی اپنے دعوے کی تائید میں وہ پیش فرما رہے ہیں جس سے علماء ربوہ ہمیشہ استدلال کرتے ہیں کہ اس آیت کی رُو سے اُمت میں نبیوں کا آنا بھی ضروری قرار دیا گیا ہے لیکن حضرت اقدس نے جو معنی اس آیت کے لئے ہیں اُن سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حضور اس آیت کا قطعاً وہ مفہوم نہیں سمجھتے تھے جو علماء ربوہ اس سے نکالنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں، بلکہ اس کے برعکس باوجود اس آیت کے پیش کرنے کے اپنے آپ کو پہلے اماموں میں داخل فرماتے ہوئے زمرۂ اولیاء کا فرد ظاہر کیا ہے۔ پھر آخر میں کھلے الفاظ میں فرمایا ہے کہ قرآن شریف اور رسول پاک صلعم کی پیروی سے انسان صرف ولیت کے مقام کو ہی حاصل کر سکتا ہے اس مدعا کے ثابت کرنے کے لئے اللہ تعالے نے اس زمانہ میں مجھے کھڑا کیا ہے کاش کوئی آزمائش کے لئے آ جائے۔

نواب صاحب مرحوم پر حضور کے جواب کا اثر اور حضور کی نصیحت

حضور کے اس جواب کا نواب صاحب مرحوم پر یہ اثر ہوا کہ انہوں نے جلد ہی بیعت کر لی۔ ان کے بیعت کے خط آنے پر حضور نے جو نصائح ان کو لکھیں ہم سب کو ان پر عمل کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ آپ فرماتے ہیں:۔

" بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۝ نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم۔

بخدمت اخویم عزیزی خانصاحب محمد علی خان۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

عنایت نامہ متضمن بہ دخول در سلسلہ بیعت ایں عاجز موصول ہوا۔ دعا ثبات و استقامت در حق اس عزیز کی گئی۔

ثبتکم علی التقوی والایمان و فتح لکم ابواب الخلوص والمحبۃ والفرقان۔ آمین ثم آمین۔

اشتہار۔ شرائط بیعت بھیجا جاتا ہے جہاں تک وسعت و طاقت ہو اس پر پابند ہوں اور کمزوری کے دور کرنے کے لئے خدا تعالے سے مدد چاہتے رہیں۔ اپنے ربّ کریم سے مناجات خلوت کی مداومت رکھیں اور ہمیشہ طلب قوت کرتے رہیں جس دن کا آنا نہایت ضروری اور جس گھڑی کا وارد ہو جانا نہایت یقینی ہے اس کو فراموش مت کرو اور ہر وقت ایسے رہو کہ گویا تیار ہو۔ کیونکہ نہیں معلوم کہ وہ دن اور گھڑی کس وقت آ جائیگی۔ سو اپنے وقتوں کی محافظت کرو اور اس سے ڈرتے رہو جس کے تصرف میں سب کچھ ہے۔ جو شخص قبل از بلا ڈرتا ہے۔ اس کو امن دیا جائے گا کیونکہ جو شخص بلا سے پہلے دنیا کی خوشیوں میں مست ہو رہا ہے وہ ہمیشہ کے لئے دکھوں میں ڈالا جائے گا۔ جو شخص اس قادر سے ڈرتا ہے وہ اس کے حکموں کی عزت کرتا ہے۔ پس اس کو عزت دی جائیگی۔ جو شخص نہیں ڈرتا۔ اس کو ذلیل کیا جائے گا۔ دنیا بہت ہی تھوڑا وقت ہے۔

بے وقوف وہ شخص ہے جو اس سے دل لگاوے اور نادان ہے وہ آدمی جو اس کے لئے اپنے ربّ کریم کو ناراض کرے۔ سو ہوشیار ہو جاؤ تا غیب سے قوت پاؤ۔ دعا بہت کرتے رہو اور عاجزی کو اپنی خصلت بناؤ جو صرف رسم اور عادت کے طور پر زبان سے دعا کی جاتی ہے۔ کچھ بھی چیز نہیں۔ جب دعا کرو تو بجز صلوٰۃ فرض کے یہ دستور رکھو کہ اپنی خلوت میں جاؤ اور اپنی زبان سے نہایت عاجزی کے ساتھ جیسے ایک ادنیٰ سے ادنیٰ بندہ ہوتا ہے خدا تعالے کے حضور

صادقوں کی معیت سے گناہوں سے رہائی حاصل ہوتی ہے

حضرت مرزا صاحبؑ کی معیت کے بعد گناہوں سے مخلصی حاصل ہونے کی ایک نمایاں مثال

نواب محمد علی صاحب اور مبارکہ بیگم صاحبہ کے متعلق بعض پیش از وقت الہامات سے حضرت صاحبؑ کی صداقت کا کھلا ثبوت

خطبہ جمعہ مورخہ ۲۸ جولائی ۱۹۶۷ء فرمودہ حضرت مولینا شیخ عبدالرحمن صاحب مصری مدت برکاتہ جامع احمدیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

یاایھا الذین امنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصادقین ——— (التوبہ ع ۱۵)

واصبر نفسک مع الذین یدعون ربھم بالغداۃ والعشی یریدون وجھہ ولا تعد عیناک عنھم ترید زینۃ الحیوۃ الدنیا ولا تطع من اغفلنا قلبہ عن ذکرنا واتبع ھواہ وکان امرہ فرطا ——— (الکھف ع ۔)

عالم الغیب فلا یظھر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول ——— (الجن ع ۲)

صادقوں کے ساتھ تعلق پیدا کرنے کی ہدایت

یہ آیات جو میں نے تلاوت کی ہیں تین مختلف سورتوں کی ہیں پہلی دو آیتوں کا مضمون قریبًا قریبًا واحد ہے پہلی آیت میں تو مجملًا اللہ تعالے نے مسلمانوں کو ہدایت فرمائی ہے کہ وہ خدا تعالے کے صادق بندوں کے ساتھ اپنا تعلق پیدا کریں اور اس تعلق پر آخر دم تک قائم رہیں وہ لوگ جو اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ قرآن کریم اور حضرت نبی کریم صلعم پر ایمان لانے کے بعد ہمیں کسی اور کی کیا ضرورت ہے وہ اس آیت پر غور کریں کہ کس صفائی اور کس صراحت کے ساتھ اللہ تعالے نے مسلمانوں کو اس آیت میں صادقوں کی معیت حاصل کرنے اور اس پر قائم رہنے کی ہدایت فرمائی ہے اس سے کیا صاف ثابت نہیں ہوتا کہ وہ بندے جن کی شان میں اللہ تعالے نے فرمایا ہے وبشر الذین امنوا ان لھم قدم صدق عند ربھم (یونس ع ۱) ضرور اس قابل ہیں کہ ان سے روحانی تعلق پیدا کر کے ان کی صحبت سے فائدہ اٹھایا جائے۔ حدیث میں بھی آیا ہے۔ علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین المھدیین یعنی میری سنت کو لازم پکڑو اور اس پر عمل پیرا ہو اور میرے بعد میرے خلفاء راشدین کے طریق کار پر کاربند رہو اس سے معلوم ہوا کہ آنحضرت صلعم کے نائبین ہی حضرت نبی کریم صلعم کی حقیقی اور اصلی سنت کو سمجھتے اور اس پر کاربند رہتے ہیں اسی لئے ان کی پیروی درحقیقت حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی پیروی ہوتی ہے۔

دوسری آیت کا مضمون

اسی لئے دوسری آیت میں وضاحت اور تاکید سے بیان فرمایا کہ اپنے آپ کو انہی لوگوں کے ساتھ وابستہ رکھو جو دن رات اللہ تعالے کو پکارنے والے ہیں اور صرف خدا کی رضا ہی ان کو مطلوب ہوتی ہے تمہاری آنکھیں ان سے تجاوز کر کے دوسرے لوگوں کی طرف نہ متوجہ ہوں اگر ایسا کرو گے تو یاد رکھو تم طالب دنیا ہو گے۔ معلوم ہوا کہ ایسے پاک لوگوں کی صحبت میں ہی دنیا کی محبت دلوں میں سرد ہوتی ہے۔ جن لوگوں کے دل خدا کی یاد سے غافل اور اپنی پست خواہشات کے تابع ہیں وہ تمہیں ایسے پاک اور صادق لوگوں کی صحبت سے دور رکھنے کی کوشش کریں گے لیکن تم ان کی بات کو ہرگز نہ ماننا یاد رکھو ایسے لوگوں کا امر حقیقت سے تجاوز کرنے والا ہوتا ہے اگر تم اُن کی اطاعت کرو گے تو وہ تمہیں بھی ایسا ہی بنادیں گے۔

اس زمانہ کا صادق بندہ

ہمارے اس زمانے میں خدا تعالے نے اپنے ایک صادق بندہ کو مسیح اور مہدی کے عہدہ جلیلہ پر سرفراز فرما کر اسے اسی غرض کے لئے مبعوث فرمایا کہ تا دوسرے لوگ اس سے روحانی تعلق پیدا کر کے ان انعامات الٰہی سے متمتع ہوں جن کو عطا کرنے کا وعدہ آیات تلاوت کردہ میں دیا گیا ہے۔

ایک عملی زندہ مثال

اس حقیقت کو ثابت کرنے کے لئے میں نواب محمد علی خاں صاحب رئیس مالیر کوٹلہ کو بطور مثال کے پیش کرتا ہوں۔ نواب صاحب مرحوم پکے شیعہ تھے حضرت مسیح موعودؑ کا دعوے جب ان کے کانوں تک پہنچا تو انہوں نے حضرت اقدسؑ کی خدمت میں خط لکھا کہ میں معاصی میں مبتلا ہوں ان سے مخلصی حاصل کرنے کی کوئی راہ بتلائیں حضور نے جواب میں انہیں لکھا کہ آپ میری بیعت میں صدق دل سے داخل ہو جائیں تو آپ کو معاصی سے نجات مل جائے گی اس پر نواب صاحب مرحوم نے لکھا میں شیعہ ہوں میں آپ کی بیعت کس طرح کر سکتا ہوں۔ اس کے جواب میں حضرت مسیح موعودؑ نے جو کچھ انہیں تحریر فرمایا وہ میں آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں فرماتے ہیں :-

" بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

از طرف عاجز باللہ الصمد غلام احمد عافاہ اللہ وایدہ باخویم محمد علی خان صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

آپ کا خط پہنچا۔ اس عاجز نے جو بیعت کے لئے لکھا تھا۔ وہ محض آپ کے پہلے خط کے حقیقی جواب میں واجب سمجھ کر تحریر ہوا تھا۔ کیونکہ آپ کا پہلا خط اس سوال کے حقیقی جواب پر متضمن تھا کہ پر معصیت حالت سے کیونکر رستگاری ہو سو جیسا کہ اللہ جلشانہ نے اس عاجز پر القا کیا تحریر میں آیا۔ اور فی الحقیقت جذبات نفسانیہ سے نجات پانا کسی کے لئے بجز اس صورت کے ممکن نہیں کہ عاشق زار کی طرح خاکپائے محبان الٰہی ہو جائے اور بصدق ارادت ایسے شخص کے ہاتھ میں ہاتھ دے جس کی روح کو روشنی بخشی جاوے تا اسی کے چشمہ صافیہ سے اس فرو ماندہ کو زندگی کا پانی پہنچے اور اس تروتازہ درخت کی ایک شاخ ہو کر اس کے موافق پھل لاوے۔ غرض آپ نے پہلے خط میں نہایت انکسار اور تواضع سے اپنے روحانی علاج کی درخواست کی تھی۔ سو آپ کو وہ علاج بتلایا گیا تھا جس کو سعید آدمی بصد شکر قبول کرے گا مگر معلوم ہوتا ہے کہ ابھی آپ کا وقت نہیں آیا۔ معلوم نہیں کہ ابھی کیا کیا دیکھنا ہے اور کیا کیا ابتلا درپیش ہے۔ اور یہ جو آپ نے لکھا ہے کہ میں شیعہ ہوں اس لئے بیعت نہیں کر سکتا۔ سو آپ کو اگر صحبت فقراء

دُعا کرو۔

اے ربّ العالمین! تیرے احسان کا میں شکر نہیں کرسکتا۔ تو نہایت رحیم و کریم ہے۔ اور تیرے بے نہایت مجھ پر احسان ہیں میرے گناہ بخش تا میں ہلاک نہ ہو جاؤں۔ میرے دل میں اپنی خالص محبت ڈال تا مجھے زندگی حاصل ہو، اور میری پردہ پوشی فرما اور مجھ سے ایسے عمل کرا جس سے تو راضی ہو جاوے۔ میں تیری وجہ کریم کے ساتھ اس بات سے پناہ مانگتا ہوں کہ تیرا غضب مجھ پر وارد ہو، رحم فرما اور دین و آخرت کی بلاؤں سے مجھے بچا کہ ہر ایک فضل و کرم تیرے ہی ہاتھ میں ہے۔ آمین ثم آمین۔"

بیعت کا نتیجہ

میں یہ بتلا آیا ہوں کہ نواب صاحب نے معاصی سے مخلصی پانے کی درخواست کی تھی اور حضور نے جواب میں اس کا علاج صدق دل سے بیعت میں داخل ہونا بتلایا تھا اب دیکھنا یہ ہے کہ کیا بیعت میں داخل ہونے کے بعد نواب صاحب کو ان کا مطلوبہ نتیجہ مل گیا اگر مل گیا تو حضور کا دعوےٰ امام اور محبانِ الٰہی کا فرد ہونے کا ثابت ہو گیا اس کے لئے نواب صاحب کا اپنا اقرار ملاحظہ ہو اپنے ایک مکتوب میں وہ حضور کو لکھتے ہیں:۔

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم۔

ابتداء میں گو میں آپ کی نسبت نیک ظن ہی تھا لیکن صرف اس قدر کہ آپ اور علماء اور مشائخ ظاہری کی طرح مسلمانوں کے تفرقہ کے مؤید نہیں ہیں۔ بلکہ مخالفین اسلام کے مقابل پر کھڑے ہیں۔ مگر الہامات کے بارے میں مجھ کو نہ اقرار تھا نہ انکار۔ پھر جب میں معاصی سے بہت تنگ آیا اور ان پر غالب نہ ہو سکا۔ تو میں نے سوچا کہ آپ نے بڑے بڑے دعوے کئے ہیں یہ سب جھوٹے نہیں ہو سکتے تب میں نے بطور آزمائش آپ کی طرف خط و کتابت شروع کی جس سے مجھ کو تسکین ہوتی رہی۔ اور جب قریباً اگست میں آپ سے لودھیانے ملنے گیا تو اس وقت میری تسکین خوب ہو گئی اور آپ کو باخدا بزرگ پایا اور بقیہ شکوک کو پھر بعد کی خط و کتابت میں میرے دل سے بکلی دھو دیا گیا۔ اور جب مجھے یہ اطمینان دی گئی کہ ایک ایسا شیعہ جو خلفائے ثلاثہ کی کسر شان نہ کرے سلسلۂ بیعت میں داخل ہو سکتا ہے۔ تب میں نے آپ سے بیعت کر لی اب میں اپنے آپ کو نسبتاً بہت اچھا پاتا ہوں اور آپ گواہ رہیں کہ میں نے تمام گناہوں سے آئندہ کے لئے توبہ کی ہے۔ مجھ کو آپ کے اخلاق اور طرزِ معاشرت سے کافی اطمینان ہے کہ آپ ایک سچے مجدد اور دنیا کے لئے رحمت ہیں۔"

تیسری آیت اور نواب صاحب مرحوم کا اس سے تعلق

تیسری آیت۔ عالم الغیب فلا یظھر علیٰ غیبہٖ احداً الّا من ارتضیٰ من رسول۔ میں نے تلاوت کی ہے یعنی

خدا تعالیٰ اپنے غیب پر غلبہ صرف اپنے برگزیدہ فرستادوں کو ہی بخشتا ہے ان فرستادوں میں حضرت مسیح موعود نے مجددین اور محدثین کو بھی شامل کیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ جو امتی رسول کی خینت اور اطاعت میں فنا ہو جاتا ہے وہ رسول کے حکم میں ہی داخل ہو جاتا ہے اس لئے رسولوں کی طرح اس پر بھی غیب کی خبروں کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ چنانچہ مفسرین نے آیت یا ایھا الرسل کلوا من الطیبات واعملوا صالحاً میں "رسل" میں کامل مومنوں کو بھی داخل کیا ہے۔ حضرت نبی کریم صلعم کے ہاتھ میں کشف میں کسریٰ و قیصر کے خزانوں کی چابیاں دی گئیں لیکن وہ چابیاں حضرت عمرؓ کے ہاتھ میں آئیں جس کے معنے صاف ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک حضرت عمرؓ اطاعت رسول میں اپنی فنائیت کی وجہ سے حضرت نبی کریم کے وجود میں ہی داخل تھے اسی طرح تمام مجددین اور محدثین اور اولیائے عظام خدا کے نزدیک اطاعت الرسول میں اپنی فنائیت کی وجہ سے حضرت نبی کریم صلعم کے وجود میں ہی داخل ہوتے ہیں ٹھیک اسی طرح جس طرح لوہا آگ میں پڑ کر آگ کا رُوپ ہی اختیار کر لیتا ہے اور تاثیر بھی آگ ہی کی ظاہر کرتا ہے۔ اسی طرح تمام مجددین رسول اکرم صلعم کی محبت کی آگ میں پڑ کر رسول اکرم صلعم کا ہی روپ اختیار کر لیتے ہیں اسی لئے وہ اصلاح کا وہی کام سر انجام دیتے ہیں جو حضرت نبی کریم صلعم کے سپرد تھا

نواب صاحب مرحوم کے متعلق بعض غیب کی اہم خبریں

یہ تو سب احمدیوں کو معلوم ہے کہ نواب صاحب مرحوم کو حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی دامادی کا شرف حاصل ہوا۔ حضور کی صاحبزادی مبارکہ بیگم نواب صاحب مرحوم کے عقد میں آئیں اس سلسلہ میں چند غیب کی اہم خبریں بھی ہیں جن کا ذکر میں اپنے اور اپنے دوستوں کے ازدیاد ایمان کے لئے ضروری سمجھتا ہوں۔

مبارکہ بیگم کی پیدائش کے متعلق پہلی خبر

محترمہ مبارکہ بیگم کی پیدائش کی تاریخ ۲ مارچ ۱۸۹۷ء ہے ۱۸۹۶ء میں جبکہ موصوفہ حمل میں تھیں تو حضور کو الہاماً اس کی پیدائش سے آگاہ کیا جاتا ہے فرماتے ہیں "خدا تعالیٰ نے حمل کے ایام میں ایک لڑکی کی بشارت دی اور اس کی نسبت فرمایا تُنَشَّأُ فی الحلیۃ یعنی زیور میں نشوونما پائے گی۔ یعنی نہ وہ خورد سالی میں فوت ہوگی اور نہ تنگی دیکھے گی چنانچہ بعد اس کے لڑکی پیدا ہوئی جس کا نام مبارکہ بیگم رکھا گیا۔"

انسانی زندگی بالکل ناقابلِ اعتبار ہوتی ہے ہر انسان کی اجل مسمیٰ خدا کے قبضہ اور اسی کے علم میں ہوتی ہے کسی انسان کی طاقت میں نہیں کہ کسی انسان کی زندگی یا موت کے متعلق کوئی حتمی فیصلہ صادر کر سکے اس کے علاوہ کسی کی معاشی حالت کے متعلق بھی حتمی اور قطعی طور پر پیدائش سے قبل بھی بتلا دینا کہ وہ تنگی سے محفوظ رہے گی بلکہ خوشحال زندگی کی مالک ہوگی انسانی طاقت سے باہر ہے پس حضور کے الہام تُنَشَّأُ فی الحلیۃ کے الفاظ یقینی طور پر اس ہستی کی طرف سے تھے جو عالم الغیب کہلاتی ہے کیونکہ واقعات نے ان الفاظ کی صداقت کو عملی طور پر ثابت کر کے دکھلا دیا۔

صاحبزادی مبارکہ بیگم کے متعلق دوسرا الہام۔

۱۹ر نومبر ۱۹۰۱ء کو حضور پر یہ وحی نازل ہوتی ہے "نواب مبارکہ بیگم"

اس الہام میں صریح اشارہ تھا کہ حضور کی یہ صاحبزادی نواب صاحب مرحوم کے عقد میں آئے گی اور اس بناء پر نواب مبارکہ بیگم کہلائے گی بظاہر اس الہام کے پورا ہونے کی کوئی صورت نہ تھی کیونکہ جناب نواب صاحب مرحوم کی بیوی اس وقت زندہ اور بالکل صحتمند اور تندرست تھی اور دوسری شادی کا انہیں کوئی خیال تک بھی نہ تھا لیکن خدا جو عالم الغیب ہے جانتا تھا کہ نواب صاحب کی بیوی کچھ سالوں کے بعد فوت ہو جائے گی اور ان کو دوسری شادی کی ضرورت پیش آجائے گی اور وہ حضرت اقدس سے حضور کی صاحبزادی مبارکہ بیگم کے رشتہ کے طلبگار ہوں گے۔

نواب صاحب مرحوم کی بیوی کے فوت ہونے کے متعلق الہامات۔

چنانچہ اس الہام کے قریباً ۴½ سال بعد حضور کو نواب صاحب کی بیوی کی وفات کی خدا تعالیٰ کی طرف سے الہاماً اطلاع دی جاتی ہے۔ چنانچہ ۲۵ر فروری ۱۹۰۶ء کو اس خاتون کی موت کی اطلاع کے ساتھ یہ الہام ہوتا ہے دردناک دُکھ اور دردناک واقعہ علاوہ دیگر دوستوں کے حضور نے خود نواب صاحب کو بھی ان کی بیوی کی موت کے متعلق جو الہام اور کشف ہوا تھا اس سے مطلع کر دیا۔ اس الہام کے وقت بھی نواب صاحب کی بیوی بالکل تندرست تھی کسی بیماری کا شکار نہ تھی اس الہام کے چھ ماہ بعد ان پر سل کا حملہ ہوتا ہے باوجود علاج میں پوری کوشش کے وہ اس مرض سے جانبر نہ ہو سکیں اور آخر رمضان ۱۳۲۴ھ کو اپنے حقیقی مولا سے جا ملیں۔

۱۹۰۸ء میں نکاح اور حضور کے دعویٰ کی صداقت کا ثبوت

۱۹۰۶ء کو یہ دردناک واقعہ پیش آتا ہے اور ۱۹۰۸ء میں نواب صاحب کو مبارکہ بیگم سے شادی کرنے کا خیال پیدا ہوتا ہے اور آپ رشتہ کے لئے درخواست کرتے ہیں جسے منظور کر لیا جاتا ہے۔ اور ۱۷ر فروری ۱۹۰۸ء میں نکاح عمل میں آجاتا ہے۔ لیکن رخصتانہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی وفات کے بعد عمل میں آتا ہے اور اس طرح چھ سال بعد جاکر الہام نواب مبارکہ بیگم پوری شان کے ساتھ پورا ہو جاتا ہے اسے کہتے ہیں فلا یظھر علیٰ غیبہٖ احداً الّا من ارتضیٰ من رسول پس اس سے صرف پیشگوئی پوری نہیں ہوئی بلکہ ساتھ ہی یہ بھی ثابت ہو گیا کہ سیدنا حضرت مرزا صاحب فی الحقیقت اپنے دعوے مسیح موعود اور مجدد میں صادق تھے اور حضرت نبی کریم صلعم کے بروز کامل ہونے کی حیثیت سے

(باقی صفحہ ۱۱ کالم نمبر ۱)

غلام نبی مسلم صاحب

ٹائم میگزین امریکہ کی ہرزہ سرائی

مسلمانوں کے کارناموں کی تنقیص کی بھونڈی کوشش

(قسط دوم)

عربوں کی عالمگیر شکست کی تاریخ میں ٹائم میگزین کے مضمون نگار نے اسلام کے عالمگیر اثر کو زائل کرنے کے لئے جو ہرزہ سرائی کی ہے۔ اس کا کسی قدر ذکر پہلے مضمون میں کیا جا چکا۔ دجل و تلبیس کے اس ترجمان نے مزید لکھا ہے:۔

اسلام کے انحطاط کی وجہ یہ ہے کہ اس میں مسیح کی قربانی اور یہودیوں کے مصائب کا پتہ نہیں چلتا یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں میں مشکلات کا سامنا کرنے کی قوت نہیں۔ وہ فوری طور پر دم سمیت اوال یافتہ دنیا پر چھا گئے۔ انہوں نے کلچر کو ترقی دی لیکن ان کے ثقافتی کارناموں میں فن اور تجربیت تو ہے تخلیقی کام نہیں۔ گو انہوں نے عام تباہی مچانے کے ساتھ ساتھ یونیورسٹیاں قائم کیں۔"

ان الفاظ میں تحریر کا مفہوم پیش کیا گیا ہے۔ چونکہ مضمون نگار کی غرض و غایت دنیا کے ناواقف اور سادہ لوح انسانوں کو گمراہ اور ناواقف مسلمانوں کو مایوس اور اسلام سے متنفر کرنا ہے۔ اس لئے اسے دلائل اور واقعات کے تضاد کی کوئی پرواہ نہیں۔ کیونکہ وہ جانتا ہے کہ مسلمانوں کے لئے ناممکن ہے کہ اس کے خیالات کی ہر جگہ تردید کرتے پھریں پھر یورپ کے عام اسلام دشمن مستشرقین کی طرح یہ جانتے ہوئے کہ عالمی۔۔۔ تاریخ میں اسلام کے صدیوں پر پھیلے ہوئے کارناموں کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا وہ اس عظیم قوم کا ذکر خیر کرتے ہوئے بُرائی کا پہلو بھی اختیار کر لیتا ہے اور لوگوں کو یہ تاثر دیتا ہے کہ جب ہم نے دیانتداری سے خوبیوں کا ذکر کیا ہے تو خرابیوں کا ذکر بھی ضروری ہوا۔ اور اکثر لوگ اس کے ہم رنگ زمین دام میں اُلجھ کر رہ جاتے ہیں۔ حالانکہ اس کی غرض اسلام پر عالمانہ تبصرہ نہیں بلکہ اسلام کے چراغ کو اپنی ناکام پھونکوں سے بجھانے کی نامسعود کوشش کرنا اور حق کو مشتبہ بنانا ہے۔

مسیح کی قربانی اور یہودیوں کے مصائب کی حقیقت۔

یہ کہنا کہ اسلام پر جناب مسیح کی قربانی اور یہودیوں کے مصائب کا دَور نہیں گذرا اس لئے مسلمان نمونے کے فقدان کی وجہ سے مصائب برداشت نہیں کر سکتا۔ تاریخ اسلام سے ناواقفیت یا فریب کاری کا نمونہ ہے۔ اول تو مسیح کی قربانی چنداں اعلےٰ نمونہ پیش نہیں کرتی کہ لوگوں میں مصائب کے وقت اعلےٰ کردار اور قوتِ برداشت پیدا کرے، جناب مسیح نے ہرگز خوشی سے قربانی پیش نہیں کی تھی۔ گرفتار ہونے سے پہلے وہ جگہ بجگہ چھپتے رہے۔ گرفتاری کی رات آپ مدد کو پہنچنے کے لئے دُعا کرتے رہے۔ اور حواریوں کو بھی دعا کے لئے پکارتے رہے۔ پھر ایک طرف تو آپ صلیب پر چلا اُٹھے کہ اے میرے خدا! اے میرے خدا! تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا" اور پھر اپنے شاگرد یوسف آرمتیہ اور پیلاطوس کی سازش سے بچ نکلے اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے فلسطین چھوڑ کر ایران، افغانستان اور شمالی ہندوستان کی طرف چلے آئے۔ دوسری طرف آپ کے حواریوں نے استقامت کا کوئی نمونہ نہ دکھایا۔ بلکہ آپ کو چھوڑ کر بھاگ گئے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ آپ کے ماننے والوں نے ہمیشہ صبر و تشدد اور بزدلی کی راہ اختیار کی۔ چنانچہ مصر سے فرار اور حضرت موسیٰؑ کی بار بار نافرمانی سے لے کر زوال کے آخری ایام تک بزدلی کا مظاہرہ کیا، اور اگر گھر بار چھوڑ کر انفرادی طور پر گمنامی کی زندگی بسر کرتے رہے تو اس میں ان کی کیا عظمت ہے، اس طرح تو پارسی اور دیگر بیسیوں گروہ غلامی کی حالت پر قانع چلے آ رہے ہیں۔

مسلمانوں کے مصائب اور صبر و استقامت کا نمونہ مکہ میں

مضمون نگار کو صبر و استقامت کے معنے نہیں آتے مسلمانوں کی تاریخ کی بسم اللہ ہی شدید ترین مصائب سے ہوئی۔ جناب مسیح کو اپنے زمانے میں یہودیوں کے خلاف رومی سلطنت کی پناہ حاصل تھی، چنانچہ وہ ایک عرصے تک یہودیوں کی مخالفت کے باوجود نہایت سختی اور تلخ کلامی سے اپنے عقائد کی تبلیغ کرتے رہے اور کسی نے آپ اور آپ کے حواریوں کی طرف انگلی تک نہ اٹھائی۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جس ملک میں تبلیغ کی ابتداء کی وہاں کوئی قانون، ضابطہ اور نظام عدل و انصاف نہ تھا۔ وہاں تو جنگل کا قانون تھا کسی شخص کی جان، مال اور آبرو محفوظ نہ تھے۔ جس کی لاٹھی اس کی بھینس" کا سکہ جاری تھا۔ چنانچہ مکہ میں عرب کے سرکش محافظانِ کعبہ اور مشرکین نے توحید و مساوات کا نام سُنا تو وہ اسلام کے دشمن ہو گئے۔ اور جو لوگ اسلام قبول کرتے تھے ان پر شدید ظلم ہوتا تھا۔ بالخصوص غرباء کی اذیتوں پر جنگل کے درندے بھی کانپ اُٹھے، انہیں پیٹا گیا۔ پاؤں میں رسّہ باندھ کر بازاروں میں گھسیٹا گیا۔ تپتی ریت پر لٹا کر سینے پر پتھر رکھے گئے۔ دہکتے کوئلوں پر لٹایا گیا۔ اس میں عورت و مرد کی تمیز نہ تھی۔ ایک عورت سمیہ رضؓ کو قبول اسلام کے جرم میں برچھی سے ذبح کر دیا گیا۔ خود ہادیٔ صلعم کو ظلم و جور کا ہدف بنایا گیا۔ حتیٰ کہ طائف کے بازاروں میں پتھر لگنے سے آپ بے ہوش ہو گئے اور خون بہنے سے پاؤں جوتے میں چپک گئے مگر عرب میں کوئی فریاد رس نہ تھا۔ پھر آنحضرت صلعم کے خاندان اور مسلمانوں کا سوشل بائیکاٹ کیا گیا۔ آپ جان بچانے کے لئے ایک پہاڑ کی گھاٹی میں پناہ گزین ہوئے تین سال تک یہ تشدد جاری رہا۔ بھوک کے پیاسے بچوں کی چیخیں گھر میں سنائی دیتی تھیں۔ مگر کسی کو رحم نہیں آتا تھا۔ لوگوں نے بھوک کی وجہ سے جوتوں کے خشک ٹکڑے بھی نرم کر کے کھائے۔ پھر نبی مسلمان مصائب سے تنگ آ کر گھر بار، وطن، مال و دولت، بال بچے چھوڑ کر حبش کی طرف ہجرت کر گئے۔ مگر ان میں سے نہ تو کسی کا ایمان متزلزل ہوا اور نہ ہی ظالموں کے خلاف کبھی ہاتھ اُٹھایا۔ پورے تیرہ سال تک یہ لوگ اللہ کی رضا پر شاکر رہ کر آخر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کر گئے۔ کیا یہ مصائب ظاہر کرتے ہیں کہ مسلمانوں کے خمیر میں مصائب کے برداشت کا مادہ نہیں۔ اور کیا وہ یہودی یا مسیحی لوگ زیادہ مصائب برداشت کرنے والے تھے۔ جن کو بھوک لگی تو بانی ہو گئے اور آسمان سے من و سلویٰ اُترا، پیاس لگی تو معجزانہ طور پر پانی کے چشمے جاری ہو گئے۔ گرمی پڑی تو بادلوں نے سایہ کر دیا جنہیں بھوک نے تنگ کیا تو ان کے لئے معجزانہ طور پر روٹیاں تیار ہو گئیں، جو سارا سال تک دوسروں کے ہاں دعوتیں اُڑاتے رہے، اور اپنا وقت زیادہ تر سونے اور گپیں ہانکنے میں گذارتے تھے۔

مدینہ منورہ میں مسلمانوں کی آبادی

لیکن معاملہ یہیں ختم نہیں ہو جاتا مسلمان بے یار و مددگار، مال و دولت سے محروم، بے بسی کے عالم میں مدینے پہنچتے ہیں۔ تیم فاقہ کشی کا راشن ملتا ہے بلکہ اکثر ملتے آتے ہیں اور دشمن نے اب انہیں بزور شمشیر ختم کرنے کی ٹھان لی ہے، یہ بھی اپنے آپ کو خطرے میں پا کر مدافعت کے لئے آمادہ ہو گئے۔ ان کی تعداد ہر بار دشمن سے کئی گنا کم ہوتی تھی، ان کے پاس سامانِ جنگ اور غذا کی بھی کمی ہوتی تھی کہ جنگ احزاب میں انہیں روزانہ تین کھجوریں فی کس ملتیں اور انہوں نے بھوک کے مارے پیٹوں پر پتھر باندھ لئے۔ یہ خلاف جنگیں زیادہ مدینہ کے قرب و نواح میں لڑی گئیں۔ اور ان میں بہت سے لوگ راہِ حق میں شہید ہو گئے۔ کیا یہ مصائب نہ تھے؟ انہیں تو بتا دیا گیا تھا:۔

"ہم تمہیں خوف، بھوک، اور اموال، جان اور پھلوں کے اتلاف سے آزمائیں گے اور ان صابر لوگوں کو بشارت دو جو مصیبت کے وقت کہتے ہیں ہم اللہ تعالےٰ ہی کے لئے زندہ ہیں۔ اور اسی کی طرف مر کر جانے والے ہیں۔" (البقرہ)

"کیا تم گمان کرتے ہو۔ کہ تم جنت میں داخل کئے جاؤ گے اور تم پر ویسے ہی مصائب نازل نہ ہوں گے۔ جو تم سے پہلوں پر ہوئے انہیں جنگ اور تکلیف کا سامنا کرنا پڑا"

اور انہیں جھٹکے دیئے گئے حتیٰ کہ رسول گذر سے۔ دنیا کی تاریخ کا ایک ایک ورق الٹ جاؤ اور ان مصائب کی مثال تلاش کرو۔ جن میں سے مسلمان گذرے اور وہ بھی محض حق وصداقت کی خاطر۔ ایسی کوئی مثال نہیں ملے گی۔ کیا دنیا میں کوئی دوسری قوم ہے۔ جو ان مصائب کے باوجود خدا کے سامنے جھکی رہی اور جو ہر سال ایک ماہ کے روزے رکھ کر اور بھوکی پیاسی رہ اور خواہشات نفسانی پر قیود رکھ کر ہر وقت مشکلات برداشت کرتی رہی ہو۔ یہی خصوصیت اس قوم کو اب بھی حاصل ہے۔

کثیر التعداد اور جابر دشمنوں کے مقابلہ میں مسلمانوں کی قوت مدافعت۔

مٹھی بھر مسلمان نہ صرف تمام عرب قوم پر غالب آ گئے۔ بلکہ انہوں نے اپنے سے کئی گنا زیادہ ایرانی، رومی، مصری، بربر اور ہسپانوی افواج کو شکست دی۔ کیا جنگ موتہ میں تین ہزار مسلمانوں نے ایک لاکھ رومیوں کا مقابلہ نہیں کیا تھا کیا جنگ یرموک میں ۶۰ ہزار مسلمانوں کے مقابل پانچ لاکھ رومی صف آراء نہ تھے۔ کیا قادسیہ اور مدائن کے میدان میں اس قوم کی قوت مدافعت اور برداشت پر گواہ نہیں ہیں۔ کیا بیرالٹر کے میدان میں ۱۲ ہزار مسلمان راڈرک کی ایک لاکھ سے زیادہ فوج پر غالب نہیں آ گئے تھے کیا مسلمانوں کی کامیابی محض تیروں اور گھوڑے کی رکاب کی بدولت تھی کیا ان کامیابیوں میں قوت برداشت اور مصائب میں ثابت قدمی نظر نہیں آتی؟

پھر فتوحات کے دور ہی کیوں نظر ہے۔ حروب صلیبیہ میں مسلمانوں نے تین سو سال تک یورپی افواج کا ثابت قدمی سے مقابلہ کیا۔ انیسویں اور بیسویں صدی کی مسلم تاریخ دیکھ جاؤ یورپی اقوام نے الجیریا، مراکش، تیونس، لیبیا، مصر، شام، عراق، ہندوستان، انڈونیشیا، ملایا اور [illegible] پر قبضہ کر لیا۔ کیا ان ممالک کے مسلمان گھر بار چھوڑ کر بھاگ گئے؟ کیا وہ غلامی پر رضامند ہو گئے؟ کیا وہ مشکلات سے چیخ اٹھے؟ نہیں ہرگز نہیں۔ مسلمان سالہا سال تک جابر حاکموں سے برسر پیکار رہے اور آخر انہوں نے ہر قسم کی قربانی دے کر صبر و استقامت کی بدولت آزادی حاصل کر لی۔ اور آج ان علاقوں کے مسلمان خود مختار ہیں۔

مغلوب دشمن کے ساتھ مسلمانوں کا فراخدلانہ سلوک

ٹائم میگزین کا یہ کہنا کہ "مسلمان بربادی کرتے رہے" دناءت و کمینگی کی انتہا ہے۔ دنیا میں مسلمان ہی ایک ایسی قوم ہے جو فخر سے کہہ سکتی ہے کہ فتوحات کے وقت اس کا دامن ہر قسم کی بربادی سے پاک رہا۔ اسلام نے محض اپنی مدافعت کے لئے تلوار اٹھائی۔ اور جب کبھی انہیں میدان جنگ میں کامیابی ہوئی انہوں نے دنیا بھر کے دستور کے برعکس انتہائی نرمی برتی۔ چنانچہ پہلی ہی جنگ بدر میں ۷۰ دشمن گرفتار ہوئے

مگر انہیں قتل نہ کیا گیا۔ بلکہ فدیہ لے کر چھوڑ دیا گیا۔ [illegible] کسی نے انتقام نہ لیا گیا۔ انہیں ملامت تک نہ کی گئی۔ حتیٰ کہ مسلمانوں سے ہجرت کے وقت چھوڑے ہوئے مکانات بھی دشمنوں سے واپس نہ لئے۔ کیا اس کا نام مغرب کی اصطلاح میں بربادی ہے۔ یورپ اور امریکہ کے دانشور اپنی صدیوں پھیلی ہوئی تاریخ سے ایک ہی ایسا واقعہ پیش کریں۔ جس سے ظاہر ہو کہ وہ انسان دوست اور انسانیت پرور ہیں۔ اور ان کی بلغار سے ان کی کسی ہم قوم دوشیزہ کے دل کی دھڑکن درندگی کے تصور سے تیز تر ہوئی ہو۔

اسلامی جنگوں کی خصوصیت

اسلامی جنگوں کی خصوصیت یہ ہے کہ جنگ کے موقع پر فوجوں کو جو ہدایات دی گئیں وہ اپنی مثال آپ ہیں۔ چنانچہ خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق نے فوج روانہ کرتے ہوئے ہدایت کی۔

> "دیکھو خیانت نہ کرنا، دھوکہ نہ دینا۔ مال نہ چھپانا، کسی کے اعضاء نہ کاٹنا۔ بوڑھوں بچوں اور عورتوں کو قتل نہ کرنا، کھجور کے درختوں کو نہ جلانا۔ پھل والے درختوں کو نہ کاٹنا۔ اور کھانے کی ضرورت کے سوا کسی بکری، گائے یا اونٹ کو ذبح نہ کرنا، تمہارا گذر ایک قوم پر ہوگا۔ جو دنیا کو چھوڑ کر اپنی خانقاہوں میں بیٹھی ہو گی۔ تم ان کو کچھ نہ کہنا۔"

کیا یہ انسان تھے یا فرشتے جو خونخوار دشمنوں کے فاتح اور عورتوں بچوں، بوڑھوں، درویشوں، فصلوں، کھیتوں کے محافظ بنی فوج حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے عہد میں بیت المقدس میں داخل ہوئی تو نگاہیں نیچی تھیں، اور فرشتوں کی طرح امن و سلامتی کا پیامبر بن کر گذر گئی۔ یہی وجہ تھی کہ اپنی حکومت کے خلاف عیسائیوں نے مسلمانوں کی راہ میں آنکھیں بچھا دیں۔ پھر یہی بیت المقدس تھا جسے صلیبیوں نے فتح کیا، تو ستر ہزار مسلمانوں کا خون بہایا۔ لیکن نوے سال بعد جب صلاح الدین ایوبی نے اس شہر کو دوبارہ فتح کر لیا۔ تو کوئی انتقام نہ لیا اور صلیبیوں کو اجازت دے دی کہ وہ اپنا مال لے کر بے فکر شہر کو چھوڑ جائیں، اور اگر بغرض اپنے حسود کی تشفی کے لئے کافی نہیں تو پھر اس شہر یا علاقے کا نام لیں جسے قرون اولیٰ کے مسلمانوں نے لوٹا، جلایا۔ برباد کر کے کھنڈرات میں تبدیل کر دیا۔

مسلمانوں کی علمی ثقافت اور علمی تحقیقات۔

پھر مزید کیچڑ اچھالنے کے لئے ٹائم نے تسلیم کیا ہے کہ بربادی کے علاوہ مسلمانوں نے عظیم ثقافت کی بنیاد رکھ کر اسے ترقی دی، لیکن مسلمانوں کے کلچر میں تخلیقی یعنی تجرباتی رنگ پایا جاتا تھا۔

ٹائم ثقافت کے میدان میں مسلمانوں کی مساعی اور تخلیقی (Creative) اور جدیدیات نہ تھی۔ اس غلط بیانی سے پردہ اٹھانے سے قبل ایک امریکی مستشرق فلپ۔ کے۔ ہٹی کی کتاب History of the Arabs کے اقتباس کا ترجمہ لکھا جاتا ہے۔ جو گویا ٹائم کے منہ پر چپت ہے۔

"تراجم کے دور (۷۵۰ء تا ۸۵۰ء) کے بعد تخلیقی (Creative) کوششوں کا دور شروع ہوا۔ کیونکہ عربوں نے نہ صرف ایرانی علوم اور یونان کے کلاسیکی ورثے کو جذب کر لیا۔ بلکہ ہر دو کو اپنی مخصوص ضروریات اور مخصوص طریق فکر کے سانچے میں ڈھال لیا۔ طب اور فلسفے کے میدان میں * دینیات، فقہ (قانون) علم الالفاظ اور لسانیات میں انہوں نے عرب اور مسلمان کی حیثیت سے تخلیقی (Original) فکر و تحقیق سے کام لیا۔ ان کے تراجم، جن میں بعض نے قابل قدر جوہری تبدیلیاں کیں، عربوں نے شام، اٹلی اور ہسپانیہ کی راہ یورپ کو منتقل کئے، ان کے ساتھ ساتھ اپنی تخلیقات بھی یورپ میں پہنچائیں [illegible] ضابطہ علم کی اساس رکھی جو صدیوں تک [illegible] قرون وسطیٰ میں یورپ پر چھایا رہا۔ اور ثقافت تاریخ کی رو سے انتقال علوم اپنی اہمیت کے لحاظ سے کسی طرح تخلیقات سے کم اہمیت نہیں رکھتا۔ کیونکہ اگر [illegible] ارسطو، گیلن، اور بطلیموس کے تحقیقات [illegible] بیٹھتی تو دنیا ایک بار اس میدان میں اتنی مفلس ہوتی گویا یہ علوم کبھی تھے ہی نہیں"

(صفحہ ۳۱۰)

* [illegible] علم الکلام [illegible] ریاضی، علم نجوم اور جغرافیہ کے میدان میں تھا)

گو یہ سطور ٹائم کی تغلیط کے لئے کافی ہیں تاہم [illegible] کے لئے قدرے تفصیل باعث اطمینان ہوگی۔ [illegible] کی عظمت کا اعتراف ہے۔ [illegible]

عربوں کے علمی انکشافات [illegible] اسلامی تعلیمات کا نتیجہ ہیں۔ [illegible]

عرب تو صدیوں سے صحرائے عرب میں [illegible] لیکن متمدن دنیا کی نظروں میں ان کا کوئی مقام نہ تھا۔ چہ جائیکہ یہ اکھڑ بدو علوم کے چشمے بہا دیتے۔ [illegible] کا سرچشمہ قرآن حکیم تھا جس نے [illegible] خلق السموات والارض [illegible] کی تخلیق پر غور کرتے ہیں) ربنا ما خلقت ہذا باطلا (اے خدا تو نے کائنات کو بے کار نہیں بنایا) [illegible] ... یتدبرون (کیا یہ لوگ تدبر سے کام نہیں [illegible]

صدر پاکستان کے عرب ریلیف فنڈ میں

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی طرف سے دوسری قسط

مبلغ:- 40۔154، 2 روپے

بذریعہ حبیب بینک لمیٹڈ لاہور اور نیشنل بینک آف پاکستان حکومت پاکستان کو ادا کر دی ہے۔ اس طرح کُل رقم 94۔712، 3 روپے جمع کرائی گئی ہے۔

آنریری جنرل سیکرٹری

افلا یتفکرون (کیا یہ غور و فکر نہیں کرتے) اور ایسی دیگر آیات کے ذریعہ لوگوں کو نئے نئے علوم کی تخلیق و تحقیق پر لگا دیا۔

علمی دنیا پر مسلمانوں کا احسانِ عظیم

جس وقت اسلام کا ظہور ہوا، یونانی، ہندی، ایرانی اور مصری علوم جہالت کے پردوں میں چھپ چکے تھے۔ یورپ میں وحشت و بربریت چھائی ہوئی تھی۔ کیا مسلمانوں کا دنیا پر یہی کم احسان ہے کہ انہوں نے علوم کو تلاش کر کے یکجا اور زندہ کیا۔ یونان، ایران، مصر اور ہند سے زرِ کثیر صرف کر کے کتابیں اکٹھی کی گئیں، عربوں نے ان فرسودہ متروک اور معدوم زبانوں کی تحصیل کی۔ ان کے عربی میں تراجم کئے۔ جنہیں اسلامی دنیا کے طول و عرض میں ہسپانیہ سے وسط ایشیا تک لکھا اور پڑھا جانے لگا۔ مسلمانوں کا یہ کارنامہ اس قدر عظیم الشان ہے کہ دنیا ان کے احسان سے سر نہیں اٹھا سکتی۔ پھر مسلمانوں کی وساطت سے یہ تراجم یورپی زبانوں میں منتقل ہوئے۔ لیکن مسلمان علماء نے تراجم پر ہی اکتفا نہیں کیا، انہوں نے تمام علوم کو سمجھا۔ اور نہ صرف انہیں اساس بنا کر علوم کو مزید ترقی دی، بلکہ علوم کی فہرست میں کئی ایک قابلِ قدر اضافے کئے اور تخلیق کے میدان میں یہ انقلابی قدم تھا۔

ہر علمی شعبہ میں مسلمانوں کے شاندار کارنامے

بغداد کے بیت الحکمت میں ہندوستان، ایران، اور یونانی علوم کے فضلا جمع تھے۔ انہوں نے تمام ملکوں کے علوم کو زندگی بخشی، اور ان کے امتزاج سے نئی نئی دریافتیں کیں۔ بقول ثالم "دنیا میں الجبرا، ٹرگنومیٹری، اور بہت سے کیمیاوی مرکبات کی تخلیق عربوں نے کی۔ نیز انہوں نے علم نجوم اور طب میں خوب محنت کی"۔ مسلمانوں نے پرانی تقویموں کی تصحیح کی۔ زمین کا قطر اور محیط دریافت کیا۔ رصد گاہوں کو ترقی دی، بہترین اصطرلاب تیار کئے، زمین کا گول ہونا دریافت کیا۔ دنیا کو بتا دیا کہ زمین اپنے محور کے گرد گھومتی ہے۔ قطب نما ایجاد کیا۔ فنِ جہاز رانی کو ترقی دی۔ پھل اور پھول دار درختوں اور پودوں کو پیوند کے ذریعے بہت زیادہ ترقی دی اور نئی نئی قسمیں پیدا کیں۔ مد و جزر کی لہروں پر چاند کی کشش کا اثر دریافت کیا۔ طب پر بے شمار کتابیں لکھیں، چیچک اور خسرے پر تحقیق کی، حفظانِ صحت کے اصولوں کو عام کیا۔ نشتر، آلاتِ جراحی کو ترقی دی، کئی ایک کیمیائی مرکبات تیار کئے، علم کی تلاش میں ملک بہ ملک گھومے۔ پھر تاریخ نویسی کو عروج پر پہنچایا۔ علم حدیث، علم اسماء الرجال، منطق، فصاحت، علم کلام، تصوف، اخلاق پر قابلِ قدر کام کیا۔ البیرونی نے ہند میں جو کام کیا وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ پھر زکریا رازی، جابر بن حیان، علی بن عباس، ابن رشد، بو علی سینا، خوارزمی، ابو معشر بلخی، امام غزالی، وغیرہ کی کتب کے یورپ کی زبانوں میں تراجم ہوئے اور یہ کتب صدیوں تک اہلِ یورپ کے مدارس میں علوم کا واحد ذریعہ رہیں۔ اگر یہ ترقی نہ صرف جاری رہتی بلکہ بڑھتی، اور جو ترقی انسان نے بیسویں صدی میں کی ہے، وہ یقیناً مسلمانوں کی وساطت سے چند صدیاں پہلے ظہور پذیر ہوتی۔ ....

مذہبی جنگوں میں یورپ کی علمی بربادیاں

لیکن یورپ کے وحشی باشندوں نے مذہبی جنگوں کی آڑ میں سپین، قاہرہ، سسلی، شام، فلسطین وغیرہ میں علمی مراکز کو تباہ کر دیا۔ مسلمان ممالک ان وحشیوں کے حملوں کے خلاف بچاؤ میں لگ گئے اور علم کا آفتاب گہنا گیا۔ دوسری طرف مشرق سے مغلوں کا سیلاب اٹھا اور بغداد تک تہذیب، تمدن اور علمی مراکز بہا کر لے گیا۔ گو مغلوں نے اسلام قبول کر کے پھر علم کی طرف توجہ دی، تاہم نقصان کی تلافی نہ ہو سکی، اور مسلمان فضلاء کی توجہات اسلام اور قوم کے بچاؤ میں صرف ہونے لگیں۔ لیکن یہ شمع وہ جلا گئے تھے وہ یورپ میں روشن رہی اور گو ترقی صدیوں پیچھے پڑ گئی تاہم جاری رہی۔

کوئی بھی قوم ترقی کے میدان میں دورِ اوّل ہی سے انتہا کو نہیں پہنچ جاتی یہی کیفیت مسلمانوں کی بھی ہوئی۔ ساتویں صدی سے تیرھویں صدی عیسوی تک دنیا میں علم و روشنی کے مظہر اور علمبردار تھے۔ انہوں نے پہلے علوم کو کھود نکالا، انہیں محفوظ کر کے جذب کیا، انہیں جلا بخشی اور جدید علوم کی تخلیق کر کے دنیا کو بہت آگے لے گئے۔ یہ اسلام کا ثمر تھا اور اگر یورپ اور منگولیا کی وحشی اقوام اپنی وحشیانہ یلغار سے ان علوم کو ختم نہ کر دیتیں تو دنیا کا نقشہ یقیناً مختلف ہوتا۔

اسلامی تعلیمات کا چراغ جلتا رہے گا

اسلام کو کبھی زوال نہیں آیا، دنیا اب بھی اسلام کی محتاج ہے۔ اب بھی جہاں کہیں ترقی، تمدن کی روشنی ہے اس کی تہ میں اسلامی چراغ جلتا نظر آئے گا۔ جس آفتاب نے ایک ہزار سال تک دنیا کو منوّر کیا، جس نے دنیا کو توحید، وحدتِ نسلِ انسانی، مساوات، عدل و انصاف، غور و فکر کی ترغیب دی، جس نے مقہور عورتوں، غلاموں اور مسکینوں کی دستگیری فرمائی، جس نے دنیا سے شراب، زنا، جوا، سود خوری، دختر کشی، قتل و غارت اور دیگر مجلسی برائیوں کو ختم کر دیا، جس نے بکھرے ہوئے قبائل کو متحد کر دیا، جس نے عربوں میں قربانی، جدوجہد عمل، تحقیق و تدقیق کی روح پھونکی اسے زوال نہیں آ سکتا۔ زوال تو افراد کو آتا ہے جو اعلیٰ اقدار حیات کو ترک کر دیتے ہیں، ابدی صداقتوں کو تو دوام نصیب ہوتا ہے اور مغرب کے خفاش صفت انسان ہمیشہ اس نور کے زوال کی حسرت لئے اس دنیا سے نامراد و ناکام ہی گذرتے رہیں گے ؏

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام بمبئی

بمبئی میں ہمارے نہایت ہی مخلص بھائی عبدالرزاق صاحب نے تحریک احمدیہ لاہور سے وابستہ لوگوں کی تنظیم کا کام شروع کر رکھا ہے۔ ماہ مئی میں انہوں نے تمام احباب کا ایک اجلاس بلایا جس میں متفقہ طور پر ذیل کے احباب کو عہدہ دار چنا گیا:-

جناب شیخ محمد حسین صاحب ۔ صدر

جناب عبدالقادر شیخ صاحب ۔ سیکرٹری

جناب عبدالرزاق صاحب ۔ خزانچی

حال ہی میں محترم عبدالرزاق صاحب کے ذریعہ دو افراد نے سلسلہ میں شمولیت کی جن کے نام حسب ذیل ہیں:- (۱) شیخ عبدالقادر صاحب (۲) صدر الدین محمد آغا صاحب۔ ہماری دعا ہے کہ خدا تعالیٰ ان دونوں بھائیوں کو استقامت عطا فرمائے اور ان کی وجہ سے اس تنظیم کو زیادہ تقویت پہنچے۔ ہم تمام ان احباب سے جو ہندوستان میں تحریک احمدیہ لاہور سے وابستہ ہیں ملتمس ہیں کہ محترم عبدالرزاق صاحب سے رابطہ پیدا کریں تاکہ آپ اپنے وسائل کو ایک تنظیم کے ماتحت بروئے کار لا کر تبلیغ اسلام کے اہم فرض کو زیادہ مؤثر طریق پر سرانجام دے سکیں۔ احباب پتہ نوٹ فرمائیں۔

عبدالرزاق صاحب ۔ ۱۹ اپرلینا آنا روڈ

دوسری منزل بمبئی ۱۱۔

خطبہ جمعہ

(بسلسلہ صفحہ ۷)

روحانی طور پر آنحضرت صلعم کے وجود میں ہی داخل تھے۔

عجیب ہے ان الہامات میں دنیوی یسر کی پیشگوئیاں تو ہیں لیکن دینی و مذہبی حالت کے متعلق قطعاً کوئی ذکر نہیں اسی طرح بقیہ اولاد میں سے کسی کی مذہبی اور روحانی حالت کے متعلق پیشگوئیاں بالکل خاموش ہیں ان میں صرف ان کی پیدائش قبل از وقت ہی بتلا کر حضرت اقدس کے تعلق بالله کو ثابت کیا گیا ہے۔

خلاصہ

ہر شخص دیکھ سکتا ہے کہ طویل عمر پانے کی پیشگوئی (محترمہ اب تک بقید حیات ہیں۔ اس وقت ان کی عمر ۸۰ سال سے اوپر ہے) تنگی سے محفوظ رہنے کی پیشگوئی خوشحال زندگی میسر آنے کی پیشگوئی اور نواب صاحب مرحوم سے شادی کی پیشگوئی یہ تمام پیشگوئیاں کس شان سے پوری ہوئی ہیں کیا یہ سب پیشگوئیاں انسانی قیاس اور انسانی طاقت سے بالا نہیں۔ کاش مخالفین ایسی پیشگوئیوں پر غور کرکے ان سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں۔ والسلام علی من اتبع الھدیٰ

شکریہ تعزیت

فجی سے مولانا احمد یار صاحب لکھتے ہیں:-

"میرے والد بزرگوار کی وفات حسرت آیات پر بہت سے دوستوں اور عزیزوں کی طرف سے تعزیت کے خطوط موصول ہوئے ہیں۔ جنہیں فرداً فرداً لکھنا بہت مشکل ہے۔ اس لئے بذریعہ آپ کے مؤقر جریدہ میں ان سب احباب و اعزہ کا بیحد مشکور و ممنون ہوں جنہوں نے اس عاجز کے ساتھ اظہار ہمدردی فرمایا ہے۔ اگرچہ ان کی عمر کافی تھی مگر ان کی وفات سے ہم سب بہن بھائی ان کی قیمتی دعاؤں سے محروم ہو گئے ہیں جملہ قارئین کرام سے التماس ہے کہ وہ ان کی بلندئ درجات اور مغفرت کے لئے بارگاہ ایزدی میں دعا فرماویں۔ ممنون و مشکور ہوں گا۔ ان کی عمر ایک سو سال کے لگ بھگ تھی۔ قریباً دس بارہ سال قبل وہ زیارت بیت اللہ اور حج حرمین الشریفین سے مشرف ہوئے۔ تقریباً ایک سال قبل تک وہ بغیر عینک تلاوت قرآن کریم کرتے رہے۔ مگر پانچ چھ دن بخار آنے کی وجہ سے بینائی بہت کمزور ہو گئی۔ عینک کے لئے بہت کوشش کی گئی۔ لیکن معائنہ کے بعد ڈاکٹر نے بتایا کہ اب عینک بھی بے کار ہے کیونکہ ان کی نظر کسی نمبر کی عینک لگانے سے بھی نہیں بڑھ سکتی۔ کلام اللہ کی تلاوت نہ کر سکنے کی وجہ سے ان کی طبیعت بہت بے چین اور پریشان رہتی تھی۔ کسی بھی بات ...... میں نماز نہیں چھوڑی۔ میرے بھائیوں نے لکھا ہے کہ جب کبھی آپ کا ذکر کرتے تو آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگ جاتی۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ ہم سب بہن بھائیوں کو نیکی اور تقویٰ میں ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور انہیں اپنی جوار رحمت میں جگہ عنایت فرمائے۔ آمین۔ فقط والسلام

نیاز کیش۔ احمد یار عفی عنہ"

ارشادات گرامی

سلسلہ اول

نہیں کرتے ...... حدیث شریف میں ہمسایہ کی خبر گیری اور اس کے ساتھ ہمدردی کرنے کا حکم آیا ہے بلکہ یہاں تک بھی آیا ہے کہ ہانڈی میں پانی زیادہ ڈالو اور اپنے ہمسایہ کو بھی دو۔ دیکھو کس قدر تاکید ہمدردی کی ہے۔ مگر برخلاف اس کے آج کل اس حدیث کی کوئی بھی پرواہ نہیں کرتا۔ بلکہ اپنا ہی پیٹ پالتے ہیں۔ مگر ہمسایہ سے یہی مطلب نہیں جو اپنے گھر کے ساتھ رہتا ہو، بلکہ تمہارے بھائی جو تم سے ہزاروں اور سینکڑوں کوس کے فاصلے پر رہتے ہیں، وہ سب تمہارے ہمسائے ہی ہیں۔ تمہیں چاہیئے کہ اُن سب پر نیک ظن رکھو، اور ہمدردی کا کسی پہلو سے بھی اُن سے دریغ نہ کرو۔ ہر شخص کو ہر روز مطالعہ کرنا چاہیئے کہ وہ کہاں تک ان امور کی پرواہ کرتا ہے اور کہاں تک اپنے بھائیوں سے ہمدردی اور سلوک کرتا ہے۔ اس کا بڑا بھاری مطالبہ انسان کے ذمہ ہے۔ خدا تعالیٰ تمہاری ہمدردیوں کا بھوکا نہیں اور نہ اسے کوئی پرواہ ہے۔ وہ تمہارے ہی فائدہ کے لئے احکام نازل کرتا ہے۔ اور تمہاری بہتری کو پسند کرتا ہے۔

(تقریر حضرت اقدس جلسہ سالانہ ۱۹۰۴ء صفحہ ۲۲-۲۳-۲۴)

تبلیغی خط و کتابت

— (بسلسلۂ صفحہ نمبر ۲) —

کافی عرصہ سے میری خواہش تھی کہ میں آپ سے خط و کتابت کروں چونکہ میں کام کی وجہ سے ادھر ادھر پھرتا رہا اس لئے اب مجھے موقعہ ملا ہے۔ کیونکہ حکم ہے کہ علم حاصل کرنے کے لئے اگر چین بھی جانا پڑے تو جاؤ۔

میری التماس ہے کہ ایک عدد قرآن شریف انگریزی مجھے ارسال کیا جاوے اور چند کتابیں اور اخبارات جن سے اسلام کے متعلق معلومات حاصل ہوں ارسال کریں۔ تاکہ میرے علم میں وسعت ہو۔

اُمید ہے کہ میری گذارش پر جلد عمل کریں گے۔

والسلام

(دی کوپرانٹ آف اسلام۔ فنڈے مینٹل آف اسلام دی ڈیلیجن آف ہیومینیٹی۔ ٹیچنگز آف اسلام ارسال کی گئیں)

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔

(مدیر)

پیغام صلح ۔ مورخہ ۹ اگست ۱۹۶۷ء ۔ رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۸۲ شمارہ ۳۲

تبلیغی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام ملک نور الٰہی صاحب پرنٹر چھپا اور مولوی دوست محمد صاحب پبلشر نے دفتر ... احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع کیا۔ ... دوست محمد ۔ نائب مدیر ... محمد

جلد ۵۴ | یوم چہارشنبہ۔ مؤرخہ ۸ جمادی الاوّل ۱۳۸۷ھ مطابق ۱۶ اگست ۱۹۶۷ء | نمبر ۳۲

خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ تمہیں ایک ایسی جماعت بنا دے کہ تم تمام دنیا کے لئے نیکی اور راستبازی کا نمونہ ٹھہرو

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کو نصائح

میری جماعت میں سے ہر ایک فرد پر لازم ہوگا کہ ان تمام وصیتوں کے کاربند ہوں اور چاہیئے کہ تمہاری مجلسوں میں کوئی ناپاکی اور ٹھٹھے اور ہنسی کا مشغلہ نہ ہو اور نیک دل اور پاک طبع اور پاک خیال ہو کر زمین پر چلو۔ اور یاد رکھو کہ ہر ایک شر مقابلہ کے لائق نہیں ہے۔ اسلئے لازم ہے کہ اکثر اوقات عفو اور درگذر کی عادت ڈالو اور صبر اور حلم سے کام لو اور کسی پر ناجائز طریق سے حملہ نہ کرو۔ اور جذباتِ نفس کو دبائے رکھو اور اگر کوئی بحث کرو یا کوئی مذہبی گفتگو ہو تو نرم الفاظ اور مہذبانہ طریق سے کرو اور اگر کوئی جہالت سے پیش آوے تو سلام کہہ کر ایسی مجلس سے اُٹھ جاؤ۔ اگر تم ستائے جاؤ اور گالیاں دیئے جاؤ اور تمہارے حق میں بُرے بُرے لفظ کہے جاویں تو ہوشیار رہو کہ سفاہت کا سفاہت سے مقابلہ نہ ہو، ورنہ تم بھی ویسے ہی ٹھہرو گے جیسا کہ وہ ہیں۔ خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ تمہیں ایک ایسی جماعت بنا دے کہ تم تمام دنیا کے لئے نیکی اور راستبازی کا نمونہ ٹھہرو۔ سو اپنے درمیان سے ایسے شخص کو جلد نکالو جو بدی اور شرارت اور فتنہ انگیزی اور بدنفسی کا نمونہ ہے۔ جو شخص ہماری جماعت میں غربت اور نیکی اور پرہیزگاری اور حلم اور نرم زبانی اور نیک مزاجی اور نیک چلنی کے ساتھ نہیں رہ سکتا وہ جلد ہم سے جُدا ہو جائے۔ کیونکہ ہمارا خدا نہیں چاہتا کہ ایسا شخص ہم میں رہے اور یقیناً وہ بدبختی میں مریگا۔ کیونکہ اُس نے نیک راہ کو اختیار نہ کیا۔ سو تم ہوشیار ہو جاؤ اور واقعی نیک دل اور غریب مزاج اور راستباز بن جاؤ۔ تم پنجوقتہ نماز اور اخلاقی حالت سے شناخت کئے جاؤ گے۔ اور جس میں بدی کا بیج ہے۔ وہ اس نصیحت پر قائم نہیں رہ سکے گا۔

(تبلیغ رسالت جلد ہفتم صفحہ ۴۲ و ۴۴)

بحرِ حکمت کے موتی

عن عبد اللہ بن العاص قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان اللہ لا یقبض العلم انتزاعاً ینتزعہ من العباد ولکن یقبض العلم بقبض العلماء حتی اذا لم یبق عالم اتخذ الناس رؤساً جہالاً فسئلوا فافتوا بغیر علم فضلوا واضلوا۔

ترجمہ:۔ عبد اللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ علم کو یوں نہیں اُٹھائے گا کہ علم کو بندوں سے چھین لے بلکہ عالموں کو اُٹھا کر علم کو اُٹھالے گا یہاں تک کہ جب کوئی عالم باقی نہیں رہے گا تو لوگ جاہلوں کو پیشوا بنا لیں گے ان سے سوال کیا جائے گا تو وہ بغیر علم کے فتوے دیں گے پس خود گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو گمراہ کریں گے۔

نوٹ:۔ از حضرت مولانا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ۔

علم کا جاتے رہنا علماء کے جاتے رہنے سے ہے کس قدر ترغیب علم حاصل کرنے کے لئے دی ہے۔ جب تک ہر ایک شخص علم حاصل کرنے کو اپنا فرض نہیں سمجھتا علماء پیدا نہیں ہو سکتے۔

(فضل الباری شرح صحیح بخاری کتاب العلم)

"لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں
لاہور میں ہمارے پاک محب ہیں۔
میں تیرے خالص محبوں کا گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے نفوس و اموال میں برکت دوں گا۔"

(الہامات حضرت مسیح موعودؑ)

حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفانِ ما از جامِ اوست
یک قدم دُوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آسکے گا نہ نیا نہ پرانا۔
۲۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آئندہ منسوخ ہوگی۔
۳۔ سب صحابہ اور آئمہ قابلِ احترام ہیں۔
۴۔ سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے۔
۵۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۶۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا۔

دعوے میں تبدیلی

خدا کے دیئے ہوئے علم کے منافی ہے

مسئلہ نبوت کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ پر اپنے دعوے میں تبدیلی کا جو الزام قادیانی جماعت کی طرف سے لگایا جاتا ہے، اس کی تردید میں صالح نور صاحب کا ایک مبسوط مضمون پیغام صلح کی ایک بعد اشاعت میں درج ہو چکا ہے، جس کی دوسری قسط جو پہلی سے بڑھ کر جامع ہے، اس اشاعت میں دوسری جگہ درج ہے، جہاں تک واقعات کا تعلق ہے، محترم مضمون نگار نے نہایت شرح و بسط کے ساتھ یہ ثابت کر دیا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی میں کوئی بھی ایسا واقعہ پیش نہیں آیا کہ آپ نے اپنے دعوے میں تبدیلی کا اعلان کیا ہو، نہ آپ کی کسی تحریر میں کوئی ایسا اشارہ تک پایا جاتا ہے جس سے یہ مستنبط ہو سکے کہ پہلے آپ کا دعوے محدث ہونے کا تھا، اور دعوے نبوت سے انکار کرتے تھے اور بعد میں کسی وقت محدثیت کا انکار اور منصب نبوت پر فائز ہونے کا اعلان کر دیا، اس بارہ میں محترم صالح نور صاحب نے نہ صرف حضرت مسیح موعودؑ کی پہلی اور پچھلی تمام تحریرات سے یہ ثابت کیا ہے کہ آپ کا دعوے شروع سے لے کر آخر تک ایک ہی رہا ہے یعنے محدثیت اور مجازی نبوت سے بڑھ کر کوئی دعوے اصلی اور کامل نبی ہونے کا آپ نے کبھی نہیں کیا، بلکہ خود میاں محمود احمد صاحب اور ان کی جماعت کے دوسرے بزرگوں کے سابقہ بیانات سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ آپ منصب نبوت پر فائز نہ تھے، اس سے بھی بڑھ کر میاں محمود احمد صاحب نے تبدیلی دعوے کی ایسی مختلف تاریخیں بتائی ہیں، جن سے پتہ لگتا ہے کہ خود ان کو بھی اس بارہ میں شک و شبہ ہی رہا، کہ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے دعوے میں کوئی تبدیلی کی تھی یا نہیں اور کب کی تھی، کیونکہ ان کی بتائی ہوئی ہر تاریخ کے بعد بھی حضور کی ایسی تحریرات پائی جاتی ہیں جن سے دعوے نبوت کا انکار ہی ثابت ہوتا ہے۔

غرضیکہ جہاں تک واقعات کا تعلق ہے، محترم صالح نور صاحب نے ہر پہلو سے کمال صفائی کے ساتھ یہ ثابت کر دیا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے کبھی کسی حالت میں بھی اپنے دعوے میں کوئی تبدیلی نہیں کی، لیکن اس کے علاوہ بھی بعض ایسی شہادتیں موجود ہیں جن سے پتہ لگتا ہے کہ آپ دعوے میں تبدیلی کر ہی نہیں سکتے تھے، کیونکہ ابتداء میں جو دعوے آپ نے کیا وہ ایسی ٹھوس بنیادوں پر مبنی تھا جن میں کوئی تبدیلی ہو ہی نہیں سکتی، مثلاً ازالہ اوہام میں دعوے نبوت سے انکار کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں:۔

> "نبوت کا دعوے نہیں بلکہ محدثیت کا دعوے ہے، جو خدا تعالے کے حکم سے کیا گیا ہے"۔ (ازالہ اوہام صفحہ ۴۲۱)

ایسا ہی سراج منیر میں اس بات کی وضاحت کرتے ہوئے کہ آپ کے الہام میں نبی، رسول اور مرسل کے الفاظ سے کیا مراد ہے، آپ فرماتے ہیں:۔

> "مجازی معنوں کی رُو سے خدا کا اختیار ہے کہ کسی مُلہم کو نبی کے لفظ یا مرسل کے لفظ سے یاد کرے .... عرب کے لوگ انسان کے فرستادہ کو بھی رسول کہتے ہیں پھر خدا کو کیوں حرام ہو گیا کہ مرسل کا لفظ مجازی معنوں پر استعمال کرے کیا قرآن میں سے فقالوا انا الیکم مرسلون بھی یاد نہیں رہا........ بار بار کہتا ہوں کہ یہ الفاظ رسول اور مرسل اور نبی کے میرے الہام میں میری نسبت بیشک ہیں لیکن اپنے حقیقی معنوں پر محمول نہیں ہیں اور جیسے یہ محمول نہیں ایسے ہی وہ نبی کر کے پکارنا جو حدیثوں میں مسیح موعود کے لئے آیا ہے وہ بھی اپنے حقیقی معنوں پر اطلاق نہیں پاتا یہ وہ علم ہے جو خدا نے مجھے دیا ہے، جسے سمجھنا ہو سمجھ لے"۔ (سراج منیر صفحہ ۳)

حضرت مسیح موعودؑ کی ان دونوں تحریرات سے نہایت صفائی کے ساتھ یہ ثابت ہے کہ آپ نے دعوے نبوت سے جو انکار کیا اور اپنے آپ کو مجازی نبوت یا محدثیت کے مقام پر بتایا، وہ اپنے پاس سے اجتہاداً نہیں کیا، بلکہ خدا کے حکم سے اور خدا کے دیئے ہوئے علم کی بناء پر کیا ہے، اگر اجتہاداً کیا ہوتا، تو آپ کے اجتہاد میں تبدیلی کا امکان ہو سکتا تھا۔ لیکن جس حالت میں آپ نے خدا کے حکم سے اور خدا کے دیئے ہوئے علم کی بناء پر دعوے نبوت سے انکار اور محدثیت پر فائز ہونے کا اعلان کیا تو اس میں تبدیلی کا امکان ہی باقی نہیں رہتا سوائے اس کے کہ یہ کہا جائے کہ خدا نے آپ کو کوئی ایسا حکم یا علم نہیں دیا تھا اور آپ نے خود ہی اجتہاداً ایسا کہہ دیا، اس صورت میں حضرت مسیح موعودؑ پر نعوذ باللہ افتراء علی اللہ کا الزام آتا ہے یا یہ کہا جائے کہ خدا نے جو علم دیا تھا آپ اسے سمجھے ہی نہیں اس صورت میں آپ منصب ماموریت کے لائق ہی نہیں ٹھہرتے کیونکہ جس شخص کو ایک کام کے لئے مامور کیا جائے اور ایک عہدہ پر فائز کیا جائے وہ اس عہدہ اور کام کی نوعیت ہی نہ سمجھتا ہو، تو وہ اس کا اہل ہی کہاں ہو سکتا ہے، اس کی وضاحت خود حضرت مسیح موعودؑ نے ان الفاظ میں کی ہے کہ:۔

> "جس یقین کو نبی کے دل میں اس کی نبوت کے بارے میں بٹھایا جاتا ہے وہ دلائل تو آفتاب کی طرح چمک اُٹھتے ہیں اور اس قدر تواتر سے جمع ہوتے ہیں کہ وہ امر بدیہی ہو جاتا ہے.............. نبیوں اور رسولوں کو ان کے دعوے کے متعلق اور ان کی تعلیموں کے متعلق بہت نزدیک سے دکھایا جاتا ہے اور اس میں اس قدر تواتر ہوتا ہے جس میں کچھ شک نہیں رہتا"۔ (اعجاز احمدی صفحہ ۱۶)

ان واضح بیانات کے ہوتے ہوئے یہ کہنا کہ حضرت مسیح موعودؑ ابتداء میں دس بارہ سال تک اپنے دعوے کو سمجھ نہیں سکے تھے انہیں خدا کے حکم اور خدا کے دیئے علم کی سمجھ آئی، آپ کی کس قدر توہین اور کتنا بڑا ناپاک الزام ہے، کاش ہمارے قادیانی دوست اس پر غور کریں اور آپ کو مدعی نبوت قرار دیکر اور اپنے دعوے کو نہ سمجھنے کا الزام دے کر آپ کی تذلیل نہ کریں۔

بیان القرآن کی طباعت

حضرت امیر مرحوم مولانا محمد علی صاحب نے (خدا کی ہزار ہزار رحمتیں اور برکتیں ان کی روح پر فتوح پر نازل ہوں) قرآنی علوم سے جو فائدہ دنیا کو پہنچایا ہے اور ان سے جس قدر لوگوں کو ایمان نصیب ہوا ہے، وہ ایک ایسی حقیقت ہے جس کا انکار نہیں کیا جا سکتا، اسی سلسلے میں حضرت ممدوح کی اردو تفسیر (بیان القرآن) ایک خصوصی اہمیت رکھتی ہے، یہ وہ عظیم الشان کارنامہ ہے، جس کی نظیر موجودہ علمی دنیا میں نظر نہیں آتی، اسی لئے کئی غیر از جماعت علماء دین بھی اس تفسیر سے فائدہ اٹھا کر اپنے اپنے حلقوں میں قرآن کریم کا درس دیتے اور خراج تحسین حاصل کرتے ہیں۔

اس تفسیر کی پہلی ایڈیشن تین جلدوں میں تھی، اب ختم ہو چکی ہے اور جیسا کہ قبل ازیں ... اعلان کیا جا چکا ہے، اس کی دوبارہ طباعت کرائی جا رہی ہے، جو اندرونی محاسن کے علاوہ ظاہری خوبیوں کا بھی بہترین نمونہ ہو گی، اس ایڈیشن پر چالیس ہزار روپیہ کی خطیر رقم خرچ ہو گی جس میں سے پندرہ ہزار روپیہ الحاج شیخ فضل الرحمان صاحب ملزادہ ملتان نے دیا ہے، اور باقی رقم کے لئے احباب سے اس صورت میں تعاون کی درخواست کی گئی ہے کہ وہ اس ایڈیشن کی خرید کے لئے پیشگی رقوم ارسال کریں، ایسے لوگوں کو دس روپیہ فی سیٹ کی رعایت دی جائے گی یعنے قسم اول بجائے چالیس روپیہ کے تیس روپیہ اور قسم دوم بجائے تیس روپیہ کے بیس روپیہ میں دی جا سکے گی، اس ضمن میں جن دوستوں نے اب تک یہ رقوم بھیجی ہیں ان کی تفصیل سابقہ دو تین اخباروں میں درج ہو چکی ہے، ضرورت ہے کہ دوسرے احباب بھی اس کار خیر میں جلد از جلد حصہ لے کر عند اللہ ماجور ہوں تا کہ علم قرآن کا یہ قیمتی خزانہ اپنی ظاہری و معنوی خوبیوں کے ساتھ شائع ہو کر اہل نظر کے ایمان و یقین کو بڑھانے کا موجب ہو۔ تمام رقوم منیجر صاحب دار الکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور کے پتہ پر بھیجی جائیں۔

درخواست دعا

محترمی جناب ایڈیٹر صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ پیغام صلح مورخہ ۱۸ اگست کے اخبار احمدیہ کے کالم میں میرے بھائی خواجہ محمد بشیر بٹ صاحب کی بیماری کے سلسلہ میں جو خبر چھپی ہے اس میں تصحیح کی ضرورت ہے۔ میرے بھائی ڈپٹی چیف اکونٹنٹ نہیں بلکہ ڈپٹی سیٹلمنٹ کلکٹر، سیالکوٹ ہیں۔ مناسب ہو گا اگر آپ آئندہ اشاعت میں اس کی تصحیح فرما دیں، نیز احباب جماعت سے درخواست ہے کہ وہ ان کی صحت کے لئے دعا میں کرتے رہیں، آجکل وہ میو ہسپتال لاہور البرٹ وکٹر وارڈ، کمرہ نمبر ۲۶ میں داخل ہیں۔ والسلام۔ عبد القادر بٹ راولپنڈی

مسلمان اقوام کی عظمت و طاقتِ رفتہ کا سرچشمہ دینِ اسلام ہی ہے

اسلامی نظریۂ حیات کے غلبہ پر حتمی یقین اور انفرادی و اجتماعی زندگی میں اصولِ دین کا عملی اظہار

مغربی سیاست کی طرف سے یہود و ہنود کی پشت پناہی

خطبۂ جمعہ مؤرخہ ۱۱ اگست ۱۹۶۷ء فرمودہ مکرم جناب ڈاکٹر اللہ بخش صاحب دامت برکاتہ بمقام جامع احمدیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

قد خلت من قبلکم سنن۔ فسیروا فی الارض فانظروا کیف کان عاقبۃ المکذبین ——— فقد رایتموہ وانتم تنظرون ——— (آل عمران ۱۳۶ تا ۱۴۲)

ان آیات میں جو میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی ہیں، جنگِ اُحد کا ذکر ہے۔ فرمایا کہ دیکھ لو وہ اقوام جو تم سے پہلے ہو گذری ہیں، ان کے ساتھ کیا قانونِ خداوندی رہا ہے۔ اس سے تم عبرت حاصل کرو۔ کہ تکذیب کرنے والے خائب و خاسر رہے۔ اس بیان میں ہدایت اور نصیحت ہے، ان لوگوں کے لئے جو متقی بنیں۔ اگر تم خوف کھاؤ اور ثابت قدم رہو تو یہ ہمارا حتمی وعدہ ہے کہ تم ہی غالب رہو گے مگر شرط یہ ہے کہ تم میں ایمان کی صفات موجود ہوں۔ اگر تمہیں اس جنگ میں نقصان پہنچا ہے تو یہ کوئی فکر کی بات نہیں ہے۔ دیکھ لو پہلے جو قومیں ہو گذری ہیں انہیں بھی تمہاری طرح عارضی شکست کا منہ دیکھنا پڑا تھا۔ اس قسم کے ایّام ہم اقوام میں پھیرتے رہتے ہیں مطلب یہ ہے کہ تم اس عارضی شکست اور ناکامی سے پریشان خاطر نہ ہو آئندہ تمہیں ہی فتح ہونے والی ہے کیونکہ مقصد اس میں آزمائش ایمان ہے۔ اللہ تعالےٰ کبھی ظالموں سے محبت نہیں کرتا۔ اس جنگ کے ذریعہ سے اللہ تعالےٰ نکھیر کرنا چاہتا ہے۔ کہ ایمان لانے والے کون ہیں اور پھر ہم ان لوگوں کو کھرا کر دیتے ہیں جو کافروں کو کمزور کرتے رہتے ہیں۔ تم کیا یہ خیال کرتے ہو کہ جنت تمہیں یونہی مل جائے گی۔ اور خدا آزمائش میں ڈال کر معلوم نہیں کرے گا کہ جہاد کرنے والے کون ہیں اور صبر کرنے والے کون ہیں؟ یہ نہیں ہو سکتا اس لئے کہ یہ ہماری سنّت کے برخلاف ہے۔ حالانکہ اس سے پہلے تم موت کو طلب کرتے تھے۔ اب تم نے اسے دیکھ لیا اور یہ تمہارے سامنے کی بات ہے (ترجمہ)

عارضی شکست ایمانی کمزوری کے باعث ہوئی

جنگِ اُحد میں پہلے مسلمانوں کو فتح ہو رہی تھی لیکن کچھ تیر انداز جو ایک پہاڑی پر متعین تھے۔ فتح حاصل ہوتے دیکھ کر اور کافروں کو بھاگتے دیکھ کر مالِ غنیمت کے لالچ کا شکار ہو گئے۔ اور خلافِ حکم رسول صلی اللہ علیہ وسلم اپنی جگہ چھوڑ کر کافروں کے تعاقب میں لگ گئے۔ جب انہوں نے اس جنگی اہمیت کی جگہ کو خالی چھوڑ دیا تو پھر جنگ کا پانسہ پلٹ گیا۔ خالد بن ولید جو اس وقت مسلمان نہیں تھے اور کفار کی طرف سے لڑ رہے تھے انہوں نے اس گھاٹی کو مورچہ بنا کر دوبارہ حملہ کر دیا۔ اس طرح کفّار نے آگے اور پیچھے سے مسلمانوں کو گھیر لیا۔ اس دوران حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو زخم بھی آئے۔ آپؐ بے ہوش بھی ہو گئے۔ مگر حضور صلعم کے گرد جانثار صحابہ رض کی دیوار بن گئی اور اس طرح آپؐ کی حفاظت ہو گئی۔ اور آخر کار کچھ نقصان اٹھا کر مسلمانوں کو فتح حاصل ہو گئی۔

اس واقعہ کا ذکر بیان کیا ہے۔ اور فرمایا ہے:۔ وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین۔ اگر تم مؤمن ہونے کا حق ادا کرو یعنی اگر تم میں وہ صفات پیدا ہو جائیں جو حقیقی ایمان کا تقاضا ہیں، تو پھر تم کبھی مغلوب نہیں ہو گے۔ اور تمہیں نصرتِ الٰہی اور تائیدِ ربّانی حاصل رہے گی۔ تم اب غور کرو کہ اگر تمہاری فتح شکست میں بدل گئی تو اس میں تمہارے ایمان کا نقص تھا۔ اور دنیا کا لالچ تمہارے دلوں میں پیدا ہو گیا تھا جس نے تمہیں نقصان پہنچایا۔ بہرحال ان آیات میں قرآن کریم نے یہ خوشخبری دی ہے کہ مؤمنین کا غلبہ ہو کر رہے گا۔ اور بھی کئی مقامات قرآن کریم میں ایسے جو اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ اگر ایک گروہ کامل مؤمنین کا پیدا ہو جائے اور ان کے ایمان میں نقص نہ ہو تو ...... ان کی کامیابی اور فتح یقینی ہوتی ہے۔ جیسے کہ فرمایا کان حقًا علینا نصر المؤمنین یعنی مؤمنین کی نصرت ہم پر واجب ہے۔ پھر فرمایا انا لننصر رسلنا والذین امنوا معہ ہم اپنے رسولوں اور مؤمنوں کی نصرت یقیناً کرتے ہیں۔ جنگِ حنین میں صحابہ کرام کی بڑی بھاری جمعیت تھی اس وجہ سے ان کو فخر ہو گیا تھا۔ اور کفّار کی قلتِ تعداد کو دیکھ کر ان میں گھمنڈ پیدا ہو گیا تھا کہ ہماری کثیر تعداد کے سامنے کفار کس طرح ٹھہر سکتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ انہیں ہزیمت ہوئی مسلمانوں کا اکثر حصہ بھاگ نکلا۔ یہ اس وجہ سے کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے جو فتح آتی ہے اس سے ہٹ کر مسلمانوں کو کثرتِ تعداد کا تکبّر ہو گیا۔

اسرائیل کے مقابل عرب اقوام کی شکست

اس زمانہ میں مغربی اقوام نے عیّاری اور چالاکی سے عرب ممالک کے دل میں ایک یہودی سلطنت کا ناسور پیدا کر دیا ہے۔ پچھلے دنوں عرب ممالک کو اس چھوٹی سی نام نہاد اسرائیلی حکومت سے بڑی بھاری شکست کھانا پڑی۔ یہ شکست صرف اس وجہ سے ہوئی کہ اوّل عربوں کے اندر اتفاق و اتحاد نہیں تھا۔ ان کی قوت میں اجتماعیت نہیں تھی۔ بلکہ انتشار تھا۔ دوسرے یہ کہ ان کے اندر روپیہ پیسہ کی بہتات سے تعیّش اور سہل انگاری پیدا ہو گئی تھی۔ ان دو بنیادی کمزوریوں کی وجہ سے ان کے ایمان میں کمزوری آ گئی اور وہ دشمن کا مقابلہ نہ کر سکے۔ یہ افسوسناک حقیقت عالمِ اسلام کے لئے درد و کرب بن کر رہ گئی ہے۔

اتّحادِ اسلامی کی تحریک

مگر اس محرومی اور شکست نے عربوں کی آنکھیں کھول دی ہیں۔ بلکہ اب تمام اسلامی ممالک میں توجّہ ہو رہی ہے، کہ اپنے اندرونی اختلافات ختم کر دیئے جائیں۔ اتحاد و اتفاق کو مضبوط سے مضبوط تر کر دیا جائے جس کے نتیجہ میں بعد کے واقعات عالمِ اسلام کے لئے حوصلہ افزا ثابت ہوں گے۔ چنانچہ ایک طرف تو عرب اقوام میں اپنے اختلافات دُور کرنے کی تحریک اُبھر رہی ہے اور دوسری طرف تمام اسلامی ممالک میں نہ صرف عربوں کی حمایت و ہمدردی کے جذبات پیدا ہو گئے ہیں بلکہ اپنے مقاماتِ مقدسہ کی حفاظت کا عزم پیدا ہو رہا ہے۔ یہ سب علامات ایک بڑے اتحادِ اسلام کا پیش خیمہ ہیں جس کے پیدا ہونے کی بڑی ضرورت ہے اور جس کے نتائج یقیناً انقلاب آفرین ہوں گے۔

پاکستان کی بناء اسلامی نظریۂ حیات اور اخوتِ اسلامی پر

اس زمانہ میں دو نئی سلطنتیں معرضِ وجود میں آئی ہیں۔ (۱) پاکستان اور (۲) نام نہاد اسرائیل۔ ان دونوں حکومتوں کے قیام کے وجوہ کافی مختلف بلکہ متضاد ہیں۔ پاکستان کی سلطنت بڑے معجزانہ طور پر ظہور پذیر

میں آئی۔ کیونکہ پاکستان کے دونوں مشرقی اور مغربی حصوں میں قریباً ایک ہزار میل کا فاصلہ ہے۔ اور دونوں جگہ گو مسلمان ہیں لیکن ان کے رنگ و نسل اور زبانیں الگ الگ ہیں۔ دونوں قومیں سوائے اس کے کہ ان کا مذہب ایک ہے۔ ہر طرح سے مختلف ہیں۔ ان حالات میں یہ دو قومیں کیسے ایک سلطنت کی مالک بن گئیں؟ یہ صرف دینِ اسلام کی برکت سے ہوا کہ دو دُور افتادہ اور مختلف اطوار قوموں میں باہم رشتۂ اشتراک قائم ہوا۔ ہم اس اسلامی نظریۂ زندگی Islamic Ideology کی وجہ سے ہی باہم متحد اور متفق ہیں۔ جب علاقائی، جغرافیائی اور لسانی اختلافات پر اسلام کا رشتہ غالب آگیا تو سارے تعصبات ختم ہو گئے۔ اور دوسری وجہ پاکستان کے معرض وجود میں آنے کی یہ ہے کہ اس برصغیر کے تمام مسلمانوں نے اسلام کے نام پر اتحاد پیدا کر لیا تھا۔ آپ کو وہ واقعہ یاد ہوگا۔ کہ حضرت قائداعظمؒ کی خدمت میں ایک دفعہ یہ تحریک پیش کی گئی کہ احمدی لوگ مسلمان نہیں، ان کو مسلم لیگ سے نکال دیا جائے۔ یہ سُن کر حضرت قائداعظمؒ نے فرمایا کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ آج اگر میں تمہارے کہنے پر احمدیوں کو نکال دوں تو کل سُنی مسلمان کہیں گے کہ شیعہ مُسلمان نہیں ان کو مسلم لیگ سے الگ کر دو۔ اسی طرح جتنے فرقے ایک دوسرے کو کافر کہتے ہیں اُن سب کا یہی مطالبہ ہو جائے گا۔ میں کس کس کو مُسلم لیگ سے نکالوں گا اور پھر مسلم لیگ بھی کہاں رہے گی۔ اگرچہ حضرت قائداعظمؒ مذہبی آدمی نہ تھے لیکن ان کی بصیرت نے بھانپ لیا تھا کہ اگر ہم میں کوئی اِشتراک ہو سکتا ہے تو وہ صرف اسلام اور کلمۂ توحید کی وجہ سے ہی ہو سکتا ہے۔ غرضیکہ پاکستان اس یقین اور حقیقت کی بناء پر معرضِ وجود میں آیا کہ (۱) اسلامی نظریۂ حیات غالب آئے گا۔ اور (۲) کلمۂ طیبہ کے پڑھنے والے ایک اخوت و برادری میں منسلک ہیں۔

اگر یہ دو باتیں نہ ہوتیں تو آپ یقین جانئے کہ پاکستان نہ بن سکتا تھا۔

عرب ممالک کا اسلامی برادری کو ترک کر کے عرب قومیت کا رنگ اختیار کرنا اور اسرائیل کا وجود میں آنا۔

اس کے برخلاف نام نہاد اسرائیل کے قیام پر نظر ڈالیں۔ تو معلوم ہوگا کہ جب دوسری جنگ عظیم ہوئی تو عربوں میں نیشنلزم Nationalism قومیت کی تحریک چلی انہوں نے مغرب کی تقلید میں ملکی، وطنی، جغرافیائی اور قومی بنیادوں پر قوم کی طرح ڈالنا چاہی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمان ممالک الگ الگ ہو گئے ان کی طاقت حصے بخرے ہو کر رہ گئی۔ اس وقت مغربی طاقتوں نے اپنی مکاری سے کام لیا۔ انہوں نے عربوں کے اختلافات سے فائدہ اُٹھا کر ان کے اندر ایک یہودی حکومت قائم کر دی جو ان عربوں کے لئے ہمیشہ دردِ سر بنی رہی اور یوں عربوں کی پیٹھ میں ایک خنجر گاڑ دیا۔ پس اسرائیل کا قیام عرب مسلمانوں کو کمزور کرنے کی غرض سے تھا۔ جو ان کی آپس کی نااتفاقی کے نتیجہ میں ہوا اور اس غلط اندازِ فکر کی پیداوار ہے جو عربوں نے مغرب کی پیروی میں اسلامی برادری کی بجائے ملکی بنیادوں پر حکومتوں کے استحکام کا سوچا۔ اب اس شکست کے ذریعہ خدا تعالےٰ انہیں اُن کے غلط اقدام کا احساس پیدا کرانا چاہتا ہے جس کے نتیجہ میں ان میں اتحاد و اتفاق کی تحریک اپنے پیدا ہونے لگی ہیں۔

ہنود اور یہود کی باہم مشابہت اور دوستی اور مغربی سیاست کی پشت پناہی

پھر اس عجیب تفاوت کو دیکھئے کہ ستمبر ۱۹۶۵ء کی پاک و ہند جنگ میں، پاکستان کو فتح حاصل ہوئی حالانکہ پاکستان کی عسکری طاقت و تعداد دشمن کے مقابل پر پانچویں حصہ سے زیادہ نہ تھی۔ اس کے بالکل برعکس عرب اقوام ۳½ کروڑ اور اسرائیلی ۲۵ لاکھ کی تعداد میں تھے۔ لیکن اس ۲۵ لاکھ نے ۳½ کروڑ عربوں کو بُری طرح شکست دی ہے۔ حالانکہ اسرائیل کے پاس جنگی سامان بھی زیادہ نہ تھا۔ کہا جاتا ہے کہ عربوں کو روس نے بڑا اسلحہ دیا تھا۔ مگر وہ سب کا سب دھرا کا دھرا رہ گیا۔ اور اب وہ اسرائیل کے قبضہ میں ہے۔ اور ایک اخباری خبر کے مطابق بھارت اس سے یہ اسلحہ مانگ رہا ہے۔ اس سے مجھے ایک بات یاد آ رہی ہے کہ ہنود اور یہود میں بڑا دلی تعلق ہے۔ مغرب کی سیاست میں یہ بات بڑی اولیت اور اہمیت کی حامل رہی ہے کہ مسلمانوں کو متحد ہو کر کسی طور بھی طاقتور نہ بننے دیا جائے۔ اس بنیاد پر اس نے دو ہتھکنڈے اختیار کئے۔ کہ اس نے ہندوؤں کی حکومت کی پشت پناہی کی ہوئی ہے۔ اور ادھر یہودیوں کی پیٹھ ٹھونکی ہے۔ مغربی سیاست نے یہ سمجھ لیا ہے کہ مسلمان ایک مذہبی قوم ہیں اور اپنے دین پر متحد ہو کر مغربی دولت پرستی اور طاقت کے لئے خطرناک ثابت ہو سکتے ہیں اس لئے ان کے مقابل دو مذہبی اور متعصب اقوام یہود اور ہنود کو کھڑا کر دیا جائے مگر مسلمان ممالک اب اس بات کو بھانپ گئے ہیں۔ خود عرب بھی اپنی کمزوری کو پہچان گئے ہیں۔

بھارت کے مقابلہ میں پاکستان کی کامیابی علاوہ خدائی معجزہ کے ایک اس وجہ سے بھی ہوئی کہ پاکستان کی شیر دل افواج جواں مرد تھیں۔ انہوں نے ملک و ملت کی حفاظت کے لئے اپنی جان کی بھی پرواہ نہیں کی۔

ٹائم میگزین کی ہرزہ سرائی

مسلمانوں کو کمزور کرنے کے لئے دجالی قومیں اپنے ہر حربے کو کام میں لا رہی ہیں۔ عربوں کی حالیہ شکست سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے وہ ذہنی طور پر بھی عربوں کو احساس کمتری میں مبتلا کرنا چاہتی ہیں کہ اگر آج تمہیں یہ شکست کا منہ دیکھنا پڑا تو اس کا سارا باعث تمہارا دین ہے جو رجعت قہقری کا علمبردار ہے۔ چنانچہ اخبار ٹائم (TIME) میں ایک مضمون شائع ہوا ہے جس میں عربوں کو اس بات کا ملزم ٹھہرایا ہے کہ تم self deluded ہو یعنی تم خود فریبی کے مرض میں مبتلا ہو۔ کہ اسرائیل کو تسلیم نہیں کرتے جو ایک حقیقت ہے۔ اس مضمون میں جو خطرناک چوٹ کی گئی ہے وہ یہ ہے کہ یہ وسوسہ اندازی کی گئی ہے کہ عرب اقوام کی نجات نہیں ہو سکتی جب تک وہ اسلام کو نہیں چھوڑ دیتیں۔ چنانچہ اس مضمون میں عربوں کو یہ محسوس کرانے کی کوشش کی گئی ہے کہ "اُن کی اقتصادی اور عسکری زبوں حالی کی وجہ اسلام کی رجعت پسندی ہے"۔ اور لکھا ہے کہ "اگر عرب واقعی زندہ رہنا چاہتے ہیں تو اپنی حالیہ شکست سے عبرت حاصل کریں اور اسرائیل سے دوستی کر کے امن، خوشحالی اور سلامتی کے راستہ پر گامزن ہوں"۔ آپ اس مضمون کو پڑھیں۔ اس گمراہ کن مضمون میں دنیا کے مسلمانوں کو اپنے مذہب سے بددل اور برگشتہ کرنے کی مذموم کوشش کی گئی ہے۔ اس مضمون میں متضاد باتیں بیان کی گئیں ہیں۔ اس نے یہ لکھا ہے کہ "اسلام میں کوئی ضابطہ حیات نہ تھا۔ اس میں عیسائیت اور یہودیت کے اخلاقی اصولوں کا مقابلہ کرنے کی طاقت نہ تھی۔ (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے مسلمانوں کو کوئی ایسا جذبہ نہ دیا جو ان میں مشکل حالات کا مقابلہ کرنے کی قوت پیدا کرتا"۔

یہ کس قدر حقائق سے روگردانی ہے، کس قدر ڈھٹائی سے کام لیا گیا ہے اور کس قدر دجل اور تلبیس سے حقائق کو جھٹلانے کی مکارانہ کوشش کی گئی ہے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ اسلام ہی وہ دین ہے جس نے عالم انسانیت کو ایک فطرتی، واضح اور ہر نہج سے مکمل اور باعمل ضابطہ حیات عطا فرمایا جس پر عامل ہو کر ایک صدی کے اندر اندر مسلمان ذہنی، اخلاقی، اور مادی لحاظ سے دنیا جہان کے رہبر بن گئے۔

حقیقی دین اسلام پر عمل پیرائی بے پناہ تخلیقی و ایجادی قوتوں کا سرچشمہ ہے

اس مضمون میں اگرچہ یہ بات بیان کی گئی کہ عربوں کی ترقی میں کئی بڑی بڑی رکاوٹیں ہیں مگر سب سے بڑی رکاوٹ اسلام ہے، کیونکہ اسلام میں "ایجاد" اور "تخلیق" کی کوئی گنجائش نہیں اور ایجاد اور تخلیق کا تصور ہی اسلام کے لئے "لغزہ خیز" ہے تو اس کے برعکس یہ بھی کہا ہے کہ "اسلام کے جھنڈے تلے لڑنے والوں نے ایک عظیم الشان تہذیب اور ثقافت کو جنم دیا اور پروان چڑھایا۔ الجبرا، ٹرگنومیٹری، کیمسٹری، علم ہیئت، میڈیکل سائنس اور کئی دوسرے علوم کے لئے دُنیا عرب مسلمانوں کی مرہون منت ہے"۔

اس مضحکہ خیز تضاد بیانی کے بعد مضمون نگار نے مسلمانوں کی سربلندی اور ترقی کا جو نسخہ تجویز کیا ہے وہ یہ ہے کہ مسلمان اپنے اسلام کو بھول جائیں اور مغرب کی سرپرستی میں مادہ پرستی قبول کر لیں۔

آپ اندازہ لگائیں کہ ان مغربی اقوام نے سمجھ لیا ہے کہ جب تک ہم مسلمانوں کو اُن کے دین سے برگشتہ نہیں کریں گے اور ان کا رشتہ اسلام سے نہیں توڑیں گے یہ کمزور نہیں ہو سکتے۔ اور اگر مسلمان اپنے دین کی اصل سپرٹ کی طرف خود کر آئے تو یہ ایک عظیم طاقت بن جائیں گے۔ اس لئے ان کو اسلام سے دُور کیا جائے۔ اور اس کی یہی صورت ہے کہ ان کے سامنے اسلام کو ایک رجعت پسند، اور دقیانوسی دین کے طور پر ثابت کیا جائے۔ اور ان کی محرومیوں، بدنصیبیوں، جہالتوں اور کمزوریوں کا موجب اسلام ہی کو ثابت کیا جائے۔ حالانکہ اصل حقیقت یہ ہے کہ مسلمانوں کے موجودہ انحطاط کا اصل باعث ان کا اپنے دین پر عمل پیرا نہ ہونا ہے۔ اس کے برعکس عیسائی اقوام تب ترقی کی راہ پر گامزن ہوئیں جب انہوں

(باقی برص ۱۱ کالم اوّل)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے دعوے میں کوئی تبدیلی نہیں فرمائی

قاضی محمد نذیر کی گمراہ کن اور مجرمانہ تاویلات

(۲)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعاوی دربارہ مجددیت ومسیحیت کا تاریخی ثبوت آپ کی کتب سے ہم کو ملتا ہے مگر دعوے نبوت کے متعلق آپ کی تمام کتب خاموش ہیں اور کہیں دور دور بھی اس کا نام ونشان نہیں پایا جاتا۔ جائے حیرت ہے کہ جماعت احمدیہ کا وہ گروہ جو افراط کی راہ اختیار رکھتے ہوئے آپ کو مقام نبوت پر فائز سمجھتا ہے آج تک آپکی طرف منسوب دعوے نبوت کا تاریخی طور پر تعین نہیں کر سکا۔ بلکہ وہ لوگ مختلف تاریخیں بیان کر کے اپنے موقف میں شدید اشتباہ بلکہ اعتقاد کے کذب پر مہر تصدیق ثبت کر چکے ہیں ہم تاریخی طور پر یہ کہہ سکتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے ۱۸۸۲ء میں دعوئے مجددیت فرمایا یا اس دعوے کو وضاحت کے ساتھ "بیس ہزار اشتہار" کے ذریعہ ۱۸۸۵ء میں مشتہر فرمایا اور اسی طرح ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ آپ نے ۱۸۹۰ء میں رسالہ "فتح اسلام" میں "مسیح موعود" ہونے کا دعوے کیا۔ مگر قادیانی خلافت کا لٹریچر آج تک دعوئے نبوت کا تعین کرنے میں نہ صرف ناکام رہا ہے بلکہ اپنی مختلف سن بیان کرنے کی وجہ سے انتہائی ندامت اور خجالت کا سامنا کرنا پڑا ہے سابق سربراہ جماعت قادیان مرزا محمود احمد صاحب نے مختلف مقامات پر پانچ مختلف سن اس سلسلہ میں بیان فرمائے ہیں جن کا ذکر یہاں فائدہ سے خالی نہ ہوگا۔

۱۸۹۰ء یا ۱۸۹۱ء

دیوان سکھانند کی عدالت میں حلفیہ بیان دیتے ہوئے ۲۷ مارچ ۱۹۳۵ء کو کہا :۔

"حضرت صاحب نے دعوئے نبوت ۱۸۹۰ء کے آخر میں یا ۱۸۹۱ء کے شروع میں کیا۔" (الفضل ۳۰ مارچ ۱۹۳۵ء)

۱۹۰۰ء

خلیفہ صاحب اپنے ایک مرید مستری محمد حسین ریاست پٹیالہ کو خط کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ دعوی نبوت "اربعین" (۱۹۰۰ء) میں کیا گیا۔ "آپ کا خط حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالےٰ کے ملاحظہ میں آیا حضور نے دعا فرمائی نیز فرمایا کہ افسوس ان غیر مبائع صاحب نے آپ کو دھوکا دیا ہے "غلطی کے ازالہ" سے پہلے حضرت مسیح موعود علیہ السلام دعوے کو واضح کر چکے تھے چنانچہ ایک کتاب تو آپ کی "اربعین" ہے یہ "غلطی کے ازالہ" سے پہلے کی ہے اس میں نبوت کا صاف دعوے موجود ہے اور حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ مجھ پر وحی نبوت ہوتی ہے آپ اس کتاب کا تیسرا اور چوتھا حصہ معہ حواشی پڑھیں بات صاف ہو جائے گی اس کتاب کے بعد انکار کرنے والا واقع میں غلطی کرتا ہے اور اس کو ڈانٹنا چاہیئے تھا"

دستخط پرائیویٹ سیکرٹری ۳/۳۵ 19

۱۹۰۰ء یا ۱۹۰۱ء

اپنی کتاب حقیقۃ النبوت میں فرماتے ہیں :۔

"نبوت کا مسئلہ آپ پر ۱۹۰۰ء یا ۱۹۰۱ء میں کھلا ہے اور چونکہ "ایک غلطی کا ازالہ" ۱۹۰۱ء میں شائع ہوا ہے جس میں آپ نے اپنی نبوت کا اعلان بڑے زور سے کیا ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ۱۹۰۱ء میں آپ نے اپنے عقیدہ میں تبدیلی کی ہے ...... یہ بات ثابت ہے کہ ۱۹۰۱ء سے پہلے کے وہ حوالے جن میں آپ نے نبی ہونے سے انکار کیا ہے اب منسوخ ہیں ...... اور ان سے حجت پکڑنی غلط ہے" (حقیقۃ النبوۃ صفحہ ۱۲۱)

۱۹۰۲ء

اپنی تصنیف "القول الفصل" میں خلیفہ صاحب لکھتے ہیں :۔

"تریاق القلوب کی اشاعت تک جو کہ اگست ۱۸۹۹ء میں شروع ہوئی اور ۲۵ راکتوبر ۱۹۰۲ء میں ختم ہوئی) آپ کا عقیدہ یہی تھا .... کہ آپ کو جو نبی کہا جاتا ہے تو یہ ایک قسم کی جزوی نبوت ہے اور ناقص نبوت ہے لیکن بعد میں .... آپ کو خدا تعالےٰ کی طرف سے معلوم ہوا کہ آپ .... کسی جزوی نبوت کو پانے والے نہیں بلکہ نبی ہیں ...... پس ۱۹۰۲ء سے پہلے کی کسی تحریر سے حجت پکڑنا بالکل جائز نہیں ہو سکتا کیونکہ حضرت مسیح موعود نے فیصلہ کر دیا ہے کہ تریاق القلوب میں جو آپ نے اپنا عقیدہ نبوت کے متعلق لکھا ہے بعد کی وحی نے اس سے آپ کو بدلا دیا" (القول الفصل صفحہ ۲۴)

پھر ۱۸۹۱ء

فسادات پنجاب ۱۹۵۳ء کی تحقیقات کرنے والی عدالت ...... کے روبرو جو حلفیہ بیان خلیفہ صاحب نے ۱۹۵۴ء میں عدالت کے ایک سوال کے جواب میں دیا اس میں صرف ۱۸۹۱ء کا سن بیان کیا ہے۔ جو یوں ہے :۔

سوال از عدالت :۔ مرزا صاحب نے پہلی مرتبہ کب کہا کہ وہ نبی ہیں؟ مہربانی فرما کر اس کی تاریخ بتلائیے اور اس بارہ میں ان کی کسی تحریر کا حوالہ دیجئے۔

جواب :۔ جہاں تک مجھے یاد ہے انہوں نے ۱۸۹۱ء میں نبی ہونے کا دعوے کیا۔

(تحقیقاتی عدالت میں بیان صفحہ ۷)

مندرجہ بالا بیانات سے یہ امر بالکل واضح ہے کہ باوجود یہ عقیدہ رکھنے کے کہ حضرت صاحب نے نبوت کا دعوے کیا تھا تاریخ بتلانے میں کس قدر تضاد اور اختلاف ہے اسے یا تو ہم کہیں گے کہ "دروغگو را حافظہ نباشد" یا جو کسی عقلمند نے کہا ہے کہ ایک جھوٹ کے لئے کئی جھوٹ بولنے پڑتے ہیں، اور کسی نے سچ ہی تو کہا ہے کہ ؎

کھلتا کسی پہ کیوں مرے دل کا معاملہ
شعروں کے انتخاب نے رسوا کیا مجھے

حضرت مسیح موعودؑ پر بعض الزامات

خلافت کے تحفظ کے لئے جب یہ ضروری خیال کیا گیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف ایسا دعوے منسوب کیا جائے جو آپ نے کبھی کیا ہی نہیں بلکہ تمام عمر اس سے صریحاً انکار فرماتے رہے اور انکار نبوت سے آپ کی کتب بھری پڑی ہیں تو خلیفہ صاحب کو حضورؑ کی ذات پر بعض الزامات لگانے پڑے تاکہ کسی نہ کسی طرح مریدان باصفا کو اپنا خود ساختہ عقیدہ منوا سکیں۔ خواہ حضور علیہ السلام کی ذات مورد الزام ہی کیوں نہ ٹھہرے۔

(۱) عدم علم کا الزام

سب سے پہلا الزام جو لگایا گیا وہ یہ تھا کہ نعوذ باللہ حضور علیہ السلام علمی لحاظ سے اس مقام پر نہ تھے کہ نبی یا غیر نبی کے مفہوم کو کما حقہ سمجھ سکتے۔ خلیفہ صاحب اپنی تصنیف "حقیقۃ النبوت" میں لکھتے ہیں :۔

"اور نہیں جانتے تھے کہ میں دعویٰ کی کیفیت تو وہ بیان کرتا ہوں جو نبیوں کے سوا کسی اور میں پائی نہیں جاتی اور نبی ہونے سے انکار کرتا ہوں۔" (حقیقۃ النبوت صفحہ ۱۲۴)

(۲) احتیاط سے کام لینے کا الزام

خلیفہ صاحب اپنی تصنیف "حقیقۃ الامر"

ہیں لکھتے ہیں :-

" حضرت مسیح موعودؑ پر کبھی کوئی وقت نہیں آیا کہ آپ اپنے دعوے کو سمجھ نہ سکے ہوں آپ شروع سے آخر تک اس مقام کو سمجھتے رہے جس پر آپ کو اللہ تعالیٰ نے کھڑا کیا ہے ہاں صرف اس دعوے کے نام میں آپ احتیاط کرتے رہے یعنی آیا اس کا نام نبوت رکھا جائے یا محدثیت"

(حقیقت الامر صلا)

(۳) اجتہادی غلطی کا الزام

ایک اور مقام پر خلیفہ صاحب ربوہ یوں گویا نظر آتے ہیں :-

" حضرت مسیح موعودؑ شروع میں اس **اجتہادی غلطی** میں مبتلا تھے کہ ان چیزوں کا نام نبوت نہیں اور یہ امور جس شخص میں پائے جائیں اسے مجازی یا ظلی یا ناقص نبی کہتے ہیں مگر جب بار بار آپ پر الہامات نازل ہوئے ..... اور ان میں وہ صفات بیان کی گئیں جو نبیوں میں پائی جاتی ہیں تو تواتر کے بعد آپ پر یہ حقیقت کھل گئی کہ اس چیز کا نام نبوت ہے"

(الفصل ۲۰ رمئی ۱۹۴۹ء)

(۴) برزخی حالت کا الزام

جماعت ربوہ کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایک وقت ایسا بھی آیا کہ آپؑ نہ نبی تھے اور نہ محدث۔ خلیفہ صاحب نے اس حالت اور اس عرصہ کو برزخ سے تعبیر کیا ہے لکھتے ہیں :-

" اور ۱۹۰۱ء ایک درمیانی عرصہ ہے جو دونوں خیالات کے درمیان برزخ کے طور پر حد فاصل ہے"

(حقیقۃ النبوۃ ص۱۲۱)

حقیقت یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو دعوےٰ کیا اس پر آپ روز اول سے ہی علیٰ وجہ البصیرت قائم تھے اور یہ تمام جھوٹے الزامات آپ کے مقام کو گرانے کا باعث ہیں کہ آپ اپنے مقام سے کامل طور پر آگاہی نہ رکھتے تھے حضور علیہ السلام خود فرماتے ہیں کہ مدعی کو اپنے دعوے کے متعلق کبھی کسی قسم کا دھوکا نہیں لگتا۔ آپ نے اپنی کتاب "اعجاز احمدی" میں فرمایا ہے :-

نبی اپنے دعوے میں غلطی نہیں کرتا

" اور بعض کا یہ خیال کہ اگر کسی الہام کے سمجھنے میں غلطی ہو جائے تو امان اٹھ جاتا ہے اور شک پڑ جاتا ہے کہ شاید اس نبی یا رسول یا محدث نے اپنے دعوے میں بھی دھوکا کھایا ہو یہ خیال سراسر سفسطہ ہے اور جو لوگ نیم سودائی ہوتے ہیں وہ ایسی ہی باتیں کیا کرتے ہیں"...... " جس یقین کو نبی کے دل میں اس کی نبوت کے بارے میں بٹھایا جاتا ہے وہ دلائل تو آفتاب کی طرح چمک اٹھتے ہیں اور اس قدر تواتر سے جمع ہوتے ہیں کہ وہ امر بدیہی ہو جاتا ہے اور پھر بعض دوسری جزئیات میں اگر اجتہادی غلطی ہو بھی تو وہ اس یقین کو مضر نہیں ہوتی .... نبیوں اور رسولوں کو ان کے دعوے کے متعلق اور ان کی تعلیم کے متعلق بہت نزدیک سے دکھایا جاتا ہے اور اس میں اس قدر تواتر ہوتا ہے جس میں کچھ شک باقی نہیں رہتا لیکن بعض جزوی امور جو اہم مقاصد میں سے نہیں ہوتے ان کو نظر کشفی دور سے دیکھتی ہے اور ان میں کچھ تواتر نہیں ہوتا اس لئے کبھی ان کی تشخیص میں دھوکا بھی کھا لیتی ہے۔ پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جو اپنی پیشگوئیوں میں دھوکے کھائے وہ اسی رنگ میں کھائے تھے مگر نبوت کے دعوے میں انہوں نے دھوکا نہیں کھایا کیونکہ وہ حقیقت نبوت قریب سے دکھائی گئی اور بار بار دکھائی گئی"۔

(اعجاز احمدی ص۲۴ و ص۲۶)

دعوےٰ نبوت ایجاد بندہ ہے

جیسا کہ قسط اوّل میں یہ امر واضح کیا جا چکا ہے کہ مرزا محمود احمد صاحب کی خلافت سے پہلے حضرت مسیح ..... موعود علیہ السلام کی طرف کوئی احمدی دعوےٰ نبوت منسوب نہ کرتا تھا۔ اور تمام احمدیوں کا متفقہ عقیدہ تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام لغوی اور مجازی معنوں میں نبی ہیں مگر آپ اصطلاحاً مقام محدثیت پر فائز ہیں۔ اور زمرہ اولیاء کے ایک اعلیٰ فرد ہیں۔ خود مرزا محمود احمد صاحب کا بھی یہی عقیدہ تھا کہ آپ نبی نہیں ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس امت میں کوئی نبی نہیں آئے گا مگر تخت خلافت پر متمکن ہونے کے ساتھ ہی یہ ضروری سمجھا گیا کہ حضور علیہ السلام کی طرف دعوےٰ نبوت منسوب کیا جاوے۔ اگر خلیفہ صاحب کے کہنے کے مطابق حضرت صاحب نے ۱۹۰۱ء میں دعوے میں تبدیلی فرمائی تھی تو لازمی تھا کہ آپ کے مرید بھی آپ کو اس کے بعد نبوت کے مقام پر سمجھتے مگر معاملہ اس کے برعکس ہے نہ صرف تمام اکابرین جماعت بلکہ خود مرزا محمود احمد صاحب بھی آپ کی مجددیت محدثیت کے ہی قائل رہے۔ ذیل میں چند اکابرین جماعت احمدیہ کے اقوال و تحریرات پیش کی جاتی ہیں جن سے ہمارے موقف کی تائید ہوتی ہے۔

(۱) مرزا محمود احمد صاحب کا عقیدہ (۱۹۱۱ء میں)

(۱) " اللہ تعالیٰ نے آپ کو خاتم النبیین کے مرتبہ پر قائم کرکے آپ پر ہر قسم کی نبوتوں کا خاتمہ کر دیا"

(الحکم ۱۴ مارچ ۱۹۱۱ء)

(۲) " پس کیوں لوگ اپنی جانوں پر رحم نہیں کرتے اور اس صدی کے مجدد کو قبول نہیں کرتے کیا وجہ ہے کہ پہلے زمانہ میں تو اللہ تعالیٰ لوگوں کی گمراہی کے وقت مامور بھیجتا تھا۔ لیکن اب نہیں بھیجتا اللہ تعالیٰ کا رسول اللہ سے وعدہ تھا کہ ہر صدی کے سر پر مجدد آیا کریں گے پھر اس صدی کے سر پر کیوں کوئی مجدد نہ آیا۔ آیا اور ضرور آیا۔ مگر دنیا نے اسے قبول نہ کیا۔ .... اس زمانہ کا مسیح اور مہدی اور مجدد آ گیا اور خدا نے اس کے لئے ہزاروں نشان دکھائے"

(اخبار بدر ۶ راپریل ۱۹۱۱ء - الحکم ۲۱ و ۲۸ فروری ۱۹۱۱ء)

(۲) مولانا محمد احسن صاحب امروہی کا عقیدہ

" خاتم الخلفاء سلسلہ محمدیہ کا بھی بنام مسیح ابن مریم تقریباً چودھویں صدی ہجری میں امت محمدیہ میں مبعوث ہوتے تاکہ دونوں سلسلوں میں مماثلت اور تشابہ پیدا ہو جائے اور لفظ کما کا نعوذ باللہ عبث اور لغو نہ ہو۔ الحمد للہ ایسا ہی واقعہ ہوا اور واقعات نے شہادت دے دی ہے کہ دونوں سلسلوں میں ایسا ہی تطابق ہے جیسا کہ لفظ کما کا مقتضا ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود نے اس صدی چہاردہم پر ہی دعویٰ مجددیت مسیحائی و مہدویت دنیا میں شائع کیا اور ان کے اس دعویٰ پر علاوہ اولہ شرعیہ کتاب و سنت کے نشانات آسمانی اور زمین سے منجانب اللہ شہادت حاصل ہو گئی جو تمام دنیا میں شہرۂ آفاق ہے"

(اخبار بدر ۵ رمارچ ۱۹۰۸ء)

(۳) مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب مفتی سلسلہ کا عقیدہ

" لفظ نبی کے معنے اپنے مصدروں کے لحاظ سے دو ہیں اول اپنے خدا سے اخبار غیب پانے والا دوم عالی رتبہ شخص جس شخص کو اللہ تعالیٰ بکثرت شرف مکالمہ سے ممتاز کرے اور غیب کی خبروں پر مطلع کرے وہ نبی ہے اس رنگ میں میرے نزدیک تمام مجددین سابق مختلف مدارج کے انبیاء گذرے ہیں"

(بدر ۱۶ رفروری ۱۹۱۱ء)

(۴) مفتی محمد صادق صاحب ایڈیٹر بدر کا عقیدہ

" مکالمات الٰہیہ کا سلسلہ برابر جاری ہے وہ بھی آنحضرت صلعم کے طفیل آپ سے فیض یاب ہو کر اس امت میں ایسے آدمی ہوتے رہے جن کو الہام الٰہی سے مشرف کیا گیا اور آئندہ بھی ہوتے رہیں گے چونکہ حضرت مرزا صاحب بھی الہام الٰہی سے مشرف ہوتے رہے اور الہام الٰہی کے سلسلہ میں آپ کو خدا تعالیٰ نے بہت سی آئندہ کی خبریں بطور پیشگوئی کے بتلائی تھیں جو پوری ہوتی رہیں اس واسطے مرزا صاحب ایک پیشگوئی کرنے والے تھے اور اس کو عربی لغت میں نبی کہتے ہیں" (اخبار بدر ۲۰ راکتوبر ۱۹۱۰ء)

(۵) میر قاسم علی صاحب ایڈیٹر فاروق کا عقیدہ

۱۹۰۳ء میں ایک مباحثہ میر قاسم علی صاحب اور مولوی ثناء اللہ صاحب کے درمیان لدھیانہ میں ہوا اس موقعہ پر سردار بچن سنگھ پلیڈر جو ثالث مقرر ہوئے تھے کے ایک سوال کے جواب میں میر صاحب نے جماعت کا عقیدہ بیان کیا۔

سوال از طرف سرپنچ :- حضرت محمد صاحب کے بعد آپ کی مقرر کردہ قسم دوئم میں کون کون نبی ہوئے۔

جواب از طرف میر قاسم علی :- ہمارے عقیدے میں جتنے نائب، خلفاء یا مجددین حضرت محمد صلعم کے بعد ہوئے سب قسم دوم کے نبی تھے۔"

(پیغام صلح ۴ رفروری ۱۹۱۷ء)

. . . .

(۶) نواب محمد علی خان صاحب رئیس مالیرکوٹلہ کا عقیدہ

"چونکہ حضرت رسولِ کریمؐ جامع کمالاتِ نبوت تھے حضرت کے صحابہ بھی اتنے ہی تھے جس قدر انبیاء سابقہ تھے گویا ہر ایک صحابی ایک ایک نبی کا بروز تھا۔ پس جب اس قدر مماثلت حضرت رسول کریمؐ اور حضرت موسٰے میں ہے اور بنی اسرائیل اور امتِ محمدیہ میں ہے تو پھر کیا وجہ کہ مسیح کے بارے میں وہی مماثلت نہ ہو"

(اخبار الحکم ۱۰ اگست ۱۹۰۳ء)

(۷) قاضی محمد یوسف صاحب پشاوری کا عقیدہ

"خلاصہ مطلب یہ ہے کہ اسلام میں نبی و رسول ہیں اور یہ نبی قرآن کریم کی شریعت کی خدمت کے واسطے ہوتے ہیں اور یہ ظلی رسول یا بروزی نبی ہوتے ہیں اور ان پر وحی اور الہام ہوتا ہے مگر یہ وحی اور الہام صرف مبشرات ہیں۔ اب ہم خارج میں دیکھتے ہیں تو حضرت عبدالقادر گیلانی بغدادی، حضرت مجدد الف ثانی، حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ، حضرت سید امیر کوٹھوی نے یہ دعوے کئے تھے کہ ہمارے ساتھ اللہ تعالیٰ کلام کرتا ہے اور ہم پر الہام یا وحی ہوتا ہے اور یہ وحی صرف مبشرات ہوتی ہے پس جس طرح اللہ تعالیٰ کا اس اُمت کے ساتھ وعدہ تھا تو اس قسم کے بروزی رسول پیدا ہوئے اور یہ مجددین تھے اور حضرت مرزا غلام احمد قادیانی بھی اس قسم کے رسولوں میں سے تھے جو ظلی اور بروزی نبی ہونے کا دعوے کرتے تھے" (تحفۃ النبوت ص ۳۰ ۱۹۰۸ء)

(۸) شیخ یعقوب علی صاحب تراب ایڈیٹر الحکم کا عقیدہ

"حضرت مرزا صاحب نے نبوت کا دعوے تو کبھی کیا ہی نہیں، رہا مسیحیت کا دعوے یہ براہین احمدیہ میں بدستور موجود ہے اور ملہم اور مامور ہونے کا دعوے کتاب مذکور کے اشتہار میں بھی موجود ہے بلکہ مسیح ہونے کا دعوے بھی اسی اشتہار سے پایا جاتا ہے۔ الغرض حضرت اقدس کے موجودہ دعاوی میں ایک بھی ایسا دعوے نہیں جو براہین احمدیہ میں درج نہ ہو مگر دیکھنے والے اہلِ بصیرت ہوں افسوس انسان مخالفت میں ایسا اندھا ہو جاتا ہے کہ وہ اپنی باتوں کے عیب پر بھی نظر نہیں کر سکتا"

(اخبار الحکم ۲۴ اگست ۱۹۰۱ء)

(۹) مرزا خدا بخش صاحب "عسل مصفّٰی" کا عقیدہ

"اما بعد واضح ہو کہ جب سے محبوب سبحانی مرسل یزدانی حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے مجدد، محدث، مہدی و مسیح ہونے کا دعوے کیا ہے خواص کالانعام میں ایک شور محشر برپا ہو رہا ہے" (کتاب مصنفہ ص ۲۹ ۱۹۱۲ء)

(۱۰) میر محمد سعید صاحب (امیر جماعت حیدر آباد دکن) کا عقیدہ

(۱) "حضرت مرزا صاحب نے صرف محدث ہونے کا دعوے کیا ہے نہ نبی حقیقی ہونے کا جو خاتم النبیین کے منافی اور لانبی بعدی کے خلاف ہے" (انوار اللہ ص ۲۶۹ مطبوعہ ۱۹۰۴ء)

(۲) "ہاں حضرت مرزا صاحب نے محدث ہونے کا دعوے کیا ہے۔ اور محدث کی تعریف جو احادیث صحیح بخاری وغیرہ سے ثابت ہوتی ہے وہ ایک قسم کی جزوی نبوت اور ظلی اور طفیلی رنگ کی ہوتی ہے جو ہر ایک محدث اُمتی کو عطا ہوتی ہے"

(انوار اللہ ص ۳۶۳)

(۱۱) مولوی نور احمد صاحب آف ننگل کا عقیدہ

مولوی نور احمد صاحب مولوی محمد حسین بٹالوی کے ایک خط کا جواب دیتے ہوئے انہیں تحریر فرماتے ہیں:۔

"یہ سب تحکم کی باتیں ہیں جو اس کے ذمہ لگائی جاتی ہیں یا ناسمجھی سے اس کا تعاقب کیا جاتا ہے۔ پہلی بات کا جواب یہ ہے کہ اس نے کسی جگہ نہیں کہا کہ میں نبی ہو کر آیا ہوں اس نے جو کہا ہے آنجناب اس سے ناواقف نہیں وہ کہتا ہے کہ محدث ایک معنی سے نبی ہوتا ہے کیونکہ حدیث میں آیا ہے "لم یبق من النبوۃ الا المبشرات" کہ نبوت کے انواع میں سے بجز مبشرات اور کچھ باقی نہیں رہا"

(الحکم مؤرخہ ۱۷ جولائی ۱۹۰۳ء)

(۱۲) سید صادق حسین صاحب اٹاوی کا عقیدہ

(۱) "جب تیرہ صدیوں کے خلفاء کا اس طرح ذکر ہو چکا تو اس خیال سے کہ کوئی نادان خلافت راشدہ کو مذکورہ بالا خلفاء میں محدود سمجھ کر چودھویں صدی کے عظیم الشان مسیح دوران مہدیٔ زمان مجدد یعنی خاتم الخلفاء سلسلۂ محمدیہ مثیل خاتم الخلفاء سلسلۂ موسویہ مصداق کامل کما استخلف الذین من قبلھم کے علو مرتبت سے انکار نہ کر بیٹھے اس لئے اس مجدد اعظم محدث اکمل کا خصوصیت سے جداگانہ ذکر فرمایا"

(اخبار بدر ۲۷ فروری ۱۹۰۸ء)

(۲) "آپ لوگ کیوں قرآن شریف میں غور نہیں کرتے اور کیوں سوچنے کے وقت غلطی کھا جاتے ہیں۔ کیا آپ صاحبوں کو خبر نہیں کہ صحیحین سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے لئے بشارت دے گئے ہیں کہ اس امت میں بھی پہلی امتوں کی طرح محدث پیدا ہوں گے اور محدث بفتح دال وہ لوگ ہیں جن سے مکالمات و مخاطبات الٰہیہ ہوتے ہیں۔ اور آپ کو معلوم ہے کہ ابن عباس کی قرأت میں آیا ہے وما ارسلنا من قبلک من رسول ولا نبی ولا محدث الخ" (اخبار بدر ۱۳ اپریل ۱۹۰۸ء)

(۱۳) بابو شاہ دین صاحب اسٹیشن ماسٹر مردان کا عقیدہ

"بعد ازاں میاں حسین بخش صاحب نے جو حضور کے حالات سے بخوبی واقف ہیں خاکسار سے دریافت کیا کہ مرزا صاحب نے ایک اب نیا دعوے پیش کیا ہے میں نے عرض کی کہ کوئی نیا دعوے نہیں وہی دعوے ہیں جو ابتداء میں تھے انہوں نے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ ایک جدید اشتہار میں صاف طور پر نبوت کا دعوے کیا ہے میں نے جواب دیا کہ آپ اشتہار دیکھ سکتے ہیں اس میں کوئی ایسی بات نہیں چنانچہ اس کی درخواست پر میاں محمد یوسف صاحب (اپیل نویس مردان) گھر سے اشتہار بعنوان "ایک غلطی کا ازالہ" لے آئے اور بڑی متانت اور سنجیدگی سے پڑھ کر سنایا جس سے سامعین کے دل پر بہت اثر ہوا مگر میاں صاحب کی سمجھ میں روز کا مسئلہ آ گیا" (اخبار الحکم ۳۱ مئی ۱۹۰۲ء)

(۱۴) میاں کرم داد صاحب احمدی کا عقیدہ

آپ اخبار الحکم میں حضرت مرزا صاحبؑ کی نبوت سے کیا مراد ہے ہمارے مکفرین غور کریں" کے عنوان سے بیان فرماتے ہیں

"میں ان متعصب مُلّانوں پر حیران ہوں کہ کس منہ سے حدیث لانبی بعدی کو پیش کر کے ہر قسم کی نبوت کا دروازہ بند کرتے ہیں حالانکہ حدیثوں سے ہر مومن صالح کا جزئی نبی ہونا ثابت ہے چنانچہ بخاری کتاب التعبیر میں یہ حدیثیں موجود ہیں۔۔۔۔۔ شارح طیبیؒ نے لکھا ہے المراد بالمحدث الملھم البالغ فی ذالک مبلغ النبی صلی اللہ علیہ وسلم (فتح الباری شرح صحیح بخاری) یعنی محدث سے وہ ملہم مراد ہے جو ایسے الہامات کے صدق میں مبلغ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ گیا۔ دیکھو ان حدیثوں سے ظاہر ہے کہ خواب مومن نبوت کا جزو ہے اور مبشرات عالم وحی سے ہے اور فیضِ نبوت سے یہ نوع باقی ہے اور اس امت میں جو خیر الامم ہے ہمیشہ محدث آتے رہیں گے" (اخبار الحکم ۲ مارچ ۱۹۰۵ء)

حضرت مولینا نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح کا عقیدہ

جماعت ربوہ کے علماء اکثر اوقات لوگوں کو یہ دھوکا دینے کی کوشش کرتے ہیں کہ گویا حضرت مولینا نور الدین حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نبی سمجھتے تھے حالانکہ [illegible] جہاں کہیں بھی اپنا عقیدہ بیان کیا ہے حضور کو مجدد [illegible] مہدی ہی بیان فرمایا ہے۔ آپ نے ۱۸۸۹ء میں پہلے حضرت صاحب کے ہاتھ پر بیعت کی آپ نے [illegible] ۱۹۰۱ء سے پہلے بیان کیا وہی اس کے بعد بیان [illegible] کبھی بھی اس میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں کی جس سے [illegible] ہے کہ یہ تبدیلی کا چکر بعد میں چلایا گیا ہے [illegible] مضمون کی یہ قسط اور آئندہ قسطوں سے واضح ہو [illegible] مارچ ۱۹۱۴ء سے قبل کوئی احمدی بھی حضرت مسیح موعود کو مدعی نبوت نہیں سمجھتا تھا۔ ذیل میں حضرت مولینا [illegible] صاحب رضی کے چند حوالہ جات پیش کئے جاتے ہیں [illegible]

آپ نے قادیان سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعاوی کے متعلق ذکر فرمایا ہے۔

۱۹۰۱ء سے قبل آپ کی تحریرات

(۱) حضرت مولانا نورالدین رض کا ایک مکتوب ایک سائل کے جواب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتاب "ازالہ اوہام" میں نقل فرمایا ہے جو درج ذیل ہے :-

"عزیز من حفظک اللہ تعالےٰ - ثم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - مرزا جی کے دعاوی پر آپ نے مجھے ایک بہت بڑا لمبا خط لکھا ہے - بجواب اس کے گذارش ہے فلا تستعجلون (جلد بازنہ ہو) ایک الٰہی ارشاد ہے جو حضرت خاتم الانبیاء واصفی الاصفیاء سیدنا ومولانا احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ (فداہ امی وابی) صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالفوں کے نام جاری ہوا تھا ہم اس ارشاد کو ظلی طور پر حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے ظل اور نائب اور اس کے دین کے خادم حضرت مجدد الوقت مرزا جی کے مخالفوں کو سناتے ہیں مخالفت والو! صبر سے انتظار کرو جلد باز نہ بنو .... عزیز من غلو اور اس پر غور کرو دنیا میں ایک جماعت گذری اور اب بھی ہے جنہوں نے انا اللہ کہا اور کہتے ہیں ایسے قائلین کی تکفیر و تفسیق سے بھی محتاط کف لسان پسند کرتے ہیں اور اس جماعت کو صلحاء اور اولیاء کی جماعت کہتے ہیں پس عزیز من انا المسیح انا عیسےٰ ابن مریم کہنے والے پر یہ شور و غل کیوں ؟ انصاف ! انصاف !! انصاف !!! .... بھائی صاحب ! مرزا جی اس صدی کے مجدد ہیں اور مجدد اپنے زمانے کا مہدی اور اپنے زمانہ کے شدت امراض میں مبتلا مریضوں کا مسیح ہوا کرتا ہے اور یہ امر بالکل تمثیلی ہے"

(۲) مختلف بلاد میں مختلف ہادی ہوتے رہے ایک اسلام ہی کا اعتقاد ہے کہ لم یزل متکلماً اللہ تعالےٰ ہمیشہ کلام فرماتا ہے اس کے فیضان خاص میں کبھی کمی نہیں ہوئی ہمیشہ بندگان خاص سے اس کا مکالمہ مخاطبہ ہوتا رہتا ہے اور ہوتا رہا اور ہوتا رہے گا ختم نبوت نے الہام اور مکالمہ اور مخاطبہ سے مخلوق کو محروم نہیں کیا اسلامیوں میں ہمیشہ اور ہر زمانہ میں ایسے لوگ ہوتے رہے ہیں جو اس فیض ربانی سے فیضیاب ہوئے دیکھو حالات شیخ عبدالقادر جیلانی شیخ محی الدین ابن عربی شیخ معین الدین چشتی، بابا شیخ فرید شکر گنج، شہاب الدین سہروردی شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی، شاہ ولی اللہ دہلوی اور عبداللہ غزنوی وغیرہ اولیاء کرام اور ہمارے اس زمانہ میں حضرت مرزا صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ"

(تصدیق براہین احمدیہ ص۸۰)

۱۹۰۱ء کے بعد آپ کی تحریرات

(۱) "میں نہ مامور نہ مجدد - پھر میری اس کتاب کو اور اس کے ہدایات کو مامور و مجدد اور امام الوقت نے نہ دیکھا اور نہ سنا - پینتیس سوال کے جواب تک ہمیں موقعہ لگا کہ ہم اپنے جناب حضرت امام علیہ السلام پر عرض کر سکے بلکہ ہمارے بزرگ سید محمد احسن صاحب نے بھی اس کو نہیں دیکھا ہاں ہمارے معزز حبیب مولوی عبدالکریم صاحب نے دیکھا" (نورالدین ص۸ سنہ ۱۹۰۲ء)

(۲) "غرض غور کرو کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے ہم نے بہت کچھ دیا کس قدر خیر کثیر آپ کو دی گئی آپ کا دامن نبوت دیکھو تو وہ قیامت تک وسیع ہے کہ اب کوئی نبی نیا ہو یا پرانا آ ہی نہیں سکتا کسی دوسرے نبی کو اس قدر وسیع وقت نہیں ملا یہ کثرت تو بلحاظ زمان کے ہوئی اور بلحاظ مکان یہ کثرت کہ انی رسول اللہ الیکم جمیعاً میں فرمایا کہ میں سارے جہان کا رسول ہوں یہ کوثر بلحاظ مکان کے عطا ہوئی"۔ (الحکم ۱۷ مارچ ۱۹۰۷ء)

(۳) پھر آپ نے ارشاد فرمایا ہے کہ تیرہ سو برس میں کسی شخص نے کبھی کسی کو رسول یا نبی نہیں کہا اس پر عرض ہے مثنوی مولینا روم تو یقیناً آپ نے دعظوں میں سنی ہوگی اس کے اس وقت دو تین شعر پڑھتا ہوں بلکہ لکھتا ہوں جو آپ کے دعوے نے یاد دلائے ہیں ؎

چوں بدادی دست خود در دست پیر
بہر حکمت کو علیم است و خبیر
او نبی وقت خویش است اے مرید
تا ازو نور نبی آید پدید
دست تو از اہل آں بیعت شود
کہ ید اللہ فوق ایدیہم بود

.... یہاں سب کچھ کہہ لیا ہے۔ اور مولوی لوگوں کے ڈر کا ذکر فرما دیا اگر آپ سن سکیں تو میں ۱۳ مسلم الثبوت اولیاء کے کلام سے یہ لفظ صاف صاف آپ کو دکھا سکتا ہوں یہ آپ نے کس طرح ارشاد فرمایا کہ تیرہ سو برس سے کسی نے ایسا لفظ نہیں بولا"

(اخبار بدر - ۱۲ ستمبر ۱۹۰۹ء)

(۴) آپ کا حلفی بیان

حضرت مولانا نورالدین رض نے سردار محمد عجب خان کے نام ایک مکتوب میں اپنا عقیدہ اور مذہب حلفاً یوں بیان فرمایا ہے :-

"دل چیر کر دیکھنا یا دکھانا انسانی طاقت سے باہر ہے قسم پر اگر کوئی اعتبار کرے تو واللہ العظیم کے برابر کوئی قسم مجھے نظر نہیں آتی نہ آپ میرے ساتھ میری موت کے بعد ہوں گے نہ کوئی اور میرے ساتھ سوائے میرے ایمان و اعمال کے ہوگا۔ پس یہ معاملہ اللہ تعالےٰ کے حضور میں پیش ہونے والا ہے واللہ العظیم، واللہ الذی باذنہ تقوم السماء والارض میں مرزا صاحب کو مجدد اس صدی کا یقین کرتا ہوں میں ان کو راستباز مانتا ہوں .... نبی کے معنی لغوی پیش از وقت اللہ تعالےٰ سے اطلاع پاکر خبر دینے والا ہم لوگ یقین کرتے ہیں نہ شریعت لانے والا - مرزا صاحب اور میں خود جو شخص ایک نقطہ بھی قرآن شریف کا اور شریعت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نہ مانے میں اسے کافر اور لعنتی اعتقاد کرتا ہوں یہی میرا اعتقاد ہے اور یہی میرے نزدیک مرزا غلام احمد صاحب کا تھا کوئی رد کرے یا نہ مانے یا منافقانہ کہے اس کا معاملہ حوالہ بخدا ہے"۔ نورالدین بقلم خود ۲۲ اکتوبر ۱۹۱۰ء

(اخبار بدر ۲۷ اکتوبر ۱۹۱۰ء)

مقام حیرت

قارئین نے دیکھ لیا کہ ۱۹۱۴ء سے قبل کس طرح اکابرین جماعت احمدیہ کا ایک ہی عقیدہ چلا آیا اور کسی قسم کا کوئی اختلاف نہیں پایا جاتا اور دور دور بھی کہیں تبدیلی عقیدہ یا فیصلے یا .... تبدیلی کا نام ونشان نہیں پایا جاتا۔ تمام افراد جماعت ایک ہی معنوں میں حضور کے دعوے کے قائل تھے۔ اگر کہیں نبی کا لفظ استعمال ہوا تو وہ مجازی اور لغوی یا جزوی نبوت کے مفہوم تک محدود تھا اور حضور کو مقام محدثیت و مجددیت پر فائز سمجھتے ہوئے اولیاء امت کی طرح زمرہ اولیاء کا ایک فرد ہی تصور کرتے تھے۔ ایک قاری اس مقام پر آکر محو حیرت ہو جاتا ہے کہ آخر معاملہ کیا ہے۔ جب تمام جماعت کا عقیدہ ایک تھا تو یکایک ۱۹۱۴ء میں کیا ضرورت پیش آئی کہ نبوت کا چرچا شروع ہو گیا اس وقتی ضرورت کا حل بھی خود مرزا محمود احمد صاحب نے ہی کر دیا ہے کہ کیوں حضور کی طرف دعوئے نبوت منسوب کرنے کی اشد ضرورت پیش آئی۔ خلیفہ صاحب نے ایک احمدی دوست بابو محمد عثمان خان صاحب لکھنوی کے اس اعتراض پر کہ حضرت صاحب کے نام کے ساتھ کیوں اچانک نبی کا لفظ استعمال کیا جانے لگا ہے ان کو ایک خط لکھا جس میں وجہ بیان فرمائی۔ کہ ہم حضور کے نام کے ساتھ نبی کا لفظ مصلحت وقت کے لئے استعمال کر رہے ہیں اور یہ چند روز کی بات ہے ایسا بطور علاج کیا جا رہا ہے۔

مصلحت وقت، چند روزہ بات، اور بطور علاج

خلیفہ صاحب تحریر فرماتے ہیں :-

"نبوت کے متعلق میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ سب احمدی حضرت مسیح موعود کو ظلی نبی ہی مانتے ہیں لیکن چونکہ حضرت صاحب کے درجے کو اس وقت بہت گھٹا کر دکھایا گیا ہے اس لئے مصلحت وقت مجبور کرتی ہے کہ آپ کے اصل درجے سے جماعت کو آگاہ کیا جاوے ورنہ اس طرح لفظ نبی کے استعمال کو میں خود بھی پسند نہیں کرتا اس لئے نہیں کہ آپ نبی نہ تھے بلکہ اس لئے کہ ایسا نہ ہو کہ کچھ دنوں کے بعد بعض لوگ اس سے نبوت مستقلہ کا مفہوم نکال لیں مگر یہ صرف چند روزہ بات ہے اور بطور علاج کے ہے" (ضمیمہ اخبار پیغام صلح لاہور جلد ۲ مورخہ ۱۶ اگست ۱۹۱۴ء)

مولینا محمد علی صاحبؒ کا عقیدہ

جماعت احمدیہ .... کے تمام اکابرین کی طرح حضرت مولینا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا بھی ابتدا سے یہی عقیدہ تھا کہ حضور محدث اور مجدد ہیں اور مکالمہ مخاطبہ کی وجہ سے لغوی معنوں میں آپ کے لئے نبی کا نام استعمال کیا جا سکتا ہے اور جہاں جہاں مولینا صاحب مرحوم نے نبی کا لفظ استعمال کیا ہے انہی معنوں میں کیا ہے۔ قاضی محمد نذیر صاحب نے غلط تاثر دینے کی ناکام کوشش کی ہے کہ گویا مولینا مرحوم پہلے حضور علیہ السلام کو نبی مانتے رہے اور بعد میں اپنا عقیدہ تبدیل کر لیا یعنی معنوں میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے

لئے اللہ تعالیٰ نے نبی کا لفظ استعمال کیا۔ آپ نے خود استعمال کیا، آپ کے صحابہ نے استعمال کیا۔ اگر حضرت مولینا محمد علی صاحب نے انہی معنوں میں یہ لفظ استعمال کیا تو کیا جائے اعتراض ہے ؎

تمہاری زلف میں آئی تو حسن کہلائی
وہ تیرگی جو مرے نامۂ سیاہ میں ہے

۱۹۰۴ء میں مولینا محمد علی صاحبؒ کا عقیدہ

قاضی محمد نذیر صاحب نے دوسرے دیوبندی علماء کی تقلید میں مولوی کرم دین آف بھیں ضلع جہلم کے مقدمہ میں مولینا محمد علی صاحبؒ کے بیان کو بہت ہوا دینے کی کوشش کی ہے مگر یہ سب کم فہمی اور نادانی کا نتیجہ ہے۔ حقیقت حال یہ ہے کہ اس مقدمہ میں خواجہ کمال الدین صاحبؒ اور مولینا محمد علی صاحبؒ حضور کی طرف سے وکیل صفائی کے طور پر پیش ہوتے تھے۔ دورانِ مقدمہ مولوی کرم دین نے مولینا مرحوم کی گواہی بطور استغاثہ کے لکھوا دی اب عقلِ سلیم اس امر کو قبول کرتی ہے کہ مولینا محمد علی صاحبؒ عدالت میں جو بیان بھی دیں گے وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیان کا مصدق ہی ہوگا اور جن معنوں میں اپنے لئے حضور علیہ السلام نے نبی کا لفظ استعمال فرمایا تھا انہی معنوں میں مولینا مرحوم نے بھی نبی کا لفظ استعمال کیا یعنی مجازی اور ظلی معنے میں نہ کہ حقیقی اور اصلی معنوں میں۔

حضور علیہ السلام نے اس مقدمہ میں اپنے عقائد کی ایک فہرست پیش کی جس میں آٹھویں نمبر پر آپ نے مندرجہ ذیل الفاظ اپنے دعوے کے متعلق تحریر فرمائے :۔

"میں مرزا غلام احمد مسیح موعود و مہدی معہود اور امام الزماں اور مجدد وقت اور ظلی طور پر رسول اور نبی اللہ ہوں اور مجھ پر خدا کی وحی نازل ہوتی ہے"

حضور نے اس مقام پر ظلی طور پر نبوت کا اقرار فرمایا ہے نہ کہ حقیقی یا اصلی طور پر اور النبی کالاصل والولی کالظل کے تحت اپنے آپ کو زمرۂ اولیاء کا فرد ہی ظاہر فرمایا اس کی تائید اور تصدیق میں جو بیان جو مولینا محمد علی صاحبؒ نے عدالت میں دیا وہ بعینہٖ اس کے مطابق ہے۔

نبی بمعنی "سینٹ" (SAINT) یعنی ولی

مولینا محمد علی صاحبؒ نے اسی مقدمہ کے سلسلہ میں عدالت میں جو بیان دیا۔ اس سے آپ کا عقیدہ دربارہ نبوت واضح ہو جاتا ہے کہ آپ جب بھی لفظ نبی حضور علیہ السلام کے لئے استعمال فرماتے ہیں تو وہ کس مفہوم میں سمجھنا چاہیئے آپ نے حضور کی تائید میں ایک حوالہ پیش کرتے ہوئے فرمایا :۔

"مرزا صاحب نبی ہونے کا یعنی ولی ہونے کا دعوے کرتے ہیں ان کی جماعت کی تعداد دو لاکھ کے قریب ہے"

اس بیان سے قاضی صاحب کا یہ الزام کہ مولینا ۱۹۰۴ء میں حضور علیہ السلام کو مقام نبوت پر سمجھتے تھے کس قدر بیہودہ ظاہر ہوتا ہے اور مجھے یہ کہنے کی اجازت بھی ہونی چاہیئے کہ اگر قاضی صاحب نے اس مقدمہ کی ساری مسل پڑھی ہے تو پھر عمداً نہ کہ سہواً وہ مولانا مرحوم پر الزام تراشی کرکے اپنی پوزیشن مشتبہ کر رہے ہیں۔ اور اس سے بڑا ظالم کون ہے کہ جو دوسروں پر جھوٹے الزام لگانے سے باز نہیں آتا۔

نبی بمعنی محدّث

۱۹۰۴ء میں ہی جبکہ مولینا مرحوم "ریویو آف ریلیجنز" کے ایڈیٹر بھی تھے۔ حسب دستور اپنے عقیدہ کی تائید میں اپنے رسالہ میں یوں لکھتے ہیں :۔

(۱) اگر بابِ نبوت مسدود نہ ہوتا تو ایک محدث اپنے وجود میں قوت اور استعداد نبی ہونے کی رکھتا تھا اور اس قوت اور استعداد کے لحاظ سے محدث کا حمل نبی پر جائز ہے یعنی کہہ سکتے ہیں کہ المحدث نبی" (ریویو آف ریلیجنز جلد ۳ صفحہ ۱۲۱)

(۲) یہی اُمت ہے کہ اگرچہ نبی تو نہیں مگر نبیوں کی مانند خدا تعالیٰ کے روشن نشان ان پر ظاہر ہو جاتے ہیں"

(ریویو آف ریلیجنز جلد ۳ صفحہ ۱۲۱)

"پرافٹ" کا مفہوم

۱۹۱۴ء میں ریویو آف ریلیجنز میں ایک مضمون شائع ہوا جس کا عنوان تھا "احمد از اے پرافٹ" مولانا محمد علی صاحبؒ نے بحیثیت ایڈیٹر کے اس مضمون پر ایک نوٹ دیا۔ تاکہ کسی قسم کا اشتباہ (جو آج بھی ربوی عالم پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں) لفظ پرافٹ سے پیدا نہ ہو اور کم فہم دھوکا نہ کھا جائیں۔ مولانا صاحب نے تحریر فرمایا :۔

"لفظ پرافٹ (نبی) یہاں اصطلاح شریعت میں استعمال نہیں ہوا کیونکہ اس لحاظ سے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں بلکہ اس کو یہاں خدا سے خبر پا کر پیشگوئی کرنے والے کے وسیع معنے میں استعمال کیا گیا ہے۔ اور یہ وہ نعمت ہے جس کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں سب سچے مسلمانوں کو دیا ہے (لھم البشریٰ فی الحیوٰۃ الدنیا) اور یہی وہ نعمت ہے جو ایک ممتاز رنگ میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو عطا کی گئی"

(ریویو آف ریلیجنز ۱۹۱۴ء)

۱۹۲۲ء میں اپنا اور جماعت کا عقیدہ

حضرت مولینا محمد علی صاحبؒ نے ۱۹۲۲ء میں اپنا اور اپنی جماعت کا عقیدہ وہی بیان فرمایا جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی کے ایام سے چلا آ رہا تھا۔ آپ فرماتے ہیں :۔

"یہ کہ ہم جملہ احمدیان کا جو احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی صورت میں اشاعت اسلام کا کام کر رہے ہیں یہ مذہب ہے کہ اللہ تعالیٰ واحد لاشریک ہے۔ اور حضرت محمد مصطفےٰ کے بعد مسند محمدیہ کے لئے نہ تو پرانے رسولوں میں سے کوئی آ سکتا ہے اور نہ ہی کوئی نیا نبی۔ ہر قسم کی نبوتوں کا آپ پر خاتمہ ہے۔ حدیث "علماء اُمتی کانبیاء بنی اسرائیل" کے مطابق اُمت محمدیہ میں بڑے بڑے بزرگ اولیاء اللہ، مجدد، مامور وقتاً فوقتاً آتے اور آئندہ آتے رہیں گے جو مجازی، ظلی، بروزی نبی یعنی محدث تھے اور اللہ تعالیٰ سے ہمکلامی کا فخر رکھتے تھے اور انہی میں سے حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود تھے"

(اتمام حجت ۹ بابت ماہ صفر ۱۳۴۱ھ مطابق ۱۹۲۲ء)

عقیدہ تبدیل کرنے کا پروانہ قادیان سے جاری ہوا

مندرجہ بالا حوالہ جات سے کس طرح واضح ہو گیا ہے کہ مولینا محمد علی صاحبؒ نے شروع سے لے کر آخر تک ایک ہی قسم کا عقیدہ رکھا اور اس میں کسی قسم کی تبدیلی نہ کی اور دوسری طرف جماعت قادیان نے عقیدہ تبدیل کروانے کی ایک مہم شروع کر دی اور جس کسی کا عقیدہ اپنے موقف کے خلاف پایا اسے مشورہ دیا گیا کہ آپ اپنا عقیدہ تبدیل کر لیں۔

قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل کا خط

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ایک جیّد عالم مولینا محمد احسن صاحب امروہی نے مباحثہ رام پور میں حضور علیہ السلام کے متعلق اپنے عقیدہ کا اظہار کیا تھا قادیان میں اس خطرہ کو محسوس کیا گیا کہ تو مولینا محمد علی صاحب کے عقیدہ کی تصدیق ہو گئی لہذا قاضی اکمل صاحب نے مولینا احسن کو ایک خط لکھا کہ آپ اب اس میں مناسب تبدیلی فرمائیں :۔

"مولینا المکرم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ دیر ہوئی کوئی نوازشنامہ تلطف شمامہ جناب کا خاکسار کو نہیں ملا۔ چونکہ مولوی محمد علی نے "القول الفصل کی غلطی کا اظہار" میں لکھا ہے کہ اس مسئلہ میں (نبوت) مولینا احسن بھی ہمارے ساتھ تھے اب کیوں خاموش ہیں۔ اس لئے میں نے مباحثہ رام پور کو پھر پڑھا۔ فی الواقعہ اس میں آپ نے حضرت مسیح موعودؑ کی جزوی نبوت پر زور دیا ہے مگر میرا خیال ہے کہ آپ کی یہ مراد نہیں کہ اس میں تمام نبوت کی شان نہیں پائی جاتی بلکہ صاحب شریعت نبی کے مقابل میں لفظ بولا گیا ہے یعنی اس اعتبار سے جزوی کہ اس میں شریعت نہیں مگر ایک شبہ اور قوی ہے صفحہ ۷۰ بحث نبوت مباحثہ رام پور "بعینہٖ اسی طرح نبیئین بھی ہوئے اور ہوتے رہیں گے × × چنانچہ اس امت محمدیہ میں جو خیر الامم ہے ایسے افراد ملہمین کے بکثرت پیدا ہوئے" آپ کی اس عبارت سے واضح ہے کہ آپ مسیح موعود کے سوا اور اولیاء اُمت محمدیہ کو بھی نبی خطاب کا مستحق سمجھتے ہیں۔ جزوی نبی جیسے پہلے اولیاء اُمت ہوئے ہیں ماننے سے مسئلہ کفر پر بھی اثر پڑتا ہے کیونکہ کافر تو نبی کا منکر ہوتا ہے نہ کہ ولی کا۔ مباحثہ رام پور میں تو محمد علی کے مذہب کی تائید معلوم ہوتی ہے۔ آپ اس اشکال کو رفع فرمائیں اور اپنے عقیدہ میں تغیر۔ اور اس کے متعلق ایک مختصر سی تحریر تاکہ لوگوں کا وہم دور ہو کہ مولینا احسن مسئلہ کا مجدد اور مذہب تھے ۔
اکمل عفی عنہ

(عکس خط مندرجہ پیغام صلح مورخہ ۱۴ جنوری ۱۹۱۷ء)

مجازکی اصطلاح کا مفہوم

جن معانی کے لئے کوئی لفظ وضع کیا گیا ہو اگر انہی معنوں میں استعمال کیا جائے تو اسے حقیقت کہا جاتا ہے اگر ان معنوں کے علاوہ اور معنوں میں وہ لفظ مستعمل ہو تو اسے مجاز کہا جائے گا ۔ جیسے ایک جانور کے لئے شیر کا لفظ وضع کیا گیا ہے اگر یہ لفظ کسی انسان پر بولا جاوے تو اسے ہم مجازی معنے میں اس لفظ کا استعمال کہیں گے ۔ یا کسی خوبصورت انسان کو چاند کہدیا جاوے تو یہ بھی مجازی معنوں میں ہی ہوگا نہ کہ حقیقی معنوں میں ۔ انہی مجازی معنوں میں نبی کا لفظ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے لئے خود اور آپ کی جماعت آپ کے لئے استعمال کرتی رہی اور کرتی ہے اسے حقیقت پر محمول کرنا جائز نہیں ہے ۔ اگر کوئی ایسا کرے تو جہاں وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف غلط دعوے منسوب کرنے کا مجرم ہے وہاں وہ پرلے درجے کا ظالم بھی ہے ۔

مجاز کیا ہے ؟

حضور علیہ السلام اپنے ایک رسالہ میں مجاز کا مفہوم یوں بیان فرماتے ہیں :۔

" پس خدا نے آسمان پر اس ظلم کو دیکھا اس لئے اس نے اس کی اصلاح کے لئے حضرت عیسٰےؑ کی خو اور طبیعت پر ایک شخص کو بھیجا اور اس کا نام اسی طور سے مسیح رکھا جیسا کہ پانی یا آئینہ میں ایک شکل کا جو عکس پڑتا ہے اس عکس کو مجازاً کہہ سکتے ہیں کہ یہ فلاں شخص ہے "

(ضمیمہ رسالہ گورنمنٹ انگریزی اور جہاد صفحہ ۲)

مجازی نبیؑ کا استعمال

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے دعوے کے ابتداء سے لے کر یعنی ۱۸۹۱ء سے اپنی وفات یعنی ۱۹۰۸ء تک اپنے آپ کو مجازی معنوں میں نبی کہا ہے نہ کہ حقیقی معنوں میں ذیل میں آپ کی تحریرات سے چند اقتباس پیش کئے جاتے ہیں جن سے معلوم ہوگا کہ یہ لفظ کبھی بھی اپنے حقیقی معنوں میں استعمال نہیں ہوا ۔

(۱) ۱۸۹۱ء میں

" حدیث علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل میں اشارۃً مثیل مسیح کے آنے کی خبر دی ہے چنانچہ اس کے مطابق آنے والا مسیح محدث ہونے کی وجہ سے مجازاً نبی بھی ہے "

(ازالہ اوہام)

(۲) ۱۸۹۶ء میں

(۱) " وہ مکالمات اور مخاطبات جو اللہ جلشانہٗ کی طرف سے مجھ کو ملے ہیں جن میں یہ لفظ نبوت اور رسالت کا بکثرت آیا ہے ان کو بوجہ مامور ہونے کے مخفی نہیں رکھ سکتا لیکن بار بار کہتا ہوں کہ ان الہامات میں جو لفظ مرسل یا رسول یا نبی کا میری نسبت آیا ہے وہ اپنے حقیقی معنوں پر مستعمل نہیں ہے "

(انجام آتھم صفحہ ۲۶)

(۲) " بعض اوقات خدا تعالےٰ کے الہامات میں ایسے الفاظ استعارہ اور مجاز کے طور پر اس کے بعض اولیاء کی نسبت استعمال ہو جاتے ہیں اور وہ حقیقت پر محمول نہیں ہوتے سارا جھگڑا یہ ہے جس کو نادان متعصب اور طرف کھینچ کر لے گئے ہیں آنے والے مسیح موعود کا نام جو صحیح مسلم وغیرہ میں زبان مقدس حضرت نبوی سے نبی اللہ نکلا ہے وہ انہی مجازی معنوں کی رو سے ہے "

(انجام آتھم حاشیہ صفحہ ۲۸)

(۳) ۱۸۹۷ء میں

" مجازی معنوں کی رو سے خدا کا اختیار ہے کہ کسی ملہم کو نبی کے لفظ یا مرسل کے لفظ سے یاد کرے ......

یہ الفاظ رسول اور مرسل اور نبی کے میرے الہام میں میری نسبت خدا تعالےٰ کی طرف سے بے شک ہیں لیکن اپنے حقیقی معنوں پر محمول نہیں ایسے ہی وہ نبی کر کے پکارنا جو حدیثوں میں مسیح موعود کے لئے آیا ہے وہ بھی اپنے حقیقی معنوں پر اطلاق نہیں پاتا یہ وہ علم ہے جو خدا تعالےٰ نے مجھے دیا ہے جس نے سمجھنا ہو سمجھ لے " ۔

(سراج منیر صفحہ ۳)

(۴) ۱۸۹۸ء میں

" یہ بھی یاد رہے کہ مسلم میں مسیح موعود کے حق میں نبی کا لفظ بھی آیا ہے یعنی بطور مجاز اور استعارہ کے "

(ایام الصلح صفحہ ۷۵)

(۵) ۱۸۹۹ء میں

" اگرچہ عرصہ بیس سال سے متواتر اس عاجز کو الہام ہوا ہے اکثر دفعہ ان میں رسول اور نبی کا لفظ آگیا ہے ....

.... سو چونکہ ایسے لفظوں سے جو محض استعارہ کے رنگ میں ہیں اسلام میں فتنہ پڑتا ہے اور اس کا نتیجہ بد نکلتا ہے اس لئے اپنی جماعت کی معمولی بول چال اور دن رات کے محاورات میں یہ لفظ نہیں آنے چاہئیں .... اور نبی اور رسول کے لفظ استعارہ اور مجاز کے رنگ میں ہیں .... سو اسی حد تک مفہوم کو ذہن میں رکھکر دل میں اس کے معنے کے موافق اعتقاد کرنا مذموم نہیں ہے "

(الحکم ۱۷ ر اگست ۱۸۹۹ء)

۱۹۰۰ء میں

" اور اس جگہ جو میری نسبت کلام الٰہی میں رسول اور نبی کا لفظ اختیار کیا گیا ہے کہ یہ رسول اور نبی اللہ ہے یہ اطلاق مجازاً اور استعارہ کے طور پر ہے "

(اربعین نمبر ۳ حاشیہ صفحہ ۲۵)

۱۹۰۳ء میں

" اللہ تعالےٰ اس امت میں اپنے اولیاء کے ساتھ مکالمہ مخاطبہ کرتا ہے اور ان کو نبیوں کا رنگ دیا جاتا ہے اور وہ درحقیقت نبی نہیں ہوتے اس لئے کہ قرآن نے حاجت شریعت کو کمال تک پہنچا دیا ہے "

(مواہب الرحمٰن صفحہ ۶۶)

۱۹۰۷ء میں

" سمیت نبیًا من اللہ علی طریق المجاز لا علی وجہ الحقیقت " میرا نام اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبی رکھا گیا ہے مجاز کے طور پر نہ کہ حقیقی رنگ میں "

(استفتاء ضمیمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۴)

۱۹۰۸ء میں

" خدا جب کسی سے بکثرت ہمکلام ہو اور اپنی غیب کی باتیں بکثرت اس پر ظاہر کرے تو یہ نبوت ہے مگر حقیقی نبوت نہیں "

(بدر ۲۵ جون ۱۹۰۸ء)

قاضی محمد نذیر صاحب سے دو باتیں

محترم قاضی صاحب نے اپنے موقف کی بنیاد اس امر پر رکھی تھی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات میں تناقض پایا جاتا ہے ۔ دوم یہ کہ سال ۱۹۰۱ء میں آپ نے اپنا عقیدہ در بارہ نبوت تبدیل فرما کر نبوت کا دعویٰ فرمایا مضمون بالا میں ان امور کو واضح کر دیا گیا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ابتداء سے آخر تک ایک ہی قسم کا دعوے کیا اور یوم وفات ۲۶ رمئی ۱۹۰۸ء تک اس میں کوئی تبدیلی نہیں فرمائی جس سے معلوم ہوا کہ تناقض کا الزام سراسر بے بنیاد اور جھوٹا ہے ۔ پھر اکابرین جماعت احمدیہ کے عقائد کی تفصیل سے یہ امر واضح ہو گیا ہے کہ سنہ ۱۹۰۱ء کے بعد بھی ان سب کا عقیدہ وہی رہا جو اس سے پہلے تھا ۔ حضور علیہ السلام کی تحریرات سے یہ امر ثابت ہے کہ آپ نے مجازی معنوں میں ہی ابتداء سے آخر تک نبی کا لفظ استعمال فرمایا ہے ۔ قاضی صاحب ماشاء اللہ زمرۂ اساتذہ کے فرد ہیں ۔ اگر آپ بھی مجاز کو حقیقت پر محمول کریں تو از حد افسوس ہے مجاز مجاز ہے اور حقیقت حقیقت ۔ اگر آپ مجاز کو بھی حقیقت سمجھ بیٹھے ہیں تو میں اس کے سوا کیا کہہ سکتا ہوں کہ ؎

خاک ایسی سمجھ پر ہے سمجھے بھی تو کیا سمجھے

مجاز کا غلط مفہوم سمجھنے سے ٹھوکر کا اندیشہ

یہ ایک حقیقت ہے کہ جماعت احمدیہ ربوہ کی اکثریت مجاز اور حقیقت کے مفہوم سے نابلد محض ہے اگر علماء سے بھی تو اس کے معانی اوجھل نہیں ہیں عوام کالانعام تو کیا سمجھیں گے میں قاضی صاحب سے بصد عجز یہ عرض کروں گا کہ اگر وہ خود سمجھتے ہیں تو ایک ہجوم کو گمراہ کرنے کا بوجھ اپنے کندھوں پر نہ لیں ۔ کہیں ان کی گمراہی کا وبال بھی ان کے سر پر نہ پڑ جائے ۔ آخر میں میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک اقتباس درج کرتا ہوں جس میں آپ نے فرمایا ہے کہ مجاز کا غلط مفہوم سمجھ لینے سے ٹھوکر لگ جانے کا احتمال ہوتا ہے حضور فرماتے ہیں :۔

" ایسے لفظ اس کی نسبت مجازاً بولنا قدیم محاورہ اہل معرفت ہے .... اس نازک محل میں اکثر عوام کا قدم پھسل جاتا ہے اور ہزار ہا بزرگ اور ولی اور اوتار جو خدا بن گئے وہ بھی دراصل انہی لغزشوں کی وجہ سے بنائے گئے ہیں ۔ اصل بات یہی ہے کہ جب روحانی اور آسمانی باتیں عوام کے ہاتھ میں آتی ہیں تو وہ ان کی تہہ تک پہنچ نہیں سکتے آخر کچھ بگاڑ کر اور مجاز کو حقیقت پر ...

خطبہ جمعہ

(بسلسلہ صفحہ ۴)

نے عیسائی عقائد کو عملاً ترک کر کے اسلامی اصولوں کو اپنایا۔ البتہ انہوں نے ان اعلیٰ اصولوں کا اطلاق صرف مادی علوم کے استخراج تک محدود رکھا۔

پاکستان میں اسلامی اصولوں کو عملی شکل دینے کی ضرورت

اس میں مسلمانوں کے لئے سبق ہے۔ کہ جب دشمن محسوس کرتا ہے کہ مسلمانوں کا اتحاد و اتفاق اُسکے لئے ناکامی کا پیغام ہے۔ تو کس قدر ضرورت ہے اس امر کی کہ مسلمان اپنے دین اسلام کی زندگی میں اس کے تقاضوں کو اپنے سامنے رکھیں۔

پاکستان بننے کو تو بن گیا۔ اور ہم اس کی اقتصادی تعلیمی، سماجی صنعتی اور زراعتی اور سائنسی ترقیوں میں کوشاں بھی ہیں۔ یہ امور ضروری بھی ہیں لیکن کیا حصول پاکستان کا مقصد ان دنیاوی ترقیوں پر ختم ہو جاتا ہے؟ نہیں بلکہ پاکستان کا مقصد ان سے بھی اعلیٰ وارفع ہے وہ یہ کہ دین اسلام کہاں تک ترقی پا گیا ہے۔ اور اس کے تقاضے کہاں تک پورے ہو رہے ہیں یا ان کے لئے کس قدر کوشش کی جا رہی ہے ہم اس وقت تک اسلامی حکومت کا دعوےٰ نہیں کر سکتے جب تک ہم میں اسلام کے تقاضے عملی صورت میں کام نہ کر رہے ہوں سوال تو یہ ہے کہ ہم نے اپنی زندگی میں اسلام کی قدروں کو کہاں تک اپنایا ہے ہماری انفرادی زندگی میں اسلامی اصولوں کی جھلک کہاں تک نظر آتی ہے۔ ہمارے معاشرہ میں اسلام کے عدل و انصاف، صداقت و پاکیزگی کی شمعیں روشن ہیں یا نہیں؟

یہ آیات میں نے اس لئے پڑھی ہیں کہ خدا تعالےٰ نے اپنا قانون بیان فرمایا ہے کہ تمہارے سامنے قومیں گذری ہیں، وہ نفس پرستی، خود غرضی کا شکار ہو کر کمزور ہو گئیں، اور ان کی فتح شکست میں بدل گئی۔

لیکن پاکستان کے اندر ہمارے انفرادی اور اجتماعی ڈھانچوں میں بڑی خود غرضیاں فساد اور جمود کے جراثیم پل رہے ہیں اور اس قدر سرعت کے ساتھ ہمارا شیطانی نفس ہمارے اخلاق کو ہماری معاشرت کو اور ہماری انسانیت کو تباہ کر رہا ہے کہ ڈر ہے کہیں یہ قانونِ خداوندی ہم پر وارد نہ ہو جائے۔ ضروری ہے کہ عتاب الٰہی سے بچنے کے لئے ہم اپنے اندر اسلامی صفات پیدا کریں۔ اس لئے حضرت امام زمانؑ نے فرمایا کہ ؎

از رہ دیں پروری آمد عروج اندر نخست

باز چوں آید بیاید ہم ازیں رہ بالیقیں

اس حقیقت کی صداقت واضح طور پر آج ہمارے سامنے کھل کر آ گئی ہے کہ جب ہم نے تھوڑا سا قدم دین کی طرف اُٹھایا یعنی اسلامی نظریۂ حیات کے غلبہ پر ایمان کا اظہار کیا اور کلمہ طیبہ پر اتحاد ملّی کی بنا رکھی تو خدا تعالےٰ نے اس کے عوض اس برصغیر میں ہمیں ایک سلطنت عطا کر دی مگر مغربی قومیت کا شکار ہو کر جب ہم باہم افتراق میں مبتلا ہوئے اور جہاد کے جذبہ کو بوجہ ملت پرستی کھو بیٹھے تو نتیجہ برعکس نکلا ہم کیوں غور نہیں کرتے۔ تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ ہم نے دین کو اپنایا تو ہمیں عروج حاصل ہوا اور دنیا جہان پر چھا گئے۔ اور اب بھی اگر عروج حاصل ہوگا تو اسی راستہ سے کہ دین اسلام اور اس کے تقاضوں کو مدنظر رکھا جائے، ورنہ ہماری دوسری ترقیاں دھری کی دھری رہ جائیں گی۔ خدا تعالےٰ کے قوانین اٹل ہیں۔ ہمیں اسلام اور اس کے تقاضے پورے کرنے کے لئے سعی پیہم سے کام لینا چاہیئے یہی ایک ذریعہ ہے جس کے تحت ہم باعزت اور مستحکم ملک و ملت کے افراد بن سکتے ہیں۔

اخبارِ احمدیہ

انتقال پُرملال — چوہدری غضنفر علی رئیس بدوملہی (والد ماجد چوہدری غفور احمد صاحب کارکن انجمن) ایک طویل علالت کے بعد ۱۷ اگست ۱۹۶۰ء کو فوت ہو گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم نہایت دیندار، سلسلہ احمدیہ کے ساتھ گہری وابستگی رکھنے والے انسان تھے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ انہیں غریق رحمت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا کرے، احباب کرام سے جنازہ غائبانہ کی درخواست ہے۔

درخواست دعا — (۱) عبدالغفور بٹ صاحب کارکن انجمن کی اہلیہ صاحبہ، ان کا لڑکا اور چچا عبدالرحمٰن بٹ صاحب بیمار ہیں (۲) انیس الرحمٰن کارکن کا دو سال بچہ دیر سے بیمار ہے (۳) ملک خدا بخش صاحب گھنوتلا

سلسلہ میں شمولیت — مولوی احمد یار صاحب مبلغ جماعت فجی سے لکھتے ہیں کہ ایک نوجوان مسمی شوکت علی ولد اصغر علی ازاں فجی جماعت احمدیہ میں داخل ہوا ہے۔ یہ نوجوان اچھا تعلیم یافتہ ہے فالحمد للہ۔ دعا ہے اللہ تعالےٰ استقامت بخشے اور خادم دین بنائے۔

درخواست دُعا

شیخ میاں مولا بخش صاحب مرحوم لائل پوری کے صاحبزادے میاں حفیظ الرحمان صاحب کافی عرصہ سے بیمار چلے آ رہے ہیں۔ احباب جماعت سے درخواست ہے کہ ان کے لئے نمازوں میں دردِ دل سے دعا فرمائیں کہ خدا تعالیٰ ان کو کامل شفا عطا فرمائے۔ (خادم غلام جیلانی مؤذن مسجد احمدیہ لاہور)

تعلیمی پرلیس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام ملک نورالٰہی صاحب پرنٹر چھپا اور مولوی دوست محمد صاحب پبلشر نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس برانڈرتھ روڈ لاہور سے شائع کیا۔

جلد ۵۴ | یوم چہارشنبہ مورخہ ۱۵ جمادی الاول ۔۔۔ مطابق ۲۳ اگست ۔۔۔ | ۳۳

"لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں۔ لاہور میں ہمارے پاک محبّ ہیں میں تیرے خالص محبّوں کا گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے نفوس و اموال میں برکت دُوں گا۔"

(الہامات حضرت مسیح موعودؑ)

حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفےٰ مارا امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآں نامِ اوست
بادۂ عرفانِ ما از جامِ اوست
یک قدم دُوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پُرانا۔
۲۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آئندہ منسوخ ہوگی۔
۳۔ سب صحابہؓ اور ائمہ قابلِ احترام ہیں۔
۴۔ سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے۔
۵۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۶۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا۔

بحرِ حکمت کے موتی

عورتوں کی دینی تعلیم

عن ابی سعید الخدری قال قال النساء للنبی صلی اللہ علیہ وسلم غلبنا علیک الرجال فاجعل لنا یوماً من نفسک فوعدھن یوماً لقیھن فیہ فوعظھن وامرھن فکان فیما قال لھن ما منکن امرأۃ تقدم ثلٰثۃ من ولدھا الا کان لھا حجاباً من النار فقالت امرأۃ واثنین فقال واثنین وعن ابی ھریرۃ قال ثلاثۃ لم یبلغوا الحنث۔

ترجمہ:۔ ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ عورتوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مرد آپؐ کے پاس پہنچنے میں ہم پر غالب رہتے ہیں تو اپنی طرف سے ہمارے لئے ایک دن مقرر کیجئے تو آپؐ نے ان سے ایک دن کا وعدہ کیا جس میں آپ ان سے ملے اور انہیں نصیحت کی اور انہیں احکام بتائے اور جو باتیں انہیں بتائیں ان میں یہ بھی کہ تم میں سے کوئی عورت نہیں جو اپنے تین بچے آگے بھیجے مگر وہ اس کے لئے دوزخ سے آڑ بن جاتے ہیں ایک عورت نے کہا اور دو؟ فرمایا دو بھی۔ اور ابو ہریرہؓ کی روایت میں ہے کہ تین جو بلوغت کو نہ پہنچے ہوں۔

نوٹ:۔ از حضرت مولانا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

عورتوں کی تعلیم کے لئے علیحدہ دن کا مقرر کرنا بتاتا ہے کہ نبی صلعم کس قدر عورتوں کی تعلیم پر زور دیتے تھے۔ چونکہ مردوں کو بہت سے ثواب کے کاموں میں حصہ ملتا رہتا ہے اور عورتوں کا تعلق زیادہ تر خانہ داری سے ہونے کی وجہ سے انہیں ایسے کاموں میں حصہ لینے کا موقعہ کم ملتا ہے۔ اس لئے آپؐ نے فرمایا کہ ان کا بچوں کی پرورش کرنا بھی ثواب کا کام ہے۔ یہاں تک کہ کسی عورت کے تین یا دو بچے (اور ایک حدیث میں ایک بھی آیا ہے) مر جائیں تو وہ اسکے اعمال کی طرح اسے جنت کا مستحق ٹھہراتے ہیں۔ دوسری روایت میں ہے وہ بچے جو جوان نہ ہوئے ہوں کیونکہ جوان ہو کر بچہ ماں سے الگ ہو جاتا ہے۔

(فضل الباری شرح صحیح بخاری کتاب العلم)

مباحثات میں حکیمانہ طرز اختیار کی جائے

اور ہر قوم سے نرمی کا برتاؤ کیا جائے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کو نصائح

بحث کرنے والوں کے لئے یہ بہتر ہوگا کہ کسی مذہب پر بیہودہ طور پر اعتراض نہ کریں بلکہ اُن کی مسلّم اور معتبر کتابوں کی رُو سے ادب کے ساتھ اپنے شبہات پیش کریں۔ اور ٹھٹھے اور ہنسی اور توہین سے اپنے تئیں بچاویں۔ اور مباحثات میں حکیمانہ طرز اختیار کریں اور ایسے اعتراض بھی نہ کریں جو انکی کتابوں میں پائے جاتے ہیں۔ مثلاً اگر ایک مسلمان عیسائی عقیدہ پر اعتراض کرے تو اس کو چاہیئے کہ اعتراض میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان اور عظمت کا پاس رکھے اور ان کی وجاہت اور مرتبہ کو نہ بھلاوے ہاں وہ نہایت نرمی اور ادب سے اس طرح اعتراض کر سکتا ہے کہ خدا نے جو بیٹے کو دنیا میں بھیجا تو کیا یہ کام اس نے اپنی قدیم عادت کے موافق کیا یا خلاف عادت؟ اگر عادت کے موافق کیا تو پہلے بھی کئی بیٹے اس کے دنیا میں آئے ہوں گے اور مصلوب بھی ہوتے ہوں گے یا ایک ہی بیٹا بار بار آیا ہوگا۔ اور اگر یہ کام خلاف عادت ہے۔ تو خدا کی طرف منسوب نہیں ہو سکتا کیونکہ خدا اپنی ازلی ابدی عادتوں کو کبھی نہیں چھوڑتا۔ یا مثلاً یہ اعتراض کر سکتا ہے کہ یہ عقیدہ صحیح نہیں ہے کہ نعوذ باللہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام لوگوں کے گناہوں کے سبب سے خدا کی نظر میں لعنتی ٹھہر گئے تھے کیونکہ لعنت کے معنے لغت کی رُو سے یہ ہیں کہ خدا اس شخص سے جس پر لعنت کی گئی ہے بیزار ہو جائے اور وہ شخص خدا سے بیزار ہو جائے اور دونوں میں باہم دشمنی واقع ہو جائے۔ اور شخص ملعون خدا کے قرب سے دور جا پڑے۔ اور یہ ذلیل حالت ایسے شخص کی کبھی نہیں ہو سکتی جو درحقیقت خدا کا پیارا ہے اور جبکہ لعنت جائز نہ ہوئی تو کفارہ باطل ہوا۔ غرض ایسے اعتراض جن میں معقول تقریر کے ساتھ کسی فرقہ کے عقائد کی غلطی کا اظہار ہو ہر ایک محقق کا حق ہے۔ جو نرمی اور ادب کے ساتھ پیش کرے۔ اور حتی الوسع یہ کوشش ہو کہ وہ تمام اعتراضات علمی رنگ میں ہوں تا لوگوں کو اُن سے

(باقی بر صفحہ ۲ کالم ۳)

بیان القرآن کا عکسی ایڈیشن

پیشگی رقوم ارسال کرنے والوں کے لئے خصوصی رعایت

انجمن حضرت مولانا محمد علی صاحب مرحوم و مغفور کی مایۂ ناز تفسیر قرآن مجید موسومہ بیان القرآن کے عکسی ایڈیشن کی طباعت کا اہتمام کر رہی ہے۔ اس پر مجموعی طور پر 40000.00 ہزار روپے خرچ ہوں گے۔ کوشش کی جا رہی ہے کہ تفسیر کی ضخامت ۲۲۰۰ صفحات سے گھٹا کر 500 / صفحات ہو جائے۔

آپ کو یہ سن کر خوشی ہوگی کہ بیان القرآن کی مکمل کتابت کے تمام اخراجات کے لئے مکرم و محترم الحاج شیخ فضل الرحمان صاحب ملتان نے 15000.00 / ہزار روپے کا گرانقدر عطیہ مرحمت فرمایا ہے جس کے لئے ہم ان کے شکر گزار ہیں۔ بقیہ 25000.00 ہزار روپے کا بوجھ انجمن پر ہے۔ اگر آپ اس میں ذرا سا دست تعاون بڑھائیں تو اس بوجھ میں کافی حد تک کمی واقع ہو سکتی ہے۔ اس کا طریق یہ ہے کہ احباب بیان القرآن عکسی کی خرید کے لئے پیشگی رقوم ارسال کریں۔ ان پیشگی رقوم ارسال کرنے والوں کو انجمن 10.00 / روپے فی سیٹ خصوصی رعایت دے گی۔ یعنی قسم اول 40.00 روپے کی بجائے 30.00 روپے میں۔ قسم دوم 30.00 روپے کی بجائے 20.00 روپے میں۔

ہماری اس اپیل پر اب تک ذیل کے احباب نے لبیک کہا ہے اور پیشگی رقوم ارسال کر دی ہیں:—

نام	رقم
گذشتہ میزان	1895.00
شیخ میاں فضل الرحمان صاحب ملتان	250.00
شیخ میاں رشید احمد صاحب " "	250.00
شیخ میاں مختار احمد صاحب " "	250.00
شیخ میاں مسعود احمد صاحب " "	250.00
شیخ میاں ناصر احمد صاحب " "	250.00
شیخ میاں نشاط احمد صاحب " "	250.00
شیخ میاں نسیم احمد صاحب " "	250.00
شیخ میاں مبارک احمد صاحب " "	250.00
شیخ میاں عمر فاروق صاحب " "	250.00
شیخ میاں ظفر اقبال صاحب " "	250.00
محترمہ نصرت مبارک صاحبہ " "	150.00
محترمہ فرخ مختار صاحبہ .... " "	150.00
محترمہ نگہت نسیم صاحبہ .... " "	150.00
محترمہ فرحت نشاط صاحبہ " "	150.00
محترمہ گل زرینہ صاحبہ .... " "	150.00
محترمہ ذکیہ کلثوم صاحبہ .... " "	150.00
محترمہ فاطمہ بیگم صاحبہ .... " "	150.00
مرغوب عالم خان صاحب چٹا گانگ	25.00
ڈاکٹر سعید احمد صاحب ایبٹ آباد	200.00
ڈاکٹر عطاء اللہ صاحب سیالکوٹ۔	90.00
ڈاکٹر عبد اللطیف صاحب سرگودھا۔	30.00
چوہدری محمد شریف صاحب بدوملہی۔	30.00
بابا محمد قاسم صاحب وزیر آباد۔	30.00
محترمہ امتہ اللہ صاحبہ مصری لاہور	20.00
بیگم ایم اے رحمان صاحب ایبٹ آباد	200.00
بیگم چوہدری ظہور احمد صاحب لاہور۔ (اس سے پیشتر چار سو روپے وصول ہو چکے ہیں)	100.00
خواجہ عبد السلام صاحب راولپنڈی۔	20.00
ڈاکٹر محمد زبیر صاحب	20.00
ممتاز احمد فاروقی صاحب راولپنڈی (آخری قسط)	20.00
شیخ عبد السلام صاحب گوجرانوالہ۔	30.00
حاجی نور محمد صاحب ڈیرہ اسمعیل خان۔	30.00
میاں غلام شبیر صاحب جھنگ۔	30.00
مولوی عبد الباقی صاحب بنوں (قسط)	10.00
قاضی علی محمد طیب صاحب کیمبل پور (قسط)	15.00
ڈاکٹر اصغر حمید صاحب لاہور۔	30.00
شیخ میاں فضل احمد صاحب لائل پور (وعدہ)	1000.00
شیخ غلام احمد صاحب وزیر آباد (وعدہ)	30.00
شیخ محمد عبد اللہ بیکو صاحب وزیر آباد (وعدہ)	30.00
شیخ مختار احمد صاحب وزیر آباد (وعدہ)	30.00
ایس حبیب اللہ صاحب وزیر آباد (وعدہ)	30.00
میزان:—	7495.00

آپ سے گذارش ہے کہ آپ اس کار خیر میں زیادہ سے زیادہ حصہ لیں اور بیان القرآن کی کاپیوں کے لئے پیشگی رقوم ارسال کر کے ریزرو کروائیں اور 10.00 / روپے فی کاپی خصوصی رعایت سے فائدہ اٹھائیں۔ والسلام

ڈاکٹر اللہ بخش

آنریری جنرل سیکرٹری

ضرورت رشتہ

ایک ایم بی بی ایس لیڈی ڈاکٹر کے لئے شریف، اعلیٰ تعلیمیافتہ برسر روزگار احمدی رشتہ کی ضرورت ہے۔ ایم بی بی ایس ڈاکٹر کو ترجیح دی جائے گی۔

خط و کتابت معرفت ایڈیٹر پیغام صلح کی جائے۔

حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کو نصائح

بسلسلہ صفحہ اول

فائدہ پہنچ سکے۔ اور کوئی مفسدہ اور اشتعال پیدا نہ ہو۔ اور یہ خدا تعالیٰ کا شکر کرنے کا مقام ہے کہ ہم لوگ جو مسلمان ہیں ہمارے اصول میں یہ داخل ہے کہ گزشتہ نبیوں میں سے جن کے فرقے اور قومیں اور امتیں بکثرت دنیا میں پھیل گئی ہیں کسی نبی کی تکذیب نہ کریں۔ ورنہ ہمارے اسلامی اصول کے موافق خلائق ہو کر ہزارہا فرقے اور قومیں اس کو مان لیں اور اس کا دین زمین پر جم جاوے اور عمر پاوے۔ لہٰذا ہمارا یہ فرض ہونا چاہئے کہ ہم تمام قوموں کے نبیوں کو جنہوں نے خدا کے الہام و وحی کا دعویٰ کیا اور مقبول خلائق ہو گئے اور ان کا دین زمین پر جم گیا، خواہ وہ ہندی تھے، یا فارسی، چینی تھے یا عبرانی، خواہ کسی اور قوم میں سے تھے درحقیقت سچے رسول مان لیں۔ اور اگر ان کی امتوں میں کوئی خلاف حق باتیں پھیل گئی ہوں، تو ان باتوں کو ایسی غلطیاں قرار دیں جو بعد میں داخل ہو گئیں یہ ایک ایسا دلکش اور پیارا اصول ہے جس کی برکت سے انسان ہر ایک قسم کی بدزبانی اور بدتہذیبی سے بچ جاتا ہے اور درحقیقت واقعی امر یہی ہے کہ جھوٹے نبی کو خدا تعالیٰ اپنے کروڑہا بندوں میں ہرگز قبولیت نہیں بخشتا اور اس کو وہ عزت نہیں دیتا جو سچوں کو دی جاتی ہے اور صدیوں اور زمانوں میں اس کی قبولیت ہرگز قائم نہیں رہ سکتی۔ بلکہ بہت جلد اس کی جماعت متفرق ہو جاتی ہے اور اس کا سلسلہ درہم برہم ہو جاتا ہے۔

سو اے دوستو! اس اصول کو محکم پکڑو۔ ہر ایک قوم کے ساتھ نرمی سے پیش آؤ۔ نرمی سے عقل بڑھتی ہے۔ اور بردباری سے گہرے خیالات پیدا ہوتے ہیں۔ اور جو شخص یہ طریق اختیار نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ اگر کوئی ہماری جماعت میں سے مخالفوں کی گالیوں اور سخت گوئی پر صبر نہ کر سکے تو اس کا اختیار ہے کہ عدالت کے رو سے چارہ جوئی کرے۔ مگر یہ مناسب نہیں ہے کہ سختی کے مقابل سختی کر کے کسی مفسدہ کو پیدا کریں، یہ وصیت ہے جو ہم نے اپنی جماعت کو کر دی۔ اور ہم ایسے شخص سے بیزار ہیں اور اس کو اپنی جماعت سے خارج کرتے ہیں۔ جو اس پر عمل نہ کرے۔

(تبلیغ رسالت جلد ششم صفحہ ۱۶۹-۱۶۹)

مولانا یحییٰ بٹ صاحب ۳ ستمبر کو لاہور پہنچیں گے

مولوی محمد یحییٰ بٹ صاحب نے لکھا ہے کہ وہ ۲ ستمبر بروز ہفتہ ۱۱ بجے صبح پیرس سے بذریعہ ہوائی جہاز ایر فرانس فلائٹ نمبر ۱۹۰ پر سوار ہو کر ۳ ستمبر ۱۹۶۷ء بروز اتوار صبح ایک بجکر ۳۰ منٹ پر کراچی کے ہوائی اڈہ پر انشاء اللہ پہنچ جائیں گے اور پھر کراچی سے اسی روز ساڑھے نو بجے صبح بذریعہ فلائٹ نمبر ۳۰۱ PK سے سوار ہو کر اتوار ہی کو ۹ بجے لاہور کے ہوائی اڈہ پر پہنچیں گے احباب سے درخواست ہے کہ انکے استقبال کیلئے ہوائی اڈہ پر وقت مقررہ پر پہنچ سکیں

شیعہ مطالبات اور اہلِ سنّت

کچھ عرصہ سے شیعہ حضرات کی طرف سے بعض مطالبات حکومت کے آگے پیش کئے جا رہے ہیں، اور بقول شیعی مجلہ "پیغام عمل" (جولائی ۶۷ء) ہماری حکومت کے سربراہ اعلیٰ صدر ایوب خان نے شیعوں کے ان مطالبات کو ناجائز قرار دے کر ایک کمیٹی بنائی تھی جو کسی وجہ سے اپنا کام جاری نہ رکھ سکی" اب گورنمنٹ نے شیعوں کے وفد سے مل کر دس ارکان سے مشتمل ایک بورڈ بنا دیا جس کے دو مقاصد بیان کئے گئے ہیں۔

(۱) شیعوں کی شکایات کو رفع کیا جائے

(۲) ملک کے تحفظ کے لئے مناسب اقدام کئے جائیں۔

ہمیں معلوم نہیں کہ شیعہ حضرات کے مطالبات یا شکایات کیا ہیں اور ملک کے تحفظ سے ان کا کیا تعلق ہے۔ لیکن "پیغام عمل" سے معلوم ہوتا ہے کہ اس دس رکنی بورڈ میں اہلِ سنّت حضرات کو بھی شامل کیا گیا ہے، جس پر "پیغام عمل" لکھتا ہے:۔

"شیعوں کو اگر کوئی شکایت تھی تو وہ حکومت سے تھی اور شیعوں نے اپنا میمورنڈم بھی حکومت کے سامنے پیش کیا تھا پھر سمجھ نہیں آتا کہ اس بورڈ میں حضرات اہلِ سنّت کو کیوں نمائندگی دی گئی۔ .... حالانکہ شیعوں کا مقصد وحید فقط اپنا اور اپنے بچوں کے اعتقادات و اعمال کا تحفظ ہے!"

آخری فقرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ شیعہ حضرات کے مطالبات اپنے اور اپنے بچوں کے اعتقادات و اعمال کے تحفظ سے تعلق رکھتے ہیں یہ تحفظ کس سے کیا جا رہا ہے ظاہر ہے کہ اہلِ سنّت سے تحفظ کیا جا رہا ہے، ایسی حالت میں دس رکنی بورڈ میں اہلِ سنّت کی نمائندگی اس وجہ سے ضروری ہے کہ یہ دیکھا جا سکے کہ اہل سنت کے کونسے اعتقادات و اعمال سے شیعہ حضرات اپنا اور اپنے بچوں کے اعتقادات و اعمال کا تحفظ چاہتے ہیں۔

جہاں تک اعتقادات کا تعلق ہے، شیعہ اور اہلِ سنّت کے مابین زیادہ تر ایک ہی مسئلہ مابہ النزاع ہے، اور وہ خلافت کا مسئلہ ہے، باقی مسائل فروعات میں سے ہیں، واقعہ کربلا کے متعلق اہلِ سنّت اور شیعوں کے مابین کوئی اختلاف سوائے اس کے نہیں کہ اس واقعہ کی یاد میں مجالس عزا منعقد کرنا اور جلوس نکالنا اہلِ سنت کے نزدیک جائز نہیں، لیکن اس کے باوجود شیعہ حضرات ہر سال ماتمی جلوس بھی نکالتے اور مجالس عزا بھی منعقد کرتے رہتے ہیں اور اہلِ سنت کی طرف سے کسی قسم کا تعرض نہیں کیا جاتا۔ پھر معلوم نہیں اور کونسے اعتقادات و اعمال ہیں جن کا تحفظ شیعہ حضرات ضروری سمجھتے ہیں، اس سلسلہ میں جو بھی مطالبات یا شکایات ان کو ہیں، جب تک وہ سامنے نہ آئیں اور پتہ نہ لگ جائے کہ اہلِ سنّت سے کیا تحفظ وہ چاہتے ہیں اس وقت تک ان پر غور ہونا مشکل ہے اور اسی غرض سے گورنر صاحب کے مقرر کردہ دس رکنی بورڈ میں اہلِ سنّت کی نمائندگی ضروری ہے

رہ گیا مسئلہ خلافت کا اختلاف، یہ اختلاف اگر محض اس حد تک رہتا کہ خلافت بلافصل حضرت علی رضی اللہ عنہ کا حق تھی، اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما اس کے حق دار نہ تھے، تو یہ کوئی بہت بڑی نزاع کی بات نہ تھی، نہ اہلِ سنّت سے قیامت کے دن یہ پوچھا جائے گا کہ تم حضرت علی رض کو خلافت بلافصل کے حق دار کیوں نہ سمجھتے تھے اور نہ شیعہ حضرات سے یہ سوال کیا جائیگا کہ ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کی خلافت بلافصل پر تمہیں کیوں اعتراض تھا، ایک واقعہ ہو چکا غلط تھا یا صحیح، اب اس پر جھگڑے کرنا اور ایک دوسرے کی پگڑی اچھالنا کہاں تک جائز ہے، تو د حضرت علی رضی اللہ عنہ کا رویہ دیکھئے انہوں نے اپنی تمام زندگی میں اس موضوع پر کوئی جھگڑا نہیں اٹھایا بلکہ ہر سہ خلفائے راشدین رض کی بیعت میں منسلک ہو کر یہ ثابت کر دیا کہ وہ ان کی خلافت کو جائز اور برحق سمجھتے تھے شیعہ حضرات اگر یہ خیال کریں کہ وہ دل سے ایسا نہیں سمجھتے تھے، تو یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ جیسی بلند گ ہستی پر ایسا ناپاک الزام ہے جو کسی طرح جائز اور پسندیدہ نہیں، اس قسم کی منافقت کا شائبہ بھی ان میں نہ تھا اور اس کا وہم بھی کرنا ہمارے نزدیک سخت ترین گناہ ہے۔

ایسا ہی ہم سمجھتے ہیں کہ حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم وہ پاک اور برگزیدہ انسان تھے، جن کے متعلق یہ وہم بھی نہیں ہو سکتا کہ وہ خواہ مخواہ ناجائز طور پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا حق چھین کر تختِ خلافت پر متمکن ہو گئے۔ وقتی حالات نے جس امر کا تقاضا کیا، وہ ہو گیا، اس میں کسی کی بدنیتی یا جبر و غصب کو دخل نہ تھا۔ اور انہوں نے دورانِ خلافت میں حفاظت و اشاعت اسلام کے سلسلہ میں جو کارہائے نمایاں کئے وہ ساری اسلامی تاریخ میں اپنی نظیر نہیں رکھتے، لیکن اس کو کیا کیا جائے کہ ہمارے شیعہ بھائی انہی بزرگوں کو آئے دن برا بھلا کہتے اور انہیں منافق غاصب اور کن کن ناپاک خطابات سے نوازتے ہیں، اسی "پیغام عمل" کے پرچہ کو دیکھئے اس میں واقعہ کربلا کا ذکر کرتے ہوئے یہ لکھا ہے:۔

"اس دلخراش واقعہ کے علل و اسباب پر نظر دوڑاتے ہوئے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ ہادیٔ برحق صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی وفات کے بعد نام کے مسلمان خلافت نبوی کو دنیوی سلطنت سے تعبیر کرنے لگے تھے منافقین کی اک کثیر تعداد ابتدا ہی سے اسلام کے لئے مار آستین بنی ہوئی تھی یہ لوگ رسالت مآب کی آنکھ بند ہوتے ہی اسلامی سلطنت کی باگ ڈور حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے۔"

انا للہ وانا الیہ راجعون۔ غور کیجئے اگر یہ صحیح ہے کہ منافقین کی اک کثیر تعداد ابتدا ہی سے اسلام کے لئے مار آستین بنی ہوئی تھی جو رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھ بند ہوتے ہی اسلامی سلطنت کی باگ ڈور حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئی تھی، تو اسلام کا کیا باقی رہ گیا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا حیثیت رہ گئی، وہ پاک ہستی جس کا سب سے بڑا کام لوگوں کا تزکیہ نفس (ویزکیھم) قرار دیا گیا تھا، اگر وہ رات دن اپنے پاس بیٹھنے والی اک کثیر تعداد ہی کا تزکیہ نہ کر سکی، اور وہ ابتدا ہی سے اسلام کے لئے مار آستین بنے رہے یہاں تک کہ آپ کی آنکھ بند ہوتے ہی اسلامی سلطنت پر قابض ہو گئے تو اس سے بڑھکر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معاذ اللہ ناکامی کا اور کیا ثبوت ہوگا یہ وہ حملہ ہے جو بڑے بڑے عیسائی اور یہودی معاندین بھی حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک پر نہیں کر سکے، بلکہ باوجود مخالفت و معاندت کے انہیں اعتراف ہے کہ آپ نے تئیس سال کے قلیل عرصہ میں نہایت بداطوار قوم کو نہایت پاکیزہ اور ہر قسم کے شر اور فریب سے مبرا اور خدا رسیدہ قوم بنا دیا۔ ہمارے شیعہ بھائیوں کو غور کرنا چاہیئے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھنے والوں پر منافقت کا الزام دے کر وہ خود اس ذاتِ پاک پر حملہ کر رہے ہیں، یہ ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہم پر حملہ نہیں اس "کثیر تعداد" پر حملہ نہیں جنہوں نے ان کو خلیفہ تسلیم کیا اور جن کی طرف "پیغام عمل" کا اشارہ ہے بلکہ اس ذاتِ پاک پر حملہ ہے جس کو ویزکیھم کا کام سپرد کیا گیا لیکن وہ ذات ان کی صحبتوں کے باوجود ان کا تزکیہ نہ کر سکے، اس لئے ہم عرض کریں گے کہ خلافت کے جھگڑے کو ہمارے شیعہ بھائی صرف حق و ناحق کے سوال تک ہی محدود رکھیں اور منافقت وغیرہ کے الزامات ان بزرگ ہستیوں پر دے کر جن کو خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بہشتی اور محبوب ٹھہرایا اور جن کے متعلق اللہ تعالےٰ نے یہ شہادت دی ہے کہ من المؤمنین رجال صدقوا ما عاھدوا اللہ علیہ اور جس بزرگ کو خود اللہ تعالےٰ نے ثانی اثنین کا خطاب دیا اس کو سب سے بڑا منافق کہکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین نہ کریں۔

آخر میں ہم عرض کریں گے کہ اگر شیعہ مطالبات کی نوعیت اسی قسم کے اعتقادات کا تحفظ کرنا ہے تو یہ ایک بہت بڑے فتنہ کو ہوا دینا ہے، جو اہلِ سنّت اور شیعہ حضرات کے مابین تشتت و افتراق کی خلیج کو بہت زیادہ وسیع کرنے کا موجب ہوگا۔

ایک جرمن نومسلم کی وفات

مولینا محمد یحییٰ بٹ صاحب کا خط

میرے محترم جناب مولانا دوست محمد صاحب۔ ایڈیٹر پیغام صلح۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

ایک افسوسناک خبر کی اطلاع دیتا ہوں۔ ہمارے جرمن نومسلم بھائی احمد موسلر صاحب ۶ر اگست بروز اتوار یہاں ایک مقامی ہسپتال میں وفات پا گئے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

مرحوم ۱۹۱۰ء میں ایک عیسائی گھرانے میں پیدا ہوئے۔ ان کی والدہ کیتھولک تھیں۔ سترہ سال کی عمر میں عیسائی عقیدہ تثلیث کے خلاف بغاوت کی۔ اور اسلام کی تعلیم کی طرف مائل ہوئے چنانچہ اپنی والدہ مرحومہ کو لے کر برلین مسجد میں آئے۔ اور برلین مسجد کے امام پروفیسر ڈاکٹر عبداللہ مرحوم سے ملاقات کی۔ پروفیسر صاحب مرحوم کی صحبت کا یہ اثر ہوا کہ مرحوم موسلر صاحب اسلام کی صداقت کے قائل ہو گئے۔ اور علی الاعلان اسلام میں داخل ہو گئے۔ ان کی اماں پر بھی اسلام کی صداقت واضح ہو گئی اور وہ بھی اپنے بیٹے کے ساتھ اسلام میں داخل ہو گئیں۔

اس وقت سے لے کر مرتے دم تک مرحوم کو اسلام کے ساتھ محبت رہی۔ اور انہوں نے اپنی زندگی بھر ایک مسلمان کا اچھا نمونہ پیش کیا۔ مغرب کی مخرب الاخلاق عادتوں میں سے کوئی عادت اُن میں نہ پائی جاتی تھی۔

مسجد میں اکثر آتے۔ جب کام سے فراغت ہوتی تو جمعہ کی نماز میں بھی آ جاتے۔ ہفتہ وار میٹنگز میں بھی شامل ہوتے اور اپنی علمی استطاعت کے مطابق اسلام کی صداقت پر گفتگو کرتے۔ مسجد میں آتے تو نماز کے وقت پر اذان دیتے۔ اذان دینے کا بڑا شوق تھا۔ مرحوم نے گھر پر ایک کمرہ کو مسجد بنا رکھا تھا۔ محراب کی جگہ خوبصورت بنا رکھی تھی۔ ایک منبر بھی رکھا تھا۔ اُن کے گھر پہنچتے ہی ہر کوئی معلوم کر لیتا کہ یہ گھر ایک مسلمان کا ہے۔ ۱۹۵۱ء میں ان کی شادی ایک مسلمان خاتون سے ہوئی۔ ان سے دو بچے پیدا ہوئے۔ ایک لڑکا اور ایک لڑکی۔ لڑکے کا نام مرحوم نے محمد احمد رکھا ہے اور لڑکی کا نام یاسمین۔ لڑکا دسویں جماعت میں پڑھتا ہے اور لڑکی پہلی کلاس میں ہے مرحوم بچوں کو بھی عیدین کے اجتماع میں مسجد لاتے۔

وفات سے چند ہفتے پیشتر مرحوم موسلر صاحب مسجد آئے۔ ہفتہ وار میٹنگ میں حصہ لیا۔ اور بتانے لگے کہ اُن کے معدہ میں کچھ تکلیف ہے۔ اس تکلیف کو دُور کرانے کی خاطر ہسپتال میں داخل ہوئے۔ ایک کے بعد دوسرا اپریشن ہوا جس سے نہایت کمزور ہو گئے۔ پانچ اگست کو اُن کی اہلیہ نے ٹیلیفون کیا اور مسجد میں آکر بتایا کہ ان کے خاوند کی حالت نہایت نازک ہے میں اسی وقت ان کے ساتھ ہسپتال پہنچا۔ مرحوم نے آنکھ کھولی سلام کا جواب دیا۔ اور میرا ہاتھ دبا لیا ان کی بیوی نے کہا دیکھئے آپ کے آنے سے کیسے خوش ہوئے ہیں۔ ایک دو منٹ کے بعد مرحوم کو پھر غشی ہو گئی۔

جب سے اپریشن ہوا تھا کھایا کچھ نہ تھا۔ اس کے علاوہ درد کی شکایت تھی۔ چنانچہ ہمارا یہ جرمن نومسلم بھائی اتوار کے روز صبح اپنی بیوی اور اپنے دو یتیم بچوں اور اپنے دوستوں کو داغ مفارقت دے کر عالم بقا کو سدھار گیا۔

ثم انا للہ وانا الیہ راجعون

مرحوم کا جنازہ ۱۴ر اگست بروز سوموار ایک بجے یہاں پڑھا گیا ...... دعا ہے اللہ تعالیٰ مرحوم کی والدہ نے دوسری جنگ عظیم کے دوران میں مسجد کی خدمت کی وہ آج سے چار سال پیشتر ۱۰ر اپریل ۱۹۶۳ء کو وفات پا گئیں۔ اور چھ اگست ۱۹۶۷ء کو ان کا اکلوتا بیٹا عالم بقا میں اپنی ماں سے جا ملا۔

پیغام صلح } مولینا محمد یحییٰ بٹ صاحب کا یہ خط ۱۸ر اگست کو جامع احمدیہ لاہور میں خطبہ جمعہ کے بعد پڑھ کر سنایا گیا اور بعد نماز جمعہ تمام حاضرین نے شیخ الاسلام عبدالرحمٰن مصری صاحب کی قیادت میں جنازہ غائبانہ پڑھا، ہمیں مرحوم کی بیوی بچوں سے اس صدمہ میں دلی ہمدردی ہے اللہ تعالیٰ انہیں صبر جمیل عطا فرمائے اور مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ دے بیرونی جماعتوں سے درخواست ہے کہ مرحوم کا جنازہ غائبانہ پڑھ کر ان کی روح کو ثواب پہنچائیں۔

گیانا (جنوبی امریکہ) میں تبلیغی سرگرمیاں

شیخ محمد طفیل صاحب کا خط

مخدومی و مکرمی جناب سیکرٹری صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میرا گیانا کا دورہ قریباً ختم ہو گیا ہے۔ اتوار ۱۶ر جولائی کو میں واپس ٹرینی ڈاڈ جا رہا ہوں۔ جیسا کہ آپ کو علم ہو چکا ہے میری یہاں سخت مخالفت ہوئی۔ ہزاروں کی تعداد میں ہمارے خلاف اشتہار چھپ کر تقسیم ہوئے ہیں۔ اخباروں اور ریڈیو پر میرے لیکچروں کو بائیکاٹ کرنے کا اعلان ہوا ہے کئی جگہ یہ مخالفت اپنا اثر دکھا رہی اور لوگ بہت کم میرے لیکچروں میں شریک ہوئے لیکن دوسرے مقامات پر اس کا اُلٹا اثر ہوا ہے۔ ہر مسلم گھرانہ میں احمدیت کی حمایت یا مخالفت میں ذکر ہوتا رہا۔ ہمارے دوستوں کے حوصلے پست نہیں ہوئے اور وہ اور مستعدی سے کام کرنے لگے ہیں۔ ایک دو مقامات پر نئی شاخیں قائم ہو رہی ہیں۔ ایک مقام پر دو تین قادیانی جماعت کے لوگوں نے ہماری جماعت کے لوگوں کو دق کر رکھا تھا۔ میرے لیکچروں میں غلطی کا ازالہ (انگریزی ترجمہ) لے کر آ گئے۔ میں نے ان کے ترجمہ میں انگریزی کی غلطیاں بتائیں تو اسے ایک طرف رکھ دیا۔ "پرافٹ آر مجدد" سے فتویٰ کفر کا حوالہ پڑھنے لگے کہ اگر حضرت صاحب نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا تھا تو ان پر کفر کا فتوےٰ کیوں لگا۔ میں نے کہا پھر تو مخالفین سچے تھے اور حضرت صاحب کا انکار غلط تھا۔ آپ یہ کیسا نبی مانتے ہیں کہ جسے اپنے دعوے کا بھی صحیح علم نہ تھا۔ غیرہ حاضرین کو یہ بات خوب سمجھ میں آ گئی۔ غیر احمدیوں کو مقابلہ کے لئے جو بلایا تھا وہ اس سے کنی کترا گئے۔ میری غیر حاضری میں ان لوگوں نے کہا چلو پبلک میں بحث کے لئے نہیں آتے تو پرائیویٹ طور پر ہی ہم تمہارے پاس آ جاتے ہیں۔ ان کے جتنے مولوی مُلّا نے یہاں تھے سب نے انکار کر دیا۔ یہ سب کچھ انہوں نے میرے علم کے بغیر ہی کیا۔ ورنہ آپ جانتے ہیں مجھے مناظرہ کا فن نہیں آتا۔ بس خدا ہی نے ان کے دلوں پر دہشت طاری کر دی کہ میدان میں نہیں آئے۔ اور اس طرح عوام کے لوگوں کو محسوس ہو گیا کہ یہ لوگ مکار اور جھوٹے ہیں۔

میرے اس قیام کے دوران میں ریڈیو پر ۱۵ تقریریں نشر ہو چکی ہیں جن مسجدوں میں لوگوں نے میرا جانا ممنوع قرار دے رکھا تھا اب وہ لوگ وہاں لیکچر کے لئے بلاتے ہیں ...... لیکن میرے پروگرام میں اب کوئی گنجائش نہیں۔ انشاء اللہ پھر کبھی آؤں گا تو حسب حالات زیادہ سے زیادہ کام کروں گا۔

ادارہ تعلیم القرآن

سلسلہ تبلیغ کو جاری رکھنے کے لئے ضروری ہے کہ ایسے لوگ پیدا ہوتے رہیں جو دین کو دنیا پر مقدم کرتے ہوئے خدمت دین کے لئے اپنی زندگیاں وقف کریں اور مروجہ دنیوی علوم کے ساتھ علوم دینی سے بہرہ ور ہو کر تبلیغ و اشاعت اسلام کے لئے نکل کھڑے ہوں، اسی غرض کے پیش نظر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے ادارہ تعلیم القرآن کے نام سے ایک دینی مدرسہ قائم کر رکھا ہے جس میں کم از کم میٹرک پاس طلباء کو وظائف دے کر علوم دینی پڑھائے جاتے اور تبلیغ دین کے لئے تیار کیا جاتا ہے، آج کل اس ادارہ میں نئے طلباء کا داخلہ شروع ہے، ضرورت ہے کہ احباب جماعت اپنے بیٹوں کو جو میٹرک پاس کر چکے ہوں اس ادارہ میں داخلہ لینے کی تحریک کریں جس میں قرآن کریم کا ترجمہ و تفسیر اور دیگر ضروری دینی کتب پڑھائی جاتی ہیں، اور طلباء کو عملی طور پر دینی زندگی بسر کرنے کی تربیت دی جاتی ہے۔ اگر کوئی طالب علم فارغ التحصیل ہونے کے بعد تبلیغی خدمات بجا لانے کے لئے تیار نہ ہو تو کم از کم دین کا علم تو اسے حاصل ہو جاتا ہے اور خدا چاہے تو اس کا عملی نمونہ اپنے گھر بار اور دوست و احباب کے لئے بھی فائدہ کا موجب ہو سکتا ہے۔ اور اس طرح من وجہ اس کا وجود ایک مبلغ ہی کی حیثیت رکھے گا۔

اس لئے ضرورت ہے کہ خواہشمند نوجوان جلد از جلد اپنی درخواستیں پوری تفصیل کے ساتھ سیکرٹری صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کو بھیجدیں تاکہ ان کے داخلہ کا انتظام کیا جا سکے، ادارہ میں رہائش اور خورد و نوش کا بھی مناسب انتظام ہے۔

مسلمان اور عیسائی اقوام کی پہلی اور آخری حالت کا نقشہ

مامور من اللہ کی آمد کے ساتھ عیسائی حکومتوں کا زوال اور اسلامی سلطنتوں کا عروج

خطبۂ جمعہ مؤرخہ ۴ اگست ۱۹۶۷ء فرمودہ شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری بمقام جامع احمدیہ، احمدیہ بلڈنگس لاہور

واضرب لهم مثلا رجلین جعلنا لاحدهما جنتین من اعناب وحففنهما بنخل وجعلنا بینهما زرعا الی واذ قلنا للملائکة اسجدوا لادم فسجدوا الا ابلیس کان من الجن ففسق عن امر ربه افتتخذونه وذریته اولیاء من دونی وهم لکم عدو بئس للظالمین بدلا ———
(سورۃ الکہف از ۵ تا ۶ ع)

خلاصہ مضمون تلاوت کردہ آیات

یہ آیات جو تلاوت کی ہیں سورۃ الکہف کے رکوع ۵ تا ۶ تک لی ہیں خلاصہ مضمون ان کا یہ ہے کہ ان میں دو قوموں کا مقابلہ کر کے دکھلایا گیا ہے یعنی عیسائیوں اور مسلمانوں کا پہلے عیسائی قوم کے دنیوی عروج اور مسلمانوں کی دنیاوی پستی کا ذکر کیا گیا ہے لیکن آخر میں مسلمانوں کو ان کے عروج اور ان کے غلبہ کی بشارت دی گئی ہے اور عیسائیوں کے زوال اور ان کی ذلت کی پیشگوئی کی گئی ہے اور بتلایا گیا ہے کہ انجام ہر چیز کا خدا تعالےٰ کے ہاتھ میں ہی ہے دنیاوی شان و شوکت کی مثال اس نباتات سے دی گئی ہے جو شروع میں تو بظاہر سرسبز نظر آتی ہے لیکن بعد میں کوڑا کرکٹ بن جاتی ہے جسے ہوا ادھر ادھر اڑاتی پھرتی ہے۔

ان کا دنیاوی زوال ایک ہولناک جنگ کے نتیجہ میں ظاہر ہوگا جس میں ساری قوموں کو شریک ہونا پڑے گا۔ دنیاوی زوال کے ساتھ ان کے اُخروی عذاب کا نقشہ بھی پیش کیا گیا ہے اور مسلمانوں کی ترقی اور عیسائی قوموں کے زوال کا دور ایک عظیم الشان مامور کی بعثت کے بعد شروع ہوگا۔

ماقبل رکوعوں کے مضمون کا خلاصہ

یہ خلاصہ ہے ان آیات کا لیکن ان کی تفصیلات بیان کرنے سے قبل میں ان سے قبل رکوعوں کا مضمون بھی اختصار کے ساتھ بیان کر دینا چاہتا ہوں۔

سب سے پہلے شروع سورت میں ہی بطور تمہید قرآن کریم کی عظمت اور حضرت نبی کریم صلعم کے بلند مقام کا تذکرہ فرمایا ہے اور پیشگوئی کی ہے کہ اس کے دشمن ہمیشہ عذاب الٰہی کا نشانہ بنتے رہیں گے اور صالح مسلمانوں کے لئے دائمی اجر کا وعدہ دیا ہے یہ اس لئے کہ تا ضعف کی حالت میں بھی مسلمانوں کے سامنے یہ حقیقت ہمیشہ رہے کہ وہ حق پر ہیں اور خدا ان کے ساتھ ہے۔ پھر خصوصیت سے عیسائیوں کے مشرکانہ عقیدہ یعنے خدا کے لئے بیٹا تجویز کرنے کی مذمت کی ہے پھر اس شدید غم اور صدمہ کا ذکر کیا ہے جو اس باطل عقیدہ کے پھیلنے کی وجہ سے حضرت نبی کریم صلعم کو کھائے جا رہا تھا۔ حضور کے غلام مسیح موعود نے بھی یہی فرمایا کہ انسان پرستی اور اس کے پھیلاؤ کو دیکھ کر میرا دل غم کے مارے گھلا جا رہا ہے۔ پھر دنیاوی زیب و زینت کی بے ثباتی کا ذکر کیا ہے۔ پھر فرمایا کہ عیسائی قوم پہلے موحد ہی تھی اور اس کی بنیاد توحید پر ہی رکھی گئی تھی لیکن شرک بعد میں ان میں پھیلا پھر اس قوم کے چاروں طرف پھیل جانے کا ذکر کیا ہے اور بتلایا ہے کہ ان کا رعب اس قدر ہوگا کہ دوسری قومیں ان سے مرعوب اور خوفزدہ رہیں گی اور ان کی ایک خاص علامت یہ بیان کی کہ کتا ہر وقت ان کے ساتھ رہے گا۔ اس کے بعد بتلایا کہ یہ قوم ابتداء میں تجارت کو اپنی شان و شوکت کے بڑھانے کا ذریعہ بنائے گی اور اپنے اصل مقاصد اور حقیقی ارادوں کو دوسری قوموں سے مخفی رکھتے ہوئے آہستہ آہستہ ان پر سیاسی غلبہ حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائے گی یہ بھی واضح کر دیا کہ ان کے غلبہ کی بنیاد تین صدیوں کے بعد رکھی جائے گی۔ اس کے بعد مسلمانوں کو ہدایت کی ہے کہ ان کی دنیاوی کامیابیاں تمہاری آنکھوں کو خیرہ نہ کر دیں کہ کہیں ان کے پیچھے لگ جاؤ اور ان کے طریق کو پسندیدہ نگاہوں سے دیکھتے ہوئے اس کو اختیار کرنے کی طرف راغب ہو کر طالب دنیا بن جاؤ۔ افسوس مسلمانوں نے اس الٰہی تنبیہہ کو پس پشت ڈالتے ہوئے وہی کیا جس سے ان کو روکا گیا تھا بلکہ ایسے زمانہ میں مسلمانوں میں سے ان لوگوں کے ساتھ ہو جانا جو خدا کو دن رات یاد کرنے والے ہوں گے اور خدا کی رضا کے لئے خدمت دین بجا لا رہے ہوں گے اور ان لوگوں سے الگ رہنا جن کے دل ذکر الٰہی سے غافل ہوں گے۔

اور یاد رکھنا کہ خدا کی طرف سے حق وہی ہے جو یہ کتاب اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لائے ہیں اب چاہو تو ایمان پر قائم رہنا اور چاہے کفر اختیار کرنا ہم صرف اتنا بتلا دیتے ہیں کہ کفر کا انجام اچھا نہیں ہوگا نہ اس دنیا میں نہ آخرت میں اس کے بالمقابل ایمان پر قائم رہنے والوں اور اعمال صالحہ بجا لانے والوں کا انجام بہتر ہوگا۔

دو قوموں کا تفصیلی نقشہ

اب اس کے بعد بطور مثال کے ان دو قوموں کا نقشہ پیش کیا ہے فرمایا ان کے فائدہ کے لئے دو آدمیوں کو بطور مثال کے بیان کرو (ان میں سے ایک عیسائیت کی نمائندگی کرنے والا ہے اور ایک اسلام کی نمائندگی کرنے والا ہے) ان میں سے ایک کے لئے ہم نے انگوروں کے دو باغ بنائے ہیں اور ان کے اردگرد کھجوروں کے درخت لگا دیئے ہیں اور کھیت ان کے درمیان کھیتی کے لئے بھی میدان عطا کر دیا ہے بالفاظ دیگر تنا دی کشادگی کے سارے سامان اس کو عطا کر دیئے ان دونوں باغوں نے اپنا پھل بھی خوب دیا کسی قسم کی کمی نہیں کی اور ان کے اندر دریا بھی جاری کیا ہوا تھا جس سے وہ حسب ضرورت ہر وقت پانی بھی لے سکتے تھے اس لئے اس کو ہر وقت اس کی منشاء کے مطابق پھل ملتا رہتا تھا۔

عیسائی قوم کا تکبر اور اس کا اپنی دنیاوی برتری پر اترانا

پس یہ شخص اپنی مالی حالت کی بہتات کے گھمنڈ میں آ کر اپنے دوسرے ساتھی سے گفتگو کرتے ہوئے اسے کہتا ہے دیکھتا نہیں کہ تیرے مقابلہ میں میرے پاس مال بھی زیادہ ہے اور جتھے کے لحاظ سے بھی میں تجھ پر غالب ہوں اپنے ان متکبرانہ خیالات کو دل میں لئے ہوئے اپنے جنت میں داخل ہوا کرتا تھا اور حالت اس کی یہ ہوتی تھی کہ مشرکانہ خیالات سے اس کا دل بھرپور ہوتا اور اپنے دوسرے ساتھی کو کہتا کہ مجھے یقین ہے کہ میرے مال و دولت کی بہتات اور میرے اس غلبہ کے سامان جو مجھے حاصل ہیں کبھی بھی تباہ نہیں ہوں گے (دوسری قومیں بھی بعد میں اقوام کے متعلق یہی سمجھنے لگ پڑی تھیں کہ پہلی اقوام جو زوال کا نشانہ بنی ہیں اُن کے زوال کے وجوہ و اسباب کو انہوں نے دریافت کر لیا ہے اس لئے اُن کی روک تھام کے لئے انہوں نے مکمل سامان کر لئے ہیں اس لئے اب ان پر زوال نہیں آ سکتا) اور اس کے ساتھ ہی ان قوموں کا یہ بھی نعرہ تھا کہ ہمیں یقین ہے کہ قیامت کوئی نہیں آئے گی کہ ہمیں اپنے اعمال کی جوابدہی کرنی پڑے یہ دنیاوی زندگی ہی زندگی ہے اس کو خوشحال بنانے کے لئے ہم جو طریق بھی چاہیں اس کے اختیار کرنے میں ہم آزاد ہیں لیکن اگر بفرض محال ہمیں مرنے کے بعد خدا کے روبرو پیش بھی ہونا پڑا تو وہاں بھی ہمارا اس سے بہتر ہی انجام ہوگا۔ پہلا نظریہ ان قوموں کے آزاد خیال لوگوں کا بتلایا ہے اور دوسرا ان کے مذہبی لوگوں کا بتلایا ہے جو یسوع کی شفاعت پر یقین رکھتے ہیں۔

اسلام کی نمائندگی کرنے والے کا جواب

اس کا دوسرا ساتھی جو اسلام کی نمائندگی کرنے والا ہے۔ اس کی اس لایعنی گفتگو کو سن کر یوں گویا ہوتا ہے کیا تو اس خدا کا انکار کرتا ہے جس نے تم کو مٹی سے پیدا کیا

جناب غلام نبی مسلم صاحب

ٹائم میگزین کے دجل و تلبیس کی حقیقت

(آخری قسط)

عربوں کی شکست کی آڑ میں اس بظاہر "لادینیت" (Secularism) کے حامی اور بباطن اسلام دشمن اخبار نے مزید لکھا ہے:-

"عربوں کی ترقی کے موانعات میں سے اسلام بھی ہے۔ مذہبی حیثیت سے اب بھی اسلام نائیجیریا سے پاکستان اور فلپائن تک غیر مسلموں کو جذب کر رہا ہے، یہ ایک واضح، امید افزا اور روادار مذہب ہے۔ جیسے مظاہر پرست لوگ بھی بھوت پریت کو مانتے ہوئے قبول کر سکتے ہیں۔ کہیں کہیں اسلام وقت کے ساتھ بدلا ہے۔ مگر عربوں کے نزدیک اسلام اب بھی خدا کا مکمل ترین معاشرہ ہے۔ مشکل یہ ہے کہ اس اضطراب انگیز حقیقت کا کس طرح مقابلہ کیا جائے کہ مغرب کی ٹیکنیکی زندگی بظاہر بہت زیادہ موثر ہے۔ آرنلڈ ٹائن بی کا کہنا ہے کہ ترک مسلمانوں نے مذہب کو ریاست سے الگ کر کے حل تلاش کر لیا۔ چنانچہ انہوں نے اسلامی قانون کو لادینی معاملات سے علیحدہ کر دیا اور اٹلی اور سوئٹزرلینڈ کی تعزیرات کو اختیار کر لیا، عربی کی بجائے لاطینی رسم الخط رائج کر دیا۔ اور ترکوں کو ترغیب دی کہ وہ اسلامی روایات کے خلاف تجارت کریں۔ مگر ترکوں کے برعکس جو اب بھی ترک سلاطین کا سا اعتماد رکھتے ہیں۔ عرب اسلام کی مضبوط گرفت سے آزاد نہیں ہو سکے، عرب ثقافت میں مذہب کے متبادل کوئی مثبت سیکولر نظام نہیں۔ جیسا ہارورڈ ڈیوینٹی سکول سے ولفریڈ کینٹویل لکھتے ہیں عرب دنیا میں کوئی ٹام پین اور والٹیئر پیدا نہیں ہوا۔ اس کے برعکس یہودی اور عیسائی روایات انسان کو موقع دیتی ہیں کہ وہ آزادانہ فطرت بلکہ خدا کے ساتھ بھی ٹکر لے۔ اس تخلیقی تنازع کا تصور اسلام کے لئے اجنبی بلکہ ڈراونا ہے۔"

ان سطور کو پڑھ جائیے، اس اسلام دشمن مضمون نگار کے دل میں عربوں کی ہمدردی کس قدر جوش زن ہے اور وہ کس قدر بے چین ہے کہ عرب اسلام کا جوا گردن سے اتار پھینکیں اور آزادی حاصل کر کے دراوّل ترقی یافتہ اقوام کی صف اولین میں جا کھڑے ہوں اور انہیں پھر وہ عظمت نصیب ہو جسے ختم کرنے کے لئے یورپی اقوام صدیوں سے مصروف ہیں اور آخر پہلی جنگ عظیم میں کامل طور پر کامیاب ہوئے ہیں اور جس کے احیاء کے امکان کو ختم کرنے کے لئے انہوں نے عربوں کے قلب و جگر میں اسرائیلی استعمار کا خنجر پیوست کر دیا ہے۔

کیا عربوں کی نشاۃ ثانیہ کی راہ میں اسلام رکاوٹ ہے؟ اسلام ایک نظریہ حیات ہے جس کی پیروی سے عرب کے جاہل، غیر مہذب، پسماندہ، منتشر، متحارب، وحشی صفات عرب متحد، مہذب اور علم کے مشعل بردار بن گئے۔ جنہوں نے اخوت، حریت، مساوات اور عدل و انصاف کی بدولت دنیا کے مقہور و مجبور انسانوں کو ابھارا، غلاموں کو آقاؤں کے پہلو بہ پہلو لا کھڑا کیا اور اسی اسلام کا اثر تھا کہ انہوں نے اپنی عظمت و شوکت کو علوم فنون کی ترقی پر لگا دیا۔ سائنسی علوم کے گمشدہ خزانوں کو کھود نکالا۔ مشرق و مغرب کے حکماء اور علماء کو یکجا کیا۔ مدارس و کالج قائم کئے، یونیورسٹیاں قائم کیں اور تمام قسم کے علوم کو نہ صرف زندہ کیا بلکہ انہیں بہت ترقی دی اور موجودہ علمی ترقیات کے لئے پیش رو ثابت ہوئے۔ کیا جس آفتاب نے چند صدیاں قبل جہالت کی تاریکیوں کو دور کیا تھا۔ وہ آج اپنی غیر مبدل حالت میں تاریکی کا موجب بن چکا ہے؟ آخر عرب کس بات کو چھوڑ دیں؟ توحید کو چھوڑ دیں اور شرک کی ذلت اور پستی کو اختیار کر لیں، انسانی مساوات کے اصول کو ترک کر دیں؟ دنیا بھر کے مذہبی رہنماؤں اور دینی کتب کے احترام کو ترک کر دیں؟ عدل و انصاف کے اسلامی اصولوں کو فراموش کر دیں؟ حق و صداقت کی فضیلت کا انکار کر دیں؟ نسوانی دنیا کے حقوق کو پامال کر دیں؟ شراب، زنا، جوا، سود، لوٹ کھسوٹ، حرام خوری، قتل ناحق، چوری، ظلم و ستم، ایسی غیر اسلامی خرابیوں کو اختیار کر لیں؟

اسلام پر کیچڑ اچھالتے ہوئے یہ کہنا کہ پسماندہ اقوام کے لوگ اسے اس لئے قبول کر رہے ہیں۔ کہ اسلام انہیں بھوت پریت پر یقین رکھنے کی اجازت دیتا ہے، ایک بہتان ہے۔ گو دنیا کے ہر مذہب کے پیرو کاروں میں توہم پرست لوگ ملتے ہیں اور مغربی ممالک کے "ترقی یافتہ" لوگ اس سے خالی نہیں لیکن توحید کا علمبردار مذہب مظاہر پرستی اور بھوت پریت پر یقین کا شدید ترین مخالف ہے۔ اسلام جہاں کہیں بھی گیا اس نے لوگوں کو ذہنی بلندی عطا کی اور لا الٰہ الا اللّٰہ کے اعلان سے جہاں توہم کے بتوں کو توڑا وہاں انسان کا رشتہ ایک خدائے واحد سے جوڑا۔ اس کے برعکس عیسائیت نے پسماندہ ممالک میں زیادہ تر ان لوگوں کو مادی آسائشوں کے ذریعہ متاثر کیا جو علمی، ذہنی اور اخلاقی لحاظ سے بدترین حالت میں تھے۔ عیسائیت اور یہودیت کی تاریخ پر نظر ڈالئے۔ یہودیت تو نسلی مذہب ہے۔ عیسائیت نے اوّل تو جناب مسیح کی تعلیم کی مخالفت کر کے غیر اسرائیلیوں میں تبلیغ کی۔ اس زمانے کے مروجہ عقائد کو اپنا لیا۔ پھر انسان کو پیدائشی گنہگار ثابت کر کے اپنے دائرے میں تمام قسم کی برائیوں، توہم پرستیوں اور حماقت کو جگہ دے دی اور محض مسیح کی صلیبی موت پر ایمان کو نجات کا ذریعہ قرار دے کر ہر قسم کے مظالم و مفاسد کی راہ کھلی رکھی۔ مغرب کے لوگ عربوں سے ترقی کے نام پر یہ توقع رکھتے ہیں۔ کہ وہ ایک عاجز انسان کو خدا کا بیٹا مان لیں اور ایک ایسے مسئلے پر ایمان لے آئیں جس کی وجہ سے اہل مغرب بدکاری، شراب، جوئے، انسانی لوٹ کھسوٹ، قتل و غارت اور بربادیاں لگے ہوئے ہیں۔ جو رنگ و نسل کی بنا پر اپنے ہی ہم مذہبوں اور ہم وطنوں کے خون سے ہاتھ رنگتے رہیں۔ جن کے دلوں میں رنگ و نسب کی بنا پر انسانوں سے نفرت ہے جن کے تعلیمی اداروں، ہوٹلوں اور گرجوں میں ان کے ہم مذہب سیاہ فام لوگ داخل نہیں ہو سکتے جو اپنی سیاسی اغراض اور معاشی خوشحالی کے لئے دنیا کی کمزور اقوام کے بے گناہ خون سے ہاتھ رنگ رہے ہیں اور انہیں لوٹ رہے ہیں۔

"عربوں میں کوئی ٹام پین (Tom Paine) اور والٹیئر (Voltaire) پیدا نہیں ہوا۔ اس کے برعکس یہودی اور عیسائی روایات انسان کو موقع دیتی ہیں کہ وہ آزادانہ فطرت بلکہ خدا کے ساتھ بھی ٹکر لے"

یہ دعوے لغو اور غلط ہونے کے علاوہ بے محل بھی ہے۔ تھامس پین (جسے امریکن حقارت کی وجہ سے ٹام پین کہتے ہیں) اٹھارویں صدی میں ایک امریکن تھا جس نے انسانی حقوق (Rights of man) نامی کتاب لکھ کر امریکہ اور دنیا کے مقہور انسانوں کو بادشاہوں کے خلاف بغاوت پر آمادہ کیا، اور خود امریکہ کی جنگ آزادی اور فرانس کے انقلاب میں عملی حصہ لیا، اس نے ایک کتاب دورِ عقلیت (The Age of Reason) نامی ... لکھی جس میں عیسائیت کے باطل عقائد کی پرزور تردید کی، اس کا ایک ہم عصر فرانس کا فلسفی والٹیئر تھا جس نے فرانسیسیوں کو بادشاہت اور عیسائیت کے خلاف ابھارا اور اس کی تحریروں نے ملک میں عوام کو پیام بیداری دیا۔

اول تو ان دونوں حق گو انسانوں کو جن مصائب کا سامنا کرنا پڑا وہ اہل مغرب کے رخسار پر تھپڑ ہے جو حریت فکر کا مدعی ہے۔ والٹیئر کی زیادہ تر عمر جلاوطنی اور جیل خانے میں گزری اور بڑھاپے میں اس نے اپنا مکان سوئٹزرلینڈ کی سرحد پر بنا لیا تھا کہ اگر فرانسیسی پولیس پکڑنے آئے تو وہ سوئٹزرلینڈ کی سرحد میں داخل ہو جائے۔ اور ٹام پین کی حالت یہ تھی کہ اسے امریکی شہریت سے محروم کر دیا گیا۔ اور اسے "دورِ عقلیت" کی تصنیف پر اس قدر حقارت کا سامنا کرنا پڑا کہ وہ اپنے ملک میں انتہائی ذلت اور کس مپرسی کی موت مرا۔

ان واقعات سے عیاں ہے کہ مغرب کی آزادی رائے کا دعوے تو باطل ہے، البتہ وہاں کے بعض باہمت انسانوں کی عظمت کا اظہار ہوتا ہے، جنہوں نے جان، مال اور آبرو کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اعلائے کلمۃ الحق کیا، جہاں تک یہودیوں کی رواداری کا تعلق ہے وہ تو ان کے سلوک سے عیاں ہے جو انہوں نے جناب مسیح سے کیا۔ حتیٰ کہ انہیں صلیب پر لٹکنے پر مجبور کیا۔ مشہور یہودی فلسفی سپینوزا نے ایسے عقائد کا اظہار کیا، جو یہودیوں کے خلاف تھے، تو یہودیوں نے اسے برادری سے خارج کر دیا اور ان پر اس قدر لعنتیں بھیجی کہ دنیا میں کسی اور انسان کے حصے میں نہ آئی ہوں گی، اور عیسائیوں نے بیکن

گلیلیو وغیرہ اہل علم کا جو حشر کیا وہ کسی سے پوشیدہ ہے حالانکہ انکی تحریرات کی کے خلاف نہ تھیں محض انکشافات فطرت پر مبنی تھیں، اس کے برعکس تمام اسلامی دنیا میں ایک مثال نہیں ملتی کہ کسی اہل علم کو سائنسی انکشافات کی بناء پر حکومت وقت نے ہدف ستم بنایا ہو۔ بلکہ ان کی ہمیشہ قدر دانی ہوئی اور بعض کتابوں کو سونے میں تول کر معاوضہ دیا گیا۔ اس سے یہ بھی عیاں ہے کہ اسلام کے لئے مغرب کی تکنیکی زندگی کوئی لاینحل الجھن نہیں جس کی تائید ۲۴

کیا اسلام کو ٹام پین یا والٹیئر کی ضرورت ہے؟ ٹام پین اور والٹیئر اسلام سے ناواقف نہ تھے۔ بلکہ وہ عیسائیت اور اسلام کے فرق سے آگاہ تھے، یہی وجہ تھی کہ خدا کا بیٹا ماننا، انسانوں کا فطرتاً گنہگار ہونا۔ ایک بے گناہ انسان کا دوسروں کی خاطر صلیب پر چڑھانا، تمام قسم کی برائیوں کی راہ کھول دینا، شراب کو مسیح کا خون سمجھ کر پینا، چاروں اناجیل کی بے سروپا اور متضاد داستانیں، پولوس کے ذریعہ غیر اسرائیلی معتقدات کا عیسائیت میں داخلہ، شریعت کا لعنتی قرار دیا جانا، ختنہ کی تنسیخ وغیرہ ایسے امور تھے۔ جو انسان کی توہین کا موجب تھے۔ اور جن سے کوئی اہل فہم ودانش نفرت کئے بغیر نہیں رہ سکتا تھا۔ ٹام پین اور والٹیئر نے محض اپنے دور کے اہل دانش کی ترجمانی کی، ان کا ہم عصر اور فرانس کا عظیم فلسفی روسو تھا۔ جس نے نہ صرف عیسائیت کی تردید کی بلکہ اسلام کی تعریف بھی کی، اور ٹام پین اور والٹیئر اس کے خیالات سے بے خبر نہ تھے۔ روسو نے اپنی تصنیف "معاہدہ عمرانی" (Social Contract) میں لکھا ہے:-

"قانون سازی عظیم روح حقیقی معجزہ ہے اور اسے اپنے مشن کا ثبوت مہیا کرنا چاہیے۔ ہر کوئی پتھر پر کتبے لکھوا سکتا ہے۔ کسی کاہن سے حسب منشا فال نکلوا سکتا ہے، آسمانی دیوتاؤں سے خفیہ مکالمے کی جعلسازی کرسکتا ہے۔ کسی پرندے کو کان میں بات کرنے کے لئے سدھا سکتا ہے (جناب مسیح کی طرف اشارہ۔ جن کے کان میں فاختہ وحی پہنچایا کرتی تھی۔ ناقل) اور لوگوں سے اپنی باتیں منوانے کے لئے دوسرے غیر معقول ذریعے دریافت کرسکتا ہے۔ جو شخص ایسے ذرائع سے آشنا ہے وہ اپنے گرد عوام کا ہجوم اکٹھا کرنے میں کامیاب ہوسکتا ہے۔ لیکن وہ کبھی کسی سلطنت کی بنیاد رکھنے کے قابل نہیں ہوگا اور اس کا لچر کام اس کی موت کے ساتھ ہی پراگندہ ہو جائیگا خالی خولی شعبدے عارضی ہوتے ہیں۔ یہودیوں کا آئین اب بھی باقی ہے اور اسماعیل کے فرزند (حضرت محمد صلعم) کا آئین چودہ صدیوں سے نصف دنیا پر حکومت کرتا چلا آ رہا ہے، ایسے آئین ان عظیم رجال کی عظمت پر دلالت کرتے ہیں جنہوں نے یہ آئین مدوّن وتخلیق کیے۔ اور جب کہ مغرور فلسفی اور کورانہ گروہی روح کو ان کی ذات میں قسمت آزما جعلسازوں کے سوا کچھ نظر نہیں آتا۔ ایک حقیقی مدبران نظاموں کی پشت پر ایسے نابغہ روزگار عظیم اور طاقتور انسانوں کی تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکتا جو پائدار نظاموں کی راہنمائی کرتے ہیں"

"محمد (صلعم) کے نظریات نہایت ٹھوس اور گہرے تھے۔ انہوں نے اپنے سیاسی نظام کو کامل طور پر متحد اور منظم کر دیا۔ اور جب تک ان کا انتظام ان کے جانشینوں یعنی خلفاء کے ماتحت اصلی شکل میں رہا۔ حکومت متحد اور اس حد تک اچھی رہی، لیکن جب عرب خوشحال، تعلیم یافتہ، سلیقہ شعار عورتوں کی طرح نزاکت پسند اور کاہل ہو گئے تو وحشی اور اکھڑ لوگوں نے انہیں دبا لیا"

روسو کی ان تحریرات کی روشنی میں اگر والٹیئر اور ٹام پین نے عیسائیت کی غیر معقولیت کو ہدف تنقید بنایا اور اسلام کی عظمت کے پیش نظر اس سے خاموشی اختیار کی تو اس میں تعجب کی کونسی بات ہے اور پھر محض تنقید کسی انتظام حیات کی تخفیف کے لئے کافی نہیں۔ جیسا کہ ٹائم کے جاہل بلکہ متعصب مقالہ نگار کی اسلام کے خلاف یاوہ گوئی سے عیاں ہے۔ جس کا جائزہ پہلی اقساط میں لیا جا چکا ہے اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے مغرب کی عقل پرست اقوام صدیوں کی ٹھوکروں کے بعد صداقتوں کا ادھورا تصور اپنا رہی ہیں جو اسلام نے چودہ صد سال قبل انہیں مکمل شکل میں پیش کیں اس لئے ایک مکمل نظام کو ٹام پین کی ضرورت نہیں پڑتی ان کے لئے ایسے شارحین کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ جو بدلتے ہوئے حالات میں ان کی تشریح و وضاحت کرکے لوگوں کی راہنمائی کریں، جنہیں اسلام کی اصطلاح میں مجددین کہتے ہیں۔ اور ایسے نابغہ روزگار مسلمانوں میں ہمیشہ پیدا ہوتے چلے آئے ہیں۔

اور یہ کوئی فخر کی بات نہیں کہ عیسائیت اور یہودیت خدا کو بھی ہدف تنقید بننے کی اجازت دیتے ہیں اس سے تو یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ان مذاہب کی اساس ہی کھوکھلی ہے۔ ان کے ہاں خدا کا تصور نہایت ناقص ہے بالفاظ دیگر ان کے ہاں خدا کا تصور بھی علم وتجربے کی بناء پر محل تنقید ہو کر بدلتا رہتا ہے۔ مذہب کی یہ لچک نہایت ہی احمقانہ ہے، لیکن جن مذاہب میں کمزور۔ بے بس اور پراگندہ حال انسانوں کو خدائی مسند پر جگہ دی گئی، ایسے خدا جنہیں مخلوق نے صلیب پر لٹکا دیا۔ ایسے خدا کے ساتھ جو سلوک بھی ہو کم ہے۔ انہیں تو ہر قدم پر ٹام پین اور والٹیئر کی ضرورت ہے لیکن اسلام کا وحدہٗ لاشریک خدا ان کمزوریوں سے وراء الوراء ہے اور اسلام کسی ناقد کا محتاج نہیں

ٹائم میگزین کو تو شیخی ہے کہ ان کی ابلیسانہ مساعی بارور ہوئیں۔ شیطان نے بھی ناصح بن کر حیات ابدی کے لالچ میں آدم کو خدا کی نافرمانی پر آمادہ کر لیا، اسی طرح اہل یورپ کے پروپیگنڈے نے عربوں کو، ترقی کے نام پر، اسلام کو پس پشت ڈالنے پر آمادہ کر لیا۔ چنانچہ ترقی کی تڑپ میں اکثر عربوں نے اسلامی تعلیمات کو چھوڑا، اسلامی برادری سے منہ موڑا، قرآن سے رشتہ منقطع کرکے شام، الجیریا مصر وغیرہ میں اشتراکیت کی دیوی کی پوجا شروع کر دی، خدا اور حق کے دشمن فرعون کو قبلہ حاجات بنایا، بقول ٹائم

"ناصر نے اسلام کی جگہ عرب سوشلزم کو رائج کیا، لادینی نظام قائم کیا، عورتوں کو آزادی بخشی۔ پریس پر کنٹرول جاری کیا"

اسی طرح شام میں اسلام کو دبا دیا گیا، اور اسلام پسند عناصر کو کچلا گیا یا بھاگنے پر مجبور کیا گیا، لیکن ہوا کیا، عربوں میں پھوٹ پڑ گئی سازشوں اور بغاوتوں نے زور پکڑا۔ اور انجام کار مٹھی بھر یہودیوں کے ہاتھوں شدید نقصان اٹھانا پڑا۔ کیونکہ اقوام کسی نظریاتی مقصد کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتیں، اور نہ ہی ترقی کرسکتی ہیں، اور عربوں نے اسلام کی نظریاتی اساس کو کھو کر ذلت ورسوائی کو دعوت دی اور کلمہ طیبہ کی بجائے کلمہ خبیثہ کو اختیار کرکے دشمنوں کی تمناؤں کو پورا کر دیا۔ لیکن خود مصداق من قبل کے مصداق بن گئے۔ اور بقول شاہ حسن ثانی والی مراکش:-

"عربوں نے خدا کو چھوڑا تو خدا نے ان سے منہ موڑ لیا"

اسلام آج بھی ایک قوت ہے۔ اس کی روح عرب کے خون میں جاری وساری ہے۔ عرب اور مسلمان اگر چاہتے ہیں کہ وہ دنیا میں آبرومندانہ زندگی بسر کریں تو ضروری ہے کہ وہ اسلام — قرآنی اسلام — کو مضبوطی سے اختیار کریں، اسلام سے بہتر نظریہ حیات دنیا میں کہیں موجود نہیں۔ اسے اختیار کرکے نہ صرف اسلامی اور عرب دنیا کو عروج حاصل ہوگا، بلکہ وہ دکھی انسانیت کی رہنمائی کرکے دنیا کو امن وسلامتی کا گہوارہ بنانے میں بھی مدد دیں گے۔

واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العٰلمین۔

اخبار احمدیہ

امتحان میں کامیابی اور عطیہ

—— میاں فاروق احمد صاحب بھورکر ملتان نے اپنے لڑکے میاں نجیب احمد صاحب کے میٹرک فرسٹ ڈویژن میں پاس ہونے پر مبلغ ۵۰۰/- روپے دار السلام کو بطور عطیہ دیئے ہیں جزاہ اللہ۔

—— شیخ رحمت اللہ سلیم صاحب ملتان کی صاحبزادی عابدہ سلیم صاحبہ میٹرک سیکنڈ ڈویژن میں کامیاب ہوئی ہیں۔ محترمی شیخ صاحب نے مبلغ ۲۵۰/- روپے عطیہ اشاعت اسلام میں دیئے ہیں اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے۔

ادارہ ان کامیابیوں پر ہر دو کو مبارکباد دیتا ہے اور آئندہ بھی کامیابیوں سے ہمکنار ہونے کے لئے دعا کرتا ہے۔

تقرری بطور پرنسپل فوجی کالج

—— کرنل نیاز الدین صاحب فوجی کالج چٹاگانگ میں بطور پرنسپل جا رہے ہیں ان کی سلامتی اور ان کے بچوں کی دین ودنیا کی بہتری کے لئے دعا فرمائی جاوے۔

درخواست دعا

—— خواجہ محمد بشیر صاحب اپنڈسائٹس کی بیماری سے میو ہسپتال لاہور کے البرٹ وکٹر وارڈ میں زیر علاج ہیں ان کی صحت کے لئے احباب سے دعا کی درخواست ہے۔

خالد محمد دین صاحب مانسہرہ

مقتدیانِ ربوہ کی شرانگیزی اور خلیفہ ثالث کا نیا فتوے

نماز اور جنازہ "غیر مبائع احمدی" کے پیچھے نہ پڑھی جائے

ربوہ کی خلافت ثانیہ کا دورِ اوّل "شاندار" ہونے کے علاوہ "مرکز اور بہشتی مقبرہ" کا بھی وارث تھا ان ظاہری بتوں کے علاوہ بزعم خود مصلح موعود ہونے کا فخر بھی حاصل تھا۔ چنانچہ اصلاح کا کام یوں شروع کیا گیا کہ باپ جو ساری عمر دعویٰ نبوت سے انکار کرتا رہا بلکہ مدعی نبوت پر لعنت بھیجتا رہا اور مدعی نبوت کو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دیتا رہا۔ اس کے ارشادات اور "مہر نبوت را بر وشد اختتام" کے واضح الفاظ کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اس کو مدعی نبوت ٹھہرا کر اس کے انکار کرنے والوں بلکہ اُن کو بھی جنہوں نے اُن کا نام بھی نہیں سُنا "کافر اور دائرہ اسلام سے خارج" ہونے کا فتوے صادر فرمایا۔ اس فتوے کی مزید تشریح یوں فرمائی کہ ایک مُرید کے استفتاء پر فرمایا مسلمان بچوں کا جنازہ پڑھ لینا ویسا ہی حرام ہے جیسا ہندو اور عیسائی بچوں کا جنازہ حرام ہے غرضیکہ اسلامی دُنیا میں مسیح موعودؑ کو بدنام کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی اور ایسے حرکات میں دن بدن اضافہ ہوتا رہا اور سزا کا وقت آپہنچا۔ "مرکز اور بہشتی مقبرہ" جن پر یہ اترایا کرتے تھے چھین لئے گئے اور خلیفہ ثانی عورتوں کی پناہ میں برقع اوڑھ کر پاکستان پہنچ گئے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات رحیم وکریم ہے۔ خلافت ثانیہ کے علمبردار کو پھر جاہ و جلال عطا فرمایا اور ربوہ کی سرزمین میں قصرِ خلافت کی تعمیر ہوئی اور دوبارہ دُنیا سے الگ تھلگ مطلق العنان خلافت کے اسباب مہیا ہو گئے۔ میں نے خود بھی ایک جلسہ سالانہ پر خلیفہ صاحب کی آمد و رفت کا منظر دیکھا ہے گویا جرنل کی آمد و رفت کی ہو بہو نقل تھی۔ مگر خدا کی اس عنایت پر بھی خدا خوفی پیدا نہ ہوئی اور مسلمانانِ محمدیہ کو کافر کہنے اور طعن و تشنیع میں کوئی کمی کی گئی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مخالفین احمدیت کی طرف سے "تحفظِ ختمِ نبوت" کے نام سے ایک نئی تحریک کھڑی کی گئی جس نے قصرِ خلافت ربوہ کے در و دیوار ہلا دیئے۔ فسادات اور بدامنی کا ایک طوفان کھڑا ہو گیا اور حکومت کو مارشل لاء نافذ کرنا پڑا۔ اور ساتھ ہی ایک عدالت قائم کر دی جسے تحقیقاتی کمیشن کا نام دیا گیا اور ہر مسلک کے گروہ سے سات سوالات کا جواب طلب کیا گیا۔ خلیفہ ثانی مدعی المصلح الموعود کو یقین ہو گیا کہ اگر وہ اپنے گذشتہ چالیس سالہ عقیدہ پر قائم رہا تو جماعت احمدیہ غیر مسلم اقلیت قرار دے دی جائے گی۔ ایسی حالت میں انہوں نے اپنے تمام عقائد سے جو مسلمانوں کی تکفیر، غیر احمدی کے جنازہ کی حرمت اور اجرائے نبوت سے تعلق رکھتے تھے اور زور دار الفاظ میں کتب و رسائل میں اُن کا ذکر موجود ہے بلکہ یہاں تک لاف زنی کی گئی تھی کہ اگر میری گردن پر تلوار بھی رکھ دی جائے تو میں کہوں گا کہ (یہی ہمارے عقائد ہیں) رجوع کرنے میں ذرہ بھر تامل نہ کیا۔ اور عدالت ربوہ کو سات سوالات کا جواب دیتے وقت قرآن کریم کی آیت ھو سمّٰکم المسلمین یاد آ گئی کہ امت محمدیہ کا نام خدا تعالیٰ نے مسلمان رکھا ہے اور تائید میں حدیث بھی لکھ دی کہ جو شخص بھی ہمارے قبلہ (یعنی کعبہ) کی طرف منہ کر کے نماز پڑھے اور مسلمانوں کا ذبیحہ کھائے وہ مسلمان ہے جس کو خدا اور اس کے رسولؐ کی حفاظت حاصل ہے۔ مقام غور ہے کہ چالیس سال تک قرآن کریم کی اس آیت اور حدیث کی طرف توجہ دلانے کے باوجود اس کی پرواہ نہ کی گئی۔ لیکن اس موقعہ پر تلوار کے بغیر ہی اپنی جگہ پر آ گئے اور اجرائے نبوت اور تکفیرِ مسلمین سے رجوع کرنا پڑا یہاں تک کہ غیر احمدی کے جنازہ کے بارہ میں یہ کہنا پڑا کہ۔

"(د) دوسری شق کا جواب یہ ہے کہ گو جماعتی فیصلہ یہی رہا ہے کہ غیر از جماعت لوگوں کی نمازِ جنازہ نہ پڑھی جائے لیکن اب اس سال حضرت مسیح موعودؑ کی ایک تحریر اپنی قلم سے لکھی ہوئی ملی ہے جس کا حوالہ ایک مرتبہ ۱۹۱۷ء میں دیا گیا تھا اور حضرت امام جماعت احمدیہ نے اس کے متعلق اسی وقت اعلان فرما دیا تھا کہ اصل تحریر کے ملنے پر اس کے متعلق غور کیا جا سکے گا لیکن وہ اصل خط اس وقت نہ مل سکا اب ایک صاحب نے اطلاع دی ہے کہ ان کے والد مرحوم کے کاغذات میں سے اصل خط مل گیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص حضرت بانی سلسلہ کا مکفر یا مکذب نہ ہو اس کا جنازہ پڑھ لینے میں حرج نہیں ہے کیونکہ جنازہ صرف دُعا ہے۔"

اس تحریر سے صاف طور پر ثابت ہے کہ خلیفہ ثانی صاحب اور جماعت ربوہ نے اپنے گذشتہ عقائد سے رجوع کیا۔ ہاں البتہ یہ رجوع محققانہ اور مدبرانہ تھا یا بزدلانہ یا منافقانہ؟ اس بارہ میں اہلِ ربوہ کا طرزِ عمل ہی گواہی دے گا یا اہلِ بصیرت ہی کچھ سمجھ سکیں گے۔ مگر میں یہ ضرور کہوں گا کہ ایک سر ... وہ الفاظ جن میں لکھا تھا کہ خلیفہ ثانی کو اپنے عقائد سے رجوع کرنا پڑے گا واضح طور پر پورے ہوئے۔ خلیفہ ثانی نے جنازہ کے متعلق ۱۹۱۷ء میں غور کرنے کے لئے وعدہ فرمایا اور وہ وعدہ تحقیقاتی عدالت کے سامنے یاد آیا اور پھر بھول گئے اور آخر کار "مصلح موعود" اپنی خلافت کے آخری دور میں غور و فکر کی صلاحیت ہی کھو بیٹھے۔ اور وہ اسی حالت میں اس دارِ فانی سے رحلت کر گئے۔ اب خلافتِ ثالثہ کا دور شروع ہوا۔ پیر پرستی جسے حضرت مسیح موعود ختم کرنے کے لئے آئے تھے اس قوم میں اپنی انتہاء کو پہنچ چکی ہے اور پہلے سے بڑھ کر اپنی شان میں کا ورد الاپنا ضروری ہو گیا ہے۔ خلافتِ ثانیہ، خلافتِ اوّل سے بڑھ ہوئی تو خلافتِ ثالثہ کیوں پیچھے رہے۔ "پیراں نمے پرند مریداں مے پرانند" کے ماتحت ایک مخلص مُرید جلال الدین شمس نے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر صبح کے درس میں جس میں میں بھی موجود تھا کہا کہ جن دوستوں کو خلافت کے بارہ میں خوابیں آئی ہوں وہ فوراً بھیج دیں۔ چنانچہ "بشاراتِ ربانیہ" کے نام سے اس کی اشاعت ہوئی اور کثرت سے اس کو تقسیم کیا گیا۔

اس کتاب نے جہاں مریدوں کو افیون کی گولی کھلا کر سُلا دیا وہاں خلیفہ صاحب کے دماغ پر بھی اثر کیا۔ وہ مصلح موعود تو نہیں تاہم فتوے جاری کرنے میں کوئی جھجک محسوس نہیں کرتے اور اپنی خلافت کے چند ماہ بعد ہی ایک فتوے جاری کیا جو حسب ذیل ہے۔

"بروئے چٹھی ۱۸۱۸ مؤرخہ ۱۰-۱-۶۶ احمدیوں کا امام نماز میں بھی اور احمدی کے جنازہ میں بھی احمدی مبائع ہو"

یہ فتوے جلال الدین شمس کی قلم سے مانسہرہ کے ایک مرید کے استفتاء پر بلکہ سازش پر خاص مصلحت کے ماتحت جاری ہوا اور پانچ ماہ تک مخفیہ رہا تاوقتیکہ ۱۸-۱-۶۶ کو میرے بھائی کی وفات پر مولوی محمد عرفان صاحب اپیل نویس مانسہرہ نے میرے بیٹے سے کہا کہ اگر جماعت ربوہ کا امام نماز جنازہ پڑھائے تو آپ اور ہم سب اکٹھے جنازہ پڑھ لیں گے ورنہ ہم آپ کے امام کے پیچھے نماز جنازہ نہیں پڑھ سکیں گے کیونکہ ہمارے لئے مرکز سے فتوے آیا ہوا ہے (یہ تجاہلِ عارفانہ تھا فتوے آیا نہیں بلکہ خود گہری سازش کر کے منگوایا تھا) میں نے جواباً کہا کہ مرنے والے نے جس شخصیت کے لئے اپنے جنازہ کی وصیت کی ہے وہ احمدیت کے لئے ایک نمونہ کی حیثیت رکھتا ہے اور بجا طور پر اس شعر کا مصداق ہے ؎

خوشتر آں باشد کہ سرِ دلبراں
گفتہ آید در حدیث دیگراں

اگر وصیت نہ بھی ہو تو بھی میں اس فتوے کو سرے سے بے ہودہ اور جاری کنندگان کی ذہنی پستی اور اخلاقی گراوٹ کے مترادف سمجھتا ہوں ۔۔۔ چنانچہ مولوی محمد عرفان صاحب نے کہا کہ پھر ہم علیحدہ نماز جنازہ پڑھ لیں گے۔ میں نے کہا آپ ایسا بھی نہیں کر سکتے۔ احمدیت کے تاریخی کاغذات میں دونوں جماعتوں کی علیحدہ نماز جنازہ کو احمدیت کی ذلت سمجھتا ہوں اگر پہلے کبھی ایسا نہیں ہوا تو آج ہرگز نہ ہو گا۔ ہم آپ کو مسیح موعودؑ کی غالی جماعت سمجھ کر بھی آپ کے جنازہ میں شریک ہوتے رہتے ہیں تو آج کونسا نیا تقدس آپ کے اندر حلول کر گیا ہے جو آپ کی نماز جنازہ ہمارے امام کے پیچھے نہیں

ہوسکتی۔ اس پر مولوی محمد عرفان صاحب نے اپنی امارت کے فرائض سرانجام دیئے اور جماعت ربوہ کے دوستوں کو فرداً فرداً تازہ نہیں بلکہ ۵ ماہ پہلے کے لکھے ہوئے فتوی سے آگاہ کیا اور گاؤں میں خط لکھے کہ جماعت احمدیہ لاہور کے امام کے پیچھے نماز جنازہ ناجائز ہوگئی ہے۔ غرضیکہ یہاں واتخذوا احبارھم ورھبانھم ارباباً من دون اللّٰہ کے تحت جماعت ربوہ کی اکثریت۔ نے نماز جنازہ سے اجتناب کیا وہاں چند احباب ربوہ نے (جن میں مولوی محمد عمر خان صاحب کے فرزند بھی تھے) اصلاح و ارشاد کے اس فتوے کو لغو اور حضرت مسیح موعودؑ کے مسلک کے صریح خلاف سمجھ کر نماز جنازہ میں شرکت کی۔

چونکہ میرے دماغ میں غلط طور پر ایک بات سمائی ہوئی تھی کہ خلیفہ ثالث ایک تعلیمیافتہ۔ روشن خیال تعلیم الاسلام کالج کا سابق پرنسپل۔ دنیا کے نشیب و فراز سے واقف اور ۱۹۵۳ء کے فتنہ کا عینی شاہد ہے ایسا فتوے جاری کرنے والوں سے بازپرس کرے گا۔ اور اسی خیال کے تحت میں نے خلیفہ صاحب کی خدمت میں ایک رجسٹرڈ خط لکھا کہ آپ کے حواریوں نے اچھا طرز عمل اختیار نہیں کیا۔ خلافت ثانیہ کے دور میں دونو جماعتوں میں تحریر و تقریر کی تلخی اپنی انتہاء کو پہنچنے کے باوجود یہی فتوے جاری کرنے والے جماعت احمدیہ لاہور یا شہرہ کی مسجد میں نماز جمعہ پڑھتے اور پڑھاتے تھے۔ اور اس بات کو ہمیشہ اتفاق رہا کہ نماز جنازہ اکٹھی پڑھی جاتی رہی بلکہ بسا اوقات سابق امیر جماعت ربوہ ہزارہ سید پیرزمان شاہ مرحوم، دُور دُور ہماری جماعت کے افراد کا جنازہ پڑھنے کے لئے سب کو اکٹھا کر کے لے جایا کرتے تھے یہ الفاظ اصل خط میں نہیں ہیں) میرا تو خیال تھا کہ آپ کے دور خلافت میں دونو جماعتوں کے اندر نفرت کے رجحان کو کم کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ مگر اس فتوے نے تو انتہائی نفرت کا آغاز کر دیا ہے خدا خوفی سے کام لیں اور ایسے فتوے جاری کرنے کے نتائج پر غور کریں ایسا نہ ہو کہ خدا کا غضب بھڑکے اور شاید یہ ۱۹۴۷ء اور ۱۹۵۳ء کے غضب سے زیادہ شدید ہو۔ لہذا آپ براہ مہربانی امیر جماعت ہزارہ اور دعوت اصلاح ارشاد کے انچارج سے بازپرس کر کے مجھے جواب دے کر مشکور فرماویں۔ چنانچہ میرے ۱۱/۲۹ کے خط کا جواب ۲۱/۱۲ کو سیکرٹری خلیفہ ثالث کی طرف سے ملا جس میں تحریر تھا۔

"آپ کی رجسٹرڈ چٹھی خلیفہ ثالث ایدہ اللہ
بنصرہ العزیز کی خدمت میں پیش کر دی گئی"

اس کا مفہوم تو یہی معلوم ہوتا تھا کہ خلیفہ صاحب میرے خط کا جواب دیں گے۔ ۲/۱ تک جواب نہ آنے پر میں نے سیکرٹری صاحب خلیفہ ثالث کو خط لکھا کہ میرا خط بنام خلیفہ صاحب جواب طلب تھا۔ آپ دوبارہ دربار خلافت میں میری گذارش کی یاددھانی فرمائیں۔ اس کے جواب میں ایک ماہ بعد ایک کارڈ وصول ہوا جس میں وہی فتوے درج تھا۔ مگر اس دوران میں ایک ترمیم شدہ اور واضح فتوے بھی جاری ہو چکا تھا جس سے ثابت کر دیا کہ خلیفہ ثالث خود ہی پہلے سے بڑھ کر "یا اپنی شان میں" فتوے کا بارم بنے ہوئے ہیں۔[۴۴]

(باقی کالم ۲ کے نیچے)

فہرست عرب مہاجرین فنڈ

دفتر تحصیل سے

نام	رقم
فاروق عالم و تنویر عالم پسران مرغوب عالم چھاگا نگ	30.00
انعام اللہ عبدالاری صاحب چمن - -	5.00
اللہ دتہ شاہ صاحب چریان تحصیل چکوال جہلم -	10.00
بذریعہ عبدالحفیظ بٹ صاحب بدوملہی - -	28.00
تنویر صاحبہ ہمشیرہ شیخ محمد عبداللہ صاحب وزیرآباد -	2.50
پروین صاحبہ " " " " "	2.50
شیخ محمد عبداللہ صاحب وزیرآباد -	10.00
شیخ عزیز الرحمان صاحب " " - -	5.00
بابا محمد قاسم صاحب " " - -	5.00
مستری عبدالکریم صاحب " " - -	10.00
الیس عبیداللہ صاحب " " - -	10.00
حکیم مولوی اللہ دتہ صاحب " " - -	5.00
بابو شیخ عزیز احمد صاحب " " - -	10.00
چوہدری عبدالحق صاحب " " - -	2.00
اہلیہ بابو شیخ عزیز احمد صاحب " " - -	5.00
والدہ صاحبہ شیخ محمد عبداللہ صاحب " " - -	0.50
شہزادی پروین صاحبہ " " -	1.00
فرخ امتیاز احمد " " - -	1.00
رخسانہ پروین صاحبہ " " -	0.50
میاں احمد دین بہادر وچوہان صاحبان " - -	10.00
حضرت مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی لاہور -	200.00
حضرت بیگم عزیز احمد صاحب لاہور -	50.00
میاں عبدالحکیم صاحب جہلم - - -	1.00
میاں خالد رازق صاحب جہلم - - -	1.00
میاں طارق رازق صاحب " - - -	1.00
میاں عامر رازق صاحب " "	0.50

[۴۴] ترمیم شدہ فتوے حسب ذیل ہے:۔

"جو غیر مبائع معاند خلافت نہ ہو اس کی نماز جنازہ
احمدی پڑھ سکتے ہیں بشرطیکہ امام مبائع
احمدی ہو" (ایڈیشن ۲۲ مورخہ ۱۱/۲۹ ۱۹۶)

خلافت ثانیہ کا فتوی ملاحظہ فرمایئے۔ اور خلیفہ برحق ہونے کی داد دیجئے۔ کیا چوہدری ظفراللہ خان مسلمانوں کی ترقی کا راز یہ ہی خلیفہ کو اپنا سربراہ ماننے میں مضمر سمجھتے ہیں کیا ایسا فتوی صادر ہونے کے بعد بھی کچھ شک رہ جاتا ہے کہ یہ خالی گروہ یہودیوں اور عیسائیوں کی طرح اپنے آپ کو ہی خدا کا لاڈلا اور پیارا نہیں سمجھتا۔ ان کے امام کے بغیر نہ نماز ہوتی ہے اور نہ جنازہ۔ کیا ان کو مسلم برادری کے افراد قرار دیا جا سکتا ہے۔ ان کا حج کعبہ محض دکھاوے کے طور پر نہیں تو اور کیا ہے۔ وہاں ان کی اجتماعی نمازیں نہیں ہو سکتیں۔ ان حالات اور ایسے فتوے کے ہوتے ہوئے ان لوگوں کو کیا جواب دیا جا سکتا ہے جو جماعت احمدیہ کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے لئے کوشاں ہیں؟

نام	رقم
مسماۃ فضل نور صاحبہ جہلم - -	2.50
بابو عطاء الرحمٰن صاحب جہلم - -	2.00
مستری نثار احمد صاحب جہلم - -	2.00
مستری محمد حیات صاحب جہلم - -	1.00
سیٹھ سعادت دین صاحب جہلم - -	10.00
سیٹھ عبدالمالک صاحب جہلم - -	10.00
شیخ عبدالرشید صاحب جہلم - -	00
بابو مشتاق احمد صاحب جہلم - -	1.00
بابو محمد عاشق صاحب " " - -	1.00
میاں اقبال احمد شیخ صاحب راولپنڈی	10.00
ملک محمد عبداللہ صاحب انجینئر راولپنڈی	10.00
شیخ حفیظ اللہ صاحب راولپنڈی - -	5.00
ملک الٰہی بخش صاحب " " -	20.00
میاں سعید احمد صاحب شیخ " - -	25.00
میاں اقبال احمد شیخ صاحب " - -	25.00
ریاض احمد صاحب " - -	10.00
چوہدری محمد اسمٰعیل صاحب راولپنڈی - -	5.00
سید ارشاد حسین صاحب " " - -	2.00
شیخ محمد یحییٰ صاحب " " -	2.00
شیخ اکرام الٰہی صاحب " " -	10.00
عبدالواحد صاحب " " -	1.00
علی محمد اجمیری صاحب " " -	10.00
شیخ عبدالعزیز صاحب " " -	5.00
چوہدری محمد شفیع صاحب چک ۲۱۳ W.B کسم سر -	10.00
محمد یعقوب صاحب " " -	2.00
ماسٹر محمد عبداللہ صاحب لاہور - -	5.00
مولوی عبدالرحمٰن صاحب امام مسجد مری -	5.00
چوہدری محمد سعید صاحب بھٹہ لاہور -	25.00
ڈاکٹر حسن علی صاحب گوجرانوالہ -	20.00
ڈاکٹر فضل الرحمٰن صاحب گوجرانوالہ -	15.00
شیخ منظور مسعود صاحب " " -	5.00
خالد عتیق صاحب " " "	5.00
سید حسن شاہ صاحب " " "	1.00
مرزا خالد اکرام صاحب لاہور - -	3.00
الحاج محمد ابراہیم صاحب لاہور - -	5.00
حاجی توکل مجید صاحب لاہور - -	5.00
بیگمات محمد یحییٰ صاحب لاہور - -	1.00
ڈاکٹر عبدالمجید صاحب سرگودھا -	100.00
ڈاکٹر مس قمر المجید صاحب سرگودھا	100.00
شیخ غلام احمد صاحب وزیرآباد (وعدہ)	10.00
شیخ ممتاز احمد صاحب " " (وعدہ)	10.00

آنریری جنرل سیکرٹری
احمدیہ انجمن اشاعت اسلام۔ لاہور

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں
(منیجر)

www.aaiil.org

جلد ۵۴ | یوم چہارشنبہ - مؤرخہ ۲۲ جمادی الاوّل ۱۳۸۷ھ مطابق ۳۰ اگست ۱۹۶۷ء | نمبر ۳۴

"لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں۔ لاہور میں ہمارے پاک محب ہیں۔ میں تیرے خالص محبّوں کا گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے نفوس و اموال میں برکت دُوں گا۔"
(الہامات حضرت مسیح موعودؑ)

حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مُسلمانیم از فضلِ خدا
مُصطفےٰؐ ما را امام و پیشوا
آں کہ او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوّت را بروشد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفانِ ما از جام اوست
یک قدم دُوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کُفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا۔
۲۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آئندہ منسوخ ہوگی۔
۳۔ سب صحابہؓ اور آئمہؒ قابل احترام ہیں۔
۴۔ سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے۔
۵۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۶۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا۔

بحرِ حکمت کے موتی

مسئلہ کو سمجھنے کے لئے امام یا معلّم پر اعتراض کرنا

عن عائشۃ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم کانت لاتسمع شیئًا لاتعرفہٗ الا راجعت فیہ حتّی تعرفہٗ وان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من حوسب عذّب قالت عائشۃ فقلت اولیس یقول اللہ عزّوجل فسوف یحاسب حسابًا یسیرًا قالت فقال انّما ذالک العرض ولکن من نوقش الحساب یھلک۔

ترجمہ:- حضرت عائشہؓ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق روایت ہے کہ وہ کوئی بات نہ سنتی تھیں جسے وہ نہ سمجھتی ہوں مگر اسے دوبارہ پوچھ لیتیں یہاں تک کہ اسے سمجھ لیتیں اور کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص سے حساب لیا جائے گا اسے عذاب دیا جائے گا۔ عائشہؓ کہتی ہیں میں نے کہا کیا اللہ تعالےٰ نہیں فرماتا کہ اس کا حساب آسانی سے لیا جائے گا (سورۃ انشقاق) کہتی ہیں تو آپ نے فرمایا یہ تو صرف (اعمال کا) پیش کردینا ہے لیکن جس پر حساب میں گرفت ہوئی تو وہ ہلاک ہو جائے گا۔

نوٹ:- از حضرت مولینا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ
اس سے معلوم ہوا کہ مسئلہ سمجھنے کے لئے کسی بات کا پیش کرنا درست ہے اور واعظ یا معلّم یا امام پر اعتراض کرنا یا اس سے سوال کرنا صحیح علم حاصل کرنے کے لئے جائز ہے۔ حضرت عائشہؓ گویا ایک گونہ نبی صلعم پر اعتراض کرتی ہیں کہ آپ یوں فرماتے ہیں اور قرآن کریم میں یوں آیا ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ قرآن کریم نبی صلعم کے اقوال پر مقدم ہے۔ کیونکہ حضرت عائشہؓ نے قرآن کی بناء پر نبی صلعم کے قول پر اعتراض کیا۔ پس نبی کریم صلعم کا قول قرآن کریم کے ماتحت ہے۔ اور نبی کریم صلعم نے حضرت عائشہؓ کے اعتراض کو بُرا نہیں منایا۔ بلکہ یوں تشریح فرمائی کہ آپ کی مراد حساب سے مواخذہ ہے اسی لئے فرمایا من نوقش الحساب یعنی اپنے قول کی تشریح فرمائی کہ آپ کی مراد وہ حساب ہے جس میں مواخذہ کا رنگ ہو، اور حساب یسیر یا آسان حساب یہ ہے کہ اسے اعمال بتا دیئے گئے لیکن مواخذہ نہیں کیا گیا۔

(فضل الباری شرح صحیح بخاری کتاب العلم)

ہر ایک امیر خُدا کے حقوق اور انسانوں کے حقُوق کے متعلق پُوچھا جائے گا

امیر طبقہ کے لیئے حضرت مسیح موعُود علیہ السّلام کی جامع ہدایات

اے امیرو اور بادشاہو! اور دولتمندو! آپ لوگوں میں ایسے لوگ بہت ہی کم ہیں جو خدا سے ڈرتے اور اس کی تمام راہوں میں راستباز ہیں۔ اکثر ایسے ہیں کہ دنیا کے ملک اور دنیا کے املاک سے دل لگاتے ہیں۔ اور پھر اسی میں عمر بسر کر لیتے ہیں اور موت کو یاد نہیں رکھتے۔ ہر ایک امیر جو نماز نہیں پڑھتا اور خدا سے لاپرواہ ہے۔ اس کے تمام نوکروں چاکروں کا گناہ اسکی گردن پر ہے۔ ہر ایک امیر جو شراب پیتا ہے۔ اس کی گردن پر ان لوگوں کا بھی گناہ ہے جو اس کے ماتحت ہو کر شراب میں شریک ہیں۔ اے عقلمندو! یہ دنیا ہمیشہ کی جگہ نہیں۔ تم سنبھل جاؤ۔ تم ہر ایک بے اعتدالی کو چھوڑ دو۔ ہر ایک نشہ کی چیز کو ترک کرو۔ انسان کو تباہ کرنے والی صرف شراب ہی نہیں، بلکہ افیون، گانجہ، چرس، بھنگ، تاڑی اور ہر ایک نشہ جو ہمیشہ کے لئے عادت کر لیا جاتا ہے۔ وہ دماغ کو خراب کرتا اور آخر ہلاک کرتا ہے۔ سو تم اس سے بچو۔ ہم نہیں سمجھ سکتے کہ تم کیوں ان چیزوں کو استعمال کرتے ہو جن کی شامت سے ہر ایک سال ہزارہا تمہارے جیسے نشہ کے عادی اس دنیا سے کُوچ کر جاتے ہیں۔ اور آخرت کا عذاب الگ ہے۔ پرہیزگار انسان بن جاؤ۔ تا تمہاری عمریں زیادہ ہوں، اور تم خدا سے برکت پاؤ۔ حد سے زیادہ عیاشی میں بسر کرنا لعنتی زندگی ہے۔ حد سے زیادہ بدخلق بے مہر ہونا لعنتی زندگی ہے۔ حد سے زیادہ خدا یا اس کے بندوں کی ہمدردی سے لاپرواہ ہونا لعنتی زندگی ہے۔ ہر ایک امیر

(باقی بر صفحہ ۱۱ کالم ۱)

حقیقی داعی الی اللہ میں ایمان باللہ اور عملِ صالح کی صفات

چودھویں صدی کے کامل مردِ مومن حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام ہیں جنہوں نے اپنے ایمان اور عملِ صالح سے قرآن کریم اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت و عظمت نمایاں کی

خطبہ جمعہ مورخہ ۱۸ اگست ۱۹۶۷ء — فرمودہ حضرت مکرم مولانا شیخ عبدالرحمٰن مصری صاحب دامت برکاتہ بمقام جامع احمدیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

ومن احسن قولاً ممن دعا الی اللہ وعمل صالحاً وقال اننی من المسلمین — (حم سجدہ ع۵)

کامل مومن کے اوصاف

اس آیت میں جو میں نے تلاوت کی ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے کامل مومن کے تین اوصاف بیان کئے ہیں اور وہ یہ ہیں :-

(۱) اس شخص سے بڑھ کر کس شخص کا قول اچھا ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف لوگوں کو بلاتا ہے۔

(۲) وہ صرف دعوت ہی نہیں دیتا بلکہ اس کے اعمال کے اندر بھی نظر آتا ہے کہ جو کچھ وہ کہتا ہے وہی کچھ اس کے اعمال کے اندر بھی موجود ہے۔

(۳) وہ علی الاعلان یہ کہتا ہے کہ میں خدا تعالیٰ کے فرمانبردار بندوں میں سے ہوں۔ یعنی جو صفات قرآن کریم میں فرمانبردار بندوں کی بیان کی گئی ہیں وہ مجھ میں دیکھ لو۔

چودھویں صدی کا مردِ مومن

اس چودھویں صدی میں ان تینوں اوصاف سے متصف صرف ایک ہی شخص نظر آتا ہے۔ کہ جس نے اس بات کا اعلان اور دعوےٰ کیا ہو۔ نہ صرف دعوےٰ کیا ہو بلکہ اس دعوےٰ کو اپنے وجود میں [illegible] ثابت بھی کرکے دکھا دیا ہو۔ وہ شخص کون ہے؟ وہ اس زمانہ کا [illegible] ہے۔ وہ اس چودھویں صدی کے مجدد مسیح اور مہدی ہیں وہ ایک ہی شخص ہے جو نظر آتا ہے کہ وہ مذکورہ آیات کے اندر بیان کردہ اوصاف سے متصف ہے۔

امتِ اسلامیہ کو داعی الی اللہ قرار دیا گیا ہے۔

ساری امتِ اسلامیہ کو اللہ تعالیٰ نے مبلغ بنایا ہے۔ فرمایا ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینہون عن المنکر واولٰئک ہم المفلحون۔ تم میں سے ایک ایسی امت ہونی چاہیئے کہ جو لوگوں کو خیر کی طرف بلائے۔ نیکی کا حکم دے اور بدی سے روکے یہی جماعت کامیاب ہونے والی اور اپنے مقصد کو حاصل کرنے والی ہو سکتی ہے دوسری جگہ فرمایا کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنہون عن المنکر وتؤمنون باللہ۔ تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے فائدہ کے لئے پیدا کی گئی ہو کہ لوگوں کو معروف کا حکم دو اور بدیوں سے روکے رکھو۔

داعی الی اللہ کو ایمان باللہ اور عملِ صالح سے متصف ہونا ضروری ہے

شرط یہ ہے کہ تمہارا اپنا ایمان بھی خدا پر ہو تؤمنون باللہ کی شرط بڑھا [illegible] دی ہے کہ داعی الی الخیر کے عمل سے بھی ظاہر ہو رہا ہو کہ وہ فی الحقیقت خود بھی اس خیر کو خدا کی طرف سے ہی یقین کرتا ہو اگر اس پر وہ خود عامل نہیں تو وہ پھر اس آیت کا مصداق ہوگا۔ ومن الناس من یقول اٰمنا باللہ وبالیوم الاٰخر وما ہم بمؤمنین۔ یعنی خدا کی فہرست میں اس کا نام مومنوں میں نہیں ہوگا حقیقت یہ ہے کہ دل کے اندر جو ایمان ہوتا ہے کردار ہی اس کو ثابت کر سکتا ہے کہ آیا داعی الی الخیر خود بھی اس پر عمل کر رہا ہے یا نہیں۔ تو ایمان کا عملی ثبوت یہ ہے کہ جو داعی الی اللہ ہو اس کا عمل بھی اس کے مطابق ہو، اسی لئے آیت تلاوت کردہ میں وعمل صالحاً کی قید بڑھائی ہے۔

حضرت شعیبؑ کا قوم سے خطاب

حضرت شعیب علیہ السلام کے متعلق قرآن شریف میں آتا ہے کہ جب انہوں نے قوم کو دعوت الی الحق دی تو صاف فرمایا وما ارید ان اخالفکم الی ما انہاکم عنہ یعنی جس بات کے کرنے سے میں تم کو روکتا ہوں میرے عمل میں دیکھ لو کہ میں خود بھی اس کے خلاف نہیں کرتا پس دیکھ لو کہ اگر میں تمہیں نیکی کا حکم دیتا ہوں تو اس نیکی کے کام کو خود بھی کرتا ہوں یا نہیں۔

داعی الی اللہ کون ہو سکتا ہے

اصل چیز جو ہے وہ یہی ہے کہ داعی الی اللہ حقیقی معنوں میں وہی ہو سکتا ہے جس کے اعمال بھی گواہی دیتے ہوں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی بتلائی ہوئی ہدایات پر پوری طرح سے عامل ہے جیسا کہ میں نے بتلایا ہے ایسا بھی ہوتا ہے کہ خدا پر ایمان لانے والے لوگ تو ہوتے ہیں لیکن خدا تعالیٰ کی فہرست میں وہ مومن نہیں ہوتے۔ اس لئے کہ دل ان کا تسلیم نہیں کرتا کہ جن باتوں کی طرف وہ لوگوں کو بلاتے ہیں وہ اللہ کی طرف سے ہی ہیں اسی لئے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق آتا ہے قل ہٰذہ سبیلی ادعوا الی اللہ علیٰ بصیرۃ انا ومن اتبعنی۔ کہدو کہ میرا راستہ یہ ہے کہ میں خدا کی طرف جو تم کو بلاتا ہوں علیٰ وجہ البصیرت بلاتا ہوں اور میرے حقیقی متبع بھی علیٰ وجہ البصیرت ہی لوگوں کو اس طرف بلائیں گے۔

حضرت امامِ زمان علیہ السلام علیٰ وجہ البصیرت داعی الی اللہ تھے

اس چودھویں صدی میں ہمیں حضرت مرزا صاحبؑ کے سوا کوئی شخص نظر نہیں آتا جو آنحضرت صلعم کے حقیقی متبع ہونے کی حیثیت سے علیٰ وجہ البصیرت داعی الی اللہ ہو۔ بے شک داعی الی اللہ تو کئی لوگ ہو سکتے ہیں

عمل کا انحصار نیت پر ہے

لوگ مختلف اغراض کے ماتحت یہ کام کرتے ہیں اگر ایک شخص ہے وہ دعوت الی اللہ اور بعض اور نیک کام بھی کرتا ہے۔ لیکن اس کے یہ کام بعض دنیاوی اغراض کے ماتحت ہوتے ہیں جیسا کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک شخص ایک جنگ میں شریک ہوا۔ اس نے بہترین خدمات انجام دیں۔ صحابہ کرامؓ کو یہ خیال پیدا ہوا کہ یہ شخص نیکی کا کام کر رہا ہے اور اس نے آج یقیناً جنت کو حاصل کر لیا۔ لیکن حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر روئے زمین پر کسی دوزخی کو چلتے پھرتے دیکھنا ہو تو اس شخص کو دیکھ لو۔ آخر تحقیق پر ثابت ہوا کہ وہ خدا کے لئے نہیں بلکہ اس قوم سے اپنا کوئی دیرینہ انتقام لینے کی غرض سے اس قوم کے خلاف لڑ رہا تھا جس سے مسلمانوں کی جنگ ہو رہی تھی۔ اسی لئے حضور صلعم نے فرمایا انما الاعمال بالنیات۔ عمل کا دارومدار نیت پر ہے ایک شخص نماز پڑھتا ہے اس نیت سے کہ لوگ اسے نمازی کہیں۔ اس کا عمل خدا کے ہاں مقبول نہیں ہے۔

قبولیتِ اعمال کے لئے ایمان اور اعمالِ صالح کی ضرورت

قبولیت کے لئے خدا پر حقیقی اور سچا ایمان ہونا ضروری ہے۔ ایمان کے بعد بصیرت کا ہونا اور بصیرت اس وقت تک حاصل نہیں ہو سکتی جب تک اعمال میں اخلاص نہ ہو اسی لئے فرمایا مخلصین لہ الدین۔ جب تک اخلاص کھرا حقیقی ایمان ساتھ نہ ہو اعمال خدا کے ہاں مقبول نہیں ہوتے۔ اگر کوئی شخص داعی الی اللہ ہے۔ اور جو کام وہ کر رہا ہے تو وہ شخص خدا کے ہاں مقبول ہے فرض کرو ایک شخص ظاہر داعی الی اللہ بھی ہے لیکن اعمال اس کے نہایت گندے ہیں [illegible] کے ذریعہ جو جوئے کی ایک قسم ہے روپیہ کماتا ہے حالانکہ جوئے کو خدا تعالیٰ نے کھلے الفاظ میں حرام کیا ہے زناکاری میں مبتلا ہے شراب خوری کی عادت رکھتا ہے بات بات میں جھوٹ سے کام لیتا ہے قتل و غارت سے بھی نہیں چوکتا تو ایسا شخص یقیناً اس شخص کی مانند ہے جس نے ایک جنگ میں بظاہر اسلام کی بڑی خدمت کی

مگر یہ خدمت اس کی خدا کے ہاں مقبول نہ ہوئی۔ پس حقیقی معنی میں اور خدا کے ہاں داعی الی اللہ وہی شخص ہوگا جو عمل صالحاً کا بھی مصداق ہوگا ورنہ الٰہی معیار کے مطابق وہ داعی الی اللہ قرار نہیں پایا جا سکتا۔ خواہ لوگ ظاہر حالات کی بنا پر اسے داعی الی اللہ ہی سمجھیں اور اس بنا پر اس پر فریفتہ بھی ہوں۔ اگر کوئی شخص کہے کہ میں خدا کا فرمانبردار ہوں اور مسلمانوں میں سے ہوں تو محض دعویٰ اس کا کچھ چیز نہیں۔

سچے مسلمان ہونے کی قرآنی علامتیں

یوں تو ایک زانی شرابی بھی کہہ سکتا ہے اور کہتے ہیں الحمدللہ میں مسلمان ہوں لیکن جو قرآن کریم نے مسلمان ہونے کی علامتیں بیان کی ہیں اگر وہ اس کے اندر نہیں تو وہ خدا کے ہاں مسلمان نہیں۔ پہلی علامت تو اعمال صالحہ ہی ہیں تیرہ سو برس قبل یا تو حضرت نبی کریم صلعم نے دنیا کے سامنے یہ چیلنج رکھا فقد لبثت فیکم عمراً من قبلہ افلا تعقلون یا اب اس چودھویں صدی میں آنحضرت کے غلام حضرت مرزا صاحب نے اپنے الہام کی بنا پر انہی الفاظ میں دنیا کو چیلنج دیا کہ کوئی شخص میری زندگی میں نکال کر دکھلاوے عیب نکالنا تو درکنار بڑے بڑے مخالفوں نے بھی اقرار کیا کہ اس شخص نے نہایت پاکباز زندگی بسر کی ہے۔

مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کی شہادت

مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی جنہوں نے دعوئ مسیحیت کے بعد سب سے پہلے حضور پر کفر کا فتوے لگایا اور سارے ہندوستان میں پھر کر علماء سے فتوے کفر پر مہریں بھی لگوائیں۔ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم سیالکوٹی کی ملاقات ان سے ایک دفعہ بٹالہ اسٹیشن پر ہوگئی تو دوران گفتگو میں حضرت مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم نے کہا کہ مولوی صاحب حضرت مرزا صاحب کی پہلی زندگی کے پاکیزہ ہونے کی شہادت آپ نے دے دی جس سے ہم واقف نہ تھے اور بعد کی زندگی کو ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں یہ ہے عمل صالحاً کی گواہی اور یقینی اور قطعی شہادت جسے جھٹلایا نہیں جا سکتا کہ باوجود کھلے کھلے چیلنج کے کسی شدید سے شدید دشمن کو بھی حضور کی طرف ایک بھی عیب منسوب کرنے کی جرأت نہ ہوئی بلکہ جن واقف کاروں نے شہادت دی پاکیزگی اور طہارت کی ہی شہادت دی اس سے ثابت ہوا کہ حضور حقیقی معنی میں اور قرآنی معیار کے مطابق داعی الی اللہ تھے نہ ایسے داعی الی اللہ کہ چیلنج پر چیلنج کیا جائے مگر وہ اپنی زندگی کو پاک ثابت نہ کر سکے۔

عیسائیوں کا مطالبہ اور حضرت مسیح موعودؑ کا جواب

پس خلاصہ کلام یہ ہے کہ اس چودھویں صدی میں ایک ہی شخص ہوا ہے جس نے علی الاعلان دعویٰ کیا کہ حقیقی داعی الی اللہ کی علامتیں میرے وجود میں ہی پائی جاتی ہیں وہ علامتیں مجھ میں آ کر دیکھ لو۔ چنانچہ عبداللہ آتھم کے ساتھ جو مباحثہ ہوا اس میں عیسائی کچھ لولے لنگڑے لے آئے اور کہا اگر آپ سچے ہیں تو انہیں اچھا کر دیں۔ آپ نے فوراً جواب دیا کہ انجیل کی رو سے لولے لنگڑوں کو اچھا کرنا سچے عیسائیوں کی علامت ہے۔ تم اگر سچے عیسائی ہو تو انہیں اچھا کر کے دکھلاؤ۔ میری آزمائش قرآنی علامات اور قرآنی معیاروں کے مطابق کر لو اسی طرح مشائخ کے مقابلہ میں کہا کہ بعض مریضوں کو آپ قرعہ اندازی کے ذریعہ لے لیں اور بعض کو میں لے لیتا ہوں دونوں اپنے اپنے مریضوں کے متعلق دعا کریں ...... پھر دیکھتے ہیں کہ کس کے مریض اچھے ہوتے ہیں۔ پھر حضرت امام زمان نے یہ بھی چیلنج کیا کہ کسی مذہب کا آدمی آ کر میرے ساتھ روحانی مقابلہ کر لے۔ اگر وہ سمجھتا ہے کہ قرآن سے الگ ہو کر اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے الگ رہ کر بھی خدا تک پہنچ سکتا ہے تو وہ میرے مقابلہ میں نکل آئے ان علامتوں کے ذریعہ سے میرا مقابلہ کرے جو مقربان الٰہی کی ہوتی ہیں اس میدان مقابلہ میں ....

.... اول تو کسی کو جرأت ہی نہ ہوئی لیکن جو آئے وہ ذلیل و خوار ہو کر عذاب الٰہی کا نشانہ بنے جیسا کہ لیکھرام۔ فرمایا مجھے جو کچھ ملا ہے وہ خدا تعالیٰ کی فرمانبرداری اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت اور اطاعت میں فنا ہونے کے نتیجہ میں ملا ہے۔ اس لئے میں کہہ سکتا ہوں کہ میں خدا تعالیٰ کا سچا فرمانبردار ہوں۔

سچے مسلمان کی دعائیں قبول ہوتی ہیں

وہ علامات اور وہ تائید الٰہی جو ایک سچے مسلمان کے اندر ہونی چاہیئے وہ یہ ہے کہ میری اکثر دعائیں قبول ہوتی ہیں خصوصاً مقابلہ کے وقت اور اگر تم وارث ہو انبیاء کرام کے تو مریضوں والے مقابلہ کے علاوہ مجھ سے غیب کی خبروں میں بھی مقابلہ کر کے دیکھ لو۔ اور ایک کمیٹی بٹھا دی جائے جو یہ دیکھے کہ کس کی خبریں پوری ہوتی ہیں لیکن اس چیلنج کو قبول کرنے کی بھی کسی کو جرأت نہیں ہوئی +

"آگ ہماری غلام بلکہ غلاموں کی غلام ہے"

حضرت ابراہیمؑ کے متعلق ایک آریہ نے اعتراض کیا کہ وہ آگ میں ڈالے گئے۔ قرآن کہتا ہے کہ آگ نے نہیں جلایا یہ بات قانون قدرت کے خلاف ہے۔ اس کے جواب میں بعض لوگوں نے تاویل کی کہ یہ آگ حقیقی آگ نہیں تھی بلکہ فتنہ و فساد کی آگ تھی بغض و حسد کی آگ تھی۔ لیکن حضرت امام زمان مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ حضرت ابراہیمؑ آگ میں خود نہیں کود پڑے تھے ان کے دشمنوں نے انہیں آگ میں ڈال دیا تھا میرے دشمن بھی مجھے آگ میں ڈال کر دیکھ لیں کہ آگ سرد ہوتی ہے یا نہیں خدا نے مجھے کہا ہے کہ آگ ہماری غلام بلکہ غلاموں کی غلام ہے

معجزات انبیاءؑ کی صداقت کا ثبوت مسیح موعودؑ کے وجود میں

میں تو انبیاء کرام علیہم السلام کے معجزات کو سچا ثابت کرنے کے لئے آیا ہوں۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اقلب المسلمین ... انی اخاف ان عصیت ربی عذاب یوم عظیم۔ اگر میں بھی نافرمانی کروں تو یوم عظیم کے عذاب سے میں بھی ڈرتا ہوں۔ تو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کون ہے۔ اگر آج کوئی شخص دعوت الی اللہ کرتا ہے لیکن خدا تعالیٰ کی نافرمانی کرتا ہے تو وہ عذاب الٰہی سے کس طرح بچ سکتا ہے اس کے نظائر ہم نے اس زمانہ میں اپنی آنکھوں سے دیکھے ہیں۔ معلوم ہوا کہ صرف داعی الی اللہ ہونا کافی نہیں اس کیلئے اعمال صالحہ اور اطاعت الٰہی کی بھی ضرورت ہے۔

حضرت امام زمانؑ کی پاک زندگی

حضرت امام زمانؑ نے بڑے زور سے یہ چیلنج کیا کہ مجھے آزما کر دیکھ لو۔ فقد لبثت فیکم عمراً من قبلہ افلا تعقلون۔ میں نے تمہارے درمیان عمر گذاری ہے۔ کوئی ہے جو عیب لگا سکے؟ دشمن چاروں طرف پھیلے ہوئے ہیں۔ آریہ ہیں سناتنی ہیں، عیسائی ہیں، سکھ ہیں اور بعض مسلمان بھی دشمن ہیں لیکن کوئی نہیں جو ان کے کردار پر انگلی رکھ سکے۔

حضرت مسیح موعودؑ کی بصیرت اور سچائی کی تائید

حضرت مولانا مولوی نورالدین جیسے عظیم الشان عالم نے ایک دفعہ حضور سے عرض کیا کہ مجھ پر ایک اعتراض کیا گیا.... میں نے معترض کو ساکت تو کر دیا لیکن اس جواب سے میری اپنی تسلی نہیں ہوئی تو حضورؑ نے بڑی حیرت سے فرمایا مولوی صاحب جب آپ کی خود اپنی تسلی نہ تھی تو آپ نے دوسرے کو اطمینان دلانے کی کس طرح کوشش کی۔ حضرت مولوی صاحب فرماتے تھے کہ میں حیران رہ گیا کہ یہ کتنا بڑا پاک انسان ہے جو اپنی تسلی کے بغیر کسی کو تسلی کرانے کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔

بٹالہ کے چند مسلمان حضور کو مولوی محمد حسین صاحب کے ساتھ مباحثہ کے لئے لے گئے کیونکہ وہ وہابی تھے حضور نے جا کر کہا کہ مولوی صاحب اپنے خیالات کا پہلے اظہار کریں۔ مولوی صاحب نے تقریر کی۔ آپ نے فرمایا کہ یہ خیالات بالکل ٹھیک ہیں اس پر میں کیا مباحثہ کروں۔ اس پر خدا کی طرف سے خوشنودی کا الہام ہوا۔ حضرت مولانا مرحوم و مغفور فرمایا کرتے تھے کہ کسی شخص نے حضور سے کہا کہ کیا درود میں ہم علی المسیح الموعود بھی کہہ لیا کریں فرمایا۔ الگ کہنے کی کیا ضرورت ہے۔ کیا میں آل محمد میں داخل نہیں۔ آل میں داخل ہونے کا کس قدر یقینی ثبوت ہے آج اس کے خلاف اہل ربوہ نے درود میں علی المسیح الموعود داخل کر لیا ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ اور اطاعت رسول کریم صلعم

ایک دفعہ شدید گرمی کے موسم میں دوستوں نے گورداسپور میں ایک مکان کی چھت پر حضور کی چارپائی بچھوا دی۔ جب حضورؑ سونے کے لئے اوپر گئے تو دیکھا کہ چھت پر چار دیواری نہیں فرمایا حضرت نبی کریم صلعم نے بغیر چار دیواری والی چھت پر سونے سے منع فرمایا ہے اس لئے چارپائی نیچے لے چلو۔ یہ ہے سچی فرمانبرداری۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ خطبہ کے دوران بعض آدمیوں کو کھڑا دیکھ کر فرمایا بیٹھ جاؤ۔ تو ایک صحابی مسجد کی طرف آتے ہوئے اس نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد سنا تو وہیں بیٹھ گیا اور بیٹھے بیٹھے چلنے لگا یہ کہہ کر کہ کہیں اگر موت آ جائے تو میں

(باقی بر صفحہ ۱۱ کالم اول)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے دعوے میں کوئی تبدیلی نہیں فرمائی

قاضی محمد نذیر کی گمراہ کن اور ساحرانہ تاویلات

(۳)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف دعوے نبوت منسوب کرنے والوں کے دو گروہ ہیں ایک گروہ وہ ہے جو حضور پر ایمان نہ لا کر مکفرین کی صف میں شامل ہوا اور آپ کی طرف دعوے نبوت منسوب کر کے آپ پر فتوے کفر لگایا۔ دوسرا گروہ وہ ہے جو گو حضور علیہ السلام کے دعاوی کی تصدیق کی مگر غلو میں حد سے بڑھتے ہوئے حضور کو مقام محدثیت، مجددیت، مسیحیت اور مہدویت سے بڑھا کر مقام نبوت پر یقین کرنے لگے۔ اور حضور کو اولیاء کے زمرے سے نکال کر انبیاء کے زمرہ میں شامل کر دیا۔ اس لحاظ سے چونکہ دونوں گروہوں نے حضور کے اصل دعوے کو نہ سمجھا ہم دونوں کو گمراہ کہنے میں حق بجانب ہیں۔ اس کو ایسے بھی سمجھا جا سکتا ہے کہ یہودیوں نے حضرت عیسے علیہ السلام کا انکار کر کے اللہ تعالے سے "مغضوب علیہم" کا اور عیسائیوں نے حضرت عیسے علیہ السلام کو رسول اللہ سے "ابن اللہ" بنا کر "ضالین" کا لقب پایا۔ اور دونوں صراط مستقیم سے ہٹنے والے قرار دیئے گئے۔ اگر اس کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی حضرت عیسے علیہ السلام سے ایک گونہ مماثلت قرار دیا جاوے تو یہ ازدیاد ایمان کا باعث ہو گی۔ . .

مکفرین اور مصدقین میں مماثلت

۱۸۹۱ء میں مولوی محمد حسین بٹالوی نے جو حقیقت میں فتوئی کفر کے روح رواں تھے حضور پر کفر کا فتوے لگا کر اس کی تشہیر کی اور فتوئی کفر کی بنیاد اس امر پر رکھی کہ آپ مدعی نبوت ہیں۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی کے مطابق پورے بائیس سال کے بعد ۱۹۱۳ء میں حضور کو کافر کہنے سے توبہ کر لی۔ بعینہٖ مصدقین میں سے حضور علیہ السلام کی طرف دعوے نبوت منسوب کرنے والے گروہ کے سربراہ مرزا محمود احمد صاحب نے مولینا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی پیشگوئی کے بائیس سال بعد ۱۹۵۳ء میں مسلمانوں کو کافر کہنے سے توبہ کر لی۔ اور حضور کو ظلی اور بروزی رنگ میں نبی کا نام دیئے جانے کا اقرار کیا اور نہایت حیرت اس امر پر ہے کہ دونوں ہی نے عدالت کے روبرو اپنے حلفی بیانات میں توبہ کا طریق اختیار کیا۔ ذیل میں قارئین کرام کے ازدیاد علم کے لئے فتوئی کفر اور مولوی محمد حسین بٹالوی کی توبہ، اور سب مسلمانوں کو کافر کہنے کا اعلان اور خلیفہ صاحب کی اس سے توبہ درج کی جاتی ہے۔ قارئین سے ان عبارات پر بار بار غور کرنے کی التماس ہے۔ دونوں گروہوں نے حضور علیہ السلام کی ذات پر جو الزامات عائد کئے ہیں ان میں فرق صرف اس قدر ہے کہ فتوئی کفر لگانے والے حضور کی نیت پر حملہ کرتے ہیں اور ماننے والوں کا گروہ حضور کی عقل پر حملہ کرتا ہے۔ دھو ھذا!

مکفر نیت پر حملہ کرتا ہے

فتوئی کفر کی بنیاد یہ تھی کہ آپ مدعی نبوت ہونے کی وجہ سے کافر ہیں مگر مخالف یہ کہتا تھا کہ گو آپ نبوت کو محدثیت تک ہی محدود رکھتے ہیں مگر ایسا آپ جان بوجھ کر دھوکا دینے کے لئے کرتے ہیں۔ جیسا کہ انہوں نے کہا:-

(۱) "اس الزام کے جواب میں شاید قادیانی یا اس کے حواری یہ دو عذر پیش کریں اول یہ کہ ہرچند قادیانی نے نبوت کا دعوے کیا ہے۔ مگر اس کے ساتھ یہ بھی کہدیا ہے کہ اس نبوت کا دوسرا نام محدثیت ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے نبوت کے دعوی سے محدثیت کا دعوے مراد ہے نہ کہ حقیقتاً اور معناً نبی ہونے کا دعوے . . . .

جواب یہ ہے کہ اگرچہ قادیانی نے یہ بات کہدی ہے کہ جس نبوت کا اس کو دعوے ہے اور اس کا دروازہ قیامت تک کھلا رہے گا اس کا دوسرا نام محدثیت ہے اور اس محدثیت کے معنے سے نبوت کا وہ مدعی ہے مگر ساتھ اس کے اس نے محدثیت کے معنے ایسے بیان کئے ہیں اور اس کی حقیقت کی ایسی تشریح کر دی ہے کہ اس سے بجز نبوت اور کچھ مراد نہیں ہو سکتا۔"

(فتوئی کفر ص۲۶)

(۲) "قادیانی کا ختم نبوت کو نبوت تشریعی اور کلی سے مخصوص کرنا اور اپنے آپ کو محدث قرار دے کر اپنے لئے جزوی نبوت اور ایک نوع نبوت کو تجویز کرنا اور ایک قسم کا نبی کہلانا صاف شعر ہے کہ وہ اپنے آپ کو انبیاء بنی اسرائیل کی مانند (جو نئی شریعت نہ لاتے بلکہ پیروی شریعت سابق کی کرتے تھے اور نبی کہلاتے تھے) سمجھتا ہے۔"

(فتوے کفر ص۳)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی

جب علماء نے یہ فتوے دیا کہ آپ دعوئی نبوت کے لئے اصطلاحات کا محض سہارا لے رہے ہیں ورنہ حقیقت میں نبوت کے مدعی ہیں تو حضور علیہ السلام نے واضح اور غیر مبہم الفاظ میں دعوے نبوت سے انکار فرمایا اور اپنے دعوے کو محدثیت تک محدود قرار دیا۔ اور پیشگوئی فرمائی کہ مولوی محمد حسین مجھے کافر کہنے سے باز آجائے گا۔ حضور فرماتے ہیں:-

"اِنّی رایت ان ھذا الرجل یؤمن بایمانی قبل موتہ ورأیت کانہ ترک قول التکفیر وتاب"

ترجمہ:- میں نے دیکھا کہ یہ شخص (یعنی مولوی محمد حسین بٹالوی) اپنی موت سے قبل میرے مومن ہونے پر ایمان لائے گا اور میں نے دیکھا کہ جیسے اس نے تکفیر کرنی چھوڑ دی ہے اور رجوع کر لیا ہے۔"

(حجۃ الاسلام ۱۸۹۳ء)

مولوی محمد حسین بٹالوی کی توبہ

۱۹۱۳ء میں فتوئی کفر کے پورے بائیس سال بعد مدعی کو جبرا نوالہ کے لالہ دیوکی نندن منصف درجہ اول کی عدالت میں بمقدمہ مسماۃ کریم بی بی بنت محمد الدین لوہار ساکن نظام آباد بنام رحمت اللہ ولد عبداللہ لوہار ساکن نظام آباد مولوی محمد حسین بٹالوی نے بطور گواہ یہ حلفی بیان دیا:-

"سب فرقے قرآن مجید کو خدا کا کلام مانتے ہیں اور یہ فرقے قرآن کی مانند حدیث کو بھی مانتے ہیں ایک فرقہ احمدی بھی اب تھوڑے عرصہ سے پیدا ہوا ہے جب سے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے دعویٰ مسیحیت و مہدویت کا کیا ہے یہ فرقہ بھی قرآن کو اور حدیث کو یکساں مانتا ہے . . . . کسی فرقہ کو جن کا ذکر اوپر ہو چکا ہمارا فرقہ مطلقاً کافر نہیں کہتا۔"

مصدق عقل پر حملہ کرتا ہے

حضور علیہ السلام پر ایمان لانے والے گروہ نے جب حضور کی طرف دعوے نبوت منسوب کیا اور نہ ماننے والے سب مسلمان کلمہ گوؤں کو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا۔ تو یہی الفاظ استعمال کئے کہ گو آپ اپنی نبوت کو محدثیت تک ہی بیان فرماتے رہے ہیں مگر اس کی وجہ یہ نہیں کہ آپ جان بوجھ کر دھوکا دینے کے لئے ایسا کرتے رہے ہیں بلکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ حضور کو نبوت اور

محدثیت کے فرق سے آگاہ نہیں تھی۔ اور عدم علم کی وجہ سے ایسا کیا گیا تھا۔ خلیفہ صاحب کہتے ہیں :۔

"گو ان ساری باتوں کا دعوےٰ کرتے رہے جن کے پائے جانے سے کوئی شخص نبی ہو جاتا ہے لیکن چونکہ آپ ان شرائط کو نبی کی شرائط نہیں خیال کرتے تھے بلکہ محدث کی شرائط سمجھتے تھے اس لئے اپنے آپ کو محدث کہتے رہے اور نہیں جانتے تھے کہ میں دعوےٰ کی کیفیت تو وہ بیان کرتا ہوں جو نبیوں کے سوائے اور کسی میں نہیں پائی جاتی اور نبی ہونے سے انکار کرتا ہوں"

(حقیقۃ النبوۃ ص ۱۲۴)

کلمہ گو پر فتویٰ کفر

حضرت مسیح موعودؑ کی طرف عدم علم کی وجہ سے دعوےٰ نبوت منسوب کرنے کے بعد خلیفہ صاحب قادیان اور ان کی جماعت نے نہ ماننے والوں پر فتویٰ کفر لگایا۔ گویا مکفرین نے حضور علیہ السلام پر مدعی نبوت ہونے کی بناء پر کفر کا فتوےٰ دیا اور مصدقین نے حضور کی طرف دعوئ نبوت منسوب کر کے نہ ماننے والے کلمہ گو مسلمانوں پر کفر کا فتوےٰ لگایا۔ اور یہ فتوےٰ پے در پے لگایا گیا۔ ذیل میں چند حوالہ جات درج کئے جاتے ہیں :۔

مصدقین کا فتویٰ ۱۹۱۱ء میں

(۱) "پس نہ صرف اس کو جو آپ کو کافر تو نہیں کہتا مگر آپ کے دعوےٰ کو نہیں مانتا کافر قرار دیا گیا ہے بلکہ وہ بھی جو آپ کو دل میں سچا قرار دیتا ہے اور زبانی بھی آپ کا انکار نہیں کرتا لیکن ابھی بیعت میں اسے کچھ توقف ہے کافر قرار دیا گیا ہے"۔

(تشحیذ الاذہان اپریل ۱۹۱۱ء ص ۱۴۱)

۱۹۱۴ء میں

"قرآن شریف میں انبیاء کے منکرین کو کافر کہا گیا ہے اور ہم لوگ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نبی اللہ مانتے ہیں اس لئے ہم آپ کے منکروں کو کافر کہتے ہیں" (تشحیذ الاذہان ۱۹۱۴ء)

۱۹۱۵ء میں

"پس ان معنوں میں مسیح موعود کے احمد اور نبی ہونے سے انکار کرنا گویا آنحضرت صلعم کی بعثت ثانی اور آپ کے احمد اور نبی اللہ ہونے سے انکار کرنا ہے جو منکرین کو دائرہ اسلام سے خارج اور پکا کافر بنا دینے والا ہے"

(اخبار الفضل ۲۹ر جون ۱۹۱۵ء)

مولٰنا محمد علی صاحبؒ کی پیشگوئی

جب جماعت قادیان غلو میں حد سے تجاوز کر گئی اور بار بار کی ہدایت کے کارگر نہ ہو سکیں تو مولٰنا محمد علی صاحبؒ نے اس بے بنیاد عقیدہ کی ناپائداری کا ذکر کرتے ہوئے یہ پیشگوئی فرمائی کہ ایک وقت آئے گا کہ یہ لوگ نبوت کے عقیدہ سے رجوع کر لیں گے اور مسلمانوں کو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج کہنے سے توبہ کریں گے۔ آپ نے فرمایا :۔

(۱) "اور بالآخر یا وہ حضرت مسیح موعودؑ کی نبوت کے عقیدہ سے رجوع کریں گے یا اپنا الگ کلمہ اور الگ مذہب بنا لیں گے کیونکہ ان کے اس عقیدہ کا کہ جو شخص حضرت مرزا صاحب کو نبی قرار دے کر ان پر ایمان نہیں لاتا وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے یہ لازمی نتیجہ ہے کہ کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ منسوخ ہے"

(تحریک احمدیت ص ۱۴۳ دسمبر ۱۹۳۱ء)

(۲) "ہم جانتے ہیں کہ اگر آج آپ نے پیری مریدی کے رنگ میں اپنی جماعت کی آنکھوں پر پٹی باندھ دی ہے تو کل کو یہ پٹی ضرور کھلے گی اور آپ کی جماعت بالآخر عقیدۂ حقہ کی طرف رجوع کرے گی۔ غلو کی بنیاد کچھ نہیں ہوتی اور جس عمارت کی بنیاد غلو پر ہو تو وہ آج نہیں تو کل ضرور گرے گی"۔

(قادیانی یوم تبلیغ ۲)

مرزا محمود احمد صاحب کی توبہ

جس طرح ۱۸۹۱ء کے فتوئ کفر کے پورے بائیس سال کے بعد مکفرین کے گروہ کے سربراہ نے عدالت میں ۱۹۱۳ء میں حضور کو کافر کہنے سے توبہ کی بالکل اسی طرح مصدقین کے گروہ کے سربراہ نے مولٰنا محمد علی صاحب کی پیشگوئی کے پورے بائیس سال بعد ۱۹۵۳ء میں عدالت کے رُوبرو مسلمانوں کو کافر کہنے کے عقیدہ سے رجوع کیا جس کا لازمی نتیجہ یہ تھا کہ حضور کا دعوےٰ ایسا نہیں جس کے نہ ماننے سے کوئی کافر ہو جاتا ہو۔ خلیفہ صاحب نے عدالت کے رُوبرو اقرار کیا۔ کہ

(۱) "قرآن کریم کی آیت ھو سمّٰکم المسلمین کے تحت کسی شخص کو حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے نہ ماننے کی وجہ سے غیر مسلم نہیں کہا جا سکتا"

(تحقیقاتی کمیشن کے سات سوالوں کے جواب ص ۲)

(۲) "سوال از عدالت: کیا آپ مرزا غلام احمد صاحب کو ان ماموریں میں شمار کرتے ہیں جن کا ماننا مسلمان کہلانے کے لئے ضروری ہے؟

جواب: میں اس سوال کا جواب پہلے دے چکا ہوں کہ کوئی شخص جو مرزا غلام احمد صاحب پر ایمان نہیں لاتا دائرہ اسلام سے خارج قرار نہیں دیا جا سکتا"

(تحقیقاتی عدالت میں بیان ص ۳۶)

جب یہ امر واضح ہو گیا کہ عدالت میں خلیفہ صاحب نے کسی کلمہ گو کو کافر کہنے کا عقیدہ ترک کر کے اس سے رجوع کر لیا ہے اور حضرت صاحب کے لئے محض مجازی ظلی اور بروزی رنگ میں نبی کے لفظ کا اقرار کر لیا ہے تو پھر سوال پیدا ہوتا ہے کہ ان الفاظ کے استعمال پر پابندی کیوں نہیں لگائی جاتی۔ جبکہ حضور خود فرماتے ہیں کہ نبی کا لفظ کہ لوگ دھوکا کھا جاتے ہیں اور لفظ نبی کو کاٹا ہوا خیال کریں۔ اور کہ ہم نے کسی کو کافر نہیں کہا یا میرے نہ ماننے سے کوئی کافر نہیں ہو جاتا اور خلیفہ صاحب کا بھی یہی عقیدہ تھا کہ نبی کے لفظ کا استعمال میں پسند نہیں کرتا بلکہ ایک وقت کے لئے بطور مصلحت وبرائے علاج اور چند روزہ بات کے طور پر استعمال ہوتا رہا ہے اور سابقہ قسط میں یہ امر بدایت پیش کر دیا گیا ہے کہ اکابرین جماعت کا بھی عقیدہ تھا کہ حضور مسیح و مہدی اور مجدد و محدث ہیں اور کسی نہ ماننے والے کو کافر کہنے کا عقیدہ نہیں رکھا تو پھر ان الفاظ کو ترک کیوں نہیں کیا جاتا۔ اس کا جواب جماعت قادیان کی طرف سے یہ ہے کہ ان الفاظ کو ہم باوجود کوشش اور احتیاط کے ابھی تک ترک کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکے۔

"نبی" اور "کفر" کے الفاظ ترک کرنے کی کوششیں

(۱) "پس ہماری طرف سے بار بار یہ کوشش ہوتی رہی ہے کہ ان الفاظ کو استعمال نہ کیا جائے لیکن احرار اور ان کے ساتھیوں کی طرف سے ان الفاظ کو کثرت سے استعمال کیا جاتا ہے اور وہ الفاظ جو کسی زمانہ میں صرف جواباً استعمال کئے گئے تھے اور جو گذشتہ پچاس برس میں جماعت احمدیہ کی طرف سے کبھی استعمال نہیں کئے گئے اشتعال دلانے کے لئے ان کا بار بار ذکر کیا جاتا ہے"

(اسلامی تفریہ ص ۱۲۶)

کافر کہنے سے احتیاط

"سوال از تحقیقاتی عدالت، کیا جب کفر کے لفظ کے استعمال سے غلط فہمی اور تلخی پیدا ہونے کا احتمال ہے تو یہ بہتر نہیں ہوگا کہ یا تو اس کے استعمال کو قطعی طور پر ترک کر دیا جائے یا اس کے استعمال میں بہت احتیاط برتی جائے؟

جواب از خلیفہ صاحب: ہم ۱۹۲۲ء سے اس سے اجتناب کرنے کی کوشش کر رہے ہیں"

(عدالتی بیان ص ۲۱-۲۲)

آپ قارئین کرام غور کریں کہ ۱۹۲۲ء سے ایک منظم اور خلیفہ وقت کی فرمانبردار جماعت منکرین مسیح موعود کو کافر کہنے سے اجتناب کرتی چلی آ رہی ہے مگر کس قدر ناکامی کا سامنا ہوا کہ بالآخر ان کی طرف سے ان الفاظ کا بکثرت استعمال ۱۹۵۳ء کے فسادات پر منتج ہوتا ہے۔ جب تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نبی کہنے کا عقیدہ ترک نہیں کیا جاتا کفر قائم رہے گا کیونکہ نبی کا منکر بہرصورت کافر ہے۔ اور بقول قاضی اکمل صاحب "جزئی نبوت کا عقیدہ رکھنے سے تو کفر ہی کی زد پڑتی ہے"۔ لہٰذا نبوت اور کفر کا چولی دامن کا ساتھ ہے ان کو ایک سے الگ نہیں چھوڑا جا سکتا وگرنہ نہیں۔

نبی کہنے سے احتیاط

جماعت ربوہ کے کہنے کے مطابق جماعت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لئے لفظ نبی کے استعمال میں بھی کافی احتیاط سے کام لیتی رہی ہے مگر اس میں بھی پوری طرح اسے کامیابی نہیں ہوئی۔ ملاحظہ ہو:-

"موجودہ امام جماعت احمدیہ کے نزدیک بھی لفظ نبی کا ایسا استعمال جس سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے توجہ ہٹتی ہو احمدی جماعت کیلئے جائز نہیں .... جہاں جہاں بھی یہ بات بحث میں آئی ہے یا تو کسی معترض کے جواب میں آئی ہے یا اپنی جماعت کے کمزور لوگوں کی اصلاح کے لئے آئی ہے...... احمدی جماعت کسی مستقل نبوت کے قائل نہیں بلکہ وہ اس امت کا نبی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی سمجھتے ہیں اور قیامت تک آپ کی نبوت کو جاری سمجھتے ہیں۔"

(اسلامی نظریہ ص ۹۲)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر بعض الزامات

یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ جب انسان ایک غلط خیال کو عمداً دل میں جگہ دے لیتا ہے تو اسے اس کی خاطر کتنی ہی صداقتوں کا خون کرنا پڑتا ہے اور سہ

خشتِ اول چوں نہد معمار کج
تا ثریا می رود دیوار کج

کے مصداق اسے قدم قدم پر ٹھوکروں کا سامنا ہوتا ہے۔ کچھ یہی حال ہمارے ان دوستوں کا ہوا جنہوں نے حضرت صاحب کی طرف نبوت کا دعویٰ منسوب کیا اس کوشش میں وہ آپ کی ذات پر بعض الزامات عائد کرنے سے بھی باز نہ رہے۔ چند الزامات سابقہ قسط میں گذر چکے ہیں۔ چند مزید الزامات بیان کئے جاتے ہیں تاکہ یہ اندازہ ہو سکے کہ ہمارے یہ دوست ایک مامور من اللہ کے حق میں کس قسم کا لب و لہجہ گوارا کرتے اور کس کس قسم کی ناگفتنی باتیں کہہ جانے میں ذرا بھی جھجک اور باک محسوس نہیں کرتے العیاذ باللہ۔

(۱) غلطی میں مبتلا تھے

خلیفہ صاحب لکھتے ہیں:-

"(آپ) غلطی میں مبتلا رہتے کہ ان چیزوں کا نام نبوت نہیں مگر جب بار بار آپ پر الہامات نازل ہوئے اور ان میں وہ صفات بیان کی گئیں جو نبیوں میں پائی جاتی ہیں .... تو آپ پر یہ حقیقت کھل گئی کہ اس چیز کا نام نبوت ہے۔"

(الفضل ۲۶ مئی ۱۹۴۹ء)

(۲) شک کی حالت میں تھے

خلیفہ صاحب ایک اور جگہ لکھتے ہیں:-

"آپ نے اپنے لئے جب نبی کا لفظ الہامات میں دیکھتے تو اس کے یہ معنے کر لیتے کہ میں محدث ایک رنگ میں جزوی نبی ہوتا ہوگا اس لئے مجھے نبی کہا جاتا ہے اور اس لئے صوفیوں کی معمولی اصطلاح قرار دیتے تھے۔" (حقیقۃ النبوۃ ص ۱۲۹)

(۳) تاویل فرما لیا کرتے تھے

"آپ اپنے الہامات کی یہ تاویل فرماتے کہ نبی سے مراد محدث ہے اور آپ کا درجہ محدثیت کا ہے نہ نبوت کا" (حقیقۃ النبوۃ ص ۱۲۳)

(۴) آپ کو عقیدہ بدلنا پڑا

"آپ نے تئیس سالہ پچھلی وحی کو دیکھا تو اس میں برابر ان ناموں (یعنی نبی و رسول) سے آپ کو یاد کیا گیا تھا پس آپ کو اپنا عقیدہ بدلنا پڑا"۔

(حقیقۃ النبوۃ ص ۱۲۳)

(۵) آپ کا اجتہاد درست نہ تھا

خلیفہ صاحب کہتے ہیں:-

"کئی مہینوں سے آپ کی مجالس میں اس بات کا چرچا رہتا تھا کہ نبوت کی تعریف سمجھنے میں آپ کا سابقہ اجتہاد درست نہیں تھا۔"

(الفضل ۲۶ مئی ۱۹۴۴ء)

یہ محض افتراء ہے حضور علیہ السلام کی مجالس میں بیٹھنے والوں کی گواہی ہے کہ کبھی ایک مرتبہ بھی حضور کی مجلس میں اس قسم کا ذکر نہیں آیا کہ حضور کا سابقہ اجتہاد غلط نکلا ہے۔

(۶) اور تشریح کر لیا کرتے تھے

خلیفہ صاحب رقمطراز ہیں:-

"متعدد جگہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب میں یہ لکھا ہوا موجود ہے کہ مجھے خدا تعالیٰ نے کثرت سے امور غیبیہ پر مطلع فرمایا ہے مجھے عظیم الشان امور کے متعلق جو انذار و تبشیر سے تعلق رکھتے ہیں اس نے اپنے فضل سے اطلاع دی اور میرا نام خدا تعالیٰ نے نبی رکھا بلکہ براہین احمدیہ کے زمانہ سے ہی اس قسم کے الفاظ الہامات میں استعمال ہوتے تھے مگر آپ فرمایا کرتے تھے کہ میں ان کی اور تشریح کر لیا کرتا تھا۔"

(الفضل ۲۹ مئی ۱۹۴۴ء)

یہ بھی حضور کی ذات بابرکات پر محض افتراء اور الزام ہے۔ حضور نے جو بھی تشریح ابتداء سے فرمائی وہ خدا کے حکم اور خدا کے دیئے ہوئے علم کی بناء پر فرمائی اور کبھی ایک مرتبہ بھی ایسا نہیں فرمایا کہ نبی کی تو تشریح میں کیا کرتا تھا وہ بعد میں غلط ثابت ہوئی۔ ۱۸۹۱ء میں حضور فرماتے ہیں:-

"نبوت کا دعویٰ نہیں بلکہ محدثیت کا دعویٰ ہے جو خدا تعالیٰ کے حکم سے کیا گیا ہے"

(ازالہ اوہام ص ۴۲۱)

"یہ وہ علم ہے جو خدا نے مجھے دیا ہے۔ جس نے سمجھنا ہو سمجھ لے .... میرے پر یہی کھولا گیا ہے کہ حقیقی نبوت کے دروازے خاتم النبیین کے بعد بکلی بند ہیں۔ اب نہ کوئی جدید نبی حقیقی معنوں کی رو سے آ سکتا ہے اور نہ کوئی قدیم نبی۔" (سراج منیر ص ۳ ۶۵)

(۷) حقیقی نبی ہونے کا الزام

منجملہ دوسرے الزامات کے آپ پر یہ اتہام بھی لگانے سے باز نہیں رہا گیا کہ حضور حقیقی نبوت کے مدعی تھے۔ خلیفہ صاحب لکھتے ہیں:-

(۱) "قرآن کریم اور شریعت اسلام کی اصطلاح کی رو سے آپ حقیقی نبی تھے"

(حقیقۃ النبوت ص ۱۷۴)

(۲) "شریعت اسلام کی اصطلاح کے مطابق جن لوگوں کو نبی کہتے ہیں اس لحاظ سے تو آپ حقیقی معنوں میں نبی تھے" (حقیقۃ النبوۃ ص ۸۰)

(۸) ایک خیال تھا جو غلط نکلا

خلیفہ صاحب مزید لکھتے ہیں:-

"آپ پہلے تو نبی کی اور تعریف کرتے تھے اور چونکہ اپنے آپ کو نبی نہیں سمجھتے تھے اس لئے آپ کا خیال تھا کہ نبی سے نیچے اتر کر جو درجہ ہے محدث کا ہے میں وہی ہوں گا اور اس درجہ کا نام محدث ہی ہوگا۔" (حقیقۃ النبوت ص ۱۲۸)

(۹) مخالف علماء صحیح سمجھتے تھے

حضور علیہ السلام کی طرف غلط دعوے منسوب کرنے میں موافقین کا یہ گروہ مخالفین کا ہمنوا معلوم ہوتا ہے اور یہاں تک کہہ گئے کہ خدا کا فرستادہ اور مامور من اللہ باوجود الہام کی روشنی سے منور ہونے کے نبوت اور محدثیت کا فرق نہ سمجھتا تھا مگر اس پر کفر کے فتوے لگانے والے اور پیغام خداوندی کے منکر اس کے دعوے کی اصلیت سے آگاہ تھے۔ ذرا ملاحظہ فرمائیے:-

(۱) "فی الواقعہ حضرت مسیح موعودؑ کے الہامات میں حضور کی نبوت ہی تھی جس پر مخالفین نے کفر کے فتوے لگائے۔"

(۲) "خدا کی وحی میں دعوئے نبوت موجود تھا لوگ ...... دعوئے نبوت محسوس کر رہے تھے۔"

(۳) "اشد ترین مخالف بھی اگر صحیح بات کہہ جائے تو اسے اس کا حق دینا مومن کا فرض ہے۔ ہم ان مکفرین کی اس جگہ تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکتے"

(رسالہ الفرقان قادیان ستمبر ۱۹۴۵ء)

حالانکہ حضور علیہ السلام نے ان مکفرین کے فتوے کے جواب میں خدا تعالیٰ سے روشنی حاصل کرتے ہوئے فرمایا:-

"مکفرین کے اعتراضوں میں سے ایک اعتراض یہ ہے کہ یہ شخص نبوت کا مدعی ہے .... کا یہ قول صریح کذب ہے اور اس میں ذرا بھی سچائی

کی جاسکتی نہیں" (حمامۃ البشریٰ)

(۱۰) آپ پر (نعوذ باللہ) نادان ہونے کا الزام

بعض مقامات پر بعض لوگ ایسی ایسی باتیں لکھ جاتے ہیں جن پر عقل و شعور سر پیٹ کر رہ جاتے ہیں اور وہ یہ نہیں جانتے کہ ان کے چلائے ہوئے تیروں کا کون نشانہ بن رہا ہے۔ اور ان سے کس کس کے سینے چھلنی ہوتے ہیں:۔

(۱) خلیفہ صاحب کا قول ہے :۔

"نادان مسلمانوں کا یہ خیال تھا کہ نبی کے لئے یہ شرط ہے کہ وہ نئی شریعت لائے یا پہلے احکام میں کچھ منسوخ کرے یا بلاواسطہ نبوت پائے۔"

(حقیقۃ النبوۃ صـ۱۲۳)

حالانکہ یہ خیال تو حضرت اقدسؑ کا تھا۔ حضور فرماتے ہیں:۔

"اسلام کی اصطلاح میں نبی اور رسول کے یہ معنے ہوتے ہیں کہ وہ کامل شریعت لاتے ہیں یا بعض احکام شریعت سابقہ کو منسوخ کرتے ہیں یا نبی سابق کی امت نہیں کہلاتے اور براہ راست بغیر استفادہ کسی نبی کے خدا تعالے سے تعلق رکھتے ہیں۔"

(حضرت مسیح موعودؑ۔ الحکم ۱۷ر اگست ۱۸۹۹ء)

(۲) خلیفہ صاحب کا ایک اور قول ہے :۔

"نادان ہے وہ شخص جس نے کہا۔ کرم ہائے تو مارا کرد گستاخ۔ کیونکہ خدا کے فضل انسان کو گستاخ نہیں کرتے بلکہ اور زیادہ شکر گذار اور فرمانبردار بناتے ہیں۔"

(الفضل ۲۳ر جنوری ۱۹۱۷ء)

حالانکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے خدا تعالے یوں ہمکلام ہوتا ہے :۔

"ایلی ایلی لما سبقتنی۔ کرم ہائے تو مارا کرد گستاخ اے میرے خدا اے میرے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا تیری بخششوں نے ہم کو گستاخ کر دیا"

(براہین احمدیہ صـ۵۵۵-۵۵۶ حاشیہ نمبر ۴)

(۳) خلیفہ صاحب ایک اور جگہ لکھتے ہیں:۔

"بعض نادان کہدیا کرتے ہیں کہ نبی دوسرے نبی کا متبع نہیں ہو سکتا اور اس کی دلیل یہ دیتے ہیں کہ اللہ تعالے قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ"۔ (حقیقۃ النبوۃ صـ۱۵۵)

حالانکہ حضور ہی کی ذات والاصفات ہے جس نے اس آیت قرآنی سے یہ استدلال کیا ہے۔ حضور فرماتے ہیں:۔

"اور جو شخص کامل طور پر دوسرے نبی کا مطیع اور امتی ہو جاتا نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ کی رو سے بکلی ممتنع ہے اللہ جلشانہ فرماتا ہے وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ یعنی ہر ایک رسول مطاع اور امام بنانے کے لئے بھیجا جاتا ہے اس غرض سے نہیں بھیجا جاتا کہ کسی دوسرے کا مطیع اور تابع ہو"

(ازالہ اوہام صـ۵۶۹) **تلک عشرۃ کاملۃ**

عقیدہ میں تبدیلی کس نے کی؟

قاضی محمد نذیر صاحب نے تمام زور اپنے مضمون میں اس امر پر لگایا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے عقیدہ میں تبدیلی کی ہے ہم نے اس امر کو بالوضاحت ثابت کر کے دکھا دیا ہے کہ حضور علیہ السلام نے کسی قسم کی کوئی بھی تبدیلی کسی وقت بھی نہیں فرمائی تبدیلی ہمیشہ ایسے عقائد میں کی جاتی ہے جن کا قیام خدا تعالےٰ کی نصرت و تائید اور تعاون و حمایت کے بغیر ہو۔ جن عقائد کے ساتھ خدا تعالےٰ کا زبردست ہاتھ ہوتا ہے ان میں کبھی بھی تبدیلی رونما نہیں ہوا کرتی۔ لہذا حضرت امام الزمان علیہ السلام کی طرف ایسی بات منسوب کرنا آپ کی توہین و تذلیل کا مرتکب ہونا ہے۔ یہاں قاضی صاحب نے یہ بات بیان کی کہ حضور نے اپنے عقیدہ میں تبدیلی فرمائی تھی وہاں یہ بھی کہا ہے کہ مولینا محمد علی صاحب نے بھی اپنے عقیدہ میں تبدیلی کر لی تھی حالانکہ قاضی صاحب سے وہ ذات والا صفات پوشیدہ نہیں ہے جس نے تحقیقاتی عدالت کے روبرو اپنے سابقہ اعتقادات میں واضح تبدیلی کی ہے۔ ہذا ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک حوالہ کے ساتھ کہ "عدالت میں تبدیلی عقیدہ ذلت و رسوائی کے لئے کافی ہے" درج کر کے قاضی صاحب کے سربراہ کے چند حوالجات جو عقیدہ کی تبدیلی سے تعلق رکھتے ہیں درج کریں گے۔ ومن یکسب خطیئۃ او اثما ثم یرم بہ بریئا فقد احتمل بہتانا و اثما مبینا (قرآن حکیم) جو شخص خود کوئی جرم کر کے دوسرے کے سر تھوپ دیتا ہے اس سے بڑا ظالم کون ہو سکتا ہے۔

عدالت میں تبدیلی عقیدہ ذلت کا موجب ہے

حضرت امام الزمان علیہ السلام مولوی محمد حسین بٹالوی کی نسبت فرماتے ہیں:۔

"اگر وہ اس فتوے دینے میں درستی پر ہوتا تو اس کو حاکم کے روبرو یہی جواب دینا چاہیئے تھا کہ میرے نزدیک بے شک یہ کافر ہے اس لئے میں اس کو کافر کہتا ہوں اور دجال بھی ہے اس لئے میں اس کا نام دجال رکھتا ہوں اور یہ شخص واقعی جھوٹا ہے اس لئے میں اس کو جھوٹا کہتا ہوں بالخصوص جس حالت میں خدا تعالےٰ کے فضل و کرم سے میں اب تک اور آخری زندگی تک اپنے عقائد پر قائم ہوں جن کو محمد حسین نے کلمات کفر قرار دیا ہے تو پھر سوچ کس قسم کی دیانت ہے کہ اس نے حاکم کے خوف سے اپنے تمام فتووں کو برباد کر لیا ہے اور حکام کے سامنے یہ اقرار کر لیا کہ میں ان کو کافر نہیں کہوں گا اور نہ ان کا نام دجال اور کاذب رکھوں گا پس سوچنے کے لائق ہے کہ **اس سے زیادہ کیا ذلت ہو گی کہ اس** شخص نے اپنی عمارت کو اپنے ہاتھوں سے گرایا اگر عمارت کی تقوے پر بنیاد ہوتی تو ممکن نہ تھا کہ اپنی قدیم عادت سے باز آ جاتا"

(تریاق القلوب صـ۲۵۸)

خلیفہ صاحب کے عقائد میں تبدیلی

ذیل میں تفصیل کے ساتھ یہ امر واضح کیا جاتا ہے کہ جماعت ربوہ کے سربراہ نے ابتداء میں جن عقائد کو جنم دیا تھا اور خلافت کی عمارت کے لئے جن عقائد کو بنیادی پتھروں کا مقام دیا تھا کس طرح وہی پتھر جب ان کے گلے کا ہار بن گئے تو ان سے پیچھا چھڑانے کے لئے اپنے تمام سابقہ عقائد سے دستبرداری کا اعلان کرنا پڑا۔

(۱) کلمہ گو کے کفر کے متعلق

سابقہ عقیدہ

(۱)۔ "لکھنؤ میں ہم ایک آدمی سے ملے جو بڑا عالم ہے اس نے کہا آپ لوگوں کے بڑے دشمن ہیں جو یہ مشہور کرتے پھرتے ہیں کہ آپ ہم لوگوں کو کافر کہتے ہیں میں نہیں مان سکتا کہ آپ ایسے وسیع حوصلہ رکھنے والے ایسا کہتے ہوں۔ اس سے شیخ یعقوب علی صاحب باتیں کر رہے تھے۔ میں نے ان کو کہا آپ کہدیں کہ واقعہ میں ہم آپ لوگوں کو کافر کہتے ہیں یہ سن کر وہ حیرت زدہ ہو گیا۔" (انوار خلافت صـ۹۲)

(۲)۔ "یہ کہ کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعودؑ کا نام بھی نہیں سنا وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں"۔ (آئینہ صداقت صـ۳۵)

(۳)۔ "ہر ایک شخص جو موسےٰ کو مانتا ہے مگر عیسےٰ کو نہیں مانتا یا عیسےٰ کو مانتا ہے مگر محمدؐ کو نہیں مانتا یا محمدؐ کو مانتا ہے مگر مسیح موعود کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے"

(کلمۃ الفصل از مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے صـ۱۱۰)

بعد کا عقیدہ

"کوئی شخص جو مرزا غلام احمد صاحب پر ایمان نہیں لاتا دائرہ اسلام سے خارج قرار نہیں دیا جا سکتا"۔

(عدالت میں بیان صـ[illegible])

سوال از عدالت :۔ اگر کوئی شخص مرزا غلام احمد صاحب کے دعاوی پر اچھی غور کرنے کے بعد دیانتداری سے اس نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ آپ کا دعوےٰ غلط تھا تو کیا پھر بھی وہ مسلمان رہے گا؟

جواب :۔ جی ہاں عام اصطلاح میں وہ پھر بھی مسلمان سمجھا جائے گا۔

(۲) کلمہ گو کے اسلام کے متعلق

سابقہ عقیدہ :۔ مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے لکھتے ہیں :۔

(۱) "مسیح موعود کے منکرین کو مسلمان کہنے کا عقیدہ ایک خبیث عقیدہ ہے .... جو ایسا اعتقاد رکھے اس کے لئے رحمت الہی کا دروازہ بند ہے" (کلمۃ الفصل صـ۳۵)

(۲) "اور اگر یہ کہو کہ غیر احمدیوں کو سلام کیوں کیا جاتا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث سے ثابت ہے کہ بعض اوقات نبی کریم صلعم نے یہود تک کو سلام کا جواب دیا ہے"۔ (کلمۃ الفصل صـ۲۹)

...کا عقیدہ

"قرآن کریم کی آیت ھو سمّٰکم المسلمین کے مطابق اُمت محمدیہ کا ہر فرد مسلم کہلانے کا مستحق ہے .... قرآن کریم کی آیت ھو سمّٰکم المسلمین کے تحت کسی شخص کو حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کو نہ ماننے کی وجہ سے غیر مسلم نہیں کہا جا سکتا"

"اسی طرح موجودہ امام جماعت احمدیہ بھی ان کو مسلمان کے لفظ سے خطاب کرتے ہیں"

(عدالت کے سات سوالوں کے جواب)

(۳) "اسمہٗ احمد" کی پیشگوئی کے متعلق

سابقہ عقیدہ

(۱) "پس اس آیت میں جس رسول احمد نام والے کی خبر دی گئی ہے وہ آنحضرت صلعم نہیں ہیں"

(انوار خلافت صـ...)

(۲) "لیکن میں جہاں تک غور کرتا ہوں میرا یقین بڑھتا جاتا ہے اور میں ایمان رکھتا ہوں کہ احمد کا لفظ جو قرآن کریم میں آیا ہے وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ... ہی ہے" (انوار خلافت صـ...)

بعد کا عقیدہ

"عامۃ المسلمین کے نزدیک اس کا اطلاق صرف رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوتا ہے لیکن ہمارے نزدیک اس کا اطلاق اصلی طور پر تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوتا ہے لیکن ظلی طور پر مرزا غلام احمد صاحب پر بھی ہوتا ہے"

(عدالت میں بیان صـ۲۱)

(۴) حضرت صاحب پر ایمان کے متعلق

سابقہ عقیدہ (۱) "جب آپ نبی ثابت ہوئے تو آپ کا ماننا جزو ایمان ہوا" (الفضل ۶ مئی ۱۹۱۴ء)

(۲) "احمق ہے جو یہ کہتا ہے کہ مسیح موعود کا ماننا جزو ایمان نہیں۔ کس کا دل گردہ ہے جو یہ کہے کہ مسیح موعود کا ماننا جزو ایمان نہیں"۔ (الفضل ۱۰ مئی ۱۹۱۴ء)

بعد کا عقیدہ :- سوال از عدالت :- کیا مرزا غلام احمد صاحب پر ایمان لانا جزو ایمان ہے؟

جواب از خلیفہ صاحب :- جی نہیں!

(۵) امت محمدیہ میں نبوت کے متعلق

سابقہ عقیدہ :- "پس ہمارا عقیدہ ہے کہ اس وقت تک اس امت میں کوئی اور شخص نبی نہیں گذرا" (حقیقۃ النبوۃ صـ۱۳۸)

بعد کا عقیدہ :- سوال از عدالت :- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کتنے سچے نبی گذرے ہیں؟

جواب از خلیفہ صاحب :- میں کسی کو نہیں جانتا مگر اس اعتبار سے کہ ہمارے نبی کریم صلعم کی حدیث کے مطابق آپ کی امت تک میں آپ کی عظمت اور شان کا انعکاس ہوتا ہے سینکڑوں اور ہزاروں ہو چکے ہوں گے۔

(عدالت میں بیان)

(۶) اُمت محمدیہ میں آئندہ نبوت کے متعلق

سابقہ عقیدہ :- "ایک نبی کیا میں تو کہتا ہوں کہ ہزاروں نبی آئیں گے" (انوار خلافت صـ۶۲)

بعد کا عقیدہ :- سوال از عدالت :- کیا مرزا غلام احمد صاحب کے روحانی درجہ کا کوئی شخص آئندہ آسکتا ہے؟

جواب :- اس کا امکان ہے لیکن یہ نہیں کہا جا سکتا کہ آیا اللہ تعالیٰ ایسے اشخاص کو مبعوث کرے گا یا نہیں۔

(۷) غیر احمدی کے جنازہ کے متعلق

سابقہ عقیدہ :- "اب ایک اور سوال رہ جاتا ہے کہ غیر احمدی تو حضرت مسیح موعود کے منکر ہوئے اس لئے ان کا جنازہ نہیں پڑھنا چاہئے لیکن اگر کسی غیر احمدی کا چھوٹا بچہ مر جائے تو اس کا جنازہ کیوں نہ پڑھا جائے۔ میں یہ سوال کرنے والوں سے پوچھتا ہوں کہ اگر یہ بات درست ہے تو پھر ہندوؤں اور عیسائیوں کے بچوں کا جنازہ کیوں نہیں پڑھا جاتا اور کتنے لوگ ہیں جو ان کا جنازہ پڑھتے ہیں۔ پس غیر احمدی کا بچہ بھی غیر احمدی ہوا اس لئے اس کا جنازہ بھی نہیں پڑھنا چاہیئے" (انوار خلافت صـ۹۳)

بعد کا عقیدہ :- "گو اس وقت تک جماعتی فیصلہ یہی رہا ہے کہ غیر از جماعت لوگوں کی نماز جنازہ نہ پڑھی جائے لیکن اب اس سال حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک تحریر اپنے قلم سے لکھی ہوئی ملی ہے جس کا حوالہ ایک مرتبہ ۱۹۱۷ء میں دیا گیا تھا اور حضرت امام جماعت احمدیہ نے اس کے متعلق اس وقت اعلان فرما دیا تھا کہ اصل تحریر کے ملنے پر اس کے متعلق غور کیا جائے گا لیکن وہ اصل خط اس وقت نہ مل سکا اب ایک صاحب نے اطلاع دی ہے کہ ان کے والد مرحوم کے کاغذات میں سے اصل خط مل گیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کا مکفر یا مکذب نہ ہو اس کا جنازہ پڑھ لینے میں حرج نہیں کیونکہ جنازہ صرف دعا ہے"

(عدالت کے سات سوالوں کے جواب صـ۱۴)

اس بعد کے عقیدہ پر بھی چودہ سال کا عرصہ گذر چکا ہے مگر جماعت ربوہ اب تک یہ فیصلہ باوجود حضور کی تحریر مل جانے کے نہیں کر پائی کہ جو مکفر اور مکذب نہ ہو اس کا جنازہ پڑھ لیا جائے یا نہ پڑھا جائے۔

(۸) غیر احمدی کے لئے دعائے مغفرت کے متعلق

۱۹۱۵ء میں جماعت کا یہ فتویٰ تھا۔

سابقہ عقیدہ :- سوال :- کیا غیر احمدی متوفی والدین کے لئے نماز میں دعائے مغفرت جائز ہے؟

جواب :- دعا تو جنازہ ہے اور جنازہ ناجائز ان کو خدا کے حوالے کرو" (الفضل ۲ مارچ ۱۹۱۵ء)

بعد کا عقیدہ :- "چوہدری ... الدین سیکرٹری حکومت پاکستان کے والد صاحب (جو احمدی نہ تھے) کی وفات پر حضرت امام جماعت احمدیہ ان کے گھر تعزیت کے سلسلہ میں تشریف لے گئے .... آپ نے متوفی کے رشتہ داروں سے مل کر متوفی کے لئے دعا فرمائی" (عدالت میں بیان صـ۱۲-۱۵)

"اسی طرح سر عبدالقادر مرحوم کی وفات پر جب حضرت امام جماعت احمدیہ تعزیت کے واسطے ان کی کوٹھی پر تشریف لے گئے تو ان کے حق میں بھی دعا فرمائی" (صـ۱۵)

(۹) غیر احمدیوں سے رشتہ ناطہ کے متعلق

سابقہ عقیدہ :- "جو شخص غیر احمدی کو رشتہ دیتا ہے وہ یقیناً حضرت مسیح موعود کو نہیں سمجھتا اور نہ یہ جانتا ہے کہ احمدیت کیا چیز ہے کیا کوئی غیر احمدیوں میں ایسا بیدین ہے جو کسی ہندو یا عیسائی کو اپنی لڑکی دیدے۔ ان لوگوں کو تم کافر کہتے ہو مگر اس معاملہ میں وہ تم سے اچھے رہے کہ کافر ہو کر بھی کافر کو لڑکی نہیں دیتے مگر تم احمدی کہلا کر کافر کو دیتے ہو" (ملائکۃ اللہ صـ۴۶)

بعد کا عقیدہ :- "کسی احمدی مرد کی غیر احمدی لڑکی سے شادی کی ممانعت نہیں البتہ احمدی لڑکی کے غیر احمدی مرد سے نکاح کو ضرور روکا جاتا ہے لیکن باوجود اس کے اگر کسی احمدی لڑکی اور غیر احمدی مرد کا نکاح ہو جائے تو اسے کالعدم قرار نہیں دیا جاتا اور اولاد کو جائز سمجھا جاتا ہے"

(عدالت کے سات سوالوں کے جواب)

(۱۰) اپنے خاندان کے نام کے متعلق

ابتدا میں حضرت مسیح موعود کے خاندان کے متعلق "خاندان مسیح موعود" یا "اہل بیت مسیح موعود" کے الفاظ لکھے جایا کرتے تھے مگر جب ۱۹۱۳ء میں خلیفہ صاحب نے پورے زور و شور سے نبوت کا پرچار شروع کیا تو ساتھ ہی حضرت مسیح موعود کے خاندان کو "خاندان نبوت" لکھا جانے لگا جسے بعد میں تبدیل کر دیا گیا۔

سابقہ عقیدہ :- "ہم تمام جماعت احمدیہ کی طرف سے اس مولود مسعود کی ولادت با سعادت پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ اور تمام "خاندان نبوت" کی خدمت میں ہدیہ مبارک پیش کرتے ہیں"

(الفضل ۱۴ اکتوبر ۱۹۲۲ء)

بعد کا عقیدہ :- خلیفہ صاحب نے بعد میں اس اعلان کے ذریعہ اس میں واضح تبدیلی کر دی۔

"خاندان نبوت سے یہ دھوکا لگتا ہے کہ شاید یہی ایک خاندان نبوت ہے اور میں سمجھا کہ اس قسم کا دھوکا ضرور پیدا ہو جاتا ہے اس لئے اس لفظ کا استعمال ٹھیک نہیں اصل نبوت تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت تو ظلّی ہے .... اس لئے میں یہ اعلان کرتا ہوں کہ آئندہ الفضل میں اور دوسری احمدی تحریروں میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاندان کو "خاندان نبوت" کے بجائے "خاندان مسیح موعود" لکھا جایا کرے" (اصلاحی نظریہ ۹۱)

وتلک اذاً عشرۃ کاملۃ

غلو کی انتہا - خلیفہ صاحب ربوہ اوسان کی ...

کی تبدیلیوں کی ایک طویل داستان ہے اور ؎
سفینہ چاہیئے اس بحرِ بیکراں کے لئے
اخبار میں مضمون اس کا متحمل نہیں ہو سکتا بعض ایسی تبدیلیاں بھی ہیں جو انتہائے غلو تک پہنچی ہوئی ہونے کے باعث گاہے گاہے ہوتی رہتی ہیں جن میں سے چند ذیل میں دی جاتی ہیں۔ اور باقی اگلی قسط میں بدیہ قارئین کی جائیں گی۔

حضرت صاحب کے نام کیساتھ صلی اللہ علیہ وسلم

جب نبوت کا محل تعمیر کرنے والے "معمار قوم" نے ..... قو[illegible] کھلی چھٹی دے دی تو اس نے حد سے بڑھنا شروع کر دیا حتی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نام کیساتھ "صلی اللہ علیہ وسلم" لکھا جانے لگا جسے بعد میں حکماً بند کرنا پڑا۔ الفضل اسے یوں استعمال کرتا ہے :-

"یہ رضامندی کا اظہار کرنے والا اس لئے خوش اور راضی ہوتا ہے کہ اللہ سے بڑھ کر کوئی رتبہ نہیں مل سکتا اور اسلام سے بڑھ کر کوئی عمدہ دین نہیں مل سکتا اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کوئی نبی نہیں اور حضرت احمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کوئی مسیح و مہدی نہیں"
(الفضل ۷ر اکتوبر ۱۹۱۳ء صہ)

انجمن کے قواعد میں تبدیلی

چونکہ صدر انجمن احمدیہ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنا جانشین قرار دیا تھا اور یہ وصیت فرمائی تھی کہ :-

"میری رائے تو یہی ہے کہ جس امر پر انجمن کا فیصلہ ہو جائے کہ ایسا ہونا چاہیئے اور کثرت رائے اس میں ہو جائے تو وہی امر صحیح سمجھنا چاہیئے اور وہی قطعی ہونا چاہیئے [illegible] اس قدر میں زیادہ لکھنا پسند کرتا ہوں کہ بعض دینی امور میں جو ہماری خاص اغراض سے تعلق رکھتے ہیں مجھ کو محض اطلاع دی جاوے اور میں یقین رکھتا ہوں کہ انجمن خلاف منشاء میرے ہرگز نہیں کرے گی لیکن صرف احتیاطاً لکھا جاتا ہے کہ شاید ایسا امر ہو کہ خدا تعالیٰ کا اس میں کوئی خاص ارادہ ہو اور یہ صورت صرف میری زندگی تک ہے اور بعد میں ہر ایک [illegible] میں صرف اس انجمن کا اجتہاد کافی ہوگا۔
والسلام۔ المشتہر غلام احمد عفی عنہ۔
۲۷ر اکتوبر ۱۹۰۷ء"

حضورؑ کے ارشاد پر انجمن کا قاعدہ نمبر ۱۸ اس طرح تحریر کیا گیا :-

"قاعدہ نمبر ۱۸ - ہر ایک معاملہ میں مجلسِ معتمدین اور اس کے ماتحت مجلس یا مجالس اگر کوئی ہوں اور صدر انجمن احمدیہ اور اس کی کل شاخہائے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا حکم قطعی اور ناطق ہوگا" (قواعد صدر انجمن احمدیہ)

حضور علیہ السلام نے فرما دیا تھا کہ :-

"یہ صورت صرف میری زندگی تک ہے اور بعد میں صرف اس انجمن کا اجتہاد کافی ہوگا"

مگر اس کی صریحاً خلاف ورزی کرتے ہوئے حضرت مولینا نورالدین رض کا زمانہ گذر جانے کے بعد ۱۲ر اپریل ۱۹۱۴ء کو ریزولیوشن نمبر ۱۹۸ کے ذریعہ "حضرت مسیح موعود علیہ السلام" کی جگہ اس قاعدہ میں "حضرت خلیفۃ المسیح الثانی مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب" کر دیا گیا جو مامور من اللہ اور امام الزمان کی اور آپ کے حکم کی کھلی توہین ہے۔

حضور علیہ السلام کے "کتبہ" میں تبدیلی

مئی ۱۹۰۸ء میں جماعت احمدیہ کے اکابرین کے مشورہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مزار مبارک پر مندرجہ ذیل کتبہ حضرت مولینا نورالدین صاحب رض کی ہدایت پر نصب کیا گیا :-

"جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی رئیسِ قادیان مسیح موعود مجدد صد چہاردہم تاریخ وفات ۲۶ر مئی ۱۹۰۸ء"

خلیفہ صاحب نے ۱۹۳۹ء میں اس کتبہ کو اکھڑوا کر نیا کتبہ لگوا دیا جس کی عبارت میں سے "مجدد صد چہاردہم" کے الفاظ حذف کر دیئے گئے - جس کا ان کو نہ قانوناً اور نہ اخلاقاً حق پہنچتا تھا۔ مگر باوجود کتبہ تبدیل کرنے کے اس پر اپنے عقیدہ کے مطابق "نبی اللہ" نہ لکھوا سکے۔

چہ دلاور است ....

۱۹۱۴ء کے بعد جماعت قادیان (حال ربوہ) کے سربراہ اور جماعت نے قسما قسم کے اعتقادات کو جنم دیا اور چونکہ غلط قسم کے عقائد کے پیر نہیں ہوتے سب میں ہی تبدیلی کرتے چلے گئے ان کے بیان کے لئے ایک دفتر درکار ہے ؎
تن ہمہ داغ داغ شد پنبہ کجا کجا نہم
اس ضمن میں یہ امر واضح ہو گیا ہے کہ خود ساختہ عقائد سے رجوع اور توبہ میں ہی نجات سمجھی گئی مگر بدنزدِ روشن کی طرح دلائل کے باوجود بھی بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ وہ "میں نہ مانوں" کی رٹ لگائے چلے جاتے ہیں اور نصف النہار میں سورج کے وجود سے انکار کرنے سے باز نہیں آتے انہی حضرات میں سے استاذی المکرم مولینا ابوالعطاء صاحب فاضل ہیں جو فرماتے ہیں :-

"پس یہ کہنا کہ جماعت احمدیہ یا حضرت امام جماعت احمدیہ نے ڈنڈے کی ضرب سے اپنے عقائد تبدیل کرلئے تھے محض پنجابی ذہن کی اختراع ہے جماعت احمدیہ نے نہ کبھی عقائد بدلے اور نہ بدلنے کی ضرورت ہے یہ عقائد اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیان فرمودہ ہیں ان میں تبدیلی کرنے کا کسی کو اختیار نہیں"
(الفضل ۷ر نومبر ۱۹۵۶ء)

باقی ـــــ باقی

اخبار احمدیہ

مولینا محمد یحیٰی بٹ صاحب کی مراجعت وطن

ـــــ قبل ازیں اعلان کیا جا چکا ہے کہ مولینا محمد یحیٰی بٹ صاحب امام مسجد برلن ۲ر ستمبر ۱۹۶۷ء کو برلن سے بذریعہ ہوائی جہاز روانہ ہو کر ۳ر ستمبر ۱۹۶۷ء کو بروز اتوار بوقت نو بجے صبح لاہور پہنچیں گے۔ احباب لاہور سے درخواست ہے کہ وہ موصوف کے استقبال کے لئے نو بجے سے پہلے ہوائی اڈہ پر پہنچ جائیں۔

شمولیت سلسلہ

ـــــ مندرجہ ذیل اصحاب حضرت امیر ایدہ اللہ کے ہاتھ پر بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شامل ہوئے ہیں :-
(۱) محمد سعید ولد محمد عبداللہ انصاری ڈاکخانہ بمبئی نمبر ۸ سکنہ بمبئی (انڈیا)
(۲) عبدالغنی ولد عثمان ڈاکخانہ ماندوی روم نمبر ۱۴ سکنہ بمبئی (انڈیا)
(۳) سعادت الہٰی ولد محفوظ علی صاحب - ڈیرہ غازیخاں (مغربی پاکستان)
دعا ہے اللہ تعالیٰ ان سب دوستوں کو استقامت عطا فرمائے اور خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے۔

درخواست دُعا

ـــــ اسمٰعیل آباد سے مولوی شیر محمد صاحب علی پوری رقمطراز ہیں کہ خاکسار کافی عرصہ سے تخیر معدہ کے عارضہ میں مبتلا ہے، احباب کرام سے استدعا ہے کہ شفائے کامل کے لئے دعا فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

شکریہ تعزیت — چودھری منظور احمد صاحب سکنہ دہلی ان تمام احباب کا شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں نے ان کے نوجوان بھائی منظور احمد اور ان کے والد ماجد چودھری غضنفر علی صاحب مرحوم کی وفات پر تعزیتی خطوط لکھے یا خود ان کے پاس پہنچ کر حق تعزیت ادا

بقیہ ملفوظات از صفحہ اوّل

خدا کے حقوق اور انسانوں کے حقوق سے ایسا ہی پوچھا جائے گا جیسا کہ ایک فقیر بلکہ اس سے زیادہ۔ پس کیسا بدقسمت وہ شخص ہے جو اس مختصر زندگی پر بھروسہ کر کے بکلی خدا سے منہ پھیر لیتا ہے اور خدا کے حرام کو ایسی بے باکی سے استعمال کرتا ہے کہ گویا وہ حرام اس کے لئے حلال ہے۔ غصہ کی حالت میں دیوانوں کی طرح کسی کو گالی، کسی کو زخمی اور کسی کو قتل کرنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔ اور شہوت کے جوش میں بے حیائی کے طریقوں کو انتہا تک پہنچا دیتا ہے سو وہ سچی خوشحالی کو نہیں پائے گا۔ یہاں تک کہ مرے گا۔ اے عزیزو! تم تھوڑے دنوں کے لئے دنیا میں آئے ہو۔ اور وہ بھی بہت کچھ گذر چکے۔ سو اپنے مولیٰ کو ناراض مت کرو۔ ایک انسانی گورنمنٹ جو تم سے زبردست ہو۔ اگر تم سے ناراض ہو تو وہ تمہیں تباہ کر سکتی ہے۔ پس تم سوچ لو۔ کہ خدا تعالےٰ کی ناراضگی سے کیونکر تم بچ سکتے ہو۔ اگر تم خدا کی آنکھوں کے سامنے متقی [illegible] تو تمہیں کوئی بھی تباہ نہیں کر سکتا۔ اور وہ خود تمہاری حفاظت کرے گا۔ اور دشمن جو تمہاری جان کے درپے ہے، تم پر قابو نہیں پائے گا۔ ورنہ تمہاری جان کا کوئی حافظ نہیں۔ اور تم دشمنوں سے ڈر کر یا اور آفات ۔ ۔ ۔ ۔ میں مبتلا ہو کر بیقراری سے زندگی بسر کرو گے۔ اور تمہاری عمر کے آخری دن بڑے غم اور غصہ کے ساتھ گذریں گے۔ خدا ان لوگوں کی پناہ ہو جاتا ہے، جو اس کے ساتھ ہو جاتے ہیں۔ سو خدا کی طرف آجاؤ۔ اور ہر ایک مخالفت اس کی چھوڑ دو۔ اور اس کے فرائض میں سستی نہ کرو۔ اور اس کے بندوں پر زبان سے یا ہاتھ سے ظلم مت کرو۔ اور آسمانی قہر اور غضب سے ڈرتے رہو کہ یہی راہ نجات کی ہے۔ (کشتی نوح ص[illegible])

خطبہ جمعہ بقیہ از ص ۲

رسول صلعم کے ارشاد پر عمل نہ کرنے کی حالت میں خدا کے حضور محمد کو حاضر ہونا پڑے گا ایسا ہی نمونہ حضور نے بھی دکھلایا۔ دیکھئے چھوٹی چھوٹی باتوں میں بھی حضور کی فرمانبرداری کا کیا اعلےٰ نمونہ تھا۔

چودھویں صدی کا اوّل المسلمین

اس چودھویں صدی میں حضرت اقدس نے فرمایا کہ میں اوّل المسلمین ہوں۔ دیکھو۔ ڈوئی نے جو چیلنج عالم اسلام کو دیا کہ میں اسلام کو ختم کرنے کے لئے مبعوث کیا گیا ہوں، تو سارے عالم اسلامی میں حضرت امام الزمان علیہ السلام کے سوا کسی [illegible] چیلنج کو قبول کیا صرف قبول ہی نہیں کیا بلکہ کھلے الفاظ [illegible] ہوئی کہ خدا نے مجھے [illegible] بتایا ہے کہ تو ہلاک ہو جائے گا۔ چنانچہ ڈوئی کی ہلاکت [illegible] ہوئی۔

تلاوت [illegible] کردہ آیات میں جو صفات بیان کی گئی ہیں۔ وہ تینوں [illegible] مسیح موعود علیہ السلام میں پائی جاتی تھیں۔ یہ چیز سوائے آپ کے اس زمانہ میں عالم اسلام میں اور کہیں نظر نہیں آتی۔ داعی الی اللہ ہونے کا دعویٰ بھی کئی کر سکتے ہیں۔ عمل صالح ہونے کا دعویٰ بھی کر سکتے ہیں، مگر یہ تیسرا دعویٰ کہ سچے مسلمان کی قرآن کریم کی بیان کردہ علامات کا اپنے وجود میں پائے جانے کا دعویٰ کرنا صرف حضرت مرزا صاحب ہی کر سکتے تھے۔ دوسروں کو اس کی جرأت ہی نہ ہو سکتی تھی اس لئے کسی نے کیا بھی نہیں سب داعی الی اللہ اس امر میں خاموش رہے اور خاموش ہیں۔ اگر کرتے بھی تو اس کا ثبوت کہاں سے پیش کرتے۔

فریضہ تبلیغ کو پورے اخلاص سے ادا کرنے کی ضرورت

دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ جو ہتھیار حضرت امام زمانؑ نے ہمیں باطل کو [illegible] کرنے کے لئے دیئے ہیں ان سے پورا پورا استفادہ کریں اور توحید و رسالت کو عام کریں، ہم داعی الی اللہ کی جماعت ہیں، اس نے ہمیں بصیرت عطا فرمائی ہے۔ اس بصیرت سے کام لے کر ہم خدا اور رسول صلعم کی صداقت اور عظمت کو دنیا پر ثابت کر دیں ہمارا فرض ہے کہ ہم پورے اخلاص سے اس فریضہ کو ادا کریں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمارے سپرد کیا ہے۔

جماعت کھدرڈاہ کی درخواست

ماسٹر عبد الکریم صاحب سیکرٹری تعلیم جماعت کھدرڈاہ (مقبوضہ کشمیر) لکھتے ہیں کہ جماعت کھدرڈاہ کے بعض احباب شدید مالی مشکلات اور مقدمات میں پریشان کئے گئے ہیں اور دیگر قسم کی مشکلات میں مبتلا ہیں ان سب کی خلاصی اور بہتری کیلئے احباب [illegible]

اظہارِ غم

چودھری عبد المجید صاحب کی دختر (عزیزہ سعید اختر مرحومہ) کی اندوہناک وفات پر جس کا ذکر پیغام صلح مؤرخہ ۹ راگست ۱۹۶۷ء میں ہو چکا ہے، ماسٹر خدا بخش خادم صاحب نے ذیل کے چند اشعار میں دلی غم کا اظہار کیا ہے جو شکریہ کے ساتھ درج کئے جاتے ہیں:۔

اختر بہت پیاری۔ جنت کو ہے سدھاری ✽ صدمہ ہوا ہے بھاری۔ قسمت بڑی ہماری

جیتے رہینگے جب تک۔ تڑپتے رہینگے تب تک ✽ آئیگا صبر کب تک؟۔ آنسو رہینگے جاری

ہے ہے تیری جوانی۔ اور مرگِ ناگہانی ✽ تھا قہرِ آسمانی۔ چرکا لگا ہے کاری

وہ تیری خوش بیانی۔ چلتا ہو جیسے پانی ✽ اب رہ گئی کہانی دل میں لگی کٹاری

ماں باپ ہیں سسکتے۔ ہیں اقربا تڑپتے ✽ اور غیر ہیں بلکتے، غم ہے سبھوں پہ طاری

ہر آنکھ ہو گئی تر۔ آہ و فغاں ہے لب پر ✽ آہ چل گئی ہے اختر۔ ماں مر گئی بچاری

تو پیکرِ حیا تھی۔ اک روحِ جانفزا تھی ✽ حامد[1] پہ تو فدا تھی۔ تھی قوم کی دُلاری

تو فخرِ خانداں تھی۔ عصمت کی پاسباں تھی ✽ سب اقربا کی جاں تھی۔ کرتے ہیں آہ و زاری

ماتم ہی ہو رہا ہے۔ خادم بھی رو رہا ہے ✽ موتی پرو رہا ہے۔ بس۔ شکر تیرا باری

[1] مرحومہ کا بھائی

شکریہ تعزیت

میری پیاری بیٹی سعید اختر بی اے بی ٹی کی اندوہناک وفات پر جن دوستوں اور مہربانوں نے تعزیتی خطوط بھیجے یا خود تکلیف فرما کر اظہار تعزیت فرمایا، ان سب کا شکریہ فرداً فرداً ادا کرنے سے قاصر ہوں، اس لئے اخبار کے ذریعہ ان کا دلی شکریہ ادا کرتا ہوں اور درخواست کرتا ہوں کہ مرحومہ کے لئے مغفرت کی دعا فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

والسلام۔ خاکسار عبد المجید (چودھری) احمدیہ بلڈنگس لاہور

نیو ... پریس میکلوڈ روڈ لاہور میں باہتمام ملک ... صاحب پرنٹر چھپا اور مولوی ... محمد صاحب ... اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع کیا۔

بیرونی ممالک سے ایک پونڈ

جلد ۵۴ | یوم چہار شنبہ مؤرخہ ۲۹ جمادی الاوّل ۱۳۸۷ھ مطابق ۶ ستمبر ۱۹۶۷ء | نمبر ۳۵

"لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں۔
لاہور میں ہمارے پاک محب ہیں میں
تیرے خالص محبوں کا گروہ بھی
بڑھاؤں گا اور ان کے نفوس و
اموال میں برکت دوں گا۔"
(الہامات حضرت مسیح موعودؑ)

حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
مسلمانیم خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفانِ ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا۔
۲۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آئندہ منسوخ ہوگی۔
۳۔ سب صحابہؓ اور آئمہؒ قابل احترام ہیں۔
۴۔ سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے۔
۵۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں
۶۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا۔

بحرِ حکمت کے موتی

حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کی فضیلت حضرت علیؓ کی شہادت

عن محمد بن الحنفیۃ قال قلت لابی ای الناس خیر بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ابوبکر قلت ثم من قال ثم عمر وخشیت ان یقول عثمان قلت ثم انت قال ما انا الا رجل من المسلمین۔

ترجمہ:۔ محمد بن حنفیہ سے روایت ہے کہا میں نے اپنے باپ (حضرت علی) سے پوچھا لوگوں میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کون افضل ہیں کہا ابوبکرؓ میں نے پوچھا پھر کون کہا عمرؓ میں ڈرا کہ اب عثمانؓ کا نام لیں گے تو میں نے کہا پھر آپ ہیں تو فرمایا میں تو مسلمانوں میں سے صرف ایک شخص ہوں۔

نوٹ:۔ از حضرت مولانا محمد علی صاحبؒ :۔
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کی افضلیت کی شہادت یہاں حضرت علیؓ نے بھی دیگر صحابہؓ کی طرح دی ہے۔ حضرت علیؓ خود بھی بہت اعلےٰ فضائل کے مالک تھے۔ کسر نفسی سے انہوں نے فرمایا کہ میں مسلمانوں میں سے ایک شخص ہوں یہ امر ان کی فضیلت کی دلیل ہے۔

فضل الباری شرح صحیح بخاری۔ کتاب الفضائل اصحاب النبیؐ۔

تم خدا کی آخری جماعت ہو

سو وہ نیک عمل دکھاؤ جو اپنے کمال میں انتہائی درجہ پر ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے ارشادات گرامی

ضرور ہے کہ انواع رنج و مصیبت سے تمہارا امتحان بھی ہو، جیسا کہ پہلے مومنوں کے امتحان ہوئے۔ سو خبردار رہو۔ ایسا نہ ہو کہ ٹھوکر کھاؤ۔ زمین تمہارا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکتی اگر تمہارا آسمان سے پختہ تعلق ہے۔ جب کبھی تم اپنا نقصان کرو گے تو اپنے ہاتھوں سے نہ دشمن کے ہاتھوں سے۔ اگر تمہاری زمینی عزت ساری جاتی رہے تو خدا تمہیں ایک لازوال عزت آسمان پر دیگا۔ سو تم اس کو مت چھوڑو۔ اور ضرور ہے کہ تم دکھ دیئے جاؤ۔ اور اپنی کئی امیدوں سے بے نصیب کئے جاؤ۔ سو ان صورتوں سے تم دلگیر مت ہو۔ کیونکہ تمہارا خدا تمہیں آزماتا ہے کہ تم اس کی راہ میں ثابت قدم ہو یا نہیں۔ اگر تم چاہتے ہو کہ آسمان پر فرشتے بھی تمہاری تعریف کریں تو تم ماریں کھاؤ اور خوش رہو۔ اور گالیاں سنو۔ اور شکر کرو۔ اور ناکامیاں دیکھو اور پیوند مت توڑو۔ تم خدا کی آخری جماعت ہو۔ سو وہ عمل نیک دکھلاؤ جو اپنے کمال میں انتہائی درجہ پر ہوں ہر ایک جو تم میں سست ہو جائیگا۔ وہ ایک گندی چیز کی طرح جماعت سے باہر پھینک دیا جائے گا۔ اور حسرت سے مریگا۔ اور خدا کا کچھ نہ بگاڑ سکے گا۔ دیکھو میں بہت خوشی سے خبر دیتا ہوں کہ تمہارا خدا درحقیقت موجود ہے۔ اگرچہ سب اسی کی مخلوق ہے لیکن وہ اس شخص کو چن لیتا ہے جو اس کو چنتا ہے وہ اسکے پاس آجاتا ہے جو اسکے پاس جاتا ہے، وہ اس کو عزت دیتا ہے جو اسکو بھی عزت دیتا ہے (کشتی نوح)

الہامی پیشگوئی کے بارہ میں ملہم کا اجتہاد ضروری نہیں کہ خدائی علم کے مطابق ہو

مامور کے اجتہاد میں غلطی ہو جانا بعض حکمتوں پر مبنی ہے

صلح حدیبیہ کے واقعات اسلام کی ترقی کا پیش خیمہ تھے

لیظهره علی الدین کلّه کی پیشگوئی کا ظہور مسیح موعودؑ کے ذریعہ

خطبہ جمعہ مؤرخہ ۲۵ اگست ۱۹۶۷ء فرمودہ شیخ عبدالرحمان مصری صاحب بمقام جامع احمدیہ، احمدیہ بلڈنگس لاہور

لقد صدق اللہ رسوله الرؤیا بالحق لتدخلن المسجد الحرام ان شاء اللہ امنین محلقین رءوسکم ومقصرین لا تخافون فعلم ما لم تعلموا فجعل من دون ذالک فتحاً قریباً ... وعد اللہ الذین امنوا وعملوا الصالحات منهم مغفرة واجراً عظیماً

(الفتح ع)

آنحضرت صلعم کا رؤیا اور عمرہ کے لئے مکہ کی طرف روانگی

آیات تلاوت کردہ میں سب سے پہلے اس رؤیا کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جس میں آنحضرت صلعم نے اپنے آپ کو خانہ کعبہ کا طواف کرتے دیکھا یہ رؤیا مدینہ منورہ میں دیکھا گیا اور آنحضرت صلعم نے تمام صحابہ رض کو بھی اس رؤیا سے مطلع کر دیا اور اس کی بناء پر آنحضور صلعم قریباً ۱۴۰۰ صحابہ رض کو ساتھ لے کر مکہ کی طرف بغرض عمرہ روانہ ہو گئے آنحضور صلعم اور تمام صحابہ رض کا خیال یہی تھا کہ یہ رؤیا اسی سال پورا ہو جائے گا۔

قرآن شریف میں اس رؤیا کے ذکر کی حکمت

قرآن شریف میں اس رؤیا کی طرف خصوصیت سے کیوں اشارہ کیا گیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اس میں کئی حکمتیں اور اسباق مخفی تھے جنہیں امت کو سکھلانا مدنظر تھا۔

پہلی حکمت

پہلی حکمت جس پر امت کو آگاہ کرنا مدنظر تھا یہی تھی کہ اللہ تعالے جب اپنے کسی نبی یا مامور کو کسی آئندہ زمانہ میں وقوع میں آنے والی خبر کی اطلاع دیتا ہے تو اس کے لئے ضروری نہیں کہ اس کی تمام تفصیلات بھی تبلا دے بلکہ بعض اوقات وہ خبر صرف اجمالی رنگ میں ہی ہوتی ہے اس کی تفصیل اس وقت ظاہر ہوتی ہے جب وہ وقوع میں آتی ہے۔

دوسری حکمت

دوسری حکمت جس پر امت کو آگاہ کرنا مقصود تھا یہ تھی کہ اگر نبی یا مامور خدا کی تبلائی ہوئی پیشگوئی کے پورا ہونے کا طریق اپنے اجتہاد یا خیال سے متعین کر لے تو خدا تعالیٰ اس بات کا پابند نہیں کہ اپنی پیشگوئی کو اسی طریق پر پورا کرے وہ اسے اسی طریق سے ہی پورا کرتا ہے جو طریق اس کے پورا کرنے کا اس نے مدنظر رکھا ہوا ہوتا ہے۔ یہ آنحضرت صلعم کے خانہ کعبہ کے طواف کرنے والے رؤیا کو ہی دیکھ لو یہ رؤیا اس وقت دکھلایا گیا جبکہ مکہ پر کفار قریش کا قبضہ تھا اور وہ حضرت نبی کریم صلعم کی دشمنی میں اس انتہا تک پہنچے ہوئے تھے کہ باوجود اس کے کہ ہر قوم کو حج کرنے کی عام آزادی تھی لیکن اس آزادی سے وہ حضرت نبی کریم صلعم کو فائدہ اٹھانے کی اجازت دینے کو ہرگز تیار نہ تھے اس لئے حضرت نبی کریم صلعم نے اس کی کبھی کوشش بھی نہ کی تھی کیونکہ اس کوشش میں جنگ کا خطرہ تھا جس سے آنحضور صلعم بوجہ امن پسند رسول ہونے کے ہمیشہ الگ رہنے کو ہی ترجیح دیتے تھے۔

رؤیا میں پیشگوئی کی نوعیت

ظاہر ہے کہ ایسی حالت میں ایسا رؤیا یقیناً اپنے اندر یہی پیشگوئی رکھتا تھا کہ کفار قریش کا زور ٹوٹ جائیگا اور انکی دشمنی خس و خاشاک کی طرح اڑ جائے گی اور وقت آتا ہے کہ وہ حضرت نبی کریم صلعم کو روکنے کی قطعاً طاقت نہیں رکھیں گے جن الفاظ میں اللہ تعالے نے اس پیشگوئی کے پورا ہونے کا اظہار فرمایا ہے اس سے پتہ لگتا ہے کہ کس طریق سے اس پیشگوئی کو پورا کرنا اللہ تعالے کے مدنظر تھا فرماتا ہے کہ یقیناً اللہ تعالے نے اس رؤیا کو سچا کر دکھلایا جو اس نے اپنے رسول پاک صلعم کو دکھلایا تھا۔

. . . .

. . . . خدا کے ہاں اس رؤیا کا گیا منشاء تھا اس کا اظہار اللہ تعالے نے ان الفاظ میں فرمایا کہ تم ضرور بالضرور مسجد حرام میں داخل ہو گے اگر اللہ تعالے نے چاہا امن کی حالت میں (امن کی حالت تو تبھی پیدا ہو سکتی تھی جبکہ مسلمانوں کا مکہ پر مکمل قبضہ ہو جائے اس سے قبل امن کے متعلق یقین کرنا کس طرح ممکن ہو سکتا تھا) اپنے سروں کو منڈواتے ہوئے یا اپنے بالوں کو کترواتے ہوئے ہر قسم کے خوف سے اپنے آپ کو آزاد پاتے ہوئے یہ تینوں باتیں بتلا رہی ہیں کہ رؤیا کے اندر جو پیشگوئی مضمر تھی وہ اصل میں حج ہی کے متعلق تھی کیونکہ بالوں کے کتروانے یا منڈوانے کا تعلق عمرہ سے نہیں۔ بلکہ حج سے ہی ہے دوسرے حج کو امن کی حالت میں اور خوف سے آزاد ہو کر بجالانا بتلا رہا ہے کہ اس وقت مسلمانوں کا مکہ پر مکمل قبضہ ہو چکا ہو گا۔ کیونکہ بغیر اس کے متذکرہ بالا دونوں حالتیں پیدا ہی نہیں ہو سکتی تھیں گو عمرہ بھی اس سال نہیں دوسرے سال ہو گیا تھا لیکن مندرجہ بالا تینوں حالتوں کا اس وقت وجود نہ تھا یہ حالتیں فتح مکہ کے بعد ہی پیدا ہوئیں۔

تیسری حکمت

تیسرا سبق اس رؤیا کے ذریعہ امت کو یہ سکھلانا تھا کہ خدا کا نبی یا مامور اپنے اجتہاد کی بناء پر پیشگوئی کو پورا کرنے کے لئے اگر کوئی غلط قدم اٹھا لے تو ضروری نہیں کہ خدا اس کی غلطی پر اسے اسی وقت آگاہ بھی کر دے جیسا کہ حضرت نبی کریم صلعم کو روانگی کے وقت یہ اطلاع نہیں دی گئی کہ کیوں روانہ ہوتے ہو عمرہ تو اس سال نہیں ہو گا۔

چوتھی حکمت

چوتھا سبق امت کو اس رؤیا کے ذریعہ یہ دینا تھا کہ پیشگوئی کی اصل حقیقت کو سمجھنے میں جب حضرت نبی کریم صلعم جیسے عظیم الشان نبی خاتم النبیین سے بھی غلطی ہو سکتی ہے تو دوسرے ملہمین جو امت میں پیدا ہوں گے وہ اس سے کس طرح محفوظ رہ سکتے ہیں اس لئے اگر اس قسم کی اجتہادی غلطی ہو جائے تو ان کو اپنے اعتراضات کا نشانہ نہ بنانا اور نہ ہی اس کو ان کی کسر شان کا ذریعہ بنانا۔

خدا کی خاموشی میں حکمت اور بعد کے واقعات

حضرت نبی کریم صلعم کی اس اجتہادی غلطی پر جو اللہ تعالے خاموش رہا اس میں بھی بڑی حکمت پوشیدہ تھی جس کا اظہار بعد کے واقعات سے ہوا۔ بعد کے واقعات کی

تفصیل یہ ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم اپنے صحابہ رض کے ساتھ جب حدیبیہ کے مقام پر پہنچے تو حضورؐ نے اپنے ایک شخص خراش نامی کو مکّہ والوں کی طرف اس پیغام کے ساتھ بھیجا کہ ہم صرف عمرہ کرنے کے لئے آئے ہیں جنگ ہمارا ہرگز مقصد نہیں ہم امن سے عمرہ کر کے واپس چلے جائیں گے آپ ہمیں بغیر کسی خوف و خطر کے عمرہ کرنے کی اجازت دیدیں۔

مکّہ والوں کا رویّہ

مکّہ والوں نے اپنی طاقت کے گھمنڈ میں نہ صرف یہ کہ مکّہ میں داخل ہونے کی اجازت نہ دی بلکہ قاصد خراش کے اُونٹ کو مار ڈالا اور اسے بھی قتل کرنے پر آمادہ ہو گئے لیکن بعض کے سمجھانے پر رُک گئے پھر آنحضرت صلعم نے حضرت عثمان رض کو بھیجا ان کو بھی انہوں نے قید کر لیا اور مشہور یہ ہو گیا کہ حضرت عثمان رض کو شہید کر دیا گیا ہے۔ اس پر حضرت نبی کریم صلعم نے خدا سے الہام پا کر بیعت الرضوان لی جو موت اور دشمن کے مقابلہ میں نہ بھاگنے پر تھی۔

صلح اور اس کی شرائط

مکّہ والوں نے جب دیکھا کہ مسلمان اب مرنے مارنے پر تیار ہیں تو صلح کا معاہدہ کرنے کے لئے انہوں نے سہیل بن عمرو کو بھیجا۔ شرائط صلح حسب ذیل طے ہوئیں (۱) مسلمان اس سال بغیر عمرہ کئے واپس جائیں (۲) اگلے سال آئیں مگر تین دن سے زیادہ نہ ٹھہریں (۳) مکّہ میں جو مسلمان ہیں ان کو اجازت نہ ہوگی کہ وہ نبی کریم صلعم کے ساتھ جائیں (۴) مسلمانوں میں سے اگر کوئی مکّہ میں رہنا چاہے تو اسے نہ روکا جائے۔ (۵) مکّہ والوں میں سے اگر کوئی مدینہ جائے تو اسے واپس کرنا ہوگا اور مدینہ والوں میں سے اگر کوئی مکّہ آئے تو مکّہ والے اسے واپس نہیں کریں گے۔ (۶) قبائل عرب میں سے جو مسلمانوں کے ساتھ ملنا چاہے مسلمانوں کے ساتھ مل جائے جو قریش کے ساتھ ملنا چاہے ان کے ساتھ مل جائے ابھی معاہدہ پر دستخط نہ ہوئے تھے کہ سہیل کا بیٹا ابو جندل جو مسلمان ہو چکا ہوا تھا اور کفّار کی طرف سے سخت اذیتوں کا نشانہ بنایا جا رہا تھا کسی طرح وہاں پہنچ گیا اور اپنی حالت زار کو پیش کر کے مسلمانوں سے اپیل کی کہ وہ اسے کفّار کے عذاب سے رہائی دلائیں اور اسے اپنے ساتھ لے جائیں ایک طرف اس کی حالتِ زار کو دیکھ کر اور دوسری طرف معاہدہ کی شرائط کو ذلّت آمیز یقین کرتے ہوئے ان کے خون کھول رہے تھے لیکن سہیل نے اسی بات پر اصرار کیا کہ اگر ابو جندل کو آپ ساتھ لے جانا چاہتے ہیں تو پھر معاہدہ فسخ ہے حضرت نبی کریم صلعم نے جو ہر قیمت پر صلح کرنا چاہتے تھے ابو جندل کو سمجھا کر مکّہ میں ہی رہنے پر راضی کر لیا اور معاہدۂ صلح کو قائم رکھا۔

سہیل نے معاہدہ پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم بھی نہ لکھنے دیا اور دستخط سے محمد رسول اللہ کٹوا کر محمد بن عبد اللہ لکھوایا اس پر صحابہ کرام رض کے دل اور بھی رنجیدہ ہوئے مگر کیا کر سکتے تھے حضرت نبی کریم صلعم ان تمام شرائط کو برضا و رغبت تسلیم کرتے جاتے تھے جنہیں صحابہ رض سخت ذلّت آمیز یقین کر رہے تھے آخر حضرت عمر رض نے کہہ ہی دیا کہ کیا آپ رسول برحق نہیں فرمایا ہوں کیا ہم حق پر نہیں فرمایا ہیں کہا پھر ایسی ذلّت کا شکار ہم کو کیوں بنایا جا رہا ہے کیا آپ نے نہیں کہا تھا کہ عمرہ کریں گے پھر ہم کیوں بغیر عمرہ کے جا رہے ہیں آنحضور صلعم نے فرمایا کہ میں نے یہ نہیں کہا تھا کہ اسی سال عمرہ ہوگا مسلمانوں کے اشتعال اور غصّہ کا یہ عالم تھا کہ حضرت نبی کریم صلعم نے جب وہیں قربانیاں ذبح کرنے کے لئے کہا تو کوئی صحابی بھی اس کی تعمیل کے لئے آمادہ نہ ہوا لیکن جب آنجناب صلعم نے اپنی زوجۂ مطہرہ کے مشورہ سے اپنی قربانی اپنے ہاتھ سے کر دی تو پھر سب صحابہ رض نے بھی اپنی قربانیاں کر دیں۔

حضرت نبی کریم صلعم کا پاکیزہ کیریکٹر

اللہ تعالےٰ نے جو حضرت نبی کریم صلعم کو دو انگی سے نہیں روکا تھا اس کی وجہ یہی تھی کہ اس کے نتیجہ میں دنیا پر یہ ثابت کرنا تھا کہ صلح اور قیام امن کی خاطر حضرت نبی کریم صلعم ان شرائط پر بھی راضی ہونے کے لئے تیار ہو جاتے تھے جو بظاہر دوسرے لوگوں کی نظر میں ذلّت آمیز سمجھی جاتی ہیں قوم مرنے مارنے کے لئے تیار ہے لیکن ان شرائط کو قبول کرنے کے لئے تیار نہیں مگر آنجناب صلعم اس کی پرواہ کئے بغیر کفّار کی ہی پیش کردہ شرائط پر معاہدہ صلح پر دستخط کر دیتے ہیں۔

اسلام اور مسلمانوں کے حق میں اس صلح سے جو خوشگوار نتائج نکلے وہ کسی پر مخفی نہیں اس کے نتیجہ میں پہلی بات تو یہ ہوئی کہ کفّار کے ساتھ عام میل جول شروع ہو گیا جس کے نتیجہ میں کفّار فوج در فوج اسلام میں داخل ہونے شروع ہو گئے چنانچہ تھوڑے سے ہی عرصہ میں ۱۴۰۰ سے بڑھ کر مسلمانوں کی تعداد دس ہزار تک پہنچ گئی اور مکّہ کی فتح بھی اسی صلح کے نتیجہ میں ہی حاصل ہوئی کیونکہ قریش نے اس معاہدہ کی ایک ایسی شرط کو توڑا جس کی بناء پر حضرت نبی کریم صلعم کو مکّہ پر چڑھائی کرنے کا حق حاصل ہو گیا۔ کفّار مکّہ اس حملہ کی تاب نہ لا کر پسپا ہو گئے اور بغیر خون بہانے کے مکّہ فتح ہو گیا۔ حضرت نبی کریم صلعم نے اس فتح کے بعد جب تمام کفّار کو عام معافی دے دی تو اس فیاضانہ اور کریمانہ سلوک کا کفّار کے دلوں پر ایسا اثر ہوا کہ خدا کے رسول مقبول صلعم نے صرف ان کے شہر کو ہی فتح نہ کیا بلکہ ان کے دلوں کو بھی فتح کر لیا چنانچہ وہ سب کے سب مسلمان ہو گئے اور آنحضرت صلعم کی اس شاندار اور بے نظیر کامیابی کو دیکھ کر آہستہ آہستہ دیگر تمام قبائل بھی اسلام میں داخل ہوتے چلے گئے یہاں تک کہ اسلام سارے عرب میں پھیل گیا۔

اللہ تعالےٰ کا مسلمانوں کو خطاب

اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو مخاطب کر کے فرماتا ہے کہ تم تو اس صلح کی شرائط کو ذلّت آمیز سمجھ رہے تھے اور خیال کر رہے تھے کہ رسول کا مدینہ سے عمرہ کی نیت سے نکلنا اور پھر بغیر عمرہ کئے واپس جانا لوگوں کی نظر میں ہمیں ذلیل ٹھہرانے کا موجب ہے فعلم ما لم تعلموا لیکن خدا جانتا تھا کہ اس کے نتائج کتنے شاندار نکلیں گے تم ان سے بے خبر تھے تمہاری نظر ان نتائج تک کیسے پہنچ سکتی تھی پس خدا تعالےٰ نے یہ سب کچھ اپنے رسول سے عمداً کروایا اور اس کے پیچھے ہم نے تمہارے لئے فتح قریب بھی رکھی تھی جیسا کہ فرمایا فجعل من دون ذالك فتحاً قريباً۔ گو اس فتح سے مراد فتح خیبر لی گئی ہے مگر سیاق و سباق سے یہی نظر آتا ہے کہ اس فتح سے مراد فتح مکّہ ہی ہے جو صلح حدیبیہ کے بعد جلد ہی وقوع میں آگئی اور آئی بھی کفّار کی طرف سے عہد شکنی کے نتیجہ میں۔

اس سفر میں الٰہی حکمتیں۔

یہ سفر الٰہی حکمتوں کے ماتحت کروایا گیا اس سفر کی وجہ سے صلح حدیبیہ کی بنیاد پڑی جس میں تمام شرائط کفّار کی طرف سے ہی پیش کی گئیں جنہیں نبی کریم صلعم نے بغیر کسی تردد کے قبول کر لیا وہ شرائط بظاہر کفّار کے حق میں اور مسلمانوں کے خلاف تھیں مگر انجام کار یہی شرائط کفّار کے لئے نقصان دہ ثابت ہوئیں اور مسلمانوں کے لئے نہایت مفید ثابت ہوئیں مسلمانوں کی تعداد میں قریباً نو ہزار کا اضافہ ہو گیا مکّہ فتح ہو گیا اسلام تمام عرب میں پھیل گیا اور حضرت نبی کریم صلعم کا مشن شاندار کامیابی کے ساتھ تکمیل کو پہنچ گیا۔

حضرت نبی کریم صلعم کی قوّت راہنمائی

اس کے بعد فرمایا هو الذي أرسل رسوله بالهدى ودين الحق ليظهره على الدين كله وكفى بالله شهيدا یعنی ہم نے اس رسول کو ہدایت یعنی قوّت راہنمائی سے مسلح کر کے بھیجا ہے دیکھ لو کہ اسی قوّت راہنمائی سے کام لیکر اس رسول نے اس مشکل وقت میں تمہاری کیسی صحیح راہنمائی کی حضورؐ نے اپنی روحانی نظر کی گہرائی سے کفّار کی پیشکردہ بظاہر ذلّت آمیز شرائط میں ہی اسلام کی اس شاندار کامیابی کا مشاہدہ کر لیا تھا جو بعد میں مسلمانوں کو حاصل ہوئی جس کو مسلمان اس وقت سمجھ ہی نہ سکتے تھے اسی طرح دین بھی آنحضور صلعم کو وہ عطا ہوا جو سچائی ہی سچائی سے بھرا ہوا تھا جو سب دینوں پر غالب آنے والا ہے چنانچہ ۱۴۰۰ برس سے غالب ہی چلا آتا ہے کوئی مذہب بھی اس کے سامنے نہیں ٹھہر سکا لیکن خصوصیت سے اس میں مسیح موعود کے زمانہ میں اس کے غلبہ کے نمایاں طور پر ظہور کی پیشگوئی کی گئی ہے۔ حدیث میں بھی آیا ہے تهلك الملل كلها الا الاسلام یعنی دلائل کی رُو سے مسیح موعود کے زمانہ میں اسلام کے سوا تمام ادیان ہلاک ہو جائیں گے چنانچہ حضرت مرزا صاحبؒ کے ذریعہ جنہوں نے مسیح موعودؑ ہونے کا دعوےٰ کیا یہ پیشگوئی پوری ہو گئی ۱۸۹۶ء میں لاہور میں ایک ایسا مذہبی جلسہ ہوا جس میں تمام مذاہب کے چیدہ چیدہ علماء اپنے اپنے مذہب کی خوبیوں کو بیان کرنے کے لئے جمع ہوئے اس میں حضرت مسیح موعودؑ بھی شریک ہوئے اور انہوں نے اپنے مضمون کے متعلق پیش از وقت خدا سے الہام پا کر شائع کر دیا کہ ان کا مضمون سب مضمونوں پر غالب رہے گا اور ایسا ہی ہوا چنانچہ بالاتفاق اس مضمون کو غالب قرار دیا گیا اور اس طرح ليظهره على الدين كله کی پیشگوئی آپ کے ہاتھ سے پوری ہو گئی چونکہ آپ حضرت نبی کریم صلعم میں فنا ہوئے ہوئے تھے اس لئے یہ غلبہ جو اسلام کو آپ کے ذریعہ حاصل ہوا درحقیقت حضرت نبی کریم صلعم کے ذریعہ ہی حاصل ہوا۔ وكفى بالله شهيدا کے الفاظ بتلا رہے ہیں کہ خدا اس کی شہادت دے گا چنانچہ خدا تعالےٰ

(باقی بر صـ۱۱ کالم اوّل)

محمد صالح نور (فاضل عربی) لائل پور

آخری قسط

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے دعوے میں کوئی تبدیلی نہیں فرمائی

قاضی محمد نذیر کی گمراہ کن اور مجرمانہ تاویلات

۴

جماعت احمدیہ ربوہ کی طرف سے ہمارے پیارے آقا سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام (فداہ نفسی و ابی و امی) کی ذات پر جس قدر الزامات عائد کئے جاتے ہیں گذشتہ اقساط میں کما حقہٗ ان کا دفاع کیا جا چکا ہے اور ایک سیر حاصل بحث کے ذریعہ قاضی محمد نذیر صاحب کے دلائل کا مسکت جواب بھی دیا جا چکا ہے۔ آج کی صحبت میں (جو اس مضمون کی آخری قسط ہے) قاضی صاحب کے مضمون میں بیان کردہ بنیادی امور کا علمی تجزیہ کیا جاتا ہے تاکہ قارئین پر یہ امر واضح ہو جائے کہ جو لوگ مامور من اللہ پر ناجائز الزامات و اتہامات لگانے کے عادی ہوتے ہیں ان کے دلائل میں کس قدر بودا پن پایا جاتا ہے۔

(۱) نزاع لفظی نہیں ہے

قاضی صاحب نے چھوٹا منہ اور بڑی بات کے مطابق حضرت مولانا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ کی "اصلاح" کرتے ہوئے لکھا ہے کہ

"ہمارے نزدیک آپ کا یہ بیان قابل اصلاح ہے کیونکہ اصل حقیقت یہ ہے کہ ہمارے اور آپ کے درمیان اختلافات اصولی نہیں بلکہ ہمارے اور آپ کے فریق کے عقائد میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت کے متعلق محض ایک لفظی نزاع ہی پائی جاتی ہے" (ص ۳)

مجھے یہ کہنے کی اجازت دیجئے کہ قاضی صاحب نزاع لفظی کے مفہوم سے ہی ناآشنا ہیں کیونکہ نزاع لفظی تو وہاں ہوتا ہے جہاں عقیدہ ایک ہو مگر اس کے اظہار کے لئے الفاظ مختلف ہوں مگر یہاں تو معاملہ بالکل برعکس ہے یہاں تو الفاظ ایک ہیں لیکن مفہوم میں اس قدر اختلاف ہے کہ آپ کے نزدیک ان الفاظ سے نبی اور ہمارے نزدیک غیر نبی مراد ہے جو عقیدہ اور اس کے لوازمات پر بڑی طرح اثر انداز ہوتا ہے اور جس کے نتیجہ میں آپ کے نزدیک کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا اقرار کرنے والا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج قرار پاتا ہے جبکہ ہمارے نزدیک ایسا نہیں ہے۔ بس یہ کس قدر غلط پروپیگنڈا کیا جاتا ہے کہ عقائد تو ایک ہیں مگر نزاع لفظی ہے حالانکہ آپ اس پوزیشن کو جس صاحب بصیرت و بصارت کے سامنے رکھیں گے وہ یہی کہنے پر مجبور ہو گا کہ ہمارے دونوں فریقوں کے درمیان نزاع لفظی نہیں بلکہ نزاع حقیقی ہے۔ آپ کو معلوم ہے کہ ہم ظلّی نبی کو زمرہ اولیاء کا فرد یقین کرتے ہیں اور آپ اور جماعت ربوہ کے لوگ شومیٔ قسمت سے ظلّ کو اصل سمجھے بیٹھے ہیں۔

کن معنوں میں نبی کا لفظ استعمال فرمایا

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دعوے کی ابتداء سے لے کر یوم وصال تک نبی کے لفظ کو اپنے لئے جن معنوں میں استعمال فرمایا ہے ان کے استعمال سے ایک شخص **زمرہ اولیاء** کا فرد ہی رہتا ہے اور حضور نے جن معنوں کی رُو سے نبی کے لفظ سے تمام عمر انکار فرمایا ہے ان سے ایک شخص **زمرہ انبیاء** کا فرد کہلاتا ہے جن کا آنا اُمت محمدیہ میں ممتنع ہے۔ اہل علم و معرفت کے لئے اس بات کا سمجھنا نہایت آسان ہے کہ اس صورت سے حضور کس زمرہ میں شمار ہوتے ہیں۔

حضور علیہ السلام نے مندرجہ ذیل معانی کی رُو سے ہمیشہ اپنے لئے نبی کے لفظ کا استعمال جائز قرار دیا ہے۔

۱۔ نبوت جزوی، نبوت ناقصہ، بمعنی مبشرات
۲۔ لغوی، غیر حقیقی
۳۔ اُمتی اور نبی
۴۔ ظلّی اور بروزی
۵۔ بمعنی استعارہ اور مجاز
۶۔ غیر تشریعی اُمتی
۷۔ غیر مستقلہ
۸۔ فنافی الرسول اور انعکاسی
۹۔ محدّث اصطلاحی
۱۰۔ بمصداق علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل
۱۱۔ مورد وحی ولایت اور وحی تحدیث۔

کن معنوں میں نبی کا لفظ ناجائز قرار دیا

حضور علیہ السلام نے بموجب آیت خاتم النبیین و حدیث لانبی بعدی اُمت محمدیہ میں کسی فرد کے لئے بھی مندرجہ ذیل معنوں کی رُو سے نبی کے لفظ کا استعمال ناجائز قرار دیا ہے اور اس قسم کے نبی کا اُمت میں آنا مستلزم کفر گردانا ہے

۱۔ نبوت تامہ کاملہ
۲۔ نبوت حقیقی
۳۔ صرف نبی
۴۔ اصلی نبی
۵۔ اسلام کی اصطلاح میں نبی
۶۔ نبوت تشریعی
۷۔ نبوت غیر تشریعی
۸۔ نبوت مستقلہ
۹۔ نبوت بمعنی محدث لغوی
۱۰۔ براہِ راست نبوت
۱۱۔ موردِ وحی نبوت

حضور کی کتب کے بالاستیعاب مطالعہ سے یہ امر واضح ہو جاتا ہے کہ حضور نے جہاں جہاں نبوت سے انکار کیا ہے انہی معنوں کی رُو سے کیا ہے۔ اور جہاں جہاں اپنے لئے لفظ نبی کے استعمال کو جائز قرار دیا ہے وہ اوّل الذکر معانی کی رُو سے ہے کبھی بھی کسی قسم کی کوئی تبدیلی حضور نے تمام عمر نہیں فرمائی جن معنوں میں انکار کیا ہے تمام عمر کیا ہے اور جن معنوں میں اقرار کیا ہے اس پر تازیست قائم رہے ہیں۔

(۲) جماعت ربوہ حضور کی تشریحات سے متفق نہیں ہے!

قاضی صاحب تحریر فرماتے ہیں:۔

"یہ تو آپ کو مسلّم ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو آپ کے الہامات میں نبی اور رسول کہا گیا ہے اور احادیث نبویہ میں بھی آپ کو نبی اللہ قرار دیا گیا ہے ان دونوں باتوں میں ہم دونوں فریق متفق ہیں"

اب دیکھنا یہ ہے کہ حضور کو الہامات میں جو نبی اور رسول کہا گیا ہے یا حدیث میں جو آپ کے لئے نبی اللہ کا لفظ آیا ہے اس کی جو تشریحات حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیان فرمائی ہیں کیا جماعت ربوہ اور قاضی صاحب ان تشریحات سے اتفاق کرتے ہیں۔ جہاں تک میری تحقیق ہے حضور کے بیان فرمودہ ارشادات سے کم از کم اکابرین جماعت ربوہ تو متفق نہیں ہیں۔ تو جب جماعت ربوہ امام الزمان کی بیان کردہ تشریح سے اتفاق نہ کرے تو ہم سے مصالحت کی اُمید رکھنا فضول ہے۔ ہماری صلح جنگل کے درندوں سے تو ہو سکتی ہے مگر جو ہمارے پیارے امام کے قول کو منسوخ کرے اس سے ہماری صلح کیسے ہو سکتی ہے۔

الہامات میں "نبی" اور "رسول" کے الفاظ کی تشریح

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

(۱) "وہ مکالمات الٰہیہ جو خدا تعالیٰ کی طرف سے مجھ کو ملے ہیں جن میں یہ لفظ نبوت اور رسالت کا بکثرت آیا ہے ان کو میں بوجہ مامور ہونے کے مخفی نہیں رکھ سکتا لیکن بار بار کہتا ہوں کہ ان الہامات میں جو لفظ مرسل یا رسول یا نبی کا میری نسبت

آیا ہے۔ وہ اپنے حقیقی معنوں پر مشتمل نہیں ہے"
(انجام آتھم حاشیہ صفحہ ۲۶)

(۲) "یہ سچ ہے کہ وہ الہام جو خدا نے اپنے بندہ پر نازل فرمایا اس میں اس بندہ کی نسبت نبی، رسول اور مرسل کے لفظ بکثرت موجود ہیں سو یہ حقیقی معنوں پر محمول نہیں۔ .... نبوت کے حقیقی معنوں کی رو سے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہ کوئی نیا نبی آسکتا ہے اور نہ پرانا۔ قرآن ایسے نبیوں کے ظہور سے مانع ہے مگر مجازی معنوں کی رو سے خدا کا اختیار ہے کہ کسی ملہم کو نبی کے لفظ سے یا مرسل کے لفظ سے یاد کرے........ میرے پر یہی کھولا گیا ہے کہ حقیقی نبوت کے دروازے خاتم النبیین کے بعد بکلی بند ہیں"۔

(سراج منیر صفحہ ۳)

(۳) "اگرچہ عرصہ بیس سال سے متواتر اس عاجز کو الہام ہوا ہے اکثر دفعہ ان میں رسول یا نبی کا لفظ آگیا ہے .... سو چونکہ ایسے لفظوں سے جو محض استعارہ کے رنگ میں ہیں **اسلام میں فتنہ پڑتا ہے اور اس کا نتیجہ بد نکلتا ہے اس لئے اپنی جماعت کی معمولی بول چال اور دن رات کے محاورات میں یہ لفظ نہیں آنے چاہئیں** .... اور نبی اور رسول کے لفظ استعارہ اور مجاز کے رنگ میں ہیں"۔

(مکتوب ۱۷ اگست ۱۸۹۹ء)

(۴) "اور اس جگہ جو میری نسبت کلام الٰہی میں رسول اور نبی کا لفظ اختیار کیا گیا ہے کہ یہ رسول اور نبی ہے یہ اطلاق مجاز اور استعارہ کے طور پر ہے"

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ حاشیہ صفحہ ۲۴)

(۵) "سمیت نبیًا من اللّٰہ علیٰ طریق المجاز لا علیٰ وجہ الحقیقۃ"

"اللہ تعالیٰ کے الہامات میں جو میری نسبت نبی کا لفظ آیا ہے وہ مجازاً ہے نہ کہ حقیقی طور پر"

(الاستفتاء ضمیمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۵)

حدیث میں جو "نبی اللہ" آیا ہے اس کی تشریح

حدیث مسلم شریف میں آنے والے مسیح موعود کے لئے جو چند علامات بیان کی گئی ہیں وہاں یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ وہ "نبی اللہ" ہوگا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نزدیک یہ لفظ مجازی معنوں کی رو سے فرمایا گیا ہے اور اس کا مفہوم محدثیت کے مفہوم تک محدود ہے حضور علیہ السلام فرماتے ہیں۔

(۱) "مسیح موعود جو آنے والا ہے اس کی علامت یہ لکھی ہے کہ وہ نبی اللہ ہوگا یعنی خدا تعالیٰ سے وحی پانے والا - لیکن اس جگہ نبوت تامہ کاملہ مراد نہیں کیونکہ نبوت تامہ کاملہ پر مہر لگ چکی ہے بلکہ وہ نبوت مراد ہے جو **محدثیت کے مفہوم تک محدود ہے**"

(ازالہ اوہام صفحہ ۷۰۱)

(۲) "ایسے ہی وہ نبی کر کے پکارا گیا جو حدیثوں میں مسیح موعود کے لئے آیا ہے وہ بھی اپنے حقیقی معنوں پر اطلاق نہیں پاتا۔ **یہ وہ علم ہے جو خدا نے مجھے دیا ہے** جس نے سمجھنا ہو سمجھ لے"

(سراج منیر صفحہ ۳)

(۳) "آنے والے مسیح موعود کا نام جو صحیح مسلم وغیرہ میں زبان مقدس نبوی سے نبی اللہ نکلا ہے وہ انہی مجازی معنوں کی رو سے ہے جو صوفیاء کرام کی کتابوں میں مسلم اور ایک معمولی محاورہ مکالمات الٰہیہ کا ہے **ورنہ خاتم الانبیاء کے بعد نبی کیسا**"

(انجام آتھم حاشیہ صفحہ ۲۸)

(۴) "اس کے مقابل پر وہی مسلم کی حدیث پیش کی جاتی ہے جس پر صدہا شبہات چیونٹیوں کی طرح چمٹے ہوئے ہیں اور ظاہری الفاظ کی رو سے صریح قرآن شریف کے متناقض اور ضد پڑی ہوئی ہے .... اب بتلاؤ کہ ہم دونوں متناقض پیشگوئیوں میں سے کن کو قبول کریں کیا مسلم کی روایت کے لئے قرآن کو چھوڑ دیں اور ایک ذخیرہ دلائل کا اپنے ہاتھ سے پھینک دیں کیا کریں یہ بھی ہمارا مسلم پر احسان ہے کہ ہم نے تاویل سے کام لے کر حدیث کو مان لیا ورنہ رفع تناقض کے لئے ہمارا حق تو یہ تھا کہ اس حدیث کو موضوع ٹھہراتے لیکن خوب غور سے سوچنے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ درحقیقت حدیث موضوع نہیں ہے ہاں استعارات سے پر ہے"

(تحفہ گولڑویہ صفحہ ۴۶)

ابھی ذیل میں وفات سے صرف ایک روز قبل یعنی ۲۵ مئی ۱۹۰۸ء کا حوالہ پڑھنا مزید دلچسپی کا موجب ہوگا:-

"لاہور ۲۵ مئی ۱۹۰۸ء ایک شخص سرحدی آیا بہت شوخی سے کلام کرنے لگا اس پر فرمایا میں نے اپنی طرف سے کوئی اپنا کلمہ نہیں بنایا۔ نہ نماز علیحدہ بنائی ہے بلکہ آنحضرت صلعم کی پیروی کو دین و ایمان سمجھتا ہوں یہ نبوت کا لفظ جو اختیار کیا گیا ہے صرف خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے جس شخص پر پیشگوئی کے طور پر خدا تعالیٰ کی طرف سے کسی بات کا اظہار بکثرت ہو اسے نبی کہا جاتا ہے خدا کا وجود خدا کے نشانوں سے پہچانا جاتا ہے۔ اسی لئے اولیاء اللہ بھیجے جاتے ہیں۔ "ان فی وقت بامدادا سے مرید" محی الدین ابن عربی نے بھی ایسا ہی لکھا ہے حضرت مجدد نے بھی یہی عقیدہ ظاہر کیا ہے پس کیا سب کو کافر کہو گے؟ یاد رکھو یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔"
(اخبار بدر ۱۹۰۸ء)

(۳) ایک پہلو سے امتی ایک پہلو سے نبی "محدث" ہوتا ہے۔

قاضی صاحب مزید تحریر فرماتے ہیں:-

"ہم دونوں فریق متفق ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی ہیں"

جناب قاضی صاحب کو معلوم ہونا چاہئے کہ جماعت احمدیہ لاہور اس شخص کو جو ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی ہو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تشریحات کے مطابق محدث سمجھتی ہے مگر جماعت ربوہ حضور کے فرمان کے خلاف یہ عقیدہ رکھتی ہے کہ ایسا شخص نبی ہوتا ہے۔ اس صورت میں بھلا مصالحت اور اتفاق کا کیا سوال پیدا ہوتا ہے کیونکہ ہمارا تو وہی عقیدہ ہے جو حضور علیہ السلام کا تھا مگر جماعت ربوہ اپنا عقیدہ بدل چکی ہے۔ ہم کسی کے کہہ دینے سے عقیدہ میں تبدیلی کو گناہ سمجھتے ہیں۔ جماعت احمدیہ لاہور ابتداء سے اصولی طور پر اس عقیدہ پر قائم ہے کہ:-

(۱) نبی میں صرف ایک شان "شانِ نبوت" پائی جاتی ہے

اور

(۲) محدث میں دو شانیں، امتیت اور نبوت کی پائی جاتی ہیں۔

چونکہ حضور میں دو شانیں پائی جاتی ہیں اس لئے ہم حضور کو محدث یقین کرتے ہیں۔

محدث میں دو شانیں پائی جاتی ہیں

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"سو یہ بات کہ اس کو امتی بھی کہا اور نبی بھی اس کی طرف اشارہ ہے کہ دونوں شانیں امتیت اور نبوت کی اس میں پائی جائیں گی جیسا کہ محدث **میں ان دونوں کا پایا جانا ضروری ہے** لیکن صاحب نبوت تامہ تو صرف ایک شان نبوت ہی رکھتا ہے غرض محدثیت دونوں رنگوں سے رنگین ہوتی ہے اس لئے خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں بھی اس عاجز کا نام امتی بھی رکھا اور نبی بھی"

(ازالہ اوہام صفحہ ۵۳۳)

اب حضور کے قائم کردہ مندرجہ بالا اصول کے پیش نظر انصاف کا تقاضا ہے کہ یہ دیکھا جاوے کہ آیا حضور نے تمام عمر اپنے اندر دونوں شانوں کے پائے جانے کا اقرار فرمایا ہے یا صرف ایک شان کے پائے جانے کا۔ تاکہ یہ معلوم ہو سکے کہ آپ کو محدث قرار دینے والے حق پر ہیں یا نبی قرار دینے والے۔

حضور فرماتے ہیں:-

(۱) "اس کی پیروی سے خدا تعالیٰ کی محبت اور اس کے مکالمہ اور مخاطبہ کا اس سے بڑھ کر انعام مل سکتا ہے جو پہلے ملتا تھا مگر اس کا کامل پیرو صرف نبی نہیں کہلا سکتا کیونکہ نبوت کاملہ تامہ محمدیہ کی اس میں ہتک ہے ہاں امتی اور نبی دونوں لفظ اجتماعی حالت میں اس پر صادق آسکتے ہیں کیونکہ اس میں نبوت تامہ کاملہ محمدیہ کی ہتک نہیں"

(الوصیت صفحہ ۱۰)

(۲) "پس یہ مرکب نام ایک الگ نام ہے اور کبھی حضرت عیسیٰ اسرائیلی اس نام سے موسوم نہیں ہوئے اور مجھے خدا تعالیٰ نے میری وحی میں بار بار امتی کر کے بھی پکارا ہے اور نبی کر کے بھی پکارا ہے"

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۸۴)

(۴) "اس لئے میں صرف نبی نہیں کہلا سکتا بلکہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے اُمتی"

(حقیقۃ الوحی ص۱۵۰)

(۴) "ان معنوں سے میں نبی ہوں اور اُمتی بھی ہوں تاکہ ہمارے آقا کی وہ پیشگوئی پوری ہو کہ آنے والا مسیح اُمتی بھی ہو گا اور نبی بھی"

(مکتوب بنام اخبار عام ۲۳ مئی ۱۹۰۸ء)

(۵) "ہاں محدث آئیں گے جو اللہ جلشانہٗ سے ہمکلام ہوتے ہیں اور نبوت کی بعض صفات ظلی طور پر اپنے اندر رکھتے ہیں اور بلحاظ بعض وجوہ **شانِ نبوت** کے رنگ سے رنگین کئے جاتے ہیں اور ان میں سے میں ایک ہوں" (نشانِ آسمانی ص۲۹)

جو لوگ فہم و ذکا کی دولت سے مالا مال ہیں اور پیر پرستی کی پٹی ان کی آنکھوں پر نہیں بندھی ہوئی ان پر یہ عیاں ہو جاتا ہے کہ حضور علیہ السلام نے ہر جگہ اپنے اندر دو شانوں کے پائے جانے کا اقرار فرمایا ہے اور حضور کے ارشاد کے موجب ایسا شخص محدث کہلاتا ہے نہ کہ نبی۔ اب جبکہ جماعت ربوہ حضور کے ارشاد کے علی الرغم حضور کو زمرۂ انبیاء کا فرد یقین کرتی ہے تو جماعت احمدیہ لاہور سے مصالحت کا کیا سوال پیدا ہوتا ہے ؟

(۴) "ظلی نبی" زمرۂ انبیاء کا فرد نہیں ہوتا!

قاضی صاحب ایک مقام پر تحریر فرماتے ہیں :-

"اگر ہمارے لاہوری فریق کے دوستوں کو یہ بات سمجھ میں آجائے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ظلی نبوت ایک قسم کی نبوت ہے"

معاملہ یہ ہے کہ جماعت احمدیہ لاہور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فرمودات کی روشنی میں قاضی صاحب کے اس من گھڑت عقیدہ سے اتفاق کرنے سے انکار کرتی ہے اور قاضی صاحب جماعت لاہور کو ہر اس عقیدے کی پیروی سے معذور خیال فرمائیں۔ جو ہمارے پیارے امام کے فرمودات کے خلاف ہو گا۔ ہمارے عقول و قلوب ظل کو اصل سمجھنے کی اہلیت نہیں رکھتے اور جبکہ حضور نے ولایت کا ہی دوسرا نام ظلی نبوت قرار دیا ہے، تو ہم کیسے اسے نبوت کی قسم قرار دے سکتے ہیں۔

حضور فرماتے ہیں :-

(۱) "ولایت کامل طور پر ظلی نبوت ہے"

(حجۃ اللہ ص۱۴)

(۲) "داہل دلہا برین متفق اند کہ ولایت ظل نبوت است"

(لجۃ النور ص۳۸)

(یعنی تمام اہل دل اس بات پر متفق ہیں کہ ظلی نبوت ولایت کا نام ہے)

(۳) "فیکون النبی کالاصل والولی کالظل" (کرامات الصادقین ص۸۵)

(یعنی نبی اصل کی مانند ہوتا ہے اور ولی اس کے ظل کی مانند)

(۴) "مستقل نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی

مگر ظلی نبوت جس کے معنے ہیں کہ محض فیض محمدی سے وحی پانا وہ قیامت تک باقی رہے گی تا انسانوں کی تکمیل کا دروازہ بند نہ ہو"

(حقیقۃ الوحی ص۲۸)

اب اس جگہ حضور نے ظلی نبوت کے معنی محض مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ بیان فرمائے ہیں جس کا دروازہ قیامت تک کھلا ہے۔

(۵) "بروزی نبی" کبھی غیر نبی ہوتا ہے

قاضی صاحب مزید لکھتے ہیں :-

"ہماری جماعت .... بروزی رسول اور نبی کو نبوت کی ایک الگ قسم یقین کرتی ہے"

حیرانی تو اس امر کی ہے کہ قاضی صاحب اپنی جماعت کا جو بھی عقیدہ بیان فرماتے ہیں وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عقیدہ کے خلاف ہی ہوتا ہے۔ اب حضور مندرجہ بالا عقیدہ کے خلاف فرماتے ہیں کہ غیر نبی بروز کے طور پر قائم مقام نبی کے ہو جاتا ہے جیسا کہ حضور فرماتے ہیں :-

(۱) "تمام اُمت کا اس پر اتفاق ہے کہ غیر نبی بروز کے طور پر قائم مقام نبی ہو جاتا ہے یہی معنے اس حدیث کے ہیں علماء اُمتی کانبیاء بنی اسرائیل" (ایام الصلح ص۱۶۴)

(۲) "مورد بروز حکم نفی وجود کا رکھتا ہے"

(ایک غلطی کا ازالہ)

نبوت کی ایک نئی اور نرالی قسم

قاضی صاحب موصوف فرماتے ہیں :-

"ہماری جماعت .... بروزی رسول اور نبی کو نبوت کی ایک الگ قسم یقین کرتی ہے جو انبیاء سابقین میں سے کسی نبی کو حاصل نہیں ہوئی"

اب اس عقیدہ کی رُو سے تو یہ معلوم ہوا کہ حضور جس قسم کے نبی تھے جب سے دنیا وجود میں آئی ہے اس قسم کا نبی آج تک پیدا نہیں ہوا۔ جب حضور کی مانند کوئی نبی بھی گذشتہ زمانہ میں مبعوث نہیں ہوا تو حضور زمرۂ انبیاء میں تو شامل نہ ہوئے اور پھر یہ بھی مسئلہ حل طلب ہو گا کہ جماعت ربوہ کے عقیدہ "اجرائے نبوت" سے مراد گذشتہ انبیاء کی سی نبوت کو جاری رکھنا ہے یا نئی اور نرالی قسم کی نبوت کا اجراء ہے اور اب آئندہ کس قسم کے نبی آیا کریں گے۔ اس کی وضاحت قاضی صاحب کے ذمہ ہے۔

حضور زمرۂ اولیاء کے فرد ہیں!

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے لئے جو نبی کا لفظ استعمال فرمایا ہے آپ نے ہر ایک مقام پر بڑی شرح لہٗ بسط کے ساتھ اس کی تشریح فرما دی ہے اور ہر مقام پر ۱۹۰۱ء سے پہلے بھی اور بعد میں بھی اپنے آپ کو زمرۂ اولیاء کا ہی فرد قرار دیا ہے اور بار بار اس کا اعادہ کیا ہے کہ ان اصطلاحات کی رُو سے جس پر یہ الفاظ صادق آتے ہوں وہ اولیاء کے زمرہ میں ہی شمار ہوتا ہے نہ کہ انبیاء کے زمرہ میں حضور کی چند

تحریرات ابتدائے دعوے سے لے کر آخر تک اس امر کے ذہن نشین کرانے کے لئے ذیل میں دی جاتی ہیں۔

(۱) ۱۸۹۳ء میں

حضور فرماتے ہیں :-

"اسلام کے زندہ ہونے کا ثبوت اور نبوت کی یقینی حقیقت جو ہمیشہ ہر ایک زمانہ میں منکرین وحی کو ساکت کر سکے اسی حالت میں قائم رہ سکتی ہے کہ سلسلۂ وحی برنگِ محدثیت ہمیشہ کے لئے جاری رہے سو اس نے ایسا ہی کیا۔ محدث وہ لوگ ہیں جو شرف مکالمہ الٰہیہ سے مشرف ہوتے ہیں ... یہ خیال ہرگز درست نہیں کہ انبیاء علیہم السلام دنیا سے بے وارث ہی گذر گئے اور اب ان کی نسبت کوئی واقعہ ظاہر کرنا بجز قصہ خوانی کے اور کچھ زیادہ وقعت نہیں رکھتا بلکہ ہر ایک صدی میں ضرورت کے وقت ان کے وارث پیدا ہوتے رہتے ہیں اور اس صدی میں یہ عاجز ہے"

(برکات الدعا)

(۲) ۱۸۹۷ء میں

حضور فرماتے ہیں :-

"یاد رہے کہ خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں اعلیٰ درجہ کی پاک زندگی کی یہ علامت بیان فرمائی ہے کہ ایسے شخص سے خوارق ظاہر ہوتے ہیں اور خدا تعالیٰ ایسے شخصوں کی دعا سنتا ہے اور ان سے ہمکلام ہوتا ہے اور پیش از وقت ان کو غیب کی خبریں بتلاتا ہے اور ان کی تائید کرتا ہے سو ہم دیکھتے ہیں کہ ہزار ولی اسلام میں ایسے ہوتے آئے ہیں چنانچہ اس زمانہ میں یہ نمونہ دکھلانے کے لئے یہ عاجز موجود ہے"

(سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب ص۱۵)

(۳) ۱۸۹۹ء میں

"اللہ تعالیٰ نے جو کمالات سلسلۂ نبوت میں رکھے ہیں مجموعی طور پر وہ ہادی کامل پر ختم ہو چکے ہیں اب ظلی طور پر ہمیشہ کے لئے مجددین کے ذریعہ دنیا پر اپنے پر تَو ڈالتے رہیں گے اللہ تعالیٰ اس سلسلہ کو قیامت تک رکھے گا"

(تقریر مطبوعہ انوار احمدیہ پریس قادیان ص۲۷)

(۴) ۱۹۰۱ء میں

"اھدنا الصراط المستقیم کی دعا سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک ظلی سلسلہ پیغمبروں کا اس اُمت میں قائم کرنا چاہتا ہے مگر جیسا کہ قرآن کریم میں سارے انبیاء کا ذکر نہیں اور حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ کا ذکر کیا ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس اُمت میں بھی مثیل موسیٰ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مثیل عیسیٰ یعنی امام مہدی سب سے عظیم الشان اور خاص ذکر کے قابل ہیں"

(الحکم ۱۷ مارچ ۱۹۰۱ء)

۱۹۰۲ء میں

"[illegible]
سلسلہ کی مماثلت سمجھ آجاوے"۔
(کشتی نوح صفحہ ۴۹)

۱۹۰۳ء میں (قابل توجہ قاضی صاحب!)

"اگرچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں ہزاروں بزرگ نبوت کے نور سے منور تھے اور ہزاروں کو انوارِ نبوت کا حصہ ہوتا رہا اور اب بھی ہوتا ہے .... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں ہزاروں انسانوں کو نبوت کا درجہ ملا"
(الحکم ۱۷؍اپریل ۱۹۰۳ء)

۱۹۰۵ء میں

(۱) "یقیناً یاد رکھو کہ کامل اتباع کے ثمرات ضائع نہیں ہو سکتے یہ تصوف کا مسئلہ ہے اگر ظلی مرتبہ نہ ہوتا تو اولیاء اُمت تو مرجاتے ہی کامل اتباع اور بروزی اور ظلی مرتبہ ہی تو تھا جس سے بایزید نے "محمدؐ" کہلایا"
(بدر ۲۷؍اکتوبر ۱۹۰۵ء)

(۲) "خدا تعالیٰ نے مکالمہ مخاطبہ کاملہ تامہ مطہرہ مقدسہ کا شرف ایسے بعض افراد کو عطا کیا جو فنافی الرسول کی حالت تک اتم درجہ تک پہنچ گئے اور کوئی حجاب درمیان نہ رہا اور اُمتی ہونے کا مفہوم اور پیروی کے معنے اتم اور اکمل درجہ پر ان میں پائے گئے ایسے طور پر کہ ان کا وجود اپنا وجود نہ رہا بلکہ ان کی محویت کے آئینہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود منعکس ہوگیا اور دوسری طرف اتم اور اکمل طور پر مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ نبیوں کی طرح ان کو نصیب ہوا پس اس طرح پر بعض افراد نے باوجود اُمتی ہونے کے نبی ہونیکا خطاب پایا"۔ (الوصیت)

۱۹۰۷ء میں

"مگر آخری رسول (آنحضرت صلعم) کو تاج عزت پہنایا گیا اس کے غلاموں اور خادموں میں سے میں ایک ہوں جس سے خدا مکالمہ مخاطبہ کرتا ہے" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۷۴)

۱۹۰۸ء میں

"اسی طرح خدا تعالیٰ نے جو کچھ اپنی خوبیوں کا قرآن شریف میں ذکر کیا ہے وہ تمام حسن اور محبوبانہ اخلاق کے بیان میں ہے اور اس کے پڑھنے سے صریح معلوم ہوتا ہے کہ وہ پڑھنے والے کو خدا کا عاشق بنانا چاہتا ہے چنانچہ اس نے ہزاروں عاشق بنائے اور میں بھی ان میں سے ایک ناچیز بندہ ہوں"

[illegible] کرتے ہوئے بیان فرماتے ہیں۔ اور اپنے آپ کو انکی صف میں ہی شمار فرماتے چلے آئے ہیں۔ کبھی بھی اس میں کسی قسم کی کوئی تبدیلی نہیں فرمائی۔ اور اس کی تائید حضور علیہ السلام کے ایک رؤیا سے بھی ہوتی ہے جو تذکرہ صفحہ ۱۴۱ پر یوں درج ہے:—

"تخمیناً دس برس کا عرصہ ہوا جو میں نے خواب میں حضرت مسیح علیہ السلام کو دیکھا .... میں اور مسیح اور ایک کامل اور مکمل سید آلِ رسولؐ دالان میں خوش دلی سے ایک عرصہ تک کھڑے رہے اور سید صاحب کے ہاتھ میں ایک کاغذ تھا اس میں بعض افراد خاصہ اُمت محمدیہ کے نام لکھے ہوئے تھے اور حضرت خداوند تعالیٰ کی طرف سے اُن کی کچھ تعریفیں لکھی ہوئی تھیں چنانچہ سید صاحب نے اس کاغذ کو پڑھنا شروع کیا جس سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ مسیح کو اُمت محمدیہ کے ان مراتب سے اطلاع دینا چاہتے ہیں کہ جو عنداللہ ان کے لئے مقرر ہیں اور اس کاغذ میں عبارت تعریفی تمام ایسی تھی کہ جو خالص خدا تعالیٰ کی طرف سے تھی سو جب پڑھتے پڑھتے وہ کاغذ اخیر تک پہنچ گیا اور کچھ تھوڑا ہی باقی رہا تب اس عاجز کا نام آیا"

(۶) "نبی کا نام پانے" سے کیا مراد ہے؟

قاضی صاحب نے اپنے رسالہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک عبارت حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۳۹۱ سے نقل کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے:—

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تیرہ سو سال میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نبی کا نام پانے کے لئے مخصوص فرد ہیں اور آپ سے پہلے اُمت محمدیہ میں کسی شخص کو بھی یہ نام ..... نہیں ملا اسلئے اس اُمت میں سے کسی نے نبی کا نام نہیں پایا"

نہایت افسوس ہے کہ محترم قاضی صاحب حضرت سلطان القلم علیہ السلام کی واضح اور غیر مبہم عبارات کو سمجھنے کی بھی اہلیت نہیں رکھتے ان لوگوں کا کیا علاج ہے کہ جب حضور کی کسی عبارت کا مفہوم سمجھنے سے قاصر رہ جاتے ہیں تو بجائے اس کے کہ وہ اپنی عقل کا ماتم کریں حضور کی طرف غلط قسم کی باتیں منسوب کرنے لگ جاتے ہیں۔ ایک مامور من اللہ کی طرف ایسی بات منسوب کرنا جو آپ کی تمام تحریرات کے خلاف ہو نہایت درجہ کی جسارت ہے مگر یاد رکھیں یہ تمام نااہلی کے کرشمے ہیں۔ معمولی توجہ اور غور و فکر سے حضور کا مقصد بغیر کوئی الزام لگائے سمجھا جا سکتا ہے۔ سو واضح ہو کہ جہاں تک نبی کا نام دیئے جانے کا تعلق ہے قارئین کرام نے دیکھ لیا کہ حضور علیہ السلام نے بار ہا فرمایا ہے کہ اس اُمت میں سے کئی لوگوں کو نبی کا نام دیا گیا ہے۔

[illegible]
اسے نبی اللہ کے نام سے یاد کیا گیا ہو کیونکہ آپ ایک موعود وجود ہیں۔ اور خاص بشارات کے تحت آپ مبعوث ہوئے ہیں اس لئے بشارات میں نبی کا نام پانے والے کے لئے صرف آپ کا وجود ہی مخصوص کیا گیا ہے۔ اور یہ بھی واضح ہو کہ اعزازی یا ظلی۔ بروزی یا مجازی طور پر کسی کا نام ہمیشہ اس کی غیر جنس میں متحقق ہو سکتا ہے نبی تو خود نبی ہوتا ہے اسے کسی کا نام پانے کی کیا احتیاج ہے لہٰذا اگر غیر نبی کو کسی خاص وصف اور خوبی کی بناء پر نبی کا نام پانے کے لئے مخصوص کیا جاوے تو خدا تعالیٰ کا فضل اور اس کا احسان ہے۔ اس سے یہ کیسے نتیجہ نکل سکتا ہے کہ نام پا لینے سے اس کا مورد اپنی جنس سے خارج ہو جاتا ہے۔

جب سے دیکھا ہے نااہل بھی ہیں جام بکف
مجھ کو پیمانہ اٹھانے سے حیا آتی ہے

اولیاء اُمت کو نبی کا نام دیا گیا ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس اُمت میں سے کئی بزرگوں کو خدا تعالیٰ کی طرف سے نبی کا نام دیا گیا ہے چند حوالہ جات پیش کئے جاتے ہیں:—

(۱) "خدا تعالیٰ ہمیشہ استعارات سے کام لیتا ہے اور طبع اور خاصیت اور استعداد کے لحاظ سے ایک کا نام دوسرے پر وارد کر دیتا ہے جو ابراہیم کے دل کے موافق دل رکھتا ہے وہ خدا تعالیٰ کے نزدیک ابراہیم ہے اور جو عمر فاروق کا دل رکھتا ہے وہ خدا تعالیٰ کے نزدیک عمر فاروق ہے"۔
(فتح اسلام حاشیہ صفحہ ۱۱)

(۲) "اور محدث کا وجود انبیاء و امم میں بطور برزخ کے اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے وہ اگرچہ کامل طور پر اُمتی ہے مگر ایک وجہ سے نبی بھی ہوتا ہے اور محدث کے لئے ضرور ہے کہ وہ کسی نبی کا مثیل ہو اور خدا تعالیٰ کے نزدیک وہی نام پاوے جو اس نبی کا نام ہے"۔
(ازالہ اوہام صفحہ ۵۶۹)

(۳) "ہر ایک زمانہ کی مشکلات کے مناسب حال ان مشکلات کو حل کرنے والے روحانی معلم بھیجے جاتے ہیں جو وراثت رسل ہوتے ہیں اور ظلی طور پر رسولوں کے کمالات کو پاتے ہیں اور جس مجدد کی کارروائیاں کسی ایک رسول کی بعض کارروائیوں سے شدید مشابہت رکھتی ہیں وہ عنداللہ اسی رسول کے نام سے پکارا جاتا ہے"۔
(شہادت القرآن صفحہ [illegible])

(۴) "پس اس طرح پر بعض افراد نے باوجود امتی ہونے کے نبی ہونے کا خطاب پایا"

(رسالہ الوصیت صـ ۱۱)

(۵) "اسلام میں اگرچہ ہزارہا ولی اللہ اور اہل اللہ گذرے ہیں ان میں کوئی موعود نہ تھا لیکن وہ جو مسیح کے نام پر آنے والا تھا وہ موعود تھا۔ ایسا ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پہلے کوئی نبی موعود نہ تھا صرف مسیح موعود تھا۔ .... اس دین کے تمام خلیفے اس امت میں سے پیدا ہوں گے اور خلفاء موسوی کے مثیل ہوں گے اور صرف ایک اُن میں سے سلسلہ کے آخر میں موعود ہوگا جو عیسیٰ بن مریم کے مشابہ ہوگا باقی موعود نہیں ہوں گے۔ یعنی نام لے کر ان کے لئے پیشگوئی نہیں ہوگی۔" (تذکرۃ الشہادتین صـ ۲۹ و صـ ۳۷)

(۶) "بعض اوقات خدا تعالےٰ کے الہامات میں ایسے الفاظ استعارہ اور مجاز کے طور پر اس کے بعض اولیاء کی نسبت استعمال ہو جاتے ہیں اور وہ حقیقت پر محمول نہیں ہوتے سارا جھگڑا یہ ہے جس کو نادان متعصب اور طرف کھینچ کر لے گئے ہیں۔"

(انجام آتھم حاشیہ صـ ۲۸)

مندرجہ بالا حوالہ جات سے عیاں ہے کہ خدا تعالےٰ نے اپنے الہامات کے ذریعہ اُمتِ محمدیہ کے بعض افراد کو نبی کا نام دیا ہے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے موعود ہونے کے اعتبار سے نبی اللہ کا نام پانے کے لئے صرف ... مسیح موعود علیہ السلام ہی مخصوص کئے گئے ہیں اور حدیث میں نبی اللہ کا نام جو زبانِ نبوی صلعم سے آیا ہے وہ اپنے حقیقی معنوں پر محمول نہیں ہے بلکہ مجازاً ایسا نام دیا گیا ہے۔

تریاق القلوب کب شائع ہوئی؟

قاضی صاحب محترم فرماتے ہیں :۔

"۱۹۰۱ء سے قبل "تریاق القلوب" میں آپ فرماتے ہیں"

... آپ کی باتوں کا کیا کہنا "حضور"
آپ جو کہدیں بجا ہے ٹھیک ہے

یہ ایک واقعہ ہے کہ حضور علیہ السلام کی تصنیف "تریاق القلوب" آپ کی زندگی میں ۲۸ اکتوبر ۱۹۰۲ء کو شائع ہوئی مگر جرأت ... ملاحظہ ہو کہ اس کتاب کو ۱۹۰۱ء سے قبل کی قرار دیا جا رہا ہے درحقیقت یہ امر بھی عام لوگوں کی نظر سے پوشیدہ ہے کہ اس کتاب کو ۱۹۰۱ء سے قبل کی تحریر کہنے میں کیا راز ہے بات دراصل یہ ہے کہ اس کتاب میں حضور نے نبوت کے بارہ میں جو عقیدہ بیان فرمایا ہے وہ جماعت ربوہ کے عقیدہ کے برعکس ہے اس لئے کیوں نہ اس کتاب کو منسوخ شدہ کتب میں شمار کیا جاوے۔ حالانکہ کوئی مصنف جس وقت کوئی کتاب شائع کرتا ہے اس میں اس وقت تک کے اعتقادات و خیالات کا ذکر ہوتا ہے یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ۱۹۰۱ء میں حضور اپنا عقیدہ تبدیل کریں اور ۱۹۰۲ء میں جو کتاب شائع ہو اس میں سابقہ عقیدہ ہی بیان کیا

گیا ہو۔ ؎ کچھ تو خوفِ خدا کرو لوگو
کچھ تو لوگو خدا سے شرماؤ

مسیح موعود مجدّد ہوگا نہ کہ نبی!

حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کا اصل اور بنیادی دعوےٰ اور مقام مسیح موعود ہونے کا ہے اور حضور نے ابتداء سے آخر تک مسیح موعود کے لئے مجدّدِ وقت ہونا بیان فرمایا ہے اور مسیح موعود کے لئے نبوت کی نفی فرماتے رہے ہیں۔ جیسا کہ حضور فرماتے ہیں :۔

"غرض جبکہ نبوت کا دعوےٰ اس طرف بھی نہیں صرف ولایت اور مجدّدیت کا دعوےٰ ہے"

(مجموعہ اشتہارات حصہ سوئم صـ ۲۲۳)

نیز حضور نے فرمایا کہ مسیح موعود کا دعوےٰ ملہم اور مجدّد سے بڑھ کر نہیں ہے۔ حضور فرماتے ہیں :۔

"یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ مسیح موعود ہونے کا دعوےٰ ملہم من اللہ اور مجدّد من اللہ کے دعوےٰ سے کچھ بڑا نہیں ہے صاف ظاہر ہے کہ جس کو یہ مرتبہ حاصل ہو کہ وہ خدا تعالےٰ کا ہمکلام ہو اس کا نام منجانب اللہ خواہ مثیل مسیح اور خواہ مثیل موسیٰ ہو یہ تمام نام اس کے حق میں جائز ہیں"

(آئینہ کمالات اسلام صـ ۳۴۰)

حضور علیہ السلام نے تواتر سے یہ امر بیان فرمایا ہے کہ مسیح موعود اپنے وقت کا مجدّد ہوگا آپ کے ابتداء سے آخر تک چند اقتباسات درج کئے جاتے ہیں :۔

(۱) ۱۸۹۱ء میں

"حقیقت میں ابتداء سے یہی مقرر ہے کہ مسیح اپنے وقت کا مجدّد ہوگا" (ازالہ اوہام صـ ۵۹)

(۲) ۱۸۹۲ء میں

"اس عاجز کے دعوےٰ مجدّدیت ہونے اور مثیل مسیح ہونے اور دعوےٰ ہمکلام ہونے پر اب بفضلہ تعالیٰ گیارھواں برس جاتا ہے" (نشان آسمانی صـ ۳۴)

(۳) ۱۸۹۳ء میں

"اس زمانہ کے مجدّد کا نام مسیح موعود رکھنا اس مصلحت پر مبنی معلوم ہوتا ہے کہ اس مجدّد کا عظیم الشان کام عیسائیت کا غلبہ توڑنا اور ان کے حملوں کو دفع کرنا اور ان کے فلسفہ کو جو مخالف قرآن ہے دلائل قویہ کے ساتھ توڑنا اور ان پر اسلام کی حجت پوری کرنا ہے"

(آئینہ کمالات اسلام صـ ۳۴۰)

(۴) ۱۸۹۸ء میں

"آثار صحیحہ سے یہ ثابت ہے کہ جو شخص عیسائیت کے فتنہ کے وقت عیسیٰ پرستی کے فتنہ کو دور کرنے کے لئے صدی کے سر پر بطور مجدّد کے ظاہر ہوگا اس مجدّد کا نام مسیح ہے" (کتاب البریہ صـ ۱۸۵ حاشیہ)

(۵) ۱۸۹۹ء میں

"کیا یہ سچ نہیں کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے مجدّد کا نام مسیح موعود رکھا ہے پس جبکہ زمانہ کی حالت بتلا رہی ہے کہ چودھویں صدی کے سر پر مجدّد کا نام مسیح موعود ہونا چاہیئے یا بتبدیل الفاظ یوں کہو کہ ایسی صدی کا مسیح موعود مجدّد ہے" (ایام الصلح صـ ۲۸)

(۶) ۱۹۰۰ء میں

"عین صدی کے سر پر خدا تعالیٰ نے تجدید اور اصلاح کے لئے اور خدماتِ ضروریہ کے مناسب حال ایک بندہ کو بھیجا اور اس کا نام مسیح موعود رکھا" (اربعین نمبر ۲ صـ ۱۹)

(۷) ۱۹۰۲ء میں

"جبکہ چودھویں صدی کے مجدّد کی یہ خدمت ہوئی کہ وہ صلیب کو شکست دے تو اس سے یہ فیصلہ ہوا کہ چودھویں صدی کا مجدّد مسیح موعود ہونا چاہیئے کیونکہ یہ منصب مسیح موعود کا ہے اس لئے چودھویں صدی کا مجدّد حق رکھتا ہے کہ اس کو مسیح موعود کہا جائے کیونکہ وہ اس زمانہ کا مجدّد ہے اور اس زمانہ میں مجدّد کی خاص خدمت کسرِ شوکتِ صلیب ہے" (تریاق القلوب صـ ۱۲۱)

(۸) ۱۹۰۳ء میں

"علاوہ بریں مسیح موعود کو صدی کے سر پر آنا ضروری ہے کیونکہ وہ اپنے زمانہ اور صدی کا مجدّد ہے جو صدی کے سر پر آتا ہے .... اور چونکہ صلیب کا زور ہے اس لئے کسرِ صلیب کے لئے مجدّد آنا چاہیئے اس کا نام مسیح موعود رکھا گیا" (الحکم ۳۰ اپریل ۱۹۰۳ء)

(۹) ۱۹۰۴ء میں

"اور یہ امام جو خدا تعالےٰ کی طرف سے مسیح موعود کہلاتا ہے وہ مجدّد صدی بھی ہے اور مجدّد الف آخر بھی"
(لیکچر اسلام سیالکوٹ صـ ۶)

(۱۰) ۱۹۰۵ء میں

"چونکہ مسیح موعود مجدّد ہے اور مجدّد غلطیوں کی اصلاح کے لئے ہی آیا کرتے ہیں"

(براہین احمدیہ حصہ پنجم صـ ۴۴)

(۱۱) ۱۹۰۷ء میں

"یہ بھی اہل سنت میں متفق علیہ امر ہے کہ یہ آخری مجدّد اس اُمت کا مسیح موعود ہے" (حقیقۃ الوحی صـ ۱۹۳)

۱۹۰۸ء میں

"جو چودھویں صدی کے سر پر ایک مجدّد موعود آنے والا تھا جس کی نسبت بہت سے ملہموں نے پیشگوئی

کی تھی کہ وہ مسیح موعود ہونگا وہ میں ہی ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر شاہ ولی اللہ تک مقدس لوگوں نے الہام پاکر یہ پیشگوئی کی تھی کہ وہ آنے والا مسیح موعود چودھویں صدی کا مجدد ہوگا۔"

۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کے بعد

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وصال ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو ہوا۔ آپ کے مزار پر جو کتبہ نصب کیا گیا وہ بھی اس بات کا گواہ تھا کہ مسیح موعودؑ چودھویں صدی کے مجدد تھے نہ کہ نبی۔ کتبہ مندرجہ ذیل تھا:—

"جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی رئیس قادیان
مسیح موعود مجدد صد چہاردہم تاریخ وفات
۲۶ مئی ۱۹۰۸ء"

یہ کتبہ عقیدہ تبدیل کرنے والی جماعت کے امام نے ۱۹۳۶ء میں اتروا کر اس کی جگہ دوسرا کتبہ لگوا دیا۔ اور "مجدد صد چہاردہم" کے الفاظ کو حذف کر دیا گیا اور کسی نے اُف تک نہ کی۔

وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا

۱۹۰۱ء میں انکشاف؟

محترم قاضی صاحب فرماتے ہیں:—

"۱۹۰۱ء میں خدا تعالیٰ کی طرف سے انکشاف ہو جانے پر آپ نے اپنی نبوت کا مقام محدثیت سے بالا قرار دیا ہے"

قاضی صاحب کی اس عبارت سے یہ مترشح ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ۱۹۰۱ء میں اللہ تعالیٰ نے الہاماً نبوت کے مقام پر سرفراز فرمایا تھا۔ یا الہام کے ذریعہ آپ پر آپ کا اصل مقام منکشف فرمایا تھا۔ مگر قاضی صاحب اس انکشاف کی نشاندہی نہیں کر سکے۔ قاضی صاحب! خدا را ذرا غور کریں کہ جب ابتدا میں حضور نے محدثیت کا دعوےٰ خدا کے حکم سے کیا تو اس کے بعد خدا کے کس حکم سے نبوت کا دعوےٰ کیا گیا یا خدا کے کس حکم نے پہلے دعوےٰ کو تبدیل کرنے پر مجبور کر دیا۔

حضور تو فرماتے ہیں:—

"نبوت کا دعوےٰ نہیں بلکہ محدثیت کا دعوےٰ ہے جو خدا تعالیٰ کے حکم سے کیا گیا"

(ازالہ اوہام)

قاضی صاحب جواب دیں!

اس ضمن میں قاضی صاحب سے چند سوالات ہیں اگر وہ جواب کی تکلیف گوارا فرمائیں:—

(۱)— وہ کونسا زمانہ ہے جبکہ حضور نے فرمایا کہ میں نبی نہیں ہوں؟

(۲) وہ کونسا سال ہے جبکہ حضور نے بقول آپ کے نبوت کا دعوےٰ کیا؟

(۳)— وہ کونسا زمانہ ہے جبکہ آپ پر اعتراض ہوا اور کفر کا فتوےٰ دیا گیا وہ اعتراض کیا تھا اور اس کا آپ نے کیا جواب دیا؟

(۴)— آپ نے کس سن میں عقیدہ دربارہ نبوت تبدیل فرمایا اور وہ کونسے الفاظ ہیں اور کس کتاب میں آپ نے تحریر فرمائے ہیں؟

وان کنتم فی ریب مما نزلنا علیٰ عبدنا فاتوا بسورۃ من مثلہ وادعوا شھداءکم من دون اللہ ان کنتم صٰدقین۔

(اس چوتھی قسط پر ہمارا مضمون ختم ہوا)

وفاتِ مسیح از روئے حدیث

مکرمی جناب ایڈیٹر صاحب پیغام صلح لاہور۔
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ مزاج مبارک؟

مورخہ ۱۵؍۶ کا واقعہ ہے کہ ایک مولوی صاحب جو کہ مسلکاً اہلحدیث تھے (جن کا میں ابھی نام نہیں لینا چاہتا) لائبریری بلاک ۲ میں تشریف لائے۔ علاوہ دوسری مذہبی باتوں کے وفاتِ مسیح پر گفتگو ہونے لگ پڑی معاً پہلو بدل کر فرمانے لگے کہ میں قرآن کریم سے وفاتِ مسیح کا ثبوت نہیں چاہتا۔ مجھے حدیث سے وفاتِ مسیح دکھلاؤ۔ میں نے متعجب ہو کر کہا کہ مولانا مجھے آپ کی ذات پر نہایت ہی افسوس آتا ہے کہ آپ نے اس قسم کے الفاظ کہہ دیئے یہ کہ ایک مذہبی رہنما کو زیب نہیں دیتے۔ بندہ نے کہا مولانا صاحب دیکھئے قرآن کریم کے متعلق ہے کہ (۱) ھذا الکتاب انزلنٰہ مبارکٌ فاتبعوہ واتقوا لعلکم ترحمون (۲) ھذا کتابنا ینطق علیکم بالحق (۳) لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ۔ (۴) ذالک الکتاب لاریب فیہ۔ اور آپ جیسوں کے متعلق قرآن کریم فرماتا ہے کہ افلا یتدبرون القرآن ام علیٰ قلوبٍ اقفالھا۔ براہ مہربانی آپ وفاتِ مسیح کا ثبوت قرآن کریم سے ہی ملاحظہ کریں مگر مولوی صاحب نے ایک نہ مانی۔ آخر بندہ نے ان کو مندرجہ ذیل ثبوت کتب احادیث سے پیش کیا۔

پہلا ثبوت:— لوکان موسیٰ وعیسیٰ حیین لما وسعھما الا اتباعی تفسیر ابن کثیر ص ۲۴۶ ج ۱ مصری تفسیر ترجمان القرآن ص ۲۱۴ ج ۲ شرح فقہ اکبر ملا علی قاری رح ص ۱۱۱ مصری۔

ترجمہ:— اگر موسیٰ و عیسیٰ زندہ ہوتے تو ان کو بجز میری پیروی کے کوئی چارہ نہ ہوتا۔ اس حدیث سے صراحتاً وفاتِ مسیح ثابت ہوتی ہے کیونکہ اس میں لکھا ہے کہ اگر وہ زندہ ہوتے تو ایسا کرتے مگر زندہ نہیں ہیں۔

دوسرا ثبوت:— عن عائشۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال فی مرضہ الذی توفی فیہ لفاطمۃ ان عیسیٰ ابن مریم عاش عشرین ومائۃ سنۃ۔ کنز العمال ص ۱۲۰ ج ۶ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلعم نے اپنی اس مرض میں جس میں کہ آپ نے وفات پائی حضرت فاطمہؓ کو فرمایا کہ عیسیٰ ابن مریم ایک سو بیس سال زندہ رہے۔ کیا اب بھی وفاتِ مسیح میں شک ہے؟

تیسرا ثبوت:— اختلاف حلیتین ہے یعنی آنحضرت صلعم نے مسیح موعود اور مسیح اسرائیلی کے حلیے مختلف فرمائے ہیں جیسا کہ بخاری میں جو کہ اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہے اس بات کو بالتصریح بیان کیا گیا ہے کہ مسیح ناصری کے متعلق فرمایا واما عیسیٰ فاحمر جعد عریض الصدر (بخاری مصری ص ۱۷۰ ج ۲) کہ وہ سُرخ رنگ اور گھنگھریالے بالوں اور چوڑے سینہ والا تھا اور مسیح محمدی کے متعلق فرمایا فاذا رجل آدم کاحسن ما یری من ادم الرجال تضرب لمتہ بین منکبیہ بخاری مصری ص ۱۶۱ ج ۲ کہ میں نے مسیح محمدی کو دیکھا وہ گندم گوں رنگ اور سیدھے بالوں والا تھا حتیٰ کہ اس کے بال کندھوں پر پڑتے تھے۔ پس اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ مسیح اسرائیلی اور تھا جو کہ فوت ہو گیا ہے اور مسیح محمدی اور ہے۔

چوتھا ثبوت:— واقسم باللہ ما علی الارض من نفس منفوسۃ یاتی علیھا مائۃ سنۃ وھی حیۃ۔ کنز العمال ص ۱۷۰ ج ۷ نبی کریم فرماتے ہیں اور اللہ کی قسم کہ کوئی زمین پر سانس لینے والا نفس نہ ہوگا کہ اس پر سو سال گذرے اور وہ زندہ ہو۔ فرمایئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی کو کہاں تک لمبا کیا جاوے اگر بالفرض محال ان کی عمر بہت لمبی ہو گئی ہو تو اس حدیث نبی کریم صلعم کے ماتحت انکی وفات ماننی پڑے گی۔

پانچواں ثبوت:— لما توفی علی ابن ابی طالب قام الحسن بن علی فصعد المنبر فقال ایھا الناس قد قبض فی اللیلۃ رجل ولقد قبض فی اللیلۃ التی عرج فیھا بروح عیسیٰ ابن مریم لیلۃ سبع وعشرین من رمضان (طبقات لابن سعد ص ۲۶ ج ۳) ترجمہ:— جس دن حضرت علیؓ فوت ہوئے حسن بن علی کھڑے ہوئے اور ممبر پر چڑھ کر خطبہ کیا۔ اور کہا اے لوگو یقیناً حضرت علی اس مشہور معروف رات میں فوت ہوئے ہیں کہ جس کو تم جانتے ہو کہ اس میں حضرت عیسیٰ ابن مریم کی روح اوپر چڑھائی گئی تھی اور رمضان کی ستائیسویں تھی۔

اس قدر دلائل وفاتِ مسیح ناصری بطور نمونہ مختصراً عرض کئے ہیں جو میں نے مولوی صاحب کی خدمت میں پیش کئے لیکن وہ ان پر تنقید کرنے کے بجائے یہ کہکر چلے گئے کہ مجلس میں پھر آؤں گا۔

خاکسار عبدالرحمٰن لائبریرین۔ لائبریری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام بلاک ۲ ڈیرہ غازی خاں۔

امام برلن کی آمد۔ ۱۴ ستمبر ۶۷ء کو مولانا محمد یحییٰ بٹ صاحب امام مسجد برلن (جرمنی) معہ عیال رخصت پر لاہور تشریف لائے ہوائی اڈہ پر ان کے استقبال کے لئے جماعت احمدیہ لاہور کے کثیر احباب موجود تھے۔ ہوائی اڈہ سے احمدیہ بلڈنگس تشریف لائے اور تین چار گھنٹہ بعد اپنے وطن سیالکوٹ تشریف لے گئے۔

درخواست دعا۔ مولانا محمد یعقوب خان صاحب پر پہلے دل کا حملہ ہوا تھا اور وہ آہستہ آہستہ روبصحت ہو رہے تھے کہ اب ان کو آپ پر ٹائیفائیڈ کا حملہ ہو گیا۔ بیس یوم تک آپ بخار میں مبتلا رہے اب بخار اتر چکا ہے مگر کمزوری بہت زیادہ ہو گئی ہے۔ احباب جماعت

بقیہ خطبہ جمعہ از صفحہ ۳

حضرت مرزا صاحب کو الہام کے ذریعہ اس غلبہ کی اطلاع پیش وقت دے دی گئی تھی جسے آپ نے اچھی طرح جلسہ سے قبل ہی شائع کر دیا تھا۔

رسالت کا زندہ ثبوت

آگے فرمایا محمد رسول اللہ یعنی اس وقت دنیا پر ثابت ہو جائے گا کہ محمد صلعم ہی خدا تعالیٰ کے حقیقی رسول ہیں جن کی رسالت کی پاک تاثیر ان دائمی ہونے کی وجہ سے

حقیقی مومنوں کی شان

اس کے بعد حقیقی مومنوں کی شان ان الفاظ میں بیان فرمائی والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم یعنی آنحضور صلعم کے حقیقی پیرو کفار کے اثر کو قبول نہیں کریں گے وہ آپس میں محبت، حسن سلوک، ہمدردی اور خیر خواہی سے پیش آنے والے ہوں گے بوقت ضرورت ایک دوسرے کی مدد کرنے اور ایک دوسرے پر احسان کرنے سے بھی گریز نہیں کریں گے۔

اس زمانہ کے مسلمان اپنے گریبانوں میں منہ ڈال کر دیکھ لیں کہ کیا ان کی یہی حالت ہے کیا کفار یورپ کے اثر کو انہوں نے قبول نہیں کیا کیا ان کے آپس کے تعلقات رحماء بینھم کے ہی مصداق ہیں۔ اسرائیل سے شکست کھانے کا سبب کیا ان کا اپنا باہمی نفاق ہی نہیں بنا کیا معمولی سے معمولی خیالات میں اختلاف کی وجہ سے تکفیر کا بازار گرم نہیں ہو جاتا۔

جو جماعت حضرت مسیح موعود نے تیار کی وہ کفار کے اثر سے محفوظ ہو گئی وہ مسلمانوں کے حقیقی خیر خواہ نظر آنے لگے تراھم رکعا سجدا یبتغون فضلا من اللہ ورضوانا وہ عبادت الٰہی میں مصروف رہنے والے بن گئے اور محض خدا کے فضل اور اس کی رضا چاہنے کے لئے نہ کسی دنیوی غرض کو حاصل کرنے کی نیت سے خدمت دین کے فریضہ کو سر انجام دینے میں لگ گئے سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود یعنی ان کے وجود میں اور ان کے مقاصد میں اللہ تعالیٰ کی اس فرمانبرداری کے آثار نمایاں نظر آ رہے تھے ذالک مثلھم فی التوراۃ ومثلھم فی الانجیل یعنی سچے مومنوں کی یہ علامات توراۃ اور انجیل دونوں میں بیان کی گئی تھیں جن کو یہود اور نصاریٰ دونوں نے حضرت نبی کریم صلعم کے زمانہ میں دیکھ لیا اور اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود کے ساتھ تعلق رکھنے والوں میں ساری دنیا مشاہدہ کر رہی ہے۔

تدریجی ترقی

کھیتی کی مثال دے کر فرمایا کہ ترقی تدریجی ہوگی۔ شروع میں مشکلات کا سامنا ہوگا لیکن انجام کار اسلام کے درخت کی جڑیں مضبوط ہو جائیں گی اسی طرح مسیح موعود کی جماعت کی ترقی بھی تدریجی ہی ہوگی فرمایا کزرع اخرج شطأہ فآزرہ فاستغلظ فاستوی علی سوقہ یعجب الزراع لیغیظ بھم الکفار یعنی اسلام اور مسیح موعود کی جماعت کی حالت اس کھیتی کی مانند ہے جو شروع میں صرف اپنی سوئی نکالتی ہے جسے دشمنوں کی دشمنی کی ہوا کا معمولی سا جھونکا بھی تباہ کر سکتا ہے لیکن ایسا نہیں ہوگا دشمنوں کی تمام مخالفانہ اور معاندانہ کوششوں کے باوجود اللہ تعالیٰ اسے قوت پر قوت دیتا چلا جائے گا یہاں تک کہ یہ موٹا ہو جائے گا اور اپنے تنے پر بالکل ٹھیک ٹھاک ہو کر قائم ہو جائے گا جسے کوئی بھی نہیں اکھاڑ سکے گا دیکھ لو نہ اسلام کے دشمن اسلام کے پودہ کو بڑھنے اور نشوونما پانے سے روک سکے اور باوجود ان کی تمام کوششوں کے احمدیت پیشگوئی "میں تیرے نام کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤں گا" کے مطابق چار دانگ عالم میں پھیل گئی جس کے نتیجہ میں کفار غیظ و غضب کی آگ میں جلتے رہیں گے آخر میں فرمایا وعد اللہ الذین امنوا وعملوا الصالحات منھم مغفرۃ واجرا عظیما یعنی ترقی کا یہ وعدہ صرف حضرت نبی کریم صلعم کے ساتھ ہی نہیں بلکہ آپ کی امت کے ان تمام لوگوں کے ساتھ ہے جو ایمان اور اعمال صالحہ کے زیور سے آراستہ ہوں گے۔ خدا کا وعدہ ہے کہ وہ ان کو اپنی حفاظت میں رکھے گا۔ اور ان کو اجر عظیم سے نوازے گا۔ ایسے لوگوں کا اجر عظیم یہی ہوتا ہے کہ دین کی راہ میں ان کی کوششیں بارآور ہوں۔ اب اس معیار پر حضرت مرزا صاحب اور حضور کی جماعت کی حالت کو پرکھ لو کیا خدا نے ان کو اپنی حفاظت میں نہیں رکھا اور کیا ان کی دینی خدمات کے درخت کو کامیابی کا پھل نہیں لگایا۔ کیا اس سے ثابت نہیں ہوتا کہ اس زمانہ میں یہ جماعت ہی امنوا وعملوا الصالحات کی مصداق ہے ہماری جماعت کو ان آیات پر غور کرتے ہوئے اپنے آپ کو ان کا حقیقی مصداق ثابت کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے اور خدمت دین میں سستی کو قریب نہیں آنے دینا چاہیئے۔

تبلیغی خطوط و کتب

دیکھو خدا نے ایک جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا
(مسیح موعود)

(مرتبہ الحاج میاں ممتاز احمد صاحب فاروقی لاہور)

گھانا

ترجمہ خط از مسٹر جابی آدمو۔ گھانا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

مجھے آپ کا ایڈریس ملنے پر بہت خوشی ہوئی میں مسلمان ہوں۔ مجھے حضرت رسول کریم کی سوانح حیات کی ضرورت ہے تاکہ اس سے معلوم ہو کہ انہوں نے اسلام کے متعلق کیا کام کیا ہے۔ آپ کے پاس فرانسیسی زبان کا کوئی لٹریچر ہو تو ارسال کریں وہ بھی میں پڑھ سکتا ہوں میں انگریزی اور فرنچ زبانیں جانتا ہوں۔ اُمید ہے کہ آپ مجھے انگریزی لٹریچر ضرور ارسال کریں گے۔

والسلام

(ان کو پرافٹ آف اسلام اور اسلام دی ریلیجن آف ہیومینٹی ارسال کی گئی۔)

ترجمہ خط از اسحاق عبدو للائی صاحب گھانا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں ایک طالب علم ہوں اور گھانا کے ٹریننگ کالج میں پڑھتا ہوں اور میں اپنے گاؤں میں مسلمانوں کا لیڈر ہوں۔ میں یہ خط کالج کی طرف سے آپ کو تحریر کر رہا ہوں۔ کہ آپ مجھے اخبار اور کتب اسلام کے متعلق ارسال کریں اُمید ہے کہ آپ اس معاملہ میں میری ضرور مدد کریں گے اور ضرور اسلام کے متعلق کتابیں ارسال کریں گے۔ اور اخبار بھی بھیجیں گے۔ والسلام

(ان کو اسلام آر کرسچینٹی۔ ایسنس آف اسلام اسلام دی ریلیجن آف ہیومینٹی ارسال کی گئیں)

ترجمہ خط۔ از آدم رحمانی صاحب۔ گھانا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

براہ مہربانی مجھے ایک نسخہ قرآن شریف انگریزی ارسال کریں۔ امید ہے کہ آپ میری اس التجا کو ضرور منظور فرمائیں گے کیونکہ ہر مسلمان ملک کا فرض ہے کہ وہ اپنے ہمسائے ملک کی امداد کرے۔ اس لئے امید ہے کہ اس پر غور فرما کر ایک نسخہ قرآن شریف انگریزی ضرور ارسال فرمائیں

والسلام

(ان کو اسلام دی ریلیجن آف ہیومینٹی۔ پرامیسڈ [illegible] آف پیغمبر اسلام ارسال کی گئیں)

ملائیشیا

ترجمہ خط۔ از کھدری شاہ ثان صاحب ملائیشیا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میری التماس ہے کہ مجھے مفت اشاعت میں سے چند کتب ارسال کریں تاکہ میں احمدیت کے متعلق کچھ معلومات حاصل کروں۔ اور اگر ہو سکے تو اسلام کے متعلق بھی کچھ کتابیں ارسال کریں۔ والسلام

(ان کو اسلام دی ریلیجن آف ہیومینٹی ایسنس آف اسلام اسلام آر کرسچینٹی ارسال کی گئیں)

برٹش گیانا

ترجمہ خط۔ از عبدالغفار صاحب برٹش گیانا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اُمید ہے کہ میرا خط آپ کو مل گیا ہوگا۔ جس غرض کے لئے میں آپ کو لکھ رہا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ میں نے آپ کا کچھ لٹریچر مطالعہ کیا ہے اور اس سے تھوڑی بہت اسلام کے متعلق معلومات حاصل کی ہیں۔

اس موقعہ کو غنیمت جان کر میں آپ کو تحریر کرتا ہوں کہ مجھے مفت لٹریچر ارسال کیا جائے کیونکہ مجھ میں خریدنے کی استطاعت نہیں اگر ہو سکے تو ریلیجس ان ہیون آن ارتھ اور ریلیجن آف اسلام ارسال کریں۔ مشکور ہوں گا۔

(ان کو اسلام دی ریلیجن آف دی ہیومینٹی اسلام آر کرسچینٹی۔ کال آف اسلام ارسال کی گئیں)

انڈیا

ترجمہ خط از اے کیبیڑ صاحب انڈیا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں نے آپ کا لٹریچر پڑھا ہے اور بہت متاثر ہوا ہوں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ نے اسلام پر بہت اچھا لٹریچر پیدا کیا ہے۔ اور مذہب اسلام پر یقین میں اضافہ ہوتا ہے۔ جن جن کتابوں کا میں مطالعہ کرتا ہوں مجھے بہت سرور آتا ہے۔ اور میں نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ ربوہ جماعت والے غلط راستہ پر ہیں۔ اور ربوہ کی خلافت امیر معاویہ کی خلافت کی پیروی ہے۔ اگر ہو سکے تو ایک کتاب انوار القرآن مصنفہ ڈاکٹر بشارت احمد صاحب ارسال کریں۔ میں آپ کا بہت مشکور ہوں گا۔ والسلام

(ان کو اسلام آر کرسچینٹی۔ دیٹ پرافٹ۔ زمانے کے امام کو پہچانو۔ وغیرہ کتب ارسال کی گئیں)

نائیجیریا

ترجمہ خط از الفا جبریل اے۔ بی۔ سجاتی صاحب نائیجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے آپ کا ایڈریس میرے ایک دوست کی وساطت سے معلوم ہوا۔ انہوں نے بتلایا کہ آپ مفت لٹریچر تقسیم کرتے ہیں میں بہت مشکور ہوں گا اگر آپ مجھے مفت لٹریچر مطالعہ کے لئے ارسال کریں۔

میری خواہش ہے کہ میں آپ کی کتب کا مطالعہ کروں تاکہ مذہب اسلام سے اور احمدیت سے واقفیت حاصل ہو۔

والسلام

(ان کو ویسٹ کارکاش۔ پرافٹ آف اسلام لونگ ریلیجن ارسال کئے گئے)

ترجمہ خط از قدیری حسن اتنڈا صاحب نائیجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میرے خط لکھنے کی وجہ یہ ہے کہ مجھے ایک کتاب ٹیچنگز آف اسلام عربی زبان میں ارسال کریں اور اس کے ساتھ دوسری کتابیں بھی ارسال کریں جن کے پڑھنے سے مذہب اسلام کی معلومات حاصل ہوں۔ کیونکہ میں معلم ہوں اور میں عربی اور انگریزی دونوں زبانیں جانتا ہوں۔ اُمید ہے کہ آپ میری اس گذارش کو قبول فرمائیں گے اور مطلوبہ کتب ارسال کریں گے۔ والسلام

(ان کو ٹیچنگز آف اسلام عربی اور الاستفتاء ارسال کی گئیں)

ترجمہ خط از سلیمان بی گمبے صاحب نائیجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں نے حضرت مولانا محمد علی صاحب مرحوم کا انگریزی قرآن شریف دیکھا ہے۔ لیکن ہمارے ملک میں کسی دوکاندار کے پاس نہیں ہے مہربانی فرما کر اس کی قیمت لکھ کر ارسال کریں تاکہ میں اس کو خرید سکوں۔ نیز میرے چند دوست بھی اس کی قیمت کا پتہ لگنے پر خرید لیں گے۔ مہربانی فرما کر مجھے جلد اس کی قیمت کے متعلق تحریر کریں تاکہ میں جلدی اس کے خریدنے کا آرڈر دے سکوں۔ والسلام

(پرامسڈ مسیح۔ اسلام دی ریلیجن آف ہیومینٹی پرافٹ آف اسلام۔ اور فہرست کتب ارسال کی گئیں)

ترجمہ خط از ملام اے عبدالرحمن صاحب نائیجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں بہت مشکور ہوں گا اگر آپ مجھے مفت لٹریچر ارسال کریں اور ایک عدد قرآن شریف انگریزی ترجمہ بھی ارسال کریں اس کی مجھے اشد ضرورت ہے۔ والسلام

(انکو اسلام آر کرسچینٹی ایسنس آف اسلام ارسال کی گئیں)

ہفت روزہ پیغام صلح — لاہور — مؤرخہ ۱۳ ستمبر ۱۹۶۷ء

قیام جماعت کی غرض

جماعت احمدیہ ایک مامور من اللہ مجدد وقت کی جماعت ہے، جس کے قیام کی غرض خود بانیٔ جماعت کے الفاظ میں یہ ہے کہ:۔

"وہ حقیقی معرفت جو دنیا سے گم ہو چکی ہے اور وہ حقیقی تقوٰی و طہارت جو اس زمانہ میں پائی نہیں جاتی اسے دوبارہ قائم کرے۔"

اس غرض کے پیش نظر خود اس جماعت کو تقوٰے کے جس اعلےٰ مرتبہ پر ہونا چاہیئے اور معرفت الٰہی کا جو رنگ اس کے اندر پایا جانا چاہیئے، وہ ایک ظاہر امر ہے، کیونکہ دوسروں کو حقیقی معرفت اور حقیقی تقوٰے و طہارت کے مقام پر تبھی پہنچایا جا سکتا ہے، جب ہم خود اس سے بلند تر مقام پر پہنچے ہوئے ہوں۔ اور یہ ایک حقیقت ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کے ماننے والوں کی کثیر تعداد آپ کے فیض صحبت سے تقوٰے و طہارت کے اس بلند مقام پر پہنچ چکی تھی جس کو دیکھ کر بہت سے لوگوں کو حقیقی معرفت حاصل ہوئی۔ اب بھی خدا کے فضل سے جماعت میں ایسے وجود موجود ہیں جو حقیقی معرفت کے نور سے منور اور حقیقی تقوٰے کے بلند مقام پر فائز ہیں۔ کئی ایسے لوگ اس جماعت میں شامل ہوئے جن کے نامۂ اعمال مسیح موعودؑ کی بیعت میں آنے سے پہلے چوری چکاری اور طرح طرح کے گندے جرائم سے سیاہ ہو چکے تھے کئی ایسے تھے، جو خدا کی ہستی سے منکر ہو کر دہریت کے اندھیروں میں ٹکریں مار رہے تھے بعض وہ بھی تھے، جو مسیحی پراپیگنڈا سے متاثر ہو کر اسلام سے برگشتہ ہونے کو تیار تھے، ان سب کو اللہ تعالےٰ نے جب ہدایت کی راہ دکھائی اور مسیح زمان کے قدموں میں بیٹھنے کا موقع ملا، تو ان کی کیفیت وہ ہو گئی، "جو چوروں قطب بنایا" کی ضرب المثل میں بیان کی گئی ہے، دہریت کے اندھیرے چھٹ گئے اور خدا تعالےٰ کو انہوں نے اپنے دل کی آنکھوں سے دیکھ لیا، اور انہیں سمجھ آ گئی کہ وہ وحدہٗ لاشریک ہے، اور کوئی اس کا بیٹا نہیں، جو انسانی گناہوں کو اُٹھا کر دوسروں کے لئے صلیب کا عذاب پا سکے، اور یہ پتہ لگ گیا کہ اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جس پر عمل پیرا ہو کر انسان گناہوں سے نجات حاصل کر سکتا اور خدا تعالےٰ کا مقرب بندہ بن سکتا ہے۔ ان لوگوں نے اپنے نمونہ اور عمل سے ثابت کر دیا کہ وہ مامور من اللہ کی صحبت سے تقوٰے اور طہارت کے بلند مقام پر پہنچ چکے ہیں، ان کے اس نمونہ کو دیکھ کر جماعت کی دھاک دلوں پر بیٹھ گئی اور لوگوں کو اعتراف کرنا پڑا کہ یہ جماعت اسلام کا صحیح اور اصلی نمونہ ہے، یہاں تک کہ علامہ اقبال نے علیگڈھ میں لیکچر دیتے ہوئے یہ اعلان کیا کہ اگر کسی اسلام کا ٹھیٹھ نمونہ دیکھنا ہو تو قادیان میں جا کر دیکھے۔

افسوس ہے ان میں سے بہت سے پاک وجود دنیا سے اُٹھ چکے ہیں، اور جوں جوں زمانہ گذرتا جا رہا ہے، اُٹھتے چلے جا رہے ہیں، ایسی حالت میں ضروری ہے کہ جماعت کے قیام کی اصل غرض کو پیش نظر رکھتے ہوئے ان پاک لوگوں کی صحبت و سیرت سے فائدہ اُٹھایا جائے جو اس وقت ہم میں موجود ہیں، اور جماعت کا ہر فرد یہ کوشش کرے کہ وہ حقیقی معرفت اور تقوٰی و طہارت جس کو قائم کرنے کے لئے حضرت مسیح موعودؑ نے یہ جماعت بنائی تھی، دلوں کے اندر راسخ ہو، اس کا بہترین طریق یہ بھی ہے کہ مسیح موعودؑ کی کتابوں کا مطالعہ کیا جائے، آپ کے ملفوظات کو پڑھا جائے، اور لوگوں کو سنایا جائے، ان کتابوں اور ملفوظات میں معرفت الٰہی کی راہیں بتائی گئی ہیں، جو خدا تعالےٰ کا درخشاں چہرہ دکھانے کا موجب ہیں، اور تقوٰے و طہارت کا بلند مقام ان پر چلنے سے حاصل ہوتا ہے۔

ضرورت ہے کہ وہ ٹھیٹھ اسلامی نمونہ جو مسیح موعودؑ کی صحبت سے اس جماعت میں نظر آیا اور بہت حد تک باقی ہے قائم و دائم رکھنے کی کوشش کی جائے کہ اسی سے اس جماعت کی زندگی وابستہ ہے، اور یہی مامور من اللہ کی صداقت کا ایک بیّن ثبوت ہے۔

اخبارِ احمدیہ

میاں طاہر جہانگیر کی نمایاں کامیابی کے بعد انگلستان سے مراجعت

—— محترم میاں فضل احمد صاحب لائل پور کے صاحبزادے میاں طاہر جہانگیر صاحب کیمبرج یونیورسٹی (انگلینڈ) سے اکنامکس میں اعلےٰ تعلیم حاصل کرنے کے بعد ۳ ستمبر کی صبح کو بذریعہ ہوائی جہاز بخیریت لائل پور تشریف لے آئے۔ آپ نے تین سال کا یہ کورس نمایاں کامیابی کے ساتھ پاس کیا ہے۔ میاں طاہر جہانگیر حضرت شیخ میاں محمد رح کے پوتے اور حضرت امیر مرحوم مولینا محمد علی رحمۃ اللہ علیہ کے نواسے ہیں۔ آپ کی کامیاب مراجعت پر جماعت احمدیہ لائل پور کی طرف سے حضرت شیخ میاں محمد رحمۃ اللہ علیہ کے خاندان کی خدمت میں اور خصوصاً میاں فضل احمد صاحب اور بیگم میاں فضل احمد صاحب کی خدمت میں ہدیۂ تبریک پیش کرتا ہوں، اللہ تعالےٰ ان کی اس کامیابی کو آئندہ زندگی میں سینکڑوں کامیابیوں کا پیش خیمہ بنائے۔ آمین۔ محمد صالح نور۔ لائل پور

خواجہ صلاح الدین محمود کے لئے درخواست دُعا

—— کراچی سے شیخ عبدالحق صاحب مناظر اسلام لکھتے ہیں:۔

مکرمی مخدومی جناب خواجہ صلاح الدین محمود ریٹائرڈ ڈپٹی کمشنر صاحبزادہ حضرت خواجہ کمال الدین صاحب علیہ الرحمۃ بوجہ دورہ دل ایک ہفتہ سے ہسپتال میں صاحب فراش ہیں۔ اللہ تعالےٰ کا فضل و کرم ہے کہ اب اُن کی طبیعت رُو بصحت معلوم ہو رہی ہے۔ جناب خواجہ صاحب ممدوح کے لئے ۔ ۔ ۔ احباب سلسلہ سے دعائے صحت کی درخواست ہے، کہ اللہ تعالےٰ اپنے فضل و کرم سے ہمارے مخلص و ہمدرد جماعت خواجہ صاحب مکرم کو جلد از جلد کامل صحت عطا فرما کر خدمت قوم کے لئے مدّت مدید تک زندہ و سلامت رکھے۔ آمین۔

انتقال پُر ملال

کراچی سے یہ افسوسناک خبر موصول ہوئی ہے کہ جناب فیروز الدین [illegible] صاحب جو ہماری جماعت کے ایک دیرینہ ممبر اور مبلغ رہ چکے ہیں اور اب مدّت سے گوشہ نشینی کی زندگی گذار رہے تھے۔ ۱۳ اگست بروز بدھ کو بوقت ساڑھے چار بجے شام رحلت فرما گئے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ دُعا ہے اللہ تعالےٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے، احباب کرام سے جنازہ غائبانہ کی درخواست ہے۔

کامیابی اور عطیہ

بہاول نگر سے محترم فیاض احمد صدیقی صاحب نے اپنے صاحبزادے [illegible] کے امتحان میٹرک پاس کرنے پر مبلغ پانچ روپے بطور عطیہ اشاعت اسلام مرحمت فرمائے ہیں، جزاکم اللہ۔

میاں علی محمد صاحب کو صدمہ

اوکاڑہ چک $\frac{6}{4-L}$ سے قاضی طارق محمود صاحب لکھتے ہیں:۔

—— میاں علی محمد صاحب حضرت مسیح موعودؑ کے صحابہ میں سے ہیں۔ کافی عرصہ تک قادیان میں رہ کر بزرگان سلسلہ کی صحبتوں سے مستفید ہوتے رہے ہیں۔ حضرت مولانا نورالدین رضی اللہ تعالےٰ عنہ جیسے قوم کے سربراہ جیسے اس وقت میاں صاحب مذکور حضرت امیر مولانا صدرالدین صاحب کے خاص شاگردوں میں سے تھے حضرت مولانا نورالدین صاحبؓ کی وفات کے بعد جب جماعت میں اختلاف پیدا ہوا تو میاں صاحب مذکور بھی ان بزرگوں کے ساتھ قادیان کو الوداع کہہ کر لاہور چلے آئے۔ حضرت امیر مولانا صدرالدین صاحب جب ولایت میں تبلیغ اسلام کا شاندار فریضہ ادا کرنے کے لئے تشریف لے گئے تو میاں صاحب حضرت امیر مرحوم مولانا محمد علی صاحب علیہ الرحمۃ کی خدمت پر مامور ہو گئے اور ۱۸ سال کا طویل عرصہ حضرت امیر مرحوم کی خدمت میں گذارا۔ جب انجمن نے احمدیہ فارم چک $\frac{6}{4-L}$ کی زمین خریدی تو حضرت امیر مرحوم نے میاں صاحب مذکور کو احمدیہ فارم پر بطور محافظ بھیجدیا۔ اب تک وہ اسی خدمت میں لگے ہوئے ہیں۔ میاں صاحب مذکور کی اہلیہ محترمہ کچھ عرصہ بیمار رہنے کے بعد اپنے حقیقی مولا سے جا ملیں اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ احباب جماعت سے جنازہ غائبانہ کی درخواست ہے۔ میاں علی محمد صاحب نے مرحومہ کے ایصال ثواب کے لئے مبلغ [illegible] روپیہ نقد اور ایک زنجیری طلائی وزنی تقریباً ۳/۴ تولہ انجمن کو صدقہ جاریہ کے طور پر بھیجا ہے اللہ تعالےٰ مرحومہ کو جنت الفردوس میں جگہ دے۔ آمین۔

دُعا گو قاضی طارق محمود۔ چک $\frac{6}{4-L}$ اوکاڑہ

اخبار و افکار

بشیر احمد سوز

[illegible] ہیں۔
ہم انہیں اپنی آنکھوں سے تو دیکھ رہے ہیں"
("پیغام عمل" لاہور۔ اگست ۱۹۶۷ء)
ان پیشگوئیوں میں سے ایک پیشگوئی نزول مسیح و آمد مہدی کی بھی ہے، جو آسمان اور زمین کی تین شہادتوں کے ساتھ پوری ہوئی۔ کیا آپ کی آنکھوں نے اسے نہیں دیکھا؟ اللہ تعالیٰ بصارت دے اور بصیرت بھی!

تحریکِ جمہوریت کا تقدس

مولانا مودودی کے اس ارشاد پر کہ :-
"عوام کی بادشاہی میں بھی قدوسیت نہیں ہوتی"
ایک صاحب نے پوچھا کہ :-
"پھر تحریک جمہوریت پاکستان چلانے اور اس میں [illegible] لینے کا کیا فائدہ ہے کیا یہ عمل اسلام کے خلاف نہیں؟"
اس کا جواب مولوی مودودی صاحب یوں دیتے ہیں کہ :-
"اس کے معنی یہ ہیں کہ بنیادی جمہوریت اور آمریت میں تو تقدس ہے لیکن جمہوریت میں نہیں"
اور ہم اُن سے پوچھتے ہیں کہ :-
"اگر بنیادی جمہوریت میں تقدس ہے تو پھر تحریک جمہوریت کا بے تقدس چکر چلانے سے کیا غرض؟ کیا یہ بات تو نہیں کہ بیٹھے ہوئے ہم بھی تو بیکار نہیں ہیں۔

یہودیانہ پارٹ

ہفت روزہ چٹان مورخہ ۳ جولائی کے صفحہ ۱۶ پر لکھا ہے :-
"اگر مسلمان ہی یہودیانہ پارٹ ادا کرنے لگیں اور یہود و نصاریٰ اور ہنود و مجوس کی سی زندگی اپنا لیں"
تو خدا اپنی سنت کے مطابق رشد و ہدایت کے آسمانی انتظام کرتا ہے اور اپنا مامور کھڑا کرتا ہے جو اپنی مسیحائی اور مہدویت سے فرد اور معاشرہ کی اخلاقی نجاستوں اور روحانی کمزوریوں کا علاج کرتا اور قرب الٰہی کی راہوں کی تیرگی کو آسمانی نور سے دور کر دیتا ہے۔
کیا اس یہودی صفت اور نصاریٰ وضع زمانہ میں بھی کسی مامور الٰہی کی بعثت کی ضرورت نہیں تھی؟!

لکھتا ہے :-
"سوچنے کی بات ہے کہ شیعیت کے خلاف مواد شائع کیا گیا تو کیا پھر مملکت خداداد پاکستان میں اتحاد بین المسلمین کو نقصان نہیں پہنچے گا۔"
سوچنے کی بات تو یہی ہے اگر آپ کو اتحاد بین المسلمین کا اتنا ہی درد ہے تو بسم اللہ پڑھیئے.. اور غیر شیعہ کو اپنا مسلمان بھائی سمجھئے۔ اولیاء سلف کو مسلمان سمجھتے ہوئے ان کی تکریم کیجئے۔ صحابہ کرامؓ کے اسلام کا اعتراف کیجئے۔ الگ تعلیمی نصاب کی رٹ بازی سے باز آجایئے۔ الگ اوقاف قائم کرنے کی تخریبی تحریکوں کو خیرباد کہئے۔ شیعہ اور غیر شیعہ کا غیر اسلامی امتیاز مٹا کر کلمہ طیبہ کو اتحاد بین المسلمین کی بنیاد قرار دیجئے۔ اور حکومت سے اس گذارش کی بجائے کہ :-
"ہمیں امید ہے کہ حکومت عالیہ کڑی نظر رکھے گی اور ایسا لٹریچر شائع نہیں ہونے پائے گا جس میں شیعیت کے خلاف مواد ہو گا۔"
یہ اپیل کیجئے کہ حکومت عالیہ اتحاد بین المسلمین کو نقصان پہنچانے والی سرگرمیوں پر کڑی نظر رکھے اور ایسا لٹریچر شائع نہ ہونے پائے جس سے افتراق بین المسلمین کو فروغ حاصل ہو۔
کیا شیعہ معاصر اتحاد بین المسلمین کی اس بات پر کان دھرے گا؟!

خرافاتِ واعظ

اخبار اہل حدیث "سرفراز" لکھنؤ کے حوالہ سے رقمطراز ہے :-
"مولوی ابوالخیر صاحب خلف الرشید مولوی امانت اللہ صاحب قاضی پور یہاں ۲۶ جولائی کو تشریف لائے اس روز شب میں بعد نماز مغرب ان کے مریدوں کے مکان میں ان کا وعظ ہوا۔ اس کے بعد کو میلاد شروع کیا گیا۔ سلسلہ کلام میں یہ بات بیان کی کہ جب رسولؐ معراج میں تشریف لے گئے تو عرش الٰہی کو بارے مسرت و شہوت کے احتلام ہو گیا۔"
انا للہ و انا الیہ راجعون۔ اس خرافاتی واعظ کو یہی کہہ سکتے ہیں کہ
شرم تجھ کو مگر نہیں آتی

اظہارِ تعزیت

مورخہ ۱۰ ستمبر ۱۹۶۷ء کو تعطیلات گرما کے بعد مسلم ہائی سکول [illegible]
اول ماسٹر اللہ بخش صاحب کے نومولود بیٹے کی وفات، دوسرے جناب چوہدری غفور احمد صاحب کے والد بزرگوار اور چھوٹے بھائی کی وفات اور تیسرے جناب چوہدری عبدالمجید صاحب کی دختر نیک اختر عزیزہ سعیدہ اختر بی اے بی ایڈ کی نہایت دردناک حادثاتی موت کی خبر۔
یہ خبریں سن کر تمام اساتذہ سخت متاثر ہوئے اور مرحومین مغفورین کے لئے بارگاہ ایزدی میں دعائے مغفرت اور پسماندگان و لواحقین کے لئے صبر جمیل کی دعا مانگی گئی۔ اور بااتفاق رائے قرار پایا کہ مرحومین کے ورثاء کی خدمت میں اظہار تعزیت کے طور پر اس قرارداد کی ایک ایک نقل ارسال کی جائے۔
چنانچہ یہ قرارداد جناب چوہدری عبدالمجید صاحب، چوہدری غفور احمد صاحب اور ماسٹر اللہ بخش صاحب کی خدمت میں ارسال کر دی گئی اور ایک کاپی برائے اشاعت پیغام صلح کو بھیجی گئی۔

برکت علی۔ شاف سیکرٹری
مسلم ہائی سکول نمبر ۱ لاہور

مسلم ہائی سکول نمبر ۱ کی ۶ ستمبر کی فتح

۶ ستمبر ۱۹۶۷ء کو یوم دفاع پاکستان کے موقعہ پر زیر سرکردگی انسپکٹریٹ آف سکولز لاہور ڈویژن۔ لاہور زیر صدارت جناب ڈپٹی ڈائریکٹر آف ایجوکیشن فار سکولز مسٹر غلام رضی [illegible] ۶ ستمبر کے موضوع پر بین المدارس تقریری مقابلہ منعقد ہوا جس میں ہمارے سکول کے علاوہ لاہور کے اور بھی کئی چوٹی کے سکولوں نے حصہ لیا۔
ہمارے سکول سے محمد اشفاق جماعت نہم نے مقابلہ میں شرکت کی جج صاحبان نے ہمارے سکول کے بچے کی تقریر کو بہترین قرار دیا اور جناب صاحب صدر نے اپنے ہاتھوں سے اسے اول انعام سے سرفراز فرمایا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

برکت علی شاف سیکرٹری مسلم ہائی سکول نمبر ۱ لاہور

مدرس کی ضرورت

اوکاڑہ چک نمبر $\frac{5}{4-L}$ اسلام آباد میں ایک ایسے مدرس کی ضرورت ہے جس کی اہلیہ بھی تعلیم یافتہ ہو۔ اور وہ محکمہ تعلیم کے پروگرام کے ماتحت لڑکوں اور لڑکیوں کو پرائمری تک تعلیم دے سکیں۔ تنخواہ -/50 روپے حسب لیاقت ہو گی۔
درخواستیں منیجر صاحب احمدیہ انجمن چک $\frac{5}{4-L}$ تحصیل اوکاڑہ کے نام بھیجی جائیں۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اللہ تعالیٰ کی نصرت و تائید کے ایمان افروز نظارے

اللہ تعالےٰ نے ہر دور میں اپنے دین کی حفاظت کے لئے اپنی نصرت کا اظہار کیا ہے

امام زمان نے نصرت الٰہی سے دین اسلام کا دیگر ادیان پر غلبہ ثابت کیا

خطبہ جمعہ فرمودہ مکرم مولینا شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری دامت برکاتہ بمقام جامع احمدیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

من كان يظن ان لن ينصره الله في الدنيا والآخرة فليمدد بسبب الى السماء ثم ليقطع فلينظر هل يذهبن كيده ما يغيظ وكذالك انزلناه آيات بينات وان الله يهدي من يريد — (الحج ع)

آیات تلاوت کردہ کا ترجمہ

یہ لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ اللہ اس رسول کی قطعاً مدد نہیں کرے گا نہ دنیا میں اور نہ آخرت میں پس چاہیئے کہ ایسے لوگ اپنے تمام ذرائع اللہ تعالےٰ کی مدد کو روکنے کے لئے استعمال کریں یہاں تک کہ آسمان تک پہنچ جائیں اور وہاں جاکر الٰہی مدد کو کاٹ سکتے ہیں تو کاٹ دیں یعنی ان کے بزرگ جن کے متعلق یہ لوگ یقین کرتے ہیں کہ وہ روحانی انسان اور مستجاب الدعوات ہیں وہ اپنی دعاؤں کے ذریعہ اللہ تعالےٰ کی مدد کو کاٹ سکتے ہیں تو کاٹ دیں اپنے تمام حیلوں کے استعمال کرنے کے بعد دیکھیں کہ کیا ان کی یہ تدابیر اس چیز کو یعنی نصرت الٰہی کو وقوع میں آنے سے روکنے میں کامیاب ہو سکتی ہیں جو ان کے غیظ و غضب کو بھڑکانے کا موجب بن رہی ہے اور اپنی اس مدد کی بنا پر ہی یعنی اس کو نمایاں کرنے کے لئے ہی ہم نے اس رسول کی کتاب یعنی قرآن مجید کو کھلی کھلی آیات کی شکل میں نازل کیا ہے اور یقیناً اللہ تعالےٰ ان آیات کے ذریعہ تمام ان لوگوں کو جو ہدایت یافتہ ہونے کا ارادہ رکھتے ہیں سیدھے راستہ کی طرف راہنمائی کر رہا ہے اور آئندہ بھی کرتا رہے گا۔

زبردست دائمی چیلنج اور آنحضور صلعم کا تعلق باللہ

ان آیات میں اتنا بڑا زبردست چیلنج ہے کہ اگر آنحضرت صلعم کے دشمن اور مخالف اس کو قبول کرنے سے عاجز رہیں تو ان کا یہ عجز ایک طرف تو دلوں میں خدا تعالےٰ کی ہستی اور اس کی بے انتہا قدرتوں پر یقین سے بھرا ہوا ایمان پیدا کرنے کا موجب بن جاتا ہے اور دوسری طرف جس شخص کی تائید میں یہ چیلنج دیا گیا ہے اس کے متعلق بھی یہ ثابت ہو جاتا ہے کہ اس کا تعلق اپنے خالق سے اس قدر گہرا ہے کہ اس کی گہرائی کی تہ تک انسانی نظر پہنچ ہی نہیں سکتی۔ یہ چیلنج آنحضور صلعم کے زمانہ کے مخالفین کے لئے ہی نہیں بلکہ تا اختتام دنیا پیدا ہونے والے مخالفین کے لئے بھی ہے

حضرت نبی کریم صلعم کی بے سرو سامانی اور مخالفین کا ظاہری طور پر مادی ذرائع سے آراستہ ہونا

سوچنے اور غور کرنے کا مقام ہے کہ ایک شخص تن تنہا ہے قوم ساری اس کی جانی دشمن ہے اس کے پاس نہ مال ہے کہ جس کے ذریعہ وہ لوگوں کو اپنے ساتھ ملا سکے اور نہ اس کا کوئی جتھہ ہے وہ للکارتا ان لوگوں کو ہے جو مقابلہ کرنے کے لئے تمام ذرائع کے مالک ہیں مال کی بہتات بھی ان کے پاس ہے جتھہ بھی ان کا بڑا مضبوط ہے ساری قوم ان کے ساتھ ہے صرف اہل مکہ ہی نہیں بلکہ ارد گرد کے تمام قبائل بھی ان کی مدد کے لئے تیار ہیں اور ایک جان ہو کر اس بے یار و مددگار اور دنیاوی وسائل سے تہی دست انسان کو کچلنے کے لئے دانت پیس رہے ہیں اس کے منہ سے خدا یہ کہلواتا ہے کہ بیشک تمہارے پاس مجھے تباہ و برباد کرنے اور میرے مشن کو ناکام بنانے کے لئے ہر قسم کے دنیاوی اور مادی سامان موجود ہیں جن پر تمہیں ناز بھی ہے اور میں ایسے تمام سامانوں سے بظاہر محروم ہوں۔

مادی ذرائع کے مقابلہ میں آنحضرت صلعم کے پاس کیا چیز تھی

لیکن میرے پاس ایک چیز ہے جو تمہارے پاس نہیں اور وہ ایسی زبردست اور طاقتور چیز ہے جو تمہارے تمام سامانوں پر غالب ہے اور وہ ہے اس خدا کی نصرت جس کے قبضۂ قدرت میں آسمان اور زمین کی ہر ایک چیز ہے جس کے لشکروں کا کوئی شمار ہی نہیں۔ جاؤ مجھے ناکام بنانے میں جتنا زور لگانا ہے لگا لو مجھے ہلاک کرنے کے لئے جو تدبیر بھی اختیار کرنا چاہتے ہو کر لو مگر میرا خدا کہتا ہے کہ تو میری حفاظت میں ہے وہ فرماتا ہے

له معقبات من بين يديه ومن خلفه يحفظونه من امر الله - (الرعد ع) - خدا تعالےٰ نے اپنے اس رسول کی حفاظت کے لئے اس کے آگے اور اس کے پیچھے فرشتے چھوڑے ہوئے ہیں جو اس کا پورا پورا طرح خیال رکھتے اور اللہ تعالےٰ کے امر سے اس کی حفاظت کر رہے ہیں اگر ہمت ہے تو فرشتوں کی صف کو چیر کر مجھ تک پہنچ جاؤ اور مجھے قتل کرنے کا جو ارادہ رکھتے ہو اس کو عملی جامہ پہنا کر دکھلاؤ۔

انجام کار کامیاب کون رہا

اب یہ ناقابل انکار حقیقت ہے کہ اللہ تعالےٰ کے اس چیلنج کا مقابلہ کرنے سے ساری قوم عاجز رہی اور آخر خدا کا رسول ہی کامیاب ہوا جس کو عاجز اور کمزور اور بے سروسامان یقین کیا جاتا تھا۔ قوتوں کے مالک تمام مخالفین منہ دیکھتے ہی رہ گئے یہاں تک کہ انہیں اپنے بچاؤ کے لئے خدا کے رسول کے رحم و کرم کی پناہ میں ہی اپنے آپ کو دینا پڑا۔

نصرت الٰہی نے کیا کیا شکل اختیار کی

اللہ تعالےٰ نے مذکورہ بالا چیلنج میں اپنی نصرت کا ذکر کیا ہے اور جسے دائمی اور لازوال قرار دیا ہے اس کا ظہور کب کب اور کس کس طرح ہوتا رہا ہے اختصار کے ساتھ اس کو پیش کرتا ہوں۔

حضرت نبی کریم صلعم نے جب رسول اللہ ہونے کا اعلان کیا تو ساری کی ساری قوم دشمن ہو گئی اور آپکی ایذا رسانی کے درپے ہو گئی حالانکہ اس سے قبل آپ کو بڑی عزت اور بڑے احترام کی نظر سے دیکھا جاتا تھا اور امین اور صدوق کا لقب قوم نے آپ کو دیا ہوا تھا دعوے کرتے ہی آپ کو (نعوذ باللہ) کذاب اور مفتری کے نام سے پکارنے لگ پڑے صرف آپ کو ہی نہیں آپ پر ایمان لانے والوں کو بھی ایسے ایسے دردناک عذابوں کا نشانہ بنانا شروع کر دیا جن کو تصور میں لانے سے بھی رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں سو پہلی نصرت اللہ تعالےٰ کی اس استقامت کی شکل میں حضور کے شامل حال ہوئی جس کے نتیجہ میں نہ حضور کے پائے استقلال میں لغزش آئی اور نہ ہی مومنوں کے قدم ڈگمگائے۔ پھر کفار نے تنگ آکر آنحضور صلعم اور مومنوں اور حضور کی قوم بنی ہاشم کا مکمل بائیکاٹ کر دیا یہاں تک کہ ان سب کو شعب ابی طالب میں پناہ لینی پڑی ایک دانہ بھی اناج کا ان تک ...... پہنچنے نہیں دیا جاتا تھا۔ اس ابتلاء کو بھی نہایت صبر اور استقلال سے برداشت کیا گیا۔ پھر آنحضور صلعم کو زر و جواہر سے لاد دینے اور عرب میں سب سے خوبصورت لڑکی کو حضور کے نکاح میں دینے اور اپنا بادشاہ بنا لینے کا لالچ دیا گیا مگر ان کا یہ حربہ بھی ناکام رہا خدا کی نصرت نے وہاں بھی اپنا کرشمہ دکھلایا اور حضور کے دل کو ان لالچوں کے جال میں پھنسنے سے محفوظ رکھا چنانچہ انتہائی استغنا سے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پیشکشوں کو ...... ٹھکرا دیا۔

آخری حیلہ

پھر آنحضور صلعم کے چچا کو ساتھ چھوڑنے پر اکسایا گیا وہاں بھی انہیں ناکامی ہوئی آخر ندوہ میں اس فتنہ کا جو انکے نزدیک فتنہ تھا قلع قمع کرنے کے لئے مجلس شوریٰ کا انعقاد ہوا جس کا ذکر قرآن کریم میں ان الفاظ میں کیا گیا ہے وَاِذْ یَمْکُرُ بِکَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لِیُثْبِتُوْکَ اَوْ یَقْتُلُوْکَ اَوْ یُخْرِجُوْکَ وَیَمْکُرُوْنَ وَیَمْکُرُ اللّٰہُ وَاللّٰہُ خَیْرُ الْمَاکِرِیْنَ الانفال ع۴ یعنی کفار کی طرف سے مجلس شوریٰ میں تین تجویزیں پیش ہوئیں (۱) قید (۲) قتل (۳) جلاوطنی۔ بالآخر پاس قتل ہی کی تجویز ہوئی۔

نصرت الٰہی کا مظاہرہ

قتل کے فیصلہ کے بعد کفار کی طرف سے حضور صلعم کے گھر پر پہرہ بٹھلا دیا جاتا ہے ادھر اللہ تعالےٰ اپنے بندہ کو اس زبردست پہرہ میں سے بھی صحیح سلامت نکال کر لے جاتا ہے اور ان کی آنکھیں آنحضور صلعم کے دیکھنے سے قاصر رہتی ہیں صبح تلاش شروع ہو جاتی ہے۔ یک صد اونٹ پکڑنے والے کے لئے انعام مقرر کر دیا جاتا ہے۔ ایک قافلہ کھوجی کو ساتھ لے کر تلاش میں نکل کھڑا ہوتا ہے۔ غارِ ثور کے دہانہ پر پہنچ جاتے ہیں جہاں حضرت نبی کریم صلعم مع حضرت ابوبکرؓ چھپے ہوئے بیٹھے ہیں کھوجی کہتا ہے کہ یا اس غار کے اندر ہیں یا پھر آسمان پر چلے گئے ہیں نشان یا اس سے آگے نہیں جاتے ہیں باوجود اس کی یقین دہانی کے تصرف اور نصرت الٰہی اپنا کام کر جاتی ہے کسی کو غار کے اندر جھانک کر دیکھنے کی توفیق نہیں ملتی اور یہ قافلہ کھوجی کو لعن طعن کرتے ہوئے ناکام واپس لوٹ جاتا ہے۔

قرآن کریم میں اس نصرت الٰہی کا نقشہ

قرآن کریم کی سورۃ التوبہ ع۵ میں اس نصرت الٰہی کا نقشہ ان الفاظ میں پیش کیا گیا ہے اِلَّا تَنْصُرُوْہُ فَقَدْ نَصَرَہُ اللّٰہُ اِذْ اَخْرَجَہُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ ھُمَا فِی الْغَارِ اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِہٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا فَاَنْزَلَ اللّٰہُ سَکِیْنَتَہٗ عَلَیْہِ وَاَیَّدَہٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْھَا وَجَعَلَ کَلِمَۃَ الَّذِیْنَ کَفَرُوا السُّفْلٰی وَکَلِمَۃُ اللّٰہِ ھِیَ الْعُلْیَا وَاللّٰہُ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ۔ اگر تم اس کی مدد نہ کرو تو دیکھ لو اللہ تعالےٰ نے کس طرح اس کی مدد کی جبکہ اس کی قوم نے اس کو اس کے وطن مکہ سے نکلنے پر مجبور کر دیا تھا اس وقت یہ رسول صلعم دو میں سے ایک تھا جب یہ دونوں غار میں تھے جبکہ یہ رسول صلعم اپنے ساتھی کو کہہ رہا تھا حزن مت کر یقیناً اللہ تعالےٰ ہمارے ساتھ ہے پس اللہ تعالےٰ نے اپنی سکینت اپنے رسول مقبول صلعم پر نازل کی اور اس کی تائید ان لشکروں کے ذریعہ کی جن کو تم نہیں دیکھ سکے اور کافروں کی بات کو اللہ تعالےٰ نے نیچا دکھلایا اور خدا کی بات ہی کہ میں اپنے اس رسول کی حفاظت کروں گا اور اس کو اپنی نصرتوں سے نوازوں گا۔ نافذ / بالا رہی اور ثابت ہو گیا کہ اللہ ہی سب پر غالب ہے اور اسکے تمام کام مضبوطی اور حکمت کے ہی ماتحت ہوتے ہیں۔

راہ ہجرت کا واقعہ اور نصرت الٰہی کا نظارہ

مدینہ کی طرف جاتے ہوئے راستہ میں ایک شخص پکڑنے کی کوشش میں گھوڑا دوڑا کر تعاقب کرتا ہے لیکن گھوڑا تین دفعہ گرتا ہے جس سے وہ سمجھ جاتا ہے کہ یہ شخص خدا کا پیارا معلوم ہوتا ہے۔ آں پر ہاتھ ڈالنا خدا کے غضب کو دعوت دینا ہے وہ معافی مانگ کر اسلام میں داخل ہو جاتا ہے

کسریٰ کے ملک ایران کی فتح کی پیشگوئی

آنحضرت صلعم اسے بشارت دیتے ہیں کہ میں تیرے ہاتھ میں کسریٰ کے کنگن دیکھتا ہوں۔ یہ پیشگوئی حضرت عمرؓ کی خلافت کے زمانہ میں پوری ہوتی ہے۔

آنحضرت صلعم کو اپنی کامیابی اور سلطنت اسلامی کے قائم ہو جانے کا کس قدر یقین ہے کہ اس بے بسی کے عالم میں بھی کسریٰ کے ملک ایران کی فتح کی پیشگوئی فرما رہے ہیں اس سے آنحضور صلعم کی کشفی نظر کی گہرائی اور دور بینی کا کیسا بین ثبوت ملتا ہے اور اس بات کا بھی کہ اللہ تعالےٰ کی معیت اور نصرت کے کس قدر زبردست یقین سے آپ کا دل لبریز تھا۔

معرکۂ بدر

اس کے بعد بدر کا معرکہ پیش آتا ہے جس میں بظاہر حالات شکست کے امکانات روشن تھے اور دشمن کی فتح بظاہر یقینی تھی لیکن اللہ تعالےٰ کی نصرت اپنا کرشمہ وہاں بھی دکھلاتی ہے کہ ۳۱۳ بے سروسامان ایسے ایک ہزار کے لشکر پر غالب آتے ہیں جو ہر قسم کے سامان سے لیس اور پوری طرح مسلح اور بہترین ماہرین جنگ پر مشتمل تھا اسی لئے قرآن شریف میں اللہ تعالےٰ نے فرمایا وَلَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّۃٌ آل عمران ع۱۳۔ بدر کے میدان کارزار میں یقیناً اللہ ہی نے اپنی نصرت سے نواز کر تمہیں فتح عطا کی حالانکہ تم دشمن کے مقابلہ میں ہر لحاظ سے کمزور تھے اس آیت کے آخر میں فرمایا وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰہِ الْعَزِیْزِ الْحَکِیْمِ یعنی دشمن کے مقابلہ میں وہی نصرت کامیابی اور فتح کا ذریعہ بن سکتی ہے جو اللہ غالب اور حکیم کی طرف سے آئے۔

معرکہ احد اور نصرت الٰہی کا دو دفعہ ظہور

پھر احد کا معرکہ پیش آتا ہے جس میں دشمن تین ہزار پر مشتمل لشکر کے ساتھ مدینہ پر چڑھ آتا ہے مقابلہ میں مسلمان صرف ۷۰۰ ہیں۔ اس معرکہ میں نصرت الٰہی کا دو دفعہ نظارہ نظر آتا ہے پہلی دفعہ تو اس وقت جب دشمن کو شکست فاش ہوتی ہے اور وہ میدان چھوڑ کر بھاگ کھڑا ہوتا ہے اس کے بعد بعض صحابہ کی ایک غلطی نہیں بلکہ رسول خدا صلعم کے حکم کی صریح نافرمانی کے نتیجہ میں لڑائی کا پانسہ پلٹ جاتا ہے اور مسلمانوں کی شکست بظاہر یقینی ہو جاتی ہے اس وقت اللہ تعالےٰ کی نصرت اس شکل میں اپنی ہستی کا ثبوت بہم پہنچاتی ہے کہ کفار کے دلوں میں رعب پڑ جاتا ہے اور وہ اپنی فتح کو ادھورا چھوڑ کر خود ہی بھاگ کھڑے ہوتے ہیں۔ ×

غزوۂ خندق

اس کے بعد غزوۂ خندق پیش آتا ہے جس میں کفار بعض روایتوں کے مطابق ۲۰ ہزار کے لشکر سے مدینہ پر چڑھائی کرتے ہیں اور مدینہ کا محاصرہ کر لیا جاتا ہے اتنے بڑے لشکر کا مقابلہ کرنے کے سامان مسلمانوں کے پاس بالکل مفقود تھے اللہ تعالےٰ کی نصرت اس موقعہ پر آندھی کی شکل میں نازل ہوتی ہے اور دشمن بے نیل و مرام واپس لوٹنے پر مجبور ہو جاتا ہے ×

فتح مکہ

اس کے بعد نصرت الٰہی فتح مکہ کے سامان پیدا کر دیتی ہے اور بغیر خونریزی کے مکہ فتح ہو جاتا ہے اور آنحضرت صلعم کا مشن اس طرح کامیابی سے ہمکنار ہو جاتا ہے کہ سب کے سب کفار مکہ داخل اسلام ہو جاتے ہیں اور اس کے ساتھ ہی دیگر قبائل بھی ایک ایک کر کے حلقہ بگوش اسلام ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔

قوم ہوازن سے مقابلہ اور نصرت الٰہی کا نزول۔

اس کے بعد ہوازن سے مقابلہ پیش آتا ہے اس معرکہ میں مسلمان اس قوم کے تیروں کی بوچھاڑ کی تاب نہ لا کر بھاگ کھڑے ہوتے ہیں مگر اللہ تعالےٰ اپنے وعدہ کے مطابق حضرت نبی کریم صلعم کے دل کو تقویت عطا کرتا ہے جس کی بنا پر آنحضور صلعم تن تنہا دشمن کے تیروں کی طرف رُخ کئے یہ کہتے ہوئے آگے بڑھتے جاتے ہیں اَنَا النَّبِیُّ لَا کَذِبْ اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ۔ حضورؐ کے اس اقدام کو دیکھ کر مسلمان بھی واپس لوٹ آتے ہیں اور دشمن کو ہزیمت کا سامنا کرنا پڑ جاتا ہے اور میدان مسلمانوں کے ہاتھ میں رہتا ہے۔

ہر موقعہ پر پیشگوئی کا پورا ہونا

غرضیکہ آنحضور صلعم کی زندگی میں ہر موقعہ پر نصرت الٰہی نمایاں طور پر اپنا کام کرتی ہوئی نظر آتی ہے۔ دشمنوں نے نصرت الٰہی کی رسی کو کاٹنے کی ہر موقعہ پر سرتوڑ کوشش کی مگر ہر دفعہ انہیں ناکامی کا ہی منہ دیکھنا پڑا اور خدا کی بات مَنْ کَانَ یَظُنُّ اَنْ لَّنْ یَّنْصُرَہُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ فَلْیَمْدُدْ بِسَبَبٍ اِلَی السَّمَآءِ ثُمَّ لْیَقْطَعْ فَلْیَنْظُرْ ھَلْ یُذْھِبَنَّ کَیْدُہٗ مَا یَغِیْظُ کے ماتحت خدا کی پیشگوئی کہ نصرت الٰہی ہر وقت اس رسول مقبول صلعم کے شامل حال رہے گی اور دشمنوں کی تمام کوششیں اس کو قطع کرنے میں ناکام رہیں گی ہر موقعہ پر پوری ہوتی رہی۔

بوقت ضرورت ہر زمانہ میں نصرت الٰہی کا ثبوت

حضرت نبی کریم صلعم کی وفات کے بعد مسلمانوں پر ایسے زمانے آتے رہے ہیں جن میں نصرت الٰہی کے نزول کی ضرورت محسوس ہوتی رہی اور خدا تعالےٰ اپنے وعدہ کے مطابق اپنی نصرت سے مسلمانوں کو ہمیشہ نوازتا رہا آخری دفعہ جو نصرت الٰہی نمایاں طور پر مسلمانوں کے شامل حال رہی وہ صلیبی جنگوں کے موقعہ پر تھی ہر شخص جانتا ہے کہ صلیبی جنگوں میں تمام یورپ متحد ہو کر بیت المقدس پر حملہ آور ہوا تھا اتنی بڑی ٹڈی دل فوج کا مقابلہ کرنا مسلمانوں کی طاقت سے باہر تھا لیکن اللہ تعالےٰ نے سلطان صلاح الدین ایوبی رحؒ کو کھڑا کر دیا اور اس کے دل کو وہ زبردست قوت عطا فرمائی کہ اس نے مٹھی بھر فوج کے ذریعہ ساری یورپین طاقتوں کو شکست فاش دے کر ان کو بیت المقدس کی سرزمین سے باہر نکال پھینکا گویا نصرت الٰہی نے سلطان صلاح الدین ایوبی رحؒ کے وجود میں اپنا غیر معمولی کرشمہ دکھلایا جو معجزہ کی حد تک پہنچا ہوا تھا۔

(باقی بر صفحہ ۔۔۔ کالم ۔۔۔)

مشہور عالم مولانا عبید اللہ صاحب سندھی کی طرف سے

وفات مسیح علیہ السلام کا اعتراف

مکرم مولوی غلام احمد صاحب فرخ ——— (بشکریہ الفضل)

مولانا عبید اللہ صاحب سندھی برصغیر پاک و ہند کی مشہور و معروف شخصیت تھے آپ دیوبند مدرسہ کے فارغ التحصیل تھے ہجرت کی تحریک کے وقت کابل چلے گئے تھے۔ کابل سے روس اور وہاں سے ترکی اور ترکی سے مکہ معظمہ پہنچے ۱۹۳۹ء میں ہندوستان واپس آئے اور ۱۹۴۴ء میں وفات پائی۔ مکہ معظمہ میں قیام کے دوران آپ نے عربی میں "الہام الرحمان فی تفسیر القرآن" کے نام سے قرآن کریم کی تفسیر لکھی جو آپ کی زندگی میں شائع نہ ہو سکی اب شاہ ولی اللہ اکیڈیمی حیدر آباد کی طرف سے باقساط شائع کی جارہی ہے۔ ماہ جون ۱۹۶۷ء میں اس کا دوسرا حصہ شائع ہوا ہے جو سورۃ آل عمران اور سورۃ النساء پر مشتمل ہے۔ اس تفسیر کی ایک نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ اس میں وفات مسیح علیہ السلام کے متعلق وہی موقف اختیار کیا گیا ہے جو احمدیت پیش کرتی ہے اور بڑی وضاحت سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کا اظہار کیا گیا ہے۔ اس کے چند اقتباس ہدیہ ناظرین کئے جاتے ہیں:-

آیت یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الی .... کی تفسیر میں لکھتے ہیں:-

"ومعنی متوفیک ممیتک واما ماشاع بین الناس من حیاۃ عیسیٰ علیہ السلام فھی اسطورۃ یھودیۃ وصابئۃ فقد شاعت بین المسلمین بعد مقتل عثمان بواسطۃ الصناع بنی ھاشم من الصابئۃ ومن الیھود الموالین لعلی بن ابی طالب لا لحبہ بل انما اشاعوھا بین المسلمین بغضا فی الاسلام واھلہ" (صفحہ ۲۹)

یعنی انی متوفیک کے معنے یہ ہیں کہ میں تجھے وفات دینے والا ہوں اور لوگوں میں جو عام طور پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ ہونے کا خیال پھیلا ہوا ہے یہ محض فضول قصہ ہے جو یہودیوں اور بعض غیر مذاہب کے لوگوں کا پھیلایا ہوا ہے۔ اور یہ خیال مسلمانوں میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد بنی ہاشم کے ذریعہ پھیلا جو غیر مذاہب کے لوگوں سے اور ان یہودیوں سے متاثر تھے جو حضرت علیؓ کے زمانہ میں بظاہر دوستی کے رنگ میں اسلام میں داخل ہوئے مگر بباطن وہ اسلام کے اور مسلمانوں کے دشمن تھے۔

———(۲)———

نیز آیت ویکلم الناس فی المھد وکھلا ومن الصالحین" مولانا لکھتے ہیں:-

" فضل الکلام فی المھد ظاھر فلذالک حملوہ علی ما بعد النزول من السماء فی آخر الزمان قرب القیامۃ وھذا غیر صحیح علی نظریتنا۔ بل بقی فی الدنیا الی ان صار کھلا وعلم الناس طریقتہ .... ومات عیسیٰ وھو کھل۔" (صفحہ ۲۲)

یعنی "مہد" میں کلام کرنے کی فضیلت تو ظاہر ہے باقی رہا "کہل" کی عمر میں کلام کرنا تو اکثر لوگ اس کی حکمت نہیں سمجھتے اس لئے قیامت کے قریب آخری زمانہ میں آسمان سے نازل ہونے کے بعد کے زمانہ پر اس کو محمول کر لیا لیکن ہمارے نظریہ کے مطابق یہ مفہوم ہرگز درست نہیں بلکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ رہے اور کہل کی عمر کو پہنچے اور تبلیغ و تعلیم کا کام کرتے رہے اور "کہل" کی عمر میں انہوں نے وفات پائی۔"

———(۳)———

پھر آیت واذ قال اللہ یا عیسیٰ ابن مریم اانت قلت للناس اتخذونی وامی الھین من دون اللہ قال سبحانک .... وکنت علیھم شھیدا ما دمت فیھم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم وانت علی کل شیء شھید کی تفسیر کے تحت لکھتے ہیں:-

" السؤال یرجع الی زمان قال الناس فیہ ان عیسیٰ امرھم ان یتخذوہ ھو وامہ الھا وھذا القول لم یحدث فی النصرانیۃ الا بعد المائۃ الاولی من تاریخھا فان ھذہ العقیدۃ بھذہ الصفۃ لم تکن من قبل۔ وعیسیٰ علیہ السلام ینکر فی جوابہ وقوع الحادث فی حیاتہ حیث یقول (وکنت علیھم شھیدا ما دمت فیھم) یعنی ان تبعۃ نشر ھذہ العقیدۃ لا تقع علی الا اذا کان وقع ذالک فی حیاتی ولکن لم یکن وقع شیء من ذالک فی حیاتی (فلما توفیتنی) معناہ ان مسئولیۃ ذالک الحقیقۃ مرفوعۃ عنی وانہ حدث ذالک بعد ان توفیتنی" (صفحہ ۵۳)

یعنی یہ سوال (اانت قلت للناس اتخذونی وامی الھین من دون اللہ) اس زمانہ سے تعلق رکھتا ہے جس میں لوگ یہ کہتے ہوں کہ عیسیٰ علیہ السلام نے ہم کو حکم دیا ہے کہ ہم ان کو اور ان کی والدہ کو معبود مانیں اور یہ عقیدہ عیسائیوں میں پہلی صدی کے بعد پیدا ہوا ہے۔ کیونکہ اس سے پہلے اس رنگ میں یہ عقیدہ عیسائیوں میں موجود نہیں تھا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی زندگی میں اس عقیدہ کے پیدا ہونے سے انکاری ہیں۔ چنانچہ وہ کہتے ہیں (وکنت علیھم شھیدا ما دمت فیھم) یعنی اس عقیدہ کے پھیلانے کی ذمہ داری مجھ پر عائد نہیں ہوتی سوائے اس صورت کے کہ میری زندگی میں یہ عقیدہ پیدا ہوا ہو۔ حالانکہ میری زندگی میں ایسا کوئی عقیدہ وقوع پذیر نہیں ہوا۔ "فلما توفیتنی" کے معنی یہی ہیں کہ مجھ پر اس عقیدہ کی ذمہ داری ختم ہو جاتی ہے کیونکہ یہ عقیدہ اس وقت کے بعد پیدا ہوا ہے کہ جب تو نے مجھے وفات دیدی۔

———(۴)———

آیت بل رفعہ اللہ کے تحت لکھتے ہیں:-

" ھذہ الکلمۃ لیست اول ما قیل فی حق عیسیٰ فقط فی کتاب اللہ بل لھا نظائر تدل علی ان من لہ مقام عال فی الاجتماعیۃ الانسانیۃ یصفہ القرآن بالرفع ولذالک نحن نؤمن بان اللہ قد رفع المسیح .... ای اعلی منزلتہ واما الرفع الجسمانی الذی یدعیہ الناس فلا نحتاج الیہ فی تفسیر القرآن۔" (صفحہ ۲۳)

"یعنی یہ پہلا لفظ نہیں ہے جو قرآن کریم میں صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے ہی استعمال کیا گیا ہو۔ بلکہ اس کی اور بھی مثالیں ہیں جو قرآن کریم میں استعمال کی گئی ہیں مفہوم اس کا یہ ہے کہ جس شخص کو انسانی اجتماعیت میں بلند اور عالی مقام حاصل ہو اس کے لئے قرآن کریم "رفع" کا لفظ استعمال کرتا ہے۔ اس لئے ہمارا ایمان ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا رفع اللہ تعالیٰ نے اسی معنی میں کیا۔ .... یعنی ان کو مرتبہ اور منزل کے لحاظ سے بلند کیا۔ باقی رہا جسمانی رفع جو لوگ مراد لیتے ہیں تو تفسیر قرآن میں ہمیں یہ معنی کی کوئی ضرورت نہیں۔"

———(۵)———

نیز فرماتے ہیں:-

" ولا یخفی ان مرجع العلوم الاسلامیۃ باسرھا ومنبعھا ھو القرآن العظیم ولیس فیہ آیۃ تنص لنا صراحۃ علی ان عیسیٰ لم یمت وانہ حی" (صفحہ ۲۹)

یعنی ظاہر ہے کہ تمام اسلامی علوم کا مرجع اور سرچشمہ قرآن کریم ہے۔ اور اس میں کوئی ایک بھی ایسی آیت نہیں جس میں یہ صراحت ہو کہ عیسیٰ علیہ السلام فوت نہیں ہوئے بلکہ زندہ ہیں۔"

(باقی دیکھئے کالم ۱)

(خطبہ جمعہ بسلسلہ ص۶)

آخری زمانہ میں نصرتِ الہٰی کا ظہور

اس کے بعد یورپ نے وسوسہ اندازی کا حربہ استعمال کرنا شروع کیا۔ دلوں میں اسلام کی سچائی کے متعلق شکوک و شبہات پیدا کرنے شروع کئے نتیجہ اس کا یہ ہوا کہ مسلمانوں کے یقین کے قلعے ان کے پیدا کردہ شکوک و شبہات کی گولہ باری سے مسمار ہونے شروع ہو گئے یہاں تک کہ بالآخر وہ اس خیال کا شکار ہو گئے کہ اسلام کی زندگی ختم ہو گئی ہے۔ اس حالت کو دیکھ کر باب اور بہاء اللہ نے بھی اعلان کر دیا کہ قرآن کی بجائے اب نئی شریعت کی ضرورت ہے اور حضرت نبی کریم صلعم کے فیض کی نہر بھی چونکہ اب خشک ہو گئی ہے اس لئے نئے مظہر اللہ کی ضرورت ہے۔

سب سے زیادہ نصرت الہٰی کی ضرورت کا وقت

انبیاء علیہم السلام کو سب سے زیادہ نصرتِ الہٰی کی اسی وقت ضرورت ہوتی ہے جبکہ ان کا دین خطرہ میں ہو اور ایسے ہی خطرہ کے وقت کے متعلق اللہ تعالیٰ نے ایک طرف تو یہ وعدہ فرمایا ہوا ہے کہ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ اور دوسری طرف آیت استخلاف میں یہ وعدہ فرمایا کہ وعدہ حفاظت کو پورا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ ایسے نائب رسول پیدا کرتا رہے گا جو دین کو خطرے کی حالت سے نکال کر اور اس کے مٹ جانے کا جو خوف پیدا ہو جائے گا اس کو دور کر کے دین کو تمکنت عطا کر دیں گے۔

حضرت مرزا صاحبؑ کی بعثت

چنانچہ جب چودھویں صدی میں دین کے مٹ جانے کا خطرہ پیدا ہو گیا اور ایسے لوگ کھڑے ہو گئے جنہوں نے علی الاعلان یہ کہنا شروع کر دیا کہ قرآن منسوخ اور محمد رسول اللہ صلعم کے فیض کا چشمہ خشک ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنی نصرت کے اپنے وعدہ کو پورا کرنے کے لئے سیدنا حضرت مرزا غلام احمد صاحبؑ کو اس صدی کے شروع میں مسیح اور مہدی کے عہدۂ جلیلہ پر سرفراز فرما کر مخالفین اسلام کی سرکوبی کے لئے مبعوث فرما دیا جنہوں نے دنیا پر ثابت کر دیا کہ اسلام زندہ مذہب ہے اور اختتام دنیا تک زندہ ہی رہے گا۔ اور محمد رسول اللہ صلعم کے فیوض کا دریا خشک نہیں ہوا بلکہ جاری ہے اور ہمیشہ جاری رہے گا۔ اسی کے شیریں پانی سے میں سیراب ہوا ہوں جو اس کو خشک خیال کرتا ہے وہ روحانی میدان مقابلہ میں ...... میرے ساتھ مقابلہ کرنے کے لئے نکل آئے۔ چنانچہ بہاء اللہ کے خلیفہ عبد البہاء کو بھی اس مقابلہ میں آنے کی جرأت نہ ہوئی۔ اسی طرح دیگر مذاہب کے لیڈروں کو بھی مقابلہ میں آنے کی جرأت نہ ہوئی۔ اس کے علاوہ حضور نے نہ صرف دشمنوں کے اعتراضات کا قلع قمع کیا بلکہ ایک طرف اسلام کی خوبیوں کو ایسی نمایاں طور سے اُجاگر کیا کہ سب کو اس کی برتری کا اقرار کرنا پڑا جس پر آپ کا وہ مضمون جو جلسہ مذاہب اعظم لاہور میں پڑھا گیا شاہد ہے اور دوسری طرف دیگر مذاہب کی خامیوں کو ایسا نمایاں کیا کہ ان سب کو اپنے گھر کی فکر پڑ گئی اور ان کے دل محسوس **

** کرنے لگ پڑے کہ اسلام جس کو ہم مردہ سمجھ رہے تھے وہ تو زندہ مذہب ہے ہمارے مذاہب ہی مردہ ہیں جن کے اندر زندگی کی کوئی علامت نہیں۔

خلاصہ کلام اور ہمارا فرض

خلاصہ کلام یہ ہے کہ اس زمانہ میں جبکہ نصرت الہٰی کے نزول کی اشد ضرورت تھی اللہ تعالیٰ نے حضرت مرزا صاحبؑ کو بھیج کر اس ضرورت کو پورا کر دیا۔ جیسا کہ آیت کے آخر میں فرمایا کہ اس قرآن اور اس رسولؐ کے ذریعہ جو ہدایت یافتہ ہونا چاہے گا یہ قرآن اور یہ رسول (صلعم) اسے ہدایت دیتا رہے گا ۱۳۰۰ برس میں ہزارہا اولیاء کا وجود اور اس زمانہ میں حضرت مرزا صاحبؑ کا وجود اس کا زندہ ثبوت ہے **

** اور آنحضرت صلعم کا دین کیساتھ دائمی نصرت کے شامل حال رہنے کا بین ثبوت ہے اب ہماری جماعت کا فرض ہے کہ اسلام کو چاردانگ عالم میں پھیلا دیں اسکی تائید میں نشانات الہٰی اور براہین ساطعہ کا ایک ہمارے ہاتھ میں دے دیا گیا ہے جن کی مدد سے ہم تمام مذاہب عالم پر اسلام کی برتری بآسانی ثابت کر سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم کو اسکی توفیق دے۔

وفاتِ مسیح علیہ السلام کا اعتراف

(بسلسلہ صفحہ ۷)

(۶)

یہ ہے وفاتِ مسیح کا برملا اعتراف جو مولانا عبید اللہ صاحب سندھی نے اپنی تفسیر میں کیا۔

ایک وہ زمانہ تھا کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اعلان فرمایا کہ مسیح ناصری فوت ہو چکے ہیں تو علماء اور عوام پکار اٹھے کہ یہ کفر ہے اور انہوں نے آپ پر اور آپ کی جماعت پر اسی وجہ سے کفر کے فتوے لگائے مگر آج اس میدان میں ایک انقلاب برپا ہو چکا ہے اور جماعت کو فتح عظیم حاصل ہو چکی ہے۔ آج مخالفین اس مسئلہ پر بات کرنے پر مجبور ہیں کہ مسیح فوت ہو چکے۔ مولانا عبید اللہ صاحب سندھی کی طرح مصر کے چوٹی کے علماء محمد عبدہٗ رشید رضا اور محمود شلتوت نے بھی وفات مسیح علیہ السلام کا اقرار کر کے اسے دنیا میں شائع کر دیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے ۱۹۰۱ء میں بطور پیشگوئی یہ اعلان فرمایا تھا:۔

"مسیح موعود کا آسمان سے اترنا محض خیال ہے
یاد رکھو کوئی آسمان سے نہیں اترے گا۔
ہمارے سب مخالف جو اب زندہ موجود ہیں وہ
تمام مریں گے اور کوئی ان سے عیسیٰ ابن مریم
کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گا اور پھر
ان کی اولاد جو باقی رہے گی وہ بھی مرے گی
اور ان میں سے بھی کوئی آدمی عیسیٰ ابن مریم کو
آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گا اور پھر
اولاد کی اولاد مرے گی اور وہ بھی مریم کے
بیٹے کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گی تب
خدا ان کے دلوں میں گھبراہٹ ڈالے گا کہ زمانہ
صلیب کے غلبہ کا بھی گزر گیا اور دنیا دوسرے
رنگ میں آ گئی مگر مریم کا بیٹا عیسیٰ اب تک
آسمان سے نہیں اترا۔ تب دانشمند یک دفعہ
اس عقیدہ سے بیزار ہو جائیں گے اور ابھی تیسری
صدی آج کے دن سے پوری نہیں ہو گی کہ عیسیٰ
کا انتظار کرنے والے کیا مسلمان اور کیا
عیسائی سخت نومید اور بدظن ہو کر اس جھوٹے
عقیدہ کو چھوڑ دیں گے۔ اور دنیا میں ایک ہی
مذہب ہو گا اور ایک ہی پیشوا۔ میں تو ایک
تخم ریزی کرنے آیا ہوں سو میرے ہاتھ سے
وہ تخم بویا گیا اور اب وہ بڑھے گا اور پھولے گا
اور کوئی نہیں جو اس کو روک سکے۔"

اس پیشگوئی کا پہلا حصہ تو بڑی شان و شوکت کے ساتھ پورا ہوتا ہوا سب کو نظر آ رہا ہے، دوسرا پہلو بھی انشاء اللہ تعالیٰ اپنے وقت پر ضرور پورا ہو گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں ؎

وہ گھڑی آتی ہے جب عیسیٰ پکاریں گے مجھے
اب تو تھوڑے رہ گئے دجال کہلانے کے دن

نیز فرماتے ہیں ؎

امروز قوم من نشناسد مقام من
روزے بگریہ یاد کند وقت خوشترم

از مولانا شیخ عبدالرحمن صاحب مصری

کیا الفاظ ایک پہلو سے اُمتی اور ایک پہلو سے نبی

حضرت مسیح موعودؑ کو زمرۂ اولیاء سے نکال کر زمرۂ انبیاء میں داخل کرتے ہیں

کتاب ”شانِ مسیحِ موعودؑ“ کی پیش کردہ دلائل پر ایک نظر

قاضی صاحب کی پیش کردہ دو عبارتیں اور ان سے اخذ کردہ نتیجہ

قاضی محمد نذیر صاحب لائل پوری نے حضرت اقدس مسیح موعودؑ کو زمرۂ انبیاء کا فرد ثابت کرنے کے لئے حضور کی کتاب حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۲۸ سے اپنی کتاب ”شانِ مسیح موعودؑ“ کے صفحہ ۱۹۷ پر ذیل کی عبارت پیش کی ہے:-

”اس اُمت میں ہزارہا اولیاء ہوئے اور ایک وہ بھی ہوا جو اُمتی بھی ہے اور نبی بھی“

پھر اسی کی تائید میں حقیقۃ الوحی صفحہ ۱ کے حاشیہ کی مندرجہ ذیل عبارت بھی پیش کی ہے:-

”خود حدیثیں پڑھتے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ اسرائیلی نبیوں کے مشابہ لوگ پیدا ہوں گے اور ایک ایسا ہوگا کہ ایک پہلو سے نبی ہے اور ایک پہلو سے اُمتی وہی مسیح موعود کہلائے گا“

ان دونوں عبارتوں کو پیش کرنے کے بعد قاضی صاحب موصوف نتیجہ یہ نکالتے ہیں کہ پہلے محدثین اُمتی اور ناقص نبی تھے اور حضرت اقدس کامل اُمتی اور کامل نبی تھے اس لئے حضور زمرۂ انبیاء کے فرد تھے۔ معلوم نہیں کہ قاضی صاحب موصوف اور دیگر علماء ربوہ حضور سے قبل کے مجددین و محدثین اور اولیائے اُمت کو کامل اُمتی سمجھتے ہیں یا نہیں کیونکہ نتیجہ نکالتے ہوئے قاضی صاحب موصوف نے پہلے تمام محدثین کو محض ”اُمتی“ کے لفظ سے یاد کیا ہے اور حضرت اقدس مسیح موعودؑ کو کامل اُمتی کے لفظ سے نوازا ہے یہ فرق بتلاتا ہے کہ ان کے نزدیک حضرت اقدس سے قبل تمام محدثین کامل اُمتی نہ تھے ان کا یہ عقیدہ واقعات کے بھی خلاف ہے اور حضور کی تحریروں کے بھی خلاف ہے اگر قاضی صاحب کو حضور کی ایسی تحریریں دیکھنے کی ضرورت ہوئی جن میں حضور نے سابق مجددین اور محدثین اور اولیاء کو بھی کامل اُمتی ہی تسلیم کیا ہے تو وہ بھی انشاء اللہ پیش کر دی جائیں گی۔ سردست تو قاضی صاحب کی دو پیش کردہ تحریروں کا اصل مطلب بیان کرکے ان کی اس غلط فہمی کو دُور کیا جاتا ہے جس کا شکار وہ ان تحریروں کے متعلق ہو رہے ہیں۔

دونوں جماعتوں میں اختلاف کی نوعیت

قاضی صاحب موصوف اور دیگر علماء ربوہ حضور کے مقام کے متعلق بحث کرتے ہوئے اس امر کو بھول جاتے ہیں کہ دونوں جماعتوں میں حضور کے مقام کے متعلق اختلاف کیا ہے ان کو بارہا اس امر کی طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ دونوں جماعتوں میں اختلاف اس امر میں ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ زمرۂ انبیاء کے فرد ہیں یا زمرۂ اولیاء کے۔ جماعت ربوہ کا عقیدہ یہ ہے کہ حضور زمرۂ انبیاء کے فرد ہیں اسی بناء پر ہمارے یہ بھائی حضور کے دعوے کے تمام منکرین کو اولئک ھم الکافرون حقاً کا مصداق یقین کرتے ہیں اور جماعت لاہور کا عقیدہ یہ ہے کہ حضور زمرۂ اولیاء کے فرد ہیں اسی بناء پر یہ جماعت حضور کے دعوے کے انکار کرنے والے کو کافر نہیں قرار دیتی صرف گناہگار مسلمان اور جادہ صواب سے منحرف یقین کرتی ہے اور ان دونوں نتائج میں زمین آسمان کا فرق ہے۔

غور طلب بات

پس اب غور طلب بات یہ ہے کہ کیا قاضی صاحب کی پیش کردہ عبارتوں میں حضور نے اپنے آپ کو جماعت انبیاء کا فرد قرار دیا ہے یا جماعت اولیاء کا۔ اگر جماعت انبیاء کا فرد قرار دیا ہے تو جماعت ربوہ حق پر ہے لیکن اگر حضور نے اپنے سابقہ عقیدہ کے مطابق جسے قاضی صاحب اور دیگر تمام علماء ربوہ بھی تسلیم کرتے ہیں قاضی کی پیش کردہ عبارتوں میں بھی اپنے آپ کو شامل کیا ہے تو جماعت ربوہ کو حضور کے فیصلہ کے سامنے سر تسلیم خم کرتے ہوئے اپنے عقیدہ سے فوراً رجوع کر لینا چاہیئے اور یہی مومن کی شان ہے کہ اپنی غلطی پر آگاہ ہو جانے کے بعد حضرت عمرؓ کے ارشاد گرامی الرجوع الی الحق خیر من التمادی فی الباطل پر عمل کرتے ہوئے فوراً اپنی غلطی کو خیرباد کہہ دے۔

قاضی صاحب کی پیش کردہ عبارت کا اصل متن

مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ قاضی صاحب موصوف نے حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۲ کے حاشیہ کی عبارت سے صرف ایک فقرہ کو پیش کرتے ہوئے اس کے متن کو بالکل نظر انداز کر دیا ہے حالانکہ قاضی صاحب کے پیش کردہ فقرہ کا صحیح مفہوم متعین کرنے میں اس سے کافی مدد مل سکتی تھی۔ اس لئے پہلے میں حضور کی اصل عبارت کو قارئین کرام کے سامنے پیش کرتا ہوں جس پر حضور نے وہ حاشیہ لکھا ہے جس میں سے ایک فقرہ قاضی صاحب نے پیش کیا ہے فرماتے ہیں:-

”اب عیسائی قوم وہ گوند بد قسمتی میں مبتلا ہے۔ ایک تو ان کو خدا تعالیٰ کی طرف سے بذریعہ وحی اور الہام مدد نہیں مل سکتی کیونکہ الہام پر جو مُہر لگ گئی اور دوسرے یہ کہ وہ عملی طور پر آگے قدم نہیں بڑھا سکتی کیونکہ کفارہ نے مجاہدات اور سعی اور کوشش سے روک دیا مگر جس کامل انسان پر قرآن شریف نازل ہوا اس کی نظر محدود نہ تھی اور اس کی عام غمخواری اور ہمدردی میں کچھ قصور نہ تھا۔ بلکہ کیا باعتبار زمان اور کیا باعتبار مکان اس کے نفس کے اندر کامل ہمدردی موجود تھی اس لئے قدرت کی تجلیات کا پورا اور کامل حصہ اس کو ملا اور وہ خاتم الانبیاء بنے مگر ان معنوں سے نہیں کہ آئندہ اس سے کوئی روحانی فیض نہیں ملیگا بلکہ ان معنوں سے کہ وہ صاحب خاتم ہے بجز اس کی مُہر کے کوئی فیض کسی کو نہیں پہنچ سکتا اور اس کی اُمت کے لئے قیامت تک مکالمہ اور مخاطبہ الٰہیہ کا دروازہ کبھی بند نہ ہوگا اور بجز اس کے کوئی نبی صاحب خاتم نہیں ایک وہی ہے جس کی مُہر سے ایسی نبوت بھی مل سکتی ہے جس کے لئے اُمتی ہونا لازمی ہے اور اس کی ہمت اور ہمدردی نے اُمت کو ناقص حالت پر چھوڑنا نہیں چاہا اور ان پر وحی کا دروازہ جو حصول معرفت کی اصل جڑھ ہے۔ بند رہنا گوارا نہیں کیا۔ ہاں اپنی ختم رسالت کا نشان قائم رکھنے کے لئے یہ چاہا کہ فیض وحی آپ کی پیروی کے وسیلہ سے ملے اور جو شخص اُمتی نہ ہو اس پر وحی الٰہی کا دروازہ بند ہو سو خدا نے ان معنوں سے آپ کو خاتم الانبیاء ٹھہرایا لہٰذا قیامت تک یہ بات قائم ہوئی کہ جو شخص سچی پیروی

حاشیہ:- ”اس جگہ یہ سوال طبعاً ہو سکتا ہے کہ حضرت موسیٰ کی اُمت میں بہت سے نبی گذرے ہیں پس اس حالت میں موسیٰ کا افضل ہونا لازم آتا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ جس قدر نبی گذرے ہیں ان سب کو خدا نے براہ راست چن لیا تھا حضرت موسیٰ کا اس میں کچھ بھی دخل نہیں تھا لیکن اس اُمت میں آنحضرت صلعم کی پیروی کی برکت سے ہزارہا اولیاء ہوئے ہیں اور ایک وہ بھی ہوا جو اُمتی بھی ہے اور نبی بھی اس کثرت فیضان کی کسی نبی میں نظیر نہیں مل سکتی اسرائیلی نبیوں کو الگ کر کے باقی تمام لوگ اکثر موسوی اُمت میں ناقص پائے جاتے ہیں رہے انبیاء سو ہم بیان کر چکے ہیں کہ انہوں نے حضرت موسیٰ سے کچھ نہیں پایا بلکہ وہ براہ راست نبی کئے گئے۔ مگر اُمت محمدیہ میں سے ہزارہا لوگ محض پیروی کی وجہ سے ولی کئے گئے“

سے اپنا اُمتی ہونا ثابت نہ کرے اور آپ کی متابعت میں اپنا تمام وجود محو نہ کرے ایسا انسان قیامت تک نہ کوئی کامل وحی پا سکتا ہے اور نہ کامل ملہم ہو سکتا ہے۔ کیونکہ مستقل نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی ہے مگر ظلی نبوت جس کے معنے ہیں کہ محض فیض محمدی سے وحی پانا وہ قیامت تک باقی رہے گی تا انسانوں کی تکمیل کا دروازہ بند نہ ہو اور تا یہ نشان دنیا سے مٹ نہ جائے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمت نے قیامت تک یہی چاہا ہے کہ مکالمات اور مخاطبات الٰہیہ کے دروازے کھلے رہیں اور معرفت الٰہیہ جو مدار نجات ہے مفقود نہ ہو جائے۔"

حضورؑ نے کس گروہ میں اپنے آپ کو داخل کیا ہے

آیئے دیکھیں کہ حضورؑ نے اپنے الفاظ "اور ایک وہ بھی ہوا جو امتی بھی ہے اور نبی بھی" کے ذریعہ اپنے آپ کو آیا زمرۂ انبیاء میں داخل کیا ہے یا زمرۂ اولیاء میں یا بالفاظ دیگر نبی کا لفظ حضورؑ نے کیا اس مفہوم میں استعمال کیا ہے جس مفہوم میں زمرۂ انبیاء کے لئے استعمال ہوتا ہے یا اس مفہوم میں جس مفہوم میں اولیاء امت کے لئے استعمال ہوتا ہے کیونکہ گذشتہ اقساط میں متعدد حوالوں سے یہ ثابت کیا جا چکا ہے کہ مطلق لفظ نبی اولیاء امت کے لئے بھی مستعمل ہوتا ہے جس کی تردید آج تک علماء ربوہ کی طرف سے نہیں کی گئی اور کر بھی کس طرح سکتے ہیں جبکہ حضرت مسیح موعودؑ نے خود اس لفظ نبی کا استعمال محدثین اور اولیاء امت کے لئے بالصراحت تسلیم کیا ہوا ہے۔ اس امر کو ثابت کرنے کے لئے کہ حضورؑ نے اس عبارت میں لفظ نبی اولیاء والی نبوت کے مفہوم میں ہی استعمال کیا ہے مندرجہ ذیل تین زبردست قرائن موجود ہیں۔

پہلا قرینہ

پہلا قرینہ تو خود عبارت کے الفاظ ہی ہیں کیونکہ عبارت "لیکن اس امت میں آنحضرت صلعم کی پیروی کی برکت سے ہزارہا اولیاء ہوئے ہیں اور ایک وہ بھی ہوا جو اُمتی بھی ہے اور نبی بھی" خود دلالت کر رہی ہے کہ اُن ہزارہا اولیاء میں سے ایک ولی ایسا ہے جس پر نبی کے لفظ کا اطلاق احادیث میں جائز رکھا گیا ہے۔

اصلی مقصد

اس سے صرف یہ بتلانا مقصود ہے کہ اس ولی کا رتبہ دیگر اولیاء سے بہت بلند ہے اور ضرورت زمانہ کو مد نظر رکھتے ہوئے اس کو غیب کی خبروں پر اطلاع اس کثرت سے دی جائے گی کہ دنیا میں کوئی بھی اس نعمت میں اس کا مقابلہ نہیں کر سکے گا۔ یہ نہیں کہ اولیاء امت کی جنس سے نکل کر حقیقی اور اصلی انبیاء کی جنس میں داخل ہو جائے گا کیونکہ حضور صراحت سے فرما چکے ہیں کہ حقیقی نبی جو اسلامی اصطلاح میں نبی کہلا سکتا ہے اور امتی کے درمیان نسبت تباین کی ہے اس لئے ان دونوں کا اجتماع اجتماع ضدین ہے

اور یہ بات حضورؑ نے سنہ ۱۹۰۱ء سے قبل اور بعد کی کتب میں بھی فرمائی ہے۔ پس اُمتی کے لئے اس لفظ نبی کا استعمال صرف اسی مفہوم میں ہو سکتا ہے جس مفہوم میں اولیاء امت کے لئے ہوتا ہے یعنی مجاز اور استعارہ کے طور پر اور محض لغوی معنی میں اور یہ وہ حقیقت ہے جسے تمام سلف صالحین تسلیم کرتے چلے آئے ہیں اور حضورؑ نے بھی اسے تسلیم کیا ہوا ہے چنانچہ یہی وجہ ہے کہ حضورؑ نے اسی عبارت کے آخر میں فرمایا:۔

"اس کثرت فیضان کی کسی نبی میں نظیر نہیں مل سکتی اسرائیلی نبیوں کو الگ کر کے باقی تمام لوگ اکثر مولوی ہمیشہ ناقص پائے جاتے ہیں رہے انبیاء سو ہم بیان کر چکے ہیں کہ انہوں نے حضرت موسیٰ سے کچھ نہیں پایا بلکہ وہ براہ راست نبی کئے گئے مگر امت محمدیہ میں سے ہزارہا لوگ محض پیروی کی وجہ سے ولی کئے گئے"

اگر الفاظ "ایک وہ بھی ہوا جو امتی بھی ہے اور نبی بھی" سے مراد جماعت اولیاء کی بجائے جماعت انبیاء کا فرد ہوتا تو آخر میں اس کا علیحدہ طور پر ضرور ذکر کرتے مگر آخر میں تو حضورؑ نے صرف اولیاء کے ذکر پر ہی اکتفا کیا ہے چنانچہ فرمایا:۔ "مگر اُمتِ محمدیہ میں سے ہزارہا لوگ محض پیروی کی وجہ سے ولی کئے گئے" اور یہ زبردست قرینہ ہے اس بات پر کہ حضور اپنے آپ کو زمرۂ اولیاء میں ہی شمار کرتے ہیں۔

اُمت کے اولیاء اسرائیلی نبیوں کے مثیل

حضورؑ کی اس عبارت پر اگر ذرا غور کی نظر ڈالی جائے تو اس سے یہ بھی ثابت ہو جاتا ہے کہ اس اُمت کے اولیاء بنی اسرائیل کے نبیوں کے مقابل پر رکھے گئے ہیں اور یہی بات حضور پہلے بھی ہمیشہ اپنی کتب میں بیان کرتے چلے آ رہے تھے یہاں کوئی نئی بات بیان نہیں کی گئی اسی طرح پہلے بھی حضور اپنے آپ کو ہمیشہ دیگر اولیاء اُمت کے مقابل ایک پہلو سے امتی اور ایک پہلو سے نبی لکھتے رہے اور یہی بتلاتے رہے ہیں کہ ایک پہلو سے امتی اور ایک پہلو سے نبی جماعت محدثین کا ہی فرد ہوتا ہے اور یہاں بھی اپنے آپ کو جماعتِ اولیاء میں ہی شمار کیا ہے پس حقیقۃ الوحی اور پہلی کتب کا مضمون واحد ہی رہا ایک کو ناسخ اور دوسرے کو منسوخ قرار دینا محض تحکم ہے

دوسرا قرینہ

اگر اصل متن پر نظر غائر ڈالی جائے جس پر یہ حاشیہ لکھا گیا ہے تو اس سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ حضورؑ نے حاشیہ میں لفظ "نبی" محض اولیاء والی نبوت کے مفہوم میں ہی استعمال کیا ہے۔ فرماتے ہیں:۔

"مگر ظلی نبوت جس کے معنی ہیں کہ محض فیض محمدی سے وحی پانا وہ قیامت تک باقی رہے گی تا انسانوں کی تکمیل کا دروازہ بند نہ ہو اور یہ نشان دنیا سے مٹ نہ جائے کہ آنحضرت صلعم کی ہمت نے قیامت تک یہی چاہا ہے کہ مکالمات اور مخاطبات الٰہیہ کے دروازے کھلے رہیں اور معرفت الٰہیہ جو مدار نجات ہے مفقود نہ ہو جائے۔"

قاضی صاحب اور دیگر علماء ربوہ بتلائیں کہ وہ کونسی ظلی نبوت ہے جس کے قیامت تک جاری رہنے کا اعلان ان الفاظ میں کیا گیا ہے اور وہ کونسی ظلی نبوت ہے جسے انسانوں کی تکمیل کا ذریعہ بتلایا گیا ہے اور وہ کونسی ظلی نبوت ہے جسے مکالمات اور مخاطبات الٰہیہ اور محض فیض محمدی سے وحی پانے تک محدود کر دیا گیا ہے کیا حضورؑ نے ظلی نبوت سے بڑھ کر کسی نبوت کا دعوے کیا ہے کیا حضور کے یہ ارشادات صاف نہیں بتلا رہے کہ حضور کی مراد الفاظ "ایک وہ بھی ہوا جو اُمتی بھی ہے اور نبی بھی" سے وہی ولیوں والی نبوت ہی ہے جو تمام اولیاء میں پائی جاتی ہے۔ باقی رہی یہ بات کہ پہلے اولیاء کو باوجود ظلی نبی ہونے کے "نبی" کا نام انہیں کیوں نہیں دیا گیا اور مسیح موعود کو باوجود انہی کی طرح ظلی نبی ہونے کے کیوں نبی کا نام دیا گیا اس کا فلسفہ بھی حضورؑ نے اپنی کتاب تذکرۃ الشہادتین میں بیان فرما دیا ہوا ہے وہاں دیکھ لیں وہاں بھی حضورؑ نے یہی فرمایا ہے:۔

"اور ہم کئی دفعہ بیان کر چکے ہیں کہ مسیح موعود کی نبوت ظلی طور پر ہے کیونکہ وہ آنحضرت صلعم کا بروز کامل ہونے کی وجہ سے نفس نبی سے مستفیض ہو کر نبی کہلانے کا مستحق ہو گیا ہے (قاضی صاحب! نبی کہلانے کے الفاظ پر غور کریں اور ہمیشہ انہیں ہی مد نظر رکھیں۔ ناقل) جیسا کہ ایک وحی میں خدا تعالےٰ نے مجھ کو مخاطب کر کے فرمایا تھا

یا احمد جُعِلتَ مرسلاً

اے احمد تو مرسل بنایا گیا یعنی جیسا کہ بروزی رنگ میں احمد کے نام کا مستحق ہوا حالانکہ تیرا نام غلام احمد تھا سو اسی طرح بروز کے رنگ میں نبی کے نام کا مستحق ہے کیونکہ احمد نبی ہے نبوت اس سے منفک نہیں ہو سکتی۔"

اگر بروزی رنگ حضور کو احمد نہیں بنا سکتا تو نبی کس طرح بنا سکتا ہے علاوہ ازیں دیکھ لیں وہی ظلی نبوت کا ہی دعوے ہے جس کا پایا جانا صرف تمام گذشتہ اولیاء اُمت کے وجود میں ہی تسلیم نہیں کیا بلکہ قیامت تک پیدا ہونے والے اولیاء امت کے وجود میں بھی اسے تسلیم کیا ہے۔ . . .

- - - - - - - - - - - - - -

- - - یہاں تک تو میں نے خود آپ کے پیش کردہ حوالہ از حقیقۃ الوحی سے ہی ثابت کر دیا ہے کہ حضور کی مراد لفظ نبی سے اولیاء والی نبوت ہی ہے۔

دوسری واضح تحریر اور تیسرا قرینہ

اب حضور کی ایک دوسری تحریر بطور تائید کے پیش کرتا ہوں اور یہ بھی سنہ ۱۹۰۱ء کے بعد کی ہی ہے جس سے یقینی طور پر ثابت ہوتا ہے کہ حضور اپنے آپ کو محدثین اولیاء میں ہی شمار کرتے تھے۔ یہ تحریر حضور کی کتاب تذکرۃ الشہادتین

صلا۲۹ کی ہے :۔

"اور ابھی ہم لکھ چکے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام
بلحاظ ہی پہلو کی رُو سے سولہ خصوصیتیں تھیں
جن کا اسلام کے آخری خلیفہ میں پایا جانا
ضروری ہے تا اس میں اور حضرت عیسیٰ میں
مشابہت تامہ ثابت ہو۔ پس اول موعود ہونے
کی خصوصیت ہے۔ اسلام میں اگرچہ ہزارہا
ولی اور اہل اللہ گذرے ہیں مگر ان میں کوئی موعود
نہ تھا۔ لیکن وہ جو مسیح کے نام پر آنے
والا تھا وہ موعود تھا ایسا ہی حضرت عیسیٰ
علیہ السلام سے پہلے کوئی نبی موعود نہ تھا
صرف مسیح موعود تھا"

دیکھ لیجئے کس وضاحت اور کس صفائی سے اپنے آپ کو جماعت اولیاء میں شامل کرتے ہوئے صرف اپنی یہ خصوصیت بتلائی ہے کہ بنی اسرائیل کے نبیوں میں صرف حضرت عیسیٰ موعود نبی تھے اور اس امت کے اولیاء میں موعود ولی میں ہوں اس سے بڑھ کر آپ کو کس شہادت کی ضرورت ہے۔ یہ کتاب ۱۹۰۱ء کے بعد کی ہے اب ۱۹۰۱ء سے قبل کی ایک کتاب کی شہادت بھی ملاحظہ کر لیں تاکہ آپ کو پتہ لگ جائے کہ جن نتائج کی آپ رٹ لگا رہے ہیں اس کا نام و نشان بھی حضور کی کتب میں نہیں پایا جاتا جو بات حضور نے ۱۹۰۱ء سے قبل کی کتب میں فرمائی وہی بعد کی کتب میں فرمائی یہ حوالہ حضور کی کتاب نشان آسمانی کے صفحہ ۲۹ کا ہے فرماتے ہیں :۔

"اور یقین کامل سے جانتا ہوں اور اس بات پر
محکم ایمان رکھتا ہوں کہ ہمارے نبی صلعم خاتم
الانبیاء ہیں اور آنجناب کے بعد اس اُمت
کے لئے کوئی نبی نہیں آئے گا نیا ہو یا پرانا
اور قرآن کریم کا ایک شوشہ یا نقطہ منسوخ نہیں
ہو گا ہاں محدث آئیں گے جو اللہ جلشانہ سے
ہمکلام ہوتے ہیں اور نبوت تامہ کی بعض صفات
ظلی طور پر اپنے اندر رکھتے ہیں اور بلحاظ بعض
وجوہ شان نبوت کے رنگ سے رنگین کئے
جاتے ہیں۔ اور ان میں سے میں ایک ہوں"
(نشان آسمانی صلا۲۹)

دیکھئے کس صفائی سے اپنے آپ کو محدثین کی جماعت میں داخل کرتے ہوئے اپنے آپ کو اسی جماعت کا ایک فرد بتلایا ہے اور ساتھ ہی اس بات کو بھی واضح کر دیا ہے کہ محدثین وہ ہوتے ہیں جنہیں اول خدا سے ہمکلامی کا شرف حاصل ہوتا ہے دوم نبوت تامہ کی بعض صفات اپنے اندر رکھتے ہوں اور وہ بھی ظلی طور پر سوم بلحاظ بعض وجوہ شان نبوت کے رنگ سے رنگین کئے جاتے ہیں یہ الفاظ ۱۹۰۱ء سے قبل کی کتاب کے ہیں ایسا اس کے بالمقابل مواہب الرحمٰن کے الفاظ بھی ملاحظہ کریں جو ۱۹۰۱ء کے بعد کی کتاب ہے وللہ مکالمات ومخاطبات مع اولیائہ فی ھذہ الامۃ وانھم یعطون صبغۃ الانبیاء ولیسوا بنبیین فی الحقیقۃ "نشان میں بھی شان نبوت کا رنگ دیا جاتا ہے لیکن حقیقت میں وہ نبی نہیں ہوتے چشمہ معرفت میں بھی جو ۱۹۰۸ء کی کتاب ہے اس میں بھی حضور اپنے متعلق فرماتے ہیں :۔

"آنجناب صلعم کی پیروی اور متابعت کی وجہ
سے وہ مرتبہ کثرت مکالمات اور مخاطبات
الٰہیہ بخشے کہ جو اس کے وجود میں عکسی طور پر
نبوت کا رنگ پیدا کر دے" (ص۳۲۴ حاشیہ)

ایک شبہ کا ازالہ

ایسی تمام عبارتوں میں علماء ربوہ کی طرف سے ہمیشہ یہ شبہ پیش کیا جاتا ہے کہ اگر ایک پہلو سے امتی اور ایک پہلو سے نبی محدث کا ہی دوسرا نام ہے تو عبارت بے معنی بن جاتی ہے کیونکہ عبارت یوں پڑھی جائے گی کہ اس امت میں پیروی کی برکت سے ہزارہا اولیاء ہوئے مگر ایک ولی بھی۔ اس عبارت کا یہ مطلب ہرگز نہیں جو علماء ربوہ بیان کرتے ہیں یہ عبارت ہرگز بے معنی نہیں بلکہ پُرمعنی ہے اور آنے والے مسیح کی ایسی خصوصیت بیان کر رہی ہے جو پہلے کسی ولی میں نہیں پائی جاتی۔ یہ الفاظ صرف اس لئے زائد کئے گئے ہیں کہ دنیا کو بتایا جائے کہ مسیح موعود اور مہدی معہود نے ولایت کے تمام کمالات کو اپنے وجود میں جمع کر لیا ہے جس طرح حضرت نبی کریم صلعم نے نبوت کے تمام کمالات کو اپنے وجود میں جمع کر لیا تھا پس عبارت اس طرح پڑھی جائے گی کہ امت میں ہزارہا اولیاء ہوئے مگر ایک ولی وہ بھی ہوا جس کی ولایت کمال کے انتہائی درجہ تک پہنچی ہوئی تھی اسی لئے حضور نے اپنی ولایت کو ولایت عظمیٰ کا نام دیا ہے کبھی عظیم الشان مجدد۔ عظیم الشان مہدی اور خاتم الاولیاء اور خاتم ولایت محمدیہ قرار دیا ہے غرضیکہ مفہوم ان الفاظ کا یہی ہے کہ امتی جس انتہا تک حضرت نبی کریم صلعم کے کمالات کا وارث ہو سکتا ہے اس انتہا تک مسیح موعود وارث ہو گا یہ نہیں کہ جماعت اولیاء سے نکل جائے گا۔

حاشیہ صفحہ ۱۰۱ کا مفہوم

کاش آپ حقیقۃ الوحی صلا۱۰۱ کے حاشیہ کی پیش کردہ عبارت پر غور کرتے تو وہاں بھی آپ کو اسی حقیقت کی نشاندہی ملتی کہ حضور اپنے آپ کو محدثین کی جماعت میں ہی داخل فرما رہے ہیں دیکھئے حضور فرماتے ہیں :۔

"وہ (حضرت اقدس کے مخالفین) ختم نبوت
کے ایسے معنی کرتے ہیں جس سے آنحضرت
صلعم کی ہجو نکلتی ہے نہ تعریف گویا آنحضرت
صلعم کے نفس پاک میں افاضہ اور تکمیل نفوس
کے لئے کوئی قوت نہ تھی اور وہ صرف خشک
شریعت کو سکھلانے آئے تھے حالانکہ اللہ
تعالیٰ اس امت کو یہ دعا سکھلاتا ہے اھدنا
الصراط المستقیم صراط الذین
انعمت علیھم پس اگر یہ امت پہلے
نبیوں کی وارث نہیں اور اس انعام میں
سے ان کو کچھ حصہ نہیں تو یہ دعا کیوں سکھلائی
گئی" قاضی صاحب غور کریں کہ کس صفائی سے فرما رہے ہیں کہ پہلے نبیوں کے وارث یعنی ان کے مثیل اس امت میں پیدا ہوں گے اور اپنے آپ کو پہلے نبیوں کا مثیل ہی بتلا رہے ہیں۔ تامل) .... یہ کس قدر ظلم ہے جو نادان مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ آنحضرت صلعم
کی اُمت مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ سے بے نصیب
ہے اور خود حدیثیں پڑھتے ہیں جن سے ثابت
ہوتا ہے کہ آنحضرت صلعم کی اُمت میں اسرائیلی
نبیوں کے مشابہ لوگ پیدا ہوں گے اور
ایک ایسا ہو گا کہ ایک پہلو سے نبی ہو گا اور
ایک پہلو سے اُمتی وہی مسیح موعود ہو گا"

اب دیکھ لیں کہ کس صفائی سے فرمایا ہے کہ احادیث میں پیشگوئی موجود ہے کہ اس اُمت میں اسرائیلی نبیوں کے مشابہ لوگ پیدا ہوں گے ظاہر ہے کہ یہ پیشگوئی حدیث علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل سے ہی مستنبط کی گئی ہے اور پھر کس صفائی سے مسیح موعود کو اسرائیلی نبیوں کے مشابہ لوگوں میں شامل کر کے فرمایا کہ وہ ایک پہلو سے اُمتی اور ایک پہلو سے نبی ہو گا جس کے معنی صاف ہیں کہ مسیح موعود بھی حدیث علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل کا ہی مصداق ہے اور یہ مسلم فریقین ہے کہ حدیث میں علماء امتی کا لفظ غیر انبیاء کے لئے ہی استعمال ہوا ہے بس ثابت ہوا کہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے اُمتی کے الفاظ سے مراد غیر نبی ہوتا ہے اور یہی بات حضور بالکل ابتداء سے ہی فرماتے چلے آ رہے ہیں چنانچہ اپنی ابتدائی کتاب ازالہ اوہام میں بھی یہی فرمایا ہے "حدیث علماء اُمتی کانبیاء بنی اسرائیل میں اشارۃً مثیل مسیح کے آنے کی خبر دی ہے" معلوم ہوا کہ شروع سے لیکر آخر تک حضور کا ایک ہی مسلک رہا ہے۔

حضور اپنے اجتہاد سے ہی اس حقیقت کو بیان نہیں فرما رہے بلکہ خدا کے الہام کی بنا پر ایسا فرما رہے ہیں الہام کے الفاظ یہ ہیں "تو مجھ سے ایسا ہے جیسے انبیاء بنی اسرائیل" مجھے اندیشہ ہے کہ ہمارے بھائی علماء ربوہ غلو کی رو میں بہتے بہتے کہیں حضور کے ان الہامات کو بھی جو ۱۹۰۱ء سے قبل کے ہیں منسوخ نہ قرار دینے لگ پڑیں پس یہ الہام بھی اسی بات کا یقینی ثبوت ہے کہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے اُمتی مراد زمرۂ اولیاء کا ہی فرد ہوتا ہے حضور نے اپنی کتاب الہدیٰ میں بھی یہی فرمایا "والصلوٰۃ والسلام علیٰ خاتم الرسل الذی اقتضی ختم نبوتہ ان تبعث مثل الانبیاء فی امتہ" صلوٰۃ اور سلام اس خاتم الرسل پر جس کی ختم نبوت نے یہی چاہا کہ اس کی اُمت میں نبیوں کے مثیل مبعوث کئے جائیں یہ کتاب بھی ۱۹۰۱ء کے بعد کی ہی ہے۔ ان الفاظ کو نمایاں کرنے کی وجہ میں اُوپر بتلا آیا ہوں کہ دیگر اولیاء کے مقابلہ میں مسیح موعود کی ولایت کو ایک امتیازی حیثیت دینا ہے نہ کہ زمرۂ اولیاء سے نکالنا مقصود ہے۔ (باقی دارد)

ضرورت رشتہ

ایک ایم بی بی ایس لیڈی ڈاکٹر کے لئے شریف اعلیٰ تعلیم یافتہ برسر روزگار احمدی رشتہ کی ضرورت ہے ایم بی بی ایس ڈاکٹر کو ترجیح دی جائے گی
خط و کتابت معرفت ایڈیٹر پیغام صلح کی جائے

پیغام صلح مورخہ ۱۳ر ستمبر ۱۹۶۷ء ۔ رجسٹرڈ ایل ۳۸۰ شمارہ ۳۶

جلد ۵۴ | یوم چہار شنبہ مورخہ ۱۵ جمادی الثانی ۱۳۸۷ھ مطابق ۲۰ ستمبر ۱۹۶۷ء | نمبر ۳۷

"لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں
لاہور میں ہمارے پاک محب ہیں ہیں
تیرے خالص محبوں کا گروہ بھی
بڑھاؤں گا اور ان کے نفوس و
اموال میں برکت دوں گا۔"
(الہامات حضرت مسیح موعودؑ)

حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفیٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا۔
۲۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ ہی آئندہ منسوخ ہوگی۔
۳۔ سب صحابہؓ اور آئمہؒ قابل احترام ہیں۔
۴۔ حضرت مجدد وقت کا ماننا ضروری ہے۔
۵۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۶۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا۔

بحر حکمت کے موتی

ماں باپ کو گالی دینا کبیرہ گناہ ہے

عن عبد اللّٰہ بن عمرو رضی اللّٰہ عنہما قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم ان من اکبر الکبائر ان یلعن الرجل والدیہ قیل یا رسول اللّٰہ وکیف یلعن الرجل والدیہ قال یسب الرجل ابا الرجل فیسب اباہ ویسب امہ۔

ترجمہ:—

عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کبیرہ گناہوں میں سے بڑا گناہ یہ ہے کہ انسان اپنے ماں باپ کو لعنت کرے۔ کہا گیا یا رسول اللہ انسان اپنے ماں باپ کو کس طرح لعنت کر سکتا ہے۔ فرمایا ایک شخص دوسرے کے باپ کو گالی دیتا ہے تو وہ اس کے ماں باپ کو گالی دیتا ہے۔

نوٹ از حضرت مولانا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ:—

اس طرح صرف یہی تعلیم نہیں دی کہ انسان اپنے ماں باپ کی عزت کرے۔ بلکہ دوسرے کے ماں باپ کی بھی عزت کرے۔ کیونکہ اگر وہ دوسرے کے ماں باپ کی عزت کرے گا۔ تو دوسرا اس کے ماں باپ کی عزت کرے گا۔ اخلاق فاضلہ کی تعلیم کا یہ بہترین طریق ہے۔

(فضل الباری۔ شرح صحیح بخاری کتاب الادب)

رنج و مصائب کے امتحان میں ثابت قدمی دکھاؤ

حضرت مجدد زمان مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات

ضرور ہے کہ انواع رنج و مصیبت سے تمہارا امتحان بھی ہو، جیسا کہ پہلے مومنوں کے امتحان ہوئے۔ سو خبردار رہو۔ ایسا نہ ہو کہ ٹھوکر کھاؤ۔ زمین تمہارا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکتی اگر تمہارا آسمان سے پختہ تعلق ہے۔ جب کبھی تم اپنا نقصان کرو گے تو اپنے ہاتھوں سے نہ دشمن کے ہاتھوں سے۔ اگر تمہاری زمینی عزت ساری جاتی رہے تو خدا تمہیں ایک لازوال عزت آسمان پر دے گا۔ سو تم اس کو مت چھوڑو اور ضرور ہے کہ تم دکھ دیئے جاؤ، اور اپنی کئی امیدوں سے بے نصیب کئے جاؤ۔ سو ان صورتوں سے تم دلگیر مت ہو۔ کیونکہ تمہارا خدا تمہیں آزماتا ہے کہ تم اسکی راہ میں ثابت قدم ہو یا نہیں۔ اگر تم چاہتے ہو کہ آسمان پر فرشتے بھی تمہاری تعریف کریں تو تم ماریں کھاؤ اور خوش رہو اور گالیاں سنو اور شکر کرو۔ اور ناکامیاں دیکھو اور پیوند مت توڑو تم خدا کی آخری جماعت ہو سو وہ عمل نیک دکھلاؤ جو اپنے کمال میں انتہائی درجہ پر ہو۔ ہر ایک جو تم میں سست ہو جائیگا۔ وہ ایک گندی چیز کی طرح جماعت سے باہر پھینک دیا جائے گا۔ اور حسرت سے مرے گا۔ اور خدا کا کچھ نہ بگاڑ سکے گا۔ دیکھو میں بہت خوشی سے خبر دیتا ہوں کہ تمہارا خدا درحقیقت موجود ہے۔ اگرچہ سب اسی کی مخلوق ہے لیکن وہ اس شخص کو چن لیتا ہے جو اس کو چنتا ہے، وہ اس کے پاس آجاتا ہے جو اس کے پاس جاتا ہے وہ اس کو عزت دیتا ہے جو اس کو بھی عزت دیتا ہے۔

(کشتی نوح صفحہ ۲۱ مطبوعہ ۲۵ اکتوبر ۱۹۰۲ء)

ڈاکٹر محمد عبد السلام خیری صاحب سہارنپوری

احمدیت کی تبلیغ کے متعلق چند ضروری امور

اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ

تبلیغ میں حکمت کی نہایت ضرورت

خدا تعالےٰ کا قرآن حکیم میں حکم ہے، کہ تبلیغ کا کام عقلمندی سے کرنا چاہیئے۔ اس لئے جماعت احمدیہ لاہور کے مبلغین کو یہ بات مدنظر رکھنی چاہیئے کہ تبلیغ کے کام میں محنت دیوانہ وار ہونی چاہیئے۔ لیکن انتہائی کوشش اور خلوص سے کام کرتے ہوئے اپنی کوشش اور جدوجہد میں حکمت کو بھی مدنظر رکھیں ظاہری اور جسمانی جنگ میں بھی سپاہیوں کی طرف سے محض قربانی ہی کام نہیں آتی۔ بلکہ عام طور پر یہ فریق فنونِ جنگ کو مدنظر رکھتے ہوئے حکمت سے کام لیتا ہے وہ فاتح ہوتا ہے غور کرنے سے یہ پتہ چلتا ہے جیسے جسمانی جنگ میں یہ بات ضروری ہے تو روحانی جنگ میں یہ امر اور بھی زیادہ ضروری ہو جاتا ہے۔

انفرادی تبلیغ کی اہمیت

تبلیغ اسلام کے معاملے میں انفرادی تبلیغ نہایت ضروری ہے، پبلک میں وعظ کرنا یا مناظرہ کرنا نسبتاً آسان ہے کیونکہ اس میں اخلاقی مشکلات اور ذہنی دقت کم ہوتی ہے۔ لیکن کسی کے پاس جاکر انفرادی تبلیغ کرنا اپنی جان پر سخت بوجھ ڈالنے کے مترادف ہوتا ہے اور ایسا محسوس ہوتا ہے کہ گویا انسان بھیک مانگنے جا رہا ہے۔ اس لئے باوجود سخت تاکید کے مبلغ عام طور پر انفرادی تبلیغ سے جی چراتے ہیں۔ یہ بات صحیح ہے مبلغ جاتا تو ہے اوروں کو ہدایت دینے کے لئے لیکن پوزیشن اس کی فقیر اور منگتے کی بن جاتی ہے۔ مگر مبلغ کو یہ کڑوا گھونٹ اللہ تعالےٰ کے لئے روزانہ نوشِ جان کرنا ہی پڑتا ہے۔ اگر کوئی مبلغ اس بات سے گھبراتا ہے تو گویا وہ اپنے اس معاہدہ کی خلاف ورزی کرتا ہے، کہ خدا کے لئے وہ دنیا کی ہر مصیبت کو اٹھانے کے لئے تیار رہے گا۔

حالات کا جائزہ لینا

واضح رہے ہر کام میں تفتیش ضروری ہے۔ مثال کے طور پر ایک ڈاکٹر بغیر تشخیص مرض کے علاج تجویز نہیں کرتا۔ اسی طرح ایک عقلمند مبلغ کو زیرِ تبلیغ افراد اور زیرِ تبلیغ علاقہ کی تفتیش کرنی چاہیئے۔ ہر ایک آدمی جس سے گفتگو کی جائے۔ اس کی طبیعت کا اندازہ لگانا چاہیئے۔ اور اس اندازہ کے مطابق ہر شخص پر وقت خرچ کیا جائے۔ جن لوگوں کے دل میں خشیت اللہ ہو وہ حق کو جلدی مانتے ہیں۔

خشیت اللہ رکھنے والے دل

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى ۔ احیائے موتےٰ اللہ تعالےٰ کے ہی اختیار میں ہے۔ جو شخص روحانی موت مر چکا ہو۔ اس کا احیاء خدا ہی کر سکتا ہے وعظ و نصیحت یا انذار و تبشیر ایسے لوگوں کو فائدہ نہیں دیتا اس لئے انفرادی طور پر تبلیغ کے لئے سب سے اوّل ضرورت ہے کہ مبلغ دیکھے کہ اس کے مخاطب میں خشیت اللہ کا بیج باقی ہے یا نہیں۔ اگر مخاطب میں بیج باقی ہے تو تبلیغ جلد بار آور ہوگی اور اگر بیج باقی نہیں رہا۔ تو جیسا مردہ یا شور زمین یا پتھریلی زمین میں بیج ڈالا ہوا ضائع ہو جاتا ہے، بالکل اسی طرح وعظ و نصیحت ایسے لوگوں پر ضائع ہو جاتی ہے

دُعا ضرور کی جائے

مگر ایسا نہیں ہے کہ ایسے لوگوں کو بالکل ہی چھوڑ دیا جائے، بلکہ ان کا علاج دعا ہے۔ انسان خدا تعالےٰ کے سامنے گر جائے تو خدا اس کے ہاتھ سے مردوں کو بھی زندہ کر دیتا ہے۔ اس لئے دُعا ضرور کی جائے۔

نہایت ضروری امر

بعض لوگ جو سوچنے سمجھنے کا مادہ نہیں رکھتے، یا دینی امور میں ان کو بصارت حاصل نہیں ہوتی، وہ اپنے مذہب پر محض تقلید کے چکر پر قائم ہوتے ہیں۔ ایسے آدمیوں پر وقت ضائع نہ کرنا چاہیئے۔ اور چن چن کر اللہ تعالےٰ سے ڈرنے والے لوگوں کو تبلیغ کرنی چاہیئے۔ جب ایسے لوگوں کی کثرت ہدایت پا لیتی ہے تو باقی لوگ بھی خدا کی مخلوق کے رجحان کو دیکھ کر سچائی کے قائل ہو جاتے ہیں۔

تبلیغ کا ایک کارآمد گُر

قرآن حکیم نے تبلیغ کا ایک اور گُر بھی بتلایا ہے۔ اور وہ یہ کہ فرمایا قَلِیْلٌ مِّنْ عِبَادِیَ الشَّكُوْرُ ۔ اللہ تعالےٰ کے شکرگذار بندے تھوڑے ہی ہوتے ہیں۔ اس لئے آپ دیکھیں گے۔ کہ ایک بستی میں چند آدمی جلدی ایمان لے آئیں گے اور باقی حصہ مقابلہ کے لئے کھڑا ہو جائے گا۔ دراصل ہر ایک شہر میں چند آدمی ایسے ہوتے ہیں جو خدا تعالےٰ کے پیغام کو فوراً سمجھنے اور ماننے کے قابل ہوتے ہیں۔ اس لئے جب کشمکش شروع ہو جائے تو اس جگہ کو خدا کے سپرد کر کے دوسرے مقامات کی طرف توجہ کرنی چاہیئے اور ان نئے مقامات میں قَلِیْلٌ مِّنْ عِبَادِیَ الشَّكُوْرُ کی تلاش میں لگ جانا چاہیئے۔ پہلے شہر کے جو لوگ ایمان لا چکے ہوں ان میں اگر نورِ ایمان قائم ہے تو تمام بستی کو اُن مومنوں کا نور منور کرنے کے لئے کافی ہوتا ہے۔

غور کرنے کا موقعہ دیا جائے۔

ایک علاقہ میں جب زور سے تبلیغ کی جائے تو وہاں شور پڑ جاتا ہے۔ اس لئے جب مخالفت بڑھ جائے تو اس مقام سے وقتی طور پر چلے جانا چاہیئے۔ تاکہ لوگوں کو ٹھنڈے دل سے سوچنے اور غور کرنے کا موقعہ مل جائے۔ یاد رہے شرعی اور روحانی تعلیم کو سمجھنے کے لئے فرصت اور وقت ہوتا ہے۔ اور جب مبلغ کچھ عرصہ کے بعد دورہ پر آئے گا تو وہ ضرور دیکھے گا۔ کہ کئی لوگوں میں پہلے کی نسبت منافرت کم ہوگی بستی کی آبادی کا ایک حصہ اس کی بات کو سننے کے لئے تیار ہوگا۔

مباحثات اور تقسیم لٹریچر

نئے مقامات میں جہاں لوگ جماعت احمدیہ لاہور کے عقائد اور ان کے دلائل سے ناواقف ہوں۔ مباحثات اور پمفلٹ بہت مفید ہوتے ہیں۔ کیونکہ اس ذریعہ سے عام و خاص سب انسانوں کو اطلاع ہو جاتی ہے اور ایک وسیع پیمانے پر انسان لوگوں کی توجہ کو جذب کرنے کے قابل ہو جاتا ہے اور لوگ موٹے موٹے دلائل سے بھی واقف ہو جاتے ہیں۔

حضرت میرزا صاحبؒ کی کتب پڑھائی جائیں

جب یہ غرض پوری ہو جائے۔ تو پھر ذاتی تعلقات پیدا کر کے جو لوگ متوجہ ہوں۔ ان کو انفرادی تبلیغ کرنی چاہیئے جس کا بہترین طریق یہ ہے کہ حضرت مرزا صاحب کی کتب لوگوں کو عاریۃً پڑھنے کے لئے دی جائیں۔ مرزا صاحبؒ کی کتب کا مطالعہ کرانا ضروری اس لئے ہے کہ تبلیغ کے راستے میں قادیانی غلو حائل ہے، سائل اکثر کہتے ہیں کہ مرزا صاحبؒ نے تو نبوت کا دعویٰ کیا ہے، اس لئے ایسے موقعہ پر بجائے اس کے کہ مبلغ یوں کہے کہ نہیں ان کا مذہب یوں ہے۔ بہتر یہ ہے کہ سائل سے کہا جائے کہ حضرت مرزا صاحب پر بھی یہ اعتراض کیا گیا تھا۔ اس کا جواب جو میرزا صاحب نے فلاں کتاب میں دیا ہے اُسے پڑھیں۔

ڈاکٹر بشارت احمد صاحبؒ مرحوم کی کتاب مجدّدِ اعظم پڑھائی جائے۔

سائل جب حضرت میرزا صاحبؒ کی کتب کا مطالعہ کر لے تو اب مبلغ کو چاہیئے کہ وہ سائل کو جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب مرحوم کی کتاب "مجدّدِ اعظم" مطالعہ کے لئے دے۔ ڈاکٹر صاحب مرحوم کے کلام میں جو تاثیر اور جذب اور نور پایا جاتا ہے غالباً بعض تبلیغ کرنے والوں کو اس کا پورا احساس نہیں ہے۔ ڈاکٹر صاحب مرحوم نے "مجدّدِ اعظم" کے تیسرے حصّہ میں مشکل عقدوں کو جس خوبصورتی اور تفصیل کے ساتھ حل کیا ہے وہ مطالعہ کرنے والے کے دل پر اثر کئے بغیر نہیں رہتا۔ اگر ہمارے مبلغین ان سب باتوں کو اپنا لیں، تو یہ طریق انشاء اللہ تعالےٰ نہایت مفید اور مؤثر ثابت ہوگا۔

پیغامِ صلح کے قارئین حضرات سے التماس

پیغامِ صلح کا مالی سال آخر اکتوبر میں ختم ہو رہا ہے جن احباب نے سالانہ چندہ اور اس کے بقایا جات ابھی تک ارسال نہیں کئے از راہ کرم بھیج کر ممنون فرماویں۔

ادارہ ہفت روزہ پیغام صلح
احمدیہ بلڈنگس لاہور

حضرت مولینا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے انگریزی ترجمہ قرآن کے متعلق قادیانی بغض و تعصب کا اظہار

(۱)

حضرت مولینا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا وجود قادیانی حضرات کے لئے ایک ایسا ہوّا بنا ہوا ہے جس کا خیال آتے ہی ان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور طرح طرح کی بے سرو پا باتیں انکے مونہوں سے نکلنے لگتی ہیں، اس کی کئی مثالیں ہمارے سامنے ہیں، ایک تازہ مثال اخبار بدر قادیان (۳۱ اگست ۱۹۶۷ء) کے ایک مضمون میں ملتی ہے جس میں حضرت ممدوح کے انگریزی ترجمۃ القرآن کے متعلق ایسی باتیں لکھی ہیں، جن کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں۔

سب سے پہلے ایڈیٹر بدر نے مولینا عبدالماجد دریا بادی کے کسی مضمون کا ایک فقرہ نقل کر کے اپنے دل کے پھپھولے پھوڑے ہیں، جس میں یہ لکھا ہے کہ اس ترجمہ کے تفسیری حواشی میں "احمدیت زیادہ نہیں البتہ سپید احمدیت اچھی خاصی ہے"۔ حالانکہ انہی مولانا عبدالماجد نے اسی ترجمہ اور تفسیر کے متعلق جو تبصرہ انگریزی زبان میں کیا تھا اس میں انہوں نے لکھا ہے کہ :-

To deny the excellence of Moulv[i] Muhmmad Ali's translation, the influence it has exercised and its proselytising utility, would be to d[eny] the light of the sun. The translation certainly helped in bringing thousands of non-Muslims to the Muslim fold and hundreds of thousand of unbelievers much nearer Islam. Speaking of my own self I gladly admit that this translations was one of the few books which brought me towards Islam fifteen or sixteen years ago when I was groping in darkness, atheism and scepticism. Even Moulana Muhammad Ali of the Comrade was greatly enthrald by this translation and had nothing but praise for it.

یعنے مولانا محمد علی کے ترجمہ قرآن کی افضلیت اس کے پیدا کردہ اثرات اور دوسروں کو اسلام کی طرف لانے میں اس کی افادیت سے انکار کرنا گویا سورج کی روشنی سے انکار کرنا ہے، یہ ترجمہ یقیناً ہزارہا غیر مسلموں کو دائرہ اسلام کے اندر داخل کرنے میں ممد و معاون ثابت ہوا ہے اور لکھوکھہا منکرین کو اسلام کے قریب تر لے آیا ہے میں خود اپنا ذکر کرتے ہوئے نہایت خوشی سے اعتراف کرتا ہوں کہ پندرہ سولہ سال ہوئے جب میں دہریت اور الحاد کی تاریکیوں میں بھٹک رہا تھا یہ ترجمہ ان چند کتابوں میں سے ایک ہے جو مجھے اسلام کی طرف لانے کا موجب ہوئیں - مولینا محمد علی آف کامریڈ بھی اسی ترجمہ کے گرویدہ تھے اور ہمیشہ اس کی تعریف ہی کیا کرتے تھے۔

یہ ہے مولینا عبدالماجد کی رائے، غور کیجئے جس شخص کے نزدیک یہ ترجمہ ہزاروں غیر مسلموں کو مسلمان بنانے اور لکھوکھہا منکرین اسلام کو اسلام کے قریب لانے کا موجب ہوا اور سب سے بڑھ کر جو ترجمہ خود ان کو دہریت و الحاد کی تاریکیوں سے نکال کر اسلام میں لانے کا باعث ہوا، اور جس شخص کے نزدیک اس ترجمہ کی خوبیوں اور اسکی بلندی و مرتبت وغیرہ کا انکار کرنا گویا سورج کی روشنی سے انکار کرنا ہے، اس کے ایک مبہم فقرہ کی بناء پر لوگوں کو اس ترجمہ کی خوبیوں سے متنفر کرنے کی کوشش کرنا کہاں تک جائز ہے، کیا ہزارہا غیر مسلموں کو اسلام کے اندر لانے کا کام احمدیت کا رنگ رکھتا ہے یا "سپید احمدیت" کا ؟ کیا یہ اس ترجمہ کی احمدیت کا کرشمہ نہیں کہ دہریت و الحاد کی تاریکیوں میں بھٹکنے والی روحوں کو اس نے اسلام کے نور سے منور کر دیا ؟ کیا "سپید احمدیت" میں ایسا کوئی کارنامہ نظر آتا ہے کہ اس کے لٹریچر کو پڑھ کر دلوں کے اندر ایسا نور ایمان پیدا ہوا ہو، اور کوئی غیر مسلم اس کے مطالعہ سے اسلام کے اندر داخل ہوئے ہوں، یہ احمدیت ہی کا پرتو ہے، جو اس ترجمہ کی مقبولیت اور ایسے مفید اثرات کا موجب ہوا جن کا ذکر مولانا عبدالماجد کے مندرجہ بالا بیان میں کیا گیا ہے۔

اخبار "بدر" کے مقالہ نگار کو یہ شکایت ہے کہ جماعت احمدیہ لاہور نے اس ترجمہ کو حضرت مسیح موعود کی اس خواہش کی تکمیل کا موجب قرار دیا ہے جس کا اظہار آپ نے ازالہ اوہام میں بدیں الفاظ کیا ہے :-

"میں چاہتا ہوں کہ ایک تفسیر بھی تیار کر کے اور انگریزی میں ترجمہ کرا کر ان کے پاس بھیجی جائے۔ میں اس بات کو صاف صاف بیان کرنے سے رہ نہیں سکتا کہ یہ میرا کام ہے دوسرے سے ہرگز ایسا نہیں ہوگا جیسا مجھ سے یا اس سے جو میری شاخ ہے اور مجھ میں ہی داخل ہے"

مقالہ نگار کے نزدیک حضرت مسیح موعود کے یہ الفاظ حضرت مولانا محمد علی صاحب کے اس ترجمہ پر صادق نہیں آتے کیونکہ بقول اس کے

"مولوی محمد علی صاحب نے اس ترجمہ کے دیباچہ کے صفحہ ۱۱۲ پر ان کتب اور علماء و محققین کی فہرست دی ہے جن کی تصانیف سے مولوی صاحب نے ترجمہ کرتے وقت فائدہ اٹھایا، اس فہرست میں چالیس سے زیادہ کتب اور مسلم اور غیر مسلم اصحاب کے نام درج کئے ہیں لیکن اس میں نہ تو کہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نام نظر آتا ہے اور نہ کسی کتاب کا"

ہمیں حیرت ہے کہ مقالہ نگار نے ترجمہ کے دیباچہ میں سے چالیس سے زیادہ کتب اور مسلم اور غیر مسلم اصحاب کے نام تو پڑھ لئے لیکن اسی دیباچہ کے ابتدائی صفحات میں ذیل کا الفاظ اسے کیوں نظر نہ آئے جن میں اس ترجمہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دیئے ہوئے علم سے کام لینے کا ذکر صریحاً موجود ہے اور بہ صراحت طور پر لکھا ہے :-

And lastly, the greatest religious leader of the present time, Mirza Ghulam Ahmed of Qadian, has inspired me with all that is best in this work. I have drunk deep at the foundation of Knowledge which this great Refor[m]er — Mujaddid of the present century and founder of the Ahmadiyya movement — has made to flow

ترجمہ :- اور آخر میں یہ امر قابل ذکر ہے کہ وہ تمام بہترین باتیں جو اس ترجمہ میں دستیاب ہیں وہ زمانہ کے سب سے بڑے مذہبی رہنما مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی القا کردہ ہیں، میں نے علم و معرفت کے اس چشمہ سے جو اس مصلح اعظم - موجودہ صدی کے مجدد اور تحریک احمدیت کے بانی نے جاری کیا ہے سیراب ہو کر پیا ہے۔

(باقی بر صفحہ ۱ کالم ۳)

مولانا شیخ عبدالرحمان صاحب مصری

قاضی محمد نذیر صاحب کی کتاب "شانِ مسیح موعودؑ" پر ایک نظر

کیا حضرت مسیح موعودؑ نے الفاظ "ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے اُمتی" کے مفہوم میں کوئی تبدیلی کی؟

حضرت مسیح موعودؑ کے نزدیک اپنی نبوت سے مراد نبوتِ ناقصہ ہی ہے

مَیں نے حضرت مسیح موعودؑ کی کتاب ازالہ اوہام کے صفحہ ۵۳۲ و ۵۳۳ کی مندرجہ ذیل عبارت نقل کرکے بتلایا تھا کہ حضورؑ الفاظ "ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے اُمتی" بمعنی محدث یا نبوتِ ناقصہ کے حامل کے معنی میں استعمال فرماتے ہیں اس لئے حضور کو ان الفاظ کی بناء پر زمرۂ انبیاء میں داخل کرنے کا کوئی جواز نہیں ازالہ اوہام کی عبارت کو میں یہاں دوبارہ نقل کر دیتا ہوں فرماتے ہیں:-

"ان تمام اشیاء سے صاف ظاہر ہے کہ وہ (یعنی امت میں آنے والا مسیح۔ ناقل) واقعی اور حقیقی طور پر نبوتِ تامہ کی صفت سے متصف نہیں ہوگا ہاں نبوتِ ناقصہ اس میں پائی جائے گی جو دوسرے لفظوں میں محدثیت کہلاتی ہے۔۔۔۔ سو یہ بات کہ ان کو اُمتی بھی کہا اور نبی بھی اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ دونوں شانیں اُمتیت اور نبوت کی اس میں پائی جائیں گی جیسا کہ محدث میں ان دونوں شانوں کا پایا جانا ضروری ہے لیکن صاحب نبوتِ تامہ تو صرف ایک شانِ نبوت ہی رکھتا ہے۔ غرض محدثیت دونوں رنگوں سے رنگین ہوتی ہے اسی لئے خدا تعالےٰ نے براہین احمدیہ میں بھی اس عاجز کا نام اُمتی بھی رکھا اور نبی بھی۔"

مندرجہ بالا عبارت سے اخذ کردہ نتائج

حضور کی مندرجہ بالا عبارت سے ایک تو یہ ظاہر ہے کہ حضور اپنے آپ کو صرف نبوتِ ناقصہ کا ہی حامل قرار دیتے ہیں اور نبوتِ تامہ کا اپنے وجود میں پائے جانے سے انکار کرتے ہیں دوسرے نبوتِ ناقصہ اور محدثیت کو ہم معنی الفاظ قرار دیتے ہیں۔ تیسرے یہ بھی ظاہر ہے کہ الفاظ "ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے اُمتی" صرف نبوتِ ناقصہ کے حامل پر ہی بولے جاتے ہیں یا بالفاظ دیگر صرف محدث پر ہی بولے جا سکتے ہیں۔ واقعی اور حقیقی نبی پر ان الفاظ کا اطلاق نہیں ہو سکتا۔ نبوتِ تامہ کا حامل صرف ایک ہی شانِ نبوت کی ہی اپنے اندر رکھتا ہوگا۔ چوتھی بات اس سے یہ ثابت ہوتی ہے کہ ...... جو اللہ تعالےٰ نے حضورؑ کے الہامات میں حضورؑ کو نبی اور اُمتی دونوں لفظوں سے پکارا ہے اس کی وجہ صرف یہی تھی کہ حضور اللہ تعالےٰ کے نزدیک زمرۂ محدثین یا بالفاظ دیگر نبوتِ ناقصہ رکھنے والی جماعت کے فرد تھے نہ کہ جماعت انبیاء کے فرد جو نبوتِ تامہ کے حامل ہوتے ہیں۔

واضح حقائق اور ان کے انکار کی جرأت کا نہ ہونا

یہ ایسے واضح حقائق تھے کہ قاضی صاحب موصوف ان کے انکار کی تو جرأت نہیں کر سکے البتہ ان کو قبول کرنے سے گریز کی راہ انہوں نے یہ نکالی کہ حضور کی طرف یہ منسوب کر دیا کہ حضور نے ان حقائق کو منسوخ فرما دیا ہوا ہے۔

قاضی صاحب کا ایک سوال

قاضی صاحب اور دیگر علماءِ ربوہ کے دعوے نسخ کو تو بارہا براہین قاطعہ سے رد کیا جا چکا ہے لیکن قاضی صاحب نے اس جگہ ہم سے یہ سوال کیا ہے کہ ہم حضور کی ۱۹۰۱ء کے بعد کی کسی کتاب سے دکھلائیں کہ حضور نے اپنے آپ کو محض محدث یا جزئی نبی یا ناقص نبی لکھا ہو۔

جماعت ربوہ کا نیا مذہب

انشاء اللہ تعالےٰ ہم قاضی صاحب کے اس مطالبہ کو بھی پورا کر دیں گے لیکن سردست ہم قاضی صاحب اور ان کے ہم نوا دیگر علماءِ ربوہ سے پوچھتے ہیں کہ یہ تو آپ تسلیم کرتے ہیں کہ حضور نے اپنے لئے لفظ نبی نبوتِ ناقصہ کے مفہوم میں ہی تسلیم کیا ہوا ہے اور ۱۹۰۱ء تک تو آپ کے نزدیک بھی حضور لفظ نبی کو اپنے لئے اسی مفہوم میں استعمال فرماتے رہے۔ اب آپ کا دعوےٰ یہ ہے کہ ۱۹۰۱ء کے بعد حضور نے نبوتِ ناقصہ کے مفہوم میں لفظ نبی کا استعمال ترک کرکے اسے نبوتِ تامہ کے مفہوم میں استعمال کرنا شروع کر دیا کیونکہ آپ کے نزدیک حضور کی کتب میں لفظ "نبوتِ تامہ" پہلے مستقل اور تشریعی نبی کے مفہوم میں استعمال ہوتا تھا لیکن ۱۹۰۱ء کے بعد یہ لفظ کثرت سے غیب کی خبریں پانے کے مفہوم میں استعمال ہونے لگ پڑا کیونکہ آپ کے نزدیک نبوت کی تعریف میں حضور نے تبدیلی فرماتے ہوئے نبی کی یہ تعریف اختیار کی کہ جو شخص بھی خواہ وہ اُمتی ہی کیوں نہ ہو خدا تعالےٰ کی طرف سے کثرت سے پیشگوئیاں حاصل کرے اور خدا اسے نبی کہے وہ نبی ہوتا ہے گویا بالفاظ دیگر اس کے یہ معنی ہوئے کہ جو اُمتی بھی خدا کی طرف سے کثرت سے پیشگوئیوں سے نوازا جائے وہ نبوتِ تامہ کا حامل بن جاتا ہے اب اسے نبوتِ ناقصہ کا حامل قرار دینا غلط اور خلافِ شریعت ہے بلکہ اب اسے واقعی اور حقیقی طور پر نبوتِ تامہ کی صفت سے متصف تسلیم کر لینا چاہیئے اور اس بناء پر اسے زمرۂ انبیاء کا فرد قرار دینا چاہیئے۔

ہم ذمہ دار نہیں

قاضی صاحب! حضورؑ کے مقام کے متعلق جو اختلاف دونوں جماعتوں میں ۵۰ سال سے زیادہ عرصہ سے چلا آتا ہے اسکے دور کرنے کی آسان راہ نکل آتی ہے اصولی طور پر ہماری جماعت (دکھلا دیں گے) بھی محقق کے نزدیک ۱۹۰۱ء کے بعد کی کتب میں (ہم انشاء اللہ تعالےٰ دکھلا بھی دیں گے) نبوتِ ناقصہ کے الفاظ دکھلانے کی ذمہ دار نہیں اس لئے کہ آپ نے خود بھی اپنی کتاب "شانِ مسیح موعودؑ" کے صفحہ ۱۵۱ پر تسلیم کیا ہے کہ:-

"تبدیلیٔ عقیدہ سے پہلے کی کتابوں 'ازالہ اوہام' وغیرہ کی تصنیف کے وقت حضور اپنے الہامات میں وارد شدہ نبی اور رسول کے الفاظ کی تاویل محدث یا ناقص یا جزئی نبی کیا کرتے تھے"

محققین کا فیصلہ

اب جب یہ مسلمہ فریقین ہے کہ حضور اپنے آپ کو ناقص نبی یا نبوتِ ناقصہ کا حامل تصور فرمایا کرتے تھے تو علمی دنیا میں ہر محقق انسان اس امر کو تسلیم کر لے گا کہ جب کسی مصنف کی تحریروں میں ایک لفظ کسی خاص مفہوم میں متعدد مرتبہ چھوڑ صرف ایک دفعہ ہی استعمال ہو جائے (اور یہاں تو لفظ نبی حضور کی کتب میں بے شمار دفعہ نبوتِ ناقصہ کے مفہوم میں استعمال ہوا ہے بلکہ اس کو کاٹا ہوا تصور کرنے اور اس کو بمعنی محدث سمجھنے کی بھی ہدایت کی ہوئی ہے) تو وہ لفظ اس مصنف کی تحریروں میں جہاں کہیں بھی استعمال ہوگا خواہ اس کی تشریح نہ بھی کی گئی ہو تو بھی ہر محقق یہ سمجھنے پر مجبور ہے کہ اس مصنف نے اس لفظ کو اسی مفہوم میں استعمال کیا ہے جو مفہوم اس نے اپنی کسی پہلی تحریر میں بیان کیا ہوا ہے۔

پس اس اصول کو مدِ نظر رکھتے ہوئے ماننا پڑے گا کہ حضور کی کتب میں جہاں بھی لفظ نبی استعمال ہوا ہے وہ نبوتِ ناقصہ اور جزئی نبوت اور محدثیت کے مفہوم میں ہی استعمال ہوا ہے۔

قاضی صاحب اور دیگر علماء ربوہ کی ذمہ داری

اب جو شخص یہ دعوےٰ کرتا ہے کہ حضور نے یہ مفہوم بدل دیا ہوا ہے اس کا فرض ہے اور اس کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ دکھلائے کہ حضورؑ نے لفظ نبی نبوتِ ناقصہ کے مفہوم میں نہیں بلکہ نبوتِ تامہ کے مفہوم میں استعمال کرنا شروع کر دیا تھا۔

اگر قاضی صاحب اور ان کے ہم نوا دیگر علماءِ ربوہ حضورؑ کی کوئی ایسی تحریر پیش کر دیں جس میں حضورؑ نے صراحتہً لکھا ہو کہ میرے لئے لفظ نبی میرے الہامات میں یا حدیث میں نبوتِ تامہ کے مفہوم میں استعمال ہوا ہے تو سارا جھگڑا ہی ختم ہو جاتا ہے اگر وہ یہ نہ دکھلا سکیں اور انشاء اللہ ہرگز نہیں دکھلا سکیں گے تو پھر انہیں تسلیم کر لینا چاہیئے کہ حضور نے اپنے لئے لفظ نبی نبوتِ ناقصہ کے مفہوم میں ہی ہمیشہ استعمال کیا ہے۔ صراحت کے خلاف محض آپ کے قیاسات اور اجتہادات۔۔۔

فیصلہ کا دوسرا آسان طریق

اس کے علاوہ ہم نے بارہا علماءِ ربوہ کے سامنے

(باقی ۔۔۔ پر)

ایمان اور عملِ صالحہ پر مبنی ایک ممیّز جماعت

جماعتِ احمدیہ کے متعلق غیر از جماعت کا اعتراف

مسلمانوں کی نشأۃِ ثانیہ کا راز خدمتِ دین کو مقدّم کرنے سے ہی وابستہ ہے

خطبۂ جمعہ مورخہ ۸ ستمبر ۱۹۶۷ء۔ فرمودہ مکرم ڈاکٹر اللہ بخش صاحب امت برکاتہٗ بمقام جامع احمدیہ۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور

یاایہا الذین امنوا ان تتقوا اللہ یجعل لکم فرقانا ویکفر عنکم سیأتکم و یغفر لکم واللہ ذوالفضل العظیم ــــ الخ
والی اللہ ترجع الامور ــــ (الانفال ۲۹ تا ۴۴) ــــ

ترجمہ آیات

ان آیات میں ارشادِ الٰہی ہے۔ کہ اسے ایمان کا دعویٰ کرنے والو اگر تمہاری زندگیوں میں ایمان کی صفات پیدا ہو جائیں، یعنی تم تقوے کی راہ پر قائم ہو جاؤ، تو پھر ہم دنیا میں تمہارے لئے بیّن فرق پیدا کر دیں گے۔ اور تمہاری چھوٹی موٹی کمزوریوں کو اپنی مغفرت اور بخشش کے طفیل ڈھانپ لیں گے کیونکہ خدا تعالےٰ بڑے فضل والا ہے۔ کافروں کا ارادہ یہ ہے۔ کہ وہ ہر قسم کی مصیبت اور دُکھ و تکلیف آپ پر ڈالنے میں کسی قسم کا گریز نہ کریں۔ خواہ یہ قتل کرنے کی سازش ہو، ملک بدر کرنے کا ارادہ ہو یا مقید کرنے کی تجویز ہو، آپ کے خلاف ہر قسم کا منصوبہ ان کے مدِنظر ہے لیکن ان کے منصوبوں اور تجویزوں کے مقابلہ پر خدا تعالےٰ کا اپنا منصوبہ بھی ہے۔ اور بالآخر خدا تعالےٰ کا منصوبہ ہی کامیاب ہو کر رہے گا۔ کیونکہ وہ بہترین منصوبہ کرنے والا ہے۔ پھر کہتے ہیں۔ کہ یہ قرآن کیا چیز ہے؟ یہ تو وہی پرانے قصے کہانیاں ہیں۔ جو دوہرائی جاتی ہیں۔ ہم بھی ایسی کتاب لا سکتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ اگر یہ وعدہ اگر عذاب کا ہے۔ تو وہ عذاب وارد ہو جانا چاہیئے۔ تاہم دیکھ لیں۔ اور یا آسمان سے پتھر برسنے لگیں۔ لیکن یہ عذاب و عتاب ہم اُن پر وارد نہیں کرتے جب تک آپؐ ان کے درمیان ہیں۔ ان پر عذاب الٰہی ضرور آئے گا۔ کیونکہ ان کے اعمال ایسے ہی ہیں کہ نہ صرف وہ خود ہی نیکی پر قائم نہیں، بلکہ دوسروں کو بھی نیکی کے راستہ سے روکتے ہیں۔ یہ جو عبادت کرتے یا سیٹیاں بجاتے ہیں یہ سب بے مقصد و مطلب باتیں ہیں۔ ان کا اثر ان کی زندگیوں میں کچھ نظر نہیں آتا۔ ان کے لئے عذاب ہے۔ یہ جو اپنا مال خرچ کرتے ہیں انہیں کچھ فائدہ نہیں دے گا۔ وہ اپنے ارادوں میں ناکام ہوں گے ان کو پھر حسرت بھی ہوگی۔ کہ اموال بھی کھوئے۔ لیکن پھر بھی کچھ نہ بنا۔ ان پر عذاب وارد ہوگا اور وہ مغلوب کئے جائیں گے۔ اللہ تعالےٰ کا ارادہ ہے۔ کہ خبیث کو طیّب سے الگ کر کے دکھلا دے۔ ابھی تو بدی بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ لیکن آخرکار اس بدی کا انجام جہنم کی سزا ہے اور اس طرح کافر گھاٹے اور خسارے میں رہیں گے۔

فرقان کا مفہوم

اس رکوع میں ایک فرقان کا ذکر کیا گیا ہے۔ ایک تو یہ فرقان ہے جو قرآن کریم کو تعلیم کے رنگ میں ہم پڑھتے ہیں دوسرے فرقان کا اس رکوع میں ذکر کیا گیا ہے کہ اگر صرف ایمان کا ہی دعوےٰ نہیں بلکہ اس ایمان پر عمل کر کے بھی دکھلایا گیا ہے۔ تو ہم تمہارے لئے ایک فرقان اور تمیز پیدا کر دیں گے۔ یہ فرقان اور تمیز کیا چیز ہے؟ یہ ہے زندگی کا وہ راستہ اور وہ طریق۔ جس کو کوئی فرد اور جماعت اگر اختیار کر لے تو دنیا میں اس کے لئے خاص اور ممیز مقام حاصل ہو جاتا ہے۔ کیونکہ سب لوگ پھر یہی کہتے ہیں کہ اس جماعت کا طریق کار اور گزرانِ حیات الگ تھلگ اور ممیز ہے۔ دوسرے لوگ اور طرح کے ہیں۔ اور یہ لوگ اور طرح کے ہیں۔ خود دل پکار اٹھتے ہیں۔ یہ اس وجہ سے۔ کہ ممیز لوگ جس مرکز کے گرد گھومتے ہیں۔ وہ اخلاق اور روحانیت کا مرکز ہوتا ہے۔ اور باقی لوگوں کا مرکز مادہ پرستی ہوتا ہے۔ یہ صاف ظاہر ہے کہ ان میں بیّن اور واضح فرق نظر آجاتا ہے۔ کسی جماعت کی اجتماعی زندگی کا عمل اگر روحانی اور اخلاقی بنیادوں پر قائم ہو جائے۔ تو وہ جماعت بڑی منفرد اور متمیز ہو جاتی ہے۔

ٹھیٹھ اسلامی تہذیب کا نمونہ

اس بات کو میں ایک مثال سے واضح کرنا چاہتا ہوں۔ ۱۹۱۳ء میں ڈاکٹر محمد اقبال نے علیگڑھ میں ایک لیکچر دیا۔ اس میں علامہ نے اس بات کا برملا اعتراف اور اعلان کیا۔ کہ اگر تم نے ٹھیٹھ اسلامی تہذیب کا نمونہ اس زمانہ میں دیکھنا ہو تو وہ اس فرقہ کی زندگی میں دیکھ لو۔ جو آج قادیان میں پیدا ہوا ہے۔ دیکھئے کیا فرقان اور تمیز پیدا ہوئی کہ جیسے دوسرے لوگ بیان کر رہے ہیں۔ علامہ اقبال نے جماعت احمدیہ کی خصوصیات کا کس طرح اعتراف کیا۔ اور کس طرح ایک دوسرے مجمع میں ایک غیر از جماعت شخص نے اپنے دل کی بات بیان کی

آخر یہ فرقان کیسے پیدا ہو گیا؟ یہ زندگی کے اجتماعی عمل سے پیدا ہوا۔ اگرچہ احمدیہ جماعت کے برخلاف بھاری تعصب عام پھیلا ہوا تھا مگر تاہم سب اس بات کے معترف تھے کہ کردار اور سیرت کے لحاظ سے یہ ایک خاص اور منفرد جماعت ہے۔ مولوی صاحبان نے تو الجھنیں مسائل کے بارہ میں پیدا کیں کہ احمدیوں کے عقائد صحیح نہیں ہیں۔ فلاں بات اسلام کے خلاف اپنے عقائد میں رکھتے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ، لیکن عوام کے سامنے جماعت کی زندگی کا عمل تھا۔ کہ یہ جماعت سچ بولتی ہے۔ صداقت سے انحراف نہیں کرتی۔ احمدی لوگ انصاف کی بات پر قائم ہوتے ہیں۔ اور دیندار ہیں۔ دُنیا کو لات مارے ہوئے ہیں۔ یہ عہد کہ میں دین کو دُنیا پر مقدم کروں گا عملاً ان کی زندگی میں نظر آ رہا ہے یہ فرقان جو پیدا ہو گیا۔ اسکا کون انکار کر سکتا ہے۔

فرقان کس طرح پیدا ہوتا ہے

اس لئے یہاں پر ذکر کیا گیا ہے کہ ایمان کا دعوےٰ اگر عمل اور تقوے کی شکل اختیار کر لے تو یہ فرقان پیدا کر دیا جاتا ہے۔ اور جو دشمن کے ارادے، قتل، جلاوطنی یا قید وغیرہ کے ہوتے ہیں۔ وہ سب مٹا دیئے جاتے ہیں۔

احمدیہ تحریک کے مقاصد

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو تحریک پیدا کی، اس کا اوّلین اور بہترین مقصد زندگیوں میں تبدیلی پیدا کرنا تھا۔ ایسی تبدیلی جو قرآن کے مطابق ہو دوسرا مقصد یہ تھا کہ قرآنی تعلیمات کی خوبصورتی کو بھی دنیا میں الم نشرح کیا جائے۔ حضرت امام زمان مسیح موعود علیہ السلام نے یہ دونوں مقصد بطریق احسن پورے فرمائے

احراری لیڈر کا اعتراف

چوہدری فضل حق صاحب مجلسِ احرار کے لیڈر تھے احرار تحریک جماعت احمدیہ کی دشمن نمبر ایک تھی لیکن انکے صدر کسی قدر دل اور ضمیر رکھتے تھے، وہ یہ بات لکھنے پر مجبور ہوئے کہ جماعت، اسلام کے لئے اگر کوئی دل اس زمانہ میں تڑپ اٹھا سکو وہ مرزا غلام احمد صاحب کا دل تھا۔ وہ ایسی درد اور تڑپ رکھتا تھا کہ یہ درد اپنے پیچھے اپنی جماعت کے دلوں میں بھی چھوڑ گیا۔

اسلامی نظریۂ حیات پر ایمان

پہلی گواہی تو ڈاکٹر اقبال کی تھی اور یہ دوسری گواہی چوہدری افضل حق کی ہے۔ ٹھیٹھ اسلامی تہذیب کا احیاء اور اشاعتِ دین کی تڑپ۔ یہ دو امتیاز جماعت

احمدیہ کے ذریعہ اس تحریک کا اثر تھا کہ اس برصغیر میں مسلمانوں کا ایمان - اسلامی نظریۂ حیات پر دوبارہ پیدا ہو گیا جس کے باعث اس ملک میں تحریکِ پاکستان کو کامیابی نصیب ہوئی۔ آخر غور کرو کہ دوسرے اسلامی ممالک میں کیوں اس نظریہ کے غلبہ کی تحریک پیدا نہ ہوئی بلکہ وہاں مغربی نیشنلزم کا نظریہ غالب آیا۔ اور اسلامی اخوت کی بجائے وہاں وطنی تحریکوں نے زور پکڑا؟

احیائے دین کی تحریک اب اس سرعت سے ترقی پذیر نہیں جیسے پہلے تھی۔ مجھے خطرہ ہے کہ کہیں یہ سست تو نہیں پڑ گئی۔ ہماری جماعت کے لئے یہ امر قابلِ فکر ہے۔ پاکستان بن جانے کے بعد وہ نظریہ جس پر یہ تحریک پروان چڑھی اوجھل ہونے لگ گیا ہے۔ پاکستان کا مسلمان ہر دنیاوی ترقی کے راستہ کو اختیار کر رہا ہے۔ لیکن اگر توجہ نہیں تو دین کی طرف نہیں۔ ہم کبھی یہ نہیں سوچتے کہ ہماری زندگیاں دین کے راستہ سے کس قدر دور ہوتی چلی جا رہی ہیں۔ نہ اعیانِ مملکت کو اس طرف توجہ ہے۔ حکومت کی طرف سے مادی ترقی کے جملہ شعبوں مثلاً صنعت و حرفت زراعت و تجارت، اقتصادیات اور تعلیم سائنس کے لئے جامع پروگرام بنائے جاتے ہیں مگر **مسلمانوں کی زندگیوں کو اسلامی معیارِ حیات پر لانے کا کوئی منصوبہ** نہیں۔ جرائم دن بدن ترقی پر ہیں، عریانی، فحاشی، فرقہ وارانہ تعصبات، زندگی کا فیشن بنتے چلے جا رہے ہیں۔ ذخیرہ اندوزی، چور بازاری، سمگلنگ وغیرہ تمام برائیاں بڑھتی جا رہی ہیں۔ باہمی تعلقات میں اخلاقی اقدار یکسر روبہ تنزل ہیں، صرف دکھاوا اور ظاہریت باقی رہ گئے ہیں جن کے اندر سے روح مفقود ہو چکی ہے۔ اگر ہم اور ہماری آئندہ نسلیں اسی طرح اخلاق و روحانیت سے دور ہوتے چلے گئے تو **کیا ہماری حالتیں اسلامی نظریہ حیات کی عکاسی کرنے والی ہوں گی؟** کیا ہماری مادی ترقی کے باعث غیر اقوام دینِ اسلام کی صداقت کی قائل ہو جائیں گی۔ صرف اس لئے کہ ہم نام کے مسلمان ہیں یا زیادہ سے زیادہ ہم ظاہرا ارکانِ دین کو ادا کر لیتے ہیں۔

مادہ پرستی کی ذہنیت کی غلامی

کہنے کو تو ہم آزاد ہیں اور سامراجی نظام کے برخلاف ہیں، مگر سامراجیت کے نظام کو اپنی زندگیوں میں سرعت سے قبول کرتے چلے جا رہے ہیں۔ سامراجیت سرمایہ داری سے عبارت ہے۔ اور ہم کشاں کشاں خدا پرستی کے نظریہ کی بجائے دولت پرستی کی ذہنیت کو قبول کرتے چلے جاتے ہیں۔ اگر ایک عام مسلمان کی زندگی کا مقابلہ کسی غیر مسلم کی زندگی سے کیا جائے۔ تو ہمیں دونوں کی زندگیاں ایک ہی قسم کی نظر آئیں گی اور ان میں کوئی نمایاں فرق و تمیز نظر نہ آئے گی۔ ہمارے ایمان کے دعاوی ہماری زبانوں تک محدود ہو کر رہ گئے ہیں۔ یا زیادہ سے زیادہ ظاہرا ارکانِ دین تک، جن میں روحِ اسلامی مفقود ہو چکی ہے۔

حقیقتِ دین سے غفلت اور اسکے وجوہ

سوال یہ ہے کہ ہم اپنے مرکزی نقطہ یعنی حقیقتِ دین سے کیوں غافل ہو گئے ہیں؟ پہلی وجہ یہ ہے، کہ ہم نے ظاہریت کو حقیقت سمجھ رکھا ہے۔ ایمان کے معنی چند الفاظ کا منہ سے اقرار اور عمل صالحہ کا مطلب چند اسرائے دیاؤ کے افعال رہ گئے ہیں اور ہم دین کی اصل روح سے بے تعلق رہ کر محض چھلکے پر قانع ہو گئے ہیں۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ ہم نے مسلمان اور دینِ اسلام کو ہم معنی سمجھ لیا ہے۔ ایک مسلمان اگرچہ عمل سے بالکل عاری اور حقیقت سے کلیتہً ناآشنا ہو۔ مگر ہم اسے اسلام کا نمونہ و نمائندہ قرار دیتے ہیں۔ چاہے اس کی زندگی میں ایمان کے ثمرہ کا کچھ بھی اثر دکھلائی نہ دے۔ تیسری وجہ یہ ہے کہ مثل دیگر اقوام کے ہم نے بھی اخوت کے رشتہ کو نسل یا وطن سے وابستہ رکھا ہے۔ ان سے اوپر اخلاقی و روحانی اقدار پر مبنی کسی رشتہ کو شناخت نہیں کیا۔ چوتھی اور سب سے بڑی وجہ یہ ہے۔ کہ اخلاقی ترقی کو مقدم کرنے کی بجائے ہم نے مادی ترقی کو ترجیح دے دی ہے۔

دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد

غور کیجئے اس زمانہ کے امام علیہ السلام کی امراضِ زمانہ کی شناخت پر اور اس کے تجویز کردہ علاج پر۔ آپ نے یہ عہد لیا "میں دین کو دنیا پر مقدم کروں گا"۔ دنیا میں اس وقت یہ بیماری گھر کر گئی ہے۔ کہ اخلاقی اقدار کو پس پشت پھینک کر مادی منافع کو ترجیح دی جاتی ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ روحانی و اخلاقی اقدار کو فوقیت دی جائے۔ مگر اس کے لئے ایک محکم یقین کی ضرورت لازم پڑی ہے۔ دل میں یہ یقین جاگزین ہو گیا ہو کہ دین کو مقدم کرنے میں ہی ہماری بہتری، سلامتی اور مفاد مضمر ہے۔

میں نے عرض کیا کہ غیر از جماعت کا بر ملا اعتراف موجود ہے کہ اس زمانہ میں صحیح اسلامی تہذیب کا نمونہ اور اشاعتِ دین کا ولولہ جماعت احمدیہ نے پیش کر دکھلایا۔ جبکہ ماحول مادیت کو مقدم کرتا اور جبکہ خود مسلمانوں کا اپنے دین پر سے ایمان جاتا رہا۔ تو ایسے حالات میں حضرت مسیح موعودؑ نے کیسے ان کے برخلاف زندگیوں میں انقلاب پیدا کر دیا؟ زندگیوں میں یہ محیر العقول تبدیلی دلوں میں یقینِ محکم کی بنا پر پیدا ہوئی حضرت مسیح موعودؑ نے تعلق باللہ اور صفتِ تکلمِ الٰہی کو اپنے پاس بیٹھنے والوں میں خدائی نشانات اور اپنے نمونہ و عمل سے پیدا کر دیا۔ اور اس کے باعث کلام الٰہی یعنے فرقانِ حمید کے منجانب اللہ ہونے کا یقین پیدا کر دیا۔ آسمان کی طرف وہی جا سکتا ہے جو آسمان سے آتا ہے۔ کلامِ الٰہی پر یقین تکلمِ الٰہی کے ذریعہ ہی پیدا ہوتا ہے۔

لوگ معترض ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ نے دعاوی کیوں کئے پیشگوئیاں کیوں کیں۔ جماعت کیوں بنائی۔ حالانکہ اسلامی احیاء کی تحریک کے لئے یہ ضروری تھا۔ کہ ایمان اور عمل صالحہ پر مبنی ایک جماعت کی تعمیر کی جاتی اور کلام الٰہی کے لئے ربانی نشانات کا دکھلایا جانا ضروری ہوا۔ جسے تم قابلِ اعتراض سمجھتے ہو وہی تو تمہارے لئے تریاق اور آبِ حیات ہے۔ کیا ہی سچ فرمایا آپ نے ؎

جانم گداخت از غم ایمانِ اہلِ عصر

دیں طرفہ ترکہ بگمانِ تو کافرم

حضرت مسیح موعودؑ نے مسلمانوں کو تبلایا کہ حقیقتِ دین کیا ہے آپ نے ظاہر پرستی، لفظ پرستی، اور پیر پرستی سے قوم کو چھڑانا چاہا۔ اور قرآن مجید کی تعلیم و صداقت رسولِ کریمؐ پر تکلمِ الٰہی کے نشاناتِ ربانی اور اپنے نمونہ سے شہادت پیش کی۔ تا قلوب میں فرقانِ حمید پر یقینِ محکم پیدا ہو کر عملی زندگی میں تبدیلی پیدا ہو جائے۔ خدا تعالیٰ کی ہستی کی ضرورت و افادیت ظاہر ہے اس کے بغیر تعلیم قرآن کے منجانب اللہ ہونے اور وحی اور آنحضرت صلعم کی نبوت کی صداقت پر حتمی یقین آج کے دورِ مادیت و سائنس میں پیدا ہو نہیں سکتا۔ خدا تعالیٰ کی ہستی پر یقین پیدا ہو کر ہی مادہ پرستی کی بجائے حقیقی خدا پرستی قائم ہو سکتی ہے۔

خالصتاً دینِ اسلام کے لئے سچا درد اور تڑپ

میں آپ کے سامنے دُرِّ ثمین میں سے کچھ اشعار پڑھ کر سناتا ہوں اس میں حضرت امامِ زمانؑ کی خالصتاً دین کے لئے فکر اور تڑپ اور درد سمویا ہوا نظر آتا ہے۔ ان کا دل تڑپ رہا ہے کہ مسلمان حقیقت اسلام کو سمجھیں اور اس پر گامزن ہو جائیں۔ اور دین کی خاطر سچا درد و تڑپ دلوں میں پیدا کریں۔ اللہ تعالیٰ کی توحید کو مقدم کریں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی عزت کو مقدم کریں۔ وہ دینِ اسلام پر مرثیہ نظمیں ہیں۔ چند اشعار ان میں سے بطور نمونہ پڑھتا ہوں :-

بے کسے شد دینِ احمدؐ ہیچ خویش و یار نیست

ہر کسے در کارِ خود با دینِ احمدؐ کار نیست

خونِ دیں بینم رواں چوں کشتگانِ کربلا

اے عجب ایں مردماں را ہیچ آں دلدار نیست

آنچہ بر ما مے رود از غم کہ داند جز خدا

زہر مے نوشیم لیکن زہرۂ گفتار نیست

اے خدا ہرگز مکن شاداں دلِ تاریک را

آنکہ او را فکرِ دینِ احمدِ مختار نیست

دینِ احمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جو تڑپ اور درد ان اشعار سے ظاہر ہے کیا کسی اور کے دل سے بھی یہ تڑپ اس طرح جوش مار کر نکلی! پھر ایک اور نظم مرثیہ کی ہے :-

مے سزد گر خوں ببارد دیدۂ ہر اہلِ دیں

بر پریشاں حالیِ اسلام و قحط المسلمیں

تیر بر معصوم مے بارد خبیثِ بدگہر

آسماں را مے سزد گر سنگ بارد بر زمیں

صد ہزاراں ابلہاں از دیں بروں بردند رخت

صد ہزاراں جاہلاں گشتند صید الماکریں

آنکہ نفسِ او است از ہر خیر و خوبی بے نصیب

می تراشند عیبہا در ذاتِ خیر المرسلیں

یہ اور اس قسم کے صدہا اشعار جو حضرت مسیح موعودؑ کے سچے دلی جذبات کو ظاہر کرتے ہیں ہمیں بتلا رہے ہیں کہ اس شخص کے دل میں کس قدر صادق اور خارقِ عادت تڑپ خالصتاً دین اور حضرت مصطفےٰ کی صحیح تعلیم کے لئے جوش زن تھی یہی وہ جوش و جذبہ تھا جس کے باعث آپ ایک ایسی جماعت تیار کرنے میں کامیاب ہوئے جو دینِ اسلام اور صرف دینِ محمدؐ کی اشاعت کیلئے ہمہ تن وقف ہو گئی۔ باقی بر صفحہ کالم ۳

غلام احمد بشیر صاحب مبلغ ہالینڈ

کیتھولک چرچ ہالینڈ اور اسلام

اسلام کے متعلق غلط فہمیوں کے ازالہ کی کوشش

اخبارات اور ریڈیو کے ذریعہ اسلامی تنقید

اہل علم مسلمان احباب فرمائیں کہ کیتھولک چرچ والوں نے جو کچھ اسلام کے متعلق لکھا ہے وہ صحیح ہے؟

کیتھولک عیسائی فرقہ کی طرف سے کچھ عرصہ ہوا ایک نئی دینی کتاب شائع ہوئی ہے جس کا مقصد بڑی عمر کے لوگوں کو اپنے مذہبی عقائد سے واقف کرانا ہے۔ اس کتاب میں بطور موازنہ مصنفین نے دوسرے مذاہب کا بھی ذکر کیا ہے۔ مقصود یہ دکھلانا ہے کہ تمام دوسرے مذاہب کیتھولک مذہب کے مقابلہ میں انسان کی صحیح رہنمائی نہیں کرتے۔ وہ اس دنیا کو اصل قرار ہی نہیں دیتے جیسے بدھ مت اور ہندو مت۔ اور یا پھر وہ اس دنیا کو انسان کا ملجیٰ و ماوی کے طور پر پیش کرتے ہیں۔ جیسے کمیونزم اور ہیومنزم۔ اسلام اور موسوی مذہب ان دونوں کے بین بین ہیں، مگر اسلام اگرچہ ان کی نظر میں قابل عزت ہے تاہم وہ بھی انسان کی ٹھیک ٹھیک رہنمائی نہیں کرتا۔

مذکورہ بالا کتاب کے لکھنے والے ہالینڈ کے کیتھولک مذہب کے اعلیٰ بشپ ہیں۔ انہوں نے مل کر یہ کتاب اپنے متبعین کی رہنمائی کے لئے لکھی ہے، وہ اس کتاب میں دوسرے نظریات زندگی کی انفرادی قدروں کا بھی اقرار کرتے ہیں لیکن ساتھ ہی یہ دعویٰ بھی کرتے ہیں کہ جو چیزیں علیحدہ علیحدہ دوسرے مذاہب میں پائی جاتی ہیں وہ دراصل عیسائی مذہب کی تعلیمات میں ہیں، انہوں نے اپنے مضامین میں یہ دکھلانے کی کوشش کی ہے کہ دوسرے مذاہب میں جو اعلیٰ پیمانہ کی تعلیم ہے اور جس کے پیرو کار خدا رسیدہ لوگ ہوئے ہیں وہ دراصل ان مذاہب کے بنیادی اصولوں کے خلاف ان مذاہب میں داخل ہو گئی ہیں۔ عیسائی مذہب ان تعلیمات پر کلی طور پر حاوی ہے، ہاں ہم دوسرے نظریات والے لوگوں سے سبق ضرور حاصل کر سکتے ہیں۔ اس دعوے کے اثبات کے لئے مصنفین نے دوسرے مذاہب کی تعلیمات کو توڑ مروڑ کر پیش کرتے ہوئے لوگوں کی توجہ کو کھینچنے کی کوشش کی ہے۔

فروری ۱۹۶۷ء میں خاکسار کو یہ کتاب دیکھنے کا موقعہ ملا۔ میں نے پڑھتے ہی مصنفین کے ادارہ کو فون کیا اور عرض کیا کہ مجھے یہ دیکھ کر بڑا افسوس ہوا ہے کہ ایک ایسی ذی وقعت کتاب میں جو لاکھوں لوگوں کی رہنمائی کے لئے لکھی گئی ہے اسلام کی تعلیم کو غلط پیرایہ میں پیش کیا گیا ہے۔ کیا ہی اچھا ہوتا کہ اگر اسلام کی تعلیم کو صحیح طور پر پیش کیا جاتا۔ اب اس کتاب کے پڑھنے والوں کو بجائے صحیح معلومات حاصل ہونے کے غلط معلومات ملیں گی۔ لہٰذا اگر آپ مصنفین کے ادارہ کا اجلاس بلائیں اور اس میں خاکسار کو اسلامی تعلیمات پیش کرنے کی اجازت دیں، تو غلط باتوں کا ازالہ ہو سکتا ہے۔ لیکن انہوں نے بعد میں ایسا جلسہ کرنے سے معذوری کا اظہار کرتے ہوئے مجھے اپنے اعتراضات تحریری طور پر پیش کرنے کے لئے لکھا جس پر میں نے مختصراً اپنی باتیں پیش کیں لیکن بہت عرصہ گذرنے کے بعد ان کی طرف سے اخبارات میں میرے اعتراضات کا ذکر آنے کے بعد ایک مختصر سا مقالہ شائع ہوا جس میں انہوں نے یہ دعوےٰ کیا ہے کہ آپ محض اپنے احمدیہ عقائد کی بنا پر ہماری تصنیف پر اعتراض کرتے ہیں۔ دراصل مسلمانوں کا کثیر حصہ ان باتوں کو اسی طرح مانتا ہے جیسے ہم نے لکھا ہے اب میں اس کتاب میں لکھی ہوئی باتیں قارئین کے سامنے پیش کرنے کے بعد استفسار کرنا چاہتا ہوں۔ کہ کیا یہ باتیں واقعی کسی مسلمان جماعت کے نظریات کے مطابق ہیں۔ مگر جیسا کہ مصنفین نے دعوےٰ کیا ہے وہ باتیں قرآن اور حدیث میں مذکور ہونا ضروری ہیں۔ بلکہ نہ تو قرآن مجید میں ان کا وجود ملتا ہے اور نہ ہی حدیث میں جہاں تک میرا علم کام دیتا ہے وہ باتیں جمہور مسلمانوں کے عقیدہ کے بھی خلاف ہیں انہوں نے لکھا ہے کہ اسلام کی یہ تعلیم ہے:

(۱) کسی چیز کا اپنا کوئی اثر نہیں۔ اس زمین (عالم) پر جو قوانین قدرت کارفرما ہیں۔ اور قوانین نیکی اور بدی کی اپنی کوئی علت نہیں ہے خدا ذاتی طور پر ان کے پیچھے کارفرما ہے۔ اور اپنی مرضی کے مطابق ان کا اثر دکھلاتا ہے۔

اگر خدا تعالیٰ ان قوانین کو ان کی موجودہ تاثیرات کے برعکس کرنا چاہے تو وہ ایسا کر سکتا ہے اسے اس کی اپنی مرضی کے علاوہ کوئی اور چیز ایسا کرنے سے نہیں روکتی۔

(۲) نیکی اور بدی کے رجحانات دل میں پیدا نہیں ہوتے بلکہ بلاواسطہ خدا سے آتے ہیں (مصنف کا اس سے یہ مطلب معلوم ہوتا ہے کہ دل میں پیدا ہونے والے خیالات کی علت خدا تعالیٰ ہی ہے انسان خود اس کی علت نہیں)

(۳) اسلام نے نہ تو گناہ کی حقیقت پر علم حاصل کیا ہے اور نہ خدائی فضل پر۔ اسلام میں محض قوانین کی پابندی کو ہی کافی خیال کیا گیا ہے۔

(۴) اسلام کی جنت دنیاوی زندگی کی ابدی شکل معلوم ہوتی ہے۔

(۵) یہ اعتقاد کہ اللہ تعالیٰ نے چیزوں میں ذاتی کوئی تاثیر نہیں رکھی انسان کو اپنی قسمت کے تبدیل کرنے سے روکتا ہے۔

خدا ہی ہے جو امیر اور غریب کی قسمت کا مالک ہے۔ وہی کسی کو امیر اور کسی کو غریب (اپنی مرضی کے مطابق) بنا کر اس دنیا میں بھیجتا ہے۔ اس لئے انسان نہ تو اپنی قسمت کی تبدیلی کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور نہ ہی دوسروں کی۔

(۶) قرآن نے ایک خاص قسم کی تہذیب کی بنیاد رکھی ہے اور وہ یہ کہ (مسلمان کہتے ہیں) اللہ کی ایسی ہی مرضی ہے، لہٰذا اس عقیدہ کے ہوتے ہوئے ترقی کا کوئی امکان باقی نہیں رہتا جس طرح ہندو اور بدھ مذہب انسان کی قسمت میں تبدیلی کے لئے کوئی قدم نہیں اٹھاتے اسی طرح اسلام بھی انسانی قسمت کو اپنی حالت پر ہی چھوڑ دیتا ہے۔

(۷) آخر میں وہ سوال کرتے ہیں کہ کیا قرآن مجید میں ایسا اصل مل سکتا ہے کہ جس کے مطابق انسان اپنی قسمت میں تبدیلی کی طرف متوجہ ہو۔ پھر وہ کہتے ہیں کہ مختلف ممالک میں مسلمان کوشش کر رہے ہیں کہ ایسا کوئی نظریہ قائم ہو جائے مگر ابھی تک یہی معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کی تعلیم میں قسمت کا پہلو ہی غالب ہے۔ اس معاملہ میں عیسائیت کی تعلیم مسلمانوں کی رہنمائی کرتی ہے۔

(خلاصہ:- اس سارے بیان کا خلاصہ یہ ہے کہ اسلام انسانی خیالات اور عمل کو خدا کا معلول ہی قرار دیتا ہے گویا کہ انسان ایک پتلی کی طرح ہے جو کسی اور کی حرکت سے حرکت میں آتی ہے، اس لئے مسلمان یہ خیال کرتا ہے کہ اللہ نے جس کو جیسے پیدا کر دیا اسے اسی حالت پر ہی قانع رہنا چاہیئے۔ اور اس میں تبدیلی کی اسے اجازت نہیں۔ اس لئے دنیا میں جو مصائب و آفات آتی ہیں ان کا مقابلہ کرنے کی طرف ایک مسلمان کو توجہ نہیں ہو سکتی۔ ہاں اگر وہ عیسائی مذہب کی تعلیم پر عمل پیرا ہوں تو بہتر نتائج اخذ ہو سکتے ہیں)

(۸)- عیسائی مذہب کہتا ہے۔ کہ تمام نیکی اور بدی انسان کے دل میں پیدا ہوتی ہے نہ کہ انسان کے باہر اللہ کی مرضی اور فیصلہ کے نتیجہ میں، ہمارا خدا قسمت پر قانع ہونے کی اجازت نہیں دیتا۔ اور یہ بھی اجازت نہیں دیتا کہ ہم آفات و مصائب کو ازل سے قرار دے کر ان کے مقابلہ کی کوشش نہ کریں۔ گناہ کو بھی [illegible] مرضی قرار دے کر گناہ کی عزت کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔

(۹)۔ ہم جنت میں خدا سے دُور ایک دنیاوی زندگی بسر نہیں کریں گے جیسے کہ اسلام کہتا ہے۔

(۱۰)۔ قرآن میں شاذ ہی کوئی ایسی آیت ہوگی جس میں خدا کی محبت کا ذکر کیا گیا ہے۔ اور اگر ایسا ذکر ہوا ہے۔ تو اس سے مراد خدا کی اطاعت اور فرمانبرداری ہے نہ کہ خدا کے ساتھ ہو کر اس کے ساتھ رہنا۔ کیونکہ خدا سے ایک ہونا اسلام کے اصول کے خلاف ہے زمانہ وسطیٰ میں اسلام میں بڑے بڑے صوفیاء ہوئے ہیں جیسے منصور حلاج۔ ان لوگوں کے لئے حضرت مسیح کا وجود بطور نمونہ تھا۔ کیونکہ اسلامی تعلیم میں محبت الٰہی کو اتحاد کے طور پر مانا نہیں جاتا۔

ہم مسلمانوں کے نزدیک اگرچہ یہ بات ٹھیک ہے کہ قوانین قدرت خدا تعالےٰ نے اپنی مرضی اور علم کے مطابق جاری کئے ہیں مگر اس سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ وہ قوانین کسی قسم کی تاثیر نہیں رکھتے باقی باتیں ہر ایک مسلمان کے لئے قابلِ ردّ ہیں۔

ادارہ مصنفین کے مدیر کو میں نے جو خط لکھا اس کا ترجمہ حسب ذیل ہے:۔

مکرم و محترم۔ آپ کے ۲۰ اپریل والے خط کا بہت بہت شکریہ۔ یہ بہت افسوس کی بات ہے کہ ہم آپ کی طرف سے شائع ہونے والی کتاب میں جو اسلام کے متعلق باتیں لکھی ہیں ہم اُن پر تبادلہ خیالات کرنے کے لئے کوئی وقت مقرر نہ کر سکے یہ افسوسناک امر ہے کہ ایسی کتاب میں جو لاکھوں انسانوں کے ہاتھوں میں جائے گی اسلام کے متعلق ایسی غلط باتیں بیان کی گئی ہیں۔ جن کی وجہ سے اسلام کی ناقدری ہوگی۔ مختصراً میں غلط باتوں کا ذکر کرتا ہوں

(۱) ص ۳۱۹-۳۲۰ پر دعوےٰ کیا گیا ہے کہ اسلام عیسائیت کے برعکس قسمت پر قناعت کی تعلیم دیتا ہے جس کی وجہ سے ترقی کا کوئی امکان باقی نہیں رہتا۔

گویا ایسا خیال کرنا کہ قرآن ایسی تعلیم دیتا ہے کہ جس کی وجہ سے انسان کو پیدا ہونے والے حالات کا مقابلہ کرنے کی اجازت نہیں ہوگی بالکل غلط ہے۔ اگر واقعی قرآن ایسی تعلیم دیتا تو پھر اسلام کی بنیاد ہی نہ رکھی جاتی۔ اسلام کے نزدیک تو انسان کی نجات ہی اس کے اپنے ہاتھوں میں دی گئی ہے۔ قرآن کہتا ہے ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتیٰ یغیروا ما بانفسھم۔ خدا تعالےٰ کسی قوم کی حالت کو اس وقت تک نہیں بدلتا جب تک وہ قوم اپنے دل کو نہ بدلے۔

مصنف نے دعوےٰ تو کیا ہے۔ مگر یہ نہیں بتلایا کہ اس نے قرآن مجید میں کہاں پڑھا ہے کہ انسان کو اپنی حالت (قسمت) کے بدلنے کی اجازت نہیں۔ انہوں نے یہ بھی نہیں بتلایا۔ کہ کونسی عیسائیت قسمت کو بدلنے کی تعلیم دیتی ہے۔

ص ۳۳۵ پر مصنف نے یہ دعوےٰ کیا ہے کہ اسلام خدا اور انسان کی محبت نہیں سکھاتا۔ اور اسلام میں محض ظاہری قوانین کی تعمیل کو ہی کافی قرار دیا ہے۔ مصنف کا یہ دعوےٰ بتلاتا ہے کہ انہیں قرآن سے بہت ہی کم واقفیت ہے۔ قرآن مجید نے ساری تعلیم میں خدا اور انسان کی محبت پر بنیاد رکھی گئی ہے۔ ہر عمل جو انسان کرے اس کا مقصد خدا کی محبت ہونا چاہیئے۔ اور ہر بدی جو انسان چھوڑے۔ وہ خدا کی محبت کی خاطر ہو۔ ہر ایک شخص جو قرآن کریم کو کھول کر دیکھے اسے یہی نظر آئے گا۔

اختصار کی وجہ سے یہ خط ان مسائل پر مفصل بیان کا حامل نہیں ہو سکتا۔ لیکن اگر اسلام کے متعلق لکھنے والے عالم اس بات پر اصرار کریں۔ کہ انہوں نے اسلام کی صحیح ترجمانی کی ہے۔ تو میں اس کے برعکس ثبوت دینے کے لئے تیار ہوں۔ لہٰذا میں اُمید کرتا ہوں۔ کہ اس کتاب کی دوسری طبع یا اسے دوسری زبانوں میں ترجمہ کرنے سے پہلے ہم سے مشورہ کر لیا جائے گا۔ تاکہ اس کتاب کے پڑھنے والوں کو اسلام کے متعلق صحیح معلومات بہم پہنچا سکیں۔ میرا یقین ہے کہ اس کتاب کی تصنیف کا مقصد بھی یہی ہے کہ لوگوں کو زندگی کے مسائل میں صحیح راہنمائی حاصل ہو۔ خاکسار اس معاملہ میں پوری امداد کے لئے حاضر ہے۔ آپ نے اپنے خط میں تحریر کیا ہے کہ اس درسی کتاب کے مصنفین سے سارے کیتھولک فرقہ کے لوگ بھی متفق نہیں۔ میں اس بات کو تسلیم کرتا ہوں کہ اس کتاب کے مضمون کے ساتھ تمام کیتھولک اتفاق نہیں رکھتے ہوں گے۔ مگر یہ بالکل الگ بات ہے میں آپ کی خدمت میں یہ بھی عرض کرنی چاہتا ہوں۔ کہ مہربانی فرما کر جو اسلام کے متعلق غلط باتیں بیان کی گئی ہیں ان کو اخبار ریڈیو یا ٹیلی ویژن کے ذریعہ بھی رفع کرنے کی کوشش کی جائے۔

خاکسار۔ غلام احمد بشیر
ڈائرکٹر اسلامک انسٹی ٹیوٹ ہیگ ہالینڈ

اس خط کا مدیر کی طرف سے جواب نہ ملنے پر ہم نے ۲۶ مئی کے اخبار ان ہیگ میں ایک پبلک جلسہ کا اعلان کرایا اور اس اعلان میں ہم نے بتلایا کہ کیتھولک فرقہ کی درسی کتاب پر تبصرہ کیا جائے گا۔ ہم نے یہ خبر یہاں کی نیوز ایجنسی کو بھی بھیج دی۔ جنہوں نے اسے آگے نشر کر دیا۔ جلسہ کے روز اس ایجنسی کا ایک نمائندہ اور ایک اور اخبار کے نمائندے بھی تشریف لائے۔ انہوں نے ہمارے جلسہ کی کارروائی کی رپورٹ بنا کر تمام اخبارات کو بھیج دی۔ تین چار اخباروں میں یہ خبر جلی الفاظ میں شائع ہوئی۔ ان میں سے الوقت (De Tijd) اخبار کے تراشے کا ترجمہ دیا جاتا ہے:۔

"مسلمان آرچ بشپ الفرنک کے ساتھ درسی کتاب کے متعلق بات چیت کرنا چاہتے ہیں" اس عنوان کے ماتحت انہوں نے لکھا ہے اس امر کے متعلق اسلامک انسٹی ٹیوٹ میں جلسہ کیا گیا ہے۔ بشیر صاحب نے بیان کیا کہ اس درسی کتاب کے مصنفین نے اپنے مضمون میں تحقیق سے کام نہیں لیا۔ کیونکہ اس کتاب میں کہا گیا ہے کہ اسلام کے نزدیک تمام چیزیں اور انسان بلا واسطہ خدا سے آتے ہیں۔ اس لئے ان کی اپنی کوئی ہستی نہیں اور یہ کہ گناہ اور فضل کی حقیقت سے اسلام ناواقف ہے اور مسلمان کے لئے ظاہری احکام پر عمل ہی کافی ہے۔ مصنفین کا یہ دعوےٰ بیان کرنے کے بعد بشیر صاحب نے بتلایا کہ یہ صحیح ہے کہ سب کچھ خدا تعالےٰ کے ذریعہ ہی منصۂ شہود پر آتا ہے۔ مگر یہ کہنا صحیح نہیں کہ انسان اور دوسری چیزیں اپنی ہستی نہیں رکھتیں۔ اور ان کا عمل خدا کا عمل ہوگا۔ یہ صحیح ہے کہ مسلمان خدا کی ذات پر توکل کرتا ہے۔ مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ انسان قوانین قدرت کو نظر انداز کر دے۔ خدا تعالےٰ انسانوں کی حالت اس وقت تک نہیں بدلتا جب تک انسان اپنی حالت بدلنے کی طرف توجہ نہ کرے۔ یہ سب باتیں واضح اور ظاہر طور پر قرآن مجید میں مذکور ہیں۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ مؤلفین نے ان باتوں پر غور ہی نہیں کیا۔ اس قسم کا غلط تصور عیسائیت کے متعلق ...... بھی آسانی سے پیش کیا جا سکتا ہے۔"

۲۷ مئی ۱۹۶۷ء۔ ایمسٹرڈم دی ٹائمز

اس اخبار کے نمائندہ نے اگلے روز انٹرویو کرنے کے لئے وقت مقرر کیا۔ چنانچہ ان کے ساتھ قریباً ڈیڑھ گھنٹہ تک تفصیل سے بات چیت ہوتی رہی۔ نمائندہ اخبار مذکور نے ایک بہت اچھا مقالہ تحریر کیا جو اس پرچہ کی ۱۹۰ جون کی اشاعت میں شائع ہوا۔ اس مقالہ کا ترجمہ حسب ذیل ہے:۔

"پاکستانی آرچ بشپ کے ہاں"۔ کیتھولک کی درسی کتاب میں مسلمانوں کو تیلی کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ لہٰذا غلط باتوں کی تصحیح ضروری ہے۔"

اس عنوان کے ماتحت لکھا ہے ان دنوں آرچ بشپ کے پاس ایک خط آیا ہے جس پر جلی حروف میں لکھا ہوا ہے:۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ خط کا مضمون ڈچ زبان میں نہایت ہی واضح طور پر درج ہے۔ اس خط میں بشیر صاحب جو پاکستانی ہیں۔ اور قریباً بیس برس سے ہالینڈ میں اسلام کے متعلق غلط فہمیوں کو دُور کرنے میں مصروف ہیں۔ آرچ بشپ سے ملاقات کا وقت مانگتے ہیں جو کہ انہیں آج دیا گیا ہے۔

بشیر صاحب کے نزدیک اس کیتھولک کی درسی کتاب میں اسلام کی تعلیم کا جو خلاصہ پیش کیا گیا ہے وہ غلط باتوں سے بھرپور ہے۔ ان کا یہ مقصد ہے۔ کہ وہ اسی کتاب کی دوسری اشاعت میں اسلام کا صحیح تصور پیش کریں۔ اس کتاب کے ادارہ کے مدیر کے ساتھ بشیر صاحب تبادلۂ خیالات کرنے کے لئے ملاقات کی کوشش میں تھے۔ مگر انہیں اس میں کامیابی نہیں ہوئی۔ مدیر صاحب نے انہیں ایک خط میں لکھا ہے کہ اس کتاب کے متعلق اوروں کو بھی اعتراض ہے۔

بشیر صاحب کہتے ہیں کہ ہم مسلمانوں کو اسی کتاب میں پتلیوں کے طور پر پیش کیا گیا ہے گویا ہماری ساری زندگی پہلے سے مقید کی گئی ہے۔ اور ہم اس میں کسی قسم کی تبدیلی کے مجاز نہیں۔ یہ بات قرآن مجید کے صریح خلاف ہے مصنفین نے اپنے مضمون میں تحقیق سے بالکل کام نہیں لیا۔ ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ مصنفین نے اسلامی تعلیم کے اصل منبع قرآن پر غور ہی نہیں کیا۔ میرے خیال میں انہوں نے غلط منبع سے یہ باتیں اخذ کی ہیں اور بغیر سوچے سمجھے انہیں تحریر کر دیا ہے مجھے اس کتاب کے چھپنے پر بہت افسوس ہوا ہے۔ کیونکہ یہ لاکھوں کے ہاتھوں میں جائے گی۔ بشیر صاحب اسلامی انسٹی ٹیوٹ کے ڈائرکٹر ہیں اور عربی کے اُستاد۔ ان کا کام اسلام کے متعلق لوگوں کو صحیح معلومات بہم پہنچانا ہیں یہ تبلیغی مشن ہیں لیکن مگر لوگوں کو براہ راست اسلام کی طرف کھینچنا ہمارا کام نہیں میری یہ کوشش رہتی ہے۔ کہ اسلام کے متعلق پیدا ہونے والی

غلط فہمیوں کو دُور کیا جائے۔ پھر دلچسپی لینے والے خود فیصلہ کریں کہ انہیں کیا کرنا چاہیئے۔" اس طرح انہوں نے اپنے کام کی نوعیت بتلائی۔

تقاریر۔ تبادلۂ خیالات اور تحریرات کے ذریعہ

بشیر صاحب اسلام کی وضاحت کرنے میں سعی کرتے رہتے ہیں ہالینڈ میں شائع ہونے والے لٹریچر کو پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اُن کے لئے ہمیشہ ہی کافی کام موجود رہتا ہے۔ وہ لٹریچر کئی اقسام سے تعلق رکھتا ہے۔

مذکورہ بالا کتاب کے ایڈیٹر کے سوا انہیں دنوں ایک اور مصنف کے ساتھ بھی بات چیت کرتا ہے۔ جو بچوں کے رسالہ TAPTOE (تپ تو) کے ایڈیٹر ہیں۔ انہوں نے جہاد کے متعلق لکھا ہے۔ جس کے متعلق ان ممالک میں بہت سی غلط باتیں مشہور ہیں۔ مصنف لکھتے ہیں کہ اسلام جس طرح بھی پھیلانا ضروری ہے۔ اگر ضرورت پڑے تو طاقت کے زور سے بھی پھیلایا جائے۔ یہ بالکل غلط ہے اسلام کی یہ تعلیم نہیں۔ ایک اور اعتراض جو عام طور پر پیش کیا جاتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ لوگ کہتے ہیں کہ اسلام میں عورت کو بالکل ادنیٰ حیثیت حاصل ہے اور یہ کہ عورت کو چھونے سے مرد ناپاک ہو جاتا ہے۔ پھر یہ کہ مسلمان یونہی کئی کئی عورتوں سے شادی کرتے ہیں، اور جب جی چاہے انہیں طلاق دے دیتے ہیں مگر بشیر صاحب کہتے ہیں کہ یہ بالکل نامعقول بات ہے۔ کہ مرد عورت کو چھونے سے ناپاک ہو جاتا ہے۔ لیکن پھر کچھ ان ممالک میں لوگ اسلام کے متعلق ایسا خیال کرتے ہیں مرد اور عورت خدا کے سامنے بالکل برابر کی حیثیت رکھتے ہیں دونوں ایک ہی خدا کی مخلوق ہیں اور دونوں کی پیدائش کا مقصد بھی ایک ہی ہے۔ یعنی خدا تعالےٰ کی عبودیت اختیار کرنا اسلام یہ نہیں کہتا کہ عورت مرد کی خاطر اور مرد خدا کی خاطر پیدا ہوا ہے۔ جیسا کہ بائبل میں مذکور ہے۔

طلاق کے متعلق بھی عام طور پر غلط فہمی پائی جاتی ہے مگر اسلامی طلاق کے لئے بھی کئی ایک شرائط رکھی گئی ہیں۔ صرف ایک دفعہ یا تین دفعہ طلاق کا لفظ بولنا ہی کافی نہیں بلکہ گواہوں کا ہونا بھی ضروری ہے۔ اور پھر تین ماہ تک مرد اور عورت کو ایک مکان میں ہی رہنے کا حکم ہے۔ اور پھر یہ بھی کہ اردگرد کے لوگ مل کر میاں بیوی میں صلح کروانے کی کوشش بھی کریں۔ اگرچہ اسلام نے طلاق کی اجازت دی ہے مگر ساتھ ہی نبی اکرم صلعم نے فرمایا ہے ان ابغض الحلال عند اللہ الطلاق۔ حلال چیزوں میں سے سب سے زیادہ مکروہ چیز خدا کے نزدیک طلاق ہے۔ یورپ کے بڑے بڑے شہروں میں باوجود طلاق ممنوع ہونے کے پھر بھی اسلامی ممالک کی نسبت طلاقیں زیادہ واقع ہوتی ہیں۔ اگرچہ مسلمان ایک سے زیادہ شادیاں کر سکتا ہے۔ مگر زیادہ شادیوں کی وجہ انسان کی امارت نہیں اکثر بڑی حیثیت کے لوگ بھی ایک سے زیادہ شادی نہیں کرتے۔ لیکن کم حیثیت کے لوگوں میں بھی ایسے پائے جاتے ہیں جو ایک سے زیادہ شادیاں کر لیتے ہیں اور ایسا اسی وقت ہوتا ہے جبکہ پہلی بیوی بیمار ہو جائے یا بچہ پیدا کرنے کی اہل نہ ہو۔ (اسلام اسی حالت میں بجائے پہلی عورت کو طلاق دینے کے دوسری شادی کی اجازت دیتا ہے۔ لیکن مرد کا فرض قرار دیا گیا ہے کہ اگر وہ ایک سے زیادہ شادی کرے تو تمام بیویوں سے یکساں برتاؤ رکھے۔ مرد کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ نئی بیوی کا ہی بن جائے اور پہلی کو کالمعلقہ چھوڑ دے۔ یورپ میں ایک طلاق کی قسم ایسی ہے۔ کہ حقیقت میں طلاق واقع نہیں ہوتی مگر عورت اور مرد الگ الگ رہتے ہیں ایسے لوگوں کے لئے کسی اور سے شادی کرنا ناممکن ہے۔ اٹلی میں اس وقت تیس لاکھ کے قریب ایسے میاں بیوی ہیں جنہیں معلقہ کی حیثیت حاصل ہے۔ اس حالت میں جو سوسائٹی میں خرابیاں پیدا ہوتی ہیں ان کے نتائج نہایت ہی گھناؤنے ہیں) کیتھولک مذہب کی درسی کتاب بشیر صاحب کے نزدیک از سر نو اسلام کے متعلق غلط فہمیاں پیدا کرنے کا موجب ہوں گی۔ یقیناً ہمیں خدا تعالےٰ پر توکل کرنا چاہیئے مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہم قوانین فطرت کو نظر انداز کر دیں۔ جب انسان نماز پڑھنے کے لئے جائے تو پہلے اپنے اونٹ کی ٹانگ کو مضبوطی سے باندھو اور پھر خدا پر توکل کرو۔ بشیر صاحب کے نزدیک عیسائی لوگوں کے عقیدہ کے مطابق انسانی عمل کے بغیر باہر سے ہی سب کچھ آتا ہے جیسا کہ ورثہ کا گناہ اور نجات کا نظریہ بھی باہر سے ہی آتا ہے اور پھر نجات بھی کسی اور کی صلیبی موت اور دُکھ اُٹھانے سے حاصل ہوتی ہے (ان میں انسانی عمل کا کچھ بھی دخل نہیں)

پھر اس کتاب کے متعلق یہ بھی اعتراض ہے کہ اس میں یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اسلام کے نزدیک اللہ تعالیٰ انسان سے بہت دور ہے۔ اور خدا تک انسان کی رسائی ناممکن ہے۔ اور خدا سے محبت اس کی فرمانبرداری تک محدود ہے خدا سے ملنا ناممکن ہے مگر بشیر صاحب قرآن مجید کی آیات کا حوالہ دے کر بتلاتے ہیں ونحن اقرب الیہ من حبل الورید۔ کہ خدا انسان کی شاہ رگ سے بھی قریب تر ہے۔ ہم خدا تعالےٰ کی محبت میں فنا کا مقام حاصل کر سکتے ہیں جس کے بعد خدا تعالےٰ سے لقاء کا مقام ہے اور اس کے حصول کے لئے مسلمان دُعا بھی کرتا ہے۔ قرآن مجید فرماتا ہے: واذا سالک عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوۃ الداع اذا دعان فلیستجیبوالی۔

پھر بشیر صاحب کہتے ہیں کہ اس درسی کتاب میں ہمارے مذہب کی ایک حد تک توہین کی گئی ہے۔ کاش کہ ان قابل اصلاح باتوں کی اصلاح بھی کر دی جائے۔

آرچ بشپ اوترخت کے ہاں

انیس جون کو ساڑھے گیارہ بجے آرچ بشپ آف ہالینڈ کے ہاں وقت مقرر تھا۔ چنانچہ وقت معینہ پر جب میں پہنچا۔ تو بشپ صاحب کسی کے ساتھ گفتگو میں مصروف تھے۔ اس لئے دس منٹ کے قریب مجھے انتظار کرنا پڑا بشپ صاحب بڑے تپاک سے ملے۔ پھر پوچھنے لگے کہ آپ کس ملک سے تعلق رکھتے ہیں جب میں نے بتلایا کہ پاکستان سے تو فرمانے لگے کہ سنہ ۱۹۶۲ء میں میں نے پاکستان میں راولپنڈی کے مقام پر وہاں کے بشپ کے پاس ایک ہفتہ گذارا تھا اور پھر لاہور سے ہوتے ہوئے کراچی سے گذر کر بمبئی کانفرنس کے لئے روانہ ہو گیا تھا۔ بشپ صاحب پر پاکستان کا اچھا اثر تھا۔ عام بات چیت کے بعد میں نے عرض کی کہ میرے آنے کا مقصد یہ ہے کہ میں آپ کی خدمت میں گذارش کروں کہ کیتھولک چرچ کی طرف سے جو کتب و رسالہ جات شائع ہوتے ہیں ان میں اسلام کے متعلق غلط فہمیاں نہ پھیلائی جائیں۔ میرے نزدیک چرچ کا مقصد تو صحیح معلومات بہم پہنچانا ہے ہم یہ نہیں کہتے کہ اسلام پر اعتراضات اور تنقید نہ کی جائے بلکہ یہ کہ جو اعتراض یا تنقید کی جائے وہ حقیقت پر مبنی ہو یہ نہ ہو کہ بعض باتیں غلط طور پر اسلام کی طرف منسوب کی جائیں۔ اور پھر ان باتوں کی بناء پر اسلام کی تنقید کی جائے ابھی ابھی جو درسی کتاب چرچ کی طرف سے شائع ہوئی ہے اس میں اس قسم کی کئی ایک باتیں درج ہیں۔ میں نے مدیر ادارہ تصنیف سے بات چیت کرنے کے لئے وقت مانگا تھا مگر وہ اپنی مصروفیت کی وجہ سے اس طرف توجہ نہیں دے سکتے شاید آپ کی طرف سے اگر بات ہو وہ اس طرف خاص توجہ کے لئے تیار ہو جائیں۔

بشپ صاحب نے میری اس گذارش کو بہت سراہا اور فرمایا کہ واقعی غیر حقیقی باتوں کو حقیقی قرار دے کر ان پر اعتراض کرنا حق و صداقت کے منافی ہے۔ میں مدیرانِ ادارہ تصنیف سے بات کروں گا اور انہیں آپ کی باتوں سے آگاہ کر دوں گا۔ پھر یا تو وہ براہِ راست آپ سے بات چیت کریں گے اور یا پھر میں آپ کو اطلاع کر دوں گا۔ میں نے اس پر آپ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے آپ کی خدمت میں قرآن مجید انگریزی بمعہ تفسیر از مولینا محمد علی صاحب مرحوم بطور تحفہ پیش کی۔ آپ نے اس تحفہ کو بخوشی قبول کرتے ہوئے فرمایا کہ انہوں نے بھی عربی پڑھنا سیکھی تھی۔ مگر اب بہت حد تک بھول چکے ہیں لیکن اُمید ہے کہ وہ اس قرآن مجید کو پڑھنے میں ایک حد تک کامیاب ہو جائیں گے کیونکہ اس کا رسم الخط بہت واضح ہے اس کے بعد میں آپ سے رخصت ہو کر واپس ہیگ پہنچ گیا۔

اخبارات میں تذکرہ

یہاں کی خبر رساں ایجنسی کی طرف سے میری اس ملاقات کی خبر تمام اخباروں کو اور ریڈیو کو کر دی گئی۔ ریڈیو پر خبروں کے دوران یہ خبر بھی نشر ہوئی۔ کہ مسلمان نمائندہ نے آرچ بشپ سے ملاقات کر کے کیتھولک چرچ کی طرف سے شائع ہونے والی کتاب کے خلاف احتجاج کیا ہے اور یہ کہ بشپ صاحب نے ان غلط فہمیوں کے ازالہ کے لئے قدم اٹھانے کا وعدہ فرمایا ہے اور یہ کہ آپ کی خدمت میں نمائندہ اسلام بشیر نے ایک قرآن مجید بطور تحفہ پیش کیا ہے۔

ہالینڈ کے مختلف اخباروں میں یہ خبر جلی حروف میں شائع ہوئی۔ اس وقت تک چھ سات اخباروں کے تراشے آ چکے ہیں۔

(باقی ——— باقی)

اخبار احمدیہ

حضرت امیر ایدہ اللہ مری سے واپس تشریف لے آئے

حضرت امیر ایدہ اللہ کوہ مری میں دو ماہ قیام کرنے کے بعد ۱۸ ستمبر ۱۹۶۷ء کو واپس تشریف لے آئے ہیں۔ اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے آپ کی صحت پہلے سے بہتر ہے۔

اظہارِ تشکر

میری اہلیہ کی بیماری پر بہت سے بزرگوں اور دوستوں نے دعائیں فرمائیں اور ہمدردی کے خطوط بھی لکھے۔ انہیں فرداً فرداً جواب دینا میرے لئے مشکل تھا۔ اس لئے بذریعہ آپ کے موقر جریدہ سب سے پہلے میں خدا کا لاکھ لاکھ شکر ادا کرتا ہوں جو اپنے عاجز بندوں کی دعاؤں کو سنتا اور رحم فرماتا ہے اس کے بعد خاکسار ان سب بزرگوں اور تمام بہن بھائیوں کا از حد ممنون اور شکرگزار ہے جنہوں نے میری اہلیہ کی شفایابی کے لئے دردِ دل سے دعائیں اور خصوصاً جنہوں نے دعاؤں کے علاوہ مادی مدد بھی فرمائی اللہ تعالےٰ ان سب بزرگوں اور ان تمام بہن بھائیوں کو خوش اور سلامت رکھے اور اپنی جناب سے اجر عظیم بخشے آمین بفضل تعالےٰ میری اہلیہ کو اب کافی آرام ہے فالج کا حملہ زبان، بائیں بازو اور ٹانگ پر ہوا تھا۔ زبان بالکل ٹھیک ہو گئی ہے ٹانگ نے بھی کام کرنا شروع کر دیا ہے یعنے بغیر سہارے کے چل پھر سکتی ہے، بازو بھی حرکت کرنے لگ پڑا ہے اللہ تعالےٰ کی بارگاہ میں امید ہے کہ آہستہ آہستہ تمام مفلوج اعضاء ٹھیک ہو جائیں گے۔

بہرحال اب بھی دعاؤں کی نہایت ضرورت ہے۔ اس لئے تمام بہن بھائیوں کی خدمت میں درخواست کرتا ہوں کہ وہ اپنی خلوص بھری دعاؤں کو جاری رکھیں نہایت ممنون ہونگا اللہ تعالےٰ آپ سب کا حامی و ناصر ہو۔ آمین۔ والسلام

خاکسار۔ محمد علی مبلغ ملتان

افسوس کشمیر سٹیٹ میں ایک مشعل بجھ گئی

کھڑ رواہ سے ماسٹر عبدالکریم صاحب لکھتے ہیں:۔

حضرت چوہدری دیوان علی صاحب آف راجوروی کی شخصیت سے کون بے خبر ہے۔ ان کا تقویٰ، ایثار، اخلاص احمدیت کے ساتھ والہانہ عقیدت اپنی مثال آپ تھا۔ ان کی عمر ۹۰ برس سے زیادہ تھی، ابھی بغیر عینک قرآن مجید۔ اخبار اور دینی کتب پڑھا کرتے تھے۔ جس وقت بولتے ان کے دہن سے پھول برستے تھے۔ اور ان کا کلام سخت سے سخت دل انسان کو آناً فاناً موم کی مانند نرم کر دیتا۔ ان کی زندگی کا عملی نمونہ ایک ماڈل تھا۔ افسوس ہم ان کی سرپرستی سے محروم ہو گئے ہیں

مرحوم ایک مسلمہ حکیم بھی تھے۔ مگر کسی بیمار سے کبھی معاوضہ نہ لیتے تھے۔ یہ بزرگ چوہدری غلام مصطفےٰ صاحب امیر صوبائی (جموں) کی معرفت جماعت میں شامل ہو گئے تھے۔ خدا کے فضل سے مرحوم ایک بھارا کنبہ اور خاندان پیچھے چھوڑ گئے ہیں۔ ان کے بیشتر رشتہ دار اور عزیز ۱۹۴۷ء میں پاکستان چلے گئے ہیں

احمدی جماعتوں سے استدعا ہے کہ ان کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھی جائے۔ راجوری میں ان کے جنازہ پر اس قدر ہجوم تھا کہ یکے بعد دیگرے تین بار جنازہ پڑھا گیا۔ جبکہ باہر سے آنے والے لوگوں کا تانتا بندھا رہا۔

ہم دعا کرتے ہیں کہ خدا تعالےٰ ان کے پسماندگان بالخصوص فرزند اکبر چوہدری گلزار احمد صاحب ایم ایل سی راجوری کو صبر جمیل عطا کرے اور ان سب کو مرحوم کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق دے آمین ثم آمین۔ ان کا پتہ یہ ہے۔ راجوری شہر ضلع پونچھ

آنریبل چوہدری گلزار احمد صاحب ایم ایل سی جموں کشمیر

کتاب ”شانِ مسیح موعودؑ“ پر ایک نظر

(بسلسلہ صفحہ ۲)

فیصلہ کا دوسرا آسان طریق یہ بھی پیش کیا ہے کہ حضور نے بارہا لکھا ہے کہ وحی نبوت بند ہے صرف وحی ولایت جاری ہے جو قیامت تک جاری رہے گی اور اپنے متعلق بھی صریح الفاظ میں نہ ایک دفعہ بلکہ متعدد مرتبہ یہی لکھا کہ مجھ پر جو وحی نازل ہوتی ہے وہ وحی نبوت نہیں بلکہ وحی ولایت ہے جو اولیاء امت کو ہوتی ہے حتیٰ کہ ۱۹۰۱ء کے بعد بھی فرمایا و للہ مکالمات و مخاطبات مع اولیاء ئہ فی ھذہ الامۃ وانھم یعطون صبغۃ الانبیاء ولیسوا نبیین فی الحقیقۃ پھر آخری کتاب چشمہ معرفت میں بھی لکھا کہ عکسی طور پر مجھ میں بھی نبوت کا رنگ پیدا کیا گیا ہے غرضیکہ مختلف طریقوں سے حضور نے اس امر کو واضح کیا کہ حضور زمرہ انبیاء کے نہیں بلکہ زمرہ اولیاء کے ہی فرد ہیں یہ نصوص اور محکمات ہیں جن کے مقابلہ میں محض اپنے قیاسات اور متشابہات پیش کئے جاتے ہیں جن کی نصوص اور محکمات کے مقابلہ میں کوئی قدر و قیمت نہیں ہو سکتی لیکن ہمارے علماء ربوہ انہی کو اپنے غلط عقائد کا سہارا بنائے بیٹھے ہیں

یہ ماحصل مندرجہ بالا تحریر میں پیش کیا گیا ہے اس کو مدنظر رکھتے ہوئے قاضی صاحب یا ان کے ہم نوا دیگر علماء ربوہ کیا جواب دیتے ہیں اس کا انتظار کرنے کے بعد ان شاء اللہ آئندہ قسط میں دلائل قویہ سے ثابت کیا جائے گا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے قطعاً اپنے مسلک میں کوئی تبدیلی نہیں کی شروع سے لے کر آخر تک اپنی نبوت کو ناقصہ اور جزئی اور محدثیت کے مفہوم میں ہی قرار دیتے رہے ہیں)

ضرورتِ رشتہ

ایک ایم اے بی ایڈ لیکچرار گورنمنٹ کالج لڑکی کے لئے موزوں رشتہ کی ضرورت ہے۔ لڑکی کے ایک بھائی P.S.O ہیں اور دوسرے ایڈووکیٹ ہائی کورٹ ہیں۔ لڑکا گورنمنٹ سروس کلاس ملا یا اعلےٰ کاروباری حلقہ سے تعلق رکھتا ہو جس کی آمدنی ڈیڑھ ہزار روپیہ کے برابر ہو۔ احمدی خاندان سے تعلق رکھتا ہو۔

خط و کتابت معرفت سیکرٹری انجمن کی جائے۔

بقیہ خطبہ جمعہ (از صفحہ ۶)

مسلمانوں کی کامیابی اسلام کی کامیابی سے ہی وابستہ ہے

تو یہ جو حضرت مسیح موعودؑ نے دین کا نعرہ لگایا تھا اس کو ہم نے قائم نہیں رکھا نتیجہ یہ ہے کہ مسلمان یہ سمجھتے ہیں کہ اگر ہم لادینی طریقوں سے ترقی کر لیں تو ہم کامیاب ہو سکتے ہیں۔ مگر یہ غلط بات ہے۔ صحیح یہ ہے کہ مسلمانوں کی کامیابی اسلام کی کامیابی سے ہی وابستہ ہے اگر اسلام کا غلبہ نہیں تو مسلمان بھی غالب نہیں آسکتا۔ جیسا کہ عرب اسرائیل کی جنگ نے ہم کو دکھلا دیا ہے۔ جب تک اسلام کو مقدم نہیں کیا جائے گا اور جب تک رشتۂ اخوت جو اسلام نے سکھلایا ہے قائم نہیں کیا جائے گا۔ اس وقت تک ہماری دنیاوی طور پر بھی فتح نہیں ہو سکتی۔ مسلمان قوم کو جگانے کی ضرورت ہے اسے احساس دلایا جائے کہ ہماری عزت اسلام سے ہی وابستہ ہے۔ اسلام کو اپنی زندگیوں میں اختیار کرو۔ اس کے علاوہ اور کوئی طریق کامیابی کا نہیں ہے۔ ہماری فتح ایمان کی فتح اور ہماری کامیابی ایمان کی کامیابی سے ہی وابستہ ہے۔

اہلیہ صاحبہ میاں غلام حیدر صاحب تمیم جھنگ کے لئے درخواست دعا

میاں غلام حیدر صاحب تمیم جھنگ جماعت کے رکنِ رکین ہیں ان کی اہلیہ صاحبہ بیمار ہیں اور بیماری کی شدت زیادہ ہے۔ ان کے لئے دردِ دل سے دعا کریں کہ ان کو شفا نصیب ہو۔

بقیہ مقالہ از صفحہ ۳

فرمایئے اس سے بڑھ کر حضرت مسیح موعودؑ کا ذکر اور کس طرح ہو سکتا ہے تعجب ہے مقالہ نگار کو چالیس سے زیادہ کتب اور مسلم و غیر مسلم اصحاب کے نام تو اس ترجمہ کے دیباچہ میں نظر آ گئے لیکن اسی دیباچہ کے اندر مندرجہ بالا الفاظ نظر نہ آئے جن میں اس ترجمہ کی تمام بہترین باتوں کو حضرت مسیح موعودؑ ہی کی طرف منسوب کیا گیا اور آپ کے جاری کردہ علم و معرفت کے چشمہ سے سیراب ہونے کا اعتراف کھلے لفظوں میں کیا گیا ہے، پس جب سب کچھ اس ترجمہ میں حضرت مسیح موعودؑ ہی کا عطا کردہ، آپ ہی کے علم و معرفت کے چشمہ سے حاصل کیا ہوا ہے تو کس طرح کہا جا سکتا ہے کہ وہ حضرت مسیح موعودؑ کی خواہش مندرجہ ازالہ اوہام کو پورا کرنے کا موجب نہیں یقیناً حضرت مولٰنا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت مسیح موعودؑ ہی کے درخت وجودی کی شاخ تھے، جنہوں نے آپ کی القاء کردہ باتوں اور آپ کے جاری کردہ چشمۂ علم و معرفت سے سیراب ہو کر وہ سب کچھ لکھا جو اس ترجمۂ قرآن میں درج ہے۔

درخواستِ دعا۔ حبیب الرحمٰن صادق صاحب کی اہلیہ محترمہ بلڈ پریشر کی وجہ سے بہت زیادہ بیمار ہیں اور ایبٹ آباد میں محترم ڈاکٹر سعید احمد صاحب کے زیر علاج ہیں صادق صاحب احباب کرام سے دعائے صحت کے خواستگار ہیں۔

بیان القرآن کا عکسی ایڈیشن

پیشگی رقوم ارسال کرنے والوں کیلئے خصوصی رعایت

انجمن حضرت مولانا محمد علی صاحب مرحوم و مغفور کی مایۂ ناز تفسیر قرآن مجید موسومہ بیان القرآن کے عکسی ایڈیشن کی طباعت کا اہتمام کر رہی ہے۔ اس پر مجموعی طور پر 40000.00 روپے خرچ ہوں گے کوشش کی جا رہی ہے کہ تفسیر کی ضخامت ۲۲۰۰ صفحات سے گھٹا کر 1500 صفحات ہو جائے۔ آپ کو یہ سن کر خوشی ہو گی کہ بیان القرآن کی مکمل کتابت کے تمام اخراجات کے لئے مکرم و محترم الحاج شیخ فضل الرحمان صاحب ملز اونر نے 15000.00 روپے کا گرانقدر عطیہ مرحمت فرمایا ہے جس کے لئے ہم ان کے شکرگزار ہیں۔ بقیہ 25000.00 روپے کا بوجھ انجمن پر ہے۔ اگر آپ اس میں ذرا سا دست تعاون بڑھائیں تو اس بوجھ میں کافی حد تک کمی واقع ہو سکتی ہے۔ اس کا طریق یہ ہے کہ احباب بیان القرآن عکسی کی خرید کے لئے پیشگی رقوم ارسال کریں۔ ان پیشگی رقوم ارسال کرنے والوں کو انجمن 10.00 روپے فی سیٹ کی خصوصی رعایت دے گی۔ یعنے قسم اوّل 40.00 روپے کی بجائے 30.00 روپے میں۔ قسم دوم 30.00 روپے کی بجائے 20.00 روپے میں۔

ہماری اس اپیل پر اب تک ذیل کے احباب نے لبیک کہا ہے اور پیشگی رقوم ادا کر دی ہیں:—

نام	رقم	نام	رقم
گذشتہ میزان	8775.00	شیخ ممتاز احمد صاحب وزیرآباد	20.00
چوہدری محمد زکی صاحب ملتان (دوسری قسط)	10.00	چوہدری علی محمد صاحب اوکاڑہ	400.00
شیخ عزیز احمد صاحب وزیرآباد	30.00	خواجہ عبدالسلام صاحب راولپنڈی (قسط اوّل)	10.00
غلام نبی مسلم صاحب لاہور	20.00	شیخ عبدالحی صاحب مظفرآباد	30.00
چوہدری منصور احمد صاحب ہیوٹ	130.00	از طرف والدہ مرحومہ محمد اصغر علی صاحب	100.00
اہلیہ صاحبہ شیخ اکرام اللہ صاحب	30.00	میزان	9555.00

خط وکتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں (منیجر)

www.aaiil.org

اے خدا نورِ ہدیٰ از مشرقِ رحمت برآر

گمرہاں را چشم کن روشن ز آیاتِ مبیں

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

ٹیلی فون نمبر ۳۷۳۴

تارکا پتہ: تبلیغ لاہور

ہفت روزہ

پیغام صلح

لاہور

"پاکستان"

جلد ۵۴ | یوم چہارشنبہ مورخہ ۲۲ جمادی الثانی ۱۳۸۷ھ مطابق ۲۷ ستمبر ۱۹۶۷ء | نمبر ۳۸

مولانا محمد یحییٰ بٹ مبلغ جرمن مسلم مشن و امام مسجد برلین مغربی جرمنی

لاہور کے ہوائی اڈہ پر

تین جرمن نو مسلمین جو

یحییٰ صاحب کی روانگی سے چند دن پہلے مسلمان ہوئے۔

مارینا مائسنر

مسلم نام:

بریگیٹ کنف کا

ایرش فوگٹ

مسلم نام: محمد علی

"لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں

لاہور میں ہمارے پاک محب ہیں۔

میں تیرے خالص محبوں کا گروہ بھی

بڑھاؤں گا اور ان کے نفوس و

اموال میں برکت دوں گا۔"

(الہامات حضرت مسیح موعودؑ)

حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا

مصطفیٰ ما را امام و پیشوا

ہست او خیر الرسل خیر الانام

ہر نبوت را برو شد اختتام

آں کتابِ حق کہ قرآں نام اوست

بادۂ عرفانِ ما از جامِ اوست

یک قدم دوری ازاں روشن کتاب

نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا۔

۲۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ ہی آئندہ منسوخ ہوگی۔

۳۔ سب صحابہؓ اور آئمہ رحمہم قابل احترام ہیں۔

۴۔ سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے۔

۵۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔

۶۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا۔

بحرِ حکمت کے موتی

بچوں پر رحم اور محبت کرنا

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قبّل رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم الحسن بن علیّ وعندہ الاقرع بن حابس التمیمی جالسًا فقال الاقرع انّ لی عشرۃ من الولد ماقبلت منھم احدًا فنظر الیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم ثم قال من لا یرحم لا یُرحم۔

ترجمہ:۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حسن بن علیؓ کو بوسہ دیا اور آپؐ کے پاس اقرع بن حابس تمیمی بیٹھا تھا تو اقرع نے کہا میرے دس بیٹے ہیں میں نے اُن میں سے کسی کو بوسہ نہیں دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف دیکھا پھر فرمایا جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔

نوٹ:۔ از حضرت مولینا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ
والدین کا بچوں سے محبت کرنا آداب اور اخلاق اسلامی کا ایک ایسا ہی ضروری حصہ ہے جیسا اولاد کے لئے ماں باپ کی اطاعت اور ان کے ساتھ نیکی کرنا۔

عن عائشۃ رضی اللہ عنھا قالت جاءَ أعرابیٌّ الی النبیُّ صلی اللہ علیہ وسلم فقال تقبّلون الصبیان فما نقبّلھم فقال النبیؐ صلی اللہ علیہ وسلّم أوَ اَملکُ لك ان نزع اللہ من قلبك الرّحمۃ۔

ترجمہ:۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے۔ کہا ایک دیہاتی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا آپؐ بچوں کو بوسہ دیتے ہیں، ہم تو انہیں بوسہ نہیں دیتے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میرا اس میں کوئی . . . . اختیار ہے کہ اللہ نے تیرے دل سے رحم نکال دیا۔

روح اسلام کے قارئین حضرات سے

التماس

ماہنامہ کا مالی سال آخر اکتوبر میں ختم ہو رہا ہے۔ جن احباب نے سالانہ چندہ اور اس کے بقایا جات ابھی تک ادا نہیں کئے ازراہ کرم بھیج کر عنداللہ ماجور ہوں۔

ادارۂ ماہنامہ روح اسلام
احمدیہ بلڈنگس لاہور نمبر

رنج و راحت اور عُسر و یُسر میں خُدا تعالیٰ کی رضا کو مقدّم کریں

"ہر ایک شخص کو جو ہمارے ہاتھ پر بیعت کرتا ہے جان لینا چاہیئے کہ جب تک آخرت کے سرمائے کا فکر نہ کیا جاوے کچھ نہ بنے گا"

حضرت مجدّدِ زمان مسیح موعود علیہ السّلام کے ارشاداتِ طیّبہ

مجھے خوب معلوم ہے کہ ابھی تک ہماری جماعت میں سے کثرت سے ایسے لوگ بھی ہیں جو خیال کرتے ہیں کہ اگر ہماری دُنیا کو کسی طرح سے کوئی جنبش آئی تو ہم کدھر جائیں گے۔ مگر تعجب تو یہ ہے کہ ایک طرف تو ہمارے ہاتھ پر اقرار کرتے ہیں کہ ہم دُنیا پر دین کو مقدم سمجھیں گے اور دوسری طرف دنیا و مافیہا میں پھنسے ہوئے ہیں کہ دُنیا کی خاطر ہر ایک دینی نقصان برداشت کرنا گوارا کرتے ہیں۔ ذرا سا کوئی کنبہ میں بیمار ہو جاوے یا بیل بکری مر جاوے تو جھٹ بول اُٹھتے ہیں یہ کیا ہوا ہم تو مرزا صاحب کے مُرید تھے ہمارے ساتھ کیوں یہ حادثہ ہوا۔ حالانکہ یہ خیال انکا خام ہے۔ وہ اس سچے رشتہ سے جو اللہ تعالیٰ سے باندھنا چاہیئے ناواقف ہیں۔ برکاتِ الٰہی انسان پر اس وقت نازل ہوتے ہیں جب خدا تعالیٰ سے مضبوط رشتہ باندھا جاوے جیسے رشتہ داروں میں رشتہ کا پاس ہوتا ہے۔ ویسے ہی اللہ تعالیٰ کو اپنے بندہ کے رشتہ کا جو اس پاک ذات کے ساتھ ہے سخت پاس ہوتا ہے سو مولا کریم اس کے لئے غیرت دکھاتا ہے۔ اور اگر کوئی دُکھ یا مصیبت اسکو پہنچتی ہے تو وہ بندہ اپنے لئے راحت جانتا ہے۔ الغرض کوئی دُکھ اس رشتہ کو توڑتا نہیں اور نہ کوئی سکھ اُسکو دوبالا کرتا ہے۔ ایک سچا تعلق حقیقی عشق عبد و معبود میں قائم ہو جاتا ہے۔ مگر ہماری جماعت میں چالیس آدمی بھی ایسے مضبوط رشتہ کے جو رنج و راحت عُسر و یُسر میں خدا تعالیٰ کی رضا کو مقدم کریں تم ہم جان لیں کہ ہم جس مطلب کیلئے آئے تھے، وہ پورا ہو چکا اور جو کچھ کرنا تھا وہ کر لیا۔ کبھی سوچنے کی بات ہے کہ صحابہ کرامؓ کے تعلقات بھی تو آخر دنیا سے تھے ہی، جائدادیں بھی تھیں، مال تھا، زر تھا، مگر انکی زندگی پر کس قدر انقلاب آیا کہ سب کے سب ایک ہی دفعہ دستبردار ہو گئے اور فیصلہ کر لیا کہ انّ صلوتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ ربّ العالمین ہمارا سب کچھ اللہ ہی کے لئے ہے۔ اگر اس قسم کے لوگ ہم میں ہو جاویں تو کونسی آسمانی برکت اس سے بڑھ کر ہے۔ بیعت کرنا صرف زبانی اقرار ہی نہیں بلکہ یہ تو اپنے آپ کو فروخت کر دینا ہے۔ خواہ ذلت ہو، نقصان ہو، کچھ ہی کیوں نہ ہو کسی کی پرواہ نہ کی جاوے۔ مگر دیکھو۔ اب کس قدر ایسے لوگ ہیں جو اپنے اقرار کو پورا کرتے ہیں بلکہ خدا تعالیٰ کو آزمانا چاہتے ہیں۔ بس یہی سمجھ رکھا ہے کہ اب ہمیں مطلقاً کسی قسم کی تکلیف نہیں ہونی چاہیئے۔ اور ایک پُرامن زندگی بسر ہو، حالانکہ انبیاء اور قطبوں پر مصائب آئے اور ثابت قدم رہے۔ مگر یہ ہیں کہ ہر ایک تکلیف سے محفوظ رہنا چاہتے ہیں بیعت کیا ہوئی۔ گویا خدا تعالیٰ کو رشوت دینی ہوئی۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے احسب النّاس ان یترکوا ان یقولوا اٰمنّا وھم لا یفتنون یعنی کیا یہ لوگ گمان کرتے ہیں کہ یہ فقط کلمہ پڑھ لینے پر ہی چھوڑ دیئے جاویں گے اور انکو ابتلاؤں میں نہیں ڈالا جائیگا۔ پھر یہ لوگ بلاؤں سے کیسے بچ سکتے ہیں۔ ہر ایک شخص کو جو ہمارے ہاتھ پر بیعت کرتا ہے جان لینا چاہیئے کہ جب تک آخرت کے سرمائے کا فکر نہ کیا جاوے کچھ نہ بنے گا۔ اور یہ ٹھیکہ کر نا کہ ملک الموت میرے پاس نہ پھٹکے۔ میرے کنبہ کا نقصان نہ ہو، میرے مال کا بال بیکا نہ ہو، ٹھیک نہیں ہے۔ خود دفتر طلاق کھلاوے علاوہ ثابت قدمی صدق سے منتقل ہے۔ اللہ تعالیٰ مخفی راہوں سے اسکی رعایت کریگا۔ اور ہر ایک قدم پر انکا مددگار بن جاویگا۔"

(ملفوظات جلد ششم صفحہ ۱۵-۱۶)

ہفت روزہ پیغام صلح —— لاہور —— مورخہ ۲۷ ستمبر ۱۹۶۷ء

حضرت مولانا محمد علی صاحب رح کے انگریزی ترجمۃ القرآن کے متعلق قادیانی بغض و تعصب کا اظہار

(۲)

گزشتہ اشاعت میں ہم بتا چکے ہیں کہ حضرت مولینا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے انگریزی ترجمۃ القرآن کے دیباچہ ہی میں اس ترجمہ کی تمام اچھی باتوں کو حضرت مسیح موعودؑ کی القا کردہ قرار دیا ہے اور اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ میں نے علم و معرفت کے اس چشمہ سے جو اس مصلح اعظم اور چودھویں صدی کے مجدد نے جاری کیا سیر ہو کر پیا ہے۔ باوجود اس کے قادیانی اخبار بدر کے مقالہ نگار نے حق پوشی سے کام لیتے ہوئے یہ دروغ گوئی کی ہے کہ

"جس جگہ مولوی محمد علی صاحب کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیان فرمودہ حقائق درج کرنے کے سوا کوئی چارہ نہ رہا وہاں بھی آپ کی کتب وغیرہ کا کوئی حوالہ درج نہیں کیا حالانکہ دوسرے لوگوں کی کتابوں سے جو باتیں اخذ کر کے درج کی گئی ہیں ان کے ساتھ سند و حوالہ پیش کیا گیا ہے اس سے بھی ظاہر ہے کہ مولوی محمد علی صاحب نے اس بات کا پورا پورا اہتمام کیا کہ کسی کو یہ معلوم نہ ہو سکے کہ ان کے ترجمہ میں کوئی ایسی بات بھی درج ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دنیا کے سامنے پیش کی۔"

کس قدر ناحق بیانی اور دروغ گوئی ہے کہ حضرت مولینا تو ترجمہ کی ساری اچھی اور بہترین باتوں کو حضرت مسیح موعودؑ کی القا کردہ بالفاظ دیگر آپ ہی کی طرف منسوب کرتے ہیں اور بدر کے مقالہ نگار صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتابوں کے حوالے نہیں دیئے گئے اور اس بات کا پورا پورا اہتمام کیا گیا ہے کہ کسی کو یہ معلوم نہ ہو سکے ......

...... کہ اس میں حضرت مسیح موعودؑ کی بیان کردہ باتیں بھی درج کی گئی ہیں، اوے صاحب جب ایک دفعہ کہہ دیا گیا کہ اس ترجمہ کی ساری ہی اچھی باتیں حضرت مسیح موعودؑ کی القاء کردہ ہیں، اور آپ ہی کے چشمہ علم و معرفت سے حاصل کی گئی ہیں تو پھر کتابوں کے حوالوں کے کیا معنے اور آپ کی بیان کردہ باتوں کو چھپانے کے پورے اہتمام کا کیا مطلب؟ غور کیجئے کیا یہ خواہ مخواہ کا بتنگڑ بنانا اور ڈھٹائی نہیں کہ سب کچھ حضرت مسیح موعود کی طرف منسوب کرنے اور کھلے لفظوں میں آپ کے جاری کردہ چشمہ علم و معرفت سے سیراب ہونے کا اعتراف کرنے کے باوجود یہ کہا جائے کہ اس بات کا پورا پورا اہتمام کیا گیا ہے کہ یہ معلوم نہ ہو سکے کہ آپ کی کوئی بات اس ترجمہ میں درج ہے کوئی بات کیا وہ تو سب ہی اچھی باتیں حضرت مسیح موعودؑ سے منسوب کر چکے، پھر بھی مقالہ نگار بدر کو جھوٹ بولتے ہوئے خوف خدا نہ آیا۔

اور سن لیجئے لکھا ہے:۔

"اس ترجمہ قرآن میں حضور کے دعاوی کی صداقت کا ذکر تک نہیں کیا جاتا مولوی صاحب کے نزدیک قرآن میں صرف ایک جگہ اشارہ پایا جاتا ہے جس کا سہارا لے کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دعوے کیا چنانچہ سورۃ نور کی آیت استخلاف کے متعلق اپنے تفسیری نوٹ ۱۷۶۳ میں لکھتے ہیں:۔

اس آیت کا اشارہ مجددین کی طرف بھی ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق ہر صدی کے سر پر آتے رہیں یہی وہ آیت ہے جس کی بناء پر مرزا غلام احمد قادیانی بانی جماعت احمدیہ نے چودھویں صدی کے مجدد اور مسیح ہونے کا دعوے کیا تھا۔

ان الفاظ سے صاف ظاہر ہے کہ مولوی صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ذکر ایسے رنگ میں کیا کہ ان کے متعلق کسی کو یہ گمان بھی نہ ہو کہ آپ چودھویں صدی کے مجدد اور مسیح کی صداقت کے قائل ہیں"

غور کیجئے حضرت مولینا تو شروع دیباچہ میں حضرت مسیح موعودؑ کو مصلح اعظم زمانہ حاضرہ کا سب سے بڑا مذہبی رہنما اور چودھویں صدی کا مجدد تسلیم کر چکے ہیں، اور مقالہ نگار بدر کے نزدیک آیت استخلاف کی تفسیر میں انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ذکر ایسے رنگ میں کیا کہ ان کے متعلق کسی کو یہ گمان بھی نہ ہو کہ آپ چودھویں صدی کے مجدد اور مسیح کی صداقت کے قائل ہیں، کیا اس ترجمہ کا دیباچہ پڑھنے والا یہ کہہ سکتا ہے کہ حضرت مولانا حضرت مرزا صاحب کے مجدد اور مسیح موعود ہونے کے قائل نہ تھے؟

اس کو بھی چھوڑ دیئے خود آیت استخلاف کے محولہ بالا تفسیری نوٹ کے الفاظ کو ملاحظہ فرمائیے جو حسب ذیل ہیں:۔

Here is also a reference here to the Divine
promise to raise reformers among the Muslims
as prophets were raised among the Israelites.
Such is the clear promise contained in a saying
of the Holy Prophet: "Surely Allah will raise up
for this people (i.e., the Muslims) in the beginning
of every century one who will revive for its religion
(A.D -36:4). The promise given in the verse may
therefore refer not only to the temporal successors
of the Holy Prophet, but also to his spiritual
successors or reformers. The analogy of the
Israelites, to which the verse refers, points to the
appearance of a Messiah among the Muslims
as a Messiah was raised among the Israelites,
and it was on this verse that the claim of the
Hazrat Mirza Ghulam Ahmad of Qadian, the
founder of the Ahmadiyya movement, was based
He claimed to be a reformer for the fourteenth
century of the Hijrah and the Messiah whose
advent among the Muslims was foretold.

ترجمہ:۔ اس جگہ (آیت استخلاف میں) اللہ تعالےٰ کے اس وعدہ کا بھی ذکر پایا جاتا ہے کہ مسلمانوں میں مجدد مبعوث کئے جائیں گے جیسے بنی اسرائیل میں نبی مبعوث ہوتے رہے، یہ وعدہ صاف لفظوں میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث میں موجود ہے جس میں حضور نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ اس امت کے لئے ہر صدی کے سر پر ان لوگوں کو مبعوث کریگا جو ان کے دین کو ان کے لئے تازہ کریں (ابوداؤد) اس لئے اس آیت میں نہ صرف رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیوی جانشینوں کا بلکہ آپ کے روحانی جانشینوں یا مصلحین کا بھی وعدہ دیا گیا ہے۔ اس آیت میں اسرائیلیوں سے جس مماثلت کا ذکر ہے اس میں مسلمانوں کے اندر ایک مسیح کی بعثت کی طرف بھی اشارہ پایا جاتا ہے جیسا کہ بنی اسرائیل کے اندر ایک مسیح مبعوث ہوا تھا، اور یہی وہ آیت ہے، جس پر حضرت مرزا غلام احمد قادیانی بانی تحریک احمدیت کے دعوے کی بنیاد رکھی گئی، آپ نے چودھویں صدی ہجری کا مجدد اور مسیح ہونے کا دعوی کیا جس کی مسلمانوں میں بعثت کی پیشگوئی کی گئی تھی"۔

یہ ہے وہ تفسیری نوٹ جس کو مقالہ نگار بدر نے چند مبہم الفاظ میں اس امر کے ثبوت میں پیش کیا ہے کہ اس کے اندر مسیح موعود کا ذکر ایسے رنگ میں کیا گیا ہے کہ کسی کو گمان بھی نہ ہو کہ حضرت مولینا آپ کے چودھویں صدی کے مجدد اور مسیح ہونے کے قائل ہیں، قارئین کرام مندرجہ بالا الفاظ سے معلوم کر سکتے ہیں کہ مقالہ نگار بدر کا بیان کہاں تک صحیح ہے، کیا جو شخص مسیح موعود کے اسم گرامی کے ساتھ "حضرت" کا لفظ استعمال کرتا ہے اور بتاتا ہے کہ آپ کے دعوے مجددیت و مسیحیت کی بنیاد آیت استخلاف پر ہے، اس کے متعلق کیا یہ گمان بھی ہو سکتا ہے کہ وہ حضرت مسیح موعودؑ کی مجددیت و مسیحیت کا قائل نہیں؟ عقل محو حیرت ہے کہ اسے کیا کہیئے

اخبار و افکار

تاریخ سائنس میں عربوں کا حصّہ

قرونِ وسطیٰ میں اہلِ عرب نے سائنس کی ترّقی اور نشر و اشاعت میں جو حصّہ لیا اس کی اہمیّت کو بعض یورپی مصنفین نے یہ کہکر کم کرنے کی کوشش کی ہے کہ عربوں نے صرف قدیم یونانی افکار کو تازہ اور عربی زبان میں منتقل کر دیا، لیکن حقیقت پسند مورخین اس رائے کے حامی نہیں اور انہوں نے عربوں کے علمی انکشافات کا کھلے دل سے اعتراف کیا ہے۔ چنانچہ ماہنامہ "فکر و نظر" نے ایک یورپی مصنّف موسیو اینے تاتان کی جدید ترین تاریخ سائنس سے جو چار جلدوں میں لکھی جا رہی ہے عربی اسلامی فتوحات کا خلاصہ ان الفاظ میں نقل کیا ہے:۔

"ہم نے عربوں کی سائنس کے بارے میں جو کچھ کہا ہے اس سے اچھی طرح واضح ہو جاتا ہے کہ یہ بات کہ عرب صرف قدما کے افکار کو متاخرین تک منتقل کرنے والے تھے حقیقت سے بہت دور ہے انہوں نے دنیا میں علمی ذوق کو نئے سرے سے پیدا کیا اور یونانیوں کے نظریات کو عملی تجربے کی کسوٹی پر کسا، ان کی اسی اپج کا جو انہوں نے سائنس کے عملی استعمال میں دکھائی یہ نتیجہ تھا کہ وہ رصد گاہ تقیل اور علم کیمیا کے حیرت انگیز آلات کے موجد ہوئے انہوں نے تاریخ میں پہلی بار ہسپتال قائم کئے جن میں وہ نہ صرف مریضوں کا علاج کرتے تھے بلکہ طبیبوں کی ٹریننگ اور علمی تحقیقات کا کام بھی انجام دیتے تھے۔

"اس علم و حکمت کی شمع کو جسے مغرب میں وحشی قبائل نے گُل کر دیا تھا بحر روم کے کنارے بسنے والی ایک اور قوم نے روشن رکھا جس کے فرزند شب و روز اسی دھن میں رہتے تھے کہ اللہ تعالےٰ کے جلوے ہر شان اور ہر رنگ میں دیکھیں اور اس کی عظمت و قدرت کے گُن گائیں۔"

موسیو تاتان نے بقول ماہنامہ "فکر و نظر" افسوس کے ساتھ اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ:۔

"قرونِ وسطےٰ میں عالم اسلامی کو علوم و فنون کا سب سے بڑا اور سب سے ترقی یافتہ مرکز ہونے کی حیثیّت سے جو اہمیّت اور منزلت حاصل تھی اس کا آج سائنس کی دنیا کو کوئی اندازہ نہیں اس لئے کہ مسلمانوں کی علمی خدمات کے بارے میں ابھی تک بہت ناکافی معلومات حاصل ہو سکی ہیں۔"

یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے اسلام سے وابستہ ہو کر قرآنی ہدایات کے ماتحت ایسے شاندار علمی کارنامے سرانجام دئیے جو رہتی دنیا تک یادگار رہیں گے۔ آہ آج ان کی اولادیں حکمت سے عاری ہو کر ذلت و نکبت کا منہ دیکھ رہی ہیں، آج دشمنانِ اسلام طعنہ زن ہیں کہ عربوں کی یہ ذلت اسلام سے وابستگی کا نتیجہ ہے، حالانکہ انہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ آباؤ اجداد نے نورِ اسلام سے منوّر ہو کر ہی وہ علمی روشنی دنیا میں پھیلائی جس کا ذکر موسیو تاتان نے مندرجہ بالا الفاظ میں کیا ہے، اس لئے یہ کہنا خلافِ حقیقت نہیں کہ عربوں کی موجودہ حالت اسلام کے بجائے عرب قومیّت کا لبادہ اوڑھنے کا نتیجہ ہے، کاش وہ اب بھی اسلام سے وابستگی اختیار کر کے علمی دنیا میں اپنے اسلاف کا نام روشن کریں۔

تعلیمی نصاب سے خلافتِ راشدہ کا اخراج

یہ امر از حد افسوسناک ہے کہ شیعہ مطالبات کے پیش نظر تعلیمی نصاب سے خلافتِ راشدہ کا باب خارج کر دیا گیا ہے۔ ہمیں حیرت ہے کہ اس باب میں کونسی ایسی بات ہے جو شیعی معتقدات کے لئے ضرر رساں ہو سکتی ہے، سوائے اس کے کہ اہلِ تشیع حضرت ابو بکرؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کو خلیفہ برحق نہیں سمجھتے اور خلافت بلا فصل کے اصل حق دار حضرت علیؓ کو یقین کرتے ہیں، باقی ان ہر سہ خلفاءؓ کے حالات اور ان کے کارنامے ایسے تاریخی حقائق ہیں جن سے کسی کو اختلاف نہیں ہو سکتا، اس لئے زیادہ سے زیادہ اس باب میں یہ لکھا جا سکتا تھا کہ شیعہ اصحاب کے نزدیک یہ ہر سہ اصحابؓ خلافت کے حقدار نہ تھے، اصل حقدار حضرت علیؓ تھے، لیکن اہلِ سنّت کے نزدیک وہ سب خلیفہ برحق تھے۔ اتنا تو گوارا کیا جا سکتا ہے لیکن سارے ہی باب کو جس میں ان کے حالات، ان کے نظامِ مملکت، انکی فتوحات وغیرہ کے اذکار ہیں نصاب سے خارج کر دینا کہاں تک مبنی برانصاف ہے، تاریخی واقعات، تاریخی واقعات ہیں انکو نہ جھٹلایا جا سکتا ہے اور نہ اُن سے گریز کیا جا سکتا ہے۔

اس لئے خلافت راشدہ کا سارے کا سارا باب نصاب سے خارج کر دینا کسی طرح مناسب نہیں، ہم نہیں کہتے کہ شیعہ اصحاب کے مطالبات کو نظر انداز کر دیا جائے، ان کا جھگڑا صرف اس قدر ہے کہ خلافت کا اصل حق دار کون تھا اور کون نہیں تھا، اسی کا ذکر نصاب میں کیا جا سکتا ہے کہ شیعہ اصحاب کے نزدیک فلاں فلاں اصحاب خلافت کے حقدار نہ تھے اور اصل حقدار فلاں صاحب تھے، باقی ان اصحاب نے غلط یا صحیح طور پر منصبِ خلافت پر فائز ہو کر جو کام کئے، جو فتوحات کیں، اسلامی نظامِ مملکت کو جس طرح پر چلایا ان کے ذکر سے شیعی معتقدات کو کوئی ٹھیس نہیں لگ سکتی، ان کو نصاب تعلیم سے نکال دینے کے کیا معنے؟ کیا اس سارے باب کا اخراج اہلِ سنّت کے لئے موجب صدمہ اور باعث رنج نہ ہو گا؟ اور کیا یہ سُنّی حضرات کے ساتھ ظلم نہیں کہ ان کے بچوں کو خلافت راشدہ کے تاریخی حقائق سے محروم کیا جا رہا ہے؟ ہم حکومت پاکستان سے باادب گذارش کریں گے کہ وہ اس فیصلہ پر نظر ثانی کر کے اہلِ تشیع اور اہلِ سنت ہر دو جماعتوں کے عقائد و جذبات کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس باب میں مناسب ترمیم کرنے کا حکم صادر فرمائیں اور سارے اسے بکلی نصاب سے خارج نہ کیا جائے۔

بھارتی وزیر اعظم کی بے بسی

معاصر "صدق جدید" سے بلا تبصرہ:۔

"وزیر اعظم اندرا گاندھی کی تقریر آل انڈیا کانگرس ورکنگ کمیٹی کے جلسے میں:۔

"مسلمانوں کو یہ الزام دینا کہ انہوں نے کانگریس سے بے وفائی کی، بالکل نکمی بات ہے مسلمانوں کو ہم نے کانگرس کا وفادار بنانے کی کب کوشش کی کہ آج انہیں الزام دیتے ہیں۔ قومی یکجہتی کمیٹی نے میری صدارت میں کچھ تجویزیں پیش کیں لیکن آج تک ان پر عمل نہ ہو سکا۔ اردو کے سلسلے میں ہم وہ اقدامات بھی نہ کر سکے جو ضروری تھے۔ فرقہ وارانہ فسادات کے روک تھام کے لئے ہم نے بہت سوچا مگر کچھ نہ ہو سکا۔ اس لئے مسلمانوں کو الزام دینا بالکل غلط ہے ہمیں الزام اپنے آپ کو دینا چاہیئے۔"

لاکھ بلیغ ہو اعتراف قصور، اس سے کہیں زیادہ بلیغ ہے ان اعترافات کا ابہام! قومی یکجہتی والی کمیٹی کی تجویزوں پہ عمل کیوں نہ ہو سکا! اور آخر کس نے نہ ہونے دیا؟ اُردو کے سلسلے میں ضروری اقدامات کرنے سے مانع آخر کون رہا؟ "فرقہ وارانہ" حملوں اور بلوؤں کی روک تھام کی تدبیروں پہ آخر کس کا حکم امتناعی غالب آگیا! بے بسی تو ظاہر ہی ہو کر رہی لیکن یہ کچھ بھی نہ کھلا کہ کن کے ہاتھوں اب ملک کی وزیر اعظم وہ آہ کہ اس درجہ بے بس۔ اور اس خاص موضوع پر اس درجہ بے زبان!۔

جماعت میں باہمی رشتے ناطے

یہ تحریک ان کالموں میں کئی مرتبہ دوہرائی جا چکی ہے کہ ہماری جماعت میں جو لڑکے اور لڑکیاں قابل ازدواج ہوں انکے رشتے جماعت ہی کے اندر ہونے چاہئیں، اس سے احباب جماعت میں باہمی ارتباط بڑھتا ہے جو جماعت کے استحکام کا موجب ہوتا ہے۔ اگرچہ غیر از جماعت مسلمانوں کے ساتھ رشتے ناطے کرنا ناجائز نہیں، لیکن جماعتی استحکام اس بات کا متقاضی ہے کہ ہمارے رشتے جماعت کے اندر ہی ہوں۔ لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ بعض دوست اپنے لڑکوں کے رشتے جماعت سے باہر کر لیتے ہیں جس کا نتیجہ ہوتا ہے کہ لڑکیوں کے لئے جماعت کے اندر موزوں رشتے نہیں مل سکتے۔ اگر انکے بھی رشتے جماعت سے باہر کئے جائیں تو غیر از جماعت شوہروں کے دباؤ کی وجہ سے جماعت کیساتھ ان کے تعلقات ختم ہو جاتے ہیں اور احمدیت کا اثر بھی زائل ہو جاتا ہے، لڑکوں کے بھی جو رشتے باہر ہوتے ہیں ان میں سے بعض کا غیر از جماعت بیوی اور اسکے رشتہ داروں کے اثر کے ماتحت جماعتی تعلق قائم نہیں رہ سکتا! الا ماشاء اللہ جبالاگر لڑکے لڑکیوں کے رشتے جماعت ہی کے اندر ہوں تو اس سے نہ صرف باہمی ارتباط بڑھ سکتا ہے بلکہ جماعت کی ترقی کا بھی موجب ہو سکتا ہے اس لئے ہم ایک دفعہ پھر اپنے احباب سے درخواست کرتے ہیں

(باقی برصفحہ ۱۰ کالم ۳)

جنّت چاہتے ہو تو اپنی تمنّائیں، آرزوئیں اور اعمال خُدا تعالیٰ کی رضا کے ماتحت کر دو

بخشش کا انحصار مذہبی، قومی، اور نسلی تفاخر پر نہیں بلکہ اعمالِ صالحہ پر ہے

خُطبۂ جُمعہ - مؤرخہ ۱۵ ستمبر ۱۹۶۷ء - فرمودہ حضرت مکرّم مولینا شیخ عبدالرّحمٰن صاحب مصری دامت برکاتہٗ بمقام جامع احمدیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

وَقَالُوا لَن يَدخُلَ الجَنَّةَ اِلّا مَن كَانَ هُودًا اَو نَصَارٰى۔ تِلكَ اَمَانِيُّهُم۔ قُل هَاتُوا بُرهَانَكُم اِن كُنتُم صٰدِقِين بَلٰى مَن اَسلَمَ وَجهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحسِنٌ فَلَهٗ اَجرُهٗ عِندَ رَبِّهٖ وَلَا خَوفٌ عَلَيهِم وَلَا هُم يَحزَنُون (البقرہ - ۱۱۲ - ۱۱۱) -

آیات کا ترجمہ

ان آیات کا ترجمہ یہ ہے کہ یہود کہتے ہیں کہ جنّت میں سوائے یہودی کے ہرگز ہرگز کوئی اور داخل نہیں ہو گا - اسی طرح عیسائی بھی کہتے ہیں کہ سوائے ان کے اور کوئی جنت میں داخل نہیں ہوگا - ارشادِ الٰہی ہے - تِلكَ اَمَانِيُّهُم یہ ان کی غلط اور نہ پُوری ہونے والی خواہشات ہیں - جو کبھی بھی عملی شکل اختیار نہیں کریں گی قُل هَاتُوا بُرهَانَكُم اِن كُنتُم صٰدِقِين - اگر یہ اپنے اس دعوے میں سچے ہیں تو الٰہی ارشاد یہ ہے کہ ان کو کہدو کہ اگر تم ایسا ادّعا کرنے میں سچے ہو تو اپنے پیش کردہ دعوے پر دلیل لاؤ - فرمایا بَلٰى مَن اَسلَمَ وَجهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحسِنٌ جنّت میں تو وہی جائے گا جو اپنے آپ کو خدا تعالےٰ کے سپُرد کر دیتا ہے -

جنّت میں داخل ہونے کی شرط

محض عیسائی، یہودی، ہندو، مسلمان یا سِکھ، سناتنی، آریہ اور برہمو سماجی کہلانے سے تو کوئی جنت میں نہیں جا سکتا محض کسی مذہب سے ظاہری تعلق کی بناء پر تو جنّت کے دروازے کسی پر نہیں کھُلتے - جنّت میں تو جانے کی شرط یہ ہے بَلٰى مَن اَسلَمَ وَجهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحسِنٌ یعنی جنت میں داخلہ تو صرف انہی کو مل سکتا ہے جو کلیتہً اپنے آپ کو اللہ تعالےٰ کے سپرد کر دیتے ہیں اور پھر اس کی عبادت اس طرح پر کرتے ہیں کہ گویا خدا کو دیکھ رہے ہیں -

احسان کیا ہے -

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم سے کسی نے دریافت کیا مَا الاِحسَانُ یَا رَسُولَ اللہ - حضور احسان کس کو کہتے ہیں - حضرت صلعم نے فرمایا کہ احسان یہ ہے کہ خدا کی عبادت اس طرح کی جائے کہ گویا تم خدا کو دیکھ رہے ہو، اگر تم اس مقام پر نہیں پہنچے ہوئے تو تمہیں کم ازکم یہ یقین ہو کہ خدا تعالےٰ تم کو دیکھ رہا ہے -

جنّتی انسان کو خوف و حزن طاری نہیں ہوتا

فرمایا جنّت میں جانے کی شرط یہ ہے کہ انسان اپنا سارا وجود سپرد خدا کر دے - اس کی ساری آرزوئیں اور ساری تمنّائیں اور سارے اعمال محض خدا تعالےٰ کے لئے ہو جائیں فَلَهٗ اَجرُهٗ عِندَ رَبِّهٖ پس ایسے شخص کو اپنے ربّ کے ہاں سے اجر ملتا ہے ایسے لوگ اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی دونوں جگہ لَا خَوفٌ عَلَيهِم وَلَا هُم يَحزَنُون کے مصداق ہو جاتے ہیں یعنے نہ ان کو خوف لاحق ہوتا ہے اور نہ ان پر غم طاری ہوتا ہے - اس دنیا میں ہم دیکھتے ہیں کہ ایسے لوگوں کے لئے جب بھی خوف کی حالت پیدا ہوتی ہے تو خدا تعالےٰ کی طرف سے تسلی اور اطمینان کے سامان پیدا کر دیئے جاتے ہیں اور خوف کے حالات کو ھَبَآءً مَّنثُورًا کر دیا جاتا ہے تاکہ وہ حزن میں مبتلا نہ ہوں اور یہی یقینی ثبوت ہوتا ہے اس امر کا کہ آخرت میں نجات کے متعلق خدا نے جو وعدے کئے ہیں وہ ضرور پورے ہو کر رہیں گے خوف آئندہ کے خطرے کے متعلق ہوتا ہے اور حزن کسی صدمہ کے عملی شکل اختیار کر لینے کے نتیجہ میں پیدا ہوتا ہے -

جنّت میں کون داخل ہوگا

ہر مذہب والا تقریباً یہی خیال دل میں جمائے بیٹھا ہے کہ جنّت کو حاصل کرنے کا استحقاق صرف اسی کو ہے باقی مذاہب والے سب اس سے محروم ہیں ایسے لوگ اس بارہ میں عجیب و غریب خیالات رکھتے ہیں - سناتن دھرمی ہندوؤں کا اس بارے میں عجیب و غریب خیال ہے - ایک دفعہ ان کے سالانہ جلسہ میں ایک شاعر نے نظم پڑھی - میں بھی اس جلسہ میں موجود تھا، اس نظم کا ایک مصرعہ تو ابھی تک مجھے یاد ہے وہ یہ کہ ؎

گنگا نے بند کر دیا نرک کا دوارہ

ہندو لوگ مُردوں کو جلا کر ان کی ہڈیوں اور راکھ کو دریائے گنگا میں بہا دیتے ہیں - ان کا اعتقاد یہ ہے کہ جس کسی کی ہڈیاں گنگا میں پڑ گئیں وہ سیدھا جنت میں چلا گیا اسی خیال کی بناء پر اس شاعر نے کہا کہ دریائے گنگا نے دوزخ کا دروازہ بند کر دیا ہے - آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ یہ کیسی مضحکہ خیز بات ہے - اسی طرح عیسائی نجات کے لئے کفارہ کا عقیدہ گھڑے ہوئے ہیں - اسی طرح تمام مذاہب والوں نے ایسے ہی واہیات عقائد بنائے ہوئے ہیں جن کی طرف قرآن کریم کی اس آیت میں اشارہ کیا گیا ہے - صرف اسلام ہی ایک ایسا دین ہے جو اعمال صالحہ کی طرف توجّہ دلاتا ہے وہ اس بات کا قائل نہیں کہ کوئی شخص محض مسلمان کہلا کر ہی جنت میں چلا جائے گا وہ تو جنّت میں جانے کے لئے اللہ تعالےٰ کی کامل فرمانبرداری سے زندگی بسر کرنے کو ضروری شرط ٹھہراتا ہے - یہود کا یہ بھی دعوےٰ ہے جس کا ذکر اس آیت میں کیا گیا ہے وَقَالُوا لَن تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّا اَيَّامًا مَّعدُودَةً - یعنی یہودی کہتے ہیں کہ ہم سوائے چند دنوں کے دوزخ میں نہیں رہیں گے قُل اَتَّخَذتُم عِندَ اللّٰهِ عَهدًا فَلَن يُّخلِفَ اللّٰهُ عَهدَهٗ اَم تَقُولُونَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعلَمُون، کیا تم نے خدا تعالےٰ سے اس بات کا وعدہ لے لیا ہوا ہے کہ اللہ تعالےٰ اپنے اس عہد کے خلاف کچھ نہیں کرے گا - یا تم خدا تعالےٰ کی طرف وہ باتیں منسوب کرتے ہو جو تم نہیں جانتے بَلٰى مَن كَسَبَ سَيِّئَةً وَّاَحَاطَت بِهٖ خَطِيٓئَتُهٗ فَاُولٰٓئِكَ اَصحٰبُ النَّارِ هُم فِيهَا خٰلِدُون یعنے وہ لوگ جو بدیاں کماتے ہیں اور ان کی خطائیں ان کو گھیر لیتی ہیں - وہ لوگ یقیناً دوزخی ہیں اور وہ دوزخ میں رہیں گے - وَالَّذِينَ اٰمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ اَصحٰبُ الجَنَّةِ هُم فِيهَا خٰلِدُون یعنے اس کے مقابل میں جو مومن ہیں - جو خدا کی باتوں کو مانتے ہیں - اس کے احکام کے مطابق عمل کرتے ہیں صرف وہی جنّتی ہیں اور وہی جنّت میں رہیں گے -

یہود و نصاریٰ کا باطل عقیدہ

عیسائی اور یہودی ایک اور دعوےٰ بھی کرتے ہیں جس کا ذکر اس آیت میں ہے وَقَالَتِ اليَهُودُ وَالنَّصٰرٰى نَحنُ اَبنٰٓؤُا اللّٰهِ وَاَحِبَّآؤُهٗ قُل فَلِمَ يُعَذِّبُكُم بِذُنُوبِكُم بَل اَنتُم بَشَرٌ مِّمَّن خَلَقَ يَغفِرُ لِمَن يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَن يَّشَآءُ وَلِلّٰهِ مُلكُ السَّمٰوٰتِ وَالاَرضِ وَمَا بَينَهُمَا وَاِلَيهِ المَصِيرُ (المائدہ ع) یعنے یہودی اور عیسائی کہتے ہیں کہ ہم خدا کے بیٹے اور اس کے پیارے ہیں - ان سے پوچھو اگر یہ سچ ہے تو پھر خدا تمہارے گناہوں پر تمہیں عذاب کیوں دیتا ہے [illegible]

انسان کبھی اپنی اولاد کو تکلیف میں دیکھ کر خوش نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ بے چین ہو جاتا ہے۔ تم اگر اللہ کے بیٹے اور پیارے ہو تو تمہارے گناہوں پر تمہیں سزا نہیں ملنی چاہیئے۔ دوسرے یہ کہ تم

بخشش کا انحصار اعمال پر ہے

اس سے پتہ چلتا ہے کہ یہود و نصاریٰ کے یہ دعاوی کہ ہم خدا کے پیارے ہیں خدا ہمیں دوزخ میں نہیں ڈالے گا یہ جھوٹ ہے۔ خدا کا قانون اٹل ہے جو سب انسانوں اور قوموں پر حاوی ہے۔ وہ یہ کہ مغفرت و بخشش کا انحصار اعمال پر ہوتا ہے جو اپنے نیک اعمال کے ذریعہ مغفرت الٰہی کا طالب ہوتا ہے اللہ تعالےٰ اس پر اپنی مغفرت کی چادر ڈال دیتا ہے اور جو اپنی بداعمالیوں کے ذریعہ عذاب الٰہی کو دعوت دیتا ہے وہ عذاب الٰہی کی گرفت میں آجاتا ہے جزا و سزا کے سامان یا آسمانوں میں ہیں یا زمین میں یا ان کے درمیان ان سب کا مالک وہی ہے اس لئے نہ مستحق جزا اپنی جزا سے محروم رہ سکتا ہے نہ مستحق سزا سزا سے بچ سکتا ہے سب امور کا انجام اسی کے قبضہ میں ہے۔

برہان کا مطالبہ

یہ جو اللہ تعالےٰ نے ھاتوا برھانکم کے الفاظ میں یہود و نصاریٰ سے برہان کا مطالبہ کیا ہے اس سے مراد محض عقلی دلیل نہیں اس قسم کی دلیل تو ہر کوئی دے سکتا ہے جس قسم کی دلیل کا مطالبہ ان الفاظ میں کیا گیا ہے اس کی طرف اشارہ ان آیات میں کیا گیا ہے والذین اتخذوا من دونه اولیاء ما نعبدهم الا لیقربونا الی الله زلفی یعنی جن لوگوں نے اللہ کے غیر کو اپنے اولیاء بنایا ہوا ہے وہ کہتے ہیں ہم ان کی عبادت محض اس لئے کرتے ہیں کہ یہ ہم کو مقرب الٰہی بنا دیں۔ .... اللہ تعالےٰ سورۃ بنی اسرائیل ع ۵ میں ان کے اس ادعا کی تردید میں فرماتا ہے قل لو کان معه آلهة کما یقولون اذاً لا تبغوا الی ذی العرش سبیلا سبحانه وتعالیٰ عما یقولون علواً کبیراً یعنی اگر خدا کے ساتھ اور بھی معبود ہیں جیسا کہ یہ کہتے ہیں تب تو ان کی پرستش کے نتیجہ میں ذی العرش خدا کے ساتھ ان پرستاروں کا تعلق پیدا ہو جاتا لیکن حقیقت یہ ہے کہ ان میں ایک شخص بھی خدا رسیدہ نہیں سب تعلق باللہ سے محروم ہیں ورنہ خدا کی ذات تو اس سے پاک ہے کہ صحیح عمل کی صحیح جزا نہ دے اور اس کی اور اس کی شان اس سے بالا ہے کہ جو کچھ مقرب الٰہی بننے کا ان کا خیال ہے وہ اسے پورا نہ کرے اگر یہ صحیح طریق پر گامزن ہوں سچے مذہب کے پرکھنے کے لئے یہی ایک کسوٹی ہے جو اس پر پورا اترے گا وہی مذہب خدا کے ہاں مقبول سمجھا جائے گا پس ہم ان سے پوچھتے ہیں کہ کوئی ایسا انسان پیش کرو جو محض یہودی کہلاتے ہوئے وہ خدا رسیدہ بن گیا ہو یا تمہاری محرف کتابوں پر عمل کر کے ولی اللہ اور مقرب الٰہی بن گیا ہو۔ اور خدا کے ساتھ اس کا تعلق پیدا ہو گیا ہو۔ +

اسلام میں تجدید دین +

یاد رکھو کوئی مذہب بھی اپنے پیروان میں سے ایسا انسان نہیں دکھلا سکتا اور اس کسوٹی پر صرف اسلام ہی پورا اترتا ہے۔ وہ تؤتی اکلها کل حین کے ماتحت ہر زمانہ میں ایسے انسان پیدا کرتا رہا ہے جو اپنے مقرب ہونے کا ثبوت بہم پہنچاتے رہے ہیں یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ دوسروں سے تو وہ بطور دلیل ایسے انسان کے پیش کرنے کا مطالبہ کرے اور خود ایسا انسان پیش نہ کرے چنانچہ اس نے یہ مستقل انتظام کیا ہے کہ ہر صدی کے سر پر ایک ایسا انسان پیدا کرتا ہے جو زمین پر حجۃ اللہ کا کام دیتا ہے قرآن کی سورۃ نور میں ایسے خلفاء کے پیدا کرنے کی پیشگوئی موجود ہے اور حدیث میں یہ الفاظ موجود ہیں ان الله یبعث علیٰ رأس کل مائة سنة من یجدد لها دینها اور یہ پیشگوئی ہر صدی میں پوری ہوتی رہی ہے چنانچہ ہر صدی کے سر پر خدا کی طرف سے مجدد مامور کھڑا ہوتا رہا ہے۔ جو قرب الٰہی سے مشرف ہو کر قوم کو الٰہی فیوض و انعام سے متمتع کرتا رہا ہے۔ اس مامور و مجدد کا وجود دلیل ہوتا ہے اس بات پر کہ ھاتوا برھانکم کا مطالبہ پورا کر دیا گیا ہے اس لئے اسلام ہی سچا دین ہے اور اس بات کا مصداق ہے کہ جو شخص خدا تعالےٰ کی ہدایات پر عمل کرے گا وہ یقیناً یقیناً ہدایت یافتہ ہو جائے گا۔ اس کے لئے دنیا میں بھی جنت ہے اور آخرت میں بھی جنت ہے

فضل الٰہی سے بے نصیب مذاہب

خدا تعالےٰ نے مطالبہ کیا تمام مذاہب سے کہ تم ایسا انسان پیدا کرو۔ اور اپنے متعلق فرمایا الله ولی الذین آمنوا یخرجهم من الظلمات الی النور اور سورۃ حدید کے آخر میں فرمایا کہ یہ نور تو صرف اسلام کی پیروی سے ہی ملتا ہے جو ظلمات سے نکال دیتا ہے اور ہزاروں کو اس نے نکالا فرمایا دوسرے مذاہب میں اب یہ نور موجود نہیں اس لئے وہ خدا کے اس فضل سے محروم ہیں۔

اسلام کی پیروی سے رحمت کے دروازے کھلتے ہیں

اسلام کی پیروی سے انسان کی پہلی غلطیاں معاف ہو جاتی ہیں اور اس پر رحمت کے دروازے کھل جاتے ہیں

حضور نبی کریم صلعم کے بروز

اسلام نے عملاً ایسے آدمی پیدا کئے ہیں جو خدا تعالےٰ کی رحمتوں کے وارث بنے جنہوں نے قرآن پر عمل کر صبغۃ اللہ کا مقام حاصل کیا۔ ان کے ذریعہ سے خدا اور رسول صلعم کی حقانیت و صداقت کا پتہ چلتا ہے اور یہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بروز ہوتے ہیں۔

بروز کے معنی

بروز کے معنی ہی یہ ہیں کہ اس کے ذریعہ سے اس کے متبوع نبی کی صداقت ظاہر ہوتی ہے۔ ان مقربین الٰہی کا دل شفاف پانی کی طرح بن جاتا ہے۔ جس طرح چاند کا عکس پانی میں پڑتا ہے۔ اور چاند کا عکس پانی میں پڑنا اس بات کی دلیل ہے کہ پانی صاف شفاف ہے اس طرح اہل اللہ کے صاف دلوں پر رسول صلعم کی نبوت کا انعکاس ہوتا ہے۔

شجر اسلام کے پھل

فرمایا کہ اسلام ایک درخت کی طرح ہے جو ہر زمانہ میں پھل دیتا ہے۔ ۱۳ سو سال میں ہزاروں اولیاء پیدا ہوئے ہیں ...... افریقہ میں، ہندوستان میں، غرضیکہ جہاں کہیں بھی اسلام پہنچا وہاں اس کے اثرات سے مقربین الٰہی پیدا ہوتے رہے چنانچہ ہر زمانہ کبھی خالی نہ رہا۔

حضرت نبی کریم صلعم کے کامل بروز

اس پُر آشوب زمانہ میں اللہ تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود کو بھیجا جس نے حضرت نبی کریم صلعم کی نبوت کا سب سے بڑا عکس لیا جس کی وجہ سے حضور اکمل بروز کہلاتے ہیں +

حضرت مرزا صاحبؒ کے وجود میں الٰہی وعدے پورے ہونے کے متعلق چند مثالیں

ھاتوا برھانکم کے مطالبہ کو پورا کرنے کے لئے جو نظام اسلام میں قائم کیا گیا ہے اس کا ذکر کرنے کے بعد اب یہ دیکھنا باقی ہے کہ کیا اللہ تعالےٰ نے خدا کی رضا کی راہوں پر کامل طور پر چلنے والوں کے متعلق جو وعدہ فلا خوف علیهم ولا هم یحزنون بطور جزا اور انعام کے کیا ہے وہ حضرت مرزا صاحب کے وجود میں پورا ہوا ہے یا نہیں کیونکہ اس زمانہ میں صرف انہیں ہی اول المسلمین ہونے کا دعوےٰ تھا۔ واقعات اس امر کی تصدیق کرتے ہیں کہ وعدہ ان کے حق میں ضرور پورا ہوا اس کی چند مثالیں بطور نمونہ پیش کی جاتی ہیں۔

حضرت مسیح موعود نے جب دعوےٰ مہدی اور مسیح ہونے کا کیا تو مخالفت کا طوفان اُٹھ کھڑا ہوا۔ صرف ہندوستان کے علماء ہی نہیں بلکہ مکہ اور مدینہ کے علماء نے بھی انہیں واجب القتل قرار دیا یہ کس قدر خوف کا مقام ہے۔ ایسے خوف کے مقابلہ میں بڑے بڑے لوگ ہمت ہار دیتے ہیں۔ اس سے بڑھ کر اور کیا خوف کا مقام ہو سکتا ہے، کہ ہر وقت آپ کی جان خطرہ میں تھی خصوصاً ایسے زمانہ میں جبکہ کسی انسان کو دُور سے ہی گولی کا نشانہ بنا کر ہلاک کر دینا معمولی بات تھی سازشوں کا جال پھیلا ہوا تھا ایسے سازشیوں کو فری میسن کے نام سے پکارا جاتا ہے جو کسی کو قتل کرنے کی ایسی خفیہ تدابیر اختیار کرتے ہیں کہ پکڑے بھی نہیں جا سکتے۔ بڑے بڑے آدمی آسانی سے قتل کئے جاتے ہیں اور قاتل کا پتہ بھی نہیں چلتا۔ ادھر حضرت مسیح موعود کے پاس نہ کوئی فوج ہے نہ کوئی پہرے دار جو حفاظت کر رہے ہوں۔ صرف خدا کے فرشتے ہیں جو ان کی حفاظت کر رہے تھے۔ حضور فرماتے ہیں کہ میرا خدا میرے ساتھ ہے۔ وہ فرماتا ہے لوگ تیری حفاظت کریں یا نہ کریں میں تیری حفاظت کروں گا وہ کہتا ہے تو میری حفاظت میں ہے فری میسن مسلط نہیں کئے جائیں گے کہ اس کو ہلاک کریں دیکھو کس طرح خدا نے اپنے وعدہ کو پورا کرتے ہوئے ساری عمر دشمنوں کے حملوں اور ان کی سازشوں سے محفوظ رکھا کوئی قتل پر قادر نہ ہو سکا خوف اور حزن سے آزاد رہنے کا کیسا ایمان افروز نظارہ دنیا نے دیکھا مگر بصیرت رکھنے والے کے لئے کیا اس میں زبردست دلیل خدا کی ہستی پر، اسلام کی صداقت پر اور اس امر پر کہ حضرت مرزا صاحب فی الحقیقت آیت بلیٰ من اسلم وجهه لله وهو محسن کے مصداق تھے پھر خطرناک سنگین مقدمات میں پھنسا کر عدالت سے سزا دلوانے اور جیل کی ہوا کھلانے کی بھی کوششیں کی جاتی رہیں لیکن اپنی تمام کوششوں میں

کیتھولک چرچ ہالینڈ اور اسلام

اسلام کے متعلق غلط فہمیوں کے ازالہ کی کوشش

اخبارات اور ریڈیو کے ذریعہ اسلامی تنقید

اہلِ فہم مسلمان احباب فرمائیں کہ کیتھولک چرچ والوں نے جو کچھ اسلام کے متعلق لکھا ہے وہ صحیح ہے؟

(بسلسلہ اشاعت گذشتہ)

ریڈیو پر مذاکرہ

اس سے اگلے روز ۲۲ جون کو ایک ریڈیو کے نمائندہ نے انٹرویو لیا۔ اور مجھ سے اس مطبوعہ کتاب پر اعتراضات دریافت کئے۔ میں نے مختصراً عرض کیا۔ کہ اس کتاب میں یہ کہا گیا ہے۔ کہ مسلمان یہ مانتے ہیں۔ کہ ہمارے خیالات اور اعمال دراصل ہمارے نہیں بلکہ ان کی بلاواسطہ علّت خدا تعالےٰ ہے اور یہ کہ اسلام کے اصولوں میں خدا اور انسان کے درمیان محبت کا تعلق شامل ہے۔ اگر مسلمان صوفیاء خدا کی محبت میں سرشار نظر آتے ہیں تو یہ دراصل عیسائی تعلیم کا اثر ہے۔

ریڈیو والوں نے ایک اور تعلیم یافتہ کیتھولک دوست سے ان باتوں کے متعلق تنقیدی بیان حاصل کیا جنہوں نے میری باتیں سننے کے بعد بتلایا کہ بشیر صاحب کے اعتراضات یقیناً حقیقت پر مبنی ہیں۔ اس کتاب میں اسلام کے متعلق جو کچھ کہا گیا ہے کہ وہ مسلمانوں کو عمل سے روکتا ہے غلط ہے۔ اور خدا تعالےٰ کی محبت کے متعلق جو بات کہی گئی ہے وہ بالکل ہی غیر معقول ہے۔ ان باتوں کا ازالہ کرنا ضروری ہے۔ پھر انہوں نے کہا کہ اسلام اور عیسائی نمائندگان کا آپس میں تعاون اور تبادلہ خیالات ہونا ضروری ہے۔ موجودہ وقت یہ تقاضا کرتا ہے کہ ہم ایک دوسرے کے خیالات سے صحیح طور پر آگاہ ہوں۔

ریڈیو کی غیر حاضری کر ایک کیتھولک پریس کے نمائندہ انٹرویو کے لئے آئے۔ جنہوں نے اپنے علاقہ کے اخبار میں مقالہ شائع کیا جس کا ترجمہ حسب ذیل ہے:-

"اسلام کے متعلق کیتھولک چرچ کی نئی درسی کتاب پر تنقید"

"آرچ بشپ کو قرآن کا تحفہ دیا گیا"

"کل آرچ بشپ صاحب کو بشیر صاحب نے قرآن کا تحفہ پیش کیا۔ آپ ۱۲ سال سے ہالینڈ میں مقیم ہیں اور آپ پاکستان کے باشندہ ہیں اور یہ تحفہ کیتھولک چرچ کی طرف سے شائع ہونے والی درسی کتاب پر تنقید کے برحق ہونے کے ثبوت کو واضح کرنے کے لئے ہے بشیر صاحب جو انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک سٹڈی

ان لیڈن کے ڈائرکٹر ہیں اور عربی زبان کے استاد ہیں۔ وہ گذشتہ عرصہ میں اس نئی شائع ہونے والی کتاب میں اسلام کے متعلق غلط باتیں شائع ہونے کی وجہ سے بہت ملال کا اظہار کرتے ہیں۔ اس کتاب میں جس طرز پر قرآن مجید اور اسلام کا ذکر کیا گیا ہے۔ وہ اس ملال کی وجہ ہے۔

"ابتداء میں انہوں نے مدیر ادارہ تصنیف کے ساتھ تبادلۂ خیالات کرنے کی کوشش کی۔ مگر جب اس میں انہیں کامیابی نہ ہوئی تو انہوں نے آرچ بشپ کو لکھا۔ جنہوں نے بشیر صاحب کو ملاقات کے لئے وقت دیا۔ بشیر صاحب نے آرچ بشپ کی خدمت میں ان غلط باتوں کا ذکر کیا ہے جو مذکورہ کتاب میں چھپی ہیں۔ انہوں نے وعدہ فرمایا کہ مذکورہ کتاب کے لکھنے والوں سے ان امور کا ذکر کر کے یا تو خود اطلاع دیں گے اور یا اس کتاب کے مدیر۔ بشیر صاحب نے بتلایا کہ آرچ بشپ نے قرآن کا تحفہ بڑی خوشی سے قبول کیا۔ اور فرمایا کہ وہ عربی عبارت پڑھ سکتے ہیں۔ پتہ نہیں اب بھی پڑھ سکوں یا نہ۔ بشیر صاحب کی تنقید اس امر کے بارہ میں ہے کہ اسلام کے متعلق یہ کہا گیا ہے کہ وہ یہ سکھلاتا ہے کہ سب کچھ پہلے سے ہی مقرر ہے اس لئے ہمارے اعمال دراصل ہمارے اعمال نہیں ہیں۔ آپ کی تنقید اس بات پر بھی ہے کہ مصنفین کتاب مذکور نے یہ بھی لکھا ہے۔ کہ اسلام میں دراصل ظاہری قوانین پر عمل کو ہی اصل قرار دیا گیا ہے۔ مگر بشیر صاحب کہتے ہیں کہ کسی ایک مذہب میں بھی ظاہری قوانین کو مقصود قرار نہیں دیا جا سکتا۔ ظاہری اوامر و نواہی دراصل حقیقت کو پانے کے ذرائع ہیں۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ اس قسم کی غلط باتوں پر تنقید ان کے اسلامی انسٹی ٹیوٹ کے ڈائرکٹر ہونے کے عمل میں داخل ہے۔ کیونکہ اس ادارہ کا مقصد اسلام کے متعلق صحیح معلومات بہم پہنچانا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ اس ملک میں اسلام، اللہ (اسلام کا خدائی تصور) قرآن اور مسلمانوں کے متعلق بہت سی غلط باتیں مشہور ہیں۔"

(برابند دلچ بیلاد۔ ۲۰ جون ۱۹۶۷ء)

ایک سعید روح

اس خبر کے نتیجہ میں ایک بچوں کے پرچہ کے ایڈیٹر صاحب نے فون کیا۔ کہ وہ خاکسار سے ملنا چاہتے ہیں۔ کیونکہ ان کے پرچہ میں جو مضمون شائع ہوا تھا۔ اس میں بعض غلط باتیں بھی شائع ہوئی ہیں۔ اس پرچہ کا نام ہے Tamtoe (تپ تو) اور اس کا ذکر اوپر کیا گیا ہے۔ اب وہ صاحب اس ہفتہ کے روز ملاقات کے لئے آ رہے ہیں۔ میرے نزدیک یہ اُن کی بڑی سعادت ہے کہ جب انہوں نے خبر سُنی کہ ان کے پرچہ میں اسلام کے متعلق ایسی باتیں شائع ہوئی ہیں جن کو مسلمان نہیں مانتے یا پسند نہیں کرتے تو انہوں نے خود فون کیا اور اپنے پرچہ میں غلط چھپی ہوئی باتوں کی اصلاح کرنے کی خواہش ظاہر کی اللہ تعالےٰ اس قسم کی سعید روحوں کو پیدا کرے تاکہ لوگ غلط اور لایعنی باتوں کی بجائے اسلام کی صحیح تعلیم سے روشناس ہو سکیں۔

مدیر صاحب مذکور کا لایعنی عُذر

جب اخبار (de Tijd) دی تائید کی ۱۹ تاریخ کی اشاعت میں تنقیدی مقالہ شائع ہوا اور کتاب کے مدیر صاحب کو میری آرچ بشپ سے ملاقات کا علم ہوا تو انہوں نے ایک خط اخبار کو برائے اشاعت بھیج دیا تاکہ عام لوگوں کو حقیقت سے اطلاع نہ ہو۔ چنانچہ ان کے جواب کا ترجمہ ذیل میں درج ہے۔

"۱۹ر جون کو شائع ہونے والے اخبار میں ہماری نئی درسی کتاب کے متعلق بشیر صاحب کے اعتراضات شائع ہوئے ہیں۔ اس میں یہ بھی کہا گیا ہے۔ کہ ان کی میرے اور معاونین کے ساتھ تبادلۂ خیالات کرنے کی کوشش بھی رائیگاں ثابت ہوئی۔ اچانک جب میں ڈاک خانہ میں اسلام کے متعلق شائع ہونے والی باتوں کی اصلاحات پر مشتمل ایک خط ڈال کر واپس آ رہا تھا تو مندرجہ اخبار میں مجھے وہ مقالہ نظر آیا۔ بشیر صاحب مجھ سے ملنے کی خواہش رکھتے تھے لیکن میں نے ان سے عرض کی تھی کہ اپنے اعتراضات لکھ کر بھیج دیں۔ چنانچہ انہوں نے پھر ایسا کر بھی دیا۔ چونکہ بعض لوگ چھٹی پر اور بعض انتہائی طور پر تھکے ہوئے تھے اور بعض امتحانات لینے میں مشغول تھے۔ اس لئے ماہرین کا اجلاس بلانا ناممکن تھا۔ جس میں بشیر صاحب کے اعتراضات سن کر تبادلہ خیالات کیا جاتا۔ لیکن اس کتاب کے تراجم ہو رہے تھے۔ اس لئے ضروری تھا کہ جلدی غلط باتوں کا ازالہ کیا جائے (اس بناء پر تحریری اعتراضات منگے گئے) اس دوران میں بشیر صاحب کو اپنے ۴ر مئی والے خط کا جواب نہ ملا۔ ان کا خط ۶ر مئی کو مجھے ملا۔ تو میں اس دن بیرون ملک روانہ ہو رہا تھا۔ اور پھر میں ۱۳ر جون تک ملک سے باہر رہا۔ اس کے بعد دوسرے امور کے درمیان ہم نے ماہرین کو جمع کرنے کی کوشش کی۔ اور ہم نے خط کا جواب دینے میں ماہرین کے جواب کا انتظار کیا تاکہ ہمارا جواب محض ظاہریت پر مبنی نہ ہو بلکہ حقیقی جواب ہو" لیکن باوجود اس کے ابھی تک انہوں نے براہ راست میرے خط کا جواب نہیں

دیا۔ پھر وہ لکھتے ہیں کہ "ہم نے چار مقامات پر اصلاحات کی ہیں۔ اور یہ اصلاحات محض لفظی تبدیلیاں ہیں مگر اس سے اصل مشکل حل نہیں ہوتی) اس کے بعد پھر وہ لکھتے ہیں کہ "ہمارے ماہرین نے ہمیں یقین دلایا ہے کہ ہم نے تو پہلی دفعہ ہی اچھی طرح غور و خوض کے بعد مضمون لکھا تھا۔ ان اصلاحات سے یقیناً بشیر صاحب کے تمام اعتراضات دور نہیں ہو سکے ہوں گے۔ یہ سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ ہم ان کے متعلق بتا دیں کہ ان کی اسلام میں کیا حیثیت ہے۔ بشیر صاحب کا تعلق جمہور اسلام سے نہیں بلکہ وہ جماعت احمدیہ کے ممبر ہیں۔ جو ایک چھوٹا سا گروہ ہے۔ اور پاکستان میں اس کا مرکز ہے۔ اس جماعت کے بانی احمد ہیں۔ جماعت احمدیہ کی دو شاخیں ہیں۔ ایک تو اپنے بانی کو نبی اور دوسری مجدد و مصلح کے طور پر مانتی ہے۔ دونوں جماعتوں کے نمائندگان ہالینڈ میں مقیم ہیں۔ بشیر صاحب کا تعلق آخری جماعت سے ہے۔

"حقیقتاً سارے یورپ میں ان کی چھوٹی چھوٹی جماعتوں کے ذریعے اسلام کی تبلیغ ہو رہی ہے۔ ان کی قرآنی تفسیر عام مسلمانوں کے نظریہ سے قسمت سے کم مطابقت رکھتی ہے۔ مگر نئی درسی کتاب میں اسلام کی تعلیم کو بیان کرتے وقت جمہور مسلمانوں کے عقیدہ کو لیا گیا ہے۔ جیسا کہ قاہرہ والے مانتے ہیں۔ لہٰذا اس کتاب میں جہاں دو تین صفحات اسلام کی تعلیم بیان کرنے کے لئے وقف ہوں وہاں اس چھوٹی سی جماعت کا تذکرہ متوقع نہیں ہو سکتا۔ لیکن یہ ایک معجزہ معلوم ہوتا ہے کہ ایسا ذکر پھر بھی آ گیا ہے۔ مثلاً ہم نے لکھا ہے" ایک سوال جو ہم اسلام سے کر سکتے ہیں۔ وہ یہ ہے کہ کیا قرآن میں سے ایسی تعلیم نہیں مل سکتی جس پر بنیاد رکھ کر ترقی کی جا سکے۔ مختلف ممالک اسلامی میں اس کی تلاش ہو رہی ہے۔ مگر ہم کہہ سکتے ہیں کہ اس وقت تک تو یہی ظاہر ہوا ہے۔ کہ اسلام کے خدائی اور عالمی تصور میں قسمت پر انحصار ہی نظر آتا ہے۔ ہمارے نزدیک اس پیرے میں جماعت احمدیہ کے نظریہ کی طرف اشارہ معلوم ہوتا ہے ہم اچھی طرح سمجھتے ہیں کہ بشیر صاحب اپنے عقائد تسلیم کر کے اپنا اطمینان حاصل کر رہے ہیں مگر اگر ہم ان باتوں کو اسلامی تعلیم کے طور پر پیش کرتے تو یہ حقائق علمی کے خلاف ہوتا۔ بشیر صاحب کے لئے ضروری ہے کہ پہلے وہ اسلامی دنیا کو اپنے نظریہ قرآن سے متفق کروائیں اور پھر ہمیں "کہیں" پہلے ہی کم مائیگی کا اقرار کرتے ہوئے تسلیم کیا ہے کہ اس کتاب میں دوسرے مذاہب کی تعلیم کما حقہ بیان کرنا ناممکن تھا۔ (اس مقالہ میں انہوں نے میرے اعتراضات کا زور کم کرنے کے لئے یہ عذر کر دیا ہے۔ کہ انہوں نے جو کچھ لکھا ہے۔ وہ مصری علماء کے عقائد کی بنا پر لکھا ہے مگر دراصل انہوں نے میری ساری باتوں کا جواب نہیں دیا جیسا کہ قارئین کرام ماسبق سے اندازہ لگا سکتے ہیں)

مدیر ادارہ تصنیف کیتھولک چرچ کے اس مقالہ کے جواب میں خاکسار نے ایک مضمون لکھ کر ایک کاپی اخبار کو اور ایک مدیر صاحب کو روانہ کی ہے۔ اس مقالہ میں لکھا گیا ہے کہ مدیر صاحب نے جن اصلاحات کا ذکر کیا ہے وہ کافی نہیں۔ لفظی تبدیلیوں سے اصولی باتوں کا جواب نہیں آ سکتا۔ چونکہ مدیر صاحب کو اس معاملہ میں دیگر لوگوں سے مشورہ کرنے کی ضرورت پڑتی ہے۔ انہیں اسلام کی تعلیم سے تھوڑی سی واقفیت ہے۔ اس لئے میں نے شروع ہی میں زور دیا تھا۔ کہ ان علماء کی مجلس منعقد کر کے خاکسار کو اپنے سوالات پیش کرنے کا موقعہ دیں تا کہ انہیں بات حل کرنے کا موقعہ مل سکے۔ میں نے جو تنقید کی ہے۔ وہ ذاتی تاویلات کی بنا پر نہیں کی۔ بلکہ وہ قرآنی آیات اور احادیث صحیحہ سے استنباط کرتے ہوئے کی گئی ہے۔

ان قرآنی آیات کی روشنی میں اور احادیث صحیحہ کی تائید میں میں پورے وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ میرے بیان سے سارے مسلمان اتفاق رکھتے ہیں۔ مسلمان فرقوں اور جماعتوں میں جو اختلافات پائے جاتے ہیں۔ ان کا تعلق آیات قرآنی اور احادیث سے نہیں بلکہ بعض تاویلات سے ہے۔ مگر کیتھولک علماء نے اسلام کے متعلق جو کچھ لکھا ہے۔ اس میں انہوں نے فروعات سے بحث نہیں کی۔ بلکہ اسلام کے اصولوں پر حملہ کیا ہے۔ سب مسلمان مندرجہ ذیل باتیں جو کیتھولک علماء نے اسلام کے متعلق لکھی ہیں رد کریں گے۔ مثلاً یہ کہنا کہ مسلمانوں کے نزدیک نیکی اور بدی کی جڑھ انسان کے دل میں نہیں بلکہ باہر خدا کی مرضی میں پائی جاتی ہے۔ کسی ایک مسلمان فرقہ کا بھی مذہب نہیں۔ یہ کہنا بھی سب مسلمانوں کے نزدیک غلط ہے کہ مسلمان جنت کو مادی دنیا کا پرتو خیال کرتے ہیں۔ اور یہ کہ اہل [illegible] خدا سے الگ تھلگ ایک دنیاوی زندگی بسر کریں گے۔ یہ بھی بالکل غلط ہے کہ مسلمان حوادثات کے سامنے بے عمل بیٹھنے کی تلقین کرتے ہیں۔ تمام مسلمان ممالک میں جو ترقی ہو رہی ہے۔ وہ اس نظریہ کے غلط ہونے کا کافی ثبوت ہے۔

یہ خیال کرنا کہ قرآن انسانی ترقی کے راستہ میں حائل اور روک بنتا ہے۔ تمام مسلمانوں کے نزدیک باطل ہے کوئی مسلمان فرقہ اس نظریہ کا حامی نہیں ہو سکتا۔ کہ خدا اور انسان کے درمیان محبت کا تعلق نہیں ہے۔ زمین پر کوئی ایک مسلمان بھی نہیں مل سکتا جو یہ کہے کہ خدا اور انسان میں محبت کا تعلق نہیں ہو سکتا۔ علم و فہم والے مسلمان جب کیتھولک علماء کا یہ دعوےٰ سنیں گے تو وہ تعجب ہی تعجب کا اظہار کریں گے۔ کہ اہل علم ہوتے ہوئے کس طرح ایک جاہلانہ بات اسلام کی طرف منسوب کی گئی ہے۔

پھر مصنف کا دعوےٰ کہ قرآن میں اگرچہ ایک آدھ جگہ خدا کی محبت کا ذکر ہے مگر اس سے محض اطاعت فرمانبرداری والی محبت مراد ہے نہ کہ خدا سے ملنے کی۔ خدا سے ایک ہونے والی محبت اسلام کے اصولوں میں داخل نہیں کیونکہ اسلام کا خدا انسان کی پہنچ سے بالا ہے۔ یہ ان کی اسلام اور قرآن سے عدم واقفیت پر شہادت دے رہا ہے۔ کیونکہ قرآن میں ایک آدھ جگہ میں نہیں بلکہ مختلف مقامات پر خدا کی محبت کا ذکر ہے۔ قرآن لوگوں کو دعوت دیتا ہے کہ تمہارا خدا قریب ہے۔ اس کی طرف آؤ۔ نحن أقرب إليه من حبل الوريد۔ وہ تو شاہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے۔ پھر یہ کہنا کہ بائبل میں جو خدا کی محبت کا ذکر ہے۔ مصنف کی بائبل سے بھی عدم واقفیت پر اطلاع دیتا ہے (بائبل میں واضح طور پر بیان ہے کہ خدا کی محبت سے اس کے احکام کی تعمیل مراد ہے) دنیا میں کوئی فہم والا مسلمان نہیں ملے گا جو یہ کہے کہ خدا کا قرب انسان حاصل نہیں کر سکتا۔ پھر اسے بھی کوئی مسلمان نہیں مان سکتا۔ کہ زمانہ وسطیٰ کے صوفیہ اور اولیاء کے لئے حضرت مسیح ؑ ہی نمونہ تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ نبی کریم ؐ کا اپنا نمونہ انہیں خدا کی طرف کھینچ لایا تھا۔ مدیر کتاب کا کہنا کہ میں عام مسلمانوں کے خیالات کی ترجمانی نہیں کر رہا بلکہ اپنی تاویلات پیش کر رہا ہوں۔ یہ غلط ہے۔ مسلمانوں کے اختلافات فروعات کے متعلق ہیں۔ اصولیات میں نہیں۔ اور آپ لوگوں نے جو اسلام کے متعلق باتیں بتلائی ہیں۔ ان کا تعلق اصول سے ہے۔ اس لئے ان غلط فہمیوں کی تردید میں تمام مسلمان بھی متفق ہوں گے اور کوئی مسلمان گروہ آپ کے دعاوی کی تائید نہیں کرے گا۔

پھر عرض ہے کہ میرے اعتراضات کی بنا ذاتی تاویلات پر نہیں رکھی گئی۔ بلکہ واضح اور روشن دلائل قرآن اور حدیث پر ہے میرے نزدیک اب بھی مصنفین کے گروپ کے ساتھ تبادلۂ خیالات مفید ثابت ہو سکتا ہے۔ جس سے بہت سی غلط فہمیوں کا ازالہ ہو جائے گا۔ اس قسم کی کتب کا مطلب تو لوگوں کو صحیح معلومات بہم پہنچانا ہے اور اس طرح سچائی اور حق کی خدمت کرنا۔ لہٰذا ایک پبلک جلسہ جس میں مل کر تبادلہ خیالات کیا جائے یقیناً اس معاملہ میں مفید ثابت ہو گا۔

اب ہم ان کے جواب کا انتظار کر رہے ہیں۔ اللہ کرے کہ۔ لوگ حقیقت پسند بن کر سچائی کی راہ اختیار کریں اور خواہ مخواہ دھوکہ اور تلبیس سے کام لے کر اسلام کے متعلق غلط فہمیاں نہ پھیلائیں۔ یہ محض اللہ کا فضل ہے کہ اس نے ہماری آواز کو اس ملک کے لوگوں تک پہنچا دیا ہے اور بہت سے لوگ اسے قدر کی نگاہ سے دیکھ رہے ہیں اور ہماری باتوں کی تائید کرتے ہیں۔ والسلام

غلام احمد بشیر

قاضی محمد نذیر صاحب کی کتاب ”شانِ مسیح موعودؑ“ پر ایک نظر

کیا حضرت مسیح موعودؑ نے الفاظ ”ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے اُمّتی“ کے مفہوم میں کوئی تبدیلی کی؟

قاضی صاحب اختلاف کو سمجھنے کی کوشش کریں۔

قاضی محمد نذیر صاحب لائل پوری نے حضرت مسیح موعودؑ کو حضور کی صریح تحریروں کے خلاف زمرۂ انبیاء کا فرد ثابت کرنے کے لئے اپنی کتاب ”شانِ مسیح موعودؑ“ میں بہت ہاتھ پاؤں مارے ہیں لیکن ہر موقعہ پر انہیں ناکامی کا ہی منہ دیکھنا پڑا ہے جیسا کہ میری گذشتہ تحریروں سے اس کا واضح ثبوت موجود ہے ان کی تحریروں سے معلوم ہوتا ہے کہ ابھی تک وہ اس بات کو نہیں سمجھ سکے کہ دونوں جماعتوں میں اختلاف کس بات میں ہے میں پھر ان کے گوش گذار کرتا ہوں کہ محترم قاضی صاحب حضرت مسیح موعودؑ کے مقام کے متعلق دونوں جماعتوں میں اختلاف اس امر میں نہیں کہ حضور کے لئے لفظ نبی استعمال ہوا ہے یا نہیں بلکہ اس امر میں ہے کہ باوجود اس لفظ کے استعمال کے آیا حضورؑ زمرۂ اولیاء کے فرد ہیں یا زمرۂ انبیاء کے کیونکہ لفظ نبی تو بعض حیثیتوں سے اولیاء کے لئے بھی استعمال ہو جاتا ہے۔

اولیاء سے مراد

اولیاء سے مراد اُمّت کے وہ اشخاص ہیں جنہوں نے حضرت نبی کریم صلعم کی پیروی سے قربِ الٰہی کو حاصل کیا اور اللہ تعالےٰ کے انعامات کے مورد وہ حضرت نبی کریم صلعم کے فیض سے پرورش یافتہ ہونے کے نتیجہ میں ہوئے اور مقامِ ولایت کو حاصل کیا اسلامی اصطلاح میں ولی کا لفظ اسی اصطلاحی معنی میں استعمال ہوتا ہے اور حضرت مسیح موعودؑ نے بھی اس لفظ کو اپنے لئے اور دیگر کاملین اُمّت کے لئے اسی اصطلاحی معنی میں استعمال کیا ہے اس سے ثابت ہوا کہ اس اصطلاحی معنی کی رُو سے کوئی نبی ولی نہیں ہو سکتا اور نہ محدّث ہو سکتا ہے کیونکہ اسلامی اصطلاح میں محدّث بھی نبی کے فیض سے ہی محدّث بنتا ہے نبیوں کی شان میں ولی یا محدّث کا لفظ محض لغوی معنی یعنی خدا کے پیاروں اور خدا کے دوست، اور مکلّم من اللہ کے معنی میں استعمال ہو سکتا ہے جیسے ام تقنا زعد فیہ سے بھ کوئی بھی تعلق نہیں جس لئے آپ کا بار بار یہ لکھنا کہ تمام انبیاء خاتم الاولیاء تھے، بڑے خطرناک مغالطہ فہمی پر مبنی ہے۔ اصطلاحی معنی کے لحاظ سے کوئی نبی بھی نہ اُمّتی ہوتا ہے نہ ولی یا محدّث، بلکہ نبی کو ولی یا محدّث اگر کہا جاتا ہے تو محض لغوی معنی میں یعنی خدا کے پیارے یا مکلّم من اللہ ہونے کے لحاظ سے نہ کہ اصطلاحی معنی کے لحاظ سے، مہربانی فرما کر اس فرق کو مدِنظر رکھ کر آپ انبیاء کرام کے لئے لفظ ولی یا محدّث استعمال کرتے ہوئے احتیاط سے کام لیا کریں کیونکہ اس میں انبیاء کرام کی سخت ہتک اور ان کے اصل مقام سے ان کو گرانے کے مترادف ہے جس کا ارتکاب میں سمجھتا ہوں آپ سے نادانستہ طور پر ہو رہا ہے۔ خدا کرے یہ حقیقت آپ کو سمجھ آ جائے اور آئندہ آپ اس سے اجتناب کریں بے شک انبیاء کرام میں ولایت کا عنصر پایا جاتا ہے جو اس تعلق پر دلالت کرتا ہے جو انبیاء کرام کو اللہ تعالےٰ سے ہوتا ہے، مگر یہ عنصر ولایت بھی انبیاء کرام میں مستقل حیثیت رکھتا ہے۔ یعنی براہِ راست خدا تعالےٰ سے انہیں ملتا ہے کسی سابق نبی کی اتباع کا اس میں دخل نہیں ہوتا، دیگر اولیاء تو اسے اپنے متبوع نبی کی پیروی سے پاتے ہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ کا مقام

ہمارے نزدیک حضرت مسیح موعودؑ اولیاء کرام اور محدثین اُمّت میں سرِ فہرست ہیں لیکن باوجود اس انتہائی بلند مقام پر پہنچے ہونے کے پھر بھی اولیاءِ اُمّت اور محدثین اُمّت کی جماعت کے ہی فرد ہیں۔ یاد رکھئے کہ اکمل طور پر محدّث ہو جانے کی وجہ سے حضور زمرۂ انبیاء کے فرد قطعاً نہیں بن سکتے نہیں بن سکتے نہیں بن سکتے اور کبھی حضور نے ایسا بننے کی کوشش بھی نہیں کی اور نہ کبھی اس کا اظہار فرمایا اور فرماتے کس طرح سکتے تھے جبکہ خدا نے انہیں محدّث ہونے کی وجہ سے ہی ایک پہلو سے اُمّتی اور ایک پہلو سے نبی ہونے کا خطاب دیا تھا دوسرے اولیاء اُمّت کے مقابلہ میں صریح طور پر دیا اور یہی فرق دیگر اولیاء اُمّت اور خاتم الاولیاء یعنی اُمّت کے مسیح میں ہے یعنی دیگر اولیاء میں یہ صفت مخفی تھی اور مسیح موعودؑ میں نمایاں طور پر پائی گئی، جیسا کہ حضور خود فرماتے ہیں:۔

> ”گو محمدی طور پر بہت سے اخیار اور ابرار نے انبیاء بنی اسرائیل کی مماثلت کا حصہ لیا ہے مگر اس اُمّت کا مسیح موعودؑ کھلے کھلے طور پر خدا کے حکم اور اذن سے اسرائیلی مسیح کے مقابل کھڑا کیا گیا ہے تا موسوی اور محمدی سلسلہ کی مماثلت سمجھ آ جائے“
>
> (کشتی نوح ص ۴۹)

یہ کتاب ۱۹۰۱ء کے بعد کی ہے اس لئے آپ کی قلم نسخ اس پر نہیں چل سکتی، محدثیت کے متعلق فرماتے ہیں:۔

> ”نبوت کا دعوےٰ نہیں بلکہ محدثیت کا دعوےٰ ہے جو خدا تعالےٰ کے حکم سے کیا گیا ہے۔“
>
> (ازالہ اوہام ص ۴۲۱-۴۲۲)

اور اسی کتاب کے ص ۵۳۲-۵۳۳ پر فرمایا کہ محدّث ہونے کی وجہ سے ہی خدا تعالےٰ نے مجھے اُمّتی بھی کہا اور نبی بھی۔ حضور کے الفاظ یہ ہیں:۔

> ”غرض محدثیت دونوں رنگوں (یعنی اُمّتیت اور نبوتِ ناقصہ) سے رنگین ہوتی ہے اسی لئے (یعنی محدّث ہونے کی وجہ سے ہی۔ ناقل) اس عاجز کا نام اُمّتی بھی رکھا اور نبی بھی“

اور جس شخص کے لئے اللہ تعالےٰ دونوں لفظ اُمّتی اور نبی کے استعمال کرے وہ نبوتِ تامہ کا نہیں بلکہ نبوتِ ناقصہ کا حامل ہوتا ہے جیسا کہ فرمایا کہ حدیث میں آنے والے مسیح کے لئے صرف لفظ نبی ہی وارد نہیں ہوا بلکہ اس کے ساتھ لفظ اُمّتی بھی وارد ہوا ہے اور اس سے ظاہر ہے کہ اُمّت میں آنے والا مسیح واقعی اور حقیقی طور پر نبوتِ تامہ کی صفت سے متصف نہیں ہو گا ہاں نبوتِ ناقصہ اس میں پائی جائے گی جو دوسرے لفظوں میں محدثیت کہلاتی ہے اور نبوتِ تامہ کی شانوں میں سے ایک شان اپنے اندر رکھتی ہے (وہ ایک شان جیسا کہ حضور کی دوسری تحریروں سے ظاہر ہے صرف مبشرات والی شان ہے، شریعت۔ ہدایت والی شان نہیں جس کا پایا جانا حقیقی اور واقعی نبی میں لازمی ہے) پس اس سے بالبداہت ثابت ہو گیا کہ جس شخص کے حق میں اللہ تعالےٰ کی طرف سے ”ایک پہلو سے اُمّتی اور ایک پہلو سے نبی“ کا لفظ استعمال کیا جائے اس کے حق میں اس الٰہی خطاب میں استعمال کئے ہوئے لفظ نبی سے مراد نبوتِ کاملہ نہیں بلکہ نبوتِ ناقصہ ہی ہوتی ہے ہاں نبوتِ ناقصہ کے بھی مدارج ہیں، اس میں بھی حضور کا درجہ سب محدثین سے بالا ہے۔)

قاضی صاحب کا استدلال اور اس کا ابطال

قاضی صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کو دیگر محدثینِ اُمّت کے مقابل میں کامل نبی ثابت کرنے کے لئے مندرجہ ذیل طریق اختیار کیا ہے قاضی صاحب اوّل تو یہ تسلیم کرتے ہیں کہ بے شک حضور نے اپنی کتاب ازالہ اوہام میں اپنے آپ کو محدّث یعنی حامل نبوتِ ناقصہ ہی قرار دیا ہے چنانچہ اپنی کتاب کے ص ۱۹۲ پر لکھتے ہیں:۔

> ”ازالہ اوہام میں تو حضرت اقدس نے صاف لفظوں میں اپنے آپ کو کامل اُمّتی اور ناقص نبی بلفظ دیگر محدّث قرار دیا ہے اور محدثیت کو نبوتِ ناقصہ قرار دیا ہے گویا تمام محدثینِ اُمّت میں دونوں شانیں اُمّتیت اور نبوتِ ناقصہ کی پائی

جاتی تسلیم کی ہیں"

اس حقیقت کو تسلیم کرنے کے بعد آپ لکھتے ہیں:-

"محدثین اُمت محمدیہ میں بکثرت گذر چکے ہیں جیسا کہ حضرت اقدسؑ نے تحریر فرمایا ہے "اُمت محمدیہ میں محدثیت کا منصب اس قدر بکثرت ثابت ہوتا ہے جس سے انکار کرنا بڑے غافل اور بے خبر کا کام ہے"۔

(براہین احمدیہ حاشیہ ملک ص ۲۴۵)

انھوں قاضی صاحب اس کے ساتھ یہ لکھنا بھول گئے کہ حضور نے براہین احمدیہ میں جو کچھ لکھا ہے وہ اپنے آپ کو محدثین کی جماعت کا ایک فرد ثابت کرنے کے لئے ہی لکھا ہے۔ اُمت میں محدثین کی کثرت کو ثابت کرنے کے بعد قاضی صاحب لکھتے ہیں کہ حضور نے حقیقۃ الوحی ص ۲ میں فرمایا:-

"اس امت میں ہزارہا اولیاء ہوئے اور ایک وہ بھی ہوا جو اُمتی بھی ہے اور نبی بھی"

پھر حقیقۃ الوحی ص ۱ کے حاشیہ کی مندرجہ ذیل عبارت نقل کرتے ہیں:-

"خود حدیثیں پڑھتے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ اسرائیلی نبیوں کے مشابہ لوگ پیدا ہوں گے اور ایک ایسا ہو گا کہ ایک پہلو سے نبی ہے اور ایک پہلو سے اُمتی وہی مسیح موعودؑ کہلائے گا"

براہین احمدیہ اور حقیقۃ الوحی کی مندرجہ بالا دونوں عبارتوں کو نقل کرنے کے بعد قاضی صاحب حضور کو کامل نبی ثابت کرنے کے لئے یوں استدلال کرتے ہیں کہ محدثین تو امت میں بکثرت ہوتے ہیں اور محدثیت اور نبوت ناقصہ تو ان سب میں پائی جاتی تھی لیکن حضور فرماتے ہیں کہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے اُمتی تو اُمت میں ایک ہی ہونا تھا یعنی مسیح موعود۔ اگر حضور کے لئے بھی ایک پہلو سے نبی کے الفاظ میں نبوت ناقصہ ہی مراد لی جائے تو حضور بھی دوسرے محدثین کی طرح نبوت ناقصہ کے حامل ہی رہیں گے اس صورت میں ایک کی خصوصیت کیا رہی اور دوسرے محدثین کے مقابل میں حضور کی امتیازی خصوصیت کیا ہوئی؟ اس سے ثابت ہوا کہ دوسرے محدثین کی نبوت تو نبوت ناقصہ تھی لیکن مسیح موعودؑ کی نبوت نبوت کاملہ ہے۔

چنانچہ ذیل میں ان کے اس استدلال کو انہی کے الفاظ میں پیش کیا جاتا ہے لکھتے ہیں:-

"حقیقۃ الوحی کی ان دونوں عبارتوں سے ظاہر ہے اولیاء یعنی محدثین تو اس امت میں ہزارہا ہوئے مگر اُمتی نبی صرف ایک ہی ہوا ہے جو مسیح موعود ہے اور "ازالہ اوہام" کی عبارت کی رُو سے ان ہزارہا محدثین میں اُمتی ہونے کے ساتھ نبوت ناقصہ کا پایا جانا مسلم ہے مگر حضرت اقدس کا حقیقۃ الوحی میں تیرہ سو سال میں اب تک ایک ہی اُمتی نبی کا آنا قرار دینا جو مسیح موعود ہے اس بات کا کھلا ثبوت ہے کہ مسیح موعودؑ کا مقام حصول نبوت میں محدثین اُمت سے بالا ہے محدثین اُمت تو نبوت ناقصہ رکھتے ہیں مگر مسیح موعودؑ ان کے مقابلہ میں کامل اُمتی نبی ہے"

قاضی صاحب سے سوال

قاضی صاحب یہ محض آپ کا قیاس اور اجتہاد ہے۔ خدا جانے دیگر علماء ربوہ بھی اس بارے میں آپ سے متفق ہیں یا نہیں جس طرح آپ ہم سے یہ پوچھتے ہیں کہ ہم ۱۹۰۱ء کے بعد کی کتب میں دکھلائیں کہ حضور نے کس جگہ اپنے آپ کو محض محدث یا نبوت ناقصہ کا حامل لکھا ہو اسی طرح ہم آپ سے یہ سوال کرنے کا حق رکھتے ہیں کہ حضور کی کسی تحریر میں آپ دکھلائیں خواہ وہ ۱۹۰۱ء سے قبل کی ہو یا ۱۹۰۱ء کے بعد کی جس میں حضور نے اپنی نبوت کو نبوت کاملہ یا نبوت تامہ لکھا ہو یا اپنے دعویٰ کو وحی نبوت قرار دیا ہو یا اپنے آپ کو اسلامی اصطلاح میں نبی لکھا ہو اگر آپ ایسا دکھلائیں تو جھگڑا ہی ختم ہو جاتا ہے میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میں نہ صرف آئندہ اس موضوع پر لکھنا بند کر دوں گا بلکہ اپنی گزشتہ تحریروں کو واپس لینے کا بھی اعلان کرتے ہوئے لکھ دوں گا کہ میں اس بارے میں غلطی پر تھا۔

میرا اعلان

لیکن میں ساتھ ہی یہ بھی پورے وثوق سے اعلان کرتا ہوں کہ آپ حضرت مسیح موعودؑ کی تحریروں میں سے ہرگز ایسا نہیں دکھلا سکیں گے آپ محض گلے پڑا ڈھول بجا رہے ہیں اور اندھی تقلید کا شکار ہیں حضرت مسیح موعودؑ کی تحریریں آپ کے اس باطل خیال کو دھکے دے رہی ہیں۔

دیکھ لیں

کہ آپ کو اپنے اس باطل عقیدہ کو ثابت کرنے کے لئے سہارا اپنے اس دُور از حقیقت قیاس کو ہی بنانا پڑا اگر حضور کی کوئی تحریر آپ کے پاس ہوتی تو اتنے لمبے چوڑے بیان کی کیا ضرورت تھی حضور کا ایک فقرہ ہی نقل کر دیتے جس میں حضور نے اپنی نبوت کو کاملہ نبوت یا نبوت تامہ لکھا ہو یا یہ لکھا ہو کہ مجھ سے قبل جس قدر محدثین اس اُمت میں ہوئے ہیں وہ تو ایک پہلو سے اُمتی اور ایک پہلو سے نبی یعنی نبوت ناقصہ رکھنے والے تھے اور میں ایک پہلو سے کامل اُمتی اور ایک پہلو سے نبوت کاملہ یا تامہ رکھنے والا ہوں لیکن یہ حقیقت ہے کہ اپنی محدثیت اور دیگر محدثین کی محدثیت میں ایسی تمیز تو حضور نے کہیں نہیں کی ہاں درجہ کی تمیز ضرور کی ہے جس کا ثبوت انشاءاللہ پیش کیا جائے گا۔ آپ کی بیان کردہ تمیز محض من گھڑت اور ایجاد بندہ ہے جس کا حضور کی تحریروں میں نام و نشان بھی نہیں پایا جاتا خاتم اللہ یا اخی ولا تجترء علی مرتبۃ الوفاة حکم اللّٰہ المسیح الموعود۔ تو آپ کا مقصد بآسانی پورا ہو جاتا اور آپ کو اتنے صفحے سیاہ کرنے کی ضرورت ہی پیش نہ آتی۔

. . . .

خوشی کی موجب بات

خیر مجھے اس امر کی خوشی ہے کہ آپ نے حضرت اقدس کی دونوں مختلف عبارتوں میں تطبیق دینے کی کوشش تو کی ہے گو تطبیق غلط دی ہے لیکن تطبیق کی طرف آپ کا خیال جانا اور اس کی طرف قدم اُٹھانا ایک نیک فال ہے اس لئے اس سے اُمید کی جا سکتی ہے کہ اگر آپ اس خیال کو عملی جامہ پہناتے رہے تو انشاءاللہ کسی وقت صحیح تطبیق کی بھی توفیق آپ کو مل جائے گی۔

بالا ہونے کی وجہ

قاضی صاحب! آپ لکھتے ہیں کہ "مسیح موعود کا مقام حصول نبوت میں محدثین اُمت سے بالا ہے"۔ مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ آپ نے اپنی عبارت میں "حصول نبوت میں" کے الفاظ محض اپنی مطلب براری کے لئے اپنے پاس سے زائد کر دیئے ہیں ورنہ حضرت مسیح موعودؑ کی کسی تحریر میں اس کا ذکر نہیں دکھلا سکتے۔

حضور کے مقام کے بالا ہونے کی وجوہ

بے شک ہم تسلیم کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ کا مقام دیگر اولیاء و محدثین اُمت سے ضرور بالا ہے لیکن اس کی وجہ یہ نہیں جو آپ نے لکھی ہے کہ پہلے محدثین میں نبوت ناقصہ پائی جاتی تھی اور حضرت مسیح موعود میں نبوت کاملہ پائی جاتی ہے بلکہ حقیقت یہی ہے کہ تمام محدثین میں بشمولیت حضرت مسیح موعودؑ نبوت ناقصہ ہی پائی جاتی ہے کاملہ کے پائے جانے کا کوئی امکان ہی نہیں جس کی وجہ انشاءاللہ ابھی ظاہر کی جائے گی سردست تو میں آپ پر یہ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ حضور کا مقام دیگر محدثین کے مقابلہ میں بالا کیوں ہے سو غور سے سن لیجئے کہ جس طرح حقیقی اور نبوت تامہ رکھنے والے انبیاء کرام علیہم السلام کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا تلک الرسل فضلنا بعضهم على بعض منهم من كلم الله ورفع بعضهم درجات یعنے گو تمام انبیاء کرامؑ نبوت تامہ کے ہی حامل تھے لیکن پھر بھی ان کے درجات میں فرق تھا اسی طرح اُمت میں پیدا ہونے والے محدثین بھی گو سب ہی خدا تعالیٰ کے مکالمہ مخاطبہ سے وافر حصہ پانے والے تھے اور سب ہی علماء اُمتی کانبیاء بنی اسرائیل کے مصداق تھے لیکن آیت هم درجات (آل عمران ع ۱۷) اور آیت اولئك هم المؤمنون حقا لهم درجات عند ربهم (الانفال ع ۱) کے ماتحت ان کے درجات میں فرق تھا سب ایک ہی درجہ پر نہیں تھے۔

(باقی آئندہ)

رشتے ناطے ——— (بسلسلہ صفحہ ۲)

کہ وہ اپنے بیٹوں اور بیٹیوں کے رشتے جماعت ہی کے اندر کرنے کا عزم کریں، اس غرض سے ہماری انجمن نے رشتوں ناطوں کا ایک رجسٹر کھول رکھا ہے جس میں قابل ازدواج لڑکوں اور لڑکیوں کے نام اور دیگر ضروری کوائف درج ہوتے ہیں، احباب کو چاہیئے کہ اس سے فائدہ اُٹھائیں اور انجمن کی معرفت رشتے کر کے جماعت کی ترقی اور فروغ کا موجب ہوں۔

خطبہ جمعہ (بسلسلہ صفحہ ۶)

کرم دین بھین والے کا مقدمہ

کرم دین بھین والے مقدمہ میں جج بھی تلا ہوا تھا کہ ہتھکڑیاں پہنا کر جیل میں ڈال دے۔ جج متعصب آریہ ہے۔ لیکن خدا حضور کو تسلی دیتا ہے۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ خدا نے مجھے بتلایا ہے کہ جج تو یہ جیل میں ڈالنے کی کوشش میں ناکام رہے گا لیکن اسے اپنے دو لڑکوں کی موت کا صدمہ دیکھنا پڑے گا اور عہدہ سے گرایا جائے گا چنانچہ ایسے ہی ہوا پیشگوئی کے مطابق نہ صرف اس کے دو لڑکے ہلاک ہوگئے بلکہ وہ خود بھی عہدہ سے گرایا گیا۔ الہام میں یہ بھی بتلایا گیا تھا کہ اصل بریت عدالت عالیہ کی طرف سے ہوگی۔ چنانچہ یہ متعصب آریہ قید کی سزا تو نہ دے سکا لیکن اس نے ۷۰۰ روپیہ جرمانہ کر دیا جو اپیل پر واپس ہوا اور کرم دین کے حق میں جو الفاظ حضور نے استعمال کئے تھے یعنی لئیم اور کذّاب ان الفاظ کو نہ صرف برقرار رکھا گیا بلکہ ڈویژنل جج نے لکھا کہ کرم دین ان الفاظ سے بھی زیادہ سخت الفاظ کا مستحق ہے۔ تسلی دینے والے الہامات میں یہ الہامات بھی تھے۔ سلام علیکم یا ابراھیم سلام علے امرك۔ صرت فائزاً۔ انی صادق صادق یشھد اللہ لی۔ یعصمك اللہ من العدا و یسطو بکل من سطا۔ یعنی تیرے لئے اور تیرے امر کے لئے بھی سلامتی ہے تو ہی کامیاب رہے گا۔ تیرے سچا ہونے پر خدا گواہی دے گا اور دشمنوں کے شر سے تجھے محفوظ رکھے گا۔ تجھ پر حملہ کرنے والوں پر خدا خود حملہ آور ہوگا۔

پھر فرمایا کہ ... مولوی کرم دین کی حمایت میں تیرے خلاف گواہی دیں گے کہ لئیم کے معنی ولد الزنا اور کذّاب کے معنی دائمی طور پر جھوٹ بولنے والے کے ہی ہیں اور انہی معنوں کی بناء پر مقدمہ چلایا گیا تھا۔ لیکن خدا نے حضور کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا کہ ان کی شہادت قبول نہیں کی جائے گی معنی دیگر نہ پسندیم ما یعنی دوسرے معنی جو تمہارے معنی کے مقابلہ ——— یہ دشمن مولوی کر رہے ہیں پسند نہیں کریں گے تمہارے معنی ہی قبول کئے جائیں گے یہاں تک کہ قبل از وقت بذریعہ الہام اطلاع دی گئی سا کرمك بعد توھینك یعنی پہلی عدالت تو توہین کے سامان کرے گی چنانچہ اس نے جرمانہ کی سزا دے دی لیکن اس کے بعد ہم تیری عزت بحال کر دیں گے۔ چنانچہ اپیل میں اکرام کے سامان ہوگئے اور مولویوں اور خود مجسٹریٹ کو ذلت سے دوچار ہونا پڑا۔ جب حضور جہلم کی عدالت میں پیش ہونے کے لئے روانہ ہوئے تو الہام ہوا۔ اریك برکات من کل طرف چنانچہ اس سفر میں ۱۱۰۰ مردوں ۰۰۰۰ دو سو عورتوں نے بیعت کی۔ اس مقدمہ کے سلسلہ میں اور بھی بہت سے الہامات حضور کی کامیابی کے متعلق ہوئے تھے جو سب کے سب پورے ہوئے اور لوگوں کے ازدیاد ایمان کا ... موجب بنے۔

ہنری مارٹن کلارک کا مقدمہ

صرف ایک اور مثال پیش کرتا ہوں۔ جب ہنری مارٹن کلارک کی طرف سے حضور پر اقدام قتل کا مقدمہ دائر کیا گیا تو اس سے تین ماہ قبل حضور پر مندرجہ ذیل الہامات نازل ہوئے قد ابتلی المؤمنون یعنے مؤمنوں پر ایک ابتلا آنے والا ہے ما ھذا الا تھدید الحکام لیکن یہ ابتلا حکام کی طرف سے محض ایک دھمکی ہی ثابت ہوگا ان الذی فرض علیك القرآن لرادك الی معاد۔ یعنی جس خدا نے تیرے سپرد خدمت قرآن کا کام کیا ہے وہ تجھے صحیح سلامت واپس قادیان لائے گا انی مع الافواج اتیك بغتةً۔ میں اچانک فوجوں کے ساتھ تیری مدد کے لئے آؤں گا یا تیك نصرتی میری نصرت تیرے شامل حال ہوگی۔ انی انا الرحمان ذو المجد والعلی میں ہی رحمان ہوں مجد اور بلند شان والا یعنی اس مقدمہ میں تجھے بزرگی عطا ہوگی اور تیری شان بلند کی جائے گی۔ مخالفوں میں پھوٹ اور ایک شخص منافق کی ذلت اور اہانت اور ملامت خلق اور (اخیر حکم) ابراء یعنے بے قصور ٹھہرانا بلجت ایاتی (یعنی تیرے نشان چمک اٹھیں گے لواء فتح (فتح کا جھنڈا) فیہ شیٔ

چنانچہ ان الہامات کا ایک ایک لفظ تین ماہ بعد پورا ہوا۔ پہلے یہ خبر آئی کہ امرتسر کے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے گرفتاری کے لئے وارنٹ جاری کر دیئے یہ جماعت کے لئے کتنا بڑا ابتلا تھا جو اپنے اندر خوفناک خطرہ کو لئے ہوئے تھا لیکن خدائی تصرف کے ماتحت وہ وارنٹ گورداسپور کے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے پاس پہنچا ہی نہیں راستہ میں ہی غائب ہوگیا اور آخر میں وہ محض دھمکی ہی ثابت ہوا چنانچہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ امرتسر کو اپنی غلطی کا احساس ہوا کہ اسے ایسا وارنٹ جاری کرنے کا اختیار ہی نہ تھا۔ اس نے فوراً ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ گورداسپور کو تار دی کہ میرے ارسال کردہ وارنٹ کی تعمیل نہ کی جائے اور مقدمہ گورداسپور منتقل کر دیا اس عدالت کی کارروائی میں بقیہ الہامات کا ایک ایک لفظ پورا ہوا اس مقدمہ کو کامیاب بنانے میں ہندو مسلمان، عیسائی تینوں قومیں متحد ہوگئی تھیں آخری الہام مخالفوں میں پھوٹ کے ماتحت ان میں پھوٹ پڑ گئی اور وہ گواہ جس نے کہا تھا کہ مرزا صاحب نے مجھے ہنری مارٹن کلارک کو قتل کرنے کے لئے بھیجا اس نے صاف گواہی دے دی کہ عیسائیوں نے سکھلا کر مجھے ایسا کرنے پر آمادہ کیا تھا۔ اس مقدمہ میں مولوی محمد حسین بٹالوی بھی عیسائیوں کی طرف سے حضرت مرزا صاحب کے خلاف بطور گواہ پیش ہوا تھا ایسے حالات پیدا ہوگئے کہ اس کو سخت ذلت اور اہانت کا سامنا کرنا پڑا عدالت نے بھی اسے سخت ڈانٹا باہر چپڑاسی نے بھی اسے ذلیل کیا اور لوگوں نے بھی اسے اس کے اس فعل پر طعن کا نشانہ بنایا آخر اللہ تعالےٰ نے حضور کو عزت کے ساتھ بری کرا دیا لیکن چونکہ الہام میں فیہ شیٔ کے الفاظ بھی تھے اس لئے فیصلہ میں یہ بھی لکھا گیا کہ مرزا صاحب کو چاہیئے کہ آئندہ اپنے مخالفین کے حق میں سخت الفاظ استعمال نہ کیا کریں یہ عدالت کو اس لئے لکھنا پڑا کہ دشمنوں نے حضور کے بعض سخت الفاظ عدالت میں پیش کئے لیکن حضور کو ان کے متعلق صفائی کا موقع نہیں ملا تھا ورنہ حضور بتلاتے کہ وہ الفاظ تو دشمنوں کے ان سے بھی زیادہ سخت الفاظ کے جواب میں لکھے گئے تھے غرضیکہ حضور عزت کے ساتھ بری ہوکر الہام لواء فتح کے ماتحت کامیابی کا جھنڈا لہراتے ہوئے قادیان یعنی اپنے گھر واپس آئے۔ اسی طرح اور بھی کئی مقدمات ہوئے جن میں بعض پولیس کے متعصب افسروں کی طرف سے تھے ان سب میں اللہ تعالےٰ کی طرف سے تسلی آمیز الفاظ کے ذریعہ کامیابی کی بشارت اور دشمن کی ذلت آمیز شکست کی پیشگوئی کی جاتی رہی اور اسی طرح وقوع میں آتا رہا۔ مختصر یہ کہ حضرت امام زمانؑ لاخوف علیھم ولا ھم یحزنون کے پیکر تھے وہ ایک کامل نمونہ تھے قرآن و رسول کی اطاعت و فرمانبرداری کے۔

خدا تعالےٰ کے فضل کی راہ

میں نے یہ چند مثالیں بیان کی ہیں۔ ۱۳ سو سال میں ہزاروں اولیاء پیدا ہوئے ہیں جن کے وجود میں وعدہ الٰہی لاخوف علیھم ولا ھم یحزنون پورا ہوتا رہا ہے لیکن اس زمانہ کے امام کے وجود میں جس شان سے پورا ہوا وہ اپنی نظیر آپ ہی ہے دوسرے اولیاء کے مقابلہ میں حضور کے نشان ریکارڈ میں ہیں ...

ضرورت رشتہ

کراچی میں رہنے والی دو سیدزادیوں کے لئے جن کی عمریں بیس اور بائیس سال ہیں اور دونوں ہی بی ایس سی پاس ہیں۔ اعلیٰ تعلیمیافتہ رشتوں کی ضرورت ہے جو کم از کم گریجوایٹ ہوں یا کوئی ٹیکنیکل ڈگری رکھتے ہوں کم از کم چار سو روپیہ ماہوار کمانے والے نوجوانوں کو جو مومنانہ معاشرہ پر عامل اور مخلص ہوں ترجیح دی جائے گی۔

خط و کتابت معرفت ایڈیٹر پیغام صلح کی جائے۔

پیغام صلح لاہور۔ مورخہ ۲۷ ستمبر ۱۹۶۶ء رجسٹرڈ ایل نمبر ۴۳ شمارہ ۳۸

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام ملک نور الٰہی صاحب پرنٹر چھپا اور مولوی دوست محمد صاحب ایڈیٹر پیغام صلح نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع کیا۔

جلد ۵۴ | یوم چہارشنبہ مورخہ ۲۹ جمادی الثانی ۱۳۸۷ھ مطابق ۴ اکتوبر ۱۹۶۷ء | نمبر ۳۹

لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں۔
لاہور میں ہمارے پاک محب ہیں
میں تیرے خالص محبوں کا گروہ
بھی بڑھاؤں گا اور ان کے نفوس و
اموال میں برکت دوں گا۔"
(الہامات حضرت مسیح موعود)

حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
آن کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا۔
۲۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ ہی آئندہ منسوخ ہوگی۔
۳۔ سب صحابہؓ اور آئمہؒ قابل احترام ہیں۔
۴۔ سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے۔
۵۔ [illegible] کلمہ گو کافر نہیں۔

اسلام تمام دنیا پر غالب آ نے گا۔

بحر حکمت کے موتی

مخلوق سے خدا کی محبت ماں کی محبت سے بڑھکر ہے

عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ قدم علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم سبیٌ فاذا امرأۃٌ من السبی قد تحلب ثدیہا تسقی اذا وجدت صبیًا فی السبی اخذتہ فالصقتہ ببطنہا وارضعتہ فقال لنا النبی صلی اللہ علیہ وسلم اترون ھذہ طارحۃً ولدھا فی النار قلنا لا وھی تقدر علی ان لا تطرحہٗ فقال اللہ ارحم بعبادہٖ من ھذہ بولدھا۔

ترجمہ:۔
حضرت عمرؓ بن خطاب سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قیدی آئے۔ اتنے میں قیدیوں میں سے ایک عورت اپنی چھاتیوں سے دودھ نکالنے لگی کہ اسے پلاوے جب اسے اپنا بچہ قیدیوں میں مل گیا۔ اسے لے کر اپنے پیٹ سے لگایا اور اسے دودھ پلایا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارا کیا خیال ہے کہ یہ اپنا بچہ آگ میں ڈال دے گی۔ ہم نے کہا نہیں جب تک اس کی طاقت میں ہے کہ نہ پھینکے تو آپؐ نے فرمایا کہ اللہ اپنے بندوں پر اس سے زیادہ مہربان ہے جو یہ عورت اپنے بچے پر ہے۔

نوٹ:۔ اس میں اللہ تعالیٰ کے بے پایاں رحم کا ذکر ہے اور بتایا ہے کہ ایک ماں کو اپنے بچے سے جسقدر محبت ہو سکتی ہے اللہ تعالیٰ کو اپنی مخلوق کیسا تھ اس سے بہت بڑھکر محبت ہے اور اسے کسی طرح گوارا نہیں کہ خواہ مخواہ کسی کو آگ میں ڈالا جائے، سوائے اس کے کہ اسکے اعمال آگ کی شکل اختیار کر لیں۔

بیعت کے بعد پہلی حالت میں تبدیلی ہونا

اور ابتلاؤں کا آنا ضروری ہے

حضرت مجدد زمان مسیح موعود علیہ السلام کے ارشاد گرامی

یہ یاد رکھو کہ بیعت کے بعد تبدیلی کرنی ضروری ہوتی ہے۔ اگر بیعت کے بعد اپنی حالت میں تبدیلی نہ کی جاوے تو پھر یہ استخفاف ہے۔ بیعت بازیچۂ اطفال نہیں ہے۔ درحقیقت وہی بیعت کرتا ہے جس کی پہلی زندگی پر موت وارد ہو جاتی ہے اور ایک نئی زندگی شروع ہو جاتی ہے۔ ہر ایک امر میں تبدیلی کرنی پڑتی ہے۔ پہلے تعلقات معدوم ہو کر نئے تعلقات پیدا ہوتے ہیں۔ جب صحابہؓ مسلمان ہوتے تو بعض کو ایسے امور پیش آتے تھے کہ احباب رشتہ دار سب سے الگ ہونا پڑتا تھا حضرت عمر رضی اللہ ابوجہل کے ساتھ اسلام سے پہلے ملتے تھے بلکہ لکھا ہے کہ ایک مرتبہ ابوجہل نے منصوبہ کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا خاتمہ کر دیا جاوے۔ اور کچھ روپیہ بھی بطور انعام مقرر کیا۔ حضرت عمرؓ اس کام کے لئے منتخب ہوئے چنانچہ انہوں نے اپنی تلوار کو تیز کیا اور موقعہ کی تلاش میں رہے۔ آخر حضرت عمرؓ کو پتہ چلا کہ آدھی رات کو آپؐ کعبہ میں آکر نماز پڑھتے ہیں چنانچہ یہ کعبہ میں آکر چھپ رہے۔ اور انہوں نے سنا کہ جنگل کی طرف سے لا الٰہ الا اللہ کی آواز آتی ہے۔ اور وہ آواز قریب آتی گئی یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ میں آ داخل ہوئے اور آپؐ نے نماز پڑھی۔ حضرت عمرؓ کہتے ہیں، کہ آپ نے سجدہ میں اس قدر مناجات کی کہ مجھے تلوار چلانے کی جرأت نہ رہی۔ چنانچہ جب آپؐ نماز سے فارغ ہو چکے۔ تو آپؐ آگے آگے چلے اور میں پیچھے پیچھے تھا۔ آنحضرت صلی اللہ کو میرے پاؤں کی آہٹ معلوم ہوئی۔ اور آپؐ نے پوچھا کون ہے میں نے کہا کہ عمر۔ اس پر آپ نے فرمایا۔ اے عمرؓ نہ تو دن کو میرا پیچھا چھوڑتا ہے اور نہ رات کو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول سے حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ میں نے محسوس کیا کہ آپ بد دعا کریں گے۔ اس لئے میں نے کہا کہ حضرت آج کے بعد میں آپ کو ایذا نہ دوں گا۔ عربوں میں وعدہ کا لحاظ بہت بڑا ہوتا تھا۔ اس لئے آنحضرتؐ نے یقین کر لیا۔ مگر دراصل حضرت عمرؓ کا وقت آ پہنچا تھا۔ آنحضرت صلعم کے دل میں گذرا کہ اس کو خدا ضائع نہیں کرے گا۔ چنانچہ آخر حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے اور پھر وہ دوستیاں، وہ تعلقات جو ابوجہل اور دوسرے مخالفوں سے تھے یکلخت ٹوٹ گئے۔ اور ان کی جگہ ایک نئی اخوت قائم ہوئی۔ حضرت ابوبکرؓ اور دوسرے صحابہؓ ملے اور پھر ان پہلے تعلقات کی طرف کبھی خیال تک نہ آیا۔

غرض اس سلسلہ میں جو ابتلاؤں کا سلسلہ ہوتا ہے بہت سی ٹھوکریں کھانی پڑتی ہیں اور بہت سی موتوں کو قبول کرنا پڑتا ہے۔ ہم قبول کرتے ہیں کہ ان انسانوں میں جو اس سلسلہ میں داخل [illegible]

(باقی [illegible])

شذرات

محمد صالح نور اللہ

یہودی - اور - اللہ تعالیٰ کی برکتوں کے نمونے

تمام عالم اسلام اس امر پر متفق ہے کہ فلسطین سے مسلمانوں کا اخراج اور یہودیوں کا وہاں آباد ہونا سامراجی طاقتوں کے مسلم کش پروگرام کی ایک کڑی تھی۔ اور عرب اور اسرائیل کی حالیہ جنگ نے یہ امر بالکل واضح کر دیا ہے کہ مشرق وسطیٰ میں اسرائیلی ریاست جسد اسلام میں ایک ناسور کی حیثیت رکھتی ہے۔ گو ہمارا ایمان ہے کہ بالآخر اسلام کی ہی فتح ہوگی اور یہود خائب و خاسر ہوں گے۔ مگر وقتی طور پر مسلمانوں خصوصاً عربوں کو ہونا قابل تلافی نقصان اٹھانا پڑا ہے اور ایک دیر سے بھرنے والا کاری زخم آیا ہے۔ اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ اس حقیقت کو پیش نظر رکھتے ہوئے ہم جماعت ربوہ کے مصلح موعود کے اقوال پر جب نظر کرتے ہیں۔ تو وہ فلسطین پر یہودیوں کے قبضہ کو ایک الٰہی تقدیر اور اللہ تعالیٰ کی برکتوں کے نمونے قرار دیتے ہیں۔

سابق خلیفہ صاحب ربوہ اپنی جماعت کو قادیان جلد واپس ملنے کی خوشخبری سناتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"خدا کی انگلی اشارے کر رہی ہے اور میں اسے دیکھ رہا ہوں ...... پس مایوس نہ ہو اور خدا تعالیٰ پر توکل رکھو۔ اللہ تعالیٰ کچھ عرصہ کے اندر ایسے سامان پیدا کر دے گا آخر دیکھو یہودیوں نے تیرہ سو سال انتظار کیا اور پھر فلسطین میں آ گئے۔ مگر آپ لوگوں کو تیرہ سو سال انتظار نہیں کرنا پڑے گا ممکن ہے تیرہ بھی نہ کرنا پڑے ممکن ہے دس بھی نہ کرنا پڑے اور اللہ تعالیٰ اپنی برکتوں کے نمونے تمہیں دکھائے گا۔" (الفضل ۱۵ مارچ ۱۹۵۷ء)

جماعت احمدیہ لاہور - اور - ربوہ کے خالدین ولید

جماعت احمدیہ سے تعلق رکھنے والے لوگوں پر یہ امر واضح ہو گیا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحیح اسلامی عقائد کی حامل و دعا حامل صرف جماعت احمدیہ لاہور ہے جو احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے نام سے حضور کی تعلیمات کی روشنی میں اسلام کی بے نظیر خدمات بجا لا رہی ہے۔ جماعت قادیان حال ربوہ نے جو جو عقائد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فرمودات کے خلاف وضع کئے تھے انہیں بالآخر ان سے انحراف کرنا پڑا اور عدالت میں اس امر کا اعتراف قولاً یا فعلاً کرنا پڑا کہ عقائد جماعت لاہور کے ہی درست ہیں اور اپنوں اور غیروں سب نے ہی یہی فیصلہ دیا کہ ۱۹۱۴ء میں جن عقائد کی وجہ سے اختلاف ہوا آخر جماعت قادیان کو انہی عقائد میں پناہ لینی پڑی - اور اب

یہ حالت ہے کہ جماعت ربوہ کا کوئی عالم جماعت لاہور کے کسی صاحب بصیرت سے مقابلہ میں آنے کی تاب نہیں لاتا - خلیفہ صاحب کے خالدین ولیدوں میں سے اب صرف ایک خالد ہی باقی رہ گیا ہے اور یہی جماعت احمدیہ لاہور کی ان کو بھی دعوت ہے کہ وہ جب چاہیں عقائد کے بارے میں تبادلہ خیال کر سکتے ہیں۔ اس صورت حال میں جبکہ جماعت لاہور پہلے سے بڑھ کر خدمت اسلام بجا لا رہی ہے اور جماعت ربوہ کو ہر جگہ اپنے غلط عقائد کی وجہ سے شکست کا سامنا ہوا ہے۔ خلیفہ صاحب ربوہ کا مندرجہ ذیل قول کس قدر مضحکہ خیز معلوم ہوتا ہے آپ فرماتے ہیں:-

"ایک بات میں یہ کہنی چاہتا ہوں کہ حضرت خلیفہ اولؓ کی خلافت کے خلاف جب فتنے ہوئے تو حضرت خلیفہ اول نے فرمایا کہ مغرور مت ہو میرے پاس خالد ہیں جو تمہارا سر توڑیں گے مگر اس وقت سوائے میرے کوئی خالد نہیں تھا - صرف میں ایک شخص تھا .... مگر یہ مت سمجھو کہ اب وہ خالد نہیں ہیں - اب ہماری جماعت میں اس سے زیادہ خالد موجود ہیں چنانچہ شمس صاحب ہیں، مولوی ابوالعطاء ہیں، عبدالرحمٰن صاحب خادم ہیں، یہ لوگ ایسے ہیں کہ جو دشمن کا منہ توڑ جواب دے سکتے ہیں اور دیں گے انشاء اللہ تعالیٰ - اور اللہ تعالیٰ اُن کے قلم میں اور ان کے کلام میں زیادہ سے زیادہ برکت دے گا۔ یہاں تک کہ یہ اس بُت خانہ کو جو پیغامیوں نے تیار کیا ہے چکنا چور کر کے رکھ دیں گے۔"

(الفضل ۱۵ مارچ ۱۹۵۷ء)

مگر جماعت احمدیہ لاہور کو علم ہے کہ نہ شمس رہے نہ عبدالرحمٰن خادم، لے دے کے ایک مولوی ابوالعطاء باقی ہیں خدا نہ کرے ان کا حشر بھی پہلے خالدوں جیسا ہو، جماعت احمدیہ لاہور کی عمارت تو خدا کے [illegible]

حقیقت پسند پارٹی - اور - مخلصین کو خطرہ

حضرت مولانا نورالدین اعظم خلیفۃ المسیح کی وفات کے بعد جماعت قادیان پر کئی بار ایسا وقت آیا کہ انہی میں سے بعض افراد نے خلیفہ وقت کو بعض الزامات کی صفائی کے لئے کہا مگر بجائے اس کے کہ مناسب جواب دے کر صورت حال سے نپٹا جاتا یہ کہہ کر چھٹکارا پا لیا جاتا رہا کہ جو لوگ اس قسم کی باتیں کرتے ہیں وہ شر پسند اور منافق ہیں اور جماعت کی آنکھوں پر جو پیر پرستی کی پٹی بندھی ہوئی تھی اس کی وجہ سے کسی کو یہ خیال نہ آیا کہ ایک شخص جو مخلصین بلکہ

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

(بسلسلہ صفحہ اوّل)

ہوتے ہیں - ان میں بعض بزدل بھی ہوتے ہیں - اور شجاع بھی ہوتے ہیں۔ بعض ایسے بزدل ہوتے ہیں کہ صرف قوم کی کثرت کو دیکھ کر ہی الگ ہو جاتے ہیں - انسان بات کو تو پورا کر لیتا ہے - مگر ابتلاء کے سامنے ٹھہرنا مشکل ہے - خداوند تعالیٰ فرماتا ہے:- احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا اٰمنا وھم لا یفتنون - یعنی کیا لوگ سمجھتے ہیں کہ ایمان لائیں اور امتحان نہ ہو - غرض امتحان ضروری شے ہے - اس سلسلہ میں جو داخل ہوتا ہے، وہ ابتلاء سے خالی نہیں رہ سکتا - ہمارے بہت سے لوگ ایسے ہیں کہ وہ ایک طرف ہیں اور باپ الگ۔"

(الحکم جلد ۴ نمبر ۳ صفحہ ۹ - پرچہ ۲۴ اگست ۱۹۰۲ء)

انہی مخلصین میں سے تھا راتوں رات معاندین اور شر پسندوں میں کیسے شامل ہو گیا۔ اور طرفہ یہ کہ جماعت کو ہدایت کی جاتی ہے کہ ان کی طرف سے شائع شدہ لٹریچر نہ پڑھے بلکہ مرکز میں جمع کرا دے۔ اور وہی لوگ جو آنحضرت صلعم اور امہات المومنین اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف لکھی جانے والی کتب کی ضبطی کے خلاف کوششیں کرتے رہے اور یہ کہتے رہے کہ بجائے کتابوں کے ضبط کرنے کے ان کا جواب لکھا جانا چاہیئے اپنے خلاف عائد شدہ الزامات کا جواب دینے سے روگردانی میں ہی نجات سمجھنے لگے۔

حسب دستور سابق ۱۹۵۶ء میں بھی ربوہ کے چند مخلصین واقفین زندگی نے خلیفہ وقت سے جب اس قسم کی صفائی طلب کی تو اخبارات میں مندرجہ ذیل اعلان شائع کروا دیا گیا اور مخلصین کے لئے اس فتنہ سے محفوظ رہنے کی دعائیں مانگی جانے لگیں قادیان (بھارت) میں اسے یوں شائع کیا گیا:-

"اطلاع ملی ہے کہ ایک شر پسند پارٹی جو اپنا نام حقیقت پسند پارٹی رکھتی ہے۔ معاندین کی پشت پناہی سے گندے قسم کا لٹریچر جماعت احمدیہ اور اس کے مقدس امام کے خلاف لاہور سے شائع کر کے ہندوستان کے بعض احمدیوں کو بھجوا رہی ہے اس پارٹی میں چند ایسے لوگ شامل ہیں جو وجہ فتنہ انگیزی اور جماعتی اور شرعی نقائص کے جماعت احمدیہ سے خارج کئے جا چکے ہیں ان کا پراپیگنڈا نہ صرف اشتعال انگیز اور جماعت کے مذہبی جذبات کو مجروح کرنے والا ہے بلکہ جھوٹ اور افتراء پر مبنی ہے۔ احباب اس شر پسندی اور فتنہ انگیزی سے آگاہ رہیں اور اگر کوئی ایسا لٹریچر ان کی طرف سے موصول ہو تو وہ فوراً نظارت امور عامہ قادیان کے پتہ پر بھجوا دیں۔ اللہ تعالیٰ سب مخلصین کا حافظ و ناصر ہو۔"

ناظر امور عامہ قادیان

(اخبار بدر ۱۲ جون ۱۹۶۱ء)

کیا دوسروں کی باتیں سننے سے روکنا حق پسندی کہلا سکتا ہے؟

حضرت مولینا محمد علی صاحبؒ کے انگریزی ترجمۃ القرآن کے متعلق قادیانی بغض و تعصّب کا اظہار

(۳)

مقالہ نگار بدر کی ایک اور ہرزہ سرائی سُن لیجئے :۔

" سورہ صف اور سورہ جمعہ کی ان آیات جن میں مسلّمہ طور پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کا ذکر ہے ان کی ایسے رنگ میں تفسیر کی گئی ہے کہ پڑھنے والے کو یہ معلوم ہو کہ جس انسان نے مسیح موعود بن کر آنا تھا وہ ابھی تک نہیں آیا بلکہ کسی آئندہ زمانہ میں آئے گا "

کبھی پڑھنے والے کو ایسا معلوم ہو جبکہ حضرت مولینا دیباچہ کے اندر صاف اور کھلے لفظوں میں حضرت مسیح موعودؑ کو چودھویں صدی کے مجدّد اور مصلح اعظم اور مسیح موعود تسلیم کر چکے ہیں، سورہ صف کی آیت لیظھرہ علی الدین کلہ کی تفسیر میں حضرت مولینا نے جو یہ لکھا ہے :۔

The commentators say that this predominence will be brought about through the Promised Messiah.

اس سے کہاں مستنبط ہوتا ہے کہ مسیح موعود ابھی تک نہیں آیا اور وہ کسی آئندہ زمانہ میں آئے گا اس میں تو صرف مفسرین کا ذکر ہے کہ انہوں نے یہ کہا ہے کہ اسلام کا غلبہ جس کی پیشگوئی اس آیت میں کی گئی ہے مسیح موعودؑ کے ذریعہ ہوگا اور اس ترجمہ کو پڑھنے والے جانتے ہیں کہ حضرت مولیناؒ کے نزدیک مسیح موعود آپ کا سہارا اور وہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانیؑ ہیں جن کے ذریعہ یہ غلبہ مقدر ہے یہی صورت سورۃ جمعہ کی آیت واخرین منھم لما یلحقوا بھم کی ہے جس کی تفسیر میں حضرت مولاناؒ نے حضرت ابوہریرہؓ کی روایت بیان کی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سلمان فارسیؓ پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ اگر ایمان ثریا پر بھی چلا جائے گا تو ان لوگوں میں سے ایک آدمی اسے واپس لائے گا، اور پھر دوسری احادیث کا ذکر کرتے ہوئے جن میں بتایا گیا ہے کہ مسلمانوں میں مسیح اس وقت آئے گا جب شریعت کے ظاہری الفاظ رہ جائیں گے جو اس کی سپرٹ کے منافی ہوں گے۔ حضرت مولاناؒ نے لکھا ہے کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ کی روایت بالخصوص مسیح موعودؑ کے زمانہ سے تعلق رکھتی ہے حضرت مولاناؒ کے اس بیان سے یہ کہاں پایا جاتا ہے کہ مسیح موعودؑ ابھی تک نہیں آیا اور آئندہ زمانہ میں آئے گا۔ جب مصنف نے آیت استخلاف کی تفسیر میں یہ تسلیم کر لیا کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحبؑ اس زمانہ کے مسیح ہیں تو ان کے مندرجہ بالا بیان سے کہاں ثابت ہو گیا کہ مسیح موعودؑ ابھی نہیں آیا اور وہ آئندہ زمانہ میں آئے گا۔

ہمیں افسوس ہے کہ بدر کے نامہ نگار نے خواہ مخواہ از رہ بغض و تعصب ایسی باتیں لکھی ہیں جو حقیقت کے صریحاً خلاف ہیں، مذہبی آدمی ہو کر اور راستی کہلا کر اس قسم کی غلط بیانیاں کرنا جیسا کہ مندرجہ بالا [illegible] سے پایا جاتا ہے نہایت شرمناک فعل ہے جو کسی حق پرست کا کام نہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ سے حضرت مولینا محمد علی صاحبؒ کا اختلاف ثابت کرنے کے لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے آگ میں ڈالے جانے کی روایت پر زور دیا ہے اور لکھا ہے کہ :۔

" حضرت مسیح موعودؑ نے حضرت ابراہیمؑ کو آگ میں ہی ڈالنا قرار دیا ہے حتیٰ کہ اس ذکر میں فرمایا کہ اگر کوئی دشمن مجھے آگ میں ڈالے تو خدا تعالیٰ مجھے بھی آگ کے اثر سے بچائے گا لیکن مولوی محمد علی صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کے اس اعتقاد اس تحدی اور الہامی تصریح کے باوجود حضرت ابراہیم علیہ السلام کے آگ میں ڈالے جانے سے انکار کیا ہے "

لیکن جب ہم حضرت مولیناؒ کے انگریزی ترجمۃ القرآن کو پڑھتے ہیں تو اس میں کہیں بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے آگ میں ڈالے جانے سے انکار موجود نہیں، وہاں تو صاف طور پر لکھا ہے کہ :۔

According to 29:24, Allah delivered him from fire, before being thrown into it or after being thrown into it, it does not say.

یعنی سورۃ ۲۹۔ آیت ۲۴ کے مطابق اللہ تعالیٰ نے انہیں آگ سے نجات دی لیکن آگ میں ڈالے جانے سے پہلے یا ڈالے جانے کے بعد یہ نہیں بتایا گیا۔

اس سے ظاہر ہے کہ حضرت مولیناؒ کے نزدیک حضرت ابراہیم علیہ السلام کا آگ میں ڈالا جانا اور اس سے بچ کر نکلنا کوئی بعید از قیاس یا ناممکن امر نہ تھا، انہوں نے کھلے لفظوں میں بتایا ہے کہ دشمنوں نے آگ میں ڈالنے کا منصوبہ بنایا۔ لیکن انہیں ناکامی ہوئی، آیا یہ ناکامی فی الواقعہ ان کے آگ میں پڑ کر بچ نکلنے کی صورت میں ہوئی یا کسی اور طرح، اس کی تصریح قرآن نے نہیں کی، حضرت مولیناؒ کے اس بیان سے یہ کہاں ثابت ہو گیا کہ ان کے نزدیک حضرت ابراہیم علیہ السلام کا آگ سے صحیح سلامت بچ نکلنا امر محال تھا۔

اردو ترجمۃ القرآن (بیان القرآن) میں بھی حضرت مولیناؒ نے صفائی کے ساتھ لکھا ہے کہ :۔

" وہ (اللہ تعالیٰ) اس بات پر بھی قادر تھا کہ حضرت ابراہیمؑ کو آگ سے بچا دے خواہ آگ میں پڑ کر آپ بچائے گئے ہوں اور خواہ اس سے بھی پیشتر اس آگ کو حضرت ابراہیم کے حق میں (علے ابراھیم) ٹھنڈا کر دیا گیا ہو "

ان تصریحات کے بعد یہ کہنا کہ حضرت مولیناؒ حضرت مسیح موعودؑ کے اعتقاد کے خلاف حضرت ابراہیمؑ کے آگ میں پڑ کر بچ نکلنے کو محال اور ناممکن سمجھتے تھے، کس قدر غلط بیانی سے کام لینا ہے۔

ایک اور اختلاف حضرت مسیح موعودؑ سے یہ بتایا گیا ہے کہ حضرت مولیناؒ نے ترجمہ میں مسیح علیہ السلام کی ولادت بایاپ قرار دی ہے۔ حالانکہ حضرت مسیح موعودؑ بن باپ ولادت کے قائل ہیں یہ صحیح ہے۔ لیکن حضرت مسیح موعودؑ نے باباپ ولادت ماننے والوں کو کب بُرا کہا ہے سوائے اس کے کہ کوئی شخص اس پر تاد یقین نہ کرتا ہو کہ وہ کسی کو بے باپ پیدا کر سکتا ہے، حضرت مسیح موعودؑ کے سامنے آپ کے مخلص مرید شیخ قمر الدین جہلمی نے یہ اظہار کیا کہ میں قرآن کریم کی رُو سے مسیح علیہ السلام کی ولادت باباپ مانتا ہوں، تو آپ نے یہ کہہ کر ان کی حوصلہ افزائی کی کہ اگر قرآن کی رُو سے آپ ایسا سمجھتے ہیں تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں، پس حضرت مولینا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بھی قرآنی تصریحات ہی کی بنا پر مسیح کی باباپ ولادت کا اظہار کیا، تو اس میں کون سی اعتراض کی بات ہے؟ اور اس میں حضرت مسیح موعودؑ کی مخالفت کس طرح ہو گئی۔؟

ان تصریحات کی بنا پر یہ کہنا بالکل حق بجانب ہے کہ حضرت مولینا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فی الواقعہ حضرت مسیح موعودؑ کی شاخ اور آپ ہی میں داخل تھے اور ان کا ترجمہ قرآن حضرت مسیح موعودؑ کی اس خواہش کو پورا کرنے والا ہے جس کا اظہار انہوں نے ازالہ اوہام میں کیا کہ :۔

" میں چاہتا ہوں کہ ایک تفسیر بھی تیار کر کے اور انگریزی میں ترجمہ کرا کر ان کے (اہل یورپ کے) پاس بھیجی جائے میں اس بات کو صاف صاف بیان کرنے سے رہ نہیں سکتا کہ یہ میرا کام ہے دوسرے سے ہرگز ایسا نہیں ہو گا جیسا مجھ سے یا اس سے جو میری شاخ ہے اور مجھ میں ہی داخل ہے "

اپنے اموال کی زکوٰۃ ادا کیجئے

زکوٰۃ کا فریضہ ان پانچ ارکانِ اسلام میں سے ہے جن پر قصر اسلام کی بنیاد رکھی گئی ہے اور کلمۂ شہادت اور قیام نماز کے بعد یہ اسلام کا تیسرا بڑا رُکن ہے، جس کے لئے قرآن کریم میں بہت بڑی تاکید آئی ہے، یہاں تک کہ اقیموا الصلوٰۃ کے ساتھ واٰتوا الزکوٰۃ بار بار فرمایا گیا ہے حدیث میں بھی اس کی بڑی تاکید ہے، اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے کہ توخذ من اغنیاءھم وترد الی فقراءھم۔ امراء سے مال لیکر محتاجوں اور غرباء میں تقسیم کیا جائے، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جب بعض لوگوں نے زکوٰۃ کی ادائگی سے انکار کر دیا تو خلیفۂ اسلام حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان کے ساتھ جنگ کا حکم دیا اور فرمایا کہ جب تک اونٹ کی ایک رسّی بھی جو زکوٰۃ کے سلسلہ میں واجب الوصول ہو، وصول نہ ہو گی، میں ایسے لوگوں سے جنگ کروں گا۔ اس سے ظاہر ہے کہ زکوٰۃ کو اسلام میں کتنی بڑی اہمیت حاصل ہے۔ اس کے ساتھ ہی یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ انفرادی طور پر

(باقی بر صفحہ ۴ کالم ۳)

اخبار و افکار

بشیر احمد سوز

"بھگوان بچائے اس دیش کو"

دہلی میں آر ایس ایس کے جنرل سیکرٹری نے ایک بھاری مجمع سے خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ :-

" اس ملک میں ہندوؤں کی آبادی ۹۰ فیصد ہے - اور انہی کو اس ملک سے اصل اور گہرا تعلق ہے - اور اسی لئے ہندوستان کو ہندو مہاراشٹر کہنا درست ہے - اور ملک کی فلاح و ترقی اسی سے ہو سکتی ہے کہ صرف ہندوؤں ہی کو اس ملک کا شہری مانا جائے اور ان کے ساتھ ترجیحی سلوک کیا جائے "

شاید اسی مطالبہ کا یہ ردِ عمل ہے کہ آئے دن مسلم اقلیت کا خون بہایا جا رہا ہے - کہ نہ رہے بانس نہ بجے بانسری - وہ سرزمین جو کسی وقت اسلامی تہذیب و تمدن کا گہوارہ تھی آج وہ مسلمانوں کے خون سے لالہ زار ہے - بھارت کی متعصب اور اہنسا کی پجاری ہندو ذہنیت مسلمانوں کے تمام انسانی اور تہذیبی حقوق کو پامال کر رہی ہے - قبل از تقسیم ہندوستان میں اتنے فرقہ وارانہ فسادات نہیں ہوتے تھے جتنے بعد از تقسیم ہو رہے ہیں - ہر دسویں پندرہویں دن کسی نہ کسی حصہ ملک میں مسلم کشی کا بازار گرم ہو جاتا ہے - وہاں کی اکثریت اسلحہ اور پٹرول کے ذریعہ نہتے بے دوش مسلمان مردوں، عورتوں اور بچوں کا قتل عام اور قرآن کریم، مساجد اور آثار اسلام کی بے حرمتی کرتی ہے - انتظامیہ کی طرف سے اس بربریت کی حوصلہ افزائی ہوتی رہتی ہے - ۱۹۴۷ء کے بعد کئی بستیاں اجڑ گئیں اسلامی مدرسے، قبرستان، درگاہیں، مسجدیں اور متعلقہ اوقاف چھن گئے - - صرف پنجاب میں دو لاکھ سے زیادہ مسجدیں ہندوؤں کے قبضہ میں جا چکی ہیں - یہ ہے وہ حکومت جو سیکولرازم (لادینیت) کے نام سے ہندو ازم کے قیام کے لئے مسلم اقلیت کو فنا کرتی جا رہی ہے - اس مسلم کشی کی غیر انسانی حالت زار پر مشہور سرودھیا لیڈر جے پرکاش نارائن بھی رو پڑا اور یہ کہنے پر مجبور ہو گیا کہ " بھگوان بچائے اس دیش کو " ❊

عیسائیت اور اسلام کی کشمکش

کویت کی وزارت اوقاف نے انکشاف کیا ہے کہ :-

" وسطی افریقہ میں ان دنوں عیسائیت اور اسلام کے درمیان اس امر کا مقابلہ ہے کہ عوام کی روح کو کون فتح کرے گا تبلیغی سرگرمیوں کے فقدان کے باعث آج عملاً اسلام خسارے میں ہے، جبکہ عیسائیت ہر روز لوگوں کو اپنے حلقہ میں لا رہی ہے، کیونکہ اس کی پروپیگنڈا مشینری انتہائی طاقتور ہے - اس علاقہ کے افریقیوں کی اکثریت اپنے قدیم رسم و رواج کی پابند ہے - لیکن اس میں بہت سے مسلمان اور عیسائی موجود ہیں - عیسائیوں کی تعداد تیزی سے بڑھ رہی ہے - امریکہ، برطانیہ اور دوسرے یورپی ملکوں کی سرپرستی میں گورے عیسائی مبلغین انتھک کوششوں سے لوگوں کو عیسائیت کی طرف مائل کر رہے ہیں - خدائے ذوالجلال مسلمان رہنماؤں اور دانشوروں کو کبھی معاف نہیں کرے گا - اگر وہ فوری طور پر اس براعظم کو عیسائیت کے چنگل سے بچانے کے لئے منظم، طاقتور اور پُرعزم مساعی بروئے کار نہ لائے عیسائی مشنریاں افریقہ کے دل میں اسلام کے نصب العین کو خاصا نقصان پہنچا چکی ہے - اس کا فوری تدارک ہونا چاہیئے "

وزارت مذکورہ نے کاٹنے کی آ گئے بین بجانے والی بات کی ہے - بچارے علماء کو کیا پڑی کہ تبلیغِ دین اور مسلمان گری کی خار دار اور دشوار گذار وادی میں قدم رکھیں - انہیں تو خود مسلمانوں کو بدعتی، مرتد، فاسق، مشرک اور کافر بنانے کے کارِ ثواب سے ہی فرصت نہیں ملتی - اس عدیم الفرصتی میں بھلا غیر مسلم کو توحید و رسالت کا وعظ کون کرے - ان کا فرض گر علمائے اسلام کی عدیم الفرصتی کے باعث ہی خدا تعالے نے اس زمانہ میں اپنا مامور بھیجا جس کا کام اُمتِ مرحومہ کے لئے تجدید دین اور غیر از اسلام اقوام کی مسیحائی کرنا تھا - اسی کے انفاس قدسیہ سے فیض یاب ہو کر مخلصین کی ایک چھوٹی سی جماعت اکناف عالم میں توحید و رسالت کا پیغام پہنچانے میں مصروف عمل ہے تاہم میدان عمل کی وسعت اس بات کی متقاضی ہے کہ ان مساعی جمیلہ کا دائرہ زیادہ وسیع کیا جائے اور وزارت اوقاف کے مندرجہ بالا بیان کے پیش نظر افریقہ کے ظلمت کدوں کو مسیحی خارزار سے بچانے اور اسلامی نور سے منور کرنے کی کوئی صورت پیدا کی جائے ❊

اخبار احمدیہ

—— حضرت امیر ایدہ اللہ بفضلہ تعالے بخیر و عافیت ہیں - اور خدمات دینیہ میں مصروف -

دعائے صحت

—— محترم شیخ غلام مصطفےٰ صاحب ولد مکرم شیخ اللہ بخش صاحب مدت سے بیمار اور مالی پریشانیوں میں مبتلا ہیں اور احباب سلسلہ سے دُعا کی التماس کرتے ہیں -

اپنے اموال کی زکوٰۃ ادا کیجئے

(بسلسلہ صفحہ ۳)

کوئی شخص اس بات کا مجاز نہیں کہ خود ہی اپنے مال میں سے زکوٰۃ نکال کر جہاں چاہے خرچ کر دے، بلکہ قومی نظام کے تحت اس کو جمع اور خرچ کرنا واجب ہے - قرآن کریم نے اس کی مختلف مدات مقرر کی ہیں، جن میں ناداروں اور مسکینوں، قیدیوں، اور قرضداروں اور مسافروں اور عاملین زکوٰۃ کے علاوہ فی سبیل اللہ یعنی اشاعت اسلام اور مؤلفۃ القلوب یعنی لوگوں کے دلوں کو اسلام کی طرف مائل کرنے کے لئے خرچ کرنا ضروری قرار دیا گیا ہے، ظاہر ہے کہ ہر شخص کا یہ کام نہیں کہ انفرادی طور پر ان سب مدات پر زکوٰۃ کی رقم خرچ کرے، یہ قومی ادارہ کا کام ہے - جہاں سے ان سب مدات پر حسب ضرورت خرچ کیا جاتا ہے اور آپ کی انجمن بڑی دیانتداری کے ساتھ اس فرض کی ادائیگی میں مصروف ہے، بالخصوص اشاعتِ اسلام کا کام جس کو قرآن کریم نے جہاد کبیر اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جہادِ اکبر قرار دیا ہے - یہ انجمن جس مستعدی کے ساتھ یہ جہاد کر رہی ہے وہ آپ سے پوشیدہ نہیں -

اس لئے احباب کرام کو یہ توجہ دلانا ضروری ہے، کہ وہ آئندہ ماہ رجب میں جس کو علی العموم زکوٰۃ کا مہینہ سمجھا جاتا ہے اپنے اموال کا حساب کر کے زکوٰۃ کی رقم جو واجب الادا ہو انجمن کے بیت المال میں ارسال فرما کر عنداللہ ماجور ہوں -

زکوٰۃ کی شرح جمع شدہ مال پر جس پر ایک سال گذر گیا ہو اڑھائی فیصد مقرر ہے، چاندی یا چاندی کے زیورات ۵۲½ تولے پر اور سونا یا سونے کے زیورات کی صورت میں ۷½ تولہ پر زکوٰۃ واجب ہے، اور ان کی قیمت کا حساب کر کے اڑھائی فیصد زکوٰۃ ادا ہونی چاہیئے -

اُمید ہے احباب کرام اس شرح سے اپنے اموال کا حساب کر کے زکوٰۃ کا روپیہ جو واجب الادا ہو، محاسب صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے نام ارسال فرما کر عنداللہ

جلسہ سالانہ جماعت سیالکوٹ

جماعت احمدیہ سیالکوٹ (شاخ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور) کا سالانہ جلسہ مؤرخہ ۱۵ اکتوبر ۱۹۶۷ء بروز اتوار پارک کیفے لال سیالکوٹ چھاؤنی میں منعقد ہو رہا ہے - پہلا اجلاس ۹ بجے صبح سے ۱۲ بجے دوپہر تک اور دوسرا ½۲ بجے بعد دوپہر سے ½۵ بجے تک ہوگا -

حضرت امیر قوم ایدہ اللہ حضرت مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی، مکرم مولانا عبدالمنان صاحب عمر، مکرم ڈاکٹر اللہ بخش صاحب محترم مولانا محمد یحییٰ بٹ صاحب اور مولانا شیخ عبدالرحمن صاحب مصری مکرم مولانا بشیر احمد صاحب منتو -

جلسہ سے خطاب فرمائیں گے -

وزیرآباد، گجرات، گوجرانوالہ، عبدالحکیم اور دیگر مقامات کے احباب کو شمولیت جلسہ کی دعوت دی جاتی ہے، باہر سے آنے والوں کی رہائش اور خوراک کا انتظام ہوگا -

انبیاء اور کتابوں کے نزول کا مقصد واحد تقویٰ اللہ ہے

حدیث قدسی — (۱) اچھے یا بُرے اعمال سے خدا کو فائدہ یا نقصان نہیں پہنچتا۔

(۲) تمام انسانوں کی حاجت روائی سے خدا کے خزانوں میں کمی نہیں آتی۔

(۳) صرف نیک یا بد اعمال ہی سے انسان کو فائدہ یا نقصان پہنچتا ہے۔

مذہبی لیڈروں کی خدا اور رسول صلعم کے خلاف تعلیمات۔ امیر یا خلیفہ کی اطاعت صرف امر بالمعروف میں کی جائے

خطبہ جمعہ مورخہ ۲۹ ستمبر ۱۹۶۷ء۔ فرمودہ حضرت امیر قوم مولینا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ بمقام جامع احمدیہ۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور

ولله ما فی السموات وما فی الارض ولقد وصینا الذین اوتوا الکتاب من قبلکم وایاکم ان اتقوا اللہ۔ وان تکفروا فان لله ما فی السموات وما فی الارض وکان اللہ غنیا حمیدا۔ ولله ما فی السموات وما فی الارض وکفی باللہ وکیلا۔ (سورۃ النساء ۱۳۱ تا ۱۳۲)

زمین و آسمان پر اللہ تعالیٰ کی حکومت اور اس کی برکات

ان دو آیتوں میں خدا تعالیٰ کا ذکر ہے اور اس کی وسیع سلطنت کا ذکر ہے۔ آسمانوں اور زمین پر خدا تعالیٰ کی حکومت ہے۔ خدا تعالیٰ کا ذکر کرنے کے بعد اس کی وسیع کائنات اور سلطنت جو اس کے کامل تصرف میں ہے۔ اس کا بھی ذکر کیا ہے۔ اور عالم انسانیت کا بھی ذکر کیا ہے جس طرح سے زمین و آسمان کی حکومت با برکت نظر آتی ہے۔ اسی طرح سے وہ حکومت، جو خدا تعالیٰ نے انسانوں کے لئے تجویز کی ہے۔ وہ بھی با برکت ہے۔ فرمایا ولله ما فی السموات وما فی الارض۔ زمین و آسمانوں میں جو جو چیزیں ہیں۔ ان کو پیدا کرنے والا خدا ہے۔ ان کا کامل علم رکھنے والا خدا ہے اور ان پر پورا پورا تصرف رکھنے والا وہی خدا ہے۔ اس کائنات کی حکومت میں خدا تعالیٰ کے فیضان اور برکات نظر آتے ہیں خدا نے جو زمین و آسمان پیدا کئے ہیں ان کے فوائد عالم انسانیت کے سامنے ہیں۔

انسانیت کے اخلاقی اور روحانی کمال کے لئے انبیاء آئے اور کتابیں نازل ہوئیں

اسی طرح سے خدا تعالیٰ نے انسانیت کو اپنے کمال پر پہنچانے کے لئے اُس کو اخلاق سکھانے کے لئے اور اس کو با خدا انسان بنانے کے لئے انتظام کیا ہے۔ چنانچہ فرمایا ولقد وصینا الذین اوتوا الکتاب من قبلکم اے مسلمانو! خدا کی وحی جو بارش سے بھی زیادہ قیمتی ہے صرف تمہارے اوپر ہی نہیں اُتری بلکہ پہلے جس قدر بھی قومیں ہو گذری ہیں ان کے اندر بھی ہم نے رسول بھیجے اور کتابیں نازل کیں اور سب کو ایک ہی تعلیم دی ہے جس طرح کائنات کے تمام طبقات و سلسلوں میں قوانین یکساں ہیں اسی طرح انسانیت کے لئے جو قوانین بنائے گئے ہیں وہ سب یکساں ہیں۔ ان میں کوئی فرق نہیں پایا جاتا۔ جس طرح پہلی قوموں کی طرف بھی پیغمبر بھیجے کتابیں بھیجیں۔ اسی طرح مسلمانوں کے لئے بھی ایک پیغمبر بھیجا گیا اور کتاب نازل کی ہے۔

سب کتابوں اور رُسُل کا ایک ہی مقصد۔ تقویٰ اللہ

ان سب رُسُل اور کتب کی تعلیمات کا مقصد ایک ہی ہے ان اتقوا اللہ۔ خدا سے ڈر کر زندگی بسر کرو کس قدر جامع یہ تعلیم ہے۔ وہ قومیں اور افراد جو خدا تعالیٰ سے ڈر کر زندگی بسر کرتے ہیں۔ وہ بنی نوع انسان کے حقوق پامال نہیں کر سکتے وہ عدل و انصاف سے کام لیتے ہیں اُن کے اخلاق اچھے ہوتے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے کتابوں اور پیغمبروں کی شکل میں جو انعام انسانیت پر کیا وہ نعمت عظمےٰ ہے۔ زمین اور آسمانوں کی ... تمام چیزیں انسان کے جسم کی نشوونما کے لئے ہیں اور وہ حصہ جس کی وجہ سے انسان انسان کہلاتا ہے۔ وہ اس کی روح ہے۔ اس کی نشوونما کے لئے بھی خدا تعالیٰ نے سامان مہیا فرمائے ہیں جن افراد نے خدا تعالیٰ سے ڈر کر زندگی بسر کی وہ معزز ہو گئے۔ اپنے گھر اور قوم میں ان کی عزت قائم ہو گئی۔

سب سے زیادہ معزز ترین انسان

صحابہ کرام نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا۔ من اکرم الناس یا رسول اللہ — یا رسول اللہ لوگوں میں سے معزز ترین آدمی کون ہے۔ فرمایا اتقاکم۔ وہ جو سب سے زیادہ خدا خوف ہے جو کسی کو دُکھ دینا نہیں چاہتا۔ اور بے حیائی کے کام نہیں کرتا وہ لوگوں سے بھلائی کرتا ہے مندرجہ بالا آیت میں اسی بات کو جامع الفاظ میں بیان کیا ہے ان اتقوا اللہ خدا سے ڈر کر زندگی بسر کرو یعنے لوگوں کے حقوق کی حفاظت کرو۔ عدل و انصاف سے کام لو۔ تزکیہ نفس کرو۔

اس نعمت عظمےٰ کی ناقدری خدا کو نقصان نہیں پہنچا سکتی۔

وان تکفروا۔ اگر تم اس روحانی نعمت کو جو سب سے بڑی نعمت ہے اور جو قرآن کریم اور رسول کریم صلعم کی شکل میں دی گئی ہے۔ اس نعمت عظمےٰ کی ناقدری کرو گے تو فان لله ما فی السموات وما فی الارض تمہارے انکار سے خدا تعالیٰ کی وسیع سلطنت کا کچھ نقصان نہیں ہوگا۔ مرسلین کا سلسلہ تو بنی نوع انسان کے فائدہ کے لئے قائم کیا گیا ہے۔ تمہاری بھلائی کے لئے یہ پیغمبر آتے ہیں۔ وہ اخلاق فاضلہ سے متصف ہونے کی وجہ سے انسانوں کے لئے نمونہ ہوتے ہیں اور وہ خدا کی کتاب کو اپنے عمل سے سچا کر دکھلاتے ہیں۔ اگر تم اُن کی رہنمائی سے فائدہ نہ اُٹھاؤ تو تم خدا تعالیٰ کو کسی قسم کا نقصان نہیں پہنچا سکتے۔

حدیث قدسی

اچھے یا بُرے اعمال سے خدا کو فائدہ یا نقصان نہیں پہنچ سکتا

اس ضمن میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث بیان فرمائی ہے۔ اس کو حدیث قدسی کے نام سے یاد کیا جاتا ہے کیونکہ اس کا روایت کرنے والا خود خدا تعالیٰ ہے۔ فرمایا یا عبادی لن تبلغوا ضری فتضرونی ولن تبلغوا نفعی فتنفعونی ولو ان اولکم واخرکم کانوا علی افجر قلب رجل منکم ما نقص ذالک من ملکی شیئا اے میرے بندو! تمہاری طاقت نہیں کہ تم مجھے نقصان پہنچا سکو۔ اور اسی طرح سے تم مجھے کچھ فائدہ بھی نہیں پہنچا سکتے۔ اگر تم شروع سے لے کر آخر قیامت تک سب کے سب انسان جمع ہو جاؤ۔ اور تمہارے ذہن میں جو بدترین انسان ہے، ڈاکو ہے، جوا باز ہے۔ اگر تم سب کے سب ویسے ہی ہو جاؤ۔ تو میرے ملک کو ذرّہ برابر نقصان نہیں پہنچا سکو گے نہ میری حکومت میں ذرّہ برابر فرق آ سکتا ہے۔ اور اسی طرح سے ان اولکم واخرکم کانوا علی اتقی قلب رجل واحد منکم ما زاد فی ملکی شیئا۔ اگر تم میں سے ایک ایک آدمی پرہیزگاری کے انتہائی نکتہ تک پہنچ جائے۔ تب بھی میری سلطنت کو ذرّہ برابر فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔ اس کی وجہ کیا ہے مندرجہ بالا آیت کے آخر میں وہ وجہ بیان کی ہے وکان اللہ

غنیاً۔ اللہ تعالیٰ غنی ہے۔ اگر خدا تعالیٰ کو ہمارے روزوں سے کچھ فائدہ پہنچ سکتا ہے یا نماز اور حج اور زکوٰۃ وغیرہ سے خدا کو کچھ فائدہ ہو سکتا ہے تو وہ غنی نہیں ٹھہرتا کیونکہ غنی وہ ہے جس کو قطعاً کوئی حاجت نہیں ہے۔ اگر ساری دنیا کے انسان مثالی طور پر پرہیزگار ہو جائیں تو بھی اس کو کچھ فائدہ حاصل نہیں اور اگر سارے کے سارے ایک دوسرے سے بڑھ کر بدکار اور گمراہ ہو جائیں تو بھی اس کو کچھ نقصان نہیں۔ فرمایا

صعید واحد فسألونی فاعطیت کل واحد منهم مسألته ما نقص ذالك مما عندی الا كما ينقص المخيط اذا ادخل البحر

جتنے پہلے انسان ہو گذرے ہیں اور جس قدر آئندہ آنے والے ہیں وہ سب کے سب ایک میدان میں جمع ہو جائیں اور مجھ سے اپنی حاجات مانگیں تو جو جو آدمی جو جو کچھ مانگے میں ہر ایک کو اُس کے سوال کے مطابق دے دوں تو بھی میرے پاس جو خزانے ہیں ان میں اتنی بھی کمی واقع نہیں ہو گی جتنی ایک سوئی کو سمندر کے اندر ڈبونے سے اس کے پانی میں کمی واقع ہو سکتی ہے۔

صرف نیک یا بد اعمال ہی سے انسان کو فائدہ یا نقصان پہنچتا ہے

اس تمہید کے بعد بتایا کہ اس بیان سے مقصد کیا ہے فرمایا یا عبادی انما هی اعمالكم احصیها لكم میرے بندو! یہ صرف تمہارے اعمال کا معاملہ ہے۔ جو کچھ تم عمل کرتے ہو میں ان کو ضبط کر لیتا ہوں یعنی ان کا ریکارڈ رکھتا ہوں۔ پھر ان کا پورے کا پورا بدلہ دے دیتا ہوں فرمایا فمن وجد خیراً فلیحمد اللہ۔ جس کسی کو اس کے اعمال کی وجہ سے فائدہ پہنچا۔ اس کو چاہیئے کہ وہ خدا کا شکر کرے کہ اس کو اچھے اعمال کی توفیق میسر آئی، اور میں اس سے خوش ہو گیا۔ ومن وجد غیر ذالك فلا یلومن الا نفسه اور جس کے حصے میں اچھے بدلے کے بجائے بُرا بدلہ آیا وہ اپنے آپ کو ہی ملامت کرے

ہر چیز خدا کی حمد و ثنا کرتی ہے اور وہ غنی ہے

اس میں حضرت نبی کریم صلعم کی قوم کو بتایا ہے کہ اگر تم اتنی بڑی نعمت کا جو تمہیں رسول کریمؐ اور قرآن مجید کی شکل میں دی گئی ہے کفران کرو تو میں غنی ہوں۔ حمید ہوں۔ کسی رنگ میں محتاج نہیں۔ بلکہ محمود ہوں۔ کائنات کی ہر چیز اپنی زبانِ حال سے میری حمد و ثنا کے گیت گاتی نظر آتی ہے مجھے نہ تمہاری تعریف کی ضرورت ہے نہ تمہاری حمد و ثنا کی۔ ہماری اطاعت و فرمانبرداری سے ہی تمہیں فائدہ پہنچے گا۔

یہ ہیں افصح الناس حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ جن کی صحبت میں بیٹھ کر لوگ فرشتے بن گئے۔ ہر قسم کی بدیاں اور برائیاں مٹ گئیں اور وہ دنیا کی ایک معزز ترین قوم بن گئے۔

اہلِ کتاب کے مذہبی لیڈر خدائی کے مقام پر

اب اللہ تعالیٰ ایک اور بات بیان فرماتا ہے اللہ تعالیٰ عالمِ انسانیت کی روحانی تربیت کے لئے رسول بھی بھیجتا ہے اور کتب بھی نازل فرماتا ہے۔ مگر لوگ آہستہ آہستہ ان کے جانشینوں کو خدا اور رسول کا مقام دے دیتے ہیں جس کی وجہ سے دین میں خرابیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ اس ضمن میں فرمایا

کی پرستش شروع کر دی اور اپنی قوم کو بھی اسی غلط راہ پر ڈال دیا باوجودیکہ وہ اہلِ کتاب تھے۔ اپنے رسول کا نمونہ وہ دیکھ چکے تھے تاہم انہوں نے جبت اور طاغوت کو اپنا خدا بنا لیا اور ان کے احکام کی پیروی شروع کر دی اور یہ مذہبی لیڈر تو پیغمبر بن بیٹھے یعنی اہلِ کتاب کے بزرگ آہستہ آہستہ خود شارع بن جاتے ہیں وہ لوگوں کو یہ سبق دیتے ہیں کہ ہم سے زیادہ کون خدا کی کتاب کو جان سکتا ہے۔ ان راہنماؤں کے متعلق فرمایا اتخذوا احبارهم ورهبانهم ارباباً من دون الله۔ یعنی یہودیوں نے اپنے علماء اور مشائخ کو خدا کا درجہ دے دیا۔ اس میں مسلمانوں کو توجہ دلائی گئی تھی کہ تمہارے مذہبی لیڈر ایسا نہ کرنے پائیں۔

ایک مشہور یہودی کعب بن اشرف تھا۔ وہ بہت ... بڑا کاہن تھا اور توراۃ کا شارح تھا اور ہر قسم کی غلط باتیں توراۃ سے منسوب کر دیتا تھا۔ لوگ اس کی بات کو درست خیال کرتے اور سمجھتے کہ یہ ہم سے اچھا ہے توراۃ جانتا ہے، علم دین سے واقف ہے۔ آہستہ آہستہ وہ پیغمبر کا ہم پلہ ہو گیا اور توراۃ کی تعلیم کے برخلاف اپنی خواہشات کے مطابق دین بنا لیا جس کو قوم درست ماننے لگ گئی۔

مسلمان مذہبی لیڈروں کو تلقین

ایسا ہی حال ان گدی نشینوں کا ہے جو اپنی خواہشات کو پورا کرنے کے لئے یہ اثر ڈالتے ہیں کہ ہم تم سے زیادہ دین کو سمجھتے ہیں۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ شان ہے کہ آپ نے اپنی قوم کو ان خطرات اور ان بیماریوں سے آگاہ فرمایا جو پیغمبروں کے بعد مذہبی لیڈر ہوتے ہیں یا امیر، خلیفہ اور جانشین ہیں ان کو آپ نے یہ تلقین فرمائی ہے لا طاعة للمخلوق فی معصية الخالق اور فرمایا الطاعة فی المعروف اور یہ کہہ کر بھی ڈرایا کہ میری قوم میں ایسے خلفاء پیدا ہوں گے کہ تمہاری روزی ان کے ہاتھ میں ہو گی تمہاری رہائش ان کے قبضہ میں ہو گی، وہ تمہیں غلام بنا کر رکھیں گے۔ ان باتوں کے علاوہ ایسے لوگ بلند دعاوی کرتے اور فخر کے کلمات بولتے ہیں۔ ان کے جھوٹے علم کا تذکرہ اور چرچا ہوتا ہے۔ وہ جھوٹ بکتے ہیں۔ اور جب وہ عمل کرتے ہیں تو ان کے اعمال میں سوائے برائی کے اور کچھ نظر نہیں آتا۔ اگر وہ برائی کریں تو ان کے مرید جب تک اس بدی کی تعریف نہ کریں وہ ان پر راضی نہیں ہوتے جب تک امیر اور خلیفہ کی برائی کو پسندیدگی کی نگاہ سے نہ دیکھا جائے تو ان کی نظروں میں مرید کی کوئی قدر نہیں ہوتی۔ وہ چاہتے ہیں کہ ان کی ہر بات کی تعریف کی جائے۔ حتیٰ کہ ان کے جھوٹ کی بھی تصدیق کی جائے۔ اور کہا جائے کہ واللہ یہ حق ہے جو آپ نے فرمایا۔ اس بارہ میں حدیث شریف کے الفاظ یہ ہیں:۔

سیکون علیکم خلفاء یملکون ارزاقکم ... فذالك فهو شهيد۔ جب تمہیں اس قسم کے خلفاء سے واسطہ پڑے جو کتاب و سنت اور حدود شرعیہ سے تجاوز کرنے لگیں اور اپنے احکامات جاری کرنے لگیں، تو اُن خلفاء کا ڈٹ کر مقابلہ کرو۔ ان سے لڑو۔ اگر تم اس راہ حق میں مر جاؤ تو شہید کہلاؤ گے۔ کوئی بڑے سے بڑا انسان خدا کے حکم کے خلاف کوئی حکم دے تو اس کو رد کر دینا چاہیئے۔ یہی سچے مومن کی شان ہے۔

امیر کی اطاعت کا حکم

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے امیر کی اطاعت پر بھی بڑا زور دیا ہے۔ کیونکہ اس سے قوم میں ڈسپلن پیدا ہوتا ہے۔ فرمایا تین آدمی سفر کو جائیں تو ایک کو اپنا امیر بنا لیں۔ کمانڈر انچیف کے متعلق فرمایا ہے کہ لشکر اس کی پوری پوری اطاعت کرے۔ عمرو بن العاص نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے ذات السلاسل کے مقام پر چڑھائی کی، انہوں نے فوجی مصلحت کے پیش نظر حکم دیا کہ رات کو آگ نہ جلائی جائے۔ اس سے بہت تکلیف پیدا ہو گئی نہ کوئی کھانا پکا سکتا تھا، نہ پانی گرم کر سکتا تھا، لوگ اس سے محروم ہو گئے اور مضطرب ہو گئے۔ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ عمرو بن العاصؓ کے ماتحت تھے۔ لوگ حضرت ابوبکرؓ کے پاس جاتے ہیں کہ آگ کے بغیر ہماری بہت سی ضروریات پوری نہیں ہو سکتیں وہ عمرو بن العاص کے پاس ان کی شکایات لے کر گئے۔ لیکن انہوں نے یہ کہہ کر واپس کر دیا کہ آپ اس بات کو نہیں سمجھتے ایسا ہی حضرت عمرؓ کو بھی جواب دے دیا۔ اسی اثنا میں حضرت نبی کریم صلعم کی خدمت میں کمک بھیجنے کے لئے درخواست کی گئی۔ حضور صلعم کے حکم سے ابوعبیدہؓ بن جراح جو تمام فوجوں کے کمانڈر انچیف تھے حضرت عمرو بن العاصؓ کی مدد کے لئے گئے۔ نماز کا وقت آیا تو ابوعبیدہؓ بن جراح امامت کے لئے کھڑے ہو گئے۔ عمرو بن العاصؓ نے کہا اس وقت آپ کمانڈر نہیں ہیں، آپ تو کمک لیکر آئے ہیں اس لئے امامت کرانا میرا حق ہے۔ ابوعبیدہؓ بن جراح نے کہا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے روانگی کے وقت فرمایا تھا کہ اختلاف مت کرنا۔ لہٰذا آپ ہی نماز پڑھائیں۔

امیر کی اطاعت امر معروف میں کی جائے نہ کہ برائی میں۔

اس سے ظاہر ہے کہ اسلام نے امیر اور خلیفہ کی

(باقی بر صفحہ ۱ کالم ۳)

تفسیر سورۃ فاتحہ

از حضرت امام الزمان مسیح موعود علیہ السلام

بسلسلہ اشاعت ۵ و رخبر ۱۹ جولائی ۱۹۶۷ء

تیسری قسم فیضان کی فیضان خاص ہے اس میں اور فیضان عام میں یہ فرق ہے کہ فیضان عام مستفیض پر لازم نہیں کہ حصول فیض کے لئے اپنی حالت کو نیک بناوے اور اپنے نفس کو حجب ظلمانیہ سے باہر نکالے یا کسی قسم کا مجاہدہ اور کوشش کرے بلکہ اس فیضان میں جیسا کہ ہم ابھی بیان کر چکے ہیں خدا تعالیٰ نے آپ ہی ہر ایک ذی روح کو اس کی ضروریات جن کا وہ حسب فطرت محتاج ہے عنایت فرماتا ہے اور بن مانگے اور بغیر کسی کوشش کے مہیا کر دیتا ہے لیکن فیضان خاص میں جہد اور کوشش اور تزکیہ قلب اور دعا اور تضرع اور توجہ الی اللہ اور دوسرا ہر طرح کا مجاہدہ جیسا کہ موقعہ ہو شرط ہے اور اس فیضان کو وہی پاتا ہے جو ڈھونڈتا ہے اور اسی پر وارد ہوتا ہے جو اس کے لئے محنت کرتا ہے اور اس فیضان کا وجود بھی ملاحظہ قانون قدرت سے ثابت ہے کیونکہ یہ بات نہایت بدیہی ہے کہ خدا کی راہ میں سعی کرنے والے اور غافل رہنے والے دونوں برابر نہیں ہو سکتے بلاشبہ جو لوگ دل کی سچائی سے خدا کی راہ میں کوشش کرتے ہیں اور ہر ایک تاریکی اور فساد سے کنارہ کش ہو جاتے ہیں ایک خاص رحمت ان کے شامل حال ہو جاتی ہے۔

صفت رحیمیت کا رحمانیت کے بعد آنے کی وجہ

اس فیضان کی رو سے خدا تعالیٰ کا نام قرآن شریف میں رحیم ہے اور یہ مرتبہ صفت رحیمیت کا بوجہ خاص ہونے اور مشروط بہ شرائط ہونے کے مرتبہ صفت رحمانیت سے مؤخر ہے کیونکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے اول صفت رحمانیت ظہور میں آئی ہے پھر بعد اس کے صفت رحیمیت ظہور پذیر ہوئی۔ پس اسی ترتیب طبعی کے لحاظ سے سورۃ فاتحہ میں صفت رحیمیت کو صفت رحمانیت کے بعد میں ذکر فرمایا اور کہا الرحمٰن الرحیم اور صفت رحیمیت کے بیان میں کئی مقامات قرآن شریف میں ذکر موجود ہے جیسا کہ ایک جگہ فرمایا وکان بالمؤمنین رحیما۔ یعنی خدا کی رحیمیت صرف ایمانداروں سے خاص ہے جس سے کافر کو یعنی بے ایمان اور سرکش کو حصہ نہیں۔

صفت رحیمیت کو مومن کے ساتھ مخصوص کیا گیا۔

اس جگہ دیکھنا چاہیئے کہ خدا نے کیسی صفت رحیمیت کو مومن کے ساتھ خاص کر دیا لیکن رحمانیت کو کسی جگہ مومنین کے ساتھ خاص نہیں کیا اور کسی جگہ یہ نہیں فرمایا کہ کان بالمؤمنین رحمانا۔ بلکہ جو مومنین سے رحمت خاص متعلق ہے ہر جگہ اس کو رحیمیت کی صفت سے ذکر کیا ہے۔ پھر دوسری جگہ فرمایا ہے ان رحمت اللہ قریب من المحسنین۔ یعنی رحیمیت الٰہی انہی لوگوں سے قریب ہے، جو نیکوکار ہیں۔ پھر ایک اور جگہ فرمایا:- ان الذین امنوا والذین ھاجروا وجاھدوا فی سبیل اللہ اولئک یرجون رحمت اللہ واللہ غفور رحیم۔ یعنی جو لوگ ایمان لائے اور خدا کے لئے وطنوں سے یا نفس پرستیوں سے جدائی اختیار کی اور خدا کی راہ میں کوشش کی وہ خدا کی رحیمیت کے امیدوار ہیں اور خدا غفور اور رحیم ہے یعنی اس کا فیضان رحیمیت ضرور ان لوگوں کے شامل حال ہو جاتا ہے کہ جو اس کے مستحق ہیں کوئی ایسا نہیں جس نے اس کو طلب کیا اور نہ پایا ؎

عاشق کہ شد کہ یار بحالش نظر نہ کرد ... اے خواجہ درد نیست وگرنہ طبیب ہست

فیضان کی چوتھی قسم۔

چوتھی قسم فیضان کی فیضان اخص ہے یہ وہ فیضان ہے کہ جو صرف محنت اور سعی پر مترتب نہیں ہو سکتا بلکہ اس کے ظہور اور بروز کے لئے اول شرط یہ ہے کہ یہ عالم اسباب کہ جو ایک تنگ و تاریک جگہ ہے بکلی معدوم و منعدم ہو جائے اور قدرت کاملہ حضرت احدیت بغیر توسط اسباب معتادہ کے برہنہ طور پر اپنا کامل چمکارا دکھلاوے کیونکہ اس آخری فیضان میں کہ جو تمام فیوض و برکات کا خاتمہ ہے جو کچھ پہلے فیضانوں کی نسبت عند العقل زیادتی اور کمالیت متصور ہو سکتی ہے وہ یہی ہے کہ یہ فیضان نہایت منکشف اور صاف طور پر ہو اور کوئی اشتباہ اور خفا اور نقص باقی نہ رہے یعنی نہ مفیض کے بالارادہ فیضان میں کوئی شبہ رہ جائے اور نہ فیضان کے حقیقی فیضان اور رحمت خالصہ اور کاملہ ہونے میں کچھ جائے کلام ہو بلکہ جس مالک قدیم کی طرف سے فیضان ہوا ہے اس کی فیاضی اور جزا دہی روز روشن کی طرح کھل جائے اور شخص فیض یاب کو بطور حق الیقین یہ امر مشہود اور محسوس ہو کہ حقیقت میں وہ مالک الملک ہے اپنے ارادہ اور توجہ اور قدرت خاص سے ایک نعمت عظمیٰ اور لذت کبریٰ اس کو عطا کر رہا ہے اور حقیقت میں اس کو اپنے اعمال صالحہ کی ایک کامل اور دائمی جزا کہ جو نہایت اصفیٰ اور نہایت اعلیٰ اور نہایت مرغوب اور نہایت محبوب ہے مل رہی ہے کسی قسم کا امتحان اور ابتلا نہیں ہے اور ایسے فیضان اکمل اور اتم اور ابقیٰ اور اعلیٰ اور اجلیٰ سے متمتع ہونا اس بات پر موقوف ہے کہ بندہ اس عالم ناقص اور مکدر اور کثیف اور تنگ اور منقبض اور ناپائدار اور مشتبہ الحال سے دوسرے عالم کی طرف انتقال کرے کیونکہ یہ فیضان تجلیات عظمیٰ کا مظہر ہے۔ جن میں شرط ہے کہ محسن حقیقی کا جمال بطور عریان اور بمرتبہ حق الیقین مشہود ہو اور کوئی مرتبہ شہود اور ظہور اور یقین کا باقی نہ رہ جائے اور کوئی پردہ اسباب معتادہ کا درمیان نہ ہو

تجلیات عظمیٰ کا مظہر

اور ہر ایک دقیقہ معرفت تامہ کا مکمن قوت سے حیز فعل میں آجائے اور نیز فیضان بھی ایسا منکشف اور معلوم الحقیقت ہو کہ اس کی نسبت آپ خدا نے یہ ظاہر کر دیا ہو کہ وہ ہر ایک امتحان اور ابتلا کی کدورت سے پاک ہے اور نیز اس فیضان میں وہ اعلیٰ اور اکمل دائمی لذتیں ہوں جن کی پاک اور کامل کیفیت انسان کے دل اور روح اور ظاہر اور باطن اور جسم اور جان اور ہر ایک روحانی اور بدنی قوت پر ایسا اکمل اور اتمّ احاطہ رکھتی ہو کہ جس پر عقلاً اور خیالاً اور وہماً زیادت متصور نہ ہو اور یہ عالم کہ جو ناقص الحقیقت اور مکدر الصورت اور ہالکۃ الذات اور مشتبہ الکیفیت اور ضیق الظرف ہے ان تجلیات عظمیٰ اور انوار اصفیٰ اور عطیات دائمی کی برداشت نہیں کر سکتا اور وہ اشعہ تامہ کاملہ دائمہ اس میں سما نہیں سکتے بلکہ اس کے ظہور کے لئے ایک دوسرا عالم درکار ہے کہ جو اسباب معتادہ کی ظلمت سے بکلی پاک اور منزہ اور ذات واحد قہار کی اقتدار کامل اور خالص کا مظہر ہے ہاں اس فیضان اخص سے ان کامل انسانوں کو اسی زندگی میں کچھ حظ پہنچتا ہے کہ جو سچائی کی راہ پر کامل طور پر قدم مارتے ہیں اور اپنے نفس کے ارادوں اور تمناؤں سے الگ ہو کر بکلی خدا کی طرف جھک جاتے ہیں کیونکہ وہ مرنے سے پہلے مرتے ہیں اور اگر بظاہر صورت اس عالم میں ہیں لیکن درحقیقت وہ دوسرے عالم میں سکونت رکھتے ہیں پس چونکہ وہ اپنے دل کو اس دنیا کے اسباب سے منقطع کر لیتے ہیں اور عادات بشریت کو توڑ کر اور یکبارگی غیر اللہ سے منہ پھیر کر وہ طریق جو خارق عادت ہے اختیار کر لیتے ہیں۔ اس لئے خداوند کریم بھی ان کے ساتھ ایسا ہی معاملہ کرتا ہے اور بطور خارق عادت ان پر اپنے وہ انوار خاصہ ظاہر کرتا ہے کہ جو دوسروں پر بجز موت کے ظاہر نہیں ہو سکتے۔ غرض بباعث امور متذکرہ بالا وہ اس عالم میں بھی فیضان اخص کے نور سے کچھ حصہ پا لیتے ہیں اور یہ فیضان ہر ایک فیض سے خاص تر اور خاتمہ تمام فیضانوں کا ہے۔ اور اس کو پانے والا سعادت عظمیٰ کو پہنچ جاتا ہے اور خوشحالی دائمی کو پا لیتا ہے کہ جو تمام خوشیوں کا سرچشمہ ہے اور جو شخص اس سے محروم رہا وہ ہمیشہ دوزخ میں پڑا

بیان مالک یوم الدین۔

اس فیضان کی رو سے خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں اپنا نام مالک یوم الدین

مولانا شیخ عبدالرحمن صاحب مصری

قاضی محمد نذیر صاحب کی کتاب "شانِ مسیح موعود" پر ایک نظر

اور دیگر محدثین اُمت پر حضورؑ کی برتری کی وجوہ

قرآن کریم اور احادیث میں مسیح موعودؑ کا مقام۔

قرآن کریم اور احادیث پر غور کرنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مسیح موعود کو بھی اگرچہ دیگر مجددین میں ہی شامل کیا گیا ہے لیکن باوجود اس کے ان کے مقام کو بہت بلند ظاہر کیا گیا ہے۔ کوئی مجدد بھی ان کے مقام تک نہیں پہنچا اور ساری امت اس پر متفق ہے۔ اسی طرح گو مسیح موعود کو حدیث علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل میں ہی شامل کیا گیا ہے لیکن اس کو صریح طور پر نبی کہکر اسے باقی محدثین کے مقابلہ میں امتیازی مقام بھی عطا کیا گیا ہے جو دوسرے محدثین کے مقام سے یقیناً بالا ہے کیونکہ پہلی حدیث میں خالی تشبیہ سے کام لیا گیا ہے اور دوسری حدیث میں تشبیہ بلیغ یا استعارہ سے کام لیا گیا ہے جس میں انبیاء کرام سے جس شدت مشابہت کا مفہوم پایا جاتا ہے وہ خالی تشبیہ میں مفقود ہے۔

ایک مثال

اسے میں ایک مثال سے واضح کرتا ہوں فرض کیجئے کہ کسی علاقہ میں بیس بہادر آدمی رہتے ہیں ان میں سے ۱۹ کے متعلق ہم کہتے ہیں کہ یہ شیر کی مانند ہیں اور ایک کے متعلق ہم کہتے ہیں کہ یہ شیر ہے ظاہر ہے کہ جسے ہم شیر کہتے ہیں اس کے متعلق ہم دوسرے لفظوں میں تسلیم کرتے ہیں کہ اس میں بہادری کی صفت اپنے انتہاء کو پہنچی ہوئی ہے اور شیر کی بہادری سے اس قدر شدید مشابہت رکھتی ہے کہ اسے مجاز اور استعارہ کے طور پر مجسم شیر کہدینا درست ہے اس کے یہ معنی تو ہرگز نہیں ہوسکتے کہ یہ شخص بہادر انسانوں کی جنس سے نکل کر شیروں کی جنس میں داخل ہوگیا ہے صرف یہ بتلانا مقصود ہے کہ یہ شخص دوسرے بہادروں کے مقابلہ میں بہادری کی صفت میں یکتا ہے۔

ٹھیک اسی طرح امت کے پہلے محدثین کو بھی انبیاء کرام سے مشابہت حاصل تھی اللہ تعالےٰ ان سے بھی نبیوں کی طرح مکالمہ مخاطبہ کرتا تھا ان کو بھی حدیث الا المبشرات اور آیت لھم البشریٰ کے ماتحت دوسرے لوگوں کے مقابلہ میں نبیوں کی طرح کثرت سے غیب کی خبروں پر پیش از وقت مطلع کیا کرتا تھا اور نبیوں کی طرح ان سے بھی اصلاح خلق کا کام لیتا تھا اور ان سے بھی نبیوں کا سا معاملہ کرتا تھا اور ظلی طور پر ان کو بھی نبیوں کی بعض صفات سے متصف کرتا تھا لیکن مسیح موعودؑ کے ساتھ باوجود اس کے کہ وہ بھی جماعت محدثین میں ہی شامل ہے اور اسی جماعت کا ایک فرد ہے مندرجہ بالا تمام امور میں مشابہت چونکہ دیگر محدثین کے مقابلہ میں انتہائی کمال کو پہنچی ہوئی تھی اس لئے اس کی امتیازی حیثیت بیان کرنے کی خاطر اس کے لئے لفظ نبی کو صریح طور پر بھی استعمال کر دیا گیا ٹھیک اسی طرح جس طرح ایک بہادر پر بہادری کی صفت کو انتہائی کمال پر رکھنے کی وجہ سے لفظ شیر کا اطلاق کر دیا جاتا ہے۔

مراد دونوں جگہ مشابہت ہی ہے صرف مشابہت کے درجہ میں فرق ہے یہ نہیں کہ پہلے محدثین نبوت ناقصہ رکھتے تھے اور حضرت مسیح نبوت کاملہ رکھتے تھے نہ ہی حضور محض اس وجہ سے انبیاء کے گروہ میں داخل ہوگئے کہ حدیث میں حضورؑ کے لئے لفظ نبی استعمال ہوا ہے کیونکہ یہ لفظ بھی حضور کے لئے بطور مجاز اور استعارہ ہی استعمال ہوا ہے چنانچہ حضور کے الہامات میں بھی یہ لفظ بطور مجاز اور استعارہ ہی استعمال ہوا ہے جیسا کہ حضور نے حقیقۃ الوحی میں فرمایا سمیت نبیًّا من اللہ علی طریق المجاز لاعلی وجہ الحقیقت اور پھر صریح طور پر فرمایا کہ خدا کی طرف سے مجھے علم دیا گیا ہے کہ میرے لئے لفظ نبی اور رسول بطور مجاز اور استعارہ ہی استعمال ہوا ہے اور یہ مسلم ہے کہ مشابہت میں مغایرت لازماً ہوتی ہے پس جب لفظ نبی حدیث میں بھی اور حضورؑ کے الہامات میں بھی محض مشابہت کے اظہار کے لئے استعمال ہوا ہے تو ماننا پڑے گا کہ حضور میں اور انبیاء کرام میں مغایرت باقی رہے گی جس طرح کسی بہادر انسان کو شیر کہدینے سے وہ شیروں کی جنس میں داخل نہیں ہوجاتا اسی طرح کسی محدث کو انبیاء کرام کے ساتھ شدید مشابہت رکھنے کی وجہ سے نبی کہدینے سے وہ محدث انبیاء کرام کی جماعت کا فرد نہیں بن سکتا باقی رہا حضور کا محدث ہونا سو اس کے متعلق حضور کا صریح الہام ہے انت محدث اللہ فیک مادۃ فاروقیۃ۔ حضور نے حقیقۃ الوحی میں جو اپنے متعلق فرمایا ہے کہ مجھے صریح طور پر نبی کا خطاب دیا گیا مگر اس طرح سے کہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے اُمتی۔

قاضی صاحب! میرے مندرجہ بالا بیان سے آپ پر لفظ "صریح طور" کی حقیقت بھی واضح ہو جانی چاہیئے اور یہ تو آپ کو بھی مسلم ہے کہ حضور نے الفاظ "ایک پہلو سے نبی" سے مراد نبوت ناقصہ ہی لی ہوتی ہے جب نبوت کاملہ کے مفہوم میں حضورؑ کا استعمال دکھلا دیں گے تو اس پر غور کر لیا جائے گا ورنہ نبوت ناقصہ تو فریقین کو مسلم ہی ہے اس لئے "صریح طور پر خطاب" سے مراد نبوت ناقصہ کا ہی صریح خطاب ہو سکتا ہے اور رہے نبوت کاملہ کا خطاب نہ حضور کو کبھی ملا اور نہ حضور نے کبھی اپنی طرف منسوب کیا۔

حضورؑ کی شان حضور کے اپنے الفاظ میں

حضرت مسیح موعودؑ کی جو شان قرآن کریم اور احادیث میں بیان کی گئی ہے اس کو بتلانے کے بعد اب بتلاتا ہوں کہ حضورؑ نے خود اپنی برتری کا اظہار دیگر اولیاء اور محدثین پر کس لحاظ سے کیا ہے یہ تو میں گذشتہ قسط میں "تذکرۃ الشہادتین" کے حوالہ سے بتلا چکا ہوں کہ حضورؑ نے فرمایا ہے کہ جس طرح حضرت عیسٰے بنی اسرائیل کے نبیوں میں موعود نبی تھے ان کے مقابلہ میں دوسرا کوئی نبی موعود نہ تھا اسی طرح اس اُمت کے اولیاء میں میں ہی موعود ولی ہوں میرے مقابلہ میں کوئی ولی موعود نہیں ہے اس سے معلوم ہوا کہ حضور اپنے آپ کو زمرۂ اولیاء میں ہی شامل کرتے ہیں اسی طرح کوئی مجدد موعود نہیں لیکن صرف مسیح موعود ہے جو مجدد ہے یعنی وہی موعود مجدد ہے یعنی اس کا نام لے کر پیشگوئی کی گئی ہے یہ کتاب بھی ۱۹۰۱ء کے بعد کی ہے جسے آپ منسوخ نہیں قرار دے سکتے اس کے علاوہ آپ فرماتے ہیں:۔

> "آنحضرت صلعم نے ایک مہدی کے ظہور کا زمانہ یہی زمانہ قرار دیا ہے۔۔۔۔۔
>
> یہ ضرور ثابت ہوتا ہے کہ چودھویں صدی کے سر پر ملک ہند میں ایک عظیم الشان مجدد پیدا ہونے والا ہے"
>
> (نشان آسمانی صفحہ)

کیا عظیم الشان کا لفظ حضورؑ کی برتری کو ثابت کرنے کے لئے کافی نہیں کہ آپ اپنی خیالی منطق کے زور سے نبوت کاملہ کو جس کا وجود ہی حضورؑ کی تحریروں میں نہیں پایا جاتا برتری کی وجہ قرار دینے پر تلے ہوئے ہیں۔ پھر اسی کتاب کے صفحہ پر فرماتے ہیں:۔

> "خدا تعالےٰ اس اُمت کی اصلاح کے لئے ہر ایک صدی پر ایسا مجدد مبعوث کرتا رہے گا جو اس کے دین کو نیا کرے گا لیکن چودھویں صدی کے لئے یعنی اس بشارت کے بارے میں جو ایک عظیم الشان مہدی چودھویں صدی کے سر پر ظاہر ہوگا اس قدر اشارات نبویہ پائے جاتے ہیں جو ان سے کوئی طالب منکر نہیں ہوسکتا۔"

قاضی صاحب! دیکھ لیں حقیقی وجہ برتری کی کیا اسے دیکھ کر آپ اپنی خیالی وجہ کو ترک کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں؟ اور سنئے الحق مباحثہ لدھیانہ کے صفحہ ۷۹ پر فرماتے ہیں:۔

> "یہ بھی میرا اعتقاد ہے کہ قرآن کریم سے تمام مسائل دینیہ کا استخراج و استنباط کرنا اور اس کے مجملات کی تفصیلات صحیحہ پر حسب منشاء الٰہی قادر ہونا ہر ایک مجتہد اور مولوی کا کام نہیں بلکہ یہ خاص طور پر ان کا کام ہے جو وحی الٰہی سے بطور نبوت یا بطور ولایت عظمیٰ مدد دیئے گئے ہوں۔"

...... اور جو لوگ وہی ولایت عظمیٰ کی روشنی سے منور ہیں اور الا المطھرون کے گروہ میں داخل ہیں ان سے بلاشبہ عادت اللہ یہی ہے کہ وہ وقتاً فوقتاً دقائق مخفیہ قرآن کے ان پر کھولتا رہتا ہے"

قاضی صاحب کیا کسی اور مجدد - محدث یا ولی کی ولایت کو بھی حضور نے بھی ولایت عظمیٰ کا نام دیا ہے۔ کیا اولیاء میں یہ حضور کی امتیازی حیثیت نہیں کیا اسے برتری کی وجہ نہیں قرار دیا جا سکتا کہ کوئی اور وجہ تلاش کرنے کی ناکام کوشش کی جائے۔

پھر اپنی کتاب حمامۃ البشریٰ کے صفحہ ۲۹ پر فرماتے ہیں :۔

"والمراد منها فی الاحادیث
مجدد عظیم یاتی علی قدم المسیح"

غور کریں کہ کیا اپنے سوا کسی اور مجدد کو کو بھی مجدد عظیم فرمایا ہے پھر صفحہ ۲۱ پر فرمایا :۔

"اقتضت الحکمۃ الالٰھیۃ
ان یسمی المجدد مسیحا"

چودھویں صدی کے مجدد کا مسیح نام رکھنا ہی دیگر مجددین پر اس کی برتری کی زبردست دلیل ہے۔

پھر اسی کتاب کے صفحہ ۹۲ پر فرماتے ہیں :۔

"واجتمعت ھٰذہ العلامات
کلھا فتدل بدلالۃ قطعیۃ
علی ان المجدد الاعظم قد
ظھر والنور النازل قد نزل"۔

یہاں علیم کی بجائے اپنے آپ کو مجدد اعظم قرار دیا ہے کیا کسی اور مجدد کے حق میں اس قسم کے الفاظ استعمال کئے ہیں کیا اس سے دیگر مجددین پر برتری واضح نہیں ہوتی۔

پھر اپنی کتاب سر الخلافہ کے صفحہ ۵۶ پر فرماتے ہیں :

"فھٰذہ اشارۃ الی خاتم الائمۃ
وھو المھدی الموعود اللاحق
بالصحابۃ"

اسی طرح بار بار اپنے آپ کو خاتم الاولیاء، خاتم الخلفاء تحریر فرمایا ہے اور یہ حضور کی دیگر محدثین پر فضیلت کا واضح ثبوت ہے پھر اپنی کتاب حجۃ اللہ صفحہ ۱۶ پر اپنی ولایت کے متعلق فرماتے ہیں :۔

"یہ ولایت کامل طور پر ظلِ نبوت ہے"

پھر اپنی کتاب ایام الصلح صفحہ ۲۶ پر فرماتے ہیں :۔

"اور تیرھویں صدی میں جابجا خود وہ لوگ یہ دعویٰ کرتے تھے کہ چودھویں صدی میں امام مہدی یا مسیح موعود آئے گا اور کم سے کم یہ کہ ایک بڑا مجدد پیدا ہو گا"

پھر اپنی کتاب خطبہ الہامیہ صفحہ ۱۱۲-۱۱۱ پر فرماتے ہیں :۔

"اور اس امت کے یہود اور ان کی بیرت کو بھی دیکھا اور اس عمارت میں ایک اینٹ کی جگہ خالی تھی یعنی منعم علیہم پس خدا نے ارادہ فرمایا کہ اس پیشگوئی کو پورا کرے اور آخری اینٹ کے ساتھ بناء کو کمال تک پہنچا دے پس میں وہی اینٹ ہوں"

(قاضی صاحب غور کریں کہ حضور کیا انبیاء علیہم السلام کی عمارت کی آخری اینٹ تھے یا اولیاء کی عمارت کی آخری اینٹ)

پھر اپنی کتاب کشتی نوح صفحہ ۴۲ پر فرماتے ہیں :۔

"پس یہ سورۃ تحریم الخ پیشگوئی کر رہی ہے کہ کوئی فرد اس امت میں سے کامل طور پر نبیوں کے رنگ میں ظاہر ہو گا تا وہ پیشگوئی جو آیت صراط الذین انعمت علیہم سے مستنبط ہوتی ہے وہ اکمل اور اتم طور پر پوری ہو جائے"

قاضی صاحب دیکھ لیں کہ امت کے جس شخص کے وجود میں یعنی مسیح موعود کے وجود میں دوسرے محدثین کے مقابل میں اکمل اور اتم طور پر پیشگوئی نے پورا ہونا ہے وہ بھی نبی نہیں ہو گا بلکہ نبیوں کے رنگ سے ہی رنگین ہو گا اور اس کے متعلق مواہب الرحمان میں صریح لفظوں میں فرمایا کہ وہ فی الحقیقت نبی نہیں ہو گا بلکہ نبیوں کا رنگ اسے دیا جائے گا اور یہی بات چشمہ معرفت میں فرمائی ہوا سلے گذشتہ اقساط میں گذر چکے ہیں۔

پھر اپنی کتاب تریاق القلوب صفحہ ۶۱ پر فرماتے ہیں :۔

"خدا نے اس رسول کو یعنی کامل مجدد کو اس لئے بھیجا ہے"

رسول کے معنے بھی حل کر دیئے اور اپنے آپ کو کامل مجدد بھی قرار دیا۔

پھر اسی کتاب کے صفحہ ۱۲۲ پر فرماتے ہیں :۔

"اور وہ چار کمال جو بطور چار نشان اور چار معجزہ کے ہیں جو ولی اعظم اور قطب الاقطاب اور سید الاولیاء کی نشانی ہیں یہ ہیں"

خلاصہ کلام

یہ کہ حضور گو جماعت محدثین کے ہی فرد ہیں لیکن ان میں سر فہرست ہیں حضور کی برتری کی وجہ صرف یہی ہے کہ حضور کا درجہ امتیت میں بھی اور نبوت ناقصہ میں بھی سب سے بالا ہے قاضی صاحب نے حضور کی جن تحریرات کو اپنے خیال کی تائید میں پیش کیا ہے ان سب کی حقیقت کو (میں گذشتہ اقساط میں بیان کر چکا ہوں) صرف حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۳۹۱ والی عبارت باقی ہے جس پر روشنی انشاء اللہ آئندہ قسط میں ڈالی جائے گی اور بتلایا جائے گا کہ اس میں جو نبی کا نام پانا لکھا ہے اور دوسروں کے متعلق جو لکھا ہے کہ انہوں نے یہ نام نہیں پایا اور نہ وہ اس کے مستحق تھے اس کی وجہ بھی بتلائی جائے گی اور یہ بھی دلائل قویہ سے ثابت کیا جائے گا کہ امتی کسی صورت میں بھی نبوت کاملہ کا حامل نہیں ہو سکتا نیز بتلایا جائے گا کہ نبوت ناقصہ کا لفظ حضور نے اپنی تحریرات میں کس مفہوم میں استعمال کیا ہے۔ والسلام

(بقیہ خطبہ از صفحہ ...)

اطاعت پر بڑا زور دیا ہے۔ مگر امیر اور خلیفہ کے متعلق یہ بھی ارشاد فرمایا۔ کہ اگر وہ قوم کو ایسا حکم دیں، جو خدا اور رسول کے حکم کے خلاف ہو تو ان کی اطاعت نہیں کرنا ان کی اطاعت مشروط ہے۔ نیکی کے کام میں ان کی اطاعت کرو۔ بدی کے کام میں ان کا ساتھ نہ دو۔

بنی مروان کے ایک خلیفہ کے متعلق ایک بات مشہور ہے کہ اس نے جمعہ کی نماز کی امامت کرنے کے لئے اپنی ایک لونڈی کو حکم دیا۔ لوگوں نے جب اس کی مخالفت کی تو خلیفہ نے کہا ہم امیر ہیں ہم خلیفہ ہیں ہماری اطاعت ضروری ہے۔ مگر اس غیر معقول بات کو لوگوں نے رد کر دیا کیونکہ خلیفہ کی اطاعت مشروط ہے۔ اگر وہ قرآن و سنت کے مطابق حکم دیتا ہے تو اس کی اطاعت کرو۔ اگر کوئی خلیفہ اس کے برخلاف تمہاری رہنمائی کرتا ہے تو اس کا مقابلہ کرو۔

حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے ارشادات

یہی بات حضرت ابوبکرؓ نے خلافت سنبھالتے ہی قوم سے خطاب کرتے ہوئے کہی اطیعونی ما اطعت اللہ۔ وان زغت فقومونی۔ یعنی میں خدا اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کرتا نظر آؤں تو تم میری اطاعت کرو اور اگر ٹیڑھا چلوں تو مجھے سیدھا کر کے رکھ دو۔ اسی قسم کے کلمات کا حضرت عمرؓ نے بھی اعلان کیا تھا۔ تقویٰ اور دیانتداری کا تقاضا ہے کہ احکام خداوندی کی پیروی کی جائے اور اپنے نفس کی پیروی ترک کی جائے۔

حضرت نبی کریم صلعم کا ارشاد کہ حدیث قرآن کے مطابق ہو تو قبول کرو

خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس معاملہ میں بہت محتاط تھے فرمایا اذا روی عنی حدیث فاعرضوہ علیٰ کتاب اللّٰہ فان وافقہ فاقبلوہ والا فردوہ۔

حضرت امام الزمانؑ اپنے الہام کو قرآن پر عرض کرتے تھے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تقلید کرتے ہوئے حضرت امام زمانؑ اپنے الہام کی صحت کا یقین کرنے کے لئے اس کو قرآن کریم پر عرض کیا کرتے تھے۔ اس بارے میں قرآن کریم نے مامور خلفاء کو ان الفاظ میں تلقین فرمائی ہے:۔

وجعلنا ھم ائمۃ یھدون بامرنا۔

ہمارے مقرر کردہ ماموریں ہمارے امر کے موافق لوگوں کی رہنمائی کرتے ہیں۔

خلیفہ اور قوم کے لئے حد بندی

ایک فریضہ خلیفہ کا ہے کہ وہ نیکی کا حکم دے اور ایک فریضہ قوم کا ہے کہ وہ اسے بدی سے روکے۔ یہ نہایت ہی قیمتی قواعد ہیں۔ اور حد بندیاں ہیں جن کے باعث خلیفہ حدود سے تجاوز کرنے سے رکتا ہے۔

اسلام کا نچوڑ

فرمایا کہ ساری دنیا جماعت واحدہ کے حکم میں ہے خدا کا تقویٰ اختیار کرنا۔ اخلاق فاضلہ کا سیکھنا، تزکیہ نفس اور عبادت الٰہی کرنا یہ نچوڑ ہے اسلام کا اور یہی حکم سارے انبیاء کو دیا گیا تھا۔ اگر تم اس نعمت کی قدر دانی نہ کرو تو اللہ

مسلم ہائی سکول نمبر ۲ کی تعلیمی و ادبی سرگرمیاں

ذیل میں مسلم ہائی سکول نمبر ۲ کی تعلیمی و ادبی سرگرمیوں کی جو ۶۷-۱۹۶۶ء میں عمل میں آئیں مختصر رپورٹ درج کی جاتی ہے، جس سے یہ اندازہ ہو سکتا ہے کہ اس سکول میں طلباء کی علمی تربیت کس نہج پر ہو رہی ہے:-

یوتھ موومنٹ میں مقابلہ نظم و قوالی

اکتوبر ۱۹۶۶ء میں یوتھ موومنٹ سنٹر متصل دین بلڈنگ کوپر روڈ کے زیر اہتمام ایک ادبی نشست کا انعقاد ہوا۔ جس میں لاہور کے تمام سکولوں (جن میں یورپی طرز کے سکول بھی شامل تھے) کے بچوں میں بیت بازی۔ غزل و نظم خوانی۔ قوالی۔ ترانے۔ اور تقاریری مقابلے منعقد ہوئے۔ اس اجلاس کی صدارت کے لئے صوبائی وزیر محنت بیگم زاہدہ خلیق الزمان کو مدعو کیا گیا تھا۔ ہماری بیت بازی کی ٹیم نے (جس میں محمد سجاد حسین متعلم دہم۔ پرویز احمد متعلم دہم۔ محمد علی متعلم نہم۔ سعید احمد متعلم نہم۔ بمبر محمد جاوید متعلم ہشتم شامل تھے) اوّل پوزیشن حاصل کی۔ عبدالرزاق متعلم دہم نے غزل اور سلطان احمد متعلم دہم نے نظم خوانی میں علی الترتیب اوّل و دوم پوزیشن حاصل کی۔

قوالی ٹیم نے (جس میں عبدالرزاق سلطان احمد۔ محمد جاوید۔ محمد پرویز۔ مزمل حسین۔ اسد علی۔ امان اللہ وغیرہ ہم شامل تھے) ایک مزاحیہ قوالی پیش کر کے اوّل پوزیشن حاصل کی۔ تقریری مقابلے میں ہمارے سکول کے مقرر کو دوسری پوزیشن حاصل ہوئی۔

رائٹرز گلڈ کے کتاب میلہ میں حسن قرأت اور قوالی کا مقابلہ

وسط اکتوبر میں رائٹرز گلڈ نے یونیسکو کے زیر اہتمام ایک چار روزہ کتاب میلہ منعقد کیا۔ اس میں حسنِ قرأت۔ بیت بازی۔ نظم خوانی اور قوالی کے بین المدارس مقابلے ہوئے۔ حسنِ قرأت میں حافظ محمد زاہد نے دوم پوزیشن حاصل کی جو پہلے روز اوّل اور آخری روز دوم پوزیشن حاصل کی۔ حسن قرأت اور قوالی میں ہمارے بچوں کو سرٹیفکیٹ اور کتابیں بطور انعام دی گئیں۔

کل مغربی پاکستان بین المدارس تقاریر سیرت و نعت خوانی

نومبر ۱۹۶۶ء کے پہلے ہفتہ میں فیض الاسلام ہائی سکول راولپنڈی میں کل مغربی پاکستان بین المدارس کی بنیاد پر حسنِ قرأت تقاریر سیرت اور نعت خوانی کے مقابلے ہوئے۔ ہماری سہ رکنی ٹیم ادارہ ہذا کے سربراہ چودھری عبدالحق صاحب کی معیت میں مذکورہ مقابلہ جات میں شریک ہوئی۔ حافظ محمد زاہد کو حسنِ قرأت میں دوسرا انعام ملا۔ ہمارے نعت خواں عبدالرزاق کی سریلی آواز کے زیر و بم پر حاضرین جلسہ نے خوب سر دھنے۔

آل مغربی پاکستان بین المدارس حسن قرأت کا مقابلہ

نومبر ۱۹۶۶ء کے وسط میں مزنگ کارپوریشن ہائی سکول لاہور نے آل مغربی پاکستان حسنِ قرأت تقاریر سیرت اور نعت خوانی کے بین المدارس مقابلے کا انعقاد کیا۔ حافظ محمد زاہد نے دوم انعام حاصل کیا۔

کیمپ فائر۔ کیمپ فائر ہمارے سکول کا ایک مستقل فیچر ہے۔ لاہور کے دیگر سکولوں میں اس سلسلہ میں ہمارے سکول کو گزشتہ بیس سال سے منفرد مقام حاصل ہے۔ امسال کیمپ فائر کا نمایاں پہلو یہ تھا کہ اس کی رسم افتتاح صوبائی وزیر تعلیم خان محمد علی خان نے انجام دی۔ وزیر صاحب موصوف کیمپ فائر کے صحتمندانہ پروگرام سے بڑے متاثر ہوئے۔

جلسہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام میں تقریری مقابلہ

دسمبر ۱۹۶۶ء میں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سالانہ اجلاس منعقد ہوا۔ اس جلسہ میں شام کی ایک نشست انجمن کے کالج اور سکولوں کے طلباء کے درمیان تقریری مقابلوں کے لئے وقف کی گئی تھی۔ سکولوں کے لئے موضوع سخن تھا۔ "اسلام میں فرض شناسی اور اسکی اہمیت" ہمارے مقرر محمد علی نے بڑے مؤثر اور دلآویز انداز میں مذکورہ موضوع پر نہایت فصاحت کے ساتھ معلومات افزا تقریر کی۔ حاضرین مجلس شگفتگی الفاظ اور انداز بیان سے بے حد متاثر ہوئے اور جج صاحبان نے محمد علی کو اوّل انعام کا مستحق قرار دیا۔

قائد اعظم ڈے پر تعلیمی مرکز لاہور میں مقابلہ تقاریر

۲۵ دسمبر ۱۹۶۶ء کو ہیڈ ماسٹرز ایسوسی ایشن کے زیر اہتمام قائد اعظم ڈے پر تعلیمی مرکز لاہور میں بین المدارس تقریری مقابلہ ہوا۔ ہمارے مقرر محمد علی کو تیسرا انعام ملا۔ (باقی — باقی)

محمد صالح نور (لائلپور)

میاں طاہر جہانگیر کے نام

میاں طاہر جہانگیر فرزند میاں فضل احمد صاحب لائلپور کی انگلستان سے واپسی پر-

محبت سے کچھ عرض کرنا ہے پیارے ✿ مری بات گر کوئی دل میں اتارے
ہیں طرفین سے پاک رشتے تمہارے ✿ ہوئے نظر یہ ہمیشہ تمہارے
جو حضرت محمد میاںؒ کے ہو پوتے
تو حضرت محمد علیؒ کے نواسے

رگوں میں مبارک لہو ہے تمہارے ✿ ہیں قسمت کے روشن تمہاری ستارے
سدا نام روشن ہو آباء قائم سے ✿ ہو تم دین و دنیا کے روشن منارے
جہاں سارا روشن ہے جن کی ضیاء سے
محمدؒ کے پوتے، علیؒ کے نواسے

جو ہمت کرو گے تو قائم نظارے ✿ بنے مالی وہی جو کہ گلشن سنوارے
خدا کا وہ بندہ جو ہمت نہ ہارے ✿ جو ہمت کرے اسکی کشتی کنارے
یہ کیا پیارا رشتہ ملا ہے خدا سے
محمدؒ کے پوتے علیؒ کے نواسے

بہکو نہ جہاں میں تو دامن بچا کے ✿ قدم ڈگمگا دیں نہ جھونکے ہوا کے
رکھو تم نظر منزلوں پر ہمیشہ ✿ ہو بندوں کی خدمت، تعلق خدا سے
ملا ہے یہ رشتہ انوکھا جہاں سے
محمدؒ کے پوتے علیؒ کے نواسے

گلوں میں چھپے خار بھی ہیں بہت سے ✿ ہمارے یہاں "یار" بھی ہیں بہت سے
انہیں اپنے گلشن کی زینت نہ کہنا ✿ ہمیشہ گلوں ہی سے بنتا ہے گہنا
یہ کیا پیارا رشتہ ملا ہے خدا سے
محمدؒ کے پوتے علیؒ کے نواسے

محبت تو دنیا سے زیادہ رکھنا ✿ تکبر سے نخوت سے تم عار رکھنا
تو دیں کو مقدم کرو زندگی بھر ✿ مسرت سے جھولی بھرو زندگی بھر
عجب ایک تعلق ملا ہے خدا سے
محمدؒ کے پوتے علیؒ کے نواسے

یہ خوش باش چہرے یہ رنگیں فضائیں ✿ یہ گلشن کی سرمست ٹھنڈی ہوائیں
یہ سب چند روزہ ہیں یہ یاد رکھنا ✿ خدا کی محبت سے دل شاد رکھنا
ہو بندوں سے الفت تعلق خدا سے
محمدؒ کے پوتے علیؒ کے نواسے

میاں فضل احمد کی آنکھوں کے تارے ✿ کسی کے دلارے کسی کے سہارے
رہیں اپنے دادا کی عظمت پہ نظریں ✿ "محمد علیؒ" ہو نظر میں تمہارے
مبارک تعلق ملا ہے خدا سے
محمدؒ کے پوتے علیؒ کے نواسے

مجھے یاد آتا ہے وہ پاک چہرا ✿ بزرگی سے جس کی تعلق تھا میرا
نگاہوں میں نقشِ قدم یاد رکھنا ✿ حیات اسکی سیرت سے آباد رکھنا
سدا کامراں ہوں گے فضلِ خدا سے
محمدؒ کے پوتے علیؒ کے نواسے

یہ طاہر جہانگیر کیا نام اچھا ✿ دعا ہے مری تم کرو کام اچھا
رہے نام روشن تمہارا جہاں میں ✿ نصیحت کو دہرا رہا ہوں بیاں میں

مقدس روایات کو یاد رکھنا
جہاں کو طہارت سے آباد رکھنا

جلد ۵۴ | یوم چہار شنبہ مؤرخہ ۶ رجب المرجب ۱۳۸۷ھ مطابق ۱۱ اکتوبر ۱۹۶۷ء | نمبر ۴۰

"لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں
لاہور میں ہمارے پاک محبّ ہیں،
میں تیرے خالص محبّوں کا گروہ
بھی بڑھاؤں گا اور ان کے نفوس و
اموال میں برکت دوں گا۔"
(الہامات حضرت مسیح موعودؑ)

حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفانِ ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱- آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا۔
۲- قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ ہی آئندہ منسوخ ہوگی۔
۳- سب صحابہؓ اور آئمہؒ قابلِ احترام ہیں۔
۴- سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے
۵- کوئی کلمہ گو کافر نہیں
۶- اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا۔

بحرِ حکمت کے موتی

اللہ تعالیٰ کا بے پایاں رحم اور محبّت

عن ابی هريرة قال سمعت رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلّم يقول جعل اللّٰه الرحمة مائة جزءٍ فامسك عنده تسعة وتسعين جزءً وانزل فى الارض جزءً واحداً فمن ذالك الجزء يتراحم الخلق حتى ترفع الفرس حافرها عن ولدها خشية ان تصيبه۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہا میں نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو سُنا۔ فرماتے تھے کہ اللہ نے رحم کو سو حصے کر دیا ہے ننانوے حصے اپنے پاس رکھے ہیں اور صرف ایک حصہ زمین میں اتارا ہے۔ اسی ایک حصہ سے ساری مخلوق ایک دوسرے پر رحم کرتی ہے۔ یہاں تک کہ گھوڑا اپنا کھُر اپنے بچے سے اٹھا دیتا ہے اس ڈر سے کہ اسے تکلیف نہ پہنچے۔

نوٹ:- از حضرت مولانا محمد علی صاحبؒ۔
یعنی جو زبردست مظاہرہ رحم اور محبّت کا ساری مخلوق خدا میں نظر آتا ہے وہ اللہ تعالےٰ کے اس رحم و محبت بے پایاں کا سواں حصہ ہے جو وہ اپنی مخلوق کے متعلق رکھتا ہے سوحصہ سے مراد درحقیقت یہ ہے کہ وہ اس کا ایک نہایت ہی چھوٹا سا حصہ ہے اور کہ مخلوق کی محبت کو جو بلند سے بلند جذبات انسانی میں کام کرتی ہوئی نظر آتی ہے اللہ تعالیٰ کی محبت سے ۴۵

اگر خدا ہمیں نابود نہ کرنا چاہے

تو ہم کسی سے نابود نہیں ہو سکتے

ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ السّلام

" میرے دوستو! جو میرے سلسلہ بیعت میں داخل ہو۔ خدا ہمیں اور تمہیں ان باتوں کی توفیق دے جن سے وہ راضی ہو جائے۔ آج تم تھوڑے ہو۔ اور تحقیر کی نظر سے دیکھے گئے ہو اور ایک ابتلاء کا وقت تم پر ہے۔ اسی سنّت اللہ کے موافق جو قدیم سے ...... جاری ہے۔ ہر ایک طرف سے کوشش ہوگی کہ تم ٹھوکر کھاؤ۔ اور تم ہر طرح سے ستائے جاؤ گے اور طرح طرح کی باتیں تمہیں سننی پڑیں گی۔ اور ہر ایک جو تمہیں زبان یا ہاتھ سے دُکھ دے گا۔ وہ خیال کرے گا کہ اسلام کی حمایت کر رہا ہے۔ اور کچھ آسمانی ابتلاء بھی تم پر آئیں گے۔ تا تم ہر طرح سے آزمائے جاؤ۔ سو تم اس وقت سُن رکھو کہ تمہارے فتح مند اور غالب ہو جانے کی یہ راہ نہیں کہ تم اپنی خشک منطق سے کام لو۔ یا تمسخر کے مقابل پر تمسخر کی باتیں کرو۔ یا گالی کے مقابل پر گالی دو۔ کیونکہ تم نے یہ راہیں اختیار کیں تو تمہارے دل سخت ہو جائیں گے اور تم میں صرف باتیں ہی باتیں ہوں گی۔ جن سے خدا تعالےٰ نفرت کرتا ہے اور کراہت کی نظر سے دیکھتا ہے۔ سو تم ایسا نہ کرو کہ اپنے اوپر دو لعنتیں جمع کر لو۔ ایک خلقت کی اور دوسری خدا کی۔ یقیناً یاد رکھو کہ لوگوں کی لعنت اگر خدا تعالےٰ کی لعنت کے ساتھ نہ ہو، کچھ بھی چیز نہیں

اگر خدا ہمیں نابود نہ کرنا چاہے تو ہم کسی سے نابود نہیں ہو سکتے

لیکن اگر وہی ہمارا دشمن ہو جائے۔ تو کوئی ہمیں پناہ نہیں دے سکتا"
(ازالہ اوہام صفحہ ۳۳۵)

---

۴۵ کوئی نسبت نہیں اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جس قدر صفات مخلوق خدا کے اندر نظر آتی ہیں وہ درحقیقت صفات الٰہی کا ہی پرتو ہیں:

تبلیغی خطوط و کتابت

دیکھو خدا نے یک جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا (حضرت مسیح موعود)

(مرتبہ:- الحاج میاں ممتاز احمد صاحب فاروقی)

ہوا ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی جزا دے۔ کیونکہ آپ نے بہت مہربانی کی ہے۔

جناب عالی مجھ پر رحم کر کے ایک نسخہ قرآن شریف انگریزی ارسال کریں کیونکہ میں غریب ہوں اور آپ لوگ غریبوں کی امداد کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی مدد کرے

والسلام

(ان کو پرافیسیز آف دی پرامسڈ مسیح۔ زمانہ کے امام کو پہچانو۔ محمد دی پرافٹ ارسال کی گئیں)

ترجمہ خط از نصیر الدین صاحب عربی سکول تاسٹے جیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ نصیر الدین لس اوبیہ نے عربی سکول ابھی کھولا ہے جس میں کہ اسلامی تعلیم دی جاتی ہے عربی خصوصیت سے پڑھائی جاتی ہے جو کہ اسلام کا ایک رکن اور ستون ہے۔ اس لئے گذارش ہے کہ کافی تعداد میں مفت اشاعت کی کتابیں ارسال کریں جن سے اسلام کی معلومات حاصل ہوں۔ والسلام

(ان کو اینس آف اسلام۔ اسلام آرکو سٹیلیٹی۔ ٹیچنگز آف اسلام ارسال کی گئیں۔

ترجمہ خط موسٹے اے تنام سوکوتو۔ ناسٹے جیریا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ میں چند حروف آپ کو لکھ رہا ہوں۔ میں آپ کو اور آپ کے پڑوسیوں کو سلام کہتا ہوں میں ایک طالب علم ہوں، اور انگریزی و عربی بول سکتا ہوں لیکن اتنی تیزی سے نہیں بول سکتا۔ میں بہت ممنون ہوں گا اگر آپ مجھے چند کتب جن کے مطالعہ سے میں انگریزی تیزی سے بول سکوں ارسال کریں خدا آپ کی مدد کرے اور کچھ مذہب کی معلومات بھی حاصل ہوں۔ امید ہے کہ آپ میری اس درخواست کو منظور فرمائیں گے۔ السلام

(ان کو اسلام اینڈ کرسچینیٹی۔ تحفۂ بغداد۔ اینس آف اسلام ارسال کی گئیں)

ترجمہ خط۔ ایس اے۔ اولا صاحب۔ ناسٹے جیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اخبار لائٹ کا شکریہ۔ امید ہے کہ آپ نے جمعہ کی نماز میں میرے لئے ضرور دعا کی ہوگی اور میں انشاء اللہ تعالیٰ اسلام کی اشاعت میں سرگرم

بحوالہ اسلام۔ ہم۔

(لٹریچر ارسال کیا گیا)

ترجمہ خط از عبد الوحید رؤف صاحب۔ ناسٹے جیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کا خط مجھے ایک عزیز دوست کی وساطت سے موصول ہوا۔ میرے خط لکھنے کی غرض یہ ہے کہ میں عربی کی تعلیم حاصل کر رہا ہوں اس لئے میری التماس ہے کہ جو کتابیں آپ مناسب خیال کریں وہ مجھے ارسال کریں اور میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے سال میں دو دفعہ کتابیں ارسال کیا کریں۔ امید ہے کہ آپ میری گذارش پر ضرور غور کریں گے اور مزید کتابیں جو میری لیاقت میں اضافہ کریں وہ بھی ارسال کریں۔ والسلام

(انکو خطبہ الہامیہ۔ پرافٹ آف اسلام وغیرہ کتابیں ارسال کی گئیں)

گھانا

ترجمہ خط از سید وحمید و صاحب۔ گھانا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اُمید ہے کہ آپ بخیریت ہوں گے مجھے مطالعہ کے لئے اسلامی لٹریچر کی ضرورت ہے۔ ازراہ کرم ارسال کر کے عند اللہ ماجور ہوں۔ والسلام

(ان کو اسلام دی ریلیجن آف ہیومینٹی۔ اسلام آرکو سچینٹی ارسال کی گئی)

ترجمہ خط از ماسٹر چارلس بابا ٹمیا۔ گھانا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ میں یہ خط آپ کو تحریر کر رہا ہوں کہ مجھے محمد دی پرافٹ کتاب ارسال کریں میں بی اے کا متعلم ہوں اور مذہب اسلام کی معلومات

حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ میں عیسائی گھرانے میں پیدا ہوا۔ لیکن میرا مذہب اسلام سے خاص لگاؤ ہے اور میں جمعہ کی نماز مسجد ACCRA میں ادا کرتا ہوں۔ میں آپ کا بہت مشکور ہوں گا اگر آپ مجھے محمد دی پرافٹ کتاب ارسال کریں اللہ تعالیٰ آپ کی نصرت کرے۔

(ان کو اسلام آرکرسچینیٹی۔ پرافٹ آف اسلام ارسال کی گئی)

اطلاع آپ کو دیتے ہوئے خوشی محسوس کرتے ہیں کہ یہاں ایک مسلم لائبریری کھولنے کی تجویز کی گئی ہے جس میں ہر مذہب ملت کی کتابیں رکھی جائیں گی تاکہ لوگ ان کا مطالعہ کریں۔ اور روحانی فیض حاصل کر سکیں۔ اُمید ہے کہ آپ ہماری اس تجویز پر غور کریں گے اور ایک سٹ کتب قیمتی ارسال کریں گے

(ان کو ایک سٹ قیمتی کتب ارسال کیا گیا اور خط کا جواب دیا گیا)

ترجمہ خط از حمید الاسلام امیر مسلم انڈیا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

آپ کا ادارہ کافی عرصہ سے مختلف ادارہ ں کو اسلام کی اشاعت کے متعلق لٹریچر ارسال کر رہا ہے اب آپ کی طرف سے کافی عرصہ سے کتب نہیں آرہیں اس لئے میری التماس ہے کہ مہربانی فرما کر اب بھی پہلے کی طرح لٹریچر ارسال کیا کریں آپ کی بڑی نوازش ہوگی اگر آپ مندرجہ ذیل کتب ارسال فرمائیں۔

والسلام

(ان کو محمد دی پرافٹ۔ کال آف اسلام۔ ٹیچنگ آف اسلام ارسال کی گئیں)

ہفت روزہ پیغام صلح ـــــ (لاہور) ـــــ مورخہ ۱۱ ستمبر ۱۹۶۷ء

مسئلہ تکفیر کی تحقیق

جماعت "اہلحدیث" کے ہفت روزہ اخبار "الاعتصام" نے عنوان بالا سے مولانا عبد القادر صاحب حصاری کا ایک مضمون شائع کیا ہے جس میں مسئلہ تکفیر کے بارے مختلف فرق اسلامی کے افراط و تفریط کا ذکر کرتے ہوئے، قرآن کریم، حدیث شریف اور مختلف آئمہ مجتہدین کے اقوال سے اس بات کو واضح کرنے کی کوشش کی ہے کہ کن حالات اور کونسے عقائد کی بناء پر کسی کو کافر یا مسلمان کہا جا سکتا ہے۔ مثلاً قرآن کریم نے یہ ارشاد فرمایا ہے یایھا الذین امنوا اذا ضربتم فی سبیل اللہ فتبینوا ولا تقولوا لمن القی الیکم السلام لست مؤمنا۔ یعنے اے مومنو! جب تم اللہ کی راہ میں سفر کو جاؤ تو خوب تحقیق کر لیا کرو اور جو کوئی تم کو سلام کہے اس کو یہ مت کہو کہ تو مومن مسلمان نہیں ہے۔

اس ارشاد قرآنی کی تفسیر میں قرآن مترجم ثنائی اور شاہ عبد القادر کے موضح القرآن سے دو تین واقعات نقل کئے ہیں جن میں بتایا گیا ہے۔ ایک دفعہ صحابہ کے لشکر کے مقابل ایک شخص سلام کہتا ہوا آیا تا کہ اپنے اسلام کی خبر کرے، لیکن اس خیال سے اسے قتل کر دیا گیا کہ یہ تو ظاہر داری کا اسلام ہے۔

اس واقعہ کو بیان کرنے کے بعد مقالہ نگار نے یہ وضاحت کی ہے کہ:-

"اس آیت سے یہ اصول قائم ہوا کہ جس شخص کا پورا حال معلوم نہ ہو اور اس میں کوئی شعار اور علامت اسلام کی پائی جاتی ہو مثلاً کلمہ پڑھتا ہے سلام مسنون لیتا ہے مسنون داڑھی اس کے چہرے پر ہے نماز پڑھتا ہے .... تو اس کو مسلمان سمجھو اور جب تک اس کے عقیدہ یا زبان یا عمل سے صریح کفر معلوم نہ کر لیں اس کو کافر نہ کہیں بلکہ خوب تحقیق کرنی چاہیئے اور جلد بازی سے کام نہ لینا چاہیئے کہ اس کو قتل کریں یا اس کا مال لوٹیں"

اور اس کے ساتھ ہی ایک واقعہ خالد رضؓ بن ولید کا بیان کیا ہے کہ ان کو ایک لشکر کے ساتھ ایک قبیلہ بنی خذیمہ کی طرف جہاد کے لئے بھیجا گیا۔ خالد رضؓ نے ان کے پاس پہنچکر انہیں دعوت اسلام دی۔ انہوں نے اس کو قبول کرتے ہوئے اسلمنا کے بجائے صبانا صبانا کہا جس سے ان کی مراد یہ تھی کہ ہم نے دین بدل لیا اور مسلمان ہو گئے حضرت خالد رضؓ نے اس کا مطلب نہ سمجھتے ہوئے بعض کو قتل کیا اور بعض کو قیدی بنا لیا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ملی تو آپ نے سخت افسوس کا اظہار کیا اور دو دفعہ فرمایا اللّٰھم انی ابراء الیک مما صنع خالد اے اللہ خالد نے جلد بازی سے جو کام کیا ہے میں اس سے بری ہوں (رواہ احمد والبخاری)

ان دو واقعات کو زیادہ تفصیل کے ساتھ بیان کر کے مقالہ نگار نے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ:-

"اس سے ثابت ہوا کہ بغیر تحقیق اور غور و فکر کے کسی کو کافر کہنا یا سمجھنا اور اس غلط فہمی پر کوئی عمل درآمد کرنا باعث شرمندگی اور ندامت ہے اور آنحضرت صلعم ایسے فعل اور فاعل سے بری ہیں۔"

بجا ارشاد فرمایا لیکن قرآن کریم کے اس کھلے ارشاد اور حدیث شریف کے بیان کردہ ان واقعات سے یہ نتیجہ اخذ کرنے کے بعد مقالہ نگار نے بعض مجتہدین کے جو فتاوے نقل کئے ہیں، ان میں ان تمام کلمہ گو مسلمانوں کو جن سے کوئی خلاف شرع قول یا فعل سرزد ہو جائے کافر یا مرتد قرار دے دیا گیا ہے مثلاً:-

(۱) حرام کو حلال سمجھنے والا کافر ہے

(۲) گویئے یا غیر گویئے سے راگ سننے اور اس کی تحسین کرنے والا مرتد ہے۔

(۳) کسی بھی فعل حرام کی زبان سے تحسین کرنے والا مرتد ہے

(۴) کسی گناہ کو مباح ٹھیرانے والا کافر ہے

(۵) جو شخص داڑھی کو بُرا سمجھے اس کو منڈوا دے اور شیشہ دیکھکر داڑھی منڈی کو اچھی سمجھے وہ مومن نہیں۔

(۶) مونچھ کٹانا سب انبیاء کی سنت ہے جس نے اس کو بُرا سمجھا وہ کافر ہوا۔

(۷) احادیث نبویہ کا منکر کافر ہے۔

(۸) واجبات ظاہرہ متواترہ اور محرمات ظاہرہ متواترہ کے انکار کرنے والے کو کافر اور مرتد جان کر قتل کر دیا جائے۔

یہ فتوے تو بعض حرام یا گناہ کا ارتکاب کرنے والے مسلمانوں کے لئے ہیں، ان کے علاوہ:-

(۱) "نزول حضرت عیسےٰ مسیح علیہ السلام اور ان کی حیات کا انکار کفر ہے"

(۲) "مرزائی، چکڑالوی، قدریہ، جبریہ اہل بدعت تعزیہ پرست، قبر پرست، نیچری، پرویزی مشرک فی الالوہیت، مشرک فی الرسالت، نماز کا تارک یا آزاد خیال ملحد وغیرہ کلمہ گو ہوتے قرآن و حدیث کافر اور مشرک ہیں"

(۳) غیر خدا کو سجدہ تعظیمی کرنے والا کافر ہے۔

(۴) "رافضی (شیعہ) کافر ہیں ایسے لوگوں کے پیچھے نہ نماز جائز اور نہ اُن سے مناکحت جائز ہے اور نہ اُن کا جنازہ کرنا جائز ہے کہ ان کے مشرک ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہے"

(۵) "فرقہ غالیہ جو اعمال و رسومات شرکیہ کا مرتکب ہے اور بدعات مروجہ ہمیشہ کرتا ہے وہ کافر ہے"

(۶) فرقہ اسماعیلیہ کافر ہے۔

(۷) کافر کو مومن اور مومن کو کافر کہنے والا کافر ہے۔

ان تمام اقسام کفر کا ذکر کرنے اور تمام اسلامی فرقوں کو کافر قرار دینے کے بعد کون کلمہ گو ہے جو دائرہ اسلام کے اندر رہ گیا اور وہ جو قرآن کریم نے فرمایا لا تقولوا لمن القی الیکم السلام لست مومنا اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے محض سلام کہنے والوں کو کافر سمجھ کر قتل کرنے سے (جو) بیزاری کا اظہار کیا تھا، اس کی کیا حیثیت رہ گئی۔ ہاں صرف ایک فرقہ اہل حدیث ہے جو مقالہ نگار کی نظر میں مسلمان ہے جس کی تعداد شاید چند ہزار سے زیادہ نہ ہوگی۔ ان کے سوائے تمام اُمت محمدیہ ذرہ ذرہ سے گناہ پر اور تمام اسلامی فرقے معمولی اعتقادی اختلافات کی وجہ سے کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہو گئے، خواہ وہ کلمہ اسلام کے قائل اور نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ کے پابند اور شعائر اسلام کے عامل ہوں، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مقالہ نگار صاحب کو یاد رکھنا چاہیئے کہ انہوں نے جن گناہوں کو مجتہدین کے فتووں کی رو سے موجب کفر قرار دیا ہے، یہ کفر حقیقی کفر نہیں جو دائرہ اسلام سے خارج کر دیتا ہے بلکہ اس کو آئمہ اور فقہاء کی اصطلاح میں کفر دون کفر کا نام دیا گیا ہے، ایسے گناہوں کے مرتکب کو جو کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا قائل اور اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہو حقیقی کافر یا دائرہ اسلام سے خارج قرار دینا بہت بڑا ظلم ہے اور اس سے بڑھ کر ظلم یہ ہے کہ اہل حدیث کے سوائے تمام مختلف فرقوں کو معمولی اعتقادی اختلافات کی وجہ سے کافر قرار دے دیا گیا کیا حدیث شریف میں صراحت کے ساتھ یہ انتباہ موجود نہیں۔ من کفر اھل القبلۃ فقد باء بہ؟ کیا مسلمان کی علامات حدیث شریف میں یہ نہیں بتائی گئیں کہ من صلی صلوتنا واستقبل قبلتنا واکل ذبیحتنا فذالک المسلم۔ پھر اہل حدیث ہو کر حدیث شریف کے ان کھلے ارشادات کی خلاف ورزی کرنا اور اہل قبلہ، اہل صلوٰۃ اور اسلامی ذبیحہ کھانے والے کلمہ گو مسلمانوں کو کافر قرار دینا کہاں کا دین اور کونسی حدیث کی پیروی ہے؟

"لائل پور میں یوم محمد علیؒ"

مورخہ ۱۳ اکتوبر بروز جمعۃ المبارک جماعت احمدیہ لائل پور حضرت امیر مرحوم مولینا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے یوم وفات کے موقعہ پر "یوم محمد علیؒ" منا رہی ہے اس سلسلہ میں ایک جلسہ بعد از جمعۃ المبارک شام ۴ بجے محترم میاں فضل احمد صاحب کے ہاں پریمیئر کلاتھ ملز میں منعقد کیا جا رہا ہے۔ محترم الحاج میاں ممتاز احمد صاحب فاروقی خطاب فرمائیں گے احباب سے شمولیت کی استدعا ہے۔

ـــــ محمد صالح نور ـــــ

اخبار و افکار

ماڈرن پروگریس

نیشنل ہیرالڈ لکھنؤ ۱۳ر ستمبر ۱۹۶۷ء میں امریکن یونیورسٹی کے سوشیالوجی کے پروفیسر کا مضمون شائع ہوا ہے۔ اس میں وہ لکھتا ہے۔

"امریکہ میں طلاق اور خلع وغیرہ کے ذریعہ شادی اور نکاح کی جو گت بنی ہوئی ہے تاریخ میں تو اس کی مثال نظر نہیں آتی۔ ہر چار شادیوں میں ایک کا انجام طلاق ہوتا ہے۔ کیلی فورنیا اور نیویارک میں طلاق معمول بن چکا ہے۔ عورتیں اکٹھی ہو کر بیٹھتی ہیں تو ایک دوسری سے یہی پوچھتی ہیں "کہو اب کب اپنے خصم سے نجات حاصل کرو گی"۔ ہوائی جہاز ہوں، بسیں اور موٹریں ہوں اور یا سیرگاہیں اور پارک، لوگوں کے ہاتھ میں "رہنمائے طلاق" کی کتب نظر آئیں گی۔ طلاقی واقعات اور طلاقی جوڑوں کے تعارف کو اخباروں میں نمایاں جگہ دی جاتی ہے۔ ہر پانچ دلہنوں میں ایک دلہن سہاگ رات کو حاملہ ملتی ہے اور ہر ۱۴ ولادتوں میں سے ایک ولادت ناجائز ہوتی ہے"

یہ اس "متمدن قوم" کی اخلاق باختگی کا حال ہے جس کی "تہذیب" ہماری آنکھوں کا سرمہ بنتی جا رہی ہے۔ اور یہ اس فرنگی معاشرہ کے خد و خال ہیں جس نے عورت کو اس کے معاشرہ میں صحیح مقام و مرتبہ دلانے اور اس کے حقوق کے تحفظ کے بہانے بے حیائی کی اس شاہ راہ پر لا کھڑا کیا ہے جہاں سے واپس ہونا اس کے بس کی بات نہیں رہی۔

تعدد ازدواج اور کثرت طلاق رہی موضوع ہے جسے سامنے رکھ کر اہل مغرب کل تک اسلام پر طنز و استہزا کرتے رہے ہیں۔ آج ان کے اپنے گھر کا یہ حال ہے۔ کہ دنیا کی کل طلاقوں میں سے ۴۰ فیصد طلاق امریکہ میں ہوتے ہیں حالانکہ اس کی آبادی دنیا کی آبادی کے مقابلہ میں چھ فیصد ہے۔ فرنگی ننگی تہذیب نے نہ صرف طلاق و افتراق کی وبائی بیماری پھیلا کر خاندانی اطمینان و سکون کو ملیامیٹ کر دیا ہے بلکہ کثرت حرام کی اخلاقی اور سماجی برائی کو نئی تہذیب اور ماڈرن پروگریس کے نام پر فروغ دینے میں کوشاں ہے۔

سنت الٰہیہ

پرویزی ماہنامہ "طلوع اسلام" بابت ماہ ستمبر ۱۹۶۷ء رقمطراز ہے:-

"اگر ۱۹۶۵ء میں داتا کی نگری کو بچانے کے لئے محافظین آسمان سے اُترے تھے تو بیت المقدس کی حفاظت کے لئے بھلا اولیائے عظام کے نہیں بلکہ انبیائے کرام کے اس قدر مزارات ہیں۔ پورے کے پورے زمین پر آنے چاہئیں تھے۔ لیکن وہاں نہ کوئی سبز عمامہ والا نظر آیا، نہ سفید گھوڑی والا۔ اور وہ مقدس قطعہ زمین دیکھتے ہی دیکھتے مغضوب علیہ یہودیوں کے قبضہ میں چلا گیا۔"

کاش! راقم مذکور کو حکیم و قدیر زندہ خدا پر زندہ ایمان نصیب ہوتا تو وہ یوں خدا تعالے کی ان قدرتوں، حکمتوں، نصرتوں اور برکات و تائیدات سماوی سے منکر نہ ہوتا۔ حقیقت یہ ہے کہ جو کوئی قوم اور معاشرہ اپنی حیات و ممات خدا سے وابستہ کر لیتا ہے وہ خوف و حزن سے آزاد ہو کر خدا تعالیٰ کی حفاظت میں آ جاتا ہے۔ دشمنوں کے حملہ کے وقت کبھی ملائک اس کے دست و بازو بن جاتے ہیں۔ تو کبھی پرند، پانی اور ہوا وغیرہ اس کے دشمنوں کی تباہی کا موجب بن جاتی ہیں۔ لیکن یہ تائیدات الٰہی اعمال صالحہ کے ساتھ مشروط ہیں۔ جس قوم اور معاشرہ میں یہ قدریں زیر عمل رہیں اس کو فوز و فلاح حاصل رہی۔ اور جہاں کہیں ان قدروں سے روگردانی ہوئی مشیت الٰہی نے اپنا دست شفقت کھینچ لیا۔ سنت الٰہیہ کا یہی عمل موجودہ عرب اسرائیل جنگ میں نظر آتا ہے۔ ایک وقت تھا کہ مکہ اور مدینہ کی طرح شام اور مصر اسلامی علم و ثقافت کے گہوارے تھے اور یہاں کی دینی خدمات اور اسوۂ اسلامی پورے عالم اسلام کی رہنمائی کا موجب تھیں۔ اور آج اسلام سے ہٹ کر قوم پرستی کے غیر اسلامی نظریئے نے اُن کی خاک اُڑا کر رکھ دی ہے۔ جہاں اللہ اور رسولؐ کا ذکر رجعت پسندی خیال کیا جاتا ہو۔ اور عرب قومیت کو کامیابی و کامرانی کا موجب سمجھا جاتا ہو۔ وہاں اگر مقدس قطعہ زمین دیکھتے ہی دیکھتے مغضوب علیہ یہودیوں کے قبضہ میں چلا گیا تو اس پر تعجب کی کونسی بات ہے؟

بشیر احمد سوز

جلسۂ سیالکوٹ ملتوی

گذشتہ اشاعت میں یہ اعلان کیا گیا تھا کہ ۱۵ر اکتوبر ۱۹۶۷ء کو جماعت احمدیہ سیالکوٹ کا سالانہ جلسہ منعقد ہوگا۔ اس کے بعد خبر آئی ہے کہ بعض ناگزیر وجوہ کی بناء پر جلسہ فی الحال ملتوی کر دیا گیا ہے۔

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام بمبئی

ماہانہ کارگذاری

مکرمی ایڈیٹر صاحب!

مقامی جماعت احمدیہ کا ماہانہ جلسہ مورخہ ۱۷ر ستمبر ۱۹۶۷ء کو بروز اتوار جناب عبدالرزاق صاحب کے مکان پر منعقد ہوا۔ جلسہ میں احباب جماعت نے شرکت کی۔ جلسہ کی صدارت جناب شیخ محمد یٰسین صاحب نے فرمائی۔

تلاوت کے بعد سیکرٹری صاحب (راقم الحروف) نے گذشتہ جلسہ کی کارروائی پڑھ کر سنائی۔ اور احباب جماعت کو بتایا کہ جناب عبدالرزاق صاحب کی کوشش سے تحریک احمدیت میں ایک نوجوان رکن جناب محمد سعید صاحب کا اضافہ ہوا ہے۔ بیعت فارم منظوری کے لئے مرکز میں روانہ کر دیا گیا ہے۔

بعد ازاں جناب عبدالرزاق صاحب نے "مرکز فنڈ" کی اہمیت بتاتے ہوئے ممبران سے "مرکز فنڈ" میں حصہ لینے کی پرزور اپیل کی اور جلسہ میں عبدالرزاق صاحب نے مرکز صدر میں ہر ماہ پچیس روپے دینے کا اعلان کیا جس سے احباب جماعت میں مسرت کی لہر دوڑ گئی۔

جماعت کے نوجوان رکن جناب صدرالدین آغا صاحب نے مجلس کے سامنے ایک تجویز پیش کی اور اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ ہمیں اسٹوڈنٹس کے لئے ایک الگ ادارہ قائم کرنا ضروری ہے۔ اس ادارہ کے تحت لیکچر، بحث و مباحثہ اور دوسرے کھیلوں کا پروگرام مرتب کیا جائے اور ساتھ ہی ساتھ "تحریک احمدیت" سے روشناس کرایا جائے جب ان کو بہتر رہنمائی ملے گی تو وہ اشاعت اسلام و تبلیغ کا کام بہتر طریقے پر انجام دے سکیں گے۔

جناب صدر نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ صدرالدین آغا صاحب کی تجویز نیک ہے۔ ہم بھی چاہتے ہیں کہ ہمارے ساتھ نوجوان طبقہ زیادہ جوش و خروش کے ساتھ کام کرے۔ جماعتی کاموں میں حصہ لے ہم ان کی رہنمائی کیلئے حتی الامکان کوشش کریں گے۔

آپ نے یہ بھی کہا اسٹوڈنٹس اور بیرونی حضرات کو مختلف موضوعات پر تقریر کرنے کے لئے ہم دعوت دیں گے مختلف اوقات میں مختلف مقامات پر جلسے منعقد کئے جائیں گے جماعت کو بتایا کہ Falwa Death of Jesus نامی کتاب کے لئے رقم جمع ہو چکی ہے۔ مگر اس کتاب کو عربی، اُردو اور انگریزی میں شائع کیا جائے تو سب کے لئے مفید ثابت ہوگی۔

جماعت کے مخلص رکن جناب شیخ علی صاحب نے احباب جماعت کے سامنے اپنی درخواست پیش کی کہ آئندہ جلسہ ان کے مکان پر کیا جائے۔ تا کہ غیر احمدی دوستوں سے جماعت کے اراکین کا تعارف بھی ہو جائے اور تبلیغی کام بھی ہو جائے۔ تمام احباب نے ۱۷ر ستمبر کی دعوت کو منظور کیا۔

جناب صدر کے حکم پر جلسہ کا اختتام ہوا۔ بعد جلسہ جناب عبدالرزاق صاحب نے احباب جماعت کی خاطر تواضع فروٹ میوہ جات اور چائے پیش کر کے بزبانی کے فرائض انجام دیئے۔

عبدالقادر شیخ
سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام بمبئی

سلطنت اور حکومت کے متعلق حضرت نبی کریم صلعم اور مسلمانوں کو ہدایات

رعایا کے ساتھ انصاف کا برتاؤ کیا جائے۔ اپنے ذاتی مقاصد کے لئے ماتحتوں سے کام نہ لیا جائے

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بے نفسی۔ آپ نے دشمنوں کو معاف کر دیا۔ اپنے رشتہ داروں کو کوئی جاگیر نہ دی۔

حضرت امام الزمان کی بے نفسی اور آپ کی اولاد کی نفس پرستی

خطبہ جمعہ مؤرخہ ۶ اکتوبر ۱۹۶۷ء فرمودہ حضرت امیر قوم مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ بمقام جامع احمدیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

یا داؤد انّا جعلنٰک خلیفۃ فی الارض۔ فاحکم بین النّاس بالحق ولا تتبع الھوٰی فیضلّک عن سبیل اللّٰہ۔ لھم عذاب شدید بما نسوا یوم الحساب (صٓ ۳۸: ۲۶)

حضرت داؤدؑ کو امور سلطنت کے متعلق ہدایات

اس آیت میں خدا تعالیٰ نے اپنے ایک پیغمبر کو مخاطب کیا ہے۔ ان کا نام حضرت داؤدؑ ہے ان کو خدا تعالیٰ نے رسالت عطا کی اور سلطنت بھی بخشی تھی سلطنت کے چلانے میں بے شمار آدمی ذلیل ہو جاتے ہیں اس لئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت داؤدؑ کو بادشاہ بنانے کے ساتھ امور سلطنت کے بارے میں کچھ ہدایات بھی دیں۔ ایک ہدایت یہ ہے فاحکم بین النّاس بالحق۔ آپ کو بادشاہِ وقت بنایا گیا ہے۔ حکومت کا لازمی کام یہ ہوتا ہے کہ احکام نافذ کرے۔ اور آپ بھی احکام نافذ کریں گے اس لئے فرمایا احکام نافذ کرتے وقت دیکھ لیں کہ آپ کا فیصلہ حق پر مبنی ہے یا نہیں۔

فرائض حکومت میں کسی کی رو رعایت نہ کی جائے

جن لوگوں کے پاس امر حکم اور یا حکومت ہو، ان کے سامنے بے شمار قسم کے مخاصمات و تنازعات پیش ہوتے ہیں جن میں وہ کبھی اپنے رشتہ داروں کی رعایت ملحوظ رکھتے ہیں کبھی اپنے دوستوں کا لحاظ کر کے ان کے حق میں فیصلہ دے دیتے ہیں کبھی اپنے معاونین سے رعایت کا برتاؤ کرتے ہیں اور کبھی سیاست کی وجہ سے دوسروں پر ظلم کرتے ہیں۔ یہ حکومت کے عوارضات ہیں۔ اس لئے تنبیہہ کرتے ہوئے فرمایا فاحکم بین النّاس بالحق۔ اس حاکمیت کی شان یہ ہو کہ لوگوں کے حقوق پامال نہ کئے جاویں یا کسی کی بے جا رُو رعایت نہ کی جائے۔

ماتحتوں سے ناجائز کام نہ لیا جائے

یہ بھی یاد رہے کہ وہ لوگ جو تمہارے ماتحت ہیں۔ ان کو ناجائز مقاصد کے لئے آلہ کار نہ بناؤ۔ بادشاہ پیغمبر اور پیر کی گدی پر بیٹھنے والے اپنے ماتحتوں کو اگر اپنے ناجائز مقصد اور دولت و ثروت کے حصول کا ذریعہ بنا لیں تو اس سے بڑا بھاری نقصان ہوتا ہے، وہ قوم اور وہ جماعت جس پر اس قسم کے آدمی متمکن ہوں وہ تباہ و برباد ہو جاتی ہے وہ اپنے ماتحتوں کو اپنی اغراض پورا کر دیتے ہیں اور ان کو مجبور کرتے ہیں کہ وہ اُن کی غلط کاریوں کی تصدیق کرتے رہیں۔

خواہشات کے بندے مت بنو

دوسرا حکم یہ دیا گیا ولا تتبع الھوٰی۔ خواہشات کے بندے مت بنو خواہشات کے بندے بنو گے تو فیضلّک عن سبیل اللّٰہ۔ گمراہ ہو جاؤ گے حاکمیت سرداری یا پیری اور خلافت دھری کی دھری رہ جائے گی۔ خواہشات لذات دنیوی کا نتیجہ گمراہی ہوتا ہے۔ اور گمراہی موجب عذاب ہے۔ خواہشات کا غلام بن کر دولت و ثروت حاصل کرنا اقرباء کو امیر کبیر بنا دینا۔ لذّات کو پورا کرنے کے لئے سکیموں اور تجویزوں سے قوم کا روپیہ حاصل کرنا اس سے قوم تباہ ہو جاتی ہے۔ غرض اس ایک آیت میں حکومت کرنے کی جامع تعلیم دی ہے اور نفس پرستی کے نتائج سے بھی ڈرایا ہے مبارک ہیں وہ جو اس تعلیم کی پابندی اختیار کرتے ہیں۔

حضرت رسول کریمؐ اور مسلمانوں کو سبق

اس میں حضرت محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کی قوم کو سبق دینا مقصود ہے۔ کہ کل کو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی حکومت ملنے والی ہے اس لئے اس آیت میں اور بعض دوسری آیات میں بھی دنیا کے بادشاہوں کا نقشہ آپؐ کے سامنے رکھ دیا ہے۔ ایک جگہ فرمایا

ان الملوک اذا دخلوا قریۃ افسدوھا وجعلوا اعزۃ اھلھا اذلۃ وکذٰلک یفعلون

عام طور پر جب بادشاہ کسی ملک پر غلبہ پاتے ہیں تو وہاں فساد برپا کر دیتے ہیں اور وہاں کے بڑے بڑے آدمیوں کو ذلیل و خوار کر دیتے ہیں۔ اس میں حضور صلعم کو اور صحابہ کرامؓ کو تعلیم دینا مقصود ہے کہ آپ کو سلطنت ضرور میسر آئے گی اس وقت ان ہدایات کو سامنے رکھنا۔ حضورؐ کو حکم دیا اتبع ما یوحیٰ الیک یعنے احکام الٰہیہ کی پابندی کرنا نہ کہ نفس کی۔ اور یہ بھی تلقین فرمائی یاایّھا النّبی اتق اللّٰہ اے رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے خدا تعالیٰ کا تقویٰ سامنے رکھنا ہے کیونکہ خدا خوفی اختیار کرنا ہی باعث برکت ہوتا ہے۔

عام خلفاء کے متعلق امام رازیؒ کا بیان

اس سلسلہ میں امام فخر الدین رازی رحؒ نے عام خلفاء کے رنگ ڈھنگ کا نقشہ کھینچا ہے۔ لکھا ہے اگر خلیفہ اپنی خواہش کو پورا کرتا ہے تو وہ جماعت اور لوگوں کو اپنی خواہشات پر قربان کر دیتا ہے۔ اور ان کو دولت کمانے کا ذریعہ بنا لیتا ہے۔ وہ لذات نفسانی کو اپنی زندگی کا اہم مقصد بنا لیتا ہے، وہ حشم و خدم کا فریفتہ بن جاتا ہے۔ تو اس سے قوم کے اخلاق گر جاتے ہیں جو باعث تباہی ہوتے ہیں۔

حضرت نبی کریم صلعم نے ظالم دشمنوں کو معاف کر دیا۔

ہمارے پیغمبر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور صحابہ کرامؓ نے ان تعلیمات کی پابندی اختیار کی۔ چنانچہ جب فتح مکہ نصیب ہوئی، تو حضور صلعم نے فرمایا کہ جن لوگوں نے مجھ پر اور میرے رشتہ داروں پر ظلم و جور ڈھائے تھے اور جنہوں نے میری قوم کو بڑی سے بڑی اذیت پہنچائی مجھے اور میری قوم کو اپنے شہر مکہ سے نکالا۔ پھر پے در پے حملے اور یورشیں کیں۔ میرا چچا شہید کر دیا۔ میرے بھائی علی رضؓ اور زبیرؓ کو زخمی کیا اور خود مجھے زخمی کر دیا۔ ان سب ظلموں اور زیادتیوں کے باوجود آج میں تم سب سے درگذر کرتا ہوں اور کسی کو سزا نہیں دیتا۔ لاتثریب علیکم الیوم۔ آج کے دن تم پر کوئی ملامت نہیں۔ کیا اس کی کوئی مثال دنیا کی کسی تاریخ میں ملتی ہے؟

امریکہ کے وحشیانہ مظالم

اس بیسویں صدی میں امریکہ نے جاپانیوں کے ساتھ جو وحشیانہ سلوک کیا۔ اس کے بڑے بڑے آدمیوں کو موت

کے گھاٹ اُتار دیا۔ پھر جرمن قوم کی عزتوں کو برباد کرنے کے لئے حبشیوں کی فوج وہاں بھیجدی۔ یہ بیسویں صدی کے مہذّب لوگوں کا حال ہے اس کے بالمقابل حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آج سے چودہ سو سال پیشتر یہ سبق دنیا کے بادشاہوں کو دیا ہے کہ مغلوب قوم کے ساتھ حسن سلوک کا برتاؤ کیا جائے۔

حضرت نبی کریمؐ کی بے نفسی۔ آپ نے اپنے رشتہ داروں کو وارث نہیں بنایا۔

خدا تعالےٰ نے حضورؐ کو یہ سرٹیفکیٹ دیا ہے وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحیٰ

ان کی اپنی کوئی خواہش نہیں، وہ تو اللہ تعالےٰ کی وحی اور احکام کے پیرو ہیں اسی کا نتیجہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بھائی حضرت علی رضؓ کو اپنا وارث نہیں بنایا۔ اپنی بیٹی حضرت فاطمہ رضؓ اور اپنے نواسوں حسنؓ اور حسینؓ کو جاگیریں نہیں دیں۔ یہ بھی نہیں فرمایا کہ میرے بعد حضرت علی رضؓ خلیفہ ہوں۔ حالانکہ وہ لائق بھی تھے۔ اہل علم بھی تھے لیکن فیر منش با خُدا انسان تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود ذخمی ہوتے ہیں رشتہ داروں کو شہید کرواتے ہیں۔ ان قربانیوں سے جب سلطنت ہاتھ آتی ہے تو اپنے عزیزوں کو جاگیریں نہیں دیتے اور نہ ہی یہ تجویز کرتے ہیں کہ حضورؐ کے بعد سلطنت کے مالک ان کے اقربا ہوں ۔۔۔ اگر ایسا کرتے تو ما اسئلکم علیہ من اجر کی کوئی قیمت نہ تھی

حضرت امام الزمانؑ کی بے نفسی اور آپ کی اولاد کی نفس پرستی۔

آج ہمارے حضرت امام زمانؑ کے بیٹے نے اپنی گدّی پر بیٹھ کر دنیا کا کیا کچھ حاصل نہیں کیا حضرت صاحبؑ تو فقیر آدمی تھے۔ دنیا سے ان کو کوئی تعلق نہ تھا۔ آپ نے اپنے باغات، زمینیں وغیرہ سب انجمن کے حوالہ کر دیں اور فرمایا میرے بعد انجمن میری جانشین ہوگی۔ ظاہر ہے حضرت امام الزمانؑ نے دولت و ثروت حاصل کرنا اپنی زندگی کا مقصد نہ بنایا تھا۔ اگر ان کی اولاد ان کے اس بلند پایہ اخلاق کی پیروی کرتی تو ان کو عزت کا مقام حاصل ہوتا۔ اور ان کے ایسے عمل سے حضرت امام الزمانؑ کی عزت بھی بڑھتی۔ مگر انہوں نے اس رستہ کو ترک کر دیا جو طرح طرح کی بدگمانیوں کا موجب ہوا

ضعیف یتامےٰ اور قرضداروں کے متعلق اعلان

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب بادشاہ ہوئے تو آپؐ نے اپنوں کو جاگیریں عطا کرنے کے بجائے یہ اعلان فرمایا من مات منکم و ترک مالاً فلورثتہٖ۔ جو شخص تم میں سے فوت ہو جائے۔ اور وہ اپنے پیچھے مال چھوڑ جائے۔ تو وہ مال اس کے وارثوں کا ہوگا۔ ومن مات منکم و ترک دیناً او ضیاعاً فالیّ وعلیّ لیکن اگر تم میں سے کوئی شخص مر جائے۔ اور مال چھوڑنے کی بجائے قرض چھوڑ جائے یا چھوٹے چھوٹے بچے چھوڑ جائے تو وہ میرے پاس آ جائیں ان کا پالنا اور تربیت کرنا میرے ذمہ ہوگا اور اس کے قرض کا ادا کرنا بھی میرے ذمہ ہوگا۔

اس طرح پر حضور صلعم نے پبلک ٹریژری میں غرباء کا حصّہ رکھا

حضرت ابوبکر رضؓ اور عمر رضؓ نے اپنے بیٹوں کو گدّی نشین نہ کیا

حضرت ابوبکر رضؓ نے نہیں فرمایا کہ میرے بعد میرے بیٹے کو گدّی پر بٹھایا جائے۔ حضرت عمر رضؓ نے اپنے فرزند ارجمند عبداللہ بن عمرؓ کے متعلق صاف لفظوں میں وصیت فرمائی کہ ان کو خلیفہ نہ بنایا جائے۔ ان تعلیمات کو تازہ کرنے کے لئے حضرت امام الزمانؑ مبعوث ہوئے تھے۔ مگر ان کی گدّی پر متمکن ہونے والوں نے ان روشن اور مفید تعلیمات کو پس پشت ڈال دیا۔ اللہ تعالیٰ رحم فرمائے۔

خطبہ ثانی

بیماروں کے لئے دُعا

شیخ رحمت الٰہی صاحب کافی عرصہ سے بیمار چلے آتے ہیں۔ وہ ہماری جماعت کے ممبر ہیں اور بڑے مخلص اور فیاض انسان ہیں۔ ان کی بیوی بھی بڑی صالحہ اور خدا پرست اور فیاض خاتون ہیں۔ انہوں نے پیغام بھیجا ہے کہ شیخ صاحب کی صحت کاملہ عاجلہ کے لئے درد دل سے دعا کریں۔

بدوملہی کے ہمارے ایک نوجوان ہیں۔ ان کے متعلق میں دو ایک دفعہ پہلے بھی تحریک کر چکا ہوں کہ ان کی صحت کے لئے دُعا کریں۔ (دُعا کی گئی۔ ایڈیٹر)

جنازہ غائبانہ

مرزا مسعود بیگ صاحب کے عزیز مبارک بیگ صاحب ۵۵ سال کی عمر میں انتقال کر گئے ہیں انا للہ وانا الیہ

مولانا شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری

قاضی محمد نذیر صاحب کی کتاب "شانِ مسیح موعود" پر ایک نظر

مغالطہ دہی کی مثالیں

(۱)

ہاتھ پاؤں مارنے کی مثالیں۔

میں نے سابقہ قسط میں ذکر کیا تھا کہ قاضی محمد نذیر صاحب لائل پوری نے اپنی کتاب "شان مسیح موعود" میں حضرت مسیح موعودؑ کو زمرہ انبیاء کا فرد ثابت کرنے کے لئے کافی ہاتھ پاؤں مارے ہیں ذیل میں ان کی چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں۔

پہلی مثال

میں نے لکھا تھا کہ حضرت مسیح موعودؑ کی شان میں احادیث نبوی میں یا حضور کے اپنے الہامات میں جو لفظ نبی یا رسول یا مرسل استعمال ہوا ہے اس کے متعلق حضور نے متعدد جگہ یہی فرمایا ہے کہ یہ الفاظ بطور مجاز اور استعارہ استعمال ہوئے ہیں یہاں تک کہ اپنی ۱۹۰۷ء کی کتاب حقیقۃ الوحی میں بھی صاف الفاظ میں فرمایا کہ سمیت نبیًا من اللّٰہ علیٰ طریق المجاز لا علیٰ وجہ الحقیقۃ اور سراج منیر میں بھی کھلے الفاظ میں فرمایا کہ خدا نے مجھے علم دیا ہے کہ یہ الفاظ بطور مجاز اور استعارہ استعمال ہوئے ہیں اس سے ثابت ہوا کہ حضور نے یہ بات اپنے اجتہاد یا قیاس سے نہیں فرمائی جیسا کہ آجکل علماء ربوہ کہہ رہے ہیں بلکہ خدا کے عطا کردہ علم کی بناء پر فرمائی ہے اس لئے علماء ربوہ کے پاس اس کو رد کرنے کا کوئی جواز نہیں۔

پس چونکہ مجاز کی دو قسمیں ہیں ایک مجاز مرسل اور دوسری استعارہ اس لئے جہاں حضور نے خالی لفظ مجاز استعمال فرمایا ہے جیسا کہ حقیقۃ الوحی میں ہے وہاں لازمًا مجاز کی دونوں قسمیں یعنی مجاز مرسل اور استعارہ ہی مراد ہیں اور جہاں استعارہ کے ساتھ مجاز بھی استعمال فرمایا ہے وہاں لازمًا مجاز سے مراد مجاز مرسل ہی لیا جا سکتا ہے اسی بناء پر میں نے لکھا تھا کہ مجاز سے حضور کے مدِّ نظر مجاز مرسل ہی ہے۔

حقیقی اور مجازی معنوں کے درمیان اگر علاقہ مشابہت کا ہو تو اس مجاز کو استعارہ کہتے ہیں اور اگر غیر مشابہت کا ہو تو اسے مجاز مرسل کہتے ہیں۔ ایسے علاقے قریبًا اٹھ بیان کئے گئے ہیں ان میں سے ایک کل اور جزو کا علاقہ ہے یعنی لفظ کل بول کر مراد جزو لی جاتی ہے چنانچہ اس کی مثال میں قرآن کریم کی آیت و یجعلون اصابعھم فی آذانھم کو پیش کیا جاتا ہے۔ آیت میں لفظ اصبع جو پوری انگلی کے لئے استعمال ہوتا ہے اپنے وجود کے ایک حصہ پر جو اس کا جزو لاینفک ہے بولا گیا ہے کیونکہ ساری کی ساری انگلی تو کان میں جا ہی نہیں سکتی اس کا کچھ حصہ ہی جا سکتا ہے اور یہی مثال میں نے پیش کر کے قاضی صاحب اور ان کے ہم نوا علماء ربوہ کو توجہ دلائی تھی کہ حضور نے بھی کل اور جزو کے علاقہ کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے بعض اوقات لفظ نبی کا اطلاق جو کل کی حیثیت رکھتا ہے فرما لیتے ہیں اور اس کے ثبوت میں حضور کی تحریروں سے میں نے متعدد مثالیں بھی پیش کی تھیں اگر قاضی چاہیں گے تو دوبارہ بھی پیش کی جا سکتی ہیں۔

قاضی صاحب کا مغالطہ

قاضی صاحب اس کے مقابلہ میں حضرت نبی کریم صلعم کے کامل نبی ہونے اور سابق انبیاء علیہم السلام کے غیر کامل نبی ہونے کو پیش کر کے مجھ سے دریافت کرتے ہیں کہ کیا خاکسار انبیاء سابقین علیہم السلام کو مجاز مرسل کے طور پر جزوی نبی ماننے کو تیار ہے قاضی صاحب کی اصل عبارت حسب ذیل ہے:۔

"پس نبی کریم صلعم کے مقابل پر جب تمام انبیاء میں کوئی بھی کامل نہیں تو پھر آنحضرت صلعم کی حیثیت اُن کے مقابل میں کل کی ہوئی اور ان انبیاء میں سے ہر نبی کی حیثیت آنحضرت صلعم کے بالمقابل جزو کی ہوئی اب کیا شیخ صاحب (یعنی یہ خاکسار) ان سب انبیاء کو آنحضرت صلعم کے بالمقابل مجاز مرسل کے طور پر نبی قرار دینے کے لئے تیار ہیں کیونکہ ان میں اور آنحضرت صلعم میں کل اور جزو کی نسبت انہیں مسلّم ہے اگر نہیں تو کیوں؟"

مغالطہ دہی

قاضی صاحب نے اس مثال کے ذریعہ جو ہم پر حجت پوری کرنے کی کوشش کی ہے اس میں انہوں نے خطرناک مغالطہ دہی سے کام لیا ہے جو ایک متقی، مومن کی شان سے بہت بعید ہے اس مغالطہ کو مغالطہ دہی کا نام میں اس لئے دیتا ہوں کہ قاضی صاحب جیسے عالم سے یہ توقع نہیں ہو سکتی کہ مجاز مرسل میں کل اور جزو کا جو علاقہ بتلایا گیا ہے اس کی حقیقت کو وہ نہ سمجھتے ہوں۔

قاضی صاحب اور ان کے ہم نوا غور سے سن لیں کہ مجاز مرسل میں جس کل اور جزو کے علاقہ کو بیان کیا گیا ہے اس سے مراد وہ جزو ہے جو کل کے وجود کا حصہ ہو جیسا کہ انگلی کا پورا انگلی کا طبعی حصہ ہے اسی طرح اگر ہم زید کو گنے کی پوری چوستے دیکھیں گے اور کوئی ہم سے دریافت کرے کہ زید کیا کر رہا ہے تو ہم کہیں گے گنا چوس رہا ہے پس پوری پر گنا کا اطلاق اس لئے جائز ہے کہ پوری گنے کے وجود کا ہی حصہ ہے اسی طرح اگر چند دوست بکر کے گھر کے ایک کمرے میں بیٹھے ہوئے ہوں اور کوئی پوچھے کہ یہ دوست کہاں بیٹھے ہیں تو ہم جواب میں کہیں گے کہ بکر کے گھر میں بیٹھے ہیں اس مثال میں بھی گھر کے لفظ کا استعمال جو کل سے عبارت ہے اس کے ایک کمرہ پر کر دینا اس لئے جائز ہے کہ کمرہ گھر کے وجود کا ہی حصہ ہے۔

انبیاء سابقین حضرت نبی کریم صلعم کے وجود کا حصہ نہیں۔

پس قاضی صاحب! اگر انبیاء سابقین علیہم السلام بھی امت کے محدثین کی طرح حضرت نبی کریم صلعم کے روحانی وجود کا ہی حصہ ہیں اور انہوں نے آنحضرت صلعم کی اطاعت اور محبت میں فنا ہو کر آنحضور صلعم کے رنگ میں ہی اپنے آپ کو ایسے کامل طور پر رنگین کر لیا ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم کی نبوت ہی اُن میں جلوہ گر ہو گئی ہے نہ ان کی اپنی کوئی مستقل نبوت ہے اور نہ ہی ان کی اپنی کوئی مستقل حیثیت ہے تو بے شک وہ حضرت نبی کریم صلعم کے وجود روحانی کے جزو ہونے کی وجہ سے مجاز مرسل کے طور پر ہی نبی کہلائیں گے لیکن اگر ایسا نہیں اور یقینًا نہیں جیسے آپ بھی تسلیم کرتے ہیں اور جیسے خود حضورؑ نے بھی بڑے زور سے رد کرتے ہوئے کھلے الفاظ میں تحریر فرمایا ہے کہ انبیاء سابقین علیہم السلام حضرت نبی کریم صلعم کے وجود روحانی کا حصہ نہیں ہو سکتے تو اُن پر نبی کا لفظ بطور مجاز مرسل کس طرح استعمال کیا جا سکتا ہے ان کو نہ استعارۃً نبی کہہ سکتے ہیں اور نہ مجاز مرسل کے طور پر نبی کہہ سکتے ہیں بلکہ وہ تو شرعی اصطلاح میں حقیقی معنی میں نبی کہلا ہی نہیں سکتے محض لغوی معنی میں ان پر نبی کا لفظ بولا جا سکتا ہے شرعی اصطلاح میں اُن پر لفظ نبی کا اطلاق بطور مجاز مرسل اور استعارہ کے ہی ہوگا جیسا کہ حضور نے مندرجہ ذیل الفاظ میں اس کی صراحت فرمائی ہے۔

"جیسا کہ تکمیل ہدایت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ سے ہوئی ایسا ہی تکمیل اشاعت ہدایت بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے ہو کیونکہ یہ دونوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منصبی کام تھے۔ لیکن سنت اللہ کے لحاظ سے اس قدر خلود آپ کے لئے غیر ممکن تھا کہ آپ اس آخری زمانہ کو پاتے اور نیز ایسا خلود شرک کے پھیلنے کا ایک ذریعہ تھا اس لئے خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس خدمت منصبی کو ایک ایسے اُمتی کے ہاتھ سے پورا کیا جو اپنی خو اور روحانیت کے رو سے گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود کا ایک ٹکڑہ تھا یا یوں کہوں کہ وہی تھا اور آسمان

پر ظلی طور پر آپ کے نام کا شریک تھا"۔ (تحفہ گولڑویہ ص۱۶۱)

قاضی صاحب دیکھ لیں کہ کس صفائی سے حضور نے اپنے آپ کو حضرت نبی کریم صلعم کے وجود روحانی کا ٹکڑا قرار دیا ہے اور ظلی طور پر اپنے آپ کو آنحضرت صلعم کے نام کا شریک ٹھہرایا ہے یہ وہ تعلق روحانی ہے جس کی بنا پر امت کے محدثات پر من وجہ نبی کا اطلاق جائز ہو سکتا ہے، اور جس کی بنا پر حضور بطور مجاز مرسل نبی کہلانے کے مستحق ہو سکتے ہیں اور حضور کے مقابل پر انبیاء سابقین نہیں ہو سکتے کیونکہ وہ حضرت نبی کریم صلعم کے وجود روحانی کا ٹکڑا نہیں۔

حضور کی ذیل کی دوسری عبارت بھی ملاحظہ فرمائیں:۔

"اس جگہ بڑے شبہات یہ پیش آتے ہیں کہ جس حالت میں مسیح ابن مریم اپنے نزول کے وقت کامل طور پر اُمتی ہوگا تو پھر وہ باوجود اُمتی ہونے کے کسی طرح رسول نہیں ہو سکتا کیونکہ رسول اور اُمتی کا مفہوم متباین ہے، اور نیز خاتم النبیین ہونا ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کسی دوسرے نبی کے آنے سے مانع ہے - ہاں ایسا نبی جو مشکوٰۃ نبوت محمدیہ سے نور حاصل کرتا ہے اور نبوت تامہ نہیں رکھتا جس کو دوسرے لفظوں میں محدث بھی کہتے ہیں - وہ اس تحدید سے باہر ہے کیونکہ وہ بباعث اتباع اور فنافی الرسول ہونے کے جناب ختم المرسلین کے وجود میں ہی داخل ہے - جیسے جز کل میں داخل ہوتی ہے لیکن مسیح ابن مریم جس پر انجیل نازل ہوئی جس کے ساتھ جبرئیل کا نازل ہونا ایک لازمی امر سمجھا گیا ہے کسی طرح اُمتی نہیں بن سکتا کیونکہ اس پر وحی کا اتباع فرض ہوگا جو وقتاً فوقتاً اس پر نازل ہوگی"۔

(ازالہ اوہام صفحہ ۵۷۵ تا ۵۷۹)

حضور کی مندرجہ بالا عبارت سے مندرجہ ذیل نتائج واضح ہیں:۔

اوّل: کامل طور پر اُمتی رسول نہیں کہلا سکتا کیونکہ رسول اور اُمتی کا مفہوم متباین ہے۔ قاضی صاحب افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اس جگہ بھی آپ نے خدا کے حکم و عدل پر حکم بننے کی کوشش کی ہے حضور تو اُمتی اور نبی میں تباین کلی کے قائل ہیں اور بار بار فرماتے ہیں کہ اُمتی نبی ہو ہی نہیں سکتا لیکن آپ اپنی کتاب کے ص۱۹۹ پر لکھتے ہیں:۔

"اُمتی اور نبی میں تباین کلی کی نسبت نہیں پائی جاتی بلکہ تباین جزئی بصورت عموم خصوص من وجہ کی نسبت پائی جاتی ہے"

قاضی صاحب! کیا آپ کے نزدیک حضرت مسیح موعود نعوذ باللہ عموم خصوص من وجہ کی نسبت سے ناواقف تھے کیا حضور تباین کی نسبت کی بجائے عموم خصوص من وجہ کا ذکر نہیں فرما سکتے تھے کہ وہ بار بار تباین کی نسبت کا ہی ذکر فرماتے ہیں حالانکہ نسبت کی چار قسمیں بیان کی گئی ہیں - تباین کلی، تساوی، عموم، خصوص مطلق عموم خصوص من وجہ ہر قسم مستقل حیثیت رکھتی ہے - ظاہر ہے کہ جب تباین کلی اور عموم خصوص من وجہ مستقل طور پر الگ الگ قسمیں بیان کی گئی ہیں تو کیا حضور تباین کو چھوڑ کر عموم خصوص من وجہ نہیں لکھ سکتے تھے - قاضی صاحب! حضور منطقی اصطلاحوں کا آپ سے زیادہ علم رکھتے تھے - خدارا کچھ تو حضرت اقدس مسیح موعود کے علمی مقام کا کچھ تو لحاظ رکھا کریں کیوں آپ ..... علمی دنیا میں حضور کے مقام کو گرانے پر ادھار کھائے بیٹھے ہیں - غور کریں کہ کیا انبیاء سابقین حضرت نبی کریم صلعم کے اُمتی بن کر آنحضور صلعم کے جزو کہلا سکتے ہیں کہ اُن پر مجاز مرسل کا اطلاق جائز ہو سکے۔

(دوم) وہ اُمتی جو بباعث اتباع اور فنافی الرسول ہونے کے جناب ختم المرسلین کے وجود میں ہی داخل ہے جیسے جزو کل میں داخل ہوتی ہے قاضی صاحب دیکھ لیں کس وضاحت سے حضور نے اپنے آپ کو بطور جزو قرار دیا ہے اور اپنے مقابل حضرت نبی کریم صلعم کو بطور کل ٹھہرایا ہے اور اس کی وجہ بھی یہی بیان فرمائی ہے کہ حضور بباعث اتباع اور فنافی الرسول ہونے کے جناب ختم المرسلین کے وجود میں ہی داخل ہیں کیا انبیاء سابقین بھی آپ کے نزدیک اسی طرح حضرت نبی کریم صلعم کے وجود میں داخل ہیں اگر نہیں تو ان کے درمیان اور حضرت نبی کریم صلعم کے درمیان حضرت مسیح موعود کے مقابلہ میں کس طرح کل اور جزو کی نسبت قائم کی جا سکتی ہے کہ انکی نبوت کو بطور مجاز مرسل تسلیم کیا جائے۔

سوم: حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کو صریح الفاظ میں حضرت نبی کریم صلعم کے وجود روحانی سے الگ کر کے بیان کیا ہے۔

قاضی صاحب حضور کی ذیل کی تیسری عبارت بھی ملاحظہ فرمائیں:۔

"عقیدہ کی رُو سے جو خدا تم سے چاہتا ہے - وہ یہی ہے - خدا ایک اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کا نبی ہے اور وہ خاتم الانبیاء ہے - اور سب سے بڑھ کر ہے - اب بعد اس کے کوئی نبی نہیں مگر وہی جس پر بروزی طور سے محمدیت کی چادر پہنائی گئی کیونکہ خادم اپنے مخدوم سے جدا نہیں اور نہ شاخ اپنی بیخ سے جدا ہے - پس جو کامل طور پر مخدوم میں فنا ہو کر خدا سے نبی کا لقب پاتا ہے - وہ ختم نبوت کا خلل انداز نہیں - جیسا کہ تم جب آئینہ میں اپنی شکل دیکھو تو تم دو نہیں ہو سکتے - بلکہ ایک ہی ہو اگرچہ بظاہر دو نظر آتے ہیں صرف ظل اور اصل کا فرق ہے" (کشتی نوح ص۱۵)

اس عبارت میں بھی حضور نے اپنے آپ کو حضرت نبی کریم صلعم کے وجود روحانی کا حصہ ہی قرار دیا ہے - تشریح کی ضرورت نہیں - قاضی صاحب حضور کے الفاظ "صرف ظل اور اصل کا فرق ہے" پر بھی غور فرمائیں - کیا اس عبارت کی موجودگی میں آپ انبیاء سابقین کو نبی بطور مجاز مرسل قرار دے سکتے ہیں۔

اب ذیل میں حضور کی ایک عبارت ایسی بھی نقل کی جاتی ہے جو نبی کے حقیقی اور مجازی معنی میں تشبیہ کا علاقہ ظاہر کر رہی ہے جس کی وجہ سے حضور نے اپنے آپ کو استعارۃً نبی لکھا ہے فرماتے ہیں:۔

"صاحب نبوت تامہ ہرگز اُمتی نہیں ہو سکتا اور جو شخص کامل طور پر رسول اللہ کہلاتا ہے - اس کا کامل طور پر دوسرے نبی کا مطیع اور اُمتی ہو جانا نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ کی رُو سے بکلی ممتنع ہے - اللہ جلشانہ فرماتا ہے وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ یعنی ہر ایک رسول مطاع اور امام بنانے کے لئے بھیجا جاتا ہے - اس غرض سے نہیں بھیجا جاتا کہ کسی دوسرے کا مطیع اور تابع ہو - ہاں محدث جو مرسلین میں سے ہے اُمتی بھی ہوتا ہے اور ناقص طور پر نبی بھی - اُمتی وہ اس وجہ سے کہ وہ بکلی تابع شریعت رسول اللہ اور مشکوٰۃ رسالت سے فیض پانے والا ہوتا ہے اور نبی اس وجہ سے کہ خدا تعالیٰ نبیوں کا سا معاملہ اس سے کرتا ہے اور محدث کا وجود انبیاء اور اُمم میں بطور برزخ کے اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے وہ اگرچہ کامل طور پر اُمتی ہے مگر ایک وجہ سے نبی بھی ہوتا ہے اور محدث کے لئے ضرور ہے کہ وہ کسی نبی کا مثیل ہو اور خدا تعالیٰ کے نزدیک وہی نام پاوے جو اس نبی کا نام ہے" (ازالہ اوہام ص۵۶۹)

قاضی صاحب دیکھ لیں کہ حضور نے باوجود محدث ہونے کے اپنے لئے لفظ نبی کے استعمال کو اگر جائز قرار دیا ہے تو اس کی وجہ بھی ساتھ ہی بتلا دی ہے جو یہ ہے:۔

"نبی اس وجہ سے کہ خدا تعالیٰ نبیوں کا سا معاملہ اس سے کرتا ہے"

اسی کو استعارہ کہتے ہیں قاضی صاحب بتلائیں کہ کیا انبیاء سابقین اس وجہ سے نبی کہلاتے تھے کہ خدا نبیوں کا سا معاملہ اُن سے کرتا تھا ورنہ وہ حقیقت کے لحاظ سے محدث ہوتے تھے اگر نہیں تو معلوم ہوا کہ وہ نہ مجاز مرسل کے طور پر نبی کہلا سکتے تھے اور نہ بطور استعارۃ -

اس مضمون میں قلت جگہ کی وجہ سے صرف ایک ہی مثال کے پیش کرنے پر اکتفا کیا جاتا ہے قاضی صاحب کے ہاتھ پاؤں مارنے کی دیگر مثالیں بھی انشاءاللہ بتوفیقہ آئندہ قسط میں بیان کی جائیں گی۔

مولوی عبدالحمید صاحب مولوی فاضل

خلافت ربوہ سے علیحدگی پر تشدد اور ایک مناظرہ

جماعت ربوہ میں آج کل جو کوئی ان کی خلافت سے عدم وابستگی کا اعلان کرے اس پر ہر قسم کا دباؤ ڈالا جاتا ہے۔ ابھی چند دن کی بات ہے کہ ربوہ میں کتنے ہی نوجوانوں کو کمرہ میں بند کر کے اس الزام میں کوڑے لگائے گئے کہ تم خلافت کے خلاف ہو، کچھ لوگوں کو مرزا رفیع صاحب کا حامی سمجھ کر خلافت کی انتظامیہ نے مساجد میں اعلان کروا کر جماعت اور ربوہ سے خارج کر دیا۔ اس طرح یہ لوگ ربوہ کے لوگوں پر دہشت طاری رکھتے ہیں اور کتنے ہی لوگ ہیں جو بہت ساری وجوہات کی بنا پر منقار زیر پر ہیں۔ چک ۱۵۲ میں بہت سے معززین جماعت ربوہ کو چھوڑ کر جماعت لاہور سے وابستہ ہو چکے ہیں۔ لیکن اپنی دھاک بٹھانے کی خاطر ربوہ سے ایک مبلغ شیخو پورہ سے ایک مبلغ اور ایک مقامی مبلغ اس چک میں پہنچ گئے اور "پیغامیوں کو لاؤ" کا نعرہ لگا دیا۔ ان لوگوں کو گھروں سے بلوایا گیا اور زید کے ساتھ بڑ کے درخت کے نیچے سامعین اکٹھے ہو گئے خاکسار ساتھ ۲۰ چک ۱۵۲ سے جب اس گاؤں میں پہنچا تو معلوم ہوا کہ مناظرہ اپنے عروج پر ہے۔ ملک ناصر احمد صاحب نمبردار اور میاں عبداللہ صاحب (صحابی) جماعت احمدیہ لاہور کی نمائندگی کر رہے تھے اور دوسری طرف سے باقاعدہ تین مبلغ تھے۔ قارئین یقین کریں کہ ربوائی حضرات کو ایک ایک نقطہ پر بے دلیل ہونا پڑا۔ ربوہ کے مولوی فاضل مبلغ جب بار بار اپنی گھڑی دیکھ دیکھ کہتے کہ مجھے گاڑی پکڑنی ہے تو میاں عبداللہ صاحب کہتے کہ گاڑی کو جانے دیجئے کہ یہ کام اہم ہے۔ ملک ناصر احمد صاحب نے ایسے ٹھوس دلائل دیئے کہ خاکسار حیران رہ گیا۔ ملک صاحب نے کہا کہ مسیح موعود کا مذہب اہل سنت والجماعت کا تھا وہ بھی اسی رسول کے کلمہ گو تھے جس کا تمام مسلمان کلمہ پڑھتے ہیں، وہ حضرت امام ابو حنیفہ کے فتووں سے استفادہ کرتے تھے تو یہ کیسی نبوت ہوئی۔ کیا تم تبلیغ کرتے وقت غیر مسلموں کو مسلمان کرتے ہو یا مسیح موعود کی نبوت پر ایمان لانے کی دعوت دیتے ہو، اگر کلمہ وہی ہے، قرآن وہی ہے، نمازیں، روزہ، حج زکوٰۃ وہی ہیں جو دوسرے مسلمانوں کے ہیں تو یہ کونسی نبوت ہے جس پر زور دیا جاتا ہے ان تعلیمات کو دوبارہ رائج کرنے پر زور دینا تجدید دین کہلاتا ہے

اسی طرح دعوے کی تبدیلی یا دعوے نبوت مسیح موعود کے تمام کردہ ۲۳ سالہ مہلت ملنے کے معیار پر کیسے پورا اترا انہوں صاحب نے شروع ہی میں یہ اعلان کر دیا تھا کہ میں جماعت لاہور میں بغیر کسی لالچ یا دباؤ کے داخل ہوا ہوں، اگر آپ ایک دلیل بھی ایسی دیں گے جو میرا دل مان جاوے تو میں جماعت احمدیہ لاہور کو چھوڑ دوں گا۔ میاں عبداللہ صاحب نے کتابوں سے ایسے حوالے پڑھ کر سنائے جن میں حضرت مسیح موعود نے دعوئے نبوت سے انکار کیا ہے۔ اسی طرح آپ کے مزار مبارک کے کتبہ پر سے مجدد صد چہاردہم کے الفاظ کی تبدیلی۔ دس شرائط بیعت میں نبوت کا ذکر نہ ہونا وغیرہ امور بالوضاحت بیان کئے گئے ملک ناصر احمد صاحب نے کہا کہ حدیث کی رو سے ہر صدی کے سر پر مجدد آتا ہے اور اسی حدیث کی رو سے اس چودھویں صدی میں حضرت مرزا صاحب مجدد ہو کر آئے، ربوائی مولوی صاحب گھبرا گئے ہوئے تھے کہنے لگے کہ یہ کوئی حدیث نہیں۔ ملک صاحب نے کہا جو ہمارے لئے وقت کے مامور کی پہچان کرنے یا کرانے کا ذریعہ تھا اور بڑی دلیل تھی، آج محض مقابلہ کی خاطر آپ اس سے انحراف کر رہے ہیں مسیح موعود نے جہاں جہاں نبی رسول کا لفظ استعمال کیا ساتھ تشریح کر دی کیوں کہہ دیا کہ میں وقت کا نبی ہونے کا دعویدار نہیں بلکہ ساتھ ظلی، بروزی، مجاز اور استعارہ غیر حقیقی نبی کے الفاظ استعمال کئے آپ لوگوں نے یہ الفاظ ہٹا دیئے ملک صاحب نے کہا کہ باوجود اس کے کہ ہم لوگ حضرت مرزا صاحب کو مانتے ہیں آپ ہمارے ساتھ وہی سلوک روا رکھتے ہیں جو غیر احمدیوں سے کیا جاتا ہے آخر یہ کیوں؟

ربوائی مولوی صاحب آپ لوگ اس لئے کہ آپ خلافت کے منکر ہیں۔ ملک صاحب نے کہا جو خلیفہ کو نہ مانے آپ کے نزدیک کیا ہے؟

ربوائی مولوی صاحب:- وہ ہمارے نزدیک فاسق ہے۔

ملک صاحب:- اگر آپ کی بات مان لی جاوے تو حضرت فاطمۃ الزہرا نے جنہوں نے حضرت ابوبکر صدیق رض کی بیعت نہ کی تھی۔ حضرت عائشہ صدیقہ ام المومنین طلحہ، زبیر یا جن اصحاب نے خلفاء کی بیعت نہ کی تھی آپ کی ان کے بارے میں کیا رائے ہے۔ اس پر ربوائی مولوی پریشان ہو گئے کیونکہ ہر قسم کے تحت میں الٹی بات کرنا ذرا مشکل ہو جاتا ہے۔

ربوائی مولوی نے پینترا بدل کر سوال کیا کہ آپ نے مولوی نورالدین صاحب کو خلیفہ کیوں مانا تھا۔

ملک صاحب نے بتایا کہ ان کو تمام جماعت نے متفقہ طور پر بطور سربراہ تسلیم کر لیا تھا ورنہ ان کا ماننا ہم پر فرض نہیں تھا۔ چنانچہ ایسی مثالیں موجود ہیں کہ مولوی نورالدین کی بیعت میں نہ شامل ہونے والے آپ کے نزدیک ان قدر و منزلت سے دیکھے جاتے تھے۔

ربوائی مولوی صاحب:- لیکن آپ نے اُن کو جب خلیفہ اول مان لیا تو خلافت ثانیہ کے کیوں منکر ہو گئے۔

ملک صاحب:- خلفاء اولیاء کے بھی ہوتے ہیں۔ خلیفہ جانشین کو کہتے ہیں۔ لیکن میں آپ سے سوال کرتا ہوں کہ آپ یزید کو خلیفہ کیوں نہیں مانتے؟ اور حضرت علی رض کو کیوں خلیفہ برحق سمجھتے ہیں۔

ربوائی مولوی صاحب:- یزید ایک بدکار اور پلید شخص تھا۔

ملک ناصر احمد صاحب:- میں اس بارہ میں زیادہ کچھ نہیں کہتا صرف یہ عرض کرتا ہوں بعض وجوہات کی بناء پر ایک متقی عالم باعمل اور جمہوریت کے علمبردار شخص کو لیڈر چن کر قوم اسے آگے کر لیتی ہے لیکن بعض اس قابل نہیں ہوتے، ملک صاحب نے کہا کہ حیرت تو یہ ہے کہ آپ کے سابق خلیفہ صاحب نے تحقیقاتی عدالت میں حضرت مرزا صاحب کے بارے میں کہا ہے کہ ان کا ماننا جزو ایمان نہیں یعنی ایسے نبی ہیں جن کا ماننا جزو ایمان نہیں ہے اور خلافت ایسی خلافت جس کا انتخاب لوگ خود ووٹوں سے کرتے ہیں، اس کو نہ ماننے سے انسان فاسق ہو جاتا ہے۔ آیت استخلاف جسے ربوائی مولوی صاحب ربوائی خلافت کے لئے پیش کر رہے تھے اسے ملک صاحب نے حضرت مرزا صاحب کے اس قول سے رد کیا کہ میں خاتم الخلفاء ہوں چنانچہ ملک صاحب نے بیان کیا کہ آیت استخلاف مامورین خلفاء کے لئے ہے یہ نہیں کہ بنائے انسان اور منسوب خدا کی طرف ہو جاوے۔ چند ووٹ خلائی اختیارات قطعاً حاصل نہیں کر سکتے۔ یہ بحث شدت اختیار کر گئی۔ جب ایک ربوائی شخص نے کہا کہ دراصل جھگڑا خلافت کا ہے یہ لوگ منکرین خلافت ہیں۔ میاں عبداللہ صاحب ذرا تیز ہو گئے اور انہوں نے سر الخلافہ مسیح موعود کے یہ الفاظ پڑھ دیئے وما جعلوا ابناءھم خلفاءھم یعنی صحیح خلیفے اپنے بیٹوں کو جانشین نہیں بنایا کرتے۔ اور پھر دنیا اور عہدوں کا لالچ جائدادیں بنانے کی دھن سے شروع ہو کر معاملہ فالج تک جا پہنچا کہ اس صدی میں جو بھی جھوٹا دعویدار ہوا مثلاً الگزینڈر ڈوئی یا مسیح موعود کے دوسرے دشمن فالج کا شکار ہوئے اس پر ربوائی حضرات یہ کہہ کر اٹھ کھڑے ہوئے قیامت کو ہم تم کو بتلائیں گے پھر پتہ لگے گا۔ کہنے والے نے کہدیا کہ جو یہاں بھی وہ وہاں بھی ہے من کان فی ھٰذہ اعمیٰ فھو فی الآخرۃ اعمیٰ۔

ربوائی مولوی نے کہا کہ آپ کا اخبار پیغام صلح جھوٹا ہے۔ وہ ربوائی حضرات کے نام چھاپتا ہے کہ وہ سارے ہمارے ساتھ شامل ہو گئے حالانکہ یہ بات غلط ہوتی ہے۔

ملک صاحب نے کہا کہ میں ربوہ کی جماعت کا فرد تھا؟ اور آپ جانتے ہیں پھر میں لاہور جماعت میں شامل ہوا؟

مولوی صاحب:- ہاں

ملک صاحب:- کوئی لالچ یا مطلب تھا؟

ربوائی مولوی:- نہیں۔

تو میں کیسے کہوں کہ پیغام صلح جھوٹ بولتا ہے۔ ہر اخبار الفضل نہیں ہوتا۔

چندہ برائے مسجد ایبٹ آباد

اخبار پیغام صلح کے ۱۲ جولائی ۱۹۶۷ء کے شمارہ میں مسجد ایبٹ آباد کے چندہ کے معطیان کی ایک فہرست شائع ہو چکی ہے۔ اس کے بعد جو رقوم وصول ہوئی ہیں وہ درج ذیل ہیں۔ ابھی یہ فہرست کھلی ہے کوئی دوست چندہ بھیجنا چاہیں تو شکریہ کے ساتھ قبول کیا جائے گا۔ اجر اللہ تعالےٰ کے ہاں سے ملیگا۔

(سعید احمد۔ دار السعید۔ ایبٹ آباد)

	روپے
کیپٹن عبد اللطیف صاحب ای ایم ای راولپنڈی	500.00
عبد الکریم سعید پاشا متعلم میڈیکل کالج لاہور ۔۔	20.00
مولانا عبد المنان صاحب عمر لاہور ۔۔	100.00
مرزا عبد اللطیف صاحب ٹیچر مسلم ہائی سکول لاہور	10.00
چوہدری عبد الحمید صاحب مسلم ہائی سکول ۔۔	25.00
جناب مرزا مسعود بیگ صاحب لاہور ۔	25.00
میاں غلام شبیر صاحب جھنگ صدر ۔۔	200.00
بیگم میاں غلام شبیر صاحب ۔ ۔ ۔	100.00
ڈاکٹر محمد خیر الدین صاحب سگو کوٹنہ ۔۔	20.00
قاضی عبد السمیع صاحب مدرس شہیلہ ۔۔	5.00
مرزا حمید الرحمان صاحب سیکشن افسر پنجاب سیکرٹریٹ لاہور	10.00
سید سرور شاہ صاحب ۔ ایبٹ آباد ۔۔	5.00
ملک محمد عبد اللہ صاحب اسسٹنٹ انجینئر الیکٹرک کمپنی لمیٹڈ۔ راولپنڈی	20.00
ڈاکٹر محمد زبیر صاحب پارہ چنار ۔ ۔	20.00
بیگم عبد الرحمن صاحب ۔ ایبٹ آباد پبلک سکول ۔	100.00
حاجی اللہ رکھا صاحب۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور ۔	5.00
ڈاکٹر نذیر احمد صاحب ریٹائرڈ کیمیکل اگزامینر مری	100.00
صابح محمد متعلم ایبٹ آباد ۔۔	15.00
چوہدری عبد المجید صاحب احمدیہ بلڈنگس لاہور ۔	20.00
بیگم منصور احمد صاحب احمدیہ پارک لاہور ۔	50.00
چوہدری فضل داد صاحب اوکاڑہ ۔ ۔	5.00
چوہدری فتح محمد صاحب ایڈووکیٹ گجرات ۔۔	20.00
بیگم ز مرد فاضل رمضان صاحب قادرتیہ	15.00
نصیرہ منصور احمدیہ پارک لاہور ۔ ۔	10.00
مولوی عبد الرحمان خان نیازی صاحب پشاور ۔	5.00
کرنل بشیر حسین سید صاحب (برائے سامان بجلی)	500.00
عبد الرشید صاحب مدرس ستھانہ ۔۔	10.00
مولوی محمد ادریس صاحب ستھانہ	5.00
کپتان عنایت شاہ صاحب و دیگر احباب اوکاڑہ (صوفی صاحب بشیر علی صاحب۔ میاں علی محمد صاحب و ماسٹر صاحب ۔ ۔ ۔)	37.00
ملک ظفر اللہ خان صاحب راولپنڈی	51.00
بیگم ملک ظفر اللہ خان صاحب ۔ ۔ ۔	50.00

درخواست دعائے صحت

ـــــــ ہماری جماعت لاہور کے ایک محترم بزرگ شیخ رحمت الٰہی صاحب عرصہ سے بیمار ہیں۔ ان کی بیگم صاحبہ نے جو ایک نہایت نیک، پارسا اور دعا گو خاتون ہیں احباب کرام سے ان کی صحت کے لئے خاص طور پر دعا کرنے کی درخواست کی ہے۔ امید ہے تمام احباب اپنی نیم شبانہ دعاؤں میں شیخ صاحب ممدوح کو خاص طور پر یاد رکھیں گے۔

اخبار احمدیہ

شمولیت سلسلہ

ـــــــ بھارت میں جناب عبد الرزاق صاحب کی کوشش سے حسب ذیل احباب سلسلہ میں شامل ہوئے ہیں:۔

(۱) قدرت اللہ صاحب ولد شیخ محمد گولا

(یہ صاحب فرسٹ ایر آرٹ میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں تلاش معاش کے لئے بھی کوشاں ہیں ان کی کامیابی کے لئے احباب کرام سے دعا کی درخواست ہے)

(۲) مولا بخش صاحب ولد میرا صاحب شیخ گولا

(۳) عبد الغنی عثمان صاحب پورٹ باندی بمبئی۔

(۴) محمد سعید ولد عبد اللہ انصاری ۔ بمبئی

(۵) سعادت الٰہی ولد محمد ظہور الٰہی ۔ حیدر آباد دکن

ـــــــ پاکستان میں حسب ذیل احباب حضرت امیر ایدہ اللہ کے ہاتھ پر بیعت کر کے شامل سلسلہ ہوئے ہیں:

(۱) خان نعمت اللہ خان صاحب ایڈووکیٹ سپریم کورٹ لاہور۔

یہ صاحب مسٹر ایس آر یوسف ایڈووکیٹ کی تبلیغ سے شامل سلسلہ ہوئے ہیں۔

(۲) مسٹر ممتاز جمالی صاحب ڈیرہ غازی خان۔

دعا ہے اللہ تعالےٰ ان سب احباب کو استقامت عطا کرے اور خدمات دینیہ کی توفیق مرحمت فرمائے۔

وفات

ـــــــ پشاور سے صوبیدار عبد الحکیم خان صاحب اطلاع دیتے ہیں کہ برادرم رفیق احمد خان صاحب بوجہ گردہ بقضائے الٰہی وفات پا گئے ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ان کے پسماندگان میں ایک بیوہ اور چار چھوٹے چھوٹے بچے ہیں، بڑے لڑکے کی عمر پانچ سال ہے، احباب کرام سے استدعا ہے کہ مرحوم کے لئے دعائے مغفرت فرمائیں اور ان کے بچوں اور بیوہ کے لئے بھی دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ ان کی حفاظت اور پرورش کا سامان فرمائے

(۲) مرزا مسعود بیگ صاحب کے ایک عزیز رشتہ دار مرزا مبارک بیگ صاحب ۷۵ سال کی عمر میں سیالکوٹ میں وفات پا گئے ہیں، ان کا جنازہ غائبانہ ۲۰ اکتوبر کو بعد از نماز جمعہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ نے پڑھائی۔ بیرونی جماعتوں سے جنازہ غائبانہ کی استدعا ہے۔

ادارہ پیغام صلح مرحوم کے تمام لواحقین و پسماندگان بالخصوص مرزا مسعود بیگ صاحب، مرزا مقبول بیگ صاحب اور مرزا منظور احمد بیگ صاحب سے دلی ہمدردی کا اظہار کرتے ہوئے مرحوم کی مغفرت کے لئے دست بدعا ہے۔

دلوں کو روشن کرنیوالا لٹریچر

مکرمی ایڈیٹر صاحب سلمکم اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ میرے ایک نوجوان دوست جو خٹک قبیلہ کے ایک ممتاز گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور اچھے تعلیم یافتہ ہیں ہماری تحریک اور لٹریچر میں کافی دلچسپی رکھتے ہیں۔ کافی عرصہ ہوا کہ میں نے ایک دوسرے دوست کو خواجہ کمال الدین صاحبؒ کی ایک کتاب (انگریزی زبان میں) دی تھی۔ یہ کسی طرح ان کے ہاتھ لگی۔ اسکو مطالعہ کرنے کے بعد ان کو ہمارے لٹریچر کے پڑھنے میں دلچسپی پیدا ہو گئی۔ کئی ایک کتابیں مثلاً "سیرتِ ہیون آن ارتھ" "دی مسلم پریرز" اور انگریزی ترجمۃ القرآن مطالعہ کے لئے دیئے۔ آج کل تفسیر ان کے زیر مطالعہ ہے اس کے بارے میں انہوں نے اپنے تاثرات ایک خط میں تحریر کئے ہیں جو ذیل میں درج کرتا ہوں:۔

"ہاں! وہ قرآن شریف میں پڑھ رہا ہوں۔ اور آدھے تک پڑھ بھی لیا ہے۔ اور جوں جوں آگے بڑھتا جاتا ہوں حقائق مجھ پر کھلتے جاتے ہیں بالکل اس طرح جس طرح کہ ابھی تک میں اندھیرے میں تھا اور اب روشنی میں لایا گیا ہوں۔ اسلامی کتب کے مطالعے کا اشتیاق تو مجھے پہلے بھی تھا۔ اب یہ ذوق ایک گونہ بڑھ گیا ہے کیا آپ یہ تکلیف فرماویں گے۔ کہ آپ مجھے مولینا محمد علی رح کے چند اور کتب کے نام بھیجدیں تاکہ میں منگالوں۔ یا خود لیتا آؤں۔۔۔۔ ۔۔۔۔ یا اس کے علاوہ اگر اور اسلامی کتب جو آپ کی نظر میں قابل مطالعہ ہوں اُن کے نام لکھ دیں۔"

موصوف کے تاثرات کس قدر پاک ہیں۔ دراصل ہماری جماعت کا شائع کردہ لٹریچر دلوں کو روشن کرنے کا عجیب سامان اپنے اندر رکھتا ہے ضرورت ہے۔ کہ یہ بے بہا خزانہ متلاشیان حق تک پہنچایا جائے۔ انہیں بعض کتابوں کی فہرست تحریر کر کے بھیجدی ہے دعا فرماویں کہ اللہ پاک اس سعید روح کو مزید ہدایت عطا کرے آمین۔ والسلام

(آپ کا عبد الباقی اکوڑہ خٹک)

عہدیداران جماعت کراچی

ـــــــ ۲۲ ستمبر ۱۹۶۷ء کو بعد جمعہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام شاخ کراچی کے عہدیداروں کا انتخاب عمل میں لایا گیا، حسب ذیل اصحاب عہدیدار منتخب ہوئے:۔

صدر:۔ میاں شیخ مقصود احمد صاحب

نائب صدر:۔ میاں غلام عباس صاحب

سیکرٹری:۔ شیخ عبد الرحمن ناظر صاحب

محاسب:۔ محمد حسن خان صاحب

شادی اور عطیہ

ـــــــ سرگودھا سے مکرم ڈاکٹر عبد المجید صاحب حضرت امیر ایدہ اللہ کی خدمت میں لکھتے ہیں:۔

"برادرم چودھری محمد اقبال آف ڈلم۔ ٹوبہ ٹیک سنگھ کے لڑکے عزیز اختر اقبال بیرسٹرایٹ لاء کی ۲۲ ستمبر ۱۹۶۷ء کو شادی تھی۔ برات ڈلم سے تلونڈی گئی۔ خطبہ نکاح میں نے پڑھا۔ رسم نکاح و رخصتانہ بخیر و خوبی انجام پایا۔ میں نے جانبین سے پچاس پچاس روپیہ برائے اشاعت اسلام وصول کئے۔ جو یقیناً بہت نیک بیج رہے ہوں"

مسلم ہائی سکول ۲ لاہور کی تبلیغی سرگرمیاں

(بسلسلہ اشاعت گذشتہ)

سکول میں روزانہ اساتذہ کی تقاریر

یہاں یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ ہر روز سکول میں پڑھائی کا آغاز تلاوت قرآن حکیم سے کیا جاتا ہے پیر کے روز بچوں کے اجتماع سے سربراہ ادارہ جناب چودھری عبدالحق صاحب ہیڈ ماسٹر سکول کے نظم و نسق میں عمدگی پیدا کرنے کے لئے گفتگو کرتے رہتے ہیں منگل کے روز سید متو تمین شاہ صاحب حفظان صحت کے اصولوں ...... پر روشنی ڈالتے ہیں بدھ کے روز محمد الطاف حسین سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے موضوع پر بچوں سے خطاب کرتے ہیں جمعرات کو الطاف صاحب شہریت کے اصولوں سے بچوں کو روشناس کراتے ہیں۔ جمعہ کے روز سکول کے ہونہار قاریوں کے درمیان قرائت کا مقابلہ ہوتا ہے ہفتہ کے روز مولوی غلام رسول صاحب درس قرآن مجید دیتے ہیں۔

ہفتہ وار یوم صفائی

علاوہ ان سرگرمیوں کے پیر کے روز یوم صفائی منایا جاتا ہے۔ قوم کے ہونہاروں کو نفاست اور طہارت کی تلقین کی جاتی ہے۔

تفریحی سفر

فروری ۱۹۶۷ء کے اوائل میں اساتذہ کرام اور طلباء کا ایک گروپ چھانگا مانگا کے تفریحی سفر پر روانہ ہوا۔

یوم پاکستان پر ہماری ادبی ٹیم کو انعامات

۲۳ مارچ ۱۹۶۷ء کو یوم پاکستان کے سلسلہ میں تعلیمی مرکز کے ہال میں ایک جلسہ منعقد ہوا۔ اس کی صدارت ڈویژنل انسپکٹر آف سکولز جناب ایم۔ آئی۔ ربانی صاحب نے کی۔ موصوف نے ہماری ادبی ٹیم کو انعامات سے نوازا۔

نتیجہ امتحانات میں اول آنے والے طلباء کو وظائف۔

یکم اپریل ۱۹۶۷ء کو ہمارے سکول کے نتیجہ امتحانات کا اعلان کیا گیا۔ امتحان میں اول آنے والے طلباء کی حوصلہ افزائی اور دیگر طلباء میں محنت کی عادت ڈالنے کے لئے سکول کی طرف سے ہر جماعت میں اول آنے والے طلباء کو تعلیمی سال کے دوران ۵ روپے ماہوار وظیفہ دینے کا اعلان کیا گیا۔

کھیلوں کے مقابلے

کھیل کود بچوں کی ذہنی و جسمانی نشوونما کے لئے ناگزیر ہے۔ کھیلیں۔ ماہرین تعلیم کے نزدیک تعلیم کا جزو لاینفک ہیں۔ گزشتہ ماہ محمد امیر خاں نیازی صاحب پی۔ ٹی آئی کی زیر نگرانی اس اہم ضرورت کو پیش نظر رکھتے ہوئے سالانہ کھیلوں کا انعقاد کیا گیا۔ اور اس بات کا خاص طور پر خیال رکھا گیا کہ زیادہ سے زیادہ بچے کھیلوں میں حصہ لے سکیں، لہٰذا تمام بچوں کو مختلف گروپوں میں بانٹ دیا گیا۔ تمام متوقع ضروریات سے عہدہ برآ ہونے کے لئے ایک پروگرام کمیٹی تشکیل دی گئی۔ کھیلوں کی رسم افتتاح چودھری عبدالحق صاحب نے انجام دی۔ اول دوم سوم آنے والے کھلاڑیوں کو انعامات دیئے گئے۔

کامیاب کشتی ران

صبغۃ اللہ متعلم نہم مقامی سکولوں میں امتیازی مقام رکھتا ہے ڈسٹرکٹ روئنگ ایسوسی ایشن نے اسے لاہور ڈسٹرکٹ کا کامیاب کشتی ران قرار دیا۔ اور نمایاں کارکردگی کی سند مرحمت کی۔ ایسوسی ایشن کے آنریری سیکرٹری مسٹر نذیر باجوہ نے نوعمر کشتی ران کی صلاحیتوں کو سراہتے ہوئے سیزن کے دوران اس کی خدمات کو مستعار لینے کا فیصلہ کیا ہے گذشتہ دنوں کشتی رانی کے مقابلوں میں متعلم مذکور نے پہلا انعام حاصل کیا۔

یوم وصال قائد اعظم پر تقریری مقابلہ

گیارہ ستمبر ۱۹۶۷ء کو ہیڈ ماسٹرز ایسوسی ایشن کے زیر اہتمام تعلیمی مرکز میں یوم وصال قائد اعظم پر تقریری مقابلہ ہوا اس میں لاہور کے چوٹی کے سکولوں نے حصہ لیا منصفین نے ہمارے مقرر محمد علی کو دوسرا انعام دیا۔

باسکٹ بال ٹیم

گذشتہ سال ہمارے سکول کے دو طلباء زاہد حسین اور ساجد حسین بورڈ کی باسکٹ بال ٹیم میں منتخب کر لئے گئے سکول کی تاریخ میں یہ پہلا موقعہ ہے کہ بیک وقت ہمارے دو کھلاڑی منتخب کر لئے گئے۔ انہیں بورڈ کی جانب سے انعامات ملے ہیں۔

مجلس اشاعت اسلام کا قیام

لاہور ۳ اکتوبر (سٹاف رپورٹر) ڈاکٹر سید عبداللہ چیئرمین انسائیکلوپیڈیا آف اسلام پنجاب یونیورسٹی نے آج مسلم ہائی سکول ۲ میں مجلس اشاعت اسلام کے اجلاس کا افتتاح کیا انہوں نے طلباء کو محنت اور لگن سے تعلیم حاصل کرنے کی تلقین کی۔ اجلاس میں سکول کے اساتذہ، طلباء اور والدین نے شرکت کی مسلم ہائی سکول ۲ کے ہیڈ ماسٹر چودھری عبدالحق نے خطبہ استقبالیہ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ مجلس اشاعت اسلام کے قیام کا مقصد طلباء کو اعلیٰ اخلاقی اور مذہبی تربیت دینا ہے انہوں نے بتایا کہ اس مقصد کے لئے باقاعدہ حسن قرائت علم القرآن تقاریر اور نعت خوانی کے مقابلے منعقد کرائے جائیں گے مجلس کے نگران محمد الطاف حسین نے ان کے مقابلوں کے پروگرام اور قواعد و ضوابط پڑھ کر سنائے

(مشرق ۴ اکتوبر ۱۹۶۷ء)

خانبہادر ڈاکٹر سعید احمد صاحب

دار السعید جیل روڈ۔ ایبٹ روڈ

مورخہ ۱۱ — ۸ — ۶۷

مکرم جناب ایڈیٹر صاحب۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔

ایبٹ آباد میں جس شخص نے مجھے بہت متاثر کیا ہے وہ خانبہادر ستارہ خدمت ڈاکٹر سعید احمد صاحب ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کے والد حکیم مولوی محمد یحییٰ صاحب حضرت خلیفۃ المسیح مولانا حکیم الامت نور الدینؒ کے شاگردوں میں سے تھے۔ حضور کی آخری بیماری میں حکیم صاحب نے اتنی خدمت کی کہ حضور نے فرمایا اتنی خدمت نہ کوئی ماں کر سکتی ہے نہ بھائی نہ بہن۔ حضورؒ کو کھانا ہضم نہ ہوتا تھا۔ مولوی یحییٰ صاحبؒ نے عرض کی کہ میرے پاس ایک سونے کا کشتہ ہے حضور استعمال کریں تو شاید حضور کو فائدہ ہو۔ چنانچہ اس کے استعمال سے حضور کو فائدہ ہوا۔ حکیم محمد حسین مرہم عیسیٰ نے اپنی کتاب "مائدہ عالم" میں اس واقعہ اور اس سونے کے کشتہ کے نسخہ کا ذکر کیا ہوا ہے۔

بعض ڈاکٹروں نے سونا کے کشتہ کے استعمال کی مخالفت کی تھی جس پر حضور نے فرمایا یہ میرا دوست ہے اگر اس کی دواء کے استعمال سے میں مر بھی جاؤں تو کوئی حرج نہیں۔

خانبہادر ڈاکٹر سعید احمد ایسے باپ کے بیٹے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب جب ڈاؤز سینیٹوریم کے انچارج تھے تب بھی آپ نے گورنر سے اجازت لے کر ایک مسجد بنوائی تھی۔

ریٹائر ہو کر ایبٹ آباد میں بھی مسجد بنوانے کی خواہش ہوئی، غیر احمدیوں نے مخالفت کی جس کی وجہ سے پانچ سال تک مسجد کی تعمیر رکی رہی۔ اب خدا کے فضل سے یہ مسجد تعمیر ہوئی ہے۔ طالب علموں کے لئے کمرے زیر تعمیر ہیں۔ پانچوں وقت ڈاکٹر صاحب نماز پڑھاتے ہیں جس میں پندرہ بیس آدمی اور خواتین شریک ہوتی ہیں۔ بچے بھی ہوتے ہیں۔ نماز مغرب کے بعد ڈاکٹر صاحب قرآن کریم اور صحیح بخاری کا درس دیتے ہیں۔ قاضی عبدالرشید صاحب ایڈووکیٹ حضرت مسیح موعودؑ کے ملفوظات سناتے ہیں۔ کرنل بشیر حسین صاحب نے بجلی لگوانے کا خرچ اپنے ذمہ لیا ہے اگر دوسرے احباب بھی اس نیک کام میں شرکت کریں۔ تو بہت کار ثواب ہے۔

عبدالوہاب عمر
دار السعید۔ ایبٹ آباد۔

درخواست دُعا

حبیب الرحمٰن صادق صاحب کی اہلیہ محترمہ بہت سخت بیمار اور ایبٹ میں محترم ڈاکٹر سعید احمد خاں صاحب کے زیر علاج ہیں۔ احباب کی دعاؤں سے پہلے سے کسی قدر افاقہ ہے صحت کاملہ کے لئے صادق صاحب احباب کرام سے مزید دعاؤں کی استدعا

پیغام صلح مورخہ ۱۱ اکتوبر ۱۹۶۷ء رجسٹرڈ ایل ۳۸۰ شمارہ نمبر ۴۰

گمرہاں را چشم کن روشن ز آیاتِ مبیں

پیغامِ صلح

لاہور

مدیر: دوست محمد

جلد ۵۴ | یوم چہار شنبہ مؤرخہ ۱۳ رجب المرجب ۱۳۸۷ھ مطابق ۱۸ اکتوبر ۱۹۶۷ء | نمبر ۴۱

"لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں
لاہور میں ہمارے پاک محب ہیں
میں تیرے خالص محبوں کا گروہ
بھی بڑھاؤں گا اور ان کے نفوس و
اموال میں برکت دوں گا۔"
(الہامات حضرت مسیح موعودؑ)

حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفےٰ مارا امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
آن کتابِ حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفانِ ما از جامِ اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا۔
۲- قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ ہی آئندہ منسوخ ہوگی۔
۳- سب صحابہؓ اور آئمہؒ قابلِ احترام ہیں
۴- سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے
۵- کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۶- اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا۔

بحرِ حکمت کے موتی

مال اور جان سے جہاد کرنیوالا سب سے افضل ہے

عن ابی سعید الخدریؓ قال قیل یا رسول اللہ ای الناس افضل فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مومن یجاھد فی سبیل اللہ بنفسہ ومالہ قالوا ثم من قال مومن فی شعب من الشعاب یتقی اللہ ویدع الناس من شرہ۔

ترجمہ:—

حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہا کسی نے پوچھا لوگوں میں سے افضل کون ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مومن خدا کی راہ میں اپنی جان اور اپنے مال کے ذریعہ جہاد کرتا ہے انہوں نے عرض کیا پھر کون فرمایا ایسا مومن کہ پہاڑ کی گھاٹیوں میں سے کسی گھاٹی میں ہو اللہ کا تقوےٰ کرتا ہو اور لوگوں کو اپنی ایذادہی سے محفوظ رکھے۔

نوٹ:— از حضرت مولانا محمد علی صاحبؒ
مطلب یہ ہے کہ دنیا سے کنارہ کشی کرکے پہاڑ کے کسی کونے میں جا بیٹھنا اور لوگوں کو اپنے ہر قسم کے شر سے بچانا جسے اکثر مذاہب نے اور مسلمانوں میں سے بھی بعض تصوف کے دلدادوں نے بہترین عمل سمجھا ہوا ہے۔ جہاد کے برابر نہیں بہترین کام جہاد ہی ہے گو اس میں تلوار بھی چلانی پڑے۔

حضرت مولٰینا محمد علی صاحب کا جہاد فی سبیل اللہ

تفسیر قرآن جو علی نے تالیف کی

یورپ میں تبلیغ اسلام کے لئے حضرت مسیح موعودؑ کی آرزو تھی کہ ....

...... ایک تفسیر قرآن تیار کرکے اور انگریزی میں ترجمہ کراکر وہاں بھیجی جائے اور لکھا کہ:—

"میں اس بات کو صاف صاف بیان کرنے سے نہیں رہ سکتا کہ یہ میرا کام ہے، دوسرے سے ہرگز ایسا نہیں ہوگا جیسا مجھ سے، یا اس سے جو میری شاخ ہے اور مجھ میں ہی داخل ہے"
(ازالہ اوہام ص ۷۷۳)

حضرت مسیح موعود کی اس خواہش کے پورا ہونے کی بشارت اللہ تعالےٰ نے آپ کو ایک روشن کشف کے ذریعہ دی، جس کا ذکر کرتے ہوئے آپ لکھتے ہیں: "حالت کشف میں ایک کتاب مجھ کو دی گئی جس کی نسبت یہ بتایا گیا کہ یہ تفسیر قرآن ہے جس کو علی نے تالیف کیا ہے اور اب علی وہ تفسیر تجھ کو دیتا ہے فالحمد للہ علےٰ ذالک۔" (تذکرہ صفحہ ۲۱-۲۲ و براہین احمدیہ صفحہ ۵۰۳) یہ علی کون ہے؟ حضرت مولانا محمد علی رحمۃ اللہ علیہ، جن کے انگریزی ترجمہ و تفسیر قرآن کے ذریعہ اللہ تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود کی آرزو کو پورا کیا اور تمام دنیا کے علماء و فضلاء نے اس کی عظمت کا اعتراف کیا اور کئی لوگ اس کو پڑھ کر صداقت اسلام کے قائل ہو گئے۔

انگریزی میں تعلیمِ اسلام

دوسرا علمی جہاد آپ نے اسلام پر انگریزی اردو تصانیف کے ذریعہ کیا ہے جن میں سے دی ریلیجن آف اسلام خاص طور پر قابل ذکر ہے، جس میں دین اسلام پر ہر پہلو سے سیر حاصل روشنی ڈالی گئی ہے۔ یہ کتاب بھی حضرت مسیح موعودؑ کے ارشاد کے مطابق لکھی گئی اور وہ یورپ میں تبلیغ اسلام کا نہایت مؤثر ذریعہ ثابت ہوئی ہے۔

حضرت مولانا کی دیگر تصانیف

علاوہ ازیں حضرت مولانا نے مختلف اسلامی مسائل پر قریباً ۲۰ کتابیں انگریزی زبان میں اور تیس اردو میں تصنیف کیں جن میں صحیح بخاری کا اردو ترجمہ اور شرح، انگریزی مینول آف حدیث اور بعض دیگر اہم کتب شامل ہیں، ان کے علاوہ بہت سے چھوٹے چھوٹے رسائل اور ٹریکٹ وغیرہ بھی لکھے جن کی تعداد سو تک پہنچتی ہے۔ مختلف مواقع پر مواعیظ و تقاریر اور جماعت احمدیہ کے اندرونی اختلافات کو رفع کرنے ...... اور حضرت مسیح موعودؑ کی صحیح پوزیشن کو دنیا پر واضح کرنے اور آپ کے دستی کو صحیح طور پر چلانے میں جس ہمت و استقلال اور محنت سے کام کیا وہ آپ ہی کا حصہ ہے۔ جہاد فی سبیل اللہ کا یہ تمام کام اس قدر شاندار ہے کہ اس کی نظیر موجودہ زمانہ میں ملنی مشکل ہے۔

حضرت مولانا محمد علی صاحب مرحوم و مغفور کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کی آراء

اور رؤیاء و کشوف

"اوّل درجہ کے مخلص دوستوں میں سے بہت سی خوبیوں میں رشک کے لائق"

"ہماری جماعت کے اوّل درجہ کے مخلص دوستوں میں سے مولوی محمد علی صاحب ایم اے ہیں جنہوں نے علاوہ اپنی لیاقتوں کے ابھی وکالت میں بھی امتحان پاس کیا ہے اور بہت سا اپنا ہرج اٹھا کر محض لِلّٰہ ایک دینی کام کے انجام کے لئے یعنی میری تالیفات کو انگریزی میں ترجمہ کرنے کے لئے میرے پاس قادیان میں مقیم ہیں .... اور میں اس مدت میں یعنی جب سے کہ وہ میرے پاس ہیں ظاہری نظر سے اور نیز پوشیدہ طور پر ان کے حالات کا اخلاق اور دین اور شرافت کی رو سے تجسّس کرتا رہا ہوں۔ سو خدا کا شکر ہے کہ میں نے ان کو دینداری میں اور شرافت کے ہر پہلو میں نہایت عمدہ انسان پایا ہے، غریب طبع، باحیا، نیک اندرون، پرہیزگار آدمی ہے اور بہت سی خوبیوں میں رشک کے لائق ہے۔"

(مجموعہ اشتہارات جلد ہشتم ۹ اگست ۱۸۹۹ء صفحہ ۴۷)

"ہم جلیسوں کے لئے پیروی کے لائق"

"مجھے اس سے بہت خوشی ہے کہ ایک اور جوان صالح خدا کے فضل کو پاکر ہماری جماعت میں داخل ہوا ہے یعنی حبی فی اللہ مولوی محمد علی صاحب ایم اے پلیڈر ہیں، میں ان کے آثار بہت عمدہ پاتا ہوں اور وہ ایک مدت سے دنیاوی کاروبار کا ہرج کرکے خدمتِ دین کے لئے قادیان میں مقیم ہیں اور حضرت مولوی حکیم نورالدین صاحب سے حقائق و معارف قرآن شریف سن رہے ہیں اور مجھے یقین ہے کہ میری فراست اس بات میں خطا نہیں کرے گی کہ جوان موصوف خدا تعالےٰ کی راہ میں ترقی کرے گا اور یقین ہے کہ وہ خدا تعالےٰ کے فضل سے تقوےٰ اور محبت دین پر ثابت قدم رہ کر ایسے نمونے دکھائے گا جو ہم جلیسوں کے لئے پیروی کے لائق ہوں گے اے خدا تو ایسا ہی کر۔ آمین ثم آمین"

(مجموعہ اشتہارات جلد ہشتم صفحہ ۹۸ مؤرخہ ۴ اکتوبر ۱۸۹۹ء)

"میں دل سے اور دلی جوش سے آپ سے محبت رکھتا ہوں"

(مکتوب حضرت مسیح موعودؑ)

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

محبی عزیزی اخویم مولوی محمد علی صاحب! السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔

آپ کا رقعہ میں نے پڑھا۔ مجھے آپ پر بہت ہی نیک ظن ہے۔ اسی وجہ سے میں آپ کے ساتھ خاص محبت رکھتا ہوں اگر آپ کی خدا تعالےٰ کے نزدیک فطرت نیک نہ ہوتی تو میرا اس قدر نیک ظن ہو نہیں سکتا، ہرگز نہ ہوتا۔ مگر میں دل سے اور دلی جوش سے آپ سے محبت رکھتا ہوں اور آپ کے لئے اکثر پنج وقت غائبانہ دعائیں کرتا ہوں، امید ہے کہ وہ دعائیں اپنا اثر دکھائیں گی، اور یہ کہ کسی وقت آپ کو بعض جذبات محسوس ہوں اور دل اس سے غمگین ہو تو یہ امر خدا تعالےٰ کے فضل کو رد نہیں کرسکتا۔ آخر نیک فطرت انسان پر فضل ہوتا ہے ... ہر طرح سے تسلی رکھیں میں دلی جوش سے آپ کی دنیا و آخرت اور جسم و جان کے لئے دعا میں مشغول ہوں اور اس کے آثار اور تاثرات کا منتظر ہوں۔ زیادہ فقط

خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہ

مسیح موعودؑ کا عطا کردہ قلم

"رؤیا میں دیکھا کہ میں ایک گھوڑے پر سوار ہوں اور کسی طرف جا رہا ہوں۔ جاتے ہوئے .... آگے بالکل تاریکی ہوگئی تو میں واپس آگیا اور میرے ساتھ کچھ عورتیں بھی ہیں۔ واپس آتے ہوئے راستے میں گرد و غبار کے سبب بہت تاریکی ہوگئی اور گھوڑے کی باگ کو میں نے ٹٹول کر پکڑا ہوا ہے چند قدم چل کر روشنی ہوگئی، آگے دیکھا کہ ایک بڑا چبوترہ ہے اس پر اُتر پڑا وہاں چند ایک لڑکے ہیں انہوں نے شور مچایا کہ مولوی عبدالکریم آگئے پھر میں نے دیکھا کہ مولوی عبدالکریم آرہے ہیں اُن کے ساتھ میں نے مصافحہ کیا اور السلام علیکم کہا مولوی صاحب مرحوم نے ایک چیز نکال کر مجھے بطور تحفہ دی اور کہا کہ لیفٹیننٹ جو یادوں کا افسر ہے وہ بھی اس سے کام چلاتا ہے۔ وہ چیز اس طرح سے ہے جیسے خرگوش ہوتا ہے یا داجی رنگ آگے ایک بڑی نالی لگی ہوئی ہے اور نالی سے آگے ایک قلم لگا ہوا ہے جس سے وہ قلم بغیر محنت کے آسانی سے چلنے لگتا ہے میں نے کہا میں نے تو یہ قلم نہیں منگوایا۔ مولوی صاحب نے کہا کہ مولوی محمد علی صاحب نے منگوایا ہوگا میں نے کہا میں مولوی صاحب کو دے دوں گا۔"

مجدد الدین

ایک رؤیا کا ذکر حضرت مولانا محمد علی صاحبؒ نے خود کیا ہے لکھا ہے :-

ایک اور رؤیا آپ (حضرت مسیح موعودؑ) کا جو میں نے کہیں چھپا ہوا نہیں دیکھا مگر حضرت مسیح موعودؑ نے خود مجھ سے بیان کیا تھا کہ حضرت مسیح موعودؑ اور خاکسار آگے پیچھے دونوں ایک گھوڑے پر سوار ہیں جو نہایت تیز رفتاری سے ایک شہر کے گلی کوچوں کے اندر سے دوڑ رہا ہے اور ہر کونے پر خطرہ ہوتا ہے کہ ٹکرا جائے لیکن صاف نکل جاتا ہے یہاں تک کہ کھلے میدان میں ہم پہنچ گئے اور وہاں ایک شخص ہے جس نے خاکسار کی طرف اشارہ کرکے کہا ان کا نام ہے

"مجدد الدین"

"اگر آپ کو طاعون ہوگئی تو میں جھوٹا ہوں"

"ایک دفعہ طاعون کے زور کے دنوں میں جب قادیان میں بھی طاعون تھی مولوی محمد علی صاحب ایم اے کو سخت بخار ہوگیا اور ان کو ظن غالب ہوگیا کہ یہ طاعون ہے اور انہوں نے مرنے والوں کی طرح وصیت کردی اور مفتی محمد صادق صاحب کو سب کچھ سمجھا دیا۔ اور وہ میرے گھر کے ایک حصہ میں رہتے تھے جس گھر کی نسبت خدا تعالےٰ کا یہ الہام ہے :-

انی احافظ کل من فی الدار تب میں ان کی عیادت کے لئے گیا اور ان کو پریشان اور گھبراہٹ میں پاکر میں نے ان کو کہا کہ اگر آپ کو طاعون ہوگئی تو پھر میں جھوٹا ہوں اور میرا دعوےٰ الہام غلط ہے۔ یہ کہہ کر میں نے ان کی نبض پر ہاتھ لگایا یہ عجیب نمونہ قدرت الٰہی دیکھا کہ ہاتھ لگانے کے ساتھ ہی ایسا بدن سرد پایا کہ تپ کا نام و نشان نہ تھا۔"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۵۳ نشان ۱۰۳)

منصور ـــــ مسیح موعودؑ کے لشکر کا سردار

حضرت مولانا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا وجود جماعت احمدیہ کے لئے جن برکات عظیمہ کا موجب ہوا ہے وہ تاریخ احمدیت کا ایک نہایت روشن باب ہے۔ ان شاندار خدمات کے علاوہ جو حضرت مسیح موعودؑ کی معیت میں آپ نے سرانجام دیں اور اس مامور من اللہ کی خوشنودی مزاج کا موجب ہوئیں۔ جماعت احمدیہ کو پیر پرستی اور ضلالت کی راہ سے بچانے کے لئے جو مجاہدانہ کارنامہ آپ نے سرانجام دیا وہ رہتی دنیا تک یادگار رہے گا۔ جس وقت آپ نے قادیان میں حق کی آواز بلند کی اور صاف صاف لفظوں میں یہ اعلان کیا کہ مسلمانوں کی تکفیر کرنے والے شخص کو خلافت کی گدی پر بٹھانا اور اس کی بیعت کرنا کسی صورت میں روا نہیں۔ آپ کی اس جرأت ایمانی کو اسلامی دنیا کے اکابر نے نہایت شاندار لفظوں سے سراہا، چنانچہ مولانا ابوالکلام آزاد نے اپنے اخبار "الہلال" مؤرخہ ۲۵ اپریل ۱۹۱۴ء میں جماعت کے اندرونی اختلافات کا ذکر کرتے ہوئے صاف لفظوں میں لکھا:۔

"مولوی محمد علی ایم اے نے اس بارے میں جو تحریر شائع کی ہے اور جس عجیب و غریب دلاوری کے ساتھ قادیان میں رہ کر اظہار رائے کیا ہے وہ فی الحقیقت ایک ایسا واقع ہے جو ہمیشہ اس سال کا ایک یادگار واقعہ سمجھا جائے گا۔"

اس واقعہ اور حضرت مولانا کے ان مجاہدانہ کارنامہ کی عظمت ان چند احادیث سے بھی ظاہر ہوتی ہے جو نواب صدیق حسن خان صاحب نے اپنی کتاب حجج الکرامہ فی آثار القیامہ کے صفحہ ۴۴۲ - ۴۴۳ پر نقل کی ہیں۔ ان احادیث میں بتایا گیا ہے کہ مہدی کی وفات کے بعد ایک خلیفہ ہوگا۔ پھر جب وہ فوت ہو جائے گا تو لوگ اس کے اہل بیت میں سے ایک آدمی کو خلیفہ بنائیں گے جس کا شر خیر سے زیادہ ہوگا۔ اس کے خلاف ایک شخص خروج کرے گا جس کا لقب منصور ہوگا۔

خود حضرت مسیح موعودؑ نے بھی ایک ایسی ہی حدیث ازالہ اوہام حاشیہ صفحہ ۹۵ تا ۹۹ پر نقل کی ہے۔ اس حدیث کے الفاظ یہ ہیں عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یخرج رجل من وراء النهر یقال له الحارث حراث علی مقدمته رجل یقال له منصور۔ یعنی علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک شخص جس کو حارث یعنی حراث کہا جاتا ہے ماوراء النہر کی طرف سے نکلے گا اور ایک شخص اس کی جماعت کا سردار ہوگا جس کو منصور کہا جائے گا۔

حدیث کے آخری الفاظ یعنی علی مقدمته رجل یقال له منصور کی تشریح حضرت مسیح موعودؑ نے یوں فرمائی ہے:۔

"اور اس کے (یعنی حارث کے) لشکر یعنی اس کی جماعت کا سردار سرگروہ ایک توفیق یافتہ شخص ہوگا جس کو آسمان پر منصور کے نام سے پکارا جائے گا کیونکہ خدا تعالیٰ اس کے خادمانہ ارادوں کا جو اس کے دل میں ہوں گے آپ ناصر ہوگا اگرچہ اس منصور کو سپہ سالار کے طور پر بیان کیا گیا ہے مگر اس مقام میں درحقیقت کوئی ظاہری جنگ و جدل مراد نہیں بلکہ یہ ایک روحانی فوج ہوگی کہ اس حارث کو دی جائے گی جیسا کہ کشفی حالت میں اس عاجز نے دیکھا کہ انسان کی صورت پر دو شخص ایک مکان میں بیٹھے ہیں ایک زمین پر اور ایک چھت کے قریب بیٹھا ہے تب میں نے اس شخص کو جو زمین پر تھا مخاطب کر کے کہا کہ مجھے ایک لاکھ فوج کی ضرورت ہے۔ مگر وہ چپ رہا اور اس نے کچھ بھی جواب نہ دیا۔ تب میں نے اس دوسرے کی طرف رخ کیا وہ چھت کے قریب اور آسمان کی طرف تھا، اس سے میں نے مخاطب ہو کے کہا کہ مجھے ایک لاکھ فوج کی ضرورت ہے، وہ میری بات سن کر بولا ایک لاکھ نہیں پانچ ہزار سپاہی دیا جائے گا تب میں نے اپنے دل میں کہا اگرچہ پانچ ہزار تھوڑے آدمی ہیں پر خدا تعالیٰ چاہے تو تھوڑے بہتوں پر فتح پا سکتے ہیں۔ اس وقت میں نے یہ آیت پڑھی کم من فئة قليلة غلبت فئة كثيرة باذن الله۔ پھر وہ منصور مجھے کشف کی حالت میں دکھایا گیا اور کہا گیا کہ خوشحال ہے خوشحال، مگر خدا تعالیٰ کی کسی حکمت خفیہ نے میری نظر کو اس کے پہچاننے سے قاصر رکھا لیکن میں امید رکھتا ہوں کہ کسی وقت ضرور دکھایا جائے گا۔"

(ازالہ اوہام صفحہ ۹۵ تا ۹۹)

حضرت مسیح موعودؑ کے اس بیان اور مذکورہ بالا احادیث پر اگر غور کیا جائے تو وہ کمال صفائی کے ساتھ ذیل کے ان واقعات پر منطبق ہوتی ہیں، جو اختلافات سلسلہ سے تعلق رکھتے ہیں:۔

(۱) ۔ مہدی کی وفات کے بعد ایک خلیفہ ہوگا۔ چنانچہ حضرت مولانا نورالدین رحمۃ اللہ علیہ حضرت مہدی معہود کے بعد آپ کے خلیفہ ہوئے۔

(۲) ۔ "پھر وہ فوت ہو جائے گا تو لوگ اس کے (یعنی مہدی علیہ السلام کے) اہل بیت میں سے ایک آدمی کو خلیفہ بنائیں گے۔" چنانچہ حضرت مولانا نورالدین رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد حضرت مہدی علیہ السلام کے اہل بیت میں سے مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب کو آپ کا خلیفہ بنایا گیا۔

(۳) "جس کا شر خیر سے زیادہ ہوگا۔" ظاہر ہے کہ میاں محمود احمد صاحب کی ذات سے اجرائے نبوت اور تکفیر مسلمین کا جو شر پھیلا اور اس شر کا مقابلہ کرنے والوں کو جس رنگ میں اذیتیں پہنچائی گئیں وہ ان کے نیک کاموں کے مقابلہ میں بہت بڑھا ہوا ہے۔

(۴) ۔ "اس کے خلاف ایک شخص خروج کرے گا۔ جس کا لقب **منصور** ہوگا"، یہ منصور کون ہے، جس نے حضرت مہدی علیہ السلام کے اہل بیت میں سے ایک خلیفہ کے خلاف خروج کیا، اور حق کی نصرت کے لئے اس کے شر کا مقابلہ کیا، ظاہر ہے کہ حضرت مولانا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے سوائے اور کوئی اس پیشگوئی کا مصداق نہیں ہو سکتا۔

(۵) ۔ یہی وہ منصور ہے، جس کے (بقول حضرت مسیح موعودؑ) خادمانہ ارادوں کا خدا تعالیٰ آپ ناصر ہوا۔

(۶) ۔ یہی وہ منصور ہے، جس کو اس مامور الٰہی نے ایک کشف میں چھت کے قریب آسمان کی طرف بیٹھے ہوئے دیکھا۔

(۷) ۔ یہی وہ منصور ہے، جس سے آپ نے ایک لاکھ فوج کا مطالبہ کیا تو اس نے ایک لاکھ نہیں پانچ ہزار سپاہی دینے کا وعدہ کیا۔ حالانکہ زمین پر بیٹھے ہوئے شخص سے جب حضورؑ نے وہی مطالبہ کیا تو وہ خاموش رہا۔

(۸) ۔ یہی وہ منصور ہے جس کی پانچ ہزار فوج کی فتح کی آپ نے بشارت دی۔

فرمایئے اس سے بڑھ کر آپ کی عظمت اور اختلافِ سلسلہ میں آپ کے اقدام اور مجاہدانہ کارناموں کی اہمیت کا ثبوت اور کیا ہوگا۔ اسی منصور کے لئے رسالہ ریویو آف ریلیجنز کے اجراء کی تحریک کرتے ہوئے حضرت مسیح موعودؑ نے یہ ارشاد فرمایا:۔

"جو کوئی میری موجودگی میں اور میری زندگی میں میری منشاء کے مطابق میری اغراض میں مدد دے گا میں امید رکھتا ہوں کہ وہ قیامت میں بھی میرے ساتھ ہوگا۔"

اور حضرت مولانا محمد علی صاحبؒ نے آپ کی موجودگی اور آپ کی زندگی میں جو مدد آپ کی اغراض میں آپ کی منشاء کے مطابق کی وہ آپ کے اس ارشاد سے ظاہر ہے کہ:۔

"میں چاہتا ہوں کہ ایسے لوگ پیدا ہوں جیسے مولوی محمد علی صاحب کام کر رہے ہیں"

(ڈائری الحکم مؤرخہ ۳ نومبر ۱۹۰۵ء)

اور اخبارات الحکم اور بدر کے ایڈیٹر صاحبان کو بلا کر تاکید کی وہ آپ کی تقاریر اور مضامین کے قلمبند کرنے میں ہمیشہ محتاط رہا کریں اور ایسے مضامین اخبارات میں چھاپنے سے پہلے مولوی محمد علی صاحب کو دکھا لیا کریں۔" (ڈائری ۲ نومبر ۱۹۰۲ء ملفوظات احمدیہ جلد ہفتم صفحہ ۴۴۸)

اس سے ظاہر ہے کہ حضرت مولانا حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی میں آپ کی اغراض میں جو مدد دیتے تھے وہ حضور کی منشاء کے عین مطابق تھی اور حضورؑ کی پیشگوئی ہے کہ:۔

"میں امید رکھتا ہوں کہ وہ قیامت میں بھی میرے ساتھ ہوگا"

اور قیامت میں حضرت مولانا کی معیت کا اعلان بھی ایک رؤیا کے اندر کر دیا گیا جس میں عالم برزخ کے اندر حضرت مسیح موعودؑ آپ کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں:۔

(باقی بر صفحہ ۴ کالم ۳)

میاں نصیر احمد صاحب فاروقی

حضرت امیر مرحوم رحمۃ اللہ علیہ

مشہور مقولہ ہے کہ وقت سب کچھ بھلا دیتا ہے مگر یہ بات صرف انہی چیزوں کے متعلق صحیح ہے جو آنی اور فانی ہیں مگر جو چیزیں یا جو ہستیاں زندہ جاوید ہوں ان کو وقت کا گذرنا بھی بھلا نہیں سکتا۔

حضرت امیر مرحوم بھی ایسی ہی ہستیوں میں سے ہیں۔ قرآن کریم پڑھنے کے لئے اٹھاؤ۔ حدیث کو لو۔ سوانح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کچھ معلوم کرنا ہو، خلافت راشدہ کے صحیح حالات معلوم کرنے ہوں، مذہب اسلام کے متعلق معلومات بہم کرنی ہوں غرض قدم قدم پر حضرت امیر مرحوم کی بیش بہا تصنیفات، مضامین، خطبے اور تقاریر موجود ہیں اور مردم ان کی یاد تازہ ہوتی رہتی ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیم اور آپ کی جماعت کے ایک حصے کو بچانے کا عظیم الشان کام بذات خود حضرت امیر مرحوم کو ایک تاریخی شخصیت بنا دیتا ہے۔ مگر دنیا میں بہت لوگ ایسے ہوتے ہیں جنہوں نے بڑے بڑے تاریخی کام کئے ہیں۔ بیسیوں بلکہ سینکڑوں کتابیں اور مضامین لکھے ہیں اور بڑے بڑے کارہائے نمایاں کئے ہیں مگر ان کی ذاتی زندگی میں بہت سارے تاریک پہلو تھے۔

حضرت امیر مرحوم کے گھر میں مجھے سات سال گذارنے کا موقعہ ملا اور وفات سے پہلے دو سال انہوں نے گرمیوں کا کچھ عرصہ میرے غریب خانہ پر گذارا۔ وہ میرے بہنوئی تھے اور اس لئے شاید کسی کو یہ خیال ہو سکتا ہو کہ اس قرابت کی وجہ سے میں ان کی طرفداری کرنے پر آمادہ ہو سکتا ہوں۔ مگر دنیا کا عام تجربہ ہے کہ رشتہ داری میں ایک دوسرے سے شکایات اور رنجشیں پیدا ہوتی ہیں جو بڑھ کر لڑائی جھگڑے اور قطع تعلق تک پہنچ جاتی ہیں۔ میاں بیوی ایک دوسرے کے شاکی نظر آتے ہیں، اولاد والدین کے خلاف شکائتیں کرتی پھرتی ہے، والدین باوجود اپنی اندھی محبت کے اپنی اولاد کے عیبوں کا ذکر کرتے پھرتے ہیں۔ اسی لئے عربی میں کہاوت ہے: الاقارب کالعقارب یعنی رشتے دار بچھوؤں کی مانند ہوتے ہیں۔

میں نے حضرت امیر مرحوم کی ذاتی زندگی کو اس وقت سے دیکھنا شروع کیا جبکہ میں ایک لڑکا تھا اور مجھے کوئی مذہبی احساسات نہ تھے۔ بعد میں جب مذہب کی سوجھ بوجھ پیدا ہوئی تو میں نے حضرت امیر کو ایک مذہبی اور روحانی شخصیت کی حیثیت سے بھی بہت غور سے دیکھا۔ مذہب اور روحانیت کے معاملے میں اکثر دقت یہ پیش آتی ہے کہ ایک مذہبی رہنما اپنی کتابوں، مضامین اور تقاریر میں تو بڑی خوبصورت تعلیم پیش کرتا ہے مگر اپنی ذاتی زندگی میں وہ اپنی اس تعلیم پر خود عامل نہیں ہوتا۔ مذہب کا معاملہ تو بہت حساس ہے

میں نے اکثر ڈاکٹر صاحبان کو دیکھا ہے کہ وہ دوسروں کو مشورہ اور نصیحت تو بہت اچھی کرتے ہیں مگر خود اس پر کاربند نہیں ہوتے۔

میں نے ان تمام نکتہ نظر سے حضرت امیر کو دیکھا اور میرا دل ان کی محبت اور عزت سے اس لئے بھرپور ہو گیا کہ میں نے ان کا ظاہر اور باطن ایک دیکھا۔ جو وہ دوسروں کو کہتے تھے خود بھی کرتے تھے بلکہ بعض وقت خود پہلے کرتے تھے اور دوسروں کو بعد میں کہتے تھے۔ میں نے اٹھتے بیٹھتے اور بے تکلفی کی حالت میں ان کے ساتھ سالہا سال گذارے اور کبھی کوئی عیب یا نقص نہیں دیکھا بلکہ مجھ میں خود بہت سے عیب اور نقص تھے جن کی وجہ سے اگر وہ مجھ سے ناراض ہوتے یا سختی کرتے تو وہ حق بجانب ہوتے مگر میں نے ان میں وہ محبت، شفقت، نفس کشی اور حسن اخلاق دیکھا کہ میرا دل ان کا گرویدہ ہو گیا۔ اگر اس بیان کے دینے میں میں نے کوئی قرابت کا لحاظ دکھایا ہو یا غلط بیانی یا مبالغہ کیا ہو تو میں خدا کے نزدیک مجرم ہوں اور وہ میرا گواہ ہے۔

دین کے علاوہ دنیا کے معاملات میں بھی حضرت امیر مرحوم نہ صرف غیر معمولی واقفیت رکھتے تھے بلکہ ان کے مشورے بھی لوگ لیتے تھے بدی کا بدلہ نیکی سے دینا بہت ہی مشکل مقام ہے۔ میں نے حضرت موصوف کو اس مقام پر ہمیشہ دیکھا۔ باوجود زہد و عبادت کے وہ زاہد خشک نہ تھے بلکہ دوست احباب اور عزیز رشتہ داروں میں ہنستے بولتے اور پاکیزہ مذاق بھی کیا کرتے تھے۔

خدا کے کام کے لئے وہ چھوٹے سے چھوٹے دنیادار اور بڑے سے بڑے فرعون مزاج آدمی کے دروازے پر جانے میں اپنی ہتک یا کسر شان نہ سمجھتے تھے۔ ایسے کئی موقعوں پر مجھے ان کے ساتھ جانے کا اتفاق ہوا۔ ایک دفعہ بمبئی کی ایک مشہور ہستی اور مسلمانان ہند کے ایک معروف لیڈر کے ہاں جانے کا اتفاق ہوا ان صاحب نے حضرت امیر مرحوم کے انگریزی ترجمۃ القرآن سے متاثر ہو کر ان کو خود دعوت دی تھی کہ آپ کبھی بمبئی تشریف لائیں تو مجھ سے ملے بغیر نہ جائیں۔ چنانچہ جب ہم گئے تو حضرت امیر مرحوم نے ان کو کہا کہ اللہ تعالےٰ نے آپ کو ایسے شہر اور ایسے مقام پر رکھا ہے کہ اگر آپ بمبئی کے متمول لوگوں کو اشاعت اسلام کے مفید کام کی طرف توجہ دلائیں تو یہ کام دن دگنی رات چوگنی ترقی کر سکتا ہے۔ ان صاحب نے جواب میں کہا کہ آپ اہل مغرب میں اشاعت اسلام کر کے وقت کو کیوں ضائع کرتے ہیں۔ یہ لوگ اسلام پر سخت معترض ہیں اور انہیں ہمارے مذہب سے اس قدر بغض اور نفرت ہے کہ وہ اس طرف نہیں آ سکتے اور ان لوگوں کی عملی زندگی بھی ایسی ہے کہ وہ اس کو چھوڑ کر اسلام کی پاکیزہ زندگی نہیں اختیار کر سکتے اس لئے آپ مشرق کی طرف رخ کریں۔ اور خصوصاً جاپان وغیرہ۔ بات بہت لمبی چلی اور وہ صاحب اس بات پر مصر رہے کہ مغرب میں اشاعت اسلام بے فائدہ ہے۔ جب ہم وہاں سے رخصت ہوئے تو میں سخت بددل تھا اور میں نے اس کا ذکر کیا تو حضرت امیر مرحوم نے فرمایا کہ یہ رویہ دراصل احساس کہتری کا نتیجہ ہے ان دنوں انگریز کی حکومت ہم پر قائم تھی اور انگریز کا رعب بہت تھا۔ حضرت امیر مرحوم کی باتوں سے مجھے احساس ہوا کہ حضرت مرزا صاحب کی بے شمار مسیحائیوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ان دنوں جب انگریز کی حکومت کا غلبہ اور دبدبہ انتہائی عروج پر تھا ان ہی محکوم مسلمانوں میں سے ایک جماعت کے دل میں سے احساس کہتری کو دور کر دیا بلکہ مذہب کے معاملے میں احساس برتری پیدا کر دیا۔

ایک اور بات جو میں حضرت امیر مرحوم کی سوانح "مجاہد کبیر" میں لکھنی بھول گیا وہ یہ کہ خوشی اور آرام کے وقت تو اکثر لوگ اچھے ساتھی ہوتے ہیں۔ مگر تکالیف اور مصائب میں پڑ کر نہ صرف انسان کے اپنے جوہر ظاہر ہوتے ہیں بلکہ دوسروں کے جوہر بھی کھل جاتے ہیں۔ میں نے یہ خصوصیت صرف حضرت امیر مرحوم میں دیکھی کہ ان پر جب کوئی مصیبت آئی تو وہ پہاڑ کی طرح مضبوط ہو جاتے اور اس قدر بہادری اور دلیری دکھاتے کہ جو ان کی سادہ اور نرم طبیعت میں عام طور پر دیکھنے میں نہ نظر آتی تھی اور اگر وہ دوسروں کو تکلیف میں دیکھتے تو بیقرار ہو جاتے اور اس کی ہر ایک ممکن امداد کرتے تھے چاہے وہ خفیہ ہو یا ظاہرہ۔ مصیبت کے وقت گھبرا نہ جانا اور پہاڑ کی طرح مضبوط ہو جانا یہ میں نے بہت کم لوگوں میں دیکھا ہے۔ کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جو گھبراتے نہیں مگر اس وقت مضبوطی اور حوصلہ دکھانا بہت کم نظر آتا ہے۔

ایک آخری بات کہکر اس مضمون کو ختم کرتا ہوں۔ میں نے یہ دیکھا کہ حضرت امیر مرحوم کو اپنی جماعت کے لوگوں یعنی اپنے روحانی رشتہ داروں سے اتنی دلی محبت تھی کہ وہ جسمانی رشتہ داروں سے بڑھ کر تھی میرے خیال میں یہ بھی دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا ایک رنگ تھا۔

بقیہ مقالہ از صفحہ ۳

(بقیہ مقالہ از صفحہ ۳)

"آپ بھی صالح تھے اور نیک ارادہ رکھتے تھے آؤ ہمارے پاس بیٹھ جاؤ" (بدر جلد ۳ ۲۹)

اس سے بڑھ کر حضرت مولانا کی عظمت آپ کے عظیم کارناموں آپ کی صالحیت اور نیک ارادوں کا اور کیا ثبوت ہوگا۔ اللہ تعالےٰ آپ کے درجات کو اور زیادہ بلند کرے اور جماعت کو آپ کے نقش قدم پر چلنے اور دین کی حمایت میں ثابت قدمی کے ساتھ کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین ثم آمین

جماعت احمدیہ کی تبلیغی مساعی سے اسلامی دنیا میں ایک کرنٹ پیدا ہو گئی ہے کہ

اسلام برحق ہے اور یورپ میں غالب آسکتا ہے

زمانہ کی شہادت۔ کہ غلط کار لوگ ذلیل و خوار ہوتے اور مومن و متقی صاحب کردار عظمت پاتے ہیں
نیکی کے کام میں صبر و استقامت اور اس کو اجتماعی رنگ دینا ضروری ہے

خطبہ جمعہ مورخہ ۱۳ اکتوبر ۱۹۶۷ء۔ فرمودہ حضرت امیر قوم مولینا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ۔ بمقام جامع احمدیہ۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور

والعصر۔ ان الانسان لفی خسر۔ الا الذین امنوا و عملوا الصلحت و تواصوا بالحق و تواصوا بالصبر (سورۃ العصر)

تفہیم کے دو ذرائع۔ دلائل اور تاریخ

اللہ تعالےٰ نے قرآن شریف میں عام طور پر دو طریقے لوگوں کو بات سمجھانے کے لئے اختیار فرمائے ہیں کبھی تو وہ کسی بات کے حق اور مفید ہونے کے لئے دلائل دیتا ہے اور کبھی گذشتہ زمانوں کی تاریخ بیان کرتا ہے۔ دلائل سے دماغ روشن ہوتا ہے اور دماغ روشن ہو جانے سے اعمال پر اثر پڑتا ہے۔ اور اسی طرح اگر تاریخ کے واقعات سامنے رکھے جائیں تو دل پر اثر ہوتا ہے۔ یہ نظریات نہیں بلکہ واقعات ہوتے ہیں۔ اور واقعات نہایت فصیح بولی میں دلوں پر اثر کرتے ہیں۔

عصر اور دہر کے معنی

اس سورۃ شریفہ میں خدا تعالےٰ نے تاریخ بیان فرمائی ہے فرمایا والعصر ان الانسان لفی خسر عصر اور دہر زمانہ کو کہتے ہیں۔ یہ دونوں لفظ قرآن کریم میں استعمال ہوتے ہیں۔ ایک جگہ جہاں دہر کا لفظ استعمال کیا ہے فرمایا ھل اتی علی الانسان حین من الدھر لم یکن شیئا مذکورا۔ انسان پر وہ زمانہ بھی ہو گذرا ہے جبکہ وہ پیدا بھی نہیں ہوا تھا اور وہ کوئی قابل ذکر ہستی نہ تھا۔ اس آیت میں لفظ عصر کے مفہوم میں گذرا ہوا زمانہ اور وہ جو گذر رہا ہے دونوں شامل ہیں۔ عصر کی نماز کو اسلئے عصر کہا جاتا ہے کہ دن کا بڑا حصہ گذر گیا ہوتا ہے اور جو باقی ہے وہ بھی جلدی گذر جانے والا ہے ×

زمانہ ماضی میں عبرت کے سامان

فرمایا گذرے ہوئے زمانے پر غور کرو۔ گذرے ہوئے زمانہ کے حالات پر غور کرنے سے عبرت حاصل ہوتی ہے جیل خانے انسان کے سامنے ہیں وہاں وہ لوگ جاتے ہیں جو بد اخلاق ہوتے ہیں اس لئے ان کو ذلت و خواری نصیب ہوتی ہے۔

اچھا وہ ہے جس کا کردار اچھا ہے

لیکن وہ لوگ جنہوں نے اچھے کام کئے وہ عزت کے مالک ہو گئے اچھا وہ ہے جس کا کردار اچھا ہے اس میں غریبی امیری کا سوال نہیں۔ کسی کے امیر بن جانے سے ضروری نہیں کہ اس کا کردار بھی اچھا ہو، کسی کے ڈپٹی کمشنر بن جانے یا انجنیئر کا رتبہ حاصل کر لینے سے یہ ضروری نہیں کہ اس کا کردار بھی اچھا ہو جائے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا من اکرم الناس یارسول اللہ۔ حضور کون شخص سب سے زیادہ معزز ہے۔ فرمایا اتقاکم۔ خدا سے ڈر کر زندگی بسر کرنے والا۔

سر سید کی ملی خدمات

یہ زمانہ جو ہمارے سامنے گذرا ہے اس میں وہ لوگ بھی ہوئے ہیں جن کو بڑی بڑی کامیابیاں اور عزت عظمت نصیب ہوئی۔ سر سید نے مسلمانوں کی بہتری کے لئے علی گڑھ کالج بنایا اور اس کے لئے بڑی جد و جہد کی، بڑے دکھ اٹھائے۔ ان کو بہت برا بھلا کہا گیا۔ کفر کے فتوے بھی دیئے گئے۔ ایک دفعہ جب وہ کالج کے لئے چندہ کر رہے تھے طوائفوں نے بھی کچھ رقم پیش کی وہ آپ نے لے لی۔ لوگوں نے وہاں دوہائی مچا دی کہ طوائفوں کا حرام مال انہوں نے لے لیا۔ سر سید احمد خان صاحب نے کہا کہ میں نے پاخانے بنانے کے لئے ان سے یہ رقم لی ہے۔ اس محنت اور جد و جہد کے بعد علیگڑھ کالج قائم ہوا تو مسلمانوں میں تعلیم حاصل کرنے کا شعور اور اس کی اہمیت اس قدر بڑھ گئی کہ علیگڑھ کا تعلیم یافتہ انگریز کی نظر میں بھی قابل قدر سمجھا جاتا۔

حضرت قائد اعظم کی عظمت کا راز

ہمارے قریب کے زمانہ میں قائد اعظم نے بڑا کام کیا ہے۔ انہیں بھی اس راہ میں بڑی مشکلات پیش آئیں وہ اپنے ارادہ کے بھی مضبوط اور دھن کے اس قدر پکے تھے کہ لوگوں نے یہاں تک کہدیا کہ یہ شخص لکڑی کی طرح سخت ہے اس میں لچک ہے ہی نہیں۔ یہی بات قائد اعظم کی کامیابی کا موجب تھی، اگر ان میں لچک ہوتی تو انگریز اور ہندو ان پر غالب آگئے ہوتے اور پاکستان ہرگز نہ بن سکتا ایک مرتبہ ایک بہت بڑے مولوی نے قائد اعظم سے کہا کہ احمدی مسلمان نہیں کافر ہیں۔ ان کو مسلم لیگ میں شامل نہیں کرنا چاہیئے۔ یہ سن کر غضبناک ہو گئے اور اس مولوی کو ڈانٹ کر بٹھا دیا۔ غرض قائد اعظم نے بہت بڑا کام کیا جو ان کی محنت و مشقت اور تکالیف اٹھانے کا نتیجہ ہے آج مرنے کے بعد بھی ان کی بہت بڑی عظمت دلوں میں قائم ہے۔

بڑے کام میں بڑے مصائب

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نحن معاشر الانبیاء اشد بلاء۔ ہم انبیاء کا گروہ سب سے زیادہ دکھوں میں مبتلا کئے جاتے ہیں الامثل فالامثل پھر جتنا جتنا کسی کا مرتبہ ہوتا ہے اتنی اتنی تکلیفیں اسے اٹھانی پڑتی ہے۔ تو پیغمبروں پر بھی مشکلات آتی ہیں۔ مجددین کے لئے بھی مشکلات ہیں۔

حضرت امام الزمانؑ کو مشکلات کا سامنا

حضرت امام وقتؑ کے سامنے بہت سی مشکلات تھیں عیسائی دشمن، ہندو اور سکھ دشمن۔ آریہ سب سے بڑے دشمن اور خود مسلمان دشمن ان کے علاوہ حکومت بھی دشمن سب کے سب حضرت صاحب کے خلاف نبرد آزما تھے۔ یہی آپ کی بڑائی ہے کہ ساری دنیا آپ کی مخالف ہے اور آپ نہایت کامیابی کے ساتھ سب کا مقابلہ کرتے ہیں،

وفات مسیحؑ اور مسلمان علماء

حضرت صاحب نے حضرت عیسیٰؑ کو مارا۔ سب دشمن ہو گئے۔ مسلمان سب سے زیادہ مخالف ہو گئے۔ آج ساری دنیا ہی حضرت عیسیٰؑ کی وفات کی قائل ہوتی جا رہی ہے۔ عرب اور مصر کے علماء بھی وفات مسیح کو مان چکے ہیں۔ جامعہ ازہر کے علامہ شلتوت نے بھی حضرت عیسےٰؑ کو مار ڈالا۔ امام مالکؒ نے فرمایا تھا مات عیسیٰ مگر وہ عیسیٰؑ کو مارنے میں کامیاب نہ ہو سکے۔ مگر حضرت مرزا صاحب عیسےٰؑ کو مار ڈالنے میں کامیاب ہو گئے۔ اب علماء نے بھی عیسیٰؑ کا مرنا تسلیم کر لیا ہے۔ حضرت عیسیٰؑ کی موت عیسائیت کی موت ہے +

عیسائی پادری حضرت امام الزمان کے اس کارنامے کے معترف بھی ہیں اور خائف بھی

عیسائی پادریوں کا اعترافِ شکست

عیسائی ... پادریوں نے سرکلر جاری کر دیئے کہ کوئی عیسائی مرزا صاحب یا اُن کے مریدوں کے ساتھ بحث نہ کرے یہ گویا اس بات کا اعتراف ہے کہ اس قوم کا مقابلہ کرنا ذلت کو دعوت دینا ہے

عظیم انسانوں کے مخالفین ہمیشہ خائب و خاسر رہتے ہیں۔

جن لوگوں نے کسی بھی نیک کام کی مخالفت کی، وہ خائب و خاسر ہو کر رہ گئے۔ کہاں ہیں وہ مولوی جنہوں نے سرسید کی مخالفت کی وہ مر گئے لیکن علیگڑھ زندہ ہے اور اس کے ساتھ سرسید کا نام بھی زندہ ہے کہاں ہیں قائدِ اعظم کی مخالفت کرنے والے۔ کیا آج اُن کا نام و نشان باقی ہے؟

حضرت مرزا صاحب کے سب سے بڑے دشمن مولوی محمد حسین بٹالوی تھے ان کا اثر پنجاب بھر میں تھا۔ جب وہ لاہور آتے تو بے شمار لوگ ریلوے سٹیشن پر ان کے استقبال کے لئے جاتے اور بازار میں چلتے ہوئے ان کے ساتھ بے شمار لوگ ہوتے۔ لیکن ہم نے وہ وقت بھی دیکھا تھا جب وہی مولوی محمد حسین لاہور آتے تو کوئی انہیں پوچھتا بھی نہیں تھا۔ ان کے علاوہ کتنے ہی علماء تھے جن کے نام مٹ گئے لیکن حضرت مرزا صاحب کا نام زندہ ہے کیونکہ آپ کی خدمات روشن ہیں وہ مٹ نہیں سکتیں۔ اسی ضمن میں ایک اور بات سناتا ہوں جو حضرت صاحب ہی کے کارناموں میں سے ہے۔ کبھی کبھی اچھی باتوں کا دوہرانا مفید ہوتا ہے۔ جب میں برلن مشن کے قیام کے لئے جرمنی گیا۔ حکیم اجمل خاں صاحب نے ایک خط ترکی سفیر کے نام مجھے لکھ دیا جس میں یہ لکھا کہ آپ کے تعلقات جرمن حکومت کے ساتھ ہیں۔ یہ نیک کام کرنے جا رہے ہیں۔ وہاں مسجد بنانا اور تبلیغ اسلام کرنا چاہتے ہیں۔ آپ اپنا اثر و رسوخ استعمال کر کے جرمن حکومت سے ان کے لئے سہولتیں میسر کریں۔ یہ حکیم اجمل خان صاحب کا میرے اوپر احسان تھا۔ اس خط کو دیکھ کر ترکی سفیر نے جو اٹلی میں مقیم تھے میرا احترام کیا۔ ایک شاندار ہوٹل میں مجھے ٹھہرایا۔ ان کے کہنے پر ایک جرمن نواب نے لکھ کر دیا کہ راستہ میں سے پوچھ گچھ نہ کی جائے۔ چنانچہ میرا سفر اٹلی سے جرمنی تک آرام سے طے ہوا۔ دو تین سال میں جرمن مشن قائم ہو گیا۔ جرمن زن و مرد کافی تعداد میں مشرف باسلام ہوئے۔ اور اسی عرصہ میں مسجد کی تعمیر بھی تکمیل تک پہنچ گئی۔

پیرس میں حکیم اجمل خان صاحب سے ملاقات

میں وطن کو آنے لگا تو معلوم ہوا کہ جناب حکیم اجمل خان صاحب اپنے علاج کے لئے پیرس آئے ہوئے ہیں۔ ان کی خاطر میں پیرس کے رستے ہندوستان آیا۔ جب ان کے پاس پہنچا، اور مشن کی کامیابی کا ذکر نے لگا تو انہوں نے کہا کہ میں نے مولوی برکت اللہ صاحب کی زبانی آپ کے بارے میں سنا ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں بہت سے ممالک میں تبلیغ اسلام کے لئے پھر چکا ہوں۔ لیکن ایک بھی مسلمان نہ بنا سکا۔ مگر جب میں برلن میں گیا تو میرے سامنے نومسلمین کی ایک جماعت تھی ان کا فوٹو بھی انہوں نے دکھایا جو ان کے عربی رسالہ الاصلاح میں شائع ہو گیا ہے۔ مولانا برکت اللہ نے کہا کہ میں اس کو اپنی فتح سمجھتا ہوں۔ وہ رسالہ اب بھی میرے پاس ہے پھر حکیم صاحب نے کہا کہ تبلیغ اسلام کا کام تو بجائے خود ایک بہت بڑی نیکی کا کام ہے۔ ایک شخص کو بھی مسلمان کرنا بہت بڑی نیکی ہے اور آپ نے بہت سے لوگوں کو مسلمان بنا لیا۔ یہ کتنے بڑے ثواب کا کام ہے۔ لیکن اس سے بڑھ کر جو کام آپ نے کیا ہے وہ یہ ہے کہ تمام اسلامی ممالک میں ایک کرنٹ پیدا ہو گئی ہے کہ اسلام برحق ہے اور وہ یورپ میں غالب آ سکتا ہے۔

لسانِ عصر جائے عبرت ہے

غرض خدا تعالےٰ کا یہ فرمانا درست ہے کہ زمانہ انسان کو وعظ کرتا ہے کہ غلط کار لوگ ذلیل و خوار ہوتے ہیں، مگر مومن متقی صاحب کردار عزت پاتے ہیں وہ خود نیک ہوتے ہیں اور نیکی کے کام کرتے ہیں، اور وہ دوسروں کو نیکی کرنے اور نیکی پر قائم رہنے کی تلقین کرتے ہیں، اس طرح پر وہ حیاتِ اجتماعیہ پیدا کرتے ہیں۔

نیک کام میں صبر اور استقامت ضروری ہے

انسان کو چاہیئے ....

کہ جو بات درست ہے وہ دوسروں تک پہنچا دے اور اس کام میں استقامت سے کام لے۔ بغیر استقامت اور صبر کے اعلیٰ درجات حاصل نہیں ہوتے۔ بعض لوگ سن لیتے ہیں کہ قرآن کا روزانہ پڑھنا کار ثواب ہے۔ ایک دو پارے پڑھتے ہیں پھر چھوڑ دیتے ہیں۔

اسی طرح نماز کی تحریک پر چند دن نمازیں پڑھتے ہیں پھر چھوڑ دیتے ہیں، اس طرح کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوتا، جن لوگوں کو ورزش کی طرف رغبت ہوتی ہے وہ دو تین دن کے بعد یہ بھی چھوڑ دیتے ہیں، اس سے کچھ فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔ خدا تعالےٰ کا قانون یہ ہے کہ بات جو کہے حق ہو۔ پھر اس پر قائم ہو جائے۔ اور پھر اسے اجتماعی شکل دینے کی کوشش کریں۔ اسی سے قومی ترقی ممکن ہے۔ اس کے برخلاف جو لوگ خیر خواہی کے بجائے نفرت پھیلاتے اور تفرقہ قائم کرتے ہیں وہ کامیاب نہیں ہوتے۔ وہ ہلاک ہو جاتے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قوم کو خیر خواہی کی تلقین

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نصیحت کی ہے کہ تم ایک دوسرے کی خیر خواہی سے ہی قوم کامیاب ہو سکتی ہے۔ حضور صلعم نے لوگوں سے اسی بات کی بیعت لی کہ ہم ایک دوسرے کی خیر خواہی کریں گے یا یعنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی النصح، صحابہ رض نے فرمایا ہے کہ ہم نے ایک دوسرے سے خیر خواہی کے لئے آپ کی بیعت کی، اسی کی آج بھی ضرورت ہے، ورنہ انتشار اور ایک دوسرے کی غیبت چغلی قوم کو تباہ کر دیتی ہے۔

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ بفضلہ تعالےٰ بخیر و عافیت ہیں اور مہماتِ دینیہ میں ہمہ تن مصروف

اعلانِ نکاح

— منڈی بہاؤالدین سے عبدالرؤف صاحب لکھتے ہیں :-

آج بتاریخ ۶-۱۰-۱۶ ء خاکسار کی دختر صفیہ بیگم بی اے کا نکاح ہمراہ عزیز منصور الحق بی اے ایل ایل بی خلف الرشید مولینا محمد بخش صاحب آف سرگودھا سے بعوض مہر پانچہزار روپیہ حق مہر مکرم راجہ نصیر احمد صاحب نے پڑھا۔ راجہ صاحب نے بڑے موثر اور دل نشین پیرایہ میں قرآن کریم نیز احادیث شریف کے حوالہ سے نکاح کی اہمیت پر تقریر فرمائی۔ اور دولہا دولہن کے اس مقدس عہد کی ذمہ داریوں پر بڑی خوبصورتی سے روشنی ڈالی جملہ سامعین اور مہمانوں نے جن میں بعض کلاس ون آفیسر اور انگلینڈ ریٹرنڈ دوست بھی شامل تھے۔ موصوف کے اس برجستہ اور موقع کے لحاظ سے انتہائی موزوں خطبہ نکاح کو بڑا پسند کیا۔ اور راجہ صاحب کے اسلوب بیان کی بیحد تعریف کی۔ بزرگانِ سلسلہ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ اس رشتہ کو ہر لحاظ سے دونوں خاندانوں کے لئے بابرکت اور باعث رحمت بنائے۔ آمین۔

عبدالرؤف منڈی بہاؤالدین

درخواست دعا

— مولینا یعقوب خان صاحب بوجہ فالج عرصہ سے صاحب فراش ہیں، ان کی حالت پہلے سے بہتر ہے لیکن صحت کاملہ کے لئے احباب کی خاص دعاؤں کی ضرورت ہے۔

— حبیب الرحمن صادق صاحب کی اہلیہ محترمہ بہت بیمار ہونے کی وجہ سے ایبٹ آباد میں محترم ڈاکٹر سعید احمد صاحب کے زیر علاج ہیں۔ ان کی صحت کے لئے خاص طور پر دعا فرمائی جائے۔

— مولوی عبدالوہاب صاحب کارکن دفتر انجمن کا بایاں بازو ابھی تک فالج زدہ ہونے کی وجہ سے کمزور ہے۔ وہ بھی احباب سے دعائے صحت کے خواستگار ہیں۔

وفات — ایڈیٹر پیغام صلح کے داماد فلام مصطفےٰ حیرت ذہنیہ علالت کے بعد ۱۴ اکتوبر کو وفات پا گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ موصوف گو احمدی نہ تھے لیکن جماعت کو بُرا نہیں سمجھتے تھے اور سوشل ورکر کی حیثیت رکھتے تھے۔

امیر جماعت احمدیہ لاہور حضرت مولینا محمد علی صاحب مرحوم و مغفور

اللہ تعالےٰ اور حضرت مسیح موعودؑ کی نظر میں اور آپکی کامیاب زندگی

(از حضرت مولینا شیخ عبدالرحمان صاحب مصری)

مولینا مرحوم و مغفور کا دینی خدمت کے لئے مخلصانہ اور پاک جذبہ

یہ بات تو اظہر من الشمس ہے کہ حضرت مولینا مولوی محمد علی صاحبؒ تمام دنیاوی وجاہتوں اور دنیاوی منفعتوں پر لات مار کر محض دینی خدمت کے لئے حضرت مسیح موعودؑ کے ارشاد گرامی کی تعمیل میں حضورؑ کے زیر سایہ قادیان میں سکونت پذیر ہو گئے اور یہ بھی حقیقت ہے کہ اللہ تعالےٰ جو دلوں کے بھید اور انسان کی خفیہ در خفیہ نیتوں کو جانتا اور اس کے درجۂ اخلاص سے کما حقہٗ واقف ہوتا ہے اس نے آپ کے اخلاص اور دینی خدمت کے جذبہ کو دیکھ کر آپ کو دینی خدمات سرانجام دینے کے لئے وہ شاندار توفیق عطا فرمائی جو بہت کم لوگوں کو میسر آتی ہے۔ نہ صرف آپ نے حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی تک ہی اس فریضہ کو سرانجام دیا بلکہ حضورؑ کی وفات کے بعد بھی اس فریضہ کو پوری فرض شناسی اور پورے اخلاص کے ساتھ سرانجام دیتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالےٰ نے آپ کو اپنے پاس بلا لیا۔ اسلام کی تائید میں جو لٹریچر آپ کی قلم سے تیار ہوا وہ قبولیت عام کی سند حاصل کر چکا ہے اور ہزاروں کی رہنمائی کا موجب ثابت ہوا ہے اور یہ بین دلیل ہے اس بات پر کہ اللہ تعالےٰ کے ہاں بھی اسے قبولیت کا شرف حاصل ہو چکا ہے۔

یہ حضرت مولینا مرحوم کی زندگی کا نہایت ہی روشن اور اہم پہلو ہے جسے میں نے نہایت ہی مختصر الفاظ میں بیان کر دیا ہے۔

حضرت مولینا مرحوم حضرت مسیح موعودؑ کی نظر میں

اب میں ذیل میں سب سے پہلے یہ بتلانا چاہتا ہوں کہ خدا تعالےٰ کے عظیم الشان مامور حضرت مسیح موعودؑ کی پاک رائے آپ کے متعلق کیا تھی اور حضورؑ کی فراست مومنانہ نے نہایت گہرے تجسّس کے نتیجہ میں آپ کو کیسا پایا تھا کیونکہ خدا کے رسول یعنی حضرت نبی کریم صلعم نے مومن کی فراست کو اس قدر اہمیت دی ہے کہ اس کے متعلق فرمایا

اتقوا فراسة المؤمن فانه ينظر بنور الله۔ اس لئے ہر احمدی بھائی کو چاہیئے کہ حضرت مولینا مولوی محمد علی صاحب مرحوم و مغفور کے خلاف کوئی کلمہ تحقیر منہ سے نکالنے سے قبل حضرت مسیح موعودؑ کے مندرجہ ذیل الفاظ پر جو حضورؑ نے مولینا مرحوم و مغفور کی شان میں فرمائے ہیں کافی غور کر لیا کریں اور خشیۃ اللہ کو مدنظر رکھتے ہوئے آپ کی شان میں کوئی کلمہ بد زبان سے نہ نکالا کریں ایسا نہ ہو کہ حبطت اعمالهم کا مصداق بن جائیں

مولانا مرحوم کے لئے جماعت میں شادی کی تحریک کرتے ہوئے حضورؑ فرماتے ہیں:۔

"ہماری جماعت میں ہمارے ایک دوست ہیں نوجوان اور نوعمر اور خوش شکل اور قوی اور پورے تندرست قریباً بائیس یا تیئیس برس انکی عمر ہوگی اور جہاں تک میں نے ان کے حالات میں غور کیا ہے میں انہیں ایک جوان صالح اور مہذب اور نیک مزاج اور خوش خلق اور غریب طبع اور نیک چلن اور دیندار اور پرہیزگار خیال کرتا ہوں واللہ حسیبہ"

(اشتہار ۲۷ر اکتوبر ۱۸۹۸ء)

پھر اپنے اشتہار ۹ر اگست ۱۸۹۹ء میں اسی تحریک کے سلسلہ میں فرماتے ہیں:۔

"اور میں اس مدت میں جیسے جیسے کہ وہ میرے پاس ہیں ظاہری نظر سے اور نیز پوشیدہ طور پر ان کے حالات کا اخلاق اور دین اور شرافت کی رو سے تجسّس کرتا رہا ہوں (بہر دو ہمی احمدی بھائی حضورؑ کے لفظ تجسّس کو مدنظر رکھیں ـــ ناقل) الحمد للہ تعالےٰ کا شکر ہے کہ میں نے ان کو دینداری میں اور شرافت کے ہر پہلو میں بھی نہایت عمدہ انسان پایا ہے غریب طبع باحیا نیک اندرون پرہیزگار آدمی ہے اور بہت سی خوبیوں میں رشک کے لائق ہے۔"

پھر اپنے اشتہار ۴ر اکتوبر ۱۸۹۹ء میں فرماتے ہیں:۔

"مجھے اس سے بہت خوشی ہے کہ ایک اور جوان صالح خدا تعالےٰ کے فضل کو پاکر ہماری جماعت میں داخل ہوا ہے یعنی حبّی فی اللہ مولوی محمد علی صاحب ایم اے۔ ایل ایل بی۔ میں ان کے آثار بہت عمدہ پاتا ہوں اور وہ ایک مدت سے اپنے دنیاوی کاروبار کا حرج کر کے خدمت دین کے لئے قادیان میں مقیم ہیں اور حضرت مولوی حکیم نورالدین صاحب سے حقائق و معارف قرآن شریف سن رہے ہیں اور مجھے یقین ہے کہ میری فراست اس بات میں خطا نہیں کرے گی کہ جوان موصوف خدا تعالےٰ کی راہ میں ترقی کرے گا اور یقین ہے کہ وہ خدا تعالےٰ کے فضل سے تقوےٰ اور محبت دین پر ثابت قدم رہ کر ایسے نمونے دکھائے گا جو ہم جنسوں کے لئے پیروی کے لائق ہوں گے اے خدا تو ایسا ہی کر آمین ثم آمین"

جماعت ربوہ کے غور کے قابل امر

جماعت ربوہ سے تعلق رکھنے والے احباب جو مولینا مرحوم کی شان میں گستاخانہ الفاظ استعمال کرنے کے علاوہ ان کے متعلق یہ پروپیگنڈا بھی کرتے رہتے ہیں کہ وہ تقوےٰ اور محبت دین پر ثابت قدم رہنے کی بجائے نعوذ باللہ تقوےٰ کو بھی خیرباد کہہ چکا ہے اور محبت دین کو بھی جواب دے چکا ہے حضورؑ کی مندرجہ بالا عبارت کے جلی الفاظ کو غور سے پڑھنے کے بعد بتلائیں کہ کیا وہ اپنے اس عمل میں حضورؑ کی مومنانہ فراست کو چیلنج نہیں کر رہے جس کے متعلق حضورؑ نے فرمایا "اور مجھے یقین ہے کہ میری فراست اس بات میں خطا نہیں کرے گی" (اے بھائیو آپ تو ثابت کرنے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں کہ مولینا مرحوم کے بارے میں حضورؑ کی فراست خطا گئی۔ کیا آپ کے حملہ کا رخ مولینا کی طرف ہونے کی بجائے براہ راست حضرت اقدس مسیح موعود کی طرف نہیں ـــ ناقل) کہ جوان موصوف خدا تعالےٰ کی راہ میں ترقی کرے گا (کیا آپ اپنے رویہ سے حضرت مسیح موعود کو دوسرے لفظوں میں یہ نہیں کہہ رہے کہ حضورؑ نے غلط لکھا ہے اس شخص نے تو ترقی کی بجائے تنزل کرنا تھا آپ کی فراست اس بارے میں بھی خطا ہی گئی ـــ ناقل) اور یقین ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کے فضل سے تقوےٰ اور محبت دین پر ثابت قدم رہ کر ایسے نمونے دکھائے گا جو ہم جنسوں کے لئے پیروی کے لائق ہوں گے۔" اے ربوہ سے تعلق رکھنے والے بھائیو غور کرو کیا آپ حضورؑ کو عملاً یہ نہیں کہہ رہے کہ آپ کی فراست بھی نعوذ باللہ

غلط آپ کا یقین بھی نعوذ باللہ غلط یہ شخص نہ تو تقویٰ پر قائم رہا اور نہ ہی محبت دین پر ثابت قدم رہا آپ تو اسے ہمارے لئے پیروی کے قابل نمونہ قرار دے رہے ہیں لیکن ہم آپ کی بات ماننے کے لئے ہرگز تیار نہیں ہم تو ہرگز اس کے نمونہ کی پیروی نہیں کریں گے آپ لاکھ ہمارے لئے یہ ہدایت چھوڑ جاویں ہم نے تو اس پر عمل کیا ہے اور نہ کریں گے کاش سوچ لیں کیا حضرت مسیح موعودؑ کے قول کی بھی عزت آپ کے دل میں ہے اللہ تعالیٰ آپ کو سمجھ عطا فرمائے تا آپ حضرت اقدس کے قول کو سچا ثابت کرنے کے لئے جسے واقعات نے بھی سچا ثابت کر دیا ہے کہ بے شک جیسا حضور نے فرمایا تھا یہ شخص ساری عمر تقویٰ پر بھی قائم رہا اور دین کی محبت میں بھی ایسا ثابت قدم رہا کہ فی الحقیقت ہر محب دین کے لئے قابل تقلید نمونہ قرار پایا حضرت مولینا مرحوم کو گالیاں دینے کی بجائے ان کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کریں۔

مولینا مرحوم کا بے نظیر لٹریچر

کیا یہ حقیقت نہیں کہ مولانا مرحوم و مغفور نے اسلام کی صداقت اور حضورؑ کے سلسلہ کی صداقت پر بے نظیر لٹریچر پیدا کیا اور ساری عمر بہہ تن اسی فریضہ کی ادائیگی میں مصروف رہے کیا آپ کی زندگی کامل طور پر متقیانہ نہیں تھی اور کیا اس محبت میں جو آپ حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی میں دین سے رکھتے تھے۔ اس میں حضور کی وفات کے بعد اپنی وفات تک کوئی فرق آیا کیا اسی طرح آپ کی قلم حق کی تائید میں نہیں چلتی رہی، خدارا تعصب اور عناد کی پٹی کو آنکھوں سے اتار کر حقائق اور واقعات کی روشنی میں حضرت مولینا مرحوم کے کردار پر غور کریں۔ اور دیکھیں کہ کیا حضرت مسیح موعودؑ کے اصل مشن کے باغ کی صحیح معنوں میں آپ نے آبیاری نہیں کی اور کیا آپ کے صحیح مقام کو غلو کے اجرام سے پاک کر کے دنیا کے سامنے پیش نہیں کیا اور کیا آپ حضرت مسیح موعودؑ کے ان اصحاب میں سے نہ تھے جن کے متعلق حضور کو یقین تھا کہ انہوں نے مجھ کو ایسا شناخت کیا ہے جیسا کہ شناخت کرنے کا حق ہے اور یہ میرے وجود روحانی کے ٹکڑے اور میرے روحانی بیت میں داخل ہیں جس میں داخل ہونے والوں کے متعلق خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ انہیں طاعون سے محفوظ رکھے گا اور جن کے متعلق خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے لا یموت احد من رجالکم یعنی تیرے رجال میں سے کسی پر بھی روحانی موت نہیں آسکتی۔ اگر بقول آپ لوگوں کے حضرت مولینا مرحوم پر نعوذ باللہ روحانی موت وارد ہوگئی تھی تو حضور کا مندرجہ بالا الہام نعوذ باللہ جھوٹا تسلیم کرنا پڑے گا۔

اپنی کتاب حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۲۵ پر حضور فرماتے ہیں:-

"ایک دفعہ طاعون کے زور کے دنوں میں جب قادیان میں بھی طاعون تھی مولوی محمد علی صاحب ایم اے کو سخت بخار ہو گیا اور ان کو ظن غالب ہو گیا کہ یہ طاعون ہے اور انہوں نے مرنے والوں کی طرح وصیت کر دی اور مفتی محمد صادق صاحب کو سب کچھ سمجھا دیا اور وہ میرے گھر کے ایک حصہ میں رہتے تھے جس گھر کی نسبت خدا تعالیٰ کا یہ الہام ہے انی احافظ کل من فی الدار تب میں ان کی عیادت کے لئے گیا اور ان کو پریشان اور گھبراہٹ میں پاکر میں نے ان کو کہا کہ اگر آپ کو طاعون ہو گئی تو پھر میں جھوٹا ہوں اور میرا دعویٰ الہام غلط ہے یہ کہکر میں نے ان کی نبض پر ہاتھ لگایا یہ عجیب نمونہ قدرت الٰہی تھا کہ ہاتھ لگانے کے ساتھ ہی ایسا بدن سرد پایا کہ تپ کا نام و نشان نہ تھا"

عبارت مندرجہ بالا کیا بتلاتی ہے

عبارت مندرجہ بالا سے ظاہر ہے کہ حضور نے ہمارے امیر مولانا مولوی محمد علی صاحب مرحوم و مغفور کی ذات کے ساتھ اپنے دعوےٰ الہام کی صداقت اور عدم صداقت کو وابستہ کر دیا ہے جس کے معنی صاف ہیں کہ اُن کے وجود کو اپنے وجود کے ساتھ ایسا کامل طور پر ہم رنگ یقین کیا ہے کہ دوئی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا حضور کو صرف اپنی ذات کے متعلق ہی یہ الہام تھا انی احافظک خاصۃ یعنی میں خاص طور پر تجھے طاعون سے محفوظ رکھوں گا۔ باقی گھر میں رہنے والوں کے متعلق حفاظت کا وعدہ مشروط تھا جس کو حضور نے مندرجہ ذیل الفاظ میں بیان کیا ہے:-

حضور کے علاوہ دیگر ساکنان بیت کی حفاظت کے متعلق شرائط

"خدا نے چاہا ہے کہ اس زمانہ میں انسانوں کے لئے ایک آسمانی رحمت کا نشان دکھاوے سو اس نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ تو اور جو شخص تیرے گھر کی چار دیواری کے اندر ہوگا اور وہ جو کامل پیروی اور اطاعت اور سچے تقویٰ سے تجھ میں محو ہو جائے گا وہ سب طاعون سے بچائے جائیں گے... لیکن وہ جو کامل طور پر پیروی نہیں کرتا وہ تجھ میں سے نہیں ہے اس کے لئے مت دلگیر ہو یہ حکم الٰہی ہے"

پھر فرماتے ہیں:-

"خدا نے مجھ پر وحی نازل کی ہے کہ میں ہر ایک ایسے شخص کو طاعون کی موت سے بچاؤں گا جو اس گھر کی چار دیواری میں ہوگا بشرطیکہ وہ اپنے تمام مخالفانہ ارادوں سے دستکش ہو کر پورے انقیاد اور اطاعت اور انکسار سے سلسلۂ بیعت میں داخل ہو اور خدا کے احکام اور اس کے مامور کے سامنے کسی طور سے متکبر اور سرکش اور مغرور اور غافل اور خود سر اور خود پسند نہ ہو اور عملی حالت موافق تعلیم رکھتا ہو"

(کشتی نوح صفحہ ۷۲)

حضور کا کامل یقین۔

حضور کا مولینا مرحوم و مغفور کو یہ کہنا کہ آپ کو اگر طاعون ہو جائے تو میں جھوٹا اور میرا دعوےٰ الہام جھوٹا۔ بتلا رہا ہے کہ حضور کو مولینا کے متعلق یہ کامل یقین تھا کہ آپ مذکورہ بالا تمام برائیوں سے نہ صرف پاک تھے بلکہ کامل پیروی اور اطاعت اور سچے تقوےٰ کے ساتھ حضورؑ کے روحانی وجود میں محو ہو گئے ہوئے تھے ورنہ ایسے کامل یقین کے بغیر اپنی صداقت اور عدم صداقت کس طرح مولینا کے وجود کے ساتھ وابستہ کر سکتے تھے۔ کیا اس سے ثابت نہیں ہوتا کہ مولینا مرحوم حضور کے خاص الخاص رجال میں سے تھے۔

خدا کا الہام

خدا کے الہام نے بھی گھر میں رہنے والوں کے لئے الا الذین علوا من استکبار کے ذریعہ استثناء رکھا ہوا ہے۔

اہل ربوہ کی تاویل

جماعت ربوہ سے تعلق رکھنے والے بعض احباب حضرت مولینا محمد علی صاحب مرحوم و مغفور کے مقام کو نیز اس پیشگوئی کی اہمیت کو گرانے کی ناکام کوشش میں یہ کہدیا کرتے ہیں کہ حضورؑ کے گھر میں رہنے کی وجہ سے مولانا کے متعلق ایسے الفاظ کہے گئے تھے لیکن یہ کہتے ہوئے اوّل تو وہ یہ نہیں سوچتے کہ گھر میں رہنے والوں کے متعلق وعدہ حفاظت کے ساتھ جو شرائط بیان کی گئی ہیں وہ اگر حضرت مولانا کے وجود میں نہیں پائی جاتی تھیں تو حضور وہ الفاظ مولانا کی ذات کے متعلق کس طرح استعمال کر سکتے تھے جو حضورؑ نے کئے یعنی اگر آپ کو طاعون ہو جائے تو میرا دعوےٰ اور میرا الہام جھوٹا۔

میاں شریف احمد اور میر محمد اسحاق کے متعلق حضور کے الفاظ

دوسری بات اس سلسلہ میں جو قابل غور ہے وہ یہ ہے کہ اگر محض حضور کے گھر کے ایک حصہ میں رہنے کی وجہ سے ہی جیسا کہ جماعت ربوہ کے افراد کا خیال ہے حضورؑ نے مولینا کے متعلق ایسے زور دار الفاظ استعمال کئے تھے تو حضور نے اپنے لڑکے شریف احمد اور اپنے نسبتی برادر میر محمد اسحاق کے بارے میں جب ان کے متعلق طاعون کا شبہ ہوا تو کیوں ایسے ہی پُر زور الفاظ استعمال نہ کئے جیسے زوردار الفاظ حضورؑ نے مولینا مرحوم کے حق میں کئے تھے۔

ظاہر ہے کہ حضور کا لڑکا شریف احمد اور حضور کا برادر نسبتی میر محمد اسحاق تو بالکل حضور کے گھر کے اسی حصہ

میں رہتے تھے جس میں حضور خود رہتے تھے اور اس کے بالمقابل مولانا مرحوم تو حضور کے گھر کے جس حصہ میں رہتے تھے وہ حضور کی جائے رہائش سے کافی دُور تھا لیکن سنئے کہ اپنے لڑکے شریف احمد کے متعلق طاعون کا شبہ ہونے پر حضور نے کیا فرمایا۔

میاں شریف احمد کی بیماری پر اضطراب

اپنی کتاب حقیقۃ الوحی ص۸۴ کے حاشیہ پر شریف احمد کی بیماری کا ذکر کرتے ہیں۔ قادیان میں طاعون کا زور تھا میاں شریف احمد پر شدید تپ کا حملہ ہوا جس سے بے ہوشی اس پر طاری ہو گئی بے ہوشی کے عالم میں ہاتھ پاؤں مار رہا تھا اور یہی خیال گیا کہ اگر اس حالت میں اس کا فوت ہو گیا تو لوگ یہی سمجھیں گے کہ طاعون سے مرا ہے اور الہام انی احافظ کل من فی الدار جھوٹا ثابت ہوا ہے۔ اس کے بعد فرماتے ہیں:۔

"اس خیال سے میرے دل پر وہ صدمہ وارد ہوا کہ میں بیان نہیں کر سکتا قریباً رات کے بارہ بجے کا وقت تھا کہ جب لڑکے کی حالت ابتر ہو گئی اور دل میں خوف پیدا ہوا کہ یہ معمولی تپ نہیں یہ اور ہی بلا ہے تب میں کیا بیان کروں کہ میرے دل کی کیا حالت تھی کہ خدانخواستہ اگر لڑکا فوت ہو گیا تو ظالم طبع لوگوں کو حق پوشی کے لئے بہت کچھ سامان ہاتھ آ جائے گا۔"

حضور کے الفاظ سے جو اضطراب ٹپک رہا ہے وہ نمایاں ہی ہے۔ اس کے بعد فرماتے ہیں کہ میں نے وضو کر کے نماز شروع کر دی اور دعا میں مشغول ہو گیا جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے میرے لڑکے کو فوراً شفا دے دی اور بخار بالکل دُور ہو گیا۔

میر محمد اسحاق کی بیماری پر اضطراب

"میر صاحب کے بیٹے اسحاق کو تیز تپ چڑھ گیا اور دونوں طرف بُن ران میں گلٹیاں نکل آئیں اور یقین ہو گیا کہ طاعون ہے، کیونکہ اس ضلع کے بعض مواضع میں طاعون پھوٹ پڑی ہے......... اور اگرچہ میں جانتا تھا کہ موت فوت قدیم سے ایک قانون قدرت ہے لیکن یہ خیال آیا کہ اگر خدانخواستہ ہمارے گھر میں کوئی طاعون سے مر گیا تو ہماری تکذیب میں ایک شور قیامت برپا ہو جائے گا اور پھر گو میں ہزار نشان بھی پیش کروں تب بھی اس اعتراض کے مقابل پر کچھ بھی ان کا اثر نہیں ہوگا کیونکہ میں صدہا مرتبہ لکھ چکا ہوں اور شائع کر چکا ہوں اور ہزارہا لوگوں میں بیان کر چکا ہوں کہ ہمارے گھر کے تمام لوگ طاعون کی موت سے بچے رہیں گے۔ غرض اس وقت جو کچھ میرے دل کی حالت تھی میں بیان نہیں کر سکتا۔ میں فی الفور دعا میں مشغول ہو گیا اور بعد دعا کے عجیب نظارہ قدرت دیکھا کہ دو تین گھنٹہ میں خارق عادت کے طور پر اسحاق کا تپ اتر گیا اور گلٹیوں کا نام و نشان نہ رہا اور وہ اُٹھ کر بیٹھ گیا اور نہ صرف اس قدر بلکہ پھرنا، چلنا، کھیلنا، دوڑنا شروع کر دیا گویا کبھی کوئی بیماری نہیں ہوئی تھی۔"

جماعت ربوہ سے تعلق رکھنے والے احباب کے لئے لمحہ فکریہ

اب حضرت مولانا والے نشان کی اہمیت کو گرانے والے اور حضرت مولانا مرحوم کی عظمت شان کو خفیف دکھلانے کی کوشش کرنے والے احباب تعصب اور عناد کی پٹی کو آنکھوں سے اتار کر دیکھیں کہ اگر محض گھر میں رہائش سے ہی حضور کے منہ سے مولانا کی شان میں مذکورہ بالا الفاظ نکلے تھے تو اپنے لڑکے اور اپنے برادر نسبتی کے متعلق کیوں نہ حضور نے وہی الفاظ کہے کہ اگر ان کو طاعون ہو جائے تو میں جھوٹا اور میرا دعوےٰ الہام جھوٹا، کیا حضور کے یہ دونوں عزیز حضرت مولانا کی طرح حضور کے گھر میں نہیں رہتے تھے بلکہ یہاں گھر میں رہنے کے علاوہ ایک زائد امر بھی تھا اور وہ یہ کہ یہ دونوں حضور کے ساتھ نہایت ہی قریبی جسمانی رشتہ میں بھی منسلک تھے کیا اس سے صاف ثابت نہیں ہوتا کہ حضرت مولانا مرحوم میں کوئی خاص روحانی کمال تقویٰ اور تھا جو حضور کو یقین دلا رہا تھا کہ مولانا مرحوم کو طاعون کبھی ہو ہی نہیں سکتی۔

کونسا مرید طاعون سے محفوظ رہ سکتا ہے

اپنے اشتہار مورخہ ۶ر جون ۱۸۹۹ء میں فرماتے ہیں:

"یاد رہے کہ میرے کسی کلام میں یہ الفاظ نہیں ہیں کہ ہر ایک شخص جو بیعت کرے وہ طاعون سے محفوظ رہے گا بلکہ یہ ذکر ہے کہ والذین امنوا ولم یلبسوا ایمانھم بظلم اولئک لھم الامن وھم مھتدون پس کامل پیروی کرنے والے اور ہر ایک ظلم سے بچنے والے جس کا علم محض خدا کو ہے بچائے جائیں گے اور کمزور لوگ طاعون سے شہید ہو کر شہادت کا اجر پا دیں گے اور طاعون ان کے لئے تمحیص اور تطہیر کا موجب ٹھہرے گی۔"

کیا اس عبارت سے واضح نہیں ہوتا کہ حضرت مولانا مرحوم کے متعلق خدا تعالیٰ نے ہی آپ کو علم دیا کہ آپ کامل پیروی کرنے والے ہیں اور ہر ایک قسم کے ظلم سے بھی بچے ہوئے ہیں اور کمزور لوگوں میں سے نہیں جو طاعون کا شکار ہو سکتے ہیں اسی علم کی بناء پر ہی تو حضور نے مولانا مرحوم کے متعلق فرمایا کہ اگر آپ کو طاعون ہو جائے تو میرا دعوےٰ اور میرا الہام جھوٹا۔

اسی مضمون کی مزید تاکید کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"الہام کا منشاء یہ ہے کہ جو شخص اس چار دیواری میں رہے گا وہ طاعون سے محفوظ رہیگا اور جو ہمارے مرید سچے دل سے بیعت کرنے والے اور مقاصد کو سمجھنے والے اور عمل کرنے والے ہیں وہ بھی محفوظ رہیں گے مگر اس بات کا علم اللہ تعالیٰ کو ہی ہے کہ ایسے لوگ کون ہیں"۔

(ملفوظات احمدیہ ۲۵۶)

اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو مولینا محمد علی صاحب مرحوم و مغفور کے متعلق علم دے دیا تھا۔ کہ آپ دل سے بیعت کنندگان میں سے ہیں اور حضور کے مقاصد کو سمجھنے والے ہونے کا مزید ثبوت آگے چل کر پیش کیا جائے گا۔

پھر ص۵۱۲ پر فرماتے ہیں:۔

"ایسے وقت میں کہ طاعونی موت ایک قہر الٰہی کا نمونہ ہوا اور بطور نشان کے دنیا پر آئے میرا دل ہرگز اس بات کی شہادت نہیں دے سکتا کہ کوئی کامل متقی اس ذلت کی موت سے مر سکتا ہے۔ میرا ایمان ہے کہ کامل متقی ضرور اس سے بچایا جائے گا۔"

معلوم ہوا کہ حضورؑ کو یقین تھا کہ حضرت مولانا مرحوم کامل متقی ہیں طاعون آپ کو اپنا شکار نہیں بنا سکتی۔

اور حضورؑ کی تعلیم پر عمل کرنے والے ہیں۔ یعنی حضور کو سمجھنے والے

حضرت مولانا مرحوم کے صالح ہونے اور حضرت مسیح موعودؑ کی معیت حاصل کرنیوالا ہونے پر الٰہی شہادت

حضرت مسیح موعودؑ نے حضرت مولانا مرحوم کے متعلق جن پاکیزہ خیالات کا اظہار فرمایا ہے۔ اسکی تصدیق اللہ تعالیٰ نے بھی کر دی جب حضرت مسیح موعودؑ کے ساتھ مل کر حضرت مولانا مرحوم کچھ عرصہ خدمات دینیہ سرانجام دیتے رہے تو حضور کو مولانا کے متعلق ۳۰ر جون ۱۸۹۹ء کو رؤیا ہوتی ہے فرماتے ہیں:۔

"مولوی محمد علی صاحب کو رؤیا میں کہا آپ بھی صالح تھے اور نیک ارادہ رکھتے تھے آؤ ہمارے ساتھ بیٹھ جاؤ۔"

حضور کی یہ رؤیا بتلا رہی ہے کہ حضرت مولانا مرحوم کے صالح ہونے اور خدمت دین کے متعلق نیک ارادے رکھنے کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے مولانا کو یہ انعام دیا کہ روحانی طور پر آپ کو حضرت مسیح موعودؑ کی دائمی معیت حاصل ہو گئی یہی مفہوم ہے حضور کے ساتھ بیٹھ جانے کا۔

احباب ربوہ کی غلط تاویل

چونکہ ربوہ سے تعلق رکھنے والے بعض احباب کے قلوب حضرت مولانا مرحوم کے بغض سے بھرے ہوئے ہیں اس لئے وہ اللہ تعالیٰ کی واضح شہادت کو کس طرح قبول کر سکتے تھے اس لئے اس شہادت الٰہی کو رد کرنے کے لئے انہوں نے یہ راہ نکالی کہ حضور نے مولانا کو رؤیا میں بیٹھنے کے لئے تو بے شک کہا مگر مولینا بیٹھے تو

نہیں مگر یہ تاویل کرتے ہوئے انہوں نے یہ نہ سوچا کہ اس کی زد کس عظیم الشان ہستی پر پڑے گی۔ ایسی تاویل کرنے والے حضور کے مندرجہ ذیل رؤیا کو غور سے پڑھیں:۔

حضور کا کرسی پر نہ بیٹھنا

فرماتے ہیں:۔

"میں نے دیکھا کہ خدا تعالیٰ کی عدالت میں ہوں اور منتظر ہوں کہ میرا مقدمہ بھی ہو اتنے میں جواب ملا اصبر سنفرغ یا مرزا۔ پھر ایک بار دیکھا کہ کچہری میں گیا ہوں تو اللہ تعالیٰ ایک حاکم کی صورت پر عدالت کی کرسی پر بیٹھا ہے اور ایک سررشتہ دار کے ہاتھ میں ایک مثل ہے جو وہ پیش کر رہا ہے حاکم نے مثل دیکھ کر کہا کہ مرزا حاضر ہے تو میں نے غور سے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ کے پاس ایک خالی کرسی پڑی ہے مجھے اس پر بیٹھنے کا اشارہ کیا اور پھر میں بیدار ہو گیا۔" (تذکرہ صفحہ ۱۲۴-۱۲۵)

اس رؤیا میں بھی حضرت مسیح موعودؑ کو کرسی پر بیٹھنے کے لئے کہا گیا مگر حضور بیٹھے نہیں رؤیا میں حضور کے نہ بیٹھنے کے کیا معنے علماء ربوہ کرتے ہیں اسکے سننے کیلئے ہم منتظر رہیں گے کیا حضور کو معیت الٰہی حاصل کرنے والا قرار دیں گے یا حضور کو بھی نعوذ باللہ معیت الٰہی سے محروم ٹھہرائیں گے جیسا کہ حضرت مولانا مرحوم کو ٹھہرانے کی ناکام کوشش کر رہے ہیں۔

تصدیق الٰہی کے متعلق دوسرا رؤیا

حضورؑ نے ایک ملیے رؤیا میں حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب رحؒ کو دیکھا انہوں نے ایک چیز نکال کر بطور تحفہ حضور کو دی اور کہا:۔

"کہ بشپ جو پادریوں کا افسر ہے وہ بھی اسی سے کام چلاتا ہے۔ وہ چیز اس طرح سے ہے جیسا کہ خرگوش ہوتا ہے۔ بادامی رنگ۔ اس کے آگے ایک بڑی نالی لگی ہوئی ہے اور نالی کے آگے قلم لگا ہوا ہے۔ اس نالی کے اندر ہوا بھر جاتی ہے۔ جس سے وہ قلم بغیر محنت کے بآسانی چلنے لگتا ہے۔ میں نے کہا کہ میں نے تو یہ قلم نہیں منگوایا۔ مولوی صاحب نے فرمایا کہ مولوی محمد علی صاحب نے منگوایا ہو گا۔ میں نے کہا اچھا میں مولوی صاحب کو دے دوں گا۔ اس کے بعد بیداری ہو گئی۔"

تاویل میں فرماتے ہیں:۔

"قلم سے مراد یہ معلوم ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ مولوی محمد علی صاحب کے دل میں ایسی طاقت پیدا کر دے کہ وہ مخالفوں کے رد میں اعلیٰ مضامین لکھیں واللہ اعلم بالصواب"

حضور کی یہ تعبیر کیسی صحیح ثابت ہوتی ہے جس کا انکار باوجود شدید بغض رکھنے کے ربوہ کے احباب بھی نہیں کر سکتے۔

پادریوں کا افسر بشپ کے الفاظ اس طرف صاف اشارہ کر رہے ہیں کہ حضرت مولانا مرحوم حضور کی جماعت کے ایک حصہ کے امیر ہونے کی حیثیت سے مخالفین کے رد میں مفید لٹریچر پیدا کریں گے جو آپ نے کر کے دکھلا دیا اور ساری دنیا سے خراج تحسین حاصل کیا۔

حدیث کی تصدیق

ابو داؤد کی مندرجہ ذیل حدیث حضورؑ نے اپنی کتاب ازالہ اوہام کے ص۹۵ کے حاشیہ پر نقل کی ہے اس کا مضمون اور اس کے متعلق حضور کا ایک کشف جو مندرجہ بالا بیان کی تائید و تصدیق کر رہا ہے جو مولانا مرحوم کے متعلق اوپر درج ہوا ہے حدیث یہ ہے عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یخرج رجل من وراء النھر یقال لہ الحارث حراث علی مقدمتہ رجل یقال لہ منصور یوطن او یمکن لآل محمد کما مکنت قریش لرسول اللہ صلعم وجب علی کل مومن نصرہ او قال اجابتہ۔ اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد حضور ازالہ ص۹۶ تا ص۹۸ پر فرماتے ہیں:۔

"اس کے لشکر یعنی اس کی جماعت کا سردار و سرگروہ ایک توفیق یافتہ شخص ہو گا جس کو آسمان پر منصور کے نام سے پکارا جاوے گا کیونکہ خدا تعالیٰ اس کے خادمانہ ارادوں کا جو اس کے دل میں ہوں گے آپ ناصر ہو گا۔ اس جگہ اگرچہ اس منصور کو سپہ سالار کے طور پر بیان کیا گیا ہے۔ مگر اس مقام میں درحقیقت کوئی ظاہری جنگ و جدل مراد نہیں ہے۔ بلکہ یہ ایک روحانی فوج ہو گی کہ اس حارث کو دی جائے گی جیسا کہ کشفی حالت میں اس عاجز نے دیکھا کہ انسان کی صورت پر دو شخص ایک مکان میں بیٹھے ہیں ایک زمین پر اور ایک چھت کے قریب بیٹھا ہے تب میں نے اس شخص کو جو زمین پر تھا مخاطب کر کے کہا کہ مجھے ایک لاکھ فوج کی ضرورت ہے مگر وہ چپ رہا اور اس نے کچھ بھی جواب نہ دیا تب میں نے اس دوسرے کی طرف رخ کیا جو چھت کے قریب اور آسمان کی طرف تھا اور اسے میں نے مخاطب کر کے کہا کہ مجھے ایک لاکھ فوج کی ضرورت ہے۔ وہ میری اس بات کو سن کر بولا کہ ایک لاکھ نہیں ملے گی مگر پانچ ہزار سپاہی دیا جائے گا تب میں نے اپنے دل میں کہا کہ اگرچہ پانچ ہزار تھوڑے سے آدمی ہیں۔ پر اگر خدا تعالیٰ چاہے تو تھوڑے بہتوں پر فتح پا سکتے ہیں اس وقت میں نے یہ آیت پڑھی کم من فئۃ قلیلۃ غلبت فئۃ کثیرۃ باذن اللہ پھر وہ منصور مجھے کشف کی حالت میں دکھایا گیا اور کہا گیا کہ خوشحال ہے۔ خوشحال ہے مگر خدا تعالیٰ کی کسی حکمت خفیہ نے میری نظر کو اس کے پہچاننے سے قاصر رکھا لیکن امید رکھتا ہوں کہ کسی دوسرے وقت دکھایا جائے۔"

تعداد کے لحاظ سے حضورؑ کی جماعت کے قلیل التعداد حصہ کا سردار ہونا۔

حدیث اور حضورؑ کے اس کشف کا مصداق بجز سوائے امیر جماعت احمدیہ لاہورؒ کے اور کوئی ہو نہیں سکتا۔ مولانا کے خادمانہ ارادوں کا ذکر واضح الفاظ میں حضور کے رؤیا میں آ گیا ہے۔ کشف میں حضور اس سپہ سالار کو دیکھ نہیں سکے کیونکہ یہ بالکل ابتدائی زمانہ کا رؤیا ہے جبکہ ابھی مولانا مرحوم حضورؑ کی بیعت کرنی تو کجا حضور کے پاس بھی نہیں آتے تھے اس لئے حضور اس وقت کس طرح شناخت کر سکتے تھے لیکن جیسا کہ حضورؑ نے تحریر فرمایا ہے "لیکن امید رکھتا ہوں کہ کسی دوسرے وقت دکھایا جاوے" حضورؑ کی یہ امید پوری ہو گئی، یعنی حضور کو مولانا محمد علی صاحب مرحوم کشف میں ایک دفعہ نہیں بلکہ متعدد مرتبہ دکھلائے گئے۔

کثرت تعداد پر ناز کرنے والوں کے لئے لمحہ فکریہ

علماء ربوہ ہمیشہ اپنی کثرت تعداد کو اپنی کامیابی کی دلیل گردانتے رہتے ہیں۔ لیکن حضورؑ کے اس کشف میں صاف الفاظ میں ایک تو یہ بتلایا گیا ہے کہ کثرت تعداد والا گروہ زمین سے تعلق رکھنے والا گروہ ہے اور قلیل التعداد گروہ آسمان سے تعلق رکھنے والا گروہ ہے دوسری بات اس کشف سے یہ ثابت ہوتی ہے کہ قلیل التعداد گروہ ہی درحقیقت حضرت مسیح موعودؑ کے مشن کو صحیح طور پر چلانے کا موجب ہو گا اور وہ کثیر التعداد گروہ پر لیہلک من ھلک عن بینۃ کے ماتحت دلائل کی رو سے غالب رہے گا ظاہر ہے کہ مذہبی دنیا میں غلبہ اسی کا نام ہے جو دلائل و براہین کی رو سے ہو۔

کشف میں اس سپہ سالار کا نام منصور جو رکھا گیا ہے اس کا مصداق بھی نمایاں طور پر ہمارے امیر مرحوم ہی تھے کیونکہ اسلام کی برتری کو ثابت کرنے کے لئے لٹریچر پیدا کرنے میں جس قدر نصرت اللہ تعالیٰ نے آپ کی کی ہے وہ اظھر من الشمس ہے اس سلسلہ میں آپ کے حال کا بہتر ہونا بھی واضح ہے۔ جس مومن کو خدمت دین کی اس قدر توفیق ملے جس قدر کہ ہمارے امیر مرحوم کو ملی اس مومن سے بڑھ کر کون خوشحال ہو سکتا ہے۔ میں جماعت ربوہ سے تعلق رکھنے والے اپنے بھائیوں کو حدیث کے الفاظ وجب علی کل مومن نصرہ او قال اجابتہ۔ یعنی ہر مومن پر فرض ہے کہ اس سپہ سالار کی نصرت کرے اور اس کی آواز پر لبیک کہنے کی طرف توجہ

بزرگوں کی یاد کو تازہ رکھنا قومی زندگی کی بنیادی اینٹ ہے

تقوٰی طہارت، پاکیزگیٔ نفس، دینی خدمات، عشق و ایثار اور علمی محنت و کاوش کی چند نمایاں مثالیں

امیر مرحوم حضرت مولینا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے یوم وصال پر ایک تقریب

(رپورٹ از بشیر احمد سوز)

۱۳ اکتوبر ۱۹۶۷ء بروز جمعۃ المبارک، بعد از نماز جمعہ امیر مرحوم مولینا حضرت محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تقریب یوم وصال عقیدت و احترام سے منائی گئی جامع احمدیہ - احمدیہ بلڈنگس لاہور میں امیر قوم حضرت الحاج مولینا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ کے زیر صدارت جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں مرحوم کو علمائے سلسلہ نے خراج عقیدت پیش کیا اور ان کی رُوح پر فتوح کو ایصال ثواب کے لئے دعائیں کی گئیں۔ سلسلہ عالیہ کے اخبار و رسائل بھی خاص مضامین شائع کر رہے ہیں۔ آج سے سولہ سال قبل حضرت مولیناؒ نے زندگی بھر اسلام کی خدمت اور اس کے اعلےٰ اصولوں کی اشاعت و حفاظت کرتے ہوئے اپنی جان جان آفرین کے سپرد کر دی تھی اور پیچھے آنیوالوں کے لئے تقوٰی و طہارت، پاکیزگی نفس، دینی خدمات کے لئے تڑپ، ملّی عشق و ایثار، اور علمی محنت و کاوش کی شمع روشن کر گئے۔ جس کی روشنی میں وہ مذہب و ملّت کے فروغ و فلاح کی منزلیں طے کر کے دنیا جہاں کو گہوارہ جنّت بنا سکتے ہیں۔ ایمرسن کے قول کے مطابق۔

"قومیں، دولت و حشمت سے طاقتور نہیں ہوتیں بلکہ ایسے افراد قوموں کو بام عروج تک لے جاتے ہیں جو مصائب سے گھبرانے والے نہ ہوں - بلکہ ان کا ڈٹ کر خندہ پیشانی سے مقابلہ کریں اور دوسروں کو پند و نصائح کرنے کی بجائے اپنے عمل سے دوسروں کے لئے مثالیں قائم کریں"

اس نقطۂ نظر سے مجاہد کبیر حضرت مولینا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے کردار کو، جنہوں نے اپنی زندگی کا بیشتر حصہ امام وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے دیگر معتمد علیہ اصحاب کی رفاقت میں گزارا ہو، جانچا اور پرکھا جائے تو وہ ان تمام فضائل سے متصف ہے - اور اس راہ کے مجاہد کبیر ہونے کا بھرپور ثبوت ہے۔ حضرت مولیناؒ نے بڑے خلوص و ایثار سے مذہب و ملّت کی خدمت کی۔ حضرت مولیناؒ اپنے قول و عمل کے لحاظ سے سچے مسلمان اور غلبۂ اسلام اور عالم اسلام کے اتحاد اور اسکی سربلندی کے زبردست حامی تھے۔

ان کی زندگی اسلام اور ملّت کے لئے وقف تھی وہ ایک سچّے مومن و مسلمان کی حیثیت سے اسلام کے ایک عظیم مبلغ تھے - اور مسلسل قلمی جہاد سے اسلام کو دنیا میں خصوصاً مغرب کی وادیوں میں متعارف کروایا - اور بہ احسن تدبیر حق تبلیغ ادا کیا۔

مذہبی، علمی اور محقق طبقہ میں کون ہے جو حضرت مولینا رحؒ کی ذات سے متعارف نہ ہو، اور ان کے علمی، تحقیقی، اسلامی لٹریچر، تفسیر قرآن، حدیث، سیرت و تاریخ اور دیگر مسائل و مضامین سے استفادہ نہ کرتا ہو۔ حضرت مولینا رحؒ کی تصانیف دنیا کی لائبریریوں کا ایک قابل قدر حصہ ہے اور یونیورسٹیوں کے نصاب میں ان کی کتب شامل ہیں - یہ اس انسان کی عظمت کی دلیل ہے - اس انسان نے زندگی بھی اسلام کے لئے صرف کی اور اس کی رُوح بھی اسلام کے لئے کام کر رہی ہے - مرحوم کی موت عالم اسلام کے لئے ایک عظیم سانحہ تھی - وہ ایک عظیم الشان دانشور، متحمل مزاج مبلّغ اور ایک پُرجوش اور ولولہ خیز رہنما تھے جن کی جگہ پُر کرنا آسان نہیں - انہوں نے قوم کے لئے دین متین کے لئے ہمّت، جوش، ولولہ، ایثار، محنت، قربانی، جذبہ اور عشق کا ورثہ چھوڑا ہے۔ ان کی زندگی یقیناً اس لائق ہے کہ مسلمان ——— وہ مسلمان جو توحید و رسالت اور اسلام و مسلمان کے لئے جینا چاہتا ہے ——— اس کو ایک مثال کی حیثیت سے اپنے سامنے رکھے۔

حضرت مولینا رحؒ حضرت مسیح موعودؑ کی نظر میں

سب سے پہلے مکرم مولینا شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری دامت برکاتہ نے حضرت مولینا مرحوم کی پاکیزہ زندگی، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ اخلاص و محبت اور حضرت امام زمان کی طرف سے آپ کی تعلی تقوٰے اور مخلصانہ خدمات ... جس کا خلاصہ اسی اشاعت میں دوسری جگہ درج ہے۔

عظمت حضرت امیر مرحوم

حضرت مصری صاحب کے بعد مکرم مولینا عبدالمنان صاحب عمر ایم اے نے مولینا مرحوم کی منقبت میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ قوموں کی زندگی میں جو بنیادی چیز کام کرتی ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ وہ اپنے بزرگوں، مخدوموں اور سرداروں کے ذکر کو ہمیشہ تازہ رکھیں۔ جنہوں نے اپنی قربانیوں اور بڑی محنت و ایثار سے قوم کی تعمیر اور استحکام میں حصہ لیا۔ جو کوئی قوم اپنے بزرگوں کو بھول جاتی ہے۔ وہ نہ تو کبھی زندہ رہی اور نہ رہ سکتی ہے۔ قوم کی حیات اور ثبات کے لئے یہ بنیادی اینٹ کے طور پر ہے کہ گاہے گاہے تحریر کے ذریعے سے تقریر کے ذریعے سے اور بچوں کو تلقین کے طور پر محسنین ملت اور اکابرین قوم کا ذکر اذکار کیا جائے۔

آپ نے فرمایا کہ مجھے جب کل دفتر کی طرف سے پیغام ملا کہ جمعہ کے بعد حضرت امیر مرحوم کی یاد میں ایک مجلس ہوگی، تو مجھے بڑی خوشی ہوئی کہ دفتر نے اپنی ذمہ داری کو پہچانا ہے۔ دفتر نے تو اس ذمہ داری کو پورا کر دیا ہے۔ اب ہم سب کی بحیثیت قوم یہ ذمہ داری ہے۔ کہ ہم بھی اس جلسہ کے مقصد کو پورا کریں

کل پیغام ملنے کے بعد حضرت امیر مرحوم مولینا محمد علی رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کے حالات و واقعات پردہ سکرین کی طرح یکے بعد دیگرے میری آنکھوں کے سامنے آنے شروع ہو گئے۔ اور ان کی عظمت کے بہت سے پہلو - نیکی تقوٰے، پاکیزگی نفس، خدمات، علمی کاوش و محنت اور راہ گذر حیات میں مصائب و مشکلات اور آپ کا عزم و استقلال وغیرہ تمام امور میرے ذہن میں رقص کرنے لگے۔ آپ نے فرمایا کہ حضرت مولینا کی عظمت کے بہت سے پہلو ہیں، لیکن جن خاص پہلوؤں کی وجہ سے کوئی انسان عظمت حاصل کرتا ہے وہ تین ہیں، اور یہ تینوں حضرت مولینا رحؒ کی زندگی میں بڑے نمایاں تھے - میں انہی تین امور کے ذکر پر اکتفا کروں گا۔

(۱) نیکی اور تقوٰے

نیکی اور تقوٰے ایک عظیم شخص کا زیور ہوتا ہے اور کسی انسان کی بزرگی اور عظمت کے لئے یہ ایک بنیادی چیز ہے - اس سلسلہ میں یہ امر خاص طور پر قابل غور ہے کہ اگر کسی انسان کے تقوٰے و طہارت کے متعلق خدا گواہی دے اور پھر اس کا مامور ہر تصدیق ثبت کرے تو ایسے انسان کی نیکی اور تقوٰے پر کون ایماندار شک کرے گا۔

آپ نے کہا کچھ دنوں کی بات ہے کہ لاہور کے ایک ایڈیٹر صاحب میرے ہاں تشریف لائے اور دوران گفتگو مجھے سمجھانے لگے کہ حضرت مرزا صاحب تو کوئی ایسے آدمی نہ تھے پھر آپ اُن کے پیچھے کیوں لگے ہوئے ہیں میں نے انہیں کہا کہ اگر آپ نے دیانتداری سے مجھے سمجھانے کی کوشش کی ہے تو آپ بھی دیانتداری سے اس پیشگوئی کے بارے میں جو طاعون کے متعلق حضرت

دلاتا ہوں کاش ہمارے ان بھائیوں کو اس طرف توجہ کرنے کی توفیق مل جائے آمین۔

حضرت مسیح موعودؑ کا ارشاد جماعت کے نام

اس ضمن میں حضورؑ کے مندرجہ ذیل ارشاد کی طرف بھی میں جماعت ربوہ سے تعلق رکھنے والے احباب کو توجہ دلاتا ہوں جو ملفوظات احمدیہ جلد ہفتم صفحہ ۵۴۴ پر درج ہے لکھا ہے:۔

"عصر کی نماز باجماعت ادا کر چکنے کے بعد آپ نے الحکم اور بدر کے ایڈیٹروں کو بلا کر تاکید فرمائی کہ آپ کی تقاریر اور مضامین کے تلمیند کرنے میں ہمیشہ محتاط رہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی بات غلط پیرایہ میں شائع ہو جائے یا کوئی الہام ہی غلط چھپ جائے جس پر معترضین کو گرفت کا موقعہ مل جائے اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آپ لوگ ایسے مضامین اخبارات میں چھاپنے سے پہلے مولوی محمد علی صاحب ایم اے کو دکھا لیا کریں اس میں آپ کا بھی فائدہ ہے اور دوسرے لوگ بھی غلطیوں سے بچے رہیں گے۔"

حضرت مولوی محمد علی صاحب پر حضورؑ کا اعتماد

حضور کی یہ ہدایت گو ظاہرا ایڈیٹران کو دی گئی ہے لیکن حقیقت میں یہ ہدایت تمام جماعت کو یہ بتلا رہی ہے کہ اپنے عقائد اور اپنے مقاصد کو سمجھنے میں حضور مولنا محمد علی صاحب پر کامل اعتماد رکھتے تھے کہ وہ صحیح طور پر حضور کے عقائد اور حضور کے مقاصد سمجھتے ہیں۔ حضور کے اس ارشاد میں صریح اشارہ تھا اس بات کی طرف کہ حضور کے مقام اور حضور کے عقائد کے متعلق اگر جماعت میں کسی وقت اختلاف پیدا ہو تو فیصلہ کے لئے حضرت مولنا مولوی محمد علی صاحب کی طرف جماعت رجوع کرے اور اس بارے میں ان کی رہنمائی حاصل کریں مگر افسوس جماعت کے بیشتر حصہ نے حضور کے اس ارشاد اور حضور کی اس واضح ہدایت کو پس پشت ڈال دیا۔

بیشتر حصہ کا رویہ دلیل نہیں بن سکتا

احباب جماعت ربوہ اس امر کو اپنی صداقت اور حضرت مولانا مرحوم کے غلطی پر ہونے کی دلیل گردانتے ہیں کہ جماعت کے بیشتر حصہ نے مولنا مرحوم کا ساتھ نہیں دیا لیکن ایسا سمجھنے میں وہ صریح غلطی پر ہیں اور تفصیل اس کی یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود کا ایک الہام ہے یاتی علیک زمن کزمن موسٰی یعنی حضرت موسٰی علیہ السلام کے زمانہ کی طرح تجھ پر بھی ایک زمانہ آئے گا۔ اس الہام میں حضرت موسٰی کے اس زمانہ کی طرف اشارہ ہے جبکہ وہ اپنی قوم سے الگ ہو کر طور پر گئے تھے اپنی غیر حاضری میں قوم کی نگرانی کا کام آپ اپنے بھائی حضرت ہارون کے سپرد کر گئے تھے۔ ان کے چلے جانے کے بعد قوم کے ایک آدمی سامری نے سونے کا ایک بچھڑا بنا کر حضرت موسٰی کی تعلیم کے خلاف قوم کو یہ تعلیم دینی شروع کی ھذا الٰھکم واله موسٰی فنسی (طٰہٰ ع ۴) یعنی تمہارا اور موسٰی کا معبود درحقیقت یہ بچھڑا ہی ہے موسٰی بھول گیا حضرت ہارونؑ نے انہیں کہا یقوم انما فتنتم به وان ربکم الرحمٰن فاتبعونی واطیعوا امری یعنی اے قوم تم سامری کی بات کو اختیار کرنے کے نتیجہ میں فتنہ میں پڑ گئے ہو تمہارا رب تو رحمٰن ہی ہے پس سامری کی نہیں بلکہ میری اتباع کرو۔ اور میرے حکم کو مانو لیکن قوم نے حضرت ہارونؑ کی بات کو ماننے سے صاف انکار کر دیا اور سامری کی اطاعت پر ہی مصر رہے۔

اب احباب ربوہ غور فرمائیں کہ حضرت ہارون نبی ہیں لیکن قوم سامری کی بات کو اپنے نبی کی بات پر ترجیح دیتی ہے حالانکہ اس کی بات حضرت موسٰی کی تعلیم توحید کے صریح خلاف ہے جس کی تلقین ہمیشہ حضرت موسٰی کرتے رہے اور جس پر قوم کو قائم رکھنے کے لئے ہمیشہ کوشاں رہے لیکن سامری کے اتنے کہنے پر کہ موسٰی بھول گیا انہوں نے سامری کی بات پر یقین کر لیا۔

اگر ایک شخص ساری قوم کو غلط راستہ پر ڈال سکتا ہے اور نبی بھی قوم کو اس غلط راہ سے نکالنے میں کامیاب نہیں ہو سکتا تو حضرت مولنا مرحوم اگر جماعت کو باوجود دلائل پر دلائل دینے کے غلطی سے نکالنے میں کامیاب نہیں ہوئے تو یہ بات ان کو ان کے صحیح مقام سے گرانے کا موجب نہیں ہو سکتی جس پر حضرت مسیح موعودؑ انہیں کھڑا کر گئے تھے۔ بلکہ سامری کے مقابلہ میں حضرت ہارون علیہ السلام کو بھی غلطی پر تسلیم کرنا پڑے گا مقابلہ بہت بھی کیسی واضح ہے سامری بھی یہی کہتا ہے کہ حضرت موسٰی کو اپنے اصل معبود کو سمجھنے میں غلطی لگی رہی اور یہاں بھی یہی کہا گیا ہے کہ حضرت مسیح موعود کو بھی اپنے صحیح مقام کو سمجھنے میں غلطی لگی رہی جس طرح وہاں حضرت ہارونؑ نے قوم کے سامنے حضرت موسٰی کی صحیح تعلیم رکھی جسے قوم نے قبول کرنے سے انکار کر دیا یہاں بھی مولنا مولوی محمد علی صاحب نے جماعت کے سامنے حضرت مسیح موعود کا صحیح مقام یعنی جماعت اولیاء کا فرد ہونے کا مقام حضور کی کتب کے حوالوں کی بنا پر پیش کیا لیکن جماعت نے اسی طرح اسے ٹھکرا دیا جس طرح موسٰیؑ کی قوم نے حضرت ہارونؑ کی بات کو ٹھکرا دیا تھا۔

اب جبکہ یہ بات ثابت ہو گئی کہ حضرت مولینا مولوی محمد علی صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کو صحیح طور پر شناخت کیا تھا تو احباب ربوہ حضور کے مندرجہ ذیل ارشاد کو غور سے پڑھیں حضور اپنے اشتہار ۱۶ر جون ۱۸۹۹ء میں فرماتے ہیں:۔

"انی انا المسیح الموعود فطوبٰی لمن عرفنی او عرف من عرفنی" یعنے میں ہی مسیح موعود ہوں پس خوشخبری ہے اس شخص کے لئے جس نے مجھے شناخت کر لیا اور پھر اس شخص کے لئے بھی خوشخبری ہے جس نے اس شخص کو شناخت کر لیا جس نے مجھے شناخت کر لیا۔

اب اس بات کو جان لینے کے بعد کہ حضرت مولینا مولوی محمد علی صاحب مرحوم و مغفور حضرت اقدس کے نزدیک ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے حضور کو صحیح معنوں میں شناخت کیا ہوا تھا اب کسی سچے احمدی کی شان تو نہیں کہ مولینا مرحوم سے عناد رکھے یا اس مقام سے حضور کا مقام زیادہ سمجھے جو وہ بتلا رہے ہیں۔

خلاصہ کلام

یہ ہے جو حضور کے اس الہام میں بیان کیا گیا ہے اللہ تعالےٰ حضور کو فرماتا ہے:۔

"جس سے تو بہت پیار کرتا ہے میں اس سے بہت پیار کروں گا۔"

اب مندرجہ بالا بیان سے ظاہر ہے کہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ حضرت مولینا مولوی محمد علی صاحب مرحوم و مغفور سے ساری عمر بہت پیار کرتے رہے اور آپ حضورؑ کے نہایت ہی معتمد علیہ اصحاب میں سے تھے اور اسی پیار کی حالت میں ہی دنیا سے رخصت ہوئے پس مندرجہ بالا خدائی وعدہ کے مطابق اللہ تعالےٰ کی نظر میں حضرت مولینا مولوی محمد علی صاحب خدا کے پیاروں میں سے تھے حدیث بھی کہتی ہے حب الانصار من الایمان پس جو شخص مولانا مولوی محمد علی صاحب مرحوم مغفور سے بغض رکھتا ہے یا ان کی شان میں گستاخانہ الفاظ استعمال کرتا ہے تو وہ خود سمجھ لے کہ خدا کے پیاروں اور اس کے دین کے انصار سے بغض یا دشمنی رکھنے کا کیا انجام ہوا کرتا ہے۔

والسلام علےٰ من اتبع الھدیٰ۔

مرزا صاحبؑ نے کی غور کیجئے۔ میں نے بتایا کہ یہ پیشگوئی اپنے اندر آٹھ امور لئے ہوئے ہے۔ میں نے ایک ایک کرکے ان آٹھوں امور کو پیش کیا۔ اس پر وہ لاجواب ہو گئے اور شرمندگی کے ساتھ اپنی نصیحت و تلقین پر جو انہوں نے کی تھی افسوس کا اظہار کیا۔ اس وقت ان آٹھ باتوں کے ذکر کا موقعہ نہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ ایک دفعہ طاعون کے دنوں میں حضرت مولینا رحمۃ اللہ کو سخت بخار ہو گیا۔ انہیں یہ خیال ہوا کہ یہ طاعون کا بخار ہے اور اس وقت مفتی محمد صادق صاحب کو بلا کر وصیت لکھوائی۔ مفتی صاحب وصیت لکھ کر سیدھے حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور صورت حال عرض کی۔ طاعون کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کو خدا تعالے کی طرف سے اطلاع مل چکی تھی کہ انی احافظ کل من فی الدار الا الذین علوا من استکبار کہ بے شک میں ان سب لوگوں کی جو اس گھر کے اندر ہیں حفاظت کرونگا مگر جو سرکشی اور تکبر میں مبتلا ہوں وہ محفوظ نہیں رہ سکتے۔ گویا یہ ایک مشروط وعدہ تھا جس میں آپ کے گھر کے اندر رہنے والوں کی حفاظت اسی صورت میں مقدر تھی، کہ اُن میں تکبر اور سرکشی نہ ہو۔ اب حضرت مولانا محمد علیؒ حضرت مسیح موعودؑ کے گھر کے اندر رہتے تھے، لیکن ان کو طاعون ہو جانے کی صورت میں حضرت مسیح موعودؑ کہہ سکتے تھے کہ ہو سکتا ہے کہ ان میں کوئی سرکشی کا مادہ ہو جس کی وجہ سے وہ اس عذاب میں مبتلا ہوئے لیکن ایسا نہیں ہوا جس وقت مفتی صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں یہ خبر پہنچائی کہ مولوی محمد علی صاحب کو طاعون ہو گئی ہے آپ اسی وقت اُٹھ کھڑے ہوئے اور سیدھے مولینا رح کے کمرے میں تشریف لے گئے اور فرمایا مولوی صاحب اگر آپ کو طاعون ہو جائے تو میں سمجھونگا ہوں اور میرا دعوے الہام غلط ہے۔ یہ کہکر مولانا کی نبض پر ہاتھ رکھا تو بخار کا نام و نشان نہ رہا یہ مولانا کی نیکی اور صالحیت پر ماموراِلٰہی کی شہادت ہے اور اتنی بڑی گواہی ہے کہ آپ کو طاعون ہونا اپنے کذب کا نشان قرار دے دیا۔

آپؑ حضرت مولاناؒ کی نیکی اور صالحیت پر اسی قدر یقین رکھتے ہیں جس قدر اپنے دعوے پر۔ دوسری شہادت خدا تعالے کی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ ایک شخص کا آغاز اچھا ہو اور انجام بُرا ہو۔ اور آغاز اچھا ہو تو انجام بھی اچھا ہونے کے متعلق کوئی گارنٹی نہیں دے سکتا۔ لیکن حضرت مولیناؒ کے انجام کے متعلق اللہ تعالے نے یہ شہادت دی کہ :-

"مولوی محمد علی صاحب کو رؤیا میں دیکھا۔
آپ بھی صالح تھے اور نیک ارادہ رکھتے
تھے آؤ ہمارے پاس بیٹھ جاؤ"

یہ حضرت مولینا رح کی زندگی کا انجام ہے کہ عالم برزخ میں بھی حضرت مسیح موعودؑ آپ کی نیکی اور صالحیت کا اعتراف کرکے آپ کو اپنے پاس بٹھاتے ہیں۔

(۲) دوسری چیز جو کسی شخص کو عظمت عطا کرتی ہے۔ وہ اس شخص کا دینی علم ہے۔ اُمت محمدیہ میں علماء کا بہت بڑا درجہ ہے۔ یہاں تک کہ فرمایا العلماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل کہ میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے نبیوں جیسے ہیں۔ جماعت احمدیہ میں اگر حضرت مسیح موعودؑ کی نظر تقوےٰ وطہارت کے علاوہ علمی لحاظ سے کسی پر پڑی اور کسی شخص کو انہوں نے اپنی اغراض کے مطابق کام کرتے ہوئے دیکھا تو وہ حضرت مولوی محمد علی صاحبؒ ہیں چنانچہ الحکم اور البدر کے ایڈیٹر صاحبان کو بلا کر انہیں فرمایا کہ میری تقاریر وغیرہ اخبار میں دینے سے پہلے مولوی صاحب کو دکھا لیا کرو۔ یہ اس شخص کے علم کی شہادت ہے جو وقت کا امام اور موعود ہے۔ یہ کسی معمولی شخص کی شہادت نہیں۔

ایک اور قسم کی شہادت بھی ہوتی ہے۔ وہ ہے مخالف کی شہادت۔ میں علی گڑھ میں پڑھتا تھا۔ وہاں ایک دفعہ انڈونیشیا کے ایک وزیر صاحب آ گئے۔ انہوں نے ماڈرن انڈونیشیا کے موضوع پر تقریر کی۔ دوران تقریر انہوں نے کہا کہ موجودہ انڈونیشیا کا ہر پڑھا لکھا شخص احمدی ہے۔ تقریر کے بعد میں ان سے ملا اور سوال کیا کہ آپ نے جو فرمایا ہے کہ انڈونیشیا کا ہر پڑھا لکھا شخص احمدی ہے یہ کس نقطہ نظر سے ہے۔ اس کی وضاحت فرمایئے۔ وزیر صاحب نے جواب دیا کہ ہم لوگوں نے جو اسلام سیکھا ہے وہ مولانا محمد علی صاحب کی تصانیف کے ذریعہ سے سیکھا ہے۔ غور فرمایئے یہ ایک ذمہ دار شخص کا بیان ہے وہ محکمہ تعلیم کا وزیر ہے اپنے ملک کی نمایندگی کر رہا ہے۔ غیر احمدی ماحول میں تقریر کر رہا ہے۔ اسے یہ بھی پتہ نہیں کہ یہاں اس مجمع میں کوئی احمدی ورکن یا طالب علم ہے یا نہیں۔

میں ان وزیر صاحب کو ان کے گھر بھی ملنے گیا۔ اور اپنے ساتھ کچھ کتب لے گیا۔ میرے پاس حضرت مسیح موعودؑ کی کتب تھیں۔ اس نے یہ کتب دیکھ کر کہا کہ میرے پاس یہ سب کتابیں ہیں اور ان کے علاوہ اور بھی بہت سی کتابیں ہیں۔ جو آپ نہیں لائے۔ پھر انہوں نے حضرت مولانا رح اور ان کی خدمات کا بھی ذکر کیا۔ اور کہا کہ اگر بعض سیاسی مشکلات سامنے نہ ہوں تو انڈونیشیا کے اہل علم اور ذمہ دار طبقہ ان عقائد کا برملا اظہار کرے جو حضرت مولاناؒ کے ہیں اور جن کو وہ دل سے جانتے ہیں۔

(۳) تیسری چیز جو کسی شخص کی عظمت کا باعث بنتی ہے وہ ہے محنت، قربانی اور ایثار۔ اس میں کوئی کلام نہیں کہ حضرت مولانا رح نے اسلام کی بڑی لمبی اور مسلسل خدمت کی ہے۔ اتنی لمبی خدمت اور کون کریگا قرآن کریم کا ترجمہ بڑی عرقریزی اور محنت کے ساتھ مکمل کیا ۱۹۰۲ء سے ریویو آف ریلیجنز انگریزی اور اُردو ماہوار نکالنا شروع کئے۔ اس وقت سے قلم ہاتھ میں لیا تو مرتے دم تک نہ چھوڑا۔ یہ بہت لمبی خدمت ہے قلم چلانا کھیل نہیں۔ حضرت مولیناؒ کی مخاطب ساری دنیا اور علمی طبقہ تھا۔ اور زیادہ تر دشمن طبقہ تھا۔ اگر ان کی قلم سے معمولی سی بھی لغزش ہوتی۔ تو دشمن اس کو لے اُڑتے لیکن کسی کو ایک ذرّہ موقعہ نہ ملا۔

حضرت مولاناؒ نے انبار در انبار کتابیں اور مضامین لکھے۔ جو کبھی اعتراض دشمنوں کی طرف سے ہوتا اس کا بر وقت مدلل و مسکت جواب آپ دیتے رہے۔ یہ ایک ایسی خدمت اسلام ہے جس نے آپ کا دن رات کا چین و قرار قربان کر دیا تھا۔ ۱۹۰۹ء میں قرآن کریم کا ترجمہ شروع کیا تو رات کو بھی ان کے سامنے کتابوں کے انبار بکھرے ہوتے۔ کبھی اِس کتاب کے صفحے اُلٹ رہے اور کبھی اُس کتاب کو پڑھ رہے ہیں۔ یہ معمولی محنت کا نتیجہ نہیں۔

جب آپ حضرت مولینا نورالدین صاحبؒ کے پاس قرآن کے نوٹ لے کر جایا کرتے تھے۔ تو وہ فرماتے کہ یہ جو کچھ لکھا ہے سینکڑوں کتابوں کا نچوڑ ہے۔ یہ کوئی معمولی رائے نہیں ہے جو حضرت مولانا نورالدین رح نے آپ کی محنت و کاوش کے متعلق ظاہر کی ہے۔ یہ تھی حضرت مولانا رح کی عظمت۔ خدا تعالےٰ ان کی روح پر فتوح پر رحمت کی بارش فرماتا رہے۔

بڑے انسان کی زندگی مشعلِ راہ ہوتی ہے

آخر میں مکرم مرزا مسعود بیگ صاحب ایم اے نے آیہ کریمہ خلق الموت والحیات لیبلوکم ایکم احسن عملا کی تلاوت کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ موت بھی ہم نے پیدا کی ہے اور زندگی بھی ہم نے بنائی ہے۔ بظاہر موت عدم وجود کا نام ہے جس کے بعد کچھ نہیں۔ لیکن قرآن کریم نے اس پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا ہے کہ موت ایک ایسی حقیقت ہے کہ اس کو زندگی سے بھی پہلے پیدا کیا گیا ہے۔ جب ہست نہیں تھا تو نیست تھا۔ جب زندگی نہیں تھی تو موت تھی۔ موت کے بعد حیات بھی پیدا کی۔ موت و حیات کی تخلیق کا مقصد قرآن کریم نے یہ بتایا ہے کہ خدا تعالےٰ پرکھنا چاہتا ہے کہ کون اچھے عمل کرتا ہے۔ اس آیہ کریمہ کی تشریح کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ ایسے اچھے اعمال اور بامراد زندگی بسر کرنے والی ہستیوں میں سے ایک حضرت مولانا محمد علی صاحبؒ تھے۔ جیسا کہ مکرم مولینا عبدالمنان صاحب عمر نے فرمایا ہے کہ حضرت مولینا مرحوم کی زندگی کے بہت سے پہلو تھے۔ وہ جامع الصفات انسان تھے بڑی نیکیوں اور خوبیوں کے مالک تھے۔ مجھے خوشی ہوئی ہے کہ اس امیرِ کاروان کی یاد میں یہ تقریب منعقد ہوئی ہے۔ اس کا علم مجھے آج ہی ہوا۔ یہ یادیں اور پھر ان یادوں کی روشنی میں گزرنے والی شخصیتوں کا انفرادی اور اجتماعی محاسبہ افراد اور اقوام کی ترقیوں کا موجب ہوتا ہے۔ اس ضمن میں آپ نے فرمایا مجھے اس تقریب کے انعقاد کی خوشی ہے کہ ہم کو آج اپنے امیر مرحوم کی یاد تازہ کرنے کا موقعہ ملا ہے آج ۱۳-اکتوبر کا دن ہے۔ اسی تاریخ یعنی محرم الحرام کو ۱۹۵۱ء میں حضرت مولانا کا وصال ہوا۔ ہم سے تحریک احمدیت سے ایک ہستی چھین لی گئی جو ہر لحاظ سے خیر و خوبی رحمت و راحت کی موجب تھی۔

مکرم مرزا صاحب نے فرمایا اس محبت بھری محفل میں حضرت امیر مرحوم کی زندگی کے صرف تین پہلوؤں پر روشنی ڈالوں گا:-

(۱) عشق قرآن

(۲) محنت و قربانی

(۳) ذاتی اوصاف

حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کو جسمانی طور پر بھی حضرت مسیح موعودؑ کا قرب حاصل تھا اور روحانی طور پر بھی۔ حضرت مسیح موعودؑ کو قرآن شریف سے والہانہ عشق تھا۔ جب کبھی کسی مضمون کی تیاری مقصود ہوتی تو حضرت صاحبؑ اول سے آخر تک قرآن کریم کا مطالعہ فرماتے اور مفید مضمون آیات نوٹ کرتے جاتے۔ ایک حمائل شریف حضرت صاحبؑ کے زیر مطالعہ رہی۔ اس کو بار بار حضورؑ نے پڑھا۔ وہ حمائل حضرت مولیٰنا رحمۃ اللہ علیہ کو عطا ہوئی۔ مکرم مولیٰنا عبدالمنان صاحب نے ترجمۃ القرآن کے متعلق حضرت مولیٰنا کی محنت اور مطالعہ اور عرق ریزی کا ذکر فرمایا ہے۔ وہ ایک بات یہ بھول گئے۔ کہ اس زمانہ کی بات ہے جب قادیان میں بجلی نہ تھی نہ روشنی کا کوئی معقول انتظام تھا۔ معمولی لیمپ ہوتے تھے یا موم بتیاں، جن کی دھیمی دھیمی روشنی میں وہ رات کے اکثر حصے میں تفسیر قرآن کریم کا کام کرتے تھے۔

جب حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ قادیان سے لاہور تشریف لائے تو ۱۹۱۴ء سے ۱۹۳۶ء تک احمدیہ بلڈنگس میں مسجد سے ملحقہ کمرے میں قیام رکھا۔ اس دوران آپ نے مسلسل تصنیف و تالیف کا کام جاری رکھا۔ جن دنوں میں دفتر انجمن میں کام کرتا تھا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

۔ ۔ ۔ میں نے آپ کی تصانیف کا حساب لگایا تو پتہ لگا کہ اس وقت تک کم از کم پچاس ہزار صفحات آپ نے تصنیف کئے تھے اور یہ سلسلہ وفات تک جاری رہا۔

قرآن کریم کا اردو انگریزی ترجمہ و تفسیر آپ نے کی۔ پھر دنیا کی مختلف زبانوں ۔۔۔ جاوی، جرمن، انڈونیشیا، ترکی وغیرہ میں اس کے تراجم ہوئے۔ یہ بہت بڑا اعجاز ہے۔ حضرت مولیٰنا رحمۃ اللہ علیہ کو قرآن کریم سے بہت عشق تھا۔ آخری سالوں میں جب بیمار ہوئے تو ڈاکٹروں نے شدت سے منع کر دیا تھا کہ تحریر و تقریر سے پرہیز کیا جائے۔ لیکن بستر پر ہی آپ انگریزی ترجمہ قرآن کی چھٹی ایڈیشن کے پروف خود دیکھتے رہے۔

حضرت مولیٰنا رحمۃ اللہ علیہ کے اندر بے حد کسر نفسی تھی۔ وہ اپنی محنت اور قربانیوں اور بڑے بڑے عظیم کام کو بھی اپنی ذات سے منسوب نہیں کرتے تھے۔ بلکہ اس کو خدا کا فضل، امام وقتؑ کی دعا اور جماعت کی قربانیوں کا نتیجہ سمجھتے تھے اور جماعت کو ہی ہمیشہ CREDIT دیتے تھے کہ جماعت ہی نے یہ کام کیا ہے۔ یہ انکسار ان کے کمال عظمت کی دلیل ہے۔ ان کی زندگی ایک مشین کی طرح تھی، روز نامچہ کا معمول کے اوقات مقرر تھے اور ایک مشین کی طرح ہر کام ٹھیک وقت پر ہوتا تھا۔ یہ بہت بڑے لوگوں کی علامت ہوتی ہے۔ جرمنی کا ایک فلاسفر کانٹ تھا۔ وہ بھی وقت کا بڑا پابند تھا۔ عین چار بجے وہ سیر کو نکلتا تھا اور اس کو دیکھ کر لوگ اپنی گھڑیاں درست کر لیتے تھے، ایسی ہی باقاعدگی حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی میں بھی نظر آتی تھی۔ انہوں نے لاہور آ کر ۴۲ سال کام کیا۔ مجھے بہت قریب سے ان کو دیکھنے کا موقعہ ملا ہے۔ ان کے دن اور رات ایک جیسے تھے۔ بہت لوگ ہوتے ہیں جن کے دن اور ہوتے ہیں اور راتیں اور۔ مجھے ان کے ساتھ دو ایک جگہ باہر جانے کا بھی موقعہ ملا۔ امرتسر میں شیخ میاں عطاء اللہ صاحب کے مکان پر ایک کمرہ میں ہمیں ٹھہرایا گیا۔ رات کو جب آپ سونے کے لئے لیٹے تو میں نے ٹانگیں دبانا شروع کیں۔ انہوں نے میرے ہاتھ پکڑ لئے۔ اور فرمایا کہ ایسا نہ کرو۔ میں نے عرض کیا کہ مجھے اس بات سے خوشی ہوتی ہے۔ آپ مجھے اجازت دیں۔ میں اپنے تایا جی کی ٹانگیں بھی دبایا کرتا تھا۔ اس پر انہوں نے میرے ہاتھ چھوڑ دیئے۔ میں نے خوب دبایا جس سے وہ بہت خوش ہوئے اور مجھے دعائیں دیں۔ پھر آدھی رات کو اٹھے۔ آپ سفر اور حضر میں باقاعدگی کے ساتھ آدھی رات کو نماز تہجد کے لئے اٹھتے تھے۔ لیکن انہوں نے مجھے نہیں اٹھایا۔ فجر کی نماز کے وقت اٹھایا اور ہم نے مل کر نماز پڑھی۔

دوسری دفعہ ایبٹ آباد یا شاید راولپنڈی کا جانے کا اتفاق ہوا۔ رات کے وقت وہی عالم دیکھا۔ وہ پاکباز انسان تھے۔ ان کی راتیں بھی نیک تھیں اور دن بھی صاف تھے۔ دن کو تو آدمی دیکھتے ہی ہیں لیکن رات کو تو کوئی نہیں دیکھتا ۔ ۔ ۔ مگر ان کے دن اور رات برابر تھے۔ یہ عشق اور لگن کی بات ہے جو ہر ایک کو نصیب نہیں ہو سکتا۔

حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ بڑے با اصول انسان تھے۔ ہمیشہ حق کی حمایت کرتے تھے بعض وقت اپنے دوستوں سے اختلاف اور جھگڑا بھی ہو جاتا تھا۔ لیکن اس کو پارٹی بازی کا رنگ آپ نے کبھی نہیں دیا۔

آپ خود محنت کے عادی تھے۔ محنت سے کام کرنے والے کی خوب حوصلہ افزائی کرتے تھے۔ ۱۹۲۴ء میں پرسنل اسسٹنٹ کی حیثیت سے مجھے آپ کی خدمت کرنے کا موقعہ ملا۔ ان دنوں کتاب تعلیمات اسلام کی تصنیف میں مشغول تھے۔ میں پروف دیکھتا اور ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ Translation ۔ ۔ ۔ یہی عربی الفاظ کو انگریزی حروف میں لکھتا تھا۔ پھر مینول آف حدیث (احادیث العمل) کی تالیف میں بھی خدمت کا موقعہ ملا۔ اس دوران ان کی مشینی زندگی کو قریب سے دیکھنے کا بھی موقعہ ملا۔

دیگر اوصاف حمیدہ کے علاوہ آپ کے اندر حس مذاق اور تفنن بھی پایا جاتا تھا۔ یہ انسانی زندگی کا ایک اچھا پہلو ہے۔ اس قسم کا ایک لطیفہ سناتا ہوں۔ جب حضرت مولیٰنا رحمۃ اللہ علیہ ڈلہوزی جانے لگے تو جماعت کو پابندی نماز کی تلقین فرمائی۔ عملہ کو بھی ہدایت کی، اور فجر کی نماز کے متعلق تو بڑی تاکید فرمائی۔ ایک دفعہ صبح کی نماز کے لئے لوگوں کو جگانے کی ڈیوٹی کسی کے سپرد کرنے کی تجویز ہوئی۔ سید انجم شاہ صاحب نے جو ان دنوں احمدیہ بلڈنگس میں رہا کرتے تھے کہا کہ جب اذان ہوتی ہے میں اٹھ کھڑا ہوتا ہوں میں جگایا کروں گا۔ ان کے بھائی ممتاز علی صاحب اذان سے پہلے تین بجے حقہ سلگایا کرتے تھے آپ کو بتلایا گیا کہ وہ موزوں شخص ہیں۔ چنانچہ ممتاز علی صاحب نے کہا کہ میں جگایا کروں گا۔ یہ سن کر حضرت مولیٰنا رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے کہ آج معلوم ہوا کہ حقہ بھی بڑے فائدہ کی چیز ہے۔

مسجد میں آپ رحمۃ اللہ علیہ اقامت کے وقت تشریف لاتے اور نماز کے بعد احباب میں گھل مل کر بیٹھتے۔ سلسلہ یا مختلف اسلامی مسائل کے بارے میں گفتگوئیں ہوتیں جو احباب کے علم و عمل کی زیادتی اور اصلاح کا موجب ہوتیں۔

ایک دفعہ جب چوہدری فضل حق صاحب اور میں اکٹھے کام کرتے تھے، حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ہم دونوں بیٹھے تھے۔ آپ فرمانے لگے کہ آپ دونوں کا گزارا خوب ہو رہا ہے۔ حالانکہ طبیعتوں کے لحاظ سے ایک آگ ہے اور دوسرا پانی۔ میں نے عرض کی کہ آگ اور پانی اگر مل جائیں تو سٹیم بن جاتے ہیں جو بڑی قوت پیدا کرتا ہے۔ لیکن اگر آگ مشتعل ہو جائے تو پانی اس کو بجھا دیتا ہے۔ اس پر خوب ہنسے اور فرمایا کہ سٹیم بن کر ہی کام کرنا چاہیئے۔

[illegible] ۔ مکرم مرزا صاحب نے اپنی تقریر کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا اسلام رسم و رواج نہیں سکھاتا۔ آج ہم رسم کے تحت جمع نہیں ہوئے اور نہ رسم منانا چاہتے ہیں، اس جلسہ کا اصل مقصد جذبہ کا فروغ ہے۔ اگر ہم حضرت امیر مرحوم کی یاد تازہ کر کے ان کی زندگی کو مشعل حیات نہیں بناتے تو آج کی یہ مجلس بے فائدہ ہے۔

علامہ یوسف علی نے جب قرآن کریم کا انگریزی ترجمہ کیا تو مجھے ان سے ملنے کا اتفاق ہوا، میں ان کا شاگرد بھی رہ چکا تھا۔ انہوں نے پوچھا کہ آجکل کیا شغل ہے؟ میں نے بتایا کہ حضرت مولانا محمد علی صاحب کے ساتھ کام کر رہا ہوں۔ اس وقت ان کے ترجمے کے دو تین پارے ایک ایک کر کے شائع ہوئے تھے۔ انہوں نے پوچھا کہ میرا ترجمہ قرآن کیسا ہے۔ میں نے کہا کہ اس میں بہت سی اغلاط ہیں یہ سن کر انہوں نے کہا آپ کا مطلب Misprints ہے؟ میں نے کہا نہیں بلکہ میرا مطلب Mistakes ہے یعنی معنے اور مفہوم میں بھی غلطیاں ہیں۔ علامہ کہنے لگے کہ آپ ان غلطیوں کی فہرست بنا لائیں تاکہ میں ان کو دیکھ سکوں ۔ ۔ ۔ ۔ چنانچہ میں ایک فہرست بنا کر لے گیا اور انہوں نے جب یہ غلطیاں دیکھیں تو وہ حیران رہ گئے۔ میں نے پہلی غلطی ان پر واضح کی کہ پاروں کے ٹائیٹل پر لکھا ہے فہرست

(باقی بر صفحہ ۱۵)

از محمد امین اسماعیل المعروف جھنگا پادری (آفت گوآ)

صلیب گلے میں لٹکانا کفارہ مسیح کے منافی ہے

۷ ہار ستمبر ۱۹۶۷ء کو سیالکوٹ کی مسیحی کنونشن میں سابق صوبہ سندھ کے نامور مسیحی بشپ چندر راے نے اپنی تقریر کے دوران کہا :-

" عام طور پر مسلمان مجھ سے پوچھتے ہیں کہ آپ اپنے گلے میں صلیب کیوں ڈالتے ہیں - تو میں کہتا ہوں کہ اس صلیب کو دیکھ کر مجھے اپنے گناہ یاد آجاتے ہیں "

بشپ صاحب کا کہنا ہے کہ صلیب کو دیکھ کر مجھے اپنے گناہ یاد آجاتے ہیں یہ ثبوت ہے اس بات کا کہ عیسائی دنیا کو ابھی تک مسیح کے کفارہ کا پختہ یقین نہیں - رومیوں کے خط میں ان کا پولوس رسول لکھتا ہے :-

" پس اب جو یسوع مسیح میں (عیسائی) ہیں اُن پر سزا کا حکم نہیں کیونکہ زندگی کی رُوح کی شریعت نے یسوع مسیح (عیسائی ہونے کی حیثیت) میں مجھے گناہ اور موت کی شریعت سے آزاد کر دیا - اس لئے جو کام شریعت جسم کے سبب سے کمزور ہو کر نہ کر سکی وہ خدا نے کیا یعنی اُس نے اپنے بیٹے کو گناہ آلودہ جسم کی صورت میں گناہ کی قربانی کے لئے بھیج کر جسم میں گناہ کی سزا کا حکم دیا تا کہ شریعت کا تقاضا تم میں پورا ہو - جو جسم کے مطابق نہیں بلکہ رُوح کے مطابق چلتے ہو "

(رومیوں باب ۸ - فقرہ ۱ تا ۴)

مطلب یہ ہے کہ جب یسوع گناہ آلودہ جسم کی صورت میں ان کے گناہوں کو اپنے ذمہ لے چکا ہے اور ان کو گناہ کی سزا سے بَری کر دیا ہے تو اب کونسے وہ گناہ ہیں جو بشپ کو صلیب دیکھ کر یاد آتے ہیں -

دنیائے تصورات میں ہم نے ایک فلاسفر سے پوچھا کہ بتاؤ میاں فلاسفر ! رات اور دن میں کس طرح امتیاز ہو سکتا ہے ؟

فلاسفر :- یہ تو آسان بات ہے سورج نکلتا ہے تو دن آتا ہے یا کہلاتا ہے - سورج غروب ہو تو رات آتی ہے مگر اللہ میاں سورج کو چھپا لیں تو پھر رات دن میں امتیاز محال ہے - پس سمجھ جاؤ کہ رات اور دن کی پہچان کا مدار سورج پر ہے -

اسی طرح نیکی اور بدی ، گناہ اور ثواب ، برائی اور بھلائی کا امتیاز شریعت سے ہو سکتا ہے - اچھائی اور برائی کا امتیاز شریعت ہی کر سکتی ہے - پولوس رسول کہتا ہے " پس کیا کہیں کہ شریعت گناہ ہے ہرگز نہیں بلکہ بغیر شریعت کے مَیں گناہ کو نہیں پہچانتا مثلاً اگر شریعت یہ نہ کہتی کہ تو لالچ نہ کر تو میں لالچ کو نہ جانتا " (رومیوں باب ۷ فقرہ ۷ تا ۹)

بشپ صاحب سُنا آپ نے آپ کا رسول پولوس اقرار کرتا ہے کہ شریعت کے بغیر گناہ کی پہچان نہیں ہو سکتی - یعنی جو احکام شریعت کے ہیں ان کو نہ ماننا گناہ ہے مثلاً شریعت زنا ، چوری ، جھوٹ وغیرہ سے روکتی ہے ، جو شخص شریعت کی خلاف ورزی کرے گا وہی تو گناہ ہے - زنا نہ کرنا شریعت پر عمل کرنا ہے جس کا بدلہ ثواب ، اور زنا کرنا شریعت کی خلاف ورزی ہے جس کا بدلہ گناہ کی موت ہے - اب پولوس عیسائیوں کو کہتا ہے :-

" مجھ سے کہو تو تم جو شریعت کے ماتحت ہونا چاہتے ہو - کیا شریعت کی بات نہیں سنتے - دیکھو میں پولوس تم سے کہتا ہوں ...... تم جو شریعت کے وسیلہ سے راستباز ٹھہرنا چاہتے ہو مسیح سے الگ ہو گئے اور فضل سے محروم (گلیتون باب ۴ فقرہ ۲۱ - باب ۵ فقرہ ۲ تا ۴) کیونکہ جتنے شریعت کے اعمال پر تکیہ کرتے ہیں وہ سب لعنت کے ماتحت ہیں - (گلیتوں باب ۳ فقرہ ۱۰)

یہ تو ہمیں یقین ہے کہ بشپ صاحب یا دنیائے مسیحیت کا کوئی اور فرد شریعت کے ماتحت ہو کر لعنتی بننا تو گوارہ نہیں کرے گا اور نہ ہی یہ لوگ شریعت کے تابع ہیں جبھی تو تعجب ہوتا ہے کہ بغیر شریعت کے بشپ صاحب کو گناہ کی پہچان کیسے ہوتی ہے - ان کو صلیب دیکھ گناہ یاد آتے ہیں اگر بشپ صاحب شریعت کے ماتحت ہوتے تو ان کو معلوم ہوتا کہ زنا کرنا گناہ ہے کیونکہ شریعت ہی کہتی ہے کہ زنا کرنا گناہ ہے - جو شریعت کے ماتحت ہیں ان کے پاس کیا ثبوت ہے کہ زنا کرنا گناہ ہے - اور اگر کوئی عیسائی زنا کرنے کو گناہ سمجھتا ہے - تو یہ ضرور شریعت کے ماتحت ہے (یہی دین فطرت ہے جو اسلام ہے) اگر شریعت کے ماتحت ہے تو ضرور (بقول پولس) لعنتی ہے -

بشپ صاحب اگر شریعت کے ماتحت نہ ہوتے تو ان کو صلیب دیکھ کر گناہ یاد نہ آتے - اور یہ ظاہر ہے کہ شریعت کے بغیر گناہ اور نیکی کا امتیاز محال ہے - شریعت کیا ہے ؟ نیکی اور گناہ پرکھنے کا آلہ اب یہ آلہ جس کے پاس ہو گا اس کو معلوم ہو گا کہ میں نے زنا کیا اور از روئے شریعت گناہ کیا - لیکن جو لوگ شریعت ہی سے ناواقف ہیں یا پھر شریعت کے مخالف ہیں ان کے نزدیک تو زنا کوئی گناہ نہیں - ان حقائق سے عیسائیت کی کمزوری ظاہر ہے -

پس ثابت ہوا کہ جو عیسائی زنا نہیں کرتا وہ شریعت کے تابع ہے اور بقول پولوس کے شریعت کے ماتحت ہونے والا لعنتی بھی ہے اور مسیح سے الگ اور فضل سے محروم - دیکھو گلیتون باب ۳ فقرہ ۱ - باب ۵ فقرہ ۴ -

معلوم ہوتا ہے کہ بشپ صاحب کو بوجہ دنیائے اسلام کی سب سے بڑی مملکت میں رہنے کے شریعت کی لعنت سے بچنے کا موقعہ نہیں ملتا ہو گا - اور شریعت کی لعنت سے بچنے کا طریقہ ہے زنا کرنا - چوری کرنا - قتل کرنا وغیرہ وغیرہ -

یاد رکھیں از روئے شریعت زنا کرنا گناہ ہے اور از روئے عیسائیت زنا نہ کرنا گناہ - اب معاملہ صاف ہوا کہ بشپ صاحب کو صلیب دیکھ کر گناہ یاد آتا ہے - حالانکہ بقول پولوس :-

" مسیح جو ہمارے لئے لعنتی بنا اور اس نے ہمیں مول لے کر شریعت کی لعنت سے چھڑایا " (گلیتون باب ۳ فقرہ ۱۳)

ایسی حالت میں انہیں گناہ کا یاد آنا مسیح سے علیحدگی اور فضل سے محرومی ہے -

نہ خدا ہی ملا نہ وصالِ صنم
نہ اِدھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے

خدا کا شکر ہے کہ اس نے مجھے عیسائیت سے نکال کر ایک عالمگیر سچے مذہب اسلام میں داخل ہونے کی سعادت بخشی اور شریعت کا پابند بنایا - فالحمد للہ علیٰ ذالک ؛

بسلسلہ صـ۱۲

سیپارہ ، سیکنڈ سیپارہ وغیرہ حالانکہ سیپارہ کے معنی ہیں تیس پارہ ، ان کو صرف پارہ لکھنا چاہیئے ، ایسا ہی اور بھی غلطیاں میں نے بتائیں - وہ عربی نہیں جانتے تھے اس لئے علامہ اقبال نے فرمایا کہ جس طرح امام حسینؓ کی ذات مظلوم تھی ، اسی طرح آج قرآن کریم مظلوم ہے کیونکہ اس کا انگریزی ترجمہ یوسف علی اور اُردو ترجمہ حکیم احمد شجاع کر رہے ہیں ،

غرض جب میں نے غلطیاں انہیں بتائیں تو انہوں نے کہا :-

you are a good disciple of Maulana Mohammad Ali

کہ تم مولینا محمد علی رح کے اچھے شاگرد ہو -

خدا تعالےٰ حضرت مولانا کو غریق رحمت کرے - ان کی یاد اسی صورت میں بھلی لگتی ہے کہ ہمارا علم بھی بہت اُونچا ہو - اس کے ساتھ ساتھ انکسار اور انقطاع الی اللہ بھی ہو - خدا تعالےٰ ہمیں ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق دے - آمین -

دُعا :- مکرم مرزا صاحب موصوف کی تقریر کے بعد حضرت امیر ایدہ اللہ نے دُعا فرمائی اور مجلس کا اختتام ہوا -

جلد [illegible] | یوم چہار شنبہ - مورخہ ۲۷ رجب المرجب ۱۳۸۷ھ - مطابق یکم نومبر ۱۹۶۷ء | نمبر ۴۳

استغفار کے معنی اور اس کی اقسام

ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

"اور استغفار جس کیساتھ ایمان کی جڑھیں مضبوط ہوتی ہیں۔ قرآن شریف میں دو معنے پر آیا ہے ایک تو یہ کہ اپنے دل کو خدا کی محبت میں مستحکم کر کے گناہوں کے ظہور کو جو علیحدگی کی حالت میں جوش مارتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کے تعلق کیساتھ روکنا اور خدا میں پیوست ہو کر اس سے مدد چاہنا۔ یہ استغفار تو مقربوں کا ہے جو ایک طرفۃ العین خدا سے علیحدہ ہونا اپنی تباہی کا موجب جانتے ہیں۔ اسلئے استغفار کرتے ہیں تا خدا اپنی محبت میں تھامے رکھے۔ اور دوسری قسم استغفار کی یہ ہے کہ گناہ سے نکل کر خدا کی طرف بھاگنا۔ اور کوشش کرنا کہ جیسے درخت زمین میں لگ جاتا ہے۔ ایسا ہی دل خدا کی محبت کا اسیر ہو جائے تا پاک نشو ونما پاکر گناہ کی خشکی اور زوال سے بچ جائے۔ اور ان دونوں صورتوں کا نام استغفار رکھا گیا۔ کیونکہ غفر جس سے استغفار نکلا ہے ڈھانکنے اور دبانے کو کہتے ہیں۔ گویا استغفار سے یہ مطلب ہے کہ خدا اس شخص کے گناہ جو اس کی محبت میں اپنے تئیں قائم کرتا ہے دبائے رکھے اور بشریت کی جڑھیں ننگی نہ ہونے دے۔ بلکہ الوہیت کی چادر میں لیکر اپنی قدوسیت میں سے حصہ دے یا اگر کوئی جڑھ گناہ کے ظہور سے ننگی ہو گئی ہو۔ پھر اس کو ڈھانک دے اور اس کی برہنگی کے بد اثر سے بچائے سو چونکہ خدا مبدء الفیض ہے۔ اور اس کا نور ہر ایک تاریکی کے لئے ہر وقت طیار ہے۔ اسلئے پاک زندگی حاصل کرنے کیلئے یہی طریق مستقیم ہے۔ کہ ہم اس خوفناک حالت سے ڈر کر اس چشمۂ طہارت کی طرف دونوں ہاتھ پھیلائیں تا وہ چشمہ زور سے ہماری طرف حرکت کرے۔ اور تمام گند کو یک دفعہ بہا لے جائے۔ خدا کو راضی کرنیوالی اس سے زیادہ کوئی قربانی نہیں کہ ہم درحقیقت اسکی راہ میں موت کو قبول کر کے اپنا وجود اس کے آگے رکھ دیں۔" (سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب صفحہ ۲۶، ۲۷)

بحر حکمت کے موتی

خورد و نوش کی اشیاء کی حفاظت

عن جابرؓ عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال اذا استجنح او کان جنح اللیل فکفّوا صبیانکم فان الشیاطین تنتشر حینئذٍ فاذا ذھب ساعۃ من العشاء فخلّوھم واغلق بابک واذکر اسم اللّٰہ و اطفئ مصباحک واذکر اسم اللّٰہ واوک سقاءک واذکر اسم اللّٰہ وخمّر اناءک واذکر اسم اللّٰہ ولو تعرض علیہ شیئًا۔

ترجمہ:-

حضرت جابرؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا جب رات کا اندھیرا ہو جائے، یا رات شروع ہو جائے تو اپنے بچوں کو روک لو کیونکہ اس وقت شیطان کھیل جاتے ہیں جب عشاء کے وقت سے ایک گھڑی گذر جائے تو انہیں آزاد کر دو اور اپنا دروازہ بند کر دو۔ اور اللہ کا نام لو اور اپنا چراغ بجھا دو اور اللہ کا نام لو۔ اور اپنے مشک کا منہ باندھ دو اور اللہ کا نام لو اور اپنے برتن کو ڈھانک لو اور اللہ کا نام لو گو کوئی چیز اس پر آڑی رکھ دو۔

نوٹ:- از حضرت مولانا محمد علی صاحب رحمہ

ان چار جملوں میں اپنے گھر اور کھانے پینے کی چیزوں کی حفاظت کی طرف خاص توجہ دلائی ہے سونے وقت دروازے کا بند کرنا چور وغیرہ سے حفاظت کے لئے ہے چراغ کا بجھا دینا اس لئے کہ سوتے میں کہیں آگ نہ لگ جائے۔

(باقی ہر صفحہ کالم اول سے آگے دیکھیے)

"لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں
لاہور میں ہمارے پاک محب ہیں،
میں تیرے خالص محبوں کا گروہ بھی
بڑھاؤں گا اور ان کے نفوس و
اموال میں برکت دوں گا۔"

(الہامات حضرت مسیح موعودؑ)

حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفانِ ما از جام اوست
یک قدم دُوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا۔
۲- قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ ہی آئندہ منسوخ ہوگی۔
۳- سب صحابہؓ اور ائمہؒ قابلِ احترام ہیں۔
۴- سب مجددوںؒ کا ماننا ضروری ہے
۵- کوئی کلمہ گو کافر نہیں
۶- اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا۔

تبلیغی خط و کتابت

دیکھو خدا نے ایک جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا
(حضرت مسیح موعود)

——(مرتبہ:- الحاج میاں ممتاز احمد صاحب فاروقی)——

نائیجیریا

ترجمہ خط: از لئے گیبو صلاح الدین صاحب نائیجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہٗ

میں مسلمان ہوں اور میں اسلام کے متعلق کچھ سیکھنا چاہتا ہوں اور دوسرے لوگوں میں تبلیغ کرنا چاہتا ہوں میں بہت مشکور رہوں گا اگر آپ مجھے اس معاملہ میں مدد دیں۔ اور قرآن شریف معہ دیگر اسلامی کتب ارسال فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔۔ والسلام

(ان کو اسلام آور کرسچینٹی۔ اسلام دی ریلیجن آف ہیومینٹی اور ترجمہ مرام ارسال کی گئیں)

ترجمہ خط از ادریس لئے عبد الرحمن صاحب) سے نیجیریا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

عرض خدمت ہے کہ:۔

(۱)۔ میں مبلغ ہوں اور ملک کے ارد گرد لوگوں میں تبلیغ اسلام کر رہا ہوں۔

(۲) میں عیسائیوں سے بحث کرتا ہوں، اور میرے گھر کے لوگ بھی تبلیغ کا کام کرتے ہیں۔

(۳) مجھے وہ ہر وقت تنگ کرتے ہیں کہ ایک قرآن کریم انگریزی کہاں سے منگوا دیں۔ چنانچہ قرآن کریم اور کچھ لٹریچر بھی ارسال کریں امید ہے کہ آپ میری ضرور امداد کریں گے

والسلام

(ان کو اسلام دی ریلیجن آف ہیومینٹی اور اسلام آور کرسچینٹی بھیجے گئے)

ترجمہ خط از۔ ایم۔ ادرائل۔ اوبی کولا صاحب۔ نائیجیریا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

میں اسلام کی اشاعت کا کام اپنے علاقہ میں کر رہا ہوں خدا کا شکر ہے کہ اس علاقے کے لوگ عیسائیت سے اسلام کی طرف آ رہے ہیں۔ مہربانی کر کے مجھے انگریزی قرآن کریم بغرض اشاعت اسلام ارسال کریں۔ کیونکہ بعض لوگ اس قسم کے سوال کرتے ہیں جن کا حل قرآن شریف کے ذریعہ ہوتا ہے۔ میں ان کو بذریعہ حدیث سمجھاتا ہوں مگر وہ قرآن شریف کا حوالہ مانگتے ہیں۔ موجودہ حالت میں قرآن شریف کی اشد ضرورت ہے امید ہے کہ میری گذارش پر غور کیا جائے گا۔ والسلام

(خط کا جواب دیا گیا)

ترجمہ خط از مصطفےٰ اے ڈے صاحب سوسلیے نائیجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

بڑی مسرت سے آپ کو تحریر کرتا ہوں میں ایک نوجوان مسلمان ہوں میں نے سنا ہے کہ آپ مفت لٹریچر بھیجتے ہیں اس لئے میری التماس ہے کہ مجھے چند کتابیں ارسال کریں جن سے اسلام کی اصل تصویر سمجھ آ جائے۔ میں بہت ممنون ہوں گا اگر ایک عدد قرآن شریف انگریزی بھی ارسال کریں۔ جواب کا منتظر۔ والسلام

(ان کو کال آف اسلام۔ اسلام دی ریلیجن آف ہیومینٹی اور اسلام آور کرسچینٹی ارسال کئے گئے)

گھانا

ترجمہ خط از:۔ مالا کا کومفا (صاحب) گھانا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

امید ہے کہ میرا یہ خط آپ کو مل گیا ہوگا۔ مجھے ایک نسخہ قرآن شریف ارسال کریں۔ میں آپ کا بہت مشکور ہوں گا۔ کیونکہ میں اسلام کے متعلق معلومات حاصل کرنا چاہتا ہوں تاکہ میں لوگوں میں اسلام کی تبلیغ کر سکوں۔ والسلام

(ان کو اسلام آور کرسچینٹی۔ (دی) ریلیجن آف ہیومینٹی بھیجی گئیں)

کراچی

ترجمہ خط از۔ این لطف۔ باوا صاحب۔ کراچی

میں بہت مشکور ہوں گا اگر آپ مسٹر محمد جعفر شاد ایجنسی وڈ سٹریٹ کراچی نمبر ۲ کو مفت انگلش لٹریچر ارسال کریں۔

ان کو مندرجہ ذیل لٹریچر ارسال کیا گیا:۔

(اسلام دی ریلیجن آف ہیومینٹی۔ کال آف اسلام۔ کونسٹ آف گاڈ اور پیامِ صلح روانہ کی گئیں)

نائیجیریا

ترجمہ خط از این۔ اے صاحب بی ٹی۔ نائیجیریا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

یہ خط میں پہلی دفعہ آپ کی خدمت میں ارسال کر رہا ہوں۔ اس سے پہلے میں عیسائی تھا۔ اب میں مسلمان ہو گیا ہوں۔ اور میں اپنے تمام خاندان کو مسلمان کرنا چاہتا ہوں۔ اصل وجہ یہ ہے کہ میں قرآن کریم کے متعلق کچھ علم نہیں رکھتا۔ میں نے یہاں پر عورتوں کی ایسوسی ایشن بنائی ہے جس میں اسلام کے متعلق وعظ و نصیحت کی جائے گی میں چاہتا ہوں آپ میری امداد کریں۔ اور اس سوسائٹی میں عیسائیوں کو مدعو کیا جائے گا۔ اس واسطے آپ مجھے چند کتب اور قرآن ارسال کریں کیونکہ میں ان کو یہ بتلانا چاہتا ہوں کہ مذہب اسلام ہی ایک سچا مذہب ہے۔

(ان کو اسلام آور کرسچینٹی۔ اسلام دی ریلیجن آف ہیومینٹی سٹیٹس آف وومن ان اسلام ارسال کیا گیا)

ترجمہ خط از مسٹر موسئے مقدس صاحب یوالا۔ نائیجیریا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

میں یہ خط بڑی خوشی سے آپ کو تحریر کر رہا ہوں آپ کا ایڈریس مجھے میرے ایک دوست سادو دین الدین کی معرفت ملا۔ اور اس نے آپ کی سوسائٹی کی مفصل کیفیت سنائی۔ موقعہ کو غنیمت سمجھ کر میں نے یہ خط لکھا ہے تاکہ مجھے مفصل حالات معلوم ہو سکیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ میں اور سادو دین پہلے دونوں غیر مسلم تھے، اور...... بعد میں مسلمانوں کے میل ملاپ سے اور ان کی تقاریر سن کر خاص کر سابقہ وزیر اعظم الحاج احمد و بیلو مرحوم و مغفور کی تقریروں سے ایسا اثر کیا کہ ہم مسلمان ہو گئے اللہ تعالےٰ ان کی روح کو قرار دے۔ اب ہم مسلمان ہیں۔ اور اس وقت کوئی تقریر کرنے والا نہیں اور الحاج احمد بیلو زندہ نہیں ہیں جو تقاریر کریں۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ اسلام کا مطالعہ کروں۔ آپ چند کتب ارسال کریں تاکہ میں ان کا مطالعہ کر سکوں۔

آپ کے جواب کا منتظر

(ان کو اسلام آور کرسچینٹی۔ اسلام دی ریلیجن آف ہیومینٹی اور ٹیچنگز آف اسلام بھیجی گئیں)

ضروری اپیل

ووکنگ مسلم مشن کے لیئے

دیگوں کی ضرورت

امام صاحب مسجد ووکنگ انگلستان رقمطراز ہیں کہ ہر سال عید الفطر۔ عید الاضحےٰ اور دیگر اسلامی اجتماعوں پر اہل اسلام کے لئے ووکنگ میں طعام وغیرہ کا انتظام کیا جاتا ہے۔ جن میں بڑی دیگیں کھانا پکانے میں استعمال ہوتی ہیں۔ عرصہ سے وہ دیگیں مفقود ہیں۔ ووکنگ میں اٹھارہ دیگوں کی اشد ضرورت ہے۔ جن کے متعلق صاحب ثروت حضرات کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ اس نیک کام میں حصہ لے کر ثواب دارین حاصل کریں۔ ایک دیگ کی قیمت تقریباً ۱۲۵ روپے ہے۔ اس نیک کام میں اس طرح حصہ لیا جا سکتا ہے کہ:

(۱) ایک صاحب ایک دیگ بھیج سکتے ہیں

(۲) دو یا تین صاحب مل کر ایک دیگ خرید کر بھیج سکتے ہیں۔

(۳) دیگ فنڈ میں رقوم بھیجکر اس نیک کام میں حصہ لے سکتے ہیں۔

تمام عطیہ جات

سیکرٹری ووکنگ مسلم مشن کے نام ارسال فرمائے جائیں

خیر اندیش

سیکرٹری ووکنگ مسلم مشن عزیز منزل برانڈرتھ روڈ لاہور

شرم تم کو مگر نہیں آتی

معاصر تنظیم اہلحدیث لاہور نے "سیرت المہدی" نامی ایک کتاب کے بعض حوالوں کی بناء پر عنوان بالا سے حضرت مسیح موعودؑ کے اخلاق اور کیرکٹر پر نازیبا اور شرمناک حملہ کیا ہے، اور اسی کتاب کی بناء پر آپ کو مرگی اور سل وغیرہ بیماریوں کا ہی شکار بنایا ہے۔ اس بارہ میں سب سے پہلی توجہ طلب بات یہ ہے کہ "سیرت المہدی" ہمارے نزدیک کوئی ایسی مستند کتاب نہیں جس کے بیانات کو قابل اعتبار سمجھا جا سکے، اس کی حیثیت وہی ہے، جو کتب احادیث میں واقدی اور اسی قسم کے دوسرے محدثین کی روایات کی حیثیت قرار دی گئی ہے اور ایسی ہی احادیث کی بناء پر اسلام کے مخالفین شروع سے آج تک حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر طرح طرح کے حملے کرتے رہے اور آپ کے اخلاق و اعمال کو ہدفِ ملامت قرار دیتے آئے ہیں۔

بالکل یہی حیثیت سیرت المہدی نامی کتاب کی ہے، جس کی ناقابلِ اعتبار روایات پر آج سے کئی سال پیشتر جب وہ کتاب شائع ہوئی پیغام صلح میں تنقید کی جا چکی ہے مد اس لئے تنظیم اہلحدیث کا "سیرت المہدی" کی روایات کی بناء پر اس مقدس انسان پر حملہ کرنا جس کے اخلاق و اعمال ہر قسم کی تنقید سے بالاتر ہیں کسی طرح جائز نہیں۔

جہاں تک بیماریوں کا ذکر ہے، ہم بوثوق کہہ سکتے ہیں کہ مرگی اور سل وغیرہ کی بیماری آپ کو کبھی لاحق نہیں ہوئی۔ اس میں شک نہیں کہ دو بیماریاں دورانِ سر اور کثرت پیشاب آپ کو لاحق تھیں جن کا ذکر آپ نے خود اپنی کتابوں میں بار بار کیا ہے اور بتایا ہے کہ:-

"وہ دو زرد چادریں جن کے بارے میں حدیثوں میں ذکر ہے کہ ان دو چادروں میں مسیح نازل ہوگا۔ وہ دو زرد چادریں میرے شاملِ حال ہیں جن کی تعبیر علم تعبیر الرؤیا کے رو سے دو بیماریاں ہیں، سو ایک چادر میرے اوپر کے حصہ میں ہے کہ ہمیشہ سر درد اور دورانِ سر اور کمی خواب اور تشنج دل کی بیماری دورہ کے ساتھ آتی ہے اور دوسری چادر جو میرے نیچے کے حصہ بدن میں ہے وہ بیماری ذیابیطس ہے کہ ایک مدت سے دامنگیر ہے اور بسا اوقات سو سو دفعہ رات کو یا دن کو پیشاب آتا ہے اور اس کثرت پیشاب سے جس قدر عوارض ضعف وغیرہ ہوتے ہیں وہ سب میرے شامل حال رہتے ہیں"۔ (اربعین ۴ص)

یہ ہیں وہ دو بیماریاں جو حضرت مرزا صاحب کے لاحق حال تھیں، اور جیسا کہ آپ نے لکھا ہے احادیث میں مسیح موعود کے جن دو زرد چادروں میں نزول کا ذکر ہے وہ یہی دو بیماریاں ہیں گویا خود یہ بیماریاں آپ کی صداقت کا نشان ہیں اور اس بات کی گواہی دے رہی ہیں کہ حضرت مرزا صاحب ہی فی الحقیقت مسیح موعود ہیں، لیکن بجائے اس کے کہ ہمارے مخالفین اس علمی شہادت کو دیکھکر حضرت مرزا صاحب کی صداقت کو تسلیم کرتے انہی کو انہوں نے موجب تکذیب قرار دے لیا ہے، حالانکہ اگر وہ غور کرتے اور نیک نیتی کے ساتھ اس کام کو دیکھتے جو ان بیماریوں کے باوجود حضرت مرزا صاحب نے کیا۔ اور اسی۸۰ کے قریب کتابیں لکھدیں، جو حقائق و معارف اسلام سے بھری پڑی ہیں۔ اور تقاریر و مواعظ اس کے علاوہ ہیں جو کئی ایک ضخیم مجلدات پر مشتمل ہیں، تو انہیں سمجھ آجاتی کہ ایسے شخص کو کاذب قرار دینا اور اس کی بیماریوں کو موجب ملامت قرار دینا نہایت قابل شرم بات ہے، آخر بیماری تو کسی شخص کے بس کی بات نہیں بالخصوص وہ بیماریاں جن کو حدیث میں مسیح موعودؑ کا نشان قرار دیا گیا ہو غور کیجئے کہ ان بیماریوں کے ہوتے ہوئے وہ عظیم الشان کام جو حضرت مرزا صاحب نے کیا۔ اور خدمت اسلام کے لئے ایک جماعت بھی تیار کر دی جو آج تک دنیا میں تبلیغ اسلام کا فریضہ نہایت خوبی کے ساتھ سرانجام دے رہی ہے اور اس کے نہایت شاندار نتائج پیدا ہو چکے ہیں، اور ہو رہے ہیں سینکڑوں یورپی، افریقی، امریکی لوگ مسلمان ہو چکے ہیں اور ہزاروں اسلام کے قریب آچکے ہیں، نہ صرف یہی بلکہ کئی دہریہ منش مسلمان حضرت مرزا صاحب اور آپ کی جماعت کے لٹریچر کو پڑھ کر ہستی باری تعالےٰ اور صداقت اسلام کے قائل ہو گئے۔ کیا ایسے شخص کی بیماریاں اس کے لئے موجب طعن و تشنیع ہو سکتی ہیں؟ موجب طعن اس صورت میں ہوتیں کہ ان بیماریوں کی وجہ سے آپ کوئی کام نہ کر سکتے کوئی خدمتِ اسلام سرانجام نہ دے سکتے، لیکن جس صورت میں اسلام کی اسقدر عظیم الشان خدمات آپ سے صادر ہوئیں ان کی بیماریوں کو جو احادیث کے مطابق ان کی صداقت کا نشان ہیں موجب طعن ٹھہرانا پرلے درجہ کی شرمناک بات ہے۔

ہم ان معترضین سے پوچھتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب تو تمہارے قول کے مطابق طرح طرح کی بیماریوں میں گھرے ہوئے تھے، لیکن تم لوگ جو ہٹے کٹے اور تندرست ہو، تم نے اسلام کی کیا خدمات سرانجام دیں؟ کونسی کتابیں صداقتِ اسلام کے ثبوت میں لکھیں۔ موجودہ زمانہ کے فتن کا کیا علاج تم نے کیا؟ فلسفہ اور سائنس کے اعتراضات کا کیا جواب دیا؟ تبلیغ اسلام کا کیا بندوبست کیا؟ کہاں کہاں تبلیغی مشن قائم کئے؟ کتنے دہریہ، کتنے فلسفی، کس قدر عیسائی اور دوسرے غیر مسلم تمہارے ذریعہ سے مسلمان ہوئے؟ اگر ان سب سوالات کا جواب نفی میں ہے تو مرزا صاحب پر اعتراض کرتے ہوئے اور ان کی بیماریوں کو موجب طعن ٹھہراتے ہوئے کیا تمہیں شرم نہیں آتی؟ تم کہتے ہو کہ حضرت مرزا صاحب کو مرگی کے دورے پڑتے تھے۔ حالانکہ یہ صحیح نہیں لیکن کاش تم میں ایسے مرگی زدہ ہوتے، جن سے وہ خدماتِ اسلامی صادر ہوتیں جو حضرت مرزا صاحب سے ظہور میں آئیں، تم کہتے ہو کہ انہیں قولنج یا خارش کی بیماری تھی، لیکن تم میں سے کتنے ہیں جنہیں ایسی کوئی بیماری لاحق نہیں لیکن حضرت مرزا صاحب کی طرح خدمتِ اسلام کا کوئی کام ان سے صادر نہیں ہوا تم کہتے ہو کہ "مرزا صاحب کا ہاتھ ٹوٹا ہوا (ٹنڈا) تھا" اگر ایسا تھا تو اس ٹوٹے ہوئے ہاتھ سے انہوں نے جو کتابیں لکھیں کاش تم تندرست ہاتھ سے ان کا عشر عشیر بھی لکھ سکتے۔ تم کہتے ہو حضرت مرزا صاحب نامرد ہو گئے تھے، کیا تمہیں نظر نہیں آتا، کہ کسی زمانہ میں حالت مردمی کالعدم ہونے کے بعد اللہ تعالےٰ نے اپنے خاص فضل و کرم سے ایسی طاقت و صحت آپ کو بخشی کہ آپ کے وجود سے چار لڑکے اور دو لڑکیاں پیدا ہوئیں جن کی کثیر اولادیں موجود ہیں۔ اس کھلی تائید الہٰی کو دیکھتے ہوئے آپ کی عارضی حالت نامردی کو پیش کرنا کس قدر بے شرمی کی بات ہے۔ بجائے اس کے کہ ان واقعات سے حضرت مرزا صاحب کا مقرب الہٰی ہونا تسلیم کرتے۔ الٹا ان کو موجب طعن و تشنیع ٹھہراتے ہو، شرم تم کو مگر نہیں آتی؟

شیعی الف لیلا

شیعی پندرہ روزہ "المنتظر" لاہور مئی ۱۹۶۷ء میں لکھتا ہے:-

"زمین کعبہ کی خلقت سے چوبیس ہزار سال پہلے زمین کربلا کو پروردگار عالم نے امن و مبارک قرار دیا۔ اور حسین علیہ السلام کی شہادت سے ایک ہزار سال پہلے ہی سے ملائکہ اس زمین کی زیارت کیا کرتے تھے۔ کوئی پیغمبر ایسا نہیں گذرا جس نے کربلا کی زیارت نہ کی ہو۔"

"زمین مکہ نے مقام فخر و مباہات میں کہا کہ میرا مثل کون ہو سکتا ہے خدا نے اپنا بیت محترم و مقدس اور وہ گھر جس کو اپنی طرف منسوب فرمایا میری پشت پر ہے اور اہلِ عالم میرے گرد طواف کرتے ہیں۔"

"خطاب الہٰی ہوا کہ اے زمین کعبہ خاموش۔ اگر کربلا کی زمین کو پیدا کرنا مقصود نہ ہوتا تو میں تجھ کو پیدا ہی نہ کرتا اور اگر اس کی خلقت منظور نہ ہوتی جو کربلا میں دفن ہونے والا ہے تو میں اس گھر کو ہی پیدا نہ کرتا جس پر تجھ کو فخر ہے۔ زمین کربلا کے سامنے کبھی تفخر نہ کرنا ورنہ تجھ کو جہنم میں ڈال دوں گا۔"

اس الف لیلوی داستان پر شیعی عقیدتمندوں کے سوائے کون ایمان لا سکتا ہے، اس اندھی عقیدت کو کیا کہا جائے جو حقائق سے دور ایسی فرضی داستانوں سے تسکین حاصل کرتی ہے۔

ہفت روزہ پیغام صلح خود پڑھیں اور اسے دیگر احباب تک پہنچائیں۔

اخبار و افکار

بشیر احمد سوز

نیک تجاویز

ہفت روزہ المنبر لائل پور "عرب اسرائیل نمبر" میں رقمطراز ہے :-

اُمت کی اصلاح کی ذمہ داری سب سے پہلے "علماء دین" پر عائد ہوتی ہے علماء اگر یہ نہیں کر سکتے کہ عنداللہ مسئولیت کا شدید احساس رکھتے ہوئے کتاب و سنّت کو سامنے رکھ کر اپنے اختلافات ختم کر لیں تو انہیں کم از کم یہ تو کرنا چاہیئے کہ :-

(ا) نفسِ اسلام کی حفاظت کو اپنے مسلک و مشرب اور اپنے فرقے کی حفاظت سے مقدم و بالاتر رکھیں -

(ب) ان تمام لوگوں کی محبت ، ان کے دل کا قیمتی سرمایہ ہو جو دین کی خدمت اور اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے مصروف جد و جہد ہیں - اس کے لئے مخلص ہیں اور اس کے لئے ایثار و اخلاص جن کا روزمرّہ ہے قطع نظر اس سے کہ ان کا فقہی مسلک کیا ہے اور ذوق و مشرب میں یہ ان سے اختلاف رکھتے ہیں -

(ج) وہ ذاتی عمل کے لئے چاہے عزیمت کو ہر لحظہ معمول بنائیں - لیکن جو طبقات اور افراد لادینی نظریات سے منفعل اور متاثر ہوں وہ ان کے بارے میں اس حد تک وسیع القلب اور وسیع النظر ہوں جس حد تک اسلامی شریعت اجازت دیتی ہے - اور ان کے بارہ میں تشدد اور تقشف سے گریزاں رہیں -

یہ خیالات اور تجاویز بہت ہی قابلِ قدر ہیں ، لیکن سوال یہ ہے کہ جماعت احمدیہ کے بارہ میں "المنبر" اس مسلک کو کیوں اختیار نہیں کرتا اور کیوں اسے بُرا بھلا کہنا اور گالیاں دینا اپنا شعار بنا رکھا ہے ، کبر مقتاً عند اللّٰہ ان تقولوا مالا تفعلون -

دورِ حاضر کا چیلنج اور اتحادِ اسلامی

امامیہ مشن پاکستان ٹرسٹ لاہور کے زیرِ اہتمام شائع ہونے والا ماہنامہ "پیامِ عمل" بابت اکتوبر ۱۹۶۷ء رقمطراز ہے :-

" دورِ حاضر کے چیلنج کا مقابلہ کرنے کا راز مسلمانوں کے اتحاد میں مضمر ہے - تمام اہلِ اسلام کو فرقہ وارانہ تعصب کو خیرباد کہہ کر ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو جانا چاہیئے - محض اس صورت میں اسلام کی عظمت اور احترام کو برقرار رکھا جا سکتا ہے - اور یہ اسی صورت میں ممکن ہے - کہ اختلافات کو برداشت کیا جائے اور اپنے عقائد دوسروں پر مسلّط نہ کئے جائیں - "

یہ ایک نیک جذبہ ہے ، نہ جانے وہ کونسا دن ہو گا جب یہ جذبہ عالمِ اسلام میں محض کاغذی نعرہ بازی کے بجائے عمل کی صورت میں جلوہ گر ہو گا - اتحادِ عالمِ اسلام کا قیام ، تحریک احمدیہ کے بنیادی مقاصد میں سے ہے - پچاس سال سے یہ تحریک مسلمانوں کو اتحاد و اتفاق کی برکتوں سے آگاہ کرتی آرہی ہے لیکن اغراض پسند اشخاص کو ہماری یہ بھلی بات پسند نہ آئی - خدا کا شکر ہے کہ ہماری مساعی رنگ لا رہی ہیں - اور ہمارے دلوں میں بسی ہوئی پچاس سالہ آرزوئیں بھی ہمارے مسلمان بھائیوں کے دلوں کی دھڑکنیں بنتی چلی جا رہی ہیں - اب مسلمانوں کو احساس ہوتا جا رہا ہے کہ اسلام کی عظمت اور احترام کو برقرار رکھنے کے لئے فرقہ وارانہ تعصّبات کو خیرباد کہہ کر بین المسلمین اتحاد و اتفاق کی ضرورت ہے - ہماری دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے دلوں کی کجی کو دور کر کے ان کو اخوت و اتحاد کی لڑی میں پرو دے - اور رحماء بینھم کا مصداق بنا دے -

تکبّر کی بات

نام نہاد اسرائیل کے دارالحکومت تل ابیب میں ایک با اثر یہودی عالم حاخام البرتامی نے ایک عام مذہبی جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے کہا ہے :-

" مسجد اقصےٰ پر قبضہ کر لینے کے بعد ہمیں خوشی ہوئی لیکن ہماری یہ خوشی اس وقت تک پوری نہیں ہو سکتی جب تک ہم یثرب (مدینہ منورہ) میں اپنے پرانے مکانوں اور قلعوں کو واپس نہ لے لیں اور جب تک ہم مدینے کے ایک ایک باشندے کے ساتھ قتل و خون کا معاملہ نہ کر لیں - "

اس بیان سے اسرائیلی قوم کی نیت اور اس کے آئندہ ارادوں کا پتہ چلتا ہے - معلوم ہوتا ہے کہ ظلم و جور کی وہ ضلالتیں جن کی وجہ سے یہ قوم خدا تعالےٰ کے انعام و اکرام اور اس کے فیوض و برکات سے محروم ہو کر مغضوب علیہ قرار پائی تھی - ڈیڑھ ہزار سال کی ذلت و مسکنت کی زندگی بسر کرنے کے بعد بھی اصلاح پذیر نہیں ہوئی - اور وہ ضلالتیں اور خباثتیں اب بھی اس کے رگ و ریشہ میں رچی ہوئی ہیں اور اس کا اظہار یہود اسرائیل کی موجودہ جنگ میں عارضی فتح کے بعد شدّت سے نمایاں ہو رہا ہے - اور انہیں اس فتح نے تکبّر کی انتہائی حد تک پہنچا دیا - تکبّر خدا کو کسی طرح پسند نہیں - جب کبھی افراد اور قوموں کے دلوں میں تکبّر پیدا ہوا خدا تعالےٰ کی بطشِ شدید نے اس پر ایسی کاری ضرب لگائی کہ سخت ترین ذلت و مسکنت کا شکار ہو گئی - اور یہ واردات تو اس قوم کے اپنے اُوپر بھی گذری ہیں افلا یعقلون -

اسلامی احکام کی خلاف ورزی

" سعودی عرب میں شاہ فیصل کے ایک حکم سے قانون نافذ کیا گیا ہے جس کے مطابق سعودی عرب میں رہنے والی کوئی عورت خواہ وہ امریکی اور یورپی ہی کیوں نہ ہو - نیم برہنہ لباس پہن کر بازار میں گھوم پھر نہیں سکتی - کیونکہ اس سے اسلامی احکام کی خلاف ورزی ہوتی ہے - اور سعودی عرب کی قدیم روایات کو دھچکا لگتا ہے شاہ نے کہا ہے کہ عورتوں کا لباس ایسا ہونا چاہیئے جس سے نیم برہنگی مقصود نہ ہو - "

شاہ فیصل کا یہ حکم بجا اور نہایت قابلِ قدر ہے جس سے تمام دنیا کے مسلمانوں بالخصوص مملکت جمہوریہ اسلامیہ پاکستان کو سبق حاصل کرنا چاہیئے اور غیر اسلامی عریانی و برہنگی کے انسداد کے لئے ہر ممکن تدبیر اختیار کرنی چاہیئے -

جلسہ سالانہ کے متعلق

ضروری اعلان

چونکہ امسال دسمبر میں رمضان شریف کا مہینہ ہو گا اس لئے یہ فیصلہ ہوا ہے کہ اس مرتبہ کا جلسہ سالانہ جنوری ۱۹۶۸ء میں منعقد کیا جائے - تاریخیں ۱۸، ۱۹، ۲۰ اور ۲۱ جنوری ۱۹۶۸ء بروز جمعرات ، جمعہ ، ہفتہ ، اتوار مقرر ہوئی ہیں -

ان تاریخوں میں سے ۱۸ جنوری کو بروز جمعرات صرف مستورات کا جلسہ ہو گا -

خاکسار - اللہ بخش - آنریری جنرل سیکرٹری

انسان کی تخلیق، اس کی ضروریات اور انکی فراہمی خدا تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہے۔

انسانی زندگی کے قیام کے لئے اللہ تعالیٰ کے انعامات اس بات کے متقاضی ہیں کہ اسے مانتے ہوئے اسکے احکام کی فرمانبرداری کی جائے

خطبہ جمعہ مؤرخہ ۲۷ اکتوبر ۱۹۶۷ء۔ فرمودہ حضرت امیر قوم مولینا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ بمقام جامع احمدیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

نحن خلقنٰکم فلولا تصدقون۔ افرءیتم ما تمنون۔ ءانتم تخلقونہٗ ام نحن الخالقون نحن قدرنا بینکم الموت وما نحن بمسبوقین ——— (الواقعۃ رکوع ۲) ———

تخلیق انسانی اور اس کی ضروریات کی فراہمی

اللہ تبارک و تعالیٰ نے انسان کو پیدا کرنے سے پیشتر زمین و آسمان پیدا کئے۔ زمین و آسمان میں وہ چیزیں پیدا کیں جو انسان کے نشو و نما کے لئے ضروری ہیں۔ اسی بات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا نحن خلقنٰکم۔ ہم نے انسان کو پیدا کیا۔ اسکو خوبصورت شکل دی۔ جسم و جان اور خوبصورت شکل دینے کے بعد فرمایا رزقنٰکم من الطیّبات ہم نے اسکے خورد و نوش کے لئے اعلیٰ درجہ کی چیزیں بھی فراہم کیں اور ان سب اسباب زندگی کو انسان کی پیدائش سے پہلے ہی اس کی خدمت کے لئے تیار کر دیا۔ اس کائنات میں جس قدر موجودات ہیں انسان ان سب کا سردار ہے۔ اور موجد ہونے کی وجہ سے اس کی تمام ضروریات اور استعدادیں کا اللہ تعالیٰ کو علم ہے۔ اسی بات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا خلق کلّ شیٔ وھو بکلّ شیٔ علیم ہم تمام چیزوں کے موجد ہیں۔ موجد ہونے کی وجہ سے ہم تمام ضروریات کا علم رکھتے ہیں۔

ضروریات انسانی کے دو حصّے
ایک جسمانی اور دوسرا رُوحانی

ضروریات کے دو حصّے ہیں۔ ایک تو انسان کا جسم ہے اور دوسرا اس کا قلب اور رُوح ہے۔ اس قلب اور رُوح کی نشو و نما اور اس کی تربیت کا بھی انتظام کیا گیا ہے۔ اگر جسم کی نشو و نما کے لئے کائنات کی تمام چیزیں پیدا کی ہیں تو قلب و رُوح کے لئے کتاب کی صورت میں ایک ہدایت نامہ بھیجا۔ اس کے اندر ذہنی اور رُوحانی تربیت کا سامان ہے۔ چنانچہ ان آیات میں ان دونوں قسم کی تربیتوں کا ذکر ہے۔ فرمایا نحن خلقنٰکم تم اپنی تخلیق پر غور کرو۔ جس طرح کائنات میں نظم ہے اسی طرح انسان کے جسم میں بھی نظم پایا جاتا ہے۔

کائنات کبریٰ و کائنات صغریٰ

اس دنیا جہان کو کائنات کبریٰ کہتے ہیں۔۔ اور انسان کی تخلیق میں کائنات صغریٰ پائی جاتی ہے۔ ان آیات میں کائنات کبریٰ اور کائنات صغریٰ دونوں کا ذکر ہے ان پر غور کرنے سے خدا سامنے آتا ہے۔ چنانچہ فرمایا سنریھم اٰیٰتنا فی الاٰفاق و فی انفسھم۔ انسان کی اندرونی آیات کی طرف توجہ دلانے کے لئے فرمایا فلولا تصدقون ہم نے تم کو پیدا کیا اور تمہارے اندر ایک کائنات رکھدی تو پھر کیا وجہ ہے کہ تم خدا تعالیٰ کی ہستی کو نہیں مانتے۔

انسان کی قوّتِ ارادی اور اس کے اختیارات

اللہ تعالیٰ نے ایک قوّت ارادی عطا کی ہے اس قوت کے دو حصّے ہیں۔ ایک تو وہ ارادے ہیں جو انسان اپنی کوشش سے پورا کر لیتا ہے اور کچھ ارادے وہ ہیں جن کا پورا ہونا اس کے اختیار سے باہر ہے۔ مثلاً انسان کے جذبات یہ چاہتے ہیں کہ ہمارے ہاں جو لڑکا پیدا ہو وہ دل و دماغ اور عقل و فہم کے لحاظ سے ارسطو ہو، اس کا جسم تندرست ہو۔ اس کی ظاہری خوبصورتی بے نظیر ہو۔ یہ جذبہ فطری ہے اور بہت قوی ہے۔ مگر انسان اس جذبے کے مطابق اولاد پیدا نہیں کر سکتا بادشاہ اور ڈاکٹر اپنے جذبات کے موافق اولاد پیدا کرنے میں فیل ہو جاتے ہیں۔ فرمایا افرءیتم ما تمنون ءانتم تخلقونہ ام نحن الخالقون۔ یہ جو بچہ تمہارے ہاں پیدا ہوتا ہے۔ کیا تم اس کو پیدا کرتے ہو یا ہم۔ تمہارا علم۔ تمہارا تجربہ اور تمہارے جذبات مل کر بھی حسب خواہش بچہ پیدا نہیں کر سکتے۔ کبھی کسی کے ہاں بچّہ پیدا ہوتا ہی نہیں۔ عورت ترستی ہے کہ یا اللہ مجھے کوئی کانی لڑکی ہی دے دے۔ جس کے ساتھ میں کھیلا کروں

معلوم ہوا کہ انسان کو ایسی قوتِ ارادی بھی دی گئی ہے جس سے کام لے کر وہ اپنے مقصد کو پا بھی لیتا ہے اور بعض ارادے ایسے بھی ہیں جن کا پورا ہونا اس کے اختیار سے باہر ہے۔ دل انسان کا ہے۔ مگر دل کی دھڑکن اس کے اختیار میں نہیں ہے۔ وہ چل رہا ہے۔ دل اس کے ارادے کے ماتحت نہیں۔ دماغ اس کے ارادے کے ماتحت نہیں کسی کا اگر خوبصورت اور نوجوان بچہ مر جاتا ہے۔ تو وہ اپنے دماغ کو صدمہ سے نہیں بچا سکتا۔

پیدائش اور موت انسان کے اپنے اختیار میں نہیں۔

بچّہ پیدا کرنا انسان کے اختیار میں نہیں ہے اور نہ ہی اس کی پیدائش کے بعد اس کو موت سے بچانا اس کے اختیار میں ہے نحن قدرنا بینکم الموت موت بھی ہم نے ہی پیدا کی ہے۔ اس پر بھی تمہارا کوئی اختیار نہیں ہے کسی کا بچّہ پیدا ہونے سے پہلے ہی مر جاتا ہے کسی کا بچّہ پیدا ہونے کے بعد مر جاتا ہے کسی کا جوان ہو کر مرتا ہے۔ کوئی شادی کرنے کے بعد مر جاتا ہے۔ تو انسانی فہم، عقل اور قوتِ ارادی کا بہت سا حصّہ تمہارے اختیار سے باہر ہے فلولا تصدقون پھر تم کیوں نہیں مانتے۔

کھیتی اور غلّہ پیدا کرنا انسان کے بس کی بات نہیں

پھر فرمایا افرءیتم ما تحرثون زندگی ہم عطا کرتے ہیں۔ پھر زندگی کے قیام کے سامان بھی ہم ہی پیدا کرتے ہیں۔ تم جو کھانے پینے کی چیزیں بوتے ہو ءانتم تزرعونہ ام نحن الزارعون انہیں ہم پیدا کرتے ہیں یا تم کھیتی کا پھلنا پھولنا انسان کے اختیار میں نہیں ہے۔ خدا کے فضل سے کھیتی کی پیداوار ہاتھ میں آتی ہے۔ جس طرح انسان پیدائش کے بعد موت کا شکار ہے یہی صورت کھیتی کی بھی ہے۔ درختوں کو پھل لگا ہوا ہو، اور کھیت ہرے بھرے کھڑے ہوں لیکن زمیندار آسمان کی طرف دیکھتے ہیں۔ کہ کہیں کوئی قہر اور آفت نہ ٹوٹ پڑے۔ جس سے ہری بھری فصلیں تباہ ہو جاتی ہیں۔

آجکل موسم ایسا ہے کہ انسان گندم کا بیج ڈال سکتا ہے لیکن کاٹ نہیں سکتا۔ اپریل مئی میں کاٹ سکتا ہے یہ انسان کے اختیار میں نہیں کہ کسی اور موسم میں گندم پیدا کر سکے وہ آسمانی قانون کا پابند ہے۔ کپاس کا بھی

موسم مقرر ہے اور گندم وغیرہ کا بھی۔

پانی کی فراہمی اور بارش کا لانا بھی خدا ہی کے ہاتھ میں ہے

پھر پانی کے متعلق فرمایا افرءیتم الماء الذی تشربون۔ یہ پانی جس کی وجہ سے تم زندہ ہو، تمہاری کھیتیاں زندہ ہیں اور تمہارے مویشی زندہ ہیں۔ ءانتم انزلتموہ من المزن ام نحن المنزلون کیا تم اس کو بادلوں سے اتارتے ہو یا ہم اتارتے ہیں۔ بارش پر بھی تمہارا اختیار نہیں ہے۔ کبھی خشک سالی ہو جاتی ہے تو تم۔ تمہارے سائنسدان۔ تمہاری حکومت اور تمہارے خزانے اور سب مل کر بھی بارش نہیں لا سکتے۔ یہ تو خدا تعالےٰ کا اپنا انتظام ہے کہ سمندر سے لاکھوں کروڑوں من پانی بھاپ بنا کر اور ہوا کے نازک پَروں پر لاد کر دُور دراز کی مُردہ اور پیاسی زمینوں پر لا گراتا ہے۔ یہ جہاں گرتا ہے اس زمین کی خاصیت کے لحاظ سے میٹھا یا کھارا ہو جاتا ہے۔ پھر تمہارے اختیار میں نہیں کہ کھارے پانی کو میٹھا کر دو

عقل اور فہم کے باوجود انسان محتاج ہے۔

پس نہ تم بچّہ پیدا کر سکتے ہو، نہ کھیت پکا سکتے ہو، نہ پانی آسمان سے اتار سکتے ہو۔ مطلب یہ کہ سارے کا سارا کارخانہ خدا تعالےٰ کے اپنے ہاتھ میں ہے۔ اس نے انسان کو پیدا کیا۔ اس کو عقل و فہم دیا۔ قوّتِ ارادی بخشی۔ اور پھر بھی وہ محتاج ہے۔

آگ کا سامان بھی خدا ہی نے پیدا کیا ہے

اور پھر فرمایا افرءیتم النار التی تورون پانی کے علاوہ ایک اور چیز ہے جس پر زندگی کا انحصار ہے۔ آگ کے لئے لکڑی کون پیدا کرتا ہے ءانتم انشاتم شجرتھا ام نحن المنشئون کیا تم اس لکڑی یا درخت کو پیدا کر سکتے ہو جس سے آگ بنتی ہے۔ یہ لکڑی یا درخت بھی ہم ہی پیدا کرتے ہیں۔ سائنسدان کہتے ہیں کہ تمام درخت سُورج کی انرجی کو جذب کرتے رہتے ہیں۔ یہ درخت سایہ بھی دیتا ہے۔ گرمیوں میں درخت کا سایہ بڑا خوشگوار ہوتا ہے۔ اسی ٹھنڈ پہنچانے والے درخت میں آگ بھی بند کر رکھی ہے۔ دیاسلائی کے سِرے میں آگ ہے لیکن آگ نظر نہیں آتی باوجود اس کے تمہیں یقین ہے کہ اس کے اندر آگ ہے۔ اسی طرح سے سایہ دار درخت آگ کا خزانہ ہے اور بادشاہ سے لے کر گداگر تک آگ کا محتاج ہے۔ اس کے بغیر ایک دن بھی بسر نہیں ہو سکتا۔ لاکھوں کروڑوں من ایندھن روزانہ استعمال ہو رہا ہے۔ یہ تذکرہ ہے تمہارے لئے یاددہانی ہے۔ فلینظر الانسان الی طعامہ۔ دن رات تمہارے سامنے دسترخوان پر چیزیں آتی ہیں۔ آخر یہ کہاں سے آتی ہیں، یہ سب کچھ خدا ہی پیدا کر رہا ہے اور وہی تمہاری ضروریات کا متکفل ہے۔

. . . .

ان انعامات کے باوجود خدا کو کیوں نہیں مانتے

تم اپنی تخلیق پر غور کرو۔ اسباب زندگی کے ذخیروں پر غور کرو۔ موت و حیات کے بارہ میں اپنے اختیارات پر غور کرو۔ اسباب زندگی کے ذخیروں کو دیکھو کہ ان سب کی پیدائش اور تخلیق میں تمہارا کیا حصہ ہے۔ ان انعامات اور حالات کے ہوتے ہوئے۔ ما غرک بربک الکریم کس چیز نے تمہیں اپنے خدا سے غافل کر رکھا ہے۔ کیا وجہ ہے کہ تم اس خدا کو تسلیم نہیں کرتے اور اس کی فرمانبرداری نہیں کرتے۔

خُطبۂ ثانی

انسانی عقل اور جذبات سے اپیل

یہ خطبہ جو میں نے دیا ہے۔ اس میں خدا تعالےٰ نے انسان کی عقل اور جذبات کو اپیل کی ہے اور فرمایا ہے کہ تمہارے جسم اور رُوح ہر دو حصّوں کی نشو و نما اور تربیت کے سامان ہم نے پیدا کئے ہیں۔ ایسے خدا کو تم کیوں نہیں مانتے۔ ماننا دو طرح سے ہے۔ ایک ماننا تو یہ ہے کہ صرف کلمہ لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ پڑھ لینا۔ اور دوسرا ماننا عملی صورت ہے وہ یہ کہ خدا کے احکامات کی فرمانبرداری کی جائے۔ اور اس کے فرستادہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کے ارشادات کی فرمانبرداری کی جائے۔

نماز کی تاکید اور اس کے فوائد

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے بڑا زور دیا ہے اس بات پر کہ نماز پڑھنے کی عادت ڈالی جائے نماز پڑھنا ہزار برائیوں کا علاج ہے۔ ایک دفعہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے صحابہ کرام رضہ سے پُوچھا کہ اگر تمہارے گھر کے سامنے سے نہر بہتی ہو اور پانچ وقت تم اس میں غسل کرو تو پھر کیا تمہارے بدن پر کوئی میل کچیل رہ جائے گی۔ عرض کیا گیا نہیں۔ فرمایا یہی حال نماز کا ہے۔ پانچ وقت اس نہر میں غسل کرو گے تو تمہارا رُوح اور قلب پاک و صاف ہو جائے گا ان کی میل کچیل دھل جائے گی۔ صرف کلمہ پڑھ لینا اور بات ہے۔ اور خدا اور اس کے رسول صلعم کے احکام ارشادات پر عمل کرنا دوسری بات ہے اور یہی اصل ماننا ہے۔ اعمال کی جڑھ نماز ہے۔ ہمیں چاہیئے کہ ہم ہمارے دوست۔ بیبیاں۔ بیٹیاں، بچّے۔ سب رشتہ دار خدا اور رسولؐ کے فرمانبردار بن جائیں اور نماز پڑھنے کی عادت ڈالیں۔ اخلاق اور اعمال کو درست کرنے کے لئے یہی ایک چیز سب سے زیادہ موثر ہے اس پر کاربند ہونا چاہیئے۔

ایک تکلیف دہ خبر

آج ایک تکلیف دہ خبر آئی ہے۔ ہمارے ایک بزرگ بھائی ایبٹ آباد کے قریب ایک بستی میں رہتے تھے وہ ترک خاندان سے تھے۔ ان کا اسم گرامی صوبیدار محمد عمر خان صاحب تھا۔ وہ اپنے فرزند محمد بیدار کے ساتھ میری ملاقات کے لئے ایبٹ آباد میں تشریف لائے تھے۔ ان کا انتقال ہو گیا ہے۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔

نماز جمعہ کے بعد انشاء اللہ مرحوم کے لئے جنازہ غائبانہ پڑھا جائے گا۔ (جنازہ پڑھا گیا)

ایبٹ آباد میں ایک ہمارے بھائی ماسٹر غلام ربّانی صاحب ہیں وہ نہایت مخلص ہیں۔ ان کی صحت بہت اچھی تھی۔ مگر وہ آناً فاناً سخت بیمار ہو گئے ہیں۔ وہ اور ان کے اہل و عیال مضطرب ہیں۔ وہ التماس کرتے ہیں کہ جماعت اُن کی صحت کے لئے دُعا کرے۔ آیئے سب مل کر دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ انہیں کامل صحت عطا فرمائے۔ (دعا کی گئی)

ظلّی نبی کا مفہوم
"ایک غلطی کا ازالہ" کے بعد

چک ۲ جنوبی سے نور محمد صاحب مبلغ انجمن لکھتے ہیں:-

جولائی اور اگست کے مہینوں میں جماعت ربوہ میں (وقف عارضی) کے نام سے ایک تحریک کے سلسلے میں بیرونی جماعتوں کے دو وفد پندرہ پندرہ دن آکر یہاں مقیم رہے اور گاہے بگاہے ان وفدوں کی نگرانی کے لئے ضلعی امیر صاحب بھی آتے رہے۔ ان وفدوں سے میرا تبادلۂ خیالات ہوتا رہا مسئلہ زیر بحث نبوت و خلافت تھا۔ آج کل جماعت ربوہ لفظ ظلّی کا بطور خاص ذکر کرنے لگی ہے۔ ان دونوں وفدوں نے میرے اس سوال کا جواب مرکز سے حاصل کر کے دینے کا وعدہ کیا گویا انہیں اعتراف کرنا پڑا کہ اس سوال کا جواب ان کے پاس نہیں۔ اب دیکھئے وہ کیا جواب دیتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ جبکہ وہ مانتے ہیں کہ کتاب "ایک غلطی کا ازالہ" سے پیشتر کی تمام تصانیف میں حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے ظلّی نبی ہونے کا اقرار کیا ہے۔ اور ایک غلطی کے ازالے میں بھی حضرت مرزا صاحبؑ نے اپنی نبوت کو بطور ظلّ کے پیش کیا ہے۔ تو پھر وہ کونسی نئی نبوت ہے جس کا (بقول جماعت ربوہ) حضرت صاحبؑ نے سنہ ۱۹۰۱ء میں دعوے کیا تھا اور اگر سنہ ۱۹۰۱ء سے پیشتر کی ظلّی نبوت نبوت نہیں تو پھر سنہ ۱۹۰۱ء کے بعد کی وہی ظلّی نبوت، نبوت کیسے بن گئی۔ اور نیز یہ کہ کونسا دعوے ہے جس کو حضرت صاحبؑ نے سنہ ۱۹۰۱ء میں تبدیل کیا۔ میرا کیس یہ تھا کہ جب خلیفہ محمود صاحب خود اقراری ہیں کہ سنہ ۱۹۰۱ء سے پہلے حضرت صاحب نے دعوے نبوت نہیں کیا یعنی ظلّی نبی کی نبوت نہیں ہوتی۔ تو بعد میں اسی ظلّی نبوت کو عین نبوت کیسے مانا جا سکتا ہے ؟

مولانا شیخ عبدالرحمن صاحب مصری

علماء ربوہ کا حضرت مسیح موعودؑ کے بعض الہامات کو امیر جماعت احمدیہ لاہور مولانا مولوی محمد علی صاحب مرحوم و مغفور پر چسپاں کرنا خشیۃ اللہ کو خیرباد کہنے کے مترادف ہے

حضرت مولانا کا تقوے میں بلند مقام

لاہور میں ایک بے شرم کا مصداق کون تھا

حضرت اقدس مسیح موعودؑ کا ایک الہام ہے "لاہور میں ایک بے شرم ویل لک ولافکک" یعنے تیرے لئے اور تیرے جھوٹ کے لئے ویل ہے۔ علماء ربوہ حضور کے اس الہام کا مصداق ہمارے امیر مرحوم و مغفور کو قرار دیتے رہے ہیں۔ میں نے نہایت قوی دلائل اور بیّن واقعات کی رُو سے ثابت کیا تھا کہ اس الہام ربانی کا مصداق لاہور کا بابو الٰہی بخش اکونٹنٹ تھا۔ اس شخص نے حضرت مسیح موعودؑ کی نعوذ باللہ ہلاکت کی جھوٹی پیشگوئیاں کی تھیں اور اس کا انکار اسی پر آخر میں ویل لیکر آیا۔ حضرت اقدسؑ نے بھی اس کی ناکام موت کی پیشگوئی کی ہوئی تھی۔ اسی لئے مذکورہ بالا دونوں الہاموں کے بعد یہ الہام ہے "انی لعینت" یعنے یقیناً میں نے ہی اس کی موت کی خبر دی ہوئی تھی چنانچہ یہ شخص حضرت مسیح موعودؑ کے الہامات کو سچا ثابت کرتے ہوئے لاہور میں ہی طاعون سے ہلاک ہو گیا اور اس بات کا قطعی ثبوت بہم پہنچا گیا کہ اس کا دعوے ملہم ہونے کا یا جھوٹا تھا یا اس کے نفس کا دھوکہ تھا اس نے اپنی کتاب عصائے موسیٰ میں بہت سے الہامات نعوذ باللہ حضور کی تباہی اور حضور کے سلسلہ کی تباہی کے متعلق شائع کئے تھے میرے اس مضمون پر علماء ربوہ بالکل خاموش ہو گئے اور آج تک اس کی تردید میں ایک لفظ بھی نہیں کہہ سکے لیکن اب قاضی محمد نذیر صاحب لائلپوری نے اپنی کتاب "غلبۂ حق" میں پھر مذکورہ بالا الہام کو ہمارے امیر مرحوم و مغفور پر چسپاں کرنے کی قابل مذمت کوشش کی ہے۔

یہاں اس بات کا ذکر بھی خالی از فائدہ نہ ہوگا کہ دونوں جماعتوں میں اختلاف سے قبل بھی جماعت کی طرف سے الہام مذکورہ بالا کو بابو الٰہی بخش پر ہی چسپاں کیا جا چکا تھا گو مضمون لکھتے وقت مجھے اس کا علم نہ تھا۔ آج کل ہی میری نظر سے وہ مضمون گذرا ہے جس میں الہام مذکورہ بالا کو بابو صاحب مذکور پر چسپاں کیا ہوا ہے۔

کیا حضرت امیر مرحوم سے کوئی بے شرمی کا کام سرزد ہوا

ظاہر ہے کہ بے شرم وہی ہو سکتا ہے جس سے بے شرمی اور بے حیائی کے کام سرزد ہوں لیکن دوست و دشمن شہادت دے سکتے ہیں کہ لاہور میں ہمارے حضرت امیر مرحوم و مغفور کی زندگی نہایت ہی پاکیزہ اور متقیانہ زندگی گذری ہے اور ایک سچے اور مخلص خادم اسلام کی حیثیت سے انہوں نے اپنی زندگی کے ایام بسر کئے ہیں۔ اور حضرت مسیح موعودؑ کے علم کلام سے مستفیض ہو کر خدا کی عطا کردہ قلم سے انہوں نے زندگی کے آخری لمحہ تک اسلام کو دیگر ادیان پر غالب ثابت کرنے کے لئے دنیا کو وہ قیمتی اور مفید لٹریچر دیا جس سے رہتی دنیا تک دنیا فائدہ اٹھا سکتی ہے۔ ہزاروں نے اس وقت فائدہ اٹھایا اور آئندہ نسلوں کے بھی ہزاروں افراد اس سے فائدہ اٹھائیں گے اور ہزاروں کی ہدایت کا موجب اس وقت بھی ہوا اور ہزاروں کی ہدایت کا موجب آئندہ بھی ہوگا ان شاء اللہ تعالےٰ۔

ربوہ سے تعلق رکھنے والے احمدی احباب کے لئے لمحہ فکریہ

جماعت ربوہ سے تعلق رکھنے والے احمدی احباب کو اس امر پر غور کرنے کی طرف توجہ دلاتا ہوں کہ وہ خدارا سوچیں کہ کیا اسلام کی تائید میں پُرزور دلائل سے بھرا ہوا لٹریچر تیار کرنا اور مخالفین اسلام کے اعتراضات کا ایسا قلع قمع کرنا جس سے ہمیشہ کے لئے ان کے منہ بند ہو جائیں پھر حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت پر ایسے مسکت دلائل پیش کرنا جن کے جواب سے مخالفین عاجز آ جائیں اور پھر سلسلہ احمدیہ کے قیام کی ضرورت اور اس کی صداقت کو نہایت مؤثر طریق سے ذہن نشین کرانے کے لئے متعدد کتابیں لکھنا پھر میں کہتا ہوں خدارا غور کرو کہ کیا یہ تمام کام بے شرمی کے کام ہیں لاہور میں آکر حضرت مولانا مرحوم و مغفور نے ان کے سوا اپنی تمام زندگی میں اور کیا کام کئے ہیں اگر یہ کام بے شرمی کے کام ہیں تو میں حضرت مسیح موعودؑ کے قول

"بعد از خدا بعشق محمد مخمرم
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم"

کی اقتداء میں یہ کہتا ہوں کہ یہ بے شرمی ایسی بے شرمی ہے جس پر حضرت امیر مرحوم جتنا بھی فخر کرتے تھوڑا تھا اور جس پر ہم بھی جتنا فخر کریں تھوڑا ہے کیونکہ یہ بے شرمی نہایت ہی مبارک بے شرمی ہے کاش قوم میں ایسے بے شرم کثرت سے پیدا ہو جائیں تا اسلام کا بول بالا ہو اور اس کا جھنڈا دیگر تمام ادیان کے جھنڈوں پر ہمیشہ کے لئے بلند رہے آمین۔

حضرت مسیح موعودؑ کی ایک عبارت کو سیاق و سباق سے کاٹ کر پیش کر کے مولانا مرحوم پر اسے چسپاں کرنا

علماء ربوہ عموماً حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی مندرجہ ذیل عبارت:—

"کئی چھوٹے ہیں جو بڑے کئے جائیں گے اور کئی بڑے ہیں جو چھوٹے کئے جائیں گے پس مقام خوف ہے"

نقل کر کے اس کا جماعت لاہور کے بزرگوں کو عموماً اور حضرت امیر مرحوم و مغفور کو خصوصاً اس کا مصداق قرار دیتے چلے آ رہے ہیں۔ اور قاضی محمد نذیر صاحب لائلپوری نے بھی اپنی کتاب "غلبۂ حق" میں مندرجہ بالا عبارت کو نقل کر کے جماعت لاہور کے بزرگوں کو ہی بشمول حضرت امیر مرحوم و مغفور اس کا مصداق قرار دیا ہے۔ لیکن مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ حضور کی مندرجہ بالا عبارت سے قبل کی تمام عبارت کو حذف کر دیا گیا ہے جو قطعی طور پر اس امر کا فیصلہ کر دیتی ہے کہ جماعت لاہور کے بزرگوں پر یہ عبارت چسپاں ہو ہی نہیں سکتی اس لئے ذیل میں مکمل عبارت نقل کی جاتی ہے تاکہ احباب ربوہ تعصب اور عناد کو دلوں سے نکال کر غور کریں کہ کیا ان کا یہ فعل خشیۃ اللہ اور تقوے اللہ کے منافی نہیں وہ عبارت یہ ہے:—

"اسی طرح براہین احمدیہ کے حصص سابقہ میں خدا تعالےٰ نے میرا نام نوح بھی رکھا ہے۔ اور میری نسبت فرمایا ہے <u>ولا تخاطبنی فی الذین ظلموا انہم مغرقون</u> یعنی میری آنکھوں کے سامنے کشتی بنا اور ظالموں کی شفاعت کے بارے میں مجھ سے کوئی بات نہ کر کہ میں ان کو غرق کر دوں گا خدا نے نوحؑ کے زمانہ میں ظالموں کو قریباً ایک ہزار سال تک ... مہلت دی تھی اور اب بھی خیر القرون کی تین صدیوں کو علیحدہ رکھ کر ہزار برس ہی ہو جاتا ہے۔ جبکہ نوحؑ کی قوم عذاب سے ہلاک کی گئی تھی اور خدا تعالےٰ نے مجھے فرمایا اصنع الفلک باعیننا ووحینا ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیھم یعنی میری آنکھوں کے روبرو اور میرے حکم سے کشتی بنا وہ لوگ جو تجھ سے بیعت کرتے ہیں وہ نہ تجھ سے بلکہ خدا سے بیعت کرتے ہیں۔ یہ خدا کا ہاتھ ہے جو ان کے ہاتھوں پر ہے۔ یہی بیعت کی کشتی ہے جو انسانوں کی جان اور ایمان بچانے کے لئے ہے لیکن بیعت سے مراد وہ بیعت نہیں جو صرف زبان سے ہوتی ہے۔ اور دل اس سے غافل بلکہ روگرداں ہے بیعت کے معنی بیچ دینے کے ہیں پس <u>جو شخص درحقیقت اپنی جان اور مال اور آبرو کو اس راہ میں بیچتا نہیں</u> میں

سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ خدا کے نزدیک بیعت میں داخل نہیں بلکہ میں دیکھتا ہوں کہ ابھی تک ظاہری بیعت کرنے والے بہت ایسے ہیں کہ نیک ظنی کا مادہ بھی ہنوز ان میں کامل نہیں۔ اور ایک کمزور بچے کی طرح ہر ایک ابتلاء کے وقت ٹھوکر کھاتے ہیں اور بعض بدقسمت ایسے ہیں کہ شریر لوگوں کی باتوں سے جلد متاثر ہو جاتے ہیں اور بدگمانی کی طرف ایسے دوڑتے ہیں جیسے کتا مردار کی طرف۔ پس میں کیونکر کہوں کہ وہ حقیقی طور پر بیعت میں داخل ہیں۔ مجھے وقتاً فوقتاً ایسے آدمیوں کا علم بھی دیا جاتا ہے مگر اذن نہیں دیا جاتا کہ ان کو مطلع کروں کئی چھوٹے ہیں جو بڑے کئے جائیں گے اور کئی بڑے ہیں جو چھوٹے کئے جائیں گے۔ پس مقام خوف ہے۔" (براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۸۶-۸۷)

جماعت ربوہ سے تعلق رکھنے والے ان احمدی بھائیوں کی خدمت میں نہایت ہمدردی اور اخلاص کے ساتھ عرض پرداز ہوں جو سنجیدگی اور خشیۃ اللہ کو مدنظر رکھ کر محض حقائق اور واقعات پر غور کرنے کے عادی ہیں کہ وہ خدارا غور کریں کیا حضور کی مندرجہ بالا عبارت کے خط کشیدہ حصہ کا مصداق لاہور کے بزرگ خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم اور شیخ رحمت اللہ صاحب مرحوم اور ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب مرحوم اور ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب مرحوم اور قادیان کے بزرگ مولینا مولوی محمد علی صاحب مرحوم ہو سکتے تھے اور کیا واقعات کو سامنے رکھتے ہوئے اس امر کا امکان بھی ہو سکتا ہے کہ حضور کا اشارہ اس عبارت میں مندرجہ بالا بزرگوں کی طرف ہو۔

کیا یہ حقیقت نہیں کہ یہ تمام بزرگ بیعت کی حقیقت کو کما حقہٗ سمجھتے تھے اور انہوں نے اپنا مال اپنی جان اور اپنی آبرو سب کچھ حضرت اقدسؑ اور حضور کے سلسلہ پر قربان کیا ہوا تھا۔ خدارا غور کریں کیا مندرجہ بالا بزرگ حضورؑ کے نزدیک ایسے تھے کہ حضورؑ کے متعلق نیک ظنی کا مادہ بھی ان بزرگوں میں اس وقت تک یعنی ۱۹۰۵ء تک کامل نہیں ہوا تھا۔ اور کیا یہ بزرگ حضورؑ کے نزدیک ان لوگوں میں داخل تھے جو ہر ابتلاء کے وقت ٹھوکر کھا جایا کرتے تھے اور شریر لوگوں کی باتوں سے فوراً متاثر ہو کر حضورؑ پر بدگمانی کرنے میں اس طرح دوڑتے تھے جس طرح کتا مردار کی طرف دوڑتا ہے۔

حضرت مولوی محمد علی صاحب مرحوم کی مثال

ہمارے امیر مرحوم و مغفور حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب کے حالات پر ہی غور کر دحضورؑ نے مندرجہ بالا عبارت میں صریح الفاظ میں فرمایا ہے کہ مندرجہ بالا قابلِ اعتراض صفات جن لوگوں میں پائی جاتی ہیں ان لوگوں کے متعلق مجھے وقتاً فوقتاً خدا تعالیٰ کی طرف سے علم بھی دیا جاتا ہے جس کے معنے یہ ہوئے کہ اگر حضور کی عبارت مندرجہ بالا میں حضور کا اشارہ نعوذ باللہ مولوی محمد علی صاحب مرحوم تھے اور خدا کی طرف سے حضور کو اس کا علم بھی دیا گیا تھا تو کیا ایسی حالت میں حضور مولینا مرحوم کے متعلق یہ الفاظ کہہ سکتے تھے کہ مولوی صاحب اگر آپ کو طاعون ہو جائے تو میرے الہام بھی جھوٹے اور میرا دعویٰ بھی جھوٹا

گھر میں رہنے والوں کے متعلق تو یہ شرط تھی کہ بشرطیکہ وہ سرکش اور متکبر نہ ہوں اگر خدانخواستہ مولینا مرحوم حضورؑ کے گھر میں رہتے ہوئے طاعون سے مر بھی جاتے تو حضورؑ کہہ سکتے تھے کہ ان میں سرکشی اور استکبار کا مادہ تھا اس لئے مر گئے خصوصاً جبکہ بقول آپ لوگوں کے ان کی بیعت کی کیفیت کا علم خدا تعالیٰ کی طرف سے حضورؑ کو دیا بھی جا چکا تھا اور پھر طرفہ یہ کہ حضور فرماتے ہیں کہ یہ علم خدا کو ہی ہے کہ سرکشی وغیرہ سے کون محفوظ ہے اگر حضرت مولینا مرحوم کے متعلق خدا نے ہی حضورؑ کو یہ علم نہ دیا ہوتا تو حضورؑ کس طرح تحدی کے ساتھ یہ کہہ سکتے تھے کہ اگر آپ کو طاعون ہو جائے تو میرا دعوے جھوٹا میرا الہام جھوٹے۔ پھر اس بات پر بھی غور کرو کہ خدا جس کو صالح نیک ارادے رکھنے والا کہے اور جسے حضورؑ کے ساتھ دائمی معیت کے انعام سے نوازے اس کو حضورؑ کبھی ان لوگوں میں شمار کر سکتے تھے جو صرف ظاہری طور پر تو بیعت میں داخل ہوں لیکن حقیقت سے کوسوں دور۔ پھر اس بات پر بھی غور کرو کہ جس شخص کے متعلق حضور کی فراست مومنانہ شہادت دے کہ یہ نیکی اور تقوے میں ترقی کرے گا اور خدمت دین میں دوسروں کے لئے قابلِ تقلید نمونہ ہوگا اور مخالفین اسلام کے مقابلہ میں اسلام کی تائید میں بلند پایہ مضامین لکھے گا اس کے متعلق حضور کبھی یہ لکھ سکتے تھے کہ "میں کیونکر کہوں کہ وہ حقیقی طور پر بیعت میں داخل نہیں۔ پھر مولینا مرحوم کے متعلق ذیل میں حضور کی چند عبارتیں پیش کرتا ہوں ان پر بھی خدا غور کر لیں:-

"محبی اخویم مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے سلمہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

عنایت نامہ پہنچا۔ میں آپ کے لئے بدل وجان دعا میں مشغول ہوں۔ اللہ تعالیٰ خدائے غفور الرحیم آپ کو کامیاب فرمائے۔"

"محبی اخویم مولوی محمد علی صاحب سلمہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

جیسی آپ محنت اور کوشش محض خالصاً للہ کر رہے ہیں۔ دل سے دعا نکلتی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اس کی نیک جزا آپ کو بخشے۔ آمین"

"مجھے آپ پر نہایت نیک ظن ہے۔ اور میں خیال کرتا ہوں کہ آپ اس سرحد میں بہت ترقیات کر لیں گے۔ میرا مدت سے ارادہ ہے کہ اپنی جماعت کو دو گروہوں میں تقسیم کروں ایک وہ گروہ جو کچھ دنیا کے ہیں اور کچھ دین کے اور بڑے بڑے امتحانوں کو برداشت نہیں کر سکتے۔ دوسرا گروہ جو پورے صدق اور پوری وفاداری سے اس دروازے میں داخل ہوئے ہیں اور درحقیقت اپنے تئیں اس راہ میں سمجھتے ہیں اور میں چاہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ آپ کو دوسرے گروہ میں سے کرے"

"محبی اخویم مولوی محمد علی صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کا رقعہ میں نے پڑھا۔ آپ پر بہت ہی نیک ظن ہے اسی وجہ سے میں آپ کے ساتھ خاص محبت رکھتا ہوں اگر آپ کی خدا تعالیٰ کے نزدیک فطرت نیک نہ ہوتی تو میرا اس قدر نیک ظن ہو نہ سکتا تھا۔ ہرگز نہ ہوتا مگر میں دل سے اور دلی جوش سے آپ سے محبت رکھتا ہوں اور آپ کے لئے اکثر پنج وقت غائبانہ دعا کرتا ہوں امید ہے کسی وقت وہ دعائیں اپنا اثر دکھائیں گی اور یہ کہ کسی وقت آپ کو بعض جذبات محسوس ہوں اور دل اس سے غمگین ہو تو یہ امر خدا تعالیٰ کے فضل کو رد نہیں کر سکتا۔ آخر نیک فطرت انسان پر فضل ہو جاتا ہے۔ غرض ہر طرح سے تسلی رکھیں میں دلی جوش سے آپ کی دنیا آخرت اور جسم و جان کے لئے دعا میں مشغول ہوں اور اس کے آثار اور تاثیرات کا منتظر ہوں۔

والسلام۔ مرزا غلام احمد عفی عنہ"

وہ احباب جو حضرت اقدسؑ کی اولاد کے متعلق حضورؑ کی دعاؤں کی آڑ لے کر ہم کو زیر الزام لانے کی کوشش کرتے رہتے ہیں وہ اس بات پر غور کریں کہ حضورؑ تو مولوی محمد علی صاحب کے لئے دن رات دعاؤں میں مشغول رہنے کا بار بار ذکر فرما رہے ہیں۔ اگر ایسی پُر اخلاص اور محبت سے بھری ہوئی دعائیں آپ لوگوں کے نزدیک رد ہو گئیں ہیں تو اولاد کے متعلق دعائیں کیوں رد نہیں ہو سکتیں۔ ان کے قبول ہونے کی کیا گارنٹی ہے۔

"۱۲ فروری ۱۹۰۷ء کو مولوی محمد علی صاحب کو حضرت اقدس نے بلا کر فرمایا کہ ہم چاہتے ہیں یورپ اور امریکہ کے لوگوں پر تبلیغ کا حق ادا کرنے کے لئے ایک کتاب انگریزی میں لکھی جائے۔ اور یہ آپ کا کام ہے۔ آج کل ان ملکوں میں جو اسلام نہیں پھیلتا .... اس کا سبب یہی ہے کہ وہ لوگ اسلام کی حقیقت سے واقف نہیں .... ان لوگوں کا حق ہے کہ ان کو حقیقی اسلام دکھایا جائے جو خدا تعالیٰ نے ہم پر ظاہر کیا ہے۔ اور وہ امتیازی باتیں جو خدا تعالیٰ نے اس سلسلہ میں رکھی ہیں وہ ان پر ظاہر کرنی چاہئیں .... ان سب باتوں کو جمع کیا جائے جن کے ساتھ اسلام کی عزت اس زمانے میں وابستہ ہے" ......

خدارا غور فرمائیں کہ پہلے مندرجہ بالا اہم دینی مقصد کو

عملی جامہ پہنانے کے لئے ساری جماعت میں سے اگر کسی شخص پر حضور کی نظر انتخاب پڑتی ہے تو وہ مولینا مولوی محمد علی صاحب مرحوم و مغفور پر ہی پڑتی ہے۔ پھر حضور کے یہ الفاظ "ہم چاہتے ہیں کہ یورپ اور امریکہ کے لوگوں پر تبلیغ کا حق ادا کرنے کے لئے ایک کتاب انگریزی میں لکھی جائے اور یہ آپ کا کام ہے"! کیا اس کے صاف یہ معنی نہیں کہ تبلیغ حق کا کام جو اصل میں تو خدا تعالےٰ کی طرف سے آپ کے ہی سپرد کیا گیا تھا لیکن اس کام کو اللہ تعالےٰ کی منشاء کے مطابق سرانجام دینے کا اہل حضور مولینا مولوی محمد علی صاحب مرحوم کو قرار دے رہے ہیں۔ گویا حضور کو یقین ہے کہ مولینا مرحوم ہی کچھ لکھیں گے جو حضور لکھنا چاہتے ہیں۔ غور کرو کس قدر مکمل اعتماد ہے حضور کا مولینا مرحوم پر۔ پھر مولینا نے اپنی کتاب لکھ کر حضور کے اعتماد کو عملاً درست بھی ثابت کر دیا۔ افسوس ایسے شخص کو آپ لوگ اپنی ملامت کا ہدف بنانے کی کوشش کرتے رہتے ہیں اتق اللہ یا اخی۔

پھر فرماتے ہیں :۔

"ریویو آف ریلیجنز کا ذکر تھا۔ ایک صاحب نے تعریف کی اس کے مضامین نہایت اعلےٰ ہوتے ہیں (حضرت صاحب نے فرمایا) اس کے ایڈیٹر مولوی محمد علی صاحب ایک لائق اور فاضل آدمی ہیں۔ ایم۔ اے پاس ہیں۔ اور اس کے ساتھ دینی مناسبت رکھتے ہیں۔ ہمیشہ اول درجہ پر پاس ہوتے ہیں اور ایم اے میں ان کا نام درج تھا۔ مگر سب باتوں کو چھوڑ کر یہاں بیٹھ گئے۔ یہی سبب ہے کہ خدا تعالےٰ نے ان کی تحریر میں برکت ڈالی ہے"

خدا کے مسیح کا فرمان کیسا صحیح ثابت ہوا ہے کیا مولانا مرحوم کی تحریریں ہزاروں کی راہنمائی کا موجب ثابت نہیں ہوئیں۔ اس سے بڑھ کر اور کیا برکت ہو سکتی ہے پھر فرماتے ہیں :۔

"ہماری غرض مدرسہ کے اجراء سے صرف یہ ہے کہ دین کو دنیا پر مقدم کیا جائے مروجہ تعلیم کو اس واسطے ساتھ رکھا گیا ہے کہ یہ علم خادم دین ہو۔ ہماری غرض یہ نہیں کہ ایف اے یا بی اے کر کے دنیا کی تلاش میں مارے مارے پھریں ہمارے پیش نظر تو یہ امر ہے کہ ایسے لوگ دین کے لئے زندگی بسر کریں اور اسی لئے مدرسہ کو ضروری سمجھتا ہوں، کہ شاید دینی خدمت کے کام آئے مشکل یہ ہے کہ جس کو ذرا بھی استعداد ہو جائے وہ دنیا کی طرف جھک جاتا ہے میں یہ چاہتا ہوں کہ ایسے لوگ پیدا ہوں جیسے مولوی محمد علی صاحب کام کر رہے ہیں۔ زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں اور وہ اکیلے ہیں ان کا [illegible] بنانے والا اور قائم مقام نظر نہیں آتا"

ڈائری الحکم ۳۰ نومبر ۱۹۰۵ء

خط کشیدہ الفاظ پر غور کرو کیا یہ حقیقت نہیں کہ جماعت مولانا مرحوم جیسا لکھنے والا انسان پیدا نہیں کر سکی حقیقت یہی ہے گو تعصب کی وجہ سے زبان سے اس کا اقرار نہ کیا جائے دل ضرور اس کو تسلیم کریں گے۔

پھر فرماتے ہیں :۔

اگر کسی کے باطن میں کوئی حصہ روحانیت کا ہے تو وہ مجھ کو قبول کر لے گا میں چاہتا ہوں کہ ایک کتاب تعلیم کی لکھوں اور مولوی محمد علی صاحب اس کا ترجمہ کریں اس کتاب کے تین حصے ہوں گے۔ ایک یہ کہ اللہ تعالےٰ کے حضور میں ہمارے کیا فرائض ہیں اور دوسرے یہ کہ اپنے نفس کے ہم پر کیا کیا حقوق ہیں۔ اور تیسرے یہ کہ بنی نوع کے ہم پر کیا کیا حقوق ہیں"

(منظور الہٰی ص ۱۶۳)

حضرت اقدس تو اپنی زندگی میں ایسی کتاب نہ لکھ سکے لیکن حضور کے شاگرد سعید یعنی مولانا محمد علی صاحب مرحوم و مغفور نے کتاب ریلیجن آف اسلام لکھ کر حضور کی اس خواہش کو پورا کر دیا۔

پھر حضور نے یورپ اور امریکہ کے لوگوں تک اسلام کی سچائی پہنچانے کے لئے انگریزی میں ایک رسالہ جاری کرنے کا فیصلہ کیا اس کی ایڈیٹری کے لئے بھی حضور کی نظر انتخاب مولانا مرحوم اور خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم پر پڑی اور جب ان دونوں بزرگوں نے اس رسالہ کی ایڈیٹری کی غرض کو سرانجام دینا قبول کر لیا تو حضور نے بڑی خوشی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا :۔

"ان ہر دو صاحبان نے اس خدمت کو قبول کر لیا ہے درحقیقت عملاً مولنا مرحوم ہی اس کام کو سرانجام دیتے رہے۔

ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب مرحوم کے متعلق حضور کی شہادت۔ تذکرہ ص ۲۹۹

"جولائی ۱۸۹۷ء میں جب عزیزی مرزا یعقوب بیگ صاحب نے اسسٹنٹ سرجنی کا آخری امتحان دیا اور ہم نے ان کے لئے دعا کی تو الہام ہوا کہ "تم پاس ہو گئے ہو" یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ وہ پاس ہو گیا ہے کیونکہ مخلصوں کے لئے جو یگانگت کی حد تک پہنچتے ہیں ایسے فقرے آ جاتے ہیں بالآخر عزیز مذکور اپنے امتحان میں بڑی خوبی سے کامیاب ہوا"

اب غور کرو کہ جس شخص کے متعلق حضور یہ شہادت دیں کہ وہ اپنے اخلاص میں یگانگت کی حد تک پہنچ چکا ہے کیا ایسا حقیقی معنی میں بیعت نہ کرنے والا کہلا سکتے تھے۔

لاہور کے ممبروں کے متعلق حضور کا الہام۔

مولنا مولوی محمد علی صاحب مرحوم و مغفور اور ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب مرحوم کے علاوہ لاہور کے دیگر ممبروں کے متعلق بھی حضور کی اچھی رائے موجود ہے لیکن یہاں ایک الہام

"لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں۔ ان کو اطلاع دی جاوے نظیف مٹی کے ہیں وسوسہ نہیں رہے گا مگر مٹی رہے گی" لاہور میں ہمارے پاک ممبر ہیں وسوسہ پڑ گیا ہے پر مٹی نظیف ہے۔ وسوسہ نہیں رہیگا مٹی رہیگی" (تذکرہ ص ۱۴۸)

اس الہام میں جس وسوسہ کا ذکر ہے وہ وہی وسوسہ ہے جو علماء ربوہ نے ان بزرگوں کے متعلق اپنی جماعت کے لوگوں کے دلوں میں ڈالا ہوا ہے انشاء اللہ تعالےٰ جوں جوں اصل حقیقت جماعت کے سامنے آتی جائے گی ان کا پیدا کردہ یہ وسوسہ بھی دور ہوتا جائے گا۔ خدا کے فضل سے اس کا دور ہونا شروع ہو گیا ہے۔ پس حضور کی عبارت میں جو بڑوں کو چھوٹا کیا جانے کا ذکر ہے اس کا یہی مطلب ہے کہ حضور فرماتے ہیں کہ جماعت پر ایسا وقت آنے والا ہے کہ میرے مخلصین کو جو اس وقت جماعت میں بڑے ہیں اور بڑے رہنے کا حق رکھتے ہیں ان کو چھوٹا کرنے اور ذلیل کرنے کی کوشش کی جائے گی اور اسی کی طرف الہام میں مذکورہ وسوسہ اشارہ کر رہا ہے پس حضور کے الفاظ درحقیقت اس شخص کو قابل ملامت ٹھہرا رہے ہیں جو ان بزرگوں کی عظمت کو احباب کے دلوں سے نکالنے کی کوشش کرے گا اور بڑوں کو گرا کر چھوٹوں کو اوپر لانے کی کوشش کرے گا یاد رہے کہ بڑوں کو اس میں قابل ملامت قرار نہیں دیا گیا بلکہ ان کو گرانے والے کو قابل ملامت قرار دیا گیا ہے کیونکہ وہی شخص چھوٹے لوگوں کو عزت کے مقام پر لانیکا موجب ہوگا انہی لوگوں کے متعلق حضور کو خدا کی طرف سے علم دیا گیا کہ وہ حقیقی معنی میں بیعت میں داخل نہیں۔ دوسرے معنی اس الہام کے یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ حضور کی جماعت میں داخل ہونیوالے اس وقت جو چھوٹے سمجھے جاتے ہیں اور دیگر مسلمانوں کے علماء بڑے سمجھے جاتے ہیں لیکن وقت بتلائے گا کہ ان چھوٹوں کے ہاتھ سے خدمت دین کا جو فریضہ سرانجام پائے گا یہ بڑے بڑے عالم اس سے محروم رہیں گے چنانچہ آج جو عزت تمام دنیا میں مولینا مولوی محمد علی صاحب مرحوم اور خواجہ کمال الدین مرحوم کی ہے کیا اس کا عشر عشیر بھی ان علماء کو حاصل ہے جنہوں نے حضور پر کفر کے فتوے لگائے کیا یہ حقیقت نہیں کہ یہ چھوٹے لوگ دنیا کی نظر میں بڑے بن گئے۔ اور ان بڑوں کو دنیا میں کوئی جانتا بھی نہیں ہے

لائل پور میں یوم محمد علیؒ

محمد صالح نور

حضرت مولانا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ بانی احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے یوم وفات پر جماعت احمدیہ لائلپور نے عقیدت و احترام سے اجتماعات منعقد کئے اور حضرت مولانا مرحوم کی سیرت اور سوانح کے متعلق احباب سلسلہ نے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔

پہلا اجتماع

مورخہ ۱۳ اکتوبر جو حضرت مولانا مرحوم کا یوم وفات ہے اس روز جمعۃ المبارک کا روز تھا لہذا مرکز سے محترم ڈاکٹر اللہ بخش صاحب کو خطبہ جمعہ کے لئے دعوت دی گئی تھی۔ محترم ڈاکٹر صاحب کے خطاب کا ملخص احباب کی خدمت میں ازدیاد علم و عرفان کے لئے پیش کیا جاتا ہے۔

خطبہ جمعہ

خطبہ جمعہ کی ابتداء میں ڈاکٹر صاحب نے مندرجہ ذیل آیات تلاوت کیں:۔

لقد صدق اللّٰہ رسولہ الرؤیا بالحق لتدخلنّ المسجد الحرام ان شآء اللّٰہ اٰمنین محلّقین رءوسکم ومقصّرین لا تخافون فعلم ما لم تعلموا فجعل من دون ذالک فتحًا قریبًا۔ ھو الّذی ارسل رسولہٗ بالھدٰی ودین الحقّ لیظھرہٗ علی الدین کلّہٖ وکفٰی باللّٰہ شھیدًا۔ (سورۃ الفتح)

ڈاکٹر صاحب نے ان آیات کی روشنی میں فرمایا کہ ان دنوں جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ چھوڑنا پڑا، مدینہ میں اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو رؤیا میں یہ نظارہ دکھاتا ہے کہ آپؐ حج کعبہ فرما رہے ہیں۔ آپؐ روانہ ہوئے مگر کفار اس راہ میں حائل ہوگئے اور آپؐ حج نہ فرما سکے بلکہ اس موقعہ پر کفار سے ایک ایسا سمجھوتہ ہوا جو بعض صحابہؓ کو ناگوار گذرا کہ نرم شرطوں پر کیوں صلح کی گئی ہے مگر خدا تعالیٰ اس موقعہ پر بشارت دیتا ہے کہ اے مسلمانو! تمہیں بشارت ہو کہ صرف یہ ہی فتح نہیں ہوگی بلکہ تمہارے مقدر میں تمام دنیا کا فتح کرنا لکھ دیا گیا ہے۔ اب ہستی باری تعالیٰ کے منکر اس موقعہ پر غور کریں کہ یہ حضور علیہ السلام کی زبان مبارک سے کون بول رہا تھا ایک طرف یہ حال ہے کہ حج سے روک دیئے گئے ہیں نرم اور بظاہر مخالف شرطوں پر صلح ہو رہی ہے اور دوسری طرف خدا تعالیٰ عرش سے آواز دیتا ہے کہ لیظھرہٗ علی الدین کلہٖ مسلمانوں کو تمام دنیا پر غلبہ دل کر دے گا۔ پھر یہ صرف دعوے ہی نہ تھا بلکہ حالات و واقعات نے اسے عملی رنگ میں سچ کر دکھایا یہ حضور علیہ السلام کی صداقت کا کس قدر عظیم الشان ثبوت ہے۔

یہی آیت یعنی ھو الذی ارسل رسولہ بالھدٰی اس زمانہ کے مصلح اور امامؑ پر بھی الہاماً نازل ہوتی ہے اور ایسے وقت میں خدا تعالیٰ یہ بشارت دیتا ہے کہ جب لوگ اسلام کی سربلندی اور نشاۃ ثانیہ سے بالکل مایوس ہو چکے تھے اور اسلام کو خیر باد کہہ کر حلقہ بگوش عیسائیت ہو رہے تھے اور بعض تو دہریت اور مادہ پرستی سے ہم آغوش ہو چکے تھے۔ مگر خدا تعالیٰ ان مخالف حالات میں اپنے مسیح اور مامور کو ایک گاؤں میں یہ بشارت دیتا ہے کہ غلبہ اسلام اور نشاۃ ثانیہ کا وقت آگیا ہے۔ پھر واقعات نے یہ ثابت بھی کر دکھایا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے بعد آپ دیکھتے ہیں کہ کس طرح جگہ جگہ اسلامی سلطنتیں ابھرتی چلی آرہی ہیں اور تمام دنیا کا رجحان دین اور مذہب کی طرف پیدا ہو گیا ہے اور اب مسلمانوں کے قلوب مطمئن ہیں اور عالم اسلام کا اب یہی نظریۂ حیات ہو گیا ہے کہ دین اسلام ہی غالب آئے گا۔ یہ حقیقت ہے کہ ایمانی امور میں ایک پردۂ اخفا ہوتا ہے اور وہ وقت کے ساتھ ساتھ کھلتا چلا جاتا ہے۔ اب آپ دیکھیں کہ کس قدر عظیم الشان انقلاب ہے کہ کجا یہ حالت کہ اسلامی سلطنتیں ایک ایک کر کے مٹتی چلی جا رہی تھیں اور کجا یہ تبدیلی کہ اب اسلامی حکومتیں اور سلطنتیں روز بروز بنتی چلی جا رہی ہیں۔ ایک طرف ذہنوں میں نمایاں انقلاب آرہا ہے، تو دوسری طرف ظاہری انقلاب کے رنگ میں) اسلام کو ایک نمایاں اور اعلےٰ مقام حاصل ہو رہا ہے۔

ایک اور انقلاب ہماری آنکھوں نے ابھی حال ہی میں دیکھا کہ عرب میں نیشنلزم کا نظریہ زور پکڑ گیا تھا وہ اسلامی رشتۂ اخوت کو ثانوی حیثیت دیتے تھے۔ اور پہلے اپنی عرب قومیت کو رکھتے تھے مگر عرب اسرائیل جنگ نے یہ امر ظاہر کر دیا کہ قومیت ثانوی حیثیت رکھتی ہے اور مذہب اور دین اور اسلامی اخوت ہی اصل چیز ہے۔ اللہ تعالیٰ نے عربوں پر ایک ایسی جنگ مسلط کی کہ جس نے ان کی آنکھوں کو کھول دیا اور اب وہ اسلامی برتری کو ماننے لگ گئے ہیں اور یہ امر بالکل واضح ہو گیا ہے کہ قومیت کا مغربی تصور کبھی بھی کامیابی سے ہمکنار نہیں کر سکتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے الہاماً فرمایا کہ:۔

"دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسے قبول نہ کیا مگر خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی کو ظاہر کر دے گا"

اب کس قدر زور آور حملوں کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پیغام کو کہ تمام عالم کو ایک رشتۂ اخوت میں منسلک ہونا چاہیئے جو آپ کی بعثت کا مقصد تھا منوایا ہے۔ اسلام نے جو قومیت کا تصور پیدا کیا تھا وہ یہی تھا کہ سب مسلمانوں کو آپس میں اسلامی رشتۂ اخوت کو استوار کرنا چاہیئے اور تمام اسلامی حکومتوں کو اولیت اسی امر کو دینا چاہیئے کہ وہ ایک اسلامی رشتۂ اخوت میں منسلک ہو جائیں۔

ایک غلط بات جو عوام میں پیدا ہو گئی ہے وہ یہ ہے کہ مادی ترقی سے اور مسلمانوں کے ایک ترقی یافتہ قوم بن جانے سے اسلام کی ترقی وابستہ ہے۔ یہ بالکل غلط طرز فکر ہے حقیقت یہ ہے کہ اصول اسلام کی قبولیت اور ترقی میں ہی مسلمانوں کی ترقی اور فلاح کا راز مضمر ہے نہ یہ کہ مسلمان اقوام کی مادی ترقی کے باعث اسلام کا غلبہ ہوگا۔ اور یہ امر کبھی فراموش نہ کرنا چاہیئے کہ اسلام کی ترقی ابدی صداقتوں اور خداوندی قوانین پر ایمان اور حسن عمل سے وابستہ ہے جو لوگ اسلام کی ترقی کے لئے مادی ذرائع کو فوقیت دیتے ہیں وہ غلطی پر ہیں۔ محض مادی ترقی سے کبھی غلبہ حاصل نہیں ہو سکتا۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم دنیا کے سامنے روحانی اور ابدی صداقتوں کی افضلیت اور افادیت کو ثابت کریں تاکہ قلوب میں ایک نمایاں اور پاکیزہ انقلاب پیدا ہو کیونکہ اسلام فطرت کا مذہب ہے۔ اسلام جو تعلیم دیتا ہے وہ اللہ تعالیٰ نے ازل سے فطرتِ انسانی میں لکھ رکھی ہے اور اس فطرتِ انسانی کے مناسب حال تعلیم کو قرآن کریم کے الفاظ اپنے رنگ میں بار بار بیان فرماتے ہیں۔ اگر ہماری زندگیاں تعلیماتِ اسلامی کے برعکس ہوں تو ہم دنیا کو متاثر نہیں کر سکتے قلوب میں ایک عظیم انقلاب پیدا کرنے کی ضرورت ہے تاکہ لوگ یہ یقین کریں کہ اسلام جو تعلیم دیتا ہے۔ اس کے ماننے والے اس پر عمل کر کے بھی دکھا سکتے ہیں۔

دوسرا اجتماع

یوم محمد علیؒ کے موقعہ پر دوسرا اجتماع محترم میاں فضل احمد صاحب کے ہاں پریمیئر کلاکاٹھ ملز میں منعقد ہوا اس موقعہ پر مختلف احباب نے حضرت مولانا محمد علی صاحب مرحوم کے کارہائے نمایاں خصوصاً آپ کے ترجمہ انگریزی قرآن کریم، اسلامی مسائل پر مختلف کتب۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم کو صحیح رنگ میں زندہ رکھنا۔ ایک عظیم مقصد کے لئے اپنی تمام تر زندگی کو قربان کرنا اور آپ کی تصانیف پر اپنوں اور غیروں نے جو خراج تحسین پیش کیا ہے ان امور کا تذکرہ کیا گیا۔ اور آپ کی سیرت اور سوانح کے مختلف پہلوؤں پر خراج عقیدت پیش کر کے نئے مسئلے روشنی ڈالی گئی۔ اس موقعہ پر حضرت امیر مرحوم کے متعلق مندرجہ ذیل احباب نے اپنے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔

(۱) ڈاکٹر اللہ بخش صاحب آنریری جنرل سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور۔

(۲) محمد صالح نور (۳) عبدالرب خاں صاحب برہم۔

(۴) مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع

تقریب ضیافت

اجلاس کے بعد صاحب خانہ کی طرف سے احباب کی ضیافت پر تکلف چائے سے کی گئی۔ جس کے بعد تمام احباب نے مسجد میں نماز مغرب باجماعت ادا کی اور یوم محمد علیؒ کی یہ روئیداد

اخبار احمدیہ

بھدرواہ کشمیر سٹیٹ میں ایک نیک سیرت احمدی خاتون کا انتقالِ پُرملال

یہ خبر جماعتی حلقوں میں نہایت حزن و ملال سے سُنی جائے گی کہ محترمی چوہدری عبدالرحمان صاحب گنائی کنٹریکٹر بھدرواہ کی اہلیہ محترمہ ساجدہ بی بی پر ۲۶ ستمبر ۱۹۶۷ء بوقت ۷ بجے شام فالج کا حملہ ہوا۔ حملے کی شدت کی تاب نہ لاکر محترمہ موصوفہ دوسرے روز بحتی ۲۷ ستمبر کو ایک بجے داعی اجل کو لبیک کہہ گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحومہ یہاں کے معروف گنائی خاندان کی ایک نیک کردار صوم وصلوٰۃ کی پابند۔ بخیر نہایت سادہ مزاج بی بی تھیں۔ مرحومہ حضرت چوہدری عبدالکریم صاحب مرحوم ومغفور کی بڑی صاحبزادی تھیں۔ چوہدری صاحب موصوف ہماری جماعت کے پرانے خادم اور ایک مخلص مخیر بزرگ تھے۔ عموماً حضرت امیر مرحوم رحمۃ اللہ علیہ ان کو آنریری مبلغ کے قابلِ عزت نام سے پکارتے تھے۔ گویا مرحومہ ایک ایسے گھرانے کی فرد تھیں جو دُور ونزدیک احمدی حلقوں میں غیر معمولی شہرت کے مالک تھے۔

مرحومہ کی موت نے ہماری جماعت کے بوڑھے جرنیل چوہدری عبدالرحمان صاحب کو شدید آزمائش اور امتحان میں ڈالا ہے۔

بزرگانِ سلسلہ بالخصوص حضرت امیر قوم ایدہ اللہ اور بیرونی جماعتوں سے استدعا ہے کہ چوہدری عبدالرحمان صاحب کے حق میں خصوصی دُعا فرماویں کہ خدا تعالےٰ ان کو مشکلات کو سہارنے کی قوت عطا فرمائے اور انہیں اپنے جملہ دینی و دنیاوی مقاصد میں کامیاب کرے۔

نیز مرحومہ موصوفہ کے لئے جنازہ غائبانہ کی درخواست ہے۔ مرحومہ کے جنازہ پر سینکڑوں غیر از جماعت اصحاب شریک ہوئے۔ نماز جنازہ کی امامت خاکسار (ماسٹر عبدالکریم) نے کی۔ مرحومہ کو ۴½ بجے مقامی قبرستان میں سپرد خاک کیا گیا۔ مرحومہ کے دو بیٹے، دو لڑکیاں اور ان کی اولاد سلسلہ کے ساتھ پوری عقیدت اور عشق رکھتے ہوئے ہر قسم کی قربانیوں میں پیش پیش ہیں۔

اس جگہ یہ عرض کرنا ضروری ہے کہ اس موقعہ پر یہاں کی قادیانی جماعت نے نہایت تنگدلی اور منگھڑت فتوے بازی سے (جیسا کہ ان کو عادت ہے) جنازہ میں شرکت نہیں کی۔ تمام احمدی اور غیر احمدیوں نے ان کی اس نازیبا تنگدلانہ ذہنی پسماندگی پر سخت افسوس کیا۔ عجیب کہ امام احمدی تھا۔ میت احمدی تھی۔ خدا تعالےٰ ان لوگوں کو ہدایت دے، اور ان غالیانہ عقائد واعمال سے جس نے ان کو مسخ کیا ہے مخلصی بخشے۔ آمین۔ والسلام

خاکسار عبدالکریم سیکرٹری نشرواشاعت

ایک اور وفات

محترمی ایڈیٹر صاحب، پیغام صلح لاہور۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مورخہ ۱۶ اکتوبر ۱۹۶۷ء کو میری ہمشیرہ نفیس بی بی جو نیک سیرت صابرہ خاتون تھیں قضاء الٰہی سے سنیچروار کو ۳ بجے صبح حرکت قلب بند ہونے سے فوت ہو گئی ہیں۔ مرحومہ کے گردوں میں پتھری تھی جس کا اپریشن کرانا تھا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اچانک خناق کی تکلیف پیدا ہو گئی ۱½ بجے رات کو خناق کی بیماری سے آرام نظر آیا تو حرکت قلب بند ہونے سے رحلت فرما گئیں۔ میری دو بہنیں تھیں ایک پہلے فوت ہو گئی تھی۔ اب یہ اکیلی بہن تھی جو فوت ہو گئی۔ باقی والدہ محترمہ رہ گئی ہیں۔ والد بزرگوار پہلے فوت ہو چکے ہیں۔ دعا فرماویں اللہ تعالےٰ مرحومہ کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور مرحومہ کے جنازہ غائبانہ کے لئے اخبار میں تحریک کردیں۔ آپ کا مخلص۔ محمد اقبال مغماتی۔ پوسٹ سکنڈیلے۔ جنرل سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام۔ احمد پور شرقیہ ریاست بہاولپور۔

بحرِ حکمت کے موتی (از صفحہ اوّل) اس وقت بتی والے چراغ ہوتے تھے اور بتی کو جس وقت پورا نکال لے جاتا ہے جس سے آگ لگ جانے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ واطفئوا المصابیح عند الرقاد سوتے وقت ذاتی الفویسقۃ ربما اجترت الفتیلۃ فاحرقت اھل البیت۔ اور مشکیزہ کا منہ باندھ دینا اور برتن کا ڈھانک دینا اس غرض کے لئے ہے کہ پانی میں کوئی حشرات الارض وغیرہ نہ گریں (باقی پرصفحہ ۱۲ کالم اوّل)

بیان القرآن کا عکسی ایڈیشن

پیشگی رقوم ارسال کرنے والوں کیلئے خصوصی رعایت

انجمن حضرت مولانا محمد علی صاحب مرحوم ومغفور کی مایہ ناز تفسیر قرآن مجید موسومہ بیان القرآن کے عکسی ایڈیشن کی طباعت کا اہتمام کر رہی ہے۔ اس پر مجموعی طور پر 40000.00 روپیہ خرچ ہوں گے۔ کوشش کی جارہی ہے کہ تفسیر کی ضخامت 2200 صفحات سے گھٹا کر 1500 صفحات ہو جائے۔

آپ کو یہ سُن کر خوشی ہوگی کہ بیان القرآن کی مکمل کتابت کے تمام اخراجات کے لئے مکرم ومحترم الحاج شیخ میاں فضل الرحمان صاحب ملزادہ نے 5000.00 روپیہ کا گرانقدر عطیہ مرحمت فرمایا ہے جس کے لئے ہم ان کے شکرگذار ہیں۔ بقیہ 25000.00 روپے کا بوجھ انجمن پر ہے اگر آپ اس میں ذرا سا دستِ تعاون بڑھائیں تو اس بوجھ میں کافی حد تک کمی واقعہ ہو سکتی ہے۔

اس کا طریق یہ ہے کہ احباب بیان القرآن عکسی کی خرید کے لئے پیشگی رقوم ارسال کریں۔ ان پیشگی رقوم ارسال کرنے والوں کو انجمن 10.00 روپے فی سیٹ کی خصوصی رعایت دے گی یعنے قسم اوّل 40.00 روپے کی بجائے 30.00 روپے میں۔ قسم دوم 30.00 روپے کی بجائے 20.00 روپے میں۔

ہماری اس اپیل پر اب تک ذیل کے احباب نے لبیک کہا ہے۔ اور پیشگی رقوم ادا کردی گئی ہیں:-

نام	رقم
گذشتہ میزان	9555.00
عنایت اللہ خان صاحب لائل پور	30.00
ڈاکٹر نذیر احمد صاحب لاہور	30.00
انعام اللہ خان صاحب سالار زئی	20.00
مرغوب عالم خان صاحب چیانگانگ	150.00
آغا عبدالمنان صاحب لاہور	30.00
غلام ربانی خان صاحب مانسہرہ	20.00
میاں عبدالقدوس صاحب لاہور	100.00
غلام حسین صاحب لاہور	10.00
بیگم شیخ عطاء اللہ صاحب۔ نوشہرہ	200.00
شیخ عبدالحق صاحب کراچی	30.00
والدہ شیخ مسعود اختر صاحب کراچی	10.00
شیخ محمد عبداللہ صاحب وزیرآباد	10.00
شیخ غلام احمد صاحب وزیرآباد	30.00
ظہیرالدین صاحب، نوشہرہ	30.00
میزان	10,265

جلد ۵۴ | یوم چہارشنبہ مؤرخہ ۱۲ شعبان المعظم ۱۳۸۷ھ - مطابق ۱۵ نومبر ۱۹۶۷ء | نمبر ۴۵

"لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں
لاہور میں ہمارے پاک محبّ ہیں
میں تیرے خالص محبّوں کا گروہ
بھی بڑھاؤں گا اور ان کے نفوس و
اموال میں برکت دوں گا۔"

(الہامات حضرت مسیح موعودؑ)

حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفےٰ مارا امام و پیشوا
ہست او خیرالرسل خیرالانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفانِ ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیت

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا نہ نیا نہ پرانا۔
۲۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ ہی آئندہ منسوخ ہوگی۔
۳۔ سب صحابہؓ اور ائمہ قابلِ احترام ہیں۔
۴۔ سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے۔
۵۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۶۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا۔

بحرِ حکمت کے موتی

ہمسایہ سے نیک سلوک

عن ابی شریح ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال واللہ لا یؤمن واللہ لا یؤمن واللہ لا یؤمن قیل ومن یارسول اللہ قال الذی لا یامن جارہ بوایقہ۔

ترجمہ :—

ابو شریحؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی قسم وہ شخص ایمان نہیں لاتا اللہ کی قسم وہ شخص ایمان نہیں لاتا اللہ کی قسم وہ شخص ایمان نہیں لاتا کسی نے پوچھا یارسول اللہ کون؟ فرمایا وہ جس کا ہمسایہ اسکی بدیوں سے امن میں نہ ہو۔

نوٹ از حضرت مولینا محمد علی صاحب رحمتہ اللہ علیہ :—

مسلمان تو یہ ہے کہ ہر شخص اس کی بدی سے محفوظ رہے المسلم من سلم الناس من لسانہ ویدہ۔ لیکن ہمسایہ کی خصوصیت اس لئے فرمائی کہ وہ تو اس بات کا حق دار تھا کہ اس کے ساتھ نیکی یا حسن سلوک ہوتا چہ جائیکہ ایک شخص کی بدی یا سختی سے اسے نقصان پہنچے۔

فضل الباری شرح صحیح بخاری

خدا تعالےٰ کا ارادہ اس جماعت کو

خاص جماعت بنانے کا ہے

ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

ہماری جماعت میں وہی داخل ہوتا ہے جو ہماری تعلیم کو اپنا دستور العمل قرار دیتا ہے۔ اور اپنی ہمت اور کوشش کے موافق اس پر عمل کرتا ہے۔ لیکن جو محض نام رکھا کر تعلیم کے موافق عمل نہیں کرتا وہ یاد رکھے کہ خدا تعالےٰ نے اس جماعت کو ایک خاص جماعت بنانے کا ارادہ کیا ہے۔ اور کوئی آدمی جو دراصل جماعت میں نہیں محض نام لکھانے سے جماعت میں نہیں رہ سکتا اس پر کوئی نہ کوئی ایسا وقت آ جائے گا کہ وہ الگ ہو جائے گا۔ اس لئے جہاں تک ہو سکے اپنے اعمال کو اس تعلیم کے ماتحت کرو جو دی جاتی ہے۔ اعمال پروں کی طرح ہیں بغیر اعمال کے انسان روحانی مدارج کے لئے پرواز نہیں کر سکتا۔ اور ان اعلیٰ مقاصد کو حاصل نہیں کر سکتا جوان کے نیچے اللہ تعالےٰ نے رکھے ہیں۔ پرندوں میں فہم ہوتا ہے۔ اگر وہ اس فہم سے کام نہ لیں تو جو کام اُن سے ہوتے ہیں نہ ہو سکیں۔ مثلاً شہد کی مکھی میں اگر فہم نہ ہو تو وہ شہد نہیں نکال سکتی۔ اور اسی طرح نامہ بر کبوتر جو ہوتے ہیں اُن کو اپنے فہم سے کس قدر کام لینا پڑتا ہے۔ کس قدر دُور دراز کی منزلیں طے کرتے ہیں اور خطوط کو پہنچاتے ہیں۔ اسی طرح پر پرندوں سے عجیب عجیب کام لئے جاتے ہیں۔ پس پہلے ضروری ہے کہ آدمی اپنے فہم سے کام لے اور سوچے کہ جو کام میں کرنے لگا ہوں یہ اللہ تعالیٰ کے احکام کے نیچے اور اس کی رضا کے لئے ہے یا نہیں۔ جب یہ دیکھ لے اور فہم سے کام لے تو پھر ہاتھوں سے کام لینا ضروری ہوتا ہے سستی اور غفلت نہ کرے ہاں یہ دیکھ لینا ضروری ہے کہ تعلیم صحیح ہو کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ تعلیم صحیح ہوتی ہے لیکن انسان اپنی نادانی اور جہالت سے یا کسی دوسرے کی شرارت اور غلط بیانی کی وجہ سے دھوکا میں پڑ جاتا ہے۔ اس لئے خالی الذہن ہو کر تحقیق کرنی چاہیئے۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۴۳۹ - ۴۴۰)

ملک الٰہی بخش صاحب راولپنڈی

وابستگانِ جماعت احمدیہ لاہور کی غیرتِ مذہبی کی ایک مثال

مکرم ایڈیٹر صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ مضمون ذیل اخبار میں شائع کر کے مشکور کریں۔

سال ۱۹۱۸ء میں مَیں زراعتی کالج لائل پور میں چوہدری سلطان علی برادر زادہ حضرت امیر مرحوم کا ہم درس تھا۔ ان ایام میں احمدیوں کی یہ خصوصیت تھی کہ سب چھوٹے بڑے نماز کے پابند ہوتے تھے اور یہ خصوصیت مامور وقت حضرت مرزا غلام احمد صاحبؑ کے دامن سے وابستہ ہونے کا نتیجہ تھی کہ احمدیوں کو مذہب سے گہرا عشق اور لگاؤ ہوتا تھا۔

زراعتی کالج میں احمدی طلباء مغرب کی نماز بورڈنگ کے کمپاؤنڈ میں باجماعت پڑھا کرتے تھے۔ ایک دفعہ مسلمان طلباء نے فیصلہ کیا کہ آئندہ سب مسلمان طلباء نماز پابندی سے پڑھا کریں گے چنانچہ سب طلباء قریب ہی ایک تاپ کے کوارٹرز میں نماز پڑھنے لگے جہاں ایک پلیٹ فارم پر نماز باجماعت ہوتی تھی اور وہ کنسٹاپ کے قورمین امامت کرایا کرتے تھے۔ جو ایک نیک اور پابندِ صوم وصلوٰۃ بزرگ تھے۔ قواعد بورڈنگ کے رُو سے کوئی طالب علم نو بجے رات کے بعد بلا اجازت احاطۂ بورڈنگ سے باہر نہیں رہ سکتا تھا۔ چنانچہ ۹ بجے حاضری تو ہوتی تھی لیکن اس پر سختی سے عمل نہ ہوتا تھا۔ ہاں جب ہندو سپرنٹنڈنٹ کو علم ہوا کہ مسلمان طلباء عشاء کی نماز بھی احاطۂ بورڈنگ سے باہر پڑھتے ہیں اور حاضری نو بجے کے بعد واپس آتے ہیں تو نامعلوم کیوں اس نے خود حاضری لینی شروع کر دی اور کچھ لڑکوں کو غیر حاضر پایا تو باوجود یقین دلانے کے کہ وہ ابھی آیا ہی چاہتے ہیں ایک نہ مانی اور ان کو غیر حاضر لگایا اور دوسرے روز انگریز پرنسپل سے حکم کرا دیا کہ کالج اسٹیٹ کے اندر مسلمان نماز باجماعت نہیں پڑھ سکتے۔

کالج اسٹیٹ ایک وسیع رقبہ پر پھیلی ہوئی تھی جس میں تجرباتی فارم، سٹوڈنٹس فارم، فارم مزارعان وغیرہ شامل تھے اور جس میں کئی جگہ مسلمان ملازمین نے نماز کے لئے پلیٹ فارم تیار رکھے تھے۔ ان کو بھی ناجائز قرار دے کر منہدم کرنے کا حکم دے دیا۔ اس پر مسلمان عملہ اور طلباء سخت پریشان ہوئے۔ مگر عام مسلمانوں میں نہ ہی احساس تھا۔ اور نہ جرأت کہ اس مداخلت فی الدین کے حکم کی منسوخی کے لئے چارہ جوئی کرتے۔ البتہ چند احمدی طلباء بے چین ہو گئے۔ جن کے امام زمان پر علماء اور عوام یہ الزام لگاتے ہیں کہ وہ انگریزی حکومت کے حامی تھے۔

یہ موسم گرما کا واقعہ ہے جبکہ حضرت امیر مولٰینا محمد علی صاحب مرحوم و مغفور امیر جماعت احمدیہ ایبٹ آباد میں مقیم تھے۔ میں نے اس امر کی اطلاع اور اصلاح کے لئے ان کی خدمت میں عریضہ لکھا کہ حضرت مرزا صاحبؑ نے حکومت سے وفادار رہنے کی بڑی وجہ یہ لکھی ہے کہ اس کے عہدِ حکومت میں مذہبی فرائض کی انجام دہی کے لئے پوری آزادی ہے۔ مگر زراعتی کالج کے پرنسپل نے جو انگریز ہے۔ نماز باجماعت سے منع کر کے خاکسار کی ناقص رائے میں مداخلت فی الدین کا ارتکاب کیا ہے۔ ایسے حالات میں ہمیں کیا کرنا چاہیئے۔ حضرت امیر مرحوم نے لکھا تم تو حکم کی پابندی کرو۔ اس کے تدارک کے لئے میں نے لاہور لکھ دیا ہے کہ انجمن کی طرف سے فوراً ایک وفد لائل پور جا کر پرنسپل صاحب کو نماز باجماعت کی اہمیت سے آگاہ کرے اور یہ حکم منسوخ کرائے۔ چنانچہ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحبؒ جو ایک بلند پایہ ڈاکٹر اور نہایت عدیم الفرصت انسان تھے اور شیخ رحمت اللہ صاحبؒ مالک انگلش ویر ہاؤس جو بہت مصروف کاروباری بزرگ تھے اطلاع ملتے ہی لائل پور پہنچ گئے اپنی آمد سے ایک روز قبل مجھ خاکسار کو بذریعہ تار اطلاع کر دیا تھا۔ چنانچہ میں نے اسٹیشن پر ان کا استقبال کیا۔ اور تفصیلات بتلائیں۔ پھر لائلپور سے شیخ محمد اسمٰعیل صاحب مالک کارخانہ کو ہمراہ لیا اور بصورت وفد پرنسپل صاحب کے دفتر میں پہنچ گئے۔

شیخ رحمت اللہ صاحبؒ اگرچہ انگریزی بول سکتے تھے ان کی ایک بیوی انگریز تھی تاہم فیصلہ یہ ہوا کہ پرنسپل سے بات چیت اپنی زبان یعنی اُردو میں کی جائے چنانچہ موضوع گفتگو سے آگاہ ہو کر پرنسپل صاحب نے ہندو سپرنٹنڈنٹ کو بھی بلا لیا۔ وفد نے پرنسپل کو کہا کہ نماز باجماعت جیسے مذہبی فریضہ سے منع کر کے آپ نے ہمارے مذہبی معاملہ میں مداخلت کی ہے جو آپ کی حکومت کی واضح پالیسی کے خلاف ہے۔ مسلمان تو حکومتِ انگلشیہ کے اس لئے وفادار ہیں کہ انہیں مذہبی احکام کی بجا آوری میں مکمل آزادی حاصل ہے لہذا آپ کا یہ حکم ناجائز ہے اسے فوراً واپس لیں۔ اس پر پرنسپل صاحب نے ہندو سپرنٹنڈنٹ سے پوچھا کہ کیا فی الواقعہ مسلمانوں کے لئے نماز باجماعت ضروری ہے تو اس نے کچھ گول مول سا جواب دیا۔ اس پر شیخ رحمت اللہ صاحب نے زوردار الفاظ میں کہا کہ صاحب! اس کراڑ کو کیا پتہ اگر پوچھنا ہے۔ تو گورنمنٹ کالج لاہور یا میڈیکل کالج کے پرنسپل سے پوچھئے۔ جو انگریز ہیں اور جانتے ہیں کہ مسلمانوں کے لئے نماز باجماعت ضروری ہے۔

نماز باجماعت کی بندش سے سب سے زیادہ صدمہ فورمین صاحب کو تھا جو نماز باجماعت کی امامت کیا کرتے تھے۔ وفد کی آمد کی خبر پا کر وہ پرنسپل کے کمرہ کی کھڑکی سے کان لگا کر گفتگو سُن رہے تھے۔ جب یہ سُنا کہ پرنسپل صاحب کے رُوبرو سپرنٹنڈنٹ کو کراڑ کہدیا گیا ہے تو چونکہ یہ لفظ حقارت آمیز ہے جس سے جے چند کی خفت اور ذلت ہوئی تھی۔ وہ بہت خوش ہوا اور خوشی کے عالم میں دوسرے مسلمانوں کو خوشخبری سنانے کے لئے دوڑ پڑا کہ احمدیوں کے وفد نے جے چند کو کراڑ کہہ کر فتح حاصل کر لی ہے۔

وفد نے پرنسپل کو صاف کہدیا کہ احکم الحاکمین کے مقابلہ میں ہم کسی دنیاوی حاکم کا ایسا حکم ماننے کے لئے تیار نہیں جو ہماری مذہبی آزادی میں خلل انداز ہو۔ اس پر پرنسپل صاحب اگرچہ نماز باجماعت کی اہمیت کا قائل تو ہو گیا لیکن اپنی رسوائی کے خیال سے فوراً اپنا حکم واپس لینے پر آمادہ نہ ہوا اور کچھ عرصہ کے بعد حکم منسوخ کرنے کا وعدہ کیا۔ مگر وفد کے ممبران کو یہ کیسے منظور ہو سکتا تھا۔ چنانچہ واپس لاہور جا کر سرایڈ ڈائر لفٹنٹ گورنر سے ملے تو اس نے وفد کو یقین دلایا کہ ہم خود لائل پور جانے والے ہیں۔ پرنسپل کو ہدایت کر دیں گے کہ وہ حکم واپس لے لے اور آئندہ مذہبی معاملات میں مداخلت اور مزاحمت نہ کرے۔ چنانچہ گورنر بہادر نے لائل پور جا کر کالج اسٹیٹ کے ان تھڑوں کا خود ملاحظہ کیا۔ جو بطور مسجد استعمال ہوتے تھے اور واپس پہنچ کر احکام جاری کر دیئے کہ مسلمانوں کو نہ صرف کالج اسٹیٹ میں نماز باجماعت پڑھنے کی اجازت ہے بلکہ مسلمان طلباء کالج کمپاؤنڈ میں کسی موزوں جگہ پر مسجد بھی تعمیر کر لیں۔ اور جو بفضلہ تعالیٰ تعمیر بھی ہو گئی۔

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عاجزانہ دُعا اور استدعا ہے کہ وہ اس کوشش کے بدلے میں نہ صرف ہمارے پاک سیرت امیر اور ممبران وفد کو نیک جزا دے بلکہ اس نیک اقدام کے لئے سر ڈائیکل کے گناہوں میں تخفیف فرمائے۔ اور مجھ گنہگار کا انجام بخیر کرے۔ آمین۔

مَیں نے یہ واقعہ اس لئے سپرد قلم کیا ہے کہ اس سے:۔

(۱)۔ انگریزی حکومت کی اس واضح پالیسی کا ثبوت ملتا ہے کہ ان کے عہد میں ہر مذہب و ملت کے پیروان کو پوری مذہبی آزادی حاصل تھی۔

(۲) جماعت احمدیہ نے اس سے فائدہ اُٹھا کر نہ صرف ہندوستان میں اسلام کی تائید اور عیسائیت کی تردید میں بے شمار لٹریچر شائع کیا بلکہ اسلام کی فضیلت اور برتری ثابت کرنے اور اسلام قبول کرنے کی دعوت دینے کے لئے خود ان کے ملک انگلستان میں جا جھنڈے گاڑے۔

(۳) احمدی ایسی حکومت کے وفادار رہنے کے لئے حق بجانب تھے۔ کیونکہ خود پاکستان میں موجودہ حکومت سے پہلے مذہبی اختلافات کو بہانہ بنا کر سیاسی اغراض اور حصولِ اقتدار کے لئے احمدیوں کے خلاف قیامت خیز فسادات برپا کئے گئے جس کا انجام یہ ہوا کہ خود بانیانِ فساد بھی خائب و خاسر ہوئے۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک عظیم الشان معجزہ

جزائر فیجی سے ہمارے ایک محترم بھائی کی آمد

کچھ دنوں سے جزائر فیجی سے ہمارے ایک محترم بھائی سید آزاد محمد صاحب اور ان کی بیگم صاحبہ پاکستان تشریف لائے ہوئے ہیں، وہ ہندوستان سے ہوتے ہوئے چند دن ہوئے کراچی تشریف لائے اور وہاں سے مرزا مظفر بیگ ساطع صاحب سے ملاقات کے لئے لائل پور تشریف لے گئے۔ جہاں چند دن ان کا قیام رہا اور جماعت کے مختلف احباب کی طرف سے ان کے اعزاز میں دعوتیں دی گئیں۔

۱۱ر اکتوبر ۱۹۶۷ء کو وہ لاہور تشریف لائے اور احمدیہ بلڈنگس میں قیام فرما ہوئے دوسرے دن ۱۲ر اکتوبر کو احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی طرف سے احمدیہ ہال میں ان کے اعزاز میں چائے کی دعوت دی گئی، جس میں جماعت کے بہت سے احباب نے شمولیت فرمائی۔ اس موقعہ پر حضرت امیر ایدہ اللہ نے سورۃ فاتحہ کی تلاوت فرما کر حاضرین کو مخاطب کرتے ہوئے یہ ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام سے لے کر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک انبیائے کرام کی بعثت کا سلسلہ جاری رکھا، جن میں سے اب سوائے چند بڑے بڑے پیغمبروں کے کسی کا نام معلوم نہیں۔ اور ان بڑے بڑے پیغمبروں میں سے ایک بھی ایسا نہیں، جس کی تاریخ اور اس کے حالات محفوظ ہوں۔ لیکن وہ عظیم الشان ہستی جس نے دنیا کو ایک کرنے کا ارادہ کیا اور جس کی سنت اور تاریخ اب تک محفوظ ہے وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور ان کا یہ ایک عظیم الشان معجزہ ہے، کہ دور دراز مقامات کے رہنے والے آپ کی امت کے لوگ سب اپنے آپ کو ایک دوسرے کا بھائی سمجھتے ہیں یہی تعلیم ان کو قرآن کریم میں دی گئی ہے، کہ انما المؤمنون اخوۃ تمام مسلمان بھائی بھائی ہیں اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی یہی فرمایا۔ اس کے علاوہ قرآن کریم میں صاحب کا لفظ بھی استعمال ہوا ہے، جس کے معنے ساتھی اور رکامریڈ کے ہیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ایک نہایت خطرناک سفر میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دیا، جس میں رہنے کا خوف لاحق تھا، قرآن کریم نے اس کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے اذ ھما فی الغار یہ دونو ایک غار میں پناہ گزین ہوئے۔ کوئی انسان ان کو پناہ دینے والا نہیں تھا۔ پناہ تو وہ دے سکتا تھا جو بہت بڑا آدمی ہوتا لیکن ایسا کوئی آدمی نہ تھا جو اس قسم کی جرأت کر سکتا سب آپ کے دشمن تھے۔ اس لئے دوران سفر میں غار کے اندر پناہ لینی پڑی، وہاں بھی دشمن سر پر آ پہنچا اور حضرت ابوبکر رضی کو خطرہ ہوگیا کہ کہیں دشمن دیکھ نہ لے، چنانچہ انہوں نے عرض کی کہ دشمن سر پر پہنچ گیا ہے لو نظر الی قدمیہ لابصرنا۔ اگر وہ اپنے پاؤں کی طرف دیکھے تو ہم نظر آجائیں گے، اس کا جواب جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا اس کا ذکر کرتے ہوئے قرآن کریم نے یہ الفاظ استعمال کئے ہیں اذ یقول لصاحبہ آپ اپنے صاحب سے کہہ رہے تھے، اس صاحب کے لفظ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی کس قدر عزت افزائی کی گئی ہے۔ حضور نے اپنے متبعین کے لئے یا تو صاحب کا لفظ استعمال کرتے اور یا اخی کا یعنی اپنے پیرووں کو اور مریدوں کو غلام بنا رکھا ہے۔ قرآن کریم نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی کو صاحب کے لفظ سے پکارا، اور پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہی نہیں آپ کے تمام ساتھیوں کو اصحاب رسول کا نام دیا گیا اور آپ نے فرمایا اصحابی کالنجوم بایھم اقتدیتم اھتدیتم میرے اصحاب ستاروں کی مانند ہیں ان میں سے جس کسی کی بھی پیروی کرو گے ہدایت پا جاؤ گے۔

[illegible] انہوں نے اس طرح لیا ہے کہ تمام دنیا کی دولت اگر مجھے دے دی جائے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ان الفاظ کے مقابلہ میں اس کی کوئی حقیقت نہیں ان کے الفاظ یہ ہیں مایسرنی انا لی بھا الدنیا۔

تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ساتھیوں کو اخی بھی کہا اور صاحب یا اصحاب بھی، اور یہی اخوت کا سلسلہ آپ کی تمام امت میں آج تک چل رہا ہے۔ یہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عظیم الشان معجزہ ہے۔ آپ کو دی گریٹ آرگنائزر کا خطاب دیا گیا ہے جو فی الواقعہ صحیح ہے ہمارے بھائی نے جو فیجی جیسے دور دراز مقام سے چل کر ہمیں لاہور میں ملنے کے لئے آئے ہیں، ہم پر احسان عظیم کیا ہے، اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے، وہ حج کرنے کے ارادہ سے آئے ہیں، دعا ہے اللہ تعالیٰ انہیں اس ارادہ میں کامیاب فرمائے اور وہ بیت اللہ اور دیار نبیؐ کی زیارت کے بعد بخیر و عافیت اپنے گھر واپس تشریف جائیں۔ آمین۔

حضرت امیر ایدہ اللہ کے بعد مرزا مظفر بیگ ساطع صاحب نے حاضرین کو مخاطب کیا اور اپنے فیجی جانے اور وہاں چار سال قیام کر کے آریہ سماج اور عیسائیت کا مقابلہ کر کے انہیں ہمیشہ کے لئے خاموش کر دینے اور پھر وہاں کے لوگوں کو احمدیت میں داخل کرنے کے نہایت دلچسپ واقعات بیان کئے جن کے ضمن میں معزز مہمان سید آزاد محمد کے (جو ان دنوں فیجی کی جامع مسجد کے پیش امام تھے) احمدیت قبول کرنے اور اس کے لئے بہت سی تکالیف اٹھانے کا بھی ذکر کیا۔

یہ تقریر افسوس ہے کہ زیر نظر پرچہ میں بسبب عدم گنجائش درج نہیں ہو سکی، آئندہ اشاعت میں انشاء اللہ درج کی جائے گی۔

ان تقاریر کے بعد معزز مہمان نے حاضرین کا شکریہ ادا کرتے ہوئے فرمایا کہ جو واقعات مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع نے بیان کئے ہیں ان کے بعد میں اور کیا کہہ سکتا ہوں۔ اس میں شک نہیں مرزا صاحب نے اپنے دوران قیام میں عیسائیت اور آریہ سماج کی کمر توڑ دی ہے اور آج تک انہیں سر اٹھانے کی جرأت نہیں ہوئی، لیکن اس کے بعد کچھ اور بھی تکلیفیں پیدا ہوگئیں، جن میں سے ایک قادیانیت کا حملہ ہے۔ آجکل جو مولانا (احمدیار صاحب) وہاں تشریف لے گئے ہیں وہ ان کے مقابلہ میں اچھا کام کر رہے ہیں۔ انہوں نے جماعت کا ایک مرکز قائم کر دیا ہے جس سے تنظیم کی صورت پیدا ہوگئی ہے، دعا کیجئے اللہ تعالیٰ انہیں کامیاب فرمائے۔ آمین۔

بعد ازاں حاضرین نے معزز مہمان کے ساتھ چائے نوش فرمائی اور جلسہ برخواست ہوا۔

اخبار احمدیہ

صدمہ اور درخواست دعا

—— اپنے احباب کی اطلاع کے لئے اعلان کرتا ہوں کہ میرے بہنوئی عبداللطیف صاحب فاروقی جو پاکستان چیپ بورڈ جہلم میں اکونٹنٹ تھے ۳۸ سال کی عمر میں ۳۰ر اکتوبر کو اچانک حرکت قلب بند ہو جانے سے وفات پا گئے ہیں، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ تین کمسن بچے انہوں نے اپنے پیچھے چھوڑے ہیں۔ قبل ازیں ۱۹۶۲ء میں میرے دوسرے بہنوئی ٹرانسپورٹ کمپنی کے ایک حادثہ کا شکار ہوگئے تھے۔ ان کے بھی چار کمسن بچے ہیں۔ اس طرح یہ صورت ہمارے خاندان کے لئے یہ صدمہ عظیم ہے۔ احباب جماعت اور بزرگان سلسلہ سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان بے آسرا افراد کا خود حافظ و ناصر اور کفیل ہو اور ہمیں صبر جمیل عطا فرمائے آمین۔

محمد صالح نور۔ پریمیئر کلاتھ ملز لائل پور

ولادت

—— چوہدری امتیاز احمد صاحب ملتان نے اپنے بچے کی پیدائش کی خوشی پر مبلغ -/5 روپے دارالشفاء کو بطور عطیہ مرحمت فرمائے ہیں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مولود مسعود کو لمبی عمر دے اور صاحب اقبال اور دین کا خادم بنائے۔ آمین۔

شمولیت سلسلہ

—— محمد صدیق ولد صدر دین لاڑی کوٹ صدر دین ڈاکخانہ شام کوٹ تحصیل چونیاں ضلع لاہور حضرت امیر ایدہ اللہ کے ہاتھ پر بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شامل ہوئے ہیں دعا ہے اللہ تعالیٰ استقامت عطا فرمائے۔

(باقی بر صفحہ ۱۰)

تین انعامی مقابلوں میں اوّل انعام

حاصل کرنے پر مسلم ہائی اسکول نمبر ۱ لاہور میں ایک تقریب

(رپورٹ از بشیر احمد سلون)

لاہور ۷ نومبر ۱۹۶۷ء۔ کہتے ہیں کہ پرانے وقتوں میں جادوگر جنوں کو بوتلوں میں بند کر دیا کرتے تھے۔ لیکن آج تک کسی نے اپنی آنکھوں سے ایسی بوتل نہیں دیکھی تھی۔ مگر لاہور میں آپ کو تین ایسی بوتلیں ملیں گی جن میں ایک ایک چارپائی بند ہے۔ یہ بوتلیں سنی مسلم لیگ ہائی اسکول لاہور کی تعلیمی نمائش میں دکھی گئیں دیکھنے والے حیران تھے کہ چارپائی کو کیسے بند کیا جا سکتا ہے۔ لوگوں نے بوتلوں کو الٹ پلٹ کر دیکھا کہ کہیں بوتل کو جا بکدستی سے کاٹ کر اس میں چارپائی تو نہیں رکھ دی گئی۔ لیکن جب بوتل پر کوئی نشان نہ ملا۔ تو وہ مسلم ہائی سکول نمبر ۱ لاہور (جو احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے زیر اہتمام جاری ہے) کے ان طلباء کو داد دیئے بغیر نہ رہ سکے، جنہوں نے اس چارپائی کو بوتل میں بند کر کے دکھایا ہے۔

مسلم ہائی اسکول نمبر ۱ لاہور اپنی مخصوص روایات کے تحت امتیازی حیثیت رکھتا ہے۔ مختلف تعلیمی تقاریب میں ذوق و شوق سے حصہ لیتا اور ان میں کامیاب ہوتا آیا ہے۔

آج اسکول ہذا میں ایک تقریب سکول کے ان اساتذہ اور ان طلباء کی حوصلہ افزائی میں منعقد کی گئی۔ جنہوں نے ۲۰ ستمبر کے موضوع پر آڈیٹوریم لاہور میں اوّل انعام فیض الاسلام ہائی سکول راولپنڈی کے آل مغربی پاکستان سیرۃ النبیؐ کے تقریری مقابلہ میں اوّل انعام اور سٹی مسلم لیگ ہائی سکول کے تقریری اور نمائشی مقابلہ میں اوّل انعام کے طور پر کتب اور ٹرافی حاصل کی تھیں۔

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے آنریری جنرل سیکرٹری جناب ڈاکٹر اللہ بخش صاحب مہمان خصوصی کی حیثیت سے تشریف لائے ان کے علاوہ مرکزی دفاتر انجمن کے چند اور احباب نے بھی شرکت فرمائی۔ نمائشی چیزیں اور حاصل کردہ انعامات کو دیکھ کر ڈاکٹر صاحب موصوف نے بھی دلی خوشی اور مسرت کا اظہار فرمایا۔ اکل و شرب کے بعد انہوں نے سورۃ العصر کی تلاوت کرتے ہوئے فرمایا:۔

مسلم ہائی سکول کی شاندار روایات

یہ بڑی خوشی کی بات ہے کہ مسلم ہائی سکول نمبر ۱ لاہور نے اپنی شاندار روایات کو قائم رکھا ہوا ہے ۱۹۱۶ء میں جب یہ سکول قائم ہوا تھا۔ اس کا بڑا شہرہ تھا اور بڑے بڑے لوگ اپنے بچوں کو یہاں بھیجا کرتے تھے۔ مزید خوشی مجھے اس بات سے ہوئی ہے کہ چوہدری عبدالمجید صاحب سابق ہیڈ ماسٹر نے جو روایات تعلیمی میدان میں جاری رکھا تھا۔ وہ اب بھی نہ صرف قائم ہیں بلکہ ان میں اضافہ ہوتا دکھائی دیتا ہے۔ اور میں توقع رکھتا ہوں کہ ان کوششوں میں اور اضافہ ہوگا میں ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں، ہیڈ ماسٹر صاحب (چوہدری عبدالحمید صاحب) اور اساتذہ اور عزیز طلباء کو جو وہ سکول ہذا کی ساکھ قائم کرنے میں مصروف ہیں۔

محنت۔ محنت۔ محنت

آپ نے فرمایا جو کچھ حاصل ہوتا ہے محنت شاقہ سے حاصل ہوتا ہے۔ آج آپ کے خبری بورڈ پر بھی لکھا ہوا ہے کہ لیس للانسان الا ما سعیٰ۔ بغیر محنت شاقہ کے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ یہ جو انعامات کے سلسلہ میں آپ کے سامنے کتب و ٹرافی پڑی ہیں۔ آپ غور سے دیکھیں کہ ان کو حاصل کرنے کے لئے طلباء اور اساتذہ کو کس قدر محنت کرنی پڑی ہے۔

یہ اتفاقیہ امر نہیں ہے بلکہ ایک مسلسل کوشش اور محنت کا نتیجہ ہیں۔ محنت۔ محنت اور محنت۔ یہی محنت کا راز انسان کو کامیاب بناتا ہے۔ قرآنی تعلیمات کا بھی یہی منشا ہے۔ وہاں عمل پر بڑا زور دیا گیا ہے مختلف اسباق اور مختلف پیرایوں میں عمل کی ہی تلقین ...... کی گئی ہے۔

اساتذہ اور طلباء کو مبارک باد

میں مبارک باد دیتا ہوں۔ ان اساتذہ کرام اور ان عزیز طلباء کو ...... جو اپنے پیہم عمل اور جذب و شوق اور محنت سے تقاریب میں حصہ لے کر کامیاب و کامران ہوئے اور سکول ہذا کی نیک نامی کا باعث بنے ہیں۔ ماسٹر برکت علی صاحب نے کسر نفسی سے کام لیتے ہوئے اپنا ذکر نہیں کیا اور اس فتحمندی کا کریڈٹ ماسٹر ظفر حسین صاحب کو دیا ہے۔ کہ ان کی ہی لگاتار محنت سے ہمیں خوشی کے یہ مواقع حاصل ہوئے ہیں۔ میری دلی خواہش ہے کہ آپ میں سے ایک۔ دو ہی نہیں بلکہ سب اساتذہ اور طلباء یہ عزم کر لیں کہ ہم نے اپنی ذمہ داریوں کو بہ طریق احسن انجام دے کر نہ صرف اسکول کی روایات کو برقرار رکھنا ہے بلکہ قوم و ملت کے لئے بھی رحمت و برکت کا موجب بننا ہے۔

اوّل انعام لینے والے طلباء کا ملکہ فطرت

مجھے عزیز طالب علم مسٹر محمد اشفاق سے مل کر بڑی خوشی حاصل ہوئی ہے۔ ان کا اور دوسرے طلباء کا جنہوں نے اوّل انعام لیا ہے، معلوم ہوتا ہے کہ ان کو یہ ملکہ فطرت کی طرف سے ودیعت کیا گیا ہے۔ کیونکہ قابلیت کا جو درجہ محض تربیت سے اور اکتساب سے حاصل ہو وہ اس طرح نمایاں نہیں ہوا کرتا۔ تقاریر میں اوّل آنا اچھی بات ہے۔ مگر سیرت نبیؐ یا اسلام کے کسی اور موضوع پر مقابلہ تقریر میں اوّل آنا یہ اور بھی عمدہ اور اعلےٰ خدمت ہے۔

علم اور فن میں سکول کا درجہ

یہ تو تھا علمی اور تقاریری پہلو جن میں، ماشاءاللہ آپ کے سکول نے شاندار روایات قائم کر رکھی ہیں۔ دوسرا پہلو ہے فنون کا۔ ہمارے ملک میں آج کل فنون کی طرف نمایاں توجہ دی جا رہی ہے۔ یہ جو ٹرافی آپ کو نظر آ رہی ہے۔ یہ فن میں اوّل رہنے کی وجہ سے اس اسکول کو ملی ہے۔ گویا فن کے میدان میں بھی آپ کا اسکول دوسرے اسکولوں سے پیچھے نہیں۔ علم ایک چیز ہے اور فن دوسری چیز ہے۔ یہ دونوں اپنی جگہ پر اہم ہیں۔ چنانچہ اسکول ہذا علم و فن کے میدان میں برابر سبقت رکھتا ہے۔ الحمدللہ موجودہ زمانہ میں فن کو ایک اور اہم درجہ دیا جا رہا ہے اور زمانہ کا تقاضا ہے کہ علم کو علم تک ہی محدود نہ رکھا جائے بلکہ اس علم کو فن میں لگایا جائے۔

منتظمین ٹیلی ویژن کا اعلےٰ اقدام اور ان سے ایک درخواست

سلسلۂ تقریر کو جاری رکھتے ہوئے ڈاکٹر صاحب نے فرمایا میں نے ٹیلی ویژن پر ایک ڈرامہ دیکھا۔ اور وہ دو دفعہ دکھایا گیا۔ اسے دیکھ کر میں بہت خوش ہوا۔ ایک ڈاکٹر کو اس ڈرامہ میں دکھایا گیا۔ جن کے والد نے بڑی مشکلوں سے ان کو پڑھایا۔ جب وہ کامیاب ہو گیا تو اس کے والد کا خیال تھا کہ وہ شہر میں پریکٹس کرے۔ تاکہ ان کی کمائی سے روپیہ حاصل ہو۔ لیکن نوجوان ڈاکٹر کہتا ہے کہ ابا جان شہروں کی نسبت دیہات میں مخلوق خدا زیادہ دکھ درد میں مبتلا ہے۔ بس میں مخلوق خدا کی فلاح و بہبود کے پیش نظر گاؤں میں ہی علاج معالجہ کا کام شروع کروں گا۔

خدمت قوم کے لئے اپنے آپ کو وقف کر دینا بہت بڑی قربانی ہے۔ مگر قومی خدمت سے بلند تر بھی ایک درجہ ہے جو عالمگیر خدمت سے تعلق رکھتا ہے یعنی اپنے آپ کو تبلیغ حق کے لئے تیار کرنا۔ چنانچہ جہاں ٹیلی ویژن کے منتظمین نے نئی نسل کے سامنے اکتساب فن سے اعلےٰ وارفع مقصد وطن اور قوم کی خدمت کا پیش کیا ہے وہاں اگر وہ اسلامی نظریہ کے مطابق نوجوانوں کو علم قرآن سیکھنے اور پھر اشاعت اسلام کے لئے اپنی زندگیوں کو وقف کر دینے کا بلند ترین مقصد سامنے رکھنے کی ترغیب دلائیں تو یہ عین اس نظریہ کی عملی تکمیل کی راہ ہوگی جس کے ماتحت پاکستان حاصل کیا گیا تھا۔

حصول دولت کا جنون

آج کل ہمارے علوم اور فنون کی انتہائی غرض یہ ہے کہ دولت حاصل ہو جائے اور بس۔ لیکن علم و فن کو اگر بنی نوع انسان کے لئے آرام و سکون بنا دیا جائے تو زیادہ اچھا ہے۔ چنانچہ جو مذہبی تقاضے ہیں اور اسلام نے جو ہمارے سامنے دعوت رکھی ہے وہی ہے کہ اپنے علم اور فن کو بنی نوع انسان کی خدمت میں صرف کر دو۔ اس زمانہ میں بدقسمتی سے مغربی فضا نے ہمارے دماغوں میں دولت، دولت اور دولت۔ فیشن اور زندگی کی آسائشوں کی فراوانیوں کا جنون سوار کر دیا ہے۔ اور برصغیر ہند و پاکستان کی تقسیم کے بعد تو ہم پر حصول دولت کا جنون اس قدر بری طرح مستولی ہو گیا ہے کہ دن رات اسی کی فکر ہے۔ تمام اخلاقی اور معاشرتی سماجی قدریں اس سے آہستہ آہستہ ختم ہوتی جا رہی ہیں۔ جو بچہ علم حاصل کر رہا ہے تو لاشعوری طور پر اس کو یہی علم ہے کہ ہم نے پڑھ لکھ کر بڑا یعنی مالدار آدمی بننا ہے۔ یہ افسوسناک

(باقی بر صفحہ کالم ...)

کائنات کی پیدائش میں اللہ تعالیٰ کے کمالات اور ضروریاتِ زندگی کی فراہمی میں اسکے احسانات

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عشقِ قرآن - آپ کی شبینہ عبادات اور پاکیزہ قلبی

حضرت امام الزمانؑ، حضرت مولینا نورالدینؓ اور حضرت مولینا عبدالکریمؓ کا عشقِ قرآن

اللہ تعالےٰ ہمارے اعمال کو دیکھتا ہے تاکہ ہمارے اندر پاکیزگی پیدا ہو

خطبہ جمعہ - مورخہ ۹ نومبر ۱۹۶۷ء - فرمودہ حضرت امیر قوم مولینا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ بمقام جامع احمدیہ بلڈنگس لاہور

الحمد للہ الذی خلق السمٰوات والارض - وجعل الظلمٰت والنور - ثم الذین کفروا بربھم یعدلون ——— یعلم سرکم و جھرکم و یعلم ما تکسبون ——— (سورۃ انعام - ۱ تا ۳)

توحیدِ الٰہی اور وحدتِ نسلِ انسانی

اللہ تعالےٰ نے انسان کو ایک فطرت عطا فرمائی ہے - اس فطرت کو قرآن شریف کی اکثر آیات جگاتی رہتی ہیں یہ آیات میں نے تلاوت کی ہیں ان میں فطرت انسانی کو جگایا ہے - تمام دنیا جہان میں ایک ہی خدا تعالیٰ کا نظام رائج ہے - خدا ایک ہے - وہ سب کا خدا ہے - زمین ایک ہے - اور یہ ساری کی ساری بنی نوع انسان کے لئے ہے - آسمان ایک ہے - اور سب کے لئے ہے - چنانچہ خدا تعالےٰ نے سب کو ایک گھر میں بسایا ہے جس کا فرش زمین اور چھت آسمان ہے - فرمایا کان الناس امۃ واحدۃ ان سب کے لئے سورج، ہوا اور پانی ایک ہی ہے - ان مشاہدات کی وجہ سے تمام قومیں اکٹھی ہو سکتی ہیں - ایک خدا پر ایمان کی وجہ سے انسانیت میں وحدت پیدا ہو سکتی ہے - ہر انسان کو کان، آنکھ اور دل دیا ہے - وجعل لکم السمع والابصار والافئدۃ - تمام دنیا جہان کے انسانوں کو دیکھنے کے لئے آنکھیں اور سننے کے لئے کان اور سوچنے کے لئے اور سمجھنے کے لئے دل دیا ہے - علاوہ ازیں تمام انسانوں کو ضمیر دیا ہے - جس کو نفس لوامہ کہتے ہیں جو ہر ایک بُرے اور خراب کام پر متنبہ کرتا رہتا ہے -

کمال کی تعریف اور خدا کے آگے جھکنا فطرت انسانی میں داخل ہے -

انسان کی فطرت میں ہے کہ وہ ہر کمال کی تعریف کرتا ہے - کسی فاتح پہلوان - شاندار گھوڑے اور خوبصورت مکان کی تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکتا - بعض یورپین خواتین نے آگرہ کے تاج محل کو دیکھا تو انہوں نے اپنے تاثر کا یوں اظہار کیا کہ اگر میرا خاوند میرے لئے ایسا مقبرہ تعمیر کروا دے تو میں آج مرنے کے لئے تیار ہوں - جس نے ایروپلین ایجاد کیا تھا وہ قابلِ تعریف ہے - غرض انسان کمال کی تعریف کرتا ہے اور احسان کے آگے جھکتا ہے -

اس کمال اور احسان کے علاوہ انسان ایک تیسری چیز کا بھی گرویدہ ہے، وہ ہے پاکیزگی - ہر انسان پاکیزگی کو پسند کرتا ہے - کامل انسان کی پاکیزگی گرویدہ کر لیتی ہے -

کمالات و احسانات

فرمایا فللہ الحمد - رب السمٰوات ورب الارض - رب العٰلمین - یعنے خدا کی حمد و ستائش اس لئے واجب ہے کہ وہ زمین و آسمان کے تمام عجائبات کا موجد ہے - ولہ الکبریاء فی السمٰوات والارض - اس کی عظمت و کبریائی کے نشان زمین و آسمان میں ہر جگہ نظر آتے ہیں - وھو العزیز الحکیم ہر چیز پر غالب ہے - اس کی ہر چیز کی تخلیق میں حکمت نظر آتی ہے - فرمایا الحمد للہ رب العٰلمین - خدا تعالےٰ دنیا جہان کا خالق ہے اور پروردگار ہے رب ہے - اس ایک ہی مختصر مگر جامع جملہ میں خدا تعالےٰ کا ذکر ہے - اور انسانیت کا ذکر ہے کہ وہ خالق اور موجد ہے دنیا جہان کی مخلوق کو اس نے پیدا کیا ہے - ان کی ضروریات کو اس نے مہیا کیا ہے - وہ تمام کی تمام مخلوق کی ضروریات کو مدنظر رکھتا ہے وہ مستحق حمد و ثنا ہے - الحمد للہ الذی فاطر السمٰوات والارض - یہاں انسان کی تمام ضروریات کا ذکر فرمایا ہے -

روحِ انسانی کی تربیت کے لئے آسمانی ہدایت -

اور پھر یہ بھی فرمایا کہ الحمد للہ الذی انزل الکتٰب - جسم کے مقابلہ پر روح کا حصہ بڑا قیمتی ہے خدا نے جسمانیات کی نشوونما اور ربوبیت کے لئے زمین و آسمان کی تمام اشیاء پیدا کیں - اور روح کی تربیت کے لئے کتاب نازل فرمائی اس لئے بھی وہ مستحق حمد و ثنا ہے -

حضرت مولانا عبدالکریم صاحبؓ اور حضرت مولانا نورالدین صاحبؓ کا عشقِ قرآن

مجھے حضرت مولانا عبدالکریم صاحبؓ سیالکوٹی کے درس میں چند سال بیٹھنے کا موقعہ ملا ہے - وہ بڑے ذہین بڑے لسان اور فصیح البیان شخصیت کے مالک تھے - بڑے شاندار اور بارعب تھے - وہ کسی کے آگے جھکنا نہیں جانتے تھے - وہ قرآن پر عاشق تھے اور فرمایا کرتے تھے اگر جائز ہوتا تو میں قرآن کو سجدہ کرتا - اور حضرت مولانا نورالدینؓ کی باتیں میں آپ کو کیا سناؤں - وہ بڑے عاشق قرآن تھے بڑے اعلےٰ معارف قرآن بیان فرماتے - وہ دنیا کی تمام تفاسیر کا مطالعہ کر چکے تھے - دن رات قرآن کریم کا مطالعہ کرتے رہتے تھے - درس دیا کرتے تھے - بار بار قرآن کریم کا درس دیتے - کس قدر عشق تھا انہیں قرآن کریم سے یہ بیان سے باہر ہے - حضرت مولینا عبدالکریم صاحبؓ سیالکوٹی حضرت امام الزمانؑ کے گھر میں قیام رکھتے تھے - حضرت صاحبؑ کے مکان کے اوپر کے حصہ میں رہتے تھے - وہ مسجد سے ملا ہوا تھا - وہ اکثر نیچے نہیں اُترا کرتے تھے - ایک دفعہ میری خاطر نیچے اُتر آئے اور مجھے ساتھ لے کر حضرت مولینا نورالدینؓ کی خدمت میں پہنچے - وہاں ایک مشکل مسئلہ پر گفتگو شروع ہو گئی، معلوم ہوتا تھا کہ علوم معارف کا ایک دریا بہہ رہا ہے - اس پر حضرت مولینا عبدالکریمؓ نے یہ ریمارک کیا لا یسبقک نبیؑ

مولانا شبلی مرحوم کے بھائی پروفیسر عبدالحمید صاحب نے قرآن کریم کے آخری پارے کے آخری ربع کی چھوٹی چھوٹی سورتوں کی تفاسیر علیحدہ علیحدہ لکھی ہوئی تھیں جو انہوں نے حضرت مولانا نورالدین رحؒ کی خدمت میں بھیجی تھیں حضرت مولانا رحؒ نے پڑھنے کے بعد ان کو میرے پاس بھیجدیا - ان کا مطالعہ کرنے سے میرے اوپر وجد طاری ہو گیا - ان تفاسیر کو لے کر حضرت مولینا کی خدمت میں جا کر عرض کیا کہ ان کی غیر معمولی فصاحت و بلاغت ہے اور حقائق و معارف کا تو کیا کہنا ہے -

حضرت امام زمانؑ کا عشق قرآن

اس پر حضرت مولینا صاحبؒ مطب سے اٹھ کر اندر گئے اور ان چھوٹی چھ سورتوں کی تفسیر جو انہوں نے خود لکھی ہوئی تھی وہ پڑھ کر سنائی تو میں نے اس سے بہت لذت محسوس کی۔ ان بزرگوں کے علاوہ حضرت امام زمانؑ کے دل میں قرآن کریم کا عشق بھرا ہوا تھا۔ انہوں نے قرآن کریم بار بار پڑھا، دن رات پڑھا۔ جب کبھی کوئی مضمون لکھنے کی تیاری فرماتے تو قرآن شریف شروع سے آخر تک پڑھتے اور مفید مطلب آیات نوٹ فرما لیتے۔ چنانچہ ان کی ہر کتاب قرآن کریم سے نکلی ہوئی ہے۔ انہوں نے ستر اسی کتابیں تالیف فرمائی ہیں۔ ان میں قرآن کریم کے حقائق و معارف ہی بیان فرمائے ہیں ان کی کتابوں کے مطالعہ کرنے سے اسی عشق کا پتہ چلتا ہے جو حضرت مرزا صاحبؑ کے دل میں موجزن تھا۔ غرض ان تین ہستیوں کے قلوب میں عشق قرآن کا غیر معمولی ولولہ تھا۔

قرآن کریم طہارت اور پاکیزگی سکھاتا ہے

قرآن کریم جہاں اپنے متعلق ولولہ پیدا کرتا ہے وہاں انسان کو پاکیزگی اور طہارت حاصل کرنے کی طرف توجہ دلاتا ہے چنانچہ فرمایا یعلم سرکم وجھرکم ویعلم ما تکسبون۔ وہ تمہارے ہر ظاہر و باطن کو جانتا ہے اور جو کچھ تم کماتے ہو وہ بھی جانتا ہے۔ یہ بیان انسان کو پاکیزہ کرنے کے لئے ہے۔ اس کی خدمت ہر کمال کی تعریف کرنے، ہر احسان کے آگے جھکنے کے علاوہ ہر پاکیزگی کی گرویدہ ہوتی ہے۔

تین پاکباز انسانوں کا ذکر

میں نے ان امور کو تین اشخاص میں خصوصیت سے پایا ہے۔ میں ایک چھوٹی سی چیز جو فی الحقیقت بہت بڑی چیز ہے۔ اس کا بیان آپ کے سامنے کرتا ہوں۔ ایک دفعہ میں اور حضرت مولینا عبدالکریم صاحب رح لاہور آئے اور حضرت ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحبؒ کے مکان پر ٹھہرے ان دنوں شاہ صاحب میڈیکل کالج میں ہاؤس سرجن تھے۔ وہ ان کا ابتدائی زمانہ تھا۔ ڈاکٹر صاحب کے چوک کے قریب کرایہ کے مکان میں رہائش پذیر تھے۔ ہم دونوں صبح کے وقت جب ناشتہ کرنے لگے۔ تو صفیہ بیگم جو حضرت شاہ صاحبؒ کی بیٹی ہیں اور اب بھی زندہ ہیں وہ دوڑ کر ہمارے پاس آگئیں۔ وہ ایک پیارا کھلونا تھیں۔ مولینا رح نے کہا کہ بیٹی یہاں بیٹھ جاؤ۔ بچی کو ران پر نہیں بٹھایا۔ جیسا کہ عموماً کیا جاتا ہے۔ ہم تو بچوں کو چمٹ جاتے ہیں۔ ان کو چوم چاٹ کرتے ہیں۔ میں حضرت مولینا رح کے اس عمل کو بھول نہیں سکتا میں نے یہ تو ان کی پاکیزگی کا حال دیکھا۔ حضرت مولینا نورالدین رح تو کچھ عرصہ مکہ مدینہ میں رہے۔ اور انہوں نے حج بھی کئے ان کا علم بے حد وسیع تھا۔ وہ علم کے سند رکھتے۔ علم اور عمل کے علاوہ وہ ولی اللہ تھے اور پھر باوجود اس کے وہ حضرت مرزا صاحبؑ کی بیعت کرتے ہیں۔ حضرت صاحبؑ ان کو اپنے گھر میں جگہ دیتے ہیں۔ دنیا دار پیر تو کسی کو اپنے گھر میں گھسنے نہیں دیتا۔ . . . . ورنہ اس کی قلعی کھل جاتی ہے۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عشق قرآن

ان تین بزرگوں کا حال تو میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ اب آپ کو ایک اور انسان کا حال سناتا ہوں جس کو میں نے دیکھا تو نہیں مگر قرآن کریم میں ان کے اخلاق کا ذکر اور حدیث اور کتب سیرت میں بھی مطالعہ کیا ہے وہ ہیں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم۔ آپ کی بھی دو ایک باتیں آپ کو سناتا ہوں۔ وہ قرآن کریم کے اولین عاشق ہیں۔ وہ اول المسلمین ہیں۔ وہ قرآن پر سب سے پہلے چلنے والے ہیں اور عمل کرنے والے ہیں ان کو حکم ہے اتبع ما یوحیٰ الیک۔ جو کچھ احکام دیئے جاتے ہیں ان کی اتباع کرو۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی فرماتے ہیں ان اتبع الا ما یوحیٰ الیّ۔ میں تو ان احکام کا پابند ہوں جو مجھ پر وحی کئے جاتے ہیں۔ انا اول المسلمین میں سب کی نسبت بڑھ چڑھ کر اللہ تعالیٰ کے احکام کی فرمانبرداری کرنے والا ہوں آپؐ قرآن کریم کے بہت بڑے عاشق ہیں۔ قرآن کریم کو آپؐ نے سینہ پر لکھ رکھا تھا۔ اللہ اللہ۔ نہ کسی نے وید کو اتنا پڑھا ہے نہ انجیل کو۔ نہ ان کی زبانوں میں کوئی سر تال ہے۔ قرآن کریم کے اندر میوزک ہے۔ فصاحت و بلاغت ہے۔ شیرینی اور وجدان ہے۔ اس کے اندر خدا نظر آتا ہے جوں جوں قرآن نازل ہوتا حضور صلعم اس کو اپنے سینے پر لکھ لیتے۔ ان کے منہ سے بعض صحابہ رضی اللہ بھی اس کو حفظ کر لیتے۔ اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اے میرے مولا میری یہ دعا ہے کہ اس قرآن کو میرے دل کی بہار بنا دے اللھم انی اسئلک ان تجعل القران ربیع قلبی۔

نبی کریم صلعم کی شبینہ عبادات اور حضورؐ کی قرآن خوانی

ایک دفعہ آپؐ کے چچا عباسؓ کے بیٹے عبداللہؓ نے ارادہ کیا کہ حضرتؐ کے اعمال کا مطالعہ رات کے وقت بھی کروں۔ اس ارادے سے وہ اپنی خالہ میمونہؓ کے ہاں جا ٹھہرے۔ صحابہؓ اس شمع کے پروانے ہیں۔ دن کو تو وہ آپؐ کو دیکھتے ہیں اور حضورؐ کے شبینہ افعال سے بھی آگاہی حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ عبداللہ رضؓ کہتے ہیں کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پچھلی رات کو اٹھے۔ وضو کیا اور نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہو گئے۔ میں نے بھی وضو کیا اور حضورؐ کے بائیں طرف کھڑا ہو گیا۔ آپؐ نے میرا کان پکڑ کر مجھے دائیں طرف کر لیا۔ گویا عملاً سکھلا دیا کہ اگر دو میں سے ایک امام ہو تو مقتدی کو امام کے دائیں طرف کھڑا ہونا چاہیئے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے الحمد کے بعد سورۃ بقرہ کی تلاوت شروع کی۔ یہ اڑھائی پارہ کی سورت ہے۔ جب وہ قریب اختتام ہوئی تو میں نے شکر کیا کہ اب ختم کریں گے اور رکوع میں جائیں گے۔ میں تھک چکا تھا۔ لیکن حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بعد دوسری اور پھر تیسری سورت شروع کر دی۔ یہ ہے عشق قرآن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا۔ ایک اور بات میرے سامنے آگئی ہے ایک واقعہ تو عبداللہ بن عباسؓ نے سنایا ہے دوسرا واقعہ حضرت عمرؓ کے بیٹے عبداللہؓ نے سنایا ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے ایک دن حضرت عائشہ رضؓ سے عرض کیا اخبرینی باعجب ما رایت من رسول اللہ مجھے کوئی عجیب ترین بات سنایئے جو آپؓ نے حضور صلعم میں دیکھی ہو فبکت واطالت ثم قالت ان کل امرہ عجب جاءنی فی لیلتی ودخل لحافی حتی الصق جلدہ بجلدی۔ ثم قال یا عائشۃ ھل لک ان تاذنی لی اللیلۃ فی عبادۃ ربی قلت انی احب قربک وانی احب مرادک قد اذنت لک فقام الی قربۃ ماء فی البیت فتوضا فقام یصلی وجعل یبکی حتیٰ رایت دموعہ قد بلت الارض انہوں نے رونا شروع کر دیا۔ بہت اطالت اور دیر تک روتی رہیں۔ پھر انہوں نے بیان کیا کہ حضور صلعم کی تمام ہی باتیں عجیب تھیں۔ ایک رات حضورؐ میرے پاس آئے میرے لحاف کے اندر لیٹ گئے۔ ان کا بدن میرے بدن کے ساتھ لگ گیا۔ اس حالت میں حضورؐ نے فرمایا اے عائشہؓ کیا یہ ممکن ہو سکتا ہے۔ کیا آپ مجھے اجازت دیں گی۔ کہ یہ رات میں خدا تعالیٰ کی عبادت میں گذار دوں۔ اللہ اکبر! جذبات انسان ایک طرف اور عشق خدا دوسری طرف۔ اور کس قدر اس کے اندر تہذیب ہے کہ حضرتؐ اپنی بیوی سے اجازت چاہتے ہیں اس طرح کہ کیا آپ کے لئے ممکن ہے کیا آپ اجازت دیں گی۔ اس مسلمان کو ڈوب مرنا چاہیئے جو بیٹی۔ ماں۔ پھوپھی چچی اور دوسرے رشتہ داروں کے ساتھ بدسلوکی کرتا ہے۔ حضرت نبی کریم صلعم نے کس قدر بیوی میں خودداری پیدا کی ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ کہتی ہیں کہ میں نے عرض کی کہ آپؐ نے یہ کیا سوال کیا ہے۔ میں آپؐ کا قرب پسند کرتی ہوں لیکن آپؐ کی خواہش بھی مجھے عزیز ہے۔ یہ بھی کیا تہذیب ہے!؟ چنانچہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اٹھے۔ پانی کی چھاگل یا مشکیزہ سے پانی لیا۔ وضو فرمایا۔ اور نوافل پڑھنے شروع کئے۔ روتے رہے اور دیر تک روتے رہے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے اور دعا میں لگے رہے۔ اور پھر رونا شروع کر دیا حتیٰ کہ آپؐ کے آنسوؤں سے زمین گیلی ہو گئی۔ یہ ہے عشق قرآن اور یہ ہے اس پر عمل اور یہ ہے پاکیزگی اور طہارت۔

حضرت نبی کریم صلعم کی پاکیزگی

میں حضرت نبی کریم صلعم کی پاکیزگی کی ایک اور بات بیان کرتا ہوں۔ حضورؐ ایک دفعہ اعتکاف میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اس اثنا میں آپؐ کی زوجہ محترمہ بی بی صفیہؓ حضورؐ کی ملاقات کے لئے آئیں اور باتیں کرتی رہیں۔ کوئی اور آدمی ہوتا تو وہ کہتا دفع ہو۔ میں گھر چھوڑ کر آیا ہوں اور تم یہاں آگئی ہو۔ لیکن آپؐ حضور صلعم ان سے باتیں کرتے رہے اور خود نہیں فرمایا کہ اب جاؤ۔ اس وقت تک باتیں کرتے رہے جب تک وہ خود باتیں کرتی رہیں جب وہ اٹھیں تو آپؐ انہیں دروازہ تک چھوڑنے گئے۔ دروازہ میں پھر انہوں نے باتیں شروع کر دیں۔ اور وہیں کھڑے ہو گئے۔ وہاں سے

(باقی پشت کالم ۳)

مولانا شیخ عبد الرحمن صاحب مصری

غلبۂ حقیقی کا صحیح مفہوم اور حضرت امیر مرحوم و مغفور کا غالب اور حق پر ہونا

عددی برتری حق پر ہونے کی لازمی دلیل نہیں ہو سکتی۔

علماء ربوہ اور ان کی تقلید میں ان کے عوام اپنی عددی برتری کو اپنے اور اپنے خلیفہ کے حق پر ہونے کی دلیل گردانتے ہیں اور بار بار اس کا ذکر کرتے رہتے ہیں اور خاکسار کو بھی ربوہ سے تعلق رکھنے والے بعض احباب کی طرف سے ایسے خطوط موصول ہوتے رہے ہیں جن میں اپنی اس عددی برتری کو اپنی صداقت کی حتمی دلیل کے طور پر پیش کر کے خاکسار کو دوبارہ اپنی جماعت میں شامل ہونے کی دعوت دی جاتی ہے۔ سو ایسے تمام احباب پر میں واضح کر دینا چاہتا ہے کہ میرے نزدیک عددی برتری حق پر ہونے کی کوئی لازمی علامت نہیں نہ قرآن کریم اس کا مؤید ہے اور نہ ہی احادیث صحیحہ سے اس کا کوئی ثبوت ملتا ہے اور نہ ہی حضرت مسیح موعودؑ کے کلام میں اس کی تائید پائی جاتی ہے۔ قرآن کریم تو ایک جگہ صرف اکیلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ہی امت قرار دیتا ہے اور دوسری جگہ صاف فرماتا ہے کہ من فئة قليلة غلبت فئة كثيرة باذن الله یعنی کتنی ہی قلیل التعداد جماعتیں ہیں جو کثیر التعداد جماعتوں پر غالب آ جاتی ہیں ان کے غلبہ کی وجہ بطور اصول یہ بتلایا ہے کہ ليهلك من هلك عن بينة ويحيي من حي عن بينة یعنے وہی جماعت جس کو دلائل ہلاک شدہ قرار دیتے ہیں اور حقیقی معنی میں زندہ جماعت ہے جس کو دلائل زندہ قرار دیتے ہیں۔ اس سے ثابت ہوا کہ کسی جماعت کی زندگی اور اس کے غلبہ کا معیار قرآن کریم کے نزدیک دلائل ہیں نہ کہ محض تعداد کی زیادتی۔ احادیث بھی یہی بتلاتی ہیں کہ امت ۷۲ فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی اور ایک فرقہ ہی حق پر ہو گا اور ظاہر ہے کہ وہ ایک فرقہ ۷۲ کے مقابلہ میں قلیل التعداد ہی ہو گا۔

حضرت مسیح موعودؑ بھی فرماتے ہیں کہ حاملین حق کا نام ہی سواد اعظم ہے خواہ ان کی تعداد کتنی ہی تھوڑی کیوں نہ ہو

میرا مسلک

پس ہمارے احباب پر واضح ہو کہ میرا مسلک یہی ہے کہ اگر ساری دنیا میں حق کا علمبردار صرف ایک ہی شخص ہو تو خاکسار ساری دنیا کے مقابلہ میں صرف اسی ایک شخص کا ساتھ دے گا جس کے پاس حق ہے کیونکہ قرآن کریم کا مجھے یہی ارشاد ہے كونوا مع الصادقين۔

مولانا مرحوم کا حضور کے مقام کو صحیح طور پر سمجھنا

مجھے دعوت دینے والے احباب مجھے معاف رکھیں اگر میں یہ کہوں کہ جہاں تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقام اور حضور کے مسالک کا تعلق ہے اس کو صحیح طور پر سمجھنے میں آپ کے خلیفہ ثانی کے مقابلہ میں حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب مرحوم و مغفور سمجھنے میں حق پر ہیں انہوں نے بالکل صحیح سمجھا کہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ زمرہ انبیاء کے نہیں بلکہ زمرہ اولیاء کے فرد تھے۔

اولیاء اللہ کی مخالفت کا نتیجہ

اور اولیاء اللہ کی مخالفت اور ان کے ساتھ دشمنی رکھنے والا انسان ضال تو ہو سکتا ہے لیکن کافر نہیں ہو سکتا یعنی من عادى لي وليا فقد اٰذنته للحرب کے ماتحت جیسے تمام اولیاء کی دشمنی انسان کو روحانی ترقی اور الٰہی فیوض سے محروم کر دیتی ہے اسی طرح حضرت مسیح موعودؑ کی دشمنی بھی معاند کو روحانی ترقی اور الٰہی فیوض سے محروم کر دے گی اگر دشمنی پر اصرار کیا جائے گا تو سلب ایمان کا بھی خطرہ ہے لیکن باوجود اس کے ایسے شخص کے حق میں عیسائیوں، یہود، ہنود کی طرح کافر ہونے کا فتویٰ صادر نہیں کیا جا سکتا۔

دینی امور توقیفی ہیں۔

دینی امور توقیفی ہوتے ہیں یعنی جو حدود دین میں مقرر ہوں ان میں تجاوز کسی صورت میں بھی جائز نہیں۔ اسلام نے جس حد پر مسلمانوں کو کھڑا کیا ہے اس حد پر انہیں کھڑا رہنا چاہیئے اس سے ایک انچ بھی آگے نہیں بڑھنا چاہیئے۔ یہی مذہب حضرت مسیح موعودؑ کا تھا اور یہی مذہب حضورؑ کی زندگی میں حضور کا ساتھ دینے والے بزرگ علماء کا تھا۔

موٹی بات

موٹی بات یہ ہے کہ حضور نے اپنی تمام کتب میں ہمیشہ یہی لکھا کہ وحی نبوت قیامت تک بند ہے صرف وحی ولایت ہی قیامت تک جاری ہے جو حضرت نبی کریم صلعم کی اتباع سے اولیاء اللہ کو ملتی رہے گی حضورؑ کی قریباً اسی کتب میں ایک جملہ بھی ایسا نہیں ملتا جس میں وحی نبوت کے جاری رہنے کا ذکر ہو یا حضور نے اپنی وحی کو وحی نبوت قرار دیا ہو ہمیشہ اپنی وحی کو وحی ولایت ہی لکھا۔

سنہ ۱۹۰۱ء سے قبل اور بعد کی کتب میں یگانگت

علاوہ ازیں جس طرح سنہ ۱۹۰۱ء سے قبل کی کتب میں حضور نے اپنے آپ کو زمرہ اولیاء کا فرد قرار دیا گیا[۲] دیکھو سیرۃ الابدال۔ اعجاز احمدی۔ دافع البلاء۔ الہدیٰ خطبہ الہامیہ۔ تحفہ گولڑویہ۔ براہین احمدیہ حصہ پنجم۔ مواہب الرحمٰن لجۃ النور۔ حقیقت الوحی۔ چشمہ معرفت۔

صریح طور پر کا لفظ تبدیلی عقیدہ کی اساس نہیں بن سکتا۔

حقیقۃ الوحی کے الفاظ "صریح طور پر نبی کا خطاب دیا گیا" پر زور دیا جاتا ہے۔ حالانکہ اسی کتاب میں لکھا ہے:- سميت نبيا من الله على طريق المجاز لا على وجه الحقيقة جس کا مطلب واضح ہے کہ صریح طور پر جو نبی کا خطاب حضور کو دیا گیا وہ مجازی طور پر ہی دیا گیا نہ کہ حقیقی طور پر، اپنی پہلی تمام کتب میں بھی حضور اسی حقیقت کا اظہار فرماتے رہے یہ کوئی نئی بات نہ تھی کہ اس کو تبدیلی عقیدہ کی اساس بنایا جاتا۔ اشتہار "ایک غلطی کا ازالہ" میں بھی محدث ہونے کا انکار لغوی معنی کے لحاظ سے کیا گیا ہے نہ کہ اسلامی اصطلاح کے لحاظ سے اور یہ حقیقت ہے کہ حضورؑ نے اسلامی اصطلاح میں محدث تھے (محدث ہونے کا دعوےٰ بھی خدا کے حکم سے کیا) جس کا انکار حضور نے کبھی بھی نہیں کیا اشتہار مذکور میں صرف اس بات کا انکار کیا کہ لغت میں کثرت سے غیب کی خبریں پانے والے کو محدث نہیں نبی کہتے ہیں اور لغوی معنی میں نبی کہلانے سے حضورؑ نے کبھی بھی انکار نہیں کیا اور یہی فرمایا کہ المحدث نبي باعتبار حصول نوع من انواع النبوة یعنے مبشرات پانے کی وجہ سے محدث پر نبی کا لفظ بولنا جائز ہے کیونکہ نبوت کی ایک جزو یعنی مبشرات اس کو دیئے جاتے ہیں اس لئے جزوی اور ناقص طور پر اس پر لفظ نبی بولا جا سکتا ہے۔

حضرت امیر مرحوم رحمۃ اللہ کا مذہب

حضرت اقدسؑ کی زندگی میں بھی حضرت امیر مرحوم مولانا محمد علی صاحبؒ کا یہی مذہب تھا اور بعد میں بھی یہی مذہب رہا یعنی لفظ نبی حضور کے لئے آپ ہمیشہ انہی معنی میں استعمال فرمایا کرتے تھے جن معنی میں محدثوں پر اس لفظ کا اطلاق جائز ہے ان کے مذہب کو غلط طور پر پیش کر کے لوگوں کو مغالطہ میں ڈالنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

پہلے محدثوں پر لفظ نبی نہ بولے جانے کی وجہ

باقی رہا پہلے محدثوں پر اس لفظ کو اللہ تعالےٰ نے کیوں اطلاق نہیں کیا حضرت مسیح موعود پر کیوں کیا اس کی وجہ ظاہر ہے کہ کسی لفظ کا اطلاق انتہائی کمال پر جا کر کیا جاتا ہے پہلے محدثین میں بھی نبوت موجود تھی مگر مخفی لیکن حضرت اقدسؑ پر اس لفظ کا اطلاق محض اس امر کے اظہار کے لئے کیا گیا کہ حضور کی محدثیت دیگر محدثین کے مقابلہ میں اپنے انتہائی کمال کو پہنچ گئی تھی اور یہی مسیح موعود اور مہدی معہود کے لقب کا منشاء تھا ورنہ یہ نہیں کہ پہلے محدثین نبی نہ تھے، حضور کی تحریروں کے مطابق انوار محمدیہ ان میں بھی جلوہ گر تھے اور حضور میں بھی نبوت محمدیہ ہی جلوہ گر تھی وہ بھی خدا کے نزدیک محمد اور احمد تھے اور حضور بھی خدا کے نزدیک محمد اور احمد تھے صرف نبوت محمدیہ کا جلوہ حضور میں اس کمال تک پہنچ گیا تھا جس کمال پر پہنچنا اَق

کے لئے ممکن ہے۔ اور حقیقی محمد اور احمد کا یعنی حضرت نبی کریم صلعم کا ظل ہونے کی صفت بھی حضور میں ہی اپنے انتہائی کمال کو پہنچی اسی لئے حضور کو کھلے طور پر مجازاً ....نبی کے اعزازی خطاب سے نوازا گیا تا ثابت ہو کہ حضور کامل ترین محدث ہیں۔ اسی وجہ سے حضور نے اپنی ولایت کو ولایت عظمیٰ قرار دیا ہے اور اسے کامل ظلی نبوت کہا ہے لیکن بحیثیت ظل ہونے کے حضور اپنی تحریر النبی کالاصل والولی کالظل کے ماتحت زمرۂ اولیاء کے فرد ہی قرار پائیں گے اسی لئے حدیث میں علماء محدثین کو علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل فرمایا گیا ہے اور مسیح موعود کے لئے اس کے علاوہ صریح طور پر نبی کا لفظ بھی استعمال کیا گیا یہ بالکل اسی طرح ہے کہ جیسے کسی بہادر کو شیر کی مانند کہا جائے اور دوسرے کسی بہادر کو شیر کہہ دیا جائے دونوں شخص بہادر انسانوں کے زمرہ کے فرد ہی قرار پائیں گے یعنی جنس نہیں بدلے گی صرف یہ فرق ہوگا کہ ایک کی بہادری دوسرے کے مقابلہ میں انتہائی کمال پر پہنچی ہوئی سمجھی جائے گی۔

پس یہ تھا حضرت مسیح موعود کا مذہب جس پر حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ شروع سے آخر تک قائم رہے اور چونکہ یہی حق ہے اس لئے خاکسار نے ان کا ساتھ دیا اور دے رہا ہوں اور انشاء اللہ تعالیٰ دیتا چلا جاؤں گا۔

جماعت میں اختلاف رونما ہونے کی پیشگوئی

۱۸ فروری ۱۹۰۵ء کو حضور نے رؤیا میں دیکھا کہ :-

"ایک جماعت کثیر میرے پاس کھڑی ہے ایک حاکم آیا اور اس نے کھڑے ہو کر کہا کہ کیوں اس جماعت کو منتشر کیا جاتا ہے میں نے کہا کہ اس جماعت میں کوئی مخالفت نہیں صرف تعلیم پاتے ہیں پھر اس حاکم نے کہا کہ گویا وہ ایک فرشتہ تھا آسمان کی طرف منہ کر کے ایک دو باتیں کیں جو سمجھ میں نہیں آئیں پھر اس نے مجھے مخاطب کر کے کہا کہ سلام اور چلا گیا"

(تذکرہ صفحہ ۵۳۹)

اس رؤیا میں مندرجہ ذیل چار باتیں واضح ہیں ایک تو یہ کہ حضور کی زندگی میں جماعت میں قطعاً کوئی مخالفت نہ تھی دوسری بات یہ کہ حضور کی زندگی میں جماعت تعلیم حاصل کر رہی تھی یعنی حضور کے مشن سے واقفیت حاصل کر رہی تھی تیسری بات یہ کہ حضور کے بعد جماعت پر ایسا وقت آنے والا ہے کہ حضور کی بتلائی ہوئی تعلیم میں ہی اختلاف پیدا ہو جانے کی وجہ سے جماعت میں انتشار رونما ہو جائے گا اب یہ حقیقت ہے کہ حضور کی وفات کے بعد ہی حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب اعظم رضہ کے خلافت کے آخری حصہ میں حضور کے مقام کے متعلق جماعت میں اختلاف رونما ہو گیا تھا جو بڑھتے بڑھتے ان کی وفات کے بعد جماعت کو دو گروہوں میں تقسیم کر دینے کا موجب بنا چوتھی بات یہ ہے کہ فرشتہ کا آخر میں حضور کو مخاطب کر کے "سلام" کہنا اس بات پر دلالت کرتا تھا کہ حضور کی زندگی میں تو سلامتی رہے گی حضور کی وفات کے بعد ہی اختلاف رونما ہوگا۔

قلیل التعداد گروہ کے حق پر ہونے کی پیشگوئی

ان چاروں باتوں کو جو بطور پیشگوئی کے تھیں واقعات نے درست ثابت کر دیا۔ ذیل میں حضور کا ایک کشف نقل کیا جاتا ہے جو صراحت سے اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اختلاف رونما ہونے کی صورت میں ایک گروہ کثیر التعداد ہوگا اور دوسرا گروہ تعداد میں پہلے کی نسبت کم ہوگا لیکن حق پر وہی گروہ ہوگا جو قلیل التعداد ہوگا۔ حضور فرماتے ہیں:-

"اس کے (مسیح موعود کے) لشکر یعنی اس کی جماعت کا سردار سرگروہ ایک توفیق یافتہ شخص ہوگا جس کو آسمان پر منصور کے نام سے پکارا جائے گا کیونکہ خدا تعالیٰ اس کے خادمانہ ارادوں کا جو اس کے دل میں ہوں گے آپ ناصر ہوگا۔ اس جگہ اگرچہ اس منصور کو سپہ سالار کے طور پر بیان کیا ہے مگر اس مقام میں درحقیقت کوئی ظاہری جنگ و جدل مراد نہیں ہے بلکہ یہ ایک روحانی فوج ہوگی کہ اس حارث کو دی جائے گی جیسا کہ کشفی حالت میں اس عاجز نے دیکھا کہ انسان کی صورت پر دو شخص ایک مکان میں بیٹھے ہیں ایک زمین پر اور ایک چھت کے قریب بیٹھا ہے تب میں نے اس شخص کو جو زمین پر تھا مخاطب کر کے کہا کہ مجھے ایک لاکھ فوج کی ضرورت ہے مگر وہ چپ رہا اور اس نے کچھ بھی جواب نہ دیا تب میں نے اس دوسرے کی طرف رخ کیا جو چھت کے قریب اور آسمان کی طرف تھا اور اسے میں نے مخاطب کر کے کہا کہ مجھے ایک لاکھ فوج کی ضرورت ہے وہ میری اس بات کو سن کر بولا کہ ایک لاکھ نہیں ملے گی مگر پانچ ہزار سپاہی دیا جائے گا تب میں نے اپنے دل میں کہا کہ اگرچہ پانچ ہزار تھوڑے آدمی ہیں پر اگر خدا تعالیٰ چاہے تو تھوڑے بہتوں پر فتح پا سکتے ہیں اس وقت میں نے یہ آیت پڑھی کم من فئة قليلة غلبت فئة كثيرة باذن الله پھر وہ منصور مجھے کشف کی حالت میں دکھایا گیا اور کہا گیا کہ خوشحال ہے خوشحال ہے مگر خدا تعالیٰ کی کسی حکمت خفیہ نے میری نظر کو اس کے پہچاننے سے قاصر رکھا لیکن امید رکھتا ہوں کہ کسی دوسرے وقت دکھایا جائے۔"

(ازالہ اوہام صفحہ ۹۸ تا ۹۹ حاشیہ)

اس کشف میں جس سرگروہ کا ذکر ہے اس سے مراد حضرت خلیفہ اول رضہ تو ہو نہیں سکتے کیونکہ ان کو تو حضور شناخت کر سکتے تھے بوجہ دیرینہ تعلقات کے۔ اسی طرح اس سے مراد میاں محمود احمد صاحب بھی نہیں ہو سکتے۔ اس کشف سے یہ بھی واضح ہے کہ جماعت دو گروہوں میں تقسیم ہو جائے گی اور ہر ایک گروہ کا الگ الگ سردار ہوگا گو ایک گروہ کے سردار کے ساتھ جماعت تو زیادہ ہوگی لیکن وہ اخلد الی الارض کا مصداق ہوگا اب جو واقعات منصۂ ظہور میں آئے وہ صاف بتلاتے ہیں کہ دونوں گروہوں کے سرداروں میں سے زمینی خواہشات کا شکار کون بنا اس کشف نے یہ بھی بتلایا کہ قلیل التعداد کے سردار کا تعلق آسمان سے ہے اور وہی حضور کے اصل مشن کو سمجھنے والا ہے یہ بھی اس کشف سے واضح ہو گیا کہ وہ سردار اس وقت تک جماعت میں داخل نہیں تھا بعد میں داخل ہوگا اور حضور کو وہ کسی وقت دکھلایا بھی جائے گا چنانچہ یہ سب باتیں حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب مرحوم و مغفور پر صادق آتی ہیں وہ اس کے بعد ہی جماعت میں داخل ہوئے اور حضور کو متعدد مرتبہ کشف میں دکھلائے بھی گئے۔

برتری ثابت کرنے کے لئے تقویٰ ہی حقیقی معیار ہے

اور قلیل التعداد جماعت کے سردار بھی بنے اور دوسرے فریق کے سردار پر دلائل کی رو سے بھی غالب رہے اور تقویٰ اور اخلاق اور روحانی میدان میں بھی آپ نے اپنی برتری کو ثابت کر دیا اور یہ ناقابل انکار حقیقت ہے کہ روحانی جماعتوں میں تقویٰ ہی برتری کا اصل معیار ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان اکرمکم عند الله اتقاكم اور جس پر آیت افمن اسس بنيانه على تقوىٰ من الله و رضوان الخ صراحت سے دلالت کر رہی ہے

عددی برتری معیار نہیں ہو سکتی

ربوہ سے تعلق رکھنے والے دوستوں کو اگر تعداد کی زیادتی کو معیار بنانے پر ہی اصرار ہے تو ان کی حضرت معاویہ رضہ اور حضرت علی رضہ کے بارے میں کیا رائے ہے کیا یہ حقیقت نہیں کہ حضرت معاویہ رضہ خواہ صحابی ہونے کے لحاظ سے ہم اُن کی کتنی ہی عزت کریں لیکن تقویٰ کے لحاظ سے وہ حضرت علی رضہ کے مقابلہ میں قطعاً کھڑے نہیں کئے جا سکتے اور قرآن کریم کے حقائق کو سمجھنے میں حضرت علی رضہ جو ید طولیٰ رکھتے تھے حضرت معاویہ رضہ ان کی گرد کو بھی نہ پہنچتے تھے۔ انا مدينة العلم و علی بابها حضرت علی رضہ کی شان میں ہی فرمایا گیا ہے حضرت معاویہ رضہ کی شان میں تو نہیں فرمایا گیا لیکن یہ بھی ناقابل انکار حقیقت ہے کہ حضرت معاویہ رضہ کو تقویٰ میں کمتر ہونے کے باوجود اور حقائق قرآن کو سمجھنے میں کمتر درجہ رکھنے کے باوجود سیاسی اور عسکری غلبہ حاصل ہوا اس سے حضرت علی رضہ محروم رہے یہاں تک کہ ساری اسلامی دنیا پر انہیں حکومت حاصل ہو گئی جو قریباً ایک صدی تک ان کے خاندان میں رہی کیا حضرت معاویہ رضہ کی کامیابی خاص چالاکی کا نتیجہ نہ تھی جس کو تقویٰ سے کوئی تعلق بھی نہ تھا۔

پھر یزید اور ابن زبیر رضہ اور یزید اور امام حسین رضہ کی مثال پر بھی غور کر لیں ان میں کونسا فریق تقویٰ کے زیور سے آراستہ تھا اور کونسا فریق پلیدگی کے گند میں لتھڑا ہوا تھا۔ تفصیل کے لئے آئندہ قسط کا انتظار فرمائیں۔

شذرات

(شاہین)

خاندانی خلافت

ربوہ میں مرزا ناصر احمد صاحب کے انتخاب خلافت نے ایک دفعہ پھر سے یہ امر واضح کر دیا ہے کہ اب یہ جماعت پیر پرستی میں اس قدر دور نکل گئی ہے کہ جماعت کی سربراہی کے لئے بجائے اس کے کہ تقویٰ، طہارت، نیکی اور تقدس کا خیال رکھتے ہوئے کسی اہل شخص کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف منسوب ہونے والی جماعت کا لیڈر چنتے۔ انہوں نے "اہل بیت" کی شرط کو اپنے اوپر لازم کر لیا ہے۔ اور بجائے اصل کے نسل کے پیچھے پڑ گئے ہیں، ورنہ یہ کیسے مان لیا جائے کہ جماعت ربوہ میں جس کی تعداد دس لاکھ بتلائی جاتی ہے کوئی ایک شخص بھی تقویٰ کے اس اعلیٰ معیار پر قائم نہ ہو کہ جماعت کی قیادت کے فرائض سر انجام دے سکے۔ اور انہیں مجبوراً گذشتہ خلیفہ کے بڑے صاحبزادے کے سر پر دستار "فضیلت" رکھنا پڑی۔ اور اپنے بزرگوں کے اقوال کو پس پشت ڈال دیا۔ چلو مانا کہ خلیفہ خدا بناتا ہے مگر خدا نے یہ کہاں کہا ہے کہ خدا کے مامور کی وصیتوں اور اپنے رہنماؤں کی نصیحتوں کو پاؤں تلے روندکر خلیفہ کا انتخاب کرو۔ میں اس جگہ تین شخصیتوں کے اقوال درج کرتا ہوں جس سے شاید اہل ربوہ کو یہ احساس ہو کہ ہم انتخاب میں گمراہی کا شکار تو نہیں ہو گئے۔ کیونکہ جہاں خدا راشد خلیفے بناتا ہے وہاں غیر راشد خلیفوں کا انتخاب بھی خدا کے منشاء اور مرضی کے بغیر نہیں ہوتا۔ مشہور مؤرخ علامہ ابن کثیرؒ نے "البدایۃ والنہایۃ" میں لکھا ہے کہ حسین بن علی رضی اللہ عنہ کے سوائے تمام اکابر صحابہ اور خاندان نبوت کے تمام افراد نے خلیفۂ وقت یزید بن معاویہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی تھی۔ اب اہل ربوہ بتلائیں کہ کیا یزید خدا کا منظور نظر تھا؟ اور اس کا انتخاب خدا تعالیٰ کا انتخاب تھا۔

(۱) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا فرمان

حضور علیہ السلام ربانی خلفاء کا تذکرہ فرماتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ گدی بنانا دنیاداروں اور گمراہوں کا کام ہے:۔

"وہ خلیفے بنے لیکن انہوں نے سونے اور چاندی سے اپنے گھروں کو نہیں بھرا اور اپنے بیٹوں کو سونے اور چاندی کے وارث نہیں بنایا بلکہ جو کچھ ملا اسے بیت المال میں جمع کرا دیا اور نہ ہی انہوں نے دنیاداروں اور گمراہ لوگوں کی طرح اپنے بیٹوں کو خلیفہ بنایا۔"

(سر الخلافہ صفحہ ۱۲)

(۲) مرزا محمود احمد صاحب مرحوم کا بیان

سابق ربوائی خلیفہ مرزا محمود احمد صاحب کا ارشاد ہے کہ باپ کے بعد بیٹے کا خلیفہ بننا جائز نہیں ہے:۔

"وہ نادان جو کہتا ہے کہ گدی بن گئی ہے اس کو میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں تو یہ جائز ہی نہیں سمجھتا کہ باپ کے بعد بیٹا خلیفہ ہو ہاں اگر خدا تعالیٰ چاہے تو مامور کر دے تو یہ الگ بات ہے اور حضرت عمرؓ کی طرح میرا بھی یہی عقیدہ ہے کہ باپ کے بعد بیٹا خلیفہ نہیں ہونا چاہئیے۔"

(برکات خلافت صفحہ ۲۲)

(۳) مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے کا بیان

موجودہ خلیفہ ربوہ کے چچا مرزا بشیر احمد مرحوم کا ارشاد ہے کہ خلافت پر خاندانِ مسیح موعودؑ کی اجارہ داری نہیں ہے۔ وہ فرماتے ہیں:۔

"اصولی لحاظ سے جو تعلیم آیات قرآنی میں دی گئی ہے وہ صرف اس قدر ہے کہ خلافت کا معاملہ خدا کے ہاتھ میں ہے اور یہ کہ خلافت کا دروازہ ہر اہلیت رکھنے والے شخص کے لئے کھلا ہے .... خلافت کا منصب ہر اس شخص کے لئے کھلا ہے جو اپنے زمانہ میں اس کا سب سے زیادہ اہل ہو، جیسا کہ آیت تؤدوا الامانات الیٰ اهلها میں مذکور ہے"

(الفضل ۱۲ دسمبر ۱۹۵۶ء)

ایک شخص ملک حسن محمد صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک رویا سے یہ استدلال کرنے کی کوشش کی کہ آئندہ خلیفے خاندان مسیح موعودؑ ہی میں ہوں گے تو اس پر مرزا بشیر احمد صاحب نے اسے ذاتی، ذوقی، بے وقت اور موجب فتنہ و فساد استدلال قرار دیتے ہوئے کہا کہ:-

"علاوہ ازیں ایسی باتوں کے متعلق قبل از وقت قیاس کرنا یا کسی خواب وغیرہ کی بناء پر ذاتی استدلال کر کے اس کی اشاعت کرنا درست نہیں بلکہ موجب فتنہ ہو سکتا ہے۔"

(ایضاً)

جماعت ربوہ کی منقبت میں

ہم اگر جماعت ربوہ کے لوگوں کے متعلق کوئی نازیبا کلمات کہیں تو یہ زیادتی شمار کی جا سکتی ہے۔ چونکہ ربوہ سے بار بار یہ اعلان کیا گیا ہے کہ اکثریت نے خدا تعالیٰ کے منشاء کے مطابق نئے خلیفہ کا انتخاب کیا ہے تو اس جگہ ان انتخاب کرنے والوں کی تعریف میں چند کلمات جو جماعت کے سابق سربراہ (مرزا محمود احمد) نے ہی فرمائے ہیں درج کئے جاتے ہیں تاکہ قارئین یہ اندازہ لگا سکیں کہ جس قوم کا امام اپنے مریدوں کے متعلق جس قسم کی صحیح رائے رکھتا ہو اس کے اظہار کے بعد وہ قوم اگر انتخاب خلافت کرے تو وہ کس حد تک درست اور صحیح ہو سکتا ہے۔

جماعت ربوہ کو دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے، ایک حصہ وہ ہے جو مرکز سے باہر رہتا ہے اور ایک حصہ وہ جو مرکز سلسلہ میں کسی نہ کسی رنگ میں آباد ہے۔ دونوں حصوں کے متعلق ذیل کی آراء ملاحظہ ہوں:۔

(۱) "بدھو کے بدھو"

مرکز سے باہر رہنے والے احمدی احباب و مخلصین جماعت "چندہ دہندگان" کے متعلق خلیفہ صاحب فرماتے ہیں:۔

"قادیان کے لوگ تو پھر بھی دین کی باتیں اکثر سنتے رہتے ہیں لیکن باہر کے لوگوں میں سے بہت سے "بدھو کے بدھو" ہیں انہیں کچھ پتہ نہیں کہ اسلام ان سے کیا تقاضا کرتا ہے۔ احمدیت ان سے کیا چاہتی ہے۔ خدا اور اس کا رسول انہیں کس راستہ پر لے جانا چاہتے ہیں صرف چند موٹے موٹے مسائل ان کو معلوم ہیں اس سے زیادہ ان کو کچھ پتہ نہیں۔"

(خطبہ جمعہ۔ الفضل ۲۷ اپریل ۱۹۴۴ء)

(۲) "غدار، بددیانت اور کوڑھی"

مرکز سلسلہ کے لوگوں کے متعلق خلیفہ صاحب ارشاد فرماتے ہیں:۔

"کوڑھ کا مرض" جماعت میں پیدا ہو رہا ہے یہ ذلیل ترین مرض میں مبتلا کر دینے والے کیڑے جماعت میں پیدا ہو رہے ہیں اور دیانت کا وہ معیار اب بعض شخصوں میں نہیں رہا جو پہلے تھا وہ معیار نہیں رہا جو ہونا چاہیئے تھا وہ معیار نہیں رہا جس سے قومی شرافت اور عزت پیدا ہوتی ہے اور وہ معیار نہیں رہا جس سے قومیں ترقی کرتی ہیں بعض نوجوانوں کے ہاتھ میں اگر سلسلہ کا روپیہ آ جائے جو سلسلہ کے ملازم ہیں تو وہ اس روپیہ کو بجائے سلسلہ کے کاموں پر خرچ کرنے کے اسے کھانے کی طرف دوڑ پڑتے ہیں۔ سلسلہ کے ملازموں میں بعض ایسے غداروں کا ثبوت ملا ہے جو دیانت داری سے کام نہیں لیتے۔"

(الفضل ۲۲ فروری ۱۹۴۵ء)

(باقی آئندہ)

تین انعامی مقابلوں میں اوّل انعام

(بسلسلہ صفحہ ۲)

بڑی مہلک ہے۔

میں کہہ رہا تھا کہ ٹیلی ویژن پر یہ ڈرامہ دکھلایا گیا جس سے مقصود یہ تھا کہ افراد اور قوم میں خدمت کا جذبہ پیدا کیا جائے میرے ذہن میں یہ بات رہی کہ میں ٹیلی ویژن والوں کو لکھوں کہ وہ اس کے ساتھ ایک اور بات کا بھی اضافہ کریں کہ اسلام ہمیں کیا سبق دیتا ہے۔ وہ ملک و ملت کی خدمت کے علاوہ بنی نوع انسان کی خدمت کا جذبہ بھی پیدا کرتا ہے۔ وہ کیسے وہ اس طرح کہ صداقت و راستی کی تعلیم کو پھیلانے کے لئے اپنے اوپر تمام دکھ درد وارد کر لو۔ تاکہ دنیا جن دکھوں میں مبتلا ہے وہ اس سے نجات پا جائے۔ اس لئے جہاں ٹیلی ویژن والے قوم میں قومی خدمت کا جذبہ پیدا کرنا چاہتے ہیں انہیں یہ بھی کرنا چاہیئے کہ قوم کے اندر خدمت دین اسلام کا جذبہ پیدا کریں۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ جب یہ سکول قائم کیا گیا تھا تو اس کی تہ میں خالصتاً یہی مقصد کارفرما تھا۔ لہذا میں آپ سے توقع رکھتا ہوں کہ جہاں آپ علمی اور فنی میدان میں اعلےٰ مقام حاصل کریں وہاں دینی میدان میں بھی امتیازی درجہ کے مالک بنیں۔ آپ کو دیکھکر نظر آتا ہو کہ حقیقی مسلمان یہ ہیں۔ یہ ملک و قوم اور بنی نوع انسان کے خادم ہیں۔

جہادِ کبیر

یہی حقیقی جذبۂ جہاد ہے اور یہی زندگی کا حقیقی مقصد ہے۔ تلوار کے جہاد کی اہمیت اپنی جگہ ہے۔ مگر بڑا جہاد یہ ہے کہ غربت و مسکنت کی زندگی اختیار کر کے دنیا میں راستی کو پھیلانے کے لئے نکل کھڑے ہوں تا دنیا خیر کثیر سے متمتع ہو وجاھدھم بہ جھادا کبیرا۔ اس قرآن مجید کی تعلیم کے لئے مجاہدانہ اقدامات اختیار کئے جائیں۔ چنانچہ ایک غزوہ سے تشریف لاکر آنحضور صلعم نے ارشاد فرمایا رجعنا من الجھاد الاصغر الی الجھاد الاکبر۔ ہم جہادِ اصغر سے جہادِ اکبر کی جانب آئے ہیں۔ یعنی اسلام کی تعلیم میں جہاں یہ سکھلایا ہے کہ راہِ حق میں جان کیسے قربان کی جائے۔ وہاں یہ تعلیم بھی موجود ہے کہ زندہ رہ کر فرقان حمید کی تعلیم کو زندگی کے عمل اور منہ کے قول سے کیونکر سچا ثابت کیا جائے۔

ہیڈ ماسٹر صاحب مسلم ہائی سکول کی تقریر

محترم ڈاکٹر اللہ بخش صاحب دامت برکاتہٗ کی اس صدارتی تقریر کے بعد چوہدری عبدالحمید صاحب ہیڈ ماسٹر نے مہمان خصوصی اور دیگر احباب کی تشریف آوری کا شکریہ ادا کرتے ہوئے فرمایا کہ میں اساتذہ کرام، طلباء اور اپنی طرف سے آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ احباب نے اس تقریب کو رونق بخشی۔ میں کوئی مقابلہ کی تقریر کرنے کے لئے نہیں آ رہا ہوں۔ اگر ایسا بھی ہو تو مجھے یقین ہے کہ میں اوّل نہیں تو دوم تو ضرور ہی رہوں گا۔ مجھے اپنے پرنسپل صاحب کی کہی ہوئی بات اب تک یاد ہے۔ وہ سکھ تھے۔ اور سکول کے متعلق بڑے لطیفے مشہور ہیں۔ چنانچہ وہ کہا کرتے تھے کہ جب میں نے B.Sc. کا امتحان دیا تو میں تھرڈ نمبر پر پاس ہوا۔ وہ اس طرح کہ کل پانچ لڑکوں نے امتحان دیا تھا جن میں سے دو فیل ہو گئے اور ہم تین پاس ہو گئے۔ ان تین پاس ہونے والوں میں تیسرا نمبر میرا تھا۔ اس لحاظ اگر تقریری مقابلہ بھی سمجھا جائے تو میں دوئم ضرور رہوں گا

جناب چوہدری صاحب نے صدارتی تقریر کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ ہمارے اسکول میں محترم ڈاکٹر صاحب کے فرمان کے مطابق واقعی خدمت بنی نوع انسان اور دین اسلام کے فروغ کے جذبہ کے تحت ہی کام جاری ہے اساتذہ کرام بڑے تعاون، خدمت ایثار اور خوش دلی اور لگن سے اپنے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ اور طلباء میں بھی انہی امور پر قدم مارنے کا جذبہ پیدا کیا جاتا ہے۔ اس اسکول میں تعلیم وفن اور تبلیغ دین کو اہمیت دی جاتی ہے۔ ڈاکٹر صاحب کی اس یاددہانی کے بعد میں اپنے محترم اساتذہ اور عزیز طلباء سے کہوں گا کہ وہ محترم ڈاکٹر صاحب کی مواعیظ حسنہ کو اپنے دل میں جگہ دیں، اور ان کو عملی صورت میں جلوہ گر کریں۔

اخبار احمدیہ

(بسلسلہ صفحہ ۳)

امتحان میں کامیابی اور عطیہ

—— چودھری عبدالحق صاحب ہیڈ ماسٹر مسلم ہائی سکول ۲ کی بچی رخشندہ اختر نے ایم اے اسلامیات میں ۴۹۳ نمبر لے کر فرسٹ کلاس میں کامیابی حاصل کی ہے چوہدری صاحب نے اس کے شکریہ میں مبلغ دس روپے انجمن کو مرحمت فرمائے فجزاہ اللہ احسن الجزاء

درخواست دعائے صحت

—— راجہ بشیر احمد رازی صاحب چند یوم سے نزلہ اور بخار میں مبتلا ہیں احباب کرام سے ان کی صحت کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

مسلم ہائی سکول ۲ لاہور کا سکاوٹ کیمپ فائر

۱۱ رنومبر ۱۹۶۷ء ۵½ بجے شام مسلم ہائی سکول ۲ لاہور کا سترھواں سالانہ سکاؤٹ کیمپ فائر زیر صدارت انسپکٹر آف سکولز لاہور ڈویژن منعقد ہوا۔ جس کی مفصل روئیداد آئندہ اشاعت میں درج ہوگی۔

خطبہ جمعہ

(بسلسلہ صفحہ ۶)

دو آدمی گذر رہے تھے۔ فرمایا اے بھائی ٹھہر جاؤ۔ یہاں آؤ۔ یہ میری بیوی صفیہ ہیں۔ صفیہ اٹھاؤ چہرہ سے پردہ۔ انہوں نے عرض کیا حضور نے یہ تکلف کیوں فرمایا فرمایا شیطان باریک رنگ میں شبہات دلوں میں ڈالتا ہے۔ اس وجہ سے میں نے ایسا کیا ہے۔

انسانی اعمال اللہ تعالےٰ کی نگاہ میں

الحمد للہ الذی خلق الخ کے بعد فرمایا یعلم سرکم وجھرکم ویعلم ما تکسبون ہم نے زمین اور آسمان کو پیدا کیا ہے تمہیں بھی پیدا کیا ہے ہم نے قرآن کو نازل کیا ہے کہ تمہارے اعمال اچھے ہو جائیں تم پاک ہو جاؤ۔ وہ باتیں جو تم چھپ کر کرتے اور راتوں کے اندھیروں میں کرتے ہو، وہ سب ہماری نگاہ میں ہیں اور جو باتیں تم ظاہری طور پر کرتے ہو، وہ بھی ہم جانتے ہیں) اور اعمال جس قدر ہیں وہ کس نیت سے کئے جاتے ہیں، کیسے کئے جاتے ہیں ان سب سے ہم واقف ہیں۔

جن لوگوں نے اس پر عمل کیا وہ پاکیزگی و طہارت کا پیکر بن گئے مجسم قرآن بن گئے، دنیا میں پھیل گئے اور اپنے پاک نمونہ سے توحید و رسالت کی صداقت ثابت کی۔

چند دوستوں کے لئے دُعا

بہار میں ہمارے ایک دوست عبدالصمد صاحب ہیں وہ ریٹائرڈ مجسٹریٹ ہیں۔ ان کا خط آیا ہے وہ آج کل بیمار ہیں۔ انہوں نے لکھا ہے کہ میرے لئے دعا کریں۔

صاحبزادہ عبداللطیف شہید رحمۃ اللہ علیہ جن کو اس بناء پر سنگسار کیا گیا تھا کہ وہ کابل سے چل کر قادیان آئے اور انہوں نے حضرت مرزا صاحبؑ کی بیعت کی اور انہوں نے بشارت دی کہ یہ شخص اپنے دعوے میں صادق ہیں لاہور کی گنٹی والی مسجد میں انہوں نے تقریر بھی کی۔ ان کا چہرہ بہت بڑا تھا۔ وہ بادشاہ نظر آتے تھے۔ بڑے سفید اور سرخ انسان تھے۔ حضرت صاحبؑ کے پاس کچھ عرصہ ٹھہرنے واپس وطن جانے لگے تو حضرت صاحب نے فرمایا مت جاؤ قتل کر دیئے جاؤ گے۔ کہنے لگے کہ فکر کی بات نہیں عموماً لوگ کاغذ اور سیاہی سے اشتہار دیتے ہیں۔ وہاں اشتہار تو خون سے دیا جا سکتا ہے۔ چنانچہ وہ پہنچے اور شہید کر دیئے گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ان کے خاندان کے کچھ احباب بنوں کے علاقہ نورنگ سرائے میں مقیم ہیں۔ ان کو وہاں زمینیں ملی ہوئی ہیں۔ ان کی زمینوں کا کچھ جھگڑا ہے۔ دعا کریں کہ خدا تعالےٰ ان کی مشکلات کو دور کرے۔ اور تمام ان لوگوں کے لئے جو بیمار ہیں، مصائب میں گرفتار ہیں، اور مالی اور دوسری مشکلات میں مبتلا ہیں ان سب کے لئے دعا کریں۔

ایتاء الزکوٰۃ

بام نماز کے بعد یہ اسلام کا تیسرا بڑا رکن ہے جس کے لئے قرآن کریم میں بہت بڑی تاکید آئی ہے، یہاں تک کہ اقیموا الصلوٰۃ کے ساتھ واٰتوا الزکوٰۃ بار بار فرمایا گیا ہے، حدیث میں بھی اس کی بڑی تاکید ہے، اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے کہ توخذ من اغنیاءھم وترد الی فقراءھم۔ امراء سے مال لے کر محتاجوں اور غرباء میں تقسیم کیا جائے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جب بعض لوگوں نے زکوٰۃ کی ادائیگی سے انکار کر دیا تو خلیفۂ اسلام حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان کے ساتھ جنگ کا حکم دیا اور فرمایا کہ جب تک اونٹ کی ایک رسی بھی جو زکوٰۃ کے سلسلہ میں واجب الوصول ہو، وصول نہ ہوگی میں ایسے لوگوں سے جنگ کروں گا۔ اس سے ظاہر ہے کہ زکوٰۃ کو اسلام میں کتنی بڑی اہمیت ہے۔ اس کے ساتھ ہی یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ انفرادی طور پر کوئی شخص اس بات کا مجاز نہیں کہ خود ہی اپنے مال میں سے زکوٰۃ نکال کر جہاں چاہے خرچ کر دے بلکہ قومی نظام کے ماتحت اس کو جمع اور خرچ کرنا واجب ہے۔ قرآن کریم نے اس کی تحت ضروری قرار دیا گیا ہے۔ ظاہر ہے کہ ہر شخص کا یہ کام نہیں کہ انفرادی طور پر ان سب مدات پر زکوٰۃ کی رقم خرچ کرے۔ یہ قومی ادارہ کا کام ہے۔ جہاں سے ان سب مدات پر حسب ضرورت خرچ کیا جاتا ہے اور آپ کی انجمن بڑی دیانتداری کے ساتھ اس فرض کی ادائیگی میں مصروف ہے، بالخصوص اشاعت اسلام کا کام جس کو قرآن کریم نے جہاد کبیر اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاد اکبر قرار دیا ہے۔ یہ انجمن جس مستعدی کے ساتھ کر رہی ہے وہ آپ سے پوشیدہ نہیں۔

اس لئے احباب کرام کو یہ توجہ دلانا ضروری ہے کہ وہ اپنے اموال کا حساب کر کے زکوٰۃ کی رقم جو واجب الادا ہو، انجمن کے بیت المال میں ارسال فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

زکوٰۃ کی شرح

جمع شدہ مال پر جس پر ایک سال گذر گیا ہو اڑھائی فیصد مقرر ہے، چاندی یا چاندی کے زیورات ۵۲½ تولے پر، اور سونا یا سونے کے زیورات کی صورت میں ۷½ تولہ پر زکوٰۃ واجب ہے اور ان کی قیمت کا حساب کر کے اڑھائی فیصد زکوٰۃ ادا فرما کر عنداللہ ماجور ہوں گے۔

والسلام

افسر تحصیل۔ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

کتاب "قاطع البرہان"

یہ کتاب ختم نبوت پر جناب سید امیر حسین شاہ صاحب اور جناب ابوالعطا اللہ دتہ صاحب کے مابین مناظرہ پر مشتمل ہے۔ سید صاحب نے بدلائل ثابت کیا ہے کہ حضرت مرزا صاحبؑ کا نبوت کا دعوےٰ نہ تھا۔ آپ ختم نبوت کے قائل تھے، ایک غیر احمدی کی یہ تحقیق قابل تعریف ہے۔ اس کتاب کی چند جلدیں دارالکتب اسلامیہ۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور میں موجود ہیں۔ قیمت صرف ایک روپیہ بیالیس پیسے ہے۔ دلچسپی رکھنے والے احباب خرید سکتے ہیں۔ ملنے کا پتہ:۔

دارالکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس برانڈرتھ روڈ۔ لاہور

مدیر:— دوست محمدؒ

مدیر معاون:— بشیر احمد سوز

جلد ۵۴ | یوم چہارشنبہ۔ مؤرخہ ۱۹ شعبان المعظم ۱۳۸۷ھ مطابق ۲۲ نومبر ۱۹۶۷ء | ۴۶

"لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں
لاہور میں ہمارے پاک محب ہیں
میں تیرے خالص محبوں کا گروہ
بھی بڑھاؤں گا۔ اور ان کے نفوس و
اموال میں برکت دوں گا۔"

((الہامات حضرت مسیح موعودؑ)

حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفانِ ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا نہ نیا نہ پرانا
۲۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں اور نہ ہی آئندہ ہوگی۔
۳۔ سب صحابہؓ اور آئمہؒ قابلِ احترام ہیں
۴۔ سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے
۵۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں
۶۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا۔

بحرِ حکمت کے موتی

ہمسایہ اور مہمان کے ساتھ حسنِ سلوک

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کان یؤمن باللہ والیوم الاخر فلا یؤذ جارہ ومن کان یؤمن باللہ والیوم الاخر فلیکرم ضیفہ ومن کان یؤمن باللہ والیوم الاخر فلیقل خیراً او لیصمت

ترجمہ:—

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لاتا ہے وہ اپنے ہمسایہ کو تکلیف نہ دے۔ اور جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لاتا ہے چاہیئے کہ وہ اپنے مہمان کی عزت کرے۔ اور جو شخص اللہ اور یوم آخر پر ایمان لاتا ہے چاہیئے کہ وہ اچھی بات کہے یا چپ رہے۔

ہر نیک کام صدقہ ہے

عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنھما عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال کل معروف صدقۃ۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا ہر نیک کام صدقہ ہے۔

بیعت کی حقیقت اور اس کی ضرورت

ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

"رہی حقیقت بیعت کی سو وہ یہ ہے کہ بیعت کا لفظ بیع سے مشتق ہے اور بیع اس باہمی رضامندی کے معاملہ کو کہتے ہیں جس میں ایک چیز دوسری چیز کے عوض میں دی جاتی ہے سو بیعت سے غرض یہ ہے کہ بیعت کرنے والا اپنے نفس کو مع اس کے تمام لوازم کے ایک رہبر کے ہاتھ میں اس غرض سے بیچے کہ تا اس کے عوض میں وہ معارف حقہ اور برکات کاملہ حاصل کرے جو موجب معرفت اور نجات اور رضامندی باری تعالیٰ ہوں۔ اس سے ظاہر ہے کہ بیعت سے صرف توبہ منظور نہیں کیونکہ ایسی توبہ تو انسان بطور خود بھی کر سکتا ہے بلکہ وہ معارف اور برکات اور نشان مقصود ہیں۔ جو حقیقی توبہ کی طرف کھینچتے ہیں۔ بیعت سے اصل مدعا یہ ہے کہ اپنے نفس کو اپنے رہبر کی غلامی میں دے کر وہ علوم اور معارف اور برکات اس کے عوض میں لیوے جن سے ایمان قوی ہو اور معرفت بڑھے اور خدا تعالیٰ سے صاف تعلق پیدا ہو اور اسی طرح دنیوی جہنم سے رہا ہو کر آخرت کے دوزخ سے مخلصی نصیب ہو اور دنیوی نابینائی سے شفا پا کر آخرت کی نابینائی سے بھی امن حاصل ہو۔"

(ضرورت الامام صفحہ ۲)

مسئلہ کفر و اسلام اور جماعت احمدیہ

چند روز ہوئے ہم نے جماعت "اہلحدیث" کے ہفت روزہ اخبار الاعتصام کے ایک مقالہ نگار کے مضمون بعنوان "مسئلہ تکفیر کی تحقیق" کا خلاصہ بیان کرتے ہوئے یہ واضح کیا تھا کہ اس مضمون میں قرآن کریم کی آیت ولاتقولوا لمن القی الیکم السلام لست مؤمناً اور احادیث نبویؐ جن میں محض سلام یا صبانا کہنے والوں کو کافر سمجھ کر قتل کرنے والوں سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیزاری کا اظہار کیا ہے، پیش کرکے یہ نتیجہ اخذ کیا گیا ہے کہ :—

"اس آیت سے اصول قائم ہوا کہ جس شخص کا پورا حال معلوم نہ ہو اور اس میں کوئی شعار اور علامت اسلام کی پائی جاتی ہو مثلاً کلمہ پڑھتا ہے، اسلام مسنون لیتا ہے مسنون ڈاڑھی اس کے چہرے پہ ہے نماز پڑھتا ہے ......
تو اس کو مسلمان سمجھو اور جب تک اس کے عقیدہ یا زبان یا عمل سے صریح کفر معلوم نہ کریں اس کو کافر نہ کہیں،"

ایک طرف یہ بیان اور دوسری طرف اسی مضمون میں افراد اُمت محمدیہ کو گویئے یا گویئے سے راگ سنے اور اس کی تحسین کرنے، ڈاڑھی منڈوانے، مونچھ کتروانے کو بُرا سمجھنے وغیرہ وغیرہ امور مقالہ نگار کے نزدیک موجب کفر ہیں اور ایسا ہی تمام اسلامی فرقوں مثلاً مرزائی، چکڑالوی، قدریہ، جبریہ، اہل بدعت، تعزیہ پرست، قبر پرست نیچری، پرویزی، مشرک فی الالوہیت، مشرک فی الرسالت نماز کا تارک، یا آزاد خیال، ملحد وغیرہ کلمہ گو غیر خدا کو سجدہ تعظیمی کرنے والا، رافضی (شیعہ) فرقہ غالیہ، فرقہ اسماعیلیہ، کافر کو مومن اور مؤمن کو کافر کہنے والا سب کے متعلق لکھا ہے کہ بروئے قرآن و حدیث کافر اور مشرک ہیں"

اس پر ہم نے یہ سوال کیا تھا کہ

"ان تمام اقسام کفر کا ذکر کرتے اور تمام اسلامی فرقوں کو کافر قرار دینے کے بعد کون کلمہ گو ہے جو دائرہ اسلام کے اندر [illegible] گیا، اور وہ جو قرآن کریم نے فرمایا تھا ولاتقولوا لمن القی الیکم السلام لست مؤمنا اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض سلام کہنے والوں کو کافر سمجھ کر قتل کرنے سے جو بیزاری کا اظہار کیا تھا اس کی کیا حیثیت رہ گئی ؟ ہاں صرف ایک فرقہ اہلحدیث ہے جو مقالہ نگار کی نظر میں مسلمان ہے جس کی تعداد چند ہزار سے زیادہ نہ ہوگی، ان کے سوائے تمام امتِ محمدیہ ذرہ ذرہ سے گناہ پر اور تمام اسلامی فرقے معمولی اعتقادی (فروعی) اختلافات کی وجہ سے کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہو گئے خواہ وہ کلمۂ اسلام کے قائل اور نماز روزہ، حج اور زکوٰۃ کے پابند اور شعائر اسلام پر عامل ہوں ؟ انّا للہ وانّا الیہ راجعون"

ہمارے اس نوٹ سے "الاعتصام" (۲۷ر اکتوبر) نے یہ خیال کرتے ہوئے کہ ہم جماعت احمدیہ کے اسلام کے لئے اپیل کر رہے ہیں "امت مرزا" کے عنوان سے ایک نوٹ لکھ مارا ہے، جس میں ارشاد فرمایا ہے کہ :—

"لاہوری مرزائی ترجمان "پیغام صلح" نے نوٹ لکھ مارا کہ دیکھو اہلحدیث ہمیں کافر کہتے ہیں"

معاذ اللہ ! معاذ اللہ ! ہم نے ہرگز ایسا کوئی نوٹ نہیں لکھا۔ ہمارے سارے مضمون مندرجہ پیغام صلح مؤرخہ ۱۱ر ستمبر ۱۹۶۷ء کو پڑھ جائیے، ایک لفظ بھی ایسا نہ پاؤ گے جس میں یہ لکھا ہو کہ اہلحدیث ہمیں کافر کہتے ہیں، ہم نے تو یہ رونا رویا ہے کہ اہلحدیث اپنے فرقہ کے سوائے تمام اسلامی فرقوں کو فروعی اختلافات کی بنا پر اور افرادِ اُمت کو ذرہ ذرہ سے گناہ پر کافر قرار دیتے ہیں، "مرزائیوں" کی کیا مجال ہے کہ وہ اپنے اسلام کے متعلق کچھ کہیں، جہاں تمام افرادِ اُمت کو تمام اسلامی فرقوں کو کافر قرار دیا جا رہا ہو، وہاں "مرزائی" بھی اسی لپیٹ میں آ گئے، تو کیا ہوا ؟ اگر ساٹھ کروڑ مسلمان (سوائے جماعت اہلحدیث) کافر ہیں، تو ہم بھی سہی، لیکن یہ جو آپ فرماتے ہیں :—

"آپ کی تکفیر پر اُمتِ مسلمہ میں کبھی دو رائیں نہیں رہیں، پورے مسلمانوں کا آپ کے کفر پر اجماع ہے اور کسی بھی مکتب فکر کا کوئی بھی عالم آپ کے کفر میں شبہ نہیں رکھتا"

تو حضور والا ! کیا ہم یہ دریافت کر سکتے ہیں کہ کونسی اُمت مسلمہ میں جو اہل بدعت، تعزیہ پرست، قبر پرست، نیچری، پرویزی، مشرک فی الالوہیت، مشرک فی الرسالت، رافضی (شیعہ) وغیرہ ہیں، اور جو سب کے سب آپ کے نزدیک کافر ہیں ؟ ہمیں بتایئے کہ کن مسلمانوں کا ہمارے کفر پر اجماع ہے کیا وہ جو راگ اور گویئے سن کر اس کی تحسین کرتے ڈاڑھی منڈواتے، مونچھ کتروانا پسند کرتے، واجبات ظاہرہ متواترہ اور محرمات ظاہرہ متواترہ کا انکار کرتے، شراب اور منشیات وغیرہ کا استعمال کرتے ہیں اور ان گناہوں کی وجہ سے آپ کے نزدیک دائرہ اسلام سے خارج ہیں ؟ ہاں ہم پوچھنا چاہتے ہیں کہ کونسے علماء ہیں جن کو ہمارے کفر میں شبہ نہیں، کیا وہی جو آپ کے نزدیک اہل بدعت قبر پرست، نیچری، پرویزی، رافضی وغیرہ ہیں، اور جن سب کو آپ کافر سمجھتے ہیں ؟ تو صاحب من ! ہمیں اس بات کا کیا پرواہ ہے کہ یہ لوگ ہمیں مسلمان نہیں سمجھتے۔ جب وہ خود ہی آپ کے نزدیک مسلمان نہیں تو ہمیں مسلمان سمجھنے یا نہ سمجھنے کا کیا سوال ہے ؟ پہلے وہ آپ کے ساتھ اپنے کفر کا فیصلہ تو کر لیں، پھر ہم بھی دیکھ لیں گے۔

اس کے ساتھ ہی ہم آپ کو یہ بھی بتا دینا چاہتے ہیں کہ یہ آپ کی بھول ہے کہ ہماری تکفیر پر اُمتِ مسلمہ میں کبھی دو رائیں نہیں رہیں، کیا مولانا عبدالماجد دریا بادی آپ کے نزدیک اُمتِ مسلمہ میں شامل نہیں ؟ ان سے جا کر پوچھیئے، باوجود اختلاف عقائد وہ ہمیں کافر نہ سمجھنے پر مصر ہیں، یہاں تک کہ حضرت مرزا کے لفظ نبی کے استعمال کو انہوں نے مولانا رومؒ کے اس بیان کے مطابق قرار دیا ہے کہ "شیخ کامل نبیٔ وقت ہوتا ہے" (صدق جدید ۸ر اگست ۱۹۵۲ء)

اور سُن لیجئے خواجہ حسن نظامی مرحوم ایک سوال کے جواب میں حضرت مرزا صاحب اور جماعت احمدیہ سے اختلاف عقائد کا اظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں :—

"جو مولوی مرزائیوں کو کافر کہتا ہے وہ اس حدیث (مکفّر المسلم کافرٌ) کی بموجب کافر ہو جائے گا اور جو مسجد کا امام مسلمانوں کو کافر کہے گا اس کے پیچھے نماز جائز نہیں ہوگی"

ایسا ہی خواجہ غلام فرید سجادہ نشین چاچڑاں نے جو نواب صاحب بہاولپور کے پیر تھے اعلانیہ مرزا صاحب کو مرد صالح اور بزرگ قرار دیا اور لکھا کہ :—

"میں ابتداء سے تیرے لئے تعظیم کے مقام پر کھڑا ہوں .... اور میں یقین رکھتا ہوں کہ تو خدا کے صالح بندوں میں سے ہے"

اسی طرح ایک صوفی پیر سید الشہد الدین صاحب صاحب العَلَم جو علاقہ سندھ میں ایک بہت بڑے بزرگ سمجھے جاتے تھے، انہوں نے حضرت مرزا صاحب کی خدمت میں ایک خط لکھ کر آپ کی تصدیق کی، انہوں نے لکھا کہ :—

"میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم کشف میں دیکھا پس میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ شخص جو مسیح موعود ہونے کا دعوےٰ کرتا ہے کیا یہ جھوٹا اور مفتری ہے یا صادق ہے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ صادق ہے اور خدا تعالےٰ کی طرف سے ہے پس تب میں نے سمجھ لیا کہ آپ حق پر ہیں"

لیجئے جناب ! اب تو رسول اللہ صلعم نے بھی تصدیق کر دی۔ آپ تو فرماتے ہیں کہ ہماری تکفیر میں اُمتِ مسلمہ میں کبھی دو رائیں نہیں رہیں۔ پھر یہ کیا ہے کہ اتنے بڑے بزرگ صوفیاء اولیاء کے توسط سے خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت مرزا صاحب کی صداقت اور ان کے مرد صادق ہونے کی شہادت دیتے ہیں، کیا وہ لوگ اُمتِ مسلمہ میں شامل نہیں ؟ (باقی بر کالم ۲)

اللہ تعالےٰ کائنات کا خالق اور خیرِ کثیر کا مالک ہے

تخلیقِ انسانی میں برکاتِ الٰہی۔ قرآن کریم کی برکات

خطبۂ جمعہ۔ مؤرخہ ۱۷ اکتوبر ۱۹۶۷ء۔ فرمودہ حضرت امیر قوم مولینا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ بمقام جامع احمدیہ۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور

ان ربکم اللہ الذی خلق السمٰوات والارض۔ فی ستۃ ایام ثم استوٰی علی العرش۔ یغشی اللیل النھار یطلبہ حثیثا والشمس والقمر والنجوم مسخرات بامرہ الا لہ الخلق والامر۔ تبارک اللہ رب العٰلمین۔ ادعوا ربکم تضرعًا و خفیۃ انہ لا یحب المعتدین (الاعراف ۵۴-۵۵)

کائنات کا مالک و خالق عرشِ حکومت پر متمکن ہے

تمہارا خالق اور ربّ وہ ہے جس نے آسمان کو پیدا کیا آسمان کی وسعت اور بلندیوں کی انتہا آج تک معلوم نہیں ہو سکی لیکن آج انسان اس وسعت کو دیکھ کر اور اس کے ستاروں اور سیاروں کو دیکھ کر محسوس کرتا ہے کہ اس کے پیدا کرنے والا کوئی لا انتہا طاقت رکھنے والی ہستی ہے۔ فرمایا ان ربکم اللّٰہ الذی خلق السمٰوات والارض۔ تمہارا ربّ اللہ ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے۔ زمین کے سمندر، اس کے صحرا، اس کے میدان اس کے پہاڑ اور ندی نالے یہ سب کچھ اس نے پیدا کئے ہیں۔ فی ستۃ ایام۔ اس کائنات کے بنانے میں چھ اوقات خدا تعالےٰ نے صرف کئے۔ ان اوقات کا عرصہ کتنا ہے یہ ہم نہیں جانتے۔ ثم استوٰی علی العرش۔ وہ موجد اور خالق ہونے کی وجہ سے کائنات کے عرشِ حکومت پر متمکن ہے۔ اس پر اسی کا تصرف ہے۔ اس وجہ سے اسی نے اس کو پیدا کیا ہے۔

رات اور دن کی ضرورت و اہمیت

چنانچہ اس کے تصرف کا نتیجہ ہے یغشی الیل النھار۔ وہ رات کا پردہ دن کو پہناتا ہے تمہیں کس قدر ضرورت ہے دن کی۔ یہ وہی پیدا کرتا ہے۔ تمہیں کس قدر ضرورت ہے آرام کرنے کی، اس کے لئے رات بھی وہی پیدا کرتا ہے۔ یہ دن اور رات کی نعمت اسی کی عطا ہے۔ یطلبہ حثیثا رات دن ایک دوسرے کے پیچھے چلتے ہیں، تمام دنیا میں یہی دستور ہے۔ . . . .

دنیا کے اوقات سورج اور قمر سے وابستہ ہیں

سب جگہ چوبیس گھنٹے کا دن اور رات ہوتی ہے تمام دنیا کے لئے ایک جیسا وقت ہے۔ اس وقت کو دو گھڑیاں، سورج اور قمر متعین کر رہی ہیں۔ والشمس والقمر والنجوم مسخرات بامرہ۔ سورج و قمر اور نجوم جن کا تعلق دن رات سے ہے سب خدا کے تابع فرمان ہو کر مفید کام انجام دے رہے ہیں خدا تعالےٰ کے حکم سے کام میں مصروف ہیں۔ ان کا ہر حصہ انسان کی خدمت کر رہا ہے الا لہ الخلق والامر۔ اس تمام کائنات اور اس کے نظام کو معلوم کرنے کے بعد پتہ لگتا ہے کہ کائنات اسی نے پیدا کی ہے۔ اور وہ اس کائنات کے تخت حکومت پر بیٹھا ہے۔ اور اس کائنات میں حکم بھی اسی کا چلتا ہے۔

اللہ تعالےٰ برکت والا ہے خیرِ کثیر کا مالک ہے۔

خدا ربّ العالمین ہے۔ اس کی برکات کی کوئی انتہا نہیں۔ خیرِ کثیر کا سرچشمہ ہے ادعوا ربکم۔ اس خالق و مالک بادشاہ اور سرچشمہ خیرِ کثیر کی عبادت کرو تضرعًا اس کو گڑگڑا کر پکارو، وخفیۃ۔ چپکے چپکے پکارو۔ انہ لا یحب المعتدین۔ خدا کی اطاعت سے جو لوگ باہر نکلتے ہیں۔ ان کو خدا پسند نہیں کرتا۔ لفظ تبارک کے معنی ہیں برکت والا۔ خیرِ کثیر کا مالک وہ خیرِ کثیر کا سرچشمہ ہے۔ اس کی برکات دائمی ہیں۔ ان میں ثبات ہے ان کے اندر تغیر و تبدل نہیں ہوتا۔ خدا کے پاس خیرِ کثیر ہے جس کے ہاتھ میں خیرِ کثیر ہو انسان اس کی طرف جھکتا ہے۔

لفظ تبارک دوسری آیات میں

لفظ تبارک چند دوسری آیات میں بھی آیا ہے فرمایا تبارک الذی جعل فی السماء بروجًا یہ جو ہم سورج اور قمر دیکھتے ہیں یہ خیرِ کثیر ہے جو دنیا کی آبادی کا موجب ہے۔ ایک جگہ فرمایا تبارک الذی بیدہ الملک وہ ہستی خیرِ کثیر کی مالک ہے اس لئے حکومت اس کے ہاتھ میں ہے اور زمین و آسمان کے آثار بتاتے ہیں کہ وہ سرچشمہ خیرِ کثیر ہے۔

تخلیق انسانی میں برکاتِ الٰہی

انسان کی پیدائش کے متعلق بھی تبارک کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ فرمایا فتبارک اللہ احسن الخالقین ہم نے انسان کو مٹی کے نچوڑ سے بنایا ہے مٹی سبزہ اگلتی ہے۔ سبزی کو بھیڑ بکری اور گائے کھاتے ہیں انسان دودھ اور گوشت اور سبزی وغیرہ کھا جاتا ہے۔ وہ سب اشیاء خون میں منتقل ہو جاتی ہیں۔ مرغی دانہ کھاتی ہے اس سے انڈا تیار ہوتا ہے۔ انسان انڈا کھا جاتا ہے۔ اور مرغی کو بھی کھا جاتا ہے، پھل . . . کھا جاتا ہے جسم کے اندر خون بنتا ہے۔ یہ منی تبدیل ہو کر مادۂ تولید پیدا کرتی ہے۔ مرد اور عورت کا مادہ تولید مل کر انسان کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے۔ اس کے اندر ادراک۔ حافظہ۔ جذبہ اور دیکھنے سمجھنے اور بولنے کی قوت پیدا ہوتی ہے۔ یہ صورت منی سے بالکل مختلف نظر آتی ہے۔

فتبارک اللہ احسن الخالقین۔ انسانی تخلیق کے اندر اللہ تعالےٰ کی برکات نظر آتی ہیں۔ انسان اس کائنات کا بہتر سے بہتر حصہ ہے۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ یہ انسان میرا خلیفہ ہے۔ یہ تخلیق میں سب سے احسن ہے فتبارک اللہ احسن الخالقین۔ اس کو خلق کرنے والی ہستی بڑی مبارک اور خیر و خوبی رکھنے والی ہستی ہے۔

کائنات کبریٰ اور کائنات صغریٰ

پھر فرمایا کہ اگر یہ کائنات جو ہم دیکھتے ہیں کائنات کبریٰ ہے تو انسان کائنات صغریٰ ہے۔ اگر سورج اور قمر کبریٰ کو منور کرتے ہیں تو کائنات صغریٰ کے اندر خدا تعالےٰ نے عقل و دانش کے چراغ روشن کر رکھے ہیں۔ ان سے نیکی اور بدی کی تمیز ہوتی ہے۔ اگر کائنات کبریٰ کے لئے خدا تعالےٰ نے تبارک کا لفظ استعمال کیا ہے تو کائنات صغریٰ کے متعلق تبارک اللہ احسن الخالقین فرمایا ہے۔

کائنات کی چیزوں میں برکت

فرمایا کہ جس طرح خدا تعالےٰ کی ذات سرچشمہ برکات ہے اسی طرح اس کی بعض چیزوں کے اندر بھی برکات نظر آتی ہیں۔ غلہ جات، باغات۔ پھل پھول سب ہم پیدا کرتے ہیں۔ یہ لمبی لمبی کھجوریں۔ یہ موتیوں کی طرح جڑے ہوئے انار اور گوشے۔ یہ سب کچھ ہم پانی سے پیدا کرتے ہیں۔ ہم نے بنی نوع انسان کی ہر ضرورت کی شئے پیدا کر رکھی ہے۔ کھانے پینے کے لئے پھل۔ سبزی ترکاری۔ غلہ اور اناج اور پہننے کے لئے کپڑا۔ سفر کے لئے ریل گاڑیاں، سمندری جہاز اور ہوائی جہاز۔ فرمایا ہم نے اپنے بندوں کی مایحتاج کی تمام چیزیں پیدا کر رکھی ہیں۔ اس کی برکات کبھی ختم نہیں ہوتیں۔

پانی کے اندر نہ ختم ہونیوالی برکات

یہ جو پانی ہے اس کی برکات بھی قائم ہیں یہ ہمیشہ کے لئے برکت کا موجب ہے۔ سائنسدانوں نے لکھا ہے کہ پانی کا ایک قطرہ ضائع نہیں ہوتا۔ اپنے حجم اور رنگ اور اثر میں شروع سے اب تک ایک سا ہی ہے۔ یہ برکات ہیں اس پانی کے اندر جو کبھی ختم نہیں ہوں گی۔

قرآن کریم کی برکات

جس طرح خدا تعالیٰ نے بعض موجودات میں برکات رکھی ہیں اسی طرح سے خدا تعالیٰ نے روحانیات کے لئے قرآن کریم نازل کیا ہے جو خیر کثیر کا سرچشمہ ہے۔ فرمایا ھٰذا کتاب انزلناہ مبارک۔ جس طرح سے پانی جسمانی زندگی عطا کرتا ہے۔ اسی طرح سے یہ کتاب روحانی زندگی عطا کرتی ہے۔ اس کی برکات کبھی ختم ہونے والی نہیں۔ وہ خدا جس نے جسمانیات کے لئے اتنا بڑا انتظام کیا ہے اسی نے روح کی تربیت کے لئے اور تہذیب کے لئے قرآن کریم جیسی کتاب نازل فرمائی ہے۔ یہ کتاب برکات کی موجب ہے۔

دنیا جہان کو ایک کرنے کا سبق

فرمایا مصدق لما بین یدیہ۔ یہ کتاب دنیا کے لئے رحمت لے کر آئی ہے۔ وہ تمام سابقہ کتابوں کی تقدیس کرتی ہے۔ دنیا میں اسلام کے سوا اور کوئی مذہب ایسا نہیں ہے جس نے قوموں کے پیغمبروں کی تعظیم و تکریم کا سبق دیا ہو۔ اور دنیا جہان کی قوموں کی آسمانی کتابوں پر ایمان لانے کی تلقین کی ہو۔ یہ بھی اس کتاب کی برکات میں سے ہے کہ یہ دنیا جہان کی قوموں کو ایک کرنے کا سبق دیتی ہے۔

دنیا جہان کے لوگوں کے لئے ہدایت

لوگوں کو چاہیئے کہ اس کتاب کی تعلیم پر غور کریں۔ یہ کتاب صرف مکہ کے لوگوں کو ہی نہیں بلکہ دنیا جہان کے لوگوں کو خدا تعالیٰ کی یاد دلاتی ہے اس پر تدبر کرنا چاہیئے۔ فرمایا تبارک الذی نزل القرآن۔ وہ ہستی برکات کا سرچشمہ ہے جس نے قرآن نازل فرمایا۔ اس کے اندر ساری دنیا کی قوموں کے لئے تعلیم ہے جس طرح سے خدا تعالیٰ مادی زندگی کا رب ہے اسی طرح سے روحانی زندگی کا رب بھی ہے۔ ان تعلیمات کے پیش نظر فرمایا۔

انسانی تخلیق میں آیات الٰہی

سنریھم ایٰتنا فی الآفاق وفی انفسکم

جس طرح سے آفاق میں خدا تعالیٰ کی ہستی نظر آتی ہے۔ اسی طرح سے انسان کی تخلیق کے اندر بھی نظر آتا ہے کہ خدا تعالیٰ خیر کثیر کا مالک ہے۔

قرآن کی تعلیمات موجب شرف انسانی ہیں

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق فرمایا وانہ لذکر لک ولقومک یعنی اس کتاب کی تعلیمات آپ کے لئے موجب شرف ثابت ہوں گی اور آپ کے متبعین کے لئے بھی یہ تعلیمات جو عالمگیر ہیں شرف کا موجب ہیں جو دوسری کتب آسمانی یا دوسرے رہنماؤں کو نصیب نہیں ہوئیں۔ آج بھی ان تعلیمات کی دنیا جہان کو ضرورت ہے۔

بیماروں اور مصیبت زدوں کے لئے دعا

بعض لوگ مشکلات میں مبتلا ہیں۔ بعض بیمار ہیں ان کے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ انہیں صحت دے اور ان کا ناصر ہو۔ بعض طالب علم آج کل امتحان میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ میرا بچہ عبدالحسن سینیئر کیمبرج کے امتحان میں شریک ہے۔ آج اس کا دوسرا دن ہے اس کی درخواست ہے کہ اس کی کامیابی کے لئے دعا کی جائے اور بھی جو لوگ بیمار اور طرح طرح کی مشکلات میں مبتلا ہیں ان کے لئے دعا کی جائے (سب حاضرین نے مل کر دعا کی)

بقیہ مقالہ

(از صفحہ نمبر ۲)

اس کے علاوہ حضرت مرزا صاحب کی وفات پر اخبار وکیل میں مولانا عبداللہ العمادی، خود ایڈیٹر وکیل جناب علامہ محمد صاحب امرتسری، ایڈیٹر صاحب صادق الاخبار ابوالڈی، ایڈیٹر صاحب البشیر اٹاوہ، علیگڈھ انسٹیٹیوٹ گزٹ، میونسپل گزٹ لاہور، مولوی سراج الدین صاحب (والد مولوی ظفر علی خان صاحب) ایڈیٹر زمیندار، حیرت دہلوی ایڈیٹر کرزن گزٹ دہلی، میر سید ممتاز علی صاحب ایڈیٹر تہذیب النسواں لاہور اور چوہدری افضل حق صاحب صدر جمعیت احرار نے جن پاکیزہ اور شاندار الفاظ میں حضرت مرزا صاحب کی تعریف و توصیف کی اور انہیں پکا مسلمان اور حامی و ناصر اسلام قرار دیا افسوس ہے کہ اس مختصر مضمون میں ان کو درج کرنے کی گنجائش نہیں ہم الاعتصام سے پوچھنا چاہتے ہیں کہ کیا یہ سب لوگ امت مسلمہ سے خارج ہیں؟

ایسا ہی کئی ایک مکاتیب فکر کے علماء پیر اور سجادہ نشین ہیں جو حضرت مرزا صاحب کو پکا اور سچا مسلمان یقین کرتے ہیں پھر "الاعتصام" کس منہ سے کہتا ہے کہ آپ کی تکفیر پر امت مسلمہ میں کبھی دو رائیں نہیں ہوئیں۔

اگر الاعتصام کو ان فتاویٰ کی صداقت پر یقین ہے جو مختلف فرقوں نے ایک دوسرے کی تکفیر پر دیئے ہیں، جن میں احمدیوں کی تکفیر کا فتویٰ بھی شامل ہے تو وہ سن لے کہ اہل حدیث کے متعلق بھی یہ فتویٰ موجود ہے کہ

"بلاشبہ وہابیہ مذکورین اور ان کے پیشوا اسطور (شاہ شہید) پر بوجوہ کثیرہ قطعاً یقیناً کفر لازم اور حسب تصریحات جماہیر فقہائے کرام اصحاب فتاویٰ حکم کفر ثابت و قائم اور بظاہر ان کا کلمہ پڑھنا کافی اور ان کو نافع نہیں ہو سکتا"[۴۴]

فرمایئے اس کو بھی آپ صحیح سمجھتے ہیں؟ اگر نہیں تو ایسے ہی کوتاہ اندیش علماء بالخصوص مولوی محمد حسین بٹالوی کے فتوے جو انہوں نے حضرت مرزا صاحب پر دیئے کیا قیمت رکھتے ہیں۔

اخبار احمدیہ

— اوکاڑہ سے قاضی طارق محمود لکھتے ہیں:-

چوہدری غلام باری خاں صاحب چیمہ انتہائی مخلص اور درد دل رکھنے والے انسان ہیں۔ اور جماعت کے ساتھ ہر طرح کا تعاون کرنا انہوں نے اپنی زندگی کا مقصد بنایا ہوا ہے اور مرکز کی طرف سے جو نئی تحریک ہوتی ہے اس میں کافی دلچسپی سے حصہ لیتے ہیں۔ وہ کچھ دنوں سے بیمار تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں صحت عطا فرمائی ہے۔ اس سلسلہ میں انہوں نے انجمن کو مبلغ -/5 روپے صدقہ دیئے ہیں اور متمنی ہیں کہ بزرگان سلسلہ اور خصوصاً حضرت امیر ایدہ اللہ ان کی کلی صحت و دیگر مشکلات کے لئے دردِ دل سے دعا فرماویں۔ کہ اللہ تعالیٰ ان پر اپنی برکات کی بارش نازل کرے اور ان کی اولاد کو بھی سلسلہ میں زیادہ سے زیادہ دلچسپی لینے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ والسلام

دعاگو۔ قاضی طارق محمود

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام شاخ بمبئی کی اطلاعات

— بمبئی ۷ ستمبر۔ جناب شیخ علی صاحب کی دعوت پر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام بمبئی کا وفد ۷ ستمبر ۱۹۶۷ء بروز اتوار شام اُن کے مکان ڈواڈا پہنچا جس میں احباب جماعت کے علاوہ نئے ممبر جناب قدرت اللہ صاحب بھی تھے۔ جماعت کے صدر جناب محمد حسین صاحب کو اچانک ضروری کام پیش آگیا اس لئے انہوں نے پیشگی اطلاع دیتے ہوئے اپنی مجبوری اور افسوس کا اظہار کیا۔ اور میزبان جناب شیخ علی صاحب سے معذرت طلب کی۔ ان کا خط احباب جماعت کے سامنے پڑھ کر سنایا گیا۔

جناب شیخ علی صاحب کے مکان پر احمدی حضرات کے علاوہ غیر احمدی حضرات بھی موجود تھے۔ جس وقت وفد پہنچا عصر کی نماز کا وقت ہو چکا تھا۔ اس لئے احباب نے عصر کی نماز پڑھی۔ نماز کے بعد راقم الحروف نے جناب عبدالرزاق صاحب کے لئے تحریک صدارت پیش کی اور جناب صدرالدین آغا صاحب نے تائید فرمائی۔

جلسہ کا آغاز تلاوت قرآن مجید سے ہوا۔ تلاوت قرآن مجید کے بعد جناب آدم خان صاحب نے مختصر سی تقریر فرمائی۔

جناب آدم خان صاحب کی تقریر کے بعد راقم الحروف نے گذشتہ جلسہ کی روئداد پڑھ کر سنائی۔ اس کے بعد نئے نوجوان طالب علم ممبر جناب قدرت اللہ صاحب نے اقرار بیعت مجلس کے سامنے کیا۔ بعد ازاں احباب جماعت نے ان کی بہبودی اور ترقی کے لئے دعا فرمائی۔ بیعت فارم جناب عبدالرزاق صاحب کے حوالے کر دیا گیا۔ وہ مرکز میں منظوری کے لئے بھیج دیں گے۔

اس جلسہ کے صدر جناب عبدالرزاق صاحب نے غیر احمدی حضرات کے سامنے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور اور تحریک احمدیت کے مقاصد پر روشنی ڈالی جس میں

(باقی بر صفحہ نمبر ۱۱)

مولانا شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری

حضرت مولینا مولوی محمد علی صاحب مرحوم و مغفور کے متعلق

حضرت خلیفہ اوّل رضؓ کی رائے اور ان کے غالب رہنے کے متعدد دلائل

جماعت کے اتحاد کو پاش پاش کرنے کا ذمہ دار کون قرار پا سکتا ہے

حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحبؒ کی خدماتِ دینیہ کے متعلق حضرت خلیفہ اوّلؓ کی رائے۔

حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب مرحوم و مغفور کے متعلق حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی آراء اور حضور کے کشوف تو ہمارے احباب دیوہ پڑھ ہی چکے ہیں اب حضرت خلیفہ اول رضؓ کی آراء بھی ملاحظہ فرمالیں۔ حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کے بعد جب آپ کی خدمت میں بیعت لینے کے لئے عرض کیا گیا تو آپ نے جو تقریر فرمائی ذیل میں اس کا اقتباس پیش کیا جاتا ہے فرماتے ہیں:۔

"میں نے اسی فکر میں کئی دن گذارے ہے کہ ہماری حالت حضرت صاحب کے بعد کیا ہوگی۔ اس لئے میں کوشش کرتا رہا کہ میاں محمود کی تعلیم اس درجہ تک پہنچ جائے۔ حضرت صاحب کے اقارب میں تین آدمی موجود ہیں۔ اول میاں محمود احمد، وہ میرا بھائی بھی ہے اور بیٹا بھی۔ اس کے ساتھ میرے خاص تعلقات ہیں۔ قرابت کے لحاظ سے میر ناصر نواب صاحب ہمارے اور حضرت کے ادب کا مقام ہیں تیسرے قریبی نواب محمد علی خان صاحب ہیں۔ اسی طرح خدمت گذاران دین میں سے سید محمد احسن صاحب امروہی نہایت اعلیٰ درجہ کی لیاقت رکھتے ہیں۔ سید بھی ہیں۔ خدماتِ دین میں بھی ایسے ایسے کام کئے ہیں کہ میرے جیسا انسان شرمندہ ہو جاتا ہے آپ نے حقیقت المہدی میں بہت سی تصانیف حضرت کی تائید میں کیں۔ یہ ایسی خدمات کرتے ہیں جو انہی کا حصہ ہے بعد اس کے مولوی مولوی محمد علی صاحب ہیں جو ایسی خدمات کرتے ہیں جو میرے وہم و گمان میں بھی نہیں آسکتیں۔ یہ سب لوگ موجود ہیں۔"

(حیاتِ نور صفحہ ۳۳۰ تا ۳۳۱)

وفات کے قریب آپکی رائے

یہ تو وہ رائے ہے جو آپ نے ابتداء میں بیان فرمائی اب وہ رائے بھی ملاحظہ فرمالیں جس کا آپ نے بار بار وفات کے قریب اظہار فرمایا۔

ایک موقعہ پر فرمایا:۔

"مجھے مولوی صاحب (مراد مولوی محمد علی صاحبؒ ہیں۔ ناقل) نے بہت خوش کیا ہے میرا دل باغ باغ ہوگیا ہے انہوں نے یاجوج ماجوج اور اصحاب کہف و ذوالقرنین کی تحقیق عجیب کی ہے انسائیکلو پیڈیا چھان مارے ہیں کیا مسئلہ صاف کیا ہے واہ واہ"

پھر ایک موقعہ پر مولینا مرحوم کو مخاطب کر کے فرمایا:۔

"تمہارا روز دیکھنا بھی میری روح کی غذا ہے تم مجھے بہت پیارے ہو ایک کام کا ہتھیار ملاء علم ہی علم ہے"

ایک موقعہ پر حضرت مولانا مرحوم کا ہاتھ پکڑا اور آہستہ آہستہ اپنے منہ کے پاس اس کو لے گئے اور اس پر بوسہ دیا۔

احباب دیکھ لیں کہ حضرت مسیح موعودؑ بھی اس دنیا سے رخصت ہونے تک مولانا مرحوم و مغفور سے خوش ہی تھے اور حضرت خلیفہ اوّل بھی مولانا مرحوم سے خوش ہی اس دنیا سے رخصت ہوئے اس سے زیادہ خوش نصیبی کسی شخص کی اور کیا ہو سکتی ہے کہ خدا کا مسیح بھی اور حضرت مولانا مولوی نورالدین اعظم جیسا باخدا .... انسان بھی اسے اپنی خوشنودی کا سارٹیفکیٹ دے کر اس دنیا سے رخصت ہو۔

حضرت خلیفہ اوّل رضؓ نے حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کے معاً بعد جن شخصوں کو بیعت لینے کے اہل سمجھا ان میں حضرت اقدسؑ کے خاندان کے آدمیوں کے بھی نام ہیں لیکن ان کا نام محض ان کی رشتہ داری کی بناء پر لیا ہے ان کی کسی خاص دینی خدمت کا ذکر تک نہیں کیا۔ لیکن محترمی مولوی محمد احسن صاحب امروہی اور حضرت مولینا مولوی محمد علی صاحب کا نام جو لیا ہے وہ ان کی دینی خدمات کی بناء پر لیا ہے ان دونوں کو خدمت گذارانِ دین ...... میں شمار کیا ...... ہے گویا آپ حضرت مولینا مرحوم کو حضرت اقدسؑ کے بعد بھی اس قابل سمجھتے تھے کہ آپ جماعت کے پیشوا بننے کی اہلیت رکھتے ہیں لیکن افسوس ان دونوں بزرگوں کو آج جماعت کی نظر میں گرانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

جناب میاں صاحب پر حضرت مولینا مرحوم کے غلبہ کے مواقع

دلائل اور تقوےٰ کے لحاظ سے حضرت مولینا مرحوم کے جناب میاں صاحب پر غالب رہنے کے دلائل

گزشتہ قسط میں احباب ملاحظہ فرما چکے ہیں اب ذیل میں غلبہ کے اظہار کے لئے جو دوسرے مواقع آپ کو میسر آئے ان کا ذکر کیا جاتا ہے۔

پہلی فتح

پہلی فتح حضرت مولینا مرحوم کو جناب میاں صاحب پر اس وقت ہوئی جب حضرت خلیفہ اوّل کی وفات کا واقعہ پیش آیا اور جماعت کے لئے کسی امیر یا خلیفہ کے انتخاب کا سوال پیدا ہوا (امیر اور خلیفہ میں میرے نزدیک کوئی فرق نہیں اس کی تفصیل انشاء اللہ آخر میں پیش کی جائے گی)

جیسا کہ میں ...... گذشتہ قسط میں وضاحت سے بیان کر چکا ہوں کہ حضرت خلیفہ اوّل رضؓ کی زندگی میں اختلافات کے آثار ظاہر ہونا شروع ہو گئے تھے اختلاف یہی تھا کہ حضرت مسیح موعودؑ کیا زمرہ انبیاء کے فرد ہیں یا زمرہ اولیاء کے فرد ہیں اور کیا حضور کے دعوے کے انکار سے انسان ویسا ہی کافر بن جاتا ہے جیسا کہ انبیاء علیہم السلام کے انکار سے کافر بن جاتا ہے۔ جناب میاں صاحب کا مذہب یہی تھا کہ حضور زمرۂ انبیاء کے فرد ہیں اس لئے حضور کے دعوے کا منکر کافر ہے۔ گردانا جا سکتا اور اس اختلاف کی وجہ سے جماعت میں سخت ہیجان پھیلا ہوا تھا اور جماعت دو گروہوں میں بٹی ہوئی تھی اس لئے حضرت مولانا مرحوم نے جناب میاں صاحب کے سامنے یہ تجویز پیش کی کہ جماعت میں چونکہ ہیجان ہے اور طبائع میں جوش ہے اس لئے لیڈر کے انتخاب کو کچھ عرصہ کے لئے سردست ملتوی کر دیا جائے جماعت میں پیدا شدہ ہیجان اور جوش و خروش جب فرو ہو جائے گا اور لوگ ٹھنڈے دل سے مسائل کو سمجھنے کے قابل ہو جائیں گے تو اس وقت انتخاب کو عمل میں لایا جائے۔

ہیجان کے متعلق جناب میاں صاحب کا اپنا اعتراف

جناب میاں صاحب نے خود اس وقت کی حالت کا نقشہ ان الفاظ میں پیش کیا ہے:۔

"حضرت خلیفۃ المسیح کی بیماری کی وجہ سے چونکہ نگرانی اٹھ گئی تھی اور کوئی پوچھنے والا نہ تھا اختلافی مسائل پر گفتگو بہت بڑھ گئی اور جس جگہ دیکھو یہی چرچا رہنے لگا۔ اس حالت کو دیکھ کر میں نے ایک اشتہار لکھا جس کا یہ مضمون تھا کہ جس وقت کہ حضرت خلیفہ اوّل تندرست تھے اختلافی مسائل میں ہماری بحثوں کا کچھ حرج نہ تھا کیونکہ اگر بات حد سے بڑھے یا فتنہ کا اندیشہ ہو تو روکنے والا موجود تھا لیکن اب جبکہ حضرت خلیفہ اوّل بیمار ہیں اور سخت بیمار ہیں مناسب نہیں کہ اس طرح بحثیں کریں اس کا انجام فتنہ ہوگا۔"

معلوم ہوا کہ گو خلیفہ ...... زندہ تھا مگر عملاً وہ پیدا شدہ فتنہ کو روکنے کے قابل نہ تھا۔

انتخاب کیلئے کیا ماحول سازگار تھا

جناب میاں صاحب کے اس اشتہار کا ایک ایک

لفظاً پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ فریقین میں اختلافی مسائل پر گفتگو اس تشویشناک حالت تک پہنچ چکی تھی کہ وہ خود بھی جماعت میں فتنہ کا اندیشہ محسوس کرنے لگ پڑے تھے جیسا احباب اس حد تک برافروختہ تھے تو کیا کوئی صحیح الدماغ انسان اس بات کو تصور میں بھی لا سکتا ہے کہ اتنا اہم انتخاب جس پر جماعت کے مستقبل کا دارومدار تھا ایسی برافروختگی کی حالت میں صحیح طریق سے ہو سکتا تھا ایسے اہم انتخاب کے لئے جس پُرسکون ماحول کی ضرورت ہوتی ہے وہ تو اس وقت سرے سے ہی مفقود تھا ان حالات میں کس طرح کوئی شخص اپنے دماغ کو غیر جانبداری کے جذبہ سے محفوظ رکھ کر اس اہم مسئلہ کے سارے نشیب و فراز کو سامنے رکھ کر صائب رائے قائم کر سکتا ہے اس لئے حضرت مولینا مرحوم و مغفور کی یہ تجویز نہایت معقول تھی کہ انتخاب کے لئے اس وقت حالات سازگار نہیں اس کو کچھ عرصہ کے لئے ملتوی کر کے لوگوں کے جوش و خروش کو سرد پڑنے دو۔ پھر جماعت کے اہل الرائے لوگوں کو جمع کر کے ان کے سامنے اختلافات کو رکھ کر ان سے فیصلہ کروا لیا جائے اور اس فیصلہ پر عمل کیا جائے تا جماعت کا اتحاد قائم رہے اور اس میں کسی قسم کا رخنہ نہ پڑنے پائے۔

معقول تجویز کا رد اور اسکی بودی وجوہ

لیکن جناب میاں صاحب نے اس معقول تجویز کو یہ کہہ کر ٹھکرا دیا کہ:-

"ایک واجب الاطاعت خلیفہ کا انتخاب ہونا چاہئے تاکہ خلیفہ ہی خلیفہ کا جنازہ پڑھے اور تجہیز و تکفین کا انتظام کرے"

جناب میاں صاحب کی ان دونوں باتوں کی تصدیق کہ خلیفہ کا انتخاب خلیفہ کی وفات کے ساتھ ہی ہونا چاہیئے اس میں وقفہ بالکل نہ ہو اور یہ کہ خلیفہ کا جنازہ خلیفہ ہی پڑھائے اور وہی اس کی تجہیز و تکفین کا انتظام کرے نہ تو قرآن کریم سے ہوتی ہے اور نہ ہی حدیث سے اور نہ ہی حضرت نبی کریم صلعم کے خلفاء کے عمل سے ہوتی ہے ہم مسلمانوں کو حضرت نبی کریم صلعم کا یہی ارشاد ہے علیکم بسنتی وسنت الخلفاء الراشدین المھدیین چنانچہ اب حضرت عمر رضی اللہ عنہ جو بالکل ابتدائی خلفاء راشدین میں سے دوسرے راشد خلیفہ تھے ان کا عمل تو حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب مرحوم کی تجویز کی تصدیق کرتا ہے اور جناب میاں صاحب کی دلیل کی پر زور تردید تفصیل اس کی یہ ہے کہ جب انہوں نے اپنی وفات کو نزدیک دیکھا تو چھ آدمیوں کو مقرر کیا اور کہا کہ تم میری وفات کے بعد تین دن کے اندر اندر خلیفہ کا انتخاب کرنا اور صہیبؓ کو کہا کہ تم میرا جنازہ پڑھا دینا حضرت نبی کریم صلعم کے خلیفہ ثانی جو یقیناً مسلمہ طور پر راشد اور مہدی تھے انہوں نے اپنے عمل سے یہ سنت قائم کر دی کہ حالات اگر تقاضا کریں تو انتخاب میں مناسب وقفہ بھی ڈالا جا سکتا ہے اور انتخاب کے لئے اہل الرائے لوگوں کی تعیین بھی کی جا سکتی ہے نہ ہی یہ ضروری ہے کہ پہلے خلیفہ کی وفات کے ساتھ ہی دوسرے خلیفہ کا انتخاب عمل میں لایا جائے اور نہ یہ ضروری ہے کہ ساری جماعت کو انتخاب کے لئے جمع کیا جائے اس وقت حالات ایسے تھے کہ حضرت عمر رضؓ کو صحابہ کرام میں ایسا کوئی شخص نظر نہیں آتا تھا کہ وہ اس کو نامزد کر سکتے اختلافات کا خطرہ اس وقت بھی موجود تھا جو کسی ایک شخص کو مقرر کرنے میں مانع تھا بعینہٖ یہی خطرہ حضرت خلیفہ اوّل کی وفات کے وقت بھی موجود تھا۔ باقی رہا یہ امر کہ وقفہ کی میعاد کتنی ہو اس کا فیصلہ بھی حالات کے تقاضا کے ماتحت ہی ہو سکتا ہے دیکھ لیجئے آخر جناب میاں صاحب کو عام طور پر جماعت کو جمع کر کے ہر احمدی کو انتخاب میں رائے دینے کے حق سے محروم کرنا ہی پڑا جیسا کہ خلیفہ اوّل رضؓ کے انتخاب کے وقت ہوا چند خاص آدمیوں کو ہی انتخاب کے لئے مقرر کرنا پڑا جن کو انہوں نے اس کام کے اہل سمجھا حضرت مولینا مرحوم بھی یہی چاہتے تھے آخر جناب میاں صاحب کو بھی انہی کی تقلید کرنی پڑی۔

جناب میاں صاحب کا رویہ محض تحکمانہ تھا

حضرت عمر رضؓ کی اس سنت سے واضح ہو جاتا ہے کہ حضرت مولانا مرحوم کی تجویز کی مؤید حضرت عمر رضؓ کی سنت تھی جس کی اتباع کا ہم کو ارشاد نبوی پابند کر رہا ہے لیکن جناب میاں صاحب کے موقف کی نہ تو شریعت غرّاء تائید کر رہی تھی اور نہ ہی خلفاء راشدین کا عمل اس لئے جناب میاں صاحب کا حضرت مولانا مرحوم کی تجویز کو رد کرنا محض تحکم ہی تحکم تھا جس کے لئے کوئی شرعی سند ان کے پاس نہ تھی اس لئے اگر میں یہ کہوں کہ جماعت کے اتحاد کو پارہ پارہ کرنے کا الزام اگر کسی پر آتا ہے تو جناب میاں صاحب پر ہی آتا ہے نہ کہ حضرت مولینا مرحوم پر تو ربوہ سے تعلق رکھنے والے ہمارے احباب اسے بُرا نہ منائیں کیونکہ واقعات میرے اس بیان کی تصدیق کر رہے ہیں۔

جماعت میں فساد کے اندیشہ کا مزید ثبوت

جناب میاں صاحب کے جس اشتہار کا ذکر اوپر کیا گیا ہے وہ تو شائع نہ ہوا ان کے اور حضرت مولنا مرحوم کے درمیان یہ طے پایا کہ یہ دونوں بزرگ جماعت کو جمع کر کے نصیحت کریں کہ وہ اپنی روش کو ترک کریں ورنہ فتنہ کا دروازہ کھل جائے گا چنانچہ لوگ مسجد نور میں جمع ہوئے اس اجتماع میں دونوں بزرگوں نے جو تقریریں کیں اس کا خلاصہ جناب میاں صاحب کے الفاظ میں سنئے فرماتے ہیں:-

میں نے تو اپنی تقریر میں اتفاق پر ہی زور دیا لیکن جب مولوی محمد علی صاحب کھڑے ہوئے تو انہوں نے بجائے اتفاق پر زور دینے کے پچھلے قصوں کو دہرانا شروع کیا اور لوگوں کو ڈانٹنا شروع کیا کہ وہ خواجہ صاحب پر یا ان کے دوسرے ہم خیالوں پر کیوں حملہ کرتے ہیں اور خوب زجر و توبیخ کی لوگ میرے لحاظ سے بیٹھے رہے (یہ الفاظ قابل غور ہیں کیا یہ الفاظ اس بات پر واضح دلیل نہیں کہ اس وقت جناب میاں صاحب کے حامیوں کا ہی اجتماع تھا ورنہ دوسرے لوگوں کو جناب میاں صاحب کا کیا لحاظ ہو سکتا تھا۔ ناقل) ورنہ ممکن تھا کہ بجائے فساد کے رفع ہونے کے ایک نیا فساد کھڑا ہو جاتا اور اسی مجلس میں ایک نئی بحث چھڑ جاتی۔ (جناب میاں صاحب کے یہ الفاظ کیا صاف دلالت نہیں کرتے کہ جناب میاں صاحب کے حامی اس قدر جوش میں تھے کہ اپنی رائے کے خلاف رائے رکھنے والے کی بات بھی سننا گوارا نہیں کر سکتے تھے بلکہ اس پر حملہ آور ہونے کے لئے تیار بیٹھے تھے جب اشتعال اس حد تک پہنچا ہوا تھا تو کیا صحیح معنوں میں انتخاب عمل میں لایا جا سکتا تھا۔ ناقل)

آخر میں کچھ کلمات اتفاق کے متعلق بھی انہوں نے کہے مگر وہ بھی سخت لہجہ میں جس سے لوگوں میں زیادہ نفرت پیدا ہوئی اور افتراق میں ترقی ہوئی۔"

جناب میاں صاحب حضرت مولینا مرحوم کے اس کہنے پر کہ لوگ خواجہ صاحب پر یا ان کے دوسرے ہم خیالوں پر کیوں حملہ کرتے ہیں ناپسندیدگی کا اظہار فرماتے ہوئے حضرت مولینا مرحوم کو مورد الزام ٹھہراتے اور افتراق کو بڑھانے کا موجب گردانتے ہیں۔

حقیقی ناصح کا کام

حالانکہ یہی تو جماعت میں اس وقت مہلک مرض تھا جو جماعت کے اتحاد میں سخت روک بنا ہوا تھا جس کو دور کئے بغیر اتحاد کو وجود میں لایا ہی نہیں جا سکتا تھا۔ جس کو دور کرنے کی طرف توجہ دلانا حقیقی ناصح کا اوّلین فرض تھا کیا جناب میاں صاحب سے یہ امر مخفی تھا۔ کیا اس حقیقت سے انکار کیا جا سکتا ہے کہ عرصہ دراز سے خواجہ صاحب مرحوم اور ان کے ہم خیال بزرگوں کے خلاف غلط اور گندے پراپیگنڈا کی مشینری بڑی تیزی سے سرگرم عمل تھی۔ اگر دوست بُرا نہ منائیں تو میں کہوں گا کہ کیا خود جناب میاں صاحب اس میں شریک نہ تھے پھر کیا یہ حقیقت نہیں کہ حضرت خلیفہ اوّل رضؓ کی زندگی میں بار بار اور مختلف رنگوں میں ان بزرگوں کے خلاف ان کے کان بھر بھر کے مسلسل یہ کوشش کی جاتی رہی کہ حضرت خلیفہ اوّل رضؓ ان کو جماعت سے خارج کر دیں تا جناب میاں صاحب کے انتخاب کے لئے زمین ہموار ہو جائے کیا جناب میاں صاحب خود اس کوشش میں شریک نہ تھے اگر اس سے انکار کیا جائے تو ثبوت بھی پیش کر دیا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے بریت

چنانچہ ایک دفعہ بظاہر ایسے لوگوں کی کوششیں کامیاب ہوتی ہوئی نظر آ رہی تھیں۔ لیکن حضرت خلیفۃ المسیحؓ کا اپنا اعتراف ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ایسا کرنے سے روک دیا جس سے معلوم ہوا کہ خدا کے نزدیک جو الزامات ان بزرگوں کے خلاف تراشے جاتے تھے وہ سب بے بنیاد تھے۔ پس جماعت میں افتراق پیدا کرنے والے حالات کو دیکھ کر جناب میاں صاحب اور مولوی محمد علی صاحب نے تقریریں کی تھیں اس وقت بزرگان لاہور اور مولانا مرحوم کے خلاف جناب میاں صاحب کے حامیوں کی طرف سے ایک مذموم پراپیگنڈا کی مشینری اپنے پورے زور سے سرگرم عمل تھی اور جناب میاں صاحب سے یہ امر مخفی نہ تھا قادیان میں جو کچھ اس وقت ہو رہا تھا جناب میاں صاحب اس سے

پوری طرح آگاہ تھے پس میاں صاحب کا اپنی تقریر میں جماعت کو خالی اتفاق کی طرف توجہ دلانا اور اتفاق کو پارہ پارہ کرنے والے پراپیگنڈا کو روکنے کی طرف قطعاً کوئی توجہ نہ دلانا اور نہ جماعت کو اس سے رکنے کی تلقین کرنا صاف اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ ان کا جماعت میں اتفاق کو قائم رکھنے کی کوشش کا اظہار محض دکھلاوے کے لئے تھا اور لوگوں کو اپنی طرف مائل کرنے کے لئے محض ایک تدبیر تھی اور ان کا یہ عمل بظاہر حضرت عمرو بن العاصؓ اور حضرت معاویہ رضؓ کے جنگ صفین میں نیزوں پر قرآن کو کھڑا کرنے والے عمل سے مشابہت رکھتا تھا جس میں ظاہری طور پر تو قرآن کریم پر عمل کرنے کا ولولہ موجزن نظر آتا تھا اور اندرونی طور پر حضرت علی رضؓ کی جماعت میں انتشار پیدا کرنا مقصود تھا۔ چنانچہ اُن کے اس فعل کا یہی نتیجہ نکلا کہ حضرت علی رضؓ کی جماعت انتشار کا شکار ہو گئی بعینہٖ یہاں بھی ہوا کہ جناب میاں صاحب کے انتخاب کے لئے زمین ہموار ہو گئی۔ حضرت مولینا مرحوم تو حضرت علیؓ کی طرح تقوےٰ کی راہ پر گامزن رہے اور انہوں نے نہ پراپیگنڈا سے کام لیا اور نہ ہی جماعت میں اپنے ہم خیال پیدا کرنے کی کوشش کی دینی خدمات میں مصروفیت ان کو اس طرف توجہ دینے کے لئے وقت ہی کہاں دے سکتی تھی۔ میں خود تو اس وقت مصر میں تھا اس لئے میں نے اپنی آنکھوں سے تو ان واقعات کو نہیں دیکھا لیکن اس وقت کے واقعات کی جو تصویر خود جناب میاں صاحب کے ایک مُرید نے اپنی تصنیف حیاتِ نورؓ میں پیش کی ہے اس سے میں مندرجہ بالا نتیجہ پر ہی پہنچا ہوں۔ جس وقت بھی کوئی غیر جانبدار مؤرخ احمدیت کی تاریخ لکھے گا اور ان واقعات کا نظرِ غائر سے تجزیہ کرے گا تو یقیناً وہ بھی اسی نتیجہ پر پہنچے گا جس پر میں پہنچا ہوں۔ X

اتفاق کی طرف برمحل توجہ دلائی گئی

خدا جانتا ہے کہ میں نے بالکل خالی بالطبع ہو کر ان واقعات پر نظر ڈالی ہے۔ پس حضرت مولینا مرحوم نے جو اپنی تقریر کے آخر میں جماعت کو اتفاق کی طرف توجہ دلائی وہ بالکل برمحل دلائی۔ تعجب ہے جناب میاں صاحب اسے قابل اعتراض ٹھہراتے ہیں حالانکہ یہی تو صحیح طریق تھا کہ پہلے جماعت کو تفریق پیدا کرنے والے پراپیگنڈے کو بند کرنے کی طرف توجہ دلائی جائے اور بعد میں کہا جائے کہ اس پراپیگنڈا کو بند کرو تا جماعت کا اتحاد پارہ پارہ نہ ہو۔

دونوں بزرگوں کے درمیان گفتگو کا خلاصہ

جناب میاں صاحب اور حضرت مولینا مرحوم کے درمیان حضرت خلیفہ اوّل رضؓ کی وفات کے بعد جو گفتگو ہوئی مولوی سید سرور شاہ صاحب سے اس کا ذکر کرتے ہوئے جناب میاں صاحب نے جو کچھ فرمایا اس کا خلاصہ یہ ہے کہ مولوی محمد علی صاحب جماعت میں اختلاف کی موجودگی کے باعث کہتے ہیں کہ کوئی ایک فریق دوسرے کی بیعت کرنے کے لئے تیار نہیں ہو سکتا اس لئے انتخاب کو کچھ عرصہ کے لئے ملتوی کر دیا جائے لیکن میں بیرونی جماعتوں کو اطلاع دے کر کسی مقررہ تاریخ پر جمع کرنے کا انتظام کر کے مشورہ کے بعد فیصلہ کیا جائے۔ پھر فرماتے ہیں میرا جواب یہ تھا کہ یہ بات درست نہیں کہ ہم میں ایسا اختلاف موجود ہے کہ کوئی فریق دوسرے کی بیعت کرنے کو تیار نہیں آپ اپنے آدمیوں میں سے کسی ایک کو مقرر کر لیں میں اس کی بیعت کرتا ہوں اور مجھے یقین ہے کہ سارے کے سارے میرے ساتھی اس کی بیعت کر لیں گے" (میرے ساتھی کے الفاظ قابلِ غور ہیں۔ ناقل) پھر اسی بات پر زور دیتے ہوئے فرماتے ہیں :-

"میں نے بار بار ان کو (یعنی مولوی محمد علی صاحب کو۔ ناقل) یقین دلانے کی کوشش کی کہ میں آپ میں سے ہر کسی کی بیعت کرنے کو تیار ہوں جسے آپ منتخب کریں اور نہ صرف میں تنہا بیعت کروں گا بلکہ میرے سارے ساتھی میرے ساتھ ہی بیعت کر لیں گے کوئی تخلف ہو گا نہ انکار۔"

کیا ان الفاظ سے صاف معلوم نہیں ہوتا کہ جناب میاں صاحب اپنے ساتھ ایک جماعت رکھتے تھے جو اُن کے اشارہ پر چلنے کے لئے تیار تھی اور جناب میاں صاحب کو کامل یقین تھا کہ ان کے ساتھی اُن سے ہرگز اختلاف نہ کریں گے جناب میاں صاحب کا یہ یقین جس امر کی غمازی کر رہا ہے اسے ہر عقلمند خود ہی سمجھ سکتا ہے مجھے اس پر کچھ مزید کہنے کی ضرورت نہیں۔

جناب میاں صاحب کا مذکورہ بالا بیان کے خلاف دوسرا بیان

اس کے بعد جناب میاں صاحب فرماتے ہیں کہ "جب مولوی محمد علی صاحب اپنی توقف والی رائے پر ہی مصر رہے تو میں نے انہیں کہا" مولوی صاحب آپ اور میں دونوں جماعت کے فرد ہیں ہمیں کیا حق پہنچتا ہے کہ بطور خود کوئی فیصلہ کر کے قوم کو اس کا پابند ٹھہرائیں۔ (جناب میاں صاحب کے یہ الفاظ کیا مذکورہ بالا بیان سے صریح متضاد نہیں ابھی تو وہ یہ کہہ رہے تھے کہ وہ جب مولانا مرحوم کے فریق میں سے کسی شخص کی بیعت پر اپنی رضامندی کا اظہار کر دیں گے تو ان کے سارے ساتھی بھی اس پر رضامند ہو جائیں گے نہ تخلف ہو گا نہ انکار گویا بالفاظ دیگر قوم ان کے فیصلہ کی پابند ہو گی اور اب کہہ رہے ہیں کہ قوم کو کس طرح پابند ٹھہرایا جا سکتا ہے۔ ناقل) اس کے بعد فرماتے ہیں کہ میں نے مولوی صاحب سے کہا :-

"بہتر ہے کہ آپ اپنے دوستوں سے مشورہ کر لیں اور میں اپنے احباب سے مشورہ کر لیتا ہوں (جب آپ کے سب ساتھیوں نے آپ کے ہی فیصلہ پر عمل کرنا تھا تو مشورہ کے کیا معنی۔ ناقل) اگر میرے دوستوں نے آپ کی تجویز مان لی تو بس جھگڑا ختم (مولانا تو آپ نے بھی جیسا کہ ایک دوسرے واقعہ سے ظاہر ہے جس کا ذکر ابھی آئے گا۔ ناقل) ہم آپ کی تجویز کے مطابق عمل درآمد کر لیں گے اور اگر نہ مانا تو ایک اختلاف کی صورت قائم رہے گی۔ اسی طرح آپ کے دوستوں نے اگر میری تجویز کے مطابق یہ قبول کر لیا کہ ایک واجب الاطاعت خلیفہ ہونا چاہیئے اور فوری طور سے اس کا تقرر وانتخاب لازمی ہے تب بھی قصہ ختم اور معاملہ صاف دوری طور پر انتخاب کا بطلان ثابت کیا جا چکا ہے۔ ناقل) اور اگر انہوں نے میری اس تجویز سے اتفاق نہ کیا اور آپ کی تجویز کے مطابق کسی دوسرے وقت کے اجتماع اور مشورہ پر معاملہ کو اٹھا رکھنے کا فیصلہ کیا تب بھی اختلاف قائم اور فیصلہ مشکل۔"

جناب میاں صاحب کے اس بیان سے ظاہر ہے کہ ہر صورت میں اختلاف نے قائم رہنا ہی تھا کیونکہ جناب میاں صاحب اور ان کے ساتھیوں نے اس امر کو خلفائے راشدین کے عمل کے خلاف اپنے ایمان کا جزو بنایا ہوا تھا کہ خلیفہ فوری طور پر منتخب ہو جانا چاہیئے جیسا کہ ایک دوسرے موقعہ کی گفتگو کے بعد انہوں نے فرمایا :-

"جب فیصلہ سے مایوسی ہوئی تو میں نے مولوی صاحب سے کہا کہ چونکہ ہمارے نزدیک خلیفہ ہونا ضروری ہے اور آپ کے نزدیک خلیفہ کی ضرورت نہیں (جناب میاں صاحب کا یہ کہنا بالکل خلاف واقعہ ہے مولینا مرحوم تو قوم سے فیصلہ کروانے پر زور دے رہے تھے اور اپنے آپ کو اس فیصلہ کے پابند رہنے کا اعلان کر رہے تھے جیسا کہ خود جناب میاں صاحب نے اس کا اعتراف مندرجہ ذیل الفاظ میں کیا ہے :-

"اور آخر میں اپنی (یعنی مولینا مرحوم نے اپنی) وہی تجویز دہرائی کہ فیصلہ میں جلدی نہ کی جائے اور مشورہ کے بعد فیصلہ کیا جائے گا" پھر مولینا مرحوم کا یہ قول نقل کرتے ہیں :-

"مولوی صاحب نے کہا کہ نہیں اس قدر جلدی ٹھیک نہیں چونکہ اختلاف ہے اس لئے پورے طور پر بحث ہو کر ایک بات پر متفق ہو کر کام کرنا چاہیئے چار پانچ ماہ اس پر تمام جماعت غور کر کے تبادلۂ خیالات کے بعد پھر جو فیصلہ ہو اس پر عمل کیا جاوے۔"

حضرت مولینا مرحوم کے ان واضح بیانوں کے بعد کہ وہ جماعت کے فیصلہ پر عمل کریں گے اُن کی طرف یہ منسوب کرنا کہ وہ خلافت کے قائل ہی نہ تھے کس قدر واقعات کو توڑ مروڑ کر پیش کرنے کے مترادف ہے ہاں یہ ٹھیک ہے کہ آپ اس مادر پدر آزاد خلافت کے قائل نہ تھے جس کے قائل جناب میاں صاحب ممدوح تھے وہ ایسی خلافت کے قائل تھے جو شریعت کی حدود کے اندر قائم رہنے والی ہو اور جسے شریعت خلافت قرار دیتی ہے۔ صحابہ کرام رضؓ نے تو حضرت ابوبکر رضؓ کو خلیفہ کا لقب عطا کیا بعد میں تو سب کو امیر المؤمنین ہی کہتے رہے اسی طرح ہمارے امیر مرحوم نے بھی حضرت خلیفہ اوّل رضؓ کی وفات کے بعد امیر کا لقب ہی اختیار کیا جیسا کہ شریعت کہتی ہے اور جیسا کہ خلفاء راشدین سمجھتے رہے قوم کے سامنے اسے جاذبہ قرار دیا۔ ہمارے امیر مرحوم نے تو جماعت کے اتحاد کو قائم رکھنے کے لئے جناب میاں صاحب کی بیعت ہو جانے کے بعد بھی ان کو خلیفہ تسلیم کرنے کے لئے آمادگی کا اظہار فرمایا تھا بشرطیکہ جو حقوق و اختیارات حضرت مسیح موعودؑ نے انجمن کو عطا کئے ہوئے تھے ان میں جناب میاں صاحب دست اندازی نہ کریں اور نہ حضرت کے ہاتھ

پر بیعت کرنے والوں کو اپنی بیعت کرنے پر مجبور کریں آخر مولوی غلام حسن خاں صاحب مرحوم کی مثال موجود ہی تھی حضرت خلیفہ اوّل رضؓ کی انہوں نے بیعت نہ کی تھی نہ اُن پر فسق کا فتویٰ لگایا گیا اور نہ ان کو انجمن کی ممبری سے الگ کیا گیا کیوں جناب میاں صاحب نے حضرت خلیفہ اوّل رضؓ کی سنت پر عمل نہ کیا جس اتحاد کو قائم رکھنے کا بار بار اظہار کر رہے تھے اور جس کے غم میں گھلے جانے کا ڈھنڈورا پیٹ رہے تھے کیا اس کو برقرار رکھنے کا یہی طریق تھا جو انہوں نے اختیار کیا۔ غور فرمائیے!! غور!!! اور یہ ایک مذہبی امر ہے اس کے لئے آپ کی جو مرضی ہو کریں ہم لوگ جو خلافت کے قائل ہیں اپنے طور پر اکٹھے ہو کر اس امر کے متعلق مشورہ کر کے کسی کے ہاتھ پر بیعت کر لیتے ہیں ‘‘

جناب میاں صاحب کا اعتراف کہ وہ اپنے ساتھیوں کو منوا سکتے ہیں۔

جناب میاں صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت خلیفہ اوّل رضؓ کی شدید علالت کو دیکھتے ہوئے ’’ میرے سامنے اختلافی مسائل نہ تھے بلکہ جماعت کا اتحاد مدنظر تھا۔ اور اس کے زائل ہو جانے کا خوف میرے دل کو کھا رہا تھا چنانچہ اسی امر کے متعلق ذی اثر احمدیوں سے میں نے گفتگوئیں کیں۔ عام طور پر ان لوگوں کا جو خلافت کے منکر تھے اور نبوت مسیح موعودؑ کے قائل تھے یہی خیال تھا کہ ایسے شخص کے ہاتھ پر بیعت نہیں کی جا سکتی جس کے عقائد ان عقائد کے خلاف ہوں کیونکہ اس سے احمدیت کے مٹنے کا اندیشہ ہے مگر میں اس نتیجہ پر پہنچا تھا کہ اتحاد سب سے زیادہ ضروری ہے شخصیتوں کے خیال سے اتحاد کو قربان نہیں کرنا چاہیئے چنانچہ میں نے اپنے دوستوں کو خاص طور پر سمجھانا شروع کیا کہ خدانخواستہ حضرت خلیفۃ المسیح کی وفات پر اگر فتنہ کا اندیشہ ہو تو ہمیں خواہ وہ تھوڑے سے لوگ ہی ہیں ان میں سے کسی کے ہاتھ پر بیعت کر لینی چاہیئے کیونکہ میں نے ان سے کہا کہ اگر کوئی ہمارا ہم عقیدہ شخص خلیفہ ہوا تو وہ لوگ اس کی بیعت نہیں کریں گے اور جماعت میں اختلاف پڑ جائے گا۔ اور جب میں اُن میں سے کسی کی بیعت کر لوں گا تو امید ہے کہ میرے اکثر احباب اس کی بیعت کر لیں گے اور فساد سے جماعت محفوظ رہے گی۔ چنانچہ ایک دن عصر کے بعد جبکہ مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب جو ہماری جماعت کے سب سے بڑے علماء میں سے ایک ہیں میرے ساتھ سیر کو گئے تو تمام سیر میں دو گھنٹے کے قریب ان سے اسی امر پر بحث ہوتی رہی اور آخر میں نے ان کو منوا لیا کہ ہمیں اس بات کے لئے پورے طور پر تیار ہونا چاہیئے کہ اگر اس بات پر اختلاف ہو کہ خلیفہ کس جماعت میں سے ہو تو ہم ان میں سے کسی کے ہاتھ پر بیعت کر لیں۔ رہا خصوصیات کا سوال۔ سو ان میں جب تک خلیفہ کوئی حکم نہ دے گا ہمیں اجازت ہو گی کہ جس چیز کو ہم حق و صداقت یقین کرتے اور منشاء شریعت سمجھتے ہیں قائم کریں اور قائم رکھنے کی کوشش کریں۔ البتہ اگر خلیفہ کبھی حکم دے کہ ہمیں روک دے تو اس کا حکم ماننا اور فرمانبرداری کرنا ہمارے لئے ضروری ہو گا اور اس حال میں پھر سلسلہ کا خدا حافظ ہو گا۔ ہم خاموش رہیں گے‘‘ (حیات نور ص ۶۹۳ تا ۶۹۴)

مندرجہ بالا بیان میں جناب میاں صاحب کا کھلا کھلا اعتراف موجود ہے کہ دوسرے فریق کے آدمی تھوڑے ہی تھے بعد میں بار بار یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی گئی کہ یہ فریق کثیر تعداد میں تھا۔

جناب میاں صاحب کا اپنے رشتہ داروں کو منوانے کا اعتراف

جناب میاں صاحب نے اس بارے میں اپنے رشتہ داروں کو جمع کر کے اُن سے مشورہ کر کے آخر اُن سے اپنی بات منوالی فرماتے ہیں :-

’’ظہر کے بعد میں نے اپنے تمام رشتہ داروں کو جمع کیا اور ان سے اس اختلاف کے متعلق مشورہ طلب کیا۔ بعض نے رائے دی کہ جن عقائد کو ہم حق سمجھتے ہیں اُن کی اشاعت کے لئے ہمیں پوری طرح کوشش کرنی چاہیئے اور ضرور ہے کہ ایسا آدمی خلیفہ ہو جس سے ہمارے عقائد متفق ہوں مگر میں نے سب کو سمجھایا کہ اصل بات جس کا اس وقت ہمیں خیال رکھنا چاہیئے وہ اتفاق ہے خلیفہ کا ہونا ہمارے نزدیک مذہباً ضروری ہے پس اگر وہ لوگ اس امر کو تسلیم کر لیں تو پھر مناسب یہی ہے کہ اوّل تو عام رائے لی جاوے۔ اگر اس سے وہ اختلاف کریں تو کسی ایسے آدمی پر اتفاق کر لیا جائے جو دونوں فریق کے نزدیک بے تعلق ہو اور اگر یہ بھی وہ قبول نہ کریں تو ان لوگوں میں سے کسی کے ہاتھ پر بیعت کر لی جاوے۔ اور میرے اصرار پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تمام اہل بیت نے اس بات کو تسلیم کر لیا۔ یہ فیصلہ کر کے میں اپنے ذہن میں خوش تھا کہ اب اختلاف سے جماعت محفوظ رہے گی مگر خدا تعالیٰ کو کچھ اور ہی منظور تھا‘‘

(حیاتِ نور ص ۷۲۸)

کیا مذکورہ بالا بیان سے واضح نہیں ہوتا کہ جناب میاں صاحب سب کو اپنی بات منوا سکتے تھے باوجود اس کے کہ وہ پہلے اُن کے خیال کے خلاف خیال رکھنے والے ہوتے تھے رشتہ داروں کو منوایا مولوی سرور شاہ صاحب کو منوایا بڑے بڑے احمدیوں کو منوایا پس اگر مولانا مرحوم کی تجویز وہ منوانا چاہتے تو منوا سکتے تھے اور اس میں خلاف شریعت بھی کوئی امر نہ تھا جس کی وضاحت اُوپر گذر چکی ہے واجب الاطاعت کا جو مفہوم جناب میاں صاحب کے نزدیک ہے وہ حضرت ابوبکر رضؓ کے ان الفاظ کے بھی صریح خلاف ہے فان زغت فقوّمونی۔

فساد پیدا ہونے کی صورت میں کون اسے دُور کرے

خلیفہ کے فوری انتخاب پر جناب میاں صاحب نے اس وقت یہ دلیل دی کہ اگر خلیفہ نہ ہوا اور کسی قسم کا فساد رونما ہو جائے تو اس کو کون روکے گا فساد کا کوئی وقت تو معین نہیں ممکن ہے کل ہی کوئی امر ایسا پیش آ جاوے جس کے لئے کسی نگران ہاتھ کی ضرورت ہو جناب میاں صاحب کی یہ دلیل بھی کوئی وزن نہیں رکھتی اوّل تو میاں صاحب جس وقت یہ دلیل پیش کر رہے تھے اس وقت حضرت خلیفہ اوّل رضؓ کی علالت ایسی خطرناک صورت اختیار کر چکی تھی کہ وہ فساد کو روکنے کے قابل ہی نہ تھے چنانچہ جیسا کہ پیچھے خود جناب میاں صاحب کا اعتراف گزر چکا ہے کہ احمدیوں میں اختلاف کی بھیانک صورت کو دیکھ کر جس سے فتنہ پیدا ہونے کا اندیشہ تھا میں نے اشتہار کے ذریعہ لوگوں کو اس سے روکنے کا ارادہ کیا لیکن بالآخر یہی قرار پایا کہ اشتہار کی بجائے مولوی محمد علی صاحب اور میں تقریر کے ذریعہ لوگوں کو اس سے باز رہنے کی تلقین کریں اور ایسا ہی کیا گیا اب میں پوچھتا ہوں کہ فساد کو روکنے کے لئے آپ کیوں آگے بڑھے حضرت خلیفۃ المسیحؓ کے پاس کیوں نہ گئے اور ان کو موجودہ فساد کے روکنے کے لئے کیوں نہ کہا معلوم ہوا کہ خلیفہ کی موجودگی میں بھی ایسا وقت آ سکتا ہے جبکہ فساد کو روکنے کے لئے جماعت کے بزرگوں ۔۔۔۔

۔۔۔ کا ہی سہارا لینا پڑتا ہے تو خلیفہ کی عدم موجودگی میں بھی بزرگوں کی سعی سے کیوں نہیں فائدہ اُٹھایا جا سکتا پھر میں پوچھتا ہوں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب مسلمانوں کو تین دن کے لئے بغیر خلیفہ کے چھوڑا تھا ان کو یہ خیال کیوں نہ آیا کہ ممکن ہے پہلے یا دوسرے تیسرے دن ہی کوئی فساد برپا ہو جائے تو خلیفہ تو کوئی ہو گا نہیں کون اس فساد کو روکے گا حالانکہ وہاں تو فساد کے نتیجہ میں تلوار چل جانے کا بھی خطرہ تھا جس کے نتیجہ میں کئی جانیں تلف ہو سکتی تھیں پھر ربوہ سے تعلق رکھنے والے احباب اسی پر غور کر لیں کہ کیا جناب میاں صاحب خود بھی آخر خلافت کے فرائض سرانجام دینے کے قابل نہ رہنے کی صورت میں ایک بورڈ بنانے پر مجبور نہ ہو گئے تھے جس کے سپرد سب کام انہیں کرنے پڑ گئے تو کیا حضرت خلیفہ اوّل کی وفات کے بعد صدر انجمن احمدیہ موجود نہ تھی جس کا تو جماعت پر اس قدر گہرا اثر تھا کہ حضرت اقدسؑ کے ارشاد کے ماتحت جماعت کے افراد اس کے فیصلہ کو رد کر سکتے ہی نہ تھے پھر اگر فساد فوجداری نوعیت کا ہوتا تو اس کے فیصلہ کے لئے تو لازماً سرکاری عدالتوں کی ہی طرف رجوع کرنا پڑتا اور اگر معمولی نوعیت کا ہوتا تو ثالثوں کے ذریعہ اس کا فیصلہ کرایا جا سکتا تھا روحانی تربیت کا جو سوال اُٹھایا گیا ہے کیا جماعت میں علماء موجود نہ تھے جو وعظ و نصیحت کے ذریعہ روحانی تربیت کا فریضہ سرانجام دے سکتے تھے بتلائیں حضرت خلیفہ اوّل رضؓ کی پہلی بیماری کے ایام میں مولوی سید سرور شاہ صاحب قرآن کریم کا درس نہیں دیا کرتے تھے پھر جناب میاں صاحب کی خلافت کے زمانہ میں کیا وہ خود ہمیشہ درس قرآن دیا کرتے تھے کیا یہ حقیقت نہیں کہ خلافت کی گدی پر بیٹھنے کے بعد تھوڑا عرصہ ہی انہوں نے درس دیا پھر جب بھی درس ہوا تو علماء کے ذریعہ ہی ہوا رمضان شریف کا درس تو علماء کے ذریعہ ہی ہوتا رہا۔

خلاصہ کلام یہ کہ یہ سب عذر محض حضرت مولانا مرحوم کی مخلص تجویز کو عملی جامہ پہنانے کی راہ میں روڑے اٹکانے کے مترادف ہی تھے ورنہ اُن کے اندر نہ کوئی وزن تھا اور

کوئی جان بھی۔

جناب میاں صاحب کا مولینا مرحوم پر بیجا الزام

وفات کے دوسرے دن جناب نواب محمد علی خان صاحب مرحوم کی کوٹھی پر فریقین کے درمیان گفتگو ہوئی لوگ باہر جمع ہو گئے تھے اس کے متعلق جناب میاں صاحب فرماتے ہیں:-

"جب سلسلہ گفتگو کسی طرح ختم ہوتا نظر نہ آیا اور باہر بہت شور ہونے لگا اور جماعت کے حاضر الوقت اصحاب اس قدر جوش میں آ گئے کہ دروازہ توڑے جانے کا خطرہ ہو گیا اور لوگوں نے زور دیا کہ اب ہم زیادہ صبر نہیں کر سکتے آپ لوگ کسی امر کو طے نہیں کرتے اور جماعت اس وقت بغیر کسی رئیس کے ہے۔ (غور فرمائیں کہ یہ الفاظ کس کے لکھے ہوئے ہیں کیا جناب میاں صاحب بھی یہی نہیں کہہ رہے تھے کہ رئیس کے بغیر ایک دن بھی نہیں رہا جا سکتا کیا اس سے صاف معلوم نہیں ہوتا کہ جو لوگ باہر شور کر رہے تھے وہ جناب میاں صاحب کے ہی حامی تھے۔ ناقل) تو میں نے مولوی محمد علی صاحب سے کہا کہ بہتر ہے کہ باہر چل کر جو لوگ موجود ہیں ان سے مشورہ لے لیا جائے اس پر مولوی محمد علی صاحب کے منہ سے بے اختیار نکل گیا کہ آپ یہ بات اس لئے کہتے ہیں کہ آپ جانتے ہیں کہ وہ لوگ کسے منتخب کریں گے اس پر میں نے اُن سے کہا کہ نہیں میں تو فیصلہ کر چکا ہوں کہ آپ لوگوں میں سے کسی کے ہاتھ پر بیعت کر لوں مگر اس پر بھی انہوں نے یہی جواب دیا آپ جانتے ہیں کہ ان لوگوں کی کیا رائے ہے یعنی وہ آپ کو خلیفہ مقرر کریں گے۔"

مولینا مرحوم کے خط کشیدہ الفاظ کو جناب میاں صاحب نے عجیب و غریب معنی پہنائے ہیں چنانچہ انہوں نے کہا۔

"مولوی محمد علی صاحب کے اس فقرہ سے میں یہ بھی سمجھ گیا کہ مولوی محمد علی صاحب کی مخالفت خلافت سے بوجہ خلافت کے نہیں بلکہ اس لئے ہے کہ ان کے خیال میں جماعت کے لوگ کسی اور کو خلیفہ بنانے پر آمادہ تھے۔"

جناب میاں صاحب کا غلط استدلال

شکر ہے جناب میاں صاحب نے پہلے جو یہ لکھا تھا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ کہ مولوی محمد علی صاحب خلافت کے ہی قائل نہیں اب اس کی انہوں نے اپنے ان الفاظ کے ذریعہ "مولوی محمد علی صاحب کی مخالفت خلافت سے بوجہ خلافت کے نہیں" خود ہی اپنے پہلے قول کی تردید کر دی۔

میں حیران ہوں کہ جناب میاں صاحب کو مولینا مرحوم کے خط کشیدہ الفاظ سے کیوں یہ بات سمجھ آئی ان کے صریح اقوال سے کیوں نہ سمجھ آئی مولینا مرحوم تو بار بار صاف الفاظ میں جناب میاں صاحب کو یہی کہتے رہے کہ ہم کس طرح ایسے شخص کی بیعت کر سکتے ہیں جس کے ساتھ ہمیں اختلاف ہے انہوں نے تو چھپا کر اس بات کو نہیں رکھا ہوا تھا۔

. . . . . ان کا موقف یہی تو تھا کہ جماعت کے اہل الرائے لوگ فریقین کے دلائل سن کر فیصلہ دیں کہ کس کا مسلک حضرت مسیح موعودؑ کے مسلک کے مطابق ہے چار یا پانچ ماہ ان کو سوچنے کا موقعہ دیا جائے اس کے بعد جو فیصلہ وہ دیں گے فریقین اس کے پابند ہوں گے۔

کیا حقیقت کا بیان کرنا بھی قابل اعتراض ہو سکتا ہے۔

میں حیران ہوں کہ جناب میاں صاحب نے مولینا مرحوم کے فقرہ کو کیوں قابل اعتراض سمجھا اور مولینا کے خلاف جماعت کے جذبات نفرت کو بھڑکانے کے لئے کیوں اسے آلہ بنایا گیا مولینا مرحوم کے منہ سے کوئی خلاف حقیقت بات نکلی تھی جو کچھ انہوں نے کہا وہ تو عین حقیقت تھی اور ضرورت کے وقت اور برمحل کسی حقیقت کو بیان کرنا بیان کرنے والے کو کسی عقلمند کے نزدیک ہدف ملامت نہیں بنا سکتا کیا یہ حقیقت نہیں کہ جس قدر لوگ اس وقت جمع تھے وہ قریباً سب کے سب جناب میاں صاحب کے ہی نہ صرف حامی تھے بلکہ مولانا مرحوم اور ان کے ساتھیوں کے سخت دشمن تھے اور ان کو جماعت کی نظروں میں گرانے کے لئے عرصہ دراز سے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے تھے اسی واسطے تو مولینا مرحوم کو اپنی تقریر میں ان لوگوں کو اس طرف توجہ دلانی پڑی تھی کہ خواجہ صاحب اور ان کے ساتھیوں کو برا بھلا کہنا ترک کر دو تم کیوں اس شغل میں لگے ہوئے ہو کیا مولینا مرحوم اپنے ہم خیالوں کو یہ کہہ رہے تھے پھر کیا یہ حقیقت نہیں کہ انتخاب کے وقت جناب میاں صاحب کے حامیوں نے ہی شور مچایا تھا کہ میاں صاحب بیعت لیں اور کیا یہ حقیقت نہیں کہ جب حضرت مولینا مرحوم کچھ کہنے کے لئے اُٹھے تو شیخ یعقوب علی صاحب مرحوم نے ہی ان کو بولنے سے روک دیا۔

جناب میاں صاحب کی بیعت لینے میں عجلت

یہ حقیقت ہے کہ صرف مولینا مرحوم ہی اس سے واقف نہ تھے بلکہ خود میاں صاحب بھی اس سے ناواقف نہ تھے وہ بھی اس کو بخوبی جانتے تھے گو دل کا حال تو خدا ہی جانتا ہے لیکن بیعت لینے میں جس عجلت . . . . کا مظاہرہ انہوں نے کیا ہے اس سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ خود بھی بیعت لینے کے لئے تیار بیٹھے ہوئے تھے چنانچہ حضرت خلیفہ اول رضؓ اور ان کا مقابلہ کر کے دیکھا جائے تو ان کی دلی خواہش نمایاں ہو کر سامنے آ جاتی ہے حضرت خلیفہ اول رضؓ سے جب بیعت لینے کے لئے کہا گیا تو وہ عظیم الشان شخص چونکہ بالکل بے نفس تھا اس کے نفس میں قطعاً خلیفہ بننے کی خواہش نہ تھی جس کا ثبوت یہ ہے کہ اس نے اس پیشکش کو قبول کرنے سے انکار کیا اور کئی بزرگوں کے نام لئے کہ یہ مجھ سے زیادہ حق رکھتے ہیں کہ ان کو اپنا سردار بنا لو میں بھی آپ کے ساتھ ان کی بیعت کر لوں گا ان بزرگوں میں خصوصیت سے انہوں نے محترمی جناب مولوی محمد احسن صاحب امروہی کا نام لیا اور دوسرے نمبر پر جناب مولینا مرحوم کا نام لیا لیکن جناب میاں صاحب کو جب بیعت لینے کے لئے کہا گیا تو بغیر ایک لفظ کہے گئے انہوں نے فوراً بیعت لینی شروع کر دی آپ بھی تو مولوی سید محمد احسن صاحب کا نام لے سکتے تھے آخر مولوی صاحب موصوف وہ شخص تھے جن کو حضرت اقدس نے ان دونوں فرشتوں میں سے ایک فرشتہ قرار دیا تھا جن کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر مسیح کے نازل ہونے کی پیشگوئی تھی پھر سلسلہ کی تائید میں انہوں نے نہایت ہی قابل قدر خدمات انجام دی ہوئی تھیں پھر جبکہ آپ بار بار کہہ رہے تھے کہ میں مولوی محمد علی صاحب کے فریق میں سے کسی شخص کے ہاتھ پر بیعت کرنے کے لئے تیار ہوں تو وہ وقت تھا کہ آپ آگے بڑھتے اور مولینا مرحوم کا ہاتھ پکڑتے اور کہتے میں آپ کے ہاتھ پر بیعت کرتا ہوں اور اپنے ساتھیوں کو کہتے کہ تم بھی مولوی صاحب کے ہاتھ پر بیعت کرو . . . .

- - - - - - - - - - - - - - - - - - -

. . مولوی صاحب جو حکم ہم کو دیں گے اس کی ہم تعمیل کریں گے اور جن عقائد کی یہ اشاعت کریں گے ہم اُن میں روک نہیں بنیں گے اگر ہمیں اختلاف ہو گا تو ہم خاموش رہیں گے مخالفت نہیں کریں گے کیونکہ تو د جناب میاں صاحب نے عقائد میں اپنے ساتھ اختلاف رکھنے والوں کے لئے یہی لائحہ عمل تجویز کئے رکھا اگر جناب میاں صاحب اس طریق کو اختیار کرتے تو ان کے قول اور عمل میں ہم آہنگی نظر آتی اور امیر مرحوم بھی بیعت لینے پر مجبور ہو جاتے اور جماعت کا اتحاد بھی قائم رہتا اور اختلاف بھی ہباً منثوراً ہو جاتا۔

خلاصہ کلام

پس اگر ان تمام مذکورہ بالا واقعات کو خواہ انفرادی حیثیت سے دیکھا جائے اور خواہ مجموعی حیثیت سے دیکھا جائے یہ سب کے سب اسی بات پر دلالت کرتے ہیں کہ جماعت کے اتحاد کو پاش پاش کرنے کی ذمہ داری جناب میاں صاحب پر ہی آتی ہے اور مولانا مرحوم کا دامن اس سے بالکل پاک ہے انہوں نے جو طریق اختیار کیا وہ بالکل شریعت کے بھی مطابق تھا اور دیانت داری کے اصولوں کے بھی بالکل مطابق تھا اس لئے ان میں سے ہر موقعہ پر مولانا مرحوم کو ہی فتح حاصل ہوئی۔

اختلاف پیدا ہو جانے کے بعد مولینا مرحوم کی فتوحات حسب ذیل ہیں

پہلی فتح حضرت مولینا نے اتحاد کو برقرار رکھنے کے لئے جناب میاں صاحب کے سامنے یہ تجویز پیش کی کہ اگر آپ انجمن کے معاملات میں دخل انداز نہ ہوں تو ہم آپ کو خلیفہ ماننے کے لئے تیار ہیں اور یہ تجویز حضرت اقدسؑ کے ارشاد کے بالکل مطابق تھی مگر جناب میاں صاحب نے اسے ٹھکرا کر ثابت کر دیا کہ آپ کو اتحاد کی قطعاً پرواہ نہ تھی دوسری بات مولینا مرحوم نے یہ کہی کہ حضرت اقدسؑ کے ہاتھ پر بیعت کنندگان کو دوبارہ اپنی بیعت پر مجبور نہ کیا جائے لیکن جناب میاں صاحب ان کو مجبور کرنے پر مصر رہے اور یہ بات بھی حضرت اقدسؑ کے ارشاد کے خلاف تھی اور حضرت خلیفہ اول رضؓ کی سنت کے بھی خلاف تھی۔ مولوی غلام حسن خان صاحب کی مخالفت

(باقی بر صفحہ ۔۔)

شذرات

(شاهین)

تنابزوا بالالقاب

حضرت خلیفۃ المسیح مولانا نورالدین رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک شخص کے متعلق شکایت آئی کہ آپ کا فلاں مرید دوران گفتگو گالی گلوچ سے کام لیتا ہے۔ حضور نے ایک موقعہ پر اس مرید سے اس شکایت کا ذکر کیا۔ تو اس مرید نے ایک غلیظ گالی دے کر دریافت کیا کہ ایسا وہ کون شخص ہے جس نے یہ جھوٹی رپورٹ آپ کے پاس کی ہے۔ آپ نے اس کی عادت کو پہچان لیا اور فرمایا کہ نہیں نہیں اسے غلط فہمی ہو گئی ہوگی۔ ربوہ والوں کا یہ طریق ہے کہ وہ جماعت لاہور کے افراد خصوصاً اکابرین کے متعلق جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جلیل القدر صحابہ تھے اور ہیں سخت نازیبا اور نازروا الفاظ استعمال کرتے رہتے ہیں اور ساتھ ہی یہ بھی کہہ دیتے ہیں کہ ہم تو کبھی سخت الفاظ استعمال نہیں کرتے جیسا کہ ربوہ کے مصلح موعود کا مندرجہ ذیل قول ہے :-

"گالی سے ہرگز کامیابی نہیں ہوتی نہ سختی سے فتح حاصل ہوتی ہے میری تحریروں کو دیکھ لو میں فخر سے نہیں کہتا مباہات اور تکبر کے طور پر نہیں کہتا کہ میں نے کبھی کوئی سخت الفاظ استعمال نہیں کیا.... دشمن سے دشمن بھی جو ہے وہ میری طرز تحریر کو دیکھ کر کہے گا کہ..... اس شخص کی عادت نہیں کہ سخت الفاظ استعمال کرے....... میں نے کبھی کوئی سخت الفاظ استعمال نہیں کئے بلکہ اپنے مطالب کو نہایت نرم الفاظ میں پیش کیا .... بڑا دشمن جو زیادہ اعتراض کرتا ہے وہ پیغامی ہے .... میں نے ان سے پوچھا کہ اچھا مجھ پر کوئی اعتراض کرو تو وہ بھی یہی کہنے پر مجبور ہو جانے کہ میں آپ کے متعلق ہم کچھ نہیں کہتے...... میں دوستوں سے کہتا ہوں کہ انہیں اس بات پر یقین کر لینا چاہیئے کہ سخت کلامی بداخلاقی ہوتی ہے اور ٹھوکر کا باعث بنتی ہے۔"

(الفضل ۲۸ مئی ۱۹۲۶ء ص)

اس کے برعکس مندرجہ ذیل حوالہ جات کا طرز بیان ملاحظہ ہو اور خدا کا یہ فرمان بھی پیش نظر رہے کبر مقتاً عند اللہ ان تقولوا ما لا تفعلون۔

وہی مصلح موعود صاحب فرماتے ہیں :-

(۱) "گر ایک بدترین دشمن ہندوؤں سے لیا جائے اور ایک بدترین دشمن عیسائیوں سے لیا جائے اور ایک بدترین دشمن پیغامیوں سے لیا جائے تو یقیناً پیغامی دشمنی اور بغض میں دوسرے عیسائی اور ہندوؤں سے بڑھا ہوا ہوگا۔ ان کے تمام ضمیر بغض سے بھرے ہیں اگر کسی نے زمین پر چلتی پھرتی آگ دیکھنی ہو تو ان لوگوں کو دیکھ لے .... یہاں تک تاریخ سے پتہ چلتا ہے ان لوگوں کا بغض بڑھا ہوا ہے ایسی گندہ ذہنیت رکھنے والوں کے متعلق کوئی کہہ کر پوچھنا کہ ان کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں سوائے اس کے کچھ معنے نہیں رکھتا کہ اپنے دل کا گند ظاہر کیا جائے"

(خطبہ جمعہ۔ الفضل ۱۵ جنوری ۱۹۳۱ء)

(۲) "غیر مبائعین کے پیچھے نماز کا فتوے جواز کا فتوے نہیں فساد کا فتوے پوچھا جاتا ہے فتوے پوچھنے والا پہلے میلے کے ڈھیر سے اٹھا کر سڑے ہوئے ٹکڑے کھائے شلجم اور گوبھی کے چھلکے کھائے بوسیدہ کپڑے پہنے اور بادبود استطاعت کے ایسے بوسیدہ مکان میں رہے جو معمولی بارش سے بھی ٹپکنے لگے جس وقت اس کی خوراک نجس ہوگی پوشاک نجس ہوگی اس وقت اگر وہ یہ سوال پوچھے گا تو میں کہہ دوں گا کہ چونکہ تیرا ہر کام نجس ہے اس واسطے تیرے لئے یہ نجس بھی جائز ہے۔"

(خطبہ جمعہ الفضل ۱۵ جنوری ۱۹۳۱ء)

ان ہی ربوہ کے مصلح موعود نے تمام ملت اسلامیہ کو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج کہا۔ غیر احمدیوں کو ابوجہل لکھا۔ جماعت لاہور کو گمراہ اور فاسق کے نام سے یاد کیا اپنی جماعت کے نوجوانوں کو منافق گردانا۔ اپنی جماعت کے علماء کو سؤر کی طرح حملہ کرنے والے لکھا۔ اور کسی عالم کو طاعون کے چوہے کا خطاب دیا۔ الغرض کسی کو بھی نہیں چھوڑا۔ پھر یہ کہنا کہ میں نے تو کبھی سخت الفاظ استعمال نہیں کئے سوائے اس شخص کے جو گالیاں دینے کی عادت رکھتے ہوئے کسی کو گالی دے کر بھی کہتا ہے کہ میں نے گالی نہیں دی اور کس کا کام ہو سکتا ہے۔

اور سن لیجئے :-

(۳) "بعض لوگوں نے یہ کہا کہ ہم خلیفہ ثانی کے مرنے کے بعد بیعت میاں عبدالمنان کی کر لیں گے اور کسی کی نہیں کریں گے اس سے پتہ لگا کہ ان لوگوں نے یہ سمجھا کہ صرف دو تین آدمی ہی اگر کسی کی بیعت کر لیں تو وہ خلیفہ ہو جاتا ہے .... خلافت کو اسی طرز پر چلاؤ جو زیادہ آسان ہو اور کوئی ایک دو لفنگے اٹھ کر اور کسی کے ہاتھ پر بیعت کر کے یہ نہ کہہ دیں کہ چلو خلیفہ مقرر ہو گیا"

(تقریر جلسہ سالانہ ۲۸ دسمبر ۱۹۵۶ء)

اگر در خانہ کس است حرفے بس است

بیمار احباب کے لئے درخواستہائے دعا

ایبٹ آباد سے مولوی عبدالواحد صاحب اطلاع دیتے ہیں :-

(۱) ہمارے مخلص احمدی ڈاکٹر عبدالرزاق (ہومیوپیتھ) درہند ہزارہ کے والد صاحب کافی دنوں سے بیمار ہیں۔ ان کی صحت یابی کے لئے دعا فرمائی جائے۔

(۲) محترم ماسٹر غلام ربانی صاحب ایبٹ آباد ہسپتال میں بیمار ہیں۔ اپنی نیک دعاؤں میں انہیں بھی یاد فرمائیں :

—— جھنگ سے مولوی عزیزالرحمان صاحب امام الصلوٰۃ لکھتے ہیں :-

"جناب شیخ محمد عبداللہ صاحب اسٹیشن ماسٹر ہماری جماعت کے بہت ہی مخلص احمدی ہیں۔ ان پر تقریباً پندرہ یوم پیشتر اچانک فالج کا حملہ ہوا جس کی وجہ سے ان کے جسم کے داہنے حصہ کا بازو اور سر سے لے کر پاؤں تک سُن ہو گیا ہے۔ کافی علاج معالجہ کے بعد اب قدرے آرام ہے۔ شیخ صاحب موصوف نے مبلغ دس روپے بطور صدقہ عطا فرمائے ہیں اور دعا کے لئے درخواست بھی تمام احباب جماعت سے کی ہے۔"

—— منصور آباد لائل پور سے مرزا محمد اکرم صاحب لکھتے ہیں :-

"میری بیوی بیمار ہے احباب جماعت اور حضرت امیر کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے۔"

—— ایم۔ اے۔ صمد صاحب ریٹائرڈ سب جج سکنہ گیا۔ (انڈیا) پٹنہ شہر سے لکھتے ہیں کہ :-

"ایک ماہ سے پیشاب رکنے کے باعث اس جگہ نرسنگ ہوم میں میرا آپریشن ہونے والا ہے میرے بھائی عبدالرب بہار شریف سے آئے ہوئے ہیں اور ان کا ایک آپریشن پتھری کا ہو گیا ہے۔ دوسرا آپریشن طاقت آنے پر ہوگا۔ ازراہ کرم مسجد کے نمازیوں سے ہماری صحت کے لئے دعا کرائیں۔ حضرت امیر ایدہ اللہ سے بھی دعا کی درخواست ہے۔"

مرزا مظفر بیگ صاحب کی تقریر

جو انہوں نے فجی کے سید آزاد محمد شیخ کی آمد پر کی تھی درستی کے لئے مرزا صاحب کی خدمت میں بھیج دی گئی تھی، واپس آنے پر سلسلہ اشاعت میں درج ہوگی انشاء اللہ تعالےٰ۔

حضرت مولینا مولوی محمد علی صاحب مرحوم مغفور کے متعلق تاثرات

اظہار سے جناب میاں صاحب کا روکنا اور اپنے اجتہاد کو ہی جماعت میں پھیلانے پر اصرار یہ بھی اتحاد کی راہ میں زبردست روک تھا جناب میاں صاحب نہ رسول تھے نہ مامور، آپ کی حیثیت محض ایک مجتہد کی حیثیت تھی۔ جو مخطئی اور مصیب ہونے کے دونوں احتمال رکھتا ہے اس لئے ان کا ایسا کرنا اپنی حیثیت سے تجاوز کرنا تھا۔ ان سب امور میں مولانا مرحوم کا موقف بالکل درست تھا

. . . . اس لئے تمام امور میں مولینا مرحوم کی فتح نمایاں تھی ایک اور علمی فتح حضرت مولینا کو یہ حاصل ہوئی کہ جناب میاں صاحب نے یہ مسلک اختیار کیا کہ حضرت اقدس سنہ ۱۹۰۱ء تک اپنے آپ کو زمرۂ اولیاء کا فرد ظاہر کرتے رہے لیکن اشتہار "ایک غلطی کا ازالہ" میں اسے بدل کر اپنے آپ کو زمرۂ انبیاء کا فرد ظاہر کرنا شروع کر دیا۔ مولینا مرحوم نے ان کی اس بنیاد کو اکھاڑنے کے لئے یہ اعلان کیا کہ جناب میاں صاحب کے ماننے والوں میں سے وہ لوگ جنہوں نے اشتہار مذکور کے شائع ہونے سے قبل حضور کی بیعت کی ہوئی تھی صرف ۰۷- آدمی حلفاً لکھ کر یہ کہدیں کہ ہم نے اشتہار مذکور کے شائع ہونے پر سمجھ لیا تھا کہ حضور نے اس اشتہار میں نبی ہونے کا دعویٰ کر دیا ہے مولینا مرحوم کے ماننے والوں میں سے تو ۰۷ آدمیوں نے اپنا حلفیہ بیان شائع کر دیا کہ ہم نے اشتہار مذکور کے شائع ہونے پر ہرگز یہ نہیں سمجھا تھا کہ حضور نے اپنے سابقہ مسلک میں تبدیلی کر لی ہے لیکن جناب میاں صاحب نے اپنے ماننے والوں کو یہ کہکر جواب دینے سے روک دیا کہ مرکز سے جواب دیا جائے گا انفرادی طور پر کوئی جواب نہ دے لیکن مرکز سے ان کی وفات تک کوئی جواب شائع نہ ہوا۔ مولینا مرحوم کی یہ عظیم الشان فتح تھی جو جناب میاں صاحب پر انہیں حاصل ہوئی۔

پھر ایک فتح مولنا مرحوم کو یہ حاصل ہوئی کہ بعض حالات میں غیر احمدیوں کا جنازہ پڑھ لینے کا فتوےٰ مل گیا اور وہ بھی جناب میاں صاحب کے مریدوں کے پاس سے ہی سنہ ۱۹۱۴ء کے جلسۂ سالانہ پر جناب میاں صاحب نے اعلان کیا کہ یہ فتوےٰ ملا ہے اس پر غور کیا جائے گا مگر منیر ٹریبونل بیٹھنے تک اس پر غور نہ ہو سکا اس ٹریبونل کے سامنے پھر ایسے فتوے کے ملنے کے متعلق اعتراف کیا گیا اور غور کرنے کا وعدہ دوہرایا گیا مگر ایفائے وعدہ پھر بھی نہ ہوا۔ یہ بھی مولنا کو عظیم الشان فتح جناب میاں صاحب پر حاصل ہوئی۔ پھر میاں صاحب کا ٹریبونل کے سامنے یہ اقرار کرنا بھی کہ حضرت مسیح موعودؑ کا ماننا جزو ایمان نہیں مولنا مرحوم کی فتوحات میں

آخری بات یہ ہے کہ جناب میاں صاحب نے حضرت خلیفہ اوّل رضؓ کی وصیت پر بھی عمل نہیں کیا جس طرح صحابہ رضؓ نے حضرت عمر رضؓ کو خلیفہ ابوبکر رضؓ کہا تھا ٹھیک اسی طرح حضرت خلیفہ اوّل رضؓ نے اپنے بعد منتخب ہونے والے کو حضرت مسیح موعودؑ کا نہیں بلکہ اپنا جانشین لکھا اس کے خلاف جناب میاں صاحب نے خلیفۃ المسیح کہلانا شروع کیا انہوں نے اپنے جانشین کے متعلق لکھا کہ متقی اور عالم باعمل ہو، مجھے معاف فرمایا جائے اگر میں یہ کہوں کہ جناب میاں صاحب نہ متقی ثابت ہوئے نہ عالم جو شخص حضرت مسیح موعود کے اردو کلام کو بھی نہیں سمجھ سکا وہ عالم کہلانے کا کس طرح مستحق ہو سکتا ہے اور عمل کے متعلق خاموشی اختیار کرنا ہی بہتر ہے احمدیوں میں بھی ہر دلعزیزی انہیں کہاں حاصل ہوئی ان کی بے جا ضد اور نا واجب ہٹ دھرمی کے نتیجہ میں جماعت کا کافی حصہ ان سے الگ ہو گیا اور جماعت کو متحد رکھنے کی بجائے انہوں نے اس میں پھوٹ کا بیج بو دیا۔ پرانے احباب سے چشم پوشی اور درگذر کو کام میں لانے کی وصیت میں تاکید تھی۔ حضرت اقدس کے بزرگ ساتھیوں کے ساتھ جو بدسلوکی جناب میاں صاحب سے سرزد ہوئی ہے وہ سب پر عیاں ہے؟ وہ بزرگ بھی ان کی زبان سے محفوظ نہ رہے جن کو پیشگوئیوں میں فرشتہ کہا گیا تھا۔ ایک دفعہ مسجد نور میں خطبہ دیتے ہوئے انہوں نے حضرت مولوی محمد احسن صاحب امروہی کی شان میں گستاخانہ الفاظ استعمال کئے تو ایک احمدی بول اٹھا حضور ایسا نہ کہیں حضرت مسیح موعود نے انہیں فرشتہ قرار دیا ہے لیکن رکنے کی بجائے اسے ڈانٹ کر چپ کرا دیا اور نہ ہی مولنا محمد علی صاحب مرحوم اور نہ ہی خواجہ صاحب مرحوم اور نہ ہی شیخ رحمت اللہ صاحب مرحوم اور نہ ہی ڈاکٹر صاحبان مرحومان ان کی اور ان کے مریدوں کی زبان سے محفوظ رہ سکے۔ ارشاد وصیت میں تو یہ تھا کہ جس طرح میں سب کا خیر خواہ رہا ہوں میرا جانشین بھی اسی طرح خیر خواہ رہے۔ لیکن جناب میاں صاحب نے خیر خواہی کا جو نمونہ دکھایا وہ کس سے مخفی ہے۔ کاش

ہمارے ربوہ سے تعلق رکھنے والے بھائی حقیقت پسندی سے کام لیتے

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام بمبئی کی اطلاعات

(بسلسلہ صفحہ ۲)

غیر احمدی حضرات متاثر ہوئے۔ ان کو ہمارے عقائد۔ مذہب کی غرض اور دوسرا دینی لٹریچر بھی دیا گیا۔

جلسہ میں مندرجہ ذیل احباب نے مرکزی فنڈ میں ہر ماہ چندہ دینے کا اعلان کیا:۔

(۱) جناب شیخ علی صاحب تین روپے
(۲) جناب آدم خاں صاحب دو روپے
(۳) جناب صدر الدین آغا صاحب تین روپے
(۴) جناب عبدالقادر شیخ صاحب پانچ روپے

جزاھم اللہ۔

جناب عبدالرزاق صاحب نے مسرت کا اظہار کرتے ہوئے بتایا کہ اگر مرکزی فنڈ میں زیادہ سے زیادہ احباب حصہ لیں تو مرکز ہمیں گرانٹ بھی دے سکتا ہے اور ہم ایک دینی مدرسہ قائم کر سکتے ہیں۔

جناب شیخ علی صاحب نے احباب جماعت کا خیر مقدم کرتے ہوئے کہا کہ اگر اسی طرح ہمارے جلسے ہوتے رہے تو ہماری جماعت کے ممبران کی تعداد کئی سو تک پہنچ سکتی ہے ہمیں ایک مرکز پر جمع ہونا ہے۔ تب ہی ہم کامیاب ہو سکتے ہیں۔ صدر جلسہ نے تمام احباب کا شکریہ ادا کیا اور جلسہ بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔

بعد جلسہ جناب شیخ علی صاحب نے مہمانوں کے لئے خورد و نوش اور چائے کا انتظام کیا سب کی جانب سے جناب عبدالرزاق نے شیخ علی کا شکریہ ادا کیا۔ عبدالقادر شیخ

اعزازی سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام شاخ بمبئی

بعض لائبریریوں کی طرف سے پیغام صلح مفت طلب کیا جاتا ہے اور بعض نادار اصحاب بلاقیمت حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ اگر جماعت کے مستطیع اصحاب خاص چندوں کے ذریعہ سے اس ضرورت کو پورا کر سکیں اور ان کے لئے اخبار جاری کرا سکیں تو باعث ثواب اور موجب صدقہ جاریہ ہوگا ۔

تعلیمی پریس ریلوے روڈ لاہور میں باہتمام ملک نور الٰہی صاحب پرنٹر چھپا اور مولوی دوست محمد صاحب پبلشر نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع کیا۔

جلد ۵۴ | یوم چہار شنبہ مورخہ ۲۶ شعبان المعظم ۱۳۸۷ھ - مطابق ۲۹ نومبر ۱۹۶۷ء | نمبر ۴۷

"لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں
لاہور میں ہمارے پاک محبّ ہیں
مَیں تیرے خالص محبّوں کا گروہ
بھی بڑھاؤں گا اور ان کے نفوس و
اموال میں برکت دوں گا۔"

(الہامات حضرت مسیح موعودؑ)

حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفیٰؐ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفانِ ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا۔
۲- قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آئندہ کبھی منسوخ ہو گی۔
۳- سب صحابہؓ اور ائمہؒ قابلِ احترام ہیں۔
۴- سب مجددوںؒ کا ماننا ضروری ہے۔
۵- کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۶- اسلام تمام دنیا پر غالب رہے گا۔

بحرِ حکمت کے موتی

مہمان کے لئے
تکلّف کا کھانا ایک دن رات اور مہمانی تین دن

عن ابی شریح العدوی قال سمعت اذنای وابصرت عینای حین تکلم النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال من کان یؤمن باللہ والیوم الاخر فلیکرم جارہ ومن کان یؤمن باللہ والیوم الاخر فلیکرم ضیفہ جائزتہ قال وما جائزتہ یا رسول اللہ قال یوم ولیلۃ والضیافۃ ثلثۃ ایام فما کان وراء ذالک فھو صدقۃ علیہ، ومن کان یؤمن باللہ والیوم الاخر فلیقل خیرا او لیصمت

ترجمہ:—

ابو شریح عدوی سے روایت ہے کہ میرے کانوں نے سنا اور میری آنکھوں نے دیکھا جس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کلام کیا آپ نے فرمایا جو اللہ اور یوم آخر پر ایمان لاتا ہے تو اپنے ہمسایہ کی عزت کرے اور جو اللہ اور یوم آخر پر ایمان لاتا ہے تو اپنے مہمان کی عزت کرے تکلف کا کھانا دے کسی نے پوچھا یا رسول اللہ تکلف کا کھانا کب تک ہے فرمایا ایک دن اور ایک رات اور مہمانی تین دن تک ہے جو اس سے زائد ہو تو وہ صدقہ ہے اور جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاتا

ہمارے دہلی کے مہمان:—
جناب سید عبدالآزاد اور ان کی بیگم صاحبہ - جن کا تذکرہ اندرونی صفحات پر مرزا مظفر بیگ ساطع صاحب کی تقریر میں کیا گیا ہے۔

مومن کیلئے دُکھ اور ابتلاء کا انجام اچھا ہوتا ہے

ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

جو لوگ حیوانات کی طرح زندگی بسر کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ جب ان کو پکڑتا بھی ہے تو پھر جان لینے ہی کے لئے پکڑتا ہے۔ مگر مومن کے حق میں اس کی یہ عادت نہیں ہے۔ ان کی تکالیف کا انجام اچھا ہوتا ہے اور انجام کار متقی کے لئے ہی ہے۔ جیسا فرمایا: والعاقبۃ عند ربک للمتقین۔ ان کو جو تکالیف اور مصائب آتے ہیں وہ بھی ان کی ترقیوں کا باعث بنتے ہیں تاکہ ان کو تجربہ ہو جاوے۔ اللہ تعالیٰ پھر ان کے دن پھیر دیتا ہے ...... سید عبدالقادر جیلانی رحہ بھی ایک مقام پر لکھتے ہیں کہ جب مومن بننا چاہتا ہے تو ضرور ہے کہ اس پر دکھ اور ابتلاء آویں ...... پھر جب اس حالت تک پہنچ جاتا ہے تو رحمت الٰہیہ کا جوش ہوتا ہے اور قلنا یا نار کونی بردا وسلاما کا حکم ہوتا ہے۔ اصل اور آخری بات یہی ہے۔ مگر نہ شنیدہ کہ خدا داری چہ غم داری؟

(ملفوظات حضرت مسیح موعودؑ جلد سوم صفحہ ۲۰۷ و ۲۰۸)

شذرات

(شاہین)

عذاب یا ابتلاء

جماعت ربوہ کے لوگ جو بات بھی کرتے ہیں وہ لاجواب ہوتی ہے۔ اگر ان سے پوچھا جائے کہ آپ عام مسلمانوں کی نسبت سے قلیل کیوں ہیں تو جواب ہوگا کہ نیک ہمیشہ تھوڑے ہی ہوتے ہیں اور جب جماعت احمدیہ لاہور کی قلیل تعداد کا تقابل کرتے ہیں تو یوں کہیں گے کہ اللہ تعالےٰ کا فضل ہمارے ساتھ ہے جو ہم جماعت لاہور سے تعداد میں زیادہ ہیں۔ اب بھلا کوئی ان سے پوچھے کہ آپ تھوڑے ہوتے پر بھی خدا والے اور زیادہ ہونے پر بھی اللہ والے؟ آپ کی صداقت کے معیار بھی نرالے ہیں بعینہٖ ان کے کسی مخالف کے پیٹ میں درد بھی ہو جائے تو اسے عذاب الٰہی اور خدائی گرفت سے تعبیر کریں گے اور خوب بغلیں بجائیں گے اور اپنے کسی فرد یا سربراہ تک کے ہوش و حواس تک بھی جاتے رہیں اور وہ برسہا برس تک نہایت سخت دکھ کی مار، خبیث مرض کسی قہر خداوندی یا غضب الٰہی کا شکار رہے تو اسے خدا کا فضل، امتحان اور ابتلاء یا آزمائش کا نام دے کر بزعم خود دوسروں کی تسلی کے لئے کافی سمجھنے لگ جاتے ہیں۔

قرآن کریم نے کسی مجرم کے لئے جہنمی زندگی کو "لایموت فیہا ولا یحییٰ" کے الفاظ میں بیان کیا ہے۔ جیسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یوں بیان فرمایا ہے:۔

"آخر کار ایک مجرم اس عذاب میں ڈالا جاتا ہے جس میں نہ وہ زندہ رہے اور نہ مرے" (کشتی نوح)

ہمارا یہ دعوےٰ ہی نہیں بلکہ ایک ثابت شدہ حقیقت ہے جس کی واقعات نے تصدیق کی کہ مرزا محمود احمد صاحب نے "مصلح موعود" کا دعوےٰ کرکے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی سے استہزا کیا تھا جس کے خمیازہ میں انہیں خدا تعالےٰ نے ایک طویل گرفت جسے ہم "اخذ یمین" اور "بطش شدید" کا نام ہی دے سکتے ہیں میں مبتلا رکھا مگر ربوہ والے اس امر پر مصر ہیں کہ یہ عذاب نہ تھا بلکہ ایک ابتلاء تھا۔ حالانکہ وہ خوب جانتے ہیں کہ ایسی تکالیف جو ابتلاء کے رنگ میں آتی ہیں وہ دور ہو کر خدا کی نصرت کا پتہ دیتی ہیں مگر عذاب انسان کو ہلاکت کی طرف لئے چلا جاتا ہے تا آنکہ وہ ہلاک ہو جاتا ہے۔

خلیفہ صاحب مرحوم نے "تفسیر کبیر" (جلد ہفتم حصہ سوئم سورۃ عنکبوت ص ۲۰۶) میں عذاب کی مندرجہ ذیل چھ علامات بیان کی ہیں، ارباب ربوہ یہ ملاحظہ فرمائیں اور پھر اپنے گریبان میں منہ ڈال کر سوچیں کہ یہ ابتلاء تھا یا عذاب اگر نہ سمجھ سکیں تو ہماری خدمات حاضر ہیں:۔

(۱) عذاب کا نتیجہ ہلاکت اور تباہی ہوتی ہے

(۲) عذاب کے نتیجہ میں نقصان کی زیادتی ہوتی ہے۔

۳۔ عذاب جس انسان پر نازل کیا جاتا ہے اس کے دل میں مایوسی اور گھبراہٹ ہوتی ہے۔

۴۔ عذاب کے دور کرنے کی انسان جب کوشش کرتا ہے تو ٹھوکریں کھاتا ہے۔

۵۔ عذاب میں انسان کو احساس پیدا ہوتا ہے اور سخت تکلیف اور دکھ محسوس ہوتا ہے۔

۶۔ عذاب میں روحانیت کم ہو جاتی ہے اور خدا تعالےٰ سے دوری ہو جاتی ہے۔

ربوہ میں مقامات مقدسہ

جماعت ربوہ دینی اور مذہبی اصطلاحات کا جس قسم کا غلط استعمال کرتی ہے شاید تمام دنیا میں اس قدر بے باکی سے کوئی اور ایسا نہ کرتا ہوگا۔ ان کے ہاتھوں میں ایک مختلف عوارض میں گرفتار شخص کو اسیروں کا رستگار۔

ایک عام آدمی کو "قمر الانبیاء"

ایک قلاش انسان کو "وہ بادشاہ آیا" کا مصداق

ایک نہایت بزدل اور تقاریر سے بھاگ آنے والے کو "خالد بن ولید"

اور ایک پرنسپل کو آیت استخلاف کا مصداق اور "خلیفہ راشد"

اور اسی قسم کے خطابات مختلف قسم کے لوگوں کے نام کے ساتھ چسپاں کر دینے میں ذرا جھجک محسوس نہیں کرتے۔

ربوہ شہر جس جگہ پر آباد ہے یہ ایک بے آباد جگہ دریائے چناب کے کنارے پر واقع تھی قادیان سے آکر جماعت ربوہ اس جگہ آباد ہوئی۔ مگر اب معلوم ہوا ہے کہ یہاں پر بھی بعض "مقامات مقدسہ" دریافت کئے گئے ہیں۔

"تشحیذ الاذہان" کے نام سے ایک رسالہ ربوہ سے شائع ہوتا ہے جس کے ایڈیٹر نے جماعت کی نئی پود اور آنے والی نسل کے نام ایک نصیحت یوں شائع کی ہے:۔

"جلسہ سالانہ کی آمد آمد ہے امید ہے کہ بچے بڑے شوق سے جلسہ پر آنے کی تیاریوں میں مصروف ہوں گے۔ جب وہ ربوہ جلسہ پر آئیں تو انہیں چاہیئے کہ اس سے پورا پورا فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں جلسے کے اوقات میں تقریریں غور سے سنیں اور باقی وقت نمازوں، دعاؤں، سلسلہ کے بزرگوں سے ملنے اور مقبرہ بہشتی اور دیگر "مقدس مقامات کی زیارت" کرنے میں گذاریں"

(تشحیذ الاذہان ۱۵ دسمبر ۱۹۶۲ء)

ہمارے علم کے مطابق تاحال ربوہ میں مندرجہ ذیل مقامات ہی ایسے ہیں جنہیں دیکھنے یا زیارت کرنے کا سوال پیدا ہوتا ہے، پوسٹ آفس، ریلوے اسٹیشن، سول ہسپتال، ٹیلیفون ایکسچینج۔ گول بازار، تی۔ آئی کالج۔ گرلز کالج، صدر انجمن اور تحریک جدید کے دفاتر اور بازار۔ اب خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ ان میں سے کون سے ایسے مقامات ہیں جنہیں "مقامات مقدسہ" کا نام دے کر اس مقدس اصطلاح کا منہ چڑایا گیا ہے۔ اس کا جواب تو کوئی "خالد بن ولید" یا "روشن دین تنویر" ہی دے سکتا ہے۔ ہمیں بہت خوشی ہوگی کہ اس کی وضاحت کر دی جاوے۔

مسلم ہائی سکول نمبر ۱ لاہور کی ایک اور شاندار کامیابی

آل مغربی پاکستان بین المدارس تقریری مقابلہ میں ٹرافی جیت لی

۱۸۔ اور ۱۹۔ نومبر کو کارپوریشن ہائی سکول مزنگ لاہور میں ایک بین المدارس حسن قرأت، نعت خوانی اور سیرت نبوی صلعم پر تقریری مقابلہ منعقد ہوا جس میں مغربی پاکستان کے مختلف اضلاع کے چوبیس چوٹی کے سکولوں نے حصہ لیا۔ ہمارے سکول کی طرف سے مولوی برکت علی صاحب اپنی ٹیم تیار کرکے لے گئے الحمد للہ کہ ہماری ٹیم کے ایک ممبر محمد اشفاق نے سیرت طیبہ کے موضوع پر تقریر کرکے دوسرا انعام حاصل کیا اور مجموعی طور پر سوم رہ کر ٹیم کو ٹرافی کا حق دار قرار دیا گیا۔

ادارہ مولوی برکت علی صاحب کا ممنون ہے۔ جن کی مساعی جمیلہ سے سکول کو یہ عزت و شہرت حاصل ہوئی۔

عبد الحمید ہیڈ ماسٹر
مسلم ہائی سکول نمبر ۱ لاہور

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں

ماہ رمضان اور اس کی برکات

اسلامی عبادات میں سے رمضان کے روزے ایک خاص اہمیت رکھتے ہیں، ان کو قرب الٰہی کا بہت بڑا ذریعہ قرار دیا گیا ہے، کیونکہ روزہ کے ذریعہ سے انسان اللہ تعالےٰ کی بارگاہ میں اپنے اخلاص کا ثبوت بہم پہنچاتا ہے، دیگر عبادات مثلاً نماز، حج اور زکوٰۃ میں ریا کا بھی دخل ہو سکتا ہے، لیکن روزہ دار کی نیت سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا کہ اس کا روزہ محض دکھاوے کے لئے ہے اور اگر وہ خفیہ طور پر کچھ کھا پی لے تو سوائے خدا کے کس کو معلوم ہو سکتا ہے اس لئے ایک مخلص روزہ دار کے متعلق حدیث قدسی میں اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے الصوم لی وانا اجزی بہ۔ روزہ خالص میرے لئے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا۔ ایک شخص جس کے سامنے طرح طرح کی لذیذ غذائیں اور فرحت بخش مشروبات پڑے ہوں اور بھوک اور پیاس لے سے ستا رہی ہو وہ یہ سمجھتے ہوئے کہ اللہ تعالےٰ مجھے دیکھتا ہے جس کے حکم سے میں نے روزہ رکھا ہوا ہے، ان غذاؤں اور مشروبات کی طرف توجہ بھی نہ کرے تو الصوم لی کا یہ عملی نقشہ ہے، جس کی جزا اللہ تعالےٰ کے سوائے کون دے سکتا ہے۔

رمضان کا مہینہ اور اس کے روزے ایک اور لحاظ سے بھی متبرک سمجھے جاتے ہیں اور اعلیٰ درجہ کی عبادات میں شمار ہوتے ہیں کہ اس مہینہ میں قرآن شریف جیسی متبرک کتاب کا نزول شروع ہوا چنانچہ ارشاد الٰہی ہے شھر رمضان الذی انزل فیہ القراٰن ھدًی للناس وبینٰت من الھدٰی والفرقان فمن شھد منکم الشھر فلیصمہ۔ رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن اتارا گیا، وہ لوگوں کے لئے ہدایت ہے اور ہدایت اور حق و باطل میں تمیز کرنے والے کھلے دلائل اس میں پائے جاتے ہیں، پس جو کوئی تم میں سے اس مہینہ کو پائے وہ اس کے روزے رکھے۔

گویا رمضان کے روزے اس بابرکت کتاب کے نزول کی یادگار ہیں جو دنیا کی ہدایت کے لئے نازل ہوئی اور اس نے دلائل بینہ کے ساتھ اس ہدایت کو پیش کرتے ہوئے حق و باطل کو واضح کر دیا۔ یہی وجہ ہے کہ ان دنوں میں اللہ تعالےٰ کے خاص افضال اور رحمتیں ان بندوں پر نازل ہوتی ہیں جو اس پاک کتاب کے نزول کی یاد میں دن کو روزے رکھتے اور راتوں کو خاص عبادات بجا لاتے ہیں، انہی افضال کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:—

واذا سالک عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوۃ الداع اذا دعان فلیستجیبوا لی ولیؤمنوا بی لعلھم یرشدون، جب میرے بندے میرے متعلق سوال کریں تو میں قریب ہی ہوں میں پکارنے والے کی دعا کو جب وہ مجھے پکارتا ہے، قبول کرتا ہوں پس چاہیئے کہ میرا حکم مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں تاکہ رشد حاصل کریں۔ یہ ارشاد الٰہی رمضان کے ذکر میں آیا ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس مہینہ میں اللہ تعالےٰ کا فضل دعاؤں کی قبولیت کی صورت میں نازل ہوتا ہے اور اس سے بڑھکر اور کیا نعمت انسان کو مل سکتی ہے کہ اللہ تعالےٰ اپنی رحمتوں اور افضال کے ساتھ اس کے بالکل قریب آ جاتا ہے اور اس کی پکار کو سنتا اور دعاؤں کو قبول کرتا ہے۔

یہ مبارک مہینہ آج سے چند دن بعد شروع ہونے والا ہے۔ آج مسلمانوں کو جس قدر مصائب پیش آ رہے ہیں اور جن انفرادی اور قومی مشکلات کا انہیں سامنا ہے وہ اس بات کا متقاضی ہے کہ مسلمان ان ایام میں خاص طور پر روزوں اور عبادات کے ذریعہ سے اللہ تعالےٰ کی رحمتوں اور افضال کے طلبگار ہوں، ہمارے مسلمان بھائیوں پر کشمیر کے اندر جو کچھ گذر رہی ہے، اور ہندوستان کے دیگر علاقوں میں جس طرح مسلمانوں کا قتل عام ہو رہا ہے، اور کھلے طور پر یہ کہا جا رہا ہے کہ اس سرزمین پر اگر مسلمانوں نے رہنا ہے تو ہندو بن کر رہنا پڑے گا اسلام کا نام و نشان مٹا دیا جائے گا، علی گڑھ یونیورسٹی اور جامعہ ملیہ جیسے قدیم اسلامی اداروں پر ہندویت کو مسلط کیا جا چکا ہے، ان سب باتوں کو دیکھتے ہوئے کون مسلمان ہے جس کا دل نہیں پسیجتا، دوسری طرف اسرائیلیوں کی طرف سے عربوں پر جو مظالم ڈھائے جا رہے ہیں اور ان کے مقامات مقدسہ کو چھین کر یہودیت کو ان پر مسلط کر دیا گیا ہے، اس سے اسلام کو ایک اور زبردست خطرہ پیدا ہو گیا ہے، یہ حالات اس قابل ہیں کہ اس مقدس مہینہ میں مسلمان بحیثیت قوم اللہ تعالےٰ کی درگاہ میں دست بدعا ہو کر التجا کریں کہ الٰہ العالمین! اس ماہ مبارک میں اپنے خاص فضل سے ان تمام بلیات کو دور کر دے اور اپنے پاک دین اسلام کو دشمنوں کی دستبرد سے بچا لے اور مسلمانوں کو اس قابل بنا دے کہ وہ اپنے دین اور ملک کی حفاظت کر سکیں،

نہ صرف یہی بلکہ پاکستان کے اندر اس وقت مسلمان جن حالات سے گذر رہے ہیں، چوری ڈکیتی، رشوت، اغوا، سمگلنگ، زنا بالجبر اور اسی قسم کے دیگر جرائم جس کثرت سے اس نام نہاد اسلامی مملکت میں پھیل رہے ہیں اور دن بدن بڑھتے چلے جا رہے ہیں، اس کے لئے بھی دعا کی جائے کہ اللہ تعالےٰ ایسے مسلمانوں کو جو ان جرائم کے مرتکب ہوئے خاص طور پر ہدایت دے اور وہ اس ماہ مقدس میں اپنی بدحرکات سے تائب ہو کر جناب الٰہی میں جھک جائیں، حدیث شریف میں آتا ہے کہ ماہ رمضان میں شیطان کو زنجیریں پہنا دی جاتی ہیں، اس لحاظ سے تو یہ صحیح ہے کہ اس مہینہ کا ایک خاص احترام مسلمانوں کے دلوں میں ہوتا ہے، اور وہ ظاہراً اور علانیہ کھا پی نہیں سکتے، لیکن یہ زنجیریں اسی وقت پختہ ہو سکتی ہیں، جب اس ماہ کا حقیقی احترام کرتے ہوئے مسلمان اپنی کرتوتوں سے باز آ جائیں، اور جناب الٰہی میں تائب ہو کر آئندہ ایسی بدحرکات کو ترک کر دیں، ضرورت ہے کہ اس طرف مسلمانوں کو خاص طور پر توجہ دلائی جائے اور ان کے دینی رہنما اس مہینہ میں خاص طور پر انہیں نیکی اور ہدایت کی تلقین کرتے ہوئے برائیوں سے بچنے کی نصیحت کریں تاکہ اللہ تعالےٰ کی خاص برکات جس کا اس نے اپنی کتاب مقدس میں وعدہ کیا ہے، ان پر نازل ہوں۔

اخبار احمدیہ

شکریہ

— ہم ممبران جماعت مانسہرہ خانبہادر سلام تانی خان صاحب رئیس مانسہرہ، ضلع ہزارہ کے از حد مشکور ہیں کہ انہوں نے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام مانسہرہ کے لئے ایک کنال اراضی جو نہایت قیمتی اور برلب سڑک ایبٹ آباد روڈ پر نزد چونگی مانسہرہ اور خان بہادر موصوف کی بانڈی کے پاس ہے بغرض قبرستان مرحمت فرمائی ہے۔ اللہ تعالےٰ خان بہادر موصوف کو اجر عظیم عطا فرمائے۔

خیاء الاحد مولوی فاضل مانسہرہ۔ ہزارہ

سید محمد آزاد صاحب کراچی میں

— ہمارے فیجی کے مہمان سید محمد آزاد صاحب اور ان کی بیگم صاحبہ ۱۴ نومبر ۱۹۶۷ء کو لاہور سے کراچی روانہ ہو گئے۔ کراچی سے جناب لے آر ناظر صاحب رقمطراز ہیں کہ

"آزاد صاحب جمعرات مورخہ ۱۶/۱۱ کو پہنچ چکے تھے ٹیلی فون پر ان سے بات ہوئی۔ اور وہ یہاں بھی تشریف لائے کل شام کو جماعت کی طرف سے انہیں چائے پر مدعو کیا گیا۔ آج شب بکری مولوی رحیم بخش صاحب انہیں کھانا دے رہے ہیں۔ ان کے جانے سے پہلے غالباً اور احباب بھی انہیں مدعو کریں گے"

شمولیت سلسلہ

— حسب ذیل اصحاب نے حضرت امیر کے ہاتھ پر بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں شمولیت اختیار کی ہے، اللہ تعالےٰ استقامت بخشے اور خادم دین بنائے:—

(۱) محمد صدیق صاحب ولد صدر الدین صاحب تحصیل چونیاں ضلع لاہور

(۲) نسیم اختر صاحب ولد علم دین صاحب، چک جمال آرڈی ننس ڈپو سیکورٹی چوکیدار۔ راولپنڈی۔

(۳) مرزا محمد بیگ صاحب محلہ امرتسری گلی نمبر ۲ لاہور

(۴) بشیر اختر صاحب معرفت مولوی عبدالحکیم صاحب جہلم۔

چندہ ماہوار جماعت احمدیہ کا ایک ضروری فریضہ ہے، جو حضرت مسیح موعود کی طرف سے ہر فرد جماعت پر عائد کیا گیا ہے اور اس کی باقاعدہ ادائیگی کی بڑی تاکید کی گئی ہے

مولانا شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری

حضرت مسیح موعودؑ کی کتاب "نزول المسیح" کی ایک عبارت سے

قاضی محمد نذیر صاحب لائل پوری کے استدلال کا تجزیہ

ہمارے احباب کرام پر یہ بات اچھی طرح واضح ہو چکی ہے کہ دونوں احمدی جماعتوں میں اختلاف حضرت مسیح موعودؑ کے مقام کے متعلق یہ ہے کہ کیا حضرت اقدس زمرہ انبیاء کے فرد ہیں یا زمرہ اولیاء کے۔ ہماری جماعت حضور کو زمرہ اولیاء کا فرد یقین کرتی ہے کہ حضور جماعت اولیاء میں سرفہرست ہیں اور جماعت ربوہ کے علماء حضور کو جماعت انبیاء میں شامل کرتے ہیں اور اس کے نتیجہ میں حضور کے نہ ماننے والوں کو پکا کافر قرار دیتے ہیں جو حضور کی تحریروں کے صریح خلاف ہے۔ زمرہ اولیاء کے فرد ہونے کے متعلق حضور کی کتب سے متعدد حوالے پیش کئے جا چکے ہیں جو سب کے سب نصوص صریحہ کا حکم رکھتے ہیں اور بلا ریب محکمات میں داخل ہیں۔ اس کے برخلاف علماء ربوہ اپنے موقف کی صحت کو ثابت کرنے کے لئے زیادہ تر محض اپنے قیاسات سے کام لیتے ہیں جن کی علمی دنیا میں نصوص کے مقابلہ میں کوئی قیمت نہیں ہوتی۔ اپنے اس موقف کی تائید میں وہ حضورؑ کی بعض عبارتوں کا بھی سہارا لیتے ہیں۔ ان میں سے اکثر کے متعلق گذشتہ اقساط میں یہ ثابت کیا جا چکا ہے کہ ان میں بھی حضورؑ نے اپنے آپ کو زمرہ اولیاء کا فرد ہی قرار دیا ہے۔ اب حضور کی کتاب نزول المسیح کی ایک عبارت سے قاضی صاحب کے پیش کردہ حوالہ کا تجزیہ کر کے بتایا جاتا ہے کہ حضور نے اس عبارت میں بھی اپنا وہی مقام پیش کیا ہے جو ہماری جماعت قرار دیتی ہے یعنی زمرۂ اولیاء کے فرد ہونے کا مقام۔ نزول المسیح کی پیش کردہ عبارت حسب ذیل ہے:

قاضی صاحب کی پیش کردہ عبارت اور اس سے استدلال

"دونوں سلسلوں (سلسلہ موسوی اور سلسلہ محمدی۔ ناقل) کا تقابل پورا کرنے کے لئے ضروری تھا۔ کہ موسوی مسیح کے مقابل پر محمدی مسیح بھی شانِ نبوت کے ساتھ آوے تا اس نبوتِ عالیہ (محمدیہ۔ ناقل) کی کسرِ شان لازم نہ آئے۔"

(نزول المسیح ص۲)

استدلال

حضرت مسیح موعودؑ کی اس عبارت سے قاضی محمد نذیر صاحب نے یہ استدلال کیا ہے:

"پس موسوی مسیح یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بالمقابل حضرت مسیح موعودؑ کی شانِ نبوت کمتر درجہ کی نہیں کیونکہ کمتر درجہ کی صورت میں محمدی مسیح کا موسوی مسیح سے نبوت میں تقابل بھی پورا نہیں ہوتا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوتِ عالیہ کی کسرِ شان بھی لازم آتی ہے کیونکہ موسوی سلسلہ کا آخری خلیفہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبی تھے، لہٰذا اگر محمدی سلسلہ کے آخری خلیفہ یعنی مسیح موعود نبی نہ ہوں تو اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوتِ عالیہ کی بھی کسرِ شان ہے۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام شانِ نبوت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کم درجہ کے نہیں بلکہ شانِ نبوت میں ان سے بالمقابل و مساوی درجہ کے ہیں اسی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس بلند شان کا اظہار ہوتا ہے کہ آپ کی امت کا مسیح آپ سے فیض یاب ہو کر موسوی مسیح کی طرح نبی ہے۔"

(کتاب شانِ مسیح موعود ص۲۳-۸۲)

اسی مضمون کو قاضی صاحب نے اپنی کتاب کے ص۱ پر بھی بیان کیا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس حوالہ کو آپ اپنے موقف کے اثبات کے لئے بڑا اہم سمجھتے ہیں۔

استدلال کی بنیاد

قاضی صاحب کے استدلال کی بنیاد ایک تو حضور کی عبارت میں لفظ شانِ نبوت پر ہے، دوسرے حضرت نبی کریم صلعم کی نبوتِ عالیہ کی کسرِ شان کے لازم آنے پر ہے تیسرے دونوں سلسلوں میں تقابل کے پورا نہ ہونے پر ہے اگر حضرت مسیح موعودؑ کو زمرہ انبیاء کا فرد تسلیم نہ کیا جائے ان تینوں میں سے اصولی بات حضرت مسیح موعودؑ کا شانِ نبوت کے ساتھ مبعوث ہونا ہے۔ قاضی صاحب کے نزدیک اس بات کا علم کہ حضور شانِ نبوت کے ساتھ مبعوث ہوئے ہیں حضور کو اشتہار "ایک غلطی کا ازالہ" کے لکھنے کے وقت ہوا اسی لئے نزول المسیح میں جو ۱۹۰۲ء میں تصنیف ہوئی حضور نے اپنے آپ کو زمرہ انبیاء کا فرد ہونے کا اعلان کر دیا۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ قاضی صاحب کا یہ خیال بالکل غلط ہے اگر یہ بات ثابت ہو جائے کہ حضور کو شروع سے ہی اس بات کا علم تھا کہ حضور شانِ نبوت کے ساتھ مبعوث ہوئے ہیں تو قاضی صاحب کے استدلال کی ساری عمارت دھڑام سے نیچے آگرتی ہے۔ سو اس کا ثبوت ذیل میں پیش کیا جاتا ہے۔ حضور اپنی کتاب نشانِ آسمانی کے ص۱۵ پر مندرجہ ذیل شعر کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

حضور کا اُمت کے مسیح موعود کے متعلق شانِ نبوت کیساتھ مبعوث ہونے کا اعتراف

"صورت و سیرتش چو پیغمبر
علم و حلمش شعار سے بینم

یعنی ظاہر و باطن اپنا نبی کی مانند رکھتا ہے اور شانِ نبوت اس میں نمایاں ہے اور علم اور حلم اس کا شعار ہے مراد یہ کہ بباعث اپنی اتباع کے گویا وہی صورت اور وہی سیرت اس کو حاصل ہو گئی ہے یہ اسی الہام کے مطابق ہے جو اس عاجز کے بارے میں براہین میں چھپ چکا ہے اور وہ یہ ہے "جری اللّٰہ فی حلل الانبیاء" یعنی فرستادہ خدا در حلۂ انبیاء"

(نشانِ آسمانی ص۱۵)

حضور کی مندرجہ بالا عبارت کے الفاظ "اور شانِ نبوت اس میں نمایاں ہے" بڑی اہمیت کے حامل ہیں اور دونوں جماعتوں میں متنازعہ امر کے تصفیہ میں بڑے ممد ہو سکتے ہیں۔ یہ الفاظ ۱۸۹۲ء کے یعنی بالکل ابتدائی زمانہ کے ہیں۔ دعوئے مسیحیت ۱۸۹۱ء کو ہوا اور ۱۸۹۲ء میں یہ الفاظ حضور نے فرمائے۔ باوجود اس اعتراف کے حضور اپنے آپ کو غیر نبی یعنی زمرہ اولیاء کا فرد ہی سمجھتے رہے۔ قاضی صاحب کی طرح حضور نے کبھی بھی اپنے آپ کو زمرہ انبیاء کا فرد قرار نہیں دیا اور نہ ہی اس کو حضرت نبی کریم صلعم کی کسرِ شان کا موجب ٹھہرایا بلکہ اسے بھی عظمت شان کا ہی ذریعہ قرار دیا دیکھیں قاضی صاحب اور دیگر علماء ربوہ اس پر کیا کہتے ہیں۔ اسی کتاب کے ص۲۹ پر فرماتے ہیں:

"نہ مجھے دعوئے نبوت و خروج از اُمت اور نہ میں منکر معجزات اور ملائک اور لیلۃ القدر سے انکاری ہوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کا قائل اور یقین کامل سے جانتا ہوں اور اس بات پر محکم ایمان رکھتا ہوں کہ ہمارے نبی صلعم خاتم الانبیاء ہیں اور آنجناب کے بعد اس امت کے لئے کوئی نبی نہیں آئیگا نیا ہو یا پرانا محدث آئیں گے نبی پرانا یا نیا نہیں آسکتا اور قرآن کریم کا ایک شعشہ یا نقطہ منسوخ نہیں ہو گا۔ ہاں محدث آئیں گے جو اللہ جل شانہ سے ہمکلام ہوتے ہیں اور نبوتِ تامہ کی بعض صفات ظلی طور پر اپنے اندر رکھتے ہیں اور بلحاظ بعض وجوہ شانِ نبوت کے رنگ سے رنگین کئے جاتے ہیں اور ان میں سے ایک میں ہوں"

(باقی بر صفحہ [illegible] کالم [illegible])

رات اور دن کے فوائد اور موسموں کے تغیّر و تبدّل میں حکمتِ الٰہی

اسلامی سلطنت میں غیر مسلموں کے ساتھ حسنِ سلوک کا حکم

عورتوں اور غرباء و ضعفاء کی قدر افزائی۔ اُمراء کی تعظیم اور آزادئ ضمیر کا سبق

خطبہ جمعہ مورخہ ۲۴ نومبر ۱۹۶۷ء۔ فرمودہ حضرت امیر قوم مولینا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ بمقام جامع احمدیہ بلڈنگس لاہور

والیل اذا یغشیٰ۔ والنّہار اذا تجلّٰی۔ وما خلق الذکر والانثیٰ۔ ان سعیکم لشتّٰی فامّا من اعطیٰ واتّقیٰ وصدّق بالحسنیٰ ——— (سورۃ الّیل) ———

رات اور دن انسان کے معاش اور آرام کے لئے ضروری ہیں۔

ان آیات میں اللہ تعالےٰ نے فرمایا والیل اذا یغشیٰ۔ رات جو سب چیزوں کو ڈھانپ لیتی ہے۔ اس پر غور کرو۔ والنہار اذا تجلّٰی۔ اور دن جب روشن ہوتا ہے۔ اس پر بھی غور کرو۔ رات اور دن ہمارے آرام اور کاروبار کے لئے ہیں۔ دن رات ہر وقت ہمارے ساتھ لگے ہوئے ہیں۔ فرمایا رات اس لئے ہے لتسکنوا فیھا کہ تمہیں سکون اور راحت میسّر آجائے۔ دن بھر کی مشقت کے بعد رات خود بخود آجاتی ہے۔ اور انسان کی صرف شدہ طاقت واپس آجاتی ہے۔ انسان کے غم اور ہموم اور صدمات ان سب کو رات ختم کر دیتی ہے۔ دوسری جگہ فرمایا وجعل النوم سباتاً۔ ہم نے نیند کو ایسا بنایا ہے کہ تمہارے اعصابی نظام کو دنیا سے منقطع کر دے۔ اور اس طرح تمہیں پُورا آرام میسّر آئے۔ رات بھر کے آرام کے بعد تمام کلفتیں دُور ہو جاتی ہیں۔ سب بیٹریاں پُر ہو جاتی ہیں۔ تو دن چڑھ جاتا ہے۔ تمام جاندار جو رات کے وقت آرام کرلیتے تھے وہ اپنے معاش کی طلب میں باہر نکل جاتے ہیں۔ اگر رات کا آرام میسّر نہ آئے تو دن کو ہم مضمحل رہتے اور اپنے آپ کو بے کار سمجھتے ہیں۔ جن کو بے خوابی کا مرض لاحق ہوتا ہے ان کے لئے زندگی تلخ ہو جاتی ہے۔ ہزاروں اور لاکھوں روپیہ خرچ کرنے سے بھی نیند نہیں آتی۔ معلوم ہوا کہ نیند بڑی نعمت ہے۔

موسموں کا تغیّر اور اناج وغیرہ کی پیدائش

رات اور دن کا دوسرا فائدہ یہ ہے کہ اس سے موسم پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ آج کل اللہ تعالےٰ دن کو روزانہ ایک آدھ منٹ کاٹ کاٹ کر رات میں داخل کر رہا ہے۔ فرمایا یولج النہار فی الیل۔ دن رات چوبیس گھنٹے ہوتے ہیں۔ لیکن ایک وقت آتا ہے کہ خدا تعالےٰ دن کو بتدریج کاٹ کاٹ کر رات کے اندر داخل کرتا ہے۔ اسی طرح فرمایا یولج الیل فی النہار، بعض وقت رات کو کاٹ کاٹ کر دن میں داخل کرتا جاتا ہے۔ اس طرح دن رات کے چھوٹے بڑے ہونے سے بتدریج موسم بدلتے رہتے ہیں۔ موسموں کے تغیّر و تبدّل کی باعث ہی مختلف قسم کے اناج اور پھل پھول پیدا ہوتے ہیں۔ آج کل کسان گندم، چنے، مسور اور جو بونے میں مصروف ہیں۔ مگر وہ اس وقت کپاس نہیں بو سکتے۔ جوٹ یعنی پٹسن بھی دولت ہے لیکن اس کو بھی آج نہیں بویا جا سکتا۔ ان کے لئے دوسرے اور موسم کی ضرورت ہے۔ آج کل گندم بونے کا موسم ہے۔ پھر خدا تعالےٰ ایسا کرتا ہے کہ دسمبر کے بعد رات کا حصہ کاٹ کاٹ کر دن کے اندر بتدریج داخل کرتا چلا جاتا ہے۔ یوں حرارت بڑھتی چلی جاتی ہے۔ اس وجہ سے موسم بہار آجاتا ہے۔ اس کے بعد دن بڑھتا چلا جاتا ہے۔ پھر مزارعین گنّا اور کپاس، جوار، مکی اور چاول وغیرہ بوتے ہیں۔ لیکن چاول آج نہیں کاشت کیا جا سکتا۔ چنانچہ دن رات کا یہ معاملہ نہ صرف آرام اور معیشت کے حصول کے لئے ہے بلکہ اس نظام میں موسم بدلتے رہتے ہیں، اور موسموں کے بدلنے سے مختلف قسم کے غلّہ جات پھل پھول پیدا ہوتے ہیں۔

فرمایا ان دونوں (دن اور رات) پر غور کرو۔ یہ کائنات کو زندگی دینے اور معاش حاصل کرنے پھر آرام اور سکون پانے اور اس کے علاوہ مختلف موسم پیدا کرنے اور ان کی وجہ سے ضروریات زندگی اناج اور غلّہ وغیرہ پیدا کرنے کا موجب ہیں۔

مرد و عورت کی ضرورت و اہمیّت

اس زندگی کا دوسرا حصہ وما خلق الذکر والانثیٰ۔ مرد اور عورت ہیں۔ نسلِ انسانی کو قائم رکھنے کے لئے مرد اور عورت کا نظام قائم کیا گیا ہے۔ مرد نکمّا ہے عورت کے بغیر اور عورت بے کار ہے مرد کے بغیر، مرد کے اندر محنت و مشقت کا حصہ ہے تو عورت کے اندر رحم و کرم بھر دیا ہے۔ مرد معاش حاصل کرے اور عورت بچّوں کی تربیت کرے۔ مرد اکیلا کسی کام کا نہیں، اور عورت اکیلی کسی کام کی نہیں۔ اگر نسلِ انسانی میں عورت اور مرد کے اخلاق بلند ہو جائیں تو نسلِ انسانی موجب برکات ہو جاتی ہے۔

عورتوں سے حسنِ سلوک کا حکم

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مردوں کو حکم دیا ہے خیرکم خیرکم لاھلہ۔ بہترین وہ ہے جس کی بیوی یقین کرے اور گواہی دے کہ میرا شوہر بہترین ہے۔ بیٹیاں، پھوپھیاں، خالائیں گواہی دیں کہ وہ واقعی مسلمان اور نیک آدمی ہے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خیارکم خیارکم لنسائکم۔ تم میں اچھے وہ لوگ ہیں جو عورتوں کے ساتھ اچھا سلوک کریں۔

اسلامی سلطنت میں غیر مسلموں کے ساتھ حسنِ سلوک کا حکم

حضورؐ نے فرمایا ستفتحون مصراً ایک وقت آنے والا ہے کہ تم مصر فتح کرو گے فاستوصوا باھلھا خیراً ہم وصیت کرتے ہیں اور تاکید کرتے ہیں کہ اہلِ مصر جو قبطی ہیں اور جو مسلمان نہیں ہیں، ان کے ساتھ نیکی اور مہر و وفا سے پیش آنا فان لھم ذمّۃً و رحماً اس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ جو غیر مسلم مسلمان ریاست میں رہتے ہوں، ان کے ساتھ خدا اور رسولؐ کا عہد ہے۔ کہ ان کے جان و مال اور عزت و آبرو کی حفاظت کی جائے گی۔ لہٰذا جب تم مصر کو فتح کرو گے تو خدا اور رسولؐ کے عہد کو پُورا کرنا۔ فتح کا مقصد یہ نہیں کہ تم ان کو ذلیل کر کے رکھ دو۔ انکی عورتوں کی بے عزّتی کر دو نہیں بلکہ جب مسلمان کسی غیر قوم کا حاکم ہو جائے تو ضروری ہے کہ اس کے جان و مال اور عزت و آبرو کی حفاظت کرے۔

حضرت ہاجرہؑ کے وجود میں عورت کی عزّت افزائی

فرمایا کہ مصریوں کے ساتھ یہ سلوک نہ صرف اس وجہ سے ہو کہ وہ ذمّی ہیں یعنے خدا و رسولؐ کا ان کے متعلق عہد نامہ ہے بلکہ ایک اور وجہ رحماً کا بھی ہے یعنے ان کے ساتھ تمہاری رشتہ داری بھی ہے اور وہ یہ کہ ہماری دادی اماں حضرت ہاجرہؑ اس وطن کی ہیں، اس لئے اہلِ مصر کے ساتھ اچھا سلوک کرنا واجب ہے۔ یہ دین کتنا خوبصورت ہے۔ نہ صرف عام طور پر وصیت فرمائی کہ ان سے اچھا سلوک کرنا بلکہ یہ فرما کر کہ چونکہ ہماری دادی اماں مصر سے تعلق رکھتی تھیں اس لئے بھی ہمارا فرض ہے کہ ہم ان کے ساتھ اچھا سلوک کریں، عورت کی بھی عزّت افزائی کی۔ حج کے موقعہ پر صفا اور مروہ کے مابین جو سعی کی جاتی ہے وہ بھی حضرت ہاجرہؑ کی اس سعی کی یادگار ہے جو انہوں نے اپنے شیر خوار بچہ حضرت

اسمٰعیلؑ کے لئے پانی کی تلاش میں کی۔ خدا تعالےٰ نے اس عورت کی کس قدر عزت افزائی فرمائی ہے کہ ہر حاجی کے لئے ضروری ہے کہ وہ حضرت ہاجرہؓ کے قدموں پر چلے۔ حج مسلمان کی آخری منزل ہے۔ وہاں بھی عورت کا رتبہ بلند کیا ہے۔ اس حصہ کو پورا کئے بغیر حج مکمل نہیں ہوتا۔

غرباء اور ضعفا میں خدا کی تلاش

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عالم انسانیت کی بڑی قدر افزائی فرمائی ہے۔ عورتوں کے ساتھ عمدہ برتاؤ کی وصیت کے علاوہ خدا تعالےٰ کی طرف سے یہ بھی اعلان کیا وابتغونی فی الضعفاء کسی کو اگر میری تلاش ہو تو مجھے غریبوں، غلاموں اور مزدور لوگوں میں پائے گا وہ غریبوں کی خدمت کرے۔ میں اُن میں رہتا ہوں۔

امراء کی تعظیم کا حکم

لیکن جہاں غریبوں اور عورتوں کے حق میں یہ وصیت فرمائی وہاں یہ نہیں فرمایا کہ امراء کے خلاف ہو جاؤ۔ غریبوں کو امراء کے خلاف اشتعال نہیں دلایا۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم بڑی جامع ہے۔ سعد بن معاذ قوم کے سردار تھے۔ ان کو آتا دیکھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے کہا قوموا الیٰ سیدکم اپنے سردار کے استقبال کے لئے اٹھو۔ آپؐ نے امراء کی تعظیم سکھلائی ہے۔ صرف مسلمانوں کے امراء کی تعظیم ہی نہیں سکھائی بلکہ فرمایا اذ جاءکم کریم قوم فاکرموہ کسی بھی قوم کا سردار تمہارے پاس آئے تو اس سے تعظیم و تکریم سے پیش آؤ۔ اور فرمایا انزل الناس علیٰ منازلھم لوگوں کے مقام اور رتبہ کا لحاظ کرتے ہوئے ان سے سلوک کرو۔ غرض اگر غرباء کے اندر تلاش الٰہی کی تلقین فرمائی تو امراء جن کے بغیر قوم نہیں بنتی ان کی تعظیم و تکریم کا سبق بھی دیا اور عورتیں جو دنیا کا کمزور ترین حصہ ہیں، ان کی قدر کرنا بھی نہایت ضروری قرار دیا۔

قوم سازی کا بہترین طریق
جو نبی کریم صلعم نے اختیار کیا۔

اسی تلقین کے بعد فرمایا فاما من اعطیٰ واتقیٰ۔ سعادت اور رضا الٰہی حاصل کرنے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ خدا کی عبادت کرو۔ خدا سے ڈر کر زندگی بسر کرو۔ اور خدا کی مخلوق کی تکالیف دور کرنے کے لئے روپیہ صرف کرو۔ اس کے بغیر سعادت اور رضائے الٰہی نصیب نہیں ہو سکتی اور نہ قوم بن سکتی ہے۔ یہ وعظ اس مقدس شخصیت کا ہے جن کے عمل میں یہ تمام چیزیں آئیں۔ چنانچہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب بادشاہ ہوئے تو فرمایا من مات وترک مالاً فلورثتہ۔ جو کوئی تم میں سے مر جائے اور مال و متاع چھوڑ جائے تو وہ مال اس کے وارثوں کا ہے۔ ومن مات وترک دیناً او ضیاعاً اور اگر کوئی مر جائے اور اپنے پیچھے قرضہ چھوڑ جائے یا چھوٹے چھوٹے یتیم بچے رہ جائیں فالیّ وعلیّ تو قرض کا ادا کرنا میرے ذمہ ہے اور یتیم بچوں کی پرورش اور تربیت بھی میرا کام ہے یہ بہترین طریق ہے قوم سازی کیلئے ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کیا قوم سازی ہوگی۔ کہ

بیت المال غرباء کے لئے وقف کر دی۔ جس قوم کا بادشاہ غرباء کا اس حد تک خیر خواہ اور مہربان ہو وہ قوم اس پر کیوں نہ جان دے۔ یہ سبق صحابہ کرام رضؓ نے سیکھا اور اس پر عمل کیا ان کو جہاں عبادت الٰہی اور قرآن کا عشق تھا وہاں اُن میں بنی نوع انسان کی خدمت کا جذبہ بھی بدرجہ اتم پایا جاتا تھا۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت المال سے روپیہ لے کر اپنے گھر کو مزین نہیں کیا۔ کوئی باڈی گارڈ نہیں رکھے، کوئی محل نہیں بنوایا، باوردی نہیں رکھا، اپنی ذات کی کوئی فکر نہیں کی۔ فکر ہے تو قوم کا۔ روپیہ آپ نے غرباء کو بھی دیا۔ امراء کو بھی دیا۔

خطرناک دشمنوں کے ساتھ حضرت نبی کریم صلعم کا حسن سلوک

فتح مکہ کے دن ابوسفیان کے متعلق جو آپؐ کا خطرناک دشمن رہ چکا تھا۔ فرمایا کہ جو شخص آج کے دن ابوسفیان کے گھر میں پناہ لے گا اس کو ہماری پناہ حاصل ہوگی۔ حضور صلعم نے انسان کی قدر کرنا سکھایا۔ ابوسفیان کے لئے فتح مکہ کا دن بڑے عذاب کا دن ہو جاتا۔ اس کے چیتھڑے اڑا دیئے جاتے۔ کس قدر تعجب کا مقام ہے کہ حضور صلعم نے نہ صرف اس کی جان بخشی کی بلکہ اس کی عزت کو برقرار رکھنے کے لئے اس کے گھر کو امن کا گھر بنا دیا حالانکہ ابوسفیان کی اسلام دشمنی عیاں تھی۔ وہ حضور صلعم کا جانی دشمن تھا۔ آپ کے دین کو تباہ کرنا چاہتا تھا اور قوم کو تباہ کرنا چاہتا تھا۔

آزادیٔ ضمیر کا سبق

اسی طرح صفوان بن امیہ ایک بڑا بارعب امیر کبیر انسان تھا۔ اس نے فتح مکہ کے دن کہا کہ میں اسلام قبول نہیں کروں گا۔ وہ بڑے مزاج کا آدمی تھا۔ بڑی جائیداد کا مالک تھا۔ حضور صلعم نے فرمایا کہ ہم تمہیں مجبور نہیں کرتے۔ مسلمان ہونا یا نہ ہونا تمہاری اپنی مرضی پر منحصر ہے۔ یہ کس قدر بلند شخصیت ہے۔ دشمنوں کے لئے بھی امن اور برکت کا موجب ہے۔ تھوڑے دنوں کے بعد فتح حنین کے بعد بڑا مال غنیمت ہاتھ آیا۔ چوبیس ہزار اونٹ چالیس ہزار بھیڑ بکری، اور چار ہزار اوقیہ چاندی اور چھ ہزار قیدی ہاتھ لگے۔ آپؐ نے اس مال غنیمت میں سے بعض سرداروں کو فیاضانہ انعامات دیئے۔ صفوان بن اُمیہ کو دو سو اونٹ دے دیئے۔ وہ شخص جو مال دار تھا مسلمان بھی نہیں ہوتا۔ اس کو نہ صرف آزادی ضمیر عطا فرمائی بلکہ اس کو انعام و اکرام سے بھی نوازا۔

صحابہ کرامؓ کی جان نثاری اور فیاضی

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پروانوں اور جاں نثاروں کی فیاضی کا بھی یہی حال تھا۔ ایک موقعہ پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے سارا مال دے دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ نے نصف مال دے دیا۔ حضرت عثمان غنیؓ نے ایک یہودی سے کنواں خرید کر قوم کے حوالہ کر دیا۔ پانی کی تنگی تھی۔ قوم کو فراوانی سے پانی میسر آ گیا۔ انہوں نے تبوک کی لڑائی کے موقعہ پر تین سو اونٹ معہ پالانوں کے حضور کے حوالہ کر دیئے۔ اور اشرفیوں کی ایک تھیلی بھی دی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اشرفیاں ہاتھ میں لے کر اُٹھاتے اور انگلیوں کے درمیان میں سے ان کو نیچے گراتے اور خوش ہو رہے تھے۔ حضرت عمر رضؓ نے خیبر کی زمین جو اُن کے حصہ میں آئی تھی بیت المال کے حوالہ کر دی۔ سعد بن ابی وقاصؓ مرنے لگے تو انہوں نے کئی لاکھ کا اثاثہ حضور صلعم کی خدمت میں پیش کر دیا۔ یہ فیاضی قوم کے اندر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیدا کی۔ یہ قوم ممتاز ہو گئی۔ دنیا کی معلم بن گئی۔ اور اس نے دولت کے ایثار اور قربانی کی بے نظیر مثالیں قائم کیں یہ کرشمہ ہے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جس کی نظیر ملنی مشکل ہے۔

مرد عورت کی سیرت و کردار کی بلندی سے قوم بنتی ہے

تو فرمایا کہ جس طرح یہ دن رات تمہارے آرام اور حصول معیشت اور موسموں کے تغیر و تبدل انواع و اقسام کے غلہ جات اور پھل پھول پیدا کرنے کا ذریعہ ہے اور یہ تمہاری زندگی کے قیام کا موجب ہیں اسی طرح سے نسل انسانی کو زندہ رکھنے کے لئے مرد اور عورت کی سیرت و کردار کی بلندی کی انتہائی ضرورت ہے۔ مرد اچھے اخلاق پیدا کریں اور عورتیں بچوں کی پرورش اور تعلیم کو بہترین طریق سے سرانجام دیں اس تعاون سے قوم بنتی ہے۔ ایسی قوم جو بنی نوع انسان کے لئے خیر و برکت کا موجب ہو۔

حضرت عمرؓ کا جذبہ خدمت انسانی

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ۔۔۔ عہد خلافت میں رات کے وقت گشت کر رہے تھے۔ ایک گھر سے بچوں کے رونے کی آواز آئی۔ معلوم ہوا کہ کھانے کے لئے کچھ نہیں ہے اور بچوں کے دل بہلانے کے لئے خالی ہنڈیا چولھے پر رکھی ہے۔ یہ صورت دیکھ کر حضرت عمرؓ خود بیت المال سے اپنی پیٹھ پر لاد کر آٹے کی بوری اٹھا کر لاتے ہیں۔ یہ جذبہ تھا خدمت انسانی کا۔ اس قوم کے اندر۔ بادشاہ وقت سمجھتا تھا کہ میرا یہ فرض ہے کہ میں لوگوں کی خدمت کروں

ایک گوالن کی بلندی کردار اور حضرت عمرؓ کی طرف سے قدر افزائی

ایک دفعہ دوران گشت حضرت عمرؓ نے ایک گھر سے بولنے کی آواز سنی۔ ایک ماں اپنی بیٹی کو کہہ رہی تھی کہ دودھ میں پانی ڈالو۔ بیٹی کہتی ہے کہ میں آپ کے کہنے پر دودھ میں پانی نہیں ڈالوں گی۔ خلیفۂ وقت کا حکم ہے کہ دودھ میں پانی نہ ملایا جائے۔ ماں نے کہا کہ رات کے وقت کہاں ہے خلیفہ۔ وہ سو رہا ہوگا۔ ایسا کون دیکھتا ہے۔ لہٰذا پانی ڈالو۔ لڑکی نے کہا کہ اگر خلیفہ نہیں دیکھتا تو خدا تو دیکھتا ہے۔

حضرت عمرؓ صبح کے وقت جب اپنے گھر میں بیٹھے تو اپنے لڑکوں سے فرمایا کہ تم میں سے کوئی اس گوالن کی لڑکی سے نکاح کر لے اس سے نیک اولاد پیدا ہوگی۔ چنانچہ آپ کے ایک صاحبزادہ نے اسی

(باقی بر صفحہ ۳۳ کالم ۲)

فجی میں ہمارا مشن

اور

جناب سیّد محمد آزاد کی شمولیتِ سلسلہ

سیّد محمد آزاد صاحب کے اعزاز میں دی گئی چائے پارٹی میں مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع کی تقریر

اذا جاء نصر اللہ والفتح ورایت النّاس یدخلون فی دین اللہ افواجا فسبّح بحمد ربّک واستغفرہ انّہ کان توّابا ——— (سورۃ النصر)

حضرات! جزائر فجی کے مسلمانوں کو جب آریہ پنڈتوں اور عیسائی پادریوں نے پے درپے چیلنج دیئے اور مقابلے میں آنے کے لئے للکارا تو لاچار وہاں کے مسلمان حضرات نے "مسلم لیگ" کے نام سے ....

.... ایک مجلس قائم کی۔ مسلم لیگ نے جمعیتہ العلماءِ ہند کو لکھا کہ آریہ پنڈتوں اور عیسائی پادریوں نے ہمیں بے حد تنگ کر رکھا ہے آپ ہماری امداد میں کوئی ایسا آدمی بھیجیں جو نہ صرف اپنے مذہب اسلام سے واقف ہو بلکہ آریوں کے وید شاستروں اور عیسائیوں کی بائبل وغیرہ کا بھی اس کو پورا علم ہو۔

جمعیتہ العلماءِ ہند نے جواب لکھا کہ علماء تو ہمارے پاس بے شمار ہیں مگر انہیں دیگر مذاہب سے کوئی واقفیت نہیں۔ اندریں حالات افسوس ہے کہ ہم آپ کی کوئی مدد نہیں کر سکتے۔

جمعیتہ العلماءِ ہند سے نفی میں جواب پانے کے بعد سیّد غلام بھیک صاحب نیرنگ مرحوم انبالہ کو لکھا گیا کہ آپ بھی تبلیغ کا کام کر رہے ہیں۔ ان حالات کے پیشِ نظر آپ ہماری امداد میں کوئی آدمی بھیجیں۔ انبالہ سے بھی انہیں وہی جواب ملا جو دہلی سے ملا تھا۔

آخر احمدیہ بلڈنگس لاہور کی طرف رجوع کیا گیا۔

> خنجر چلے کسی پہ تڑپتے ہیں ہم امیر
> سارے جہاں کا درد ہمارے جگر میں ہے

حضرت امیر جماعت لاہور مولانا محمد علی رحمتہ اللہ علیہ نے مجھے حکم فرمایا کہ میں جلد از جلد فجی پہنچ کر آریہ پنڈتوں اور عیسائی پادریوں کا مقابلہ کروں۔

اپریل ۱۹۳۳ء میں بیگم اور دو بچوں سمیت فجی کے لئے روانہ ہو گیا۔ بمبئی میں پلیگ پھوٹ پڑی تھی اس لئے انگلستان سے آنے والے جہاز کو ہم نے کولمبو سے لیا تھا۔ کولمبو سے ۲۸ دن میں ہم فجی پہنچے۔ اس زمانے میں بحری سفر کرتے تھے۔ ہوائی جہاز نہیں تھے۔

فجی پہنچتے ہی پہلے دن ہی ٹاؤن ہال میں میرا لیکچر تین گھنٹے جاری رہا۔ ویدک دھرم، عیسائیت اور اسلام کا مقابلہ ویدوں، بائبل اور قرآن شریف کی روشنی میں کیا گیا۔ اس لیکچر اور ٹھوس دلائل کی ایک ہیبت دلوں پر چھا گئی۔ سٹیج پر پنڈت اور پادری صاحبان موجود تھے کسی کو جرأت نہ ہوئی کہ اٹھ کر میرے دلائل کو توڑے۔ میرا اعلان تھا کہ میں لڑنے کے لئے آیا ہوں اور لڑنے کے لئے بلایا گیا ہوں۔ اسلام کے ہر مخالف کا حوصلہ ہو مجھ سے دنگل لڑے۔ میں یہاں بفضلِ خدا تین سال کے لئے آیا ہوں۔ متعدد شہروں میں مجھے خوش آمدید کہا گیا اور میں نے ہر جگہ سے آریوں اور عیسائیوں کو للکارا مگر کسی کو سامنے آنے کی ہمت نہ ہوئی اور یوں نو مہینے گذر گئے۔

یوں تو بغیر لڑے ہی ہماری فتح ہو چکی تھی، آریہ پنڈتوں اور عیسائی پادریوں نے میری قوت کا اندازہ کر کے مقابلے سے راہ فرار اختیار کر لی تھی۔ مگر مجھے حسرت تھی کہ آریہ پنڈتوں اور عیسائی پادریوں کو میدان میں لا کر ان کے مذاہب کے ابطال اور ان کے دلائل کے ٹکڑے اڑا کر دکھانا ضروری ہے۔ تاکہ لوگ اپنی آنکھوں سے دیکھیں کہ اسلام کو آئے دن چیلنج کرنے والوں کا حشر کیا ہوا۔ آخر وقت آ گیا کہ ؎

> کلیساؤں میں پہنچا مندروں میں ڈھونڈ آیا ہیں
> ہر اک چھوٹے کو اسکے گھر تک پہنچا کے آیا ہیں

ان فتوحات اور خدمات کی وجہ سے مستورات میں میری بیگم اور مردوں میں میری بڑی قدر و منزلت تھی۔ میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ مجھے یہاں احمدیت کی داغ بیل ڈالنا چاہیئے اور باقاعدہ احمدی جماعت بنانا چاہیئے۔ اس خیال کے ساتھ ہی میرے دل میں ایک اور خیال آیا کہ حضرت مسیح موعود مرزا غلام احمد علیہ السلام کی ذات کو دعوے سے پہلے ایک مقدس ہستی مسلمانوں کا جرنیل اور پہلوان سمجھا جاتا تھا اور لوگ دور دور سے حضرت اقدس کے دیدار کے لئے قادیان پہنچتے تھے۔ مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری مرحوم نے بھی لکھا ہے کہ میں اس زمانے میں حضرت مرزا صاحب کے دیدار کے لئے امرتسر سے پیدل قادیان گیا تھا۔ مگر جونہی حضرت اقدس نے مجددیت اور مہدویت کا دعویٰ کیا ساری عزت پر پانی پھر گیا۔ پیدل سفر کر کے دیدار کرنے والوں نے کفر کے فتوے لگائے۔ یہی حشر یہاں میرا ہوگا۔ احمدیت شروع کرتے ہی ساری عزت خاک میں مل جائے گی اور میرے خلاف ایک ہنگامہ بپا ہو جائے گا۔

میں نے اس عظیم خطرے کا پورا پورا احساس کیا مگر جب تک انسان اپنی خواہشات اور اپنے نفس کی قربانی نہیں دیتا اس کو کوئی مقام نہیں ملتا۔ خدا کی ذات پر کامل بھروسہ کرتے ہوئے میں نے احمدیت کی داغ بیل ڈال دی۔ فجی کی جس "مسلم لیگ" نے اپنے خرچ پر مجھے وہاں بلوایا تھا اور جس نے تین سال تک میرے اخراجات برداشت کرنے اور واپسی کا انتظام کرنا تھا مجھے نوٹس دے کر مجھ سے الگ ہو گئی۔ بعض حضرات نے مجھے مشورہ دیا کہ مسلم لیگ کا آپ سے تین سال کا تحریری معاہدہ ہے آپ کورٹ میں سب کچھ وصول کر سکتے ہیں۔ میں نے جواب دیا کہ میں یہاں آریوں اور عیسائیوں سے لڑنے آیا ہوں مسلمانوں سے لڑنے کے لئے نہیں آیا۔ مجھے اپنے اللہ پر پورا بھروسہ ہے وہ مجھے ہرگز ضائع نہیں فرمائے گا۔ ایک بار نماز کے لئے مصلے پر کھڑا ہوا۔ رکوع میں اپنی سجدہ گاہ پر ایک سرخ رنگ کی چھوٹی سی چیونٹی رینگتی نظر آئی اور پھر وہ آگے نکل گئی تو میں نے اپنا سر اپنے خدا کے قدموں میں رکھ کر عرض کیا:۔

اے اللہ! میں اپنے آپ کو اس چیونٹی سے بھی زیادہ حقیر سمجھتا ہوں۔ مجھے مسلم لیگ نے جواب دے دیا ہے اور آپ خوب جانتے ہیں یہاں میں کسی رشتہ دار کو ملنے نہیں آیا۔ سیر و سیاحت کے لئے نہیں آیا۔ میری یہاں کوئی تجارت نہیں۔ میں صرف اور صرف آپ کے اور آپ کے پیارے اسلام کے دشمنوں سے مقابلے کے لئے آیا ہوں۔ میرے ساتھ چھوٹے چھوٹے بچے بھی ہیں۔ مجھے ڈاکٹر سیّد محمد حسین شاہ صاحب نے لاہور سے رخصت ہوتے وقت تنہائی میں فرمایا تھا کہ

"مرزا صاحب! آپ کو غیر از جماعت مسلمانوں کی مشکلات پیدا ہو جائیں تو آپ میرے "بٹوے" کو یاد کرنا میری امداد آپ کو پہنچے گی"

اے اللہ آپ کے ہوتے ہوئے میں ایک انسان کے آگے ہاتھ پھیلاؤں مجھے تو شرم آتی ہے۔ آپ ہی میرے کارساز ہیں مجھے آپ کا سہارا کافی ہے"

ابھی چند افراد ہی احمدی جماعت میں شامل ہوئے تھے کہ ایک دن ایک دوست کے بنگلے کے باہر میدان میں ہم دری بچھا کر بیٹھے تھے۔ دور سے جامع مسجد کے امام سیّد آزاد محمد صاحب گذرتے نظر آئے۔ میں بلند آواز سے پکارا سید صاحب تشریف لائیے یہ احمدیوں مرزائیوں کی مجلس ہے آپ بھی اس مجلس میں آ کر بیٹھئے۔ سیّد صاحب نے یہ آواز سن کر ہماری طرف رخ کر لیا اور قریب آ کر فرمایا:۔

"مرزا صاحب! آپ فرما رہے ہیں کہ میں احمدیوں کی مجلس میں بیٹھوں۔ کاش مجھے احمدیوں کی جوتیوں میں بھی بیٹھنے کو جگہ مل جائے تو میں اپنے آپ کو خوش نصیب سمجھوں گا آپ نے یہاں آ کر جو کام

کر دکھایا اور اسلام کے دشمنوں کو جس طرح شکستوں پر شکستیں دی ہیں ہمارے دلوں کو آپ نے موہ لیا ہے۔ جو کام جمعیۃ العلماء ہند سید غلام بھیک نیرنگ اور فجی کے ہم علماء نہ کر سکے وہ آپ نے کر دکھایا ہے۔“

سید آزاد محمد صاحب کے ان پاکیزہ اور بلند خیالات کی وجہ سے میرے دل میں ان کے لئے ایک خاص تحریک پیدا ہوئی اور میں نے دعا کرنی شروع کی !

”اے اللہ آپ ہمیں سید آزاد محمدؐ دے دیں“

کچھ عرصہ کے بعد سید صاحب میرے گھر پر تشریف لائے اور فرمایا مرزا صاحب آپ میری بیعت قبول کریں۔ دعا کی قبولیت کا یہ رنگ دیکھ کر روح وجد کر اٹھی۔ عرض کیا سید صاحب! آپ فی الحال احمدیت کا کچھ لٹریچر دیکھیں تاکہ جو قدم اٹھائیں مضبوطی سے اٹھائیں۔ سید صاحب نے فرمایا مجھے اب کسی لٹریچر کی ضرورت نہیں رہی میں نے ایک خواب دیکھا ہے کہ حضرت مرزا صاحب ایک صدر کی حیثیت سے تشریف فرما ہیں۔ حضرت کے دائیں طرف سے ایک بائیں طرف سے چند بزرگوں پر مشتمل دو قطاریں سامنے میری طرف پھیلی ہوئی ہیں۔ دائیں قطار میں سات اور بائیں میں چھ بزرگ بیٹھے ہیں میں نے بلند آواز سے السلام علیکم عرض کیا۔ حضرت مرزا صاحب نے جواب دیتے ہوئے وعلیکم السلام فرمایا اور پھر فرمایا ”آیئے سید صاحب یہ تیرہ صدیوں کے مجدد ہیں ان سے مصافحہ کریں“۔ اس پر میں ان بزرگوں سے مصافحہ کرتا ہوں اور پھر حضرت مرزا صاحب سے مصافحہ کرتا ہوں کہ آنکھ کھل گئی۔

جب خدا نے مجھ پر حق کھول دیا ہے تو مجھے اب مزید تحقیقات کی کیا ضرورت ہے اس پر میں نے انہیں مبارکباد دینے کے بعد عرض کیا کہ دوسرا مرحلہ یہ ہے کہ آپ جامع مسجد کے امام ہیں اور یہ ایک بڑا مقام ہے۔ احمدیت قبول کرنے کے بعد آپ کو امامت سے جواب ہو جائے گا۔ کیا آپ اس قربانی کے لئے تیار ہیں سید صاحب نے فرمایا مجھے اب کسی چیز کی پرواہ نہیں رہی اور میں ہر مصیبت کا مقابلہ کرنے کو تیار ہوں۔

میں نے سید صاحب کی بیعت قبول کر لی۔ فجی میں میرا ایک اخبار تین زبانوں میں شائع ہوتا تھا۔ انگریزی میں اس کا نام ”دی میسج آف اسلام“۔ اردو میں اس کا نام ”پیغام اسلام“ اور ہندی میں (کہ فجی میں انگریزی کے بعد ہندی کا ہی رواج ہے) اس کا نام ”اسلام کا سندیش“ تھا۔ انگریزی ایڈیشن کو عبدالرحمان خان صاحب ایڈٹ کرتے تھے۔ اردو اور ہندی ایڈیشنوں کو میں خود ایڈٹ کرتا تھا۔ ان تینوں ایڈیشنوں میں سید آزاد محمد صاحب امام جامع مسجد کی قبولیت احمدیت کا اعلان کر دیا گیا۔ سید صاحب امامت سے الگ ہو گئے۔ ہماری جماعت کی بالکل ابتدا تھی ہم سید صاحب کا بوجھ نہیں اٹھا سکتے تھے۔ پٹرول کی ٹینکیوں کے لئے ایک چوکیدار کی ضرورت پڑ گئی۔ چپکے سے سید صاحب وہاں ملازم ہو گئے، کہاں جامع مسجد کی امامت اور کہاں ایک معمولی چوکیداری۔ مجھے سخت دکھ ہوا۔ سید صاحب فرمانے لگے:-

مرزا صاحب! چھوٹے چھوٹے بچوں کا پیٹ ہی بھرنا ہے امامت نہ سہی چوکیداری سہی۔ رات بھر نوافل بھی پڑھتا ہوں اور خبردار خبردار کی آوازیں بھی بلند کرتا ہوں۔“ سید صاحب کی بیکسی کا زمانہ میں نے دیکھا اور میری بے کسی کا زمانہ سید صاحب نے دیکھا مسلم لیگ“ سے قطع تعلق پر میری تکلیفات المضاعف تھیں۔ مجھے ایک دوست نے فرمایا۔ مرزا صاحب! جس طرح حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے لئے دعا کی تھی حضرت عمرؓ کے مشرف با اسلام ہونے کے بعد اسلام کو ایک شان اور قوت حاصل ہو گئی تھی۔ اسی طرح آپ محمد طاہر خان کے لئے خدا کے حضور دعا کریں۔ یہ شخص فجی کا ایک چھوٹا سا عمر ہے۔ میں نے محمد طاہر خان کے لئے متواتر دعا کرنا شروع کی تو خدا نے محمد طاہر خان کو قبولیت احمدیت کا شرف بخش دیا۔ ساتھ ساہو خان صاحب نے بھی بیعت کر لی۔ ساہو خان صاحب دنیوی اقتدار اور دولت اور دینداری کے لحاظ سے محمد طاہر خان صاحب کے دوسرے نمبر پر تھے۔ ان دونوں بزرگوں کے احمدی جماعت میں شامل ہو جانے سے جماعت میں ایک جان پڑ گئی اور نام ایک خاص شان سے ہونے لگا۔

محمد طاہر خان صاحب کے چھوٹے بھائی پہلوان محمد ابراہیم[*] خان صاحب کو جب ان کی بیعت کی خبر ملی انہیں سخت صدمہ ہوا اور اپنے خسر عبدالکریم صاحب کو کہا کہ فلاں تاریخ فلاں میں مرزا مظفر بیگ صاحب کا لیکچر ہے۔ میں وہاں (دو سو میل مسافت پر) پہنچوں گا میں لیکچر سننے کے بعد فیصلہ کروں گا کہ اگر مرزا مظفر بیگ راستی پر ہے تو میں بھی بیعت کر لوں گا۔ ورنہ مرزا مظفر بیگ کو قتل کر دیا جائے گا۔ تاریخ مقررہ پر سٹیج پر ایک پہلوان صاحب بھی کرسی پر بیٹھے تھے ان کا مجھ سے تعارف کرایا گیا۔ لیکچر کے بعد وہ بہت متاثر نظر آئے۔ اور میرے ساتھ کار پر میرے گھر آ گئے اور سارا واقعہ سنا کر بیعت کر لی۔ اور اپنے خسر صاحب کو تار کے ذریعہ اطلاع کر دی کہ میں نے احمدیت کو قبول کر لیا ہے۔ پہلوان محمد ابراہیم خان صاحب کی بیعت پر ان کے خسر عبدالکریم صاحب کو سخت صدمہ اور ملال ہوا اور کہا کہ مرزا مظفر بیگ کو میں قتل کر دوں گا۔ چھ قتل میں نے پہلے کئے ہیں۔ موقعہ کے گواہ نہ ہونے کی وجہ سے میں صاف بچ جاتا رہا ہوں مرزا مظفر بیگ میرا ساتواں قتل ہو گا ایک بار مجھ سے ملاقات ہوئی تو فرمانے لگے آپ کی خدمات کے آگے میں نے اپنے ہتھیار ڈال دیئے ورنہ ایک پردیسی کو قتل کر دینا میرے لئے کوئی مشکل کام نہ تھا۔

فجی میں لٹوکا نامی ایک شہر ہے وہاں ایک بزرگ رہتے تھے۔ کتاب خان نام تھا۔ آپ عالم بھی تھے اور روحانی پیشوا بھی۔ احمدیت کا چرچا جب زور پکڑ گیا تو آپ نے اعلان کیا مرزا مظفر بیگ صاحب سے کوئی مسلمان ملاقات نہ کرے۔ ؟ لوگوں نے دریافت کیا اگر مظفر بیگ خود ہمارے گھر آ جائے تو کیا کیا جائے ؟ جواب دیا۔ گھر چھوڑ کر بھاگ جاؤ“

جب میں نے سنا تو چند احمدیوں سمیت میاں کتاب خاں صاحب کے بنگلے پر پہنچ گیا۔ میاں صاحب کو جب ہمارے آنے کی اطلاع ملی تو دور سے ہی مجھے دیکھتے ہوئے نہایت غصہ سے ہماری طرف بڑھے اور قریب آ کر ہمارے سلام کا جواب دیا اور مصافحہ کیا۔ لان میں کرسیاں نکلوا کر بٹھایا اور چائے تیار کرنے کا حکم دیا۔ اس پر مسکراتے ہوئے میں نے کہا میاں صاحب آپ کو تو اپنے فتوے کے مطابق گھر چھوڑ کر بھاگ جانا چاہیئے تھا۔ ہنس کر فرمانے لگے۔

” مرزا صاحب! سچ تو یہ ہے کہ ہماری مخالفت اوپر اوپر کی ہے ورنہ آپ کی خدمات سے ہم بہت متاثر ہیں۔ میں نے کئی بار اپنی مجلسوں میں کہا ہے۔ کہ مرزا مظفر بیگ ہمارے ہاتھ میں ایک ہتھوڑا ہے چاہے آریوں کے سر پر اس ہتھوڑے کو دے مارو چاہے عیسائیوں کے سر پر“۔

غرض واقعات تو بہت ہیں مگر وقت بہت مختصر ہے۔ جناب سید آزاد محمد صاحب کو خدا نے ضائع نہیں ہونے دیا۔ اس وقت ان کی بیگم صاحبہ بھی یہاں تشریف فرما ہیں۔ خدا نے ان کی اولاد کو کامیاب فرما دیا۔ تین بیٹے فجی میں کاروبار کرتے ہیں۔ چوتھا بیٹا آسٹریلیا سڈنی میں انجنیئر ہے ایک انگریز خاتون سے شادی کی ہے۔ سید صاحب نے اس خاتون کو مشرف با اسلام کیا ہے۔ ایک شادی شدہ بیٹی انگلستان میں ہے اس طرح ایک بیٹی بمبئی میں ہے۔ بمبئی سے سید صاحب نے مجھے خط لکھا کہ میں اور بیگم ہم دونوں فجی سے حج کی غرض سے نکلے ہیں ہم چاہتے ہیں آپ سے بھی ملاقات کریں۔ میں نے جواب دیا سر آنکھوں پر ضرور ضرور تشریف لایئے ہم سب آپ کی ملاقات کا بے قراری سے انتظار کریں گے۔

سید صاحب جب کراچی کے لئے روانہ ہونے لگے تو بھارت کی پولیس اور سی آئی ڈی نے تنگ کیا کہ آپ آئے تو حج کے لئے ہیں پاکستان میں آپ کا کیا کام ہے کہ آپ ادھر جا رہے ہیں اس پر سید صاحب نے بیان دیا کہ پاکستان لائل پور میں میرے پیر و مرشد رہتے ہیں وہ جب فجی آئے تھے تو میں نے ان کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ ان کا نام مرزا مظفر بیگ ہے اور یہ خط ان کا میرے نام آیا ہے۔ اس خط کو دیکھ کر پولیس کی تسلی ہو گئی کہ سید صاحب کوئی سیاسی آدمی نہیں۔ کراچی جانے کی اجازت مل گئی۔

لائل پور ملاقات پر دو ہی باتیں کیں۔ اول یہ کہ ۱۹۳۷ء میں آپ فجی سے واپس آئے تھے۔ آج زمانی بدمعاش کا ...

[*] پہلوان صاحب فجی کے چمپئن تھے۔ امریکہ، آسٹریلیا، نیوزی لینڈ اور جاپان وغیرہ کے تمام پہلوانوں کو انہوں نے پچھاڑا تھا)

فریضہ زکوٰۃ کی اہمیت

زکوٰۃ کی ادائیگی سے جماعت کا بیشتر حصہ مصائب اور مشکلات سے بچ سکتا ہے

(از: آنریری جنرل سیکرٹری صاحب)

فریضہ زکوٰۃ کی اہمیت ہر مسلمان پر روشن ہے۔ نماز کے ساتھ قرآن کریم نے قریباً ہر مقام پر زکوٰۃ کی ادائیگی کا حتمی حکم دیا ہے۔ قرون اولیٰ میں حضرت ابو بکرؓ نے مانعین زکوٰۃ کے برخلاف جہاد کیا تھا۔ قرآن کریم میں علاوہ زکوٰۃ کے صدقات کے رنگ میں بھی محتاجوں، یتامیٰ اور بیواؤں وغیرہ کی امداد کے لئے احکامات بیان فرمائے گئے ہیں۔

ہمارے ملک میں بھی مالی لحاظ سے اب مغربی معاشرہ کی طرح دو طبقات بنتے چلے جا رہے ہیں جس سے غرباء و مساکین اور محتاج و مفلس، نادار و غرباء کی تعداد اور ان کی مشکلات میں دن بدن اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے۔ مہنگائی اور اشیائے صرف کی روز بروز بڑھتی ہوئی قیمتوں نے مصائب زندگی کو مزید پریشان کن بنا دیا ہے۔ ہماری جماعت کا بیشتر طبقہ غرباء بھی انہی مصائب و مشکلات کے تلے دبا جا رہا ہے چنانچہ بطور مثال ایک کارکن انجمن کی موجودہ مشکلات آپ کی خدمت میں عرض کی جاتی ہیں:۔

انجمن کے کارکنوں میں سے ایک دستی بھارت کے مہاجر نے متروکہ اراضی کے ایک چھوٹے سے ٹکڑہ پر اپنی رہائش کے لئے جھونپڑا تعمیر کیا۔ اس ملحقہ اراضی پر ایک مقامی [illegible] صاحب قابض تھے۔ جب یہ جھونپڑی تعمیر ہو چکی تو مقامی صاحب نے مہاجر مذکور کے خلاف کارروائی شروع کر دی اور اسے ہر طرح سے تنگ کیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وہ ٹکڑا اراضی مہاجر مذکور کو محکمۂ آبادکاری سے الاٹ نہ ہو سکا۔ ازاں بعد مقامی صاحب نے مہاجر مذکور کو فوجداری اور دیوانی مقدمات میں پھنسا دیا جس سے مہاجر مالی مشکلات میں مبتلا ہو کر مقروض ہو گیا۔ حد یہ ہوئی کہ اس جھونپڑی کا بھی جو اس نے تعمیر کی تھی فیصلہ مقامی کے حق میں ہو گیا اور ڈگری مہاجر مذکور کے خلاف نافذ ہو گئی۔ مہاجر مذکور قلیل تنخواہ لیتا ہے اور موجودہ دور گرانی میں تا زیست قرضہ سے چھٹکارا کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔

جماعت کے اہل ثروت و مخیر احباب کے لئے یہ کوائف قابل توجہ ہیں۔ جب کہ فرائض اسلام میں ادائیگی زکوٰۃ نہایت اہم فریضہ ہے تو اگر ہمارے احباب اپنی زکوٰۃ کا بیشتر حصہ انجمن میں داخل کرائیں تو اس سے نہ صرف فریضہ کی ادائیگی عمل میں آتی ہے بلکہ اس کے طریق کار یعنی بیت المال میں زکوٰۃ کی ادائیگی کی بھی پابندی لازم آ جاتی ہے۔ البتہ آپ کا یہ اختیار ہے کہ آپ رقم بھیجتے وقت یہ وضاحت فرما دیں کہ اس میں سے اس قدر رقم فلاں فلاں اغراض پر خرچ کے لئے مختص ہوں۔ مثلاً بتامیٰ پر اس قدر، غرباء و مفلسین پر اس قدر، تعلیمی وظائف پر اس قدر، بیوگان کی امداد پر اس قدر وغیرہ۔ انجمن اس وقت کم و بیش دس ہزار روپیہ ان اغراض پر صرف کر رہی ہے۔ اور بھی بہت سے مستحقین عدم گنجائش کے باعث محروم رہ جاتے ہیں۔

مجھے آپ کی خدمت میں انجمن کی طرف سے یہ درخواست کرتے ہوئے کہ آپ اپنی زکوٰۃ کا بیشتر حصہ مرکزی خزانہ میں بھیجیں گے پورا پورا وثوق ہے کہ آپ از راہ کرم اس فریضہ کی اشد اہمیت کی جانب پوری توجہ دے کر اجتماعی طور پر مرکزی خزانہ میں یہ رقوم بھیجنے سے قطعاً دریغ نہ فرمائیں کیونکہ اس طرح زکوٰۃ کا روپیہ نہ صرف مستحقین کو پوری تحقیق کے بعد ملے گا بلکہ بیت المال میں داخل ہو کر وابستگان اور کارکنان انجمن کی تقویت کا موجب بھی بنے گا۔ [illegible] اور اس طرح آپ کی زکوٰۃ سے پیدا کی تقویت، ترقی اور توسیع کے سامان بھی ہو سکیں گے۔ حضرت اقدس مسیح موعودؑ کا ارشاد ہے:۔

زر و مال و راحتیں کئے مفلس نے گر د ٭ خدا خود سے شود ناصر اگر ہمت شود پیدا

مخالفت و عداوت کا نرالا مگر مذموم ڈھنگ

بھدرواہ ریاست کشمیر میں شکست خوردہ معاندین کا اعتراف شکست

جب کھل گئی سچائی پھر اس کو مان لینا
نیکوں کی ہے یہ خصلت راہِ حیا یہی ہے

بھدرواہ (ریاست کشمیر) میں جماعت احمدیہ کو قائم ہوئے اب زائد از تریسٹھ برس ہو گئے۔ اس عرصہ میں معاندین احمدیت نے سوشل بائیکاٹ، مقاطعہ، مار پیٹ وغیرہ قسم کا ہر ایک حربہ استعمال کر کے دنیا سے احمدیت کو مٹانے کی ناکام کوشش کی۔ اور برہان و دلائل عقل و خرد رکھنے والے لوگ روز افزوں جماعت میں شامل ہو کر صداقت احمدیت پر مہر تصدیق ثبت کر چکے اور بدستور کرتے جا رہے ہیں۔ خدا کے فضل و کرم سے اب فرسودہ اور فرضی قسم کے اعتراضات کو سننے اور متاثر ہونے کو کوئی شخص تیار نہیں ہے۔ تمام ہندو، مسلمان اور دیگر مکتب فکر کے لوگ برملا اس بات کا اعتراف کر چکے ہیں کہ دلائل کے میدان میں احمدی لوگوں کا کوئی بھی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ حتیٰ کہ غیر محسوس طریقہ پر یہاں احمدی احباب نے تقریر سے تحریر سے صداقت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق ہر فرد بشر کو قائل کر دیا ہے۔ اس قسم کے حالات دیکھ کر شریر اور حق و انصاف کے دشمن کو جاننا چاہیئے تھا کہ آخر کوئی تو بات ہے کہ باری تعالیٰ نے اس دور دراز گمنام، پہاڑوں سے گھری ہوئی بستی میں مٹھی بھر احمدیوں کو ایک بھاری گروہ کے مقابلہ میں قدم قدم پہ اور ہر معاملہ میں فتح پر فتح بخشی ہے۔ کیا اس میں یہ راز تو نہیں کہ یہ سچی بات ہے؟ کیونکہ تریسٹھ برس سے اللہ تعالیٰ معاندین احمدیت کو شکست پر شکست دے رہا ہے اور جماعت احمدیہ کو معزز کر رہا ہے۔ بڑھا رہا ہے۔ علم و عرفان دینی اور دنیاوی جاہ و حشم میں بھی بڑھا رہا ہے۔ الحمد للہ

وقل جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا۔ معاند کو اب یہ سوچنا چاہیئے کہ تریسٹھ برس کی متواتر مخالفت و عداوت نے جماعت کی نشوونما کے سلسلہ میں کھاد کا کام دیا ہے۔ اور اب یہ پودا خدا کے فضل سے ایک پیڑ کی حیثیت ہے۔ مگر بجائے سوچنے سبق حاصل کرنے، راہ ہدایت اختیار کرنے کے معاند اب بھی اوچھے ہتھیار اختیار کر رہا ہے۔ جیسا کہ ابھی پچھلے دنوں ۲۷ اکتوبر ۱۹۷۶ء جماعت اسلامی بھدرواہ کے سالانہ جلسہ کی کارروائی کے اختتام پر یہاں کے ایک شاعر عبد الرحمان دیوانہ نے ایک نظم جو ادب کثیف کی بدترین مثال تھی، صدر اور منتظمین جلسہ کی اجازت کے بغیر ہی پڑھی اور اس نظم میں بانی احمدیت حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کے دعاوی کا مذاق اڑایا۔ اور اپنی پست ذہنیت شکست خوردگی اور اخلاق سوز ذہنیت کا مظاہرہ کیا۔ اور دیکھا کہ نہ صرف مسلمانان بھدرواہ نے بلکہ جماعت اسلامی کے زعماء نے جموں و کشمیر، مندوبین جلسہ، سرکاری اور غیر سرکاری اصحاب شرفاء کے علاوہ غیر مسلم بھائیوں نے بھی اس شاعر کی حماقت پر افسوس اور اس کی مذمت کی ہے۔ شاعر اور اس کے چند حواریوں نے دیکھا کہ حق کی مخالفت یا تحقیر کس طرح انسان کو ذلیل و رسوا کرتی ہے۔ شاعر مذکور اور اس کے یہ چند حواری اپنے ماضی و حال کو دیکھ کر اس وقت ندامت کے بوجھ سے گردن اونچی کرنے کے قابل نہیں رہے۔ ہر طرف سے ان حق کے دشمنوں کو لعنت ملامت مل رہی ہے۔ بھدرواہ، کشتواڑ، ڈوڈہ، بانہال، رام بن [illegible] کے اکثر ذی علم و ذی شعور لوگوں نے دیکھا کہ حضرت مرزا صاحب علیہ الرحمۃ کا یہ الہام انی مهين من اراد اهانتك کس صفائی سے پورا ہوا۔ شاعر مذکور کا خیال تھا کہ اسے پلیٹ فارم سے داد ملے گی۔ مگر خدا تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے مطابق شاعر مذکور کی وہ گت بنائی کہ الامان والحفیظ۔ پھر اس کے ہمنواؤں کی جو رسوائی سرکار میں، دربار میں، بازار میں ہوئی وہ صداقت احمدیت کا ایک ایسا شاہکار ہے کہ کوئی باشعور انسان اس سے انکار نہیں کر سکتا۔ معاند نے دیکھا کہ جو چیز اس نے اپنی بڑائی اور احمدیوں کی تحقیر کے لئے کافی سمجھی تھی وہی چیز احمدیوں کی سربلندی، ترقی اور فخر کا موجب ہوئی اور خود شاعر دیوانہ اور اس کے ہمنواؤں کے لئے موجب [illegible]

نور شمارہ ۱۹۷۴ء

فیجی میں ہمارا مشن (سلسلہ ۵)

ہے ہماری یہ ملاقات تیس سال کے بعد ہوئی ہے حیرت ہے کہ تیس سال کے بعد بھی آپ اسی طرح تروتازہ ہیں۔ میں نے جواب دیا۔ میرے حال پر یہ ایک خدا کا خاص فضل ہے۔ دوسری بات یہ کہ تیس سال ہوگئے آپ نے آریہ پنڈتوں اور عیسائی پادریوں کی ایسی کمر توڑی کہ آج تک پھر نہ اُٹھ سکے۔

دعا کے بعد یہ مبارک تقریب ختم ہوگئی۔

سید صاحب اور ان کی بیگم صاحبہ کی لائل پور اور لاہور میں بہت عزت افزائی کی گئی جس سے وہ بہت متاثر ہوئے۔ آپ کراچی کے لئے روانہ ہوگئے وہاں سے بمبئی۔ پھر انگلستان۔ وہاں اپنی بیٹی کے پاس رمضان شریف گذاریں گے۔ اس کے بعد کویت اور پھر مکہ شریف حج اور مدینہ شریف میں دربار رسول پاک صلعم سے فراغت پر

جلد ۵۴ | یوم چہارشنبہ مؤرخہ ۳ رمضان المبارک ۱۳۸۷ھ مطابق ۶ دسمبر ۱۹۶۷ء | نمبر ۴۸

"لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں
لاہور میں ہمارے پاک محب ہیں
میں تیرے خالص محبوں کا گروہ
بھی بڑھاؤں گا۔ اور انکے نفوس و
اموال میں برکت دوں گا۔"

(الہامات حضرت مسیح موعودؑ)

حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفانِ ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا۔
۲۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں اور نہ ہی آئندہ منسوخ ہوگی۔
۳۔ سب صحابہؓ اور ائمہ قابلِ احترام ہیں۔
۴۔ سب مجددینؒ کا ماننا ضروری ہے
۵۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں
۶۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا۔

بحرِ حکمت کے موتی

روزہ دار فحش باتوں جہالت اور بدگوئی سے باز رہے

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال الصیام جُنّۃٌ فلا یرفث و لا یجھل وان امرؤ قاتلہٗ او شاتمہ فلیقل انی صائم مرتین والذی نفسی بیدہٖ لخلوف فم الصائم اطیب عند اللہ تعالیٰ من ریح المسک یترک طعامہٗ وشرابہٗ وشھوتہ من اجلی الصیام لی وانا اجزی بہٖ والحسنۃ بعشر امثالھا۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روزہ ڈھال ہے۔ سو چاہیئے کہ (روزہ رکھنے والا) فحش باتیں نہ کرے۔ اگر کوئی اس سے لڑے یا بدگوئی کرے تو دو دفعہ کہدے میں روزے سے ہوں۔ اور اس ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ روزہ دار کے منہ کی خوشبو اللہ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ پسندیدہ ہے (اللہ تعالےٰ فرماتا ہے) وہ اپنا کھانا پینا خواہش صرف میری رضا کے لئے چھوڑتا ہے روزہ صرف میرے لئے ہے میں ہی اس کا بدلہ دوں گا۔

نوٹ از مولانا محمد علی صاحب مرحوم و مغفور
چونکہ روزہ کا مقصد جذبات اور خواہشات کو قابو میں لانا اور ان پر حکومت کرنا ہے۔ اس لئے فرمایا کہ اگر بالمقابل اس قسم کے اسباب بھی پیدا ہو جائیں جو روزہ دار کو اس مقصد اعلیٰ کے حصول سے ہٹانے والے ہوں تو بھی اپنے جذبات پر پورا قابو رکھ کر ایسی با...

بیعت حاصل کرنے کے بعد

اس کا مغز حاصل کرنے کی کوشش کرو

ارشادات حضرت امام زمان مسیح موعود علیہ السلام

یہ مت خیال کرو کہ صرف بیعت کر لینے سے ہی خدا تعالےٰ راضی ہو جاتا ہے یہ تو صرف پوست ہے مغز تو اس کے اندر ہے۔ اکثر قانون قدرت یہی ہے کہ ایک چھلکا ہوتا ہے اور مغز اس کے اندر ہوتا ہے۔ چھلکا کوئی کام کی چیز نہیں ہے۔ مغز ہی لیا جاتا ہے بعض ایسے ہوتے ہیں کہ ان میں مغز رہتا ہی نہیں۔ وہ مرغی کے ہوائی انڈوں کی طرح ہوتے ہیں۔ جن میں نہ زردی ہوتی ہے نہ سفیدی جو کسی کام نہیں آسکتے۔ اور ردی کی طرح پھینک دیئے جاتے ہیں۔ ہاں ایک دو منٹ تک کسی بچے کے کھیل کا ذریعہ ہو تو ہو۔ اسی طرح پر وہ انسان جو بیعت اور ایمان کا دعوےٰ کرتا ہے۔ اگر وہ ان دونوں باتوں کا مغز اپنے اندر نہیں رکھتا تو اسے ڈرنا چاہیئے کہ ایک وقت آتا ہے کہ وہ اس ہوائی انڈے کی طرح ذرا سی چوٹ سے چکنا چور ہو کر پھینک دیا جائے گا۔ اسی طرح جو بیعت اور ایمان کا دعوےٰ کرتا ہے اس کو ٹٹولنا چاہیئے کہ کیا میں چھلکا ہی ہوں یا مغز؟ جب تک مغز پیدا نہ ہو، ایمان، محبت، اطاعت، بیعت، اعتقاد، مریدی، اسلام کا مدعی سچا مدعی نہیں ہے۔ یاد رکھو کہ یہ سچی بات ہے کہ اللہ تعالےٰ کے حضور مغز کے سوا چھلکے کی کچھ بھی قیمت نہیں ہے۔ خوب یاد رکھو کہ معلوم نہیں کہ موت کس وقت آجاوے لیکن یقینی امر ہے کہ موت ضرور ہے۔ پس نرے دعوے پر ہرگز کفایت نہ کرو اور خوش نہ ہو جاؤ۔ وہ ہرگز ہرگز فائدہ رساں چیز نہیں۔ جب تک انسان اپنے آپ پر بہت موتیں وارد نہ کرے اور بہت سی تبدیلیوں اور انقلابات میں سے ہو کر نہ گذرے وہ انسانیت کے اصل مقصد کو نہیں پا سکتا۔

انسان اصل میں انسان سے لیا گیا ہے یعنی اس میں دو حقیقی انس ہوں ایک اللہ تعالےٰ سے اور دوسرا اپنی نوع کی ہمدردی سے جب یہ دو انس پیدا ہو جاویں اس وقت تک انسان کہلاتا ہے۔ اور یہی وہ بات ہے جو انسان کا مغز کہلاتی ہے۔ اور اسی مقام پر انسان اولوالالباب کہلاتا ہے۔ جب تک یہ نہیں کچھ بھی نہیں۔ ہزار دعوے کر دکھاؤ مگر اللہ تعالےٰ کے نزدیک اس کے نبی اور اس کے فرشتوں کے نزدیک ہیچ ہے۔"

(ملفوظات جلد دوم صفحہ ۱۹۷-۱۶۸)

مسلم ہائی سکول نمبر ۲ کا سترھواں سالانہ کیمپ فائر

محمد الطاف حسین ارگنائزر کیمپ فائر

۱۱ نومبر کی شام کو مسلم ہائی سکول نمبر ۲ لاہور میں بڑی گہما گہمی تھی۔ سکول کی عمارت سفیدی میں نہائی ہوئی تھی۔ بچے خراماں خراماں سکول کے اندر آ جا رہے تھے۔ سکول کا وسیع لان رنگ برنگی کرسیوں سے اٹا پڑا تھا تمام لان طاقتور قمقموں کی روشنی سے جگمگا رہا تھا۔ روشنی کا ایک سیلاب امڈا پڑا تھا۔ سائنس بلاک کے سامنے وسط میں ۶ فٹ اونچی اور ۱۸ × ۶۲ فٹ طول و عرض کی وسیع سٹیج لگی ہوئی تھی سٹیج پر تین مائیک مصروف عمل تھے۔ سٹیج کے بالکل عقب میں تختہ سیاہ پر سرخ، سنہرے رنگوں کے امتزاج سے سکول کا علامتی نشان ربّ زدنی علماً بڑے وقار سے پلاسٹک کا جامہ زیب تن کئے آویزاں تھا۔ حاضرین کی نگاہیں بار بار اس بہترین علامتی نشان کو چھوتی تھیں اور دادِ تحسین کے ڈونگرے برسا کر لوٹتی تھیں

آج مسلم ہائی سکول نمبر ۲ کا سترھواں سالانہ کیمپ فائر تھا۔ یہ کیمپ فائر سکول مذکور کا مستقل اور منفرد حیثیت کا فیچر ہے کیمپ فائر کے صحت مندانہ اور تفریحی معیار نے لاہور کے تمام سکولوں میں مسلم ہائی سکول نمبر ۲ لاہور کو ممتاز مقام عطا کر دیا ہے۔ سکول مذکور کا یہ امتیاز گذشتہ سترہ سالوں سے قائم و دائم چلا آ رہا ہے۔ اس کیمپ فائر میں لاہور کی بڑی بڑی ممتاز ہستیاں بطور مہمان مدعو ہوتی ہیں۔ ان میں سول سیکرٹریٹ۔ ایجوکیشنل ڈائریکٹوریٹ انسپکٹریٹ، مقامی سکولوں کے ہیڈ ماسٹرز۔ اساتذہ کرام، بچے اور معزز شہری نمایاں ہوتے ہیں۔

ٹھیک ½۵ بجے مہمان بقعہ نور بنے ہوئے لان میں اپنی اپنی نشستوں پر رونق افروز ہو رہے تھے۔ اس سال کیمپ فائر کے مہمان خصوصی جناب ایم۔ آئی۔ ربّانی صاحب انسپکٹر آف سکولز لاہور ڈویژن تھے۔ گذشتہ سال نواب محمد علی خان وزیر تعلیم نے ازراہ کرم تقسیم انعامات کی صدارت قبول فرمائی تھی۔ موصوف کیمپ فائر کے جاندار، صحت مندانہ اور تفریحی پروگرام سے بے حد محظوظ ہوئے تھے۔ آپ نے اپنے خطبۂ صدارت میں فرمایا:-

"میں سکول مذکور کے سربراہ چوہدری عبدالحق۔ اساتذہ کرام اور سکاؤٹس کا ممنون ہوں جنہوں نے اس رنگا رنگ تقریب میں مجھے دعوت شرکت دی۔ بچوں کی ذہنی نشوونما کے لئے اچھی اور عمدہ تفریح کا بندوبست ضرور ہونا چاہیئے۔ اس ضمن میں مسلم ہائی سکول نمبر ۲ کے ارباب بست و کشاد مبارکباد کے مستحق ہیں۔ آپ کے سکول میں جو عمارتیں انہدام گزیں ہیں حکومت اس سلسلہ میں آپ کی ہر ممکن امداد کرے گی۔"

اس بار کیمپ فائر کا انعقاد جناب ایم۔ آئی ربّانی کی زیر صدارت ہو رہا تھا۔ موصوف وقت کے بڑے پابند ہیں۔ ½۵ بجے پروگرام شروع ہوتا تھا۔ آپ ۵ و ۲۵ پر تشریف لے آئے۔ اور پروگرام اپنے صحیح وقت پر شروع ہو گیا۔

مہمان خصوصی کے تشریف رکھتے ہی یکایک روشنی کافور ہو گئی اور منور و روشن لان تاریکی کی دبیز تہوں میں ڈوب گیا۔ یہ واپڈا والوں کی عادت کے مطابق نہیں ہوا بلکہ اب کیمپ فائر کا آغاز ہونا تھا۔ دفعتاً سٹیج کے عقب سے بینڈ کے ڈرم پر ایک زوردار تھاپ پڑی اور عقب سے آٹھ بچے جو کہ ہم قد۔ ہم عمر اور ہم آہنگ آواز رکھنے تھے۔ کاغذ کے رنگین کرتے۔ پاجامے زیب تن کئے اور سروں پر سنہری تاج پہنے ہاتھوں میں بجھی ہوئی مشعلیں لئے قطار اندر قطار دوڑتے ہوئے سٹیج کے سامنے بم بو۔ ہا۔ ہا۔ بم۔ بو۔ ہا۔ ہا۔ کا مخصوص نعرہ لگاتے ہوئے وارد ہوئے۔ حاضرین نے پرجوش تالیوں سے ہراول دستے کا خیر مقدم کیا۔ یہ سب سوختنی لکڑیوں کے ایک گٹھے کے گرداگرد دائرہ بنا کر کھڑے ہو گئے۔ ڈرم اس دوران میں بدستور بج رہا تھا ایک ڈرم کی تھاپ رک گئی۔ ایک سکاؤٹ نے اپنی مشعل روشن کی اور اس نے اپنے آپ کو اشعار کی زبان میں متعارف کرایا۔ شعر تھا ؎

ممدِ عزم میرا شوخ ۔۔ کام بھی ہے
میری نگاہ میں انسان کا احترام بھی ہے

اس کے بعد اسی سکاؤٹ نے دو بار حق۔ حق کہا اور اس کے جواب میں تمام سکاؤٹس نے پاکستان پاک رکھ کا جاندار نعرہ لگایا۔ اب دوبارہ ڈرم پر تھاپ پڑی۔ یہ گویا اشارہ تھا کہ اب اگلے سکاؤٹ کی باری ہے۔ اگلے سکاؤٹ نے بھی اسی طریقے سے اپنی مشعل روشن کی اور اس کے بعد اپنا دوسرا شعر پڑھا۔ آخری لڑکے نے جو شعر پڑھا وہ یہ تھا ؎

اٹھا ہاتھ میرے ساتھ رب دعا کیلئے
کہ ہو زیست مسلماں کی ہو فقط خدا کیلئے

حق۔ حق۔ پاکستان پاک رکھ۔

اب تمام مشعلیں روشن ہو چکی تھیں۔ چنانچہ بارود کا یہ کھیل شب برات کا سماں پیش کرنے لگا۔ ان لوگوں نے لکڑی کے گٹھے کو آگ لگا دی۔ آگ بلند ہوئی۔ اور اس کے ساتھ ہی آگ کے اردگرد بیک وقت آٹھ انار روشن ہوئے۔ حاضرین بچوں کی مہارت اور چابکدستی سے بے حد محظوظ ہوئے۔ اور انہوں نے دل کھول کر مسلم ہائی سکول نمبر ۲ کے سکاؤٹوں کو خراج تحسین پیش کیا۔

اس کے بعد سربراہ ادارہ چوہدری عبدالحق صاحب نے مہمانِ خصوصی کی خدمت میں سپاسنامہ پیش کیا۔ آپ نے فرمایا کہ کیمپ فائر ہمارے سکول کا ایک مستقل فیچر ہے۔ طلباء کی یہ مختصر سی تفریحی تقریب اپنی غرض و غایت کے لحاظ سے بڑی اہمیت رکھتی ہے۔ کیونکہ اس کی تہ میں خدمت خلق اور انسانی ہمدردی کے اعلیٰ و ارفع جذبات کار فرما ہیں۔ پہلی مرتبہ اس کیمپ فائر کا انعقاد سیلاب زدگان کی امداد کے سلسلہ میں ہوا تھا۔ پھر یہ تقریب صوبائی ریڈ کراس کے زیرِ اہتمام ہفتہ ریڈ کراس میں منعقد ہونے لگی۔ اس کیمپ فائر میں مقامی سکول بڑی گرمجوشی سے حصہ لیتے رہے۔ اور اس کی ساری آمدنی ریڈ کراس فنڈ میں دی جاتی ہے۔

سکول کی عمارت کا درمیانی بلاک جس میں سکول کے دفاتر ہیں خطرناک صورت اختیار کر چکا ہے۔ اس کی بالائی منزل گر چکی ہے۔ نچلی منزل کی حالت ناگفتہ بہ ہے۔ اگر اس بلاک کو گرا کر لائبریری کے ساتھ خالی جگہ چند کمرے تعمیر کر دیئے جائیں تو طلباء کی روز افزوں تعداد کے باعث کمروں کی جو قلت محسوس ہو رہی ہے وہ بھی دور ہو جائے گی اور بچوں کی جسمانی تربیت کے لئے ایک وسیع گراؤنڈ بھی میسر آ جائے گا۔"

محکمہ تعلیم کے سربراہ کی حیثیت سے ہماری نگاہیں بار بار آپ کی طرف اٹھتی ہیں۔ اور ہماری بہت سی امیدیں آپ کے ساتھ وابستہ ہیں۔

(باقی ۔۔ باقی)

رمضان شریف کے ذکر میں
ایک نہایت ضروری حکم

احکام رمضان کے ضمن میں قرآن کریم نے ایک ایسا حکم بھی دیا ہے جس پر عمل کرنے سے کئی ایک مصائب اور گناہ جو معاشرہ میں پیدا ہو چکے ہیں ختم ہو سکتے ہیں، اور اس پر عمل نہ کرنا روزہ کو باطل کر دینے کا موجب ہے۔ آج جس قدر تنازعات مسلمانوں میں چل رہے ہیں اُن کا بیشتر حصہ مالی امور سے تعلق رکھتا ہے۔ عدالتوں میں جا کر دیکھئے اکثر مقدمات ایک دوسرے کی جائداد اور اموال پر ناجائز تصرف کا نتیجہ ہیں۔ بعام طور پر یہ دیکھا جاتا ہے کہ عزیزوں اور رشتہ داروں میں جائداد اور روپیہ وغیرہ کے جھگڑے چل رہے ہیں، جو بعض وقت لڑائی، دنگا اور جانی نقصان تک پہنچ جاتے ہیں، غور کر کے دیکھا جائے تو یہ جھگڑے اور فساد ایک دوسرے کا مال ناجائز طور پر حاصل کرنے کے لئے کھڑے کئے جاتے ہیں۔

قرآن کریم نے انسانی معاشرہ کے اسی مذموم پہلو کو مدِ نظر رکھتے ہوئے ماہِ رمضان کے روزہ کے ذکر میں دیگر احکام کے علاوہ یہ ارشاد فرمایا ہے ولا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل وتدلوا بھا الی الحکام لتاکلوا فریقاً من اموال الناس بالاثم وانتم تعلمون۔ "یعنے ایک دوسرے کے اموال آپس میں ناجائز طور پر نہ کھاؤ اور نہ ان کے ذریعہ حاکموں تک پہنچو تاکہ لوگوں کے اموال میں سے کچھ حصہ ناجائز طور پر کھا جاؤ حالانکہ تم جانتے ہو"، آج دنیا کے معاملات اور جھگڑوں پر غور کر کے دیکھ لیجئے نہ صرف انفرادی طور پر ایک دوسرے کے اموال پر ناجائز تصرف کرنے کے لئے ہر قسم کے ہتھکنڈوں سے کام لیا جاتا ہے اور عدالتوں میں جھوٹے مقدمات سے لوگوں کا مال کھانے کی ناحق کوشش کی جاتی ہے، بلکہ کئی ایک سلطنتیں اور ادارے بھی بلاوجہ دوسروں پر چھاپے مار کر ناجائز تصرف جمانے سے گریز نہیں کرتے اور مجلس اقوام میں جو حاکمانہ یا کم از کم ثالثانہ حیثیت رکھتی ہے اپنے تصرف کو جائز ثابت کرنے کے لئے ہر پہلو سے اپنے آپ کو حق بجانب ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں حالانکہ خوب جانتے ہیں کہ ان کا اقدام [illegible] سر ناجائز اور غاصبانہ حیثیت رکھتا ہے۔

غرض دنیا میں ہر طرف لوٹ مار، دوسروں کی جائداد و اموال پر ناجائز تصرف، ملکوں اور سلطنتوں پر غاصبانہ قبضہ اور حکام سے اپنے حق میں فیصلہ کرانیکی ناواجب کوشش جاری ہے، جو قسم قسم کے فتنہ و فساد کا موجب ہو رہا ہے۔

قرآن کریم نے مذکورہ بالا آیت میں مسلمانوں کو ایسے ناواجب طریق عمل سے باز رہنے کی تلقین کی ہے، اور اس آیت کو روزوں کے ذکر میں لا کر اس کی اہمیت ظاہر کی ہے اور بتایا ہے کہ جہاں خدا کے حکم سے تیس دن تک کھانے پینے کے متعلق حلال چیزوں کو ترک کر دیا گیا، وہاں دوسروں کا مال ناجائز طور پر کھانا اور حکام سے اس کے لئے فیصلے حاصل کرنے کی کوشش کرنا بھی ترک کر دیا جائے۔ اگر حلال چیزیں خدا کے حکم سے ترک کی جا سکتی ہیں تو حرام اور ناجائز کو ترک کرنا کونسا مشکل امر ہے، یہ وہ چیز ہے جو سوسائٹی میں قیام امن اور فتنہ و فساد کو مٹانے کا موجب ہوگی، یہ وہ چیز ہے جو دنیا میں آرام و آسائش اور جنتی زندگی پیدا کر سکتی ہے، ورنہ دوسروں کے اموال پر ناجائز تصرف کرنے والوں کی خود اپنی زندگیاں بھی تلخ ہیں اور جیتی جان خود بھی دوزخ میں پڑے ہوئے ہیں اور دوسروں کو بھی مبتلائے عذاب کر رہے ہیں ؛

ضرورت رشتہ۔ اعلان از حضرت امیر ایدہ اللہ

ایک متوسط درجے کے گھر کی دوشیزہ کے لئے رشتہ درکار ہے۔ میں اس خاندان کو جانتا ہوں۔ یہ لوگ نہایت شریف ہیں۔ ان کی بچی ایف اے پاس ہے۔

صدرالدین۔ ۳ دسمبر ۱۹۶۷ء

جلسۂ سالانہ کی تاریخیں

امسال دسمبر کے مہینہ میں رمضان شریف آجانیکی وجہ سے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے جلسہ سالانہ جنوری ۱۹۶۸ء میں منعقد کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

تاریخہائے جلسہ ۱۸-۱۹-۲۰-۲۱ جنوری ۱۹۶۸ء بروز جمعرات، جمعہ، ہفتہ، اتوار ہوں گی

پہلے دن ۱۸ جنوری ۱۹۶۸ء کو صرف مستورات کا جلسہ ہوگا جس میں خواتین کی دستکاریوں کی نمائش بھی ہوگی اور انکی فروخت سے حاصل شدہ رقم انجمن کے اشاعت فنڈ میں دی جائے گی :

احمدی خواتین کی توجہ کے قابل

بیگم صاحبہ کرنل بشیر حسین صاحب خواتین احمدیہ کو یہ توجہ دلانا چاہتی ہیں کہ وہ ماہِ رمضان میں جلسہ سالانہ کے لئے بہت سی دستکاریاں تیار کریں تاکہ ان کی فروخت سے اشاعت اسلام کے کام میں مدد دی جاسکے جو ان کے لئے بڑے ثواب کا موجب ہوگا۔

اخبار احمدیہ

نماز تراویح

مرکزی جامع احمدیہ (واقعہ احمدیہ بلڈنگس لاہور) میں رمضان المبارک میں بعد نماز عشاء نماز تراویح ادا کی جاتی ہے (وقت ۷ سے ۸ بجے تک)، صبح کی نماز کے بعد حضرت امیر ایدہ اللہ قرآن کریم کا درس دیتے ہیں،

امتحان میں کامیابی اور عطیہ

—— کراچی سے میاں رحیم بخش صاحب لکھتے ہیں :—

"میں بڑی خوشی سے اطلاع دیتا ہوں کہ میری سب سے چھوٹی لڑکی عفت رحیم نے امسال کراچی یونیورسٹی سے ایم ایس سی کا امتحان فرسٹ ڈویژن میں پاس کیا ہے اس کامیابی کی خوشی میں مبلغ کچھ روپے ارسال خدمت ہیں جس سے ایک سال کے لئے کسی کو اخبار پیغام صلح جاری کیا جائے۔ والسلام

انگلستان سے کامیابی اور عطیہ

حیدرآباد سے جناب ظہور الدین صاحب انجنیر لکھتے ہیں — اللہ تعالیٰ کے فضل سے میرا بڑا فرزند برخوردار افتخار ۲۵ نومبر کو لندن سے حیدرآباد ۶ سال کے بعد واپس وطن آگیا ہے اور الیکٹرانک کمپیوٹر پروگرامنگ آئی سی ٹی کا کورس مکمل کر کے شادی کرانے آیا ہے انجمن کو دس روپے بطور عطیہ پیش ہیں۔ دعا کے لئے درخواست ہے۔ اللہ تعالیٰ اُسے بخیریت تمام نیک صالح رکھے۔

ضرورت رشتہ

ایک میٹرک پاس۔ احمدی گھرانے سے تعلق رکھنے والی شریف یتیم۔ نیک اور پابند صوم و صلوٰۃ لڑکی کے لئے موزوں رشتہ درکار ہے۔ رجلہ

شذرات

شاہین

سچّا خلیفہ کون ہے؟

خلیفہ صاحب ربوہ نے ۱۹۵۶ء میں اپنی جماعت کے آئندہ خلیفہ کے انتخاب کے لئے قواعد وضوابط مرتب کرتے ہوئے یہ فرمایا تھا کہ ایسا نہیں ہو سکتا کہ

(۱) "کوئی **ایک دو لفنگے** کھڑے ہو کر اور کسی کے ہاتھ پر بیعت کر کے یہ کہہ دیں کہ ہم نے خلیفہ مقرر ہو گیا"

(۲) "اگر ان لوگوں کے سوا چند اوباش مل کر کسی کی بیعت کر لیں تو نہ وہ لوگ مبائع کہلائیں گے اور نہ جس کی بیعت کی گئی ہے وہ خلیفہ کہلائے گا"

(تقریر جلسہ سالانہ ۱۹۵۶ء)

بلکہ آپ نے نہایت وضاحت سے فرمایا کہ سچا خلیفہ وہ ہو گا جس کا ساتھ جماعت کے **بڑے بڑے لوگ** دیں گے آپ نے فرمایا:-

"اگر جماعت کے چند بڑے آدمی جن کا جماعت میں رسوخ ہو کسی آدمی کی خلافت کا فیصلہ کریں تو .... سب مسلمانوں کا اجماع سمجھا جائے گا اور یہ ضروری نہیں ہو گا کہ دنیا کے سب مسلمان اکٹھے ہوں اور پھر فیصلہ کریں۔ اسی بناء پر میں نے خلافت کے متعلق مذکورہ بالا قاعدہ بنایا ہے جس پر پچھلے علماء بھی متفق ہیں پس وہ فیصلہ میرا نہیں بلکہ خلفاء محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اور صحابہ کرام کا ہے اور تمام علماء امت کا ہے جس میں حنفی، شافعی، وہابی سب شامل ہیں، وہ کہتے ہیں کہ بڑے آدمی سے مراد یہ ہے کہ جو بڑے بڑے کاموں پر مقرر ہوں، جیسے ہمارے ناظر ہیں، وکیل ہیں اور قرآن کریم میں جہاں کہیں بھی مومنوں کی جماعت کو مخاطب کیا گیا ہے وہاں مراد ایسے ہی لوگوں کی جماعت ہے نہ کہ ہر فرد بشر بلکہ مراد یہ ہے کہ ان کے **بڑے بڑے آدمی** ......" (تقریر جلسہ سالانہ ربوہ ۲۸ر دسمبر ۱۹۵۶ء)

خلیفہ صاحب مرحوم کے مندرجہ بالا ارشاد سے یہ واضح ہے کہ جماعت کے بڑے بڑے لوگ جس کے حق میں ہوں وہی صحیح اور سچا خلیفہ ہوتا ہے۔ اور عمائدین جماعت جس کے حق میں نہ ہوں وہ خلیفہ نہ ہی سچا ہے اور نہ ہی اس کا انتخاب صحیح کہلا سکتا ہے۔

لیکن اپنی اسی تقریر میں خلیفہ صاحب مرحوم خود یہ اعتراف بھی فرماتے ہیں کہ

"جب مجھے خلیفہ چنا گیا تھا تو سلسلہ کے بڑے بڑے لیڈر سارے مخالف ہو گئے تھے" (خلافت حقہ اسلامیہ ص)

حسین است در گریبانم!

مخالفت کا کام تو محض اعتراض برائے اعتراض ہے مگر ہم جب گہری نظر سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اقوال پر نظر ڈالتے ہیں تو دل کو ایک سرور، دماغ کو ایک فرحت اور نظر کو ایک ٹھنڈک محسوس ہوتی ہے۔ ہم یہ کیسے مان سکتے ہیں کہ حضور کو آئندہ کے متعلق سلسلہ کے حالات بتلائے گئے ہوں مگر یہ نہ بتلایا گیا ہو کہ ایک ایسا خلافتی نظام بھی نمودار ہو گا جو ایک طرف حضور کے سلسلہ اور دعوے کی بدنامی کا باعث ہو گا تو دوسری طرف کھڑ پینچ قسم کی گدی کو "خلافت حقہ اسلامیہ" کا نام دے کر قرآنی آیت "استخلاف" سے استہزا کرنے والا ہو گا حضور کو الہام ہوتا ہے:-

(۱) "**اخرج منه اليزيديون**"

قادیان میں یزیدی صفت لوگ پیدا کئے جائیں گے پھر قادیان کو پایۂ تخت خلافت سے ملتی بہت جلتی ہوتے الہام ہوتا ہے کہ یہاں ایک بلا پیدا ہو گی۔

(۲) "بلائے دمشق"

اور پھر خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر تیری عزت و احترام مدنظر نہ ہو تو یہ جگہ ہلاکت کے قابل ہو گی۔

(۳) "**لولا الاكرام لهلك المقام**"

آپ کو یقین تھا کہ جس طرح یزید کے مقابل پر باطل کے خلاف تنہا ایک قلیل تعداد (ستر کے قریب) کے ساتھ امام حسین علیہ السلام میدانِ کربلا میں آئے تھے اسی طرح احمدی حسینیوں کا ایک قافلہ محض حق وصداقت کی شمع روشن رکھنے کے لئے اپنی جان پر کھیل کر میدان میں نکلے گا اور یہ وہ قافلہ تھا جو امام حسین علیہ السلام کی سنت کو قائم کرتے ہوئے باطل خلافت کے مقابل پر ایک قلیل تعداد (ستر کے قریب) میں مولانا محمد علی رح کی قیادت میں محض اشاعت اسلام اور تجدید دین کے کام کو لے کر میدان میں نکلا۔ اور انہیں کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ

کربلائیست سیر ہر آنم
صد حسین است در گریبانم

کہ میرے دامن کے ساتھ سینکڑوں لوگ ایسے وابستہ ہیں جو وقت آنے پر "مرد از دست یزید" کی مثال قائم کرتے ہوئے اور امام حسینؓ کی سنت کو زندہ اور تابندہ رکھتے ہوئے جانی و مالی قربانیاں پیش کریں گے۔ اور اسی لئے ہم مجاہد کبیر حضرت مولینا محمد علی رح کو **"شہید"** کہتے میں حق بجانب ہیں کہ انہوں نے خدا تعالیٰ کے رستہ میں جہاد کرتے ہوئے اور ایک بلند مقصد کی تکمیل میں اپنی جان جان آفرین کے سپرد کی۔ اور جو عہد خدمتِ اسلام کا اور دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دستِ حق پرست پر کیا تھا اس پر تادم آخریں ثابت قدم رہے۔ اور اسی راہ میں اپنی جان دے دی

خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

بیان القرآن کا عکسی ایڈیشن

پیشگی رقوم ارسال کرنے والوں کے لئے خصوصی رعایت

انجمن حضرت مولینا محمد علی صاحب مرحوم ومغفور کی مایۂ ناز تفسیر قرآن مجید موسومہ بیان القرآن کے عکسی ایڈیشن کی طباعت کا اہتمام کر رہی ہے۔ اس پر مجموعی طور پر 40000.00 روپے خرچ ہوں گے۔ کوشش کی جا رہی ہے کہ تفسیر کی ضخامت 2200 صفحات سے گھٹا کر 1500 صفحات ہو جائے۔

آپ کو یہ سن کر خوشی ہو گی کہ بیان القرآن کی مکمل کتابت کے تمام اخراجات کے لئے مکرم ومحترم الحاج شیخ میاں فضل الرحمان صاحب ملتان نے 15000.00 روپے کا گرانقدر عطیہ مرحمت فرمایا ہے جس کے لئے ہم ان کے شکر گذار ہیں۔ بقیہ 25000.00 روپے کا بوجھ انجمن پر ہے، اگر آپ اس میں ذرا سا دستِ تعاون بڑھائیں تو اس بوجھ میں کافی حد تک کمی واقع ہو سکتی ہے۔ اس کا طریق یہ ہے کہ احباب بیان القرآن عکسی کی خرید کے لئے پیشگی رقوم ارسال کریں۔ ان پیشگی رقوم ارسال کرنے والوں کو انجمن 10.00 روپے فی سیٹ کی خصوصی رعایت دے گی۔ یعنے قسم اوّل 40.00 روپے کی بجائے 30.00 روپے ہیں۔ قسم دوم 30.00 روپے کی بجائے 20.00 روپے ہیں۔

ہماری اس اپیل پر اب تک ذیل کے احباب نے لبیک کہا ہے۔ اور پیشگی رقوم ادا کر دی گئی ہیں:-

گذشتہ میزان 10235.00

نام	رقم	نام	رقم
چوہدری خوشی محمد صاحب کراچی	20.00	عبدالرحمٰن صاحب غوری لاہور	40.00
بیگم فضل الرحمٰن صاحب "	10.00	شیخ مختار احمد صاحب وزیرآباد	10.00
چوہدری مسعود اختر صاحب لاہور	30.00	چوہدری سلطان علی صاحب ملتان	30.00
آفتاب عالم خان صاحب کویت	40.00	چوہدری غلام باری صاحب اوکاڑہ	30.00
ملک الہی بخش صاحب راولپنڈی	30.00	فاروق احمد صاحب ڈھاکہ	30.00
ڈاکٹر نذیر احمد صاحب کاغان	30.00	ایس عبیداللہ صاحب وزیرآباد	30.00
میاں عبدالحکیم صاحب جہلم	10.00	کل میزان	10575.00
چوہدری عبداللہ خان صاحب راولپنڈی	20.00		

اِھدِنَا الصِّرَاطَ المُستَقِیمَ حصولِ نبوّت کی دُعا نہیں

بلکہ انبیاءؑ اور مقبولانِ الٰہی کی معیّت و شفقت کے حصول کی دُعا ہے

نبی کریم صلعم تو نبی تھے انہیں حصول نبوّت کی دُعا کی ضرورت نہ تھی

نبوّت اور مجدّدیت دُعا اور کسب سے حاصل نہیں ہوتی

خطبہ جمعہ مؤرخہ یکم دسمبر ۱۹۶۷ء۔ فرمودہ حضرت امیر قوم مولینا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ۔ بمقام جامع احمدیہ۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور

ومن یطع اللہ والرسول فاولٰئک مع الذین انعم اللہ علیھم من النبیّین والصدیقین والشھداء والصّٰلحین و حسن اولٰئک رفیقاً۔ ذالک الفضل من اللہ۔ وکفیٰ باللہ علیماً (سورۃ النساء ۶۹-۷۰)

مقبولانِ الٰہی کی معیت کی خوشخبری

اس آیت میں مسلمانوں کو ایک خوشخبری دی گئی ہے وہ خوشخبری یہ ہے کہ اگر مسلمان خدا تعالےٰ کے احکام پر چلیں اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کی اتباع کریں۔ تو ان کے لئے بہت بڑا انعام ہے اس انعام کے متعلق فرمایا ذالک الفضل من اللہ۔ زمین و آسمان کے بادشاہ کی طرف سے انعام ملے گا۔ اور یہ بہت بڑا فضلِ الٰہی ہو گا۔ اور اس انعام کے دینے والا زمین و آسمان کا بادشاہ ہے وکفیٰ باللہ علیما۔ وہ لوگوں کے اخلاص کو دیکھ کر اُن کے صدق و صفا کو دیکھ کر اور ان کی دینداری کو دیکھ کر انکو اپنے فضل سے متمتع کرے گا۔ یہ بہت بڑا فضل اور انعام ہوگا۔ مقبولین خدا کی ان کو معیت حاصل ہو گی جن کو انبیاءؑ و شہداء اور صالحین کہتے ہیں۔

حضرت نبی کریم صلعم کی صراطِ مستقیم کے لئے دُعا

سب سے پہلی شخصیت جس نے اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم کی دعا مانگی تھی وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں وہ تو خود نبی تھے ظاہر ہے انہوں نے نبوّت کے حصول کے لئے دعا نہیں کی تھی۔ حضورؐ تو ان لوگوں کے رستہ پر چلنا چاہتے تھے جن پر خدا تعالےٰ نے انعام کئے۔ وہ کون لوگ ہیں فرمایا من یطع اللہ والرسول فاولٰئک مع الذین انعم اللہ علیھم من النبیّین والصدیقین والشھداء والصّٰلحین جو شخص احکامِ الٰہی کی متابعت کرے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کی پیروی کرے ان پر اللہ تعالےٰ وہ انعام نازل کرے گا جو انبیاء۔ صدیقین۔ شہداء اور صالحین کی جماعت پر انعام واکرام ہوئے۔

انبیائے کرامؑ پر انعام واکرام

دوسری جگہ ان انبیاءؑ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا واذکر فی الکتٰب موسیٰ۔ لوگوں کے سامنے حضرت موسیٰؑ کا ذکر کرو یہ بہت بڑا انسان تھا۔ انہٗ کان مخلصا وکان رسولاً نبیا۔ وہ ہر آزمائش سے پاک اور رسول اور نبی تھا۔ وجعلنا من رحمتنا اخاہ ھٰرون نبیا۔ ہم نے اپنی رحمت سے اُسکے بھائی حضرت ہارونؑ کو نبی بنایا واذکر فی الکتٰب اسمٰعیل۔ حضرت اسمٰعیلؑ کا ذکر کرو۔ انہٗ کان صادق الوعد وکان رسولاً نبیا۔ وہ وعدہ کا سچّا اور رسول نبی تھا۔ وکان عند ربہٖ مرضیا اور اپنے پروردگار کے ہاں پسندیدہ تھا۔ واذکر فی الکتٰب ادریس۔ حضرت ادریسؑ کا ذکر کرو انہٗ کان صدیقاً نبیا۔ وہ بڑا سچّا نبی تھا۔ و رفعنٰہ مکاناً علیا۔ اور ہم نے اس کو بلند مقام عطا فرمایا۔ ان سب کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا اولٰئک الذین انعم اللہ علیھم من النبیّین من ذریۃ اٰدم۔ وممن حملنا مع نوح ومن ذریۃ ابراھیم واسرائیل۔ وممن ھدینا واجتبینا۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کو اللہ تعالےٰ کی طرف سے انعامات نصیب ہوئے۔

حضور نبی کریمؐ، صحابہ کرامؓ اور امّتِ محمّدیہ کی دُعا

حضورؐ نے ان لوگوں کے رستہ پر چلنے کی دُعا کی تاکہ حضورؐ بھی مورد انعامات ہوں اور صحابہ کرامؓ نے اس مقصد کے لئے دعا کی اور امتِ محمّدیہ بھی اس کے لئے دُعا کرتی ہے۔ دُعا کرنے سے نبوت نہیں ملا کرتی۔ ان لوگوں کی خدمات کو خود خدا نے سراہا ہے۔ ان کی خدمات سے دنیا کو فائدہ پہنچا ہے۔ حضورؐ نے ان انعامات و برکات کے حصول کے لئے دعا کی ہے۔ حضورؐ تو نبی تھے ہی ان کو نبوّت کے حصول کے لئے دعا مانگنے کی حاجت نہ تھی رہے صحابہ کرامؓ وہ بھی یہ دعا مانگتے رہے مگر ان کو نبوّت حاصل نہ ہوئی۔

نبوّت اور مجدّدیت دُعا اور کسب سے حاصل نہیں ہوتی۔

اس لئے کہ نبوّت کے لئے نہ دُعا مانگی جاتی ہے اور نہ ہی دعا سے نبوّت حاصل ہوسکتی ہے اور نہ نبوّت کسب سے حاصل ہوسکتی ہے یہ تو موہبت الٰہی ہے۔ اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ۔ اسی طرح سے مجدّدیت بھی موہبت الٰہی ہے وہ دُعا کرنے سے نہیں حاصل ہوسکتی۔

صحابہ کرامؓ کی قربانیاں اور رضائے الٰہی کا حصول۔

حضرت ابوبکرؓ۔ حضرت عثمانؓ۔ حضرت عمرؓ۔ حضرت علیؓ۔ حضرت زبیرؓ۔ حضرت طلحہؓ، حضرت سعد بن وقاصؓ۔ حضرت سعدؓ بن عبادہ انہوں نے بھی یہی دعائیں مانگی تھیں۔ گر انہوں نے نبوّت کے لئے دعا مانگی تھی تو وہ بے کار گئی۔ ان کو خدا نے نبی نہیں بنایا۔ ان کے لئے تو فرمایا رضی اللہ عنھم۔ خدا ان سے خوش ہوگیا۔ اگر انہیں خدا کی رضا میسّر آگئی تو وہ سب کچھ پا گئے۔ معلوم ہوا کہ اس میں نہ نبی بننے کے لئے دعا ہے نہ صدیق شہید اور صالح بننے کی دعا ہے بلکہ ان لوگوں کی معیّت کے حصول کے لئے دُعا ہے جن پر خدا تعالےٰ کے فضل اُترے، انہوں نے راہ حیات میں بڑے بڑے مصائب برداشت کئے، ان کا عزم پہاڑوں سے زیادہ مضبوط تھا۔ سخت ترین مشکلات میں ان کے قدموں میں لغزش نہیں آئی، وہ دنیا کے لئے مثال تھے اور خدا کے لئے جان و مال انہوں نے قربان کر دیا۔

حضرت نبی کریم صلعم کا ولولہ شہادت اور آپؐ کے کنبہ کا جوشِ جہاد

خود حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ولولہ کا اظہار فرمایا انی لوددت ان اقتل فی سبیل اللہ ثم احیٰ ثم اقتل ثم احیٰ ثم اقتل میں چاہتا ہوں کہ میں خدا کی راہ میں قتل کیا جاؤں، پھر زندہ ہوں، پھر

قتل کر دیا جاؤں پھر زندہ ہوں۔ پھر قتل کر دیا جاؤں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ولولہ میں اس قدر صادق اور مصدوق تھے کہ اپنے گھر میں بھی یہی ولولہ پیدا کیا۔ آپؐ کے چچا حضرت حمزہ رضؓ شہید ہوئے وہ یقین کرتے تھے کہ ہر بات جو حضورؐ فرماتے ہیں وہ برحق ہے۔ چنانچہ حضرت حمزہ رضؓ اسی راہ میں جان دیتے ہیں۔ حضرت علیؓ تمام لڑائیوں میں شمشیر بکف رہے انہوں نے زخم کھائے اور پیچھے نہیں ہٹے معلوم ہوا کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جو جذبہ خدا کی راہ میں جان دینے کا تھا وہ ان کے کنبہ میں بھی موجود تھا اور اس پر [illegible] ہوا۔

ستر قاریوں کی شہادت اور انکا پیغام

یہی جذبہ صحابہؓ میں بھی موجود تھا۔ بئیر معونہ کے مقام پر ستر قاری شہید ہوئے۔ جنہوں نے ساری قوم کو ان الفاظ میں پیغام بھیجا بلغوا قومنا ہماری قوم کو ہمارا پیغام پہنچا دو کہ قد لقینا ربنا۔ ہم نے اپنے خدا کو پا لیا ہے رضی عنا۔ وہ ہم سے خوش ہو گیا ہے۔ ورضینا عنہ۔ اور ہم بھی بہت خوش ہیں۔ کہ اس کے راستہ میں ہماری جان گئی۔ اور ہم نے قرب الٰہی اور رضا الٰہی کا مقام پا لیا۔

ایک عورت کا جذبۂ جہاد

ایسے ہی ایک عورت کے تین بیٹے شہید ہو گئے۔ اس عورت کا نام خنساء تھا وہ کہتی ہے الحمد للہ الذی اکرمنی بشہادتہم خدا کا میرے اوپر احسان ہے کہ میرے بچوں کی شہادت کی وجہ سے میرے پر خدا کا فضل ہوا اور خدا نے میری تکریم کی۔

دعائے صراط مستقیم نبی بننے کیلئے نہیں بلکہ انبیاءؑ کی معیت و شفقت کی دعا ہے

غرض حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہؓ اھدنا الصراط المستقیم کی دعا اس لئے نہیں مانگتے تھے کہ خدا انہیں نبی بنائے بلکہ اس لئے یہ دعا مانگتے ہیں کہ خدا تعالےٰ انہیں انبیاء، صدیقوں، شہدا اور صالحین کا ایمان۔ صبر۔ استقامت۔ اخلاص اور عزم اور مصائب میں مقابلہ کی طاقت عطا فرمائے۔ النبیین میں تو حضورؐ خود بھی شامل ہیں۔ تمام انبیاء کرام کی معیت بہت بڑا انعام ہے اور دوسرا انعام جو ان کے لئے ہے وہ ہے وحسن اولٰئک رفیقا ان مقبولانِ الٰہی کی معیت کے علاوہ ان کی عظیم شفقت بھی حاصل ہوگی معیت و شفقت گرانقدر انعامات ہیں۔

سچے مومن کے لئے جناب الٰہی کی طرف سے انعامات اور فضل

فرمایا ذالک الفضل من اللہ۔ وہ مومن جو احکام الٰہی کی اطاعت کریں گے اور رسول کریمؐ کے ارشادات کی اتباع کریں گے ان کے لئے جو انعامات ہیں وہ جناب الٰہی کی طرف سے فضل ہے اور تمام لوگ یاد رکھ لو وکفٰی باللہ علیما۔ تمہاری نیات اور تمہارے اعمال اور تمہارے اخلاق کے متعلق خدا کا علم نہایت باریک ہے وہ دیکھتا ہے کہ کون اس کے فضل کا مستحق ہے۔ وہ تمہارے ارادوں کو جانتا ہے۔ ارادوں میں پاکیزگی ہو تو خدا انسان پر فضل کرتا ہے۔

پنجوقتہ نماز سے رُوحانی پاکیزگی

نماز روحانی طہارت ہے۔ اس کے لئے فرمایا کہ جس طرح جسمانی نہر میں پانچ وقت غسل کرنے سے جسم پر کوئی میل نہیں رہ جاتی اسی طرح پانچ وقت نماز پڑھنے سے رُوح کو پاک و صاف ہونا چاہیئے۔ اور حسد، بغض، مکاری دغابازی۔ چوری ختم ہونی چاہیئے۔ اگر یہ اوصاف پیدا نہیں ہوتے تو نماز فضول ہے۔ روزہ محض بھوک ہے۔ حج قبول نہیں ہوتا۔ خدا کی نگاہ بڑی باریک ہے وکفٰی باللہ علیما وہ بڑے علم والا ہے۔

فرمایا یہ انعام اور برکات اس کے لئے ہیں من یطع اللہ والرسول۔ جو خدا تعالےٰ کے احکام کی پابندی کرتے ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کی اتباع کرتے ہیں۔

رسول کریم صلعم سے محبت کرنے والے کو آپؐ کی معیت میسر آئے گی

ثوبان حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک خادم ہے حضور صلعم نے اس کی گردن چھڑائی تھی۔ وہ بعد ازاں حضور صلعم کا خادم ہو گیا۔ اور حضور کا عاشق ہو گیا۔ وہ کسی وقت حضورؐ سے علیحدہ ہونا پسند نہیں کرتا تھا۔ ہر وقت یہی چاہتا تھا کہ حضور کا قمر جیسا چہرہ میرے سامنے رہے اور ہر وقت اس نور کی شعاعیں جذب کرتا رہوں۔ اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی کہ جنت میں حضورؐ ان درجات پر ہوں گے جہاں انبیاء تشریف فرما ہوں گے اور میں غلاموں میں بیٹھا ہوں گا اس بات کا تصور کرتے ہوئے میری تو جان نکل جاتی ہے یہ دوری میرے لئے ناقابلِ برداشت ہوگی۔ حضورؐ نے فرمایا المرء مع من احب۔ یعنی درجات کے مختلف ہونے کے باوجود معیت حاصل ہو سکتی ہے جس طرح دنیا میں اُمتیوں کو نبی کی معیت حاصل رہی ہے اسی طرح جنت میں بھی معیت نصیب ہوگی۔

نبی کو کامیابی نصرت الٰہی اور ساتھیوں کے زورِ بازو سے حاصل ہوتی ہے

نبی کے لئے ضروری ہے کہ اس کے ساتھی بھی ہوں جو اس پر اپنی جان و مال قربان کر دیں۔ بغیر اس کے نبی کچھ نہیں کر سکتا۔ حضرت عیسٰیؑ یقیناً یقیناً ایک عظیم الشان نبی تھے مگر ان کو جماعت اچھی نہ ملی اس لئے وہ ناکام رہے۔ حضرت موسٰیؑ بڑے جلال کے پیغمبر تھے۔ ان کا بڑا عزم اور حوصلہ تھا لیکن ان کو جماعت اچھی نہیں ملی۔ جب انہوں نے اپنی قوم کو کہا کہ خدا کا وعدہ ہے کہ ارض شام کو ہم فتح کریں گے اس لئے تم اس ملک پر چڑھائی کرو تو قوم کے لوگ کہنے لگے کہ یہ پیشگوئی کرنے والا خدا ہے اور آپ پر پیشگوئی اتری ہے لہذا تم اور تمہارا خدا جاؤ۔ ملک شام کو فتح کرو فاذھب انت وربک فقاتلا انا ھٰھنا قاعدون اور جب آپ فتح کر لیں گے تو ہم بھی پیچھے رہنے والے نہیں۔ ہم بھی وہاں پہنچ جائیں گے۔ اس کے مقابلہ پر ۔۔۔۔۔۔۔۔ ۔۔۔۔ خدا نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بے نظیر قوم عطا فرمائی۔ وہ کہتے تھے یا رسول اللہ۔ ہم آپ کے حکم سے سمندر میں گھس جائیں گے پہاڑوں کو چیر جائیں گے حضورؐ کے ساتھی آپ کا پورا ساتھ دیتے تھے۔ انکی شان میں فرمایا ھو الذی ایدک بنصرہٖ وبالمؤمنین۔ خدا نے آپ کی نصرت کی اور اس کے ساتھ ہی مومنین کے زورِ بازو سے بھی آپ کی نصرت ہوئی۔

نبی کریم صلعم اور اُمت کو مقبولانِ الٰہی کی معیت و شفقت

غرض اس آیت میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قوم کے لئے بڑی خوشخبری دی ہے کہ ان کو مقبولانِ الٰہی کی صحبت نصیب ہوگی اور وہ نہایت ہی خوبی بھری صحبت ہوگی اور مقبولان خدا کے دلوں میں عظیم شفقت ہوگی ان تمام برکات سے اُمت کے لوگ متمتع ہوں گے۔

پہاڑوں سے مضبوط ایمان والے ساتھی

حضور صلعم پر بے سرو سامانی کا عالم ہے۔ یتیم ہیں۔ خدا نے آپ کو چن لیا ہے۔ آپؐ کے اندر بڑا دل ہے بڑی مضبوطی ہے فرماتے ہیں فی امتی رجال الایمان اثبت فی قلوبھم من الجبال الرواسی میری اُمت کے اندر رجال پیدا ہوں گے ان کے ایمان پہاڑوں سے زیادہ مضبوط ہوں گے۔ اگر انکا ایمان کی یہ حالت ہے تو حضرت نبی کریم صلعم، حضرت ابوبکر رضؓ اور حضرت عمر رضؓ کے ایمان کا اندازہ اس سے لگایئے۔

مخلصانہ اطاعت خدا و رسول سے ہر شخص انعام پا سکتا ہے

اس آیت میں تمام مسلمانوں کے لئے خوشخبری ہے کہ خدا ہر شخص کو انعام دے سکتا ہے بشرطیکہ اس انسان میں اخلاص ہو، وہ احکامِ الٰہی کی اطاعت کرتا ہو، ارشادات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرتا ہو، اور ہمیں اخلاص سکھلانے کیلئے فرمایا وکفٰی باللہ علیما۔ وکان اللہ علیکم رقیبا۔ خدا جاننے والا اور دیکھنے والا ہے۔ اس کو مدِ نظر رکھو، نماز پڑھو، روزہ رکھو حج کرو۔ زکوٰۃ دو، یہ سب کچھ دکھاوے اور نمائش کے لئے نہیں بلکہ رضاء الٰہی کے حاصل کرنے کے لئے ہو۔ کسی انسان کو موقع نہ دو کہ وہ تمہارا محاسبہ کرے اور مطالبہ کرے کہ تم زکوٰۃ دو تم خود جانتے ہو کہ تم نے سال بھر میں کتنا روپیہ کمایا ہے۔ خدا دیکھتا اور جانتا ہے کہ تم کس نیت سے کام کر رہے ہو، وہ تمہاری تمام چالاکیوں سے واقف ہے پھر کون اس سے پردہ رکھ سکتا ہے۔

یہ وعظ حضرت نبی کریم صلعم نے قوم کو کیا۔ کہ خدا کو راضی کرنے کے لئے مرد اور عورتوں کو اخلاص بھری اور پاکیزہ زندگی گذارنی چاہیئے یہ عام صدا ہے اور عام اعلان ہے یہ قوم کو بلند کرنے کا نسخہ ہے

مصائب زدہ دوستوں اور بیمار احباب کے لئے دعا

کچھ لوگ ایسے مصائب کا شکار ہیں کہ خدا کے سوا ان کو کوئی تسلی اور امداد دینے والا نہیں، اگر خدا پر ایمان ہو تو انسان یقیناً بڑی بڑی مشکلات سے رہائی پا سکتا ہے ان سب کے لئے درد دل سے دعا کریں۔ مجھے ایک خط آیا ہے لکھتے ہیں کہ ہماری مشکلات بہت سخت ہیں ہمارے لئے دعا کی جائے۔ کل مجھے کرنل سید بشیر حسین صاحب سے ملاقات کرنے کا موقعہ ملا۔ وہ لیٹے ہوئے تھے میں حیران رہ گیا ان کے اردگرد عزیز و اقارب تھے میں نے پوچھا کیا بات ہے انہوں نے کہا شکار کو گیا تھا بیمار ہو گیا ہوں سینے میں درد ہے کرنل صاحب بڑے قیمتی انسان ہیں ان کے والد بڑے قیمتی بزرگ تھے۔ ان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

جناب مرزا ناصر احمد صاحب کے نام

چوہدری محمد حسن چیمہ صاحب ایڈووکیٹ گجرات

آپ نہایت ہی نازک دور میں جب کہ تاریخ نے انسان کو ایک خطرناک موڑ پر لا کھڑا کیا ہے۔ آپ کو اس مسند پر بٹھا دیا گیا ہے جو دنیا بھر میں ایک منفرد حیثیت رکھتی ہے۔ جہاں آپ کو ایک ایسی جماعت کی سیادت حاصل ہو گئی ہے، جس کا یہ دعویٰ ہے کہ اس کی تشکیل براہ راست خدا تعالیٰ کے حکم سے ہوئی ہے۔ ایسے حالات میں مناسب ہوگا کہ آپ خالی الذہن ہو کر ایک دفعہ حالات کا ایک جائزہ لیں اور پھر زندگی کے اس مقدس سفر میں جماعت کی رہبری کا فرض سرانجام دینے لگ جائیں۔

بانیٔ احمدیت کا زمانہ

حضرت بانی تحریک احمدیت کا زمانہ ایک تحریک ساز و ہنگامہ خیز اور انقلاب انگیز زمانہ تھا۔ اس کے اور اس کے مخالفین کے درمیان دن رات معرکہ آرائیاں ہوتی رہتی تھیں وہ بیک وقت دنیا کی تمام تہذیبوں اور مذہبوں سے نبرد آزما تھا۔ اسے ایک قوم مسلم کی بھی اصلاح کرنی تھی جو زوال اور انحطاط کی اتھاہ گہرائیوں میں گری جا رہی تھی۔ اور دیگر اقوام عالم کے نظریات کو بھی صداقت اور حقیقت کی کسوٹی پر پرکھ کر غلط ثابت کرنا تھا۔ اور پھر انہیں راہ راست پر لانا تھا۔ اس کی ہمدردیاں عالمگیر تھیں اور تمام انسانیت پر محیط تھیں۔ اسلام کی فوقیت ثابت کرنے کے لئے اس کا قلم پچیس تیس سال تک پیہم چلتا رہا۔ جس کی وجہ سے علم کا ایک بڑا ذخیرہ تشنگان معرفت الٰہی کی سیرابی کے لئے معرض وجود میں آ گیا۔ اس کی تصنیفات کا مقابلہ حجم اور افادیت کے لحاظ سے اس کے معاصرین میں سے کسی سے نہ ہو سکا۔ وہ خود ایک مثالی مسلمان تھا اور اس لئے مسلمانوں میں صحیح اسلامی روح پیدا کرنے کی مساعی میں وعظ بھی کہتا رہا اور عمل بھی کر کے دکھاتا رہا۔ وہ مسلمانوں کو اتفاق و اتحاد کی مسلسل دعوت دیتا رہا۔ اور کلمہ گوؤں کی تکفیر کو اسلام کا سب سے بڑا فتنہ قرار دیتا رہا۔ جب اس پر کفر کے فتاوے لگنے لگے تو اس نے جواب میں کلمہ طیبہ کو سب سے بڑی مدافعت گردانا وہ کہتا رہا کہ میں مسلمانوں کا ذبیحہ کھاتا ہوں۔ اسی قبلہ کو کعبہ سمجھتا ہوں۔ جو عوام کا مرکز ہے۔ اور اسی طرز پر نمازیں پڑھتا ہوں جس طرح جمہور اسلام پڑھتے ہیں۔ وہ باطل پر حملے بھی کرتا رہا۔ اور اپنی مدافعت بھی کرتا رہا۔ حتیٰ کہ اسی راہ حق میں وہ جہاد کرتا ہوا اپنے مولا سے جا ملا۔

مولانا نور الدین صاحبؓ کا دور

حضرت مولانا نور الدین صاحبؓ کی خلافت کا دور تحریک احمدیت کی مقبولیت کا زمانہ تھا۔ خواجہ کمال الدین صاحبؒ کی تقریروں نے مسلمانانِ ہند کے قلوب میں تحریک احمدیہ کے لئے محبت اور عقیدت کی ایک لہر دوڑا دی تھی۔ تعلیمیافتہ طبقہ احمدیت کی تبلیغی مساعی سے بڑا متاثر ہو رہا تھا۔

ہندوستان کے اکثر شہروں میں خواجہ صاحبؒ نے اپنے لیکچروں میں اسلامی تعلیمات کی ہمہ گیری بیان کر کے اور دوسرے مذاہب کے فلسفیانہ نظریات پر کاری ضربیں لگا کر تحریک احمدیت کے لئے ایک سازگار فضا پیدا کر دی تھی۔ اس وقت تک فتنۂ تکفیر کی بیماری سے احمدیت محفوظ تھی۔ احمدیوں نے کبھی کسی مسلمان کو کافر نہیں کہا تھا۔ انہی دنوں میں مولانا ظفر علی خان ایسا معاند احمدیت ووکنگ مسجد میں ہماری نمازوں میں شامل ہوا، اور یہ وہی ایام تھے، جبکہ مولانا شبلی مرحوم نے تمام مسلمانوں سے مایوس ہو کر بے اختیار احمدی مبلغین کے متعلق یوں کہہ دیا ؎

کافل اس فرقۂ زہاد سے اٹھا نہ کوئی
کچھ ہوئے تو یہی رندانِ قدح خوار ہوئے

غالباً یہ وہی بابرکت زمانہ تھا جب کہ آپ کے والد صاحب (مرزا بشیر الدین محمود احمد) کو حج بیت اللہ شریف کرنے کی سعادت نصیب ہوئی، اور انہوں نے مسجد حرام میں مسلمانوں کے عوام کے ساتھ شانہ بشانہ کھڑے ہو کر غیر احمدی امام کی اقتداء میں نماز ادا کرنے کی توفیق پائی اور اسی مقدس زمانہ میں آپ کے والد صاحب نے ختم نبوت پر ایک ایسا مدلل و دلآویز اور شاندار مضمون لکھا۔ جو کہ رسالہ تشحیذ الاذہان میں مندرج ہے جس کو خود مولانا محمد علی صاحب نے پرشکوہ الفاظ میں خراج تحسین ادا کیا۔ ختم نبوت پر یہ مضمون اب بھی منفرد ہے۔

مرزا بشیر الدین محمود احمد کا زمانہ

افسوس کہ آپ کے والد صاحب کی خلافت کا زمانہ تمکین فی الدین کا زمانہ نہ تھا۔ بلکہ جنگ و جدال، مخاصمت مزاحمت، فتنوں، جھگڑوں اور فسادوں کا دور تھا جس میں تفسیق و تضلیل، تکفیر اور تفریق کو خوب ہوا دی گئی۔ یہ ایک مہیب اور بھیانک وقت تھا۔

آپ کے والد صاحب نے بیک جنبش قلم ساٹھ کروڑ مسلمانانِ عالم کو دائرہ اسلام سے خارج کر کے تحریک احمدیت کو داغدار کرنا شروع کر دیا۔ جو در حقیقت اسلام کی شکل کو مسخ کرنے کی ایک ناپاک کوشش تھی، اور ایک نئے دین کی داغ بیل ڈالنے کی مذموم سعی۔ کروڑوں دلوں کو زخمی کیا جانے لگا۔ اور تمام عالم اسلامی میں نفرت کی صدا ذل سے فضا مسموم کر دی گئی۔ اگر اسلام بھی عیسائیت کی طرح بے جان سا مذہب ہوتا۔ تو پولوس کی طرح آپ کے باوا جان بھی اسلام کی ہیئت تبدیل کرنے میں ضرور کامیاب ہو جاتے۔ مگر اسلام کی جڑیں بہت گہری تھیں وہ آسانی سے کبھی اکھیڑی نہ جا سکتی تھیں، اسلام کی عظیم الشان عمارت کا انہدام کوئی آسان کام نہ تھا مسلمانان عالم میں ایک ارتعاش ضرور پیدا ہوا۔ آپ کے باوا جان نے ختم نبوت کے فولادی اور نہایت ہی مضبوط عقیدہ پر بھرپور ضربیں لگانی شروع کر دیں جس سے خوابیدہ مسلمان بیدار ہو گیا۔ پھر شمع نبوت کے اردگرد ہزاروں پروانے جمع ہو گئے۔ اور سوئی ہوئی ملت نے کروٹ بدلی۔ وہ اٹھ کھڑی ہوئی، اور نیند سے آنکھیں کھول کر غارت گرانِ قادیان کو گھورنے لگی۔ پھر ایک ایسا معرکہ کارزار شروع ہو گیا جس میں تمام تعمیری اور تبلیغی مساعی اکارت ہو کر رہ گئیں۔ احمدیت دو حصوں میں تقسیم ہو گئی اور اہل دانش کا قیمتی وقت ناحق ضائع ہوتا رہا۔

اسلام کی تنظیم

بہنگام صبح جبکہ دنیا خواب استراحت میں سوئی ہوئی ہوتی ہے اسلام کا مؤذن مسجد کے بلند مینار پر کھڑے ہو کر بڑے دھڑلے سے زوردار گرج کے ساتھ اعلان کرتا ہے کہ

اشھد ان لا الٰہ الا اللہ ط
واشھد ان محمد رسول اللہ ط

یعنی میں توحید الٰہی کی برملا شہادت دیتا ہوں۔ اور اسی جوش و شوق سے رسالت محمدیہ کی بھی شہادت دیتا ہوں۔ بالفاظ دیگر وہ کہتا ہے کہ میرا خدا ایک ہے اور نبیٔ وقت صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں۔ یہ آواز خاموش فضاؤں میں اثر کی ایک مہک پھیلا دیتی ہے مسلمان اذان کی آواز سے بیدار ہو کر گروہ در گروہ اپنے اپنے محلہ کی مساجد میں جمع ہو جاتے ہیں۔ وہاں جب نماز کے لئے صفیں کھڑی ہو جاتی ہیں۔ تو پھر وہی مؤذن ایک دفعہ اور اذان کے الفاظ کو تکبیر کے رنگ میں دہرا دیتا ہے تاکہ مسجد کے اندر جمع شدہ مسلمانوں کے قلوب میں توحید و رسالت محمدیہ کے ایک دفعہ اور نقوش ثبت ہو جائیں۔ یوں اسلام کے مؤذن نے عوام میں بھی اور خواص میں بھی توحید اور رسالت محمدی پر گواہی دے دی۔ پھر نماز شروع ہو جاتی ہے اور امام بلند آواز سے قرآن کریم کے کسی حصہ کی تلاوت کرتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی کبریائی، اس کی عظمت اور اس کے علو کا اقرار کرتا ہوا جماعت کو کبھی رکوع میں، کبھی سجدہ میں لے جاتا ہے پھر بالآخر دو زانو بیٹھ کر تمام نمازی التحیات دل ہی دل میں پڑھنے لگ جاتے ہیں۔ اس پوزیشن میں بھی یعنی جلوت سے نکل کر خلوت میں بھی وہ اپنے خدا کے حضور اپنی ضمیر کی حقی پکار سے ایک دفعہ اور توحید اور رسالت محمدیہ کی شہادت ادا کر دیتے ہیں جس طرح صبح کی نماز میں ہوتا ہے۔ اسی طرح مگر تعداد میں کہیں زیادہ ظہر کی نماز میں اس تشہد کو دہرایا جاتا ہے۔ عصر کی نماز میں صبح کی نماز کی طرح اسی شہادت کا تکرار ہوتا ہے۔ پھر مغرب میں اس سے

زیادہ، اور عشاء کی نمازیں ہیں سے کہیں زیادہ اس اہم شہادت کو بار بار دہرانے کا انتظام ہے۔ اور پھر بے شمار نوافل ہیں جن میں نماز تہجد بھی ہے۔ جب مسلمان تنہائی خاموشی اور خلوت میں بار بار اس شہادت کا نہایت دلسوزی سے اعادہ کرتے رسالت محمدیہ کا دلکش منظر اپنے دل کی آنکھوں کے سامنے رکھ لیتے ہیں۔ اور یہ نظارہ دنیا کے تمام ملکوں میں شہر بہ شہر، قریہ بہ قریہ تمام عالم اسلامی میں پیش کیا جاتا ہے گویا قوم مسلم کا اشہد ان محمد عبدہ و رسولہ ایک عالمگیر ورد کی حیثیت رکھتا ہے

اس زبردست تنظیم کی موجودگی میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی اور نئے نبی کے ظہور کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ اگر نیا نبی بنانا ہے۔ تو دین اسلام کی ہیئت بدل دو، اذان کی اقتداء بدل دو، پھر آہستہ آہستہ قبلہ کعبہ کی سمت بدل دو۔ خود ربوی حضرات بھی اسلام کی اس تنظیم پر پوری طرح عمل پیرا ہونے پر مجبور ہیں۔ [illegible] ختم نبوت کا حصار بڑا مضبوط ہے۔ ہاں نجی [illegible] تنظیم اسلامی سے فارغ ہو کر منصوبہ بندیاں کی جاسکتی ہیں، قیل وقال اور جنگ و جدال کی محفلیں بھی قائم ہو سکتی ہیں۔ مگر اس سے تو صرف بیت عنکبوت تعمیر ہوتا ہے جو ہوا کے ایک جھونکے سے اڑ جاتا ہے۔ ربوی حضرات کے قول و فعل کا یہ تضاد بڑا ہی حیرت انگیز اور مضحکہ خیز ہے۔ قانون انقلاب اسلام نے ختم نبوت کا تحفظ تعامل میں لا کر اسے ہر قسم کی گزند سے بالاتر کر دیا ہے۔ ہمارے مقتدر مخاطب! یہ وہ اسلامی شعائر ہیں۔ جن پر آپ کے والد مکرم کو بھی مجبوراً عمل کرنا پڑا۔ اور آپ خود بھی اس پر عمل کر رہے ہیں۔ اور آپ کے مبائعین بھی اس پر عمل پیرا ہیں۔ اس لئے اسلام کے اندر نہ تو کسی سابقہ نبی اور نہ ہی نئے نبی کی گنجائش نکالی جاسکتی ہے۔ پھر اسلام کی تنظیم کا ایک اور پہلو دیکھئے۔ قرآن کریم اسی طرح جوں کا توں چلا آرہا ہے۔ اس کی حفاظت کا ذمہ بھی خود خدا نے لیا ہوا ہے۔ اسلامی شریعت بھی جوں کی توں ہے نہ کتاب میں کوئی اضافہ ہو سکتا ہے۔ اور نہ ہی شریعت میں کوئی تغیر و تبدل۔ پھر یہاں نبوت کے رنگ میں نئی [illegible] بالکل ناممکن الحصول ہے۔

تکفیر کی ممانعت

حضور علیہ السلام نے کلمہ گوؤں کی تکفیر کو [illegible] قرار دیا ہے۔ [illegible] فرمایا ہے کہ کفر خود مکفر پر جا پڑتا ہے۔ [illegible] مسلمانوں کو متنبہ کر دیا ہے۔ کہ کسی شخص کے اندر اگر [illegible] اسلام کا کوئی [illegible] سا بھی نشان دیکھیں تو اسے کبھی اسلام سے خارج کرنے کی معصیت نہ کریں۔ یہاں تک کہ آپ نے کہ اگر کوئی السلام علیکم کہہ کر پکارے تو اسے مسلمان تسلیم کرنے میں قطعاً پس و پیش نہ کریں۔ ایک انسان کو صرف اس کی طرز عبادت بلکہ محض طریقہ ادائیگی صلوٰۃ ہی [illegible] مسلمان قرار دے [illegible] اس کا قبلہ رو کھڑے ہو کر نماز ادا کرنا ہی اسے مسلمان کہلانے کا حقدار قرار دے دیتا ہے۔ ساتھ ہی اگر وہ تمہارا ذبیحہ کھاتا ہے۔ اور خود کو مسلمان ظاہر کر کے تمہارے

ذبیحہ کھاتا ہے۔ تو یہ تمہاری نظروں میں اس کے مسلمان ہونے کا کافی ثبوت ہے۔ اسلام کے ان ارشادات اور انتظامات کی موجودگی میں نہ تو کسی نئی نبوت کا ظہور ہو سکتا ہے اور نہ سابقہ نبوت کا کوئی پیرو اسلام سے خارج ہو سکتا ہے۔ اسلام خود مکمل ہے۔ اس کی شریعت مکمل ہے۔ اس کی نبوت کامل ہے۔ اب قیامت تک یہی دین رہے گا۔ یہی شریعت رہے گی۔ اسی نبوت کا ڈنکا اکناف عالم میں بجتا رہے گا!

مرزا بشیر الدین محمود کی جسارت

ہوا یوں کہ ایک صبح جب آپ کے والد صاحب نیند سے بیدار ہوئے۔ تو اچانک ان کے دماغ میں یہ لہر اٹھی۔ کہ تمام کلمہ گوؤں کو محض احمدیت قبول نہ کرنے کی وجہ سے دائرہ اسلام سے خارج کر دینا چاہئے۔ اور مسلمانوں کی کروڑوں کی تعداد کو ہزاروں میں تبدیل کر کے ایک نیا کارنامہ سرانجام دے دینا چاہئے جس کا صغریٰ اور کبریٰ انہوں نے یوں قائم کیا کہ حضرت مرزا صاحب نبی وقت ہیں۔ بالکل اسی طرح جس طرح محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نبی تھے۔ گویا زمانہ کا نبی اب سرزمین قادیان سے ظاہر ہو چکا ہے۔ مکی اور مدنی نبوت داستان پارینہ بن چکی ہے۔ جو کوئی اس نئی نبوت کا انکار کرے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ اور نہ ہی اس کا جنازہ پڑھنا جائز ہے۔ اور نہ ہی اس سے تعلق مناکحت روا۔ اس کی اقتداء میں نمازیں ناجائز ہیں۔ اس کی اولاد بھی غیر مسلم قرار دی گئی۔

اب ظاہر ہے۔ کہ مرزا صاحبؑ کو نبی ماننے والے تو صرف چند ربوی حضرات ہی ہیں۔ باقی سب کلمہ گو شریعت اسلامی کو آخری شریعت، اور نبوت محمدیہ کو آخری نبوت اور قرآن کریم کو آخری کتاب الٰہی ماننے کے باوجود، مرزا محمود احمد صاحب کے ایک اشارہ ابرو سے دائرہ اسلام سے خارج ہو گئے۔ ان کا کلمہ گو ہونا ان کے کچھ کام نہ آیا۔ حالانکہ کسی کا خود کو ہندو کہہ کر پکارنا اس کے ہندو ہونے کی سند ہے۔ عیسائی بھی اگر خود کو عیسائی کہے تو وہ عیسائی سمجھا جا سکتا ہے۔ یہودی کو آپ اس کی یہودیت سے خارج نہیں کر سکتے۔ مگر وائے برحال ما کہ مسلمان کا اب خود کو مسلمان کہلانا کچھ کام نہیں آ سکتا اب یہ مرزا بشیر الدین محمود احمد اور اس کے متبعین کو حق مل گیا ہے کہ جسے چاہیں مسلمان قرار دیں۔ اور جس کو چاہیں اسلام سے خارج کر دیں۔

دو آزمائشیں

ہم نے اوپر وضاحت سے بیان کر دیا ہے کہ آپ کی جماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب نبی ہیں۔ بالکل اسی طرح جس طرح شریعت موسویہ میں انبیاء علیہم السلام نبی ہوتے رہے ہیں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ طریقہ حصول نبوت جناب مرزا صاحبؑ کا دوسروں سے مختلف ہے۔ ورنہ نفس نبوت میں کچھ فرق نہیں۔ اسی طرح آپ کے نزدیک حضرت مرزا صاحبؑ کا انکار بھی کفر ہے جس طرح دیگر انبیاءؑ کا انکار

کفر ہے۔ اور ان کا منکر دائرہ اسلام سے خارج تصور ہونا چاہیئے۔ ہم نے اوپر بیان کر دیا ہے کہ اسلام کا ڈھانچہ ہی خدا تعالیٰ کی طرف سے ایسا بنایا گیا ہے۔ اور اس کی تنظیم ہی ایک ایسے نہج پر تشکیل کر دی گئی ہے کہ وہاں حضرت محمد رسول اللہ صلعم کی نبوت اور رسالت کے بعد کوئی آئندہ نبوت اور رسالت معرض وجود میں آ ہی نہیں سکتی۔ کسی طالع آزما کے لئے یہاں مہم جوئی کی کوئی گنجائش نہیں۔ لیکن قدرت نے تاریخی طور پر بھی، اور واقعات کے رنگ میں بھی اجرائے نبوت کے باطل عقیدہ کو آزمائش کی چکی میں ڈال کر اسے ایسا پیس دیا ہے کہ گویا اسے ریزہ ریزہ کر کے کثیباً مہیلاً کر دیا ہے۔

ایک آزمائش اس وقت منظر عام پر آئی۔ جبکہ مسلمانوں کو ہندوؤں ایسی مکار اور انگریزوں ایسی عیار قوموں کے مقابل پر مجتمع ہو کر کھڑا ہونا پڑا۔ قائد اعظم نے مسلمانوں کے منتشر اجزاء کو ایک قوم کے رشتہ میں منسلک کر کے ایک مضبوط طاقت جسے بنیان مرصوص کہا جا سکتا ہے بنا دیا۔ اور پہلی دفعہ ہندوستان میں چشم فلک نے یہ نظارہ دیکھا کہ تمام فرقے، تمام گروہ، اور تمام جماعتیں اسلام کے جھنڈے کے نیچے جمع ہو گئی ہیں اور دوست دشمن تسلیم کر لیا ہے کہ تمام کلمہ گو مسلمان ہی ہیں۔ اسلام کی فوج کے سچے سپاہی ہیں۔ اور قائد اعظم انکے سپہ سالار ہیں۔ اس فوج ظفر موج میں علماء، فضلاء، صوفیاء، اتقیاء، حکماء، مومنین، قانتین، صابرین، مجاہدین، اور تعلیم یافتہ نوجوان اور قدیم مکاتب سب کے بلند آہنگ متعلمین اللہ اکبر کے نعرے لگاتے ہوئے میدان عمل میں اسلام کے علمبردار بن کر اتر آئے۔ اس مقدس جنگ میں مختلف فرقوں کی کوئی تمیز نہ تھی۔ جب سول نافرمانی کا آغاز ہوا۔ تو مسلم لیگ کے جانثار رضاکاروں نے چند دنوں میں ملک کی تمام جیلوں کو بھر دیا اسلام کے تمام فرقوں سے متعلق تھے۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ جب لیگ کی جنگ آزادی کے لئے یہی قید و بند کا سلسلہ شروع ہوا اور ہمارا قافلہ تو گجرات کی سب جیل میں ایک عام جلسہ میں گرفتاری سے قبل جب میری تقریر ہوئی۔ تو حاضرین میں سے کوئی ایسی آنکھ نہ تھی، جو پرنم نہ ہوئی ہو۔ اور مقرر اور حاضرین سب آپس میں بھائی بھائی تھے اور اسلام کے نام لیوا۔ اور پھر جب جیل میں یہ اطلاع پہنچی۔ کہ ایک رضاکار کو پولیس نے جان سے مار دیا ہے۔ تو جیل میں اضطراب کی لہر دوڑ گئی وہاں آناً فاناً ایک جلسہ کیا گیا۔ تو اس وقت بھی بندہ ہی نے قیدیوں کو مخاطب کر کے پولیس کے خلاف صرف [illegible] بلند کی تھی اور جو کچھ کہا دل کی گہرائیوں میں اترتا گیا [illegible] ہماری کیفیت بھی اس وقت علامہ اقبال کے [illegible] کے مطابق تھی۔ جو صرف مسلمانوں کے قلوب میں ہی پیدا ہو سکتی ہے۔ وہاں سب مسلمان تھے۔ سب ایک دوسرے کے جاں نثار تھے۔ کلمہ کے بندھن میں

بند ہوئے تھے - ایک ہی منزل کے راہی تھے اور سب سے پہلے مسلمان تھے اور پھر کچھ اور - وہ شعر یہ ہیں :-

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے
پر نہیں طاقتِ پرواز مگر رکھتی ہے
قدسی الاصل ہے، رفعت پہ نظر رکھتی ہے
خاک سے اٹھتی ہے گردوں پہ گزر رکھتی ہے
عشق تھا فتنہ گر و سرکش و چالاک مرا
آسماں چیر گیا نالۂ بیباک مرا

جس کا نتیجہ ہوا کہ سانحین زار زار چیخیں مار مار کر رو رہے تھے - اس مجمع میں ہمارے مکفّر علماء صاحبان بھی بکثرت موجود تھے - جن کو میں محبت کی نگاہ سے دیکھ رہا تھا - اور ان کی پیار بھری نگاہیں مجھ پر پڑ رہی تھیں یقیناً اس وقت میں بھی، اور وہ بھی ایک دوسرے کو خالص مسلمان سمجھ رہے تھے ؎

تاکس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

ہم سب اس وقت اسلام کے شیدائی حضرت محمد رسول اللہ صلعم کے فدائی اور سب کلمہ طیبہ کی مضبوط زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے کسی کو یہ گمان تک بھی نہ تھا کہ مسلمانوں کا کوئی فرقہ دائرہ اسلام سے خارج کئے جانے کے قابل ہے - تحریک آزادی کے دوران ہی میں جب دشمن نے فسادات شروع کئے - تو اس وقت بھی تمام فرقوں کے افراد کو مسلمان ہی سمجھا گیا اور ہر ایک جسم سے جو قطرات خون گرے - وہ چمن زار اسلام کے متبرک پھول سمجھے گئے - ہر کلمہ گو کو اس کے پیارے گھر سے صرف اس کے مسلمان ہونے کی وجہ سے نکالا گیا - اور اس کے مکان کو مسلمان کا مکان سمجھ کر آگ لگائی گئی ... مسلمانوں کے بہت سے معصوم بچے اور عورتیں شہید ہو گئے - اور اس وقت کا فرول نے جو حشر برپا کیا اس میں کسی فرقہ کی کوئی تمیز روا نہ رکھی گئی - اس حقیقت کو ظالموں اور قاتلوں نے بھی تسلیم کر لیا کہ جو کلمہ گو ہے - وہ یقیناً مسلمان ہے - اور وہ اس لائق ہے کہ اس سے مسلمانوں ایسا سلوک کیا جائے - اور اگر امیر نور سرہند سے غیر احمدیوں کو نکالا گیا - تو قادیان کی بستی بھی احمدیوں کا مرکز نہ رہی - اور وہ بھی مہاجرین کی قطاروں میں اور فوجی کیمپوں میں عام فرقوں کے لوگوں کیسا تھ پاکستان میں داخل ہوئے - اور آپ کے ابا جان نے بھی سب گھر بار خویش اقربا اور اپنے پیروان کو چھوڑ کر اور لباس بدل کر سب سے پہلے لاہور میں بذریعہ ہوائی جہاز نزول فرمایا تھا - وہاں تو یہ نہ کہا کہ ہم ... نبی کے پیرو ہیں اور عام مسلمانوں سے علیحدہ ہیں -

دوسری آزمائش

۶ ستمبر ۱۹۶۵ء میں کفر نے اسلام سے مبارزت طلب کی - پاکستان کا سوائے اس کے کچھ قصور نہ تھا کہ اسے اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا تھا - اس کی آبادی بھی غالب اکثریت مسلمانوں کی تھی - کفر کو یہ پسند نہ تھا کہ یہ ملک نہ صرف اپنی آزادی کو قائم رکھے ہوئے ہے بلکہ تیز رفتاری پر بھی گامزن ہونے لگ گیا ہے - مسلمانوں پر اچانک پل پڑا - چونکہ یہ یورش ناگہانی تھی - اسلام کی غیرت مقابل پر آ کھڑی ہوئی - پھر کلمہ طیبہ کے امتحان کا وقت آ گیا اور اس کی طاقت آزمائی کی جانے لگی - تمام فرقوں کے لوگ - مختلف مکاتب فکر سے وابستہ جماعتیں، اسلام کا جھنڈا تھامے - کلمہ طیبہ کا ورد کرتے ہوئے کفر کے مقابل پر آ ڈٹے - اور ایک دفعہ اور چشم فلک حیرت میں کھو کر دیکھنے لگی کہ مسلمانوں کی صفوں میں دیوبندی اور بریلوی حنفی، شافعی، اہل قرآن، اور اہل حدیث، احمدی ربوی، اور احمدی لاہوری - سب کے سب شانہ بشانہ کھڑے ہو کر داد شجاعت دینے لگ گئے ہیں - اور آج تک یہ فیصلہ نہ ہو سکا، کہ کس فرقے کا شوق شہادت دوسروں سے بڑھا ہوا تھا - سب جانباز تھے اور جانفروش تھے - سب باز اور شاہین کی طرح دشمن پر جھپٹ پڑے - اور سب جوانوں کو یہ اسلامی سبق خوب ازبر تھا کہ اگر بچ گئے تو غازی، مر گئے تو شہید - اس جنگ میں احمدیوں اور غیر احمدی شہداء اور غازیان کا مرتبہ یقیناً اپنے اپنے اخلاص اور جاں سپاری کے لحاظ سے مترتب ہوگا - اور یہ فیصلہ صادر کرتے وقت کفر سازان ملّت کی کوئی شنوائی نہ ہوگی - میدان جنگ میں ایک دوسرے سے کوئی غیریت یا اجنبیت نہ تھی - سب شانہ بشانہ کھڑے ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر دشمن پر وار کر رہے تھے - اور کفر کو واصل جہنم کرتے وقت کسی مولوی سے اپنے مسلمان ہونے کی سند طلب نہیں کر رہے تھے - اُن کے نعروں میں اور تکبیروں میں ہولناک کڑک اور شیروں کی طرح گرج کی آواز نے کافروں کے چھکے چھڑا دیئے - غازیانِ اسلام بھائیوں سے بڑھ کر ایک دوسرے کی امداد کر رہے تھے - اور اسلام کے رشتہ نے انہیں شیر و شکر کر دیا تھا - جن لوگوں نے یہ ایمان افروز جلوے، اور اسلام کی فوج کی معرکۃ الآرائیاں، اور ایسے شیردل ہوا بازوں کے محیّر العقول کارنامے دیکھے ہیں - وہ خوب جانتے ہیں کہ جنگ کے زمانہ میں اسلام میں کوئی فرقہ نہیں رہتا سب کلمہ گو ایک رشتہ اتحاد میں منسلک ہو کر دشمن کے مقابل پر اس جانبازی میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے میں مصروف ہو جاتے ہیں سب مسلمان غازیانِ اسلام کی حیثیت میں حضرت محمد رسول اللہ کے نام پر مر مٹنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں - اور جانوں کو ہتھیلی پر رکھ کر اسلام پر نثار ہونا اپنی خوش بختی اور سعادت سمجھتے ہیں - اور دشمن کا نشانہ باز بھی ان سرفروش مجاہدین میں کوئی تمیز روا نہیں رکھتا - اس کی نگاہ میں بھی اس کے مقابل پر لڑنے والے سب کلمہ گو مسلمان ہوتے ہیں - اگر یقین نہ ہو تو اس جنگ کی کیفیت اور مسلمان کے عشق کی داستان اپنے جرنیل اختر صاحب سے جا کر پوچھو - اگر اس کی مزید تائید چاہو تو ہوائی جہاز کے فقید المثال غازی عالم سے پوچھ لو - ظالمو ابھی تک تمہیں کلمہ گو کی تکفیر کا شوق ہے - اس کلمہ نے تو تمہیں دشمن کی پانچ چھ گنا فوج پر فتح لے کر دی ہے - اسی کلمہ کے صدقے آپ کی جماعت اور دیگر جماعتوں کے غازیان کو انعامات، تمغہ جات اور خطابات مل چکے ہیں اگر میدان جنگ میں تم سب مسلمان ہو تو تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ امن کے زمانہ میں تکفیر بازی کو اپنا مشغلہ بنا لیتے ہو -

مخاطب محترم! میں آپ سے اپیل کرتا ہوں کہ اپنے دل کی گہرائی میں کلمہ کا احترام محسوس کرو اور اس ظلم سے باز آ جاؤ جو کئی سالوں سے تمہارے والد نے غلط مشیروں کے زیر اثر اور اپنی انا کی تسکین کے لئے روا رکھا ہوا تھا - تمہارا اعظیم دادا تو اسی مرض تکفیر کو دور کرنے کے لئے دہائی دیتا رہا - فریادیں کرتا رہا - تلقین کرتا رہا - وعظ کرتا رہا - کتابیں لکھتا رہا - صحیفے چھاپتا رہا - تقریریں کرتا رہا - تصنیفیں شائع کرتا رہا اور تم ہو کہ اسی تکفیر کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنا بیٹھے ہو -

خلیفۂ ثانی کی تائید

اس معاملہ میں یہ بھی یاد رہے کہ آپ کے والد صاحب نے منیر ٹربیونل کے سامنے حلفی بیان دے کر جماعت احمدیہ لاہور کے عقائد کی تصدیق کر دی ہوئی ہے وہاں آپ نے تمام اسلامی جماعتوں کے نمائندوں کے سامنے صاف اور بیّن الفاظ میں بیان دیا تھا کہ حضرت مرزا صاحب کا ماننا جزو ایمان نہیں ہے اور حضرت مرزا صاحب کے انکار سے کوئی شخص دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہو سکتا - اس کے بعد جب تک میرزا بشیر الدین محمود زندہ رہے اپنے اس بیان کی کبھی تردید نہیں کی - ہاں ربوہ کے ملّا نے ضرور اس کے بعد بھی فساد کی آگ کو بھڑکائے رکھا اور مسلمانوں کے دلوں کو مجروح کرنے کی مہم جاری رکھی - مگر آپ ربوہ کے ملّا کے پیرو نہیں ہیں - آپ کو اسلام کی عزت اور ناموس کو بحال کرنا ہے اور خدا اور اس کے رسول کے نام کو بلند کرنا ہے - اسلام کو بطور انسانیت کے مستقل دین کے پیش کرنا ہے - پہلے تو اسلام کے اپنے گھر کے اندر فتنہ و فساد کے بوئے ہوئے بیج کو اکھیڑ پھینکنا ہے - اور اس کی جگہ محبت اخلاص - اخوّت اسلامی اور رواداری کو رواج دینا ہے - اگر آپ ہماری اس گذارش کو شرف پذیرائی بخشیں تو آپ کی شخصیت تاریخ ساز ہوگی اور آپ کا نام تاریخ کے صفحات پر ہمیشہ کے لئے ثبت ہو جائے گا اور آپ اسلام کے رجالِ عظیم میں سے شمار ہوں گے - مسلمانوں سے احمدیہ جماعت کا وقتی طور پر الگ کیا جانا شاید کسی زمانے میں ملافعت اور اس کے تشخص کو برقرار رکھنے کے لئے ضروری تھا - مگر اب حالات بدل چکے ہیں مسلمانوں کے اندر مذہب کے نام پر بہت سی جماعتیں اصلاحی تحریکیں اٹھا کر منظر عام پر آ رہی ہیں - ان کے قلم سے ضخیم لٹریچر معرض وجود میں آ کر وسیع پیمانہ پر شائع بھی ہو رہا ہے - ان کے ہاں بڑے بڑے ادیب اور اہل قلم موجود ہیں جو نہایت دل آویز اور سحر انگیز اسلوب بیان سے لوگوں پر اثر ڈال رہے ہیں ان کی طرف سے اقتدار اور حکومت اور جانثاری کے وعدے بھی دیئے جا رہے ہیں اور مسلمانوں کی قیادت کے حریص عوام کی صفوں میں مصلح بن کر گھس آئے ہیں اور ان کو یہ غیر اسلامی - غیر اخلاقی اور غیر انسانی سبق دے

بیٹھے ہیں کہ اسلام خیالات پر بھی قدغن لگانا ضروری سمجھتا ہے اور وہاں آزادئ رائے قریب قریب مفقود ہے اسی لئے اسلام میں ازتداد کی سزا قتل ہے۔ اسلام نے تو لا اکراہ فی الدین کہہ کر دنیا میں پہلی دفعہ رائے کی آزادی کا غیر مشروط اعلان کیا تھا۔ مگر اسلام کے یہ خیرخواہ دنیا کو یہ بتا رہے ہیں کہ اگر کوئی شخص ایک دفعہ اسلام قبول کر لے تو پھر وہ اسلام سے اپنی برگشتگی کا اظہار نہیں کر سکتا گو دل میں وہ اسلام کے متعلق معاندانہ خیالات ہی کی پرورش کرتا رہے۔ بالفاظ دیگر وہ منافق رہ سکتا ہے مگر کافر نہیں ہو سکتا۔ اگر آپ اب بھی مسلمانوں سے الگ تھلگ رہے اور نفرت اور علیحدگی کی خلیج وسیع کرتے رہے تو زمانہ حال کے یہ نئے مصلحین انسانی قافلوں کو گمراہی کے راستے پر ڈال دیں گے خدا کے لئے اب گزشتہ مضر پالیسیوں کو ترک کر کے عوام کے نزدیک ہو کر ان کی راہبری کا فرض ادا کیجئے آپ کی سابقہ قیادت نے لوگوں کے دلوں کو زخمی اور مسلمانوں کے قلوب پر بڑے بڑے چرکے لگائے ہوئے ہیں آپ کے دادا تو علماء سوء کے ہاتھوں نالاں تھے اور اپنے دور کے مظلوم ترین انسان تھے مگر آپ کے والد لاکھوں مسلمانوں کو مجروح کرتے رہے بلکہ اُن کے زخموں پر نمک پاشی بھی کرتے رہے خدا نے آپ کو مسلمانوں کی تسخیر قلوب کے لئے نادر موقعہ بخشا ہے۔ خدارا غضب اور انتقام کی پالیسی اب بدل دیجئے کلمہ کا احترام پھر دلوں میں قائم کر دیجئے اور مسلمانوں کی وسیع برادری میں شامل ہو کر اُن کے درد کو اپنا درد اور ان کی خوشی کو اپنی خوشی تصور کرنے لگ جائیں۔ مسلمانوں کی اصلاح حضرت مجدد کی تعلیمات سے ہو سکتی ہے آپ کی تحریک اسلام ایک حقیقی اور مثبت اسلامی تحریک ہے۔ آپ نے کسی نئے مذہب کو جنم نہیں دینا نہ ہی لوگوں کو کوئی نئی شریعت اور نئی نبوت پیش کرنی ہے۔ آپ نے مسلمانوں سے نفرت اور حقارت کا سلوک کر کے اختلاف اور انشقاق کو بڑھایا ہے۔ اب تہیہ کر لیجئے کہ کس طرح اس نقصان کی تلافی ہو آپ درحقیقت مسلمانوں سے بہت دُور جا چکے ہیں اب بڑی سرعت سے ان کی طرف واپس آیئے اُن سے نرمی محبت تلطف اور اخلاص سے پیش آیئے آپ کے پاس زبردست تنظیم ہے آسمانی رہنمائی ہے۔ ذرائع اور وسائل بھی وافر ہیں بے لوث کارکنوں کی بھی کمی نہیں اپنے ہاں کے اہل علم کو راہ راست پر لایئے اور انہیں تخریب کے بجائے تعمیر کی طرف متوجہ کیجئے نفرت کے بجائے اب محبت کے داعی بن جایئے اختلاف کی جگہ اتفاق کے منادی ہو جایئے

. . . .

دنیا کے متحارب بلاک

آپ کو تو اللہ تعالےٰ نے مشرق و مغرب کی اقوام کو مطالعہ کا موقع بھی عطا فرمایا۔ آپ نے انگلستان میں تعلیم حاصل کی پھر ایک بڑے علمی ادارے سے وابستہ بھی رہے بلکہ تعلیم الاسلام کالج کی سربراہی پر بھی متعین رہے حال ہی میں آپ نے یورپ کے متعدد ممالک میں جا کر وہاں کے تمدنی، علمی، معاشرتی اور مذہبی حالات کا بھی خوب جائزہ لیا اس دور میں عظیم الشان تاریخ جنم لے رہی ہے۔ امریکہ اور اس کا طفیلی انگلستان دنیا کے ایک معتدبہ حصہ کو اپنے اثر میں لئے ہوئے ہیں امریکہ کی طاقت اس وقت اپنے پورے عروج پر ہے۔ اس سے قبل دنیا کی کسی قوم کو نہ تو اتنے رقبہ میں حکومت ملی ہے اور نہ ہی اتنی انسانی آبادی زیرنگیں آئی تھی امریکہ کی دولت بے پایاں ہے اس کی خواہش واقتدار حدود نا آشنا ہے۔ اس کے ذرائع اور وسائل ہمارے تصور کے احاطہ میں نہیں آ سکتے وہاں کی حکومت طاقت کے نشہ میں مست ہے۔ رحم و عدل، مساوات، نیکی، خلق و ہمدردی، پاکیزہ اور بلند جذبات سے وہ محروم ہوتی چلی جا رہی ہے اس کے حکمران ظلم کی چکی کچھ ایسی چلاتے جا رہے ہیں کہ ایک طرف تو ویتنام کی انسانیت کئی سالوں سے خاک و خون میں غلطاں ہو رہی ہے، ہزاروں عورتیں بچے، بوڑھے اور جوان لقمۂ اجل ہو چکے ہیں، یہاں تک کہ خود امریکہ کی اپنی آبادی کا ایک حصہ ضمیر کی آواز بلند کرنے بلکہ چیخنے اور کراہنے پر مجبور ہو گیا ہے۔ اس ملک کے دردمند انسانوں کی نیندیں حرام ہو چکی ہیں اور وہ ہر روز جلسوں اور جلوسوں کی شکلوں میں گھر سے نکل کر اپنے دلی جذبات اور قلبی بیقراری کا اظہار نعرہ بازیوں اور بلند آہنگ صداؤں سے کر رہے ہیں دوسری طرف اسی امریکہ کے معاندانہ رویّہ نے اسلامی دنیا میں کہرام مچا رکھا ہے۔ عربوں کی وہ قوم جو سرکار دوعالم فخر موجودات سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم پر عمل پیرا ہو کر دنیا کے لئے رحمت ثابت ہو چکی ہے آج جنگلوں اور صحراؤں میں بے یار و مددگار بلک بلک کر مر رہی ہے۔ لاکھوں کی تعداد میں عرب مہاجر بیان کنی میں مبتلا ہیں۔ امریکہ کی ترقی کا یہ حال ہے کہ وہ اپنے زعم میں تمام دنیا سے نبرد آزما ہونے کی سکت رکھتا ہے مگر اسی کرۂ ارض پر ایک اور طاقت بھی موجود ہے جو امریکہ کے مقابل تقریباً مساویانہ انداز میں ٹکر لینے کو تیار رہے اس نے ایسے میزائیل تیار کر لئے ہیں جو ہزاروں میلوں پر رہنے والے لوگوں کو آن واحد میں ملیامیٹ کر سکتے ہیں۔ رُوس کا دعوٰے ہے کہ اس کی بحری طاقت اس قدر مضبوط ہے کہ دنیا کی کوئی طاقت اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی اسرائیل کو اگر امریکہ سے شہ مل رہی ہے تو عربوں کی پشت پناہی پر روس کا ہاتھ ہے اسی طرح دنیا کے باقی ممالک ان دونوں ملکوں کے ساتھ اپنے اپنے مفاد کے لئے وابستہ ہیں۔ اس طرح دو بلاک ایک دوسرے کے آمنے سامنے کھڑے ہیں۔ جن کا کسی وقت تصادم ناگزیر ہے۔ پس یہ دو طاقتیں یاجوج ماجوج ہیں جن کا ذکر قرآن کریم میں ہے اور جن کا حشر بھی ہلاکت کے سوا کچھ نہیں۔ ان دونوں بلاکوں کی پیدا کی ہوئی تہذیبیں مٹ جائیں گی۔ ان دونوں بلاکوں کے باہمی تصادم کا ذکر قرآن کریم میں حسب ذیل الفاظ میں بیان ہوا ہے۔

فاذا جاء وعد ربی جعلہ دکاء وکان وعد ربی حقا ۞ وترکنا بعضھم یومئذ یموج فی بعض ونفخ فی الصور فجمعنھم جمعا ۞

ترجمہ:۔ پس جب میرے رب کا وعدہ آ جائے گا تو اسے زمین کے ہموار کر دے گا اور میرے رب کا وعدہ سچا ہے اور ہم انہیں اس دن ایک دوسرے پر موجیں مارتے ہوئے چھوڑ دیں گے اور صور پھونکا جائے گا پس ہم انہیں اکٹھا کر دیں گے۔

وعرضنا جھنم یومئذ للکفرین عرضا ۞

اور اس دن ہم دوزخ کو کافروں کے سامنے لے آئیں گے۔

الذین کانت اعینھم فی غطاء عن ذکری وکانوا لا یستطیعون سمعا ۞

اور جن کی آنکھیں میرے ذکر سے پردے میں ہیں اور وہ سن بھی نہ سکتے تھے۔

تیسرا بلاک

ابھی سے دنیا کے نقشے پر ایک اور بلاک ابھر رہا ہے۔ صدر ایوب کی وساطت سے ایران، ترکی اور پاکستان تو آپس میں بہت قریب آ چکے ہیں اور اب عرب ممالک کا میلان بھی اسلام کی طرف ہو رہا ہے۔ نیز انڈونیشیا اور ملیشیا میں بھی اسلامی تحریکیں اٹھ رہی ہیں اور عنقریب ساٹھ کروڑ انسانوں کا ایک اور بلاک دنیا کی آئندہ قیادت سنبھالنے کے لئے تیاری کر رہا ہے۔ یہ وہ بلاک ہے جو اخلاق اور روحانیت کا حامل ہوگا۔ حریت مساوات اور وحدت نسل انسانی کا علمبردار ہو کر دنیا کی گردنیں اسلام کے آگے جھکا دے گا۔ تب ناانصافیاں ناہمواریاں، بدعنوانیاں اور دل آزاریاں دُور ہو جائیں گی۔ ظلم مٹ جائے گا اور زمین برکات الٰہی سے بھر جائے گی۔ آپ فرمایئے کہ اس نئے بلاک کے متعلق آپ کا کیا فتویٰ ہے سابقہ دو بلاک تو دجال کی نسل میں سے ہیں لیکن آہ! یہ بلاک بھی آپ کی نظر میں کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔ دنیا میں لے دے کے صرف چند ربوہ کے خدا کے پیارے رہ گئے ہیں جو گزشتہ پچاس برسوں سے دنیا کو بروز اور ظل کے معنیٰ "اصل" بتا رہے ہیں اور مجاز کو حقیقت قرار دے رہے ہیں اور نہایت بے باکی سے ختم نبوت کے معنی اجراء نبوت کر رہے ہیں۔ آہ! ان لوگوں کی ذہنیت کیسی انوکھی ہے۔ ان کی نظروں کے سامنے ایک شخص کلمہ طیبہ کا ورد کرتا ہوا مؤذن کی اذان سن کر مسجد کی طرف دوڑتا ہے اور خانۂ خدا میں کھڑے ہو کر توحید اور رسالت محمدیہ کی شہادت دیتا ہوا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرز پر نماز ادا کرتا ہے جب رمضان کا مہینہ آتا ہے تو سارا مہینہ روزہ داری میں گذار دیتا ہے۔ بسا اوقات تہجد کے نوافل بھی ادا کر لیتا ہے زکوٰۃ کے فریضہ سے بھی سبکدوشی حاصل کر کے ضمیر کو مطمئن کر کے شادکام ہو جاتا ہے۔ جب حج کا وقت آتا ہے تو حکومت کے ہاں درخواستوں پر درخواستیں دیتا ہے کہ کسی طرح قرعہ فال اس کے نام آ جائے اگر حکومت اس کی درخواست منظور کر لیتی ہے تو اس کی خوشی کی کوئی انتہا نہیں رہتی، وہ بحری جہاز یا ہوائی جہاز میں سیٹ محفوظ کر کے لبیک اللھم لبیک کہتا ہوا

روانہ ہو جاتا ہے۔ یہ قبلہ رُو ہو کر نمازیں ادا کرتے والا، کعبہ کے طواف کرنے لگ جاتا ہے۔ اور محبت الٰہی میں سرشار ہو کر صفا اور مروہ کے درمیان اسی طرح کی سعی کرنے لگ جاتا ہے جس طرح محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کی تھی، میدانِ عرفات میں پہنچ کر وہ بڑے ذوق و شوق سے ذکر الٰہی میں مصروف ہو جاتا ہے۔ ان تمام شعائر اسلامی کو ادا کرتے ہوئے اس کی آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگی رہی ہے۔ سنت رسولؐ کی پیروی میں مختلف مقامات پر اس نے قربانیاں بھی ادا کر دی ہیں اب وہ گھر واپس آتا ہے تو ربوی جماعت کے ایک مولوی سے اس کی ملاقات ہو جاتی ہے اسے وہ اپنی ساری داستان سناتا ہے اور اس کی موجودگی میں اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لاتا ہے کہ اس نے اسے توفیق بخشی کہ وہ اسلام کے تمام ضروری ارکان پر عمل پیرا ہو رہا ہے۔ پھر مسکرا کر حضرت مولانا سے پوچھتا ہے کہ اب میرے متعلق آپ کا کیا فتویٰ ہے۔ مولانا نہایت اطمینان اور سکون قلب سے جواب دیتے ہیں کہ میاں ہماری نگاہ میں تو تم مردود ہو، کافر ہو، بالکل دائرۂ اسلام سے خارج ہو، نہ تمہارا جنازہ جائز ہے اور نہ تم سے کسی مسلمان کی مناکحت ہو سکتی ہے تمہارے معصوم بچوں کا بھی اگر ان میں سے کوئی مر جائے تو ہم ان کا جنازہ نہیں پڑھیں گے کہیں ایسا نہ ہو کہ ہماری دعائے مغفرت کے صدقے وہ جنت میں نہ پہنچ جائیں۔

تکاد السمٰوات یتفطرن منہ و تنشق الارض و تخر الجبال ھدا

(قریب ہے کہ آسمان پھٹ پڑیں اور زمین شق ہو جائے اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو کر گر جائیں۔)

خلیفہ محترم! مسلمانوں کا تیسرا بلاک انشاء اللہ ضرور کامیاب ہوگا اس کے لئے شاید لڑنا ضروری نہ ہو کیونکہ غیر مسلموں کے دونوں بلاک آپس میں لڑ لڑ کر اور کٹ کٹ کر دم توڑ چکے ہیں گے۔ اقوام عالم ذلیل حال ہو کر منتشر ہو جائیں گی، نہ کوئی تنظیم رہے گی اور نہ کوئی ضابطۂ اخلاق۔ تمام مذاہب کا باطل ہونا بھی ثابت ہو جائے گا۔ نمائشی تہذیبیں مٹ جائیں گی۔ مسلمانوں کے اندر بھی صحیح قیادت کی ضرورت ہو گی۔ تشدد پسند ملا بھی اپنی صف لپیٹ چکے ہوں گے اور دنیا اور حقائق دین کو سمجھنے کے لئے انسانوں کا ترقی یافتہ شعور بیدار ہو گا۔ قلم کا سکہ چلے گا۔ تلوار میان میں چلی جائے گی۔ یہ وقت اب آنے والا ہے آپ خدا کے مامور کی جماعت کے ہیڈ ہیں آپ کا فرض ہے کہ مسلمانوں کی صفوں میں ان کے ہمدرد اور بھائی ہونے کی حیثیت سے جائیں اور ان سے تعلقاتِ اخوت پیدا کریں ان کے دلوں کو فتح کریں اور ربوی ملاؤں کی پرواہ نہ کر کے دھڑلے سے یہ اعلان کریں کہ ہم تمام کلمہ گو مسلمانوں کو مسلمان سمجھتے ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو صحیح معنوں میں اور نہایت پختگی سے آخری نبی سمجھتے ہیں اور یقین رکھتے ہیں کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا نہ نیا نہ پرانا، ہاں مجدد دین آتے رہیں گے چنانچہ اس صدی کے مجدد حضرت میرزا غلام احمد صاحب مقبول ہیں۔ اپنے والد کے متعلق بھی جرأت ایمانی سے کام لے کر یہ اعلان کر دیں کہ میں ان کی بجائے اپنے مقدس دادا کا پیروکار ہوں۔ آپ کے اس اعلان سے مسلمانوں کے ملا نے تو شاید خوش نہ ہوں مگر قوم مسلم کا شریف اور سنجیدہ طبقہ یقیناً آپ کے ساتھ ہو جائے گا۔ اور پھر تبلیغ قرآن اور اشاعت اسلام کا کام بڑی تیزی سے شروع ہو جائے گا اور لوگ جوق در جوق اسلام میں داخل ہونے لگ جائیں گے۔ پھر جنگ کے مہیب بادل بھی آسمان سے چھٹ جائیں گے، ناجائز تنازعات اور ناحق کی کشمکشیں ختم ہو جائیں گی اور امن و سلامتی کا دور دورہ ہو جائے گا اور مسیح کی زبان میں آسمان کی بادشاہت زمین پر اتر آئے گی، اور خدا کی یہ زمین برکتوں سے بھر جائے گی۔ اور انوارِ الٰہی سے یہ کرۂ ارض چمک اٹھے گا۔ ذرا اس صورتِ حال کو چشم تصور سے ملاحظہ کرنے لگ جائیے آپ اس دور کے سب سے بڑے انسان کے پوتے ہیں۔ آپ کو اس وقت جرأت کا مظاہرہ کرنا چاہیئے۔ ربوہ کے جمود کو توڑ دیجئے۔ انقلاب کا نعرہ لگا دیجئے۔ اگر آپ کے اس نیک عمل سے ربوہ کے تنگ نظر اور کوتاہ نگاہ لوگ بغاوت پر اتر آئیں۔ اور آپ کو خلافت سے معزول کر دیں۔ تو ربوہ کی تمام نظریاتی عمارت دھڑام سے نیچے گر جائے گی۔ نظام ربوہ کے چار ستون ہیں دو تو گر چکے ہیں اور باقی دو بھی گرنے کے قریب ہیں۔ نبوت کا ستون تو مرزا بشیر الدین محمود احمد نے تحقیقاتی عدالت میں پبلک بیان دے کر گرا دیا تھا۔ اور اسی وقت تکفیر اہلِ قبلہ کا ستون بھی اسی بیان میں تمام فرقوں کے نمائندوں کے سامنے گرا کر رکھ دیا تھا اب رہ گیا۔ خلافت کا ستون۔ تو اسے بھی یا تو آپ کو معزول کر کے گرا دیں گے۔ یا خلافت کو شوریٰ کی حدود کے اندر محدود کر دیں گے۔ چوتھا ستون ہے اقتدار کے لئے حرص و آز کا یہ ستون تو یقیناً گرنے کے لئے ہے۔ مگر آپ کی کوششوں سے اسے عزم و استقلال کے ستون میں تبدیل کیا جا سکتا ہے۔ اب ہم اس خط کو ختم کرتے ہیں۔ جو کچھ ہم نے کہنا تھا وہ کہہ دیا ہے اور وما علینا الا البلاغ پر ہمارا عمل ہے۔

اگر آپ نے ہماری نصیحت پر عمل نہ کیا تو لاہوری جماعت کو اللہ تعالیٰ وہ بلند مقامات عطا فرمائے گا کہ تاریخ کے صفحات ان کے کارناموں سے ہمیشہ مزین ہوتے رہیں گے ہم نے اس مضمون میں لاہوری جماعت۔ ان کے کارناموں اور آئندہ پروگرام کا ذکر نہیں کیا۔ ہماری یہ دلی خواہش ہے کہ آنے والے دور میں دنیا کے سٹیج پر جو اہم واقعات رونما ہونے والے ہیں اور اقوام عالم کی قیادت کا مسئلہ بھی ایک حقیقت بن کر سامنے آنے والا ہے۔ اس کا پوری طرح ابھی سے جائزہ لیا جائے۔ اس دور کے مامور کا پروگرام بڑے زور و شور سے عمل میں آنے والا ہے دنیا کا مستقبل اشاعت اسلام سے وابستہ ہے اور اشاعت اسلام کا کام صرف سلسلہ احمدیہ کا حق ہے جو سرانجام دینے کے لئے آسمان سے مخصوص کیا جا چکا ہے اس پروگرام کو سرگرمی۔ تن دہی۔ محنت شاقہ۔ ریاضت متواترہ خلوص نیت، عجز و انکسار اور اللہ تعالیٰ پر توکل اور اس کے حضور فریادوں اور دعاؤں سے استمداد کرتے ہوئے صرف جماعت احمدیہ ہی سرانجام دے سکے گی۔ جب ہم اس کام کا تصور مستقبل قریب میں حقیقت میں تبدیل ہوتا دیکھتے ہیں تو ہم حضرت صاحبؑ کی بڑی جماعت کثیر التعداد جماعت اور اس کے سربراہ کی طرف نظر اٹھا کر اسے دعوت دیتے ہیں کہ اس زرین موقعہ کو نہ کھو دو۔ اٹھو۔ ربوہ والوں اور لاہور والوں کو ہمراہ لو۔ عقائد کو درست کر لو۔ پھر صحیح عقائد کی روشنی میں صحیح عمل استوار کر لو۔ دونوں جماعتیں ایک ہو جائیں۔ حضرت مرزا صاحبؑ کو وہی درجہ دو جو خدا کے ہاں ان کے لئے مقرر ہے۔ یاد رکھو مسیح علیہ السلام کو جب نبی کی حیثیت سے پیش کر دو گے تو وہ امن کا شہزادہ بھی نظر آئے گا۔ محبت اور رحمت کی شکل بھی اختیار کر جائے گا۔ روحانی مردے بھی اس کے نفخ مسیحائی سے زندہ ہونے لگیں گے۔ پھر جونہی تم نے اسے خدا کا بیٹا بنا دیا۔ وہ دنیا کی نظروں سے گر جائے گا۔ وہ دربدر دھکے کھاتا نظر آئے گا۔ آخر مجرموں کی طرح دار پر لٹک کر اپنے حسرتناک انجام سے دوچار ہو جائے گا اسی طرح مرزا صاحب کا حال ہے۔ وہ مصلح ہیں۔ مجدد ہیں، مثیل مسیح ہیں تجلیات نبوت کو اپنی ذات میں منعکس کرنے والے ہیں۔ اس حیثیت سے وہ فاتح انسانیت ہیں مصلح اعظم بھی ہیں مجدد زماں بھی ہیں۔ مگر جونہی تم نے انہیں نبوت کی حیثیت دے دی۔ وہ نظروں سے گر گئے۔ اپنے بھی بیگانے ہو گئے کافروں نے تو کیا مسلمان ہونا ہے۔ اپنے مسلمان کافر بنا دیئے گئے۔ مسلمانوں کی کروڑوں کی تعداد سینکڑوں اور ہزاروں میں مقید ہو کر رہ گئی۔ پس تم اعتدال پر قائم ہو جاؤ۔ ورنہ اسلام کا غلبہ تو ضرور ہو گا اور انشاء اللہ یہ سہرا لاہوری احمدیوں ہی کے سروں کو زینت بخشے گا۔

بہ مفت ایں اجر نصرت را دہندت اے اخی ورنہ
قضائے آسمان است ایں بہر حالت شود پیدا

و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

جلد ۵۴ | یوم چہارشنبہ - مورخہ ۲۴ رمضان المبارک ۱۳۸۷ھ مطابق ۲۷ دسمبر ۱۹۶۷ء | نمبر ۵۱

"لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں
لاہور میں ہمارے پاک محبّ ہیں
میں تیرے خالص محبّوں کا گروہ بھی
بڑھاؤں گا اور ان کے نفوس و
اموال میں برکت دوں گا۔"

(الہامات حضرت مسیح موعودؑ)

حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفان ما از جامِ اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا۔
۲۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ ہی آئندہ منسوخ ہوگی۔
۳۔ سب صحابہؓ اور ائمہؒ قابل احترام ہیں
۴۔ سب مجددوںؒ کا ماننا ضروری ہے۔
۵۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۶۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا۔

بحرِ حکمت کے موتی

لیلۃ القدر کی تلاش

رمضان کی آخری راتوں میں

عن عائشۃ قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یجاور فی العشر الاواخر من رمضان ویقول تحروا لیلۃ القدر فی العشر الاواخر من رمضان۔

ترجمہ:—

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف کیا کرتے اور فرمایا کرتے تھے لیلۃ القدر کو رمضان کے آخری عشرہ میں تلاش کرو

...پسماندگان کے صبر کے لئے بھی دعا کریں اور اس کے نعم البدل کے لئے بھی۔ فقط غمزدہ احمد پرویز۔

پیغام صلح:— ہمیں اس صدمہ میں چیمہ صاحب مکرم اور تمام لواحقین سے دلی ہمدردی ہے اللہ تعالیٰ صبر جمیل عطا کرے اور نعم البدل عطا فرمائے۔

آہ! میاں محمد دین صاحب

—— وہاڑی سے رحمت اللہ صاحب مبلغ اطلاع دیتے ہیں کہ میاں محمد دین صاحب سکنہ وہاڑی ۱۷ دسمبر ۱۹۶۷ء کو بقضائے الٰہی انتقال فرما گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم کو گذشتہ سال جلسہ سالانہ پر اردل پہلے فالج ہو گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ انہیں اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ احباب بھی...

جلسہ سالانہ کی تاریخیں

۱۸-۱۹-۲۰-۲۱- جنوری ۱۹۶۸ء

۱۸ جنوری ۱۹۶۸ء کو مستورات کا جلسہ ہوگا۔ جس کے پہلے اجلاس میں خواتین کی تقاریر کے علاوہ زنانہ دستکاری کی نمائش بھی ہوگی اور دوسرے اجلاس میں کالجوں کی طالبات کا تقریری مقابلہ ہوگا۔ مضمون:— "عالمگیر مسائل کا حل یو۔این۔او۔ میں نہیں اسلام میں ہے"

باقی تین ایام مردانہ جلسہ کے لئے مخصوص ہیں۔ جلسہ کے متعلق حضرت امیر ایدہ اللہ کا ایک ضروری پیغام صفحہ ۳ پر ملاحظہ ہو۔

عید کے متعلق ضروری اعلان

پیغام صلح کا یہ رمضان شریف کا آخری پرچہ ہے، آئندہ پرچہ عید کے دن یا ایک دن پہلے شائع ہوگا، اس لئے احباب کی خدمت میں یہ عرض کرنا ضروری ہے کہ امسال فطرانہ فی کس ایک روپیہ مقرر ہوا ہے، جو غرباء اور مساکین کے لئے نمازِ عید سے پہلے ادا ہونا ضروری ہے، یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ فطرانہ گھر کے ہر فرد یہاں تک کہ نوزائیدہ بچہ کی طرف سے بھی ادا ہونا ضروری ہے، اس کے علاوہ اشاعت اسلام کے لئے حسب استطاعت عید فنڈ بھی دیا جائے۔

اخبار احمدیہ

حافظ محمد حسن صاحب چیمہ کو صدمہ

—— احمد پرویز صاحب فرزند حافظ محمد حسن چیمہ صاحب گجرات اطلاع دیتے ہیں کہ:—

"محترمی ایڈیٹر صاحب السلام علیکم۔ کل صبح قضائے الٰہی سے میرا ۱۱ سالہ بھتیجا سلیم (جو چوہدری محمد حسن صاحب چیمہ کا پوتا اور ڈاکٹر خالد عطاء الحسن کا صاحبزادہ تھا) راولپنڈی میں وفات پا گیا کل شام کو اسے گجرات میں سپرد خاک کیا گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ غمزدہ والدین اور بوڑھے دادا دادی کی حالت دیکھی نہیں جاتی۔ حافظ صاحب کی احباب سے استدعا ہے کہ وہ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو...

(بقیہ کالم ۲ کے نچلے حصے میں)

مولانا احمد یار صاحب از جزائر فیجی

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام جزائر فیجی شاخ لاہور کا ایک تبلیغی جلسہ

اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اس نے ممبران احمدیہ انجمن اشاعت اسلام جزائر فیجی شاخ لاہور کو یہ روحانی اجتماع منعقد کرنے کی توفیق عطا فرمائی اور اسے کامیابی اور کامرانی سے ہمکنار کیا۔ مقامی احباب کے علاوہ دور و نزدیک کے احباب جماعت وغیراز جماعت دوست کافی تعداد میں اس مبارک اجتماع میں جمع ہوئے۔ اس جلسہ میں شمولیت کے لئے تمام جماعتوں کے ممبران و علماء کو دعوت دی گئی۔ شاید آپ کو معلوم ہے یا نہیں کہ یہاں فیجی میں عرصہ ہوا چند لوگوں نے مل کر ایک سیاسی جماعت بنائی تھی جس کا نام مسلم لیگ رکھا۔ اس جماعت کا مقصد مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت وغیرہ قرار دیا گیا۔ مگر کچھ عرصہ گذر جانے کے بعد بعض لیڈر قسم کے مسلمانوں نے مسلمانوں کے حقوق کے بدلے اپنے حقوق محفوظ کرنے کے لئے اور مسلم لیگ کے بنیادی قواعد میں تبدیلی کر کے اسے مذہبی جماعت کا رنگ دیدیا گیا اور اس کا سب سے بڑا کام تکفیر المسلمین قرار دیا گیا۔ آج کل تکفیر بازی کی ایک مشین فیجی مسلم لیگ کے چوبارے پر لگی ہوئی ہے اور دوسری جماعت ربوہ کی ٹین کی جھونپڑی پر۔ جماعت ربوہ کے ایک ممبر جب کہیں کسی مجلس میں جاتے ہیں تو حاضرین کو فخریہ کہتے ہیں کہ ہم تمہارا جنازہ نہیں پڑھیں گے۔ جنت کی چابی اب جماعت ربوہ کے پاس ہے۔ پچھلے دنوں اپنے ایک بزرگ کے گھر گئے تو انہیں بھی یہی پیغام دیا۔ انہوں نے تھوڑی سی مرمت کر دی۔ ایک اور مجلس میں جماعت ربوہ کے علاوہ مسلمان مرد و عورتیں بھی شامل تھیں آپ نے انہیں بھی یہی پیغام دیا کہ جب تک آپ ہمارے خلیفہ صاحب کی بیعت نہیں کریں گے ہم تمہارا جنازہ نہیں پڑھیں گے۔ اس پر ایک بیگم بولی تو اپنی ماں کا جنازہ پڑھ، اپنے خلیفے کا اپنے باپ کا، تمہارا جنازہ ایسا بگڑا کہ فساد ہوتے ہوتے تھوڑی سی کسر باقی رہ گئی۔ آج کل جزائر فیجی میں جہاں مسلمانوں کی آبادی چند ہزار ہے یعنی حال کی مردم شماری کے مطابق مسلمانوں کی کل تعداد پچاس ہزار سے بھی کم ہے۔ مگر ہر سو کفر بازی کا زور ہے جماعت ربوہ کے مولوی تکفیر بازی کے ساتھ ساتھ ہر ایک بیعت کنندہ کو نبوت تقسیم کرنے کا وعدہ بھی دیتے ہیں۔ ان بیماریوں کا تدارک کرنے کے لئے ممبران احمدیہ انجمن اشاعت اسلام نے یہ اجتماع منعقد کرنے کا فیصلہ کیا ریڈیو فیجی اور یہاں کے سب سے بڑے انگریزی روزنامہ فیجی ٹائمز (FIJI TIMES) میں اشتہار دینے کے

انفرادی طور پر بھی دعوت نامے ارسال کئے گئے۔ بعض غیر از جماعت دوستوں نے اطلاع دی ہے کہ وہ ضرور شمولیت کریں گے۔ بعض نے عدیم الفرصتی کی وجہ سے شمولیت سے معذرت کی مگر تکفیر بازی کرنے والوں نے اپنی مشینوں کو اور تیز کر دیا اور خوب تکفیر کی بوچھاڑ کی۔ مگر جیسا کہ آپ کو معلوم ہے اب ان کی باتوں کا کوئی اثر نہیں رہا۔ جماعت ربوہ کے مبلغ مولوی نور الحق صاحب خود بھی دعوت نامہ موصول ہونے پر مسٹر جی این ڈین قائم مقام پریذیڈنٹ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام فجی شاخ لاہور سے ملے ... سے کہنے لگے کہ ہم اس شرط پر جلسہ میں شمولیت کے لئے تیار ہیں کہ جتنا وقت جماعت لاہور کے مبلغ (یعنی خاکسار) کو تقریر کے لئے دیا جائے اتنا ہی مجھے دیا جائے۔ اس پر مسٹر جی این ڈین صاحب نے جواب دیا کہ مولانا احمد یار صاحب سے مشورہ کر کے میں شام کو جواب بھیجدوں گا چنانچہ مسٹر ڈی این ڈین نے جب مجھ سے پوچھا تو اس عاجز نے انہیں جیسا مناسب عرض کیا کہ جتنا اس عاجز کو وقت دیا جائے اتنا ہی جماعت ربوہ کے نمائندہ کو دیا جائے۔ مثلاً ۴۵ منٹ اگر مجھے تقریر کے لئے وقت ملتا ہے تو ۱۵ منٹ سوال جواب کے لئے رکھا جائے اسی حساب سے جماعت ربوہ کے مبلغ صاحب کو وقت دیا جائے۔ مسٹر ڈین صاحب نے جواب لکھ کر انہیں بھیجدیا۔ اس پر مولوی نور الحق صاحب نے فون پر انہیں کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ دونوں مبلغین اپنی اپنی تقریریں لکھ کر پڑھیں نیز یہ بھی کہ جو کچھ آپ کے مولانا صاحب لکھ کر پڑھنا چاہیں۔ وہ پہلے مجھے دکھا دیا جائے مسٹر ڈین صاحب نے جب یہ بات اس عاجز کو بتائی تو خاکسار نے کہا کہ آپ انہیں کہہ دیں کہ آپ جس طرح چاہیں تقریر لکھ کر پڑھنی چاہیں تو پڑھ لیں۔ زبانی کرنا چاہیں تو کریں دیگر کو مجبور نہ کریں۔ جب مسٹر ڈین صاحب نے مولوی نور الحق صاحب سے یہ بات کی تو وہ بولے ہم حق پر ہیں اور آپ لوگ ناحق اس لئے میں نے یہ بات کہی کہ آپ کی تقریر لکھی جائیں اور آپ کے مبلغ کی تقریر میں پہلے دیکھ لوں۔ اس پر مسٹر ڈین صاحب نے کہا کہ اگر آپ حق پر ہیں تو حق پیش کرنے کا اس سے اچھا موقع اور کیا ملے گا۔ آخیر انہوں نے یہ ... پر آخر جواب یہ دیا کہ جب تک آپ میری شرط نہیں مانتے تو میں شامل نہیں ہو سکتا۔ ڈین صاحب نے کہا کہ نہیں جواب لکھ کر بھیجدیں۔ کہنے لگے کہ میں لکھ کر نہیں دے سکتا۔ اس لئے جماعت ربوہ کے دو تین ممبران کے علاوہ اور کوئی شامل نہ ہوا۔ دوسرے مسلمان بھائیوں میں سے بہت شامل ہوئے۔ ایک سنی بھائی مسٹر حبیب اللہ بخش صاحب نے ختم نبوت کے موضوع پر تقریر بھی کی۔ یہ جلسہ مسٹر ڈین صاحب پریذیڈنٹ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام فجی کی صدارت میں تلاوت قرآن کریم سے جو عبداللطیف خانصاحب نے کی شروع ہوا

صدر صاحب نے اپنے خطبہ صدارت میں اس اجتماع منعقد کرنے کی غرض و غایت بتاتے ہوئے واضح کیا کہ ختم نبوت اسلام کے بنیادی اصولوں میں سے ہے۔ اس کا انکار اسلام کے شیرازہ کو منتشر کرنے کے مترادف ہے۔ اس اصول کی حفاظت اسلام کی حفاظت کے مترادف ہے انہوں نے بانی سلسلہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مجدد زمان و مہدی دوران کی تحریروں میں سے ختم نبوت پر کچھ اقتباس پیش کئے۔ آپ کے خطبہ کے بعد مسٹر حبیب اللہ بخش صاحب نے ختم نبوت کے مسئلہ کی اہمیت اور اس کی ضرورت کو حاضرین پر واضح کیا جسے حاضرین نے بہت پسند کیا۔ ان کے بعد خاکسار نے ختم نبوت کے مسئلہ پر قرآن کریم کی آیات سے روشنی ڈالتے ہوئے بتایا کہ جو مسلمان کہلا کر یہ سوچتا ہے کہ سید الاولین والآخرین حضرت محمد صلعم کے بعد کوئی نبی آ سکتا ہے یا نہ وہ مسلمان کہلانے کا مستحق نہیں۔ گمراہ ہے۔ جادۂ صواب سے بھٹکا ہوا ہے خاکسار نے احادیث شریفہ سے بھی اس مسئلہ پر روشنی ڈالی اور ثابت کیا کہ نبوت کا دروازہ ہمیشہ کے لئے بند ہے اب قیامت تک کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ہی قائم رہے گی۔ نیز حضرت مسیح موعودؑ کی تحریرات سے خاکسار نے بتایا کہ زندہ نبی صرف ایک ہے وہ سرکار مدینہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات ہے۔ سچا دین آسمان کے نیچے صرف اسلام ہے۔

حضرت مرزا صاحبؒ فرماتے ہیں کہ زندہ نبی صرف ایک ہے وہ محمد صلعم ہے۔ جو لوگ کہتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحبؒ نبی ہیں وہ آپ کو جھٹلاتے اور آپ کی روح کو ایذا دینے والے ہیں۔ تقریباً دو گھنٹہ خاکسار کی یہ تقریر جاری رہی۔ خاکسار کے بعد بابو عبدالرحمٰن ساہو خانصاحب نے ختم نبوت کے مسئلہ پر تقریر کی اور احمدیہ انجمن اشاعت اسلام فجی کی مختصر سی تاریخ بیان فرمائی۔ کہ یہ جماعت کن حالات میں قائم ہوئی اور کن حالات میں اس نے دین اسلام کی قیمتی خدمات سرانجام دیں۔ آخر پر صدر صاحب نے حاضرین کا شکریہ ادا کیا اور دعا پر اس اجلاس کے اختتام کا اعلان کیا اور جملہ حاضرین کو دوپہر کا کھانا کھلایا گیا۔

ایک نئی دینی جماعت اور جماعت احمدیہ

گذشتہ اشاعت میں اخبار و افکار کے ذیل میں ہم نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک اہم ترین سنت مؤکدہ کا ذکر کرتے ہوئے بتایا تھا کہ مولٰنا امین احسن اصلاحی نے جو کچھ عرصہ سے مودودی جماعت سے الگ ہو چکے ہوئے ہیں، ملتان کی جامع محمدیہ کے ایک اجلاس میں اس سنت مؤکدہ پر زور دیا ہے۔ اس بارہ میں سب سے پہلے ایک غلطی کی اصلاح کرنا ضروری ہے کہ مذکورہ تقریر مولانا اصلاحی نے نہیں کی تھی بلکہ ان کے دستِ راست ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے کی تھی جو مولانا اصلاحی کے ماہنامہ میثاق کے ایڈیٹر بھی ہیں، ظاہر ہے کہ ان کے پیش کردہ خیالات سے مولانا اصلاحی الگ نہیں بلکہ انہی کے پیدا کردہ خیالات ہیں، جن کے پاکیزہ اور قابل قدر ہونے میں کوئی کلام نہیں ہو سکتا اور ہمیں خوشی ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جس سنت مؤکدہ (دعوت و تبلیغ اسلام) پر جماعت احمدیہ گذشتہ نصف صدی سے عمل پیرا چلی آرہی ہے اور دوسری اسلامی جماعتوں کو بھی اپنے مخصوص فروعی اعتقادات پر لڑنے جھگڑنے کے بجائے اسی سنتِ مؤکدہ پر عمل پیرا ہونے کی دعوت دیتی رہی ہے، آج اس کی ضرورت و اہمیت کا احساس دوسرے اسلامی حلقوں میں بھی ہونے لگا ہے، حقیقت یہ ہے کہ یہی ایک چیز ہے جس کو قرآن کریم نے اُمتِ مرحومہ کی پیدائش کا حقیقی مقصد قرار دیا ہے، کنتم خیر امة اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنہون عن المنکر وتؤمنون باللہ اور اسی پر عمل پیرا ہونا موجب فلاح ٹھہرایا ہے، ولتکن منکم امة یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینہون عن المنکر واولئک ہم المفلحون۔ اس لئے جو بھی شخص اس فریضہ یا بقول ڈاکٹر اسرار احمد صاحب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس اہم ترین سنت مؤکدہ کو اختیار کرنے کا تہیہ کرے اس کا خیر مقدم کرنا ہم ضروری سمجھتے ہیں۔

ہم نے گذشتہ شذرہ میں عرض کیا تھا کہ مولانا اصلاحی کو جماعت احمدیہ کے سوائے شاید دوسرے مسلمانوں میں کوئی ایسی جماعت نہ مل سکے جس کے ساتھ ہو کر وہ اس سنت مؤکدہ پر عمل پیرا ہو سکیں اسی بات کے پیشِ نظر انہوں نے اپنے ساتھیوں نے اب ایک نئی جماعت قائم کرنے کا تہیہ کر لیا ہے جس کی ضرورت و اہمیت کو واضح کرتے ہوئے ان کے ایک ساتھی مولانا عبدالغفار حسن نے اس بات پر زور دیا ہے کہ:-

"بہت سے لوگوں کے علیحدہ علیحدہ کام کرنے اور ان سب کے مل کر اجتماعی طور پر کام کرنے میں نتائج کے اعتبار سے زمین آسمان کا فرق واقع ہو جاتا ہے اجتماعیت میں ہر فرد ایک دوسرے کا سہارا اور ایک دوسرے کی کمی پورا کرنے والا ہوتا ہے جس سے کام میں عظیم برکت پیدا ہوتی ہے۔"

یہ بالکل صحیح ہے اور اسی بنا پر جماعت احمدیہ کا قیام عمل میں آیا جس کو عام طور پر مسلمانوں میں تفریق کا مجرم قرار دیا جاتا ہے۔ حالانکہ جس اہم مقصد کے پیش نظر اس جماعت کا قیام عمل میں آیا وہ اس بات کا مقتضی تھا کہ اس کو ایک علیحدہ اجتماعیت کی صورت دی جائے اور آج اسی مقصد کے پیش نظر اس نئی جماعت کی ضرورت پر زور دیا جا رہا ہے۔

اسی سلسلہ میں جماعت سازی سے مسلمانوں میں تحزب و تفرق کے امکانات کا بھی ذکر کیا گیا ہے اور یہ بتایا گیا ہے کہ "جماعتیں بالعموم شخصیتوں کے گرد گھومتی ہیں اور ان سے شخصیت پرستی کی مہلک بیماری پیدا ہوتی ہے" اور اس کے سدِ باب کا یہ طریق بتایا گیا ہے کہ:
"اگر ابتدا سے بہت سے لوگ باہمی مشاورت سے اپنے مقصد اور اس کے

(باقی بر صفحہ ۱۱ کالم ۲)

جلسہ سالانہ کے متعلق

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالے کا قوم کو ضروری پیغام

۲۳ دسمبر کے خطبہ جمعہ میں حضرت امیر ایدہ اللہ نے جلسہ سالانہ کے بارہ میں قوم کو ایک ضروری پیغام دیا جو درج ذیل ہے

جلسہ قریب آرہا ہے اس موقعہ پر مرد اور خواتین ضرور جمع ہوں۔ اور سب جمع ہو کر جنابِ الٰہی میں دعائیں کریں۔ کہ خدا ہماری قوم کو یہ توفیق بخشے کہ وہ اسلام کا نمونہ پیش کر سکیں۔ جب تک آپ کی قوم اسلام کا نمونہ پیش نہیں کرتی اس وقت تک دوسرے پر اس کا اثر نہیں ہو سکتا۔ آپ جلسہ پر ضرور جمع ہوں اور اجتماع کے فوائد سے مستفید ہوں، یہ پکی بات ہے کہ جماعت پر خدا کا ہاتھ ہوتا ہے۔ جماعت کی دعائیں قبول ہوتی ہیں، ایک دوسرے کو دیکھ کر بہت سی باتیں سیکھ لیتے ہیں اور ایک دوسرے کی ملاقات کر کے خوش ہوتے ہیں۔ میرا پیغام کراچی سے پشاور تک تمام قوم کو پہنچا دیا جائے کہ وہ تکلیف اٹھا کر جلسہ سالانہ پر جمع ہوں۔

خدا تعالیٰ جماعت کی دعائیں سنتا ہے۔ اور اس پر اپنی برکات نازل کرتا ہے۔ یہ قوم اسلام کی تعلیمات کو دنیا میں پھیلانے کیلئے کھڑی ہوئی ہے۔ لہذا خدا کی رضا چاہنے کیلئے مالی اور وقتی قربانی کریں۔ اپنے اموال پیش کریں۔ ایثار و قربانی قوم اور جماعت کے استحکام کے لئے نہایت ضروری ہے کراچی سے لیکر پشاور تک کی جماعتیں جلسہ سالانہ پر آنے کا پختہ ارادہ کر لیں اور عزم کر لیں کہ حضرت امام الزمان کی مقرر کردہ مفید تقریب پر ضرور موجود ہوں گے۔ خدا تعالے سب پر اپنی برکات نازل فرمائے۔

درخواست دعا بعض احباب بیمار ہیں اور بعض مختلف مشکلات میں مبتلا ہونے کی وجہ سے پریشان حال ہیں [illegible] کے لئے احباب دردِ دل سے دعائیں فرمائیں۔

ایک عورت کا عشق قرآن

قرآن پاک کی تلاوت اور خصوصًا ان قرآن الفجر کان مشهودا کے تحت صبح دم کلام الٰہی کو پڑھنا حد درجہ اجر اور ثواب کا موجب ہے۔ رمضان المبارک میں مومنین کے قلوب میں قرآن کریم سے خاص شغف اور محبت کا پایا جانا جہاں اس مہینہ کے بابرکت ہونے کی ایک دلیل ہے وہاں روزہ کے اثرات اور نتائج حسنہ کا اظہار ہے کہ ایک دنیا دار سے دنیا دار بھی اس مہینہ میں محض رضائے الٰہی کے حصول کی خاطر حلال اور طیب چیزوں کو بھی ایک معینہ وقت کے لئے جائز اور حلال اشیا کا استعمال ترک کر سکتے ہیں تو حرام ناجائز اور ممنوع چیزوں کو تو بدرجہ اولٰی چھوڑ دینا ہمارا فرض اولین ہے۔

ایک وہ زمانہ تھا کہ مومنوں کے دل عشق قرآن سے ہر دم لبریز رہتے تھے اور قرآن کریم کا ان کے دل ودماغ پر اس قدر غلبہ ہوتا تھا کہ وہ بات چیت بھی قرآن پاک کی زبان میں کرتے تھے۔ اس جگہ قارئین کی روحانی غذا کے لئے ایک مشہور مکالمہ جو حضرت عبداللہ بن مبارک اور حضرت اُم یحیٰی کے درمیان ہوا درج کیا جاتا ہے۔ حضرت اُم یحیٰی اپنے قافلہ سے بچھڑ گئی تھیں کہ اُن کی ملاقات سرراہے عبداللہ بن مبارک سے ہو گئی اور ان کے مابین یوں مکالمہ ہوا:-

عبداللہ:- السلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اُم یحیٰی:- سلامٌ قولاً من ربٍ الرحیم۔

عبداللہ:- خدا تم پر رحم فرمائے تم یہاں کس طرح کھڑی ہو؟

اُم یحیٰی:- ومن یضلل اللّٰہ فلا ھادی لہ (یعنی میں قافلہ سے بچھڑ گئی ہوں۔)

عبداللہ:- تم کہاں کا ارادہ رکھتی ہو؟

اُم یحیٰی:- سبحٰن الذی اسریٰ بعبدہٖ لیلًا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ (اس سے عبداللہ نے سمجھا کہ ادائیگی حج کے بعد بیت المقدس جانا چاہتی ہیں)

عبداللہ:- پھر تم کو یہاں کتنا عرصہ ہوا؟

اُم یحیٰی:- ثلٰث لیالٍ سویًا (تین راتیں)

عبداللہ:- تم کھاتی پیتی کہاں سے ہو؟ تمہارے پاس تو زادِ راہ بھی نہیں ہے؟

اُم یحیٰی:- ھو یطعمنی ویسقین (خدا تعالیٰ کھلاتا پلاتا ہے)

عبداللہ:- پھر وضو کس چیز سے کرتی ہو؟

اُم یحیٰی:- فلم تجدوا ماءً فتیمموا صعیدًا طیبًا (پانی نہ ملنے کی وجہ سے تیمم کر لیتی ہوں)

عبداللہ:- میرے پاس کھانا ہے اگر ضرورت ہو تو حاضر کروں؟

اُم یحیٰی:- واتموا الصیام الی اللیل (یعنی میں روزہ دار ہوں)

عبداللہ:- جناب یہ مہینہ رمضان المبارک کا تو نہیں ہے جو تم نے روزہ رکھا ہے؟

اُم یحیٰی:- ومن تطوع خیرًا فان اللّٰہ شاکرٌ علیمٌ (یعنی میں نفلی روزہ سے ہوں۔)

عبداللہ:- سفر میں تو روزہ افطار کرنا جائز ہے!

اُم یحیٰی:- وان تصوموا خیرٌ لکم ان کنتم تعلمون (اگر سفر میں روزہ رکھ لیا جائے تو اچھا ہے۔)

عبداللہ:- جس طرح میں گفتگو کرتا ہوں تم اس طرح کیوں نہیں کرتیں؟

اُم یحیٰی:- ما یلفظ من قولٍ الا لدیہ رقیبٌ عتید (خدا تعالیٰ کی ہر بات پر نظر ہے)

عبداللہ:- تم کس قبیلہ سے تعلق رکھتی ہو؟

اُم یحیٰی:- لا تقف ما لیس لک بہٖ علمٌ (جس بات کا علم نہ ہو اس کا کھوج نہ لگاؤ)

عبداللہ:- مجھ سے خطا ہوئی معاف فرمایئے!

اُم یحیٰی:- لا تثریب علیکم الیوم یغفر اللّٰہ لکم وھو ارحم الراحمین۔ (خدا تمہیں معاف کرے)

عبداللہ:- اگر تم چاہو تو تمہیں اپنی اونٹنی پر بٹھا کر قافلہ تک پہنچا دوں؟

اُم یحیٰی:- وما تفعلوا من خیرٍ یعلمہ اللّٰہ (اس نیکی کا خدا تعالیٰ تمہیں اجر دے گا۔)

ایک لطیفہ

سنہ ۱۹۵۶ء میں خلیفہ صاحب ربوہ نے واضح طور پر یہ محسوس کیا کہ شاید لوگ میرے بیٹے کو آئندہ خلیفہ نہ بننے دیں جس کے لئے انہوں نے آئندہ خلافت کے انتخاب کے لئے بعض سنگین قواعد تجویز کئے تاکہ بقول ان کے:-

"مجھے صرف اتنا خیال ہے کہ شیطان کے لئے دروازہ نہ کھلا رہے"

اور اپنے مقرر کردہ امراء جماعت اور تنخواہ دار عملہ کے سپرد انتخاب خلافت کا کام سونپا اور بار بار توجہ دلائی کہ اتنا و فارسٹ کو بھول نہ جانا اس "فکر" میں خلیفہ صاحب اس درجہ کھو گئے کہ انہیں یہ بھی علم نہ رہا کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں۔ انہوں نے آئندہ خلیفہ کے انتخاب کے وقت عمل کرنے کے لئے چند ہدایات دیتے ہوئے فرمایا کہ "نہ معلوم میں اس وقت تک زندہ رہوں یا نہ رہوں" لہٰذا جماعت ان قواعد کے مطابق نئے خلیفہ سلسلہ میں خلافت کے انتخاب کے بارے جاری ہوں گے چونکہ انسانی زندگی کا کوئی اعتبار نہیں، نہ معلوم میں اس وقت تک رہوں یا نہ رہوں اس لئے میں نے آدیر کا قاعدہ تجویز کر دیا ہے تاکہ جماعت فتنوں سے محفوظ رہے۔"

(خلافت حقہ اسلامیہ صفحہ ۳۲)

بلا تبصرہ

موقر روزنامہ "امروز" مورخہ ۲۰ دسمبر کی "ایڈیٹر کی ڈاک" سے ایک مکتوب من وعن بلا تبصرہ درج کیا جاتا ہے اور علماء سے درخواست ہے کہ وہ اس مسئلہ پر روشنی ڈالیں۔ بیّنوا وتوجروا!

"استفسار

مکرمی تسلیم! اکثر تفاسیر میں درج ہے کہ جب یہودیوں نے حضرت عیسٰیؑ کو صلیب پر چڑھانے کے لئے پکڑا تو اس وقت آپ کی عمر تینتیس برس کی تھی ایسے نازک وقت میں خدا تعالیٰ کا یہ معجزہ رونما ہوا کہ حضرت عیسٰی کو تو خدا تعالیٰ نے ایک فرشتہ بھیج کر اور چھت پھاڑ کر آسمان پر اٹھا لیا۔ جو آج سنہ ۱۹۷۲ء تک آسمان پر زندہ موجود ہیں۔ لیکن ان کی بجائے ایک یہودی کو جو انہیں پکڑنے اندر گیا تھا خدا تعالیٰ نے حضرت عیسٰی کا ہم شکل بنا دیا۔ اور یہودیوں نے اسے سُولی پر چڑھا دیا۔ مسلمانوں کا یہ عام عقیدہ چلا آیا ہے۔ جس کا ذکر قرآن وحدیث میں ہے اور نہ ہی انجیل میں ہے۔ تفاسیر کے اس بیان کے برعکس حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ایک حدیث کنز العمال جلد ۶ صفحہ نمبر ۱۲۰ پر درج ہے اور روایت حضرت فاطمۃ الزہرا سے ہے حدیث کے الفاظ حسب ذیل ہیں:-

انہ لم یکن نبی کان بعدہٗ نبی الا عاش نصف عمر الذی کان قبلہٖ وان عیسٰی ابن مریم عاش عشرین ومائۃ وانی لا ارانی الا ذاھبًا علی راس الستین (یعنی بعد میں آنے والا نبی اپنے سے پہلے نبی سے نصف عمر پاتا رہا اور عیسٰی ابن مریم ۱۲۰ برس تک زندہ رہے اور میں دیکھتا ہوں کہ میں ساٹھ برس کے سرے پر دنیا کو ترک کر دوں گا۔

اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسٰیؑ ایک سو بیس برس زندہ رہے۔ تفاسیر کے متذکرہ بالا بیان اور حدیث کے بیان میں صریح تناقض ہے اس تناقض اور تضاد کے حل کے بارے میں علمائے دین کیا فرماتے ہیں۔

(فقیر ناچیز سید صوفی عبدالرحمٰن گیلانی مجددی حنفی دام گلی مکان ۱۲۲ لاہور۔ بقلم خود)"

اقوامِ عالم کا اتحاد اور دُنیا کا امن

توحیدِ الٰہی پر ایمان اور حضرت محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کے دامن سے وابستہ ہے

خطبۂ جمعہ مورخہ ۲۲ دسمبر ۱۹۶۷ء ۔ فرمودہ حضرت امیرِ قوم مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ بمقام جامع احمدیہ۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور

واللہ یسجد ما فی السموات وما فی الارض وما انزلنا علیک الکتاب الا لتبین لھم الذی اختلفوا فیہ وھدی ورحمۃ لقوم یؤمنون (النحل رکوع)

حضرت نبی کریم صلعم کے ذمہ عرب کے علاوہ دوسری اقوام کی اصلاح کا کام

ایک امتیازی کام جو حضور نبی کریم صلعم نے کر دکھایا وہ دوسرے انبیاءؑ نے نہ انجام دیا اور نہ ہی ان کے ذمے یہ فریضہ لگایا جا سکتا تھا۔ وہ دنیا جہان کی قوموں کو ایک کرنے کا کام ہے۔ عرب کے لوگوں کو راہِ راست پر لانا بہت ہی مشکل کام تھا۔ اس کے علاوہ ان کے ذمے یہ کام بھی کیا گیا کہ دوسرے پیغمبروں کی تعلیمات میں جو نقائص پیدا ہو چکے تھے ان کو دور کیا جائے۔ اہلِ عرب کی اصلاح کی خاطر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے عزیز و اقارب کو بہت سی تکالیف کا سامنا کرنا پڑا۔ وطن چھوڑنا پڑا۔ حضورؐ خود زخمی ہو گئے۔ عزیز و اقارب شہید ہو گئے۔ لیکن اس سے بڑھ کر بھی یہ ایک کام آپؐ کے سپرد تھا کہ دوسرے انبیاء کی امتوں کو بھی راہِ راست پر لایا جائے۔ چنانچہ فرمایا انا انزلنا الیک الذکر لتبین للناس ما نزل الیھم ولعلھم یتفکرون۔

دوسرے انبیاءؑ کی اُمتوں کی گمراہی

اس سے پیشتر مختلف اوقات میں، مختلف مقامات پر اور مختلف قوموں میں انبیاء علیہم السلام آئے۔ مگر ان تمام قوموں نے توحید کو چھوڑ دیا۔ اور ان میں سے اکثر لوگوں نے اپنے انبیاء کرامؑ کی عبادت کرنا شروع کر دی۔ علاوہ ازیں مختلف قسم کے اعتقادات ان میں پھیل گئے۔ ان سب قوموں کو متحد کرنا آپؐ کے فرائض میں سے قرار دیا گیا۔ دنیا کی قوموں کو ایک کرنا بالخصوص جب عادات مختلف ہوں اور اعتقادات مختلف ہوں بڑا مشکل کام تھا۔

ایک بنیادی نقطہ

قوموں کو متحد کرنے کے لئے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بنیادی نقطہ بیان فرمایا۔ کہ خدا کو ایک مان لو۔ یہی وہ بنیادی تعلیم ہے جس پر چل کر قومیں متحد ہو سکتی ہیں۔

ہندوستان کے دیوی دیوتاؤں کی طرح عیسٰیؑ اور مریمؑ کی پوجا

حضرت عیسٰیؑ کی قوم جن کے پاس انجیل آئی۔ انہوں نے حضرت عیسٰی علیہ السلام کو خدا بنا لیا اور ان کی پوجا شروع کر دی۔ آج بھی ان کی پوجا جاری ہے۔ یورپ [illegible] پرستش ہوتی ہے سنگِ مرمر کے نہایت خوبصورت بُت بنے ہوتے ہیں جس طرح ہندوستان میں بُت پرستی ہوتی ہے اسی طرح یورپ میں بھی ہے۔ بالفاظِ دیگر وہاں عورت کی بھی پوجا ہوتی ہے۔ ہندوستان میں تو بہت سی دیویاں ہیں جن کی پوجا کی جاتی ہے لیکن یورپ میں ایک ہی دیوی ہے۔ ہندوستان میں لارڈ کرشنا کی پوجا ہوتی ہے اسی طرح عیسائیوں میں عیسٰیؑ اور مریمؑ کی پوجا ہوتی ہے۔

بُدھ کی تعلیم اور اس کی پرستش

ایک اور قوم ہندوؤں میں سے پیدا ہوئی ہے جو بُدھ کی پیرو ہے۔ یہ قوم بُدھ کی پرستش کرتی ہے۔ بُدھ نے ہندو مذہب سے تنگ آ کر سلطنت کو تیاگ دیا اور بن باسی ہو گئے اور جنگل میں ڈیرے لگا لئے تھے۔ انہوں نے یہ تلقین کی کہ سب سے اعلیٰ درجہ کا کام یہ ہے کہ بھکشو بن جاؤ اور مانگت بن کر بھیک مانگا کرو۔ در بدر جاؤ اور لوگوں سے مانگ کر روٹی کھاؤ۔ یہ کمال تھا تعلق کا جو بُدھ نے قوم کو سکھایا۔ بدھ ہندو تھے۔ ہندوؤں میں زندگی بسر کی تھی۔ ہندوؤں میں سادھو ہوتے ہیں جو زندگی کو تیاگ دیتے ہیں۔ جنگلوں اور ویرانوں میں زندگی بسر کرتے ہیں۔ اس کو ہندو مت نے سب سے اعلیٰ مقام دے رکھا ہے۔ بُدھ نے بھی دنیا کو تیاگ کر قوم کو مانگت یا بھکشو بنا دیا۔ ایسا ہی حضرت عیسٰیؑ کی قوم نے بھی مردوں کو MONK بنایا اور عورتوں کو بھی راہبہ بنا کر ان کی زندگی کو بھی برباد کیا ہے۔

دوسری اقوام کی اصلاح حضرت نبی کریم صلعم کے فرائض میں

جیسا ابھی ذکر ہوا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرائض میں یہ امر بھی شامل ہے کہ ان کے اعتقادات کی اصلاح کریں اور ان لوگوں کو توجہ دلائیں کہ تم خود غور کرو کہ تمہارے اعتقادات معقول نہیں ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑائی ان کے کام کی وجہ سے ہے۔ حضورؐ نے اپنی عین حیات میں عرب کے لوگوں کو متحد کر دیا۔ آپؐ نے لوگوں کے سامنے نمونہ پیش کیا۔ اور فرمایا کہ شرک چھوڑ دو، خدا کی توحید پر ایمان لاؤ۔

توحید کے ماننے میں وحدتِ اقوام

توحید ہی قوموں کے اندر وحدت پیدا کر سکتی ہے۔ خدا تعالیٰ کے قوانین اٹل ہیں جو کبھی تبدیل نہیں ہو سکتے۔ اس کے قوانین دنیا میں جاری و ساری ہیں جن کو دنیا دیکھ رہی ہے۔ اگر انسان ہزاروں کروڑوں بتوں کو اپنا معبود بنا لیں اور ان کے آگے اپنا سر پھوڑیں۔ تب بھی خدا تعالیٰ کی سلطنت میں کوئی نقص واقع نہیں ہوگا۔ مگر شرک کرنے والوں کو ضرور نقصان پہنچتا ہے۔ خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ لوگ اس نقصان سے بچ جائیں اور توحید قبول کر لیں تاکہ دنیا میں امن امان پیدا ہو جائے۔ خدا ایک ہے۔ اس کی کائنات میں دوسرا اور کوئی حصہ دار نہیں ہے۔ وہ واحد ہے۔ وہ کسی وزیر مشیر کا محتاج نہیں۔ تمام کائنات پر اس کا تصرف ہے۔ اسی نے انسان کو پیدا کیا، اسے زندگی عطا فرمائی اور پھر زندگی کی بقا کے لئے اس کی تمام ضروریات کو پیدا کیا۔

کائنات میں وحدت کا رنگ

اس کائنات میں وحدانیت نظر آتی ہے۔ تمام مخلوقات کے اوپر ایک ہی آسمان ہے اور زمین کا فرش بھی مشترک ہے سب کے لئے سورج ایک ہے اور سب کے لئے بارش آتی ہے۔ تمام انسانیت کی فطرت ایک ہے۔

انبیاءؑ کی تعلیم اور قوموں کی گمراہی

اس فطرت کو جگانے کے لئے انبیاءؑ تشریف لائے اور سب کے آخر میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے ہیں جنہیں حکم ہوتا ہے وانزلنا الیک الذکر لتبین للناس ما نزل الیھم۔ آپ کا یہ کام ہے کہ قوموں کے سامنے تشریح و توضیح سے بیان کریں کہ خدا ایک ہے۔ تمہارے انبیاء کرامؑ یہی تعلیم دیتے رہے ہیں مگر لوگوں نے صحیح تعلیم کو چھوڑ دیا۔ ہندوؤں نے صحیح رستہ ترک کر کے شجر و حجر کی پرستش شروع کر دی، عیسائیوں نے عیسٰیؑ اور مریمؑ کو خدا مان لیا، ایرانیوں نے دو خدا مان لئے یعنی یزدان اور اہرمن۔

قوموں کی وحدت نبی کریم صلعم کے دامن سے وابستہ ہے

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلعم کو دنیا جہان کے پیغمبروں کی تعلیمات کا علم ہے اور ان امتوں کی گمراہی کا علم ہے۔ آج بھی اگر قومیں ایک ہو سکتی ہیں تو حضور صلعم کا دامن پکڑنے سے ہو سکتی ہیں۔ آج دو بڑی قومیں روس اور امریکہ ہیں۔ انہوں نے دنیا جہان کو تباہ کرنے کے لئے اسلحہ جمع کر رکھا ہے۔ لیکن دونوں ڈرتے ہیں کہ ہم بھی تباہ ہو جائیں گے ان کے دل کے اندر تڑپ ہے کہ قومیں متحد ہو جائیں اور صلح کا دور ہو جائے۔ ان بیماروں کی نبض پر ہاتھ رکھنے والے اور ان کا صحیح طور پر علاج کرنے والے سوائے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کون ہے؟!

تمام کائنات میں اللہ تعالےٰ کی فرمانبرداری کا سبق

فرمایا للہ ما فی السمٰوات وما فی الارض

بُت پرستی سے کیا ہوتا ہے۔ زمین و آسمان کے تمام طبقات خدا کے قوانین پر چل رہے ہیں۔ کائنات کی ہر چیز کے اندر خدا نے رہبری رکھ دی ہے۔ درخت اس کی رہبری کے مطابق کام کر رہے ہیں۔ بعض جگہ زمین کے ایک ہی حصہ میں آم کا درخت بھی ہے اور دیکائن کا بھی۔ لیکن خدا تعالےٰ کی رہبری کے مطابق آم اپنے مناسب حال اجزاء حاصل کر رہا ہے اور دیکائن اپنے اجزاء حاصل کر رہا ہے۔ آسمان کے اجسام بھی خدا تعالےٰ کی رہبری کے مطابق خدمات انجام دے رہے ہیں۔ فرمایا و اوحیٰ فی کل سماء امرھا، ہر چیز کی فطرت میں رکھ دیا گیا ہے کہ اس نے کیا کام کرنا ہے۔ ہر چیز جانتی ہے کہ اس کا مقام کیا ہے کیا خدمت اس کے سپرد ہے۔ بطخ کا بچہ پیدا ہوتے ہی پانی میں چھلانگ لگا دیتا ہے۔ لیکن اس کا ساتھی مرغی کا بچہ اس کی جان نکل جائے جو وہ پانی کی طرف منہ کرے یہ اس کو کس نے سکھایا ہے یہ اس کی فطرت میں اللہ تعالےٰ نے رکھ دیا ہے یہی حالت تمام چرند پرند اور انسانوں کی ہے کہ ان کو ایک فطرت عطا کی گئی ہے جس کے مطابق وہ کام کرتے ہیں۔ فرمایا للہ ما فی السمٰوات وما فی الارض زمین و آسمان کی ہر چیز خدا تعالےٰ کی فرمانبرداری کر رہی ہے اس کی فرمانبرداری دائم ہے۔ پس انسانوں کو چاہیئے کہ وہ بھی خدا کے احکام کی فرمانبرداری کریں تاکہ وہ کامیاب ہوں اور بامراد کامیاب ہوں۔

اللہ تعالےٰ کی عطا کردہ نعماء اور غیر اللہ کی پرستش

جس قدر بھی تمہیں نعمتیں حاصل ہیں، صحت ہو، خوبصورتی ہو، دولت ہو، عہدہ ہو، باغات ہوں، زمین ہو، وہ سب کچھ جناب الٰہی کی عطا ہیں۔ افغیر اللہ ابغی ربًا پھر کیا ڈرنے کی جگہ نہیں، حضرت عیسےٰ ہوں یا بدھ یا کرشن ہوں، جب زمین و آسمان کی ہر چیز اللہ تعالےٰ کے قبضہ و اختیار میں ہے تو ان بزرگوں کی پوجا کرنے سے کیا حاصل؟ عقل مند انسانوں کو اس طرف توجہ دلاتی ہے کہ کسی کے نقصان پہنچانے سے نہ ڈرے، نہ کسی غیر اللہ سے انعام کی توقع رکھیں۔ اور اس ڈر و خوف کی وجہ سے کسی غیر کی پرستش نہ کریں۔ ہر نعمت خدا تعالےٰ کی عطیہ ہے۔

مصائب میں خدا کی یاد

زلزلہ آجائے تو تم سب کو بھول جاتے ہو اور صرف خدا سے دعا کرتے ہو کہ بچاؤ۔ خدا کی جناب میں دوہائی دی جاتی ہے۔ یقین ہو جاتا ہے کہ اس وقت سوائے خدا کے اور کوئی کام نہیں آسکتا۔ سمندر میں جب طوفان آتا ہے تو جہاز میں سفر کرنے والوں کو سوائے پانی محدود وسیع نیلگوں آسمان کے اور کچھ نظر نہیں آتا۔ اس وقت چھوٹا بڑا ہر انسان لرزتا ہے اور خدا کے سوائے کسی کو نہیں پکارتا۔ وہاں سوائے خدا کے اور کوئی بچانے والا نظر نہیں آتا۔ مجھے خود اس کا تجربہ ہوا ہے جو جنگ عظیم کے آخری دنوں میں میں انگلستان میں سے واپس وطن آیا تھا۔ بحری جہاز میں سوار تھا۔ وہاں آبدوز کشتیاں ہمارے جہاز کو تباہ کرنے پر آمادہ تھیں۔ جب وہ قریب آجاتیں تو لوگوں کے اوسان خطا ہو جاتے تھے۔ اس جہاز میں اکیلا میں ہی ہندوستانی تھا۔ باقی ملٹری کے آفیسر تھے۔ وہاں سوائے خدا کے اور کوئی بچانے والا نظر نہیں آتا تھا ہمارا جہاز بچ نکلنے کے لئے مالٹا کی کھاڑی میں جا گھسا۔ بچ جانے پر شکر گذاری کے لئے وہاں گرجا کیا گیا۔

نعماء سے غفلت پیدا ہوتی ہے

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ زندگی اور مال و متاع کی نعمتیں خدا تعالےٰ کی طرف سے ہیں لیکن اکثر یہی نعمتیں انسان کو اپنے خدا سے غافل کر دیتی ہیں۔ کبھی عہدہ انسان کو اپنے خالق سے غافل کر دیتا ہے تو کبھی دولت و ثروت موجب غفلت ہوتی ہے اس غفلت کو دور کرنے کے لئے خدا تعالےٰ کبھی زلزلہ بھیجتا ہے اور کبھی وبائیں بھیجتا ہے۔

(باقی برصفحہ کالم ۳)

مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی

کتاب محمد اِن ورلڈ سکرپچرز جلد دوم

حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی سب سے پہلی تصنیف لطیف براہین احمدیہ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدق دعوے پر ۳۰۰ دلائل دینے کا وعدہ فرمایا تھا آپ نے اس کتاب کو چار مجلدات میں شائع کیا جس میں دنیا کے تمام علماءِ مذاہب کو مخاطب فرما کر قرآن مجید کو بے نظیر کتاب اور آنحضرت صلعم کا معجزہ علمی اور آپ کے صدق دعوے پر برہان بینہ قرار دیا یہ کتاب اپنی نوعیت اور موضوع کے اعتبار سے ایک بے نظیر تصنیف ہے اور حضرت صاحب کے خداداد علم اور اس صدی کا مجدد ہونے کی روشن دلیل ہے۔ یہ اصل کام ہے جو جماعت احمدیہ کی ساری کوششوں کا مرکز اور محور ہونا چاہیئے۔ اس سلسلہ میں جو کچھ بھی کیا جائے گا وہ حضرت مسیح موعود کے نام پر معنون اور آپ ہی کا فیضان اور کام سمجھا جائے گا۔

براہین احمدیہ وہ کتاب تھی جس نے علماء زمانہ سے تحسین تراج وصول کیا اور یہی وہ کتاب تھی جسے پڑھ کر میرے والد مرحوم حضرت صاحب کے گرویدہ اور آپ کی بیعت کرنے کے مشتاق ہوگئے۔ میں نے جب ہوش سنبھالا تو اسی چشمہ معرفت سے پانی پیا۔ آریوں اور عیسائیوں کے چوٹی کے علماء سے کامیاب مناظرے اور مباحثے کئے۔ اب یہ کتاب جس کا نام محمد اِن ورلڈ سکرپچر ہے پہلے ایک ادھوری سی کوشش تھی تاہم ۵۰۰۰ کی تعداد میں بہت جلد فروخت ہوگئی اس کا دوسرا ایڈیشن تین جلدوں میں ۱۵۰۰ صفحات پر مشتمل ہے اس کی پہلی جلد سال گذشتہ شائع ہوئی تھی اس کی دوسری جلد انشاء اللہ تعالیٰ جلد پریس سے باہر آرہی ہے۔ اس کتاب میں اگر میرا حساب غلط نہیں تو ۵۰۰ دلائل اور روشن نشانات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صدق دعوے پر دیئے گئے ہیں ان دلائل کا منبع اور مرکز میرا دماغ اور ناقص علم نہیں اور نہ دنیا کے فلسفہ اور منطق کے یہ مرہون ہیں یہ براہین انبیاءؑ عالم کے خداداد علم یا وحی الٰہی سے مستنبط ہیں۔ میرا کام صرف اتنا ہے کہ میں نے کچھ اجنبی زبانوں کو پڑھ کر تمام مذاہب کی کتب مقدسہ کو پڑھا اور دنیا کی بڑی بڑی لائبریریوں سے استفادہ کیا ہے۔ ان کی کتب مقدسہ کے ماننے والے علماء نے خود اپنی کتابوں کی جن عبارات کو مشتبہ، بے معنی، لاز اور معمہ قرار دے کر عسیر الفہم قرار دیا ہوا تھا میں نے ان کی آسان مگر معقول تشریح کر دکھائی ہے ویدوں۔ بائبل کے صحیفوں۔ ژنداوستا، دساتیر۔ بابلی اور مصری اشارات و کتبات۔ بدھ مذہب کی کتب اور اناجیل کو قرآن مجید کی روشنی اور محمد صلعم کی سیرت و سوانح حیات کی روشنی میں پڑھنے کی کوشش کی ہے۔ اس کتاب کی دوسری جلد انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب آپ کے ہاتھوں میں ہوگی۔ . . . .

آپ خود حساب لگالیں کہ اس میں کس قدر دلائل اور نشانات محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت پر دیئے گئے ہیں۔ اسی میں طرانی سنسکرت۔ ژندی زبان اور کئی ایک دنیا کی دوسری زبانوں کے فوٹو بلاک دیئے گئے ہیں۔ دنیا کے ہر معلوم نبی کی کوئی نہ کوئی پیشگوئی درج کر کے قرآن مجید کے اس دعوے کا زندہ ثبوت دیا گیا ہے:

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ۭ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰي ذٰلِكُمْ اِصْرِيْ ۭ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ۭ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ

(۳ : ۸۰) اور جب اللہ نے نبیوں کے ذریعہ سے عہد لیا اس لئے کہ میں نے تمہیں کتاب اور حکمت دی ہے پھر تمہارے پاس وہ رسول آئے جو اس کی تصدیق کرنے والا ہو جو تمہارے پاس ہے تو تم نے ضرور ہی اس پر ایمان لانا ہوگا اور اس کی مدد کرنا ہوگی کیا تم اس کا اقرار کرتے ہو اور اس پر میرا عہد لیتے ہو انہوں نے کہا ہم اقرار کرتے ہیں کہا پس گواہ رہو اور میں تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں۔

چند ایک دلائل کا خلاصہ

(۱)۔ اقوام عالم کی 700 زبانوں میں اللہ تعالیٰ کے ۱۵۵ نام ان کے معانی (از روئے قواعد ان کی واحد جمع اور تانیث) اس کے بالمقابل محمد صلعم کے بتاتے ہوئے عربی زبان کے نام اللہ کا اسم ذات اور اسم اعظم ہونا۔ ۹ دلائل

(۲)۔ عبرانی زبان کے بتانے ہوئے خدا کے نام یہوواہ پر سیر کن بحث۔ درحقیقت یہ خدا کا نام نہیں اس کے صحیح تلفظ میں علماء کے اختلافات۔ مسیحؑ نے ایک دفعہ بھی خدا کا یہ نام نہیں بتایا۔ ۵۰۰ ق سال کے بعد اب علماء نے بتایا ہے کہ اس کا صحیح تلفظ یہوواہ غلط ہے۔ ان کے خیال میں اب خدا کا نام یہوہ ہے اور معنی آنے والا خدا، ہے آنے والا خدا، کا مطلب اور معقول مفہوم یہی ہوسکتا ہے کہ آنے والا مثیل موسیٰ (محمد صلعم) اس کا اسم ذات یا اسم اعظم بتائے گا اور اس کی صفات حمیدہ کا صحیح علم دیگا یہ مضمون اصل کتاب ۵۰ صفحات پر پھیلا ہوا ہے۔

(۳)۔ محمد صلعم کا لایا ہوا دین تمام انبیاء عالم کا جامع دین ہے پہلے انبیاء کو دینِ اسلام کا ایک ایک جزو دیا گیا۔ اس مضمون کو واوحی ربک الی النحل الخ کی تعبیر سے ۱۰۰ دلائل دیئے گئے ہیں۔

(۴)۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کا مرکز۔ کعبۃ اللہ تمام ادیانِ عالم کے مراکز کی برکات کا جامع ثابت کیا گیا۔ ۱۱ دلائل

(۵)۔ از روئے کتب مقدسہ محمد صلعم کے حق میں البلد و حجاز اشجار طیبہ کی شہادت ۱۰ دلائل۔

(۶) کتب مقدسہ اور مذاہب میں کلمات راز 'امیت' الفا اومیگا، میتیرا، ماایت۔ مارانا تا اور ادوم وغیرہ سے مراد محمد صلعم ہیں۔ ۱۰ دلائل

(۷)۔ مصر۔ جرمن اور آریہ مذہب کا کلمہ راز سواستکا دراصل محمد سراجاً منیرا کی بشارت ہے۔ ۱۵ دلائل

(۸)۔ مصر قدیم کی کتاب مقدس "کتاب الموتیٰ" میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ۵۰ صفات کا ذکر۔

(۹)۔ آدم کی وحی میں ۵ پیشگوئیاں۔ بائبل کے الزامات کی تردید کہ (۱) آدم نے خدا کے حکم کی نافرمانی کی (۲) عورت پر آدم کو بہکانے کا الزام (۳) عورت کا دُکھ سے بچہ جننا کسی گناہ کی سزا نہیں بلکہ اس کے لئے جنت کا دروازہ کھولنے والا نیک عمل ہے۔ (۴) شیطان کا سر کچلنے والا پیغامبر آنے کی پیشگوئی۔ (۵) انسان کا محنت مشقت اور پیشانی کے پسینہ سے روٹی کمانا بھی سزا نہیں بلکہ از روئے اسلام انسان کی تمام ترقیوں اور اشرف المخلوقات ہونے کا ذریعہ ہے آنحضرت صلعم نے تمام بنی آدم کی قوموں کی مساوات کا اعلان فرما کر تفرقہ انداز شیطان کا سر کچل دیا۔

(۱۰)۔ حضرت ادریسؑ (حنوک) کی تین پیشگوئیاں آنحضرت صلعم کے بارہ میں (۱) ایک عظیم الشان نبی آئے گا (۲) دس ہزار قدوسی اس کے ساتھ ہوں گے جس نے دس ہزار قدوسی بنا دیئے وہ خود کتنا بڑا قدوس ہوگا (۳) تاکہ سبھوں کی عدالت کرے۔ انبیاء عالم کی صداقت اور ان کے مخالف بے دینوں کو ملزم ٹھہرائے گا۔

(۱۱)۔ نوح علیہ السلام یا آدم ثانی کی پیشگوئیاں۔ طوفانِ نوح کا ذکر ہندو کتب میں۔ بدیوں اور گناہ کی کثرت کی وجہ سے دنیا غرق کردی گئی اور نوح (منو) معہ سات رشیوں کے کشتی پر سوار ہو کر بچ گیا۔ ایک دفعہ پھر دنیا میں بدیوں اور گناہ کا طوفان برپا ہوگا اس وقت طوفان سے بچانے والی ایسی کشتی ہوگی جو ساری دنیا کو بچانے والی رحمۃ للعالمین کی کشتی (قرآن مجید) ہوگی جو اس کشتی سے فائدہ نہ اُٹھائیں گے خسارہ میں رہیں گے۔ ویدوں کا رشی دُعا کرتا ہے کہ ہم اس کشتی میں سوار ہوں۔ یہ کشتی دنیا و آخرت دونوں کے عذاب سے بچانے والی ہے۔ یہ کشتی دینِ حق کی کشتی ہے۔ کشتی تیار کرنے والا آئے تو امن لائے گا۔ جائے گا تو امن دے کر جائے گا۔ اس کشتی کا ناخدا آریہ نہیں ہوگا۔ یہ کشتی ہمیشہ راہ راست پر چلنے والی ہے دنیا کی آبادی کو ویدنے دو حصوں میں تقسیم کیا ہے آریہ اور اناریہ پس وہ ناخدا آریہ نہ ہوگا۔ وید بتاتا ہے کہ یہ کشتی ۱۱۴ چپوؤں والی ہوگی۔ چنانچہ قرآن مجید کی ۱۱۴ سورتیں ہیں۔ نوح کی پیشگوئی ایک طرف ویدمیں دوسری طرف ژنداوستا میں تیسری طرف بائبل کی کتاب گل گمیش میں اور بائبل میں موجود ہے اور جناب مسیحؑ نے بدیوں کا طوفان ان کے بعد آنے کا ذکر کیا ہے مگر بائبل کے بیان کے مطابق اس طوفان میں ساری دُنیا غرق نہ ہوگی اور آسمان پر قوس و قزاح کا نشان خدا کے اس عہد کا نشان ہے قوس و قزاح درحقیقت رحمتِ الٰہی کا دوسرا نام ہے

(باقی برصفحہ کالم ۲)

حامد الرحمٰن حبیب لائلپوری

روزہ اور اس کا نفسیاتی تجزیہ

روزہ اسلام کا دوسرا اہم ترین رکن ہے جس کا تارک گنہگار اور منکر بالاجماع کافر ہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ الصوم نصف الصبر اور دوسری روایت میں فرمان ہے۔ الصبر نصف الایمان اس لحاظ سے روزہ ایمان کا چوتھائی ¼ ہے۔ چنانچہ اللہ تبارک و تعالےٰ کا قول اس باب میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث قدسی میں ارشاد فرمایا ہے کہ سب نیکیاں دس گنے ثواب سے سات سو گنے تک ہوں گی۔ مگر روزہ رکھنا۔ کہ وہ خاص میرے واسطے ہے۔ اور میں ہی اس کا اجر دوں گا۔ اس خاصیت کے سبب تمام ارکان اسلام پر روزے کو فوقیت ہے۔ اس کی فضیلت میں یہی جاننا کافی ہے کہ مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ کہ روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کے نزدیک زیادہ اچھی ہے مشک کی خوشبو سے" ایک دوسری حدیث میں ارشاد ہے کہ جنت کا ایک دروازہ باب الریان ہے۔ اس میں بجز روزہ دار کے اور کوئی نہ جائے گا۔ اور روزہ دار کو اس کے روزے کے عوض اللہ تعالےٰ کے دیدار کا وعدہ ہو چکا ہے۔ نیز صحیحین میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔ کہ روزہ دار کو دو خوشیاں ہیں۔ ایک افطار کے وقت اور ایک رب کے دیدار کے وقت۔ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب رمضان کا مہینہ داخل ہوتا ہے۔ تو جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند ہو جاتے ہیں (ترمذی۔ ابن ماجہ۔ اور مستدرک حاکم)

روزے کے متعلق یہ کتنی لطیف حقیقت ہے۔ کہ روزہ دار دن بھر اپنا کام کرتا رہتا ہے۔ کوئی ہل جوت رہا ہے کوئی ڈھور چرا رہا ہے تو کوئی تجارت میں لگا ہوا ہے۔ کوئی مزدوری کر رہا ہے اور کوئی پڑھنے لکھنے میں مصروف ہے مگر یہ تمام فرض ہیں کیوں کہ خدائے تعالےٰ کا فرمان ہے کہ کتب علیکم الصیام۔ یعنی روزے میں نے تم پر فرض کر دیئے ہیں۔ سبحان اللہ کام اپنے کئے جاؤ اور ثواب سارا دن عبادت کا ملے گا۔ اور وہ بھی فرض عبادت کا۔

بعض ظاہری اہل علم احادیث مقدسہ پر خواہ مخواہ اعتراض کرنے لگ جاتے ہیں کہ اگر شیاطین بند کر دیئے جاتے ہیں تو پھر گناہوں کا صدور کیوں ہوتا ہے۔ وہ نہیں جانتے کہ ہماری پست اور محدود عقل۔ شریعت مطہرہ کے ارفع اور اعلےٰ اور لامحدود اسرار و غوامض کو کبھی نہیں پا سکتی۔ دوسرے احادیث نبوی مثل خواب کے ہیں۔ خواب کے الفاظ کچھ اور ہوتے ہیں اور خواب کی تعبیر کچھ اور۔ مولانا فرماتے ہیں:۔

گر باستدلال کار دیں بُدے
فخر رازی رازدار دیں بُدے

یا جیسا کہ دنیا کو قنطرہ یعنی پل فرما دیا گیا ہے۔ اور ایک دوسری جگہ الدنیا سجن کے الفاظ آئے ہیں۔ تو دنیا حقیقتاً نہ پل ہے اور نہ جیل خانہ۔ البتہ حدیث میں معنوی طور پر یہ دونوں لفظ دنیا کی حقیقت پر خوب چسپاں ہوتے ہیں اور بہترین ترجمانی کرتے ہیں۔ ورنہ شیطان کوئی مادی مخلوق نہیں۔ اور نہ خدا کا قید خانہ اینٹوں اور گارے سے بنا ہوا ہے مسبب الاسباب کو اسباب کی کیا حاجت ہے۔ جس طرح آنے والے مادی اور مرئی حادثات خواب میں نظر آ جاتے ہیں ٹھیک اسی طرح اہل باطن کو غیر مرئی مخلوق کا مقید منکشف ہونا کوئی محال از قبیل عدم نہیں ہے بلکہ قرین حقیقت ہے۔ ع

قطرہ ہے کہ جو کون و مکاں کے پار ہو جائے
گر جب اوس نے تاباں پر پڑے مہر یکار ہو جائے

روزہ کا حقیقی مقصد تمام اعضاء کو شہوات سے روکنا ہے۔ اسی لئے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "بعض روزہ داروں کو سوائے بھوک اور پیاس کے کچھ حاصل نہیں ہوتا" نیز روزہ۔ خدا کے دشمن (ابلیس) پر دباؤ اور غالب ہوتا ہے۔ کیونکہ شیطانی وسوسوں کا وسیلہ شہوات ہیں، جو کھانے اور پینے سے قوی ہوتے ہیں۔ یہی وجہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "شیطان آدمی کے خون کے چلنے کی جگہوں میں پھرتا ہے۔ پس اس کے راستوں کو بھوک سے تنگ کرو" اور چونکہ دشمنِ خدا کی بیخ کنی میں خدائے تعالےٰ کی نصرت ہے اور اللہ تعالےٰ کا بندے کو مدد کرنا اسباب پر موقوف ہے۔ کہ بندہ اس کی نصرت کرے۔ جیسا کہ پروردگار عالم جل و علیٰ کا ارشاد ہے والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا۔ شہوات کو توڑنے کا حکم اس لئے ہے کہ شہوات شیاطین کی چراگاہیں ہیں۔ پس جب تک ہری بھری رہیں گی ان کی آمد و رفت موقوف نہ ہوگی۔ اور اس حالت میں بندے پر خدا کا جلال ظاہر نہ ہوگا اور اس کی لقا سے محجوب رہے گا۔ حضور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔ اگر بندوں کے دلوں پر شیاطین دورہ نہ کرتے۔ تو وہ آسمان کے ملکوت کو دیکھنے لگتے۔" پس جو لوگ رمضان المبارک میں جرائم کے مرتکب ہوتے ہیں۔ وہ روزہ رکھ کر بھی روزہ داروں میں شمار نہیں ہوتے۔ اور اکثر تو افطاری کے وقت قسم قسم کے مرغوب اور عادت سے زیادہ کھانوں کا انتظام کرتے ہیں۔ یعنی ایک وقت جس میں کھانے سے رکے تھے اس کا اور دوسرے وقت کا کھانا ملا کر کھا جاتے ہیں یعنی روزے کا اصل مقصد ہی فوت ہو جاتا ہے۔ روزہ کا مقصود تو یہ تھا۔ کہ بھوک سے شیطانوں کے راستوں کو تنگ کرو" اور یہ الٹے قوی غذاؤں کو استعمال کر کے ان کی راہوں کو کشادہ کرتے ہیں۔ ازدی در ضعفا میں حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ سے روایت ہے۔ کہ پانچ چیزیں روزہ توڑ دیتی ہیں جھوٹ۔ چغلی۔ غیبت۔ جھوٹی قسم۔ اور شہوت سے دیکھنا۔ پس جو لوگ ماسوائے اللہ سے منہ موڑ کر خالصتہً خدا کے ہو جاتے ہیں۔ اور لوازم و شرائط صوم کی پوری نگہداشت کر کے وصول حق کے مرتبہ جلیلہ پر پہنچ جاتے ہیں وہ شیاطین کی دستبرد سے قطعی اور یقینی طور پر محفوظ و مصئون ہو جاتے ہیں۔ اور جو شیطانی صفات کو اپناتے ہیں۔ وہ بذاتہٖ شیطانی رنگ میں رنگین ہو کر رہ جاتے ہیں۔ انہیں بہکانے کی ابلیس کو ضرورت ہی نہیں ہوتی اسی لئے شیطانوں کو بند کر دیئے جانے والی روایت کے آخری الفاظ یہ ہیں:۔

"پس اے طالب خیر بڑھ اور اے طالب شر بس کر۔ جب تک پوری پوری حدیث یاد نہ ہو۔ حقیقت واضح نہیں ہوتی۔ اب پڑھیئے:۔

جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا۔

یعنی نور حق کی جگہ ظلمت باطل کا کیا کام، اور اجتماع ضدین یوں بھی امر محال ہے۔ (احیاء العلوم)

دوسرے۔ اللہ تعالےٰ کی ایک صفت صمدیت ہے۔ یعنی بھوک اور پیاس کا نہ ہونا۔ خدا کے اس رنگ کو اختیار کرنا۔ اور شہوات سے رکنے میں ملائکہ مقربین کی اقتدا کرنا اور آدمی کا مرتبہ (حیوانوں) کے اوپر واقع ہوئی ہے۔ اگر فرشتوں کی سی صفات اختیار کرے تو اعلےٰ علیین پر فائز ہو جاتا ہے اور اگر بہائم کی صفات کو اپنا لے تو اسفل السافلین میں جا گرتا ہے۔ اسی وجہ سے بعض علماء نے فرمایا کہ "بعض روزہ دار افطار کرنے والے ہیں۔ اور بعض افطار کرنے والے روزہ دار ہوتے ہیں۔ افطار کرنے والے روزہ دار وہ ہیں جو اپنے اعضاء کو گناہوں سے محفوظ رکھ کر کھاتے پیتے ہیں۔ اور روزہ دار افطار کرنے والے وہ ہیں جو کھانا پینا تو ترک کر دیتے ہیں مگر گناہوں سے نہیں بچتے۔ پس ہر احکام کے مستحق مطیع اور فرمانبردار ہی ہو سکتے ہیں شیطان کا مقید ہونا مومنوں کے لئے خوشخبری ہے جو خود شیطان یا شیطان کے ایجنٹ بن جائیں۔ ان کا تو ذکر ہی فضول ہے۔ ذلک۔

صائم اگر ہیں دن کو تو قائم ہیں رات کو
لمعات نور بن گئے لمحاتِ صبح و شام
حامد عطاء لطفِ حبیب خدا پرس
پر آتش عقوبت دوزخ شدہ حرام

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں۔ (منیجر)

تلخیص و ترجمہ
غلام نبی مسلم

اسلام نے خیرات کو انقلابی حیثیت عطا کی

احادیث نبوی اور اقوال صحابہؓ سے ابن حزم کی تائید

ابن حزم کا اضافی ٹیکس کا نظریہ

ابن حزم کے مجوزہ ٹیکس کے خاص خاص نقاط حسب ذیل ہیں :۔

(۱) اس زمانے میں مسلم معاشرے میں ایک مفلس آدمی کا کم از کم معیارِ زندگی اور اس کی تکمیل کے لئے حکومت کا فرض۔

(۲) اس مقصد یا انسانیت پرور مقصد کے حصول کے لئے اضافی ٹیکسوں کی تفصیل۔

(۳) اپنے نظریے کی تائید میں اثباتی دلائل۔

آپ اپنی تصنیف "المحلّٰی" جلد ہفتم میں لکھتے ہیں :۔

"ہر ملک میں غریبوں کی امداد دولت مندوں پر فرض ہے۔ اور اگر کسی ملک میں زکوٰت کی مقدار ضروریات کے لئے ناکافی ہو تو حکومت مطلوبہ رقم کے حصول کے لئے طاقت سے کام لے سکتی ہے۔"

اس طرح جو آدمیات قائم ہے۔ (۱) امیروں کی دولت میں غرباء کا حصہ زکوٰۃ کی مقدار سے بڑھ گیا (۲) اگر زکوٰۃ ضروریات پوری کرنے میں ناکامی ہو تو زکوٰۃ کی وصولی کے بعد حکومت مزید رقم وصول کرے۔

ابن حزم کے نظریے میں سب سے اہم بات وہ معیارِ زندگی ہے جو اس نے غرباء کے لئے مقرر کیا اور حکومت کا فرض ہے کہ اس معیار کے حصول کے لئے ضروری ٹیکس لگائے۔

انہی کے الفاظ میں :۔

"غرباء کو ضروری غذا مہیا کی جائے۔ گرمی اور سردی کے مطابق ضروری کپڑے بہم پہنچائے جائیں اور بارش اور گرمی سے بچاؤ اور بچنے کے لئے مکان دیا جائے۔"

یہ تصور فی نفسہٖ حیرت انگیز اور ترقی پسندانہ تھا۔ غذا، لباس اور رہائش کے سلسلے میں کم از کم معیارِ زندگی کا تصور کسی انقلابی مجلسی مصلح کے ذہن میں ہی آسکتا تھا۔ اس رجحان کی عظمت اس وقت اور بھی بڑھ جاتی ہے جب ہم دیکھتے ہیں کہ ابن حزم سے پہلے فقہاء نے غرباء کے حق کی تعیین تو درکنار ان کی ضرورت کی طرف مطلقاً توجہ ہی نہ دی، انہوں نے زیادہ تر زکوٰت کا اس کی انواع اور مقدار پر زور دیا اور رسمی ذرائع سے تصاریحات کرنے میں مصروف رہے،

ابن حزم کے تصور کی رُو سے حکومتوں کے لئے ضروری ہوگیا ہے کہ وہ (۱) غریبوں کو سر چھپانے کی جگہ دیں (۲) انہیں کافی غذا مہیا کریں۔ (۳) اور ضروری کپڑے بہم پہنچائیں۔

ان ذمہ داریوں کے پورا کرنے کے لئے حکومت کو حق حاصل ہے کہ وہ ضروری سرمایہ بہم پہنچائے خواہ اس غرض کے لئے اسے زکوٰۃ سے زائد ٹیکس عائد کرنے پڑیں

ابن حزم کو غیر رسمی طور پر یہ بات جرأت کے ساتھ طے کرنا پڑی کہ ایک معقول معیار پر قرار رکھنے کے لئے غریبوں کو دولتمندوں کی دولت سے خاص مقدار میں حصہ ملنا چاہیئے۔ ایسے جدید اور دور رس نظریے کے لئے بلاشبہ ابن حزم ایسے بالغ النظر محقق کی ضرورت تھی ان کے دلائل کو ہم دو حصوں میں تقسیم کر سکتے ہیں :۔

۱۔ جو دلائل قرآن و سنت سے اخذ کئے گئے

۲۔ صحابہؓ اور تابعینؒ کے اقوال۔

ابنِ حزم کے نظریات کی قرآن و سنت سے تائید

قرآن حکیم سے اپنے خیال کی تائید میں فرماتے ہیں :۔

"اس کا ثبوت یہ ہے کہ اللہ تعالے قرآن حکیم (۲: ۲۱۵) میں فرماتا ہے "جو کچھ تم خرچ کرو وہ والدین، قریبیوں، یتیموں مسکینوں اور مسافروں کے لئے ہے"

پھر ہم قرآن کریم میں یہ بھی پڑھتے ہیں :۔

"اور ماں باپ کے ساتھ احسان کرو اور قریبیوں کے ساتھ بھی، اور یتیموں اور مسکینوں اور قریبی پڑوسی اور پاس والے ساتھی اور مسافر" (۴: ۳۵)

ان الفاظ میں اللہ تعالے نے حکم دے دیا کہ حاجتمندوں، مسافروں اور غلاموں کا تمہارے مال میں حق ہے۔ خیرات کے لفظ میں وہ تمام اقوام شامل ہیں۔ جن کا شریعت نے دینا لازم قرار دیا ہے۔ اور اس ذمہ داری سے گریز ایک حکم عدولی اور جرم ہے۔ پھر اس نے ضرورت مندوں کو کھانا کھلانا عبادت کے ساتھ ساتھ بیان کر دیا ہے۔

ابن حزم نے تفہیم قرآن و سنت میں جو طریق اختیار کیا ہے اس پر غور ضروری ہے۔ اُن کی رائے میں شریعت کی رُوح تک پہنچنے اور اس کے مقاصد کی تکمیل کے لئے اُن تمام قیود سے نجات ضروری ہے جو ذرائع اور سنت کے سلسلے میں فقہاء نے عائد کر رکھی ہیں ......

۔۔۔ اور اس جذبے کے پیش نظر وہ سنت سے مسائل کا حل اخذ کرتے ہیں۔

ابن حزم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول نقل کیا ہے " جو رحمدل نہیں اس پر رحم نہیں کیا جائے گا"۔

اس حدیث پر تبصرہ کرتے ہوئے کہتے ہیں" اور وہ جس کے پاس فالتو سرمایہ ہے، اور اپنے مسلم بھائی کو بھوکا یا ننگا یا پریشان حال دیکھ کر اس کی لما حقہٗ امداد نہیں کرتا۔ اس پر یقیناً رحم نہیں کیا جائے گا"

پھر وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک اور حدیث پیش کرتے ہیں :۔

"ایک مسلم دوسرے مسلم کا بھائی ہے۔ اسے چاہیئے کہ نہ اپنے بھائی کو دُکھ دے اور نہ ہی اس سے بے انصافی کرے" اور اس حدیث کے ضمن میں لکھتے ہیں کہ "جو اپنے بھائی کو بھوکا یا ننگا چھوڑ دیتا ہے۔ حالانکہ وہ اسے غذا اور لباس مہیا کر سکتا ہے وہ اپنے بھائی کی پستی کا ذمہ دار ٹھہرایا جائے گا"

انہوں نے حضرت ابو سعید الخدری سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ روایت بھی بیان کی گئی ہے :۔

"جس کے پاس فالتو کپڑا ہے اسے اپنے حاجتمند بھائی کے حوالے کر دے اور جس کے پاس فالتو غذا ہے اسے فاقہ کش کو عطا کر دے" حضرت ابو سعید الخدریؓ نے مزید فرمایا" اس حدیث کو تمام اشیاء پر چسپاں کرنے سے عیاں ہے کہ کسی فالتو شئے پر ہمارا کوئی حق نہیں" اس پر تبصرہ کرتے ہوئے ابنِ حزم لکھتے ہیں :۔

"ان الفاظ میں حضرت ابو سعیدؓ نے اس مسئلہ پر صحابہ کرامؓ کا اجماع بیان کر دیا ہے۔"

ابن حزم کے مرکزی نقطہ کو سمجھنے کے لئے ایک حقیقت کا ذکر ضروری ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ انہوں نے قرآن و سنت کی تعلیم کو نظر انداز نہیں کیا بلکہ وہ اس سے متاثر تھے، تمام آیات اور احادیث پر مجموعی نظر ڈالنے سے واضح ہو جاتا ہے کہ ایک مسلم پر لازم ہے کہ وہ اپنے حاجت مند دینی بھائیوں کو زیادہ سے زیادہ مدد دے اور انہیں باوقار زندگی بسر کرنے کے قابل بنا دے۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تصریحات سے بھی ابن حزم کے اس نظریئے کی تائید ہوتی ہے کہ اگر زکوٰۃ کی رقم سے غربت کا مسئلہ حل نہ ہو تو حکومت دولت مندوں سے مزید رقم حاصل کر سکتی ہے۔ دراصل ابن حزم نے آنحضرت صلعم، خلفائے راشدینؓ اور صحابہ عظامؓ کے عمل کو اساس قرار دے کر اپنے نظریئے کی تعیین و تخصیص کی اور اسے ٹھوس بنیاد پر قائم کیا۔

یاد رہے کہ اقوال نبویؐ سے زائد ٹیکس کے عام اصول مرتب ہوتے ہیں پھر بقول حزم حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں "تمہارے مال میں زکوٰۃ کے علاوہ غرباء کے دوسرے حقوق بھی ہیں"۔ پھر لکھتے ہیں "شعبیؒ، مجاہدؒ، طاؤسؒ اور دوسرے اکابر متفقہ طور پر تسلیم کرتے ہیں کہ "دولت

میں زکوٰۃ کے علاوہ دوسرے حقوق بھی ہیں"۔ صرف ضحاک بن مزاحم نے اس سے اختلاف کر کے لکھا ہے "زکوٰۃ کے بعد دولت میں کوئی حق باقی نہیں رہ جاتا" مگر ابن حزم تبصرہ کرتے ہیں کہ فقہاء کی نظر میں ضحاک کی ذاتی رائے تو در کنار ان کی پیش کردہ روایات کوئی وزن نہیں رکھتیں"۔

یاد رہے کہ جن ناموں کا انہوں نے ذکر کیا ہے، ان میں سے ایک تو جلیل القدر صحابی ہیں اور دوسرے تابعین، مذکورہ آراء میں زکوٰۃ کے علاوہ ٹیکسوں کو اصولی طور پر تسلیم کیا گیا ہے مگر ابن حزم نے اپنی تائید میں حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ کی زیادہ واضح رائے پیش کی ہے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا:—

"خدا نے دولت مندوں پر فرض کیا ہے کہ وہ غرباء کو اس قدر مال دیں جس سے اُن کی حاجات پوری ہو سکیں، اگر غرباء کے پاس خوراک اور کپڑے کی کمی ہے تو اس کا موجب دولتمند ہیں اور اللہ تعالےٰ قیامت کے دن اُن سے باز پرس کرے گا اور انہیں عذاب دے گا۔

اس روایت سے واضح ہے کہ ٹیکس کو زکوٰۃ تک محدود نہ کیا جائے بلکہ ضروریات پوری نہ ہونے کی صورت میں مزید ٹیکس عائد کیا جائے۔ تاکہ سب لوگوں کو خوراک اور کپڑا مہیا کیا جائے۔ ابن حزم کا یہ بیان دراصل حضرت علیؓ کے بیان کا اعادہ ہی ہے۔ اور حضرت علیؓ نے بھی دوسروں سے الگ کوئی نئی بات نہیں کہی تھی البتہ انہوں نے بعض تفصیلات کا اضافہ کیا۔

اس جدت کی اہمیت

اس بات کی اہمیت صرف اس وقت عیاں ہوگی جب زکوٰۃ کا مقصد اور اس میں مقصد کے حصول کی صلاحیت سامنے آئے گی۔ یہ صاف بات ہے کہ زکوٰۃ ایک مجلسی ٹیکس ہے۔ جس کی غرض اسلامی معاشرہ سے غربت اور اس سے متعلقہ خرابیوں کا انسداد ہے لیکن کیا زکوٰۃ تمام حالات میں غربت کا خاتمہ کر سکتی ہے۔ اور اس مقصد کے حصول کے لئے اس میں تمام وسائل و ذرائع موجود ہیں۔ اور اگر زکوٰۃ اپنے مقصد کے حصول میں ناکام رہے تو کیا شریعت اسلامی میں اس امر کی گنجائش موجود ہے کہ زکوٰۃ کی کمی پوری کرنے کے لئے مزید وسائل اختیار کئے جا سکیں۔

اگرچہ زکوٰۃ کا مقصد غربت کا قلع قمع ہے تاہم اس کی تعیین میں غربت کی وسعت پیش نظر نہیں ہے۔ بالفاظ دیگر زکوٰۃ مقرر کرنے سے قبل غریبوں کی تعداد اور ان کی حاجات کا جائزہ نہیں لیا جاتا ہے۔ یہ ایک مقررہ ٹیکس ہے جس میں دولت کے ساتھ ساتھ کمی بیشی ہو سکتی ہے۔ اور غریبوں کی ضروریات کے پیش نظر مخصوص رقم کی وصولی کی ضامن نہیں۔ چنانچہ بعض حالات میں زکوٰۃ ناکافی ہوتی ہے۔ اور اگر غربت و افلاس کے دور کرنے کے لئے اسلامی قانون کو ذہن میں رکھیں تو ضروری ہے کہ ہم اپنی کوشش زکوٰۃ تک محدود کر دیں۔

یہ بھی ملحوظ رہے کہ مزید ٹیکس میں لچک ضروری ہے۔ تاکہ حالات کے مطابق رقم میں کمی بیشی کی جا سکے اور غرباء کی ضروریات پوری کی جا سکیں، پس مزید ٹیکس سے پہلے ضروری ہے کہ غرباء اور مزید ٹیکس اُن کی روشنی میں عائد کیا جائے۔ مزید ٹیکس کا یہ تصور صحابہ کرامؓ اور ان کے تابعین کے زمانے میں اُبھرا، جسے ابن حزم نے اختیار کیا۔ تاکہ غربت کے انسداد کے عظیم اسلامی مقصد کی تکمیل میں زکوٰۃ کی کمی پوری کی جا سکے۔

دور حاضر میں ابن حزم کے "زائد ٹیکس" کے نظریہ کی تشریح

یاد رہے ابن حزم نے محض زکوٰۃ کے ساتھ ساتھ ایک زائد ٹیکس کا تصور پیش کیا ہے۔ مثلاً اس نے یہ تخصیص نہیں کی کہ ٹیکس سرمایہ پر عائد کیا جائے۔ یا دولت کے دیگر ذرائع میں سے وصول کیا جائے۔ ہم تو چاہتے ہیں کہ یہ ٹیکس کسی ایسے طریق سے حاصل کیا جائے کہ جو مقصد اس کے سامنے ہے وہ پورا ہو جائے۔ یہ امر ثانوی حیثیت رکھتا ہے کہ یہ ٹیکس دولت مندوں پر کس صورت میں لگایا جائے، زیادہ آمدنی کی صورت میں یہ ان سے وصول کیا جا سکتا ہے۔ البتہ اس ٹیکس کے بجٹ کے لحاظ سے درجات ہونے ضروری ہیں۔

آخر میں یہ وضاحت ضروری ہے کہ غربت کے خاتمے کے لئے دور حاضر میں جو انکم ٹیکس وصول کیا جاتا ہے وہ اسلامی روح کے مطابق اور اس کے تقاضوں کو بہت حد تک پورا کرتا ہے۔ ابن حزم نے مدتوں پہلے اسی اقدام کی تبلیغ کی تھی، تاکہ مجلسی ضروریات کو پورا اور غربت کو دور کیا جا سکے۔

ایک بات واضح کرنا ضروری ہے۔ اور وہ یہ کہ زائد ٹیکس زکوٰۃ کی کمی کو پورا کرنے کے لئے تجویز کیا گیا ہے۔ اس لئے یہ کوئی جداگانہ ٹیکس نہیں۔ اب اس کا تخمینہ کیسے لگایا جائے؟ میری رائے میں معقول اسلامی حل حسب ذیل ہے:—

(۱) غریبوں کی تعداد اور ان کی ضروریات کا جائزہ لیا جائے۔

(۲) مسلمانوں سے وصول کردہ زکوٰۃ کی رقم اور غرباء کی ضروریات کا مقابلہ کیا جائے۔

(۳) غرباء کی ضروریات کے سلسلے میں "زائد ٹیکس" کی رقم کا اندازہ کیا جائے۔

زکوٰۃ اور زائد ٹیکس کو یکجا کر کے غریبوں کی ضروریات پوری کرنے کے لئے ایک مشترک ٹیکس بھی عائد کیا جا سکتا ہے، اس صورت میں ٹیکس کو زکوٰۃ اور زائد ٹیکس دو شقوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ یہ کہنا غیر محل نہ ہوگا کہ ان اقدامات کی اساس اس اسلامی اصول پر ہے کہ غربت کو دُور کرنے کے لئے زکوٰۃ کی وصولی اور غرباء میں تقسیم حکومت کے فرائض میں شامل ہے۔

ہم یہ بھی عرض کر دیں کہ جب ابن حزم نے ایک عام معیار زندگی کا ذکر کیا تو اس کے سامنے اپنے زمانے کے مجلسی حالات تھے، اور آج کم از کم ضروریات کے متعلق خیالات ابن حزم کے دور سے مختلف ہیں۔ آج ضروریات زندگی میں تعلیم، اور طبی سہولتیں وغیرہ بھی شامل کر لی گئی ہیں، جو ابن حزم کے دور میں ضروریات میں شامل نہ تھیں۔ اس لئے منصوبہ بندی کرتے وقت موجودہ دور کے تقاضوں کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔ پس ہمیں موجودہ معیار زندگی کے پیش نظر ٹیکس عائد کرنا ہوگا۔ اس طرح ہم یورپ اور امریکہ کے مقابل غربت کا مسئلہ بطریق احسن حل کر سکیں گے۔

خطبہ جمعہ

(بسلسلہ صفحہ ۴)

کبھی کسی خاندان کا ایک بہت قیمتی وجود لقمہ اجل ہو جاتا ہے یا کوئی نوجوان اور پیارا بچہ لقمہ اجل ہو جاتا ہے۔ تمام خاندان میں کہرام مچ جاتا ہے۔ گریہ و زاری سے بلا دُور ہو جاتی ہے مگر مصیبت کے دُور ہو جانے سے انسان پھر خدا کی یاد اور فرمانبرداری چھوڑ دیتا ہے۔

حضرت نبی کریم صلعم کی تعلیمات آج بھی اتحاد کا موجب ہو سکتی ہیں۔

اخلاق کی وہ بلندیاں جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حصہ میں آئیں وہ کسی اور انسان کے حصہ میں نہیں آئیں، آپ کی تعلیمات آج بھی کارآمد ہیں اور قوموں کو متحد کرنے اور ان کے درمیان امن پیدا کرنے کا موجب بن سکتی ہیں بشرطیکہ لوگ اُن کی طرف توجہ کریں اور ان کی پیروی کو اپنا لائحہ عمل بنائیں۔

خوشخبری:— اس کے بعد حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے جلسہ سالانہ کے بارے میں ایک ضروری پیغام دیا جو علیحدہ عنوان کے نیچے درج ہے۔

پیغام صلح مورخہ ۲۷ دسمبر ۱۹۶۷ء ۔ شمارہ ۵۲